دار الاشاعت کراچی

تخریج واصلاحات اور مکمل نظرثانی شدہ ایڈیشن

تاریخ ابنِ کثیر

اردو ترجمہ

البداية والنهاية

جلد ہفتم

حصہ سیزدہم و چہاردہم

آغاز ۵۸۹ھ ہجری۔ تاتاریوں کا ظہور، خلیفہ ناصر لدین اللہ کی خلافت اس کے بعد اس کے فرزند الملک الظاہر اور دیگر عباسی خلفاء کی خلافت کا بیان، معرکہ حمص وبلجمین اور قیساریہ میں کامیابی اور دیگر ۶۹۷ھ ہجری تک کے اہم واقعات کا بیان۔

۶۹۸ھ ہجری کا آغاز، المستکفی باللہ کی خلافت، مصنف تاریخ ہذا کے دور کے واقعات ابن تیمیہؒ کے حالات اسلامی سلطنتوں کا زوال افسوسناک، مصنفؒ کے چشم دید عجائبات وواقعات، ۷۶۷ھ ہجری تک کے اہم واقعات انتہائی تفصیل کے ساتھ۔

جلد ہشتم

حصہ پانزدہم و شانزدہم

قرب قیامت کے فتنے اور جنگیں، حضور ﷺ کی پیش گوئیوں کا ظہور و وقوع، علامات قیامت، مسیح دجال کی فتنہ انگیزیاں، عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، مہدی موعود کا ذکر اور قرب قیامت سے متعلق دیگر اسلامی تعلیمات قرآن وسنت کی روشنی میں۔

قیامت کے بعد کے مفصل احوال، مُردوں کا جلاء پانا، میدانِ حشر کی ہولناکی، حساب وکتاب کی آزمائش پل صراط کی تفصیل، حوض کوثر سے سیرابی اور جنت کے حسین وجمیل مناظر کی منظر کشی اور جہنم کے عذابوں کا تذکرہ قرآن وسنت کی روشنی میں۔

حافظ عماد الدین ابو الفدا اسماعیل ابنِ کثیرؒ متوفی ۷۷۴ھ

ترجمہ وتحقیق
مولانا عامر شہزاد
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

ترجمہ وتحقیق
مولانا ابو طلحہ محمد اصغر مغلؒ فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
مولانا ثناء اللہ محمود صاحب
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی واستاذ اسلامیہ کالج کراچی

دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : نومبر ۲۰۰۸ء علمی گرافکس
ضخامت : 920 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو از راہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

﴿........ ملنے کے پتے ....﴾

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

﴿انگلینڈ میں ملنے کے پتے﴾

Azhar Academy Ltd.
54-68 Little Ilford Lane
Manor Park, London E12 5Qa
Tel : 020 8911 9797

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

﴿امریکہ میں ملنے کے پتے﴾

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

البدایہ والنہایہ معروف بہ

تاریخ ابن کثیر

۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶

حصہ سیزدہم، چہاردہم، پانزدہم وشانزدہم

ختم شد تاریخ ابن کثیر

حصہ سیزدہم، چہاردہم، پانزدہم وشانزدہم

به انتهى البداية و بعده بدأ البداية

تاریخ ابن کثیر......حصہ سیزدہم

۵۸۹ ہجری کے واقعات

اس سال سلطان ملک ناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات ہوئی، جونہی اس سن کا آغاز ہوا تو وہ پوری طرح صحت مند اور سلامت تھے چنانچہ ایک بار وہ اور ان کے بھائی عادل شکار کے لئے دمشق کی مشرقی جانب نکلے ان کے اور ان کے بھائی کے درمیان یہ طے پایا کہ جب انہیں فرنگیوں (انگریزوں) کے معاملہ سے فراغت ہو جائے گی تو وہ رومی علاقوں کی طرف کوچ کریں گے اور اپنے بھائی (عادل) کو بغداد بھیجیں گے، پھر جب دونوں اپنی مہموں سے سبکدوش ہوں گے تو آذربائیجان کا رخ کریں گے جن میں عجمی علاقہ جات شامل ہیں کیونکہ ان علاقوں کا کوئی دفاع کرنے والا نہیں، اس کے بعد جب ۱۱ صفر پیر کے دن حاجیوں کی آمد ہوئی تو بادشاہ ان کے استقبال کے لئے نکلا، اس وقت ان کے ساتھ ان کے بھتیجے "سیف الاسلام" تھے جو یمن کے والی تھے، بادشاہ نے ان کا اکرام و اعزاز کیا اور اسے اپنے ساتھ رکھا۔ اور جب قلعہ کی طرف لوٹے تو باب الحدید سے داخل ہوئے۔ یہ بادشاہ کی آخری سواری تھی جس پر وہ اس دنیا میں سوار ہوئے تھے، پھر انہیں ۱۶ صفر ہفتے کی رات صفراوی بخار یعنی یرقان ہو گیا، صبح کے وقت "قاضی فاضل" (ابن شداد) اور ان کے بیٹے "افضل" ان کے پاس آئے، تو بادشاہ ان کے سامنے اپنی گزشتہ شب کی شدید تکلیف کی شکایت کرنے لگے، ایک دوسرے سے بات چیت انہیں لبھانے لگی لہٰذا ان کی یہ مجلس بادشاہ کے پاس ذرا طویل ہو گئی پھر ان کے مرض میں اضافہ ہوا اور مسلسل بڑھتا گیا، اس حالت کو دیکھ کر چوتھے دن اطباء و حکیم ان کے پاس گئے پھر ان کو خشکی ہو گئی اور اس کی وجہ سے انہیں اتنا پسینہ آیا کہ زمین پر بہنے لگا پھر خشکی تیز ہو گئی تو بادشاہ نے امراء اور سر برآوردہ لوگوں کو بلا بھیجا تو بادشاہ کے بیٹے "افضل نور الدین" کے لئے بیعت لی گئی جو اس وقت دمشق کا نائب تھا اور یہ بیعت کا قصہ اس وقت ہوا جب بہت زیادہ کمزوری اور کبھی کبھار ذہنی تعطل جیسی علامات ظاہر ہونے لگیں۔ اس حالت میں جو لوگ بادشاہ کے پاس آتے تھے ان میں "قاضی فاضل"، "ابن شداد" اور قاضی شہر ابن زکی شامل تھے۔ پھر صفر کی ستائیسویں تاریخ بدھ کی رات ان کی حالت بہت شدید ہو گئی تو بادشاہ نے کلاسہ کے امام الشیخ ابو جعفر کو آنے کا پیام بھیجا تا کہ وہ رات ان کے پاس قرآن پڑھیں اور جب جان کنی کا عالم ہو تو انہیں شہادت کی تلقین کریں، امام الکلاسہ شیخ ابو جعفر فرماتے ہیں کہ وہ بادشاہ کے پاس قرآن پڑھ رہے تھے اور وہ بے ہوش تھے، جب اس نے **"ھو اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو عالم الغیب والشھادۃ"** (سورۃ حشر کی آخری) آیات پڑھیں تو بادشاہ نے آنکھیں کھولیں اور کہا اسی طرح صحیح ہے اور جب فجر کی اذان ہوئی تو قاضی فاضل اس کے پاس آئے جب کہ وہ آخری سانس میں تھے، سو جس وقت قاری نے **"لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت"** آیت پڑھی تو بادشاہ نے تبسم فرمایا اور چہرہ کھل گیا اور اس نے اپنی روح، اپنے روح پرور کے سپرد کر دی اور فوت ہو گئے، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور انہیں عزت کی جگہ دے اور جنت الفردوس میں ان کا ٹھکانہ بنائے (اس وقت) ان کی عمر کے

ستاون سال ہو چکے تھے کیونکہ ان کی پیدائش ۵۳۲ ھ کے تکریت یعنی تام العدد مہینوں جو جفت ہوں میں ہوئی تھی۔ یقیناً وہ اسلام کا حامی و محافظ، ور کمینے کافروں کے مکروفریب سے پناہ گاہ تھا یہ چیز اسے بتوفیق الٰہی حاصل ہوئی تھی، اہل دمشق کو اس روح فرسا مصیبت جیسی مصیبت نہیں پہنچی، ہر شخص یہی چاہ رہا تھا کہ کاش! وہ اپنی اولاد اور دوست احباب کو اس پر فدا کر کے اس کی زندگی بچا لیتا، اس عرصہ میں بازار بند رہے اور ذخائر کی نگہداشت کی گئی اس کے بعد لوگوں نے بادشاہ کی تجہیز و تکفین کا آغاز کیا، اس کے تمام اہل و عیال وہاں موجود تھے، لوگوں میں سے غسل کی ذمہ داری شہر کے خطیب فقیہ دولعی نے لی، اور جس نے کفن اور تجہیز کے اخراجات اپنے ذمہ لئے وہ قاضی فاضل تھے انہوں نے یہ چیزیں اپنے صلبی حلال مال سے پیش کیں، قاضی اور ان کی چھوٹی بڑی اولاد رو رہے اور پکار رہے تھے، چنانچہ اس حالت کو دیکھ کر لوگ بھی چیخ کے ساتھ گریہ زاری، پھوٹ پھوٹ کر رونے اور اس کے لئے گڑگڑا کر دعا کرنے لگے، پھر اس کے جسم کو اس کی نعش[1] (محافہ) میں جو تابوت میں تھی ظہر کے بعد ظاہر کیا گیا، قاضی ابن زکی نے لوگوں کو اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور قلعہ منصورہ میں جو اس کی حویلی میں تھا دفن کیا گیا۔

پھر اس کے بیٹے نے اس کی قبر بنانی شروع کی، اور مسجد القدم کے قریب فقہ شافعیہ کا ایک مدرسہ بھی بنایا جس کے بارے میں بادشاہ نے بہت پہلے وصیت کی تھی مگر یہ تعمیر پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکی اور یہ اس وقت کی بات ہے جب اس کا بیٹا ''عزیز'' آیا جس نے اپنے بھائی ''افضل'' کا محاصرہ کیا ہوا تھا، جس کا بیان آگے آئے گا یعنی ۵۹۰ ھ میں، پھر افضل نے کلاسہ کی شمالی جانب وزان میں اس کے لئے ایک گھر خریدا جس کا قاضی فاضل نے کلاسہ میں اضافہ کیا تھا تو افضل نے اسے بنا دیا، اس پر رحمت کی موسلا دھار بارش اور نرمی کے ہدیے اسے پہنچیں۔

عاشورا ۵۹۲ ھ میں اسے وہاں منتقل کیا گیا اور نسر مقام کے نیچے، قاضی القضاۃ محمد بن علی القرشی ابن زکی نے افضل کی اجازت سے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، بادشاہ کا بیٹا افضل جوان دنوں شام کا حکمران تھا قبر میں اترا اور بنفس نفیس اسے دفن کیا۔

لوگ بیان کرتے ہیں کہ بادشاہ کے ساتھ وہ تلوار بھی دفن کی جو جہاد کی مہموں میں ان کے پاس رہتی تھی، اور یہ کام قاضی فاضل کے حکم سے کیا گیا، لوگوں نے اس سے یہ نیک فال لی کہ وہ بروز قیامت اس پر ٹیک لگائیں گے حتی کہ اسے ٹیکتے ٹیکتے ان شاء اللہ تعالیٰ جنت میں جا پہنچیں گے، اس کے بعد بادشاہ کے عزیز و اقارب نے جامع اموی میں تین دن مجلس تعزیت کا اہتمام کیا جس میں ہر خاص و عام رعیت اور حکام حاضر ہوتے اور تعزیت کرتے، کئی شعراء نے بادشاہ کے متعلق مرثیے کہے ان میں سے سب سے بہتر مرثیہ جسے عماد کاتب نے اپنی کتاب ''ابرق اسامی'' کے اختتام پر تحریر کیا ہے جس کے دوسو دو اشعار تھے، شیخ شہاب الدین ابو شامہ نے انہیں کتاب الروضتین میں بیان کیا ہے جس کے کچھ اشعار یہ ہیں:

''اس نے ہدایت اور اسی کی حکومت کو سمیٹا جو بڑی وسیع تھی، زمانے نے اپنی عادت کے مطابق غمگین کیا اور اس کی اچھائیاں ختم ہو گئیں۔ وہ (بادشاہ) کہاں چلا گیا جس کی شان یہ تھی کہ ہر وقت لوگ اس سے ڈرتے تھے، اور ہمیشہ اس کے رعب و عطیات کی امید کی جاتی تھی۔ وہ شخص کہاں کھو گیا کہ ہماری عبادت و اطاعت اس کے لئے ہوتی تھی اور وہ اپنے رب کا مطیع و فرمانبردار تھا، خدا کی قسم! ناصر ملک کہاں گیا جس کی نیتیں اللہ تعالیٰ کے لئے خالص تھیں بخدا وہ کہاں گیا جو ہمیشہ ہمارا بادشاہ رہا جس کی بخشش کی امید اور اس کے حملوں کا خوف کیا جاتا ہے، وہ کہاں چلا گیا جس کی خوبیوں کے باعث زمانے نے شرف حاصل کیا۔ اور اس کی بزرگی اور شرافت نے فضلاء پر فوقیت حاصل کر لی وہ کہاں گیا جس کی جنگی مہارتوں کے سامنے انگریز ذلیل ہو کر سرنگوں ہو گئے۔ اور ان سے ان جنگوں کے ذریعے بدلے لئے، اس کی تلواریں دشمنوں کے گلے کا طوق اور اس کے انعام عمدہ گھوڑوں کے گلے کا ہار ہیں۔''

مندرجہ ذیل اشعار بھی اسی کے ہیں:

''بلندی، پناہ اور ہدایت کی حفاظت کون کرے گا؟ جنگ کرنے اور عطا کرنے والا کون ہے؟ اس نے اپنی حکومت کی بقا بڑی تاخیر سے مانگی جبکہ تیز رو بادشاہ کی بقاء کا کچھ بھروسہ نہ تھا، وہ ایسا سمندر تھا جس کی نیکی نے خشکی کو سمندر بنا دیا، اور اس کی تلوار سے بلاد ساحل مفتوح ہوئے، اس کے زمانہ کے اہل حق اس کے جاہ و جلال سے اہل باطل کے پاس اترتے تھے، اس کی پہلی

(۱) محافہ کی مانند چارپائی جس پر بادشاہ کو بیمار ہونے کے بعد اٹھاتے ہیں۔ علوی

فتوحات میں سے فتح قدس ہے جس نے بلا مقابلہ اس کے فضل کو باقی رکھا، میں تری قبر کے لئے بارش کا سوالی نہیں کیونکہ میں نے دیکھا کہ تیری سخاوت نے بارش کو شرمسار کر رکھا ہے، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی تجھے سیراب کرے، مجھے مسلسل برسنے والے بادلوں کی سیرابی اچھی نہیں لگتی۔"

آپ کا ترکہ اور کچھ حالات عمادوغیرہ نے فرمایا ہے کہ آپ نے اپنے خزانے میں سوائے ایک منقش دینار اور چھتیس دراہم کے کچھ نہیں چھوڑا، اوروں نے یہ کہا کہ سینتالیس دراہم چھوڑے، نہ کوئی گھر چھوڑا، نہ جائداد، نہ کھیت، نہ باغ اور نہ کسی قسم کی املاک ترکہ میں چھوڑی، آپ کی اولاد میں سے سترہ لڑکے اور ایک بیٹی ہے اس کے علاوہ بقیہ اولاد آپ کی زندگی میں ہی وفات پاگئی، اور جو آپ کے بعد باقی بچے وہ سولہ لڑکے ہیں جن میں سے سب سے بڑے لڑکے کا نام ملک نورالدین علی تھا جو مصر میں عید الفطر کی رات ۵۶۵ ء میں پیدا ہوئے، پھر عزیز عمادالدین ابوالفتح عثمان بھی جمادی الاولیٰ ۵۶۷ ء کو مصر میں پیدا ہوئے پھر ظافر مظفر الدین ابوالعباس خضر شعبان ۵۶۸ ء کو مصر میں پیدا ہوئے، یہ افضل کے سگے بھائی تھے۔

پھر ظاہر غیاث الدین ابومنصور غازی مصر میں نصف رمضان سن ۵۶۸ ھ میں پیدا ہوئے پھر عزیز فتح الدین ابویعقوب اسحاق ربیع الاول ۵۷۰ ھ کو دمشق میں پیدا ہوئے پھر نجم الدین ابوالفتح مسعود جو عزیز کے سگے بھائی ہیں ۵۷۱ ھ میں دمشق میں پیدا ہوئے پھر اغر شرف الدین ابویوسف یعقوب ۵۷۲ ھ کو مصر میں پیدا ہوئے یہ بھی عزیز کے سگے بھائی ہیں پھر زاہر مجیرالدین ابوسلیمان داؤد جو ظاہر کے سگے بھائی ہیں ۵۷۳ ھ مصر میں پیدا ہوئے پھر ابوالفضل قطب الدین موسیٰ جو افضل کے سگے بھائی ہیں وہ بھی ۵۷۳ ھ میں مصر میں پیدا ہوئے انہیں مظفر کا لقب بھی دیا گیا ہے اس کے بعد اشرف معز الدین ابوعبداللہ محمد ۵۷۵ ھ کو شام میں پیدا ہوئے پھر محسن ظہیر ابوالعباس احمد ۵۷۷ ھ کو مصر میں پیدا ہوئے یہ اپنے سے پہلے بھائی کے سگے بھائی ہیں۔

پھر معظم فخر الدین ابومنصور توران شاہ ربیع الاول ۵۷۷ ھ کو مصر میں پیدا ہوئے اور ۶۵۸ ھ کو ان کی وفات ہوئی اس کے بعد جواد رکن الدین ابوسعید ایوب جو معز کے سگے بھائی ہیں ۵۷۸ ھ کو پیدا ہوئے، پھر غالب نصیر الدین ابوالفتح ملک شاہ رجب ۵۷۸ ھ کو پیدا ہوئے یہ معظم کے سگے بھائی ہیں، پھر منصور ابوبکر جو معظم کا ماں باپ شریک بھائی ہے حران میں بادشاہ کی وفات کے بعد پیدا ہوا اس کے بعد عمادالدین شادی ام ولد سے پیدا ہوا، نصر الدین مروان بھی ام ولد سے پیدا ہوا اور آپ کی جو بیٹی تھی ان کا نام مونسہ خاتون تھا ان سے ان کے چچازاد ملک کامل محمد بن عادل ابوبکر بن ایوب نے نکاح کیا، اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔

مال نہ چھوڑنے کی وجہ...... بادشاہ نے جو اموال واملاک نہیں چھوڑے تو اس کی وجہ اس کا جودوکرم اور اس کا اپنے امراء وغیرہ حتیٰ کہ دشمنوں تک کے ساتھ احسان مندی ہے، اس کے متعلق پہلے بہت گذر چکا ہے، وہ بہت کم لباس، خوراک اور سواری والا تھا وہ سوائے سوتی کتانی اور اونی کے دوسرا لباس نہیں پہنتا تھا، اور نہ کسی غلط کام کی طرف اس نے قدم اٹھایا اور خصوصاً جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے سلطنت سے نوازا، بلکہ اس کا نصب العین اور سب سے بڑا مقصد اسلام کی نصرت، دشمنان اسلام کو ہزیمت دینا تھا وہ اس جنگی پالیسی میں صرف اپنی اور ان لوگوں کی رائے شامل کرتا تھا جن پر اسے رات دن بھروسہ تھا، علاوہ ازیں اسے کچھ اور فضائل اور مناقب، علم لغت وادب اور تاریخ میں بڑے انوکھے فوائد حاصل تھے، اس بارے میں یہاں تک کہا جاتا ہے کہ اسے مکمل "حماسہ" یاد تھا اور نمازوں کو ان کی اوقات میں جماعت کی پابندی کے ساتھ ادا کرتا تھا۔

لوگ کہتے ہیں کہ وفات سے پہلے ایک لمبا عرصہ تک اس کی نماز باجماعت فوت نہیں ہوئی، اور یہی حال مرض وفات میں رہا، امام خود اس کے پاس پہنچتا اور اسے نماز پڑھاتا، اور بادشاہ باوجود ضعف کے مشقت قیام برداشت کرتا، چونکہ اسے لغت وادب میں خاص ملکہ حاصل تھا اس لئے جو بحث ومناظرہ اس کے سامنے کیا جاتا بادشاہ اسے سمجھتا اور اس میں اچھے طریقے سے مشارکت کرتا، اگرچہ یہ مشارکت اصطلاحی انداز میں نہ ہوتی، قطب نیشاپوری نے اس کے لئے عقائد کے متعلق ایک تالیف کی جسے وہ خود اس کی اولاد میں سے جو سمجھ بوجھ رکھتے وہ بھی یاد کرتے تھے، قرآن مجید، حدیث شریف اور علمی باتیں سننا اسے پسند تھا وہ پابندی سے حدیث کا سماع کرتا اور اس کی علمی لگن کا یہ عالم تھا کہ دوران جہاد صف بندی کے عالم میں بھی حدیث کا ایک جزء سنتا تھا[1] اور اس پر مسرور ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ ایسا موقع ہے کہ اس موقع پر کسی نے حدیث کا اس طرح سماع نہیں کیا ہوگا، یہ کام

(۱) جزء کا جزء الحدیث کرنا مناسب ہے خود آگے آرہا ہے ھذا موقف لم یسمع احد فی مثلہ حدیثا علوی

عماد کاتب کے مشورے سے ہوتا تھا، حدیث سنتے وقت اس کا دل نرم پڑ جاتا اور فوراً آنسو بہہ پڑتے۔
وہ دینی احکام کی بڑی تعظیم کرتا، اس کے بیٹے ظاہر نے حلب میں ایک نوجوان جسے ''شہاب سہروردی'' کہا جاتا تھا کی مرافقت اختیار کرلی تھی، وہ نوجوان کیمیا سازی شعبدہ بازی اور کئی نیرنگیات وتماشے بھی جانتا تھا، جس سے بادشاہ کا بیٹا فتنے میں پڑ گیا، بادشاہ نے اسے قربت ورفاقت، الفت ومحبت کا جھانسہ دیکر جب دیکھا کہ یہ علماء کا مخالف ہے اپنے بیٹے کو لکھا کہ اسے ضرور قتل کردو، چنانچہ ظاہر نے اپنے والد کے حکم سے اسے صلیب دی اور اس کی افتراء پردازی کی شہرت کی۔
بعض لوگ کہتے ہیں کہ نہیں ایسا نہیں بلکہ ظاہر نے اسے دو دیواروں کے درمیان قید کردیا تھا یہاں تک کہ گھٹن سے اس کی جان نکل گئی، یہ واقعہ ۵۸۶ھ کا ہے۔
وہ تمام لوگوں میں جسمانی طور پر سب سے قوی اور قلبی طور پر سب سے بہادر تھا، باوجودیکہ اس کا جسم کئی بیماریوں اور تکالیف کا شکار ہو چکا تھا اور اسی شجاعت کے لئے عکا کے محاصرہ میں جو ان کے لشکر کی کثرت اور امداد تھی وہ متزاد ثابت ہوئی، ان جنگجوؤں کی مجموعی تعداد پانچ لاکھ تک پہنچ گئی تھی اور ایک اندازے کے مطابق چھ لاکھ، جن میں سے ایک لاکھ جانبازوں کو اس نے قتل کردیا۔
جب جنگ ختم ہوگئی اور انہوں نے عکا کو لے لیا اور وہاں جو مسلمان موجود تھے انہوں نے انہیں قتل کردیا اور تمام کے تمام قدس کی طرف چل نکلے، بادشاہ منزل بمنزل ان (فوجیوں) کے ساتھ چلتا، وہ دشمن تعداد میں اس کی فوج سے دوگنے چوگنے تھے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اس کی مدد اور دشمن کو رسوا کیا اور یہ ان سے پہلے قدس پہنچ گیا قدس کو ان سے بچایا اور اپنی حفاظت میں لے لیا اور اپنے لشکر سمیت وہاں مسلسل ٹھہر کر انہیں خوفزدہ کرتا رہا، اور ان پر رعب وغلبہ پاتے پاتے ان سے علاقے چھیننے لگا یہاں تک کہ وہ اس سے عاجزی کا اظہار کرنے لگے اور جھک گئے بالآخر صلح پر مجبور ہوئے، وہ اس کے پاس یہ پیام لے کر حاضر ہوئے کہ ان اور اس کے درمیان جنگ بندی کی جائے تو اس نے ان کی صلح کو اپنی مرضی کے موافق قبول کیا نہ کہ ان کی رضامندی پر، وہ اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت تھی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر رحم کیا، ابھی یہ چند سال نہ گذرے تھے کہ اس کا بھائی عادل بھی شہروں پر قابض ہوگیا جس کی وجہ سے مسلمان معزز اور کفار ذلیل ہوئے، وہ بڑا وسیع دست اور ہنس مکھ اور کشادہ رو تھا، نیکی کا کام کرنے سے مول نہیں ہوتا، اچھائی اور نیکی کے کاموں میں بہت مستقل مزاج تھا، پس اللہ تعالیٰ کی اس پر رحمت ہو، شیخ شہاب الدین ابوشامہ نے اس کی سیرت وتاریخ اور اس کے ظاہر وباطن میں اعتدال و بڑے اچھے انداز سے بیان کیا ہے۔

فصل

اس نے مفتوحہ علاقوں کو اپنی اولاد میں تقسیم کر رکھا تھا چنانچہ دیار مصر کو اپنے بیٹے عمادالدین ابوالفتح کو، دمشق اور اس کے گردونواح کا علاقہ اپنے بڑے بیٹے افضل نورالدین علی کو، مملکت حلب ظاہر غازی غیاث الدین کو اور کرک اور شوبک اپنے بھائی عادل کو اور بلاد جعبر اسی طرح کے کئی شہر، فرات کا علاقہ اور اس کی چراگاہ اور اس کے ساتھ کئی معاملات ملک منصور محمد بن تقی الدین عمر جو سلطان کا بھتیجا تھا اس کو، اور حمص، رحبہ اور کوفہ اسدالدین بن شیر کوہ بن ناصرالدین بن محمد بن اسدالدین شیر کوہ کبیر کو، نجم الدین ایوب کے باپ کا بھائی ہے، اور یمن اپنے قلعوں اور صوبوں سمیت تمام کا تمام سلطان صلاح الدین کے بھائی سلطان ظہیرالدین سیف الاسلام طغتکین بن ایوب کو، بعلبک اور اس کے مضافات امجد بہرام شاہ بن فروخ شاہ کو، بصریٰ اور اس کے اطراف ظافر بن ناصر کو ملے۔
پھر جب صلاح الدین کی وفات ہوئی تو ان تمام ممالک کے حالات میں کھلبلی مچ گئی، بالآخر ان تمام ممالک کا اجتماع واستقرار ملک عادل ابوبکر صلاح الدین کے ہاتھ پر جمع ہوگیا اور اس کی اولاد میں مملکت رواں دواں ہو پڑی جیسا کہ عنقریب ان شاء اللہ اس کا بیان ہوگا۔
اس سال خلیفہ ناصر لدین اللہ نے بغداد میں مدرسہ نظامیہ کی کتب کا نیا کتب خانہ بنایا جس میں کئی ہزار خوبصورت اور قیمتی کتابیں لایا۔
اس سال محرم میں شہر بغداد میں ایک عجیب واقعہ یہ پیش آیا کہ ایک تاجر کی بیٹی حسین میں اپنے باپ کے غلام پر عاشق ہوگئی، اس کا جب لڑکی

کے باپ کو علم ہوا تو اس نے غلام کو گھر سے باہر نکال دیا، کسی وقت لڑکی نے اس سے وعدہ لے لیا کہ وہ رات کو اس کے پاس آئے چنانچہ وہ چھپ کر وہاں آنکلا تو لڑکی نے اسے گھر کے کسی حصہ میں چھوڑ دیا، رات کو جب اس کا باپ آیا تو لڑکی نے غلام کو اپنے باپ کے قتل کا حکم دے دیا سو اس غلام نے اس کو قتل کر دیا اور ساتھ ہی اپنی حاملہ ماں کے قتل کا بھی کہا، اس لڑکی نے غلام کو دو ہزار دینار کی قیمت کا زیور دیا، صبح اس کا کیس پولیس کے ہاں پیش ہوا تو وہ غلام گرفتار کیا گیا اللہ اس کا ناس کرے، اس کا مالک جسے اس نے قتل کیا نیک شخص اور بڑا صدقہ وخیرات کرنے والا تھا، اسی سال مدرسہ جدیدہ میں معروف کرخی کی قبر کے نزدیک شیخ ابوعلی التویابی نے درس دیا جس میں قضاۃ واعیان بھی حاضر ہوئے وہاں اس نے ایک دعوت کا انتظام کیا۔

اس سال فوت ہونے والے اعیان سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب ابن شاذی آپ کے حالات وفات پہلے وضاحت سے بیان ہو چکے ہیں۔

امیر بکتمر صاحب خلاط یہ اسی سال قتل ہوئے، یہ بڑے نیک بہادر اور اچھی سیرت والے بادشاہوں میں سے تھے۔

اتابک عزالدین مسعود ... بن مودود بن زنگی، یہ موصل کے تقریباً ۱۳ رسال حاکم رہے، یہ بھی نیک سیرت بادشاہوں میں سے تھے، نسب میں نورالدین شہید ان کے چچا لگتے تھے، اسے اس مدرسہ کے قریب قبرستان میں دفن کیا گیا جو (مدرسہ) اس نے تعمیر کرایا تھا۔

جعفر بن محمد بن فطیرا...... عراق میں ایک کاتب تھا جس کا نام ابوالحسن تھا وہ شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا تھا، اس طرح کے لوگ ان علاقوں میں بکثرت پائے جاتے تھے" اللہ تعالیٰ ان کی تعداد کم کرے" ابن فطیرا کے پاس اسی طرح کا ایک شخص آ کر کہنے لگا کہ گذشتہ شب میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا جو فرما رہے تھے کہ تم ابن فطیرا کے پاس جاؤ وہ تمہیں دس دینار دے گا، ابن فطیرا نے پوچھا تو نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کب دیکھا؟ اس نے کہا رات کے ابتدائی حصہ میں اس پر ابن فطیرا نے کہا کہ میں نے انہیں رات کے آخری حصہ میں دیکھا وہ فرما رہے تھے کہ جب تمہارے پاس اس شکل وصورت کا آدمی آئے اور تم سے کسی چیز کا مطالبہ کرے تو اسے کچھ نہ دینا، یہ بات سن کر وہ شخص پیٹھ دے کر چل پڑا، تو ابن فطیرا نے اسے بلا بھیجا اور اسے کچھ عطا کیا۔

اس کے کچھ اشعار جن میں سے ابن ساعی نے بعض ذکر کئے ہیں اس سے پہلے یہ اشعار کسی اور کے بیان میں گذر چکے ہیں:

مجھ پر جب مصائب وآلام کے پہاڑ ٹوٹے تو میں نے قابل اعتماد کی تلاش میں لوگوں کو پرکھا، اپنی خوشی اور غمی کے ایام میں غور وفکر کی اور قبائل میں یہ اعلان کر دیا کہ کوئی مددگار ہے؟ سو مجھے مصیبت پر خوش ہونے والے کے علاوہ کسی نے دکھ نہیں دیا اور حاسد کے سوا مجھے کسی نے خوش نہیں کیا۔

یحییٰ بن سعید غازی ابوالعباس بصری نجرانی مقامات کے مؤلف، یہ شاعر، ادیب اور بڑے فاضل تھے انہیں لغت ونظم (اشعار) پر بڑی دسترس حاصل تھی، ان کے کچھ کہے ہوئے اشعار یہ ہیں:

"نازک بدن عورت کے گانے کی آواز میرے کان میں لطف کو کھینچ لاتی ہے، بلا مشقت ہر کان میں آواز پہنچ جاتی ہے اور کان کے دروازے اسے کبھی واپس نہیں کیا کرتے اور نہ کبھی وہ زیارت کرنے والے کے پاس اجازت لے کر آتا ہے۔"

سیدہ زبیدہ امام مقتفی لامر اللہ کی بیٹی اور مستنجد کی بہن مستضیٔ کی پھوپھی تھیں، آپ نے بڑی لمبی عمر پائی، ان کے صدقات بہت پھیلے ہوئے تھے، سلطان کے زمانہ میں مسعود نے ان سے ایک لاکھ دینار مہر پر نکاح کیا لیکن خدا کی قدرت! انہیں گھر لانے سے قبل ہی فوت ہو گئے، یہ واقعہ ان کے لئے بڑی ناپسندیدگی کا سبب بنا مگر کچھ عرصہ بعد انہیں اپنا مقصود ومطلوب حاصل ہو گیا۔

شیخہ صالحہ فاطمہ خاتون بنت محمد بن الحسن العمید، بڑی عبادت گذار اور صاحب ورع وتقویٰ خاتون تھیں، انہوں نے ایک سو چھ سال

ں عمر یلی، دوشیزگی میں مطر نے جبکہ وہ سالار فوج تھا ان سے نکاح کیا، سو یہ اس نکاح میں اس کی وفات تک رہیں لیکن وفات کے بعد انہوں نے دوسری شادی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ کی یاد وعبادت میں لگ گئیں، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ آمین۔

اسی سال خلیفہ ناصر عباسی نے شیخ ابوالفرج بن الجوزی سے، عدی بن زید کے مشہور ابیات کے مناسب حال ابیات کے اضافے کا مطالبہ کیا اگر چہ یہ اضافہ شدہ اشعار دس جلدوں تک پہنچ جائیں وہ اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

اے او وہ شخص جو کسی کی مصیبت پر شاداں ہو اور زمانے کو عیب لگانے والا ہو، آپ تو خوبیوں سے بھرپور اور کامل ہے۔ یا تیرے پاس زمانے کا مضبوط عہد و پیمان ہے۔ بلکہ تری حالت تو یہ ہے کہ تو جاہل اور فریب خوردہ ہے، کیا تو نے کسی کو دیکھا ہے جس پر اموات ہمیشہ رہی ہوں۔ یا وہ کون ہے جس پر پہریدار کی طرف سے ظلم ہو۔ وہ کسریٰ ابو ساسان کہاں گیا جس نے بادشاہوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا؟ یا اس سے پہلے کا سابور کہاں کھو گیا؟ بنو اصفر رومی بادشاہوں میں سے کوئی ایسا نہ بچا جسے یاد کیا جائے، جب مسافر نے اس کو تعمیر کیا جس محل کی طرف دریائے دجلہ اور خابور ساز وسامان لاتے تھے اس نے اسے سنگ مرمر سے بلند کیا اور چونا لگایا، اس کی بلندی پر پرندوں کے گھونسلے ہیں، زمانے کے حوادثات اسے نہ ڈرا سکے، سو بادشاہت جاتی رہی اور آج اس کا دروازہ متروک پڑا ہے اس پر کوئی سائل نہیں۔ اور خورنق کے مالک کو بھی یاد کر جب وہ ایک دن کھڑا ہوا اور ہندوستانی تلواریں اسے گھیرے میں لئے ہوئے تھیں، اس حال اور ملک کی کثرت نے اسے خوش کیا، اور سدیر سمندر، چوڑائی میں بہہ رہا تھا، اس کا دل ان چیزوں سے رک گیا اس نے کہا کہ زندہ شخص کا رشک موت کی طرف کوچ کرنے والے پر نہیں ہوتا، عیش وعشرت، بادشاہت اور حکم کے بعد وہاں انہیں قبروں نے چھپا لیا گویا کہ وہ راکھ بن گئے تو دصبا اور پچھوائی ہوا انہیں اڑائے لے گئی البتہ زمانہ انسان کے ساتھ خاص ہے اور میری عمر کی قسم زمانے نے حوادثات میں بڑی نصیحتیں اور غور وفکر کی باتیں ہیں۔

آغاز ۵۹۰ھ

دمشق میں جب ملک افضل بن صلاح الدین نے اپنے باپ کی جگہ استقرار حاصل کر لیا تو اس نے خلیفہ ناصر کے در پر بیش قیمت تحائف بھیجے ان تحائف میں اس کے باپ کے ہتھیار، اور وہ گھوڑا جس پر بیٹھ کر اس کا والد بزرگوار جنگوں میں شرکت کرتا تھا، اور ان میں صلیب الصلبوت بھی تھی جسے اس کے باپ نے انگریزوں سے جنگ حطین میں چھینا تھا، انہیں میں سے بیس رطل سے زائد مقدار کا سونا تھا جو عمدہ جواہرات سے جڑا ہوا تھا اور چار لونڈیاں بھی تھیں جو فرنگی بادشاہوں کی بیٹیاں تھیں۔

عماد کاتب نے اس کے لئے ایک بھرپور خط تیار کیا جس میں اس کے باپ کی تعزیت کا ذکر تھا، علاوہ ازیں خلیفہ سے اس بات کا بھی مطالبہ تھا کہ وہ بادشاہت میں اس کے بعد بھی رہے سو خلیفہ نے اس بات پر ہاں کہہ دی۔

جمادی الاولیٰ میں مصر کا حاکم عزیز دمشق پہنچا تا کہ اسے (دمشق کو) اپنے بھائی سے چھین لے چنانچہ جمادی الاولیٰ چھ تاریخ بروز ہفتہ ''کسوۃ'' پر خیمہ زن ہو گیا، شہر کا محاصرہ کر لیا، اس کے بھائی نے دفاع کیا اور وہاں سے ہٹا دیا، وہاں سے ہٹنے کے بعد نہروں کو کاٹ لیا اور پھلوں کو لوٹ لیا، حالت دگرگوں ہو گئی، یہ انتشار ان دونوں کے درمیان اسی طرح رہا یہاں تک کہ ان کا چچا عادل آیا اور ان میں صلح کرا دی، ان سے قسم لینے کے بعد ان میں دوبارہ الفت پیدا کر دی کہ عزیز کے لئے قدس اور فلسطین کا علاقہ بھی ہوگا۔

جبلہ، لاذقیہ حلب کے حکمران ''ظاہر'' کا، اور ان کے چچا عادل کو اس کے پہلے علاقے جو مصر میں ہیں وہ اور شام وجزیرہ کے علاقے حران، رہا، جعبر اور جن علاقوں پر یہ مشتمل ہیں ملیں گے انہوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا۔

''عزیز'' نے اپنے چچا زاد سے نکاح کر لیا پھر کچھ دن بعد وہ بیمار پڑ گیا لیکن جلد ہی صحت یاب ہو گیا اس وقت وہ مرج الصفر میں خیمہ زن تھا، صحت یاب ہونے کے بعد اردگرد کے بادشاہ اسے صحت یابی، شادی اور صلح کی مبارکباد دینے اس کے پاس آئے اس کے بعد وہ (عادل) اپنے اہل

وا میال کے اشتیاق میں مصر واپس لوٹ گیا۔

افضل نے اپنے والد کی وفات کے بعد معاملات کو بگاڑ دیا، اپنے والد کے مقرر کردہ امراء اور خواص کو دور کر دیا اور اجنبیوں کو اپنے ساتھ ملا لیا، نشہ آور چیزوں کے پینے اور لہو و لعب میں لگ گیا اس کا وزیر ضیاء الدین ابن الاثیر الجزری اس پر مکمل کنٹرول حاصل کر چکا تھا اور اسی نے افضل کو اس طرف لگایا تھا، سو خود بھی ہلاک ہوا اور اسے بھی ہلاک کیا، خود بھی بھٹکا اور اسے بھی راہ سے برگشتہ کر دیا اس طرح آسائش ان سے جاتی رہی جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔

اسی سال غزنہ کے بادشاہ اور کفار ہند کے درمیان ایک زبردست معرکہ وجود میں آیا وہ ایک کروڑ جنگجوؤں کو لے کر جن کے ساتھ سات سو ہاتھی تھے جن میں سفید ہاتھی بھی تھا جس کی نظیر نہ ملتی تھی، اس شاہ غزنہ کی طرف متوجہ ہوئے، اس کے بعد دونوں لشکر گتھم گتھا ہو کر ایسی زوردار جنگ لڑے کہ جس کی کوئی نظیر نہیں، شہاب الدین نے انہیں ملاحون نامی نہر کے قریب شکست فاش دی، یہ کافی بڑی نہر ہے، کفار کے بادشاہ کو قتل کر کے اس کے اور اس کے شہروں کے ذخائر پر قبضہ کر لیا، ہاتھیوں کو مال غنیمت بنا کر ملک کے بڑے شہر میں داخل ہو گیا اور ان کے خزانوں سے ۱۴ سو اونٹ سونے کے لاد کر اپنے ملک صحیح سالم غازی بن کر واپس لوٹ گیا۔

اسی سال سلطان خوارزم شاہ تکش جسے ابن الاصباغی بھی کہا جاتا تھا رے کے علاقوں پر حکومت قائم کر لی اور سلطان طغرل بیگ سلجوقی سے صلح کر لی، اس سے پہلے وہ ''رے'' کے علاقوں اور اپنے بھائی کی تمام حکومت اور خزانوں پر قبضہ کر چکا تھا جس سے اس کی شان و شوکت بڑھ گئی پھر جب اسی سال ربیع الاول کا مہینہ آیا تو خوارزم شاہ اور سلطان طغرل کے درمیان جنگ ہوئی جس میں سلطان طغرل قتل ہو گیا اور اس کے بعد اس کے سر کو خلیفہ کے پاس بھیج دیا گیا خلیفہ نے سر کو کئی دن باب النوبہ(۱) پر لٹکائے رکھا پھر خلیفہ نے خوارزم شاہ کی طرف تحائف اور احکام بھیجے، خوارزم نے ہمدان اور کئی وسیع علاقوں پر بھی تسلط حاصل کر لیا۔

اسی سال خلیفہ نے شیخ ابوالفرج ابن الجوزی کو واسط کی طرف، ان سے ناراض ہو کر جلاوطن کر دیا اور وہاں وہ بغیر کھائے پندرہ دن ٹھہرے رہے پھر وہاں اپنی نگرانی کی خاطر پانچ سال مستقل قیام کر لیا۔ آپ انتہائی بوڑھے تھے اس وقت آپ کی عمر اسی سال کو پہنچ چکی تھی، آپ روزانہ رات دن میں ایک قرآن کریم ختم کرتے۔ کہتے ہیں کہ میں اپنے بیٹے یوسف کے غم میں سورہ یوسف کو پڑھا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا معاملہ حل کر دیا جیسا کہ عنقریب آئے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

اس سال فوت ہونے والے

احمد بن اسمٰعیل بن یوسف ....ابوالخیر قزوینی شافعی المسلک مفسر ہیں، بغداد پہنچے تو نظامیہ میں وعظ کہتے، اصول میں امام اشعری کا قول اختیار کرتے تھے، عاشوراء کے دن آپ بیٹھے تھے کہ کسی نے کہا کہ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعنت کریں تو آپ نے فرمایا وہ مجتہد قابل اتباع امام تھے، اس پر لوگوں نے انہیں اینٹیں ماریں اس حالت میں وہ چھپ گئے اور پھر وہاں سے فرار ہو گئے۔

ناظم شاطبیہ ابن الشاطبی.... ابوالقاسم بن فیرہ بن ابی القاسم خلف بن احمد رعینی شاطبی نابینے، قراءت سبعہ کے متعلق شاطبیہ کتاب کے مصنف، یہ ایسی کتاب ہے کہ اس سے آگے کوئی کتاب نکل نہیں سکتی اور نہ ہی اس میں الحاق اور اضافے کی ضرورت ہے، اس میں رموز و اسرار کے خزانے ہیں کہ جن کو صرف ناقد اور صاحب بصیرت شخص ہی پا سکتا ہے اس کے ساتھ ساتھ وہ نابینے تھے، ۵۳۸ھ میں پیدا ہوئے، شاطبہ اندلس کی شرقی جانب ایک گاؤں ہے۔ آپ فقیر آدمی تھے، آپ سے شہر کی خطابت سنبھالنے کی خواہش ظاہر کی گئی لیکن آپ یہ عہدہ قبول کرنے سے رک گئے کیونکہ خطباء منبروں پر بادشاہوں کی توصیف و تعریف میں بڑی مبالغہ آرائی سے کام لیتے تھے۔

[illegible] ۵۷۲ھ حج کے لئے روانہ ہوئے تو اسکندریہ تشریف لائے وہاں سلفی کو سماع کرایا، یہ دیکھ کر قاضی فاضل نے انہیں اپنے مدرسہ میں قاریوں کا صدر مدرس بنا دیا پھر آپ نے قدس کی زیارت اور رمضان وہیں پر گذارا، وہاں سے قاہرہ واپس آئے، اسی سال وہیں جمادی الاخری

(۱) نوبہ [illegible] ہیں جو اعلان وغیرہ [illegible] بجایا جاتا ہے۔ عنوی

میں آپ کی وفات ہوئی اور فاضلیہ کے قبرستان کے قریب قرافہ میں آپ کو دفن کیا گیا، آپ بڑے متدین خشوع خضوع کے ساتھ عبادت کرنے والے اور بڑے وقار والے تھے، فضول گفتگو آپ کی عادت نہ تھی، آپ اکثر ان اشعار کو بطور مثال پڑھا کرتے تھے۔

یہ تو آسمان میں اس اڑنے والی چیز کو پہچانتا ہے جب وہ چمکتی ہے تو لوگ بھی جوش وحرکت میں آجاتے ہیں، کبھی تو اسے سوار پائے گا اور کبھی وہ تجھے سواری نظر آئے گی جو امیر بھی اس پر چڑھتا ہے قیدی بنالیا جاتا ہے، وہ تقوی پر ابھارتی ہے لیکن اس کے قرب کو ناپسند سمجھا جاتا ہے، نفس اس سے بھاگتا ہے حالانکہ وہ ڈرانے والی ہے، بطور رغبت اس کی زیارت نہیں کی جاتی بلکہ زیارت کئے جانے والے کی مرضی کے خلاف وہ زیارت کرتا ہے۔

آغاز ۵۹۱ھ

اس سال زلاقہ کی جنگ اندلس کے شہر قرطبہ شمالی بمقام مرج الحدید میں ہوئی، یہ بہت بڑا معرکہ ہوا جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی مدد فرمائی اور پرستان صلیب کو بے یارومددگار چھوڑ دیا اور یہ واقعہ اس طرح پیش آیا کہ الفنش جو کہ بلاد اندلس میں فرنگیوں کا بادشاہ تھا جس کا دارالحکومت طلیطلہ شہر میں تھا، اس مغرب کے حاکم نے یعقوب بن یوسف بن عبدالمؤمن کو اس کی تعریف کرتے ہوئے، اسے عرض وگذارش کرتے اور اسے اپنی طرف برانگیختہ کرتے ہوئے خط لکھا اور اس سے مقصد یہ تھا کہ حاکم مغرب ان لوگوں میں شامل ہو جائے جو الفنش کی خامیوں اور جنگوں میں اس کے سامنے جھک جائیں گے، یہ خط کافی طویل تھا، جس میں دھمکی ڈراوا، تہدید وترسیب اور سخت کلامی کی باتیں تھیں، اس پر سلطان یعقوب بن یوسف نے جواباً خط لکھا جس کے سرسطر پر قرآن مجید کی آیت **ارجع الیهم فلنأ تیهم بجنود لاقبل لهم بها ولنخرجنهم منها اذلة وهم صاغرون**، اس کے بعد انتہائی جوش میں اپنے لاؤ لشکر میں کھڑا ہوا یہاں تک کہ اس نے جزائر کی گلیاں قطع کیں اور مقام مذکور میں دونوں فوجیں آمنے سامنے آگئیں، ابتداء میں مسلمان نرم رہے ان کے بیس ہزار آدمی قتل ہوئے اور آخر میں کفار کی حالت ناگفتہ بہ ہوئی اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دی اور ان کی قوت کو پاش پاش کردیا، انہیں بڑی بری شکست ہوئی، ان کے ایک لاکھ ۴۳ ہزار آدمی قتل، اور تیرہ ہزار قیدی بنائے گئے مسلمانوں نے ان سے کافی مقدار میں مال غنیمت جمع کیا جن میں ایک لاکھ ۴۳ ہزار خیمے ۴۶ ہزار گھوڑے، ایک لاکھ خچر اور اتنی ہی مقدار میں گدھے، ستر ہزار مکمل اسلحہ سی طرح کی اور کئی چیزیں شامل تھیں، یعقوب حاکم مغرب نے ان کے بہت سے قلعوں پر قبضہ کرلیا، ایک مدت تک ان کے شہر طلیطلہ کا محاصرہ کیا پھر جب وہ فتح نہ ہوسکا تو واپس اپنے علاقوں کی طرف لوٹ گیا۔

ادھر فنش کو جب وہ چیز حاصل ہوگئی جو حاصل ہونی تھی تو اس نے اپنی داڑھی اور سر منڈوادیا، صلیب توڑ دی، بجائے گھوڑے کے گدھے پر سوار ہونے لگا کیونکہ اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ گھوڑے پر سوار نہیں ہوگا، اور نہ لذیذ کھانا کھائے گا اور نہ ہی اپنی بیوی کے پہلو میں لیٹے گا یہاں تک کہ نصرانیت اس کی مدد کرے، اس کے بعد وہ فرنگیوں کے بادشاہوں کے پاس جا جا کر لشکر جمع کرنے لگا جس کی تعداد اللہ ہی جانتے ہیں، اس کی حالت کو دیکھ کر سلطان یعقوب پھر تیار ہوگئے، دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی اور دونوں فوجوں نے اتنا زبردست خونریز معرکہ لڑا کہ اس کی نظیر نہیں مل سکتی، بہرحال اس موقعہ پر بھی فرنگیوں کو پہلی شکست سے بھی بری شکست سے دوچار ہونا پڑا۔

مسلمانوں نے جیسی پہلے غنیمت حاصل کی اس سے دوگنی بلکہ اس سے زیادہ حاصل کی، سلطان نے ان کے بہت سے محلات اور قلعوں پر دسترس حاصل کرلی، پس اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف واحسان تھا اور یہاں تک بتایا جاتا ہے کہ ایک قیدی ایک درہم میں اور ایک گھوڑا پانچ دراہم میں، خیمہ بھی ایک درہم میں اور تلواریں اس سے بھی کم قیمت میں فروخت کی گئیں، سلطان نے ان غنائم کو شرعی طریقہ کے مطابق تقسیم کیا، مسلمان مجاہدین ہمیشہ کے لئے مستغنی ہوگئے اس کے بعد فرنگیوں نے سلطان سے امان کا مطالبہ کیا لہذا سلطان نے ان سے پانچ سال تک جنگ نہ کرنے پر صلح کرلی، اور ایسا کرنے پر انہیں اس بات نے ابھارا کہ ایک آدمی تھا جسے علی بن اسحاق التوزی کہا جاتا تھا اور یہ ''ملثم'' سے معروف تھا یہ شخص افریقی علاقوں میں ظاہر ہوا، اس نے بادشاہ کی عدم موجودگی میں کئی مشکل امور سرانجام دیئے اور تین سال تک فرنگیوں کے ساتھ محو پیکار رہا، اور اس طرح اس توزی خارجی نے صحراء میں

کئی نامناسب امور پیدا کیے اور زمین کو فساد سے بھر دیا، کافی مقدار میں لوگوں کو قتل کیا اور کافی شہروں پر قبضہ جمالیا۔

اسی سال اور اس سے پچھلے سال خلیفہ کا لشکر بلادری، اصبہان، ھمدان اور خوزستان اس کے علاوہ اور کئی علاقوں پر چھا گیا، اس طرح خلافت کا پلہ بادشاہوں اور دیگر ممالک کے مقابلہ میں بھاری ہوگیا، اسی سال عزیز نے مصر سے، اپنے بھائی افضل کے خلاف اور اس سے دمشق غصب کرنے کے ارادے سے خروج کیا جبکہ افضل نے توبہ وانابت اختیار کرلی، شراب لہو ولعب وغیرہ سب کام چھوڑ دیئے، اور نماز روزے کا پابند ہوگیا اور اپنے ہاتھ سے قرآن مجید لکھنے میں لگ گیا اس کی روش بہتر ہوگئی مگر اس کا وزیر ضیاجزری اس کی حکومت خراب کر رہا تھا اور اس کے صاف پن کو گدلا کر رہا تھا، جب افضل کو اپنے بھائی کے رخ کا علم ہوا تو فوراً اپنے چچا عادل کے پاس جا پہنچا جو اس وقت جعبر میں تھے ان سے مدد مانگی، عادل اس کے ساتھ روانہ ہوگیا اور اس سے پہلے ہی دمشق پہنچ گئے، یہاں سے افضل اپنے بھائی ظاہر کے پاس بھی گیا اور یہ خود حلب میں تھا تو دونوں دمشق کی طرف چل پڑے جب عزیز کو اس کی خبر ہوئی تو اس وقت وہ دمشق کے قریب پہنچ چکا تھا تو وہ جلد ہی مصر کی طرف واپس لوٹ گیا۔

یہ دیکھ کر عادل اور افضل اس کے پیچھے لگ گئے تاکہ اس سے مصر چھین سکیں، دونوں مصر کا تہائی عادل کو دینے پر اتفاق کر چکے تھے جبکہ دو تہائی افضل کا ہوگا، پھر اس سلسلہ میں عادل کو ایک ترکیب سوجھی لہٰذا اس بات کو ثابت کرنے کے لئے عزیز کو پیام بھیجا اور افضل کو منع کرنے لگا ان دونوں نے مقام بلبیس میں کئی روز قیام کیا تا آنکہ قاصد قاضی فاضل عزیز کی جانب سے ان دونوں کے پاس آیا، آخر کار اس بات پر صلح ہوگئی کہ قدس کو واپس کر دے لیکن اس کے صوبے افضل کے زیردست ہوں گے عادل اپنی پرانی زمینوں میں ہی مقیم رہا، سو عادل نے اس کی طمع میں مستقل قیام کر لیا اس کے بعد جب عزیز عادل کو الوداع کرنے کے لئے نکلا تو عادل دمشق لوٹ آیا اور یہ جو صلح ہوئی اس کی حقیقت صرف اتنی تھی جیسے خس وخاشاک اور دھوئیں پر صلح کرنا۔

اس سال فوت ہونے والے نامور لوگ

علی بن حسان بن سافر ابوالحسن بغدادی کاتب ہیں آپ بڑے نامور ادیب اور شاعر تھے آپ کے اشعار میں سے چند یہ ہیں:

اس نے میری نیند اڑا دی، اور چل نکلا مقام سلع میں بجلی کوندی، وہ ایسے ظاہر ہوا جیسے حبشی کا ہاتھ تیز دھار سفید تلوار کھینچے، گویا کہ وہ ایسا چتکبرا گھوڑا ہے جو غبار جنگ میں ایڑ مارتا ہوا دوڑتا ہے، وہ اس طرح آشکارا ہوتا ہے جیسے جنڈ درخت کے انگاروں پر ہوا کے جھونکے چلتے ہیں، تو ہمیشہ ہوا کو گمان کرے گا چاہے تو آنکھ کھولے یا بند کرے یا آگ کا شعلہ بھڑک کر بلند ہوا یا پست ہوا، ہائے وہ چمکدار چیز جو سفید پتھروں پر چمکی، اس نے مجھے وہ پیمان یاد دلایا جو گزرنے کے ساتھ ساتھ ٹوٹ چکا ہے، میرے دل نے مجھے کہا کہ کیا تو کسی ضرورت کی وصیت کرنا چاہتا ہے پھر اس نے منہ پھیر لیا، جس نے اسے مریض بنا دیا وہ اس سے مطالبہ کرتا ہے کہ تو اس مریض بنانے والے پر قربان ہو جا، اے میرے دل کے ہدف تو نے میرے دل کو ایسے تیروں کا ہدف بنا دیا ہے گویا کہ انہیں تقدیر روانہ کرتی ہے۔

میں رات بسر تو کر رہا تھا لیکن مجھے اس میں کوئی تردد نہ ہوا کہ میری نیند ختم ہوگئی ہے، پھر وہ رات پچھلے پاؤں چلنے لگی قریب تھا کہ رات ختم ہونے کو تھی اور رات کی تاریکیوں پر روشن صبح آگئی، مشرق میں مغرب پر روشنی چھا گئی اس کے بعد وہ روشنی ختم ہوگئی۔

آغاز ۵۹۲ھ

اس سال رجب میں "عزیز" مصر سے اور اس کا چچا عادل اپنے لشکر کو لے کر آئے پھر دونوں نے دمشق میں زبردستی داخل ہو کر افضل اور اس کے بدتدبیر وزیر کو وہاں سے نکال دیا پھر اپنے والد صلاح الدین کی قبر کے پاس نماز پڑھی اور اس کے لئے خطبہ دیا اور ایک روز قلعہ منصورہ میں داخل ہوا اور وہاں دارالعدل میں احکام نافذ کرنے اور فیصلے کرنے کے لئے بیٹھ گیا، تمام لوگ اور اس کا بھائی افضل اس کی حکومت کے لئے سب حاضر تھے اس کے بعد اس نے قاضی محی الدین بن زکی الدین کو والد کی قبر کے پاس مدرسہ عزیزیہ کی سنگ بنیاد رکھنے کا حکم دیا اس وقت وہ امیر عز الدین کا گھر تھا پھر اس نے اپنے

چچا عادل کو دمشق پر نائب مقرر کیا اور خود بروز پیر ۹ رشوال مصر واپس آ گیا، دمشق میں سکہ اور خطبہ اسی کا چلتا تھا اور افضل سے صرخد پر صلح کر لی گئی ابن الاثیر الجزری اپنے جزیرے کی طرف بھاگ نکلا اس نے اپنے ہاتھوں اپنی حکومت اور اپنی جان کو گناہوں سے تباہ کیا، افضل اپنی اہل و عیال اور بھائی قطب الدین کے ساتھ صرخد منتقل ہو گیا۔

اس سال زمین عراق میں ایسی سیاہ آندھی چلی جس کے ساتھ سرخ ریت بھی تھی، یہاں تک کہ لوگ دن میں چراغ ڈھونڈنے لگے اسی سال بغداد میں قوام الدین ابوطالب یحییٰ بن سعد بن زیادۃ نے کتاب الانشاء کے عہدے کو سنبھالا، وہ بڑا بلیغ آدمی تھا مگر فضل کے مرتبہ کو نہ پہنچ سکا، اسی سال نظامیہ میں مجیر الدین ابوالقاسم محمود بن مبارک نے درس دیا وہ فاضل اور مناظر آدمی تھا، اور شافعیہ کے رئیس محمود بن عبداللطیف بن محمد بن ثابت خجندی اصبہان میں اسی سال قتل ہوئے، انہیں ملک الدین سنقر طویل نے قتل کیا، یہی بات اصبہان کی حکومت کا دیوان سے زوال کا سبب بنی۔

مؤید الدین ابوالفضل۔۔۔ محمد بن علی بن قصاب فوت ہوئے، آپ کے والد بغداد کے کسی شہر کے بازار میں گوشت بیچتے تھے ان کے بیٹے آگے بڑھے اور زمانے کے سردار بن گئے۔ آپ کی وفات ہمدان میں ہوئی، آپ نے کئی ریاستیں عراق و خراسان وغیرہ کے علاقوں سے دیوان خلافت کو دلوائے، آپ نوجوان باہمت مخلص تھے، رائے کے دھنی تھے، آپ کے بڑے عمدہ اشعار ہیں۔

اسی سال الفخر محمود بن علی التوقانی شافعی نے حج سے واپسی پر وفات پائی اور مشہور شاعر ابوالغنائم محمد بن علی بن معلم مرثی نے ۹۰ سال کی عمر میں وفات پائی، "ہرث" واسط کا ایک گاؤں ہے، آپ بڑے فصیح شاعر تھے علامہ ابن الجوزی اپنی وعظ کی مجالس میں ان کے عمدہ اشعار سے استشہاد پیش کرتے تھے، ابن الساعی نے ان کے بہترین اشعار کا ایک قطعہ شامل کیا ہے۔

اسی سال فقیہ ابوالحسن علی بن سعید ابن الحسن بغدادی جو ابن العریف کے نام سے معروف ہیں نے وفات پائی ان کا لقب بیع فی مدبھی تھا، آپ حنبلی مسلک تھے لیکن ابوالقاسم بن فصلان کے واسطہ سے امام شافعی سے اشتغال علم میں مشغول ہو گئے وہی ابوالقاسم ہیں جنہوں نے انہیں شافعیہ و حنفیہ کے مسلک میں اس مسئلہ کے کثرت تکرار کی وجہ سے یہ لقب دیا تھا، بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے ان سب امور کے بعد امامیہ مذہب اختیار کر لیا تھا، واللہ اعلم۔

اس سال شیخ ابوشجاع محمد بن علی بن مغیث بن دھان فرضی حاسب مورخ بغدادی نے وفات پائی، آپ دمشق پہنچے اور کندی ابوالیمن زید بن حسن کی تعریف میں فرمایا:

> "اے زید میرا رب تجھے اپنی مہربانیوں سے زیادہ نعمتوں سے نوازے جنہیں امیدیں پانے سے قاصر ہیں، جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے تجھے عطا کی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے حال نہ بدلے جب تک کہ نحاۃ (نحویوں) کے درمیان حال و بدل کی بحث چلتی ہے تو لوگوں میں سے نحو کا زیادہ حقدار ہے کیا تیرے نام (ضرب زید) کو بطور مثال نہیں پیش کیا جاتا؟"

آغاز ۵۹۳ھ

اس سال قاضی فاضل کا خط ابن زکی کے پاس آیا جس میں اسے مندرجہ ذیل امور سے آگاہ کیا تھا کہ جمادی الاخری جمعہ کی رات ایک بادل آیا جس میں پے در پے تاریکیاں اچک لینے والی بجلیاں، تیز تند ہوائیں تھیں ان تمام امور سے فضا قوی ہو گئی اور اس کی رفتار تیز ہو گئی، اس کے لئے لگام چھوڑ دی گئی اس کی نالیاں بلند ہو گئیں دیواروں میں کپکپاہٹ اور لرزہ شروع ہو گیا باوجود دوری کے ایک دوسرے سے مل گئیں، زمین و آسمان میں گرد وغبار اڑنے لگا یہاں تک کہ لوگوں نے کہا کہ آسمان زمین پر آ لگے گا، بس یہی سمجھ رہا تھا کہ جہنم کی کوئی وادی کھول دی گئی ہے جس سے کوئی دوڑنے والا وہاں سے بھاگ نکلا، ہوا کی تیزی اس قدر بڑھ گئی کہ اس نے آسمانی چراغوں کو بجھا دیا اور آسمانی کھال کو قابل پیوند کر دیا اس کے بالائی نقوش کو مٹا دیا، ہماری حالت بالکل اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی مانند ہو گئی کہ وہ بجلی کی کڑک سے اپنے کانوں میں انگلیاں دبا لیتے ہیں، لوگ بجلی کے خوف سے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ رہے تھے، سو نہ تو کوئی بجلی کی اچک سے بچانے والا تھا اور نہ مصائب سے بچانے کے کوئی قلعے تھے سوائے استغفار کے قلعوں کے،

مرد عورتیں اور بچے سب بھاگ نکلے اور بوجھل بھی قسم کے لوگوں نے گھروں سے نکلنا شروع کر دیا، نہ انہیں کوئی تدبیر سوجھتی اور نہ کوئی راہ دکھائی دیتی تھی بالآخر انہوں نے جامع مساجد کی پناہ لی، وہاں وہ جھکی گردنوں، تھکے ماندے چہروں اہل وعیال سے بے خبر جانوں کے ذریعے اس مصیبت کے لئے فروتنی کر رہے تھے، کنکھیوں سے دیکھ رہے، گویا انہیں کسی بڑی آفت کی توقع ہے زندگی سے ان کا تعلق منقطع ہو چکا تھا، ان کے راستے نجات سے خالی ہو چکے تھے۔

نہیں [illegible] فکر دامن گیر ہوگئی جس کی طرف یہ آرہے تھے اس کے بعد وہ اپنی نمازوں کی نگہبانی کرنے لگے ان کی خواہش تھی کاش وہ ہمیشہ سے ان کے پابند ہوتے، یہاں تک کہ اسے رکنے کی اجازت دی گئی، تہجد پڑھنے والے بیدار ہونے کے قریب ہوئے، صبح ہوتے ہی ہر مسلمان اپنے دوست کو سلامتی کی مبارکباد دینے لگا، اور وہ یوں سمجھ رہا تھا گویا کہ صور پھونکنے کے بعد اٹھایا گیا ہے اور اسے چیخ و چنگھاڑ کے بعد افاقہ ہوا ہے، اللہ نے اسے دوبارہ اٹھایا ہے اور اچانک گرفت کے بعد اسے زندہ کیا ہے۔

[illegible] بعد یہ خبریں بھی پہنچیں کہ اس ہوا نے سمندری جہازوں کو سمندر میں اور درختوں کو جنگلات میں توڑ کر رکھ دیا ہے اور کافی مقدار میں مسافروں کو ہلاک کر دیا ہے۔ جو بھی بھاگا اس کا بھاگنا کچھ کام نہ آیا اس نے یہاں تک [illegible] میں نے قلم کو منحرف چھوڑ دیا ہے اور [illegible] ہے بعد [illegible] سے بھی تخمین ہے مگر اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا، ہمیں اللہ تعالیٰ [illegible] ہے کہ جس چیز کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں نصیحت کی ہمیں اس کے ذریعہ بیدار کر دیا ہے اور جن باتوں کے ہم دلدادہ تھے اس نے ہمیں ان پر [illegible] کے تمام بندوں نے کھلی آنکھوں قیامت کا مشاہدہ کیا ہے اور اس پر کسی دلیل و برھان کا جو یہاں نہیں ہوا، ہاں مگر ہمارے شہر کے لوگوں کی مثال پہلے [illegible] نے بیان نہیں کی اور نہ مشکلات میں اس کی خبر دینے والا بنایا، وہ ہمارے بارے میں خبر نہیں دیتا، ہم اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ وہ ہم سے حرص و ہوس کے بادل کو ہٹا دے اور ہمیں تباہ و برباد ہونے والوں میں سے نہ بنائیں۔

اسی سال قاضی فاضل نے مصر سے ملک عادل کی طرف دمشق خط لکھا جس میں وہ اسے فرنگیوں سے جنگ کی ترغیب دے رہے تھے، جن جنگی مہموں میں وہ ان سے برسر پیکار تھا ان پر اور اسلام کی سرحدوں کے درمیانی علاقہ کی حفاظت پر اس کا شکریہ ادا کر رہے تھے، انہی خطوط میں سے قاضی فاضل کا کسی خط میں یہ مضمون بھی ہے زندگی کی یہ گھڑیاں جن میں تم دُب، جو عمر کا بہترین حصہ ہے، اور جو اخراجات تمہارے ہاتھوں سے ہو رہے ہیں دار القرار کی حوروں کا مہر ہیں اس سے [illegible] کون سعادت مند ہوگا جو کچھ اس کے ہاتھوں میں ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں دیدے، یہ بیشک اس شخص پر اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت ہے اور وہ توفیق ہے کہ جسے جو مانگے [illegible]

ان مقامات کے غبار کی سیاہی باطن میں گناہوں [illegible] وہ شخص کس قدر سعادت مند ہیں اور یہ واپسی کے اوقات کس قدر [illegible] خوش [illegible] اس کے علاوہ یہ بھی انہیں کی تحریر ہے۔

اللہ تعالیٰ [illegible] مومن بر و صحائف کی [illegible] کا تاج بنانے [illegible] دنیا اور دنیا میں بسنے والے جتنے اجسام و متنفس ہیں انہیں مبارکباد دیں، غلام نے اس بات کو بھانپ لیا جس کا مشاہدے نے تقاضا کیا، اور عافیت [illegible] سے خوشی میں [illegible] محال اس کی بارش میں اضافہ نہ کرے۔

[illegible] ہاتھ کا [illegible] ہوجاتا ہے [illegible] کے پورے بدن کو سلامت رکھنے کے لئے قصداً اس ہاتھ کو کاٹ دیا جاتا ہے اگر اس میں کوئی تدبیر ہوتی تو ہمارے آقا اس کی طرف پہل کرتے، اور جو آدمی اپنی انگلیوں سے ناخن کاٹے تو وہ اپنے فعل سے نفع حاصل کرتا اور نقصان کو دور کرتا ہے، تاپسندیدہ چیز کی مشقت نقصان دہ نہیں ہوتی جب اس کے ذریعہ اچھی چیز تک رسائی ہو اس کی چمک دمک کا آخری [illegible] اس کے فعل سے تنگدل نہیں ہوتا، مشقت اٹھاتے اور تکلیف برداشت کرتے ہیں، وہ جس ذات کی طرف اپنا چہرہ پھیرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ [illegible] سے تمام چیزوں کو اس کی طرف [illegible] راہ میں کوشش کی ہیں ہم ان پر ضرور بسر [illegible] راہیں کھول دیں گے اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔

اس سال اس صلح کی مدت ختم ہوگئی جس پر ملک صلاح الدین نے فرنگیوں سے عہد کیا تھا وہ اپنی تیزی اور اسلحوں کے ذریعہ آدوڑے، ملک عادل

نے [illegible] حملہ [illegible] سے مدبھیڑ کی اور انہیں شکست دی، اور ان سے مال غنیمت حاصل کیا اور یافا کو بزور فتح کیا، اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف اور اسی کا احسان تھا، فرنگیوں نے شاہ المان (جرمنی) کی طرف بیت المقدس کی فتح پر برانگیختگی کا خط لکھا تھا تو اللہ تعالیٰ نے جلد ہی اس کی موت مقدر فرمادی، فرنگیوں نے اسی سال بیروت کو اس کے نائب عز الدین شامہ سے بغیر کسی جنگ و مقابلہ کے لے لیا، اسی وجہ سے کسی شاعر نے امیر شامہ کے متعلق کہا، اس نے قلعہ حوالہ کر دیا، تجھ پر کوئی ملامت نہیں جو سلامتی کا طلبگار رہو اس پر کوئی ملامت نہیں کی جاتی، جنگ کے بغیر قلعے دینا یہ سنت بیروت میں شامہ نے ہی جاری کی ہے۔

اسی سال فرنگیوں کا بادشاہ کندھری مرگیا، بلند چوٹی سے گرنے کے باعث اس کی موت واقع ہوئی، فرنگیوں کی حالت ان بکریوں کی سی ہوگئی جن کا کوئی چرواہا نہ ہو یہاں تک کہ انہوں نے حاکم قبرص کو اپنا بادشاہ بنالیا اور کندھری کی بیوی ملکہ سے اس کا نکاح کردیا، ان کے درمیان اور ملک عادل کے درمیان کئی ناخوشگوار امور پیش آئے، ہر دفعہ یہ ان پر غالب آجاتا اور انہیں شکست دیتا، ان کے جنگجوؤں کو کافی مقدار میں قتل کرتا، وہ اسی طرح اس سے لڑتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے خود ہی مصالحت کا مطالبہ کیا تو ملک عادل نے آئندہ سال ان سے صلح کا عہد و پیمان کرلیا۔

سیف الاسلام طغتکین سلطان صلاح الدین کا بھائی، یمن کا بادشاہ تھا فوت ہوا، اس نے انتہائی وافر مقدار میں مال جمع کیا وہ سونے کو چکیوں کے مانند ڈھال لیتا، اور یوں اسے ذخیرہ کر لیتا [illegible] وفات کے بعد اس کا بیٹا اسمٰعیل اس کا جانشین ہوا، وہ بڑا جلد باز اور کم تدبیر تھا، اس کی جہالت نے اسے اس بات پر ابھارا کہ وہ قریشی اموی ہونے کا دعویٰ کرے اور ہادی کا لقب اختیار کر لیا اس کے چچا عادل نے لکھا کہ وہ ان امور سے باز آجائے اور اسے دھمکی بھی دی تو اس نے نہ ان باتوں کو قبول کیا اور نہ ادھر التفات کیا بلکہ سرکشی میں بڑھتا گیا اور امراء و رعیت کے ساتھ بدتدبیری کرنے لگا پس اس کو قتل کر دیا گیا اس کے بعد اس کے باپ کے غلاموں میں سے کوئی غلام حکومت کا متولی ہوا۔

اسی سال امیر کبیر ابو الہیجاء السمین الکردی نے وفات پائی، یہ صلاح الدین کے بڑے امراء میں سے تھے، یہ عکا [illegible] اس پر فرنگیوں کے قبضہ سے دو دن پہلے چلے گئے تھے پھر مشطوب کے بعد اس میں داخل ہوئے اور اسے اس سے چھین لیا [illegible] القدس کا نائب مقرر کر دیا پھر جب العزیز نے اس پر قبضہ کر لیا تو وہاں سے اسے معزول کر دیا، بغداد چلے گئے [illegible] کی طرف جانے والے لشکروں کا کمانڈر بنادیا وہیں ان کی وفات ہوئی۔

[illegible] قاضی بغداد ابو طالب علی بن علی بن ھبۃ اللہ بن محمد بخاری نے وفات پائی، انہوں نے ابو الوقت وغیرہ مشائخ سے حدیث کا سماع کیا اور ابو القاسم بن فضلان سے فقہ حاصل کی، بغداد میں الحکم کی نیابت لے لی پھر مستقل صاحب منصب ہو گئے اس کے بعد کسی وقت انہیں وزارت کی نیابت بھی سونپ دی گئی، کچھ عرصہ بعد عہدہ قضاء سے معزول کر دیے گئے پھر واپس اسی عہدہ پر [illegible] دیے گئے ان کی وفات اس وقت ہوئی جب یہ [illegible] تھے۔

آپ فقہ و عدالت کے گھرانے کے ایک فرد تھے، آپ کے اشعار میں سے یہ شعر ہے:

"برے کام سے یکسو ہو جاؤ اور اس کا ارادہ تک نہ کرو، اور جس سے تو نے بھلائی کی [illegible] دشمن کی تدبیر سے جب وہ تدبیر کرے تیرا تدبیر نہ کرنا ہی کافی ہے۔"

پھر اسی سال بغداد میں طالبیوں کے نقیب سید شریف ابو محمد الحسن بن علی بن حمزہ بن محمد بن الحسن بن محمد بن الحسن [illegible] بن زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب، العلوی الحسینی، جو ابن الاقساسی کے نام سے مشہور ہیں فوت ہوئے، آپ [illegible] کے خاندان سے تھے بڑے پائے کے شاعر تھے، امراء و زراء [illegible] آپ کا تعلق ادب و ریاست اور جوانمردی کے مشہور گھرانے سے تھا، جب [illegible] مستنجد اور اس [illegible] مدح کی جس کے صلہ میں اس نے آپ کو نقیب مقرر کر دیا۔ آپ بڑے باوجاہت [illegible]

[illegible] آپ کے کئی اشعار و قصائد بیان کیے ہیں۔

زمانے کے تیروں پر صبر کرتے رہو کیونکہ زمانے کی گردش ہمیشہ یکساں نہیں رہتی، جب قضاء و قدر سبقت کر جائے تو اس [illegible] حقیقت کا طالب مت بن، زمانہ کتنی بار غالب رہا اور اس نے تجھے اپنی کشادگی اور تنگی دونوں دکھائیں، اس کا [illegible]

اولاد کے بارے میں یہی رویہ ہے۔

پھراسی سال الست مذراء بنت شہنشاہ بن ایوب کی وفات ہوئی، اس کی تدفین باب النصر کے اندرونی حصہ میں اس کے مدرسہ میں ہوئی، الست خاتون ملک عادل کی والدہ ونجم الدین کی بہن ہیں، انہیں، انہی کے گھر دمشق میں جوگھر اسدالدین شیرکوہ کے گھر کے پڑوس میں تھا دفن کیا گیا۔

آغاز ۵۹۴ھ

[illegible] فرنگیوں نے [illegible] پر قبضہ کرلیا [illegible] تبنین کارخ کیا اوراس کا محاصرہ کرلیا، عادل نے ان سے جنگ کے لئے اپنے بھتیجوں کو بلایا تو مصر سے اس کے پاس عزیز اور صرخد سے افضل آگئے، فرنگیوں نے قلعوں کو چھوڑ دیا ادھر انہیں شاہ جرمنی کی وفات کی خبر بھی پہنچ گئی تو انہوں نے عادل سے صلح وامان کا مطالبہ کیا تو اس نے صلح کرلی، یوں تمام بادشاہ اپنی اپنی جگہوں کی طرف واپس لوٹ آئے [illegible] ہوا کہ معظم عیسیٰ بن عادل نے کافی جوہر دکھائے اس کے باپ نے اسے دمشق کا نائب بنادیا اور وہ اپنے ملک جزیرہ کی طرف چلا گیا [illegible] کافی بہتر کردار ادا کیا، اس سال سلطان جو سنجار اور کئی بڑے شہروں کا حاکم تھا فوت ہوا، وہ عمادالدین زنگی بن مودود بن زنگی [illegible] خوش اخلاق، خوش صورت، عمدہ حسن والے بادشاہوں میں سے تھا ہاں قدرے بخیل تھا، علماء سے بڑی محبت کرتا تھا خصوصاً حنفیہ [illegible] کے لئے سنجار میں ایک مدرسہ بھی بنایا اس نے ان سے یہ شرط رکھی کہ ان میں سے ہر ایک کے لئے کھانا پکایا جائے گا یا ایک [illegible] فقیر سے زیادہ لائق ہے کیونکہ فقیہ اس کے ذریعہ تکرار ومطالعہ میں مشغول رہتا اور کھانے کی فکر سے بےفکر رہتا ہے۔

اس کے چچازاد موصل کے حاکم نے اس کی اولاد پر تعدی کی اور ان سے بادشاہت چھین لی تو اس کے بیٹوں نے ملک عادل سے مدد مانگی تو اس نے انہیں ملک واپس دیا اور ان سے ظلم ہٹایا اس کے بعد حکومت اس کے بیٹے قطب الدین محمد کے لئے مضبوط ہوگئی، پھر بادشاہ نے ماردین کارخ کیا، ماہ رمضان میں ان کا محاصرہ کیا ان کی چراگاہوں اور دیگر عملداریوں پر قبضہ کرلیا لیکن ماردین کے قلعے [illegible] لگانے لگا کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا [illegible] حاصل کرنے کا [illegible] قدم اور حاقتور نہ تھا۔

اسی سال خزریوں نے بلخ شہر پر قبضہ کرلیا، "خطا" کو شکست دی اور ان پر غالب رہے خلیفہ نے انہیں پیام بھیجا کہ وہ خوارزم شاہ کو عراق میں داخل ہونے سے روک دیں اس لئے کہ وہ بغداد میں اپنا خطبہ دینا چاہتا [illegible] بھی اسی سال کیا اور کچھ مدت بعد اسے [illegible] حالانکہ وہ ایک عرصہ تک اس کے لئے رکاوٹ بنا رہا [illegible] باسیوں کو معاف کردیا اور دلی طور پر ان کو معاف کردیا، انہوں نے [illegible] خوارزم شاہ [illegible] پھر [illegible] خوارزمیہ کی طرف پھینک دیا اور کہنے لگے کہ یہ ان کا بادشاہ ہے، خوارزم [illegible] خوارزم شاہ نے ان پر [illegible] انہیں معاف کردیا، اللہ تعالیٰ بھی اس کا اچھا بدلہ دیں۔

پھراسی سال عوام بن زیدہ جو باب الخلافہ میں منشی تھا فوت ہوا اس کا نام [illegible] زیادہ تھا، عراق میں اس کے زمانہ میں رسائل دانش، بدخشت وفصاحت [illegible] اس پر ختم تھی، فقہ شافعی [illegible] شافعی [illegible] فضلاء [illegible] اصول میں [illegible] حساب اور لغت میں سب سے معرفت تھی، ان کے بڑے عمدہ اشعار [illegible] ان کی بڑی قدر دانی [illegible] کے عمدہ اشعار میں سے بعض یہ تھا:

[illegible] دشمن وم تجھ پر حقیر مت جان [illegible] نیک بختوں [illegible] بس کر سند رکھ دیا۔

دیکھو! سورج باوجود یکہ کتنا بڑا ہے پھر بھی اس پر گرہن پوری طرح چھا جاتا ہے۔

[illegible] اس سے یہ اشعار ہیں

[illegible] کی جنبش سے اس میں کمترین بلند ہوتے ہیں اور مصائب عام ہوجاتی ہیں، جیسے کہ ٹھہرا ہوا پانی ہو جب اسے حرکت

دی جائے تو اس کی تہہ سے خس وخاشاک میں ہل چل مچ جاتی ہے۔''

نیز یہ بھی ان کے اشعار ہیں:

''میں نے دنیا کو فراموش کر دیا لیکن اس شخص نے اسے کیا بھلایا جس کی آرزوؤں اور امیدوں سے دنیا گلی ہوئی ہے، جب میں اس سے اعراض کرتا ہوں تو یہ مجھے اپنے حماقت کے سمندر میں پھینک دیتی ہے، لوگ مجھ سے نور انیت حاصل کرتے ہیں جبکہ میں تن تنہا ہوں میری حالت چراغ میں رکھے فتیلہ کی مانند ہے۔''

آپ کی وفات ذوالحجہ میں ہوئی اس وقت آپ کی عمر بہتر سال تھی، آپ کی نماز جنازہ میں بہت زیادہ مخلوق حاضر ہوئی، آپ کو موسیٰ بن جعفر کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

قاضی ابوالحسن علی بن رجاء بن زہیر: ابن علی بطائحی بغداد پہنچے تو وہاں فقہ سیکھا اور حدیث شریف کا سماع کیا، مالک بن طوق کے صحن میں اتنی مدت قیام کیا کہ ابی عبداللہ بن نبیہ فرضی سے اشتغال علم کیا، کچھ عرصہ مستنزاد عراق کے قاضی رہے، ادب میں کمال حاصل تھا آپ نے شیخ ابو عبداللہ بن نبیہ سے سماع کیا اپنے متعلق دو شعر کہتے ہوئے حریری کا معارضہ کیا ان دو شعروں کے بارے میں انہیں گمان ہے کہ تیسرا کوئی شعر ان سے پہلے کا نہیں اور وہ دو شعر یہ ہیں

ایسا نشان لگا جس سے تم دو مرتبہ تعریف کریں جو شخص تمہیں تنگ کرے اس کا بھی شکریہ ادا کرو، حتی الامکان مکر وفریب سے بچو، تاکہ تمہیں مرد انی و عزت ملے۔

اس پر ابن نبیہ نے کہا،

مخلوق میں کم درجہ لونڈی اس شریف آدمی سے اچھی نہیں جو ملامت گر ہو، جب تجھ سے بخشش کا سوال ہو تو دینے سے رک جاؤ، آزاد آدمی اس سے اپنا منہ نہیں بھرتا۔

امیر عزالدین جردیک: یہ نورالدین کے زمانہ میں اکابر امراء میں سے تھا، اس کا تعلق ان لوگوں سے تھا جو شاور کے قتل میں شریک تھے، صلاح الدین کے ہاں اسے بڑا مقام حاصل تھا، صلاح الدین نے جب قدس فتح کیا تو اسے قدس کا نائب مقرر کر دیا، جس سے بڑے بڑے امور میں مدد طلب کرتا تھا، تو وہ اپنی ذات اور بہادری سے انہیں روک دیتا تھا جب کہ افضل والی بنا تو اس نے اسے معزول کر دیا تو اس نے بلاد شام کو چھوڑ کر اور موصل میں ڈیرہ لگایا وہیں اس کی وفات ہوئی۔

آغاز ۵۹۵ھ

حاکم مصر عزیز کی وفات: اور وہ اس طرح کہ عزیز محرم کی ۲۱ ویں شب شکار کے لئے نکلا وہاں ایک بھیڑیے کے پیچھے گھوڑا دوڑایا، گھوڑے کو ٹھوکر لگی تو وہ اس سے گر گیا یوں کچھ دن بعد فوت ہو گیا، اور اپنے گھر ہی میں دفن کیا گیا پھر امام شافعی کی قبر کے قریب منتقل کر دیا گیا، اس کی عمر تقریباً ۲۷ یا ۲۸ سال تھی اس نے اس سال حنبلیوں کو اپنے شہر سے نکالنے کا عزم مصمم کر لیا تھا اور اپنے دوسرے بھائیوں کو انہیں شہروں سے نکالنے کے تاکیدی خطوط لکھتا رہا، اس نے اس بات کو بصراحت بیان کیا اور بسی بھی گئی اور پوری طرح پھیل گئی اسے یہ نفرت اپنے اساتذہ دوستوں اور نشست وبرخاست رکھنے والے اعجمیوں سے اور حدیث کی کم علمی سے پیدا ہوئی جب اس نے یہ کام کر دیا اور اس برے کام کی نیت کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاک کر دیا اور جلد ہی اسے برباد کر دیا۔ جس سے مخلوق میں جو مصر و شام میں بستے تھے خاص وعام میں حنابلہ کی قدر و منزلت بڑھ گئی، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حنابلہ کے بعض صلحاء نے اس کے لئے بد دعاء کی تھی سو جونہی وہ شکار کے لئے نکلا جلد ہی قریب ہلاک ہو گیا۔

افضل نے اپنے چچا عادل کو عزیز کی تعزیت کا خط لکھا اس وقت وہ ماردین کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اس کے ساتھ اس کا لشکر اور بیٹا محمد کامل تھا جو

حیرہ کے قریبی علاقوں میں سے جزیرہ کا نائب تھا، خط کا مضمون یہ تھا ''اللہ تعالیٰ مولانا ملک عادل کی سلطنت کو سلامت رکھے اور اس کی عمر میں برکت دے، اور اپنے امر کے ذریعہ اس کے امر کو بلند کرے، اور اس کی نصرت سے اسلام کی مدد کرے، جانیں اس کی کریم ذات پر قربان ہوں اور اللہ تعالیٰ اپنی پر عظمت نعمتوں کے ذریعے ان کے بڑے بڑے امور کو چھوٹا کردے اور اسے حیات طیبہ بخشے وہ اور اسلام عظیم فتوحات میں اکٹھے ہوں، ان فتوحات سے امن و سلامتی اور اچھے انجام سے واپس لوٹے، اس کے رجال کا رکم نہ ہوں، کوئی جان اور بچہ گم نہ ہو، ہتگڈ امن اور ہتگڈ ست نہ ہو، نہ اس کی آنکھ دکھے نہ وہ جگر کبیدہ ہو نہ اس کے دل میں کدورت ہو اور اس کا گھاٹ گدلا ہو''

جب اللہ تعالیٰ نے ملک عزیز کی موت مقدر فرمائی تو اس کی زندگی اس کے لئے مکدر تنگ اور فضول تھی لیکن جب وقت مقرر آ گیا تو مصیبت کی ابتداء بڑی سنگین تھی اور ناپسندیدہ امر کا آغاز بڑا اندوہناک تھا۔

اچانک چہرے کے محاسن ماند پڑ گئے جو اس کے خوبصورت چہرے سے مٹی ہٹاتے تھے، ''فیوم'' سے واپسی کے بعد اس کی مرض الوفات کا زمانہ دو ہفتے رہا اور ۲۱ ویں محرم کی رات ساتویں گھڑی میں وفات ہوئی، غلام ایسی حالت میں تھے کہ تمام کے تمام دل و جسم کی بیماری، ہاتھ پاؤں کے درد اور جگر کی تکلیف میں بے اصل باتیں کررہے تھے، اس آقا کو اپنے والد کے عہد قریب کا غم بھی اٹھانا پڑا، ہر روز اس پر غم نئے طریقے سے آتا۔

جب عزیز کی وفات ہوئی تو اس کی مذکر اولاد دس تھی اس کے امراء نے اس کے بڑے بیٹے محمد کو اپنا بادشاہ بنالیا اور اسے منصور کا لقب دیا جبکہ درون خانہ تمام امراء کا میلان عادل کو بادشاہ بنانے کا تھا لیکن وہ اس کے مکان کو بعید سمجھتے تھے تو انہوں نے افضل کو پیام بھیجا اس وقت وہ صرخند میں تھا ڈاک کے ذریعے اسے جلد بلا بھیجا جب وہ ان کے پاس آیا تو ان کی کمک روک دی گئی لوگوں نے اس پر اتفاق کی کوئی صورت نہ پائی اور جس مہم کے لئے وہ آیا تھا وہ ادھوری رہ گیا، ''ناصریہ'' کے اکابر امراء نے اسے فریب دیا، مصر سے نکل کر وہ قدس میں اقامت پذیر ہو گئے اور عادل کی فوجوں کو برانگیختہ کرنے کے لئے پیام بھیجنے لگے اس نے اپنے بھتیجے کو تخت سلطنت پر براجمان کردیا تمام مصری شہروں کے سکوں اور خطبوں پر اس کا نام بلند کیا۔

لیکن افضل نے اپنے اس سفر سے یہ فائدہ اٹھایا کہ مصریوں کا جم غفیر لشکر لے لیا اور اپنے چچا کی عدم موجودگی میں دمشق کو واپس لینے کے لئے آگے بڑھا یہ کام اس نے اپنے بھائی حاکم حلب حمص کے بادشاہ اسد الدین کے مشورے سے کیا جب افضل دمشق پہنچا اور اس کے گردو اطراف میں پڑاؤ کیا تو نہروں کو کاٹ لیا درختوں کو اجاڑ دیا ان کے پھل کھائے اور مسجد القدم میں اپنا خیمہ لگایا پھر اس کا بھائی ظاہر اور اس کا چچازاد اسد الکا سر اس کے پاس آئے ساتھ اس کی حامی فوج بھی تھی سو اس کی فوج بڑھ گئی اور جنگی قوت سخت ہوگئی اس کے ساتھ اس کا لشکر شہر میں داخل ہوا انہوں نے افضل کے شعار سے پکارا، عوام میں سے کسی نے ان کی متابعت نہیں کی۔

عادل ماردین سے اپنا لشکر لے کر آیا اس کے بھائی امراء اور اس کے بھتیجوں کی ایک جماعت اس کے پاس جمع ہوگئی اور ہر شہر نے اپنے اکابر کے ذریعہ اس کی مدد کی، افضل دو روز پہلے دمشق پہنچ چکا تھا اس نے اسے قلعہ بنالیا اور محفوظ کرلیا، ماردین پر اپنے بیٹے محمد کامل کو نائب مقرر کردیا، جب وہ دمشق آیا تو اکثر مصری امراء اور دیگر لوگوں نے اسے دھوکہ دیا، افضل کا معاملہ کمزور ہوگیا اور جو اسے اہل دمشق سے نیکی اور خیر کی امید تھی ناامیدی میں بدل گئی، سو اس نے اپنے فوجیوں سمیت شہر کا محاصرہ جاری رکھا یہاں تک کہ سال گذر گیا پھر آئندہ سال یہ حالت نہ رہی جیسا کہ اس کا تذکرہ آئیگا۔

اس سال اس نے بغداد کی فصیلوں کو پکی اینٹوں اور چونے سے تعمیر کیا اس کام کو امراء کے سپرد کیا اس کی عمارت کا کام اس سال کے بعد پایہ تکمیل کو پہنچا، ان فصیلوں کی وجہ سے بغداد غرق ہونے اور محاصرہ کرنے سے محفوظ ہوگیا اس سے پہلے بغداد کی کوئی فصیل نہ تھی۔

سلطان ابو محمد یعقوب بن یوسف ابن عبد المومن جو اپنے شہر میں مغرب واندلس کا حکمران تھا اس اندلس کے قریب ایک خوبصورت شہر تعمیر کیا جس کا نام مہدیہ رکھا، یہ بادشاہ بڑا متدین اور نیک سیرت تھا، باطناً بھی درست تھا، مسلک مالکی سے متعلق تھا مگر بعد میں ظاہری حزمی ہوگیا، پھر مذہب شافعی کی طرف مائل ہوگیا، اپنے بعض شہروں میں شافعی المسلک قاضی بھی مقرر کئے، اس کی مدت حکومت ۱۵ سال تھی بڑا مجاہد شخص تھا، اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے، نماز پنجگانہ میں لوگوں کو امامت کراتا، ضعیف اور کمزور کا مددگار تھا، یہ وہی شخص ہے جسے صلاح الدین نے فرنگیوں کے خلاف مدد کے لئے بلایا لیکن جب اسے امیر المومنین کے لقب سے نہ پکارا تو ناراض ہو کر اس نے نہ جواب دیا اور نہ مطالبہ پورا کیا اس کے

بعد اس کا بیٹا محمد بادشاہ بنا وہ بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چلا اور بعض شہروں نے اس کے باپ کی نافرمانی کی تھی نہیں واپس ہوا یہ پھر اس کے بعد خواہشات نے نہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، ملک یعقوب کے بعد یہ گھرانہ برباد ہو گیا۔

اس سال دمشق میں ایک عجمی نے عیسیٰ بن مریم ہونے کا دعویٰ کیا، قلعہ کے نائب امیر صارم الدین برغش نے نمود کا تب کے حمام کے قریب باب الفرج سے باہر اس چکی کے سامنے جو دو دروازوں کے درمیان ہے سولی دینے کا حکم دیا، یہ حمام بہت پہلے ویران ہو چکا تھا، اس شخص کو صلیب دینے کے دو دن بعد عوام نے روافض پر چڑھائی کر دی، باب العفیر کے قریب وثاب نامی شخص کو قبر سے نکال کر دو کتوں کے ساتھ سولی چڑھا دیا، یہ حادثہ اس سال کے ربیع الثانی میں پیش آیا۔

اس سال خراسان میں بہت بڑا فتنہ اٹھا، وہ یوں کہ امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی ملک غیاث الدین غوری غزنی کے حاکم کے پاس آئے، بادشاہ نے آپ کا اکرام کیا اور آپ کے لئے ہرات میں ایک مدرسہ بنوایا، ادھر گوریہ کے اکثر رہنے والے کرامیہ سے تعلق رکھتے تھے وہ امام رازی سے بغض وعداوت رکھنے لگے وہ امام رازی کو ملک سے دور کرنا چاہتے تھے اس کے لئے وہ اور کچھ حنفی فقہاء اور بڑی تعداد شافعیوں کی بھی جمع ہو گئی، ابن قدوہ جو لوگوں میں بڑے معظم بزرگ مذہب کرامی ابن الہیصم کے تھے وہ بھی آ گئے، پس امام رازی اور اس کے درمیان مناظرہ ہوا مناظرے کو چھوڑ کر دونوں سب وشتم اور گالی گلوچ پر اتر آئے، دوسرے دن لوگ جامع مسجد میں اکٹھے ہوئے جب لوگ جمع ہو گئے تو ایک واعظ کھڑے ہو کر خطاب کرنے لگا، دوران خطاب اس نے کہا لوگو! ہم تو فقط رسول اللہ ﷺ کی صحیح ثابت باتوں کے قائل ہیں، رہا ارسطاطالیس کا علم اور ابن سینا کی کفریات، فارابی کا فلسفہ اور جو رازی نے تلبیسات کی ہیں انہیں ہم نہیں جانتے اور نہ ہی اس کے قائل ہیں ہاں جس چیز کے ہم قائل ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور سنت رسول اللہ ﷺ ہے اور کس وجہ سے کل شام سے آج تک ایک شیخ الاسلام کو جو اللہ تعالیٰ کے دین اور سنت رسول کا دفاع کر رہا ہے ایک متکلم کی زبانی گالیاں دی جا رہی ہے جس کے پاس اپنے مدعی پر کوئی دلیل بھی نہیں ہے۔

فرماتے ہیں کہ تمام لوگ آبدیدہ ہو گئے اور چیخنے لگے کرامیہ فرقہ بھی رونے لگا اور مدد طلب کرنے لگے تو لوگوں میں سے کچھ خواص نے ان کی اس معاملہ میں مدد کی اور بادشاہ تک اس صورت حال کو پہنچایا تو بادشاہ نے امام رازی کو شہر سے نکالنے کا حکم صادر کر دیا چنانچہ آپ ہرات لوٹ آئے، یہی وجہ ہے کہ امام رازی کو کرامیہ سے شدید بغض ہے اور اپنی گفتگو میں ہر جگہ ان سے الجھنے لگے۔

اس سال خلیفہ، واعظوں کے شیخ ابو الفرج ابن الجوزی سے راضی ہو گیا، آپ کو بغداد سے واسط کی طرف جلاوطن کر دیا گیا تھا آپ وہاں پانچ برس مقیم رہے وہاں کے لوگ آپ سے مستفید ہوئے اور آپ کی علمی مجالس سے بہت نفع اٹھایا، جب آپ واپس بغداد آئے تو خلیفہ نے آپ کو لباس دیا اور آپ کو حسب عادت سابق معروف کرخی کی قبر کے پاس وعظ کرنے کی اجازت دیدی۔ جو لوگ پہلے وعظ سنتے تھے اب ان سے کئی گنا زیادہ مجمع بڑھ گیا جس میں خلیفہ بھی آ شریک ہو گیا اس وقت آپ نے خلیفہ کو ان اشعار سے مخاطب کیا:

> جس باغ کو تو نے لگایا اسے اپنے انعام کی بارش سے پیاسا مت رکھ! نہ ہی اس لکڑی کو چھیل جس پر تو نے پانی چھڑکا، احتیاط کر بانی مجد کی بزرگی کم نہ ہو، اگر مجھ سے کوئی قصور ہو گیا ہو تو مجھے معاف رکھ کر رضا بخش، میں تجھ سے اپنی تمنا بر آوری کا امیدوار تھا لیکن آج صرف تیری رجامندی کا طالب ہوں۔

انہی اشعار میں سے جو آپ نے اس دن پڑھے یہ بھی ہیں:

> ہم دوری کی وجہ سے اپنے آپ بد بخت سمجھتے رہے لیکن جب ہم ملے تو ہمیں کوئی بدبختی دکھائی نہ دی، ہم راتوں کی تاریکی میں ناراض ہوئے تھے پھر اسی حالت میں ہم راضی بھی ہو گئے، وہ کون ہے جو مرنے کے بعد ایک دن بھی زندہ نہ رہا ہو ہم تو مرنے کے بعد زندہ ہوئے ہیں۔

اس سال خلیفہ ناصر نے قاضی موصل ضیاء الدین بن الشہرزوری کو بلا کر بغداد کا قاضی القضاۃ مقرر کر دیا اس سال دمشق میں حافظ عبدالغنی مقدسی کی وجہ سے فتنہ برپا ہوا اور سبب یہ بنا کہ وہ جامع اموی میں حنابلہ کے محراب میں گفتگو کرتے تھے، ایک دن عقائد کے متعلق کچھ گفتگو کی تو قاضی ابن زکی ضیاء الدین دولعی اور امیر صارم الدین برغش نے سلطان معظم سے ملاقات کی، تو اس نے استواء علی العرش، نزول، حرف اور صوت کے مسئلہ پر گفتگو کے

لئے ایک مجلس مقرر کی، نجم الدین حنبلی نے بقیہ فقہاء کی موافقت کی لیکن حافظ عبدالغنی مقدسی اپنی بات پر اڑے رہے اس سے رجوع نہیں کیا، بقیہ ان پر جمع ہو گئے اور انہیں طعن وتشنیع کر کے ایسی باتیں ان کے ذمہ لگائیں جو انہوں نے نہیں کی تھیں، یہاں تک کہ امیر برغش نے انہیں کہا کیا آپ تنہا حق پر ہیں اور یہ گمراہی پر؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں! اس پر امیر نے ناراض ہو کر انہیں شہر سے جلاوطنی کا حکم دیدیا۔

پھر انہوں نے تین دن کی مہلت مانگی تو امیر نے مہلت دے دی اس کے بعد امیر برغش نے قلعہ سے قیدیوں کو بھیجا جنہوں نے حنابلہ کے منبر کو توڑ دیا اس دن ظہر کی نماز حنابلہ کے محراب میں ادا نہیں کی گئی اور وہاں جو خزانے اور صندوق تھے انہیں بھی نکال دیا گیا بڑی بدحواسی پیدا ہوئی ہم اللہ تعالیٰ کی ظاہر اور چھپے تمام فتنوں سے پناہ چاہتے ہیں اس مجلس کا انعقاد سوموار کے دن ۲۴ ذوالحجہ کو ہوا تھا، حافظ عبدالغنی مقدسی وہاں سے بعلبک، پھر مصر پہنچے تو وہاں کے محدثین نے آپ کو پناہ دی اور نرم گوشہ ہو کر آپ کا بڑا اکرام کیا۔

اس سال دیگر فوت ہونے والے نامور افراد

امیر مجاہد الدین قیماز رومی ...موصل کا نائب اپنے استاد نور الدین ارسلان کے بیٹے کے زمانہ میں موصل کی حکومت پر قبضہ کرنے والا، بڑا عقلمند، ہوشیار، شیخ فقیہ تھا بعض نے کہا کہ شافعی تھا، تاریخ کی اکثر باتیں اسی طرح حکایات وغیرہ زبانی یاد تھیں اس نے کئی جامعات، مدارس، اصطبل، خانقاہیں تعمیر کروائیں اس کے بہت سے صدقات جاری رہتے، علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ وہ دنیا کی اچھی چیزوں میں سے تھا۔

ابوالحسن محمد بن جعفر ابن احمد بن محمد بن عبدالعزیز عباسی ہاشمی، ابن نجیری کے بعد بغداد کے قاضی القضاۃ، آپ مسلک کے اعتبار سے شافعی تھے فقہ ابوالحسن بن خل وغیرہ سے حاصل کیا، مکہ میں خطیب وقاضی بھی رہے یہی آپ کا اصلی وطن تھا لیکن وہاں سے بغداد کوچ کیا دنیا سے جو حاصل کرنا تھا کیا اور بالآخر معاملہ نے جہاں پہنچنا تھا پہنچا، آپ اپنی ایک دستاویز کی وجہ سے جس پر آپ کی تحریر تھی معزول کر دیا گیا، لوگ کہتے ہیں وہ تحریر وغیرہ سب جھوٹ تھا، اس کے بعد آپ اپنے گھر ہی میں رہے اور وہیں وفات ہوئی۔

شیخ جمال الدین ابوالقاسم ...یحییٰ بن علی بن فضل بن برکہ بن فضلان، بغداد میں شافعیہ کے شیخ تھے، ابوسعید بن محمد زار جو نظامیہ کے مدرس تھے ان سے فقہ حاصل کیا پھر خراسان چلے گئے وہاں محمد زبیدی امام غزالی کے شاگرد سے فقہ پڑھا وہاں سے بغداد لوٹ آئے، وہاں آپ نے لغت دریخشی کے ساتھ علم مناظرہ کا بھی اقتباس کیا اور اہل بغداد کے سردار ہو گئے، طلبہ وفقہاء کو آپ سے بڑا نفع ہوا، آپ کے لئے ایک مدرسہ بنایا گیا جہاں آپ اپنی شہرت کے مطابق درس دیتے تھے، آہستہ آہستہ آپ کی تلامذہ کی تعداد بڑھ گئی، آپ اکثر اوقات تلاوت اور حدیث کا سماع کرتے تھے، آپ خوبصورت زیرک اور ظریف الطبع شیخ تھے، آپ کے اشعار میں سے چند یہ ہیں:

> اگر تم اشراف کے مرتبہ ومقام کو پہنچنا چاہتے ہو تو اپنے اوپر مدد کرنا اور انصاف کرنا لازم کرو، جب تمہارے ساتھ کوئی زیادتی کرے تو اسے اس کے حال پر چھوڑ دو زمانہ بدلہ لینے کے لئے کافی ہے۔

آغاز ۵۹۶ھ

ادھر اس سال کا آنا تھا ادھر ملک افضل مصری لشکر لے کر اپنے چچا کی طرف سے دمشق کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اس نے نہروں کا پانی اور غلہ روک لیا، لوگوں کے پاس سوائے تھوڑے سے پانی اور روٹی کے کچھ نہ تھا، یہ حالت طول پکڑ گئی انہوں ''اللوان سے'' لد'' خندق کھودی ہوئی تھی تاکہ ان تک دمشق کا لشکر نہ پہنچ سکے اوپر سے موسم سرما آ گیا جس میں بارشیں اور کیچڑ زیادہ ہو گیا پھر جس وقت ماہ صفر شروع ہوا تو ملک کامل محمد بن عادل ترکمانوں کے کافی مقدار میں لوگوں اور بلاد جزیرہ، الرہا، حران کے لشکر کو لے کر اپنے باپ کے پاس پہنچا اس طرح یہ مصری لشکر واپس ہوئے، سبا کے ایادی تتر بتر ہو گئے۔

ظاہر حلب کی طرف آ گیا اور اسد حمص ،افضل مصر کی طرف لوٹ گیا یوں عادل دشمنوں کے مکر و فریب سے محفوظ رہا، جبکہ وہ شہر کو حوالہ کر دینے کا عزم کر چکا تھا ناصری امراء افضل کے پیچھے چلے گئے تاکہ اسے قاہرہ میں داخل ہونے سے روکیں اور ادھر عادل کو لکھا کہ وہ بہت جلد ان تک پہنچ جائے تو وہ بہت تیزی کے ساتھ ان کی طرف اٹھ کھڑا ہوا، افضل مصر میں داخل ہو کر قلعہ جبل میں قلعہ بند ہو گیا باوجودیکہ اس پر ضعف و بزدلی طاری تھی عادل ایک تالاب پر اترا اور مصر کی حکومت پر قبضہ کر لیا، اس کا بھتیجا افضل ذلیل و عاجز ہو کر اس کے پاس آیا اس نے اسے جزیرہ کے چھ شہر دیئے اور بری سیرت کی بناء پر تمام سے بہادر شمار کیا جاتا ہے، بعد عادل قلعہ میں داخل ہوا اور عہدہ قضاء کو صدر الدین عبدالملک بن درباس مارانی کردی کو سونپ دیا اور خطبہ و سکہ کو اپنے بھتیجے منصور کے نام پر باقی رکھا۔

عادل مستقل مزاج اور باختیار آدمی تھا، اس نے صفی الدین بن شکر کو اسی جرأت مندی، ذکاوت، سرداری اور دینداری کے باعث وزیر بنالیا، پھر عادل نے اپنے بیٹے کامل کو خط لکھا جس میں وہ جزیرہ سے اسے مصر کا بادشاہ بنانے کی دعوت دے رہا تھا جب وہ آ گیا تو اس کا احترام کیا اس سے معانقہ کیا، بادشاہ نے فقہاء کو حاضر کر کے ان سے اپنے بھتیجے منصور بن عزیز کی حکومت کے صحیح ہونے کا فتویٰ مانگا، اس کی عمر دس سال تھی، فقہاء نے فتویٰ دیا کہ اس کی حکومت صحیح نہیں کیونکہ یہ خود کسی ولایت میں ہے اس وقت اس نے امراء کو طلب کیا اور انہیں بیعت کرنے کو کہا وہ لوگ بیعت کرنے سے رک گئے، عادل نے انہیں رغبت و رہبت دونوں طرح سے منانا چاہا، جو گفتگو اس نے امراء سے کی اس میں یہ بھی کہا کہ فقہاء نے جو فتویٰ دیا وہ تم نے سن لیا اور تم یہ جو جانتے ہو کہ چھوٹے بچے سرحدوں کی حفاظت نہیں کر سکتے، ہاں البتہ بڑے بادشاہ ان کی حفاظت کرتے ہیں، اس پر وہ مان گئے اور اس سے بیعت کر لی پھر اس نے اپنے بیٹے کامل کے لئے بیعت لی۔

اسی طرح خطباء نے خلیفہ کے بعد ان دونوں کے لئے خطاب کیے، انہی دونوں کے ناموں پر سکے ڈھالے گئے، دمشق میں حکومت عیسیٰ بن عادل کے معظم نام سے اور مصر میں کامل کے نام پر قائم ہو گئی۔

شوال میں امیر ملک الدین ابو منصور سلیمان بن مسرور بن خلدک جو ملک عادل کا ماں شریک بھائی تھا دمشق واپس آیا، باب الفرادیس میں فلکیات کا سمجھنے والا یہی شخص تھا وہیں اس کی قبر ہے وہاں وہ بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ مقیم رہا یہاں تک کہ اس سال فوت ہوا، اس سال اور اس کے بعد والے سال مصر میں بڑی مہنگائی ہوئی جس سے فقیر و مالدار ہلاک ہوئے لوگ شام کی طرف بھاگ نکلے لیکن وہاں تک بہت کم پہنچے کیونکہ راستوں میں انہیں فرنگیوں نے رگیدنا شروع کر دیا تھا انہیں اپنی جانوں کے بارے میں دھوکے میں رکھا تھوڑی بہت کھانے کی چیزیں مہنگے داموں دیں جبکہ عراق کے علاقوں میں سہولت و ارزانی تھی،، ابن ساعی کہتے ہیں کہ اس سال بغداد میں ایک مرغ نے انڈا دیا تو میں نے ایک جماعت سے پوچھا تو انہوں نے مجھے یہ بات سنائی۔

اس سال فوت ہونے والے اعیان میں سلطان علاء الدین خوارزم شاہ تکش بن الپ ارسلان بھی ہے جو طاہر بن حسین کی اولاد سے تھا یہ خوارزم، خراسان و ری کے بعض شہروں، ان کے علاوہ اور کئی وسیع علاقوں کا حکمران تھا یہ وہی شخص ہے جس نے سلاجقہ حکومت کا خاتمہ کیا یہ بڑا عادل، درست سیرت والا آدمی تھا موسیقی میں کافی مہارت تھی حسن معاشرت میں سلیقہ مند تھا، فقہ حنفی کا فقیہ تھا اصول کا تعارف رکھتا تھا حنفیہ کے لئے ایک بہت بڑا مدرسہ بھی بنوایا، وفات کے بعد خوارزم میں جو قبر بنوائی تھی اس میں دفن کیا گیا اس کے بعد اس کے بیٹے علاء الدین محمد نے حکومت کی باگ دوڑ سنبھالی اس سے پہلے اس کا لقب قطب الدین تھا اسی سال سلطان خوارزم شاہ مذکور قتل کیا گیا۔

نظام الدین مسعود بن علی نیک سیرت شافعی المذہب تھے، آپ کا خوارزم میں بہت بڑا مدرسہ تھا اور وسیع جامع مسجد تھی آپ نے مرو میں شافعیہ کی بہت عظیم جامع مسجد تعمیر کی حنابلہ ان سے حسد کرنے لگے وہاں ان کے شیخ کو شیخ الاسلام کہا جاتا تھا، کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اس کو جلا دیا، اس بات کو دین و عقل کی کمی پر ہی محمول کیا جا سکتا ہے، سلطان خوارزم شاہ نے ان پر اتنا تاوان لازم کیا جتنا وزیر نے اس کی تعمیر پر اٹھایا تھا۔

اس سال شیخ مسند معمر وقت کی منزل ابو الفرج بن عبدالمنعم بن عبدالوھاب ابن صدقہ بن خضر بن کلیب اصلاً حرانی ہیں ولادت سکونت اور وفات کے لحاظ سے بغدادی ہیں، آپ کی وفات ۹۶ سال کی عمر میں ہوئی، اکثر محدثین سے حدیث کا سماع کیا پھر آپ سے بھی کئی لوگ سماع حدیث کی نعمت

سے مستفید ہوئے، ایک روایت میں مشائخ کی ایک جماعت سے منفرد ہیں، آپ کا تعلق تاجر اور مالدار طبقے سے تھا۔

الفقیہ مجد الدین ابو محمد بن طاہر بن نصر اللہ بن جمیل، قدس کے مدرس، آپ نے سب سے پہلے الصلاحیہ میں درس دیا، آپ بنو جمیل الدین کے فقہاء کے والد ہیں، فقہاء بنو جمیل مدرسہ جاروخیہ میں تھے پھر ہمارے اس زمانے میں ''العمادیہ'' اور ''الدماعیہ'' کی طرف منتقل ہو گئے ان کی وفات کے بعد صرف ان کی شرح ہی باقی رہی۔

امیر صارم الدین قایماز.....ابن عبداللہ النجمی، آپ حکومت صلاحیہ کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھے صلاح الدین کے ہاں آپ کو استاذ کا رتبہ حاصل تھا، عاضد کی وفات کے وقت آپ ہی نے محل کی سپرداری سنبھالی جس کی وجہ سے آپ کو کافی مقدار میں مال ومتاع حاصل ہوا، آپ بہت زیادہ صدقہ وخیرات اور وقف کرنے والے تھے، ایک دن آپ نے سات ہزار طلائی دینار صدقہ کئے، مدرسہ قیمازیہ آپ ہی کا وقف کردہ ہے جو قلعہ کی شرقی جانب میں ہے، دارالحدیث اشرفیہ اس امیر کا گھر تھا وہاں آپ کا حمام بھی تھا جسے بعد میں ملک اشرف نے خرید کر دارالحدیث بنا دیا اور حمام منہدم کرا کے وہاں جو شیخ مدرس تھے ان کا گھر بنا دیا جب قیماز کی وفات ہوئی اور اسے اس کی قبر میں دفن کر دیا گیا تو اس کے گھر وندوں اور خزائن کو کھودا گیا اس پر بہت سے مال کی تہمت تھی تو وہاں سے ایک لاکھ دینار حاصل ہوئے جبکہ گمان یہ تھا کہ اس کے پاس اس سے بھی زیادہ مال تھا وہ اپنے اموال کو ویرانوں، دیہاتوں اور بنجر زمینوں میں دفن کرتا تھا، اللہ تعالیٰ اسے معاف کریں۔

امیر لؤلؤ.....دیار مصر کے حاجب ہیں، صلاح الدین کے زمانے میں بڑے امراء میں سے تھے سمندر میں بحری بیڑا اپنی کمان میں لیا، بہت سے سورماؤں کو قیدی بنا لیا اور کافی مقدار میں کشتیاں توڑیں، یہ اکثر جہاد میں شرکت کے باعث کشادہ دست تھا، ہر دن زیادہ سے زیادہ خرچ کرتا، مصر میں مہنگائی ہوئی تو اس نے بارہ ہزار روٹیاں بارہ ہزار آدمیوں میں صدقہ کیں۔

شیخ شہاب الدین طوسی دیار مصر میں متاخر شافعیہ میں سے ہیں تقی الدین شہنشاہ بن ایوب کی طرف جو مدرسہ منسوب ہے اس کے شیخ ہیں اس مدرسہ کو منازل العز کہا جاتا ہے یہ محمد بن یحییٰ جو امام غزالی کے شاگرد ہیں ان کے ساتھیوں میں سے ہیں، آپ کی ملوک مصر کے ہاں بڑی قدر ومنزلت تھی، آپ انہیں نیکی کا حکم کرتے اور برائی سے روکتے، آپ اسی سال فوت ہوئے وفات کے وقت آپ کے جنازے پر لوگوں کا تانتا بندھ گیا جو انتہائی متاسف تھے۔

شیخ ظہیر الدین عبدالسلام فارسی......حلب میں شافعیہ کے شیخ ہیں آپ نے محمد بن یحییٰ امام غزالی کے شاگرد سے فقہ حاصل کیا، نیز امام رازی کے سامنے بھی زانوئے تلمذ رکھا اس کے بعد مصر روانہ ہوئے، وہاں آپ پر امام کے شافعی کی قبر کے قریب تدریس سپرد کی گئی لیکن آپ نے اسے قبول نہیں کیا چنانچہ آپ حلب لوٹ آئے وہیں وفات تک مقیم رہے۔

شیخ علامہ بدرالدین ابن عساکر.....دمشق میں حنفیہ کے رئیس ہیں ابو شامہ کہتے ہیں کہ انہیں ابن العقادہ بھی کہا جاتا ہے۔

شاعر ابوالحسن علی بن نصر بن عقیل......بن احمد بغدادی، ۵۹۵ھ میں دمشق آئے، آپ کے پاس اشعار کا دیوان تھا جس میں خوبصورت موتی تھے، آپ ملک امجد حاکم بعلبک کی مدح سرائی میں مشغول ہو گئے، آپ کے اشعار میں سے چند یہ ہیں:

لوگوں میں سے جو کامل حصے والے ہیں حقیقتہً وہ ناقص ہیں اور کچھ ان میں سے ناقص حصے والے بھی کامل ہیں، میں پاک دامن لوگوں میں صاحب مال وثروت ہوں اگرچہ میرے پاس اتنا مال نہیں جسے کامل کہا جا سکے۔

پھر اس سال قاضی فاضل امام علامہ شیخ الفصحاء والبلغاء فوت ہوئے، ابو علی عبدالرحیم بن قاضی اشرف ابوالمجد علی بن حسن بن بیسانی مولیٰ اجل قاضی فاضل، آپ کے والد عسقلان کے قاضی تھے تو انہوں نے اپنے بیٹے کو دیار مصر کی طرف حکومت فاطمیہ بھیجا وہاں ابوالفتح قادوس وغیرہ کے پاس

کتابت انشاء میں مشغول ہو گئے تو اتنی ترقی کی کہ پورے بغداد کے سردار بن گئے جس کی ان کے زمانے میں کوئی نظیر نہ تھی اور نہ ہمارے زمانے تک ہی کوئی موجود ہے۔

جب ملک صلاح الدین نے مصر میں استقلال حاصل کر لیا تو انہیں اپنا کاتب وزیر، جلیس اور مصاحب بنالیا وہ اس کے ہاں اہل واولاد سے زیادہ عزیز تھے، دونوں ایک دوسرے کے مددگار ثابت ہوئے ایک نے تو تیر تلوار سے کئی شہروں اور علاقوں کو فتح کیا اور دوسرے نے اپنے قلم زبان اور بیان سے۔ قاضی فاضل زیادہ مدار ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ صدقہ وخیرات صوم وصلوۃ والے تھے، آپ پابندی سے ایک ختم قرآن روزانہ دن رات میں کیا کرتے تھے جس پر نوافل کی تعداد مستزاد تھی، نرم دل نیک سیرت پاکیزہ قلب وباطن تھے۔

دیار مصر میں آپ کا شافعیہ ومالکیہ کے مقابلہ میں ایک مدرسہ اور اوقاف تھا جو عیسائیوں کے ہاتھوں چھڑائے جانے والے قیدیوں کے لئے تھا، آپ نے تقریباً ایک لاکھ کتب جمع کیں، یہ وہ چیز تھی جس پر نہ کوئی بادشاہ خوش تھا اور نہ ہی کوئی وزیر وعالم دین، آپ ۵۳۲ھ میں پیدا ہوئے اور وفات کی رور ہوئی جب عادل قصر مصر میں آپ کے مدرسہ میں اچانک منگل کے دن چھ ربیع الثانی کو داخل ہوا، لوگوں نے آپ کے جنازے کے گرد جمگھٹ بنا لیا دوسرے دن ملک عادل نے آپ کی قبر کی زیارت کی اسے بڑا افسوس ہوا پھر عادل نے صفی الدین بن شکر کو وزیر بنا لیا، جب قاضی فاضل سے یہ بات سنی تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اسے اس حکومت تک زندہ نہ رکھے کیونکہ ان دونوں کے درمیان منافست ومقابلہ تھا چنانچہ آپ کی وفات ہوگئی یوں آپ کو کوئی بھی کسی قسم کا نقصان وگزند نہ پہنچ سکا، حکومت میں آپ سے بڑا کوئی نہیں دیکھا گیا، شعراء نے بڑے اچھے اور عمدہ اشعار میں آپ کے مرثیے کہے ہیں جن میں قاضی ھبۃ اللہ بن سناء الملک کے یہ اشعار ہیں:۔

> عبدالرحیم مخلوق کے لئے رحمت ہے، مخلوق اس کی مصاحبت کی وجہ سے عذاب کے نازل ہونے سے محفوظ ہو گئے، مجھ سے اس کے اور اس کے اسباب کے بارے میں پوچھنے والے! وہ تو آسمان پر پہنچ چکا لہٰذا آسمان سے پوچھ، وزارت اس سے مخاطب ہو کر اس کے پاس آئی، بسا اوقات وہ اس وزارت پر تھک بھی گیا، سعادت مندی اس کے دروازوں تک آگئی اس شخص کی طرح نہیں جو سعادت مندی کے دروازوں کے آگے دوڑ کر جائے۔

بادشاہ اس کے سامنے سرنگوں ہیں بلکہ انہیں گردنوں سے پکڑ کر ہانک کے اس کے دروازے تک لایا جاتا ہے، بادشاہ ان چیزوں میں لگے ہوئے ہیں جو زوال پذیر ہیں جبکہ اس کا نفس محراب میں ذکر واذکار میں مشغول ہے، صوم وصلوۃ میں اس نے اپنے آپ کو تھکا دیا ہے، اور ہتھیلی کی کفالت بھی اس تعب ومشقت پر دال ہے، خوبیٔ انجام ومال پر بھروسہ کرتے ہوئے اس نے جلد ہی لذات نفس کو خیر باد کہہ دیا، دنیا کو اپنے ملک کے فرمانروا اور اس کے علم وکتاب کے بڑھانے والے پر فخر کرنا چاہئے جن میں روزے دار، نگرانی کرنے والے، دانا، گورنر، خرچ کرنے والے عطا کرنے والے شامل ہیں۔

یہ تعجب انگیز بات ہے کہ قاضی فاضل کا شعر میں اتنی مہارت کے باوجود کوئی طویل قصیدہ نہ مل سکا اور جو بھی ملے وہ بھی صرف ایک یا دو بیتوں پر مشتمل ہوتے، جنہیں وہ اپنے رسائل وغیرہ میں ذکر کرتے تھے اگرچہ ان کے علاوہ ان میں دوسری بیش بہا ہوتی تھیں انہیں بعض اشعار میں سے یہ بھی ہیں

> نیکی درست کرنے کے لئے تم نے شرافت میں سبقت کی، جو لوگ بیان کرتے یا حکایت سناتے ہیں تمہارا ہم مثل کوئی نہیں۔
>
> میرا خیال تھا کہ میں اس میں تم سے مسابقت ومقابلہ کرتا، لیکن وہ مجھ سے بوسیدہ ہوگئی اور مجھے رونے پر اکسایا۔

نیز ان کا شعر ہے:

میرا ایک دوست ہے جب بھی مجھے زمانے کے کسی حادثے کے ظلم کا خوف ہوتا تو وہ میرے لئے آڑ بن جاتا، جب زمانے کی گردش مجھ پر چھا جاتی تو میں اس کے جھنڈوں کے ذریعے گردش زمانہ پر حملہ آور ہوتا۔

مندرجہ ذیل اشعار آپ نے اپنے کام کے آغاز میں کہے تھے:

> مجھے تمام کاتب ایسے رزقوں کے ساتھ نظر آتے ہیں جو کئی سالوں کو شامل ہیں، جبکہ میرے لئے ان کے درمیان کوئی رزق نہیں

گویا کہ میں کراماً کاتبین سے پیدا کیا گیا۔
نحلہ اور زلقصہ کے بارے میں آپ نے یہ اشعار کہے ہیں:

مجلس میں دو گلوکاروں نے ایک دوسرے کو جواب دیا، لوگوں نے انہیں تکلیف دینے سے روک دیا ہے، یہ اپنے فعل کے خلاف جود و سخا سے کام لیتا ہے تو اس کی تعریف ہوتی ہے اور اس کی مذمت بیان کی جاتی ہے۔

نیز آپ کے شعر میں ہے:

ہم نے ایسی حالت میں رات گذاری جو محبت کو پوشیدہ کئے ہوئے تھی، لیکن اس کی تشریح ناممکن ہے، رات ہماری دربان تھی ہم نے اسے کہا اگر تو ہٹ گئی تو صبح حملہ کر دے گی۔

ملک عزیز کی ایک لونڈی نے بادشاہ کی طرف سونے کا ایک بٹن بھیجا جس پر سیاہ عنبر لگا ہوا تھا، ملک عزیز نے قاضی فاضل سے اس کا مطلب پوچھا اس پر قاضی فاضل نے مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں:۔

اس نے تمہاری طرف عنبر کا تحفہ بھیجا جس کے درمیان میں باریک سونے کا بٹن ہے بٹن کا عنبر میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسی طرح چھپ کر اندھیرے میں ملاقات کرو، ابن خلکان فرماتے ہیں کہ ان کے لقب میں اختلاف ہے کسی نے محی الدین تو کسی نے مجیر الدین کہا ہے، عمارۃ یمنی سے حکایت ہے کہ جیسل ذکر کرتے ہیں کہ عادل بلکہ صالح نے اسکندریہ سے ان کے آنے کی خواہش کی اور یہ بات ان کی نیکیوں میں شمار ہے، ابن خلکان نے بھی اتنا ہی ذکر کیا جتنا ہم نے بیان کیا ہے البتہ اس میں کافی اضافہ ہے۔

آغاز ۵۹۷ھ

اس سال سرزمین مصر میں بڑی تنگی ہوئی، فقراء واغنیاء میں سے کئی لوگ چل بسے، اس کے بعد ہی بڑی بربادی کا سامنا ہوا، شیخ ابوشامہ ''الذیل'' میں بیان کرتے ہیں کہ عادل نے اس سال کے مہینے میں اپنے مال سے تقریباً دو لاکھ بیس ہزار مردوں کو کفن دیا، اس سال مصر میں کتے اور مردار کھائے گئے، چھوٹے اور معصوم بچوں میں سے کافی حد تک کھائے گئے معصوم بچے کو اس کے والدین خود بھونتے اور کھاتے، یہ بات لوگوں میں عام ہوگئی یہاں تک کہ اس بات کو کوئی برا نہ سمجھتا، جب معصوم بچوں اور مردار کی تعداد ختم ہوگئی تو قوی ضعیف پر غالب آگئے چنانچہ طاقتور کمزور کو ذبح کرکے کھاتا، آدمی فقیر آدمی کو حیلے سے لاتا اور اسے کوئی چیز دیکر ذبح کرکے کھالیتا۔

اور بعض نے تو اپنی بیوی کو ذبح کرکے بھی کھایا، یہ بات ان میں بلا انکار و شکایت کے پھیل چکی ایک دوسرے کو معذور سمجھتا، کسی کے پاس سروں کا شمار کیا گیا تو ایک آدمی کے پاس چار سو سر پائے گئے، کئی طبیب جو مریضوں کے لئے بلائے گئے تھے ہلاک ہوئے، ذبح کئے جاتے اور کھائے جاتے، لوگ طبیب کو بلاتے پھر اسے ذبح کرکے کھا جاتے، ایک آدمی نے ماہر طبیب کو بلایا وہ شخص صاحب ثروت اور مالدار تھا، طبیب ڈرتے کانپتے اس کے ساتھ گیا وہ شخص راستے میں جس سے ملتا اس پر صدقہ کرتا اللہ کا ذکر کرتا اور اس کی تسبیح بیان کرتا، طبیب کو اس کے بارے میں تردد ہوا اور دل میں طرح طرح کے خیال آنے لگے اس کے باوجود لالچ نے اسے اس کے ساتھ مسلسل چلنے پر مجبور کیا یہاں تک کہ وہ اس کے گھر پہنچ گیا تو وہ ایک کھنڈر تھا جس سے طبیب کو شک پیدا ہوگیا اس شخص کا ساتھی خود باہر نکل گیا اور اس کو کہنے لگا اتنی دیر سے تو ہمارے لئے شکار لایا ہے، طبیب نے جب یہ بات سنی تو بھاگ نکلا، وہ دونوں بڑی تیزی کے ساتھ اس کے پیچھے دوڑے، مگر اس نے بڑی مشقت و جستجو سے نجات پائی۔

اس سال بلاد عنزہ میں جو کہ حجاز و یمن کے درمیان کا علاقہ ہے سخت وبا پھیلی، یہ بیس گاؤں تھے جن میں اٹھارہ تو برباد ہوئے جن کا کوئی باسی نہ بچا، نہ آگ میں پھونکنے والا، بچے تو ان کے مویشی اور اموال ہی جنہیں جمع کرنے والا کوئی نہیں تھا اور نہ ان بستیوں میں کوئی رہ سکتا تھا اور نہ داخل ہو سکتا تھا بلکہ جو شخص بھی ان بستیوں میں سے کسی چیز کی طرف جاتا فوراً ہلاک ہو جاتا، ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی سزا سے، اور اس کے غضب اور عقاب سے، بہر کیف جو دو بستیاں باقی بچیں سو ان کا تو کوئی آدمی نہ مرا اور نہ ہی انہیں اس بات کا علم تھا جو ان کے اردگرد بستیوں پر عذاب آیا بلکہ وہ تو اپنی حالت پر تھے اور نہ ان میں سے کوئی گم ہوا، پس پاک ہے وہ ذات جو حکمت و علم والی ہے۔

اس سال اتفاقاً یمن میں بڑا عجیب واقعہ پیش آیا وہ یہ کہ ایک شخص تھا جسے عبداللہ بن حمزہ علوی کہا جاتا تھا وہ اکثر بلادِ یمن پر قابض ہو چکا تھا اس نے تقریباً بارہ ہزار گھڑ سواروں کو اپنے ساتھ جمع کر لیا اور پیادہ فوج کی بہت بڑی تعداد بھی شامل کر لی، یمن کا بادشاہ اسمٰعیل بن طغتکین بن ایوب اس سے خوفزدہ ہو گیا اور اس کے ذہن پر یہ بات سوار ہو گئی کہ اس کی مملکت کا زوال اس آدمی کے ہاتھوں ہوگا، اور اسے ہلاکت کا پورا یقین ہو گیا اس لئے کہ یہ اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز تھا، نیز اس کے امراء بھی اس کے ساتھ مشورہ میں شریک ہوتے پس اللہ تعالیٰ نے آسمانی بجلی بھیجی جوان پر نازل ہوئی تو سوائے سواروں اور پیادوں کے کوئی باقی نہ بچا، اس کے بعد اس کے لشکر میں اختلاف پڑ گیا تو المعز نے ان پر غلبہ پا کر ان میں سے چھ ہزار قتل کر دیئے اس طرح وہ اپنی حکومت میں ٹھہر گیا۔

اس سال دو بھائیوں نے باہم خط و کتابت کی افضل نے صرخد سے اور ظاہر نے حلب سے، یہ کہ دونوں حصارِ دمشق پر جمع ہوں گے، سے معظم بن عادل سے دونوں چھینیں گے اور وہ افضل کو ملے گی، پھر دونوں مصر کا رخ کریں گے وہاں اسے عادل (سے لیں گے) اور اس کے بیٹے کامل سے حاصل کریں گے جن دونوں نے عہد شکنی کی منصور کے خطبہ کو باطل کیا اور مضبوط عہدوں کو توڑ دیا تو جب مصر کو حاصل کر لیں گے تو وہ بھی افضل کے لئے ہوگی اور دمشق حلب کے ساتھ ملا کر ظاہر کو دی جائے گی، عادل کو جب ان کی باہمی معاونت کی خبر ہوئی تو فوراً امداد کے لئے ایک لشکر اپنے بیٹے عیسیٰ کی طرف دمشق بھیجا یہ لشکر ظاہر اور اس کے بھائی سے پہلے دمشق پہنچ گیا۔

جبکہ یہ دونوں ذوالقعدہ میں بعلبک کی طرف سے دمشق پہنچے، مسجد القدم میں نزول کیا، شہر کا محاصرہ سخت ہو گیا اور بہت سی فوج خان القدم کی جانب سے دیوار پھاند کر اندر آ گئی، اگر رات کی تاریکی نہ چھا جاتی تو صرف شہر کا فتح کرنا ہی باقی رہ گیا تھا۔

پھر ظاہر کے خیال میں یہ بات ہوئی کہ بجائے اس کے کہ دمشق افضل کو ملے دمشق پہلے اسے ملنا چاہئے اور جب مصر فتح ہو جائے تو افضل اسے سنبھال لے، تو یہ بات لکھ کر اس نے افضل کو بھیجی لیکن افضل نے اس بات کو قبول نہیں کیا اس بناء پر دونوں میں اختلاف ہو گیا اور ان کی رائے ایک نہ رہی اور دمشق کی بادشاہت میں تنازعہ پڑ گیا وہاں کے امراء بھی ان سے جدا ہو گئے، عادل کو صلح کے لئے خط لکھے گئے تو اس نے دونوں کو ان کے مطالبات کا جواب دیتے ہوئے پیام بھیجا اور مزید جزیرہ کی زمین انہیں عطا کیں اور معرہ کی عملداری بھی سونپ دی۔

محرم ۵۹۸ھ میں یہ تمام لشکر دمشق سے ہٹ گئے اور یہ دونوں بھائی ان علاقوں کی طرف چل دیئے جو عادل نے انہیں دیئے تھے اس سال کئی مصائب و آلام آئے جن کی شرح کافی لمبی ہے، ظاہر اور اس کے بھائی نے حاکم موصل نور الدین ارسلان اتابکی کو جزیرہ کے ان شہروں کا محاصرہ کرنے کا لکھا جو ان کے چچا عادل کے پاس تھے، سو وہ اپنا لشکر لے کر روانہ ہو گیا اس نے اپنے چچا زاد قطب الدین حاکم سنجار کو بھی پیام بھیج دیا دونوں کے ساتھ ماردین کا حاکم جس کا عادل نے محاصرہ کیا تھا آملا، ایک مدت تک اسے تنگ رکھا پھر فوجوں نے حران کا رخ کیا جہاں فائز بن عادل تھا ایک عرصہ انہوں نے اس کا محاصرہ کئے رکھا بعد میں جب انہیں صلح کی اطلاع ملی تو یہ بھی صلح کی طرف مائل ہو گئے اور یہ صلح فائز کے مطالبہ کے بعد ہوئی تھی۔

اس سال غیاث الدین اور اس کے بھائی شہاب الدین غوری نے ان تمام شہروں پر قبضہ کر لیا جو خوارزم شاہ کے پاس تھے اسی طرح جو خزانے اور اموال تھے وہ بھی لے لئے، ان کے درمیان بہت سے مصائب رونما ہوئے اسی سال بہت بڑا زلزلہ آیا جس کی ابتدا بلادِ شام سے لے کر انتہا جزیرہ روم کے علاقے اور عراق تک ہوئی، اس کا زیادہ دباؤ شام میں رہا اس سے بہت سارے گھر منہدم ہو گئے اور کئی مقامات برباد ہو گئے، بصریٰ کی زمین میں ایک گاؤں دھنس گیا، شام کے ساحل وغیرہ میں بہت سی چیزیں ہلاک ہوئیں، طرابلس، صور، عکا، نابلس کے کئی علاقے ویران ہو گئے نابلس میں سامرہ کے محلہ کے علاوہ کوئی باقی نہ بچا وہاں اور اس کی بستیوں میں تیس ہزار افراد دیواروں کے نیچے دب کر مر گئے، دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارے کا اکثر حصہ اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے اسی طرح کلاسہ اور مارستان نوری کا زیادہ تر حصہ سقوط پذیر ہوا۔

لوگ میدانوں کی طرف دعائیں کرتے نکل پڑے، بعلبک کا قلعہ باوجودیکہ اس کی بنیادیں مضبوط تھیں اس کا بھی اکثر حصہ گر گیا سمندر پھٹ کر قبرص کی طرف بہہ نکلا، کشتیوں کو ساحل سے دے مارا اور مشرقی جانب متجاوز ہو گیا جس کی وجہ سے کئی گھر منہدم ہو گئے اور اتنے لوگ مرے، جن کی تعداد شمار کرنا ناممکن ہے اور نہ شمار کئے جا سکتے ہیں یہاں تک کہ صاحب مرآۃ الزمان کا کہنا ہے کہ اس سال زلزلے سے تقریباً ایک کروڑ ایک لاکھ انسان دب کر جاں بحق ہوئے، بعض کا کہنا ہے کہ اس سال مرنے والوں کا شمار کسی نے نہیں کیا۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

عبدالرحمٰن بن علی ابن محمد بن علی بن عبداللہ بن حمادی بن احمد بن محمد بن جعفرالجوزی جس کی نسبت بصرہ کی نہر کے ہانے کی طرف ہے ابن عبداللہ بن قاسم بن نضر بن قاسم بن محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق شیخ حافظ، واعظ جمال الدین ابوالفرج جو ابن الجوزی کے نام سے مشہور ہیں قرشی تیمی، بغدادی، حنبلی، علماء کے ایک فرد ہیں آپ کئی علوم میں رونما ہوئے اور ان میں دوسروں سے انفرادی حیثیت اختیار کی، آپ نے چھوٹی بڑی تصنیفات تقریباً تین سو مصنفین سے جمع کیں اور اپنے ہاتھ سے تقریباً دو سو جلدیں لکھیں، فن وعظ ونصیحت میں منفرد انداز رکھتے ہیں جس کی طرف ان سے پہلے کسی نے پیش رفت نہیں کی اور نہ اس میدان میں کوئی آپ کا ہم پلہ ہے اور نہ ہی اس طریقہ میں، نہ فصاحت وبلاغت میں نہ اس کی حلاوت وشیرینی میں اور اس کی تاثیر میں نہ بدیع ومعانی میں غوطہ زنی میں اور نہ امور حسیہ کو امور مشاہد کے قریب کرنے میں، ایسی عبارت سے کام لیتے جو مختصر اور جلد سمجھ میں آنے والے ہوتی، ان کا انداز یہ ہوتا کہ بہت سی باتوں کو ایک کلمہ میں جمع کر لیتے، یہ تو چند اوصاف ہیں اس کے علاوہ آپ کو تمام علوم میں مکمل دسترس تھی، اسی طرح علوم کی دیگر اقسام مثلاً تفسیر، حدیث، تاریخ، ریاضی، نجوم وطب، فقہ، اس کے علاوہ لغت ونحو وغیرہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے، ان علوم میں آپ کی اتنی تصنیفات ہیں جن کی تعداد وشمار کے لئے ہماری اس کتاب کا دامن تنگ ہے۔

ان میں سے تفسیر میں آپ کی مشہور تفسیر زادالمسیر کے نام سے معروف ہے اس کے علاوہ بھی آپ کی ایک اس سے بسیط تفسیر ہے لیکن وہ اتنی مشہور نہیں، اسی طرح آپ کی کتاب جامع المسانید ہے جس میں زیادہ تر امام احمد کی مسند احمد، صحیح بخاری وصحیح مسلم اور جامع ترمذی کا حصہ شامل ہے، امتوں کی تاریخ میں چاہے ان کا تعلق عرب سے ہو یا عجم سے ایک کتاب المنتظم بیس جلدوں میں ہے ہم نے اپنی اس تالیف میں اکثر واقعات اور حالات اسی سے لئے ہیں، آپ لگاتار اپنے احوال لکھتے رہے بعد میں جب دیکھا تو ایک مستقل تاریخ بن گئی، کسی شاعر کا یہ قول کس قدر برحق ہے۔

آپ تاریخ میں جہد مسلسل سے کام لیتے رہے یہاں تک کہ میں نے آپ کا نام تاریخ میں لکھا ہوا پایا، آپ کی تصنیفات میں مقامات وخطب، موضوع احادیث، العل المتناہیہ فی الاحادیث الواھیہ بھی ہیں، اس کے علاوہ دیگر کتب ہیں، آپ کی پیدائش ۵۱۰ھ میں ہوئی، جس وقت آپ کے والد فوت ہوئے آپ کی عمر تین برس تھی، آپ کا خاندان تانبے کا تاجر تھا، جب آپ بڑے ہوئے تو آپ کی پھوپھی آپ کو حافظ محمد بن ناصر کی مسجد لائیں، پس آپ اسی وقت سے اپنے شیخ کے ساتھ رہنے لگے، آپ نے ان سے پڑھا اور حدیث کا سماع کیا اور ابن زاگونی سے فقہ پڑھا، مواعظ یاد کئے اور بیس سال یا اس سے کم کی عمر میں وعظ کہنے لگے۔

ابومنصور جوالیقی سے علم لغت سیکھا، آپ بچپن سے ہی دیندار اپنے آپ پر کنٹرول رکھنے والے تھے نہ کسی سے میل میلاپ رکھتے اور نہ کوئی شبہ والی چیز کھاتے سوائے جمعہ کے اپنے گھر سے باہر نہیں جاتے اور نہ بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے، آپ کی مجلس وعظ میں خلفاء وزراء بادشاہ گورنر علماء فقراء وغیرہ غرض ہر قسم کا آدمی شریک ہوتا، آپ کی مجلس وعظ میں کم از کم دس ہزار لوگ جمع ہوتے اور کبھی کبھار ان کی تعداد ایک لاکھ یا اس سے زیادہ تک پہنچ جاتی، بھی آپ فی البدیہ نظم ونثر میں کلام کرتے، قصہ مختصر یہ کہ آپ وعظ میں ایک منفرد ماہر آدمی تھے، آپ اس شان میں غالب تھے آپ میں خود پسندی اور اپنے مقام سے بڑھ کر ترفع پایا جاتا تھا یہ بات آپ کے کلام میں نظم ونثر کی صورت میں عیاں تھی، انہی میں سے ان کا یہ قول ہے

"میں ہمیشہ حتیٰ بلند عالی چیز کو پاتا رہا، دشوار گزار بے راستوں کی تکلیفیں اٹھاتا رہا، امیدیں مجھے اپنے میدانوں میں لے کر دوڑتی رہیں جیسے کوئی نیک بخت اپنی امیدوں کے کھلے میدان میں دوڑتا ہے۔ توفیق مجھے لے کر وہاں تک پہنچی جہاں میرے علاوہ دوسرے لوگ پہنچنے سے قاصر ہیں اگر یہ منطق رکھتا ہوتا اور میں اسے پوچھتا کہ کیا تو نے مجھ جیسا کوئی دیکھا ہے تو وہ کہتا کہ نہیں۔"

یہ اگلے شعر بھی انہی کے ہیں بعض نے کہا نہیں بلکہ یہ کسی اور کے ہیں

جب تو تھوڑی روزی پر صبر کرے گا تو لوگوں میں شریف اور بے دل عزیز رہے گا، اے میرے دل کی روزی جب میرے لئے

[illegible] وہ قوت [illegible] نہیں رہوں گا۔

[illegible] آپ کی [illegible] "منذ الانسان فی کان وکان" ہے آپ کے لطیف کلام سے حدیث شریف، میری امت

کی عمریں ساٹھ اور ستر سال کے درمیان ہیں، کے بارے میں ہے کہ ہم سے پہلے لوگوں کی عمریں بیماریوں کی طوالت کی وجہ سے لمبی تھیں، جب قافلہ آبادی کے قریب آ جاتا تو ان سے کہا جاتا، سواریوں کو حدی کے ذریعہ تیز کرو، آپ کو ایک آدمی نے کہا میں بیٹھ کر تسبیح کروں یا استغفار ان میں سے کون سی بات زیادہ اچھی ہے؟ آپ نے فرمایا میلے کپڑے کو بھاپ کی زیادہ ضرورت ہے۔

اسی طرح آپ سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو جان کنی کے عالم میں وصیت کرے تو آپ نے فرمایا یہ ٹی ہے جس کی گرہ لگ کی بنتی میں ہے، ایک دفعہ دوران وعظ آپ نے خلیفہ مستضی کی طرف متوجہ ہو کر کہا امیر المومنین! بات کروں تو مجھے آپ کا خوف ہے اور نہ کروں تو آپ پر خوف ہے کوئی آپ کو اللہ تعالیٰ کا خوف دلائے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ آپ کو یوں کہے کہ آپ تو اہل بیت میں اور بخشے ہوئے ہیں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مجھے اطلاع ملی کہ فلاں گورنر ظلم کرتا ہے اور میں اسے تبدیل نہ کروں تو میں خود ظالم ہوں، اے امیر المومنین! حضرت یوسف علیہ السلام قحط کے زمانے میں سیر ہو کر نہ کھاتے تھے تاکہ کسی بھوکے کو نہ بھولیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ عام الرمادہ کے زمانے میں اپنے پیٹ پر مارتے ہوئے کہتے تو گڑگڑا اے یا نہ گڑگڑا اے بخدا عمر! لوگوں کے آسودہ ہونے تک نہ چربی چکھے گا نہ فربہ ہونے والی چیز کھائے گا، راوی کا بیان ہے کہ مستضی رو پڑا، بہت زیادہ مال صدقہ کر دیا، قیدیوں کو چھوڑ دیا اور کئی فقیروں کو کپڑے پہنائے۔

علامہ ابن الجوزی کی پیدائش ۵۱۰ھ کی حدود میں ہوئی جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور آپ کی وفات اس سال کی ۱۲ رمضان شب جمعہ مغرب اور عشاء کے درمیان ہوئی، ۸۷ سال کی عمر پائی، جنازہ لوگوں کے سروں پر اٹھایا گیا جنازے میں شریک لوگوں کی تعداد بہت زیادہ تھی جس شخص کی مجلس وعظ میں حاضرین کی تعداد دس ہزار سے متجاوز ہو جاتی تھی اس کے جنازے میں اتنا زیادہ مجمع ہونا محل تعجب نہیں، باب حرب، امام احمد کی قبر کے پاس اپنے والد کے پہلو میں دفن کیا گیا، دن جمعہ کا تھا یہاں تک کہا گیا کہ لوگوں کی ایک جماعت نے ازدحام کی شدت سے افطار کر لیا۔

علامہ ابن الجوزی نے یہ وصیت کی تھی کہ ان کی قبر پر یہ اشعار لکھے جائیں:

اے وہ ذات جو بہت زیادہ بخشنے والی ہے، اے وہ ذات جس کے سامنے میری خطائیں بہت زیادہ ہو گئی ہیں، تیرے پاس
ایک گناہگار اپنے ہاتھوں کے گناہوں کی معافی کی امید سے حاضر ہوا ہے، میں آپ کے در کا مہمان ہوں اور مہمان کے ساتھ
دستور ہے کہ احسان ہی کیا جاتا ہے۔

آپ کی مذکر اولاد تین ہے، عبدالعزیز، یہ سب سے بڑے تھے یہ جوانی میں ۵۵۴ھ میں اپنے والد کی حیات میں ہی فوت ہو گئے ان کے بعد ابوالقاسم ہے یہ آپ کا نافرمان اور آزمائش کے زمانے میں آپ کا مخالف تھا، آپ کے زمانہ غیوبت میں واسط میں آپ کی کتب پر مسلط ہو گیا، انہیں تھوڑی قیمت پر فروخت کر دیا پھر محی الدین یوسف یہ آپ کی اولاد میں سے سپوت اور سب سے چھوٹے تھے یہ سن ۵۸۰ھ میں پیدا ہوئے والد کی وفات کے بعد ہی وعظ کہتے رہے، علم میں مشغول ہو گئے، تحریر میں کمال حاصل کیا، وہ اہل زمانہ پر چھا گئے پھر باب الفصل بغداد کے کلرک محاسب بن گئے، اس کے مراقب بادشاہوں کے پاس گئے خصوصاً شام میں بنی ایوب کے ہاں، ان کے ہاں وجاہت اور تحائف حاصل کئے جس سے انہوں نے شاہین مقام پر دمشق میں مدرسہ جوزیہ بنایا اور کچھ اس پر وقف کر دیا۔

پھر دوسرے تمام بادشاہوں سے بہت زیادہ مال لیا، کچھ عرصہ بعد انہیں خلیفہ مستعصم کے گھر کا استاد بنا لیا گیا، آپ مسلسل اس خدمت پر رہے یہاں تک کہ ہلاکو ترکی بن چنگیز خان کے زمانہ میں خلیفہ کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔

علامہ ابن الجوزی کی کئی ایک بیٹیاں تھیں ان میں ایک رابعہ، ان کے نواسے ابی المظفر بن قزعلی مرآۃ الزمان کے مصنف کی والدہ ہیں، کتب تاریخ میں یہ سب سے جامع وفائدہ مند کتاب ہے، علامہ ابن خلکان نے وفیات میں ان کا تذکرہ کیا ہے ان کے علوم اور ان کی تصانیف کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور تعریف کی ہے۔

عماد کاتب اصبہانی: محمد بن محمد بن حامد بن محمد بن عبداللہ بن علی بن محمود بن ہبۃ اللہ بن الہ لام کی تشدید اور ضمہ کے ساتھ، عماد کاتب کے نام سے مشہور تھے، کئی تصنیفات اور رسائل کے مصنف، یہ قاضی فاضل کے ساتھی ہیں انہی کے زمانہ میں مشہور ہوئے جو قاضی

لئے پیچھے نہ رکھتے، آپ کا نکاح خلیفہ کی ماں نے اپنی ایک خاص لونڈی سے کر دیا اور اسے دس ہزار دینار جہیز دیکر آپ کے پاس بھیج دیا، شادی کے بعد ابھی سال بھی نہ گزرا کہ اس میں سے صرف ایک ہاون دستہ باقی بچا، ایک دفعہ ان کے دروازے پر ایک سوالی آیا جس نے مانگنے میں بڑا اصرار کیا تو آپ نے ہاون نکال کر اسے دے دیا کہ یہ لے جاؤ اور تیس دن تک اس کے ذریعے کھاؤ اور کہا کہ لوگوں سے سوال نہ کیا کرو، اور اللہ تعالیٰ کی برائی نہ کرو۔

آپ ایسے شخص تھے جن کا شمار صالحین میں ہوتا تھا مقصود کلام یہ ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی ابو منصور سے کہا تمہارا ناس ہو! تم بازاروں میں گھومتے ہو اور شعر کہتے ہو اور اپنے بھائی کی حالت تمہیں معلوم ہے تو اپنے اشعار سے اس نے فی البدیہہ جواب میں یہ دو بیت کہے جن میں موالیا کا قافیہ تھا۔

''اس شخص نے نقصان اٹھایا جس نے چھری کے دستے کو در سے تشبیہ دی اور رنڈی کو، حیا شریف عورت پر قیاس کیا، میں مالدار ہوں اور میرا بھائی فقیر ہے، اور موتیوں میں منہ اور کرو تراش لئے جاتے ہیں۔''

ایک دفعہ آپ کے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے موجود ہونے کا تذکرہ ہوا تو آپ نے کہا جو ہوا سو ہوا، جس شخص کے پڑوس میں ابن عفان جیسا شخص شہید ہو جائے اور وہ عذر کرے تو اس شخص پر لازم ہے کہ وہ شام میں یزید کا عذر قبول کرے، جب آپ نے یہ بات کہی تو روافض نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اتفاقاً آپ رمضان کی کسی رات لوگوں کو سحری کرا رہے تھے پھر خلیفہ کے گھر کے پاس سے گذرے خلیفہ نے تخت پر چھینک ماری تو آپ ابو منصور نے اسی راستے میں اسے یرحمک اللہ کہا، خلیفہ نے آپ کی طرف سو دینار بھیجے اور روافض سے حفاظت کا حکم دیا یہاں تک کہ آپ کی اسی سال وفات ہوئی۔

اسی سال مسند شام ابو طاہر برکات بن ابراہیم بن طاہر خشوعی فوت ہوئے، ابن عساکر نے اپنے بہت سے مشائخ میں آپ کو شریک کیا، ان کی وفات کے بعد آپ کی عمر ۲۷ سال مستزاد رہی جس میں پوتے داداوں سے جا ملے۔

آغاز ۵۹۸ھ

اس سال شیخ ابو عمر محمد بن قدامہ بانی مدرسہ نے قاسیون کے پہلو میں جامع مسجد کی تعمیر شروع کی، وہاں ایک شخص نے جسے شیخ ابو داؤد محاسن غامی کہا جاتا تھا آپ سے اتفاق کیا، تعمیر شروع ہوئی اور ایک آدمی کے قد کے برابر پہنچ گئی کہ اخراجات و مال ختم ہو گئے تو ملک مظفر کوکری بن زین الدین اربل کے حاکم نے ان کی طرف بہت سا مال بھیجا تاکہ اس سے مسجد کی تعمیر مکمل کرے پھر مزید ایک ہزار دینار بھیجے تاکہ بردی کے پانی کو اس تک لایا جائے مگر یہ کام ملک معظم دمشق کے حاکم سے نہ بن پڑا، اس نے عذر کیا کہ اس شخص نے مسلمانوں کی بہت سے قبروں کو زمین بوس کر دیا ہے، اور اس نے صرف اتنا کیا کہ اس کے لئے ایک کنواں بنوایا جس پر کولھو کے ارد گرد خچر گھومتا رہتا ہے اور کچھ مال وقف بھی کر دیا، اس سال خوارزمیوں اور غوریوں کے درمیان بلاد مشرق میں کئی لڑائیاں اور مصائب رونما ہوئے جنہیں ابن اثیر نے بسط و تفصیل سے اور ابن کثیر نے مختصراً بیان کیا ہے، اس سال نظامیہ میں مجد الدین یحییٰ بن ربیع نے درس دیا، خلیفہ نے انہیں قیمتی سیاہ چمکدار سرمئی رنگت کا جوڑا عطا کیا، آپ کے پاس علماء و اعیان حاضر ہوئے اسی سال ابوالحسن علی بن سلیمان جیلی بغداد میں قاضی بنے، خلیفہ نے انہیں بھی خلعت عطا کی۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

محمد بن علی بن محمد بن یحییٰ بن عبدالعزیز ابوالمعالی قرشی، محی الدین دمشق کے قاضی القضاۃ، آپ دونوں میں سے ہر ایک کا باپ اور دادا قاضی تھا، آپ کے دادا کے باپ یحییٰ بن علی ہیں، یہ ان میں سے پہلے آدمی ہیں جنہوں نے دمشق عہدہ تحکیم سنبھالا، آپ حافظ ابوالقاسم بن عساکر کے ماں کی طرف سے دادا تھے، ابن عساکر نے آپ کے حالات میں قرشی سے آگے اضافہ نہیں کیا۔

شیخ ابو شامہ فرماتے ہیں اگر اموی عثمانی ہوتے تو اس بات کو ابن عساکر ضرور ذکر کرتے، اس لئے کہ اس میں آپ کے دادا اور آپ کے دونوں ناموں محمد اور سلطان کے لئے عزت و شرف ہے اور اگر یہ بات درست ہوتی تو ابن عساکر پر مخفی نہ رہتی۔

ابن زکی، قاضی شرف الدین ابو سعد عبداللہ بن محمد بن ابی عصرون کے ہاں علم میں مشغول ہوگئے اور فیصلوں میں ان کے نائب ہوئے، یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے نیابت ترک کی اور یہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے قدس میں فتح کے بعد خطاب کیا جیسا کہ پہلے گذر چکا پھر دمشق کے قاضی بنے ساتھ ہی انہیں حلب کی قضاء بھی سونپ دی گئی، آپ جامع کے اوقاف کے ناظر تھے وفات سے چند ماہ پہلے اس سے معزول کر دیئے گئے ضمناً پھر شمس الدین بن لیثی اس کے متولی بنے۔

ابن زکی طلبہ کو علم منطق وکلام میں مشغول ہونے سے روکتے تھے مدرسہ نوریہ میں جس کے پاس ایسی کتب دیکھتے تو پھاڑ دیتے، امام غزالی کی کتاب مصباح کے نام سے عقیدہ میں لکھی گئی ہے آپ اور آپ کی اہل اولاد بھی یاد کرتے، آپ کا درس تفسیر کلاسہ میں صلاح الدین کی قبر کے بالمقابل ہوتا تھا اسماعیلیہ فرقہ کا آپ سے کسی مسئلہ میں نزاع ہوگیا تو وہ آپ کے قتل کے درپے ہوگئے تو آپ نے جامع مسجد تک جانے کے لئے ایک دروازہ بنایا تاکہ نماز کے لئے آجا سکیں، کچھ عرصہ بعد آپ وہمی مریض ہوگئے آپ پر مرگی جیسی کیفیت طاری ہو جاتی یہاں تک کہ اسی سال کے شعبان میں آپ کی وفات ہوئی اور قاسیوں کے صحن میں جو مقابر ہیں وہاں دفن ہوئے۔

لوگ کہتے ہیں کہ حافظ عبدالغنی نے آپ کو بددعا دی تھی جس کی وجہ سے آپ کو یہ جان لیوا مرض لگ گیا اور اسی میں فوتگی ہوئی، اسی طرح خطیب دولعی بھی اس سال فوت ہوئے، یہی دونوں شخص حافظ عبدالغنی کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تھے، وراسی سال فوت ہوئے توان کی وفات دوسروں کے لئے عبرت بن گئی۔

خطیب دولعی ...... ضیاء الدین ابوالقاسم عبدالملک بن زید بن یاسین ثعلبی دولعی، یہ موصل کے ایک گاؤں کی طرف نسبت ہے جسے دولعیہ کہا جاتا ہے اس میں ۵۱۸ھ میں آپ کی پیدائش ہوئی، مذہب شافعی میں تفقہ حاصل کیا اور حدیث سنی، ترمذی ابوالفتح الکروخی کو اور نسائی ابوالحسن علی بن احمد ابردی کو سنائی، دمشق پہنچے تو وہاں خطابت اور الغزالیہ کی تدریس کا عہدہ سنبھال لیا۔

آپ بڑے متقی، عابد، زاہد، درست رو اور حق کے بارے میں بڑے بارعب تھے، آپ کی وفات ۱۹/ ربیع الاول بروز منگل ہوئی، باب صغیر کے مقبرہ میں شہداء کی قبروں کے نزدیک دفن کئے گئے، آپ کا جنازہ گویا یوم مشہود تھا آپ کی وفات کے بعد آپ کا بھتیجا محمد بن ابی الفضل بن زید خطابت پر مامور ہوا، جس نے ۳۷ سال تک اس کام کو بہت اچھی طرح انجام دیا، بعض نے کہا نہیں اس عہدے پر ان کا بیٹا جمال الدین محمد رہا، ابن زکی نے اپنے بیٹے زکی کو امیر بنایا، اس نے جب ایک نماز پڑھی تو جمال الدین نے عادل کے بھائی امیر علم الدین سے سفارش کی تو اس نے اسے امیر نہ بنا دیا اسی عہدہ پر سن ۶۳۵ھ میں آپ کی وفات ہوگئی۔

شیخ علی بن علی بن علیش ...... یمنی عابد زاہد ہیں، کلاسہ کی مشرقی جانب میں مقیم تھے، آپ کے کئی احوال وکرامت ہیں، جنہیں آپ سے شیخ علم الدین سخاوی نے اور ان سے ابوشامہ نے نقل کیا ہے۔

صدر ابوشاہ حماد بن ہبۃ اللہ ...... ابن حماد حرانی، آپ تاجر ہیں اور مدینہ شہر سے ہیں ۵۱۱ھ میں پیدا ہوئے، بغداد ومصر جیسے شہروں میں حدیث کا سماع کیا، ذی الحجہ میں وفات پائی، آپ کی اشعار میں سے یہ شعر ہیں۔

آدمی کی اطراف عالم میں آمد ورفت اس میں کئی خوبیاں پیدا کر دیتی ہے، جس کا اس کے اپنے شہر میں پیدا ہونا، ناممکن ہے، کیا
تجھے شطرنج کا پیادہ معلوم نہیں ہوتا اسے چلنے پھرنے کی خوبی نے اس سے بھی بڑھ کر حسین بنا دیا ہے۔

نیفشہ بنت عبداللہ ...... خلیفہ مستضئی کی آزاد کردہ لونڈی ہے، یہ اس کی پسندیدہ چیزوں میں سے تھی، اس کے بعد خلیفہ ناصر نے احسان ونیکی کرنے میں تمام لوگوں سے بڑھ گئی تھی، بغداد میں شیخ معروف کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر کے پاس اس کی قبر کے نزدیک صدقات وخیرات کے کئی آثار ہیں۔

ابن محتسب شاعر ابوسکر ...... محمود بن سلیمان بن سعید موصلی جو ابن محتسب کے نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں، بغداد میں تفقہ حاصل

کئی پھر کئی شہروں کا سفر کیا، ابن شہرزوری کی صحبت اختیار کی اور ان کے ساتھ واپس آئے، جب آپ کو بغداد کا قاضی بنایا گیا تو آپ نے انہیں اوقاف نظامیہ کا ناظر بنادیا، آپ یہ شعر بھی کہا کرتے تھے، آپ کے شراب کے بارے میں کئی اشعار ہیں جن میں بھلائی کی تو کوئی بات نہیں لہٰذا ان سے بچنا ہی بہتر تھا کیونکہ ان میں ایک قسم کی نجاست ہے۔

آغاز ٥٩٩ھ

ابن الجوزی رحمہ اللہ کے نواسے اپنی کتاب مرأت میں بیان کرتے ہیں کہ محرم کے آخر میں ہفتہ کی رات، ستاروں میں ہلچل مچ گئی، پھر آسمان پر مشرق ومغرب میں چکر لگانے لگے اور منتشر ٹڈیوں کی طرح دائیں بائیں اڑ گئے، کہتے ہیں کہ اس جیسی حالت صرف بعثت کے سال اور ۲۴۱ھ میں پیدا ہوئی، اسی سال قلعہ دمشق کی فصیل کی تعمیر شروع ہوئی اس کی ابتداء مغربی کونے کے قبلہ کی جانب اس برج سے ہوئی جو باب النصر کے نزدیک ہے۔

اس سال خلیفہ ناصر نے جوڑے اور سخاوت کی شلواریں، ملک عادل اور اس کے بیٹوں کی طرف بھیجیں اس سال ملک عادل نے اپنا بیٹا موسیٰ اشرف ماردین کے محاصرے کے لئے بھیجا تھا، اور موصل کی فوجوں نے اس کی مدد کی پھر ظاہر کے ہاتھ پر صلح ہوگئی اور صلح اس پر ہوئی کہ ماردین کا حکمران ہر سال ایک لاکھ پچاس ہزار دینار دے گا جن پر سکہ اور خطبہ عادل ہی کا چلے گا اور یہ بھی کہ عادل جب اسے اس کی فوج کے ساتھ بلائے گا تو اسے حاضر ہونا پڑے گا، اسی سال سوریہ کی خانقاہ کی تعمیر مکمل ہوئی جس کے متولی شیخ شہاب الدین عمر بن محمد شہرزوری مقرر ہوئے، آپ کے ساتھ صوفیاء کی ایک جماعت بھی تھی شیخ نے ان کے مناسب حال وظائف اور خرچ مقرر کیا۔

اس سال ملک عادل نے محمد بن ملک عزیز اور اس کے بھائیوں کو "الرھا" تک جانے سے روک دیا کیونکہ اسے ان سے مصر میں فتنہ پردازی کا اندیشہ تھا اسی سال اکرج نے دوین پر تسلط حاصل کرلیا وہاں کے لوگوں کو قتل کردیا۔ مال ومتاع لوٹ لیا، یہ آذربائیجان کا ایک شہر ہے اس کا بادشاہ اللہ اس کا برا کرے، بے خواری اور فسق وفجور میں لگ گیا تھا اس کی وجہ سے کفار نے مسلمانوں کی گردنوں کا فیصلہ کیا، یہ سب باتیں کل بروز قیامت اسی بادشاہ کی گردن کا طوق ہوں گی۔

اس سال ملک غیاث الدین غوری شہاب الدین غوری کے بھائی، فوت ہوئے اس کے بعد اس کا بیٹا محمود بادشاہ بنا اور اپنے باپ کا لقب اختیار کیا غیاث الدین بڑا عقلمند، صاحب ارادہ، اور بہادر آدمی تھا اتنی زیادہ جنگوں کے باوجود کبھی اس کا جھنڈا نہیں ٹوٹا، یہ شافعی المذہب شخص تھا اس کے تذکیرے ہے، بیت تمند اور مدرسہ بھی بنوایا اس کی سیرت واخلاق انتہائی عالی اور عمدہ تھی۔

اس سال دیگر فوت ہونے والے اعیان واعظام

امیر علم الدین ابومنصور　　امیر علم الدین ابومنصور سلیمان بن شیروہ بن جندر ملک عادل کا باپ شریک بھائی، جن کی وفات ۱۹ محرم کو ہوئی، تدفین اس جگہ ہوئی جہاں انہوں نے باب الفرادیس میں محلہ الفتراس مدرسہ کے لئے خط کھینچا تھا جس کے لئے پورا حمام وقف کردیا تھا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

قاضی ضیاء شہرزوری　　ابوالفضل قاسم بن یحییٰ بن عبداللہ بن قاسم شہرزوری، موصلی، بغداد کے قاضی القضاۃ، یہ نورالدین کے دور میں دمشق کے قاضی القضاۃ کمال الدین شہرزوری کے بھتیجے ہیں، جب ان کی صلاح الدین کے زمانے میں وفات ہوئی تو انہوں نے عہدہ قضاء کی وصیت اپنے بھتیجے کے لئے کی چنانچہ انہیں قاضی مقرر کردیا گیا بعد میں انہیں معزول کرکے ابن ابی عصرون کو قاضی بنادیا، قضاء کے عوض نہیں ... پھر موصل کے قاضی بن گئے، کچھ عرصہ بعد بغداد بلالئے گئے جس کی دو سال چار ماہ ولایت سنبھالی، پھر انہوں نے خود ہی استعفیٰ دے دیا خلیفہ کے ہاں انہیں جو مرتبہ ومقام حاصل تھا اس کی وجہ سے استعفیٰ قبول نہ کیا تو انہوں نے اپنی بیوی ست الملوک کے ذریعے

خلیفہ کی ماں کے خلاف مدد مانگی، جس کا اس کے ہاں بڑا رتبہ تھا جس کا اسے جواب دیا گیا سوانہیں ''حماہ'' کی قضاء کا عہدہ بیوی کی محبت کی وجہ سے سنبھالنا پڑا، اس پر انہیں ملامت بھی کیا جاتا تھا جسے ان کے ہاں کافی فضائل حاصل تھے، آپ کے بڑے اچھے اشعار ہیں، آپ کی وفات اسی ''حما'' چراگاہ میں اس سال کے نصف رجب میں ہوئی۔

عبداللہ بن علی بن نصر بن حمزہ..... ابوبکر بغدادی، جو ابن مرستانیہ سے مشہور ہیں، مشہور اصحاب فضائل میں سے ہیں، حدیث کا سماع اور اس کی جمع تدوین کا کام کیا، آپ طبیب اور نجومی تھے پہلے لوگوں کے علوم اور تاریخ سے واقف تھے، دیوان الاسلام، دار الاسلام کی تاریخ میں لکھا جسے ۳۶۰ کتابوں میں ترتیب دیا لیکن یہ مشہور نہ ہوا، ابن ہبیرہ کی سیرت کو بھی جمع کیا ان کا گمان تھا کہ یہ صدیقی خاندان سے ہیں جس کے بارے میں لوگوں کو کلام ہے انہیں میں سے بعض کے اشعار ہیں:

> انساب کو چھوڑ دو اور تیم سے تعرض نہ کرو، کیونکہ سفید اونٹ بھی خالص کی اولاد ہوتے ہیں تو تیم کا ے پالک ہوگیا جیسے ''حیص بیص'' شاعر نے تیم کی طرف نسبت کا دعویٰ کیا تھا۔

ابن نجا واعظ..... علی بن ابراہیم بن نجا زین الدین ابوالحسن دمشقی، حنبلی واعظ بغداد پہنچے، وہاں حدیث کا سماع کیا اور فقہ پڑھا پھر اپنے شہر دمشق لوٹ گئے، پھر دوبارہ ۵۶۴ھ میں نورالدین کے قاصد بن کر آئے یہاں آپ نے حدیث بیان کی، آپ کو صلاح الدین کے ہاں بڑا رتبہ ملا ہوا تھا، آپ نے عمارہ یمنی اور ذویہ پر چغلی کھائی ان لوگوں کو سولی چڑھایا گیا، آپ کو مصر میں بھی بڑا مقام حاصل تھا، جمعہ کے بعد قدس میں خطبہ کے بعد آپ نے گفتگو کی، یہ جمعہ کا وقت تھا۔ کھانے پینے میں آپ کا رہن سہن بادشاہوں سے اچھا تھا، آپ کے پاس بیس سے زیادہ خوبصورت ترین باندیاں تھیں، ہر ایک کی قیمت ایک ہزار دینار تھی، آپ ان کے پاس جاتے اور ان سے ہمبستر ہوتے۔

اس سب کے باوجود آپ کی وفات فقر کی حالت میں ہوئی کفن بھی باقی نہ چھوڑا ایک دفعہ آپ منبر پر بیٹھے تھے وہاں وزیر طلائع بن زریک کو یہ اشعار سنائے:

> تیرے بڑھاپے نے جوانی کے آغاز کو ختم کر دیا، اور باز کوے کے گھونسلے میں اتر پڑا، تو تو سو رہا ہے جبکہ زمانہ کی آنکھ بیدار ہے، مصائب کی کچلی تجھ سے اچٹنے والی نہیں، تیری عمر کیسے باقی رہے، وہ تو ایک خزانہ تھا جس میں سے تو نے بلا حساب وکتاب خرچ کیا۔

شیخ ابوالبرکات محمد بن احمد بن سعید تکریتی..... ابن مؤید سے مشہور ہیں، آپ ادیب وشاعر شخص تھے، آپ کی نظموں میں سے ایک نظم وجیہ النحوی کے بارے میں ہے جب کہ وہ حنبلی تھے پھر وہ حنفی بن گئے کچھ عرصہ بعد شافعی ہوگئے، یہ نظم انہوں نے نظامیہ میں نحو کے حلقہ میں پڑھی تھی، وجیہ کو میری طرف سے پیام پہنچا دو اگرچہ پیامات کا اسے کچھ فائدہ نہیں۔

امام ابن حنبل کے بعد تم نے امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کا مذہب اختیار کیا، یہ اس وجہ سے کہ جب ماکولات ومشروبات نے تجھے محتاج بنا دیا، اور سن لو! امام شافعی کا قول بھی تم نے دیانتاً نہیں اختیار کیا ہاں جس کی تمہیں خواہش تھی وہ مل رہا تھا، میرے خیال میں کچھ دنوں بعد تم مالکی بنو گے سو دیکھ بھال لو تم کیا کہہ رہے ہو؟

ست جلیلہ زمرد خاتون..... خلیفہ ناصر لدین اللہ کی ماں اور مستضئی کی بیوی، بڑی نیک، عبادت گذار، زیادہ احسان وبھلائی عطیات اور اوقاف والی خاتون ہیں، انہوں نے شیخ معروف کرخی کی قبر کے نزدیک اپنی قبر بنائی ان کا جنازہ بڑا مشہور تھا، ان کی تعزیت اس وجہ سے ایک ماہ رہی، اپنے بیٹے کی خلافت میں ۲۴ سال زندہ رہیں، ان کی باتوں کو مانا جاتا اور ان کا حکم چلتا تھا۔

اسی سال شیخ شہاب لدین ابوشامہ کی پیدائش ہوئی انہوں نے ذیل میں اس سال اپنی پیدائش کا بڑا طویل تذکرہ کیا ہے جو ان کی سن وفات تک پہنچتا ہے جس میں انہوں نے اپنا آغاز کار، اشتغال علم، اپنی تصنیفات، بہت سے اپنے اشعار، اپنے مبشرات خواب کا ذکر کیا ہے اس سال ملک جنگیز

خان جو تاتاریوں کا بادشاہ تھا اس پر اللہ تعالیٰ کا وہ عذاب نازل ہو جس کا وہ مستحق ہے، یہی "یاسق" کا واضع تھا اس کے ذریعے تاتاری اور دیگر ترک امراء جو جاہلیت کا امر چاہتے ہیں اس کے پاس اپنا مقدمہ لے کر جائیں، یہ تولی کا والد اور ہلاکو بن تولی جس نے خلیفہ مستعصم اور اہل بغداد کو ۶۵۶ھ میں قتل کیا، اس کا حال اپنے مقام پر ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ ... قتل ...

آغاز ۶۰۰ھ

اس سال فرنگیوں نے اپنے بہت سے لوگوں کو جمع کیا تاکہ مسلمانوں سے بیت المقدس واپس لے سکیں، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی رومیوں کے ساتھ جنگ کی وجہ سے اس بات سے غافل کر دیا، یہ جنگ اس طرح ہوئی کہ جب یہ اپنے راہ سفر میں قسطنطنیہ سے گذرے تو وہاں کے بادشاہوں کو باہم مختلف پایا ان کا محاصرہ کر کے اسے زبردستی فتح کر لیا، تین دن کشت و خون اور قید و بند کو مباح رکھا، کئی مکانات جلا ڈالے، ان تین دنوں میں ہر رومی قتل ہوتا، قتل ہونے والے ... گرجوں میں جمع ہوا یا قیدی ہوتا اور ان میں سے جو باقی بچے ان میں بہت اکثر عوام نے اپنے بڑے گرجے جس کا نام ابا صوفیا ہے میں پناہ لی، جب فرنگیوں نے ان پناہ گزینوں کا رخ کیا تو ان کے پادری ان کی طرف انجیلیں لے کر نکلے تاکہ ان کے قریب ہو کر ان کے سامنے انجیلیں پڑھیں تو انہوں نے ان میں سے کسی بات کی طرف توجہ نہیں دی، بلکہ ان سب کو قتل کر دیا اور گرجوں میں جو کچھ سونا اور زیورات اور بے شمار مال و متاع تھا سب لے لیا، اس طرح صلیبوں اور دیواروں میں جو کچھ تھا وہ بھی اتار کر لے لیا۔

تمام تر غنیمت ... جمع ... سب ... جو دیکھا جاتا ہے وہی ہوتا ہے پھر فرنگیوں کے بادشاہوں نے قرعہ اندازی کی وہ تین بادشاہ تھے ان میں ایک دوق البندقیہ تھا جو بوڑھا نابینا شخص تھا اپنا گھوڑا لئے چلا جا رہا تھا اور ایک مرکیس افرنسیس اور کندابلند تھا یہ ان سے تعداد میں بڑھ کر تھا، تینوں بار قرعہ اسی کے نام نکلا چنانچہ لوگوں نے اسے قسطنطنیہ کا بادشاہ بنایا جبکہ دوسرے دو بادشاہوں نے چھ اور شہر لے لئے، اس سال حکومت قسطنطنیہ میں رومیوں سے منتقل ہو کر فرنگیوں کے ہاں پہنچ گئی، رومیوں کے پاس صرف خلیج کا عقبی علاقہ باقی بچا جس پر ایک رومی لسکری نامی نے قبضہ کر لیا تھا وہ مرتے دم تک اس جانب کا بادشاہ رہا اس کے بعد فرنگیوں نے شامی علاقوں کا رخ کیا انہوں نے اپنے قسطنطنیہ کے بادشاہ سے تقویت حاصل کی، یہ عکا اترے خوری کی طرف سے جہاں بہت سے اسلامی علاقوں میں لوٹ مار کی، بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور کافی کو قیدی بنا لیا، تو ان کی طرف عادل اٹھا اس وقت وہ دمشق میں تھا اس نے وہاں مصری اور مشرقی فوجوں کو بلا بھیجا، عکا کے قریب ان سے مقابلہ کیا ان کے درمیان بڑی سخت جنگ اور بہت بڑا محاصرہ ہوا، پھر ان میں صلح ہو گئی تو عادل نے انہیں کچھ علاقے دیدیئے، انا للہ وانا الیہ راجعون بڑے افسوس کی بات ہے۔

اس سال بمقام مشرق غوریہ اور خوارزمیہ میں کافی لڑائیاں ہوئی جن کا ذکر بہت لمبا ہے اسی سال موصل کے حاکم نورالدین اور سنجر کے حاکم قطب الدین نے لڑائی کی، اشرف بن عادل نے قطب الدین کی مدد کی، پھر انہوں نے صلح کر لی، اشرف نے نورالدین کی بہن سے شادی کر لی، جو کہ عزالدین مسعود بن مودود بن زنگی کی بیٹی تھی، اتابکیہ جو داسن کوہ میں ہے اسے وقف کرنے والی ہے وہیں اس کی قبر ہے، اس سال مصر و شام، ... قبرص ... بہت بڑا زلزلہ آیا، ... ابن اثیر نے اسے اپنی کتاب الکامل میں بیان کیا ہے، اس سال ایک تاجر جس کا نام محمود بن محمد حمیری ... بہت ... پر غلبہ حاصل کر لیا، اس کا دور ۶۱۹ھ کے بعد تک چلتا رہا۔

اس سال ... میں قاضی القضاۃ ابوالحسن علی بن عبداللہ بن سلیمان الجیلی کے لئے وزیر کے گھر ایک مجلس منعقد ہوئی اور ... طور پر ثابت ہو گیا کہ وہ رشوت ستانی میں مبتلا ہے، اسی مجلس میں اسے معزول و فاسق قرار دیا گیا، نیز اس کے سر سے سبز چادر اتار دی گئی، اس کی مدت ولایت دو سال تین ماہ تھی۔

اس سال ملک رکن الدین بن قلج ارسلان کی وفات ہوئی، یہ فلاسفہ کے اعتقاد کی طرف منسوب تھا، اس قسم کے خیالات رکھنے والوں کے لئے یہ پناہ گاہ سمجھا جاتا تھا اس کی موت سے پہلے اس سے بہت بڑا جرم سرزد ہوا وہ اس طرح کہ اس نے اپنے سگے بھائی انگوریہ جسے انقرہ بھی کہا جاتا ہے کے ... کئی سال محاصرہ کیا یہاں تک کہ ان پر سامان رسد بند کر دیا تو اس نے انقرہ کو اس شرط پر حوالے کر دیا کہ وہ اسے ...

نے اس پر اور اس کی اولاد پر قدرت حاصل کرلی تو ان کی طرف کچھ لوگ بھیجے جنہوں نے انہیں دھوکے اور فریب اور مکر سے قتل کردیا ابھی پانچ دن بھی نہ گذرے تھے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے سات دن قولنج کی بیماری میں مبتلا کردیا اور اسی میں اس کی موت واقع ہوئی (سو نہ ان پر آسمان رویا اور نہ ہی زمین اور نہ ہی انہیں مہلت دی گئی)۔

اس کے بعد اس کے بیٹے قلج ارسلان نے حکومت سنبھالی، یہ صغیر سن تھا بہذا صرف ایک سال بادشاہ رہا اس سے حکومت چھن گئی تو اس کے چچا کیخسرو کو حاصل ہوگئی اس سال واسط میں باطنیہ فرقہ کے کئی لوگ مارے گئے، علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ اس سال کے رجب میں صوفیاء کی ایک جماعت کا بغداد کی خانقاہ میں محفل سماع میں اجتماع ہوا اس موقع پر جمالی حلی نے انہیں یہ اشعار سنائے:

اے مجھے ملامت کرنے والی ملامت کم کر، میرا بڑھاپا ہی کافی ملامت کن ہے، جوانی گویا تھی ہی نہیں، اور بڑھاپا شاید ہمیشہ رہے گا، میرا غم وصل کی راتوں پر ہے جوان کی ابتدا وانتہا پر ہے، غزل کے سنتے وقت محبوب کے چہرے کا رنگ زرد ہے، اگر دوبارہ تم سے مری ناراضگی ہوئی تو میری زندگی میٹھی اور متصل ہوجاتی، مجھے جو رنج والم پہنچا اس کی پروا نہیں اور نہ مجھے اہل ملال کی پرواہ ہے۔

علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں تو صوفیاء میں حرکت واحتجاج شروع ہوگیا جیسے ان کی عادت ہے ان کے درمیان میں سے ایک شخص جسے احمد رازی کہتے ہیں پر وجد طاری ہوگیا وہ بے ہوش ہوکر گر پڑا، جب انہوں نے اسے ہلایا تو وہ مر چکا تھا، وہ نیک آدمی تھا، ابن ساعی کہتے ہیں یہ نیک صالح شیخ تھا جس نے صدر عبدالرحیم شیخ الشیوخ کی صحبت اختیار کی تھی، لوگ اس کے جنازے میں حاضر ہوئے اور اسے باب ابرز میں دفن کیا گیا۔

اس سال فوت ہونے والے حضرات

ابوالقاسم......ابوالقاسم بہاء الدین حافظ ابن حافظ ابوالقاسم علی بن ہبۃ اللہ بن عساکر، آپ کی ولادت ۵۲۷ھ میں ہوئی، آپ کے والد کثیر نے آپ کو سماع کرایا، آپ نے اپنے والد کو اپنے مشائخ میں شامل کیا ہے نیز اپنے والد کی تاریخ کو دو مرتبہ اپنے خط سے لکھا، ''کثر'' نے بھی لکھا، سماع کرایا اور کئی کتابیں تحریر کیں، آپ جامع اموی میں حدیث کا سماع کرانے کے لئے اپنے والد کے جانشین اور خلیفہ بنے، اور اپنے بعد دارالحدیث نوریہ چھوڑا، آپ کی وفات ۸/صفر جمعرات کے دن ہوئی اور اپنے باپ کی بالائی جانب باب الصغیر کے قبرستان میں احاطہ کے باہر صحابہ کی قبور کی مشرقی جانب دفن کیا گیا۔

حافظ عبدالغنی مقدسی حافظ عبدالغنی مقدسی ابن عبدالواحد بن علی بن سرور حافظ ابومحمد مقدسی، مشہور کتابوں کے مصنف جن میں سے اسماء الرجال میں الکمال ہے الاحکام الکبریٰ والصغریٰ وغیرہ کئی کتابیں ہیں، جماعیل میں آپ کی پیدائش ربیع الآخر میں ۵۴۱ھ میں ہوئی، آپ اپنے دونوں چچاؤں امام موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ مقدسی اور شیخ ابوعمر سے چار ماہ بڑے ہیں ان دونوں کی آمد اپنے اہل واعیوں کے ساتھ بیت المقدس سے مسجد ابی صالح کی طرف مشرقی دروازے کے باہر سب سے پہلے ہوئی پھر دامن کوہ کی طرف منتقل ہوگئے ان کی وجہ سے محلہ کا نام صالحیہ پڑ گیا، اور یوں اسے محلہ صالحیہ کہا جانے لگے، یہ ''دیر'' میں سکونت پذیر ہوگئے، حافظ عبدالغنی نے قرآن مجید پڑھا، حدیث شریف کا سماع کیا، وہ اور موفق ۵۶۰ھ میں بغداد گئے تو شیخ عبدالقادر نے انہیں اپنے پاس مدرسہ میں ٹھہرایا، آپ کسی کو اپنے ہاں نہیں ٹھہراتے تھے لیکن ان میں بھلائی، شرافت اور صلاحیت کو بھانپ لیا تو ان دونوں کا اکرام واعزاز کرکے انہیں حدیث کا سماع کرایا پھر ان دونوں کی آمد کے پچاس دن بعد ان کی وفات ہوگئی۔

حافظ عبدالغنی کا میلان حدیث اور اسماء الرجال کی طرف تھا جبکہ موفق فقہ کی طرف مائل تھے، دونوں شیخ ابوالفرج بن الجوزی اور شیخ ابوالفتح ابن المنی کے پاس اشتغال علم کرنے لگے پھر دونوں چار سال بعد دمشق آگئے اس کے بعد عبدالغنی مصر اور اسکندریہ میں داخل ہوئے پھر واپس دمشق آگئے، کچھ عرصہ بعد جزیرہ اور بغداد کا رخت سفر باندھا، وہاں اصبہان پہنچے اور کئی لوگوں سے سماع کیا، حافظ ابونعیم کی کتاب نے اسماء الصحابہ سے واقفیت

حاصل کی، میں کہتا ہوں کہ حافظ ابونعیم کے خط کے ساتھ وہ کتاب میرے پاس بھی موجود ہے تو وہ کتاب کے ایک سو نوے مقامات پر مناقشہ کرنے میں لگ گئے جس میں بنو خجندی برہم ہو گئے اور آپ سے بغض رکھنے لگے، جہاں سے انہوں نے آپ کو ایک تہبند میں چھپا کر باہر کر دیا، اپنے سفر میں جب آپ موصل داخل ہوئے تو عقیلی کی کتاب الجرح والتعدیل کا سماع کیا تو حنفیہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی بناء پر ان پر حملہ بول دیا تو وہاں سے بھی آپ خوف وہراس اور خیر کی امید کرتے ہوئے نکل پڑے۔

پھر جب دمشق پہنچے تو جامع دمشق میں حنابلہ کے دارالاقاموں میں جمعہ کی نماز کے بعد حدیث پڑھا کرتے تھے تو لوگوں نے آپ پر اتفاق کر لیا اور آپ کے پاس جمع ہو گئے، آپ بڑے نرم دل، جلد اشکبار ہو جاتے تھے، لوگوں میں آپ کی بڑی مقبولیت ہوگئی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بنو زکی، دولعی، شافعیہ کے کبر دمشق اور کچھ حنابلہ کو آپ سے حسد ہو گیا ان لوگوں نے آپ کے مقابلہ میں ناصح حنبلی کو تیار کیا اس نے قبۃ النسر کے نیچے آپ سے مکالمہ کیا ان لوگوں نے اسے یہ بھی کہا تھا کہ جب موقع ملے اپنی آواز بلند کرنا تاکہ حافظ پریشان ہو جائیں سو دوران گفتگو حافظ عبدالغنی نے باری کو عصر کے بعد تک لے گئے تو ایک دن انہوں نے کرسی پر اپنا عقیدہ بیان کیا جس پر قاضی ابن زکی اور ضیاءالدین دولعی ان پر چڑھ دوڑے پھر انہوں نے ۲۴ ذی قعدہ ۵۹۵ھ کو سوموار کے دن قلعہ میں ایک مجلس مقرر کی تو ان سے مسئلہ علو ونزول، مسئلہ حرف وصوت پر بحث ہوئی، بات لمبی ہوگئی حافظ دلائل میں ان پر غالب رہے، برغش جو قلعہ کا نائب تھا کہنے لگا کیا یہ سب گمراہی پر ہیں اور آپ حق پر؟ تو اس پر حافظ کہنے لگے ہاں! برغش ناراض ہو گیا تو انہیں شہر سے نکل جانے کا حکم دیا تین دن کے بعد آپ وہاں سے بعلبک کی طرف چل پڑے وہاں سے قاہرہ پہنچے تو حدیث پڑھنے والوں نے آپ کو جگہ دی وہاں آپ حدیث کا درس دینے لگے تو مصر میں فقہاء بھی آپ کے خلاف ہو گئے۔

انہوں نے وزیر صفی الدین بن شکر کو لکھا تو اس نے مغرب کی طرف آپ کی جلاوطنی کا قرار دیا، آپ خط کے پہنچنے سے پہلے اس سال کی ۲۳ ربیع الاول سوموار کے دن وفات پا گئے آپ کی عمر ۵۷ سال تھی، آپ کو قرافہ میں شیخ ابوعمرو بن مرزوق کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

علامہ السبط فرماتے ہیں کہ حافظ عبدالغنی عابد زاہد اور پرہیز گار آدمی تھے ہر روز امام احمد کے ورد کی طرح تین سو رکعات پڑھتے تھے رات بھر قیام کرتے، سال کے اکثر دنوں میں روزہ رکھتے، آپ بڑے شریف، سخی آدمی تھے کچھ جمع نہ کرتے، بیواؤں، یتیموں پر بے جگہ صدقہ کرتے کوئی دیکھنے والا نہ ہوتا، اپنے کپڑوں پر پیوند لگاتے اور نئے کپڑے کی قیمت کو زیادہ پسند کرتے، کثرت مطالعہ اور آہ وبکا کی وجہ سے آپ کی نظر کمزور ہوگئی تھی، علم حدیث اور قوت حافظ میں آپ یکتائے روزگار تھے، میں کہتا ہوں ہمارے شیخ حافظ ابوالحجاج المزی نے ان کی کتاب ''الکمال فی اسماء الرجال'' اور ''رجال الکتب الستۃ'' کو اپنی کتاب سے ترتیب دی ہے اور مختلف مقامات سے تقریباً ایک ہزار مقامات سے غلطیاں درست کی ہیں۔

اور یہ امام المزی ایسے شخص ہیں کہ ان کا کوئی مدمقابل نہیں اور ان کی کتاب التہذیب جیسی کتاب نہ پہلے دیکھی گئی اور نہ اس شکل وصورت میں بعد میں لکھی گئی، اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحم کرے، آپ دونوں حضرات فن اسماء الرجال، حفظ واتقان اور سماع واسماع اور متون کی کانٹ چھانٹ میں یکتائے زمانہ تھے اور حاسد نہ فلاح پا سکتا ہے اور نہ کچھ فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔

علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ اس سال ابوالفتوح اسعد بن محمود العجلی تتمۃ التتمہ کے مصنف اسعد بن ابی الفضل بن محمود بن خلف عجلی شافعی فقیہ، اصبہانی، دین کا پسندیدہ، فوت ہوئے، آپ نے حدیث کا سماع کیا فقہ پڑھا اور اس میں کمال حاصل کیا اور ابوسعد ہروی کے لئے تتمۃ ''التتمہ'' لکھا، آپ بڑے عابد زاہد شخص تھے، آپ نے الوسیط، الوجیز کے مشکل مقامات کی شرح بھی لکھی، آپ کی وفات صفر ۶۰۰ھ میں ہوئی۔

البنانی الشاعر ابوعبداللہ بن محمد بن مہنا شاعر جو بنانی کے نام سے مشہور ہیں، خلفاء وزراء کے علاوہ اور لوگوں کی بھی مدح سرائی کی اس مدح وتعریف میں بڑے مشہور ہوئے اور اسی میں آپ کی عمر گذری، آپ کے اشعار بڑے لطیف اور آپ ظریف الطبع شخص تھے۔

آپ فرماتے ہیں سراسر ظلم ہوگا اگر تو کسی کو محبت میں گرفتار دیکھ کر ڈانٹے، اور دوسرے کی محبت کا انکار کرنے لگ جائے، اے محبت پر ملامت کرنے والے اگر تو اس کے قاتل کو دیکھتا تو تو رخسار اور چہرے کی وجہ سے معذور سمجھتا، میں اس پر قربان جو جس وقت مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو اپنی آنکھوں کے سحر وجادو سے مجھے بتا دیتا ہے کہ میں اسے کیسے مسحور کرتا ہوں، وہ سو کر رات کا فائدہ اٹھاتا ہے جبکہ میں صبح تک بیدار رہتا ہوں میں تو اسے یاد رکھتا

ہوں اور وہ مجھے بھلائے ہوئے ہے۔

ابوسعید الحسن بن خلد ابن المبارک نصرانی ماردانی، جس کا لقب الوحید ہے نوخیزی میں ہی علم الاوائل میں لگ گیا، عمدہ اشعار میں اسے کامل دسترس تھی، اسی میں اس کا یہ قول ہے اللہ تعالیٰ اس کا ناس کرے۔

میرے پاس ایسا خط آیا جسے ایسے پوروں نے لکھا جو اپنے فیضان میں سمندروں کو گھیرے ہوئے ہیں اور سمندر غرق ہو جاتے۔ یہ تعجب انگیز بات ہے کہ میں اس کے لکھے ہوئے کو مٹائے ہوئے الفاظ پر خم و پیچ کھا رہا ہوں، حالانکہ اس کی دس کی دس انگلیاں پکڑنے کی عادی نہیں ہیں۔

اسی طرح کہتا ہے کہ اس کی دونوں کنپٹیوں نے اس کے رخسار کا رنگ جذب کر لیا وہ شیشے کے پیچھے سائے کی مانند دکھائی دیتی ہے جس وقت وہ ظاہر ہوتی ہے تو رومی لشکر کو سخت ہوا میں ایک چھوٹی سی جماعت کی طرح دیکھے گا جو لڑائی کے دن کے لئے دوڑ رہی ہے یا صبح پر انتہائی تاریک رات کی کشیدہ کاری ہوتی ہے جو ہاتھی دانت کے پہلو میں آبنوس کے مشابہ ہے اس کی دونوں کنپٹیاں اس کے رخسار کے گلابی پھول میں دھنس گئی ہیں جس پر اس نے بالوں کی باڑ لگا دی ہے۔

طاووسی صاحب طریقت رکن الدین ابوالفضل قزوینی پھر ہمدانی، طاووسی سے معروف ہیں، یہ علم الخلاف، جدل اور مناظرہ میں بڑے ماہر تھے انہوں نے ان چیزوں کا علم رضی الدین نیساپوری حنفی سے حاصل کیا اور اس بارے میں ان کی تین تعلیقات بھی ہیں، علامہ ابن خلکان فرماتے ہیں کہ ان میں سے الوسطیٰ سب سے بہترین ہے اس کتاب کی طرف ہمدان سفر ہوا وہاں کسی حاجب نے ان کے لئے ایک مدرسہ بنا دیا جو حاجبیہ کے نام سے پہنچانا جاتا ہے، بعض کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ یہ مدرسہ طاوس بن کیسان مشہور تابعی کی طرف منسوب ہے۔ واللہ اعلم۔

آغاز ۶۰۱ھ

اس سال خلیفہ نے اپنے بیٹے محمد جس کا لقب ظاہر تھا ۱۷ سال اس کا خطبہ دینے کے بعد ولی عہدی سے معزول کر دیا اپنے دوسرے بیٹے علی کو اپنا ولی عہد بنالیا لیکن علی کی جلد ہی وفات ہوگئی، معاملہ پھر ظاہر کے ہاتھ میں آگیا تو اس کے والد ناصر کے بعد اس کی خلافت کی بیعت ہوئی جیسا کہ اس کا ذکر ۶۲۳ھ کے ذیل میں آئے گا۔

اس سال دارالخلافہ کے اسلحہ کے ڈپو میں بہت زیادہ آگ بھڑک اٹھی بہت سے ہتھیار، سامان اور ایسے ایسے مکانات بھسم ہوگئے جن کی قیمت چار کروڑ دینار کے لگ بھگ تھی، لوگوں میں اس آتشزدگی کی خبر پھیل گئی تو بادشاہوں نے اس کے بدلے خلیفہ کی طرف اسلحہ کے تحفے بھیجے جو سوختہ اسلحہ سے کئی گنا بڑھ کر تھے۔

نیز اس سال کرجیوں نے مسلمانوں کے شہر میں فساد برپا کر کے کئی افراد قتل کر دیئے اور کئی قیدی بنائے اسی سال امیر مکہ قتادہ الحسینی اور امیر مدینہ سالم بن قاسم الحسینی کے درمیان جنگ ہوئی، قتادہ نے مدینہ کا رخ کیا اور وہاں سالم کا محاصرہ کر لیا تو سالم حجرہ کے پاس نماز ادا کرنے کے بعد مقابلہ کے لئے نکلا اس نے اللہ تعالیٰ سے اس پر فتح پانے کی دعا کی پھر اس کے بعد نبرد آزما ہوا تو اس نے قتادہ کو شکست دی، اور اس کے تعاقب میں مکہ تک پہنچ کر وہاں اس کا محاصرہ کر لیا، پھر قتادہ نے سالم کے امراء کی طرف پیغامات بھیج کر انہیں اس کے خلاف بھڑکا دیا، سو سالم اس کی چال میں نہ آیا اور صحیح سالم واپس مدینہ آگیا۔

اسی سال غیاث الدین کیخسرو بن قلج ارسلان بن مسعود بن قلج نے بلاد روم پر قبضہ کر لیا اور انہیں اپنے بھتیجے سے چھین لیا اس کا پایہ تخت وہاں ٹھہر گیا اور اس کی شان و شوکت بڑھ گئی اس کی فوج کی تعداد زیادہ ہوگئی، امراء اور گردونواح کے حکمرانوں نے اس کا لوہا مان لیا، سمیساط میں افضل بن صلاح الدین نے اس کا خطبہ دیا اور چل کر اس کی خدمت میں حاضر ہوا، اتفاقاً اس سال بغداد میں ایک آدمی تھا جو دجلہ میں تیرنے کے لئے اترا اس نے اپنے کپڑے اپنے غلام کو دیئے، کچھ دیر بعد وہ پانی میں ڈوب گیا تو اس کے عمامہ میں ایک ورق پایا گیا جس پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے: اے لوگو!

میری ایک خواہش تھی موت نے مجھے وہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی روک لیا، اس شخص کو اپنے پروردگار اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے جس نے اسے عمل کی توفیق دی ہے، میں تنہا گھر کے صحن میں نہیں بلکہ ہر شخص اپنے منزل کو منتقل ہوتا دیکھے گا۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

ابوالحسن علی بن عنتر بن ثابت الحلی جو تمیم کے نام سے مشہور ہیں، آپ شیخ، ادیب لغوی اور شاعر تھے، انہوں نے اپنے اشعار کا ایک حماسہ جمع کیا جسے حماسہ ابی تمام پر ترجیح دیتے تھے، خمریت کے متعلق بھی ان کے اشعار ہیں جن کے متعلق انہیں گمان ہے کہ یہ ابونواس کے خمریت سے زیادہ بہتر ہے، ابوشامہ نے ذیل میں نقل کیا ہے کہ یہ بے وقوف بے حیا، بے شرم اور تھوڑے بہت دیندار آدمی تھے ان کے کئی حماسے اور رسائل ہیں ابن ساعی کہتے ہیں کہ یہ بغداد پہنچے تو علم نجوم ابن خشاب سے حاصل کیا نیز ان سے عمدہ باتیں سیکھیں اسی طرح لغت اور اشعار عرب وغیرہ، پھر موصل میں اقامت پذیر ہو گئے اور یہیں وفات پائی ان کے اشعار میں سے چند یہ ہیں

> ہم نیوں کی آنکھوں سے آنکھیں نہ لڑا، کیونکہ آرزوؤں میں اوقات مقررہ کے بچھڑنے اور شکست کھانے کے مقامات ہیں، بہت سے شخصوں نے ارادہ کیا لیکن انہیں تاخیر کا موقعہ نہ ملا اور کتنے ہی ہاتھ اوقات جنگ میں چومے گئے وہ ظاہر ہوئی لیکن اس نے میلان کی اجازت اور سخاوت نہ کی، کہ سلام کے طوق متکبرین کا شیوہ ہے۔

تجنیس کے متعلق ان کے اشعار ہیں:

> اے کاش! وہ شخص جس نے اپنا قیام اور رجوع شام میں طویل کر لیا، زور اوا، وہ اپنی واپسی میں سے کسی واپسی کو بغداد کے لئے کر دے، کیا تو دیکھ رہا ہے کہ زمانہ مجھے روندر ہا ہے، اس کی مٹی کی مشک میں اضافہ ہو گیا اور مجھے میری آنکھ کا نور پامال کرتے ہوئے دکھایا اور اس سے وہ مالدار ہو گیا، نیز خمر کے متعلق ان کے اس کے علاوہ اچھا اشعار بھی ہیں۔

ابونصر محمد بن سعد اللہ ابن نصر بن سعید ارتاحی، یہ خوبرو، سخی فاضل، حنبلی واعظ اور عمدہ شاعر تھے، ان کے اشعار میں سے چند یہ ہیں

> اگر نوجوان کے دلی حالات صحیح ہو جائیں تو خواہشات و آرزوؤں کو حاصل کرنا اس کے قبضہ میں ہوتا ہے، اگر تو دیکھے کہ دل نے اپنی باتیں درست کر لی ہیں تو بلندیوں پر ابھرنا اس کے لئے باعث تقویت ہوتا ہے اور اگر اس کے حالات منتشر اور پراگندہ ہو جائیں تو نوجوان کی قبر میں بوسیدگی کی وقت طرح طرح کے احوال ہوتے ہیں۔

ابوالعباس احمد بن مسعود ابن محمد قرطبی خزرجی، آپ تفسیر، فقہ حساب، فرائض نحو، لغت، عروض اور طب میں امام تھے، آپ کی بڑی عمدہ تصانیف ہیں آپ کے بہترین اشعار ہیں جن میں سے ایک دو یہ ہیں:

> جو تروتازگی باغ میں ہے وہی رخساروں میں ہے لیکن اس کی کلیوں کی رونق کا مطلب کچھ عجیب ہے، مجھے تعجب ہے جبکہ یہ حیران کن بات بھی نہیں کہ موج کا کوئی پھیپھڑا کیسے متحمل ہو سکتا ہے؟

ابوالفداء اسماعیل بن برتعس سنجاری یہ غلام ہیں، ان کے آقا عماد الدین زنگی بن مودود ہے، آپ خوبصورت سپاہی تھے، اچھا علم نظم رکھتے ... شخص تھے ان کے بعض اشعار میں سے جو انہوں نے اشرف موسیٰ بن عادل کو اس کے بھائی یوسف کی وفات پر تعزیت کے موقعہ پر لکھے تھے یہ ہیں

> بلندیوں اور شرافت کے آنسو بہہ پڑے، بلندی کا گھر تیرے گم ہونے سے ویران ہو گیا جس صبح یوسف نے اس لحد میں ٹھکانہ بنایا اسی وقت سے نیکی اور سخاوت نے قبر میں اپنی قیام گاہ بنالی ہے، جس وقت موت کے ہاتھ نے اس کی روح کو اچک لیا ہے وہ تو تلواروں سے روحوں کو اچک لیا کرتا تھا، زمانے کے

کیل دنہار نے اسے موت کا جام پلا دیا جبکہ وہ میدان جنگ میں موت کا جام پلانے والے سے معروف تھا، ہائے افسوس اگر افسوس موت کے لئے سود مند ہوتا، ہائے حسرت کاش یہ کچھ فائدہ دیتی، میرا دل تکالیف و مصائب پر صبر کرنے والا اور زور آور تھا لیکن اس مصیبت کے تحمل کی طاقت نہیں۔

ابوالفضل بن الیاس بن جامع اربلی انہوں نے نظامیہ میں تفقہ حاصل کیا اور حدیث کا سماع کیا، تاریخ وغیرہ کی تصنیف کی شروط کی حسن کتابت میں منفرد تھے آپ کی شرافت و فضیلت ہے۔ آپ کے اشعار میں سے چند ایک یہ ہیں

اے میرے دل کو بیدار کرنے والے! کیا تیرے ہجر و جدائی کی کوئی انتہا ہے؟! اور اے میری آنکھوں کو بیدار رکھنے والے، کیا
تیرے خیال کا زیارت کا ارادہ ہے؟ اور اپنی بے رخی سے ظلم کر کے عذاب کو میٹھا سمجھنے والے، کیا محبت کی شریعت میں تجھے
ذاتی ڈیوٹ کرنے والا کوئی نہیں، اے دن! تجھے مبارک ہو، جیسے میں نے اپنے گزرے دنوں کی پونجی پر وقفیت ... ...
تیرا سفر شروع ہے، تیرے ہجر و فراق کی وجہ سے منتظم دور نہ ہو، یہاں تک کہ قدرت والا خدا پراگندہ حالت کو جمع کرے،
میں مر جاؤں تو میری طرف سے تمہیں سلام ہو جب تک تکبیر کہنے والا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے وہ بار بار تمہیں سلام کہتا ہے۔

ابوسعادات الحلی .... بغداد کا رافضی تاجر ہے، ہر جمعہ جنگ کا لباس پہنتا، خود گھر کے دروازے کے پیچھے کھڑا ہوتا ایں طور کے دروازہ اس پر بند ہوتا، اور لوگ جمعہ کی نماز ادا کر رہے ہوتے۔ اس سے صاحب زمان یعنی محمد بن حسن عسکری کا انتظار رہتا کہ وہ غار سے چھپ کر نکلیں گے اور یہ اپنی تلوار لوگوں میں امام مہدی کی مدد کے لئے پھیرائے گا۔

ابو غالب بن کمونہ یہودی .... یہ کاتب تھا اور اپنے زور تحریر سے ابن مقلہ کے خط کی نقل اتار لیتا تھا، اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو، اس نے واسط کے تجارت خانہ میں وفات پائی، ابن ساعی نے اپنی تاریخ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

آغاز ۶۰۲ھ

اس سال شہاب الدین محمد بن سام غوری اور بنو کھوکر اصحاب جبل جودی کے درمیان بڑی سخت لڑائی ہوئی، یہ لوگ اسلام سے مرتد ہو چکے تھے شہاب الدین غوری نے ان سے جنگ کی اور انہیں شکست دی، ان سے اتنا مال غنیمت حاصل کیا جس کا شمار ہے نہ بیان، تو ان میں سے ایک آدمی نے اس کا تعاقب کر کے اسے اس سال کے شعبان کے آغاز میں عشاء کے بعد دھوکے سے قتل کر دیا، یہ حمدہ سیرت، عقلمند اور جنگوں میں ثابت قدم رہنے والا بادشاہ تھا، جب قتل ہوا تو امام فخر الدین رازی اس کے پاس موجود تھے، امام رازی کی عادت تھی کہ وہ بادشاہ کے سامنے بیٹھ کر اسے نصیحت کیا کرتے تھے جب امام رازی مجلس کے اختتام پر یہ جملہ کہتے کہ اے بادشاہ! نہ تو تیری بادشاہت باقی رہے گی اور نہ رازی رہے گا ہم سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جانا ہے تو بادشاہ اشکبار ہو جاتا، جب بادشاہ قتل ہوا تو کچھ لوگوں نے امام رازی پر بادشاہ کے قتل کی تہمت لگائی امام رازی کو اندیشہ ہوا تو انہوں نے وزیر سوید الملک بن خولجہ کی جناب میں پناہ لی، اس نے امام کو اس طرف جہاں امن ہو روانہ کر دیا۔

اس کے ایک غلام تاج الدین نے غزنہ پر قبضہ کر لیا اس کے بعد لاتعداد مصائب کا آغاز ہو گیا، جن کا چیدہ چیدہ ذکر ابن اثیر اور ابن ساعی نے کیا ہے اس سال کرجیوں نے مسلمانوں کے شہر پر غارت گری کی، یہ لوگ ''اخلاط'' تک پہنچ گئے تو کتنوں کو قتل کیا اور بہت سوں کو قیدی بنایا، بڑا کا فوج اور عوام نے ان سے قتال کیا۔ اس سال اربل کا حاکم مظفر الدین کوکری اور اس کے ساتھ حاکم مراغہ کے حکمرانوں نے آذربائیجان کے بادشاہ ابوبکر بن بہلوس سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کیا کیونکہ اس نے کرج سے جنگ کرنے سے انکار کیا اور شب و روز نشہ آور اشیاء کے استعمال میں لگ گیا لیکن یہ لوگ اس پر قادر نہ ہو سکے پھر اس نے اس سال کرج کے بادشاہ کی بیٹی سے شادی کر لی اس طرح ان کا شر اس سے رک گیا۔

علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ اس کا حال ایسے ہی ہو گیا جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں نے تلوار نیام میں کر لی اور اس کا پھل نکال لیا اس سال خلیفہ

نصیر مدین ناصر بن مہدی نے ناصر علوی حسینی کو اپنا وزیر بنالیا اور اسے وزارت کا جوڑا عطا فرمایا اور اس کے سامنے ڈھول بجائے گئے اسی طرح دروازے کے سامنے نمازوں کے اوقات میں بھی، اس سال بلاد ارمن کے حاکم ابن لاون نے حلب کے شہروں پر غارت گری کی لوگوں کو قتل کیا اور قیدی بنایا اور لوٹ مار شروع کر دی، تو اس کی طرف ملک ظاہر غازی بن ناصر نے خروج کیا تو ابن لاون ملک ظاہر کے سامنے رفو چکر ہو گیا، تو ظاہر نے اس کے بنائے ہوئے قلعہ کو منہدم کر کے ملیامیٹ کر دیا۔

اس سال کے شعبان میں باب مشرقی کے پاس رومانی پل ٹوٹ کر گر گیا تو اس کے پتھر چن لئے گئے تاکہ ان سے عادل کے وزیر صفی مدین بن شکر کی سفارت میں جامع اموی کا فرش بنایا جائے، فرش کی لگائی کا کام ۶۰۴ھ میں مکمل ہوا۔

اس سال فوت ہونے والے حضرات

شرف الدین، ابوالحسن علی بن محمد بن علی جمال الاسلام شہرزوری، شہرزور ''حمص'' کا ایک علاقہ ہے، جس کی طرف یہ دمشق سے نکالے گئے تھے اس سے قبل وہ امینیہ میں مدرس تھے، جامع مسجد میں برادہ کے بالمقابل کا حلقہ تھا، مذہب وخلاف کا انہیں اچھا علم تھا۔

تقی عیسیٰ بن یوسف ابن احمد عراقی نابینے، یہ بھی امینیہ کے مدرس ہیں، یہ منارہ غربیہ میں سکونت پذیر تھے ان کے پاس ایک لڑکا تھا جوان کی خدمت کرتا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر لاتا لے جاتا تھا، ایک دفعہ شیخ کے کچھ دراہم گم ہو گئے تو اس لڑکے پر تہمت لگائی گئی لیکن اس سے کچھ برآمد نہ ہوا، شیخ نے اس عیسیٰ پر تہمت لگائی جو اس لڑکے سے اغلام بازی کرتا تھا لوگوں کو یہ گمان نہ تھا کہ اس کے پاس بھی کچھ مال ہوگا، پس مال تو ضائع ہو ہی ساتھ ہی اپنی عزت بھی کھو بیٹھا، ۱۷/ ذی قعدہ جمعہ کے دن غربی اذان گاہ پر اسے لٹکا ہوا پایا گیا، لوگوں نے اس کی خودکشی کی بناء پر اس کا جنازہ نہ پڑھا، تو شیخ فخرالدین عبدالرحمٰن بن عسا کرنے آگے بڑھ کر اس کی نماز جنازہ پڑھائی تو کچھ لوگوں نے ان کی اقتداء کی، ابوشامہ فرماتے ہیں کہ یہ جو کچھ اس نے کیا اس پر اسے مال کے جانے اور بے آبرو ہونے پر مجبور کیا، راوی کا بیان ہے کہ اس قسم کا واقعہ میرے ساتھ بھی پیش آیا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے محفوظ رکھا، اس کے بعد امینیہ میں بیت المال کے وکیل جمال مصری مدرس ہوئے۔

ابوالغنائم المرکسھلار بغدادی...... یہ عزالدین نجاح سرای کے ساتھ خدمت کرتے تھے اور کافی مال حاصل کیا، جب اس کو مال حاصل ہوتا تو اس سے کوئی نہ کوئی جائیداد خرید لیتا، اور اسے اپنے قابل اعتماد دوست کے نام موسوم کر دیتا، جب اس کی وفات کا وقت آیا تو اس شخص کو وصیت کی کہ اس کی اولاد کی دیکھ بھال کرے اور جو کچھ ان کے لئے چھوڑا ہے اس میں سے ان پر خرچ کرے تو جسے وصیت کی گئی وہ کچھ دنوں کے بعد بیمار پڑ گیا پس اس نے گواہوں کو بلا بھیجا تاکہ جو کچھ اس کے ہاتھ میں ابوالغنائم کے ورثاء کے لئے ہے اس پر گواہی دیں اس کے ورثاء نے گواہوں کے حاضر کرنے میں دیر کی اور اسے کچھ وقت طول دیدیا، اسے سکتہ طاری ہو گیا اور اسی حالت میں مر گیا تو اس کے وارث ان کے اموال واملاک پر قابض ہو گئے اور ان کی اہل واولاد کو اس ترکہ میں سے کچھ بھی نہ دیا۔

ابوالحسن علی بن سعاد فارسی۔ بغداد میں تفقہ حاصل کیا اور پھر نظامیہ میں واپس آ گئے وہاں تدریس کی خدمت میں نائب مقرر ہوئے اور جو مدرسہ خلیفہ کی ماں نے بنایا تھا اس کے مستقل مدرس بن گئے، مزید یہ کہ آپ کو ابوطالب بخاری کا نائب بنایا گیا، آپ اس سے رک گئے، اس نے آپ پر یہ بات لازم کی تو کچھ ایام یہ خدمت انجام دی، پھر کسی دن مسجد میں داخل ہوئے اور اپنے سر پر اون کا تہبند باندھ کر وکلاء اور فوجیوں کو چلے جانے کا حکم دیا اور اپنے تئیں عہدہ قضاء سے معزول ہونے کی شہادت دی، اعادہ اور تدریس پر ڈٹ گئے، ۲۰ ربیع الاول بروز جمعہ وفات پائی۔

الخاتون۔ ...سلطان ملک معظم عیسیٰ بن عادل کی والدہ کی وفات ہوئی، قاسیون کے صحن میں مدرسہ معظمیہ کے گنبد میں دفن کی گئیں۔

امیر مجیر الدین طاشتکین مستنجدی:۔ حاجیوں کا امیر اور خوزستان کے علاقوں کا ذمہ دار، آپ شیخ، نیک سیرت اور بڑے عبادت گذار اور تشیع میں بڑا غلو کرنے والے تھے بمقام تستر دو جمادی الثانی کو وفات پائی، ان کا تابوت کوفہ لے جایا گیا اور ان کی وصیت کے مطابق مشہد علی میں دفن کیا گیا، ابن ساعی نے اپنی تاریخ میں اسی طرح ذکر کیا ہے، ابو شامہ نے ذیل میں ذکر کیا ہے کہ یہ طاشتکین بن عبداللہ مقتفوی جو میر حاج تھے آپ نے لوگوں کو ۲۶ سال حج کرایا، حجاز میں آپ کو ایسا مرتبہ حاصل تھا گویا کہ آپ بادشاہ ہیں، وزیر ابن یونس نے آپ پر الزام لگایا کہ آپ صلاح الدین سے خط وکتابت کرتے ہیں تو خلیفہ نے آپ کو جیل میں بند کر دیا، کچھ دنوں بعد جب اس بات کا بطلان ظاہر ہوا تو آپ کو رہا کر کے خوزستان دیکر دوبارہ بیرونی بنا دیا، شیعہ تھے مگر آپ دیانتدار تھے۔

آپ بڑے بہادر، سخی، فیاض اور بہت کم گفتگو کرنے والے تھے، آپ پر ہفتے گزر جاتے اور آپ ایک کلمہ بھی زبان سے نہ فرماتے، آپ میں تحمل اور بردباری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، آپ سے آپ کے نائب کے خلاف ایک شخص نے مدد مانگی تو آپ نے اسے جواب نہ دیا تو مدد مانگنے والے نے کہا کیا تو گدھا ہے؟ تو انہوں نے جواب نہیں دیا، اسی کے متعلق ابن تعاویذی نے کہا ہے:

> شہروں کا ایک امیر جو آقا کی حیثیت رکھتا ہے شکایت کرنے والے نے اس کے پاس صرف خاموشی ہی کو جواب پایا ہے جب وہ رفعت وبلندی میں بڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہمیں تفضیل سے بہوت تک نیچے اتار دے۔

اس کے ایک ساتھی فراش نے اس کا ایک جبہ چرالیا تا کہ اس سے اس کی حالت دریافت کریں امیر طاشتکین نے اس جبہ کو دیکھ لیا تھا جب وہ شخص اسے لے جا چکا تھا تو اس پر آپ نے فرمایا کسی کو سزا مت دو جس نے اس کو اٹھایا ہے وہ واپس نہیں کرے گا، اور جس نے اسے چراتے ہوئے دیکھا ہے وہ چغلی نہیں کھائے گا اس وقت آپ کی عمر نوے سال تھی، اتفاقاً آپ نے تین سو برس کے لئے وقف کی زمین کرایہ پر لے لی تو کسی مسخرے نے کہا کہ اسے مرنے کا یقین نہیں، نوے سال اس کی عمر ہو رہی ہے اور وہ تین سو سال تک کے لئے زمین کرائے پر لے رہا ہے اس پر سب لوگ ہنس پڑے واللہ اعلم۔

آغاز ۶۰۳ھ

اس سال مشرق میں غوریوں اور خوارزمیوں کے درمیان کئی طویل امور کا سلسلہ جاری رہا، طالقان میں خوارزم شاہ بن تکش ان کا بادشاہ تھا، اس سال خلیفہ نے عبداللہ بن دامغانی کو بغداد کا قاضی مقرر کر دیا اور اسی سال خلیفہ نے عبدالسلام بن عبدالوھاب بن شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کو اس کے فسق و فجور کے سبب گرفتار کر لیا، اس سے پہلے ان کتب کو جلا دیا گیا جن میں فلاسفہ اور علوم اوائل وغیرہ کی کتب تھیں وہ لوگوں سے نذرانے لینے لگا اور یہ اس کی ابوالفرج ابن الجوزی کے خلاف کھڑے ہونے کی غلطی کی وجہ سے تھا کیونکہ بے شک انہوں نے ہی وزیر بن قصاب کے پاس اس کی شکایت کی تھی، یہاں تک کہ شیخ ابن الجوزی کی بعض کتب جلا دی گئیں اور بقیہ پر اس نے مہر لگا دی اور آپ کو واسط کی طرف پانچ سال کے لئے جلاوطن کر دیا گیا۔

لوگ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور قرآن مجید میں ہے بے شک برائی کا برائی ہی بدلہ ہے اور صوفیاء کا کہنا ہے ''راستہ پکڑ لیتا ہے'' جبکہ اطباء کہتے ہیں طبیعت بدلہ دینے والی ہے، اس سال فرنگی حمص میں اترے ان سے حمص کے بادشاہ اسدالدین شیرکوہ نے جنگ کی، حلب کے بادشاہ ملک ظاہر نے اسے فوجی کمک دی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے شر کو روک دیا اس سال بغداد میں دو نوجوان شراب پر جمع ہوئے تو ان میں سے ایک نے دوسرے کو چھری ماری اور اسے قتل کر کے بھاگ گیا بعد میں اسے پکڑ لیا گیا اسے بھی قتل کر دیا گیا اس کے پاس سے ایک رقعہ ملا جس میں دو بیتیں اس کی نظم سے تحریر تھیں جس کے بارے میں اس نے کہا تھا کہ اس کے کفن میں رکھی جائیں:

میں کریم ذات کے پاس اعمال کے توشہ کے بغیر صرف قلب سلیم لے کر حاضر ہوا ہوں اور یہ بڑی بدظنی شمار ہوگی جب جانا تو کریم ذات کے پاس ہو اور پھر زادراہ تیار کیا جائے۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

فقیہ ابومنصور...... عبدالرحمن بن حسین بن نعمان نبلی، جن کا لقب ان کی فضیلت، عقل اور کمال اخلاق اور ذہانت کی وجہ سے قاضی شریح ہے، پہلے وہ اپنے علاقے کے قاضی بنے پھر بغداد آئے تو انہیں بڑے عالی مناصب کی پیشکش کی گئی لیکن آپ نے انکار کر دیا، امیر طاشکین نے انہیں قسم دی کہ وہ ان کے پاس کتابت کا کام کریں گے انہوں نے یہ خدمت ان کے پاس بیس سال تک انجام دی، پھر وزیر ابن مہدی نے مہدی کے پاس آپ کی چغل خوری کی تو اس نے آپ کو دارطاشکین میں قید رکھا یہاں تک کہ آپ کی اسی سال میں وفات ہوگئی پھر اس چغلخور وزیر کے ساتھ یہی ہوا کہ وہ بھی اسی چغلی میں گرفتار ہوا اور قید ہوا اور اس کی مثال ہمارے محاورے میں یہی ہے کہ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر جیلانی آپ ثقہ عابد زاہد اور پرہیزگار آدمی تھے، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی اولاد میں ان سے بہتر کوئی نہ تھا، یہ ان مناصب اور عہدوں میں نہ داخل ہوئے جنہیں انہوں نے قبول کیا بلکہ یہ دنیا کے بہت کم حصہ لینے والے اور آخرت کے معاملے کی طرف متوجہ ہونے والے تھے انہوں نے بہت سے لوگوں سے سماع کیا اور کئی لوگوں کو سماع کرایا۔

ابوالحرم مکی بن زیان...... ابن شبہ بن صالح ماکسینی، سنجر کے گورنروں میں سے ہیں پھر موصلی نحوی نسبت رکھتے ہیں بغداد آنے تو ابن الخشاب ابن قصار اور کمال انباری سے کسب فیض کیا، شام پہنچے تو بہت سے لوگ آپ سے مستفید ہوئے جن میں سے شیخ علم الدین سخاوی وغیرہ ہیں آپ نابینا تھے آپ ابوالعلاء المعری کی بڑی طرف داری کرتے تھے کیونکہ آپ میں اور اس میں قدر مشترک مناسبت تھی ایک ادب اور دوم نابینائی، ان کے اشعار میں سے چند یہ ہیں:

> جب فیاضی سفارشی کی محتاج ہو جائے تو اسے قبول نہ کر، وگرنہ تو آسودہ حال ہو جائے گا جب فیاضی کو احسان جتانے کی وجہ سے ناپسند کیا جاتا ہے تو یہ بات زیادہ بہتر ہے کہ وہ احسانات کی وجہ سے ناپسند کیا جائے۔

اسی طرح یہ بھی ان کے اشعار ہیں:

> میرا دل ناز و انداز اور نرم بدن رکھنے والے پر قربان، اس نے ہمیں حق بات کہی جس وقت وہ الوداع کرنے آیا جو کسی سے قتل کی لالچ میں محبت رکھے تو اس نے رخصت کرنے کے لئے ہمیں الوداع کہا۔

اقبال خادم...... جمال الدین صلاح الدین کے خدام میں سے ہیں، اقبالیتین شافعیہ اور حنفیہ دو گھر جنہیں اس نے وقف کر کے دو مدرسے بنا دیئے ان پر دو وقف کئے بڑا شافعیہ کے لئے اور چھوٹا حنفیہ کے لئے اور اس پر ثلث وقف کیا، اس کی وفات ''قدس'' میں ہوئی۔

آغاز ۶۰۴ھ

اس سال تمام حاجی عراق لوٹ آئے، یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے دعا و شکایت کر رہے تھے جو تکلیف انہیں صدر جہاں بخاری حنفی سے پہنچی، جو ایک پیغام کے سلسلہ میں بغداد آیا تھا، خلیفہ نے اس کی کچھ پروانہ کی تو وہ اس سال حج کے لئے چلا گیا اور اس نے لوگوں پر پانی اور غلہ کے بارے میں تنگی کی، جس کی وجہ سے چھ ہزار عراقی حاجی فوت ہوگئے اس تنگی کی کچھ کیفیت جو لوگ بیان کرتے ہیں یہ تھی کہ اس کے ساتھ جو نوجوان لڑکے تھے یہ انہیں حکم دیتا تو وہ سب سے پہلے گھاٹ پر پہنچے ہوئے پانی پر قبضہ کر لیتے جتنا پانی ہوتا وہ لے لیتے، حجاز کی سخت گرمی میں اس کے خیمے کے اردگرد پانی چھڑکتے، اسی طرح جو سبزیاں اس کے ساتھ مٹی میں اٹھائی ہوئی ہوتیں انہیں سیراب کرتے، عوام الناس، مسافروں، بیت اللہ کا ارادہ کرنے والوں کو جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور فضل تلاش کرتے تھے اس سے روک دیا۔

جب یہ لوگوں کے ساتھ واپس ہو تو عوام نے اس پر لعنت کی اور خواص نے اس کی کچھ پروانہ کی، نہ خلیفہ ہی نے اس کا اکرام کیا اور نہ کسی کو اس کے استقبال کے لئے بھیجا، یہ حالت دیکھ کر بغداد سے نکل پڑا لوگ اس کے پیچھے تھے اس پر پتھراؤ اور لعنت کر رہے تھے اس کا نام صدر جہاں کی بجائے صدر جہنم رکھ دیا۔

ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں بے یار و مددگار ہونے سے اور اس سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے بندوں پر زیادہ سے زیادہ رحمت و شفقت کرنے کی توفیق بخشے، بے شک وہ اپنے مہربان بندوں پر ہی شفقت فرماتا ہے۔ اس سال خلیفہ نے اپنے وزیر ابن مہدی علوی کو گرفتار کیا اس کی نسبت یہ بات مشہور ہوئی کہ وہ خلافت کا طلبگار ہے، بعض نے کہا نہیں کوئی اور سبب ہے، بہرحال اسے دار عاشمین میں قید کیا گیا یہاں تک کہ وہ وہیں فوت ہو [illegible] یہاں تک کہا ہے۔

اے میرے دو دوستو! خلیفہ سے کہو اور اس کی جدائی چاہو، اے خلیفہ! جو کچھ تو کر رہا ہے مجھے اس برائی سے بچایا جائے، تیرا وزیر ایسے دو کاموں میں ہے جس میں اے بہترین انسان تیری نیکی ضائع ہو جائے گی، حیدر کرار رضی اللہ عنہ کے سلسلہ نسب سے ہونا اگر برحق ہے تو تیرا یہ وزیر خلافت کی طمع رکھتا ہے اور اگر یہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے تو اس پر جو احسانات ہیں تو انہیں یہ خود زیادہ ضائع کرنے والا ہے۔

بعض نے کہا ایسی بات نہیں بلکہ یہ شخص مال سے بے رغبت، نیک سیرت اور اچھی معاشرت اور صاف معاملے والا تھا، اللہ اس کے حال سے زیادہ واقف ہے اس سال رمضان میں خلیفہ نے فقیر روزے داروں کے لئے بیس گھر برائے ضیافت تیار کئے جن میں ہر روز ان کے لئے بہت زیادہ کھانا پکتا نیز صاف ستھری روٹیاں، بھاری مقدار میں میٹھی اشیاء پہنچائی جاتیں، یہ چیز اس چیز کے مشابہ ہے جو قریش زمانہ حج میں رفادہ وغیرہ تیار کرتے، جس کے ذمہ دار آپ کے چچا ابو طالب ہوتے، جس طرح حضرت عباس رضی اللہ عنہ سقایہ کے ناظم تھے انہیں کے ذمہ سفارت، عمارہ رستہ وغیرہ تھی، اس کا مفصل بیان پہلے اپنے مقام پر ہو چکا ہے، یہ تمام مناصب مکمل طور پر عباسی خلفاء میں پائے گئے تھے۔

اس سال حیشتی شہاب الدین تہروری کو ستر ہزار کی معیت میں قیمتی جوڑا دیکر ملک عادل کے پاس بھیجا، ان میں بیس خلعتیں بھی تھے خلیفہ نے اپنی تمام اولاد کی طرف بھی خلعتیں روانہ کیں، اس سال اوحد بن عادل حاکم میافارقین نے شہر خلاط پر اس کے حاکم شرف الدین بکتمر کے قتل کے بعد قبضہ کر لیا، یہ شرف الدین نوعمر اور بہت ہی خوبصورت شخص تھا اسے ان کے کسی غلام نے قتل کیا تھا بعد میں قاتل بھی قتل کر دیا گیا شہر بادشاہ سے خالی تھا تو اوحد بن عادل نے اس پر اپنے پاؤں جما لئے۔

اس سال خوارزم شاہ محمد بن تکش طویل جنگوں کے بعد ماوراء النہر کے علاقوں پر قابض ہو گیا، بعض مقامات پر اسے عجیب واقعہ پیش آیا وہ یہ کہ مسلمان خوارزم شاہ سے جدا ہو گئے صرف اس کے دوستوں کی ایک چھوٹی سی جماعت اس کے ساتھ رہ گئی ان میں سے الخطا کے جو کفار تھے قتل ہو گئے اور بہت سے لوگ قیدی بنائے گئے سلطان خوارزم شاہ بھی گرفتار ہونے والوں میں سے تھا اسے ایک شخص نے گرفتار کر لیا اسے پہچانتا نہ تھا [illegible] اس کے ساتھ ایک امیر مسعود نامی کو بھی گرفتار کر لیا، جب یہ واقعہ ہو چکا اور اسلامی لشکر اپنے ٹھکانوں پر واپس گئے تو انہوں نے بادشاہ کو نہ پایا انہوں نے آپس میں بڑا دنگا فساد اور بہت زیادہ اختلاف کیا، پورا خراسان پریشان ہو گیا لوگوں میں سے بعض نے تو بادشاہ کے قتل ہونے تک کی قسم کھا لی۔

ادھر بادشاہ اور امیر کی حالت یہ تھی کہ امیر نے بادشاہ سے کہا کہ فی الحال آپ اپنے آپ سے بادشاہ کا لفظ ہٹا دیں اسی میں مصلحت ہے اور آپ اپنے آپ کو میرا غلام ظاہر کریں چنانچہ بادشاہ نے امیر کی اس بات اور مشورہ کو قبول کر لیا پھر بادشاہ اس کی خدمت کرنے لگا، اسے کپڑے پہناتا، پانی پلاتا، اس کے لئے کھانا پکا کر اس کے سامنے رکھتا غرض خدمت میں کسی قسم کی کمی نہ کی، جس شخص نے ان دونوں کو گرفتار کیا تھا ایک روز وہ کہنے لگا میں کئی روز سے دیکھ رہا ہوں کہ یہ شخص تمہاری خدمت کر رہا ہے تم کون ہو اور تمہارا کیا مرتبہ ہے اس پر اس نے جواب دیا میں امیر مسعود ہوں اور یہ میرا غلام ہے تو اس نے کہا خدا کی قسم اگر مجھے اس بات کا علم ہوتا [illegible] تمہیں قید نہ کرتا [illegible] چھوڑ دیتا [illegible] [illegible] اگر آپ چاہیں تو فدیہ لے کر مجھے رہا کر سکتے ہیں اور ساتھ یہ شخص جو کہیں جو مال پر قبضہ کر لے تو یہ آپ کی بھلائی ہوگی۔

(۱) [illegible]

[illegible] پر اس کا دل پسیج گیا وہ کہنے لگا ٹھیک ہے اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص متعین کیا جب یہ کام ہو چکا تو امیر مسعود نے اس سے کہا اگر آپ [illegible] مجھ کو بھی روانہ کر دیں کیونکہ میرے اہل خانہ آپ کے آدمی کو نہیں پہچانتے [illegible] نہیں میرے زندہ ہونے کی خوشخبری دے گا اس کے بعد یہ مال وصول کرنے میں جدوجہد کرے گا تو اس نے کہا ٹھیک ہے تو اس شخص نے خوارزم شاہ [illegible] دونوں کی حفاظت پر ایک آدمی مقرر کر دیا۔ جب یہ خوارزم کے قریب پہنچے تو بادشاہ شہر کی طرف آگے بڑھا جب لوگوں نے اسے دیکھا تو اسے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئے، خوارزم کے تمام شہروں میں خوشخبری کے طبل بجائے گئے، بادشاہ اپنے محل استقرار تک پہنچ گیا اسے واپسی سے سابقہ خوشی کچھ [illegible] سے حاصل ہوئی، اس کے قتل کی خبر مشہور ہونے سے جو خرابی اس کی بادشاہت میں برپا ہوئی تھی اس کی اصلاح ہوئی، اور ہرات کا محاصرہ [illegible] کر دیا۔

[illegible] شخص نے اسے قید کیا تھا اس نے امیر مسعود سے کہا کہ لوگوں نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ خوارزم شاہ قتل ہو گیا ہے تو امیر نے جواب دیا نہیں بلکہ جو شخص تمہاری قید میں تھا وہی خوارزم شاہ تھا اس پر اس شخص نے کہا تم نے مجھے پہلے کیوں نہ خبردار کیا تا کہ میں اسے عزت و عظمت سے واپس [illegible] امیر نے کہا مجھے تم سے اس کے بارے میں خوف تھا اس لئے نہ بتا سکا، اس نے کہا کہ چلو ہمیں اس کے پاس لے چلو، تو یہ دونوں اس کے پاس [illegible] شاہ نے ان دونوں کی بڑی عزت کی، وراث سے مزید احسان و اکرام کا معاملہ بھی کیا۔

[illegible] سمرقند کے حاکم نے یہ غداری کی کہ اس کی قید میں جتنے خوارزمی تھے ان سب کو قتل کر دیا اور ایک آدمی کو اس نے دو ٹکڑے کر کے بازار میں یوں [illegible] جیسے بازار میں قصاب کی دوکان پر بکریاں لٹکی ہوتی ہیں نیز اس نے اپنی بیوی خوارزم شاہ کی بیٹی کو قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن پھر اس سے باز آ گیا، البتہ اسے قلعہ میں محبوس رکھا اور اس پر تنگی کی، خوارزم شاہ کو جب یہ خبر پہنچی تو وہ اپنا لشکر لے کر چلا اور پھر اس سے جنگ کی اور اس سے شہر سمرقند کا محاصرہ کر کے زبردستی اس کو لے لیا، وہاں کے تقریباً دو لاکھ باسیوں کو قتل کر دیا پھر بادشاہ کو قلعہ سے اترنے کا کہا اور اپنے سامنے باندھ کر قتل کر دیا، اس کی نسل اور اولاد میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑا وہاں جتنے ممالک تھے ان سب پر خوارزم شاہ نے قبضہ جما لیا۔

[illegible] اور تاتاریوں کے بادشاہ کشلی خان سے جو چین کی حکومت سے ملا ہوا ہے جنگ کی، خطا کے بادشاہ نے خوارزم شاہ کو تاتاریوں کے خلاف [illegible] خط لکھا کہ جب وہ ہم پر غلبہ پالیں گے تو تمہارے شہروں کی طرف نکل کھڑے ہوں گے اور یوں یہ بڑھتے چلے جائیں گے۔ [illegible] تاتاریوں نے بھی خطا کے مقابلہ میں اسے نصرت کے خطوط لکھے جس میں انہوں نے لکھا کہ یہ خطا ہمارے اور تمہارے دشمن ہیں لہذا تم ان کے خلاف ہمارا ساتھ دو، اس نے دونوں فریق کو ایک بات لکھی جس سے ان کے دل خوش ہوتے رہے، یہ ان کی لڑائی میں موجود تھا لیکن فریقین سے جدا رہا، خطا کو مصیبت جھیلنی پڑی، سوائے چند افراد کے سب ہلاک ہو گئے، تاتاریوں نے خوارزم شاہ سے جو وعدے کر رکھے تھے ان میں خیانت کی ان میں بہت [illegible] چپقلش کی اور جنگ کے لئے جگہ مقرر کرنے لگے، خوارزم شاہ ان سے خوفزدہ ہو گیا اور بہت سے ان شہروں کو جو کشلی خان سے ملتے ہوئے تھے [illegible] کر دیا کہ مبادا وہ ان پر قبضہ کر لیں، پھر چنگیز خان نے کشلی خان کے خلاف خروج کیا اس طرح وہ خوارزم شاہ کو چھوڑ کر اس سے خود [illegible] اس کے بعد بھی عجیب و غریب واقعات پیش آئے جنہیں ہم انشاءاللہ ذکر کریں گے۔

[illegible] حمص کے گرد و نواح پر فرنگیوں کے حملے ہوئے اس کا حاکم اسد الدین شیر کوہ ان کا مقابلہ کرنے سے کمزور [illegible] کی تقویت کے لئے [illegible] لشکر بھیجے، عادل مصر سے اسلامی فوجیں لے کر نکلا، اس نے جزیرہ کی فوجوں کو خطوط بھیج [illegible] نے عکا کا محاصرہ کر لیا اس لئے کہ قبارصہ نے مسلمانوں کے جنگی جہازوں کے بیڑے کا ایک حصہ لے لیا تھا [illegible] اس شرط پر صلح ہوا ان کا مطالبہ کیا کہ وہ قیدیوں کو واپس کر دے کا کہنا [illegible] درخواست [illegible]

عادل [illegible] چل پڑا [illegible] بحیرہ قدس جو حمص کے قریب ہے وہاں اترا، پھر طرابلس کے شہروں کا رخ کیا جہاں بارہ دن قیام کر کے قتل و قید و [illegible] فرنگی خود ہی صلح پر مائل ہو گئے پھر [illegible] دمشق کی طرف واپس آ گئے

[illegible] ملک الملک الناصر ناصر الدین ابو حیران بن ایوب کے سرالد شہر پر اس سے قبضہ کر لیا کہ وہاں کوئی زبردست بادشاہ نہ تھا [illegible]

کا بادشاہ مرچکا تھا اس لئے اس کا بیٹا جو چھوٹا تھا بادشاہ بنا اور معاملات کی تدبیر اس کا خادم کرتا، ذی قعدہ کی نو چندی میں محی الدین ابومحمد یوسف بن عبد الرحمن بن الجوزی، قاضی القضاۃ ابوالقاسم بن دامغانی کے پاس حاضر ہوئے تو قاضی نے انہیں قبول کیا اور دونوں جانبوں کا والی بنا دیا انہیں قیمتی سیاہ سرمگیں دھاری دھار جوڑا بھی عطا کیا، دس دن گذرنے کے بعد اپنے والد ابن الجوزی کی جگہ ''باب درب شریف'' میں وعظ کے لئے بیٹھے جہاں بہت سے لوگ حاضر ہوئے، چار دن بعد امام ابوحنیفہ کے مزار پر ضیاء الدین احمد بن مسعود ترکستانی حنفی نے درس دیا، جہاں اکابرین اور حضرات موجود تھے۔
اس سال کے رمضان میں قاصدین خلیفہ سے خلعتیں لے کر عادل کے پاس پہنچے جنہیں عادل اور اس کے دونوں بیٹوں معظم اور اشرف، وزیر صفی الدین بن شکر اور کئی امراء نے پہنا، باب الحدید سے ظہر کے وقت قلعہ میں داخل ہوئے وزیر نے کھڑے ہو کر احکام سنائے، یہ جمعہ کا دن تھا۔
اس سال شرف الدین عبداللہ بن زین القضاۃ عبدالرحمن نے دمشق کے مدرسہ رواحیہ میں درس دیا، اور اسی سال شیخ خیر بن بغدادی حنبلی مذہب چھوڑ کر شافعی المسلک ہوئے اور خلیفہ کی ماں کے قائم کردہ مدرسہ میں درس دیا جہاں تمام مذاہب کے اکابر بھی حاضر تھے۔

اس سال جو حضرات فوت ہوئے

امیر بنیامین بن عبداللہ...... خلیفہ ناصر کے امیر ہیں، عقلمندی، پاک دامنی اور پاکیزگی کے اعتبار سے سادات امراء میں سے تھے کسی نصرانی کاتب نے اسے زہر پلا دیا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی جس نے زہر پلایا اس کا نام ... تھا، خلیفہ نے اسے بنیامین کے بیٹوں کے حوالے کر دیا، اور اس کی ابن مہدی وزیر نے سفارش کی اور کہنے لگا کہ عیسائیوں نے اس کے لئے پچاس ہزار دینار خرچ کئے ہیں تو خلیفہ نے اس رقعہ کی پشت میں لکھا بے شک شیر تو جنگل ہی کے شیر ہوتے ہیں جن کا قصد سامان سب نہیں بلکہ مسلوب ہوتا ہے، پھر بنیامین کے بیٹوں نے اسے اپنی تحویل میں لے کر قتل کر دیا اور قتل کے بعد جلا دیا اس کے بعد خلیفہ نے ابن مہدی وزیر کو بھی گرفتار کر لیا جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

حنبل بن عبداللہ...... ابن الفرج بن سعادہ رصافی حنبلی، جامع مہدی کے مکبر مسند احمد کو، ابن حصین عن ابن مذہب عن ابی بکر عن عبداللہ عن ابیہ سے روایت کرنے والے، نوے سال کی عمر پائی، بغداد سے نکلے تو اربل میں آپ کو سماع کرایا گیا، دمشق کے بادشاہوں نے آپ کا خیر مقدم کیا، اور جہاں لوگوں نے آپ کو مسند سنایا، معظم آپ کا بڑا اکرام کرتا اور آپ کے دسترخوان پر عمدہ عمدہ کھانے کھاتا، جس سے آپ کو بدہضمی رہی، کیونکہ آپ فقیر اور کھانے کی کمی کی وجہ بہت کم کھانے والے تھے اور بغداد میں تنگدست تھے۔
کندی جب بھی معظم کے پاس آتا تو حنبل کا ضرور پوچھتا تو معظم اس سے کہتا کہ انہیں بدہضمی ہوگئی ہے اس پر کندی کہتا انہیں مسور کی دال کھلاؤ، تو معظم ہنس پڑتا، پھر معظم نے آپ کو بہت سا مال دیکر بغداد پہنچا دیا جہاں آپ کی وفات ہوئی، آپ کی پیدائش ۵۱۰ھ کو ہوئی تھی، آپ کے ساتھ ابن طبرزد بھی تھے جن کی وفات آپ کی وفات سے موخر ۶۰۷ھ میں ہوئی۔

عبدالرحمن بن عیسیٰ...... ابن ابوالحسن مروزی بغدادی واعظ، انہوں نے ابن ابی الوقت وغیرہ مشائخ سے سماع کیا، علامہ ابن الجوزی کے پاس فن وعظ گوئی سیکھنے میں مشغول ہوگئے پھر دل میں ابن الجوزی کی مشابہت اختیار کرنے کی بات آئی تو آپ کا نفس بڑا ہو گیا، باب الشعیر کے باسیوں میں سے ایک جماعت نے آپ پر اتفاق کر لیا، آخری عمر میں جب آپ کی عمر ستر سال کے قریب ہو چکی تھی تو شادی کی بخشک کے بعد غسل کیا جس سے آلہ تناسل پھول گیا اور آپ کی اسی سال وفات ہوئی۔
امیر زین الدین قراجا صلاحی...... صرخد کا حاکم، اس کا گھر باب الصغیر کے پاس نہر قنات کے ساتھ تھا اور قبر [illegible] میں شاہراہ پر ابن تمیرک کی قبر کے پاس ایک گنبد میں ہے، عادل نے اس کے بیٹے یعقوب کو صرخد پر برقرار رکھا۔

طبیب عبدالعزیز...... ان کی وفات اچانک ہوئی، یہ سعدالدین طبیب اشرفی کے والد ہیں ان کے بارے میں ابن الساعی نے کہا میں فرمایا کو یکتا رہا جبکہ خطیب کے پیچھے کوئی جماعت نہیں اور موت بھی ایسی آئی کہ عبدالعزیز طبیب بھی نہ رہے۔

اس سال فرنگیوں نے حمص کا رخ کیا اور'' عاصی'' کو پل کے ذریعے جلدی سے پار کرلیا، جب فوجوں نے انہیں پچھاڑا تو ان کے پیچھے ہو لئے وہ آگے بھاگتے رہے ان کے بہت سے لوگ مارے گئے اور مسلمانوں نے ان سے اچھی خاصی مال غنیمت حاصل کرلی الحمدللہ۔ اس سال جزیرہ کا حاکم قتل ہوا، یہ شخص تمام لوگوں میں سے بدسیرت اور خبیث الباطن تھا اور وہ ملک سنجر شاہ بن غازی بن مودود بن زنگی بن آقسنقر اتابکی، جو نورالدین موصل کے حاکم کا چچازاد ہے اسے اس کے بیٹے غازی نے قتل کیا وہ اس تک اس وقت پہنچا جب وہ بیت الخلاء میں نشہ کی حالت میں تھا اس نے اس پر چھری کے چودہ وار کئے پھر اسے ذبح کرڈالا، یہ سب کام اس نے بادشاہت حاصل کرنے کے لئے کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے محروم رکھا، بادشاہت کی بیعت اس کے بھائی محمود کے ہاتھ پر ہوئی، غازی گرفتار کرلیا گیا اور اسی دن اسے قتل کردیا، یوں اللہ تعالیٰ نے اس کی بادشاہت اور زندگی دونوں ہی سلب کرلیں، ہاں اتنا فائدہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کے باپ کے ظلم وجور اور اس کے فسق سے راحت پہنچائی۔

اس سال فوت ہونے والے اعیان واعظام

ابوالفتح محمد بن احمد بن بختیار... ابن علی الواسطی جو ابن سندائی سے معروف ہیں، احمد بن حصین سے مسند احمد کو روایت کرنے والے آخری شخص ہیں، آپ کا تعلق ایک فقیہ، قاضی اور دیندار گھرانے سے تھا، آپ نقل روایت میں ثقہ، عادل اور پرہیزگار آدمی تھے، اپنے حافظے سے جو اشعار آپ نے پڑھے وہ یہ ہیں:

اگر سورج کی طلوع ہونے کی جگہ لیلیٰ کے ورے ہوتی، اور جب یہ غائب ہوتا تو یہ سورج کے پیچھے ہوتی، تو میں اپنے دل سے اس کی بخشش کے انتظار کی بات کہتا اور امید مجھے کہتی وہ تو قریب ہی ہے۔

مصر کے قاضی القضاۃ مصر کے قاضی القضاۃ صدرالدین عبدالملک بن دریس ماردانی کردی۔

آغاز ۶۰۶ھ

محرم میں شیخ الحنفیہ نجم الدین خلیل، عادل کے قاصدوں میں دمشق سے بغداد پہنچے، ان کے پاس بہت سے ہدیے تھے، ان کا اور شیخ النظامیہ محمد الدین یحییٰ بن ربیع کا'' یتیم اور مجنون کے مال پر زکوۃ'' کے مسئلہ پر مناظرہ ہوا، حنفی نے اس کے عدم وجوب پر استدلال کیا جس پر شافعی فقیہ نے اعتراض کردیا، دونوں نے اس مسئلہ میں بڑے اچھے دلائل دیے، پھر حنفی اور اس کے اصحاب ایلچی کی وجہ سے خلعتوں سے نوازے گئے، یہ مناظرہ نائب وزیر ابن شکر کی موجودگی میں ہوا، بروز ہفتہ ۱۵/ رجمادی الثانی دمشق کے رئیس الشافعیہ جمال یونس بن بدر بدران مصری عادل کے قاصدوں کے ساتھ بغداد پہنچے، جن کے فوجوں نے حاجب الحجاب کے ساتھ استقبال کیا، آپ کے ساتھ اربل کے حکمران مظفرالدین کوکری کا بھتیجا بھی تھا، پیام اربل کے حکمران کی طرف سے معذرت اور اس سے راضی ہونے کے سوال پر مشتمل تھا، سو اسے قبول کیا گیا، اس سال ملک عادل نے خابور اور نصیبین پر قبضہ کر لیا کچھ عرصہ سنجار شہر کا محاصرہ کیا لیکن اس میں کامیاب نہ ہوسکا، پھر اس کے حاکم نے خود ہی صلح کرلی یوں عادل واپس آگیا۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

قاضی اسعد بن مماتی ابوالمکارم اسعد بن خطیر ابی سعید مہذب بن مینا بن زکریا اسعد بن مماتی بن ابی قدامہ بن ابی ملیح مصری شاعر اور کاتب، اس نے صلاح الدین کی حکومت میں اسلام قبول کیا، ایک مدت تک دواوین کے چھبرویوں کا نگران مقرر رہا۔

علامہ ابن خلکان فرماتے ہیں ان کے کئی فضائل اور تصنیفات ہیں، انہوں نے صلاح الدین کی سوانح عمری اور کلیلہ دمنہ کتاب کو اشعار میں بیان

کیا ہے، آپ کے اشعار کا ایک دیوان بھی ہے، جب وزیر ابن شکروزیر بنا تو آپ ان کے خوف سے حلب بھاگ گئے وہیں آپ کی وفات ہوئی، آپ کی عمر ۶۲ سال تھی "ثقیل" کے بارے میں جس نے دمشق میں آپ سے ملاقات کی یہ اشعار ہیں:

اس نے دونہروں کی بات سنائی، زمین میں کوئی ایسا نہیں جوان کے متعلق کچھ کہہ سکے اس نے کہا کہ اس کی پیدائش میں جوش اور اس کے اخلاق میں برودت وسردی ہے۔

ابویعقوب یوسف بن اسماعیل......ابن عبدالرحمٰن بن عبدالسلام اللمعانی، آپ بغداد کے نامور حنفی ہیں، آپ نے حدیث کا سماع کیا اور جامع سلطان میں درس دیا، آپ اصول میں معتزلی تھے، فروع میں بڑے ماہر تھے، ابتدائی تعلیم اپنے والد اور چچا سے حاصل کی، علم مناظرہ اور خلاف میں پختگی حاصل کی نوے سال کے قریب عمر پائی۔

ابوعبداللہ محمد بن حسن۔ جوابن خراسانی کے نام سے معروف ہیں حدیث کی کتابیں نقل کرنے والے، آپ نے حدیث کی کئی کتب تحریر کیں، اپنے اور دوسرے لوگوں کے خطبات بھی جمع کیے، آپ کا خط بہت اچھا اور مشہور تھا۔

ابومواہب معتوق بن منیع......ابن مواہب خطیب بغدادی، علم نحو اور لغت ابن خشاب سے حاصل کیا، آپ نے خطبات کا ایک مجموعہ جمع کر رکھا تھا جس میں سے خطاب کرتے تھے آپ بڑے فاضل شیخ تھے، آپ کے کلیات بھی ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں: دشمن سے دوستی کی امید مت رکھو! جو بظاہر اور چھپکے اپنا دشمن ہے اگر برائے انتفاع اس کی محبت جدید ہو جائے تو نفع اس کے پاس اجر میں تبدیل ہو جائے گا۔

ابن خروف۔ شارح سیبویہ، علی بن محمد بن یوسف ابوالحسن ابن خروف اندلسی نحوی، کتاب سیبویہ کی شرح لکھ کر اسے مغرب کے حاکم کی خدمت میں پیش کیا جس نے آپ کو ایک ہزار دینار عطا کیے، آپ نے "جمل الزجاجی" کی بھی شرح لکھی، آپ شہروں میں سیاحت کرتے اور صرف سرائے میں سکونت پذیر ہوتے، نہ نکاح کیا اور نہ لونڈی رکھی اسی لئے بیماری رذیلوں کی طبیعت پر غالب آجاتی ہے، آخری عمر میں آپ کی عقل میں فتور آ گیا تھا، تو آپ بازاروں میں ننگے سر پھرتے، بچاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

ابوعلی یحییٰ بن ربیع۔ ابن سلیمان بن حرار واسطی بغدادی، نظامیہ میں فضلان سے تحصیل علم کی پھر ان کے پاس دہرائی کی، محمد بن یحییٰ کی طرف سفر کیا ان سے فن خلاف میں ان کا مخصوص طریقہ سیکھا، پھر بغداد واپس آئے تو نظامیہ کے مدرس اور اس کے اوقاف کے ناظر ونگران مقرر ہو گئے، آپ نے حدیث کا سماع کیا تھا، آپ کے پاس بہت سے علوم تھے، مذہب کی اچھی معرفت حاصل تھی، آپ کی چار جلدوں میں ایک تفسیر بھی ہے جس سے آپ درس دیا کرتے تھے، تاریخ بغداد اور اس پر ابن سمعانی کے حاشیہ کو مختصر کیا ہے، اسی سال کے قریب عمر پائی۔

ابن اثیر، جامع الاصول اور النہایہ کے مؤلف...... مبارک بن محمد بن محمد بن عبدالکریم بن عبدالواحد، مجدالدین ابوسعادات شیبانی جزری شافعی جو ابن اثیر کے نام سے مشہور ہیں، یہ وزیر افضل ضیاء الدین نصر اللہ اور حافظ عزالدین ابوالحسن علی الکامل فی التاریخ کے بھائی ہیں، حدیث کا بہت سماع کیا، قرآن مجید پڑھا، اور اس کے علوم میں پختگی حاصل کی اور انہیں لکھا، آپ کی قیام گاہ موصل میں تھی، آپ نے تمام علوم میں مفید کتابیں جمع کی ہیں جن میں سے ایک جامع الاصول الستہ موطا، صحیحین، سنن ابی داؤد، نسائی، ترمذی، جن میں ابن ماجہ کو ذکر نہیں کیا، النہایہ غریب احادیث کے متعلق بھی آپ کی ایک کتاب ہے، مسند شافعی کی شرح، اور چار جلدوں میں تفسیر بھی ہے اس کے علاوہ کئی فنون میں آپ کی کتابیں ہیں۔

موصل کے بادشاہ آپ کی بڑی عزت کرتے تھے، جب بادشاہت نورالدین ارسلان کو حاصل ہوئی تو اس نے اپنا غلام لولو آپ کے پاس بھیجا کہ میں آپ کو اپنا وزیر بنانا چاہتا ہوں تو آپ نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد بادشاہ خود آپ کے پاس گیا تب بھی آپ رک گئے اور اسے کہا میری عمر زیادہ ہو چکی ہے اور علم کی نشر واشاعت میں مشغول ہوں مگر اس کام میں کچھ ظلم وزیادتی کی جاتی ہے لہٰذا یہ میرے مناسب نہیں چنانچہ سلطان نے آپ کو معذور سمجھا۔

علامہ ابوسعادات ابن اثیر فرماتے ہیں کہ میں علم عربیت سعید بن الدھان کو سناتا وہ مجھے عربی نظم بنانے کی تاکید کرتے جبکہ مجھے اس پر قدرت نہ ہوتی، جب میرے یہ شیخ فوت ہو گئے تو میں نے ان کو کسی شب خواب میں دیکھا تو حسب سابق انہوں نے پھر مجھے یہی بات کہی میں نے کہا بطور مثال آپ ایک شعر کہیں تاکہ میں اس کے مطابق شعر بنالوں، تو انہوں نے کہا اگر تجھے کامیابی نہ بھی ملے پھر بھی عالی ہمتی سے محبت رکھ، تو میں نے کہا مٹی کے گڑھے کو کھودا اور رات چھائی ہوئی ہو، عزت کی آماجگاہ رات کی پشت میں ہے اور بزرگی رات میں چلنے اور بیدار رہنے سے پیدا ہوتی ہے، تو اس پر شیخ نے فرمایا بہت خوب، جب میں بیدار ہوا تو میں نے اسی طرح کے بیس شعر بنالئے، آپ نے ذی الحجہ کے اختتام پر ۹۲ برس کی عمر میں وفات پائی، آپ کے بھائی نے الذیل میں آپ کے حالات بیان کئے ہیں وہ لکھتے ہیں، آپ کئی علوم کے عالم تھے جن میں سے فقہ، علم اصول، نحو، حدیث وغیرہ شامل ہیں، تفسیر، حدیث، فقہ حساب، غریب احادیث میں آپ کی کئی مشہور تصانیف ہیں، آپ کے رسائل مدوین شدہ ہیں، آپ متقی شخص تھے مضبوطی دین میں آپ ضرب المثل تھے، آپ نے سیدھے راستے کو لازم پکڑا اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمت ہو، بے شک آپ زمانے کی بہترین شخصیات میں سے تھے۔

علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ اس سال مجدمطرزی نحوی خوارزمی نے بھی وفات پائی، آپ نحو میں امام تھے، آپ کی کئی اچھی اور عمدہ تصانیف ہیں، علامہ ابوشامہ فرماتے ہیں کہ اسی سال ملک مغیث فتح الدین عمر بن ملک عادل نے وفات پائی، انہیں اپنے بھائی معظم کی قبر کے پاس قاسیون کے دامن کوہ میں دفن کیا گیا، پھر وہاں سے حلب لاکر دفن کیا گیا۔

اسی سال فخر الرازی متکلم صاحب التیسیر والتصانیف جو ابن خطیب الری کے نام سے معروف ہیں فوت ہوئے، آپ کا نام محمد بن عمر بن حسین بن علی قرشی بکری ابوالمعالی ابوعبداللہ المعروف بالفخر الرازی ہے، آپ کو ابن خطیب الری بھی کہا جاتا ہے، فقہاء شافعیہ میں سے ہیں، چھوٹی بڑی دوسو کے لگ بھگ مشہور تصانیف کے مصنف ہیں جن میں تفسیر حافل، مطالب عالیہ، مباحث شرقیہ اور اربعین ہیں، اسی طرح اصول فقہ اور محصول بھی آپ ہی کی تصنیف ہے، آپ نے ایک جلد مفید میں امام شافعی کے حالات بھی لکھے ہیں اس میں کچھ عجیب باتیں بھی ہیں جن سے اتفاق کرنا مشکل ہے، آپ کی طرف کئی عجیب وغریب باتیں بھی منسوب ہیں، میں نے طبقات الشافعیہ میں آپ کے حالات لکھے ہیں، ملک خوارزم شاہ اور کئی دیگر سلاطین کے ہاں آپ کو بڑا مرتبہ ومقام حاصل تھا، کئی شہروں میں آپ کے لئے بہت سے مدرسے تعمیر کئے گئے، آپ اسی ہزار دینار خالص سونے کے مالک تھے اس کے علاوہ اور سامان، سواریاں، گھریلو اثاثے اور کپڑے بھی تھے۔

آپ کے پاس پچاس ترکی غلام تھے، آپ کی مجلس وعظ میں بادشاہ وزراء علماء امراء فقراء اور عام لوگ بھی حاضر ہوتے تھے، آپ عبادات واوراد بھی کرتے تھے، آپ کے اور کرامیہ کے درمیان کافی طعن وتشنیع بھی رہا، آپ انہیں ناپسند کرتے تھے وہ بھی ان کی مذمت میں مبالغہ آمیزی سے کام لیتے تھے، ہم اس سے پہلے ان کے حالات بیان کر آئے ہیں، آپ فن کلام میں وسیع علم رکھنے کے باوجود فرماتے ہیں، جو بوڑھی عورتوں کا دین تھا ہے گا وہی کامیاب رہے گا، موت کے وقت آپ کی وصیت کا تذکرہ میں نے کر دیا ہے اور یہ کہ آپ مذہب الکلام سے رجوع کر کے سلف کے طریقے کے ہمنوا ہو چکے تھے، اور جو کچھ بیان ہوا اس سے وہ مراد لی ہے جو حق تعالیٰ شانہ کے لائق ہے۔

شیخ شہاب الدین ابوشامہ نے الذیل میں ان کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ وعظ کہتے اور کرامیہ کو سب وشتم کرتے، اور وہ بھی ان سے کم نہ کرتے تھے بلکہ کبائر کی بناء پر آپ کی تکفیر کرتے، بیان کیا گیا ہے کہ انہوں[1] نے آپ کو زہر دینے پر ایک شخص کو مقرر کیا پھر جب آپ فوت ہو گئے تو انہوں نے اس پر خوشی منائی، وہ غلاموں وغیرہ کے ساتھ آپ پر گناہوں کی تہمت لگاتے تھے، علامہ ابوشامہ فرماتے ہیں کہ ان کی وفات ذی الحجہ میں ہوئی، آپ کی فضیلت اور جو آپ کرتے تھے اس میں کوئی کلام نہیں۔

آپ سلطان کی صحبت اختیار کرتے، اور دنیا سے محبت رکھتے اس میں حد سے زیادہ فراخی چاہتے جو علماء کی صفت نہیں، اس وجہ سے اور اسی طرح کی اور باتوں سے آپ کو بہت برا بھلا کہا گیا، اور ان کلمات کی وجہ سے تو آپ کی بہت تشنیع ہوتی جو آپ بیان کیا کرتے تھے مثلاً[2] محمد دیہاتی نے یہ کہا مراد اس سے حضور علیہ السلام ہوتے، دیہات کی طرف نسبت کی وجہ سے اور اپنے بارے میں کہتے محمد رازی نے یہ کہا، اس سے اپنی ذات مراد لیتے،

(۱) نفیس اکیڈمی کی جلد میں متروک ہے۔ از علوی

(۲) امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر کی جلد اول میں نماز کے ذیل میں جو حقیقت محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام بیان کی ہے اسے بھی دیکھ لیا جائے۔ از علوی

انہی باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ مخالف کی جانب سے شبہ کو مختلف عبارتوں اور اسلوب سے پیش کرتے، جبکہ اس کا جواب معمولی انداز اور ادنیٰ اشارہ سے دیتے۔

راوی کا بیان ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی کہ آپ نے مویشی، کپڑوں، جائیداد اور آلات کے علاوہ ایک ہزار دینار خالص سونے کے چھوڑے، ان میں سے دولڑکے چھوڑے جن میں سے ہر ایک نے چالیس ہزار دینار لئے، آپ کا بڑا بیٹا فوج میں بھرتی ہو گیا، اس نے بادشاہ محمد بن تکش کی خدمت کی، علامہ ابن اثیر اپنی کتاب الکامل میں فرماتے ہیں کہ اس سال فخر الدین رازی محمد بن عمر خطیب ری جو شافعی فقیہ ہیں فوت ہوئے، آپ فقہ واصول میں کئی مشہور کتابوں کے مصنف ہیں، آپ اپنے وقت میں دنیا کے امام تھے، مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان کی پیدائش ۵۴۳ھ میں ہوئی، ان کے اشعار میں سے چند یہ ہیں۔

اے تمام مخلوق کے پروردگار! میرا چہرہ اور میرا رخ تیری طرف ہی ہے، تو ہی میرا مددگار ہے، اور تو ہی زندگی اور میری قبر میں میری پناگاہ ہے۔

علامہ ابن الساعی نے یاقوت حموی سے امام رازی کے بیٹے کا یہ قول نقل کیا ہے ”مخلوقات کے لئے سعادت مندی کے دروازوں کا تتمہ اور پورا کرنے والی چیز تنہا خدا اور معبودِ برحق کی عظمت کا ذکر ہے جو تمام ممکنات کی تدبیریں کرنے والا اور انہیں درست اور اعتدال سے صدق وقصد سے بنانے والا ہے، اللہ تعالیٰ کی عظمت مخلوق کی مشابہت سے بہت عالی شان ہے اسی نے مشرق ومغرب میں اس دین کی مدد کی ہے وہ خدا بڑے فضل وعدل اور بلندی والا ہے، وہی رشد وضلالت اور بدبختی و نیک بختی کا مالک ہے، آپ اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

ہماری روحیں ہمارے جسموں میں وحشت زدہ ہیں ہماری دنیا کا حاصل اذیت اور وبال ہے، ہم عمر بھر اپنی ابحاث سے سوائے قیل وقال کے جمع کرنے سے ہی مستفید نہ ہو سکے، پھر فرماتے ہیں کہ میں نے علم کلام کے طرق اور فلسفی راستوں کو آزمایا ہے مجھے کوئی ایسی بات نہیں ملی جو پیاسے کو سیراب اور بیماروں کو شفا بخشے، تمام طریقوں میں سے سب سے آسان اور قریب الی الحق قرآن مجید کے طریقے کو پایا ہے، مسئلہ اثبات میں **الرحمن علی العرش استویٰ، الیه یصعد الکلم الطیب** اور نفی میں **لیس کمثله شئی، هل تعلم له سمیا.**

آغاز ۶۰۷ھ

شیخ ابوشامہ نے ذکر کیا ہے کہ اس سال جزیرہ کے بادشاہ جن میں موصل کا حاکم سنجار اربل اور ظاہر جو حلب کا حاکم تھا اسی طرح شاہ روم وغیرہ شامل ہیں سب عادل کی مخالفت اور اس سے جنگ وقتال کر کے اس سے حکومت چھیننے پر ایک دوسرے کی مدد کرنے لگے اور یہ خطبہ حاکم روم کیخسرو بن قلیج ارسلان کا ہو، ادھر انہوں نے کرجیوں کو پیام بھیجا کہ وہ ”خلاط“ کا حصار کرنے کے لئے آگے بڑھیں، اس سال ملک اوحد بن عادل نے بھی اس کے خلاف انہیں مدد دینے کا وعدہ دیا۔

میرے خیال میں یہی بغاوت اور زیادتی ہے جس سے حق تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اس کے بعد کرجی اپنے بادشاہ ایوانی کے ساتھ آپہنچے اور انہوں نے ”خلاط“ کا محاصرہ کر لیا، اوحد ان سے تنگدل ہو گیا اور وہ کہنے لگا بے شک یہ بڑا سخت دن ہے، ادھر اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر دیا کہ ۹ ربیع الثانی سوموار کے دن، انہوں نے شہر کا محاصرہ سخت کر دیا اسی اثناء میں ان کا بادشاہ ایوانی اپنے گھوڑے پر نشے کی حالت میں وہاں آنکلا اس کا گھوڑا ایسے گڑھے میں گرا جو شہر کے اردگرد جنگ کے لئے تیار شدہ کسی گڑھے میں گر کر بھاگ گیا، شہری لوگوں نے فوراً اسے پکڑ کر ذلیل قیدی بنالیا یوں وہ کرجیوں کے سامنے ذلیل ورسوا ہو گیا۔

جب اسے اوحد کے سامنے کھڑا کیا گیا تو اسے چھوڑ دیا، اور اس پر احسان کیا، دو ہزار دینار اور دو ہزار مسلمان قیدی، اکیس قلعے جو اوحد کے شہروں سے ملحق تھے دینے کو فدیہ قرار دیا، اور یہ کہ وہ اپنی بیٹی کا اس کے بھائی اشرف سے نکاح کر دے اور جو اس سے لڑے گا یہ اس کے خلاف اس کا مددگار ثابت ہو گا۔

ان تمام باتوں کو اس نے قبول کرلیا اور اس پر اس سے قسمیں بھی لی گئیں تو اوحد نے اپنے باپ سے ان تمام امور میں اجازت لینے کے لئے آدمی بھیجا، اور وہ اس وقت حراب سے باہر اس قبیح معاملے کی وجہ سے جس سے اسے دوچار ہونا پڑا انتہائی کٹھن حالت میں اترا ہوا تھا، وہ اسی حالت میں تھا کہ اسے یہ عظیم خبر پہنچی، جس کے بارے میں انہیں وہم گمان بھی نہ تھا اور نہ انہیں اس پر کوئی قدرت تھی جو صرف اللہ تعالیٰ غالب حکمت والے کی طرف سے تھی، قریب تھا کہ وہ انتہائی خوشی اور مسرت سے غفلت میں مبتلا ہو جاتا، پس اس نے بیٹے کو ان تمام امور میں جن کی اس کے بیٹے نے شرط لگائی تھی اجازت دی، بادشاہوں کے درمیان جو امور طے پائے اس کی خبریں ادھر ادھر پھیل گئیں۔

جس پر یہ سب فروتن اور سرنگوں ہو گئے، ہر ایک نے اس سے معذرت کی، جو باتیں اس کی طرف منسوب کیں اور دوسروں کو بتائیں تھیں، اس نے ان کے عذر قبول کئے، ان سے پختہ صلح کرلی، بادشاہ نے دور حاضر کا استقبال کیا اور ادھر کرج کے بادشاہ نے اپنے ذمہ تمام شرائط کو پورا کیا، اشرف سے اپنی بیٹی کی شادی کردی، اس قصہ میں شیخ ابوشامہ نے جو عجیب وغریب بات ذکر کی وہ یہ ہے کہ بادشاہ کا پادری جو علم نجوم میں مہارت رکھتا تھا اس نے بادشاہ سے اس دن سے ایک دن پہلے کہا آپ کو علم ہونا چاہئے کہ کل آپ خلاط کے قلعہ میں داخل ہوں گے لیکن اس صورتحال کے علاوہ اور مسلمانوں کی عصر کی اذان کا وقت ہوگا، تو جس وقت بادشاہ کا قیدی بنا کر اس قلعہ میں داخل ہونا پایا گیا تو عین عصر کی اذان کے موافق وقت تھا۔

موصل کے حاکم نورالدین کی وفات کا ذکر

ملک نورالدین شاہ بن عزالدین مسعود بن قطب الدین مودود بن زنگی موصل کے حاکم نے ملک عادل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام دینے کے لئے آدمی بھیجا اس نے اپنے وکیل کو تین ہزار دینار پر عقد قبول کرنے کے لئے روانہ کیا، خدا کی قدرت ادھر اس کا وکیل راستے میں جارہا تھا ادھر نورالدین کی وفات ہوگئی، وکیل نے اس کی وفات کے بعد عقد کیا۔

علامہ ابن اثیر نے اپنی کتاب ''الکامل'' میں اس کی بڑی تعریف کی، اس کی بہادری اور اس کے عدل وانصاف، جس سے وہ بنسبت دوسروں کے زیادہ واقف تھے قدردانی کی ہے انہوں نے کہا کہ اس کی مدت حکومت ۱۷ سال ۱۱ ماہ ہے، بہرکیف ابوالمظفر سبط نے کہا ہے کہ یہ بڑا ظالم جابر بخیل اور کشت وخون کرنے والا شخص تھا، واللہ اعلم۔

اس کے بعد اس کا بیٹا قاہر عزالدین مسعود بادشاہ بنا، اس نے اپنی مملکت کی باگ دوڑ اپنے غلام بدرالدین ''لولو'' جسے اس کے بعد بادشاہت ملی، کے حوالے کردی۔

علامہ ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ اس نے ۷ رشوال کو عیدگاہ کی تعمیر شروع کی، جس کی چار بلند دیواریں بنائیں، قافلوں اور نلوں کی نگہداشت کے لئے اس کے چار دروازے بنائے، اس کی قبلہ کی جانب پتھروں کا ایک محراب اور منبر بنایا جس پر ایک گنبد تھا، پھر ۶۱۳ھ میں اس قبلہ کی جانب میں دو دار الاقامہ بنائے، وہاں ایک لکڑی کا منبر بنوایا اس کے لئے تنخواہ دار خطیب اور امام مقرر کئے، عادل فوت ہوگیا اور اس کا دوسرا دار الاقامہ ابھی تک مکمل نہیں ہوا، یہ تمام کام وزیر صفی بن شکر کے ہاتھوں سرانجام پایا۔

راوی کا بیان ہے کہ اس سال کی ۴ رشوال کو زردتا بنے سے باب البرید کی جانب سے جامع اموی کے دروازوں کی تجدید کی گئی، اور انہیں اپنی جگہ رکھا گیا، اور شوال ہی میں اس نے فواروں، سڑکوں اور تالابوں کی مرمت شروع کی، اس کے نزدیک ایک مسجد تعمیر کی، اور اس کا تنخواہ دار امام مقرر کیا، سب سے پہلے جو شخص اس کا امام بنا اس کا نام نفیس مصری تھا اس کی عمدہ آواز کی وجہ سے اسے جامع مسجد کا بگل کہا جاتا تھا، جب وہ شیخ ابومنصور مصدر تا بنے کو سناتا تو لوگوں کا کافی ہجوم رہتا۔

اس سال کے ذی الحجہ میں سواریاں عکا سے سمندر کی طرف ''دمیاط'' کی سرحد تک گئیں، وہاں قبرص میں اس سال الیان نامی شخص نے قبضہ کرلیا، اس نے شب میں بعض شہروں پر سرحدوں کی جانب سے گھس کر غارت گری کی، کچھ لوگ مارے اور کچھ قیدی بنا کر واپس آ گیا، پھر اپنی سواریوں پر بیٹھ گیا، حکومتی دستہ اسے نہ پاسکا، اس سے قبل اس قسم کے واقعات گزر چکے ہیں، یہ ایسی چیز ہے جس کا اس کے علاوہ اور کچھ اتفاق نہیں اللہ اس پر لعنت کرے۔

اس سال فرنگیوں نے قدس کے گردونواح میں دنگا وفساد برپا کیا، جن کی طرف ملک معظم نکلا، اور شیخ شمس الدین ابوالمظفر ابن قزاوغلی حنفی جو سبط

بن الجوزی کے نواسے اور ان کی بیٹی رابعہ کے بیٹے ہیں بیٹھے، یہی "مراۃ الزمان" کتاب کے مصنف ہیں، یہ کئی علوم میں فاضل اور خوبصورت اور عمدہ آواز والے تھے۔

آپ بڑا بہترین وعظ کرتے تھے، آپ کے دادا کی شہرت کی وجہ سے لوگ آپ کو چاہتے تھے، آپ بغداد سے رخت سفر باندھ کر دمشق آئے وہاں کے حکمرانوں نے آپ کا بڑا اکرام کیا تاکہ آپ تدریسی خدمات سنبھال لیں آپ ہر ہفتے کے دن علی بن حسین زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے دروازے کے پاس اس ستون کے قریب بیٹھ کر وعظ کہتے جیسا کہ ہمارے زمانے کے خطباء بیٹھتے ہیں، آپ کے ہاں بڑا مجمع رہتا، جن میں بیٹھنے والوں کا مجمع باب ناطفین سے باب مشہد اور باب الساعات تک ہوتا، ایک دن آپ نے اس مجمع کا اندازہ لگایا تو مردوں اور عورتوں کی مجموعی تعداد تیس ہزار تھی۔ ہفتے کی رات لوگ جامع مسجد میں ہی گزارتے اور جگہ پانے کے لئے کام کاج چھوڑ دیتے، اذکار اور قرآن مجید کے ختموں میں رات بسر کرتے، جب لوگ آپ کے وعظ سے فارغ ہوتے ہوئے اپنے گھروں کو جاتے اسی وعظ کے بارے میں گفتگو کرتے جاتے جو انہوں نے آج کہا تھا۔ لوگ کہتے، آج شیخ نے یہ کہا، ہم نے شیخ سے یہ سنا، تو اس بات کی وجہ سے ان میں عمل کی قوت اور برائی سے بچنے کی طاقت پیدا ہوگئی۔

آپ کی مجلس وعظ میں اکابر بھی حاضر ہوتے، شیخ تاج الدین ابوالیمن کندی جیسے حضرات بھی شامل وعظ ہوتے، شیخ تاج الدین اور والی شہر معتمد، والی المتر ابن تمیرک باب المشہد کے پاس والے گنبد میں بیٹھتے۔

الغرض آپ جس وقت ہفتہ کے دن وعظ کے لئے بیٹھتے، جیسا کہ پہلے بیان ہوا تو لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی، توبہ کرنے والوں کے جتنے بال ہوسکیں لانے کا حکم دیا، جن سے آدمیوں کے اٹھانے کے لئے رسی کے بندھن بنوائے، لوگوں نے جب انہیں دیکھا تو سب مل کر چلا اٹھے اور اشکبار ہوگئے اور اپنے بالوں کو ان کی مانند کاٹا، جب مجلس اختتام پذیر ہوئی اور آپ منبر سے اترے تو والی شہر معتمد اور والی بر ابن لمیرک نے آپ سے ملاقات کی، یہ نیک لوگوں میں سے تھا، وہ شیخ کے آگے اس طرح چلا کہ شیخ نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور باب ناطفین تک پہنچ کر گھوڑے پر سوار ہوئے جبکہ لوگ آپ کے آگے پیچھے دائیں بائیں چل رہے تھے، پھر آپ باب الفرج سے نکلے اور عیدگاہ میں رات گزاری۔ اور آئندہ کل بہت زیادہ لوگوں کے ساتھ باب الکسوۃ تک گئے، جو قدس کے شہروں کی طرف جہاد کی نیت سے نکلے جن میں سے پوری طرح اسلحہ سے لیس بہت زیادہ تعداد تقریباً تین سو الل زملکا کی تھی۔

راوی کا بیان ہے کہ ہم افیق کی گھاٹی میں اترے اور پرندے فرنگیوں کے خون سے پر مارنے کی جرأت نہیں کر رہے تھے، نابلس میں ہم سے معظم ملا، راوی کا کہنا ہے کہ اس سے قبل مری اس سے ملاقات نہیں ہوئی تھی جب اس نے تائبین کے بالوں سے بنے بندھن دیکھے تو انہیں چومنے لگا، اپنے چہرے اور آنکھوں پر ملتے ہوئے رونے لگا۔

ابوالمظفر نے نابلس میں ایک وقت طے کیا، جمعہ کے دن جہاد کی ترغیب دی، اس کے بعد آپ اور آپ کے ساتھی جن میں معظم بھی شریک تھا فرنگیوں کی طرف نکل پڑے، کئی لوگوں کو قتل اور کئی جگہوں کو ویران کیا، بہت سامال غنیمت حاصل کر کے سلامتی کے ساتھ واپس لوٹے۔

معظم جبل طور کی حفاظت میں مصروف ہوگیا، اور وہاں فرنگیوں کے خلاف جمع ہونے کے لئے ایک قلعہ بنایا جس میں اسے کئی زیادہ اموال تاوان اٹھانا پڑا، فرنگیوں نے عادل سے امن وامان اور صلح کے مطالبہ کے لئے آدمی بھیجا عادل نے ان سے صلح کر لی، یوں معظم کی یہ تعمیر اور جو خرچ کا تاوان اس نے اٹھایا تھا سب ضائع ہوگئے، واللہ اعلم۔

اس سال فوت ہونے والے حضرات

شیخ ابوعمر قاسیون کے پہاڑی دامن میں اس مدرسہ کا بانی جس میں قرآن مجید میں مشغول فقراء رہتے ہیں، محمد بن احمد بن محمد قدامہ شیخ صالح ابوعمر مقدسی، دامن کوہ میں بانی مدرسہ جہاں قرآن مجید کی تعلیم دی جاتی ہے آپ شیخ موفق الدین عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ کے بھائی ہیں، ابوعمر، موفق الدین سے بڑے تھے کیونکہ موفق الدین کی پیدائش ۵۲۸ھ میں الساویا، یا جماعیل نامی بستی میں ہوئی، شیخ ابوعمر نے شیخ موفق الدین کی

تربیت کی، ان پر احسان کیا ان کی شادی کرائی، وہ ان کی ضروریات کے بھی ذمہ دار تھے۔

جب یہ لوگ ارض مقدس شام چھوڑ کر آئے تو مسجد ابی صالح باب شرقی کے باہر اترے، پھر وہاں سے دامن کوہ منتقل ہوئے جہاں دیر حورانی کے سوا کوئی عمارت نہ تھی، آپ فرماتے ہیں کہ لوگ ہمیں مسجد ابی صالح کی وجہ سے صالحین کہتے نہ یہ کہ ہم صالح تھے، اسی وقت سے اس جگہ کا نام صالحیہ پڑ گیا۔

اس کے بعد شیخ ابوعمر نے ابی عمرو کی روایت کے مطابق قرآن پڑھا، فقہ میں ''مختصر خرقی'' یاد کی پھر ان کے بھائی موفق نے بعد میں ان کی اور اپنی شرح اپنے ہاتھ سے لکھی، تفسیر بغوی، ابونعیم کی الحلیہ، ابن بطہ کی الابانہ لکھی اس کے علاوہ کئی مصاحف لوگوں اور اپنی اہل کے لئے اپنے ہاتھ سے بلا اجرت لکھے۔

آپ بڑے عبادت گزار، زاہد اور تہجد گزار تھے ہمیشہ روزہ رکھتے، آپ زیادہ مسکراتے رہتے تھے، ہر روز ظہر اور عصر کے درمیان سات سورتیں پڑھتے، آٹھ رکعت چاشت ادا کرتے جن میں ہزار مرتبہ **قل ھو اللّٰہ احد** پڑھتے، اسی طرح ہر سوموار اور جمعرات کے دن ''مغارۃ الدم'' کی زیارت کرتے، راستے میں جاتے ہوئے بیواؤں اور مسکینوں کے لئے گھاس جمع کر کے لے جاتے اور جب کبھی فتوح غیبی سے کچھ حاصل ہوتا تو اپنے اہل خانہ اور مساکین کو ترجیح دیتے، آپ کا لباس بڑا کم قیمت ہوتا بسا اوقات مدت گزر جاتی اور عام سادہ لباس کے علاوہ شلوار قمیص پہننے کی نوبت نہ آتی، اپنی پگڑی کا ایک گوشہ کاٹ کر صدقہ کر دیتے یا کسی میت کے کفن پورے کرنے میں دیدیتے، آپ اور آپ کے بھائی اسی طرح آپ کے ماموں زاد حافظ عبدالغنی اور ان کے بھائی شیخ عماد، اس جنگی مہم میں ضرور شریک ہوتے جو صلاح الدین فرنگیوں کے خلاف شروع کرتا، یہ لوگ قدس اور سواحل وغیرہ کی فتوحات میں اس کے ساتھ رہ چکے تھے، ایک دن ملک عادل ان سے ملنے خصوصاً ابوعمر کی زیارت کے لئے آیا اس وقت آپ نماز پڑھ رہے تھے تو آپ نے نماز توڑی اور نہ اسے مختصر کیا، یہ منظر دیکھ کر بادشاہ بیٹھ گیا، آپ نے اپنی نماز جاری رکھی اور اس کے طرف ذرا دھیان نہ دیا یہاں تک کہ اپنی نماز مکمل کر لی۔

شیخ ابوعمر ہی نے ایک شخص کے مال سے پہلے پہل جامع مسجد کی تعمیر شروع کی جو کچھ اس کے پاس تھا اس وقت ختم ہو گیا جب کہ اس کی عمارت ایک آدمی کے قد کے برابر ہو چکی تھی، تو اربل کے حاکم ملک مظفر کوکری نے مال بھیجا جس سے اس کی تکمیل ہوئی، جس کے شیخ ابوعمر خطیب مقرر ہوئے، آپ خطابت فرماتے تو آپ پر بڑا معمولی لباس ہوتا، اور آپ پر اللہ تعالیٰ کے خوف وخشیت اور تقویٰ کے انوارات جلوہ گر ہوتے، خوشبو کو آپ جتنا بھی چھپائیں وہ ظاہر اور آشکارا ہو کر رہے گی، اسوقت جو منبر بنایا گیا تھا اس کی تین سیڑھیاں چڑھنے کے لئے اور چوتھی بیٹھنے کے لئے تھی جس طرح کہ منبر نبوی ﷺ ہے۔

ابوالمظفر نے بیان کیا ہے کہ ایک دن وہ ان کے پاس نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے گیا تو اس وقت شیخ کے پاس شیخ عبداللہ بوتانی بھی نماز جمعہ کے لئے آئے ہوئے تھے، خطبہ کی انتہا میں جب شیخ نے سلطان کے حق میں یہ دعا کی کہ اے اللہ! اپنے بندے ملک عادل سیف الدین ابوبکر بن ایوب کی اصلاح فرما۔

جب آپ نے یہ بات فرمائی تو شیخ عبداللہ بوتانی اٹھ کر کھڑے ہوئے اور اپنے جوتے لے کر مسجد سے باہر نکل گئے اور نماز جمعہ چھوڑ دی، جب ہم لوگ نماز جمعہ سے فارغ ہوئے تو میں شیخ بوتانی کے پاس گیا اور ان سے کہنے لگا کہ: آپ ان کی کس بات پر برہم ہو گئے تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ اس ظالم کو عادل کہتے ہیں، میں نے ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھی، اسی اثناء میں شیخ ابوعمر آ گئے ان کے ہاتھ میں ایک روٹی اور دو کھیرے تھے، آپ نے روٹی توڑی اور کہا کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے پھر آپ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں عدل کرنے والے بادشاہ کسریٰ کے زمانے میں مبعوث ہوا، تو شیخ عبداللہ بوتانی مسکرا دیئے اور ہاتھ بڑھا کر کھانے میں مشغول ہو گئے، جب کھانے سے فارغ ہوئے تو شیخ ابوعمر اٹھے اور چل دیئے، آپ کے جانے کے بعد شیخ عبداللہ بوتانی نے فرمایا کہ ہمارے آقا! یہ تو بڑے نیک آدمی ہیں۔

شیخ ابوشامہ نے فرمایا کہ:

شیخ بوتانی اکابرین صلحاء میں سے تھے، میں نے انہیں دیکھا ہے، ان کی وفات شیخ ابوعمر کی وفات سے دس سال بعد ہوئی، باوجودیکہ شیخ ابوعمر متقی آدمی تھے لیکن پھر بھی ان کے تساہل کو درگزر نہیں فرمایا۔

شیخ بوتانی کی طرف سے یہ عذر ہو سکتا ہے کہ وہ مسافر آدمی تھے اور مسافر شخص پر جمعہ واجب نہیں، اور شیخ ابوعمر کا یہ عذر سمجھا جائے کہ ان کی یہ بات عادل، کامل اور اشرف جیسے اعلام کے لئے صادر ہوئی ہو یا جیسے سالم، غانم، مسعود اور محمود وغیرہ، اور کبھی ان ناموں کے مخالف اور برعکس بھی ہو جاتا ہے

جیسے وہ سالم، غانم، مسعود اور محمود نہیں ہوتا، بعینہ عادل کا اور دیگر بادشاہوں کے نام اور القاب ہیں یا تاجروں کے نام ہیں یا جیسے شمس الدین، بدرالدین، عزالدین اور تاج الدین کہا جاتا ہے اور اس طرح کے نام برعکس اور الٹ ہوتے ہیں، اور اسی طرح حنبلی، شافعی وغیرہم بھی ہیں، اور بسا اوقات اس کے گورنر اپنے امام کے پہلے زہد وعبادت کے خلاف ہوتے ہیں اسی طرح لفظ عادل کا اطلاق مشترک پر ہوگا۔ واللہ اعلم۔

ابن کثیر کے نزدیک جس حدیث سے شیخ ابو عمر نے استدلال کر کے حجت بنایا ہے اس کی نہ کوئی اصل ہے اور نہ ہی مشہور کتابوں میں یہ حدیث ہے، ان پر اور ابوالمظفر پھر ابوشامہ پر تعجب ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو بلا رد وقدح اور صحیح سالم سمجھ کر قبول کرلیا ہے واللہ اعلم۔

پھر ابوالمظفر نے شیخ ابو عمر کے فضائل ومناقب اور ان کی کرامات بیان کرنا شروع کیں، اسی طرح ان کے ان احوال صالحہ کا ذکر کیا جن کا انہوں نے اور کئی لوگوں نے مشاہدہ کیا تھا، فرماتے ہیں کہ آپ راستے اور ہدایت کے لحاظ سے سلف صالحین کے ہم مذہب اچھے عقیدے اور کتاب وسنت اور اقوال صحابہ کو تھامنے والے تھے۔

آئمہ دین اور مسلمان علماء پر طعن وتشنیع کئے بغیر جیسے یہ آثار چلے آتے تھے انہیں مانتے تھے، آپ بدعتیوں کی صحبت سے روکتے اور ان صلحاء کی صحبت اختیار کرنے کا حکم دیتے جو سید المرسلین اور خاتم النبیین کی سنت کے تابع ہوں بسا اوقات آپ مجھے یہ اشعار سناتے میں تمہیں قرآن کریم کے بارے میں اہل حق اور مضبوط عم لوگوں کی بات ماننے کی وصیت کرتا ہوں، جو نہ مخلوق اور فانی ہے، بلکہ جزا وسزا دینے والے بادشاہ کا کلام ہے، اس کی آیات روشن معانی والی ہیں جن کی تلاوت اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے ہوتی ہے جو سینوں اور دلوں میں محفوظ ہیں اور صحیفوں میں انگلیوں سے لکھی ہوئی ہیں رہی گفتگو صفات کے متعلق تو اے میرے بھائیو! وہ بھی ذات اور علم کی طرح ہے، انہیں کفر وتشبیہ کا قرار دینے کے بغیر دہرانا چاہئے۔

نیز فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بارے میں یہ اشعار سنائے:

کیا لہو لعب سے غافل کرنے والی کوئی چیز ہے کیونکہ سر کی سفیدی، کمزوری اور دکھ میرے لئے ظاہر ہو چکے ہیں، مجھ پر ایسی مصیبت آن پڑی کہ جس پر اگر میں آبدیدہ ہوتا تو آنسو ختم ہو جاتے اور مجھے کوئی تکلیف نہ ہوتی۔

مزید ابوالمظفر فرماتے ہیں کہ آپ کئی روز بیمار رہے اس کے باوجود اپنے معمول بہ اوراد وظائف کو نہیں چھوڑا، بالآخر ۲۹ ربیع الاول منگل کی رات سحری کے وقت آپ کی وفات ہوئی، آپ کو دیر میں غسل دیکر قبرستان کی طرف اتنے زیادہ لوگوں کے ہجوم میں لے جایا گیا جن کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے، سرکاری امراء، علماء اور قاضیوں میں سے کوئی شخص باقی نہ بچا جس نے کہ نماز جنازہ نہ پڑھا، اور یہ جمعہ کا دن تھا، سخت گرمی پڑ رہی تھی اسی عالم میں ایک بدلی نے گرمی سے بچاؤ کے لئے لوگوں پر سایہ کر دیا، جس سے شہد کی مکھی کی مانند بھنبھناہٹ آرہی تھی، لوگ آپ کے کفن کی طرف لپک رہے تھے، آپ کے کپڑے انتہائی مہنگی قیمت میں بیچے گئے، شعراء نے بڑے اچھے اچھے مرثیوں سے تعزیت کی، لوگوں نے آپ کو اچھی حالت میں خوابوں میں دیکھا۔

آپ نے تین مذکر اولاد چھوڑی، جن میں ایک عمر ہیں اسی سے آپ کی کنیت مشہور تھی اور ایک شرف عبداللہ ہیں یہی آپ کے بعد خطیب مقرر ہوئے، یہ عز احمد اور عبدالرحمٰن کے والد ہیں، جب شرف عبداللہ کی وفات ہوئی تو خطابت کا عہدہ ان کے بھائی شمس الدین عبدالرحمٰن بن ابی عمر کو مل گیا، یہ ان کے والد کی مذکر اولاد میں سے تھے یہ تو آپ کی مذکر اولاد ہیں، اور مؤنث اولاد میں سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد مسلمات، مومنات، قانتات، تائبات عابدات، سائحات، ابکارا کی مانند بیٹیاں چھوڑی ہیں۔

راوی فرماتے ہیں کہ آپ کی قبر دیر حورانی کے بالمقابل گلی میں براستہ مغارۃ الجوع میں ہے، اللہ تعالیٰ آپ پر اور ہم پر رحم فرمائے۔

شیخ الحدیث ابن طبرزد: عمر بن محمد بن معمر بن یحییٰ جو ابوحفص بن طبرزد بغدادی دارقزی کے نام سے مشہور ہیں، آپ ۵۱۵ھ میں پیدا ہوئے، کئی لوگوں سے سماع کیا اور بہتیروں کو سماع کرایا، آپ ظریف الطبع، کشادہ طبیعت اور خوبصورت آدمی تھے دارالقز میں آپ بچوں کی تربیت کرتے، حنبل بن عبداللہ مکبر کے ہمراہ دمشق آئے وہاں کے لوگوں نے آپ دونوں سے سماع کیا جس کی وجہ سے ان دونوں کو کافی کچھ ملا، پھر وہاں سے

واپس بغداد آ گئے، حنبل تو ۶۰۳ھ میں فوت ہو گئے البتہ آپ کی وفات اس سال یعنی ۹ رجب تک موخر ہو گئی، وفات کے وقت آپ کی عمر ۹۷ برس تھی، آپ نے بہت سا عمدہ مال چھوڑا لیکن بیت المال کے علاوہ آپ کا کوئی وارث نہ بنا، ''باب حرب'' میں آپ کو دفن کیا گیا۔

سلطان ملک عادل ارسلان شاہ　　نورالدین موصل کا حاکم، یہ نورالدین شہید کا بھتیجا ہے، سابقہ واقعات میں ہم اس کے حالات زندگی بیان کر چکے ہیں، یہ شافعی المسلک تھا ان میں اس کے علاوہ کوئی اور شافعی المسلک نہ تھا، موصل میں شافعیہ کے لئے ایک بہت بڑا مدرسہ بنایا وہیں اس کی قبر ہے اس سال کے صفر کی اتوار کی رات وفات پائی۔

ابن سکینہ عبدالوھاب بن علی...... ضیاء الدین جو ابن سکینہ صوفی کے نام سے مشہور ہوئے، آپ کا شمار ابدال میں ہوتا تھا، کئی لوگوں سے حدیث سنی اور بہت سوں کو مختلف اوقات میں اس کا سماع کرایا۔

آپ ۵۱۹ھ میں پیدا ہوئے، آپ ابوالفرج ابن الجوزی کے ساتھی اور ان کے مجلس وعظ کے رکن رکین تھے، آپ کے جنازے کا دن لوگوں اور عوام وخواص کی کثرت کی وجہ سے گویا کہ جمعہ کا دن تھا۔

مظفر بن ساسیر...... واعظ بغدادی صوفی، آپ کی پیدائش ۵۲۳ھ میں ہوئی، آپ نے حدیث کا سماع کیا، آپ اعزبیہ، مساجد اور گاؤں میں وعظ کہتے تھے، آپ بڑے خوش طبع اور ظریف آدمی تھے، آپ کے پاس ایک آدمی اٹھ کر آیا پھر اس کے اور آپ کے درمیان گفتگو ہوئی کہ میں بھوکا اور بیمار آدمی ہوں، آپ نے فرمایا اپنے رب کی تعریف کر تو صحتمند ہو جائے گا۔

ایک دفعہ آپ قصاب کی دوکان کے پاس سے گزرے جو گھٹیا گوشت فروخت کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا وہ لوگ کہاں ہیں جنہوں نے قسم کھائی ہے کہ وہ دھوکہ نہیں دیں گے، تو آپ نے اسے کہا یہاں تک کہ اس نے اسے چھوڑ دیا راوی کہتا ہے کہ میں نے ایک دفعہ ''یعقوبا'' میں مجلس منعقد کی تو وہاں ایک شخص کہنے لگا میرے پاس شیخ کی نصفیہ ہے دوسرے نے کہا میرے پاس نصفیہ ہے اسی طرح ایک اور نے کہا یہاں تک کہ انہوں نے پچاس نصفیہ شمار کیں، میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج رات میں مال دار ہو جاؤں گا اور تاجر بن کے شہر لوٹ جاؤں گا، جب صبح ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ جو کا ایک ڈھیر مسجد میں پڑا ہے تو مجھے کہا گیا یہ وہ نصافی ہیں جن کا رات جماعت نے ذکر کیا تھا، تو وہ ناپنے کا ایک برتن تھا، جس کا نام انہوں نے نصفیہ رکھا تھا جیسے زبدیہ۔

اسی طرح ایک مجلس باصرا میں لگائی تو لوگوں نے میرے لئے کوئی چیز جمع کی جو مجھے معلوم نہ تھی، جب صبح ہوئی تو وہ بھینس کے بالوں اور اس کے سینگوں سے بنی کوئی چیز تھی تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہنے لگا کہ لوگو! تمہارے پاس شیخ کے بالوں اور سینگوں کی جو چیز ہے وہ لے آؤ، میں نے کہا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں، اور تم لوگ میری طرف سے آزاد ہو، یہ واقعہ شیخ ابوشامہ نے نقل کیا ہے۔

آغاز ۶۰۸ھ

جب اس سال کی ابتدا ہوئی تو عادل ''طور'' پر قلعہ کی تعمیر کے لئے مقیم تھا ادھر بلاد مغرب سے یہ اطلاعیں آنا شروع ہو گئیں کہ عبدالمومن نے طلیطلہ میں فرنگیوں کو زبردست ہزیمت سے دوچار کر دیا ہے، کئی دفعہ شہر کو زبردستی فتح کر لیا اور ان کے کئی لوگ قتل کئے، اس سال مصر اور قاہرہ میں زبردست بھونچال آیا، جس سے کئی مقامات منہدم ہو گئے اسی طرح کرک اور شوبک کے قلعوں کے برجوں میں سقوط وانہدام رہا، عورتوں اور بچوں میں سے کئی افراد ملبے تلے دب کر مر گئے، عاتکہ کی قبر کے قریب دمشق کی غربی جانب، مغرب اور عشاء کے درمیان آسمان سے دھواں آتا دیکھا گیا۔

اس سال فرقۂ باطنیہ نے اسلام کا اظہار کیا اور حرام کا ارتکاب کرنے والوں پر حدود مقرر کیں، جامع مساجد کی تعمیر کی انہوں نے ملک شام کے مضافات میں مقیم اپنے بھائیوں کو اسی کے متعلق لکھا، ان کے سرغنہ جلال الدین نے خلیفہ کو اس کی اطلاع دیتے ہوئے خط لکھا، ان میں سے ایک

جماعت بغداد حج کے لئے آئی اس کی وجہ سے ان کا اکرام واعزاز کیا گیا لیکن جب یہ لوگ عرفات میں پہنچے تو ان کا ایک شخص امیر مکہ قتادہ حسینی کے کسی قریبی آدمی کے قریب ہونے میں کامیاب ہوگیا، اور اسے قتادہ سمجھ کر قتل کر دیا گیا جس کی وجہ سے مکہ کے حبشیوں اور عراقی قافلہ میں زبردست فتنے کی آگ بھڑک اٹھی، قافلہ لوٹ لیا گیا اور ان کے کئی آدمی قتل ہوگئے۔

اسی سال ملک اشرف نے نیرب میں ظاہر کے چچازاد خضر بن صلاح الدین سے الریس کا محل خریدا اور اسے بڑی عمدگی سے تعمیر کیا جسے ہمارے آجکل کے دور میں ''الدشہہ'' کہا جاتا ہے۔

اس سال فوت ہونے والے معزز حضرات

شیخ عماد الدین۔ محمد بن یونس موصل کے رہنے والے شافعی فقیہ ہیں، کئی کتب کے مصنف اور بہت سے فنون کے جاننے والے، آپ موصل میں شافعیہ کے رئیس تھے، نور الدین ارسلان کی موت کے بعد آپ کو قاصد بنا کر بغداد بھیجا گیا، آپ کو وضوء میں بڑا وسوسہ ہوتا تھا، آپ مال میں مسئلہ العینہ سے لین دین کرتے تھے جسے محاورے میں ہاتھی نگلنا اور مچھر چھاننا کہتے ہیں، اگر یہ بات اس کے برعکس ہوتی تو بہتر تھا۔

ایک دن آپ سے ''قضیب البان موکہ'' ملا تو اس نے آپ سے کہا شیخ صاحب! میں نے سنا ہے کہ آپ اپنے اعضاء کو پانی کے ایک لوٹے سے دھوتے ہیں تو آپ اس لقمے کو کیوں نہیں دھوتے جسے آپ کھاتے ہیں تا کہ آپ کے دل اور باطن کو صاف کردے؟ تو شیخ اس کی مراد سمجھ گئے، اس کے بعد انہوں نے یہ عادت چھوڑ دی، آپ نے بمقام موصل ۷۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔

ابن حمدون تاج الدین۔۔۔ ابو سعد حسن بن محمد بن حمدون، تذکرہ حمدونیہ کے مؤلف، آپ بڑے فاضل اور ہونہار تھے، منسوبہ اور کئی دوسری کتب جمع کرنے میں لگ گئے، خلیفہ نے آپ کو عضدی ہسپتال کا نگران بنا دیا، آپ نے مدائن میں وفات پائی، آپ کو قریش کے قبرستان میں لا کر دفن کیا گیا۔

روم کے حاکم خسر وشاہ۔۔۔ ابن قلج ارسلان، اس سال فوت ہوئے، ان کے بعد ان کا بیٹا کیکاریس بادشاہ بنا، پھر جب ۶۱۵ھ میں اس کی وفات ہوئی تو اس کا بھائی کیقباذ صارم الدین برغش عادلی دمشق میں قلعہ کا نائب، بادشاہ بنا اس نے صفر میں وفات پائی، جامع مظفری کے غربی طرف کے قبرستان میں دفن کیا گیا، یہ وہی شخص ہے جس نے حافظ عبدالغنی المقدسی کو مصر کی طرف جلاوطن کر دیا تھا اور اسی کے سامنے مجلس کا انعقاد ہوا تھا، اور یہ ان لوگوں میں سے تھا جس کے ابن زکی اور خطیب دولعی مخالف تھے، یہ چاروں جو اس کے مخالف تھے وہ اور ان کے علاوہ کئی لوگ فوت ہوگئے اپنے حاکم اور عادل پروردگار کے پاس اکٹھے ہوگئے۔

امیر فخر الدین سرکس۔۔۔۔ اسے چہارکس بھی کہا جاتا ہے، حکومت صلاحیہ کا امیر جس کی طرف سرکس کے گنبد منسوب ہیں جو پہاڑی دامن میں خاتون کی قبر کے سامنے ہیں وہیں اس کی قبر ہے، یہ وہی شخص ہے جس نے قاہرہ میں قیسار یہ کبری کی تعمیر کروائی جو اسی کی طرف منسوب ہے، اس کے اوپر ایک معلق مسجد اور بنگلہ بھی بنوایا، تاجروں کی ایک پارٹی کا کہنا ہے کہ انہوں نے شہروں میں اس کی نظیر، تعمیر کی مضبوطی، خوبصورتی اور بڑائی نہیں دیکھی، راوی کا کہنا ہے کہ چہارکس کا معنی چار آدمی۔

میں کہتا ہوں کہ یہ شخص عادل کی طرف سے بانیاس، شقیف، تبنین اور ہونین کا نائب تھا، پھر جب اس کی وفات ہوئی تو اس نے ایک چھوٹا سا لڑکا چھوڑا، عادل نے اسے اپنے باپ کے عہد پر برقرار رکھا اور امیر صارم الدین قطلبا تنیسی کو اس کا متولی و نگران بنایا، پھر اس بچے کی وفات کے بعد ۶۱۵ھ تک مستقل نائب ہوگیا۔

شیخ معمر رحلہ ابو القاسم ابو بکر ابو الفتح۔۔۔۔۔۔ منصور بن عبدالمنعم بن عبداللہ بن محمد بن فضل فراوی نیشاپوری، آپ نے اپنے والد، پردادا اور

دوسرے لوگوں سے سماع کیا ہے اور آپ سے علامہ محدث ابن صلاح وغیرہ لوگوں نے سماع کیا ہے، آپ نے اس سال کے شعبان میں بمقام نیشاپور پچاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

قاسم الدین ترکمانی۔ عقیقی، شہر کے والی کے والد، ان کی وفات اس سال کے شوال میں ہوئی، واللہ اعلم۔

آغاز ۶۰۹ھ

اس سال عادل فرنگیوں سے مقابلہ کے لئے اپنے بیٹوں کامل، معظم اور فائز کے ساتھ مصر کے شہروں سے دمیاط میں جمع ہوا، ان کی عدم موجودگی کو ایک بڑے امیر سامۃ الجبلی نے غنیمت جانا اس کے پاس قلعہ عجلون اور کوکب تھے، دوسرے علاقوں کو حاصل کرنے کے لئے یہ دمشق کی طرف چل نکلا، تو عادل نے اس کے تعاقب میں اپنے بیٹے معظم کو روانہ کیا تو اس نے اسے قدس میں پایا اس پر حملہ کیا اور کلیسا صہیون میں اس پر نشان لگایا، یہ ایک بوڑھا کھوسٹ اور نقرس کا مریض شخص تھا، نرمی سے اسے فرمانبرداری کی طرف لوٹانا شروع کیا، اس کے ذخائر، املاک اور اموال پر قبضہ کر کے اسے قلعہ کرک بھیج دیا جہاں اسے قید کر دیا، اور اس نے جو کچھ اس بڈھے سے چھینا اس کی قیمت تقریباً ایک کروڑ دینار تھی۔

اس میں سے اس کا گھر اور حمام بھی تھا جو باب السلام کے اندر ہے، یہ اس کا وہی گھر ہے جسے بارائی نے شافعیہ کے لئے مدرسہ بنا دیا تھا، قلعہ کوکب کو ویران کر دیا اور اس کے ذخائر قلعہ طور منتقل کر دیئے جسے حال ہی میں عادل اور اس کے بیٹے نے از سر نو تعمیر کیا تھا۔

اس سال وزیر ابن شکر کو معزول کیا گیا اس کے اموال کی دیکھ بھال کی گئی، خود اسے مشرق کی طرف جلاوطن کر دیا گیا، وزیر ابن شکر ہی نے دیار مصریہ کی طرف حافظ عبدالغنی کی جلاوطنی کا حکمنامہ لکھ کر بھیجا تھا کہ انہیں شام سے جلاوطن کرنے کے بعد یہاں سے بھی نکال دیا جائے اس نے لکھا کہ انہیں مغرب کی جانب جلاوطن کر دیا جائے تو اس کا خط پہنچنے سے پہلے حافظ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس داعیٔ اجل پہنچ گیا اور آپ فوت ہو گئے، ادھر اللہ تعالیٰ نے وزیر کی قسمت میں مشرق کی طرف جلاوطن ہونا لکھ دیا جو زلزلوں اور شر وفتن کی جگہ ہے تو اسے ارض مقدس سے بدلے کے طور پر جلاوطن کر دیا۔

جب قبرص کے حاکم نے انطاکیہ کے شہر پر دسترس حاصل کر لی تو اس نے کئی شہروں کو حاصل کیا، مسلمانوں کے شہروں پر غارت گری کی قدرت مل گئی، خصوصاً ترکمانیوں پر جو انطاکیہ کے گرد و نواح میں بستے تھے ان کے بہت سے افراد مار ڈالے، ان کی بہت سی بکریوں کو مال غنیمت بنا لیا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کی تقدیر میں یہ لکھ رکھا تھا کہ انہیں اس پر کسی وادی میں قدرت دے دی، تو اسے قتل کر کے ان شہروں میں اس کے سر کو پھیرایا۔

اس کے بعد اس کا سر مصر میں ملک عادل کے پاس بھیج دیا تو وہاں بھی اس کا گشت کرایا گیا، یہ وہی شخص ہے جس نے مصر کے شہروں پر دمیاط کی سرحد سے دو دفعہ غارتگری کی تھی اور وہاں اس نے قتل وقید کا سلسلہ شروع کیا اسے پکڑنے سے بادشاہ عاجز تھا۔

اس سال کے ربیع الاول میں ملک اوحد نجم الدین ایوب بن عادل خلاط کے حاکم نے وفات پائی، کہا جاتا ہے کہ اس نے بڑے خون بہائے، بد سیرتی کا مظاہرہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر کا بیڑا ڈبو دیا، اس کے بعد ملک اشرف موسیٰ اس کا بھائی خلاط کا والی بنا، یہ نیک سیرت، عمدہ باطن شخص تھا، اس نے وہاں کے لوگوں سے احسان مندی سے کام لیا تو وہ لوگ اسے بہت زیادہ چاہنے لگے۔

اس سال فوت ہونے والے اعظام

مکہ مکرمہ میں حرم شریف کے فقیہ۔ محمد بن اسماعیل بن ابوالصیف یمنی، ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن ابوبکر قفصی مقری محدث فوت ہوئے، آپ نے بہت کچھ تحریر کیا اور بہت سے لوگوں سے سماع کیا، صوفیاء کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔

ابوالفتح محمد بن سعد بن محمد دیباجی آپ مرو کے باسی اور فن نحو میں علامہ زمخشری کی کتاب ''المفصل'' کی شرح ''المحصل'' کے مصنف ہیں، آپ بڑے ثقہ عالم ہیں، حدیث کا سماع کیا اس سال ۹۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔

شیخ صالح زاہد عابد ...... ابوالبقاء محمود بن عثمان بن مکارم نعالی حنبلی، آپ عبادات، مجاہدات اور سیر و سیاحت کرتے تھے، باب الازج میں ایک خانقاہ بنائی جس میں مقادسہ اور اس کے علاوہ کے اہل علم آ کر ٹھہرتے تھے، آپ انہیں بڑی ترجیح دیتے اور ان کا خیال رکھتے ہوئے احسان کرتے تھے، آپ نے حدیث کا سماع کیا اور قرآن مجید پڑھا، آپ نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے تھے، اسی سال سے کچھ زائد عمر میں وفات پائی۔

آغاز ۶۱۰ھ

اس سال عادل نے حکم دیا کہ جمعہ کے دنوں میں راستوں کے سروں پر زنجیریں لگائی جائیں تا کہ گھوڑے جامع مسجد تک نہ پہنچنے پائیں، یہ حکم مسلمانوں کو تکلیف سے بچانے کے لئے تھا نیز یہ کہ نماز کے آنے والوں کے لئے راستہ تنگ نہ کریں، اس سال حلب کے حاکم ظاہر غازی کے ہاں ملک عزیز پیدا ہوا، یہ دمشق کے حاکم ملک ناصر کا باپ ہے اور دمشق میں ''ناصریتین'' کو وقف کرنے والا ہے۔
ان میں سے ایک باب الفرادیس میں ہے اور دوسری دامن کوہ میں وسیع دیواروں اور مضبوط عمارت والی ہے، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کی نظیر بڑی مشکل سے ملتی ہے، یہ وہی ہے جسے ہلاکو خان (تاتاریوں کے بادشاہ) کے ہمراہی تاتاریوں نے گرفتار کیا تھا۔
اس سال مصر سے ایک ہاتھی لا کر کرج کے حاکم کے پاس بطور تحفہ بھیجا گیا، جس سے اور اس کی عجیب خلقت سے لوگوں کو بڑا تعجب ہوا، اس سال ملک ظاہر خضر بن سلطان صلاح الدین حلب سے عازم حج ہوا، لوگوں نے اس کا استقبال کیا اور اس کے چچا زاد نے بڑا اکرام کیا۔ پھر جب سفر کے بعد اس کے اور مکہ کے درمیان چند مراحل باقی تھے تو کامل مصر کے حاکم کے ایک دستے نے اس سے ملاقات کی اور مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا اور وہ کہنے لگے تم یمن پر قبضہ کرنے آئے ہو، اس نے ان سے کہا مجھے بیڑیاں ڈال کر کے مناسک حج ادا کرنے کے لئے چھوڑ دو! اس پر انہوں نے کہا ہمارے پاس کوئی سرکاری حکم نامہ نہیں ہمیں صرف تمہیں روکنے اور لوٹانے کا حکم ہے، تو لوگوں کی ایک جماعت نے ان سے مڈبھیڑ کا ارادہ کر لیا تھا جس سے ملک خافر کو فتنہ انگیزی کا اندیشہ ہوا تو وہ احرام کھول کر شام واپس چلا گیا، اس کے ساتھ جو کچھ ہوا لوگوں کو اس پر بہت افسوس ہوا اور جب اس نے انہیں الوداع کہا تو وہ رو پڑے اللہ تعالیٰ اس سے قبول فرمائے۔
اس سال کسی حنفی فقیہ کی جانب سے خراسان میں شیخ تاج الدین ابوالیمن کندی کی طرف خط آیا جس میں وہ اسے خبر دے رہا تھا کہ سلطان خوارزم شاہ اپنے تین ساتھیوں کے ساتھ بھیس بدل کر تاتاریوں کے شہر میں داخل ہو چکا ہے تا کہ بذات خود ان کی باتوں کا انکشاف کرے، انہوں نے انہیں اجنبی سمجھ کر پکڑ لیا ان میں سے دو کو زدوکوب کیا جس سے وہ ہلاک ہو گئے مگر اپنی مہم سے آگاہ نہیں کیا، انہوں نے بادشاہ سے پیمان کر لیا اور اس کا دوسرا ساتھی جیل میں بند ہے، پھر کسی رات دونوں بھاگ نکلے اس کے بعد بادشاہ اپنے ملک واپس آ گیا، یہ بھی یاد رہے کہ یہ واقعہ اس واقعہ کے علاوہ ہے جس میں اسے ایک جنگ میں امیر مسعود کے ساتھ قید کیا گیا تھا۔ اس سال ایک چمکدار پتھر کا ایک چوکا نکلا، وہ ایسے کہ یہ لوگ حلب کی خندق کھود رہے تھے تو اس کے نیچے سے ۷۵ رطل کا سونا اور ۲۵ حلبی رطل کی چاندی ملی۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

شیخ الحنفیہ ...... بغداد میں امام ابوحنیفہ کے مزار کے مدرس، شیخ ابوالفضل احمد بن مسعود بن علی رسانی، آپ مظالم کے قاضی تھے، آپ کو اسی مزار میں دفن کیا گیا۔

شیخ ابوالفضل بن اسماعیل [۱] ......ابن علی بن حسین فخر الدین حنبلی، جو ابن ماشطہ کے نام سے معروف تھے نیز آپ کو فخر غلام ابن المنی کہا جاتا تھا، علم خلاف میں آپ کا ایک حاشیہ ہے، جامع خلیفہ میں آپ کا علمی حلقہ لگتا تھا، آپ خلیفہ کی چھڑیوں کے نگران تھے پھر اس نے معزول کر دیا، تو آپ اپنے گھر میں گوشہ نشین ہو گئے اور اسی فقر وفاقہ کے عالم میں آپ کے پاس کچھ نہ تھا کہ فوت ہو گئے، آپ کا ایک بیٹا محمد نامی بڑا مدبر، شرارتی، اناڑی، بڑا ہجو گو اور لوگوں کی امراء کے والیوں کے پاس جھوٹی باتیں پہنچاتا تھا، پس اس کی زبان کاٹ کر محبوس کر لیا گیا بالآخر اسی حالت میں فوت ہو گیا۔

وزیر معز الدین ابوالمعالی......سعید بن علی بن احمد بن حدیدہ، حضرت قطبہ بن عامر بن حدیدہ انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں، ۵۸۴ھ ناصر کی وزارت کا عہدہ سنبھالا، پھر اس نے ابن مہدی کی سفارت سے آپ کو معزول کر دیا، تو آپ مراغہ کی طرف فرار ہو گئے، پھر ابن مہدی کی وفات کے بعد واپس آ گئے، یوں بغداد میں عزت وعظمت سے اقامت پذیر ہو گئے، آپ بڑا صدقہ خیرات کرنے اور لوگوں پر احسان کرنے والے تھے انہیں مشاغل میں آپ کی وفات ہو گئی۔

سنجر بن عبداللہ ناصری......خلیفتی، اس کے کئی اموال تھے، اور بہت سی املاک اسی طرح وسیع جاگیریں تھیں، لیکن اس سب کے باوجود بخیل، ذلیل اور کمینہ شخص تھا، اتفاقاً یہ ۵۸۹ھ امیر حج بن کر نکلا تو دیہاتیوں کی ایک چھوٹی سی جماعت نے ان سے تعرض کیا، سنجر کے ساتھ پانچ سو گھڑ سوار تھے اسے دیہاتیوں سے ذلت اٹھانی پڑی، اعرابی نے اس سے پچاس ہزار دینار کا مطالبہ کر دیا، سنجر نے یہ رقم حاجیوں سے چندہ کر کے اسے دی، جب یہ بغداد لوٹا تو خلیفہ نے اس سے پچاس ہزار دینار لئے اور جن سے لئے گئے تھے انہیں لوٹائے گئے، خلیفہ نے اسے معزول کر کے اس کی جگہ طاشتکین کو مقرر کیا۔

قاضی سلامہ......ظہیر الدین ابواسحاق ابراہیم بن نصر بن عسکر ادیب شافعی فقیہ، عماد نے "جریدہ" میں اور علامہ ابن خلکان نے وفیات میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

ان کی تعریف کی اور ایک شیخ جس کی ایک کٹیا تھی اس کے اور اس کے مریدوں کے بارے میں ان کے اشعار بھی بیان کئے ہیں جنہیں مکی کہا جاتا ہے۔

خبردار! مکی سے خیر خواہانہ بات کہہ دو! اور خیر خواہی کا یہ حق ہے کہ اسے سنا جائے، لوگوں نے اپنے دین میں کب یہ سنا ہے کہ گانا سننا کوئی قابل اتباع سنت ہے؟ اور یہ کہ مرد اونٹ جتنا کھا کر لوگوں میں ناچنے لگے اور بے خود ہو کر گر پڑے اگر وہ خالی انتڑیوں والا بھوکا ہوتا تو نہ وہ جھومتا اور نہ ہی سماع کرتا۔

لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی محبت میں مدہوش ہیں لوگوں کو سوائے کھانے کے برتن کے کسی اور چیز نے مدہوش نہیں کیا یہی حال گدھوں کا ہے جب وہ خوشحال ہوتے ہیں ان کی پرشکمی اور چراگاہوں کی شادابی انہیں خوشی دلاتی ہے، تو انہیں دیکھے گا جب ان کو بدعتوں پر ہانکنے والا ساز وانداز سے گاتا ہے تو یہ اپنی ڈاڑھیوں کو اچھالتے ہیں تو ایک چیختا ہے اور یہ آہ وبکا کرتا ہے، خشک چیز اگر نازک ہو جائے تو وہ نہیں پھوٹتی۔

تاج الامناء [۲]......ابوالفضل احمد بن محمد حسن بن ھبۃ اللہ بن عساکر، ان کا تعلق حدیث وروایت کے گھرانے سے ہے، یہ اپنے بھائیوں زین الفخر اور امناء سے بڑے ہیں آپ نے اپنے دونوں چچاؤں حافظ ابوالقاسم اور صائن سے سماع کیا، آپ علامہ ابوالیمن کندی کے دوست تھے، آپ نے بروز اتوار ۱۲ رجب کو وفات پائی۔

---

(۱) تاج المکلل ۲۲۲، ۲۲۳، تکملة للمنذری ترجمه ۱۲۸۷، تلخیص مجمع الآداب، النجوم الزاهرة ۶/۲۱۰، ذیل الروضتین ۸۴، ۸۵، ذیل طبقات الحنابلة ۲/۶۸، ۶۹، شذرات الذهب ۵/۳۰، ۳۱، لسان المیزان ۱/۳۲۳، ۳۲۴، مرآة الزمان ۸/۵۶۵، ۵۶۷، المختصر المحتاج ۱/۲۴۴

(۲) ذیل الروضتین ۸۲، شذرات الذهب ۵/۴۰، العبر ۵/۳۳

مسجد القدم کے محراب کے سامنے مدفون ہوئے۔

انسابہ کلبی: آپ کو تاج العلی الحسینی بھی کہا جاتا ہے، آپ ''آمد'' میں ابن دحیہ کے ساتھ ملے، آپ کو دحیہ کلبی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جبکہ دحیہ کلبی نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی، جس کی وجہ سے ''ابن دحیہ'' نے آپ پر مسائل موصلیہ کے متعلق جھوٹ کی تہمت لگائی ہے۔

علامہ ابن اثیر نے بیان کیا کہ اس سال کے محرم میں طبیب مہذب مشہور فوت ہوئے، آپ کا نام علی بن احمد بن مقبل موصلی ہے، آپ نے حدیث کا سماع کیا، اپنے زمانے کے لوگوں میں طب میں سب سے زیادہ معلومات رکھتے تھے، طب میں آپ کی اچھی تصنیف بھی ہے، بہت زیادہ صدقہ کرنے والے اور اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔

جزولی مقدمہ مسمیٰ بالقانون کے مؤلف... وہ ابوموسیٰ عیسیٰ بن عبدالعزیز جزولی، یہ ''بربر'' کا ایک بطن ہے، پھر یرد کینی نحوی مصری، شہرت یافتہ، انوکھے ''مقدمہ'' کے مؤلف ہیں، خود آپ نے اور شاگردوں نے اس کی شرح لکھی، سب نے جا بجا اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ہم کئی مقامات میں ان کی مراد سمجھنے سے قاصر رہے ہیں۔ آپ مصر تشریف لائے اور ابن بری سے تحصیل علم کیا اس کے بعد اپنے علاقے میں واپس آگئے وہاں مراکش کے خطیب مقرر ہوئے۔

بعض نے کہا کہ ان کی وفات اسی سال اور بعض نے کہا کہ اس سے پہلے فوت ہوئے۔

آغاز ۶۱۱ھ

اس سال خوارزم شاہ نے اپنا ایک خاص امیر بھیجا جو اس سے پہلے فوج کا کمانڈر تھا پھر امیر خاص ہو گیا، اس نے اسے ایک دستہ میں بھیجا تو اس نے اس کے لئے ''کرمان'' اور ''مکران'' کو حدود سندھ تک فتح کر لیا ان شہروں میں اس کا خطبہ دیا، خوارزم شاہ تا تار اور کشلی خان کے خوف سے کہ مبادا یہ ان کے ملحقہ علاقوں کی سرحدوں پر حملہ نہ کر دیں موسم گرما سمرقند کے گرد و نواح ہی میں گزارتا تھا۔

شیخ ابوشامہ فرماتے ہیں کہ اس سال اس نے جامع اموی میں فرش بنوانا شروع کیا جس کا آغاز السبع الکبیر سے کیا، اس سے قبل جامع کی زمین ٹیڑھی اور گڑھوں کی شکل میں تھی اس کے فرش سے لوگوں کو بڑی راحت ملی، اس سال اس نے قایماز کی جانب سے خندق وسیع کی جس کی وجہ سے کافی گھر، قایماز کا حمام اور وہ تنور جو دارالحدیث النوریہ کے لئے وقف تھا خراب ہو گیا، اس سال معظم نے باب الجابیہ کے سامنے ''عاتکہ'' کی قبر کی جانب اپنی جانب منسوب ایک ہوٹل بنوایا۔

اس سال معظم نے ''ابن قراجا'' سے صرخد کا قلعہ لے لیا، اسے اس کا عوض دیکر اپنے غلام عزالدین ایبک معظمی کے حوالہ کر دیا، یہ قلعہ اسی کے پاس رہا تا آنکہ اس سے ۶۴۴ھ میں نجم الدین ایوب نے چھین لیا، اس سال ملک معظم بن عادل نے حج کیا، جو کرک سے اونٹوں پر الذی قعدہ کو سوار ہوا اور اپنے باپ کے غلام عزالدین گھر کے استاذ اور دیگر لوگوں کے ساتھ تبوک اور العلاء کے راستہ سے روانہ ہوا، اس نے اپنی طرف منسوب تالاب اور دیگر کئی مصنوعات بنائیں، جب یہ مدینہ منورہ پہنچا تو مدینہ کے والی ''سالم'' نے اس کا استقبال کیا مدینہ کی چابیاں اس کے حوالے کیں اور اس کی بھرپور خدمت کی جبکہ مکہ مکرمہ کے حاکم قتادہ کو اس کی کچھ پرواہ نہیں کی، اسی وجہ سے جب اس نے مناسک حج ادا کر لئے وہ قارن تھا[1] اپنے ساتھ جو صدقات وہ لایا تھا وہ مجاورین مکہ میں خرچ کر دیئے وہاں سے واپس ہوا تو حاکم مدینہ سالم بھی اس کے ساتھ تھا جب وہ راس الماء کے پاس پہنچے تو حاکم مدینہ کی اپنے باپ سے شکایت کی تو عادل نے سالم کی طرف حاکم مکہ کی پسپائی کے لئے ایک لشکر بھیجا جب یہ لوگ مکہ پہنچے تو یہ ان سے بھاگ کر وادیوں، پہاڑوں اور جنگلوں میں چلا گیا، معظم نے حجاز کے راستے میں اپنے اس سال کے حج کے دوران کئی اچھے آثار چھوڑے اللہ تعالیٰ اسے ثواب بخشے۔

---

(۱) عمرے اور حج کو اکٹھا کرنے والا ۱۲ از علوی

اس سال اہل دمشق نے کالے عادلی کا نقدوں کا لین دین کیا لیکن بعد میں یہ سلسلہ چل نہ سکا اور دفن کر دیے گئے، اس سال یمن کے حاکم نے وفات پائی، اور امراء کے اتفاق سے سلیمان بن شاہنشاہ بن ایوب نے اس کی حکومت سنبھالی تو عادل نے اپنے بیٹے کامل کو پیام بھیجا کہ وہ یمن کی جانب اپنے بیٹے اقسیس [1] کو بھیجے تو اس نے اس کو بھیج دیا تو وہاں اس نے قبضہ جما کر قتل وغضب کیا، شرفاء میں آٹھ سو افراد قتل کئے اس کے علاوہ کئی اور لوگ ہیں یہ تمام بادشاہوں میں سے بڑا فاسق بہت دین داری اور حیاء میں کم درجہ کا تھا، لوگ اس کی نسبت ایسی ایسی باتیں بیان کرتے ہیں جس سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور دل سے انہیں ناپسند کرتے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

ابراہیم بن علی...... ابن محمد بن بکروس حنبلی فقیہ، آپ نے فتویٰ دیا مناظرہ کیا، اور حکام کے ہاں فیصلے کئے پھر ان سب باتوں سے جدا ہو گئے، باب النوی کے پولیس افسر بن گئے لوگوں کو بطور سزا مارتے اور سخت ایذا دیتے، پھر کسی وجہ سے آپ کو مارا گیا جس سے آپ کی موت واقع ہوگئی اس کے بعد آپ کو دریائے دجلہ میں ڈال دیا گیا، آپ کی موت پر لوگوں نے بڑی خوشی منائی جبکہ آپ کے والد بڑے نیک آدمی تھے۔

الرکن عبدالسلام بن عبدالوھاب [2]......ابن شیخ عبدالقادر، آپ کے والد بڑے پاکباز شخص تھے، آپ پر فلسفے اور نجوم کے ذریعے لوگوں سے مخاطب رہنے کی تہمت تھی، اس کے متعلق آپ کے ہاں کتب بھی ملیں، آپ کئی عہدوں پر فائز ہوئے، آپ کے اور آپ کے ہم شکلوں کے بارے میں بطور مثال کہا جاتا ہے کہ ددھیال کیا ہی خوب اور نسل کیسی بری؟ ایک دن آپ کے والد نے آپ کو بخارا کے کپڑوں میں ملبوس دیکھا تو کہا ہم نے بخاری اور مسلم کے بارے میں سنا ہے رہا بخاری اور کافر تو یہ بڑی عجیب بات ہے؟ یہ ابوالقاسم بن شیخ ابوالفرج ابن الجوزی کا مصاحب رہ چکا ہے جبکہ دوسرا دغاباز اور فاسق تھا دونوں شراب اور امردوں کی محفلیں جماتے۔

ابومحمد عبدالعزیز بن محمود بن مبارک...... بزار جو ابن اخضر بغدادی محدث، مالدار حافظ، مصنف اور محرر کے نام سے معروف ہیں، آپ کی بڑی مفید اور مضبوط مستند کتب ہیں، آپ صالح شخص تھے، آپ کے جنازے کا دن گویا جمعہ کا دن لگ رہا تھا۔

حافظ ابوالحسن علی بن انجب [3]......ابوالمکارم مفضل بن ابی الحسن علی بن ابی الغیث مفرج بن حاتم بن الحسن بن جعفر بن ابراہیم بن حسن لخمی مقدسی، پھر اسکندرانی، مالکی، آپ نے "سلفی" اور عبدالرحیم منذری سے سماع کیا، اسکندریہ میں آپ مالکیہ کے مدرس تھے نیز وہاں کے نائب الحکم تھے، آپ کے اشعار میں یہ شعر ہیں:

> "اے نفس! جو باتیں خیر المرسلین اور آپ کے اصحاب وتابعین کی منقول چلی آرہی ہیں انہیں مضبوط تھام! قریب ہے کہ جب تو آپ علیہ السلام کے دین کی نشر واشاعت میں انتہائی کوشش کرے گا تو جو باتیں عرف میں بہتر ہیں انہیں مضبوطی سے پکڑ لے، آئندہ کل حساب کے دن جہنم سے اندیشہ رکھ! جب اس کی آگ چہروں کو جھلس دے گی، لہٰذا ان باتوں کو لازم پکڑ!"

ابن خلکان کہتے ہیں کہ اس سال آپ کی وفات قاہرہ میں ہوئی۔

---

(۱) نفیس اکیڈیمی کی جلد میں اخیس لکھا ہے۔

(۲) التاج المکلل ۲۲۳، ذیل الروضتین ۸۸، شذرات الذھب ۵/۳۶،۳۵، الکامل ۱۲/۱۲۶،

(۳) تذکرۃ الحفاظ [illegible] ۲۹۲ [illegible] تاج المکلل ۱۲ حسن المحاضرۃ ۲۵ [illegible] دول الاسلام ۱۲ [illegible]

آغاز ۶۱۲ھ

اس سال دمشق میں مدرسہ عادلیہ کبیرہ کی تعمیر کا آغاز ہوا، اور اسی سال قاضی ابن زکی معزول ہوئے اور قاضی جمال الدین بن خرستانی کے سپرد فیصلہ کرنے کا کام ہوا اس وقت ان کی عمر ۸۰ یا ۹۰ سال تھی، تو انہوں نے عدل، انصاف اور حق کے فیصلے کئے، کہا جاتا ہے کہ وہ باب القواسین کے پاس نوریہ کے قریب مدرسہ مجاہدیہ میں فیصلہ کیا کرتے تھے۔

اس سال عادل نے شراب اور گلوکار لونڈیوں کی ضمانت باطل قرار دی اللہ تعالیٰ اسے جزائے خیر دے، اس چیز کے دور ہونے کی وجہ سے بہت سی برائیاں لوگوں سے دور ہوگئیں، اس سال قتادہ امیر مکہ نے مدینہ اور اس کے باشندوں کا محاصرہ کر لیا، بہت سی کھجور کے درخت کاٹ دیئے، اہل مدینہ نے اس کا مقابلہ کیا جس کی وجہ سے اسے ذلیل ورسوا ہو کر واپس ہونا پڑا، اس وقت مدینہ کا حاکم شام میں تھا، تو اس نے عادل سے میر مکہ کے خلاف مدد مانگی عادل نے اس کے ساتھ ایک فوجی دستہ بھیجا، یہ صورت حال دیکھ کر اس نے واپسی میں تیزی کی، خدا کی قدرت راستے میں اس کی وفات ہوگئی، فوج نے اس کے بھتیجے جماز پر اتفاق کر لیا اس نے مکہ کا قصد کیا امیر مکہ مقام صفراء میں اس سے ملا جہاں ان کی سخت لڑائی ہوئی مکی فوج بھاگ گئی اور ''جماز'' نے ان سے بہت سال مال غنیمت لوٹا، قتادہ ''ینبع'' کی طرف فرار ہوگیا، انہوں نے اس کا رخ کیا اور وہاں جاکے اس کا محاصرہ کر کے اس پر تنگی کی۔

اس سال فرنگیوں نے اسماعیلیہ کے شہروں پر غارت گری کی، وہاں قتل ولوٹ کا سلسلہ جاری رکھا، اسی سال روم کے بادشاہ کیکارس نے انطاکیہ شہر فرنگیوں سے لے لیا، پھر اس سے ارمن کے بادشاہ ابن لاون نے لے لیا، اس سے طرابلس کے ''ابریس'' نے چھین لیا اور اسی سال خوارزم شاہ محمد بن تکش نے شہر غزنہ بغیر جنگ کے زیر تسلط کر لیا، اس سال ولی عہد ابوالحسن علی بن امیر المومنین الناصر لدین اللہ کی وفات ہوئی، جب اس کی وفات ہوئی تو خلیفہ کو اس کا بڑا صدمہ ہوا اسی طرح عوام وخواص کو کیونکہ یہ لوگوں پر بہت صدقہ خیرات کرتا، اور ان پر احسانات کرتا تھا یہاں تک کہا گیا کہ بغداد میں کوئی گھر ایسا نہ بچا جو اس پر غمگین نہ ہوا ہو، اس کے جنازے کا دن جمعے کا منظر پیش کر رہا تھا۔

اہل شہر نے دن رات اس پر نوحہ کیا، انہیں ان کی دادی کی قبر کے پاس معروف کرخی کی قبر کے قریب دفن کیا گیا، اس نے ۲۰ رذیقعدہ بروز جمعہ وفات پائی اور عصر کے بعد اس کی نماز جنازہ ادا کی گئی، اسی دن بغداد میں ''منکلی'' کا سر لایا گیا جس نے خلیفہ اور اپنے استاذ کی نافرمانی کی تھی، پھر اسے گھمایا گیا، اس کے بیٹے اور ولیعہد کی موت کی وجہ سے اس کی یہ خوشی پوری نہ ہوئی، دنیا جتنی تکلیف دیتی ہے اتنی خوشی نہیں دے سکتی ہے، اس نے دو بیٹے چھوڑے، ایک مؤید ابوعبداللہ الحسین، اور موفق ابوالفضل یحییٰ۔

اس سال فوت ہونے والے اعیان

حافظ عبدالقادر رہاوی[1] ......ابن عبدالقادر بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابومحمد حافظ محدث مخرج مفید مستند محرر قابل مصنف، آپ ایک ''موصلی'' کے غلام تھے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ کسی جوانی کے غلام تھے، موصل کے ''دارالحدیث'' سے اشتغال رکھا، پھر ''حران'' میں وفات تک مقیم رہے، آپ کی پیدائش ۵۳۶ھ میں ہوئی تھی، آپ دیندار اور صالح شخص تھے رحمہ اللہ تعالیٰ۔

الوجیہ الاعمیٰ[2] ابوبکر المبارک بن سعید بن دہان نحوی واسطی جن کا لقب وجیہ تھا، آپ کی پیدائش ''واسط'' میں ہوئی، بغداد آکے علم عربیت میں مشغول ہوگئے، اس میں مضبوطی پیدا کرنے کے بعد اشعار عرب کا بہت سا حصہ یاد کیا، حدیث کا سماع کیا آپ حنبلی مسلک تھے پھر امام

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۱۳۸۷، ۱۳۸۹/۴، دول الاسلام ۲/۸۷، شذرات الذھب ۵۰، ۵/۵۱،

(۲) انباہ الرواۃ ۲۵۴، ۳/۲۵۶، بغیۃ الوعاۃ ۲۷۳، ۲/۲۷۴، شذرات الذھب ۵/۵۳، العبر ۵/۴۳

ابوحنیفہ کے مسلک کو اپنایا، اس کے بعد شافعی ہو گئے، "نظامیہ" میں نحو کی تدریس میں لگ گئے، انہی کے بارے میں ایک شاعر کہتا ہے۔ [1]

آپ نے حکایات، ضرب الامثال اور کئی ظریفانہ باتیں یاد کی تھیں، عربی، ترکی، عجمی، رومی، حبشی، اور زنگی زبانوں سے معرفت تھی، شعر بنانے میں ید طولیٰ رکھتے تھے، انہی میں سے آپ کا یہ قول ہے۔

اگر کسی روز سمندر کی گہرائی میں بارش کا قطرہ تھم جائے، پھر چاہے تو اسے جدا کرے، اور اگر وہ دنیا کا بادشاہ ہو جائے تو مشرق و مغرب کے بادشاہ اس کے غلام بن جائیں تو پھر بھی اسے جدا نہ کر سکے۔

اور تجنیس کے متعلق ان کے یہ اشعار ہیں:

تو نے مجھے گھٹیا اور بیہودہ لوگوں کی جماعت سے اجتناب کی وجہ سے بہت برا بھلا کہا ہے ان کے جود و سخا کی امید نہیں کی جاتی، انہوں نے اپنا مال تو محفوظ کر لیا ہے، اور ان کا دین اور عزت مباح ہیں انہیں عیب لگانے اور ہجو و برائی کرنے والے سے کوئی خوف نہیں، جب فیاض لوگ سخاوت کے راستے مصروف ہونا شروع کرتے ہیں تو یہ کمینے لوگ بخل کے ستر راستوں میں محو ہو جاتے ہیں۔

آپ کی خوبصورت مدائح، عمدہ اشعار، فائق معانی ہیں، کبھی کبھار "بحتری" کے ایسے اشعار کا معاوضہ کیا ہے جو ان کے قریب اور اس کی فکر کے تھے، لوگوں نے بیان کیا ہے کہ "وجیہ" کبھی غضبناک نہ ہوئے، ایک جماعت نے کسی شخص سے شرط رکھی کہ اگر وہ اسے غصہ دلا دے تو اسے فلاں فلاں چیز دے گی، تو وہ شخص ان کے پاس آیا اور کسی عربی مسئلہ میں استفسار کیا انہوں نے جواب دے دیا، اس پر ان سے اس نے کہا: اے شیخ! آپ نے غلطی کی ہے، تو شیخ نے دوسری عبارت میں جواب دیا، تو اس نے کہا: آپ جھوٹ بولتے ہیں بلکہ مرے خیال میں آپ نحو بھول چکے ہیں، اس پر "شیخ وجیہ" نے کہا: بھئی شاید تم میری بات سمجھ نہیں پا رہے ہو، تو اس نے کہا کیوں نہیں لیکن آپ جواب میں غلطی کر رہے ہیں، تو "شیخ وجیہ" نے اسے کہا اچھا تمہیں جو جواب آتا ہے وہ بتا دو! تا کہ ہم بھی تم سے مستفید ہو سکیں، تو سائل نے ان سے سخت کلامی کی، اس کی حالت دیکھ کر آپ نے تبسم فرمایا اور اسے کہا: اگر تم نے شرط لگائی ہے تو تم مغلوب ہو چکے ہو! اور تمہاری مثال تو اس مچھر کی سی ہے جو ہاتھی کی پشت پر گرا اور جب اڑنے لگا تو ہاتھی سے کہا ذرا ٹھہر جا میں اڑنا چاہتا ہوں، تو ہاتھی نے اس سے کہا: مجھے تمہارے گرنے کا تو احساس نہ ہوا لہذا تمہارے اڑنے کے لئے رکنے کی ضرورت نہیں، آپ کی وفات اس سال کے شعبان میں ہوئی "الوردیہ" میں دفن ہوئے۔

ابومحمد عبدالعزیز بن ابی المعالی [2] ابن غنیمہ جو ابن منینا کے نام سے مشہور ہیں آپ کی پیدائش ۵۱۵ھ میں ہوئی، بہت سے حضرات سے سماع کیا اور کئی افراد کو سماع کرایا اس سال کے ذی الحجہ میں ۹۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔

شیخ فقیہ کمال الدین مودود..... ابن شاغوری شافعی آپ جامع اموی میں طلبہ کو فقہ اور شرح التنبیہ پڑھاتے تھے انہیں ٹھہر ٹھہر کر پڑھاتے تا کہ وہ حجرے کے سامنے مقید رہنے کو سمجھ جائیں شہداء کی قبور کی شمالی جانب باب صغیر کے قبرستان میں دفن ہوئے، ان کی قبر پر ایک شعر بھی لکھا ہے جسے شیخ ابوشامہ نے ذکر کیا ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

آغاز ۶۱۳ھ

ابوشامہ نے فرمایا ہے: کہ اس سال قبۃ النسر کی خاطر چاروں لکڑی والے کیل لائے گئے، جن میں سے ہر ایک کی لمبائی بڑھئی کے ۳۲ ہاتھ تھی، اور اس سال بانیاس کی جانب قدیم دار الطعم کے بالمقابل باب السر کی خندق تجدید و مرمت شروع ہوئی۔

---

(۱) اشعار کا ترجمہ ابن النجار واعظ کے ذیل میں گذر چکا ہے۔ از عوی

(۲) شذرات الذهب ۵/۵۰، النجوم الزاهر ۶/۲۱۵

میں کہتا ہوں یہ وہی جگہ ہے جسے آج کل سلطان کا اصطبل کہا جاتا ہے، بادشاہ نے خود مٹی منتقل کی اور اس کے غلام اس کے سامنے چھوٹی زینوں کے اگلے حصوں پر مٹی اٹھاتے، پھر اسے میدان اخضر میں ڈال دیتے، اسی طرح اس کا بھائی ''صالح'' اور اس کے غلام دن بدن کام کرتے۔

اس سال اہل شاغور اور اہل عقبہ کے درمیان جنگ کا فتنہ بھڑک اٹھا، انہوں نے کشادہ جگہ جنگ کی، فوج ان کی طرف زرہیں پہن کر گئی اور ''معظم'' خود وہاں آیا، ان کے سرداروں کو گرفتار کیا اور انہیں قید کیا، اس سال عیدگاہ میں مستقل تنخواہ دار خطیب مقرر ہوا، سب سے پہلے یہ کام صدر معید الفلکیہ نے کیا، بعد میں بہاء الدین بن ابی السیر اس کے خطیب ہوئے، اس کے بعد سے آج تک بنو حسان خطبہ دیتے ہیں۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

ملک ظاہر ابو منصور ... غازی بن صلاح الدین یوسف بن ایوب، یہ نیکوکار اور درست سیرت والا بادشاہ تھا، ہاں اس میں اتنی خرابی تھی کہ معمولی غلطی پر بہت زیادہ سزا دیتا تھا، علماء شعراء اور فقراء کا بڑا اکرام کرتا تھا، تیس سال حکومت کی، اپنے باپ کے ساتھ جنگوں میں شرکت کی، یہ بڑا ذہین اور عمدہ رائے کا مالک اور اچھی سمجھ والا تھا، ۴۴ سال عمر پائی، اپنے بعد اپنے بیٹے عزیز ''غیاث الدین محمد'' کو بادشاہ بنایا، اس وقت اس کی عمر تین سال تھی، اس کے بڑے بیٹے بھی تھے، لیکن یہ چھوٹا بیٹا جسے اس نے ولی عہد بنایا اس کے چچا عادل کی بیٹی سے تھا، اشرف، معظم اور کامل اس کے ماموؤں میں سے تھے، شاید کہ اس کا نانا اور اس کے ماموں اس سے رسا کشی نہیں کریں گے، اگر اس کے علاوہ کسی اور کو ولی عہد بناتا تو اس سے بادشاہت چھین لیتے، بات اسی طرح برابر واقع ہوئی اس کے نانا عادل اور ماموؤں نے اس کی بیعت کر لی، البتہ معظم نے اس سے حکومت چھیننے اور عہد توڑنے کا ارادہ کیا، لیکن اسے اس کا موقع نہ مل سکا، اس کی بادشاہت کا نظم ونسق شہاب الدین ظفر بیگ رومی گورے چٹے خصی نے سنبھالا۔

زید بن حسن ... ابن زید بن حسن بن سعید بن عصمہ شیخ امام یکتائے روزگار تاج الدین ابوالیمن کندی، آپ بغداد میں پیدا ہوئے، وہیں پلے بڑھے حصول علم میں مشغول ہوئے، پھر دمشق پہنچے وہاں اقامت پذیر ہوئے تو اپنے ہم عصروں پر مشرق ومغرب میں لغت ونحو اسی طرح علوم وفنون، عالی سند، حسن طریقت عمدہ سیرت، اور اچھے عقیدے میں فوقیت کے حامل تھے، آپ کے ہم زمانہ علماء نے ان سے نفع حاصل کیا، ان کی قدردانی کی اور ان کے فرمانبردار ہوگئے۔

آپ حنبلی تھے بعد میں حنفی ہوگئے، ۵۲۰ھ کے شعبان میں پیدا ہوئے، دس سال کی عمر میں قرآن مجید روایات میں پڑھا، ثقہ شیوخ سے بہت سی عالی حدیث کا سماع کیا، اس میں اور عربی ولغت سیکھنے میں جان کھپائی اور اسی میں شہرت پائی، جب مصر میں سکونت اختیار کی تو ''قاضی فاضل'' سے ملاقات ہوئی، اس کے بعد دمشق منتقل ہوگئے، ''دارالعجم'' میں رہائش پذیر ہوئے، علماء وزراء اور امراء کے ہاں آپ کا بڑا مرتبہ تھا، آپ کے ہاں علماء بادشاہ اور ان کے بیٹوں کا آنا جانا رہتا، ''افضل ابن صلاح الدین'' حاکم دمشق آپ کے گھر بھی آتے تھے، اسی طرح اس کے بھائی محسن اور معظم بھی بادشاہ دمشق کا بھی یہی معمول تھا، ''معظم'' ''درب العجم'' میں ''زمخشری'' کی ''المفصل'' سناتا ''معظم'' ''المفصل'' یاد کرنے والے شخص کو تیس دینار بطور انعام دیتا، ''درب العجم'' جملہ صنعتکار جامع میں آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے، جیسے شیخ علم الدین سخاوی، یحییٰ بن معطی الوجیہ لغوی، فخر ترکی وغیرہ، قاضی فاضل آپ کی بڑی تعریف وتوصیف کرتے تھے، علامہ سخاوی فرماتے ہیں: آپ کے پاس ایسے علوم تھے جو دوسروں کے ہاں ناپید تھے، اور یہ تعجب انگیز بات ہے کہ علامہ سیبویہ نے آپ کی کتاب کی شرح لکھی ان کا نام عمرو اور آپ کا نام زید ہے اس بارے میں میں نے کہا:

عمرو سیبویہ کا زمانے میں ثانی نہ تھا، یہی حال کندی کا آخری زمانہ میں تھا، جو زید اور عمرو ہیں جبکہ نحو کی بنیاد ہی زید اور عمرو پر ہے۔

شیخ ابوشامہ نے فرمایا کہ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے ابن الدھان مذکور نے ۵۹۲ھ میں ان کے متعلق کہا تھا۔

اے زید! مرا رب تجھے اپنی زیادہ عطیات سے زیادہ کرے، جو نعمتیں عقلوں کی رسائی سے بالاتر ہیں، نحو کا سب سے زیادہ تو مستحق ہے، کیا تیرے نام و بطور مثال نہیں پیش کیا جاتا ہے، پھر علامہ سخاوی نے ایک عمدہ قصیدہ میں آپ کی مدح سرائی کی ہے۔ آپ کی ابوالمظفر سبط ابن الجوزی نے جو تعریف کی ہے، کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو سنایا آپ عمدہ عقیدے، خوش اخلاق طبیعت کے مالک تھے، آپ کی مجلس سے آدمی اکتاتا نہیں، آپ

کے کئی عجیب نوادرات، بہترین خط اور عمدہ اشعار تھے، آپ کے اشعار کا بڑا دیوان ہے۔

اس سال ۶ رشوال بروز سوموار ۹۳ سال ایک ماہ سترہ دن میں وفات ہوئی، جامع دمشق میں آپ کی نماز جنازہ ہوئی، اس کے بعد صالحیہ کی طرف جنازہ اٹھایا گیا اور وہیں دفن ہوئے، آپ کی کتب جو بڑی نفیس تھیں انہیں اپنے معتق نجیب الدین یاقوت کے نام وقف کر دیا یہ ۷۱ جلدوں میں تھیں، اس کے علاوہ فقہ ولغت اور حدیث کے علماء کے لئے وقف کر دیں، ان کتب کو ابن سنان کے حلبی حجرے میں، بہت بڑے خزانے میں رکھ دیا گیا جو علی بن زین العابدین کے مزار کے پڑوس میں ہے، پھر یہ کتب بکھر گئیں اور ان میں اکثر بیچ دی گئیں صرف اس خزانے میں چند فرسودہ کتابیں رہ گئیں، اور خزانہ حلبی حجرے میں تھا، پہلے پہل اسے، حجرۂ ابن سنان کہا جاتا تھا، آپ نے کئی نعمتیں اور بہت سے اموال چھوڑے، اسی طرح متعدد خوبرو ترکی غلام۔

آپ خوش حال، عمدہ اخلاق والے شخص تھے، طلبہ کے ساتھ کھڑے ہو کر اور کبھی تعظیم کے ذریعہ بڑا اچھا معاملہ کرتے تھے، جب آپ عمر رسیدہ ہوئے تو ان کے لئے کھڑا ہونا چھوڑ دیا ہاں اس موقع پر یہ اشعار سناتے:۔

میں نے زیارت کرنے والے دوست کے قیام کو ترک کر دیا ہے میرا سوائے درازی عمر کے کوئی گناہ نہیں، جب یہ لوگ نویں سال کی عمر کے دسویں کے نصف حصہ کو پہنچیں گے تو انہیں خود میرا عذر معلوم ہو جائے گا۔

آپ نے جن اشعار میں ملک مظفر شہنشاہ کی مدح کی ہے مندرجہ ذیل اشعار وہی ہے جنہیں علامہ ابن سباعی نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے۔

گلوکار عورتوں کا وصال چقماق کی مانند بہت دور تھا، اور قرب کا زمانہ درخشاں اور شاندار تھا، ایک وقت تھا کہ میری عمر بہتر سفارشی تھی، اس زمانے نے پیٹھ پھیری اور کھیل کود کا راستہ بالکل صاف تھا، بڑھاپا ظاہر ہوا تو عشق کی طمع چھٹ گئی، اور جس بات کو عقل اچھا قرار دیتی تھی وہ مرے نزدیک قبیح ہو گئی، آسودہ زندگی یوں منہ پھیر گئی گویا میں اس میں ہی نہیں، میں اس میں چراغ جلا کر خوش عیشی کا چہرہ دیکھتا تھا، مجھے جوانی کی چادروں میں، خود پسندی اور فیشن کا اپنا دامن کھینچنے میں، خیال نہیں ہوا، کیا تجھے، جھکے شانوں والی نرم ونازک محبوبہ، جس کے منہ کی تری شہد کی طرح میٹھی اور جس کی آنکھیں سرگیں ہیں نے عار دلائی ہے؟ اس کی اپنی راتیں خوشی سے بہتی ہیں، جیسا کہ ان کی کمی وتقصیر کی وجہ سے تاریکی اچک لے گئی ہے، اگر اس کا دل غمگین اور مصیبت زدہ ہو جائے تو عشق کے دودھ سے مسلسل راستے پر رواں دواں رہتا ہے، میں تنہا ہی سراسیمہ عاشق ہوں اور زیادہ دشمنوں سے خوفزدہ اور جھڑکا ہوا ہوں کئی بار میں اپنے دین سے خوش ہوا اور اس نے مجھے مسرور کیا، میں نے اسے اعمال صالحہ سے روشن کیا تو اس نے بھی مجھے روشن کیا، میں بہتری مجالس کا ہمنشیں بنا اور کئی بزرگوں سے ملاقات کی، اس کی دعوت میں میں جلدی سے شریک ہو گیا، اپنی فضیلت سے میں نے اس کے نقص کو آشکارہ کیا اور چھوڑ دیا، اس کے دل وحلق میں درد تھا، گویا کہ میری تعریف، میرے حاسدین کے کانوں میں دوشیزہ معانی کو سمیٹے ہوئے ہے، "تقی الدین" کی تلوار ہر نکلنے والے مسلح شجاع کی گردن میں لگ کر اسے زمین کی طرف ہانکنے [1] والی ہے۔

آپ نے اس کے معز الدین فرخشاہ بن شہنشاہ کی مدح سرائی میں کہا۔ کیا تو سرگرداں اور آبدیدہ شخص پر مہربانی کرنے والا اور عشق کو اس وقت پناہ دینے والا ہے جب اس کی چولیں ڈھیلی پڑ جائیں، یہ بات بعید ہے کہ قاتل اپنے مقتول پر رحم کرے، اس کا نیزہ دل میں نرمی سے نہیں گھسا، جب سے میں اس عشق میں تر دامن ہوا اور جب سے مجھے عشق کی بیماری لگی اس وقت سے میں لحیم وشحیم نہیں ہوا، میں نرم نازک جادوگر کی الفت میں مبتلا ہوا، اسی کی نگاہوں کی وجہ سے انگلی کے پورے نے فخر وتکبر کو کم قیمت اور سستا کر دیا ہے، میں اپنی سراسیمگی کا علاج اپنے معشوق کے پاس تلاش کرتا ہوں، ناز ونخرے والا کب اپنے عاشق کی جھاڑ پھونک کرتا ہے؟

میں نے اس کے عشق میں کتنی آہ وبکا کی، کاش مجھے آہ بھرنا فائدہ دیتا، اس کے وصل میں کچھ ضروریات تھیں اگر وہ پوری ہو جاتیں تو اس کے میٹھے ہونٹوں کے پاس ہوتیں، اے حسن میں یگانۂ روزگار تو حسن کی انتہا کو پہنچا ہوا جیسے میں عشق میں انتہاء کو پہنچا ہوا ہوں، تیرے متعلق مجھے کئی لوگوں نے ملامت کی تا کہ میں بوجہ ملامت اپنی زندگی جو تو ہے اس سے باز آ جاؤں، میں اس کے پہلو میں آنسو بہاتا ہوں، اگر اسے عشق کی لگی اور رونے کی آواز محسوس ہوتی تو میں اسے مسکراتی کنکھیوں سے دیکھتا، اے وہ صنم! جس کے محاسن اور مرے حال کا اسے علم ہے میں فکرمندی اور سوال نہ کرنے کے درمیان حیران وپریشان ہوں، دو متضاد ومخالف چیزیں ایک لفظ میں جمع ہو گئیں اور مرے اس کے عشق میں دو معنی ہیں، کیا تو فضیلتوں والا نہیں اگر ان

(۱) چیرنے والی، دونوں معنی احتمال ہے، از علوی

میں سے کم سے کم فضیلت کو خاص کیا جائے تو میرے علاوہ اس پر کوئی فخر نہیں کرے گا۔

وہ اشعار جو "تاج الدین کندی" نے "عمارہ یمنی" کے بارے کہے جب اس نے کافروں اور محدین کی ملک صلاح الدین کے قتل کرنے پر مدد کی تھی اور انہوں نے دوبارہ فاطمی حکومت قائم کرنا چاہی، تو اس نے اپنے معاملے میں مدد دی، جس کی پاداش میں اس ۵۹۹ھ کو سولی دیئے جانے والے لوگوں کے ساتھ سولی دی گئی۔

"عمارہ" نے اسلام میں خیانت کا مظاہرہ کیا، اور اس میں گرجے اور صلیب سے معاہدہ کیا، تو وہ احمد کے بغض میں شرک کا شریک ہوگیا، اور صلیب کی محبت میں سخت ہوگیا، وہ ملنے کے مقام کا طبیب تھا، تو اگر اسے چبالے تو نفاق میں اسے سخت لکڑی پائے گا، نیز آپ نے کہا۔

ہم آسودہ دنوں میں رہنے کے ساتھ رہے، جن میں ہم لذتوں کے دریا میں تیرتے تھے جب یہ دن گزر گئے تو مجھے ان کا گھٹنا ایسا لگا جیسے میں خواب اور نیند میں ہوں، بڑھاپے نے مجھے بٹھادیا تو کوئی چارا گری کام نہ آئی، اگر چہ میں اسے ناراضگی اور ملامت سے کشادہ کردوں، وہ مسافر ہے جو ہمیشہ برداشت سے کام لیتا ہے اور آئے دن ہلاکت کی طرف کھنچتا چلا جاتا ہے، میں سال بسال شمار کرتا رہا، اور اب میں دن بدن کی گنتی کرتا ہوں۔

العز محمد بن حافظ عبدالغنی المقدسی [۱] ... آپ کی پیدائش ۵۶۶ھ میں ہوئی، آپ کے والد نے آپ کو "الکثیر" سے سماع کرایا، پھر آپ خود بغداد چلے گئے جہاں "مسند احمد" پڑھی، جامع دمشق میں آپ کا حلقۂ درس لگتا تھا، آپ "معظم" کے ساتھیوں میں سے تھے، آپ بڑے دیندار، نیک، پرہیزگار اور حافظ تھے اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کے والدین پر رحمت کرے۔

ابوالفتوح محمد بن علی بن المبارک [۲] ... الخلاطی بغدادی، کثیر سے سماع کیا، آپ خلیفہ اور ملک اشرف بن عادل کے قاصدوں میں آیا جایا کرتے تھے، بڑے علقمند، متدین، معتبر اور سچے آدمی تھے۔

الشریف ابوجعفر ... یحییٰ بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن علی علوی حسینی، بصرہ میں اپنے باپ کے بعد "طالبیوں" کے نقیب تھے، آپ شیخ، ادیب، فاضل اور کئی فنون سے واقف خصوصاً علم انساب، عربوں کی جنگوں اور ان کے اشعار کو جانتے تھے، ان میں سے اکثر چیز آپ کو از بر تھیں آپ خلیفہ "ناصر" کے ہمنشینوں میں سے تھے، آپ کے عمدہ اشعار میں سے چند یہ ہیں:

تجھے وہ کان مبارک ہو جسے ملامت نہیں زیب دیتی، اور ایسا زخمی دل جو نہ اکتائے اور نہ تسلی پائے، گویا محبت مجھ پر فرض ہوگئی اور میرے دل کو اس کے سوا کوئی کام ہی نہیں، میں اس فراق کا خواہشمند ہوں جس کی اصل ناز نخرہ ہو، اگر ہجر و فراق نہ ہوتا تو وصل بھی شیریں نہ ہوتا، جب بے رخی و بے توجہی اکتاہٹ سے ہو تو محبوب کے لئے ارادۂ قتل بہت آسان ہوتا۔

ابوعلی مزید بن علی ... ابن مزید جو "ابن خشکری" کے نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں مشہور شاعر ہیں، ان کی اپنی "کلیات" بھی ہیں، "علامہ ابن الساعی" نے اس کا کچھ حصہ بیان کیا ہے، ان میں سے یہ قول بھی ہے۔

میں نے فراق کے روز تجھ سے ایک نظر کی خواہش کا سوال کیا تھا، جو تو نے گوارا نہ کی تو رضا و تسلیم مشکل ہوگئی، مجھے حیرانگی ہے کہ تو کیسے "نہ" کرتی ہے، جبکہ تیرے چہرے میں تو "ہاں" لکھا ہے، تو اے میری محبوبہ! نون سے مراد تو "ابرو" اور عین سے آنکھ اور میم سے منہ مراد ہے۔

ابوالفضل رشوان بن منصور ... ابن رشوان کردی جو "نقف" کے نام سے مشہور ہیں، اربل میں پیدا ہوئے، ایک فوجی کی خدمت پر مامور ہوئے، بڑے ادیب و شاعر شخص تھے، ملک عادل کے ساتھ خادم رہے آپ کے اشعار میں سے یہ قول ہے۔

تلواروں اور نیزوں کے بارے میں مجھ سے پوچھ، اور ان گھوڑوں کے متعلق جو چوپائی ہواؤں سے سبقت لے جاتے ہیں، ان شیروں کے

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۱/۱۳۰۱، ۱۳۰۲/۴، ۳. ذیل الروضتین ۹۹ المختصر المحتاج ۱/۸۲ النجوم الزاھرۃ ۵۶ ۵/۵۷

(۲) ذیل الروضتین ۹۹ شذرات الذھب ۵/۵۳ النجوم الزاھرۃ ۶/۲۱۵

بارے میں جن کا وقف مال گندم گوں نیزے ہیں، جب شیر جنگ کرنے کا ارادہ کرتے ہیں، جب جنگ میں کوئی چیخ کر بلاتا ہے تو میں عقل وخرد کے لحاظ سے ثابت قدم ہوتا ہوں، میں اپنی جان کو موتوں کے گہرے سمندر میں داخل کر دیتا ہوں جب وہ موجزن ہو، مجھے زخموں کا خوف نہیں ہوتا، بہت سی راتوں کو بیدار ہو کر صبح کے انتظار میں تارے دیکھتے گزار دیا، اور بہت سے ویرانیوں میں میرا گھوڑا دوپہر کو آیا اور گیا، تیری آنکھ کی خاطر میں مصائب برداشت کرتا رہا ہوں، اور جنگ میں لاچار ہو کر ثابت قدم رہتا ہوں۔

محمد بن یحییٰ......ابن ھبۃ اللہ ابونصر النحاس واسطی، اس نے ''السبط'' کی طرف یہ اشعار لکھے:

جب میری عمر ۸۰ سال ہوگئی تو بہت سی کہنے والیوں نے مجھے کہا، اس طرح زندگی گزار کہ باقی رہ اور سلامت رہ، ہمیشہ رہ، اور زندگی کی روح سونگھ، کیونکہ یہ صعدہ مقام کے تاریک گھر سے بہتر ہے، تو میں نے ان سے کہا کہ: مرا عذر تمہارے سامنے ''زہیر'' کے گھر میں تیار کیا گیا ہے سو جان لے اور خوب جان لے، میں زندگی کی تکلیفوں سے اکتا گیا ہوں اور جو شخص اسی سال تک زندہ رہے تو لازماً وہ اکتا جائے گا۔

آغاز ۶۱۴ھ

اس سال کے محرم میں جامع اموی کے اندر فرش کا کام پایۂ تکمیل تک پہنچا، معتمد مبارز الدین ابراہیم متولی نے دمشق پہنچ کر خوشی خوشی باب الزیارہ کے پاس اپنے ہاتھ سے آخری چوکا لگایا، اس سال بغداد میں دجلہ کی سطح بہت بڑھ گئی پانی کی سطح بلند ہو کر قبروں تک پہنچ گئی صرف دو انگلیوں کا فاصلہ رہ گیا، پھر پانی اس کے اوپر سے پھر گیا، جس کی وجہ سے لوگوں نے ہلاکت کا یقین کر لیا، یہ سلسلہ مسلسل سات راتیں اور آٹھ دن جاری رہا، پھر اللہ تعالیٰ کا احسان ہوا، تو پانی کم ہونا شروع ہو گیا، اور بڑھوتری کم ہوگئی، بغداد ٹیلوں کی طرح رہ گیا، اکثر مکانات گر گئے۔

اس سال ''نظامیہ'' میں ''محمد بن یحییٰ بن فضلان'' نے درس دیا، جہاں ان کے پاس قاضی حضرات اور نامور شخصیات حاضر ہوئیں، اس سال ''صدر بن حمویہ'' عادل کی طرف سے خلیفہ کے پاس قاصد بن کر گئے، اسی سال اس کا بیٹا فخر بن کامل ''معظم'' کے پاس اپنے بیٹے اقسیس حاکم یمن کے لئے اس کی بیٹی کا رشتہ مانگنے گیا، اور دمشق میں بڑے پیمانے پر نکاح ہوا۔

اس سال ''سلطان علاؤ الدین خوارزم شاہ محمد بن تکش'' ہمدان سے بغداد پہنچا، اس کے ساتھ چار لاکھ جنگجو تھے، بعض نے چھ لاکھ بتائے ہیں، تو خلیفہ اس کے لئے مستعد ہوا، اور فوجیں طلب کیں خلیفہ کو پیام بھیج کر، ملوک سلجوقیہ کے دستور کے مطابق آگے ہونے کا مطالبہ کیا، اور یہ کہ بغداد میں اس کا خطبہ جاری ہو، خلیفہ نے اسے کوئی جواب نہ دیا، شیخ شہاب الدین سہروردی کو اس کے پاس بھیجا، جب آپ پہنچے تو اس نے ان کی عظمت اور بادشاہوں کا ان کے سامنے بکثرت کھڑے رہنے کا مشاہدہ کیا، آپ سونے کی گاڑی میں ساکھو کے تخت پر بیٹھے تھے، آپ پر بخاری کی قبا تھی جس کی قیمت پانچ درہم کے مساوی تھی، سر پر ایک درہم کا چمڑا تھا، آپ نے جب اسے سلام کیا تو اس نے تکبر سے جواب نہ دیا، اور نہ بیٹھنے کی اجازت دی آپ نے تخت کی ایک جانب کھڑے ہو کر بہت عظیم خطبہ دیا، جس میں بنو العباس کی فضیلت اور شرف کا ذکر کیا، اور وہ احادیث پیش کیں جن میں انہیں تکلیف دینے سے روکا گیا ہے بادشاہ کا ترجمان ان باتوں کو اس کے سامنے دہراتا گیا، اس پر بادشاہ نے کہا کہ:

تو نے جو خلیفہ کی فضیلت ذکر کی وہ تو ایسا نہیں، لیکن جب میں بغداد آؤں گا تو اس کو کھڑا کروں گا جس میں یہ صفت ہوگی اور جو تم نے انہیں تکلیف دینے کی نہی بیان کی تو ان میں سے کسی کو میں نے کوئی تکلیف نہیں پہنچائی، لیکن خلیفہ کے جیل خانوں میں انہی کے بہت سے افراد ہیں جو قید خانوں میں ہی پیدا ہو رہے ہیں، اسی نے بنی العباس کو اذیت دی ہے، تو آپ نے اسے چھوڑ دیا اور اس کے بعد کوئی جواب نہ دیا۔

سہروردی رحمہ اللہ وہاں سے واپس ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے بادشاہ اور اس کی فوج پر تین دن بڑی برفباری کی، یہاں تک کہ خیمے اور چبوترے بھر گئے۔ اور سر برآوردہ لوگوں کے سروں تک پہنچ گئی، لوگوں کے ہاتھ پیر شدت کی سردی سے کٹ گئے، اور ان پر ایسی مصیبت آئی جس کی کیفیت بیان سے باہر ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں ناکام نامراد واپس دفع کر دیا۔ الحمد للہ

اس سال وہ صلح جو" عادل" اور فرنگیوں کے مابین تھی منقطع ہوگئی، اتفاقاً" عادل" مصر سے آیا اور بمقام" بیسان" اس کی اور اس کے بیٹے" معظم" کی ملاقات ہوگئی، فرنگی" عکا" سے نکلے اور تمام ملوک سواحل نے ان کا ساتھ دیا، سب کے سب عادل سے پنجہ آزمائی کے لئے آپہنچے، جب عادل کو ان کا احساس ہوا اور ان کی فوجوں کی کثرت اور اپنی فوجوں کی قلت دیکھی تو راہ فرار اختیار کی، یہ دیکھ کر اس کے بیٹے" معظم" نے کہا: ابا حضور! کہاں کو چلے؟ تو" عادل" نے اسے عجمی زبان سے سب وشتم کیا، اور اسے کہا: تو نے ملک شام تو اپنے غلاموں کو بطور جائیداد دے رکھا اور لوگوں کی اولاد کا خیال نہیں، اس کے بعد" عادل" نے دمشق کا رخ کیا، اور اس کے والی" معتمد" کو لکھا کہ اسے فرنگیوں کے مقابلہ میں پناہ دے اور" داریا" سے قلعہ کی طرف سامان رسد منتقل کرے، اور" داریا" قصر حجاج اور شاغور کی زمینوں پر پانی چھوڑ دے، لوگوں کو اس بات سے بڑا اندیشہ ہوا، وہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا وانکساری میں لگ گئے، جامع مسجد میں بڑی چیخ وپکار سے دعائیں ہوئیں، سلطان متوجہ ہوا تو" مرج الصفر" میں ڈیرہ لگایا، وہاں سے اہل مشرق کے بادشاہوں کو فرنگیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے یہاں آنے کا پیام دیا۔

ان میں سے جو سب سے پہلے پہنچا وہ حمص کا حاکم اسد الدین تھا، لوگوں نے اس کا استقبال کیا، اس نے" ست الشام" کو اس کے گھر میں ہسپتال کے پاس سلام کیا، پھر اپنے گھر لوٹ آیا، ادھر فرنگی بیسان پہنچ چکے تھے جہاں انھوں نے غلوں، جانوروں او جو کچھ پایا اس میں لوٹ کھسوٹ شروع کر دی، بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور کئیوں کو غلام بنالیا، پھر ایسا فساد زمین میں قتل وقید اور غارتگری کا شروع کیا جس کی ابتدا بیسان اور انتہا بانیاس تک تھی، جولان کی زمینوں سے نوی وغیرہ علاقوں تک نکل گئے، ادھر" ملک معظم" نے کوچ کر کے لبن کی گھاٹی پر نابلس اور قدس کے درمیان پڑاؤ کیا، کیونکہ اسے" قدس" کے بارے میں فرنگیوں کا خوف تھا، اس لئے وہ بہت اہم تھا، فرنگیوں نے قلعۂ طور کا بہت سخت محاصرہ کیا، اور اس کے بہادروں نے اس کا بڑا مضبوط دفاع کیا، فرنگی منہ کی کھا کر واپس" عکا" پلٹ گئے، ان کے ساتھ مسلمان قیدی تھے،" ملک معظم" نے طور آ کر امراء کو قیمتی جوڑے دیئے اور ان کے دلوں کو خوش کیا، پھر اس نے اور اس کے باپ نے اس کی ساقط شدہ حالت پر ہی اتفاق کرلیا، جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

شیخ امام علامہ شیخ عماد[1]... حافظ عبدالغنی کے بھائی، ابواسحاق ابراہیم بن عبدالواحد بن علی بن سرور مقدسی، شیخ عماد اپنے بھائی حافظ عبد الغنی سے دو سال چھوٹے تھے، ۵۵۱ھ ایک جماعت کے ہمراہ دمشق آئے، اور بغداد دو دفعہ داخل ہوئے، حدیث کا سماع کیا، آپ بڑے عابد زاہد، متقی اور پرہیزگار، بہت زیادہ روزے رکھنے والے تھے ایک دن روزہ اور ایک دن افطار کرتے، آپ فقیہ اور مفتی بھی تھے،" کتاب الفروع" آپ کی ہے نیز" احکام" تصنیف کی لیکن وہ مکمل نہ ہوسکی، شیخ موفق کے ساتھ حنابلہ کے محراب میں امامت کراتے، اور وہ بغیر محراب کے نماز پڑھتے تھے۔

پھر بعد میں ۶۱۷ھ میں محراب وضع کئے گئے، اسی طرح لوگوں کی قضاء شدہ نمازوں کی امامت کراتے، یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے یہ کام کیا، جس دن آپ روزے سے تھے مغرب کی نماز پڑھی پھر اپنے گھر دمشق میں واپس ہوئے، افطار کیا تو اچانک فوت ہوگئے،" جامع اموی" میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی، شیخ موفق نے ان کی عیدگاہ کے پاس نماز جنازہ پڑھائی، پھر انہیں لے کر دامن کوہ کی طرف چڑھے، لوگوں کے اژدھام کی وجہ سے آپ کی وفات کا دن جمعے کا دن لگتا تھا۔

شیخ سبط ابن الجوزی فرماتے تھے، لوگ کہف سے مغارۃ الدم وہاں سے منطور تک پھیلے ہوئے تھے ان کے سروں پر اگر تل گرایا جاتا وہ زمین پر نہ گرتا، شیخ سبط ابن الجوزی فرماتے ہیں: جب میں اسی رات واپس ہوا تو میں نے ان کے اور ان کے جنازے اور وہاں حاضر ہونے والوں کی کثرت میں غور وفکر کرنی شروع کی، تو میں نے کہا کہ یہ نیک آدمی تھے، شاید انہوں نے قبر میں رکھے جانے کے وقت اپنے رب کو دیکھا ہو اور میرے ذہن میں، سفیان ثوری رحمہ اللہ کے وہ اشعار جو انہوں نے اپنی وفات کے بعد خواب میں سنائے تھے چکر لگانے لگے۔

قبر میں رکھے جانے کے وقت میں نے اپنے رب کو آمنے سامنے دیکھا، تو آپ نے فرمایا اے سعید کے بیٹے تجھے میری خوشنودی مبارک ہو،

---

(۱) التاج المکلل ۲۲۵، ۲۲۷. ذیل طبقات الحنابلہ ۹۳. ۶/۱۰۶. شذرات الذھب ۵۳. ۵/۶۰

جب رات کی تاریکی ہو جاتی تھی تو تو زخمی دل اور مشتاق آنسوؤں کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوتا تھ، تجھے اختیار ہے جو محل چاہے لے لے، اور مری زیارت کر کیونکہ میں تجھ سے دور نہیں ہوں۔

پھر میں نے کہا امید ہے: کہ عماد نے بھی سفیان ثوری کی طرح اپنے رب کو دیکھا ہو، میں اسی حالت میں سو گیا تو میں نے شیخ عمار کو خواب میں دیکھا کہ ان پر سبز لباس اور عمامہ ہے وہ ایک کشادہ جگہ میں ہیں شاید وہ کوئی باغ تھا، وہاں ایک وسیع چوڑی سیڑھی پہ چڑھ رہے ہیں، میں نے کہا یا عماد الدین! رات کیسے گزری؟ بخدا میں آپ کے بارے متفکر ہوں؟ تو انھوں نے مری طرف دیکھ اور حسب عادت جیسا کہ میں دنیا میں ان کی اس عادت سے واقف تھا، مسکرا دیئے، پھر انھوں نے کہا:

میں نے اپنے رب کو اس وقت دیکھا جب مجھے میری قبر میں اتارا گیا، میں اپنے دوستوں، اہل وعیال اور پڑوسیوں سے جدا ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھے مری طرف سے اچھا بدلہ ہو، میں تم سے راضی ہوں مری معافی اور رحمت تمہارے شامل حال رہے، عفو و درگذر پر تو نے ایک عرصہ تک سعی کی، تو مری جہنمی آگ سے بچایا گیا اور مری جنت سے ملایا گیا ہے، سبط ابن الجوزی فرماتے ہیں۔ کہ میں بیدار ہو گیا تو مجھ دہشت کا عالم تھا پھر فوراً میں نے یہ اشعار لکھ لئے، واللہ اعلم۔

قاضی جمال الدین ابن الحرستانی...... عبد الصمد بن محمد بن ابو الفضل ابو القاسم انصاری ابن حرستانی دمشق کے قاضی القضاۃ تھے، آپ ۵۲۰ھ میں پیدا ہوئے، آپ کے والد اہل حرستان سے تھے، وہ باب توما میں اترے اور مسجد زینی کی امامت کرنے لگے، آپ کے اس بیٹے نے بڑی اچھی پرورش پائی، حدیث کا بہت سے لوگوں سے سماع کیا، حافظ ابن عساکر کے بہت سے مشائخ کے درس میں شریک تھے، آپ حجرۂ حضر میں سماع کرانے کے لئے بیٹھتے تھے، وہیں ہمیشہ نماز پڑھتے، جامع مسجد میں آپ کی نماز فوت نہیں ہوتی تھی، آپ کا گھر حوریہ میں تھا اور درس مجاہدیہ میں دیا، آپ نے اس اچھی حالت پر کافی عمر پائی۔ واللہ اعلم۔

فیصلہ کی عدالت میں ابن عصرون کے نائب ہوئے، لیکن اس عہدے سے نباہ نہ ہوا، چھوڑ چھاڑ کر گھر بیٹھے رہے، نمازیں جامع مسجد میں ادا کرتے، ادھر "عادل" نے قاضی ابن زکی کو معزول کر دیا، اور آپ پر عہدۂ قضا لازم کر دیا اس وقت آپ کی عمر ۹۲ سال تھی، نیز "عزیزیہ" کی تدریس بھی آپ کے سپرد کر دی، "عادل" نے "تقویۃ" کا کام ابن زکی سے لے کر فخر الدین ابن عساکر کو دے دیا تھا، علامہ ابن عبد السلام فرماتے ہیں: کہ میں نے ابن الحرستانی سے زیدہ فقیہ کوئی شخص نہیں دیکھا، امام غزالی کی "الوسیط" یاد کرتے تھے، اس بات کو کئی لوگوں نے بیان کیا کہ سب سے زیادہ عادل اور حق کو قائم کرنے والے تھے اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پروا نہیں کرتے تھے، آپ کے بیٹے عماد الدین جامع دمشق میں خطابت کرتے تھے، مشیخہ اشرفیہ آپ کے نائب ہوئے۔

قاضی جمال الدین "مدرسہ مجاہدیہ" میں فیصلے کے لئے تشریف فرما ہوئے، بادشاہ نے آپ کی طرف تکیہ اور چادر روانہ کی کیونکہ آپ پیر سال آدمی تھے، آپ کے بیٹے آپ کے سامنے بیٹھتے، جب اس کے والد اٹھ جاتے تو وہ ان کا جانشین ہوتا، پھر انہوں نے اپنے اس بیٹے کو اس نیابت سے معزول کر دیا کیونکہ انہیں اس کے متعلق کوئی شکایت ملی تھی، اور شمس الدین شیرازی کو اپنا نائب مقرر کر لیا، وہ آپ کے سامنے "ایوان" کی مشرقی جانب بیٹھتا، اس کے ساتھ شمس الدین ابن سنا الدولہ اور شرف الدین بن موصلی حنفی کو بھی نائب بنا لیا، یہ مدرسہ کے محراب میں تشریف فرما ہوتے، آپ مسلسل دو سال چار ماہ حاکم و قاضی رہے، پھر ۴ ذوالحجہ بروز ہفتہ ۹۵ سال کی عمر میں وفات پائی، جامع دمشق میں جنازہ ہوا اور قاسیون کے دامن کوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

امیر بدر الدین محمد بن ابی القاسم...... ہکاری، قدس میں واقع مدرسہ کے بانی، آپ نیک امیر تھے، ہمیشہ آپ کو شہادت کی تمنا رہتی، چنانچہ فرنگیوں نے آپ کو کوہ طور کے قلعہ میں شہید کر دیا اور اپنی تیار کردہ قبر میں بمقام قدس دفن کیا گیا جہاں آج تک مزار ہے۔

شجاع محمود المعروف بابن الدماغ...... یہ "عادل" کا دوست تھا، اسے ہنساتا، اس نے ان لوگوں سے بہت سے اموال حاصل کیے، آپ کا گھر باب فرنگ میں تھا، جسے اس کی بیوی نے حنفیہ اور شافعیہ کے لئے مدرسہ بنایا، جس پر وسیع جائداد وقف کی۔

شیخہ صالحہ عابدہ زاہدہ...... عالمہ عورتوں کی شیخہ، آپ نے "دہن اللوز" کا لقب اختیار کیا، نورنجان کی بیٹی یہ ان کی فوت ہونے والی بیٹوں میں سے سب سے آخری بیٹی ہیں، انہوں نے اپنا تمام مال اپنی مشہور بہن بنت العصبہ کی قبر پر وقف کر دیا۔

آغاز ۶۱۵ھ

اس سال کے آغاز پر عادل مرج الصفر میں فرنگیوں سے برسر پیکار ہونے کے لئے مقیم تھا، اور اپنے بیٹے "معظم" کو قلعہ طور کو ویران کرنے کا حکم دیا، معظم نے اسے ویران کر کے اس میں رکھا سامان حرب، فرنگیوں کے اندیشے کی وجہ سے، دوسرے شہروں کی طرف منتقل کر دیا، ربیع الاول میں فرنگی "دمیاط" اترے، جمادی الاولی میں "برج السلسلہ" پر قبضہ جمالیا، یہ بڑا محفوظ قلعہ تھا، اور جو بلاد مصر کے لئے تالے کی حیثیت رکھتا تھا، اسی سال معظم اور فرنگیوں کی "القیمون" پر مڈبھیر ہوئی، اس نے انہیں شکست دی ان کے کئی افراد قتل کر دئے، اور سو عدد (۱۰۰) "الداویہ" کو قیدی بنالیا، پھر اس نے ان کے سرداروں کو سرنگوں کر کے قدس میں داخل کیا۔

اس سال موصل میں پے در پے بادشاہوں کے فوت ہونے کی وجہ سے کئی مصائب پھوٹ پڑے، یہ بادشاہ "قرارسلان" کے بیٹے تھے، ان کے باپ کا غلام بدرالدین لولو امور سلطنت پر مسلط ہو گیا، واللہ اعلم، اس سال روم کا بادشاہ کیکارلیس بن سنجر، حلب کی حکومت چھیننے کے لئے متوجہ ہوا، جس پر افضل بن صلاح الدین سمیساط کے حاکم نے اس کی مدد کی، البتہ ملک اشرف موسیٰ بن عادل نے اسے اس بات سے روکا، اس نے شاہ روم کو زیر کر لیا، اس کی فوج کو شکست دی، یوں اسے ناکام واپس لوٹایا، اس سال ملک اشرف نے اپنے زیر دست علاقوں کے علاوہ سنجار شہر پر بھی قبضہ کر لیا۔

اس سال "سلطان ملک عادل ابوبکر بن ایوب" نے وفات پائی، تو فرنگیوں نے "دمیاط" پر قبضہ کر لیا، اور "دمیاط" کی سرحد سے بلاد مصر کا رخ کیا، جس کا انہوں نے چار ماہ محاصرہ کیا، جبکہ "ملک کامل" ان سے جنگ کرتا اور انہیں روکتا رہا، انہوں نے "برج السلسلہ" پر تسلط حاصل کر لیا جو بلاد مصر کے لئے تالے کی حیثیت رکھتا تھا، وہ دریائے نیل میں جہاں وہ سمندر سے منسلک ہے جزیرہ کے وسط میں واقع ہے، وہاں سے دمیاط پہنچتا ہے، وہ دمیاط کے کنارے اور اس سلسلے کا کنارہ دوسری طرف ہے، اس پر پل بنا ہوا ہے، دوسرا سلسلہ سمندر میں بحری بیڑوں کو روکنے کے لئے ہے، یوں داخل ہونا ناممکن ہے۔

فرنگیوں نے جب اس برج پر قبضہ کر لیا تو یہ بات مسلمانوں پر بڑی شاق گزری "عادل" کو جب بمقام مرج الصفر یہ خبر ملی تو اس نے ایک سرد آہ بھری، مسلمانوں اور ان کے شہروں پر افسوس کرتے ہوئے سینے پر ہاتھ مارا، اسی وقت سے مرض الموت میں مبتلا ہو گیا، جس کا اللہ تعالیٰ ارادہ فرما رہا تھا، پھر جب ۷ رجمادی الثانیہ جمعہ کا دن ہوا تو عالقین کے گاؤں میں اس نے وفات پائی، اس کا بیٹا "معظم" جلدی سے اس کے پاس پہنچا، اس کے ذخائر کو جمع کیا اور اسے اسٹریچر میں ہمراہ خادم بھیجا کہ گویا بادشاہ بیمار ہے، جب اس کے پاس کوئی ایک سلام کرنے آتا تو خصی اس کی طرف سے انہیں سلام پہنچا تا کہ وہ سلام کا جواب دینے سے عاجز رہے، جب اسے قلعہ میں پہنچایا گیا، تو کچھ مدت کے لئے اسے وہاں دفن رکھا، اس کے بعد "عادلیہ کبیرۃ" اس کی قبر میں منتقل کر دیا، ملک سیف الدین ابوبکر بن ایوب بن شادی نیک عمدہ سیرت دین و عقل والا جنگوں میں ثابت قدم اور باوقار بادشاہ تھا، اس نے اپنی تمام مملکت سے محرمات، شراب، اور موسیقی کے آلات کا خاتمہ کیا، جو مصر کے دور کے علاقوں سے یمن، شام، جزیرہ اور پورے ہمدان تک پھیلی ہوئی تھی، ان پر اس نے اپنے بھائی "صلاح الدین" کے بعد سوائے حلب شہر کے قبضہ کیا، اور حلب کو اپنے بھتیجے "ظاہر غازی" کے پاس برقرار رکھا، کیونکہ اس نے اپنی بیٹی ست خاتون کا نکاح اس سے کیا تھا۔

"عادل" بڑا حلیم طبع، صاف دل، مصائب پر صبر کرنے والا، بذات خود اور اپنے بھائی کی معیت میں بہت جہاد کرنے والا تھا، فرنگیوں کے ساتھ نبرد آزمائی کے تمام یا اکثر مواقع پر اس کے ساتھ رہا، جس میں اسے بڑی شہرت حاصل ہوئی، وہ اگرچہ کشادہ دست نہ تھا پھر بھی اس نے مصر میں گرانی کے زمانے میں فقراء پر بہت سا مال خرچ کیا، ضرورتمند لوگوں کی اولاد اور اسی طرح اور لوگوں پر بہت زیادہ صدقہ کیا، پھر اس نے دوسرے سال گرانی والے سال کے بعد ایک لاکھ غرباء و فقراء بے گور و کفن انسانوں کو کفن پہنائے، خصوصا مرض الوفات میں اس نے بہت ہی زیادہ صدقہ کیا حتیٰ کہ اپنے

تمام لباس اور سواری تک کو صدقہ کر دیتا، اور باوجود اکثر ایام روزے کی حالت میں رہنے کے، صحت مند، بسیار خور شخص تھا، کئی عمدہ کھانے تناول کرتا، پھر سوتے وقت ایک رطل دمشقی خشک شیریں حلوہ کھاتا۔

بخار کے اوقات میں اس کی ناک میں ایک بیماری تھی، دمشق میں اس دوران کھڑے ہونے سے قاصر تھا، مرج الصفر میں اس کے لئے خیمہ لگایا جاتا، اس کے بعد وہ شہر میں داخل ہوتا، اس نے ۷۵ سال کی عمر میں وفات پائی، اس کی اولاد کی پوری جماعت تھی، محمد الکامل مصر کے حاکم، عیسیٰ معظم حاکم دمشق، موسیٰ اشرف حاکم جزیرہ، خلاط اور حران، وغیرہ، اوحد ایوب جس کی وفات "عادل" سے پہلے ہو چکی تھی، فائز ابراہیم، مظفر غازی حاکم الرہا، عزیز عثمان، امجد حسن یہ دونوں معظم کے سگے بھائی ہیں، مقیث محمود، حافظ ارسلان حاکم جعبر، صالح اسمٰعیل، القاہر اسحاق، مجیر الدین یعقوب، قطب الدین احمد، خلیل جو سب سے چھوٹا تھا، اور تقی الدین عباس جس کی وفات سب سے آخر میں ہوئی، یہ ۶۶۰ھ تک حیات رہا۔

اس کی بیٹیاں بھی تھیں، جن میں سب سے مشہور الست صفیہ خاتون ہے جو ظاہر غازی حاکم حلب کی بیوی تھی، ملک عزیز کی والدہ تھی، ناصر یوسف کا والد تھا، جس نے دمشق پر قبضہ کر لیا، اس کی طرف ناصریتان جن میں سے ایک دمشق میں اور دوسرا دامن کوہ میں تھا، اسے "ہلاکو خان" نے قتل کیا تھا جیسا کہ اس کی تفصیل بیان ہوگی۔

فرنگیوں کا دمیاط پر قبضہ: ..... جب "عادل" کی موت کی خبر مشہور ہوئی، اس کے بیٹے "کامل" کو دمیاط کی سرحد پر جب وہ فرنگیوں کے ساتھ صف آرا تھا، پہنچی، اس خبر نے مسلمانوں کے اعضاء کو کمزور کر دیا اور ان کی ہوا اکھڑ گئی، پھر "کامل" کو دوسری خبر یہ پہنچی کہ امیر ابن المشطوب، جو مصر کے سب سے بڑے امیر تھے، انھوں نے "کامل" کی بجائے "فائز" کی بیعت کا ارادہ کر لیا ہے، تو وہ تنہا ہی سواروں کا دستہ لے کر مصر میں داخل ہو گیا تا کہ وہ اس بڑی مصیبت کا تدارک کر سکے، جب فوج نے اسے اپنے درمیان نہ پایا تو ان کا نظام بگڑ گیا، اور یہ گمان کرنے لگے کہ شاید "عادل" کی موت سے بھی زیادہ کوئی بڑا واقعہ پیش آیا ہے۔

تو یہ بھی اس کے پیچھے چل پڑے، فرنگیوں نے یہ حال دیکھا تو بڑے امن وامان سے دیار مصر میں داخل ہو گئے، "کامل" کی چھاؤنی اور اس کے برجوں پر تسلط حاصل کر لیا، بڑی بدحواسی پھیل گئی، یہ سب اس غالب حکمت والے خدا کی تقدیر سے ہوا، جب "کامل" مصر میں داخل ہوا تو وہ کچھ در پیش نہ آیا، جس کا اسے گمان تھا، یہ فرنگیوں کی ایک جنگی اس کی م تھی، ابن المشطوب "کامل" سے بھاگ کر شام پہنچ گیا، پھر فی الفور لشکر میں سوار ہو کر فرنگیوں کی طرف چل نکلا، ادھر معاملہ ہاتھ سے نکل چکا تھا، کئی شہروں پر انہوں نے قبضہ کر لیا بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا، وہاں موجود دیہاتیوں نے لوگوں کے مال ومتاع میں خرابی شروع کر دی، یوں یہ لوگ فرنگیوں سے زیادہ نقصان دہ ثابت ہوئے۔

"کامل" نے فرنگیوں کے سامنے پڑاؤ کیا، اور انہیں "قاہرہ" میں داخل ہونے سے روکتا رہا، جیسا کہ وہ اس سے قبل سرحد کا ان سے دفاع کرتا رہا، اس نے اپنے بھائیوں کو ترغیب وامداد کے خطوط لکھے، چلو! چلو! جلدی کرو! جلدی کرو! مسمانوں کی امداد کے لئے پہنچو قبل اس کے، کہ فرنگیوں کا پورے مصر پر قبضہ ہو جائے، تو ہر طرف سے اسلامی لشکر اس کی طرف امڈ آئے، ان میں سب سے پہلے جو پہنچا، اشرف تھا اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو منور رکھے، اس کے بعد "معظم" ان کا فرنگیوں سے جو داؤ پیچ ہوا اسے ہم اس سال کے بعد بیان کریں گے۔

اس سال بغداد کا احتساب الصاحب محی الدین یوسف بن ابی الفرج ابن الجوزی نے سنبھالا، اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے والد کے قاعدے کے مطابق وعظ کے وقت پر عمل پیرا رہے، احتساب کے عہدے میں وہ داد وتحسین کے لائق رہے، اس سال اس نے "معظم" کو بدری قبرستان جو شبلیہ کے بالمقابل پل کے پاس ہے، نگران مقرر کیا، جو ثور پر واقع ہے اسے "جسر کحیل" بھی کہا جاتا ہے، یہ حسن بن الدایہ کی جانب منسوب ہے، یہ اور اس کا بھائی نور الدین محمود بن زنگی، کے بڑے امیروں میں سے تھا، ۶۲۰ھ میں اس نے ایک جامع مسجد تعمیر کروائی جس میں بروز جمعہ خطبہ دیتا۔

اس سال علاؤ الدین محمد بن تکش نے "ملک عادل" کی طرف اس وقت قاصد بھیجا جب مرج الصفر میں خیمہ زن تھا، تو اس نے قاصد کے ساتھ دمشق کے خطیب جمال الدین محمد بن عبد الملک الدولعی، اس کی طرف بھیجا، اور ان کی جگہ شیخ موفق عمر بن یوسف بیت الابار خطیب، نائب خطیب مقرر ہوئے، چنانچہ انھوں نے ان کا کام سنبھالتے ہوئے "عزیزیہ" میں اقامت اختیار کی، یہاں تک کہ وہ واپس آئے اس وقت عادل فوت ہو چکا تھا۔

اس سال موصل کے حاکم ملک قاہر فوت ہوئے، ان کے چھوٹے بیٹے کو ان کی جگہ قائم مقام بنایا گیا، بعد میں وہ قتل ہو گیا تو اتابکی گھرانے کا شیرازہ بکھر گیا، اور امور مملکت پر اس کے باپ کے غلام بدرالدین لؤلؤ نے تسلط حاصل کر لیا، اس سال وزیر صفی الدین عبداللہ بن علی بن شکر کی بلاد مشرق سے ''عادل'' کی وفات کے بعد واپسی ہوئی، پھر ان کے متعلق ''علم الدین'' نے ایک مقامہ تیار کیا جس میں اس کی مدح کی، مورخین نے ذکر کیا ہے کہ وہ بڑا متواضع اور فقراء وفقہاء سے محبت رکھتا تھا، اور جس وقت اپنی وزارت کی شان وشوکت میں لوگوں کے پاس سے گزرتا تو انہیں سلام کرتا، بعد میں وہ اسی سال ایک مصیبت میں گرفتار ہوئے، وہ یہ کہ ''کامل'' جو اس کے ہٹانے اور دور کرنے کا سبب تھا اس نے اپنے بھائی ''معظم'' کو اس کے بارے لکھا تو اس کے مال وذخائر پر قبضہ کر لیا، اور اس کے بیٹے کو حکومتی دفاتر کی نگرانی سے معزول کر دیا، جو اپنے باپ کی غیر حاضری کے زمانے میں اس کا نائب ہوتا تھا۔

اس سال کے رجب میں رنڈیوں، شراب، گلوکاروں اور اس کے علاوہ دیگر فواحش ومنکرات کی ضمان بحال کر دی جسے اس کے باپ نے ختم کر دیا تھا، اس وقت یہ حالت تھی کوئی ایک مٹھی شراب بھی دمشق کی طرف منتقل کرنے کی جرات نہ کر سکتا تھا الا یہ کہ وہ کوئی خفیہ طریقہ استعمال کرتا، تو اللہ تعالیٰ ''عادل'' کو جزائے خیر عطا فرمائے، اور ''معظم'' نے جو کچھ کیا اس پر اسے اچھا بدلہ نہ دے!

''معظم'' نے یہ عذر پیش کیا کہ اس نے یہ برا کام فوجیوں کے لئے مال کی کمی اور فرنگیوں کے ساتھ لڑائی کے اخراجات کی ضرورت کی وجہ سے کیا، اسے یہ غلطی اپنی جہالت اور دین کی کمی اور معاملات میں عدم معرفت کی وجہ سے لگی، یقیناً یہ کام ان پر دشمنوں کو غالب اور ان کے خلاف ان کی مدد کرے گا، اور ان پر بیماری کو قدرت دیگا، اور لشکر کو جنگ سے ہٹائیگا، اس کی وجہ سے وہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے، یہ ایسی بات ہے جو شہروں کو تباہ برباد اور حکومتوں کو بدل دیتی ہے، جیسے کہ ایک حدیث میں آتا ہے ''جب میری معرفت رکھنے والا میری نافرمانی کرتا ہے تو میں اس پر ایسے شخص کو مسلط کر دیتا ہوں جسے میری معرفت نہیں ہوتی'' اور یہ بات کسی عقلمند سے ڈھکی چھپی نہیں۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

قاضی شرف الدین..... ابو طالب عبداللہ بن زین القضاۃ عبدالرحمٰن بن سلطان بن یحییٰ اللخمی نابینے بغدادی، آپ علم الاوائل کی طرف منسوب تھے، لیکن وہ ظاہریہ کے مذہب میں مشہور تھے، علامہ ابن سباعی نے ان کے متعلق فرمایا ہے: کہ وہ داؤدی المذہب تھے اور نقد وادب میں معری تھے، ان کے اشعار میں سے یہ شعر ہیں:

> میں ہر ملنے والی تکلیف پر اللہ تعالیٰ کی طرف ہی شکایت کرتا ہوں، اس روز وہ تیز رفتار اونٹنیوں پر راہ فرار اختیار کر گئے، میں نے تم سے سواریوں کے باندھنے والے کے متعلق پوچھا، اور میرا تمہارے پاس سے گزرنا فراق سے بھی زیادہ شاق ہے، کیا فراق سے بڑھ کر کوئی اور ذلت ہے؟ اور ملاقات سے زیادہ لذت بخش کوئی زندگی ہے؟

عماد الدین ابوالقاسم...... بغداد کے قاضی القضاۃ عبداللہ بن الحسین بن الدامغانی حنفی، حدیث کا سماع کیا، اور فقہ حنفیہ میں تفقہ حاصل کیا، بغداد کے دو مرتبہ قاضی بنے، جس کی مدت تقریباً ۱۴ سال ہے، آپ قابل تعریف سوانح والے اور حساب وفرائض میراث اور ترکات کی تقسیم سے واقف تھے۔

ابوالیمن نجاح بن عبداللہ حبشی..... سوڈانی نجم الدین خلیفہ ناصر کا غلام، اسے دارالخلافہ کا ''سلمان'' بھی کہا جاتا تھا، یہ خلیفہ سے جدا نہ ہوتا، جب یہ فوت ہو گیا تو خلیفہ کو اس کی وفات پر بہت صدمہ ہوا، اس کے جنازے کا دن لوگوں کے حاضر ہونے کا دن تھا، اس کی نعش کے سامنے سو گائیں، ہزار بکریاں کھجوروں، روٹیوں اور عرق گلاب کے بنڈل تھے، خلیفہ نے بذات خود تاج کے نیچے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، اور اس کی طرف سے مزاروں اور اسی طرح حرمین شریفین کے مجاورین پر صدقہ کر دیا، اور اپنے غلاموں کو آزاد کر دیا، اور اس کی طرف سے پانچ سو محلات وقف کیے۔

ابوالمظفر محمد بن علوان...... ابن مہاجر بن علی بن مہاجر موسی، نظامیہ میں فقہ پڑھا، اور حدیث کا سماع کیا پھر موصل واپس آ گئے، جس کی وجہ سے اپنے ہمعصروں پر فوقیت حاصل کی، مدرسہ بدرالدین لؤلؤ اور اس کے علاوہ دیگر مدارس میں تدریس وافتاء کے لئے پیش رفت کی، یہ بڑے نیک اور دیندار شخص تھے۔

ابوالطیب رزق اللہ بن یحییٰ...... ابن رزق اللہ بن یحییٰ بن خلیفہ بن سلیمان بن رزق اللہ بن غانم بن غنائم التاخدری محدث، سیاح، مسافر، ثقہ، حافظ، ادیب شاعر، ابوالعباس احمد بن برتکش بن عبداللہ العمادی، سنجار کے امیر تھے آپ کے والد ملک عمادالدین زنگی کے غلام تھے، اور یہ ''احمد'' دیندار شاعر اور مالدار، صاحب جائیداد آدمی تھے، قطب الدین محمد بن عمادالدین زنگی نے آپ کے مال کی نگرانی کی اور آپ کو جیل میں ڈال کر بھول گیا اور آپ اسی غم میں جان بحق ہو گئے، آپ کے اشعار میں سے ہے۔

میں نے اسے الوداع کہا تو اس کے آنسو اس کے رخساروں پر ڈھل رہے تھے وہ کہہ رہی تھی، فائدہ مند عمر کا اکثر حصہ گزر چکا ہے، نرمی سے اس بقیہ عمر میں اعمال صالحہ کر!

آغاز ۶۱۶ھ

اس سال شیخ محی الدین ابن الجوزی نے بغداد کے کوتوال کو منکرات کے ختم اور آلات لہو ولعب کو توڑنے کا حکم معظم کے حکم کے خلاف دیا، اور انہوں نے یہ حکم اسے اس سال کی ابتداء میں دیا تھا، اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف اور احسان ہے۔

چنگیز خان کا ظہور اور تاتاریوں کا نہر جیحون کو پار کرنا...... اس سال تاتاریوں نے اپنے شہروں سے، اپنے بادشاہ کی معیت میں نہر جیحون کو عبور کیا، یہ لوگ چینی علاقے طمغاج کے پہاڑوں میں رہتے ان کی زبان دوسرے تاتاریوں سے مختلف تھی، اور بنسبت دیگر تاتاریوں کے یہ لوگ زیادہ بہادر اور جنگوں میں ثابت قدم رہنے والے تھے، ان کے نہر جیحون میں داخل ہونے کا سبب یہ بات بنی کہ ان کے بادشاہ چنگیز خان نے کچھ تاجر بہت سارے مال کے ساتھ خوارزم شاہ کے شہروں کی طرف روانہ کئے جو اس کے پہنچنے کے لئے منافع میں کپڑے حاصل کریں گے، تو ان شہروں کے نائب نے خوارزم شاہ کو لکھا کہ ان لوگوں کے پاس بہت سا مال ہے، خوارزم شاہ کے منہ میں پانی آ گیا اس نے فوراً اسے لکھا کہ ان کا سامان چھین کر انہیں قتل کردو! اس نے ایسا ہی کیا، جب چنگیز خان کو اس کی خبر ملی تو اس نے خوارزم شاہ کو دھمکی کا پیام بھیجا، خوارزم شاہ نے جو کام کیا تھا، بہتر بھی نہ تھا، دھمکی کے بعد خوارزم شاہ کو کسی نے مشورہ دیا: کہ اس کی طرف اقدام اٹھائیں، چنانچہ خوارزم شاہ ان کی طرف روانہ ہو گیا، اس وقت یہ لوگ کشلی خان کے ساتھ جنگ کرنے میں مصروف تھے۔

خوارزم شاہ نے موقع پا کر ان کے مال لوٹ لیے ان کی اولاد اور بچوں کو قیدی بنالیا انہیں خبر ہوئی تو اسلحہ سے لیس ہو کر اس کا رخ کیا، چار دن ایسی جنگ کی کہ ایسی جنگ کا کسی نے سنا نہ ہوگا، وہ اپنے حریم کا دفاع کرتے اور مسلمان اپنی جانوں کو بچانے کے لئے لڑ رہے تھے اور انہیں معلوم تھا کہ جب یہ حکمران بن گئے تو ان کی جڑ کاٹ دیں گے، دونوں فریقوں کے بہت سے لوگ مارے گئے، حتیٰ کہ گھوڑے خون میں پھسلتے تھے مسلمانوں کے تقریباً ۲۰ ہزار افراد مارے گئے، اور تاتاری ان سے بھی دوگنا تھے اس کے بعد دونوں جماعتیں رک گئیں اور واپس اپنے اپنے علاقوں میں چلی گئیں، خوارزم شاہ اور اس کے ساتھیوں نے بخارا وسمرقند میں پناہ لے کر انہیں اپنا قلعہ بنالیا، اور وہاں بہت زیادہ جنگجو چھوڑ آیا، اور اپنے علاقے میں زیادہ فوج کی تیاری کے لئے واپس آیا، ادھر تاتاریوں نے غنیمت جانتے ہوئے، بخارا اور اس میں مقیم بیس ہزار مجاہدین کا قصد کیا، چنگیز خان نے تین دن ان کا محاصرہ رکھا، اہل بخارا نے اس سے امن کا مطالبہ کیا، چنانچہ اس نے امن تو دیا مگر وہاں داخل ہو کر دھوکا دہی سے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا، شہر میں قلعہ حائل ہوا تو اس کا بھی محاصرہ کیا، اور اہلیان شہر کو اس کی خندق پاٹنے کا حکم دیا، تاتاری منبر اور گھروں کی چار دیواری لاتے اور اسے خندق بھرنے کے لئے اسمیں پھینک دیئے، سو انہوں نے اس قلعہ کو دس دن میں زبردستی فتح کرلیا، اور جو لوگ قلعہ بند تھے انہیں قتل کر دیا، پھر چنگیز خان شہر کی طرف پلٹا، تاجروں کا مال پسند کر کے اپنی فوج کے لئے حلال کر دیا، انہوں نے بخارا کے باسیوں کی اتنی تعداد قتل کی جس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، بچوں اور عورتوں کو قیدی

بنالیا، اوران کی اہل کی موجودگی میں ان سے برائی کا ارتکاب کیا۔
لوگوں میں سے کسی نے اپنی حرم کی بیوی کے تحفظ کی خاطر ان سے جنگ کی اور اسے قتل کر دیا جاتا، اور جو قیدی بنائے جاتے انہیں طرح طرح سے عذاب ملتے، شہر میں مردوں، عورتوں اور بچوں کی آہ وبکا اور چیخ وپکار بہت بڑھ گئی، اس کے بعد تاریوں نے اہل بخارا کے گھروں مساجد اور مدرسں میں آگ پھینک دی اور یہ سب چھتوں سمیت گرے ہوئے ویرانوں میں بدل گئے۔
وہاں سے پلٹ کر انہوں نے سمرقند کا رخ کیا، وہاں ان کا جو رویہ رہا ہم اسے آئندہ سال کے ضمن میں ان شاء اللہ تعالیٰ بیان کریں گے، اس سال کی ابتداء میں بیت المقدس کی فصیل خراب کردی گئی جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر سے آباد کیا تھا، اس کا حکم ''معظم'' نے فرنگیوں کے غلبہ کے اندیشے سے دیا تھا، کسی مشورہ دینے والے کے مشورہ کے بعد اس نے ایسا کیا تھا، کیونکہ فرنگی جب اسے حاصل کر لیتے تو اسے پورے شام پر قبضہ کرنے کا ذریعہ بنا لیتے، چنانچہ یکم محرم سے اس نے فصیل گرانے کی مہم شروع کر دی، تو وہاں کے باسی، فرنگیوں کے رات دن حملے کے خوف کے باعث، بھاگ نکلے، اپنا سامان اور مال متاع چھوڑ آئے اور شہر تتر بتر ہو گئے، یہاں تک کہا جاتا ہے: کہ تیل کا ایک کنستر دس درہم میں فروخت ہوا، اور تانبے کا رطل نصف درہم میں، لوگ چیخے اور مسجد اقصیٰ میں لگی چٹان کے پاس اللہ تعالیٰ کے حضور آہ وزاری کرنے لگے، یہ بھی ''معظم'' کا ایک برا کام تھا، علاوہ ازیں ان برائیوں کے جو اس نے گذشتہ سال ظاہر کی تھیں کسی نے ان اشعار میں ''معظم'' کی مذمت بیان کی ہے۔
اس نے رجب میں شراب جائز کی اور محرم میں قدس کو ویران کیا۔
اس سال فرنگیوں نے دمیاط شہر پر تسلط حاصل کر لیا اور وہاں امن وامان سے گھس کر لوگوں سے خیانت کی، ان کے مردوں کو قتل اور عورتوں بچوں کو قیدی بنالیا، عورتوں کی عصمت دری کی، جامع مسجد کا منبر گھروں کی چاردیواری اور مقتولین کے سر جزائر بھیج دیے، انہوں نے جامع مسجد کو ''گرجا گھر'' بنالیا۔
اس سال ''معظم'' قاضی زکی الدین بن زکی پر برہم ہوا، اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کی پھوپھی ست الشام بنت ایوب اپنے گھر جسے اس نے بعد میں مدرسہ بنالیا تھا بیمار ہوگئی، تو اس نے قاضی مذکور کی طرف پیام بھیجا کہ وہ اسے وصیت کرنا چاہتی ہے، قاضی اس کے پاس گواہوں کو لے کر پہنچا اور حسبا اس نے کہا، وصیت لکھ دی، اس پر ''معظم'' نے کہا: کہ وہ میری اجازت کے بغیر میری پھوپھی کے پاس کیوں جاتا ہے وہ اور اس کے گواہ میری پھوپھی آواز سنتے ہیں؟ اتفاق کی بات کہ قاضی نے عزیزیہ کے کلرک سے اس کا حساب مانگا اور اسے اپنے سامنے کوڑے لگوائے، ''معظم'' اس قاضی کو اپنے باپ کے زمانے سے ناپسند کرتا تھا، اس دوران ''معظم'' نے قاضی کی طرف ایک گھڑی روانہ کی جس میں سفید اچکن اور زرد ٹوپی تھی، بعض نے کہا کہ دونوں سرخ میلی تھیں، اور قاصد نے بادشاہ کی طرف سے اس کا حلف اٹھایا کہ وہ ضرور دونوں کو پہن کر دو اہل مقدمہ کے درمیان فیصلہ کرے گا۔
یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہوئی کہ جس وقت اسے یہ پیام ملا تو وہ باب البرید میں واقع اپنے گھر کی دہلیز پر بیٹھا تھا، اور مقدمے بازی کے لئے کوشاں تھا تو ناچار انہیں پہن کر فیصلہ کیا، پھر اپنے گھر داخل ہوا تو مرض موت نے اس کا استقبال کیا، اس کی وفات اس سال کے بعد آئندہ سال کے صفر میں ہوئی، شرف بن عنین شاعر نے عبادت واطاعت کا اظہار کیا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ بھی جامع مسجد میں معتکف تھا تو ''معظم'' نے اس کے پاس شراب اور شطرنج بھیجا تاکہ وہ اس میں مشغول ہو، اس پر ''ابن عنین'' نے اس کی طرف یہ اشعار لکھ کر بھیجے:

اے ملک معظم! آپ نے ایک بدعت گھڑی ہے جو ہمیشہ باقی رہے گی، اس کے بعد بادشاہ آپ ہی کی اتباع کریں گے،
قاضیوں کو ضعتیں اور زاہدوں کو تحائف دیں گے، یہ بھی اس کے برے کاموں میں شمار ہوگی۔

''ابن زکی'' کے چار نائب تھے، ''شمس الدین بن شیرازی'' مزارعلی کے امام، آپ مزار پر دری [1] میں مقدمے فیصل کرتے، اور کبھی کبھار کالے فرش کے مقابل، دارالاقامہ میں بھی آجاتے ''شمس الدین ابن جنی الدولہ'' آپ الغزالیہ کے قریب ''صلاح الدین'' کی قبر کے پاس ''کلاسہ'' والی دری میں فیصلے کرتے ''کمال الدین مصری'' وکیل بیت المال آپ مزار عثمان پر کمالی دری میں فیصلے سناتے ''شرف الدین موصلی حنفی'' آپ بمقام ''جیرون''

(۱) اس سے مراد بیٹھک ہے۔

''مدرسہ طرخانیہ'' میں فیصلے کرتے تھے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس سال وفات پانے والے سربرآوردہ لوگ

ست الشام [۲]...... دو مدرسوں ''برانیہ'' ''جوانیہ'' کو وقف کرنے والی، معززہ محترمہ خاتون ست الشام بنت ایوب بن شادی، بادشاہوں کی بہن اوران کی اولاد کی پھوپھی، نیز بادشاہوں کی ماں، اس کے ذی رحم محرم ۳۵ بادشاہ تھے، ان میں سے ایک اس کا سگا بھائی ''معظم شاہ بن ایوب'' یمن کا حاکم ہے جو تین قبور میں سے سامنے والی قبر میں اس کے پہلو میں مدفون ہے، اور منجھلی قبر میں اس کا سرتاج اور چچازاد'' ناصر الدین محمد بن اسد الدین شیر کوہ بن شادی حاکم حمص مدفون ہے، اس سے شادی، اس نے اپنے بیٹے'' حسام الدین عمر بن لاجین'' کے باپ کے بعد کی تھی، یہ اور اس کا بیٹا'' حسام الدین عمر'' اس تیسری قبر میں دفن ہیں، جو درسگاہ کے قریب ہے، قبرستان اور درسگاہ دونوں کو'' حسامیہ'' اس کے اس بیٹے حسام الدین عمر بن لاجین کی طرف نسبت کرتے ہوئے، کہتے ہیں، وہ ماموں کے ہاں کے اکابر علماء میں سے تھا۔

ست الشام بہت زیادہ صدقہ گزار، فقراء وحاجتمندوں پر احسان کرنے والی خاتون تھیں، وہ ہر سال اپنے گھر ہزاروں روپوں کے مشروبات، دوائیں اور بوٹیاں بنا کر لوگوں میں بانٹ دیتیں، آپ کی وفات اس سال کی ۱۶ ذی قعدہ بروز جمعہ دن کی آخری گھڑی میں ان کے گھر میں جسے انھوں نے مدرسہ بنادیا تھا میں ہوئی، یہ گھر ہسپتال کے نزدیک ہے، جسے شامیہ جوانیہ ہسپتال کہا جاتا ہے، وہاں سے انہیں شامیہ برانیہ ان کی قبر میں منتقل کردیا گیا آپ کے جنازہ میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی، آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو!

''ابو البقاء'' الاعراب واللباب کے مصنف...... ''عبد اللہ بن حسین بن عبد اللہ'' شیخ ابو البقاء العبکری نابینے نحوی مسلکاً حنبلی، ''اعراب القرآن العزیز'' اور نحو میں'' اللباب'' کے مصنف، آپ کے'' مقامات'' مفصل زمخشری'' دیوان متنبی'' اور کئی کتب پر گراں قدر حواشی موجود ہیں۔ نیز حساب میں آپ کی ایک کتاب ہے، آپ بڑے نیک اور دیندار شخص تھے تقریباً اسی سال کی عمر میں وفات پائی رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

آپ لغت میں امام، فقیہ، مناظر، لغت وریاضی اور فقہ کے ماہر تھے، قاضی ابن خلکان نے ان کی حکایت نقل کی ہے کہ انہوں شرح مقامات میں ذکر کیا ہے کہ عنقاء مغرب پہاڑی چوٹی پر'' اصحاب الرس'' کے پاس آتا تھا، وہاں سے ان لوگوں کے بچے اچک کر لے جاتا، ان لوگوں نے اپنے نبی حضرت حنظلہ بن صفوان علیہ السلام سے اس کی شکایت کی، جس پر آپ نے بددعا کی اور وہ ہلاک ہوگیا۔ اس کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ اس کا چہرہ انسانی چہرے کی مانند تھا، اور اس میں ہر پرندے کی مشابہت پائی جاتی تھی۔

اور علامہ زمخشری نے اپنی کتاب'' ربیع الابرار'' میں ذکر کیا ہے کہ یہ پرندہ موسیٰ علیہ السلام کے دور میں تھا، اس کے ہر جانب چار پر، اس کا چہرہ انسان کے چہرے کے مشابہ، اور اس میں اکثر تمام پرندوں سے مشابہت تھی، یہ پرندہ'' خالد بن سنان عیسیٰ'' کے زمانے تک رہا، یہ زمانہ فترت کے شخص ہیں انہوں نے دعا کی جس کے باعث وہ پرندہ ہلاک ہوگیا، واللہ اعلم۔

قاضی ابن خلکان نے ذکر کیا کہ المعز الفاطمی کے پاس عجیب شکل کا ایک پرندہ'' صعید'' کے علاقوں سے لایا گیا، جسے لوگ'' عنقاء مغرب'' کہتے ہیں، میری رائے یہ ہے کہ خالد بن سنان، حنظلہ بن صفوان ہر ایک زمانہ فترت میں تھے، یہ ایک نیک آدمی تھے جبکہ نبی نہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے سب سے زیادہ نزدیک ہوں، ان کے اور میرے زمانے کے درمیان میں اور کوئی نبی نہیں گزرا، اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے۔

حافظ عماد الدین ابو القاسم...... علی بن حافظ بہاء الدین ابو محمد القاسم بن حافظ الکبیر ابو القاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ بن عساکر دمشقی،

---

(۱) اس سے مراد بیٹھک ہے۔

(۲) دول الاسلام ۲/۹۰ . ذیل الروضتین ۱۱۹ . شذرات الذهب ۵/۲۷ النجوم الزاهرة ۶/۱۳۶

بہت سے شیوخ سے سماع کیا، کئی اسفار کیے، اسی سال بغداد میں فوت ہوئے، آپ کے پنکھے کے بارے لطیف اشعار میں سے چند یہ ہیں:

پنکھے کی قسم جو ہر غم ختم کردیتا ہے، تین ماہ اس کی بڑی ضرورت رہتی ہے، جون، جولائی، اور اگست، جبکہ ستمبر میں اللہ تعالیٰ اس سے بے پروا کردیتا ہے۔

ابن الداوی شاعر......ابن سباعی نے اس کے عمدہ اشعار میں چند ایک ذکر کئے ہیں، اور ابوسعید بن وزان داوی، بغداد کے معتبر شخص ہیں، ابوالوقت سے سماع کیا۔

ابوسعید محمد بن محمود......بن عبدالرحمٰن اصلا المروزی ہیں، مولد کے لحاظ سے ہمدانی، پرورش اور وفات کے لحاظ سے بغدادی ہیں، آپ اچھی صفات کے خوبصورت آدمی تھے، بہت اچھا خط تھا، کئی فنون سے واقفیت تھی، مسلکا شافعی ہیں مسائل خلافیہ میں گفتگو کرتے اور خوش اخلاق آدمی تھے آپ کے اشعار میں چند یہ ہیں:

مجھے خوش عیش اور تنگدست کی روزیوں کی تقسیم بڑی عجیب دکھائی دیتی ہے، ایک احمق مالدار اور ایک احمق نادار، ایک عقل بغیر کسی حصے کے اور ایک عقل کی حد ہے، مالداری اور فقر، بے وقوف اور عقلمند سب کو شامل ہے، تمام امور سے پہلے اور بعد میں حکم اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔

ابوزکریا یحییٰ بن قاسم......ابن الفرج بن درع بن خضر شافعی شیخ تاج الدین تکریتی، اور تکریت کے قاضی، پھر بغداد ''نظامیہ'' میں درس دیا، کئی علوم کے ماہر تھے خصوصا تفسیر، فقہ، ادب، نحو اور لغت، ان تمام علوم میں آپ کی تصنیفات ہیں آپ نے اپنے لئے تاریخ کی بڑی اچھی کتاب لکھی، آپ کے اشعار میں سے ہے۔

آدمی کے لئے تنگی اور کشادگی، ایسی خوشی جو اس کے لئے پوری ہو اور غم کا ہونا ضروری ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نعمتوں کی شکرگزاری چاہتا ہے، جب تک وہ نعمتوں میں رہے اور مشکلات میں صبر چاہتا ہے، تو تو تمام حالات میں اللہ تعالیٰ کی معیت میں رہ، تو وہ ظاہر و باطن دونوں حالتوں میں تجھ سے راضی رہے گا، زمانہ ہمیشہ شدت پر ہی باقی رہتا ہے اور نہ نعمت ہمیشہ زمانے میں رہتی ہے۔

نیز یہ بھی ان کے اشعار ہیں:

جب محبت نے میرے خلاف یا میرے حق میں فیصلہ کیا، تو میرے خلاف یا میرے حق میں فیصلہ دینے میں ظلم سے کام نہیں لیا، اے میرے یوسف خوبصورتی تو تیرے پاس ہے، تیرے پاس میرے لئے کوئی حیلہ نہیں، اگر یوسف علیہ السلام کی قمیص پیچھے سے پھاڑی تھی تو یہاں تیرے بارے دل میں آگے سے زخمی ہے۔

صاحب الجواہر......شیخ امام جمال الدین ابومحمد عبداللہ بن نجم بن ساس بن نزار بن عشائر بن عبداللہ بن محمد بن سلس جذامی مالکی فقیہ، ''الجواہر الثمینہ فی مذہب عالم المدینہ'' کتاب کے مصنف، فروع میں یہ کتاب بڑی مفید ہے، امام غزالی کی ''الوجیز'' کی ترتیب پر مرتب کی ہے، علامہ ابن خدکان فرماتے ہیں: کہ اس کتاب میں آپ کے علم وفضیلت کی وسعت پائی جاتی ہے، مصر میں مالکی جماعت اس پر، اس کی خوبی اور کثرت فوائد کی وجہ سے، جمی رہتی ہے، آپ مصر میں مدرس تھے، اور ''دمیاط'' میں فوت ہوئے، واللہ سبحانہ اعلم۔

آغاز ۶۱۷ھ

اس سال چنگیز خان جسے ''تموجین'' کا نام دیا جاتا ہے کی مصیبت وآزمائش عام ہوگئی، اللہ اس پر لعنت کرے، اور اس کے ساتھ جو اور تاتاری ہیں ان سب کو تباہ کرے! ان کی جنگی کوششیں بڑھ گئیں، ان کا فساد چین کے دور افتادہ علاقوں سے شروع ہو کر عراقی شہروں اور اس کے گرد تک پہنچ گیا،

بالآخر وہ اربل اور اس کے نواح میں جا پہنچے، تو اس سال انہوں نے تمام ممالک پر قبضہ کرلیا، سوائے عراق جزیرہ، شام اور مصر کے، ان اطراف میں جو قومیں، خوارزمی، قفجاق کرج، اللان، اور الخزر وغیرہ ان سب کو مقہور کرلیا، اور اس سال انہوں نے مسلمانوں اور غیر مسلموں کی اتنی تعداد قتل کی جس کا حساب و بیان نہیں ہوسکتا۔

الغرض وہ جس شہر میں بھی داخل ہوئے وہاں کے تمام باسی جنگجو، مرد، اور کئی عورتیں اور بچے قتل کردیے اور جو کچھ وہاں پایا، اگر اس کی ضرورت ہوتی تو لوٹ کر اور اگر ضرورت نہ ہوتی تو جلا کر ضائع کردیتے، یہاں تک کہ انہوں نے اتنا ریشم جمع کرلیا جسے وہ اٹھانے سے عاجز آگئے، تو دیکھتے ہی دیکھتے اس میں وہ آگ لگا دیتے، کئی گھروں کو اجاڑ دیا جنہیں یہ اجاڑ نہ سکتے اس کو آگ لگا دیتے، زیادہ تر انہوں نے مساجد اور جوامع کو آگ لگائی، وہ مسلمان قیدیوں کو پکڑ کر ان کے ذریعہ جنگ و محاصرہ کا کام لیتے، اور اگر وہ جنگ میں ان کی خیر خواہی نہ کرتے تو انہیں قتل کردیتے۔

علامہ ابن اثیر نے اپنی کتاب ''الکامل'' میں اس سال ان کے حالات بڑی عمدہ تفصیل سے بیان کیے ہیں، اور خصوصاً اس بڑی مصیبت کی عظمت پر بہت ہیبتناک گفتگو کی ہے، فرماتے ہیں: ہم کہتے ہیں: یہ فصل اس بڑے حادثے اور مصیبت کبری کے بارے میں ہے، جس نے وقت کو اس کی مثل پیش کرنے سے بانجھ کردیا ہے، باقی مخلوق کو بالعموم اور مسلمانوں کو بالخصوص شامل رہی، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اس وقت سے آج تک لوگ اس جیسی مصیبت میں نہیں مبتلا ہوئے تو وہ سچا ہوگا، کیونکہ کتب تاریخ میں اس کے قریب قریب اور اس کے مقابلہ کی کوئی مصیبت بیان نہیں کی ہے۔

مؤرخین جو سب سے بڑا واقعہ بخت نصر کا بنی اسرائیل کا قتل اور بیت المقدس کی خرابی کا بیان کرتے ہیں، مگر ان ملعونوں نے جو شہر برباد کیے انہیں بیت المقدس سے کوئی نسبت نہیں بلکہ یہ اس سے دوگنا ہیں، اور نہ اسرائیلوں کو ہی مسلمانوں سے کوئی نسبت ہے، کیونکہ ایک شہر کے باسی بھی بنی اسرائیل سے زیادہ تھے، شاید دنیا اس سے بڑے حادثہ کی مانند ختم ہونے تک بھی نہ دیکھ سکے، اور دنیا فنا ہوجائے، سوائے فتنۂ یاجوج ماجوج، رہا دجال کا فتنہ تو دجال اپنے پیروکاروں کو باقی رکھے گا اور مخالفین کو ہلاک کرے گا، اور انہوں نے کسی پر رحم نہ کیا، بلکہ مردوں، عورتوں اور بچوں کو قتل کردیا، حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کرکے بچوں کو قتل کردیا۔ ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' ''ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم'' اس حادثے پر جس کے شرارے اڑے اور اس کا نقصان عام ہوا، یہ فتنہ شہروں میں ایسے چلا جیسے ہوا کسی بادل کی پشت پناہی کررہی ہو۔

اطراف چین سے ایک قوم نکلی، جس نے ترکستانی علاقوں جیسے کاشغر بلاساغون، پھر وہاں سے ماوراء النہر کے علاقوں جیسے سمرقند، بخارا اور ان کے علاوہ دیگر علاقوں کا ارادہ کیا، ان پر قبضہ کرتے جاتے اور وہاں کے باسیوں سے وہی سلوک کرتے جو ابھی ہم ذکر کریں گے، پھر ان کی ایک ٹولی خراسان پار ہوگئی، وہاں بادشاہت کو چھینتے، خراب کرتے، اور قتل و غارتگری سے بھر دیتے پھر وہاں سے بڑھتے بڑھتے رے، ہمدان اور بلد الجبل اور وہاں کے جو علاقے حدود عراق تک ہیں، پھر آذربائیجان اور ارانیہ شہروں کا قصد کرتے، اسے ویران کرتے اور ان کے لوگوں میں سے اکثروں کو قتل کردیتے، ان لوگوں میں بہت تھوڑے لوگوں نے نجات پائی، یہ ایسا فتنہ تھا کہ اس کی نظیر نہیں سنی گئی۔

اس کے بعد وہ ''دربند شروان'' کی طرف چل پڑے، اس کے شہروں پر قبضہ کرلیا جس قلعہ میں ان کا بادشاہ تھا اس پر قبضہ نہ کرسکے، اس کے قریب ''لان لکز'' اور اس خطے میں جو مختلف اقوام رہتی تھیں ان تک عبور کرلیے، اور بڑی وسعت سے انہیں قتل و برباد کیا اور لوٹا، پھر قفجاق کے علاقوں کا رخ کیا، جو ترکوں سے تعداد میں زیادہ تھے، ہر سامنے کھڑے شخص کو قتل کردیا، باقی لوگ گنجان جنگلوں کی طرف بھاگ نکلے، تو انہوں نے ان کو اپنے شہروں کا بادشاہ بنا دیا، ایک دوسری جماعت غزنہ اور اس کے مضافات، قریب میں جو ہندوستانی علاقے تھے، سجستان اور کرمان چلے گئے، وہاں بھی وہی کام کیے بلکہ اس سے بھی سخت کیے، ایسی بات نے کبھی کانوں کے پردوں پر دستک نہیں دی ہوگی، اس لئے کہ وہ اسکندر جس کے بارے میں مؤرخین کا اتفاق ہے کہ اس نے پوری دنیا پر قبضہ کیا وہ بھی ایک سال میں نہیں، بلکہ دس سال کے عرصہ میں، اور اس نے نہ کسی کو قتل کیا بلکہ لوگوں کی اطاعت کو پسند کیا، جبکہ انہوں نے زمین کے اکثر آباد، اچھے، آبادی کے لحاظ سے بہتر، لوگوں کے اعتبار سے زیادہ، اور اخلاق و سیرت کے لحاظ سے درست حصے پر قبضہ کرلیا، اور وہ بھی صرف ایک سال میں، اور جن شہروں تک یہ نہیں پہنچ سکے ان کے باشندوں میں سے ایک بھی ایسا نہ بچا کہ وہ خوفزدہ اور ان کے پہنچنے کے انتظار میں تھا، اس کے باوجود یہ لوگ سورج کو طلوع کے وقت سجدہ کرتے، اور کسی چیز کو حرام قرار نہیں دیتے، حیوانات اور مردار میں سے جو کچھ پاتے

اسے کھا جاتے، اللہ تعالیٰ کی ان پر لعنت ہو۔

علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں. کہ ان کی حکومت کسی رکاوٹ کے نہ ہونیکی وجہ سے قائم ہوئی، کیونکہ سلطان خوارزم شاہ محمد نے دوسرے تمام ممالک کے بادشاہوں کو قتل کر کے نظم اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا، پھر جب پچھلے سال اسے ان سے شکست ہوئی، اور ان سے کمزور پڑ گیا، تو انہوں نے اس کا تعاقب کیا تو یہ بھاگ نکلا، معلوم نہیں کہاں گیا؟ کسی سمندری جزیرے میں ہلاک ہو گیا، شہر خالی ہو گئے ان کے بچاؤ کی تدبیر کرنے والا کوئی نہ رہا، تاکہ اللہ تعالیٰ اس کام کو پورا کرے، جس نے ہونا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی تمام امور کا انجام ہے۔

اس کے بعد علامہ ابن اثیر نے اس اجمال کی تفصیل بیان کی، پھر انہوں نے ابتداً اس بات کو ذکر کیا جسے ہم پچھلے سال کے بیان میں ذکر کر آئے ہیں، یعنی چنگیز خان نے اپنے ان تاجروں کو اپنا مال دے کر بھیجا کہ وہ اس کی قیمت سے اس کے لئے کپڑے اور ملبوسات خرید لائیں، تو خوارزم شاہ نے یہ مال لے لیا، جس کی وجہ سے چنگیز خان کو خوارزم شاہ پر غصہ آیا، اور اسے دھمکی کا پیام بھیجا، خوارزم شاہ خود اپنی فوج لے کر اس کے مقابلے کے لئے گیا۔ جب یہاں پہنچا تو تاتاریوں کو کشلی خان کے ساتھ جنگ کرنے میں مصروف پایا، موقع پا کر ان کا سامان ان کے بچے اور عورتیں لوٹ کر لے گیا۔ یوں یہ اپنے دشمن پر غالب آ کے واپس چلے گئے، ان کا غیظ و غضب بڑھ گیا، تو اس نے اور چنگیز خان کے بیٹے نے تین دن لڑائی کی، دونوں گروہوں کے بہت سے آدمی مارے گئے، پھر دونوں رک گئے، خوارزم شاہ اپنے علاقوں کی سرحدوں پر واپس آ گیا، انہیں مضبوط کر کے اپنے مقام و مملکت خوارزم شاہ شہر میں واپس لوٹ گیا۔

اس کے بعد چنگیز خان متوجہ ہوا، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا، بخارا کا محاصرہ کیا، صلح سے اسے فتح کیا، لوگوں کو دھوکا دیکر زبردستی ان کا قلعہ بھی فتح کر لیا، تمام لوگوں کو قتل کر دیا، مال لوٹ لیا، عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا، مکانات اور محلات کو تباہ کر دیا، وہاں بیس ہزار جنگجو تھے، مگر کوئی چیز ان کے کام نہ آئی، پھر سمرقند گیا، اس کا محاصرہ اس سال کے محرم کے آغاز میں کیا، اس میں پچاس ہزار فوجی تھے، یہ گرفتار کر لئے گئے، تو ستر ہزار عوام ان کی طرف نکلے تو اس نے ایک ہی گھڑی میں سب کو قتل کر دیا، اور پچاس ہزار نے اپنے تئیں اس کے حوالے کر دیا، تو اس نے ان کا اسلحہ اور سامان بچاؤ ملے کر اسی دن سب کو قتل کر دیا، شہر میں لوٹ کھسوٹ مباح رکھا، تمام اموال لے لئے، بچوں کو قیدی بنا لیا، شہر کو آتش زدگی سے ویران کر دیا، ''انا للہ وانا الیہ راجعون''

اس ملعون نے وہاں اقامت اختیار کر لی، شہروں کی طرف دستے بھیجے، ایک دستہ خراسان کے شہروں کی طرف بھیجا، اسے ''تاتار مغربہ'' کہتے تھے، باقی دستے خوارزم شاہ کے تعاقب میں روانہ کئے، یہ لوگ بیس ہزار تھے، چنگیز خان نے ان سے کہا: خوارزم شاہ کو تلاش کرو، ڈھونڈو اگر چہ وہ آسمان سے بھی چمٹ جائے پکڑ کر لاؤ!، سو یہ اس کے تعاقب میں چل پڑے بالآخر اسے پا لیا، ان کے اور اس کے درمیان نہر جیحون حائل تھی جس کی وجہ سے وہ امن میں تھا، پار جانے تک انہیں کشتیاں نہ مل سکیں تو انہوں نے اپنے لئے حوض بنائے، جن پر اسلحہ رکھتے، ان میں سے ایک اپنے گھوڑے کو چھوڑتا اور اس کی دم ہاتھ میں تھام لیتا، گھوڑا اسے پانی میں کھینچتا چلا جاتا اور وہ شخص اس حوض کو کھینچتا جس میں اس کا اسلحہ ہوتا، یہاں تک سارے کے سارے دوسری جانب پہنچ گئے، خوارزم شاہ کو ان کی کچھ خبر نہ ہوئی مگر اس وقت جب یہ ان کے ساتھ گھل مل گئے، انہیں دیکھ کر اس نے نیشاپور کی طرف راہ فرار اختیار کی۔ پھر وہاں سے کسی اور شہر کی طرف نکل گیا وہ برابر اس کا پیچھا کرتے رہے، وہ اسے لشکر جمع کرنے کی مہلت نہ دیتے، اس کی حالت ایسی ہو گئی کہ جب بھی کسی شہر میں آتا تاکہ اس کی فوجیں یکجا ہوں، تو وہ اسے آلیتے اور یہ بھاگ جاتا، یہاں تک کہ طبرستان کے سمندر کا سفر کر کے اس جزیرے کے ایک قلعے میں چلا گیا، اسی میں اس کی وفات ہوئی۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سمندر سفر کے بعد اس کا کچھ پتہ نہ چل سکا، بلکہ اتنا ہوا کہ وہ گیا اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کہاں گیا، اور کس جگہ بھاگ گیا۔ تاتاریوں نے اس کے ذخائر پر قبضہ کر لیا، اور انہیں اس کے خزانے سے دس کروڑ دینار ملے، الماس کے ایک ہزار بوجھ، بیس ہزار گھوڑے، اور خچر، بہت سے غلام، لونڈیاں اور خیمے، اس کے دس ہزار غلام تھے ان میں سے ہر ایک بادشاہ کی طرح رہن سہن رکھتا تھا، سو یہ سب کچھ ہی بکھر گیا۔

خوارزم شاہ حنفی فقہ اور فاضل تھا، علمی فنون میں اس کی کئی شرکتیں ہیں، بہت سمجھدار تھا، وسیع علاقوں اور کئی ملکوں کی ۲۱ سال کچھ ماہ حکومت کی، بنی سلجوق سے اس کے بعد عزت اور ملک میں بڑھ کر کوئی نہ ہوا، کیونکہ اس کی توجہ بادشاہت میں تھی نہ کہ لذات اور شہوات میں، یہی وجہ ہے کہ اس نے ان علاقوں میں بادشاہوں کو مغلوب رکھا اور تمام اقطار پر سخت جنگ مسلط کی، لہٰذا خراسانی علاقے ماوراء النہر، عراق العجم کے علاوہ دیگر ممالک میں اس کے سوا

کوئی بادشاہ نہ تھا، تمام علاقے اس کے نائبین کے زیر دست تھے۔

پھر یہ لوگ ''مازندران'' اور اس کے سب سے محفوظ قلعوں کی طرف روانہ ہوئے، جبکہ مسلمانوں نے انہیں ۹۰ھ میں سلیمان بن عبدالملک کے دور حکومت میں فتح کیا تھا، انہوں نے بہت کم عرصے میں انہیں فتح کر کے وہاں کا مال ومتاع لوٹ لیا، تمام لوگوں کو قتل وقید کر کے جلا دیا، پھر وہاں سے ''ری'' کا رخ کیا، راستے میں انہیں خوارزم شاہ کی ماں ملی جس کے پاس بہت سامال تھا، یہ مال انہوں نے لے لیے، اس میں ایسے عجیب ونفیس نادر جواہر تھے، جس کی نظیر نہ دیکھی گئی تھی، اس کے بعد یہ ''ری'' میں اس وقت داخل ہوئے جب وہاں کے لوگ بے خبر تھے، لوگوں کو قتل کیا، غلام ولونڈی بنایا اور باقیوں کو قید کر لیا، پھر ہمدان پہنچے، وہاں سے ''زنجان'' تک تسلط حاصل کر کے قتل وقید کا بازار گرم کیا، یہاں سے قزوین کا قصد کیا، لوٹ مار مچا کر چالیس ہزار کے قریب لوگوں کو قتل کیا، پھر انہوں نے آذربائجان، کے علاقوں کا ارادہ کیا، تو وہاں کے بادشاہ ''ازبک بن پہلوان'' نے شہوات میں انہماک، برائیوں کے ارتکاب اور شراب نوشی میں مشغول رہنے کی وجہ سے، ان کی طرف مال بھیج کر صلح کر لی، تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور ''موقان'' کی طرف نکل گئے، ''کرج'' دس ہزار کی جنگجو نفری میں ان سے لڑا، تو کرج ان کے سامنے پلک جھپکنے کی مقدار بھی نہ ٹھہرے اور شکست کھا گئے، قریب ہونے کی وجہ سے اب انہوں نے نیزے اور برجیوں سے مقابلہ کیا، تو تاتاریوں نے دوسری بار توڑ دیا، اور پہلے سے بری اور فتیح شکست دی۔

یہاں پہنچ کر علامہ ابن اثیر نے فرمایا: کہ ان تاتاریوں کو وہ موقع ملا جس کی مثال ماضی میں ملتی ہے اور نہ عصر حاضر میں، ایک جماعت جو حدود چین سے نکلتی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک سال سے کم عرصے میں اس طرف سے ارمینیہ کے علاقوں تک پہنچ جاتی ہے، اور ہمذان کی جانب سے عراق سے متجاوز ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے اس میں شک نہیں، کہ جب کچھ زمانہ گزر جائے گا، اور ہمارے بعد آنے والے لوگ اس واقعے کو لکھا ہو دیکھ کر اس کا انکار کر کے اسے بعید سمجھیں گے؟ حق اس کے ساتھ ہے، جب وہ اسے بعید سمجھیں تو انہیں چاہیے کہ وہ اس بات میں غور کریں کہ ہم نے اور ہمارے زمانے کے مؤرخین نے اس واقعے کو اسی حالت میں لکھا کہ ہر شخص اس واقعے سے واقف، عالم اور جاہل اس کی شہرت کی وجہ سے اس کی معرفت رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں اور اسلام کو ایسا بادشاہ میسر فرمائے جو ان کی احتیاط وحفاظت کرے، بے شک ان کو دشمنوں اور مسلمان بادشاہوں سے جن کی ہمت وارادہ صرف پیٹ وفرج سے آگے نہیں، بہت سخت نقصان پہنچا، مسلمانوں کا بادشاہ خوارزم شاہ بھی نہ رہا۔

فرماتے ہیں، یہ سال گزر گیا تو وہ ابھی تک کرجیوں کے علاقہ میں ہی تھے، جب انہوں نے دیکھا کہ ان کی ممانعت اور جنگ طول پکڑتی جا رہی تو انہوں نے دوسروں کا رخ کیا، یہی ان کی جنگی چال ہوتی تھی، ''تبریز'' پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے مال دے کر ان سے صلح کر لی، پھر مراغہ روانہ ہوئے، اس کا محاصرہ کیا، اس پر منجنیقیں نصب کیں، اپنے ساتھ مسلمان قیدیوں کو بطور ڈھال کے رکھا، اس شہر کی حکمران ایک عورت تھی'' وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس کی حکومت کسی عورت کے پاس ہو'' کچھ دنوں بعد انہوں نے اس شہر کو فتح کر لیا، اور وہاں کے اتنے باشندے قتل کیے جن کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، یہاں سے انہوں نے بہت سامال غنیمت لوٹا، کئی لوگوں کو اپنی حسب عادت غلام لونڈی بنایا اور بہت سوں کو گرفتار کیا، اللہ تعالیٰ کی ان پر ایسی لعنت ہو، جو انہیں جہنم رسید کر دے، لوگ ان سے بہت زیادہ خوفزدہ تھے، یہاں تک کہ ایک تاتاری اس شہر کی گلی میں داخل ہوا جس میں سو مرد تھے کوئی بھی آگے بڑھنے کی جرأت نہیں کر سکا، وہ یکے بعد دیگر انہیں قتل کرتا بالآخر ان تمام کو ختم کر دیا، ان میں سے کسی نے اس کی طرف ہاتھ تک نہیں اٹھایا، اکیلے اس نے پوری گلی کو لوٹ لیا اور ایک تاتاری عورت مرد کی شکل وصورت اختیار کر کے ایک گھر میں داخل ہوئی تو تنہا اس نے تمام اہلخانہ کو قتل کیا، اس کے ساتھ جو قیدی تھا اسے معلوم ہو گیا کہ یہ عورت ہے تو اس نے اس ملعونہ کو قتل کر دیا۔

پھر انہوں نے ''اربل'' کا رخ کیا، تو وہاں کے مسلمان تنگدل ہو گئے، ان اطراف کے لوگ کہنے لگے: کہ یہ تو بڑا سخت معاملہ ہے، خلیفہ نے اہل موصل اور جزیرہ کے حاکم ملک اشرف کو خط لکھا، جس میں وہ کہہ رہا تھا، کہ میں نے یہ لشکر تیار کرایا ہے لہٰذا اس کے ساتھ مل کر ان تاتاریوں سے جنگ کروا جس کے جواب میں ملک اشرف نے خلیفہ کو معذرت کا خط لکھا کہ فی الحال وہ دیار مصریہ میں اپنے بھائی کامل کی طرف متوجہ ہے وہاں کے مسلمانوں پر فرنگیوں کے اچانک حملے اور دمیاط کے چھین لینے کی وجہ سے خطرہ ہے کہ وہ تمام مصری علاقوں پر قبضہ کر لیں گے۔

اس کا بھائی ''معظم'' اپنے دونوں بھائیوں کامل اور اشرف کے لئے والی حران کے پاس کمک طلب کرنے کے لئے آیا، تا کہ وہ دمیاط میں فرنگیوں

سے سے رکاوٹ بن گئیں، وہ دیار مصر کی روانگی کے لئے تیار تھا، تو خلیفہ نے مظفرالدین حاکم اربل کو لکھا کہ وہ ان دس ہزار جنگجوؤں کے لشکر وں کے ہر پہلے دستے میں ہو، جنہیں خلیفہ بھیج رہا ہے، لیکن ان میں سے صرف آٹھ سو گھڑ سوار اس کے پاس پہنچے، وہ بھی جمع ہونے سے پہلے ہی منتشر ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا اور تاتاریوں کے قصد کو "ہمذان" کی طرف پھیر دیا، وہاں کے باشندوں نے ان سے صلح کر لی، تاتاری ان کے پاس ایک سواروں کا دستہ چھوڑ گئے، تو اہالیان ہمذان نے دستے کو قتل کرنے پر اتفاق کر لیا، جس کی خبر پا کر تاتاری واپس لوٹے، ان کا محاصرہ کیا اور جبرا شہر فتح کر کے ان کے آخری شخص تک کو قتل کر دیا، پھر وہ آذربائیجان گئے اور اردبیل کو فتح کیا، پھر "تبریز" اس کے بعد بلقان پہنچے جہاں کے بہت سے لوگوں کو قتل کیا، گھروں میں آگ جھونک دی، عورتوں سے بدکاری کرتے، انہیں قتل کر کے ان کے پیٹ حملوں سے بھرے چاک کر دیتے۔

پھر وہ کرج کے شہروں میں پہنچے، کرج ان کے مقابلہ کے لئے پہلے سے مستعد تھے، دونوں میں باہم مڈبھیڑ ہوئی، تو انہوں نے کرجیوں کو بھی بری شکست سے دوچار کیا، اس کے بعد کئی علاقے فتح کرتے چلے گئے، لوگوں کو قتل کرتے عورتوں کو قیدی بنا لیتے ان کے مردوں کو گرفتار کر لیتے جو قلعوں میں ان سے لڑتے تھے، جن سے وہ دوران جنگ ڈھال کا کام لیتے تھے، ان میں سے جو باقی بچا اسے جنگ کے بعد قتل کر دیا، اس کے بعد یہ الان اور قبچاق کے علاقوں میں گئے، جن سے ان کی بڑی سخت جنگ ہوئی، انہیں بھی شکست دی، اور قبچاق کے سب سے بڑے شہر قبچاق کا رخ کیا، جس میں بڑا سی قندر اور سنجاب کے کپڑے اور بہت سا سامان تھا، اہل قبچاق جو عیسائی تھے انہوں نے روس کے شہروں میں پناہ لی، وہ بھی ان سے تاتاریوں کے مقابلے کے لئے متفق ہو گئے، تاتاریوں نے انہیں بھی بری شکست دی، پھر وہ "بلقار" کی طرف ۶۲۰ھ کے عرصے میں پہنچے، ان سب سے فارغ ہو کر اپنے بادشاہ چنگیز خان کے پاس واپس آ گئے، اللہ اس پر اور ان پر لعنت کرے۔

یہ تمام امور تاتار مغربہ نے سرانجام دیے، چنگیز خان نے اس سال ایک دستہ کلانہ اور دوسرا "فرغانہ" کی طرف روانہ کیا، جہاں انہوں نے تسلط حاصل کر لیا۔ نیز اس نے ایک لشکر "خراسان" بھیجا، اس نے بلخ کا محاصرہ کیا تو وہاں کے لوگوں نے ان سے صلح کر لی، اسی طرح انہوں نے اور کئی شہروں سے صلح کی، تا آنکہ وہ "طالقان" تک پہنچ گئے، اس کے قلعے نے انہیں عاجز کر دیا، وہ بہت مضبوط قلعہ تھا، جس کا انہوں نے چھ مہینے محاصرہ کیے رکھا، بالآخر انہوں نے چنگیز خان کو خط لکھا، وہ خود آیا اور مزید چار ماہ اس کا محاصرہ کر کے زبردستی فتح کر لیا، اور وہاں رہنے والے تمام لوگوں کو خواص وعوام سب کو قتل کر دیا، پھر اس فوج نے چنگیز خان کے ہمراہ مرو شہر کا ارادہ کیا، مرو سے باہر اندازاً دو لاکھ عرب جنگجوؤں کے ساتھ قیام کیا، جہاں بہت سخت جنگ ہوئی، بالآخر مسلمان شکست خوردہ ہو گئے، "انا للہ وانا الیہ راجعون" شہر کا پانچ دن محاصرہ کیا، اس کے نائب کو دھوکے سے بلا بھیجا اس سے اور اہل شہر سے خیانت کی، انہیں قتل کیا، ان کے مال کو غنیمت بنایا، ان سے سامان چھین لیا، اور انہیں طرح طرح کی اذیتیں دیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے ایک دن میں سات لاکھ آدمی قتل کیے۔

اس کے بعد وہ نیشاپور گئے وہاں بھی وہی کرتوت کیے جو اہل مرو سے کر چکے تھے پھر "طوس" پہنچے، لوگوں کو قتل کیا اور علی بن موسیٰ الرضی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کو ویران کیا، اسی طرح خلیفہ ہارون الرشید کی قبر کو بھی مسمار کر کے کھنڈر بنا دیا، اس کے بعد یہ "غزنہ" پہنچے، جہاں جلال الدین بن خوارزم شاہ نے ان سے جنگ کی، اور انہیں شکست دی یہ منہ اٹھائے اپنے بادشاہ چنگیز خان کے پاس پہنچے، اللہ تعالیٰ اس پر اور ان پر لعنت کرے۔

چنگیز خان نے ایک اور دستہ خوارزم شہر بھیجا جس نے شہر کا محاصرہ کیا، بالآخر انہوں نے جبراً شہر کو فتح کر لیا، اور جو وہاں باشندے تھے انہیں بری طرح قتل کر دیا، شہر کو لوٹ لیا، لوگوں کو قیدی بنایا، انہوں نے اس پل کو بہا دیا جو نہر جیحون کے پانی کے لئے رکاوٹ تھا، جس کی وجہ سے شہر کے گھر ڈوب گئے اور تمام لوگ ہلاک ہو گئے، پھر یہ "چنگیز خان" کے پاس واپس آئے، اس وقت وہ "طالقان" میں خیمہ زن تھا، تو اس نے ان کی ایک جماعت غزنہ کے لئے تیار کی، ان سے "جلال الدین بن خوارزم شاہ" نے جنگ کی اور انہیں بری شکست دی، اور کئی مسلمان قیدی ان کے ہاتھ سے چھڑائے، پھر اس نے "چنگیز خان" کا قصد کیا، دونوں متوجہ ہوئے، "جلال الدین" کے ساتھی کمزور پڑ گئے، اور جا کر بحر ہند میں سوار ہو گئے، اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے تاتاریوں نے "غزنی" بغیر کسی تکلیف اور رکاوٹ کے حاصل کر لیا، یہ تمام امور اور ان کا اکثر حصہ اسی سال درپیش آیا۔

نیز اس سال اشرف موسیٰ بن عادل نے اپنے بھائی شہاب الدین غازی الملک کے لئے خلاط، میافارقین اور آرمینیا کے علاقے چھوڑ دیے،

اس کے عوض الرھا، اور سروج کو لے لیا، کیونکہ اسے اپنے بھائی کامل کی فرنگیوں کے خلاف مدد کرنے کی وجہ سے ان علاقوں کی دیکھ بال کا موقع نہ مل سکا، اللہ تعالیٰ ان فرنگیوں پر لعنت کرے! اس سال بغداد میں ہوائیں چلیں، بجلیاں کوندیں، سخت کڑک کی آوازیں سنی گئیں، اور غربی جانب میں عون اور معین کے مینارہ کے قریب بجلی گری جس نے اسے توڑ دیا، اس کے بعد اسے درست کیا گیا، بجلی زمین میں دھنس گئی، اس سال حنابلہ کا محراب جامع دمشق کے تیسرے برآمدے میں کچھ لوگوں کی ممانعت کے بعد نصب کیا گیا، لیکن بعض امراء نے اس کے نصب کرنے میں ان کی مدد کی، جن میں ''امیر رکن الدین معظمی'' شامل ہے اس میں ''شیخ موفق الدین بن قدامہ'' نے نماز پڑھی۔

میری رائے یہ ہے کہ ۷۳۰ھ کے عرصہ میں یہ محراب اٹھالیا گیا، اس کے عوض انہیں باب الزیارہ میں غربی محراب دیا گیا، جیسا کہ حنفیہ کو ان کے اس محراب کے بدلے جو جامع کی غربی جانب سے تھا، باب الزیارۃ میں شرقی جانب ایک نیا محراب دیا گیا، یہ اس وقت کی بات ہے جب اس میں واقع دیوار کو تنکزیہ کے زمانے میں ناظر الجامع تقی الدین ابن مراجل کے ہاتھوں اس کی تجدید کی گئی، اللہ تعالیٰ اسے اس کا ثواب عطا فرمائے جیسے کہ اس کا بیان اپنے مقام پر ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔

اس سال سنجار کے حاکم نے اپنے بھائی کو قتل کیا، جس کا ''ملک اشرف بن عادل'' مستقل طور پر بادشاہ بن گیا، اسی سال ''امیر عماد الدین بن مشطوب'' نے ''ملک اشرف'' سے منافقت کی، حالانکہ اس نے اسے پناہ دی تھی، اور اس کے بھائی کامل کی ایذا رسانی سے اس کی حفاظت کی جب اس نے ''فائز'' کی بیعت کی تو ''اشرف'' نے اسے قید کرلیا، یہاں تک کہ وہ ذلت غم اور عذاب کے ساتھ مرگیا، اس سال ''کامل'' نے دمیاط میں مقیم فرنگیوں کو سخت جنگ میں مبتلا کیا، ان کے دس ہزار افراد مار ڈالے، ان کے گھوڑے اور مال ومتاع لے لیا، وللہ الحمد۔

اس سال ''معظم'' نے ''معتمد مفاخر الدین ابراہیم'' کو دمشق کی ولایت سے معزول کردیا، عزیز خلیل کو اس کا والی بنادیا، اور جب حجاج کرام مکہ (اللہ تعالیٰ اسے شرف بخشے) کی طرف نکلے تو معتمد ان کا امیر حج تھا جس کی وجہ سے اسے بہت سا مال حاصل ہوا، کیونکہ اس نے مکہ کے غلاموں کو حجاج کرام کو لوٹنے سے روکا تھا جبکہ اس سے پہلے وہ عراقی حاجیوں کے امیر اقباس ناصری کو قتل کرچکے تھے، یہ خلیفہ ناصر کا بہت بڑا اور خاص امیر تھا۔ یہ مکہ دہ امیر حسین بن ابی عزیز قتادہ بن ادریس ابن مطاعن بن عبدالکریم علوی حسنی زیدی کو اس کے ساتھ معزول کرنے آیا تھا، تاکہ اس کے باپ کے بعد اسے مکہ کی امارت دیدے، اس کی وفات اس سال کے جمادی الاولیٰ میں ہوئی۔

اس بارے میں راجح نے جھگڑا کیا، جو قتادہ کا سب سے بڑا بیٹا تھا، وہ کہنے لگا کہ میرے علاوہ اس کا کوئی حاکم نہیں بن سکتا، جس سے فتنہ کھڑا ہوگیا، اور حالات نے یوں پلٹا کھایا تو اقباس غلطی سے قتل ہوگیا، قتادہ حسینی زیدی اشراف کے بڑے لوگوں میں سے تھا، یہ بڑا عادل، منصف اور انعام کرنے والا شخص تھا ساتھ ہی مکہ کے غلاموں اور مفسدین سے ناراضگی بھی تھی، پھر اس نے اس کردار کے برعکس کیا، اور ظلم کرنے لگا، اور نئے موصول لگائے، کئی بار حاجیوں کو لوٹا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کا بیٹا حسن اس پر مسلط کردیا جس کے ہاتھوں یہ قتل ہوا، نیز اس نے اپنے چچا اور بھائی کو قتل کردیا، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حسن کو بھی مہلت نہیں دی بلکہ اس سے بادشاہت چھین لی اور اسے شہروں میں دھتکار دیا۔

بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ وہ قتل ہوگیا تھا جیسے کہ ہم نے ذکر کیا ہے، قتادہ [illegible] لمبا تڑنگا اور بوڑھا شخص تھا بادشاہوں اور خلفاء سے نہیں ڈرتا تھا، اور یوں نظر آتا تھا کہ وہ سب سے زیادہ حکومت کا مستحق ہے، خلیفہ چاہتا تھا کہ وہ اس کے پاس آئے تو اس کا اکرام واعزاز کرے، جبکہ وہ اس بات سے انکار کرتا اور باز رہتا اور سختی سے رکا رہتا، وہ کبھی کسی کے پاس نہیں آیا اور نہ کسی خلیفہ اور بادشاہ کے سامنے فروتنی کرتا، ایک دفعہ خلیفہ نے اسے بلاتے ہوئے خط لکھا تو اس نے جواباً خلیفہ کو یہ اشعار لکھ بھیجے:

> میرا شیر کا سا پنجہ ہے جس کی گرفت سے میں ذلیل کرتا ہوں، اسی کے ذریعہ سے میں لوگوں میں خرید وفروخت کرتا ہوں زمین کے بادشاہ اس کی پشت کو چومنے لگے ہیں اور اس کی اندرونی جانب میں قحط زدوں کے لئے بہار ہے، کیا میں اسے چکی کے نیچے رکھ دوں، اس کے بعد چھٹکارا طلب کروں تو میں کم عقل ہوں گا، اور میری مثال ہر خصے میں کستوری کی مانند ہے جو مہکتی ہے لیکن وہ تمہارے پاس ضائع ہوجائے گی۔

اس کی عمر ستر سال ہوگئی تھی، علامہ ابن اثیر نے ۶۱۸ھ میں اس کی وفات کا تذکرہ کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

الملک الفائز......غیاث الدین ابراہیم بن عادل نے اس سال وفات پائی، اگر کامل جلد ہی اس کا تدارک نہ کر لیتے تو دیار مصر پر اس کے باپ کے بعد اس کی حکومت امیر عماد الدین بن مشطوب کے ہاتھوں مستحکم ہو گئی ہوتی، پھر اس سال اسے اس کے بھائی نے اپنے دونوں کے بھائی اشرف موسیٰ کے پاس بھیجا اور اسے فرنگیوں کی وجہ سے جلد آنے کی ترغیب دی، وہ سنجاب اور موصل کے درمیان فوت ہو گیا، یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ اسے زہر دیا گیا، پھر اسے سنجاب لوٹایا گیا اور وہیں اس کی تدفین ہوئی، اللہ تعالیٰ کی اس پر رحمت ہو۔

شیخ الشیوخ صدر الدین[1]......ابوالحسن محمد بن شیخ الشیوخ عماد الدین محمود بن حمویہ جوینی، بنی ایوب کے ہاں ریاست و امارت کے گھرانے کے فرد تھے، یہ ''صدر الدین'' فقیہ اور فاضل شخص تھے، مصر میں امام شافعی کی قبر اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے مزار کے پاس درس دیا، سعید السعداء کی مشیخیت اور اس کی نگرانی سنبھالی، بادشاہوں کے ہاں انہیں بڑی عزت حاصل تھی، ''کامل'' نے انہیں خلیفہ کے پاس فرنگیوں کے خلاف مدد کرنے کے مطالبے کے لئے بھیجا تھا، موصل میں اسہال کے باعث ان کی وفات ہو گئی وہیں آپ کو ۷۳ سال کی عمر میں دفن کیا گیا۔

صاحب حماۃ[2]......ملک منصور محمد بن ملک مظفر تقی الدین عمر بن شہنشاہ بن ایوب، یہ عالم فاضل شخص تھے، تاریخ میں آپ کی ایک کتاب دس جلدوں میں ہے جس کا نام انہوں نے ''مضمار'' رکھا، بڑے بہادر اور گھڑ سوار آدمی تھے، آپ کے بعد آپ کا بیٹا ''ناصر قلج ارسلان'' بادشاہ بنا، پھر کامل نے اسے معزول کر کے جیل ڈال دیا، حتیٰ کہ اسی حالت میں فوت ہو گیا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے، آپ نے اپنے بھائی ''مظفر بن منصور'' کو امیر بنایا۔

صاحب آمد......ملک صالح ناصر الدین محمود بن محمد بن قرا ارسلان بن ارتق، بڑا بہادر اور علماء سے محبت کرنے والا شخص تھا، ''اشرف موسیٰ بن عادل'' کا مصاحب تھا، اس کی خدمت میں کئی بار آتا، اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا ''مسعود'' بادشاہ بنا، وہ بڑا بخیل، اور فاسق آدمی تھا، پس ''کامل'' نے اسے اس کے ساتھ پکڑ لیا اور مصر میں محبوس کر دیا، پھر کچھ عرصے بعد اسے چھوڑ دیا، لیکن اس نے مال قبضے میں لے لیا، اور تاتاریوں کے پاس چلا گیا، تاتاریوں نے اس سے مال لے لیا۔

شیخ عبداللہ یونینی......جن کا لقب ''اسد الشام'' ہے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو، ملک بعلبک کے ایک گاؤں کے باسی جسے ''یونین'' کہا جاتا ہے آپ کا ایک حجرہ تھا جس میں ان کی زیارت ہوتی تھی، یہ ان بڑے صلحاء میں سے تھے جن کی عبادت و ریاضت اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا چرچا تھا، زہد و ورع میں آپ بڑے عالی ہمت تھے، کوئی چیز جمع کرتے اور نہ کسی قسم کا مال یا کپڑا ان کے پاس تھا، بلکہ کسی سے کپڑے مانگ کر پہن لیتے تھے، گرمیوں میں صرف قمیص اور سردیوں میں فقط ایک موٹے کمبل پر گزارا کرتے تھے، آپ کے سر پر بکرے کی کھال کا کنٹوپ ہوتا، جس کے بال سامنے دکھائی دیتے۔

جتنی جنگیں ہوتیں کسی میں جدا نہیں ہوتے، ایک کمان سے تیر اندازی کرتے جس کا وزن اسی رطل تھا، کسی وقت جبل لبنان میں پناہ گزیں ہوتے، اور سردیوں کے موسم میں العاسریا کے چشموں کے پاس، پانی کی گرمائش کی وجہ سے پہاڑ کے لوگ آپ کے پاس زیارت کے لئے آتے، کبھی دمشق آتے تو قادسیہ کے پاس دامن قاسیوں میں پڑاؤ کرتے، آپ کے کئی احوال اور اچھے کشف ہیں، آپ کو ''اسد الشام'' کہا جاتا تھا۔

''شیخ ابوالمظفر سبط ابن الجوزی'' نے ''قاضی جمال الدین یعقوب'' جو کرک البقاع کے حاکم ہیں سے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ اس نے شیخ کو دیکھا وہ بڑے جوش سے سفید پل کے پاس وضو کر رہے تھے وہاں سے ایک نصرانی کا گزر ہوا جس کے پاس خچر کے بوجھ برابر شراب تھی، پل کے پاس وضو سے فارغ ہو چکے تھے، وہ پہچانتا نہ تھا اس نے شیخ کو بوجھ اٹھانے کے لئے آواز دی، اس پر شیخ نے مجھے بلایا اور کہا: آؤ اے فقیہ! اس بوجھ کو جانور پر رکھنے میں

---

(۱) حسن المحاضرة ۱/۱۹۱. ذیل الروضتین ۱۲۵. شذرات الذهب ۵/۷۷، العبر ۵/۷۱.۷۰

(۲) تاریخ حماة ۸۴، ذیل الروضتین ۱۲۴، شذرات الذهب ۵/۷۸.۷۷، النجوم الزاهرة ۶/۲۵۰

ہماری مدد کرو! اس کے بعد وہ نصرانی تو چلا گیا لیکن مجھے بڑا تعجب ہوا، میں نے مدینے جاتے ہوئے اس بوجھ کا تعاقب کیا، وہ نصرانی اسے لے کر عقبہ تک پہنچا وہاں سے شراب فروش کے پاس لے گیا، کھولنے پر وہ سرکہ بن گئی، شراب فروش نے اس سے کہا تیرا ناس ہو یہ تو سرکہ ہے، تو نصرانی نے کہا:

یہ تو مجھے معلوم ہے کہ میں کہاں سے آیا ہوں، اس کے بعد سواری کو اصطبل میں باندھ کر محلۂ صالحیہ میں چلا گیا، پھر شیخ کے بارے میں لوگوں سے پوچھنے لگا، تو اس نے انہیں پہچان لیا، چنانچہ آکر ان کے ہاتھ پر اسلام لے آیا، آپ کے کئی اور احوال اور کرامات ہیں، آپ کے پاس جو بھی آتا تو اس کے لئے کھڑے نہ ہوتے اور فرماتے لوگ پروردگار کے سامنے کھڑے ہوں گے، "امجد" جب ان کے پاس آتا تو ان کے سامنے بیٹھ جاتا تو آپ اسے فرماتے: اے امجد! تم نے یہ کیا وہ کیا، اسے جو حکم دینا ہوتا دیتے اور جس چیز سے روکنا ہوتا روکتے، آپ اسے جو کچھ کہتے وہ اس پر کاربند رہتا، یہ سب کچھ آپ کے زہد وورع اور طریقے میں سچائی کے باعث تھا۔

آپ فتوحات سے حاصل شدہ مال بھی قبول فرماتے تھے، لیکن ان میں سے کل کے لئے کچھ بھی ذخیرہ نہ کرتے، اور جب کسی وقت بھوک شدت اختیار کر لیتی تو بادام کے درخت کا پتا لے کر رگڑتے اور منہ میں رکھ کر اوپر سے ٹھنڈا پانی پی لیتے، اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے، اور انہیں عمدہ ٹھکانہ عطا فرمائے! مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ آپ بعض سالوں میں ہوا میں اڑ کر حج کرتے تھے، ایسا بہت سے درویشوں اور نیک بندوں کے لئے واقع ہو چکا ہے، مگر ہمارے اکابر میں سے کسی کی طرف سے ایسی بات ہمیں نہیں پہنچی، سب سے پہلے جس شخص نے آپ کی اس کرامت کو ذکر کیا ہے وہ "حبیب عجمی" ہے، یہ "حسن بصری" کے مریدوں میں سے ہے، اس کے بعد ہونے والے صالحین رحمہم اللہ اجمعین سے یہ بات پہنچی ہے، جب اس سال ۱۰ ذوالحجہ کے جمعہ کا دن ہوا، شیخ عبداللہ یونینی نے نماز فجر اور جمعہ بعلبک کی جامع مسجد میں ادا کیا، اس دن آپ جب نماز سے پہلے غسل خانہ میں داخل ہوئے تو اس وقت آپ تندرست تھے، جب آپ نماز سے واپس لوٹے تو شیخ داؤد جو مؤذن تھے سے فرمایا یہ مردوں کو غسل دیا کرتے تھے: دیکھو! تم کل کیسے ہو گے، پھر شیخ اپنی خانقاہ کی طرف چڑھ گئے، اس رات اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے، اور اپنے ساتھیوں اور مریدوں کو نصیحت کرتے رہے، جنہوں نے آپ کے ساتھ معمولی سی نیکی بھی کی تھی ان کے لئے دعا کرتے رہے۔

پھر جب صبح کا وقت داخل ہوا تو اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی، اس کے بعد ٹیک لگا کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے لگے، تسبیح آپ کے ہاتھ میں تھی، پھر آپ فوت ہو گئے، آپ اسی حالت میں بیٹھے رہے گرے نہیں، اور نہ تسبیح آپ کے ہاتھ سے چھوٹی، جب بعلبک کے حاکم "ملک امجد" کو یہ خبر پہنچی، وہ فوراً آیا، آپ کو اسی حالت میں دیکھا اور کہنے لگا، اگر ہم ان پر ایک عمارت بنا دیں اور لوگ اسی حالت میں ان کی زیارت کریں تو ایک نشانی دیکھتے، اسے کہا گیا: کہ یہ سنت کا طریقہ نہیں ہے، تو وہ ایک جانب ہو گیا، آپ کو کفن دیا گیا اور نماز جنازہ پڑھی گئی، آپ کو اسی بادام کے درخت کے نیچے دفن کیا گیا، جس کے نیچے بیٹھ کر آپ ذکر اللہ کیا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے اور ان کی قبر کو منور کرے، آپ کی وفات بروز ہفتہ ہوئی، عمر اسی سال سے متجاوز تھی اللہ تعالیٰ آپ کو عزت دے۔

شیخ محمد فقیہ جونینی آپ کے جملہ تلامذہ اور شاگردوں میں سے ہیں، اور جس کی زیر پناہ وہ تھے وہ بعلبک میں ان کے مشائخ کا دادا تھا۔

ابو عبداللہ حسین بن محمد بن ابی بکر...... الجلی الموصلی، جو "ابن الجبنی" کے نام سے معروف تھے، تو خیز، فاضل تھے "بدرالدین لولو" موصل کے رہنما کی کتابت الانشا، کے والی مقرر ہوئے، آپ کے اشعار میں سے دو یہ شعر ہیں۔

میری جان اس ذات پر قربان، جس کے بارے میں نے غور وفکر کیا، تعجب کے سمندر میں میں غرق ہو گیا، وہ رات کو صبح پر، صبح کو چاند پر اور چاند کو شاخ پر اور شاخ کو خیال پر اور خیال کو ٹیلے پر ظاہر کرتا ہے۔

آغاز ۶۱۸ھ

اس سال تاتاریوں نے کلادہ، ہمدان، اردبیل، تبریز اور کنجہ جیسے کئی شہروں پر قبضہ کر لیا، وہاں کے باسیوں کو قتل کیا، جو کچھ وہاں تھا لوٹ لیا، بچوں کو قیدی بنا لیا، بڑھتے بڑھتے بغداد کے قریب پہنچ گئے جس کے باعث خلیفہ خوفزدہ ہو گیا، اس نے بغداد مضبوط کیا اور فوجوں سے کام لیا، لوگوں نے

نمازوں اور اوراد میں ''قنوت نازلہ'' پڑھنے کا اہتمام کیا پھر انہوں نے قبچاق سے جنگ کر کے انہیں شکست دی، اسی طرح روس کا حال ہوا جس پر قابو پاتے اسے لوٹ لیتے، پھر انہوں نے ان سے جنگ کی، ان کے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنالیا، اسی سال ''معظم'' اپنے بھائی ''اشرف'' کے پاس، اپنے بھائی ''کامل'' پر شفقت چاہنے کے لئے گیا، اس کے دل میں اس کے لئے ''قلق'' تھا جس کو اس نے ختم کردیا، وہ دونوں دیار مصریہ کی طرف، ان فرنگیوں کے خلاف، ''کامل'' کی مدد کرنے چلے گئے، جنھوں نے ''دمیاط'' کی سرحدوں کو لے لیا تھا اور وہاں ۶۱۴ھ سے اپنی حکومت مضبوط کرلی تھی۔

اس نے کسی وقت انہیں بیت المقدس اور بلاد ساحل کے جتنے علاقے ''صلاح الدین'' نے فتح کیے تھے، ''دمیاط'' کے چھوڑنے کے بدلے دینے کی پیشکش کی تھی، جس سے وہ باز رہے اور ایسا نہیں کیا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر فرمایا کہ ان کا سامان رسد تنگ پڑ گیا، ان کے پاس کشتیاں آئیں جن میں سامان خوراک تھا، تو بحری بیڑے نے انہیں اپنے قبضہ میں لے لیا، اور ''دمیاط'' کی زمینوں کی طرف ہر جانب سے پانی کھول دیا، تو اس حالت میں انہیں اپنے بارے کوئی فیصلہ کرنے کی نہ سوجھی، دوسری طرف سے مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر کے ان کا تنگ جگہ میں گھیراؤ کرلیا، تو وہ بلا معاوضہ صلح پر راضی ہوگئے، ان کے پیشروان کے پاس آئے، اس وقت اس کے پاس اس کے دونوں بھائی معظم عیسیٰ اور موسیٰ اشرف بھی موجود تھے، وہ اس کے سامنے کھڑے تھے یہ اجتماع کا دن تھا، صلح اسی پر ہوئی جس کا ''کامل محمد'' (اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو روشن رکھے) نے ارادہ کیا تھا، فرنگیوں کے بادشاہ اور ان کی تمام افواج اس کے سامنے دست بستہ کھڑی تھیں اس نے بہت بڑا دستر خوان بچھایا جس پر مومن، کافر، نیک و بد سب جمع تھے، اس وقت ''راجح الحلی'' شاعر کھڑا ہوا اور یہ شعر کہے:

> مبارکبادی کی بات ہے کہ ''سعد'' نے ہمیشہ آرام دیا ہے، اور رحمن تعالیٰ نے مدد کے ساتھ وعدہ پورا فرمایا ہے، الہ العالمین نے فتح مبین، انعام اور ہمیشہ کی عزت سے نوازا ہے، زمانے کا چہرہ ترشروئی کے بعد کھل اٹھا، اور شرک کا چہرہ ظلمت سے سیاہ ہوگیا ہے، جب بڑے سمندر نے اپنی سرکش آبادی کے ساتھ سرکشی کی، اور کشتیوں کو جھاگدار بنادیا، تو اس (یعنی کامل) نے اس دین کی مدد کے واسطے ایسے شخص کو کھڑا کیا، جس کا ارادہ سیف مسلول کی طرح ہے، ان سے صرف ہلاک ہونے والے، خاک آلود عضو نے نجات پائی، یا اس کے عضو نے جسے تو بیڑیوں میں مقید دیکھے، کائنات کی زبان سے مشرق و مغرب میں بلند ہو کر منادی کی کہ عیسیٰ علیہ السلام کے پرستارو! عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی جماعت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تمام کے تمام حضرت محمد ﷺ کے خدمتگار ہیں۔

شیخ ابوشامہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اس نے یہ شعر کہتے وقت معظم عیسیٰ اشرف موسیٰ اور کامل محمد کی طرف اشارہ کیا، اور یہ حسن اتفاق کی بات تھی یہ اس سال کے رجب کی ۱۹ تاریخ اور بدھ کا دن تھا، فرنگی عکا اور دیگر علاقوں کی طرف لوٹ گئے، اور معظم شام کی طرف، ''اشرف'' اور ''کامل'' نے اپنے بھائی ''معظم'' سے صلح کرلی۔

اسی سال ''ملک معظم'' نے دمشق کا عہدہ قضاء ''کمال الدین مصری'' کے سپرد کیا جو اس سے قبل بیت المال کے وکیل تھے، بڑے فاضل ذہین شخص تھے، ''عادلیہ'' میں نماز جمعہ سے فراغت کے بعد دستاویزات کے لئے بیٹھتے تھے، وہاں مدرسہ میں ان کے پاس تمام مراکز گواہ حاضر ہوتے، حتی کہ لوگوں کے لئے ایک ہی گھڑی میں ان کی درخواستوں کا اندراج آسان ہوجاتا، اللہ تعالیٰ اسے جزائے خیر دے!

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

یاقوت کاتب موصلی: ''امین الدین'' جو ''طریقہ ابن البواب'' سے مشہور تھے، علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں، ان کا زمانے میں ہم مرتبہ کوئی نہ تھا، ان کے بڑے فضائل ہیں تمام لوگ ان کی تعریف پر متفق ہیں، بہت اچھے آدمی تھے، ان کے بارے ''نجیب الدین واسطی'' نے ایک قصیدہ کہا ہے جس میں ان کی تعریف کی ہے۔

یہ ایک جامع شخصیت ہے جو علوم کو سمیٹنے والی ہے، اگر یہ نہ ہوتا تو فضائل کی ماں اپنے بیٹے کو گم پاتی، وہ ایسا صاحب قلم شخص ہے کہ جس کے تھوک سے ہی شیر خوفزدہ ہیں، فوجیں ذلیل ہو کر اس کے سامنے زیر نگین ہوتی ہیں، جب اس کے سفید دانت، تاریکی میں ہنستے ہیں، تو نیزے اور تلواریں شرمندہ ہوجاتی ہیں، تو بدر کامل اور کاتب اپنے باپ کی طرح ابن ہلال ہے، جو کام سنبھالتا ہے اس پر فخر نہیں کرتا، اگرچہ وہ بہتر ہے لیکن تو تو فضیلت

کے اعتبار سے افضل ہے، تو نے سبقت کی اور نماز پڑھی ہے۔

جلال الدین حسن ...اسماعیلیہ کے سرغنے "حسن بن صباح" کی اولاد سے ہیں، انہوں نے اپنی قوم میں شعائر اسلام کو زندہ کیا، حدود ومحرمات کی حفاظت کی اور شرعی سزاؤں کو قائم کیا۔

شیخ صالح(۱) شہاب الدین محمد بن خلف بن راجح مقدسی حنبلی، عابد زاہد اور درویش آدمی تھے، جمعہ کے دن لوگوں کے سامنے "حدیث نبوی" پڑھتے، جامع مظفری کے خطابت کے منبر کی نیچے کی سیڑھی میں بیٹھے ہوتے، انہوں نے بہت سے لوگوں سے حدیث کا سماع کیا، کئی سفر کیے، پچاس راتوں میں "مقامات حریری" کو زبانی یاد کیا، آپ کئی فنون جانتے تھے، بڑے خوش طبع اور ظریف انسان تھے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

خطیب موفق الدین.... ابوعبداللہ عمر بن یوسف بن یحییٰ بن عمر بن کامل مقدسی، بیت الابار کے خطیب تھے جب "جمال الدین دولعی" خوارزم شاہ کی طرف قاصدوں کے ساتھ روانہ ہوئے تو یہ دمشق میں ان کے نائب مقرر ہوئے یہاں تک کہ وہ واپس آگئے۔

محدث تقی الدین ابوطاہر(۲)......اسماعیل بن عبداللہ بن عبدالمحسن بن انماطی، حدیث پڑھی، سفر کیے اور حدیث کو لکھا، عمدہ خط والے اور علوم الحدیث میں ماہر شخص تھے، علوم الحدیث کے حافظ تھے، شیخ تقی الدین ابن صلاح ان کی تعریف کرتے تھے، کلاسہ میں مغربی گھر میں ان کی کئی کتب تھیں، یہ گھر ملک محسن بن صلاح الدین کی ملک میں تھا، پھر آپ نے ابن الانماطی سے لے لیں اور شیخ عبدالصمد دکائی کے حوالے کردیا، جو برابر ان کے بعد ان کے ساتھیوں کے پاس رہا، ان کی وفات دمشق میں ہوئی اور صوفیہ کے مقابر میں دفن ہوئے، آپ کی نماز جنازہ "شیخ موفق الدین" نے جامع میں پڑھائی، اور باب النصر میں "شیخ فخر الدین ابن عساکر" نے پڑھائی، اور قبرستان میں قاضی القضاۃ "جمال الدین مصری" نے پڑھائی۔

ابوالغیث شعیب بن ابی طاہر بن کلیب......ابن مقبل، نابینا، شافعی فقیہ، وفات تک بغداد میں مقیم رہے، آپ کے کئی فضائل ہیں اور آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں، آپ کے اشعار میں سے ہے، جب تم لوگوں کی سیاست کے اہل ہو تو لوگوں میں سے شریف لوگوں کے جود وسخا سے منتظم بنو، اور کمینے لوگوں کے ذلت کے ساتھ منتظم بنوتا کہ وہ ٹھیک ہوجائیں، کیونکہ ذلت ہی دین وحسب میں کمتر لوگوں کو درست کرنے والی ہے۔

ابوالعز شرف بن علی۔ ابن ابی جعفر بن کامل خالصی مقری، نابینے، شافعی فقیہ، آپ نے نظامیہ میں فقہ پڑھا، حدیث سنی اور اس کی روایت کی، آپ نے حسن بن عمرو حبی سے یہ اشعار نقل کیے ہیں:

تم تو مرے سامنے آگئے جبکہ گھر دور ہیں، مجھے خیال ہوا کہ دل کو تم سے کوئی مطلب ہے، مرے دل نے باوجود یکہ ہمارے درمیان دوری کے تم سے سرگوشی کی، لہٰذا تم لفظاً وحشت کرنے لگے اور معناً انس کرنے لگے۔

ابوسلیمان داؤد بن ابراہیم......ابن مندار جیلی، مدرسہ نظامیہ کو دوبارہ آباد کرنے والوں میں سے ہیں آپ کے اشعار میں سے چند یہ ہیں:

اے جامع کرنے والے اپنی باگ کو کھینچ لے! کیونکہ زمانے کی سواریاں ٹھوکر کھاتی اور تقصیر کرتی ہیں، جب زمانہ کوتاہی اور خیانت سے کام لے گا تو دانت پیسے گا اور ندامت سے کاٹے گا۔

تیری گمراہی کے بعد تجھے نصیحت کرنے والا ملے گا، لیکن اس کی ملاقات تجھ سے اس وقت ہوگی جب تدبر پیٹھ پھیر چکی ہوگی۔

ابوالمظفر عبدالودود بن محمود بن مبارک......ابن علی بن مبارک بن حسن واسطی الاصل، پیدائش اور گھر کے اعتبار سے بغدادی، "کمال الدین" جن کے والد "مجید" کے نام سے مشہور ہیں، اپنے والد کے ہاں فقہ اور علم کلام پڑھا، باب الازج کے مدرسہ میں درس دیا، خلیفہ "ناصر" نے آپ کو وکیل بنایا تو

(۱) ذیل الروضتین ۱۳۰، شذرات الذهب ۵/۸۲، العبر ۵/۷۵، النجوم الزاهرة ۶/۲۵۱

(۲) تذکرة الحفاظ ۱۴۰۳، ۱۴۰۵، حسن المحاضرة ۱/۱۶۵، ۱/۱۶۶

آپ امانت و دیانت میں مشہور ہو گئے، دیگر کئی بڑے عہدوں کو سنبھالا، کئی بار حج کیا، بڑے متواضع اور اچھے اخلاق والے تھے، آپ فرماتے ہیں:

۶۶ حج نہیں چھوڑے گئے، ہمارا حج لہو ولعب کو سواری بنا کر سوار ہونا ہے، آپ اکثر سناتے کہ: علم ہر فروتنی کرنے والے کے پاس آتا ہے اور اترانے والے کا انکار کرتا ہے، جیسا کہ پانی نشیبی جگہوں میں آتا ہے اور ٹیلوں پر نہیں چڑھتا۔

آغاز ۶۱۹ھ

اس سال "عادل" کا تابوت قلعہ سے اس کی قبر عادلیہ کبیرہ کی طرف منتقل کیا گیا، پہلے جامع اموی میں قبۃ النسر کے نیچے اس کا جنازہ پڑھا گیا، پھر مذکورہ قبر کے پاس انہیں دفن کیا گیا، ابھی تک مدرسہ پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچا تھا، اس سال اس کی تعمیر بھی پوری ہو گئی تھی، "قاضی جمال الدین مصری" نے وہاں درس دیا، جس میں "سلطان معظم" بھی آپ کے پاس آیا، اور سامنے بیٹھا، بائیں جانب قاضی اور دائیں جانب "صدر الدین حصیری" جو حنفیہ کے شیخ تھے، مجلس میں شیخ تقی الدین بن الصلاح امام السلطان، اور شیخ سیف الدین آمدی مدرس کی جانب اور ان کی طرف شمس الدین بن سناء الدولہ، اور ان کے پہلو میں نجم خلیل قاضی عسکر بھی تھے، اور حصیری کے پاکتی جانب شمس الدین بن شیرازی، ان سے نیچے محی الدین ترکی تھے اس مجلس میں کئی نامور اکابر تھے جن میں فخر الدین ابن عساکر بھی تھے۔

اس سال "ملک معظم" نے "صدر کشمنی" دمشق کے کوتوال کو "جلال الدین بن خوارزم شاہ" کے پاس اپنے دونوں بھائیوں "کامل" اور "اشرف" کے خلاف مدد مانگنے کے لئے بھیجا جنہوں نے اس کے خلاف ایک دوسرے کی امداد کی تھی جس کا "جلال الدین" نے سماعت اور فرمانبرداری سے جواب دیا، جب صدر مذکور واپس آئے تو انہیں "مشیخۃ الشیوخ" کا عہدہ بھی سونپ دیا، اسی سال یمن کے حاکم ملک مسعود بن اقسیس بن کامل نے حج کیا، جس سے حرم میں ناشائستہ افعال، نشہ وغیرہ اور قبۂ زمزم کے اوپر سے کبوتروں کو غلیل سے مارنا شامل تھا، صادر ہوئے۔ اور جب وہ کمبخت سوتا طواف کرنے والوں کو تلوار کی نوکوں سے مارا جاتا مبادا کہ وہ اس کے لئے تشویش کا باعث بنیں، اور یہ نشہ کی نیند ہوتی تھی، لیکن اس سب کے باوجود وہ بڑا ہیبت ناک اور قابل عزت تھا، اور شہر اس سے مطمئن اور پر امن تھا، قریب تھا کہ وہ اپنے باپ کے جھنڈے کو خلیفہ کے جھنڈے پر بلند کر دیتا جس کی وجہ سے فتنہ عظیمہ کھڑا ہوتا، وہ بڑی محنت اور جستجو سے پہاڑ پر آیا اور چڑھا جبکہ دن کا آخری پہر تھا، اس سال ملک شام میں بڑی ٹڈی دل ہوئی جنہوں نے فصلوں، میووں اور درختوں کو خوراک بنالیا۔

اس سال قبچاق اور کرج میں بڑی جنگیں ہوئیں اور قبچاق کے شہروں کے ان پر تنگ ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ خونریزی ہوئی، اس سال بغداد میں "ابو عبداللہ محمد بن فلان" قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز ہوئے، اور دار الوزراء میں "مؤید الدین محمد بن محمد قیمق" نے اعیان واعظام کی موجودگی میں آپ کو خلعت شاہی سے نوازا، اور انہی کی موجودگی میں حکمنامہ پڑھا گیا، جس کی حرف بحرف ابن الساعی نے نقل کی ہے۔

اس سال فوت ہونے والے اعیان

عبدالقادر بن داؤد.....ابو محمد واسطی شافعی فقیہ جو "محب" کے لقب سے ملقب ہیں ایک عرصہ تک نظامیہ میں بااختیار رہے، وہیں مشغول رہے، بڑے فاضل دیندار اور نیک شخص تھے آپ نے یہ اشعار سنائے:

> فرقدان ستاروں اور بدر کامل نے اپنی تکمیل کی رات اس کی بیداری کی گواہی دی وہ مزمن مرض کا مریض ہے جب تاریکی چھا جاتی ہے، تو اس کے سینے اور دل میں آتش عشق کی چنگاریاں جلنے لگتی ہیں، اس کے رخساروں پر آنکھوں کے آنسو بہہ پڑتے ہیں، سیلاب کی طرح جو حسب عادت بہتا ہے، وہ آنسو اسے لاغر کر دینے والے کے عشق میں بہتے ہیں، ایسا عاشق میں نے نہیں دیکھا، اس کا جسم اس کی دوری سے کمزور ہو گیا ہو، کاش وہ محبوب جس نے اپنی اکھیوں کے جادو سے اسے کمزور بنا دیا ہے، موت سے پہلے اس کی عیادت کرنے والوں میں شامل ہو جاتا!

ابوطالب یحییٰ بن علی یعقوبی، شافعی فقیہ، بغداد میں اعادہ کرنے والے ہیں، بڑے بزرگ، پیر سال اور خوبصورت چہرے والے تھے، بعض اوقاتی عہدوں کے متولی تھے، بعض فضلاء کو جو شعر آپ نے سنائے یہ ہیں۔

تہامہ واُحد کے پہاڑ کو اٹھانا اور سمندر کا پانی برتن سے منتقل کرنا، اسی طرح چٹان کو برہنہ پشت پر لے جانا، تند خو شخص کے پاس بیٹھنے سے زیادہ آسان کام ہے۔ یہ مندرجہ ذیل اشعار ہیں تو کسی اور کے البتہ سنائے ابوطالب یحییٰ بن علی نے ہیں:

جب انسان کی عمر کے پچاس سال گزر جائیں پھر بھی وہ تقویٰ کی طرف مائل نہ ہوتا ہو تو رسوائی کے اسباب اس کے پاس بیٹھ کر کہتے ہیں تو نے ہم سے حلف لیا ہے لہٰذا تو ہمیشہ اس پر قائم رہنا! جب سطان سلام کے وقت اس کے چہرے کی چمک دیکھتا ہے تو کہتا ہے میں اس شخص پر قربان جو ناکام ہونے والا ہے۔

اتفاقاً ان سے کچھ مال کا مطالبہ ہوا، جو آپ سے نہ بن پڑا، تو آپ نے ''افیون مصری'' استعمال کر لی، چنانچہ اسی دن آپ کی وفات ہوئی اور ''وردیہ'' میں دفن کیے گئے۔

قطب الدین عادل ..... نے ''فیوم'' میں وفات پائی، انہیں قاہرہ منتقل کیا گیا، اسی سال مکہ میں حنابلہ کے امام فوت ہوئے۔

شیخ نصر بن ابی الفرج[1] ..... جو ابن الحصیری کے نام سے مشہور ہیں، کافی عرصہ مکہ کے پڑوسی رہے، کہیں سفر نہیں کیا، پھر موت انہیں یمن کی طرف لے آئی، سو اسی سال فوت ہوئے، آپ نے مشائخ کی ایک جماعت سے حدیث کا سماع کیا، اس سال ربیع الاول میں ملک دمشق میں الشہاب عبدالکریم بن نجم نیلی ''بھاء'' اور ''ناصح'' کے بھائی نے وفات پائی، آپ بڑے فقیہ، مناظر اور محاکمات میں بڑے بصیرت افروز تھے، یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے وزیر کی مسجد کو ''شیخ علم الدین سخاوی'' کے ہاتھ سے چھڑایا۔

آغاز ۶۲۰ھ

اس سال ''اشرف موسیٰ بن عادل'' اپنے بھائی کامل حاکم مصر کے پاس سے واپس آیا، تو اس سے اس کا بھائی ''معظم'' ملا، وہ سمجھ گیا کہ ان دونوں نے اس کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کی ہے، رات اس نے دمشق میں بسر کی اور رات کے آخری پہر وہاں سے چل پڑا، جس کا اس کے بھائی کو علم نہیں تھا، وہ اپنے ملک چلا گیا اور اپنے بھائی ''شہاب غازی'' کو وہاں پایا، جسے اس نے ''خلاط اور میافارقین'' کا نائب بنایا تھا، انہوں نے اس کے سر کو قوی کر دیا تھا، ''معظم'' سے اربل کے بادشاہ نے خط و کتابت کی، انہوں نے اس کے لئے اشرف کی مخالفت بھی کر دکھائی، جس پر ''اشرف'' نے اسے ممانعت کا خط لکھا جسے اس نے قبول نہیں کیا، اور اس سے جنگ کے لئے فوجیں اکٹھی کر لیں، اسی سال اقسیس ملک مسعود حاکم یمن ابن کامل یمن سے مکہ معظمہ کی طرف گیا، جہاں اس سے ''ابن قتادہ'' نے وادی مکہ میں، صفا اور مروہ کے درمیان جنگ کی، تو اقسیس نے اسے شکست دی اور دھتکار دیا، یوں وہ یمن کے ساتھ مکہ معظمہ کی بادشاہت میں بااختیار ہو گیا، اور کئی سخت سخت امور درپیش آئے، اس کے باپ، چچا اور بھائی کا قاتل ''حسن بن قتادہ'' ان گھاٹیوں اور وادیوں میں روپوش ہو گیا۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

شیخ الاسلام موفق الدین عبداللہ بن احمد[2] ..... ابن محمد بن قدامہ مقدسی، شیخ الاسلام ''المغنی فی المذھب'' کے مصنف، ابو محمد مقدسی

---

(۱) التاج المکلل ۲۲۹، دول الاسلام ۲/۹۳، ذیل الروضتین ۱۳۳، النجوم الزاهرة ۶/۲۶۳

(۲) التاج المکلل ۲۲۹، ۲۳۱، دول الاسلام ۲/۹۳، شذرات الذهب ۵/۸۸، ۹۲

امام، عالم ماہر نے وفات پائی، ان کے زمانے میں اور نہ ان کے زمانے سے ایک عرصہ پہلے تک ان سے بڑھ کر فقیہ شخص کوئی نہیں تھا، جماعیل میں ۵۴۱ھ کے شعبان میں پیدا ہوئے، ۵۵۱ھ میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ دمشق آئے، جہاں قرآن مجید پڑھا اور حدیث شریف کا کئی لوگوں سے سماع کیا، دو دفعہ عراق کا سفر کیا، پہلا ۵۶۱ھ میں اپنے چچا حافظ عبدالغنی کے ساتھ اور دوسرا ۵۶۷ھ میں اور ۵۷۳ھ میں حج کیا، بغداد ہی میں مذہب امام احمد کے مطابق فقہ پڑھی جس میں ماہر ہوئے، فتویٰ دیا، مناظرے کیے کئی فنون میں مہارت حاصل کی، جس کے ساتھ ساتھ زہد وعبادت، تقویٰ وتواضع حسن اخلاق، سخاوت، حیا، نیک نیتی، وقار، کثرت تلاوت، نماز روزے، قیام، اچھا طریقہ اور سلف صالحین کی اتباع جیسی صفات بھی تھیں، آپ کے کئی احوال اور کشف ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر عقلمند علماء اولیاء نہیں تو پھر مرے علم میں کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا ولی نہیں، آپ اور شیخ عماد حنابلہ کے محراب میں لوگوں کو نماز کی امامت کراتے، جب شیخ عماد کی وفات ہوگئی تو آپ اس عہدے پر مستقل ہوگئے، اگر آپ غائب ہوتے تو ابوسلیمان ابن حافظ عبدالرحمن بن حافظ عبدالغنی، آپ کی جانب سے نماز پڑھاتے، مغرب وعشاء کے درمیان آپ اپنے محراب کے قریب نوافل پڑھا کرتے، جب عشاء پڑھ لیتے تو اپنے گھر لوٹ جاتے، جو ''درب الدولعی'' میں الرصیف میں واقع ہے، جو فقراء میسر آتے انہیں بھی اپنے ساتھ لے لیتے جو آپ کے ساتھ کھانا کھاتے، آپ کا اصلی گھر دامن کوہ میں تھا، تو کسی رات عشاء کے بعد پہاڑ کی طرف چلے جاتے، اتفاقاً کسی رات کسی شخص نے آپ کا عمامہ اچک لیا، اس میں ایک کاغذ تھا جس میں ریت تھی، شیخ نے اس سے کہا کاغذ لے لو اور عمامہ واپس پھینک دو! وہ شخص سمجھا شاید یہ کوئی خرچ کرنے کی چیز ہے چنانچہ وہ اس نے لے لیا اور عمامہ پھینک دیا، ان کی یہ بات بڑی تیز ذہانت پر دلالت کرتی ہے، اس طرح آپ نے نرمی سے اس سے عمامہ لے لیا۔

آپ کی کئی ایک مشہور تصانیف ہیں، جن میں سے ''المغنی فی شرح مختصر الخرقی دس جلدوں میں، ''الشافی'' دو جلدوں میں اور المقنع'' حفظ کے لئے ہے ''الروضہ فی اصول الفقہ'' اور اس کے علاوہ دیگر مفید تصانیف ہیں۔

آپ کی وفات اس سال کے عید الفطر کے روز ہوئی، اس وقت آپ کی عمر اسی سال تھی، اور یہ ہفتے کا دن تھا آپ کے جنازے میں کئی لوگ حاضر ہوئے، اور اپنی مشہور قبر میں دفن کئے گئے، آپ کے بارے میں بہت سے اچھے خواب دیکھے گئے، رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کی مذکر ومونث دونوں اولاد تھی، جب آپ زندہ تھے تو ان کی وفات ہوگئی ان میں سے صرف آپ کے بیٹے عیسیٰ نے دو بیٹے چھوڑے، پھر وہ بھی فوت ہوگئے، یوں آپ کی نسل ختم ہوگئی۔

ابو مظفر سبط ابن الجوزی فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ موفق الدین کے خط سے نقل کیا ہے!

شخص کے دروازے پر مت بیٹھ جس کے گھر تک پہنچنا تجھے روکتا ہو، تو کہتا ہے کہ مجھے اس سے کچھ حاجت ہے اگر میں نے اس کا چکر نہ لگایا تو وہ اسے روک دے گا، سوا سے چھوڑ دے اور ان کے پروردگار کا قصد کر یہ حاجتیں پوری ہو جائیں گی اور گھر کا مالک ناپسند کرتا رہے گا۔

شیخ موفق الدین نے اپنے بارے یہ اشعار سنائے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو کیا بالوں کی سفیدی کے بعد بھی میں قبر کے سوا کسی اور گھر میں رہوں گا؟! اگر ایسا میں نے کیا تو بے وقوف ہوں گا، مجھے مرا بڑھاپا خبر دار کرتا ہے کہ میں میت ہوں وہ مجھے موت کی خبر دے رہا ہے وہ سچ کہتا ہے، مری عمر روزانہ گھٹتی جا رہی ہے، تو کیا پھٹی ہوئی چیز قابل رفو وپیوند ہو سکتی ہے، گویا میں دیکھتا ہوں مرا جسم تخت پر پڑا ہے، کچھ لوگ خاموش ہیں تو کچھ سوز غم سے نالاں چیخ رہے ہیں، جب ان سے مرے متعلق پوچھا جاتا ہے تو وہ جواب دیکر چیخنے لگتے ہیں اور ان کے آنسو رواں ہوتے ہیں، افسوس!، مجھے زمین کے تنگ گڑھے میں چھپا دیا گیا، اور لحد میں رکھ کر اوپر سے چٹان لگا دی گئی، قابل بھروسہ دوست بھی مجھ پر مٹی ڈالنے لگا، اور جو مجھ پر مہربان تھے انہوں نے بھی مجھے قبر کے حوالے کر دیا، تو اے مرے پروردگار مری دحشت کے روز مرے مونس بن جائیے، اس لئے کہ جو احکام آپ نے نازل فرمائے میں ان کی تصدیق کرتا ہوں، مجھے اس بات سے کوئی تکلیف نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والا ہوں، اور میرے اہل وعیال میں کون زیادہ نیک

سلوک اور نرمی کرنے والا ہے؟

فخر الدین بن عساکر عبدالرحمٰن بن الحسن بن ہبۃ اللہ بن عساکر ( ) ......ابو منصور دمشقی، دمشق میں شافعیہ کے شیخ تھے، آپ کی والدہ کا نام اسماء بنت محمد بن الحسن بن طاہر قدسیہ تھا آپ کے والد ''ابو البرکات بن المران'' کے نام سے مشہور تھے، انہی نے ۵۱۷ھ میں مسجد القدم کی دوبارہ تعمیر کی، وہیں ان کی اور ان کی بیٹی کی قبر ہے، اس جگہ بہت اکابر علماء کی ایک جماعت مدفون ہے، یہ ''قاضی محی الدین محمد بن علی بن زکی'' کی والدہ ''آمنہ'' کی بہن ہیں، شیخ فخر الدین بچپن سے ہی اپنے ''شیخ قطب الدین مسعود نیساپوری'' کے پاس علم سیکھنے میں مشغول ہو گئے۔

آپ نے ان کی بیٹی سے شادی کر لی، اور ان کی جگہ ''جاروجیہ'' میں درس دینے لگے، وہیں دو صحنوں میں سے ایک میں آپ رہنے لگے جنہیں انہوں نے تعمیر کیا تھا، اور اسی جگہ ایوان کے غربی جانب وفات پائی، پھر آپ نے ''قدس'' میں ''صلاحیہ ناصریہ'' کی تدریس کے عہدے کو سنبھال لیا، اس کے بعد ''عادل'' نے انہیں ''تقویہ'' کی تدریس بھی دے دی، آپ کے پاس سربرآوردہ فضلاء تھے، پھر آپ نے فراغت پا کر جامع مسجد کے پڑوس کو لازم پکڑ لیا اور وہاں چھوٹے سے کمرے میں ''محراب الصحابہ'' کی طرف عبادت کے لئے خلوت نشیں ہو گئے، اور ساتھ ساتھ، مطالعہ اور فتویٰ کی ذمہ داری بھی انجام دی، اطراف عالم سے آپ کے پاس فتوے آتے، آپ بہت ذکر کرنیوالے نیک نیت شخص تھے، آپ ہر پیر کے دن قبۃ النسر کے نیچے اپنے چچا کی جگہ عصر کے بعد حدیث کا درس دینے کے واسطے بیٹھتے، آپ کے سامنے دلائل النبوت اور کئی کتابیں پڑھی جاتیں، آپ دارالحدیث نوریہ کی مشیخیت میں بھی حاضر ہوئے تھے، اور ابن عروہ کا مزار جب پہلے پہل فتح ہوا تو وہاں بھی تشریف لائے، ملک عادل نے اپنے قاضی ابن زکی کو معزول کرنے کے بعد آپ کو بلایا اور دسترخوان پر اپنے پہلو میں بٹھایا، اور آپ سے پوچھنے لگا کہ اگر آپ دمشق کے قاضی بن جائیں تو کیسا رہے گا؟ آپ نے جواباً فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کر کے پوچھوں گا، اس کے بعد آپ باز رہے بادشاہ پر آپ کا رکنا شاق گزرا، اور اس نے آپ کو اذیت دینے کا ارادہ کیا، تو بادشاہ سے کہا گیا: کہ خدا کا شکر کر کہ اس جیسا آدمی یہاں موجود ہے، پھر جب ''عادل'' کی وفات ہو گئی اور اس کے بیٹے ''معظم'' نے شراب نوشی دوبارہ شروع کر دی تو ''شیخ فخر الدین'' نے اسے برا بھلا کہا، جس کی وجہ سے اس کے دل میں آپ کے متعلق کوئی رنجش پیدا ہوئی، اور اس کی پاداش میں آپ سے ''التقویہ'' کی تدریس چھین لی، تو آپ کے پاس سوائے جاروجیہ ''دارالحدیث نوریہ'' اور ابن عروہ کے مزار کے کچھ نہ رہا، آپ کی وفات اس سال کی دس رجب، بروز بدھ بعد نماز عصر ۶۵ سال کی عمر میں ہوئی، آپ کا نماز جنازہ جامع مسجد میں ایک بڑے اجتماع کے ساتھ پڑھا گیا، جنازہ صوفیاء کے قبرستان میں لا کر اس کے ابتدائی حصہ میں اپنے شیخ قطب الدین مسعود بن عروہ کے قریب دفن کیے گئے۔

سیف الدین محمد بن عروہ الموصلی......جن کی طرف جامع اموی میں مشہد ابن عروہ منسوب ہے، اس لئے کہ یہ پہلے شخص ہیں جس نے اسے فتح کیا، یہ بڑے ذخیروں سے بھرا ہوا تھا، اس میں انہوں نے ایک حوض بنوایا، اور اس کو درس حدیث کے لئے وقف کیا، نیز ایک کتبخانہ وقف کیا، آپ قدس شریف میں مقیم تھے، لیکن چونکہ وہ ''ملک معظم'' کے خاص احباب میں سے تھے، جب بیت المقدس کی ارد گرد دیوار گر گئی تو آپ دمشق منتقل ہو گئے اور وہیں وفات پائی، آپ کی قبر اتابک طغتکین کے گنبدوں کے پاس عیدگاہ کے بالمقابل ہے۔

شیخ ابوالحسن روز بھاری......آپ کو باب الفرادیس میں اس جگہ دفن کیا گیا جو آپ کی طرف منسوب ہے۔

شیخ عبدالرحمٰن یمنی...... آپ منارۂ شرقیہ میں مقیم تھے، بڑے صالح، عابد زاہد بڑے اچھے اخلاق کے مالک تھے، صوفیاء کے قبرستان دفن کیے گئے۔

رئیس عز الدین مظفر بن اسعد......ابن حمزہ تمیمی ابن قلانسی، دمشق کے رؤسا اور اکابر میں سے تھے، آپ کے دادا ابو یعلیٰ حمزہ ہیں جن کی

(۱) التاج المکلل ۱۶۴، دول الاسلام ۲/۹۳، النجوم الزاھرۃ ۶/۲۵۶، الکامل ۱۲/۱۷۲

تاریخ کی کتاب ہے جسے ''علامہ ابن عساکر'' نے کتاب کے آخر میں لکھا ہے، اور ''عز الدین'' نے یہ حدیث حافظ ابوالقاسم ابن عساکر وغیرہ سے سنی ہے، یہ کندی کی مجلس میں بھی پابندی سے بیٹھتے اور ان سے استفادہ کیا کرتے۔

امیر کبیر خلیفہ کے پہرہ دار ..... محمد بن سلیمان بن قتلمش بن ترکانشاہ بن منصور سمرقندی، آپ امراء کی نسل سے تھے، آپ دیوان الخلیفی العزیز کے حاجب الحجاب بنے، آپ بہت اچھا لکھتے تھے اور کئی علوم میں جان پہچان رکھتے، جن میں سے ادب، اور علوم ریاضی ہیں بڑی لمبی عمر پائی، اور عمدہ اشعار کے بنانے میں بھی آپ کو ایک ملکہ حاصل تھا۔ آپ کے اشعار میں سے چند یہ ہیں:

میں اس زندگی کی تکالیف سے اکتا چکا ہوں، میرا شام وسحر یہی حال رہتا ہے، تو عقل میں بچے کی طرح تھا جس کی درست باتیں کم اور بیہودہ زیادہ ہوتی ہیں، جب میں مجلس میں ہوتا ہوں تو سو جاتا ہوں اور گانے کی آواز آنے پر جاگ جاتا ہوں، پیر سالی کی بیڑیوں نے میرے پاؤں کو چھوٹا کر دیا، اور مشقت نے میری لگام کو طویل کر دیا، مجھے چڑیا کے بچے کی طرح گھونسلے میں چھوڑ دیا گیا اور میں نے اپنے حلم و بردباری کو بہت پیچھے چھوڑ دیا ہے، اس کے بدلے کی جگہ زندگی کے علاوہ ہے، سو زندگی کے فعل کی برائی کا آغاز کیسے ہوا؟

اسی طرح آپ کے عمدہ اشعار میں چند ایک یہ ہیں:

اے میرے الٰہی! جو بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے میرے جوانی کے گناہوں کو جو میں پہلے کر چکا ہوں معاف فرما! میں نے تو گناہوں سے اپنا چہرہ سیاہ کر لیا ہے اور تیرے سامنے ذلیل ورسوا ہو کر مٹی میں پڑا ہوں، تو اب اسے اچھی معافی کے ساتھ سفید کر دے، اور مجھ سے درگذر فرما کر میرے عذاب کو ہلکا کر!

جب آپ کی وفات ہوگئی تو ''نظامیہ'' میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور ''شونیزیہ'' میں دفن کیا گیا، کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا اور آپ سے پوچھا کہ پروردگار نے آپ سے کیا سلوک کیا، تو اس کے جواب میں آپ نے فرمایا:

میں نے حشر میں پشیمانی کے خوف اور اپنی بداعمالی کی وجہ سے ملاقات سے یکسوئی کی کوشش کی، پھر جب میں اپنے پروردگار کے حضور حاضر ہوا، تو حساب وکتاب میں مجھ سے معمولی جھگڑا کیا، انصاف کی بات تو یہ تھی کہ میں جہنم رسید ہوتا لیکن حق تعالیٰ نے از راہ کرم مجھ پر مہربانی کی، آپ نے زبان عفو سے مجھے پکارا کہ اے بندے! تجھے جہنم سے سلامتی مبارک ہو۔

ابوعلی الحسن بن ابی المحاسن ..... زہرہ بن علی بن زہرہ علوی حسینی حلبی، آپ ''حلب'' میں اشراف کے نقیب تھے، آپ بڑی فضیلت، ادب، لوگوں کی باتوں کا علم رکھنے والے، تاریخ وسیر اور حدیث جاننے والے شخص تھے، قرآن مجید کے مضبوط حافظ تھے، آپ کے بڑے اچھے اشعار ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں:

میں نے معشوق کو دیکھا کہ فراق کی وجہ سے آنکھیں اس سے اچٹ جاتی ہیں، زمانے نے اس پر برا اثر ڈالا اور حوادث زمانہ نے اس کے ہاتھ کو پھیر لیا، وہ ذلیل ہو کر عزت کے بدلے ذلت سے واپس لوٹا گویا اس نے کی حفاظت نہیں کی۔

ابوعلی یحییٰ بن مبارک ..... ابن الخلاخلی تاجروں کے خاندان سے ہیں، حدیث کا سماع کیا، آپ خوبصورت شکل وصورت کے مالک تھے، دارالخلافہ میں رہتے تھے، صاحب علم آدمی تھے آپ کے بڑے اچھے اشعار ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

تیرا بہترین بھائی وہ ہے جو سختی میں تیرا شریک کار ہو، اور تنگی میں شریک کہاں؟ اگر تو اسے لوگوں میں دیکھے تو مجھے خوشی ہو اور جب تو غالب ہو وہ کان اور آنکھ بن جائے، جیسا کہ عقیق جب اسے آگ دی جائے تو جلا دے، اور اس کی خوبصورتی بڑھ جائے، اور برا بھائی وہ ہے کہ اگر وہ تیرے پاس نہ ہو تو مخالفت کرے گا، اور حاضر ہوگا تو اور برائی کا سبب بنے گا، اس کا دل خیر خواہ نہیں، اس کی خواہش ہے کہ دوست جھوٹا اور عاشق ہو جائے، سو اس سے بچ، اس کے بارے میں افسوس نہ کر، اس کا تاوان تیرے نقد قرض ادا کرنے کی مانند ہے۔

آغاز ۶۲۱ھ

اس سال پہلے دو دستوں کے علاوہ چنگیز خان کی طرف سے ایک دستہ ری پہنچا، وہ تھوڑا ہی آباد ہوا، اس نے وہاں کے باسیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا، پھر انہوں نے ''ساوہ'' کا رخ کیا وہاں سے ''قم'' اور ''قاسان'' پہنچے، ان دونوں علاقوں کو صرف اس مرتبہ زدوکوب کا سامنا کرنا پڑا، انہوں نے ان کے ساتھ، جیسا پہلے گزر گیا قتل وقید کا سلوک کیا، پھر یہ ''ہمذان'' گئے وہاں بھی لوگوں کو قتل کیا اور قیدی بنایا، اس کے بعد وہ خوارزمیہ کی عقبی جانب آذربائیجان گئے، انہیں شکست دی اور ان کے بہت سے لوگ قتل کر دیے، یہ لوگ وہاں سے ''تبریز'' بھاگ گئے، پیچھے پیچھے وہ بھی آ گئے، وہاں انہوں نے ''ابن بہلوان'' کی طرف لکھا کہ اگر تم صلح چاہتے ہو تو ''خوارزمیہ'' کو ہمارے پاس بھیج دو، ورنہ تم بھی انہی جیسے ہو گے، پس اس نے ان کے بہت سے لوگوں کو قتل کر کے ان کے سروں کو بہت سے تحفوں اور ہدیوں کے ساتھ روانہ کر دیا۔ حالانکہ یہ دستہ تین ہزار پر مشتمل تھا، اور خوارزمیہ اور بہلوان کے ساتھ ان سے دوگنا زیادہ تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سے مدد چھین لی اور ان پر بزدلی مسلط کر دی ''انا للہ وانا الیہ راجعون''۔

اس سال ''غیاث الدین بن خوارزم شاہ'' نے بلاد فارس پر دسترس حاصل کر لی، اس کے ساتھ اس کے پاس اصفہان وہمذان کی حکومت بھی تھی۔

اسی سال ''ملک اشرف'' نے اپنے بھائی ''شہاب الدین غازی'' سے شہر خلاط واپس لے لیا، اس نے یہ شہر، آرمینیا، میافارقین، جای، اور جبل حور کے شہروں کے ساتھ سپرد کیا تھا، اور اپنے بعد اسے ولی عہد بنایا تھا، لیکن جب ''معظم'' نے خط لکھ کر اس کی مخالفت کی اچھائی بیان کی، اور اس کے دماغ کو نشتر کیا، تو ''اشرف'' نے جا کر اس کا ''خلاط'' میں محاصرہ کر لیا، اور یوں شہر اس کے سپرد ہو گیا، مگر اس کا بھائی ''غازی'' قلعہ بند ہو گیا، پھر جب رات ہو گئی تو وہ اپنے بھائی کے پاس آیا اور اس سے معذرت کرنے لگا، ''اشرف'' نے اس کا عذر قبول کر لیا اور کوئی سزا نہیں دی، بلکہ اسے میافارقین پر ہی برقرار رکھا، حاکم اربل اور معظم دونوں شہاب غازی کے ساتھ اشرف کی مخالفت پر متفق تھے۔

اس کے بعد ''کامل'' نے ''معظم'' کی طرف ڈانٹ سے پُر ایک خط لکھا کہ اگر اس نے ''اشرف'' کے خلاف کسی کی مدد کی تو ''کامل'' اسے گرفتار کر کے اس کے علاقے چھین لے گا، ادھر موصل کا حاکم ''بدر الدین لولو'' ''اشرف'' کے ساتھ تھا، شاہ اربل اس کی طرف سوار ہو کر پہنچا اور اس کی فوج کی کمی کے باعث اس کا محاصرہ کر لیا، کیونکہ اس نے اپنی فوجوں کو ''اشرف'' کی طرف بھیجا تھا جب ''اشرف'' نے ''خلاط'' میں پڑاؤ ڈالا تھا، اور بعد میں جب یہ تمام امور ختم ہو گئے جیسا کہ ہم نے بیان کیا تو حاکم اربل کو بڑی ندامت ہوئی، اس طرح ''معظم'' کو دمشق میں۔

اسی سال ''معظم'' نے اپنے بیٹے ''ناصر داؤد'' کو حاکم اربل کو اشرف کی مخالفت میں تقویت دینے کے لئے روانہ کیا، اور شمیساطیہ میں سے ایک ''صوفی'' کو جسے ''الملق'' کہا جاتا تھا، ''جلال الدین خوارزم شاہ'' کی طرف بھیجا، اس نے اس سال آذربائیجان پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کا دل مضبوط ہو گیا، تاکہ ''جلال الدین'' ''معظم'' کے ساتھ ''اشرف'' کی مخالفت پر متفق ہو جائے، تو جلال الدین نے اس سے مدد اور رسد کا وعدہ کیا اس سال ''ملک مسعود اقسیس'' شاہ یمن دیار مصریہ میں اپنے باپ ''کامل'' کے پاس آیا اس کے پاس بہت سے تحفے اور ہدیے تھے، ان میں سے دو سو خادم، تین بڑے مضبوط ہاتھی، عود اور اگر کی لکڑی، مشک، عنبر وغیرہ۔ اس کا باپ ''کامل'' اس کی ملاقات کے لئے نکلا اور ''اقسیس'' کا ارادہ اپنے چچا ''معظم'' کے ہاتھ سے شام چھیننے کا تھا، اسی سال مصر میں ''دار الحدیث کاملیہ'' کی تعمیر مکمل ہوئی، جس کی ''مشیخیت'' حافظ ابو الخطاب ابن دحیہ کلبی'' نے سنبھالی، وہ بڑے مالدار اور بہت سے فنون والے تھے انہیں بہت سے فوائد اور عجائب حاصل تھے۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

احمد بن محمد......ابن علی قادسی نابینے حنبلی، ''تاریخ ابن الجوزی'' کے تتمہ کرنے والے کے والد یہ ''قادسی'' ''شیخ ابو الفرج ابن الجوزی'' کی مجلس میں پابندی سے حاضر ہوتے، ان کی بڑی عزت کرتے تھے کیونکہ وہ ان سے عجیب باتیں سنتے تھے، اور فرماتے بخدا یہ بڑے خوش طبع ہیں ایک مرتبہ شیخ نے ان سے دس دینار قرض مانگے تو انہوں نے نہ دیے، اس کے بعد وہ حاضر تو ہوتے لیکن بات نہ کرتے، تو ایک دفعہ شیخ نے ان سے فرمایا یہ

قادسی نہ ہمیں قرض دیتا ہے اور نہ ہم سے بات کرتا ہے کہ بخدا یہ کیسے خوش طبع انسان ہیں؟ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

ایک بار ''قادسی'' کو ''مستضی'' کے گھر بلایا گیا تا کہ خلیفہ کو تراویح پڑھائیں اس سے کہا گیا کہ آپ کا کیا مذہب ہے؟ یہ بات خلیفہ سن رہا تھا، تو آپ نے فرمایا حنبلی، تو اس نے کہا، تو خلیفہ کے گھر نماز مت پڑھ جبکہ تو حنبلی ہے تو آپ نے فرمایا: میں حنبلی رہوں گا اور تمہیں نماز نہیں پڑھاؤں گا، اس پر خلیفہ نے کہا، انہیں چھوڑو! ہمیں یہی نماز پڑھائیں گے۔

ابوالکرم المظفر بن المبارک ... ابن احمد بن محمد بغدادی حنفی مزار ابی حنیفہ وغیرہ کے شیخ، بغداد کی مغربی جانب کے احتساب سنبھالے، بڑے عالم فاضل دیندار شخص تھے، شاعر تھے ان کے شعر میں سے چند یہ ہیں

> اپنے نفس کو صبر جمیل کے ذریعہ محفوظ رکھ اور اچھی باتوں کو غنیمت جان ان کا ثواب تجھ سے ضائع نہ ہو، سلامتی سے رہ، تیرے متعلق اچھی گفتگو ہو، کرم سے زندگی گزار تیرے لئے زندگی کی مشکل باتیں آسان ہو جائیں گی، دن ختم ہو جائیں گے، ہر ایک جانے والا ہے، اس کی مٹھاس کم اور عذاب جمع رہے گا، زمانہ ایک دن رات کی بدمزگی ہے اور عمر تو بس اس کا لپیٹنا اور جانا ہے مستقل مزاجی تو یکی بھائی چارگی میں ہے، اور تجھ میں عمدہ اور بہترین باتیں پائی جاتی ہیں، آرزوؤں کے خواب چھوڑ دے اس واسطے کہ اس کی برائی اور درشتگی عنقریب ظاہر ہو جائے گی۔

محمد بن ابی الفرج بن برکتہ...... شیخ فخر الدین ابوالمعالی الموصلی، بغداد آئے تو ''نظامیہ'' میں مشغول ہو گئے اور وہیں تکمیل کی، آپ کو قرأت میں معرفت حاصل تھی، مخارج الحروف میں ایک کتاب لکھی، حدیث کی سند بیان کی، آپ کے بڑے لطیف شعر ہیں۔

ابوبکر بن حلبہ الموازینی بغدادی...... آپ علم ہندسہ اور وزن بنانے میں یکتائے زمانہ تھے، بڑی عجیب چیزیں ایجاد کرتے، ان میں سے ایک عجیب کام یہ تھا کہ انہوں نے خشخاش کے دانے میں سات سوراخ کیے اور ہر سوراخ میں ایک بال ڈالا، حکومت میں آپ کو ایک مقام حاصل تھا۔

احمد بن جعفر بن احمد ... ابن محمد ابوالعباس دبیثی البیع الواسطی، ادیب، فاضل اور شیخ، آپ کا کلام نظم ونثر میں موجود ہے، اخبار و سیر سے واقف، آپ کے پاس بڑی عمدہ کتابیں تھیں، آپ نے ''ابوالعلاء المعری'' کے قصیدے کی تین جلدوں میں شرح لکھی علامہ ابن الساعی نے ان کے عمدہ اور فصیح اشعار نقل کئے ہیں، جو کانوں کو بھائیں اور دل میں لطافت سے سمائیں۔

آغاز ۶۲۲ھ

اس سال ''خوارزمیوں'' کو غزنی کے علاقوں سے ذلیل و رسوا ہو کر تاتاریوں کے ہاتھ شکست ہوئی، تو خوزستان اور عراق کے علاقوں کی طرف، ''جلال الدین بن خوارزم شاہ'' کے ہمراہ، فساد برپا کیا، شہروں کا محاصرہ کر لیا اور دیہاتوں کو لوٹ لیا، اس سال ''جلال الدین بن خوارزم شاہ'' نے آذربائیجان اور کرج کے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا، اور کرجیوں کو شکست دی وہ ستر ہزار جنگجوؤں کے ساتھ آئے، تو اس کے بیس ہزار سورماؤں کو قتل کیا، ''جلال'' کا قدم مملکت مضبوط ہوا اور اس کی شان بڑھ گئی، ''تفلیس'' کو بھی فتح کر کے ان کے تیس ہزار آدمی مار ڈالے، ''شیخ ابوشامہ'' کا خیال ہے کہ اس نے میدان جنگ میں کرجیوں کے ستر ہزار آدمی مارے، اور تفلس کے پورے ایک لاکھ افراد قتل کئے ہیں۔

اس جنگ میں مشغولی کے باعث وہ بغداد کا قصد کرنے سے غافل ہو گیا اور یہ اس وجہ سے کہ جب اس نے ''دقوق'' کا محاصرہ کیا تو وہاں کے لوگوں نے اسے گالیاں سنائیں، تو اس نے زبردستی فتح کر لیا، اور وہاں کے کئی افراد قتل کر دیے، فصیلوں کو منہدم کر کے بغداد میں خلیفہ کا قصد کیا کیونکہ اس کا گمان تھا کہ وہ اپنے والد پر حاکم بنا ہے یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا، اور تاتاریوں نے ملک پر قبضہ کر لیا، اور ''معظم بن عادل'' کو خلیفہ کے خلاف جنگ کرنے کے لئے بلاوے کا خط لکھا، اور اسے اس کام پر ابھارنے لگا، سو ''معظم'' تو اس بات سے باز رہا، پھر جب خلیفہ کو ''جلال الدین بن خوارزم

شاہ'' کے ارادے کا علم ہوا تو اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی، چنانچہ اس نے بغداد کو مضبوط کیا اور فوجوں اور لشکروں سے خدمت لی، اور عوام میں ایک کروڑ دینار خرچ کیے، اور ادھر ''جلال الدین'' کرج کی جانب ایک لشکر روانہ کر چکا تھا، تو انہوں نے اس کی طرف لکھا کہ فوراً ہماری مدد کو پہنچے قبل اس کے کہ ہمارا آخری آدمی ہلاک ہو جائے، اور بغداد ہاتھ سے نہیں جائے گا، تو وہ ان کی طرف نکل کھڑا ہوا پھر جو اس کا معاملہ ہوا ہم نے ذکر کر دیا ہے۔

اسی سال عراق اور شام میں بارشوں کی کمی اور ٹڈی دل کے پھیلنے سے سخت خشک سالی ہوئی، پھر اس کے بعد عراق اور شام ہی میں بہت زیادہ فناء وہلاکت ہوئی، جس کی وجہ سے شہروں میں بہت سے افراد جان بحق ہوئے ''انا للہ وانا الیہ راجعون''۔

خلیفہ ناصر لدین اللہ کی وفات اور اس کے بیٹے ظاہر کی حکومت وخلافت جب اس سال کے رمضان المعظم کا آخری اتوار آیا تو ''خلیفہ ناصر لدین اللہ'' ابو العباس احمد بن المستضئی بامر اللہ، ابو المظفر یوسف بن المقتفی بامر اللہ ابو عبداللہ محمد بن المستظہر باللہ ابو عبداللہ احمد بن المقتدی بامر اللہ ابو القاسم عبداللہ بن الذخیرہ محمد بن القائم بامر اللہ، ابو جعفر عبداللہ بن قادر باللہ ابو العباس احمد بن الموفق ابو احمد بن محمد المتوکل ابو جعفر عبداللہ بن القادر باللہ، ابو العباس احمد بن الموفق ابو احمد بن محمد المتوکل علی اللہ جعفر بن المعتصم باللہ، ابو اسحاق محمد بن ہارون الرشید بن مہدی محمد بن عبداللہ ابو جعفر المنصور بن محمد بن علی ابن عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب ہاشمی عباسی، امیر المؤمنین نے وفات پائی۔

اس کی پیدائش بغداد میں ۵۵۳ھ کو ہوئی، اور خلافت کی بیعت اس کے والد کی وفات کے بعد ۵۷۵ھ میں لی گئی، اور وفات اس سال، ۶۹ سال دو ماہ اور بیس دن کی عمر میں ہوئی، اس کی مدت خلافت ایک ماہ کم ۴۷ سال ہے اس سے پہلے کسی عباسی خلیفہ نے اتنی طویل مدت خلافت قائم نہیں رکھی، اور کسی کی مدت خلافت مطلقاً ''مستنصر عبیدی'' سے طویل نہ ہوئی، وہ مصر میں ۶۰ سال حکمران رہا، اور اس کے اور میرے نزدیک (ابن کثیر) سلسلہ نسب میں ۱۴ خلفاء اور ولی عہد ہوئے، ان کے علاوہ بقیہ خلفاء کوئی اس کا چچا تو کوئی چچازاد ہے، اس کی بیماری بڑھنے لگی اور سب سے بڑی بیماری پیشاب کی بندش تھی، باوجود یکہ اس کے لئے پانی بغداد سے ذرا دور چند مراحل سے لایا جاتا تاکہ صاف شفاف ہو، جس کی وجہ سے کئی بار اس کا آلہ تناسل شق کیا گیا، لیکن احتیاط نے بھی فائدہ نہ دیا۔ اسے غسل دینے کی ذمہ داری محی الدین ابن شیخ ابو الفرج بن الجوزی نے سنبھالی، اور انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی پھر اسے دار الخلافہ میں دفن کیا گیا، اس کے بعد اس سال کی دو ذوالحجہ کو رصافہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا، یہ اجتماع کا دن تھا۔

علامہ ابن الساعی فرماتے ہیں: اس کی سوانح زندگی کا ذکر تو حوادث وواقعات میں گزر چکا ہے، اور علامہ ابن اثیر اپنی کتاب کامل میں فرماتے ہیں: ناصر لدین اللہ تین سال مکمل طور پر حرکت کرنے سے معطل رہا، اس کی ایک طرف کی نظر ختم ہو گئی تھی، اور دوسری آنکھ میں معمولی بصارت باقی تھی، اور سب سے آخر میں اسے بیس دن دست لگے اور اسی میں وفات ہوئی، اس نے اپنے بہت سے وزراء بنائے، جن کا ذکر پہلے گزر چکا، وہ غضب ومظالم جو اس نے جاری کی تھیں اپنی بیماری کے ایام میں بھی انہیں ترک نہیں کیا، وہ اپنی رعیت سے بڑا بدسلوک اور ان پر ظلم کرنے والا تھا، اس کے زمانہ حکومت میں عراق خراب ہوا اور وہاں کے لوگ شہروں میں بکھر گئے، ان کے مال وجائیداد پر قبضہ کر لیا، اس کی عادت تھی کہ وہ ایک کام کرتے اس کے برعکس بھی کرتا، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے رمضان میں افطاری کے لئے اور حجاج کی ضیافت کے لئے کچھ مکانات تعمیر کر دئے پھر اس کے بعد یہ سلسلہ ختم کر دیا، ہاں البتہ اس نے محصول ساقط کر کے پھر دوبارہ اور توجہ رائج کر دیا، اس کا بنیادی مقصد اور توجہ بندوق چلانا، پسندیدہ پرندوں کو شکار کرنا، اور دوشیزہ کی شلواروں میں تھی۔

علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ اگر وہ باتیں جو عجم اس کی طرف منسوب کرتے ہیں صحیح ہیں کہ اسی نے تاتاریوں کو شہروں کی طمع دلائی اور ان سے مراسلت کی تو یہی سب سے بڑی مصیبت تھی جس کے سامنے ہر بڑا گناہ چھوٹا نظر آتا ہے، میں کہتا ہوں کہ اس کے متعلق بڑی عجیب وغریب چیزیں ذکر کی گئیں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب اس کے پاس قاصد آتے تو یہ ان سے کہتا تم نے فلاں جگہ یہ کیا فلاں جگہ یہ کیا، یہاں تک کہ بعض لوگوں بلکہ اکثر کو یہ گمان ہونے لگا کہ اسے کشف ہوتا ہے یا اس کے پاس کوئی جن آتا ہے۔ واللہ اعلم۔

خلافت ظاہر بن ناصر جب خلیفہ ''ناصر لدین اللہ'' کی وفات ہوئی تو اس نے اپنے بیٹے کو پہلے ولی عہد بنایا اور اسے ''ظاہر'' کا لقب دیا، اور منبروں پر اس کا خطبہ جاری کیا، پھر کچھ ہی عرصہ بعد اسے معزول کر کے اس کے بھائی ''علی'' کو مقرر کر دیا تو وہ اپنے باپ کی زندگی ہی میں ۲ سال کی

عمر میں فوت ہوگیا، چنانچہ اسے دوبارہ اسے ولی عہد بنانے کی ضرورت ہوئی یوں دوبارہ اس کے لئے خطبہ دیا گیا، اور جب اس کی وفات ہوئی تو اس کے لئے خلافت کی بیعت ہوئی، اس وقت اس کی عمر ۵۲ سال تھی، بنی عباس میں اس سے عمر رسیدہ شخص نے خلافت نہیں سنبھالی، یہ بڑا عقلمند، باوقار دیندار، عادل اور محسن تھا، بہت مظالم کو ہٹایا ان محصولات کو ساقط کیا جنہیں اس کے باپ نے ایجاد کیا تھا، اور لوگوں سے اچھی روش کے ساتھ چلا، یہاں تک کہا گیا۔ کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد اس سے بڑھ کر کوئی عادل نہیں گزرا اگرچہ اس کی مدت خلافت طویل ہوتی، مگر اس پر ایک سال بھی نہیں گزرا، بلکہ اس کی مدت خلافت ۹ ماہ تھی، اس نے بہت سی زمینوں سے گزشتہ خراج ساقط کردیا، اور ایک علاقے کے باسیوں سے، جسے ''یعقوبا'' کہا جاتا ہے، ستر ہزار دینار کا ٹیکس معاف کردیا، جسے اس کے باپ نے خراج میں بڑھایا تھا، مخزن کا باٹ شہر کے باٹ پر ہر سو پر نصف باٹ مستزاد ہوتا، جب وہ کوئی چیز لیتے، اور جب کوئی چیز دیتے تو شہر کے باٹ سے دیتے، تو اس نے حکماً وقف کو لکھا ''ویل.... خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے، جب وہ لوگوں سے تول کرلیں تو پورا لیں اور جب انہیں تول کریا وزن کر کے دیں تو کم کرکے دیں، کیا ان لوگوں کو یہ یقین نہیں کہ یہ اٹھائے جائیں گے، (یعنی) ایک بڑے دن کے لئے، جس دن لوگ رب العالمین کے روبرو کھڑے ہوں گے۔　(سورۃ مطففین آیت ۱ تا ۶)

تو ایک کاتب نے اس کی طرف لکھا جس میں وہ کہہ رہا تھا اے امیر المومنین اس سال کا پچھلے سال کی نسبت سے ۳۵ ہزار کا تفاوت ہے، تو اس نے اس کی طرف ڈانٹ کا پیام بھیجا، اور اسے کہنے لگا کہ اس بات کو چھوڑ دیا جائے اگرچہ ساڑھے تین لاکھ کا تفاوت ہی کیوں نہ ہو، اور قاضی کو حکم دیا، کہ جس کسی کا بھی شرعی طریقہ سے حق ثابت ہوا اس تک بغیر چھان بین کے پہنچا دیا جائے، اور باقیماندہ مال پر نگرانی کے لئے ایک نیک آدمی کو مقرر کیا، اور قضاء کے لئے شیخ علامہ عماد الدین ابو صالح نصر بن عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر جیلی'' کو بروز بدھ ۲ رذی الحجہ کو منتخب کیا، وہ نیک مسلمانوں اور منصف قاضیوں میں سے تھے، جب اس نے اس پر عہدہ قضا پیش کیا تو انہوں نے صرف اس شرط پر قبول کیا کہ وہ ذوالارحام کو وارث بنائے گا، اس پر ''ظاہر'' نے کہا، ہر مستحق کو اس کا حق دو اور اللہ سے ڈرو اس کے ماسوا کسی کا خوف نہ رکھو! اس کے باپ کی عادت تھی کہ لوگوں کے اچھے برے محلات کے اجتماعات کی خبریں وہاں کی گلیوں کے پہرہ دار اس تک پہنچائیں، جب ''ظاہر'' خلیفہ بنا تو اس نے تمام باتوں کو ختم کرنے کا حکم دیا، اور کہنے لگا: لوگوں کے حالات کے کھولنے اور ان کی پردہ دری کی کیا ضرورت؟ اس سے کہا گیا:

اگر تم ان باتوں کو چھوڑ دو گے تو رعیت خراب ہوجائے گی، تو اس نے جواب دیا، کہ ہم ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور اس بات کی دعا کریں گے وہ ان کی اصلاح فرمائے، جیل سے ہر ایسے شخص کو رہا کردیا جو دفاتری اموال میں گرفتار تھے، اور اس سے پہلے ان سے جو ظلماً وصول کیا گیا تھا واپس کردیا، اور قاضی کی طرف دس لاکھ دینار اس لئے بھیجے کہ ان سے ان شہری قیدیوں کے قرضے ادا کردیے جائیں جو جیلوں میں ادائیگی کی استطاعت نہیں رکھتے، اور بقیہ ایک لاکھ علماء میں بانٹ دیا، کچھ لوگوں نے اسے ان تصرفات پر ملامت بھی کی، اس نے کہا: میں نے عصر کے بعد دکان کھولی ہے، مجھے چھوڑو! تاکہ میں نیک عمل کروں اور خیر کو سمیٹ سکوں، کیا معلوم مجھے کتنی مقدار زندہ رہنا ہے؟ اس کی یہی عادت رہی تا آنکہ وہ آئندہ سال فوت ہوگیا، جیسا کہ عنقریب آئے گا، اس نے اپنے زمانے میں نرخوں کو کم کیا، اس سے پہلے انتہائی گرانی تھی یہاں تک کہ جو حکایت علامہ ابن اثیر نے بیان کی ہے کہ جزیرہ اور موصل کے شہروں میں کتوں بلیوں کو کھایا گیا، اس کی وجہ سے گرانی ختم ہوگئی، الحمدللہ، یہ خلیفہ ''ظاہر'' خوبصورت، خوش شکل، نرم طبیعت، مضبوط جوڑوں والا تھا۔

ابوالحسن علی جس کا لقب ملک افضل ہے۔ نورالدین ابن سلطان صلاح الدین بن یوسف بن ایوب، یہ اپنے والد کے ولی عہد تھا دو سال بعد دمشق پر قبضہ کرلیا، اس کے بعد اس کے چچا ''عادل'' نے اس سے دمشق لے لیا، پھر قریب تھا کہ یہ اپنے بھائی ''عزیز'' کے بعد دیار مصریہ پر قبضہ کرلیتا، تو وہ بھی اس کے چچا ''عادل ابوبکر'' نے اس سے چھین لیا، اس نے صرخد کی حکومت پر ہی اکتفا کیا، لیکن اس کے چچا ''عادل'' نے اس سے یہ بھی چھین لیا، پھر اس کے حالات بدلے تو اس نے ''سمیساط'' پر قبضہ کیا اور اسی میں اس سال فوت ہوگیا، یہ بڑا فاضل، شاعر اور عمدہ کتابت والا تھا، اس کے بعد اسے شہر حلب کی طرف منتقل کیا گیا وہاں اس کے سامنے والے حصہ میں مدفون ہوا، ''علامہ ابن خلکان'' نے ذکر کیا ہے کہ اس نے ''خلیفہ ناصر الدین اللہ'' کی طرف اپنے چچا ''ابوبکر'' اور بھائی ''عثمان'' کی شکایت کا خط لکھا ہے، ''ناصر'' اسی کی طرح شیعہ تھا، اس نے لکھا اور مثال یہ دی۔

اے میرے مولا! بے شک ابوبکر اور ان کے ساتھ عثمان، دونوں نے بزور تلوار علی کا حق غصب کیا ہے، حالانکہ اسے اس کے والد نے ان دونوں

پروالی بنایا تھا اور جب وہ حاکم بنا تو معاملہ درست ہو گیا، پھر ان دونوں نے اس کی مخالفت کی اور بیعت توڑ دی، معاملہ ان دونوں کے درمیان تھا اور اس کے متعلق صریح نص موجود ہے، سو اس نام کے حصے کو دیکھو! بعد میں آنے والوں کو وہی مصیبت جھیلنی پڑی جو اس کے پہلے نے جھیلی۔

امیر سیف الدین علی......ابن امیر علم الدین بن سلیمان بن جندر، حلب میں بڑے امراء میں سے تھا، ان کے بڑے صدقے اور خیرات ہوئے، جن میں سے دو مدرسوں پر وقف کیا جن میں سے ایک مدرسہ شافعیہ کا اور دوسرا حنفیہ کے لئے، کئی سرائے اور پل بنائے، اور کئی اس کے علاوہ نیکی کے کاموں اور جنگوں میں صدقے کیے۔

شیخ علی کردی......ان کی عقل میں فتور تھا، جابیہ سے باہر مقیم تھے، علامہ ابوشامہ فرماتے ہیں:

اس کے بارے میں اختلاف ہے بعض دمشقیوں کا گمان ہے کہ یہ صاحب کرامات شخص تھا، جبکہ دوسروں نے اس کا انکار کیا ہے، اور انہوں نے کہا ہے۔ اسے کسی نے نماز پڑھتے نہیں دیکھا، نہ یہ روزہ رکھتا اور کبھی جوتا پہنتا، بلکہ نجاستوں پر پھرتا اور اسی حالت میں مسجد میں داخل ہو جاتا، کچھ اور لوگوں کا کہنا ہے۔ کہ اس کا کوئی جن تابع تھا جو اس کی زبان میں گفتگو کرتا تھا، ''سبط ابن الجوزی'' نے ایک عورت سے حکایت نقل کی ہے اس نے کہا: کہ مجھے ''لاذقیہ'' میں اپنی والدہ کی موت کی خبر پہنچی، مجھے کسی نے کہا، کہ وہ فوت نہیں ہوئی، وہ کہتی ہے کہ میں اس کے پاس سے گزری، اس وقت وہ قبروں کے پاس بیٹھا تھا، میں اس کے پاس کھڑی ہوگئی تو اس نے سر اٹھا کر مجھ سے کہا: وہ مرگئی ہے مرگئی ہے اور تو کیا کر رہی ہے؟ سو ایسا ہی ہوا جیسا اس نے کہا تھا، مجھ سے ''عبداللہ صاحبی'' نے بیان کیا کہ اس نے کہا ایک دن صبح مرے پاس کچھ نہ تھا، جب میں اس کے پاس سے گزرا تو اس نے مجھے آدھا درہم دیا، اور کہا۔ یہ روٹی اور شیرے میں ٹکڑے کرنے کے لئے کافی ہے، وہ مزید فرماتے ہیں کہ ایک دن خطیب ''کمال الدین دولعی'' ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے ان سے کہا: اے شیخ علی! میں نے آج خشک روٹی کے ٹکڑے کھا کر اوپر سے پانی پی لیا ہے جو مجھے کافی ہیں تو ''شیخ علی کردی'' نے ان سے کہا۔ کیا آپ کا دل اس کے علاوہ کسی اور چیز کا طالب نہیں؟ تو اس نے جواب دیا، نہیں، تو شیخ نے فرمایا: اے مسلمانو! جو شخص خشک روٹی کے ٹکڑوں پر قناعت کر کے اپنے آپ کو اس حجرے میں بند رکھتا ہے اور جو حج اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیا اسے ادا نہیں کرتا تو اس کا کیا حال ہوگا؟

الفخر ابن تیمیہ[1]......محمد بن ابوالقاسم بن محمد شیخ فخر الدین ابوعبداللہ بن تیمیہ حرانی، حران کے عالم دین، خطیب اور اس کے واعظ، امام احمد بن حنبل کے مسلک میں شغل علم کیا اور اس میں مہارت حاصل کی، پھر پڑھے اور مشہور ہوئے، کئی جلدوں میں ایک زبردست تفسیر جمع کی، ان کے کئی مشہور خطبات ہیں جو ان کی طرف منسوب ہیں، یہ ''شیخ مجد الدین'' ''المنتقی فی الاحکام'' کے چچا ہیں، ''علامہ ابوالمظفر سبط ابن الجوزی'' نے فرمایا: کہ میں نے انہیں جمعہ کے دن نماز کے بعد لوگوں کو وعظ کرتے ہوئے یہ شعر پڑھتے سنا:

> ہمارے دوست واحباب کم ہو گئے، اور میری آنکھیں نیند کے لئے نہیں ملتیں کہ ہم ملاقات کریں، ایک عشق زدہ دل پر رحم کرو اور جلنے والے جسم کی بیماری پر شفقت کرو! کتنی راتیں مجھے ملاقات کے لئے ٹالتے رہو گے، عمر گزر چکی اور ہم نہیں ملے، اور ہم ذکر کر چکے ہیں وہ اپنے شیخ ''ابوالفرج ابن الجوزی'' کی وفات کے بعد حج کے ارادے سے بغداد آئے، اور وہاں ان کے ''مقام وعظ'' پر وعظ کیا۔

الوزیر بن شکر......صفی الدین ابومحمد عبداللہ بن علی بن عبدالخالق بن شکر، دیار مصریہ میں بمقام دمیرہ جو مصر اور اسکندریہ کے درمیان ہے ۵۴۰ھ میں پیدا ہوئے، اور مصر میں اپنے مدرسہ کے پاس اپنے قبرستان میں دفن ہوئے، یہ ''ملک عادل'' کے وزیر بھی رہے، اور اپنے زمانے میں کئی کام کئے جن میں سے دمشق کی جامع مسجد کا فرش بنوانا بھی ہے اور عیدگاہ کے اردگرد فصیل بنوائی، اسی طرح فوارہ اور اس کی مسجد نیز ''جامع مزہ'' کی تعمیر انہی امور میں شامل ہے، آپ ہٹائے گئے اور ۶۱۵ھ میں معزول کر دیے گئے، اور اس سال تک معزول ہی رہے، اور اسی سال وفات ہوئی، آپ کی سیرت قابل قدر ہے بعض لوگ کہتے ہیں آپ ظلم کرتے تھے۔ واللہ اعلم۔

---

(۱) التاج المکلل ۱۲۳، ۱۲۹، دول الاسلام ۲/۹۶، شذرات الذهب ۱۰۲، ۱۰۳

ابواسحاق ابراہیم بن المظفر ......ابن ابراہیم بن علی جو ''ابن بذی بغدادی واعظ'' کے نام سے مشہور ہیں، آپ نے فن وعظ اپنے شیخ ''ابو الفرج ابن الجوزی'' سے کیا، کئی لوگوں سے حدیث کا سماع کیا زہد کے متعلق آپ کے یہ اشعار ہیں۔

یہ دنیا خوشی کا گھر نہیں ہے، تو اس کے مکروہ فریب سے اندیشہ رکھ، ہمارے درمیان نوجوان اس دنیا میں اپنے نفس اور دل کو خوش کر کے بھرپور فائدہ اٹھاتا ہے، یہاں تک کہ اس نے اسے موت کا ایک گھونٹ پلایا، اور اس کے بعد اسے دودھ پلانے سے بچاتی ہے، تو جو کچھ اس نے کمایا ہوتا ہے وہ رہن بن جاتا ہے، اور جو مصیبت اسے پہنچائے گی اس کا دفاع نہ کر سکے گا، اگر مردہ لوگ بولتے تو مٹی کے نیچے مردے کہتے، کہ جتنا ہو سکے نوجوان نیک عمل کریں۔

ابوالحسن علی بن الحسن ......رازی پھر بغدادی واعظ، آپ کو کئی فضائل حاصل ہیں، آپ کے عمدہ اشعار ہیں۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

اے میرے نفس! موت کے لئے تیار ہو جا اور نجات حاصل کرنے کی کوشش کر کیونکہ احتیاط برتنے والا تیار رہتا ہے، تجھے یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ زندہ آدمی ہمیشہ نہیں رہتا، اور نہ موت سے چارہ جوئی ہو سکتی ہے، تو نے تو ایک چیز مانگ کر لی تھی جسے عنقریب واپس کرے گا اور مانگی ہوئی چیزیں واپس کی جاتی ہیں، تو فراموش کر دیتا ہے جبکہ حوادث زمانہ نہیں بھولتے، اور غفلت برتتا ہے جبکہ موتیں جدوجہد کرتی رہتی ہیں، موت کی کان میں زندگی کی امید مت رکھ، اور نہ اس زمین کی جس میں تیرے لئے گھاٹ ہو آدمی کے لئے زمین میں کوئی بادشاہت یا کوئی چیز اس کا حصہ ہے اس کا حصہ تو زمین میں فقط قبر ہے، انسان لذات زمانہ کو کیسے چاہتا ہے، جبکہ اس کے سانس گنے چنے ہیں۔

البہاسنجاری ......ابوالسعادات اسعد بن محمد بن موسیٰ شافعی المسلک فقیہ اور شاعر علامہ ابن خلکان فرماتے ہیں کہ:

آپ فقیہ تھے اور علم خلاف میں کلام کیا ہے مگر آپ پر فن شعر غالب تھا، جو بڑے اچھے کہے، اور اپنی نظم بندی میں مشہور ہوئے اور اس کے ذریعے بادشاہوں کی خدمت کی، اور ان سے شہروں میں پھر کر انعامات حاصل کیے، دمشق ''اشرفیہ قبرستان'' میں آپ کی ''کلیات'' موجود ہیں آپ کے لطیف اور باریک اشعار میں سے یہ شعر ہیں:

تیرے معشوق کے دل میں تڑپنے کی بات کا خیال تک پیدا نہ ہوا، جبکہ تو محبت میں اس کی حالت سے واقف ہے، جب کبھی کوئی ملامت زن تیرے پاس اس کی ملامت بیان کرے کہ وہ تیرے عشق کو بھلانے والا ہے تو وہ اس کے ملامت گروں میں شامل ہے، کیا پوشیدہ تکلیف میں مبتلا شخص کا کوئی گواہ نہیں جو تجھے اس کے سوال کرنے سے لاپرواہ کر دے، تو نے اس کی بیماری کو نیا جامہ پہنایا اور اس کی محبت کی چادر کو تار تار کر کے وصل کی رسی کو کاٹ دیا ہے یہ ایک لمبا قصیدہ ہے جس میں انہوں نے قاضی کمال الدین شہرزوری کی مدح کی ہے۔

نیز ان کے اشعار میں ہے۔

میرے ایام زندگی کا کہنا جو مرا ارادہ رکھتے ہیں، اور وہ مرے اچھے اوقات جو مجھے روکنے والے ہیں، قریب ہے کہ گزرنے کی تیز رفتاری میں پہلا حصہ آخری حصے سے ٹکرا جائے۔

ان کی وفات اسی سال نوے سال کی عمر میں ہوئی اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان پر رحم فرمائے۔

عثمان بن عیسیٰ ...... ابن درباس بن قسر بن جہم بن عبدوس ہدبانی مارانی ضیاء الدین، ''قاضی صدر الدین عبدالملک'' حکومت صلاحیہ کے دیار مصریہ میں حکم ان کے بھائی یہ ''ضیاء الدین'' ''المھذب'' کتاب کے چودہ جلدوں میں کتاب الشھادات تک کے حصے کے شارح ہیں، اسی طرح ''اللمع فی اصول الفقہ'' اور ''التنبیہ للشیرازی'' کے بھی شارح ہیں، مذہب کے بڑے ماہر اور پختہ کار عالم ہیں۔

ابومحمد عبداللہ بن احمد بن بربری ......بوازیجی پھر بغدادی، فاضل شیخ، آپ کو حدیث کی روایت کرنے کی سعادت حاصل ہے، آپ نے

یہ اشعار سنائے ہیں:

عاجزی اور عسرت میں عذر تنگ ہوگیا اگر ہم اپنی قسمت پر قناعت کریں تو وہ ہمارے لئے کافی ہے، ہمیں کیا ضرورت کہ ہم لوگوں کی عبادت کریں جبکہ ہمارا فقر اور غنا دونوں اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔

ابوالفضل عبدالرحیم بن نصر اللہ......ابن علی بن منصور بن الکیال واسطی، جن کا تعلق فقہ وقضاء کے گھرانے سے ہے آپ بغداد کے عادل شخص تھے، ان کے اشعار میں سے چند یہ ہیں:

دنیا تباہ ہو اس کی نعمتیں ہمیشہ نہیں رہتی، تھوڑا سا خوش کرتی ہے پھر برائیاں دکھاتی ہے تجھے نقاب میں خوبصورت اور مزین دکھائی دیتی ہے، اور بدصورتی سے نقاب کشائی پہلو پر لپیٹتے ہوئے کرے گی۔

اپنے اشعار میں سے ان کا یہ قول ہے:

اگر دو نیکیوں کے بعد مری آنکھوں نے جستجو سے چشم پوشی کی ہے تو وہ مری آنکھیں نہیں ہیں، یا میں دوستوں کے بعد حسن کو دیکھنے لگ گیا ہوں تو وہ میری آنکھیں نہیں ہیں، اگر مرا وطن میرے وطن پر زیادتی کرے تو زمانے کی لغزشیں معاف ہیں۔

ابوعلی الحسن بن علی...... ابن الحسن بن علی بن الحسن بن علی بن عامر بن فہر بن وقاح یاسری، عمار بن یاسر کی طرف نسبت ہے بغداد کے شیخ فاضل ہیں ان کی تفسیر وفرائض میں کئی تصنیفات ہیں، نیز ان کے خطبات، رسائل اور عمدہ اشعار ہیں حکام کے ہاں ان کی گواہی قبول کی جاتی تھی۔

ابوبکر محمد بن یوسف بن طباخ......واسطی، بغدادی صوفی، بغداد میں بعض عہدوں پر فائز رہے، جو اشعار آپ نے سنائے ان میں سے چند یہ ہیں:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کو عقل وادب سے بہترین تحفہ نہیں ملا ہے یہ دونوں چیزیں نوجوان کی زینت ہیں اگر یہ دونوں نہ ہوں تو زندگی کا نہ ہونا بہتر ہے۔

ابن یونس تنبیہ کے شارح......ابوالفضل احمد بن شیخ کمال الدین ابوالفتح موسیٰ بن یونس بن محمد بن منعۃ بن مالک بن محمد بن سعد بن سعید بن عاصم بن عابد بن کعب بن قیس بن ابراہیم اصلا اربلی، پھر موصلی، علم وریاست کے گھرانے کے فرد ہیں، اپنے والد کے پاس فنون وعلوم سیکھنے میں مشغول رہے اور ان میں مہارت حاصل کی اور آگے بڑھے، تدریس بھی کی اور ''التنبیہ'' کی شرح بھی لکھی، ''امام غزالی'' کی کتاب ''احیاء العلوم'' کی دو دفعہ چھوٹی بڑی تلخیص کی، اور اسی سے درس دیتے تھے۔

علامہ ابن خلکان فرماتے ہیں: کہ یہ اربل میں مدرسہ ملک مظفر کے ۶۱۰ھ میں اپنے والد کی وفات کے بعد متولی مقرر ہوئے، بچپن میں میں ان کے پاس حاضر ہوتا، میں نے ان کی طرح کسی کو درس دیتے نہیں دیکھا، [1] پھر ۶۱۴ھ میں اپنے شہر منتقل ہوگئے، اور وہیں بروز پیر ۲۴ ربیع الاول کو ۴۷ سال کی عمر میں اسی سال وفات پائی۔

آغاز ۶۲۳ھ

اس سال ملک جلال الدین بن خوارزم شاہ خوارزمی نے کرج سے مڈبھیڑ کی اور انہیں بہت فاش شکست دی، اور ان کے سب سے مضبوط قلعہ تفلیس کا رخ کیا، اور اسے زبردستی فتح کرلیا، اور وہاں جو کافر تھے انہیں قتل کردیا، ان کی اولاد کو قیدی بنالیا، اور وہاں جو مسلمان مقیم تھے ان میں سے کسی سے تعارض نہیں کیا، وہاں اس کا قدم مضبوط ہوگیا ''کرج'' نے اس شہر کو مسلمانوں سے ۵۱۵ھ میں چھین لیا تھا، اور وہ برابر انہی کے قبضہ میں تھا تا آنکہ

(۱) اصل کتاب میں عبارت متروک ہے۔ علوی۔

''جلال الدین'' نے اسے ان سے چھڑا لیا، یہ بہت بڑی فتح تھی، پس اللہ تعالیٰ ہی کا احسان ہے۔

اسی سال وہ خلاط کی طرف، ''ملک اشرف'' کے نائب سے چھیننے کے لئے گیا، لیکن اسے اس کی فرصت نہ مل سکی، وہاں کے باشندوں نے اس سے سخت جنگ کی، سو وہ وہاں سے اسے اپنے نائب کی ''کرمان'' میں نافرمانی اور مخالفت کی وجہ سے واپس آنا پڑا، اس طرح انہیں چھوڑ کر اس کی طرف آ گیا، اس سال ''ملک اشرف'' نے اپنے بھائی ''معظم'' سے صلح کر لی، اور دمشق اس کی طرف روانہ ہوا، ''معظم'' نے اس کے خلاف ''جلال الدین'' کی مدد کی، ''اشرف'' کے ساتھ اس کا بھائی ''کامل'' اور حاکم موصل بدر الدین لؤلؤ تھے، پھر اس نے اپنے بھائی ''معظم'' کو اپنا ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے مائل کر لیا۔

اس سال ''ابرش انطاکیہ'' اور ''ارمن'' کے درمیان بہت بڑی جنگ ہوئی اور ان کے درمیان کئی فتنے کھڑے ہوئے، اسی سال ''ملک جلال الدین'' نے ترکمانوں کے ساتھ سخت جنگ کی، یہ مسلمانوں کے راستے مارتے تھے، اس سال ''محی الدین یوسف بن شیخ جمال الدین بن الجوزی'' بغداد سے ایلچیوں کے ساتھ دمشق میں ''ملک معظم'' کے پاس آئے، ان کے پاس تحائف اور گراں قیمت چیزیں تھیں جو خلیفہ ''ظاہر بامر اللہ'' کی طرف سے ''ملک عادل'' کی اولاد کے لئے تھیں، اور قاصدوں کے پاس خط کا مضمون ''جلال الدین بن خوارزم شاہ'' سے ترک موالات تھا، کیونکہ وہ باغی ہے اور اس کا ارادہ خلیفہ سے جنگ اور بغداد لینے کا ہے، تو اس نے اس بات کو سراہا، اور ''قاضی محی الدین بن الجوزی'' ''ملک کامل'' کے پاس روانہ ہوئے جو دیار مصریہ میں تھا، یہ ان کی شام و مصر کی طرف پہلی آمد تھی، بادشاہوں سے انہیں کافی تحائف و انعامات حاصل ہوئے، ان میں سے ایک ملک دمشق میں بمقام نشابین مدرسہ کی تعمیر بھی ہے۔

اسی سال دامن کوہ میں ''شمس الدین محمد بن قزاوغلی سبط ابن الجوزی'' ''ملک معظم'' کے سرکاری حکم نامے سے شبلیہ کی تدریس کے لئے مقرر ہوئے، اور پہلے دن ان کے پاس قاضی اور نامور حضرات حاضر ہوئے۔

خلیفہ ظاہر[1] کی وفات اور اس کے بیٹے المستنصر کی خلافت ...خلیفہ کی وفات کا حادثہ اس سال کی ۱۳/رجب بروز جمعہ چاشت کے وقت پیش آیا، میری مراد ۶۲۵ھ ہے، لوگوں کو اس کی وفات کا علم نماز کے بعد ہوا، اس روز خطباء نے حسب معمول منبروں پر اس کے لئے دعائیں کیں، اس کی مدت خلافت نو ماہ ۱۴ دن تھی اور اس کی عمر ۵۲ سال، یہ بنی عباس میں سب سے زیادہ بہتر سیرت و کردار والا اور ان سب سے زیادہ دینے والا اور بڑا خوبصورت اور خوش منظر تھا، اگر اس کی مدت خلافت طویل ہوتی تو امت کی بہت زیادہ اصلاح اس کے ہاتھوں ہوتی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے قریب کرنا پسند کیا تو اس نے بھی اسے پسند کیا، جو کچھ اس کے پاس تھا، اسے، بہت زیادہ احسان اور نوازش سے دیا، اور ہم ذکر کر چکے ہیں کہ جو اس نے اپنی خلافت کے آغاز میں اموال حکومت کے چھوڑنے، مظالم کو مٹانے، ٹیکس ساقط کرنے لوگوں سے خراج میں تخفیف کرنے اور عاجزوں سے قرضوں کی ادائیگی میں، علماء اور فقراء سے احسان کرنے اور دیانتداروں، امانتداروں کو مقرر کرنے کے کام شروع کئے تھے، اس نے اپنے والیان رعیت کو جو خط لکھا اس کا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''جان رکھو! ہمارا ڈھیل دینا اور چشم پوشی کرنا، ڈھیل اور چشم پوشی نہیں، بلکہ یہ اس لئے ہے کہ تمہیں آزمائیں کہ کون بہتر کام کرتا ہے، اس سے قبل کی باتیں ہم نے معاف کی ہیں کہ تم لوگوں نے جو شہروں میں خرابی، رعایا کی رگیدگی اور شریعت قباحت بیان کی اور کھلے باطل کا اظہار پوشیدہ حق کی صورت میں یا، یہ ایک چلی چلائی چال تھی، اغراض کو پانے اور پورا کرنے کے لئے مکمل بیخ کنی اور قلع قمع تھا، جس کا موقع تم نے شجاع اور خطرناک شیروں کے پنجوں اور کچلیوں سے پالیا، تم مختلف الفاظ سے ایک معنی پر یکجا ہو، اور تم اس کے معتبر اور باامانت شخص ہو سو تم اس کی رائے کو اپنی خواہشات کے تابع بنانا چاہتے ہو، اور اس کے حق کو اپنے باطل سے آمیزش کرنا چاہتے ہو، کہ وہ تمہاری بات مان لے گا، جبکہ تم اس کے نافرمان ہو، وہ تمہاری موافقت کرے گا اور

(۱) دول الاسلام ۲/۹۶ ذیل الروضتین ۱۳۹، شذرات الذهب ۵/۱۱۰،۱۰۹ العبر ۵/۹۵

تم اس کے مخالف ہو۔ اور اب اللہ تعالیٰ نے تمہارے خوف کو امن سے، فقر کو مالداری سے اور باطل کو حق سے بدل دیا ہے اور تمہیں ایسا بادشاہ دیا ہے جو لغزشوں سے درگزر کرتا اور صرف اصرار کرنے والے کا مواخذہ کرتا اور لگاتار نافرمانی کرنے والے سے انتقام لیتا ہے، تمہیں عدل وانصاف کا حکم دیتا اور تم سے بھی اسی کا خواہاں ہے اپنی فرمانبرداری کی تمہیں ترغیب دیتا، ظلم سے تمہیں روکتا، جسے وہ خود بھی ناپسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ سے ڈرتا اور اس کی تدبیر سے تمہیں ڈراتا ہے، اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہے اور اس کی اطاعت پر تمہیں ابھارتا ہے، اگر تم اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ خلفاء کے رستوں پر چلے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کا امین بنایا تو بہتر ہوگا ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ والسلام''۔

اس نے گھر میں مہرزدہ کاغذ کے ٹکڑے پائے جیسے لوگوں کی پردہ داری اور ان کی عزتوں کی حفاظت کی خاطر نہیں کھولا، اس نے اولاد میں سے دس لڑکے اور لڑکیاں چھوڑیں، ان میں سے اس کا سب سے بڑا بیٹا ''ابوجعفر منصور'' تھا جس کے لئے، اس کے بعد بیعت لی گئی، اسے ''مستنصر باللہ'' کا لقب دیا، اسے ''شیخ محمد خیاط واعظ'' نے غسل دیا، اور دار الخلافہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا، اس کے بعد ''الرصافہ'' کے قبرستان میں منتقل کر دیا گیا۔

المستنصر باللہ عباسی کی خلافت...... امیر المومنین ابوجعفر منصور بن ظاہر محمد بن الناصر احمد، ۶۲۳ھ اس سال کی ۱۳ رجب بروز جمعہ جس دن اس کا باپ فوت ہوا اس کے لئے خلافت کی بیعت لی گئی، انہوں نے اس کے لئے تاج منگایا، تو تمام حل وعقد میں سے عوام وخواص نے اس کی بیعت کی، اور یہ جمعہ کا دن تھا، اسوقت اس کی عمر ۳۵ سال ۵ ماہ ۱۱ دن تھی، لوگوں میں سب سے خوبصورت شکل اور خوش منظر شخص تھا، وہ گویا شاعر کے اس قول کا مصداق ہے۔

ایسے لگتا ہے کہ ثریا اس کی پیشانی میں، شعریٰ اس کے رخسار میں اور چاند اس کے چہرے میں جڑا ہوا ہے۔

اس کے عالی نسب میں پندرہ خلیفہ گزرے ہیں، ان میں سے پانچ اس کے ددھیال سے ایسے گزرے ہیں جو بالترتیب خلیفہ بنے ہیں، اس نے ان سے خلافت کو ایسے پایا جیسے چھوٹے بڑوں سے وراثت پاتے ہیں۔

یہ ایسی بات ہے کہ جو اس سے پہلے کسی خلیفہ کو میسر نہیں آئی، اس نے لوگوں کے ساتھ سخاوت کرنے عمدہ کردار اور ان سے احسان کرنے میں اپنے باپ ''الظاہر'' کے نقش قدم پر سلوک کیا، اور ایک بڑا مدرسہ بنام المستنصریہ بنایا جس کی مانند دنیا میں کوئی مدرسہ نہیں بنایا گیا، جس کا بیان اپنے مقام پر انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا، ارباب سلطنت انہی عہدوں پر فائز ہے جن پر وہ اس کے باپ کے دور حکومت میں تھے، جس وقت آئندہ جمعہ آیا تو منابر پر ''امام مستنصر باللہ'' کے نام خطبہ دیا گیا، اور اس کے نام کے ذکر کے وقت سونا اور چاندی نچھاور کئے گئے، اور یہ جمعہ کا دن تھا، شعراء نے مدحیہ اور مرثیہ کلام سنایا، اور انہیں خلعتیں اور انعامات دیے گئے، ادھر شعبان کی نوچندی کو حاکم موصل وزیر ''ضیاء الدین ابوالفتح نصر اللہ بن اثیر'' کی جانب سے ایک قاصد آیا، جس کے خط کا مضمون مبارکبادی اور تعزیت دونوں پر فصیح وبلیغ پیرائے میں، مشتمل تھا۔

پھر ''مستنصر باللہ'' پابندی سے لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے سوار ہو کر جمعہ کے لئے آتا، اس کے ساتھ دو خادم، اور ایک گھڑ کا سوار ہوتا، ایک دفعہ وہ سوار ہو کر نکلا، تو اچانک اس نے ایک بہت بلند چیخ سنی، مڑ کر اس نے کہا: یہ کیا ہے؟ تو اسے کہا گیا: کہ اذان کی آواز ہے تو وہ سواری سے اتر پڑا اور ننگے پاؤں چل پڑا، پھر اس نے عادت بنائی کہ وہ جمعہ کے لئے پیدل نکلا کرتا، تاکہ اسے تواضع وخشوع میں رغبت ہو، امام کے قریب بیٹھتا، خطبہ سنتا، پھر اس کے لئے بند حجرے کو درست کر دیا جس میں چل کر وہ جمعہ کے لئے آتا اور ۲۲ شعبان کو عوام کو دکھانے کے لئے سوار ہو کر نکلا، اور جب رمضان کی پہلی رات ہوئی تو اس نے بہت مقدار میں آٹا، بکریاں اور نفقات علماء، فقراء اور حاجتمندوں میں صدقہ کیے تاکہ ان کے لئے روزے میں مددگار ثابت ہو، اور انہیں کھڑے ہونے میں طاقت دے، ۲۷ رمضان کو ظاہر'' کا تابوت دار الخلافہ سے ''الرصافہ'' کے قبرستان میں منتقل کیا گیا، اور یہ جمعہ کا دن تھا، ''خلیفہ مستنصر'' نے عید کے روز بہت سے صدقات، کئی انعامات فقہاء صوفیاء اور مساجد کے اماموں کے لئے ''محی الدین ابن الجوزی'' کے ہاتھ بھیجے۔

علامہ ابن الاثیر نے ذکر کیا ہے کہ اس سال سخت زلزلہ آیا، ان کے علاقوں میں کئی بستیاں اور قلعے زمین بوس ہو گئے، انہوں نے ایک بکری ذبح کی جس کے گوشت کو کڑوا پایا حتیٰ کہ سر پائے تک تمام بکری ایسی ہی تھی۔

اس سال وفات پانے والے مشہور حضرات

الجمال مصری [1] ..... یونس بن بدران بن فیروز جمال الدین مصری، اس وقت کے قاضی القضاۃ اور چیف جسٹس، طلب علم میں مشغول ہوئے، اور اس میں مہارت حاصل کر کے نابغۂ روزگار بن گئے، امام شافعی کی کتاب الام کی تلخیص کی، علم فرائض میں آپ کی ایک طویل کتاب ہے، ''تقی صالح'' نابینے جنہوں نے خودکشی کر لی تھی کے بعد آرمیا کی تدریس سنبھالی، انہیں ''وزیر صفی الدین بن شکر'' نے اس عہدے پر فائز کیا، آپ بڑے فرض شناس تھے دمشق کے بیت المال کی وکالت سنبھالی، اور حاکم دمشق کی جانب سے بادشاہوں اور خلفاء کی طرف خط و کتابت کی، پھر ''معظم'' نے آپ کو ''زکی بن زکی'' کی معزولی کے بعد دمشق کا چیف جسٹس بنادیا، اور ''عادلیہ کبیرہ'' کی تدریس بھی دے دی، جس وقت اس کی بنیاد پایۂ تکمیل تک پہنچ چکی تھی، آپ پہلے شخص ہیں جس نے وہاں درس دیا، وہاں اعیان حکومت بھی حاضر ہوئے جیسا کہ ہم ذکر کر آئے ہیں۔

آپ پہلے تفسیر کا درس دیتے تھے یہاں تک کہ تفسیر کو مکمل کر دیا، اور تفسیر کے بعد فقہ کا درس چلتا، اور رجسٹروں کے لکھنے میں آپ اچھی طرح دیکھ بھال سے کام لیتے، آپ بروز جمعہ اور منگل کی صبح بیٹھتے اور ''دیوان عادلیہ'' میں تمام شہر کے گواہ آپ کے پاس حاضر ہوتے، جس نے کوئی خط لکھا ہوتا وہ حاضر ہو کر اپنے گواہوں کو بلا لیتا، اور وہ حاکم کے سامنے گواہی دیتے یہ سب کچھ بہت جلدی ہو جاتا۔

اور ہر جمعہ عصر کے بعد مزار عثمان پر کمالی سردری میں بیٹھتے، وہاں فیصلے کرتے یہاں تک کہ مغرب کی نماز پڑھتے، اور کبھی کبھار ٹھہرنا پڑتا اور اسی طرح عشاء پڑھ کر آتے، آپ علم کا بہت زیادہ مذاکرہ کرنے، زیادہ مشغول رہنے والے اور عمدہ طریقے سے کام کرنے والے تھے، آپ پر کسی کی چیز لینے کی کوئی تہمت نہیں ہے۔

''علامہ ابوشامہ'' فرماتے ہیں: آپ پر یہ خفگی کی جاتی کہ آپ بعض ورثاء کو بیت المال کی بہتری کا مشورہ دیتے، اور یہ کہ انہوں نے اپنے بیٹے ''تاج محمد'' کو اپنا نائب بنایا جس کا طریقہ کار اچھا نہ تھا جبکہ آپ پاکدامن، صاف دل اور بارعب شخص تھے۔

''علامہ ابوشامہ'' فرماتے ہیں: کہ ان کا دعوی تھا کہ وہ قرشی شیبی ہیں، جس کی وجہ سے لوگوں نے آپ کے متعلق کئی باتیں کیں، آپ کے بعد ''شمس الدین احمد بن الخلیلی جوینی'' قاضی بنے، میں کہتا ہوں (ابن کثیر) آپ کی وفات اس سال ربیع الاول میں ہوئی، اور اپنے گھر جو جامع مسجد کی جانب درب ریحان کے آخر میں واقع ہے دفن کیے گئے، آپ کی قبر کی دری آج کل مدرسہ صدریہ کی مشرقی جانب ہے، ''ابن عنین'' ہجوگو نے آپ کے بارے کہا ہے:

مصری نے اپنے کام میں کس قدر کوتاہی کی کہ اپنی قبر گھر ہی میں بنالی، زندوں کو پتھر مارنے کی تکلیف سے اور مردوں کو اپنی آگ سے دور رکھا اور راحت دی ہے۔

المعتمد والی دمشق ...... المبارز ابراہیم جو ''معتمد والی دمشق'' کے نام سے مشہور ہیں، نیک، پاکدامن، اچھے کردار اور عمدہ سیرت میں سب سے بڑھ کر بہترین والی تھے، اصل کے لحاظ سے موصل کے ہیں، شام آئے، ''فروخ شاہ بن شہنشاہ بن ایوب'' کے خادم بن گئے، پھر ''بدر مودود'' ''فروخ شاہ'' کے بھائی نے انہیں اپنا نائب بنالیا، وہ دمشق کا کوتوال تھا، ان کی سیرت و کردار اس کام میں قابل رشک رہی، پھر وہ خود چالیس سال تک دمشق کے کوتوال رہے، ان کے دور میں بڑے عجیب و غریب امور پیش آئے، یہ اصحاب جاہ و مرتبہ، خصوصاً، جو لوگ شرفا کی اولاد ہوتے اور گھر بار والے ہوتے ان کی بہت زیادہ پردہ پوشی فرماتے۔

اتفاقاً ان کے زمانے میں ایک واقعہ پیش آیا کہ ایک جولاہے کا چھوٹا بچہ تھا جس کے کانوں میں بالیاں تھیں، تو ان کے پڑوسیوں میں سے کسی نے حملہ کر کے اسے دھوکے سے قتل کر دیا، اور اس کے کان میں لگا زیور اتار لیا، اور کسی قبرستان میں دفن کر دیا، تو انہوں نے اس کے خلاف شکایت درج کرائی مگر اس قاتل نے اقرار نہیں کیا اور بچے کی والدہ اس وجہ سے زار زار رونے لگی، اور اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کیا چنانچہ اس

(۱) حسن المحاضرہ ۱۹۱/۱. شذرات الذهب ۱۱۲. النجوم الزاهرة ۶/۲۶۶

نے طلاق دے دی، وہ اسی قاتل کے پاس چلی گئی اور اس سے شادی کا اظہار کیا، اور اس بات کا اظہار کیا کہ وہ اسے پسند کرتی ہے سو اس نے شادی کرلی، وہ اس کے پاس کچھ عرصہ رہی، پھر کسی وقت اس نے اپنے اس بچے کے متعلق جس کی شکایت کی تھی پوچھا، تو اس نے کہا: ہاں میں نے ہی قتل کیا ہے، تو عورت کہنے لگی میں اس کی قبر دیکھنا چاہتی ہوں کیا تم قبر دکھا سکتے ہو؟ چنانچہ وہ اسے خشکاشہ [1] کے قبرستان میں لے گیا، پھر اس نے قبر کھولی، تو عورت نے اپنے بچے کو دیکھا، اور اس کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں اس نے پہلے سے اپنے پاس چھری دبا رکھی تھی، جسے اسی دن کے انتظار میں تیار رکھا تھا، تو اسی چھری سے اسے مار کر قتل کر دیا، وہیں اپنے بیٹے کے ساتھ اسی قبر میں دفن کر دیا، قبرستان والے اسے ''معتمد'' کے پاس لے گئے، تو آپ نے اس سے پوچھا، تو اس نے ساری بات بتا دی، آپ نے اس کے کام کی تعریف کی، کیونکہ اس نے قصاص میں مارا تھا، اس کے ساتھ احسان کیا اور رہا کر دیا۔

''سبط ابن الجوزی'' نے ان سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں، کہ ایک دن میں ''باب الفرج'' سے باہر آ رہا تھا، اچانک ایک آدمی پر نظر پڑی جو نشے کی حالت میں ہے اور اس کے ہاتھ میں طبل ہے، میں نے اس کے متعلق حکم دیا تو حد شرب خمر میں اسے کوڑے لگے، میں نے سپاہیوں سے کہا طبل توڑ دو، تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بہت بڑا مٹکا ہے جب اسے بھی توڑا تو اس میں شراب تھی، ''عادل نے'' شراب نچوڑنے اور کسی قسم کی شراب دمشق لے جانے پر پابندی لگا رکھی تھی، تو لوگوں نے طرح طرح کے حیلے اور مکر و فریب کے بہانے بنائے، ''علامہ سبط'' فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ آپ کو کیسے پتہ چلا کہ طبل میں کوئی چیز ہے تو انہوں نے فرمایا: میں نے چلتے ہوئے اسے دیکھا کہ اس کی پنڈلیاں کانپ رہی ہیں، تو میں سمجھ گیا کہ یہ طبل میں کوئی وزنی چیز اٹھائے ہوئے ہے، ان کے اس قسم کے عجیب و غریب قصے ہیں۔

''معظم'' نے اپنے دل میں کسی خفگی کی وجہ سے انہیں معزول کر دیا، اور قلعہ میں پانچ سال تک محبوس رکھا، اس نے شہر میں ان کی منادی کرائی، مگر کوئی بھی نہ آیا، کہ اس نے اس سے رائی کا دانہ بھی لیا ہے، جب آپ فوت ہوئے تو آپ کو مدرسۂ ابو عمر کے پڑوس کے قبرستان میں بازار کی جانب دفن کیا گیا، آپ کی قبر کے پاس ایک مسجد ہے جو آپ کے نام سے ہی معروف ہے۔

صالحیہ کے راستے میں شبلیہ کو وقف کرنے والے..... شبل الدولہ کافور الحسامی، جو حسام الدین محمد بن لاجین کی طرف نسبت ہے، ست الشام میں پیدا ہوئے، یہ وہی شخص ہیں، جو اپنے مالک ست الشام کو شامیہ برانیہ کی تعمیر کی ترغیب دیتے تھے، اور انہی نے شبلیہ کو حنفیہ کے لئے اور خانقاہ کو صوفیاء کے لئے اس کی جانب بنوایا، یہ آپ کا گھر تھا، آپ نے نیزا کی لکڑیوں، کارخانے، اور چھت کا سامان وقف کیا، اور مقبرہ کے پاس شامیہ برانیہ کی شرقی جانب ''عین الکرش'' کی طرف لوگوں کے لئے راستہ کھولا، لوگوں کے یہاں سے پہاڑ کی طرف کوئی راستہ نہ تھا، وہ مسجد صفی کے پاس عقبہ سے گزرتے تھے، آپ کی وفات رجب میں ہوئی، اور اپنے مدرسہ کی ایک جانب دفن کیے گئے، انہوں نے ''کندی'' وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

دمشق اور حلب میں رواحیہ کو وقف کرنے والے...... ابو القاسم ہبۃ اللہ بن محمد جو ''ابن رواحہ'' کے نام سے معروف ہیں، تاجر تھے، بڑے مالدار اور صاحب مقدار تھے، اور دمشق کے معتبر شخص ہیں، انتہائی لمبے قد کے تھے ان کی داڑھی نہیں تھی، باب الفرادیس میں مدرسہ راحیہ تعمیر کرایا، اور اسے شافعیہ کے لئے وقف کر دیا، اور اس کی نگرانی اور تدریس شیخ ''تقی الدین بن الصلاح شہرزوری'' کے سپرد کی، اسی طرح ان کا ایک اور مدرسہ حلب میں تھا، اخیر عمر میں دمشق میں اسی مدرسہ میں گوشہ نشین ہو گئے، آپ اس گھر میں رہائش پذیر تھے، جو دمشق کے ایوان میں مشرقی جانب میں تھا، بعد میں انہوں نے چاہا کہ جب وہ فوت ہو جائیں تو اسی میں دفن کیے جائیں لیکن ایسا نہ ہو سکا، بلکہ صوفیاء کے قبرستان میں دفن کئے گئے، ان کی وفات کے بعد ''محی الدین ابن عربی'' طائی صوفی اور ''تقی الدین خزعل'' نحوی مصری ثم المقدسی امام مشہد دونوں نے ابن رواحہ کے لئے شہادت دی کہ انہوں نے ہی ''شیخ تقی الدین'' کو اس مدرسہ سے الگ کیا تھا، تو اس کی وجہ سے کئی فتنے پھوٹ پڑے، اور ان دونوں نے جو ارادہ کیا تھا اس کا انتظام نہ ہوا، ''خزعل'' اسی سال فوت ہوا۔ اور جو راہ انہوں نے اختیار کی وہ بھی رائیگاں گئی۔

(۱) نفیس اکیڈمی کے ترجمہ میں خشکانہ لکھا ہے۔ علوی

ابو محمد محمود بن مودود بن محمود: .البلدجی، الحنفی، الموصلی، ان کا اس میں انہی کے نام سے مشہور مدرسہ ہے، یہ ترک کی اولاد میں سے تھے، علماء کے مشائخ میں سے ہوگئے، ان کا مضبوط دیوان ہے ان کے عمدہ اور اچھے شعر ہیں، ان میں سے ان کا یہ قول ہے:
جو شخص کسی حالت کا دعویٰ کرے جو اسے شریعت کے راستے سے نکال دے، تو ہرگز اس کے ساتھ نہ بیٹھنا، کیونکہ یہ بے فائدہ نجاست ہے۔ آپ کی وفات، بمقام موصل اسی سال ۲۶ رجمادی الآخرہ میں ہوئی آپ کی عمر اسی سال تھی۔

یاقوت جنہیں یعقوب بن عبداللہ کہا جاتا ہے...... نجیب الدین متولی شیخ تاج الدین کندی، آپ کے لئے وہ کتابیں جو زاویہ شرقیہ کے کتب خانہ میں جامع دمشق کی شمالی جانب میں تھیں وقف کردی گئیں، جو ۶۱ جلدوں میں تھیں، پھر ان کے بعد ان کے بیٹے پر وقف ہوگئیں، پھر بعد کے علماء پر، یہ کتابیں ضائع ہوگئیں اور اکثر تو فروخت ہوگئیں، یہ یاقوت، بڑے صاحب فضیلت وادب، عمدہ اشعار والے تھے، آپ کی وفات بغداد میں رجب کی نوچندی میں ہوئی، اور امام ابوحنیفہ کے مزار کے پاس خیزران کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔

آغاز ۶۲۴ھ

اس سال عام اہل تفلیس کے کرج، ان کے پاس دفعۃً آگئے شہروں میں گھس کر عوام وخواص کو تہ تیغ کیا، لوٹ مار کی، قیدی بنایا، خرابی کی، گھر جلائے، غصہ میں بغاوت کی، اس بات کی خبر ''جلال الدین'' کو ہوئی تو وہ فوراً چل پڑا تاکہ انہیں پکڑ سکے، لیکن نہ پکڑ سکا، اسی سال اسماعیلیہ فرقے نے ''جلال الدین بن خوارزم شاہ'' کے نائبین میں سے ایک بڑے گورنر کو قتل کردیا، تو یہ ان کی طرف روانہ ہوا اور ان کے بہت سے افراد قتل کردیے، ان کے شہر کو اجاڑ دیا، بچوں کو قیدی بنالیا، اموال لوٹ لیے، اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کرے! جب تاتاری لوگوں کے پاس تھے تو مسلمانوں کے خلاف اس کے سب سے بڑے مددگار تھے، اور تاتاریوں سے بھی زیادہ لوگوں کے لئے نقصان دہ تھے۔
اسی سال ''جلال الدین'' اور تاتاریوں کے بہت بڑے گروہ کے درمیان جنگ ہوئی اس نے انہیں شکست دی اور انہیں اچھی طرح قتل کیا، اور مسلسل کئی روز ان کے تعاقب میں رہا، انہیں قتل کیا یہاں تک کہ ''ری'' تک پہنچ گیا، پھر اسے اطلاع ملی کہ ایک گروہ اس کا ارادہ کیے آرہا ہے تو وہیں پڑاؤ کیا تاکہ انہیں روک سکے، ان کا جو حال رہا اس کا ذکر ۶۲۵ھ میں آئے گا، اس سال ''ملک اشرف بن عادل'' کی فوجیں آذربائیجان میں آئیں وہاں کے کئی شہروں پر قبضہ کرلیا، بہت سے اموال غنیمت میں لوٹے، اور اپنے ساتھ ''جلال الدین'' کی بیوی، جو ''طغرل'' کی بیٹی تھی لے گئے، یہ اس سے بغض وعداوت رکھتی تھی، انہوں نے اسے شہر ''خلاط'' میں ٹھہرایا، آئندہ سال ان کی خبروں کا ذکر بیان ہوگا۔
اس سال فرنگیوں کے بادشاہ ''انبور'' کا قاصد بحری راستے سے ''معظم'' کے پاس ان ساحلی شہروں کے مطالبے کا خط لے کر آیا جنہیں اس کے چچا سلطان ملک ناصر صالح الدین'' نے فتح کیا تھا، تو ''معظم'' نے انہیں سخت جواب دیا، اور قاصد سے کہا: اپنے مالک کو کہہ دینا: میرے پاس تو فقط تلوار ہے۔ واللہ اعلم۔
اس سال ''اشرف'' نے اپنے بھائی ''شہاب الدین غازی'' کو ایک بڑے ہودج میں سوار کرکے جس کا بوجھ چھ سو اونٹ اٹھاتے تھے حج کے لئے تیار کیا، اس کے ساتھ ۵۰ اونٹ تھے ہر اونٹ پر ایک غلام تھا، تو وہ عراق کی جانب سے روانہ ہوا، راستے میں اس کے پاس خلیفہ کی طرف سے ہدایا آئے۔ اور اسی راستے سے واپس ہوا جس سے حج کے لئے گیا تھا۔
اس سال بغداد میں ''نجم الدین ابوالمعالی عبدالرحمٰن بن مقبل واسطی'' چیف جسٹس مقرر ہوئے، اور انہیں شاہی جوڑا عطا کیا گیا جیسا کہ حکام کا رواج تھا، یہ جمعے کا دن تھا، اس سال بلاد جزیرہ میں سخت گرانی ہوئی، گوشت کی قلت ہوگئی یہاں تک کہ ''علامہ ابن الاثیر'' نے بیان کیا ہے: کہ موصل شہر میں بہار کے موسم بعض دنوں میں صرف ایک بکرو ذبح کیا گیا، وہ مزید فرماتے ہیں کہ اس سال کی دس مارچ جزیرہ اور عراق میں دوبارہ سخت برفباری ہوئی، جس سے پھول جل گئے، فرماتے ہیں: کہ یہ ایسی بات تھی کہ اس جیسی پیش نہیں آئی، اور سخت تعجب تو عراق پر ہے کہ باوجود اتنے گرم علاقے میں یہ کیسے ہوئے۔

اس سال مرنے والے مشہور لوگ

چنگیز خان [1]......تاتاریوں کے نزدیک شہنشاہ اوران کے آج کے بادشاہوں کا باپ، جس کی طرف وہ منسوب تھے، اور القان کا بڑا آدمی، یہ فقط بادشاہت کا طالب تھا، اسی نے ان کے لئے سیاست وضع کی جس کے ذریعے فیصلے کراتے تھے، اور اسی سے حکم کرتے تھے، اس کا اکثر حصہ اللہ تعالیٰ کی شریعتوں اور کتابوں کا مخالف ہے، یہ چیز اس نے از خود ایجاد کی تھی اور انہوں نے اس کی پیروی کی، اس کی ماں کا گمان ہے کہ اس کا اس بیٹے کا حمل اسے سورج کی شعاعوں سے ہوا ہے، اس لئے اس کے باپ کا علم نہیں، ظاہر یہی ہے کہ یہ مجہول النسب شخص ہے، میں (ابن کثیر) نے بغداد میں ایک مجلد کتاب دیکھی جسے وزیر "علاء الدین جوینی" نے اس کے حالات زندگی میں جمع کیا ہے، اور جس میں اس کی سیاسی سوجھ بوجھ، کرم نوازی، بہادری، بادشاہت کے لئے نئی تدبیر، رعیت اور لڑائیوں کے لئے نئے حیلے شامل ہیں، وہ ذکر کرتے ہیں کہ پہلے وہ "ملک ازبک خان" کے پاس خاص شخص تھا، یہ رعنا جوان تھا، اولا اس کا نام تمرجی تھا پھر جب بڑا ہوا تو اپنا نام چنگیز خان رکھ لیا، اس بادشاہ نے اسے اپنے نزدیک رکھ لیا، پھر حکومت کے سربر آوردہ لوگ اس سے حسد کر کے اس کی بادشاہ کے سامنے چغلی کھانے لگے یہاں تک کہ انہوں نے اس کے خلاف نکالا لیکن بادشاہ نے اسے قتل کیا اور نہ اس کے گناہ کی کوئی راہ پائی جو اس پر مسلط ہو رہا تھا۔

اسی اثناء میں بادشاہ دو چھوٹے غلاموں پر برہم ہوا، انہوں نے بادشاہ کے خوف سے بھاگ کر چنگیز خان کے پاس پناہ لی، چنگیز خان نے ان کا اکرام واعزاز اور ان سے احسان کا برتاؤ کیا، تو انہوں نے اسے بتایا جو بادشاہ اس کے قتل کا خفیہ ارادہ کئے ہوئے تھا، چنانچہ اس نے اپنا سامان بچالیا، اور حکومت میں ڈٹ گیا، تاتاریوں کے ایک گروہ نے اس کی پیروی کی، تو ان کی تعداد "ازبک خان" کے افراد سے بڑھ گئی، ان میں سے بھی جو لوگ آتے یہ ان کی عزت افزائی کرتا، عطیات دیتا، یہاں تک کہ اس کی شان وشوکت اور فوجی طاقت بڑھ گئی، اس کے بعد اس نے ازبک خان سے لڑائی کی، چنانچہ اسے فتح ہوئی اس نے اسے قتل کر کے اس کی بادشاہت اور ملک پر قبضہ کر لیا، اس کی فوج اس کے ساتھ آملی جس سے تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا، اور شہرت کے بعد اس کی حکومت مضبوط ہوگئی، یہاں تک "طمعاج" کے علاقوں میں، ترک کے قبائل اس کے سرنگوں ہوگئے، وہ آٹھ لاکھ سورماؤں کے ساتھ چلتا، اکثر قبائل وہ تھے جن میں سے یہ خود تھا، جنہیں "قیان" کہا جاتا، پھر ان کے دو بڑے قبیلے اس کے قریب ترین تھے جن کی تعداد سب سے زیادہ تھی، یہ دو قبیلے "اُرات"، "قنقورات" تھے، "چنگیز خان" سال کے تین ماہ شکار کرتا اور بقیہ ماہ جنگ اور حکومت کرتا۔

علامہ "جوینی" فرماتے ہیں: وہ جال کا اتنا بڑا گھیر اڈالتا جس کے مابین تین ماہ کا فاصلہ تھا، پھر آہستہ آہستہ حلقے کو تنگ کیا جاتا، تو اس میں قسما قسم کے اتنے جانور جمع ہو جاتے جن کی کثرت ناممکن ہے پھر اس کے اور بلاد خراسان، عراق، آذر بائیجان وغیرہ شہروں اور ملکوں کے حکمران "ملک علاء الدین خوارزم شاہ" کے درمیان جنگ ہوئی۔ "چنگیز خان" نے اسے دبایا، شکست دی، اور اس پر غالب آ کر اس کا مال ومتاع سلب کر لیا، اس کے تمام شہروں پر بذات خود اور اپنی اولاد کے ساتھ تھوڑی سی مدت میں قبضہ کر لیا، جیسا کہ ہم نے واقعات میں ذکر کیا ہے۔

ملک "چنگیز خان" کی ابتدا ۵۹۹ھ میں ہوئی، اور خوارزم شاہ سے اس کی جنگ ۶۱۶ھ کے عرصہ میں ہوئی، اور "خوارزم شاہ" کی وفات ۶۱۷ھ میں ہوئی جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے، اس وقت یہ بغیر کسی رکاوٹ اور تنازع کے تمام علاقوں پر چھا گیا، اس کی موت ۶۲۴ھ میں واقع ہوئی، تاتاریوں نے اسے لوہے کے تابوت میں رکھا، اور زنجیروں سے اسے باندھا اور وہاں دو پہاڑوں کے درمیان لٹکا دیا، اور رہی اس کی کتاب "الیسا سا" تو وہ دو جلدوں میں بڑے خط سے لکھی جاتی ہے، اور ان کے ہاں دو اونٹوں پر لادی جاتی ہے، کسی نے ذکر کیا: کہ وہ پہاڑ پر چڑھتا، پھر اترتا، پھر چڑھتا پھر اترتا، پھر کئی بار اترتا حتی کہ جھک جاتا، اور بے ہوش ہو کر گر پڑتا، اور اس وقت جو اس کی زبان سے جاری ہوتا اس کے لکھنے کا حکم دیتا، اگر یہ بات اسی طرح ہے تو صاف ظاہر ہے کہ شیطان، اس کتاب میں جو باتیں لکھی ہیں اس کی زبان میں بولتا تھا۔

علامہ "جوینی" ذکر فرماتے ہیں: کہ ان کے بعض عبادت گزار سخت سردی سے عبادت کے لئے پہاڑ پر چڑھتے، تو وہ کسی کے کہنے والے کو یہ کہتے

---

(۱) شذرات الذهب ۱۳/۵، العبر ۹۸/۵، معجم البلدان ۸۵۸/۴

سنت، بے شک ہم نے چنگیز خان اور اس کی اولاد کو روئے زمین کا بادشاہ بنادیا ہے،'' جوینی'' فرماتے ہیں کہ مغلوں کے مشائخ اس کی تصدیق کرتے اور اسے تسلیم کرتے ہیں، پھر'' علامہ جوینی'' نے الیسا سا سے کچھ باتیں ذکر ہیں، جن میں چند یہ ہیں'' کہ جس نے زنا کیا چاہے شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ اسے قتل کیا جائے، اسی طرح جو اغلام بازی کا مرتکب ہو اس کی بھی یہی سزا ہے، اور جو جھوٹ کا ارادہ کرے، جادو کرے، تجسس کرے یا دو جھگڑا کرنے والوں کے درمیان گھس کر ایک کی اعانت کرے، یا کوئی کھڑے پانی میں پیشاب کرے، یا اس میں غوطہ لگائے اسے قتل کیا جائے۔

اور جو کسی قیدی کو ان کے گھر والوں کی اجازت کے بغیر کھانا کھلائے، پانی پلائے، یا کپڑا پہنائے تو اسے قتل کیا جائے، جو کسی بھگوڑے کو پا کر نہ لوٹائے تو قتل کیا جائے، جو قیدی کو کھلائے یا کھانے کی کوئی چیز کسی کی طرف پھینکے قتل کیا جائے، بلکہ اپنے ہاتھ سے اس کے ہاتھ سے لے، جو کسی کو کوئی چیز کھلائے، تو پہلے اس سے خود کھالے خواہ جسے کھلا رہا ہے امیر ہو یا اسیر اور جس نے کھایا اور اپنے پاس سے نہ کھلایا قتل کیا جائے، جس نے کسی حیوان کو ذبح کیا، تو اسی طرح ذبح کیا جائے بلکہ اس کا پیٹ چاک کیا جائے، اور اس کے ہاتھ سے پہلے اس کا دل نکالا جائے، ان تمام باتوں میں شریعت کی مخالفت ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے انبیا علیہم السلام میں نازل فرمایا ہے، سو جو کوئی اس مضبوط اور منزل شریعت کو، جو حضرت محمد بن عبداللہ خاتم النبیین ﷺ پر نازل ہوئی، چھوڑ کر منسوخ شدہ شریعتوں میں سے کسی اور کا فیصلہ چاہے تو اس نے کفر کیا، تو خود سوچ لو اس شخص کا کیا حال ہوگا جو'' الیسا سا'' کا فیصل چاہے اور اسے شریعت علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام پر مقدم رکھے؟ جو کوئی ایسا کام کرے تو (باتفاق تمام مسلمانوں کے) اس نے کفر کیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے'' کیا یہ لوگ جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسی کا حکم اس قوم کے لئے بہتر ہوگا جو یقین رکھتی ہے'' اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے'' تیرے پروردگار کی قسم! یہ اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ تجھے اپنے جھگڑوں کا فیصل بنالیں اور پھر اپنے دلوں میں کوئی جھجک بھی تیرے فیصلے کے بارے میں نہیں پائیں گے بلکہ سر تسلیم خم کرلیں گے، تب یہ ایماندار شمار ہوں گے''۔ صدق اللہ العظیم۔

ان کے آداب ..... جہاں تک ہوسکے بادشاہ کی فرمانبرداری کرنا، اور یہ کہ وہ اس کے حضور اپنی دوشیزاؤں کو پیش کریں، تاکہ وہ ان میں سے جسے چاہے اپنے لئے پسند کرلے، اور حاشیہ برداروں میں سے جو چاہے وہ بھی پسند کرے، ان کی قانونی عادت ہے کہ بادشاہ کو اس کے نام سے مخاطب کریں، اور جو کسی قوم کے پاس سے گزرے، جو کھانا کھا رہے ہوں تو اسے چاہیے کہ ان سے اجازت لیے بغیر ان سے کھانا شروع کردے، اور آگ کے چولہوں اور کھانے کے برتن پر سے نہ گزرے، اور خرگاہ کی چوکھٹ پر نہ کھڑا ہو، اور اپنے کپڑوں کو اس وقت نہ دھوئیں جب تک ان پر میل ظاہر ہو، اور نہ علماء کو مذکورہ گناہوں میں سے کسی میں مکلف کرتے، اور نہ میت کے مال کے معترض ہوتے،'' علامہ علاء الدین'' نے'' چنگیز خان'' کے حالات واخلاق کا، جسے وہ اپنی عادت اور عقل کے مطابق کیا کرتا تھا، بہت بڑا حصہ ذکر کیا ہے، وہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا تھا مگر اس کے باوجود ار چیزوں کی بھی عبادت کرتا تھا، اس نے اتنی مخلوق قتل کی جس کی تعداد صرف اس کا خالق ہی جانتا ہے، بہرحال اس کی ابتداء'' خوارزم شاہ'' سے ہوئی، اس لئے کہ جب'' چنگیز خان'' نے اپنی طرف سے تاجروں کو بھیجا جن کے پاس اپنے علاقے کی بہت سی پونجیاں تھیں، جب یہ لوگ ایران پہنچے، تو وہاں جو'' خوارزم شاہ'' کا نائب تھا اس نے انہیں قتل کردیا، وہ'' کشلی خان'' کی بیوی کا والد تھا، جو کچھ ان کے پاس تھا سب کچھ لے لیا، تو چنگیز خان نے خوارزم شاہ کی طرف پیام بھیجا تاکہ اس سے یہ معلوم ہوسکے کہ یہ واقعہ اس کی مرضی سے پیش آیا یا اسے اس کا علم نہیں ہے، تو خوارزم شاہ نے اس کا انکار کیا، اور جو پیام اس نے دیا تھا اس میں تھا کہ بادشاہوں کی طرف سے یہ عہد ہو چکا ہے کہ تاجروں کو قتل نہیں کیا جاتا، کیونکہ یہ شہروں کی تعمیر ہیں، اور یہ لوگ ہیں جو بادشاہوں کی طرف تحفے اور نفیس چیزیں لاتے ہیں، پھر یہ تاجر تو تمہارے ہم مذہب تھے پھر بھی تمہارے نائب نے انہیں قتل کردیا، پس اگر یہ واقعہ تمہارے حکم سے رونما ہوا تو ہم ان کے خون کا مطالبہ کرتے ہیں، اور اگر تم انکار کرتے ہو تو ہم تمہارے نائب سے خون بہالیں گے، جب خوارزم شاہ نے چنگیز خان کے قاصد سے یہ بات سنی تو اس کے پاس اس کے سوا کوئی جواب نہ تھا کہ اس نے اس کی گردن مارنے کا حکم دے دیا، وہ حواس باختہ اور بوڑھا کھوسٹ ہو چکا تھا، اور حدیث میں بھی ہے'' ترکوں کو اس وقت تک چھوڑے رکھو جب تک کہ وہ تمہیں چھوڑے ہوئے ہیں''۔

جب چنگیز خان کو یہ اطلاع ملی تو اس نے اس سے جنگ کی تیاری کی اور اس کے علاقے لینے کا قصد کیا، سو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے وہ امور پیش آئے کہ ان سے زیادہ عجیب اور برے واقعات نہیں سنے گئے، اور جو واقعات علامہ جوینی نے ذکر کیے ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ صید میں کوئی

کسان تین خربوزے چنگیز خان کے پاس لایا، اور اتفاقاً چنگیز خان کے پاس کوئی خزانچی اور کلرک نہ تھا اس نے اپنی بیوی خاتون سے کہا: اسے اپنے کانوں کی بالیاں اتار کر دے دو! ان میں دو بڑے نفیس جواہر تھے، تو اس نے ان کے بارے بخل کرتے ہوئے کہا: اسے کل تک مہلت دو! تو چنگیز خان نے کہا: یہ آج کی رات دل میں کھٹک رکھ کر گزارے گا، اور ممکن ہے اسے اس بعد کوئی چیز نہ ملے، اور ان بالیوں کو جو بھی خریدے گا وہ تیرے پاس ہی لائے گا، تو اس نے بالیاں اتار کر کسان کو دیدیں، انہیں دیکھ کر اس کی عقل اڑ گئی، اور انہیں لے جا کر ایک تاجر کے ہاں ایک ہزار دینار میں فروخت کر دیا، اسے ان کی قیمت کا علم نہ تھا، تو تاجر انہیں اٹھا کر بادشاہ کے پاس لے آیا یوں اس نے اپنی بیوی کو دیدیں، اس وقت ''علامہ جوینی'' نے یہ اشعار سنائے جس نے یہ کہا: کہ سمندر اور قطرہ اس کی عطا کے مشابہ ہیں، تو اس نے سمندر اور قطروں کی تعریف کی۔

مؤرخین کہتے ہیں کہ ایک دن وہ بازار سے گزرا تو ایک سبزی فروش کے پاس عناب دیکھے، جن کی رنگت اسے اچھی لگی، اور اس کا دل ان کی طرف مائل ہوا، چنانچہ اس نے حاجب کو حکم دیا کہ انہیں اسے ایک بالس میں خرید لے، تو دربان نے چوتھائی بالس میں خرید لیا، جب اس کے سامنے رکھے تو اسے بڑا تعجب ہوا، کہا: کیا یہ تمام ایک بالس کے ہیں؟ دربان نے کہا یہ اس کے پاس بچ گئے تھے، اور جو مال باقی رہ گیا اس کی طرف اشارہ کیا، اس پر چنگیز خان غصہ میں آ گیا اور کہنے لگا: اسے مجھ جیسا خریدار کہاں ملے گا؟ اسے پورے دس بال دے دو!

مؤرخین کا بیان ہے کہ ایک شخص نے اس کے پاس حلب کا بنا ہوا شیشے کا پیالہ ہدیے میں پیش کیا، وہ چنگیز خان کو بہت پسند آیا، اس کے خواص میں سے ایک شخص نے اس کے مقام کو گھٹاتے ہوئے کہا: بادشاہ سلامت! اس شیشے کی کوئی قیمت نہیں ہے، تو چنگیز خان نے کہا: کیا یہ اتنے دور دراز علاقوں سے اٹھا کر صحیح سالم ہمارے پاس نہیں لایا ہے؟ اسے دو سو بالس دے دو!، راوی کا کہنا ہے: کہ اسے کہا گیا کہ اس جگہ ایک عظیم خزانہ مدفون ہے اگر آپ اسے نکال لیں تو بہت سامال حاصل ہوگا، تو چنگیز خان نے جواب دیا: جو کچھ ہمارے پاس ہے یہ ہمیں کافی ہے اسے نکالنے کی ضرورت نہیں، اسے یہیں چھوڑ دو! یہاں کے لوگ خود کھود کر نکال لیں گے وہ اس کے ہم سے زیادہ مستحق اور حقدار ہیں، اور اس سے تعرض نہیں کیا، راوی کہتا ہے اس کے شہر میں ایک شخص کے متعلق مشہور ہو گیا جو کہتا تھا: کہ مجھے خزانے کی جگہ کا علم ہے اور میں اس کی خبر صرف لقان کو دوں گا، امراء نے اس سے معلوم کرنے کا کافی اصرار کیا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا، انہوں نے لقان سے اس کا ذکر کیا، پھر انہوں نے اسے ڈاک کے گھوڑوں پر بٹھا کر جلدی سے لقان کے سامنے حاضر کر دیا، جونہی وہ اس کے سامنے حاضر ہوا تو لقان نے اس سے خزانے کے بارے میں پوچھا: اس نے کہا: میں تو تمہارا چہرہ دیکھنے کی خاطر یہ حیلہ کیا تھا، جب لقان نے اس کی یہ حالت دیکھی تو اس کا کلام بدل گیا اور وہ غضبناک ہوا، اور کہنے لگا: جو تمہارا مقصد تھا وہ تو پورا ہو گیا، اور اسے اس کی جگہ صحیح سالم واپس لوٹا دیا، کوئی چیز اسے دی نہیں، راوی کا بیان ہے: کہ اس کے پاس کوئی ایک انار ہدیہ لایا، اس نے اس کے دانے حاضرین میں تقسیم کر دیے، اور دانوں کی بقدر اسے بالس عطا کیے اور یہ شعر پڑھا۔

اسی وجہ سے اس کے دروازے پر لوگوں کا ہجوم رہتا ہے جیسے انار کے دانے باہم جڑے ہوتے ہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے پاس ایک کافر آیا اور کہنے لگا: میں نے خواب میں چنگیز خان کو دیکھا وہ کہہ رہا تھا: کہ میرے باپ کو کہہ دے وہ مسلمانوں کو قتل کرے، اس نے کہا: یہ جھوٹ ہے، اور اس کے قتل کا حکم دیا، اور اس نے تین ایسے آدمیوں کے قتل کا حکم دیا جن کا قتل ''السیاسہ'' کتاب کے ذریعے واجب تھا، اچانک ایک عورت رونے لگی اور طمانچے مارنے لگی، تو اس نے کہا: کیا چیز ہے اسے میرے پاس حاضر کرو! اس نے آ کر کہا: یہ میرا بیٹا، یہ بھائی اور یہ میرا خاوند ہے، اس نے کہا: ان میں سے ایک کو چن لے تا کہ میں اسے تیرے لئے چھوڑ دوں، اس نے کہا خاوند جیسا تو مل سکتا ہے، اور بیٹے کا بھی یہی حال ہے، اور بھائی ایسی ہستی ہے کہ اس کا عوض کوئی نہیں، تو اس نے اس کی بات کو پسند کیا، اور تینوں کو اس کے لئے چھوڑ دیا۔

راوی کا بیان ہے کہ وہ کشتی لڑنے والوں اور شاطروں کو پسند کرتا ہے، اس کے پاس ان کی جماعت اکٹھی ہوئی، خراسان کے ایک شخص کا اس کے سامنے تذکرہ کیا گیا، تو اس نے اسے بلا بھیجا، تو اس شخص نے، اس کے پاس جتنے تھے سب سے کشتی کی، تو اس نے اس کا اکرام کیا اور عطیہ دیا اور بادشاہوں کی بیٹیوں میں سے خوبصورت بیٹی اسے نکاح میں دی، تو وہ اس کے پاس کافی مدت رہی لیکن اس نے اس سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں کی، اتفاقاً اس کا آنا اردوا کی طرف ہوا، تو بادشاہ اس سے مزاح کر کے کہنے لگا: تو نے مستعرب کو کیسا پایا، تو اس نے ذکر کیا وہ تو اس کے قریب تک نہیں گیا ہے، اس سے وہ بہت متعجب ہوا اس نے بلوا کر اس سے پوچھا تو اس نے کہا: اے آقا! میں نے آپ کے پاس جو مرتبہ پایا ہے تو وہ چالاکی وجہ سے پایا ہے اور

جب میں اس کے قریب جاؤں گا تو آپ کے ہاں میری قدر ومنزلت گھٹ جائے گی، تو بادشاہ نے کہا: تجھے کچھ نہیں کہا جائے گا، اس نے اپنے چچازاد کو بلایا وہ بھی اسی کی طرح تھا، اس کا ارادہ تھا کہ پہلے شخص سے کشتی لڑے، تو بادشاہ نے کہا: تم دونوں میں قرابت داری ہے اور تم میں کشتی مناسب نہیں پھر اس کے لئے بہت زیادہ مال کا حکم دیا۔

راوی کہتا ہے کہ جب اس کی جان کنی حالت ہوئی تو اس نے اپنی اولاد کو اتفاق کی اور بے اتفاقی سے بچنے کی وصیت کی، اور اس کی یہ مثال دی، اپنے سامنے تیر منگائے، اور ان میں سے ایک تیر لے کر ایک کو دیا جسے اس نے توڑ دیا، پھر تیروں کا گٹھہ منگوایا، اور انہیں دیکر توڑنے کا کہا تو وہ اسے نہ توڑ سکے، تو اس نے کہا تم اگر اکھٹے اور متفق رہے تو یہی تمہاری مثال ہے، اور اس ٹوٹے تیر کی طرح ہو جاؤ گے جب اختلاف کرو گے، راوی کا بیان ہے: اس کی مذکر و مؤنث کئی اولاد تھی اس کے چار بڑے اور عظیم لڑکے تھے، سب سے بڑا "یوسی" پھر "ہریول" "باتو" "برکہ" اور "ترکجار"، ان میں سے ہر ایک کو اس کی طرف سے وظیفہ ملتا تھا، پھر "علامہ جوینی" نے اس کی اولاد کی حکومت سے "ہلاکوخان" کے زمانے کے حالات پر گفتگو کی، وہ اس کے نام کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کا نام بادشاہ زادہ ہلاکو خان تھا، پھر ان عجیب اور دردناک امور کا ذکر کیا، جو اس کے زمانے میں وقوع پذیر ہوئے، جیسا کہ ہم نے حوادث کے بیان میں مفصلاً ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

سلطان ملک معظم ...عیسیٰ بن عادل ابوبکر بن ایوب، دمشق وشام کا بادشاہ، اس کی وفات اس سال کے اس جمعہ کے دن ہوئی جو ذی القعدہ کا گزرا ہوا جمعہ تھا، اور دمشق میں اس کی حکومت اس وقت ہوئی جب ۶۱۵ھ میں اس کے والد کی وفات ہوئی، یہ بڑا بہادر نڈر اور عالم فاضل شخص تھا، علامہ حصیری مدرس نوریہ کے پاس علم فقہ مسلک امام ابی حنیفہ کے مطابق سیکھنے میں مشغول ہو گیا، اور لغت ونحو کو تاج الکندی سے حاصل کیا، زمخشری کی مفصل اسے زبانی یاد تھی، اور جو اسے یاد کرتا اسے ۳۰ دینار انعام دیتا، اس نے حکم دیا کہ ایسی کتاب لغت میں جمع کی جائے جو صحاح جوہری، جمہرہ ابن درید تہذیب للازہری اور دیگر علمائے لغت کی کتب کو شامل ہو، اور مسند امام احمد کو مرتب کرنے کا بھی حکم دیا، علماء سے محبت رکھتا، اور ان کا اکرام کرتا، اور خیر کی اتباع کرنے میں کوشش کرتا۔

اور کہتا: میرا طحاوی والا عقیدہ ہے، اس نے وفات کے وقت وصیت کی کہ اسے سفید کپڑوں میں کفن دیا جائے، اور قبر لحد بنائی جائے چٹان میں دفن کیا جائے اور اوپر کچھ تعمیر وغیرہ نہ کی جائے، اور کہتا تھا: کہ دمیاط کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور ذخیرہ سمجھتا ہوں، اور امید کرتا ہوں کہ اس کی وجہ سے مجھ پر رحم فرمائیں گے، اس کی مراد تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے اچھی آزمائش میں مبتلا فرمایا تھا، رحمہ اللہ تعالیٰ، وہ بہادری، مہارت، علم اور اہل علم کی محبت سے سرشار تھا، ہر جمعے اپنے والد کی قبر کے پاس آتا، تھوڑی دیر بیٹھتا، پھر جس وقت مؤذن حضرات باخبر کرتے تو اپنے چچا "صلاح الدین" کی قبر کے پاس جاتا جہاں نماز جمعہ ادا کرتا، وہ بہت کم تکبر کرتا، اکیلے ہی اکثر اوقات سوار ہوتا، پھر اس کا کوئی غلام پیچھے سے آملتا، اس کے ساتھیوں میں سے "محب الدین بن ابی السعود بغدادی" نے اس کے متعلق یہ شعر کہے:

"اگر کسی والی کی یہ خوبیاں مٹی میں چھوڑی جائیں، تو مجھے تجھ پر قلبی غم نہیں ہے، جب سے تو میرے پاس سے غائب ہوا میں کسی با اعتماد دوست کو حاصل نہ کر سکا، ہاں میرے دل میں تیرا ہی خیال آتا رہا"۔

اس کے بعد اس کا بیٹا الناصر داؤد بن معظم دمشق کا بادشاہ بنا اور امراء نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

ابو المعالی اسعد بن یحییٰ[1] ......ابن موسیٰ بن منصور بن عبدالعزیز بن وھب، شافعی المسلک فقیہ بخاری شیخ، ادیب فاضل اور نیک آدمی تھے، ان کی نظم ونثر بڑی خوش طبع ہوتی، اور کئی عمدہ نوادرات ہیں عمر ۹۰ سال سے متجاوز تھی، حاکم حماۃ نے انہیں کسی وقت اپنا وزیر بنایا تھا، آپ کے بڑے اچھے اشعار ہیں "علامہ ابن الساعی" نے ان میں سے ایک عمدہ قطعہ ذکر کیا ہے جن میں سے چند یہ ہیں:

ان اشعار کا ترجمہ ۶۲۲ھ میں البھا سنجاری کے ذیل ہو چکا ہے صرف آخری دو شعر وہاں نہیں تھے اس لئے ان کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔

---

(۱) تاریخ ابن العبری ۲۴۴،۲۴۳ تاج التراجم ۳۹ الجواهر المضیه ۳۰۲ العبر ۱۰۰/۵ مرآة الزمان ۶۴۴ ۸/۶۵۲ النجوم الزاهرة ۲۶۷،۲۶۸/۶

اس قیدی پر تعجب ہے، جس کی عادت ہے کہ آزاد شخص پر اپنی جان و مال سے فدا ہوتا ہے۔
نیز ان کے اشعار ہیں:

ملامت کرنے والوں نے تیری محبت میں ملامت کی حد کر دی، کاش بے غمی کی مدت یوم حشر ہوتی، انہیں دلوں میں تیرے مقام و مرتبے کا کوئی علم نہیں، انہوں نے قصد کیا کہ وہ مجھ جیسا غم پائے تو کوتاہی کرتے، محبت کی مٹھاس اور عذاب پر صبر کرنا، اور عاشق کو ہمیشہ ملامت کی جاتی ہے اور وہ معذور ہوتا۔

ابو القاسم عبد الرحمٰن بن محمد......ابن احمد بن حمدان الطیب جو صائن کے نام سے مشہور ہیں، نظامیہ میں دوہرائی کرنے والے ہیں، ثقفیہ میں درس دیا، آپ مذہب، فرائض، اور حساب میں معرفت رکھتے تھے، ''التنبیہ'' کی شرح لکھی، ''علامہ ابن الساعی'' نے ان کا ذکر کیا ہے۔

ابو النجم محمد بن القاسم بن ھبۃ اللہ التکریتی......شافعی المسلک فقیہ، ابو القاسم بن فضلان کے پاس فقہ پڑھی، اور پھر نظامیہ میں دوہرائی کی، اور کسی اور مدرسہ میں درس دیا، ہر روز ۲۰ درس دیتے، ان کا شغل صرف درس، تلاوت قرآن کی شب و روز پابندی، بڑے ہونہار کئی علوم والے تھے، مذہب و خلاف میں پختگی حاصل کی، آپ طلاق ثلاثہ کے مسئلہ میں ایک طلاق کا فتویٰ دیتے تھے جس کی وجہ سے، قاضی القضاۃ ابو القاسم عبد اللہ بن حسین دامغانی، ان سے خفا ہو گئے، آپ نے ان سے سماع نہیں کیا تھا، پھر آپ کو ''تکریت'' کی طرف نکال دیا گیا اور وہیں قیام کر لیا، اس کے بعد بغداد بلائے گئے، تو پھر سے اپنی مشغولیات میں لگ گئے، قاضی القضاۃ نصر بن عبد الرزاق نے انہیں دوبارہ نظامیہ دوہرائی کے لئے لگایا، چنانچہ انہی مشاغل میں یعنی فتویٰ وغیرہ میں مصروف ہو گئے، اور وہی وجاہت حاصل ہو گئی حتیٰ کہ آپ اسی سال فوت ہوئے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یہی علامہ ابن الساعی نے ذکر کیا ہے۔

آغاز ۶۲۵ھ

اس سال ''جلال الدین'' تاتاریوں میں بہت سی جنگیں ہوئیں جن میں اسے کئی بار شکست ہوئی، پھر ان تمام حالات کے بعد، اس نے انہیں بڑی سخت اور عظیم شکست دی، ان کے کئی لوگوں، اور اتنی جماعتوں کو قتل کیا جن کی تعداد و شمار سے باہر ہے، ان تاتاریوں نے چنگیز خان سے جدائی اختیار کی اور اس کی نافرمانی کی، تو چنگیز خان نے جلال الدین کو خط لکھا جس میں وہ کہہ رہا تھا: یہ لوگ ہم میں سے نہیں ہم نے انہیں اپنے سے دور کر دیا ہے، لیکن عنقریب تو ہماری جانب سے وہ چیز دیکھے گا، جس کی تجھے قدرت نہ ہو گی۔

اس سال صقلیہ سے فرنگیوں کی ایک جماعت کبیرہ آئی، یہ لوگ ''عکا اور صور'' میں اترے، اور ''صیدا'' شہر پر بلہ بول کر اسے مسلمانوں کے ہاتھ سے چھین لیا، اسے عبور کر لیا، اس سے ان کی شان و شوکت بڑھ گئی۔

جزیرہ قبرص کا بادشاہ ''انبرور'' آیا، پھر چلا اور ''عکا'' پر پڑاؤ کیا، مسلمان اس کے شر سے خوفزدہ ہو گئے، اور اللہ تعالیٰ ہی قابل استعانت ذات ہے، ملک کامل محمد بن عادل، حاکم مصر سوار ہو کر بیت المقدس شریف گیا اور اس میں داخل ہوا، پھر نابلس روانہ ہوا تو الناصر داؤد بن معظم اپنے چچا سے ڈر گیا، اس نے اپنے چچا اشرف کو خط لکھا اور اس سے فوج کا ایک دستہ طلب کیا، اور اپنے بھائی کامل کو بھیجنے پر مہربانی اور اس سے باز رہنے کا خط لکھا، تو کامل نے اسے جواب دیا، میں تو بیت المقدس کی حفاظت اور اسے ان فرنگیوں سے بچانے کے لئے آیا ہوں جو اس پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس سے بچائے کہ میں اپنے بھائی یا بھتیجے کا محاصرہ کروں، اور اب جبکہ تم دمشق پہنچ چکے ہو تو تم خود ہی اس کی حفاظت کرو گے میں واپس مصر جا رہا ہوں۔

اس پر اشرف اور اہل دمشق کو خوف ہوا کہ اگر کامل لوٹ گیا تو فرنگیوں کی طمعیں بیت المقدس کے بارے میں لمبی ہو جائیں گی، تو اشرف اپنے بھائی کامل کے پاس گیا اور اسے واپس جانے سے منع کر دیا، پھر دونوں نے وہیں قیام کر لیا، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے! دونوں قدس کے صحن کو فرنگیوں ملعونوں سے بچاتے تھے، بادشاہ کے پاس ان کے ملوک کی ایک جماعت جمع ہوئی، جیسے اس کا بھائی اشرف اور ان دونوں کا بھائی شہاب غازی

بن عادل اوران کا بھائی صالح اسماعیل بن عادل اور حاکم حمص اسدالدین شیر کوہ بن ناصرالدین اوران کے علاوہ کئی اور لوگوں نے اس بات پر اتفاق کرلیا، کہ دمشق کی حکومت سے الناصرداؤد کو ہٹا کر، اسے اشرف موسیٰ کے سپرد کیا جائے، اسی سال ''صدر تکریتی'' کو دمشق کے عہدۂ احتساب اور مشیخۃ الشیوخ سے معزول کیا گیا، اور دو آدمیوں کو اس کے علاوہ مقرر کیا گیا۔

علامہ ابوشامہ نے فرمایا: کہ رجب کی ابتداء میں شیخ صالح فقیہ ابوالحسن علی بن مراکشی، جو مدرسہ مالکیہ میں مقیم تھے فوت ہوئے، اور اس قبرستان میں دفن کئے گئے جسے الزین خلیل بن زویزان نے صوفیاء کے قبرستان کے سامنے وقف کیا تھا، اور یہ پہلے شخص ہیں جو یہاں دفن کیے گئے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

آغاز ۶۲۶ھ

اس سال کے آغاز پر بنی ایوب کے بادشاہ باہم مخالف ومختلف تھے، جن کے کئی گروہ اور جماعتیں بن گئیں، ان کے بادشاہ جمع ہوکر'' کامل محمد'' حاکم مصر کے پاس گئے، اس وقت وہ قدس شریف کے نواحی علاقوں میں مقیم تھا، فرنگیوں کے دل اپنی کثرت کی وجہ سے جو کمک ساحلی سمندری راستے سے ان کے پاس آئے، قوی ہوگئے، نیز ''معظم'' کی وفات اور بعد کے بادشاہوں کے آپس میں اختلاف کی وجہ سے، انہوں نے مسلمانوں سے مطالبہ کیا کہ انہیں وہ علاقے واپس کے جائیں جو''الناصر صلاح الدین'' نے ان سے لیے تھے، تو بادشاہوں اوران کے درمیان اس بات پر صلح ہوئی کہ وہ صرف بیت المقدس واپس کریں گے، جبکہ باقی علاقے انہی کے پاس رہیں گے، سوانہوں نے قدس کو قبضہ میں لے لیا، ''معظم'' نے اس کی فصیلیں منہدم کردی تھیں مسلمانوں کو یہ بات بڑی ناگوار گزری، بڑی بزدلی اور بے قراری سی ہر طرف پھیل گئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اس کے بعد ملک کامل نے آکر دمشق کا محاصرہ کرلیا، اور وہاں کے باسیوں پر تنگی کی، نہریں کاٹ دیں، ذخیرے لوٹ لیے، نرخ گراں ہوگئے، فوجیں برابر اس کے اردگرد رہیں، یہاں تک کہ وہاں سے اس کے بھتیجے ''صلاح الدین'' نے ملک الناصرداؤد بن معظم کو باہر نکالا، اور شرط یہ رکھی کہ وہ بطور بادشاہ، مدینۂ کرک، شوبک، نابلس، اور غور اربلقاء کے درمیانی علاقے مرامیں، قیام کرے گا، اور ''معظم'' کے گھرانے کا استاذ امیر عزالدین ایبک صرخد کا امیر ہوگا، پھر اشرف اوراس کے بھائی کامل نے لین دین کیا، تو اشرف نے دمشق لے کر اپنے بھائی کو حران، رہا، رقہ، راس العین، اور سروج دے دیا، پھر کامل روانہ ہوا اور حماۃ کا محاصرہ کرلیا، اس وقت اس کا حکمران ملک منصور بن تقی الدین عمر تھا جو فوت ہوگیا تھا، اور اپنے بعد اپنے بڑے بیٹے مظفر محمد کو ولی عہد بنایا تھا، وہ کامل کا داماد تھا، اور حماۃ پر اس کے بھائی صلاح الدین قلج ارسلان نے دسترس حاصل کرلی، تو کامل نے اس کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ اسے قلعہ سے نیچے اتارا اوراس کے بھائی مظفر محمد کے حوالے کردیا، پھر وہ روانہ ہوا اوران علاقوں کو سنبھالا جو اس نے دمشق کے عوض اپنے بھائی ملک اشرف سے لیے تھے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔

دمشقی لوگ ملک الناصرداؤد کے دور میں علم الاوائل کے سیکھنے میں مشغول تھے، وہ اس کی نگرانی کرتا، اور پرانے زمانے سے بعض لوگوں نے اسے ایک قسم کی آزادی کی طرف منسوب کیا ہے۔ واللہ اعلم، پھر ملک اشرف نے شہروں میں منادی کرادی کہ لوگ اس میں مشغول نہ ہوں بلکہ علم تفسیر، حدیث اور فقہ میں مصروف ہوں، ''سیف الدین آمدی'' عزیزیہ میں مدرس تھے، تو انہیں اس نے وہاں سے معزول کردیا، وہ اپنے گھر میں ہی گوشہ نشین ہوگئے، یہاں تک کہ ۶۳۱ھ میں فوت ہوگئے جیسا کہ آئے گا۔

اس سال ''الناصرداؤد'' نے ''قاضی القضاۃ شمس الدین بن خولی'' کے ساتھ قاضی ''محی الدین یحییٰ بن محمد بن علی بن زکی'' کو بھی شامل کردیا، انہوں نے باب ''الکاسہ کے شرقی جانب سہ دری میں کچھ دن فیصلے کیے، پھر فیصلے کی جگہ ان کا گھر ہوگیا، اس وقت وہ ''ابن خولی'' کے ساتھ شریک کار تھے۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

الملک المسعود اقسیس بن کامل...... یمن کے حاکم، یہ ۶۱۹ھ میں مکہ کے بھی حاکم رہے، وہاں بڑے عدل کے ساتھ کام کیا، اور وہاں سے ''زیدیہ'' جلاوطن کردیے، راستے اور حاجی پرامن ہوگئے، لیکن وہ اپنے آپ پر بڑی زیادتی کرنے والا تھا، نیز اس میں ظلم وزیادتی پائی جاتی تھی، اس کی

وفات مکہ ہی میں ہوئی اور باب المعلیٰ میں دفن کیا گیا۔

محمد السبتی النجار..... کچھ لوگ انہیں ابدال میں شمار کرتے ہیں، علامہ ابوشامہ نے فرمایا: کہ انہوں نے ہی راستے کی بائیں جانب دارالزکاۃ کے غربی حصے میں اپنے مال سے مسجد بنوائی تھی۔ آپ پہاڑ میں دفن ہوئے آپ کے جنازے میں بہت بھیڑ تھی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ابوالحسن علی بن سالم ..... ابن یزبک بن محمد بن مقلد العبادی، جدید شعراء میں سے ایک ہیں، بغداد کئی بار آنا ہوا، مستظہر وغیرہ کی تعریف کی، بڑے فاضل شاعر تھے اکثر غزل کہتے تھے۔

ابو یوسف یعقوب بن صابر حرانی [۱] ثم البغدادی المنجنیقی، اپنے فن میں فاضل، عمدہ شاعر، اور اچھے شعر کہنے والا تھا، اس کے شعر بڑے لطیف اور خوبصورت معانی والے تھے، "علامہ ابن الساعی" نے اس کے اشعار کا ایک اچھا قطعہ لکھا ہے، اور اس کے ان اچھے اشعار میں سے جو اس کا قصیدہ ہے جس میں تمام لوگوں کی ڈھارس کا سامان ہے اور وہ یہ ہے:

کیا جو شخص بقا کا امیدوار ہے اس کے لئے ہمیشہ رہنا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے، وہ جو مٹی سے پیدا ہوا، چاہے جتنی لمبی زندگی گزارے، مٹی ہی میں لوٹے گا، تمام لوگوں کو اسی کی طرف جانا ہے جس میں ان کے آباء واجداد گئے ہیں، حضرت حوا وآدم علیہما السلام کہاں ہیں؟ کیونکہ وہ دونوں اسی کے لئے ایک دوسرے کے مخالف اور آپس میں حسد رکھتے تھے، حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھ کشتی میں نجات پانے والے کہاں ہیں؟ تمام جہاں گم ہوگیا، زمانے نے اسے بچے کی طرح موت کے حوالے کردیا، اور اس کی لمبی عمر اس کے لئے کافی نہ ہوئی، کہاں ہے عاد بلکہ عاد کے باغات کہاں ہیں؟ یا کیا تجھے نظر آتا ہے صالح علیہ السلام اور ثمود علیہ السلام کہاں ہیں؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام کہاں ہیں جنہوں نے بیت اللہ کی تعمیر کی جو معظم ومقصود ہے، یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان سے حسد اور فریب کیا سو حاسد ومحسود سب فوت ہوگئے، سلیمان علیہ السلام جو صاحب نبوت وبادشاہت تھے، اپنے والد حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح فیصلے کیے، اس مخلوق کے فرمانبردار ہونے کے بعد چلے گئے، اور ان کے لئے لوہے کو موم کردیا گیا، عمران کے بیٹے موسیٰ علیہ السلام تو معجزات اور سمندر پھاڑنے کے بعد مٹی میں گڑھ دیے گئے [۱] اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام جو روح اللہ ہیں قریب تھا کہ یہودی ان کا کام تمام کردیتے، انبیاء کے سردار جو حق کی طرف راہنما ہیں احمد ومحمود جن کا نام ہے وفات پاگئے۔

آپ کی اولاد وآل اطہر پر اللہ تعالیٰ نے رحمت بھیجی، کچھ وقت بعد آسمان کے ستارے بکھرنے والے اور ہوا ٹھہرنے والی ہے، دنیا کی آگ جو چٹانوں کو راکھ کردیتی ہے بجھنے والی اور پانی جمنے والا ہے، اسی طرح کل اس گیلی مٹی میں سے زلزلہ اور گراوٹ لوگوں کے پیش پیش ہوگی، یہ تمام بنیادی چیزیں ہیں یعنی آگ، مٹی، تازہ ہوا اور ٹھنڈا پانی، عنقریب فنا ہونے والی ہیں جس طرح ہم فنا ہوں گے تو نہ باپ بچے گا اور نہ بیٹا۔

زمانے کی گردش گمراہ بدبخت بچ سکے گا اور نہ عقلمند نیک بخت، جو موتیں اپنی تلواریں سونت لیں گی تو نہ آقا بچیں گے اور نہ غلام۔

ابوالفتوح نصر بن علی البغدادی ..... شافعی المسلک فقیہ، ان کا لقب "ثعلب" تھا، مذہب اور خلاف میں مشغول ہوئے، ان کے اشعار میں سے ان کا یہ قول ہے:

> میرا جسم تو میرے ساتھ ہے البتہ روح تمہارے پاس ہے، جسم تو غریب الوطنی میں اور روح وطن میں ہے، لوگوں کو مجھ پر تعجب ہوتا ہے کہ میرا بدن بغیر روح کے اور روح بغیر بدن کے ہے۔

ابوالفضل جبرائیل بن منصور..... ابن ھبۃ اللہ بن جبرائیل بن الحسن بن غالب بن یحییٰ بن موسیٰ بن یحییٰ بن حسن بن غالب بن حسن بن عمرو حسن بن النعمان بن المنذر رجو "ابن زطینا بغدادی" کے نام سے مشہور ہیں، بغداد میں کاتب دیوان تھے، اسلام لائے، پہلے نصرانی تھے، حسن اسلام سے زندگی گزاری، نصیحت کرنے میں سب سے زیادہ بلیغ اور فصیح تھے اسی سلسلہ میں ان کا یہ ارشاد ہے: تیرا بہترین وقت وہ گھڑی ہے جو تو خالص اللہ

(۱) شاعر کے اصل الفاظ کا ترجمہ "مٹی ہوگئے" چونکہ احادیث میں صریح موجود ہے کہ انبیاء کے جسم مٹی پر حرام ہیں اس لیے ہم نے وہ ترجمہ نہیں کیا ہے۔

تعالیٰ کے لئے مختص کرے، جس میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کی فکر اور امید نہ ہو، اور جب تک تو بادشاہ کی خدمت میں رہے تو زمانے سے فریب نہ کھا، اپنی ہتھیلی کو روک لے نظر کو پھیر لے، روزے زیادہ رکھ کم سو تجھے امن وامان نصیب ہوگا، اپنے پروردگار کا شکر کر تیرے کام کی تعریف ہوگی۔

نیز فرماتے ہیں: مسافر کا توشہ سفر سے پہلے ہوتا ہے، لہٰذا تو اپنا توشہ تیار کر آخرت میں مراد کو پہنچے گا، ان کا ارشاد ہے: تو کب تک غفلت میں بڑھتا جائے گا، گویا تو مہلت کی گھڑیوں کے انجام سے امن میں ہے، کھیل کود کی عمر گزر گئی، اور جوانی کی عمر ختم ہو چکی ہے اور تجھے اپنے رب سے رضامندی کا اعتماد حاصل نہیں ہوا، تیرا معاملہ بےبسی اور کاہلی کے زمانے تک پہنچ چکا اور تو نے کوئی خاطر خواہ فائدہ حاصل نہیں کیا، فرماتے ہیں: کہ تیری روح فروتنی کرتی اور تیری آنکھیں آب دیدہ نہیں ہوتیں، تیرا دل خشوع وخضوع کرتا ہے اور تیرا نفس طمع کرتا ہے، اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے اور اس کے ئے دردمند رہتا ہے، دنیا سے بےرغبتی کرتا ہے اور اس کی لالچ بھی رکھتا ہے، جو تیرا حق نہیں اسے طلب کرتا ہے اور جو تجھ پر واجب ہے تو اسے ادا نہیں کرتا ہے، اپنے رب کے فضل کا طلبگار ہے اور معمولی جیسی چیز سے منع کرتا ہے، تیرا نفس امارہ عیب نکالتا ہے اور کھیل کود سے باز نہیں رہتا، تو اپنی تنبیہ سے غافلوں کو بیدار کرتا ہے اور تو اپنے حصہ سے غافل رہتا اور سو جاتا ہے، اپنی خیر کو غیر کے لئے خاص کرتا ہے اور تیرا فقیر نفس فائدہ نہیں اٹھاتا، تو حق کے اردگرد گھومتا ہے جبکہ تو باطل کا دلدادہ ہے، تو تنگ راستوں میں ٹھوکریں کھاتا ہے اور نجات کے راستے بڑے کشادہ ہیں تو جرم پر ٹوٹ پڑتا اور ادھر مجرموں کی سفارش بھی کرتا ہے، تھوڑی چیز میں قناعت ظاہر کرتا ہے اور زیادہ سے تو سیر نہیں ہوتا، دار فانی کو آباد کرتا ہے جبکہ باقی رہنے کا گھر ویران ہے، تو کوچ کی جگہ کو یوں وطن بنا رہا ہے گویا کہ تجھے اپنے رب کی طرف لوٹنا ہی نہیں، تیرا گمان ہے کہ تیرا کوئی نگہبان نہیں، بلکہ تیرے اعمال ایک نگہبان کے حضور پیش ہوتے ہیں، تو کبائر کا اقدام کرتا اور صغیرہ گناہوں سے ڈرتا ہے، تجھے بخشش کی امید ہے اور گناہوں سے باز نہیں آتا، تجھے دہشت ناک امور دکھائی دے رہے ہیں کہ وہ تجھے گھیرے ہوئے ہیں پھر بھی تو لہو ولعب کے میدان میں منہ مار رہا ہے، تجھے جاہلوں کے کام برے لگتے ہیں، جبکہ خود جہالت کا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے، اب وقت آن پہنچا کہ تو درشتی سے منہ چڑھائے اور گھٹیا کاموں سے بلند ہو، اخفا کرنے والے چل بسے تو پیچھے رہ گیا ہے تجھے کس چیز کی توقع ہے؟

''علامہ ابن الساعی'' نے ان کے عمدہ اشعار میں سے چند نقل کئے ہیں ان میں سے کچھ یہ اشعار ہیں:

اگر تیری آنکھیں عبادت میں بیدار ہیں تو یہ تیرے لئے نیند سے بہتر ہے، تیرے گذشتہ روز نے اپنے اسباب فوت کر دیئے، لہٰذا تو آج تلافی مافات کر لے۔

نیز ان کے اشعار ہیں:

بے شک تیرے پروردگار نے گمراہی کے بعد ہدایت دی ہے، رشد کی راہیں عبادت کی مستحق ہیں، تو اس کا غلام بن جا تو آزادی پالے گا، اور طویل زہد کے ذریعہ اس کے فضل کے دوام کو طلب کر لے۔

نیز ان کا قول ہے:

جب تو حرام سے دامن بچائے گا، تو تجھے پاک حلال بدلے میں ملے گا، قناعت اختیار کر، تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حرام میں بھی حلال پائے گا۔

آغاز ۶۲۷ھ

اس سال ''اشرف موسیٰ بن عادل'' اور ''جلال الدین بن خوارزم شاہ'' کے درمیان سخت جنگ ہوئی، جس کا سبب یہ ہوا کہ ''جلال الدین'' نے زمانہ ماضی میں شہر خلاط پر تسلط حاصل کر کے اسے ویران کیا، وہاں کے باشندوں کو رگیدا، اس سے ''علاء الدین کیقباد شاہ روم'' نے جنگ کی، اس نے ''اشرف'' کو آنے کی ترغیب کا خط لکھا خواہ فوج کا ایک دستہ ہی ہو، تو اشرف دمشق کی فوج سے ایک بڑے دستے میں پہنچ گیا، ادھر ان سے جزیرہ کی فوج بھی آملی اور جو خلاط کی فوج سے باقی رہ گئے تھے، ان کی تعداد پانچ ہزار جنگجوؤں پر مشتمل ہوگئی، ان کے پاس تمام سامان حرب تھا، مضبوط گھوڑے وغیرہ

یہ لوگ آذربائیجان میں جلال الدین سے دوبدو ہوئے اس کے ساتھ بیس ہزار فوجی تھے، تو جلال الدین ان کے سامنے ایک گھڑی ہی ٹھہر سکا، اور نہ صبر کر سکا الٹے پاؤں پیچھے مڑا اور شکست کھا کے بھاگ نکلا، انہوں نے اس کا پیچھا کیا، ''خوی'' شہر تک وہ اس کے تعاقب میں رہے۔

اشرف شہر خلاط واپس آ گیا، تو اسے چھتوں سمیت گرا پایا، اس نے اس کی مرمت کی، پھر اس سے جلال الدین نے صلح کر لی، وہ اپنے ملک کے ہیڈ کوارٹر میں واپس آ گیا، اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے۔

اس سال اشرف نے طویل محاصرے کے بعد ملک امجد بہرام شاہ سے قلعۂ بعلبک کی حوالت لے لی، پھر اپنے بھائی صالح اسماعیل کو دمشق کا خلیفہ بنایا، پھر اشرف کی طرف روانہ ہوا کیونکہ جلال الدین نے خلاط کے شہروں پر قبضہ کر لیا تھا، اور وہاں کے بہت سے باشندوں کو مار ڈالا، ان کے اموال لوٹ لیے تھے، اشرف اسے جا ملا، دونوں نے سخت جنگ کی، اشرف نے اسے بڑی بری شکست دی، خوارزمیہ کے کئی لوگ ہلاک ہوئے، شہروں میں خوارزمیہ کے مقابلہ میں اشرف کی کامیابی کی خوشی پر، خوشخبری کے طبل بجائے گئے، کیونکہ وہ جس شہر میں بھی داخل ہوتے وہاں جو ملتا اسے قتل کرتے ان کے اموال لوٹ لیتے، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست سے دوچار کیا۔

اشرف نے جنگ سے پہلے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی، آپ اس سے کہہ رہے تھے، اے موسیٰ! تجھے ان پر فتح ہوگی، جب وہ انہیں شکست دینے سے فارغ ہوا شہر خلاط کی طرف لوٹا، تو وہاں جو خرابی اور فساد ہو چکا تھا اس کی مرمت و اصلاح کی، اس سال اور آئندہ اہل شام میں سے کسی نے حج نہیں کیا، اسی طرح اس سے قبل بھی یہی ہوا، اس سال فرنگیوں نے جزیرہ ''سورقہ'' چھین لیا، وہاں کے بہت سے لوگ قتل کر دیے دوسروں کو گرفتار کر کے ساحل کے پاس لے آئے، مسلمانوں نے ان کا استقبال کیا، اور جو واقعات فرنگیوں کی جانب سے پیش آئے ان کی خبر دی۔

اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات

زین الامناء الشیخ الصالح[1] ...ابوالبرکات ابن الحسن بن محمد بن الحسن بن ھبۃ اللہ بن زین الامناء بن عساکر دمشقی شافعی، اپنے چچاؤں ابوالقاسم اور صائن وغیرہ سے سماع کیا، لمبی عمر پائی، روایت میں منفرد ہیں، اسّی (۸۰) سے تین سال زائد عمر پائی، آخر عمر میں اپاہج ہو گئے، آپ کو ایک پالکی میں اٹھا کر جامع مسجد اور دارالحدیث النوریہ، سماع حدیث کرانے کے لئے لایا جاتا، لوگوں نے کافی عرصہ ان سے استفادہ کیا، جب ان کی وفات ہوئی تو لوگ ان کے جنازے میں حاضر ہوئے، انہیں اپنے بھائی ''شیخ فخر الدین بن عساکر'' کے پاس صوفیاء کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

الشیخ بیرم ماردینی .....آپ نیک، یکسو ار عزلت کو پسند کرنے والے شخص تھے، جامع مسجد کے غربی کونے میں مقیم تھے، جسے غزالیہ کہا جاتا ہے، اور وہ زوایہ دولعی کے نام سے معروف ہے، نیز اسے زوا القطب نیساپوری۔ زوایہ شیخ ابونصر مقدس کہا جاتا ہے، یہ روایت شیخ شہاب الدین ابو شامہ نے بیان کی ہے، آپ کے جنازے میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی، قاسیون کے دامن کوہ میں دفن ہوئے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور اپنے احسان و امتنان سے انہیں معاف فرمائے۔

آغاز ۶۲۸ھ

اس سال کے آغاز پر ملک اشرف جزیرہ میں ان علاقوں کی اصلاح و بہبود میں مشغول تھا، جنہیں جلال الدین خوارزمی نے تباہ کیا تھا، اس سال تاتاری جزیرہ اور دیار بکر میں آئے، تو انہوں نے دائیں بائیں فساد مچانا شروع کیا قتل و غارت کی اور حسب عادت لوگوں کو قیدی بنایا اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے! اس سال جامع دمشق سے ابوبکر مزار کے امام کو باقاعدہ تنخواہ جاری کی گئی، اور اس میں نماز پنجگانہ کا اہتمام ہوا، اس سال شیخ تقی الدین بن

(۱) ذیل الروضتین ۱۵۸، العبر ۵/۱۰۸ مرآۃ الزمان ۶۶۳، النجوم الزاھرۃ ۶/۲۷۳

صلاح شہرزوری شافعی نے جامعہ جوانیہ جوشفاخانے کی طرف ہے جمادی الاولیٰ میں درس دیا۔

اس سال میں ''ناصر ابن الحنبلی'' قاسیوں کے دامن کوہ میں واقع مدرسہ صالحیہ، جسے خاتون ربیعہ خاتون بنت ایوب ست الشام کی بہن نے تعمیر کیا تھا، میں درس دیا۔

اسی سال ملک اشرف نے شیخ علی الحریری کو قلعہ عزتا میں قید کرلیا، اس سال دیار مصر شامی علاقوں حلب اور جزیرہ میں بارانی اور نہری پانی کی کمی کی وجہ سے بڑی گرانی ہوئی، اس سال کی صورتحال یہ رہی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''ہم تمہیں، کچھ خوف، بھوک، اموال، انفس اور ثمرات میں کمی کر کے آزمائیں گے'' اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنادو! جو مصیبت کے وقت کہتے ہیں بلاشبہ ہم سب اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

علامہ ابن اثیر نے طویل کلام ذکر کیا ہے، جس کا مضمون تاتاریوں کا ایک گروہ کا ماوراء النہر کے شہروں سے نکلنا ہے، ان کا اس سال آنے کا سبب یہ بنا کہ اسماعیلیہ فرقے نے ان سے خط وکتابت شروع کر کے انہیں جلال الدین بن خوارزم شاہ کی کمزوری کی خبریں دیتے، اور یہ کہ اس نے تمام بادشاہوں حتیٰ کہ خلیفہ تک سے دشمنی مول لے رکھی ہے، اشرف بن عادل اسے دو دفعہ شکست سے دوچار کر چکا ہے، ادھر جلال الدین سے بھی ایسے افعال کا صدور ہوا جن سے اس کی قلت عقل کا اندازہ ہوتا تھا، وہ یوں کہ اس کا ایک خصی آختہ غلام مرگیا جس کا نام قلج تھا، یہ اسے بڑا پسند تھا، اس کا اسے بہت قلق ودکھ ہوا یہاں تک کہ اس نے امراء کو حکم دیا کہ وہ اس کے جنازے کے ساتھ چلیں، چنانچہ وہ کئی فرسخ چلے، نیز اس نے حکم دیا کہ شہر کے لوگ اس کے غم میں باہر نکلیں جن کی کافی تعداد ہو، اس میں کچھ لوگوں نے پہلوتہی کی تو اس نے ان کی قتل کی ٹھان لی، بالآخر کچھ گورنروں نے سفارش کر کے معاملہ رفع دفع کیا، پھر اس نے قلج کی تدفین نہیں کی، یہ محفہ میں اس کے ساتھ اٹھایا جاتا، اور جب اس کے سامنے کھانا پیش کیا جاتا تو وہ کہتا 'یہ قلج کے پاس لے جاؤ، کسی نے اس سے کہا بادشاہ سلامت! قلج تو مرچکا ہے تو اس نے اس شخص کے قتل کا حکم دے دیا سو وہ قتل کردیا گیا، چنانچہ اس کے بعد لوگ کہنے لگے: اسے چوم تو وہ زمین کو چومتا، اور ساتھ ساتھ کہتا: کہ وہ اب پہلے سے بہتر ہے اس کی مراد ہوتی: کہ وہ بیمار ہے مرا نہیں، اس کی وجہ سے بادشاہ راحت پاتا، اس کی عقل اور اس کا دین دونوں کم تھے، اللہ اس کا برا کرے۔

پھر جب تاتاریوں کی آمد ہوئی تو ان میں مشغول ہوگیا، اور قلج کے دفن کا حکم دیا، ان کے سامنے سے بھاگ کھڑا ہوا، اس کا دل خوف سے بھرپور تھا، جس علاقے سے گزرتا وہ اسے آ ملتے، جن شہروں اور ملکوں سے وہ گزرے اس میں خرابی کرتے گئے یہاں تک کہ جزیرہ پہنچ گئے، وہاں سے سنجار، ماردین اور آمد پہنچے، جس پر قدرت پاتے، اسے قتل وغارت اور قید سے برباد کرتے، جلال الدین کی حالت پراگندہ ہوگئی اور اس کی فوج کا شیرازہ بکھر گیا، امن کی بجائے خوف میں اور عزت کے بدلے ذلت میں مبتلا ہوگئے، اور بجائے اجتماع کے متفرق ہوگئے سو پاک ہے وہ ذات جس کے دست قدرت میں بادشاہت ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کا اہل نہیں، جلال الدین کی خبر نہ مل سکی اور نہ یہ معلوم ہوسکا کہ وہ کہاں گیا؟ تاتاریوں نے تمام شہروں کے لوگوں پر قدرت پالی ان کا دفاع اور انہیں ہٹانے کے لئے کوئی نہ تھا، اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں ان کی جانب سے کمزوری اور ضعف ڈال دیا، وہ کئی لوگوں کو قتل کرتے تو انہیں دیکھ کر مسلمان کہتا: بخدا ایسا نہیں بخدا ایسا نہیں، تو وہ گھوڑوں پر بیٹھ کر کھیلتے اور گاتے ہوئے لوگوں کی یہ بات نقل کرتے اللہ کی قسم! ایسا نہیں اللہ کی قسم ایسا نہیں، یہ ایک بڑی تباہی اور مصیبت عظمیٰ تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس سال لوگوں نے شام سے حج کا احرام باندھا، حاجیوں میں شیخ تقی الدین ابوعمر بن الصلاح بھی تھے، پھر لوگ اس سال کے بعد، تاتاریوں اور فرنگیوں کے خوف اور جنگوں کی کثرت کی وجہ سے حج نہ کرسکے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس سال بغداد کے بازار عجم میں واقع مدرسہ کی تعمیر، جو ''اقبالی الشرابی'' کی طرف منسوب تھا، مکمل ہوئی درس میں حاضر ہوئے، بڑے اجتماع کا دن تھا، جس میں بغداد کے تمام مفتی اور مدرس بھی تھے، اس مدرسہ کے صحن میں حلوے کے گنبد بنائے گئے پھر انہیں تمام مدارس اور خانقاہوں میں لے جایا گیا، اس نے اس میں ۲۵ فقہاء تنخواہ دار مقرر کیے، جنہیں روزانہ شاہی تنخواہ ملتی، اور ایام حج میں حلوہ، اور میوہ جات اپنے موسم میں، اس دن مدرس، دہرائی کرنے والوں اور فقہاء کو جوڑے دیے گئے، بڑا اچھا وقت تھا اللہ تعالیٰ اس سے قبول فرمائے۔

اس سال اشرف ابوالعباس احمد بن قاضی فاضل شاہ مصر کامل کی طرف سے خلیفہ مستنصر باللہ کے پاس قاصدوں کے قافلے میں آئے، اس نے ان کا اکرام کیا اور عزت کے ساتھ آپ کو واپس لوٹایا گیا، اس سال ملک مظفر ابوسعید کوکبری بن زین الدین حاکم اربل بغداد گیا وہ اس سے پہلے یہاں

کبھی نہیں آیا تھا، اسے قافلہ ملا اور اس نے دو وقت بالمشافہ روبرو خلیفہ کو سلام کیا، یہ اس کے لئے بڑے شرف کا مقام تھا، جس پر دنیا کے بادشاہوں نے رشک کیا، انہوں نے پوچھا کہ انہیں ہجرت کی اجازت دی جائے تاکہ انہیں بھی وہ شرف حاصل ہو جائے، لیکن وہ سرحدوں کی حفاظت کی وجہ سے ایسا نہ کر سکے، اور وہ عزت و عظمت سے اپنے ملک واپس آ گیا۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

یحییٰ بن معطی بن عبدالنور ... نحوی جو الفیہ وغیرہ کئی اور مفید نحوی کتابوں کے مصنف ہیں، زین الدین لقب رکھتے تھے، کندی وغیرہ علماء سے علم حاصل کیا، پھر مصر کا سفر کیا، اور قاہرہ میں اس سال کے ذوالحجہ کی تو چندی کو فوت ہوئے، آپ کی نماز جنازہ میں شیخ شہاب الدین ابوشامہ بھی شامل ہوئے جو اس سال مصر آئے ہوئے تھے، ان کا بیان ہے کہ ملک کامل بھی ان کے جنازے میں حاضر ہوا تھا، انہیں قرافہ میں شارع شافعی میں مارں دائیں جانب دفن کیا گیا۔

الدخوار الطبیب[1] ... مھذب الدین عبدالرحیم بن علی بن حامد، جو "الدخوار" کے نام سے مشہور ہیں دمشق میں اطباء کے شیخ ہیں، انہوں نے درب العمید میں واقع اپنا گھر جو الصاغۃ العتیقۃ کے قریب ہے دمشق کے اطباء کو مدرسہ کے لئے وقف کر دیا، ان کی وفات اس سال کے صفر میں ہوئی، اور قاسیون کے دامن کوہ میں دفن کیے گئے، ان کی قبر پر ایک گنبد ہے جو ارکتیہ کی مشرقی جانب پہاڑ میں لگے ستونوں پر قائم ہے، آپ چھ برعکس بیماریوں میں مبتلا ہوئے، جن میں سے ایک ریح الملقوہ کی بیماری تھی آپ کی پیدائش ۵۶۵ھ میں ہوئی، عمر ۶۳ سال پائی۔

علامہ ابن الاثیر فرماتے ہیں کہ اس سال القاضی ابوالغانم بن العدیم فوت ہوئے، شیخ نیک آدمی تھے، عبادت و ریاضت میں بڑا مجاہدہ کرتے، ان لوگوں میں سے تھے جو اپنے علم پر عمل پیرا تھے، ان کے زمانے میں اگر کوئی شخص یہ کہتا کہ ان سے بڑا عبادت گزار کوئی نہیں تو وہ سچ کہتا، سو اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور انہیں بھی راضی کرے، کیونکہ یہ ہمارے شیوخ کی جماعت میں سے ہیں، ہم نے اس سے حدیث کا سماع کیا، ان کی روایت و دیدار اور ان کے کلام سے مستفید ہوئے۔

ابو القاسم بن عبدالمجید بن العجمی الحلبی علامہ ابن الاثیر فرماتے ہیں: کہ اس سال کے ۱۲ ربیع الاول کو ہمارے دوست ابو القاسم، فوت ہوئے، آپ اور آپ کے گھر والے اس سال حلب آئے، آپ بڑے صاحب مروت آدمی تھے، عمدہ اخلاق کے مالک، بردبار طبیعت، بڑی سیادت و سرداری والے، کھانا کھلانا بڑا پسند فرماتے، اور سب سے زیدہ عزیز انہیں وہ شخص تھا جو ان کا کھانا کھاتا، اور آپ کے ہاتھ کو چومتا، وہ اپنے مہمانوں سے ہشاش بشاش ملتے، انہیں راحت و آرام پہنچاتے اور ان کی حاجت برآری کے بغیر نہ بیٹھتے، اللہ تعالیٰ اپنی وسیع رحمت سے ان پر رحم فرمائے!

میرے (ابن کثیر) نزدیک یہ الکامل فی التاریخ کتاب جو حافظ عزالدین ابوالحسن علی بن محمد بن الاثیر رحمہ اللہ کی ہے، میں لکھی ہوئی آخری بات ہے۔

ابو اسحاق ابراہیم بن عبدالکریم ابن ابی السعادات بن کریم الموصلی، حنفی فقیہ، قدوری کے بہت بڑے حصے کی شرح کی، موصل کے حاکم بدرالدین لؤلؤ کے کتابت و انشاء کے عہدے پر رہے، پھر اسے استعفیٰ دیدیا، بڑے فاضل اور شاعر تھے، ان کے شعروں کا کچھ حصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

اسے چھوڑ دو! جیسی عشق کی مرضی ویسا ہی ہوگا، وہ اگرچہ وعدے توڑ دے میں پھر بھی عہد شکنی نہیں کروں گا، جہاں تک ہو سکے اس سے نرم گفتگو کرو ہو سکتا ہے کہ اس کا سخت دل میرے لئے نرم ہو جائے، میری حالت عشق کی اسے اطلاع کرو اور بار بار میری باتیں اس کے سامنے کرو، اس لئے کہ

(۱) ارشاد الاریب ۷/۲۹۴، تاج التراجم ۸۳ دول الاسلام ۲/۱۰۱ شذرات الذھب ۵/۱۲۹

ہ تیں اندوہ وغم ہوتی ہیں، مری جان ان پر قربان جو آنکھ کا حصہ پا کر جدا ہو گئے، لیکن ان کی محبت دل سے جدا نہیں ہوئی، جس دن انہوں نے سفر کیا تو عشاق پر تلوار سونت میں ان کے میان ایسے لٹکے ہوئے جیسے ترچھی پلکیں ہوتی ہیں۔

المجد البھنسی ..... ملک اشرف کا وزیر، پھر اس نے معزول کر دیا، اور اصرار کے ساتھ مطالبہ کیا جب اس کی وفات ہوئی اس قبرستان میں دفن ہوا جو اس نے قاسیون کے دامن کوہ میں بنایا تھا، اور اپنی کتب اس پر وقف کر دیں، اور اس کے لئے بڑے عمدہ اور جاری رہنے والے اوقاف مقرر کیے رحمہ اللہ تعالیٰ۔

جمال الدولہ ..... خلیل بن زویزان قصر حجاج کے رئیس، یہ بڑے عقلمند اور صاحب مروت شخص تھے، ان کے کئی صدقات ہیں، صوفیا کے قبرستان میں قبلہ کی جانب ان کی زیارت ہے، اپنے قبرستان میں مسجد قلوس کے قریب دفن ہوئے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

الملک الامجد[1] ...... مدرسہ امجدیہ کو وقف کرنے والے، وہیں ان کی وفات ہوئی۔

بھرام شاہ بن فرخشاہ بن شاہنشاہ ..... ابن ایوب حاکم بعلبک، وہ مسلسل اس کے حاکم رہے یہاں تک کہ اشرف موسیٰ بن عادل دمشق آیا اور اس نے ۶۲۶ھ میں اس پر قبضہ کر لیا، یوں ۶۲۷ھ میں ان سے بعلبک چھن گیا، اس نے انہیں دمشق میں اپنے پاس اپنے باپ کے گھر سکونت دے دی، پھر جب اس سال کا شوال کا مہینہ شروع ہوا تو اس کے ترکی غلاموں میں سے ایک غلام نے رات اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا، اس نے اس پر اپنی بیوی کے متعلق تہمت لگا کر اسے قید کر دیا تھا، پھر کسی رات اس پر غلبہ پا کر اسے قتل کر دیا، اس کے بعد اس غلام کو بھی قتل کر دیا گیا، امجد کو اس کے قبرستان جہاں اس کے باپ کی قبر تھی مشرق میں شمالی جانب دفن کر دیا گیا رحمہ اللہ تعالیٰ، یہ بڑے فاضل شاعر تھے، ان کے اشعار کا ایک دیوان بھی ہے، ان کے عمدہ اور فائق اشعار میں سے ایک قطعہ ''علامہ ابن الساعی نے نقل کیا ہے، طبقات شافعیہ میں میں (ابن کثیر) نے ان کے حالات ذکر کیے ہیں، علامہ ابو شامہ نے الذیل میں ان کا تذکرہ نہیں کیا ہے ان سے یہ بڑی عجیب بات صادر ہوئی، ابن الساعی نے ان کے وہ اشعار جو انہوں نے یک نوجوان کے بارے میں، جب اسے بید مجنوں کی ٹہنیاں کاٹتے دیکھا تو کہے تھے:

اس کمان کمر نوجوان کے بارے میں میرا کون ضامن ہے جس نے کہا، جب میں نے اسے بید مجنوں کی شاندار ٹہنیاں کاٹنے پر ڈانٹا، جب وہ نہروں اور باغوں میں سے سیراب ہو کر مڑتا ہے تو ہرن کا بچہ اس کی عادات کی نقل اتارتا ہے، بید مجنوں کی شاخوں نے مری نرم خوئی چرالی، اس لئے میں نے اسے کاٹ دیا، اور قطع وکاٹ ہی چور کی سزا ہے۔ مجھے آہ وبکا اور یاد بے قرار رکھتی ہے، حالانکہ چار دیواریاں اور گھر خالی ہو گئے، سفر کرنے والے دور ہو گئے اور میرا دل محملوں کے ساتھ جہاں وہ جائیں گے چل رہا ہے اس نے قدر فراق وبعد چاہا اسی قدر رونے کی آواز اور شوق برابر بڑھتا رہا جوں جوں مقام دیدار دور ہوتا گیا، ان کی فرقت کے بعد رات بھی طویل ہو گئی، تو چھوٹی راتیں کہاں گئیں، بے خوابی میری آنکھوں پر حاکم بن بیٹھی میرے نزدیک راتیں اور دن برابر ہیں، ان کی دوری کے بعد مری بے خوابی بڑھ گئی، اور میری نیند ان کے جانے کے بعد پلک جھپکنے کی مقدار رہ گئی، تو کون .... ے ئے ایک آنکھیں مانگے گا جو سوئیں اور کیا آنکھیں بھی عاریت پر ملتی ہیں؟ میری رات کی صبح روشن نہیں اور نہ میرے وجد کو غلطی کہا جا سکتا ہے۔ جب قافلے رواں تھے تو کئی لوگوں نے کہا اس کے محمل کو اڑتے غبار نے چھپا لیا ہے، ترے لئے یہ عار کی بات ہے کہ دوست چلے گئے اور تو گھر میں کھڑا ہے حالانکہ تو زندہ ہے۔

ان کے دو شعر یہ ہیں۔

کب تک یہ عمر خسارے میں گزرتی جائے گی، مجھے اس نے اس بارے میں کتنا غافل اور بھولا بسرا بنا دیا، میں نے اپنا تمام زمانہ کھیل کود میں ضائع کر دیا، اے میری عمر! کیا تیری دوسری عمر بھی ہے۔

انہیں کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ تو جواب میں انہوں نے کہا: میں اپنے دین کے بارے میں

(۱) الاعلاق الخطیرہ ۳۹ شذرات الذھب ۵/۱۲۶ العبر ۵/۱۱۰

خوفزدہ تھا؟ مجھ سے یہ خوف دور ہو گیا، میں اپنے بارے میں تکالیف سے مامون ہوں، میں اس کے لئے زندہ رہا جس کے لئے مرا اور جس کے لئے آدمی پیدا کیا گیا ہے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

جلال الدین تکش ...اس کے نام کے متعلق محمود بن علاء الدین خوارزم شاہ محمد بن تکش الخوارزمی بھی کہا گیا ہے، یہ لوگ طاہر بن الحسین کے سلسلہ نسب سے ہیں، تکش ان کے وہ جداعلیٰ ہیں جنہوں نے سلجوقی حکومت کا خاتمہ کیا، تا تاریوں نے اس کے باپ پر رعب داب ڈال کر شہروں میں رگیدا بالآخر وہ کسی جزیرے میں جاں بحق ہو گیا، پھر اس جلال الدین کے پیچھے پڑ گئے، جس کے نتیجہ میں اس کا لشکر ادھر ادھر تتر بتر ہو گیا، سپاہ کے ہاتھوں اسے چھوڑ گئے، وہ بالکل تنہا رہ گیا، میافارقین کی زمین میں اسے ایک کسان ملا، جو اس کے جسم کو دو اس کے گھوڑے پر سونے کے جواہرات دیکھ کر نہ پہچان سکا اور اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں خوارزمیہ کا بادشاہ ہوں، ان لوگوں نے اس کسان کا بھائی قتل کیا تھا، تو اس نے بادشاہ کو اپنے پاس ٹھہرایا اس کا بظاہر اکرام و اعزاز کیا، جب رات وہ سو گیا تو اپنی کلہاڑی سے جو اس کے پاس تھی اسے قتل کر دیا، اور جو جواہرات وغیرہ اس پر تھے سب اتار لیے، یہ خبر حاکم میافارقین شہاب الدین غازی بن عادل کو پہنچی اس نے کسان کو بلا بھیجا، تو اس نے پر آراستہ زیورات اور اس کا گھوڑا بھی لے لیا، اشرف کہتا تھا کہ یہ ہمارے اور تا تاریوں کے درمیان ایک آڑ تھا، جیسے کہ ہمارے اور یاجوج و ماجوج کے درمیان ایک آڑ اور بند ہے۔

آغاز ۶۲۹ھ

اس سال دمشق میں دو قاضی معزول ہوئے، شمس الخوی اور شمس الدین بن سنی الدولۃ اور عماد الدین ابن الحرستانی چیف جسٹس مقرر ہوئے، پھر وہ بھی ۶۳۱ھ میں معزول کر دیے گئے، اور شمس الدین بن سنی الدولہ کو دوبارہ بلا لیا گیا، جیسا کہ آئے گا اور اسی سال کی ۱۷ شوال خلیفہ مستنصر نے اپنے وزیر موید الدین محمد بن محمد بن عبد الکریم القمی کو معزول کیا اور اس پر اور اس کے بھائی حسن اور بیٹے فخر الدین احمد بن محمد قمی اور ان کے ہمنواؤں کو گرفتار کر کے جیل میں بند کر لیا، اور اس کی جگہ خلیفہ نے استاد الدار شمس الدین ابو الازہر احمد بن محمد بن الناقد کو وزیر بنایا، اسے عمدہ نفیس جوڑا پہنایا جس کی وجہ سے لوگ بہت خوش ہوئے۔

اسی میں تا تاریوں کا ایک گروہ شہزور پہنچا، تو خلیفہ نے حاکم اربل مظفر الدین کو کبری بن زین الدین کو برانگیختہ کیا، اور فوجیوں کی جو تعداد اس کے پاس تھی انہیں اس سے ملا دیا، تو یہ ان کی طرف چل پڑے، انہیں دیکھ کر تا تاری بھاگ کھڑے ہوئے، یہ لوگ کئی مہینوں کی مدت تک ان کے سامنے اقامت پذیر رہے، اس کے بعد مظفر الدین بیمار ہوا تو اپنے شہر اربل آ گیا، ادھر تا تاری بھی اپنے علاقوں کی طرف پلٹ گئے۔

اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات

حافظ محمد بن عبد الغنی [1]... ابن ابی بکر البغدادی، ابو بکر بن نقطۃ الحافظ محدث الفاضل، انتہائی مفید کتاب کے مصنف جس کتاب کا نام ''التقیید فی تراجم رواۃ الکتب والمشاہیر من المحدثین'' ان کے والد فقیہ نادار اور بغداد کی کسی مسجد میں الگ تھلگ رہتے تھے، اور جو کچھ حاصل ہوتا اسے اپنے ساتھیوں پر ترجیح دیتے، ان کے یہ بیٹے علم حدیث اور اس کے سماع اور علم حدیث کے حصول کے لئے مشرق و مغرب کے سفر کاٹنے کی مشقت میں پلے بڑھے، یہاں تک کہ اپنے ہم عصروں پر فوقیت پائی، اور ان میں نمایاں مقام پایا، ان کی پیدائش ۵۷۹ھ میں اور وفات بروز جمعہ اس سال کی ۲۲ صفر کو ہوئی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

الجمال عبد اللہ بن الحافظ عبد الغنی المقدسی [2]... بڑے فاضل، سخی، حیادار شخص تھے، کئی شیوخ سے حدیث کا سماع کیا پھر بادشاہوں

(۱) تاج المکلل ۱۲۹. حوادث جامعہ ۳۷. شذرات الذھب ۱۳۳، ۱۳۴. العبر ۱۱۷/۵.

(۲) ذیل الروضتین ۱۶۱. شذرات الذھب ۱۳۱/۵. مرآۃ الزمان ۶۷۵/۸

اور دنیادار سے میل میلاپ رکھا جس کی وجہ ان کی حالت بدل گئی اور ابن شکر کے باغ میں جو الصالح اسماعیل بن عادل کے پاس تھا، وفات پائی اسی نے کفن اور دفن قاسیون کے دامن کوہ میں کیا۔

ابوعلی الحسین بن ابی بکر المبارک [1]......ابن ابی عبداللہ محمد بن یحییٰ بن مسلم زبیدی ثم بغدادی، شیخ فاضل صالح اور حنفی، نیک کئی فنون کے ماہر شخص تھے، جن میں علم الفرائض والعروض بھی ہے ان کا اس میں ایک اچھا مجموعۂ اشعار ہے، جن میں سے ہر بحر کے دو شعر علامہ ابن الساعی نے منتخب کر کے اپنی تاریخ میں لکھے ہیں۔

ابوالفتح مسعود بن اسماعیل......ابن علی بن موسیٰ سلماسی، فقیہ، ادیب اور شاعر ہیں، ان کی کئی ایک تصانیف ہیں، مقامات اور الجمل فی النحو کی شرح لکھی، ان کے بڑے عمدہ خطبے اور اشعار ہیں، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ابوبکر محمد بن عبدالوھاب......ابن عبداللہ الانصاری فخر الدین ابن الشیر جی الدمشقی، دمشق میں دہرائی کرنے والے، ان کی پیدائش ۵۴۹ھ میں ہوئی، حدیث کا سماع کیا، یہ خاتون ست الشام بنت ایوب، کے دیوان کے والی تھے، تو اس نے انہیں اس کے اوقاف کا کام بھی دے دیا، علامہ السبط ابن الجوزی فرماتے ہیں: کہ یہ بڑے، معتبر، امانتدار، زیرک اور منکسر آدمی تھے، فرماتے ہیں: ان کا بیٹا شرف الدین کچھ عرصہ ناصر داؤد کا وزیر رہا، فخر الدین کی وفات عید قربان کے روز ہوئی، باب الصغیر کے پاس دفن ہوئے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

حسام بن غزی......ابن یونس عماد الدین ابوالمناقب المحلی المصری ثم الدمشقی، بڑے نیک شیخ، فاضل، فقیہ اور اچھا جواب دینے والے شخص تھے، ان کے عمدہ اشعار ہیں علامہ ابوشامہ نے فرمایا: معجم القوصی میں ان کے اچھے حالات لکھے ہوئے ہیں، انہوں نے ذکر کیا: کہ ان کی وفات ربیع الثانی کی دس تاریخ کو ہوئی، اور صوفیاء کے قبرستان میں دفن ہوئے، علامہ سبط ابن الجوزی فرماتے ہیں: کہ یہ مدرسہ امینیہ میں مقیم تھے، یہ کسی کی کوئی چیز حتیٰ کہ بادشاہ کی بھی چیز نہ کھاتے تھے، بلکہ جب ان کے سامنے کھانا لایا جاتا تو اپنی آستین سے کوئی چیز نکال کر کھاتے، ہمیشہ ان کی کمر پہ ایک ہزار دینار بندھے رہتے، ان سے یہ حکایت منقول ہے فرماتے ہیں: ایک شب ملک عادل نے مجھے طیلسان پہنایا، جب میں باہر نکلا تو ''تعاظ'' مجھے قاضی سمجھتے ہوئے میرے آگے چلنے لگا، جب میں ''دار سیف'' کے قریب باب البرید میں پہنچا تو میں نے طیلسان اتار کر اپنی آستین میں دبالیا، اور پیچھے رہ گیا اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا تو اپنے پیچھے کسی کو نہ پایا، تو وہ مجھے کہنے لگا، قاضی کہاں گیا؟ تو میں نے النوریہ کے ایک گوشے کی طرف اشارہ کیا، اور کہا کہ وہ اپنے گھر چلا گیا، جب وہ جلدی سے انوریہ کی جانب گیا تو میں بھاگ کر مدرسہ امینیہ پہنچ گیا یوں میں نے اس سے جان چھڑائی۔

علامہ ابن الساعی فرماتے ہیں: کہ ان کی پیدائش ۵۶۰ھ میں ہوئی تھی، انہوں نے بہت سامال چھوڑا جس کے ان کے عصبی رشتہ دار وارث ہوئے، فرماتے ہیں: انہیں اخبار و تواریخ اور ایام الناس کی اچھی معرفت تھی اس کے ساتھ ساتھ دیندار، نیک اور متقی آدمی تھے۔

علامہ ابن الساعی نے ان کے اشعار کا ایک ٹکڑا نقل کیا ہے، جن میں سے کچھ یہ ہیں: مجھے کہا گیا کہ تو کسی سے عشق کرتا ہے؟ اس سے جس کے رخساروں کی تعریف میں شعر کہنا فضول ہے میں نے کہا یہ کوئی عار کی بات نہیں، رخسار کی سرخی نے عنبر الخال کو جلا ڈالا، اسی سے یہ دھواں بنا جو اس کا رخسار ہے، نیز ان کے شعر ہیں. میری تڑپ تمہارے شوق سے کم ہے لیکن اس کی کچھ تشریح کرنا ضروری ہے، کیونکہ میں تو تمہارے دل سے غائب ہوں، جبکہ تم دل ہی میں رہتے ہو۔

ابوعبداللہ محمد بن علی......ابن محمد بن الجارود المارانی، شافعی المسلک فقیہ، فاضل، اربل کے قاضی بنے، بڑے ظریف، کشادہ طبیعت اور زمانے کی اچھی چیزوں میں سے تھے، ان کے انتہائی عمدہ اشعار بڑے اونچے معانی سے پر ہوتے، ان میں سے ان کا یہ قول ہے:

بڑھاپا آیا اور جوانی نے رخت سفر باندھا، مشقت نے جہاں اترنا تھا اتر پڑی تیرا گناہ بہت بڑا ہے، لہٰذا تو لوٹ جا، اور واپس ہو کیونکہ موت کا

---

(۱) شذرات الذھب ۵/۱۳۰ العبر ۵/۱۱۳ المختصر المحتاج ۲/۲۵

وقت قریب ہے مراد تو اللہ تعالیٰ کی دین میں کوتاہی نہ کر، اور لمبی امید تجھے دھوکا نہ دے۔

ابوالثنا محمود بن رالی......ابن علی بن یحییٰ الطائی الرقی نزیل اربل، وہاں ملک مظفر الدین کی طرف سے اس کے نگران مقرر ہوئے، ادیب، شیخ اور فاضل شخص تھے ان کے اشعار میں سے ان کا یہ قول ہے، وہ تیر کمر، کہ خطی نیزا سی سے ہے، اور شاخ وہی ہے جسے اس نرمی موڑ دے، ٹیلہ وہی جسے اس کو کوک اٹھائے، اور تیر وہی جسے اس کی پلکوں پر لگائیں، شراب وہی ہے جسے اس کے دانت مصفیٰ کریں، جادو وہی ہے، جسے اس کی آنکھیں پوشیدہ رکھیں، وہ تو سراپا حسن ہے، ایسا کون ہے جو اسے دیکھے اور اس کے جنوں میں اضافہ نہ ہو۔

ابن معطی النحوی یحییٰ......ان کے حالات پچھلے سال کے ذیل میں علامہ ابوشامہ نے ذکر کیے ہیں، انہوں نے یہ حالات اچھی طرح ضبط کیے ہیں کیونکہ وہ مصر میں ان کے جنازے میں شریک تھے، ایک علامہ ابن الساعی نے ان کا تذکرہ اس سال میں کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: کہ انہیں الکامل محمد حاکم مصر کے ہاں مرتبہ حاصل تھا، اور یہ انہوں نے قراأت سبعہ میں ایک قطعہ اشعار جمع کیا ہے، نیز الجمہرہ کے الفاظ جمع کیے، جوہری کی صحاح کو بھی اشعار میں جمع کرنے کا ارادہ کیا تھا۔

آغاز ۶۳۰ھ

اس سال العدل مجد الدین ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن المنصوری نے بغداد کی خطابت اور عباسیین کی نقابت سنبھالی، اسے قیمتی شاہی جوڑا پہنایا گیا، بڑا فاضل تھا، فقراء اور صوفیاء کی صحبت میں رہ چکا تھا، ایک عرصہ زمانے سے بے رغبت رہا، اور جب اس کام کے لئے اسے بلایا گیا تو فوراً قبول کرلیا، اور دنیا اپنی زیب و زینت کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوئی، غلاموں اور ترکیوں نے اس کی خدمت کی، اس نے متکبرین کا لباس پہنا، جس پر اس کے بعض شاگردوں نے ایک طویل قصیدے میں اسے سرزنش کی، اور جو کچھ اسے حاصل ہوا اس پر ناراضگی ظاہر کی، علامہ ابن الساعی نے اس پورے قصیدے کو اپنی تاریخ میں تحریر کیا ہے۔

اس سال قاضی محی الدین یوسف بن شیخ جمال الدین ابوالفرج قاصدوں کے گروہ میں شامل ہو کر خلیفہ کی طرف سے حاکم مصر کامل کی طرف گئے، ان کے پاس ایک شاندار خط تھا جس میں بادشاہ کی فرمانبرداری، اور کئی عمدہ احکام تھے جسے وزیر نصر الدین احمد بن ناقد نے تحریر کیا تھا، اس کو بھی علامہ ابن الساعی نے بتمامہ نقل کیا ہے، کامل جزیرہ کے علاقوں میں سے آمد کے باہر خیمہ زن تھا، جسے اس نے طویل محاصرے کے بعد فتح کیا تھا، اور اس کی بادشاہت ملنے پر وہ بہت مسرور تھا، اس سال حاجیوں کے لئے بغداد میں دار الضیافہ بنایا گیا جس میں حج سے واپسی پر یہ لوگ ٹھہرتے، اس پر کئی اخراجات، کپڑے اور تحائف جاری کیے گئے، اس سال مستنصری فوجیں امیر سیف الدین ابوالفضائل اقبال الخاص المستنصری کی معیت میں شہر اربل اور اس کے اطراف روانہ ہوئیں، کیونکہ ان کا مالک مظفر الدین کوکبری بن زین الدین بیمار ہو گیا تھا، اور اس کے بعد ان علاقوں کی بادشاہت کے لئے کوئی نہیں تھا، جب یہ فوج وہاں پہنچی تو وہاں کے باسیوں نے انہیں اندر آنے سے روکا، تو انہوں نے ان کا محاصرہ کرلیا اور بالآخر اسے اس سال کی سترہ شوال کو زبردستی فتح کرلیا، اس کی خوشخبری بغداد پہنچی جس کے نتیجہ میں بغداد میں ڈھول پیٹے گئے، اور وہاں کے لوگ بہت خوش ہوئے، اس نے اقبال مذکور کے لئے حکمنامہ لکھا، جس میں مناصب کو ترتیب دی، جس میں اس نے اچھی کارکردگی دکھائی، اور شعراء نے جہاں یہ فتح ہوئی اس کی مدح سرائی کی، اور اسی طرح اس کے فاتح کی بھی تعریف کی۔ اس بارے میں سب سے اچھے جو اشعار کسی نے کہے وہ یہ ہیں:

> اے سترہ شوال کے دن! جسے اول و آخر سعادت بخشی گئی، تجھے اس میں فتح اربل کی ایسی ہی مبارکبادی ہو جیسے تو اس میں وزیر بن کے بیٹھا تھا۔

اس کی مراد وزیر نصیر الدین بن علقمی وہ اسی طرح پچھلے سال وزیر بنایا گیا تھا، اس سال کے رمضان کی ابتداء میں، دمشق میں دار الحدیث الاشرفیہ کی تعمیر کا آغاز ہوا، اس سے پہلے یہ امیر قایماز کا گھر تھا، اور یہاں ایک حمام تھا جسے گرا کر اس کے بدلے دار الحدیث تعمیر ہوا۔

علامہ سبط ابن الجوزی نے ذکر کیا: کہ اس سال نصف شعبان کی شب، دارالحدیث اشرفیہ کا جو قلعہ دمشق کے پڑوس میں ہے افتتاح ہوا، اور اس میں شیخ تقی الدین بن الصلاح نے حدیث شریف کا املاء کرایا، اور اشرف نے اس پر کئی اوقاف وقف کیے، اور وہاں حضور ﷺ کا نعل مبارک رکھا، فرماتے ہیں: کہ اس سال اشرف نے زبیدی کو صحیح بخاری سنائی، میں (ابن کثیر) کہتا ہوں: اسی طرح انہوں نے صالحیہ کے دارالحدیث میں بھی اسے حدیث سنائی۔

اس سال کامل نے ''آمد'' اور ''کیفا'' کے قلعہ کو فتح کیا، اس کے حاکم کے پاس پانچ سو آزاد عورتیں بستر کے لئے پائیں، جس پر اشرف نے اسے سخت سزا دی، اسی سال حاکم ماردین اور بلاد روم کی فوج اور جزیرہ کے لشکر نے ایک دوسرے کا رخ کیا، انہوں نے قتل کیے، لوٹ مار کی اور وہ کچھ کیا جو تاتاریوں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ نہیں کیا تھا۔

اس سال وفات پانے والے مشہور حضرات

ابوالقاسم علی بن الشیخ ابی الفرج بن الجوزی[1] شیخ، پر لطف اور خوش طبع انسان تھے فن وعظ گوئی میں مدت تک عمل پیرا رہے، پھر اسے ترک کر دیا، انہیں بہت زیادہ اخبار، نوادر اور اشعار یاد تھے، ان کی پیدائش ۵۵۱ھ میں ہوئی اور وفات اسی سال ۷۹ سال کی عمر میں ہوئی۔

وزیر صفی الدین بن شکر اس سال وزیر صفی الدین بن شکر کی وفات کا تذکرہ سبط ابن الجوزی نے کیا ہے اور ان کی علم اور اہل علم کی محبت پر تعریف کی ہے، اور یہ ان کی ایک کتاب ہے جس کا نام انہوں نے البصائر رکھا، اور ان سے عادل ناراض ہو گیا تھا پھر راضی ہو گیا اور انہیں ان کی وزارت اور عزت دوبارہ بخش دی مصر کے مشہور مدرسے میں مدفون ہوئے، اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ان کی اصل مصر کے ایک گاؤں سے تھی جسے دمیرہ کہا جاتا تھا۔

ملک ناصر الدین محمود...... ابن عزالدین مسعود بن نورالدین ارسلان شاہ بن قطب الدین مودود بن عمادالدین بن زنگی بن آقسنقر حاکم موصل، اس کی پیدائش ۶۱۳ھ میں ہوئی ''بدرالدین لؤلؤ'' نے اسے ''صورۃ'' میں ٹھہرایا تھا، یہاں تک کہ اس نے اس کی امارت پر قدرت حاصل کر لی اور اس کی شان وشوکت بڑھ گئی، پھر ''بدرالدین'' نے اس پر پابندی عائد کر دی جس کی وجہ سے اس کے پاس کوئی لونڈی اور گھریلو لونڈی تک نہ آ سکتی تھی، اس نے کوئی اولاد بھی پیچھے نہیں چھوڑی تھی، کھانا پینا بھی اس پر تنگ کر دیا۔

جب اس کا نانا ''مظفرالدین کوکبری'' حاکم اربل فوت ہوا تو اس وقت بھی اسے تیرہ دن کھانے پینے سے روکا، یہاں تک کہ بھوک، پیاس اور دم گھٹنے کی حالت میں فوت ہو گیا، یہ لوگوں میں سب سے خوبصورت شخص اور اتابکی گھرانے میں سے موصل کے آخری بادشاہوں سے تھا۔

قاضی شرف الدین اسماعیل بن ابراہیم.. حنفیہ کے شیخ، ان کی فرائض ومیراث وغیرہ میں کئی تصنیفات ہیں، اور یہ قاضی شمس الدین بن الشیرازی شافعی کے خالہ زاد بھائی ہیں، اور دونوں ابن زکی اور ابن الحرستانی کے نائب ہوتے تھے، ''طرخانیہ'' میں درس دیتے وہیں ان کی سکونت تھی، جب ''معظم'' نے ان کی طرف پیام بھیجا کہ وہ نبیذ التمر اور انار کے پانی کی حلت کا فتویٰ دیں تو وہ اس سے رک گئے، اور فرمایا: کہ اس بارے میں میرا مذہب امام محمد بن الحسن رحمہ اللہ تعالیٰ والا ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے روایت شاذ ہے، اور نہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث اس بارے میں صحیح ہے، اور اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول بھی نہیں معظم کو ان پر بڑا غصہ آیا، اور اس نے انہیں تدریس سے معزول کر کے ان کے شاگرد الزین بن العتال کو یہ عہدہ سونپ دیا، شیخ اپنے گھر میں ہی مقیم ہو گئے، اور اسی حالت میں وفات ہوئی۔

علامہ ابوشامہ فرماتے ہیں کہ اس سال بادشاہوں کی ایک جماعت فوت ہوئی جن میں سے ''المغیث بن المغیث بن عادل'' ''العزیز عثمان بن عادل'' اور ''مظفرالدین'' حاکم اربل تھا۔

---

(۱) شذرات الذہب ۵/۱۳۷. العبر ۵/۱۲۰. مرآۃ الزمان ۸/۶۷۸، ۶۷۹

میں کہتا ہوں کہ حاکم اربل وہ ملک مظفر ابوسعید کوکبری ابن زین الدین علی بن تبکتکین ہے جو ایک فیاض، بڑا سردار، صاحب عزت وعظمت بادشاہ تھا، اس کی کئی اچھی یادگاریں ہیں، قاسیون کے دامن کوہ میں ''جامع مظفری'' تعمیر کروایا، اس نے برزۃ کے پانی کو یہاں تک پہنچانے کا بھی قصد کیا تھا مگر ''معظم'' نے اسے روک دیا تھا، اور وجہ یہ بتائی کہ یہ پانی دامن کوہ میں مدفون مسلمانوں کی قبروں پر سے گزرے گا، وہ ربیع الاول میں میلاد بھی کرتا تھا، جس میں بہت بڑا مجمع لگاتا، اس سب کے باوجود بڑا نڈر، بہادر، جوانمرد، دوراندیش، زیرک اور عالم وعدل شخص تھا، اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے اور اسے اچھا ٹھکانہ دے، اس کی خاطر ''شیخ ابوالخطاب ابن دحیہ'' نے میلاد النبوی پر ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام **"التنویر فی مولد البشیر والنذیر"** رکھا، تو اس نے بطور انعام انہیں ایک ہزار دینار دیے، حکومت صلاحیہ میں اس کی مدت حکومت بہت طویل ہوئی ہے اس نے عکا کا محاصرہ بھی کیا۔ اس سال تک وہ اچھی سیرت وکردار کا حامل رہا، علامہ سبط ابن الجوزی فرماتے ہیں: کہ جو لوگ ''مظفر'' کے دسترخوان پر میلاد کے کسی دن حاضر تھے ان میں سے ایک شخص کا بیان ہے: کہ وہ اس دسترخوان پر پانچ ہزار بھنے ہوئے سر، دس ہزار مرغیاں، اور ایک لاکھ رکابیوں اور تیس ہزار حلوے کی پلیٹیں پھیلا دیتا۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے پاس میلاد میں بڑے بڑے علماء اور صوفیاء آتے، یہ انہیں خلعتیں عنایت کرتا اور ان کی خاطر غلام آزاد کرتا، اور صوفیاء کے لئے ظہر سے عصر تک محفل سماع سجاتا، اور خود بھی ان کے ساتھ رقص کرتا، اس کا ''دار الضیافہ'' بھی تھا جس میں ہر آنے والا جا ہے وہ جس کام سے آیا ہو، ٹھہرتا، اسی طرح ''حرمین شریفین'' پر نیکی اور ثواب حاصل کرنے کے تمام راستوں پر اس نے صدقہ وخیرات کیا۔

ہر سال فرنگیوں سے کئی قیدی چھڑاتا، یہاں تک کہا گیا کہ ان کے ہاتھوں جتنے قیدی اس نے چھڑائے ان کی تعداد ساٹھ ہزار تھی، اس کی بیوی ربیعہ خاتون بن ایوب جس کی شادی کوکبری سے اس کے بھائی صلاح الدین نے کرائی تھی کیونکہ وہ اس کے ساتھ عکا کے معرکے میں شریک تھا، کہتی ہے: کہ اس کی قمیص پانچ دراہم کا کپڑا پہننا اور باقی کو صدقہ کرنا اس سے بہتر ہے کہ میں قیمتی کپڑا پہن لوں اور فقراء ومساکین کو بھول جاؤں، ہر سال میلاد میں تین لاکھ دینار خرچ کرتا، اور دار الضیافہ پر ہر سال ایک لاکھ، اور حرمین شریفین اور درب الحجاز میں پانی پر تیس ہزار دینار صرف کرتا، یہ ان صدقات کے علاوہ تھے جو وہ پوشیدہ طور پر دیتا تھا، رحمہ اللہ تعالیٰ، اس کی وفات قلعۂ اربل میں ہوئی، اور وصیت کی تھی کہ اسے مکہ معظمہ کی طرف اٹھا کر لے جایا جائے، لیکن اس کا موقع میسر نہ آیا، اور اسے مزار علی میں دفن کیا گیا۔

ملک عزیز بن عثمان بن عادل...... یہ معظم کا سگا بھائی ہے، بانیاس کا حاکم تھا پھر وہاں کے قلعوں پر بھی قبضہ کرلیا، اسی نے معظمیہ تعمیر کروایا، بڑا عقلمند، کم گو، اور اپنے بھائی معظم کا بڑا فرمانبردار تھا، اسی کے پاس اسے دفن کیا گیا، اس کی وفات بروز پیر دس رمضان کو، اس کے اس خوبصورت باغ میں ہوئی جو لھیا میں تھا، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ابوالمحاسن محمد بن نصر الدین بن نصر [1]...... ابن الحسین بن علی بن محمد بن غالب الانصاری، جو ''ابن عنین شاعر'' کے نام سے مشہور ہے، ''علامہ ابن الساعی'' فرماتے ہیں: اصلا یہ کوفی ہیں پیدائش دمشق میں ہوئی اور وہیں پلے بڑھے، کئی سال اس سے دور اسفار میں گزارے، مشرق ومغرب میں شہروں اور ملکوں میں سیاحت کی، جزیرہ، بلاد روم، عراق، خراسان، ماوراء النہر ہندوستان، یمن، حجاز اور بغداد میں داخل ہوئے، ان ملکوں کے اکثر لوگوں کی مدح سرائی کی، اور بہت سا مال حاصل کیا، بڑے خوش طبع، ہنس مکھ، ملنسار، مشہور شاعر اور عمدہ اخلاق، اچھی معاشرت کے حامل تھے، بقول ابن الساعی اس کے بعد اپنے ملک دمشق واپس آگئے، اور وفات تک یہیں رہے، بہر حال سبط ابن الجوزی اور دیگر مؤرخین نے ان کی تاریخ وفات ۶۳۳ھ بتائی ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کی وفات ۶۳۱ھ میں ہوئی، واللہ اعلم۔

مشہور یہ ہے کہ ان کا اصلی علاقہ حوران ہے جو کاشتکاری کا شہر ہے، اور دمشق میں ان کی اقامت گاہ جزیرہ میں ''جامع'' کے سامنے کی جانب میں تھی، بڑے ہجوگو شاعر تھے اور اس پر انہیں قدرت بھی حاصل تھی، انہوں نے ایک کتاب بھی لکھی جس نام ''مقراض الاعراض'' رکھا، جو تقریباً پانچ سو اشعار پر مشتمل ہے اہل دمشق میں سے بہت کم ہی ایسے ہوں گے جو ان کے شر سے محفوظ رہے ہوں گے، حتی ملک صلاح الدین اور اس کا بھائی عادل

---

(۱) ارشاد الادیب ۱۲۱/۷ لسان المیزان ۴۰۵/۴ وفیات الاعیان ۱۴/۵-۱۵

تنگ نہ بچ سکے، ان پر فرض نماز چھوڑنے کی تہمت تھی، واللہ اعلم۔

انہیں ملک ناصر صلاح الدین نے ہندوستان کی طرف جلاوطن کردیا، تو اس کے بادشاہوں کی تعریف کی جس کے صلہ میں بہت سے اموال حاصل کیے، اس کے بعد یمن چلے گئے، کہا جاتا ہے، کہ یہ ہندوستان کے کسی بادشاہ کے وزیر بن گئے تھے، پھر عادل کے زمانہ میں دمشق واپس آ گئے، جب معظم بادشاہ بنا تو انہیں وزیر بنالیا تھا، مگر انہوں نے اچھا کردار ادا نہ کیا، اور خود ہی استعفیٰ دیدیا، تو معظم نے معزول کردیا، قیام ہندوستان کے دوران انہوں نے دمشقیوں کی طرف لکھا۔

کس وجہ سے تم نے ایک معتبر شخص کو دور کردیا ہے۔ جس نے گناہ کیا اور نہ چوری کی، مؤذن کو اپنے ملک سے جلاوطن کردو! اگر جلاوطنی صداقت کی سزا ہے۔

ان کے وہ اشعار جن میں ملک ناصر صلاح الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہجو کی تھی۔ ہمارا بادشاہ لنگڑا اور اس کا کاتب کمزور نگاہ والا اور اس کا وزیر کبڑا ہے۔ دوئی جو خطیب معتکف ہے وہ انڈے کے چھلکے پر اچھلتا ہے، "ابن باقا" کا وعظ ایسا ہے جس سے وہ لوگوں کو دھوکا دیتا ہے اور محتسب عبداللطیف کو فریب دیتا ہے، صاحب حکومت کے اخلاق بڑے ادنیٰ ہیں اور فوج کے رخسار کی بیماری عجب ہے۔

"سلطان ملک عادل سیف الدین" رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہجو میں یہ اشعار کہے:

ہمارا بادشاہ جس سے ہماری امیدیں وابستہ ہیں اس کا مال تو بڑا وسیع ہے لیکن اس کا خرچ تنگ ہے، اس کا نام تلوار تو ہے جیسے کہا جاتا ہے مگر وہ تعلقات اور رزق کو کاٹتی ہے۔

ایک دفعہ وہ "فخر الدین رازی رحمہ اللہ" کی مجلس میں خراسان حاضر ہوئے، وہ منبر پر بیٹھے لوگوں کو وعظ کہہ رہے تھے، ایک کبوتر آیا جس کے پیچھے کوئی زخمی کرنے والا پرندہ تھا، تو اس نے اپنے آپ کو امام رازی پر یوں گرادیا جیسے وہ ان سے التجا کر رہا ہے، تو ابن عنین نے یہ اشعار کہنے شروع کیے

سلیمان زمانہ کے پاس ایک کبوتر آیا، اور موت اچکنے والے کے پروں سے چمک رہی تھی، وہ گوشت کا خواہشمند تھا بھوک نے اسے دہرا کردیا، یہاں تک کہ اس نے اسے دھڑکتے دل کے آمنے سامنے کردیا، کبوتر کو کس نے بتایا کہ تمہاری جگہ حرم ہے اور تم خوفزدہ کے لئے جائے پناہ ہو؟

الشیخ شہاب الدین سہروردی [1] :عوارف المعارف کتاب کے مصنف، عمر بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن محمد بن حمویہ، ان کا نام عبداللہ بکری بغدادی شہاب الدین ابو حفص سہروردی ہے بغداد کے صوفیاء کے شیخ، بڑے صلحاء اور مسلمانوں کے سرداروں میں سے تھے، خلفاء وملوک کے مابین آنے والے قاصدوں میں کئی بار آنا جانا ہوا، جس کی وجہ سے انہیں بہت سے اموال حاصل ہوئے جو انہوں نے فقراء اور محتاجوں کے درمیان تقسیم کردیے، ایک دفعہ انہوں نے حج کیا تو ان کی صحبت ومعیت میں بہت سے فقراء تھے جن کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، ان میں مروت، مصیبت زدوں کی فریادرسی، امر بالمعروف ونہی عن المنکر جیسی صفات تھیں، لوگوں میں وعظ کرتے تو آپ کے جسم پر انتہائی کم قیمت کپڑے ہوتے، ایک دفعہ حج سے واپسی پر یہ اشعار بار بار کہے:

دوستوں میں کوئی صاحب وجد شخص نہیں جس کا شعر گوئی میں دوست مقابلہ کریں ہاں وہی ہوسکتا ہے جس کا قافلہ میں کوئی محبوب ہو، اس مجلس میں سے ایک نوجوان اٹھا اور اس نے یہ اشعار سنائے:

گویہ ہر ہودج میں ایک یوسف ہے، اور اس کے لئے ہر گھر میں یعقوب ہے، تو شیخ چیخ کر منبر سے نیچے اتر آئے تاکہ اس نوجوان سے معذرت کریں لیکن اسے نہ پایا، البتہ اس کی جگہ پر ایک گڑھا دیکھا جس میں بہت زیادہ خون، اس کے مسلسل پاؤں مارنے کی وجہ سے جمع ہوگیا تھا۔

جب شیخ شعر کہہ رہے تھے، علامہ ابن خلکان نے ان کے اشعار میں سے کئی اور چیزیں ذکر کیں، اور ان کی تعریف کی، اور یہ کہ ان کی وفات اس سال ۹۳ سال کی عمر میں ہوئی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

---

(۱) ذیل الروضتین ۱۶۳، طبقات السبکی ۱۴۳/۵، معجم البلدان ۲۰۴/۳

ابن الاثیر اسد الغابہ، اور الکامل کے مصنف ...... وہ امام علامہ عزالدین ابوالحسن علی بن عبدالکریم بن عبدالواحد الشیبانی الجزری الموصلی ہیں جو ابن الاثیر کے نام سے معروف ہیں، مصنف کتاب اسد الغابہ فی اسماء الصحابہ اور کتاب الکامل فی التاریخ اس میں واقعات بڑی خوبی سے درج ہیں، جس کی ابتداء آغاز آفرینش سے ۶۲۸ھ تک ہے، موصل کے بادشاہوں کے پاس بطور مخصوص شخص آپ کی آمد ورفت رہتی، ان میں سے کسی کے وزیر بھی رہے جیسے اس کا بیان پہلے گزر چکا ہے، اور موصل میں آخری عمر قیام کر لیا، وفات تک بڑی عزت وعظمت سے رہے یہاں تک کہ اس سال کے شعبان میں فوت ہوئے، اس وقت عمر ۷۵ سال تھی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

بہر حال آپ کے بھائی ابوالسعادات المبارک، تو وہ جامع الاصول کتاب وغیرہ کے مصنف ہیں، انہیں دونوں کے بھائی وزیر ضیاء الدین ابوالفتح نصر اللہ ہیں جو ملک افضل علی بن ناصر فاتح بیت المقدس حاکم دمشق وجزیرہ ابن عمر کے وزیر تھے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، کہا جاتا ہے: کہ یہ جزیرہ اس شخص کی طرف منسوب تھا جسے عبدالعزیز بن عمر کہا جاتا ہے، جو برقعید قبیلے سے تھا، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بنی عمر کی طرف منسوب ہے، بنی عمر اوس اور کامل ہیں جو عمر بن اوس کے بیٹے ہیں۔

ابن المستوفی الاربلی ...... مبارک بن احمد بن مبارک بن موھوب بن غنیمہ بن غالب علامہ شرف الدین ابوالبرکات اللخمی الاربلی، کئی علوم میں امام تھے جیسے حدیث، فن اسماء الرجال، ادب اور حساب وغیرہ، آپ کی کئی تصنیفات اور آپ کے بہت سے فضائل ہیں، قاضی شمس الدین بن خلکان نے الوفیات میں ان کے حالات بڑے عمدہ اور تفصیل سے لکھے ہیں۔

آغاز ۶۳۱ھ

اس سال بغداد میں مدرسہ مستنصریہ کی تعمیر مکمل ہوئی، وہاں اس سے پہلے اس جیسا مدرسہ تعمیر نہ ہوا تھا، مذاہب اربعہ کے لئے اسے وقف کیا گیا، مذاہب اربعہ میں سے ہر جماعت کے ۶۲ فقیہ، چار دہرائی کرنے والے، ہر مذہب کے لئے ایک مدرس اور شیخ الحدیث، دو قاری درس سننے والے، ایک طبیب، ورد میں بیس مسلمان جو علم طب سیکھنے میں مشغول ہوتے، یتیموں کے لئے ایک مکتب، اور سب کے لئے روٹیوں کے واسطے ایک ہنڈی جس میں گوشت، حلوہ اور اتنا خرچ ہوتا جو ہر ایک کے لئے کافی ہوتا اور جب پانچ رجب کی جمعرات کا دن ہوا تو اس میں اسباق کا آغاز ہوا جس میں خلیفہ المستنصر باللہ بذات خود اور اس کے اہل حکومت میں سے امراء، وزراء، قاضی فقہاء، صوفیا اور شعراء وغیرہ غرض ان میں سے کوئی باقی نہ بچا، ایک بہت بڑے دستر خوان کا بندوبست کیا گیا جس پر حاضرین نے کھانا کھایا، اور وہاں سے بغداد کی پھاٹکوں تک لا کر عوام وخواص کے گھروں میں تقسیم کیا گیا، وہاں کے تمام مدرسین اور حاضرین کو خلعتیں عنایت کی گئیں اسی طرح تمام اہل حکومت، اور فقہاء اور دہرائی کرنے والوں کو، یہ جمعہ کا دن تھا، شعراء نے خلیفہ کی تعریف میں بہترین عمدہ اور شاندار نظمیں کہیں، علامہ ابن الساعی نے اپنی تاریخ میں اسے طول وبسط اور کافی شافی انداز میں ذکر کیا ہے۔

مسلک شافعی پڑھانے کے لئے الامام محی الدین ابوعبداللہ بن فضلان، اور فقہ حنفی کے لئے امام علامہ رشید الدین ابوحفص عمر بن محمد فرغانی اور حنابلہ کے لئے امام علامہ محی الدین یوسف بن شیخ ابوالفرج ابن الجوزی مقرر ہوئے لیکن اس دن ان کی جگہ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن نے نیابتاً درس دیا کیونکہ وہ قاصدوں کے کسی وفد میں بادشاہوں کے پاس گئے ہوئے تھے، اور مالکیہ کے لئے بھی اس دن شیخ صالح عالم دین ابوالحسن المغربی المالکی نے نیابتاً درس دیا، یہاں تک کہ ان کی جگہ دوسرے شیخ متعین ہوئے، اور کتابوں کا اتنا بڑا کتب خانہ وقف کیا گیا جس کی مثل سنی نہیں گئی ہوگی، کیونکہ ان کے نسخے اچھے اور وقف شدہ کتابیں عمدہ تھیں، اور اس مدرسہ کی تعمیر کے متولی موید الدین ابوطالب محمد بن علقمی تھے جو بعد میں وزیر بنے اس وقت وہ دار الخلافہ کے استاذ تھے، اس دن بادشاہ نے انہیں اور وزیر نصیر الدین کو خلعت عطا کی پھر ۱۴ ذوالقعدہ کو شافعیہ کے مدرس معزول کر دیئے گئے اور ان کی جگہ قاضی القضاۃ ابوالمعالی عبدالرحمٰن بن مقبل مقرر ہوئے، ساتھ انہیں قضاء کے وہ عہدے بھی دیئے گئے جو ان کے پاس تھے، یہ سب امور محی الدین بن فضلان کی وفات کے بعد طے پائے، وہ ایک عرصہ تک قاضی اور نظامیہ وغیرہ مدارس میں مدرس بھی رہ چکے تھے، پھر مستنصر نے انہیں معزول کر دیا،

پھر وہ راضی ہو گیا، پھر انہوں نے تادم آخر مستنصریہ میں ہی تدریس کی، اور جب وہ فوت ہوئے تو ان کے بعد ابن مقبل مقرر ہوئے رحمہم اللہ تعالیٰ۔

اس سال اشرف نے باب الصغیر کے باہر مسجد جراح تعمیر کروائی، اسی سال فرنگیوں کے بادشاہ الابزور کا قاصد اشرف کے پاس آیا جس کے پاس کئی ہدیئے تھے جن میں سے ایک سفید ریچھ تھا جس کے بال شیر کی مانند تھے، لوگوں کا بیان ہے کہ وہ سمندر میں اترتا اور مچھلیاں نکال کر کھاتا، ان تحفوں میں مور بھی تھے۔

اس سال قیساریہ کی تعمیر مکمل ہوئی، جو نحاسین کی جانب تھی اور اس کی طرف سناروں کا بازار، اور موتیوں کا وہ بازار جس میں لوہاروں کے نزدیک پرانے سنار رہائش پذیر تھے منتقل کر دیا۔ اس سال وہ دکانیں از سر نو تعمیر کی گئیں جو الزیادہ میں تھیں، میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ اس جدید بازار میں زرگراں کی شرقی جانب دو مزید قیساریے بھی بنائے گئے، وہاں سناروں اور سونے کے تاجروں کی رہائش ہے دونوں بڑے خوبصورت ہیں اور تمام کے تمام جامع پر وقف ہیں۔

اس سال وفات پانے والے نامور حضرات

ابوالحسن علی بن ابی علی[1] ...ابن محمد بن سالم الثعلبی، شیخ سیف الدین آمدی ثم الحموی ثم الدمشقی، ریاض وفلسفہ وغیرہ میں کئی کتابوں کے مصنف ہیں، ان میں سے علم الکلام میں ''ابکار الافکار'' دقائق الحقائق'' حکمت میں ''احکام الاحکام'' اصول فقہ میں ''حنبلی المسلک'' تھے پھر شافعی ہو گئے، اصول، منطق، جدل اور خلاف میں ماہر تھے۔

اچھے اخلاق، نرم گوشے والے، زیادہ رونے والے، نرم دل انسان تھے، لوگوں نے ان کے بارے میں کئی باتیں کی ہیں جن کی صحت کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور گمان غالب یہی ہے کہ ان میں سے اکثر باتیں صحیح نہیں ہیں، موک ابوایوب جیسے کامل اور معظم ان کی بڑی عزت کرتے اگرچہ انہیں زیادہ پسند نہیں کرتے تھے، معظم نے ان کے سپرد عزیزیہ کی تدریس کی تھی، لیکن اشرف جب دمشق کا حاکم بنا اس نے انہیں معزول کر دیا اور مدارس میں یہ منادی کرادی کہ کوئی بھی تفسیر، حدیث اور فقہ کے علاوہ دوسرے علوم میں مشغول نہ ہو جو ایسا کرے گا اور پہلے لوگوں کے علوم میں لگے گا میں اسے جلا وطن کردوں گا، تو شیخ سیف الدین، اپنے گھر میں مقیم ہو گئے بالآخر دمشق اسی سال کے صفر میں فوت ہوئے اور قاسیون کے دامن کوہ میں اپنی متعین قبر میں دفن ہوئے۔

قاضی ابن خلکان نے ذکر کیا ہے کہ وہ بغداد میں ابوالفتح نصر بن فتیان بن المنی الحنبلی کے پاس اشتغال علم کے لئے مصروف رہے، اس کے بعد مسلک شافعی اختیار کر لیا تو ابن فضلان وغیرہ علماء سے کسب فیض کیا، شریف کی ''طریقۃ الخلاف'' کتاب اور ''زوائد طریقۃ اسعد المیہنی'' یاد کر لیں اس کے بعد شام منتقل ہوئے تو معقولات میں لگ گئے، پھر دیار مصریہ کا رخ کیا، قرافۃ الصغریٰ میں واقع مدرسہ الشافعیہ میں دہرائی کی، اور جامع ظافری سے فارغ ہوئے، آپ کے فضل وکمال کا ڈنکا بجنے لگا جس کی وجہ سے بہت سے لوگ آپ کے حاسد بن گئے اور آپ کو بدنام کرنے اور مذہب اوائل، تعطیل، انحلال کی تہمتیں لگا کر آپ کے خلاف کتابیں لکھیں، تو ان میں سے کسی نے مطالبہ کیا کہ آپ بھی ان کی موافقت کریں تو آپ نے لکھا:

لوگوں نے اس نوجوان سے اس وجہ سے حسد شروع کر دیا ہے کہ وہ اس کی جدوجہد تک نہ پہنچ سکے، لہٰذا ساری قوم اس کی دشمن اور مدمقابل ہے۔

اس کے بعد سیف الدین حماہ کی طرف چلے گئے وہاں سے دمشق جہاں عزیزیہ میں تدریس شروع کردی پھر وہاں سے بھی معزول ہو کر گھر کے ہی ہو رہے یہاں تک کہ اس سال ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ عنہ۔

واقف الرکنیۃ امیر رکن الدین منکورس الفلکی غلام فلک الدین ملک عادل کا بھائی، کیونکہ اس نے فلکیہ کو وقف کیا تھا جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے، یہ بہترین امیر تھا، ہر رات سحری کے وقت جامع مسجد میں اترتا، باجماعت نمازوں کی پابندی کرتا، کم گو اور کثیر الصدقات شخص تھا،

(۱) دول الاسلام ۲/۱۰۳ مرآۃ الزمان ۸/۲۹۱ . الجواہر الزاہرۃ ۶/۲۸۵

قاسیون کے دامن کوہ میں مدرسہ رکنیہ تعمیر کروایا، جس پر بہت سے اوقاف وقف کئے اسی کے پاس قبر بنوائی، جب حدود گاؤں میں اس کی وفات ہوئی تو اس قبر کے پاس اس کا جنازہ لایا گیا، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

الشیخ الامام العالم رضی الدین[1] ...... ابو سلیمان بن المظفر بن غنائم الجیلی الشافعی بغداد کے فقہیہ، اور وہاں کے مفتی اور ان لوگوں میں سے ہیں جو ایک عرصہ تک طلباء کو تعلیم دینے میں مشغول رہے، مذہب میں ان کی کتاب ۱۵ جلدوں میں ہے، اس میں انوکھی وجہیں اور نادر اقوال نقل کرتے ہیں، بڑے نازک مزاج اور خوش طبع انسان تھے، اس سال تین ربیع الاول بروز بدھ بغداد میں وفات پائی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

الشیخ طی المصری ملک شام، دمشق میں اپنے حجرے میں ایک عرصہ مقیم رہے، لطیف وظریف مزاج کے مالک بڑے عابد وزاہد اور عقلمند شخص تھے، اکابرین کی ان کے پاس آمد ورفت رہتی، اپنے اسی مذکورہ حجرے میں مدفون ہوئے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

الشیخ عبد اللہ الارمنی ان عابدوں زاہدوں میں سے ہیں جنہوں نے ملکوں کا سفر طے کیا، اور جو پہاڑوں میدانوں اور صحراؤں میں رہے، قطب، وابدال اور اوتاد[2] سے ملاقاتیں کیں، جن کے لوگوں کے احوال ومکاشفات ومجاہدات اور تمام جہات میں ان کی سیر وسیاحت رہی، بچپن میں قرآن مجید پڑھا پھر قدوری، جو مذہب امام ابو حنیفہ کی کتاب ہے یاد کی، اس کے بعد معاملات اور ریاضت میں لگ گئے پھر آخری عمر میں دمشق میں مقیم ہو گئے اور وہیں وفات پائی، قاسیون کے پہاڑی دامن میں مدفون ہوئے۔

ان سے بہت اچھی باتیں منقول ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ دوران سیاحت میں ایک شہر سے گزرا، میرے دل نے چاہا کہ میں اس میں جاؤں، اس کے بعد میں نے قسم کھالی کہ میں وہاں سے کچھ نہیں کھاؤں گا چنانچہ جب میں داخل ہوا تو وہاں ایک دھوبی کے پاس سے گزرا اس نے میری طرف کن انکھیوں سے دیکھا جس سے میں خوفزدہ ہو کر شہر سے بھاگتا ہوا باہر نکل آیا، اس کے بعد وہ مجھ سے آملا اور اس کے پاس کھانا تھا، اس نے کہا کہ اب تو تم شہر سے نکل آئے ہو! میں نے اس سے کہا تو تو بازار میں کپڑے دھوتا ہے اور یہاں کیسے؟ تو اس نے کہا اپنا سر مت اٹھانا اور اپنے عمل میں سے کسی چیز کی طرف مت دیکھ، اور اللہ تعالیٰ کا بندہ بن جا اگر وہ تجھے پاخانے میں بھی لگا دے تو اس پر راضی رہ، پھر اس نے کہا اگر مجھے کہا جائے مر جا تو میں بسر وچشم قبول کرلوں گا اور موت کی دعوت دینے والے کو خوش آمدید کہوں گا۔

فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنی سیاحت کے دوران ایک راہب کی جھونپڑی کے پاس سے گزرا تو اس نے مجھے کہا اے مسلمان! تمہارے ہاں اللہ کی قربت ونزدیکی کا قریب ترین راستہ کون سا ہے؟ میں نے کہا نفس کی مخالفت، فرماتے ہیں اس نے اپنا سر جھونپڑی کی طرف پھیر دیا، کچھ عرصہ بعد جب میں مکہ بغرض حج گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بیت اللہ کے پاس ایک شخص مجھے سلام کر رہا ہے میں نے پوچھا آپ کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا میں وہی راہب ہوں، میں نے پوچھا آپ یہاں تک کیسے پہنچے؟ تو اس نے کہا اس بات پر عمل کر کے جو آپ نے کہی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا میں نے اپنے نفس پر اسلام پیش کیا تو اس نے انکار کر دیا جس سے مجھے علم ہوا کہ اسلام برحق دین ہے۔ یوں میں مسلمان ہو گیا اور نفس کی مخالفت کی پس فلاح وکامیابی پائی۔

فرماتے ہیں کہ ایک دن میں جبل لبنان کے پاس تھا اچانک فرنگیوں کے سپاہیوں نے مجھے پکڑ کر ہتھکڑی لگادی اور رسیوں سے کس دیا، میں ان کے پاس بڑی تنگی کی حالت میں تھا، دن کے وقت انہوں نے شراب پی اور سو گئے میں اب ان کے سامنے جکڑا ہوا تھا اسی عالم میں مسلمان سپاہی ان کی طرف نکلے، میں نے انہیں متنبہ کر دیا چنانچہ وہ مجھے ایک گھاٹی میں لے گئے، اور مسلمانوں سے بچ گئے انہوں نے مجھے کہا یہ تم نے کیا کیا؟ حالانکہ وہ تمہیں چھڑا لیتے، میں نے کہا تم نے مجھے کھلایا پلایا اور صحبت رفاقت کا یہ حق تھا کہ میں تمہارے ساتھ دھوکہ نہ کروں تو انہوں نے مجھے دنیا کا کچھ ساز وسامان دینا چاہا میں نے لینے سے انکار کر دیا اس کے بعد انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔

---

(۱) التکملة للمنذری ۳/۲۵۱۵، طبقات السبکی ۵/۶۵

(۲) ولی، صدیق، قطب، ابدال اور اوتاد، دیکھیں عوارف المعارف، شیخ سہروردی، علوی

''سبط ابن الجوزی'' نے بیان کیا ہے کہ میں نے بیت المقدس میں ان کی زیارت کی تھی میں نے نمکین مچھلی کھائی ہوئی تھی جس کی وجہ سے مجھے جب میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا بہت زیادہ چھینکیں آنے لگیں، ان کے ایک طرف پانی کا لوٹا تھا جس میں ٹھنڈا پانی تھا، مجھے ان سے شرم آنے لگی انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اس وقت ان کا چہرہ سرخ ہوگیا تھا لوٹا تھماتے ہوئے مجھے کہا لو! کب تک ٹوٹتے رہوگے، میں نے پانی پی لیا اور انہوں نے ذکر کیا کہ جب وہ بیت المقدس سے کوچ کرنے لگے تو اس کی فصیل ابھی تک اس نئے انداز پر قائم تھی جس کی تعمیر صلاح الدین نے معظم کی تخریب کارں سے پہلے کی تھی، وہ کھڑے ہو کر اپنے دوستوں کو الوداع کہہ رہے تھے اور ساتھ ساتھ فصیل کو بھی دیکھنے لگے، پھر فرمایا مجھے وہ کدال نظر آرہی ہے جو عنقریب اس فصیل میں کام کرے گی، اس سے پوچھا گیا، مسلمانوں کی یا فرنگیوں کی؟ تو انہوں نے جواب دیا مسلمانوں کی، پھر اسی طرح ہوا جیسا کہ انہوں نے فرمایا تھا، اور وہ بھی ان کے کئی اچھے احوال ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ یہ اصلاً ارمنی تھے، انہوں نے شیخ عبداللہ یونینی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، کسی نے کہا کہ اصلاً قونیہ کے رومی ہیں، پھر وہ عبداللہ یونینی کے پاس آئے تو ان کے سر پر راہبوں کی ٹوپیوں جیسی ٹوپی تھی، شیخ عبداللہ یونینی نے ان سے فرمایا، مسلمان ہو جاؤ! تو انہوں نے کہا کہ میں رب العالمین کے لئے مسلمان ہوتا ہوں، ان کی والدہ خلیفہ کی بیوی کی دایہ تھی اور آپ کو ایک عجیب بات درپیش آئی تھی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بچالیا، خلیفہ نے اس کی معرفت کے بعد آپ کو چھوڑ دیا۔

آغاز ۶۳۲ھ

اس سال ''ملک اشرف بن عادل'' زنجار نے اس سرائے کو خراب کیا جو عقیبہ میں تھا اس میں شراب نوشی اور دیگر کئی منکرات تھے، اس نے اسے گرا کر اس کی جگہ جامع مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا، جس کا نام جامع توبہ رکھا گیا، اللہ اس کی یہ کاوش قبول فرمائے۔

اس سال قاضی بہاء الدین یوسف بن رافع بن تمیم بن شداد الحلبی، نے وفات پائی جو حلب کے ایک رئیس اور علم و سرداری کے گھرانے سے ان کا تعلق تھا، انہیں علم التواریخ، ایام الناس، وغیرہ علوم سے واقفیت تھی، کئی شیوخ سے حدیث کا سماع کیا اور روایت بیان کی۔

الشیخ شہاب الدین عبدالسلام ... الشیخ شہاب الدین عبدالسلام بن المطہر بن عبداللہ بن محمد بن عصرون الحلبی، نے بھی اس سال وفات پائی، بڑے فقیہ، عابد زاہد شخص تھے، ان کی بیس کے قریب لونڈیاں تھیں، بوڑھے شخص تھے اور جماع کے بڑے عادی تھے جس کے باعث انہیں مختلف بیماریاں لاحق ہوگئیں جو انہیں لے ڈوبیں، دمشق میں فوت ہوئے اور قاسیون میں دفن ہوئے، یہ قطب الدین اور تاج الدین کے والد تھے۔

شیخ امام عالم صائن الدین ... ابو محمد بن عبدالعزیز الجیلی الشافعی، بغداد کے مدرسہ نظامیہ کے مفتی، فقیہ اور اس کے مدرس، ان کی شیخ ابو اسحاق کی کتاب التنبیہ پر ایک شرح بھی ہے، ربیع الاول میں وفات پائی۔

شیخ امام عالم خطیب ادیب ابو محمد حمد بن حمید ... شیخ، امام، عالم، خطیب اور ادیب ابو محمد حمد بن حمید بن محمود بن حمید بن ابی الحسن بن ابی الفرج بن مفتاح التمیمی دینوری، وہاں کے خطیب و مفتی، شافعی المسلک فقیہ، نظامیہ میں فقہ حاصل کیا پھر اپنے شہر دینور واپس آگئے، کئی کتابیں لکھیں، علامہ ابن الساعی نے ان سے یہ شعر نقل کر بیان کئے

مجھے محبت کی روایت، یکتائے نابغہ علم سے، میرے عشق نے بیان کی، نیم کی گزرگاہ، تنے، گنجان وادی اور نجد کے نیوں
سے کہ میرا عشق اور آہ دونوں مل گئے ہیں اور کبھی جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ مجھے قبر میں رکھا جائے۔

علامہ ابو شامہ نے ذیل میں شہاب سہروردی مصنف عوارف المعارف کی وفات کا تذکرہ اس سال میں کیا ہے، انہوں نے ذکر کیا کہ ان کی پیدائش ۵۳۹ھ میں ہوئی، ان کی عمر ۹۰ سال سے متجاوز تھی، جبکہ سبط ابن الجوزی نے ان کی تاریخ وفات ۵۳۰ھ بیان کی ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

حلب کے قاضی القضاۃ ... ابوالمحاسن یوسف بن رافع بن تمیم بن عتبہ بن محمد الاسدی الموصلی الشافعی، فاضل ادیب مقری اور بادشاہوں کے ہاں بڑے معظم شخص تھے، حلب میں مقیم ہوئے اور اس کے قاضی بنے، ان کی تصانیف اور اشعار ہیں، اس سال وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ابن الفارض[1] ... علم سلوک، صوفیوں کا وہ طریقہ جو اتحاد کی طرف منسوب ہیں، تائیہ قصیدے کے کہنے والے، ابوحفص عمر بن ابی الحسن علی بن المرشد بن علی اصلاً حموی پیدائش ور ہائش و وفات کے لحاظ سے مصری ہیں، آپ کے والد مردوں و عورتوں کے فرائض لکھتے تھے، ان کے بارے میں ہمارے کئی مشائخ نے ان کے مذکورہ قصیدے کی وجہ سے کلام کیا ہے، شیخ ابوعبداللہ الذھبی نے میزان میں ان کا ذکر کیا ہے ان پر جرح کی، اس سال ستر سال کے قریب عمر میں وفات پائی۔

آغاز ۶۳۳ھ

اس سال "کامل" اور اس کے بھائی "اشرف" نے نہر فرات کو قطع کیا اور ان چیزوں کی اصلاح کی جو رومیوں کی فوج نے تباہ کی تھیں، "کامل" نے قلعہ الرھا کو خراب کیا اور دنیسر میں سخت جنگ برپا کی، بدرالدین حاکم موصل کا خط آیا کہ رومی سوطلب کردہ کے ساتھ متوجہ ہوئے ہیں ہر طلب پانچ سو شہسواروں پر مشتمل ہے، تو دونوں بادشاہ جلد ہی دمشق لوٹ گئے اور رومی لشکر اپنے علاقے جزیرہ کی طرف لوٹ گیا، اور انہوں نے پھر سے وہی محاصرہ کرلیا جو پہلے تھا، اس سال تاتاری اپنے علاقوں کی طرف لوٹ گئے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس سال فوت ہونے والے حضرات

ابن عنین، شاعر ان کا تذکرہ ۶۳۰ھ کے ذیل میں گزر چکا ہے۔

الحاجری الشاعر ... ان کی مشہور کلیات ہیں، یہ عیسیٰ بن سنجر بن بہرام بن جبرائیل بن خمارتکین بن طاشتکین الاربلی، لاجواب شاعر تھے، علامہ ابن خلکان نے ان کے حالات بیان کئے ہیں اور ان کے اشعار کا بہت بڑا حصہ ذکر کیا ہے اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی ضیاء الدین عیسیٰ سے وحشت کھاتے ہوئے اسے خط لکھا:

اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ تیرے فراق نے سوائے چند سانس کے میرے لئے کچھ نہیں چھوڑا، اے وہ شخص جس کی نزدیکی، امید ہے، پس تو اپنا خط بھیج دے میں اسے اپنی تعزیت کا سامان بنالوں گا ہوسکتا ہے کہ شدت اشتیاق کی وجہ سے میں اس کے پہنچنے سے پہلے ہی فوت ہوجاؤں۔

اور انہوں نے "تل" کے متعلق کہا:

وہ باریک کمر جوان جس کے بالوں اور پیشانی کی وجہ سے مخلوق اندھیرے اور روشنی میں ہوگئی، تم لوگ اس کے رخسار میں لگے تل کا انکار مت کرو پورا گڑھا سیاہ نقطہ سے بھرا ہوا ہے۔

ابن دحیہ[2] ..... ابوالخطاب عمر بن الحسن بن علی بن محمد بن فرج بن خلف بن قومس بن مزلال بن بلال بن بدر بن احمد بن دحیہ الکلبی الحافظ، حدیث میں اہل مصر کے شیخ ہیں، پہلے شخص ہیں جنہوں نے دارالحدیث کاملیہ میں بالفعل مشیخیت حدیث کا آغاز کیا۔

علامہ سبط ابن الجوزی فرماتے ہیں مسلمانوں کی ملامت کرنے اور انہیں تہمت لگانے میں یہ ابن عنین کی طرح تھے اور اپنے کلام میں بڑھا چڑھا کے بیان کرتے تھے اسی وجہ سے لوگوں نے انہیں جھوٹا قرار دے کر ان سے روایت حدیث لینا ترک کردی، کامل پوری طرح ان کی طرف متوجہ تھا،

---

(۱) تکملة ابن صابونی ۷۰/۲ العبر ۱۲۹/۵ میزان الاعتدال ۲۶۶/۳ حسن المحاضرة ۲۴۶/۱

(۲) حسن المحاضرة ۲۶۱/۱ دول الاسلام ۱۰۳/۲ نفح الطیب ۳۶۸/۱

جب یہ حال معلوم ہوا تو ان سے دارالحدیث لے لیا اور ان کی توہین کی، ربیع الاول کو قاہرہ میں فوت ہوئے اور مصر کے عام قبرستان میں دفن ہوئے۔

علامہ شیخ ابوشامہ فرماتے ہیں کہ ان کے متعلق علامہ سخاوی کے عمدہ اشعار بھی ہیں اور علامہ ابن خلکان نے بھی ان کا نسب بیان کرنے کے بعد ان کے خط دست سے لکھے ہوئے اشعار ذکر کئے ہیں، اور یہ بھی ذکر کیا کہ ان کی والدہ امۃ الرحمٰن بنت ابی عبداللہ بن البسام موسیٰ بن عبداللہ بن الحسین بن جعفر بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی الحسین بن علی بن ابی طالب تھیں، اسی وجہ سے وہ اپنے خط قلم سے لکھتے ذوالنسبین ابن دحیہ ابن الحسن والحسین۔

علامہ ابن خلکان فرماتے ہیں کہ یہ بڑے عالم اور مشہور فاضل علم حدیث اور متعلقات حدیث میں ماہر، نحو، لغت، ایام عرب، اور ان کے اشعار کی پہچان رکھتے تھے، بلاد مغرب میں اشتغال علم کیا پھر شام کا سفر کیا اس کے بعد عراق گئے ۶۰۴ھ میں اربل سے گزرے تو وہاں کا بادشاہ معظم مظفر الدین بن زین الدین، میلاد شریف کا اہتمام کرتے نظر آیا تو اس کی خاطر ''التنویر فی مولد السراج المنیر'' تیار کی اور بذات خود بادشاہ کے سامنے پڑھی، تو اس نے بطور انعام ایک ہزار دینار دیئے، ان کا بیان ہے کہ ہم نے ملک معظم کو ۶۲۶ھ میں چھ مجلسوں کے اندر سنائی۔

میں (ابن کثیر) سمجھتا ہوں کہ یہ کتاب میں نے دیکھی ہے اور میں نے اس سے عمدہ عمدہ باتیں نقل بھی کی ہیں، علامہ ابن خلکان فرماتے کہ اس کی پیدائش ۵۴۴ھ کو ہوئی یہ بھی کہا گیا کہ ۵۴۶ھ یا ۵۴۹ھ اور وفات اس سال پائی، ان کے بھائی ابوعمرو عثمان، ان کے بعد مصر کے کاملیہ دارالحدیث میں شیخ الحدیث رہے اور ان کی وفات کے بعد وفات پائی، میں سمجھتا ہوں کہ لوگوں نے ان پر کئی طرح کی باتیں باندھنے کی کوشش کی ہے اور بعض نے انہیں نماز مغرب کی قصر کے بارے میں حدیث وضع کرنے کی تہمت لگائی ہے میں ان کی سند پر مطلع ہونا چاہتا تھا تا کہ پتہ چلے ان کے رجال کیسے ہیں؟ اور علماء کا اس پر اتفاق واجماع ہے جیسا کہ ابن المسند ر نے ذکر کیا ہے کہ نماز مغرب کی قصر نہیں، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہمیں اور اسے معاف فرمادے۔

آغاز ۶۳۴ھ

اس سال تاتاریوں نے منجنیقیں نصب کر کے اربل کا محاصرہ کیا، اور فصیلیں پھلانک کر شہر میں داخل ہوئے یوں زبردستی فتح کر لیا، لوگوں کو قتل کیا ان کی اولاد کو قیدی بنایا ایک مدت تک قلعہ بند رہا جس میں خلیفہ کا نائب تھا اوپر سے موسم بہار بھی داخل ہو گیا تو انہوں نے قلعے کو کھیڑا اور اس کے شہروں میں جا گھسے، کہا جاتا ہے کہ خلیفہ نے ان کے لئے ایک فوج تیار کی تھی جس سے تاتاری شکست کھا گئے تھے اس سال صالح ایوب بن کامل قلعہ کیفا کے حاکم نے ان خوارزمیہ کو خدمت میں لیا جو جلال الدین کی فوج سے باقی رہ گئے تھے اور رومی سے جدا ہو گئے تھے اس سے صالح ایوب کی جمعیت خاطر میں اضافہ ہوا، اسی سال اشرف موسیٰ بن عادل نے اپنے بھائی کامل سے رقہ کا مطالبہ کیا تا کہ وہ اس کی قوت اور جانوروں کے لئے چارے کا باعث بنے جب وہ دریائے فرات کو پہلے پہل اپنے بھائی کے ہمراہ پار کرے گا تو ''کامل'' نے اسے کہا کہ کیا اسے دمشق بنی امیہ کی حکومت کافی نہیں۔

اس پر اشرف نے امیر فلک الدین بن المسیری کو کامل کے پاس بھیجا ''کامل'' نے سخت جواب دیا اور کہا وہ بادشاہت لے کر کیا کرے گا؟ اسے گلوکاراؤں کا میل جول اور ان کے فن کی تعلیم کافی ہے اس کی وجہ سے اشرف ناراض ہو گیا اور ان دونوں کے درمیان وحشت پھوٹ پڑی، اشرف نے حماۃ، حلب اور بلاد شرق پیغام بھیجے اور وہاں کے بادشاہوں سے اپنے بھائی کے خلاف ملک میں بڑا فساد برپا کرتا، کیونکہ اس کے کرم اور شجاعت کی وجہ سے دیگر بلاد کے ملوک اس کی طرف میلان رکھتے تھے جبکہ ''کامل'' کنجوس تھا لیکن موت نے اسے اس کا موقع نہ دیا اور اس سال کی ابتداء میں فوت ہو گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اس سال وفات پانے والے مشہور حضرات

ملک عزیز ظاہر(۱): حاکم حلب محمد بن سلطان ملک ظاہر غیاث الدین غازی بن ملک ناصر صلاح الدین فاتح بیت المقدس شریف، وہ

(۱) تاریخ ابن الوردی ۲/۲۳۶، الحوادث الجامعۃ ۹۶، شذرات الذھب ۵/۱۶۸، العبر ۵/۱۴۰

اور اس کا والد اور بیٹا ناصر، ناصر کے زمانہ حکومت میں حاکم حلب کے دوست تھے، اور عزیز کی والدہ خاتون بنت ملک عادل ابی بکر بن ایوب تھی، یہ خوبرو، سخی اور پاک دامن تھا، ۲۴ سال کی عمر میں وفات پائی، اس کی حکومت کو پلٹنے والا طواشی شہاب الدین تھا جو اس کے امراء میں سے تھا اس کے بعد اس کے بیٹے ناصر صلاح الدین یوسف نے حکومت سنبھالی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

صاحب الروم۔۔۔ کیقباد ملک علاء الدین بلاد روم کا بادشاہ، یہ عظیم اور اچھی سیرت کا بادشاہ تھا، عادل نے اپنی بیٹی سے اس کی شادی کی تھی جو صاحب اولاد ہوئی، ایک وقت اس نے جزیرہ کے علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا اور اکثر علاقے کامل محمد کے ہاتھ سے چھین لئے تھے اور اشرف کے ساتھ جو خوارزمی تھے انہیں شکست دی، اللہ تعالیٰ دونوں پر رحم فرمائے۔

الناصح الحنبلی۔۔۔ تین محرم شیخ ناصح الدین عبدالرحمٰن بن نجم بن عبدالوھاب بن الشیخ ابی الفرج الشیرازی نے وفات پائی، یہ لوگ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہیں، ناصح ۵۵۴ھ میں پیدا ہوئے، قرآن شریف پڑھا حدیث کا سماع کیا کبھی کبھار وعظ بھی کہتے تھے، ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ وہ شیخ حافظ عبدالغنی کی حیات میں وعظ کہتے تھے۔ اور یہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے جبل میں واقع مدرسہ صالحیہ میں درس دیا، یہ مدرسہ انہیں کی خاطر تعمیر کیا گیا تھا، ان کی کئی تصنیفات ہیں، ابن المغنی بغدادی سے شرف تلمذ حاصل ہے، بڑے صالح اور فاضل شخص تھے صالحیہ میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئی۔

الکمال بن المھاجر۔۔۔ تاجر ہیں، لوگوں پر صدقات وخیرات اور ان پر کثرت سے احسانات کرتے تھے دمشق میں جمادی الاولیٰ میں اچانک وفات ہوئی اور قاسیون میں دفن ہوئے اشرف نے ان کے اموال پر قبضہ کر لیا ان کا ترکہ تین لاکھ دینار کے قریب تھا ان میں ایک تسبیح تھی جس میں موتیوں کے سو دانے تھے ہر دانہ کبوتر کے انڈے کے برابر تھا۔

شیخ حافظ ابوعمرو عثمان بن دحیہ۔۔۔ حافظ ابوالخطاب بن دحیہ کے بھائی، دارالحدیث کاملیہ کے نگران مقرر ہوئے جب ان کے بھائی معزول کر دیئے گئے اور اسی سال فوت ہوئے، صناعت حدیث میں نادر شخصیت تھے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

قاضی عبدالرحمٰن تکریتی۔۔۔ کرک کے حاکم اور مدرسہ زبدانی کے مدرس، پھر جب اس مدرسہ کو اوقاف میں لے لئے گئے تو آپ قدس روانہ ہو گئے وہاں سے دمشق پہنچے وہاں قاضی کی نیابت کرتے، بڑے عالم فاضل، پاکدامن اور نفیس الطبع شخص تھے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

آغاز ۶۳۵ھ

اس سال اشرف اور پھر اس کے بھائی کامل کی وفات ہوئی، رہا اشرف موسیٰ بن عادل دارالحدیث اشرفیہ جامع توبہ اور جامع جراح کا بانی تو وہ اس سال کی چار محرم بروز پنج شنبہ قلعہ منصورہ میں فوت ہوا، اور وہیں دفن کیا گیا پھر جب اس کی وہ قبر جو کلاسہ کی شمالی جانب تھی تیار ہوگئی تو جمادی الاولیٰ میں منتقل کر دیا گیا، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

پچھلے سال کے رجب میں اس کی بیماری کا آغاز ہوا، مختلف دواداروکئے گئے اس کی حالت یہ تھی کہ جب مرہم پٹی کرنے والے ڈاکٹر اس کے سر سے ہڈیاں نکال رہے تھے تب بھی وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہا تھا، پھر جب سال کا آخر ہوا تو مرض بڑھنے لگا اور بڑی شدت کے ساتھ دست آنے لگے اور کافی کمزوری لاحق ہوگئی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی تیاری شروع کر دی، دو سو غلام اور لونڈیاں آزاد کیں، اور فروخشاہ کا وہ گھر جسے دارالسعادۃ کہا جاتا تھا وقف کر دیا اور نیرب میں واقع باغ اپنے دونوں بیٹوں کو، بہت زیادہ مال صدقہ کیا، اس کے پاس وہ کفن لایا گیا جو اس نے ان فقراء اور مشائخ صالحین کے پاس سے ملاقات کے وقت تیار کیا تھا، مرحوم کریم حلیم، بہادر، سخی اور اہل علم خصوصاً اہل حدیث اور اپنے نیک رشتہ داروں پر بڑا فیاض تھا اس

نے ان کے لئے دارالحدیث پہاڑی دامن میں اور شافعیہ کے لئے شہر میں بنوایا اور اس میں حضور ﷺ کا وہ نعل مبارک رکھا جسے نظام ابن حدید تاجر سے طلب کرنے پر بڑا حریص رہا، یہ نظام اس کے دینے میں بڑا کنجوس آدمی تھا اشرف نے چاہا کہ اس کا ایک ٹکڑا ہی حاصل کر لے لیکن پھر ارادہ ترک کر دیا کہ مبادا وہ پورا ہی لے جائے۔

ادھر اللہ تعالیٰ نے ابن احدید کی موت دمشق میں مقدر فرمائی، اس نے مرتے وقت نعل مبارک کی وصیت ملک اشرف کے لئے کر دی تھی اس کے بعد اشرف نے وہ دارالحدیث میں رکھ دیا اس دارالحدیث کے لئے عالیشان نفیس کتب منتقل کیں اور عقیبہ میں جامع توبہ بنایا اس سے قبل یہ زنجاری کا سرائے تھا جس میں کئی منکرات کا رواج تھا اس کے بعد مسجد القصب، جامع جراح، اور مسجد دارالسعادہ تعمیر کی اس کی پیدائش ۵۷۶ھ میں ہوئی اور پرورش قدس شریف میں امیر فخر الدین عثمان زنجاری کی زیر کفالت ہوئی، اس کا والد اور اسی طرح اس کا بھائی معظم اس سے بڑی محبت کرتے تھے، پھر اس کے والد نے اسی جزیرہ کے کئی شہروں کا نائب مقرر کر دیا جس میں الرھا اور حران شامل ہیں، پھر جب یہ خلاط کا بادشاہ بنا تو اس کی مملکت وسیع ہوگئی یہ لوگوں میں بڑا عفیف اور نیک سیرت تھا اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے علاوہ کسی کو نہ پہنچتا تھا باوجود یکہ وہ مے خوری کرتا تھا اور یہ بڑی قابل تعجب بات ہے۔

علامہ سبط ابن الجوزی نے اس سے حکایت نقل کی ہے کہ میں نے ایک خلاط کا یہ منظر دیکھا، اچانک ایک خادم آیا اور کہنے لگا دروازے پر ایک عورت آنے کی اجازت چاہتی ہے پھر وہ اندر آئی وہ اتنی خوبصورت تھی کہ اس سے حسین میں نے نہیں دیکھی، وہ مجھ سے پہلے خلاط کے بادشاہ کی بیٹی تھی، اس نے ذکر کیا کہ حاجب علی نے اس کے گاؤں پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور اس وجہ سے اسے کرائے کے گھروں کی ضرورت پڑی، اور یہ کہ وہ عورتوں کے کپڑوں پر نقش ونگار کرکے گزارا کرتی ہے، تو میں نے اس کی زمین وجائداد اسے لوٹانے کا حکم دیا اور ساتھ ہی اس کے رہنے کے لئے ایک گھر کا فرمان جاری کیا، جب وہ داخل ہوئی تھی تو میں اس کے لئے کھڑا ہوا تھا، اور اسے اپنے سامنے بٹھایا میں نے اسے چہرہ ڈھانپنے کا حکم دیا جب اس نے نقاب کھولا تھا، اس کے ساتھ ایک بوڑھی عورت بھی تھی، جب وہ اپنے مقدمے سے فارغ ہوئی تو میں نے کہا اللہ کا نام لے کر تو کھڑی ہو، تو اس بوڑھی عورت نے کہا اے بادشاہ! یہ تو اس لئے آئی تھی کہ اس رات تیری خدمت کا سامان بنے، میں نے کہا معاذ اللہ! ایسا نہیں ہوسکتا، مجھے اپنی بیٹی کا خیال ذہن میں آتا کہ کہیں اسے یہ مصیبت پہنچے جو اسے پہنچی ہے تو کیا ہوتا،؟ پھر وہ عورت ارمنی زبان میں یہ کہتے ہوئے کھڑی ہوگئی کہ اللہ تیری پردہ پوشی فرمائے جیسے تو نے میری پردہ پوشی کی، میں نے کہا جب کوئی ضرورت پیش آئے تو مجھے اطلاع کرنا میں پوری کردوں گا، پھر وہ مجھے دعا دیتے ہوئے رخصت ہوگئی۔

اس کے جانے کے بعد میرے دل نے مجھے کہا کہ حرام سے بچنے کے لئے حلال میں کشادگی ہے، اس سے شادی کرے، میں نے کہا نہیں بخدا ایسا کبھی نہیں ہوگا، حیا، سخاوت اور مروت کہاں گئی؟

اس کا بیان ہے کہ میرے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ وفات پا گیا اور پیچھے ایک بیٹا چھوڑا کہ اس جیسا حسین شکل وصورت والا ان شہروں میں کوئی نہ ہوگا میں اس سے محبت کرتا تھا اور اسے اپنے نزدیک کر لیا، جو شخص میری تدبیر نہیں سمجھ سکا تھا وہ مجھے اس کے متعلق تہمت لگاتا، تقدیر سے اس نے کسی انسان پر زیادتی کی اور اسے قتل کر ڈالا، مقتول کے اولیاء نے اس کے خلاف مجھے شکایت کی، میں نے کہا تم ثابت کرو کہ اس نے قتل کیا ہے چنانچہ انہوں نے ثابت کر دیا اس پر میرے بادشاہوں نے اس کی مدافعت کی اور انہیں عشر دیت وقصاص سے راضی کرنا چاہا، لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا، وہ میرے انتظار میں راستے میں کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے ہم نے ثابت کر دیا کہ اس نے قتل کیا ہے میں نے کہا اسے پکڑ لو، چنانچہ انہوں نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا اگر میرا ملک مجھ سے اس کا فدیہ مانگتا تو میں ادا کر دیتا مگر میں نے اللہ تعالیٰ سے حیا کی کہ میں اپنے حظ نفس اور دلی خواہش کے خاطر شریعت کا مقابلہ کروں، رحمہ اللہ تعالیٰ وعفا عنہ۔

۶۲۶ھ میں جب وہ دمشق کا بادشاہ بنا تو اس کے منادی نے یہ اعلان کیا کہ فقہاء میں سے کوئی بھی تفسیر، حدیث اور فقہ کے علاوہ کسی علم میں مشغول نہ ہو، جس نے علم منطق اور علوم اوائل میں اشتغال کیا تو اس کو جلاوطن کر دیا جائے گا اس کی وجہ سے شہر انتہائی امن وانصاف اور بہت زیادہ صدقات وخیرات کی حالت میں تھا، رمضان کی تمام راتوں میں قلعہ کا دروازہ بند نہ ہوتا، اور حلووں کی پلیٹیں قلعہ سے باہر جامع، سراؤں، خانقاہوں اور

صالحیہ میں نیک لوگوں کو فقراء اور رؤساء وغیرہ کی طرف بھیجی جاتیں وہ زیادہ تر مسجد ابی درداء میں بیٹھتا جو اس نے قلعہ کے اندر مزین کر کے بنوائی تھی، بابرکت عزت والا کبھی کسی معرکہ میں اس کا جھنڈا نہیں ٹوٹا، اس نے بغداد سے زبیدی کو بلا بھیجا جس سے اس نے اور لوگوں نے صحیح بخاری کا سماع کیا اس کا میلان حدیث اور اہل حدیث علماء کی طرف تھا جب اس کی وفات ہوگئی تو لوگوں نے اسے خواب میں دیکھا کہ اس نے سبز کپڑے پہنے ہیں اور وہ صلحاء کی جماعت کے ساتھ اڑ رہا ہے تو خواب دیکھنے والے نے پوچھا یہ کیا وجہ ہے تو تو شراب کا عادی تھا؟ وہ بدن جس کے ساتھ ہم یہ افعال کیا کرتے تھے تمہارے پاس رہ گیا ہے اور یہ روح جس کی وجہ سے ہم صلحاء سے محبت کرتے تھے، تو یہ ان کے ساتھ ہے۔ بیشک اس نے سچ کہا۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے "انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اسے محبت ہوگی" اپنے بعد اس نے اپنے بھائی صالح اسماعیل کے لئے بادشاہت کی وصیت کی تھی جب اس کا بھائی فوت ہوا تو وہ بادشاہ کی سواری میں سوار ہوا اور لوگ اس کے سامنے پیدل چلے اور اس کی ایک جانب حاکم حمص اور عز الدین ایبک معظمی نے اس کے سر پر غاشیہ اٹھایا۔

پھر دمشقیہ کی ایک جماعت نکلی جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ کامل کے ساتھ تھے ان میں عالم تعاسیف اور ابن مزہر کی اولاد تھی اس نے انہیں بصری میں قید کیا اور حریری، قلعہ عزاز سے چھڑایا، اور اس پر یہ شرط عائد کی کہ وہ دمشق میں داخل نہ ہو پھر کامل مصر سے آیا تو اس کے ساتھ ناصر داؤد حاکم کرک نابس اور قدس میں مل گیا، انہوں نے دمشق کا بڑا مضبوط گھیراؤ کر لیا، صالح اسماعیل نے اسے قلعہ بنایا تھا اور پانی کاٹ لیا، اور کامل نے بردی کا پانی ثورا کی طرف لوٹا دیا، عقیبہ اور قصر حجاج جلا دیا گیا، بہت سے لوگ بے سروسامان ہوگئے اور کئی جل گئے، بہت سی مصیبتیں کھڑی ہوگئیں، آخر کار جمادی الاولیٰ میں یہ حال ہوا کہ صالح اسماعیل نے دمشق اپنے بھائی کامل کے سپرد کر دیا اور یہ شرط رکھی کہ بعلبک اس کے پاس رہے گا۔

یوں معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا اس کے درمیان صلح قاضی محی الدین یوسف بن شیخ ابوالفرج بن الجوزی کے ہاتھ پر ہوئی اس کا اتفاق یوں پیش آیا کہ وہ خلیفہ کی جانب سے دمشق آنے والے قاصدوں کے ہمراہ آئے تھے، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

کامل دمشق میں داخل ہوا تو حیات کے قید خانے سے الفلک بن المسیری کو رہا کیا جسے قلعہ میں اشرف نے ودیعت رکھا تھا، اشرف کو اس کی قبر میں منتقل کر دیا گیا، بروز سوموار ۶ ربجمادی الثانی کو کامل نے یہ حکم صادر کیا کہ جامع مسجد کی امامت بڑے امام کے علاوہ کوئی مغرب کی نماز نہ پڑھائے کیونکہ ایک ہی وقت میں ان سب کے اجتماع سے تشویش و اختلاف کا اندیشہ پیدا ہوگیا تھا یہ اس نے بہت اچھا کیا، تراویح کی نماز کے بارے میں بھی اس نے ہمارے زمانے میں یہی کیا، یوں تمام لوگ پہلے محراب میں منبر کے پاس ایک جو امام کے پیچھے مجتمع ہوگئے تو وہاں اس دن حلبیہ میں مزاحلی کے پاس کوئی امام نہ رہا اگر وہ چھوڑ تا تو اچھا ہوتا، واللہ اعلم۔

تذکرہ وفات ملک کامل [1]

محمد بن عادل رحمہ اللہ تعالیٰ، "کامل" نے دو ماہ حکومت کی پھر اسے مختلف امراض لاحق ہوگئے، ان میں سے کھانسی، دست، حلق میں نزلہ کا گرنا اور دونوں پاؤں میں درد نقرس وغیرہ شامل ہیں، اس کی وفات اتفاق سے گاؤں کے ایک چھوٹے سے گھر میں ہوئی یہ وہی گھر ہے جہاں اس کے چچا ملک ناصر صلاح الدین کی وفات ہوئی تھی۔

کامل کی ہیبت کے باعث موت کے وقت کوئی بھی نہ تھا بلکہ جب لوگ اس کے پاس آئے تو اسے مردہ پایا، رحمہ اللہ تعالیٰ، اس کی پیدائش ۵۷۶ھ میں ہوئی، یہ "مودود" کے بعد "عادل" کا سب سے بڑا بیٹا تھا، عادل نے بادشاہت کی وصیت اسی لئے کی تھی کیونکہ وہ اس کی شان، کمال عقل اور پوری معرفت سے واقف تھا، "کامل" بڑا ذہین اور علماء سے محبت کرتا تھا ان سے مشکل سوالات کرتا، صحیح مسلم پر اس کی اچھی تقریر ہے، نہایت ذکی اور ہیبتناک اور سخت جنگجو تھا، عادل، منصف اور بڑی عزت و حرمت اور طاقت و غلبے والا شخص تھا، تین سال مصر کا بادشاہ رہا، اس کے زمانہ حکومت میں راستے پُر امن، رعایا ایک دوسرے سے انصاف سے پیش آتے، کوئی کسی پر ظلم کرنے کی جرأت نہ کرتا، فوجیوں کی ایک جماعت کو سولی پر لٹکایا جنہوں نے آمد کی زمین میں کسی کسان کے جوتے لئے تھے۔

کسی رکاب دار نے اس سے شکایت کی کہ اس کے مالک نے چھ ماہ اس سے بلا تنخواہ کام لیا ہے اس نے فوجی کو بلا کر اس کی وردی رکابدار کو اور

(۱) تاریخ ابن العربی ۲۰۵، حوادث جامعہ ۱۰۷، العبر ۱۴۳، النجوم الزاہرۃ ۶/۲۲۷

رکابدار کے کپڑے فوجی کو پہنائے، اور فوجی کو یہ حکم دیا کہ وہ رکابدار کی اسی حالت میں چھ ماہ خدمت کرے وہ رکابدار کے پاس فوج میں حاضر ہوتا اور خدمت کرتا یہاں تک کہ مدت پوری ہوگئی اس سے لوگوں نے بہت ادب حاصل کیا۔

دمیاط کی سرحد مسلمانوں کو واپس کرنے میں اس کا بڑا کارنامہ ہے اگرچہ بعد میں فرنگیوں نے اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے اس پر قبضہ کرلیا، یہ ان کے مقابلہ میں چار سال تک رہا بالآخران سے اسے چھڑالیا جب اس نے اس سرحد کو ان سے چھڑایا اور واپس لیا تو یہ ایک اجتماع کا دن تھا جیسا کہ ہم تفصیل ذکر کر آئے ہیں۔

اس کی وفات، اس سال کی ۲۲ رجب کی رات ہوئی، اور قلعہ میں دفن کیا گیا تا آنکہ اس کی وہ قبر جو جامع کی شمالی دیوار کے پاس کھڑکیوں والی تھی مکمل ہوگئی جس کے پاس ابن سنان کا گنبد ہے وہ صبیہ کے پاس کندیہ ہے وہاں سے اسے جمعہ کی رات اس سال کی ۲۱ رمضان کو منتقل کیا گیا۔

اس کے وہ شعر جن کے ذریعے اپنے بھائی اشرف کو بلاد جزیرہ سے ابھار رہا تھا جب وہ دمیاط کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔

اے میری حاجت پوری کرنے والے! اگر تو حقیقت میں میری حاجت روائی کرنے والا ہے تو بغیر کسی قید اور توقف کے رخت سفر باندھ لے، منزلوں اور شہروں کو طے کر اور اپنا اونٹ ملک اشرف کے دروازے کے علاوہ مت بٹھا، اس کے ہاتھ چوم لے، تو سلامت رہے، اور اسے میری طرف سے مہربانی اور نرمی سے کہہ، اگر تیرا بھائی عنقریب چل بسا تو تو اسے ہندوستانی تلوار اور سیدھے کیے ہوئے نیزے کے درمیان پڑا ہوا مے گا، اور اگر تو اس کی مدد و نصرت میں سستی کرے گا تو تو بروز قیامت کھلے میدان میں ملاقات کرے گا۔

اس کے بعد کے واقعات : اس نے اپنے بیٹے عادل کو جو ابھی چھوٹا تھا دیار مصریہ اور بلاد دمشقیہ کا ولی عہد بنایا اور اپنے بیٹے ''صالح ایوب'' کو جزیرہ کے علاقوں کا امراء کو اس کا فرمان بھی جاری کردیا، رہا دمشق تو وہاں کے امراء نے ملک ناصر داؤد بن معظم اور ملک مظفر الدین یونس بن مودود بن ملک عادل کے بارے میں اختلاف کیا، عماد الدین بن شیخ کا جھکاؤ جواد کی طرف تھا اور دوسروں کا ناصر کی طرف وہ ''دار اسامہ'' میں ٹھہرا ہوا تھا جواد کی امارت و حکومت درست ہوگئی، ناصر کی طرف قاصد آئے کہ وہ شہر سے نکل جائے تو وہ دار اسامہ سے سوار ہوا لوگ اس کے پیچھے پیچھے تھے انہیں اس کی ولایت و بادشاہت میں کوئی شک نہ تھا۔

وہ قلعہ کی گلی کی طرف چلا جب عمادیہ کے پاس سے گزرا تو اس نے اپنے گھوڑے کے سر کو باب الفرج کی طرف موڑا، لوگوں نے چیخ چیخ کر کہا نہیں نہیں سو وہ چل پڑا اور مقام برزہ کے پاس قابون میں اترا، بعض اشرفی امراء نے اس کے گھوڑے کی لگام تھام لی اور آگے آگے چلنے لگا، رات اس نے ''ام حکیم'' کے محل میں گزاری، لوگ بھی اس کے پیچھے ہولئے پھر وہ عجلون کی طرف بڑھا اور اسے قلعہ بنا کر امن میں ہوگیا۔

جواد : رہا جواد تو اس نے شاہی گاڑی میں سواری کی، مال خرچ کیا اور امراء کو خلعتیں عنایت کیں، علامہ سبط ابن الجوزی فرماتے ہیں کہ اس نے چھ کروڑ دینار اور پانچ لاکھ خلعتیں تقسیم کیں، شراب اور ٹیکس کو ختم کیا، اچکوں کو ملک بدر کیا، دمشق میں اس کی حکومت قائم ہوگئی، مصری اور شامی امراء اس کے پاس جمع ہوگئے، ناصر داؤد عجلون سے غزہ اور بلاد کی طرف روانہ ہوا اور اس پر قبضہ کرلیا، جواد اس کے تعاقب میں شامی اور مصری فوجوں کے ساتھ نے کر نکلا اور اشرفیہ سے کہا کہ اس سے خط و کتابت رکھو اور اسے لالچ دلاؤ، جب ان کی طرف سے سات سو سواروں کے ساتھ نابلس واپس آ گیا جواد نے اس کا رخ کیا اس وقت وہ جینین میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا اور ناصر سبسطیہ میں مقیم تھا ناصر اس کے خوف سے فرار ہوگیا جواد نے اس کے سامان اور ذخائر پر قبضہ کرلیا جس کی وجہ سے انہیں خوشحالی حاصل ہوئی ان کی بدولت ناصر انتہائی فقر میں مبتلا ہوگیا ناصر کرک کی طرف خالی ہاتھ لوٹا اس کا مال واسباب چھین لیا گیا تھا اور جواد غالب و منصور دمشق پہنچا۔

اس سال خوارزمیہ نے ملک صالح نجم الدین ایوب بن کامل حاکم کیفا اور وہاں کے دوسرے علاقوں کے بادشاہ کے خلاف بغاوت کی اس پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا وہ ان سے فرار ہوگیا انہوں نے اس کے اموال واسباب لوٹ لئے سنجار جا کر پناہ لی، تو حاکم موصل بدر الدین لؤلؤ نے اس کا رخ کیا تا کہ اس کا محاصرہ کر کے اسے پنجرے میں گرفتار کر کے خلیفہ کے حضور پیش کر سکے لیکن وہاں کے باسی اس (ناصر) کے تکبر و طاقت و تسلط کے

باعث اس کے بڑوں کو ناپسند سمجھتے تھے تو اس کے گرفتاری پر بہت تھوڑے سے لوگ باقی رہے اس نے خوارزمیہ سے خط وکتابت کی اور ان سے کچھ اشیاء کے وعدے پر مدد طلب کی وہ دوستوں کی صورت میں اس کی طرف آئے تاکہ اسے بدرالدین لؤلؤ سے بچاسکیں جب لؤلؤ کو ان کے آنے کی خبر ہوئی تو وہاں سے بھاگ نکلا تو انہوں نے اس کے مال واسباب پر حلہ بول دیا ان میں بے حساب وکتاب اشیاء پائیں یوں وہ اپنے شہر موصل خالی ہاتھ ناکام ونامراد لوٹا اور صالح ایوب اس کی شدت وسختی سے سلامت رہا۔

اس سال وفات پانے والے حضرات

محمد بن زید [1] .....ابن یاسین الخطیب جمال الدین دولعی، یہ اصل موصل کی طرف نسبت ہے اس نسبت کا تذکرہ ہم اس کے چچا عبدالملک بن یاسین خطیب دمشق کے ذیل میں کر آئے ہیں یہ غزالیہ کے مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ خطیب بھی تھے کسی وقت معظم نے انہیں فتویٰ دینے سے روک دیا تھا جس پر سبط ابن الجوزی نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا تھا اور اس نے یہ عذر پیش کیا کہ اس کے شہر کے شیوخ نے یہ مشورہ دیا تھا کیونکہ فتوؤں میں ان سے کافی غلطیاں سرزد ہوئی تھیں۔

یہ اپنے عہدے کی بڑی پابندی کرتے تھے حتیٰ کہ بیت الخطابہ کو ترک نہ کرتے اور باوجود بہت زیادہ مال ہونے کے بھی کبھی حج نہیں کیا، جیرون میں ایک اور جامع میں سات مدرسے وقف کئے، وفات ہوئی تو جیرون اپنے مدرسہ میں مدفون ہوئے اور خطابت کا عہدہ ان کے ایک بھائی نے سنبھالا جو لاعلم تھا وہ زیادہ دیر وہاں نہ ٹھہر سکا، بعد میں الکمال بن عمر بن احمد بن ھبۃ اللہ بن طلحہ النصیبی نے یہ عہدہ سنبھال لیا اور غزالیہ کی تدریس شیخ عبدالعزیز بن عبدالسلام کے سپرد ہوئی۔

محمد بن ھبۃ اللہ بن جمیل [2] ......شیخ ابونصر بن شیرازی، ۵۴۹ھ میں پیدا ہوئے اکثر سماع حدیث شیخ ابن عساکر سے کیا فقہ میں مشغول ہوئے اور شامیہ برانیہ میں افتاء وتدریس کا عہدہ سنبھالا، اور کئی سال عدالت کے نائب رہے، بڑی ذکی ذہن، عالم فاضل اور اخبار وتاریخ اور اشعار سے واقف تھے، کریم نفس، خوش اخلاق اور اچھے آثار کے مالک تھے، تین جمادی الثانی بروز جمعرات وفات پائی اور قاسیون میں دفن کیے گئے۔

قاضی شمس الدین یحییٰ بن برکات [3] .. ابن ھبۃ اللہ بن الحسن دمشقی، وہاں کے قاضی سنا الدولہ کے بیٹے، عالم فاضل، عادل ومنصف پاکدامن اور صحت مند شخص تھے، ملک اشرف فرماتے ہیں کہ ان جیسا دمشق کا کوئی قاضی نہیں بنا، یہ اس کے شہر مقدس کے حاکم بھی رہ چکے تھے اور دمشق میں نائب قاضی، پھر وہ مستقل حاکم بن گئے ان کی وفات ۶ ذی قعدہ بروز اتوار ہوئی، جامع میں نماز جنازہ پڑھی گئی اور قاسیون میں مدفون ہوئے، لوگوں کو ان کی وفات پر انتہائی صدمہ ہوا، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

شیخ شمس الدین بن الحوبی ......قاضی زین الدین عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن علوان الاسدی نے وفات پائی، ابن الاستاذ الحلبی سے معروف تھے اور بہاء الدین بن شداد کے بعد حلب کے قاضی رہے یہ دولت مند، عالم عارف فاضل اور خوش اخلاق وخوش اطوار تھے، ان کے والد بڑے نیک بزرگ تھے۔

شیخ صالح المعمر [4] ......ابوبکر محمد بن مسعود بن بہروز بغدادی، ان کا سماع شیخ ابوالوقت سے ۶۱۵ھ میں ظاہر ہوا تو لوگ ان سے سماع حدیث

---

(۱) دول الاسلام ۲/۱۰۲، ذیل الروضتین ۱۲۲، النجوم الزاهرة ۶/۳۰۲

(۲) دول الاسلام ۲/۱۰۶، مرآة الزمان ۸/۷۰۹، ذیل الروضتین ۱۶۶

(۳) ذیل الروضتین ۱۶۲، طبقات ابن السبکی ۵/۱۰۵، النجوم الزاهرة ۶/۳۰۱

(۴) دول الاسلام ۲/۱۰۶، النجوم الزاهرة ۶/۳۰۲، العبر ۵/۱۴۵

کرنے کے لئے جمع ہوگئے، زبیدی وغیرہ کے بعد ان سے روایت کرنے میں دنیا کے اندر منفرد ہوئے، شعبان کی ۲۹ رتاریخ ہفتہ کی رات وفات پائی۔

صارم الدین..... خطلبا بن عبداللہ شرکس کے مملوک اور ان کے بعد ان کے بیٹے کے ساتھ تبنین اور وہاں کے قلعوں کے نائب، بہت صدقات کرتے تھے اپنے آقا کے ساتھ شرکس کے گنبد میں مدفون ہوئے، انہی نے اپنے آقا کے بعد اسے تعمیر کیا تھا نیک آدمی، کم گو، ہمیشہ محاذ پر رہتے تھے، سخت جنگجو، کئی عرصہ اسلحہ بند رہے، رحمہ اللہ تعالیٰ وعفا اللہ عنہ۔

آغاز ۶۳۶ھ

اس سال ملک جواد نے صفی بن مرزوق کے خلاف حکم صادر کیا اور اس سے چار لاکھ دینار کا مطالبہ کردیا اور اسے قلعہ حمص میں قید کردیا، وہاں وہ تین سال رہا جہاں روشنی دکھائی نہیں دیتی تھی، اس سے قبل ابن مرزوق نے جواد کے ساتھ بڑے احسان کئے تھے، جواد نے اپنی بیوی کا ایک غلام جس کا نام ''ناصح'' تھا دماشقہ سے مطالبے پر مسلط کیا اس نے ان سے چھ لاکھ دینار لئے پھر اس کے بھائی فخر الدین بن شیخ سے خوفزدہ ہوگیا جو دیار مصر میں تھا اور دمشق کی حکومت سے دل برداشتہ ہوا، اس نے کہا میں حکومت کو کیا کروں گا؟ مجھے باز اور شکاری کتا اس سے زیادہ محبوب ہیں، اس کے بعد وہ شکار کے لئے نکلا صالح نجم الدین ایوب بن کامل سے مکاتبت کی تو ان دونوں نے کیفا و سنجار کے قلعے اور دمشق تک کے علاقوں کا تبادلہ کیا، صالح دمشق کا حاکم ہوا اور اس سال کے جمادی الاولیٰ کے پہلے چاند میں دمشق میں داخل ہوا اور ''جواد'' اس کے سامنے حاشیہ بردار تھا، اور جو پھا اس سے پہلے ہوا اس پر نادم تھا اس نے اس کا تدارک کرنا چاہا لیکن اس کا موقع نہ ملا وہ دمشق سے نکلا تو لوگ اسے منہ پر لعنت کررہے تھے کیونکہ اس نے ان کے مطالبات روک دیئے تھے اور صالح ایوب نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ لوگوں کا مال انہیں واپس کردے مگر وہ اس طرف متوجہ نہ ہوا وہ روانہ ہوگیا اور یہ اموال اس کے ذمہ رہے اور جب صالح ایوب کی حکومت مصر میں مضبوط ہوگئی جیسا کہ ناصح خادم کی قید میں آئے گا وہ انتہائی بری حالت میں مرا۔

''تیرا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں''۔ (سورہ فصلت آیت ۴۶)

اس سال ''صالح ایوب'' رمضان میں دمشق سے دیار مصریہ کے قصد سے روانہ ہوا تا کہ انہیں اپنے بھائی ''عادل'' سے حاصل کرے کہ وہ چھوٹا ہے وہ نابلس میں اترا وہاں قبضہ کرکے اسے ناصر داؤد کے ہاتھ سے چھڑایا، اور اپنے چچا صالح اسماعیل حاکم بعلبک کی طرف آنے کا پیام بھیجا تا کہ دیار مصریہ کی روانگی میں وہ اس کے ساتھ ہو، وہ دمشق آچکا تھا تا کہ اس کی بیعت لے، وہ اس پر صبر کرنے اور حاکم بننے لگا، اور دمشق کے امراء سے حلف لیتا رہا کہ وہ ان کا بادشاہ ہوگا، اور کوئی بھی صالح ایوب پر اس کی زبردستی و طاقت کی وجہ سے کہ اسے خبر ہو جائے گی، جرأت نہیں کرتا یہ سال گزر گیا تو وہ نابلس ہی میں مقیم تھا وہ اس کی طرف بلاوا بھیجتا رہا وہ ٹال مٹول کرتا رہا۔

اس سال وفات پانے والے نامور حضرات

جمال الدین الحصیری الحنفی..... محمود بن احمد علامہ دمشق میں حنفیہ کے شیخ، نوریہ کے مدرس اصلاً حصیر گاؤں کے ہیں جو بخارا کا علاقہ ہے وہاں ہی تفقہ حاصل کیا کئی شیوخ سے حدیث کا سماع کیا دمشق پہنچے تو حنفی شان وریاست ان پر ختم تھی، خصوصاً معظم کے ایام حکومت میں وہ آپ کے سامنے جامع کبیر پڑھتا اس پر ان کی شرح بھی ہے معظم ان کا بڑا احترام واکرام اور عزت کرتا، بڑے اشکبار کثیر الصدقات ''عاقل'' صاف ستھرے اور پاک دامن مخلص تھے بروز اتوار ۸ رصفر کو وفات پائی، صوفیاء کے قبرستان میں مدفون ہوئے، اللہ انہیں اپنی رحمت میں چھپائے، نوے سال کی عمر میں وفات پائی، ان کا پہلا سبق مدرسہ نوریہ میں ۶۱۱ھ میں ہوا، شرف داؤد کے بعد جو البرھان مسعود اس کے بعد متولی مقرر ہوئے اور اس کے پہلے مدرس تھے، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

امیر عماد الدین عمر بن شیخ..... شیخ الشیوخ صدر الدین علی بن حمویہ، یہ دمشق پر ''جواد'' کی ولایت کا سبب بنا، پھر مصر گیا تو مصر کے حاکم

عادل بن کامل بن عادل نے اسے ملامت کی اور اس سے کہا فی الحال تم دمشق واپس چلے جاؤ اور ''جواد'' کو اپنے پاس آنے کا پیام دو، بایں شرط کہ اس کے لئے اسکندریہ ہوگا دمشق کے عوض اور اگر وہ اس سے باز رہے تو میں اسے معزول کر کے تیرا وہاں نائب بن جاؤں گا، تو اس کے بھائی فخر الدین بن شیخ نے اسے ایسا کرنے سے روکا، لیکن اس نے اس کی نہ مانی اور دمشق لوٹ گیا، ''جواد'' عید گاہ کے راستے اسے ملا اور اسے اپنے پاس قلعہ میں دارالسیرہ میں ٹھہرایا اور اپنے بارے میں اسے دھوکہ میں رکھا پھر اس کی طرف ایسا شخص چپکے سے روانہ کیا جو اسے سامنے قتل کرے، ایسے آدمی کی صورت بنا کر جو اس سے مدد کا طالب ہو اس نے اس کے اموال و ذخائر پر قبضہ جمالیا، اس کا جنازہ بہت بڑا تھا اسے قاسیون میں دفن کیا گیا۔

الوزیر جمال الدین علی بن حدید ...... اشرف کا وزیر رہ چکا تھا صالح ایوب نے بھی کچھ دن وزیر رکھا، اس کے بعد فوت ہو گیا، اصلاً رقہ سے تعلق تھا اس کی بہت زیادہ جائیداد تھی جس پر گزر بسر تھی، پھر دمشق میں اشرف کا وزیر بننے کا موقع ملا، بعض شعراء نے اس کی ہجو بیان کی ہے اس کی وفات بمقام جوالیق جمادی الثانی میں ہوئی اور صوفیاء کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

جعفر بن علی [۱] ...... ابن ابی البرکات بن جعفر بن یحییٰ الھمدانی سلفی راوی، دمشق پہنچے تو ''ناصر داؤد'' کی صحبت مل گئی، دمشق کے لوگوں نے آپ سے سماع کیا ان کی وفات دمشق ہی میں ہوئی صوفیاء کے قبرستان میں مدفون ہوئے نوے سال عمر پائی۔

حافظ کبیر زکی الدین [۲] ...... ابوعبداللہ بن محمد بن یوسف بن محمد البرزالی الاشبیلی، اعتناء بالحدیث کرنے والوں میں سے ہیں اور اس میں کمال حاصل کیا اور طلبہ کو فائدہ پہنچایا، ابن عروہ کے مزار میں شیخ الحدیث تھے پھر حلب کا سفر کیا تو حماۃ میں اس سال کی ۱۴ رمضان کو وفات پائی، یہ ہمارے شیخ حافظ علم الدین بن ابوالقاسم بن محمد البرزالی، کے دادا ہیں، جو دمشق کے مؤرخ ہیں جنہوں نے شیخ شہاب الدین ابوشامہ کی کتاب کا تکملہ لکھا ہے اور میں نے بھی ان کی کتاب پر الحمد للہ اضافہ کیا ہے۔

آغاز ۶۳۷ھ

اس سال کے آغاز پر دمشق کا حاکم نجم الدین صالح ایوب بن کامل نابلس کے پاس خیمہ زن تھا، اس کا چچا اس سے دیار مصریہ کی طرف آنے کا مطالبہ کر رہا تھا کیونکہ وہ اس کے حاکم ''عادل بن کامل'' سے چھن چکے تھے، صالح اسماعیل اپنے بیٹے اور ''ابن یغمور'' کو صالح ایوب کی صحبت میں روانہ کر چکا تھا یہ دونوں امراء میں مال خرچ کرتے اور صالح ایوب کے خلاف صالح اسماعیل کے حق میں حلف لیتے، جب سلسلہ ختم ہوا اور صالح اسماعیل اپنی مراد حاصل کر چکا تو اس نے صالح ایوب کی طرف اپنے بیٹے کے مطالبے کا پیام بھیجا تاکہ وہ بعلبک میں اس کا عوض ہو سکے اور وہ اس کی خدمت میں چلا آئے، صالح ایوب نے اس کے بیٹے کو روانہ کر دیا، اور جو قصہ تھا اسے نہیں سمجھ رہا تھا یہ پوری چال ابوالحسن غزال جو صالح کا طبیب تھا اس کی ترتیب سے تھی یہ بعلبک میں امینیہ کو وقف کرنے والا ہے۔ اسی وجہ سے امین کہا گیا۔

جب صفر کی ۲۷ تاریخ پیر کا دن ہوا تو صالح اسماعیل نے حملہ کر دیا اور اس کے ساتھ اسدالدین شیرکوہ، حاکم حمص تا دمشق تھا، انہوں نے اچانک باب الفرادیس کے راستے سے دمشق میں فوجیں داخل کیں تو صالح اسماعیل تو درب الشعارین کے پاس اپنے گھر اترا اور حاکم حمص اپنے گھر نجم الدین بن سلامہ نے آکر صالح اسماعیل کو مبارکباد دی اور اس کے سامنے رقص کیا اور وہ کہہ رہا تھا اپنے گھر آئے ہو، صبح ہوتے ہی انہوں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا وہاں مغیث عمر بن صالح نجم الدین تھا انہوں نے باب الفرج کی جانب سے قلعہ میں نقب لگایا اس کو بری طرح تباہ کیا اور اس میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا اور مغیث کو وہاں ایک ستون سے باندھ دیا۔

---

(۱) دول الاسلام ۲/۱۰۷ ذیل الروضتین ۱۶۷ العبر ۵/۱۴۹ شذرات الذھب ۵/۱۸۰

(۲) ذیل الروضتین ۱۶۸ شذرات الذھب ۵/۱۸۲ ھدیۃ العارفین ۲/۱۱۳

علامہ ابوشامہ فرماتے ہیں دارالحدیث اور قلعہ کے اردگرد جو دوکانیں اور گھر تھے سب جل گئے، جب یہ خبر صالح ایوب کو پہنچی تو اس کے دوست وامراء سب اس سے جدا ہو گئے اور اپنے اہل وعیال کے بارے میں صالح اسماعیل کا خوف کرنے لگے تو صالح ایوب اپنے غلاموں اور اپنی لونڈی ام خلیل کے ساتھ تنہارہ گیا اس کے متعلق کسان اور نانبائی طمع کرنے لگے۔

ناصر داؤد نے اس کی طرف حاکم کرک کو ایک خچر پر ذلت کے ساتھ سوار کر کے کہ اس کے ساتھ نہ کوئی مہمیز اور نہ مقدمہ، اس سے نابلس چھن جانے کی وجہ سے اس نے اسے اپنے پاس سات ماہ قید رکھا، عادل نے مصر سے ناصر کی طرف اپنے بھائی صالح ایوب کے مطالبے کا پیغام بھیجا اور کہا میں اسے ایک لاکھ دینار دوں گا، ناصر نے اس کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ اس کے برعکس کیا کہ صالح کو جیل سے نکال کر آزاد کر دیا وہ سوار ہو کر منزل بمنزل پڑاؤ کرتے کرتے پہنچ گیا۔

اس وقت دمشق ومصر کے بادشاہوں اور ان کے علاوہ ناصر داؤد نے جنگ کی، عادل دیار مصر سے باہر بلبیس گیا تا کہ ناصر داؤد سے جنگ کر سکے، اس کا لشکر منتشر ہو گیا امراء میں اختلاف ہو گیا انہوں نے عادل کو بیڑیاں ڈال دیں اور اسے خرگاہ میں باندھ دیا، صالح ایوب کی طرف آنے کا پیام بھیجا مگر ناصر داؤد نے پیام نہ بھیجا اور پہلے یہ شرط لگائی کہ اپنے لئے دمشق، حمص، حلب اور بلاد جزیرہ وبلاد بکر اور مصر کی نصف مملکت اور خزانوں میں پڑے اموال وجواہر اور ذخائر کا بھی نصف لے گا۔

صالح ایوب نے کہا کہ میں نے مجبوراً ان تمام شرائط کو مان لیا اور ان شرائط پر جو اس نے لگائی تھیں زمین کے بادشاہ بھی قادر نہ ہوتے اور ہم چل پڑے میں نے اس کو اپنے ساتھ ڈرتے ہوئے لے لیا کہ یہ ہونے والی بات بھی مصریوں کی چال ہوگی، مجھے اس کی ضرورت بھی نہ تھی ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ نشے میں ہوتا اور معاملات میں گڑبڑ کرتا صحیح آراء کی بھی مخالفت کرتا تھا پھر جب صالح مصریوں کے پاس پہنچا تو انہوں نے اسے اپنا بادشاہ بنا لیا وہ صحیح سالم، مؤید ومنصور کامیاب وکامران خوشی خوشی دیار مصریہ میں داخل ہوا، پھر اس نے ناصر داؤد کی طرف بیس ہزار دینار بھیجے اس نے انہیں واپس کر دیا اور قبول نہ کیا اس کی حکومت مصر میں مضبوط ہو گئی۔

رہا "جواد" تو اس نے سنجار میں بدکرداری کا مظاہرہ کیا لوگوں سے مال کا مطالبہ کیا اور ان پر سختی کی انہوں نے حاکم موصل بدرالدین لؤلؤ کو خط لکھ اس نے ان کا رخ کیا جواد شکار کے لئے نکلا ہوا تھا تو بدرالدین نے بغیر کسی رکاوٹ کے شہر کو قبضہ میں لے لیا "جواد" غانہ کی طرف چلا گیا اس کے بعد اسے خلیفہ سے خرید لیا۔

ربیع الاول میں قاضی الرفیع عبدالعزیز بن عبدالواحد الجیلی نے شامیہ برانیہ میں درس دیا، اور تین ربیع الثانی بروز بدھ شیخ عزالدین عبدالعزیز بن عبدالسلام بن ابی القاسم سلمی جامع دمشق کے خطیب مقرر ہوئے اور صالح اسماعیل حاکم روم کے لئے دمشق وغیرہ میں خطبہ دیا کیونکہ اس نے "صالح ایوب" کی مخالفت کی تھی، علامہ ابوشامہ فرماتے ہیں کہ جون زردآلو[1] کے دنوں میں بہت زیادہ بارش ہوئی بہت سی دیواریں منہدم ہوئیں اور میں ان دنوں میں "مزۃ" میں تھا۔

اس سال وفات پانے والے نامور حضرات

حاکم حمص [2]......الملک المجاہد اسدالدین شیرکوہ بن ناصرالدین محمد بن اسدالدین شیرکوہ بن شادی، اسے حمص کا حاکم، ملک ناصر صلاح الدین، اس کے والد کی وفات کے بعد ۵۸۱ھ میں بنایا تھا وہ اس میں ۵۷ سال رہا، نیک سیرت بادشاہ تھا اپنے علاقوں کو شراب، ٹیکس اور منکرات سے پاک کیا۔

حمص اس کے دور حکومت میں انتہائی پرامن اور انصاف میں تھا۔ فرنگیوں اور عربوں میں جو بھی اس کے ملک بغرض جنگ آنے کی جرأت کرتا تو

---

(۱) مشمش زردآلو مصباح اللغات ۸۲۳۔ علوی

(۲) الحوادث الجامعہ ۱۳۷۔ دول الاسلام ۲/۱۰۸۔ النجوم الزاهرة ۶/۳۱۶

یہ اسے بری طرح ذلیل کر کے بھیجتا، بنی ایوب کے بادشاہ اس سے ڈرتے تھے کیونکہ وہ ان سے زیادہ حکومت کا مستحق تھا اس کے دادا نے مصر فتح کیا تھا اوران میں سب سے پہلے بادشاہ بنا تھا، اس کی وفات حمص میں ہوئی اس کی تعزیت جامع دمشق میں کی گئی، عفا اللہ عنہ۔

قاضی الحوبی شمس الدین احمد بن خلیل ... ابن سعادہ بن جعفر الحوبی، ان دنوں دمشق کے چیف جسٹس اصول وفروع میں سے کئی فنون کے ماہر تھے، ان کی وفات ۷رشعبان بروز ہفتہ ظہر کے بعد ہوئی، ۵۵رسال مدرسہ عادلیہ میں گزارے۔

بڑے اچھے اخلاق، اچھی معاشرت کے مالک تھے، فرماتے ہیں کہ میں عہدوں کے مستحقین تک عہدے پہنچانے پر قادر نہیں ہوں، ان کی کئی تصانیف بھی ہیں ان میں سے ایک عروض ہے ان کے بارے میں علامہ ابوشامہ فرماتے ہیں کہ ''احمد بن خلیل کی حق تعالیٰ نے ایسے رہنمائی کی جیسے خلیل بن احمد کی رہنمائی کی، وہ علم عروض کے موجد تھے اور یہ احمد اس کا راز اور لکڑی ظاہر کرنے والے ہیں، رفیع الدین عبدالعزیز عبدالواحد بن اسماعیل بن عبدالھادی الحنبلی، کے بعد قضاء اور عادلیہ کی تدریس کے لئے نامزد ہوئے وہ بعلبک کے بھی قاضی تھے تو وزیر امین الدین جوسامیری تھے پھر مسلمان ہوئے انہوں نے دمشق بلالیا، صالح اسماعیل کے وزیر رہے وہ اور یہ قاضی لوگوں کے اموال ناجائز طور پر کھانے کے لئے متفق ہوگئے۔

علامہ ابوشامہ فرماتے ہیں پھر ان سے بدکرداری، سختی، فسق، ظلم، مال کا مطالبہ کرنا ظاہر ہوا، میں ابن کثیر کہتا ہوں ان کے علاوہ اور لوگوں نے ان کی نسبت ذکر کیا کہ وہ بروز جمعہ قرار کمالی کے کھڑکی کے پاس نشے کی حالت میں آئے اور شراب کی بوتلیں ہفتے کے دن تالاب عادلیہ پر دھری ہوتیں، وہ ترکات میں بہت برا رویہ اختیار کرتے، اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے مقصود کے متصادم کام میں لگایا اور اس شخص کے ہاتھوں ہلاک کرایا جوان کی سعادت کا سبب تھا جیسا کہ عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ اس کا بیان آئے گا۔

آغاز ۶۳۸ھ

اس سال صالح اسماعیل حاکم دمشق نے ''شقیف ارنون'' کا قلعہ صیدا فرنگی کے حوالہ کردیا جس کی وجہ سے اس پر شیخ عزالدین بن عبدالسلام خطیب شہر اور شیخ ابوعمرو بن الحاجب شیخ المالکیہ کا انکار سخت ہوگیا اس نے ان دونوں کو کچھ عرصہ گرفتار رکھا اور پھر رہا کر کے اپنے اپنے عہدوں پر پہنچادیا، عزالیہ کی تدریس اور خطابت کے لئے عمادالدین داؤد بن عمر بن یوسف المقدسی خطیب بیت الآبار مقرر ہوئے پھر دونوں شیخ دمشق سے باہر نکلے اور ابو عمرو ناصر داؤد کرک کا قصد کیا، شیخ عزالدین دیار مصریہ میں داخل ہوئے تو وہاں کا حاکم ایوب انہیں بڑے اکرام واعزاز سے ملا اس نے انہیں قاہرہ کا خطیب اور مصر کا قاضی بنادیا وہاں کے لوگ ان سے علم سیکھنے میں مشغول ہوگئے یہ شیخ تقی الدین ابن دقیق العید کے اساتذہ میں سے تھے۔

اس سال تاتاریوں کے بادشاہ تولی بن چنگیز خان کا قاصد مسلمانوں کے پاس اپنی فرمانبرداری اور انہیں اپنے شہر کی فصیلیں گرانے کا پیام لایا خط کا عنوان یہ تھا:

رب سماء کے نائب زمین کے چہرے کو پونچھنے والے، مشرق ومغرب کے بادشاہ ''قاآن'' کی جانب سے یہ خط ہے، یہ خط اصبہان کے ایک خوش اخلاق مسلمان آدمی کے پاس تھا تو اس نے شہاب الدین غازی بن عادل پہ آنے والے ان حالات کی خبر دی جو میافارقین میں رونما ہوئے اور ان عجائبات کی خبر دی جوان کی غربی زمین میں واقع ہوئے ان میں سے ایک یہ کہ سرحدی علاقوں کے پاس، ان کے زیر اثر جو علاقے ہیں وہاں ایسے آدمی ہیں جن کی آنکھیں ان کے کندھوں پر لگی ہیں اوران کے منہ سینوں میں ہیں، مچھلیاں کھاتے ہیں اور جب لوگوں کو دیکھتے ہیں تو ان سے دور بھاگ جاتے ہیں اوراس نے ذکر کیا کہ ان کے پاس ایک بیج ہے جس سے بکریاں زمین سے اگتی ہے جو بچے دیتی ہیں ان کا بچہ دو ماہ تین ماہ زندہ رہتا ہے اس کی نسل نہیں چلتی۔

اس نے ان عجائبات میں سے بتایا کہ مازندران میں ایک چشمہ ہے جس میں پورے تیس سال سے ایک بہت بڑی مینارے کی ظاہر ہوتی ہے پورا دن وہ ٹھہری رہتی ہے پھر جب سورج غروب ہوجاتا ہے وہ بھی چشمے میں چلی جاتی ہے پھر اسی مخصوص وقت میں دکھائی دیتی ہے، کچھ بادشاہوں

نے زنجیروں کے ذریعے اسے پکڑنے کا حیلہ کیا تو وہ نیچے چلی گئی اور جن زنجیروں سے اسے باندھا تھا وہ کٹ گئیں پھر جب وہ نکلتی تو آج تک اس میں وہ زنجیریں دکھائی دیتی ہیں، علامہ ابوشامہ فرماتے ہیں کہ اس سال بارانی اور میدانی پانی میں کمی ہوئی بہت سے فصلوں کے کھیت اور پھل خراب ہو گئے۔ واللہ اعلم۔

اس سال فوت ہونے والے مشہور و نامور حضرات

محیی الدین ابن عربی...... ''فصوص الحکم'' اور دیگر کئی کتابوں کے مصنف، نام محمد بن علی بن محمد ابن عربی ابوعبداللہ الطائی الاندلسی، شہروں میں پھرے کچھ عرصہ مکہ میں مقیم رہے وہاں اپنی کتاب فتوحات مکیہ تالیف کی جو بیس جلدوں میں ہے اس کتاب میں عقل وغیر عقل کی سب باتیں، منکر وغیر منکر معروف وغیر معروف سب جمع ہیں ان کی ایک کتاب فصوص الحکم بھی ہے جس میں اکثر ظاہر حصہ کفر صریح پر مبنی ہے ان کی ایک کتاب العبادلہ اور اشعار کا ایک اچھا دیوان بھی ہے دوسری کئی اور تصنیفات بھی ہیں، وفات سے پہلے کافی عرصہ دمشق میں مقیم رہے، بلنی زکی، ان کے پاس مجلس لگاتے اور جمع رہتے، اور جو کچھ وہ کہتے اس میں احتمال ہوتا۔

علامہ ابوشامہ فرماتے کہ ان کی کئی ایک تصانیف ہیں ان کے لئے تصنیف کرنا کچھ مشکل نہ تھا، ان کے اچھے اشعار اور تصوف کے متعلق بڑا طویل کلام ہے ان کا بڑا بہتر جنازہ ہوا، قاضی محی الدین ابن زکی کے قبرستان قاسیون میں دفن ہوئے ان کا جنازہ اس سال کی بائیس (۲۲) ربیع الثانی کو ہوا، علامہ سبط ابن الجوزی فرماتے کہ ان کا کہنا تھا کہ مجھے اسم اعظم یاد ہے اور کیمیاء بطریق منازلہ نہ کہ بطور کسب جانتے ہیں، علم تصوف کے بڑے فاضل تھے ان کی کافی تالیفات ہیں۔

قاضی نجم الدین ابوالعباس.... احمد بن محمد بن خلف بن راجح المقدسی الحنبلی الشافعی، ابن الحنبلی کے نام سے مشہور ہیں، بڑے متقی پرہیزگار، فاضل دیندار، علم خلاف کے ماہر، امام حمیدی کی کتاب الجمع بین الصحیحین کے حافظ تھے، بڑے منکسر المزاج، خوش اخلاق آدمی تھے، علم کی طلب میں شہروں کی خاک چھانی، پھر دمشق میں ٹھہر گئے اور فداویہ صارمیہ شامیہ جوانیہ اور ام الصالح میں درس دینے لگے، قاضیوں کی ایک جماعت کے فیصلوں میں وفات سے پہلے تک نائب رہے وہ رفیع حنبلی کے بھی نائب تھے۔

ان کی وفات بروز جمعہ ۶ شوال کو ہوئی، قاسیون میں مدفون ہوئے۔

یاقوت بن عبداللہ امین الدین الرولی...... اتابک کے گھر کی طرف منسوب، بغداد حاکم موصل لؤلؤ کے قاصد کے ساتھ آئے، علامہ ابن الساعی فرماتے ہیں مجھے ان کے ساتھ بیٹھنے کا موقع ملا ہے وہ نوجوان فاضل ادیب تھے انتہائی عمدہ خط تھا جس میں وہ لکھتے تھے اچھے اشعار بھی کہتے تھے پھر انہوں نے ان کے کچھ اشعار بھی بیان کئے، فرماتے ہیں کہ ان کی وفات جمادی الثانی میں بحالت قید ہوئی۔

آغاز ۶۳۹ھ

اس سال ملک جواد نے مصر جانے کا ارادہ کیا تاکہ صالح ایوب کی خدمت میں حاضر ہو سکے جب وہ مقام الرمل پہنچا تو صالح ایوب کو اس سے خطرہ محسوس ہوا تو اس نے اس کی طرف کمال الدین بن شیخ کو روانہ کیا تاکہ اسے گرفتار کرلائے تو جواد واپس ہو گیا اور ناصر داؤد سے پناہ مانگی اس وقت وہ قدس میں تھا اس نے وہاں سے ایک لشکر بھیجا جو ابن شیخ سے آملا، اس لشکر نے اسے شکست دی اور اسے گرفتار کرلائے، ناصر داؤد نے اسے سخت سست کہا پھر رہا کر دیا۔

''جواد'' ناصر کی خدمت میں رہنے لگا مگر بعد میں ناصر کو اس کے متعلق کوئی خیال آیا تو اس نے اسے گرفتار کرلیا پھر زیر حراست بغداد بھیج دیا، وہاں

عرب کے ایک قبیلے نے بزور طاقت چھڑا لیا تو کچھ عرصہ وہ حاکم دمشق کی پناہ میں رہا، مگر کچھ ہی مدت بعد فرنگیوں کی طرف منتقل ہو گیا پھر جب دمشق واپس آیا تو صالح اسماعیل نے عزتا میں قید رکھا بالآخر وہ ۶۴۱ھ میں مرگیا جیسا کہ آگے آئے گا۔

اس سال صالح ایوب نے مصر میں مدارس کی تعمیر کا سلسلہ شروع کیا جزیرہ میں ایک قلعہ بنوایا جس پر بیت المال سے زر کثیر خرچ کیا، تیس سے زیادہ مسجد خراب کیں، ایک ہزار کھجور کے درخت کاٹے، اس کے بعد ترکوں نے ۶۵۱ھ میں انہیں خراب کیا جیسا کہ اس کا ذکر آگے آئے گا۔

اس سال ملک منصور بن ابراہیم بن الملک المجاہد حاکم حمص خود اور اس کے ساتھ حلبی جنگ کے لئے نکلے، حران کی زمین پر خوارزمیہ سے مڈبھیڑ ہوئی انہیں شکست دی اور تہس نہس کر دیا اور کامیاب وکامران اپنے شہروں کی طرف واپس چلے گئے پھر شہاب الدین غازی حاکم میا فارقین نے خوارزمیہ سے صلح کر لی، اور انہیں اپنے شہر میں جگہ دی تا کہ وہ اس کی جماعت بن جائیں۔

علامہ ابوشامہ فرماتے ہیں کہ اسی سال شیخ عزالدین کی دیار مصریہ کی طرف آمد ہوئی اس کے حاکم نے ان کا اکرام واعزاز کیا اور انہیں قاضی شرف الدین مرقع کے بعد قاہرہ کا خطیب اور مصر کا قاضی القضاۃ بنایا، پھر انہوں نے خود اپنے آپ کو دو مرتبہ معزول کیا اور اپنے گھر سب سے جدا ہو کے بیٹھ گئے۔

علامہ ابوشامہ فرماتے ہیں کہ اس سال شمس بن الخباز النحوی نابینے ۷ رجب کو فوت ہوئے اور کمال بن یونس فقیہ، نصف شعبان میں دونوں اپنے اپنے فن میں اپنے شہر کے فاضل تھے۔

الشمس بن الخباز...... ان کا نام ابوعبداللہ احمد بن الحسین بن احمد بن معالی بن منصور بن علی، نابینے تھے نحوی موصلی، ابن حباز سے معروف ہیں، علم عربیت میں مشغول ہوئے، مفصل ''ایضاح'' تکملہ عروض اور حساب کو زبانی یاد کیا، انہیں **المجمل فی اللغة** وغیرہ کتابیں بھی یاد تھیں، شافعہ المسلک تھے ان کے کئی نوادرات اور دلچسپ باتیں ہیں، اچھے اشعار بھی کہے، وفات ۱۰ رجب کو ہوئی، ۵۰ سال عمر پائی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

کمال بن یونس [1] ان کا نام موسیٰ بن یونس بن محمد بن منعہ مالک العقیلی ابوالفتح موصلی موصل میں شافعیہ کے شیخ، وہاں کے کئی مدارس کے مدرس، اصول فروع، معقولات، منطق اور حکمت میں معرفت تامہ تھی، طلبہ مختلف شہروں میں سے ان کے پاس سفر کر کے آتے، ۸۸ سال عمر پائی، ان کے عمدہ اشعار ہیں، ان میں سے چند وہ ہیں جن میں ''بدر لولو'' حاکم موصل کی تعریف کی ہے۔

اگر دنیا اپنا معاملہ تیرے مال سے مزین کرے، تو دنیا کی مملکت تمہاری وجہ سے قابل شرف ہوگی، زمانے تک تو باقی اور تیرا حکم نافذ رہے، تیری کوشش قابل قدر اور تیرا حکم مبنی بر انصاف رہے۔

ان کی پیدائش ۵۵۱ھ میں اور وفات اس سال کے نصف شعبان میں ہوئی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اس سال دمشق میں فوت ہونے والے حضرات

عبدالواحد صوفی...... یہ گرجائے میریم کے ستر سال راہب اور پادری رہے اپنی وفات سے چند دن پہلے مسلمان ہوئے پھر کچھ دن سمساطیہ کی خانقاہ میں مقیم ہوئے، کچھ ہی ایام ہوئے تھے کہ انتہائی بڑھاپے کے عالم میں فوت ہوئے، صوفیاء کے قبرستان میں مدفون ہوئے ان کے جنازے میں بڑی بھیڑ تھی، جو دفن و جنازہ کی ادائیگی تک ساتھ رہی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ابوالفضل احمد بن اسفندیار...... ابن الموفق بن ابی علی البوشنجی واعظ، ارجوانیہ خانقاہ کے شیخ، علامہ ابن ساعی فرماتے ہیں کہ یہ بڑے خوبصورت، خوش اخلاق، باہمی الفت کے پیکر، انتہائی متواضع، متکلم، شاندار گفتگو کرنے والے، منطق اور عمدہ عبارت کے عادی، بہترین وعظ کرنے

(۱) الحوادث الجامعه ۱۴۹ ۱۵۰۔ دول الاسلام ۲/۱۰۹۔ شذرات الذهب ۵/۲۰۲

والے، لاجواب شاعر تھے ان کی ایک اچھی نظم ہے، پھر علامہ نے ان کی اس نظم کا ایک شعر نقل کیا ہے، جس میں خلیفہ مستنصر کی مدح سرائی ہے۔

ابوبکر محمد یحییٰ...ابن المظفر بن علم بن نعیم جو ابن الحسر السلامی، کے نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں، عالم فاضل شیخ، پہلے حنبلی تھے پھر شافعی ہوگئے اور اس کے بعد بغداد میں شافعیہ کے مدارس میں درس دیا، اور وہاں دہرائی کرنے والے لوگوں میں سے ہیں، کئی عہدوں پر فائز رہے، فقیہ، اصول اور علم خلاف کے عالم تھے اپنے شہر آئے تو بڑی شان پائی، اس کے بعد ابن فضلان نے دارالحریم کا نائب بنادیا، پھر انہیں نظامیہ میں درس دینے کا موقع ملا، اس نے آپ کو سواری کے لئے خچر دیا آپ کے پاس حکومت کے نامور حضرات حاضر ہوئے، آپ وہاں مسلسل مدرس رہے کہ بالآخر ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی اور باب الحرب میں دفن ہوئے۔

بغداد کے قاضی القضاۃ...ابوالمعالی عبدالرحمن بن مقبل بن علی الواسطی الشافعی بغداد میں اشتغال علم کیا، حصول علم کے بعد وہاں کے مدارس میں دہرائی کی پھر انہیں قاضی القضاۃ عمادالدین ابو صالح نصر بن عبدالرزاق بن عبدالقادر نے خلیفہ ظاہر بن ناصر کے زمانہ حکومت میں اپنا نائب بنالیا اس کے بعد مستقل قاضی القضاۃ نامزد ہوئے بعدازاں مدرسہ مستنصریہ میں وہاں کے پہلے مدرس محی الدین محمد بن فضلان کی وفات کے بعد مدرس منتخب ہوئے پھر ان تمام عہدوں اور کچھ خانقاہوں کی مشیخیت سے معزول ہوئے اور اس سال وفات پائی، آپ دیندار عالم فاضل اور متواضع شخص تھے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ وعفاعنہ۔

آغاز ۶۴۰ھ

اس سال خلیفہ مستنصر باللہ کی وفات اور اس کے بیٹے المستعصم باللہ کی خلافت قائم ہوئی، خلیفہ امیر المومنین کی وفات ۱۰ جمادی الثانی جمعہ کی صبح ہوئی اس وقت اس کی عمر ۵۱ سال ۴ ماہ ۷ دن تھی، اس کی موت کی خبر کو مخفی رکھا گیا اور اس دن منبروں پر اس کے لئے دعائیں ہوئیں اس کی مدت ولایت ۱۷ سال ۱۰ ماہ ۲۷ دن تھی، دارالخلافۃ میں دفن ہوا، اسے پھر رصافہ کے قبرستان میں منتقل کیا گیا، یہ خوبرو، صاف کردار، بہترین سیرت، کثیر الصدقات، بہت زیادل نیکی اور انعامات کرنے والا، رعیت کے ساتھ حتی المقدور حسن سلوک سے پیش آنے والا تھا اس کے دادا "ناصر" نے اتنا سونا جمع کیا جو دار الخلافہ کے تالاب میں آسکتا تھا، یہ اس کے کنارے کھڑے ہوکر کہتا تمہاری کیا رائے ہے کہ میں زندگی میں اسے بھر سکوں گا اور مستنصر اس کے کنارے کھڑے ہوکر کہتا کیا میری اتنی زندگی ہے کہ میں اس تمام سونے کو خرچ کرسکوں گا، یہ خانقاہیں، سرائے اور راستے میں پل بنواتا تھا، بغداد کی تمام جگہوں میں اس نے فقراء کے لئے مہمان خانے بنوائے، خصوصاً رمضان میں، یہ ان لونڈیوں کا قصد کرتا جن کی عمر چالیس سال ہوجاتی انہیں خرید کر آزاد کردیتا تھا اور انہیں جہیز مہیا کر کے ان کی شادیاں کرادیتا، ہر وقت سونے کے ہزاروں زیورات سے ظاہر ہوتا، جسے بغداد کے علاقوں کے حاجتمندوں بیواؤں اور یتیموں وغیرہ میں بانٹ دیتا، اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور اسے اچھا بدلہ عطا فرمائے۔

اس نے بغداد میں مسالک اربعہ کے لئے مدرسہ مستنصریہ بنوایا، اس میں دارالحدیث، حمام اور دار الطب بھی بنوایا، اور وہاں کے مستحقین میں تنخواہیں، کھانے، حلوے اور میوہ جات جن کی انہیں مختلف اوقات میں ضرورت پڑتی مقرر کیے اور انتہائی عالی شان اوقاف اس پر وقف کئے یہاں تک کہا گیا کہ اس کی زمینوں سے حاصل شدہ بھوسے کی قیمت مدرسہ و اہل مدرسہ کے لئے کافی تھی اس میں ایسی کتب وقف کیں جن کی نظیر دنیا میں ملنا مشکل ہے لہذا یہ مدرسہ بغداد اور تمام شہروں کے لئے زینت بن گیا اس سال کے آغاز میں "سامرا" میں وہ مزار جو علی الھادی اور حسن عسکری کی طرف منسوب تھا جل گیا اسے "ارسلان البساسیری" نے ۴۵۰ھ میں ان علاقوں پر قبضہ کے وقت بنوایا تھا۔

تو خلیفہ مستنصر نے اسے دوبارہ اسی حالت پر بنوانے کا حکم دیا، رافضی نے اس مزار کو آگ لگ جانے کی معذرت پر انتہائی طویل اور سرد کلام کیا جس کا کچھ حاصل نہیں اور اس کے متعلق خبریں تحریر کیں، اور ایسے اشعار بنائے جن کا کچھ مطلب نہیں تھا۔

ان کا گمان ہے کہ یہ وہی مزار ہے جس سے امام منتظر نکلے گا جس کی نہ کوئی حقیقت نہ نشانی اور نہ روایت ہے اگر اسے نہ بنواتا تو بہتر تھا وہ حسن بن

علی بن محمد جواد بن علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی بن زین العابدین بن الحسین شہید بن علی بن ابی طالب، رضی اللہ عنہم اجمعین، وہ بہت برا ہے، جس میں یہ غلو کرتے ہیں اور ان کی وجہ سے اس سے بغض رکھتے ہیں جو ان سے افضل ہے۔

مستنصر لوگوں کے ساتھ محبت سے پیش آتا، وہ بڑا سخی بردبار اور رئیس آدمی تھا وہ خوش اخلاق، خوبصورت اور رعنا تھا اس پر نبوت کے گھر کا نور تھا، اللہ اس سے راضی ہو اور اسے خوش رکھے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ وہ بغداد کی کسی گلی سے سورج غروب ہونے سے پہلے رمضان میں گزر رہا تھا، اس نے ایک بوڑھے کو آدمی دیکھا جس کے پاس ایک برتن ہے جس میں کھانا ہے جسے وہ ایک محلّہ سے اٹھا کر دوسرے محلّہ میں رکھتا ہے تو اس نے کہا اے بوڑھے میاں! تو نے اپنے محلے سے کھانا کیوں نہیں لیا؟ کیا آپ کو محلوں سے کھانا لینے کی ضرورت ہے؟ اس نے کہا نہیں بخدا اے میرے آقا! اور اسے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ خلیفہ ہے لیکن میں بوڑھا آدمی ہوں، مجھے وقت نے ایسی عمر میں لا کھڑا کیا کہ اب میں اپنے محلّہ والوں سے کھانے کے وقت مزاحمت کرنے سے شرماتا ہوں کیونکہ وہ مجھے ناپسند کرتے تھے۔ مجھے گالیاں دیتے ہیں اس لئے میں اپنے محلّہ کو چھوڑ کر دوسرے محلے سے کھا نا لیتا ہوں اور لوگوں کا نماز مغرب میں ہونے کا انتظار کرتا ہوں اور پھر میں اپنے گھر چلا جاتا ہوں تا کہ مجھے کوئی نہ دیکھے، خلیفہ رو پڑا اور اس کے لئے ایک ہزار دینار کا حکم دیا، جب وہ دینار اسے دیئے گئے تو وہ بہت خوش ہوا۔

کہا جاتا ہے کہ انتہائی خوشی سے اس کا کلیجہ پھٹ گیا اور اس کے بعد وہ صرف بیس دن زندہ رہا، فوت ہوا تو ہزار دینار خلیفہ کے لئے چھوڑ گیا اس لئے کہ اس کا کوئی وارث نہ تھا اس نے ان میں سے ایک دینار صرف کیا تھا، خلیفہ کو بڑا تعجب ہوا اس نے کہا ہم اس سے نکل چکے ہیں وہ ہمارے پاس واپس نہیں آئیں گے انہیں اس کے محلّہ کے فقراء پر صدقہ کر دو۔

اس نے تین اولاد چھوڑیں، دو سگے بھائی، ان میں سے ایک امیر المومنین مستعصم باللہ، جو اس کے بعد خلیفہ بنا اور ابو احمد عبداللہ اور امیر ابو القاسم عبدالعزیز اور ان کی بہن جو دوسری ماں سے تھی، اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے، لوگوں نے بہت سے اشعار میں اس کے مرثیے کہے، جن میں سے ایک عمدہ قطعہ علامہ ابن سباعی نے نقل کیا ہے اس نے کسی کو اپنا وزیر نہیں بنایا، بلکہ ابو الحسن محمد بن محمد قمی کو نائب وزیر بنایا، اس کے بعد نصر الدین ابو الازہر احمد بن محمد ناقد، جو دار الخلافہ کا استاد تھا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ واللہ اعلم بالصواب۔

خلافت مستعصم باللہ... امیر المومنین، بغداد میں بنی عباس کے آخری خلیفہ، یہ وہ خلیفہ شہید ہے جس کو تاتاریوں نے ہلاکو خان بن تولی شاہ تاتار بن چنگیز خان (اللہ ان پر لعنت کرے) کے حکم سے قتل کیا تھا، یہ ۶۵۶ھ کا واقعہ ہے جیسا کہ ان شاء اللہ اس کا بیان آئے گا۔

نام و نسب، امیر المومنین مستعصم باللہ ابو احمد عبداللہ بن امیر المومنین المستنصر باللہ ابی جعفر المنصور بن امیر المومنین الظاہر باللہ ابی نصر محمد بن امیر المومنین ناصر لدین اللہ ابی العباس احمد بن امیر المومنین المستضئی باللہ ابو محمد الحسن بن امیر المومنین المستنجد باللہ ابی المظفر یوسف بن امیر المومنین المقتفی لامر اللہ ابی عبداللہ محمد بن امیر المومنین المستظہر باللہ ابی العباس احمد بن الخلیفہ المقتدی بامر اللہ ابی القاسم عبداللہ۔

بقیہ نسب حضرت عباس رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے جو اس کے دادا ناصر کے حالات میں مذکور ہے ان میں سے ہر ایک جن کا ہم نے ذکر کیا ہے یکے بعد دیگرے نے خلافت کی ہے اور مستعصم سے پہلے اس کا کسی کو اتفاق نہیں ہوا اس کے اجداد میں آٹھ افراد ایسے ہیں جنہوں نے خلافت کی اور ان کے درمیان کوئی حائل نہیں ہوا، یہ نواں شخص تھا۔

جب اس کے والد کا ۶۴۰ھ، ۱۰ جمادی الثانی جمعہ کی صبح انتقال ہوا تو اس نے نماز کے بعد تاج منگوایا اور خلافت کی بیعت کی گئی اس نے مستعصم لقب اختیار کیا اس وقت اس کی عمر ۳۰ سال کچھ ماہ تھی اس نے اپنی جوانی میں ہی قرآن پاک کو حفظ و تجوید سے پختہ کر لیا تھا، عربیت، اچھی لکھائی اور کئی فضائل میں مضبوطی، شیخ شمس الدین ابی المظفر علی بن محمد بن النیار'' جو اس کے زمانہ میں شافعیہ کے امام تھے سے حاصل کی اس نے اسے اپنی خلافت میں بڑے احسان و اکرام کا برتاؤ کیا، مستعصم جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے کثرت سے تلاوت کرتا، حروف کی صحیح ادائیگی، اچھی آواز سے پڑھتا، اس پر خشوع و خضوع و انابت کے آثار ظاہر ہوتے تفسیر کا کچھ حصہ دیکھتے اور مشکلات کا حل تلاش کرتے، وہ نیکی میں مشہور

باپ مستنصر کا بڑا قدر دان اپنی پوری جدوجہد وطاقت سے اس کی پیروی کرتا، بحمد للہ تمام امور اس کے دور حکومت میں درست و مستحکم رہے، شرف الدین ابو الفضائل اقبال مستنصری، اس بیعت مستعصمیہ پر قائم تھا سب سے پہلے اس کے چچا زادوں نے پھر اس کے بنی عباس رشتہ داروں نے اس کی بیعت کی، اس کے بعد حکومت کے نامور امراء، وزراء، قاضیوں، علماء، فقہاء اور جوان کے بعد اصحاب حل وعقد عوام وخواص وغیرہ نے بیعت کی، یہ جمعہ کا دن تھا جس میں قابل تعریف تجمع، نیک بخت رائے، قابل تحسین معاملہ پیش آیا، تمام اطراف واقطار، شہروں اور ملکوں سے بیعت ہوئی اور تمام شہروں میں اس کے لئے خطبہ دیا گیا مشرق ومغرب کے تمام منبروں پر جو قرب وجوار میں تھے جیسا کہ اس کے آباء واجداد تھے۔

اس سال کئی حوادثات پیش آئے جن میں سے عراق میں سخت وباء مستنصر کے دور حکومت میں پھیلی اور چینی اور ادویہ کی گرانی، خلیفہ مستنصر باللہ نے بہت زیادہ چینی مریضوں کے لئے صدقہ کی، اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔ شعبان کی ۱۴ تاریخ بروز جمعہ خلیفہ مستنصر باللہ نے شیخ ابو الفرج عبد الرحمن بن محی الدین یوسف بن شیخ ابو الفرج بن الجوزی کو باب البدریہ میں جو جوان، فاضل اور ظریف آدمی تھے، وعظ کی اجازت دی وہاں انہوں نے بہت عمدہ گفتگو کی اور لوگوں کو فائدہ پہنچایا اور ایک لمبے فصیح قصیدہ میں خلیفہ مستعصم کی مدح بیان کی، علامہ ابن الساعی نے اسے جوں کا توں نقل کیا ہے جس نے اس کے باپ کی مثل بہت اختیار کی اس نے کوئی ظلم نہیں کیا، شیر کا بچہ بہادری میں شیر کی طرح ہے۔

اس سال حلبیہ اور خوارزمیہ میں زبردست معرکہ ہوا، خوارزمیہ کے ساتھ شہاب الدین غازی حاکم میا فارقین تھا، حلبیوں نے انہیں سخت شکست دی، اور ان کے اموال سے بہت سامال غنیمت جمع کیا یوں نصیبین دوسری مرتبہ لوٹا گیا اور یہ سترھویں لوٹ مار تھی جو اس سال ہوئی، انا للہ وانا الیہ راجعون، غازی میا فارقین کی طرف واپس لوٹا، خوارزمی منتشر ہو کر فسادات کرنے لگے ان کا پیشرو برکات خان تھا، اللہ تعالیٰ اسے برکت نہ دے، شہاب غازی کے پاس شہر خلاط میں منشور آیا تو اس نے اسے اور وہاں کے ذخائر کو اپنی تحویل میں لے لیا، اس سال صالح ایوب حاکم مصر نے شام جانے کا قصد کیا تو اسے کہا گیا کہ فوجیں بکھری ہوئی ہیں، تو اس نے اس کی طرف ایک لشکر تیار کیا اور مصر میں مقیم ہو کر اپنی حکومت کا بندوبست کرنے لگا۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

المستنصر باللہ: ...امیر المومنین جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے اور قابل حرمت جس کی حفاظت وعظمت کی حفاظت کی گئی۔

خاتون بنت عز الدین مسعود: ...ابن مودود بن زنگی بن آقسنقر اتابکیہ، صالحیہ میں مدرسہ اتابکیہ کو وقف کرنے والی، یہ سلطان ملک اشرف کی زوجہ محترمہ تھیں، جس رات انہوں نے مدرسہ وقف کیا اسی رات وفات ہوئی ان کی قبر پہاڑ پر ہے، یہ بات علامہ ابو شامہ نے فرمائی کہ انہیں وہیں دفن کیا گیا اللہ تعالیٰ ان کی یہ کوشش قبول فرمائے۔

آغاز ۶۴۱ھ

اس سال صالح ایوب حاکم مصر اور اس کے چچا صالح اسماعیل حاکم دمشق کے درمیان قاصدوں کی آمد ورفت رہی کہ اس کا بیٹا مغیث عمر بن صالح ایوب [illegible] بند ہوا تھا [illegible] اور دمشق صالح اسماعیل کے ہاتھ میں آجائے گا، گو اس پر صلح ہوئی، صالح ایوب نے دمشق میں [illegible] غزالی المساماتی، اور صالح اسماعیل کے وزیر کو اندیشہ ہوا کہ یہ معاملہ مہنگا پڑے گا، اس نے اپنے مخدوم سے کہا اس [illegible] باپ کی طرف مت بھیجو ورنہ یہ شہر تمہارے ہاتھ سے نکل جائیں گے، یہ تو تمہارے پاس ان علاقوں سے ہے گویا سلیمان کی انگوٹھی ہے، اس پر اس نے وہ تمام باتیں جن پر صلح ہوئی تھی ترک کر دیں اور لڑکے کو واپس قلعہ میں بھیج دیا اور صالح ایوب کے لئے خطبہ کاٹ دیا گیا یوں دونوں

بادشاہوں کے درمیان وحشت پھوٹ پڑی۔

صالح ایوب نے خوارزمیوں کو پیغام بھیجا کہ وہ حاضر ہو جائیں تا کہ دمشق کا محاصرہ کیا جائے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون، خوارزمیوں نے اس سال رومی علاقے فتح کر لئے تھے اور انہیں ان کے بادشاہ ابن علاء الدین سے چھین لیا تھا وہ بڑا ظالم تھا، کتوں اور درندوں کے ساتھ کھیلتا اور انہیں لوگوں پر مسلط کرتا تھا، اتفاقاً ایک دفعہ اسے درندے نے کاٹا جس سے وہ مر گیا، اس وقت خوارزمیوں نے شہروں پر قبضہ کر لیا، اس سال قاضی رفیع الجیلی کے اعوان وانصار پر پہرہ بٹھا لیا گیا، بعضوں کو درے لگائے گئے اور ان سے مالی مطالبہ کیا گیا، اس نے قاضی رفیع کے لئے باب الفرادیس میں مدرسہ مقدمیہ میں لکھا پھر رات کے وقت اسے شہر سے باہر نکال کر قریبی افقہ غار میں قید کر دیا گیا، اس کے بعد اس کا کچھ پتہ نہ چلا۔

علامہ ابوشامہ فرماتے ہیں کہ وہ فوت ہو گیا تھا ان میں سے کسی نے کہا کہ اسے بلند پہاڑ سے گرا دیا گیا تھا اور بعض نے کہا اسے پھانسی دی گئی، یہ سب کچھ اس سال کے ذوالحجہ میں پیش آیا۔

جمعہ ۲۵ رذوالحجہ کو دمشق میں عہدہ قضاء کا منشور محی الدین بن یحییٰ بن محمد بن علی بن محمد بن یحییٰ القرشی کے لئے جامع کی کمالی کھڑکی میں پڑھا گیا، اس طرح شیخ شہاب الدین ابوشامہ نے فرمایا ہے، علامہ سبط کا گمان ہے کہ اس نے انہیں معزول کر دیا تھا اور یہ واقعہ آئندہ سال پیش آیا اور انہوں نے یہ بھی ذکر کیا کہ ان کی ہلاکت کا سبب یہ بنا کہ انہوں نے ملک صالح کو لکھا کہ اس نے خزانے میں لوگوں کے مال سے ایک کروڑ دینار جمع کئے ہیں، صالح نے اس کا انکار کیا اور اس کو یہ جواب دیا کہ اس نے سوائے ایک کروڑ درہم کا ارادہ نہیں کیا اس نے قاضی کو پیغام بھیجا کہ وہ کہتا ہے کہ میں وزیر کو حق پر سمجھتا ہوں، صالح وزیر کی مخالفت نہیں کرتا تھا تو اس نے اس وقت صالح کو مشورہ دیا سو اس نے معزول کر دیا تا کہ سعدان کا میدان لوگوں کی طعن وتشنیع سے متر ارہے پھر اس نے اسے معزول کر دیا اور اس کا جو معاملہ ہوا سو ہوا۔

اس نے مدارس کا انتظام شیخ تقی الدین ابن الصلاح کے سپرد کر دیا، اور عادلیہ کمال تفلیسی کے لئے عذراویہ محی الدین ابن زکی کے جو بعد قاضی بنے، امینیہ ابن عبدالکافی کے لئے اور شامیہ برانیہ تقی حموی کے لئے متعین کیا، قاضی رفیع غائب کر دیا گیا اور اس کے گواہوں کی عدالت ساقط کر دی گئی۔

علامہ سبط ابن الجوزی فرماتے ہیں کہ امین نے اسے ایک جماعت کے ساتھ کسی غریٹی کے پالان میں خچر پر بٹھا کر افقہ غار کی جانب بھیج دیا جو جبل لبنان کی طرف ساحل کی جانب ہے، وہاں وہ کئی دن مقیم رہا، پھر اس کی طرف بعلبک کے دو عادل شخص بھیجے تا کہ وہ اس کے خلاف گواہی دیں کہ اس نے اپنی املاک امین الدولہ کے ہاتھ فروخت کر دی ہیں ان دونوں نے بیان کیا کہ انہوں نے اسے دیکھا ہے اور اس پر ایک آبی جانور کی پوستین ہے، اور اس نے ان سے توشے میں سے کچھ کھانے کو مانگا اور اس نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا تھا انہوں نے اسے اپنے توشوں سے کھانا دیا اور اس کے خلاف گواہی دی پھر واپس آ گئے پھر اس کے پاس داؤد نصرانی آیا تو اس نے اس سے کہا کہ تو ہمیں حکم ملا ہے کہ تمہیں بعلبک لے جائیں تو اس وقت اسے ہلاکت کا یقین ہو گیا اس نے کہا مجھے دوگانہ ادا کرنے کی مہلت دو تو اس نے کہا کھڑے ہو جاؤ تو اس نے دوگانہ ادا کیا، اس نے نماز لمبی کی تو اس نصرانی نے اسے سینے پر مارا اور پہاڑ کی چوٹی سے نیچے جو وادی ہے اس میں گرا دیا تو پہنچنے سے پہلے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا دامن پہاڑ کی نوک سے اٹک گیا تو داؤد اوپر سے مسلسل پتھر مارتا رہا یہاں تک کہ اسے نیچے وادی میں گرا دیا، یہ واقعہ سقیف مطل کے پاس نہر ابراہیم پر پیش آیا۔

علامہ سبط ابن الجوزی نے کہا کہ وہ برے عقیدے والا اور امور شرع سے مزاح کرتا تھا مجلس قضاء کی طرف اور اسی طرح جمعہ کے لئے نشے کی حالت میں نکلتا، اس کا گھر سرائے کی طرح تھا، "لاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم"۔

فرماتے ہیں کہ موفق واسطی بھی پکڑا گیا جو اس کے امانتداروں میں سے تھا اور یہ بڑی مصیبت تھا اس نے اپنے لئے لوگوں کے مال سے جو کچھ درہم لئے اسے سخت سزا دی گئی اور یہ پیسے واپس لئے گئے، اس کی دونوں پنڈلیاں توڑ دی گئیں۔ اور اسی حالت زدوکوب میں مر گیا، پھر اسے یہود ونصاریٰ کے قبرستان میں ڈال دیا گیا جہاں اسے کتے کھا گئے۔

اس سال فوت ہونے والے مشہور لوگ

شیخ شمس الدین ابوالفتوح ... اسعد بن المنجی التنوخی المعری الحنبلی حران کے پرانے قاضی، پھر دمشق آئے اور مسماریہ میں درس دیئے گئے، حکومت معظمیہ میں کئی خدمات سنبھالیں اور انہیں ابن صابر اور دونوں قاضیوں، شہرزوری اور ابن عصرون سے روایت حاصل تھی، ان کی وفات اس سال کی سات ربیع الاول میں ہوئی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

شیخ حافظ الصالح[1] ... تقی الدین ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن الازہر الصریفینی، حدیث جانتے تھے اور اس میں بڑی اچھی معرفت تھی، علامہ ابوشامہ نے ان کی تعریف کی اور جامع دمشق میں ان کی نماز جنازہ پڑھی، قاسیون میں دفن ہوئے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

الکروسیہ کو وقف کرنے والے ... محمد بن عقیل بن کروس جمال الدین، دمشق کے کوتوال، بڑے عقلمند اور متواضع شخص تھے، شوال میں شہر دمشق میں فوت ہوئے، اور اپنے اس گھر میں دفن ہوئے جسے انہوں نے مدرسہ بنایا تھا ان کا دارالحدیث بھی تھا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ملک جواد یونس بن ممدود[2] ... ابن عادل ابوبکر بن ایوب ملک جواد، اس کا والد عادل کا سب سے بڑا بیٹا تھا اس کے حالات پیچھے، اپنے چچا کامل محمد بن عادل کے بعد دمشق کا بادشاہ بنا، فی نفسہ بڑا اچھا اور سخاء سے محبت کرنے والا شخص تھا لیکن اس کے دروازے پر دہ پوش تھے جو عوام پر ظلم کرتے، اور یہ باتیں اس کی طرف منسوب کی جاتیں جس کی وجہ سے عوام اسے مبغوض سمجھنے لگی اور اسے گالیاں دیں اور اسے اس بات پر مجبور کیا کہ اس نے ملک صالح ایوب سے دمشق کے بدلے سنجار اور حصن کیفا لے لیا وہ ان کی حفاظت نہ کرسکا اور اس کے ہاتھ سے نکل گئے پھر اس کا یہ حال ہوا کہ اسے صالح اسماعیل نے حصن عزتا میں گرفتار کرلیا بالآخر اس سال اس کی وفات ہوگئی اور شوال میں معظم کے قبرستان قاسیون منتقل کیا گیا۔ "ابن یغمور" بھی اس کے پاس گرفتار تھا صالح اسماعیل نے اسے قلعہ دمشق منتقل کردیا، پھر جب صالح ایوب دمشق کا بادشاہ بنا تو اس کو دیار مصریہ کی طرف منتقل کردیا، اور امین غزال جو صالح اسماعیل کا وزیر تھا، کے ساتھ قلعہ قاہرہ میں پھانسی دے دی، صالح ایوب کے حق میں جو انہوں نے کیا اس کے بدلہ میں رہا ابن یغمور تو اس پر حاکم بنا رہا، یہاں تک کہ حکومت دمشق صالح اسماعیل کی طرف منتقل ہوئی، اور امین الدولہ کا قصہ یہ ہوا کہ اس نے صالح کو اس کے بیٹے عمر کو اپنے باپ کے حوالہ کرنے سے روکا تھا تو اس نے ان دونوں سے اس کا انتقام لیا اور وہ اس معاملہ میں معذور ہے۔

مسعود بن احمد مسعود ... ابن مازہ الحارثی حنفی فقیہ اور فاضل، انہیں علم تفسیر و حدیث حاصل تھا، اور کافی فضیلت رکھتے تھے تاتاریوں کے قاصد کے ساتھ بارادۂ حج بغداد آئے پھر کچھ عرصہ محبوس رہے اور پھر رہا کردیئے گئے حج کرکے واپس ہوئے اور اسی سال بغداد میں فوت ہوئے۔

ابوالحسن علی بن یحییٰ بن الحسن ... ابن الحسین بن علی بن محمد الطریق بن نصر بن حمدون بن ثابت الاسدی الحلی ثم الواسطی ثم البغدادی، شعر کا تب شیعہ المذہب، شیعہ کے فقیہ، دمشق میں کافی عرصہ مقیم رہے وہاں بہت سے بادشاہوں اور وزیروں کی مدح کی، جن میں کامل حاکم مصر وغیرہ شامل ہیں، پھر بغداد واپس ہوئے، یہ شیعوں کو اپنے مذہب میں مصروف رکھتے، بڑے فاضل، عمدہ نظم ونثر والے تھے لیکن بے سروسامان حق سے دور، علامہ ابن الساعی نے ان سے جو اشعار ذکر کیئے ہیں جو ان کے علم وذکاوت میں مضبوطی پر دلالت کرتے ہیں۔

آغاز ۶۴۲ھ

اس سال خلیفہ مستعصم باللہ نے موید الدین ابوطالب محمد بن احمد بن علی بن محمد العلقمی کو وزیر بنایا جو اپنے لئے اور اہل بغداد کے لئے نحوست کا

(۱) العبر ۵/۱۷۶ الوافی بالوفیات ۶/۱۴۱ النجوم الزاہرۃ ۶/۳۴۹، ۳۵۰

(۲) شذرات الذہب ۵/۲۰۴ العبر ۵/۱۷۱ مرآۃ الجنان ۴/۱۰۴ النجوم الزاہرۃ ۶/۳۴۸

سبب تھا جو مستعصم کو اپنی وزارت سے نہ بچا سکا، تو وہ سچا اور درست طریقے والا وزیر نہیں ہو سکتا تھا اسی نے ہلاکو اور اس کے لشکر کی مسلمانوں کے معاملہ میں ان کی مدد کی، اللہ تعالیٰ اس کا اور ان کا برا کرے۔ ابن العلقمی اس وزارت سے پہلے دار الخلافۃ کا استاذ تھا، پھر جب نصر الدین بن محمد ناقد فوت ہوا تو ابن العلقمی وزیر بنا دیا گیا اور استادار یہ میں اس کی جگہ شیخ محی الدین یوسف بن ابو الفرج ابن الجوزی مقرر ہوئے، یہ بہترین آدمی تھے انہوں نے ہی جوزیہ کو جو نشا بین دمشق میں ہے وقف کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

اسی سال شیخ شمس الدین علی بن محمد بن الحسین بن نیار خلیفہ کے اتالیق بغداد کے شیخ الشیوخ بنائے گئے انہیں خلعت دی گئی اور خیفہ عبد الوھاب بن المطہر، مطلق وکیل بنائے گئے اور انہیں بھی خلعت دی گئی اسی سال خوارزمیوں کے درمیان جنہیں صالح ایوب حاکم مصر نے صالح اسماعیل ابو الحسن حاکم دمشق کے خلاف امداد کے لئے بلایا تھا سخت جنگ ہوئی، وہ غزہ میں اترے اور صالح ایوب نے ان کی طرف خلعتیں، مال لکڑی کا سامان اور لشکر بھیجے ادھر صالح اسماعیل ناصر داؤد حاکم کرک اور منصور حاکم حمص کے فرنگیوں سے مل کر خوارزمیوں کے ساتھ سخت جنگ کی، خوارزمیوں نے انہیں شکست فاش دی، فرنگیوں نے اپنی صلیبیوں اور بلند جھنڈوں کے ساتھ شکست کھائی وہ جھنڈے مانگتے ہوئے مسلمان فوجیوں کے سروں پر تھے لشکروں میں شراب کے جام چلتے، سو شراب کے جام کی جگہ موت کے جاموں نے لے لی۔

ایک دن میں فرنگیوں کے تیس ہزار سے زیادہ افراد قتل ہوئے اور ان کے بادشاہوں، پادریوں اور راہبوں کی ایک جماعت قیدی بنائی گئی اور بہت سے مسلمان امراء بھی گرفتار ہوئے قیدیوں کو صالح ایوب کے پاس مصر بھیج دیا گیا، اس دن ایک بڑے اجتماع کا دن اور قابل تعریف معاملہ تھا اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف ہے، کچھ مسلمان امراء نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ جب ہم عیسائیوں کی صلیب کے نیچے کھڑے تھے تو ہم کامیاب نہیں ہو سکتے تھے۔

خوارزمیہ نے فرنگیوں سے اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے بہت سامال غنیمت حاصل کیا، صالح ایوب نے پیغام بھیجا کہ دمشق کا محاصرہ کر لیا جائے تو صالح اسماعیل نے اسے قلعہ بنالیا اور اس کے ارد گرد کئی عمارتیں گرا دیں، ''باب توما'' کا پل توڑ دیا جس کے نتیجے میں نہر بہہ پڑی اور پانی واپس ہوا یہاں تک کہ باب توما اور باب سلامہ کے پاس ایک بحیرہ بن گیا تو ان کے درمیان جتنی آبادی تھی سب ڈوب گئی بہت سے لوگ فقیر ہو گئے۔

اس سال وفات پانے والے نامور حضرات

الملک المغیث عمر بن الصالح ایوب......صالح اسماعیل نے اسے قلعہ دمشق کے ستون میں گرفتار کیا تھا جب اس نے صالح ایوب کی عدم موجودگی میں اس پر قبضہ کر لیا تھا اس کے باپ نے اسے چھڑانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن نہ چھڑا سکا اس میں امین الدولہ غزالی المسلمانی، نے اس کی مخالفت کی جو بعلبک میں مدرسہ الامینیہ کو وقف کرنے والا ہے تو یہ نوجوان اس قلعہ میں ۶۳۸ھ سے اس سال کی بارہ ربیع الثانی کی شب جمعہ تک محبوس رہا، صبح کے وقت وہ اپنے قید خانے میں غم و دکھ کی وجہ سے مردہ پایا گیا۔

کہا جاتا ہے کہ اسے قتل کیا گیا واللہ اعلم، یہ بہترین شہزادوں میں سے تھا اور صورت و شکل میں ان سے خوبرو اور کامل تھا اسے اپنے دادا کامل کی قبر کے پاس جامع کی شمالی جانب دفن کیا گیا جس کی وجہ سے اس کے باپ صالح ایوب کا غصہ حاکم دمشق پر تیز ہو گیا۔

تاج الدین ابو عبداللہ بن عمر بن حمویہ[1]......اس سال تاج الدین ابو عبداللہ بن عمر بن حمویہ نے وفات پائی، جو دمشق میں شیخ الشیوخ تھے، فاضل، مورخ اور مصنف آدمی تھے، ان کی ایک کتاب آٹھ جلدوں میں ہے، جن میں اصول بیان کئے، ایک ان کی کتاب السیاسیہ بھی ہے جسے کامل محمد وغیرہ کے لئے لکھا، حدیث کا سماع کیا اور اور قرآن حفظ کیا اس وقت وہ اسی سال کے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ نہیں وہ اسی سال تک نہیں پہنچے، ۵۹۳ھ میں بلاد مغرب کے سفر کئے وہاں مراکش کے بادشاہ المنصور یعقوب بن یوسف بن عبد المومن سے مل گئے تو وہاں ۶۰۰ھ تک مقیم رہے، اس کے بعد دیار مصریہ آنا ہوا جہاں اپنے بھائی صدر الدین بن حمویہ کی شیخ الشیوخ کے عہدے پر فائز ہوئے۔

(۱) ذیل الروضتین ۱۸۴۔ شذرات الذھب ۵/۲۱۴۔ العبر ۵/۱۷۲۔ النجوم الزاھرۃ ۶/۳۵۰

الوزیر نصر الدین ابوالازہر[1] ..... احمد بن محمد علی بن احمد ناقد بغدادی مستعصم اور پھر اس کے بیٹے مستعصم کے وزیر، یہ تاجروں کی اولاد میں سے تھے، اس کے بعد انہیں یہ مقام ملا کہ ان دونوں خلفاء کے وزیر رہے، بڑے فضل، ماہر، قرآن مجید کے حافظ اور کثرت سے تلاوت کرتے تھے، بڑی تنگی اور عسرت میں زندگی بسر کی پھر انہیں زبردست مقام حاصل ہوا، آخری عمر میں اپاہج ہوگئے تھے اس کے باوجود ان کا بڑا ادب واحترام کیا جاتا، ان کے بڑے عمدہ اشعار ہیں ان میں سے چند اچھے اشعار کا ایک ٹکڑا علامہ ابن نسباعی نے ذکر کیا ہے، اس سال وفات پائی، عمر ۵۰ سال سے متجاوز تھی۔

نقیب النقباء خطیب الخطباء.. خلفاء کے وکیل ابو طالب الحسین بن احمد بن علی بن احمد بن معین بن ھبة اللہ بن محمد بن علی بن خلیفہ المھتدی باللہ العباسی، یہ عباسی سردار اور مسلمانوں کے امام اور مومنین کے خطیب تھے، ان کے حالات بہتری اور درستی سے گزرے، کبھی خطابت سے منقطع نہیں ہوئے اور نہ کبھی بیمار پڑے، بالآخر اس سال کی ۲۸ تاریخ ہفتہ کی رات ہوئی تو کسی وقت کسی ضرورت کے لئے اٹھے تو سر کے بل گرے جس کی وجہ سے چہرے کا بہت زیادہ خون بہہ گیا تو ایسے خاموش ہوئے کہ اس پورے دن اور پھر رات تک کوئی بات نہیں کی اور فوت ہوگئے، ان کا بڑا پر رونق جنازہ تھا، اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے انہیں معاف فرمائے۔

آغاز ۶۴۳ھ

یہ خوارزمیوں کا سال ہے اس لئے کہ انہیں صالح ایوب بن کامل حاکم مصر نے ان کے بادشاہ برکات خان کے ہمراہ معین الدین بن الشیخ کی صحبت میں روانہ کیا انہوں نے دمشق کو گھیرے میں لے لیا، اس کے چچا صالح ابوالجیش، حاکم دمشق کا محاصرہ کر رہے تھے، حجاج کا محل سوق کے علے جامع جراح جو باب الصغیر سے باہر اور کئی مساجد جلادی گئیں، باب الصغیر اور باب الجابیہ کے قریب منجنیقیں نصب کی گئی، اسی طرح دو منجنیقیں شہر کے اندر بھی نصب کی گئی، دو فریق ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے، صالح اسماعیل نے امیر معین الدین بن شیخ کی طرف مصلی، جائے نماز، لاٹھی اور بوتی بھیجی اور ساتھ ہی یہ پیغام دیا کہ آپ کا ان چیزوں میں مشغول رہنا، بادشاہوں کے محاصرہ کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔

تو امیر معین الدین نے اس کی طرف بانسری، باجا، اور سرخ وزرد رنگ کے ریشم کا بنیان بھیجا اور ساتھ یہ پیغام دیا کہ مصلی تو میرے مناسب ہے ہی لیکن تمہارے لئے زیادہ مناسب ہے پھر ابن شیخ نے صبح کو دمشق میں سخت محاصرہ کر لیا، صالح اسماعیل سے پیغام بھیجا تو اس کے باپ عادل کا محل جو سوق جلادیا گیا نہریں منقطع ہوگئیں، نرخ بڑھ گئے، راستے پرخطر ہوگئے اور دمشق میں بہت برے کام جاری ہوگئے جو یہاں کبھی نہ ہوئے تھے۔

محاصرہ کئی مہینے رہا جو اس سال کے جمادی الاولی تک تھا تو امین الدولہ نے ابن شیخ کی طرف پیغام بھیجا کہ مجھے اپنے کپڑے دیں تو انہوں نے اس کی طرف اچکن، عمامہ، قمیص، اور رومال بھیجے، امین انہیں پہن کر معین الدین کی طرف روانہ ہوا، اور عشاء کے بعد اس کے پاس کافی دیر رہا پھر واپس آیا، اس کے بعد دوبارہ گیا بالآخر اس پر اتفاق ہوا کہ صالح اسماعیل بلعبک کی طرف نکلے اور دمشق صالح ایوب کے حوالہ کر دیا اس پر لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، صبح صالح اسماعیل بعلبک کی طرف نکل چکا تھا۔

اور معین الدین ابن شیخ داخل ہوئے دار اسامہ میں ٹھہرے، وہاں کچھ لوگوں کو معزول اور کچھ کو مقرر کیا، کچھ کو جوڑا، قاضی القضاۃ کا عہدہ صدر ابن سنی الدولہ کو دیا، قاضی محی الدین ابن زکی کو معزول کیا اور ابن سنی الدولہ تغلیسی کو نائب بنایا جو ابن زکی اور فرز سنجاری کے نائب تھے اور معین الدین ابن شیخ نے امین الدولہ غزال المسلمانی، وزیر صالح اسماعیل کو زیر نگرانی دیار مصریہ کی طرف بھیجا۔

رہے خوارزمی تو وہ صلح کے وقت موجود نہ تھے، جب انہیں صلح کا علم ہوا تو سخت برہم ہوئے اور داریا کی طرف پہنچے جہاں لوٹ مار کی، وہاں سے بلاد مشرق کا رخ کیا، صالح اسماعیل سے خط وکتابت کر کے اس سے صالح ایوب کے خلاف حلف لیا تو وہ بہت خوش ہوا اور جو صلح اس سے ہوئی تھی توڑ

---

(۱) الحوادث الجامعه ۳۳، ۳۵، مرآۃ الزمان ۸/۷۴۷، النجوم الزاهرة ۶/۳۵۰

دی، خوارزمی واپس لوٹے اور دمشق کا محاصرہ کر لیا اور صالح اسماعیل بھی بعلبک سے آ گیا، اہل دمشق پر بڑی تنگی ہوئی، مال مویشی ختم ہو گئے، نرخ بہت زیادہ بڑھ گیا، یہاں تک کہ ایک بوری کی قیمت ۱۶۰۰ اور آٹے کا ڈھیر ۹۰۰ کا اور روٹی جو ایک اوقیہ کی مقدار ہوتی پونے درہم کی ملتی، اور گوشت کا ایک رطل سات درہم کا، املاک اور جائداد آٹے کے بدلے فروخت ہوئیں، بلیاں اور کتے، مردار اور گندگیاں کھائی گئیں لوگ راستوں میں مرنے لگے، انہیں غسل دینے کی طاقت نہ تھی اور نہ تجہیز و تکفین اور قبر کا بندوبست ہو سکا، لوگ اپنے مردوں کو کنویں میں ڈالتے، یہاں تک کہ پورا شہر بدبودار ہو گیا، اور لوگ سخت خفا ہو گئے، فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

انہیں دنوں شیخ تقی الدین ابن صلاح، فوت ہوئے جو مدارس وغیرہ کے ساتھ دار الحدیث کے شیخ الحدیث تھے انہیں باب الفرج سے بڑی مشکل کے ساتھ نکالا گیا اور صوفیاء کے قبرستان میں دفن کیا گیا، علامہ سبط ابن الجوزی نے فرمایا ان سب باتوں کے باوجود شراب کے جام چلتے اور کھلے عام فسق و فجور کا بازار گرم ہوتا، ٹیکس اپنی جگہ پر اسی طرح تھے، شیخ شہاب الدین ابوشامہ نے ذکر کیا کہ اسی سال نرخ بہت بڑھ گئے اور فقراء راستوں میں مرتے، وہ ایک لقمے کا سوال کرتے تھے پھر وہ معمولی چیز مانگنے لگے پھر فلس میں جس سے چھان خریدتے اور بھگو کر کھاتے، جیسے دجاج رومی فرماتے ہیں کہ میں نے ان چیزوں کا مشاہدہ کیا ہے کھانوں میں مہنگائی اور نرخوں کی بڑھوتری کی تفصیل ذکر کی، پھر اس سال کے آخر میں عید الاضحیٰ کے موقع پر یہ سب کچھ ختم ہوا، الحمد للہ۔

جب صالح ایوب کو یہ خبر ملی کہ خوارزمی اس کے خلاف ہو گئے اور اس کے چچا صالح اسماعیل سے انہوں نے صلح کر لی ہے تو اس نے ملک منصور ابراہیم بن اسد الدین شیر کوہ حاکم حمص کو لکھا اور اس سے امداد کا مطالبہ کیا، یوں نائب دمشق معین الدین ابن شیخ کی جانب قوی ہو گئی لیکن وہ اس سال کے رمضان میں فوت ہو گیا جیسا کہ وفیات میں آئے گا، جب منصور حاکم حمص صالح اسماعیل کی دوستی و موالات سے واپس لوٹا تو اس نے حلبیوں، ترکمانیوں اور دیہاتی لوگوں سے لشکر جمع کرنے کا آغاز کر دیا تا کہ دمشق کو خوارزمیہ سے چھڑا سکے اور جو محاصرہ انہوں نے وہاں کر رکھا ہے ختم کر سکے، جب اس کی اطلاع خوارزمیہ کو ملی تو وہ اس کی ہیبت سے خوفزدہ ہو گئے انہوں نے کہا دمشق ہاتھ سے نہیں جائے گا اور صلح اس کے شہر کے نزدیک جگہ ہے تو وہ بحیرہ دمشق چلے گئے، ناصر داؤد نے اپنا لشکر صالح اسماعیل کے پاس خوارزمیہ کے ساتھ بھیجا اور دمشق کا لشکر لے کر یہ لوگ حاکم حمص سے مل گئے تو پھر بحیرہ دمشق پر خوارزمیہ سے جا ملے، یہ بڑے اجتماع کا دن تھا اس میں عموماً خوارزمی قتل ہوئے نیز ان کا بادشاہ برکات خان مارا گیا اس کا سر نیزہ پر لایا گیا ان کی حالت غیر ہوئی اور وہ ادھر ادھر بکھر گئے۔

''منصور'' حاکم حمص بعلبک لشکر لے کر پہنچا تو صالح ایوب نے اسے اپنی دسترس میں لے لیا، اور دمشق آ کر ''بستان سامہ'' میں صالح ایوب کی خدمت کے لئے ٹھہرا پھر اس کے دل میں اس پر قبضہ کرنے کا خیال پیدا ہوا تو اتفاقاً یہ بیمار ہوا اور آئندہ سال فوت ہو گیا، اسے حمص منتقل کیا گیا اس کے والد کے بعد اس کی مدت حکومت دس سال تھی، اور اس کا بیٹا ملک اشرف اس کے بعد بادشاہ بنا جس نے دو سال حکومت کی پھر اس سے حکومت لے لی گئی جیسا کہ آگے آئے گا۔

اور بعلبک اور بصریٰ کو صالح ایوب کے نائب نے اپنی دسترس میں لے لیا۔ یوں صالح اسماعیل کے ہاتھ کوئی علاقہ باقی نہ رہا جس میں جا کر پناہ لے، نہ اس کی اولاد اس کے پاس تھی نہ بیوی اور نہ ہی مال بلکہ سب کچھ اس سے [illegible] گیا اور اس کی اولاد زیر نگرانی دیار مصریہ منتقل کر دی گئی وہ وہاں سے چلا اور ملک ناصر بن العزیز بن الظاہر غازی حاکم حلب سے پناہ طلب کی اس نے جگہ دی اور اکرام و احترام کیا، اتابک لولو الحلبی نے اپنے استاذ زادے ناصر کو کہا اس وقت وہ چھوٹا کم عمر نوجوان تھا، دیکھو! ظلم کا انجام کیا ہوا؟ خوارزمی وہاں سے چل کر کرک کی طرف پہنچے تو کرک کے حاکم ناصر داؤد نے ان کا اکرام کیا ان سے حسن سلوک سے پیش آیا ان سے رشتہ سسرالی قائم کیا اور انہیں صلت میں ٹھہرایا تو انہوں نے اس کے ساتھ نابلس بھی لے لیا تو صالح ایوب نے فخر الدین بن شیخ کی معیت میں ایک لشکر ان کی طرف روانہ کیا تو اس لشکر نے انہیں شکست دی اور وہاں کے شہروں سے جلاوطن کر دیا، ناصر حاکم کرک کا محاصرہ کر کے اس کی سخت اہانت کی۔

ملک صالح نجم الدین ایوب دیار مصریہ سے آیا وہ ایک بڑی شاہی گاڑی میں بیٹھ کر دمشق میں داخل ہوا وہاں کے لوگوں سے احسان کیا اور فقراء و مساکین پر صدقہ کر کے بعلبک، بصریٰ اور صرخد پہنچا اور وہاں کے حاکم عز الدین ایبک معظمی سے لے گیا اور اسے اس کا عوض دیا پھر وہاں سے

کامران وکامیاب مصر لوٹا، یہ سب کچھ آئندہ پیش آیا۔

اس سال خلیفہ کے لشکر اور تاتاریوں کے درمیان سخت معرکہ ہوا، مسلمانوں نے سخت شکست سے دوچار کر کے انہیں منتشر کر دیا اور اپنے سامنے انہیں ہزیمت دی، تو انہوں نے نہ ان کی پیروی کی اور نہ ہی ان سے ملے، ان کی ہیبت کے خوف سے اور حضور ﷺ کے اس ارشاد پر عمل کرتے ہوئے کہ ترکوں کو اس وقت تک چھوڑے رکھو جب تک انہوں نے تمہیں چھوڑے رکھا ہے۔

اس سال خوزستان کے علاقوں میں کسی پہاڑ کی دراڑ میں ایک عجیب وغریب عمارت ظاہر ہوئی جسے دیکھنے والا حیرت زدہ ہو جاتا، کہا جاتا ہے کہ یہ جنات کی تعمیر تھی، علامہ ابن سباعی نے اپنی تاریخ میں اس کے کچھ حالات بیان کئے ہیں۔

اس سال فوت ہونے والے اعیان

شیخ تقی الدین ابو الصلاح(۱)......عثمان بن عبدالرحمٰن بن عثمان امام علامہ شام کے مفتی اور محدث شہرزوری ثم دمشقی، بلاد مشرق میں حدیث کا سماع کیا اور وہاں موصل وحلب وغیرہ میں فقہ حاصل کیا، ان کے والد اسدیہ میں جو حلب میں ہے مدرس تھے، اس مدرسہ کو اسد الدین شیر کوہ ابن شاذی نے وقف کیا، وہ چند فضلاء واکابر کے ساتھ شام آئے، ایک عرصہ قدس میں قیام کیا اور صلاحیہ میں تدریس کی، پھر وہاں سے دمشق منتقل ہو گئے رواحیہ میں درس دیا اور اس کے بعد دار الحدیث اشرفیہ میں، یہ پہلے شخص ہیں جو شیوخ الحدیث میں سے اس کے متولی ہوئے انہوں نے ہی اس کے وقف کی کتاب تصنیف کی، پھر شافعیہ جوانیہ میں درس دینے لگے انہوں نے علم حدیث وفقہ میں کئی بہترین ومفید کتب تحریر کیں، ان کے وسیط پر عمدہ حواشی ہیں، اور کئی فوائد جس کی وجہ سے ان کی طرف رخت سفر باندھا جاتا تھا، یہ بڑے دیندار، عابد زاہد متقی اور پرہیز گار تھے، ان کا طریقہ سلف صالحین والا تھا جو اکثر متاخرین محدثین کا طریقہ ہے کئی فنون میں انہیں فضیلت تامہ حاصل تھی یہ اسی بہترین طریقے پر رہے بالآخر ان کی وفات اپنے گھر جو دار الحدیث اشرفیہ میں تھا، بدھ کی رات ۲۵ ربیع الثانی ۶۴۳ھ میں ہوئی، جامع دمشق میں جنازہ پڑھایا گیا لوگ باب الفرج کے اندر تک ان کے جنازے کے ساتھ آئے، لوگوں کو باہر نکلنے کا موقع اس وجہ سے نہ مل سکا کہ خوارزمیہ نے محاصرہ کیا ہوا تھا۔ صوفیاء تک صرف دس آدمی ان کے ساتھ آئے، اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت میں چھپائے، مجھے شیخ تقی الدین نے اپنے الفاظ میں یہ اشعار سنائے:

چار واؤ سے بچو! اس لئے کہ یہ موت ہے، وصیت، ودیعت، وکالت، وقوف۔

علامہ ابن خلکان نے ان سے بیان کیا ہے کہ مجھے خواب میں یہ کلمات الہام کئے گئے جہاں تک ممکن ہو سکے سوال نہ کرو اس لئے کہ ہر دن کا رزق نیا ہوتا ہے، طلب میں اصرار رونق کو ختم کرتا ہے، تنگدست سے زیادہ کوئی قابل احسان نہیں، بسا اوقات تنگی وعسرت اللہ تعالیٰ کے آداب میں سے ہوتی ہے، قلبی لذت کے کئی درجے ہیں سو کسی پھل کے پکنے سے پہلے اسے لینے میں جلدی مت کرو، کیونکہ تم اسے اس کے موسم میں ہی حاصل کر سکتے ہو، اپنی ضروریات میں جلد بازی سے کام نہ لو ورنہ تنگ دل ہو جاؤ گے اور تمہیں ناامیدی ڈھانپ لے گی۔

ابن النجار الحافظ صاحب التاریخ(۲)۔ محمد بن محمود بن الحسن بن ھبۃ اللہ بن المحاسن بن النجار ابو عبداللہ البغدادی، حافظ بزرگ، کئی شیوخ سے سماع حدیث کیا اور مشرق ومغرب کا سفر کیا، ۵۷۳ھ میں پیدا ہوئے، اپنی کتاب جو تاریخ میں ہے اس وقت لکھنا شروع کی جب ان کی عمر ۱۵ سال تھی، اسی طرح قرأت وغیرہ پڑھیں اور خود کئی شیوخ سے پڑھا حتیٰ کہ علم نحو انہوں نے تین ہزار شیوخ سے حاصل کیا ان میں تقریباً چار ہزار عورتیں ہیں اور ۲۸ سال حالت غربت ومسافرت میں رہے، پھر بغداد آئے انہوں نے بہت سی چیزیں جمع کر لی تھیں ان میں سے ایک "القمر المنیر فی المسند الکبیر"، ہر صحابی کی مرویات ذکر کرتے ہیں و کنز الایام فی معرفۃ السنن والاحکام، والمختلف والمؤلف، السابق

(۱) دول الاسلام ۲/۱۱۲ ذیل الروضتین ۱۷۵ شذرات الذھب ۵/۲۲۱

(۲) الحوادث الجامعہ ۲۰۵ دول الاسلام ۲/۱۱۳ شذرات الذھب ۵/۲۲۶

والـلاحق، الـمتفـق والمفترق، کتاب الالقاب، نهج الاصابة في معرفة الصحابه، والكافي في اسماء الرجال، اس کے علاوہ وہ تصانیف جو اکثر پوری نہیں ہوئیں، ان کی مدینۃ الاسلام کی تاریخ پر اضافہ بھی ہے جو کامل ۱۶ جلدوں میں ہے، ان کی کتاب اخبار مکہ والمدینہ وبیت المقدس ہے نیز غرر الفوائد ۵ جلدوں میں ہے اور کئی تصانیف ہیں جن کا ذکر علامہ ابن السباعی نے ان کے حالات میں کیا ہے۔

انہوں نے ذکر کیا کہ جب یہ بغداد واپس آئے تو ان کے لئے رہائش پیش کی گئی تو انہوں نے انکار کردیا، اور فرمایا میرے پاس اتنا ہے کہ میں اس کا محتاج نہیں، ایک لونڈی خریدی اور اسے ام ولد بنالیا، اور ایک عرصہ تک آپ اپنے اس تھیلے سے خرچ کرتے رہے پھر ضرورتمند ہوئے تو محدثین کی جماعت میں مدرسہ مستنصریہ میں جب اس کی تعمیر مکمل ہوئی، محدث بن کراترے پھر دو ماہ بیمار رہے، اپنے ترکہ کے متعلق ابن سباعی کو وصیت کر گئے تھے ان کی وفات بروز سوموار اس سال کی ۵ شعبان میں ہوئی، پچھتر سال عمر پائی، مدرسہ نظامیہ میں جنازہ پڑھایا گیا۔

ان کے جنازے میں، بہت سے لوگ حاضر ہوئے ان کے جنازے کے گرد یہ منادی ہورہی تھی کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا وہ حافظ ہے جو آپ ﷺ کی احادیث سے جھوٹ کی آمیزش ہٹاتا تھا انہوں نے کوئی وارث نہ چھوڑا، بیس دینار ترکہ اور بدن کے کپڑے تھے جنہیں صدقہ کرنے کی وصیت کر گئے تھے، نظامیہ کی کتب کے دو کتب خانے، جن کی کتب ایک ہزار دینار کے مساوی تھیں وقف کیں، خلیفہ مستعصم نے اس وقف کو جاری رکھا، لوگوں نے ان کی تعریف کی اور بڑی تعداد میں ان کے مرثیے کہے جنہیں علامہ ابن سباعی نے ان کے حالات کے آخر میں ذکر کیا ہے۔

حافظ ضیاء الدین المقدسی (۱)......ابن حافظ محمد بن عبد الواحد، کئی شیوخ سے سماع حدیث کیا اور بہت سی کتب لکھیں، شہروں میں پھرے اور علم جمع کیا اور عمدہ وانتہائی مفید کتب تالیف کیں، ان میں سے کتاب الاحکام ہے لیکن اسے مکمل نہ کرسکے، کتاب المختارہ، اس میں بہت اچھے حدیث کے علوم ہیں، یہ کتاب مستدرک حاکم سے بہت بہتر ہوتی اگر مکمل ہوجاتی، ان کی ایک کتاب فضائل الاعمال وغیرہ بھی ہے اور کئی اچھی کتابیں ہیں جو ان کے حافظے، علوم پر اطلاع اور علوم حدیث پر ان کی متن وسند کے لحاظ سے دسترس پر دلالت کرتی ہیں، یہ انتہائی عابد، زاہد، پرہیز گار اور صاحب خیر تھے، مدرسہ ضیائیہ کے کتب خانے میں محدثین وفقہاء کے لئے کئی عمدہ کتابیں وقف کی ہیں، جن پر بعد میں کئی اور اوقاف وقف کئے گئے۔

شیخ علم الدین ابو الحسن سخاوی (۲)......علی بن محمد بن عبد الصمد بن عبد الاحد بن عبد الغالب الھمذانی المصری ثم دمشقی، دمشق میں قراء کے شیخ، آپ کے پاس، بہت سے لوگوں نے ختم قرآن کیا، نیز شاطبی اور اس کے قصیدے کی شرح پڑھی، ان کی مفصل کی شرح بھی ہے اس کے علاوہ تفسیر اور کئی تصانیف ہیں، حضور ﷺ کے بارے میں نعتیہ کلام شامل ہیں، ان کا حلقہ درس جامع دمشق میں ہوتا، اور ام صالح کے قبر کے پاس قرآت پڑھانے کی شیخیت پر فائز ہوئے وہیں ان کا گھر تھا اور وفات بھی وہیں اتوار کی رات بارہ جمادی الثانی میں ہوئی، قاسیون میں دفن ہوئے، قاضی ابن خلکان نے ذکر کیا ہے کہ ان کی پیدائش ۵۵۸ھ میں ہوئی اور ان کے یہ اشعار ذکر کئے ہیں:

> لوگوں نے کہا کہ کل ہم دیار حمی جائیں گے اور قافلے ان کی چراگاہ میں اتریں گے، تو جو شخص ان کا فرمانبردار تھا ان کی ملاقات سے خوش ہوا، میں نے کہا میرا ایک گناہ ہے تو میں کیا بہانہ کروں گا اور کس چہرے سے ان کو ملوں گا تو انہوں نے مجھے کہا کیا معاف کرنا ان کی عادت نہیں؟ خصوصاً اس شخص کو جو ان کی امید رکھتا ہو۔

ربیعہ بنت ایوب......سلطان صلاح الدین کی بہن، ان کی پہلی شادی ان کے بھائی نے امیر سعد الدین مسعود بن معین الدین سے کرائی اور خود اس کی بہن عصمت الدین خاتون سے شادی کرلی، جو ملک نور الدین کی بیوی تھی جس نے خاتونیہ اور خانقاہ برانیہ وقف کی تھی، جب امیر سعد الدین کی وفات ہوئی تو اس کی شادی ملک مظفر الدین حاکم اربل سے کردی، تو یہ ان کے پاس اربل میں ۴۰ سال سے زیادہ عرصہ رہیں یہاں تک کہ وہ فوت ہوگیا پھر دمشق واپس آگئی اور دار العقیقی میں اس سال وفات تک مقیم رہیں، ان کی عمر ۸۰ سال سے زائد تھی، قاسیون میں وقف ہوئیں، ان کی

---

(۱) ذیل الروضتین ۱۷۷ . شذرات الذهب ۵/۲۲۴ . العبر ۵/۱۷۹

(۲) العبر ۵/۱۷۸ . النجوم الزاهرة ۶/۳۵۴ . طبقات المفسرين ۲۵، ۲۶ . دول الاسلام ۲/۱۱۲

خدمت میں شیخہ صالحہ عالمہ امۃ اللطیف بنت الحنبلی تھیں بڑی فاضلہ تھیں ان کی کئی ایک تصانیف ہیں انہی نے ربیعہ خاتون کو حنابلہ پر قاسیون میں مدرسہ وقف کرنے کی ہدایت کی اور امۃ اللطیف نے حنابلہ پر دوسرا مدرسہ وقف کیا جو آج تک خانقاہ نصری کی مشرقی جانب ہے، پھر جب خاتون کی وفات ہوئی تو عالمہ امۃ اللطیف مطالبات میں واقع ہوئیں اور کچھ عرصہ قید رہیں، پھر انہیں رہا کر دیا گیا تو حاکم حمص اشرف نے ان سے نکاح کرلیا اس کے ساتھ رحبہ اور تل ارشد کی طرف سفر کیا پھر ۶۵۳ھ میں وفات پائی، دمشق میں ان کے کئی ذخائر اور عمدہ مہنگے جواہر پائے گئے جن کی قیمت چھ لاکھ دراہم کے مساوی تھی، املاک و وقاف کے علاوہ، رحمہا اللہ تعالیٰ۔

معین الدین الحسن بن شیخ الشیوخ[1] ..... صالح نجم الدین ایوب کے وزیر، اس نے انہیں دمشق کی طرف خوارزمیہ کے ساتھ اس کے محاصرہ کے لئے بھیجا یہاں تک کہ اسے صالح اسماعیل کے ہاتھ سے لے لیا اور وہاں صالح ایوب کی جانب سے بطور نائب مقیم رہا پھر خوارزمی صالح اسماعیل کے ساتھ اس کے خلاف ہو گئے اور دمشق میں اس کا محاصرہ کرلیا۔

پھر رمضان کے آخری عشرے میں اسی سال اس کی وفات ہوئی عمر ۵۶ سال تھی، دمشق پر ان کی کل مدت حکومت ساڑھے چار ماہ رہی، جامع دمشق میں نماز جنازہ پڑھی گئی اور قاسیون میں اپنے بھائی عماد الدین کے پہلو میں دفن ہوئے۔

امیر سیف الدین بن قلیج ...... اس سال حنفیہ پر قلیجیہ کو وقف کرنے والے امیر سیف الدین بن قلیج کی وفات ہوئی اور مدرسہ مذکورہ میں بنائی ہوئی قبر میں مدفون ہوئے جو دار فلوس میں ان کا گھر تھا، اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے۔

خطیب الجبل شرف الدین عبداللہ بن الشیخ ابی عمر رحمہ اللہ اور السیف احمد بن عیسیٰ بن امام موفق الدین بن قدامہ فوت ہوئے، اسی سال کلاسہ کے امام شیخ تاج الدین ابوالحسن محمد بن ابی جعفر، اپنے وقت کے مسند اور اپنے زمانے کے روایت وصلاح میں شیخ الحدیث رحمہ اللہ تعالیٰ اور دو بڑے محدث حافظ صاحب افادہ شرف الدین احمد جوہری اور تاج الدین عبدالجلیل الابہری فوت ہوئے۔

آغاز ۶۴۴ھ

اس سال منصور نے بحیرہ حمص کے پاس خوارزمیہ کو شکست دی اور دمشق، بعلبک اور بصرہ پر صالح ایوب کے نائب کا ہاتھ جم گیا پھر جمادی الثانی میں فخر الدین بن شیخ نے خوارزمیہ کو بمقام صلت ایسی شکست دی جس سے ان کی جمعیت منتشر ہوگئی اس کے بعد ناصر نے الکرک کا محاصرہ کیا، اور اسے چھوڑ کر دمشق آ گیا، اور صالح ایوب ذی قعدہ میں دمشق آیا اور لوگوں سے حسن سلوک سے پیش آیا اور ان مذکورہ شہر کو اپنی تحویل میں لے لیا ادھر صرخد عز الدین ایبک کے ہاتھ سے چھین کر اسے اس کا معاوضہ دے دیا، اور صلت ناصر داؤد بن المعظم سے اور حصن صبیہ سعید بن العزیز بن عادل کے ہاتھ سے لے لیا، اس کی شان وشوکت بہت بڑھ گئی واپسی پر اس نے بیت المقدس کی زیارت کی اور اس کے حالات کی خبر لی اس نے حکم دیا کہ اس کی فصیلیں اسی طرح تعمیر کر دی جائیں جیسی حکومت ناصریہ فاتح قدس میں تھیں، اور اس کا خرچ خراج اور اس غلے سے پورا کیا جائے جو بیت المقدس کی زمینوں سے حاصل ہوتا ہے اور اگر کسی چیز کی ضرورت پڑی تو وہ اپنی طرف سے خرچ کرے گا، اس سال عیسائیوں کے پوپ کے قاصد یہ خبر دینے آئے کہ اس نے ابدور شاہ فرنگ کے خون کو مباح کر دیا ہے کیونکہ اس نے مسلمانوں سے جنگ میں سستی دکھائی اور اپنی طرف سے اس کے قتل کے لئے ایک جماعت بھیجی، جب یہ لوگ اس کے پاس پہنچے تو وہ ان کے لئے تیار بیٹھا تھا اور اپنے ایک غلام کو چارپائی پر بٹھایا ہوا تھا انہوں نے اسے بادشاہ سمجھ کر قتل کر دیا، اس وقت ابدور نے انہیں گرفتار کرلیا اور باب قصر پر ذبح کرنے کے بعد سولی پر چڑھایا ان کی کھال اتروائی اور پھر ان کی کھالوں میں بھوسہ بھرا، جب پوپ کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے ایک بڑا لشکر بھیجا، یوں اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان مخالفت ڈال دی، اللہ تعالیٰ کے لئے ہی تعریف اور اسی کا احسان ہے۔

---

(۱) دول الاسلام ۲/۱۱۲، العبر ۵/۱۷۵، النجوم الزاهرة ۶/۳۵۲

اس سال بروز منگل ۱۰ ربیع الثانی مکہ میں سخت جھکڑ چلے، جس سے کعبہ شریف کے پردے گر گئے، بیت اللہ بوسیدہ ہو چکا تھا کیونکہ سنہ چالیس سے خلیفہ کی طرف سے حج نہ ہونے کی وجہ سے اس کی تجدید و مرمت نہیں ہوئی تھی، جیسے ہی ہوا رکی تو کعبہ پردوں سے خالی تھا اس کا سیاہ شعار ہٹ چکا تھا یہ بنی عباس کی حکومت کے زوال کی فال تھی، اور اس واقعہ کی تخویف تھی جو عنقریب تا تاری طرف سے پیش آنے والا ہے۔

پس یمن کے نائب عمر بن سول نے شیخ الحرم عفیف بن منعہ سے کعبہ کو غلاف پہنانے کی اجازت چاہی اس نے کہا یہ صرف خلیفہ کے مال سے ہوسکتا ہے اور اس کے پاس مال تھا نہیں تو اس نے تین سو دینار قرض لئے ان سے روئی کا کپڑا خرید کرا سے سیاہ رنگ چڑھایا اور اس پر پرانے نشانات ترکیب دیئے اور کعبہ کو پہنا دیا، دوران طوفان کعبہ شریف اکیس راتیں بغیر غلاف اور کپڑے کے کھلا رہا۔

اس سال اس کتب خانے کا افتتاح ہوا جسے وزیر موید الدین محمد بن احمد علقمی نے دار الوزارۃ میں بنایا تھا، یہ کتب خانہ انتہائی شاندار تھا اس میں بڑی اچھی اور خوبصورت مفید کتب رکھیں، شعراء نے قصائد اور ابیات میں اس کی تعریف کی، ذی الحجہ کے آخر میں خلیفہ مستعصم باللہ نے اپنے دونوں بیٹوں امیر ابوالعباس احمد اور امیر ابوالفضائل عبدالرحمٰن کو غسل دیا اور ایسی دعوت ولیمہ منعقد کی گئیں جس میں ہر طرح کی فرحت اور مسرت تھی جس کی مثال کئی زمانوں تک نہیں دی گئی تھی، یہ بغداد اور اہل بغداد کی خوشیوں کی اس زمانے میں الوداعی محفل تھی۔

اس سال ناصر داؤد حاکم کرک نے امیر عماد الدین داؤد بن موسک بن حسکو کی نگرانی کی، یہ نیک اور سخی امراء میں سے تھا اس کے تمام اموال چھین لئے اور اسے کرک میں جیل بھیج دیا، اس کے متعلق فخر الدین بن شیخ نے سفارش کی، کیونکہ جب وہ کرک میں اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھا تو اس نے اسے چھوڑا تھا، اچانک اس کے گلے میں ایک زخم ہوا، اسے چیرا تو وہ مر گیا، حوشہ میں جعفر اور شہداء کی قبروں کے پاس دفن ہوا۔

اس سال خوارزمیوں کا بادشاہ قبلا برکات خان، اس وقت فوت ہوا جب اس کے ساتھیوں کو بحیرہ حمص میں شکست ہوئی جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

الملک المنصور[1] ...... اس سال الملک المنصور نے وفات پائی، نام، ناصر الدین ابراہیم بن ملک المجاہد اسد الدین شیر کوہ دمشق میں حاکم حمص، وفات بعلبک صالح ایوب کو سپرد کرنے کے بعد ہوئی وہاں سے حمص منتقل کیا گیا، پہلے یہ بستان سامہ میں ٹھہرا ہوا تھا پھر جب بیمار ہوا تو اسے نیرب کی جگہ بستان اشرف میں، بمقام الدھشیہ لایا گیا جس میں وہ فوت ہوا۔

صائن محمد بن حسان[2] ...... اس سال صدائن محمد بن حسان ابن رافع العامیری الخطیب نے وفات پائی یہ مسند کا بہت سماع کیا کرتے تھے، قصر حجاج میں وفات ہوئی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فقیہ علامہ محمد بن محمود بن عبدالمنعم ... اور اسی سال فقیہ علامہ محمد بن محمود بن عبدالمنعم المرامی الحنبلی نے وفات پائی، یہ بڑے فاضل، صاحب فنون شخص تھے، ابو شامہ نے ان کی تعریف کی ہے، فرماتے ہیں کہ میں ان کے ساتھ بہت پہلے رہا، انہوں نے حنابلہ میں ملک دمشق میں اپنی مثل کوئی نہیں چھوڑا، جامعہ دمشق میں نماز جنازہ پڑھی گئی اور قاسیون میں دفن ہوئے۔

ضیاء عبدالرحمٰن غماری مالکی ...... جو شیخ ابو عمرو بن الحاجب کی ذمہ داریوں کے متولی ہوئے جب وہ ۶۳۸ھ میں دمشق سے نکلے ان کے حلقہ میں بیٹھے اور ان کی جگہ مالکی گنبد میں درس دیا اور فقیہ تاج الدین اسماعیل بن جمیل نے حلب میں، آپ بڑے فاضل دیندار اور قوی الحفظ تھے۔

آغاز ۶۴۵ھ

اس سال سلطان نجم الدین ایوب بن کامل کی شام سے دیار مصریہ کی طرف واپسی ہوئی، واپسی پر اس نے بیت المقدس کی زیارت کی وہاں کے

(۱) شذرات الذهب ۵/۲۲۹ النجوم الزاهرة ۶/۳۵۶، العبر ۵/۱۸۳

(۲) ذيل الروضتين ۱۷۹، شذرات الذهب ۵/۲۳۰، النجوم الزاهرة ۶/۳۵۷

باشندوں میں کئی اموال تقسیم کئے اور اس کی فصیلوں کو اسی طرح دوبارہ تعمیر کرنے کا حکم دیا جس طرح اس کے باپ ملک ناصر فاتح قدس کے زمانہ میں تھیں، فرنگیوں کا محاصرہ کرنے کے لئے فوجیں اتر آئیں اور ۱۰ صفر کو طبریہ فتح ہو گیا اور جمادی الثانی کے آخر میں عسقلان فتح ہوا اور رجب میں جامع اموی میں بیت الابار کے خطیب کے بیٹے خطیب عماد الدین داؤد خطابت اور غزالیہ کی تدریس سے معزول کر دیئے گئے اور اس کا متولی قاضی عماد الدین بن عبدالکریم بن الحرستانی کو بنایا گیا جو ابن الصلاح کے بعد دار الحدیث کے شیخ تھے، اس سال صالح ایوب نے دمشق کے نامور حضرات کی ایک جماعت کو طلب کرنے کا پیام بھیجا جن پر صالح اسماعیل کی طرف میلان کی تہمت تھی ان میں قاضی محی الدین بن زکی، بنو صصری، ابن العماد الکاتب، حلبی جو صالح اسماعیل کا غلام تھا، شہاب غازی والی بصری شامل تھے، جب یہ لوگ مصر پہنچے تو وہاں کوئی سزا اور اہانت کی بات نہیں تھی بلکہ انہیں خلعتیں دیں اور انہیں باختیار طریقے سے عزت کے ساتھ چھوڑ دیا گیا۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

الحسین بن الحسین بن علی...... ابن حمزہ العلوی الحسینی، ابو عبداللہ الاقساسی نقیب قطب الدین اصلاً کوفہ کے ہیں پھر بغداد میں مقیم ہوئے اور وہاں کے نقیب مقرر ہوئے پھر کوفہ میں گرفتار ہوئے، بڑے عالم فاضل ادیب اور کامل شاعر تھے، علامہ ابن الساعی نے ان کے بہت سے اشعار ذکر کئے ہیں۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

الشلوبین النحوی[1] ...... وہ عمر بن محمد بن عبداللہ ازدی، ابوعلی اندلسی الاشبیلی، شلوبین کے نام سے معروف، اہل اندلس کی زبان میں سفید اور سرخ کو کہتے ہیں، علامہ ابن خلکان نے فرمایا، نحو کے آئمہ کا آپ پر خاتمہ ہے ان میں قدرے غفلت تھی، ان کے کئی اشعار اور تصانیف ذکر کیں جن میں سے شرح الجزولیہ "کتاب التوطیہ"۔ اسی سال کو سن وفات قرار دیا ہے اسی (۸۰) سال کی عمر سے متجاوز تھے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

شیخ علی المعروف بالحریری...... اصلاً بسر گاؤں کے ہیں جو زرع کے مشرق میں واقع ہے، دمشق میں کچھ مدت مقیم رہے جہاں حریر و ریشم بناتے تھے، پھر اسے چھوڑ چھاڑ کر شیخ علی المغربل کے ہاتھ فقیری اختیار کر لی۔
شرف قبلی کی جانب ایک کٹیا بنالی ان سے ایسے افعال ظاہر ہوئے جن کا فقہاء نے انکار کیا جیسے شیخ عزالدین بن عبدالسلام، اور شیخ تقی الدین ابن الصلاح اور شیخ ابوعمرو بن الحاجب جو مالکیہ وغیرہ کے شیخ تھے، پھر اشرفیہ کی حکومت قائم ہوئی تو انہیں قلعہ عزتا میں کئی سال قید کیا گیا پھر تو انہیں صالح اسماعیل نے اس شرط پر رہا کیا کہ وہ دمشق میں نہیں ٹھہرے گا تو انہوں نے اپنے شہر بسر کو لازم پکڑ لیا اور اس سال وفات تک وہیں رہے۔
علامہ ابوشامہ شہاب الدین نے الذیل میں فرمایا کہ رمضان میں شیخ علی جو حریری کے نام سے مشہور ہیں فوت ہوئے جو گاؤں بسر میں اپنے حجرے میں مقیم تھے وہ دمشق آتے جاتے تھے تو فقراء کی ایک جماعت ان کے پیچھے لگ گئی جو اصحاب الحریری، شریعت کے منافی امور کے اصحاب سے معروف تھے ان کے باطن میں ظاہر سے زیادہ شر تھا مگر وہ جو اللہ کی طرف لوٹ آیا۔ اس حریری نامی بزرگ کے پاس بہت سے ایسے امور کا ارتکاب ہوتا جن میں امور شرع سے مزاح و استھزاء اور فساق و فجار کے طریقوں کا اظہار ہوتا۔ اسکی وجہ سے دمشق کے اکابر کی اولاد خراب ہوئی تو انہوں نے اس کے میریدوں کی شکل وصورت اختیار کر لی، انہوں نے اس کی اتباع کی کیونکہ وہ لچا تھا ہمیشہ اپنی مجلس میں گانا بجانا اور رقص جاری رکھتا، اس کے پاس امرد لڑکے بیٹھتے، جو وہ کرتے ان پر کسی قسم کا رد و انکار نہیں کرتا، نمازیں چھوڑ دیتا، اخراجات بڑھ گئے، بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا اور کافی لوگوں کو خراب کیا، علماء شریعت کے کئی بار اس کے قتل کے فتوے آئے، پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے راحت بخشی یہ تمام ابوشامہ کے الفاظ ہیں۔

العزیہ کے وقف کرنے والے امیر عزالدین ایبک...... معظم کے گھر کے استاذ، یہ بزرگ، سخی اور عقلمند آدمی تھے، معظم نے اسے صرخد کا نائب بنالیا اس سے ترقی، کفایت شعاری اور درستی کا ظہور ہوا اور عز تین قلعہ جوانیہ اور برانیہ کو وقف کیا، جب صالح ایوب نے اس سے صرخد

(۱) انباہ الرواۃ ۲/۳۳۲، شذرات الذھب ۵/۲۳۲، النجوم الزاھرۃ ۶/۳۵۸

لیا تو اس کا عوض عطا کیا وہ دمشق میں مقیم ہو گیا پھر اس کی یہ عیب جوئی کی گئی کہ وہ صالح اسماعیل سے خط وکتابت رکھتا تھا تو اس پر پابندی لگا دی گئی اور اس کے اموال وذخائر زیر نگرانی لے لئے گئے، پھر بیمار ہوا اور کمزور ہوتا چلا گیا اس نے کہا یہ مرا آخری وقت ہے، پھر اس نے بات کی حتیٰ کہ فوت ہو گیا، مصر میں باب النصریہ میں دفن ہوا پھر اسے اس کی قبر میں جو وارقہ کے اوپر ہے منتقل کر دیا گیا، علامہ ابوشامہ نے ان کی تاریخ وفات ۶۴۷ ھ لکھی ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

شہاب غازی بن عادل...... حاکم میافارقین اور خلاط وغیرہ، یہ بنی ایوب میں سے عقل مند اور فاضل دیندار شخص تھا جو اشعار پڑھتا تھا وہ یہ ہیں:

یہ بات بڑی تعجب خیز ہے کہ تو دنیا میں زمین پر بیٹھا ہے حالانکہ تو جا رہا ہے۔ تیری یہ چال اس کشتی کی طرح ہے جو کسی قوم کو لے کر چل رہی ہے، جبکہ لوگ بیٹھے ہوں۔

آغاز ۶۴۶ ھ

اس سال سلطان صالح نجم الدین، دیار مصریہ سے دمشق آیا اور حمص کے لئے لشکروں اور منجنیقوں کو تیار کیا اس لئے کہ وہاں کے حاکم ملک اشرف بن موسیٰ بن منصور بن اسد الدین نے حاکم حلب ناصر یوسف بن العزیز سے تل باشر کا تبادلہ کر لیا تھا جب حلبیوں کو دماشقہ کے آنے کی خبر ہوئی تو یہ بھی ایک بڑی تعداد میں ان سے حمص کی مدافعت کے لئے باہر نکل آئے اتفاق سے شیخ نجم الدین البادرائی نظامیہ کے مدرس قاصدوں کے ساتھ آئے ہوئے تھے انہوں نے دونوں گروہوں میں صلح کرا دی، اور دونوں کو اپنے اپنے ہیڈ کوارٹر کی طرف لوٹا دیا، اللہ تعالیٰ ہی کی سب تعریفیں ہیں۔

اس سال ایک ترکی نوجوان غلام نے اپنے آقا کے بچے کو قتل کر دیا جب اس نے اس سے برائی کا ارادہ کیا تو اس نے مدافعت کی اس غلام کو کیلیں لگا کر سولی چڑھایا گیا، یہ بہت خوبرو نوجوان تھا، لوگوں کو اس کی صغرسنی پر افسوس ہوا اس کے بارے میں قصائد کہے، ان میں سے شیخ شہاب الدین ابو شامہ نے اپنی کتاب ذیل میں بھی اس کے بارے میں اشعار کہے اور طوالت کے ساتھ اس کا قصہ بیان کیا ہے۔

اس سال دمشق کے آنے کے بازار میں پرانا رومی طرز کا بنا ہوا ایک پل گر پڑا، یہ قصر ام حکیم کے قریب تھا جس کی وجہ سے بہت سے گھر اور دوکانیں انہدام کا شکار ہوئیں، یہ پل دن کے وقت گرا تھا، اور اتوار کی رات ۲۵ رجب شرقی مینارہ میں سخت آگ بھڑک اٹھی تو جو کچھ اس میں تھا سب جل گیا اس کی سیڑھیاں لکڑی کی تھیں، لوگوں کی اس میں رکھی تمام امانتیں راکھ ہو گئیں، اللہ تعالیٰ کی تعریف کہ اس نے جامع مسجد کو محفوظ رکھا، کچھ دنوں بعد سلطان دمشق آیا تو اس نے اسے دوبارہ اسی حالت پر بنانے کا حکم دیا (میں ابن کثیر) کہتا ہوں کہ پھر یہ مینارہ ۷۴۰ ھ کے بعد مکمل طور پر گر کر جل گیا تھا اور پھر دوبارہ اسے پہلے سے اچھی عمارت میں تعمیر کیا گیا۔ وللہ الحمد، اس وقت مینارہ بیضاء شرقیہ دمشق میں باقی تھا جیسا کہ حدیث شریف کا مفہوم کہ اس پر عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا جیسا کہ اس کا بیان اپنی جگہ پر ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔

پھر سلطان صالح ایوب شاہی چارپائی پر بیمار ہو کر دیار مصریہ کی طرف واپس آیا، اس کی طبیعت انتہائی بوجھل اور ناساز تھی اس بیماری نے اسے اپنے بھائی عادل بن ابی کامل جو دیار مصریہ کا اپنے باپ کے بعد حاکم تھا اس کے قتل نے اپنے کام سے غافل کر دیا، اس نے اسے اس وقت قید کر لیا جب اس نے مصر پر قبضہ کیا تھا، جب اس سال کا شوال کا مہینے آیا تو اس نے اسے پھانسی دینے کا حکم دیا تو شمس الدولہ کی قبر کے پاس اسے پھانسی دی گئی تو اس نے اس کے بعد آئندہ سال کے نصف شعبان تک ہی انتہائی برے حال میں عمر پائی اس کی بیماری بڑھ گئی تو تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہیں جو مخلوق کا مالک اور بادشاہ ہے۔

اس سال دیار مصریہ کے قاضی القضاۃ فضل الدین خونجی کی وفات ہوئی، یہ حکیم، اور منطق میں ماہر تھے اس کے باوجود اپنے احکام میں عمدہ کردار کے مالک تھے، شیخ ابوشامہ نے فرمایا کہ کئی لوگوں نے ان کی تعریف کی ہے۔

علی بن یحییٰ جمال الدین ابوالحسن المحرمی ... نوجوان، عالم، فاضل، ادیب شاعر اور ماہر شخص تھے، انہوں نے ایک مختصر و بلیغ کتاب لکھی جو کئی فنون کو جامع ہے ریاضت، عقل۔ خواہش کی مذمت وغیرہ ہیں، انہوں نے اس کا نام نتائج الافکار رکھا، اس میں انہوں نے حکمت والے کلمات کہے ہیں، سلطان ایسا امام جو قابل اتباع ہے اور صاحب شرع دین ہے، اگر وہ ظلم کرے تو حکام بھی اس کے ظلم و جور کی وجہ سے ظلم کرتے ہیں اور اگر وہ عدل وانصاف سے کام لے تو کوئی بھی شخص اپنے فیصلے اور حکم میں ظلم نہیں کرے گا جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی زمین اور اپنے ملاقوں میں قدرت دی ہے۔

اور اسے اپنے بندوں اور اپنی مخلوق کے لئے امین بنایا اس کے ہاتھ اور اس کی مشابہت کو پھیلایا اس کی جگہ اور اس کے مکان کو بلند کر دیا، تو وہ اس بات کا حقدار ہے کہ امانت ادا کرے، خالص دیانت سے کام لے حسن کردار کا مظاہرہ کرے سیرت کو بہتر بنائے، انصاف اپنی پکی عادت بنالے اور بدلہ دینا اس کی غرض اور مقصود بن جائے اس لئے کہ ظلم قدم پھیلاتا ہے نعمت کو ہٹاتا ہے فقیری پیدا کرتا ہے، اور امتوں کو تباہ کرتا ہے۔

نیز وہ فرماتے ہیں کہ طبیب سے جھگڑا عذاب کا باعث ہے بہت سے حیلے اور تدبیریں قبیلوں سے زیادہ نفع بخش ہیں، غصہ کا موٹا کمزور ہے اور دھوکے کا والی معزول ہے حکماء کے دل کنکھیوں سے بھیدوں کو دیکھ لیتے ہیں اپنے بھائی کی ولایت وحکومت میں بھائی چارگی سے راضی رہ کر جتنا تو اس کی محبت کا خیال رکھتا ہے تواضع وانکساری وشرافت کے جال ہیں حسن ظن کتنی اچھی چیز ہے اگر اس میں عاجزی نہ ہوتی اور بدگمانی کتنی بری چیز ہے اگر اس میں احتیاط نہ ہوتی، اپنے کلام کی شاخوں میں انہوں نے ذکر کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک خادم تھا جس سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے سزا دینی چاہی تو اس نے کہا اے میرے آقا! کیا آپ کوئی گناہ نہیں کرتے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوں؟ تو انہوں نے کہا کیوں نہیں؟ اس نے کہا اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو مہلت دی ہے تو آپ مجھے کیوں مہلت نہیں دیتے، چنانچہ آپ نے اسے معاف فرمادیا، اس خادم نے پھر غلطی کی تو آپ نے سزا دینی چاہی تو اس نے پھر دوبارہ ایسا ہی کہا چنانچہ آپ نے پھر اسے معاف کر دیا، جب اس نے تیسری مرتبہ غلطی کی تو آپ نے اسے سزا دی تو وہ کوئی بات نہیں کر رہا تھا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تو نے اب کیوں نہیں کہا جیسا کہ تو نے پہلی مرتبہ کہا تھا؟ تو اس نے کہا مجھے آپ کے حلم پر اور اپنے بار بار جرم پر شرم آ رہی تھی، اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور آپ نے فرمایا میں اپنے رب سے حیا کرنے کا زیادہ حقدار ہوں، تو اللہ تعالیٰ کے لئے آزاد ہے۔

ان کے وہ اشعار جس میں خلیفہ کی مدح کی ہے یہ ہیں:

اے وہ شخص! جس کے دونوں ہاتھ مخلوق پر اس وقت سخاوت کرتے ہیں جب بادل اپنا پانی دینے سے بخل کریں، اے حاتم کو بخیل کرنے والے تو نے کسریٰ پرستم کیا، تیری امید پر امیدوار سجدہ ریز ہیں۔

ابن سباعی نے ان کے اور بہت سے اشعار ذکر کئے ہیں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

شیخ ابوعمرو بن الحاجب ... مالکی عثمان بن عمر بن ابی بکر بن یونس الرونی ثم المصری، علامہ ابوعمرو شیخ المالکیہ، ان کے والد امیر عزالدین کے مصاحب تھے، یہ علم میں مشغول ہوئے، قرآت پڑھیں، نحو انتہائی اچھی تحریر میں لکھی، علم فقہ حاصل کر کے مقام حاصل کیا اور اہل زمانہ کے سردار ہوئے پھر کئی علوم میں امام بن گئے ان میں اصول فروع، عربیت، صرف، عروض، تفسیر وغیرہ کے علوم شامل ہیں۔

۶۱۷ھ میں دمشق کو وطن بنالیا، اور وہاں جامع میں مالکیہ کے لئے درس دینے لگے یہاں تک کہ ان کا خروج شیخ عزالدین بن عبدالسلام کے ساتھ ۶۳۸ھ میں ہوا، دونوں دیار مصریہ کی طرف چلے گئے بالآخر اس سال اسکندریہ میں شیخ ابوعمرو کی وفات ہوئی اور مینارہ اور شہر کے درمیان والے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

شیخ شہاب الدین ابوشامہ نے فرمایا کہ یہ تیز طبیعت، ذکی امام تھے، معتبر، قابل حجت، متواضع، پاکدامن، بہت شرمیلے، عادل، علم واہل علم سے محبت رکھنے والے تھے، علم کے لئے تکالیف اٹھانے والے، اسے نشر کرنے والے، مصائب پر صبر کرنے والے، دمشق کئی بار آئے، آخری بار

۶۱۷ھ میں آنا ہوا اور مالکیہ کے مدرسہ میں مقیم ہو گئے وہاں علم قرأت اور عربیت کے طالبین کے شیخ بن گئے انہیں علم وعمل میں ارکان دین کی طرح ایک رکن کی حیثیت حاصل تھی علوم میں ماہر، مسلک امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں مضبوط، علامہ ابن خلکان نے ان کی بڑی تعریف کی ہے کہ وہ ان کے پاس گواہی دینے کے لئے آئے جب وہ مصر میں عدالت کے نائب تھے تو انہوں نے ان سے شرط کو شرط پر پیش کرنے کا مسئلہ پوچھا تھا جب انہوں نے کہا اگر میں کھاؤں اگر میں پیوں تو تجھے (بیوی کو) طلاق ہے، اگر میں نے پہلے پی لی تو طلاق کیوں واقع ہوگی؟ تو فرماتے ہیں کہ انہوں نے انتہائی سکون اور متانت سے جواب دیا۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ ان کی مختصر فی الفقہ تمام مختصرات سے بہتر ہے اس میں ابن شاش کے افادات ترتیب دیئے ہیں، ایک ان کی کتاب مختصر فی اصول الفقہ ہے اس میں علامہ سیف الدین آمدی کے افادات سے احکام فوائد عامہ سمیٹے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اس کے یاد کرنے کا فضل فرمایا ہے اس میں انہوں نے جو احادیث نبویہ لکھی ہیں میں نے کتابچوں میں انہیں جمع کیا ہے، وللہ الحمد

علم عربیت میں ان کی مفصل کی شرح اور امالی ہیں، اور نحو میں مشہور مقدمہ ہے اس میں علامہ زمخشری کی مفصل کا اختصار اور شرح پیش کی ہے اور کئی لوگوں نے بھی مفصل کی شرح لکھی ہیں ان کی کتاب التصریف اور اس کی شرح بھی ہے، شاطبیہ کے وزن پر ان کے عروض بھی ہیں، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

آغاز ۶۴۷ھ

اس سال ملک صالح ایوب کی وفات اور اس کے بیٹے توران شاہ کا قتل اور معز عزالدین ایبک ترکمانی کی ولایت ہوئی، ۴ محرم بروز سوموار ملک صالح دمشق سے دیار مصریہ کی طرف شاہی سواری میں آیا، یہ علامہ سبط ابن الجوزی کا بیان ہے کہ اس نے دمشق میں منادی کرادی کہ جس کی کوئی چیز ہمارے پاس ہو وہ آجائے، چنانچہ قلعہ میں لوگوں کا تانتا بندھ گیا انہیں ان کے اموال دیئے گئے، ۱۰ صفر صالح ایوب کی جانب سے دمشق میں اس کا نائب امیر جمال الدین بن یغمور داخل ہوا وہ باب الجابیہ کے اندر درب الشعارین میں ٹھہرا، جمادی الثانی میں امیر نے باب البرید کے وسط میں نئی دکانوں کو خراب کرنے کا حکم دیا کہ یہاں کوئی دوکان نہ چھوڑی جائے، سوائے اس دوکان کے جس کے دونوں جانب قبلی اور شامی درزیوں کی دوکانیں ہیں، درمیان میں واقع سب دوکانیں منہدم کردی جائیں۔

ابوشامہ نے فرمایا کہ عادل نے بھی انہیں گرادیا تھا مگر پھر بنائی گئی تھیں پھر ابن یغمور نے انہیں گرادیا، امید ہے کہ یہ اسی طرح باقی رہیں گی، اس سال ناصر داؤد کرک سے حلب کی جانب متوجہ ہوا تو صالح ایوب نے دمشق میں اپنے نائب جمال الدین بن یغمور کو دار اسامہ جو دمشق میں ناصر کی طرف منسوب تھا خراب کرنے کا حکم دیا، نیز اس کا وہ باغ جو قابون میں جسے بستان القصر بھی کہتے ہیں خراب کردیا جائے اس کے درخت اکھیڑ دیئے جائیں محل بھی خراب کیا جائے، صالح ایوب نے امجد حسین بن ناصر سے کرک لے لیا اور وہاں معظم کے گھرانے کے جو لوگ تھے انہیں نکال باہر کیا محل کے اموال وذخائر پر قبضہ کرلیا اس میں ایک کروڑ دینار تھے صالح امجد نے یہ انتہائی عمدہ جگہ بنائی ہوئی تھی۔

اس سال بغداد میں پانی میں طغیانی آئی جس کی وجہ سے بہت سے محلات اور مشہور گھر انہدام کا شکار ہوئے اور تین جامع مسجد کے علاوہ کسی جامع مسجد میں جمع ہونا متعذر تھا اور خلفاء کی جماعت کے تابوت اس خوف سے نکال کر قبرستان رصافہ منتقل کردیئے گئے کہ ان کی جگہ پانی میں غرق ہوجائے گی، ان میں معتضد بن امیر ابی احمد المتوکل تھا یہ واقعہ اس کی تدفین سے ۳۵۶ھ یا ۳۵۷ھ بعد کا ہے اسی طرح اس کے بیٹے مکتفی اور مقتفی بن مقتدر باللہ رحمہم اللہ کو منتقل کیا گیا۔

اس سال فرنگیوں نے دمیاط پر حملہ بولا تو وہاں کی عوام اور فوج بھاگ نکلی انہوں نے سرحد پر قبضہ کر کے بہت سے مسلمانوں کو قتل کردیا، یہ اس سال کے ربیع الاول کا واقعہ ہے، سلطان نے ان کے مقابل تمام لشکر کے ساتھ خیمہ لگایا اور ان لوگوں کو پھانسی دی جو فرنگیوں کے خوف سے فرار ہوئے تھے اور انہیں تھوڑی دیر نہ ٹھہرنے پر ملامت کی تاکہ اللہ تعالیٰ اور ان کا دشمن بھاگ جاتا، ادھر بیماری بڑھنا شروع ہوئی اور سلطان کے مرض میں اضافہ ہوتا گیا جب نصف شعبان کی رات ہوئی تو منصورہ میں فوت ہوگیا اس کی لونڈی ام والدہ خلیل نے جسے شجرۃ الدر کہا جاتا تھا اس کی موت کو مخفی رکھا، اور یہ

ظاہر کیا کہ وہ قریب المرگ ہے اس کے پاس کوئی نہ آئے اور اس کی علامت بتاتی رہی اور امراء کو خبر کردی کہ انہوں نے اس کے بیٹے ملک معظم کی طرف پیغام بھیجا وہ حصن کیفا میں تھا، لوگ اسے ان کے پاس بہت جلد لے آئے، یہ سب اکابر امراء کے اشارے سے تھا جن میں فخر الدین بن شیخ بھی تھے جب وہ آیا تو انہوں نے اسے اپنا بادشاہ بنالیا اور سب نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی تو وہ ملک کی جماعت میں سوار ہو کر فرنگیوں سے لڑنے لگا اور انہیں شکست دی، ان کے تیس ہزار سوار ما قتل کئے، وللہ الحمد۔

یہ اس سال کے ابتداء میں ہوا، پھر اسے دو مہینوں کے بعد اس کے ملک میں قتل کر دیا، قتل کرنے والے امراء تھے جن میں عز الدین ایک ترکمانی بھی تھا اس نے اس کے ہاتھ پر مارا جس سے اس کی انگلیاں ٹوٹ گئیں پھر وہ خیمہ گاہ میں لکڑیوں سے بنے محل کی طرف دوڑا، انہوں نے اس پر آگ چھوڑ کر اسے جلا دیا، تو وہ اس کے دروازے سے خلیفہ کی پناہ مانگ کر نکلا لیکن انہوں نے قبول نہ کیا تو اس نے سیدھا دریائے نیل کا رخ کیا اور اس میں غوطہ لگایا پھر وہ جب نکلا تو انہوں نے اسے بری طرح قتل کیا اپنے پاؤں تلے روندا اور مردار کی طرح دفن کیا گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون، جن لوگوں نے اسے تارا ان میں بند قداری بھی تھا، اس نے کندھے پر مارا تو تلوار اس کی دوسری بغل کے نیچے سے نکلی، وہ مدد مانگ رہا تھا لیکن کسی نے کوئی مدد نہیں کی۔

اس سال قتل ہونے والے حضرات

فخر الدین یوسف بن شیخ بن حمویہ...... وہ فاضل، دیندار، بارعب و باوقار اور بادشاہت کے حقدار تھے۔ امراء ان کی بڑی عزت کرتے تھے، اگر صالح کے بعد یہ انہیں اپنی بیعت کے لئے بلاتے تو کوئی بھی اختلاف نہ کرتا لیکن وہ اسے بنی ایوب کی جانب سے حفاظت و دفاع سمجھتے تھے، فرنگیوں نے انہیں معظم توران شاہ کے مصر آنے سے پہلے ذیقعدہ میں شہید کر دیا، اس کے اموال و ذخائر لوٹ لئے اس کے گھر کو ویران کر دیا اور کوئی نامناسب اور برا ایسا نہیں چھوڑا جو ان سے نہ کیا ہو باوجودیکہ جن امراء نے اس کا موقع دیا ان کی حد درجہ تعظیم بجالاتے تھے، ان کے اشعار میں سے چند یہ ہیں:

میں نے بچپن میں نفسانی خواہش کی مخالفت کی اور جب مجھے راتوں نے بڑھاپے اور پیرانہ سالی کی طرف پھینکا تو معاملہ کے برعکس میں نے خواہش نفس کی بات مان لی، کاش میں بوڑھا پیدا ہوتا اور پھر بچپن کی طرف لوٹ جاتا۔

آغاز ۶۴۸ھ

۳ محرم بروز بدھ معظم توران شاہ نے دمیاط کی سرحد پر فرنگیوں کو شکست دی، ان کے ۳۰ ہزار افراد قتل کئے، ایک لاکھ تعداد بھی بتائی گئی ہے ان سے بہت کچھ مال غنیمت حاصل کیا اللہ الحمد۔ پھر قیدی امراء کی جماعت کو قتل کیا قیدیوں میں فرانسیسوں کا بادشاہ اور اس کا بھائی بھی تھا اور فرانسیسوں کے بادشاہ کی ٹوپی دمشق بھیجی گئی تو لڑائی کے دن اس کے نائب نے اسے پہنا، یہ سترلاط سے بنی تھی جس کے نیچے سنجاب کی کھال تھی اس کے متعلق شعراء کی ایک جماعت نے اس خوشی پر اشعار کہے، فقراء گرجائے میریم میں داخل ہوئے انہیں خوشی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ پر فتح دی ہے قریب تھا کہ وہ اسے خراب کر دیتے، اور بعلبک سے آنے والے نصاریٰ اس وقت خوش ہوتے جب انہوں نے دمیاط پر قبضہ کیا تھا اور جب یہ شکست ہوئی تو ان کی صورتیں سیاہ ہو گئیں۔

پھر جب ان کی طرف نائب شہر نے پیغام بھیجا تو وہ پگلے ہو گئے اور یہودیوں کو حکم دیا انہوں نے اس کے چہرے پر طمانچہ مارے، محرم کا مہینہ ختم نہیں ہوا تھا کہ امراء نے اپنے استاذ زادے توران شاہ کو قتل کر دیا اور نیل کی دوسری جانب دفن کر دیا، اللہ تعالیٰ اس پر اس کے اسلاف پر اپنا فضل و رحمت فرمائے۔

معز عزالدین ایبک ترکمانی بنی ایوب کے بعد مصر کا بادشاہ بنتا ہے۔۔۔ جب حکومت صالحیہ کے آخری امراء وغیرہ نے اپنے استاذ زادے معظم غیاث الدین توران شاہ بن صالح ایوب بن کامل بن عادل ابوبکر بن نجم الدین ایوب کو قتل کیا جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے کہ اس کی بادشاہی باپ کے بعد دو ماہ رہی، اور جب قتل کا قصہ ختم ہوا تو آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے، لا باس، لا باس، کوئی حرج نہیں کوئی حرج نہیں، تو انہوں نے اپنے درمیان سے امیر عزالدین ایبک ترکمانی کو بلا بھیجا اور اسے اپنا بادشاہ بنالیا اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اسے معز کا لقب دیا، قاہرہ کی طرف چلے گئے، پانچ دن بعد انہوں نے بنی ایوب سے ایک دس سالہ لڑکا کھڑا کیا وہ ملک اشرف مظفر الدین موسیٰ بن ناصر یوسف بن المسعود اقسیس بن کامل تھا اور معز کو اس کا اتالیق بنادیا، یوں سکہ اور خطبہ ان کے درمیان مشترک ہوتا، اس سلسلہ میں شام کے امراء سے کتابت رکھی، شام میں یہ کام نہ ہوسکا بلکہ ان کے ہاتھ سے نکل جاچکا تھا سوائے دیار مصریہ کے کسی اور جگہ ان کی حکومت قائم نہ ہوسکی، یہ تمام کاروائی خاتون شجرۃ الدر ام خلیل، صالح ایوب کی چہیتی کے حکم سے ہوئی، اس نے معز سے شادی کرلی، یوں سکہ اور خطبہ اسی کا چلنے لگا، مصر اور اس کے صوبوں میں جمعوں کے دنوں اس کے لئے منبروں پر دعائیں ہوتیں اور اسی طرح سکوں پر ام خلیل لکھا جاتا، منشور اور دستخطوں کے لئے اس کا خط اور نام لکھا جاتا، یہ تمام باتیں معز سے تین ماہ قبل تک رہیں پھر اس کا جو ذلت وقتل کا حال ہوا اسے ہم عنقریب ذکر کریں گے۔

ناصر بن عزیز بن ظاہر حاکم حلب دمشق کا فرمانروا بنتا ہے۔۔ جب دیار مصریہ میں امراء کے ہاتھوں معظم توران شاہ بن صالح ایوب کا قتل ہوا تو تمام حلبی اپنے استاذ زادے ناصر یوسف بن عزیز محمد بن ظاہر غازی بن ناصر یوسف فاتح بیت المقدس کے ساتھ اور جو بنی ایوب میں سے وہاں تھا ان کے ساتھ جن میں صالح اسماعیل بن عادل تھا، باقی رہنے والوں میں یہ حکومت کا زیادہ حقدار تھا، عمر تیاری، عزت وسرداری ہر لحاظ سے، ان میں ناصر داؤد بن معظم بن عادل اور اشرف موسیٰ بن منصور ابراہیم بن اسد الدین شیر کوہ بھی تھا، حمص وغیرہ کا حاکم تھا ان سب نے آکر دمشق کا محاصرہ کرلیا اور اس کے بڑی جلدی بادشاہ بن گئے، ابن یغمور کا گھر لوٹا گیا اور اسے قلعہ میں قید کردیا گیا اور گرد کے علاقے جیسے بعلبک، بصری، صلت، صرخد وغیرہ پر قبضہ جمالیا اور کرک اور شوبک ملک مغیث عمر بن عادل بن کامل کی وجہ سے ان کے لئے ممنوع ہوگئے، اس نے اس فتنہ میں (جب معظم توران شاہ قتل ہوا) ان دونوں علاقوں پر قبضہ کرلیا تھا مصریوں نے اس سے اپنا بادشاہ بنانے کا مطالبہ کیا تو اس نے جو کچھ اس کے چچا کے بیٹوں کے ساتھ ہوا، دیکھ کر خوف سے یہ اقدام نہیں کیا اور ان کی طرف نہیں گیا، پھر جب حلبیوں کی حکومت دمشق اور گردونواح پر قائم ہوئی تو ناصر قلعہ میں بیٹھا، لوگوں کے دلوں کو خوشی ہوئی۔

اس کے بعد یہ لوگ غزہ کی طرف گئے، دیار مصریہ کو چھین سکیں، تو ان کی طرف مصری فوج نکلی ان سے بڑا سخت معرکہ ہوا تو پہلے شامیوں پر پانسہ پلٹا تو وہ شکست کھا گئے اور ان کے کئی بڑے بڑے لوگ گرفتار ہوئے اور صالح اسماعیل کے لشکر میں کوئی نہ رہا، یہاں پہنچ کر علامہ ابوشامہ نے کسی کے یہ اشعار نقل کئے ہیں جو برمحل ہیں:

اسماعیل نے ہمارے اموال ضائع کئے مغنی کو بلا مقصد خراب کیا، اس نے دمشق وگردونواح سے راحت پائی یہ اس کا بدلہ ہوا جس نے لوگوں کو مفلس بناکر خود مالدار بننے کی ٹھانی تھی۔

قبرستان صالح کو وقف کرنے والے صالح اسماعیل کے کچھ حالات۔۔۔ صالح، عقلمند، ہوشیار بادشاہ تھا اس پر حالات نے کئی بار پلٹا کھایا، اشرف نے اپنے بعد اس کے لئے دمشق کی وصیت کی تھی، کچھ ماہ وہ اس کا بادشاہ رہا پھر اس سے اس کے بھائی ملک کامل نے چھین لیا پھر صالح ایوب سے دھوکا بازی اور فریب کاری سے چھین کر بادشاہ بن گیا، اسی میں چار سال سے زائد کا عرصہ بیت گیا، پھر خوارزمیہ کے سال ۶۴۳ھ میں صالح ایوب نے اس کے ہاتھ سے واپس لے لیا اور اس کے ہاتھ میں اس کے دو شہروں بعلبک اور بصری کی حکومت قائم ہوگئی پھر یہ بھی اس سے لے لئے گئے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے، پھر اس کے پاس کوئی شہر جائے پناہ نہ رہا تو وہ حلبیہ کی طرف ناصر یوسف جو اس کا حاکم تھا کے پڑوس میں پناہ گزیں ہوا پھر ہم نے جو اس سال دیار مصریہ میں ہونے والے معرکہ کا ذکر کیا اس میں وہ گم ہوگیا نامعلوم کہاں چلا گیا۔ واللہ اعلم، وہ قبرستان میں مدرسہ اور دمشق میں دار الحدیث کو وقف کرنے والا ہے۔

اس سال فوت ہونے والے حضرات

ملک معظم توران شاہ بن صالح ایوب [1]... بن کامل بن عادل، وہ پہلے اپنے باپ کی حیات میں حصن کیف کا حاکم تھا اس کا باپ اپنے دور حکومت میں اسے بلاتا رہا لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا پھر جب اس کا والد فوت ہوا تو امراء نے اسے بلا بھیجا تو وہ آ گیا تو انہوں نے اسے اپنا بادشاہ بنا لیا پھر اسے قتل کر دیا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے، یہ واقعہ محرم کی ستائیس تاریخ بروز پیر پیش آیا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ نااہل تھا بادشاہت کی صلاحیت نہیں رکھتا تھا، اس کے باپ کو اپنے بیٹے کے قتل کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو وہ کہہ رہا تھا.

انہوں نے اسے بری طرح قتل کیا اور وہ دنیا کے لئے مثل بن گیا انہوں نے اس کی رشتہ داری اور نہ اس شخص کا خیال کیا جو اس سے پہلے تھا تو عنقریب دیکھے گا کہ وہ گھٹیا لوگوں کی خوراک بن جائے گا۔

پھر اس کی اور مصریوں اور شامیوں کی جنگ ہوئی جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے دونوں صفوں میں جو نامور مسلمان امراء ہلاک ہوئے ان میں شمس لولو حلبی ملکوں کا نگران، یہ بڑا نیک آدمی تھا، نیکی کا حکم کرتا اور برائی سے منع کرتا تھا۔

خاتون ارغوانیہ... اسے حافظیہ، حافظ کی خدمت اور تربیت کی وجہ سے کہا جاتا تھا جو قلعہ جابر کا حاکم تھا وہ بڑی عقلمند باسلیقہ خاتون تھی، لمبا زمانہ پایا، اس کے کئی اموال تھے، یہی مغیث عمر بن صالح ایوب کے لئے کھانا بناتی تھی صالح اسماعیل نے اس سے مطالبہ کیا اور مال کے چار سو صندوق لئے اس نے دمشق میں واقع اپنا گھر خدمتگاروں کے لئے وقف کر دیا، اور نجیب یاقوت جو شیخ تاج الدین کندی کا خادم تھا اس کا باغ خرید لیا اور اس میں قبر اور مسجد بنوائی اور اس مسجد میں کئی عمدہ چیز وقف کیں، رحمہا اللہ تعالیٰ۔

امین الدولہ ابوالحسن غزال المتطیب... صالح اسماعیل ابوالجیش، کا وزیر جو اپنے بارے میں اور ملک کے متعلق بخل اور اپنے سے اور اپنے مخدوم سے نعمت کے زوال کا سبب، یہی وہ برا وزیر تھا جس کے متعلق علامہ سبط ابن الجوزی نے یہ تہمت لگائی ہے کہ یہ دین کے ساتھ مذاق کرتا اور یہ کہ اس کا کوئی دین نہیں تھا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کے شر سے تمام مسلمانوں کو راحت بخشی، اس کا قتل اس سال اس وقت ہوا جب صالح اسماعیل مصر میں لاپتہ ہو گیا، امراء میں سے کسی نے اس کا اور ابن یغمور کا قصد کیا اور انہیں پھانسی دے کر مصر کے قلعہ پر سولی دی، اس امین الدولہ کے کئی اموال تحائف، جواہر، سامان جو تین کروڑ دینار کے مساوی تھا دس ہزار جلدیں منسوب خط کے ساتھ اور اس کے علاوہ کئی عمدہ اور نفیس اشیاء تھیں۔

آغاز ۶۴۹ھ

اس سال ملک ناصر حاکم حلب دمشق کی طرف واپس آیا، مصریوں کی فوجیں بھی آ گئیں تو انہوں نے ساحلی علاقوں سے لے کر شریعہ کی حد تک ایک حکومت قائم کر لی، تو ملک ناصر نے ان کے مقابلہ کے لئے ایک لشکر تیار کیا تو انہیں ہٹاتے ہٹاتے دیار مصریہ تک لے گئے اور ان پر تنگی کی، اسی سال ام خلیل شجرۃ الدر نے ملک معز عزالدین ایبک ترکمانی سے شادی کر لی، جو اس کے خاوند صالح ایوب کا غلام تھا اس سال صالح ایوب کا تابوت اس کے مدرسہ کی طرف قبرستان میں منتقل کیا گیا ترکوں نے تعزیت کے کپڑے پہنے، ام خلیل نے اس کی طرف سے بہت سال مال صدقہ کیا اس سال ترکوں نے دمیاط کو خراب کیا وہاں کے باشندوں کو مصر منتقل کیا اور جزیرہ کو بھی فرنگیوں کے واپس آنے کے خوف سے خالی کر دیا، اس سال ''نھج البلاغۃ'' کتاب کی شرح بیس جلدوں میں مکمل ہوئی جسے عبدالحمید بن داؤد بن ھبۃ اللہ بن ابی الحدید مدائنی نے تالیف کیا جو وزیر مؤید الدین بن علقمی کا کاتب تھا وزیر نے اسے سو دینار ایک جوڑا اور گھوڑا دیا، اور عبدالحمید نے ایک قصیدے میں اس کی مدح کی کیونکہ وہ شیعہ معتزلی تھا، رمضان میں شیخ سراج الدین

(۱) دول الاسلام ۳/۱۱۲ ذیل الروضتین ۱۸۵ النجوم الزاھرۃ ۳۶۳ ۶/۳۷۲

عمر بن بر کہ النھر قلی، بغداد میں نظامیہ کے مدرس بنائے گئے، مذکورہ تدریس کے ساتھ ساتھ بغداد کے قاضی القضاۃ بنائے گئے اور انہیں خلعت دی گئی اور شعبان میں تاج الدین عبدالکریم بن شیخ محی الدین یوسف بن شیخ ابوالفرج بن الجوزی، اپنے بھائی عبداللہ کے بعد بغداد کے محتسب بنائے گئے جنہوں نے اسے بے رغبتی سے چھوڑ دیا تھا چنانچہ تاج الدین کو خلعت دی گئی اور ان کے سر پر سائبان کا بندوبست کیا گیا اور خدام ان کی خدمت کے لئے سوار ہوئے۔

اس سال صلیت میں عید کی نماز عصر کے بعد پڑھی گئی، یہ عجیب بات ہے، اسی سال خلیفہ کی طرف سے حاکم یمن صلاح الدین بن یوسف بن عمر بن رسول کا خط آیا جس میں اس بات کا ذکر تھا کہ یمن میں ایک شخص خلافت کا دعوی کرتے ظاہر ہوا تو اس نے ایک لشکر روانہ کیا جس نے انہیں شکست دی اور اس کے جو پیروکار تھے انہیں قتل کیا اور ان سے صنعاء چھین لیا، وہ خود ایک معمولی جماعت میں جو اس کے ساتھیوں سے باقی بچے تھے بھاگ نکلا، نیز اس سال خلیفہ نے خلعتیں اور احکام جاری کئے۔

بہاء الدین علی بن ھبۃ اللہ بن سلامہ الحمیری.....اس سال بہاء الدین بن علی بن ھبۃ اللہ بن سلامہ الحمیری خطیب بغداد کی وفات ہوئی، بچپن میں عراق کا سفر کیا اور وہاں اور دوسرے علاقوں میں سماع حدیث کیا بڑے فاضل تھے، امام شافعی کے مسلک میں مضبوط معرفت والے شخص تھے، دیندار، خوش اخلاق، کشادہ دل، اور بڑے نیک باز تھے، بہت کم ایسا ہوا کہ ان کے پاس کوئی آیا ہو اور انہوں نے اسے کھانا نہ کھلایا ہو، کئی شیوخ سے جن میں سلفی وغیرہ ہیں سماع حدیث کیا اور لوگوں کو ان کی کئی زیادہ مرویات سنائیں، اس سال کی ذی الحجہ میں ان کی وفات ہوئی، عمر ۹۰ سال تھی، قرافۃ میں دفن ہوئے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

قاضی ابوالفضل عبدالرحمٰن بن عبدالسلام[1].....ابن اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن ابراہیم اللمعانی الحنفی علم وقضاء کے گھرانے کے فرد، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار میں درس دیا اور قاضی القضاۃ ابن فضلان شافعی کے نائب رہے، اس کے بعد قاضی القضاۃ ابو صالح نصر بن عبدالرزاق الحنبلی، پھر عبدالرحمٰن بن مقبل الواسطی کے نائب بنے، بعد میں ان کی وفات کے بعد ۶۴۳ھ میں بغداد میں قاضی عبدالرحمٰن اللمعانی عدالت بغداد کے مستقل قاضی بن گئے، انہیں قاضی القضاۃ کے بجائے اقضی القضاۃ کا لقب دیا گیا، ۶۴۵ھ میں مستنصریہ میں حنفیہ کے لئے درس دیا، وہ اپنی سیرت وکردار میں احکام کے نافذ اور ختم کرنے میں قابل قدر تھے، جب ان کی وفات ہوئی تو بغداد میں نظامیہ کے شیخ سراج الدین النہرقلی، قاضی القضاۃ مقرر ہوئے، رحمہما اللہ تعالیٰ۔

آغاز ۶۵۰ھ

اس سال تاتاری جزیرہ، سروج، راس العین اور گردونواحی علاقوں کی طرف پہنچے، قتل وغارت گری اور خرابی کا بازار گرم کردیا، اناللہ وانا الیہ راجعون سنجار پہنچے تو حران اور راس العین کے درمیان چلتے رہے ان سے چھ سو شکر کی بوریاں اور دیار مصریہ کا بنا ہوا سامان چھ لاکھ دینار لے لئے اس سال اہل جزیرہ میں سے جو لوگ قتل ہوئے ان کی تعداد ۱۰ ہزار تھی، اور اسی مقدار میں بچے اور عورتیں گرفتار ہوئیں۔

علامہ سبط ابن الجوزی نے فرمایا اس سال لوگ بغداد سے عازم حج ہوئے انہیں مستنصر کے زمانے سے دس سال ہوگئے کہ انہوں نے حج نہیں کیا تھا اس سال حلب میں آگ لگ گئی جس سے چھ سو گھر جل گئے، کہا جاتا ہے کہ فرنگیوں ملعونوں نے قصداً یہ آگ لگائی تھی،

اس سال قاضی القضاۃ عمر بن علی النہرقلی نے مدرسہ تاجیہ کا انتظام واپس لے لیا جس پر عوام کی ایک جماعت نے قبضہ کرلیا تھا اور اسے قیساریہ کی طرح بنالیا تھا جس میں کافی عرصہ خرید وفروخت کرتے رہے یہ مدرسہ انتہائی شاندار بالکل نظامیہ کے مشابہ ہے، کہا جاتا ہے کہ اس کا بانی تاج الملک تھا جو ملک شاہ سلجوق کا وزیر تھا اس میں پہلا درس شیخ ابوبکر شاشی نے دیا۔

---

(۱) الجواہر المضیہ للقرشی ۱/۳۰۱،۳۰۲، الحوادث الجامعہ ۱۵۷، المسجد المسبوق ۵۸۴۔

جمال الدین بن مطروح اسی سال جمال الدین بن مطروح کی وفات ہوئی، یہ فاضل رئیس، زیرک اور شاعر شخص تھے ان کا شمار آسودہ حال لوگوں میں ہوتا تھا پھر ملک صالح ایوب نے دمشق میں کسی وقت انہیں اپنا نائب بنالیا انہوں نے فوجی لباس پہنا۔
سبط ابن الجوزی نے فرمایا کہ وہ اس میں سچے نہ تھے ان کے وہ شعر جو انہوں نے ناصر داؤد حاکم کرک کے بارے میں اس وقت کہے تھے جب اس نے فرنگیوں سے قدس واپس لے لیا پھر جب حکومت کاملیہ میں ۶۳۶ھ میں قدس ان کے سپرد ہوا تو اس شاعر نے یعنی ابن مطروح نے کہا
مسجد اقصیٰ کی یہ عادت چلی آرہی ہے جو ضرب المثل بن گئی ہے، جب بھی یہ کفر کا وطن بنی اللہ تعالیٰ نے اس کی مدد کے لئے کوئی مددگار بھیج دیا، پہلے ناصر نے پہلی مرتبہ اور دوسرے ناصر نے دوسری مرتبہ اسے پاک کیا۔
جب صالح نے انہیں نیابت سے معزول کیا تو یہ بے یارو مددگار رہ گئے فقراء و مساکین کے ساتھ بڑی نیکی سے پیش آئے، ان کی وفات مصر میں ہوئی۔
نیز اس سال شمس الدین محمد بن سعد مقدسی نے وفات پائی، بہترین خط کے کاتب، بڑے صاحب ادب کئی شیوخ سے حدیث کا سماع کیا، سلطان صالح اسماعیل اور ناصر داؤد کی خدمت کی، دیندار، فاضل اور شاعر تھے، ان کا ایک قصیدہ ہے جس میں سلطان صالح اسماعیل کو ان امور میں نصیحت کرتے ہیں اور لوگوں میں سے جو اس کا وزیر قاضی اور حاشیہ بردار وغیرہ ملتا ہے اسے نصیحت کرتے۔

اس سال نامور فوت ہونے والے حضرات

عبدالعزیز بن علی... ابن عبدالجبار المغربی، ان کے والد بغداد میں پیدا ہوئے وہیں حدیث کا سماع کیا، طلب علم میں جان کھپائی، اور حدیث میں حروف تہجی کی ترتیب پر کئی جلدوں میں ایک کتاب لکھی اور اس میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کا بیان تحریر کیا ہے۔

شیخ ابوعبداللہ محمد بن غانم بن کریم...... اصبہانی، بغداد تشریف لائے نوجوان اور فاضل شخص تھے، شیخ شہاب الدین سہروردی کے سامنے زانوائے تلمذ طے کیا ان کا طریقہ بڑا تھا تفسیر میں ید طولیٰ رکھتے تھے، تصوف کی طرز پر ایک تفسیر لکھی، جس میں لطائف بیان کئے ہیں، وعظ میں ان کے کلام کا کچھ حصہ اس پر مشتمل ہے، یہ عالم اپنی فضاء کی عظمت میں ایک ذرہ ہے اور کتاب حکمت میں ذرہ ایک عالم کی طرح ہے، اصول فروع بن جاتے ہیں جب اولیت کا جمال ہوتا ہے اور فروع اصول بن جاتے ہیں جب مغرب سے اس کی انتہاء کا سورج طلوع ہوگا تعلقات ختم ہو جائیں گے رات پر پردے پڑے ہیں ستاروں کی شمعیں روشن ہیں رقیبوں کی آنکھیں مشتاقوں سے غافل ہیں، رکاوٹ کے پردے وصال کے دروازے سے ہٹادیے گئے، یہ کیا واقعہ ہے حالانکہ دوست نے تو دروازہ کھول رکھا ہے، یہ کیسی جدائی ہے حالانکہ آقا نے پردوں کے حاجب کو پھاڑ دیا ہے۔
عقیق کے اطراف میں ٹھہرنا نافرمانی ہے جب میں ارادہ کروں اور آنسو اس میں عقیق ہیں، جب میں حی کے باسی کے عشق شوق میں مرنہ جاؤں، تو میں اپنے دعوے میں کب سچا ہوں؟ اے لیلیٰ کے گھر محبت میں عشاق کب برابر ہوتے ہیں؟ اور نہ ہر شراب اصلی ہوتی ہے اور نہ وہ شخص جو تجھے مے، دل سے مل رہا ہوتا ہے اور نہ وہ مشتاق ہے جو تیری طرف چلے۔ محبت کے دعوے بڑھ چڑھ کر ہونے لگے، سو محبتوں میں قید اور آزاد برابر ہیں۔
اے امن والو! کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو آسمان پر چڑھ سکے؟ اور اے اپنے ناموس کے جیل خانوں کے قیدیو! کیا تم میں کوئی صحیح سمجھ بوجھ والا شخص ہے جو وحشی جانور اور پرندوں کے اسرار سمجھ سکے؟ کیا تم میں کوئی موسیٰ کلیم اللہ کے شوق کی طرح شوق رکھتا جو اپنی شوق کی زبان سے کہے، اے پروردگار میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں، اس لئے کہ انتظار کو ایک زمانہ گزر گیا اور جب لوگوں نے پانی مانگا تو پانی مانگنے کے بعد کہا، مشتاق کا نفس اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں چڑھا، آسمانوں کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں، اور بادلوں کو دودھ پلانے والیوں نے دودھ کی سخاوت کی، اور مٹی کے دودھ پیتے ذرات نے رحمت کے دودھ کو چوسا، اور بادلوں کے پیچھے سے شفاف پانی کے قطرے نکلے، اس سے زمین سرسبز ہوگئی اور ڈھیلوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور باغات سبز ریشم سے مزین ہوگئے، رنگ کی روشنائی نے اسے اچھے انداز سے مزین کیا، بادصبا کے پودوں سے نور کے شگوفوں کو کھولا، اس نے اپنی سانسوں سے پھولوں کی جیبوں کو کھولا، کائنات کے اجزاء اپنی صفات کی زبانیں اور تعبیر کی عادات میں بولنے لگے۔

اے سونے والو! بیدار ہو جاؤ، اور اے دور ہونے والو! بچو، دیکھ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار، کیسے زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے، یہی ذات مردوں کو زندہ کرنے والی ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ابوالفتح نصر اللہ بن ھبۃ اللہ..... ابن عبدالباقی بن ھبۃ اللہ بن الحسین بن یحییٰ بن صاقعۃ الغفاری الکنانی المصری ثم دمشق، ملک معظم اور اس کے بیٹے ناصر داؤد کے خصوصی آدمیوں میں سے تھے، انہوں نے اس کے ساتھ ۶۳۳ھ میں بغداد کا سفر کیا، ادیب اور دلچسپ گفتگو کرنے والے تھے، ان کے اشعار میں سے ہے: تم نے جب میری سرداری کا میری زیارت کے عوض انکار کیا اور مجھے قرب کی بجائے بُعد، بدلہ میں دیا، اور میری بیداری میں وصال کی سخاوت نہیں کی، اس کی رقت کی وجہ سے میرا دل تم سے نہیں رک سکا، تو نے میری آنکھوں کو جال بنالیا تو میں نے زندگی کی آسائش نیند اور تھکاوٹ میں پائی۔

آغاز ۶۵۱ھ

اس سال شیخ نجم الدین البادرائی، خلیفہ کے قاصد، حاکم مصر اور حاکم شام کے لشکر میں داخل ہوئے اور دونوں فوجوں میں صلح کرائی، ان میں جنگ بہت تیز ہوگئی اور حد سے بڑھ گئی تھی، مصری فوج نے فرنگیوں سے ساز باز کرلیا، اور انہیں وعدہ دیا کہ اگر وہ شامیوں کے خلاف ان کی مدد کریں گے تو انہیں بیت المقدس دے دیا جائے گا، اور کئی فتنے پھوٹ پڑے، تو انہوں نے ان میں صلح کرادی، اور شاہی گھرانے کے کئی بادشاہوں کی ایک جماعت کو دیار مصریہ سے چھڑایا، ان میں صالح اسماعیل کی اولاد اشرف کی بیٹی اور اس کے علاوہ حاکم حمص وغیرہ کی اولاد تھی۔ (اللہ تعالیٰ اسے اس کا اچھا بدلہ عطا فرمائے)۔

اس سال کے ذیل میں جیسا کہ علامہ بن سباعی نے ذکر کیا ہے کہ بغداد میں ایک شخص تھا جس کے سر پر ایک دلکش پیالہ دھرا تھا وہ پھسلا تو پیالہ ٹوٹ گیا تو وہ کھڑے ہو کر رونے لگا، لوگوں کو اس کا بڑا دکھ ہوا کیونکہ وہ فقیر اور لاچار آدمی تھا، اور اس کا ملک میں اس کے سوا کچھ نہ تھا، تو وہاں موجود لوگوں میں سے کسی نے ایک دینار دیا، اس نے دینار لے کر اس میں غور سے دیکھتا رہا پھر کہنے لگا: بخدا یہ دینار ہے میں اسے جانتا ہوں، یہ دینار پہلے سال جو دینار میرے ہاتھ سے نکل کر گئے انہیں میں سے ہے تو مجمع میں سے کسی نے اسے گالی دی تو اسے اس شخص نے کہا: جو تو نے بات کہی ہے اس کی کیا علامت ہے؟ کہا: اس کا اتنا اتنا وزن ہے، اس کے پاس ۲۳ دینار تھے، جب لوگوں نے ان کا وزن کیا تو وہ اتنے ہی نکلے جتنا وزن اس نے بتایا تھا، تو اس آدمی نے ۲۳ دینار نکال کر دیئے، اس نے انہیں جیسا بیان کیا تھا ویسا ہی پایا جب سے وہ اس کے ہاتھ سے گرے تھے، لوگوں کو اس بات پر بڑا تعجب ہوا۔

علامہ ابن سباعی فرماتے ہیں کہ اسی سے ملتا جلتا ایک واقعہ مکہ معظمہ میں پیش آیا وہ یہ کہ ایک شخص نے ماء زمزم سے غسل کرنے کے لئے اپنے کپڑے اتارے اور اپنے بازو سے ایک بازو بند اتارا جس کا وزن پچاس مثقال تھا اس کو اپنے کپڑوں کے ساتھ رکھ دیا، غسل سے فارغ ہو کر اس نے کپڑے پہنے اور بازو بند بھول گیا اور وہاں سے چل دیا، بغداد پہنچا اور دو سال تک اسی طرح رہا اور اس سے مایوس ہو گیا، اور اس کے پاس تھوڑا سا مال رہ گیا تو اس نے ان پیسوں سے شیشے اور بوتلیں خرید یں تا کہ کچھ کما سکے۔

اچانک اسی دوران وہ پھسلا اور شیشے ٹوٹ گئے تو وہ کھڑے ہو کر رونے لگا، لوگ اس کے ارد گرد جمع ہو گئے اور اس پر افسوس کرنے لگے، اس نے اپنی گفتگو کے دوران کہا: اے لوگوں کی جماعت! بخدا مجھ سے دو سال سے ایک بازو بند کھو گیا ہے جس کا وزن پچاس دینار ہے، مجھے جتنی اس کی پرواہ ہے اتنی ان شیشے کی بوتلوں کے ٹوٹنے پر نہیں۔

اس کا کچھ اتنا غم نہیں صرف اتنا ہے کہ یہی میری ساری جمع پونجی تھی، تو مجمع میں سے ایک شخص نے اسے کہا کہ بخدا مجھے وہ بازو بند ملی ہے اور اسے اپنے بازو سے اتارا، حاضرین کو اس پر بڑا تعجب ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آغاز652ھ

علامہ سبط ابن الجوزی نے اپنی کتاب مرآۃ الزمان میں فرمایا کہ اس سال مکہ مکرمہ سے یہ خبریں آنا شروع ہوئیں کہ وہاں عدن کی زمین میں ایک آگ کسی پہاڑ سے نکلی ہے، اس کے انگارے سمندر تک اڑتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں یہ تو رات کا معاملہ ہے اور دن میں اس کا بہت زیادہ دھواں بلند ہوتا نظر آتا ہے، تو لوگوں کو اس بارے میں کوئی شک نہ ہوا کہ یہ وہی آگ ہے جس کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ آخری زمانے میں ظاہر ہوگی، لوگ گناہوں سے تائب ہوئے اور ظلم وفساد سے اپنے ہاتھ کھینچے، بھلائی اور صدقات وخیرات کرنے لگے۔

اسی سال فارس اقطائی نجد سے آیا، مسلمانوں کے مال لوٹے، کچھ کو قید کیا اس کے ساتھ سمندری مفسدین کی ایک جماعت تھی انہوں نے بغاوت، سرکشی اور تشدد کا بازار گرم کر رکھا تھا وہ ملک معز ایبک ترکمانی اور اس کی بیوی شجرۃ الدر کی طرف کچھ دھیان نہ دیتے، معز نے اپنی بیوی سے مشاورت کی کہ وہ اقطائی کو قتل کرنا چاہتا ہے تو اس نے اجازت دیدی، اس نے اس کے خلاف مہم کا آغاز کر دیا بالآخر مصر میں قلعہ منصورہ میں اسے قتل کر دیا، سو اس طرح مسلمانوں کو اس سے راحت ملی۔

اس سال شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے مدرسہ صالح ایوب میں جو دو محلوں کے مابین ہے درس دیا، اور اسی سال شاہ روم کی بیٹی انتہائی زیب وزینت اور شاندار قیام میں دمشق کے حاکم ناصر بن عزیز بن ظاہر بن ناصر کی بیوی آئی اس کی وجہ سے دمشق میں کئی پررونق محفلیں ہوئیں۔

عبدالحمید بن عیسیٰ شیخ شمس الدین خسرو شاہی، مشہور متکلم، اور ان لوگوں میں سے ہیں جو امام فخر الدین رازی کے پاس اصول وغیرہ سیکھنے میں مصروف رہے، پھر شام آئے تو ملک ناصر داؤد معظم کے ہو کر رہ گئے، اس کے پاس بڑا مرتبہ پایا، علامہ ابوشامہ فرماتے ہیں کہ یہ شیخ بارعب، فاضل، منکسر المزاج اور خوبصورت شخص تھے، علامہ سبط ابن الجوزی نے فرمایا کہ وہ تو متواضع زیرک، ان کے پاس خیر کے کام ہوتے، ان کے متعلق یہ نہیں منقول ہے کہ کسی کو کبھی تکلیف پہنچائی ہو، فائدہ ہی پہنچایا ورنہ خاموش رہتے، دمشق میں فوت ہوئے اور قاسیون میں ملک معظم کی قبر کے دروازے پر دفن ہوئے۔

شیخ مجدالدین بن تیمیہ مصنف الاحکام...... عبدالسلام بن عبداللہ بن ابی القاسم الخضر بن محمد بن علی بن تیمیہ الحرانی الحنبلی، شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے دادا، 590ھ کے اردگرد کے عرصہ میں پیدا ہوئے، بچپن میں اپنے چچا خطیب فخر الدین کے پاس فقہ سیکھا اور کئی شیوخ سے سماع حدیث کیا، کئی شہروں کا سفر کیا، حدیث وفقہ میں کمال حاصل کیا، تدریس وافتاء کا کام کیا اور طلبہ کو پہنچایا، عیدالفطر کے روز حران میں انتقال فرمایا۔

شیخ کمال الدین بن طلحہ[1] جو دمشق میں دولعی کے بعد خطیب مقرر ہوئے، وہاں سے معزول ہو کر جزیرہ میں نصیبین کے قاضی بن گئے، پھر حلب پہنچے وہیں اسی سال وفات ہوئی، علامہ ابوشامہ فرماتے ہیں کہ عالم فاضل شخص تھے ان سے وزیر بننے کا مطالبہ کیا گیا تو وہ اس سے باز رہے، یہ تائید غیبی تھی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

سید بن علان[2]...... دمشق میں حافظ ابن عساکر سے سماع کے ذریعہ روایت کرنے والے آخری شخص ہیں۔

ناصح فرج بن عبداللہ الحبشی...... حدیث کا کثرت سے سماع کرتے، مسند، بہترین، صالح، اور سماع حدیث کے پابند آخر اسی مشغلے

(1) اعلام النبلاء 23/347، ذیل الروضتین 188۔ شذرات الذهب 5/261، طبقات الشافعیه 8/63، العبر 5/213، عیون التواریخ 20/78، النجوم الزاهرة 7/33، الوافی بالوفیات 3/176

(2) تکملة اکمال الاکمال 305، ذیل الروضتین 188۔ شذرات الذهب 5/260، العبر 5/213، عیون التواریخ 20/77، النجوم الزاهرة 7/33

میں دمشق کے دارالحدیث نوریہ میں وفات پائی۔

نصرہ بن صلاح الدین یوسف بن ایوب ...اسی سال حلب میں وفات ہوئی، سب سے آخری شخص ہیں، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

آغاز ۶۵۳ھ

علامہ سبط ابن الجوزی نے فرمایا کہ اس سال ناصر داؤد انبار سے دمشق واپس آیا پھر لوٹا اور براستہ عراق آ کر حج کیا، عراقین اور اہل مکہ میں صلح کرائی پھر ان کے ساتھ مقام حلہ کی طرف لوٹا، اور اسی سال سوموار کی رات ۱۸ صفر حلب میں فقیہہ اور شیخ ضیاء الدین صقر بن یحییٰ بن سالم فوت ہوئے، بڑے فاضل، دیندار شخص تھے ان کے اشعار میں سے یہ قول ہے کہ: جو شخص کسی ایسی حالت کا دعویٰ کرے جو اسے شریعت کے طریقے سے نکال دے، تو ہرگز اس کے ساتھ نہ بیٹھنا، کیونکہ وہ بے فائدہ نقصان ہے، یہی توصیہ کو وقف کرنے والے ہیں۔

ابو العز اسماعیل بن حامد[1] .....ابن عبدالرحمن انصاری قوصی، علماء حدیث کے لئے رحبہ میں اپنے گھر کو وقف کر دیا، اسی میں ان کی قبر ہے، یہ بدارہ کے سامنے جمال الاسلام کے حلقہ میں مدرس تھے، انہی سے اس کا تعارف و شہرت ہوئی، بڑے خوش مزاج اور خوش طبع انسان تھے، بہترین گفتگو کرتے، لوگوں کا مجمع لگاتے اور انہیں اپنے مشائخ سے حکایات نقل کر کے کئی مفید باتیں سناتے، علامہ ابو شامہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کی یہ لکھی ہوئی باتیں دیکھی ہیں جن میں سے بعض غلط اور توہمات پر مبنی ہیں جن کا تعلق اسماء الرجال کے فن سے ہے، اسی میں سے ان کی یہ غلطی ہے کہ انہوں نے حضرت سعد بن عبادہ بن دلم کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا اور کہا سعد بن عبادہ بن صامت نے کہا حالانکہ یہ غلط ہے اور کہا کہ تصوف کی گوڈری کی شدت میں، یہ بھی غلطی کی ہے، حی ابو محمد کو حسین، غلط لکھا ہے، علامہ ابو شامہ نے فرمایا: میں نے یہ ان کی لکھائی سے لکھا ہوا دیکھا ہے، اس سال بروز سوموار، ۷ ربیع الاول وفات پائی، شریف مرتضیٰ اشراف کے نقیب نے حلب میں وفات پائی، ان کی وفات بھی وہیں ہوئی۔

آغاز ۶۵۴ھ

اس سال حجاز کی زمین سے اس آگ کا ظہور ہوا جس نے بصریٰ میں اونٹوں کی گردنوں کو روشن کیا جیسا کہ اس کے متعلق وہ حدیث ناطق ہے جو باتفاق بخاری و مسلم میں منقول ہے جیسا کہ اس کے بارے میں شیخ ابو شامہ شہاب الدین مقدسی نے اپنی کتاب الذیل میں کافی شرح کی ہے، اور اسے کئی کتب سے باحوالہ نقل کیا ہے، جن میں اس آگ کا تذکرہ اور لوگوں کا مشاہدہ کہ وہ کیسے نکلی اور اس کا کیا ہوا، دمشق سے حجاز تک متواتر چلا آ رہا ہے اور یہ دلائل النبوۃ من السیرۃ النبویہ میں اس کے ابتدائی حصہ میں لکھا... وللہ الحمد والمنۃ، اور اس کا خلاصہ وہ ہے جو علامہ ابو شامہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے جو یہ ہے: دمشق کی طرف مدینہ نبوی علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام، سے خطوط آئے جن میں اس آگ کے نکلنے کا بیان ہے کہ اس آگ کا ظہور ان کے پاس اس سال کی پانچ جمادی الثانی میں ہوا، اور خطوط پانچ رجب کو لکھے گئے اور یہ آگ اسی حالت پر تھی، اور ہمارے پاس یہ خطوط ۱۰ شعبان میں پہنچے، پھر فرماتے ہیں:

خدا کے نام سے شروع جو نہایت مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے۔

صورتحال یہ ہے کہ ۶۵۴ھ کے شعبان کے ابتداء میں مدینۂ رسول ﷺ سے شہر دمشق کی طرف چند خطوط آئے جن میں وہاں پیش آنے والے ایک بڑے حادثے کی شرح اور صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت کی تصدیق لکھی ہوئی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ ارض حجاز سے ایک آگ نکلے گی جو بصریٰ میں اونٹوں کی گردنوں کو روشن کر دے گی، جن لوگوں نے اس آگ کا مشاہدہ کیا ان میں سے قابل اعتماد شخص نے مجھے بتایا کہ اسے یہ بات پہنچی ہے کہ اس نے تیماء میں اس آگ

(۱) ذیل الروضتین ۱۸۹۔ شذرات الذهب ۲۶۰/۲۔ العبر ۲۱۴/۵ النجوم الزاهرة ۳۵/۷

کی روشنی میں خطوط لکھے، اس کا بیان ہے کہ ہم انہی راتوں میں اپنے گھروں میں تھے، ہم میں سے ہر ایک گھر میں ایک چراغ تھا، اس کی گرمائش اور سپٹ اس کی بڑائی جتنی نہ تھی، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی، علامہ ابوشامہ فرماتے ہیں کہ مندرجہ ذیل وہ صورت ہے جس پر آنے والے خطوط میں اطلاع پائی۔

پھر جب ۳ جمادی الثانی ۶۵۴ھ بدھ کی رات ہوئی، مدینہ شریف میں ایک عظیم آواز ظاہر ہوئی اس کے بعد ایک عظیم زلزلہ برپا ہوا جس سے زمین کانپ اٹھی، دیواروں، چھتوں اور شہتیروں و دروازوں میں کپکپاہٹ پیدا ہوگئی، یہ سلسلہ اس مہینے کے پانچویں روز جمعہ تک جاری رہا، پھر عظیم آگ ظاہر ہوئی، جو قریظہ کے قریب بمقام حرہ میں تھی ہم اپنے گھروں میں بیٹھے ایسے دیکھ رہے تھے جیسے وہ ہمارے پاس ہے، یہ بہت بڑی آگ تھی اس کے شعلے تین میناروں سے زیادہ تھے، وادیوں میں وادیٔ شطا کی طرف پانی کے بہاؤ کی طرح آگ بہہ رہی تھی، شطا کے نالے وسیع ہوئے اور کبھی نہ بہنے گئے۔

بخدا ہم میں سے ایک جماعت پہاڑ پر آگ دیکھنے کے لئے چڑھی ہم کیا دیکھتے ہیں کہ پہاڑوں پر آگ بہہ رہی ہے اس آگ نے حرہ میں حاجیوں کے لئے عراقی راستہ بند کر دیا، وہاں سے چل کر حرہ تک پہنچ کر رک گئی ہم ڈر گئے تھے کہ ہم تک پہنچ جائے گی، دوبارہ پھر مشرق میں چلنے لگی اس کے درمیان سے ٹیلے اور آگ کے پہاڑ نکلے جو پتھروں کو ہڑپ کر رہے تھے اس میں اس آگ کا نمونہ تھا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں خبردار کیا ہے ''وہ آگ ایسے انگارے پھینکے گی جیسے محلات گویا کہ وہ زرد اونٹ ہیں'' ساری زمین کھائی گئی، میں نے یہ خط ۶۵۴ھ، ۵ رجب کو لکھا، آگ برابر بڑھتی رہی اس میں کوئی تبدیلی نہ آئی، اور حرار کی طرف لوٹ گئی جو قریظہ میں عراقی حاجیوں کے قافلے کے راستے میں حرۃ تک آگ ہی آگ ہے، ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے، رات کے وقت گویا حاجیوں کی مشعلیں ہیں اور بڑی آگ کا سرخیل تو وہ سرخ آگ کے پہاڑ ہیں اور آگ کے بہنے کی بڑی جگہ قریظہ کے پاس تھی وہ برابر بڑھتی رہی لوگوں کو اس کا کچھ پتہ نہ تھا کہ اس کے بعد کیا ہوگا، اللہ تعالیٰ اچھا انجام کرے، میں اس آگ کی کیفیت بیان نہیں کر سکتا۔

علامہ ابوشامہ نے فرمایا کہ خط کے آخر میں تھا کہ ۶۵۴ھ کے جمادی الثانی کے پہلے جمعہ میں ظاہر ہوا، مدینہ منورہ کی مشرقی جانب میں ایک بڑی آگ ظاہر ہوئی اس کے اور مدینہ کے درمیان آدھے دن کا سفر تھا، زمین سے یہ آگ بہہ پڑی، آگ کی وادی بہہ پڑی جو اُحد پہاڑ کے برابر تھی، کچھ دیر بعد وہ ٹھہر گئی اور السلامۃ کی طرف واپس آگئی، ہمیں کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کریں، اس کے ظاہر ہونے کے وقت اہل مدینہ حضور علیہ السلام کے پاس استغفار اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہوئے آئے، یہ سب قیامت کے دلائل ہیں۔

فرماتے ہیں کہ خط کے آخر میں تھا جب سوموار کا دن ہوا تو جمادی الثانی کی تو چندی ۶۵۴ھ مدینہ میں ایسی آواز سنائی دینے لگی جیسے بادل کی کڑک کی آواز وقفہ وقفہ سے آتی ہے اسی حالت پر دو دن گذر گئے پھر جب بدھ کی رات اس مہینہ کی ۳ تاریخ ہوئی تو جو آواز ہم سنتے تھے زلزلوں میں تبدیل ہوگئی، جمعہ کے روز اس مہینے کی ۵ تاریخ کو مقام حرہ سے ایک بہت بڑی آگ پھوٹ پڑی، جس کی مقدار مسجد نبوی کے برابر تھی، مدینہ سے یہ صاف دکھائی دیتی تھی، ہم اس کا مشاہدہ کر رہے تھے وہ ایسے انگارے پھینک رہی تھی جیسے محلات ہوں، جیسے پہلے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یہ ایک جگہ تھی جسے اُحیلین کہا جاتا ہے۔ اس آگ سے وہ وادی بھر کر بہہ پڑی جس کی مقدار لمبائی ۴ فرسخ اور چوڑائی ۴ میل تھی، اور اس کی گہرائی ڈیڑھ آدمی کے قد کے برابر تھی، وہ آگ زمین پر چل رہی تھی اس سے ٹیلے اور چھوٹے پہاڑ نکل رہے تھے، وہ زمین پر برابر چل رہی تھی ایک چٹان تھی جو پگھل رہی تھی حتی کہ وہ سیسے کی طرح ہو کر رہ گئی جب وہ چٹان منجمد ہوئی تو سیاہ ہوگئی، انجماد سے پہلے اس کا رنگ سرخ تھا، اس آگ کی وجہ سے کئی گناہوں سے چھٹکارا اور اللہ تعالیٰ کے حضور نیکیوں کے ساتھ تقرب حاصل ہوا اور امیر مدینہ نے بہت سے مظالم سے ہاتھ کھینچ لیا۔

شیخ شہاب الدین ابوشامہ نے فرمایا کہ شمس الدین بن سنان بن عبدالوہاب بن نمیلہ الحسینی قاضی مدینہ کے اس خط کا مضمون جو انہوں نے اپنے دوستوں کی طرف لکھا جب بدھ کی رات ہوئی تو ۳ جمادی الثانی، رات کے آخری حصے میں مدینہ میں سخت زلزلہ آیا، جس سے ہم خوفزدہ ہوگئے، اور رات کے بقیہ حصوں میں اور ہر دن، ور رات • ابار زلزلہ جاری رہا، بخدا ایک دفعہ ایسا زلزلہ آیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کے حجرہ مبارک کے ارد گرد لوگ جمع تھے جس کی وجہ سے منبر ہل گیا تو ہمیں اس میں لگے لوہے کی آواز سنائی دی، حرم شریف کے قندیل آپس میں ٹکرائے، یہ زلزلہ جمعہ کے روز دوپہر

کے قریب ختم ہوا، اس کی آواز اچک لینے والی بجلی کی طرح تھی، پھر جمعہ کے روز حرہ کے راستے میں احیلین کے سر پر ایک بہت بڑی آگ طلوع ہوئی جو بڑے شہر کی طرح تھی، وہ آگ ہم سے صرف ہفتہ کی رات جدا ہوئی ہم اس سے خوفزدہ ہو کر بہت حد تک ڈر گئے، میں امیر کے پاس اس سے گفتگو کرنے گیا، میں نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب نے ہمیں آگھیرا لہذا اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو، تو اس نے اپنے تمام غلام آزاد کر دیئے جس جماعت سے مال لیا تھا انہیں واپس کر دیا، جب وہ یہ کام کر چکا تو میں نے اسے کہا ہمارے ساتھ ذرا حضور ﷺ کے مزار کے پاس آؤ، تو وہ امیر آیا تو ہم نے ہفتہ کی رات وہاں گزاری، ہمارے ساتھ سب لوگ، عورتیں اور بچے تھے۔

نخلستان میں، نہ مدینہ میں اور نہ حضور علیہ السلام کے مزار کے پاس کوئی بھی نہ رہا پھر وہاں سے آگ کی نہر جاری ہوئی اور احیلین کی وادی میں چلنے لگی راستہ بند ہو گیا پھر حاجیوں کے دریا کی طرف بڑھی یہ دریا انتہائی جوش کے ساتھ چلتا رہا اس کے اوپر ایک انگارہ ہے جو چلتا رہا یہاں تک کہ وادی نے وادی شظا کو کاٹ دیا، اس وادی میں اس جیسا سیلاب کبھی نہ آیا کیونکہ یہ آگ ڈیڑھ آدمی کے برابر بلند تھی۔

بخدا اے میرے بھائی! ہماری آج کی زندگی بڑی مکدر ہے تمام اہل مدینہ نے توبہ کی، کوئی ستار، دف سننے والا نہ رہا، اور نہ شراب و کباب کی محفل رہی اور آگ برابر چلتی رہی یہاں تک کہ اس نے حاجیوں کے راستوں اور دریاؤں کو بند کر دیا، اسی میں سے ہمارے پاس آگ بہنے لگی، ہمیں اندیشہ ہوا کہ ہمارے پاس آ جائے گی، لوگ جمع ہو کر حضور علیہ السلام کے پاس گئے اور سب نے آپ کے پاس جمعہ کی رات توبہ کی اس کا جو حصہ ہمارے پاس تھا قدرت الٰہی سے بجھ گیا اور وہ المسلمۃ تک تھا، وہ آگ کم نہ ہوئی، وہاں آپ کو اونٹوں کی طرح پتھر دکھائی دیتے، اور اس کی آواز تھی جو ہمیں سونے نہیں دیتی تھی، نہ ہم کھاتے اور نہ ہی پیتے تھے، تمہارے سامنے اس کی عظمت اور اس میں جو ہولناکی تھی اسے بیان نہیں کیا جا سکتا۔

اہل ینبوع نے اسے دیکھا انہوں نے اپنے قاضی ابن سعد کو اس کی طرف بھیجا وہ ڈرتے ڈرتے اس کے پاس آیا لیکن وہ بھی اس کی عظمت و بڑائی کو بیان نہ کر سکا، کاتبوں نے رجب کی پانچ تاریخ کو لکھا جبکہ یہ آگ اپنی حالت پر تھی لوگ اس سے خوفزدہ تھے اور سورج اور چاند جب بھی طلوع ہوتے تو بحالت گرہن طلوع ہوتے، ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

علامہ ابو شامہ نے فرمایا کہ ہمارے پاس دمشق میں گرہن کا اثر سورج کی دھوپ سے کمزور دیواروں پر ظاہر ہوا، ہمیں حیرانگی تھی کہ یہ کیسے ہوا؟ بالآخر ہمارے پاس اس آگ کی خبر آئی۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ ابو شامہ نے اس آگ کے متعلق خطوط آنے سے پہلے کی تاریخ لکھی ہے، انہوں نے کہا کہ اس سال سوموار کی رات ۱۶ جمادی الثانی رات کے ابتدائی حصے میں چاند گرہن ہوا، وہ بہت سرخ تھا پھر وہ صاف ہوتا گیا سورج گرہن بھی ہوا اور آنے والے کل میں طلوع اور غروب کے وقت پھر سرخ ہو گیا اور کئی دن اس کا رنگ تبدیل اور روشنی کم رہی، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے پھر وہ فرماتے ہیں کہ اس سے اس مسئلہ کی وضاحت بھی ہو گئی جس کی صورت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کسوف اور عید کے جمع ہونے کی بیان کی ہے، جسے اہل نجامہ نے مستبعد سمجھا ہے۔

پھر علامہ ابو شامہ نے فرمایا بنو قاشانی جو مدینہ کے باشندے تھے ان میں سے کسی کا آخری خط تھا جس میں وہ کہہ رہا تھا کہ جمادی الثانی میں ہمارے پاس عراق کے کچھ معزز لوگ آئے انہوں نے بغداد کے بارے میں یہ خبر دی کہ عراق بہت غرقابی کا شکار ہوا یہاں تک کہ پانی شہر کی فصیلوں کے اوپر سے گذر گیا بہت سے لوگ ڈوب گئے، پانی شہر کے درمیان دار الخلافہ میں داخل ہو گیا وزیر کا گھر اور ۳۸۰ گھر منہدم ہو گئے۔

خلیفہ کا خزانہ بھی گر گیا اسی طرح اسلحہ فیکٹری کا اکثر سامان خراب ہو گیا، لوگ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے کشتیاں شہر کے درمیان داخل ہونے لگیں بغداد کی گلیاں پانی سے بھر گئیں۔ فرماتے ہیں کہ رہے ہم تو ہمارے پاس بڑا حادثہ پیش آیا وہ یہ کہ جب جمادی الثانی کی تین تاریخ بدھ کی رات ہوئی تو اس سے دو دن پہلے لوگ مسلسل ایک آواز سننے لگے جس کی آواز بادل کی کڑک کی سی تھی، لوگ اس سے گھبرا گئے، اپنی نیند سے بیدار ہو گئے اور چیخ چیخ کر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنے لگے اور گھبرا کر مسجد میں نماز پڑھنے لگے اور برابر وقفہ وقفہ سے صبح تک زلزلہ آنے لگا، یہ تمام واقعہ بدھ کے روز کا ہے، جمعہ کی صبح کو زمین بہت زور سے کانپی جس سے مسجد کے مینار آپس میں ٹکرا گئے، مسجد کے چھت کی بڑی سخت چرچراہٹ سنی گئی، لوگ اپنے گناہوں کی وجہ سے ڈر گئے، جمعہ کی صبح ظہر کی نماز کے وقت سے پہلے زلزلہ تھم گیا پھر ہمارے پاس حرہ میں قریظہ کے پیچھے سوار قیہ کے راستے میں متاعد میں صبح سے ظہر تک کے فاصلے کا جو راستہ ہے اس میں زمین سے بہت بڑی آگ پھوٹنے لگی، لوگ بہت سخت گھبرا گئے پھر اس آگ کا دھواں آسمان کی طرف

بلند ہونے لگا، جو سفید بادل کی طرح تھا، آسمان پر جا کر ٹھہر گیا اور مغرب کی جانب جمعہ کے دن پہنچ گیا پھر اس دھوئیں کی ایسی آگ ظاہر ہوئی جس کی لپٹیں تھیں وہ آسمان کی طرف چڑھ رہی تھی، گویا کہ وہ قلعہ ہے برابر بڑھنے لگی لوگ گھبرا کر مسجد نبوی اور حجرہ شریف کی طرف پناہ لینے لگے، حجرے کا احاطہ کرلیا انہوں نے اپنے سر کھول کر گناہوں کا اقرار کیا اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کی، اور نبی علیہ السلام کے حضور پناہ لی، لوگ ہر جانب اور نخلستان سے مسجد میں پہنچ گئے عورتیں، بچے گھروں سے نکل آئے سب نے جمع ہو کر اخلاص سے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی، آگ کی سرخی نے پورے آسمان کو ڈھانپ لیا، لوگ صرف چاندی کی سی روشنی میں رہ گئے، آسمان گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہو گئے، لوگوں کو ہلاکت یا عذاب کا یقین ہو گیا۔

لوگوں نے یہ رات نماز پڑھنے، تلاوت کرنے، رکوع و سجود کرنے کی حالت میں گزار دی، اپنے گناہوں سے ہاتھ کھینچے، گناہوں کی معافی مانگنے، توبہ کرنے میں گزاری، آگ اپنی جگہ میں ٹھہر گئی، اس کی زیادتی اور بھڑک کم ہونے لگی، فقیہ اور قاضی امیر مدینہ کے پاس اسے وعظ و نصیحت کرنے کے لئے گئے اس نے ٹیکس ختم کر دیا، اپنے تمام غلام آزاد کر دیئے جو کچھ اس کے زیر تکیں تھا سب کچھ ہمیں اور دوسروں کو واپس کر دیا، وہ آگ اپنی حالت پر ہی شعلہ زن رہی، لمبائی میں وہ ایک بڑا پہاڑ دکھائی دیتی اور چوڑائی میں پورا شہر تھی، اس سے ڈھیلے نکلتے جو آسمان کی طرف چڑھ جاتے اور پھر اسی میں گرتے، بڑے پہاڑ کی طرح اس سے آگ نکلتی جو بادل کی کڑک کی طرح ان پتھروں کو پھینکتی، کچھ دن اسی حالت پر رہی اس کے بعد وادی اجیلین کی طرف سخت ریلے میں بہی وہاں وادی الشظا کی طرف نکل گئے، بالآخر اس کا سیلاب بحرۃ الحاج سے جا ملا، پھر اس کے ساتھ حرکت کرتے رہے یہاں تک کہ حرہ کے عریض میدان کے قریب پہنچ گئے۔

پھر وہ آگ ٹھنڈی پڑ گئی اور ٹھہر گئی اس کے بعد پھر سے اپنے آگے اور پیچھے پتھر پھینکنے لگی، حتیٰ کہ اس نے دو پہاڑ بنا لئے اس کی زبان کئی دنوں تک دونوں پہاڑوں سے باہر نکلتی، پھر یہ آگ اور اس کی چمک ابھی تک بڑھ رہی ہے اور پہلے سے زیادہ بھڑک رہی ہے ہر دن رات کے آخری حصہ سے لے کر چاشت تک سخت آواز سنائی دیتی ہے اس کے بڑے عجائب ہیں میں تمہارے سامنے اس کی تشریح مکمل طور پر نہیں بیان کر سکتا، یہی کافی ہے، سورج اور چاند ابھی تک گہن زدہ ہی لگتے ہیں، یہ خط لکھا گیا اور آگ ایک مہینہ ہو گیا کہ وہ اپنی جگہ پر ہی ہے نہ آگے بڑھی نہ پیچھے ہٹی، اس کے متعلق کچھ لوگوں نے اشعار کہے ہیں ان میں سے ایک آدمی کے یہ اشعار ہیں:

اے تکلیف کو ہٹانے والے! ہمارے گناہوں سے درگذر فرما، بے شک اے پروردگار ہمیں مصیبت نے گھیر لیا ہے، ہم آپ کے حضور ان مصیبتوں کی شکایت کرتے ہیں جن کی ہم طاقت نہیں رکھتے، حالانکہ ہم ان کے حقدار ہیں، ایسے زلزلے جو سخت پہاڑوں کو ڈرا دیتے ہیں، بھلا اس کے سامنے بلند پہاڑ کیا جرات رکھ سکتے ہیں، وہ زلزلے سات دن زمین کو ہلاتے رہے اور وہ ٹوٹ گئی اسے دیکھنے سے سورج کی آنکھ خیرہ ہو گئیں، آگ کا سمندر جس کے اوپر پہاڑوں کی کشتیاں جو زمین میں لنگر انداز ہیں گویا اس کے اوپر پہاڑ تیر رہے ہیں اور اس پر موجیں خوبصورتی کی وجہ سے لپک رہی ہیں، وہ محلات کی طرح اپنے شرارتوں کو دائیں بائیں پھینکتی ہے، وہ گویا موسلا دھار بارش ہے جس کا میزاب و پرنالہ کھول دیا گیا ہے وہ چیختے تو مارے خوف کے چٹانوں کے دل پھٹ جائیں اور کھجور کی شاخ کی طرح روشنیاں کپکپاتی ہیں، اس کی وجہ سے آسمان میں گہرا دھواں چھا گیا جس کے باعث سورج سیاہ فام ہو گیا اس کی لپٹ نے بدر کامل میں بھی داغ ڈال دیا، اور چودھویں رات پوری کرنے کے بعد وہ تاریک رہی، ساتویں زمین اس کیفیت کو اپنی زبانوں سے بیان کر رہی ہیں جو اس کے پانی کو تحت الثریٰ لاحق ہے اس کی لپٹ نے برجوں کا احاطہ کر لیا، قریب ہے کہ گر اوٹ اسے زمین سے ملا دے، اس نشانی میں کتنا تعجب ہے جو رسول اللہ ﷺ کے معجزات میں سے ہے جنہیں عقلمند قوم سمجھتی ہے۔

تیرے خفیہ اسم اعظم کی قسم! اگرچہ ہمارے گناہ بڑھ گئے اور سیاہ دل برا ہو گیا، ہر خطا فرط جہالت سے ہوئی لہٰذا درگذر فرما، بخش دے، فضل فرما، گناہوں کو مٹا دے، معاف فرما، اور سخاوت کرم کر، آمین۔

یونس علیہ السلام کی قوم جب ایمان لے آئی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب کو ہٹا لیا، اور پوری قوم کو نعمتوں سے نوازا اور ہم اس مصطفیٰ ﷺ کی امت ہیں اور ہمیں ان کی طرف سے آپ کے قابل امید عفو و درگزر کی دعا ملی ہے، اگر یہ رسول (حضرت محمد ﷺ) نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کے راستہ کی طرف کوئی روشن رائے نہ جاتی تو رحم فرما اور رسول مختار ﷺ پر درود بھیج، جب تک اوراق منبر پر کبوتری چہکتی رہے۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں: کہ اس آگ کے متعلق جو حدیث آئی ہے وہ صحیحین میں بروایت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے، انہوں نے

حضرت سعید بن المسیب، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ حجاز کی زمین سے وہ آگ نہیں نکلے گی جو بصری میں اونٹوں کی گردنوں کو روشن نہ کر دے گی، یہ بخاری کے الفاظ ہیں۔

یہ اس سال یعنی ۶۵۴ھ کا واقعہ ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے مجھے قاضی القضاۃ صدر الدین علی بن ابی القاسم التمیمی الحنفی نے جو دمشق کے حاکم تھے، دوران مذاکرہ خبر دی اور اس حدیث کا ذکر چھڑ گیا اور اس سال جو اس آگ کا معاملہ ہوا تو انہوں نے کہا کہ ایک اعرابی نے بصری میں انہی راتوں کی بات میرے والد کو بتائی کہ انہوں نے اس آگ کی وجہ سے جو حجاز میں ظاہر ہوئی اونٹوں کی گردنوں کو دیکھا۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں: کہ ان کی پیدائش ۶۴۲ھ میں ہوئی ان کے والد بصری میں حنفیہ کے مدرس تھے اسی طرح ان کے دادا بھی انہوں نے بھی یہی درس دیا، پھر وہاں سے دمشق منتقل ہوئے تو صادریہ اور معدمیہ میں درس دیا اس کے بعد حنفیہ میں قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) بن گئے۔ احکام میں ان کا بہت اچھا کردار رہا، جس وقت حجاز میں اس آگ کا واقعہ پیش آیا تو ان کی عمر ۱۲ سال تھی، انہی جتنی عمر والے لوگ! اعرابی کی خبر کو جو اس نے ان کے والد کو دی، ضبط کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت محمد ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا درود و سلام ہو۔

کسی شاعر نے حجاز کی اس آگ اور بغداد کی غرقابی کا نقشہ شعر میں کھینچا ہے اس کی ذات پاک ہے جس کی مشیت ایک مقدار سے مخلوق میں جاری ہوئی، بغداد کو پانی میں ڈبویا جیسے حجاز کی سرزمین کو آگ سے جلایا۔

علامہ ابو شامہ نے فرمایا کہ بہتر تھا کہ وہ شاعر یوں کہتا: کہ جس سال عراق کو غرق کیا اسی سال ارض حجاز کو آگ سے جلایا۔

علامہ ابن السباعی نے ۶۵۴ کی تاریخ میں فرمایا کہ ۸ رجب بروز جمعہ یعنی اس سال میں وزیر کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ مدینہ رسول اللہ ﷺ سے ایک قاصد کی معیت میں جو قیماز علوی حسنی مدنی سے معروف تھا خط آیا، کاتب نے خط لے کر پڑھا وہ اس خبر پر مشتمل تھا کہ سوموار کے روز ۲ جمادی الثانی مدینہ منورہ میں زلزلہ آیا جس سے قبر شریف بھی ہل گئی، لوہے کی آواز سنی گئی زنجیریں حرکت میں آ گئیں، مدینہ منورہ سے چار فرسخ کے فاصلہ پر ایک آگ ظاہر ہوئی وہ ایسے آگ پھینک رہی تھی جیسے پہاڑوں کے سر ہوتے ہیں، ۱۵ دن تک یہ آگ رہی، اس قاصد نے کہا میں آیا تو وہ آگ ابھی تک ایسے ہی ہے اس میں کوئی کمی نہیں آئی، وزیر نے اس سے پوچھا کہ وہ آگ کن اطراف میں چنگارے پھینکتی ہے؟ تو اس نے کہا ہم نے اس میں ایک شاخ پھینکی تو اس نے اسے نہیں جلایا بلکہ وہ پتھروں کو جلاتی اور پگھلاتی ہے، اس قیماز نے کچھ جلی ہوئی چٹانیں نکالیں تو وہ رنگ اور وزن کی کمی میں کوئلے کی طرح تھیں۔

راوی کا کہنا ہے کہ خط میں ذکر کیا وہ خط قاضی مدینہ کے قلم سے تھا کہ بھونچال کے وقت لوگ حرم نبوی ﷺ میں داخل ہوئے سر کھول کر استغفار کرنے لگے، مدینہ کے نائب نے اپنے تمام غلام آزاد کر دیئے، تمام مظالم سے ہاتھ کھینچ لیا وہ مسلسل استغفار کرتے رہے یہاں تک کہ زلزلہ ختم گیا مگر وہ آگ ختم نہیں ہوئی، وہ قاصد آیا تو اس آگ کو پندرہ دن گزر گئے ابھی تک وہ اپنی حالت پر ہے۔

علامہ ابن السباعی نے فرمایا کہ میں عادل شخص محمود بن یوسف بن الامغانی مدینہ منورہ علی ساکنھا افضل الصلوۃ والسلام کے حرم کے شیخ کے خط سے لکھا ہوا پڑھا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں "یہ آگ جو حجاز میں ظاہر ہوئی ایک بہت بڑی نشانی ہے اور وہ قرب قیامت کا ایک صحیح اشارہ ہے، نیک بخت وہ ہے جو موت سے پہلے فرصت کو غنیمت جانے، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق میں جو کمی ہے اس کا تدارک موت سے پہلے کر لے، یہ آگ ایسی زمین میں ہے جو پتھریلی ہے جہاں درخت و نباتات کا نام تک نہیں، یہ آگ اگر کوئی چیز نہ پائے تو اپنے آپ کو کھاتی ہے پتھر کو جلاتی اور پگھلاتی ہے جو گارے کی طرح ہو جاتے ہیں اور جب انہیں ہوا لگتی ہے تو وہ لوہا کی بھٹی سے نکلنے والے لوہے کے میل کی طرح ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اسے مسلمانوں کے لئے عبرت اور لوگوں کے لئے رحمت بنائے، حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل اطہار کے طفیل۔

علامہ ابو شامہ نے فرمایا کہ اس سال رمضان کی آمد پر جمعہ کی رات مسجد نبوی ﷺ میں آگ لگ گئی اس کی ابتداء شمال کی جانب غربی کنارے سے ہوئی، ایک شخص خزانے میں داخل ہوا اس کے پاس آگ تھی وہ آگ دروازوں میں لگ گئی پھر بہت جلد چھت تک پہنچ گئی اس کے بعد چھتوں میں چلنے لگی قبلہ کی جانب پہنچ گئی تو لوگوں نے جلدی سے اسے کاٹ دیا، ایک گھنٹہ بھی نہ گزرا تھا مسجد کا پورا چھت جل گیا اس کے ستونوں میں بھی آگ لگ گئی جس سے اس کا تانبا پگل گیا، یہ سارا واقعہ لوگوں کے سونے سے پہلے پیش آیا، حجرہ نبوی کی چھت بھی جل گئی اور جو کچھ وہاں ہونا تھا وہ

ہوا، وہ اسی حالت پر رہا یہاں تک کہ مسجد نبوی رضی اللہ عنہ اور حجرے کی تعمیر شروع ہوئی، صبح کے وقت لوگوں نے نماز کے لئے جلد جگہ بنائی اور اس کے باہر آگ اور مسجد کی آگ کو نشانیوں میں شمار کیا گویا یہ آئندہ پیش آنے والے حالات کے لئے ڈراوا تھی، جنہیں ہم ذکر کریں گے، یہ شیخ شہاب الدین ابوشامہ کا کلام تھا۔

علامہ ابوشامہ نے کہ اس سال اور اس کے بعد آنے والے واقعات کے متعلق یہ شعر کہا ہے:

۶۵۰ھ کے بعد چوتھے سال کے قریب ارض حجاز کی آگ اور مسجد نبوی ﷺ کی آتش زدگی اور بغداد کی غرقابی کا واقعہ پیش آیا، پھر پہلے سال تاتاریوں نے بغداد پر قبضہ کرلیا اس کے بعد اہل بغداد نے اس کی مدد نہیں کی جبکہ کفر کے کئی مددگار تھے جو مسلمانوں کے خلاف تھے، ہائے افسوس! اسلام کی زمین! خلافت کی حکومت اس سے خالی ہوگئی اور مستعصم بغیر حفاظت کے رہ گیا، مبارک ہو حجاز و مصر کو اور شام کے علاقوں پر سلام ہو، اے پرور دگار اے ذوالجلال والاکرام! سلامت رکھ حفاظت فرما اور باقی شہروں کو عافیت دے۔

اس سال باب الفراد لیس میں مدرسہ ناصریہ جوانیہ مکمل ہوا، اور اس کے درس میں اسے وقف کرنے والا ملک ناصر صلاح الدین یوسف بن الملک العزیز محمد بن الملک الظاہر غیاث الدین غازی بن ناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب بن شادی فاتح بیت المقدس، حاضر ہوا، اور اس میں شہر کے قاضی صدر الدین ابن سنا الدولہ نے درس دیا ان کے پاس امراء، اہل حکومت، علماء اور اصحاب حل وعقد دمشق میں حاضر ہوئے اور اسی سال اس نے قاسیون کے پہاڑی دامن میں ناصری خانقاہ کی تعمیر کا حکم دیا۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

الشیخ عماد الدین عبداللہ بن الحسن بن النحاس [1] لوگوں سے تعلقات منقطع کر کے زہد کی طرف متوجہ ہوا، تلاوت وعبادت مسلسل روزوں اور قاسیون کے دامن کوہ کی مسجد میں ۳۰ سال تنہا رہنے کا اہتمام کیا، لوگوں میں سے بہترین شخص تھے وفات ہوئی تو اپنی مسجد کے قریب اپنے نام سے مشہور قبر میں دفن ہوئے، صالحیہ کے راستوں میں ایک حمام بھی آپ کی طرف منسوب ہے، علامہ سبط بن الجوزی نے ان کے متعلق تعریفی کلمات کہے، مورخین نے ان کی وہی تاریخ بیان کی جو میں نے ذکر کی ہے۔

یوسف بن الامیر حسام الدین [2] قزاوغلی بن عبداللہ عتیق الوزیر عون الدین یحییٰ بن ھبیرہ الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ، الشیخ شمس الدین، ابوالمظفر الحنفی البغدادی ثم دمشق، سبط ابن الجوزی، ان کی والدہ رابعہ بنت شیخ جمال الدین ابوالفرج بن الجوزی واعظ ہیں، یہ خوبصورت خوش الحان، اچھے واعظ کئی فضائل اور صاحب تصنیفات شخص ہیں، مرآۃ الزمان، ۲۰ جلدوں میں ان کی کتاب تاریخ میں سب سے اچھا مجموعہ ہے اس میں اپنے دادا کی کتاب المنتظم کو نظم کیا ہے اور اس پر اپنے زمانے تک کی تاریخ کا اضافہ کیا ہے یہ سب سے خوبصورت تاریخ ہے، ۶۰۰ھ کے عرصے میں دمشق آئے بنی ایوب کے بادشاہوں کے ہاں کافی مرتبہ پایا، انہوں نے انہیں مقدم رکھا ان کے ساتھ حسن سلوک کیا، حضرت علی بن حسین زین العابدین کے مزار کے دروازے پر ستون کے قریب جہاں آج کل وعاظ کھڑے ہوتے ہیں ہر ہفتے کی دوپہر آپ کے وعظ کی مجلس ہوتی تھی، جبکہ لوگ ہر ہفتہ کی رات جامع مسجد میں بسر کرتے تھے، اور گرمیوں میں باغوں کو اس وقت تک چھوڑے رکھتے۔

یہاں تک کہ اس کے وقت کی خبر سنتے، پھر جلدی سے باغوں میں آکر ان کی باتوں اور فائدہ مند اشارات اور اچھی اچھی باتوں کا مذاکرہ کرتے جیسا کہ ان کے دادا کی عادت تھی، ان کے پاس شیخ تاج الدین کندی اور دیگر کئی مشائخ قبہ یزید جو مزار کے دروازے کے پاس ہے کے نیچے حاضر

---

(۱) ذیل الروضتین ۱۸۹ مرآۃ الزمان ۴۴ شذرات الذھب ۵/۲۶۵ النجوم الزاھرۃ ۷/۴۰،۳۵

(۲) الجواھر المضیہ ۲۳۲،۲۳۰ ذیل الروضتین ۱۹۵ شذرات الذھب ۵/۲۶۶ مرآۃ الزمان ۳/۱۳۶ لسان المیزان ۶/۳۲۸ میزان الاعتدال ۴/۴۷۱ النجوم الزاھرۃ ۷/۳۹

ہوئے اور جو کچھ وہ کہتے اس کی تصویب کرتے، عزیہ برانیہ میں درس دیا جسے امیر عزالدین ایبک معظمی، معظم کے گھر کے استاد نے تعمیر کیا یہی عزیہ جوانیہ کو وقف کرنے والے ہیں، جو کشک میں ہیں پہلے پہل وہ دور ابن منقذ کے نام سے معروف تھا۔

اسی طرح سبط ابن الجوزی نے شبلیہ میں پہاڑ کے پاس کحیل پل کے قریب ہے درس دیا، اور بدریہ جو اس کے بالمقابل ان کے سپرد کر دیا گیا یہی ان کا گھر تھا اور اسی میں اس سال کی ۲۱ ذوالحجہ سوموار کی رات وفات پائی، ان کے جنازے میں شہر کے بادشاہ ناصر بن العزیز اور جوان سے کم درجہ کے لوگ تھے حاضر ہوئے۔

علامہ ابوشامہ شہاب الدین نے ان کے فضائل وعلوم ان کے مرتبہ ان کے عمدہ وعظ، اچھی آواز، چہرے کی رونق، ان کی تواضع، زہد، محبت کی تعریف کی ہے لیکن انہوں نے کہا کہ میں ان کی وفات کی رات بیمار تھا میں نے نیند کی حالت میں بیداری سے پہلے انہیں بری حالت میں دیکھا اور میرے علاوہ کئی لوگوں نے اسی حالت میں دیکھا تو ہم نے اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کیا۔

بیماری کی وجہ سے میں ان کے جنازے میں نہ آسکا، ان کا بہت بڑا جنازہ تھا سلطان اور عوام اس میں حاضر ہوئے اور وہیں دفن ہوئے، عالم فاضل تھے ارباب حکومت کے ناشائستہ افعال سے جدا رہتے اور ان کی نکیر کرتے، درمیانہ لباس پہنتے، پابندی سے مطالعہ کرتے اسی میں مشغول رہتے، تصنیف وجمع میں مصروف رہتے، اہل علم وفضل سے محبت کرتے، جاہلوں سے جدا رہتے، بادشاہ اور حکومت کے اعلیٰ عہدہ داران کی زیارت کے لئے آتے، انتہائی لمبے زمانے میں اچھی زندگی میں تربیت پائی، وسیع وعریض مرتبے پچاس سال کے عرصہ میں بادشاہوں اور عوام کے پاس حاصل کئے ان کے وعظ کی مجلس بڑی پررونق ہوتی، اور اس میں ان کی آواز بہت اچھی لگتی، رحمہ اللہ تعالیٰ ورضی اللہ عنہ

عاشوراء کے روز ملک ناصر حاکم حلب کے زمانے میں ان سے سوال کیا گیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تذکرہ کریں وہ منبر پر چڑھے اور کافی دیر خاموش بیٹھے رہے، پھر اپنے چہرے پر رومال رکھ کر تیزی سے رونے لگے اور روتے ہوئے یہ اشعار کہے:

خرابی ہے کہ اس شخص کے لئے جس کے سفارشی اس کے مدمقابل ہوں اور صور لوگوں کو جمع کرنے کے لئے پھونکا جاتا ہے، قیامت میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا آنا ضروری ہے اور ان کی قمیص خون حسین رضی اللہ عنہ سے آلودہ ہوگی، پھر وہ منبر سے روتے ہوئے اتر آئے اور اسی حالت میں صالحیہ کی طرف چڑھ گئے۔

مارستان صالحیہ کو وقف کرنے والے..... امیر کبیر سیف الدین ابوالحسن یوسف بن ابی الفوارس بن موسک القیمیری الکردی، قیمیریہ کے سب سے بڑے امیر، یہ لوگ قیمیریہ کے سامنے ایسے دست بستہ کھڑے ہوتے جیسے بادشاہوں کا معاملہ ہوتا ہے اس کی سب سے بڑی نیکی اس کا اس مارستان کو وقف کرنا ہے جو قاسیون کے دامن کوہ میں واقع ہے ان کی وفات وتدفین، دامن کوہ کی قبہ میں ہوئی، جو مذکورہ مارستان کے سامنے ہے یہ بڑے مالدار اور صاحب ثروت شخص تھے۔

مجیرالدین یعقوب بن الملک العادل ابی بکر بن ایوب..... اپنے والد کے پاس عادلیہ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

امیر مظفرالدین ابراہیم..... حاکم صرخد عزالدین ایبک، معظم کے گھر کے استاذ معز تیمین برانیہ اور جوانیہ حنفیہ کو حنفیہ کے لئے وقف کرنے والے، کے فرزند اپنے والد کے قبرستان میں وراقہ کے قریب گنبد کے نیچے دفن ہوئے۔

شیخ شمس الدین عبدالرحمٰن بن نوح..... المقدسی الفقیہ الشافعی اپنے شیخ تقی الدین ابن الصلاح کے بعد رواحیہ کے مدرس، صوفیاء کے قبرستان میں دفن ہوئے، ان کا جنازہ بہت بڑا تھا۔

علامہ ابوشامہ نے فرمایا اس سال اچانک موتیں بہت ہوئیں جس کی وجہ سے بہت سے لوگ فوت ہو گئے، اس سال زکی الدین ابوالغور یہ دمشق میں دہرائی کرنے والے اور بدرالدین بن الحسنی جو ایک رئیس تھے اور عزالدین عبدالعزیز بن ابی طالب بن عبدالغفار التعلبی ابی الحسین جو قاضی جمال الدین بن الحرستانی کے نواسے ہیں، رحمہم اللہ تعالیٰ وعفا عنہم اجمعین، فوت ہوئے۔

آغاز ۶۵۵ھ

اس سال صبح کے وقت ملک معظم حاکم مصر عزالدین ایبک اپنے گھر میں فوت ہوا وہ اپنے استاد صالح نجم الدین ایوب کے بعد چند ماہ ہی ہوئے تھے ملک کا والی بنا تھا اسی سال توران شاہ معظم بن الصالح بادشاہ ہوا پھر اس کے بعد شجرۃ الدر ام خلیل تین ماہ خلیفہ ہوئے پھر وہ خود بادشاہ بنا دیا گیا اس کے ساتھ ملک اشرف موسیٰ بن ناصر یوسف بن اقسیس بن کامل کچھ مدت بادشاہ رہا، اس کا عدوہ بلا منازعہ مستقل بادشاہ بن گیا، ناصر کو اس وقت شکست دی جب اس نے دیار مصریہ کو چھیننے کا ارادہ کیا اور فارس اقطائی کو ۶۵۲ھ میں قتل کیا اور اشرف کو جدا کر کے اکیلا بادشاہ بن گیا اس کے بعد شجرہ ام خلیل سے شادی کر لی، یہ بڑا سخی بہادر حیادار اور دیندار شخص تھا پھر اس کی وفات بروز سوموار ۲۳ ربیع الاول میں ہوئی۔

یہی مصر میں مدرسہ معزیہ کو وقف کرنے والا ہے اس کا راستہ بہترین چیز ہے وہ اندر سے اتنا اچھا نہیں ہے، بعضوں نے کہا کہ یہ جو راستہ ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں جب اسے قتل کیا گیا تو اس کے غلاموں نے اس کی بیوی شجرۃ الدر ام خلیل پر اس کے قتل کی تہمت لگائی اس حاکم نے موصل بدر الدین لولو کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ کیا تھا تو اس نے اپنی لونڈیوں کو حکم دیا تھا کہ اسے (عزالدین) کو پکڑ کر اس (شجرہ الدر) کے پاس لائیں تو لڑکیاں مسلسل اسے اپنی جوتیوں سے مارتی رہیں، اور اس کے نازک مقامات کو رگڑتی رہیں حتیٰ کہ وہ اسی حالت میں مر گیا جب اس کے غلاموں کو خبر ہوئی تو سب لوگ اس کے بڑے غلام اکبر یوسف الدین قطز کی صحبت میں متوجہ ہوئے اسے (شجرۃ الدر) کو قتل کر کے گندگی کے ڈھیر پر سوائے ستر عورت کے ننگا کر کے ڈال دیا، تو سخت پردے کے اور بلند مقام کے بعد جبکہ اسے مہروں اور حکمناموں کی خبر ہوئی خطباء اس کے نام کا خطبہ دیتے، اس کے نام پر سکے ڈھالے جاتے، اب ایسی حالت ہوگئی کہ نہ اس کی ذات کا علم اور نہ اس کے نشان کا پتہ۔ ''اے میرے اللہ تو ہی بادشاہت کا مالک ہے جسے چاہے بادشاہت دے، اور جس سے چاہے بادشاہت چھین لے، جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے، تیرے ہاتھ ہی میں سب خیر ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے''۔

اس کے سب سے بڑے غلام امیر سیف الدین قطز کے اشارے سے ان کے استاد عزالدین ایبک ترکمانی کے بعد ترک نے اس کے بیٹے نور الدین علی کو کھڑا کیا اور اسے ملک منصور کا لقب دیا، اور منبروں پر اس کے لئے خطبہ دیا اور اس کے نام کا سکہ ڈھالا گیا اور تمام احکام اس کے اختیار اور رائے اور نشان سے جاری ہوئے۔

اس سال رافضیوں اور اہل سنت کے درمیان بہت بڑا فتنہ برپا ہوا، کرخیوں اور رافضیوں کے گھر لوٹے گئے حتیٰ کہ وزیر ابن العلقمی کے رشتہ داروں کے گھر بھی نہ بچے، یہ تاتاریوں کو امداد دینے کے سب سے قوی اسباب تھے، اس سال حیدری فقراء شام میں داخل ہوئے ان کا شعار کشادہ کرتا اور لمبی ٹوپی تھا، داڑھیوں کو کم کرتے اور مونچھوں کو چھوڑتے جو خلاف سنت ہے، انہوں نے اپنے شیخ حیدر کی متابعت میں انہیں چھوڑا ہوا تھا جسے ملحدین نے گرفتار کیا تھا تو اس کی داڑھی کم کر دی، اور اس کی مونچھوں کو چھوڑ دیا لہذا وہ بھی اس میں اس کی اقتدا کرنے لگے، جبکہ وہ معذور اور قابل اجر تھا اور حضور ﷺ نے اس فعل سے روکا ہے ان کی اس بارے میں کوئی اقتدا نہیں ہے۔ عونیہ کے قریب دمشق کے باہر ان کے لئے ایک کٹیا تعمیر کی گئی۔

اس مبارک سال کی ۱۸ ذی الحجہ بدھ کے روز بادرائیہ کو وقف کرنے والے شیخ نجم الدین عبداللہ بن محمد البادرائی بغدادی مدرس نظامیہ کی صف ماتم بچھائی گئی جو انتہائی اہم امور میں آفاق کے بادشاہوں کی طرف خلیفہ کے قاصد تھے اور مشکل حالات کی اصلاح کے رفیق کار تھے، یہ بڑے فاضل، ماہر مالدار باوقار اور متواضع شخص تھے انہوں نے دمشق میں امیر اسامہ کے گھر ایک خوبصورت مدرسہ بنوایا وہاں کے اقامت پذیریوں کے لئے شرط لگائی کہ وہ شادی نہ کریں، اور یہ کہ وہ کسی دوسرے مدرسہ میں فقیہ نہ ہوں، اس کا ارادہ فقط فقیہ کی دل جمی اور طلباء کے لئے فارغ رہنے کا تھا لیکن اس سے بہت خلل واقع ہوا ہے اور بعض کے لئے بہت برا ہوا۔

ہمارے شیخ امام علامہ شیخ الشافعیہ وغیرہ برھان الدین ابو اسحاق ابراہیم بن شیخ تاج الدین الفزاری اس مدرسہ کے مدرس تھے اور اس کے مدرس کے بیٹے تھے، ذکر فرماتے ہیں کہ جب واقف پہلے روز حاضر ہوا تو انہوں نے وہاں درس دیا ان کے پاس سلطان ناصری حاضر ہوا انہوں نے کتاب

الوقف پڑھی جس میں تھا کہ اس میں کوئی عورت داخل نہ ہو، بادشاہ نے کہا، کہ ہاں کوئی بچہ بھی داخل نہ ہوگا، اس پر واقف نے کہا اے ہمارے آقا بادشاہ! ہمارا رب ہمیں دولاٹھیوں سے نہیں مارتا، جب اس نے یہ حکایت ذکر کی تو اس پر وہ مسکرانے لگا۔ یہی پہلے مدرس ہیں پھران کے بیٹے کمال الدین ان کے بعد ہوئے اس کی نگرانی پر وجیہ الدین بن سوید کو مقرر کیا پھر یہ عہدہ ان کی اولاد میں ابھی تک قائم ہے کسی وقت قاضی شمس بن صانع بھی اس کے نگران رہے، پھران سے چھین لیا گیا جبکہ ان کی نگرانی ثابت رہی۔

بادرائی نے اس مدرسہ پر بہت اچھے رہنے والے اوقاف وقف کئے اور اس میں عمدہ مفید کتب کا ذخیرہ منتقل کیا اس سال جب بغداد واپس ہوا تو وہاں زبردستی بغداد کے قاضی القضاۃ بنادیئے گئے وہاں ۷ ادن مقیم رہے پھر اس سال ذی الحجہ کی ابتداء میں فوت ہوئے، شونیزیہ میں دفن ہوئے۔

اس سال ذی الحجہ میں بادرائی کی وفات کے بعد کچھ دنوں میں تاتاری بغداد میں اپنے بادشاہ ہلاکو خان بن تولی بن چنگیز خان کا گروپ بن کر آئے ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنتیں ہوں، ان کی بغداد پر فتح اور وہاں کے مسلمانوں پر ان کی دست درازی آئندہ سال کی ابتداء میں ہوئی جیسا کہ اس کا بیان وتفصیل آئے گی، واللہ المستعان۔

اس سال وفات پانے والے نامور حضرات.... ایک تو بادرائی جو بادرائیہ کو وقف کرنے والے ہیں جو دمشق میں ہے جیسا کہ اس کا بیان پہلے گذر گیا ہے۔

شیخ تقی الدین عبدالرحمٰن بن ابی الفہم (۱)...... الیلدانی، اس میں ۸ ربیع الاول کو وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے، شیخ فاضل، علم حدیث میں مشغول تھے اس کا سماع کتابت اور اسماع کراتے، بالآخر اسی مشغلہ میں فوت ہوئے سو سال کی عمر پائی۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ ان کی اکثر کتب اور معاجم جوان کے خط سے لکھی ہوئی ہے تمام کلاسہ کے فاضلیہ کتب خانہ میں وقف ہیں، انہوں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی تو رسول اللہ ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ! کیا میں اچھا آدمی نہیں ہوں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں تم بڑے اچھے آدمی ہو، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

شیخ شرف الدین.... محمد بن ابی الفضل المرسی، شیخ فاضل، پختہ عالم، بحث میں محقق کثرت سے حج کئے، اکابر کے ہاں انہیں بڑا مرتبہ حاصل تھا، کئی کتب جمع کیں ان کی اکثر سکونت حجاز ہی میں رہی، جہاں اترتے تو وہاں کے روساء ان کی عظمت کرتے، اپنے کاموں میں میانہ رو تھے، ان کی وفات ذعقہ میں عریش اور داروم کے درمیان اس سال کے نصف ربیع الاول میں ہوئی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

المشد الشاعر الامیر سیف الدین.... علی بن عمر بن قزل دمشق میں دیوان کو مضبوط کرنے والا، بڑے باکمال شاعر تھے ان کی کلیات بھی ہیں انہیں موت کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور ان سے حال پوچھا تو انہوں نے کہا:

میں قبروں کی مٹی اوران کی تنگی کی طرف منتقل کیا گیا، مجھے اپنے گناہوں کا خوف ہے کہ وہ ان کی وجہ سے کانپ اٹھے گی، تو میں نے رحمٰن مہربان کا قصد کیا اور نعمتوں سے ملا اس نے مجھے اس اندیشہ کی وجہ سے پانی پلایا جس کا موت کی حالت میں اتنا اچھا گمان ہو کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں گے تو معاف کرنا ہی زیادہ مناسب ہے۔

بشارۃ بن عبداللہ...... اصلاً ارمنی کے ہیں، بدرالدین کاتب شبل الدولہ معظمی، کے غلام کندی وغیرہ سے سماع کیا بڑا اچھا لکھتا تھا، ان کے آقا نے اوقاف کی نگرانی انہیں سونپ دی اور اسے اپنی اولاد میں شامل کرلیا وہ آج تک شبلتیین کا انتظار کرتے ہیں، ان کی وفات اس سال کے نصف رمضان میں ہوئی۔

قاضی تاج الدین...... ابوعبداللہ محمد بن قاضی القضاۃ جمال الدین المصری اپنے والد کے نائب بنے اور شامیہ میں درس دیا، ان کے

(۱) مرآۃ الزمان ۸/ ۱۷۰. ذیل الروضتین ۱۹۵. العبر ۵/ ۲۲۲،۲۲۳. النجوم الزاهرة ۷/ ۵۹

اشعار میں سے چند یہ ہیں:

میں نے قصداً اپنے منہ کو اس کے منہ کا نقاب بنادیا، اور اس کے دانتوں سے شراب چوسی، اس نے کنکھیوں سے مجھے دیکھا اور کہنے لگا تو فقہ میں امام ہے دیکھنا میرا لعاب بھی شراب ہے اور شراب تمہارے نزدیک حرام ہے۔

ملک ناصر داؤد بن معظم عیسیٰ بن عادل، اپنے والد کے بعد دمشق کا بادشاہ ہوا پھر اس سے منصب چھین لیا گیا اس کے چچا اشرف نے اس کے ہاتھ سے لے لیا اس نے کرک اور نابلس پر اقتصار واکتفاء کیا پھر حالات نے اسے پلٹا دیا اور اس پر کئی بڑی بڑی مصیبتیں آئیں، یہاں تک کہ ان جگہوں میں سے کچھ بھی اس کے پاس نہ بچا اور خلیفہ مستنصر کے پاس جو امانت اس نے رکھی وہ ایک لاکھ دینار کے قریب تھی وہ بھی اس نے واپس کرنے سے انکار کردیا۔

اس کے بڑے اچھے اشعار ہیں اور وہ فصیح آدمی تھا اور اس کے بہت سے فضائل تھے، امام فخر الدین رازی کے شاگرد شمس خسروشاہی کے پاس علم کلام سیکھنے میں لگ گیا اسے علوم اوائل کا بہت علم تھ لوگوں نے اس کے متعلق بہت سے باتیں نقل کی ہیں جو اگر صحیح ہوں تو اس کے غلط عقیدے پر دلالت کرتی ہیں، واللہ اعلم۔

ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ پہلے سبق میں مستنصریہ میں ۶۳۲ھ میں حاضر ہوا شعراء نے مستنصر کی مدح میں بہت سے مدحیہ اشعار کہے، ان کے بعض اشعار جو اس شاعر کے قصیدے میں کہے ہیں یہ ہیں:

اگر تو سقیفہ کے روز حاضر ہوتا، تو ہی آگے اور بڑا امام ہوتا، تو ناصر داؤد نے شاعر سے کہا خاموش رہو، تم نے غلطی کی ہے کیونکہ امیر المومنین کا دادا حضرت عباس وہاں حاضر تھا پھر وہ مقدم نہ تھا اور امام اعظم صرف ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ ہی تھے، تو خلیفہ نے کہا آپ نے سچ فرمایا یہ اس کی سب سے اچھی بات ہے جو اس سے منقول ہے اس کا معاملہ اتنا کمزور ہوا کہ ناصر بن العزیز نے اس پر بویضہ گاؤں میں اس کے چچا مجد الدین یعقوب کے لئے نشان لگایا، اور اسی گاؤں میں اس سال فوت ہوا لوگ اس کے جنازے میں حاضر ہوئے اور اس کا جنازہ پڑھا گیا اور اپنے والد کے پاس قاسیون کے دامن کوہ میں دفن کیا گیا۔

ملک معز [1]..... عز الدین ایبک ترکمانی، پہلے ترکی بادشاہ، یہ صالح نجم الدین ایوب بن کامل کا سب سے بڑا غلام تھا، یہ دیندار، محفوظ، پاکدامن اور سخی آدمی تھا بادشاہت میں ۷ سال رہا پھر اس کی بیوی شجرۃ الدر ام خلیل نے اسے قتل کردیا اس کے بعد اس کا بیٹا نور الدین علی، بادشاہ بنا، اور ملک منصور کا لقب اختیار کیا اس کے ملک کا مہتمم اس کے والد کا غلام سیف الدین قطز تھا پھر اس نے اسے معزول کر کے اس کے بعد ایک سال تک خود مستقل بادشاہ بن گیا اور مظفر کا لقب اختیار کیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں تاتاریوں کو عین جالوت پر شکست مقدر فرمائی، اس کی تفصیل ہم نے پہلے بیان کردہ حوادث میں کردی ہے اور آئندہ بھی اس کا ذکر آئے گا۔

شجرۃ الدر بنت عبداللہ..... ام خلیل ترکیہ، ملک صالحیہ نجم الدین ایوب کے بہترین عطیات میں سے تھی اس سے اس کا خوبصورت بیٹا خلیل پیدا ہوا تھا وہ بچپن میں مر گیا تھا، یہ اس کی خدمت میں سفر وحضر میں اس سے انتہائی الفت کی وجہ سے مصروف رہتی تھی، اپنے خاوند کے بیٹے معظم توران شاہ کے قتل کے بعد دیار مصریہ پر حکومت کرنے لگی اس کا خطبہ ہوتا، اور اس کے نام کا سکہ ڈھالا جاتا، اور تین ماہ تک ملکی حکمناموں سے باخبر رہتی، پھر معز حکمران بن گیا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا پھر دیار مصریہ پر دسترس حاصل کرنے کے کچھ سال بعد اس سے شادی کرلی۔

اس نے معز سے اس وقت فریب کاری کا معاملہ کیا جب اسے معلوم ہوا کہ وہ حاکم موصل بدر الدین لولو کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس کے خلاف مہم چلا کر اسے قتل کر ڈالا، تو اس کے معزیہ غلام اس پر لپک پڑے اور قتل کر کے تین دن تک ان کے اوپر ڈھیر ڈالے رکھا، پھر اسے سیدہ نفیسہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے پاس منتقل کردیا گیا، یہ بہت بہادر تھی جب اسے علم ہوا کہ وہ گھیرے میں لے لی گئی ہے تو اس نے بہت سے جواہر اور عمدہ اور مہنگے

(۱) حسن المحاضرۃ ۳۸، ۳۹. دول الاسلام ۲/۱۲۰ . شذرات الذھب ۵/۲۶۷. العبر ۵/۲۲۲

موتی ضائع کئے اس نے انہیں ہاون میں ڈال کر توڑ دیا تا کہ نہ اس کے کام آئیں اور نہ ان کے، اس کا وزیر اس کی حکومت میں صاحب بہاء الدین علی بن محمد بن سلمان جو ابن حناء کے نام سے مشہور تھا اور اس کا یہ پہلا عہدہ تھا۔

شیخ اسعد ھبۃ اللہ بن صاعد ... شرف الدین الفائزی، اس کی کافی عرصہ ملک فائز سابق الدین ابراہیم بن ملک عادل کی خدمت کرنے کی وجہ سے شہرت ہوئی، یہ پہلے عیسائی تھا پھر مسلمان ہوا، بہت صدقات، نیکی، نماز پڑھنے والا تھا معز نے اسے وزیر بنالیا تھا اس کے پاس اسے بہت مرتبہ حاصل تھا وہ کوئی کام اس سے رجوع اور مشورے کے بغیر نہیں کرتا تھا اس سے پہلے وزارت میں قاضی تاج الدین ابن بنت الاعز تقدم اور اس سے پہلے قاضی بدرالدین سنجاری پھر ان کے بعد یہ تمام عہدے شیخ اسعد المسلمانی کے ہاتھ آ گئے، معز ایک غلام کے ذریعے فائزی سے خط و کتابت کرتا تھا پھر جب معز قتل ہو گیا تو اسعد کی اتنی اہانت کی گئی کہ وہ بدبخت ہو گیا امیر سیف الدین قطز نے اس کا خط ایک لاکھ دینار کے عوض لے لیا، بہاء الدین زھیر بن علی نے اس کی ہجو کی اور کہا۔

اللہ تعالیٰ صاعد پر اور اس کے باپ اور ان سے اوپر لوگوں پر اس کے بیٹے پھر اس سے نیچے سب پر ایک کے بعد دوسرے پر لعنت کرے۔

اس کے بعد وہ قتل ہو گیا اور قرافہ میں دفن کیا گیا، قاضی ناصر الدین ابن المنیر نے اس کا مرثیہ کہا، جس میں اس کی مدح میں عمدہ فصیح اور بہترین اشعار ہیں۔

ابن ابی الحدید الشاعر العراقی ..... عبدالحمید بن ھبۃ اللہ بن محمد بن محمد بن الحسین ابو حامد بن ابی الحدید عزالدین المدائنی کاتب، لاجواب شاعر، غالی شیعہ، اس کی بیس جلدوں میں "نہج البلاغۃ" کی شرح ہے، ۵۸۶ھ میں مدائن میں پیدا ہوا، پھر بغداد گیا تو وہاں خلیفہ کے دیوان کا شاعر اور کاتب بن گیا، وزیر ابن العلقمی کے ہاں اسے بڑا مرتبہ حاصل تھا، کیونکہ ان دونوں کے درمیان مناسبت و مقاربت تھی نیز تشیع، ادب اور فضیلت میں مشابہت تھی، علامہ ابن الساعی نے اس کے مدحیہ اور عمدہ اشعار میں سے اکثر ذکر کئے ہیں یہ اپنے بھائی ابی المعالی موفق الدین بن ھبۃ اللہ، سے فضیلت و ادب میں بڑا ہوا تھا اگر چہ دوسرا بھی فاضل اور ماہر تھا ان دونوں کی اسی سال وفات ہوئی۔

آغاز ۶۵۶ھ

خلاصہ یہ ہے کہ اس سال تاتاریوں نے بغداد چھین لیا اور وہاں کے اکثر باشندوں کو قتل کیا یہاں تک کہ خلیفہ کو بھی مار ڈالا اور بغداد سے بنی العباس کی حکومت ختم ہو گئی۔

اس سال کے آغاز پر تاتاریوں کے لشکران دو امیروں کی معیت میں بغداد اترے جو تاتاریوں کے بادشاہ ہلاکو خان کی فوجوں کے مقدمہ پر تھے ان کے پاس حاکم موصل کی طرف سے امداد آ گئی جو انہیں اہل بغداد کے خلاف غلہ، ہدایا اور تحائف سے مدد دیتا کیونکہ اسے تاتاریوں کی جانب سے خوف تھا چنانچہ ان سے داؤ پیچ کیا، اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔

بغداد کو چھپالیا گیا اور اس میں منجنیقیں، سنگ افگن مشین اور دوسرے وہ دفاعی آلات نصب کئے گئے جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو نہیں ہٹا سکتے، جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے، کوئی احتیاط و تدبیر قدر کے سامنے کارگر نہیں ہو سکتی، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اللہ تعالیٰ کا مقرر وقت آ جائے تو وہ ٹل نہیں سکتا" اور ارشاد باری تعالیٰ ہے "اللہ تعالیٰ اس قوم کی حالت تبدیل نہیں فرماتے جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت قلبی کو تبدیل نہ کرے،" اور اگر اللہ کسی قوم کو برا عذاب دینے کا ارادہ کر لے تو نہ اسے کوئی ہٹا سکتا ہے اور نہ اس کے علاوہ کوئی۔

تاتاریوں نے دارالخلافہ کا احاطہ کر لیا اور ہر جانب سے تیر برسانے لگے یہاں تک کہ ایک تیر خلیفہ کے سامنے کھیلتی ہوئی لڑکی کو جا لگا جو اس کی بہترین چیزوں میں سے تھی وہ ام ولد تھی اس کا نام عرفہ تھا کھڑکی سے تیر آیا اور اسے قتل کر دیا جبکہ وہ خلیفہ کے سامنے ناچ رہی تھی اس سے خلیفہ کو سخت غصہ آیا اور سخت گھبرا گیا اس نے وہ تیر منگوایا جو لونڈی کو لگا تھا جب اسے دیکھا تو اس پر لکھا ہوا تھا "کہ جب اللہ اپنے قضاء وقدر کو نافذ فرمانا چاہتا ہے تو

اہل عقل کی عقل ختم کر دیتا ہے''۔

تو اس وقت خلیفہ نے سخت احتیاطی تدابیر کا حکم دیا دارالخلافہ پر پردوں کی کثرت ہو گئی، ہلاکو خان اپنے تمام لاؤلشکر سمیت آیا تھا جس میں تقریباً دو لاکھ سوار تھے، یہ لوگ اس سال ۱۲ محرم کو بغداد پہنچے وہ خلیفہ پر سخت برہم تھا کیونکہ پہلے جو معاملہ تقدیر الٰہی اور قضاء سے ہو چکا تھا جسے اللہ تعالیٰ نے نافذ اور جاری کر دیا تھا وہ یہ تھا کہ ہلاکو خان جب پہلی دفعہ ہمدان سے عراق کی طرف نکلا تھا اس وقت وزیر موید الدین محمد بن علقمی نے خلیفہ کو شاندار تحائف بد کو خان کی طرف بھیجنے کا مشورہ دیا تا کہ یہ اس کے ارادے کے لئے جوان کے شہروں کے لئے تھے مدارات کا کام دے، لیکن اس کام میں دویدارہ صغیر ایبک وغیرہ نے خلیفہ کو بے یارومددگار چھوڑ دیا انہوں نے کہا: کہ وزیر اس کے ذریعے تاتاریوں کے بادشاہ کی خوشامد کرنا چاہتا ہے کیونکہ وہ اس کی طرف مال وغیرہ بھیجتا ہے، ہاں تھوڑی سی چیز بھیجنے کا انہوں نے بھی مشورہ دیا تو خلیفہ نے کچھ معمولی ہدیے بھیجے جنہیں ہلاکو خان نے ٹھکرا دیا اور خلیفہ کو دویدارہ مذکور اور سلیمان کے مطالبہ کا پیام بھیجا، تو خلیفہ نے نہ انہیں بھیجا اور نہ ان دونوں نے ہی اس بات کی کچھ پرواہ کی یہاں تک کہ اس کی آمد قریب پہنچ گئی تو وہ اپنے کثیر کا فرو جر ظالم لشکر کو لیکر بغداد پہنچ گیا جن میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ پر اور پچھلے دن پر ایمان نہیں رکھتا تھا تو انہوں نے بغداد کے مشرق و مغرب سے گھیراؤ کر لیا، اور بغدادی فوجیں انتہائی کمزوری اور ذلت میں تھیں ان کی تعداد ۱۰ ہزار گھڑ سواروں تک بھی نہ تھی، انہوں نے اور باقی تمام فوج نے اپنی نوبیوں سے منہ پھیر کر اکثروں نے بازاروں اور مسجدوں کے دروازوں پر عطیات مانگنے، اور ان میں شعراء نے ایسے اشعار پڑھے جن سے ان کے لئے مرثیے پڑھے، اسلام اور اہل اسلام کے لئے غم کرنے لگے یہ تمام کام بھی وزیر ابن علقمی رافضی کی رائے سے ہوا۔

اس کی وجہ یہ بنی کہ پچھلے سال جب اہلسنت اور روافض میں سخت جنگ ہوئی جس میں کرخیوں اور روافض کے محلہ میں لوٹ مار ہوئی حتیٰ کہ وزیر کے بعض رشتہ داروں کے گھر بھی اس کا شکار ہوئے تو اس پر وزیر کو سخت غصہ آیا جس کی بدولت اس نے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف وہ چال چلی جس کے نتیجے میں یہ اتنا بھیانک واقعہ پیش آیا جس کی تاریخ میں بدترین مثال نہیں ملتی، جب سے بغداد بنا اسی وجہ سے پہلا شخص جو تاتاریوں کی طرف نکلا وہ یہی وزیر تھا وہ اپنے اہل وعیال دوست احباب اور خدم وحشم کے ساتھ نکل کر بادشاہ ہلاکو خان (اللہ اس پر لعنت کرے) کے ساتھ مل گیا، پھر وہاں سے واپس آ کر خلیفہ کو اس کے پاس جانے اور اس کے سامنے پیش ہونے کا مشورہ دیا تا کہ اس بات پر صلح ہو جائے کہ بغداد کا نصف خراج انہیں دیں گے اور نصف خلیفہ لے گا، تو خلیفہ کو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ سات سو سواروں کے ساتھ نکلے جن میں قاضی، فقہاء وصوفیاء اور حکومت کے بڑے بڑے عہدہ دار شامل تھے یہ لوگ جب ہلاکو خان کی منزل کے قریب پہنچے تو سوائے ۱۷ آدمیوں کے باقی سب چھپا دیئے گئے خلیفہ ان مذکورہ لوگوں کو بچا کر لے گیا اور بقیہ کو سواریوں سے اتار کر لوٹ لیا، آخری شخص تک قتل کر دیا، خلیفہ کو ہلاکو خان کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے خلیفہ سے بہت سی چیزوں کا سوال کیا، کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کی آواز اس خطرے کی وجہ سے جو اہانت اور زبردستی کی وجہ سے اس نے دیکھی تھی لڑکھڑا گئی اس کے بعد وہ بغداد واپس ہوا اس وقت اس کے ساتھ خواجہ نصیر الدین طوسی اور وزیر ابن علقمی وغیرہ تھے، خلیفہ حفاظت اور مطالبات کے تحت تھا اس نے دارالخلافہ سے سونے چاندی، زیورات اور ڈھلے ہوئے زیورات موتی اور بہت سی عمدہ چیزیں منگوائیں۔

ادھر روافض کے ان سرداروں اور دوسرے منافقین نے ہلاکو خان کو صلح نہ کرنے کا مشورہ دیا اس وزیر نے کہا کہ اگر صلح ہو بھی گئی تو کم از کم سال یا دو سال چلے گی، پھر وہی صورتحال پیدا ہو جائیگی، انہوں نے ہلاکو خان کے سامنے خلیفہ کا قتل کرنا مناسب سمجھا تو جونہی خلیفہ ہلاکو خان کے پاس آیا تو اس نے قتل کا حکم دے دیا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قتل کا مشورہ وزیر ابن علقمی اور مولیٰ نصیر الدین طوسی نے دیا تھا اور یہ نصیر اس وقت ہلاکو خان کی خدمت میں تھا جب اس نے الموت کے قلعے فتح کئے تھے اور انہیں اسماعیلیہ سے چھین لیا تھا، نصیر، شمس الشموس اور اس سے پہلے اس کے باپ علاء الدین بن جلال الدین کا وزیر تھا اور یہ لوگ نزار بن مستنصر العبیدی کی طرف نسبت کرتے تھے۔

ہلاکو خان نے نصیر کو اپنی خدمت کے لئے منتخب کر لیا تا کہ اس کا وزیر و مشیر کی طرح ہو پھر جب ہلاکو خان آیا اور خلیفہ کے قتل سے خوفزدہ ہوا تو وزیر نے اسے ہلکا کر دکھایا، تو انہوں نے اسے لاتیں مار مار کر قتل کر دیا، وہ بوری میں بند تھا تا کہ اس کا خون زمین پر نہ گرے اس لئے کہ انہیں خوف تھا کہ اس کا بدلہ نہ لیا جائے جس طرح کہا جاتا ہے کہ اس کا گلا دبا دیا گیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسے پانی میں ڈبو دیا گیا، واللہ اعلم۔

تو یہ لوگ اس کے قتل اور اس کے ساتھ جو علماء، قاضی اور بڑے بڑے امراء جو اصحاب حل وعقد میں سے تھے سب کے گناہ کے ساتھ لوٹے،

خلیفہ کے حالات ووفیات میں آئیں گے اس کے بعد یہ لوگ شہر کی طرف مائل ہوگئے تو جس مرد، عورت، بوڑھے، بچے اور جوان پر قدرت پائی اسے قتل کردیا، بہت سے لوگ کنوؤں، جھاڑیوں اور گندگی کے ڈھیروں میں گھس گئے اور کئی روز تک وہاں چھپے رہے، بہت سے لوگ سرائے میں داخل ہوکر دروازہ بند کرلیتے تو تاتاریوں نے ان دروازوں کو توڑ کر یا جلا کر کھول دیتے وہاں داخل ہوتے تو یہ لوگ وہاں سے بھاگ کر بلند جگہوں پر چڑھ جاتے تو تاتاری انہیں چھتوں پر قتل کردیتے، یہاں تک کہ پرنالوں سے گلیوں میں خون بہنے لگا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہی حال مساجد، جامع مسجدوں اور خانقاہوں کا تھا ان سے کسی نے نجات نہیں پائی سوائے اہل ذمہ، یہودی اور عیسائیوں نے یا جنہوں نے ان سے پناہ مانگی یا وزیر ابن علقمی رافضی کے گھر کا سہارا لیا، تاجروں کی ایک جماعت نے بہت سا مال دیکر اپنے لئے امان لے لی، اب بغداد ایسا ہوگیا جیسے یہاں کوئی بستا ہی نہیں۔

ویران، تھوڑے سے لوگ یہاں رہتے تھے جبکہ وہ محبوب ترین شہر تھا اور جو لوگ باقی بچے وہ بھی خوف وہراس ذلت وکمزوری کی حالت میں تھے، وزیر ابن علقمی اس واقعہ سے پہلے فوجوں کو سرحدوں سے ہٹانے اور رجسٹر سے ان کا نام مٹانے کی بہت کوشش کرتا تھا یہاں تک کہ مستنصر کے آخری دنوں میں فوج کی تعداد ایک لاکھ کے قریب رہ گئی ان میں سے جو امراء تھے وہ بھی بادشاہوں کی طرح بڑے اور صاحب حیثیت تھے تو وہ برابر انہیں گھٹاتا رہا یہاں تک کہ صرف ۱۰ ہزار فوجی رہ گئے ان کے بعد تاتاریوں سے خط وکتابت کی اور انہیں بغداد لینے کا لالچ دیا اور ان کے لئے راستہ آسان کردیا اوران سے حقیقت حال بیان کردی، اور لوگوں کی کمزوری ظاہر کردی، یہ سب کچھ اس نے اس لئے کیا تاکہ اہل سنت کا بالکلیہ خاتمہ ہوجائے اور رافضی بدعت کو غلبہ حاصل ہو اور یہ کہ کوئی فاطمی خلیفہ کھڑا ہو مفتیوں اور علماء کا نام ونشان مٹادے، جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم کو غالب کرنے پر قادر ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی چال کو اسی کے منہ پر مارا اور اسے مضبوط عزت کے بعد ذلیل کیا اور اسے خلفاء کا وزیر بنانے کے بعد تاتاریوں کا دم چھلا بنادیا اس نے بغداد میں قتل ہونے والے مردوں عورتوں اور بچوں کے خون کا گناہ کیا، تو حکم تو اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو غالب اور برتر ہے زمینوں اور آسمانوں کا رب ہے۔

یہی صورت حال جو اہل بغداد کو پیش آئی بالکل اسی طرح کی مصیبت بنی اسرائیل پر بیت المقدس میں آئی جس کا حال ہم نے اپنی کتاب میں بیان کردیا ہے۔

فرمایا ہم نے کتاب میں بنی اسرائیل کے لئے یہ فیصلہ فرمایا کہ تم لامحالہ زمین میں دومرتبہ بڑا سخت دنگا وفساد مچاؤ گے تو پھر جب ہمارا پہلا وعدہ آیا تو ہم نے ان پر اپنے سخت جنگجو بندے مسلط کردیئے وہ شہروں میں گھس گئے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے۔

بنی اسرائیل کے بہت صلحاء قتل ہوئے اور انبیاء کی اولاد کی ایک جماعت قید ہوئی، بیت المقدس ویران کردیا گیا جبکہ وہ عابدوں، زاہدوں، علماء اور انبیاء جیسے بندوں سے آباد تھا تو وہ اپنے چھت سمیت گر پڑا اور اس کی بنیادیں کھوکھلی ہوگئیں۔

مؤرخین نے بغداد میں قتل ہونے والے مسلمانوں کی تعداد میں اختلاف کیا ہے، بعض کہتے ہیں آٹھ لاکھ، بعض کہتے ہیں ایک کروڑ آٹھ لاکھ، بعض کہتے ہیں کہ مقتولین کی تعداد دو کروڑ تک پہنچتی ہے، فانا للّٰہ وانا الیہ راجعون ولاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم یہ لوگ محرم کے آخر میں بغداد داخل ہوئے اور تلوار مسلسل چالیس روز وہاں کے باشندوں کو قتل کرتی رہی، اور خلیفہ معتصم باللہ امیر المؤمنین کا قتل بروز بدھ ۱۴ صفر کو ہوا اور اس کی قبر کا نشان مٹادیا گیا اس کی عمر ۴۶ سال ۴ ماہ تھی، اور مدت خلافت ۱۵ سال ۸ ماہ اور کچھ دن بنتی ہے اس کے ساتھ اس کا بڑا بیٹا، ابو العباس احمد بھی قتل کردیا گیا اس کی عمر ۱۵ سال تھی، پھر اس کا منجھلا بیٹا ابو الفضل عبدالرحمٰن قتل ہوا جس کی عمر ۱۳ سال تھی، اور اس کا سب سے چھوٹا بیٹا مبارک گرفتار کرلیا گیا اس کی تین بہنیں فاطمہ، خدیجہ اور مریم بھی گرفتار کرلی گئیں اور دارالخلافہ سے تقریباً ایک ہزار دوشیزہ عورتیں گرفتار ہوئیں، واللہ اعلم فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور دارالخلافہ کے استاذ شیخ محی الدین یوسف بن شیخ ابی الفرج ابن الجوزی بھی قتل ہوئے وہ وزیر کے دشمن تھے ان کی اولاد میں سے عبداللہ، عبدالرحمٰن اور عبدالکریم تین افراد قتل ہوئے اسی طرح حکومت کے سربرآوردہ لوگ یکے بعد دیگرے قتل ہوئے جن میں دویدار صغیر مجاہد الدین ایبک، شہاب الدین سلیمان شاہ اور اہلسنت کے امراء اور شہر کے بڑے لوگ شامل ہیں، دارالخلافہ سے بنو العباس کا ایک شخص بلایا جاتا اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ باہر لایا جاتا اور خلال کے قبرستان میں لے جاکر لوگوں کے سامنے بکری کی طرح ذبح کردیا جاتا، اور اس کی عورتوں اور لونڈیوں میں

سے جسے چاہتے گرفتار کر لیتے، اسی طرح شیخ الشیوخ خلیفہ کے اتالیق صدر الدین علی بن نیار قتل ہوئے، خلطاء، ائمہ اور حفاظ قرآن بھی قتل کر دیئے گئے، مسجدیں بے کار ہو گئیں، جامعات اور جمعہ کی نمازیں کئی ماہ تک بغداد میں نہیں ہوئیں، وزیر ابن علقمی (اللہ اس کا برا کریں، اور اس پر لعنت کرے) اس نے ارادہ کیا کہ مساجد و مدارس اور خانقاہیں بغداد میں معطل رہیں، اور مزار اور روافض کے مقامات آباد رہیں اور یہ کہ وہ رافضیوں کے لئے ایک شاندار مدرسہ بنائے جس میں وہ اپنا علم پھیلائیں اور علم لہرائیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے اس کا موقعہ نہ دیا، بلکہ اس کی نعمت کو ختم کر کے اس واقعہ کے چند ماہ بعد اس کی عمر گھٹا دی، اور اس کے پیچھے اس کے بیٹے کو لگا دیا یوں دونوں جمع ہو گئے، اللہ تعالیٰ درک اسفل سے خوب واقف ہے۔

جب یہ تقدیر کا فیصلہ پورا ہوا اور چالیس روز گزر گئے تو بغداد بالکل ویران ہو گیا وہاں معدودے چند آدمی تھے مقتولین راستوں میں یوں پڑے تھے جیسے ٹیلے، پھر جب ان پر بارش پڑی تو ان کی صورتیں بدل گئی اور شہران کی لاشوں سے بدبودار ہو گیا اور ہوا آلودہ ہو گئیں جس کی وجہ سے سخت وبا پھیلی اور بیماری متعدی ہو کر بذریعہ ہوا شام پہنچ گئی، ہوا کی خرابی اور فضا کی آلودگی سے بہت سے لوگ موت کا شکار ہوئے۔ لوگوں پر مہنگائی، وبا، قیاو رطاعون جمع ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جب بغداد میں امان کی منادی ہوئی تو جو لوگ زمین دوز جیلوں، گڑھوں اور قبرستانوں میں تھے باہر نکل آئے یوں لگتا تھا جیسے وہ مردے ہیں جن کی قبریں کھول دی گئیں ہوں، وہ ایک دوسرے کو نہیں پہچان رہے تھے نہ باپ اپنے بیٹے کو اور نہ بھائی اپنے بھائی کو، انہیں بھی اس وباء نے آلیا، تو وہ فنا ہو گئے اور اپنے سے پہلے مقتولین سے جا ملے اور اس ذات کے حکم سے تحت الثریٰ چلے گئے جو پوشیدہ اور مخفی بات کو جانتا ہے وہ اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں جس کے اچھے اچھے نام ہیں۔

وہاں پر مسلط بادشاہ ہلاکو خان کا کوچ بغداد سے اپنے ملک کے پایہ تخت کی طرف اس سال کے جمادی الاولیٰ میں ہوا، اور بغداد کا نظام امیر علی بہادر اور وزیر ابن علقمی کے سپرد کر دیا، اور اسے الشحنکیہ بھی سونپ دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی مہلت نہ دی بلکہ اسے غالب قدرت والے کی پکڑ نے پکڑا، یہ جمادی الثانی کے ابتدائی ایام ۶۶۳ھ کا واقعہ ہے، اسے انشاء وادب میں فضیلت حاصل تھی لیکن وہ پکا شیعہ اور خبیث رافضی تھا، مشقت، غم واندوہ اور ندامت میں اسے موت آئی موت نے اس کے کجاوے کو ر کھ دیا، اس کے بعد اس کا بیٹا عز الدین بن ابو الفضل وزیر بنا اسے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے باپ کے ساتھ اسی سال ملا دیا۔ وللہ الحمد والمنۃ۔

علامہ ابو شامہ اور ہمارے شیخ ابو عبد اللہ ذھبی اور قطب الدین یونینی نے ذکر کیا ہے کہ اس سال ملک شام میں لوگوں کو سخت وبا کا سامنا ہوا جس کا سبب انہوں نے ہوا اور فضاء کی خرابی کا ذکر کیا ہے جو عراق میں مقتولین کی کثرت سے پیدا ہوئی تھی، اور پھیل کر شام کے علاقوں تک متعدی ہو گئی، واللہ اعلم۔

اس سال مصریوں نے حاکم کرک ملک مغیث عمر بن عادل کبیر سے جنگ کی اس کی قیدی میں بحری امراء کی ایک جماعت تھی جن میں رکن الدین بیبرس بند قداری بھی تھا، مصریوں نے انہیں شکست دی اور جو کچھ ساز وسامان ان کے پاس تھا سب لوٹ لیا، بڑے بڑے امراء کی ایک جماعت گرفتار کر لی جنہیں باندھ کر قتل کر دیا گیا، یہ لوگ انتہائی بری حالت میں کرک واپس لوٹے زمین فساد اور شہروں میں بدامنی پھیلانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ناصر حاکم دمشق کو بھیجا اس نے ایک لشکر انہیں اسے باز رکھنے کے لئے بھیجا تو بحری فوج نے انہیں شکست دی انہوں نے مدد مانگی تو نصر تنہا ان کی طرف نکلا انہوں نے اس کی مطلق پروانہ کی اور جس خیمہ میں وہ تھا اس کی رسیاں کاٹ دیں، یہ کام انہوں نے رکن الدین بیبرس مذکور کے اشارے سے کیا تھا، اور ایسی جنگیں اور مصائب جاری ہوئے کہ جن کا تفصیل حال طویل ہے۔ واللہ المستعان۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

خلیفۃ الوقت المستعصم باللہ - امیر المومنین، عراق میں بنی عباس کا آخری خلیفہ جس کا نام ابو احمد عبد اللہ بن المستنصر باللہ ابی جعفر منصور بن الظاہر بامر اللہ ابی نصر محمد بن ناصر لدین اللہ ابی العباس احمد بن المستضئی بامر اللہ ابی محمد الحسن بن المستنجد باللہ ابی المظفر یوسف بن المقتفی لامر اللہ ابی

عبداللہ محمد بن المستظہر باللہ ابی العباس احمد بن المقتدی باللہ ابی القاسم عبداللہ بن محمد بن المستظہر باللہ العباس محمد بن القائم بامر اللہ عبداللہ القادر باللہ ابی العباس احمد ابن الذخیرہ ابی العباس محمد بن القائم بامر اللہ ابو جعفر عبداللہ بن القادر باللہ ابی العباس احمد بن الامیر اسحاق بن المقتدر باللہ، ابی الفضل جعفر بن المعتضد باللہ، ابی العباس احمد بن الامیر الموفق، ابی احمد طلحہ بن المتوکل علی اللہ، ابی الفضل جعفر بن المعتصم باللہ، ابی اسحاق محمد بن الرشید، ابی محمد ہارون بن المہدی، ابی عبداللہ محمد بن المنصور، ابی جعفر عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب بن ہاشم ہاشمی العباسی۔

اس کی پیدائش ۶۰۹ھ میں ہوئی اور خلافت کی بیعت ۶۵۶ھ میں ہوئی، اس حساب سے اس کی عمر جس دن وہ قتل ہوا ۴۷ سال بنتی ہے، یہ بڑا خوبصورت اور نیک سیرت، صحیح العقیدہ، کثرت صدقات اور علماء اور عابدوں کا اکرام کرنے والا شخص تھا، اپنے والد مستنصر کی اقتداء کرتا تھا اس کے لئے حافظ ابن النجار نے خراسان کے مشائخ سے اجازت بیعت مانگی جن میں المؤید طوسی، ابوروح عبدالعزیز بن محمد ہروی، ابوبکر ابوالقاسم بن عبداللہ بن الصفار شامل ہیں۔

اور ایک جماعت نے اس سے حدیث روایت کی ہے جن میں اس کا اتالیق شیخ الشیوخ صدرالدین ابوالحسن علی بن محمد بن النیار ہے اس نے امام محی الدین ابن الجوزی اور شیخ نجم الدین بادرائی کو اجازت دی، وہ دونوں اس اجازت سے حدیث بیان کرتے ہیں۔

وہ سلف کے طریقہ اور اہل سنت والجماعت کے عقیدے پر گامزن تھا جیسا کہ اس کا باپ اور دادا تھے، لیکن اس میں کچھ نرمی، غفلت اور مال اور اسے جمع کرنے کی محبت تھی اس سب کے باوجود اس نے اس امانت کو حلال سمجھا جو ناصر داؤد بن معظم نے اس کے پاس رکھی تھی اس کی قیمت ایک لاکھ دینار کے قریب تھی ایسی بات ایسے خلیفہ سے صادر ہونا بڑی بری بات ہے اور اس سے کمتر سے صادر ہونا انتہائی بری بات ہے، بلکہ وہ اہل کتاب جنہیں تم، بیت ڈھیر سونے کا امین بناؤ تو واپس کر دیں گے جیسا کہ حق تو تعالیٰ نے فرمایا ''ان یہودیوں میں سے بعض وہ ہیں اگر تم ان کے پاس ایک دینار امانت رکھو تو وہ واپس نہیں کرے گا ہاں جب تک تم اس کے سر پر کھڑے رہو!

تاتاریوں نے اسے مظلومیت کی حالت میں اس سال بروز بدھ ۱۴ صفر کو قتل کیا اس کی عمر ۴۶ سال ۴ ماہ تھی، اور مدت خلافت ۱۵ سال ۸ ماہ اور کچھ دن تھی، سو اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے اور اسے اچھا ٹھکانہ دے، اور نرمی سے اس کی قبر کو ٹھنڈ کرے، اس کے بعد اس کے دو بیٹے قتل اور تیسرا اس کی تین بیٹیوں کے ساتھ گرفتار ہوا، اس کے بعد منصب خلافت بے کار ہو گیا اور بنی العباس میں کوئی اسے قائم نہ رکھ سکا، یہ ان بنی العباس میں سے آخری شخص تھا جو لوگوں میں انصاف سے حکومت کرتے تھے اور ان لوگوں میں سے جن کی داد دہش کی امید ناراضگی کا خوف کیا جاتا تھا، خلافت کا سلسلہ انہوں نے عبداللہ مستعصم پر ختم کیا جیسے عبداللہ سفاح سے آغاز کیا تھا، اس کے لئے خلافت کی بیعت اور بادشاہت، حکومت کا ظہور ۱۳۲ھ میں ہوا، یہ سب بنی امیہ کی حکومت کے اختتام کے بعد جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا، ان کا آخری خلیفہ عبداللہ مستعصم تھا جس کی حکومت اور خلافت اس سال ختم ہو گئی۔

سب کے ایام حکومت ۵۲۴ سال ہیں، ان کی حکومت عراق سے ختم ہو گئی اور ۴۵۰ کے بعد بساسیری کے ایام حکومت میں بالکلیہ ان کا خطبہ ایک سال اور چند مہینوں کے اندر ختم ہو گیا پھر وہی معاملہ لوٹ آیا جیسے پہلے تھا، ہم نے اس کی تفصیل القائم بامر اللہ کے دور حکومت کے سلسلہ میں اپنی جگہ بیان کر دی ہے۔ وللہ الحمد۔

بنو العباس کا دست حکومت اتنا وسیع نہ تھا جتنا بنو امیہ تمام شہروں، ملکوں اور علاقوں پر غالب تھے، بلاد مغرب بنی العباس کے ہاتھ سے نکل گئے ان پر ابتداء میں بعض بنی امیہ جو عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک کی اولاد سے ہیں باقی بچے تھے قابض ہو گئے پھر چند ہی مہینوں میں دیگر بادشاہوں نے ان پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔

بنی العباس اور ان لوگوں کی حکومت و مدینہ جو فاطمی ہونے کے دعویدار تھے، اسی طرح ان کے ہاتھ سے خراسان اور ماوراء النہر کے علاقے نکل گئے اور بادشاہوں نے نہیں حکومت بعد حکومت استعمال کیا یہاں تک کہ خلیفہ کے پاس بغداد اور عراق کے بعض علاقے بچے، کیونکہ ان کی خلافت کمزور ہو گئی اور وہ شہوات اور [illegible] وقت مال جمع کرنے میں لگ گئے جیسے کہ اس کا ذکر تفصیل کے ساتھ واقعات اور وفیات میں ہوا ہے۔

اور فاطمیوں کی حکومت ۳۰۰ سال باقی رہی، یہاں تک کہ ان کا آخری فرمانروا ''عاضد'' ہوا جس کی وفات ۵۶۰ھ [illegible] یہ تقریباً حکومت میں ہوئی، فاطمی پے در پے بادشاہوں کی تعداد ۱۴ ہے، تحریری طور پر ان کی مدت حکومت ۲۹۷ھ سے [illegible] عاضد کی وفات ۵۶۰ھ تک چھاؤ پر مبنی ہے

اور تعجب کی بات یہ ہے کہ نبوت کے بعد آنے والی خلافت ۳۰ سال ہے جیسا کہ حدیث صحیح میں اس کی تصریح موجود ہے جس میں پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ جنہوں نے چھ ماہ حکومت کی ان تک تیس سال پورے ہو جاتے ہیں جیسا کہ ہم نے دلائل النبوۃ میں بیان کیا ہے۔

یہ تو خلافت تھی اس کے بعد بادشاہت کا آغاز ہوا تو اسلام میں پہلے بادشاہ بنوسفیان سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان بن صخر بن حرب بن امیہ، پھر ان کے بیٹے معاویہ بن یزید بن معاویہ، تو یہ بطن کشادہ جس کا آغاز امیر معاویہ سے ہوا معاویہ نامی شخص پر ہی ختم ہوا۔

پھر مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بادشاہ ہوئے ان کے بعد ان کے بیٹے عبدالملک پھر ولید بن عبدالملک، پھر ان کے بھائی سلیمان پھر ان کے چچا زاد بھائی عمر بن عبدالعزیز پھر یزید بن عبدالملک پھر ہشام بن عبدالملک پھر ولید بن یزید اس کے بعد یزید بن ولید پھر ان کے بھائی ابراہیم الناقص، یہ بھی ولید کے فرزند ہیں پھر مروان بن محمد بن مروان جس کا لقب حمار[1] تھا۔

یہ ان کا آخری بادشاہ ہے پہلے کا نام بھی مروان اور آخری کا نام بھی مروان، پھر ان سب کا خاتمہ ہو گیا۔

اور بنی العباس کے پہلے خلیفہ کا نام عبداللہ سفاح[2] اور آخری کا نام عبداللہ المستعصم تھا یہی حال فاطمی خلفاء کا ہے پہلا نام عبداللہ المہدی اور آخری کا نام بھی عبداللہ العاضد، ایسا اتفاق بڑا عجیب ہے اور بہت کم لوگ اس پر متنبہ ہوتے ہیں واللہ سبحانہ اعلم، یہ چند اشعار ہیں جن میں کسی فاضل نے تمام خلفاء کا ذکر کیا ہے۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جن کا عرش بڑا ہے جو غالب تنہا ہے جس کی پکڑ بڑی مضبوط ہے، زمانوں اور دنوں کو پھیرنے والا، اور لوگوں کو حشر نشر کے لئے جمع کرنے والا ہے، پھر ہمیشگی کے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود و سلام ہو اور آپ کی آل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ پر، جو سردار، ائمہ اور عالیشان ہیں، حمد و صلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ یہ اشعار کا مجموعہ جن میں میں نے باریک اور مختصر چیزیں جمع کی ہیں جس میں ان خلفاء راشدین کا تذکرہ ہے حضرت رسول اللہ ﷺ کے بعد قائم ہوئے پھر جنہوں نے ان کی پیروی کی سلسلہ بہ سلسلہ، اسے میں نے بصیرت اور یاد دہانی کا ذریعہ بنایا ہے تا کہ عقلمند صاحب تصور شخص جان لے کہ بڑے بڑے حوادثات کیسے پیش آئے ہیں، ہر قدرت اور بادشاہت والا، فنا و ہلاکت کا ہدف ہے رات دن کے الٹ پھیر میں سمجھدار کے لئے بصیرت ہے، زبردست بادشاہ خدا اپنے علاقے کا جسے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے وارث بنا دیتا، ہر مخلوق فنا ہونے کے لئے بنائی گئی ہے اور ہر بادشاہت ختم ہونے والی ہے سوائے باری تعالیٰ کے کسی کی بادشاہت باقی نہیں رہے گی، وہ ذات پاک ہے جو بادشاہ اور زبردست قدرت والا ہے جو عزت و بقا میں منفرد ہے اور اس کے سوا سب ختم ہونے والی ہیں، حضور ﷺ کے بعد سب سے پہلے جن کے لئے خلافت کی بیعت لی گئی وہ قحافہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے (صدیق) ہیں۔

میری مراد امام رہبر صدیق سے ہے پھر انہوں نے اپنے بعد فاروق رضی اللہ عنہ کو چنا، انہوں نے شہروں اور ملکوں کو فتح کیا اور ان کی تلوار نے کفار کی جڑ کاٹ دی، ایسا عدل قائم کیا جس سے زمین و آسمان کا مالک راضی ہوا، لوگ ذی النورین سے راضی رہے پھر علی والد السبطین (حسن و حسین) سے بھی خوش رہے، اس کے بعد حضرت حسن کے ساتھ فوجیں آئیں قریب تھا فتنے دوبارہ سر اٹھاتے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر صلح کرا دی، جیسا کہ یہ بات ہمارے نبی اکرم ﷺ نے اپنی حدیث میں ان کی طرف منسوب کی ہے، لوگوں کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر جمع کر دیا، ہر راوی نے یہ قصہ نقل کیا ہے انہوں نے جس طرح چاہا ملک کی بنیاد رکھی۔

ان کے بعد ان کا بیٹا یزید بادشاہ بنا پھر ان کا بیٹا جو بڑا نیکوکار تھا ان کی مراد ابولیلیٰ سے ہے جو زاہد شخص تھا انہوں نے امارت چھوڑ دی، کسی کے غلبہ کی وجہ سے نہیں بلکہ انہیں اس کی طلب ہی نہیں تھی، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ[3] حجاز میں بادشاہت کی طلب میں کوشش کرنے لگے اور وہاں گورنر مقرر کرنے لگے شام میں لوگوں نے مروان کے ہاتھ پر بیعت کر لی جس کے حکم سے کن کہنے سے کام ہو جاتا تھا وہ ملک تیس سال سے زیادہ

(۱) حمار حماقت و بے وقوفی کی وجہ سے نہیں بلکہ ہمہ وقت جنگوں میں مشغول رہنے کی وجہ سے تھا۔ علوی

(۲) سفاح اتنا ظالم نہ تھا جتنا لوگوں نے مشہور کر دیا۔ علوی

(۳) یہ محض شاعر کے رائے ہے ورنہ حضرت ابن زبیر کی نیت حقاق حق اور اعلائے کلمۃ اللہ تھی۔ دیکھیں ''افسوسناک ماضی تابناک شخصیتیں'' مطبوعہ کتب خانہ کراچی۔ علوی

نہ رہے موت کے تیروں نے اس سے مڈبھیڑ کی، بادشاہت عبدالملک کے لئے مضبوط ہوگئی اور اس کی سعادت مندی کا ستارہ آسمان میں روشن ہوا، جو بھی بادشاہت میں اس سے جھگڑتا ہلاکت کی تلواروں سے زیر ہوکر منہ کے بل گرا، مصعب عراق میں قتل ہوئے اور حجاج بن یوسف مخالفت والا فوج لے کر انتقام کی تلواریں لے کر حجاز کی طرف چلا، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ میں پناہ لی اس نے انہیں قتل کرنے کے بعد انہیں سولی دینے کا جرم کیا اور اس میں اپنے رب کے عذاب سے نہ ڈرا جب اس کا معاملہ صاف ہوگیا تو اس کے جسم میں زمانے نے تبدیلی پیدا کی، پھر اس کے بعد ولید آیا پھر سلیمان جو عقلمند نوجوان تھا، پھر مخلوق میں عمر کا عدل پھیل گیا انہوں نے اپنے رب کے حکم کی پیروی کی جیسا کہ اس نے فرمایا آپ کو قوم کا ذمہ سردالا، صوم وصلوٰۃ کا پابند اور متقی کہا جاتا تھا انہوں نے عدل وانصاف اور احسان پھیلایا اور ظالموں اور سرکشوں کو روکا، حضور ﷺ کی سنت کی اقتداء اور خلفاء راشدین جو عقلمند تھے ان کی پیروی کر کے اسلام نے ان کی گمشدگی کے پیالے کا گھونٹ پیا، ان کے بعد ان کی مثل کوئی نہیں دیکھا گیا پھر یزید اور ان کے بعد ہشام پھر ولید بادشاہ ہوا جس کی کھوپڑی پھٹ گئی پھر یزید جسے اناقص کہا جاتا تھا بادشاہ بنا جس سے موت نے دنگل کیا ابراہیم کی مدت دراز نہ ہوئی اور اس کے کام مضبوط نہ تھے، بادشاہت مروان کے ہاتھ آگئی پھر اس کے احکام میں سے جو ہوا سو ہوا، یہ حکومت اس کے ہاتھ پر ختم ہوگئی، حوادث زمانہ نے اس پر حملہ کیا اس کا قتل مقام صعید پر ہوا، تعداد کی زیادتی نے اس کو کچھ فائدہ نہ دیا۔ اس میں آل حکم کی موت ہوئی اور ان سے قسم قسم کی نعمتیں چھن گئیں، پھر بنی العباس کی حکومت آئی جو ہمارے درمیان مضبوط بنیادوں پر رہی، عجم کی زمین سے بیعت ہوگئی اور پوری امت نے ان کی بیعت کا قلادہ ڈالا لوگوں میں سے جو بھی ان سے جھگڑا تو ہاتھوں اور منہ کے بل گرا۔

ان میں سے جو والی بنے میں نے ان کا ذکر کیا، جب قائم اور مستعصم خلیفہ بنے ان میں سے پہلے کی صفت سفاح بیان کی جاتی ہے اس کے بعد منصور ذوالجناح ہے ان کے مہدی آیا اور اس کے پیچھے موسیٰ ھادی صفی آیا اس کے بعد ہارون الرشید پھر امین جس نے اس کی گمشدگی کا ذائقہ چکھا اس کے قتل کے بعد مامون اور اس کے بعد معتصم مکین آیا، معتصم کے بعد واثق خلیفہ بنا پھر اس کا بھائی جعفر خلیفہ بنا جو ذمہ داریوں کو نبھانے والا تھا، اللہ تعالیٰ عرش کے مالک کے لئے جو قدیم اور اول ہے متوکل میں نیت خالص کر، جس نے اپنے زمانے میں بدعات کا قلع قمع کیا اور سنتوں کو اپنی جگہ پر قائم کیا وہاں کوئی گمراہ کن بدعات نہ رہی اور معتزلی کو ذلت کا لباس پہنایا اس پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو جب تک کہ آسمان میں ستارہ ڈوبے اور چمکے۔

اس کے بعد معتمد چھا گیا اور بادشاہ بنا بادشاہت کی بنیاد رکھی اور مقصد کی تعیین کی جب یہ شہید ہوا تو مستنصر خلیفہ بنا اس کے بعد مستعین، جیسا کہ ذکر کیا جاتا ہے اس کی وفات کے بعد معتز، جو ہدایت کا متلاشی اور اسے لازم پکڑنے والا معتز ہے۔ میں اس کا ذکر بلند صحیفوں میں لکھتا ہوں، اس کے بعد مقتدر نے معاملات حکومت کی داغ بیل رکھی، قاہر کی عزت سے ملک مضبوط ہوا اس کے بعد راضی مفاخر کا بھائی خلیفہ بنا، متقی اور اس کے بعد مستکفی بادشاہ ہوا پھر مطیع خلیفہ بنا جس کی نرینہ اولاد نہ تھی اس کے بعد طائع جو اطاعت گزار تھا پھر قادر جو عبادت گزار اور شاکر تھا، پھر مقتدی، اس کے بعد مستظہر پھر مسترشد آیا جو باوقار تھا۔

پھر راشد، اس کے بعد مقتفی، پھر جب یہ فوت ہوا تو انہوں نے یوسف سے کمک مانگی جس کا کام عادلانہ اور روشن ہے، جس کی باتیں سچی اور قابل تصدیق ہیں، ناصر زیادہ عرصہ لوگوں میں رہا، جو موٹا تازہ اور لڑاکا بادشاہ تھا اس کے پیچھے ظاہر آیا جو کریم تھا جس کے عدل کو ہر صاحب علم جانتا تھا، مملکت میں اس نے زیادہ عرصہ نہ گزارا، صرف چند ماہ گزارے تھے کہ اسے موت نے آلیا، اس کا زمانہ حکومت مستنصر تک رہا، جو عادل نیک اور فطرتاً سخی تھا وہ ۱۷ برس کچھ ماہ لوگوں میں اچھے عزائم سے سیاست کرتا رہا اور جمادی الثانی ۶۴۰ھ میں موت کا سامنا کیا، لوگوں نے مستعصم باللہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اس پر ہمارے رب کی رحمت اور سلام ہو اس نے اطراف عالم میں قاصد بھیجے جو بیعت اور اتفاق کا فیصلہ کرتے، منبروں کو اس کے ذکر سے شرف بخشا اور اس کی سخاوت میں فخر کیا وہ اطراف میں نیک سیرت رہا، اور رعیت میں اس کا عدل مستمر رہا۔

شیخ عمادالدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اس کے بعد کچھ اشعار میں نے کہے پھر اللہ تعالیٰ نے اسے تاتاریوں کے فتنہ میں مبتلا کردیا، جو چنگیز خان ظالم کے پیروکار تھے، وہ اس کے پوتے ہلاکو خان کے ساتھ رہا لیکن اسے چھٹکارا حاصل نہ ہوا، انہوں نے اس کے لشکروں کو اور اس کی شان وشوکت کو تتر بتر کر دیا، اور اسے اور اس کی اہل وعیال کو قتل کر دیا۔

بغداد اور شہروں میں گھس کر اسے خراب کر گئے، پوتوں اور دادوں کو قتل کر دیا، حرم کی بیویاں اور مال لوٹ لیا اور غالب ذات کے غلبہ سے نہ ڈرے،

انہیں اس سے موقع دینے اور بربادی اور اس کی انصاف پسندی اور حکم نے دھوکے میں رکھا، اس کے بعد خلافت کا خاتمہ ہوا، اس کی آفت جیسی آفت تاریخ میں نہیں لکھی گئی، پھر بادشاہ یعنی ظاہر نے خلیفہ کو کھڑا کیا یعنی مستنصر کو پھر اس حاکم کے بعد امام عالم بیبرس خلیفہ بنا، پھر اس کا بیٹا مستکفی اس کی بعض باتیں عقلمند کے لئے کافی ہیں۔

پھر ایک جماعت خلیفہ بنی جس کی علم و پونجی کچھ نہ تھی پھر ہمارے زمانے میں معتضد خلیفہ بنا، زمانہ اس کی مثل نہ پا سکے گا، یعنی حسن اخلاق، اتقی، اور زیب و زینت میں اور کیسے نہ ہو کیونکہ وہ سابقہ لوگوں کی نشانی ہے، جو فضیلت میں لوگوں اور شہروں کے سردار ہوئے اور علاقوں کو عدل و قضاء نے بھر دیا، جو حضور حضرت محمد مصطفی ﷺ جو افضل الخلق بلاشک ہیں کے چچا کی اولاد ہیں ان پر اللہ تعالیٰ صاحب عظمت کی طرف سے درود و سلام ہو، جب تک رات دن کی گردش باقی ہے۔

فصل

فاطمی خلفاء کی تعداد تو کم ہے لیکن ان کی مدت خلافت میں اضافہ ہوا، انہوں نے دوسو ساٹھ سال سے متزاد حکومت کی وہ اہل سنت کی طرح تھے ان کی تعداد ۱۴ ہے، مہدی قائم منصور سعدی یعنی معز، قاہرہ کا بانی، پھر عزیز جو کوافرہ کا والی تھا، ظاہر مستنصر، مستعلی، آمر جو اس سے برے فعل کی حفاظت کرنے والا تھا، حافظ فائز اور عاضد، جو آخری خلیفہ اس بات کا کوئی منکر نہیں، ۵۰۰ سال سے چند سال پہلے وہ ہلاک ہوا، ان کی اصل یہودی سے ہے جو شریف ہیں، اسی کا ائمہ سرداروں نے فتویٰ دیا، جو اس امت میں سے اللہ کے دین کے مددگار ہیں۔

فصل

یہی حال بنی امیہ کے خلفاء کا رہا، ان کی تعداد بھی رافضیوں کے برابر ہیں البتہ ان کی مدت حکومت کم ہے یعنی سو سال سے بالکل کم ہے، امام عمر بن عبدالعزیز جو متقی تھے ان کے علاوہ سب ناصبی [1] تھے، پہلے امیر معاویہ پھر ان کے بیٹے یزید اور ان کے پوتے معاویہ جو نیک تھے مروان اور ان کے بیٹے عبدالملک جو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا ان کی وفات تک مد مقابل رہا، ان کے بعد وہ مستقل پوری زمین کا حکمران بن گیا۔

پھر شریف الاصل ولید جس نے جامع اموی بنوایا، اس جامع کا ہمشکل نہیں پھر سخی سلیمان اور عمر پھر یزید اور ہشام اور بے وفا یعنی ولید بن یزید پھر یزید بن ولید فوقیت رکھنے والا، وہ خود کامل تھا لیکن اس کا لقب ناقص تھا پھر ابراہیم وہ عقلمند آدمی تھا پھر مروان الحمار الجعدی، یہ ان کا آخری حکمران تھے اپنی طرف سے کامیاب رہا، اور تکمیل پر خدا کا شکر ادا کرتا ہوں، اسی طرح انعام پر ہم تعریف کرتے ہیں پھر پوری تعداد سے حضرت محمد ﷺ پر ... سلام ہو، تمام اوقات اور زمانوں میں آپ کی آل اور آپ کے نیک صحابہ پر، یہ اشعار کاتب کے نظم کردہ ہیں، اور آٹھ مناقب کا تتمہ ہے۔

خلیفہ کے ساتھ جوزیہ کو وقف کرنے والے دارالخلافہ کے استاذ محی الدین یوسف بن شیخ جمال الدین ابی الفرج ابن الجوزی، قتل کئے گئے، عبدالرحمن بن علی بن محمد بن علی بن محمد بن علی بن عبیداللہ بن حمادی بن احمد بن جعفر بن عبداللہ بن القاسم بن النضر بن محمد بن ابی بکر الصدیق القرشی التیمی البکری البغدادی الحنبلی جو ابن جوزی کے نام سے مشہور تھے وہ بھی قتل کر دیئے گئے، ذی القعدہ ۵۸۰ھ میں پیدا ہوئے، خوبصورت نوجوان بن کر ابھرے، اپنے والد کی وفات کے بعد ان کی جگہ بیٹھ کر انتہائی مفید پر رونق وعظ کہتے، پھر دنیا کے عہدوں میں پیش پیش رہے، بغداد کے محتسب رہے، ساتھ اعلیٰ وعظ اور بہترین اشعار بھی کہتے، پھر ۶۳۲ھ میں مستنصریہ میں حنابلہ کی تدریس پر فائز ہوئے ان کی اور بھی تدریسی خدمات تھیں، دارالخلافہ کے استاذ رہے، خلفاء کی جانب سے بنی ایوب وغیرہ کے ملوک کے قاصد تھے ان کے بیٹے عبدالرحمن، ان کی جگہ احتساب و وعظ کے لئے مقرر ہوئے،

(۱) یہ فقط شاعر کی رائے ہے حقیقت نہیں، امیر معاویہ کا اختلاف صرف رائے کا اختلاف تھا، نعوذ باللہ دشمنی نہ تھی اس لئے اس کا معنی مخالف مناسب رہے گا، اصطلاح میں حضرت علیؓ سے بغض رکھنے والے کو کہا جاتا ہے۔ تاریخی حقائق از مفتی تقی عثمانی۔

اس کے بعد ان تینوں اولادوں عبداللہ، عبدالرحمن اور عبدالکریم میں عہدہ احتساب منتقل ہو گیا۔

یہ لوگ بھی ان کے ساتھ اس سال قتل ہو گئے، ان کی محی الدین کی امام احمد کے مسلک میں ایک تصنیف ہے علامہ ابن السباعی نے ان کے وہ عمدہ اشعار ذکر کئے ہیں جن سے وہ خلیفہ کو حج اور عیدین کے ایام میں مبارکباد دیتے تھے جو ان کی فضیلت وفصاحت پر دلالت کرتے ہیں انہوں نے دمشق میں الجوزیہ کو وقف کیا جو سب سے خوبصورت مدرسہ ہے اللہ تعالیٰ ان سے قبول فرمائے۔

الصرصری المادح رحمۃ اللہ علیہ یحییٰ بن یوسف بن یحییٰ بن منصور بن المعمر عبدالسلام الشیخ الامام العلامہ، ماہر مختلف علوم کے فاضل، جمال الدین ابوزکریا الصرصری فاضل مادح حنبلی نابینے بغدادی، ان کے اکثر اشعار حضور اکرم ﷺ کی تعریف میں ہیں، ان کا دیوان اس بارے میں مشہور ہے جس میں کوئی غلط بات نہیں، کہا جاتا ہے کہ انہیں جوہری کی الصحاح مکمل یاد تھی، شیخ علی بن ادریس شیخ عبدالقادر کے شاگرد کے ہم صحبت رہے، آپ ذکی وہوشیار تھے پیشانی سے نور پھوٹتا تھا، آپ فی الفور بدیہی طور پر عمدہ اور فصیح وبلیغ اشعار بنالیتے تھے، موفق بن قدامہ اور مختصر الخرقی کو منظوم کیا۔

حضور علیہ السلام کی مدح میں جو ان کے اشعار ہیں اس کی ۲۰ جلدیں بنتی ہیں مخلوق میں سے انہوں نے سوائے انبیاء کے کسی کی تعریف نہیں کی۔

جب تاتاری بغداد میں داخل ہوئے تو آپ کو ان کے سردار کرمون بن ہلاکو خان کے پاس آنے کا پیام ملا تو آپ نے انکار کر دیا اور اپنے گھر ان سے مقابلہ کے لئے پتھر جمع کر لئے، جب تاتاری ان کے پاس آئے تو انہیں پتھر مارنے لگے تو ان کی ایک جماعت کو زخمی کر دیا، جب یہ لوگ بچ بچ کر ان تک پہنچے تو انہوں نے ان میں سے ایک شخص کو اسی کی لاٹھی سے قتل کر دیا پھر تاتاریوں نے انہیں شہید کر دیا ان کی عمر ۶۸ سال تھی۔

علامہ قطب الدین یونینی نے اپنی کتاب الذیل میں ان کے حالات میں ان کے اچھے اشعار کا ایک حصہ ذکر کیا ہے جو حروف تہجی کو شامل ہے اور اس کے علاوہ اور عمدہ اور بہترین قصائد ذکر کئے ہیں۔

البہاء زہیر صاحب دیوان ...ان کا نام زہیر بن محمد بن علی بن یحییٰ بن الحسین بن جعفر الحسینی العتکی المصری، مکہ میں پیدا ہوئے اور قوص میں پرورش پائی اور قاہرہ میں قیام کیا، ماہر شاعر، بہترین خط والے، ان کے اشعار کا ایک دیوان بھی ہے سلطان صالح ایوب کے پاس آئے، انتہائی بامروت لوگوں کو راحت وخیر پہنچانے میں بہت بہتر، ان سے برائی دور کرتے، علامہ ابن خلکان نے ان کی تعریف کی ہے اور کہا کہ انہوں نے مجھے اپنے دیوان کے اشعار کہنے کی اجازت دی ہے، علامہ قطب الدین یونینی نے تفصیل سے ان کے حالات لکھے ہیں۔

حافظ زکی الدین المنذری......عبدالعظیم بن عبدالقوی بن عبداللہ بن سلامہ بن سعد بن سعید امام علامہ محمد ابوزکی الدین المنذری شافعی، مصری، اصلاً شام کے ہیں اور پیدائش مصر میں ہوئی ایک طویل مدت وہاں شیخ الحدیث رہے، کئی سالوں تک ان کے پاس علمی وفود اور طالبین سفر کر کے پہنچے، کہا جاتا ہے کہ وہ شام میں ۵۸۱ھ میں پیدا ہوئے، کئی شیوخ سے سماع کیا علم کے لئے سفر کئے اور طلب علم کی، اسی شان سے اس میں مصروف رہے، بالآخر اہل زمانہ پر فائق ہوئے، کئی کتابیں لکھیں اور کئی کی تخریج کی صحیح مسلم اور ابی داؤد کا اختصار کیا، یہ ان کا پہلے سے ہی اچھا اختصار ہے، لغت فقہ اور تاریخ میں ید طولیٰ رکھتے تھے، آپ معتبر قابل حجت زاہد اور پرہیزگار شخص تھے، ملک مصر دارالحدیث کاملیہ میں اسی سال ۴ ذی قعدہ بروز ہفتہ وفات پائی، قرافہ میں دفن ہوئے۔

النور ابوبکر بن محمد بن محمد بن عبدالعزیز...ابن عبدالرحیم بن رستم الاشعری مشہور کھلی طبیعت کے شاعر، انہیں قاضی صدرالدین بن سیناء الدولہ نے ساعات کے نیچے گواہوں کے ساتھ بٹھایا، پھر ناصر حاکم شہر نے انہیں بلا بھیجا اور انہیں اپنا ہم مجلس اور دوست بنالیا۔

اور انہیں فوجیوں کا لباس عطا کیا تو وہ اس فن سے دوسرے فن کی طرف منتقل ہو گئے، ایک کتاب بھی تالیف کی جس کا نام "الـزجـون فـي الخلاعة والمجون" جس میں نظم، نثر، بیہودگی کی باتیں اور ایسے اشعار ذکر کئے ہیں جن سے کسی کی تعریف نہیں کی جاسکتی۔

عمر کی لذت پانچ چیزوں میں ہیں جنہیں ایسے شخص سے حاصل کرو جو بیہودہ گو تھا پھر ادیب اور فقیہ بن گیا، شراب کا ساتھی، گانے والی لونڈی،

دوست، شراب اور اس بارے میں ملامت کرنے والے کو گالی دیتا ہے۔

وزیر بن العلقمی رافضی ...... محمد بن احمد بن محمد بن علی بن ابی طالب، وزیر موید الدین ابو طالب ابن العلقمی، مستعصم کا بغدادی وزیر، مستنصر کے زمانہ میں ایک مدت تک استاذ دار الخلافہ کی خدمت پر لگایا، پھر یہ مستعصم کا ایسا وزیر بنا کہ اس نے اپنے آپ کو خلیفہ اور مسلمانوں کی برائی میں مبتلا کر دیا باوجودیکہ یہ ادب وانشاء میں فاضل تھا، یہ خبیث رافضی تھا جو اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں برے ارادے رکھتا تھا، مستعصم کے زمانے میں اسے وہ مرتبہ ومقام حاصل ہوا جو دوسرے وزراء کو حاصل نہ ہو سکا۔

پھر اس نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کفار یعنی ہلاکو خان کی مدد کی یہاں تک کہ اس نے اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ وہ کرتوت کیے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اس کے بعد اسے تاتاریوں کے پاس ذلت واہانت حاصل ہوئی جن کی اس نے مدد کی تھی، یوں اللہ تعالیٰ کا پردہ اس سے دور ہو گیا اور دنیا میں رسوائی کا مزہ چکھا جبکہ آخرت کا عذاب سخت اور باقی رہنے والا ہے، تاتاریوں کے زمانہ میں ایک دفعہ یہ ایک ٹٹو پر سوار تھا جس پر نشان لگا ہوا تھا ایک شخص اپنے گھوڑے پر بیٹھا اسے ہانک رہا تھا اسی اثناء میں ایک عورت نے اسے دیکھا وہ اس کے پاس کھڑی ہو کر کہنے لگی، اے ابن علقمی! کیا بنو عباس بھی تمہارے ساتھ یہ معاملہ کرتے تھے؟

اس کی بات گولی کی طرح اس کے دل پر لگی تو وہ اپنے گھر سب سے جدا ہو کر بیٹھ گیا اور اسی گھٹن غم گھبراہٹ تنگی اور ذلت میں اسی سال جمادی الثانی کے آغاز میں مر گیا، اس نے اپنی آنکھوں سے تاتاریوں کی جانب سے مسلمانوں کی اہانت دیکھی اور کانوں سے سنی جسے بیان نہیں کیا جا سکتا اس کے بعد اس کا خبیث لڑکا وزیر بنا، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے ان بستیوں کی طرح جلد گرفتار کیا جو ظالم تھیں۔

کسی شاعر نے اس طرح اس کی ہجو کی ہے اور کہا:

اے اسلام کے فرقے مستعصم پر نازل ہونے والی مصیبت پر نوحہ کرو اور افسوس کے ساتھ غم کرو، وزارت کا منبر پہلے ابن فرات کے پاس تھا اب ابن علقمی کو مل گیا ہے۔

محمد بن عبدالصمد بن عبداللہ بن حیدرہ ...... فتح الدین ابو عبداللہ بن العدل، دمشق کے محتسب، اپنے اچھے طریقے میں قابل قدر تھے ان کے دادا العدل نجیب الدین ابو محمد عبداللہ بن حیدرہ، انہوں نے ۵۹۰ھ میں زبدانی کا مدرسہ وقف کیا، تقبل اللہ منہ وجزاہ خیراً۔

المفہم شرح مسلم کے مصنف القرطبی ...... احمد بن عمر بن ابراہیم بن عمر ابو العباس الانصاری القرطبی المالکی، فقیہہ محدث اور اسکندریہ کے مدرس، تر ۔ میں ۵۷۸ھ میں پیدا ہوئے اکثر مشائخ سے حدیث کا سماع کیا، صحیحین کو مختصر کر کے لکھا، مسلم کی مفہم نامی شرح تحریر کی جس میں عمدہ اور اچھی باتیں لکھی ہیں۔

الکمال اسحاق بن احمد بن عثمان ...... شافعیہ کے شیخ، شیخ نووی وغیرہ علماء نے ان سے اخذ علم کیا ہے، رواحیہ میں مدرس تھے اس سال ذی قعدہ میں وفات پائی۔

العماد داؤد بن عمر بن یحییٰ بن عمر بن کامل ...... ابو المعالی وابو سلیمان زبیدی مقدسی ثم دمشقی، بیت الآبار کے خطیب جامع اموی ہیں، علامہ ابن عبدالسلام کے بعد چھ سال خطابت کی اور غزالیہ میں درس دیا، پھر بیت الآبار واپس آئے اور وہیں وفات پائی۔

علی بن محمد بن الحسین صدر الدین ابو الحسن بن نیار ...... بغداد میں شیخ الشیوخ، پہلے پہل یہ امام مستعصم کے اتالیق تھے پھر جب اچانک زمانے کی گردش سے اسے خلافت حاصل ہوئی تو اس نے انہیں بلند مقام دیا ان کی عظمت کی، یوں انہیں اس کے ہاں وجاہت حاصل ہو گئی اور معاملات کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں آ گئی پھر بعد میں انہیں دار الخلافہ میں یوں ذبح کیا گیا جس طرح بکری ذبح کی جاتی ہے۔

شیخ علی العابد الخباز...... بغداد میں ان کے احباب ومریدین تھے، ان کی ایک خانقاہ تھی جس میں ان کی زیارت کی جاتی تھی، تاتاریوں نے انہیں قتل کر کے ان کی لاش کو ان کے دروازے کی کوڑی پر پھینک دیا اسی حالت میں تین دن لاش پڑی رہی کتوں نے ان کا گوشت کھالیا، کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی ہی میں اس واقعہ کی اطلاع دے دی تھی۔

محمد بن اسماعیل بن احمد بن ابی الفرج ابوعبداللہ المقدسی...... براد کے خطیب، مختلف مشائخ سے حدیث کا سماع کیا، ۹۰ سال کی عمر پائی، ۵۵۳ھ میں پیدا ہوئے۔

دمشق میں لوگوں نے کئی حدیثیں ان سے سنیں پھر اپنے شہر واپس آئے اور براد میں اسی سال وفات پائی۔

البدر لولؤ حاکم موصل...... اس کا لقب رحم دل بادشاہ تھا، شعبان میں سوسال کی عمر پا کر وفات پائی، موصل پر ۵۰ سال حکومت کی، بڑا عقلمند، ذکی اور ہوشیار شخص تھا، مسلسل اپنے استاذ (آقا مالک) کے بیٹوں کے خلاف سازشیں کرتا رہا بالآخر انہیں تباہ کر کے چھوڑا، اور اتابکی حکومت موصل سے ختم کر دی، جب ہلاکو خان اس سخت عظیم واقعہ کے بعد بغداد سے جدا ہوا تو یہ اس کی خدمت اور فرمانبرداری کے لئے روانہ ہو گیا اس کے پاس بہت سے ہدیے اور تحائف تھے، ہلاکو خان نے اس کا اکرام واعزاز کیا۔

پھر اس کے پاس سے آنے کے بعد کچھ دن موصل میں ٹھہرا، اس کے بعد اس کی وفات ہوئی تو مدرسہ البدریہ میں اسے دفن کیا گیا، لوگوں کو اس کی حسن سیرت اور عمدہ عدل پر افسوس ہوا، شیخ عزالدین نے اپنی کتاب الکامل فی التاریخ کو اس کے لئے جمع کیا تو اس نے انہیں انعام دیا اور ان سے احسان کا برتاؤ کیا وہ بعض شعراء کو ایک ہزار دینار انعام دیتا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا صالح اسماعیل بادشاہ بنا، یہ بدرالدین لولؤ ارمنی تھا جسے ایک درزی نے خریدا، پھر یہ کسی طریقے سے ملک نور الدین ارسلان شاہ بن عزالدین مسعود بن مودود بن زنگی ابن آقسنقر حاکم موصل تک پہنچ گیا یہ بڑا خوبصورت تھا اسے بڑا مقام حاصل ہوا پھر اس کی حکومت میں پیش پیش رہنے لگا یہاں تک کہ اس کا حکم چلنے لگا اور تمام اطراف کے بادشاہوں کے وفد اس کے پاس آنے لگے اس کے بعد اس نے اپنے استاذ کے بیٹوں پر یکبارگی ہلہ بول دیا کہ اس کے ساتھ کوئی بھی نہ رہا، یوں وہ مستقل بادشاہ بن گیا اس کے معاملات صاف ہو گئے وہ ہر سال حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مزار پر ایک سونے کا فانوس بھیجا کرتا تھا جس کا وزن ایک ہزار دینار ہوتا تھا، ۹۰ سال کے قریب اس کی عمر تھی وہ خوبصورت اور چہرے کی تروتازگی کی وجہ سے رعنا جوان تھا، عوام اسے قضیب الذہب سونے کی شاخ کہتے تھے، بڑا باہمت، ہوشیار، تیز تدبیر اور دوراندیش شخص تھا اسی طرح اس کا مزار علی پر ہر سال اس فانوس کے ساتھ سونا بھیجنا اس کی کم عقلی اور شیعہ ہونے پر دال ہے، واللہ اعلم۔

ملک ناصر داؤد المعظم...... علامہ شیخ قطب الدین یونینی نے ذیل علی المرآۃ میں اسی سال کے تحت اس کے حالات تحریر کئے ہیں اس کا تذکرہ بڑھا چڑھا کر بیان کیا ہے اور اس کے ساتھ ابتدا سے انتہاء تک جو حالات پیش آئے انہیں بھی لکھا ہے، ہم نے واقعات میں اس کا ذکر کیا ہے اس نے خلیفہ مستعصم کے پاس ۶۴۷ھ میں ایک امانت رکھی تھی جس کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی خلیفہ نے اس کا انکار کر دیا، اس کے دفو بار بار اس کے پاس آئے اور اس کی واپسی کو لوگوں کو واسطہ وسیلہ بھی بنایا لیکن ان سب باتوں نے اسے کچھ نفع نہ دیا، اس نے آگے بڑھ کر اس شاعر سے اپنا یہ قول کہا، جو شاعر خلیفہ کی مدح کرتا تھا۔

اگر تو سقیفہ کے دن حاضر ہوتا تو ہی مقدم اور پرہیزگار امام ہوتا تو ناصر داؤد نے اس سے کہا تو نے غلطی کی ہے اس لئے کہ امیر المومنین کے دادا سقیفہ کے دن حاضر تھے، وہ تو مقدم نہ ہوتے حالانکہ وہ امیر المومنین سے افضل تھے جبکہ ابوبکر الصدیق ہی مقدم تھے تو خلیفہ نے کہا تو نے سچ کہا اسے خلعت عنایت کی، اور اس شاعر کو بلاد مصر کی طرف جلاوطن کر دیا، اس کا نام وجیہ الفزاری تھا، ناصر داؤد کی وفات بویضا نامی بستی میں ہوئی، حاکم دمشق اس کے جنازے میں حاضر ہوا۔

آغاز ۶۵۷ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو مسلمانوں کا کوئی بھی خلیفہ نہ تھا، دمشق اور حلب کا بادشاہ ناصر صلاح الدین یوسف بن العزیز محمد بن الظاہر غازی بن ناصر صلاح الدین تھا، اس کے اور مصریوں کے درمیان مخالفت چل رہی تھی انہوں نے نورالدین علی بن المعز ایبک ترکمانی کو اپنا بادشاہ بنا کر منصور کا لقب دیا، لشیرے بادشاہ ہلاکو خان نے ملک ناصر حاکم دمشق کو پیام بھیجا جس میں وہ اسے حلب کر رہا تھا تو اس نے اپنے چھوٹے بیٹے کو بہت سے ہدیئے اور تحفے دیکر بھیج دیا، ہلاکو خان نے اس کی طرف چنداں توجہ نہ کی بلکہ اس کے باپ پر غصہ ہوا، کیونکہ وہ خود اس کے پاس نہیں آیا تھا اس کے بیٹے کو گرفتار کرلیا اور کہنے لگا میں خود اس کے شہروں کی طرف چل کر جاتا ہوں اس کی وجہ سے ناصر گھبرا گیا تو اس نے اپنی بیویوں اور بچوں کو کرک بھیج دیا تاکہ وہاں انہیں محفوظ کرلیا جائے، اہل دمشق بھی سخت ڈر گئے خصوصاً جب انہیں یہ خبر پہنچی کہ تاتاریوں نے نہر فرات قطع کر دی ہے تو سردی کے موسم میں بہت سے لوگ شام نکل گئے۔ جس کی وجہ سے بہت سے لوگ مر گئے اور کئی لوٹ لئے گئے، فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہلاکو خان نے اپنے لاؤ لشکر سمیت شام کا رخ کیا، میا فارقین سے ڈیڑھ سال تک ان سے بندر ہا، تو ہلاکو خان نے اپنے بیٹے اشموط کو اس کی طرف بھیجا تو اس نے اسے زبردستی فتح کر لیا، اس کے بادشاہ کامل بن شہاب غازی بن عادل کو نیچے اتار کر اپنے باپ کے پاس بھیجا اس وقت اس نے حلب کا محاصرہ کیا ہوا تھا اس نے کامل کو اپنے سامنے قتل کیا اور میا فارقین پر اشرف کے کسی غلام کو نائب بنا دیا۔

کامل کے سر کو شہروں میں پھیرا گیا وہ اس کا سر لے کر دمشق پہنچے اور باب الفراد میں ابرانی پر نصب کیا، پھر مسجد الراس میں باب الفراد میں الجوانی کے اندر دفن کیا گیا، علامہ ابوشامہ نے اس کے متعلق ایک نظم کہی ہے جس میں اس کے فضل جہاد اور اس کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ مظلومیت کے ساتھ قتل ہونے میں مشابہت کو ذکر کیا ہے اس کا سر حضرت حسین کے سر کے پاس دفن کیا گیا۔

اس سال خواجہ نصیر الدین طوسی نے مراغہ شہر میں رصد گاہ بنائی وہاں بہت سی اوقاف کی وہ کتب منتقل کیں جو بغداد میں تھیں، بیت الحکمت بنایا اور اس میں فلاسفہ مقرر کئے اور ہر ایک کے لئے رات دن میں تین درہم تنخواہ مقرر کی اور دار الطب بھی بنایا جس میں طبیب کے لئے ایک دن کی دو درہم تنخواہ تھی، ایک مدرسہ بنوایا جس میں ہر فقیہ کے لئے ہر دن ایک درہم تنخواہ تھی، اور دار الحدیث بنوایا جس میں ہر محدث کو روزانہ نصف درہم تنخواہ ملتی تھی۔

اس سال قاضی وزیر کمال الدین عمر بن ابی جرادہ جو ابن العدیم کے نام سے مشہور ہیں دیار مصریہ کی طرف حاکم دمشق ناصر بن عزیز کی جانب سے قاصد بن کر آئے کیونکہ ناصر مصریوں کی تاتاریوں کے خلاف مدد طلب کر رہا تھا اور ان کی آمد شام کے قریب پہنچ چکی تھی، راستے میں انہوں نے بریرہ اور در... علاقوں پر قبضہ کرلیا، اشموط بن ہلاکو خان نہر فرات سے گزر کر حلب کے قریب پہنچ گیا تھا اس وقت انہوں نے منصور بن معز ترکمانی کے پاس ایک مجلس قائم کی، جس میں قاضی مصر بدرالدین سنجاری اور شیخ عزالدین بن عبد السلام بھی شامل تھے وہ آپس میں لوگوں کے مال، شکری تقویت کی خاطر لینے کے بارے میں تبادلہ خیال کر رہے تھے، اعتماد ابن عبد السلام کی بات پر تھا، اور ان کی بات کا حاصل یہ تھا انہوں نے کہا کہ جب بیت المال میں کچھ نہ بچے پھر تم نے سونے کو حوضوں وغیرہا کا مال اور چاندی اور زینت کا سامان خرچ کر دیا، یہاں تک کہ تم اور عوام آلات حرب کے علاوہ کپڑوں میں برابر ہو گئے بایں طور کہ کسی فوجی کے پاس اس کی سواری کے گھوڑے کے سوا کچھ نہ رہا ہو تو حاکم کو اس بات کی گنجائش ہے کہ وہ لوگوں سے دشمن کی مدافعت کی خاطر مال لے سکتا ہے اس واسطے کہ جب دشمن شہروں پر دھاوا بول دے تو تمام افراد پر اپنے اموال اور جان کے ذریعہ مقابلہ کرنا واجب ہے۔

ملک مظفر قطز کی حکمرانی۔.....اس سال امیر سیف الدین قطز، نے اپنے استاذ زادے نورالدین کو جس کا لقب منصور تھا گرفتار کر لیا، یہ کارروائی اس کے باپ کے اکثر غلاموں کی شکار میں جانے کی عدم موجودگی میں ہوئی، گرفتار کرنے کے بعد اس کی ماں، دونوں بیٹوں اور بہنوں کے ہمراہ اشکری کے شہروں کی طرف بھیج دیا اور خود مسلط ہو گیا، اپنا نام ملک مظفر رکھا، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں

تاتاریوں کو شکست سے دوچار کیا جیسا کہ اس کا بیان ان شاء اللہ آئے گا۔

اور اس کا عذر بھی ظاہر ہو گیا جو اس نے فقہاء قضاۃ اور ابن العدیم کے سامنے پیش کیا تھا، اس نے کہا تھا کہ مسلمانوں کا ایک زبردست بادشاہ ہونا چاہئے جو ان کی طرف سے دشمن کا مقابلہ کرے اور یہ چھوٹا بچہ ملک چلانے کی تدبیر سے ناواقف ہے۔

اس سال ملک ناصر حاکم دمشق وطن کی طرف نکلا، وہ بہت سے فوجیوں، رضا کاروں اور دیہاتوں وغیرہم کے ساتھ نکلا، لیکن جب اسے علم ہوا کہ وہ مغلوں کے مقابلہ میں کمزور ہے تو اس لشکر کو واپس لے آیا، نہ وہ چلا اور نہ دوسرے لوگ، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس سال فوت ہونے والے

صدریہ کو وقف کرنے والا صدرالدین اسعد بن المنجاۃ[1] صدرالدین اسعد بن المنجاۃ بن برکات بن مومل التنوخی المغربی ثم الحنبلی، قابل اعتبار، صاحب ثروت و مروت اور بہت زیادہ صدقات کرنے والا شخص، حنابلہ کے لئے ایک مدرسہ وقف کیا، اسی میں اس کی قبر قاضی مصری کی قبر کی جانب ہے، جو درب الریحان کے سرے میں جامع اموی کی طرف واقع ہے، جامع کا ایک مدت تک ناظر مقرر ہوا ہے اور وہاں کئی چیزوں کی تجدید کی، جن میں جامع کی جانب سوق النحاسین بھی ہے، اور ستروں کو جہاں وہ آج ہیں منتقل کیا، جبکہ اس سے پہلے یہ لوگ صاغۃ عتیقہ میں تھے اور زیارت کے ستونوں کے درمیان کی دو دکانوں کو مرمت کرایا، جس کی وجہ سے جامع کو نتیجہ میں بہت سامان بذریعہ کرایہ حاصل ہوا اس کے کئی صدقات تھے اس کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے وہ کیا بنانا جانتا تھا، اور یہ بات صحیح ہے کہ اس نے چاندی بنائی تھی، لیکن میرے نزدیک یہ بات اس کی طرف منسوب کرنا درست نہیں، واللہ اعلم۔

شیخ یوسف الاقیمنی آپ اقیمنی کے نام سے مشہور تھے اس واسطے کہ آپ قمین حمام نورالدین میں رہتے تھے لمبے کپڑے پہنتے جو زمین پر پھول بناتے جاتے، اپنے کپڑوں میں ہی پیشاب کرتے، آپ کا سر کھلا ہوتا، لوگوں کا خیال ہے کہ ان کے کئی احوال اور کشف ہیں، بہت سے عوام اور دوسرے لوگ ان کی صلاحیت اور ولایت کے معتقد ہیں کیونکہ لوگوں کو صلاحیت اور ولایت کی شرائط کا علم نہیں، اور نہ یہ جانتے ہیں کہ کشف کا صدور نیک و بد کافر و مومن دونوں سے ہو سکتا ہے جیسے راہب وغیرہ ہوتے ہیں، یا جیسے دجال اور ابن صیاد وغیرہ۔

اس لئے کہ جن کوئی بات چرا کر انسان کے کان میں ڈال دیتا ہے خصوصاً ان کو جو مجنون ہوں اور جن کے کپڑے نجاست سے صاف نہ ہوں لہٰذا صاحب حال کے حال کو کتاب و سنت کے ذریعہ پرکھ لینا چاہئے، سو جس کا حال کتاب و سنت کے موافق ہو تو وہ نیک آدمی ہے چاہے اسے کشف ہوتا ہو یا نہ ہوتا ہو۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی کو پانی پر چلتا اور ہوا میں اڑتا ہوا دیکھو تو اس سے دھوکہ مت کھاؤ یہاں تک کہ اس کے حال کو کتاب سنت پر پیش نہ کرلو، جب یہ شخص فوت ہوا تو قاسیون کے دامن کوہ کے قبرستان میں دفن ہوا جو اسی سے مشہور ہے روایہ کی مشرقی جانب، اس میں بڑی زیب و زینت ہے، عوام میں سے ان کے کسی معتقد نے یہ کام و اہتمام کیا ہے، قبرستان کو مزین کیا اور اس کی قبر پر منقش پتھر لگائے، یہ سب بدعات ہیں اس کی وفات اس سال کی ۶ شعبان میں ہوگئی۔

گمان کیا جاتا ہے کہ شیخ ابراہیم بن سعید جیعانہ شہر میں آنے کی جرأت نہیں کرتے تھے جب تک اقیمنی زندہ تھے تو جس دن اقیمنی فوت ہوا اس دن وہ شہر میں داخل ہوئے اور لوگ بھی اس کے ساتھ تھے، دمشق میں داخل ہو کر یہ لوگ چیختے ہوئے اور شور مچا کر کہنے لگے کہ ہمیں شہر میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی، وہ ہر آواز کسنے والے کے پیروکار ہیں جنہیں نور علم نہیں دیا گیا، جیعانہ سے [illegible] کیا کہ اس سے پہلے کس چیز نے تمہیں روک رکھا تھا کہ میں جس دروازے سے بھی شہر میں آنے کی کوشش کرتا تو یہ درندہ بیٹھا ہوتا یوں میں داخل نہ ہو سکتا تھا، اس نے شاغور میں رہائش اختیار کرلی، لیکن یہ جھوٹ

(۱) ذیل الروضتین ۲۰۳ شذرات الذهب ۵/۲۸۸ العبر ۵/۲۳۹ النجوم الزاهرة ۷/۷۱

حیلہ مکر اور شعبدہ بازی ہے اور جیعانہ اسی کے قبر کے پاس قاسیون میں دفن کیا گیا۔ **و اللّٰہ اعلم باحوال العباد۔**

شمس علی بن شمی المحدث صدر بکری کے احتساب میں نائب بنے، خود بہت کچھ پڑھا، کئی شیوخ سے سماع حدیث کیا اور بہت سوں کو سماع کرایا اپنے ہاتھ سے بہت کچھ لکھا۔

ابوعبداللہ الفاسی شاطبیہ کے شارح...... کنیت سے مشہور ہیں، کہا جاتا ہے کہ ان کا نام قاسم تھا، حلب میں فوت ہوئے، عربیت اور قراء ت میں عالم فاضل تھے، شاطبیہ کی بڑی اچھی اور مفید شرح لکھی ہے، علامہ ابوشامہ نے جو خود بھی اس کے شارح ہیں اس کی تعریف کی ہیں۔

نجم بدر مفضل کے بھائی... کلاسہ میں فاضلیہ کے شیخ تھے، انہیں سلفی عقیبہ کے خطیب بدرالدین یحییٰ بن شیخ عزالدین بن عبدالسلام سے اجازت حدیث حاصل تھی، باب الصغیر میں اپنے دادا کے پہلو میں دفن ہوئے، ان کا بہت بڑا جنازہ تھا۔

سعدالدین محمد بن شیخ محی الدین بن عربی... علامہ ابوشامہ نے ان کا ذکر کر کے ادب و شعر میں ان کی فضیلت کی تعریف کی ہے، یہ بات تب درست ہے جب یہ اپنے باپ کے پیروکار نہ ہوں۔

علامہ ابوشامہ نے ناصر داؤد کی وفات کا ذکر بھی اسی سال میں کیا ہے۔

سیف الدین بن صبرہ... دمشق میں پولیس کے نگران ابوشامہ نے ذکر کیا ہے کہ جب اس کی وفات ہوئی تو ایک سانپ آیا اور اس کی رانوں کو ڈسنے لگا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ اس کے کفن سے لپٹ گیا تھا لوگ اس کے دفع کرنے سے تھک گئے، کہا جاتا ہے کہ وہ نصیری خبیث رافضی اور شراب کا رسیا تھا، ہم اللہ تعالیٰ سے پردہ پوشی اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

نجیب بن شعیشعہ دمشقی...... دمشق میں حاضر ہونے والے، درب بانیاسی کے دارالحدیث میں انہیں سماع اور اپنا گھر وقف کرنے کی سعادت حاصل ہے، یہ وہ گھر تھا جس میں ہمارے شیخ حافظ مزی، دارالحدیث الاشرفیہ کی طرف منتقل ہونے سے پہلے رہائش پذیر تھے، علامہ ابوشامہ نے فرمایا ابن شعیشعہ، وہ نجیب ابوالفتح نصر اللہ بن ابی طالب شیبانی ہیں، کذب اور مداہنت فی الدین میں مشہور ہیں، یہ ان گواہوں میں سے جن پر ردو قدح کیا گیا ہے، اس کے اہل نہیں کہ ان سے حدیث نقل کی جائے، نیز فرماتے ہیں کہ احمد بن یحییٰ جن کا لقب صدر بن سنی الدولہ تھا انہوں نے اپنی ولایت قضاء دمشق میں اسے بٹھایا جس کے متعلق بعض شعراء نے کہا:

بدبخت شعیشعہ گواہی دینے کے لئے بیٹھا ہے، تمہارے لئے ہلاکت ہو جو کچھ ظاہر ہوا کیا اس نے اس میں تجاوز کیا ہے؟ کیا زلزلے اور بھونچال آ گئی یا دجال نکل آیا ہے یا ہدایت یافتہ لوگ ختم ہو گئے ہیں؟

اس کمزور العقیدہ پر تعجب ہے جسے شریعت کا علم نہیں اور لوگوں نے اسے بیٹھنے کی اجازت دے رکھی ہے۔

ابوشامہ نے فرمایا کہ ۶۵۷ھ میں ایک زندیق شخص مرا، جو فلسفہ اور علم الاوائل میں دست اندازی اور غور و فکر کرتا تھا وہ مسلمانوں کے مدارس میں رہتا، مجھے پتہ چلا ہے کہ اس نے نوجوان طلبہ کی ایک جماعت کے عقائد خراب کئے ہیں اس کے باپ کا گمان یہ تھا کہ وہ خطیب ری امام رازی جو کئی تصنیفات کے مؤلف ہیں ان کا شاگرد تھا، سانپ کا بچہ سانپ ہی ہوتا ہے۔

آغاز ۶۵۸ھ

اس سال کی ابتداء جمعرات کو ہوئی، مسلمانوں کا کوئی خلیفہ نہ تھا کوفہ و بصرہ خراسان وغیرہ بلاد مشرق ہلاکو خان تاتاریوں کے بادشاہ کے زیر تسلط تھے، دیار مصریہ کا بادشاہ ملک مظفر سیف قطز تھا جو معز ایبک ترکمانی کا غلام تھا اور حلب دمشق کا بادشاہ ملک ناصر بن عزیز بن ظاہر تھا، بلاد کرک اور شوبک

ملک مغیث بن عادل بن کامل محمد بن عادل ابی بکر بن ایوب کے پاس تھے۔

وہ ناصر حاکم دمشق کے ساتھ مل کر مصریوں سے محو جنگ تھا ان دونوں کے ساتھ امیر رکن الدین بیبرس بندقداری تھا یہ لوگ مصریوں سے جنگ کرنے اور ان سے مصر چھیننے کا قصد کر چکے تھے اسی اثناء میں کہ لوگ اس حالت میں تھے اور ادھر تاتاریوں کے بلاد شام کا قصد کرنے کی خبریں بھی مسلسل آرہی تھیں کہ اچانک مغلوں کا لشکر اپنے بادشاہ ہلاکو خان کی کارکردگی میں داخل ہو گیا انہوں نے اپنے بنائے ہوئے پلوں کے ذریعہ نہر فرات کو عبور کر لیا۔

اور اس سال کی ۲ صفر کو حلب پہنچ گئے سات دن اس کا محاصرہ کیا پھر امان دیکر فتح کر لیا اور وہاں کے باشندوں سے دھوکہ کیا اور ان کے بہت سے لوگ قتل کر دیئے، جن کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، اموال کو لوٹ لیا عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا اور ان پر وہی مصیبت آئی جو اہل بغداد پر آئی تھی، شہروں میں گھس گئے وہاں کے عزیز لوگوں کو ذلیل کیا، فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

حلب کا قلعہ ایک مہینہ ان پر بند رہا پھر امان کے ذریعہ لے لیا انہوں نے شہر اور قلعہ کی فصیلوں کو خراب کر دیا حلب کی حالت خارشی گدھے کی طرح ہو گئی اس کا نائب ملک معظم توران شاہ بن صلاح الدین تھا وہ عقلمند اور ہوشیار تھا لیکن لشکر نے جنگ کے لئے اس کی بات نہ مانی، اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ایک اندازے سے طے ہوتا ہے۔

ہلاکو خان نے حلبیوں کے لئے یہ پیام بھیجا کہ ہم دمشق میں ملک ناصر سے لڑنے آئے تھے، تم ہمارے لئے اپنے ہاں ایک دستہ تیار کرو، اگر ہمیں فتح ہوئی تو تمام علاقے ہماری دسترس میں ہوں گے اور اگر ہمیں شکست ہوئی تو تمہاری مرضی، چاہے تو دستے کو قبول کر لینا چاہے تو اسے چھوڑ دینا، انہوں نے اس کی بات کا یہ جواب دیا کہ ہمارے پاس تمہارے لئے صرف تلوار ہے تو ہلاکو خان کو ان کے ضعف اور جواب سے تعجب ہوا اور اسی وقت ان کی طرف پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لیا جو کچھ بھی ہوا اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہوا، جب حلب فتح ہو گیا تو اس حماۃ کے حکمران نے اس کی چابیاں ہلاکو خان کو بھیجیں تو اس نے عجم میں سے ایک شخص کو اس کا نائب بنا دیا جس کا دعویٰ تھا کہ وہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہے اسے خسرو شاہ کہا جاتا تھا تو اس نے حلب شہر کی طرح اس کی فصیلیں خراب کر دیں۔

ان کا دمشق لینے اور وہاں سے جلد حکومت ختم ہونے کا بیان ... ہلاکو خان نے جب وہ حلب اترا ہوا تھا ایک لشکر اپنی حکومت کے ایک بڑے امیر کے ساتھ جسے کتبغا نوین کہا جاتا تھا بھیجا، یہ لوگ صفر کے آخر میں دمشق پہنچے اور جلد ہی اس پر بغیر کسی ممانعت اور رکاوٹ کے قبضہ کر لیا بلکہ وہاں کے بڑے بڑے لوگ انہیں بڑی وسعت اور مبارک بادی سے ملے، ہلاکو نے شہر والوں کے لئے امان لکھ بھیجی تھی، میدان اخضر میں اسے پڑھا گیا اور شہر میں اس کی منادی کرادی گئی، لوگ دھوکے سے ڈرتے ہوئے مامون ہو گئے جیسا کہ انہوں نے حلبیوں کے ساتھ کیا تھا یہ تو بیان کی صورت حال تھی جبکہ قلعہ بند اور چھپا ہوا تھا اس کی بلندی پر منجنیقیں نصب تھیں بڑی سخت حالت تھی، تاتاریوں نے ایک منجنیق گاڑی پر لائی جسے گھوڑے کھینچ رہے تھے اور وہ خود گھوڑوں پر سوار تھے ان کا اسلحہ بہت سی گاڑیوں پر لدا ہوا تھا انہوں نے قلعہ کے غربی جانب منجنیقیں نصب کیں اور کئی دیواروں کو ڈھا دیا اور اس کے پتھر اٹھا کر قلعہ میں لگا تار ایسے موسلا دھار بارش ہو پھینکنے لگے، اس کی بہت سی اونچی اور بلند جگہیں گرادیں اور قلعہ گرنے کے لئے تڑخ گیا۔

اس روز کے آخری حصہ میں اس کے متولی نے مصالحت کا جواب دیا تو انہوں نے اسے فتح کر کے ہر ذرہ جو وہاں تھی خراب کی اور اونچے برج تھے خراب کر دیا، یہ اس سال کے نصف جمادی الاولیٰ کا واقعہ ہے انہوں نے اس کے متولی بدر الدین بن قراجا اور اس کے نقیب جمال الدین بن الصیرفی الحلبی کو قتل کر دیا، شہر اور قلعہ ان کے ایک امیر جسے ابل سان کہا جاتا تھا کے حوالہ کر دیا، اس پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے یہ نصاریٰ کے دین کی تعظیم کرتا تھا تو ان کے پوپ اور پادری اس کے پاس جمع ہو گئے تو اس نے ان کی بڑی عزت کی ان کے گرجوں کی زیارت کی اس کی وجہ سے انہیں حکومت اور غلبہ مل گیا، نصاریٰ کا ایک گروہ ہلاکو خان کے پاس بہت سے تحفے اور ہدیے لے کر گیا وہ اس کے پاس سے آئے تو ان کے پاس اس کی جانب سے امان کا فرمان تھا وہ باب توما سے داخل ہو گئے ان کے پاس کھڑا کیا ہوا صلیب تھا جسے لوگوں کے سروں سے اونچا اٹھا رکھا تھا اور اپنے شعار طریقے سے پکار کر کہہ رہے تھے، صحیح دین مسیح کا دین غالب آیا اور دین اسلام اور مسلمانوں کی مذمت بیان کر رہے تھے۔

ان کے ہاتھوں میں شراب کے برتن تھے جس مسجد کے دروازے کے پاس سے گزرتے اس کے پاس شراب چھڑکتے، اور شراب سے بھرپور مٹکے تھے جن سے لوگوں کے چہروں اور کپڑوں پر شراب چھڑکتے، گلیوں اور بازاروں میں جس شخص کے پاس سے گزرتے اسے صلیب کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونے کا حکم دیتے، یہ لوگ درب الحجر سے داخل ہو کر شیخ ابی البیان کی خانقاہ کے پاس ٹھہر گئے اور وہاں شراب چھڑکی، سی درب الحجر الصغیر وا سبیری مسجد کے پاس بازار سے گزرتے ہوئے یہ لوگ درب الریحان تک یا اس کے قریب پہنچ گئے وہاں مسلمانوں کی کثرت نے انہیں گرجائے میریم کے بازار کی طرف دھکیل دیا ان کے خطیب نے ایک دوکان کے چبوترے پر جو کونے میں تھا کھڑے ہو کر نصاریٰ کے دین کی تعریف اور اسلام اور مسلمانوں کی مذمت بیان کی، فاناللہ وانا الیہ راجعون، اس کے بعد یہ لوگ کنیسہ مریم میں داخل ہوئے وہ اس سے پہلے آباد تھا لیکن یہ اس کی خرابی کا سبب تھا وللہ الحمد۔

علامہ قطب الدین نے ذیل علی المرآۃ میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے کنیسہ مریم میں ناقوس بجایا، واللہ اعلم، انہوں نے فرمایا کہا جاتا ہے کہ وہ شراب لے کر جامع میں داخل ہوئے ان کی نیت تھی کہ اگر تا تاریوں کی مدت حکومت لمبی ہوگئی تو وہ کئی مساجد خراب کریں گے جب اس شہر میں یہ واقعہ پیش آیا تو مسلمانوں کے قاضی، گواہ اور فقہاء جمع ہو کر قلعہ میں داخل ہوئے اور اس کی سپردگی لینے والے کے اہل سیان کے پاس اس حالت کی شکایت کرنے گئے ان کی اہانت کی گئی اور ذلیل کر کے واپس کر دیئے گئے، نصاریٰ کے رؤساء کی بات کو ان پر مقدم رکھا، فاناللہ وانا الیہ راجعون۔

یہ ابتدائی سال کا واقعہ ہے اور سلطان شام ناصر بن عزیز وعدہ برزہ میں مقیم تھا اس کے ساتھ امراء اور شہزادوں کا بہت بڑا لشکر تھا کہ اگر تا تاری ان پر حملہ آور ہوئے تو یہ ان سے جنگ کریں گے اس کے ہمراہیوں میں بحری فوج میں امیر بیبرس بندقداری بھی تھا لیکن لشکر کی حالت متفق نہ تھی بلکہ اختلاف تھا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ یہی چاہتا تھا، امراء کی ایک جماعت نے ناصر کو چھوڑنے اور اسے گرفتار کرنے کے بعد اس کے حقیقی بھائی ملک ظاہر علی کی بیعت کرنے کا عزم کر لیا تھا جب ناصر کو اس کا علم ہوا تو وہ قلعہ کی طرف بھاگ نکلا اور لشکر ادھر ادھر بکھر گیا اور امیر رکن الدین بیبرس اپنے ساتھیوں کو لے کر غزہ کی جانب نکل گیا تو ملک مظفر قطز نے اسے پیغام بھیج کر اپنے پاس بلا لیا اور سے قلیوب کاٹ کر دے دیا، اسے دار الوزارت میں ٹھہرایا، یوں اس کے پاس اس کا مرتبہ بڑھ گیا اور اسی کے ہاتھ اس کی موت ہوئی۔

عین جالوت کی جنگ:... اتفاقاً یہ تمام باتیں اس سال کے رمضان کے آخری عشرہ میں ہوئیں ابھی تین ہی دن گزرے تھے کہ بمقام عین جالوت مسلمانوں کی تا تاریوں پر فتح کی خوشخبری آگئی اور وہ یوں ہوئی کہ ملک مظفر قطز حاکم مصر کو جب تا تاریوں کے علاقے شام میں کئے گئے کرتوتوں کا پتہ چلا جو ہم نے ذکر کئے ہیں کہ انہوں نے تمام شہروں کو لوٹ لیا یہاں تک کہ وہ غزہ پہنچ گئے اور مصر میں داخل ہونے کا عزم کر چکے تھے او رملک ناصر حاکم دمشق نے مصر کی طرف کوچ کا ارادہ کر لیا تھا، کاش وہ کرتا! اور اس کے ساتھ ملک منصور حاکم حماہ اور امراء وغیرہ اور بادشاہوں کے کئی بیٹے تھے وہ قطیہ پہنچ چکا تھا، ملک مظفر قطز نے حاکم حماہ کی عزت کی اور اس سے شہر اور وفاداری کا وعدہ کیا، ملک ناصر مصر میں داخل نہیں ہوا بلکہ بنی اسرائیل کے میدان تیہ کی طرف واپس چلا گیا اور اس کے ساتھ جو عوام تھی وہ مصر میں داخل ہوگئی وہ اگر مصر میں داخل ہو جاتا تو اس کے چلے جانے سے زیادہ آسان تھا لیکن وہ دشمنی کی وجہ سے ڈر گیا اور کرک کی جانب مڑ گیا اور اسے قلعہ بنا لیا، کاش وہ اسی پر رہتا، لیکن وہ پریشان ہو کر بریہ کی طرف سوار ہوگیا، کاش وہ اس میں جاتا! تو اعراب کے کسی امیر کے پاس پناہ لی تو تا تاریوں نے اس کا قصد کیا اور وہاں جتنا مال تھا ہلاک کر دیا اور شہروں کو خراب کر دیا، بڑوں چھوٹوں کو قتل کیا اور وہاں کے علاقوں میں جو دیہاتی تھے ان پر حملہ کر دیا انہیں قتل کیا ان کی اولاد اور عورتوں کو قید کر لیا اس کے بعد عرب نے ان سے قصاص لیا، انہوں نے ان کے چرنے والے گھوڑوں پر نصف شعبان میں غارت گری کی اور تمام کے تمام بھگا کر لے گئے، تا تاریوں نے ان کا پیچھا کیا لیکن ان کے غبار تک کو بھی نہ پایا۔

اور نہ ایک گھوڑا اور نہ گدھا واپس لے سکے، تا تاری مسلسل ناصر کا پیچھا کرتے رہے بالآخر اسے زیزی کے حوض کے پاس پکڑ لیا تو اسے اور اس کے چھوٹے بیٹے اور بھائی کے ساتھ اپنے بادشاہ ہلاکو خان کے پاس بھیج دیا وہ حلب میں ٹھہرا ہوا تھا، یہ لوگ اس کی قید میں ہی رہے یہاں تک کہ اس نے آئندہ سال انہیں قتل کر دیا، جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

مقصود یہ ہے کہ مظفر قطز کو شام محروسہ کے ساتھ تاتاریوں کی اس حرکت کا علم ہوا اور یہ کہ وہ شام میں اپنی حکومت قائم کرنے کے بعد دیار مصر میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں تو قطز نے ان سے پہل کی اور ان کے آنے سے پہلے ان کے خلاف اقدام کیا وہ اپنے لشکر میں نکلا لشکر میں اس کا حکم چلتا تھا یہاں تک کہ شام پہنچ گیا مغلوں کی فوج اس کے آنے سے بیدار ہوگئی ان کا کمانڈر کتبغا نوین تھا اس وقت وہ بقاع مقام میں تھا، کتبغا نوین نے اشرف حاکم حمص اور مجیر ابن زکی سے مشورہ کیا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ اسے مظفر کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہوسکتی یہاں تک کہ ہلاکو سے مدد طلب کرتے لگے، اس نے انکار کر دیا، وہ جلد جنگ کرنے کا خواہاں تھا وہ ان کی طرف اور مظفر ان کی جانب چلا، دونوں لشکر بروز جمعہ ۲۵ رمضان عین جالوت پر جمع ہوئے، آپس میں بڑی سخت جنگ کی، مدد اسلام اور مسلمانوں کی تھی اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے، مسلمانوں نے انہیں بڑی سخت شکست دی، مغلوں کا امیر کتبغا نوین مارا گیا اور اس کے گھر کے کچھ لوگ بھی تھے، کہا جاتا ہے کہ کتبغا نوین کو امیر جمال الدین آقوش الشمی نے قتل کیا تھا اور جیش اسلامی نے قتل کرتے ہوئے ہر جگہ ان کا پیچھا کیا، ملک منصور حاکم حماہ نے ملک مظفر سے سخت لڑائی کی اسی طرح امیر فارس الدین اقطائی المستعرب نے، وہ فوج کا نگران تھا۔

کتبغا نوین کی جماعت سے ملک سعید بن عزیز بن عادل کو قیدی بنالیا گیا تو مظفر نے اس کی گردن اڑانے کا حکم دیا اور اشرف حاکم حمص نے پناہ مانگی وہ بھی تاتاریوں کے ساتھ تھا، ہلاکو خان نے اسے پورے شام پر نائب مقرر کیا تھا تو ملک مظفر نے اسے امن دیا اور اسے حمص واپس دے دیا، اسی طرح حماہ منصور کو دے دیا اور اسے معرہ وغیرہ مزید عنایت کیا اور سیمہ امیر شرف الدین عیسیٰ بن مھنا بن مانع امیر عرب کو دیدیا، امیر بیبرس بندقداری اور نوجوانوں کی ایک جماعت نے تاتاریوں کا ہر جگہ ان سے لڑتے ہوئے تعاقب کیا یہاں تک کہ ان کے پیچھے حلب پہنچ گئے اور جو ان میں سے دمشق کے تھے وہ بروز اتوار ۲۷ رمضان میں بھاگ گئے مسلمانوں نے ان سے لڑتے لڑتے ان کا پیچھا کیا اور ان سے قیدیوں کو چھڑانے لگے اور اس کی خوشخبری بھی آگئی، اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف ہے اس کی ان کو اپنے لطف وکرم سے درستگی پر کر دیا، مسلمان اللہ تعالیٰ کی مدد سے بہت خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اسلام اور اہل اسلام کی خوب مدد کی، اور یہود و نصاریٰ اور منافقین کو ذلیل کیا اللہ تعالیٰ کا دین غالب رہا، اور وہ ناپسند کرتے رہے۔

اس وقت مسلمانوں نے جلدی سے کنیسہ نصاریٰ کا رخ کیا جہاں سے صلیب نکالا تھا اور جو کچھ وہاں تھا لوٹ لیا اور کنیسہ کو جلا دیا اور اس کے اردگرد بھی آگ پھینکی جس کی وجہ سے نصاریٰ کے بہت سے گھر سوختہ ہوگئے، اور اللہ تعالیٰ نے ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دیا، ایک شخص نے کلیسائے یعقوبیہ کو جلا دیا اور ایک جماعت نے یہود کو لوٹنے کا قصد کیا تو ان سے کہا گیا کہ انہوں نے کوئی نصاریٰ کی طرح کوئی سرکشی نہیں کی، عوام نے جامع کے درمیان میں ایک بوڑھے رافضی کو قتل کیا جو لوگوں کے اموال پر تاتاریوں سے چاپلوسی کرتا تھا اسے فخر محمد بن یوسف بن محمد کنجی کہا جاتا تھا یہ بڑا خبیث طبیعت مشرقی تھا اور مسلمانوں کے اموال پر ان کی مدد کرنے والا تھا خدا اس کا ناس کرے' اور انہی کی مثل منافقین کی ایک جماعت کو قتل کیا یوں ظالم قوم کی جڑ کاٹ لی گئی۔ الحمد للہ رب العالمین۔

ہلاکو نے تمام شہروں کی طرف جیسے مدائن، شام، جزیرہ موصل ماردین اور اکراد وغیرہ قاضی کمال الدین عمر بن بندار التفلیسی کی قضاء کا حکم نامہ بھیجا وہ دمشق میں ۱۵ سال سے قاضی صدر الدین احمد بن یحییٰ بن ھبۃ اللہ بن سنی الدولہ کے نائب تھے، جب یہ حکمنامہ ۲۶ ربیع الاول کو پہنچا تو میدان اخضر میں پڑھا گیا یوں وہ دمشق کے مستقل قاضی بن گئے وہ فاضل شخص تھے دونوں معزول قاضی صدر الدین بن سنی الدولہ اور محی الدین بن زکی، ہلاکو خان کی خدمت میں حلب پہنچے اور ابن زکی نے ابن سنی الدولہ کو دھوکا دیا اور بہت سا مال خرچ کیا اور دمشق کا قاضی بن گیا دونوں واپس آئے، ابن سنی الدولہ بعلبک میں فوت ہوئے ابن زکی عہدہ قضاء پر آئے ان کے ساتھ حکم نامہ اور شاہی خلعت تھی، وہ اسے پہن کر ہل سیان کی خدمت میں قبہ سبز کے نیچے باب بیر کے پاس بیٹھے ان کے درمیان خاتون اہل سیان کی بیوی چہرے سے نقاب کھولے بیٹھی تھی وہاں اسی حال میں حکم نامہ پڑھا گیا اور جب ہلاکو خان کا نام لیا گیا تو لوگوں کے سروں پر سونا چاندی نچھاور کئے گئے، فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ اس قاضی، امیر، بیوی اور سلطان کا ستیاناس کرے۔

ابوشامہ نے ذکر کیا ہے کہ ابن زکی نے تھوڑی سی مدت میں کئی مدارس پر بحث حاصل کر لی اس سال کے آخر سے پہلے معزول کیا گیا اس نے اس مدت میں ان دو مدرسوں تقویہ اور عزیزیہ کے ساتھ جو اس کے پاس تھے عذراویہ، عادلیہ، فلکیہ، رکنیہ، قیمریہ اور عزیزیہ لے لئے اور اپنے بیٹے

عیسیٰ کے بیٹے مینیہ کی تدریس اور شیخ الشیوخ کا عہدہ لے لیا اور ام الصالح کو اپنے ایک ساتھی العماد مصری کے لئے حاصل کیا اور شامیہ برانیہ اپنے دوسرے دوست کے لئے، اپنے ماں شریک بھائی شہاب الدین اسماعیل بن اسعد بن حبش کو نائب قاضی اور رواحیہ اور شامیہ برانیہ کا متولی بنایا۔

علامہ ابوشامہ نے فرمایا کہ باوجودیکہ اس کو وقف کرنے والے نے اس کی شرط لگائی تھی کہ اس کا متولی کوئی اور کام نہ کرے، پھر جب دمشق اور دوسرے علاقے مسلمانوں کے ہاتھ واپس آئے تو اس نے قضاء میں کوشش کی اور بہت سا مال اس لئے خرچ کیا کہ یہ مدارس جو اس کے ہاتھ میں ہیں چلتے رہیں لیکن وہ اس کے ہاتھ نہ رہے بلکہ اسے معزول کر کے قاضی نجم الدین ابی بکر صدر الدین بن سنی الدولہ کو قاضی بنایا گیا اور اس کا شاہی حکمنامہ جامع دمشق میں مشہد عثمان کی کمالی سہ دری کے پاس ۲۱ ذی قعدہ بروز جمعہ نماز کے بعد پڑھا گیا۔

اور جب ملک مظفر قطز نے مقام عین جالوت تاتاریوں کو شکست دی تو ان کے پیچھے آیا، اور بڑے ٹھاٹ باٹ سے دمشق میں داخل ہوا، لوگ اس سے بہت خوش ہوئے اور اس کے لئے بڑی دعائیں کیں اور حاکم حمص اشرف کو وہیں برقرار رکھا، اسی طرح حاکم حماہ منصور کو، اور حلب کو ہلاکو کے ہاتھ سے چھڑا لیا یوں حق اپنی جگہ آ گیا اور اپنی بنیادیں مضبوط کر لیں، اس نے اپنے آگے امیر رکن الدین بیبرس بندقداری حلب سے تاتاریوں کو ہٹانے اور اسے اپنے ہاتھ میں لینے کے لئے روانہ کر دیا تھا اور اسے نائب بنانے کا وعدہ دیا تھا لیکن جب اس نے انہیں وہاں سے ہٹا دیا اور کام بن گیا اور مسلمانوں نے اسے اپنے قبضہ میں لے لیا تو اس نے اس کے علاوہ دوسرے شخص علاء الدین حاکم موصل کے بیٹے کو نائب بنا دیا، یہی ان دونوں میں وحشت ونفرت پھیلنے کا سبب بنا جس نے جلد ہی ملک مظفر قطز کے قتل کا تقاضا کیا، اس سے پہلے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ ہی کا حکم چلتا ہے۔

جب مظفر شام سے فارغ ہوا تو اس نے مصر کی طرف لوٹنے کا قصد کیا تو دمشق پر امیر علم الدین سنجر الحلبی الکبیر اور امیر مجیر الدین ابن الحسین بن آقسنقر کو نائب بنایا، اور قاضی ابن زکی کو دمشق کے عہدہ قضاء سے معزول کیا، اور ابن سنی الدولہ کو قاضی بنایا، پھر وہ دیار مصریہ کی طرف لوٹا، اور اسلامی فوجیں اس کی خدمت میں تھیں اور اہل حکومت کی آنکھیں شدت ہیبت سے اسے کن انکھیوں سے دیکھ رہی تھیں۔

ملک ظاہر بیبرس بندقداری کی حکومت کا ذکر ... وہ اسد انصاری ہے، اس کا سبب یہ ہوا کہ جب سلطان ملک مظفر قطز مصر کے ارادے سے واپس آیا وہ غزالی اور صالحیہ کے درمیان پہنچا تھا تو اس پر امراء نے حملہ کر کے وہیں قتل کر دیا وہ بڑا نیک اور کثرت سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والا تھا کسی نشہ آور چیز اور اسی طرح کی دوسری چیزیں جنہیں بادشاہ استعمال کرتے تھے ہاتھ نہ لگاتا، اس کی مدت حکومت جس وقت سے اس نے اپنے استاذ زادے منصور علی بن معز ترکمانی کو معزول کیا اس مدت تک ذیقعدہ کے آخر تک ایک سال بنتی ہے، اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے اور اسلام اور مسلمانوں کی جانب سے اسے اچھا بدلہ عطا فرمائے۔ امیر رکن الدین بندقداری امراء کی ایک جماعت کے ساتھ اس کے قتل پر متفق ہوا، وہ جب اس مقام پر پہنچا تو اپنی دہلیز پر مارا اور ایک خرگوش کے پیچھے گھوڑا دوڑا دیا اس کے ساتھ ان امراء نے بھی گھوڑے دوڑا دیئے اس کے پاس رکن الدین بیبرس نے کسی چیز کے بارے میں سفارش کی اس نے وہ قبول کر لی، تو بیبرس نے چومنے کے لئے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان امراء نے اس پر تلوار کے ذریعہ حملہ کر کے گھوڑے سے نیچے اتار دیا اور تیر مار کر اسے قتل کر دیا پھر وہ خیمہ کی طرف واپس آئے اور ان کے ہاتھوں میں تلوار سونتی ہوئی تھی تو انہوں نے وہاں کے لوگوں کو یہ خبر دی تو کسی نے کہا کہ اسے کس نے قتل کیا ہے؟ تو وہ کہنے لگے رکن الدین بیبرس نے، وہ کہنے لگے کیا تو نے اسے قتل کیا ہے!؟ تو اس نے کہا ہاں، تو انہوں نے کہا تو پھر تم بادشاہ ہو۔

کہا جاتا ہے کہ جب وہ قتل ہوا تو امراء کی حیرانگی ہوئی کہ کسے بادشاہ بنائیں، ان میں سے ہر ایک اس کی برائی سے ڈرتا تھا، یہ کہ جو اس کے غیر کو مصیبت پہنچی جلد ہی اسے پہنچ جائے گی تو سب کا بیبرس بندقداری کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا اتفاق ہوا۔

اور اکابر متقدمین میں سے نہ تھا لیکن وہ اسے آزمانا چاہتے تھے اس کا لقب ملک ظاہر رکھا وہ تخت شاہی اور حکم دینے کا لئے بیٹھا، خوشخبری کے ڈھول بجائے گئے اور بگل بجائے گئے، شور وشغب کرنے والوں نے سیٹیاں بجائیں اور اس کے سامنے بکریاں چیخیں، ایک بڑے جمع کا دن تھا، اس نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا اور مدد چاہی، پھر وہ مصر میں داخل ہوا اور فوجیں اس کی خدمت میں تھیں اس کے بعد وہ قلعہ الجبل میں داخل ہو کر اس کی کرسی پر بیٹھ گیا تو اس نے فیصلہ کیا اور انصاف کیا، بعض کو کاٹا اور کسی کو چھوڑا، کسی کو والی بنایا اور کسی کو معزول کیا، وہ بڑا شجاع اور بہادر تھا اللہ تعالیٰ نے اسے انتہائی مشکل اور آڑے وقت میں کھڑا کیا جبکہ لوگوں کو بھی اس کی سخت ضرورت تھی۔

یہ پہلا شخص ہے جس نے اپنا لقب ملک قاہر رکھا، تو اسے وزیر نے کہا کہ جو شخص یہ لقب اختیار کرتا ہے فلاح نہیں پاتا، قاہر بن معتضد نے یہ لقب رکھا تو اس کی زندگی لمبی نہ ہوئی یہاں تک کہ اس سے ملک لے لیا گیا اور اس کی آنکھوں میں سلائی پھیری گئی اور حاکم موصل قاہر نے یہ لقب رکھا تو اسے زہر دیا گیا جس کے باعث وہ مر گیا تو اس نے اس وقت اپنا لقب ''قاہر'' سے بدل کر ''ملک ظاہر'' رکھ لیا پھر اس نے اکابر امراء میں سے انہیں گرفتار کرنا شروع کیا جنہیں اپنے تئیں ریاست کا گمان تھا یہاں تک کہ اس نے ملک کی بنیادیں مضبوط کر لیں، جب ہلاکو خان کو مسلمانوں کی طرف سے اپنے لشکر پر ہونے والے اس حملے کا علم ہوا جو ''عین جالوت'' میں پیش آیا تو اس نے اپنے لشکر سے جو اس کے ساتھ تھا بھاری بھر جماعت روانہ کی تاکہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے شام واپس لیں، تو ان کے اور ان کی اس خواہش کے درمیان کوئی چیز حائل ہوگئی تو وہ ڈرتے افسوس کرتے ناکام واپس ہو گئے وہ یہ کہ ان کی طرف زور آور شیر تنگی تلوار لے کر ''ملک ظاہر'' اٹھ کھڑا ہوا تھا، وہ دمشق پہنچا اور ہر طرف فوجیں سرحدوں اور اسلحہ فیکٹریوں کی حفاظت کے لئے روانہ کر دیں، تو تاتاری اس کے قریب بھی نہ پھٹک سکے، انہوں نے حکومت کو بالکل تبدیل پایا، اور آستین چھڑالی گئی تھیں اور اللہ تعالیٰ کی عنایت شام اور اہل شام کو حاصل ہو چکی تھی، اور ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو چکی تھی تو اس وقت ان کے شیاطین ایڑیوں کے بل الٹے بھاگے، الحمد للہ جس ذات کی نعمت سے نیکیاں مکمل ہوتی ہیں۔

ملک مظفر قطز دمشق پر امیر علم الدین سنجر حلبی جو ترکی تھا نائب مقرر کر چکا تھا اسے جب ملک مظفر کے قتل ہو جانے کا پتہ چلا تو وہ قلعہ میں داخل ہو کر اپنے لئے دعا کی اور اپنا نام ملک مجاہد رکھا۔

پھر جب ملک ظاہر کا بیعت نامہ آیا تو بروز جمعہ ۶ ذی الحجہ اس کے لئے خطبہ دیا گیا تو خطیب نے پہلے مجاہد اور پھر ظاہر کے لئے دعا کی ان دونوں کے نام پر سکے ڈھالے گئے پھر درمیان سے مجاہد بلند ہو گیا جیسا کہ اس کا بیان آئے گا۔

اس سال عجیب غریب باتوں کا اتفاق ہوا، پہلی بات یہ کہ اس سال کی ابتداء میں شام سلطان ناصر بن عزیز کی دسترس میں تھا، پھر نصف صفر میں ہلاکو شاہ تاتار کے پاس آیا اس کے بعد رمضان کے آخر میں مظفر قطز کو حاصل ہوا اور ذی قعدہ کے آخر میں ظاہر بیبرس کے ہاتھ آیا اور دمشق میں اس کے ساتھ ملک مجاہد سنجر بھی شریک ہوا۔

اسی طرح شام میں ابتداء سال عہدہ قضاء ابن سنی الدولہ صدر الدین کے پاس تھا، پھر کمال عمر تفلیسی کو ہلاکو کی جانب سے ملا، پھر ابن زکی کو ملا، پھر نجم الدین بن سنی الدولہ کو ملا، اسی طرح کئی سال سے جامع دمشق کے خطیب عماد الدین بن الحرستانی چلے آ رہے تھے تو وہ اس سال کے شوال میں عماد الاسعردی کے ذریعہ معزول ہوئے، یہ پاکدامن اور اچھے قاری تھے پھر اسی سال کے ذی قعدہ میں عماد حرستانی کو واپس بلا لیا گیا تو تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس کے قبضہ قدرت میں تمام کام ہیں جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جیسا چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے۔

اس سال فوت ہونے والے حضرات

قاضی القضاۃ صدر الدین ابو العباس ابن سنی الدولہ...... احمد بن یحییٰ بن ھبۃ اللہ بن الحسین بن یحییٰ بن محمد بن علی بن یحییٰ بن صدقہ بن خیاط، قاضی القضاۃ صدر الدین ابو العباس ابن سنی الدولہ التغلبی دمشقی شافعی ذی الدولہ الحسین بن یحییٰ مذکور ۵۰۰ھ میں دمشق میں قاضی تھے، ان کے اپنی اولاد پر کئی اوقاف ہیں اور ابن خیاط صاحب دیوان شاعر تھا اس کا نام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن علی بن یحییٰ بن صدقہ تغلبی ہے یہ سنی الدولہ کا چچا ہے، سنی الدولہ ۵۵۹ھ میں پیدا ہوا، خشوعی، ابن طبرزد اور کندی وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا اور کئی مدارس میں حدیث بیان کی اور درس افتاء کا کام کیا، وہ مذاہب سے واقف اور نیک سیرت شخص تھے لیکن علامہ ابو شامہ ان کی مخالفت اور مذمت بیان کرتے ہیں واللہ اعلم۔

وہ ۶۴۳ھ میں دمشق کے مستقل حاکم و قاضی بن گئے اور سات سال قاضی رہے، جس وقت وہ کمال تفلیسی کے ذریعہ معزول ہوئے، تو انہوں نے اور قاضی محی الدین ابن زکی نے سفر کیا اور جب ہلاکو نے حلب پر قبضہ کیا تو انہوں نے ابن زکی کے ساتھ ہلاکو کی طرف سفر کیا تھا تو اس نے ابن زکی کو قاضی بنا دیا، اور ابن سنی الدولہ نے بعلبک کو اختیار کیا۔

وہ بعلبک آئے تو بیمار تھے تو وہیں فوت ہوئے اور شیخ عبداللہ یونینی کے پاس دفن ہوئے اور "ملک ناصر" اس کی تعریف کرتا تھا تعجب کی بات ہے شرف کی بجائے وہ شمس الدین کی تعریف کرتا تھا پھر جب "ملک ظاہر" بیبرس کی حکومت قائم ہوئی تو اس نے بیٹے نجم الدین ابن کی مدد لے کر قاضی بنایا، جس نے زرد آلو والے زمانے میں دروس کے باطل ہونے کی بات کی اس لئے کہ اس کا ارض سہم میں ایک باغ تھا اور زرد آلوؤں کی جدائی اس پر شاق گزرتی اور مدارس میں آنا مشکل تھا تو لوگوں نے اس کی اتباع میں اسباق چھوڑ دیتے اور انسانی طبیعتیں راحت اور بے کارگی کا اثر لیتی ہیں بالخصوص جن لوگوں کے باغ ہوں خصوصاً پھل کے موسم میں، اور ان میں خواہش زیادہ ہوتی ہے خصوصاً قاضی حضرات۔

ملک سعید حاکم ماردین نے بھی اس سال وفات پائی۔ نجم الدین بن ایل غازی بن المنصور ارتق بن ارسلان بن ایل غازی بن اسنی بن تمرتاش بن ایل غازی بن ارتق، بہادر شخص تھا، یوما پر قبضہ کیا اس کے قلعہ میں توران شاہ بن ملک صلاح الدین داخل ہوا وہ ملک ظاہر بن عزیز بن ظاہر بن ناصر حاکم دمشق کا حلب پر نائب تھا اس نے ایک ماہ تک حلب کو تاتاریوں سے محفوظ رکھا پھر سخت محاصرے کے بعد صلح کر کے حوالہ کر دیا، اسی سال وفات ہوئی اپنے گھر کی دہلیز میں دفن ہوئے۔

ملک سعید حسن بن عبدالعزیز اس سال ملک سعید حسن بن عبدالعزیز بن عادل بن ابی بکر بن ایوب قتل ہو، اپنے والد کے بعد الصبیبہ اور بانیاس کا حاکم تھا پھر وہ دونوں اس سے چھن گئے اور خود قلعہ مصیرہ میں قید ہو گیا جب تاتاری آئے تو ان کے ساتھ مل گیا انہوں نے اس کے شہرات واپس کر دیے اس کے بعد جب عین جالوت کی جنگ ہوئی اسے مظفر قطز کے سامنے قیدی بنا کر لایا گیا اس نے اس کی گردن اڑا دی کیونکہ اس نے تاتاریوں کا ساتھ پکڑ رکھا تھا اور انہیں مسلمانوں کے مقابلہ میں خیر خواہ سمجھا۔

عبدالرحمن بن عبدالرحیم بن الحسن بن عبدالرحمن بن طاہر [1] ابن محمد بن الحسین بن علی بن ابی طالب شرف الدین بن العجمی الحلبی الشافعی، حلب میں علم، حکومت کے گھرانے سے تعلق رکھتا تھا قاہرہ میں درس دیا وہاں ایک مدرسہ وقف کیا وہیں دفن ہوئے، وفات اس وقت ہوئی جب تاتاری صفر کے مہینہ میں حلب میں داخل ہوئے تھے انہوں نے اسے طرح طرح کا عذاب دیا سخت سردی میں ٹھنڈا پانی ڈالا، جس کی وجہ سے انہیں سرسام کا مرض ہوا تو آپ فوت ہو گئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ملک مظفر قطز بن عبداللہ [2] سیف الدین ترکی معز ترکمانی کا خاص غلام، صالح ایوب بن کامل کا غلام، جب اس کا استاذ معز قتل ہوا تو اس کے بیٹے نور الدین منصور علی کو والی بنانے کے لئے کھڑا ہوا پھر جب تاتاریوں کی خبر سنی تو اسے اندیشہ ہوا کہ استاذ زادے کی صغر سنی کی وجہ سے خلاف نہ ہو جائے چنانچہ اسے معزول کیا اور اپنے لئے لوگوں کو بلایا، سو ۶۵۷ھ ذی قعدہ میں اس کی بیعت لی گئی جیسا کہ گزر چکا ہے۔

پھر اس نے تاتاریوں کا رخ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ پر اسلام کی مدد فرمائی جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں، یہ بڑا زبردست بہادر کثیر الخیر، اسلام و مسلمانوں کا خیر خواہ تھا، لوگ اسے پسند کرتے اور اس کے لئے دعائیں کرتے۔

اس کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے کہ جب عین جالوت میں معرکہ جاری تھا تو اس کا گھوڑا قتل ہو گیا تو اس نے وشاقیہ میں سے جو اس کے ساتھ تھے کسی کو نہ پایا کیونکہ ان لوگوں کے پاس خالی گھوڑے تھے تو وہ پیدل ہو کر زمین پر ثابت قدم کھڑا ہو گیا اور جنگ اپنے جوبن پر تھی، وہ سلطان کی مقررہ جگہ قلب میں تھا، جب کسی امیر کی اس پر نگاہ پڑی تو وہ اپنے گھوڑے سے اتر کر پیادہ ہو گیا اور بادشاہ کو قسم دی کہ ضرور اس پر سوار ہو گا وہ رک گیا اور اس امیر سے کہا میں مسلمانوں کو تمہارے نفع سے محروم نہیں کرنا چاہتا، اسی اثناء میں وشاقیہ گھوڑا لے کر آ گئے چنانچہ وہ اس پر سوار ہو گیا تو کسی امیر نے اسے ملامت کرتے ہوئے کہا سردار! آپ فلاں کے گھوڑے پر کیوں سوار نہ ہوئے؟ اس وقت کوئی دشمن آپ کو دیکھ کر قتل کر دیتا جس کی وجہ سے اسلام کو نقصان پہنچتا تو اس نے کہا، جہاں تک میرا مسئلہ تو میں جنت کی طرف جا رہا تھا، اور باقی رہا اسلام تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے گا اسے ضائع نہیں ہونے دے گا، فلاں فلاں قتل

---

(۱) شذرات الذہب ۵/۲۹۳، العبر ۵/۲۴۷

(۲) شذرات الذہب ۵/۲۹۳، النجوم الزاہرۃ ۷/۷۲

ہو چکا ہے یہاں تک کہ اس نے کئی بادشاہ شمار کیے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے علاوہ اوروں کو اسلام کی حفاظت کے لئے کھڑا کیا۔
جب وہ مصر سے چلا تو اس کی خدمت میں بڑے بڑے بحریہ کے امراء وغیرہ تھے منصور حاکم حماہ اور بادشاہوں کے بیٹے بھی اس کی معیت میں تھے تو اس نے حاکم حماہ کو پیام بھیجا کہ وہ ان ایام میں دسترخوان بچھانے کی مشقت نہ کرے، ہر فوجی کے پاس کھانے کے لئے ایک گوشت کا ٹکڑا ہو، جلدی کرو، جلدی کرو!
جیسا کہ ہم نے ذکر کیا دشمن کے ساتھ یہ مڈبھیڑ رمضان کے آخری عشرے بروز جمعہ ہوئی، اس میں بڑی بشارت تھی کیونکہ غزوہ بدر بھی رمضان میں ہوا تھا جس میں اسلام کی مدد کی گئی، اور جب شوال میں وہ دمشق آیا تو وہاں عدل وانصاف قائم کیا اور معاملات کو مرتب کیا، اور بیبرس کو تاتاریوں کے پیچھے بھیجا تاکہ انہیں حلب سے ہٹا کر باہر نکالے اور اسے وہاں کا نائب بنانے کا وعدہ دیا تھا تو اس نے کسی مصلحت کی وجہ سے اس وعدہ کو وفا نہ کیا جس کی وجہ سے ان دونوں میں سخت وحشت پھیل گئی اور جب وہ مصر واپس آیا تو امراء بیبرس کے ساتھ مل کر اس کے خلاف ہو گئے اور اسے قرابی اور صالحیہ کے درمیان قتل کر دیا، محل میں دفن کیا گیا اس کی قبر زیارت گاہ بنی ہوئی۔
پھر جب ظاہر کو سلطنت حاصل ہوئی تو کسی کو اس کی قبر کی طرف بھیج کر اسے غائب کرا دیا، اس کے بعد اس کا پتہ نہ چل سکا، ۱۶ ذی قعدہ بروز ہفتہ اسے قتل کیا گیا، شیخ قطب الدین یونینی نے ذیل المرآۃ میں شیخ علاء الدین بن غانم مولی تاج الدین احمد بن الاثیر سے نقل کیا جو ناصر کے ایام حکومت میں خفیہ معاملات کے کاتب تھے، بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم ناصر کے ساتھ وطاء برزہ میں تھے تو یہ خبر آئی کہ قطز نے مصر کا نظام سنبھال لیا ہے، یہ خبر سلطان کے سامنے پڑھی گئی تو اس نے کہا فلاں فلاں کے پاس جاؤ اور انہیں خبر دو۔
فرماتے ہیں کہ جب میں اس کے پاس سے آیا تو مجھے ایک فوجی ملا اور کہنے لگا کیا تمہیں یہ خبر پہنچ چکی ہے کہ قطز نے مصر پر قبضہ کر لیا ہے تو میں نے کہا مجھے تو اس کا علم نہیں کیا تمہیں اس کے متعلق کچھ پتہ ہے؟ تو اس نے کہا کیوں نہیں؟ بخدا وہ مملکت حاصل کر کے تاتاریوں کو شکست دے گا میں نے کہا تم اس بات کو کیسے جانتے ہو تو اس نے کہا میں جب وہ چھوٹا تھا تو اس کی خدمت کرتا تھا اس پر جوئیں بہت زیادہ تھیں میں انہیں صاف کرتا اور اس کی اہانت اور مذمت کرتا، تو اس نے مجھے ایک دن کہا تیرا ناس ہو تجھے کیا چاہئے، جب میں دیار مصر کا بادشاہ بن جاؤں گا؟ میں نے کہا تو مجھے پاگل لگتا ہے تو اس نے کہا میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو آپ نے مجھے فرمایا کہ تو دیار مصریہ کا بادشاہ بنے گا اور تاتاریوں کو شکست دے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات برحق ہے اس میں کوئی شک نہیں، تو میں نے اس وقت اسے کہا اور وہ سچا ہے میں تم سے پچاس گھڑ سواروں کی امارت چاہتا ہوں، تو اس نے کہا ٹھیک ہے تم خوش رہو۔
علامہ ابن الاثیر نے فرمایا کہ جب اس نے مجھے یہ کہا تو میں نے اسے کہا دیکھو مصری خطوط کہ وہ بادشاہ بن چکا ہے تو اس نے کہا بخدا! وہ تاتاریوں کو ضرور شکست دے گا، اور اسی طرح ہوا، اور جب ناصر دیار مصریہ کی طرف آیا تو داخل ہونے کا ارادہ کیا تو اس نے مصر سے صرف نظر کیا اکثر شامی فوجیں داخل ہوئیں، یہ واقعہ بیان کرنے والا امیر ان لوگوں میں سے تھا جو مصر داخل ہوئے تھے تو مظفر نے اسے پچاس گھڑ سوار کی کمان دے دی، اور اسی کا وعدہ پورا کیا، اس کا نام امیر جمال الدین ترکمانی تھا۔
علامہ ابن الاثیر نے فرمایا کہ میری مصر میں اس کے امیر بننے کے بعد اس سے ملاقات ہوئی تو اس نے مجھے یاد دلایا جو مظفر کے متعلق مجھے خبر دی تھی، تو مجھے بھی وہ بات یاد آ گئی پھر اسی کے بعد تاتاریوں کا واقعہ پیش آیا تو اس نے انہیں شکست دے کر شہروں سے ہٹا دیا۔
اس سے یہ واقعہ نقل کیا جاتا ہے کہ اس نے جب تاتاریوں کی جماعتیں دیکھیں تو اپنے ساتھ والے امراء اور فوجیوں سے کہا کہ سورج کے ڈھلنے، سائیوں کے دراز ہونے اور ہوا کے چلنے سے پہلے ان سے جنگ نہ کرو اور خطباء اور عوام نمازوں میں ہمارے لئے دعائیں کریں۔
اس سال کتبغا نوین جو بادشام، ہلاکو کا نائب تھا ہلاک ہوا، نوین کا معنی ہے یعنی دس ہزار کا امیر، اس خبیث نے اپنے آقا ہلاکو خان کے لئے بلاد عجم کے دور دراز علاقوں سے لے کر شام تک فتح کیا اس نے ہلاکو خان کے دادا چنگیز خان کا زمانہ بھی پایا تھا اس کتبغا کا سہارا مسلمانوں کے مقابلہ میں ان چیزوں پر تھا جو دوسروں کو میسر نہ تھا وہ جب کسی شہر کو فتح کرتا تو وہاں کے جنگجوؤں کو دوسرے شہر بھیج دیتا اور اس کے شہریوں سے مطالبہ کرتا کہ وہ انہیں جگہ دیں اگر وہ ایسا کر لیتے تو اسے ان پر کھانے پینے کی تنگی کرنے کا مقصود حاصل ہو جاتا، تو یوں مدت محاصرہ کھانے پینے کی چیزوں کی تنگی کی وجہ سے کم

ہوتی، اور اگر وہ بازنہ رہے تو ان کے ساتھ وہ لوگ جو پہلے شہر کے جنگجو تھے جسے اس نے فتح کیا ہوتا، جنگ کرتے، اگر فتح ہو جاتی تو بہتر ورنہ ان سے ان لوگوں کے ذریعہ جنگ کرتا، یہاں تک کہ وہ جنگجو ختم ہو جاتے، پھر اگر فتح ہو جاتی تو فبہا، ورنہ اپنے لشکر اور ساتھیوں کے ذریعہ، دوستوں کی راحت کے ساتھ اور شہر والوں کی تھکاوٹ اور کمزوری کی وجہ سے جلدی ہی ان پر فتح پالیتا، وہ قلعہ میں کسی کو بھیج کر کہتا تمہارا پانی کم ہو چکا ہے ہمیں خوف ہے کہ ہم تمہیں زبردستی گرفتار کر کے تمہارا آخری شخص تک قتل کر دیں تمہاری عورتوں اور اولاد کو قیدی بنالیں گے تو تمہارے پانی کے ختم ہونے کے بعد تمہارا زندہ رہنا مشکل ہے۔

لہٰذا تم بطور فتح صلح کر لو اس سے قبل کہ ہم زبردستی تمہیں گرفتار کر لیں، تو وہ اس سے کہتے کہ ہمارے پاس پانی بہت ہے ہمیں پانی کی ضرورت نہیں۔ تو وہ کہتا مجھے یقین نہیں آتا یہاں تک کہ میں اپنی طرف سے کوئی آدمی بھیج کر تصدیق نہ کروں، جو اس پانی پر مطلع ہو، اگر زیادہ ہوا تو میں لوٹ جاؤں گا۔

تو لوگ کہتے پانی دیکھنے کے لئے کسی کو بھیج دو، تو وہ اپنے لشکر سے ایسے آدمیوں کو بھیجتا جنکے پاس جوفدار نیزے ہوتے جن میں زہر بھرا ہوا ہوتا، تو وہ اس قلعہ میں داخل ہوتے جس نے اسے تھکار کھا تھا تو وہ ان نیزوں کو لے کر پانی میں دوڑتے گویا وہ اس کی تفتیش اور اس کی مقدار پہچان رہے ہیں تو وہ زہر کھل کر اس پانی میں ٹھہر جاتا، جو ان کی ہلاکت کا سبب بنتا اور انہیں معلوم بھی نہ ہوتا، اللہ تعالیٰ اس پر ایسی لعنت کرے جو اس کے ساتھ قبر میں داخل ہو، وہ بوڑھا کھوسٹ تھا عیسائیت کی طرف مائل تھا لیکن چنگیز خان کے حکم سے اسے ایسا ساق میں نکلنے کا موقع نہ مل سکا۔

شیخ قطب الدین یونینی فرماتے ہیں کہ میں نے اسے دیکھا تھا جب اس نے بعلبک کے قلعہ کا محاصرہ کیا تھا وہ خوبصورت، دراز ریش بوڑھا تھا اس نے داڑھی کو دبوقہ کی طرح گرہ لگا رکھی تھیں، اور کبھی کبھار پیچھے سے کانوں کے ساتھ لٹکا دیتا تھا وہ بڑا بارعب سخت حملہ آور تھا، فرماتے ہیں کہ وہ جامع میں داخل ہو کر مینارے پر چڑھا تا کہ وہاں سے قلعہ کا جائزہ لے سکے اس کے بعد مغربی دروازے سے نکلا پھر ایک ویران دوکان میں داخل ہوا وہاں قضاء حاجت کی لوگ اس کی طرف دیکھ رہے تھے اور اس کا ستر کھلا تھا، فراغت کے بعد اس کے کسی ساتھی نے روئی سے ایک بار زمین کو صاف کیا۔

فرماتے ہیں کہ جب اسے مظفر کا مصر سے لشکر لے کر آنے کا علم ہوا تو اس نے اپنے کام میں دیر کی اور حیران تھا کہ کیا کرے، پھر اس کے سرکش نفس نے اس سے ملنے پر ابھارا، اس کا گمان تھا کہ وہ حسب عادت فتح پائے گا چنانچہ اس نے اس دن میسرہ پر حملہ کر دیا اور اسے شکست سے دوچار کیا پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کی اور معرکہ میں انہیں ثابت قدم رکھا تو انہوں نے تاتاریوں پر ایسا سچا حملہ کیا اور ایسی شکست دی جو کبھی جڑ نہ سکے گی، ان کا امیر کتبغانوین عین معرکہ میں قتل ہوا اس کا بیٹا جو نوجوان رعنا تھا گرفتار ہوا وہ قطز کے سامنے لایا گیا اس نے اسے کہا کیا تمہارا باپ بھاگ نکلا تھا تو اس نے جواب دیا وہ بھاگتا نہیں، چنانچہ لوگوں نے اسے تلاش کیا تو مقتولین میں پایا، جب اس بیٹے نے دیکھا تو وہ چیخا اور رونے لگا جب مظفر کو یقین ہوا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کیا پھر کہنے لگا اب میں میٹھی نیند سوؤں گا، یہ تاتاریوں کی سعادت تھا اس کے قتل سے ان کی نیک بختی ختم ہوگئی اور جیسا اس نے کہا ایسا ہی ہوا اس کے بعد انہوں نے کبھی فلاح نہیں پائی اس کا قتل بروز جمعہ ۱۵ رمضان المبارک کو ہوا، اسے امیر آقوش شمسی نے قتل کیا تھا۔

شیخ محمد فقیہ یونینی حنبلی، بعلبکی، حافظ محمد بن احمد بن عبداللہ بن عیسی بن ابی الرجال احمد بن علی بن محمد بن محمد بن الحسین بن اسحاق بن جعفر صادق، اسی نسبت کو شیخ قطب الدین یونینی نے اپنے بڑے بھائی ابوالحسن علی کے خط سے نقل کی ہے، اور انہوں نے خبر دی کہ ان کے والد نے ان سے فرمایا ہم جعفر صادق کی اولاد سے ہیں فرماتے کہ انہوں نے یہ بات موت کے وقت کہی تا کہ وہ صدقات سے احتراز کریں۔

ابوعبداللہ بن ابی الحسین یونینی حنبلی تقی الدین حنبلی المسلک فقیہ حافظ، فائدہ رساں، ماہر عابد زاہد، پیدائش ۵۷۲ھ میں ہوئی، خشوعی، حنبل، کندی اور حافظ عبدالغنی سے سماع کیا وہ ان کی تعریف کرتے تھے، موفق سے فقہ پڑھا، شیخ عبداللہ یونینی سے لگ گئے اور فائدہ اٹھایا، شیخ عبداللہ یونینی بھی ان کی تعریف کرتے، انہیں مقدم رکھتے اور فتاویٰ میں ان کی پیروی کرتے تھے انہوں نے خلعت خلافت اپنے شیخ کے شیخ عبداللہ بطائحی سے پہنا، علم حدیث میں مہارت حاصل کی، **الجمع بین الصحیحین** بالفاء والواو کو یاد کیا، اور مسند احمد کا ایک اچھا حصہ علم حدیث جانتے تھے جسے تاج کندی سے

حاصل کیا، عمدہ وشاندار تحریر کیا لوگ ان کے فنون کثیرہ سے مستفید ہوئے اور ان سے اچھے طریقے لیتے، بادشاہوں کے ہاں انہیں بڑا مرتبہ اور وجاہت حاصل تھی، زبیدی کو بخاری سناتے ہوئے ایک دفعہ قلعہ میں ملک اشرف کے پاس وضو کیا، وضو سے فراغت کے بعد سلطان نے اپنی چمڑے کی جائے نماز جھاڑی اور زمین پر بچھا دی تاکہ وہ اس پر چلیں اور سلطان نے قسم دی کہ یہ پاک ہے آپ اپنے قدم اس پر رکھیں تو انہوں نے ایسا ہی کیا، کامل اپنے بھائی اشرف کے پاس دمشق آیا اسے قلعہ میں ٹھہرایا اور اشرف دار السعادۃ منتقل ہو گیا وہ کامل کے سامنے شیخ فقیہ کے فضائل ذکر کرنے لگا، کامل نے کہا میں ان کی زیارت کرنا چاہتا ہوں تو اس نے بعلبک ان کی طرف ایک پرچی بھیجی کہ آپ حاضر ہوں، وہ دار السعادۃ پہنچے، کامل ان کی طرف اترا پھر دونوں باتیں اور علمی مذاکرہ کرنے لگے۔

اس مذاکرہ میں بھاری چیز سے قتل کرنے کا مسئلہ اور حدیث الجاریہ چھڑ گیا، جس میں بچی کو یہودی نے قتل کیا اور اس کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل دیا تھا، پھر حضور ﷺ نے اس یہودی کے قتل کا حکم دیا تھا تو کامل نے کہا کہ اس یہودی نے اعتراف نہیں کیا تھا، شیخ نے فرمایا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ اعتراف کیا گیا، تو اس پر کامل نے کہا: میں نے صحیح مسلم کا اختصار کیا لیکن یہ لفظ میری نظر سے نہیں گزرا، کامل نے پیام بھیجا تو اس کا اختصار کیا ہوا پانچ جلدوں والا نسخہ لایا گیا، کامل نے ایک جلد لی، اشرف نے دوسری عماد الدین بن موسیٰ نے دوسری اور شیخ فقیہ نے بھی ایک جلد لی، تو ابھی پہلا صفحہ ہی کھولا تھا کہ وہ حدیث پالی، جیسا کہ شیخ فقیہ نے کہا تھا تو کامل کو ان کے استحضار اور سرعت کشف پر بڑا تعجب ہوا اور انہیں اپنے ساتھ دیار مصریہ لے جانے کا ارادہ کیا تو اشرف نے جلد ہی انہیں بعلبک روانہ کر دیا۔ اور کامل سے کہا: وہ بعلبک میں کسی چیز کو نظر میں نہ لائیں گے تو کامل نے ان کی طرف بہت سا سونا بھیجا۔

ان کے بیٹے قطب الدین نے کہا میرے والد بادشاہوں کی نیکی قبول فرماتے تھے اور فرماتے کہ میرے لئے بیت المال میں اس سے زیادہ ہے اور امراء و وزراء سے کچھ قبول نہ فرماتے الا یہ کہ کوئی کھانے وغیرہ کا ہدیہ ہو، اور خود بھی ان کی طرف بھیجتے رہتے تو وہ تبرک اور شفاء حاصل کرنے کے لئے قبول کر لیتے۔

اور ذکر فرمایا کہ ان کا مال زیادہ ہو گیا اور وہ صاحب ثروت ہو گئے اور ان کے مال میں بہت وسعت ہوگئی ان کے بارے ذکر کیا جاتا تھا کہ اشرف نے ان کے لئے یونین کی بستی لکھ دی، اور وہ تحریر محی الدین بن الجوزی کو دی تاکہ اس پر خلیفہ کے دستخط لیں، جب میرے والد کو معلوم ہوا تو انہوں نے وہ تحریر لے کر پھاڑ دی اور فرمانے لگے مجھے اس کی ضرورت نہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد صدقہ بھی قبول نہ فرماتے تھے اور ان کا گمان تھا کہ وہ حضرت علی بن ابی طالب کی اولاد میں جعفر بن محمد باقر بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کی نسل سے ہیں۔

فرماتے ہیں وہ اس سے پہلے فقیر آدمی تھے ان کے پاس کچھ نہ تھا شیخ عبداللہ کی بیوی بھی تھی اور ایک خوبصورت بیٹی تھی، شیخ ان سے فرماتے اس کا نکاح شیخ محمد سے کر دو، تو وہ جواب دیتی، وہ تو فقیر ہیں اور میں چاہتی ہوں کہ میری بیٹی سعادت مند ہو، تو شیخ عبداللہ فرماتے کہ میں ان دونوں دیکھ رہا ہوں ان دونوں کے گھر میں برکت ہے اور اس کے پاس بہت سا رزق ہے، بادشاہ اس کے پاس زیارت کے لئے آ جا رہے ہیں چنانچہ ان کی بیوی نے اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کر دیا اور معاملہ اسی طرح ہوا تو یہ ان کی پہلی بیوی تھی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

تمام بادشاہ ان کی تعظیم واحترام کرتے، اور ان کے شہر عدل وغیرہ کے بیٹے آتے اسی طرح فقہاء کے مشائخ جیسے ابن صلاح، ابن عبد السلام، ابن الحاجب الحصیری، شمس الدین بن سنی الدین اور ابن الجوزی وغیرہ، ان کی عزت کرتے اور ان کے علم وعمل دیانت وامانت کے باعث ان کے قول کی طرف رجوع کرتے، ان کے کئی احوال کشف اور بہت سی کرامات ذکر کی گئی ہیں، بعضوں کا خیال ہے کہ وہ بارہ سال سے قطب ہیں، فاللہ اعلم۔

اور شیخ فقیہ نے ذکر کیا کہ ایک دفعہ میں نے حران جانے کا ارادہ کیا مجھے معلوم ہوا تھا وہاں ایک شخص علم الفرائض (میراث) بہت اچھی طرح جانتا تھا پھر جب وہ رات آئی جس صبح میں میں سفر کا ارادہ رکھتا تھا تو میرے پاس شیخ عبداللہ یونینی کا قاصد میرے لئے قدس شریف جانے کا پیام لایا، گویا میں نے یہ بات ناپسند سمجھی، پھر میں نے تلاوت کلام کے لئے قرآن مجید کھولا، تو میرے سامنے یہ آیت اتباع کرو، ان کی جو تم سے اجر نہیں مانگتے اور وہ ہدایت یافتہ ہیں، تو میں ان کے ساتھ قدس کی طرف نکل پڑا تو میں نے اس حرانی شخص کو قدس شریف میں پایا، تو میں نے اس سے علم الفرائض سیکھا، حتیٰ کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ میں اس سے زیادہ ماہر ہو گیا ہوں۔

علامہ شیخ ابوشامہ نے فرمایا شیخ فقیہ بھاری بھرکم جسم والے آدمی تھے انہیں امراء وغیرہ سے قبولیت حاصل ہوئی وہ شیخ عبداللہ یونینی کی طرح کھال کی بنی ٹوپی پہنتے جس کی اون باہر کی جانب تھی، کہتے ہیں کہ انہوں نے معراج کے متعلق ایک کتاب لکھی جس پر میں نے رد کیا اور میں نے اس کا نام **الواضح الجلي في الرد علی الحنبلي** رکھا، ان کے بیٹے قطب الدین فرماتے ہیں کہ ان کی وفات اس سال کی ۲۹ رمضان میں ۸۸ سال کی عمر میں ہوئی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

محمد بن خلیل بن عبدالوھاب بن بدر - ابوعبداللہ البیطار الاکال، اصلاً جبل بنی ہلال کے رہنے والے ہیں، قصر حج میں پیدا ہوئے، شاغور میں قیام پذیر تھے، آپ میں درشتی، دینداری، فقراء محتاجوں اور قیدیوں کو ترجیح دینے کی صفت تھی، ان کی عجیب حالت تھی کہ کسی کی چیز بغیر اجرت کے نہ کھاتے تھے، شہر والے آپ کے پاس آتے تاکہ وہ ان کی عمدہ اور طیب چیزیں کھائیں لیکن وہ اچھی قیمت ادا کئے بغیر کھانے سے باز رہے اور جب کبھی آپ اس سے رکتے لوگوں کو شیریں لگتے، وہ آپ کو جانتے اور آپ کی طرف مائل ہوتے، اور بہت سی میٹھی چیزیں اور بھنا ہوا گوشت اپنے ساتھ لاتے، تو آپ انہیں اس کے عوض اجرت بھی دیتے، یہ بڑی عجیب بات اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان پر رحم فرمائے۔

آغاز ۶۵۹ھ

اس سال کا آغاز بروز پیر ہوا جبکہ ہمیر کے پچھ ایام گزر چکے تھے، مسلمانوں کا کوئی خلیفہ نہ تھا، حاکم مکہ ابونمی بن ابی سعید بن علی بن قتادہ الحسنی اور اس کا چچا ادریس بن علی اس کا شریک تھا، حاکم مدینہ عزالدین جماز بن شیحہ الحسینی، اور حاکم مصر وشام سلطان ملک ظاہر بیبرس بندقداری اور دمشق، بعلبک، الصبیبہ اور بونیاس میں اس کا شریک امیر علم الدین سنجر جس کا لقب ملک مجاہد تھا اور حلب میں اس کا شریک امیر حسام الدین لاشیں جوکنداری العزیزی تھا، کرک اور شوبک ملک مغیث فتح الدین عمر بن عادل بن سیف الدین ابی بکر کامل محمد بن عادل کبیر سیف الدین ابی بکر بن ایوب کے پاس تھے، حمص اور بدیوے قبضہ میں مظفر الدین عثمان بن ناصر الدین مکورس کے ہاتھ میں تھے اور حماہ کا حاکم ملک منصور بن تقی الدین محمود تھا اور حاکم حمص اشرف بن منصور ابراہیم بن اسد الدین ناصر تھا اور حاکم موصل ملک صالح بن بدر لولو اور اس کا بھائی ملک مجاہد جزیرہ ابن عمر کا حاکم تھا ماردین کا حاکم ملک سعید نجم الدین الغازی بن ارتق، اور بلاد روم کا حاکم رکن الدین قلیج ارسلان بن کیسنجر وسلجوقی اور ملک میں اس کا شریک اس کا بھائی کیکاوس تھا اور سارے علاقے ان دونوں کے مابین نصفا نصف تھے۔

مشرق کے تمام علاقے تاتاریوں کے قبضہ میں تھے جو ہلاکو کے ساتھی تھے، اور بلاد یمن پر کئی بادشاہوں کا قبضہ تھا اور یہی حال بلاد جوکندی مغرب کا تھا ہر علاقے میں ایک بادشاہ تھا۔

اس سال تاتاریوں نے حلب پر غارتگری کی، تو انہیں حاکم حسام الدین عزیزی منصور حاکم حماہ اور اشرف حاکم حمص نے ان کا مقابلہ کیا، یہ جنگ حمص کی شمالی جانب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس ہوئی۔

تاتاریوں کی تعداد چھ ہزار اور مسلمانوں کی تعداد ۱۴۰۰ سو تھی، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دی، مسلمانوں نے ان کے اکثر سپاہی مارے پھر تاتاری حلب کی طرف لوٹے اور چار ماہ اس کا محاصرہ کیا اس پر سامان رسد تنگ کر دیا اور بہت سے مسافروں کو باندھ کر قتل کر دیا، فانا للہ وانا الیہ راجعون، اور جن فوجوں نے انہیں حمص میں شکست دی وہ وہیں مقیم تھے سب کی طرف نہیں لوٹے بلکہ مصر کو چل دیئے، تو ملک ظاہر سے ان کی ملاقات ہوئی وہ سلطانی شان وشوکت میں تھا، اس نے ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا ادھر حلب محاصرہ میں تھا اس کا کوئی مددگار نہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔

۷ر صفر بروز پیر ظاہر سلطانی ٹھاٹ کے ساتھ سوار ہوا امراء اور فوجی اس کے آگے آگے چلے، یہ اس کی پہلی سواری تھی اس کے بعد وہ مسلسل سواری کرتا، اور فٹ بال کھیلا کرتا، ۷ر صفر دمشق میں امراء نے وہاں کے بادشاہ علم الدین سنجر کے خلاف بغاوت کی، انہوں نے اس سے جنگ کی اور اسے شکست دی وہ قلعہ میں جا گھسا تو انہوں نے اس کا محاصرہ کیا وہاں سے قلعہ بعلبک بھاگ گیا اور دمشق میں قلعہ کی سپرداری امیر علم الدین بند قداری نے لی وہ شمس الدین سنقر کا غلام تھا پھر صالح ایوب بن کامل کا غلام بن گیا اسی طرف ملک ظاہر منسوب تھا تو ظاہر نے اس کی طرف پیام بھیجا

کہ وہ جلی علم الدین سنجر سے دمشق لے لیں، تو اس نے قبضہ کر کے وہاں ظاہر کا نائب بن کر رہنے لگا، پھر انہوں نے حلبی کا بعلبک میں محاصرہ کر کے گرفتار کر لیا، اور اسے ظاہر کے پاس ایک خچر پر بٹھا کر مصر بھیجا وہ رات کے وقت اس کے پاس آیا تو اس نے اسے ڈانٹا اور اس کو کچھ چیزیں پیش کیں اور اس کا اکرام کیا۔

۸ ربیع الاول بروز پیر ظاہر نے بہاء الدین علی بن محمد المعروف ابن الحنا کو وزیر بنایا اور ربیع الثانی میں اس نے امراء کی ایک جماعت کو گرفتار کیا جن کے متعلق اسے یہ خبر پہنچی تھی وہ اس پر حملہ کرنا چاہتا ہے اور اسی مہینے اس نے شوبک پیام بھیجا اور اسے مغیث حاکم کرک کے نائب سے لے لیا، اسی سال ظاہر نے تاتاریوں کو حلب سے ہٹانے کے واسطے ایک لشکر تیار کیا جب یہ لشکر غزہ پہنچا تو فرنگیوں نے تاتاریوں کو اندیشے کا خط لکھ دیا تو وہ وہاں سے جلد کوچ کر گئے اور حلب پر وہاں کی ایک جماعت نے قبضہ کر لیا انہوں نے لوگوں سے مال کا مطالبہ کر دیا اور لوٹ مار مچائی اور اپنی اغراض حاصل کیں، ظاہری فوج ان کے پاس پہنچی تو انہوں نے یہ سب کچھ ہٹا دیا اور لوگوں سے ایک کروڑ چھ لاکھ کا مطالبہ کیا پھر امیر شمس الدین آقوش ترکی، ظاہر کی جانب سے آیا اور شہر پر قبضہ کر لیا، کسی کو جوڑا اور کسی کو کاٹا، فیصلہ کیا اور انصاف کیا۔

۱۰ جمادی الاولیٰ بروز منگل مصر میں قضاء کا عہدہ تاج الدین عبدالوھاب بن قاضی اعز ابی القاسم خلف بن رشید بن ابی الثناء محمود بن بدر العلائی نے سنبھالا، یہ ان سخت شرائط کے بعد ہوا جو اس نے ظاہر کے لئے ذکر کی تھیں، تو ملک ظاہر بھی ان کے تحت داخل ہوا اور بدر الدین ابوالمحاسن یوسف بن علی سنجاری معزول کر دیئے گئے، اور کچھ دن اس پر تحریری بندلگائی پھر ہٹادی۔

مستنصر باللہ کے لئے خلافت کی بیعت .....ابی القاسم احمد بن امیر المومنین الظاہر،[1] وہ بغداد میں قید تھا پھر رہا ہوا، وہ ارض عراق میں اعرابیوں کے ساتھ تھا، پھر اس نے ظاہر کا قصد کیا جب اسے بادشاہت ملی وہ دس اعرابیوں کی جماعت کے ساتھ مصر پہنچا جن میں امیر ناصر الدین مھنا ۸ رجب کو آیا، سلطان نکلا تو اس کے ساتھ وزیر، گواہ اور موذن بھی تھا اور ان سے ملاقات کی بڑے اجتماع کا دن تھا یہودی اپنی تورات لے کر عیسائی اپنی انجیلیں لے کر نکلے وہ باب نصر سے بڑی شان وشوکت کے ساتھ داخل ہوا، جب ۱۳ رجب پیر کا دن ہوا تو بادشاہ اور خلیفہ ایوان میں بیٹھے جو قلعہ جبل میں تھا اور وزیر، قاضی اور امراء اپنے اپنے عہدوں پر تھے۔

خلیفہ مذکور کو حاکم پر تاج الدین بن اعز نے مقرر کیا، یہ خلیفہ مستنصر بانی مستنصریہ کا بھائی اور مستعصم کا چچا تھا، مصر میں اس کی بیعت خلافت لی گئی، ملک ظاہر، قاضی، وزیر اور امراء نے اس کی بیعت کی اور خلافت کے تولے میں دیار مصر گیا، امراء اس کے آگے اور لوگ اس کے ساتھ تھے۔

تیرہ رجب کو قاہرہ سے گزرا، یہ بنو عباس کا ۳۸ واں خلیفہ ہے، اسکے اور عباس کے درمیان ۲۴ باپ ہیں سب سے پہلے جس نے اس کی بیعت کی وہ قاضی تاج الدین تھا جب اس کا نسب ہونا ثابت ہو گیا پھر سلطان نے پھر شیخ عز الدین بن عبدالسلام نے پھر دیگر امراء اور اہل حکومت نے، منبروں پر اس کے لئے خطبے ہوئے اور سکوں پر اس کا نام لکھا گیا۔

منصب خلافت ۳۵۰ سال سے ختم ہو چکا تھا کیونکہ مستعصم ۶۵۶ھ کے سال کی ابتداء میں قتل ہو گیا تھا اور اس کی بیعت بروز پیر اس سال کی ۱۳ رجب کو لی گئی، میری مراد ۶۵۹ھ ہے اس کا رنگ گندم گوں تھا وہ زور آور بلند ہمت اور صاحب شجاعت واقدام شخص تھا لوگوں نے اس کا لقب مستنصر رکھا جیسا کہ اس کا، مدرسہ کا بانی بھائی تھا اور یہ ایسا کام تھا جس کا اس سے پہلے کسی کو سابقہ نہیں پڑا کہ دو خلیفہ بھائی ہوں اور ہر ایک دوسرے کا لقب اختیار کرے، دو بھائی خلیفہ بنائے گئے جیسے یہ دونوں سفاح اور اس کا بھائی منصور، اسی طرح محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس، اور ہادی رشید، مسترشد اور مقتفی مستظہر کے بیٹے بہر حال، امین مامون اور معتصم تو یہ تینوں رشید کے بیٹے تھے اور مستنصر، معتز اور مطیع مقتدر کے بیٹے تھے اور رہے چار تو وہ عبد الملک بن مروان الولید کے بیٹے تھے، سلیمان اور یزید اس کی مدت خلافت کم ہونے تک ۵ ماہ اور ۲۰ دن تھی۔ تمام بنو العباس کے خلفاء سے کم، رہے بنو امیہ تو معاویہ بن یزید بن معاویہ کی مدت حکومت چالیس روز، ابراہیم بن یزید الناقص کی ۷۰ دن، اور اس کے والد کے بعد ۷ ماہ گیارہ دن تھی، اور مروان بن الحکم کی مدت خلافت ۹ ماہ ۱۰ اتھی، خلفاء بنی العباس میں سے جس نے سال پورا نہیں کی وہ مستنصر بن متوکل ہے جس کی مدت خلافت ۶ ماہ

(۱) دول الاسلام ۲/۱۲۵ ذیل الروضتین ۲۱۳ العبر ۵/۲۵۹،۲۵۸ النجوم الزاهرة ۷/۱۰۶

تھی، مہتدی بن واثق کی اا ماہ اور کچھ دن، اس خیفہ کو اور اس کے خدم وحشم کو قلعہ جبل کے برج میں اتارا گیا اور جب ۷ رجب کا دن ہوا تو مجمع کے ساتھ سوار ہو کر جامع کی طرف آیا جو قلعہ میں ہے، منبر پر چڑھا اور خطبہ دیا جس میں بنی عباس کا شرف ذکر کیا پھر افتتاح کر کے سورہ انعام کا پہلا حصہ تلاوت کیا اس کے بعد حضور ﷺ پر درود بھیجا اور صحابہ کرام کے حق میں رضی اللہ عنہم کہا اور سلطان ظاہر کے لئے دعا کی، منبر سے اترنے کے بعد لوگوں کو نماز پڑھائی تو انہوں نے اس کی یہ بات پسند کی اور یہ جمعہ کا دن تھا۔

مستنصر باللہ کا خلافت ملک ظاہر کے سپرد کرنا...... جب ۴ شعبان پیر کا دن ہوا، تو خلیفہ سلطان وزیر اور قاضی امراء حل وعقد وغیرہ سوار ہو کر بڑے خیمے کی طرف گئے جو قاہرہ کے باہر لگائے گئے یہ لوگ ان میں بیٹھ گئے تو خلیفہ نے اپنے ہاتھ سے سلطان کو سیاہ جوڑا پہنایا اور اس کے گلے میں ہار ڈالا اور اس کے پاؤں میں سونے کے کنگن ڈالے، اور فخر الدین ابراہیم بن لقمان جو منشیوں کے نگران تھے منبر پر چڑھے انہوں نے بادشاہ کی فرمانبرداری کا عہدہ نامہ پڑھا جو ان کا تیار کردہ اور اپنا لکھا ہوا تھا پھر بادشاہ اسی شان وشوکت کے ساتھ اور پاؤں میں کنگن کے ساتھ گلے میں ہار ڈالے سوار ہوئے، وزیر اس سے آگے تھا اور اس کے سر پر عہد نامہ تھا، امراء اور اہل حکومت اس کی خدمت میں وزیر کے علاوہ پیدل روانہ تھے قاہرہ سے گزراوہ اس کے لئے سجایا گیا تھا بڑے اجتماعات کا دن، شیخ قطب نے اس پورے حکم نامے کا ذکر کیا ہے جو لمبا ہے، واللہ اعلم۔

پھر خلیفہ نے سلطان سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے بغداد جانے کے لئے تیار کرے، تو سلطان نے اس کے لئے شاندار لشکر تیار کیا اور جو جو چیز خلفاء وملوک کے شایان شان تھیں ان کا بندوبست کیا، پھر سلطان اس کی معیت میں دمشق کا قصد کرتے ہوئے چلے، سلطان کا مصر سے شام کی طرف نکلنے کا سبب یہ بنا کہ ترکی نے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے حلب پر قبضہ جما لیا تھا تو اس امیر علم الدین سنجر حلبی کو اس کی طرف بھیجا وہ دمشق پر چھا گیا تھا اس نے حسب سے ہٹا کر اپنے قبضہ میں لے لیا اور وہاں سلطان کا نائب بن کر رہا، پھر اس نے مسلسل جستجو سے حسب واپس لے لیا اور اسے وہاں سے بھگا کر نکال دیا، ظاہر نے مصر پر عز الدین ایدمر حلبی کو نائب بنایا، اور فوجوں اور لشکر کا انتظام امیر بدر الدین بعلبک خازندار کے حوالہ کیا، پھر وہاں سے روانہ ہوئے۔

۷ ذیقعدہ بروز پیر دمشق میں داخل ہوئے، یہ جمعہ کا دن تھا دونوں نے جامع دمشق میں جمعہ کی نماز ادا کی، خلیفہ کا داخلہ باب البرید سے ہوا، او رسلطان باب الزیارہ سے داخل ہوا، یہ بھی جمعہ کا دن تھا پھر سلطان نے خلیفہ کو بغداد جانے کے لئے تیار کیا اس کے ساتھ حاکم موصل کی اولاد تھی اس نے اس پر اور ان پر خرچ کیا اور ان پر بھی جو لشکر میں مستقل طور پر اس کے ساتھ تقدیر الٰہی کے علاوہ دوسری چیزوں کو ہٹاتے تھے، خالص سونے سے ایک کروڑ دینار خرچ کئے اور اس کے لئے دیا اور زیادہ دیا اللہ تعالیٰ اسے جزائے خیر دے۔

حاکم حمص ملک اشرف اس کے پاس آیا تو اس نے اسے خلعت عطا کی اور اسے مزید تل باشر دیا، حاکم حماہ منصور بھی آیا اسے خلعت دی، اور اسے مال دیکر اس کے شہروں کا حکم نامہ لکھا پھر ایک لشکر امیر علاء الدین بندقداری کی سرکردگی میں حلب کی طرف ترکی سے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا جو وہاں غالب آکر فساد مچا رہا تھا یہ جو کچھ ہمیں پہنچا، یہ اس کے واقعات کا خلاصہ ہے۔

آغاز ۶۶۰ھ

اس سال کے آغاز میں ۳ محرم کو خلیفہ مستنصر باللہ کو قتل کیا گیا جس کی پچھلے سال مصر میں بیعت کی گئی تھی اس کا قتل ارض عراق میں اس کے بعد ہوا جب اس کے ساتھ والے لشکر نے شکست کھائی، فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

ملک ظاہر پورے شام اور مصر کا مستقل بادشاہ بن گیا اور امور اس کے لئے صاف ہو گئے اور ترکی کے سوا اس کا کوئی مخالف نہ رہا کیونکہ اس نے منیرہ جا کر اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں اس کی نافرمانی کی۔

اس سال محرم کے تیسرے دن سلطان ملک ظاہر نے بلاد مصر کے تمام امراء حاشیہ برداروں، وزیروں اور قاضی تاج الدین ابن بنت الاعز کو

خلعت پہنائی اور وہاں سے برھان الدین سنجاری کو معزول کیا، محرم کے آخر میں امیر بدر الدین بعتبک خازندار، امیر لؤلؤ حاکم موصل کی بیٹی کو دلہن بنا کے لایا، ظاہر نے اس شادی کا بہت وسیع بندوبست وانتظام کیا، علامہ ابن خلکان نے فرمایا کہ اس سال ظاہر کے کچھ امراء نے حماہ کی حدود میں ایک نیل گائے کا شکار کیا پھر اسے پکایا تو وہ نہ پکی، اور زیادہ ایندھن نے بھی اس پر کچھ اثر نہ کیا، انہوں نے جب اس کی کھال کی تفتیش کی تو اس کے کان پر لکھا تھا "بہرام گور" فرماتے ہیں کہ وہ اسے میرے پاس لایا تو میں نے اسے اسی طرح لکھا ہوا پڑھا جو اس بات کا مقتضی ہے کہ اس نیل گائے کی عمر تقریباً ۸ سو سال ہے اس لئے بہرام گور، بعثت نبوی ﷺ سے کافی عرصہ پہلے گزر چکا ہے اور نیل گائے لمبی عمر تک زندہ رہتی ہے۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ ہوسکتا ہے کہ یہ بہرام شاہ ملک امجد ہو، اسلئے کہ اس طرح کی نیل گائے کا اتنا لمبا عرصہ زندہ رہنا مستبعد ہے کہ اس کا کسی نے شکار نہ کیا ہو، اور کاتب سے غلطی ہوئی ہو، اس نے بہرام شاہ لکھنے کے ارادے سے بہرام گور لکھ دیا، جس سے التباس اور شک پیدا ہوگیا ہے واللہ اعلم۔

حاکم بامر اللہ عباسی کی بیعت کا ذکر...... ۲۷ ربیع الثانی، خیفہ ابو العباس الحاکم بامر اللہ احمد بن امیر ابی علی القبی بن امیر علی ابی بکر امام المستر شد باللہ بن المستظہر باللہ ابی العباس احمد بلاد مشرق سے چلا، تو وہاں کے بڑے لوگوں کی جماعت نے اس کی مصاحبت اختیار کی، مستنصر کے ساتھ وہ ایک جنگ میں حاضر ہوا تو ایک جماعت میں شامل ہو کر معرکہ سے صحیح سالم بھاگ نکلا، پھر جب اس کے داخل ہونے کا دن آیا تو سلطان ظاہر نے اس کا استقبال کیا اور اس کے لئے خوشی کا اظہار اور مجلس آرائی کا سامان کیا اور قلعہ الجبل کے بڑے برج میں اسے ٹھہرایا، اس کے لئے عمدہ قسم کے کھانوں اور احسان کا اجراء کیا گیا۔

ربیع الثانی میں ملک ظاہر نے امیر جمال الدین آقوش النجیبی کو معزول کر کے کسی اور کو اس پر مقرر کر دیا اس کے بعد اسے شام کا نائب بنا کر روانہ کیا جیسا کہ آئے گا۔

۹ رجب بروز منگل سلطان ظاہر عدالت میں ایک کنویں کے فیصلہ کے لئے قاضی تاج الدین عبد الوھاب بن بنت الاعز کے گھر حاضر ہوا تو تمام لوگ سوائے قاضی کے کھڑے ہوگئے کیونکہ سلطان نے انہیں نہ اٹھنے کا اشارہ کیا تھا، دونوں نے دعویٰ کیا، سلطان حق پر تھا اور اس کی دلیل گواہی انصاف پر مبنی تھی، قرض خواہ سے کنواں چھڑا لیا گیا وہ قرض خواہ ایک گورنر تھا۔

شوال میں ظاہر نے حلب کا نائب امیر علاء الدین الدکین شہابی کو بنایا، اس وقت سیس کی فوج حلب سے قلعہ پر آمد آئی تھی، شہابی ان کی طرف گیا انہیں شکست دی اور ان کی ایک جماعت گرفتار کر لی، پھر انہیں مصر روانہ کر دیا وہاں وہ قتل کر دیئے گئے۔

اس سال سلطان نے دمشق کا نائب امیر جمال الدین آقوش النجیبی کو بنایا وہ اس کے بڑے امراء میں سے تھا اور علاء طیبرس وزیری کو وہاں سے معزول کر کے قاہرہ بھجوا دیا۔

ذیقعدہ میں سلطان کا نوشتہ قاضی تاج الدین ابن بنت الاعز کی طرف آیا کہ وہ تینوں مذاہب میں سے ہر مذہب کا ایک نائب مقرر کرے تو اس نے حنفیہ سے صدر الدین سلیمان حنفی کو اور حنابلہ سے شمس الدین محمد بن شیخ العماد اور مالکیہ میں سے شرف الدین عمر السبکی المالکی کو منتخب کیا، ذی الحجہ میں تاتاریوں کے بہت سے وفود ملک ظاہر کے پاس امن طلب کرنے آئے تو اس نے ان کا اکرام کیا ان سے احسان کا برتاؤ کیا اور انہیں اچھی اچھی زمینیں دیں، اسی طرح حاکم موصل کی اولاد سے اچھا سلوک کیا اور ان کے لئے اتنے وظیفے مقرر کئے جو کافی ہوں۔

اس سال ہلاکو خان نے اپنے لشکر سے تقریباً ۱۰ ہزار کی نفری کی ایک جماعت روانہ کی، انہوں نے موصل کا محاصرہ کر لیا، اور اس پر ۱۴ منجنیقیں نصب کیں اور لوگوں پر سامان رسد بند کر دیا۔

اس سال ملک صالح اسماعیل بن لؤلؤ تر کی کی طرف امداد کا پیام بھیجا وہ آیا اور تاتاریوں کو شکست دی پھر وہ ثابت قدم رہے اور اس سے جنگ کی اس کے ساتھ صرف سات سو جنگجو تھے انہوں نے ترکی کو شکست دی اور اسے زخمی کر دیا وہ بیرہ کی طرف لوٹا، اس کے اکثر ساتھیوں نے اسے چھوڑ دیا اور دیار مصر یہ میں داخل ہوگئے پھر وہ ملک ظاہر کے پاس گیا اس نے اس پر انعام کیا اس سے احسان کا برتاؤ کیا اور اسے ستر گھڑ سوار عطا کر دیئے۔

ادھر تاتاری دوبارہ موصل آ گئے اور وہیں ٹھہرے رہے یا تو انہوں نے اس کے حاکم ملک صالح کو نیچے اتروایا، اور شہر میں امن وامان کی منادی کرادی، یہاں تک کہ لوگ مطمئن ہو گئے پھر وہ ان پر پل پڑے اور انہیں ۹ دن تک میں قتل کر دیا، ملک صالح اسماعیل اور اس کے بیٹے علاء الدین کو بھی مار ڈالا، شہر کی فصیلیں توڑ دیں اور اسے ویران کر دیا پھر وہ واپس لوٹ گئے، اللہ تعالیٰ ان کا برا کرے۔

اس سال ہلاکو اور اس کے چچازاد برکہ خان کے درمیان پھوٹ پڑی، برکہ نے اس کی طرف جو علاقے فتح کئے اور جو مال واسرار حاصل کئے تھے ان کے مطالبے کا پیام بھیجا جیسا کہ ان کے بادشاہوں کی عادت تھی تو ہلاکو نے اس کے قاصدوں کو مار ڈالا جس سے برکہ کا غصہ بھڑک اٹھا اس نے ظاہر کو خط لکھا کہ ہلاکو کے مقابلہ کے واسطے مل جائے اور دونوں متفق ہو جائیں۔

اس سال شام میں سخت مہنگائی ہوئی، گیہوں کی ایک بوری چار سو کی اور جو کی ڈھائی سو درہم کی فروخت ہوئی، گوشت ایک رطل چھ یا سات درہم کا، نصف شعبان میں تاتاریوں کا سخت خوف محسوس کیا گیا۔ بہت سے لوگوں نے مصر کا رخ کیا، غلے فروخت کر دیئے گئے حتیٰ کہ قلعہ میں پڑے اور اس کے خزانے تک فروخت ہوئے اور اہل حکومت نے یہ حکم نامہ لکھا کہ جسے دمشق سے بلاد مصر جانے کی قدرت ہو وہ چلا جائے، شام اور بلاد روم میں سخت بھونچال آیا، کہا جاتا ہے کہ تاتاری علاقوں میں بھی خوف وہراس پایا گیا تو تمام تعریفیں اس ذات کی ہیں جو جو چاہتا ہے کرتا ہے تمام امور اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں، لوگوں کو دمشق سے مصر کوچ کرنے کا حکم دینے والا دمشق کا نائب علاء الدین طیبرس وزیری تھا تو سلطان نے ذیقعدہ میں ایلچی بھیج کر اسے روکا اور معزول کر کے بہاء الدین نجیبی کو نائب مقرر کیا اور دمشق میں عز الدین بن وداعہ کو وزیر بنایا، اس سال علامہ ابن خلکان، الرکنیہ کی تدریس، علامہ ابو شامہ کے لئے چھوڑ دی، وہ ان کے پاس آئے درس دیا، اور ترمذی کا پہلا حصہ شروع کیا۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

خلیفہ مستنصر بن ظاہر بامر اللہ عباسی۔ جس کے لئے مصر میں بیعت ہوئی جیسا کہ ہم نے ذکر کیا، اس کا قتل اس سال ۳ محرم کو ہوا، وہ مضبوط، بہادر، نڈر اور شجاع تھا، ظاہر نے اس پر اتنا خرچ کیا یہاں تک کہ اس کے لئے ایک کروڑ سے متزاد دینار سے ایک فوج کھڑی کی وہ اس کی خدمت میں چلا اس کے ساتھ بڑے امراء اور حاکم موصل کی اولاد تھی، ملک صالح اسماعیل اس وفد سے تھا جو ملک ظاہر کے پاس آیا تھا اس نے اسے خلیفہ کی مصاحبت میں بھیجا جب جنگ ہوئی تو مستنصر کو گم پایا اور صالح اپنے علاقوں کی طرف لوٹ آیا تو تاتاریوں نے آ کر اس کا محاصرہ کر لیا جیسے کہ ہم ذکر کر آئے ہیں، انہوں نے اسے قتل کر دیا، شہر خراب کیا وہاں کے باشندوں کو مار ڈالا۔

العز نابینا النحوی اللغوی۔ نام الحسن بن محمد بن احمد بن نجا، اہل نصیبین کا ہے اربل میں پلا بڑھا، علوم اوائل میں سے کئی علوم میں مشغول رہا، اس کے پاس ذمی وغیرہ کا ہجوم رہتا، علیحدگی، بے دینی اور ترک نماز کی طرف منسوب تھا، ایک لحاظ سے ذہین اور ایک اعتبار سے کند ذہن تھا، زبان کا عالم اور دل کا جاہل تھا، بات عمدہ اور کام خبیث کرتا، اس کے شعر بھی ہیں جن کا ایک ٹکڑا علامہ شیخ قطب الدین نے اس کے حالات میں نقل کیا ہے، وہ ابو العلاء المعری کے مشابہ تھا، خدا دونوں کا برا کرے۔

ابن عبد السلام...... عبد العزیز بن عبد السلام بن ابو القاسم بن الحسن بن محمد بن المہذب، شیخ عز الدین بن عبد السلام ابو محمد السلمی دمشقی شافعی، شیخ المذہب اور انہیں فائدہ پہنچنے والے، ان کی عمدہ تصنیفات میں جس میں تفسیر، نہایہ کا اختصار، القواعد الکبریٰ والصغریٰ کتاب الصلوۃ، کتاب الفتاویٰ الموصلیہ وغیرہ ہیں، ۵۷۷ھ یا ۵۷۸ھ میں پیدا ہوئے، بہت سے شیوخ سے سماع کیا، امام فخر الدین بن عساکر کے پاس مشغول رہے حتیٰ کہ مذہب میں ماہر ہوئے، بہت سے علوم جمع کئے، طلبہ کو فائدہ پہنچایا، دمشق کے کئی مدارس میں پڑھایا وہاں کے خطیب بھی رہے پھر مصر کا رخ کیا وہاں بھی درس دیا، خطابت کی فیصلے کئے، شافعیہ کی ریاست فی المذہب ان پر ختم ہے، آفاق واطراف کے فتوؤں کا قصد کیا، بڑے ظریف الطبع نازک طبیعت تھے، اشعار سے استشہاد کرتے، ان کا شام سے نکلنے کے باعث ان کا صالح اسماعیل کو فرنگیوں کو صفد اور الشقیف حوالہ کرنے سے انکار تھا، شیخ ابو عمرو بن

الحاجب مالکی نے ان کا ساتھ دیا چنانچہ صالح نے دونوں کو شہروں سے نکال دیا، سوابو عمرو، داؤد حاکم کرکی کے پاس چلے گئے اس نے ان کا اکرام اعزاز کیا اور ابن عبدالسلام و ملک صالح ایوب بن کامل حاکم مصر کے پاس گئے اس نے ان کا اکرام کیا اور انہیں مصر کا قاضی اور جامع عتیق کا خطیب بنا دیا، پھر یہ دونوں عہدے ان سے لے کر صالحیہ کی تدریس دے دی، جب ان کی وفات کا وقت آیا تو اس کی وصیت قاضی تاج الدین ابن بنت الاعز کے لئے کی ۱۰ جمادی الاولیٰ میں فوت ہوئے عمر ۸۰ سے متجاوز تھی، دوسرے دن مقطم کے دامن کوہ میں دفن ہوئے، سلطان ظاہر اور بہت سے عوام ان کے جنازے میں حاضر ہوئے۔

کمال الدین بن العدیم الحنفی ...... عمر بن احمد بن ھبۃ اللہ بن محمد بن ھبۃ اللہ بن احمد بن یحییٰ بن زہیر بن ہارون بن موسیٰ بن عیسیٰ بن عبد اللہ بن محمد بن ابی جرادہ بن عامر بن ربیعہ بن خویلد بن عوف بن عامر بن عقیل حلبی حنفی ابوالقاسم بن عدیم امیر وزیر، ابن کبیر، ۵۸۶ھ میں پیدا ہوئے، حدیث سنی اور بیان کی، فقہ پڑھا اور فتویٰ دیا، تدریس وتصنیف کی، کئی فنون میں امام تھے، کئی دربادشاہوں اور امراء کی طرف ایلچی بھی بن کر گئے، مشہور طریقے سے بہت اچھا لکھتے تھے، حلب کی تقریباً چالیس جلدوں میں تاریخ لکھی، حدیث میں بڑی اچھی معرفت تھی، فقراء اور نیک لوگوں کے بارے میں خیر اندیش اور احسان کا برتاؤ کرنے والے تھے، دوسری ناصریہ حکومت میں دمشق میں مقیم ہو گئے، مصر میں ہی وفات ہوئی، مقطم کے دامن کوہ میں ابن عبدالسلام سے ۱۰ دن بعد دفن ہوئے قطب الدین نے ان کے اچھے اشعار کو نقل کئے ہیں۔

یوسف بن یوسف بن سلامہ ...... ابن براہیم بن الحسن بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن سلیمان بن محمد بن القاقانی زینبی بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب محی الدین ابوالمعز، اور انہیں ابوالحاسن ہاشمی عباسی موصلی بھی کہا جاتا ہے، ابن زبلاق شاعر سے مشہور ہیں، تاتاریوں نے جب اس سال موصل پر قبضہ کیا تو انہیں ۵۷ برس کی عمر میں قتل کیا، ان کے اشعار میں یہ ارشاد ہیں:

تو نے اپنی آنکھوں کے سحر سے ہمارے لئے اونگھ بھیجی ہے، بے خوابی نیند کو ہٹا دیتی ہے کہ وہ آنکھوں سے الفت نہ کرے،

میرے جسم نے تیری باریک کمر کے حسن کو دیکھا ہے اس نے اس سے بیان کیا لیکن معنی کی باریکی میں زیادتی کی ہے۔

تو ایسا چہرہ ظاہر کیا جس نے نکلتی صبح کو شرما دیا، اور قد سے لچکدار شاخ پر فوقیت حاصل کر لی، تو اپنے بھائی کے بدر کامل ہونے کی رات اس سے مشابہ ہوگئی، عمر و روشنی میں جب دونوں عمر میں مشابہ ہوں۔

کسی دن جب آپ کو ایک جگہ بلایا گیا تو اس نے معذرت کرتے ہوئے یہ اشعار کہے: میں اپنے گھر میں ہوں، مجھے اللہ تعالیٰ نے شراب کا ساتھی، لونڈی اور جائداد بخشی ہے، تم لوگ اپنے سے پیچھے رہ جانے میں عذر پھیلاؤ، عاشق کا کام اس بات کا اہل ہے کہ اسے عار دلائی جائے۔

علامہ ابوشامہ نے فرمایا کہ جمادی الثانی میں البدر المراغی الخلافی جو طویل سے مشہور تھے فوت ہوئے، وہ بے دین تارک صلوٰۃ اور متاخرین کی اصطلاح میں جدل وخلاف میں منہمک اور ناپسندیدہ چیزوں پر راضی تھے۔

محمود بن داؤد بن یاقوت صارمی ...... محدث تھے کئی کتابیں، طبقات وغیرہ لکھیں، دیندار نیک شخص تھے اپنی کتابیں عاریت مانگنے پر دیتے، ہمیشہ سماع حدیث میں مشغول رہتے۔

آغاز ۶۶۱ھ

اس سال کے آغاز میں شامی اور مصری علاقوں کا بادشاہ ظاہر بیبرس تھا اور شام پر اس کا نائب آقوش نجیبی تھا دمشق کے قاضی ابن خلکان اور وہاں کے وزیر بہاء الدین بن دولۃ تھے لیکن لوگوں کا کوئی خلیفہ نہ تھا، سکے مستنصر کے نام ڈھالے جاتے جو قتل ہو چکا تھا۔

حاکم بامر اللہ ابوالعباس کی خلافت ...... احمد بن امیر ابی علی القمی ابن الامیر علی بن امیر ابی بکر بن امام مسترشد باللہ امیر المومنین ابی منصور

الفضل بن امام مستظہر باللہ احمد عباسی ہاشمی، جب ۲ محرم یعنی جمعرات کا دن آیا تو سلطان ظاہر اور امراء قلعۃ الجبل کے بڑے ایوان حال میں بیٹھے خلیفہ حاکم باللہ سوار ہو کر آیا اور ایوان کے پاس اترا، اس کے لئے سلطان کے پاس نشست بنائی گئی، یہ کام اس کے نسب کے ثبوت کے بعد ہوا، پھر لوگوں کے سامنے اس کا نسب پڑھا گیا پھر ظاہر بیبرس اس کی طرف بڑھا اس کی بیعت کرنے کے بعد لوگوں نے بیعت کی، یہ جمعہ کا دن تھا پھر جب دوسرا جمعہ آیا تو خلیفہ نے لوگوں سے خطاب کیا اس نے اپنے خطبہ میں کہا تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے آل عباس کے لئے مددگار رکن کھڑا کیا اور اسے اپنی جانب سے سلطان ناصر بنایا، میں خوشحالی اور تنگدستی میں ہر حال میں اس کی تعریف کرتا ہوں اور جو نعمتیں اس نے عطا کی ہیں، اس پر شکر کرنے کی مدد چاہتا ہوں اور دشمن کو ہٹانے کی نصرت طلب کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، آپ کی آل اور آپ کے صحابہ پر جو ہدایت کے ستارے اور اقتداء کے امام ہیں خصوصاً خلفاء اربعہ، اور عباس رضی اللہ عنہ پر جوان کا غم ختم کرنے والے اور سردار خلفاء کے باپ ہیں اور بقیہ تمام صحابہ پر اور قیامت تک احسان سے ان کی پیروی کرنے والوں پر، لوگو! خوب سمجھو کہ امامت اسلام کے فرائض میں سے ایک فرض ہے، اور جہاد تمام لوگوں پر واجب ہے، جہاد کا جھنڈا اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتا جب تک کہ بندوں میں اتفاق نہ ہو، اور حرم کو محارم کی بے حرمتی سے راحت پہنچائی جاسکتی ہیں، خون ریزی تو جرائم کے ارتکاب سے ہوتی، اگر تم دشمنان اسلام کو دیکھتے تو وہ دارالاسلام میں کبھی داخل نہ ہوتے۔

انہوں نے لوگوں کے خونوں اور اموال کو مباح سمجھا، مردوں اور چھوٹے بچوں کا قتل کیا، معصوم بچوں اور بچیوں کو قیدی بنایا، اور ماں باپ سے انہیں محروم کیا خلافت کی حرمت اور حریم کی ہتک کی، اس لمبے دن کے خوف سے آوازیں بلند ہوئیں کتنے بوڑھے ایسے تھے جن کے بڑھاپے کو انہوں نے خون سے رنگ دیا، کتنے بچے روئے لیکن انہوں نے اس کے رونے پر رحم نہ کیا۔

تو اے اللہ کے بندو! فریضہ جہاد کو زندہ کرنے کی کوشش میں بازوؤں کو چڑھالو، جہاں تک کہ ہو سکے اللہ تعالیٰ سے ڈرو، سنو اور بات کو مانو، اور اپنی جانوں کی بہتری کے لئے خرچ کرو، جو لوگ نفس کے بخل سے بچائے گئے تو وہ کامیاب ہیں۔

اعداء دین سے جنگ نہ کر کے بیٹھنے اور مسلمانوں کی حفاظت کرنے کے لئے کوئی عذر باقی نہیں، یہ سلطان ملک ظاہر زبردست عالم عادل مجاہد دین و دنیا کے ستون کو تقویت دینے والا ہے، یہ امامت کی مدد کے لئے اس وقت کھڑا ہوا جب اس کے مددگار کم تھے، کفار کے لشکروں کو بھگا دیا جبکہ وہ شہروں میں گھس چکے تھے، اس کی ہمت و حوصلہ سے بیعت کی گرہ بندھ گئی۔ اور عباسی حکومت کی فوج بڑھ گئی، تو اے اللہ کے بندو! اس نعمت کے شکر میں جلدی کرو، اپنی نیتوں کو خالص کرو، تمہاری مدد کی جائے گی، شیطان کے سرغنوں سے جنگ کرو تمہاری مدد کی جائے گی، جو ہو چکا اس سے پیچھا اندیشہ مت رکھو اس لئے کہ جنگ تو ایک ڈول کی مانند ہے اور اچھا انجام متقین کا ہی ہوتا ہے اور زمانہ دو دن کا ہے اور اجر ایمانداروں کو ملے گا، اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت پر جمع کرے اور ایمان سے تمہاری مدد کو قوت بخشے، میں اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں، سو تم بھی اس سے مغفرت مانگو، بے شک وہ بے حد بخشنے والا مہربان ہے، پھر وہ دوسرا خطبہ دیکر نیچے اتر آیا۔

اس نے اطراف مملکت میں اپنے بیعت کے خطوط لکھے تاکہ خطبوں میں اس کا نام لیا جائے اور اس کے نام کے سکے ڈھالے گئے، ابو شامہ نے فرمایا کہ اس سال کی ۱۰ محرم، جامع دمشق اور دیگر جامع مساجد میں اس کا خطبہ دیا گیا، یہ بنی عباس کا ۳۹واں خلیفہ ہے، سفاح اور منصور کے بعد اس کے علاوہ کوئی خلیفہ ایسا نہیں گزرا جس کا دادا اور والد خلیفہ نہ ہو، سو جن کا والد خلیفہ نہیں تھا اس کی کئی ایک مثالیں ہیں، ان میں مستعین احمد بن محمد بن معتصم، معتضد بن طلحہ بن متوکل، قادر بن اسحاق بن مقتدر، مقتدی بن ذخیرہ اور ابن قائم بامر اللہ شامل ہیں۔

ظاہر کا کرک پر کنٹرول اور وہاں کے حاکم کو پھانسی دینا۔ ظاہر مصر سے فتح یافتہ فوج کو لے کر کرک کے رخ پر نکلا، وہاں کے حاکم ملک مغیث عمر بن عادل ابی بکر بن کامل کو بد. بھیجا، وہ بڑی مشقت کے بعد اس کے پاس آیا، ظاہر نے اسے گرفتار کر کے مصر بھیج دیا، یہ اس کا آخری وقت تھا کیونکہ اس نے ہلاکو سے خط و کتابت کر کے اسے دوبارہ شام کی طرف آنے پر برانگیختہ کیا اس کے پاس بھی تاتاریوں کی طرف سے ثابت قدمی اور ۔روں کی نیابت کے خطوط آئے، اور یہ کہ وہ ۲۰ ہزار کا لشکر لے کر دیار مصریہ کو فتح کرنے آرہے ہیں، سلطان نے اس کے قتل کے متعلق فقہاء کے

خطوط نکالے اور اسے علامہ ابن خلکان پر پیش کیا اس نے انہیں دمشق سے بلایا تھا، اور امراء کی ایک جماعت کے سامنے بھی پیش کیا اس کے بعد روانہ ہو کر ۱۳ جمادی الاولیٰ بروز جمعہ کرک کو قبضہ میں لے لیا اور اس میں شاہی ٹھاٹ سے داخل ہوا پھر موید ومنصور مصر لوٹا۔

اس سال برکہ خان کے قاصد ظاہر کے پاس پیام لائے جس میں وہ کہہ رہا تھا کہ مجھے اسلام سے کتنی محبت ہے اسے تم بخوبی جانتے ہو، اور تمہیں بھی معلوم ہے کہ ہلاکو خان نے مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟ لہٰذا تم بھی سوار ہو کر ایک طرف آؤ۔ میں بھی آتا ہوں تاکہ ہم اس کے بارے میں صلح کریں یا اسے ایک طرف شہروں سے نکال کر باہر کریں اس کے ہاتھ ہیں جتنے علاقے ہیں، میں تمہیں دے دوں گا، تو ظاہر نے اس رائے کو درست سمجھا، اسکا شکریہ ادا کیا اس کے قاصدوں کو خلعتیں دیں اور ان کا اکرام کیا۔

اس سال موصل کی زمین میں سخت بھونچال آیا، وہاں کے اکثر مکان منہدم ہو گئے، رمضان میں ظاہر نے معماروں، لکڑیوں اور دیگر بہت سے آلات کو رسول اللہ ﷺ کی مسجد کی تعمیر کے لئے تیار کیا کیونکہ وہ جل گئی تھی، ان آلات اور لکڑیوں کو فرحت اور تعظیم شان کی وجہ سے مصر میں پھیرا گیا پھر انہیں لے کر مدینہ منورہ روانہ ہوئے، شوال میں ظاہر، اسکندریہ، وہاں کے حالات ومعاملات دیکھنے گیا، تو وہاں کے قاضی اور خطیب ناصرالدین احمد بن المنیر کو معزول کر کے کسی اور کو مقرر کیا۔

اس سال برکہ خان اور ہلاکو نے جنگ کی، دونوں کے ساتھ کافی فوجیں تھیں ان میں سخت جنگ چھڑ گئی، اللہ تعالیٰ نے ہلاکو کو بہت بری شکست دی، اس کے اکثر فوجی مارے گئے اور جو بچے کچھ غرق ہوئے اور کچھ بھاگ نکلے، جن میں وہ خود بھی شامل تھا۔ وللہ الحمد۔

جب برکہ نے مقتولین کی کثرت دیکھی تو کہنے لگا مجھے یہ بات شاق گزرتی ہے کہ مغل ایک دوسرے کو قتل کریں، لیکن اس شخص کے بارے میں کیا حیلہ ہو سکتا ہے جو چنگیز خان کے طریقے کو بدل دے، اس کے بعد برکہ نے بلاد قسطنطنیہ پر غارت گری کی، تو وہاں کے حاکم نے اس کی خوشامد کی، ظاہر نے بہت عظیم ہدیے برکہ کے پاس بھیجے، ادھر ترکی نے حلب میں ایک اور خلیفہ قائم کیا جس کا لقب حاکم رکھا جب مستنصر وہاں سے گزرا تو وہ اس کے ساتھ عراق کو چل دیا، دونوں نے صلح پر اتفاق کیا اور مستنصر کو حاکم بنانے پر کیونکہ وہ اس سے بڑا تھا وللہ الحمد، لیکن تاتاریوں کی ایک جماعت نے ان دونوں کے خلاف بغاوت کر دی، ان دونوں کو منتشر کر کے جو لوگ ان کے ساتھ ان میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا، مستنصر بھی ہلاک ہو گیا اور حاکم دیہاتیوں کے ساتھ بھاگ گیا۔

مستنصر نے اپنے شام سے عراق تک کے سفر میں بہت سے علاقے فتح کئے، جب بغداد کے اکثر حامی مار ڈالے، اور تاتاری فوج جو گھات لگائے بیٹھی تھی کمک کے لئے نکل آئی، جس کی وجہ سے وہ عربان اور کردی جو مستنصر کے ساتھ بھاگنے پر مجبور ہوئے لیکن وہ ترکیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ثابت قدم رہا ان کے اکثر لوگ مارے گئے اور اس کا کچھ پتہ نہ چلا، حاکم نے ایک جماعت میں نجات پائی، یہ جنگ ۶۶۰ھ کے ابتدائی محرم میں ہوئی، وہ فوجوں کی کثرت کے ساتھ ارض عراق میں گھسنے میں، حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ تھا اس کے لئے بہتر یہ تھا کہ وہ بلاد شام میں ٹھہر کر معاملات کو درست کرتا تاکہ حالت صاف ہو جاتی، لیکن جو اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمادیا اور جو چاہا وہ کیا۔

سلطان نے دمشق سے فرنگیوں کی طرف ایک اور لشکر تیار کیا انہوں نے غارت گری کی، قتل قید کر کے سلامتی سے واپس لوٹے، فرنگیوں نے اس سے صلح کا مطالبہ کیا تو اس نے ان سے صلح کر لی، کیونکہ وہ حلب اور اس کے اطراف میں مشغول تھا، شوال میں مصر کے قاضی تاج الدین بن بنت الاعز کو معزول کر کے برھان الدین الخضر بن الحسین سنجاری کو مقرر کیا، اور دمشق کے قاضی نجم الدین ابوبکر بن صدرالدین احمد بن شمس الدین بن ھبۃ اللہ بن سنی الدولہ، کو معزول کر کے شمس الدین احمد بن محمد ابراہیم بن ابوبکر بن خلکان کو قاضی بنایا، وہ قاہرہ میں ایک مدت تک بدرالدین سنجاری کے نائب رہ چکے تھے اس کے ساتھ انہیں اوقاف جامع، بیمارستان اور سات مدارس، العادلیہ، ناصریہ، عذراویہ، فلکیہ، رکنیہ، اقبالیہ اور بھنسیہ کی نگرانی بھی سونپ دی، اور یہ حکمنامہ جامع دمشق کی کمالی دری میں جمعہ کی نماز کے بعد عرفہ کے دن سنایا گیا، اور معزول قاضی نے سفر کیا اس حال میں کہ اس پر شاہی پابندی عائد تھی، ابوشامہ نے اس کے متعلق کلام کیا ہے، وہ ذکر کرتے ہیں کہ اس نے سونے کی امانت میں خیانت کر کے اس سے پیسے بنالئے تھے اس کی مدت ولایت ایک سال اور کچھ ماہ تھی۔

ہفتہ بروز عید سلطان نے مصر کا سفر کیا، اسماعیلیہ کے ایلچی سلطان کے پاس دمشق میں ڈرانے دھمکانے آئے تھے ان کا مطالبہ تھا کہ ہمیں بہت سی

جاگیریں دی جائیں، تو سلطان مسلسل ان سے لڑتا رہا حتی کہ ان کی بیخ کنی کر دی، اور ان کے علاقوں پر غلبہ پالیا۔

۲۶ ربیع الاول سلطان ملک ناصر صلاح الدین یوسف بن عزیز محمد بن ظاہر غازی بن ناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب بن شادی فاتح بیت المقدس کی تعزیت کا پروگرام کیا گیا، یہ تعزیتی مجلس مصر کے قلعہ الجبل میں بحکم سلطان ظاہر رکن الدین بیبرس منعقد ہوئی، جب انہیں یہ خبر پہنچی کہ تاتاریوں کے بادشاہ ہلاکو نے اسے قتل کر دیا ہے کیونکہ وہ ایک مدت سے اس کے قبضہ میں تھا، جب ہلاکو کو اس بات کی خبر ہوئی کہ اس کی فوج عین جالوت میں شکست کھا چکی ہے تو اسے اپنے سامنے بلوایا اور اس سے کہا تم نے مصری فوج کو پیام بھیجا تھا یہاں تک کہ وہ آئے اور مغلوں سے جنگ کر کے انہیں شکست دی، اس کے بعد اس کے قتل کا حکم دیا، کہا جاتا ہے کہ اس نے معذرت کی تھی کہ مصری اس کے دشمن تھے اور ان کے درمیان مخالفت چلی آرہی ہے تو اس نے معاف کر دیا تھا لیکن وہ اپنے مقام سے گر چکا تھا جبکہ وہ اس کی خدمت میں عزت مند تھا اس نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ جب وہ مصر کا بادشاہ بنے گا تو اسے شام میں نائب مقرر کرے گا۔

لیکن جب اس سال حمص کی جنگ کا واقعہ پیش آیا اور اس میں ہلاکو کے ساتھی اپنے کمانڈر بیدرہ کے ساتھ مارے گئے تو وہ غضبناک ہوا، اور اس سے کہنے لگا، عزیزیہ میں تمہارے ساتھی تمہارے باپ کے امراء ہیں، اور ناصریہ میں تمہارے ساتھیوں نے ہمارے لوگوں کو قتل کیا ہے اس کے بعد اس کے قتل کا حکم دے دیا، لوگوں نے اس کے قتل کی کیفیت ذکر کی ہے کہ اس نے اسے تیر مارے اور وہ اس سے معافی مانگ رہا تھا تو اس نے معاف نہ کیا بلکہ قتل کر دیا، اور اس کے بھائی علی کو اس کے سگے بھائی ظاہر نے قتل کیا اور اس کے بیٹوں عزیز محمد بن ناصر اور زبالہ بن ظاہر کو چھوڑ دیا، وہ دونوں چھوٹے انسانوں میں سے خوبصورت ترین تھے۔

رہا عزیز تو وہ تاتاریوں کی قید میں ہی فوت ہو گیا تھا، اور زبالہ مصر چلا گیا تو وہ وہاں کے لوگوں سے بھی خوبصورت تھا اس کی ماں ام ولد کنیز تھی جسے چند مکھ (وجہ القمر) کہا جاتا تھا، جس سے کسی امیر نے اپنے استاذ کی وفات کے بعد شادی کر لی، کہا جاتا ہے کہ جب ہلاکو نے ناصر کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو حکم دیا کہ چار ایسے درختوں جو ایک دوسروں سے دور ہوں ان کے سر رسیوں سے جوڑ لئے گئے پھر ناصر کو ان چاروں کے ساتھ باندھ دیا گیا پھر رسیاں کھول دی گئیں تو ہر درخت اپنی جائے مرکز پر اس کا ایک ایک عضو لے کر واپس آ گیا، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اور یہ ۶۵۸ھ کی ۲۵ شوال کا واقعہ ہے، اس کی پیدائش حلب میں ۶۲۷ھ کو ہوئی تھی، جب اس کا والد ۶۴۱ھ میں فوت ہوا تو اس کی حلب میں بیعت لی گئی اس کی عمر ۷ سال تھی، اور ملک کا نظام اس کے باپ کے غلاموں کی ایک جماعت نے سنبھالا، اور سب کام اس کی دادی ام خاتون بنت العادل ابی بکر بن ایوب رائے اور مشورہ سے ہوتا، پھر جب ۶۴۰ھ میں اس کی وفات ہو گئی تو ناصر مستقل بادشاہ بن گیا، وہ نیک سیرت، رعایہ سے اچھا سلوک کرتا، اور ان کا پسندیدہ تھا، ان پر بہت خرچ کرتا، خصوصاً جب دمشق، بعلبک، حران، اور جزیرہ کے ایک بڑے حصے اور اس کے اضلاع کا بادشاہ بن گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا دسترخوان روزانہ بکری کی ۴۰۰ سو سریوں سے، مرغی کے علاوہ، بطخوں اور مختلف قسم کے پرندوں پر مشتمل ہوتا، جس میں بھنے اور کڑاھی چڑھے گوشت کے سوا دیگر بہت سے اقسام کے کھانے ہوتے، دسترخوان پر روزانہ کا جمع شدہ کھانا ۲۰ ہزار کا ہوتا، اور اس کے دونوں ہاتھوں سے اس کا عموماً حصہ نکلتا تھا جیسا کہ اس میں سے کچھ بھی نہیں کھایا گیا، وہ قلعہ کے دروازے پر انتہائی سستے داموں بکتا، یہاں تک کہ کئی گھرانوں والے، گھروں میں کچھ بھی نہ پکاتے بلکہ اس چیز کو سستے داموں خرید لیتے، جس چیز کی خرید پر انہیں مشقت اور بہت سے پیسے بھی خرچ کرنے پڑتے تھے، تو کوئی بھی ایک درہم یا آدھے درہم سے وہ چیز خرید لیتا، جس پر قدرت بڑے خسارہ زر کے بعد حاصل ہوتی تھی اور شاید کہ وہ اس کی قدرت بھی نہ رکھتا ہوگا، کھانے پینے کی چیزیں اس کے زمانہ حکومت میں عام اور وافر مقدار میں تھیں وہ تھوڑا گپ شپی اور ظریف طبع، نسان، خوبصورت ادیب تھا اپنے نسبت سے وہ بڑے قوی اور متوسط شعر کہتا۔

علامہ قطب الدین نے اپنی کتاب الذیل میں اس کے عمدہ اور بہترین اشعار کا ایک ٹکڑا نقل کیا ہے، بلاد مشرق میں قتل ہوا اور وہیں دفن ہوا اس نے رباطہ میں جسے خود دامن کوہ میں تعمیر کرایا اس میں اپنے لئے ایک قبر کو تعمیر کرایا لیکن اس میں دفن نہ ہو سکے، اس نے ناصریہ برانیہ میں تعمیر کی مضبوطی اور پختگی کے لحاظ سے دامن کوہ میں جامع افرم کے سامنے تمام عمارتوں سے عجیب اور خوبصورت ترین عمارت تعمیر کی اسے بہت مدت بعد بنوایا اسی طرح

ناصریہ جوانیہ جسے باب الفرادیس کے اندر تعمیر کرایا یہ سب سے خوبصورت مدرسہ ہے ایک بہت بڑا سرائے زنجاری کے بالمقابل بنوایا، جہاں کھانا مشقل کیا گیا اس سے قبل وہ قلعہ کی مغربی جانب تھا جہاں آج کل سلطان کا اصطبل ہے۔

اس سال وفات پانے والے نامور حضرات

احمد بن محمد بن عبداللہ ابن محمد بن یحیٰی بن سید الناس ابوبکر العمیری اندلسی حافظ، ۵۹۷ھ میں پیدا ہوا، کئی شیوخ سے سماع کیا بہت سی کتب حاصل کیں، اچھی چیزیں لکھیں، ان علاقوں میں حفاظ کا ان پر اختتام ہے، شہر تونس میں اس سال کی ۲۷ رجب کو وفات ہوئی۔
نیز اس سال عبدالرزاق بن عبداللہ بن ابوبکر بن خلف عزالدین ابو محمد رسعنی محدث مفسر نے وفات پائی، بہت سے مشائخ سے سماع کیا اور حدیث بیان کی، بڑے فاضل ادیب تھے، حاکم موصل بدر لولو کے ہاں انہیں بڑا مرتبہ حاصل تھا اسی حاکم سنجار کے ہاں بھی ان کو کافی مرتبہ حاصل تھا، سنجار ہی میں جمعہ کی شب ۱۲ ربیع الثانی کو وفات پائی، عمر ۷۰ سال سے زائد تھی ان کا شعر ہے:

کوئے نے کائیں کر کے ہمیں آگاہ کیا کہ دوست کی غیر حاضری کا زمانہ قریب ہوگیا، مجھ سے ان کے میری زندگی کی خوشی کا سوال کرنے والے! پہلے میرے لئے زندگی تلاش کر پھر اس کی خوشی کا سوال کر۔

محمد بن احمد بن عنتر السلمی دمشقی دمشق کے محتسب، وہاں کے عادل اور نامور شخصیت تھے، ان کی وہاں جائیدادیں اور وقف کی زمینیں تھیں، قاہرہ فوت ہوئے اور مقطم میں تدفین ہوئے۔

علم الدین ابوالقاسم بن احمد ابن الموفق بن جعفر مرسی بورقی اللغوی نحوی مقری، شاطبیہ کی مختصر شرح کی، اور مفصل کی کئی جلدوں میں نیز الجزولیہ کی شرح ہے اس کے مصنف سے ملے اور اس سے بعض مسائل کا استفسار کیا، بہت فنون والے، خوبصورت شکل اور رعنا کھ تھے اچھی حالت اور لباس اور خوبصورتی والے تھے، کندی وغیرہ سے بھی سماع کیا ہے۔

شیخ ابوبکر دینوری ..... صالحیہ میں خانقاہ کے بانی وہاں ان کے ان مریدین کی جماعت تھی جو بہترین اور اچھی آوازوں سے ذکر اللہ کرتے تھے۔

شیخ الاسلام شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کی ولادت ..... شیخ شمس الدین ذھبی نے فرمایا کہ اس سال ہمارے شیخ تقی الدین ابوالعباس احمد بن شیخ شہاب الدین عبدالحلیم بن ابی القاسم بن تیمیہ حرانی بروز پیر دس (۱۰) ربیع الاول ۶۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔

امیر کبیر مجیر الدین ابوالھیجاء عیسیٰ بن حشیر الازکشی کردی اموی، دلیر اور نامور امیر تھے، عین جالوت کی جنگ میں انہیں تاتاریوں کی شکست میں ید بیضاء حاصل تھا، جنگ کے بعد جب ملک مظفر دمشق آیا تو انہیں امیر علم الدین سنجر حلبی کے ہمراہ دمشق کا نائب کو مشورے اور رائے مراسم وتدابیر میں شریک کار مقرر کیا وہ اس کے ساتھ دار العدل میں بیٹھے، ان کی پوری جائیداد اور اچھی خاصی گزراوقات تھی، بالآخر اسی سال وفات پائی۔
علامہ ابوشامہ نے فرمایا کہ ان کے والد امیر حسام الدین نے ملک اشرف کے اس لشکر میں وفات ہوئی جو بلاد مشرق میں تھا وہ امیر عماد الدین احمد بن مشطوب ہیں، میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ ان کا بیٹا امیر عزالدین اس شہر یعنی دمشق کا ایک عرصہ تک والی رہا، وہ خوش سیرت تھا صاغۃ عتیقہ میں درب بن سنون انہی کی طرف منسوب ہے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ درب ابن ابی الھیجاء، کیونکہ آپ وہاں رہائش پذیر تھے وہاں ولایت کا کام کرتے تو اسی سے مشہور ہوگئے اور ان کی وفات کے کچھ عرصہ بعد ہمارا یہاں اترنا ہوا جب حران سے یہاں آئے تھے اس وقت میں چھوٹا تھا، میں نے یہاں ایک قرآن مجید ختم کیا تھا وللہ الحمد۔

آغاز ۶۶۲ ھ

اس سال کے آغاز پر خلیفہ حاکم بامراللہ عباسی، سلطان ظاہر بیبرس دمشق کا نائب امیر جمال الدین آقوش نجیبی اور وہاں کے قاضی علامہ ابن خلکان تھے، سال کی ابتداء میں قصرین کے مابین واقع مدرسہ ظاہریہ مکمل ہوا جس میں شافعیہ کی تدریس کے لئے قاضی تقی الدین محمد بن الحسین بن زرین اور حنفیہ کی تدریس کے لئے مجد الدین عبدالرحمن بن کمال الدین عمر بن العدیم اور وہاں کے شیخ الحدیث کے عہدے کے لئے شیخ شرف الدین عبدالمومن بن خلف الحافظ دمیاطی مقرر ہوئے۔

اس سال ظاہر نے قدس میں ایک سرائے تعمیر کرایا جس میں مہمانوں کے لئے کھانے اور ان کے جوتے وغیرہ مرمت کرنے کے لئے اوقاف مقرر کئے اور ایک چکی اور تنور بھی بنوایا۔

اس سال برکہ خان کے قاصد ملک ظاہر کے پاس آئے ان کے ساتھ اشرف بن شہاب غازی بن عادل تھا ان کے پاس ہاتھ میں لئے خطوط تھے جس میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے ہلاکو اور اس کے پیروکاروں پر آنے والی مصیبت پر خوشی کا اظہار تھا اور اس سال کے عماد الدین بن محمد بن حرسانی کی وفات کے بعد جمادی الثانی میں شیخ شہاب الدین ابوشامہ عبدالرحمن بن اسماعیل مقدسی نے دارالحدیث اشرفیہ میں درس دیا ان کے پاس قاضی ابن خلکان اور قاضیوں اور نامور حضرات کی ایک جماعت حاضر ہوئی اپنی کتاب المبعث کا خطبہ ذکر کر کے ایک حدیث بمع متن وسند کے نقل کی، اور اس کے بہت سے اچھے فوائد بیان کئے، کہا جاتا ہے کہ آپ نے مراجعت کی اور نہ کسی چیز کو پڑھا اور آپ جیسا آدمی اس پر فخر نہیں کرتا، واللہ اعلم۔

اس سال نصیر طوسی، ہلاکو کی طرف سے بغداد آیا اس نے اوقاف اور شہر کے نظام کو دیکھا اور تمام مدارس کے لئے بہت سی کتابیں لے لیں اور انہیں مراغہ شہر میں اپنی رصد گاہ منتقل کر دیا، پھر واسط اور بصرہ کی طرف لے گیا۔

اس سال ملک اشرف موسیٰ بن ملک منصور ابراہیم بن ملک مجاہد اسد الدین شیرکوہ بن ناصر الدین محمد بن اسد الدین شیرکوہ کبیر کی وفات ہوئی، وہ یکے بعد دیگرے کابر بعد کابر اس وقت حمص کے بادشاہ چلے آتے ہیں وہ کریم الصفت شخص تھا اور دمشق کے بڑے مالداروں میں سے تھا جو کھانے پینے، پہننے، سواری، خواہشات وحاجات کی تکمیل، گلوکارہ اور محبوب عورتوں سے بہت آسودگی حاصل کرنے والے تھے، پھر یہ سب سلسلہ ایسے ختم ہو گیا گویا تھا ہی نہیں یا پراگندہ خواب تھا یا ختم ہونے والا سایہ تھا۔

اس کا تاوان، حساب، سزائیں اور عار باقی رہ گئی، اس کی وفات ہوئی تو بہت سے نفیس جواہر اور مال کثیر کے ذخیرے پائے گئے اس کی مملکت حکومت ظاہریہ کی طرف منتقل ہو گئی اور اسی کے ساتھ اس سال امیر حسام الدین جو کندار حلب کا نائب فوت ہوا۔ اس سال تاتاری قوم کو حمص میں شکست ہوئی اور ان کا کمانڈر بیدرہ اللہ تعالیٰ کی اچھی قدر وقضاء سے قتل ہوا۔

اس سال رشید عطار مصر کے محدث فوت ہوئے اور وہ شخص جو ملک اشرف موسیٰ بن عادل سے مسخرہ کرنے آیا تھا اور مشہور تاجر حاجی نصر بن دس فوت ہوا، وہ جامع مسجد میں نماز کا پابند تھا وہ بڑا آسودہ حال اور صاحب خیر تھا۔

خطیب عماد الدین بن حرستانی عبدالکریم بن جمال، عبدالصمد بن محمد حرستانی، دمشق کے خطیب تھے اور حکومت اشرفیہ میں اپنے والد کے ساتھ ابن صدرح کے بعد فیصلوں میں نائب تھے یہاں تک کہ دار الخطابہ میں ۲۹ جمادی الاولیٰ میں وفات پائی، جامع میں نماز جنازہ پڑھی گئی اور اپنے والد کے پاس قاسیون میں دفن ہوئے، ان کا بہت بڑا جنازہ تھا، عمر ۸۵ سال تھی، ان کے بعد ان کا بیٹا مجد الدین، غزالیہ اور خطابت کا متولی بنا، اور دارالحدیث کی مشیخیت کا عہدہ شیخ شہاب الدین ابوشامہ نے سنبھالا۔

محی الدین محمد بن احمد بن محمد ... بن ابراہیم بن حسین بن سراقہ، حافظ محدث انصاری شاطبی ابوبکر مغربی عالم فاضل دیندار، ایک مدت تک حلب میں مقیم رہے، پھر مصر کے ارادے سے دمشق سے گزرے، زکی الدین عبدالعظیم منذری کے بعد کاملیہ کے دارالحدیث کے متولی بنے، بغداد

وغیرہ کے علاقوں میں ان کا بہت اچھا سماع تھا، عمر ۷۰ سال سے متجاوز تھی۔

شیخ صالح محمد بن منصور بن یحییٰ شیخ ابی القاسم قباری اسکندری ..... آپ اپنے چمن میں مقیم تھے اور وہیں سے گزر اوقات کرتے، اسی میں کام کرتے اور ڈھیر لگاتے، بہت متقی تھے اس کا پھل لوگوں کو کھلاتے، ۶ شعبان میں اسکندریہ میں وفات پائی۔ عمر ۷۵ سال تھی، نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے تھے، گورنروں کو ظلم سے باز رکھتے وہ ان کی بات سنتے اور زہد کی وجہ سے مانتے، لوگ جب ان کی زیارت کے لئے آتے تو اپنے گھر کے طاقچے سے بات کرتے، لوگ ان کی اس بات پر راضی تھے۔

ان کے متعلق ایک جو عجیب وغریب بات نقل کی جاتی ہے کہ انہوں نے اپنا جانور کسی کے ہاتھ پر بیچا تو کچھ دنوں بعد وہ خریدار آیا اور کہنے لگا میرے آقا! جو جانور میں نے آپ سے خرایدا تھا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں کھارہا، شیخ نے اس کی طرف دیکھا اور پوچھا تمہارے پاس کمائی کے کیا اسباب ہیں؟ اس نے کہا میں والی کا ڈوم رقاص ہوں، تو شیخ نے اس سے کہا ہمارا جانور حرام نہیں کھاتا ہے، گھر میں داخل ہوئے اور اسے درہم لاکر دیئے ان کے پاس بہت دراہم تھے جو گھل مل گئے تھے ان میں پہچان نہیں ہورہی تھی، تو لوگوں نے بطور برکت رقاص سے ہر درہم تین درہم کے بدلہ میں خریدا اور شیخ نے اپنا جانور لے لیا جب وفات ہوئی تو اتنا اثاثہ چھوڑا جو ۵۰ درہم کے مساوی تھا تو انہیں ۲۰ ہزار میں فروخت کردیا۔

علامہ ابو شامہ نے فرمایا کہ اس سال ۲۴ ربیع الثانی کو محیی الدین عبداللہ بن صفیر الدین ابراہیم بن مرزوق دمشق میں اپنے اس گھر میں وفات پائی جو مدرسہ نوریہ کے قریب ہے۔ میں ابن کثیر کہتا ہوں کہ یہ ان کا وہی گھر ہے جو شافعیہ کے لئے مدرسہ بنایا گیا جسے امیر جمال الدین آقوش نجیبی نے وقف کیا اسے نجیبیہ بھی کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

اسی میں ہماری رہائش ہے، اللہ تعالیٰ اس گھر کو دار القرار سے بدل کر فوز عظیم بڑی کامیابی دے، جمال الدین نجیبی کے والد صفی الدین ملک اشرف کے وزیر تھے اور جائیداد اثاثے اور ساز وسامان کے علاوہ ۶۰ ہزار سونے کے دینار کے مالک تھے ان کے والد کی وفات مصر میں ۶۵۹ ھ میں ہوئی، مقطم میں اپنی مخصوص قبر میں دفن ہوئے۔

ابو شامہ نے فرمایا کہ مصر سے فخر عثمان مصری جو عین غین سے مشہور تھا کی وفات کی خبر آئی، ۱۸ ذی الحجہ کو شمس الوبار موصلی نے وفات پائی انہیں کچھ علم ادب حاصل تھا ایک مدت تک جامع المزہ میں خطابت کی انہوں نے اپنے بارے میں بڑھاپے اور خضاب کے متعلق یہ اشعار سنائے:

> میں اور وہ جب میرے رخسار پر بال آئے ایک جسم میں دو روحوں کی طرح تھے میں نے بدعہدی نہیں کی، پھر جب مجھ پر بڑھاپے کے آثار ظاہر ہوئے تو ہمارے درمیان جدائی ڈال دی، میں نے اسے تلوار سمجھ کر نیام پہنا دیا۔

اس سال بادشاہ ہلاکو نے زین حافظی کو طلب کیا ان کا نام سلیمان بن عامر عقربانی ہے جو زین حافظی سے معروف ہیں ہلاکو نے ان سے کہا میرے ہاں تمہاری خیانت ثابت ہوئی ہے، جب تاتاری ہلاکو کے ساتھ دمشق وغیرہ کے علاقوں میں آئے تو اس فریب خوردہ شخص نے مسلمانوں کے خلاف مدد دی، انہیں تکلیف پہنچائی اور ان کی پوشیدہ باتیں بتائیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس پر مسلط کردیا اور طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہوا، ہم اسی طرح ظالموں کو ایک دوسرے پر مسلط کردیتے ہیں (الایۃ)، جو ظالم کی مدد کرے گا اس پر کوئی اور مسلط ہوجائے گا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ظالم سے بذریعہ ظالم انتقام لیتا ہے، پھر سب ظالموں سے انتقام لے گا، ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے انتقام، سزا، عقاب اور اس کے بندوں کی شرانگیزی سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

آغاز ۶۶۳ ھ

اس سال سلطان ظاہر نے ایک بہت بڑا لشکر فرات کی جانب، وہاں بیرہ میں اترنے والے تاتاریوں کو ہٹانے کے لئے تیار کیا، جب انہوں نے لشکروں کی خبر سنی تو پیٹھ دیکر بھاگ گئے تو وہ جانب اچھی اور صوبہ پرامن تھا اس سال وہاں فساد وخوف کی کثرت سے کوئی نہ رہتا تھا اب وہ پرامن اور آباد ہوگئی۔

اس سال ملک ظاہر اپنے لشکروں کو لے کر بلادساحل فرنگیوں سے جنگ کرنے روانہ ہوا، جس دن وہاں اترا تو ۸ جمادی الاولی بروز جمعرات تین گھنٹوں میں قیساریہ فتح کرلیا۔ اور اس کے قلعہ کو دوسری جمعرات ۱۵ تاریخ کو قبضہ میں لے لیا، اسے گرا کر دوسری جگہ منتقل ہوا، پھر یہ خبر آئی کہ اس نے ارسوف شہر فتح کر کے وہاں جو فرنگی تھے انہیں قتل کردیا ہے، یہ خبر بذریعہ ڈاک آئی اس کی خوشی میں مسلمانوں کے علاقوں میں طبل بجائے گئے اور وہ اس سے بہت شاداں ہوئے اور بلادمغرب سے یہ خبر آئی کہ انہوں نے فرنگیوں سے بدلہ لے کر ان کے ۴۵ ہزار فوجی قتل کردیئے، ۱۰ ہزار قیدی بنالئے اور ان سے ۳۲ شہر جن میں برنس، اشبیلیہ، قرطبہ اور مرسیہ تھے چھڑالئے، یہ مدد ۶۶۲ھ ۱۲ رمضان بروز جمعرات پہنچی۔

اس سال کے رمضان میں باب الجامع کے باب ابریہ سے اس نالی تک ہے جو راستے کے پاس ہے فرش ڈالنے کا آغاز کیا اور اس کے سامنے والی صف میں ایک تالاب اور شاذ روان بنوایا اس کی جگہ نالیوں[1] میں سے ایک نالی تھی جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے تھے، جب نہر مناس کا پانی ختم ہوجاتا۔ چنانچہ اب اسے تبدیل کر کے شاذ رواں بنایا گیا پھر اس میں تبدیلی کر کے دو دکانیں بن گئیں۔

اس سال ظاہر نے دمشق پر اپنے نائب امرآقوش کو بلا بھیجا تو وہ اس کی بات سنتے اور مانتے ہوئے چل پڑا اور امیر علم الدین حصنی اس کا نائب، یہاں تک کہ عزت واحترام سے واپس لوٹا۔

اس سال ظاہر نے مصر میں بقیہ مسالک کے قاضیوں کو مستقل حاکم مقرر کیا جو اپنے اختیار سے شہروں میں فیصلے کرتے، جیسے شافعیہ کے قاضی کرتے، چنانچہ شافعیہ کے قاضی التاج عبدالوہاب ابن بنت الاعز اور حنفیہ کے شمس الدین سلیمان اور مالکیہ کے شمس الدین سبکی حنابلہ کے شمس الدین محمد مقدسی مقرر ہوئے، یہ معاملہ دارالعدل میں بروز پیر ۲۲ ذی الحجہ کو طے پایا اس کا سبب قاضی بن بنت الاعز کا کئی امور میں جو شافعیہ کے مخالف تھے توقف کرنا بنا اور دوسرے اہل مذاہب کا ان کی موافقت کرنا تو امیر جمال الدین ایدغدی عزیزی نے سلطان کو مشورہ دیا کہ ہر مسلک کا مستقل قاضی بنادے جو اپنے مسلک کے مقتضی پر فتویٰ دے، چنانچہ اس نے یہ بات مان لی، وہ اس کی رائے اور مشورہ کو پسند کرتا تھا اس نے لکڑیاں، سیسہ اور بہت سے آلات رسول اللہ ﷺ کی مسجد کی تعمیر کی خاطر روانہ کیا ایک منبر بھی بھیجا جو وہاں نصب کیا گیا۔

اس سال مصر میں بہت بڑی آگ لگی جس کی تہمت نصاری پر ہے تو ملک ظاہر نے انہیں سزا بھی بڑی دی، اس سال ہلاکو شاہ تاتار لعنۃ اللہ علیہ کی موت کی خبر آئی وہ ۱۹ ربیع الثانی مرگی کی وجہ سے مراغہ شہر میں ہلاک ہوا، قلعہ تلا میں دفن ہوا اور تاتاریوں نے اس کے بیٹے ابغا پر اتفاق کرلیا، شاہ برکہ خان نے اس کا رخ کیا اور اسے شکست دی اس کی فوجیں منتشر کردیں، ملک ظاہر اس سے بہت خوش ہوا اس نے لشکروں کو جمع کرنا شروع کیا تاکہ عراق کے شہروں پر قبضہ کرسکے لیکن اس کی قدرت نہ ہوئی کیونکہ لشکر ادھر ادھر علاقوں میں پھیل گئے تھے۔

اس سال ۱۲ شوال ملک ظاہر نے اپنے بیٹے ملک سعید محمد برکہ خان کو بادشاہ بنایا اور امراء سے اس کے لئے بیعت لی، اسے سوار کیا اور امراء اس کے آگے پیادہ چلے اس کے والد ظاہر نے خود غاشیہ اٹھایا۔

امیر بدرالدین بیسری کے پاس روٹیاں اٹھائی ہوئی تھیں، قاضی تاج الدین اور وزیر بہاء الدین ابن حنا اس کے آگے سوار تھے اور نمور امراء بھی سوار تھے اور باقی پیادہ تھے یہاں تک کہ انہوں نے اسی حالت میں قاہرہ کو عبور کیا۔

ذیقعدہ میں ظاہر نے اپنے ایک بیٹے کا ختنہ کرایا جس کے ساتھ امراء کی ایک جماعت نے بھی اپنے بچوں کے ختنے کرائے۔ یہ جمعہ کا دن تھا۔

خالد بن یوسف بن سعد نابلسی شیخ زین الدین بن حافظ شیخ دمشق میں دارالحدیث النوریہ کے شیخ الحدیث فوت ہوئے وہ صناعت حدیث کے عالم اسماء الرجال کے حافظ تھے، آپ کے پاس شیخ محی الدین نووی نے زانوئے تلمذ طے کیا، ان کے بعد دارالحدیث نوریہ کے شیخ الحدیث شیخ تاج الدین فزاری بنے، شیخ زین الدین خوش اخلاق خندہ رو، محدثین کے طرز پر بہت مذاقی تھے، بغداد کا سفر کیا اور وہاں مشغلہ علم اختیار کیا حدیث کا سماع کیا ان میں خیر و بھلائی، زہد وعبادت کی جھلک تھی، ان کا بہت بڑا جنازہ تھا باب صغیر کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

شیخ ابوالقاسم حواری...... ان کا نام ابوالقاسم یوسف بن ابی القاسم بن عبدالسلام اموی ہے، مشہور شیخ حواری خانقاہ والے، اپنے شہر میں

(۱) یہاں نالیوں سے مراد آج کل کی گندی نالی مراد نہیں ہے بلکہ کاریز ہے۔ علوی

وفات پائی، بڑے نیک اور صالح شخص تھے ان کے اصحاب و مریدین ان سے محبت کرتے تھے حوران کی بستیوں حل، شبینہ کے بہت سے لوگ ان کے مرید تھے جو حنابلہ تھے ان کے نزدیک دف بجانا بلکہ ہاتھ سے بجانے کو بھی جائز نہیں سمجھتے تھے وہ غیروں سے بہتر ہیں۔

قاضی بدرالدین کردی سنجاری: جو مصر میں کئی بار قاضی بنے، قاہرہ میں فوت ہوئے، ابوشامہ نے فرمایا وہ اطراف کے قاضیوں اور فیصلہ کرنے والوں سے رشوت لینے میں مشہور تھے مگر وہ سخی، کریم شخص تھے ان سے اور ان کے گھر والوں سے مال کا مطالبہ کیا گیا۔

آغاز ۶۶۴ھ

اس سال کے آغاز پر خلیفہ حاکم عباسی، اور سلطان ملک ظاہر اور مصر کے چار قاضی تھے اس سال دمشق میں ہر مذہب کے چار قاضی بنائے جیسے کہ پہلے سال مصر میں بنائے تھے، شام کے نائب آقوش نجیبی تھے اور شافعیہ کے چیف جسٹس ابن خلکان تھے، حنفیہ کے شمس عبداللہ بن محمد بن عطا، حنابلہ کے شمس الدین عبدالرحمن بن شیخ ابوعمر، مالکیہ کے عبدالسلام بن زواوی، وہ والی بننے سے باز رہے تو ان پر لازم کردی گئی، یہاں تک کہ انہوں نے قبول کرلی، پھر استعفیٰ دیا، پھر لازم کردی تو اس شرط پر قبول کی کہ احکام پر تنخواہ نہیں لیں گے، اور فرمایا ہمارے پاس کافی ہے چنانچہ اس کی معذرت قبول کی گئی، یہ ان کا ایسا فعل ہے جو ان سے پہلے کسی نے نہیں کیا جو انہوں نے مصر میں پہلے سال کیا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور حالات اپنے ڈگر پر چلنے لگے، اس سال باب البرید کے شرقی کاریز کے حوض کی عمارت مکمل ہوئی اس کے لئے شاذروان، گنبد اور پائپ بنائے گئے جن سے شمالی راستے کی طرف پانی آتا تھا۔

اس سال ظاہر صفد اترا دمشق سے منجنیقیں منگوا کر اس کا محاصرہ کرلیا اور وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ اسے فتح کرلیا وہاں کے باشندے اس کے حکم سے اترآئے تو اس نے ۱۸ شوال بروز جمعہ شہر کو اپنی دسترس میں لے لیا، جنگجوؤں کو قتل کیا ان کی اولاد کو قیدی بنالیا، ملک صلاح الدین یوسف بن ایوب نے بھی اسے شوال ہی میں ۵۸۴ھ میں فتح کیا تھا۔

فرنگیوں نے اسے پھر واپس لے لیا تھا اور اس سال ظاہر نے ان کے ہاتھ سے زبردستی لے لیا، الحمدللہ، سلطان ظاہر اپنے دل میں ان سے بہت دشمنی رکھتا تھا جب وہ ان کی طرف روانہ ہوا تو انہوں نے امان کا مطالبہ کیا اس نے تخت شاہی پر امیر سیف الدین کرمون تتری کو بٹھایا، ان کے قاصد آئے اور اسے ہٹا کر چلے گئے اور یہ نہ جانتے تھے کہ اس نے یہ عہد انہیں امان کی وجہ سے دیا ہے وہی امیر ہے جس نے اسے تخت پر بٹھایا ہے، اور جنگ تو ایک دھوکہ ہی ہے، جب استجارہ کیا اور دوا یہ قلعہ سے نکل گئے انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ بڑے بڑے سلوک کئے تھے اب اللہ تعالیٰ نے اسے ان پر قدرت دی تو سلطان نے اول سے لے کر آخر تک سب کو قتل کرنے کا حکم دے دیا اس کی خبر بذریعہ برید (ڈاک) شہروں تک پہنچ گئی، طبل بجائے گئے اور شہر سجائے گئے پھر اس نے دائیں بائیں فرنگیوں کے شہروں میں فوجی دستے بھیجے، یوں مسلمان بہت سے قلعوں پر چھا گئے جو تقریباً ۲۰ قلعے تھے، اور ایک ہزار کے قریب بچے اور عورتیں قیدی بنائے، بہت سی چیزیں غنیمت میں حاصل کیں۔

اس سال خلیفہ مستعصم بن مستنصر کا بیٹا قید سے رہا ہو کر آیا اس کا نام علی تھا اس کا اکرام کیا اور اسے دارالاسد یہ عزیزیہ کے مقابل میں اتارا، وہ تاتاریوں کے پاس قید تھا جب برکہ خان نے انہیں شکست دی تو یہ رہائی پاکر دمشق آگیا اور جب سلطان نے صفد فتح کیا تو وہاں قیدی مسلمانوں نے یہ خبر دی کہ ان کی قید کا سبب یہ بنا کہ بستی فارا والے انہیں پکڑتے اور اغواء کرکے تاتاریوں کی طرف اٹھا کر لیجاتے پھر ان کے ہاتھ بیچ دیتے اس لئے سلطان سوار ہو کر بستی فارا پہنچا ان سے سخت جنگ چھڑ گئی اور بہت سے قتل کئے ان کی عورتوں اور بیٹوں کو مسلمانوں کے بدلہ میں قید کیا، اللہ تعالیٰ اسے اچھا بدلہ دے۔

پھر سلطان نے ایک زبردست لشکر سیس کی طرف روانہ کیا جو شہروں میں گھس گیا اور زبردستی سیس کو فتح کرلیا اس کے بادشاہ زادے کو گرفتار کرلیا اور اس کے بھائی کو قتل کیا، لوگوں کو لوٹا، باشندوں کو قتل کیا، اسلام اور مسلمانوں کا ان سے بدلہ لیا کیونکہ تاتاریوں کے زمانے میں یہ مسلمانوں کے لئے

بہت زیادہ نقصان دہ ثابت ہوئے تھے اور جب شہر حلب پر قبضہ کیا تو مسلمانوں کی عورتوں اور بچوں کی بڑی مقدار قیدی بنالی تھی، اور پھر ہلاکو کے زمانے میں مسلمانوں کے شہروں پر غارتگری بھی کرتے تھے۔

تو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے مددگاروں کے ہاتھوں اسے اور اس کے امیر کتبغا کو ہلاک اور ذلیل کیا، سیس کا قبضہ اس سال کی ۲۳ ذیقعدہ دن کے وقت ہوا، جس کی خبریں شہروں تک پہنچ گئی، خوشخبریوں کے طبل بجائے گئے، ۲۵ ذی الحجہ سلطان کی خدمت میں حاکم سیس اور ارمن کے بادشاہوں کی ایک جماعت ذلیل ورسوا ہو کر قیدیوں کے ساتھ داخل ہوئی، فوجیں بھی اس کے ساتھ تھیں یہ جمعہ کا دن تھا۔

پھر کامیاب وکامران مصر روانہ ہوا، حاکم سیس نے اپنے بیٹے کا فدیہ دینا چاہا تو سلطان نے کہا ہم اس صورت میں فدیہ قبول کریں گے کہ تاتاریوں سے ہمارا قیدی چھڑاؤ، اسے سنقر اشقر کہا جاتا تھا، حاکم سیس شاہ تاتار کے پاس گیا اس کے سامنے ذلت ومسکنت اور عاجزی کا اظہار کیا یہاں تک کہ اس نے اسے رہا کر دیا، جب سنقر اشقر سلطان کے پاس پہنچے تو اس نے حاکم سیس کے بیٹے کو چھوڑ دیا۔

اس سال ظاہر نے قرارا اور دامیہ کے درمیان مشہور پل تعمیر کرایا اس کی تعمیر کا ذمہ دار امیر جمال الدین محمد بن بہادر اور بدرالدین محمد بن رحال والی نابلس واغوار بنے، جب اس کی تعمیر مکمل ہو چکی تو اس کے بعض ستون ہلنے لگے، بادشاہ کو تشویش ہوئی اس نے اسے مضبوط کرنے کا حکم دیا، تو اس وقت لوگ تیز پانی کا مقابلہ نہ کر سکے، تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے نہر پر اس پر ایک ٹیلہ آگرا، جس سے پانی اتنی دیر ٹھہر گیا کہ وہ اس کی اصلاح ومرمت کر سکیں، پھر پانی اپنی حالت پر چلنے لگا، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسانی، مدد اور بہت بڑی عنایت ہوتی ہے۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

ایدغدی بن عبداللہ امیر جمال الدین عزیزی، سربرآوردہ امراء اور ملک ظاہر کے ہاں صاحب مرتبہ لوگوں میں سے تھے، ظاہر ان کی رائے سے فیصلہ نہیں کرتا تھا، انہی نے ہر مسلک کے مستقل قاضی بنانے کا مشورہ دیا، بہت متواضع شخص تھے حرام کپڑا نہیں پہنتے تھے، بڑے سخی باوقار، مالدار اور حکومت میں قابل عزت شخص تھے، صفد کے محاصرہ کے درمیان انہیں ایک زخم ہوا جس کی وجہ سے مسلسل بیمار رہے یہاں تک کہ عرفہ کی رات فوت ہوئے، قاسیون کے دامن کوہ میں ناصریہ کی خانقاہ میں دفن ہوئے، جو صالحیہ دمشق میں ہے۔

ہلاکوخان بن تولی خان بن چنگیز خان... تاتاریوں کا بادشاہ اور بادشاہ کا بیٹا، یہ ان کے بادشاہوں کا باپ ہے، اکثر لوگ ھولاوون جیسے قلاوون کہتے ہیں ہلاکو بڑا ظالم جابر فاجر اور کافر شخص تھا اللہ اس پر لعنت کرے، مشرق ومغرب میں اتنے مسلمان قتل کیے جن کی تعداد صرف ان کا خالق ہی جانتا ہے اور اسے اس کی بری جزا دے گا، وہ کسی دین کا معتقد نہ تھا، اس کی بیوی ظفر خاتون نصرانی ہوگئی تھی وہ عیسائیوں کو تمام مخلوق سے افضل سمجھتی تھی جبکہ وہ خود معقولات کا دلدادہ تھا، ان سے کسی چیز کا تصور نہ کرتا تھا ان معقولات کے اہل فلاسفہ کے بچے تھے ان کی اس کے پاس عزت وجاہت اور مرتبہ تھا اس کا قصد مملکت کی تدبیر اور شہروں پر آہستہ آہستہ قبضہ جمانے میں لگا ہوا تھا یہاں تک کہ اسے اللہ تعالیٰ نے اس سال تباہ کیا، کہا جاتا ہے کہ نہیں بلکہ اس کی موت ۶۶۳ھ میں ہوئی، شہر تلا میں دفن ہوا، اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نہ کرے، اس کے بعد اس کا بیٹا ابغا خان بادشاہ بنا، وہ اس کے ۱۰ بیٹوں میں سے ایک تھا، **واللّٰہ سبحانہ اعلم وھو حسبنا ونعم الوکیل۔**

آغاز ۶۶۵ھ

۲ محرم بروز اتوار ملک ظاہر دمشق سے دیار مصریہ کی طرف متوجہ ہوا اس کے ساتھ منصور وکامیاب لشکر تھا، اسلامی حکومت تمام بلاد سیس پر غالب آگئی، اسی طرح اس سال فرنگیوں کے بہت سے قلعوں پر بھی چھا گئی اس نے اپنے سے پہلے غزہ کی طرف فوجیں روانہ کر دی تھیں جبکہ وہ خود کرک کی جانب مڑ گیا تاکہ وہاں کے حالات دیکھیں، جب وہ ''برکہ زیزی'' کے قریب پہنچے تو وہاں شکار کیا اسی دوران وہ گھوڑے سے گر پڑا، اس کی ران ٹوٹ

گئی، کچھ دن وہاں قیام کر کے دوادارو کیا یہاں تک کہ جب اس میں اتنی طاقت پیدا ہوگئی کہ وہ پالکی میں بیٹھ سکے تو وہاں سے مصر چلا گیا راستے میں اس کی ٹانگ ٹھیک ہوگئی تو وہ اکیلے گھوڑے پر سوار ہونے کے قابل ہوگیا، پھر انتہائی ٹھاٹ بھاٹ سے "قاہرہ" میں داخل ہوا، شہر سجایا گیا، لوگوں نے اس کے لئے شاندار مجلس سجائی اس کے آنے اور عافیت پانے پر بہت خوش ہوئے۔

پھر اس سال رجب میں قاہرہ سے صفد واپس آیا اس کے قلعہ کے اردگرد خندق کھودی، خود بھی اس میں کام کیا اور اس کے امراء اور لشکر نے بھی حصہ لیا، عکا کی جانب سے حملہ کیا قتل وقید اور غنیمت حاصل کر کے سلامتی سے لوٹا، اس کی خوشی میں دمشق میں طبل بجائے گئے۔

۱۲ ربیع الاول کو ظاہر نے جامع ازہر میں جمعہ پڑھا اس میں عبیدین کے دور سے آج تک جمعہ نہ ہوتا تھا باوجودیکہ وہ قاہرہ کی سب سے پہلی مسجد تھی، اس نے اس میں جمعہ قائم کیا اور جب حاکم نے جامع بنوایا تو وہاں سے اس کی طرف منتقل کر دیا، اور ازہر کو چھوڑ دیا پھر اس میں جمعہ نہ ہوتا وہ دیگر نماز پنجگانہ کی مسجد کی طرح ہوگئی تو اسکا حال پراگندہ ہوا تو اس پر سلطان نے اس کی تعمیر اور تجوید کرنے اور اس میں جمعہ قائم کرنے کا حکم دیا اور جامع حسینیہ کے قیام کا حکم دیا، اس کی تکمیل ۶۶۷ھ میں ہوئی، جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا۔

اس سال ظاہر نے یہ حکم صادر کیا کہ جامع دمشق میں کوئی مجاور بھی رات نہ گذارے، وہاں سے خزانے اور حجرے نکالنے کا حکم دیا اس میں تقریبا ۳۰۰ حجرے تھے لوگوں نے اس میں پیشاب کی بوتلیں، ... اور بہت سی جائے نمازیں پائی گئیں، یوں لوگوں نے اور جامع نے ان سے استراحت وآرام پایا، اور وہ نمازیوں کے لئے کشادہ ہوگئی اس سال سلطان نے صفد کی فصیلوں اور اس کے قلعہ کی تعمیر کا حکم دیا اور یہ کہ اس پر ہدایت لکھی جائے

(ولقد كتبنا في الزبور من بعد الذكر ان الارض يرثها عبادي الصالحون) (اولئك حزب الله الا ان حزب الله هم المفلحون.)

اس سال ابغا اور منکوتمر میں جنگ ہوئی جو برکہ خان کے قائم مقام تھا، ابغا نے اسے شکست دیکر بہت سامان غنیمت حاصل کرلیا۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے جسے وہ شیخ قطب الدین یونینی کے قلم سے لکھا ہوا نقل کرتے ہیں فرمایا ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ بصری کی جانب ایک شخص ہے جسے ابوسلامہ کہا جاتا تھا اس میں بے غیرتی اور دیوانہ پن پایا جاتا تھا اس کے سامنے مسواک اور اس کے فضائل کا ذکر کیا گیا تو وہ کہنے لگا کہ بخدا میں تو صرف دبر میں مسواک کروں گا، چنانچہ مسواک لے کر مقام مخصوص میں ڈال کر باہر نکال دی، اس کے بعد ۹ ماہ گزرے تھے کہ وہ پیٹ کا درد اور دبر کی تکلیف محسوس کرنے لگا تو اس نے ایک بچہ جنا جو چوہے کی مانند تھا جس کی چار ٹانگیں تھیں سر مچھلی کی طرح، اور چار صاف ظاہر دانت تھے اور ایک بالشت چار انگلی لمبی دم تھی اس کی دبر خرگوش کی دبر جیسی تھی جب اس نے اسے جنا تو اس جانور نے تین چیخیں لگائیں تو اس شخص کی بیٹی اٹھی اور اس کا سر کچل دیا جس سے وہ مرگیا، یہ شخص اسے جننے کے بعد دو دن زندہ رہا اور تیسرے دن مرگیا، وہ کہتا تھا کہ اس جانور نے مجھے مار ڈالا ہے میری آنتیں کھا گئیں وہاں کے لوگوں کی ایک جماعت اور اس علاقے کی خطباء نے اس کا مشاہدہ کیا ہے کسی نے اس جانور کو زندہ اور کسی نے مرنے کے بعد دیکھا۔

سلطان برکہ خان بن تولی بن چنگیز خان: وہ ہلاکو خان کا چچازاد بھائی تھا، اور مسلمان ہوگیا تھا، علماء صالحین سے محبت کرتا تھا اس کی سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ اس نے ہلاکو کو قتل کر کے اس کے لشکر کو منتشر کر دیا تھا وہ ملک ظاہر کی خیر خواہی چاہتا تھا اس کی تعظیم کرتا اور اس کے قاصدوں کا اکرام کرتا ان کے لئے کئی چیزیں فراہم کرتا اس کے بعد اس کے گھر والوں سے کوئی بادشاہ بنا اور وہ منکوتمر بن طغان بن باتو بن تولی بن چنگیز خان ہے وہ اسی کے طرز وطریقے پر کاربند تھا۔ وللہ الحمد۔

دیار مصریہ کے چیف جسٹس: تاج الدین بن عبدالوہاب بن خلف بن بندر بن بنت الاعز شافعی، وہ دیندار پاکدامن اور صاف ستھرے شخص تھے اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈرتے تھے اور نہ کسی کی سفارش قبول کرتے ان کے لئے تمام دیار مصریہ کی قضاء جمع ہوگئی اسی طرح خطابت، احتساب اور شیخ المشائخ کا عہدہ، لشکر کی دیکھ بھال، مدرسہ شافعی وصالحیہ کی تدریس، جامع کی امامت بھی حاصل تھی۔ ان کے ہاتھ میں ۱۵ عہدے تھے بعض اوقات وزیر بھی رہے سلطان ان کی عزت کرتا وزیر ابن حنا، ان سے بہت ڈرتا تھا اس کی خواہش تھی کہ

ان کی شان سلطان کے ہاں کم ہو لیکن وہ اس کی قدرت نہ رکھ سکا، وہ چاہتا تھا کہ آپ اس کے گھر آئیں چاہے عیادت کے لئے ہی کیوں نہ آئے ہوں، ایک دفعہ بیمار ہوا تو قاضی اس کی عیادت کے واسطے آئے وہ ان کے استقبال کے لئے گھر کے درمیان میں کھڑا ہو گیا تو قاضی صاحب نے اسے کہا ہم تو تمہاری عیادت کے لئے آئے تھے اگر تم ٹھیک ٹھاک ہو سلام علیکم، چنانچہ وہاں سے واپس آ گئے اور وہاں نہیں بیٹھے، ان کی پیدائش ۶۰۴ھ میں ہوئی، ان کے بعد تقی الدین ابن رزین قاضی بنے۔

واقف القیمیریہ امیر کبیر ناصر الدین ابوالمعالی حسین بن عزیز بن ابی الفوارس قیمیری کردی، بادشاہوں کے ہاں سب سے بلند مرتبہ کے گورنر تھے انہی نے شام ملک ناصر حاکم حلب کے حوالہ کر دیا، جب توران شاہ بن صالح ایوب مصر میں قتل ہوا، یہی مدرسہ قیمیریہ کو فیروزی اذان گاہ کے قریب وقف کرنے والے ہیں اس کے دروازے پر ایسی گھڑیاں لگائیں جس کی مثال سابقہ ادوار میں نہیں ملتی، اور ان کی شکل جیسی بنائی گئیں، کہا جاتا ہے کہ ان پر ۴۰ ہزار درہم تاوان مقرر کیا گیا تھا۔

شیخ شہاب الدین ابوشامہ عبدالرحمٰن بن اسماعیل بن ابراہیم بن عثمان بن ابی بکر بن عباس ابومحمد وابوقاسم مقدسی شیخ امام عالم حافظ محدث فقیہ مورخ جو ابوشامہ کے نام سے مشہور ہیں۔ دارالحدیث اشرفیہ کے شیخ الحدیث، رکنیہ کے مدرس، کئی مفید کتابوں کے مصنف تاریخ دمشق جو کئی جلدوں میں ہے ان کا اختصار ہے، ان کی شرح شاطبیہ اور الردالی الامر الاول، نیز مبعث اور اسراء و معراج پر بھی کتب ہیں، ایک کتاب الروضتین فی الدولتین النوریہ والصلاحیہ اور اس پر اضافہ بنام الذیل علی الروضتین ہے اس کے لئے ان کے اور بھی فوائد اور عجیب باتیں ہیں۔ ۲۳ ربیع الثانی ۵۹۹ھ جمعہ کی رات پیدا ہوئے، الذیل علی الروضتین میں اپنے حالات ذکر کئے ہیں اپنی تربیت گاہ اور جائے نشأۃ کا ذکر کیا، طلب علمی کا، حدیث کے سماع اور فخر بن عساکر اور ابن عبدالسلام، السیف آمدی اور شیخ موفق الدین بن قدامہ کے پاس اپنے فقہ پڑھنے کا حال، اور جو انہوں نے اچھے خواب دیکھے ان کا تذکرہ کیا ہے کئی فنون کے ماہر تھے، حافظ علم الدین البرازلی نے شیخ تاج الدین فزاری سے نقل کر کے مجھے بتایا کہ انہوں نے فرمایا کہ شیخ شہاب الدین ابوشامہ اجتہاد کے رتبہ پر فائز تھے مختلف اوقات میں اشعار سناتے ان میں سے بعض شیریں حلاوت رکھتے اور بعضے بے مزہ ہوتے، بس اللہ تعالیٰ ہماری اور ان کی مغفرت فرمائے۔

خلاصہ یہ کہ ان کے زمانے میں ان جیسا دیانتدار، پاکدامن، امانتدار شخص کوئی نہ تھا ان کی وفات کا سبب ایک جماعت کے کینہ میں ان کے پاس جمع ہونا بنا انہوں نے ان کے پاس ورغلانے کے لئے ایک شخص بھیجا اس وقت آپ اپنے گھر میں تھے جو طواحین الاشنان میں تھا ان پر ایک رائے کا اتہام تھا ظاہر بات یہی ہے کہ وہ اس سے بری ہیں، اہل حدیث وغیرہ علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ وہ مظلوم تھے وہ مسلسل تاریخ لکھتے رہے یہاں تک کہ اس سال رجب تک پہنچے پھر انہوں نے ذکر کیا کہ وہ اپنے طواحین الاشنان میں واقع گھر میں آزمائش میں مبتلا ہوئے اور جنہوں نے آپ کو قتل کیا وہ پہلے آ چکے تھے انہوں نے آپ کو مارا تاکہ آپ مر جائیں لیکن آپ فوت نہیں ہوئے ان سے کسی نے کہا کہ آپ ان کے خلاف حکومت کو شکایت کیوں نہیں کرتے، آپ نے ایسا نہیں کیا اور یہ شعر سنائے۔

جس شخص نے مجھے کہا کہ تم شکایت کیوں نہیں کر دیتے تو میں نے اسے کہا جو واقعہ پیش آیا وہ بہت بڑا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے لئے کوئی ایسا شخص مقرر کر دے گا جو حق لے گا اور بیان تمام کر دے گا، جب ہم اس پر بھروسہ کریں گے تو وہ کافی ہوگا اللہ تعالیٰ ہی بس ہے وہ بہترین کارساز ہے۔

گویا وہ دوبارہ ان کے پاس آئے اور وہ کسی مکان میں تھے تو انہوں نے ۲۹ رمضان پیر کی رات انہیں بالکلیہ قتل کر دیا، اور اسی دن دار الفرادیس کے قبرستان میں دفن ہوئے ان کے بعد شیخ محی الدین نووی نے دارالحدیث شرفیہ کی مشیخت سنبھالی۔ اس سال حافظ علم الدین قاسم بن محمد البرازلی کی پیدائش ہوئی انہوں نے شیخ ابوشامہ کی تاریخ پر اضافہ کیا ہے کیونکہ یہ ان کی وفات کے سال پیدا ہوئے ان کے نقش قدم پر ان کی طرف چلے ان کی ترتیب قائم رکھی، اور آپ کی تہذیب کی قطع برید کی، مندرجہ ذیل اشعار بھی ان کے حالات میں بیان کئے جاتے ہیں

تو مسلسل کوشش سے تاریخ لکھتا رہا یہاں تک کہ میں نے تجھے تاریخ لکھا پایا۔ یہاں یہ شعر سنانے مناسب ہیں۔

جب ہم میں سے ایک سردار چل بستا ہے تو اور سردار کھڑا ہو جاتا ہے وہ کام اور بات کرتا ہے جو معزز لوگ کہتے اور کرتے ہیں۔

آغاز ۶۶۶ھ

اس سال کے آغاز میں حاکم عباسی خلیفہ اور علاقوں کا بادشاہ ملک ظاہر تھا، جمادی الثانیہ کی ابتداء میں سلطان دیار مصریہ سے کامران فوجیں لے کر نکلا وہ اچانک یافا شہر میں اترا اور اسے زبردستی لے لیا وہاں کے باشندوں نے اس کا قلعہ بطور صلح حوالہ کر دیا تو اس نے انہیں وہاں سے عکا کی طرف جلاوطن کر دیا، شہر اور قلعہ کو خراب کر دیا اور رجب میں وہاں سے حصن شقیف کا رخ کیا راستے میں کسی ڈاکیے سے یہ خط لے لیا جو عکا والوں کی طرف سے شقیف والوں کو سلطان کے ان پر حملہ آوری کی خبر دینا چاہتے تھے اور انہیں قلعہ بند ہونے کا حکم دے رہے تھے اور شہر کی ان جگہوں کو جلد درست کرنے کا کہہ رہے تھے جہاں سے شہر پر حملے کا اندیشہ ہوتا ہے چنانچہ سلطان سمجھ گیا کہ شہر پر کیسے قبضہ کرے اور یہ پہچان گیا کہ کندھا کیسے کھایا جاتا ہے اس نے فوراً ایک فرنگی کو طلب کیا کہ وہ اس کے بدلہ ان کی زبان میں اہل شقیف کو خط کا جواب لکھے بادشاہ کو وزیر سے اور وزیر کو بادشاہ سے ڈرائے اور ان کے درمیان پھوٹ پیدا کرے، یہ خط ان کے پاس پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور قوت سے ان میں دشمنی ڈال دی، سلطان نے آکر ان کا محاصرہ کیا ان کی طرف منجنیق سے پتھر پھینکے، انہوں نے ۲۹ رجب قلعہ حوالہ کر دیا اس نے انہیں صور کی جانب نکال دیا، مال غنیمت دمشق روانہ کر دیا۔

پھر لشکر میں سے جو لوگ چست و چالاک تھے انہوں نے طرابلس اور اس کے صوبوں پر ہلہ بول دیا لوٹ مار، قتل و غارت ز ر و ادھم کا وا، کر کے موید منصور واپس ہوئے پھر وہ قلعہ اکراد پر اترا تو وہاں کے فرنگی اپنی نوکری کے مطابق اس کے پاس کچھ لائے اس نے لینے سے انکار کر دیا اس نے کہا تم نے میرے لشکر کا ایک سپاہی قتل کر دیا، میں اس کی دیت ایک لاکھ دینار چاہتا ہوں وہاں سے چل کر حمص اترا وہاں سے حماۃ پھر فامیہ پھر دوسری منزل روانہ ہوا حتی کہ رات کو چلا اور لشکر سے پہلے پہنچ گیا جنگی ہتھیار سے لیس ہو کر انطاکیہ کا محاصرہ کر لیا۔

سلطان ملک ظاہر کے ہاتھوں انطاکیہ کی فتح ..... یہ بہت بڑا اور کثیر الخیر شہر ہے، کہا جاتا ہے کہ اس کی فصیلوں کے ۱۲ میل تک دروازے ہیں، اور اس کے ۱۳۶ استون ہیں، اس کے ۱۰۲۴ کنگرے ہیں سلطان یہاں رمضان میں پہنچا تو وہاں کے لوگ اس کے پاس امان طلب کرنے کے لئے نکل آئے انہوں نے اس کے کچھ شرائط اپنے اوپر لازم کیں، تو سلطان نے جواب دینے سے انکار کر دیا اور انہیں رسوا و ناکام واپس کر دیا، اور اس کے محاصرے کا عزم مصمم کر لیا اللہ تعالیٰ کی طاقت اور قوت اور مدد و نصرت سے اس نے یہ شہر ۲۴ رمضان ہفتہ کے دن فتح کر لیا، وہاں سے بہت سامال غنیمت لیا امراء کو بہت سامال دیا وہاں بہت سے حلبی مسلمان قید پائے یہ سب کام چار دن میں ہوئے اس شہر کا اور طرابلس کا حاکم جب تاتار نے حلب پر قبضہ کیا اور لوگ بھاگ گئے یہ مسلمانوں کے لئے سخت اذیت کا باعث تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے ذریعہ بدلہ لیا جسے اسلام کی نصرت اور صلیب مٹانے اور توڑنے کے لئے کھڑا کیا، وللہ الحمد والمنہ، ڈاک کے ذریعہ یہ خبر پہنچ گئی جس کا جواب قلعہ منصورہ کے طبلوں نے دیا، جب بغراس والوں کو سلطان کے ارادے کا علم ہوا تو انہوں نے یہ پیغام بھیجا کہ وہ اس پر قبضہ کرنے کے لئے کسی کو بھیج دیں تو اس نے اپنے گھر کے استاذ امیر آقسنقر فارقانی کو ۱۳ رمضان کو بھیجا اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور انہوں نے بہت سے قلعوں پر دسترس حاصل کر لی، سلطان کامیاب و کامران واپس ہوا۔

وہ سال انتہائی کروفر سے ۲۷ رمضان دمشق میں داخل ہوا اس کی خاطر شہر سجایا گیا اور اسلام کی کفار سرکشوں کے مقابلہ میں مدد کی خوشی پر طبل بجائے گئے لیکن اس نے بہت سی اراضی جن میں بستیاں اور باغات شامل تھیں پر قبضہ کرنے کا پکا ارادہ کر لیا جو وہاں کے بادشاہوں کے پاس تھی اس کا گمان تھا کہ تاتاریوں نے ان پر قبضہ کر لیا تھا پھر ان سے یہ زمینیں چھڑائیں، بعض حنفی فقہاء نے اسے یہ فتویٰ بھی دیا تھا کہ جب کفار مسلمانوں کی کوئی چیز لے لیں تو وہ اس کے مالک ہو جاتے ہیں پھر جب دوبارہ وہ زمینیں واپس لی جائیں تو پہلے مالکوں کی طرف نہیں لوٹائی جائیں گی اور یہ مشہور مسئلہ ہے اس کے متعلق فقہاء کے دو قول ہیں جن میں اصح قول جمہور کا ہے کہ انہیں ان کے مالکوں کی طرف لوٹایا جائے گا حضور علیہ السلام کی حدیث عضباء جو آپ کی اونٹنی تھی کی وجہ سے، کیونکہ آپ نے عضباء واپس لے لی تھی جبکہ اسے مشرکین نے لے لیا تھا انہوں نے اس جیسی مثالوں کو امام ابو حنیفہ کے خلاف دلیل بنایا ہے۔

اور بعض علماء نے کہا ہے کہ مسلمانوں کا مال جب کفار کے قبضہ میں آجائے پھر وہ مسلمان ہو جائے تو وہ انہی کے ہاتھ میں برقرار رہے گا

انہوں نے حضور ﷺ کے اس ارشاد سے استدلال کیا ہے کہ ''کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی گھر چھوڑا ہے؟ انہوں نے اسلام سے پہلے ان مسلمانوں کی زمینوں پر قبضہ کرلیا تھا جو ہجرت کر گئے تھے حضرت عقیل مسلمان ہوئے تو وہ زمینیں انہی کے پاس رہیں ان سے نہیں لی گئی اور جب وہ ان کے ہاتھ سے لی جاتیں تو حدیث عضباء کی وجہ سے ان کے مالکان کی طرف لوٹائی جاتیں، مقصود یہ تھا کہ ظاہر نے ایک مجلس منعقد کی جس میں تمام مسالک کے قاضی مفتی اور فقہاء جمع تھے انہوں نے اس کے متعلق گفتگو کی، سلطان نے اس کا پختہ ارادہ کرلیا کیونکہ جو فتویٰ اس کے پاس تھا ان پر اسے اعتماد تھا لوگوں کو اس مصیبت کا اندیشہ ہوا تو فخر الدین بن الوزیر بہاء الدین بن احنا، درمیان میں آ کر ثالث بنے، انہوں نے مدرسہ الشافعی میں ابن بنت الاعز کے بعد درس دیا تھا، انہوں نے کہا بادشاہ سلامت! شہر والے آپ سے ایک کروڑ درہم پر صلح کرتے ہیں جس کی ہر سال آپ دولاکھ درہم قسط وصول کرتے رہیں، تو اس نے انکار کردیا کہ نہیں چند ایام تک ہوجائے تو ٹھیک ورنہ نہیں، اور وہ دیار مصریہ کی طرف نکل گیا اور قسط وار ادائیگی قبول کرلی، اس کی بھی خوشخبری آ گئی اس نے حکم دیا کہ اس میں سے چار لاکھ درہم جدا از جدا ادا کردیں اور وہ غلے بھی اس کی طرف پہنچائے جائیں جن کی تقسیم اور پھل کے زمانہ میں انہوں نے نگرانی کی تھی اس فعل سے لوگوں کے دل بادشاہ کے بارے میں پراگندہ ہوگئے تھے۔

اور جب ابغا کو تاتار پر حکومت حاصل ہوگئی تو اس نے طوسی کو اپنا وزیر رہنے کا حکم دیا اور روم پر برواناہ کو نائب مقرر کیا جس سے اس کی قدر ومنزلت بڑھ گئی اور ان شہروں کے نسق ونظام میں مستقل ہوگیا اس کی شان بڑھ گئی۔

اس سال حاکم یمن نے ظاہر کو عاجزی اور اس کی طرف نسبت کا خط لکھا اور یہ کہ بلاد یمن میں اس کا خطبہ ہوگیا اور اس کی طرف بہت سے تحفے اور ہدیے بھیجے تو سلطان نے بھی اس کی طرف ہدیے، خلعتیں، جھنڈے اور حکم نامے روانہ کئے، اس سال ضیاء الدین بن فقاعی نے الصاحب بہاء الدین بن حنا کو شکایت کے ذریعہ ظاہر کے پاس حاضر کرایا تو اسے مسلسل درے مارتا رہا اور اموال چھڑاتا رہا یہاں تک کہ اسی حالت میں مرگیا، کہا جاتا ہے کہ اس نے مرنے سے پہلے اسے ۱۷ہزار سات سو کوڑے مارے۔ (۱) واللہ اعلم۔

اس سال برواناہ نے ملک علاء الدین حاکم قونیہ کے قتل کی تجویز بنائی اور اس کے بیٹے غیاث الدین کو اس کا قائم مقام بنایا اس کی عمر ۱۰سال تھی، اور برواناہ شہروں اور لوگوں پر دسترس حاصل کرلی، رومی لشکر نے اس کی اطاعت کی اس سال الصاحب علاء الدین کے صاحب دیوان نے بغداد میں ابن الخشکری النعمانی الشاعر کو قتل کردیا کیونکہ اس کی نسبت سے بہت بڑی بڑی چیزیں پھیل رہی تھیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے اشعار کو قرآن مجید سے افضل خیال کرتا ہے اتفاقاً صاحب واسط گیا جب وہ نعمانیہ پہنچا تو ابن خشکری اس کے پاس آیا اس نے ایک قصیدہ پڑھا جس میں اس نے یہ بات کہی تھی، اسی دوران اذان ہوئی تو الصاحب نے اسے خاموش رہنے کو کہا۔

تو ابن الخشکری نے کہا کہ آقا کوئی نئی بات سنو! اور جس کو عرصہ ہوگیا اسے چھوڑ دو، اس سے الصاحب کو اس کے متعلق ہونے والی باتوں کا یقین ہوگیا پھر اس نے اس کے ساتھ الفت وموانست کا اظہار کیا کہ وہ اس کی کسی چیز کا انکار نہیں کررہا جب تک کہ اس سے معلوم نہ کرے، یوں ظاہر کیا جیسے وہ زندیق ہے، سوار ہوتے وقت اس نے کسی آدمی سے کہا کہ راستے میں اسے تنہا لے جا کر قتل کردو، تو وہ اس کے ساتھ چلا پھر جب وہ لوگوں سے جدا ہو اتو ایک جماعت سے ہنسی مذاق کے طور پر کہا کہ اسے گھوڑے سے اتارو۔

انہوں نے اسے اتارا تو وہ انہیں گالیاں اور لعن طعن کرنے لگا پھر اس نے کہا اس کے کپڑے اتارو! جب انہوں نے ننگا کیا تو وہ ان سے لڑ رہا تھا وہ کہہ رہا تھا تم بڑے اناڑی ہو اور یہ ایک ٹھنڈا کھیل ہے پھر اس نے کہا اس کی گردن اڑا دو، تو ایک شخص نے آگے بڑھ کر اس کا سرتن سے جدا کردیا۔

شیخ عفیف الدین یوسف بن البقال... مرزبانیہ خانقاہ کے شیخ، نیک پرہیزگار اور زاہد شخص تھے اپنے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب میں مصر میں تھا تو مجھے فتنہ تاتار کے زمانے میں سخت قتل کی خبر پہنچی، میں نے اس بات کو اپنے دل میں بڑا انوکھا سمجھا اور میں نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے جب کہ ان میں سے ایسے کمسن بچے بھی ہیں جن کا کوئی جرم نہیں، تو میں نے خواب میں ایک شخص کو ہاتھ میں کتاب لئے دیکھا وہ کتاب لے

(۱) حتمہ یہ محض مبالغہ ہے اتنی معمولی بات پر اتنی سنگین سزا پھر وہ بھی علماء وفقہاء کی مرتبی پر چلنے والے بادشاہ کی طرف سے ناممکن سی ہے۔ علوی دیکھیں'' فسوسناک تاریخ کی شخصیتیں'' مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی۔

کہ میں نے پڑھی اس میں یہ اشعار تھے جن میں مجھے ملامت کی گئی تھی۔

نہ تمہیں اختیار ہے اور نہ آسمان تمہارے حکم سے حرکت کرتا ہے لہذا اعتراض کرنا چھوڑ دو، اللہ تعالیٰ سے اس کے کام کے متعلق سوال نہ کرو، جو سمندر کی گہرائی میں گھسے گا ہلاک ہوگا، تمام کاموں کا انجام اسی کی طرف ہے، اعتراض کرنا چھوڑ دے، تو کتنا جاہل ہے۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

حافظ ابوابراہیم اسحاق بن عبداللہ......ابن عمر جو ابن قاضی الیمن، کے نام سے مشہور ہیں، ۶۸ سال کی عمر میں فوت ہوئے، شرف اعلیٰ میں دفن ہوئے وہ چند عمدہ روایات میں منفرد تھے لوگوں نے ان سے استفادہ کیا، اور اسی سال شیخ شرف الدین عبداللہ بن تیمیہ، شیخ الدین ابن تیمیہ کے بھائی اور حسیب فزوینی پیدا ہوئے۔

آغاز ۶۶۷ھ

اس سال صفر میں سلطان ظاہر نے اپنے بعد اپنے بیٹے ملک سعید محمد برکہ خان کے لئے بیعت کی تجدید کی، تمام امراء، قضاۃ اور اہل حکومت کو حاضر کیا اسے سوار کر کے خود اس کے آگے پیدل چلا، ابن لقمان نے اس کے لئے اس کے باپ کے بعد شاندار حکم نامہ لکھا نیز وہ اس کی حیات میں حاکم تھا پھر سلطان اپنے لشکروں کو لے کر جمادی الثانیہ میں شام کی طرف گیا جب وہ دمشق میں داخل ہوا تو اس کے پاس شاہ تا تار ابغا کے ایلچی دستی خط اور زبانی پیام لائے ان میں سے ایک پیام یہ تھا کہ تو ایک غلام ہے جو سیواس میں خرید وفروخت کرتا تھا تو تم زمین کے بادشاہوں کی مخالفت کیسے کرتے ہو؟ یاد رکھو! تم آسمان پر چڑھ جاؤ، یا زمین کی طرف اتر جاؤ تو پھر بھی مجھ سے نہیں بچ سکو گے، لہذا اپنے آپ کو سلطان ابغا کے ساتھ صلح کرنے کا پابند بناؤ، تو سلطان نے اس کی پروا نہیں کی اور نہ اسے خاطر میں لایا بلکہ اسے پورا جواب دیا، اور اس کے ایلچیوں سے کہا اسے بتادو! میں اس کے پیچھے، مطالبے کے لئے کھڑا ہوں اور مسلسل کوشش سے وہ تمام علاقے جو خلیفہ کے شہروں میں سے اور زمین کے وہ تمام حصے جن پر اس نے قبضہ کر رکھا ہے، اس سے چھین لوں گا۔

جمادی الثانیہ میں سلطان نے تمام شہروں سے شراب بہانے مفسدات اور غلط کار عورتوں کے دھندوں کو ختم کرنے کا حکم دیا۔ حتیٰ کہ انہوں نے نکاح کر کے پاکیزگی سے رہنے کا عہد کر لیا اور جو ٹیکس اس پر مرتب تھا وہ بھی ہٹا دیا، اور جو کام اس کے بغیر مشکل میں تھا اس کا عوض دے دیا۔ وللہ الحمد والمنہ

پھر سلطان اپنا لشکر لے کر مصر واپس آیا جب وہ راستے میں خربۃ اللصوص کے مقام پر پہنچا تو ایک عورت اس کے پیچھے پڑ گئی اس نے ذکر کیا کہ اس کا بیٹا شہر صور میں داخل ہوا، وہاں کے فرنگی حاکم نے اس سے غداری کر کے اس کا مال لے لیا اور اسے قتل کر دیا، تو سلطان نے ''صور'' کا رخ کیا اور حملہ کر کے بہت سا مال لے لیا اور کئی افراد کو قتل کر دیا، تو اس کے بادشاہ نے اسے پیام بھیجا کہ اس کا سبب کیا ہے تو اس نے تاجروں کے ساتھ دھوکہ دہی کا ذکر کیا پھر سلطان نے لشکر کے اگلے حصے سے کہا کہ میں لوگوں کو اس وہم میں ڈالتا ہوں کہ میں بیمار ہوں اور پالکی میں ہوں، اطباء کو بلاؤ، ان سے میری حالت کا پوچھو، جو دوائیں فلاں فلاں بیماری کے لئے درست ہوں، جب وہ میرے لئے دوا تجویز کر دیں تو تم لوگ چلتے ہوئے میرے پاس شربت لانا، پھر سلطان ڈاک کی سواری پر بیٹھ کر جلدی اپنے بیٹے کے حالات معلوم کرنے لگا، اور یہ کہ اس کے بعد دیار مصریہ میں حکومت کیسی رہی؟ پھر وہ جلدی سے لشکر میں واپس آ گیا، پالکی میں بیٹھا لوگوں نے اس کی عافیت کا اظہار کیا اور ایک دوسرے کو خوشخبری دی یہ بڑی جرأت اور شاندار اقدام تھا۔

اس سال سلطان ظاہر نے امیر بدرالدین خزندار، چیف جسٹس صدرالدین سلیمان حنفی، فخرالدین بن لقمان اور تاج الدین بن الاثر کے ساتھ تقریباً تین سو بادشاہوں کے ہمراہ حج کیا جس میں کامیاب لشکر بھی تھے کرک کے راستے سے اس کے حالات معلوم کرتے ہوئے گزرا، پھر وہاں سے مدینہ منورہ پہنچا وہاں کے لوگوں سے اچھا برتاؤ کیا اور ان کے حالات دریافت کئے پھر وہاں سے مکہ گیا مجاورین پر صدقہ کیا عرفہ ٹھہرا اور طواف افاضہ کیا کعبہ اس کے

لئے کھولا گیا تو اس نے عرق گلاب سے غسل دیا اور اپنے ہاتھ سے خوشبو لگائی پھر وہ باب کعبہ پر کھڑا ہوا اور لوگوں کے ہاتھوں کو پکڑ تا کہ وہ کعبہ میں داخل ہو جائیں وہ ان کے درمیان تھا پھر وہ واپس آیا اور رمی جمرات کی پھر چلنے میں جلدی کی اور مدینہ منورہ واپس آ کر قبر شریف کی دوبارہ زیارت کی۔

علی ساکنها افضل الصلوة واتم التسليم وعلى آله واهل بيته الطيبين والطاهرين وصحابته الكرام اجمعين الى يوم الدين.

اس کے بعد وہ کرک گیا اور اس میں ذی الحجہ ۲۹ تاریخ کو داخل ہوا اور دمشق اس کی سلامتی سے واپسی کی خوشخبری بھیجی گئی، تو امیر جمال الدین آقوش نجیبی نائب دمشق ۲ محرم کو خوشخبری دینے والے کے استقبال کے لئے نکلا، اچانک وہ سلطان خود ہی میدان اخضر میں چل رہا تھا وہ سب سے آگے تھا لوگوں کو اس کی تیز رفتاری، صبر اور بہادری پر تعجب ہوا پھر جلد ہی روانہ ہوا، حتیٰ کہ ۶ محرم حلب میں اس کے حالات دریافت کرنے کے لئے داخل ہوا پھر حماہ واپس آیا وہاں سے دمشق پھر مصر کا رخ کیا چنانچہ آئندہ سال ۳ صفر بروز منگل اس میں داخل ہوا۔

اواخر ذی الحجہ میں شدید آندھی آئی جس سے دوسو کشتیاں دریائے نیل میں غرق ہوگئیں، جن میں بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے وہاں بڑی تیز بارش بھی ہوئی، اس بارش سے شام میں بجلی گری جس سے فصلیں ضائع ہوگئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسی برس تاتاریوں میں سے ابغ اور اس کے چچا زاد ابن منکوتمر کے ساتھیوں کے درمیان اختلاف پیدا ہوا تو وہ متفرق ہو کر ایک دوسرے سے الجھ گئے اسی سال اہل حران دمشق آئے ان میں ہمارے شیخ علامہ ابوالعباس احمد تیمیہ اپنے والد کے ساتھ تھے اس وقت ان کی عمر چھ برس تھی ان کے ہمراہ شیخ کے دونوں بھائی زین الدین عبدالرحمٰن اور شرف الدین عبداللہ بھی تھے جو شیخ سے چھوٹے تھے۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

امیر عزالدین ایدمر بن عبداللہ الحلبی الصالحی، اکابر امراء اور بادشاہوں کے نزدیک صاحب حیثیت امراء میں سے تھے اور الملک الظاہر کے خواص میں سے تھے اپنی عدم موجودگی میں ان کو اپنا نائب بنا دیتے تھے اس سال انہیں اپنے ساتھ لے گیا تو قلعہ دمشق میں وفات پائی اور الیغموریہ کے قریب اپنی قبر میں دفن کئے گئے، بہت سارا مال و دولت پیچھے چھوڑا، اپنی اولاد کے متعلق سلطان کو وصیت کی، سلطان جامع دمشق میں اس کی تعزیت میں شریک ہوا۔

شرف الدین ابوالطاہر محمد بن حافظ ابوالخطاب عمر بن دحیہ مصری، ۶۱۰ ھ میں پیدا ہوئے اپنے والد اور دیگر کئی حضرات سے حدیث سنی ایک مدت تک دارالحدیث الکاملیہ کے شیخ کی حیثیت سے حدیث بیان کی، بڑے فاضل انسان تھے۔

قاضی تاج الدین ابوعبداللہ.. محمد بن وثاب بن رافع البجیلی الحنفی، درس دیا، دمشق میں ابن عطاء کی جگہ مفتی رہے، حمام سے نکلتے وقت حمام کے چبوترے پر اچانک ان کی موت واقع ہوئی قاسیون میں مدفون ہوئے۔

طبیب ماہر شرف الدین ابوالحسن علی بن یوسف بن حیدرہ الرجبی، دمشق میں اطباء کے شیخ تھے، بدرسہ دخواریہ کے وقف کرنے والے کی فرمائش کے مطابق اس کے مدرس تھے، اس فن میں اہل زمانہ پر سبقت رکھتے تھے، ان کے اشعار میں سے یہ شعر ہیں۔

دنیا والے زبردستی موت کی جانب گھسیٹے جا رہے ہیں لیکن پیچھے رہ جانے والوں کو گزر جانے والوں کے حال کا کچھ پتہ نہیں،

ایک دوسرے کے بارے میں لاعلمی میں گویا وہ جانور ہیں جیسا کہ وہ ایک دوسرے کی خونریزی کیا کرتے ہیں۔

شیخ نصیر الدین المبارک. بن یحییٰ بن ابوالحسن ابوالبرکات بن صباغ الشافعی، فقہ اور حدیث میں علامہ تھے درس دیا، مفتی بنے، کتابیں تصنیف کیں، لوگوں نے ان سے بہت نفع اٹھایا، ۸۰ برس عمر پائی، ۱۱ ر جمادی الاولیٰ کو فوت ہوئے، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

شیخ ابوالحسن علی بن عبداللہ بن ابراہیم الکوفی المقری النحوی، سیبویہ ان کا لقب تھا، فن نحو میں فاضل و کامل تھے، ۶۷ برس کی عمر میں قاہرہ

کے شفاخانے میں فوت ہوئے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یہ ان کے اشعار ہیں:

''تو نے متصل فراق سے میرے دل کو عذاب دیا، اے وہ شخص! جس کی محبت ضمیر غیر منفصل ہے مجھے تیرے روکنے کی تاکید کے علاوہ نے کچھ زیادہ نہیں دیا، عطف سے بدل کی طرف تیرا انحراف کیوں ہوا؟''

اسی سال میرے استاذ اور شافعیہ کے شیخ علامہ کمال الدین محمد بن علی الانصاری بن الزملکانی کی ولادت ہوئی۔

آغاز ۶۶۸ھ

۲ محرم کو سلطان حجاز سے تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر روانہ ہوا لوگوں نے اسے اس وقت دیکھا جب وہ میدان اخضر میں گھوم رہا تھا لوگ بہت شاداں وفرحان ہوئے، اس نے لوگوں کو تحفوں اور ہدایہ کے ساتھ استقبال کرنے سے بچایا، یہ اس کی عادت تھی لوگ اس کی تیز رفتاری اور علو ہمت سے تعجب کرنے لگے پھر وہ حلب سے ہو کر مصر روانہ ہوا اور مصری قافلے کے ساتھ ۶ تاریخ کو وہاں پہنچی،

اس سال ... بیوی ام الملک السعید حجاز میں تھی ۱۳ صفر کو وہ اپنے بیٹے اور دیگر امراء کے ساتھ اسکندریہ کی طرف نکلا وہاں جا کر اس نے شکار کھیلا اور امراء پر اموال کثیرہ اور خلعتیں لٹا کر موید ومنصور واپس لوٹا۔

اسی برس ... میں حاکم مراکش ابو العلاء ادریس بن عبداللہ بن محمد بن یوسف جن کا لقب واثق تھا قتل ہوئے، مراکش کے قریب بنومزین کے ساتھ ایک لڑائی مین قتل کیے گئے، ۱۳ ربیع الثانی کو سلطان فوج کے ایک دستے کے ہمراہ دمشق پہنچا راستے میں ٹھنڈک اور کیچڑ کی وجہ سے انہیں سخت تکلیف اٹھانی پڑی تھی الزبقیہ میں وہ خیمہ زن ہوا اسے اطلاع ملی کہ وہ زیتون کا بھانجا عکا سے مسلمانوں کی فوج سے لڑنے کا قصد لے کر نکل چکا ہے چنانچہ سلطان فوراً اس کی طرف روانہ ہوا اور عکا کے قریب ہی اسے جالیا لیکن وہ سلطان کے خوف سے بھاگ کر شہر میں داخل ہو گیا جب میں سلطان کے نائبوں نے اسماعیلیہ سے مقام مصیاف لے لیا تو ان کا امیر الصارم بن مبارک الرضی، وہاں سے فرار ہو گیا حماہ کے حاکم نے چالبازی کر کے اسے گرفتار کر کے سلطان کے پاس بھیج دیا سلطان نے اسے قاہرہ کے ایک برج میں قید کر دیا۔

اسی سال سلطان نے نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کی حفاظت کے لئے لکڑی کے ستون بنوا کر روانہ کر دیئے اس کے گرد کے نصب کیے جائیں اور مصر ہی میں اس کے کھولنے بند کرنے کے لئے دروازے بنا کر روانہ کر دیئے جو وہاں جوڑ دیئے گئے۔

اسی سال خبریں گردش کرنے لگیں کہ فرنگی شام پر حملے کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں یہ سن کر سلطان نے ان سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے فوجیں تیار کیں، اس کے باوجود وہ اسکندریہ کے خوف سے وہاں بہت اہتمام سے لگا ہوا تھا اسے مضبوط بنا کر وہاں پل تعمیر کروایا، کہ اگر دشمن حملہ کرے تو اسکا مقابلہ کیا جاسکے، اور شہر کے کتوں کے مارنے کا حکم دیا، اسی سال بلاد مغرب میں بنی عبدالمومن کی حکومت کا خاتمہ ہوا ان کا آخری بادشاہ حاکم مراکش ادریس بن عبداللہ بن یوسف تھا جسے اسی سال بنومیرین نے قتل کر دیا تھا۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

صاحب زین الدین یعقوب۔ بن عبداللہ الرفیع بن زید بن مالک مصری، اور ابن الزبیری کے نام سے معروف تھے فاضل اور رئیس تھے اور الملک المظفر قطز کے وزیر بنے پھر الملک الظاہر بیبرس کی شروع حکومت میں اس کے وزیر رہے پھر اس کو معزول کر کے بہاء الدین علی الحنا کو وزیر بنایا، چنانچہ انہوں نے اپنے گھر کو لازم پکڑا حتیٰ کہ اس سال ۲۴ ربیع الآخر کو موت نے انہیں آلیا، ان کی اچھی نظمیں بھی ہیں۔

شیخ موفق الدین۔.... احمد بن قاسم بن خلیفہ خزرجی الطبیب، ابن اصیبعہ کے نام سے معروف تھے انہوں نے دس لطیف جلدوں میں تاریخ الاطباء لکھی وہ کتاب جامع اموی میں ابن عروہ کے مزار کے لئے وقف کی گئی تھی شیخ موفق الدین صرخد میں فوت ہوئے، ۹۰ برس سے متجاوز عمر پائی۔

شیخ زین الدین احمد بن عبدالدائم بن نعمہ بن احمد بن محمد بن ابراہیم بن احمد بن بکیر مقدسی نابلسی ابوالعباس کنیت تھی، شیوخ کی ایک جماعت سے روایت میں تفرد اختیار کیا۔ ۵۷۵ھ میں پیدا ہوئے، حدیث سنی اور مختلف شہروں کا سفر کیا، فاضل تھے نہایت سرعت کے ساتھ لکھتے تھے شیخ علم الدین نے بیان کیا کہ انہوں نے مختصر خرقی کو ایک رات میں لکھا خط بھی کافی خوبصورت تھا تاریخ ابن عساکر کو دو مرتبہ لکھا تھا اور اپنے لئے اسے مختصر کر کے لکھا، آخیر عمر میں ۴ سال نابینا رہے ان کے اشعار قطب الدین نے تذییل میں ذکر کئے ہیں، قاسیون کے دامن میں فوت ہوئے وہیں ان کی تدفین بھی عمل میں آئی، ۱۰ رجب سہ شنبہ کی صبح دفن ہوئے، ۹۰ برس سے متجاوز عمر تھی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

قاضی محی الدین ابن زکی ابوالفضل یحییٰ بن قاضی القضاۃ بہاء الدین ابی المعالی محمد بن علی بن محمد بن یحییٰ بن علی بن عبدالعزیز بن علی بن عبدالعزیز بن علی بن الحسین بن محمد بن عبدالرحمٰن بن القاسم بن الولید بن عبدالرحمٰن بن ابان بن عثمان بن عفان القرشی اموی بن زکی۔ کئی بار دمشق کے قاضی بنے اسی طرح ان کے آباء اس سے پہلے سب دمشق کے والی رہے، ابن حنبل، ابن طبرزد، کندی ابن الحرستانی اور ایک جماعت سے حدیث کا سماع کیا، حدیث بیان کی، کئی مدارس میں درس حدیث دیا۔

ہلاوونیہ میں شام کے قاضی بنے لیکن شیخ ابوشامہ کے قول کے مطابق آپ کی تعریف نہیں کی گئی، ۱۴ رجب کو مصر میں وفات پائی، عمر ستر سال سے متجاوز تھی مقطم میں دفن ہوئے ان کے عمدہ اور مضبوط اشعار ہیں، شیخ قطب الدین نے ان کا نسب ذکر کرنے کے بعد اس کا ذکر کیا ہے جیسا کہ ہم نے ان کے والد قاضی بہاء الدین کے متعلق ذکر کیا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے تھے یہ ان کی اپنے شیخ محی الدین ابن عربی کی موافقت تھی انہوں نے آپ کو جامع دمشق میں خواب میں دیکھا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے اعراض کئے ہوئے ہیں؟ کہ انہیں بنی امیہ سے ایام صفین میں تکلیف پہنچی تھی، صبح اٹھ کر یہ قصیدہ کہا اور اس میں حضرت علی کی طرف اپنا میلان ظاہر کیا اگرچہ وہ خود اموی تھے۔

میرا دین وہی ہے جو وصی کا دین ہے اس کے سوا میری کوئی رائے نہیں اگرچہ بنوامیہ بھی اصل رکھتے ہیں اگر میرے سوا صفین میں آتے تو میری موجودگی بنی حرب کے گھوڑوں کو مشکل میں ڈال دیتی، میں ان کی خوشی سے تلواریں تیز کرتا، اور ہاتھ کے ذریعہ خلافت لینے سے منع کرتا۔

ان کا شعر ہے: انہوں نے کہا کہ وہ دمشق کے مرغزاروں میں کوئی تفریح کی چیز نہیں اور نہ وہ چیز ہے جسے تو پسند کرتا ہے اے مجھے ملامت کرنے والے! اس کی تیز نظر سے بچ اس سے ایک قطار نے جنگ کی ہے۔

الصاحب فخر الدین محمد بن الصاحب بہاء الدین علی بن محمد بن سلیم بن الحنا المصری وہ وزیر صحت تھے فاضل تھے قرافہ کبری ایک خانقاہ بنوائی، مصر میں اپنے والد کے مدرسہ میں پڑھا اور مدرسہ الشافعی میں ابن بنت الاعز کے بعد درس دیا، شعبان میں وفات ہوئی، مقطم کے دامن کوہ میں دفن ہوئے تو سلطان نے وزارت صحت ان کے بیٹے تاج الدین کو سونپ دی۔

شیخ ابونصر بن ابی الحسین ابن الخزاز صوفی بغدادی شاعر، ان کا اچھا دیوان ہے، اچھی طرز معاشرت اور گفتگو کرنے والے تھے آپ کے پاس آپ کا ایک دوست آیا جس کے لئے آپ کھڑے نہ ہوئے پھر اسے اپنا یہ شعر سنایا:

جب تم آئے تو میرا دل کھڑا ہو گیا تھا کیونکہ اس میں صحیح محبت کی قدر ہے، دل کا محبت کی وجہ سے کھڑے ہونا اجسام کا اجسام کے لئے کھڑے ہونے سے بہتر ہے۔

آغاز ۶۶۹ھ

اس سال ماہ صفر میں سلطان دیار مصریہ سے فوج کا ایک دستہ لے کر ''عسقلان'' کی طرف گیا، اور دولت ایوبیہ کے زمانے میں اس کی دیوار کا جو حصہ باقی بچا تھا اسے گرایا اور اس منہدم دیوار سے دو پیالے ملے، جن میں دو ہزار دینار تھے جو سب امراء پر تقسیم کئے گئے، سلطان وہیں تھے کہ انھیں خوشخبری سنائی گئی کہ ''منکوتمر'' نے ''ابغا'' کی فوج کو شکست دی ہے، اس خبر سے بہت خوش ہو کر وہ قاہرہ واپس لوٹے ربیع الاول میں سلطان کو خبر ملی کہ

... مسلمان قیدیوں کو قتل کر دیا ہے جو ان کے پاس قید تھے، چنانچہ اس نے اہل عکا کے قیدیوں کی گردنیں مارنے کا حکم دیا وہ کل دوسو کے قریب قیدی تھے اور ایک صبح میں ہی ان سب کی گردنیں اڑادی گئیں، اسی سال ''المنشیۃ'' کی جامع مسجد مکمل ہوئی اور ۲۲ رربیع الآخر کو نماز جمعہ اسی میں پڑھی گئی، اور اسی برس فرنگیوں اور اہل تونس کے درمیان کئی جنگیں ہوئیں جن کا ذکر طوالت کا سبب ہوگا، فریقین کے لاتعداد افراد کے قتل کے بعد جنگ بندی پر صلح کر لی گئی۔

بروز خمیس ۸ رر جب کو سلطان ''الظاہر'' دمشق میں داخل ہوا، اس کا بیٹا ''الملک السعید'' بھی ساتھ تھا، وزیر ''ابن الحنا'' اور فوج کی بھی بھاری اکثریت ہمرکاب تھی، وہاں سے متفرق طور پر نکلے اور ساحل پر یکجا ہونے کا وعدہ کیا، تا کہ ''جبلہ''، ''لاذقیہ''، ''عرقا''، ''مرقب'' اور وہاں کے دوسرے علاقوں پر حملہ کیا جائے، چنانچہ اکٹھے ہو کر انھوں نے ''صافیتا'' اور ''المجدل'' کو فتح کیا پھر چلے اور جا کر کردوں کے قلعہ کے قریب بروز سہ شنبہ ۱۹ رر جب کو پڑاؤ ڈالا اس کی تین فصیلیں تھیں، منجنیقیں نصب کر کے ۱۵ رشعبان کے روز اسے زبردستی فتح کر لیا، شہر میں فوجیں داخل ہوگئیں اس کا محاصرہ کرنے والا سلطان کا بیٹا ''الملک السعید'' تھا، سلطان نے اہل شہر پر احسان کر کے انھیں چھوڑ دیا اور ''طرابلس'' کی طرف انھیں جلاوطن کر دیا، فتح کے دس روز بعد قلعہ بھی سلطان کے حوالے کیا گیا، اہل قلعہ کو بھی جلاوطن کر دیا، شہر کے کنیسہ کو جامع مسجد میں بدل دیا اور جمعہ اسی میں پڑھا یا اور شہر میں اپنا ایک نائب اور قاضی مقرر کر کے شہر کی تعمیر نو کا حکم دیا، ''طرسوس'' کے حاکم نے اپنے شہر کی چابیاں بھیج کر درخواست کی کہ سالانہ پیداوار کے نصف کی ادائیگی اور سلطان کے ایک نائب کی وہاں موجودگی کی شرائط پر اس سے صلح کی جائے

چنانچہ سلطان نے اس کی شرطیں مان کر اس سے صلح کر لی، حاکم ''مرقب'' نے ایسا ہی کر کے نصف پیداوار پر صلح کر لی اور دس سال کی جنگ بندی کا معاہدہ ہوا، سلطان ''حصن الاکراد'' کے پاس خیمہ زن تھا کہ اسے اطلاع ملی کہ ''جزیرہ قبرص'' کا حاکم سلطان کے خوف سے اہل عکا کی نصرت کی غرض سے ''عکا'' کی طرف روانہ ہو چکا ہے، سلطان نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور فوج کی بھاری نفری کو ۱۲ کشتیوں میں سوار کر کے بھیجا تا کہ وہ جزیرہ کے حاکم کی عدم موجودگی میں اس پر قبضہ کر لیں، چنانچہ کشتیاں بڑی تیزی سے چلیں جب شہر کے قریب پہنچ گئیں تو ایسی شدید ہوا چلی کہ بعض کشتیاں آپس میں ٹکرا گئی ان میں چار اللہ تعالیٰ کے حکم سے ٹوٹ گئیں، بہت سے لوگ غرق ہو گئے اور فرنگیوں نے کاریگروں اور مردوں میں سے اٹھارہ سو کو اسیر بنایا، انا للہ وانا الیہ راجعون، پھر سلطان چلا اور ''عکا'' کے شہر پناہ پر آ کر منجنیق نصب کئے، تو اہل شہر نے اپنی آزادی کا امان طلب کیا تو سلطان نے انھیں امان دے دیا اور عید الفطر کے روز شہر میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا، یہ قلعہ مسلمانوں کے لئے بہت ضرررساں تھا حالانکہ دو پہاڑوں کے درمیان ایک وادی تھی، پھر سلطان ''طرابلس'' کی طرف گئے، حاکم شہر نے پیغام بھیجا کہ اس زمین میں سلطان کی کیا غرض ہے؟ سلطان نے کہا کہ میں تمہارے کھیتوں کو چرانے اور تمہارے شہروں کو برباد کرنے کے لئے آیا ہوں پھر آئندہ سال تمہارے حصار کی طرف واپس آؤں گا تو اس نے مصالحت اور دس سال تک جنگ بندی کی درخواست کی اور سلطان نے اس کی بات مان لی۔

''اسماعیلیہ'' نے سلطان کے پاس اپنے والد کی رہائی کی درخواست بھیجی جو ''قاہرہ'' میں قید تھا، سلطان نے کہا ''العلیقہ'' میرے سپرد کر کے اترو اور اس کے بدلے ''قاہرہ'' میں جاگیریں لے لو اور اپنے والد کو بھی لے جاؤ، پھر جب وہ اترے تو انھیں ''قاہرہ'' لے جا کر قید کرنے کا حکم دیا اور ''العلیقہ'' کے قلعہ پر اپنا نائب مقرر کر دیا۔ بروز یک شنبہ ۱۲ رشوال کو دمشق میں عظیم سیلاب آیا، بہت سی چیزیں تلف ہو گئیں، لوگوں کی کثیر تعداد غرق ہوگئی، خصوصاً ''روم'' کے حجاج جو کہ دونوں دریاؤں کے درمیان اترے ہوئے تھے، سیلاب انھیں، ان کے اونٹوں اور سامان کو بہالے گیا، اور سب ہلاک ہو گئے، شہر کے دروازے بند کر دیئے گئے لیکن پانی شہر پناہ کی سیڑھیوں اور ''باب الفرادیس'' سے داخل ہو گیا، ''خان ابن المقدم'' غرق ہو گیا، اشیاء کثیرہ ضائع ہو گئیں، گرمیوں کا موسم اور زرد آلو کے دن تھے، ۱۵ رشوال بروز چہار شنبہ سلطان ''دمشق'' میں داخل ہوا، اور قاضی ''ابن خلکان'' کو معزول کر دیا، اس کو قضا میں دس برس ہو چکے تھے، اور ''قاضی عز الدین بن الصائغ'' کو قاضی بنا کر خلعت دی گئی، وزیر ''ابن الحنا'' کی سفارت میں ''طرابلس'' کے باہر ان کی حوالگی کا نامہ رکھا جا چکا تھا، اور ''ابن خلکان'' ذی القعدہ میں مصر کی طرف چلے گئے، ۱۲ رشوال کو سلطان ''الملک الظاہر'' کے شیخ ''حصن الکردی'' اپنے اصحاب کے ہمراہ یہود کے کنیسہ میں گئے وہاں نماز پڑھی اور اس میں موجود یہود کے شعائر مٹا دیئے، اس میں دسترخوان بچھایا گیا اور سماع حدیث کیا گیا چند روز یونہی کرتے رہے پھر کنیسہ یہود کو واپس کر دیا گیا، پھر سلطان ساحلی علاقوں کی طرف نکل گیا، وہاں کے بعض علاقوں کو فتح

ؔیا اور عکا کی تعمیر پر توجہ دی، پھر دیار مصریہ کی طرف روانہ ہوئے، اس مدت اور ان جنگوں کے خرچ کی مقدار آٹھ لاکھ دینار کے لگ بھگ تھی، لیکن اس کا عوض اللہ تعالیٰ نے اسے دے دیا تھا، بروز جمعرات ۱۳ر ذی الحجہ کو وہ قاہرہ پہنچا تھا، اپنے پہنچنے کے سترہویں دن اس نے امراء کی ایک جماعت کو جس میں ''الحلبی'' وغیرہ تھے گرفتار کرلیا کیونکہ اسے اطلاع ملی تھی کہ انھوں نے سلطان کو ''الشقیف'' پر روکنے کا ارادہ کیا تھا۔

ذی الحجہ کی ۷ر تاریخ کو اپنے تمام علاقوں میں شراب گرادینے کا حکم جاری کیا اور انگور نچوڑنے اور شراب بنانے والوں کو قتل کی دھمکی دی، اور اس کے ضمان کو ساقط کردیا، صرف ''قاہرہ'' میں اس کے ہر دن کی آمدنی ہزار دینار تھی، پھر اس حکم کی تشہیر تمام آفاق میں کردی گئی، اسی سال سلطان نے ''الکرک'' کے حکمران ''العزیز بن المغیث'' اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کرلیا کیونکہ انھوں نے اس کی سلطنت کے خلاف عزم کا اظہار کیا تھا۔

اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات

الملک تقی الدین عباس......الملک تقی الدین عباس بن الملک العادل ابی بکر بن ایوب بن شادی نام تھا، ''العادل'' کی بقیہ اولاد میں سے آخری تھے، ''ابن الکندی'' اور ''الحرستانی'' سے حدیث سنی تھی، ملوک کے نزدیک بڑے محترم تھے، مجالس اور مجامع میں کوئی اس سے اوپر ہونے کی کوشش نہیں کرتا تھا، خوش اخلاق اور خوش مجلس تھے، ان کی مجالست سے اکتاہٹ بالکل نہیں ہوتی تھی، بروز جمعہ ۲۲ر جمادی الآخر کو ''درب الریحان'' میں وفات پائی، اور ''قاسیون'' کے دامن کوہ میں اپنے مقبرے میں مدفون ہوئے۔

قاضی القضاۃ شرف الدین ابوحفص. شرف الدین ابوحفص عمر بن عبداللہ بن صالح بن عیسی السبکی المالکی ۵۸۵ھ میں پیدا ہوئے، علم حدیث وفقہ حاصل کیا، اور مدرسہ ''الصالحیۃ'' میں مفتی رہے، ''قاہرہ'' کے محتسب بنے، ۶۶۳ھ میں جب ہر مسلک کا ایک قاضی مقرر کیا گیا تو انھیں بھی قضاء کی پیشکش کی گئی، پہلے تو سختی سے انکار کیا لیکن بہت اصرار کے بعد قضا کی اجرت نہ لینے کی شرط پر یہ عہدہ قبول کرلیا، علم وتدین میں معروف تھے، ''قاضی بدرالدین بن جماعۃ'' وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے، ذی الحجہ کی ۲۵ر تاریخ کو انتقال ہوا۔

الطواشی شجاع الدین مرشد المظفری الحموی. بہادر اور پہلوان آدمی اور پختہ رائے والے تھے، استاذ بھی ان کی مخالفت نہیں کرتا تھا، یہی حال ''الملک الظاہر'' کا بھی تھا، ''حماۃ'' میں وفات پائی، وہیں ایک مدرسے کے قریب اپنے قبرستان میں دفن ہوئے۔

ابن سبعین... عبدالحق بن ابراہیم بن محمد بن نصر بن محمد بن نصر بن محمد بن قطب الدین ابومحمد المقدسی الرقوطی ''مرسیہ'' کے قریب شہر ''رقوطہ'' کی طرف منسوب ہیں، ۶۱۴ھ میں ولادت ہوئی، اور علم اوائل اور فلسفہ میں لگ گئے، جس کی وجہ سے الحاد کی طرف مائل ہوگئے اور اس میں کتابیں تالیف کیں، شعبدہ بازی جانتے تھے، جس کی بناء پر غبی قسم کے امراء اور اغنیاء کو دھوکہ بازی سے لوٹ لیتا تھا، اور دعوی کرتا تھا کہ وہ قول کے احوال میں سے ایک قسم کا حال ہے، اس کی تصنیفات میں سے ''کتاب البدو'' اور ''کتاب الہو'' ہیں ''مکہ'' میں بھی رہ چکا تھا، اور وہاں حاکم مکہ ''ابن نمی'' کی عقل پر غلبہ واستیلاء حاصل کرلیا تھا، اور بعض اوقات ''غار حراء'' میں جاکر مقیم ہوجاتا اور یہ امید کرتا کہ جس طرح نبی کریم ﷺ پر وحی آتی تھی اس پر بھی آتی ہے کیونکہ وہ اس فاسد وباطل عقیدے کا داعی تھا کہ نبوت کسبی چیز ہے، جو ایک فیض ہے اور صفائے عقل کی بنا پر حاصل ہوتی ہے، اگر وہ اسی عقیدے پر مرا تو دنیا وآخرت میں اسے رسوائی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا، بیت اللہ کے گرد طواف کرنے والوں کو دیکھ کر کہتا کہ گویا گدھے رہٹ کے گرد گھوم رہے ہیں۔ (نعوذ باللہ) اگر وہ میرے گرد طواف کرتے تو یہ بیت اللہ کے گرد طواف سے افضل ہوتا، اللہ تعالیٰ ہی اس کے اور اس جیسوں کے بارے میں فیصلہ فرمائے گا، اس کے بڑے بیہودہ اقوال افعال منقول ہیں، شوال کی ۲۸ر تاریخ کو ''مکہ مکرمہ'' میں مرگیا۔

آغاز ۶۷۰ھ

اس کے آغاز میں خلیفۂ وقت'' حاکم بامراللہ ابوالعباس احمد عباس اور سلطان الاسلام ''الملک الظاہر'' تھے، بروز یک شنبہ ۱۴ محرم کو سلطان سمندر میں ان کشتیوں کو دیکھنے کے لئے گیا جنھیں ''جزیرۂ قبرص'' میں غرق شدہ کشتیوں کے بدلے بنایا گیا تھا، ان کشتیوں کی تعداد چالیس تھی، ان میں سے ایک کشتی میں سوار ہوا اس کے ساتھ ''امیر بدرالدین'' بھی تھے، کشتی ایک طرف کو جھک گئی، ''الخزندار'' سمندر میں گر کر پانی کے اندر چلا گیا، ایک آدمی نے سمندر میں کود لگا کر اس کو بالوں سے پکڑ کر غرق ہونے سے بچایا، سلطان نے اس شخص کو خلعت عطا فرمائی اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا، اواخر محرم میں سلطان ''الخاصکیۃ'' سے امراء دیار مصریہ سے سوار ہو کر ''الکرک'' پہنچے، وہاں کے نائب کو ساتھ لے کر دمشق میں ۱۲ صفر کو داخل ہوئے، سلطان کے ساتھ نائب ''الکرک'' ''عزالدین ایدمر'' تھے انھیں نیابت دمشق پر مقرر کیا۔

۱۴ صفر کو ''جمال الدین آقوش النجیبی'' کو معزول کر دیا، پھر ''حماۃ'' جا کر دس دن بعد واپس آئے، ربیع الاول میں تاتاریوں کے خوف سے ''حلب'' ''حماۃ'' اور ''حمص'' کے پناہ گزین دمشق پہنچے، اور اہل دمشق کی بھی کثیر تعداد بھاگ گئی، ربیع الآخر میں مصری افواج سلطان کی خدمت میں دمشق پہنچیں، ۷ رتاریخ کو روانہ ہوئے، ''حماۃ'' سے گذرتے وقت ملک اور المنصور کو ساتھ لے کر حلب پہنچ کر وہاں ''المیدان الاخضر'' میں پڑاؤ ڈالا، اس مہم کی وجہ یہ تھی کہ رومی لشکر نے دس ہزار گھوڑ سوار جمع کر کے ایک جماعت کو بھیجا تھا، وہ دستہ ''عین تاب'' میں غارت گری کر کے ''قسطوت'' پہنچا، ''حارم'' اور ''انطاکیہ'' کے درمیان ''ترکمان'' کے ایک دستے پر حملہ کر کے اسے تہس نہس کر دیا، پھر تاتاریوں نے سلطان اور منصوری فوجوں کو آمد کی خبر سن کر الٹے پاؤں بھاگنا شروع کیا، اور سلطان کو اطلاع ملی تھی کہ فرنگیوں نے بلاد ''قاقون'' پر حملہ کر کے ''ترکمان'' کے ایک گروہ کو لوٹ لیا ہے تو وہاں کے امراء کو گرفتار کر لیا کیونکہ انھوں نے ان علاقوں کی حفاظت کا اہتمام نہیں کیا تھا، پھر دیار مصریہ کی طرف واپس ہوئے۔

۳ رشعبان کو سلطان نے مصر میں حنابلہ کے قاضی ''شمس الدین احمد بن العماد المقدسی'' کو گرفتار کر کے تمام امانتیں اس سے لے لیں، اور ان کی زکوٰۃ کاٹ کر بعض کو مالکوں کو واپس کر دیں اور ۶۷۲ھ کے شعبان تک اسے قید رکھا، اہل ''حران'' کے ''شبیب'' نامی شخص نے ان کی شکایت کی تھی، پھر جب قاضی کی پاکیزگی اور براءت سلطان کے سامنے ظاہر ہو گئی تو ۶۷۲ھ میں ان کا منصب انھیں دوبارہ عطا کیا، شعبان میں سلطان نے بلاد ''عکا'' جا کر جنگ کی، حاکم شہر نے جنگ بندی کی درخواست کی تو سلطان بات مان کر دس سال، دس مہینے، دس دن اور دس گھنٹوں کی جنگ بندی کا معاہدہ کر کے ''دمشق'' واپس آیا اور ''دار السعادت'' میں صلح نامہ پڑھا گیا، اور یہی حالت چلتی رہی، پھر سلطان نے بلاد ''اسماعیلیۃ'' جا کر عوام کو پکڑا۔

قطب الدین فرماتے ہیں کہ جمادی الآخر میں ''قلعہ الجبل'' میں ایک زرافہ کی ولادت ہوئی، گائے سے اسے دودھ پلایا گیا، وہ کہتے ہیں کہ اس سے قبل اس طرح کا واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔

اس سال کے فوت ہونے والے مشہور حضرات

شیخ کمال الدین سلار بن حسن بن عمر بن سعید الاربلی الشافعی، مسلک شافعی کے مشائخ میں سے ہیں۔ شیخ محی الدین النووی'' نے ان سے پڑھا ہے، ''الروینی'' کی کتاب ''البحر'' کا مختصر مجلدات میں اختصار کیا ہے جو ان کے اپنے خط سے مکتوب میرے پاس ہے، ''دمشق'' میں استفتاء انھیں کے پاس آتے تھے، ستر کی دہائی میں فوت ہوئے، ''باب الصغیر'' میں دفن کئے گئے، ''الواقف'' کے دور سے ''البادرائیۃ'' میں افادۂ علوم میں مصروف تھے، اس سے زیادہ کی جستجو بھی نہیں کی حتی کہ اس سال فوت ہو گئے۔

وجیہ الدین محمد بن علی بن ابی طالب بن سوید التکریتی، ابن سوید بڑے تاجر و مالدار شخص تھے، حکومت خصوصا ''الملک الظاہر'' کے ہاں قابل قدر تھے، ''الملک الظاہر'' ان کی عزت وتوقیر بہت کرتا تھا کیونکہ سلطنت سے قبل دور امارت میں انھوں نے اس کے ساتھ بڑے اچھے سلوک کئے

تھے،''قاسیون'' میں ''الرباط الناصری'' کے قریب اپنے مقبرے میں دفن کئے گئے، خلیفہ کے خطوط ہر وقت اس کے پاس آتے رہتے تھے، ان کی خط وکتابت کا تمام ملوک سے حتیٰ کہ ساحلی فرنگیوں کے بادشاہوں سے بھی، تاتاری یعنی ہلاکو کے ایام میں انھوں نے بڑے صدقات وخیرات کئے تھے۔

نجم الدین یحییٰ بن محمد بن عبدالواحد بن اللبودی، ''الفلک المسیری'' کے حمام کے پاس ''اللبودیۃ'' ''الاطباء'' کو بطور وقف دیا تھا، طب میں بڑی فضیلت رکھتے تھے، دمشق میں کونسل خانوں کے ناظم مقرر کئے گئے، ''اللبودیۃ'' کے پاس اپنے مقبرے میں مدفون ہوئے۔

شیخ علی البکاء.. خلیل علیہ السلام کے شہر کے قریب میں واقع خانقاہ کے متولی تھے، نیکی، عبادت اور زائرین اور مسافروں کو کھانا کھلانے میں معروف تھے ''الملک المنصور قلادون'' ان کی تعریف کر کے کہتے تھے کہ امیری کی حالت میں اس سے ملاقات ہوئی اس نے بہت سی باتوں کی پیش گوئی سب کا ظہور ہوا، ان میں سے ایک یہ تھی کہ مجھے حکومت ملے گی ''قطب الدین الیونینی'' نے یہ بات ذکر کی اور فرمایا کہ ان کی کثرت گریہ کا سبب یہ ہے کہ انھوں نے ایک صاحب احوال وکرامات شخص کی صحبت اختیار کی، ایک روز اس کے ساتھ ''بغداد'' سے نکلے اور ایک گھنٹے میں ایک شہر میں پہنچے، اس شہر اور ''بغداد'' کے درمیان ایک برس کی مسافت تھی، اس شخص نے ان سے کہا ''عنقریب میں فلاں وقت میں مرجاؤں گا، چنانچہ اس وقت فلاں شہر میں دیکھنا، خود فرماتے ہیں کہ اسی وقت میں ان پر نزع کی حالت طاری ہوگئی اس نے مشرق کی جانب چہرہ پھیرلیا، میں نے اسے قبلہ رخ کیا، پھر اس نے مشرق کی طرف رخ کیا میں نے پھر اسے قبلہ رخ کیا تو اس نے آنکھیں کھولیں اور کہا کہ اپنے آپ کو مت تھکا، میری موت اسی جہت میں واقع ہوگی پھر وہ راہبوں کی طرح باتیں کرنے لگا حتیٰ کہ مرگیا، چنانچہ اسے اٹھا کر ہم وہاں نصرانیوں کے عبادت خانے کے پاس آئے تو دیکھا کہ بڑے حزن وملال میں ہیں، ہم نے پوچھا کہ تمھیں کیا ہوگیا ہے؟ کہنے لگے کہ ہمارے سوسال کے ایک بڑے بزرگ تھے، آج وہ حالت اسلام پر مرے ہیں، ہم نے کہا کہ اس کے بدلے میں یہ لے لو اور ہمارا آدمی ہمارے حوالے کرو، چنانچہ انھیں لے کر ہم نے نہلایا، کفن پہنائی اور جنازہ پڑھ کر مسلمانوں کے ساتھ اسے دفن کردیا، اور وہ لوگ اس شخص کو لے کر نصاریٰ کے مقبرے میں دفن کردیا، ہم اللہ تعالیٰ سے حسن خاتمہ کا سوال کرتے ہیں، ''شیخ علی'' اس سال رجب میں فوت ہوئے۔

آغاز ۶۷۱ھ

دس محرم کو ''الملک الظاہر'' مفتوحہ ساحلی علاقوں کی دیکھ بھال کے بعد دمشق پہنچے، اور اواخر محرم ''قاہرہ'' جا کر ایک سال تک وہیں مقیم رہے پھر واپس روانہ ہو کر ۱۴ر صفر کو ''دمشق'' میں داخل ہوا، اس برس کے محرم ہی میں ''النوبہ'' کا حاکم ''عیذاب'' پہنچ کر وہاں کے تاجروں کو لوٹ کر کئی آدمیوں کو قتل کردیا، مقتولین میں والی اور قاضی بھی تھے، ''امیر علاؤالدین ایدغدی الخزاندار'' اس کی طرف روانہ ہوا، وہاں جا کر قتل وغارت کا بازار گرم کردیا، اور کھیتوں کو جلادیا، عمارتوں کو منہدم کر کے تمام علاقوں پر تسلط قائم کر کے بدلہ لے لیا۔

ربیع الاول میں ''صہیون'' کا حاکم ''امیر سیف الدین محمد بن مظفر الدین عثمان بن ناصر الدین منکورس'' فوت ہوگیا اور ستر کی دہائی میں اپنے والد کے مقبرے میں مدفون ہوا، ''صہیون'' اور ''برزیہ'' کی حکومت میں اس کو ۱۱ر برس ہوچکے تھے، اس کے بعد اس کا بیٹا ''سابق الدین'' ان علاقوں کا حاکم بنا، اور ''الملک الظاہر'' کے پاس پیغام بھیج کر حاضر خدمت ہونے کی درخواست کی ''الملک الظاہر'' نے اجازت دے دی، جب حاضر ہوا تو میدان و شہروں کے لئے اپنی طرف سے نائب مقرر کر کے بھیج دیئے۔

۵ر جمادی الآخر اپنی فوج کے ساتھ ''فرات'' پہنچے کیونکہ اسے خبر ملی تھی کہ تاتاریوں کا ایک گروہ وہاں موجود ہے، وہاں پہنچ کر خود سلطان اپنی فوج کے ساتھ دریائے میں گھس گیا اور تاتاریوں سے لڑکر ان کی بڑی تعداد کو قتل کردیا، دریائے فرات میں پہلے اترنے والے ''امیر سیف الدین قلادون'' اور ''بدرالدین بیسری'' تھے، ان کے بعد سلطان اتر گیا اور تاتاریوں کی حالت غیر کردی گئی، وہاں سے ''البیرہ'' کی طرف چلا گیا، تاتاریوں کی ایک دوسری جماعت نے اس کا محاصرہ کیا ہوا تھا، سلطان کی آمد کی خبر سن کر سامان ومتاع چھوڑ کر بھاگ گئے، اور سلطان ''البیرہ'' میں بڑی شان وشوکت

کے ساتھ داخل ہوا، اور شہر والوں میں اموال کثیرہ بانٹ دیئے گئے، پھر ۳؍ جمادی الآخر کو قیدیوں کو ساتھ لے کر ''دمشق'' میں داخل ہوا، وہاں سے ۱۷ تاریخ کو دیار مصریہ کی طرف روانہ ہو گیا، ان کا بیٹا ''الملک السعید'' ان کے استقبال کے لئے نکلا اور دونوں ساتھ ''قاھرہ'' میں داخل ہوئے، وہ بڑے اجتماع کا دن تھا، ''قاضی شہاب الدین محمود کاتب'' اور ان کی اولاد جنھیں ''بنوشہاب محمود'' کہا جاتا ہے، نے سلطان کے فوج سمیت ''فرات'' میں اترنے کے متعلق اشعار کہے ہیں

جہاں چاہے جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہوگا اور تم حکم کرو تقدیر آپ کی مرادوں کو برلائے گی، اے دین کے رکن، جس دین نے آپ کو غالب کر دیا ہے، دشمنوں کے پاس اس کا کوئی بدلہ نہیں ہے، جب سر رقص کرنے لگتے ہیں تو تمہارے کمانوں کے چلوں سے تیریں حرکت میں آتی ہیں، آپ فوج سمیت فرات میں اترے جیسے ذات فرات کی موجیں آثار کی طرح لے گئیں، آپ کو فرات کی موجوں نے اٹھایا، کس نے دیکھا ہے کہ سمندر کو نہروں نے اٹھایا ہو، اس کی موجیں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں، اس وقت فرات میں بڑا سیلاب آپ کا لشکر جا رہا تھا، اس منظر کا مشاہدہ کرنے والے ایک شخص نے کہا ہے۔

ہم نے اپنے گھوڑوں سمیت فرات کا سامنا کیا تو اسے اپنے نیزوں اور تلواروں سے بے ہوش کر دیا، ہم اس میں داخل ہوئے اور اس نے اموال اور غنیمتوں کے ساتھ ہماری واپسی تک اپنی موجوں کو روکے رکھا۔

کسی اور نے کہا ہے خیر اس میں کوئی حرج نہیں۔

''الملک الظاہر'' ہمارے سلطان ہیں، ہم اہل و مال کے ساتھ ان پر قربان ہوں، پانی میں گھس گیا تاکہ مغلوں کی وجہ سے پیدا شدہ حرارت قلب کو ٹھنڈا کر دے۔

بروز سہ شنبہ ۳؍ رجب کو اپنے ماتحت امراء، اپنے حلقہ کے سربراہان اور ارباب حکومت کو خلعتیں دیں، اور ہر شخص کو اس کے مناسب حال گھوڑے، سونا اور جانور دیئے، ان سب کی مالیت تین لاکھ دینار کے لگ بھگ تھی، شعبان میں سلطان نے ''منکوتمر'' کے لئے بڑے ہدایا بھیجے، بروز دو شنبہ ۱۲؍ شوال کو سلطان نے اپنے شیخ ''شیخ خضر الکردی'' کو قلعہ میں اپنے پاس بلایا اور چند چیزوں کی تحقیق کی جن کا اس نے ارتکاب کیا تھا، پھر ان کو قید کرنے اور دھوکہ سے مارنے کا حکم دیا اور یہ ان کی آخری ملاقات تھی، ذی القعدہ میں اسماعیلیہ نے باقی ماندہ قلعے ''الکھف''، ''القدموس'' اور ''المنطقہ'' بھی حوالے کر دیئے انھیں بدلے میں جاگیریں دی گئیں اور شام میں ان کا کوئی قلعہ باقی نہیں بچا، سلطان نے وہاں اپنے نائبین مقرر کر دیئے، اس سال سلطان نے ساحلی علاقوں میں پل تعمیر کرنے کا حکم دیا اور اس پر اموال کثیرہ خرچ کئے، اس سے لوگوں کے لئے بڑی آسانی ہوئی۔

اس سال ہونے وفات پانے والے مشہور حضرات

شیخ تاج الدین ابوالمظفر محمد بن احمد...بن حمزہ بن علی بن ھبۃ اللہ بن الحوی التغلبی الدمشقی، اہل دمشق کے معروف لوگوں میں سے تھے، یتیموں کی نگہداشت اور محتسب کے عہدوں پر مقرر پھر بیت المال کے وکیل بنے، احادیث کثیرہ کا سماع کیا، ''ابن بلبان'' نے ان سے ایک مجموعۂ روایات سنا ہے جسے ''شیخ شرف الدین الغرازی'' نے ''الجامع'' میں ان سے پڑھا اور رؤسا اور فضلاء کی ایک جماعت نے اس کا سماع کیا۔

خطیب فخر الدین ابو محمد عبدالقاھر بن عبدالغنی بن محمد بن ابی القاسم بن محمد بن تیمیہ الحرانی، ''حران'' کے خطیب تھے اور ان کا گھرانہ علم، خطابت، ریاست میں معروف تھا، ''الصوفیہ'' کے مقبرے میں مدفون ہوئے، ۶۰ برس کے قریب عمر تھی، اپنے دادا مشہور کتاب ''دیوان الخطیب'' کے مصنف ''فخر الدین'' سے علم حدیث حاصل کیا، ''دمشق'' سے باہر ''القصر'' کے خانقاہ میں ان کی وفات ہوئی۔

شیخ خضر بن ابی بکر المھرانی العدوی... ''الملک الظاہر بیبرس'' کے شیخ تھے، ''بیبرس'' کے ہاں مکرم اور معظم اور بڑی قدر و منزلت رکھتے تھے، سلطان خود ہر ہفتہ میں ایک یا دو مرتبہ ''الحسینیہ'' میں ان کے لئے تعمیر کردہ خانقاہ میں تشریف لے جاتے تھے، خانقاہ کے پاس ان کے لئے ایک

بات چیت جو قیہ کرونی جس میں وہ فیصلہ دیا کرتے تھے، سلطان انھیں مال کثیر دیتے، جس کے متعلق وہ کہتے اس کو چھوڑ دیتے تھے، ان کے خانقاہ کے سمت سی چیزیں وقف کر دی تھیں، سلطان کی محبت اور تعظیم کے سبب خاص و عام کے نزدیک معظم تھے، سلطان مجلس میں ان سے مزاح کرتے تھے، دین، بھلائی اور نیکی سے بھرپور تھے، بہت سی چیزوں کی سلطان کے لئے پیشین گوئی کی تھی، ایک مرتبہ ''بیت المقدس'' میں ''القمامہ'' کے کنیسہ میں داخل ہو کر اس کے راہب کو قتل کر دیا، اور اس کی تمام اشیاء کو اپنے ساتھیوں کو ہبہ کر دیا، ''اسکندریہ'' کے ان کے سب سے بڑے کنیسہ کے ساتھ بھی یہی کیا، اسے توڑ کر مسجد و مدرسہ میں تبدیل کر کے بیت المال سے اس پر بہت سا مال خرچ کیا، اور ''المدرسۃ الخضراء'' اس کا نام رکھا، ''دمشق'' کے کنیسہ کا بھی یہی حال کیا، اس میں داخل ہو کر تمام آلات اور مال و متاع لوٹ لیا اور دستر خوان بچھا کر ایک مدت تک اسے مسجد بنائے رکھا، پھر یہود نے اسے واپس کرنے اور ان کے پاس رہنے دینے کی کوشش کی، پھر اس سال اتفاق سے کچھ ناپسندیدہ حرکات کا ارتکاب ہوا، سلطان ''الملک الظاہر'' کے سامنے ان کی تحقیق ہوئی تو کچھ باتیں ثابت ہوئیں جن کی وجہ سے انھیں قید ہونا پڑا، پھر ان کے ختم کرنے اور ہلاک کرنے کا حکم دیا گیا، اسی سال ان کی وفات ہوئی، اپنے خانقاہ میں دفن ہوئے، اللہ تعالیٰ ان سے درگذر کرے، سلطان اس سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے، حتیٰ کہ ان کے نام کی موافقت سے اپنی بعض اولاد کا نام ''خضر'' رکھا، ''اربوۃ'' کے مغربی سمت پہاڑ پر موجود قبہ جسے ''شیخ خضر'' کا قبہ کہتے ہیں انھیں کی طرف منسوب ہے۔

''التعجیز'' کے مصنف علامہ تاج الدین عبدالرحیم بن محمد بن یونس بن محمد بن سعد بن مالک ابوالقاسم الموصلی، فقہ، ریاست اور تدریس والے گھرانے سے تعلق تھا، ۵۹۸ھ میں پیدا ہوئے، حدیث کا سماع کیا دوسرے علوم حاصل کر کے مختلف کتابیں تصنیف کیں، اپنی کتاب ''التعجیز'' سے ''وجیز'' کا اختصار کیا، اور ''المحصول'' کا اختصار کیا، اور اختلافی مسائل میں ان کا ایک الگ طریقہ کار تھا جو انہوں نے ''رکن الدین الطاؤوسی'' سے سیکھا تھا، ان کا دادا ''عصام الدین بن یونس'' شیخ المذہب تھا، جیسا کہ بیان ہوا۔

آغاز ۶۷۲ھ

اس سال صفر میں ''الظاہر''، ''دمشق'' آیا کیونکہ اسے خبر ملی تھی کہ ''ابغا'' بغداد پہنچا ہے اور وہاں اس نے شکار کیا ہے، چنانچہ اس نے مصری افواج کو حاضری کی تیاری کا پیغام بھیجا اور سلطان خود بھی تیار ہو گیا، جمادی الآخر میں ''کرخ'' کا حاکم ''دمشق'' میں اس کے سامنے حاضر کیا گیا، کیونکہ وہ بیت المقدس کی زیارت کے لئے روپ بدل کر آیا تھا، جب وہ اس پر چڑھا تو اسے پکڑ کر لایا گیا اور قلعہ میں قید کر دیا گیا، اسی برس ''دیر الطین'' کے جامع مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی اور سلطان نے اس میں جمعہ پڑھا، اس سال وہ ''قاہرہ'' کا بیٹا ''الملک السعید'' فوج کے ایک گروہ کے ساتھ ''دمشق'' آیا، ایک ماہ قیام کر کے پھر واپس چلا گیا، عید الفطر کے روز سلطان نے اپنے بیٹے خضر جس کا نام اپنے شیخ کے نام پر رکھا تھا کا ختنہ کرایا اور امراء کے بھی بہت سے بچوں کا ختنہ کرایا گیا وہ پر ہیبت وقت تھا اسی سال شاہ تاتار نے بغداد کے صاحب دیوان علاؤالدین کو تستر اور اس کے مضافات کی نگہداشت کا عہدہ دیا تو وہ ان علاقوں کے احوال معلوم کرنے وہاں گیا وہاں اس نے تاجروں کی اولاد میں سے ایک نوجوان کو دیکھا جسے ''لی'' کہا جاتا تھا اس نے قرآن فقہ اور اشارات ابن سینا پڑھی تھی اور اسے علم نجوم سے بھی لگاؤ تھا پھر اس نے عیسیٰ بن مریم ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور جہلاء کی ایک جماعت نے بھی اس کی تصدیق کی تھی، علاؤالدین نے اسے بلایا اور اس سے سوالات کئے، بڑا ذہین تھا اور قصداً یہ کام کر دیا تھا، اسے قتل کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس کے سامنے قتل کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر دے، اور عوام نے جمیل حکم میں اس کا اور اس کے پیروکاروں کا سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

مؤید الدین ابوالمعالی الصدر الرئیس اسعد بن غالب المظفری بن مزید مؤید الدین اسعد بن حمزہ بن اسعد بن علی بن محمد بن التمیمی بن القلانسی، نوے برس سے متجاوز عمر پائی، اسبع النعمت بڑے رئیس تھے، کسی بھی عہدے کی انجام دہی سے پہلوتہی نہیں کرتے تھے، سلطان کے مصالح

کی انجام وہی کی ذمہ داری ''ابن سوید'' کے بعد ان پر لگائی گئی تو بلا تنخواہ اسے انجام دیتے رہے، اپنے باغ میں وفات پائی، بروز سہ شنبہ ۱۳ محرم کو ''قاسیون'' کے دامن کوہ میں مدفون ہوئے، ''الصدر'' کا والد ''عز الدین حمزہ'' ''دمشق'' اور ''قاہرہ'' کے رئیس تھے، ان کے دادا مؤید الدین اسعد بن حمزہ کبیر الملک الافضل علی بن ناصر فاتح القدس کے وزیر اور بڑے فاضل رئیس تھے، اور کتاب الوصیۃ فی الاخلاق المرضیۃ ان کی تصنیف ہے، اس کے علاوہ ان کی اور بھی تصنیفات ہیں، شاعری میں ان کو دسترس حاصل تھی، ان کے شعر ہیں:

> اے میرے رب. جب میری قبر مجھے اپنے ساتھ چمٹا لے تو مجھ پر اپنی رحمت کی ایک سخاوت کرنا جو مجھے آگ سے نجات دے، اور جب میں اپنی حد میں تیرا پڑوسی بن جاؤں تو میری اچھی ہمسائیگی کرنا کیونکہ تو نے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی ہے۔

اور حمزہ بن اسعد بن علی بن محمد التیمی کے والد افسر اعلیٰ تھے، اور بہت عمدہ لکھتے تھے، انھوں ۴۴۰ھ سے اپنی وفات جو ۵۰۵ھ میں ہوئی تک کی تاریخ لکھی ہے۔

امیر کبیر فارس الدین اقطاری... **المستعربی**، دیار مصریہ کے امیر تھے، یہ پہلے ''ابن یمن'' کے غلام تھے پھر جب وہ الصالح ایوب کے غلام بنے تو صالح نے انھیں امیر بنایا اور المظفر کی حکومت میں ان کی عظمت شان بڑھی اور فوج کے امیر بن گئے، جب المظفر قتل ہوا اور امراء کی نظریں مملکت پر لگ گئیں، تو اقطائی نے الملک المظاہر کی بیعت کی اور فوج نے بھی ان کی پیروی کی اور الظاہر اس کو ان کا احسان سمجھ کر بھلاتے نہ تھے، لیکن وفات سے کچھ مدت قبل ان کا مرتبہ گھٹ گیا، اور اس سال قاہرہ میں فوت ہو گئے۔

شیخ عبداللہ بن غانم بن علی بن ابراہیم بن عساکر بن حسین المقدسی نابلس میں ان کی خانقاہ ہے، ان کے عمدہ اشعار اور تصوف میں بہترین کلام موجود ہے، الیونینی نے ان کے تفصیلی حالات لکھے ہیں اور ان کے بہت سے اشعار ذکر کیے ہیں۔

قاضی القضاۃ کمال الدین ابوالفتح عمر بن بندار بن عمر بن علی التفلیسی الشافعی تفلیس میں ۶۰۱ھ میں پیدا ہوئے، بڑے فاضل، اصولی مناظر تھے، قضا کی نیابت ایک مدت تک ان کے پاس رہی، پھر ہلاکو کی حکومت میں مستقل قاضی بن گئے، نہایت عفیف اور پاکدامن تھے کثرت عیال اور قلت مال باوجود کوئی عہدہ اور تدریس کی خواہش نہیں کی، جب ہلاکو کا دور ختم ہوا تو بعض لوگ قاضی سے ناراض ہو گئے اور انہیں قاہرہ جانے پر مجبور کیا، چنانچہ وہاں قیام کر کے لوگوں کو فائدہ پہنچاتے رہے حتی کہ اس سال ربیع الاول میں وفات پائی اور القرافۃ الصغریٰ میں دفن کیے گئے۔

اسماعیل بن ابراہیم بن شاکر. بن عبداللہ التنوخی، تنوخ قبیلۂ قضاعہ کی ایک شاخ ہے بڑے سربراہ تھے ناصر بن معظم کے منشی رہے تھے، مارستان نوری وغیرہ کے ناظر بھی بنے، قابل قدر سیرت کے مالک تھے، کئی ایک لوگوں نے ان کی ثناء کی ہے، اسی سال سے متجاوز عمر پائی۔ ان کے اشعار ہیں:

> جو شخص آسمانوں کے رب جس نے اسے جوڑا ہے کے غیر سے امید باندھے تو اس کی امید و آرزو ناکام ہوگئی، کیا وہ اس کے علاوہ کسی قابل اعتماد کو ڈھونڈتا ہے حالانکہ انتڑیوں کے اندر اسی نے اس کی کفالت کی ہے۔

اور یہ بھی ان کے اشعار ہیں:

> زبان گونگی ہوگئی اور آپ کے اوصاف کے بیان سے عاجز ہوگئی وہ کیا کہتی ہے اور تمہاری شان کیا ہے؟ معاملہ تو قائل کے قول سے بھی عظیم ہے، عقل آپ کے متعلق کچھ بتانے میں حیران ہے، عاجزی اور کوتاہی میرے دائمی اوصاف ہیں اور نیکی و احسان یہ آپ کی طرف سے جانے جاتے ہیں۔

ابن مالک مصنف الفیہ شیخ جمال الدین محمد بن عبداللہ بن مالک ابوعبداللہ الطائی الجیانی النحوی، بہت سی مفید اور مشہور تصنیفات کے

مصنف ہیں ان میں سے الکافیۃ الشافیۃ اوراس کی شرح، التسہیل اوراس کی شرح الالفیۃ جس کی ایک مفید شرح ان کے بیٹے بدرالدین نے لکھی، وغیرہ ان کی تصنیف ہیں، ۶۰۰ھ میں حیان میں پیدا ہوئے، ایک مدت تک حسب میں مقیم رہے پھر دمشق میں ہر رہے، علامہ ابن خلکان سے بہت ملا کرتے تھے، کئی ایک آدمیوں نے ان کی تعریف لکھی ہے، قاضی بدرالدین بن جامعہ نے ان سے روایت کی اجازت دی تھی، چہارشنبہ کی رات ۱۲ رمضان کو دمشق میں فوت ہوئے اور قاسیون میں قاضی عزالدین ابن الصائغ کے مقبرے میں دفن کئے گئے۔

نصیر الطوسی محمد بن عبداللہ طوسی، انہیں مولیٰ نصیرالدین اور خواجہ نصیرالدین کہا جاتا تھا، جوانی میں تحصیل علوم میں لگ گئے، علم اوائل کو خوب حاصل کیا، اس میں اور علم کلام میں تصنیفات لکھیں۔ ابن سینا کی الاشارات کی شرح لکھی، الالموت کے قلعوں کے اسماعیلیوں کے وزیر بنے پھر ہلاکو کے وزیر رہے، واقعہ بغداد میں اس کے ساتھ تھے، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ انھوں نے ہلاکو کو خلیفہ کے قتل کا مشورہ دیا تھا، واللہ اعلم، لیکن میرا (ابن کثیر) کا خیال ہے کہ ایک عاقل اور فاضل انسان سے اس کا صدور نہیں ہوسکتا، ایک بغدادی نے ان کی تعریف وتوصیف کر کے کہا کہ وہ فاضل عاقل اور خوش خلق تھے، سرداب میں موسیٰ بن جعفر کے مقبرے میں ان کو دفن کردیا گیا، جو خلیفہ ناصرلدین اللہ کے لئے بنایا گیا تھا، انھوں نے ہی مراغہ میں رصدگاہ تعمیر کی تھی اوراس میں فلاسفہ، متکلمین، فقہاء، محدثین اور اطباء وغیرہ میں سے حکماء وفضلاء کو مقرر کیا تھا، اس میں ان کے لئے ایک مقبرہ بنایا گیا جس میں انھوں نے بہت بڑی تعداد میں کتابیں رکھیں، اس سال ۱۲ ذی الحجہ کو بغداد میں فوت ہوئے، ۷۵ برس کی عمر تھی، ان کے عمدہ اشعار ہیں، انھوں نے زیادہ تر اسباق المعین سالم بن بدار بن علی مصری معتزلی شیعی سے پڑھے، اس نے ان کی بہت سی رگیں پکڑ کران کے عقائد کو فاسد کردیا۔

شیخ سالم البرقی القرافۃ الصغری کے رباط کے مالک تھے، بڑے نیک عبادت گذار تھے، وہ لوگ ان کی زیارت اوران کی دعاؤں سے برکت حاصل کرنے آتے تھے، آج بھی ان کے طریق کے متبع لوگ موجود ہیں۔

آغاز ۶۷۳ھ

اس سال سلطان کو اطلاع ملی کہ تیرہ امراء نے جن میں قبجاق الحموی بھی تھا، تاتاریوں کو مسلمانوں کے علاقوں پر حملے کی دعوت دی ہے اور کہا ہے کہ وہ سلطان کے خلاف ان کے ساتھ ہوں گے، چنانچہ وہ پکڑے گئے اوراس کا اقرار بھی کرلیا، اور قاصدوں کے ساتھ ان کے خطوط بھی پہنچ گئے اور یہ ان کی آخری ملاقات تھی، اس سال سلطان بروز دوشنبہ ۲۱ رمضان کو فوجیں لے کر روانہ ہوا اور بلادسیس پہنچ کر اتنے لوگ قتل کئے کہ ان کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے، ورگائے، بھیڑ، بکریں دیگر جانور اور مال ومتاع بطور غنیمت حاصل کر کے بہت سستے داموں فروخت کردیا، اور ماہ ذی الحجہ میں فاتح بن کر دمشق پہنچے، اور آغاز سال تک وہیں مقیم رہا، اوراسی سال اہل موصل پر ریت کا ایسا طوفان آیا جس نے پورے افق کو بھر دیا تو لوگ اپنے گھروں سے نکل کر دعائیں کرنے لگے نتیجۃً اللہ تعالیٰ نے اس طوفان کو ہٹادیا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

ابن عطاء الحنفی قاضی القضاۃ شمس الدین ابو محمد عبداللہ بن الشیخ شرف الدین محمد بن عطاء بن حسن بن عطاء بن جبیر بن جابر بن وھیب الاذرعی حنفی ۵۹۵ھ میں پیدا ہوئے، حدیث سنی اور امام ابوحنیفہ کے مسلک پر فقہ حاصل کیا، ایک مدت تک شوافع کے قاضی کے نائب رہے، پھر مستقل طور پر حنفیہ کے قاضی بنے، وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مذاہب اربعہ سے قاضی مقرر کیے، جب لوگوں کے املاک کی نگہداشت کا مسئلہ پیدا ہوا تو سلطان نے چاہا کہ قاضی اس کے مسلک پر فتویٰ دے لیکن وہ غضبناک ہوئے اور کہا یہ لوگوں کی ملکیتیں ہیں اور ان کے قبضہ میں ہیں کسی مسلمان کے لئے ان سے تعرض کرنا حلال نہیں یہ کہہ کر نشست سے اترے اور چلے گئے پہلے تو سلطان بھی شدید غصہ ہوئے لیکن بعد میں ان کا غصہ ٹھنڈا ہوا پھر بعد

میں اس کی وجہ سے ان کی توصیف وتعریف کرتے اور کہتے کہ تمام کتابوں کا اثبات انہیں سے کرواؤ، ابن عطاء علماء اخیار، کثیر التواضع اور دنیا میں قلیل مال رکھنے والوں میں سے تھے، ابن جماعہ نے ان سے روایت کی ہے اور ابرزان کو بھی اجازت حدیث دی ہے، بروز جمعہ ۹ رجمادی الاولی کو وفات ہوئی، قاسیون کے دامن کوہ میں العظمیۃ کے قریب مدفون ہوئے۔

بیمند بن بیمند بن بیمند ابرنس طرابلس الفرنجی، ان کا دادا اسمعیل کی بیٹی کا نائب تھا جس نے ۵۰۰ھ کی حدود میں طرابلس کو ابن عمار سے چھین کر اس پر قابض ہوگیا تھا، یہ لڑکی یتیم تھی سمندری جزیرے میں رہتی تھی چنانچہ یہ اس کی دوری کی وجہ سے شہر پر غالب ہوگیا پھر اس کا مستقل حاکم اس کا بیٹا بن گیا، پھر اس کا یہ پوتا حاکم بنا، اچھی شکل وصورت کا آدمی تھا، قطب الدین ایونینی کہتے ہیں، میں نے اسے بعلبک میں ۶۵۸ھ میں دیکھا تھا جب وہ کتبغانوین کے پاس مسلمان ہوکر آیا تھا اور اس نے بعلبک مانگنے کا ارادہ ظاہر کیا، تو یہ بات مسلمانوں پر بڑی بھاری گذری، جب اس کا انتقال ہوا تو اسے طرابلس کے کنیسہ میں دفن کردیا گیا، پھر جب ۶۸۸ھ میں مسلمانوں نے اسے فتح کرلیا تو لوگوں نے اس کی قبر کھود کر لاش نکالی اور اس کی ہڈیوں کو کوڑے کے ڈھیروں کے سامنے ڈال دیا۔

آغاز ۶۷۴ھ

۸ رجمادی الاولیٰ بروز خمیس تاتاری تیس ہزار جنگجوؤں کے ساتھ البیرۃ میں اترے ان میں ۱۵ رہزار مغل سپاہی اور ۱۵ رہزار رومی تھے شاہ تاتار ابغا کے حکم سے بروانا ہ فوج کا سپہ سالار تھا اور موصل ماردین اور کردوں کے لشکر بھی ساتھ تھے، فوج نے شہر پر ۲۳ رمنجنیق نصب کردیئے، اہل بیرہ نے رات کو نکل اچانک تاتاری فوج پر حملہ کردیا، منجنیقوں کو جلا کر بہت سی چیزیں لوٹ کر صحیح وسلامت اپنے گھروں کو لوٹے، اسی ماہ کی ۱۹ رتاریخ تک فوج محاصرہ کیے پڑی رہی پھر کچھ حاصل کیے بغیر دانت پیستی ہوئی چلی گئی، اور اللہ تعالیٰ قتال کے لئے مؤمنین کی طرف سے کافی ہوا بے شک وہ بڑا طاقتور اور غالب ہے۔

سلطان کو جب تاتاریوں کی البیرہ پر آمد کی اطلاع ملی تو فوج پر چھ لاکھ دینار خرچ کرکے بڑی سرعت کے ساتھ روانہ ہوا اس کا بیٹا السعید بھی ساتھ تھا، بیچ راستے میں تھے کہ انھیں تاتاریوں کے کوچ کرنے کی خبر ملی تو دمشق کی طرف لوٹے، پھر رجب میں قوبرہ چلے اور ۱۸ رتاریخ کو شہر میں داخل ہوئے، وہاں اطراف ارض کے بادشاہوں کے ۲۵ سا ایلچی اس کا انتظار کررہے تھے، چنانچہ ان سب نے ملاقات کرکے گفتگو وغیرہ کی اور آداب شاہی بجالائے، پھر سلطان بڑی شان وشوکت کے ساتھ قلعہ میں داخل ہوا، جب البروانا ہ بلاد روم پہنچا تو تمام بڑے امراء جن میں شرف الدین مسعود اور ضیاء الدین محمود الخطیر ی کے بیٹے امین الدین میکائیل حسام الدین بیجار اور اس کا بیٹا بہاء الدین شامل تھے، کو سلطان الملک الظاہر کا ساتھ دینے اور ابغا کو چھوڑ دینے کا حلف دیا اور سب سے حلف لیا اور اس نے الظاہر کو خط لکھ کر آگاہ کردیا اور لکھا کہ سلطان اس کی طرف فوج بھیجے، اور تاتاریوں کو جو خراج دیتا تھا وہ اس نے الظاہر کو بھیج دیا اور یہ کہ غیاث الدین کنجری اپنے عہدے پر برقرار رہے گا اور وہ خود مملکت روم کے تخت پر بیٹھے گا۔

اس سال اہل بغداد نے نماز استسقاء پڑھی لیکن بارش نہیں ہوئی اسی سال بغداد میں رمضان میں دن کے وقت ایک مرد اور عورت زنا کرتے پکڑے گئے صاحب دیوان علاؤ الدین نے ان کے رجم کا حکم دیا چنانچہ دونوں کو رجم کیا گیا، بغداد کی تعمیر سے اب تک ان دونوں کے علاوہ کوئی رجم نہیں کیا گیا تھا، یہ بہت ہی انوکھی بات ہے، اس سال اہل دمشق نے دو مرتبہ نماز استسقاء پڑھی ایک مرتبہ اوائل رجب میں اور دوسری مرتبہ اوائل شعبان میں، یہ واقعہ جنوری کے آخر میں ہوا لیکن بارش پھر بھی نہیں ہوئی، اس برس سلطان نے رونقلہ کی طرف ایک لشکر بھیجا جس نے سوڈان کی فوج کو شکست دی، بہت سوں کو قتل کیا اور بڑی تعداد کو اسیر بنایا یہاں تک کہ ایک قیدی تین درہم میں بیچا جانے لگا، ان کا بادشاہ داؤد اوالنوبۃ کے حاکم کے پاس چلا گیا، حاکم نوبہ نے اسے الملک الظاہر کے پاس بحفاظت بھیجا اور الملک الظاہر نے اہل دنقلۃ پر جزیہ مقرر کیا جسے وہ ہر سال ادا کریں گے، یہ سارے کام اس سال شعبان میں پیش آئے۔

اسی سال الملک السعید بن الظاہر کا عقد نکاح امیر سیف الدین قلاوون الالفی کی صاحبزادی کے ساتھ ایوان میں سلطان اور ارکان حکومت کی موجودگی میں ہوا، پانچ ہزار دینار مہر مقرر ہوا جن میں سے دو ہزار دینار معجل (فوراً ادا کرنے تھے، کرخی) تھے، نکاح خوان اور رجسٹرار محی الدین بن عبدالظاہر تھا، اسے سو دینار اور خلعت دی گئی، اس کے بعد سلطان تیزی سے چلے اور الکرک کے قلعہ میں پہنچ کر القمیر یہ کے لوگوں کو جمع کیا تو وہ کل چھ سو آدمی تھے اور ان کے گلہ گھونٹنے کا حکم دیا لیکن ان کے لئے سفارش ہوئی تو انہیں چھوڑ کر مصر جلاوطن کر دیا، کیونکہ سلطان کو اطلاع ملی تھی کہ یہ لوگ قلعہ والوں کے قتل اور ان پر ایک حاکم مقرر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، اس کے بعد یہ قلعہ الطواشی شمس الدین رضوان السھیلی کے حوالے کیا، اور دمشق کی طرف واپس روانہ ہو کر ۱۸ تاریخ کو یہاں پہنچے، اسی سال اخلاط اور بلاد بکر میں زلزلہ آیا۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

شیخ امام علامہ تاج الدین: علامہ ادیب تاج الدین ابوالثناء محمود بن عابد بن حسین بن محمد بن علی التیمی الصرخدی الحنفی، فقہ، ادب، عفت، نیکی، پاکیزگی نفس اور مکارم اخلاق میں مشہور تھے، ۵۷۵ھ کو پیدا ہوئے، حدیث سن کر روایت کی، الصوفیہ کے قبرستان میں ربیع الاول میں دفن ہوئے، ۹۶ برس کی عمر تھی۔

شیخ امام عماد الدین عبدالعزیز بن محمد: بن عبدالقادر بن عبداللہ بن خلیل بن مقلد الانصاری الدمشقی، ابن الصائغ کے نام سے معروف العذراویہ میں مدرس تھے، قلعہ میں خزانہ کے شاہد تھے، حساب سے اچھی طرح واقفیت تھی، حدیث کا سماع اور روایت بھی ثابت ہے، قاسیون میں مدفون ہوئے۔

مورخ ابن الساعی: تاج الدین بن المحتسب البغدادی، ابن الساعی کے نام سے معروف تھے، ۵۹۳ھ میں پیدا ہوئے، حدیث سنی، تاریخ پر خصوصی توجہ دی اور تصنیف و تالیف کا کام کیا، حافظہ اور ضبط روایات میں پختگی نہیں، ابن النجار نے اپنی وفات کے وقت ان کو اجزاء وصایا کے لئے مقرر کیا، ان کی ایک بڑی تاریخ ہے اس کا اکثر حصہ میرے پاس (ابن کثیر) ہے اور دوسری مفید تصنیفات بھی ہیں ان کی آخری تصنیف زہد کے متعلق ایک کتاب تھی، ذکی الدین عبداللہ بن حبی کاتب نے اس کے حاشیے میں یہ اشعار لکھے ہیں:

> تاج الدین اپنی پوری عمر بیر، حسب علم اور تدوین علم میں بلاتکلف نفع بانٹتے رہے، اپنی تصانیف کی وجہ سے مجھ سے بہت بلند ہو گئے اور یہ (کتاب) خیر کا خاتمہ ہے۔

آغاز ۶۷۵ھ

اس سال ۱۳ محرم کو سلطان "دمشق" میں داخل ہوا اور فوجیں اس سے پہلے بلاد حلب گئیں، فوجیں جب وہاں پہنچیں تو اس نے البلستین کی طرف اپنے آگے امیر بدر الدین الاتابکی کو ایک ہزار شہسواروں کے ساتھ بھیجا، وہاں روم کے لشکر کی ایک جماعت سے سامنا ہوا تو یہ اس کی طرف چلے اور سامان بود و باش اٹھایا یہاں پہنچ کر ایک جماعت نے بلاد اسلام میں داخل ہونے کی اجازت مانگی چنانچہ ان کو اجازت دی، اور وہ داخل ہو گئے ان میں بیجار اور ابن الخطیر بھی تھے، ان کے لئے قاہرہ میں داخلے کا فرمان لکھا، الملک السعید نے ان کا استقبال کیا، پھر سلطان حلب سے قاہرہ کی طرف لوٹے اور ۱۲ ربیع الآخر کو قاہرہ پہنچے۔

۵ جمادی الاولیٰ کو سلطان نے اپنے بیٹے الملک السعید کی قلاوون کی صاحبزادی کے ساتھ شادی کی دعوت ولیمہ کے لئے ایک عظیم اجتماع کیا فوجی جوان پانچ روز تک سوار ہو کر میدان میں کھیلتے کودتے اور ایک دوسرے پر حملے کرتے رہے پھر امراء اور ارباب مناصب کو خلعتیں دی گئیں، مصر میں عطا

کردہ خلعتوں کی تعداد ۱۳ سوتھی، اہل شام کو بھی خلعتیں دیے جانے کے فرامین آئے، اور اس نے عظیم دستر خوان بچھایا جس میں خاص وعام، مسافر وغیر مسافر سب شریک ہوئے، اس میں تاتاری اور فرنگی ایلچیوں کو محبوس کردیا، ان سب پر ہیبت ناک خلعتیں تھیں، وہ وقت دیکھنے کے قابل تھا، حماۃ کا حاکم بڑے بڑے ہدایا لے کر میار کباد کے لئے روانہ ہوا، اور ۱۱ ارشوال کو ڈولی (ہودج) اور کعبہ مشرف کے غلاف کو قاہرہ میں گھمایا گیا، وہ بڑے اجتماع کا دن تھا۔

معرکہ بلستین اور فتح قیساریہ...... سلطان مصر سے فوجیں لے کر چلا، ۷ ارشوال کو دمشق پہنچا، تین روز وہاں قیام کر کے روانہ ہوا اور آغاز ذی القعدہ میں حلب میں داخل ہوا وہاں ایک دن قیام کیا، اور حلب کے نائب کو حکم دیا کہ مناروں کی حفاظت کے لئے حلب کی فوج کو فرات بھیج دے، پھر وہاں سے چلے اور الدربند کو نصف یوم میں قطع کردیا، راستے میں سنقر الاشقر کی تین ہزار مغلوں کے ساتھ مڈبھیڑ ہوگئی اور انہیں ۹ رذی القعدہ بروز خمیس شکست دے دی، فوج پہاڑوں پر چڑھی اور بلستین کے میدان پر نگاہ ڈالی تو دیکھا کہ تاتاریوں کی صفیں تیار ہیں وہ ۱۱ ہزار جنگجو تھے، رومی فوج کو شراب خوری کی وجہ سے ان سے الگ کردیا تھا، جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوگئیں تو تاتاریوں کا میسرہ حملہ کر کے سلطان کے جھنڈوں سے ٹکرایا، ان کا ایک گروپ اندر داخل ہو کر صفیں چیرتا ہوا میمنہ (دائیں طرف کے دستہ، کرخی) تک پہنچ گیا، سلطان نے جب یہ دیکھا تو خود اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اس کے پیچھے چلا پھر جب اس نے میسرہ پر توجہ کی تو دیکھا کہ وہ ٹوٹنے کے قریب ہے، چنانچہ امراء کی ایک جماعت کو اس کے پیچھے جانے کا حکم دیا پھر پوری فوج نے یکبارگی تاتاریوں پر حملہ کردیا اور آخری آدمی تک پاپیادہ ہوگئے، تاتاریوں نے مسلمانوں سے شدید لڑائی لڑی لیکن مسلمانوں نے بھی صبر وشجاعت کا مظاہرہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت بھیج دی۔

چنانچہ لشکر نے تاتاریوں کو ہر طرف سے گھیر لیا، اور ان کی بڑی تعداد کو قتل کردیا، مسلمان بھی شہید ہوئے، مسلمان سرداروں کے شہداء میں سے، امیر کبیر ضیاء الدین بن الخطیر سیف الدین قیماز سیف الدین بنجوابی شنکیر اور عزالدین ایبک تھے اور روم اور تاتار کے امراء کی ایک جماعت قید ہوگئی الرواناہ اپنی جان بچا کر بھاگ گیا، اور بروز یک شنبہ ۱۲ رذی القعدہ کی صبح کو قیساریہ میں داخل ہوا، رومی امراء نے اپنے بادشاہ کو بلستین میں تاتاریوں کی شکست کی خبر دی تو اس نے انہیں ہزیمت کا مشورہ دیا چنانچہ وہ شکست خوردہ اسے خالی کر گئے، چنانچہ الملک الظاہر اس میں داخل ہو گئے اور ۷ رذی القعدہ کو نماز جمعہ اس میں پڑھی اور اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، پھر فاتح اور کامران واپس لوٹ گیا، اور تمام علاقوں میں خوشخبری سنائی گئی، اس دن مسلمان اللہ تعالیٰ کی نصرت کی وجہ سے بہت خوش ہوئے، جب اس معرکے کی خبر ابغا کو ملی تو وہ اپنی فوج کے ساتھ آیا اور جائے معرکہ اور مقتول مغلوب کی لاشوں کا مشاہدہ کر کے شدید غصہ ہوا اور الرواناہ سے سخت ناراض ہوا کہ اس نے اس معاملے کی اطلاع ہی نہیں دی، اور وہ الملک الظاہر کو اس سے بہت کمتر خیال کرتا تھا، پھر اس کا غضب اہل قیساریہ اور وہاں کے لوگوں پر بھڑک اٹھا اور اس نے تقریباً ۲ رلاکھ آدمیوں کو قتل کردیا، کہا جاتا ہے کہ اس نے ارزن الروم اور قیساریہ کے باشندوں میں سے پانچ لاکھ کو قتل کردیا ان مقتولین میں قاضی جلال الدین حبیب بھی تھے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اس سال فوت شدہ نامور حضرات

شیخ ابوالفضل بن شیخ عبید...... بن عبدالخالق الدمشقی شیخ ارسلان کے قریب دفن کئے گئے، شیخ علم الدین کہتے ہیں کہا جاتا ہے کہ ان کی ولادت ۵۶۴ھ میں ہوئی تھی۔

الطواشی یمن الحبشی...... حرم شریف کے خدام کے شیخ تھے، بڑے متدین، عاقل، عادل اور سچ گفتار تھے، ستر کے عشرے میں فوت ہوئے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

شیخ محدث شمس الدین ابوالعباس...... احمد بن محمد بن عبداللہ بن ابوبکر الموصلی ثم الدمشقی، صوفی تھے، بہت سے لوگوں کو سنا، بڑی بڑی کتابیں واضح، عمدہ اور بلند درجہ خط سے تحریر کیں، ۷۰ برس سے زیادہ عمر پائی، باب الفرادیس میں مدفون ہوئے۔

شاعر شہاب الدین ابوالمکارم محمد بن یوسف بن مسعود بن برکہ بن سالم بن عبداللہ الشیبانی التلعفری صاحب دیوان الشعر، عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی، حماۃ میں فوت ہوئے شعراء ان کے فضل اور اس فن میں تقدم کے معترف اور مقر تھے، ان کے اشعار میں سے یہ بتنے جاتیں۔

اے منتہائے آرزو! میری زبان تیرے ذکر سے تر ہے، میری پریشانی یہ ہے کہ میں شاعر اور خطیب ہوں، تیرے چہرے کے حسن کی وجہ سے میں شعر کہتا ہوں اور یہ میرے آنسو تیرے جنون میں بکھرے ہوئے ہیں۔

قاضی شمس الدین علی بن محمود بن علی بن عاصم الشہرزوری الدمشقی القیمیریہ کے مدرس تھے اس کے وقف کنندہ نے یہ شرط لگا رکھی تھی کہ ان کے بعد ان کی ذریت سے کسی اہل شخص کو تدریس سونپی جائے گی، چنانچہ وہ درس دیتے رہے یہاں تک کہ اس سال ان کی وفات ہوئی پھر ان کے بیٹے صلاح الدین مدرس بنے، ابن جماعۃ کے بعد پھر ان کا پوتا مدرس بنا، اور طویل مدت تک درس دیتے رہے، ولایت اولی میں ابن خلکان کی نیابت پر قاضی شمس الدین علی مقرر ہوئے تھے، بہترین فقیہ اور ناقل مذہب تھے، ابن العدیم کے ساتھ بغداد کا سفر کیا وہاں حدیث سنی الصوفیہ کے مقبرہ میں علامہ ابن الصلاح کے پاس مدفون ہوئے۔

شیخ صالح عالم زاہد ابواسحاق ابراہیم بن سعد اللہ بن جماعہ بن علی بن جماعہ بن حازم بن صخر الکنانی الحمدی، حدیث وفقہ کی معرفت حاصل تھی، حماۃ میں ۵۹۶ھ میں پیدا ہوئے، القدس الشریف میں وفات پائی، اور ماملا میں مدفون ہوئے، فز بن عساکر سے روایات سنیں اور ان سے ان کے بیٹے قاضی القضاۃ بدرالدین بن جماعہ نے روایت کی۔

شیخ صالح جندل بن محمد المنینی۔ عابد زاہد اور نیک شخص تھے، لوگ المنین میں ان کی زیارت کے لئے جاتے تھے، ایسے غیر مانوس الفاظ کے ساتھ گفتگو کرتے تھے کہ حاضرین میں سے کوئی ان کی بات سمجھ نہیں پاتا تھا، شیخ تاج الدین فرماتے ہیں کہ میں نے انھیں کہتے ہوئے سنا کہ کوئی شخص تضرع الی اللہ اور ذل کے مثل اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل نہیں کر سکتا، اور فرمایا کہ عابد حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے طریق سے کٹا ہوا ہوتا ہے اور سمجھ رہا ہوتا ہے میں پہنچا ہوا ہوں، اگر اسے پتہ چلے کہ وہ کٹا ہوا ہے تو وہ اپنے خیال سے رجوع کرے گا کیونکہ اہل سلوک کے طریق پر کامل العقل لوگ ہی واقف ہوتے ہیں فرماتے تھے کہ سماع اہل ہمت کا وظیفہ ہے، شیخ تاج الدین فرماتے ہیں کہ شیخ جندل اہل طریقت اور علماء تحقیق میں سے تھے، اور فرمایا کہ مجھے ۶۶۱ھ میں بتایا گیا کہ ان کی عمر ۹۵ برس تک پہنچ چکی ہے، میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ اگر یوں ہی ہے تو اب ان کی عمر سو برس سے گذر چکی ہوگی کیونکہ اس سال رمضان میں وہ فوت ہوئے منین نامی بستی میں واقع اپنے مشہور خانقاہ میں مدفون ہوئے کئی دن تک لوگ دمشق اور اطراف سے ان کی قبر پر نماز پڑھنے آتے رہے۔

محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد۔ حافظ بدرالدین ابوعبداللہ بن نوریہ السلمی الحنفی، الصدر سلیمان اور ابن عطاء کے پاس پڑھا ابن مالک سے علم نحو حاصل کیا، تمام علوم میں خصوصاً نظم ونثر میں کمال حاصل کیا، الشبلیۃ اور القصاعین میں درس دیا، قضاء کی نیابت کے لئے بلائے گئے تو انکار کیا، منسوب کتابت لکھی، وفات کے بعد ان کے بعض ساتھیوں نے انھیں خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو یہ شعر پڑھنے لگے:

اس کے نزدیک میری شفاعت کرنے والا کوئی نہیں تھا سوائے میرے اس اعتقاد کے کہ وہ یکتا ہے۔

جمادی الآخر میں ان کی وفات ہوئی، دمشق کے باہر دفن ہوئے۔

محمد بن عبدالوہاب بن منصور شمس الدین ابوعبداللہ الحرانی الحنبلی شیخ مجد الدین بن تیمیہ کے شاگرد تھے وہ حنابلہ میں سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے دیار مصریہ میں قاضی تاج الدین بن بنت الاعز کی نیابت میں فیصلے کئے، جب شیخ شمس الدین بن شیخ العماد مستقل قاضی بنے تو یہ ان کے نائب ہوئے پھر یہ عہد چھوڑ کر شام چلے گئے، وہ وہاں اپنی وفات تک تدریس وافتاء میں مشغول رہے، عمر ساٹھ سال سے اوپر ہو چکی تھی۔

آغاز ۶۷۶ھ

اس سال بلاد مصریہ شامیہ اور حلبیہ وغیرھا کے حاکم الملک الظاہر رکن الدین بیبرس کی وفات ہوئی، ان کے بعد ان کا بیٹا ناصر الدین ابوالمعالی محمد برکہ خان ملقب بالسعید جانشین بنا، اور اسی سال ۷ ر محرم کو شافعیہ کے امام شیخ محی الدین نووی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، سلطان الملک الظاہر بلستین میں تا تاریوں کو شکست دے کر منصور و مؤید بلاد روم سے دمشق پہنچے ان کی تشریف آوری کا دن بڑے اجتماع کا دن تھا، دمشق کے مغربی جانب دو سبز میدانوں کے درمیان تعمیر شدہ محل القصر الابلق میں اترے پھر متواتر خبریں آنے لگیں کہ ابغا نے جائے معرکہ آ کر مقتولین کا مشاہدہ کر کے بڑا افسوس کیا ہے، اور الرواناہ کے قتل کا حکم دیا ہے، لوگوں نے بتایا کہ وہ قصداً شام کا بھی عزم کر چکا ہے، سلطان نے امراء کے جمع ہونے اور مجلس مشاورت منعقد کرنے کا حکم دیا، مشورے میں طے پایا کہ وہ جہاں بھی ہو اس کا مقابلہ کیا جائے اور حکم دیا کہ محل کے آگے دہلیز بنائی جائے، پھر خبر آئی کہ ابغا اپنے علاقوں کی طرف لوٹ گیا ہے تو دہلیز کے رد کا احکام دیا اور قصر ابلق میں مقیم ہوا جہاں اس کے پاس رؤساء امراء اور ارکان حکومت خوش حالی اور خوش دلی کے کے ساتھ آتے رہے الرواناہ بلاد روم میں ابغا کا نائب تھا، اس کا نام معین الدین سلیمان بن علی بن محمد بن حسن تھا، اس کے قتل کا حکم اس کے الملک الظاہر کی طرف جھکاؤ کی تہمت کی وجہ سے دیا گیا تھا، اس کا گمان تھا کہ الرواناہ نے ہی اسے بلاد روم میں دخول کا راستہ دیا تھا، الرواناہ بہادر دور اندیش کریم اور سخی انسان تھا، اور الملک الظاہر کی طرف تھوڑا سا جھکاؤ رکھتا تھا، قتل کے وقت اس کی عمر پچاس برس سے متجاوز تھی۔

بروز ہفتہ ۱۵ ر محرم کو الملک القاہر بہاء الدین عبدالملک بن سلطان معظم عیسیٰ بن عادل ابو بکر بن ایوب ۶۴ ر برس کی عمر میں فوت ہو گیا، بڑا نیک سلیم الطبع، خوش اخلاق، نرم گفتار اور متواضع آدمی تھا، عرب کے ملبوسات اور سواریوں کو پسند کرتا تھا، حکومت میں قابل تعظیم، بہادر اور پیش پیش رہنے والا تھا، ابن الشیخ سے روایت کی ہے، البرزالی کو اجازت روایت دی تھی، البرزالی کہتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ انھیں زہر دیا گیا تھا، دوسروں کا کہنا ہے کہ سلطان الملک الظاہر نے شراب کے ایک گلاس میں زہر ملا کر اسے دیا جو اس نے پی لیا، سلطان اٹھ کر آرام گاہ کی طرف گیا اور جب واپس آیا تو ساقی نے گلاس القاہر کے ہاتھ سے لے کر بھر دیا اور سلطان کو تھما دیا جب کہ ساقی کو اس ماجرا کا کچھ علم نہ تھا، اور اللہ تعالیٰ نے سلطان کو بھی بے خبر کر دیا، یا اس نے اسے دوسرا گلاس سمجھا بہر حال اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور فیصلہ کو پورا ہونا تھا، اس گلاس زہر میں سے بہت باقی بچا تھا، سلطان نے کچھ محسوس کئے بغیر سارا پی لیا اسی وقت کے پیٹ میں درد شروع ہوا اور آگ کی بھڑک گرمی اور شدید تکلیف ہونے لگی القاہر کو تو اسی وقت بے ہوشی کی حالت میں گھر لے جایا گیا اور اسی رات مر گیا، لیکن الظاہر چند روز بیمار رہنے کے بعد ۲۷ ر محرم بروز جمیس ظہر کے بعد قصر ابلق میں چل بسا امراء کے لئے بڑا سخت دن تھا، نائب سلطنت عزالدین ایدمر کبار امراء اور حکومتی لوگ حاضر ہوئے، خفیہ طور پر نماز پڑھی اور ان کے جسد کو ایک تابوت میں ڈال کر اسے قلعہ کی فصیل سے اٹھا کر ایک سمندری کمرہ میں رکھ دیا گیا پھر انھیں جمعہ کی رات ۵ ر رجب کو اس مقبرے میں منتقل کر دیا گیا جسے ان کے بیٹے نے ان کی موت کے بعد بنوایا تھا، وہ العادلیہ الکبیرہ کے سامنے دار العقیقی کا مقبرہ ہے ان کی موت کو پوشیدہ رکھا گیا چنانچہ عوام کو کچھ علم نہ ہوا یہاں تک کہ جب ربیع الاول کے آخری عشرے میں ان کے بیٹے السعید کے لئے مصر سے بیعت آئی تو لوگ شدید غمگین ہوئے اور ان کے لئے رحم کی دعائیں کیں اور دمشق میں بھی تجدید بیعت ہوئی، اور شام کی تجدید نیابت کا فرمان عزالدین ایدمر ہی کے نام آیا۔

الملک الظاہر قوی، بہادر، بلند ہمت، دور اندیش، جری، جرأت مند اور امور سلطنت پر خاص توجہ دینے والا تھا، اسلام پر مشفق تھا، ملک کی تزیین و آرائش کیا کرتا تھا، اسلام اور اہل اسلام کی نصرت اور ملکی قوانین کے نفاذ میں اس کے نیک ارادے تھے، اس کی حکومت یکشنبہ ۱۷ ر ذی قعدہ ۶۵۸ھ سے اس وقت تک رہی، اس مدت میں "قیساریہ"، "ارسوں"، "یافا"، "الشقیف"، "انطاکیہ"، "بعراض"، "طبریہ"، اور وہ مضبوط قلعے جو فرنگیوں کے قبضے میں تھے فتح کر لئے اسماعیلیہ کے پاس کوئی قلعہ نہیں چھوڑا اور المرقب، بانیاس، بلاد انطرسوس اور ان کے قبضے میں بقیہ علاقوں کا نصف سے لے لیا اور اپنے حصوں پر نائبین اور عمال مقرر کیے بلاد روم میں سے قیساریہ کو فتح کیا اور بلستین میں رومیوں اور مغلوں پر ایسی دھاک بٹھائی کہ اس سے قبل کے گذشتہ ادوار میں اس کا مثل سننے میں نہیں آیا تھا، سیس کے حاکم سے بہت سے علاقے واپس لئے، دشمن کے قلعوں اور علاقوں میں جاسوسی کی اور مسلمان قابضین سے بعلبک، بصریٰ، صرخد، حمص، عجلون، الصلت، تدمر، الرحبہ، تل باشر، الکرک، اور الشوبک وغیرہ کے علاقے لے لئے، بلاد سوڈان

میں سے النوبہ کا علاقہ مکمل فتح کیا، اور تاتاریوں سے بھی بہت سے علاقے چھین لئے جن میں شیرزور اور البیرہ بھی تھے، چنانچہ ان کی مملکت دریائے فرات سے النوبہ کے علاقوں کی انتہا تک تھی، بہت سے قلعے، مراکز اور بڑے نہروں پر پل بنوائے قلعۃ الجبل میں دارالذھب بنوایا، بارہ ستونوں پر ایک رنگین سونے کا پانی چڑھا ہوا قبہ بنوایا اور اس میں اپنے خواص کی تصویریں اور شکلیں بنوائیں، بلاد مصر میں بہت سی نہریں اور ندیاں کھدوائیں، جن میں سے السرداس کی نہر بھی ہے، بہت سی مسجدیں اور جامعات تعمیر کروائیں، رسول اللہ ﷺ کی مسجد جل گئی تو اس کی از سرنو تعمیر کی اور حجرۂ شریفہ کے گرد لوہا لگوایا، اس کی چھت اور منبر سونے کا بنوایا، اور مدینے کے شفا خانے کی از سرنو تعمیر کی، حضرت خلیل علیہ السلام کی قبر کو جدید تعمیر کیا، اس کے خانقاہ اور مجاوروں کے خرچہ میں اضافہ کیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کی طرف منسوب مکان کے اوپر اریحا کی جانب ایک قبہ بنوایا، بیت المقدس میں خوبصورت چیزیں بنوائیں جن میں قبہ السلسلہ بھی ہے، الصخرہ وغیرہ کی چھتوں کی مرمت کی القدس میں ماملا کے علاقے میں ایک زبردست مسافر خانہ بنوایا فاطمی خلفاء کے محل کا دروازہ مصر سے اس کے لئے منتقل کیا، اس میں چکی، تنور اور ایک باغ لگوایا اور وہاں آنے والوں کے سامان کی حفاظت اور کھانے میں خرچ ہونے کے لئے چیزیں دے دیں، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر ایک زیارت گاہ بنوائی اور زائرین کے لئے بعض چیزیں وقف کردیں، دامیۃ کا پل تعمیر کیا الکرک کے مضافات میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی قبر کو از سرنو تعمیر کیا اور زائرین کے لئے بہت سی چیزیں وقف کیں، صفت کے قلعہ اور جامع کی از سرنو تعمیر کی الرملۃ کے جامع اور دیگر علاقے جن پر فرنگیوں نے قبضہ کرکے ان کی مساجد اور جامعات کو برباد کیا تھا از سرنو تعمیر کیا، اور حلب میں ایک بڑا گھر بنوایا، دمشق میں القصر الابلق اور مدرسہ ظاہریہ تعمیر کیا اور لوگوں کے درمیان بہتر معاملات کو رواج دینے کے لئے خالص اور عمدہ دراہم اور دنانیر جاری کروائے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ان کے بہت سے آثار اور ایسی تعمیرات موجود ہیں جن کی طرح دیگر خلفاء اور ملوک بنی ایوب کے زمانے میں بھی تعمیرات نہیں بنی تھیں، حالانکہ یہ اکثر جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف رہے، فوجوں سے بہت سے کام لئے، مغلوں میں سے تین ہزار کے قریب آدمی اس سے آملے ان کو جاگیریں دیں اور بعض کو امیر بنایا، خوراک اور پوشاک کے معاملے میں میانہ رو تھا، یہی حال اس کی فوج کا بھی تھا، دولت عباسیہ کو تباہی کے بعد دوبارہ زندہ کیا، لوگ تین سال تک بغیر کسی خلیفہ کے رہے، اسی نے ہی مذاہب اربعہ میں سے ہر مسلک کا ایک خودمختار قاضی مقرر کیا، بڑے بیدار مغز قوی اور شجاع تھے، دن ورات میں کسی بھی دشمن سے غافل نہیں رہتے تھے، بلکہ اسلام اور مسلمین کے دشمنوں سے نبرد آزما اور مسلمانوں کی پراگندگی اور افعال کی درستگی میں مشغول رہتا تھا خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اس مؤخر وقت میں اسلام اور اہل اسلام کی مدد و نصرت اور تاتاری فرنگی اور مشرک دشمنوں کے گلے گھونٹنے کے لئے بھیجا تھا، اس نے شراب کو ختم کردیا، فاسق لوگوں کو شہروں سے جلاوطن کردیا، ہر فساد و گندگی کے مٹانے کی اپنی وسعت و طاقت کے مطابق کوشش کرتا رہا، ہم نے ان کی سیرت کا اتنا حصہ ذکر کردیا ہے جس سے ان کی چال چلن کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، ان کے کاتب ابن عبدالظاہر نے ان کی طویل سوانح لکھی ہے۔

اسی طرح ابن شداد نے بھی ان کے حالات لکھے ہیں، اولاد کل دس تھی تین لڑکے اور سات لڑکیاں، وفات کے وقت ان کی عمر ۵۰ اور ۶۰ برس کے درمیان تھی، ان کے بہت سے اوقاف اور صدقات ہیں اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرمائے اور سیئات سے درگذر فرمائے۔

ان کے بعد ان کا بیٹا الملک السعید جانشین بنا جس کی بیعت باپ نے اپنی زندگی میں لی تھی، اس وقت السعید کی عمر بیس برس سے کم تھی، بڑا حسین صورت اور جوانمرد تھا، صفر میں الفنس سے قاصدوں کے ساتھ ہدایا دیار مصریہ پہنچے تو انھیں سلطان کے انتقال کا علم ہوا اور الملک السعید کی جانشینی کا پتہ چلا اور دیکھا کہ حکومت کوئی تبدیلی نہیں آئی اور معرفت میں کوئی تغیر نہیں آیا ہے لیکن علاقوں نے اپنے شیر کو کھودیا ہے بلکہ اپنے محافظ اور قوت کو گم کردیا ہے کیونکہ جب بھی اسلام کی فصیل کی کوئی سرحد کھلتی تو وہ اسے بند کردیتا تھا، عزائم کی کڑی کی کوئی گرہ اگر کھلتی تو وہ اسے باندھ دیتا تھا، اور جب شرارت پسند لوگوں کا کوئی گروہ اسلام کے حرم میں داخل ہونے کی کوشش کرتا تو اسے روک کر واپس کردیتا تھا، اللہ تعالیٰ ان کو معاف کرے، رحمت سے ان کے ٹھکانے کو ٹھنڈا کرے اور جنت کو ان کا ٹھکانہ بنادے۔

شامی علاقوں سے فوجیں دیار مصریہ کی طرف روانہ ہو چکی تھیں، ان کے ساتھ پالکی تھی جس سے ظاہر کر رہے تھے کہ سلطان مریض ہے، حتیٰ کہ

قاہرہ پہنچے اور الملک الظاہر جو کہ انشاء اللہ شہید ہی ہے کی موت کے ظاہر ہونے کے بعد سعید کی تجدید بیعت کی بروز جمعہ ۲۷ رصفر کو مصری علاقوں کی تمام جامع مسجدوں میں الملک السعید کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اس کے والد کے لئے دعا کی گئی، تو اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں، نصف ربیع الاول کو وہ حسب عادت فوجی دستوں کو لے کر روانہ ہوا، آگے آگے مصری و شامی پوری فوج تھی حتیٰ کہ جبل احمر پہنچا لوگ اس سے بہت ہی خوش ہوئے، اس وقت اس کی عمر ۱۹ برس تھی، اور اس کے اوپر سے بادشاہی شوکت اور حکومت ریاست چھین رہی تھی، بروز دوشنبہ ۴ ر جمادی الاولیٰ کو قاہرہ میں حارۂ وزیریہ میں امیر شمس الدین آقسنقر کا مدرسہ امام ابوحنیفہ کے مسلک پر کھولا گیا، اس میں ایک قاری اور ایک حدیث کا استاد مقرر کیا گیا، اس کے ایک روز بعد خلیفہ مستمسک باللہ بن حاکم بامر اللہ کے بیٹے کا عقد نکاح خلیفہ المستنصر بن الظاہر کی بیٹی کے ساتھ ہوا، عقد میں لڑکے کا والد، سلطان اور دیگر رؤسا حاضر ہوئے، بروز ہفتہ ر جمادی الاولیٰ کو العادلیہ کے سامنے دار العقیقی کے نام سے معروف عمارت کی تعمیر شروع ہوئی تاکہ اسے مدرسہ اور الملک الظاہر کے لئے مقبرہ بنایا جائے، اس سے قبل صرف العقیقی کا گھر تھا، جو حمام عقیقی کے ساتھ متصل ہے، مدرسہ اور مقبرے کی بنا د ۵ ر جمادی الاولیٰ کو ڈالی گئی۔

رمضان میں صفت شہر میں عظیم بادل آئے جن میں شدید بجلی چمکی اس سے آگ کی ایک زبان ظاہر ہوئی اور ایک شدید خوفناک آواز سنی گئی، اس کا ایک ٹکڑا صفت کے منارے پر گرا جس کی وجہ سے اس میں اوپر سے نیچے تک ایک شگاف پڑا جس میں پوری ہتھیلی داخل ہو سکتی تھی۔

اس سال کے فوت شدہ حضرات

البرواناہ محرم کے پہلے عشرے میں اور الملک الظاہر آخری عشرے میں فوت ہو گئے، ان دونوں کے کچھ حالات گذر چکے ہیں۔

امیر کبیر بدر الدین بیلبک بن عبد اللہ...... الخذ ندار دیار مصریہ میں الملک الظاہر کے نائب تھے، بڑے سخی اور قابل قدر انسان تھے، تاریخ اور گذشتہ جنگوں کے بارے میں خاصی معلومات رکھتے تھے، اور جامع ازہر میں شافعیہ کے لئے ایک درس وقف کیا، بیان کیا جاتا ہے کہ انھیں زہر دے کر مارا گیا تھا، اس کی موت کے بعد الملک السعید کی گرفت کمزور پڑ گئی اور معاملات بکھر گئے۔

قاضی القضاۃ شمس الدین الحنبلی..... محمد بن شیخ العماد ابی اسحاق ابراہیم بن عبد الواحد بن علی بن سرور المقدسی، دیار مصریہ میں سب سے پہلے حنابلہ کے قاضی القضاۃ بنے، حدیث کا سماع کیا خصوصاً ابن طبرزد وغیرہ سے اور بغداد تشریف لے جا کر فقہ میں مشغول ہو گئے اور بہت سے علوم کمال حاصل کیا، سعد السعداء کی مشیخت ان کے سپرد ہوئی، بڑے بارعب، خوش صورت، متواضع اور نیک و سچے شیخ تھے، ولایت قبول کرنے کے لئے شرط لگائی کہ اس پر کوئی تنخواہ نہیں لیں گے تا کہ فیصلوں میں حق پر قائم رہ سکیں، الظاہر نے ۶۷۰ھ میں انہیں قضا سے معزول کر دیا، اور ان کے پاس موجود ودیعتوں کی وجہ سے انھیں قید کر دیا، پھر دو سال بعد انھیں رہا کر دیا گیا تو وہ اپنے گھر میں رہنے لگے اور اواخر محرم یعنی اپنی وفات تک الصالحیہ کی تدریس پر متمکن رہے، حافظ عبد الغنی کے چچا کے پاس المعظم کے پہاڑ کے دامن میں دفن کئے گئے، اور انھوں نے البرزالی کو اجازت روایت دی تھی۔

حافظ برزالی کہتے ہیں کہ بروز ہفتہ ۱۲ ر ربیع الاول کو دیار مصر کے چھ امراء کی موت کی اطلاع آئی جن کے نام یہ ہیں سنقر البغدادی، بسط البلدی تتری، بدر الدین الوزیری، سنقر الرومی اور آقسنقر الفارقانی۔ شیخ خضر الکردی، الملک الظاہر کے شیخ۔ ان کا تذکرہ ۶۷۱ھ کے ذیل میں آ چکا ہے۔

شیخ محی الدین النووی...... علامہ عالم محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف بن حسن بن حسین بن جمعہ بن حزام الحازمی النووی ثم الدمشقی الشافعی، شیخ المذہب اور اپنے زمانے کے کبار فقہاء میں سے تھے، نویٰ میں ۶۳۱ھ میں پیدا ہوئے نوی، حوران کا ایک گاؤں ہے، ۶۴۹ھ میں دمشق آئے قرآن کریم تو حفظ کر چکے تھے لہٰذا التنبیہ پڑھنی شروع کی کہا جاتا ہے کہ ساڑھے چار ماہ میں وہ کتاب پڑھی اور بقیہ سال میں مسائل عبادات کا چوتھائی حصہ پڑھ لیا، پھر تصحیح اور شرح کے لئے مشائخ کے ساتھ چمٹے رہے، اساتذہ سے ہر روز بارہ سبق پڑھتے تھے، پھر تصنیف میں مشغول ہوئے اور بہت سی کتابیں تالیف کیں، بعض مکمل ہوئیں اور بعض نامکمل، مکملات میں، صحیح مسلم کی شرح الروضۃ المنہاج ریاض الصالحین، الاذکار، التبیان، تحریر

التنبیہ و تصحیحہ، تھذیب الاسماء واللغات اور طبقات الفقھاء وغیرہ کتابیں شامل ہیں اور جسے مکمل نہ کر سکے وہ المھذب کی شرح المجموع ہے اگر وہ مکمل ہوتی تو اس موضوع پر اس کی کوئی اور نظیر مشکل تھی، اس میں کتاب الربوا تک پہنچے تھے اور اس میں بھی بڑی انوکھی، خوبصورت اور مفید باتیں لکھیں تھیں، اور خوبصورت تنقید کی تھی، مذہب اور غیر مذہب میں فقہ کو چھانٹا تھا، اور حدیث، نادر الفاظ اور لغت کی چھان پھٹک کر کے ایسی چیزیں تحریر کی تھیں جو اس کے علاوہ کہیں مل ہی نہیں سکتی، اپنے باب میں وہ ایک منتخب چیز تھی، باوجودیکہ اس میں بہت سی چیزوں کے اضافے کی ضرورت ہے لیکن فقہ میں اس سے زیادہ اچھی کتاب میرے علم میں نہیں۔

علامہ خود زہد وعبادت، ورع واحتیاط اور لوگوں سے دوری میں بڑا اونچا مرتبہ رکھتے تھے، فقہاء وغیرہ میں سے کسی کو ان کے خلاف کرنے کی قدرت نہیں تھی، صائم الدھر تھے، کبھی دو سالن اکٹھے نہیں کھاتے تھے، ان کا کھانا زیادہ تر وہی ہوتا جو ان کے والد نوی سے لے کر آتے، الاقبالیہ کی تدریس کو ابن خلکان کی نیابت میں سنبھالتے رہے، اسی طرح الفالکیہ اور الرکنیہ کی تدریس پر بھی مقرر رہے، الاشرفیہ کے دار الحدیث کی مشیخت ان کے سپرد رہی، اپنے اوقات میں سے کچھ بھی ضائع نہیں کرتے تھے، دمشق کی اقامت کے دوران حج کیا، ملوک وغیرہ کو ہمیشہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا کرتے تھے، نویٰ میں اسی سال ۲۴؍رجب کی رات کو فوت ہو گئے، اور وہیں دفن کئے گئے، اللہ انھیں اور ہمیں بھی معاف کر دے۔

علی بن علی بن اسفندیار :۔ نجم الدین السبوت کے ایام کے تینوں مہینوں میں جامع دمشق میں واعظ رہے خانقاہ مجاھد یہ کے شیخ تھے، وہیں اس سال فوت ہو گئے، بڑے فاضل اور ماہر تھے، ان کے دادا خلیفہ الناصر کے منشی تھے، وہ اصل میں بوشنج سے تھے، یہ اشعار نجم الدین کے کلام میں سے ہیں:

جب میرے علاوہ لوگ جسموں کی زیارت کرتے ہیں، تو میں دل میں گھٹنوں تیرے گھر کی زیارت کرتا ہوں، گھر سے ہر دور جانے والا حقیقتاً دور نہیں ہوتا اور نہ ہر نزدیک رہنے والا قریب ہوتا ہے۔

آغاز ۶۷۷ھ

سال کا پہلا دن چہار شنبہ کا دن تھا، خلیفہ "حاکم بامر اللہ عباسی تھے اور سلطان البلاد، شام مصر، حلب وغیرہ کے الملک السعید تھے، سات سال کی معزولیت کے بعد اوائل محرم میں دمشق میں ابن خلکان کو قضاء دمشق کی سپردگی کی خبر مشہور ہوئی تو قاضی عز الدین بن الصائغ اس عہدہ سے ۶؍محرم کو ہٹ گئے اور لوگ علامہ ابن خلکان کے استقبال کے لئے نکلے، ان میں سے بعض قصر ملہ تک پہنچ گئے، بروز خمیس ۲۳؍محرم کو داخل شہر ہوئے نائب سلطنت عز الدین ایدمر تمام امراء اور رؤسا کو لے کر ان کے استقبال کے لئے نکلے، لوگ بہت خوش ہوئے، شعراء نے آپ کی مدح میں اشعار کہے، فقیہ شمس الدین محمد بن جعفر نے یہ اشعار کہے:

جب سات سخت سالوں کے بعد شام کا عہدۂ قضا اس کے حاکم قاضی القضاۃ کریم ابو العباس کو ملا تو اس نے خادم سے کہا کہ یہی وہ سال ہے جس میں لوگوں پر نعمتوں کی بارش ہوگی۔

سعد اللہ بن مروان الفارو قی نے کہا:

جس صبح تو نے شام اچھی طرح چھوڑا تو تو نے اسے سات برس کے قحط کا مزہ چکھایا، اور جس سرزمین مصر سے تو نے اس کی زیارت کی تو اپنے دو ہاتھوں کو بخشش سے بھر کر تو نے پھیلا دیں۔

کسی اور نے یہ اشعار کہے تھے:

میں نے تمام اہل شام کو دیکھا ان میں کوئی بھی ناخوش نہیں تھا، ان کو شر کے بعد خیر ملی تھی، چنانچہ وقت تنگی کے بغیر کھلا ہوا تھا غم کے بدلے انھیں خوشی ملی، زمانے نے بدلہ دینے میں خوب انصاف کیا تھا طویل غم کے بعد انھیں خوش کر دیا، قاضی کے معزول ہونے اور واپس آنے کی وجہ سے، وہ سارے شکر گزار ہیں لیکن مستقبل اور ماضی کے احوال سے شاکی ہیں۔

الیونینی کہتے ہیں کہ بروز چہارشنبہ ۱۳ رصفر کوالظاہر میں درس ہوا جس میں نائب سلطنت ایدمرالظاہری بھی شریک تھے، بڑا پُررونق درس تھا، قضاۃ بھی موجود تھے، شافعیہ کامدرس شیخ رشیدالدین محمود بن الفارقی اور حنفیہ کامدرس شیخ صدرالدین سلیمان الحنفی تھے، اس وقت تک مدرسے کی تعمیر مکمل نہیں ہوئی تھی، جمادی الاولیٰ میں حنفیہ کی قضاء کوصدرالدین سلیمان نے مجدالدین بن العدیم کی وفات کی وجہ سے سنبھالا، پھر رمضان میں جب صدرالدین سلیمان کی وفات ہوئی تو حسام الدین ابوالفضائل حسن بن انوشروان رازی حنفی کو قضاء پر مقرر کیا گیا، وہ اس سے قبل ملطیہ میں قاضی تھے، ذی الحجہ کے پہلے عشرے میں مدرسہ نجیبیہ کھولا گیا اور ابن خلکان خود اس کی تدریس کے لئے حاضر ہوئے پھر اپنے بیٹے، کمال الدین موسیٰ کی خاطر اس سے الگ ہوئے، اور خانقاہ نجیبیہ بھی کھولی گئی، ان دونوں اور ان کے اوقاف کی اب تک دیکھ بھال کی جارہی تھی۔

بروز سہ شنبہ ۵ رذی الحجہ کوسلطان الملک السعید دمشق میں داخل ہوا، دمشق کی تزیین وآرائش کی گئی تھی اور اس کے لئے بڑے واضح قبے بنائے گئے تھے اور اہل شہر اس کے استقبال کے لئے نکلے، لوگ اس کے والد سے محبت کی وجہ سے اس سے بہت خوش ہوئے، اس نے عیدالاضحیٰ کی نماز میدان میں پڑھی اور قلعہ منصورہ میں عیدمنائی دمشق میں الصاحب فتح الدین عبداللہ بن القیسرانی کو وزیر بنایا اور دیار مصریہ میں بہاءالدین بن الحنا کی موت کے بعد الصاحب برہان الدین بن الحضر بن حسن السنجاری کو وزیر بنایا، ذی الحجہ کے آخری عشرے میں اس نے امیر سیف الدین قلاؤون الصالحی کی قیادت میں بلادسیس کی طرف فوجیں بھیجی خود سلطان چند امراء اور خاص لوگوں کے ساتھ دمشق میں رہے اور الزنبقیہ کی طرف بہت کثرت سے آنے جانے لگے، بروز سہ شنبہ ۲۶ رذی الحجہ کوسلطان باب النصر کے اندر دارالعدل میں بیٹھا اور اہل دمشق کے باغوں پر اس کے والد نے جوٹیکس لگائے تھے وہ ختم کردیئے تو لوگ اسے بہت دعائیں دینے لگے اور اس سے شدید محبت کرنے لگے، کیونکہ ٹیکس بہت سے لوگوں کی ملکیتوں کو بہالے گیا تھا، بہت سے تو یہ چاہتے تھے کہ اپنی ساری ملکیت سے چھٹکارا پالیں تو بہتر ہے، اور اسی سال اس نے اہل دمشق کے املاک کے ٹیکس کے پچیس ہزار دینار مانگ لئے جو ظلم وزیادتی کے ساتھ ان سے لے لئے گئے۔

اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات

آقوش بن عبداللہ امیر کبیر جمال الدین نجیبی... ابوسعید الصالحی، ملک نجم الدین ایوب الکامل نے انھیں آزاد کر کے اکابر امراء میں سے بنایا تھا اور اپنے گھر کا استاذ بنایا، اس پر بہت بھروسہ اور اعتماد کرتے تھے، ۶۰۹ھ یا ۶۱۰ھ میں پیدا ہوئے تھے، الملک الظاہر نے بھی انھیں اپنے گھر کا استاذ بنایا، اور شام میں نو سال تک اپنا نائب بنائے رکھا، وہاں انھوں نے مدرسہ نجیبیہ بنایا اور اس پر بڑے وسیع اوقاف وقف کردئے لیکن انھوں نے مستحقین پر وقف کردہ چیزوں کا مناسب قدر مقرر نہیں کیا، تو سلطان نے انھیں معزول کر کے مصر بلالیا، وہاں وہ ایک مدت تک بیکار رہے، پھر چار سال تک وہ فالج کے مرض میں مبتلا رہے، اس دوران بعض اوقات الملک الظاہران کی عیادت کو جاتا رہا، یہی مرض ان کے ساتھ لگا رہا حتی کہ جمعہ کی رات ۵ ربیع الآخر کو قاہرہ میں درب الملوخیہ میں واقع اپنے گھر میں فوت ہوگئے، بروز جمعہ نماز کے بعد القرافۃ الصغریٰ میں اپنے بنائے ہوئے مقبرے میں دفن ہوئے، حالانکہ انھوں نے النجیبیہ میں اپنے لئے ایک مقبرہ بنایا تھا جس میں دو کھڑکیاں راستے کی طرف سے کھلی تھیں، لیکن اس میں دفن ہونا مقدر نہ تھا، بڑے کثیر الصدقہ، علماء کے ساتھ محبت اور احسان کرنے والے اور اچھے اعتقاد والے انسان تھے، شافعی المسلک تھے، سنت اور محبت صحابہ میں پیش پیش تھے روافض سے سخت بغض رکھتے تھے، ان کے بہترین اوقاف میں سے وہ باغ اور زمینیں ہیں جو آج کل جامع کریم الدین کے سامنے والی پر ہیں انھوں نے اپنے اوقاف پر ناظر علامہ ابن خلکان کو مقرر کیا تھا۔

ایدکین بن عبداللہ... امیر کبیر علاءالدین الشہابی، باب الفرج کے اندر واقع خانقاہ شہابیہ کو وقف کیا تھا، دمشق کے بڑے امراء میں سے تھے الظاہر نے ایک مدت تک انھیں حلب کا والی بنائے رکھا، نیک اور بہادر امراء میں سے تھے، فقراء کے ساتھ حسن ظن اور احسان کا معاملہ کرتے تھے، ۱۵ ربیع الاول کو قاسیون کے دامن کوہ میں شیخ عمار الرومی کے مقبرے میں مدفون ہوئے، پچاس برس عمر تھی، باب الفرج کے اندر ان کی خانقاہ تھی، راستے کی طرف اس کی ایک کھڑکی تھی اور الشہابی الطواشی شہاب الدین رشید الکبیر الصالحی کی طرف نسبت ہے۔

قاضی القضاۃ صدر الدین سلیمان بن ابی العز۔۔۔ابن وھیب ابو الربیع الحنفی، اپنے زمانے میں شرق وغرب میں حنفیہ کے شیخ اور عالم تھے، ایک مدت تک دمشق میں افتاء وتدریس کی خدمت انجام دیتے رہے، پھر دیار مصریہ کی طرف منتقل ہوکر الصالحیہ میں درس دیتے رہے، پھر دمشق لوٹ آئے اور الظاھریہ میں درس دیا مجد الدین بن العدیم تین ماہ تک قاضی رہے، جمعہ کی شب ۶ رشعبان کو فوت ہوئے دوسرے دن نماز کے بعد قاسیون کے دامن میں اپنے گھر میں دفن کئے گئے، ۸۳ برس عمر تھی، ایک غلام نے الملک المعظم کی ایک باندی سے شادی کی تھی، اس کے متعلق یہ پر لطف اشعار کہے تھے:

اے میرے دوستو! رکو اور زمانہ کے لائے ہوئے عجائبات میں سے ایک عجیب چیز دیکھو، چودھویں کا چاند رتبہ کے لحاظ سے سورج سے بلند ہوگیا ہے حالانکہ سورج سے بلند ہونا اس کے مراتب میں سے نہیں ہے جن میں اس کے مثل ہوگیا ہے، لغو ہونے کے اعتبار سے اس کا شریک بن گیا ہے اور اپنی جماعت کے ساتھ اس کی طرف چلا گیا ہے۔

طٰہٰ بن ابراہیم بن ابی بکر کمال الدین الھمدانی......الاربلی الشافعی، بڑے ادیب فاضل اور شاعر تھے، تصنیف پر بڑی قدرت تھی، قاھرہ میں مقیم رہے، اس سال جمادی الآخر میں وفات پائی، ایک الملک الصالح ایوب کے ساتھ ملاقات ہوئی دوران گفتگو علم نجوم کے متعلق بحث چھڑی تو فی البدیہہ یہ دو بیت کہہ ڈالے:

نجوم کو راتوں کے لئے چھوڑ دو، ان کے ذریعہ زندگی بسر کی جاتی ہے، اے بادشاہ! پر عزم ہوکر اٹھو، بیشک نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ نے علم نجوم سے منع کیا ہے، اس کے باوجود وہ جن چیزوں کا ملک بنے انھیں میں نے دیکھا ہے۔

اس کا ایک شمس الدین نامی دوست تھا اسے آشوب چشم کی بیماری تھی جب وہ تندرست ہوا تو اسے ملاقات کی خواہش کے ساتھ یہ اشعار لکھ بھیجے:

سرمہ فروش نے مجھ سے کہا کہ تمہاری آنکھ ٹھیک ہوگئی ہے لہذا دل کو پریشان مت کر اور اس کی وجہ سے خوش رہ، اے شمس! (سورج) طویل مدت گذری ہے کہ میں نے تمھیں نہیں دیکھا ہے، آنکھ کے تندرست ہونے کی علامت یہ ہے وہ سورج (شمس) کو دیکھ سکے۔

عبد الرحمٰن بن عبد اللہ......ابن محمد بن حسن بن عبد اللہ بن حسن بن عثمان جمال الدین بن شیخ نجم الدین البادرائی البغدادی ثم الدمشقی، اپنے والد کے مدرسے میں ان کی وفات کے بعد سے اپنی وفات یعنی بروز چہار شنبہ ۶ ررجب تک پڑھاتے رہے۔ قاسیون کے دامن میں دفن ہوئے، خوش اخلاق رئیس تھے، عمر پچاس برس سے متجاوز تھی۔

قاضی القضاۃ مجد الدین عبد الرحمٰن بن جمال الدین......عمر بن احمد بن عدیم حنفی حلبی ثم دمشقی، ابن عطاء کے بعد دمشق میں حنفیہ کی قضا کے متولی ہوئے، سردار کے بیٹے تھے، خوش اخلاق اور نیک آدمی تھے، قاہرہ کے بڑے جامع مسجد کی خطابت بھی ان کے سپرد ہوئی تھی اور یہ پہلے حنفی تھے جن کے سپرد یہ عہدہ ہوا تھا، اس سال ربیع الآخر میں دمشق میں اپنے محل میں وفات پائی زیتون کی مغربی سمت میں الحریری کی خانقاہ کے پاس اپنے بنائے ہوئے مقبرے میں دفن کئے گئے۔

وزیر ابن الحنا۔۔۔علی بن محمد بن سلیمان بن عبد اللہ صاحب بھاء الدین ابو الحسن بن الحنا وزیر مصری الملک الظاہر اور اس کے بیٹے السعید کے وزیر رہے ذی القعدہ کے آخر میں ان کی وفات ہوئی، بڑے خوش نصیب صائب الرائے، پر عزم اور مدبر تھے، دولت ظاہریہ میں بڑا پایہ رکھتے تھے، ان کی رائے وحکم کے علاوہ کوئی کام ہی نہیں ہوتا تھا امراء وغیرہ پر ان کے بڑے احسانات تھے، شعراء نے ان کی مدح کی ہے، ان کے بیٹے تاج الدین وزیر صحت تھے، اور وہ دولت سعیدیہ میں صدر بنائے گئے تھے۔

شیخ محمد بن ظہیر اللغوی۔۔۔محمد بن احمد بن عمر بن احمد بن ابی شاکر مجد الدین ابو عبد اللہ الاربلی الحنفی ''ابن الظہیر'' کے نام سے معروف

تھے،۶۰۲ھ میں "اربل" میں پیدا ہوئے، دمشق میں مقیم ہو کر القائماز یہ میں درس دیتے رہے اور وہیں مقیم رہے حتیٰ کہ جمعہ کی شب ۱۲ ربیع الآخر کو فوت ہوئے مقابر الصوفیہ میں دفن کئے گئے، نحو اور لغت میں مہارت تامہ رکھتے تھے، شاعری میں ان کو ید طولیٰ حاصل تھا ان کا ایک مشہور دیوان اور عمدہ اشعار ہیں، ان کے اشعار میں سے ان کے یہ بول بھی ہیں:

ہر زندہ موت کی طرف جا رہا ہے اور اس کی عمر کی مدت تیزی سے ختم ہو رہی ہے ہمیشگی کے گھر کو وہ برباد کر رہا ہے اور جس گھر کو برباد کرتا ہے اس کی تعمیر کر رہا ہے۔ تعجب ہے کہ وہ مٹی میں غرق ہونے والا ہے پھر اسے کس طرح اس کی خوشی اور اس کا کھیل غافل بناتا ہے۔ ہر روز اس میں نقص بڑھتا جا رہا ہے اگر اس کی عمر زیادہ ہو تو اس کے جوڑ اور بند ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ اور مخلوق زمانہ کے مراحل میں ہمیشہ سفر کرنے والا قافلہ جس کے لوٹنے کی کوئی امید نہیں۔ چنانچہ اپنے ساتھ توشہ لے لو اور تقویٰ بہترین توشہ ہے۔ عقلمند کا حصہ اس میں سے اس کی عقل ہے، عقلمند تو وہ ہے جو اپنی جوانی اور بڑھاپے کو سچائی کے ساتھ نیکی میں گذارتا ہے۔ اور جاہل انسان نفس کی خواہشات سے لذت حاصل کرتا ہے تو اس کی مصیبتیں اس کے سامنے شاہد بن جاتی ہیں۔

یہ بہت طویل نظم ہے اس میں تقریباً ۱۵۰ شعر ہیں، شیخ قطب الدین نے اس کے بہت عمدہ اشعار نقل کئے ہیں۔

ابن اسرائیل الحریری محمد بن سوار بن اسرائیل بن خضر بن اسرائیل بن حسن بن علی بن محمد بن حسین نجم الدین ابو المعالی الشیبانی الدمشقی بروز دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۶۰۳ھ کو پیدا ہوئے، ۶۱۸ھ میں السری الحریری کی صحبت میں رہے، اس سے قبل شیخ شہاب سہروردی سے خرقۂ خلافت حاصل کی تھی، ان کا کہنا تھا کہ شیخ نے انھیں تین خلوتوں میں بٹھایا تھا، ابن اسرائیل کا دعویٰ ہے کہ اس کے خاندان والے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام آکر دمشق میں مقیم ہوئے، بڑے ادیب، صناعت شعر میں فاضل اور نظم میں ماہر تھے، لیکن ان کے کلام میں ایسی باتیں ہیں جن سے ابن عربی، ابن الفارض اور ان کے شیخ الحریری کی طرح حلول اور اتحاد کے عقیدہ کی طرف اشارہ ملتا ہے، اللہ تعالیٰ ہی حقیقت حال کا زیادہ جاننے والا ہے، یک شنبہ کی رات ۱۴ ربیع الآخر کو اس سال ۷۴ برس کی عمر میں دمشق میں فوت ہوئے، شیخ رسلان کے مقبرہ میں قبہ کے اندر اس کے ساتھ دفن کئے گئے، شیخ رسلان شیخ علی المغربل کے شیخ تھے جن سے ابن اسرائیل کے شیخ الحریری پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے تھے، ابن اسرائیل کے اشعار ہیں

> کسی عیادت کرنے والے نے شدت عشق سے میری عیادت کی تو کیا اس تل والی کے دامن کو وہ والا زمانہ لوٹنے والا ہے؟ اور کیا اس کی آگ چٹیل میدان میں بلند ہوگی ایک اکیلے شخص کے لئے جس نے تاریک رات کو تکتے تکتے سفید بنا دیا ہے؟ اے سعدیٰ کے میرے دونوں دوستو! اس کی باتوں کو دہراؤ کیونکہ اس کی محبت کا تذکرہ اور شراب دونوں میرے لئے ایک جیسے ہیں، وہ ملائم اعضا والی اور شیریں محاسن ہے، اس کی محبت کی مشقتیں میرے لئے شیریں ہیں، ماہ کامل پر تعجب ہے کہ اس نے اس کی اوڑھنی نہیں اوڑھی اور سورج پر تعجب ہے کہ اس نے ہار گلے میں نہیں ڈالے۔

اور یہ بھی ان کے اشعار ہیں:

> اے نیند کے عوض بے خوابی کے برجو لتے ہوئے افکار کے سمندر میں تیرنے والے! معاملہ اس کے مالک کے سپرد کر کے صبر کر کیونکہ صبر کا انجام کامیابی ہی ہے۔ کشاکش سے ناامید مت ہو کیونکہ ایام تو عبرتیں ہی لاتے ہیں۔ صفائی کے وقت گندگی ہی ظاہر ہوتی ہے اور کدورت کے وقت صفائی پیدا ہوتی ہے۔ اور جب زمانہ ایک مرتبہ کسی کو دکھ دیتا ہے تو اہل زمانہ کو خوش بھی کرتا ہے چنانچہ جب وہ دکھ دے تو تو خوش ہو جا۔ لہٰذا تو اب اپنے رب کی تقدیر کے بارے میں راضی رہ کیونکہ تو تو تقدیر کا قیدی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی مدح میں ان کا ایک طویل قصیدہ ہے جسے شیخ کمال الدین بن الزملکانی اور ان کے اصحاب نے شیخ احمد الاعفف سے سنا ہے اور شیخ قطب الدین الیونینی نے اس کے بہت سے اشعار نقل کئے ہیں، ان میں سے قصیدۂ دالیہ بھی ہے جس کا اول یوں ہے:

جسے میں چاہتا ہوں اس نے علی الاعلان میرے وعدے کا پاس کیا اور میرے ملامت گروں اور حاسدوں کی ناک مٹی میں ملائی۔ عدم عادت اور زیارت گاہ کی دوری کے باوجود اس نے شوق وصل میں تجھ سے طویل ملاقات کی، کیا ہی خوب ہے وہ حسن جس نے اپنا جمال میری آنکھوں کو ہدیۃً دے

دیا، اور کیا خوب ہے وہ ٹھنڈک جس نے پیاس میرے دل کو تحفے میں دی۔ کیا خوب ہے میرے خوابوں کی صداقت کہ اس نے مجھے اس کے وصال کی خوشخبری دی اور میری امیدوں کا حصول اور میرے مقصد کی کامیابی بھی کیا خوب ہیں۔ میرا وجود روشن ہوگیا جب اس نے خوش قسمتی سے میرے باطن میں تجلی کی۔ وجود اور اہل وجود کے عشق کی وجہ سے یاک مجمع سے چمٹ گئیں۔

پھر طویل غزل کہنے کے بعد فرمایا

جب اس کی تجلی ہر شاہد پر مجھ پر ظاہر ہوئی، اور ہر مجلس میں مجھ سے اشاروں میں گفتگو کی۔ تو میں نے مزید بلندی کی خاطر جمال کے اجزاء چنے اور بکھرے ہوئے اسرار کا مطالعہ کیا۔ شروع میں تو اس سے میری سماعت آزاد ہوگئی اور مجھ جیسا شخص سماع مقید کو کیسے تحمل کر سکتا ہے۔ چنانچہ میرے دل کے ہر مشہود میں ایک شاہد ہے اور اس کے ہر مسموع کا ایک معروف طرز ہے۔

پھر فرمایا: جمال کے مشاہد میں وصل میں حلول کے بعد کا اعتقاد کئے بغیر تمام اوصاف جمال کے ساتھ اسے دیکھتا ہوں، ہر خوبصورت، باریک گردن اور چمکدار نازک اندام میں اسے دیکھتا ہوں، ہر اس چاند میں اسے دیکھتا ہوں جو زم اور لچکدار شاخ اس کے بالوں کی رات میں چمکتا ہے۔ ہر باریک بدن سے معانقہ کرتے وقت اور ٹھنڈی شراب کی طرح لعاب دہن چوستے وقت، موتیوں، یاقوت خوشبو اور زیورات میں جو ہر جھکی ہوئی نگاہ والے کی گردن میں پڑے ہوتے ہیں، کپڑوں کے جوڑوں میں جو آتے جاتے میری نظروں کو بھاتے ہیں، شراب میں، ریحان میں، سننے میں گانے میں اور گانے والے کبوتر کی آواز کی تجع میں، درختوں، نہروں، پھولوں اور تری میں، ہر باغ اور ہر مضبوط محل میں۔ خوشبودار باغ میں اس کی چھت کے نیچے جب سورج کی روشنی اس کی تازہ کلیوں کو ہنساتی ہے۔ تالاب کی روانی کی صفائی میں حکایت بیان کرتے وقت جبکہ اسے ہوریتی کے پہلو کی طرح سنز چکی ہو۔ لہو ولعب میں خوشیوں میں اور غفلت میں جو اہل فرقہ کے ہر مقصد پر غالب آ چکی ہے۔ تہ بتہ پھلوں کے اقسام سے ہر خوشگوار مجلس میں شراب کے انتشار کے وقت ہر جمعہ، عید اور جدید جوڑوں کے اظہار کے لئے لوگوں کے اجتماع کے وقت (اس کی قدر کے مظہر مجھے نظر آتے ہیں) اور زرئی میں مشرفی تلواروں کی چمک اور ٹیڑھے نیزوں کے پہلوؤں کے میلان میں، ابھی اس کے مظاہر جمال نظر آتے ہیں۔

مظاہر علویہ: اور اس کے مظاہر نظر آتے ہیں ان عمدہ گھوڑوں میں جو ہر میدان میں وفد ہوا کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلتے ہیں، سورج میں جب وہ مشرقی افق کے پاس اپنے نور کے برج میں ہوتا ہے اور چاندی کا آئینہ دکھائی دیتا ہے، چودھویں کے چاند میں جب وہ شب تمام میں افق کا بدر ہوتا ہے اور آسمان اس سے مزین محل کی طرح چمکا چکا ہوتا ہے۔ اور ستاروں میں جنہوں نے اپنی تاریکی کو مزین کر دیا ہے گویا وہ زبرجد کے فرش پر بکھری ہوئی موتیاں ہیں۔ بارش میں جس نے زمین کو خشکی کے بعد سیراب کر دیا، اس کی بخشش کا رخ نجد کے بعد تہامہ کی طرف ہے، آسمانی بجلی میں جو اپنے بادل میں ہنستے دانتوں یا سونتی ہوئی تلوار کی طرح ظاہر ہوتی ہے، خطاب کے نقش ونگار کے حسن میں، سرعت جواب میں اور عمدہ وخوشنما خط میں۔

معنوی مظاہر اس کے مظاہر نظر آتے ہیں اشعار کی رقت میں، جن کی تقصیر کرنے والے میانہ رو شاعر کی پیدا کردہ ندرت سامع کو بہت خوب لگتی ہے۔ اعراض کے بعد عید وصل کی واپسی میں اور دور کئے ہوئے اور بھگائے ہوئے شخص کے باطن کے پرامن ہونے میں، عاشق کے شکووں پر معشوق کی مہربانی میں، محبت کے وقت کے الفاظ کی لطافت میں اس کے مظاہر نظر آتے ہیں، سخی کی سخاوت کی چھینٹوں میں اور ہر سید وسردار کے جذبات درگذر میں اس کے مظاہر کو دیکھتا ہوں اور عارفین کے انس، وسعت حال اور سماع مقید کے سننے کے وقت کی حرکات میں اور کتاب اللہ کی آیات کے لطف میں جن کو سن کر روح وعید کے بعد خوشخبری کی وجہ سے کھل جاتی ہے۔

مظاہر جلالیہ اسی طرح اوصاف جلال بھی ظاہر ہیں جن میں میں بغیر کسی تردد کے اس کا مشاہدہ کرتا ہوں، قاضی جلیل کی سطوت اور بلندی میں نہایت طاقتور بادشاہ کی سطوت میں بھی اس کا مشاہدہ کرتا ہوں، غضبناک آدمی کی حالت طیش کی گرمی ہیبت ناک وسربرآوردہ سردار کی نخوت میں، شراب کے حصے میں جسے اس کے منتظم نے درست کہا ہے اور بدخلق ساتھی کے اخلاق کی کجی میں سردی اور گرمی میں جنہوں نے زمانے کو تقسیم کر دیا ہے اور حاسد کے تکلیف دینے میں بھی اس کا جلال نظر آتا ہے اور نفس کے اپنا شر مجھ پر غالب کرنے کے بھید اور ظالم کو اپنا ظلم اچھا نظر آنے کے راز

میں۔ عادات کی تنگی میں جس کا فیصلہ سے پتہ چلتا ہے اور سورج کی آنکھ میں اثمد کا سرمہ لگانے میں اس کے مظاہر جلال جھلکتے ہیں، ہر میدان میں جس میں ترتیب وار نیزوں سے پھسلایا جاتا ہے گھوڑوں کے ٹکراؤ میں، حملہ آور شیر کی سختی وشدت اور اکتا دینے والے مرض کی وجہ سے تنگ شدہ زندگی میں، وصال کے بعد محبوب کے اعراض کرنے اور پکا وعدہ کرنے کے بعد دھوکہ دہی میں۔ تکلیف دہ جدائی کے خوف اور غمزدہ اور لاغر بدن کے الوداع کے مقام میں بھی اس کا جلال نظر آتا ہے۔ دوستوں کے اجتماع کے بعد فرقت اور یکجان جماعتوں کے بکھرنے میں۔ اور ہر آباد شدہ گھر کے ویران ہونے میں۔ سمندروں کے موجوں کے خطرہ، ویرانوں کی وحشت اور پرنالوں کے جھاگ پیدا کرنے والے سیلاب میں اس کے جمال کے مظاہر ہی ہیں۔ تمام فرائض کی ادائیگی اور ہر عبادت کی اپنے آپ کو حوالے کرنے کی حالت میں۔ منا جی کی عزت کی خاطر نماز میں خشوع کے وقت اور تہجد کے وقت سر جھکانے میں بھی اس کے مظاہر قدرت نظر آتے ہیں۔ اور حاجیوں کے حج کے موقع پر تلبیہ پڑھنے کی حالت اور ہر میدان میں زندگی کے نئے کام کرنے میں اور عابد وزاہد آدمی کے دل میں اکتاہٹ کی سستی اور حلال کو خالص کرنے کے مشکل میں اس کے مظاہر ہی نظر میں آتے ہیں۔

مظاہر کمال:۔ عذاب کی یاد دہانیوں، حجاب کی ظلمت اور عابد وزاہد کے قبض (صوفیا کی ایک اصطلاح ہے۔ کرخی) میں اس کے مظاہر کمال ہیں۔ وہ اپنے اوصاف کمال کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے تو اس کی روایت کے ساتھ مجھے کوئی چیز ردی اور قبیح نظر نہیں آتی۔ مجھے ہر تکلیف دہندہ محسن نظر آتا ہے اور مجھے گمراہی کی طرف لے جانے والا رہنما نظر آتا ہے لہٰذا میرے نزدیک انسیت ووحشت، نور وتاریکی اور قرب وبعد میں کوئی فرق نہیں۔ میرا افطار وروزہ، اکتاہٹ وچستی اور نیند ودعوائے تہجد برابر ہیں، کبھی میں اپنے آپ کو شراب کی دکان میں مبتلائے گناہ دیکھتا ہوں اور کبھی مسجد کے محراب میں۔ میرے باطن میں حقیقت کے ایک مشرب کی تجلی ہوئی چنانچہ میرا سارا وقت ہمیشگی کے کشف کے ملا ہوا ہے۔ تمام اوطان نے میرے اندر عمارت بنائی تو ان کے مظاہر میرے نزدیک میری آنکھ اور میرے مزار کے ذریعے متحقق ہو گئے۔ میرا دل تمام اشیاء کا جامع دل ہے، اور میرا مشرب ہر گھاٹ پر تقسیم شدہ ہے۔ چنانچہ وہ بتوں کا مندر، راہب کا کلیسا، آگ کا گھر اور کسی عبادت خانے کا قبلہ ہے۔ ہرنوں کی چراگاہ، قہوے کی دوکان، پھولوں کا باغیچہ اور اسعد ستارے کا مطلع ہے۔ معرفت کا اسرار، حکمت کی کنجی، وجدان انفاس اور صبح کی روشنی کا فیض ہے۔ شیر کے لئے لشکر ہے، نوجوان لڑکی کے لئے پردہ ہے، پڑوسیوں کی تاریکی ہے اور رہنمائی پانے والے کے لئے نور ہے، میرے نزدیک تمام اضداد کا تقابل ہوا کوشش اور حاجت کے طالب کی آزمائش کی خاطر، میں نے صورۃً اور معناً مراتب کے یقین کو مضبوط کیا اور مفرد کے چشمہ میرا گھاٹ ہے، کوئی ایسا میدان نہیں جس میں تفرد کے حق کی وجہ سے قائم قدم پر میرے کھڑے ہونے کی جگہ نہ ہو۔ مجھے کوئی افسوس نہیں اگر میں ساری مخلوق کو کھودوں کیونکہ میں محمد ﷺ کی ایک رسی کے ساتھ معلق ہو چکا ہوں۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہمیشہ بار بار کی سلامتی کی برکتوں کی خوشبو کے ساتھ نازل ہوتی رہے۔

ابن العود رافضی:۔ ابوالقاسم حسین بن العود نجیب الدین اسدی الحلی، شیعوں کے شیخ امام اور عالم تھے، علوم کثیرہ میں فضیلت ومشارکت کے حامل تھے، خوش مجلس وگفتار اور پرلطف انوکھی باتیں کرنے والے تھے، رات کو زیادہ عبادت کرتے تھے، اس کے بڑے عمدہ اشعار ہیں۔ ۵۸۱ھ میں پیدا ہوئے۔ ۹۳ برس کی عمر میں اسی سال رمضان میں فوت ہوئے، اللہ تعالیٰ ہی اس کی نیتوں، سرائر اور عبادات کے احوال کا زیادہ جاننے والا ہے۔

آغاز ۶۷۸ھ

بروز بیت شنبہ اس سال کا آغاز ہوا، خلیفہ اور سلطان وہی ماقبل مذکور تھے، اس سال بڑے عجیب معاملات پیش آئے، وہ یہ کہ تمام ممالک میں اختلافات پیدا ہوئے، تاتاریوں کے آپس میں اختلافات پیدا ہو کر لڑائیاں ہوئیں اور بہت سے لوگ قتل ہوئے، ساحلی فرنگیوں نے اختلاف کر کے ایک دوسرے پر حملے کئے اور ایک دوسرے کو قتل کر دیا، اسی طرح سمندر اور جزیروں میں رہنے والے فرنگیوں کے درمیان بھی اختلافات اور لڑائیاں ہوئیں۔ قبائل عرب میں بھی شدید جنگیں ہوئیں، الخوارزمیہ کے قبیلہ میں بھی اختلاف نے فور آلڑائی کا بازار گرم کر دیا۔ اسی طرح دولت ظاہریہ کے امراء میں بھی اختلافات پیدا ہو گئے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ سلطان الملک السعید بن الظاہر نے سیس کی طرف فوجیں بھیجنے کے بعد خود دمشق میں رہ کر لہو ولعب او

رخاصکیہ کے ساتھ دل لگی میں مشغول ہوگیا تو خاصکیہ والے معاملات میں دخل دینے لگے اور امراء دور ہونے لگے، ایک جماعت ناراض ہوکر سلطان کو چھوڑ کر الگ ہوگئی وہ الگ ہوکر سیس وغیرہ کی طرف جانے والی فوجوں کے راستے میں کھڑے ہوگئے تو فوجیں ان کی طرف لوٹ گئیں، جب وہ ملے تو فوج کے دلوں میں پریشانی پیدا کر کے انھیں سلطان کے بارے میں متوحش کردیا اور کہا کہ ''بادشاہ کے لئے لہو ولعب میں مشغول ہونا مناسب نہیں بلکہ بادشاہ کو تو عدل، مسلمانوں کے مصالح اور ان کے دامن کی حفاظت کی فکر ہوا کرتی ہے جیسے ان کے والد تھے، انھوں نے سچ کہا تھا کیونکہ بادشاہ اور امراء وغیرہ کی کھیل کود میں مشغولیت نعمتوں کے زوال ملک کی بربادی اور رعایا کے فساد کی دلیل ہے۔

پھر فوج نے خاصکیہ کو دور کرنے اور اہل عقل وعلم ودانش کو قریب کرنے کے بارے میں خط وکتابت کی جیسے کہ ان کے والد تھے، لیکن اس نے ایسا نہیں کیا کیونکہ خاصکیہ کی کثرت اور قوت شوکت کی وجہ سے اب ایسا کرنا اس کے لئے ممکن نہیں تھا، چنانچہ فوج مرج الصفر کا قصد کر کے روانہ ہوئی اور دمشق کو عبور کرنے کی قدرت نہ پاکر اس کی مشرقی جانب سے گذر کر مرج الصفر پہنچی تو سلطان نے اپنی والدہ کو بھیجا، فوج نے اس کا استقبال کیا اور اس سے بڑے احترام سے پیش آئے، سلطان کی والدہ ان کو مانوس کر کے معاملات کو سلجھانے لگی فوج نے ان کے بیٹے سلطان سعید پر کچھ شرطیں لگا کر ان کی بات مان لی، لیکن وہ جب واپس آئی تو سلطان نے شرطیں ٹھکرادیں کیونکہ انہوں نے اسے ایسا نہیں کرنے دیا، چنانچہ فوجیں دیار مصریہ کی طرف چلیں اور سلطان ان کے پیچھے روانہ ہوا تا کہ معاملات پر درہم برہم ہونے سے قبل قابو پالے لیکن وہ ان سے مل نہ سکا اور فوجیں پہلے ہی قاہرہ میں داخل ہوگئیں، سلطان نے پہلے ہی اپنے ذاتی سامان اور اہل واولاد کو الکرک بھیج کر وہاں قلعہ بند کردیا تھا، اس کے ساتھ فوج کا باقی ماندہ حصہ اور خاصکیہ والے تھے، وہ جب دیار مصریہ کے قریب پہنچے تو فوج نے انھیں روک کر لڑائی شروع کردی لڑائی میں دونوں جانب کے کچھ آدمی مارے گئے، اس دوران بعض امراء نے انھیں پکڑا تو صفیں ٹوٹ گئیں اور سلطان کو قلعۃ الجبل میں داخل کردیا گیا تا کہ حالات کچھ پرسکون ہوں، لیکن اس سے نفرتیں مزید بڑھیں تو فوج نے قلعہ کا محاصرہ کر کے اس کا پانی کاٹ دیا، طویل مصائب اور سخت حالات پیش آئے پھر امیر سیف الدین قلاوون الالفی الصالحی کے ساتھ اس بات پر اتفاق ہوا کہ الملک السعید حکومت کو چھوڑ کر کرک اور شوبک کو سنبھالے اور اس کا بھائی نجم الدین خضر اس کے ساتھ ہوگا حکومت اس کے چھوٹے بھائی بدرالدین سلامش کو دی جائے اور امیر سیف الدین قلاوون اس کا اتالیق ہو۔

الملک السعید کی برطرفی الملک العادل سلامش کی تقرری جب مذکورہ بالا باتوں پر اتفاق ہوا تو سلطان الملک السعید قلعہ سے دار العدل میں ربیع الآخر کی ۱۷ تاریخ میں اترے، قضاۃ اور حکومت کے ارباب حل وعقد حاضر ہوئے السعید حاضرین کو گواہ بنا کر سلطنت سے دستبردار ہوگیا، لوگوں نے اس کے بھائی بدرالدین سلامش کی بیعت کرلی۔ اسے الملک العادل کا لقب دیا گیا، اس وقت اس کی عمر سات سال تھی، امیر سیف الدین قلاوون الالفی الصالحی کو اس کا اتالیق بنایا گیا، خطیبوں نے اس کے نام کا خطبہ دیا اور دونوں کے نام کا سکہ ڈھالا گیا، اس نے کرک اپنے ایک بھائی اور شوبک کا علاقہ دوسرے بھائی خضر کو دیا، اس کی دستاویزات لکھی گئیں، قضاۃ اور مفتیوں نے اس پر اپنے دستخط ثبت کردیئے، اور جس چیز پر مصریوں کو حلف دیا گیا تھا اس پر شامیوں کو حلف دینے کے بارے میں ڈاک آئی، شام میں الظاہر کے وقت کے نائب امیر ایدمر کو گرفتار کر کے قلعہ میں اس کے نائب کے پاس باندھ دیا گیا، اس وقت قلعہ کا نائب علم الدین سنجر الدواداری تھا، نائب شام کے اموال اور محصولات کو قبضے میں لیا گیا، شام کی نیابت پر امیر شمس الدین سنقر الاشقر مقرر ہوکر بڑی شان اور مضبوط ارادوں کے ساتھ تشریف لائے، اور دار السعادت میں اترے، لوگوں نے ان کی بڑی تعظیم کی اور ان کے ساتھ بادشاہوں جیسا معاملہ کیا، سلطان نے مصر کے تینوں، حنفی شافعی اور مالکی قاضیوں کو معزول کردیا، شوافع کے قاضی تقی الدین بن رزین کی جگہ صدرالدین عمر بن قاضی تاج الدین بن بنت الاعز کو قضاء سونپی گئی، اس کی معزولی کا سبب یہ تھا کہ اس نے الملک السعید کی برطرفی میں پس وپیش سے کام لیا تھا۔

الملک المنصور قلاوون الصالحی کی بیعت ... بروز سہ شنبہ ۲۱ رجب کو مصر کے قلعہ جبل میں امراء مجتمع ہوگئے اور الملک العادل سلامش بن الظاہر کو معزول کر کے درمیان سے نکال دیا، الملک السعید کی برطرفی کے وقت صرف دکھانے کے لئے اس کی بیعت کی تھی تا کہ فساد نہ ہو جائے، پھر الملک المنصور قلاوون الصالحی کی بیعت پر اتفاق کر کے اسے الملک المنصور کا لقب دیا گیا، دمشق کی طرف بیعت آئی تو وہاں امراء نے اتفاق کیا اور حلف

اٹھایا، کہا جاتا ہے کہ امیر شمس الدین سنقر الاشقر اس واقعہ سے خوش نہ ہوا اور لوگوں کے ساتھ اس نے حلف نہیں اٹھایا، بظاہر اس کو المنصور سے کچھ حسد تھا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ الظاہر کے نزدیک اس کا مرتبہ المنصور سے بلند ہے، مصری اور شامی علاقوں میں منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، اس کے نام کا سکہ ڈھالا گیا، اور تمام معاملات اس کی رائے کے مطابق انجام پانے لگے، عزل ونصب کا کام شروع کیا، تمام علاقوں میں اس کے فرامین پھیلا دئے گئے، وزارت سے اس نے برہان الدین السنجاوی کو معزول کر کے اس کی جگہ دیار مصریہ کے کاتب السر اور دیوان انشا کے نگران فخر الدین بن لقمان کو وزیر بنایا۔ اسی سال بروز خمیس ۱۱رذی القعدہ کو الملک السعید بن الملک الظاہر الکرک میں فوت ہوا، ان شاء اللہ تعالیٰ آگے اس کا ذکر آئے گا، شام کے سابق نائب امیر ایدمر کو ایک مرض کی وجہ سے پالکی میں اٹھا کر دیار مصریہ لایا گیا، ذی القعدہ کے آخر میں وہ مصریہ پہنچا اور قلعہ میں بند کر دیا گیا۔

دمشق میں سنقر الاشقر کی سلطنت:۔ بروز جمعہ ۲۴رذی القعدہ امیر شمس الدین سنقر الاشقر نماز عصر کے بعد دار السعادۃ سے سوار ہو کر نکلا، امراء اور فوج کا ایک حصہ پیدل اس کے آگے آگے تھا، شہر کے قریب والے قلعہ کے دروازہ سے گذر کر قلعہ میں داخل ہوا، پھر اس نے سلطنت پر بیعت کی امراء سے استدعا کی تو امراء نے اس کی بیعت کر لی اور اسے الملک الکامل کا لقب دیا گیا وہ قلعہ میں ٹھہرا اور منادی نے دمشق میں اس کا اعلان کر دیا، پھر ہفتہ کی صبح اس نے قضاۃ، علماء، سرداران اور رؤساء شہر کو قلعہ کی مسجد ابی الدرداء رضی اللہ عنہ میں بلا کر حلف دلایا اور بقیہ امراء اور فوج نے بھی حلف اٹھایا، سرحدوں کی حفاظت اور ٹیکسوں کی وصولی کے لئے اس نے غزہ کی طرف فوجیں بھیجیں، الشوبک کی طرف اپنے نائبین کو بھیجا اور نجم الدین خضر نے کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی، اسی سال قبۃ النسر میں مغربی جانب چار ضلع بنائے گئے، اور اسی سال فتح الدین بن القیسرانی کو دمشق کی وزارت سے معزول کر کے تقی الدین بن توبہ التکریتی کو منتخب کیا گیا۔

اس سال فوت ہونے والے نامور

حضرات عز الدین بن غانم واعظ: عبد السلام بن احمد بن غانم بن علی بن ابراہیم بن عساکر بن حسین عز الدین احمد الانصاری مقدسی، ماہر ومایہ ناز واعظ اور فصیح شاعر تھے، ابن الجوزی اور اس کے جیسوں کے طریق کے پیروکار تھے، قطب الدین نے ان کی بہت سی عمدہ چیزیں نقل کی ہیں، لوگوں کے نزدیک بڑے مقبول تھے، ایک بار انھوں نے کعبۂ معظم کے سامنے گفتگو کی اس مجلس میں شیخ تاج الدین بن الفزاری، شیخ تقی الدین بن دقیق العید اور یمن کے ابن العجیل جیسے علماء اور دوسرے لوگ موجود تھے اس گفتگو میں اس نے عمدہ، فائدہ مند اور بلیغ وخوبصورت باتیں کیں، اس مجلس کی تفصیلات شیخ تاج الدین ابن الفزاری نے نقل کی ہیں اور فرمایا کہ اس وقت وہ ۵۷ برس کی عمر میں تھے۔

الملک السعید بن الملک الظاہر:۔ برکہ خان ناصر الدین محمد بن برکہ خان ابو المعالی بن سلطان الملک الظاہر رکن الدین بیبرس البند قداری، اس کے والد نے اپنی حیات میں اس کے لئے امراء سے بیعت لی، جب اس کے والد کا انتقال ہوا تو ۱۹ سال کی عمر میں اس کے ہاتھوں پر سلطنت کی بیعت کی گئی، ابتداء میں معاملات نیک بختی کے ساتھ چلتے رہے پھر خاصکیہ والے اس پر قابو پا گئے اور یہ میدان اخضر میں ان کے ساتھ کھیلنے لگا، کہا جاتا ہے کہ یہ ان کی پہلی غلطی تھی، کھیلتے کھیلتے کبھی ان کی باری آتی تو وہ ان کے لئے نیچے اترتے، کبار امراء نے اسے نامناسب سمجھا اور کہا کہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ان کا بادشاہ بچوں کے ساتھ کھیلے اور آپ کو ان میں سے ایک جیسا خیال کرے، چنانچہ ان لوگوں نے اس سے مراسلت کی تاکہ وہ پرانی حرکتوں سے باز آجائے لیکن اس نے قبول نہیں کیا تو اسے برطرف کر دیا جیسے کہ گذر چکا ہے اور اواخر رجب میں سلطنت الملک المنصور قلاوون کے حوالے کر دی، اسی سال بروز جمعہ ۱۱رذیقعدہ کو کرک میں فوت ہوا۔

کہا جاتا ہے کہ اسے زہر دیا گیا تھا، اللہ تعالیٰ ہی بہتر جاننے والا ہے، پہلے اسے جعفر اور اس کے دوسرے ساتھی جو اس کی موت سے قتل کر دیئے گئے کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ پھر اسے دمشق لے جا کر ۶۸۰ھ میں اس کے والد کے مقبرہ میں دفن کر دیا گیا، اس کی وفات کے بعد کرک کا حاکم اس کا بھائی نجم الدین خضر اور ملک المسعود کا لقب اختیار کیا، لیکن المنصور نے اس سے یہ بھی چھین لیا، جیسے کہ ان شاء اللہ بیان ہوگا۔

آغاز ۶۷۹ھ

۳ رمئی بروز خمیس پہلا دن تھا، خلیفہ حاکم بامر اللہ تھا اور مصر اور شام کے بعض علاقوں کا سلطان الملک المنصور قلاوون الصالحی تھا، دمشق اور اس کے مضافات پر سنقر الاشقر کا قبضہ تھا، الکرک کا حاکم الملک المسعود بن الظاہر تھا حماۃ کا حکمران الملک المنصور ناصر الدین محمد بن ملک مظفر تقی الدین محمود تھا، عراق اور بلاد جزیرہ، خراسان، موصل اربل، آذربائیجان، بلاد بکر اور خلاط اور اس کے قریبی علاقے تاتاریوں کے زیر دست تھے، اسی طرح بلاد روم بھی ان کے قبضے میں تھی لیکن وہاں کا حاکم غیاث الدین بن رکن الدین صرف نام کا حاکم تھا، یمن کا حاکم الملک المظفر شمس الدین یوسف بن عمر تھا، حرم شریف کا حاکم نجم الدین بن ابی نمی حسنی اور مدینہ منورہ کا حاکم عز الدین بن جماز بن شیحہ الحسینی تھا۔

اس سال کے آغاز میں سلطان الملک الکامل سنقر الاشقر سوار ہو کر قلعہ سے میدان کی طرف نکلا، آگے آگے امراء اور سربراہان خدام تھے، ان کے اوپر خلعتیں تھیں، قضاۃ اور نامور حضرات اس کے ساتھ سوار تھے، میدان میں تھوڑی دیر چکر لگا کر قلعہ میں واپس آیا، عرب کا بادشاہ امیر شرف الدین عیسیٰ بن مہنا حاضر خدمت ہو کر آداب بجا لا کر دستر خوان پر اس کے پہلو میں بیٹھ گیا، الکامل اس کی خاطر کھڑا ہو گیا، اور اسی طرح حجازی اعراب کا سردار بھی حاضر خدمت ہوا، الکامل سنقر نے بلاد حلبیہ کو قاضی شمس الدین بن خلکان کی ولایت میں شامل کرنے کا حکم دیا، اور مدرسہ امینیہ کی تدریس کا عہدہ بھی ابن سنی الدولہ سے لے کر ان کے حوالے کیا۔

جب مصر میں الملک المنصور کو شام میں سنقر الاشقر کی حرکات کی اطلاع ملی تو اس نے ایک بھاری لشکر بھیجا، جس نے سنقر الاشقر کی غزہ بھیجی ہوئی فوج کو شکست دی اور اسے دھکیلتا رہا حتی کہ مصری لشکر دمشق کے قریب پہنچ گیا، الملک الکامل نے الجسورۃ میں دہلیز بنانے کا حکم دیا، یہ سارا واقعہ بروز چہار شنبہ ۱۲ رصفر کو پیش آیا یہ خود اٹھا اور ساتھ والوں کو سے کر وہیں اترا، اور لوگوں کی بڑی تعداد سے خدمت لی اور بڑا مال خرچ کیا، امیر عرب شرف الدین عیسیٰ بن مہنا اور شہاب الدین احمد بن حجی آ کر اس سے ملے حلب و حماۃ کے بہت سے نوجوان اور بعلبک کے لوگوں کی بڑی اور تعداد بھی آ کر ملی بروز یک شنبہ ۱۶ رصفر کو مصری لشکر امیر علم الدین سنجر حلبی کی سربراہی میں آگے بڑھا۔

جب دونوں جماعتیں اور فریق آمنے سامنے ہو کر دوبدو ہو کر لڑائی میں مصروف ہو گئے تو لڑائی دن کے چار بجے تک جاری رہی، لوگوں کی بڑی تعداد قتل ہوئی، الملک الکامل سنقر الاشقر نے بڑی ثابت قدمی دکھائی لیکن فوج نے اس کے ساتھ دغا کیا، ان میں سے کچھ مصری فوج سے ملے، بعض ہر طرف سے ہمت ہار گئے، اس کے ساتھ بکھر گئے، چنانچہ اس کے پاس عیسیٰ بن مہنا کی صحبت میں ایک چھوٹی سی جماعت کو لے کر المرج کے راستے شکست کھا کر بھاگنے کے علاوہ کوئی راستہ نہیں بچا، لہٰذا انھیں لے کر وسیع خشکی کی طرف چلا، اور ان کے خیموں میں انھیں اترا، اور ان کے ساتھ مع جانوروں کے کچھ مدت تک رہا، پھر شکست خوردہ امراء نے اپنے آدمی بھیج کر امیر سنجر سے اپنے لئے امان لی، اس وقت وہ دمشق بند ہونے کی وجہ سے باہر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا، اس نے نائب قلعہ سے مراسلت کی اور وہیں رہا حتی کہ دن کے آخر پہر میں اس نے باب الفرج کو کھولا اور شہر کے اندر سے قلعہ فتح کیا گیا اور المنصور کے حوالے کیا گیا، امیر رکن الدین بیبرس عجمی جو الحالق کے نام سے مشہور تھے، اور امیر لاجین حسام الدین المنصوری وغیرہ کو جنھیں امیر سنقر الاشقر نے قید کر دیا تھا، رہا کر دیا اور مصر المنصور کو صورت حال سے آگاہ کرنے کے لئے ڈاک بھیجی، اور سنقر الاشقر کی تلاش میں تین ہزار آدمی بھی روانہ کر دیئے۔

اسی روز ابن خلکان، امیر سنجر حلبی کو سلام کرنے گئے لیکن سنجر نے انھیں پکڑ کر خانقاہ نجیبیہ کے بالائی منزل میں قید کر دیا، اور بروز خمیس ۲۰ رصفر کو انھیں معزول کر دیا، اور قضاۃ قاضی نجم الدین بن سنی الدولہ کے حوالہ کرنے کا فرمان جاری کیا اور انھوں نے اسے سنبھالا، پھر الملک المنصور کی طرف سے خط آیا جس میں بعض لوگوں پر ڈانٹ اور باقی سب لوگوں سے درگزر کرنے کا حکم تھا، بنابریں ان کے لئے بہت دعائیں کی گئیں، اور شام کی نیابت امیر حسام الدین لاجین سلحدار کی منصوری کے حوالے کرنے کا فرمان بھی آیا تو علم الدین سنجر الحلبی اس کے ساتھ جا کر اسے دار السعادۃ میں جگہ دی، اور قاضی ابن خلکان کو مدرسہ عادلیہ کبیرہ سے منتقل ہونے کا حکم دیا تاکہ اس میں نجم الدین بن سنی الدولہ اقامت کرے، اور اس بارے میں بہت اصرار کیا تو قاضی نے اپنے مال و متاع اسے دیئے دوسری طرف سے جانے سے پہلے ایک شتربان کو بلایا، تب میں سلطان کی جانب سے ایک خط آیا جس میں قاضی ابن خلکان کو قضا پر برقرار رکھنے، ان سے درگزر کرنے، ان کی تعریف و توصیف اور گذشتہ خدمتوں کا تذکرہ تھا، اس کے ساتھ ایک بیش بہا خلعت بھی تھی، جسے زیب تن کر کے انھوں نے نماز

جمعہ پڑھی اور امراء کو سلام کیا اور امراء نے ان کی بہت تکریم و تعظیم کی لوگ ان کی برقراری اور ان سے عفو کے حکم سے بہت خوش ہوئے۔

جب سنقر الاشقر کی تلاش میں فوجیں نکلیں تو اس نے امیر عیسیٰ بن مھنا کو چھوڑ کر سواحل کی طرف چلا گیا اور بہت سے قلعوں پر قبضہ جمالیا جس میں صہیون کا قلعہ بھی تھا جس میں اس کی اولاد اور مال و متاع تھے، اور مقبوضہ قلعوں میں بلاطُنس، برزیہ، عکا، جبلہ، لاذقیہ، شُغر بکا، اور شیزر کے قلعے تھے، وہاں اس نے امیر عزالدین ازدمر الحاج کو اپنا نائب مقرر کیا، اور سلطان المنصور نے شیزر کے محاصرے کے لئے فوج کا ایک دستہ روانہ کیا، اسی دوران جب تاتاریوں کو مسلمانوں کے اس اختلاف کی ہوا لگی تو انھوں نے حملہ کر دیا، یہ دیکھ کر لوگ تمام علاقوں سے شام کی طرف بھاگ گئے پھر شام سے مصر کی طرف گئے، اور تاتاری حلب پہنچ کر بہت سے لوگوں کو قتل کر کے فوج کے بڑی تعداد کو تاراج کر دیا، اور ان کا گمان تھا کہ سنقر الاشقر کی فوج المنصور کے خلاف ہونے کی وجہ سے ان سے مل جائیگی، لیکن انھوں نے معاملے کو برعکس پایا کیونکہ منصور نے سنقر الاشقر کو لکھا کہ تاتاری مسلمانوں پر حملہ کر چکے ہیں، اور مصلحت اسی میں ہے کہ ہم متفق ہو جائیں تا کہ مسلمان ہمارے اور تاتاریوں کے درمیان میں آ کر کچلے نہ جائیں، اور اگر وہ ان علاقوں پر قابض ہو گئے تو ہم میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔

چنانچہ سنقر نے بھی اطاعت اور فرمانبرداری کا جواب لکھا اور اپنے قلعہ سے نکل کر اپنی فوج کے ساتھ باہر خیمے لگائے کہ اگر اسے طلب کیا جائے تو وہ فوری تیار ہو کر جواب دے سکے، اور اس کے نائبین بھی اپنے قلعوں سے نکل کر تاتاریوں کے مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے، الملک المنصور بھی اواخر جمادی الآخر میں فوجوں کے ساتھ مصر سے نکلا بروز جمعہ ۱۳ رجمادی الآخر کو دمشق کی جامع مسجد کے منبر پر سلطان کی جانب سے موصول شدہ خط پڑھا گیا کہ اس نے اپنے بیٹے علی کو ولی عہد بنا کر الملک الصالح کا لقب دیا ہے، جب خط پڑھ کر فارغ ہوئے تو ایلچیوں نے آ کر خبر دی کہ تاتاری حلب چھوڑ کر اپنے علاقوں کی طرف لوٹ گئے ہیں کیونکہ انھیں مسلمانوں کے اتفاق کی اطلاع مل گئی تھی، مسلمان اس سے بہت خوش ہوئے، وللہ الحمد، یہ سن کر المنصور بھی غزہ پہنچنے کے بعد مصر کی طرف لوٹ گیا، اس سے وہ شام کی تاتار کو ختم کرنا چاہتا تھا، وہ نصف شعبان کو مصر پہنچ گیا۔

جمادی الآخر میں برہان الدین السنجاری کو دوبارہ مصر کی وزارت دی گئی اور فخرالدین بن لقمان پھر کتابت انشاء کی طرف لوٹ گیا اواخر رمضان میں ابن رزین کو دوبارہ قضا کا عہدہ سونپا گیا اور ابن بنت الاعز کو معزول کر دیا گیا، قاضی نفیس الدین بن شکر المالکی اور معین الدین الحنفی کو بھی دوبارہ قاضی بنا دیا گیا، اور حنابلہ کی قضاء عزالدین المقدسی کو سونپی گئی، ذی الحجہ میں حلبی علاقوں ابن خلکان کے حوالے کرنے کا حکم دیا کہ وہ اپنے نائبین میں سے جسے چاہیں وہاں مقرر کر دیں۔

ذی الحجہ کے آغاز میں الملک المنصور مصر سے فوجیں ساتھ لے کر شام کا قصد کر کے روانہ ہوا اور مصر میں اپنی واپسی تک اپنے بیٹے الملک الصالح کو نائب مقرر کیا۔

شیخ قطب الدین نے بیان کیا ہے کہ عرفہ ۹ رذی الحجہ کے دن مصر میں بڑے بڑے اولے گرے جس سے بہت سی فصلیں تباہ ہوئیں، اسکندریہ میں بجلی گری اور جبل احمر کی ایک چٹان پر دوسری بجلی گری جس سے وہ چٹان جل گئی وہ لوہا لے جا کر پگھلایا گیا تو اس سے رطل مصری کے بہت سے اوقیے نکلے، سلطان نے اپنی فوجوں کے ساتھ آ کر عکا کے سامنے پڑاؤ ڈالا تو فرنگی بہت خوف زدہ ہو گئے اور تجدید معاہدہ کے لئے مراسلت کی اور امیر عیسیٰ بن مھنا عراق سے اسی منزل میں المنصور کی خدمت میں حاضر ہوا تو سلطان نے اپنی فوج کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور اس کا بڑا اکرام و احترام کیا اور اس کے ساتھ درگذر، معافی اور احسان کا معاملہ کیا۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

امیر کبیر جمال الدین آقوش شمسی اسلام کے امراء میں سے ایک تھے، عین جالوت کے دن تاتاری کے ایک قابل قدر لیڈر کتبغا نوین وانھوں نے ہی قتل کر دیا تھا، انھوں نے ہی ۶۷۱ھ میں حلب میں عزالدین ایدمر الظاہری کو قید کر دیا تھا حلب میں ہی ان کی وفات ہوئی۔

شیخ صالح داؤد بن حاتم بن عمر الحبال، حنبلی مسلک کے تھے، ان کی کرامات، اچھے حوال اور سچے مکاشفات مشہور ہیں، ان کے سل

آباءواجداد حران کے تھے، لیکن بعلبک میں مقیم تھے، ۹۶ برس کی عمر میں وہیں وفات پائی شیخ قطب الدین بن شیخ فقیہ یونینی نے ان کی تعریف کی ہے۔

امیر کبیر نورالدین علی بن عمر ابوالحسن الطوری، اکابرامراء میں سے تھے، ۹۰ برس سے کچھ اوپر عمر پائی، ان کی وفات کا سبب یہ بنا کہ سنقر الاشقر کی صف بندی کے دن وہ گھوڑے کے سموں کے نیچے گر پڑے اس کے بعد دوماہ تک بیمار رہ کر فوت ہو گئے اور قاسیون کے دامن میں دفن کئے گئے۔

شاعرالجزار ابوالحسین جمال الدین یحییٰ بن عبدالعظیم بن یحییٰ بن محمد بن علی المصری بے ہودہ گو شاعر تھے، الجزار کے نام سے مشہور تھے، بادشاہوں، وزراء اور امراء کی مدح کی، بدگو، ظریف اور شیریں کلام تھے، ۶۰۱ھ یا ۶۰۲ھ میں پیدا ہوئے، اسی سال بروز سہ شنبہ ۱۲ ارشوال کو فوت ہوئے۔ یہ اس کے اشعار ہیں:

مجھے پکڑلو، سردی کی وجہ سے مجھے ایسی فکر لگ گئی ہے جسے میں بھلا نہیں سکتا اور میرے پیٹ میں آگ بھڑک رہی ہے، امیدوں نے مجھے وہم کا لباس پہنا دیا ہے کہ دیکھ میرا جسم ننگا ہے حالانکہ میرے پاس پوستین اور کپڑے ہیں جب بھی ٹھنڈ میرے جسم کو نیلا کر دیتی ہے تو میرا گمان ہوتا ہے وہ سنجاب ہے۔

اس کے والد نے ایک بڑھیا سے شادی رچائی تو اس نے کہا:

میرے بوڑھے والد نے ایک ایسی بوڑھیا سے شادی کی ہے جس میں عقل ہے نہ ذہن، وہ اپنے فرش پر گویا ایک بوسیدہ ہڈی ہے اور اس کے بال اس کے اردگرد روئی کے گال ہیں، مجھ سے کہا، اس کی عمر کتنی ہے، میں نے کہا اس کے منہ کوئی دانت نہیں، (عربی میں عمر اور دانت کے لئے لفظ سن استعمال ہوتا ہے۔ کرخی) اگر وہ اندھیرے میں اپنی پیشانی کو ظاہر کرے تو جن بھی اسے دیکھنے کی جرأت نہیں کریں گے۔

آغاز ۶۸۰ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو خلیفہ حاکم بامراللہ اور سلطان بلاد الملک المنصور رقلاوون تھے، ۱۰ ارمحرم کو سلطان اور اہل عکا و اہل مرقب کے مابین معاہدہ طے پایا ان دنوں وہ روحاء میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا، وہاں اس نے اپنی ہمراہی بہت سے امراء کو گرفتار کر لیا، اور دوسرے کچھ بھاگ کر قلعہ صھیون میں سنقر الاشقر کی خدمت میں گئے، ۱۹ محرم کو المنصور دمشق میں داخل ہو کر قلعہ میں اترا، شہر کو اس کے لئے سجایا گیا تھا، ۲۹ محرم کو اس نے ابن خلکان کو معزول کر کے عزالدین بن الصائغ کو قاضی بنایا، اوائل صفر میں حنابلہ کی قضا کو نجم الدین بن شیخ شمس بن ابی عمر نے سنبھالا، ان کے والد کے مستعفی ہونے سے اب تک یہ منصب خالی تھا، اسی ماہ میں حسب کی قضاء پر تاج الدین یحییٰ بن محمد بن اسماعیل الکردی کو مقرر کیا گیا۔ اسی مہینہ میں الملک المنصور نے دارالعدل میں بیٹھ کر فیصلے کئے اور مظلومین کو انصاف دیا، حماۃ کا حکمران آیا تو منصور نے خود جا کر اس کا استقبال کیا اور وہ باب الفرادیس میں اس کے گھر میں اترا۔

ربیع الاول میں الملک المنصور رقلاوون اور الملک الکامل سنقر الاشقر کے درمیان ان شرطوں پر صلح ہوئی کہ سنقر، شیرز کا قلعہ المنصور کے حوالے کر کے اس کے عوض انطاکیہ، کفرطاب اور شغربکاس وغیرہ کے قلعے لے لے، اور وہ اپنے علاقوں کی حفاظت کے لئے چھ سو شہسوار رکھے، دونوں نے اس پر حلف اٹھایا اور اس کی وجہ سے خوشی کے شادیانے بجائے گئے، اسی طرح الکرک کے حاکم خضر بن الظاہر اور الملک المنصور کے درمیان اس بات پر صلح ہوئی کہ خضر کے ہاتھ میں موجود علاقے اس کے پاس رہنے دئے جائیں اور ان باتوں کی تمام علاقوں میں منادی کرا دی گئی۔

اسی مہینے کے پہلے عشرے میں دمشق میں شارب اور زنا کی ضمانت دیکر اس کے لئے بیٹج اور سخت آدمی مقرر کیا گیا، لیکن علماء صلحاء اور عبادت گزاروں کی ایک جماعت اس کے ابطال کے لئے کھڑی ہو گئی چنانچہ بیس روز کے بعد اس کو باطل قرار دیکر شراب گرائی گئی اور حدود قائم کئے گئے۔ وللہ الحمد والمنۃ۔

۱۹ ربیع الاول کو خاتون بر کہ خان، الملک الظاہر کی بیوی اپنے بیٹے السعید کی لاش کو الکرک کے قریب قریۃ المساجد سے اٹھا کر مقبرۂ ظاہریہ میں اس کے والد کے پاس دفن کرنے لے کر آئی، تو دروازے کی رسیاں اٹھائی گئیں اور اسے اس کے والد کے پاس دفن کر دیا گیا، اس کی والدہ حمص کے حاکم کے گھر میں اتری اور اس کے رہنے کے لئے جگہ بنائی گئی، ۲۱ ربیع الآخر کو مذکورہ مقبرہ میں اس کے بیٹے کی تعزیت کی مجلس عمل میں آئی، سلطان المنصور ارباب حکومت، قراء اور واعظین اس میں شریک ہوئے، ربیع الآخر کے آخری ایام میں التقی بن توبہ التکریتی کو دمشق کی وزارت سے معزول کر دیا گیا، بعد میں اسے تاج الدین السنہوری نے سنبھالا، تا تاریوں کے پہنچنے کی وجہ سے سلطان نے مصر وغیرہ کی علاقوں کی طرف خطوط لکھ کر فوجیں منگوائیں، چنانچہ احمد بن حجی عرب کے بہت سے لوگوں کو ساتھ لے کر آیا اور کرک کا حاکم الملک المسعود بھی بروز ہفتہ ۱۲ جمادی الآخر کو سلطان کی مدد کے لئے پہنچ گیا، ہر طرف سے لوگ جوق در جوق اس کے پاس آنے لگے، ترکمان اور اعراب وغیرہ بھی آ گئے۔

دمشق میں افواہوں کی بھی کثرت ہو گئی، اور افواج بھی بڑی تعداد میں جمع ہو گئی، لوگ بلاد حلب اور ان اطراف سے تا تاری دشمنوں کے ظلم کے خوف سے اموال اور فصلوں کو چھوڑ کر بھاگ گئے، اور تا تاری منکوتمر بن ہلاکو کی قیادت میں عتاب تک پہنچ گئے، اور منصوری افواج ایک دوسرے کے پیچھے نواحی حلب کی طرف چلی گئیں، تا تاری اواخر جمادی الآخر میں الرحبۃ میں اعراب کی ایک جماعت سے دو بدو ہو گئے، تا تاریوں کا بادشاہ ابغی پوشیدہ طور پر اپنے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا کہ وہ کیا کرتے ہیں اور دشمن سے کیسے لڑتے ہیں، پھر منصور جمادی الآخر کے آخری ایام میں دمشق سے نکلا، ائمہ خطباء نے جامع مسجدوں وغیرہ میں نمازوں اور خارج نماز قنوت نازلہ پڑھنے لگے، اور سلطان کی طرف سے دیوانوں اور رجسٹروں میں درج ذمیوں کو مسلمان بتانے اور نہ ماننے والوں کو صلیب پر لٹکانے کا حکم آیا، جب ان میں سے منکرین کو سوق الخیل میں صیبب کے سامنے لایا گیا تو وہ کہنے لگے کہ ہم ایمان لائے ہیں اور حاکم نے ہمارے اسلام کا فیصلہ سنایا ہے، اور ان کے گلے میں رسیاں ڈالی گئیں چنانچہ انھوں نے اسی حالت میں اسلام قبول کیا، اور مجبوراً مسلمان ہو گئے، الملک المنصور نے ''حمص'' پہنچنے کے بعد الملک الکامل، سنقر الاشقر کو مدد کے لئے بلاوا بھیجا۔

چنانچہ جب وہ آیا سلطان نے اس کا بہت اکرام اور احترام کیا، اور اس کے رہنے کے لئے جگہ بنائی، اور تمام فوجیں مکمل طور پر الملک المنصور کی قیادت میں دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے خلوص دل کے ساتھ پر عزم تھیں، سلطان کے خروج کے بعد لوگ جامع دمشق میں جمع ہو گئے، اور مصحف عثمانی کو سامنے رکھ کر اللہ کے حضور اسلام اور اہل اسلام کی دشمن پر فتح کے لئے دعائیں مانگنے لگے، اور اسی طرح مصحف کو سروں پر رکھ کر روتے ہوئے، دعائیں کرتے ہوئے اور گڑگڑاتے ہوئے عیدگاہ کی طرف نکل گئے، اور تا تاری تھوڑا تھوڑا آگے بڑھتے رہے حتیٰ کہ جب حماۃ پہنچے تو سلطان کے محل اور باغ اور وہاں کے تمام عمارتوں کو جلا کر خاکستر کر دیا اور سلطان المنصور حمص میں ترک، ترکمن اور دیگر بہت بڑی فوج کے ساتھ خیمہ زن تھا، اور تا تاری ایک لاکھ سے زائد جنگجوؤں کے ساتھ آگے بڑھ رہے تھے، انا للہ وانا الیہ راجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

معرکہ حمص ...... بروز خمیس ۱۴ رجب کو طلوع شمس کے وقت دونوں فوجیں بالمقابل ہو گئیں، تا تاریوں کے لشکر میں ایک لاکھ شہسوار تھے، جبکہ مسلمانوں کی فوج اس کے نصف کے برابر یا نصف سے کچھ زیادہ تھی، دونوں فوجیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مزار اور رستن کے درمیان میں پھیلی ہوئی تھیں، ایسی زبردست لڑائی لڑی گئی کہ اس سے قبل کے طویل زمانے میں ایسی لڑائی دیکھی نہیں گئی تھی، دن کے ابتداء میں تا تاری غالب رہے، میسرہ (فوج کے بائیں حصے) کو شکست دی میمنہ (دایاں حصہ) میں بھی کچھ اضطراب آیا، (واللہ المستعان) قلب کے بائیں بازو کو بھی توڑ دیا، لیکن سلطان نے تھوڑی سی جماعت کے ساتھ زبردست ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا، مسلمانوں کی فوج کے بہت سے لوگ شکست کھا کر بھاگے اور تا تاری ان کے پیچھے لگے رہے حتیٰ کہ وہ بحیرۂ حمص پہنچے وہاں سے حمص پہنچے لیکن اس کے دروازے بند تھے تو انھوں نے عوام وغیرہ میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا اور مسلمان پر ہلاکت کے گہرے بادل منڈلا رہے تھے، پھر سلطان کی ثابت قدمی کو دیکھ کر بہادر اور شہسوار امراء جیسے سنقر الاشقر، بیسری، طیبرس الوزیری، بدر الدین امیر سلاح، ایتمش السعدی، حسام الدین لاجین، حسام الدین طرنطای اور الدویداری وغیرہ باہم مشورہ کر کے سلطان کی طرف لوٹ گئے اور نیک نیتی کے ساتھ متعدد حملے کئے اور مسلسل یکے بعد دیگرے حملے کئے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت وقوت سے تا تاریوں کو شکست دی اور منکوتمر زخمی ہو گیا۔

العرض کی جانب سے آتا ہوا امیر عیسیٰ بن مھنا تاتاریوں سے ٹکرا گیا، اس کے ٹکراؤ سے تاتاری بوکھلا گئے، اور ان کی شکست تمام ہوگئی، اور تاتاریوں کی بہت ہی بڑی تعداد قتل ہوئی، شکست خوردہ مسلمانوں کا تعاقب کرنے والے تاتاری جب واپس آئے تو دیکھا ان کے ساتھی شکست کھا کر بھاگ رہے ہیں اور مسلمان مجاہدین ان کا تعاقب کر کے انھیں قتل کر رہے ہیں اور گرفتار کر رہے ہیں اور سلطان جھنڈوں کے نیچے ایک ہزار سواروں کے ساتھ اپنی جگہ ثابت قدم ہے اور اس کے پیچھے طبل بجائے جا رہے ہیں تو انھیں لالچ نے ابھارا اور وہ ان سے الجھ گئے لیکن سلطان نے عظیم ثابت قدمی دکھائی اور پیچھے سے انھیں آلیا تو ان میں سے اکثر قتل ہوگئے اور یہ مکمل فتح تھی، تاتاری غروب سے پہلے ہی شکست کھا کر دو حصوں میں بٹ گئے تھے، ایک حصہ سمیہ اور ابریہ کی طرف جبکہ دوسرا حصہ حلب اور فرات کی طرف چلا گیا، سلطان نے ان کے تعاقب میں لشکر روانہ کیا، بروز جمعہ ۱۵ر رجب کو دمشق میں فتح کی خوشخبری کا بطاقہ آیا، لوگوں نے شمعیں روشن کیں شہر کو سجا کر خوشیاں منائیں اور بہت خوش ہوئے، ہفتہ کی صبح کو شکست خوردہ امراء میں سے بیلیک الناصری اور الحاق وغیرہ نے آکر لوگوں کو ابتدائے معرکہ کے حالات وشکست کی خبر دی کیونکہ انھوں نے بعد کے حالات کا مشاہدہ نہیں کیا تھا تو لوگوں کو بڑا قلق اور شدید خوف ہوا اور بہت سے بھاگنے کی تیاری کرنے لگے، لوگ اسی ادھیڑ بن میں تھے کہ قاصدوں نے آکر تمام حالات کی تفصیلات بتائیں تو لوگ آپے میں آگئے اور بہت خوش ہوئے۔ وللہ الحمد والمنۃ۔

سلطان ۲۲ر رجب کو دمشق میں داخل ہوا اور اس کے ساتھ قیدی تھے ان کے ہاتھوں میں نیزوں کے اوپر مقتولین کے سر تھے، بڑے اجتماع کا دن تھا، سلطان کے ساتھ سنقر الاشقر کے ساتھیوں کا ایک گروہ بھی تھا جن میں علم الدین الدویداری بھی شامل تھا، سلطان فتح ومنصور ہو کر قلعہ میں اترا، اس کے لئے دعاؤں اور محبت کی کثرت ہوئی، سنقر الاشقر حمص سے ہی سلطان کو رخصت کر کے صہیون لوٹ گیا تھا، تاتاری نہایت تباہ حالی میں شکست کھا گئے، ہر طرف سے انھیں چھینا جا رہا تھا اور ہر گھاٹی میں قتل کئے جا رہے تھے، حتیٰ کہ فرات پہنچ کر ان میں سے بہت سے غرق ہوگئے، وہاں بیرہ نے بھی آکر بہت سوں کو قتل کر دیا اور کچھ کو قیدی بنایا، اور فوجیں ان کا پیچھا کر کے انھیں شہروں سے بھگا رہے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے شر سے لوگوں کو راحت عطا فرمائی۔

سادات امراء کی ایک جماعت اس معرکہ میں شہید ہوئی جن میں امیر کبیر، الحاج عز الدین ازدمر جمدار بھی تھے انھوں نے ہی تاتاریوں کے حاکم منکوتمر کو زخمی کیا تھا، وہ یوں کہ ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مجھے اس پر حملہ کرنا چاہئے چنانچہ انھوں نے اپنا نیزہ گھمایا اور اس تک پہنچ کر نیزہ مار کر اسے زخمی کر دیا یہ دیکھ کر تاتاریوں نے انھیں شہید کر دیا، رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مزار کے قریب انھیں دفن کر دیا گیا۔

بروز یک شنبہ ۲ر شعبان کو سلطان مصر کے ارادے سے علم الدین الدویداری کو ساتھ لے کر نکلا، لوگ اس کے لئے دعائیں کر رہے تھے، علم الدین الدویداری، غزہ سے واپس ہوا کیونکہ اسے شام میں مصالح کی نگرانی اور دیکھ بھال کا عہدہ سونپا گیا تھا، سلطان ۱۲ر شعبان کو مصر میں داخل ہوا، اور شعبان کے آخری ایام میں قاہرہ اور مصر کی قضاء قاضی وجیہ الدین البہنسی الشافعی کے حوالے کی، یک شنبہ کے دن ۷ر رمضان کو دمشق میں مدرسہ جوہریہ کا افتتاح اس کے بانی کی حیات میں ہوا، اسے شیخ نجم الدین محمد بن عباس بن ابی المکارم التمیمی الجوہری نے وقف کیا تھا، اور حنفیہ کے قاضی حسام الدین الرازی نے اس میں درس دیا، ۲۹ر شعبان ہفتہ کی صبح قاسیون میں مدرسہ ابی عمر کی اذان گاہ کا منارہ مسجد عتیق کے اوپر گرا جس سے ایک شخص جاں بحق ہوگیا جبکہ بقیہ جماعت کی اللہ تعالیٰ نے حفاظت کی۔ دس رمضان کو دمشق میں شدید ہوا کے ساتھ بڑی برف باری ہوئی اور بہت اولے گرے، ایک ہاتھ کے بقدر برف زمین سے اوپر تھی، سبزیاں تباہ ہوگئیں اور لوگوں کا نظام معاش معطل ہوگیا، شوال میں سنجار کا حاکم تاتاریوں سے بھاگ کر اپنے اہل وعیال ومال کے ساتھ سلطان کی اطاعت میں شامل ہونے کے لئے دمشق آیا، نائب شہر نے اکرام کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور عزت واحترام کے ساتھ اسے مصر روانہ کر دیا۔

شوال ہی میں زبردستی مسلمان کئے جانے والے ذمیوں کے لئے ایک مجلس منعقد کی گئی کیونکہ مفتیوں کی جماعت نے فتویٰ لکھا تھا کہ انھیں جبراً مسلمان کیا گیا ہے لہٰذا انھیں اپنے دین کی طرف لوٹنے کا حق حاصل ہے اور انھوں نے قاضی جمال الدین بن ابی یعقوب مالکی کے سامنے اکراہ ثابت کر دیا، چنانچہ ان میں سے اکثر اپنے دین میں واپس داخل ہوگئے اور پہلے کی طرح ان پر جزیہ مقرر کیا گیا، اللہ تعالیٰ اس دن ان کے چہروں کو سیاہ کر دے جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض دوسرے سیاہ ہوں گے، بیان کیا جاتا ہے کہ مزید برآں ان پر بڑے مال کا تاوان ڈالا گیا تھا، اللہ

تعالیٰ انھیں ذلیل کرے۔

ذی القعدہ میں سلطان نے اتمش السعدی کو گرفتار کر کے قلعۃ الجبل میں قید کر دیا اور دمشق میں اپنے نائب سیف الدین بلبان الھارونی کو گرفتار کر کے اس کے قلعہ میں قید کر دیا، خمیس کی صبح ۲۹ رذی القعدہ بمطابق ۱۰ ر مارچ کو دمشق کی عیدگاہ میں لوگوں نے نماز استسقاء پڑھی اور دس روز کے بعد بارش ہوئی، اسی سال الملک المنصور نے الملک الظاہر کے اہل کی تمام عورتوں، بچوں اور خدام کو دیار مصریہ سے نکال کر الکرک الملک المسعود خضر بن الظاہر کی سرپرستی میں بھیج دیا۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

شاہِ تاتار ابغا بن ہلاکو خان..... بن تولی بن چنگیز خان، بلند ہمت، دوراندیش، صائب الرائے اور مدبر شخص تھا، پچاس برس کی عمر کو پہنچا تھا، بارہ برس اس کی حکومت کی مدت رہی، لیکن تدبیر واحتیاط میں اپنے والد کے مانند نہیں تھا، معرکہ حمص اس کی رائے اور مشورے سے نہیں ہوا بلکہ اپنے بھائی منکوتمر کی خواہش پر لڑائی کی تھی لہٰذا اس کی مخالفت نہیں کی۔ میں (ابن کثیر) نے بعض بغدادیوں کی تاریخ میں دیکھا تھا کہ منکوتمر شام سنقر اشقر کی دعوت پر آیا تھا، واللہ اعلم، ابغا خود معاملہ کی صورت حال کا مشاہدہ کرنے فرات کے قریب آ کر اترا تھا، لیکن جب اس نے اپنی فوج کی بری حالت دیکھی تو بڑا غمگین ہوا اور اس غم اور پریشانی سے مر گیا، اسی سال عیدین کے درمیان فوت ہو گیا، اس کے بعد ملک کو اس کے بیٹے احمد نے سنبھالا۔

قاضی القضاۃ نجم الدین ابوبکر . بن قاضی القضاۃ صدر الدین احمد بن قاضی القضاۃ شمس الدین یحییٰ بن ھبۃ اللہ بن حسن بن یحییٰ بن محمد بن علی بن الشافعی بن سنی الدولہ، ۶۱۶ ھ میں پیدا ہوئے، حدیث سن کر مذہب میں کمال حاصل کیا اپنے والد کا نائب بن کر اپنی سیرت خوب بنائی، دولت مظفریہ میں مستقل قاضی بن کر قابل تعریف قرار پائے، شیخ شہاب الدین نے ان سے اور ان کے والد سے استفادہ کیا تھا، البرزالی فرماتے ہیں کہ احکام کے بارے میں متشدد اور خود رائے تھے، مصر میں مقیم رہ کر جامع مصر میں درس دیا پھر دمشق لوٹ کر الامینیہ اور الرکنیہ میں مدرس رہے، اور حلب کے قاضی بنے، وہاں سے پھر دمشق آئے تو سنجر نے انھیں دمشق کا قاضی بنایا، پھر ابن خلکان کی وجہ سے معزول کر دیئے گئے، جیسا کہ بیان ہو چکا، بروز سہ شنبہ محرم میں فوت ہوئے اور دوسرے دن قاسیون میں اپنے دادا کے مقبرے میں دفن ہوئے۔

قاضی القضاۃ صدر الدین عمر بن قاضی تاج الدین عبدالوہاب بن خلف بن ابی القاسم العلائی ابن بنت الاعز المصری مذہب کے جاننے والے ماہر اور فاضل تھے اپنے والد کی طرح احکام میں خود رائے تھے، ۱۰ رمحرم کو فوت ہوئے تھے القرافۃ میں مدفون ہوئے۔

شیخ ابراہیم بن سعید الشاغوری . بدچلن تھا، الجیعانہ کے نام سے دمشق میں معروف تھا، عوام اور کم عقل لوگوں کی زبان پر اس کے احوال ومکاشفات کا بڑا تذکرہ ہے، نماز اور روزوں کی پابندی نہیں کرتا تھا، اس کے باوجود عوام وغیرہ کی بڑی تعداد اس کی معتقد تھی، بروز یکشنبہ ۷ ر جمادی الاولیٰ کو فوت ہوا، قاسیون کے دامن میں بدچلن لوگوں کے مقبرے میں شیخ یوسف القمینی کے پاس دفن کیا گیا، شیخ یوسف کا اس سے قبل انتقال ہوا تھا، وہ المز وریبین میں شہید ہونے والے شخص نور الدین کے القمین نامی حمام میں رہتا تھا اور نجاسات وگندگیوں پر بیٹھا رہتا، دیہاتی لباس پہن کر گلیوں میں نجاسات پر ڈیرے لگاتا، لوگوں میں اس کی بڑی مقبولیت، محبت اور اطاعت تھی، عوام اس کی محبت اور اعتقاد میں غلو سے کام لیتے تھے، اور اس کی کرامات اور مکاشفات کا تذکرہ کرتے، یہ سارے عوام اور بیہودہ لوگوں کے خرافات ہیں جیسا کہ وہ دوسرے مجانین اور بے وقوفوں کے بارے میں یقین رکھتے ہیں۔

شیخ یوسف القمینی کی وفات پر عوام وغیرہ اس کے جنازے میں کثیر تعداد میں شریک ہوئے اس جنازے میں بڑا انبوہ تھا، لوگوں کے کندھوں پر جب اسے قاسیون کے دامن کی طرف اٹھایا گیا تو جنازے کے آگے شور، چیخ وپکار اور ہاہو کا بازار گرم تھا، اور دوسرے عوام کی بدعات ہو رہی تھیں حتیٰ کہ

اسے قاسیون ذکر بدچلن لوگوں کے مقبرے میں دفن کر دیا گیا، بعض لوگوں نے اس کی قبر پر خاص اہتمام سے منقش پتھر لگوائے اور اس کی قبر پر رنگ وروغن والی چھت ڈالی گئی، اور چبوترہ اور دروازے بنا کر بڑا غلو اور زیادتی کی گئی اور ابراہیم الجیعانہ اور ایک دوسری جماعت ایک مدت تک اس کی قبر پر قرأت وذکر کے ساتھ مجاور رہے۔

مقصود یہ کہ شیخ یوسف القمینی کی موت کے وقت شیخ ابراہیم الجیعانہ اپنے متبعین کی ایک جماعت کے ساتھ الشاغور سے چیختے، پکارتے اور شور کرتے باب الصغیر تک یہ کہتے ہوئے آئے کہ ہمیں شہر میں داخلے کی اجازت مل گئی، ہمیں شہر میں داخلے کی اجازت مل گئی، اس بات کو بار بار کہہ رہے تھے، جب اس سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو کہنے لگا کہ مجھے بیس سال ہو گئے ہیں کہ میں دمشق کی دیوار سے اندر داخل نہیں ہوا کیونکہ میں جب بھی اس کے کسی دروازے پر آتا تو اس درندے کو وہاں دیکھ کر اس کے خوف سے اندر داخل ہونے کی ہمت نہ کر پاتا، جب وہ مر گیا تو ہمیں شہر میں آنے کی اجازت مل گئی، یہ رذیل اور کمینے لوگوں کی عوام و بے وقوفوں میں رواج دادہ باتیں ہیں۔ عوام تو ہر چیخنے والے کے پیروکار بن جاتے ہیں کہا جاتا ہے شیخ یوسف کے پاس جو خطوط آتے تھے انھیں الجیعانہ کے پاس بھیج دیتا تھا، اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کے احوال کا زیادہ جاننے والا ہے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور وہی حساب بھی لے گا۔

اس سے قبل ہم بتا چکے ہیں کہ معرکہ حمص میں شہید ہونے والے امراء میں امیر عزالدین ازدمر سلحداری بھی تھے، ان کی عمر ساٹھ برس تھی، اچھے امراء میں سے تھے، زبردست عالی ہمت تھے امید ہے کہ اس کے بدلے انھیں جنت میں بھی بلند جگہ ملے گی۔

قاضی القضاۃ تقی الدین ابوعبداللہ محمد بن حسن بن رزین بن موسیٰ العامری الحموی الشافعی ۶۰۳ھ میں پیدا ہوئے، حدیث کا سماع کیا اور تقی الدین بن الصلاح سے استفادہ کیا، دارالحدیث میں ایک مدت تک امام رہے، اور الشامیہ میں مدرس بنے، دمشق میں بیت المال کے وکیل رہے، پھر مصر جا کر متعدد مدارس میں درس دیا اور مصر کے قاضی مقرر ہوئے، بڑے قابل قدر تھے، ۳ ررجب یک شنبہ کی رات کو فوت ہوئے المعظم میں دفن کئے گئے۔

الملک الاشرف مظفر الدین...... موسیٰ بن الملک الزاہر محی الدین داؤد مجاہد بن اسدالدین شیرکوہ بن الناصر ناصر الدین محمد بن اسدالدین شیرکوہ بن شاذی بن صاحب حمص، بروز ہفتہ ۲۴ رذی القعدہ کو ان کا انتقال ہوا قاسیون میں اپنے مقبرے میں دفن ہوئے۔

شیخ جمال الدین الاسکندری۔ ذی القعدہ میں وفات پا گئے، دمشق کے ریاضی دان تھے، منارۂ کیروز کے نیچے ان کا ایک مکتب تھا، بڑی خلقت نے ان سے استفادہ کیا ہے، اپنے زمانے میں ریاضی وحساب کے شیخ تھے۔

شیخ علم الدین ابوالحسن ..محمد بن امام ابی علی حسین بن عیسیٰ بن عبداللہ بن رشیق الربعی المالکی المصری القرافۃ میں دفن ہوئے ان کا جنازہ بڑا پرہجوم تھا لوگوں کی ایک کثیر تعداد جمع تھی، زبردست فقیہ اور مفتی تھے، حدیث کا سماع کیا، ۸۵ برس کی عمر کو پہنچے تھے۔

الصدر الکبیر ابوالغنائم ۔ محمد بن مسلم بن مکی بن خلف بن غیلان القیسی الدمشقی، ۵۹۴ھ کو ان کی ولادت ہوئی، بڑے رؤساء اور بڑے خاندان والے تھے، دمشق کے کونسلوں کی نگرانی وغیرہ کے عہدے ان کو دیئے گئے، لیکن ان سب کو چھوڑ کر وہ عبادت اور کتابت حدیث میں لگ گئے، لکھنے کی رفتار بہت تیز تھی ایک دن میں تین کاپیاں لکھتے تھے، مسند امام احمد کو تین بار سنایا صحیح مسلم اور جامع ترمذی وغیرہ کا درس دیا، البرزالی، المزی اور ابن تیمیہ نے ان سے حدیث سنی ۸۶ برس کی عمر میں فوت ہوئے اور قاسیون کے دامن میں اسی دن دفن کئے گئے، ان کی وفات بروز دوشنبہ ۲۵ رذی الحجہ کو ہوئی۔

شیخ صفی الدین ابوالقاسم بن محمد بن عثمان بن محمد التمیمی الحنفی، بصری میں حنفیہ کے شیخ اور الامینیہ میں کئی سال تک مدرس رہے، بڑے باکمال فاضل، عالم، عابد اور لوگوں سے دور رہنے والے تھے، وہی قاضی القضاۃ، صدرالدین علی کے والد تھے، بہت طویل عمر پائی ۵۸۳ھ میں پیدا ہو کر اسی سال نصف شعبان کی رات کو ۹۹ برس کی عمر میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ۔

آغاز ۶۸۱ھ

آغاز سال میں خلیفہ حاکم بامراللہ اور سلطان الملک المنصور قلاوون تھے اسی سال شاہ تاتار ''احمد'' نے طلب مصالحت اور آپس کی خون ریزی سے بچاؤ کے لئے ایلچی بھیجے، ان ایلچیوں میں نصیرالدین الطوسی کے ایک شاگرد شیخ قطب الدین شیرازی بھی تھی المنصور نے رائے قبول کر کے اس مضمون کے خطوط شاہ تاتار کے پاس لکھے آغاز صفر میں سلطان نے امیر کبیر بدرالدین بیسری السعدی اور امیر علاؤالدین السعدی الشمسی کو گرفتار کرلیا۔

اسی سال قاضی بدرالدین بن جماعۃ نے القیمریہ میں درس دیا جبکہ شیخ شمس الدین بن الصفی الحریری نے السرحانیہ میں اور علاؤالدین بن الزملکانی نے الامینیہ میں درس دیا، بروز دوشنبہ گیارہ رمضان کو اللبادین میں زبردست آگ لگی، وہاں نائب سلطنت امیر حسام الدین لاجین سلحداراور امراء کی ایک بڑی تعداد حاضر ہوئی، یہ رات بڑی ہیبت ناک تھی اللہ تعالیٰ اس کے شر سے محفوظ رکھے، اس کے بعد الجامع کے نگران قاضی نجم الدین بن النحاس نے اس کے معاملے کو سنبھال کر کام کو درست اور سیدھا کیا اور عمارت کو پہلے سے زیادہ خوبصورت بنایا، وللہ الحمد۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

بقیۃ السلف شیخ صالح برہان الدین... ابواسحاق بن شیخ صفی الدین ابی الفداء اسماعیل بن ابراہیم بن یحییٰ بن علوی بن رضی الحنفی المُلقف میں المعزیہ کے امام تھے، بہت سے علماء سے سماع کیا، جن میں الکندی اور ابن الحرستانی بھی شامل ہیں لیکن ان دونوں سے سماع شیخ کی وفات کے بعد ظاہر ہوا ابونصر الصیدلانی، عفیفۃ الفارقانیہ اور ابن المنادی نے ان کو اجازت روایت دی تھی، صالح آدمی اور حدیث سنانے کے شوقین تھے، طلبہ کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتے تھے حافظ جمال الدین المزی نے طبرانی کی معجم کبیر ان سے پڑھی، اور اسی کتاب کو حافظ البرزالی اور ایک بڑی جماعت نے ان سے قراءۃً سنا، ۵۹۹ھ میں پیدا ہوئے، بروز یک شنبہ ۷ رصفر کو فوت ہوئے، اسی دن حجاج بھی حجاز سے دمشق پہنچے، یہ ان کے ہمراہ تھے، دمشق پہنچ کر فوت ہوئے۔

قاضی امین الدین الاشتری ابوالعباس احمد بن شمس الدین ابوبکر عبداللہ بن محمد بن عبدالجبار بن طلحہ الحلبی الشافعی، الاشتری کے نام سے معروف بڑے محدث تھے، بہت سے لوگوں سے حدیث سنی اور علم حاصل کیا، دارالحدیث الاشرفیۃ کے لئے کتابیں وقف کیں، شیخ محی الدین نووی اس کی تعریف کرتے تھے، ان کی امانت ودیانت اور پاکیزگی کی وجہ سے بچوں کو پڑھنے کے لئے ان کے گھر بھیجا کرتے تھے۔

شیخ برہان الدین ابوالثناء... محمود بن عبداللہ بن عبدالرحمن المراغی الشافعی مدرسۂ فلکیہ میں مدرس تھے، بڑے فاضل اور باکمال تھے، ان کے سامنے قضاء پیش کی گئی تو اسے قبول نہیں کیا، حدیث سنی اور روایت بھی کی، بروز جمعہ ۲۳ ربیع الآخر کو ۷۶ برس کی عمر میں وفات پائی، ان کے بعد الفلکیہ میں قاضی بہاءالدین بن الزکی مدرس بنے۔

قاضی امام علامہ شیخ القراء زین الدین ابومحمد بن عبدالسلام بن علی بن عمر الزواوی المالکی، دمشق میں مالکیہ کے قاضی القضاۃ تھے، یہ وہ شخص ہیں جو دمشق میں مالکیہ کے قاضی بنے پھر زہد وتورع کی بنا پر قضاء سے مستعفی ہو کر ۸ برس تک بغیر کسی عہدے کے رہ کر سہ شنبہ کی رات ۸ ررجب کو ۸۳ سال کی عمر میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے، حدیث کا سماع کیا تھا، اور السنجاری اور ابن حاجب سے علوم حاصل کئے۔

شیخ صلاح الدین محمد بن شمس الدین علی بن محمود بن علی الشہرزوری، القیمریہ کے مدرس اور مدرس کے بیٹے تھے، اواخر رجب میں فوت ہوئے، ان کے بھائی شرف الدین ان سے ایک ماہ بعد فوت ہوئے، القیمریہ میں ان کے بعد قاضی بدرالدین بن جماعہ نے درس دیا۔

قاضی القضاۃ ابن خلکان شمس الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن ابراہیم بن ابی بکر بن خلکان الاربلی الشافعی ائمہ فضلاء، سادات علماء اور کبار روساء میں سے تھے، انہوں نے اپنے زمانے کے تمام مذاہب میں قاضی القضاۃ کے منصب کی تجدید کی، چنانچہ قضاۃ نائبین کے درجے سے بڑھ کر مستقل قاضی بن گئے، البتہ منصب قضاء ان کے اور ابن الصائغ کے درمیان چکی بن چکا تھا، کبھی یہ قاضی بنتے تو وہ معزول ہوتے اور کبھی یہ معزول ہوتے تو وہ قاضی بنتے، ابن خلکان نے متعدد مدارس میں درس دیا ان سے قبل کسی نے اتنے مدارس میں نہیں پڑھایا تھا، لیکن آخر عمر میں ان کے پاس صرف مدرسہ امینیہ رہ گیا تھا اور ان کے بیٹے کمال الدین موسیٰ کے پاس النجیبیۃ تھا، اسی مدرسۂ نجیبیہ میں بروز ہفتہ ۲۶؍ رجب کو دن کے آخری پہر میں انھوں نے وفات پائی، ۷۳ برس عمر پائی، دوسرے دن قاسیون کے دامن میں دفن کئے گئے، نہایت عمدہ اور خوبصورت نظمیں لکھتے تھے، ان کی مجلس بڑی پرلطف ہوتی تھی، انھوں نے ایک مفید تاریخ وفیات الاعیان کے نام سے لکھی ہے جو نہایت معلومات افزا تصنیف ہے۔

آغاز ۶۸۲ھ

اس سال بروز جمعہ ۷؍ رجب کو الملک المنصور بڑی شان وشوکت کے ساتھ دمشق آیا، بڑے اجتماع کا دن تھا، اسی سال محی الدین ابن الحرستانی کی وفات کی وجہ سے دمشق کی خطابت شیخ عبدالکافی بن عبدالملک بن عبدالکافی کے سپرد کی گئی، اور انھوں نے ۲۱؍ رجب جمعہ کے دن خطبہ پڑھا، اسی روز نماز سے قبل قاضی عزالدین بن الصائغ کو قلعہ میں گرفتار کیا گیا اور حنفی قاضی کے نائب ابن الحصری نے ایک مقدمہ لکھا کہ ابن الاسکان کی جانب سے ان کے پاس آٹھ ہزار دینار بطور امانت رکھے ہوئے ہیں، اس معاملے کو اٹھانے والا حصب سے آنے والا تاج الدین بن السنجاری نامی ایک شخص تھا، ان کے بعد قضاء بہاء الدین یوسف بن محی الدین بن الزکی کے حوالے کی گئی وہ ۲۳؍ رجب کو فیصلے کے لئے بیٹھے، اور لوگوں کو ابن الصائغ کی ملاقات سے بھی منع کیا گیا پھر ایک اور مقدمہ بھی دائر کیا گیا کہ ان کے پاس الصالح اسماعیل بن اسدالدین کی ۲۵ ہزار دینار کی قیمت کی ودیعت رکھی ہوئی ہے، اس معاملے کے لئے ابن الشاکری الجمال بن حموی اور کچھ دوسرے لوگ کھڑے ہوئے، اور ایک تیسرے قضیے کے متعلق بھی گفتگو کی گئی پھر ایک مجلس منعقد کی گئی جس میں بڑی سختی کی گئی اور ان کے خلاف تعصب سے کام لیا گیا، چنانچہ انھیں دوبارہ جیل لوٹا دیا گیا، لیکن ان کے حق میں نائب سلطنت حسام الدین لاجین اور امراء کی ایک جماعت کھڑی ہوگئی اور ان کے متعلق سلطان سے گفتگو کی تو سلطان نے انھیں رہا کر دیا اور وہ اپنے گھر کو چلے گئے، لوگ بروز دوشنبہ ۲۳؍ شعبان کو انھیں مبارکباد دینے آئے چنانچہ وہ العدلیہ سے درب النقاشہ میں اپنے مکان میں منتقل ہوگئے، وہ عام طور پر اپنے گھر کے سامنے والی مسجد میں بیٹھا کرتے تھے۔

رجب میں جمال الدین بن صصری دمشق کے محتسب بنے شعبان میں خطیب جمال الدین بن عبدالکافی الغزالیہ میں خطیب الحرستانی کی جگہ مدرس بنے اور ابن الکافی سے الدولعیہ لے کر کمال الدین بن نجار کو دیا گیا جو کہ بیت المال کے وکیل تھے، پھر شمس الدین الاربلی نے الغزالیہ کی تدریس ابن عبدالکافی سے لے لی، اور آخر شعبان میں قضاء کی نیابت ابن الزکی سے شرف الدین احمد بن نعمۃ المقدسی نے لے لی، جو کہ امام فاضل اور علماء مصنفین میں سے تھے، جب ان کے بھائی شمس الدین محمد کی شوال میں وفات ہوئی تو الشامیہ البرانیہ کے مدرس بنے اور العادلیہ الصغیرۃ کی تدریس ان سے لے لی گئی، پھر اس میں قاضی نجم الدین احمد بن صصری التغلبی نے ذی القعدہ میں درس دیا، اور شرف الدین سے الرواحیہ بھی لے کر نائب قضا نجم الدین البیانی کو دیا گیا، اللہ تعالیٰ ان سب پر رحم فرمائے۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

صدر کبیر عمادالدین ابوالفضل محمد بن قاضی شمس الدین ابی نصر محمد بن ھبۃ اللہ بن شیرازی کتابت میں طریقۂ منصوبہ کے بانی ہیں۔ حدیث کا سماع کیا تھا، دمشق کے روساء اور نامور حضرات میں سے تھے، اس سال صفر میں انتقال فرمایا۔

شیخ الجبل شیخ علامہ شیخ الاسلام شمس الدین ابو محمد عبدالرحمٰن بن شیخ ابی عمر محمد بن احمد بن محمد بن قدامہ الحنبلی دمشق میں حنابلہ کے سب سے پہلے قاضی بنے، پھر اسے ترک کر کے الجبل میں واقع مدرسہ اشرفیہ کی تدریس اور قضاء اپنے بیٹے نجم الدین کے حوالے کی، بہت سی حدیثیں سنی تھیں، اپنے زمانے کے علماء امانتداروں اور دیانتداروں میں سے تھے، اس کے باوجود باوقار، متواضع اور نیک چال چلن کے مالک تھے، ربیع الآخر کے آخر میں سہ شنبہ کی رات کو ۸۵ برس کی عمر میں ہوئے اور اپنے والد کے مقبرے میں دفن ہوئے۔

علامہ ابن ابی جفوان ... شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن محمد بن عباس بن ابی جفوان الانصاری دمشقی الشافعی، محدث، فقیہ اور نحو ولغت کے ماہر تھے، میں نے اپنے شیخ ابن تیمیہ اور حافظ ابوالحجاج المزی سے سنا دونوں فرما رہے تھے کہ یہ شخص ''مسند امام احمد'' پڑھ رہا تھا اور وہ دونوں سن رہے تھے، لیکن ان سے پڑھتے ہوئے کوئی متفق علیہ غلطی نہ پکڑی جاسکی کسی کے لئے ان دونوں کی تعریف ہی کافی ہے کیونکہ ان دونوں کا مقام سب کو معلوم ہے۔

خطیب محی الدین یحییٰ بن خطیب قاضی القضاۃ عمادالدین عبدالکریم بن قاضی القضاۃ جمال الدین بن الحرستانی الشافعی جامع دمشق کے خطیب اور الغزالیہ کے مدرس تھے، فاضل ماہر، مفتی اور مدرس تھے، اپنے والد کے بعد خطابت اور الغزالیہ ان کے حوالے ہوئے، ان کے جنازے میں نائب سلطنت سمیت کثیر خلقت نے شرکت کی، جمادی الآخر میں ۶۸ برس کی عمر میں وفات پائی اور قاسیون میں دفن ہوئے۔

امیر کبیر حاکم عرب آل مری ...... احمد بن حجی نام تھا، شہر ''بصری'' میں ۵ رجب کو فوت ہوئے، دمشق میں ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔

شیخ امام علام شہاب الدین عبدالحلیم بن شیخ امام علامہ مجدالدین عبداللہ بن عبداللہ بن ابی القاسم بن تیمیہ الحرانی، ہمارے شیخ علامہ سرایا علم تقی الدین بن تیمیہ کے والد ہیں، تمام فرقوں کے مفتی اور فرق بین الفراق تھے، بڑے فضائل کے مالک تھے، جامع دمشق میں ان کی ایک کرسی رکھی ہوئی تھی، جس پر بیٹھ کر دین کی باتیں کیا کرتے تھے، القصاعین کے دارالحدیث السکریہ کی مشیخیت ان کو سونپی گئی وہیں ان کی رہائش بھی تھی، پھر اسی مدرسہ میں ان کے بیٹے تقی الدین بن تیمیہ نے اگلے سال درس دیا، مقابر الصوفیہ میں مدفون ہوئے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

آغاز ۶۸۳ھ

اسی سال بروز دوشنبہ ۲ محرم کو القصاعین میں واقع دارالحدیث السکریہ میں شیخ امام علم تقی الدین ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن تیمیہ الحرانی نے درس دیا اس درس میں قاضی القضاۃ بہاء الدین بن الزکی الشافعی، شیخ تاج الدین الفزاری شافعیہ کے شیخ، شیخ زین الدین بن المرحل اور زین الدین بن المنجا الحنبلی شریک ہوئے، بڑا پررونق درس تھا، اس کے فوائد کی کثرت اور حاضرین کی پسندیدگی کی وجہ سے شیخ تاج الدین الفزاری، نے اپنے خط سے اسے قلمبند کیا ہے، حاضرین نے ان کی نوجوانی اور صغرسنی کے باوجود ان کی بڑی قدر دانی کی، کیونکہ اس وقت ان کی عمر بائیس برس تھی، بروز جمعہ ۱۰ صفر کو شیخ تقی الدین، جامع اموی میں قرآن کریم کی تفسیر بیان کرنے کے لئے نماز جمعہ کے بعد ان کے لئے تیار کردہ منبر پر بیٹھے، اور ابتدا سے قرآن کریم کی تفسیر شروع کردی، عبادت اور زہد و دیانت کے ساتھ متنوع تحقیقی علوم بیان کرنے کی وجہ سے ان کی مجلس میں انسانوں کا انبوہ کثیر شریک ہونے لگا، اور ان کی شہرت چاردانگ عالم پھیل گئی، وہ کئی برس تک اسی حالت پر برقرار رہے۔

اسی برس بروز ہفتہ ۱۲ جمادی الآخر کو سلطان مصر سے دمشق آیا، اور حماۃ کا حکمران الملک المنصور ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو سلطان نے بڑے اکرام کے ساتھ اس کا استقبال کیا، چہارشنبہ کی رات ۲۴ شعبان کو دمشق میں زبردست گرج چمک کے ساتھ بارش ہوئی، اور کافی بڑا سیلاب آیا حتیٰ کہ باب الفرادیس کے تالے ٹوٹ گئے، پانی اتنا بلند ہوا کہ بہت سے آدمی ڈوب گئے اور پانی مصری فوج کے اونٹوں اور اسباب کو بہالے گیا، سلطان تین

دن کے بعد دیار مصریہ کی طرف نکل گیا، علم سنجر الدویداری کی جگہ امیر شمس الدین سنقر کو کونسلوں کا نگران مقرر کیا۔

اس سال تاتاریوں میں اپنے سلطان احمد کے متعلق اختلاف ہوا تو اسے معزول کر کے قتل کر دیا اور ارغون بن ابغا کو سلطان نامزد کیا، اور اپنی فوج میں اس کا اعلان کر دیا، پھر جا کے حالات سدھر گئے اور معاملات جاری وساری ہو گئے لیکن سلطان احمد کی حکومت برباد ہو کر ارغون بن ابغا کی حکومت قائم ہو گئی۔

اس سال فوت ہونے والے حضرات

شیخ طالب الرفاعی: قصر حجاج میں فوت ہوئے، وہیں ان کی ایک مشہور خانقاہ ہے، بعض مریدوں سے مل رہے تھے کہ فوت ہوئے۔

قاضی امام عز الدین ابو المفاخر: ... محمد بن شرف الدین عبد القادر بن عفیف الدین عبد الخالق بن خلیل الانصاری الدمشقی، دمشق میں دوبار قاضی بنائے گئے، ابن خلکان کی وجہ سے معزول کئے گئے، پھر ابن خلکان ان کی وجہ سے دوبارہ معزول کئے گئے، پھر اس کے بعد معزول ہو کر قید ہو گئے اور قاضی بہاء الدین بن الزکی کو قاضی بنا دیا گیا، چنانچہ یہ معزول کی حالت میں اپنے باغ میں ۹ ربیع الاول کو فوت ہوئے، سوق الخیل میں ان کا جنازہ پڑھا گیا اور قاسیون کے دامن میں دفن ہوئے، ۶۲۸ھ میں پیدا ہوئے تھے، قابل قدر سیرت اور عقل و تدبیر کے مالک تھے، نیک لوگ ان کا معتقد تھے، ابن بلبان نے ان سے حدیث کی ایک کتاب سنی جسے ابن جعوان نے ان کے سامنے پڑھا، ان کے بعد العزریہ میں بیت المال کے وکیل شیخ زین الدین عمر بن مکی بن المرحل نے درس دیا، ان کے بیٹے محی الدین احمد نے العمادیہ اور الکلاسہ کی خانقاہ جو جامع دمشق کا حصہ ہے میں درس دیا ۸ رجب بروز چہار شنبہ ان کے اس بیٹے احمد کا انتقال ہوا، تو العمادیہ اور الدماغیہ میں قاضی عز الدین بن الصائغ کے بیٹوں بدر الدین اور علاؤ الدین کی نیابت میں شیخ زین الدین بن الفارقی دار الحدیث کے شیخ نے درس دیا۔

الملک السعید فتح الدین: ... عبد الملک بن الملک الصالح ابی الحسن اسماعیل بن الملک العادل، یہ الملک الکامل ناصر الدین محمد کے والد ہیں ۳ رمضان بروز دوشنبہ کو وفات پائی اور دوسرے روز الصالح کی والدہ کے مقبرے میں دفن کئے گئے، بڑے قابل احترام رئیس اور نیک امراء میں سے تھے، مؤطا امام مالک کو یحییٰ بن بکیر سے روایت کی ہے اور یحییٰ نے مکرم بن ابی الصقر سے روایت کی ہے، اور ابن اللیثی وغیرہ سے بھی انھوں نے حدیث سنی ہے۔

قاضی نجم الدین: ..... عمر بن نصر بن منصور البیانی الشافعی، شوال میں انتقال فرمایا، بڑے فاضل تھے، زرع کی قضا ان کے سپرد ہوئی، پھر حلب کی قضا ان کو سونپی گئی، اس کے بعد دمشق میں نائب بنے اور الرواحیہ میں درس دیا، اس کے بعد ۱۰ شوال کو شمس الدین عبد الرحمٰن بن نوح المقدسی نے اس مدرسے کو سنبھالا۔

الملک المنصور ناصر الدین: ..... محمد بن محمود بن عمر بن ملک شاہ بن ایوب، حماۃ کے حاکم تھے، ۶۳۲ھ میں پیدا ہوئے۔

۶۴۲ھ میں حماۃ کے حاکم بنے ۱۰ برس عمر تھی، چالیس برس سے زائد عرصہ تک حاکم رہے، خوب بھلائیں اور صدقات کئے، اور اپنی وفات کے وقت غلاموں کی ایک بڑی تعداد کو آزادی دلائی، ان کی وفات کے بعد ان کے فرمان کے مطابق ان کے بیٹے "الملک المظفر" نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی۔

قاضی جمال الدین ابو یعقوب: ...... یوسف بن عبد اللہ بن عمر الرازی، مالکیہ کے قاضی القضاۃ اور قاضی زین الزواوی کے استعفے کے بعد مالکیہ کے مدرس بھی بنے، شروع میں ان کے نائب کے حیثیت سے کام کیا پھر مستقبل مدرس و قاضی بن گئے، ۵ ذی القعدہ کو حجاز کے راستے میں فوت ہوئے، ان کی وفات کے بعد منصب تین سال تک خالی رہا، پھر شیخ جمال الدین الشریشی نے درس دیا، ان کے بعد ابو اسحاق اللوری نے اور

ن کے بعد بدرالدین ابوبکر الاسریسی نے درس دیا، پھر جب قاضی جمال الدین بن سلیمان حاکم بن گئے تو انھوں نے مدارس میں درس دینا شروع کیا۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

آغاز ۶۸۴ھ

اواخر محرم میں الملک المنصور فوجوں کے ساتھ دمشق آیا تو حماۃ کا حاکم الملک المظفر بن المنصور ان کی خدمت میں حاضر ہوا، سلطان نے تمام فوج کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور اسے بادشاہوں کی خلعت پہنائی، پھر وہ مصری اور شامی فوجوں کو لے کر روانہ ہوا اور جا کر المرقب میں نزول کیا، بروز جمعہ ۱۸ صفر کو اللہ تعالیٰ نے اس شہر پر انھیں فتح عطا فرمائی، دمشق میں اس کی خوشخبری پہنچی تو شادیانے بجے، شہر کو سجایا گیا اور لوگ بہت خوش ہوئے کیونکہ یہ قلعہ مسلمانوں کے لئے بہت ضرررساں تھا، اور مسلم بادشاہوں میں سے کوئی اسے فتح نہیں کر سکا تھا، نہ سلطان صلاح الدین اور نہ الملک الظاہر رکن بیبرس البند قداری اور اس کے پاس بلنیاس اور مرقب کے قلعے بھی فتح ہوئے، یہ سمندر کے کنارے ایک نہایت مضبوط قلعے کے پاس ایک چھوٹا سا شہر تھا جس تک کوئی تیر پہنچتی تھی اور نہ منجنیق کا کوئی پتھر، سلطان نے طرابلس کے حاکم کے ساتھ پیغام بھیجا تو اس نے الملک المنصور کا تقرب حاصل کرنے کی خاطر اسے منہدم کر دیا، چنانچہ منصور نے فرنگیوں کے پاس مسلمان قیدیوں کی ایک بڑی جماعت کو وہاں سے نکال دیا۔ وللہ الحمد، پھر سلطان دمشق واپس آیا اور وہاں سے مصری افواج کو لے کر قاہرہ روانہ ہو گیا۔

جمادی الآخر کے آخری ایام میں المنصور کا بیٹا الملک الناصر محمد بن قلاوون پیدا ہوا، اسی برس محی الدین بن النحاس کو جامع کی نظارت سے معزول کر کے عزالدین بن محی الدین بن الزکی کو مقرر کیا گیا، اور ابن النحاس نے التقی توبہ التکریتی کی جگہ وزارت سنبھالی، اور التقی توبہ کو مصر طلب کر کے اس کے اموال واملاک پر قبضہ کیا گیا، اور سیف الدین طوغان کو مدینہ کی ولایت سے معزول کر کے عزالدین بن ابی الہیجاء کو نامزد کیا گیا۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

شیخ عزالدین محمد بن علی بن ابراہیم بن شداد صفر میں انتقال فرمایا، فاضل اور مشہور تھے، الملک الظاہر کی سیرت پر کتاب لکھی، تاریخ کے ساتھ خصوصی شغف تھا۔

البند قداری ۔ امیر کبیر علاء الدین ایدکین البند قداری الصالحی الملک الظاہر بیبرس کے استاذ ہیں، خیار امراء میں سے تھے، اللہ تعالیٰ ان سے درگذر کرے، ربیع الآخر میں فوت ہوئے، الصالح نجم الدین نے البند قداری سے مطالبہ کر کے اس کے مملوک بیبرس کو اس سے لے لیا اور ذکاوت وقابلیت کی وجہ سے اسے اپنے ساتھ ملا لیا چنانچہ وہ اپنے استاد اور دوسرے لوگوں سے آگے بڑھ گیا۔

شیخ شرف الدین ابوعبداللہ...... محمد بن حسن بن اسماعیل الاخمیمی، صالح، عابد اور زاہد تھے، ان کا جنازہ بڑا پروقار تھا، قاسیون میں دفن ہوئے۔

ابن عامر المقری یہ وہی ہیں جن کی طرف میعاد کبیر منسوب ہے پورا نام شیخ صالح مقری شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن عامر بن ابی بکر الغسولی الحنبلی ہے، شیخ موفق الدین بن قدامہ وغیرہ سے حدیث سنی، یک شنبہ کی رات کو میعاد کا عمل کرتے ہوئے جب اس سے فارغ ہوتے تو انھیں بلا کر وعظ کرتے، ۱۱ رجمادی الآخر بروز چہار شنبہ وفات پائی، شیخ عبداللہ الارمنی کے مقبرے کے قریب دفن کئے گئے۔

قاضی عماد الدین ..... داؤد بن یحییٰ بن کامل القرشی النصروی الحنفی، کشک میں العزیہ کے مدرس تھے، قضاء میں مجد الدین بن العدیم

کے نائب بنے، حدیث کا سماع بھی کیا، ۱۵/شعبان کی رات کو انتقال فرمایا، یہی جامع تنکز کے خطیب اور حنفیہ کے شیخ ''شیخ نجم الدین قحقازی'' کے والد ہیں۔

شیخ حسن الرومی قاہرہ میں سعید السعداء کے شیخ تھے، ان کے بعد اس کے متولی شمس الدین اتابکی، ارشید سعید بن علی بن سعید اور شیخ رشید الدین الحنفی، الشلبیہ کے مدرس بنتے رہے، ان کی بہت سی مفید تصنیفات ہیں، اور اچھی نظمیں بھی ہیں، جن میں سے یہ شعر ہیں

جو شخص زمانے کے مصائب کے آنے سے ڈرتا ہے اس سے کہو کہ ڈر سے کچھ فائدہ نہیں، میرے اس اعتقاد نے غموں کو دور کردیا ہے کہ ہر چیز قضا وقدر ہوتی ہے۔

یہ بھی ان کے اشعار ہیں

اے میرے رب! وہ تمام تعریفیں آپ کے لئے ہیں جن کا تو اہل ہے تمام نعمتوں پر جن میں تعریف کرنے کی طرف رہنمائی بھی ہے، تو نے میرے جسم کو صحیح و سالم پیدا کیا اور تیرا لطف میرے ساتھ اس وقت سے ہے جب میں گہوارے میں تھا، میں یتیم تھا اور ہلاکتوں نے مجھے گھیر رکھا تھا، تو تو نے ٹھکانہ دیا اور ہر ہلاکت سے میری حفاظت کی۔ اور مجھے وہ عقل عطا کی جس کی روشنی سے بھلائی کا طالب ہے خیر تک رسائی حاصل کر لیتا ہے، اور میرے قلب و زبان کو اسلام کی توفیق بخشی، یہ کیا ہی خوب نعمت ہے جو مجھے ملی ہے، اگر میں کسی نعمت کا بدلہ دینے کی کوشش کروں تو میری کوشش اس کے اطراف تک بھی نہیں پہنچ سکتی، تو ہی ہے جس کی رحمت کی امید ہے مجھے اس وقت جب میرے برادری کے لوگ مجھے لحد میں تنہا چھوڑ جائیں گے، تب مجھ پر ایسے لطف کا معاملہ کیجئے جس سے میرا قلب و باطن ہدایت پائیں اور جو مجھے آپ سے بہت ہی قریب کردے۔

۳/رمضان بروز ہفتہ وفات پائی، الجامع المظفری میں عصر کے بعد نماز جنازہ پڑھی گئی، اور قاسیون کے دامن میں دفن کئے گئے۔

ابوالقاسم علی بن بلبان بن عبداللہ الناصری، محدث اور ماہر تھے، ابتدائے رمضان میں بروز خمیس وفات پائی۔

امیر مجیر الدین محمد بن یعقوب بن علی، ابن تمیم الحموی کے نام سے معروف تھے اور شاعر تھے، شعروں کا ان کا ایک دیوان ہے، ان اشعار میں سے یہ ہیں

میں نے باغ نے گلاب کو دیکھا کہ وہ اپنے رخسار پر طمانچہ مارتا ہوا غصے سے بنفشہ کے بارے میں کہہ رہا ہے کہ اس کے قریب مت جانا اگرچہ کسی کی بو تمہارے سامنے پھیل رہی ہو کیونکہ وہ ایک خطرناک دشمن ہے۔

شیخ عارف شرف الدین ابوعبداللہ محمد بن شیخ عثمان بن علی رومی قاسیون کے دامن میں اپنے مقبرے میں مدفون ہوئے، انھیں میں سے شیخ جمال الدین محمد اساوجی ابھرے اور زی الجوالقیہ میں داخل ہو کر ان کے شیخ اور سربراہ بنے۔

آغاز ۶۸۵ھ

اس برس کے آغاز میں خلیفہ حاکم بامر اللہ ابوالعباس احمد اور سلطان الملک المنصور قلاوون تھا، جبکہ شام کا نائب امیر حسام الدین لاجین السلحدار المنصوری تھا، گذشتہ برس کے اواخر سے امیر بدر الدین الصوابی شہر کرک کا محاصرہ کئے ہوئے تھا، اس کی مدد کے لئے مصر سے امیر حسام الدین طرنطای کی قیادت میں فوج آئی دو فوجیں الکرک کی فصیل کے پاس جمع ہو گئیں حتیٰ کہ اس کے حاکم الملک المسعود خضر بن الملک الظاہر کو آغاز صفر میں قلعہ سے اتار دیا، اس کی خوشخبری دمشق آگئی تو تین دن تک خوشیاں منائی گئیں، اور طرنطای، خضر اور اس کے اہل خانہ کو لے کر دیار مصریہ کی طرف روانہ ہو جس طرح اس کے والد الملک الظاہر نے الملک المغیث عمر بن العادل کے ساتھ کیا تھا جیسا کہ گذر چکا ہے، منصور کے حکم سے اس نے الکرک

میں نائب مقرر کیا شہر کے معاملات درست کئے اور بہت سے کرکیوں (کرک والوں) کو جلاوطن کر کے ان سے دمشق کے قلعہ میں خدمت لی، جب آل الظاہر قاہرہ کے قریب پہنچے تو منصور نے اکرام واحترام کے ساتھ ان کا استقبال کیا، اور دونوں بھائیوں نجم الدین خضر اور بدرالدین سلامش کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا، اور انھیں اپنے بیٹوں علی اور الاشرف خلیل کے ساتھ سوار کیا لیکن ان دونوں کے کاموں کی نگرانی کے لئے جاسوس مقرر کئے، انھیں قلعہ میں مکانات دیئے اور ان کی کفایت بلکہ اس سے زیادہ کے وظائف مقرر کئے۔

امیر بدرالدین بلکوت العلائی جو کہ حمص میں تھے نے دمشق کے نائب لاجین کو لکھا کہ حمص میں ۷ رصفر بروز خمیس ایک ہوا کا بگولہ نمودار ہوا جو ایک بڑے اژدھے اور ستون کی مانند آسمان کی طرف بلند ہوا اور بڑے بڑے پتھروں کو اٹھا کر تیروں کی طرح اوپر پھینکنے لگا، اور اونٹوں مع سامان کے، خیموں کو مع اثاثہ جات کے اور جانوروں کو اٹھانے لگا، اور لوگوں کی اس قسم کی بہت چیزیں گم ہو گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اور اسی روز دمشق میں زبردست بارش ہوئی اور بڑا سیلاب الصالحیہ میں آیا۔

اسی سال علم الدین الدویداری کو دمشق کی کونسلوں کا نگران دوبارہ منتخب کیا گیا، اور صاحب تقی الدین بن تو بہ کو دمشق کی وزارت سونپی گئی اور مصر میں اسی سال قاضی تقی الدین برساس جو مصر ہی میں فوت ہوئے تھے، کی جگہ زین الدین بن ابی مخلوف البریدی کو مالکیہ کا قاضی بنایا گیا، اسی برس بدرالدین بن جماعہ نے الغزالیہ، شمس الدین الا یکی کے نائب اور الکلاسہ کے امام شمس الدین سے لے کر اس میں درس دیا اور الا یکی سعید السعداء کے شیخ تھے، ایک ماہ بعد دوبارہ الا یکی کے حوالہ کرنے اور جمال الدین الباجریقی کو اس کا نائب مقرر کرنے کا فرمان آیا تو الباجریقی نے ۳ ررجب کو اس کی نیابت سنبھالی۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

احمد بن شیبان...... بن تغلب الشیبانی، دمشق میں حدیث کے معمر اور قابل اعتماد مشائخ میں سے تھے، ۸۸ برس کی عمر میں صفر میں فوت ہوئے، قاسیون میں دفن ہوئے۔

شیخ جمال الدین امام بارع وعالم شیخ جمال الدین ابوبکر محمد بن احمد بن محمد بن عبداللہ بن بحمان البکری الشریشی المالکی، ۶۰۱ھ میں شریش میں ولادت ہوئی، عراق جا کر القطیعی، ابن زوربۃ اور ابن اللیثی وغیرہ مشائخ سے حدیث سنی، اور علوم حاصل کر کے اپنے اہل زمانہ کے سردار بنے، پھر مصر لوٹ کر الفاضلیہ میں درس دیا، القدس میں حرم قدسی کے شیخ کی حیثیت سے قیام کیا، وہاں سے پھر دمشق آئے، ام الصالح کے مقبرے میں حدیث کی مشیخت الرباط الناصری اور مالکیہ کی مشیخت بھی سنبھالی ان کے سامنے قضاء پیش کی گئی لیکن اسے قبول نہیں کیا، بروز دوشنبہ ۲۴ ررجب کو قاسیون میں الرباط الناصری میں وفات پائی، الناصریہ کے سامنے قاسیون کے دامن میں مدفون ہوئے، ان کے جنازے میں لوگوں کا بڑا ہجوم تھا۔

قاضی القضاۃ یوسف بن قاضی القضاۃ محی الدین ابی الفضل یحییٰ بن محمد بن علی بن محمد بن یحییٰ بن علی بن عبدالعزیز بن علی بن حسین بن محمد بن عبدالرحمن بن ابان بن عثمان (رضی اللہ عنہ) بن عفان القرشی الدمشقی، ابن الزکی الشافعی کے نام سے معروف تھے، بڑے فاضل ومشہور تھے، بنوزکی میں سے ان کے بعد آج تک کوئی قاضی نہیں بنا، ۶۴۰ھ میں پیدا ہوئے، حدیث کا سماع کیا، ۱۱ رذی الحجہ دوشنبہ کی رات میں انتقال ہوا، قاسیون میں سپرد خاک کئے گئے، ان کے بعد ابن الخوی شہاب الدین قاضی بنے۔

شیخ مجد الدین.... یوسف بن محمد بن محمد بن عبداللہ المصری ثم الدمشقی الشافعی کاتب تھے، ابن المحتار کے نام سے مشہور تھے، حدیث وادب میں فاضل تھے، نہایت خوبصورت لکھتے تھے، دارالحدیث النوریہ کے شیخ بنائے گئے، بہت سے علماء سے سماع کیا اور لوگوں نے ان سے اور ان کی کتابت سے بہت استفادہ کیا، ۱۰ رذی الحجہ کو فوت ہو کر باب الفرادیس میں دفن کئے گئے۔

شاعرو ادیب شہاب الدین ابوعبداللہ محمد بن عبدالمنعم بن محمد، ابن الخیمی کے نام سے معروف تھے، ان کو بہت سے علوم میں مہارت حاصل تھی، خصوصاً عمدہ وخوبصورت شاعری میں ید طولیٰ رکھتے تھے، عمر اسی برس سے متجاوز تھی، ایک مرتبہ شہاب الدین اور نجم الدین بن اسرائیل کا ایک قصیدہ بائیہ میں جھگڑا ہوا فیصلے کے لئے دونوں ابن الفارض کے پاس گئے، اس نے انھیں اسی وزن پر چند ابیات بنانے کا حکم دیا، دونوں نے بیات لکھے لیکن شہاب الدین کے ابیات عمدہ قرار دیئے گئے، اور ابن خلکان نے بھی ایسا ہی کیا اور اس نے اس وزن پر اچھے ابیات لکھنے پر ان کی تعریف کی، الجزری نے اپنی کتاب میں ان کے حالات کو تفصیل سے لکھا ہے۔

الحاج شرف الدین بن مری شیخ محی الدین نووی رحمہ اللہ کے والد ہیں، اسی برس میں وفات پائی۔

یعقوب بن عبدالحق ابو یوسف المدینی، مغربی علاقوں کے سلطان تھے، واثق باللہ ابی دبوس کے خلاف خروج کیا، تو حاکم نے مراکش کے باہر اس کے مال واسباب چھین لئے آگے جا کر اس نے بلاد اندلس۔ اسپین اور جزیرۂ خضراء پر قبضہ جمایا، یہ ۶۶۸ھ کا زمانہ تھا، اس سال کے محرم تک اس کی حکومت رہی، ان علاقوں میں موحدین کی حکومت انھیں کے ہاتھوں زوال کا شکار ہوگئی۔

البیضاوی صاحب تصانیف قاضی امام علامہ ناصر الدین عبداللہ بن عمر الشیرازی، شیراز، آذربائیجان اور اس طرف کے علاقوں کے قاضی اور عالم تھے، تبریز میں ۶۸۵ھ میں وفات پائی، المنہاج فی اصول الفقہ ان کی مشہور تصنیف ہے، کئی لوگوں نے اس کی شرح لکھی ہے، شرح التنبیہ چار جلدوں میں الغایۃ القصوی فی درایۃ الفتوی، شرح المنتخب، الکافیہ فی المنطق، الطوالع اور شرح المحصول ان کی تصنیفات ہیں، ان کی اور بھی بہت سی مفید تصانیف ہیں انھوں نے وصیت کی تھی کہ انھیں تبریز میں قطب الدین شیرازی کے پاس دفن کیا جائے۔

آغاز ۶۸۶ھ

ابتدائے محرم میں فوجیں نائب شام حسام الدین لاجین کی قیادت میں صحیون اور برزیہ کے قلعہ کے محاصرہ کی غرض سے روانہ ہوئیں، وہاں پہنچیں تو امیر سیف الدین سنقر الاشقر ان کے آگے مانع ہوا، فوجیں وہیں رہیں یہاں تک انھیں قلعہ سے اتارا اور علاقے حوالے کر دیئے، اور وہ الملک المنصور کی خدمت میں چلا آیا، سلطان نے اکرام واحترام کے ساتھ اس کا استقبال کیا، اور ہدیۃً اسے ایک ہزار گھوڑے دے دیئے، اور وہ دولت منصوریہ میں تا آخر معظم ومکرم رہے اور پرانے تمام احوال بدل گئے۔

نصف محرم میں قاضی جلال الدین حنفی نے اپنے والد حسام الدین الرازی کی نیابت میں فیصلہ کیا، ۱۳ربیع الاول کو قاضی شہاب الدین محمد بن قاضی شمس الدین بن خلیل الخوئی، دمشق کے قاضی القضاۃ بن کر قاہرہ سے دمشق تشریف لائے اور بروز جمعہ ان کی حوالگی کا فرمان پڑھا گیا، اور شرف الدین المقدسی کی نیابت پر برقرار رہے، ۳ شوال بروز یک شنبہ کو شیخ صفی الدین الہندی نے الرواحیہ میں درس دیا، اس میں قضاۃ اور شیخ علم الدین الفزاری وعلم الدین الدویداری شریک ہوئے اور قاہرہ کے قاضی القضاۃ کا عہدہ تقی الدین عبدالرحمن بن بنت الاعز کو برہان الدین خضر السنجاری کے بدلے دیا گیا، ابن الخوئی کے بعد ایک ماہ تک یہاں کے والی رہے تھے، چنانچہ ابن بنت الاعز کے پاس دیار مصریہ کی تمام قضاء جمع ہوگئی، یہ واقعات اس سال کے صفر کی ابتدا میں واقع ہوئے۔

اور اسی سال سیف الدین السامری سے جزرا کی وہ چوتھائی زمین خریدنے دمشق سے مصر بلایا گیا جسے اس نے الملک الاشرف موسیٰ کی صاحبزادی سے خریدا تھا، سیف الدین نے کہا کہ میں نے اسے وقف کر دیا ہے، اس معاملے میں حکومت کی نمائندگی کرنے والا علم الدین الشجاعی ایک ظالم شخص تھا، جسے الملک المنصور نے مصری علاقوں میں نائب مقرر کیا تھا، مال ودولت حاصل کر کے وہ منصور کے قریب ہونے لگا تھا، ناصر الدین محمد بن عبدالرحمن المقدسی نے شوشہ چھوڑا کہ سامری نے الملک الاشرف کی جس بیٹی سے یہ زمین خریدی ہے وہ سن رشد کو نہیں

پہنچی تھی اور ظالم وجاہل زین الدین بن مخلوف کے سامنے اس کی سفاہت ثابت کر کے بیع کو سرے سے ہی باطل قرار دلوایا اور سامری سے بیس برس کی پیداوار کی قیمت دو لاکھ درہم کا مطالبہ کیا، اور اس سے الزنبقیہ کا ایک حصہ بھی لے لیا جس کی مکمل قیمت ۸۰ ہزار بنتی تھی، چنانچہ اسے علاقوں کی سردی کے رحم وکرم پر فقیر بنا کر چھوڑ دیا، پھر اس لڑکی کا رشد ثابت کر کے مذکورہ حصے اپنی من مانی قیمت سے خرید لئے، پھر انھوں نے ارادہ کیا کہ دمشقیوں کو ایک ایک کر کے بلایا جائے کیونکہ انہیں اطلاع ملی تھی کہ دمشقیوں نے بطور طنز کہا ہے کہ جو شخص شام میں ظلم کرے گا وہ کامیاب نہیں ہوگا اور جو مصر میں ظلم کرے گا وہ کامیاب ہوگا اور اس کی مدت حکومت طویل ہوگی، چنانچہ وہ انہیں فرعونوں اور ظلم کی زمین مصر بلا کر جو چاہتے ان کے ساتھ معاملہ کرے۔

اس سال وفات پانے والے مشہور حضرات

شیخ قطب الدین.....امام علامہ قطب الدین ابوبکر محمد بن شیخ امام ابوالعباس احمد بن علی بن محمد بن حسن بن عبداللہ بن احمد المیمونی القیسی النوری المصری المالکی ثم الشافعی، القسطلانی کے نام سے معروف تھے، قاہرہ میں واقع دارالحدیث الکاملیہ کے شیخ تھے، ۶۱۴ھ میں پیدا ہوئے، بغداد جا کر حدیث اور دیگر علوم حاصل ئے مسلک شافعی پر فتوی دیتے تھے، مکہ مکرمہ میں طویل مدت تک قیام کیا، پھر مصر آ کر دارالحدیث کے شیخ بنائے گئے، خوش خلق اور لوگوں کے محبوب تھے، اواخر محرم میں وفات پائی، القرافۃ الکبری میں دفن کئے گئے، ان کے عمدہ اشعار ہیں ان میں سے ایک اچھا قطعہ ابن الجزری نے نقل کیا ہے۔

عماد الدین.....محمد بن عباس الدنیسری، ماہر طبیب اور حاذق شاعر تھے، اکابر اور وزراء کی خدمت کی، صفر کے مہینے میں ۸۰ برس کی عمر میں دمشق فوت ہوئے۔

قاضی القضاۃ برہان الدین.. خضر بن حسین بن علی السنجاری، مصر میں کئی بار قاضی بنائے گئے، وزیر بھی بنے تھے، باوقار اور بارعب رئیس تھے، ان کے بعد تقی الدین بن بنت الاعز نے قضاء سنبھالی۔

شرف الدین سلیمان. بن عثمان مشہور شاعر تھے، ان کا ایک دیوان بھی ہے، صفر میں وفات پائی۔

شیخ صالح عز الدین. عبدالعزیز بن عبدالمنعم بن الصیقل الحرانی، ۵۹۴ھ میں پیدا ہوئے، کئی لوگوں سے علم حاصل کیا، پھر مصر ہی کو وطن بنایا حتی کہ ۱۴ رجب کو وہیں وفات پائی، ۶۸۴ھ میں جب حافظ علم الدین البرزالی مصر گئے تو وہاں ان سے حدیث سنی، اور ان سے یہ حکایت نقل کی کہ وہ بغداد میں ایک جنازے میں شریک ہوئے تو ایک کفن چور ان کے پیچھے لگا، رات کے وقت اس نے آ کر قبر کھودی اور میت ایک نوجوان تھا جسے سکتہ کی بیماری لاحق ہوگئی تھی جیسے ہی اس نے قبر کھولی تو وہ نوجوان اٹھ کر بیٹھ گیا اور یہ کفن چور قبر میں گر کر مر گیا، نوجوان قبر سے نکلا اور کفن چور کو اس میں دفن کر دیا۔

ایک اور حکایت بیان کی کہ میں ایک قلیوب میں تھا اور میرے سامنے گندم کا ایک ڈھیر پڑا ہوا تھا، ایک بھڑ کہیں سے آگئی اور ایک دانہ لے کر چلی گئی، پھر آ کر دوسرا دانہ لے گئے، پھر آ کر ایک اور دانہ لے گئے جب چوتھی مرتبہ آئی تو میں اس کے پیچھے گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں درختوں کے درمیان ایک اندھی چڑیا ہے یہ دانہ اس کے منہ میں ڈال رہی ہے، انھوں نے فرمایا کہ مجھے شیخ عبدالکافی نے یہ حکایت سنائی کہ میں ایک مرتبہ ایک جنازے میں شریک ہوا تو دیکھا کہ ایک سیاہ فام غلام ہمارے ساتھ ہے لیکن جب لوگوں نے نماز جنازہ پڑھی تو وہ نماز میں شریک نہیں ہوا جب ہم اس کی تدفین کے لئے حاضر ہوئے تو اس نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ میں اس کا عمل ہوں، یہ کہہ کر اس میت کی قبر میں چلا گیا، میں نے وہاں نظر دوڑائی تو مجھے کچھ بھی نظر نہیں آیا۔

حافظ ابوالیمن امین الدین عبدالصمد بن عبدالوہاب بن حسن بن محمد بن حسن بن عساکر الدمشقی، رئیس اور املاک کو ترک کر دیا، مکہ مکرمہ میں تیس برس تک مجاور بن کر زہد وعبادت میں مشغول رہے، شامی اور مصری لوگوں اور دیگر میں بھی بڑے مقبول تھے، مدینہ منورہ میں ۲؍ رجب کو انتقال فرمایا۔

آغاز ۶۸۷ھ

اسی سال الشجاعی ارباب اموال کے اموال کی ضبطی کی نیت سے مصر سے شام آیا، اواخر ربیع الآخر میں شیخ ناصر الدین عبدالرحمن المقدسی بیت المال کے وکیل اوقاف اور خواص کے ناظر کی حیثیت سے قاہرہ سے آئے، اس کے پاس فرامین تھے، اس نے خلعت پہنی اور لوگ اس کے دروازہ کا چکر لگانے لگے، مختلف معاملات کے بارے گفتگو کی اور لوگوں کو اذیت پہنچائی، اس کی ولایت دیار مصریہ کے متکلم امیر علم الدین الشجاعی کی سفارت کی وجہ سے ممکن بنی تھی، شیخ شمس الدین الایکی اور ابن الوحید الکاتب کے توسل سے اس تک رسائی حاصل کی، کیونکہ ان دونوں کی بات اس کے ہاں سنی جاتی تھی۔

اس برس کے آغاز میں دمشق کے بہت سے رؤساء کو مصر بلا کر ان سے اموال کثیرہ کا مطالبہ کیا، چنانچہ انھوں نے ایک دوسرے کا دفاع کیا اور یہی ان پر ظلم کی عقوبت کو ہلکا کرسکتا تھا ورنہ اگر وہ صبر کرتے تو جلد ظالم کو سزا ملتی اور وہ ناپسندیدہ بات سے جلد چھٹکارا پالیتے، جب ابن المقدسی دمشق آیا تو وہ ام الصالح کے مقبرے میں فیصلے کیا کرتا تھا، لوگ اس کے شر کی ڈر سے اس کے پاس آتے تھے۔

اس نے باب الفرادیس اور باب الساعات میں گواہوں کے لئے نئے چبوترے بنوائے، شمالی باب الجابیہ کو نیا کر کے بند کر دیا پہلے وہ نیچے تھا، اور اس کے نیچے کی پل کی مرمت کروائی، اور اسی طرح باب الفرادیس کے پل کو ازسرنو بنوایا، ابن المقدسی کے منجملہ اچھے کاموں میں مذکورہ بالا کام بھی تھے، اس کے باوجود وہ اذیت رساں اور ظالم اور سخت تھ، اور وہ لوگوں پر غیر ضروری زیادتیوں کے دروازے کھولا کرتا تھا، ۱۰؍ جمادی الاولیٰ کو قاضی حسام الدین حنفی اور صاحب تقی الدین توبہ التکریتی دیار مصریہ سے آئے، دمشق میں مالکیہ کی قضاء کے ساڑھے تین سال بغیر کسی قاضی کے رہنے کے بعد قاضی القضاۃ جمال الدین محمد بن سلیمان الزواوہ المالکی قاضی بن کر تشریف لائے اور منصب کے شعار قائم کر کے درس دیا اور مسلک کو پھیلایا، بڑے معتز اور رئیس تھے۔

جمعہ کی شب ۴؍ شعبان کو الملک الصالح علاء الدین بن الملک المنصور قلاوون کا السنطاریہ میں انتقال ہوا، ان کے والد کو بڑا شدید صدمہ ہوا کیونکہ اسے اپنے بعد ولی عہد بنا دیا تھا، اور کئی سالوں سے منبروں پر اس کا خطبہ بھی پڑھا جارہا تھا، چنانچہ اسے اپنے مقبرے میں دفن کر دیا، اور اپنے بعد اپنے دوسرے بیٹے الاشرف خلیل کو ولی عہد بنایا، اور جمعہ کے دن خطبوں میں اس کے والد کے بعد اس کا نام لیا جانے لگا، سات روز تک شہر کو سجا کر شادیانے بجائے گئے اور فوج نے خلعتیں پہن کر سواری کی، لوگوں نے اس کی قابلیت کی وجہ سے بڑے سرور کا اظہار کیا، حالانکہ الشجاعی کے مظالم کی وجہ سے وہ اس کے والد کے متعلق دلوں میں کچھ کدورت رکھتے تھے، رمضان میں شرف الدین بن الشیرازی کے عوض شمس الدین السعلوسی کو دمشق کا محتسب بنایا گیا۔

اور اسی مہینے میں القدس کے خطیب قطب الدین کی وفات کے بعد شیخ بدرالدین بن جماعہ اس کے خطیب بن کر آئے ان کے بعد القیمریہ میں علاء الدین احمد بن قاضی تاج الدین بن بنت الاعز درس دینے لگے، رمضان ہی میں ایک نصرانی کو ایک مسلمان عورت کے ساتھ دن دیہاڑے شراب پیتے ہوئے گرفتار کیا گیا، نائب سلطنت امیر حسام الدین لاجین نے نصرانی کے جلانے کا حکم دیا، اس نے اپنی جان بچانے کے لئے بہت سارا مال خرچ کیا لیکن وہ اس سے قبول نہیں کیا گیا اور اسے سوق الخیل میں جلایا گیا، اور عورت کو ۸۰ کوڑے مارے گئے، الشہاب محمود نے ایک عمدہ قصیدے میں اس کے متعلق چند ابیات ذکر کئے ہیں۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

خطیب امام قطب الدین ... ابوالزکا عبدالمنعم بن یحییٰ بن ابراہیم بن علی بن جعفر بن عبداللہ بن محمد بن سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف القرشی الزہری، چالیس برس تک بیت المقدس کے خطیب رہے، کبار صلحاء میں سے تھے اور مقبول عندالناس تھے، خوبصورت، بارعب اور معتز تھے، فتویٰ دیتے اور نماز صبح کے بعد محراب مسجد میں تفسیر قرآن بیان کرتے تھے، بہت سے لوگوں سے علم حاصل کیا، ۶۰۳ھ میں پیدا ہوئے، بروز شنبہ ۷ر رمضان کو ۸۴ برس کی عمر میں فوت ہوئے۔

شیخ ابراہیم...... شیخ صالح عابد تقی الدین ابواسحاق ابراہم بن معضاد بن شداد بن ماجد الجعبری، اصل میں قلعۂ جعبر کے رہنے والے تھے، لیکن پھر قاہرہ میں مقیم ہوئے، لوگوں کو وعظ کیا کرتے تھے، اور لوگ ان کے کلام سے بہت مستفع ہوتے تھے، قاہرہ ہی میں بروز ہفتہ ۲۴ر محرم کو فوت ہوئے الحسینیہ میں اپنے مقبرے میں دفن کئے گئے، ان کے اچھے اشعار بھی ہیں، مشہو صلحاء میں سے تھے۔

شیخ الصالح...... یسن بن عبداللہ المقری الحجام محی الدین نواوی۔ آپ کے بے شمار احوال وکرامات ہیں۔ بیس حج کئے۔

غازیہ خاتون...... الخوندہ ملک منصور قلاوون کی بیٹی اور ملک سعید کی زوجہ۔

الحکیم الرئیس...... علاء الدین بن ابی الحذم بن نفیس، ابن سینا کی کتاب "القانون" کے شارح، الموجز وغیرہ فوائد کو تصنیف کیا۔ آپ اپنی یادداشت میں لکھا کرتے تھے، ابن الاخواری سے اشتغال رکھتے تھے، ذوالقعدہ میں مصر میں فوت ہوئے۔

شیخ بدرالدین... عبداللہ بن شیخ جمال الدین بن مالک نحوی، "الفیہ" کے شارح۔ یہ آپ کے والد کی تصنیف ہے۔ بہترین شرح اور فوائد کثیرہ کی حامل ہے۔ آپ ذہین، نرم طبیعت اور فاضل انسان تھے۔ ۸ محرم اتوار کو فوت ہوئے۔ باب الصغیر میں مدفون ہیں۔

آغاز ۶۸۸ ہجری

اس سال طرابلس شہر فتح ہوا۔ اس کی صورت اس طرح ہوئی کہ سلطان قلاوون فاتح مصری فوجوں کے ساتھ دمشق آیا اور ۱۳ صفر کو اس میں داخل ہوا۔ پھر وہ ان کے ساتھ اور دمشقی افواج اور بہت سے رضا کاروں کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ ان رضا کاروں میں حنابلہ کے قاضی نجم الدین حنبلی اور قدس وغیرہ کے بہت سے آدمی بھی تھے۔ اس نے ربیع الاول کے آغاز میں جمعہ کے روز طرابلس سے جنگ کی اور مجانیق کے ذریعہ اس کا سخت محاصرہ کیا۔ اور اس کے باشندوں کو سخت تنگی میں مبتلا کر دیا۔ اور ۴ جمادی الآخر منگل کو دن کے چوتھے پہر بزور قوت طرابلس فتح ہو گیا۔ اس کے باشندوں پر قتل وقید کے احکامات صادر ہو گئے اور اہل میناء کی کثیر تعداد غرق ہو گئی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا گیا، تمام ذخائر اور اموال پر قبضہ کیا گیا، یہ شہر ۵۰۳ھ سے اس مذکورہ تاریخ تک فرنگیوں کے قبضے میں تھا اس سے قبل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے سے مسلمانوں کے زیر قبضہ تھا اسے سفیان بن نجیب نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے فتح کیا تھا انہوں نے اس میں یہودیوں کو بسایا تھا پھر عبدالملک بن مروان نے اس کی عمارت اور قلعے کی تجدید کر کے اس میں مسلمانوں کو بسایا تو پھر یہ امن پسند، آباد اور مطمئن شہر بن گیا اسی سے شام ومصر کے لئے پھل آتے تھے کیونکہ اس میں اخروٹ اور کیلے کی پیداوار ہوتی تھی، برف اور بانس وہاں ہوتے تھے اس میں اونچی جگہوں کی طرف بہنے والے جاری چشمے تھے اس سے قبل وہاں ایک دوسرے کے قریب تین شہر تھے پھر آبادی کی زیادتی کی وجہ سے ایک شہر بن گئے پھر اس کو اس جگہ سے ہٹایا گیا جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا، جب دمشق میں خوشخبری کا پیغام وصول ہوا تو شہر کو سجا کر خوشیاں منائی گئیں اور لوگ بہت خوش ہوئے۔

اس کے بعد سلطان الملک المنصور قلاوون نے شہر کو عمارتوں، مکانات اور مضبوط قلعوں سمیت منہدم کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ اس سے ایک میل کے فاصلے پر ایک دوسرا مضبوط اور خوبصورت شہر بسایا جائے چنانچہ حکم پر عملدرآمد کیا گیا اور یہ وہی شہر ہے جسے طرابلس کہا جاتا ہے، یہ تمام انتظامات کر کے موید، منصور و مسرور دمشق کی طرف روانہ ہوئے اور جمادی الآخر کی ۱۵ تاریخ کے دن دمشق پہنچ گئے لیکن شہر کے معاملات اور اموال میں گفتگو کا کام علم الدین الشجاعی کے حوالہ کیا اور اس نے ایک جماعت سے مطالبہ کر کے اموال کثیرہ جمع کئے اس سے لوگوں کو بڑی اذیت پہنچی، منصور نے یہ بہت برا کام کیا اور یہ کام ظالم کی ہلاکت اور تباہی کا پیش خیمہ بنی کیونکہ "شجاعی" کے جمع کردہ اموال نے "منصور" کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے ظالم بستی والوں کی طرح پکڑ لیا جیسا کہ آگے بیان ہوگا، پھر سلطان دو شعبان کو دیار مصریہ کی طرف فوجوں کے ساتھ روانہ ہوا اور اواخر شعبان میں وہاں پہنچ گیا۔

اسی سال حلب کی جانب بہت سے قلعے فتح ہوئے مثلاً قلعہ کرکر، اور اس کے نواحی کے قلعے اور اسی طرف تاتاریوں کے ایک گروہ کو شکست دی گئی اور ملطیہ میں تاتاری نائب خربندا قتل کیا گیا۔

اسی سال جمال الدین یوسف بن النقی تو بہ التکریتی دمشق کے محتسب بنے پھر چند ماہ کے بعد تاج الدین الشیرازی نے یہ عہدہ اس سے لیا اور اسی برس مقصورہ میں ایک عمارت کی وجہ سے محراب صحابہ کے پاس ایک منبر رکھا گیا ایک ماہ تک برھان الدین الاسکندری نائب خطیب نے لوگوں جمعہ اور نماز پنجگانہ پڑھائی، ۲۲ ذی الحجہ بروز جمعہ اس کی ابتدا ہوئی۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

شیخہ فاطمہ بنت شیخ ابراہیم...... نجم الدین بن اسرائیل کی بیوی تھیں غریب گھرانے سے تھیں لیکن بڑی سلطنت و اقدام کی مالکہ تھیں، نہایت عمدہ سیرت رکھتی تھیں، طریقہ حریریہ وغیرہ میں ان کا کلام بھی ہے، لوگوں کی بڑی تعداد ان کے جنازے میں شریک ہوئی، شیخ رسلان کے قریب دفن ہوئیں۔

عالم بن صاحب۔ شیخ فاضل علم الدین احمد بن یوسف بن عبداللہ بن شکر، بے مروت شیخ تھے علم وریاست والے گھرانے سے تھے، بعض مدارس میں درس بھی دیا، وجیہ اور رئیس تھے پھر یہ سب چھوڑ چھاڑ کر شریر لوگوں کی صحبت اختیار کی اور ان کی وضع قطع کا لباس پہننے لگا اور بھنگ استعمال کرنے لگا اور خواہشات کا بندہ مخولی اور بے حیا بن کر ایسی حرکتیں کرنے لگا جوان سے کسی بھی صورت میں میل نہیں کھاتی تھی، اس کے صاحب فضل لڑکے تھے جو اسے ان حرکتوں سے منع کرتے تھے لیکن یہ ان سے باز نہیں آتا، یہی ان کی حالت رہی حتیٰ کہ ۱۲ ربیع الاول شب جمعہ کو اس دنیا سے سامان سمیٹ لیا جب مسالک اربعہ کے قضاۃ مقرر کئے گئے اور ان کا پھوپھی زاد بھائی تاج الدین بن بنت الاعز اس سے قبل مستقل قاضی تھے تو ابن صاحب موصوف ان سے کہنے لگا کہ میں اس وقت تک نہ مروں گا جب تک کہ تجھے ربع کا مالک نہ دیکھوں، انہوں نے کہا خاموش رہو ورنہ میں انہیں چھوڑ دوں گا اور وہ تمہیں زہر پلا دیں گے موصوف نے جواب دیا تم اپنے قلت دین کی وجہ سے یہ کام کرو گے اور وہ اپنے قلت عقل کی وجہ سے تمہاری بات سنیں گے، خسیس بھنگ کی مدح کرتے ہوئے اس نے یہ شعر کہے ہیں:

بھنگ کے نشہ میں میرے مقصد کی حقیقت ہے اے عقل و فہم والو! لوگوں نے اسے بغیر عقل نقل کے حرام قرار دیا ہے حالانکہ غیر حرام کو حرام کرنا خود حرام ہے۔

اور کہا:

اے نفس! لہو ولعب کی طرف مائل ہو جا، کیونکہ لہو ولعب کے ساتھ ہی نوجوان زندگی گزارتا ہے اور ایک دن کے نشے سے مت اکتا، اگر شراب دشوار ہو تو بھنگ سے کام چلا۔

مزید کہا:

میں نے شراب اور بھنگ کو ملایا تو بہت خوش ہوا اب میں نشے سے چھوٹ نہیں سکتا، کوئی ہے جو مجھے میرے مدرسے کا دروازہ دکھائے؟ اللہ کی قسم اسے بہت ہی زیادہ اجر ملے گا۔

ایک بار صاحب بہاء الدین بن الحنا کی مذمت کرتے ہوئے کہنے لگا:

اسے لے کر بیٹھ جا اور خوش رہ، تیرے لئے مشقت اٹھانا لازمی ہے، تو اپنے آپ کو علی بن محمد لکھتا ہے، اے ابن حنا! تجھے یہ فضیلت کہاں حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ سن کر بہاء الدین نے اسے بلا کر اس کی پٹائی کی اور اسے بیمارستان لے جانے کا حکم دیا، ایک سال وہاں رہنے کے بعد اسے چھوڑ دیا۔

شمس الدین الاصبہانی...... علامہ محمد بن محمود بن محمد بن عباد السلمانی، ۶۵۰ھ کے بعد دمشق تشریف لائے، فقہاء کی نگہداری کی اور ان کے فضائل کی شہرت ہوگئی، حدیث کا سماع کیا اور امام رازی کی کتاب المحصول کی شرح لکھی، اور فنون اربعہ اصول فقہ، اصول دین اور منطق اور خلاف میں قواعد تصنیف کئے، منطق، نحو اور ادب میں ان کو بڑی معرفت حاصل تھی وہ مصر تشریف لے گئے اور وہاں مشہد حسین اور مشہد شافعی وغیرہ میں درس دیا اور ہر طرف سے طلبہ ان کے پاس آنے لگے، ۷۲ برس کی عمر میں قاہرہ میں ۲۰ رجب کو فوت ہوئے۔

شمس الدین محمد بن العفیف...... سلیمان بن علی بن عبداللہ بن علی التلمسانی، سکہ بند شاعر تھے اپنے والد کی زندگی میں فوت ہوئے تھے جس سے ان کے والد نہایت غمگین اور پریشان ہوئے اور کثیر اشعار ان کے مرثیے میں کہے، بروز چہار شنبہ ۱۴ رجب کو فوت ہوئے تھے، الجامع میں ان کا جنازہ پڑھا گیا، الصوفیہ میں دفن کئے گئے ان کے عمدہ اشعار میں سے مندرجہ ذیل اشعار ہیں:

اس کے ثنایا (اگلے دانت) اس کے چاند کے ستارے ہیں، اور یہ ستارے اس کے حسن کے ہار کے لئے یکتا موتی ہیں، اس کی کوکھ کتنی دور ہے حالانکہ وہ نحیف ہے اور اس کا منہ کیسا شیریں ہے حالانکہ وہ ٹھنڈا ہے۔

حشیش کی مذمت کرتے ہوئے کہتا ہے:

بھنگ خور کے نزدیک بھنگ کی کوئی فضیلت نہیں ہاں البتہ اتنا ہے کہ وہ اسے بھلائی کی طرف لوٹنے نہیں دیتا، اس کے چہرے پر زردی چھائی ہوئی ہے منہ میں سبزی آنکھوں میں سرخی، اور جگر میں سیاہی ہوئی ہے۔

اور ان کے اشعار ہیں:

اس کا چہرہ اس کے رخسار کی باریکی کے اوپر سے ظاہر ہوا اور گیسوؤں کی سیاہی رات میں چمکی تو میں نے کہا تعجب ہے اندھیرا کیسے نہیں چھٹ جاتا کیونکہ سورج ایک نیزے پر طلوع ہو چکا ہے۔

اس کے جملہ اشعار میں سے یہ بھی ہیں:

تم اور نرم و نازک شاخ میرے نزدیک ایک جیسے نہیں ہو کیونکہ اس کو ہوا حرکت دیتی ہے اور تم تو محبت (الھوی) کو حرکت دیتے ہو۔

ملک منصور شہاب الدین...... محمود بن ملک صالح اسماعیل بن العادل، ۱۸ ر شعبان بروز چہار شنبہ وفات ہوئی، جامع میں ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور اسی روز اپنے دادا کے مقبرے میں دفن کئے گئے وہ اس مقبرے کے ناظر تھے، احادیث کثیرہ کا سماع کیا، علماء حدیث سے بہت محبت کرتے تھے، نہایت لطیف الطبع اور متواضع تھے۔

شیخ فخر الدین ابو محمد...... عبدالرحمن بن یوسف البعلبکی الحنبلی، مشہد ابن عروہ اور دار الحدیث النوریہ، اور الصدریہ کے شیخ تھے مفتی تھے زہد و عبادت اور نیکی و دیانت کے ساتھ لوگوں کو بہت فائدہ پہنچاتے تھے، ۶۱۱ھ میں پیدا ہوئے اور رجب ۶۸۸ھ کو فوت ہوئے۔

آغاز ۶۸۹ھ

اسی سال الملک المنصو رقلاوون کی وفات ہوئی، خلیفہ الحاکم العباسی تھا، مصر کا نائب حسام الدین طرقطای اور نائب شام حسام الدین لاجین تھا شام میں قضاۃ شہاب الدین بن الخوی الشافعی، حسام الحنفی، نجم الدین بن شیخ الجبل اور جمال الدین الزواوی المالکی تھے، اسی دوران شمس الدین سنقر الاشقر کو دیار مصر یہ بلانے کے لئے ایلچی آئے جب وہ آئے تو سلطان نے اس کا بہت اکرام کر کے اسے تقویت اور ہمت دلائی اور اپنے اموال چھڑانے کا حکم دیا، البیرہ اور کختا وغیرہ کے قلعوں کے متعلق گفتگو کے عہد کے ساتھ فوجوں کی مضبوطی کا عہدہ مزید عطا کیا لہٰذا اس سے اس کا نفس و تجبر قوی ہو گیا، لیکن اس کے باجود مروت اور درگذر اور اپنے متعلقین کے ساتھ خوبی کے ساتھ پیش آتا تھا بس یہ دنیا کے ساتھ چند دنوں کی دل لگی ہے، جمادی الآخر میں بیت المال کے وکیل اور ناظر خاص جمال الدین المقدسی کے حالات کی جستجو کے بارے میں خط آیا، جستجو ہوئی تو ظاہر ہوا کہ اس نے اوقاف وغیرہ کے اموال کھائے ہیں، چنانچہ العذ راویہ میں اسے بند کر کے وہ اموال اس سے طلب کئے گئے اور اس پر نہایت تنگی کی گئی، سیف الدین ابوالعباس السمیری نے اپنے ساتھ کئے گئے ظلم وزیادتی کی بھڑاس نکالنے کے لئے اس کے بارے میں ایک قصیدہ لکھا اس کے باوجود اس کے پاس گیا اس کے سامنے غم کا اظہار کیا اور وہاں دونوں نے ایک دوسرے کے ساتھ مذاق کیا پھر اسے مصر بلائے جانے کا پیغام آیا تو نائبین کو اس کے جانے سے خوف ہوا، جمعہ کی صبح کو دیکھا وہ مدرسہ عذراویہ میں گردن میں پھندا ڈالا ہوا مرا ہوا ہے چنانچہ قاضیوں اور گواہوں کو بلا کر دکھایا گیا پھر تجہیز و تکفین کے بعد نماز جمعہ کے متصل بعد نماز جنازہ پڑھی گئی اور مقابر الصوفیہ میں اس کے والد کے پاس اسے دفن کیا گیا۔ دو وکالتوں اور نظارت کے ساتھ ساتھ الرواحیہ اور مدرسہ ام الصالح میں مدرس بھی تھا۔

عکا کے محاصرے کے لئے منجنیقیں بنانے کا حکم آیا تو الاعسر، اراضی، بعلبک کی طرف سوار ہو کر چلا گیا کیونکہ وہاں ایسی بڑی بڑی لکڑیاں ملتی تھیں جن کا دمشق میں میسر ہونا دشوار تھا اور وہاں کی لکڑیاں اس کام کے لئے مناسب بھی تھیں، لہٰذا جنایات، چھینا جھپٹی اور بیگار بہت کثرت سے ہوا، زبردستی لوگوں سے کام لیا گیا ان کی لکڑیاں چھین کر مشقت اور شدت سے دمشق لائی گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

الملک المنصو رقلاوون کی وفات اور الملک الاشرف کی جانشینی......لوگ اسی فکر اور لوٹ کھسوٹ وغیرہ میں لگے ہوئے تھے کہ قاصدوں نے آ کر خبر دی کہ ۲۶ ذی قعدہ بروز ہفتہ قاہرہ کے باہر خیمہ گاہ میں الملک المنصور کا انتقال ہوا ہے اور وہیں سے راتوں رات قلعے کی طرف لے جائے گئے ہیں، ولی عہد ہونے کی بناء پر ان کے بعد ان کا بیٹا الملک اشرف خلیل تخت نشین ہوا تمام امراء نے اس کے لئے حلف اٹھایا منبروں پر [illegible] پڑھا گیا اور شاہی شان کے ساتھ سوار ہوا پوری فوج پیدل اس کے آگے تھی، قلعہ الجبل سے نکل کر سوق الخیل میں واقع میدان اسود کی طرف گیا امراء سربراہان حکومت، قضاۃ اور روساء نے خلعتیں پہنی ہوئی تھیں، جب یہ خبریں پہنچیں تو شامی امراء نے بھی حلف اٹھایا، شام میں اپنے والد کے نائب حسام الدین طرقطای کو گرفتار کر کے اس سے بڑا مال لیا اور اس مال میں سے فوج پر خرچ کیا۔

الاعسر کی کوششوں سے اسی سال جمال الدین بن عبدالکافی کے بدلے زین الدین عمر بن مکی بن المرحل کو دمشق کا خطیب بنایا گیا اور ناصر الدین بن المقدسی کی جگہ رئیس وجیہ الدین بن المنجی الحنبلی کو الجامع کا ناظر مقرر کیا گیا، اسی سال حماہ کے حاکم کا گھر جل گیا، ہوا یوں کہ اس کی غیر موجودگی میں آگ بھڑک اٹھی اور کوئی اس میں گھسنے کی ہمت نہ کر سکا نتیجۃً پورا گھر تمام اثاثے سمیت جل گیا۔

شوال میں تربۃ ام الصالح میں ابن المقدسی کے بعد قاضی امام الدین المقوتوی نے درس دیا، اسی سال الملک المنصور کی وفات سے پہلے کے ایک فرمان کی بناء پر شرف الدین حسین بن احمد بن شیخ ابی عمر اپنے چچا کے بیٹے نجم الدین بن شیخ الجبل کی جگہ حنابلہ کے قاضی بنائے گئے۔

اسی سال شام سے امیر حج امیر بدرالدین بکتوت الدوباسی تھے، قاضی القضاۃ شہاب الدین بن الخوی، اور شمس الدین بن السعلوس، نے بھی اس سال حج کیا، قافلے کا سربراہ امیر عتبہ تھا، اس کے بعد حاکم مکہ ابونمی کے درمیان عداوت تھی اس لئے ابونمی کچھ شک میں پڑ گیا اور مکہ مکرمہ کے دروازے بند کر کے لوگوں کو داخل ہونے سے روک دیا، چنانچہ اس نے دروازے کو جلا کر کچھ لوگوں کو قتل کیا اور بعض جگہوں میں لوٹ مار کی پھر لوگوں نے

قاضی ابن الخوی کو دونوں فریقوں میں صلح کرانے کے لئے اندر بھیجا جب وہ ابونمی کے پاس پہنچا تو قافلہ روانہ ہو گیا اور وہ حرم میں اکیلا رہ گیا چنانچہ ابونمی کچھ آدمی اس کے ساتھ کر کے اسے روانہ کر دیا تا کہ وہ صحیح وسالم قافلے تک پہنچ جائے۔

عرفات میں تھے، یہ عجیب بات ہے اس دوران خط آیا کہ ابن سلعوس کو مصر بلایا گیا ہے سطروں کے درمیان الملک الاشرف کے اپنے خط سے لکھا ہوا تھا اسے سرخ وزرد، اے روئے خیر، وزارت کے حصول کے لئے جلد پہنچ جا، چنانچہ وہ وہاں سے روانہ ہو کر ۱۰ محرم بروز سہ شنبہ قاہرہ پہنچ گیا او رسلطان کی بات کے مطابق وزارت کا قلمدان سنبھالا۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

سلطان الملک المنصور قلاوون...... بن عبداللہ ترکی الصالحی الالفی، الملک الصالح نجم الدین ایوب بن الملک الکامل محمد بن العادل ابوبکر بن ایوب، نے اسے دو ہزار دینار میں خریدا، اس کے دور میں اور اس کے بعد اکابر امراء میں سے تھا جب الملک السعید بن الظاہر نے اس کی بیٹی غازیہ خاتون کے ساتھ شادی کی تو الظاہر کے نزدیک بھی اس کی شان بہت بلند ہو گئی اس کی شان حکومت میں بڑھتی رہی حتیٰ کہ سلامش بن الملک الظاہر کا اتالیق بن گیا، پھر ۶۸۴ھ میں اسے درمیان سے نکال کر مختار سلطان بن گیا، ۶۸۸ھ میں طرابلس کو فتح کیا اور عکا کی فتح کا عزم کر کے نکلا تھا کہ موت نے ۲۶ ذی قعدہ کو اس کا راستہ روک دیا، قصدین کے درمیان اپنے تعمیر کردہ مدرسے میں واقع اپنے مقبرے میں دفن ہوا، یہ ایسا عظیم الشان مدرسہ تھا کہ اس جیسا مدرسہ مصر میں تھا نہ شام میں، اس میں دار الحدیث اور شفاخانہ بھی تھے بہت سے عظیم اوقاف جاریہ اس میں تھے تقریباً ۶۰ برس کی عمر میں فوت ہوا، بارہ سال تک حکومت کی، خوبصورت، بارعب، تام الخلقت، سڈول داڑھی، بلند ہمت، شجاع اور باوقار انسان تھے، سلطنت کی شان اور ملک کی ہیبت اس پر نمایاں تھیں، اللہ تعالیٰ اس کے خطاؤں سے درگذر فرمائیں۔

امیر حسام الدین طرقطائی..... مصر میں سلطنت منصوریہ کے نائب تھے، الاشرف نے اسے پکڑ کر قلعہ الجبل میں قید کر دیا، پھر اسے قتل کر دیا گیا آٹھ دن تک اس کے بارے میں کچھ پتہ نہیں تھا پھر اسے ایک چٹائی میں لپیٹ کر کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دیا گیا، بعض لوگ اس کی موت سے پریشان ہیں، کلمہ نافذہ، وسیع دنیا اور نعیم کثیرہ کے بعد ایک فقیر کی طرح اسے دفن کیا گیا، سلطان نے مصر وشام میں اس کے املاک میں سے گھوڑوں، خچروں، اونٹوں، سامان، عمدہ قالینوں، قیمتی اسلحہ وغیرہ کے علاوہ بہت سے جواہر، ۶ لاکھ دینار اور ستر قنطار مصری درہم لے لئے اس نے دولڑکے چھوڑے ان میں سے ایک نابینا تھا ایک دن یہ اشرف کے پاس گیا اور اپنے چہرے پر رومال ڈال کر کہنے لگا خدا کے لئے کوئی چیز دو، اور کہا کہ کئی دنوں سے ان کے پاس کھانے کے لئے بھی کچھ نہیں، یہ سن کر اس کا دل کچھ نرم ہوا اور کچھ املاک ان کے لئے مختص کیں کہ اس کی پیداوار سے کھائیں، پاک ہے وہ ذات جو اپنی مخلوق میں جو چاہے تصرف کرتا ہے جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔

شیخ رشید الدین...... امام علامہ رشید الدین عمر بن اسماعیل بن مسعود الفارقی الشافعی مدرسہ ظاہریہ میں مدرس تھے وہیں وفات پائی، ماہ محرم میں وہ گلا گھونٹ کر مرے ہوئے پائے گئے، ۹۰ برس سے متجاوز عمر پائی، الصوفیہ میں دفن کئے گئے، حدیث سنی علوم وفنون کثیرہ میں یکتائے روزگار تھے جیسے کہ علم نحو، ادب اور حل المترجم، کتابت، الانشاء، علم الفلک، علم النجوم، ضرب الرمل اور حساب وغیرہ، اچھے شعر بھی کہتے تھے۔

خطیب جمال الدین ابومحمد عبدالکافی بن عبدالملک بن عبدالکافی الرجبی، دار الخطابہ میں وفات پائی، جمادی الاولیٰ کے آخر میں بروز ہفتہ جنازہ پڑھا گیا دامن کوہ میں شیخ یوسف القفاعی کے پہلو میں دفن ہوئے۔

فخر الدین ابوالظاہر اسماعیل...... بن عز القضاۃ ابی الحسن علی بن محمد بن عبدالواحد بن ابی الیمن، زاہد اور دنیا سے بہت کم لگاؤ رکھتے تھے، ۲۰ رمضان کو وفات پائی، جامع میں ان کا جنازہ پڑھا گیا، شیخ محی الدین بن عربی کے ساتھ محبت کی وجہ سے بنوالزکی کے مقبرے میں قاسیون میں دفن کئے

گئے کیونکہ وہ شیخ ابن عربی کے کلام سے روزانہ دو ورق اور حدیث کے دو ورق لکھا کرتے تھے اس کے باوجود لوگ اس سے حسن ظن رکھتے تھے، تمام ائمہ کے ساتھ جامع میں نماز پڑھا کرتے تھے کسی عالم نے بتایا کہ میں نے ان کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا یہ شعر دیکھا ہے:

ہر چیز میں اس کی ایک نشانی ہے جو اس پر دال ہوتی ہے وہ اس کا عین ہے، عینہ کا جو لفظ شعر میں ہے اس کی تصحیح کی گئی ہے اس شعر کے راوی سے صحیح مروی لفظ یوں ہے۔ تدل علی انک واحد، یعنی وہ نشانی اس کے اکیلے ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

ان کے اشعار ہیں:

نہر جب سے محبت کی وجہ سے شاخوں میں چھپ گئی ہے تو اپنے دل میں ان کا مثل بنا رہی ہے، لیکن شاخوں کے عاشق باد صبا کو غیرت آگئی وہ آکر انہیں اس کے وصل سے ہٹا رہی ہے۔

یہ بھی ان کے اشعار ہیں:

جب تمہارے اوپر امکان متحقق ہو گیا حالانکہ اس کا حکم عالم صورت میں ظاہر ہو چکا ہے تو جمع کو اپنے آپ سے جدا کر دیا حالانکہ وہ لگتا ہے چنانچہ تمہارا فرق عالم صورت میں ظاہر ہو گیا۔

یہ بھی ان کے اشعار ہیں:

مجھے اپنے سرداروں کے سوا کوئی نظر نہیں آتا وہی میرا عین مقصد اور میرا دل ہیں، وہ میرے ہر ہر جزء کا احاطہ کر چکے ہیں اور میری آنکھ کے ادراک سے بڑھ چکے ہیں، انہوں نے میری شدت کمزوری، طول ذل اور عموم فقر پر نظر ڈالی تو میرے ساتھ سخاوت، بھلائی اور لطف خاص کا مقابلہ کیا، مجھے ملامت مت کرنا اگر میں ان پر فخر کرتا ہوا اپنا دامن گھسیٹوں یا کندھے اچکاؤں۔

ایک اور موقع پر کہا: رب ذوالجلال کے انعامات مجھ پر ایسے مسلسل آ رہے ہیں کہ میں گونگا ہو گیا ہوں اور وہ شکر بجا لا رہے ہیں، نعمتوں کے بعد نعمتیں پے در پے اور بشارت مسلسل، ان کی ابتداء تو ہے لیکن انتہا نہیں ہے اور مزید اتنی نعمتیں ہیں کہ جو دنیا و آخرت دونوں کے لئے کافی ہیں۔

الحاج طیبرس بن عبد اللہ ..... علاء الدین الوزیر، الملک الظاہر کے داماد تھے، اکابر امراء اور ارباب حل وعقد میں سے تھے سخی وکثیر الصدقات تھے دمشق میں ایک مسافر خانہ وقف کیا، قیدیوں کے چھڑانے اور دوسرے نیک کاموں میں پیش پیش تھے اپنی موت کے وقت شامی و مصری لشکروں پر خرچ کرنے کے لئے تین لاکھ درہم کی وصیت کی چنانچہ اس میں سے ہر فوجی کو ۵۰ درہم ملے ذی الحجہ میں فوت ہوئے، المقطم کے دامن کوہ میں اپنے مقبرے میں دفن ہوئے۔

قاضی القضاۃ نجم الدین ..... ابو العباس بن شیخ شمس الدین بن ابی عمر المقدسی، ۱۲ رجب کو سوا مقام میں فوت ہوئے، بڑے فاضل، باکمال اور خطیب تھے اکثر مدارس میں مدرس رہے حنابلہ کے شیخ اور شیخ کے بیٹے تھے ان کے بعد شیخ شرف الدین حسین بن عبد اللہ بن ابی عمر قاضی مقرر کئے گئے واللہ اعلم۔

آغاز ۶۹۰ھ

اسی برس عکا اور بقیہ ساحلی علاقے جو طویل عرصہ سے فرنگیوں کے قبضہ میں تھے فتح ہوئے اور وہاں ان کے قبضے میں ایک پتھر بھی نہ رہا۔ وللہ الحمد والمنہ۔

اس سال کے آغاز میں خلیفہ" حاکم بامر اللہ عباسی اور سلطان الملک الاشرف خلیل بن الملک المنصور قلاوون تھے، سلطان کا مصر اور گرد و نواح میں نائب بدر الدین بیدرا اور وزیر ابن سلعوس صاحب شمس الدین تھا، اور نائب شام حسام الدین لاجین السلحدار ی، المنصوری تھا، قضاۃ وہی تھے جو اس

سے قبل مذکور ہوئے، یمن کا حکمران الملک المظفر شمس الدین یوسف بن المنصور نور الدین عمر بن علی بن رسول، مکہ مکرمہ کا حاکم نجم الدین ابونمی محمد بن ادریس بن علی بن قتادۃ الحسینی، مدینہ کا حاکم عز الدین جماز بن شیحۃ الحسینی، اور روم کا حاکم غیاث الدین کیخسر بن رکن الدین قلج بن ارسلان السلجوقی، اور حماہ کا حاکم تقی الدین محمود بن الملک المنصور ناصر الدین محمد بن الملک المظفر تقی الدین محمد تھا، اور عراق، خراسان، اور اس کے طرف کے علاقوں کا سلطان ارغون بن ابغا بن ہلاکو خان بن تولی بن چنگیز خان، تھا، اس سال کا پہلا دن خمیس کا دن تھا۔

اسی روز الملک المنصور کی جانب سے سونے چاندی کے بہت سے اموال صدقہ کئے گئے، جمعہ کی رات سلطان کو قبہ کے نیچے ان کے مقبرے میں دفن کیا گیا اور ان کی قبر میں بدر الدین بیدرا اور علم الدین الشجاعی، اترے اور اس وقت بہت سارے صدقات تقسیم کئے گئے، الصاحب شمس الدین بن سلعوس، جب حجاز سے واپس آئے تو انہیں وزارت کی خلعت دی گئی، تقرری کی تحریر محی الدین بن عبدالظاہر کاتب انشاء نے اپنے ہاتھ سے لکھے او روز یرشان وزارت کے ساتھ اپنے گھر گئے اور کچھ احکام دیئے، بروز جمعہ شمس الدین سنقر الاشقر اور سیف الدین بن جرمک الناصری، کو گرفتار کیا گیا، اور امیر زین الدین کتبغا، کو رہا کیا گیا انہیں طرقطائی کے ساتھ گرفتار کیا گیا تھا اور ان کی جائدادیں واپس کی گئی، التقی توبہ، کو دوبارہ دمشق کا وزیر بنایا گیا۔

اسی سال ابن الخوی نے الناصریہ کی تدریس زین الدین الفارقی سے لے کر شوافع کے قاضی کے حوالہ کرنے کے لئے درخواست کی جو منظور ہوئی۔

عکا اور دیگر ساحلی علاقوں کی فتح...... ربیع الاول میں عکا کے محاصرے کے لئے آلات کی تیاری کا پیغام دمشق آیا اور دمشق میں جہاد فی سبیل اللہ کی منادی کرائی گئی اسی دوران اہل عکا نے وہاں موجود مسلمان تاجروں پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا اور ان کے اموال لوٹ لئے، الجسورہ کی جانب سے تیار شدہ منجنیقیں نکالی گئیں، عوام اور رضا کار حتیٰ کہ فقہاء، مدرسین اور صلحاء انہیں پہیوں پر لاد کر گھسیٹ رہے تھے پہلے فوجیں نکلیں آخر میں نائب شام خود نکلا اور حماہ کا حاکم الملک المظفر بھی آ کر اس سے ملا، ہر جانب سے لوگ آئے، طرابلس کی فوج بھی آ کر ملی اور اشرف بھی اپنی فوجوں کے ساتھ عکا کا قصد کر کے مصر سے روانہ ہوا چنانچہ تمام فوجیں وہاں اکٹھی ہو گئیں، بروز خمیس ۴ ربیع الثانی کو منزل پر پہنچ کر جہاں جہاں ممکن تھا منجنیقیں نصب کی گئیں، لڑائی اور اہل شہر پر تنگی کرنے کی خاطر حتی المقدور بھرپور کوششیں کی گئیں اور یہاں لوگ جامعات میں صحیح بخاری کی قرأت میں مشغول ہو گئے چنانچہ شیخ شرف الدین الفزاری نے بھی صحیح بخاری کی قرأت کی اور اس مجلس میں قضاۃ، فضلاء اور رؤساء بعد بھی شریک ہو گئے اثنائے محاصرہ نائب شام حسام الدین لاجین سے کوئی غلطی ہوئی اس نے خیال کیا کہ سلطان اسے گرفتار کر لے گا، امیر ابوخرص نے اسے اطلاع دی تھی چنانچہ وہ سوار ہو کر بھاگ کھڑا ہو گیا لیکن "علم الدین الدویداری" نے اسے سخت وست کہہ کر واپس کر دیا اور سلطان کے پاس اسے لے آیا، سلطان نے اسے راضی کر کے خلعت عطا کی لیکن تین روز کے بعد اسے گرفتار کروا کے قلعہ صفد بھیج دیا اور اس کے حواصل ضبط کر لئے، اور اس کے گھر کے استاد بدر الدین بکداش کو فرمان لکھا۔

بہر حال ایسا واقعہ پیش آیا جو کسی طور پر بھی اس وقت مناسب نہیں تھا کیونکہ یہ تنگی اور محاصرے کا وقت تھا، پھر سلطان نے قلعے پر یکبارگی دھاوا بولنے کا عزم مصمم کر کے تین کوس مرتب کروائے اور ۱۷ جمادی الاولی بروز جمعہ تمام کوس ایک ساتھ طلوع شمس کے وقت حملہ ہوا یہاں سورج افق پر چھا رہا تھا اور وہاں مسلمان مجاہدین قلعہ کی فصیلوں پر چھا رہے تھے اور اسلامی پرچم برجوں پر نصب کئے جا رہے تھے یہ دیکھ کر فرنگیوں کے اوسان خطا ہو گئے اور تجارتی کشتیوں میں سوار ہو کر بھاگنے لگے اور اتنے قتل ہوئے کہ ان کی تعداد کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے، مسلمانوں کو مال غنیمت میں کثیر مال ومتاع، غلام اور دوسری بہت سی اشیاء ملیں، سلطان نے قلعہ منہدم کرنے اور برباد کرنے کا حکم دیا تاکہ کوئی اس سے دوبارہ منتفع نہ ہو سکے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن اس کی فتح مقدر فرمائی جیسے کہ فرنگیوں نے بھی اسی روز اس پر قبضہ کیا تھا اور قلعہ صور اور صیدا کی قیادت بھی الاشرف کے حوالہ کی گئی چنانچہ پورا ساحلی علاقہ کفار سے پاک ہو کر مسلمانوں کے ہاتھ آیا اور ظالموں کا انجام بہت برا ہوا، والحمد للہ رب العالمین۔

جب اس کی خبر دمشق پہنچی تو مسلمان بہت خوش ہوئے تمام قلعوں میں شادیانے بجے، ناظرین کی تفریح طبع کے لئے پورے شہر کی آرائش وزیبائش کی گئی، سلطان نے صور کی طرف ایک امیر کو روانہ کیا اس نے جا کر اسے منہدم کر کے اس کے تمام آثار مٹا ڈالے، یہ قلعہ ۵۱۸ھ سے

فرنگیوں کے قبضے میں تھا لیکن عکا کو ایک مرتبہ ''الملک الناصر یوسف بن ایوب'' نے فرنگیوں سے چھینا تھا لیکن فرنگی پھر آئے کثیر فوجوں سے اس کا گھیراؤ کیا'' سلطان صلاح الدین'' نے تقریباً تین سال تک انہیں اس سے روکے رکھا لیکن وہ بالآخر اس پر قابض ہو گئے اور اس میں موجود مسلمانوں کو قتل کر دیا۔

پھر سلطان الملک الاشرف خلیل بن المنصور رقلاؤون شاہی شان وشوکت اور بڑی عزت کے ساتھ عکا سے دمشق کے ارادے سے روانہ ہوا اس کا وزیر ابن سلعوس اور فاتح افواج اس کے ہمراہ تھیں، پہنچتے ہی امیر علم الدین سنجر الشجاعی کو شام کا نائب مقرر کیا دار السعادت میں اسے رہائش دی، اور حرستا کو اس کی جاگیروں میں شامل کر دیا، اس سے قبل وہ علاقہ کسی کو نہیں دیا گیا تھا بلکہ اس کی آمدنی قلعہ کے مصالح میں خرچ ہوتی تھی اور مطبخ سے اس کے لئے روزانہ تین سو درہم مقرر کئے اور اسے خزانہ سے بغیر مشورہ و پوچھ گچھ کے جو کچھ چاہے لینے کا اختیار تفویض کیا اس کے بعد سلطان نے اسے صیدا میں باقی ماندہ ایک قلعہ کی فتح کے لئے روانہ کیا تو اس نے جا کر اسے فتح کیا اور یہاں اس کی وجہ سے خوشی منائی گئی، یہ کام کر کے وہ جلدی سے مصر روانہ ہو گیا اور الشجاعی کو بیروت کی فتح کے لئے بھیج دیا، اس نے جا کر اسے بہت کم مدت میں فتح کر لیا، اور عثلیہ اور انطرطوس اور جبیل کے قلعے بھی زیر قبضہ آ گئے اور ساحلی علاقوں میں فرنگیوں کا جو بھی ٹھکانہ تھا وہ مسلمانوں نے ہتھیا لیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے عباد و بلاد کو ان کے شرور سے نجات دی، سلطان ۹ شعبان کو نہایت شان وشوکت کے ساتھ قاہرہ میں داخل ہوا، بڑے اجتماع کا دن تھا یہاں پہنچ کر بدر الدین بیسری کو سات برس کی قید کے بعد رہا کر دیا، اور نائب دمشق علم الدین سنجر ساحلی پٹی کو فرنگیوں سے بالکل پاک وصاف کر کے ۲۷ شعبان کو دمشق پہنچ گیا، فرنگیوں کے پاس ان اطراف کا ایک پتھر بھی نہ بچا تھا۔

۴ رمضان کو امیر حسام الدین لاجین اور اس کے ساتھ امراء کی ایک جماعت کو قلعہ صفد سے رہا کر کے ان کی جاگیریں ان کو واپس دے دیں اور ان کے ساتھ اکرام واحسان کا برتاؤ کیا، اوائل رمضان میں قاضی بدر الدین بن جماعہ کو پیغام بھیج کر قدس شریف سے مصر بلایا گیا وہاں وہ حاکم اور خطیب تھے چنانچہ وہ ۱۴ رمضان جمعہ کی رات کو مصر پہنچے اور اس رات وزیر اور ابن سلعوس کے ہاں افطار کیا، وزیر نے ان کا بہت اکرام واحترام کیا او راسی رات وزیر نے تقی الدین بن بنت الاعز کی معزولی اور بدر الدین بن جماعہ کو مصر میں قاضی القضاۃ بنانے کی صریح وضاحت کر دی، چنانچہ قضاۃ اسے مبارکباد دینے آئے اور گواہ صبح اس کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور قضاء کے ساتھ الجامع الازہر کی خطابت اور الصالحیہ کی تدریس بھی ان کی سپرد کی گئی اور اس نے خلعت اور سبز رنگ کی چادر پہنی اور دیگر قاضیوں کے لئے فرمان جاری کیا کہ وہ بدستور سبز رنگ کی چادریں پہنیں، پھر جا کر جامع ازھر میں خطبہ دیا اور الصالحیہ منتقل ہو کر اگلے جمعہ کو وہاں درس دیا، بڑا پر رونق درس تھا جمعہ کے دن خلیفہ حاکم بامر اللہ کو لکھا کہ آج آپ خود لوگوں کے سامنے خطبہ دیں اور اس میں الاشرف خلیل بن المنصور رکو سلطنت کی سپردگی کا ذکر بھی کریں، چنانچہ اس نے سیاہ خلعت زیب تن کی اور لوگوں کے سامنے وہ خطبہ پڑھا جو دولت ظاہریہ میں پڑھا گیا تھا اس خطبے کو شیخ شرف الدین المقدسی نے ۶۶۰ ھ میں لکھا تھا لہٰذا دونوں خطبوں کے درمیان تیس سال کا عرصہ گذر چکا تھا، یہ خطبہ جامع قلعہ الجبل میں پڑھایا گیا اس کے بعد ابن جماعہ سلطان کے پاس ہی قلعہ میں خطبہ دیتے رہے اور جامع ازھر میں اپنا نائب بھیجتے رہے۔

اور ابن بنت الاعز نے وزیر کی جانب سے مصائب، لوٹ اور سخت اہانت کا سامنا کیا اس کے مناصب میں سے ایک بھی اس کے پاس نہیں چھوڑا وہ سترہ منصبوں پر فائز تھا جن میں قضاء اور خطابت، محبوسات کی نگرانی، اور شیوخ کی مشیخت، خزانہ کی نظارت اور بڑے بڑے جامعات کی تدریس کا عہدہ تھا، سواریوں اور کچھ دوسری اشیاء کو چھوڑ کر چالیس ہزار درہم کے لگ بھگ کی رقم ان سے لے لی، لیکن انہوں نے کسی خوشامد اور عاجزی کا اظہار نہیں کیا، کچھ وقت کے بعد اس سے راضی ہو کر تدریس شافعی اس کے حوالہ کیا، ۱۴ ذی القعدہ دوشنبہ کی رات المنصور کی قبر کے پاس ایک ختم کا انعقاد کیا گیا جس میں امراء اور قضاۃ شریک ہوئے سلطان حنفیہ کے ساتھ سحری کے وقت ان کے پاس آیا ختم کے بعد خلیفہ نے ایک بلیغ خطبہ دیا اور لوگوں کو بلاد عراق میں جہاد کرنے اور انہیں تاتاریوں سے چھڑانے پر ابھارا اس سے قبل خلیفہ پوشیدہ رہا کرتا تھا لیکن اس رات لوگوں نے اسے کھل کر دیکھا اس کے بعد وہ بازاروں میں سوار ہو کر گذرا، اور اہل دمشق قصر ابلق کی طرف میدان اخضر میں ایک عظیم ختم کیا اور بہت سے ختم پڑھے گئے اس کے بعد شیخ عز الدین القاروثی اور ابن المسمز وری نے خطبہ دیا اور گفتگو کے عادی لوگوں نے بھی گفتگو کی، عراق کی جنگ کے تیاری کا پیغام آیا تو اس کی لوگوں

میں منادی کرائی گئی اور بغداد کے دریائے دجلہ پر پل بنانے کے لئے بڑی بڑی زنجیریں بنائی گئی اور مقصود کے لئے کام کر کے اجر حاصل کیا گیا اگرچہ مقصود حاصل نہ ہوا اس وجہ سے بعض لوگوں کو کچھ اذیت پہنچی۔

اسی نائب شام الشجاعی نے منادی کرائی کہ کوئی عورت بڑا عمامہ نہ پہنے اور نہر بانیاس کے اوپر عمارتیں اور نالے دتالاب اور نہروں پر بنائے گئے تمام حوضوں کو ڈھا دیا، از لابیہ کا پل اور اس پر موجود تمام دکانوں کو گرا دیا، اور شہر میں اعلان کروا دیا کہ عشاء کے بعد گھومنے پھرنے کی کوئی اجازت نہیں، پھر کچھ وقت کے بعد صرف یہ آخری پابندی اٹھالی،

باب النصر کے باہر الملک السعید کے بنائے ہوئے حمام کو تباہ و برباد کر دیا، دمشق میں اس سے زیادہ خوبصورت حمام نہیں تھا میدان اخضر کو اس کے چھٹے حصے کے بقدر شمالی سمت سے وسیع کیا اس کے اور نہر کے درمیان تھوڑی سی جگہ رہ گئی تھی اس میں خود اس نے کام کیا اور امراء نے دیواروں میں کیا۔

اسی سال جمال الدین آقوش الافرم المصوری سمیت ایک اور امیر کو قلعہ میں گرفتار کر دیا گیا، اور امیر علم الدین الدویداری کو قید کی حالت میں مصر لے جایا گیا۔

شیخ شہاب الدین محمود نے فتح عکا کے بارے میں ایک قصیدہ لکھا جس کے کچھ اشعار یہ ہیں:

الحمدللہ صلیبیوں کی حکومت کو زوال ہوا اور مصطفیٰ عربی ﷺ کا دین ترکوں کی وجہ سے غالب ہوا، یہی وہ چیز ہے جس کے نظارے کو اگر آرزوئیں طلب کرتیں تو اس کی طلب سے ضرور شرماتیں، عکا کے بعد جبکہ اس کی بنیادیں سمندر میں گر چکی ہیں ترکوں کو خشکی کی کوئی حاجت نہیں، اس کے برباد ہونے کے بعد کفر کے لئے، بحر و بر میں فرار کے علاوہ نجات دہندہ کوئی چیز نہیں بچی تھی، جنگوں نے ایسے بہت سے فتنے بھڑکائے جن کے ہول سے بچے بوڑھے ہو گئے حالانکہ وہ بوڑھے نہیں ہوئے تھے اے یوم عکا! تو نے تو ماقبل کے فتوحات اور کتابوں میں لکھے گئے واقعات کو فراموش کرا دیا، تیرے متعلق تو زبان بھی حد شکر کو نہیں پہنچ پائی ہے تو کسی شاعر و ادیب کے لئے یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے، حضرت محمد ﷺ کے پرستاروں کو تو نے غضبناک کیا جب انہیں اللہ کی خاطر ہلاک کیا، یعنی اس ناراضگی سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا، حضرت محمد ﷺ جو کہ ہادی و بشیر ہے نے سلطان الاشرف کی بھیجی ہوئی نیکیوں پر نگاہ ڈالی، تو اس فتح سے اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور اس کی خوشی سے چمکدار کعبہ بھی پردوں کے اندر شاداں ہوا، وہ زمین ایسی چال چلا کہ جس سے متعلق میں نے سنا چنانچہ بر طرب میں معروف ہے اور بحر حرب میں۔

یہ بہت طویل قصیدہ ہے امیر الدویداری اور دوسرے شعراء کے فتح عکا کے متعلق بہت سے اشعار ہیں جب ایلچی واپس آئے تو انہوں نے اطلاع دی کہ جب سلطان مصر واپس لوٹ آیا تو اپنے وزیر ابن سعلوس کو اپنے تمام ملابس بطور خلعت دے دیئے اور وہ سواری بھی اس کو دے دی جس پر وہ خود سوار تھے اور دمشق کے بیت المال کے خزانہ سے قریہ قریہ خریدنے کے لئے اسے ۷۸ ہزار درہم دینے کا فرمان جاری کیا۔

۶۵۸ھ میں ہلاکو اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں جو قلعہ حلب تباہ ہوا تھا اس کی تعمیر اس سال مکمل ہوئی، سلطان الملک الاشرف خلیل بن قلاوون کے اپنے نائب علم الدین سنجر الشجاعی کے نام لکھے گئے فرمان کے مطابق قبۂ ازرقہ اور الطارمہ سلطانی گھروں اور قلعہ دمشق کی تعمیر اسی سال شوال میں شروع ہوئی، رمضان میں امیر ارجواش کو دوبارہ نائب قلعہ بنایا گیا اور انہیں قیمتی جاگیریں دی گئی اسی سال شیخ یونس کے خاندان کے ایک فرد شیخ رجیجی کو محصور و قید کر کے قاہرہ بھیج دیا گیا۔

اسی سال مدرسہ نجیبیہ میں کمال الدین بن خلکان کی جگہ عز الدین الفاروثی نے درس دیا، اسی روز نجم الدین مکی نے ناصر الدین بن المقدسی کی جگہ الرواحیہ میں درس دیا اور اسی روز کمال الدین الطیب نے مدرسہ دخواریہ طبیہ میں درس دیا اس مہینے میں شیخ جمال الدین الخبازی نے الخاتونیۃ البرانیہ میں جمال الدین بن الناصر نے الفتحیہ میں برھان الدین الاسکندری نے الجامع میں واقع مدرسہ القوصیہ میں اور شیخ نجم الدین دمشقی نے حارۂ غرباء کے مجاس مدرسہ شریفیہ میں درس دیا اور الناصر یہ دوبارہ الفارقی کو دیا گیا اسی ماہ الامینیہ میں ابن الزملکانی کے بعد قاضی نجم الدین بن صصری نے درس دیا جبکہ ان سے العادلیہ الصغیرہ کمال الدین بن الزملکانی کے لئے لیا گیا۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

شاہ تاتار ارغون بن ابغا......قوی، شجاع اور خونریز تھا، اپنے چچا احمد بن ہلاکو کو قتل کیا تو مغلوں کی نگاہ میں سر بلند ہوا اس سال زہر ملی ہوئی شراب پی کر فوت ہوا، مغلوں نے اس کی تہمت یہود پر لگائی کیونکہ اس کا وزیر سعد الدولہ بن الصفی یہودی تھا چنانچہ عراق وغیرہ میں یہود کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور ان کا بہت سامال و اسباب لوٹ لیا پھر مغلوں میں آپس میں اختلاف ہوا کہ کس کو سلطان بنایا جائے ایک گروہ کیختو کی طرف مائل ہوا اور لا کر تخت پر بٹھایا کچھ مدت وہ رہا، کہا جاتا ہے کہ ایک سال تک رہا جبکہ ایک قول اس سے بھی کم مدت کا کہا گیا ہے۔ بہر حال اسے قتل کر کے بیدرا کو بادشاہ بنایا، ارغون کے وفات کی خبر الملک الاشرف کو پہنچی جب وہ عکا کا محاصرہ کیے ہوئے تھا وہ اس خبر سے بہت خوش ہوا، ارغون کی مدت بادشاہی ٨ سال تک رہی، عراق کے بعض مورخین نے اسے عادل اور اچھی سیاست دان کے طور پر پیش کیا ہے۔

شیخ فخر الدین بن النجار......ابوالحسن علی بن احمد بن عبدالواحد المقدسی الحنبلی، ابن النجار کے نام سے معروف تھے، قابل اعتماد، سیاح اور معمر شخص تھے، ۵٧۶ ھ کے آغاز یا انتہاء میں پیدا ہوئے، بہت سے علوم حاصل کر کے اپنے اہل کے ساتھ سفر کیا، عابد، زاہد، صالح متقی اور عبادت گزار شخص تھے طوالت عمر کی وجہ سے روایات کثیرہ میں تفرد اختیار کیا ان کی بہت سی تصنیفات نکلیں، کثیر خلقت اور جم غفیر نے ان سے حدیث کا سماع کیا، حدیث کا شغل رکھتے رہے حتیٰ کہ بوڑھے ہو کر حرکت کے بھی قابل نہیں رہے انہوں نے عمدہ اشعار بھی کہے ہیں، جو کہ کچھ یوں ہیں:

> مجھ پر سالہا سال گزرے حتیٰ کہ میں پرانا ہو کر متاع ناکارہ بن چکا، میرا نفع بہت کم ہو چکا ہے بس روایات اور سماع حدیث سے دل بہلاتا ہوں، اگر یہ کام بھی اخلاص سے ہو تو اس پر اجر ہے ورنہ وہ بھی بربادی ہے۔

یہ بھی ان کے اشعار ہیں:

> اے اللہ! سعی جمعہ سے عاجزی اور بیٹھ کر نماز پڑھنے کا عذر تیرے سامنے ہی پیش کرتا ہوں، اور جس مسجد میں لوگ نمازوں کے لئے حاضر ہوتے ہیں اس میں فرض نماز کو ترک کرنے کا عذر بھی۔ اے رب! میری اس نماز سے ناراض نہ ہونا، میری کوتاہیوں سے درگذر کر کے مجھے آگ سے نجات دینا۔

٢ ربیع الآخر چہار شنبہ کی صبح کو ٩۵ برس کی عمر میں اس دنیا سے رحلت فرما گئے، بہت لوگ جنازے میں شریک ہوئے، قاسیون کے دامن میں اپنے والد شیخ شمس الدین احمد بن عبدالواحدؒ کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

شیخ تاج الدین الفزاری......عبدالرحمٰن بن سباع بن ضیاء الدین ابو محمد الفزاری۔ اپنے زمانے میں شافعیہ کے شیخ تھے اپنے ہم عصروں سے سبقت لے گئے، وہ شیخ برھان الدین کے والد ہیں، ۶٣٠ ھ میں تولد ہوئے اور ۵ جمادی الآخر دوشنبہ کی صبح مدرسہ بادرائیہ میں انتقال فرما گئے، ظہر کے بعد جامع اموی میں ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی نماز پڑھانے کے لئے قاضی القضاۃ شہاب الدین بن الخوی آگے بڑھے، پھر جامع جراح کے پاس شیخ زین الدین الفارقی نے دوبارہ نماز جنازہ پڑھی، اور باب الصغیر میں اپنے والد کے پاس دفن کئے گئے، نہایت پر ہجوم دن تھا علوم نافعہ، اخلاق لطیفہ، فصاحت کلام، حسن تصنیف، بلند ہمتی اور فقہ النفس کا حامل انسان تھے۔

الاقلید ان کی کتاب ہے جو التنبیہ کے ابواب پر مرتب کی گئی ہے، جس میں وہ باب الغصب تک پہنچے تھے، یہ کتاب ان کے فقیہ النفس ہونے، بلند ہمت، علو قدر، نظر کی گہرائی اور ان کے اجتہاد صحیح کی دلیل ہے لوگوں نے اس سے بہت نفع اٹھایا ہے ہمارے اکابر شیوخ یعنی شیخ محی الدین نووی کے شیخ ہیں انہوں نے علامہ ابن الجوزی کی الموضوعات کا اختصار کیا ہے جو ان کے اپنے خط سے لکھی ہوئی، میرے پاس موجود ہے احادیث کثیرہ کا سماع کیا، صحیح بخاری پڑھنے کے لئے ابن الزبیدی کے ہاں تشریف لائے، ابن اللیثی اور ابن الصلاح سے حدیث سنی، ابن الصلاح اور ابن عبدالسلام سے علوم حاصل کر کے بہت استفادہ کیا ان کے شاگرد حافظ علم الدین البرزالی نے ان کی بعض مرویات کو دس اجزاء میں مرتب کیا، جسے بڑے بڑے لوگوں نے

البرزالی، سے سنا، انہوں نے بہت عمدہ اشعار لکھے ہیں، جن میں سے مندرجہ ذیل اشعار بھی ہیں:

جماعت کے اجتماع کے ایام اللہ ہی کے لئے ہیں حوادث اس کے ساتھ برابر لگے رہے، یہاں تک کہ وہ ایک قصۂ پارینہ بن گئی، غموں کی ابتداء تمہارے متعلق پوچھنے کی تاریخ سے ہے، لہذا میری ملاقات نہ کسی آنکھ سے ہوئی ہے اور نہ کسی نشانی سے، اے جانے والو! تمہارا تو فیصلہ ہو چکا اور تمہاری نجات ہوگئی اور ہم عاجزی کے لئے رہ گئے تقدیر کو ہم عاجز نہیں کر سکتے۔

ان کی وفات کے بعد البادرائیہ اور الحلقہ کے تدریس اور جامع کے فتوی کی ذمہ داری ان کے بیٹے ہمارے شیخ، شیخ برحان الدین کے سپرد ہوئی، اور وہ بھی اپنے والد کے طریق اور طرز و انداز پر چلے۔

طبیب عز الدین ...... طبیب حاذق عز الدین ابراہیم بن محمد بن طرخان السویدی الانصاری، ۳ شعبان کو فوت ہوئے، ۹۰ برس عمر تھی، قاسیون کے دامن میں دفن ہوئے کچھ حدیثیں سنی تھیں، لیکن صناعت طب میں اپنے اہل زمانہ سے آگے نکل گئے اور طب میں کچھ کتابیں بھی لکھیں، قلت دین، ترک نماز، عقائد میں ہیرا پھیری، اور یوم آخرت سے متعلق بہت سے امور کے انکار کا الزام ان پر لگایا جاتا ہے۔ ان جیسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ ہی عادلانہ فیصلہ فرماتا ہے جس میں کوئی جور و ظلم نہیں ہوتا، اس کے اشعار میں ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جو اس کے قلت عقل و دین اور عدم ایمان اور شراب کی حرمت پر اعتراض کی طرف اشارہ کرتی ہیں، شراب کے متعلق کہا کہ اس کے چھوڑنے کی وجہ سے رمضان بہت طویل ہوگیا۔

شیخ علاء الدین .. علامہ امام شیخ علاء الدین ابوالحسن علی بن امام علامہ کمال الدین عبدالواحد بن عبدالکریم بن خلف الانصاری الزملکانی، اپنے والد کے بعد الامینیہ میں درس دیا، ان کے والد کا انتقال ۲۹ ربیع الآخر سہ شنبہ کی رات کو امینیہ ہی میں ہوا، مقابر صوفیہ میں اپنے والد امیر کبیر بدرالدین علی بن عبداللہ الناصری کے پاس اپنے استاذ کی وصیت کی بناء پر دفن کئے گئے، الناصری الصالحیہ میں رباط کے ناظر تھے انہوں نے ہی جمال الدین بن الشریشی کے بعد شیخ شرف الدین الفزاری کو رباط کی مشیخت سپرد کی تھی، مذکورہ رباط کے اندر بڑے مقبرے میں دفن ہوئے۔

شیخ امام ابوحفص الکرخی.... شیخ امام ابوحفص عمر بن یحییٰ بن عمر الکرخی، شیخ تقی الدین بن الصلاح، کے داماد اور شاگرد تھے، ۵۹۹ھ میں پیدا ہوئے، بروز چہار شنبہ ۲ ربیع الآخر ۶۹۰ھ میں اس دنیا سے رحلت فرمائی، ابن الصلاح کے پہلو میں دفن ہوئے۔

الملک العادل بدرالدین سلامش بن الظاہر ان کے بھائی الملک السعید کے بعد ان کی بیعت کی گئی تھی اور الملک المنصور قلاوون کو ان کا اتالیق بنایا گیا تھا لیکن انہیں واپس بھیج دیا پھر وہ قلاوون نے خود مختار سلطان بنا کر انہیں الکرک بھیج دیا پھر انہیں دوبارہ قاہرہ بلایا لیکن الاشرف خلیل نے اپنی ابتدائے حکومت میں انہیں استنبول کے نواحی علاقوں میں بلاد اشکری کی طرف روانہ کر دیا، سلامش وہاں انتقال کر گیا، جبکہ اس کا بھائی نجم الدین خضر ان کے اہل عیال وہیں مقیم ہوئے۔

سلامش لوگوں میں سب سے زیادہ حسین شکل اور خوش منظر تھے بہت سے آدمی اس کی وجہ سے فتنے میں مبتلا ہوئے خصوصاً وہ جنس پرست جو کہ بے ریش لڑکوں سے محبت کرتے ہیں، اس لئے بہت سے شعراء نے اس کی تشبیب لکھی، بڑے عقلمند، رئیس، بارعب اور باوقار تھے۔

العفیف التلمسانی ..... ابوالربیع سلیمان بن علی بن عبداللہ بن علی یسین العابدی الکومی ثم التلمسانی، زبردست شاعر اور کئی علوم میں ماہر تھا، جن میں نحو، ادب، فقہ اور اصول شامل ہیں، ان میں اس کی تصنیفات بھی ہیں، مواقف النفر ، اور اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی شرحیں لکھیں، اس کا ایک مشہور دیوان بھی ہے اس کے بیٹے کا بھی ایک مجموعہ کلام ہے، عظیم اقوال، حلول و اتحاد، زندقہ اور کفر محض کے اعتقاد کی طرف اس شخص کی نسبت ان کی شہرت ہی کافی ہے، بروز چہار شنبہ ۵ رجب کو وفات پائی، الصوفیہ میں دفن کیا گیا، کہا جاتا ہے کہ اس نے مسلسل چالیس چلے کاٹے ہیں۔ واللہ اعلم۔

آغاز ۶۹۱ھ

اس سال قلعہ روم فتح ہوا، دنقلہ سے معر، مصر سے اقصائے شام سواحل وغیرہ سمیت اور بلاد حلب وغیرہ کا سلطان، الملک الاشرف صلاح الدین خلیل بن الملک المنصور قلاوون تھا، اس کا وزیر شمس الدین بن سلعوس تھا، شام و مصر کے قضاۃ وہی حضرات تھے جو اس سے پہلے مذکور ہوئے، نائب مصر بدر الدین بندار اور نائب شام علم الدین سنجر الشجاعی تھے تاتاریوں کا سلطان، بیدار بن ارغون بن ابغا، تھا، تعمیر شدہ خزائن سے ذخائر، نفائس اور کتب کا بڑا حصہ تلف کر دیا۔

۲۹ ربیع الاول کو خلیفہ حاکم بامر اللہ نے خطبہ پڑھا، اور خطبے میں لوگوں کو جہاد اور خروج فی سبیل اللہ کی ترغیب دی، نماز جمعہ پڑھائی، اور بسم اللہ کر کے تیاری کا آغاز کیا۔ ۱۳ صفر ہفتہ کے شب کو اس سرخ ستون کو جو عکا کے باب البرادہ میں تھا لا کر اس کی جگہ رکھا گیا ربیع الاول میں الطارمہ، القبہ، الزرقاء اور اپنے گھروں کی تعمیر مکمل ہوئی، انتہائی خوبصورت، مکمل اور بلند عمارتیں بنائی گئی تھیں بروز دوشنبہ ۲ رجمادی الاولی کو علاء الدین بن بنت الاعز کے عوض شیخ صفی الدین کے عوض محمد بن عبد الرحیم الارموی نے مدرسہ ظاہریہ میں درس دیا، اسی روز العدولیہ میں کمال الدین بن الزکی، نے درس دیا، ۷ جمادی الاخر بروز دوشنبہ النجیبیہ میں الفارقی کے وہاں سے اترنے کی وجہ سے شیخ عبد العزیز ضیاء الدین للطوسی؛ نے درس دیا، واللہ اعلم بالصواب۔

قلعہ روم کی فتح...... ربیع الاول میں سلطان الاشرف فوجیں لے کر شام کی طرف روانہ ہوا، دمشق پہنچا، ابن سلعوس وزیر ساتھ تھا، فوجیں مرتب کر کے اموال جزیلہ خرچ کئے پھر فوجیں لے کر حلب پہنچا اور وہاں سے قلعہ روم پہنچ کر ۱۱ رجب بروز ہفتہ جبر و قہر سے تلوار کے ساتھ اسے فتح کر لیا، اس کی خوشخبری دمشق پہنچی تو سات یوم تک شہر کو مزین بنایا گیا، مسلمانوں کی سعی وکوشش میں اللہ تعالیٰ نے بڑی برکت ڈالی، ہفتہ کا دن اتوار والوں یعنی نصرانیوں پر بڑا سخت گذرا، ۳۰ روز کے طویل محاصرے کے بعد یہ فتح ممکن بنی تھی، تیس سے زائد منجنیق نصب کئے گئے تھے، امراء میں سے شرف الدین بن الخطیر اس لڑائی میں شہید ہوئے، اہل شہر کی بڑی تعداد قتل ہوئی، اور مسلمان کو اشیاء کثیر مال غنیمت سب ملے، سلطان خود دمشق چلا آیا اور الشجاعی کو حصار کے وقت منجنیقوں کی سنگ باری کی وجہ سے قلعہ کے ٹوٹے ہوئے حصوں کی تعمیر کے لئے قلعہ ہی میں چھوڑا۔

۱۹ رمضان سہ شنبہ کی صبح کو سلطان دمشق میں داخل ہوا، اس کے دخول کے وقت لوگوں نے جمع ہو کر اس کے لئے دعائیں کیں اور اس سے محبت کا اظہار کیا، بڑے اجتماع کا دن تھا، سلطان کے لئے اس موقع پر اتنی گنجائش و وسعت پیدا کی گئی جتنا کہ دیار مصر سے آمد پر اس کے لئے کی جاتی تھی، یہ سب کچھ ابن سلعوس کے مشورے سے ہوا تھا وہ پہلے شخص ہیں جن کے لئے اتنے تکلفات کئے گئے اس کے والد نے حمص میں تاتاریوں کو شکست دی، اور الملک الظاہر نے روم بلستین اور دیگر علاقوں میں تاتاریوں اور رومیوں کو شکستیں دیں لیکن ان کے لئے یہ تکلفات نہیں کئے گئے یہ ایک شنیع بدعت ہے جسے اس وزیر نے بادشاہوں کے لئے ایجاد کیں اس میں اسراف و ضیاع اموال بھی ہے، غرور و تکبر اور دکھلاوہ ہے لوگوں کو تکلیف، اموال کو لے کر غیر مواضع میں خرچ کرنا اور ان کے علاوہ دیگر جیسی قباحتیں ہوتی ہیں، اللہ ہی اس سے اس کے متعلق پوچھے گا وہ خود تو چلا گیا لیکن اپنے بعد والے بادشاہوں اور لوگوں کے لئے ایک بدعت متوارثہ چھوڑ دی، اس کی وجہ سے لوگوں پر ظلم عظیم ہوتا رہا ہے، لہذا بندے کو چاہئے اپنے رب سے ڈرتا رہے اور اپنی خواہش نفس اور مراد باطن کی وجہ سے اسلام میں کوئی ایسی بات ایجاد نہ کرے، جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اعراض کا سبب بنے، کیونکہ نہ تو یہ دنیا کسی کے پاس ہمیشہ رہتی ہے اور نہ کوئی اس میں ہمیشہ رہے گا، واللہ سبحانہ اعلم۔

قلعہ روم کا بادشاہ سلطان کے ساتھ قیدی کی حیثیت سے تھا، اسی طرح اس کے ساتھیوں کے سر بھی تھے قیدیوں کو لے کر اس حال میں دمشق آیا کہ وہ اپنے مقتول ساتھیوں کے سروں کو نیزوں کے سروں پر اٹھائے تھے، سلطان نے کسرواں کے پہاڑ اور الجزر کی طرف فوج کا ایک دستہ تیار کر کے بھیجا کیونکہ وہ کچھ عرصہ سے مسلمانوں کے خلاف فرنگیوں سے دوستی گانٹھ رہے تھے، فوج کا کمانڈر بندار تھا اور سنقر الاشقر بھی اس کے ہمراہ تھا بندار نے نائب حلب سنقر المنصوری کو برقرار رہنے دیا لیکن سلطان نے اسے معزول کر کے اس کی جگہ سیف الدین بلبان الطباخی المنصوری اور کبار امراء کی ایک

جماعت کو مقرر کیا، جب بندار مع فوج کے منزل پر پہنچا اور اہل شہر کی ہلاکت قریب تھی کہ انہوں نے رات کے وقت بندار پر اتنے حملے کئے کہ وہ ان کے معاملہ کے بارے میں دل شکستہ ہو گیا اور فوجوں کے ساتھ انہیں چھوڑ کر سلطان کی طرف لوٹ گیا، سلطان اس کی استقبال کے لئے پا پیادہ باہر آیا کیونکہ وہ مصر میں اس کا نائب تھا لیکن ابن سلعوس نے سلطان کو اس کے فعل سے باخبر کیا تو سلطان نے اسے ملامت کی اور سخت سست کہا چنانچہ وہ اس بات کی وجہ سے شدید بیمار ہو کر اس قدر قریب المرگ ہو گیا، کہ لوگ کہنے لگے کہ وہ مر چکے ہیں، لیکن اس مرض سے وہ صحتیاب ہوا۔

اور جامع دمشق میں ایک زبردست مجلس ختم منعقد کی جس میں قضاۃ اور رؤساء بلاد شریک ہوئے اور جامع کو ۱۵ ر شعبان کی شب کی طرح روشنیوں سے منور کیا گیا اور یہ ختم رمضان کے پہلے عشرے میں ہوا، سلطان نے بہت سے قیدیوں کو رہا کر دیا اور جہات سلطانیہ سے لاگو ضمان کے بقیہ حصے ترک کر دیئے اور ان سے بہت سی چیزیں صدقہ کر دیں، اور خود وہ بہت سے ضمانات سے دستبردار ہوا، جن سے متعلق اس نے لوگوں سے حلف لیا تھا، وہ شہاب الدین محمود نے قلعہ روم کی فتح کی وجہ سے الملک الاشرف خلیل کی مدح میں ایک بہت بڑا قصیدہ لکھا ہے جس کی ابتداء یوں شروع ہوتی ہے۔

تیرے زرد جھنڈے کے آگے فتح ہوتی ہے کیقباذان اور کیخسرو نے بھی اسے دیکھا ہے جب افق میں وہ لہرانے لگتا ہے تو اس کے نور سے شرک کی خواہش سرنگوں ہوتی ہے اور ہدایت اونچی ہوتی ہے اور سرحدیں واضح ہو جاتی ہے، اگر میدان جنگ میں مغرب سے پہلے کے وقت کی مانند پھیل جائے تو غبار جنگ چودہویں چاند کی طرح اس کے طلوع کی روشنی سے چمکتی ہے، اگر وہ دشمنوں کی نیلی آنکھوں کا ارادہ کرتا ہے تو سبز رنگ کے فوجی دستے اس کے نیچے ہوتے ہیں جن کا سائبان چمکتی تلواریں اور گندم گوں نیزے ہوتے ہیں، گویا غبار کا انھنا رات ہے جھنڈے کا لہرانا بجلی کی چمک ہے آپ چودہویں کا چاند ہیں اور آسمان پلکوں کی ہے، ایک فتح کے بعد دوسری فتح ہوئی گویا کہ ایک آسمان ہے اس کے روشن ستارے پے درپے ظاہر ہو رہے ہیں کتنے ہی پناہ گاہوں کو تو نے دودھ چھڑایا، زمانہ گذرتا گیا لیکن وہ اب تک مجرد کنوارے ہیں، تو نے ان کے لئے بڑا عزم صرف کیا اگرچہ حیا کی پہنائی ہوئی ہیبت نہ ہوتی تو وہ بغیر مہر کے بھاگ کر تیرے پاس آتیں، تو نے قلعہ روم کی چراگاہ کا قصد کیا جو کہ تیرے علاوہ کے لئے مقدر نہ تھی جب مغلوں نے انہیں دھوکہ دیا تو وہ دھوکہ کھا گئے، چپکے سے ان سے دوستی کر لی تاکہ ان کے شر سے محفوظ رہیں لیکن بالآخر سرو جبر برابر ہو گئے تو تو نے ان کے خلاف ایسی ہمت صرف کی اگر تو اس کو سمندر کی طرف پھیر دیتا تو اس کا جزر، مد پر غالب آجاتا، قلعہ روم جس کی فتح تیرے حصے میں آئی اگرچہ بڑا قلعہ ہے لیکن وہ دیگر قلعوں کے لئے پل ہے گویا وہ بعد میں آنے والے فتوحات کا پیش خیمہ ہے جس طرح کہ طلوع شمس سے پہلے فجر کی روشنی ظاہر ہوتی ہے، تو نے بوقت صبح تر و تازگی میں باغ کی مانند فوج کے ساتھ اس پر چڑھائی کی گویا فوج کی تلواریں باغ کی نہریں ہیں اور نیزے اس کے پھول ہیں، میں دور نکل گیا بلکہ وہ فوج سمندر کی مانند ہے اور تلواریں اس کی موجیں ہیں، عمدہ گھوڑے کشتیاں اور خودیں تختم ہیں، میں نے انوکھی بات کہی بلکہ وہ رات کی مانند تھی اس کی تلواروں کی کجی گویا رات کا چاند ہے اور نیزے اس کے چمکدار ستارے ہیں، کچھ نگاہیں تھیں نہیں، بلکہ گویا دن ہے اس کا سورج تیرا چہرہ ہے اور عصر و مغرب کا درمیانی وقت تیرے زرد چہرے جھنڈے ہیں، ترکوں کا ایک تیر ہے اس کا کچھار نیزے ہیں، جن کے لئے ہر چوٹی میں ایک کامیابی ہے، ان کے یکجان ہونے کی وجہ سے ہوا ان کے درمیان نہیں چل سکتی اور بارش کا قطرہ ان کے اوپر سے نہیں گر سکتا، وہ تاک نگاہوں والے ہیں جب گھمسان کی جنگ زبان حال سے ان سے گفتگو کرنا چاہتی ہے تو کوئی مہران کو گران معلوم نہیں ہوتا۔

جب کمان ان کی تیروں کو پھینکتا ہے تو موت تجھ کو ان تیروں کے پھندوں سے پیوست نظر آئے گی اور نظریں خیرہ ہو جائیں گی۔ پس ہر بلند درخت میں بان کی شاخ کی سی باریکی ہے اور ہر کمان جسے کسی بازو نے کھینچا ہو گویا چاند ہے، جب پہاڑوں کی چوٹیوں سے ٹکرا جاتے ہیں تو ان میں زلزلہ برپا ہوتا ہے اور ہر سخت زمین ان کے گھوڑوں تلے نرم بن جاتی ہے اور اگر ان کے گھوڑے دریائے فرات پر پانی پینے آئیں تو لوگ کہیں گے کہ لگتا ہے کہ گزشتہ زمانے میں یہاں کوئی نہر تھی۔ اس شہر کے اردگرد انہوں نے فصیل بنوائی تو وہ چھنگلی کی انگوٹھی کی طرح بن گئی یا یہ کہ کمربند کے نیچے کمر کی طرح ہو گیا، انہوں نے اپنے سمندروں کی ہتھیلیوں سے اس کی جانب ایسا کثیف بادل چھوڑ دیا جس کے قطروں میں سے کوئی قطرہ خالی نہ رہا، اس قلعہ کے اردگرد قائم منجنیق گویا غصے کی کڑک ہیں اور ان کی تری آگ اور چٹانیں ہیں ان کی چٹانوں نے جنگ کی نماز قائم کر دی، جس کی اکثر رکعتیں جفت اور بڑی رکعتیں طاق تھیں جنہوں نے اس میں بڑے بڑے سرفانہ سوراخ کئے اور پتھروں نے جو کچھ کیا وہ الگ ہے وہاں ان کی حالت اس عاشق کی ہو گئی جو رقیبوں کے خوف سے اپنی محبت کو چھپاتا پھرتا ہے لیکن اس کے دل میں انگارے ہوتے ہیں اس میں آگ بھڑک اٹھی حتیٰ کہ وہ پھٹ

گیا اور اس میں مخفی چیزیں ظاہر ہو گئیں اور پردے چاک ہو گئے تو انہوں نے تیرے عفو کے دامن کی پناہ مانگی لیکن تو نے ان کی امید پوری نہیں کی کیونکہ ان کے قصد میں مکر کا شائبہ تھا اور مغلوں نے ان سے تیرے اعراض کو بھاگنے کے وقت ناپسند نہیں کیا بلکہ خوش ہو گئے، تو تو نے اس قلعہ کو بالقہر فتح کر لیا اور تیری گزشتہ حسنیں بھی یوں ہی دشمن کو توڑ کر ہوئی ہیں۔

الحمدللہ اب وہ ایک مضبوط سرحد بن گیا ہے تو نئے کی حالت میں بھی راتوں اور دشمن کو ہلاک کر رہا ہے، اے باعزت بادشاہ! تو نے ایک ایک جنگ میں کامیابی حاصل کی جس سے تجھے فتح، شہرت اور اجر حاصل ہوئے، تجھے محمد مصطفیٰ ﷺ کا قرب مبارک ہو کہ اس کے دین کی نصرت و تیری حکومت کی برکت سے مسلسل ہو رہی ہے، تجھے خوشخبری ہو کہ تو نے مسیح علیہ السلام اور احمد ﷺ کو خوش کیا اگر چہ اس سے بحفو را اور کفر ناخوش ہوئے ہوں لہٰذا تو جہاں چاہے سفر کر کیونکہ پوری زمیں تیری فرمانبردار ہے اور تمام شہر مصر کی مانند ہے، دنیا میں تو دائم و ہمیشہ رہ تا کہ تجھ سے ہدایت زندہ رہے اور موجودہ زمانہ گزشتہ زمانے پر فخر کرے۔

اس قصیدے میں سے بہت سی چیزیں میں نے حذف کر دی ہیں اس سال زین الدین المرحل کی وفات کے بعد دمشق کی خطابت شیخ عز الدین احمد الفاروثی الواسطی کے حوالہ کی گئی انہوں نے خطبہ دیکر لوگوں کو نماز استسقاء پڑھائی لیکن بارش نہ ہوئی پھر چند روز کے بعد مسجد قدم میں خطبہ دیکر نماز پڑھائی پھر بھی بارش نہ ہوئی اس کے بعد لوگوں نے بغیر استسقاء کے گریہ زاری شروع کیں تو پھر جا کے بارش شروع ہوئیں، اسی دوران الفاروثی کو معزول کر کے اس کی جگہ خطیب حماہ خطیب موفق الدین ابوالمعالی محمد بن محمد بن محمد بن عبدالمنعم بن حسن المہر انی الحموی کو خطیب مقرر کر کے دمشق بلایا گیا جب وہ آئے تو کھڑے ہو کر خطبہ دیا الفاروثی کو اس سے بہت رنج ہوا چنانچہ وہ سلطان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ شاید وزیر نے آپ کی لاعلمی میں مجھے معزول کیا ہے لیکن سلطان کو اس کی معزولی کا علم تھا اس نے یہ عذر پیش کیا کہ تجھے تیرے ضعف دین کی وجہ سے ہٹایا گیا ہے تو وہ کہنے لگا کہ میں نصف شب میں سو رکعتیں، سوقل ھواللہ احد کے ساتھ پڑھتا ہوں لیکن اس کی کوئی بات قبول نہ ہوئی، اور الحموی کو ہی برقرار رکھا گیا، یہ الفاروثی کے عدم اخلاص اور قلت عقل اور دناءت کی دلیل ہے، سلطان اس کو معزول کرنے میں غلطی پر نہیں تھا۔

انہی دنوں میں سلطان نے امیر سنقر الاشقر وغیرہ کو گرفتار کرنے کی ٹھانی تو وہ اور امیر حسام الدین لاجین السلحدار ی فرار ہو گئے دمشق میں اعلان کرایا گیا کہ جو انہیں گرفتار کر کے لائے گا اسے ایک ہزار دینار دیئے جائیں گے اور جو انہیں چھپائے گا اس کو پھانسی دی جائیگی، سلطان اور اس کے اتحادی ممالک ان کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے، خطیب نے لوگوں کو میدان اخضر میں نماز پڑھائی اور فوج کی افراتفری، اتحاد کے پارہ پارہ ہونے کے سبب لوگ بہت غمگین اور کشمکش کی کیفیت میں مبتلا تھے۔

۶ رشوال کو عربوں نے سنقر الاشقر کو گرفتار کر کے سلطان کی پاس پہنچا دیا اور سلطان نے اسے قید کر کے مصر روانہ کر دیا۔ اسی روز الشجاعی کے بدلہ عز الدین ایبک الحموی کو نائب دمشق مقرر کیا گیا اور الشجاعی معزولی کے دوسرے روز روم سے واپس پہنچے اور الفاروثی نے اسے ملاقات کر کے کہا کہ مجھے خطابت سے معزول کر دیا گیا اور الشجاعی نے کہا کہ مجھے بھی نیابت سے معزول کیا گیا ہے تو الفاروثی نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

"عسی ربکم ان یھلک عدوکم ویستخلفکم فی الارض فینظر کیف تعملون"

نزدیک ہے کہ رب تمہارا ہلاک کر دے تمہارے دشمن کو اور خلیفہ کر دے تم کو ملک میں پھر دیکھے تم کیسے کام کرتے ہو۔

(از ترجمہ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ)

جب ابن سلعوس کو یہ بات پہنچی تو وہ بہت غصہ ہوا، وہ القیمریہ اس کے لئے متعین کر چکا تھا لیکن اسے بھی چھوڑ دیا، ۱۰ شوال کو سلطان مصر کی طرف روانہ ہو کر شاہی شان کے ساتھ اس میں داخل ہوا، دخول مصر کے دن حلب کی نیابت کے بدلہ قراسنقر کو مصر میں سو گھوڑے دیئے اسی سال امیر سیف الدین طغائی الاشقری نے سلطان کے فرمان کے مطابق الملک المعظم بن العادل کے تعمیر کردہ معروف قیساریہ القطن کو بیت المال کی رقم سے خریدا، وہ سلطان کے نزدیک بڑا مرتبہ رکھتے تھے اور اس مدت میں ریشمی بازار کو بھی وہاں منتقل کر دیا گیا سلطان علم الدین الدویداری سے قلعہ روم سے واپسی کے بعد بہت خوش ہوا اسے دمشق طلب کر کے خلعت دی اور اپنے ساتھ قاہرہ لے جا کر سو گھوڑے دیئے اور کوتسلوں کی نگرانی کا عہدہ زبردستی ان کے حوالہ کیا۔

ذی القعدہ میں اس نے سنقر الاشقر اور طقصو کو بلا کر عتاب کیا تو انہوں نے اعتراف کیا کہ ہم نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا تھا، لاجین کے متعلق ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ ہمارے ساتھ تھا اور نہ ہمیں اس کے بارے میں کچھ علم ہے چنانچہ ان دونوں کو پھانسی دی، اور لاجین کے گلے میں پھندہ ڈالنے کے بعد اسے رہا کر دیا، ایک مدت تک وہ ٹھیک رہا لیکن اس کے بعد سازش کر کے وہی بادشاہ بنا جیسا کہ انشاء اللہ ہم عنقریب ذکر کریں گے۔

ذی الحجہ میں شیخ برھان الدین بن شیخ تاج الدین کا عقد نکاح، قاضی شہاب الدین الخوئی کی صاحبزادی کے ساتھ البادرائیہ میں ہوا، بڑی پرہجوم مجلس تھی اسی برس امیر سنقر الاعسر کی رخصتی وزیر شمس الدین بن سلعوس کی صاحبزادی کے ساتھ ہزار دینار مہر کے عوض ہوئی جن میں سے پانچ سو دینار معجل تھے۔ اور اسی برس تاتاریوں کے تقریباً تین سو آدمی بھاگ کر مصر آ گئے یہاں ان کا اکرام کیا گیا۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

خطیب زین الدین ابوحفص ..... عمر بن مکی بن عبدالصمد الشافعی، ابن المرحل کے نام سے معروف تھے شیخ صدرالدین بن الوکیل کے والد تھے، حدیث سنی، فقہ اور دیگر علوم میں مہارت حاصل کی، علم ہیئت میں ان کی ایک تصنیف ہے، دمشق کے خطیب بنے، تدریس و افتاء کا کام بھی کیا، ۲۳ ربیع الاول بروز ہفتہ کی شب فوت ہوئے، دوسرے روز باب الخطابہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔

شیخ عزالدین الفاروثی ۔ کچھ دن تک خطیب بنائے گئے پھر معزول کئے گئے، باب الصغیر میں دفن کئے گئے، اللہ تعالیٰ ان کی اور ہماری مغفرت فرمائے۔

الصاحب فتح الدین ابوعبداللہ ..... محمد بن محی الدین بن عبداللہ بن عبدالظاہر، ابن لقمان کے بعد دولت منصوریہ میں کاتب اسرار تھے اس صفت میں ماہر اور منصور کے نزدیک اور اس کے بیٹے الاشرف کے ہاں بڑے رتبے کے مالک تھے، ایک مرتبہ ابن سلعوس نے اس سے کہا کہ جو کچھ تم لکھتے ہو وہ مجھے پڑھ کر سنایا کرو، تو اس نے جواب دیا کہ یہ ممکن نہیں کیونکہ شاہی رازوں سے ان کے علاوہ کسی کو باخبر نہیں کیا جاتا اور تم اپنے لئے میرے علاوہ کوئی اور شخص تلاش کرو جو اس مقام میں تمہارا ساتھ دے، جب اس بات کی خبر الاشرف کو ملی تو اس کو یہ بات بہت پسند آئی اور اس کی قدر منزلت مزید بڑھ گئی، بروز ہفتہ نصف رمضان میں انتقال فرما گئے اس کے ترکہ میں سے ایک قصیدہ ملا جس میں انہوں نے تاج الدین ابن الاثیر کا مرثیہ لکھا تھا وجہ یہ تھی کہ ایک بار ابن الاثیر کی حالت تشویشناک بن گئی اس نے سوچا کہ بس یہ اب مر جائے گا لیکن وہ تندرست ہو کر اس کے بعد تک زندہ رہا، ان کی موت کے بعد ابن الاثیر متولی بنے، تاج الدین نے بھی ان کا مرثیہ لکھا اور ایک ماہ چار دن بعد وفات پائی۔

امیر عمادالدین یونس..... بن علی بن رضوان بن برقش، دولت ناصریہ میں طبلخانہ کے امیر تھے پھر طبلخانہ کو دولت مظفریہ میں ختم کر دیا گیا اور آج تک یہی حلال ہے، الملک الظاہر ان کا اکرام کرتا تھا، شوال میں وفات پائی، خزیمین کے مقبرے میں اپنے والد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

جلال الدین الخبازی ..... ابومحمد عمر بن محمد عمر الجندی، حنفیہ کے کبار مشائخ میں سے تھے، اصلاً ماوراء النہر کے خجندہ نامی شہر کے تھے، علوم حاصل کر کے خوارزم میں درس دیا۔ وہاں سے بغداد آئے، پھر وہاں سے دمشق آ کر العزیہ اور الخاتونیہ ابرانیہ میں درس دیا، فاضل ماہر اور فنون کثیرہ کے مصنف تھے، ۲۵ ذی الحجہ کو ان کی وفات ہوئی ۶۲ برس عمر تھی الصوفیہ میں دفن ہوئے۔

الملک المظفر قرا ارسلان الافریقی، ماردین کے حاکم تھے، ۸۰ برس کی عمر میں فوت ہوئے ان کے بعد شمس الدین داؤد جوان کے بیٹے تھے ان کے جانشین بنے، الملک السعید لقب اختیار کیا، واللہ سبحانہ اعلم۔

آغاز ۶۹۲ھ

ظہیر الدین الکازورنی کی تاریخ میں ہے کہ اس برس مدینہ منورہ میں اس جیسی ایک آگ ظاہر ہوگئی جو ۶۵۴ھ میں ظاہر ہوئی تھی لیکن اس برس کی آگ کے شعلے بہت اوپر کو اٹھ رہے تھے یہ پتھروں اور چٹانوں کو جلاتی تھی لیکن ساز وسامان کو جلاتی نہیں تھی۔

اس برس کے آغاز پر خلیفہ حاکم عباسی اور سلطان الملک الاشرف بن منصور تھے، نائب مصر بدر الدین بیدرا، نائب شام عز الدین ایبک الحموی تھے شام ومصر کے قضاۃ گزشتہ برس میں مذکور حضرات تھے جبکہ وزیر شمس الدین بن السلعوس تھا۔

جمادی الآخر میں سلطان الاشرف دمشق آکر قصر ابلق اور میدان اخضر میں اترا، اور فوجیں مرتب کر کے بلاد سیس سے جنگ کی تیاری شروع کی۔ لیکن اسی دوران سیس کے حاکم کے قاصد طلب صلح کے لئے آئے امراء نے ان کے لئے سفارش کی لہٰذا صلح ہوئی اور انہوں نے بھسنا اور تل حمدون اور مرعش جو کہ ان کے بڑے، خوبصورت اور مضبوط علاقے تھے اور یہ دربند کے دہانے پر واقع تھے کو سلطان کے حوالہ کر دیا، ۲؍رجب کو سلطان اکثر فوج کو لے کر بظاہر سلمیہ کی طرف روانہ ہوگیا لیکن اس کا ارادہ امیر حسام الدین لاجین کو گرفتار کرنے کا تھا، امیر عیسیٰ بن مھنا نے اس کی مہمان نوازی کی، جب ضیافت ختم ہوئی تو حسام الدین لاجین کو جو کہ اس کے پاس تھا لا کر سلطان کے سامنے پیش کیا اور سلطان نے اسے قلعہ دمشق میں قید کر دیا اور عیسیٰ بن مھنا کو بھی گرفتار کر کے اس کی جگہ محمد بن علی بن حذیفہ کو منصب عطا کیا پھر پوری فوج کو اپنے آگے بیدرا اور وزیر ابن سلعوس کے ساتھ مصر کی طرف روانہ کر دیا، اور خود خاصکیہ کے ساتھ رہ کر پھر جا کے ان سے ملا۔

اسی سال بروز سہ شنبہ ۲۶ محرم کو قاضی حسام الدین الرازی الحنفی نے دار العدل میں دباغت کے مسئلہ میں علویوں اور جعفریوں کے درمیان شراکت کا فیصلہ سنایا جس کے متعلق وہ دوسو سال سے جھگڑ رہے تھے، ابن الخوبی اور دیگر کئی لوگوں نے بھی اس فیصلے سے اتفاق نہیں کیا اور جعفر طیار سے ''ابن کیوں'' کے ثبوت نسب کا فیصلہ سنایا اسی سال الملک الاشرف نے قلعہ شوبک کے انہدام کا فرمان جاری کیا جو بڑا مضبوط اور نافع قلعہ تھا چنانچہ اسے منہدم گیا، یہ فرمان عتبہ العقبی کی رائے سے جاری ہوا تھا، یہ رائے دیکر اس نے سلطان اور مسلمانوں کے ساتھ اچھا نہیں کیا کیونکہ وہ قلعہ وہاں کے عربوں کے گلے میں پھنسی ہوئی ہڈی تھی، اسی سال سلطان نے قسطنطنیہ کے حاکم اور برکہ کی اولاد کی طرف علم الدین الدویداری کو بہت سے تحفوں کے ساتھ قاصد بنا کر بھیجنا چاہا وہ اب تک نکلنے نہ پائے تھے کہ سلطان قتل کیا گیا چنانچہ وہ دمشق ہی میں رہے۔

۱۰ جمادی الاولیٰ کو قاضی امام الدین القزوینی نے ظاہریہ برانیہ میں درس دیا، قضاۃ اور روساء اس درس میں شریک ہوئے ۲۲ ذی الحجہ بروز شنبہ الملک الاشرف نے اپنے بھائی الملک الناصر محمد اور اپنے بھتیجے الملک المعظم مظفر الدین موسیٰ بن صالح علی بن المنصور کو شاہی غسل دلا کر ایک عظیم عمل کیا اور خود الاشرف نے قبق سے کھیلا، اس دن انہوں نے بڑی خوشیاں سمیٹیں، گویا یہ دنیا میں اس کی سلطنت کی آخری الوداعی تقریب تھی، آغاز محرم میں شیخ شمس الدین بن غانم نے عصرونیہ میں درس دیا اور آغاز صفر میں شیخ کمال الدین بن الزملکانی نے الرواحیہ میں نجم الدین بن مکی کے عوض درس دیا کیونکہ وہ مذکورہ مدرسے کو چھوڑ کر حلب منتقل ہوگئے تھے، صفر کے آخر میں شامی لشکر بھی پہنچ گیا، اس سال حج کرنے والوں میں شیخ تقی الدین بن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے، حج کے امیر الباسطی تھے، معان میں ایک شدید ہوا نے انہیں آلیا جس کی وجہ سے ایک جماعت ہلاک ہوگئی، ہوا نے اونٹوں تک کو اپنی جگہ سے اٹھایا اور پگڑیاں سروں سے اڑ گئیں اور ہر ایک کو اپنی فکر لگ گئی، اس سال صفر میں زبردست ژالہ باری ہوئی، بہت سے جانور مر گئے اور فصلیں برباد ہوئیں حتیٰ کہ گندم کے دس اوقیہ کی قیمت ایک درہم ہوگئی، اسی سال کرک کے نواحی میں زلزلہ آیا اور تلفتیا کے بہت سے مکانات گر گئے۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

شیخ ارموی شیخ، صالح، قدوہ، عارف ابواسحاق ابراہیم بن شیخ صالح ابی محمد عبداللہ بن یوسف بن یونس بن ابراہیم بن سلیمان الارموی، قاسیون کے دامن میں اپنی خانقاہ میں مقیم تھے اسی میں عبادت اور خلوت کرتے تھے اور اوراد واذکار کے پابند تھے، لوگوں میں مقبول تھے، محرم میں

انتقال فرمایا، دامن کوہ میں اپنے والد کے پاس دفن ہوئے۔

شیخ ابن الاعمی صاحب المقامہ... شیخ ظہیر الدین محمد بن مبارک بن سالم بن ابی القائم الدمشقی، ابن الاعمی کے نام سے معروف تھے، ۶۱۰ھ میں پیدا ہوئے حدیث سنی، فاضل اور ماہر تھے، رسول اللہ ﷺ کی شان میں ان کے مدحیہ قصائد ہیں، ان قصائد کا نام الشفعیہ رکھا ہے ہر قصیدے میں ۲۲ بیت ہیں، البرزالی نے فرمایا کہ میں نے انہیں سنا ہے مشہور مقامہ بحریہ ان ہی کا ہے، محرم میں فوت ہوئے اور الصوفیہ میں دفن کئے گئے۔

الملک الزاہر مجیر الدین۔ ابو سلیمان داؤد بن الملک المجاہد اسد الدین شیرکوہ، حاکم حمص بن ناصر الدین محمد بن الملک المعظم، ۸۰ برس کی عمر میں اپنے باغ میں فوت ہوئے، جامع مظفری میں ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی، قاسیون کے دامن میں اپنے مقبرے میں دفن ہوئے بڑے متدین اور کثیر الصلوۃ تھے، المؤید الطوسی، زینب الشعریہ اور ابوروح وغیرہ کی جانب سے ان کو اجازت حدیث حاصل تھی۔

شیخ تقی الدین الواسطی ابو اسحاق ابراہیم بن علی بن احمد بن فضل الحسنبی الواسطی ثم الدمشقی، دمشق میں مدرسۂ ظاہریہ کے شیخ الحدیث تھے، ۹۰ برس کی عمر میں بروز جمعہ ۲۴ جمادی الآخر کو دن کے آخری پہر فوت ہو گئے، نہایت صالح اور عابد شخص تھے، علو روایت میں متفرد تھے ان کے بعد ان جیسا کوئی نہیں آیا، بغداد میں فقہ حاصل کی تھی پھر شام آئے اور بیس برس تک الصالحیہ اور مدرسہ ابی عمر میں درس دیتے رہے، اور آخر عمر میں الفاروثی کے سفر کے بعد الظاہریہ کے شیخ الحدیث بنے، سلف اور قرون اولیٰ کے مذہب کے داعی تھے، مریضوں کی عیادت کرتے تھے، جنائز میں شریک ہوتے تھے، اچھائی کا حکم کرتے اور برائی سے منع کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں سے تھے اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے، ان کی وفات کے بعد مدرسہ صالحیہ میں شیخ شمس الدین محمد بن عبدالقوی المردادی نے اور دار الحدیث الظاہریہ میں ناصح کے نام سے معروف جامع مسجد کے امام شرف الدین عمر بن خواجہ نے درس دیا۔

حاکم حماۃ، الملک الافضل کا صاحبزادہ نور الدین علی بن الملک المظفر تقی الدین محمود بن الملک المنصور محمد بن الملک المظفر تقی الدین عمر بن شہنشاہ بن ایوب، دمشق میں رحلت پائی، اور جامع دمشق میں ان کی نماز جنازہ ہوئی، انہیں باب الفرادیس سے اٹھا کر ان کے والد کے شہر او رو ہاں ان کے مقبرے کی طرف لایا گیا وہ دو بڑے امیروں بدر الدین حسن اور عماد الدین اسماعیل کے والد ہیں، عماد الدین ان کی وفات کے کچھ مدت بعد حماۃ کا حاکم بنا۔

عبدالظاہر کا صاحبزادہ ... محی الدین بن عبداللہ بن رشید الدین عبدالظاہر بن نشوان بن عبدالظاہر بن علی بن نجدہ السعدی، دیار مصریہ کے منشی تھے، اس فن میں اپنے اہل زمانہ اور اپنے ہم عصروں سے سبقت لیجانے والے آخری شخص تھے، صاحب فتح الدین الندیم کے والد تھے ان کی وفات کا تذکرہ اس سے قبل ہو چکا ہے۔

ان کی بعض تصنیفات بھی ہیں ان میں سے ایک سیرت الملک الظاہر ہے، بامروت شخص تھے عمدہ نظم اور بہترین نثر لکھتے تھے، بروز سہ شنبہ ۴ رجب کو انتقال فرمایا، عمر ۷۰ برس سے متجاوز تھی، القرافۃ میں اپنے تعمیر کردہ مقبرے میں دفن ہوئے۔

امیر علم الدین سنجر حلبی یہ دمشق میں قطز کے نائب تھے، جب الظاہر کی بیعت آئی تو انہوں نے اپنی بیعت کا مطالبہ کیا چنانچہ لوگوں نے ان کی بیعت کی اور الملک المجاہد نام رکھا گیا پھر جب ان کا محاصرہ کیا گیا تو بعلبک کی طرف بھاگ گئے پھر دوبارہ محاصرہ ہوا تو ظاہر کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس نے کچھ مدت انہیں قید کر کے پھر رہا کر دیا، پھر الملک المنصور نے انہیں ایک مدت تک پابند سلاسل رکھا اور الملک الاشرف نے اکرام واحترام کے ساتھ انہیں رہا کر دیا، اسی (۸۰) برس عمر پائی، اس سال فوت ہوئے۔

آغاز ۶۹۳ھ

ابتدائے سال ہی الملک الاشرف کا قتل ہوا، ہوا یوں کہ ۳ محرم کو وہ شکار کے لئے نکلا اور ۱۲ محرم کو وہ اسکندریہ کے قریب ارض بروجہ میں تھا جیسے ہی وہ فوج سے الگ ہوا امراء کے ایک گروہ نے جو ان کے قتل پر متفق ہو چکے تھے ان پر حملہ کر دیا، سب سے پہلے حملہ کرنے والا اس کا نائب بیدرا تھا اور باقی کام لاجین المنصوری نے پورا کر دیا، رمضان تک اس کی موت پوشیدہ رکھا گیا اور عید کے دن اس کی موت کا اعلان کیا گیا، اس کے قتل میں بدرالدین بیسری اور شمس الدین قراسنقر المنصوری بھی شریک تھا، الملک الاشرف کے قتل کے بعد امراء نے بیدرا کو سلطان بنانے پر اتفاق کیا اور اس کو الملک القاہر یا الملک الاوحد کا لقب دیا لیکن یہ سلطنت اسے راس نہ آئی اور وہ کتبغا کے حکم سے دوسرے ہی دن قتل کر دیا گیا، اس کے قتل کے بعد زین الدین کتبغا اور علم الدین سنجر الشجاعی نے اس (الاشرف) کے بھائی محمد الملک الناصر بن قلاوون کو جب کہ اس وقت اس کی عمر آٹھ برس اور چند ماہ تھی، بادشاہ بنانے پر اتفاق کر لیا اور ۱۴ محرم کو اسے تخت سلطنت پر بٹھا دیا، وزیر ابن سلعوس اسکندریہ میں تھا وہ بھی سلطان کے ساتھ شکار کے لئے نکلا تھا لیکن پھر اسکندریہ چلا گیا تھا اسے اس وقت خبر لگی جب وہ مصیبت اس کو گھیر چکی تھی، اور عذاب ہر طرف سے منہ کھولے کھڑا تھا کیونکہ وہ بڑے بڑے امراء کے ساتھ بھی چھوٹوں جیسا برتاؤ کرتا تھا چنانچہ سازشیوں نے اسے پکڑ لیا اور ان میں سے الشجاعی اس کی سزا پر مقرر ہوا اور اسے زبردست مار ماری اور اموال پر تسلط جمایا، اسے مسلسل اذیت دیتے رہے، حتی کہ سزاؤں کی تاب نہ لا کر ۱۰ صفر کو وہ اس دنیا سے چل بسا، اور اس سے قبل اس کے تمام اموال پر ہاتھ صاف کئے جا چکے تھے پھر الملک اشرف کے جسد خاکی کو لاکران کے مقبرے میں دفن کر دیا گیا، لوگ اس کے یوں دنیا سے جانے سے بہت غمگین ہوئے اور اس کے قتل کو بڑا معاملہ سمجھا گیا کیونکہ وہ طاقت ور، شجاع، بلند ہمت اور خوبصورت تھا، وہ جنگ عراق اور وہاں کے علاقوں کو تاتاریوں سے واپس لینے کا عزم کر چکا تھا اس کی تیاری بھی کسی اور شہروں میں اس کا اعلان کرا دیا، اپنے تین سالہ دور حکومت میں اس نے عکا اور تمام ساحلی علاقوں کو فتح کیا تھا اور وہاں فرنگیوں کے لئے کوئی نشان اور پتھر بھی نہیں چھوڑا قلعہ روم، بھسنا وغیرہ بھی اس نے فتح کئے تھے۔

جب الناصر بن قلاوون کی بیعت دمشق آئی تو منبروں پر اس کا خطبہ پڑھا گیا چنانچہ اس سے حالات پرسکون ہو گئے، امیر کتبغا کو اس کا اتالیق اور الشجاعی مشاور اعظم مقرر کیا گیا، لوگ اس سے خوش ہوئے اور حالمین سر کو بڑے اموال دیئے لہٰذا اب کتبغا کا کوئی مدمقابل نہ رہا تھا لیکن اس کے باوجود وہ امراء کے اطمینان قلب کی خاطر ان سے مشورہ لیا کرتا تھا۔

ابن سلعوس کے قتل کے بعد صفر میں بدرالدین بن جماعہ کو قضاء سے معزول کر کے ابن بنت الاعز کو دوبارہ لایا گیا اور ابن جماعہ مصر میں کفایت اور رئیسی کے ساتھ بدستور درس دیتے رہے، مصر میں صاحب تاج الدین بن حنا کو وزارت سونپی گئی، ۲۱ صفر چہارشنبہ کی ظہر کو کمال الدین عبدالرحمن بن القاضی محی الدین بن الزکی کو محراب صحابہ کرام کا امام مقرر کیا گیا۔ خطیب کے بعد اس نے نماز پڑھی، باب الناطفانیین میں واقع مکتب میں ضیاء الدین بن برھان الدین الاسکندری کو امام نامزد کیا گیا، الشریف زین الدین حسین بن محمد بن عدنان کو جامع کا نگران بنایا گیا اور حریریین کی مارکیٹ کو اس کی پرانی جگہ پر لا کر قیساریہ القطن کو خالی کر دیا گیا، طغجی کے نائبوں نے انہیں وہاں رہنے پر مجبور کیا تھا، دمشق کی خطابت شیخ علامہ شرف الدین احمد بن جمال الدین احمد بن نعمة بن احمد المقدسی، کے حوالہ کی گئی یہ کام موفق الدین الحموی کو معزول کر کے حماۃ بلانے کے بعد ہوا، ۱۵ رجب بروز جمعہ کو المقدسی نے خطبہ دیا، ان کی یہ ولایت خطابت وزیر مصر تاج ادین بن الحنا کے مشورے سے عمل میں آئی تھی کیونکہ المقدسی فصیح و بلیغ اور عالم و ماہر تھے۔

اواخر رجب میں تمام امراء کو امیر زین الدین کتبغا اور الملک الناصر محمد بن قلاوون کے لئے حلف دلایا گیا، اور تمام شہروں اور جگہوں کی طرف اس بیعت کو پھیلا گیا۔

عساف نصرانی کا واقعہ یہ شخص اہل سویدا میں سے تھا ایک جماعت نے اس کے خلاف گواہی دی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے شان میں گستاخی کی ہے، عساف نے امیر آل علی رضی اللہ عنہ اور ابن احمد بن حجی کے ہاں پناہ لی تھی، چنانچہ شیخ تقی الدین بن تیمیہ اور شیخ زین الدین الفارقی،

دارالحدیث کے شیخ دونوں نے مل کر نائب سلطنت امیر عزالدین ایبک الحموی کے پاس جا کر اس شخص کے متعلق ان سے گفتگو کی اس نے بات مان کر اسے بلانے کے لئے آدمی بھیجے، یہ دونوں حضرات اس کے پاس سے نکلے ان کے ہمراہ لوگوں کی کثیر تعداد تھی، لوگوں نے جیسے ہی عساف کو ایک عرب آدمی کے ہمراہ آتا ہوا دیکھا تو اس کو سب وشتم کرنا شروع کیا وہ دیہاتی شخص کہنے لگا یہ یعنی نصرانی تم یعنی مسلمانوں سے بہتر ہے یہ سن کر لوگوں نے ان پر پتھر برسانا شروع کیا، عساف زخمی ہو گیا اور بڑا ہنگامہ ہوا، نائب سلطنت نے آدمی بھیج کر شیخین ابن تیمیہ اور الفارقی کو بلا کر اس کے سامنے انہیں مارا، اور العذ راویہ میں انہیں نظر بند کر دیا، نصرانی حاضر ہو کر مسلمان ہوا اس کی وجہ سے ایک مجلس منعقد کی گئی اور اس کے گواہوں کے درمیان دشمنی ثابت کی گئی اور اس کا خون محفوظ ہوا، پھر نائب سلطنت نے شیخین کو بلا کر راضی کر دیا اور انہیں رہا کر دیا، اس کے بعد نصرانی بلاد حجاز کی طرف چلا گیا اور مدینۃ الرسول ﷺ کے قریب اس کے بھتیجے نے اسے قتل کر دیا، اسی واقعہ میں شیخ تقی الدین بن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الصارم المسلول علی ساب الرسول ﷺ تصنیف فرمائی۔

شعبان کے مہینے میں الملک الناصر شاہی شان وشوکت کے ساتھ سوار ہوا اور قاہرہ کے پار نکلا، اجتماع کا دن تھا، یہ اس کی پہلی سواری تھی، شام میں خوشی منائی گئی اور وہاں سے اس مضمون کا خط بھی آیا اور جامع کے منبر پر احکام پڑھے گئے جن میں عدل وانصاف پھیلانے، ظلم کی بساط لپیٹنے اور مالکان کی رضا کے بغیر اوقاف واملاک پر لاگو ضمان کو ختم کرنے کا حکم دیا گیا۔

شعبان کی ۲۲ رتاریخ کو مدرسہ مسروریہ میں امام الدین کے بھائی قاضی جمال الدین القزوینی نے درس دیا جس میں ان کے بھائی قاضی القضاۃ شہاب الدین الخوئی اور شیخ تقی الدین بن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ شریک ہوئے، پر ہجوم درس تھا، علامہ البرزالی نے فرمایا کہ شعبان میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ جسرین میں واقع الغیطہ میں ایک بڑے اژدھے نے ایک بکری کے صحیح سالم سر کو نگل لیا ہے اواخر شعبان میں امیر حسام الدین لاجین ظاہر ہوئے وہ الملک الاشرف کے قتل کے وقت سے روپوش تھے، سلطان کے سامنے ان کی معذرت کی گئی جسے اس نے قبول کر کے انہیں خلعت دے کر ان کا بہت اکرام کیا کیونکہ انہوں نے سلطان کو اپنے اختیارات سے قتل نہیں کیا تھا۔

اس سال ماہ شوال میں مشہور ہوا کہ مھنا بن عیسیٰ، سلطان الناصر کی اطاعت سے بغاوت کر کے تاتاریوں سے مل چکا ہے، بروز چہار شنبہ ۸ رذی القعدہ کو خطیب شرف الدین المقدسی نے قاضی شہاب الدین الخوئی کی جگہ مدرسہ غزالیہ میں درس دیا کیونکہ انہوں نے رحلت فرما کر مذکورہ مدرسے اور شامیہ برانیہ کو چھوڑ دیا تھا، ۱۴ ذی الحجہ بروز خمیس قاضی بدرالدین بن جماعہ قضاء سنبھالنے شام تشریف لا کر العادلیہ میں اترے، نائب سلطنت پوری فوج سمیت ان کے استقبال کے لئے نکلا، شعراء نے ان کی مدح کی، تاج الدین الجعبری کو نائب خطیب بنایا، شیخ زین الدین الفاروثی، شرف الدین المقدسی کی جگہ شامیہ برانیہ کے مدرس بنائے گئے، الناصریہ ان سے لے کر ابن جماعہ کو دیا گیا چنانچہ انہوں نے ۲۰ ذی الحجہ کو مذکورہ مدرسہ اور العادلیہ میں درس دیا، اسی مہینے میں دمشق سے کتوں کو جنگل کی طرف والی شہر جمال الدین اقبائی کے حکم سے نکال دیا گیا اس معاملہ میں اس نے دربانوں اور لوگوں پر بڑی سختی کی۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

اس سال الملک الاشرف خلیل بن الملک المنصور قلاوون بیدرا، الشجاعی، اور شمس الدین بن سلعوس فوت ہوئے۔

شیخ تاج الدین۔۔۔ شیخ امام علامہ تاج الدین موسیٰ بن محمد بن مسعود المراغی الشافعی، ابی الجواب، کے نام سے مشہور تھے مدرسہ اقبالیہ وغیرہ میں پڑھایا۔ فضلائے شافعیہ میں سے تھے فقہ، اصول اور نحو میں انہیں کافی دسترس حاصل تھی، نہایت سمجھدار تھے۔ بروز ہفتہ کو اچانک انتقال فرمایا، مقابر الصوفیہ میں دفن کئے گئے، عمر اسی سال سے متجاوز تھی۔

خاتون مونس بنت سلطان عادل ابوبکر بن ایوب۔۔۔ دار القطبیہ اور دار اقبال کے ناموں سے معروف تھی، ۶۰۳ھ میں پیدا ہوئی، عفیفہ الفارقانیہ اور عین الشمس بنت احمد بن ابوالفرج الثقفیہ سے روایت حدیث کی اجازت لی تھی، ماہ ربیع الآخر میں قاہرہ میں فوت ہوئے، باب الزویلہ

میں دفن کی گئیں۔

الصاحب الوزیر فخر الدین ... ابواسحاق ابراہیم بن لقمان بن احمد بن محمد البنانی المصری، موقعین کے لیڈر، اکثر مشہور وزراء کے استاذ تھے، ۶۱۲ھ میں پیدا ہوئے، حدیث روایت کی ہے، ماہ جمادی الاخر میں قاہرہ میں فوت ہوئے۔

الملک الحافظ غیاث الدین بن محمد ...... الملک السعید معین الدین بن الملک الامجد بہرام شاہ بن المعز عزالدین فروخ شاہ بن شہنشاہ بن ایوب، فاضل اور باکمال تھے، حدیث سنی اور صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کی، علماء اور فقراء سے بہت محبت کرتے تھے، ۶ رشعبان بروز جمعہ فوت ہوئے، باب الفرادیس کے باہر اپنے نانا ابن المقدم کے نزدیک دفن ہوئے۔

قاضی القضاۃ شہاب الدین بن الخوئی ... ابوعبداللہ محمد بن قاضی القضاۃ شمس الدین ابوالعباس احمد بن خلیل بن سعادہ بن جعفر بن عیسیٰ بن محمد الشافعی، اصل میں خوی کے تھے، علوم کثیرہ حاصل کر کے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں، ان تصنیفات میں نے ایک کتاب ہے، جس میں بیس فنون بیان کئے ہیں، علوم حدیث میں ایک نظم لکھی، کفایۃ المحتفظ وغیرہ کتابیں تصنیف کیں، احادیث کثیرہ سنی تھیں، حدیث اور اہل حدیث سے بہت محبت کرتے تھے انہوں نے چھوٹے ہونے کی حالت میں الدماغیۃ میں درس دیا، پھر القدس کی قضاء ان کے سپرد ہوئی اس کے بعد بھسنا کی قضاء ان کے حوالہ ہوئی، حلب کی قضاء پر مقرر ہوئے پھر المحلہ کی طرف لوٹے، پھر قاہرہ کی قضاء پر مقرر ہوئے اس کے بعد العادلیہ اور الغزالیہ وغیرہ کی تدریس سمیت شام کی قضاء ان کے حوالہ ہوئی، زمانے کے صلحاء اور علماء اعلام میں سے تھے، عفیف، پاکدامن، باکمال اور علم حدیث، حدیث اور علماء سے محبت کرنے والے تھے، ہمارے شیخ حافظ المزی نے ان کی چالیس مختلف الاسناد حدیثوں کی تخریج کی ہے، تقی الدین بن عتبہ الاسودی الاسعردی نے حروف ہجاء کی ترتیب سے ان کی ایک مشیخہ کی تخریج کی ہے جو ۲۳۶ شیوخ پر مشتمل ہے، البرزالی نے فرمایا کہ ان کے تقریباً تین سو اور شیوخ ہیں جو اس کتاب میں مذکور نہیں ہوئے۔

۲۵ رمضان بروز خمیس ۶۷ برس کی عمر میں فوت ہوئے، نماز جنازہ پڑھی گئی اسی روز قاسیون کے دامن میں اپنے والد کے مقبرے میں دفن کئے گئے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

امیر علاء الدین الاعمیٰ ... امیر کبیر علاء الدین ایدکین بن عبداللہ الصالحی النجمی، القدس کے ناظر اور موجودہ بہت سے معالم کے بانی ہیں [illegible] میں سے تھے، جب نابینا ہوئے تو القدس الشریف میں مقیم ہو گئے اور اس کی نگہبانی، تعمیر و ترقی اور پیداوار ان کے سپرد ہوئے، بارعب تھے ان کے فرمانوں کی کوئی مخالفت نہیں کر سکتا تھا انہوں نے ہی مسجد نبوی ﷺ کے قریب وضوخانہ بنوایا جس سے لوگوں نے وضوء وغیرہ میں بہت فائدہ اٹھایا، اور اس سے لوگوں کو بڑی آسانی ہوئی، اور القدس میں بہت سے مرابط اور آثار حسنہ کی بنیاد ڈالی، معاملات خود ہی انجام دیتے تھے، بڑی عزت کے مالک تھے، شوال میں فوت ہوئے۔

وزیر شمس الدین محمد ... بن عثمان بن ابوالرجال التنوخی، ابن السلعوس کے نام سے معروف تھے، الملک الاشرف کے وزیر تھے، ہزار کوڑوں سے متجاوز ضرب سے ۱۰ ارصفر کو فوت ہو گئے، القرافہ میں دفن کئے گئے، کہا جاتا ہے کہ انہیں قتل کے بعد شام منتقل کر دیا گیا ابتداء میں تجارت پیشہ تھے، تقی الدین بن توبہ کی سفارت سے انہیں دمشق کا محتسب بنایا گیا، تجارت میں وہ الملک الاشرف کے ساتھ سلطنت ملنے سے پہلے معاملہ کرتے رہتے تھے۔

اس دوران الاشرف ان کے صدق وعدل سے باخبر ہوا چنانچہ جب وہ اپنے باپ المنصور کے بعد سلطان بنا تو اسے حج سے بلا کر وزارت اس کے سپرد کی تو یہ اکابر امراء سے بڑا ظاہر ہونے کی کوشش کرنے لگا، ان کو ان کا نام لے کر پکارا کرتا اور ان کے لئے اپنی جگہ سے کھڑا نہیں ہوتا تھا، جب اس کا استاذ الاشرف قتل ہوا تو امراء نے اسے مار پیٹ، اہانت اور ضبطی اموال کے سپرد کر دیا حتیٰ کہ اس کی زندگی ہی گم کر دی، اسے باندھا اور تحت الثریٰ میں پہنچا دیا حالانکہ وہ تو اپنے زعم میں ثریا تک رسائی حاصل کر چکا تھا یہ حق ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے بلندی عطا کی اسے نیچا ضرور کر دیا۔

آغاز ۶۹۴ھ

خلیفہ حاکم بامر اللہ تھا اور سلطان الملک الناصر محمد بن قلاوون تھا اس وقت اس کی عمر بارہ سال اور کچھ ماہ تھی مدبر اور فوج کا سپہ سالار امیر زین الدین کتبغا تھا، نائب شام امیر عز الدین ایبک الحموی، وزیر دمشق تقی الدین بن توبہ التکریتی، اور کونسلوں کے نگران شمس الدین الاعسر تھا، شوافع کے قاضی ابن جماعہ اور حنفیہ کے حسام الدین امرازی تھے مالکیہ کے قاضی جمال الدین الزواوی، اور حنابلہ کے شرف الدین حسن تھے، محتسب شہر شہاب الدین الحنفی، الاشرف کا نقیب زین الدین عدنان، بیت المال کا وکیل اور جامع کا ناظر تاج الدین الشیر ازی اور خطیب شہر شرف الدین المقدسی تھا۔

عاشورا کے دن الاشرف کے غلاموں کے ایک گروہ نے اٹھ کر سلطان کی حرمت پامال کر کے اس کے خلاف بغاوت کا ارادہ کیا اور سوق السلاح میں آ کر تمام موجودات کو اٹھالیا پھر جب انہیں گرفتار کیا تو بعض کو پھانسی دی گئیں، بعض کو گلا گھونٹ کر مارا گیا، کچھ کے ہاتھ اور زبانیں کاٹی گئیں، بہت بڑا ہنگامہ برپا ہوا، یہ لوگ تین سو یا اس سے کچھ زیادہ تھے۔

الملک العادل کتبغا کی سلطنت......۱۱ محرم کی صبح، امیر کتبغا تخت سلطنت پر بیٹھ گیا اور الملک الناصر کو معزول کر کے اس پر لازم کر دیا کہ اپنے گھر میں رہے اور وہاں سے نہ نکلے، امراء نے اس کی بیعت کر کے اسے مبارک باد دی، اس نے ایک بڑا دستر خوان بچھوایا، بیعت کی خبر لے کر ایلچی تمام علاقوں کو روانہ ہو گئے اور وہاں بھی ان کی بیعت کی گئی، مستقلاً ان کے نام کا خطبہ دیا گیا اور ان کے ہی نام پر سکہ ڈھالا گیا، جب تمام معاملات مکمل ہوئے تو شہروں کو مزین و آراستہ کر کے خوشیاں منائی گئیں، الملک العادل کا لقب انہیں دیا گیا اس کی عمر اس وقت پچاس برس کے قریب تھی، معرکہ عین جالوت کے بعد حمص کے جو پہلی جنگ ہوئی تھی اس میں قید ہو گئے تھے، تاتاریوں کے ایک قبیلے غویرانیہ سے تھے، مصر میں اپنا نائب امیر حسام الدین لاجین سلحدار ی منصوری کو بنایا جو اس سے قبل مدبر ممالک تھے، علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں بعض امراء کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ہلاکو خان نے اپنے نجومی سے کہا مجھے موجودہ سر کردہ امراء میں سے اس کا نام بتاؤ جو مصر پر قبضہ کرے گا، نجومی اپنا حساب کتاب کر کے کہنے لگا کہ مجھے کتبغا نام کا ایک شخص نظر آ رہا تھا جو مصر پر قابض ہوگا، اس نے سمجھا کہ وہ شخص ہلاکو خان کا داماد کتبغا نوین ہے، چنانچہ اسے فوج کا سپہ سالار بنایا لیکن قبضہ کرنے والا وہ نہیں تھا اس لئے وہ معرکہ عین جالوت میں قتل ہو چکا جیسا کہ ہم نے بیان کر دیا ہے، مصر پر قبضہ کرنے والا شخص یہی کتبغا تھا، صالح، عمدہ سیرت اور عادل امراء میں سے تھے نصرت اسلام میں عزم صادق کے مالک تھے۔

ربیع الاول کے شروع میں بروز چہار شنبہ کتبغا شاہی شان و شوکت کے ساتھ سوار ہو کر قاہرہ کے پار نکل گیا لوگوں نے ان کے لئے دعائیں کی الصاحب تاج الدین بن حنا کو وزارت سے معزول کر کے فخر الدین بن خلیلی کو وزیر مملکت بنایا، دمشق میں مسجد قدم کے قریب لوگوں نے نماز استسقاء پڑھی۔

تاج الدین صالح الجعبری نے شرف الدین المقدسی کی نیابت میں خطبہ دیا کیونکہ وہ بیمار تھے اور اس کی وجہ سے مستعفی ہو گئے تھے اس لئے الجعبری نے اس دن یعنی ۵ رجمادی الاولیٰ بروز چہار شنبہ خطبہ دیا لیکن بارش نہ برسی، پھر مذکورہ مقام پر دوبارہ بروز ہفتہ ۷ رجمادی الاولیٰ نماز استسقاء پڑھی گئی، شرف الدین المقدسی نے خطبہ دیا اس دفعہ پہلے سے زیادہ مجمع تھا لیکن اس دفعہ بھی بارش نہ ہوئی، رجب میں جمال الدین بن الشریشی نے قاضی بدر الدین بن جماعہ کی نیابت میں فیصلے کئے اسی مہینے میں قاضی شمس الدین بن العز نے مدرسہ معظمیہ کو علاء الدین بن الدقاق سے لے کر اس میں درس دیا۔

اسی ماہ القدس اور الخلیل کا والی الملک الاوحد بن الملک الناصر داؤد بن المعظم بنا، رمضان میں حنابلہ کے لئے فرمان آیا کہ وہ بڑے امام سے پہلے نماز پڑھا کریں کیونکہ وہ اس کے بعد پڑھا کرتے تھے، جب محراب صحابہ کے لئے امام مقرر کیا گیا تو سب ایک ساتھ نماز پڑھنے لگے لیکن اس سے بڑی الجھنیں پیدا ہونے لگیں، لہٰذا یہ قاعدہ نافذ کیا گیا کہ وہ بڑے امام سے پہلے مزار علی رضی اللہ عنہ کی نماز کے وقت صحن میں اپنے محراب کے پاس تیسرے مغربی برآمدے میں نماز پڑھا کریں۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ یہ قاعدہ ۷۰۲ھ کے بعد بدل دیا گیا جیسا کہ آگے آئیگا، اواخر رمضان میں قاضی نجم الدین بن صصری، شامی فوج

کے قاضی بن کر تشریف لائے، ۵ شوال خمیس کے روز قاضی بدرالدین بن جماعہ نے امام اور خطیب کی حیثیت سے خطیب و مدرس شرف الدین المقدسی کے عوض محراب جامع میں ظہر کی نماز پڑھائی اور اگلے دن خطبہ جمعہ دیا لوگوں نے ان کی قرأت اور خطبے کو پسند کیا، یہ عہدہ انہیں قضاء وغیرہ کے علاوہ ملا تھا۔

اوائل شوال میں مصر سے مختلف شاہی فرامین آئے، ایک فرمان غزالیہ کی تدریس خطیب المقدسی کے بدلہ ابن صصری کے حوالے کرنے کی متعلق تھا دوسرا فرمان مدرسہ امینیہ کی تدریس نجم الدین بن صصری کی جگہ امام الدین قزوینی کے سپرد کرنے کے متعلق تھا اور ظاہریہ برانیہ کی تدریس ابن صصری کے بجائے اس کے بھائی جلال الدین کو دی گئی تھی۔

مسجد القصب کے پاس جس حمام کی بنیاد عزالدین الحموی نے ڈالی تھی اس کی تعمیر شوال میں مکمل ہوئی وہ بہترین حماموں میں سے ایک ہے، شرف الدین مقدسی کی جگہ شیخ علاء الدین بن العطار مدرسہ نوریہ کے دارالحدیث کے شیخ بن گئے، اس سال الملک العادل کتبغا کے بیٹے الملک المجاہد انس نے حج کیا، حرمین اور دیگر جگہوں پر بہت سے صدقے کئے، عرفہ کے دن ۹ ذی الحجہ میں دمشق میں اعلان کیا گیا کہ کوئی ذمی کسی گھوڑے یا خچر پر سوار نہ ہو اگر کوئی مسلمان کسی ذمی کو اس حکم کی خلاف ورزی کرتا ہوا پائے تو وہ اس کا سامان وسواری اس مسلمان کو دیا جائے گا۔

اس سال کے اواخر اور آئندہ سال مصری علاقوں میں شدید قحط پڑا بہت سے آدمی ہلاک ہو گئے صرف ذی الحجہ کے مہینہ میں بیس ہزار کے قریب لوگ مر گئے، اسی سال قازان بن ارغون بن ابغا بن تولی بن چنگیز خان تاتاریوں کا بادشاہ بن کر امیر توزون رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر اپنے اسلام لانے کا اعلان کیا، اس وجہ سے تاتاریوں کی اکثریت مسلمان ہوگئی اس نے اپنے قبول اسلام کے دن سونا چاندی اور موتیاں لوگوں میں بانٹ دیں، محمود اس کا نام رکھا گیا، جمعہ اور خطبے میں شریک ہوا، بہت سے گرجوں کو برباد کیا اور عیسائیوں پر جزیہ عائد کیا، بغداد اور دوسرے کئی علاقوں میں بہت سے مظالم کو روک دیا۔

اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات

شیخ ابوالرجال المنینی ......شیخ، صالح، زاہد، عابد ابوالرجال بن مرعی بن بحتر المنینی، ان کے بہت سے احوال اور مکاشفات معروف ہیں، اہل دمشق اور دیگر شہروں کے لوگ گاؤں منین میں ان کے زیارت کے لئے آتے تھے، اگر کبھی وہ خود دمشق آتے تو ان کا اکرام اور ضیافت کی جاتی تھی، ان کے شہر میں ہی ان کی خانقاہ تھی۔ مروجہ سماع شیطانی سے بری تھے، شیخ جندل کے شاگرد تھے اور شیخ جندل کبار صالحین اور طریق سلف کے متبع تھے، اور شیخ ابوالرجال ۸۰ برس کی عمر کو پہنچے تھے، ۱۰ محرم کو منین میں اپنے گھر میں ہی انتقال فرمایا۔

دمشق سے لوگ ان کے جنازے میں شرکت کے لئے نکلے بعض شریک ہو سکے اور کچھ کے پہنچنے سے پہلے ہی جنازہ ہو گیا، تو انہوں نے قبر پر نماز جنازہ پڑھی، اپنی خانقاہ میں دفن کئے گئے، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

اس سال اواخر ربیع الاول میں خبر آئی عساف بن احمد بن حجی جس نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے نصرانی کو پناہ دی تھی قتل کر دیا گیا، یہ سن کر لوگ بہت خوش ہوئے۔

شیخ صالح جمال الدین...... صالح، عابد، زاہد، متورع، بقیۃ السلف شیخ جمال الدین ابوالقاسم عبدالصمد بن الحرستانی بن قاضی القضاۃ وخطیب الخطباء عمادالدین عبدالکریم بن جمال الدین عبدالصمد، حدیث سنی، امامت اور غزالیہ کی تدریس میں اپنے والد کے نائب بنے، پھر مناصب اور دنیا کو ترک کر کے عبادت میں لگ گئے، لوگ ان کے متعلق نہایت اچھا اعتقاد رکھتے تھے ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے اور ان سے دعا کی درخواست کرتے تھے، ۸۰ برس سے متجاوز عمر پائی، اواخر ربیع الآخر میں دامن کوہ میں اپنے اہل کے نزدیک دفن کئے گئے۔

شیخ محب الدین الطبری المکی الشافعی...... متعدد شیوخ سے حدیث سنی، بہت سے فنون میں تصنیفات لکھیں، ان میں سے کتاب

الاحکام کئی مفید جلدوں پر مشتمل ہے، اوران کی ایک کتاب جامع المسانید کی ترتیب پر ہے جسے یمن کے حاکم کے لئے سنایا تھا اس سال بروز خمیس ۲۷ جمادی الآخر کو پیدا ہوئے، مکہ مکرمہ میں دفن ہوئے ان کے عمدہ اشعار بھی ہیں ان میں سے ایک قصیدہ مکہ اور مدینہ کے درمیانی منازل کے متعلق ہے جو تین سو سے زائد اشعار پر مشتمل ہے اسے حافظ شرف الدین الدمیاطی نے اپنے معجم میں ان کی روایت سے نقل کیا ہے۔

حاکم یمن الملک المظفر ...... یوسف بن المنصور نور الدین عمر بن علی بن رسول، مملکت یمن میں اپنے والد کے بعد ۴۷ سال تک حکومت کرتے رہے اس کے والد نے بیس برس سے زیادہ الملک اقسیس بن الکامل محمد کے بعد حکومت سنبھالے رکھی، عمر بن رسول اقسیس کی فوج کے سپہ سالار تھے، جب اقسیس فوت ہوا تو اس نے تخت پر قبضہ کرلیا اور تمام معاملات درست کر دیئے الملک المنصور اس کا نام رکھا گیا اور بیس برس سے زائد عرصے تک حکومت چلاتا رہا پھر ۴۷ سال تک اس کے بیٹے المظفر نے تخت سنبھالا اس کے بعد اس کا بیٹا الملک الاشرف محمد الدین حاکم بنا لیکن ایک سال پورا ہونے سے قبل فوت ہوگیا۔

اس کے بعد اس کا بھائی المؤید عزالدین داؤد بن المظفر نے ایک مدت تک حکومت کی، الملک المظفر کی وفات رجب میں ہوئی، ۸۰ برس سے متجاوز عمر تھی، حدیث اور سماع حدیث کے دلدادہ تھے، اپنے لئے چالیس حدیثیں جمع کیں تھیں۔

شرف الدین المقدسی ...... شیخ امام، خطیب، مدرس، مفتی شرف الدین ابوالعباس احمد بن شیخ کمال الدین احمد بن نعمۃ بن احمد بن جعفر بن حسین بن حماد المقدسی الشافعی، ۶۲۲ھ میں پیدا ہوئے، سماع احادیث کثیرہ کیا، عمدہ کتابت کی، مفید وجید تصنیفات لکھیں، دمشق میں تدریس وخطابت کے ساتھ نیابت قضاء پر بھی جلوہ افروز رہے، دارالحدیث النوریہ اور الغزالیہ کے مدرس رہے، ایک وقت مدرسہ شامیہ برانیہ میں بھی درس دیا، فضلاء کی ایک جماعت کو افتاء کی اجازت دے دی جن میں شیخ امام علامہ شیخ الاسلام ابوالعباس بن تیمیہ بھی تھے وہ خوشی اور افتخار سے فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ابن تیمیہ کو افتاء کی اجازت دی ہے، علوم وفنون کثیرہ میں بہترین مہارت کے حامل تھے، خوبصورت اشعار بھی کہتے تھے، اصول فقہ کی ایک تصنیف میں بہت سی چیزیں اکٹھی کی ہیں، وہ کتاب ان کی اپنی خوبصورت تحریر میں میرے پاس موجود ہے، ۷۰ برس سے متجاوز عمر پاکر ۱۷ رمضان بروز یک شنبہ انتقال فرمایا، باب کیسان کے مقبرے میں اپنے والد کے قریب دفن ہوئے، اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے والد پر رحم فرمائے، ان کی وفات کے بعد جامع جراح کے خطیب شیخ شرف الدین الفزاری نے عید کے دن خطبہ دیا پھر خطابت ابن جماعہ کے حوالہ کرنے کا فرمان آیا ان کے اشعار میں سے یہ دو شعر بھی ہیں:

> پھول کا قصد کرتا کہ تو اس کی چغلی کھائے اور غموں کے ہجوم میں بھاگتے ہوئے پھینک دے، جو شخص پھول کے گرد اس کی
> تر و تازگی کے وقت کٹنے سے پہلے طواف نہ کرے تو اس نے بڑی کوتاہی کی۔

الصدر نجم الدین ...... ابوبکر محمد بن عیاش التیمی الجوہری، مدرسہ جوہریہ کو دمشق میں حنفیہ کے لئے وقف کرنے والے یہی ہیں، بروز سہ شنبہ ۱۹ شوال کو وفات پائی اپنے مدرسے میں مدفون ہوئے ۸۰ برس سے زائد عمر پائی، بادشاہوں اور ان کے ماتحتوں کی خدمت کی تھی۔

شیخ مجد الدین التنوخی ...... شیخ امام عالم مفتی خطیب طبیب مجد الدین ابو محمد عبدالوھاب بن احمد بن ابوالفتح بن سحنون التنوخی الحنفی، النیرب کے خطیب اور مدرسہ دماغیہ میں حنفیہ کے مدرس تھے، ماہر اور حاذق طبیب تھے، نیرب میں وفات پائی، جامع صالحیہ میں نماز جنازہ پڑھی گئی، فاضل تھے، عمدہ اشعار کہتے تھے، چند حدیثیں بھی روایت کی ہیں، ۷۵ برس کی عمر میں ۵ ذی قعدہ ہفتہ کی شب انتقال فرمایا۔

عزالدین الفاروثی ...... شیخ امام عابد زاہد خطیب عزالدین ابوالعباس احمد بن شیخ محی الدین ابراہیم بن عمر بن الفرج بن سابور بن علی بن غنیمہ الفاروثی الواسطی، ۶۱۴ھ میں ولادت ہوئی، حدیث کا سماع کیا اور اس کے لئے سفر بھی کیا، حدیث، تفسیر، فقہ، وعظ اور بلاغت میں اچھی استطاعت رکھتے تھے، متدین، متورع اور زاہد انسان تھے، الظاہر کی حکومت میں دمشق آئے تو الجاروخیہ کی تدریس اور مسجد ابن ہشام کی امامت ان کو

دی گئی، اس خدمت پر ان کے لئے کچھ مشاعرہ بھی مقرر کیا گیا، ایثار، احوال صالحہ اور مکاشفات کثیرہ کے مالک تھے، ایک روز نماز پڑھانے مسجد ابن ہشام کے محراب میں گئے اور تکبیر تحریمہ سے پہلے دائیں طرف رخ کر کے فرمایا جاؤ غسل کرو، لیکن کوئی نہیں نکلا پھر دوبارہ، سہ بارہ یہی کہا پھر بھی کوئی نہیں نکلا، تو فرمایا اے عثمان! نکل اور غسل کر کے آ، چنانچہ صف سے ایک شخص نکلا اور غسل کر کے آیا اور شیخ کے پاس جا کر معذرت طلب کی، یہ شخص نیک آدمی تھا اس نے بتایا کہ رات کو نیند میں کوئی صورت نظر آئے بغیر مجھے احتلام ہوا تھا، میں نے سمجھا کہ اس سے غسل واجب نہیں ہوتا پھر جب شیخ نے نکلنے کا کہا تو میرا گمان تھا کہ ان کا مخاطب کوئی اور شخص ہے لیکن جب میرا نام لیا تو میں جان گیا کہ میں ہی مراد ہوں۔

الفاروثی، المنصور قلاوون کے ایام میں ایک بار پھر دمشق آئے اور کئی ماہ تک جامع دمشق میں خطبہ دیتے رہے پھر موفق الدین الحموی کی خاطر معزول کئے گئے، یہ بات اس سے قبل گذر چکی ہے، مدرسہ نجیبیہ اور دار الحدیث الظاہریہ میں پڑھا رہے تھے لیکن یہ سب کچھ چھوڑ کر اپنے وطن تشریف لے گئے اور وہیں ذوالحجہ کے آغاز میں چہارشنبہ کی صبح کو اس دنیا سے رحلت فرمائی، ان کی وفات کے دن واسط میں بڑے اجتماع کا دن تھا دمشق اور دیگر علاقوں میں ان کی نماز پڑھی گئی، تصوف میں سلسلہ سہروردیہ سے خرقہ حاصل کیا حدیث پڑھائی، البرزالی نے ان سے صحیح بخاری اور جامع ترمذی، سنن ترمذی، ابن ماجہ، مسند شافعی، مسند عبد بن حمید، طبرانی کی معجم صغیر، مسند دارمی اور فضائل القرآن لابی عبید وغیرہ کتابیں سنی تھیں۔

الجمال المحقق..... احمد بن عبداللہ بن حسین دمشقی، مسلک شافعی کی فقہ حاصل کی، اس میں ماہر بن کر فتویٰ اور تدریس کا کام کیا، طب میں بھی فاضل تھے، دوسرے لوگوں سے طب میں مہارت کی وجہ سے الدخواریہ کے شیخ بنائے گئے، طبیبوں کے دستور کے مطابق بیمارستان نوری کے مریضوں کی عیادت کی، الفرخشانیہ میں شوافع کے مدرس تھے اور کئی دیگر مدارس میں درس دہرایا کرتے تھے، ذہین اور فنون کثیرہ میں ماہر تھے۔

الملک الاشرف کی صاحبزادی الست خاتون......الملک الاشرف موسیٰ بن العادل کی صاحبزادی اور الصالح اسماعیل بن العادل کے بیٹے المنصور کی بیوی تھیں، یہی وہ خاتون ہیں جن کی سفاہت منصور قلاوون کے زمانے میں ثابت کر کے اس سے حزرم خریدا گیا تھا اور اس کی وجہ سے رزین الدین السامیری سے الزنبقیہ لیا گیا۔

الصدر جمال الدین..... یوسف بن علی بن مہاجر التکریتی، صاحب تقی الدین توبہ کے بھائی ہیں، کچھ وقت دمشق کے محتسب بنے، دامن کوہ میں اپنے بھائی کے مقبرے میں دفن کئے گئے ان کے جنازے میں کافی ہجوم تھا، عاقل اور صاحب ثروت و مروت تھے تین بیٹے شمس الدین محمد، علاء الدین علی، اور بدر الدین حسن چھوڑ گئے۔

آغاز ۶۹۵ھ

سال کے آغاز پر خلیفہ وقت حاکم بامر اللہ ابو العباس احمد العباسی تھا، سلطان الملک العادل زین الدین کتبغا تھا مصر میں اس کا نائب امیر حسام الدین لاجین السلحداری، اور اس کا وزیر فخر الدین بن الخلیلی تھا قاضیان شام و مصر گزشتہ سال میں مذکورہ تھے، نائب شام عز الدین الحموی اور اس کا وزیر تقی الدین توبہ کونسلوں کا نگران اعلیٰ الاعسر خطیب بلد اور قاضی ابن جماعہ تھے، محرم میں شرف الدین بن الشیرجی کی جگہ یتیموں کی نگہداشت کا عہدہ برھان الدین بن ہلال کے حوالہ کیا گیا۔

اس سال کے آغاز ہی میں مصری علاقوں میں قحط و تباہی عروج پر تھے، سوائے تھوڑی تعداد کے اکثر لوگ فنا ہو گئے ایک گڑھا کھود کر اس میں لوگوں کو اجتماعی طور پر دفن کر دیا جاتا تھا، اشیاء کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں اور اشیاء خورد و نوش بھی انتہاء قلت میں تھیں، اور وہاں سے موت بھی اپنے کام میں لگی ہوئی تھی، چنانچہ دیار مصریہ میں صرف صفر کے مہینے میں ایک لاکھ تیس ہزار کے قریب لوگ مرے، شام میں بھی گرانی آئی، چنانچہ ایک بوری کی قیمت دو دو رہم تک پہنچ گئی، انہیں دنوں میں جب تاتاریوں کو کتبغا کی سلطنت کی خبر ملی تو عویرانی تاتاریوں کی جماعت شام آئی فوج نے کشادگی سینہ اور وسعت قلب کے ساتھ قبول کیا اور وہاں امیر قراسنقر المنصوری کے ساتھ مصر چلے گئے اور وہاں سے قحط اور لوگوں کی ہلاکت کی خبریں آنے لگیں

یہاں تک کہا گیا کہ اسکندریہ میں مرغی کا ایک چوزہ ۳۶ درہم اور قاہرہ میں ۱۹ درہم میں فروخت ہونے لگا، تین انڈے ایک درہم میں بکنے لگے اور گدھے، گھوڑے خچر اور کتے لوگوں کے کھانے کی وجہ سے ختم ہو گئے ان میں سے کوئی بھی جانور نظر آتا تو اسے پکڑ کر کھا لیتے تھے۔

۱۲ جمادی الاولیٰ بروز ہفتہ تقی الدین بن بنت الاعز کی جگہ شیخ علامہ تقی الدین بن دقیق العید، مصر کے قاضی القضاۃ بنائے گئے اور جمادی الاخر میں مصری قحط زدہ علاقوں میں خوشحالی آ گئی اور نقصانات و بھوک کا خاتمہ ہوا۔

صدرالدین بن رزین کی وفات کے بعد بروز چہارشنبہ ۲ رجب کو قاضی امام الدین نے قیمیریہ میں درس دیا علامہ البرزالی نے فرمایا کہ اس سال زمزم کے قبے پر بجلی گری جس سے مسجد حرام کے مؤذن شیخ علی بن محمد بن عبدالسلام شہید ہوئے، وہ مذکورہ قبے کی چھت پر اذان دیا کرتے تھے، کچھ حدیثیں بھی روایت کی ہیں، اسی سال الملک الظاہر کی اہلیہ ام سلامش، بلاد اشکری سے اواخر رمضان میں دمشق پہنچی، نائب شہر نے اس کے پاس ہدایا اور تحفے بھیجے اور اس کے لئے وظائف اور اقامت گاہ مقرر کئے انہیں خلیل بن المنصور نے سلطنت پا کر جلاوطن کر دیا تھا۔

علامہ جزری فرماتے ہیں کہ رجب میں کمال الدین بن القلانسی نے جلال الدین القزوینی کی جگہ درس دیا ۱۷ شعبان بروز چہارشنبہ شیخ امام علامہ شیخ الاسلام تقی الدین بن تیمیہ الحرانی نے مدرسہ حنبلیہ میں شیخ زین الدین بن المنجی کی جگہ درس دیا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے جوار رحمت کی طرف رحلت کر گئے تھے اور علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے عماد بن منجا کا حلقہ درس شمس الدین الفخر بعلبکی کی خاطر ترک کر دیا، شوال کے آخر میں قاضی جمال الدین الرزعی یعنی سلیمان بن عمر بن سالم الازرعی جو زرع کے حکمران تھے دمشق میں ابن جماعہ کے نائب بنے بڑی خوبی سیرت کا مظاہرہ کیا، اسی سال ۱۰ اخر شوال میں سلطان کتبغا مصر سے شام کا قصد کر کے روانہ ہوئے جب یہ خبر ڈاک کے ذریعے دمشق پہنچی تو قلعہ میں خوشیاں منائی گئیں اور لوگوں نے سلطان اور اس کے نائب ولاجین اور اس کے وزیر ابن الخلیلی کو قلعہ میں اتار دیا، بروز یک شنبہ ۱۶ ذی القعدہ کو قضاء حنابلہ شرف الدین کے بدلہ شیخ تقی الدین سلیمان بن حمزہ المقدسی کو دی گئی اور شیخ المقدسی ارباب ولایت، اکابر امراء اور بقیہ حکام کو خلعتیں نوازی گئیں اور نجم الدین بن ابی الطیب کو ابن الشیر ازی کی جگہ بیت المال کا وکیل بنا گیا اور مذکورہ لوگوں کے ساتھ انہیں بھی خلعت دی گئی، الاعسر اور اس کے بعد ساتھیوں، کاتبوں اور والیوں کی ایک جماعت ابن سلعوس کی بیٹی ابن عدنان اور بعض دوسرے لوگوں کے خلاف فرمان جاری کر کے اور ان سے رقوم کا مطالبہ کر کے ان کے اموال او آمدنیوں کو ضبط کیا گیا، اور بڑی ہیرا پھیری کی گئی۔

اسی دوران شیخ علی الحریری کے دونوں بیٹے حسن اور شیث، بسر سے سلطان کی زیارت کے لئے آئے اور سلطان نے ان کی مدد اور حاجت روائی کی اور پھر دونوں اپنے علاقے کی طرف واپس چلے گئے قلندریہ نے المزہ کے پہاڑ کے دامن میں سلطان کی ضیافت کی تو سلطان نے دس ہزار درہم اس کو ہدیہ دیئے، حاکم حمص سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلطان نے اس کے ساتھ میدان میں گیند کے ساتھ کھیلا، اشراف بلد نے ان کے نقیب زین الدین بن عدنان کی شکایت کی تو صاحب نے اس کے اختیارات ختم کر کے ان کے معاملات شوافع کے قاضی کے حوالہ کئے۔

۲۲ ذی الحجہ بروز جمعہ سلطان نے خطابت کے چبوترے پر نماز پڑھی اس کے دائیں جانب حاکم حماہ اس کے نیچے بدرالدین امیر سلاح اور بائیں جانب الحریری کے لڑکے حسن اور اس کے دونوں بھائی تھے ان کے نیچے نائب مملکت حسام الدین لاجین اس کے پہلو میں نائب شام عز الدین الحموی اس کے نیچے بدرالدین بیسری اس کے نیچے قراسنقر اور اس کے پہلو میں الحاج بہادر اور ان کے پیچھے بڑے بڑے امراء تھے اسی روز خطیب بدرالدین بن جماعہ کو ایک قیمتی خلعت عطا کی، جب نماز پوری ہوئی تو سلطان کو سلام کیا گیا اور اس نے مصحف عثمانی کی زیارت کی پھر ہفتے کی صبح کو میدان میں گیند کے ساتھ کھیل کھیلا۔

۲ ذی الحجہ بروز دوشنبہ امیر عزالدین الحموی کو شام کی نیابت سے بعض نازیبا حرکات کی وجہ سے معزول کر دیا، اور سلطان نے اسے بہت سخت ڈانٹا پھر اسے معاف کر کے اپنے ساتھ مصر چلنے کا حکم دیا اور شام میں امیر سیف الدین عز العادلی کو نائب بنایا اور موجودہ نائب اور سابق نائب دونوں کو خلعت دی، پھر دار العدل میں آیا جہاں وزیر قضاۃ اور امراء بھی حاضر خدمت ہوئے اور اسم بامسمی یعنی عادل تھے اس کے بعد ۱۲ ذی الحجہ کو سلطان حلب کی طرف عازم سفر ہوا اور حرستا سے گذر کر البریہ میں چند دن مقیم رہا پھر لوٹ کر حمص آیا اور نائبین بلاد حاضر خدمت ہوئے اور نائب دمشق امیر عز لو دار العدل میں نزول اجلال فرما کر عادلانہ فیصلے کئے وہ قابل تعریف سیرت اور درست احکام دینے والے تھے، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

شیخ زین الدین بن منجی امام، عالم، علامہ، مسلمانوں کے مفتی، صدر کامل زین الدین ابوالبرکات بن منجی بن صدر عزالدین ابوعمر عثمان بن اسعد بن منجی بن برکات بن متوکل التنوخی، حنابلہ کے شیخ اور عالم تھے، ۶۳۱ھ میں پیدا ہوئے، حدیث سنی، فقہ حاصل کی اور علوم وفنون کثیرہ میں مہارت تامہ حاصل کی جیسے اصول، فروع، عربیت اور تفسیر وغیرہ، خوبصورتی، دیانت، علم وجاہت صحت ذہن، صحت عقیدہ، مناظرہ اور کثرت صدقہ جیسی خوبیاں ان کے یکجا ہوگئی تھیں، جامع میں تبرعاً افائدہ علوم کے لئے مواظبت کے ساتھ حاضر رہا کرتے تھے حتیٰ کہ ۴ شعبان بروز خمیس انتقال فرمایا، ان کے ساتھ ہی ان کی زوجہ ام محمد ست البہا بنت صدرالدین الخجندی کی بھی وفات ہوگئی، جمعہ کے بعد جامع دمشق میں دونوں کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور دونوں کو قاسیون کے دامن میں جامع مظفری کی شمالی جانب الروضہ کے نیچے ایک مقبرے میں دفن کردیا گیا وہ قاضی القضاۃ علاء الدین کے والد ہیں مدرسہ مسماریہ کے شیخ تھے ان کے بعد ان کے بیٹے شرف الدین اور علاء الدین اس کے والی بنے اور مدرسہ حنبلیہ کے بھی شیخ تھے وہاں ان کے بعد شیخ تقی الدین بن تیمیہ نے درس دیا جیسا کہ حوادث کے بیان میں گذر چکا۔

المسعودی "المزۃ" کے صاحب الحمام ...امیر کبیر بدرالدین لولو بن عبداللہ المسعودی، بڑے اور بادشاہوں کی خدمت میں شہرت یافتہ امراء میں سے تھے المزہ میں واقع اپنے باغ میں ۲۷ رشعبان بروز ہفتہ فوت ہوئے یک شنبہ کی صبح وہیں اپنے مقبرے میں دفن کئے گئے اور نائب سلطنت بھی ان کے جنازے میں شریک ہوا، جامع دمشق میں النسر کے نیچے ان کی مجلس تعزیت منعقد ہوئی۔

شیخ صالح اسرائیل بن علی بن حسین الخالدی، باب السلامہ کے باہر ان کی خانقاہ تھی، ان سے ملنے لوگ وہیں آتے تھے زہد وعبادت کے جامع تھے، کسی کے لئے بھی کھڑے نہیں ہوتے تھے چاہے آنے والا کوئی بھی ہو، صاحب اطمینان خشوع اور طریق تصوف کے عارف تھے، جمعہ کے علاوہ اپنے گھر سے بالکل نہیں نکلتے تھے، نصف رمضان کو انتقال فرمایا، قاسیون میں مدفون ہوئے۔

شرف الدین حسین المقدسی...قاضی القضاۃ شرف الدین ابوالفضل حسین بن امام خطیب شرف الدین ابوبکر عبداللہ بن شیخ ابوعمر المقدسی، حدیث کا سماع کیا، فقہ حاصل کی، فروع اور لغت میں ماہر بنے، ادیب اور خوش گفتار اور ملیح انسان تھے، ۶۸۷ھ کے اواخر میں نجم الدین بن شیخ شمس الدین کے بعد قاضی بنائے گئے، دامن کوہ میں واقع دارالحدیث الاشرفیہ میں درس دیا، ۲۲ شوال بروز خمیس کی شب وفات پائی، ۶۰ برس کے قریب عمر تھی، قاسیون میں اپنے دادا کے مقبرے میں دوسرے دن دفن ہوئے، نائب سلطنت قضاۃ اور روسائے بلد نے ان کے جنازے میں شرکت کی، اور دوسرے دن جامع مظفری میں ان کی مجلس تعزیت منعقد کی گئی ان کے بعد تقی الدین سلیمان بن حمزہ قاضی بنائے گئے اسی طرح دارالحدیث الاشرفیہ کی مشیخیت بھی ان کو دی گئی ان کے قبل چند ماہ تک شرف الدین الفابر حنبلی نابلسی کے پاس رہی پھر ان سے لے کر مستقل طور پر التقی سلیمان المقدسی کو دی گئی۔

شیخ ابومحمد المالکی... شیخ، امام، عالم، عابد ابومحمد بن ابی حمزہ المغربی المالکی، ذی القعدہ میں دیار مصریہ میں فوت ہوئے، حق گو، اچھائی کے زبردست داعی اور برائیوں سے سختی سے منع کرنے والے تھے۔

صاحب محی الدین بن النحاس......ابوعبداللہ محمد بن بدرالدین یعقوب بن ابراہیم بن عبداللہ بن طارق بن سالم بن النحاس اسدی حلبی حنفی، ۶۱۴ھ میں حلب میں تولد ہوئے تحصیل علوم میں لگ کر کمال حاصل کیا، حدیث کا سماع، ایک مدت تک دمشق میں رہائش پذیر رہے وہاں بڑے بڑے مدارس جیسے ظاہریہ زنجابیہ وغیرہ میں درس دیا، حلب میں قاضی اور دمشق میں وزیر بنائے گئے، خزانہ، کونسلوں اور اوقاف کے نظارت کے عہدے ان کے حوالے کئے گئے، معظم اور صاحب فضیلت اور مناظرے میں منصف رہے اور سلف کے طریقے کے مطابق حدیث اور محدثین سے محبت رکھتے رہے، شیخ عبدالقادر ان کی جماعت سے محبت کرتے تھے، المزہ میں واقع اپنے باغ میں ذی الحجہ کی آخری تاریخ دوشنبہ کی رات کو اس دنیا سے رحلت

فرما گئے،۸۰ برس سے متجاوز عمر پائی، المزہ ہی میں اپنے ایک مقبرے میں بروز سہ شنبہ ۶۹۶ھ کے پہلے دفن کئے گئے ان کے جنازے میں نائب سلطنت اور قاضی صاحبان شریک ہوئے۔

قاضی القضاۃ تقی الدین العلائی .....تقی الدین ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن قاضی القضاۃ تاج الدین ابومحمد عبدالوھاب بن القاضی الاعز ابوالقاسم خلف بن بدر العلائی الشافعی، جمادی الاولیٰ میں فوت ہوئے اور القرافہ میں اپنے مقبرے میں دفن کئے گئے۔

آغاز ۶۹۶ھ

خلیفہ، سلطان، نائب مصر، نائب شام اور قضاۃ وہی حضرات تھے جو اس سے قبل مذکور ہوئے، سلطان الملک العادل کتبغا نائب مصر لاجین اکابر امراء کے ہمراہ حمص کے مضافات میں شکار کھیل رہا تھا جبکہ نائب شام امیر سیف الدین غرلو العادلی، دمشق میں تھا۔

۲محرم بروز چہار شنبہ سلطان کتبغا دمشق میں داخل مقصورہ میں جمعہ کی نماز ادا کی اور ھود علیہ السلام کی طرف منسوب قبر کی زیارت کی اور وہاں نماز پڑھی، اور لوگوں کی درخواستیں اپنے ہاتھ سے وصول کیں، اور ہفتے کے روز دار العدل میں بیٹھ کر خود اس نے اور اس کے وزیر فخر الدین الخلیلی نے ان درخواستوں پر دستخط کئے، اسی مہینے میں شہاب الدین بن محی الدین بن النحاس اپنے والد کے دونوں مدرسوں الظاہریہ والرنجابیہ میں حاضر ہوا، لوگ اس کے پاس آئے سلطان نے پھر بروز چہار شنبہ دار العدل میں مجلس لگائی اور جمعہ کی نماز مقصورہ ہی میں ادا کی، اسی دن مغارۃ الدم کی زیارت کے لئے اوپر چڑھے، وہاں دعا کی اور کچھ مال صدقہ کیا وزیر الخلیلی ایک شنبہ کی رات ۱۳محرم کو عشاء کے بعد جامع میں آیا اور الکاملیہ کی کھڑکی کے پاس بیٹھا، قرا حضرات نے ان کے سامنے تلاوت کی، اور اس نے جامع کی اندرونی فرش کو مکمل کرنے کا حکم دیا چنانچہ فرش کی تکمیل کی گئی دو مہینے کی یہی حالت رہی پھر فرش کی وہی پرانی حالت ہوگئی۔

اسی روز صبح قاضی شمس الدین بن الحریری نے ابن النحاس کے عوض ان کے مابین اس معاملے میں اتفاق کی وجہ سے القیمازیہ میں درس دیا۔لوگوں کا ایک گروہ بھی حاضر درس ہوا سلطان نے دوسرا جمعہ بھی المقصورہ میں پڑھا، وزیر ابن الخلیلی اس کے ہمراہ تھا لیکن وہ ایک بیماری کی وجہ سے کمزور ہوگیا تھا ۱۷محرم کو سلطان نے الملک الکامل بن الملک السعید بن الصالح اسماعیل بن العادل کو طبلخانہ اور شربوش پہننے کا حکم دیا اور قلعہ میں داخل ہوا تو اس کے دروازے پر اس کے لئے ڈھول بجائے گئے۔

پھر وہ ۲۲محرم سہ شنبہ کی صبح کو فوجیں لے کر دمشق سے روانہ ہوا، اس کے بعد وزیر روانہ ہوا دار الحدیث کے پاس سے گذر کر اثر نبوی کی زیارت کی شیخ زین الدین الفارقی نے اس سے ملاقات اور ناصریہ کی تدریس کے متعلق اس سے گفتگو کی کیونکہ اس نے شامیہ برانیہ کی تدریس ترک کردی تھی، تو قاضی کمال الدین الشریشی کو اس پر مقرر کیا، اس نے بتایا کہ وزیر نے شیخ کو دنیوی متاع میں سے کچھ دیا جسے اس نے قبول کیا اسی اثر نبوی کے خادم المعین خطاب کو بھی کچھ دے دیا، رؤسا اور قضاۃ وزیر کو رخصت کرنے کے لئے نکلے اور اسی روز اچھی بارش ہوئی لوگوں نے راحت پائی اور بارش نے فوج کے باقی ماندہ میل کچیل کو دھو دیا، الثنی تو بہ وزیر کے الوداع سے اس حال میں لوٹے کہ انہیں خزانہ کی نگہداشت کا عہدہ سونپا گیا تھا اور شہاب الدین بن النحاس کو اس سے معزول کیا گیا تھا بروز چہار شنبہ محرم کی آخری تاریخ کو شیخ ناصر الدین نے ناصریہ جوانیہ میں قاضی بدر الدین بن جماعہ کی جگہ درس دیا۔

اسی روز لوگ فوجوں کے درمیان ہنگامہ، اختلاف اور تشویش پھیل جانے کے متعلق آپس میں باتیں کرنے لگے تو قلعہ کا شہر کی طرف والا دروازہ بند کردیا گیا اور الصاحب شہاب الدین الخوخہ کی جانب سے قلعہ میں داخل ہوا اور نائب اور امراء نے حالات کا مقابلہ کرنے کی تیاری کی لشکر کا ایک دستہ حالات کا جائزہ لینے باب النصر پر سوار ہوا، عصر کے وقت سلطان الملک العادل کتبغا اپنے پانچ یا چھ غلاموں کے ساتھ قلعہ میں داخل ہوا تو سارے امراء اس کے پاس جمع ہوئے اس نے ابن جماعہ اور حسام الدین حنفی کو بلا کر امراء کو دوبارہ از سر نو حلف دلوایا تو انہوں نے بھی حلف اٹھایا، سب کو خلعت دی اور امیر حسام الدین لاجین کے نائبین اور اس کے خواص کی گرفتاری اور ضبطی کا حکم دیا، العادل نے یہ دن قلعہ میں مقیم رہ کر گذارے۔

ان کے درمیان اختلاف بروز دوشنبہ ۲۹ محرم کو وادی فحم میں پیدا ہوا تھا اس کا سبب یہ ہوا کہ امیر حسام الدین لاجین نے پوشیدہ طور پر امراء کی ایک جماعت کو لعادل کے خلاف اکسایا تھا اور انہیں پورے طور پر اعتماد میں لیا تھا دمشق سے نکلتے وقت اس نے العادل کو مشورہ دیا تھا کہ خزانہ اپنے ساتھ مصر لے چلو اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر الملک العادل ان سے بچ کر دمشق لوٹے تو یہاں اسے ایسی کوئی چیز نہ ملے جس سے وہ تقویت حاصل کرے۔ ۔ یہ سارا خزانہ اس کی خفیہ سازش کے لئے کارآمد ہو، جب لاجین وغیرہ مذکورہ مقام پر پہنچے تو لاجین اور عادلی امراء امیر سیف الدین بیحاص اور بکتوت الازرق کو قتل کر کے خزانہ اور فوج پر قابض ہو گیا، اور دیار مصر پہ روانہ ہوا، جب الملک العادل نے یہ خبر سنی تو راستہ بدل کر اکیلے دمشق پہنچا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، اس کے بعض مملوک جیسے کہ زین الدین بعدبک وغیرہ لوٹ کر اس کے پاس آئے اور شہاب الدین حنفی تدبیر مملکت کے واسطے قلعہ میں ہی رہا۔

ابن الشریشی نے شامیہ برانیہ میں آغاز صفر میں خمیس کی صبح کو درس دیا ان ایام میں بہت سے معاملات درہم برہم ہو گئے، سلطان قلعے سے نکلتے ہی نہیں تھے، بہت سے ٹیکسوں کو چھوڑ کر ان کے متعلق فرامین لکھے اور وہ لوگوں کے سامنے پڑھے گئے اشیاء کی قیمتیں بہت بڑھ گئیں حتیٰ کہ ایک تھیلا دو سو درہم میں فروخت ہونے لگا، شدید تر ہو گئے اور معاملات کا شیرازہ بکھر گیا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

الملک المنصور لاجین السلحداری کی سلطنت... وہ خزانہ اور فوج کے ساتھ شاہی شان وعظمت کے ساتھ مصر میں داخل ہوا تمام بڑے امراء نے اس کے ساتھ اتفاق کر کے اس کی بیعت کی اور اسے سلطان بلا دبنایا، وہ ۱۰ صفر بروز جمعہ سریر مملکت پر جلوہ فگن ہوا مصر میں خوشی کے شادیانے بجے، شہر کی زیبائش وآرائش کی گئی منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا الملک المنصور کا لقب اختیار کیا القدس اور الخلیل اور الکرک اور نابلس اور سفد وغیرہ شہروں میں بھی خوشیاں منائی گئی اسی دوران امراء دمشق کا ایک گروہ اس کے پاس گیا یہ گروہ الرحبہ کی سمت سے امیر سیف الدین کجکن کی ہمراہی میں آ کر شہر سے پہلے قلعہ کے میدان میں اترے اور العادل کی مخالفت اور المنصور لاجین صاحب مصر کی اطاعت وفرمانبرداری کا اقرار کیا اسی طرح یکے بعد دیگرے امراء کی جماعتیں جوق در جوق اس کی اطاعت میں آتی گئیں اور العادل کی حالت بہت ہی کمزور ہو گئی، جب اس نے دیکھا کہ معاملہ ہاتھ سے نکل چکا ہے تو امراء میں سے خشداشی کہنے لگا کہ میں اور وہ ایک ہی چیز ہیں۔ میں اس کا فرمانبردار اور مطیع ہوں، وہ قلعے کے جس جگہ چاہے میں وہیں بیٹھ جاتا ہوں تاکہ تم اس سے مراسلت کر کے دیکھو کہ وہ کیا کہتا ہے اتنے میں ایک ایلچی نے آ کر خبر دی کہ قلعہ اور العادل کی نگرانی کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ لوگ مزید فتنہ وفساد اور قسم قسم کی باتیں کرنے لگے قلعے کے دروازے بند تھے شہر کے بھی تمام دروازے سوائے باب النصر کی کھڑکی بند تھے عوام قلعے کے اردگرد جوم در جوم کھڑے تھے اس کھینچا تانی میں بعض لوگ خندق میں گر کر مر گئے۔

ہفتہ کی شام کو رات گئے الملک المنصور لاجین کی سلطنت کا اعلان کیا گیا اور دوسرے روز عصر کے بعد شادیانے بجے موذنین نے جامع دمشق میں ایک شنبہ کی رات سحر کے وقت اس کے لئے دعا کر کے یہ آیت تلاوت کرتے رہے:

قل اللھم مالک الملک توتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء (سورہ آل عمران آیت ۲۶)

تو کہہ! اے اللہ! بادشاہی کے مالک! تو جس کو چاہتا ہے بادشاہی عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے بادشاہی چھین لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔

یک شنبہ کی صبح قاضی صاحبان اور امراء جن میں غرلو العادلی بھی تھا دار السعادۃ میں مجتمع ہوئے اور منصور لاجین کی اطاعت کا حلف اٹھایا شہر میں بھی اس کی منادی کرائی گئی اور اعلان کیا گیا کہ لوگ اپنی دکانیں کھول لیں، القاضی شہاب الدین اور اس کا بھائی زین الدین المحتسب روپوش ہو گئے اس کی روپوشی کے دنوں میں والی بلد ابن النشابی نے احتساب کی ذمہ داری سنبھالی، پھر زین الدین نے ظاہر ہو کر حسب سابق اس عہدے کو سنبھالا اسی طرح اس کا بھائی شہاب الدین بھی ظاہر ہو گیا، نائب شہر غرلو اور امیر جاغان سلطان کے فرمان کے مطابق حلف برداری کی اطلاع دینے مصر روانہ ہو گئے پھر خط آیا کہ سلطان ۱۰ صفر بروز جمعہ تخت پر بیٹھا اور ۱۷ صفر خلعت خلیفیہ زیب تن کر کے قاہرہ کا دورہ شہنشاہی شان کے ساتھ کیا تمام امراء اس کے آگے آگے تھا اس نے مصر میں امیر سیف الدین سنقر المنصوری کو اپنا نائب بنایا۔

دمشق میں ربیع الاول کے آغاز میں منصور لاجین کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور مقصورہ میں قضاۃ اور امراء دمشق کی ایک جماعت کے ساتھ شمس الدین الاعسر، کجکن اور استدمر وغیرہ موجود تھے قاضی امام الدین القزوینی، حسام الدین الحنفی اور جمال الدین المالکی مصر طلبی پر دیار مصریہ کی طرف روانہ ہو گئے اور دار السلطان کے استاذ حسام الدین اور سیف الدین جاعان سلطان کی جانب سے حکم پا کر آئے اور امراء کو دوبارہ حلف دلایا پھر وہ قلعہ میں العادل کے پاس قاضی بدر الدین بن جماعہ اور کجکن کو ہمراہ لے کر آئے اور ترکی زبان میں طویل گفتگو کے بعد اسے تاکیدی حلف دیا گیا اور اس نے کسی بھی شہر میں رہنے پر رضامندی ظاہر کی ہے، حلف وغیرہ کے بعد قلعہ صرخد کو ان کی اقامت کے لئے متعین کیا گیا اور وزارت سے شہاب الدین حنفی کی معزولی اور تقی الدین توبہ کی تقرری کا فرمان آیا اور زین الدین الحنفی کی جگہ امین الدین یوسف الارمنی الرومی کو محتسب کیا گیا۔

۱۶ ربیع الاول ہفتہ کی صبح امیر سیف الدین قبجق المنصوری شام کے نائب بن کر دمشق آئے دار السعادہ میں اترے، سیف الدین غرلو العادلی کی جگہ انہیں نائب بنایا گیا تھا پوری فوج اس کے استقبال کے لئے نکلی جمعہ کے روز مقصورہ میں آ کر نماز پڑھی نماز کے بعد اوقاف اور املاک پر مالکوں کی رضا کے بغیر لگائے ضمانات کے ابطال کے متعلق سلطان حسام الدین لاجین کا ارسال کردہ خط پڑھ کر سنایا گیا اسے قاضی محی الدین بن فضل اللہ، دیوان انشاء کے افسر اعلیٰ نے پڑھا شہر میں اعلان کرایا گیا کہ جس کی بھی کوئی شکایت ہو وہ اپنی شکایت لے کر بروز سہ شنبہ دار العدل میں حاضر ہو، امراء لیڈروں، قاضی صاحبان، کاتب حضرات اور دیگر ارباب مناصب کو خلعتیں دیں، ابن جماعہ کو دو خلعتیں عطا کیں، ایک قضاء کے لئے اور دوسری خطابت کے لئے۔

ماہ جمادی الآخر میں ڈاک نے آ کر خبر دی کہ بدر الدین بن جماعہ کی جگہ شام میں امام الدین القزوینی کو قاضی بنا گیا ہے اور بتایا کہ خطابت بدستور ابن جماعہ کے پاس رہنے دی گئی ہے ساتھ ہی قیمریہ کی تدریس جو امام الدین کے پاس تھی ان کو دی گئی ہے اسی دوران سلطان کا خط بھی آیا جس میں ان کے لئے احترام و اکرام کے الفاظ تھے چنانچہ انہوں نے ۲ رجب خمیس کے دن مذکورہ مدرسے میں درس دیا جبکہ وہ امام الدین ۸ رجب بروز چہار شنبہ نماز ظہر کے بعد دمشق پہنچ گئے اور العادلیہ میں بیٹھ کر لوگوں کے فیصلے نمٹائے شعراء نے قصیدے کے لکھ کر اس کی مدح کی۔

ایک شاعر کہتا ہے:

دنوں کی تنگی، سہولت سے مبدل ہوگئی ہے اور شام کی سرحدیں خوشخبری کی وجہ سے خندہ کناں ہیں۔

دمشق میں داخل ہوتے وقت سلطان کی خلعت اس کے بدن پر تھی، قاضی جمال الدین الزواوی اور مالکیہ کے قاضی القجی خلعت پہنے ہوئے اس کے ہمراہ تھے اس نے امام الدین کی سیرت کی بڑی تعریف کی اور اس کے حسن اخلاق اور ریاضت کو اچھے پیرائے میں بیان کیا۔ ۱۵ رجب چہار شنبہ کی صبح اس نے العادلیہ میں درس دیا اور درس کے بعد اپنے بھائی جلال الدین کے نائب قاضی بننے کی خبر دیکر خلعت پہنے ہوئے دیوان صغیر میں آ کر بیٹھا، لوگ اسے مبارک باد دینے آ رہے تھے، پھر نائب سلطان اور قضاۃ کی موجودگی میں جمعہ کی نماز کے بعد شباک کمالی کے قریب شرف الدین الفزاری نے اس کا سپاس نامہ پڑھا۔

شعبان میں خبر آئی کہ شمس الدین الاعسر نے مصر میں وزارت اور کونسلوں کی نگرانی ان دونوں عہدوں کو یکجا سنبھال لیا ہے دمشق میں کونسلوں کے ناظر زین الدین بن صرصری کی جگہ فخر الدین بن السیر جی بنائے گئے پھر وہ بھی امین الدین بن ہلال کی وجہ سے ایک ماہ یا اس سے کم مدت میں معزول کر دیئے گئے، قاہرہ میں کمال الدین بن الشریشی کے غائب ہونے کے سبب مدرسہ ناصریہ کے ساتھ شامیہ برانیہ بھی شیخ زین الفارقی کے حوالہ کیا گیا۔

۱۴ ذیقعدہ کو لاجین نے امیر شمس الدین قراسنقر المنصوری نائب مصر سمیت امراء کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا اور مصر و شام میں موجود ان کے اموال و جائدادوں کو ضبط کر دیا اور مصر کی نیابت امیر سیف الدین منکوتمر الحسامی کو سونپی گئی۔

گرفتار شدہ امراء وہی تھے جنہوں نے العادل کتبغا کے خلاف اس کی مدد و بیعت کی تھی، شیخ کمال الدین الشریشی، شامیہ برانیہ کے بدلہ ناصریہ کی تدریس کے متعلق دستخط لے کر آئے، ۲۳ ذی الحجہ بروز ہفتہ وزیر مصر اور کونسلوں کے ناظر امیر شمس الدین سنقر الاعسر کو قید کر دیا گیا اور مصر و شام میں اس کے محاصل ضبط کئے گئے۔

ذی الحجہ میں مصر میں اعلان کیا گیا کہ کوئی ذمی گھوڑے اور خچر پر سوار نہ ہو اگر کوئی سوار پکڑا گیا تو اس کا جانور اس سے چھین لیا جائے گا، اسی سال الملک المویہ ہزبر الدین داؤد بن الملک المظفر یمن کے حاکم بنے، ان کے والد کا حال اس سے قبل گذر چکا ہے۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

قاضی عز الدین الحنبلی عز الدین عمر بن عبداللہ بن عمر بن عوض المقدسی الحنبلی، مصر میں حنابلہ کے قاضی القضاۃ تھے، حدیث حاصل کی، مذہب مہارت تامہ پائی اور مصر میں بحیثیت قاضی فیصلے کئے اپنی سیرت اور فیصلوں میں قابل قدر تھے ماہ صفر میں فوت ہوئے، المقطم میں دفن کئے گئے ان کے بعد شرف الدین عبدالغنی بن یحییٰ بن محمد بن عبداللہ بن نصر الحرانی، مصر کے قاضی بنائے گئے۔

شیخ عفیف الدین الحنبلی... شیخ امام حافظ قدوہ عفیف الدین ابومحمد عبدالسلام بن محمد بن مزروع بن احمد بن عزاز المصری الحنبلی، ۶۲۵ھ میں پیدا ہوئے احادیث کثیرہ سنیں، پچاس برس تک مدینہ منورہ میں مجاور رہے، مسلسل چالیس حج کئے مدینہ منورہ ہی میں اواخر صفر میں فوت ہوئے، دمشق میں ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔

شیخ مشیث بن شیخ علی الحریری... حوران کے گاؤں بسر میں ۱۳/ ربیع الآخر بروز جمعہ فوت ہوئے، اس کا بھائی حسن اور فقراء دمشق سے ان کے بھائی حسن الاکبر کی تعزیت کے لئے بسر گئے۔

شیخ مقری جمال الدین .... شیخ صالح مقری جمال الدین عبدالواحد بن کثیر بن ضرغام المصری ثم الدمشقی مدرسہ السبع الکبیر، اور الغزالیہ کے نقیب تھے السخاوی سے قرأت پڑھی اور حدیث کا سماع کیا اواخر رجب میں انتقال فرمایا جامع اموی میں نماز جنازہ ہوئی اور شیخ رسلان کے قبے کے قریب دفن کئے گئے۔

سیف الدین السامیری مدرسہ سامیریہ کے وقف کرنے والے...... صدر کبیر سیف الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن علی بن جعفر البغدادی السامیری دمشق میں الکروسیہ کی جانب میں واقع مدرسہ سامیریہ کو وقف کیا تھا ان کا رہائشی گھر بھی اسی میں تھا اسی میں دفن کئے گئے اسے دار الحدیث اور خانقاہ بنا کر وقف کر دیا تھا دمشق منتقل ہو کر اسی گھر میں ایک مدت تک رہے تھے یہ جگہ پہلے دار ابن قوام کے نام سے معروف تھی، اسے تراشے ہوئے پتھروں سے بنایا تھا۔ سامیری صاحب ثروت، خوش اخلاق، ملنسار اور حکومت کے نزدیک باعزت تھے انہوں نے عمدہ اور نادر اشعار کہے ہیں، ۱۸/ رمضان بروز دوشنبہ فوت ہوئے، بغداد میں وزیر ابن العلقمی کے ہاں بھی ان کی بڑی قدر و منزلت تھی، المستعصم کی مدح کی تو اس نے انہیں سیاہ رنگ کی قیمتی خلعت عطا کی پھر حلب کے حاکم الناصر کے دنوں میں دمشق آ کر ان کے دربار میں بڑا رتبہ حاصل کیا تو ارباب حکومت نے ان کی چغلی کھائی تو انہوں نے بحر جز میں ان کے خلاف ایک قصیدہ لکھ کر ان کے اوپر شکایات کا ایک دروازہ کھول دیا یہ دیکھ کر سلطان نے ان سے ۲۰ ہزار دینار کا مطالبہ کیا تو ان لوگوں نے ان کی بہت تعظیم و تکریم کر کے ان کے ذریعے اپنی اغراض تک رسائی حاصل کی، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا جس کے کچھ اشعار حافظ دمیاطی نے نقل کئے ہیں۔

نفیس الدین ابوالفداء الحرانی... رئیس نفیس الدین ابوالفداء اسماعیل بن محمد بن عبدالواحد بن اسماعیل بن سلام بن علی بن صدقہ الحرانی، رصیف میں واقع مدرسہ نفیسہ کے وقف کنندہ ہیں، دمشق میں تعدیل کرنے والے گواہ تھے ایک دور میں یتیموں کے نگران بنے، صاحب ثروت و دولت تھے، ۶۲۸ھ میں پیدا ہوئے حدیث سنی اپنے گھر کو دار الحدیث کے طور پر وقف کر دیا، ۴/ ذی قعدہ بروز ہفتہ ظہر کے بعد انتقال فرمایا، جامع اموی میں نماز جنازہ کے بعد قاسیون میں یکشنبہ کی صبح ان کو دفن کیا گیا۔

شیخ ابوالحسن معروف بساروب دمشقی .. نجم الدین ان کا لقب تھا الحریری نے ان کے طویل حالات لکھے ہیں جن میں ان کی کرامات اور علم حروف وغیرہ کے متعلق بہت سی باتیں ذکر کی ہیں اللہ تعالیٰ ان کے حال کو بہتر جانتا ہے۔

امیر نوروز ......اسی سال قازان نے امیر نوروز جس کے ہاتھ پر مسلمان ہوا قتل کر دیا گیا اسی نوروز نے اسلام کی دعوت دی تو وہ خود مسلمان ہوا اور اس کے ساتھ اکثر تاتاری مسلمان ہو گئے لیکن پھر تاتاریوں نے اس کے متعلق قازان کو کبیدہ خاطر کر کے اس سے اعراض پر مائل کر دیا، یہی حالت چلتی رہی حتیٰ کہ اسے اور اس کی طرف منسوب تمام لوگوں کو قتل کر دیا گیا، یہ شخص قازان کے دربار کے نیک امراء میں سے تھا، عابد، اپنے اسلام میں مخلص، ذکر و نوافل میں صادق اور پختہ ارادے والا انسان تھا۔اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان سے درگذر فرمائے تاتاریوں کی ایک بہت بڑی تعداد ان کے ہاتھوں پر اسلام لائی۔صحیح تعداد کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور انہوں نے تسبیحات اور مسجدیں بنوائیں نماز پنجگانہ کی جماعت اور جمعوں میں شریک ہونے لگے قرآن کریم پڑھنا شروع کیا۔

آغاز ۶۹۷ھ

آغاز سال میں خلیفہ وہی حاکم بامر اللہ سلطان لاجین نائب مصر منکوتمیر اور نائب شام قبق تھے، ۱۰ صفر کو دمشق جلال الدین بن حسام الدین کو ان کے والد کی جگہ قاضی بنایا گیا کیونکہ ان کے والد کو مصر بلایا گیا تھا وہ سلطان کے پاس مقیم ہوئے سلطان نے انہیں شمس الدین السروجی کے جگہ مصر میں حنفیہ کا قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) مقرر کر دیا، ان کے بیٹے جلال الدین دمشق میں حنفیہ کے قاضی القضاۃ بنے اور مدرسہ القصاعین اور الشبلیہ کو چھوڑ کر اپنے والد کے دونوں مدرسوں خاتونیہ اور مقدمیہ میں درس دینا شروع کیا، ایلچیوں نے آ کر خبر دی کہ مصر میں پیش آمدہ واقعے میں سلطان محفوظ رہے ہیں، تو شادیانے بجائے گئے اور شہر کی آرائش کی گئی، واقعہ یہ ہوا تھا کہ وہ گیند سے کھیلتے ہوئے اپنے گھوڑے سے گر پڑے تھے وہ اس طرح جیسے شاعر نے کہا:

"آپ نے بہادری، احسان اور معرفت کے اوصاف جمع کر دیئے ہیں ان سب کو ایک گھوڑا کہاں اٹھا سکتا ہے؟"

اور اسی قاصد کے ہمراہ نائب سلطنت کے لئے تقلید اور خلعت بھیجی گئی تھی تقلید پڑھی گئی اور خلعت پہنی گئی، ربیع الاول میں عز الدین بن قاضی القضاۃ تقی الدین سلیمان نے الجوزیہ میں درس دیا اس درس میں امام الدین الشافعی، ان کے بھائی جلال الدین اور فضلاء کی ایک جماعت شریک ہوئی، تدریس کے بعد بیٹھ کر اپنے والد کی نیابت میں ان کی اجازت سے فیصلہ کئے۔

ربیع الاول میں قاضی القضاۃ تقی الدین بن دقیق العید نے ناراض ہو کر چند روز تک قضاء کو ترک کر دیا پھر راضی ہو کر واپس آئے لیکن ان پر شرط لگائی گئی کہ وہ اپنے بیٹے المحب کو نائب نہیں بنائیں گے، ۱۰ ربیع الآخر بروز جمعہ مدرسہ معظمیہ میں نماز جمعہ پڑھی گئی مدرسہ کے مدرس قاضی شمس الدین بن المعز الحنفی نے خطبہ دیا اسی وقت مشہور ہو گیا کہ بدر الدین بیسری کو گرفتار کر کے دیار مصر میں اس کے اموال کو ضبط کیا گیا ہے، سلطان نے علم الدین الدویداری کی قیادت میں تل حمدون کی طرف ایک فوجی دستہ روانہ کیا جس نے جا کر اسے فتح کیا دمشق میں اس کی خبر ۱۲ رمضان کو آئی اس فتح کی وجہ سے خلیلیہ کو نقصان پہنچا لیکن ظہر کی اذان وہیں دی گئی، تل حمدون پر قبضہ ۷ رمضان بروز چہار شنبہ ہوا تھا اس کے بعد مرعش فتح ہوا وہاں سے فوج قلعہ حموص کی طرف منتقل ہو گئی لیکن وہاں فوج کے کچھ لوگوں کو زخم پہنچے زخمیوں میں امیر علم الدین سنجر طقصبا کو ران میں ایک لوہا لگا تھا اور امیر علم الدین الدویداری کو پاؤں میں پتھر لگا تھا۔

۷ شوال بروز جمعہ شیخ تقی الدین بن تیمیہ نے جہاد کے بارے میں ایک مجلس منعقد کی اس میں جہاد کی ترغیب دے کر مجاہدین کے لئے زبردست اجر و ثواب بیان کئے گئے، عظیم الشان پر ہجوم مجلس تھی۔

اسی ماہ میں الملک المسعود بن خضر بن الظاہر بلاد الشکری سے مصر واپس آئے الملک الاشرف بن المنصور کے دور حکومت سے اب تک وہیں مقیم رہے تھے سلطان نے سواری کے ساتھ ان کا استقبال کر کے ان کی تعظیم و تکریم کی، اسی سال امیر خضر بن الظاہر نے مصریوں کے ہمراہ حج کیا ان کے ساتھ خلیفہ حاکم بامر اللہ عباسی بھی تھے، شوال کے مہینے میں تمام مدرسین نے مصر میں نائب سلطنت کے بنائے ہوئے مدرسے میں اجلاس کیا، یہ مدرسہ باب القنطرہ کے اندر مدرسہ منکوتمیریہ ہے اس سال بلاد سیس کے دو قلعے حمیص اور نجم پر قبضہ کی وجہ سے خوشی کی گئی۔

اسی سال تین ہزار جنگجوؤں کا ایک دستہ بلاد سیس میں موجود فوج کی کمک کے لئے مصر سے روانہ ہوا، نصف ذی الحجہ میں نائب شام امیر عز الدین

ایک الحموی اس کے بعض اہل خانہ اور امراء کی ایک جماعت کو گرفتار کیا گیا، اسی سال دمشق میں پانی کی بہت قلت ہوگئی حتیٰ کہ دریائے ثور کا پانی بعض جگہوں میں انسان کے گھٹنے تک نہیں پہنچتا، اور بردی میں تو ایک چلو بھر پانی بھی نہیں بچا تھا اور جبرین کے پل تک بھی پانی نہیں پہنچتا تھا جس کی وجہ سے شہر میں برف کی قیمت بہت بڑھ گئی لیکن دریائے نیل میں انتہائی کثرت کے ساتھ پانی موجود تھا۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

شیخ حسن بن شیخ علی الحریری ...ربیع الاول میں قریہ بصرہ میں فوت ہوئے بڑے لوگوں میں سے تھے، لوگ ان کے حسن اخلاق اور جودہ معاشرت کی وجہ سے ان سے بہت میل جول رکھتے تھے، ۶۲۱ھ میں پیدا ہوئے۔

صدر کبیر شہاب الدین .. ابوالعباس احمد بن عثمان بن ابوالرجا بن ابوالزہر التنوخی، ابن سلعوس کے نام سے معروف تھے، وزیر کے بھائی ہیں، حدیث پڑھی اور بہت سے علماء سے سماع حدیث کیا نیک انسان اور کثیر الصدقہ تھے، جمادی الاولیٰ میں اپنے گھر میں فوت ہوئے، الجامع میں ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی باب الصغیر میں دفن کئے گئے، مسجد ابن ہشام میں ان کی مجلس تعزیت منعقد کی گئی۔
ایک زمانے میں جامع کے ناظر مقرر ہوئے اور عمدہ طریقے سے کام کیا ان کے بھائی کی وزارت کے دنوں میں ان کو زبردست وجاہت وعزت حاصل ہوئی، پھر تادم واپسی اپنی پرانی حالت پر آ گئے، ان کے جنازہ میں کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوگئے۔

شیخ شمس الدین الایکی ...محمد بن ابوبکر محمد الفارسی، الایکی، کے نام سے مشہور تھے، اصول فقہ عقائد، منطق اور فلسفہ کے پیچیدہ اور مشکل مسائل کے حل کرنے والے فضلاء میں سے تھے۔
ایک وقت میں مصر میں شیخ الشیوخ بنائے گئے، اس سے قبل الغزالیہ کے مدرس رہے تھے جمعہ کے دن المزہ میں فوت ہوئے، ہفتہ کے دن مقابر صوفیہ میں شیخ شملہ کے پہلو میں دفن کئے گئے ان کے جنازے میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی اور جنازہ کے ساتھ چلے ان میں قاضی امام الدین القزوینی بھی تھے خانقاہ سمیساطیہ میں ان کی مجلس تعزیت کا انعقاد ہوا، بہت سے علماء اور عوام کی نظر میں قابل تعظیم تھے۔

صدر بن عقبہ البصراوی .. ابراہیم بن احمد بن عقبہ بن ھبۃ اللہ بن عطاء البصراوی، مدرس رہے درس کا اعادہ کرایا، حلب کے قاضی بھی بنائے گئے وفات سے قبل مصر گئے وہاں سے حلب کے قاضی القضاۃ کے عہدے کا چارج لے کر روانہ ہوئے، دمشق سے گذرتے وقت ماہ رمضان میں انتقال فرمایا، ۸۷ برس عمر تھی، (سچ ہے کہ) انسان بوڑھا ہوتا ہے تو اس کے اندر دو خصلتیں جوان ہوتی ہیں ایک حرص اور دوسری طول امید۔

شہاب الدین المقدسی ...شہاب الدین احمد بن عبدالرحمن بن عبدالمنعم بن نعمۃ المقدسی الحنبلی، حدیث کا سماع کیا اور روایت بھی کی، خوابوں کی تعبیر میں عجیب تھے اس فن میں ان کو ید طولیٰ حاصل تھا، اس بارے میں ان کی ایک تصنیف ہے لیکن اس میں وہ عجائب وغرائب نہیں جو ان کے بارے میں منقول ہے۔
۶۲۸ھ میں پیدا ہوئے ذی القعدہ میں فوت ہوئے، باب الصغیر میں دفن کئے گئے ان کا جنازہ پر ہجوم تھا، اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔

بحمد اللہ ختم شد

تاریخ ابن کثیر حصہ سیزدہم

تاریخ ابن کثیر......حصہ چہاردہم

آغاز ۶۹۸ھ

اس سال کے آغاز پر خلیفہ الحاکم العباسی تھا اور سلطان البلاد منصور لاجین تھا مصر میں اس کا نائب اس کا غلام سیف الدین منکوتمر تھا شافعیہ کا قاضی تقی الدین بن دقیق العید اور حنفی قاضی حسام الدین رازی تھا، اور مالکی اور حنبلی قضاۃ وہی تھے جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے اور شام کا نائب سیف الدین قبجق المنصوری تھا اور شام کے قضاۃ وہی تھے جن کا تذکرہ اس سے پہلے سال میں ہوا ہے اور وزیر تقی الدین بن توبہ اور خطیب بدرالدین بن جماعہ تھے۔

ماہ محرم کے دوران فوج کا ایک حصہ ایک بیماری کی وجہ سے جوان میں سے بعض کو لاحق ہوئی تھی بلاد سیس سے واپس ہوا تو ان کے پاس سلطان کی سخت ملامت اور شدید دھمکی کا ایک خط پہنچا اور یہ کہ تمام فوج نائب سلطنت قبجق کے ہمراہ وہاں چلی آئے اور اس نے کسی بھی عذر وغیرہ کے سبب متخلفین کے لئے پھانسی کے پھندے نصب کر دیئے، نائب سلطنت امیر سیف الدین قبجق فوج کو ساتھ لے کر نکلا اور اہل شہر افواج پر آسودگی کی دعا کی خاطر باہر نکلے اور نائب السلطنت بڑے شان وشوکت کے ساتھ باہر نکلا عوام نے اس کے لئے دعا کی کیونکہ وہ اس سے محبت کرتے تھے اور فوج بلاد سیس کا قصد کئے مسلسل چلتی رہی جب وہ حمص پہنچے تو امیر سیف الدین قبجق اور امراء کی ایک جماعت کو یہ اطلاع ملی کہ منکوتمر کی ان کے خلاف شکایت کی وجہ سے سلطان کا دل کینہ سے لبریز ہو گیا ہے اور انہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ سلطان اس کی محبت کی وجہ سے اس کی مخالفت نہیں کرے گا، چنانچہ انھوں نے اپنے آپ کو بچانے کی خاطر بلاد تتار کی طرف نکلنے پر اتفاق کر لیا اور حمص سے اپنے مطیعین قبجق، بزلی، بکتمر السلحدار اور ریلی کو ساتھ لے کر چلے اور چلتے ہی رہے اور فوج کی ایک بڑی تعداد دمشق واپس آ گئی اور امور درہم برہم ہو گئے، عوام نے قبجق کے حسن سیرت کی وجہ سے اس پر بہت افسوس کیا، اور یہ سب کچھ اسی سال ربیع الآخر میں ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

منصور لاجین کا قتل، محمد بن قلاوون کی ملک کی طرف واپسی۔ . . . ہفتہ کے دن ۱۹ ربیع الآخر کو ڈاک والوں کی ایک جماعت نے آ کر سلطان منصور لاجین اور اس کے نائب سیف الدین منکوتمر کے قتل کی خبر سنائی، اور یہ واقعہ جمعہ کی رات ۱۱ تاریخ کو امیر سیف الدین کرجی اشرفی اور اس کے موافق امراء کے ہاتھوں وقوع پذیر ہوا اور یہ واقعہ قاضی حسام الدین حنفی کے روبرو ہوا وہ دونوں بیٹھے باتیں کر رہے تھے اس سے پہلے وہ شطرنج کھیل رہے تھے انھیں اس وقت خبر ہوئی جب قاتل سر پر آن پہنچے اور تیزی سے علی الاعلان جمعہ کی شب سلطان کی طرف بڑھے اور اسے قتل کر دیا اور اس کے نائب کو جمعہ کی صبح کو قتل کیا گیا بعد میں اسے کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دیا گیا، اور امراء اپنے استاذ کے بیٹے الملک الناصر محمد بن قلاوون کی واپسی پر متفق ہو گئے۔

جبکہ وہ کرک میں تھا آدمی بھیج کر اسے قاہرہ بلایا گیا اور اس کے قدوم سے قبل منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا شام کے نائب قبجق کے پاس خطوط آئے لیکن وہ لاجین کی مصیبت کے ڈر سے بھاگ گیا تھا ایلچی اس کے پیچھے گئے اور اسے اس وقت جا لیا جب وہ ماردین کے علاقوں میں سے

راس العین کے پاس مغلوں سے مل چکا تھا اور وقت گذر چکا تھا، ولا قوۃ الا باللہ۔

انھیں لوٹانے کی خاطر جو شخص عزم لے کر نکلا وہ امیر سیف الدین بلبان تھا، نائب القلعہ علم الدین ارجواش اور امیر سیف الدین جاعان شہر کی ذمہ داریوں کو انجام دینے لگے۔ جن لوگوں کو اس حکومت کے ساتھ کوئی اختصاص تھا ان کو نظر بند کر دیا گیا، ان میں شہر کا محتسب جمال الدین یوسف رومی اور شفاخانے کا ناظر بھی تھے، کچھ مدت کے بعد اسے چھوڑ دیا گیا اور وہ اپنے امور منصبی کی طرف لوٹ آیا اور سیف الدین جاعان اور والی "بر" حسام الدین لاجین کو بھی نظر بند کر کے قلعہ میں داخل کر دیا گیا امیر سیف الدین طغجی مصر میں مارا گیا وہ چار دن ناصر کا نائب رہ چکا تھا، اور کرجی بھی جس نے لاجین کے قتل کی ذمہ داری لی تھی مارا گیا دونوں کو قتل کرنے کے بعد کوڑے کے ڈھیروں پر پھینکا گیا، اور عام و خاص لوگ طغجی کی صورت دیکھنے لگے کیونکہ وہ بہت خوبصورت تھا، پھر ناز نخرہ مال اور ملک کے بعد قبروں نے انھیں چھپالیا، پھر سلطان لاجین کو اور اس کے پاؤں کے پاس اس کے نائب منکوتمر کو دفن کیا گیا اور باقی کو وہیں ان کے مضاجع میں دفن کر دیا گیا۔

بروز ہفتہ ۴ر جمادی الاولیٰ کو الملک الناصر کے مصر میں دخول کی خوشخبری آئی وہ اجتماع کا دن تھا خوشی کے شادیانے بجائے گئے، قضاۃ اور اکابر حکومت قلعہ میں آئے اور علم الدین ارجواش کی موجودگی میں اس کی بیعت کی گئی پھر دمشق اور دوسرے شہروں میں اکابر علماء، قضاۃ اور امراء کی موجودگی میں منبروں پر اس کے لئے خطبہ دیا گیا، پھر خبر آئی کہ وہ خلافت کی خلعت زیب تن کر کے قاھرہ کے بیچ سے سوار ہو کر گذرا ہے، اور ساتھ پیدل فوج بھی تھی، خوشی کے شادیانے پھر بجائے گے، اس کے بعد اس کے سرکاری پروانے آئے اور منبر پر پڑھ کر سنائے گئے، ان میں رعایا کے ساتھ نرمی اور ان کے ساتھ احسان کرنے کے احکام تھے، لوگوں نے اس کے لئے دعا کی اور امیر جمال الدین آقوش افرم بروز بدھ ۲۲ر جمادی الاولیٰ عصر سے پہلے دمشق کا نائب بن کر پہنچا اور قدیم عادت کے مطابق دارالسعادۃ میں اترا لوگ اس کے آنے سے خوش ہو گئے اور شمعیں روشن کی گئیں اور اسی طرح جمعہ کے دن بھی شمعیں روشن کی گئیں جب وہ نماز پڑھنے کے لئے منصورہ میں آیا۔ چند دن کے بعد جاعان اور والی بر لاجین کی نظر بندی ختم کر دی اور وہ اپنے اپنے کام میں مشغول ہو گئے، امیر حسام الدین الاستدار مصری افواج کا سپہ سالار برقرار رہا اور امیر سیف الدین سالار مصر کا نائب بنا اور اعسر کو رمضان میں قید سے نکالا گیا اور مصر کی وزارت انھیں سونپی گئی، اور قراسنقر المنصوری کو قید سے نکال کر الصبیبہ کی نیابت اس کے حوالے کی گئی پھر جب حماۃ کے والی الملک المظفر کا انتقال ہو گیا تو قراسنقر کو وہاں منتقل کیا گیا۔

شہر سے قبجق کے خروج کے بعد لاجین کی حکومت کے اواخر میں شیخ تقی الدین بن تیمیہ ایک آزمائش میں مبتلا ہوا فقہاء کی ایک جماعت ان کے درپے ہوئی اور ان کو قاضی جلال الدین حنفی کی مجلس میں حاضر کرنا چاہا لیکن چونکہ شیخ حاضر نہ ہوئے اس لئے اہل حماۃ نے جس عقیدۂ حمویہ نامی عقیدے کے متعلق سوال کیا تھا اس کی پورے شہر میں منادی کر دی گئی، امیر سیف الدین جاعان شیخ کی مدد پر کمربستہ ہوا اور جو لوگ آپ کے درپے ہوئے تھے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے لیکن ان میں سے سب چھپ گئے اور اس عقیدہ کی منادی کرنے والوں کی ایک جماعت کی پٹائی کر دی تو باقی لوگ خاموش ہو گئے۔ پھر جمعہ کے دن شیخ تقی الدین نے عادت کے مطابق میعاد مقرر کی اور باری تعالیٰ کے قول "وانک لعلی خلق عظیم" کی تفسیر بتائی پھر بروز ہفتہ قاضی امام الدین سے ملاقات کی اور فضلاء کی ایک جماعت بھی اکٹھی ہوئی اور عقیدۂ حمویہ کے بارے میں بحث کی اور اس کے بہت سی جگہوں کے بارے میں مناقشہ کیا تو طویل کلام کے بعد شیخ نے ان اعتراضات کا مسکت جواب دیا۔ پھر شیخ تقی الدین چلے گئے اور معاملات درست ہو گئے حالات اطمینان بخش ہو گئے اور قاضی امام الدین کا اعتقاد بہت اچھا اور مقصد نیک تھا۔

اور اسی سال علم الدین سنجر دویدار نے باب الفرج کے اندرونی برآمدے کو مدرسہ اور دارالحدیث کے لئے وقف کر کے شیخ علاء الدین بن عطار کو اس کا سرپرست بنایا، قضاۃ اور رؤساء اس کے پاس مجتمع ہوئے اور اس نے ان کی ضیافت کی اور قراسنقر کو رہا کر دیا گیا، بروز ہفتہ ۱۱ر شوال کو عثمان کا مشہد فتح ہوا جسے ناظر جامع ناصر الدین بن عبدالسلام نے از سر نو تعمیر کیا تھا، اور شمالی سمت اس میں خدام کے مقصورہ کا اضافہ کیا اور اس کے لئے ایک امام تنخواہ پر مقرر کیا اور اسی مزار کو زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے مزار کے مشابہ بنایا، ذی الحجہ کے پہلے عشرے میں "قاضی حسام الدین" شام کی قضاء کی طرف لوٹے اور مصری قضا سے معزول کر دئے گئے، ان کا بیٹا شام کی قضا سے معزول ہو گیا، اور اسی سال ذی القعدہ میں یہ افواہ مشہور ہوئی کہ تاتاری شام کے علاقوں کا قصد کئے ہوئے ہیں۔ واللہ المستعان۔

مشہور حضرات جو اس سال فوت ہوئے

شیخ نظام الدین...... احمد بن شیخ جمال الدین محمود بن احمد بن عبدالسلام حصری حنفی مدرسہ نوریہ کے مدرس تھے، ۸ر محرم کو فوت ہوئے اور جمعہ کے دن ۹ر کو مقابر الصوفیہ میں دفن کردئے گئے، بڑے فاضل تھے ایک موقع پر نیابت قضا آپ کے سپرد ہوئی پھر اپنے والد کے بعد مدرسہ نوریہ میں درس دیتے رہے، ان کے بعد شیخ شمس الدین ابن الصدر سلیمان بن نقیب وہاں درس دینے لگے۔

جمال الدین المفسر ...... جمال الدین عبداللہ بن محمد بن سلیمان بن حسن بن حسین بلخی ثم المقدسی الحنفی نصف شعبان ۶۱۱ھ کو ''القدس'' میں پیدا ہوا قاہرہ میں تحصیل علوم میں مشغول ہوگئے اور ایک مدت تک ''الجامع الازھر'' میں رہے پھر وہیں بعض مدارس میں درس دیتے رہنے کے بعد القدس منتقل ہوگئے اور اسے وطن بنالیا یہاں تک کہ وہیں محرم کے مہینے میں اسی سال فوت ہوئے، وہ تفسیر کے اندر فاضل شیخ تھے تفسیر میں ان کی ایک بڑی تصنیف ہے جس میں انھوں نے تفسیر کی پچاس کتابوں کو جمع کیا ہے، لوگ قدس شریف میں ان کی زیارت کے لئے آتے اور ان سے تبرک حاصل کرتے تھے۔

شیخ ابو یعقوب المغربی...... شیخ ابو یعقوب المغربی مسجد اقصی میں گوشہ نشین تھے لوگ ان کے پاس وہیں جمع ہوتے تھے، شیخ تقی الدین بن تیمیہ ان کے بارے میں فرماتے تھے وہ ابن عربی اور ابن سبعین کے طریقہ پر چل رہے ہیں اسی سال محرم میں وفات پائی۔

التقی توبہ الوزیر...... تقی الدین توبہ بن علی بن مہاجر بن شجاع بن توبہ ربعی تکریتی ۶۳۰ھ کو عرفہ کے روز میدان عرفات میں پیدا ہوئے، خادموں کے ساتھ گھومتے رہے اور دمشق میں کئی دفعہ وزیر بنے خمیس کی رات ۲ر جمادی الاخریٰ کو فوت ہوئے ''جامع'' اور ''سوق الخلیل'' میں صبح کے وقت ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ دامن کوہ میں دار الحدیث الاشرفیہ کے سامنے ان کو دفن کردیا گیا، ان کے جنازے میں قضاۃ اور نامور حضرات شریک ہوئے، ان کے بعد دواوین کی نگہداشت فخر الدین الشیرجی کے سپرد ہوئی اور خزانہ کے ناظر امین الدین بن ہلال ہوئے۔

الامیر الکبیر...... شمس الدین بیسری نام تھا، بادشاہوں کی خدمت میں پیش پیش رہنے والے بڑے امراء میں سے تھے قلاوون کے زمانے سے یہی حالت تھی قلعۂ مصر میں جیل میں فوت ہوئے جامع اموی میں ان کی تعزیت کی تقریب ہوئی اس میں نائب السلطنہ افرم، قضاۃ اور نامی گرامی حضرات شریک ہوئے۔

سلطان الملک المظفر ...... تقی الدین محمود بن ناصر الدین محمد بن تقی الدین عمر بن شاہنشاہ بن ایوب ''حماۃ'' کے سلطان تھے اور حماۃ کے بادشاہوں کا شہزادہ تھا جو بڑے بڑوں سے اس کے حکمران چلے آرہے تھے، خمیس کے دن ۲۱ر ذی القعدہ کو وفات پائی اور جمعہ کے دن دفن ہوئے۔

الملک الاوحد...... نجم الدین یوسف بن ملک داؤد بن معظم ''القدس'' کا ناظر تھا، وہیں سہ شنبہ کی رات ۴ر ذی القعدہ کو ان کا انتقال ہوا، اپنے قلعہ میں ''باب حطہ'' کے پاس دفن ہوئے ان کی عمر ستر سال تھی، ان کے جنازے میں لوگوں کی بڑی تعداد شریک ہوئی، شہزادوں میں دین، فضیلت اور ضعفاء کے ساتھ حسن سلوک کے اعتبار سے بہت بہتر تھے۔

قاضی شہاب الدین یوسف...... شہاب الدین یوسف بن صالح محب الدین بن نحاس حنفیہ کے رؤسا میں سے تھے، مدرسہ زنجانیہ اور ظاھریہ میں مدرس تھے اپنے باغ میں جو کہ ''المزہ'' میں تھا ۱۳ر ذی الحجہ کو فوت ہوئے، مدرسہ زنجانیہ میں ان کے بعد قاضی جلال الدین بن حسام الدین مدرس بنے۔

نصر الدین ابوالغنائم..... سالم بن محمد بن سالم بن ھبۃ اللہ بن محفوظ بن صصری التغلبی اپنے بھائی قاضی نجم الدین سے بہتر حالت میں تھا، حدیث سنی تھی اور روایت بھی کی تھی، عظیم پیشرو تھے، دواوین اور خزانہ کے ناظر مقرر ہوئے پھر منصب کو ترک کر کے حج کیا اور مکہ میں مجاور بنے رہے، پھر دمشق آ گئے وہیں اقامت پذیر ہوئے ایک سال پورا نہیں ہوا تھا کہ جمعہ کے دن ۲۸ رذی الحجہ کو فوت ہوئے۔ جمعہ کے بعد "جامع" میں ان کا جنازہ پڑھا گیا اور "قاسیون" کے دامن کوہ میں ان کے مقبرہ میں دفن ہوئے، ان کی تعزیت کی تقریب "صاحبیہ" میں عمل میں آئی۔

یاقوت بن عبداللہ ابوامدرا لمستعصمی الکاتب، ان کا لقب جمال الدین تھا، اصلا رومی تھے بڑے فاضل اور دلکش خوشنویس تھے اور اس میں مشہور تھے، بہت سی بہترین مہریں بنائیں، بغداد میں لوگوں نے اس سے کتابت سیکھی، بغداد میں اسی سال فوت ہوئے، ان کے بہترین اشعار ہیں ان میں وہ اشعار ہیں جنھیں "برزالی" نے اپنی تاریخ میں ان سے روایت کی ہے۔

> اے میرے سمع اور بصر جب سورج طلوع ہوتا ہے تو تیرے چہرہ کے شوق کو تازہ کر دیتا ہے اور جب شب کی تاریکیوں میں تیرے ذکر کی خوشبو چلتی ہے تو رات کو بے درد دوستوں کی جماعت میں گذار دیتا ہوں، جس گذرے ہوئے دن میں تجھے نہ دیکھوں تو اسے اپنی عمر کی ماضی میں شمار نہیں کرتا میری رات دن ہوتی ہے جب تو میرے دل میں ہوتا ہے کیونکہ تیرا ذکر قلب وبصر کا نور ہے۔

آغاز ۶۹۹ھ

اس سال "قازان" کا واقعہ پیش آیا اور اس طرح یہ سال شروع ہوا اور خلیفہ اور سلطان وہی تھے جو اس سے قبل والے سال میں مذکور ہوئے مصر کا نائب "سلار" اور شام کا نائب "الافرم" تھے، اور باقی تمام حکام وہی تھے جو پہلے مذکور ہوئے اور تواتر کے ساتھ تاتاریوں کا بلاد شام کا قصد کرنے کی خبریں آنے لگیں، اس سے لوگ شدید خوف میں مبتلا ہوئے اور "حلب" اور "حماۃ" علاقوں سے بھاگ گئے، گھوڑوں کا کرایہ حماۃ سے دمشق تک دوسو درہم تک پہنچ گیا، بروز سہ شنبہ ۲ رمحرم کو سلطان شدید بارش اور بہت کیچڑ کی حالت میں دمشق میں داخل ہوا اس کے باوجود لوگ اس کے استقبال کے لئے نکلے، وہ "غزہ" میں تقریباً دو مہینے ٹھہر چکے تھے جب انھیں تاتاریوں کے شام کی طرف قدوم کی اطلاع ملی تو انھوں نے سفر کی تیاری کی اور دمشق آ کر "الطارمۃ" میں اترے، ان کے لئے پورے شہر کو سجایا گیا، اور ان کے لئے بہت دعائیں کی گئیں، بہت شدید وقت اور سخت حالت تھی، شہر بھاگنے والوں اورا پنے علاقوں کو چھوڑ کر آنے والوں سے بھر گیا، وزیر الدولہ "الاعسر" نے اجلاس بلایا اور عمال کو طلب کیا، فوج کی تقویت کے لئے قیدیوں اور یتیموں کے اموال کو بطور قرض لیا گیا، سلطان فوج کو لے کر دمشق سے ۱۷ ربیع الاول کو روانہ ہوئے، فوج سے کوئی پیچھے نہیں رہا رضا کاروں کی بہت بڑی تعداد بھی ساتھ ہوگئی، لوگ دعاؤں میں لگ گئے، "جامع" میں اور اس کے علاوہ مساجد میں قنوت نازلہ پڑھنے اور بہت تضرع کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے لگے اور عجز وانکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں۔

معرکہ قازان...... جب سلطان وادی "سلمیۃ" کے پاس وادی "الخزندار" میں پہنچا تو وہاں تاتاریوں سے مڈبھیڑ ہوگئی یہ ۲۹ ربیع الاول چہار شنبہ کا دن تھا مسلمان ان سے الجھ گئے لیکن مسلمانوں کو شکست ہوئی اور سلطان پیٹھ پھیر کر بھاگا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

امراء وغیرہ کی ایک جمعیت قتل ہوئی عوام میں سے بھی بہت سے مارے گئے اور معرکہ میں حنفیہ کا قاضی القضاۃ گم ہوگیا مسلمانوں نے بڑا صبر کیا اور بڑی شجاعت وبہادری کا مظاہرہ کیا لیکن اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تو نافذ ہو کر رہنے والا ہی تھا چنانچہ مسلمان ایک دوسرے کی جانب التفات کئے بغیر بھاگتے رہے، لیکن حسن عاقبت اس کے بعد بھی متقین کے لئے ہی ہے، پھر عساکر الٹے پاؤں دیار مصریہ کی طرف پلٹے بہت سے دمشق پر سے ہو کر گذرے اہل دمشق پر اپنی جانوں، اپنے اہل اور اموال کے بارے میں شدید خوف طاری تھا۔

لیکن انھوں نے اطمینان کے ساتھ اپنے آپ کو قضا وقدر کے حوالے کر دیا، تدبیر اس وقت کوئی فائدہ نہیں دیتی جب قدر کا نزول ہو چکا ہو،

سلطان فوج کے چند آدمیوں کے ساتھ ''بعلبک'' اور ''البقاع'' کی طرف لوٹ گیا، دمشق کے دروازے بند تھے قلعہ مضبوط تھا، اشیاء کی گرانی شدید تھی، تنگ حالت تھی لیکن کشائش الٰہی قریب تھی، شہر کے نامور حضرات وغیرھم کی ایک جماعت مصر فرار ہوگئی مثلاً قاضی امام الدین الشافعی، مالکیہ کا قاضی الزواوی، تاج الدین شیرازی، والی ''بر'' علم الدین صوابی، مدینہ کا والی جمال الدین بن نحاس، کوتوال شہر اور ان کے علاوہ دوسرے بہت لوگ تجار اور عوام میں سے بھی بھاگ گئے، ملک بغیر کسی محافظ کے باقی رہا اس میں کوئی حاکم سوائے نائب القلعہ کے نہ تھا۔

۲ ربیع الاول یک شنبہ کی رات قیدیوں نے ''باب الصغیر'' کی جیل کو توڑ دیا اور جرأت کے ساتھ وہاں سے نکلے اور شہر میں متفرق ہو گئے دوسو کے لگ بھگ تھے، جس چیز پر ان کو قدرت ہوئی اسے لوٹ لیا اور ''باب الجابیۃ'' کی طرف آئے وہاں ''الباب البرانی'' کے تالے توڑ کر شہر کے بری علاقوں کی طرف نکل گئے پھر جہاں چاہا الگ ہو گئے اور کوئی ان کو لوٹانے کی ہمت نہیں کر سکا۔ ''الحرافشۃ'' نے شہر کے باہر فساد برپا کر کے بساتین کے دروازے توڑ دیے اور دروازوں اور کھڑکیوں کی بہت سی چیزیں اکھیڑ دیں اور انھیں بہت کم قیمت میں بیچ دیا، یہاں یہ ہو رہا تھا اور وہاں سلطان تاتار معرکہ کے بعد دمشق کا قصد کئے ہوئے تھا۔

لہٰذا شہر کے مشہور حضرات اور شیخ تقی الدین بن تیمیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مزار میں مجتمع ہوئے اور یہ فیصلہ ہوا کہ سب لوگ ''قازان'' کی طرف سلطان تاتار سے ملنے کے لئے جائیں اور اسے اہل دمشق کے لئے امان لیں چنانچہ وہ ۳ ربیع الآخر دوشنبہ کے روز روانہ ہوئے اور ''نبک'' کے مقام پر اس سے ملاقات ہوئی، شیخ تقی الدین نے اس سے عظیم مصلحت سے بھرپور قوی اور شدید گفتگو کی جس کا مسلمانوں کو بڑا نفع ہوا۔ وللہ الحمد۔

اسی رات مسلمان ''قازان'' کی جانب سے داخل ہو کر ''البدرانیۃ'' میں اترے، ''باب توما'' کے علاوہ شہر کے تمام دروازے بند کر دیئے گئے اور خطیب نے جامع میں جمعہ کا خطبہ دیا لیکن اس نے اپنے خطبہ میں کسی سلطان کا ذکر نہیں کیا، نماز کے بعد امیر اسماعیل قاصدوں کی ایک جماعت ساتھ لے کر آیا، وہ ''الطرن'' کے پاس ''بستان الظاھر'' میں اترے پھر امان کا فرمان لایا گیا اور اسے پورے شہر میں گھمایا گیا بروز ہفتہ مہینہ کی آٹھویں تاریخ کو خطابت کے حجرہ میں وہ پڑھا گیا اور کچھ سونا چاندی نچھاور کیا گیا۔

پھر امان کے اعلان کے دوسرے روز گھوڑے، ہتھیار اور حکومت کی جانب سے لوگوں کے پاس چھپائے گئے اموال طلب کئے گئے، اور اسی وقت مدرسہ ''قیمریۃ'' میں ان اشیاء کے استخلاص کے لئے اجلاس بٹھایا گیا، دوشنبہ کے دن مہینے کی دسویں تاریخ کو سیف الدین قبجق المنصوری نے آکر میدان میں پڑاؤ ڈالا اور تاتاریوں کا لشکر بھی قریب آیا، شہر کے باہر بڑا فساد ہوا لوگوں کا ایک گروہ مقتول ہوا، شہر میں قیمتیں بہت بڑھ گئیں، قبجق نے نائب القلعہ کو پیغام بھیجا کہ وہ قلعہ تاتاریوں کے حوالے کر دے، ارجواش نے اس کا بہت سختی سے انکار کیا، قبجق نے شہر کے نامی لوگوں کو اس کے پاس جمع کیا اور انھوں نے اس سے گفتگو کی لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا اور قلعہ ان کے حوالے نہ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا کیونکہ شیخ تقی الدین بن تیمیہ نے پیغام بھیج کر نائب القلعہ سے کہلوایا کہ اگر اس میں ایک پتھر کے علاوہ کچھ بھی نہ بچے پھر بھی اگر تم سے ہو سکے تو قلعہ ان کے حوالے مت کرنا۔

اس فیصلے میں اہل شام کی عظیم مصلحت تھی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس قلعے کی حفاظت فرمائی اور یہ وہ جگہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اہل شام کے لئے حرز جان بنایا جو ہمیشہ دار ایمان وسنت رہی ہے حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام بھی وہیں نزول اجلال فرمائیں گے، قبجق کے دمشق میں داخل ہونے کے روز سلطان اور اس کا نائب ''سلار'' مصر میں داخل ہوئے جیسا کہ قلعہ میں اس مضمون کا خط آیا تھا اس کے لئے خوشی منائی گئی اور لوگوں کے حوصلے کچھ بلند ہوئے لیکن معاملہ ان اشعار کا مصداق تھا۔

سعاد تک کیونکر پہنچا جا سکتا ہے جبکہ اس سے پہلے پہاڑوں کی بلندیاں ہیں اور ان سے پہلے موت ہے پاؤں برہنہ ہیں، سواری کوئی نہیں ہتھیلی خالی ہے اور راستہ پرخطر ہے۔

بروز جمعہ ۱۴ ربیع الآخر کو حجرہ میں موجود مغلوں کے حضور دمشق کے منبر پر قازان کے لئے خطبہ پڑھا گیا، نماز کے بعد اس کے لئے دعا کی گئی اور شام پر قبجق کی نیابت کا فرمان منبر پر سنایا گیا، اعیان شہر نے جا کر اسے مبارک باد دی اس نے آداب بجا لائے حالانکہ وہ تاتاریوں کے ساتھ تحت مشکل میں تھا اور شیخ المشائخ محمود بن علی شیبانی مدرسہ عادلیہ کبیرہ میں تشریف لائے، بروز ہفتہ ۱۵ ربیع الآخر کو تاتاریوں اور سیس کے حکمران نے ''الصالحیہ''، ''مسجد الاسدیہ''، ''مسجد خاتون'' اور اس میں ''دار الحدیث الاشرفیہ'' کی لوٹ مار شروع کر دی اور ''العقیبیۃ'' میں ''جامع التوبہ'' جلائی گئی، یہ حرکت

نصرانی میں کرج اور ارمن نے کی تھی جو تا تاریوں کے ساتھ تھے، اللہ تعالیٰ انھیں ذلیل ورسوا کر دے، اہل شہر کی بڑی تعداد کو قیدی بنالیا گیا، اکثر لوگ ''حنابلہ'' کے خانقاہ میں آئے تا تاریوں نے انہیں گھیر لیا لیکن خانقاہ کے مذکورہ شیخ الشیوخ نے ان سے حفاظت اور ''الساکن'' میں موجود اپنا مال دے دیا، تا تاریوں نے اس پر پھر بھی حملہ کیا مشائخ کی لڑکیوں اور ان کی اولاد میں سے خلق کثیر کو قید کر لیا گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۲ر جمادی الاولیٰ کو ''دیر الحنابلہ ان کے زیر نگیں آیا تو انھوں نے بہت سے مردوں کو قتل کر دیا اور بہت سی عورتوں کو قید کر دیا، اور قاضی القضاۃ تقی الدین کو سخت اذیت پہنچائی گئی۔

کہا جاتا ہے کہ انھوں نے اہل ''صالحیۃ'' سے چار ہزار (غالباً) کے قریب لوگوں کو قتل کیا اور چار ہزار کے قریب کو اسیر بنایا، ''ناصری'' ''ضیائیہ'' کے خانقاہوں اور ''ابن المزوری'' کے مکتبہ سے بہت سی کتابیں لوٹ لی گئیں اور ان کو فروخت کیا جا رہا تھا حالانکہ ان پر لکھا ہوا تھا کہ وہ وقف ہیں، ''المزہ'' والوں کے ساتھ بھی وہی کام کیا جو اہل صالحیہ کے ساتھ کیا، اور اسی طرح ''داریا'' اور دوسرے محلوں میں قتل وغارت کرتے رہے، لوگوں نے جا کر ''داریا'' کے جامع میں پناہ لی لیکن اسے بھی بزور فتح کر کے مردوں کو قتل اور عورتوں اور بچوں کو قید کر دیا گیا۔

شیخ ابن تیمیہ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ بروز خمیس ۲۰ ربیع الآخر کو ملک تا تار کی طرف گئے، اور دو دن کے بعد واپس لوٹے اور اس سے ملاقات نہ ہو سکی، وزیر سعد الدین اور رشید حکومت کا مشیر المسلمانی بن یہودی نے اسے پوشیدہ رکھا اور کام پورے کرنے کے لئے اس کے ساتھ لگے رہے اور کہا کہ تا تاریوں میں سے بہت سوں کو اب کچھ حاصل نہیں ہوا حالانکہ وہ کچھ لئے بغیر نہیں رہ سکتے، اور وہاں شہر میں مشہور ہوا کہ تا تاری دمشق میں داخل ہونا چاہتے ہیں، یہ سن کر لوگ گھبرا گئے، ان پر شدید خوف طاری ہوا اور وہاں سے نکل بھاگنے کا ارادہ کر لیا لیکن کہاں بھاگتے نجات کی تمام راہیں مسدود ہو چکی تھیں، شہر سے دس ہزار گھوڑے لئے گئے، اور اہل اسواق پر ہر بازار کے مناسب مال تقسیم کر کے پورے شہر پر ٹیکس مقرر کیا گیا۔ فلا قوۃ الا باللہ۔

تا تاریوں نے منجنیقوں کی کاروائی شروع کی، جامع کے صحن سے قلعہ پر سنگباری کی خاطر انھیں جامع ہی میں نصب کر دیا، جامع کے دروازے بند کئے گئے اور تا تاری منجنیق کی لکڑیوں کی حفاظت کی خاطر اس کے مشاہد میں بیٹھ گئے اور آس پاس کے بازاروں کو غارت کرنے لگے اور ارجوان نے قلعے کے گرد عمارتوں کو جلا دیا جیسے کہ دار الحدیث الاشرفیہ سے مدرسہ عالیہ کبیرہ تک اور ''دار السعادۃ'' کو جلا دیا گیا تا کہ اوپر سے قلعہ کی حفاظت نہ کی جا سکے، لوگ خندق کی بھرائی کے لئے بیگار لگنے سے بچنے کی خاطر اپنے گھروں کو لازم پکڑے رہے، راستوں پر کوئی نظر نہیں آتا تھا، جامع میں بہت تھوڑے لوگ نماز پڑھتے تھے، جمعے کے روز پہلی اور دوسری صف بھی بڑی مشکل سے پر ہوتی تھی، اگر کوئی کسی ضرورت سے باہر نکلتا تو ان کا روپ دھار کر نکلتا اور جلدی واپسی کی کوشش کرتا اور اسے یہ خیال ہوتا تھا کہ شاید وہ واپس گھر نہ آ سکے اہل شہر کو اللہ تعالیٰ نے ان کے کرتوتوں کے بدلے خوف اور [illegible] چکھایا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جائدادوں کی ضبطی، فرامین شاہی اور سزائیں دن رات اکابر اہل بلاد کے خلاف کام میں لگی ہوئی تھیں حتیٰ کہ ان سے اشیاء کثیرہ موقاف واموال میں سے ضبط کر لئے گئے، جیسے جامع وغیرہ پھر جامع کی حفاظت اور اس کے اوقاف کی توقیر کا شاہی فرمان آیا اور یہ بھی کہ اسلحہ خانوں سے لیا گیا اسلحہ خرچ کیا جائے یہ فرمان نماز جمعہ کے بعد ۱۹ر جمادی الاولیٰ کو جامع میں پڑھا گیا۔

اسی دن سلطان قازان اپنے نائب شام میں ساٹھ ہزار جنگجوؤں کے ساتھ چھوڑ کر بلاد عراق کی طرف روانہ ہوا۔ اس کا خط آیا کہ ''ہم نے اپنے نائبین کو ساٹھ ہزار جنگجوؤں کے ہمراہ شام میں چھوڑا ہے، اور موسم سرما میں اس کی طرف ہماری واپسی کا عزم اور دیار مصریہ میں دخول اور ان کو فتح کرنے کا ارادہ ہے، حالانکہ قلعہ کے ایک پتھر تک بھی پہنچنے سے وہ عاجز رہے تھے، سیف الدین قبجق سلطان قازان کے نائب قطلوشاہ کو الوداع کرنے کے لئے نکل کر اس کے پیچھے چلا اور یہاں قلعہ میں ان کے جانے سے خوشی کے شادیانے بجائے گئے کیونکہ قلعہ فتح نہیں ہو سکا تھا، ارجواش نے قبجق کے خروج کے بعد دوسرے قلعہ والوں کو جامع کی طرف بھیجا اور انھوں نے جا کر وہاں منصوب منجنیقوں کی لکڑیاں توڑ کر صحیح سلامت قلعہ میں واپس آ گئے اور چند ایسے لوگوں کو بھی قلعہ کی طرف ساتھ لے آئے جو قہراً تا تاریوں کی پناہ لئے ہوئے تھے، ان میں سے ایک الشریف القمی یعنی شمس الدین محمد بن محمد بن احمد بن ابوالقاسم المرتضی العلوی تھے، پھر قبجق کے ایلچی دمشق آئے اور اعلان کیا کہ لوگو! خوش رہو اور اپنی دکانیں کھول لو اور کل سلطان شام سیف الدین قبجق سے ملاقات کی تیاری کرو، چنانچہ لوگ اپنے مکانات کی طرف نکلے ان کا مشاہدہ کیا اور وہاں جو تباہی اور ہلاکت ہوئی تھی اسے دیکھا تو رؤساء شہر

بہت کچھ چکھنے کے بعد فرامین شاہی سے کٹ گئے۔

شیخ علم الدین برزالی نے کہا کہ مجھے شیخ وجیہ الدین بن منجا نے بتایا کہ اس نے قازان کے خزانہ میں تین کروڑ چھ لاکھ درہم دیئے تھے، سوائے ان کے جو ٹیکسوں اور رشوت کے ذریعے ہتھیا لئے گئے یا دوسرے امراء و وزراء نے لئے اور بتایا کہ شیخ المشائخ نے تقریباً چھ لاکھ درہم لے لئے، الاصیل بن نصیر الطوسی نے ایک لاکھ اور الصفی السخاوی نے اسی ہزار درہم حاصل کئے۔ ۲۵ رجمادی الاولیٰ بروز خمیس ظہر کے بعد سیف الدین قبجق الالیکی ایک جماعت کے ساتھ دمشق آیا اس کے آگے تلواریں سونتی ہوئی تھیں اور اس کے سر پر کپڑا بندھا ہوا تھا، وہ محل میں اترا اور پورے شہر میں منادی کرائی گئی کہ تمہارا نائب قبجق آچکا ہے لہٰذا اپنی دکانیں کھولو اور معاش کی تلاش میں لگ جاؤ اور اس وقت میں کوئی اپنے نفس کو دھوکہ مت دے۔ قیمتیں بہت گراں تھیں اور اشیاء کی قلت انتہا کو پہنچی ہوئی تھی، ایک تھیلے کی قیمت چار سو درہم تک پہنچی ہوئی تھی گوشت کا ایک رطل دس درہم اور روٹی کا ایک رطل اڑھائی درہم میں فروخت ہوتا تھا، آٹے کا دسواں حصہ چالیس درہم، پنیر کا ایک اوقیہ ایک درہم اور پانچ انڈے ایک درہم میں بیچے جانے لگے، پھر اواخر مہینہ میں قیمت کچھ کم ہوگئی۔

اسی دوران قبجق نے شہر میں اعلان کروایا کہ لوگ اپنی بستیوں کی طرف نکل جائیں پھر اس نے امراء مقرر کئے اور لشکر کا ایک حصہ اس سے آملا اس کے دروازے پر افواہیں گردش کرنے لگیں، اس کی شان بلند ہوئی، جمعہ کے روز ۴ رجمادی الآخر کو قبجق کے دروازے پر اور قلعہ میں خوشخبریاں دی گئیں۔ قبجق شہر میں لوگوں کے ساتھ سوار ہوا بہادر و منچلے اس کے آگے آگے تھے، ''خربۃ اللصوص'' کی طرف تقریباً ایک ہزار گھڑ سواروں کو تیار کر کے بھیجا اور ولایات میں بادشاہوں کی چال چلنے لگا اور امراء کی تقرری اور نافذ العمل بلند احکام صادر کرنے لگا اور شاعر کے اس شعر کا مصداق بن گیا۔ ترجمہ: اے شہری چنڈول! تیرے لئے تو پوری فضا خالی ہوگئی ہے اب تو انڈے دیتی رہ اور آوازیں نکالتی رہ اور جس چیز کو چاہے ٹھونگیں مارتی جا۔

پھر وہ شراب خانوں اور زنا کے اڈوں کا کفیل بن گیا اور ''دار ابن جرادۃ'' کو جو کہ ''باب توما'' سے باہر تھا شراب خانہ اور طوائف خانہ بنا دیا جہاں سے اسے ہر روز ہزار درہم ملنے لگے، یہی وہ جگہ ہے جس نے اسے برباد کر کے اس کے آثار تک کو مٹا دیا۔ اس نے مدارس کے اوقاف وغیرہ سے بہت سامال اکٹھا کیا، ''لای''، ''اغوار'' سے واپس ہوا اس نے زمین میں بڑا فساد مچایا شہروں کو لوٹ کر برباد کیا، اس کے ساتھ تاتاریوں کی ایک بڑی جماعت بھی تھی، انھوں نے کئی بستیوں کو تباہ کر ڈالا، لوگوں کو قتل کر کے بچوں کو قید کر لیا، ''بولای'' کے لئے دمشق سے بھی دوسرا اخراج جمع کیا گیا، قلعہ سے ایک جماعت نے نکل کر کچھ تاتاریوں کو قتل کیا اور انھیں لوٹا، مسلمانوں کی ایک جماعت بھی اس دوران قتل ہوئی اور تاتاریوں کے ہاں پناہ لینے والوں کے ایک گروہ کو پکڑا، قبجق نے شہر کے خطیب اور دوسرے مشہور حضرات کو حکم دیا کہ وہ قلعے میں جا کر اس کے نائب سے مصالحت کے بارے میں گفتگو کریں چنانچہ وہ ۱۲ رجمادی الآخری بروز دوشنبہ اس کے پاس آئے، اس سے گفتگو کی اور بڑے مبالغہ کے ساتھ گفتگو ہوئی، لیکن نائب نے انھیں اس بارے میں کوئی جواب نہیں دیا اس نے اس معاملہ میں بہت اچھا موقف اختیار کیا اور بڑی مردانگی دکھائی، اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو روشن کرے۔

۸ ررجب کو قبجق نے قضاۃ اور رؤساء کو بلاکر ان سے ''دولت محمودیہ'' یعنی قازان کی حکومت کی خیرخواہی کا حلف لیا اور انھوں نے خیرخواہی کا حلف اٹھایا اور اسی دن شیخ تقی الدین بن تیمیہ بولای کے خیمہ گاہ کی طرف نکلے اور اس سے مسلمان اسیروں کی رہائی کے بارے میں بات چیت کی اور بہت سے قیدیوں کو ان کے ہاتھوں سے چھڑا لائے، تین دن اس کے پاس قیام کر کے واپس ہوئے، پھر دمشق کے رؤسا کی ایک جماعت اس کے پاس گئی، جب وہ وہاں سے پلٹے تو ''باب شرقی'' کے پاس انھیں برہنہ کر دیا گیا، ان کے کپڑے اور پگڑیاں چھین لیں اور وہ بہت ہی بری حالت میں واپس ہوئے، پھر اس کی تلاش میں آدمی بھیجے لیکن ان میں سے اکثر چھپ گئے اور غائب ہو گئے۔

۳ ررجب کو نماز کے بعد ''جامع'' میں نائب القلعہ کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ مصری افواج شام کی طرف آرہی ہیں اور ہفتہ کی شام کو بولای اور اس کے ساتھی بھی کوچ کر کے دمشق سے چلے گئے، اور اللہ تعالیٰ نے ان سے لوگوں کو راحت دی، وہ ''دمر'' کی گھاٹی کی طرف چلے گئے اور ان اطراف میں بڑا فساد برپا کیا، مہینہ کی سات تاریخ تک شہر کے اطراف میں ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے شر کو عباد اور بلاد سے دور کر دیا۔ اور قبجق نے لوگوں میں اعلان کرا دیا کہ تمام راستے پر امن ہیں اور شام میں تاتاریوں میں سے کوئی نہیں رہا پھر قبجق نے دس رجب کو جمعہ کے دن ''المقصورہ'' میں نماز ادا کی اس کے ساتھ جنگی ہتھیاروں یعنی تلواروں، تیروں اور ترکشوں جن میں تیر تھے سے لیس ایک جماعت بھی تھی اور تمام

شہروں میں امن قائم ہوگیا، اور لوگ تفریح کے لئے ''غیض السفر جل'' حسب عادت چلے گئے لیکن وہاں ان پر تاتاریوں نے حملہ کر دیا انہیں دیکھ کر یہ لوگ تیزی سے بھاگ کر شہر آ گئے اور بعض نے دوسروں کو لوٹ لیا ان میں سے کچھ لوگ نہر میں کود گئے۔

البتہ یہ حملہ آور جماعت وہاں سے گذر رہی تھی باقاعدہ پڑاؤ ڈالی ہوئی جماعت نہیں تھی، پھر بھی شہر کے متعلق بہت قلق زدہ ہوگیا اور شہر کے رؤسا اور اعیان کا ایک طائفہ ساتھ لے کر مصری افواج کا سامنا کرنے کے لئے نکلا کیونکہ مصری فواج ۹ ر رجب کو شام کی طرف نکلی تھیں اور ڈاکیہ بھی یہی خبر لایا تھا، شہر میں کوئی ایک بھی نہیں رہا، ارجواش نے شہر میں منادی کرائی کہ شہر پناہ کی حفاظت کرو اور جتنا اسلحہ تمہارے پاس ہے سارا نکال لاؤ، دروازوں اور فصیلوں کو خالی مت چھوڑ نا ہر کوئی شخص شہر پناہ پر ہی رات گذارے، جو شخص اپنے گھر میں رات گذارے گا اسے پھانسی دی جائے گی چنانچہ شہروں کی نگہداشت کی خاطر فصیلوں پر مجتمع ہو گئے شیخ تقی الدین بن تیمیہ ہر رات شہر پناہ کی گشت کرتا تھا لوگوں کو صبر اور قتال کی ترغیب دیتا اور جہاد ورباط کی آیات ان کے سامنے تلاوت کرتا تھا۔

بروز جمعہ ۱۷ ر رجب کو دمشق میں پھر دوبارہ مصر کے حکمران کا خطبہ پڑھا گیا تو لوگ اس سے مسرور ہوئے، اس سے پہلے بلاد شام کے دمشق وغیرہ میں قازان کا خطبہ برابر سو دن تک پڑھا جا رہا تھا، اسی مذکورہ جمعہ کی صبح کو شیخ تقی الدین بن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب نے شراب خانوں اور طوائف خانوں کا دورہ کر کے وہاں شراب کے برتن توڑ دیئے ظروف پھاڑ دیئے اور ساری شراب گرائی، اور ان فواحش ومنکرات کے لئے استعمال کئے جانے والے طوائف خانوں کے مالکان کو بطور تعزیر سزائیں دیں، لوگ اس سے بڑے خوش ہوئے، اور ۱۸ ر رجب بروز ہفتہ کو اعلان کیا گیا کہ شہر کی تزئین وآرائش کی جائے کیونکہ مصری افواج پہنچنے والی ہیں، اور یک شنبہ ۱۹ ر رجب کو ''باب الفرج'' سے ''باب النصر'' تک دروازے کھول دیئے گئے، اس سے لوگوں کو مسرت ہوئی اور کشادہ رو ہوئے کیوں کہ اس سے قبل وہ صرف ''باب النصر'' سے ہی داخل ہوا کرتے تھے۔

شامی فوج دمشق کے نائب جمال الدین آقوش الافرم کی صحبت میں بروز ہفتہ ۱۰ ر شعبان کو پہنچی دوسرے دن باقی افواج بھی پہنچ گئیں ان میں امیر شمس الدین قراسنقر المنصوری اور سیف الدین قطلبک بھی شان وشوکت کے ساتھ موجود تھے اور اسی دن ''باب العریش'' کھولا گیا، اس میں قاضی جلال الدین القزوینی نے ''لامیۃ'' میں اپنے بھائی قاضی القضاۃ امام الدین المتوفی بمصر کی جگہ درس دیا اور دوشنبہ سہ شنبہ اور چہارشنبہ کے دنوں میں نائب مصر سیف الدین سلار کی قیادت میں دخول عساکر مکمل ہوا، اس کی خدمت میں ''الملک العادل کتبغا'' اور ''سیف الدین الطراخی'' تجمل باہر میں موجود تھے انھوں نے ''المرج'' میں پڑاؤ ڈالا، سلطان بھی تشریف آوری کا عزم لے کر نکلے تھے اور ''الصالحیۃ'' تک پہنچ کر مصر واپس لوٹ گئے تھے۔

نصف شعبان کو بروز خمیس قاضی بدرالدین بن جماعہ کو دمشق میں امام الدین کے بعد قاضی القضاۃ اور خطابت کا عہدہ دوبارہ سونپا گیا اسی روز اس کے ساتھ امین الدین العجمی نے انسپکٹری کی خلعت زیب تن کی، اس ماہ کی ۱۷ ر تاریخ کو تاج الدین الشیرازی کو فخر الدین الشیرجی کی جگہ ناظر دیوان مقرر کیا گیا، ''باب الوزیر شمس الدین سنقر الاعسر'' میں اقبجا شد دیوان کا نگران بنا، امیر عزالدین ایبک الدوادار النجیبی ''بر'' یعنی خشکی کا والی بنایا گیا، لیکن امراء طبلخانہ میں شامل ہونے کے بعد وہ والی بر بنا، شیخ کمال الدین زملکانی نے ''ام الصالح'' میں شیخ جلال الدین قزوینی کے مقام پر بروز یک شنبہ ۲۱ ر شعبان کو درس دیا، قاضی حسام الدین رومی کی جگہ جو معرکہ میں ۲ ر رمضان کو گم ہو گئے تھے، حنفیہ کا قاضی شمس الدین بن الصفی الحریری مقرر ہوا۔ اور قلعے سے تین رمضان کو پردے ہٹائے گئے، ابتدائے رمضان میں امیر سیف الدین سلار ''دارالعدل'' قائم کر کے ''المید ان الاخضر'' میں بیٹھ گیا، امراء قضاۃ ساتھ تھے یہ ہفتہ کے روز ہوا۔ اور دوسرے ہفتہ کے دن عزالدین القلامنی کو بیش بہا خلعت دے کر اس کے بیٹے کو خانہ کا شاہد مقرر کیا اور اسی دن ''سلار'' فوجیں ساتھ لے کر مصر چلا گیا اور شامی افواج بھی اپنے علاقوں اور مقامات کی طرف لوٹ گئیں۔ ۱۰ ر رمضان بروز دوشنبہ کو علی بن الصفی بن ابی القاسم البصر اوی الحنفی نے ''المدینۃ المقدمیۃ'' میں درس دیا۔

شوال کے مہینہ میں ایک ایسی جماعت کا پتہ لگا جو تاتاریوں سے ملکر مسلمانوں کی ایذا رسانی میں مشغول رہ چکی تھی ان میں سے بعض کو تختہ دار پر لٹکایا گیا، کچھ کی آنکھیں پھوڑ دی گئیں بعض کو مخصوص سرمہ لگایا گیا، کچھ کی زبانیں کاٹی گئیں اور بھی بہت کچھ ہوا، نصف شوال کو قاضی القضاۃ نائب العدالت جمال الدین الزرعی نے ''العدولیۃ'' میں جمال الدین الباجریقی کی جگہ درس دیا، اسی ماہ کی ۲۰ ر تاریخ کو جمعہ کے روز نائب السلطنت جمال الدین آقوش الافرم دمشق کی فوج کو لے کر ''جبال الجرد'' اور ''کسروان کی طرف روانہ ہوا اور شیخ تقی الدین بن تیمیہ رضا کاروں اور مددگاروں کی بڑی

تعداد ساتھ لے کر ان اطراف کے لوگوں سے قتال کے لئے ان کی گمراہی، کفر، فساد عقائد اور فساد نیات کی وجہ سے نکلا اور بڑی وجہ یہ تھی کہ جب فوج تاتاریوں سے شکست کھا کر بھاگی اور ان لوگوں کے علاقوں سے گذری تو انھوں نے اہل فوج پر حملہ کر کے انھیں لوٹ لیا گھوڑے اور اسلحہ چھین لیا اور بہت سوں کو قتل کر دیا۔

جب یہ حضرات ان کے علاقے میں پہنچے تو ان کے روسا شیخ تقی الدین بن تیمیہ رحمہ اللہ کے پاس آئے شیخ نے ان سے توبہ کا مطالبہ کیا اور ان میں کی بڑی تعداد کو درست وواضح بات بتادی چنانچہ اس سے خیر کثیر حاصل ہوئی اور ان مفسدین کے خلاف بڑی مدد ملی، اور افواج سے ماخوذ مال کے لوٹانے کا التزام کیا اور ان پر اموال کثیرہ مقرر کئے جنھیں وہ بیت المال تک پہنچاتے رہیں گے ان کے اراضی اور جائیدادیں، بطور جاگیر لوگوں کو دی گئیں، اس سے قبل وہ فوج کی ماتحتی میں داخل نہیں تھے، احکام ملت کا التزام نہیں کرتے تھے، دین حق کی پیروی سے بیزار تھے، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی حرام کردہ چیزوں کی حرمت کا پاس ولحاظ نہیں رکھتے تھے۔

۱۳ر تاریخ بروز یک شنبہ ماہ ذی القعدہ میں نائب السلطنت واپس ہوا اور لوگوں نے ''بعلبک'' کے راستے پر دن کے وقت شمعیں جلا کر اس کا استقبال کیا، بروز چہار شنبہ ۱۶ر تاریخ کو اعلان کرایا گیا کہ لوگ اپنا اسلحہ دکانوں پر لٹکائیں اور تیر اندازی سیکھیں چنانچہ شہر میں بہت سے مقامات پر تیر اندازی کے لئے جگہیں بنائی گئیں اور بازاروں میں اسلحے لٹائے گے، اور قاضی القضاۃ نے مدارس کے اندر تیر اندازی کی جگہیں بنانے کا حکم دیا، اور فرمایا کہ فقہاء تیر اندازی سیکھیں تا کہ اگر کبھی دشمن کا حملہ ہو تو یہ حضرات اس سے قتال کے لئے مستعد ہوں۔ وباللہ المستعان

ذی القعدہ کی ۲۱ر تاریخ کو نائب السلطنت نے اہل بازار کو اپنے سامنے طلب کیا اور ہر بازار کا ایک پیشرو مقرر کر کے اس کے اہل بازار کو اس کے اردگرد رکھا ۲۴ر ذی القعدہ بروز خمیس اشراف شہر اپنے نقیب نظام الملک الحسینی کے ساتھ شان وشوکت کے ساتھ آئے، یہ بڑے اجتماع کا دن تھا، اس سال کے واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ زکریا کی قبر کے سر پر ایک تنخواہ دار امام مقرر کیا گیا اور وہ فقیہ شرف الدین ابو بکر الحموی تھا اس کے پاس عاشوراء کے دن قاضی امام الدین شافعی اور حسام الدین حنفی ایک جمعیت کے ساتھ آئے لیکن ان کی مدت عمل چند شہر ہی رہی پھر ''الحموی'' اپنے شہر لوٹ آیا اس وقت سے یہ وظیفہ اب تک بے کار پڑا ہوا ہے۔ وللہ الحمد۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

قاضی حسام الدین ابو الفضائل..... حسن بن قاضی تاج الدین ابی المفاخر احمد بن حسن ابوشروان الرازی الحنفی ''ملطیۃ'' کی قضا پر بیس سال تک فائز رہے پھر دمشق آئے اور وہاں ایک مدت تک قضا ان کے سپرد رہی پھر مصر منتقل ہوئے اور وہاں ایک مدت پر قاضی بنے رہے اور ان کا بیٹا جلال الدین شام میں قاضی بنا، پھر مصر سے شام آئے تو دوبارہ وہاں قضا ان کے سپرد ہوئی پھر جب قازان سے جنگ کے لئے فوج ''وادی سلمیۃ'' کے پاس ''وادی الخزندار'' کی طرف روانہ ہوئی تو قاضی بھی ان کے ساتھ نکلے لیکن پھر صف سے گم ہو گئے پھر ان کی کوئی خبر نہ ملی، وہ ستر برس کی عمر کو پہنچے تھے، بڑے فاضل، لائق اور رئیس تھے، ان کی بڑی خوبصورت نظمیں ہیں، ان کی پیدائش بلاد روم میں ''اقسیس'' میں ماہ محرم ۶۳۱ھ کو ہوئی، اور بروز چہار شنبہ ۲۴ر ربیع الاول ۶۹۹ھ میں گم ہو گئے، اور اس دن مشہور امراء کی بھی ایک بڑی تعداد قتل ہوئی، ان کے بعد صیغۂ قضا شمس الدین الحریری کے سپرد ہوا۔

القاضی الامام العالی۔ وہ امام الدین ابو المعالی عمر بن قاضی سعد الدین ابو القاسم عبد الرحمن بن شیخ امام الدین ابو حفص عمر بن احمد بن محمد القزوینی الشافعی تھے، وہ اور ان کے بھائی جلال الدین دمشق آ کر مدارس میں مدرس مقرر ہوئے، پھر امام الدین دمشق کی قضاء القضاۃ بدر الدین بن جماعہ سے چھین کر قاضی القضاۃ بنے جیسا کہ یہ بیان ۶۷۷ھ کے تحت گذر چکا ہے، اور ان کا بھائی ان کا نائب بنا، وہ بڑے خوش اخلاق، کثیر الاحسان اور مرنجان مرنج رئیس تھے، تاتاریوں کی آمد کے قریب وہ مصر چلے گئے، وہاں پہنچ کر ایک ہفتہ ہی رہے تھے کہ فوت ہو گئے ۴۶ر برس عمر تھی ''قبۃ الشافعی'' کے قرب میں دفن ہوئے، پھر قضا کا منصب، خطابت وغیرہ کے ساتھ بدر الدین بن جماعہ کو ملا، ان کے بھائی ان

کے بعد ''الامینیۃ'' میں درس دیتے رہے۔

المسند المعمر الرحلۃ......ان کا نام شرف الدین احمد بن ھبۃ اللہ بن حسن بن ھبۃ اللہ بن عبداللہ بن حسن بن عساکر الدمشقی تھا ۶۱۴ھ میں پیدا ہوئے، حدیث کا سماع کیا اور روایت بھی کی، ۱۵ رجمادی الاولیٰ کو ۸۵ برس کی عمر پا کر فوت ہوئے۔

الخطیب الامام العالم......موفق الدین ابوالمعالی محمد بن محمد بن فضل النہروانی القضاعی الحموی نام تھا ''حماۃ'' کے خطیب تھے، پھر ''الفاروثی'' کی جگہ دمشق میں خطیب بنے اور ''الغزالیہ'' میں درس دیتے رہے پھر ابن جماعہ کی وجہ سے معزول کئے گئے اور اپنے شہر واپس ہوئے، معرکۂ قازان کے سال دمشق آئے اور وہیں وفات پائی۔

الصدر شمس الدین......محمد بن سلیمان بن حمایل بن علی المقدسی المعروف بابن غانم مشہور آدمی اور کثیر المروت تھے۔ ''العصرونیۃ'' میں مدرس رہے، اسی برس سے متجاوز عمر میں وفات پائی، مشہور اور قابل قدر کاتب تھے اور صدر علاء الدین بن غانم کے والد تھے۔

شیخ جمال الدین ابو محمد......عبدالرحیم بن عمر بن عثمان الباجریقی الشافعی نام ہے، ایک مدت تک ''موصل'' میں افتاء و تدریس کا شغل اپنائے رہے، معرکہ قازان کے سال دمشق آئے اور وہیں فوت ہوئے، یہاں بھی اسی طرح ایک مدت تک مقیم رہے تھے، ''القلیجیۃ'' اور ''الدولعیۃ'' میں درس دیتے رہے، خطابت میں نائب رہے، ''الغزالیۃ'' میں ''الشمس الایکی'' کے نائب کی حیثیت سے درس دیا، کم گو اور لوگوں سے دور رہنے والے تھے، وہ ''الشمس محمد'' کے والد ہیں جو زندقہ اور بے دینی کی طرف منسوب ہیں اس کے کچھ پیروکار بھی ہیں جو انہیں باتوں کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں جن کی طرف وہ منسوب ہے، یہ پیروکار بھی انہیں چیزوں کی پابندی کرتے ہیں جن کی وہ پابندی کرتا تھا، جمال الدین مذکور نے ''جامع الاصول'' میں ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات کے بعض رجال سے بھی یہی نقل کیا ہے، ان کی عمدہ نظمیں اور اچھی نثر بھی ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

آغاز ۷۰۰ھ

اس برس کی ابتداء میں شافعی اور حنفی قضاۃ کے علاوہ خلیفہ، سلطان، نائبین بلاد اور حکام وہی تھے جو اس سے قبل سال میں مذکور ہوئے ۳ رمحرم کو خراج وصول کرنے والا شخص لوگوں کے جمیع اموال و اوقاف سے چار مہینوں کا خراج وصول کرنے بیٹھ گیا تو اکثر لوگ شہر سے بھاگ گئے بڑی افراتفری پھیلی اور یہ بات لوگوں پر بڑی شاق گذری۔

ماہ صفر کے آغاز پر تاتاریوں کے شام پر قصد کی خبریں آنے لگیں اور کہا گیا کہ وہ مصر میں داخلے کا ارادہ لے کر آرہے ہیں تو لوگ بہت تنگ دل ہوئے اور ان کی کمزوری مزید بڑھ گئی لوگوں نے عقلیں گویا کھودیں اور بلاد مصر کی جانب بھاگنا شروع ہو گئے اس کے علاوہ ''الکرک''، ''الشوبک'' اور مضبوط قلعوں کی طرف جانے لگے، مصر تک گدھوں کا کرایہ پانچ سو درہم تک پہنچ گیا، اونٹ ہزار اور گدھا پانچ سو درہم میں فروخت ہونے لگے، مال ومتاع، کپڑے اور قیمتی اشیاء قلیل داموں فروخت ہونے لگیں، صفر کی ۲ رتاریخ کو شیخ تقی الدین بن تیمیہ نے ''الجامع'' میں بیٹھ کر لوگوں کو قتال پر ابھارا اور اس کے متعلق آیات اور احادیث سنائیں بھاگنے میں جلد بازی سے روکا مسلمانوں کو ان کے بلاد اور ان کے اموال کے دفاع میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دلائی اور فرمایا کہ بھاگنے کی اجرت میں جو مال خرچ کیا جاتا ہے اس کا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بہتر ہے اور اس مرتبہ تاتاریوں کے خلاف جہاد کو قطعی واجب قرار دیا، اس بارے میں مسلسل مجالس منعقد کرتے رہے اور شہروں میں منادی کرائی گئی کہ کوئی شخص سرکاری پروانہ یا اجازت نامہ کے بغیر سفر نہ کرے، چنانچہ لوگوں نے بھاگنے سے توقف کیا اور ان کا جذبہ کچھ کم ہوا، پھر لوگوں میں سلطان کے قاہرہ سے فوجیں لے کر نکلنے کی باتیں ہونے لگیں اور اس کے خروج میں خوشی منائی گئی، لیکن اس سے قبل ہی چند گھرانے دمشق سے نکل چکے تھے جیسے ابن صصری کا گھرانہ، ابن فضل اللہ، ابن منجا، ابن سوید ابن زملکانی اور ابن جماعہ کے گھرانے۔

ابتدائے ربیع الآخر میں تاتاریوں کی آمد کی افواہ شدت اختیار کر گئی اور خبر آئی کہ وہ "البیرۃ" تک پہنچ چکے ہیں، چنانچہ شہر میں اعلان کرایا گیا کہ عام لوگ بھی فوج کے ساتھ نکلیں اور "المرج" سے نائب کا بھی اسی مضمون کا حکم آیا تو اثنائے مہینہ میں ہی عوام کو پیش ہونے کا کہا گیا چنانچہ پانچ ہزار کے لگ بھگ آدمی اپنی استطاعت کے مطابق اسلحہ اور تیاری کے ساتھ پیش ہوئے خطیب "ابن جماعۃ تمام نمازوں میں قنوت پڑھنے لگا اور تمام مساجد کے ائمہ نے اس کا اتباع کیا، شرپسندوں نے یہ خبر پھیلادی کہ تاتاری "حلب" تک پہنچ چکے ہیں اور حلب کا نائب "حماۃ" تک پیچھے ہٹ چکا ہے، شہر میں لوگوں کو مطمئن رہنے اور اپنے معاش کی طرف متوجہ ہونے کے لئے اعلان کرایا گیا اور کہا گیا کہ سلطان مع افواج کے پہنچنے والا ہے، اور اس نے خراج کی وصولی کا دیوان ختم کر دیا ہے لیکن وہ اس سے قبل مقرر شدہ حصہ خراج سے اکثر وصول کر چکے تھے اور پوشیدہ رہنے والے لوگوں پر کچھ باقی رہ گیا تھا وہ سارا معاف کر دیا گیا اور جن کا حق رہ گیا تھا وہ واپس نہیں کیا گیا۔

یقیناً ایسی حرکتوں کا انجام خسارے اور نقصان کا باعث بنتا ہے، اور ایسی حرکتیں کرنے والے کامیاب نہیں ہوا کرتے، پھر خبر آئی کہ سلطان مصر شام کا قصد کر کے نکلنے کے بعد مصر لوٹ گیا ہے یہ سن کر شدید خوف طاری ہوا اور حالات مزید کشیدہ ہو گئے، مزید برآں تیز بارشیں شروع ہو گئیں اور راستوں میں کیچڑ اور پانی کی کثرت لوگوں اور ان کے ارادوں کے مابین حائل ہو گئی ارادے زمین میں پھیلنے اور دوسری جگہوں میں چلے جانے کے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بہت سارے لوگ اپنے اہل واولاد کو لے کر ہلکے اور بوجھل ہو کر نکلے اگر وہ جانتے تو شہر بہر حال ان کے لئے بہتر تھا اور وہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو سخت کیچڑ میں بڑی مشقت کے ساتھ جانوروں اور اپنے کندھوں پر اٹھائے پھرتے تھے، اور بارشوں کی کثرت، پھسلن، شدید سردی، بھوک، گھاس پھوس کی قلت کی وجہ سے جانور کمزور اور لاغر ہو گئے، لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

جمادی الاولیٰ کا مہینہ شروع ہوا اور خوف کے ایک مشکل قدم پر تھے، سلطان نے تاخیر کی اور دشمن قریب آچکا تھا، شیخ تقی الدین بن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ اس ماہ کے آغاز میں ہفتہ کے دن "المرج" نائب شام کے پاس گئے اور انھیں ثابت قدمی کا کہا، ان کے دلوں کو حوصلہ دلایا، انھیں مطمئن کیا اور ان سے دشمن کے خلاف مدد اور کامیابی کا وعدہ کیا اور یہ آیت تلاوت کی:

"ومن عاقب بمثل ما عوقب به ثم بغي عليه لينصرنه الله ان الله لعفو غفور"

جس شخص نے بدلہ لیا اس کے مثل جتنی اسے تکلیف دی گئی تھی پھر اس پر زیادتی گئی تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد کرے گا بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور مغفرت کرنے والا ہے۔

اور شیخ فوج میں یک شنبہ کی رات گذار کر واپس دمشق آئے، نائب اور امراء نے آپ سے درخواست کی کہ آپ ڈاک کے گھوڑوں پر سوار ہو کر مصر جائیں اور سلطان کو شام آنے کی ترغیب دیں چنانچہ شیخ سلطان کے پیچھے چلے سلطان ساحل تک پہنچ چکا تھا لیکن اس وقت اس سے ملے جب وہ قاہرہ میں داخل ہو چکا تھا، اور حالت سخت ہو چکی تھی، شیخ نے ان سے کہا کہ اگر انھیں شام کی ضرورت ہے تو فوجیں تیار کر کے شام چلیں، شیخ نے ان سے کہا کہ اگر تم شام اور اس کی حمایت سے دستبردار ہو چکے ہو تو ہم شام کے لئے ایک الگ سلطان بنالیں گے جو اس کی حفاظت اور حمایت کرے گا اور زمانہ امن میں اس کی پیداوار سے حصہ لے گا، شیخ وہیں رہے حتیٰ کہ شام کے لئے فوجیں مخصوص کروائیں، پھر ان سے کہا "اگر فرض کر لیا جائے کہ تم شام کے حکام نہیں ہو اور نہ اس کے ملوک ہو پھر اگر اہل شام تم سے مدد طلب کریں تو بھی تم پر ان کی مدد واجب ہو جاتی ہے، اب جبکہ تم شام کے حکام ہو وہاں کے سلاطین ہو اور وہاں کی عوام تمہاری رعایا ہے اور تم ان کے بارے میں مسئول ہو تو کیوں ان کی نصرت سے ہاتھ کھینچتے ہو؟ شیخ نے انھیں حوصلہ دلایا اور اس دفعہ ان کی مدد کی ضمانت لی تو وہ شام روانہ ہو گئے۔

جب فوجیں شام آنی شروع ہو گئیں تو لوگ بہت خوش ہو گئے جبکہ وہ اس سے قبل اپنی جانوں، اپنے اہل اور اپنے اموال کے متعلق مایوسی کا شکار ہو چکے تھے، ایک بار پھر تاتاریوں کی آمد کی افواہیں شدید ہو گئیں اور سلطان کا مصر واپس لوٹنا متحقق ہو گیا تو "ابن النحاس" متولی شہر نے لوگوں میں اعلان کروایا کہ جو سفر کی استطاعت رکھتا ہو وہ دمشق میں بیٹھا نہ رہے یہ سن کر عورتوں اور بچوں کی چیخیں نکل گئیں اور لوگوں کو بڑی ذلت اور خواری کا سامنا کرنا پڑا اور وہ دہل گئے، دروازے بند کر دئے گئے اور انھیں یقین ہو گیا کہ اب اللہ کے سوا ان کا کوئی مددگار نہیں اور نائب الشام پچھلے سال جب اس کے

ساتھ سلطان کی قوت تھی پھر بھی تاتاری فوج کے ساتھ جنگ کی ہمت نہیں کر سکا اور اب جب وہ بھاگنے کا پختہ عزم کر چکا ہے تو ان کا مقابلہ کر سکتا ہے؟ اور لوگ کہنے لگے کہ اب تو دمشق والے دشمن کا ایک لقمہ ہی ہیں، بہت سے لوگ اپنے اہل خانہ کے ساتھ چھوٹے بڑے سب جنگلوں، میدانوں او رغاروں میں داخل ہو گئے، اور شہر میں منادی کرائی گئی کہ جس کا جہاد کا ارادہ ہو وہ فوج کے ساتھ مل جائے کیونکہ تاتاری عنقریب پہنچ رہے ہیں۔ دمشق میں اکابر شہر میں سے چند ہی رہ گئے تھے، ابن جماعہ، الحریری، ابن صصری، اور ابن منجا وغیرہ بھی چلے گئے اور ان کے گھرانے پہلے ہی مصر پہنچ چکے تھے، ''سرقین'' تک تاتاریوں کی رسائی کی خبریں آئیں تو شیخ زین الدین الفارقی، شیخ ابراہیم الرقی، ابن قوام، شرف الدین، ابن تیمیہ اور ابن خبارہ نائب لسلطنت الافرم کے پاس گئے اور دشمن سے ملاقات کے اس کے عزم کو تازہ کیا پھر انھوں نے امیر عرب ''مہنا'' سے ملاقات کی اسے دشمن سے قتال کے لئے تیار کیا اس نے اطاعت و فرمانبرداری کا دم بھرا چنانچہ ان کے عزائم مزید پختہ ہو گئے، ''سلار'' کے لوگ دمشق سے ''المرج'' کی سمت نکل گئے اور سچی نیتوں سے جنگ اور قتال کے لئے مستعد ہو گئے۔

شیخ تقی الدین بن تیمیہ دیار مصریہ سے ڈاک کے گھوڑوں پر ۲۷ر جمادی الاولی کو واپس ہوئے ''قلعہ مصر'' میں ۸ر یوم قیام کر کے انہیں جہاد اور دشمن کی طرف خروج کے لئے ابھارتے رہے، شیخ نے سلطان، وزیر اور رؤساء حکومت سے ملاقاتیں کیں اور ان سب نے خروج کا ہی ارادہ ظاہر کیا، اور یہاں دمشق میں قیمتیں اتنی بڑھ گئیں کہ بکری کے دو بچے پانچ سو درہم میں بیچے جانے لگے اور حال بہت تنگ ہو گیا، پھر خبر آئی کہ شاہ تاتار اس سال اپنی فوج کی کمزوری اور قلت کی وجہ سے فرات میں گھس کر واپس ہو گیا ہے، اس سے لوگ حد درجہ خوش ہوئے حالات پرسکون ہو گئے اور لوگ خوشی خوشی، ہنستے کھلتے اپنے گھروں کو لوٹے، جب جمادی الآخرۃ کے مہینہ میں تاتاریوں کے شام میں نہ پہنچنے کی خبر آئی تو لوگ اس غم سے جانبر ہوئے، اور نائب السلطنت واپس دمشق آ گیا، وہ مسلسل چار ماہ سے ''المرج'' جو ایک عظیم خیمہ گاہ ہے میں خیمہ زن تھا دوسرے لوگ بھی اپنے وطنوں کو لوٹنے لگے، شیخ زین الدین الفارقی نے ''الناصریۃ'' میں اس کے مدرس کمال الدین بن الشریشی کے ''الکرک'' سے بھاگ جانے کی وجہ سے درس دیا پھر وہ رمضان میں اپنے مدرسہ میں واپس آیا اور اواخر ماہ میں ''الدولعیۃ'' میں ابن الزکی نے جمال الدین الزرعی کی جگہ اس کے غائب ہونے کی وجہ سے درس دیا، اور دوشنبہ کے روز اہل ذمہ کے سامنے شروط ذمیت پڑھے گئے اور ان پر لازم کئے گئے، اور انھیں عہدوں سے معزول کرنے پر اتفاق ہو گیا اور انھوں نے ذلت اختیار کر لی، نصرانیوں کے لئے نیلی پگڑیاں، یہود کے لئے زرد پگڑیاں اور سامریوں کے لئے سرخ رنگ کی پگڑیاں لازم کی گئیں، اس سے بڑی خیر حاصل ہوئی اور وہ مسلمانوں سے الگ تھلگ نظر آنے لگے۔ ۱۰ر رمضان کو ارجواش اور امیر سیف الدین اقبھا کے درمیان مشترکہ نیابت قلعہ کا سرکاری فرمان آیا بایں طور کہ ان میں سے ایک ایک دن سواری کرے گا دوسرا قلعہ میں ہوگا لیکن ارجواش نے اس سے صاف انکار کر دیا۔

شوال میں شیخ شہاب الدین بن المجد نے علاء الدین القذ دلیثی کی جگہ ''الاقبالیۃ'' میں درس دیا کیونکہ وہ قاہرہ میں مقیم ہو گئے تھے، روز جمعہ ۱۳ر ذی القعدہ کو شمس الدین بن الحریری کو حنفیہ کی قضاء سے قاضی جلال الدین بن حسام الدین کی وجہ سے ان کے اپنے اور ان کے باپ کے قاعدہ کے مطابق معزول کر دیا گیا اور یہ کام وزیر شمس الدین سنقر الاعسر اور نائب سلطان الافرم کے اتفاق سے ہوا اور اسی سال شاہ تاتار کے سفیر دمشق پہنچے انھیں قلعے میں اتارا گیا پھر وہ مصر چلے گئے۔

اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات

شیخ حسن کردی شیخ حسن کردی ''شاغور'' میں اپنے ایک باغ میں مقیم تھے اس کی پیداوار سے خود کھاتے تھے اور آنے والوں کو کھلاتے تھے لوگ ان کی زیارت کے لئے آتے تھے، جب ان کی نزع کی حالت قریب آگئی تو انھوں نے غسل کیا، اپنے بالوں سے تھوڑا سا لیا اور قبلہ رخ ہو کر چند رکعتیں پڑھیں پھر بروز دوشنبہ چار جمادی الاولی کو فوت ہوئے، سو سال سے زیادہ عمر پائی۔

الطواشی صفی الدین جوہر التفلیسی ...... محدث تھے، سماع حدیث اور تحصیل کتب حدیث کی طرف خاص توجہ دی، خوش اخلاق، صالح، نرم

طبیعت، بہادر، غیور اور ذکی شخص تھے اپنی مملوکہ تمام کتابیں محدثین کے لئے وقف کردیں۔

امیر عزالدین..... امیر عزالدین محمد بن ابی الھیجاء بن محمد الھید بانی لاربالی دمشق کے متولی تھے، تواریخ اور شعر کے متعلق بڑے صاحب فضائل تھے اس بارے میں ان کا شاید ایک مجموعہ بھی ہے، ''درب سعور'' میں رہتے تھے اس لئے یونہی معروف ہوئے چنانچہ انہی درب بن ابی الھیجاء کہا جاتا تھا، یہی وہ پہلی منزل ہے جس میں ہم ۷۰۶ھ میں دمشق آتے ہوئے اترے تھے، اللہ تعالیٰ میرا خاتمہ بالخیر وبالعافیہ فرمائے، ابن ابی الیجاء نے مصر کے راستے میں وفات پائی اسی برس ان کی عمر تھی، وہ قابل قدر سیرت کے حامل اور خوش مجلس آدمی تھے، امیر جمال الدین آقوش الشریفی ''بلا بلبیہ'' کے والی الولاۃ تھے، ماہ شوال میں انتقال ہوا بڑی ھیبت سطوت اور عزت کے مالک تھے۔

آغاز ۷۰۱ھ

اس سال کے آغاز پر پچھلے سال میں مذکور حکام تھے، امیر سیف الدین سالار شام میں تھے، نائب دمشق الافرم تھے، اس سال کے شروع میں امیر قطبلک کو ساحلی علاقوں کی نیابت سے معزول کر کے امیر سیف الدین استدمر کو سونپے گئے، شمس الدین الاعسر کو مصر کی وزارت سے معزول کر دیا گیا اور سیف الدین اقجبا المنصوری کو ''غزہ'' کی نیابت دے دی گئی، اور اس کی جگہ قلعہ میں سیف الدین بہادر السنجری کو رکھا گیا وہ ''الرحبہ'' کے رہائشی تھے، نصف صفر میں شاہ تاتار کے قاصد مصر سے دمشق لوٹے تو نائب سلطنت فوج اور عوام نے ان کا استقبال کیا، نصف صفر میں ہی ''النوریہ'' کی تدریس شیخ ولی الدین سمرقندی کی جگہ شیخ صدرالدین علی المصراوی الحنفی کے حوالے کی گئی، شیخ سمرقندی نے بنی الصدر سلیمان کے بعد وہاں چھ یوم متولی رہ کر چار درس دیئے تھے۔

پھر ان کی وفات ہوئی وہ کبار صالحین میں سے تھے ہر دن سو رکعتیں پڑھتے تھے۔

بروز چہار شنبہ ۱۹ ربیع الاول کو قاضی القضاۃ اور خطیب الخطباء بدرالدین بن جماعۃ شیخ یوسف بن حمویہ الحموی کی وفات کے بعد صوفیہ کی درخواست اور خواہش پر'' خانقاہ شمیساطیہ'' میں شیخ الشیوخ کی حیثیت سے بیٹھے، اس سے صوفیہ بہت خوش ہوئے اور اس کے اردگرد بیٹھ گئے، یہ سارے مناصب ان سے پہلے کسی کے پاس یکجا نہیں ہوئے تھے، اور نہ ان کے بعد سے ہمارے زمانے تک کسی کو یہ مناصب ملنے کی خبر ملی ہے یعنی قضا، خطابت اور شیوخ کی مشیخت۔

بروز دوشنبہ ۲۴ ربیع الاول کو مصریہ میں الفتح احمد بن الثقفی کو قتل کر دیا گیا اس کے متعلق مذکورہ فیصلہ قاضی زین الدین بن مخلوف المالکی نے دیا تھا کیونکہ اس کے بارے میں ثابت ہو چکا تھا کہ اس نے شریعت کی تنقیص، آیات قرآنیہ کے ساتھ استہزاء اور بعض متشابہات کو بعض کے معارض قرار دینے جیسی حرکات کی ہیں، اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ بعض محرمات مثلاً اغلام بازی یعنی ہم جنس پرستی اور شراب وغیرہ کو اپنے پاس آنے والے فساق اور جہلاء جو ترک وغیرہ ہوتے تھے کے لئے حلال کہتا تھا، اس کے باوجود فضیلت علم اور ظاہری ڈیل ڈول کا مالک تھا، اس کی پوشاک عمدہ تھی جب دونوں محلوں کے درمیان ''دار الحدیث الکاملیۃ'' کی کھڑکی کے پاس کھڑا کیا گیا تو اس نے قاضی تقی الدین بن دقیق العید سے مدد طلب کی اور کہا کہ آپ میرے بارے میں کچھ جانتے ہیں؟ کہنے لگے میں تمہاری فضیلت کا معترف ہوں لیکن اب تمہارا معاملہ قاضی کے ہاتھ میں ہے، چنانچہ قاضی نے جلاد کو اس کی گردن مارنے کا حکم دیا اور اس نے اس کی گردن اڑا دی پھر اس کے سر کو شہر میں گھما کر اعلان کیا گیا کہ یہ اس شخص کی جزاء ہے جس نے اللہ اور رسول ﷺ کے بارے میں بدگوئی کی۔

''البرزالی'' نے اپنی تاریخ میں کہا ہے کہ ماہ ربیع الاول کے وسط میں بلاد حماۃ کے قاضی کی جانب سے خط آیا کہ ''حماۃ'' کے علاقے ''بارین'' میں مختلف حیوانات کی صورت کی ژالہ باری ہوئی ہے مثلاً درندوں، سانپوں، بچھوؤں، پرندوں، بکریوں، عورتوں اور مردوں کی شکل کے اولے گرے ہیں اور ان کی کمروں میں سوت کے تسمے تھے اور یہ بات وہاں کے قاضی کے سامنے بھی پایہ ثبوت کو پہنچی تھی پھر اس ثبوت کو قاضی حماۃ کے پاس منتقل کیا گیا، بروز سہ شنبہ ۱۰ ربیع الاول کو ''الظاہریۃ'' کے دربان شیخ علی الحوالی کو اس کے دروازے پر شیخ زین الدین سمرقندی کے قتل کے اعتراف کی پاداش میں

پھانسی دی گئی، اس ماہ کے نصف میں ''الناصریۃ الجوانیۃ'' کی تدریس کے لئے کمال الدین ابن الشریشی کی جگہ قاضی بدرالدین بن جماعہ حاضر ہو گئے کیونکہ ایک مجلس میں ثابت ہوا کہ یہ دمشق میں شافعیہ کے قاضی کے لئے ہے چنانچہ ابن جماعہ نے اسے ابن الشریشی سے چھین لیا، بروز سہ شنبہ ۲۹ر جمادی الاولیٰ کو الصدر علاء الدین بن شرف الدین بن القلانسی دو برس اور چند دن کی اسارت کے بعد تاتاریوں سے چھوٹ کر اپنے گھر تشریف لائے وہ ایک مدت تک قید رہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر لطف فرمایا اور وہ تاتاریوں کی قید سے رہا ہو کر اپنے اہل کے پاس واپس آئے اور گھر والے بڑے مسرور ہوئے۔

۶ر جمادی الآخریٰ کو قاہرہ سے ڈاکیہ نے آ کر امیر المؤمنین الحاکم بامر اللہ عباسی کی وفات کی خبر سنائی اور بتایا کہ ان کے بعد ان کے بیٹے ابوالربیع سلیمان کو خلیفہ بنایا گیا ہے اور اس کا لقب المستکفی باللہ ہے، اور ان کے جنازہ میں تمام لوگوں نے پیدل شرکت کی ہے اور السیدۃ نفیسۃ کے قریب ان کو دفن کر دیا گیا ہے اس کو خلافت میں چالیس برس گذرے تھے، اور ڈاک کے ساتھ ہی شمس الدین الحریری الحنفی کو قاضی بنانے کا حکم آیا، کونسل خانے کا ناظر شرف الدین بن مزھر کو بنایا گیا تھا، ''الخاتونیۃ الجوانیۃ'' بدستور قاضی جلال الدین بن حسام الدین کے پاس نائب سلطنت کی اجازت سے رہا اور جمعہ کے روز ۹ر جمادی الآخریٰ کو'' جامع دمشق'' میں خلیفہ المستکفی باللہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اس کے والد کے لئے رحم کی دعا کی گئی، ''الناصریۃ'' ابن الشریشی کے دوبارہ حوالے کیا گیا اور ابن جماعہ کو اس سے معزول کیا گیا چنانچہ انھوں نے بروز چہارشنبہ ۱۴ر جمادی الآخریٰ کو وہاں درس دیا، شوال کے مہینہ میں شام میں ٹڈی دل آیا اس نے کھیتوں اور پھلوں کو چاٹ لیا اور درختوں کو عصا کی طرح صاف کر دیا، اس سے قبل اس طرح کبھی نہیں ہوا اس ماہ ''الخیابرۃ'' کے یہود کے لئے ایک مجلس منعقد کی گئی اور دوسرے یہود کی طرح ان پر اداء جزیہ لازم کی گئی، تو انھوں نے ایک مکتوب دکھایا جس کے متعلق ان کا دعویٰ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ان سے جزیہ ساقط کرنے کے متعلق ہے، جب فقہاء اس سے باخبر ہوئے تو معلوم ہوا کہ جھوٹا اور خودساختہ مکتوب ہے کیونکہ اس میں رکیک الفاظ، بے جا تواریخ اور عربی کی فحش غلطیاں تھیں، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ان سے تحقیق طلب کی اور انھیں ان کا جھوٹ اور خطا کھول کر بتایا اور فرمایا کہ یہ من گھڑت اور جھوٹا ہے۔

چنانچہ وہ جزیہ کی ادائیگی پر آمادہ ہو گئے اور گذشتہ معاملات کی واپسی سے خائف ہوئے، میں کہتا ہوں، کہ میں بھی اس مکتوب پر واقف ہوں میں نے اس میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی گواہی ''خیبر'' کے سال کی دیکھی حالانکہ وہ ''خیبر'' کے واقعہ سے دو برس قبل وفات پا چکے تھے، اور اس میں لکھا تھا، و کتب علی ابن ابی طالب یہ ایسی غلطی ہے کہ اس کا صدور حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ سے ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ علم نحو کی سند ابوالاسود الدؤلی کے طریق سے ان تک بیان کی جاتی ہے، اور میں نے اس میں ایک الگ جزء جمع کیا ہے اور اس میں'' قاضی الماوردی'' کے ایام میں پیش آمدہ باتیں بھی ذکر کی ہیں، اس زمانے میں ہمارے اصحاب کی بھی ایک کتاب ہے، اور اسے''الحاوی'' میں صاحب ''الشامل'' نے اپنی کتاب میں اور کئی دوسرے لوگوں نے ذکر کیا ہے اور اس کے اغلاط کو بیان کیا ہے۔ وللہ الحمد والمنۃ

اس مہینہ میں حاسدوں کے ایک گروہ نے شیخ تقی الدین بن تیمیہ پر الزام لگایا اور شکایت کی کہ وہ حدود قائم کرتے ہیں، تعزیر کرتے ہیں اور بچوں کے سر مونڈتے ہیں، شیخ نے ان حاسدوں کے خلاف کلام کیا اور ان کا خطا کار ہونا ظاہر کیا پھر جا کے حالات پر سکون ہو گئے، ذی القعدہ میں دمشق کے قلعہ میں چند دن تک'' بلاد سیس'' کے بعض مقامات کو بزور فتح کرنے کی خوشی منائی گئی، اسی مہینہ میں ابن مزھر کی جگہ عزالدین بن میسر کونسل خانوں کا نگران بن کر آیا، بروز سہ شنبہ ۴ر ذی الحجہ کو یہود کا مذہبی پیشوا عبدالسید بن المھذب اپنی اولاد کے ساتھ'' دارالعدل'' آ کر مسلمان ہوا، نائب السلطنت نے ان کا اکرام کیا اور حکم دیا کہ وہ خلعت زیب بدن کر کے سوار ہو اور اس کے پیچھے طبل اور ڈھول بجا کر اس کے گھر تک جائیں، اور رات اس نے ایک بڑی دعوت کی جس میں قضاۃ اور علما کو مدعو کیا گیا تھا اور یہود کی ایک بڑی جماعت اس کے ہاتھ پر مسلمان ہوئی اور عید کے دن وہ سب مسلمانوں کے ساتھ تکبیر کہتے ہوئے نکلے لوگوں نے ان کا زبردست اکرام کیا ۱۷ر ذی الحجہ کو سلطان تاتار کے ایلچی آ کر قلعہ میں اترے اور تین دن کے بعد قاہرہ چلے گئے، ان کے جانے کے دو دن بعد ارجواش فوت ہو گیا، اور اس کی موت کے دو روز بعد فوج ''بلاد سیس'' کا ایک حصہ فتح کر کے واپس آ گئی چنانچہ نائب سلطنت اور فوج ان کے استقبال کے لئے باہر آئے اور لوگ آسودگی کی خاطر نکلے اور فوج کی کامیابی اور آمد سے بہت خوش ہوئے۔

اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات

امیر المؤمنین خیلفہ حاکم بامر اللہ :ابوالعباس احمد بن المسترشد باللہ الھاشمی العباسی البغدادی المصری ۶۶۱ھ کے آغاز پر ''الدولۃ الظاھریۃ'' میں ان کی بیعت خلافت ہوئی، ان کی خلافت چالیس سال رہی۔ جمعہ کی رات ۱۸؍جمادی الاولی کو انتقال ہوا اور ''سوق الخیل'' میں نماز عصر کے وقت ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ ان کے جنازہ میں حکومت کے سرکردہ حضرات اور لوگ پیدل شریک ہوئے اور اس نے اپنے بیٹے ابوالربیع سلیمان کو خلافت کا ولی عہد بنایا تھا۔

المستکفی باللہ کی خلافت امیر المؤمنین بن حاکم بامر اللہ عباسی کو جب ولیٔ عہد بنایا گیا تو اس کی تحریر لکھی گئی پھر وہ تحریر سلطان اور ارکان دولت کے سامنے اسی سال۔ ۲۱؍ذی الحجہ کو پڑھ کر سنائی گئی، مصری اور شامی علاقوں میں اس کا خطبہ پڑھا گیا اور تمام ممالک ۔ ملامیہ میں اس خبر کی ڈاک بھیج دی گئی۔

فوت شدگان کی تفصیل

امیر عزالدین امیر عزالدین ایبک بن عبداللہ النجیبی الدویدار دمشق کا والی اور ''طبلخانہ'' کے امراء میں سے ایک تھا، قابل قدر سیرت کا مالک تھا، لیکن ان کی مدت ملازمت طویل نہ ہو سکی، بروز سہ شنبہ ۷؍ربیع الاول کو فوت ہوئے اور ''قاسیون'' میں مدفون ہوئے۔

شیخ امام عالم شرف الدین ابوالحسن علی بن شیخ امام عالم علامہ حافظ فقیہ تقی الدین ابوعبداللہ محمد ابن شیخ ابوالحسن احمد بن عبداللہ بن عیسیٰ بن احمد بن محمد الیونینی البعلبکی، اپنے بھائی شیخ قطب الدین بن شیخ فقیہ سے بڑے تھے، شرف الدین ۶۲۱ھ پیدا ہوئے ان کے والد نے ان کو بہت کچھ پڑھایا پھر علم اور تفقہ میں مشغول ہو گئے، وہ عابد، زاہد، عامل اور کثیر الخشوع تھے، وہ اپنی کتابوں کی لائبریری میں تھے کہ ایک آدمی آ کر انھیں ڈنڈے اور پھر چھریوں سے مارنے لگا چنانچہ اس صدمہ سے چند دن مریض رہ کر بروز خمیس ۱۱؍رمضان کو ''بعلبک'' میں جوار رحمت باری تعالیٰ میں پہنچے، ''باب بطحا'' میں دفن کئے گئے، لوگوں نے ان کے علم، عمل، حفظ احادیث، لوگوں سے حسن سلوک، تواضع، حسن سیرت اور مروت کی وجہ سے بہت رنج و غم کا اظہار کیا، تغمدہ اللہ برحمتہ۔

الصدر ضیاء الدین احمد بن حسین بن شیخ السلامیۃ، قاضی قطب الدین موسیٰ جو کہ مصر و شام میں فوج کا نگران رہے، کے والد تھے، سہ شنبہ ۲۰؍ذی القعدہ کو وفات پائی اور قاسیون میں مدفون ہوئے اور ''الرواحیۃ'' میں ان کی تقریب تعزیت منعقد ہوئی۔

امیر کبیر مرابط مجاہد ... علم الدین ارجواش بن عبداللہ المنصوری شام میں نائب قلعہ تھے، بڑے ذوہیبت و ہمت، ذکی الفہم اور نیک ارادوں کے مالک تھے، معرکۂ قازان کے ایام میں جب تاتاری شام پر قبضہ جما رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے قلعہ کی حفاظت اس شخص کے ہاتھوں مقدر کی تھی اور قلعہ تاتاریوں کے لئے بڑا بھاری ہوا اور اس شخص کے ہاتھوں نے ہی انھیں پیچھے روکا کیونکہ اس نے التزام کیا تھا کہ جب قلعہ میں ایک بھی متحرک آنکھ ہو گی قلعہ تاتاریوں کے حوالے نہیں کروں گا یہ دیکھ کر دوسرے شامی قلعہ والوں نے بھی ان کی اقتدا کی۔ ان کی وفات ۲۲؍ذی الحجہ ہفتہ کی رات کو قلعہ ہی میں ہوئی۔ ہفتہ کی صبح انھیں قلعہ سے نکال کر ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں نائب سلطنت اور دوسرے حضرات شریک ہوئے پھر ''قاسیون'' کے دامن کوہ کی جانب لے جا کر انھیں ان کی قبر میں دفن کر دیا گیا رحمہ اللہ۔

الابرقوہی المسند المعمر المصری شیخ جلیل مسند رحلہ بقیۃ السلف شہاب الدین ابوالمعالی احمد بن اسحاق بن محمد بن المؤید بن علی بن

اسماعیل بن ابی طالب ابرقوھی ہمدانی ثم مصری، ''بلاد شیراز'' میں سے ''ابرقوہ'' میں ولادت رجب یا شعبان ۶۱۵ھ میں ہوئی، بہت سے مشائخ سے کثیر احادیث سنیں اوران کی تخریج بھی ہوئی ہے، وہ قوی، لطیف الطبع اوراچھے انسان تھے، مکہ میں حجاج کی روانگی کے چار یوم بعد وفات پائی۔

الشریف صاحب مکہ الشریف ابونمی محمد بن امیر ابوسعید حسن بن علی بن قتادۃ الحسنی چالیس برس سے مکہ کا حکمران تھا، حلیم، باوقار، صاحب رائے، سیاست دان اور عقل ومروت سے بھرپور تھا، اس کا کاتب اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی مصری شافعی اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے مکہ ہی میں پیدا ہوا تھا۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

آغاز ۷۰۲ھ

ابتدا میں حکام وہی گذشتہ سال میں مذکور حضرات تھے، بروز چہارشنبہ ۲ر صفر کو ''انطرسوس'' کے قریب ''جزیرۂ ارواد'' فتح ہوا، جو کہ اہل ساحل کے لئے بہت مضر جگہ تھی، سمندر میں دیار مصریہ کی جانب کشتیاں آئیں اوران کے پیچھے ''طرابلس'' کی فوج آ گئی چنانچہ دوپہر کے وقت وہ جزیرہ فتح ہوا، دو ہزار کے قریب اہل جزیرہ قتل ہوئے، پانچ سو کے لگ بھگ قید ہوئے، گویا اس کی فتح تمام ساحلی علاقوں کی فتح تھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کوان کے شرور سے نجات دی، ماہ صفر کی ۷ار تاریخ بروز خمیس ڈاک نے آکر قاضی القضاۃ ابن دقیق العید کی وفات کی خبر سنائی اوراس کے ساتھ قاضی القضاۃ ابن جماعۃ کے نام سلطان کا خط تھا اس میں ابن جماعۃ کو تعظیم، اکرام اوراحترام کے ساتھ اپنے پاس بلایا تھا تا کہ مصر میں آکر وہ حسب عادت صیغۂ قضا کو سنبھالے چنانچہ اس نے جانے کی تیاری کر لی اور جب جانے کے لئے نکلا تو نائب سلطنت الافرم، ارباب حل وعقد اوراعیان بلاد سے الوداع کرنے کے لئے اس کے ساتھ نکلے، ابن دقیق العید کے حالات فوت شدگان کے حالات میں عنقریب آرہے ہیں، ابن جماعۃ جب مصر پہنچا تو سلطان نے بڑھ کر اس کا اکرام کیا، اسے اون کی خلعت عطا کی، اورایک خچر دیا جس کی قیمت تین ہزار درہم کے برابر تھی، اوراس نے چار ربیع الاول ہفتہ کے دن عہدۂ قضا سنبھالا۔

تاتاری قاصد بلاد مصر کا قصد کئے ہوئے ربیع الاول کے اواخر میں پہنچے بروز خمیس ۸ر ربیع الآخری کو شرف الدین الناسخ کی جگہ شرف الدین الفزاری ''دارالحدیث الظاھریۃ'' کا سرپرست بنا، شرف الدین الناسخ کا نام ابوحفص عمر بن محمد بن عمر بن حسن بن خولیہ امام الفارسی تھا، ۷۰ برس کی عمر میں وہیں اس نے وفات پائی، پارسا، معروف اوراخلاق حسنہ کا مالک شخص تھا، مذکورہ شیخ شرف الدین نے ایک مفید درس دیا جس میں روسا کی ایک جماعت شریک تھی، بروز جمعہ ۱۱ر جمادی الاولیٰ کو قاضی القضاۃ نجم الدین بن صصری کو ابن جماعۃ کی جگہ شام کی قضا عطا ہوئی، ''الفارقی'' کو خطابت اور امیر رکن الدین بیبرس العلاوی کو کونسل خانوں کے انتظام کا عہدہ دیا گیا، اورلوگوں نے انھیں مبارکباد دی، اور نائب سلطنت اور نامور حضرات ''المقصورۃ'' میں خطبہ سننے کے لئے حاضر ہوئے اور نماز کے بعد ابن صصری کی تقرری کا خط پڑھا گیا پھر وہ خود ''الشباک الکمالی'' یعنی ''الکمالی'' نامی کھڑکی میں بیٹھا تو دوبارہ خط پڑھا گیا، جمادی الاولیٰ کے مہینہ میں نائب سلطنت کے ہاتھ ایک من گھڑت خط لگا جس میں لکھا تھا کہ شیخ تقی الدین بن تیمیہ اور قاضی شمس الدین بن الحریرا وران امراء اور خواص کا ایک گروہ جو ''باب السلطنت'' پر قبجق کے قبضہ کی خواہش رکھتے ہیں اور تاتار سے خیرخواہی رکھتے ہیں۔ درپردہ ان سے خط وکتابت بھی کرتے ہیں۔

اس خط میں لکھا تھا کہ شیخ کمال الدین بن الزملکانی انھیں امیر جمال الدین الافرم کے احوال بتاتا ہے اور کمال الدین بن العطار کا بھی یہی حال ہے، جب نائب السلطنت نے اس کو دیکھا تو سمجھ لیا کہ یہ من گھڑت ہے پھر اس کی تفتیش شروع ہوئی تو پتہ چلا کہ اس کا گھڑنے والا ایک فقیر ہے جو ''محراب الصحابۃ'' کے ساتھ والے کوٹھے میں مجاور ہے جسے ''الیعفوری'' کہا جاتا ہے اور دوسرا شخص اس کے ساتھ احمد الغناری ہے یہ دونوں شرارت اور فضولیت میں معروف تھے ان دونوں کے ساتھ خط کا مسودہ بھی پایا گیا، نائب سلطنت نے بھی اس کی تحقیق کی تو پھر ان کو تعزیراً سخت سزائیں دی گئیں، اس کے بعد ان کے بارے میں ثالثی کا فیصلہ ہوا اوران کے لئے خط لکھنے والے کاتب کا ہاتھ کاٹا گیا، وہ تاج مناد یلی تھا، اواخر جمادی الاولیٰ میں امیر سیف الدین بلبان جوکندار منصوری ارجواش کی جگہ نیابت قلعہ کی جانب منتقل ہوگیا۔

عجائبات سمندر میں سے ایک عجوبہ.... شیخ علم الدین البرزالی نے اپنی تاریخ میں بتایا ہے کہ میں نے قاہرہ سے آئی ہوئی بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ خمیس کے دن ۱۴ر جمادی الاخریٰ کو دریائے نیل سے ''ارض المنوفیۃ'' جو کہ ''بلاد منیۃ مسعود'' ''اصطباری'' اور ''الراھب'' کے درمیان ہے کی طرف ایک عجیب الخلقت جانور نکلا اس کی صفات یہ تھیں ''اس کا رنگ بغیر بالوں والی بھینس کی طرح تھا، اونٹ کے کانوں کی طرح کے اس کے کان تھے، اس کی آنکھیں اور شرمگاہ اونٹنی کی طرح تھیں، اس کی شرمگاہ کے اوپر مچھلی کی دم کی طرح کی ڈیڑھ بالشت لمبی دم تھی، اس کی گردن کی موٹائی بھوسے سے بھرے ہوئے اژدھے کی طرح تھی، اور اس کا منہ اور ہونٹ چھلنی کی مانند تھے، اس کے چار اگلے دانت تھے دو اوپر، دو نیچے، ان میں سے ہر ایک طول میں ایک بالشت سے کم اور عرض میں دو انگلیوں کے برابر تھا، ان کے منہ میں اڑتالیس ڈاڑھیں اور دانت تھے جو شطرنج کے دانوں کی مانند تھے، اس کے ہاتھوں کی لمبائی باطنی جانب سے زمین تک ڈھائی بالشت تھی، گھٹنے سے کھر تک اژدھے کے پیٹ کی طرح زرد اور کھنگریالہ تھا، اس کے کھر کی گولائی رکابی کی مانند اونٹ کے تلووں کی طرح چار تلووں والا تھا، اس کی پیٹھ کا عرض ڈھائی ہاتھ کے برابر تھا، منہ سے دم تک اس کی لمبائی پندرہ قدم تھی، اس کے پیٹ میں تین اوجھڑیاں تھیں، اس کا گوشت سرخ اور مچھلی کی طرح اس کا پہلو تھا، گوشت کا ذائقہ اونٹ کی طرح تھا، اس کی کھال کی موٹائی چار انگل کے برابر تھی تلواریں اس میں اثر نہیں کرتی تھیں، اس کی کھال پانچ اونٹوں پر لاد کر ایک گھنٹہ کی مقدار سے ایک اونٹ سے دوسرے پر رکھ کر لائی گئی ,قلعہ میں اسے سلطان کے سامنے لا کر بھوسے بھر کر کھڑا کیا گیا۔ واللہ اعلم۔

رجب کے مہینہ میں تاتاریوں کے بلاد شام پر حصے کی قوی خبریں آنے لگیں اس سے لوگ بہت گھبرائے اور انھیں شدید خوف ہوا، خطیب نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھنے لگا اور بخاری شریف کی قراءت شروع کی گئی، لوگ مصری علاقوں، ''الکرک'' اور محفوظ مقامات کی طرف جانے لگے پھر جب مصری افواج کے آنے میں تاخیر ہوئی تو خوف میں مزید اضافہ ہوا، رجب کے مہینہ میں امین الدین سیمان کی جگہ نجم الدین بن ابوالطیب نے خزانہ کی نگرانی کا منصب سنبھالا، بروز ہفتہ ۳ر شعبان کو ابن جماعہ کے بعد قاضی ناصر الدین عبدالسلام شیوخ کے سرپرست بنے، اس تاریخ تک جمال الدین الزرعی اس منصب کی خانہ پری کیے ہوئے تھا، بروز ہفتہ ۱۰ر شعبان کو ذلیل تاتاریوں کے مقابلے کے لئے سلطان کے فوج کے ساتھ مصر سے نکلنے کی خوشی میں قلعہ میں اور امراء کے دروازوں پر شادیانے بجائے گئے، بعینہ اسی دن معرکہ ''غرض'' پیش آیا، وہ یوں کہ امراء اسلام کی یک جماعت کا مقابلہ تاتاریوں سے ہوا، ان میں استدمر، بہادر آخی، کجکن اور غرلو العادلی جیسے لوگ تھے، ان میں سے ہر ایک اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار تھا، وہ پندرہ سو شہسوار تھے، تاتاری سات ہزار تھے، لڑائی ہوئی مسلمانوں نے زبردست عزیمت کا مظاہرہ کیا چنانچہ وہ فتح سے ہمکنار ہوئے اور تاتاریوں نے شکست کھائی، ان میں سے کئی قتل ہوئے کچھ قیدی بنائے گئے اور باقی پشت پھیر کر بھاگ گئے، مسلمانوں نے بہت سارا مال غنیمت حاصل کیا، چند لوگوں کے سوا جنھیں شہادت نصیب ہوئی باقی سب صحیح وسلامت لوٹ آئے، پھر خمیس کے روز نصف شعبان کو قیدی لائے گئے یہ عیسائیوں کی خمیس کا دن تھا۔

معرکہ شقحب کی شروعات ۔ ۱۸ر تاریخ کو مصری افواج کی ایک بڑی تعداد آ گئی جس میں ''امیر رکن الدین بیبرس الجاشنگر'' امیر حسام الدین لاجین معروف باستادار المنصوری اور امیر سیف الدین کرای المنصوری تھے اس کے بعد ایک اور جماعت آئی جس میں بدرالدین امیر سلاح اور ''ایبک الخزندار'' تھے چنانچہ اس سے لوگوں کے دل کچھ مضبوط ہوئے اور بہت سے لوگوں نے اطمینان کا سانس لیا، لیکن ''بلاد حلب''، ''حماۃ'' اور ''حمص'' کے لوگ بھاگ رہے تھے، حلب اور حماۃ کی فوجیں ''حمص'' لوٹ گئی تھیں پھر انھیں ڈر ہوا کہ کہیں تاتاری ہمیں اچانک روند نہ ڈالیں چنانچہ وہ کر یک شنبہ ۵ر شعبان کو ''المرج'' میں اترے اور تاتاری ''حمص'' اور ''بعلبک'' پہنچ گئے تھے وہاں انھوں نے بڑا فساد مچایا، لوگوں کو سخت قلق اور پریشانی ہوئی، شدید خوف زدہ ہوئے، سلطان نے بقیہ فوج کو لانے میں تاخیر کی تو پورا شہر لرزنے لگا، لوگ کہنے لگے کہ شامی فوج میں مصریوں کے باوجود ہمت نہیں ہے کہ تاتاریوں کی کثرت کی وجہ سے ان کا مقابلہ کر سکے، البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ یہ ان سے مرحلہ در مرحلہ پیچھے ہٹتے جائیں یوں جب لوگ لغو باتیں کرنے لگے تو امراء یک شنبہ کے روز میدان میں مجتمع ہوئے اور دشمن سے مقابلہ کی قسمیں کھائیں اور دلیری کا اظہار کیا اور شہر میں منادی کرائی گئی کہ شہر سے کوئی نہ نکلے پھر جا کے لوگ خاموش ہو گئے، قضاۃ ''الجامع'' میں آئے اور فقہاء اور عوام کے ایک ٹولے کو قتال پر حلف اٹھوایا، شیخ تقی الدین بن تیمیہ ''حماۃ'' سے آنے والی فوج کی طرف گئے اور ''القطیعہ'' میں ان سے مل کر انھیں بتایا کہ امراء اور عوام نے دشمن سے لڑنے کی قسمیں کھائی ہیں، تو انھوں

نے بھی یہی کہا اور حلف اٹھایا، شیخ تقی الدین بن تیمیہ امراء اور عوام الناس کے سامنے قسم کھاتے تھے اس دفعہ تم ہی فتحمند ہو گے، تو امراء کہتے کہ آپ انشاء اللہ فرمایا کریں، تو آپ انشاء اللہ فرماتے لیکن بطور تحقیق کے نہ کہ بطور تعلیق کے یعنی انشاء اللہ سے یہ مراد لیتے کہ فتح ہو کر رہے گی یہ مراد نہ لیتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو فتح ہوگی ورنہ نہیں اور یہ بات اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کی بناء پر کہتے تھے۔

اس بارے میں کتاب اللہ کی آیت سے استدلال کرتے تھے مثلاً یہ آیت کہ ''ثم بغی علیہ لینصرنہ اللہ'' لوگ ان تاتاریوں سے قتال کی کیفیت میں بحث کرنے لگے کہ ان سے قتال کس نوعیت کی ہوگی کیونکہ وہ اسلام کا اظہار کرتے ہیں اور امام کے خلاف بغاوت بھی نہیں کی کیونکہ وہ کبھی بھی امام کی ماتحتی میں نہیں رہے کہ کہا جائے کہ انھوں نے مخالفت کی ہے، تو شیخ تقی الدین بن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ یہ لوگ خوارج کی نوع سے ہیں جنھوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا تھا، اور کہا تھا کہ وہ خلافت کے ان دونوں کے مقابلہ میں زیادہ حقدار ہیں، اور یہ لوگ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ نفاذ حق کے مسلمانوں سے زیادہ حقدار ہیں اور جن مظالم ومعاصی میں وہ خود مبتلا ہیں انھیں مسلمانوں کے سر تھوپتے ہیں حالانکہ وہ خود اس سے کئی گنا بڑے گناہوں میں غرق ہیں، پھر جا کے علماء اور دوسرے لوگوں کے ذہن میں بات آ گئی، اور وہ لوگوں سے کہتے تھے کہ اگر تم مجھے اس جانب دیکھو اور میرے سر پر مصحف بھی ہو تو مجھے قتل کر دینا چنانچہ لوگ تاتاریوں کے خلاف دلیر ہو گئے اور ان کی نیتیں اور دل قوی ہوئے، وللہ الحمد۔

شعبان کی ۲۴ رتاریخ کو شامی افواج نکل کر ''الکسوۃ'' کے پڑوس میں ''الجسورۃ'' کے پاس خیمہ زن ہو گئے، ان کے ساتھ قضاۃ بھی تھے ان کے متعلق لوگ دو گروہوں میں بٹ گئے، ایک کہتا تھا کہ یہ لڑائی کی جگہ تلاش کرنے نکلے ہیں کیونکہ ''المرج'' میں بہت زیادہ پانی جمع ہے لہٰذا وہاں لڑائی ممکن نہیں، جبکہ دوسرا گروہ کہتا تھا کہ وہ اس طرف اس لئے گئے ہیں تاکہ بھاگ کر سلطان سے جا ملیں، خمیس کی رات کو جب وہ ''الکسوۃ'' کی جانب بڑھے تو ان کے بھاگنے کے متعلق لوگوں کے گمان کو تقویت ملی، اور تاتاری ''قارۃ'' تک پہنچ چکے تھے، ایک قول یہ ہے کہ وہ ''القطیعۃ'' تک پہنچے تھے، لوگ یہ سن کر شدید بے چین ہوئے، شہروں اور دیہاتوں کے گرد کوئی نہ رہا، پورا شہر اور قلعہ بھر گیا گھروں اور راستوں میں بہت اژدھام تھا لوگ کافی اضطراب میں تھے۔

مذکورہ مہینہ کے بروز خمیس شیخ تقی الدین بن تیمیہ ''باب النصر'' سے بڑی مشقت سے نکلے، ایک جماعت ان کے ساتھ تھی تاکہ وہ خود اپنے ہمراہیوں کے ساتھ قتال میں شریک ہو سکیں، لوگوں نے سمجھا کہ شاید وہ بھاگنے کی خاطر نکل رہے ہیں چنانچہ بعض لوگوں نے انھیں ملامت کیا اور کہنے لگے ہم نے ہی ہمیں جانے سے روکا تھا اور اب خود بھاگے جا رہے ہو، شیخ نے انہیں کچھ جواب نہیں دیا، شہر کی یہ حالت تھی کہ اس میں کوئی حاکم نہیں تھا، شہر میں چور اور پیشہ ور ڈاکو منڈلانے لگے، اور لوگوں کے باغات میں گھس کر تباہی مچاتے اور جس چیز پر قدرت پاتے رہا سے لوٹ لے جاتے، زرد آلو کو پکنے سے پہلے توڑتے اور لوبیا، گندم اور تمام سبزیوں کو کاٹ دیتے حتیٰ کہ وہ لوگوں اور فوج کے احوال کے درمیان حائل ہو گئے اور ''الکسوۃ'' تک تمام راستے منقطع ہو گئے، شہر اور بازاروں میں وحشت چھا گئی، اذان گاہوں پر چڑھ کر دائیں بائیں دیکھنے اور ''الکسوۃ'' کی جانب دیکھنے کے علاوہ لوگوں کو کوئی کام نہیں تھا، کبھی کہتے کہ گرد نظر آئی ہے ممکن ہے تاتاریوں کے گھوڑوں کی گرد ہے اور فوج کے بارے میں تعجب کرتے کہ اتنی کثرت، عمدہ تیاری اور تعداد کے باوجود کہاں گئے؟ کچھ نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا کیا؟

تمام امیدیں منقطع ہو گئیں، دعاؤں، نمازوں کہ ہر حال میں الحاح وزاری کرنے لگے، یہ خمیس کا دن شعبان کی ۲۹ رتاریخ تھی، لوگ اس قدر خائف اور مرعوب تھے کہ بیان نہیں کیا جا سکتا، لیکن اس سے چھٹکارا بہت قریب تھا، لیکن ان میں سے اکثر فلاح نہیں پائیں گے، جیسا کہ ابورزین رحمہ اللہ کی حدیث میں ہے'' تمہارا رب اپنے بندوں کی مایوسی اور غیروں کے قرب سے تعجب کرتا ہے وہ تمھیں دیکھتا ہے حالانکہ تم تنگدل اور مایوس ہو چکے ہوتے ہو پس وہ ہنستا رہتا ہے اور جانتا ہے کہ کشادگی قریب ہے''۔

اس دن کے آخری حصہ میں امراء دمشق میں سے امیر فخر الدین الرقبی نے آخر لوگوں کو بہتری کی خوشخبری سنائی کہ سلطان مصری اور شامی افواج کے اجتماع کے وقت پہنچ گیا اور مجھے بھیجا تاکہ دیکھ آؤں کہ تاتاریوں میں سے کسی نے شہر کا راستہ اختیار تو نہیں کیا، چنانچہ معاملہ پسند کے مطابق تھا کہ تاتاریوں میں سے کوئی شہر کی طرف نہیں آیا تھا، کیونکہ وہ دمشق کے اوپر سے مصری افواج کی طرف چلے گئے تھے اور کہا تھا کہ اگر ہم غالب ہو گئے تو شہر

ہمارا ہے ورنہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں پھر شہر میں اعلان کرایا گیا کہ لوگ خاطر بجا رکھیں کیونکہ سلطان پہنچ چکا ہے چنانچہ لوگ مطمئن ہو گئے اور دلوں کو سکون حاصل ہوا، جمعہ کی رات کو قاضی تقی الدین حنبلی نے (رمضان کے) مہینہ کو ثابت قرار دیا البتہ فضا ابر آلو تھی، چنانچہ قندیلیں لٹکائی گئیں، نماز تراویح پڑھی گئی لوگ ماہ رمضان اور اس کی برکت سے مالا مال ہونے لگے، جمعہ کی صبح شدید فکر وغم اور خوفناک صبح تھی کیونکہ لوگوں کو حالات کا کچھ علم نہیں تھا، وہ اس گومگو میں تھے کہ امیر سیف الدین غرلو العادلی آ کر نائب قلعہ سے ملے اور جلد ہی فوج کی طرف واپس چلے گئے، کسی کو پتہ نہ چلا کہ اس نے کیا خبر دی ہے چنانچہ لوگ بے کار باتوں اور کھود کرید میں لگ گئے۔

معرکہ شقحب کا بیان...... ہفتہ کی صبح بھی اسی خوف اور تنگی کے ساتھ نمودار ہوئی لوگوں کو اذان گاہوں سے دشمن فوج کی طرف سے گرد وغبار اور اندھیرا سا نظر آیا لوگوں کو یقین ہو گیا کہ آج معرکہ شروع ہو گیا ہے چنانچہ شہر اور مساجد میں لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں گڑ گڑانے لگے، عورتیں اور بچے گھروں کی چھت پر چڑھ گئے اور سر کھول دیئے اور پورا شہر سراپا چیخ وپکار بن گیا اور ایسی زبردست موسلا دھار بارش شروع ہو گئی پھر جا کے لوگ پرسکون ہو گئے پھر ظہر کے بعد اس مضمون کا ایک خط الجامع میں پڑھا گیا کہ اس ہفتہ کے دن مصری اور شامی افواج مرج الصفر میں سلطان کے ساتھ اکٹھی ہو گئی ہیں اور اس خط میں لوگوں سے دعا قلعہ کی حفاظت اور فصیلوں کی دیکھ بھال کا کہا گیا تھا چنانچہ لوگوں نے اذان کی جگہوں پر شہر میں دعا کرنے لگے تھے، یہ دن خوف اور تنگی کی حالت میں بیت گیا، یک شنبہ کی صبح کو لوگ تاتاریوں کی شکست کی باتیں کر رہے تھے لوگ الکسوۃ کی جانب گئے اور جب واپس ہوئے تو ان کے ساتھ مال غنیمت اور تاتاریوں کے کچھ سر تھے تاتاریوں کی شکست کی خبریں قوی ہونے اور بڑھنے لگیں پھر جا کے پوری خبر واضح ہو گئی لیکن لوگ شدت خوف اور تاتاریوں کی کثرت کی وجہ سے تصدیق ہی نہیں کر رہے تھے لیکن ظہر کے بعد سلطان کا خط متولی قلعہ کے نام آیا کہ شقحب اور الکسوۃ میں دونوں فوجیں اکٹھی ہو گئی ہیں پھر عصر کے بعد نائب السلطان جمال الدین آقوش الافرم کا ایک خط نائب القلعہ کے پاس آیا کہ ہفتہ کے دن عصر سے ایک شنبہ کے آٹھ بجے تک معرکہ گرم رہا اور تلوار تاتاریوں کی گردنوں میں اپنا عمل دکھاتی رہیں اور وہ بھاگ کر اپنی جان بچانے لگے اور انہوں نے پہاڑوں اور ٹیلوں میں پناہ لی ہے اور ان میں سے تھوڑے ہی بچ نکلے ہیں اس حال میں شام ہوئی لوگوں کے خاطر بجا تھے اس عظیم فتح اور نصرت مبارک کی خوشی میں مگن تھے اس دن کی صبح کو قلعہ میں خوشیاں منائی گئیں سلطان کے قلعہ میں نزول کی وجہ سے قلعہ سے پناہ گزینوں کے نکلنے کا اعلان ہوا اور وہ نکلنا شروع ہو گئے۔

مہینہ کی ۴ تاریخ بروز دوشنبہ کو لوگ الکسوۃ سے دمشق لوٹ آئے اور لوگوں کو فتح اور نصرت کی خوش خبری سنائی گئی اسی دن شیخ تقی الدین ابن تیمیہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ میدان جہاد سے واپس آ کر شہر میں داخل ہوا ان کی آمد سے لوگ خوش ہوئے ان کے لئے دعائیں کیں اور انہیں اس بہتری کی مبارک باد دی گئی جو ان کے ہاتھوں انجام پذیر ہوئی تھی کیوں کہ شامی افواج نے ان سے کہا تھا کہ وہ سلطان کے پاس آ کر اسے دمشق چلے آنے کی ترغیب دیں چنانچہ وہ سلطان کے پاس گئے اور انہیں دمشق آنے پر ابھارا حالانکہ قریب تھا کہ سلطان مصر واپس چلے جائیں چنانچہ وہ سلطان کے پاس آئے تو سلطان نے ان سے درخواست کی کہ وہ معرکہ قتال میں اس کے ساتھ رہیں لیکن شیخ نے جواب دیا کہ سنت یہ ہے کہ آدمی اپنی قوم کے جھنڈے تلے لڑے اور ہم شامی فوج کے ساتھ ہیں اور انہی کے ساتھ رہیں گے انہوں نے سلطان کو قتال کے لئے تیار کیا اور نصرت کی خوش خبری دی اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھانے لگے جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ اس دفعہ تاتاریوں پر غلبہ پاؤ گے تو امراء ان سے کہتے کہ آپ انشاء اللہ فرمایا کریں تو وہ انشاء اللہ فرمایا کرتے لیکن تحقیقاً نہ تعلیقاً اور دوران جنگ لوگوں کو روزہ افطار کرنے کا فتویٰ دیا اور خود بھی افطار کرتے رہے اور لشکر اور امراء کے سامنے کچھ لے کر جاتے اور وہاں اسے کھاتے تاکہ لوگ جان لیں کہ تقویت علی القتال کے لئے افطار کرنا افضل ہے چنانچہ انہیں دیکھ کر اور لوگ بھی کھاتے اور شامیوں میں حضور اکرم ﷺ کا یہ قول بیان فرماتے "کل تم دشمن سے دوبدو ہونے والے ہو اس لئے تقویت کے لئے افطار بہتر ہے اور انہوں نے فتح مکہ کے سال کے افطار کا دعویٰ کیا جیسا کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے خلیفہ ابو الربیع سلیمان سلطان کی صحبت میں تھے جب فوجیں صف آراء ہو گئیں اور جنگ بھڑکنے لگی تو سلطان نے عظیم الشان ثابت قدمی دکھائی اور اپنے گھوڑے کے پاؤں باندھنے کا حکم دیا تاکہ وہ بھاگنے نہ پائے اور اسی موضع میں اس نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا پھر عظیم مشکلات سے واسطہ پڑا اور سادات امراء کی ایک جماعت قتل ہوئی جن میں" دار السلطان کا استاذ حسام

الدین لاجین الرومی بھی تھا اس کے ساتھ امراء کے مقدمین میں سے آٹھ اور صلاح الدین بن الملک السعید الکامل بن السعید بن الصالح اسماعیل اور کبار امراء میں سے بھی بڑی تعداد تھی لیکن اسی دن عصر کے قریب نصرت خداوندی نے مسلمانوں کی دستگیری کی اور مسلمان تاتاریوں پر غالب آگئے وللہ الحمد والمنۃ۔

رات کے وقت تاتاریوں نے ٹیلوں اور پہاڑوں میں چھپ کر پناہ لی اور مسلمان انہیں گھیر کے روکتے رہے اور فجر تک ایک ہی کمان سے ان پر تیر برساتے رہے ان میں سے مقتولین کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی کو علم ہے وہ رسیوں میں جکڑ کر لائے جاتے تھے پھر ان کی گردنیں ماردی جاتی تھیں شکست خوردہ لوگ بھاگتے جارہے تھے کچھ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن وہ بھی خطرناک گھاٹیوں میں گرتے جارہے تھے تاریکی کی وجہ سے ایک جماعت دریائے فرات میں غرق ہو گئی تھی گویا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر سے ایک عظیم وشدید بادل کو ہٹادیا تھا۔ الحمد للہ۔

۵ رمضان بروز سہ شنبہ سلطان دمشق میں داخل ہوا اس کے آگے آگے خلیفہ تھا پورے شہر کو سجایا گیا تھا اہل جمعہ، اہل سبت اور اہل اتوار یعنی مسلمان، یہود نصاریٰ سب خوش ہو گئے سلطان ''القصر الابلق'' اور ''المیر ان'' میں اترا پھر خمیس کے دن قلعہ میں گیا اور وہاں جمعہ کی نماز پڑھی اور دوسرے علاقوں کے امراء کو خلعتیں عطاء کیں اور انہیں اپنے اپنے علاقوں کی طرف لوٹ جانے کے لئے کہا لوگ خاطر بجا ہوئے یاس کی بدلی چھٹ گئی قلوب پرسکون ہو گئے سلطان نے ''ابن النحاس'' کو مدینہ کی ولایت سے معزول کر کے اس کی جگہ ''میر علاء الدین ایدغدی'' امیر علم کو والی مقرر کیا اور امیر صارم الدین ابراہیم والی الخواص کو ''البر یعنی خشکی کے علاقوں کی ولایت سے معزول کر کے اس کی جگہ ''امیر حسام الدین لاجین الصغیر'' کو مقرر کیا پھر سلطان بروز سہ شنبہ ۳ شوال کو دمشق میں رمضان کے روزے رکھنے اور عید کرنے کے بعد دیار مصر چلا گیا صوفیا نے نائب دمشق الافرم سے درخواست کی کہ وہ شیوخ کی مشیخت کا عہدہ ''شیخ صفی الدین ہندی کو ناصر الدین بن عبدالسلام کی جگہ سونپ دیں چنانچہ اس نے جمعہ کے روز ۶ شوال سے شیخ ہندی کو یہ عہدہ سنبھالنے کی اجازت دی۔

سلطان بروز سہ شنبہ ۲۳ شوال کو قاہرہ میں داخل ہوا، بڑا پررونق دن تھا پورے قاہرہ کو سجایا گیا تھا اسی سال ماہ ذی الحجہ کی ۲۳ تاریخ کی صبح خمیس کے دن قاہرہ میں زبردست زلزلہ آیا اس زلزلہ کا پورا زور دیار مصر میں ہی تھا اس کی وجہ سے دریاؤں میں طوفان آیا کشتیاں ٹوٹ گئیں اور مکانات منہدم ہو گئے لوگوں کی کثیر تعداد ہلاک ہو گئی صحیح تعداد ہلاک ہونے والوں کی اللہ ہی کو معلوم ہے دیواروں میں دراڑیں پڑ گئیں اس زمانے میں اس جیسا زلزلہ نہیں دیکھا گیا تھا اس کے کچھ جھٹکے شام میں بھی آئے تھے لیکن وہ باقی تمام علاقوں کی نسبت سے ہلکے جھٹکے تھے۔

ذی الحجہ میں ''شیخ شمس الدین الصنہاجی'' کی وفات کے بعد ''جامع دمشق'' میں محراب المالکیہ'' کی امامت شیخ ابوالولید بن الحاج الاشبیلی المالکی نے سنبھالی۔

اس سال کے فوت شدہ نامور حضرات علامہ ابن دقیق العید

شیخ امام عالم حافظ قاضی القضاۃ تقی الدین بن دقیق العید قشیری مصری کی ولادت بروز ہفتہ ۲۵ شنبہ ۶۲۵ھ کو سرزمین حجاز '' ینبوع'' نامی ساحلی شہر میں ہوئی حدیث کا سماع کیا اور طلب حدیث میں بہت سے سفر کئے پھر سند اور متن حدیث کے اعتبار سے متعدد مفید و نادر کتابیں تصنیف کیں ان کے زمانے میں علم کی ریاست ان تک پہنچ کر ختم ہوتی تھی اپنے ہمعصروں میں بہت آگے تھے طلباء ان کے پاس سفر کر کے آتے تھے بہت سی جگہوں پر انہوں نے درس دیا پھر ۶۹۵ھ میں دیار مصر کی قضا اور الکاملیہ'' کے دار الحدیث کے مشیخت پر ان کی تقرری ہوئی اس مرتبہ شیخ تقی الدین بن تیمیہ نے ان سے ملاقات کی تو شیخ تقی الدین بن دقیق ان کے علوم دیکھ کر فرمانے لگے کہ مجھے یقین نہیں کہ تخلوق میں تم جیسا کوئی اور ہو شیخ ابن الدقیق العید باوقار، کم گو فوائد سے بھرپور اور سنجیدگی ودیانت کے ساتھ علوم کثیرہ سے لبریز شخصیت کے مالک تھے ان کے عمدہ اشعار بھی ہیں بروز جمعہ ۱۱ صفر کو وفات ہوئی اسی دن ''سوق الخیل'' میں ان کا جنازہ ہوا ان کے جنازے میں نائب السلطان اور امراء شریک ہوئے القرافۃ الصغریٰ میں مدفون ہوئے رحمۃ اللہ علیہ۔

شیخ برھان الدین الاسکندری ..... ابراہیم بن فلاح بن محمد بن حاتم نام تھا حدیث کی سماعت کی دیندار اور فاضل آدمی تھے ۶۳۶ھ میں ولادت ہوئی بروز سہ شنبہ ۲۴ شوال کو ۶۵ برس کی عمر میں وفات پائی۔

الصدر جمال الدین بن العطار ۔۔۔ برہان الاسکندری کی وفات کے چند مہینے بعد وفات پائی چالیس برس سے دستاویزات کے کاتب تھے پورا نام ابوالعباس احمد بن ابوالفتح محمود بن ابوالوحش اسد بن سلامۃ بن فتیان شیبانی تھا بہترین ومتقی لوگوں میں سے تھے'' قاسیون'' کے پہاڑ میں غار کے نیچے ان کے اپنے مقبرے میں مدفون ہوئے لوگوں نے ان کے حسن سلوک کی وجہ سے ان کی وفات پر بہت افسوس کا اظہار کیا۔

الملک العادل زین الدین کتبغا ۔۔۔صرخد کے بعد'' حماۃ'' کے نائب بنے وہیں بروز جمعہ عید الضحیٰ کے دن فوت ہوئے'' الرباط الناصری'' کے مغربی جانب'' قاسیون'' کے دامن میں اپنے قبرستان میں منتقل کر دیئے گئے جسے'' العادلیہ'' کہا جاتا تھا یہ ایک خوبصورت مقبرہ تھا اس میں دروازے کھڑکیاں اور اذان گاہ تھی اس میں قراۃ اذان اور امامت وغیرہ کے تنخواہوں سے چلنے والے اور ملک العادل کے اوقاف تھے کبار امراء منصوریہ میں سے تھے'' اشرف الخلیل بن منصور'' کے قتل کے بعد مختلف علاقوں پر قابض ہوا تھا لیکن پھر لاجین نے ان سے ملک چھین لیا تو یہ دمشق کے قلعہ میں بیٹھ گئے پھر وہاں سے صرخد چلے گئے اور لاجین کے قتل تک وہیں رہے جب ملک پر الناصر بن قلاوون قابض ہوا تو یہ ان کا نائب بن کر '' حماۃ'' گئے اور وفات تک وہیں رہے بحیثیت نائب رہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا بڑے بہترین عادل اور نیک خصلت فرماں روا تھے اور خیار امراء و نائبین میں سے تھے۔

آغاز ۷۰۳ھ

اس برس کے آغاز پر وہی پچھلے سال میں بیان کردہ حکام مامور تھے صفر میں شیخ کمال الدین بن الشریشی کو'' الجامع الاموی'' کی نگہداشت کا عہدہ سونپا گیا اور خلعت دی گئی اور انہوں نے اسے قابل قدر انداز میں سنبھالا اور لوگوں کے درمیان مساوات قائم کی پھر رجب میں خود اس سے مستعفی ہو گئے۔ شیخ شمس الدین الذہبی ماہ صفر میں'' کفر بطنا'' کی خطابت کے متولی ہوئے اور وہیں قیام پذیر ہوئے، اس سال جب شیخ زین الدین الفارقی کا انتقال ہوا تو اس وقت نائب السلطنت'' بلقاء'' کے نواحی میں بعض معاملات کی تفتیش میں مصروف تھے وہ جب تشریف لائے تو الفارقی کے مناصب کے متعلق اس سے بات کی تو اس نے خطابت پر شرف الدین الفزاری کو اور'' الشامیۃ البرانیۃ'' اور دار الحدیث پر شیخ کمال الدین بن الشریشی کو تعینات کیا یہ کام اس نے شیخ تقی الدین بن تیمیہ کے مشورے سے کئے اور'' الناصریۃ'' اس سے لے کر شیخ کمال الدین بن الزملکانی کے حوالے کیا اور اس وجہ سے مہروں کی کتابت بھی کروائی اور شیخ شرف الدین خطابت وامامت کا کام انجام دینے لگے لوگ ان کے حسن قرأت دلکش آواز اور خوبی آواز کی وجہ سے بہت مسرور ہوئے دوشنبہ کی صبح ۲۲ ربیع الاول کو شیخ صدرالدین بن وکیل کے ہمراہ مصر سے ڈاک آگئی حالانکہ اس سے پہلے سلطان کا فرمان الفارقی کے تمام عہدہ جات کی منتقلی کا اس کے نام آچکا تھا اس نے محل میں نائب السلطنت سے ملاقات کی پھر اس کے پاس سے نکل کر الجامع آیا اور دار الخطابۃ کا دروازہ اس کے لئے کھول دیا گیا اور وہیں قیام کیا لوگ آ آ کر انہیں مبارک باد دینے لگے۔

قراء اور مؤذنین بھی حاضر خدمت ہوئے لوگوں کو عصر کی نماز پڑھائی اور دو دن تک اقامت کی لیکن لوگوں نے ان کی نماز اور خطابت سے ناراضگی کا اظہار کیا اور نائب السلطنت کے پاس ان کی شکایت لے کر گئے تو نائب السلطنت نے انہیں خطابت سے تو منع کیا لیکن تدریس اور دار الحدیث پر برقرار رکھا اور شیخ شرف الدین الفزاری کے لئے خطابت شاہی کا فرمان آیا اور انہوں نے ۱۷ جمادی الاولیٰ کو جمعہ کا خطبہ دیا ان کو ردائی خلعت دی گئی لوگ خوش ہوئے شیخ کمال الدین الزملکانی نے'' الشامیۃ البرانیۃ کی تدریس'' ابن الوکیل'' سے لے لی اور جمادی الاولیٰ کے آغاز میں تدریس کا شعبہ خود سنبھالا اور دار الحدیث پہلے دونوں مدرسوں کے ساتھ'' ابن الوکیل کے ہاتھ میں برقرار رہے۔ میرے خیال میں وہ'' العذراویۃ اور '' الشامیۃ الجوانیۃ تھے۔

۱۲ جمادی الاولیٰ کو نیابت قلعہ السنجری کے حوالے کرنے اور اس کے نائب'' امیر سیف الدین الجوکندرانی کو عزیز الدین الحموی'' کی جگہ نائب ''حمص بنانے کے متعلق ڈاک آئی کیونکہ عزیز الدین کی وفات ہو چکی تھی۔

بروز ہفتہ ۱۲ رمضان کو مصر سے تین ہزار شہسوار آئے دمشق سے دو ہزار ان کے ساتھ ملے وہ اپنے ساتھ نائب حمص الجوکندار کو لے کر چلے اور

''حماۃ'' پہنچے وہاں حماۃ کا نائب (گورنر) اور امیر سیف الدین قبجق ان کے ساتھ ہوا اور نائب طرابلس ان سے آکر ملا اور حلب کا گورنر'' قراسنقر بھی ہمراہ ہوا چنانچہ حلب سے نکل کر دو حصے ہو گئے ایک حصہ قبجق کی سپہ سالاری میں ''ملطیہ'' اور قلعہ روم کی طرف روانہ ہوا جب کہ دوسرا حصہ قراسنقر کی سربراہی میں چلے حتی کہ ''الدر نبدات'' میں داخل ہوئے اور ''تل حمدون کا محاصرہ کر کے پڑاؤ ڈالا اور ایک طویل محاصرے کے بعد اسے تین ذی القعدۃ کو بزور بازو فتح کر لیا اس خبر کے پہنچنے پر دمشق میں خوشیاں منائی گئیں اور ''سیس'' کے حکمران کے ساتھ یہ معاہدہ طے پایا کہ نہر جیہون سے لے کر حلب تک کا علاقہ مسلمانوں کا ہوا اور بلاد ماوراء النہر سے ان کے سرحدات تک کا علاقہ ان کا ہوا اور دو سال کا مال جلد مسلمانوں کو پہنچ گیں گے۔

یہ معاہدہ آرمینیاء کے رؤساء اور امراء کی بڑی تعداد کے قتل کے بعد ہوا اس کے بعد تمام فوجیں فاتح وغالب بن کر دمشق پہنچیں پھر مصری فوجیں اپنے سپہ سالار امیر سلار کے ساتھ مصر روانہ ہو گئیں۔ سال کے اواخر میں ''قازان کا انتقال ہوا اور اس کا بھائی خربندا اس کا جانشین بنا۔ قازان تاتاریوں کا شہنشاہ تھا اس کا نام محمود بن ارغون بن ابغا تھا۔ اس کی موت کا واقعہ ۱۴ شوال یا ۱۳ کو ہمدان کے قریب پیش آیا تھا پھر اس کے جسد کو تبریز میں'' شام'' نامی جگہ میں واقع ان کے قبرستان میں منتقل کیا گیا کہا جاتا ہے کہ اسے زہر دے کر مارا گیا تھا اس کے بعد اس کے بھائی'' خربندا محمد بن ارغون نے ملک کو سنبھالا اس کو الملک غیاث الدین'' لقب دیا گیا اور عراق، خراسان اور دوسرے شہروں کے منبروں پر اس کا خطبہ پڑھا گیا۔

اسی سال مصر کے گورنر'' امیر سیف الدین سلار'' نے حج کیا اس کے ہمراہ چالیس امراء اور امراء کی تمام اولاد تھی ان کے ساتھ وزیر مصر امیر عز الدین البغدادی نے بھی فریضہ حج ادا کیا ان کی جگہ برکت کی خاطر ناصر الدین محمد الشیخی '' کو رکھا گیا اور سالار عظیم دبدبے کے ساتھ چلا مصری قافلہ حجاج کا امیر'' ایاق الحسامی تھے اور شیخ صفی الدین نے مشائخ کی سرپرستی ترک کر دی تو ان کی جگہ قاضی عبدالکریم بن قاضی القضاۃ محی الدین بن الزکی مقرر ہوئے اور بروز جمعہ ۱۱ ذی الحجہ کو خانقاہ میں تشریف لائے پھر ان کے پاس ابن صصری عزیز الدین القلانسی الصاحب بن میر کوتوال اور ایک جماعت بھی حاضر خدمت ہوئی ذی القعدہ میں تاتاریوں کا ایک بڑا الیذران سے بھاگ کر اسلامی ممالک کی طرف آیا وہ امیر بدر الدین جنکی بن البابا تھے ان کے ساتھ دس آدمی اور تھے وہ جمعہ کو جامع میں آئے پھر وہاں سے مصر گئے وہاں ان کا اکرام کیا گیا اور اسے ہزار اشخاص کی امارت دی گئی اس کا مقام بلاد آمد میں تھا وہ سلطان کی بہتری کا خواہاں رہتا ان سے خط و کتابت کر کے ان کو تاتاریوں کے رازوں سے آگاہ کیا کرتا تھا جس کی وجہ سے دولت ناصریہ میں ان کی شان بہت بڑھ گئی۔

اس برس وفات پانے والے حضرات

تاتاریوں کا بادشاہ قازان اسی سال فوت ہو گیا۔

الشیخ القدوۃ العابد ابواسحاق ابواسحاق ابراہیم بن احمد بن محمد بن معالی بن محمد بن عبدالکریم الرقی الحنبلی ان کا اصل تعلق مشرقی علاقوں سے تھا ۶۴۷ھ میں ''الرقہ'' میں پیدا ہوئے سمجھدار ہو کر مشغول با علم ہو گئے علم حدیث کے علاوہ دوسرے علوم بھی حاصل کئے دمشق آئے اور ''الجامع میں وضو خانہ کی جانب مشرقی اذان گاہ کے نیچے اپنے اہل وعیال کے ساتھ قیام پذیر ہوئے خاص و عام کے نزدیک بڑے معظم تھے فصیح کلام اور کثیر العبادات تھے تنگی کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے عمدہ مجلس۔ لطیف کلام اور کثرت سے تلاوت کرنے والے تھے قوی التوجہ تھے تفسیر حدیث، فقہ ریاضی اور فلسفہ کے عالم تھے ان کی بہت سی تصنیفات خطبے اور عمدہ اشعار موجود ہیں اپنے مکان میں ۱۵ محرم جمعہ کی رات کو وفات پائی جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی دامن کوہ میں شیخ ابوعمر کے مقبرے میں دفن کئے گئے ان کے جنازے میں بڑی خلقت نے شرکت کی اللہ ان پر رحم کرے اور ان کے ٹھکانے کو محفوظ رکھے۔

شیخ شمس الدین... شیخ شمس الدین محمد بن ابراہیم بن عبدالسلام ابن الحنبلی کے نام سے معروف تھے بہترین آدمیوں میں سے تھے جن دنوں'' عکا'' پر فرنگیوں کا قبضہ تھا تو وہ مسلمان قیدیوں کی رہائی کے سلسلے میں وہاں جاتے رہے تھے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے انہیں آگ

سے بچا کر جنت الفردوس میں داخل کرے۔

خطیب ضیاء الدین...... ابو محمد عبدالرحمن بن خطیب جمال الدین ابوالفرج عبدالوہاب بن علی بن احمد بن عقیل السلمی وہ اور ان کے والد ساٹھ برس تک بعلبک کے خطیب رہے۔ ۶۱۴ھ میں ان کی ولادت ہوئی بہت سے شیوخ سے علم حاصل کیا اور قزوینی سے تفرد اختیار کیا اچھے انسان بہترین قاری اور بڑے عادل تھے ۳ صفر دوشنبہ کی شب وفات پائی اور باب سطحا میں مدفون ہوئے۔

شیخ زین الدین الفارقی...... ابوعبداللہ بن مروان بن عبداللہ بن فہر بن حسن الفارقی شافعیہ کے شیخ تھے۔ ۶۳۳ھ میں پیدا ہوئے حدیث کا کثرت سے سماع کیا مختلف علوم حاصل کئے اور متعدد مدارس میں پڑھایا اور طویل مدت تک مفتی بھی رہے باہمت ذکی القلب اور شجاع آدمی تھے اوقاف کو بڑی خوبی کے ساتھ سنبھالتے تھے انہوں نے ہی ''قازان'' کے ہاتھوں دارالحدیث کی تباہی کے بعد اسے ازسرنو تعمیر کیا اور علامہ نوادی کے بعد ستائیس برس تک اسے سنبھالتے رہے اور شامیۃ البرانیۃ اور جامع الاموی کی خطابت نوماہ تک ان کے پاس رہی اپنی وفات سے قبل اس میں خطبہ دیا تھا اور وہاں سے دارالخطابۃ میں چلے گئے تھے اور وہیں جمعہ کے روز عصر کے بعد انتقال ہوا ہفتہ کو چاشت کے وقت ان کا جنازہ ہوا۔ ابن صصری نے باب الخطابۃ کے پاس ان کی نماز جنازہ پڑھی سوق الخیل میں حنفیہ کے قاضی شمس الدین بن الحریری نے اور جامع الصالحیۃ کے پاس حنابلہ کے قاضی تقی الدین سلمان نے نماز جنازہ پڑھی اور شیخ ابوعمر کے مقبرے کے شمالی سمت اپنے خاندان کے مقبرے میں مدفون ہوئے ان کے بعد خطابت پر شیخ شرف الدین الفزاری دارالحدیث کی مشیخت پر ابن الوکیل اور الشامیۃ البرانیۃ پر ابن الزملکانی مقرر ہوئے یہ تفصیلات اس سے قبل گزر چکی ہیں۔

امیر کبیر عزالدین ایبک...... ایک مدت تک دمشق کے نائب رہے وہاں سے معزول ہو کر صرخد چلے گئے۔ پھر وہاں سے اپنی وفات سے ایک ماہ قبل حمص کے گورنر بن کر گئے اور وہیں ۲۰ ربیع الآخری کو انتقال ہوا ''زاویۃ بن قوام کے مغربی جانب دامن کوہ میں اپنے مقبرے میں مدفون ہوئے یونس کی مسجد میں واقع حمام حموی انہی کی طرف منسوب ہے جسے انہوں نے اپنے دور گورنری میں تعمیر کیا تھا۔

وزیر فتح الدین...... ابومحمد عبداللہ بن محمد بن احمد بن خالد بن محمد بن نصر بن صقر القرشی المخزومی بن القیسرانی بڑے شیخ ادیب شاعر اور وزراء و رؤساء کے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے ایک مدت تک دمشق کی وزارت ان کے پاس رہی پھر ایک عرصہ تک مصر میں دستخط کنندہ کی حیثیت سے کام کرتے رہے علوم حدیث اور سماع حدیث پر خاص توجہ دیتے تھے ان کی ایک تصنیف ان اصحاب کے حالات میں ہے جن کی حدیثیں صحیحین (بخاری و مسلم) میں مروی ہیں اور دو بڑے مجلدوں میں ان کی کچھ احادیث بھی لے کر آئے ہیں یہ دونوں مجلد دمشق میں مدرسہ ناصریہ کے لئے وقف ہیں ان کی گفتگو عمدہ لفظی و معنوی اعتبار سے جچی تلی ہوتی تھی۔ حافظ دمیاطی نے ان سے روایات لی ہیں ان کے شیوخ میں سب سے آخر میں فوت ہوئے۔ قاہرہ میں جمعہ کے روز ۲۱ ربیع الآخری کو وفات ہوئی۔ اصل میں قیساریۃ سے تھے جو شام کا علاقہ ہے ان کے دادا موفق الدین ابوالبقاء خالد نورالدین شہید کے وزیر تھے۔

عمدہ اور مایہ ناز کاتب تھے ان کی عمدہ تلخیص شدہ کتاب موجود ہے۔ صلاح الدین کے زمانہ میں ۵۸۸ھ میں ان کا انتقال ہوا ان کے والد محمد یعنی فتح الدین کے سگے دادا برطی بن نصر صقر ''عکہ'' میں فرنگیوں کے قبضے سے قبل ۴۷۸ھ میں پیدا ہوئے جب ۴۷۰ھ میں اس پر فرنگیوں کا قبضہ ہوا تو اس کے اہل خانہ وہاں سے ہجرت کر کے حلب آ کر مقیم ہو گئے وزیر فتح الدین خود بڑے شاعر تھے ان کا ایک مشہور دیوان ہے علم نجوم اور علم هیئت وغیرہ میں بھی ان کو دسترس حاصل تھی۔

اس تاریخ کے مؤلف ابن کثیر کے والد کے حالات...... اسی سال والد صاحب فوت ہو گئے۔ ان کا نام خطیب شہاب الدین ابوحفص عمر بن کثیر بن ضو بن کثیر بن ضو بن درع القرشی تھا بنی حصلۃ میں سے تھے بنی حصلہ شرف نسب کی طرف منسوب ہیں اور نسب بھی انہی کے ہاتھ میں ہے ان کے بعض انساب پر ہمارے شیخ المزی کو واقفیت ہوئی تو ان کو بہت پسند آیا اور خوش ہوئے اور اسی وجہ سے میرے نسب میں القرشی لکھنے

لگے بصری مغربی سمت بصری اور ازرعات کے درمیان واقع ''شرکوین'' نامی گاؤں سے ان کا تعلق تھا وہیں ۶۴۰ھ کی حدود میں پیدا ہوئے اور ''بصری'' میں اپنے ننھیال ''بنی عقبہ'' کے پاس رہ کر حصول علم میں مشغول ہو گئے حنفی مذہب کی البدایہ پڑھی جمل الزجاجی' حفظ کرلی، نحو عربیت اور لغت پر خصوصی توجہ دی عرب کے اشعار نوک زبان کر لئے حتیٰ کہ خود بھی مرثیوں مدح اور کچھ کچھ مذمتی اشعار بھی عمدہ فائق انداز اور خوبی کے ساتھ کہنے لگے شہر کے شمالی جانب ''منزل الناقة'' جسے دیکھنے لوگ جایا کرتے ہیں میں واقع ہے بصریٰ کے مدارس میں مدرس مقرر ہوئے لوگوں کے نزدیک وہ ''ومبرک'' (اونٹ بٹھانے کی جگہ ہے) کے نام سے مشہور تھا۔ اللہ تعالیٰ ہی اس بات کی صحت کے بارے میں زیادہ جانتے ہیں پھر بصریٰ کی مشرقی جانب گاؤں کی خطابت کے لئے تشریف لے گئے اور امام شافعی کا مذہب اختیار کیا علامہ نواوی اور شیخ تقی الدین الفزاری سے استعفادہ کرتے رہے میرے شیخ علامہ الزملکانی نے بتایا کہ شیخ تقی الدین ان کا بہت اکرام اور احترام کیا کرتے تھے ۱۲ برس تک وہیں مقیم رہے۔

پھر وہاں سے ''مجیدل'' گاؤں کی خطابت کے لئے تشریف لے گئے اسی گاؤں سے میری والدہ ہے طویل مدت تک خیریت اور کفایت کے ساتھ اسی گاؤں میں قیام پذیر رہے اچھا خطبہ دیا کرتے تھے ان کی دیانت فصاحت وحلاوت کی وجہ سے ان کی بات لوگوں کے ہاں بڑی وقعت رکھتی تھی گاؤں کی اقامت کو شہروں پر آسودگی اور اپنے اہل وعیال کے لئے رزق حلال کے موقع کی وجہ سے ترجیح دیتے تھے میری والدہ اور اس سے پہلی والی بیوی سے ان کی متعدد اولاد ہوئی سب سے بڑے کا نام اسماعیل دوسرے کا نام یونس اور تیسرے کا نام ادریس تھا اور میری والدہ سے عبدالوہاب عبد العزیز اور محمد ہوئے چند بیٹیاں بھی تھیں میں ان میں سب سے چھوٹا تھا میرا نام بڑے بھائی کے نام اسماعیل پر رکھا گیا کیونکہ وہ والد صاحب کے پاس قرآن حفظ کر کے تحصیل علوم کے لئے دمشق گئے وہاں نحو میں ایک مقدمہ پڑھا اور ''التنبیہ'' اور اس کی شرح کی علامہ تاج الدین الفزاری کے پاس حفظ کی اور اصول فقہ میں ''المنتخب'' پڑھی یہ بات مجھے میرے شیخ ابن الزملکانی نے بتائی ایک دن ''الشامیة البرانیة'' کی چھت سے گر گئے اور چند دن تک زخمی رہ کر فوت ہو گئے والد صاحب کو ان کے انتقال پر شدید رنج ہوا اور ان کے مرثیے میں بہت سے اشعار کہے اس کے بعد جب میری ولادت ہوئی تو میرا نام اسماعیل رکھا۔

چنانچہ ان کی اولاد میں سب سے بڑا اسماعیل تھا اور سب سے چھوٹا بھی اسماعیل تھا پس اللہ تعالیٰ رحم کرے اس شخص پر جو خود تو گزر گیا لیکن پس ماندگان کے لئے بھی بھلائی چھوڑ گیا میرے والد نے جمادی الاولیٰ ۷۰۳ھ میں مجیدل گاؤں میں وفات پائی اور زیتون کے پاس اس کے شمالی مقبرے میں دفن ہوئے میں اس وقت تین سال یا اس کے لگ بھگ کا چھوٹا سا بچہ تھا مذکورہ باتیں مجھے ایک خواب کی طرح یاد ہیں پھر وہاں سے ہم کمال الدین عبدالوہاب کے ہمراہ ۷۰۷ھ دمشق آئے وہ میرا حقیقی بھائی اور رفیق وشفیق تھا اس کی وفات ۷۵۰ھ میں ہوئی چنانچہ دمشق میں آ کر میں ان کے پاس ہی طلب علم میں لگ گیا اللہ تعالیٰ نے آسان باتیں تو آسان ہیں ہی لیکن مشکل باتیں بھی میرے لئے ان کے پاس سہل کر دیں میرے شیخ حافظ علم الدین البرزالی نے اپنے معجم میں بیان کیا ہے ان سے ان کے شاگرد محمد بن سعد المقدسی نے بھی روایت کی اور میں نے یہ باتیں محدث شمس الدین بن سعد کے ایک مخطوطہ سے نقل کی ہیں اور اسی طرح سے بڑی کشتیوں میں سے دوسری کشتی میں حافظ برزالی کی ایک تحریر مجھے ملی شیخ برزالی نے معجم میں لکھا ہے کہ عمر بن کثیر گاؤں کے خطیب تھے یہ گاؤں بصری کے نواح میں ہے بڑے فاضل شخص تھے ان کی عمدہ نظمیں ہیں بہت سی پہیلیاں انہیں حفظ تھیں با ہمت قوی تھے میں نے اپنے استاذ شیخ تاج الدین الفزاری کی موجودگی میں اس کے اشعار تحریر کئے جمادی الاولیٰ ۷۰۳ھ میں مجیدل گاؤں میں بصری کے نواح میں وفات پائی خطیب گاؤں شہاب الدین ابوحفص بن کثیر القرشی نے نصف شعبان ۶۸۷ کو ہمیں اپنے کچھ اشعار سنائے:

ترجمہ یہ ہے:

نیند میری پلکوں سے دور ہو گئی میں نے رات جاگ کر عاشق بن کر سوزش عشق میں غم کھا کر گزاری ثریا اور ستاروں سے باتیں کرتے گزاری غم کی وجہ سے میں نے ستاروں کو بے حرکت سمجھا حال یہ تھا کہ میں عشق وغمگینی کے فرش پر پڑا ہوا تھا تمہارا کیا بگڑتا اگر تم میری عیادت کے لئے آتے عشق کے ہاتھ مجھے ایک ڈنک سے الٹ پلٹ کر دیتے تو مجھے آگ نظر آتی ہے لیکن اس کے درے ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے ''حاجز'' کے پڑوسیوں کے بعد میرے صبر کو ایسے عشق کے جہنم نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جو دل میں بھڑک رہا ہے میرے اشکوں نے اس پر بارش برسائی تاکہ اس کی گرمائش کم ہو لیکن آنسوؤں نے اسے مزید بھڑکا دیا

تو نے تو بڑی شان والی رات گزری مگر میں دوستوں کے بعد دوری کو کوئی مشقت نہیں سمجھتا اے وہ رات جس کی فجر میرے لئے ایسی طویل ہوگئی کہ میں نے خیال کیا کہ یہ رات ہمیشہ ایسی ہی رہے گی ایک نازک اندام شیریں دہن کلی سے ایسی محبت اور ایسا وجد کہ اس کے اقل القلیل کو بھی بیان نہیں کیا جاسکتا اس کا چہرہ چودھویں کا چاند ہے اس کے جمال کو شدید سیاہ بالوں کے گیسوؤں نے مزین کردیا ہے پھر تیلے قد سے گویا نیزے کو ہلا رہا ہے اور اپنی پلکوں سے ہندی تلوار سونت رہا ہے اس کے رخساروں کے گلاب اس کی جبین کی سفیدی اور اس کے دانتوں کی چمک میں میں نے اپنا صبر کھودیا ہے ہر حسن اس کے آگے گھٹیا ہے رب الجمال (اللہ تعالیٰ) تنہا اسی کا ہوگیا ہے جب وہ تجھے گھور کر دیکھے اور ملاقات کے وقت حرکت کرے تو تجھے یوں قیدی بنائے گا کہ تجھے اپنی زبان اور ہاتھوں پر بھی قدرت نہ ہوگی اس کے اکرام واجلال میں تو سجدے کرے گا اور قسمیں کھا کر کہے گا کہ تو حسن میں تنہا ہے بہت سے کافروں نے اس کے حسن میں غور کیا ہے تو اس کے اجلال کی وجہ سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر حضرت مریم علیہ السلام کا انکار کردیا اور بغض ختم کر کے محمد ﷺ سے محبت کرنے لگے اے حسن کا کعبہ! جس کے گرد میرے دل نے طواف کیا چھٹکارے کے لئے میں کیا چیز فدا کروں؟ میں تیرے رات کو آنے والے خیال پر قناعت کررہا ہوں حالانکہ میں تیری ہمیشگی کے وصل سے بھی راضی ہونے والا نہیں تھا مجھے ایسے شوق نے لاغر کردیا جو حد سے متجاوز ہے اور حد سے گزرا ہوا ہے جب بھی تو ہمارے قبیلے سے گزرا تو اے ملاحت اور تازگی کے آقا میں نے تیرے فضل سے تجھے مانگا کہ شاید میری پلکوں کے آنسو تھم جائیں اور دل کو سکون آئے جو تیری جدائی سے اب تک پرسکون نہیں ہوا تو نے میرے فراق کو غلط خیال کیا ہے اگر تم اس فیصلے سے صائب ہوتے تب بھی چغلخور اور دشمن تمہیں مجھ سے نہیں روکتے۔

ان ابیات کی تعداد ۲۳ ہے اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے کیا شعر بنائے ہیں۔

آغاز ۷۰۴ھ

اس سال کے آغاز میں بھی خیلفہ، سلطان حکام اور امراء وہی تھے جو پہلے مذکور ہوئے ہیں بروز شنبہ ۳ ربیع الاول امیر بیبرس جاشنکیر منصوری کے جاری کردہ وظائف اور دروس کی جامع الحاکم میں پیشی ہوئی ۷۰۲ھ میں ہونے والے زلزلے سے جامع الحاکم تباہی سے دوچار ہوا تھا تو ''جاشنکیر منصوری'' نے اس کو از سر نو تعمیر کرایا قضاۃ اربعہ کو مذہب اربعہ کا مدرس مقرر کیا گیا۔ ''سعد الدین الحارث کو'' شیخ الحدیث ''اثیر الدین ابو حیان کو شیخ القونوی کو شیخ افادۃ العلوم نامزد کیا گیا جمادی الاولیٰ میں امیر رکن الدین بیبرس نے امیر سیف الدین بکتمر کے ہمراہ ''الحجوبیۃ (شعبہ حاجبی) کو سنبھالا اور دونوں دمشق میں بہت بڑے حاجب قرار پائے رجب میں شیخ تقی الدین بن تیمیہ کے پاس ایک شیخ کو لایا گیا جو بڑا وسیع وعریض گدڑی پہنا کرتا تھا اسے مجاہد ابراہیم القطان کہا جاتا تھا شیخ تقی الدین نے اس کو پھاڑنے کا حکم دیا تو لوگوں نے ہر طرف سے ہجوم کر کے اسے پھاڑ ڈالا اس میں سے کچھ بھی نہیں رہنے دیا اس کے لمبے لمبے بال کاٹنے اور ناخن تراشنے کا حکم دیا جو بہت طویل تھے اور اس کی مونچھیں صاف کرنے کا حکم دیا جو سنت کے خلاف اس کے منہ پر لٹک رہی تھیں فحش باتوں حشیش اور دوسرے محرمات جو عقل پر اثر انداز ہوتے ہیں اس سے توبہ کرائی اس کے بعد شیخ محمد الخباز البلاسی کو لایا گیا اسے بھی محرمات اور ذمیوں سے میل جول رکھنے سے توبہ کرائی اور اس کے خلاف ایک مکتوب لکھا کہ خوابوں کی تعبیرات اور غیر معلوم چیزوں کے متعلق کوئی کلام نہیں کرے گا اسی مہینے میں شیخ تقی الدین بن تیمیہ مسجد التاریخ گئے وہاں نہر قلوط کے قریب واقع چٹان تھی جسے لوگ دیکھنے جاتے اس پر نظریں چڑھاتے تھے شیخ نے اپنے ساتھیوں کو اسے پتھروں سے توڑنے کا حکم دیا۔

چنانچہ وہ چٹان توڑ دی گئی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی اس چٹان سے اور شرک سے حفاظت فرمائی اور مسلمانوں نے ایسے شر کو ہٹا دیا جس سے بڑا شر پھیلنے کا اندیشہ تھا یہ اور اس جیسے دیگر کام کرنے کی وجہ سے لوگ ان کے حاسد اور دشمن بن گئے اس کے باوجود انہوں نے دین کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کی اور دشمن انہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکے زیادہ سے زیادہ انہیں قید کرا سکے لیکن وہ مصر میں اور نہ شام میں

کسی بحث سے پیچھے ہٹے دشمنوں کو کوئی ایسی بات ان میں نظر نہیں آئی جس سے ان پر عیب لگایا جاسکتا ہو البتہ انہیں پکڑ کر ''الجاہ'' میں قید کرڈالا جیسا کہ عنقریب بیان کیا جائے گا اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوگوں کو لوٹنا ہے اور وہی حساب لینے والا ہے رجب میں قاضی القضاۃ نجم الدین بن صرصری ''المدرسۃ العادلیۃ الکبیرۃ'' میں بیٹھے مدرسہ کی تجدید عمارت کے بعد تخت تعمیر کئے گئے معرکہ قازان کے بعد اس کی تباہی کی وجہ سے وہاں کوئی فیصلہ نہیں کرتا تھا شیخ برہان الدین الفزاری کے نام بیت المال کی وکالت کا فرمان آیا لیکن انہوں نے اسے رد کردیا اور شیخ کمال الدین بن الزملکانی کے نام خزانہ کی نگہداشت کا پروانہ آیا اور انہوں نے اسے قبول کرلیا پھر انہیں خلعت کی چادر پہنائی گئی اور جمعہ کے دن اس کے ساتھ حاضر ہوئے اس سے قبل یہ دونوں عہدے نجم الدین بن ابوالطیب کے پاس تھے جن کی وفات ہوگئی شعبان میں ایک گروہ نے ایندھن ضائع کرنے کی کوشش کی اور اس کے بارے میں علماء کے خطوط بھی لے لئے اور نائب سلطنت سے اس کے بارے میں گفتگو بھی کی لیکن اس پر اتفاق نہ ہوسکا چنانچہ اس ایندھن کو جلا دیا گیا اور نصف شعبان کی نماز پڑھی گئی اور ۵ شعبان کو مصر سے شیخ کمال الدین بن الشریشی'' بیت المال کی وکالت کے لئے پہنچے اور سات رمضان کو خلعت زیب کر کے ''الشباک الکمالی'' میں ابن صصری کے پاس حاضر ہوئے۔ ۷ شوال کو وزیر مصر ناصر الدین بن شیخی کو معزول کر کے ان کی جائیداد ضبط کر لی گئی اور ان کے خلاف حکم لکھ کر انہیں سزا دی گئی یہاں تک کہ ذی القعدہ میں جہاں بحق ہوگئے اور سعد الدین محمد بن محمد بن عطا کو وزارت کا قلمدان سونپا گیا اور انہیں خلعت عطا کی گئی بروز خمیس ۲۲ ذی القعدۃ کو قاضی القضاۃ جمال الدین الزواوی نے شمس محمد بن جمال الدین بن عبدالرحمٰن الباجریقی کے قتل کا فیصلہ سنایا کیونکہ الباجریقی کی تکفیر کو متضمن ایک مقدمہ اس کے خلاف ثابت ہوچکا تھا اس کے خلاف گواہی دینے والوں میں شیخ مجد الدین التونسی النحوی الشافعی بھی شامل تھے لیکن الباجریقی مشرقی علاقوں کی طرف بھاگ گیا اور چند سال وہیں ٹھہرا رہا پھر مذکورہ حاکم کی موت کے بعد واپس آیا جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔

ذی القعدہ میں نائب سلطنت شکار کھیلنے کے لئے گیا تھا رات کو دیہاتیوں کی ایک جماعت نے اس پر حملہ کردیا امراء سارے لڑائی میں مصروف ہوگئے اور حملہ آوروں میں سے نصف کو قتل کردیا لیکن امیر سیف الدین بہادر تمراز دیہاتیوں کو حقیر خیال کر کے لڑتے رہے کہ اتنے میں کسی نے انہیں نیزہ سے مار کر قتل کردیا یہ دیکھ کر امراء پھر پلٹے اور ان میں چند اور کو قتل کردیا اور ایک کو گرفتار کر کے لائے اور یہ سمجھا کہ اسی نے امیر کو قتل کیا ہے چنانچہ اسے قلعہ کے نیچے پھانسی دی گئی اور مقتول امیر کو ''الست'' کے مقبرے میں دفن کردیا گیا ذی القعدہ میں شیخ شمس الدین بن النقیب اور علماء کی ایک جماعت نے ''النوریہ اور'' القوصیہ'' کے دارالحدیث کے شیخ علاء الدین بن عطار کے صادر کردہ فتویٰ کے بارے میں بتایا کہ شافعی مسلک کے خلاف ہیں اور ان میں بہت سی الجھنیں ہیں شیخ علاء الدین کو اس سے خطرہ محسوس ہوا تو وہ ''الحنفی کے پاس گئے تو الحنفی نے ان کا خون بچا کر اسے اپنے سابقہ عہدوں پر برقرار رکھا پھر جب یہ بات نائب السلطنت تک پہنچی تو اس نے مخالفین کو سخت سست کہا اور انہیں لکھ بھیجا تو انہوں نے آپس میں صلح کر لی اور نائب سلطنت نے فرمان جاری کیا کہ فقہا کے درمیان فتنوں کو ہوا نہ دی جائے اور ذی الحجہ کے آغاز میں شیخ تقی الدین بن تیمیہ نے اپنے اصحاب کی ایک جماعت لے کر الکسروانیوں اور الجرد کے پہاڑوں کی طرف تشریف لے گئے ان کے ساتھ نقیب الاشراف، زین الدین بن عدنان بھی تھا وہاں جا کر بہت سے لوگوں کو توبہ کروا کر ان پر اسلامی تعلیمات لازم کر کے مؤید و منصور واپس ہوئے۔

اس سال کے فوت شدہ معروف حضرات

شیخ تاج الدین بن شمس الدین بن الرفاعی ..... طویل مدت تک مقام ام عبیدہ میں احمدیہ فرقے کے شیخ رہے فقراء کے سندات وہی لکھتے تھے ''البطائح'' میں اپنے بزرگوں کے پاس مدفون ہوئے۔

الصدر نجم الدین بن عمر ... نجم الدین بن عمر بن ابی القاسم بن عبدالمنعم بن محمد بن حسن بن ابی الکتائب بن محمد بن ابوالطیب بیت المال کے وکیل اور خزانے کے نگران رہے ایک وقت میں المدرستان النوری وغیرہ کے بھی نگران اعلیٰ رہے تھے بہتر سیرت کے مالک اور اچھے آدمی تھے حدیث کا سماع کیا اور روایت بھی کی ہے۔ ۱۵ جمادی الاخریٰ سہ شنبہ کی رات کو وفات پائی اور باب الصغیر میں اپنے مقبرے میں مدفون ہوئے۔

آغاز ۷۰۵ھ

اس سال کے آغاز پر خلیفہ مستکفی اور سلطان الملک الناصر تھا اور دوسرے حکام وہی گزشتہ برس والے تھے خبر آئی کہ تاتاریوں کے ایک دستہ نے ''حلب کی فوج پر چھاپہ مار کر حملہ کیا ہے اور بڑے بڑے لوگوں کو قتل کر دیا ہے اس کی وجہ سے حلب میں بڑی آہ وزاری ہوئی ہے محرم کے آغاز پر ابن صصری کی نیابت میں قاضی القضاۃ امام الدین کے بھائی جلال الدین قزوینی نے احکام جاری کئے ۲ محرم کو نائب السلطنت بقیہ شامی افواج کو لے کر نکلے اور اس سے قبل شیخ ابن تیمیہ فوج کی ایک نفری لے کر ۲ محرم کو ہی نکلے تھے اور الجرد ''الرفض اور التیامنہ کے علاقوں کی طرف گئے تھے چنانچہ نائب السلطنت ''الافرم'' خود جہاد کے لئے شیخ کی روانگی کے بعد نکلا اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کی اور انہوں نے وہاں کے لوگوں اور ان کے فرقہ ضالہ کی ایک بڑی تعداد کو برباد کر دیا اور ان کی کثیر اراضی کو روند ڈالا پھر نائب السلطنت فوج اور شیخ کی معیت میں دمشق لوٹ آیا اس مہم میں شیخ کی موجودگی کی وجہ سے خیر کثیر حاصل ہوا اور اس لڑائی میں شیخ رحمتہ اللہ نے علم وشجاعت کے جو ہر دکھائے بنابریں ان کے دشمنوں کے دل حسد وغم سے بھر گئے جمادی الاولیٰ کے آغاز میں عزالدین بن میسّر کی جگہ قاضی امین الدین ابوبکر بن قاضی وجیہ الدین عبدالعظیم بن الرفاقی المصری قاہرہ سے دمشق کے کونسل خانوں کا ناظم بن کر آیا۔

شیخ تقی الدین بن تیمیہ کے ساتھ احمدیہ فرقہ کے مجالس ثلاثہ کے احوال ...... بروز ہفتہ ۹ جمادی الاولیٰ کو فرقہ احمدیہ کی ایک بڑی جماعت نائب السلطنت کے پاس ''القصر الابلق'' میں حاضر ہوئی اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ بھی تشریف لائے تو احمدیوں نے امراء کی موجودگی میں نائب سلطنت سے درخواست کی کہ شیخ تقی الدین اپنی امارت کا ان پر استعمال نہ کرے بلکہ انہیں اپنے حال پر چھوڑ دے شیخ نے انہیں جواب دیا کہ یہ ممکن نہیں ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ قولاً وفعلاً کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرے اگر کوئی اس کے خلاف کرے گا تو اس کے خلاف آواز اٹھانا واجب ہے اور انہوں نے کچھ شیطانی افعال دکھانے چاہے جنہیں وہ اپنی سماعات میں کیا کرتے تھے تو شیخ نے فرمایا کہ یہ شیطانی باطل احوال ہیں اور ان میں سے اکثر حیلوں اور بہتان کی قبیل سے ہیں ان میں سے کوئی اگر آگ میں جانا چاہتا ہے تو تو پہلے حمام جا کر اپنے جسم کو اچھی طرح دھولے اور اشنان اور سرکہ سے اس کو رگڑے پھر اگر وہ سچا ہے تو آگ میں داخل ہو جائے فرض کریں کہ اگر غسل کرنے کے بعد اہل بدعت میں سے اگر کوئی آگ میں داخل ہو جائے تو اس کی نیکی اور کرامت پر دلیل نہیں بن سکتی بلکہ یہ دجل وشیطانیت کے احوال ہیں اور خلاف شریعت ہیں اگر چہ ان کا عامل سنت پر عامل ہو پھر سنت سے دور شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ اتنے میں المنیع کا شیخ صالح آگے بڑھ کر کہنے لگا کہ ہمارے احوال تو تاتاریوں کے ہاں متفق ہوتے ہیں شریعت کے ہاں نہیں حاضرین نے اس کلمہ کو بنیاد بنا کر اس پر اعتراضات کرنے شروع کر دیئے پھر اس پر اتفاق ہوا کہ وہ اپنے گلے سے لوہے کے طوق اتار دیں جو بھی قرآن وسنت سے خروج کی کوشش کرے گا اس کی گردن ماری جائے گی اور شیخ نے احمدیہ فرقہ کے طریق کی وضاحت میں ایک تصنیف لکھی جس میں ان کے احوال ان کے مسلک تخیلات اور قرآن کی رو سے مردود ومقبول اقوال کو بیان کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں سنت کو غالب کر کے بدعتیوں کی بدعت کی آگ کو بجھا دیا۔

اس ماہ کے عشرہ وسطیٰ میں جلال الدین بن معبد عزالدین خطاب اور بکتاش الحسامی کے مملوک سیف الدین بکتمر کو امارت کی خلعت اور عزت کا لباس دیا گیا اور سوار ہو گئے اور جبل الجرد والکسروان اور البقاع کے علاقے ان کے حوالے کئے گئے بروز خمیس ۳ رجب کو لوگ استسقاء کے لئے ''المزة'' کے میدان کی طرف نکلے وہاں ایک منبر نصب کیا گیا نائب سلطنت قضاۃ علماء فقراء تمام لوگ وہاں پہنچے پر ہیبت اجتماع تھا اور عظیم وبلیغ خطبہ پڑھا گیا اور بارش کے لئے دعا کی گئی لیکن اس روز بارش نہیں ہوئی۔

شیخ السلام ابن تیمیہ کی پہلی مجلس ...... بروز دوشنبہ ۸ رجب کو قضاۃ اور علماء ان میں سے شیخ تقی الدین بن تیمیہ بھی تھے محل میں نائب سلطنت کے ہاں حاضر ہوئے اور شیخ تقی الدین کا عقیدہ واسطیہ پڑھا گیا اس کے بعض مقامات کے بارے میں بحث ہوئی اور چند جگہوں پر بحث کو

دوسری مجلس تک مؤخر کیا گیا اسی مہینے کی ۱۲ تاریخ کو جمعہ کی نماز کے بعد مجتمع ہوئے اور شیخ صفی الدین ہندی بھی تشریف لائے اور شیخ تقی الدین کے ساتھ طویل گفتگو کی لیکن ان کی نہر نے ایک سمندر سے ٹکر لی تھی پھر اس پر اتفاق ہوا کہ شیخ کمال الدین بن الزملکانی ہی بغیر کسی رعایت کے اس مسئلے کی تحقیق کریں گے چنانچہ دونوں نے اس مسئلے میں مناظرہ کیا لوگ شیخ کمال الدین بن الزملکانی کے فضائل ذہن رسا حسن بحث کی وجہ سے مطمئن ہوئے انہوں نے ابن تیمیہ رحمتہ اللہ سے بحث میں مقابلہ کیا اور ان کے ساتھ گفتگو کی بالآخر اس عقیدے کی قبولیت پر جا کر یہ بحث ختم ہو گئی شیخ معظم و مکرم اپنے گھر لوٹے اور مجھے یہ بات پہنچی کہ عوام نے ان جیسے مواقع پر اپنی عادت کے مطابق باب نصر سے قصاعین تک ان کے لئے شمعیں روشن کی تھیں ان جیسے اجتماعات منعقد کرنے کا سبب سلطان کا موصول شدہ ایک خط تھا اور اس خط کو بھیجنے کا باعث مالکیہ کا قاضی ابن مخلوف اور شیخ نصر المنجی جاشنکیر کا شیخ وغیرہ شیخ کے دشمن تھے۔

وجہ یہ تھی کہ شیخ تقی الدین بن تیمیہ المنجی کے متعلق باتیں کر کے اسے ابن عربی کے معتقد سمجھتے تھے اور فقہا کی ایک جماعت ان کے حکومت سے قرب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے معاملے میں ان کے انفراد عامتہ الناس کی ان سے محبت و اطاعت اتباع کی کثرت قیام فی الحق علم و عمل کی وجہ سے ان سے حسد کرتی تھی ایک موقع پر نائب السلطنت کی عدم موجودگی کی وجہ سے دمشق میں بڑی تنگی اور تشویش پھیلی قاضی نے شیخ کے اصحاب کے ایک گروہ کو طلب کر کے بعض کو تعزیر کی پھر یوں ہوا کہ استسقاء (طلب بارش) کی خاطر قرأۃ بخاری شریف کے بعد ''قبۃ النسر'' کے نیچے امام بخاری کی کتاب سے فرقہ جہمیہ پر رد کی خاطر افعال العباد کا ایک فصل شیخ جمال الدین المزی الحافظ نے پڑھا تو وہاں موجود فقہا میں سے بعض نے ناراض ہو کر شوافع کے قاضی ابن صصری سے ان کی شکایت کی وہ شیخ کا دشمن تھا۔

چنانچہ المزی کو اس نے جیل میں ڈال دیا شیخ تقی الدین کو جب یہ خبر پہنچی تو ان کو بڑا دکھ ہوا اور جیل جا کر خود انہیں وہاں سے نکالا اور پھر محل کی طرف گئے اور وہاں سے قاضی سے ملاقات ہوئی اور جمال الدین المزی کے متعلق گفتگو کی لیکن ابن صصری نے قسم کھائی کہ اسے واپس جیل بھیج دو، ورنہ وہ مستعفی ہو جائے گا تو نائب نے قاضی کی تسکین قلب کی خاطر المزی کو دوبارہ جیل بھیجنے کا حکم دیا اور انہیں القوصۃ میں چند روز اپنے پاس محبوس کر کے چھوڑ دیا پھر جب نائب سلطنت واپس آیا تو شیخ تقی الدین نے انہیں اپنی غیر موجودگی میں اپنے ساتھ اور اپنے اصحاب پر ہونے والے واقعات سے آگاہ کیا تو ان کو اس سے دکھ ہوا اور شہر میں اعلان کرا دیا کہ آئندہ عقائد کے متعلق کوئی کچھ نہ کہے اگر کسی نے بات کی تو اس کا مال اور اس کا خون حلال سمجھے جائیں گے اور اس کا مکان اور دکان ضبط کئے جائیں گے چنانچہ اس وجہ سے حالات پرسکون ہو گئے ابن کثیر نے ان مجالس ثلاثہ میں ہونے والے مناظرات کی کیفیت کے بارے میں شیخ تقی الدین کے کلام کا ایک حصہ دیکھا ہے۔

تیسری مجلس ۷ شعبان کے روز محل میں منعقد ہوئی اور پوری جماعت عقیدہ مذکورہ پر راضی ہو گئی اور اسی دن بعض حاضرین مجلس کی کچھ باتوں سے ناراض ہو کر ابن صصری نے قضاء کا استعفیٰ دے دیا باتیں کرنے والے شخص شیخ کمال الدین الزملکانی تھے پھر ۲۶ شعبان کو سلطان کا ایک خط آیا جس میں ابن صصری کو دوبارہ قاضی بنانے کے لئے کہا گیا تھا یہ کام المنبجی کے مشورہ سے ہوا تھا اور خط میں لکھا تھا کہ ہم نے شیخ تقی الدین بن تیمیہ کے لئے ایک مجلس کے انعقاد کا سنا ہے اور ہم یہ بھی جان چکے ہیں کہ ان کے لئے کتنی مجلس منعقد کی جا چکی ہیں اور یہ کہ وہ سلف کے مذہب پر قائم ہیں ان باتوں سے ہمارا مقصد ان کی طرف منسوب باتوں سے ان کے دامن کو بری قرار دینا ہے پھر ۵ رمضان کو بروز دوشنبہ کو سلطان کا دوسرا خط آیا جس میں شیخ تقی الدین بن تیمیہ کے ساتھ ''جاغان'' اور قاضی امام الدین القزوینی کے ایام میں پیش آمدہ واقعات سے پردہ اٹھایا گیا تھا اور شیخ تقی الدین اور ابن صصری کو مصر پہنچنے کا حکم دیا گیا تھا چنانچہ تعمیل حکم میں دونوں ڈاک کے گھوڑوں پر مصر روانہ ہو گئے اور شیخ کے ساتھ اس کے اصحاب کی بڑی تعداد نکلی جو رو رہے تھے اور دشمنوں کی جانب سے خطرہ بھی محسوس کر رہے تھے نائب سلطنت الافرم نے انہیں ارادہ مصر ترک کرنے کا مشورہ بھی دیا تھا اور کہا کہ میں سلطان سے خط و کتابت کر کے تمام قضیوں کا تصفیہ کر دوں گا لیکن شیخ نے انکار کیا اور اسے جواب دیا کہ میرے مصر جانے میں بہت سی مصلحتیں ہیں۔

چنانچہ جب وہ مصر روانہ ہونے لگے تو ان کو دیکھنے اور الوداع کہنے کے لئے لوگوں کا انبوہ اکٹھا ہو گیا حتیٰ کہ لوگ دمشق اور الکسوۃ کے درمیان ان کے گھر الجسورۃ تک پھیل گئے ان میں سے بعض رو رہے تھے بعض غمگین تھے بعض خوش و کھیل میں مصروف تھے اور بعض مزاحمت میں تنگی کر رہے

تھے بروز ہفتہ شیخ تقی الدین غزہ پہنچے اور اس کی جامع مسجد میں ایک عظیم مجلس کا انعقاد عمل میں آیا اس کے بعد دونوں ساتھ قاہرہ میں داخل ہوئے اور لوگوں کے دل بھی ساتھ لے کر گئے چنانچہ بروز دوشنبہ ۲۲ رمضان کو دونوں مصر میں داخل ہوئے ایک قول ہے کہ وہ جمعرات کو مصر میں پہنچے تھے بروز جمعہ نماز کے بعد ان کے لئے قلعہ میں مجلس منعقد ہوئی جس میں قضاۃ اور اکابر حکومت شریک ہوئے تھے شیخ نے اپنی عادت کے مطابق گفتگو کا ارادہ کیا لیکن انہیں بحث اور کلام نہیں کرنے دیا گیا اور شمس الدین بن عدنان کو ان کا احتسابی جج مقرر کیا گیا اس نے ابن مخلوف المالکی کے سامنے آپ پر دعویٰ قائم کیا کہ آپ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر حقیقتاً موجود ہے اللہ تعالیٰ حروف اور آواز کے ساتھ کلام کرتا ہے اس نے شیخ سے اس کا جواب طلب کیا تو شیخ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء میں لگ گئے تو ان سے کہا گیا کہ آپ اس بات کا جواب دیں جس کے بیان کے لئے آپ کو لایا گیا ہے شیخ نے پوچھا کہ میرے متعلق فیصلہ سنانے والا کون ہوگا جواب دیا گیا کہ قاضی مالکی فیصلہ کناں ہونگے شیخ نے ان سے کہا کہ آپ میرے متعلق کیسے فیصلہ کر سکتے ہیں جب کہ آپ میرے خصم ہیں ان کو شدید غصہ آیا اور بہت تنگ دل ہوئے اور شیخ کے خلاف مقدمہ قائم کر کے ان کو چند روز قلعہ کے ایک برج میں محبوس رکھا گیا پھر عید کی رات کو انہیں ان کے بھائی شرف الدین عبداللہ اور زین الدین عبدالرحمن کو الجب نامی جیل میں منتقل کر دیا گیا رہا ابن صصری تو حاکم مصر ''الجاشنکیر'' کے شیخ المنجی کے مشورہ سے ان کو دوبارہ عہدہ قضاء حوالے کیا گیا اور وہ بروز ۶ ذی القعدہ کو دمشق میں واپس آیا تو لوگ اس سے متنفر اور دل میں بغض لئے ہوئے تھے اور جامع میں اس کے سپردگی عہدہ کے متعلق خط پڑھا گیا اس کے بعد ایک خط پڑھا گیا جس میں شیخ تقی الدین کے متعلق تحقیر کے الفاظ اور عقیدت میں ان کی مخالفت کے بارے میں کہا گیا تھا اور یہ بھی لکھا تھا کہ اس بات کا اعلان تمام شامی علاقوں میں کرایا جائے اور اپنے اہل مذہب کو ان کی مخالفت کو لازم کر دیا اور مصر میں بھی یہی کچھ ہوا۔'' جاشنکیر اور اس کا شیخ نصر المنجی ان کے خلاف کھڑے ہو گئے فقہا اور فقراء کی ایک بڑی جماعت نے ان کی مدد کی بہت سارے فتنے پھوٹ پڑے فتنوں سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں دیار مصر میں حنبلی علماء کی بڑی سخت توہین کی گئی کیوں کہ ان کا قاضی شرف الدین الحرانی کم علم اور کھوٹی پونجی کا مالک تھا اس لئے حنابلہ پر بڑی مصیبتیں آئیں اور ان کا حال دگر گوں ہوا۔

ماہ رمضان میں حرم نبوی ﷺ کے خدام کے سربراہ کا خط آیا جس میں اس نے وضوخانے کے قریب باب السلام کے پاس ایک اذان گاہ کی تعمیر پر خرچ کرنے کے لئے حرم نبوی کی کچھ قندیلیں فروخت کرنے کی اجازت طلب کی تھی اس کو اجازت نامہ لکھ کر بھیجا گیا تھا ان قندیلوں میں دو سونے کی قندیلیں تھیں جن کا وزن ایک ہزار دینار تھا اس نے وہ دونوں قندیلیں بھی بیچ دیں اور تعمیر شروع کر دی اور حرم نبوی ﷺ کی خطابت کے ساتھ قضاء بھی سراج الدین عمر کے حوالے کر دی گئی اور یہ بات روافض پر بڑی شاق گزری۔

بروز خمیس ۱۲ ذی القعدہ پیغامبر مصر سے یہ خبر لے کر آئے کہ شمش الدین بن حسینی کو معزول کر کے ان کی جگہ شمس الدین محمد بن ابراہیم بن داؤد اذرعی حنفی کو قاضی بنایا گیا ہے اور شیخ برہان الدین بن شیخ تاج الدین الفزاری کو دمشق کی خطابت ان کے چچا شیخ شرف الدین کی جگہ سونپی گئی ہے کیوں کہ ان کی وفات ہو چکی تھی اس بارے میں دونوں کو خلعت دی گئی بروز جمعہ ۱۳ محرم کو دونوں نے اپنے عہدے سنبھالے شیخ برہان الدین نے ایک اچھا خطبہ دیا جس میں رؤساء اور عوام شریک تھے لیکن پانچ روز کے بعد خطابت سے مستعفی ہو گئے کیوں کہ انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ ان سے ''البادرائیہ'' کی تدریس واپس لی جانے والی ہے تو انہوں نے تدریس کو خطابت پر ترجیح دے کر اس سے مستعفی ہو گئے۔ چنانچہ منصب خلافت خالی رہا اور خطیب کے نائب لوگوں کو نماز پڑھاتے خطبہ دیتے رہے عید الضحیٰ کے دن بھی کوئی خطیب نہیں تھا نائب سلطنت نے اس بارے میں مراسلت کی تو اسے یہ عہدہ سنبھالنے کا فرمان آیا اس میں لکھا تھا کہ ہمیں ان کی اہلیت اور کفایت ہے اس لئے بادرائیہ کی تدریس بدستور ان کے پاس رہے چنانچہ القیسی جمال الدین بن ارجی نے عہدہ خطابت سنبھالا اور کوشش کر کے البادرائیہ بھی لے کر اگلے سال صفر میں شاہی دستخط کی وجہ سے اس میں فروکش ہوا اور الفزاری خطابت سے مستعفی ہو کر اپنے گھر کو تھامے رہے نائب سلطنت نے انہیں خط لکھا لیکن یہ استعفیٰ کسی بھی صورت عدم واپسی کا عزم مصمم کر چکے تھے کہا جاتا ہے کہ وہ اس سے عاجز آ چکے تھے پھر جب نائب سلطنت نے اس کی تحقیق کی تو ان کا مدرسہ انہیں واپس دلا دیا ذی الحجہ کے آخری عشرہ میں انہیں ایک شاہی فرمان بھی لکھ دیا اور ابن الزملکانی کی جگہ شمس الدین بن خطیری کو خزانے کا نگران مقرر کر کے خلعت دی اس سال امیر شرف الدین حسن بن حیدر نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

شیخ عیسیٰ بن شیخ سیف الدین الرجبی ... بن سابق بن شیخ یونس قیسی بروز شنبہ ۷ محرم کو الوارقہ اور العزیہ کے مغربی سمت دمشق میں واقع اپنی شمال مشرقی خانقاہ میں دفن ہوئے۔

الملک الاوحد ... بن الملک تقی الدین شادی بن الملک الزاہر مجیر الدین داؤد بن الملک المجاہد اسد الدین شیرکوہ بن ناصر الدین محمد بن اسد الدین شیرکوہ بن شادی ۲ صفر بروز چہارشنبہ دن کے آخری پہر جبل جرد میں فوت ہوئے ۵۷ برس عمر تھی قاسیون کے دامن میں اپنے آبائی مقبرے میں دفن ہوئے نیک سیرت بادشاہوں میں سے تھے دیگر ملوک اور امراء ان کی عظمت کے قائل تھے قرآن انہیں حفظ تھا دیگر علوم میں بھی ان کو معرفت حاصل تھی اور کئی فضیلتوں کے جامع تھے۔

الصدر علاء الدین ... علی بن معالی انصاری حرانی محتسب تھے ابن الوزیر کے نام سے جانے جاتے تھے۔ فن ریاضی میں فاضل اور ماہر تھے لوگوں کی ایک بڑی جماعت نے ان سے استفادہ کیا اس سال کے آخر میں اچانک راہی ملک بقا ہو گئے قاسیون میں دفن کئے گئے، میں (ابن کثیر) نے حساب ''الحاضری'' سے پڑھی انہوں نے علاء الدین الطیوری سے پڑھی تھی اور الطیوری نے علاء الدین الحرانی سے حساب کا فن سیکھا تھا۔

خطیب شرف الدین ابو العباس احمد بن ابراہیم بن سباع بن ضیاء الفزاری شیخ امام اور علامہ تھے۔ شافعیہ کے شیخ تاج الدین عبد الرحمن کے بھائی ہیں ۶۳۰ھ میں پیدا ہوئے احادیث کثیرہ کا سماع کیا اس دور کے مشائخ جیسے علامہ ابن الصلاح اور ابن السخاوی وغیرہ سے خوب استفادہ کیا، فقہ حاصل کی مفتی بنے، ناظر اور مہارت حاصل کر کے اپنے ہمعصروں سے بہت آگے نکل گئے عربیت لغت، قرآن اور روایت حدیث کے استاذ تھے مشائخ سے پڑھنے کے لئے بہت آمد و رفت رکھتے تھے فصیح العبارۃ اور خوش مجلس تھے ان کی ہمنشینی سے اکتاہٹ قطعاً نہیں ہوتی تھی مدرسہ طیبیہ اور رباط ناصری میں ایک مدت تک درس دیتے رہے پھر وہاں سے جامع جراح کی خطابت کی خاطر منتقل ہو گئے پھر وہاں سے الفرقی سے جامع دمشق کی خطابت کے لئے چلے گئے تادم زیست وہیں رہے حتیٰ کہ ۷۵ برس کی عمر میں بروز چہارشنبہ ۹ شوال کی رات کو فوت ہوئے باب خطابت کے پاس خمیس کی صبح ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی باب صغیر میں اپنے والد اور بھائی کے قریب دفن کئے گئے اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت نازل فرمائے ان کے بعد خطابت ان کے بھتیجے کو ملی۔

ہمارے شیخ علامہ برہان الدین حافظ کبیر دمیاطی ... شیخ المحدثین شیخ امام عالم حافظ شرف الدین ابو محمد عبد المؤمن بن خلف بن ابوالحسن بن شرف بن خضر بن موسیٰ دمیاطی کبر سن اور عظمت قدر کے باوجود اپنے زمانے فن حدیث کے علم بردار تھے عالی سند کثرت روایت عالی فہم کے مالک تھے ان کی عمدہ تالیفات عالم میں منتشر ہو گئیں اور اطراف عالم سے طلبہ ان کے پاس آتے رہے ۶۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔

۶۳۲ھ میں اسکندریہ میں سماع حدیث شروع کیا مشائخ علم سے احادیث کثیرہ سنیں علم کے لئے گھومے پھرے اور بہت کچھ اکٹھا کر کے حفظ کیا لیکن بخیل بن کر اسے اپنے پاس روکے نہیں رکھا بلکہ علم کو خرچ کر کے تدریس اور تصنیف کے ذریعے اسے پھیلایا دیار مصر میں کئی عہدے سنبھالے لوگوں نے ان سے بہت استفادہ کیا اپنے وہ مشائخ جن سے انہوں نے شام حجاز عراق الجزیرہ مصر میں ملاقات کی ان کے لئے ایک معجم دو جلدوں میں تالیف کی جن میں ان کے شیوخ کی تعداد دو ہزار سے بھی زیادہ ہے اور مختلف الاسناد چہل حدیث لکھی الصلوۃ الوسطی کے بارے میں ان کی ایک بہت ہی مفید کتاب ہے اور شوال کے چھ روزوں کے متعلق بھی ان کی ایک عمدہ اور مفید تصنیف ہے اور ایسی چیزیں جمع کیں جن کی طرف ان سے پہلے کسی کا ذہن نہیں گیا تھا۔

اس کے علاوہ الذکر و التسبیح عقیب الصلوات اور التسلی فی الاعتباط بثواب من یقدم من الافراط وغیرہ کتابیں لکھیں، وروایت حدیث میں لگے رہے حتیٰ کہ مجلس املاء میں روزے کی حالت میں انہیں موت نے آلیا بے ہوش ہو کر گر پڑے اٹھا کر انہیں گھر لایا گیا اور اسی وقت قاہرہ میں ۱۰ ذی القعدہ بروز یکشنبہ فرشتہ اجل کو لبیک کہا۔ باب النصر کے مقبرے میں دوسرے روز دفن کئے گئے ان کا جنازہ بہت پرہجوم تھا، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

آغاز ۷۰۶ھ

اس سال کے آغاز میں حکام وہی گزشتہ سال کے مذکورہ حکام تھے۔ اور شیخ تقی الدین بن تیمیہ پہاڑی قلعہ کے کنویں میں قید تھے ربیع الاول بروز چہار شنبہ الکلاسہ کے امام شیخ شمس الدین کو خطابت سونپنے کے متعلق ڈاک آئی لوگوں نے انہیں مبارک باد دی لیکن اس نے اس سے ناپسندیدگی اور ضعف کا اظہار کیا اور نائب سلطنت کے شکار کے لئے جانے کی وجہ سے اس عہدے کو سنبھال نہ سکے جب نائب سلطنت واپس آیا تو انہیں اجازت دی ربیع الاول کی بیس تاریخ بروز جمعہ انہوں نے اپنا کام شروع کیا لہذا سب سے پہلی نماز انہوں نے جمعہ کے دن نماز فجر پڑھی پھر انہیں خلعت دی گئی اور اسی دن خطبہ بھی دیا بروز چہار شنبہ ۸ ربیع الاول قاضی نجم الدین احمد بن عبدالمحسن بن حسن معروف بدمشقی نے تاج الدین بن صالح بن ثامر بن خان بجبری کی جگہ نائب قاضی بنائے گئے۔ معمر قدیم الہجرت کثیر فضائل کے مالک متدین متقی اور خوش عیش انسان تھے ۶۵۷ھ میں قاضی بنائے گئے جب ابن صصری کو قضاء سونپی گئی تو ان کی نیابت کو ناپسند کیا۔

بروز یک شنبہ ۲۰ ربیع الاول کو ڈاکیہ قاہرہ سے قاضی شمس الدین الاذرعی الحنفی کے لئے تجدید کی فرمان لے کر آیا لیکن لوگوں نے یہ سمجھ کہ یہ فرمان ابن الحریری کو قضاء کی سپردگی کے متعلق ہے چنانچہ اسے مبارکباد دی ۔ ... ڈاکیے کے ساتھ الظاہریہ گئے اور حسب دستور لوگ فرمان سننے جمع ہو گئے شیخ علم الدین البرزالی نے اسے پڑھنا شروع کیا جب تمام تک پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ یہ ابن حریری کے لئے نہیں بلکہ اذرعی کے لئے ہے آگے خط پڑھنا روک دیا گیا اور لوگ ایلچی کے ساتھ ہو کر اذرعی کے پاس ... حاضرین اور حریری کو بڑی شرمندگی اور تنگ دلی کا سامنا کرنا پڑا اسی ایلچی کے ساتھ ایک اور حکم نامہ بھی تھا جس میں شیخ کمال الدین بن الزملکانی کو قاہرہ طلب کیا گیا تھا لوگوں کو اس پر تردد ہوا اور شیخ تقی الدین بن تیمیہ کی طرف انتساب کی وجہ سے ان کے معتقدین خطرہ محسوس کرنے لگے لیکن نائب سلطنت ان پر مہربان ہوا اور ان کا حوصلہ بڑھاتا رہا۔

یہاں تک کہ قاہرہ کی حاضری سے انہیں معاف کر دیا گیا وللہ الحمد بروز خمیس ۹ جمادی الاولیٰ شیخ ابن براق دمشق میں داخل ہوا اس کے ساتھ سو فقیر تھے لیکن سب سنت کے برعکس داڑھی منڈھائے ہوئے اور دراز مونچھوں والے تھے ان کے پاس گھنٹیاں تھیں منیع میں اترے رواق الحنابلہ میں جمعہ میں شریک ہوئے پھر وہاں سے قدس شریف جا کر زیارت کی، اور مصر میں داخلے کی اجازت طلب کی لیکن انہیں اجازت نہیں ملی تو دمشق واپس آ کر رمضان کے روزے یہیں پورے کئے پھر دمشق میں قبولیت نہ پا کر مشرقی علاقوں کی طرف نکل کھڑے ہوئے ان کا چالیس سالہ شیخ ''براق'' ورقات کی بستیوں میں سے کسی بستی کا رومی الاصل تھا تاتاریوں کے ہاں اس کی بڑی قدر و منزلت تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک مرتبہ قازان نے اس پر ایک چیتا چھوڑا تھا اس نے چیتے کو ڈانٹا تو چیتا اس سے ... یہ دیکھ کر قازان نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی ایک دن اسے تیس ہزار درہم دیئے لیکن اس نے وہ ساری رقم تقسیم کر دی سلطان اسے اور زیادہ چاہنے لگا اس کے معتقدین کا یہ طریقہ تھا کہ وہ کسی بھی نماز کو نہیں چھوڑتے تھے جو بھی نماز چھوڑتا تھا اسے چالیس درے مارے جاتے ... ان کا یہ دعویٰ تھا کہ ان کا یہ طریقہ تخریب نفس کے لئے ہے تاکہ وہ تخریب کی شکل میں دکھائی دے اور یہی دنیا کے لائق ہے اور مقصود باطن و دل اور ان کی تعمیر و ترقی ہے ... ہم ظاہر پر حکم لگاتے ہیں رازوں اور باطن کا جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

بروز چہار شنبہ ۹ جمادی الآخری کو مدرسہ نجیبیہ کے مدرس بہاؤالدین یوسف بن کمال الدین احمد بن عبدالعزیز العجمی الحلبی شیخ ضیاء الدین طوسی کی جگہ تشریف لائے کیونکہ ان کی وفات ہوئی تھی اور ابن صصری اور فضلاء کی ایک جماعت ان کے پاس حاضر ہوئی اسی سال درمیان مہینہ میں جامع دمشق میں صلاۃ الرغائب پڑھی گئی چار سال سے ابن تیمیہ نے اس پر پابندی لگا رکھی تھی ۱۵ تاریخ کی رات کو حاجب رکن الدین بیبرس العلائی نے آکر لوگوں کو جامع میں داخل ہونے سے روکا اس سے ان کا مقصد جامع کو نقصان سے، جھگڑوں اور شور و غل سے محفوظ رکھنا تھا۔

۱۷ رمضان کو قاضی تقی الدین حنبلی نے محمد الباجریقی کی سزائے موت کا حکم واپس لے لیا حالانکہ وہ اس کی سزائے موت کا حکم دے چکا تھا کیونکہ قاضی کے نزدیک گواہی دینے والوں چھ گواہوں اور محمد الباجریقی کے درمیان دشمنی اور ناچاقی ثابت ہوگئی تھی اس دشمنی کی گواہی دینے والوں

میں ناصر الدین بن عبدالسلام زین الدین بن شریف الدین بن شریف الدین عدنان اور السلامہ کے شیخ کے فرزند قطب الدین وغیرہ شامل تھے اسی سال آواخر رمضان میں شہاب الدین حنفی کی جگہ کمال الدین الزملکانی کو شاہی کونسل کا نگران مقرر کیا گیا انہیں چادر خلعت دی گئی جنہیں زیب تن کر کے وہ دار العدل میں حاضر ہوا۔

عیدالفطر کی رات نائب مصر امیر سیف الدین سلار نے تینوں قاضیوں حنفی شافعی مالکی اور فقہا کی ایک جماعت الباجی الجزری اور النمر اوی کو بلا کران سے شیخ تقی الدین بن تیمیہ کو قید سے نکالنے کے متعلق گفتگو کی کچھ حاضرین نے ان پر کچھ شرطیں عائد کرنے کی تجویز دی ایک شرط یہ تھی وہ بعض عقائد سے رجوع کریں انہوں نے شیخ کے پاس قاصد بھیجا کہ وہ تشریف لا کران سے گفتگو کریں۔ لیکن انہوں نے حاضری سے صاف انکار کر دیا چھ بار قاصد ان تک پیغام پہنچاتے رہے لیکن شیخ نہ مانے اور حاضر نہ ہوئے اور نہ انہیں خاطر میں لائے اور نہ کوئی انہیں اہمیت دی لوگوں کی مجلس بڑی طویل ہوئی مایوس ہو کر وہ کچھ کہے بغیر منتشر ہو گئے۔

بروز چہارشنبہ ۲ شوال کو نائب سلطنت الافرم نے قاضی جلال الدین القزوینی کو امام الکلاسہ شیخ شمس الدین کی جگہ جامع دمشق میں لوگوں کو نماز پڑھانے اور خطبہ دینے کی اجازت دی کیونکہ شیخ شمس الدین انتقال فرما گئے تھے چنانچہ انہوں نے وہاں ظہر کی نماز پڑھی اور جمعے کو خطبہ دیا حتیٰ کہ قاہرہ سے ان کی تقرری کا فرمان بھی آ گیا شروع ذی قعدہ میں نائب سلطنت قاضی صاحبان امراء اور رؤساء شریک خطبہ ہوئے نہایت عمدہ خطبہ پڑھا گیا مدرسہ صالحیہ میں رباط ناصری کے پاس نائب سلطنت امیر جمال الدین الافرم نے جس جامع کی بنیاد رکھ کر تعمیر شروع کی تھی اس کی تعمیر بھی شروع ذی قعدہ میں مکمل ہوئی قاضی شمس الدین محمد بن عز الحنفی کو خطیب جمعہ مقرر کیا گیا خود نائب السلطنت اور قضاء ان کے خطبے میں شریک ہوئے اور خطبے کی بڑی تعریف کی گئی الصاحب شہاب الدین حنفی نے جامع مذکورہ میں نماز کے بعد دسترخوان پر کھانا چن دیا انہوں نے ہی اس کی تعمیر میں کوشش کی تھی بلکہ اس کے باعث بھی وہی تھے چنانچہ نہایت عمدہ اور خوبصورت مسجد تعمیر ہوئی اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو شرف قبولیت بخشے۔

۳ ذیقعدہ کو ابن صصری نے قاضی صدر الدین سلیمان بن ھلال بن شبل الجعفری خطیب ''داریا'' کو جلال الدین القزوینی کا نائب قاضی مقرر کیا کیونکہ جلال الدین خطابت کی ذمہ داریوں میں مصروف تھے قاضی القضاۃ صدر الدین ابوالحسن شیخ صفی الدین البصر اوی الحنفی الازرعی کی جگہ حنفیہ کا قاضی بن کر قاہرہ سے دمشق ۲۹ ذی قعدہ بروز جمعہ پہنچے قضاء کے ساتھ مدرسہ نوریہ اور مقدمیہ کی تدریس بھی ان کو سونپی گئی تھی لوگ ان کے استقبال کے لئے نکلے اور انہیں مبارکباد دی گئی جامع بنوامیہ میں مشرقی خانقاہ میں مقصورہ کندیہ میں ان کا سپاس نامہ پڑھا گیا ذی الحجہ میں امیر عز الدین بن صبرہ کو امیر جمال الدین آقوش الرستمی کی جگہ بلاد قبیلہ کا امیر الامراء بنا کر بھیجا گیا کیونکہ الرستمی کو دمشق کے کونسلوں کا نگران بنایا گیا تھا اور سلطان کے عم زاد شرف الدین کی جگہ رئیس عز الدین بن حمزہ قلانسی کو وکالت کی حوالگی کا سلطان کی جانب سے خط آیا لیکن شرف الدین نے اسے بہت ناپسند کیا۔

۲۸ ذی الحجہ کو نائب سلطنت کو بتایا گیا کہ الجب نامی جیل سے شیخ تقی الدین کا ایک خط آیا ہے وہ خط منگوا کر لوگوں کے سامنے پڑھا گیا نائب نے کہا کہ میں نے ان جیسا انسان نہیں دیکھا دیکھا گیا تو خط میں جیل کے معمولات وتوجہ الی اللہ وغیرہ کے حالات درج تھے اور لکھا تھا کہ میں نے سلطانی نفقت کپڑے اور کوئی سہولت قبول نہیں کی ہے اور ان میں سے کسی چیز سے بھی اپنے دامن کو آلودہ نہیں کیا۔ اسی ماہ کی ۲۷ تاریخ کو شیخ تقی الدین کے دونوں بھائی شرف الدین اور زین الدین کو جیل سے نائب سلطنت سلار کے دربار میں بلایا گیا۔ دوسری طرف سے ابن مخلوف مالکی حاضر ہوا فریقین کے درمیان طویل گفتگو ہوئی لیکن دلائل عقلیہ نقلیہ اور علم معرفت میں شرف الدین قاضی مالکی پر غالب آیا اور بعض مواقع میں باطل دعووں پر اس کی غلطیوں کی نشاندہی کی یہ ساری گفتگو عرش کلام اور نزول کے مسائل میں ہوتی رہی۔

۲۲ ذی الحجہ بروز جمعہ قاضی القضاۃ البصر اوی کا بھتیجا نصر الدین محمد بن شیخ فخر الدین ڈاک کے گھوڑوں پر مصر سے دمشق آیا البصر اوی نے اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کرا کر اسے جمال الدین یوسف العجمی کی جگہ محتسب شہر بنایا اسے طیلسان کی خلعت دی گئی اسے پہن کر ۷۰۰ھ نے ابتدائی نوب میں اس نے شہر کا دورہ کیا اسی سال حرم مکی میں ایک لاکھ کے لگ بھگ مسلمانوں نے نے عمرہ کیا اور شام سے امیر رکن الدین بیبرس الجمون نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

قاضی تاج الدین...... صالح بن حامد بن علی الجعدی الشافعی دمشق نائب قاضی اور الناصریہ کے مدرس تھے ثقہ، دیندار، عادل، زاہد اور خوش اخلاق انسان تھے ۶۵۷ھ میں قاضی بنے فضائل اور عوم میں یکتا تھے خوش شکل اور جاذب نظر شخصیت تھی ربیع الاول میں ۶۷ برس کی عمر میں فوت ہوئے دامن قاسیون میں دفن کئے گئے ان کے بعد نجم الدین دمشقی نائب قاضی بنائے گئے۔

شیخ ضیاء الدین طوسی..... ابو محمد عبدالعزیز بن محمد بن علی الشافعی مدرسہ نجیبیہ میں مدرس تھے الحاوی اور مختصر ابن حاجب کے شارح ہیں شیخ فاضل اور ماہر تھے الناصریہ میں اعادہ بھی کرایا تھا ۱۹ جمادی الاولی بروز چہار شنبہ حمام سے نہا کر نکلنے کے بعد انتقال فرما گئے۔ باب نصر کے باہر خمیس کے دن ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی نائب سلطنت امراء اور رؤساء کی ایک بڑی جماعت ان کے جنازہ میں شریک ہوئی الصوفیہ میں دفن ہوئے مدرسہ میں ان کے بعد بہاؤالدین بن العجمی نے درس دیا۔

شیخ جمال الدین الطیبی... شیخ جمال الدین ابراہیم بن محمد بن سعد الطیبی ابن السوابلی کے نام سے معروف تھے سوابل پانی پینے کے برتنوں کو کہا جاتا ہے۔ بلاد مشرق میں فاضل معظم تھے بہت بڑے تاجر تھے جمادی الاولی میں فوت ہو گئے تھے۔

شیخ الجلیل سیف الدین الرجیحی...... ابن سابق بن ھلال بن یونس مدرسہ یونسیہ کے شیخ تھے ۶ رجب کو جامع میں ان کا جنازہ ہوا وہاں سے باب توماہ میں واقع ان کے گھر میں انہیں منتقل کیا گیا جو دار امین الدولہ کے نام سے مشہور تھا وہیں دفن کئے گئے ان کے جنازہ میں رؤساء قضاۃ اور امراء کی ایک بڑی تعداد شریک ہوئی تھی حکومت اور ارباب حکومت کے نزدیک نہایت باعزت تھے ان کا سر بہت بڑا تھا ان کا سر ہر وقت بالوں سے صاف رہتا تھا بڑے اموال اور کثیر اولاد کو چھوڑ کر فوت ہوئے۔

امیر فارس الدین الردادی.. رمضان کے آخری عشرے میں فوت ہوئے وفات سے چند روز قبل نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت کی تھی آپ ﷺ ان سے فرمارہے تھے تمہاری مغفرت کی جا چکی ہے یا اسی طرح کا کوئی جملہ کہا گیا تھا امیر حسام الدین لاجین کے امراء میں سے تھے۔

شیخ عابد خطیب دمشق شمس الدین...... شمس الدین محمد بن شیخ احمد بن عثمان الخلاطی الکلاسہ کے امام تھے شیخ خوبصورت خوش منظر اور بڑے عابد تھے نہایت سکون اور وقار کے ساتھ رہتے تھے چالیس برس تک الکلاسہ کی امامت کی پھر بغیر کسی طلب وخواہش کے انہیں بلا کر جامع دمشق کا خطیب مقرر کیا گیا ساڑھے چھ ماہ تک اسی خدمت پر مامور رہے اور بڑی عمدگی کے ساتھ یہ خدمت انجام دی خوش آواز تھے دیانت وعبادت کے ساتھ ساتھ موسیقی اور نغمے کے بھی خاصے ماہر تھے حدیث کا علم بھی حاصل کیا تھا ۸ شوال بروز چہار شنبہ ۶۲ برس کی عمر میں دار خطابت میں اچانک وفات پا گئے جامع دمشق میں ان کی نماز جنازہ ہوئی مسجد لوگوں سے بھری ہوئی تھی پھر سوق الخیل میں دوبارہ نماز جنازہ پڑھی گئی جس میں نائب سلطنت، امراء اور عوام سب شریک ہوئے حالانکہ دروازے سارے بند کئے گئے تھے پھر وہاں سے قاسیون کے دامن میں لا کر انہیں دفن کیا گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

آغاز ۷۰۷ھ

اس برس کے آغاز میں حکام وہی حضرات تھے اور شیخ تقی الدین بن تیمیہ مصر کے قلعہ الجبل میں بدستور قید تھے اوائل محرم میں سلطان الملک الناصر نے امیر ابن سلار اور امیر الجاشنکیر سے ناراض ہو کر قلعہ کے دروازے بند کر کے قلعہ بند ہو کر لوگوں کے پاس آنا چھوڑ دیا اور مذکورہ دونوں امیر بھی اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے رہے امراء کا ایک گروہ ان کے گرد اکٹھا ہوا قلعے کا محاصرہ کیا گیا بڑی گڑبڑ ہوئی بازار بند کئے گئے پھر سلطان سے مراسلت

ارکان نے ان کے پیچھے قاصد بھیج کر انہیں واپس بلایا اور قاضی القضاۃ ابن جماعہ کے پاس لائے گئے ان کے پاس پہلے سے فقہا کی ایک جماعت موجود تھی انہوں نے شیخ سے کہا کہ حکومت قید کے سوا کسی بات پر راضی نہیں ہو رہی قاضی نے کہا کہ اس میں مصلحت ہے کہ شیخ کو جیل بھیجا جائے پھر اس نے شمس الدین تونسی مالکی کو اپنا نائب بنا کر اسے اجازت دی کہ شیخ کے قید کرنے کا فیصلہ سنائے لیکن اس نے انکار کر کے کہا کہ میں کیسے فیصلہ کروں جب ان کے خلاف کوئی بات ثابت ہی نہیں ہو رہی پھر اس نے نور الدین الزواوی المالکی کو کہا وہ بھی حیران ہوا کہ کیا کرے شیخ نے جب ان کے پس وپیش کو دیکھا تو فرمایا کہ میں خود جیل جا رہا ہوں تمہاری مصلحتوں کا لحاظ کرتا ہوں نور الدین الزواوی کہنے لگے کہ شیخ کو ان کی شایان شان جگہ میں رکھا جائے۔ اسے بتایا گیا کہ حکومت جیل کے علاوہ کہیں راضی نہیں ہوتی۔

چنانچہ انہیں قاضیوں کی جیل بھیجا گیا وہ اس مکان میں تھا جس میں تقی الدین بن بنت الاعز کو قید کے دوران رکھا گیا تھا اور انہیں خادم رکھنے کی بھی اجازت دی گئی یہ سارے کام نصر المنجی حکومت میں اپنی وجاہت ومنزلت کی وجہ سے کر رہا تھا کیونکہ اس نے اجاشنکیر کی عقل پر قبضہ کر لیا تھا جو بعد میں سلطان بنا اور دوسرے ارکان سلطنت بھی اس کے قابو میں تھے اور سلطان اس کے سامنے مجبور تھا وہاں شیخ جیل میں فتوے دے رہے تھے لوگ ان کی زیارت کی وجہ سے ان کے پاس حاضر ہوتے تھے اور امراء اور روؤسا کی جانب سے ان کے پاس ایسے مشکل استفتاءات آتے تھے جنہیں دوسرے فقہا حل ہی نہیں کر سکتے تھے اور شیخ کتاب وسنت کے مطابق ایسے جوابات لکھتے تھے کہ عقل حیران ہو جاتی تھی ان سب کے بعد الصالحیہ میں ایک اجلاس طلب کیا گیا اور شیخ قاہرہ میں ابن شقیر کے گھر میں تشریف لائے لوگ دن رات ان کے پاس آنے لگے۔

۶ رجب کو یوسف عجمی کی وجہ سے شیخ کمال الدین الزملکانی نے شفاخانے کی کونسل کی نظارت سنبھالی ابن الزملکانی اس سے پہلے ایک مدت تک دمشق کے محتسب رہے جسے ان سے نجم الدین بن البصراوی نے چھ ماہ قبل لے لیا تھا اور انجمی امانت ودیانت میں معروف تھے۔ ۱۵ شعبان کی رات کو اس رات نماز پڑھنے کے رسم کو بدعت ہونے کی وجہ سے ختم کر دیا گیا تھا اور مسجدوں کو شور وشغب اور بے ادبی سے بچایا گیا تھا اس سے بڑی بھلائیاں حاصل ہوئیں وللہ الحمد۔ رمضان میں الصدر نجم الدین بصراوی عہدہ احتساب کے ساتھ خزانے کی نگرانی کی عہدے کا فرمان لے کر آیا۔ وہ شمس الدین الخطیری کی جگہ خزانے کا ناظر بن گیا اواخر رمضان میں موسلادھار بارش ہوئی طویل مدت سے بارش نہیں ہوئی تھیں لہذا لوگ بہت خوش ہوئے اور اشیاء کی قیمتیں کم ہو گئیں اور بارش کی وجہ سے عیدگاہ تک نہیں جا سکے اور جامع میں ہی عید کی نماز پڑھی گئی نائب سلطنت نے مقصورہ میں آ کر نماز پڑھی پھر محمل میں سوار ہو کر نکلا اس سال امیر حجاج سید الدین بلبان البری تاتاری الاصل تھے اسی سال حماۃ سے قاضی شرف الدین البارزی نے حج کیا ذی الحجہ میں الظاہریہ کے قریب زبردست آگ لگ گئی آگ کی ابتداء مدرسے کے سامنے العوتیہ نامی تنور سے ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اس کی چنگاریاں راکھ ہو گئیں۔ میں ابن کثیر کہتا ہوں کہ ہم بھی والد صاحب کی وفات کے بعد اسی سال بصری سے دمشق آ گئے یہاں آتے ہی ہم پہلے درب سعور میں رہے جو طوریین کے نزدیک عوتیہ مصنع کے پاس ابی الھیجا کی گلی کے نام سے مشہور تھا میں اللہ تعالیٰ سے حسن خاتمہ کی دعا کرتا ہوں۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

امیر رکن الدین بیبرس...... العجمی الصالحی ''الجالق'' کے نام سے معروف تھے اما لک الصالح نجم الدین ایوب کے دور میں الجمداریہ کے سردار تھے ''ملک ظاہر نے اسے امیر بنایا تھا صاحب ثروت اور اکابر حکومت میں سے تھے در مہ میں جمادی الاولیٰ کی ۱۵ تاریخ کو فوت ہوئے کیونکہ وہ وہاں اپنی جاگیروں کی پیداوار تقسیم کرنے گئے تھے وہاں سے انہیں القدس منتقل کر کے دفن کیا گیا۔

شیخ صالح احمدی رفائی...... المنیع کے شیخ تھے تاتاری جب دمشق آئے تو ان کی بہت عزت کرتے تھے جب تاتاریوں کے نائب قطلو شاہ آیا تو انہی کے گھر اترا انہوں نے ہی محل میں شیخ تقی الدین بن تیمیہ سے کہا تھا کہ ہم تو اپنا مال وحال تاتاریوں کے صرف کرتے ہیں نہ کہ شریعت کے لئے۔

آغاز ۷۰۸ھ

حکام وہی گزشتہ سال والے تھے شیخ تقی الدین جیل سے نکالے گئے تھے اور لوگ زیارت تعلیم و تعلم اور استفتاء وغیرہ کے لئے ان سے رجوع کرنے لگے ربیع الاول کے آغاز میں امیر نجم الدین خضر بن الملک الظاہر کی بھی خلاصی ہوئی اسے برج سے نکال کر قاہرہ کے دار افرم میں رہائش گاہ دی گئی پھر اسی سال ۵ رجب کو اس کا انتقال ہو گیا اواخر جمادی الاولیٰ کو امراء کی کونسل کی نظارت ابن الزملکانی کے عوض زین الدین شریف بن عدنان کو سونپی گئی پھر ابن الخطیر ی کی جگہ جامع کا نگران بھی انہیں بنایا گیا نجم الدین بن حلال کی جگہ نجم الدین بن دمشقی کو یتیم خانے کی نگہداشت سونپی گئی رمضان میں دمشق کی کونسلوں کی نظارت سے الصاحب امین الدین الرفاقی معزول ہو کر مصر چلے گئے اسی سال بیت المال کی وکالت سے مستعفی ہو گئے اور اپنے استعفیٰ پر برقرار رہنے کا پکا ارادہ کر لیا پھر یہ عہدہ ان پر پیش کیا گیا لیکن اسے قبول نہیں کیا اور دوسرے عہدے داروں کے ساتھ انہیں بھی خلعت دی گئی لیکن اسے پہنا نہیں اور اگلے سال کے ۱۰ محرم تک اسی طرح رہے پھر نئی حکومت میں اس عہدے اور خلعت کو قبول کیا۔

اسی سال ۲۶ رمضان کو الملک الناصر محمد بن القلاوون مصر سے حج کا ارادہ ظاہر کر کے نکلا امراء کی ایک جماعت اسے رخصت کرنے کے لئے ساتھ ہوئی لیکن انہیں واپس کر دیا الکرک کے قریب پہنچ کر اس کی طرف مڑا وہاں اس کے لئے ایک پل نصب کیا گیا جب وہ پل کے درمیان پہنچے تو وہ پل ٹوٹ گیا لیکن اس کے سامنے کے لوگ اس سے محفوظ رہے خود اس کا گھوڑا جست لگا کر کود گیا اس لئے وہ بھی سلامت رہا لیکن اس کے پیچھے جو لوگ تھے وہ سب گر گئے اور وہ پچاس کے قریب تھے ان میں سے چار مر گئے اور اکثر پل کے نیچے والی وادی میں گر گئے نائب شہر جمال الدین اقوش الافرم بہت شرمندا ہوا اور یہ خیال کیا کہ شاید سلطان یہ سمجھے کہ میں نے قصداً ایسا کیا ہے اس نے ۱۴ ہزار خرچ کر کے ایک ضیافت کی تیاری کی تھی لیکن اس کا موقع نہیں آیا کیونکہ سلطان اس واقعے میں ساتھیوں کے زخمی ہونے اور ہلاک ہونے کی وجہ سے ان کی دیکھ بھال میں مشغول رہا اس سے فارغ ہو کر سلطان نے نائب کو خلعت دے کر مصر جانے کی اجازت دے دی چنانچہ وہ مصر روانہ ہو گیا اور سلطان اکیلے الکرک کے امور کے انتظام و انصرام میں مشغول ہو گئے دار العدل میں حاضر ہو کر تمام کاموں کو خود نمٹانے لگے ان کی بیوی بھی مصر سے یہیں چلی آئی اور وہاں آمدنی کی قلت اور تنگی حالات سے اسے آگاہ کیا۔

الملک المظفر رکن الدین بیبرس جاشنکیری کی سلطنت...... اس کی سلطنت کا قیام علامہ ابن تیمیہ کے دشمن المنجی کے شیخ کی وجہ سے ممکن بنا تھا۔ الملک الناصر نے الکرک میں اقامت کا عزم کر کے اسے اپنا مستقر بنایا اور حکومت سے اپنے استعفیٰ پر مشتمل ایک خط لکھ کر مصر روانہ کر دیا یہ خط مصر کے قاضیوں کے سامنے پیش کیا گیا پھر شام کے قضاۃ کے پاس لایا گیا اور بروز ہفتہ ۲۳ شوال کو عصر کے بعد امیر سیف الدین سلار کے گھر میں امیر رکن الدین بیبرس الجاشنکیری کی بیعت لی گئی۔ ارباب حل وعقد اور امراء وغیرہ شریک بیعت تھے۔ الملک المظفر کا خطاب اسے دیا گیا اور پھر وہ سوار ہو کر قلعہ کی طرف گیا لوگ اس کے آگے آگے تھے قلعہ میں جا کر تخت پر جلوہ افروز ہوا اور خوشیاں منائی گئیں اور قاصد خبر لے کر تمام علاقوں میں پھیل گئے شروع ذی القعدہ میں امیر عز الدین بغدادی نے دمشق میں پہنچ کر قصر ابلق میں نائب سلطنت قاضیوں امراء اور رؤساء کے ساتھ ملاقات کر کے ناصر کے اہل مصر کی طرف ارسال کردہ خط پڑھ کر بتایا کہ وہ خود حکومت سے برطرف ہو گیا ہے اور اعراض کر لیا ہے تمام قضاۃ نے اسے نوٹ کر لیا۔ البتہ حنبلی قاضی انکار کر کے کہنے لگا کہ اپنے اختیار سے کوئی حکومت ترک نہیں کرتا ضرور انہیں اس پر مجبور کیا گیا ہے چنانچہ اسے معزول کر کے ان کی جگہ کسی اور کو مقرر کیا گیا اور سلطان ملک مظفر کے لئے ان سے حلف لیا گیا اور قلعہ اور اس کے القاب پر علامات مقرر کئے گئے خوشیاں منائی گئیں شہر کو سجایا گیا۔

جب محل میں ملک الناصر کا خط امراء کے سامنے پڑھا جا رہا تھا تو جب اس بات پر پہنچے کہ اس نے کہا تھا کہ میں نے دس سال تک لوگوں کی صحبت اختیار کی اور اب کرک کو اپنے لئے منتخب کر چکا ہوں تو بہت سے حکومتی افسران رونے لگے اور نہ چاہتے ہوئے بھی بیعت کر لی رکن الدین بیبرس جاشنکیر کے سابقہ عہدے کو سیف الدین بن علی نے سنبھالا ترعکی کی جگہ سیف الدین بنخاص مقرر ہوئے اور بنخاص کی جگہ الکرک کے سابق نائب

امیر جمال الدین آقوش کو نامزد کیا گیا۔ نائب سلطنت الافرم اور قاضی صاحبان بھی شریک خطبہ ہوئے ۱۹ ذی القعدہ کو خلعتیں اور نائب سلطنت کی نیابت کا فرمان آیا فرمان کو کاتب اسرار اور قاضی محی الدین بن فضل اللہ نے امراء کی موجودگی میں محل میں پڑھا تمام امراء خلعتیں زیب تن کئے ہوئے تھے۔ المظفر خلیفہ کی طرف سے عطاء کردہ سیاہ خلعت کو پہن کر سوار ہوا ارکان حکومت خلعتیں پہنے ہوئے اس کے آگے آگے تھے یہ ذی القعدہ ہفتہ کا دن تھا اور صاحب ضیاء الدین النسائی خلیفہ کی طرف سے جاری کردہ فرمان کو سیاہ خاکستری رنگ کے لفافے میں اٹھائے ہوئے تھا اس کی ابتدا یوں تھی یہ سلیمان کی طرف سے ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا جاتا ہے کہ قاہرہ میں بارہ سو خلعتیں دی گئیں بڑے اجتماع کے دن تھے چند دن وہ اس کا شیخ المنجی خوش رہے پھر اللہ تعالیٰ نے جلد ہی ان سے یہ نعمت چھین لی۔ اسی سال ابن جماعہ نے قلعہ میں خطبہ دیا اور شیخ علاء الدین القونوی نے مدرسہ شریفیہ کی تدریس سنبھالی۔

اس سال وفات پانے والے مشہور حضرات

شیخ صالح عثمان الحلبونی......اصلاً سرزمین مصر کے تھے ایک مدت تک قلبون کے مضافات میں مقیم رہے طویل مدت تک روٹی استعمال نہیں کی مریدوں کی ایک جماعت ان کے پاس جمع ہوئی اواخر محرم میں برارہ نامی گاؤں میں فوت ہوئے اور بعد وفات وہیں دفن کئے گئے ان کے جنازہ میں نائب شام قاضی صاحبان اور رؤساء کی ایک جماعت شریک ہوئی۔

شیخ صالح ابوالحسن......علی بن محمد بن کثیر الحرانی الحنبلی مسجد عطیہ کے امام تھے ابن المقری کے نام سے معروف تھے حدیث روایت کی مدارس حنابلہ کے فقیہ تھے ۶۳۳ھ میں حران میں پیدا ہوئے اور رمضان کے آخری عشرے میں دمشق میں انتقال فرمایا قاسیون کے دامن میں دفن کئے گئے ان سے قبل شیخ زین الدین الحرانی کی غزہ میں وفات ہوئی اور دمشق میں ان کی تعزیت کی تقریب ہوئی اللہ تعالیٰ دونوں پر رحمت فرمائے۔

السید الشریف زین الدین......ابوعلی حسن بن محمد بن عدنان حسینی نقیب الاشراف تھے فاضل باکمال فصیح اللسان اور متکلم تھے۔ معتزلہ کے طریقہ کے ماہر تھے امامیہ سے بحث ومباحثہ کرتے تھے اور قاضیوں وغیرہ کے سامنے ان سے مناظرہ کرتے تھے اور اپنی وفات سے قبل جامع الافرم کے دربار کی نظارت سنبھالی ذی القعدہ میں خمیس کے دن ۵۵ سال کی عمر میں وفات پائی اور باب الصغیر میں اپنے مقبرے میں دفن ہوئے۔

شیخ جلیل ظہیر الدین......ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن ابوالفضل بن منعہ البغدادی اپنے چچا عفیف الدین منصور بن منعہ کے بعد مکہ مکرمہ میں حرم شریف کے شیخ بنے حدیث بھی سنی تھی طویل مدت تک بغداد میں مقیم رہے پھر اپنے چچا کی وفات کے بعد مکہ مکرمہ چلے گئے اور اپنی وفات تک حرم مکہ کے شیخ رہے۔

آغاز ۷۰۹ھ

خلیفہ وقت امیر المؤمنین مستکفی باللہ بن حاکم بامر اللہ عباسی تھا۔ سلطان بلاد ملک مظفر رکن الدین بیبرس الجاشنکیر تھا مصر میں اس کا نائب امیر سیف الدین سلار شام میں آقوش الافرم تھا مصر اور شام کے قضاۃ وہی گزشتہ سال کے تحت بیان کردہ ہی تھے۔
صفر کی آخری رات کو شیخ تقی الدین بن تیمیہ امیر مقدم کی ہمراہی میں مصر سے اسکندریہ کی طرف روانہ ہوا اور سلطان کے محل میں انہیں داخل کر کے اس کے کشادہ اور وسیع اطراف والے برج میں اتار دیا لوگ شیخ کے پاس آ کر مختلف علوم میں استفادہ کرتے شیخ جمعہ کی جماعتوں میں شریک ہونے لگے اور جامع مسجد میں حسب عادت مجالس منعقد کرتے رہے یک شنبہ کے دن۔
اسکندریہ میں داخل ہوئے تھے، دس دن کے بعد جب ان کی خبر دمشق پہنچی تو لوگ بڑے غمزدہ ہوئے اور جاشنکیر اور اس کے شیخ المنجی کی غداری کا

خطرہ محسوس کرنے لگے چنانچہ ان کی حفاظت کے لئے بہت دعائیں کی گئیں کیونکہ ان کا دشمن نصر المنبجی شیخ پر قابو پا چکا تھا، دشمنی کا سبب یہ تھا۔ کہ شیخ تقی الدین جاشنکیر اور اس کے شیخ المنبجی کے متعلق کہا کرتا تھا کہ اس کے دن پورے ہوگئے ہیں اس کی حکومت ختم ہونے والی ہے اور اس کی موت عنقریب آنے والی ہے اور ان دونوں اور ابن عربی اور اس کے متبعین کے متعلق بھی گفتگو کرتے رہتے تھے چنانچہ انہوں نے انہیں جلاوطن آدمی کی طرح اسکندریہ بھیجا کہ شاید وہاں کا کوئی آدمی ہمت کر کے انہیں قتل کر دے لیکن ان کے پہنچتے ہی لوگ ان کے دیوانہ ہوگئے ان سے عزت اور احترام کا معاملہ کرنے لگے علوم کی تحصیل اور استفادہ کر کے اور ان کے قریب ہونے لگے، ان کے بھائی کا ایک خط آیا جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ برادرم مکرم جہاد کے بہانے سے محروسہ سرحد پر اتارے گئے تھے اور اللہ کے دشمنوں نے اس سے اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ مکر و فریب کا ارادہ کیا تھا لیکن یہ ہمارے حق میں کرامت ثابت ہوئی، انہوں نے سوچا تھا کہ اس چال سے شیخ ہلاک ہو جائیں گے لیکن ان کے خبیث مقاصد انہیں کے خلاف پلٹ گئے اور تمام باتیں دھری کے دھری رہ گئیں۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور باخبر لوگوں کے نزدیک صبح اور شام اور ہر وقت سیہ رو ہوئے اور اپنے کئے پر حسرت اور ندامت کرنے لگے، سرحد کے تمام لوگ بھائی صاحب کی طرف متوجہ ہو کر ان کا اکرام اور عزت کرنے لگے اور وہ ہر وقت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی نشر و اشاعت میں مشغول رہتے ہیں جو مسلمانوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اور یہ دشمن کے حلق میں اٹکی ہوئی ہڈی کی طرح ہے،

یہ اتفاق بھی ہوا کہ انہوں نے شیطان کو اسکندریہ میں دیکھا کہ اس نے انڈے اور چوزے کی بھرمار کر دی ہے اور ان کے ذریعے اس نے فرقہ سبعینیہ، ورفرقہ عربیہ کو گمراہ کر دیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے آنے سے ان فرقوں کو درہم برہم کر دیا اور ان کی جماعتیں پرزے پرزے ہوگئیں ان کے پردے چاک کر کے انہیں ذلیل و رسوا کر دیا، ان کی کثیر تعداد نے توبہ کر لی اور ان میں کے ایک رئیس کو بھی توبہ کرائی گئی اور عام و خاص مسلمان چاہے جو امیر ہو یا غریب، قاضی ہو یا مفتی، فقیہ ہو یا مجتہد سب نے ان جہاں اور گمراہوں سے علیحدگی اختیار کر کے شیخ کی محبت اور تعظیم، ان کے کلام کے قبول کرنے اور ان کے امر و نہی کا اتباع کرنے کی طرف لوٹ گئے چنانچہ اسکندریہ میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں سے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کا حکم بلند ہوگیا اور ہر جگہ ظاہراً اور باطناً میں سراً و جہراً ان پر لعنت بھیجی جانے لگی۔

یہ سب لوگوں کے اجتماعات میں ان کا نام لے کر کیا جارہا تھا جب یہ باتیں نصر المنبجی کو پہنچیں تو ایسی ذلت چھاگئی اور ایسا خوف طاری ہوا کہ اسے تعبیر میں نہیں لایا جاسکتا اس کے علاوہ اس خط میں بہت کچھ لکھا تھا مقصود یہ تھا کہ شیخ تقی الدین اسکندریہ کی سرحد پر آٹھ ماہ تک ایک وسیع و کشادہ برج میں رہے جس کی دو کھڑکیاں تھیں ایک سمندر کی طرف کھلتی تھی اور دوسری شہر کی طرف ہر چیز ان کے پاس آتی تھی، شہر کے اکابر روساء اور فقہاء ان کے پاس آ کر ان سے پڑھتے اور استفادہ کرتے تھے اور وہ خوشگوار زندگی اور وسعت قلبی کے ساتھ دن گذار رہے تھے۔

ربیع الاول کے آخر میں شیخ کمال الدین بن الزملکانی کو علامہ ابن تیمیہ کی طرف منسوب ہونے کی بناء المنبجی کے مشورے سے المارستان (شفاخانے) کی نظارت سے معزول کیا گیا اور شمس الدین بن الخطیری کے حوالہ کیا گیا قاضی شرف الدین ابو محمد عبدالغنی بن یحیی بن محمد بن عبداللہ بن نصر بن ابو بکر الحرانی کی وفات کے بعد ۳ ربیع الآخری بروز سہ شنبہ کو مصر کے شیخ الحدیث شیخ امام حافظ سعد الدین ابو محمد مسعود بن احمد بن مسعود بن زین الدین الحارثی کو مصر میں حنابلہ کا قاضی بنایا گیا، جمادی الاولیٰ میں سلطان مظفر کے فرامین ساحلی علاقوں کی طرف روانہ کئے گئے کہ شراب اور شراب خانوں کو بند کر کے شراب کا کاروبار کرنے والے لوگوں کو شہر بدر کر دیا جائے، چنانچہ اس پر عمل کیا گیا اور اس سے مسلمان بہت زیادہ خوش ہوئے، شروع جمادی الآخری میں دمشق میں حنابلہ کی قضاء کا عہدہ شیخ شہاب الدین احمد بن شریف حسن بن حافظ جمال الدین ابو موسیٰ عبداللہ بن حافظ عبدالغنی المقدسی کے حوالہ کرنے کی ڈاک آئی یہ عہدہ التقی سلیمان بن حمزہ سے لیا گیا تھا کیونکہ اس نے الملک الناصر کی سلطنت سے برطرفی کے متعلق کوئی بات کی تھی جس میں یہ بھی تھا اس نے زبردستی تخت سے اتارا گیا ہے وہ اپنے اختیار سے نہیں اترا ہے حالانکہ وہ اپنے اس میں سچا تھا۔

۲۰ رجمادی الآخری کو نسلوں کی نگرانی کے عہدے کا فرمان اور رستمی کے بدلہ امیر سیف الدین بکتمر حاجب کے نام آیا لیکن اس نے اسے قبول نہیں کیا اور خزانہ کی نگہداشت کے منصب کا فرمان امیر عز الدین احمد بن زین الدین محمد بن احمد بن محمود معروف بابن القلانسی، کے نام آیا انہوں نے اسے قبول کر لیا، اس عہدے سے محتسب شہر البصراوی کو معزول کیا گیا تھا اسی ماہ قاضی القضاۃ ابن جماعہ نے صوفیاء کی خواہش پر مصر میں سعید السعداء

کی مشیخت سنبھالی اور جمعہ میں ایک مرتبہ وہاں حاضری پر راضی ہو گئے، کریم الدین الا یکی کو وہاں سے معزول کیا گیا کیونکہ اس نے گواہوں کو معزول کر دیا تھا جس سے گواہ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور دین میں معیوب بعض چیزوں کے مقدمات اس کے خلاف دائر کر دیئے لہٰذا اسے وہاں سے الگ کر دیا گیا چنانچہ جیسا معاملہ وہ دوسرے حضرات کے ساتھ کیا کرتا تھا وہی اس کے ساتھ ہوا، منجملہ ان باتوں کے ایک یہ ہے وہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے خلاف ہوا اور شیخ کے خلاف جھوٹی باتیں گھڑیں، یہ اس کے جہالت اور قلت ورع کی علامت تھی لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس کے اس کے اپنے ہی ساتھیوں کے ہاتھوں پورے بدلے کے طور پر اس ذلت وخواری کا دن دکھایا۔

رجب میں دمشق میں بڑا خوف وہراس پھیلا اور لوگ شہر سے باہر نکل گئے وجہ یہ تھی کہ سلطان الملک الناصر محمد بن قلاوون اپنی حکومت کو دوبارہ لینے کی غرض سے الکرک سے دمشق کی طرف روانہ ہوا تھا کیونکہ امراء کی ایک ٹولے نے خفیہ طور پر اس سے مراسلت کر کے اسے آمادہ کر لیا تھا اور اس کی خیر خواہی کا دم بھرا تھا، مصری امراء کی ایک جماعت بھی اس سے مل گئی تھی، لوگ یہ باتیں بھی کرنے لگے کہ نائب دمشق الافرم قاہرہ سفر کرنے والا ہے، یہ سفر بھی ایک جم غفیر کے ساتھ ہوگا چنانچہ لوگ شدید اضطراب کا شکار تھے، سورج بلند ہونے تک شہر کے دروازے نہیں کھلے، معاملات درہم برہم ہو گئے، قاضیوں اور امراء کی ایک معتد بہ تعداد نے قصر میں جمع ہو کر الملک المظفر کے تجدید بیعت کی، بروز ہفتہ دن ڈھلے عصر کے بعد شہر کے دروازے بند کر دیئے گئے لوگوں نے باب الصغیر کے پاس بڑا ہجوم کیا، لوگ سخت مشکلات میں گھرے ہوئے تھے دیہاتوں سے آنے والوں کی وجہ سے شہر میں لوگوں کی تعداد میں مزید اضافہ ہوا اتنے میں قاصد آئے کہ الملک الناصر الخمان تک پہنچ چکا ہے نائب شام اس سے گھبرا کر یہ ظاہر کرنے لگا کہ وہ اسے قتل کرنا اور شہر سے روکنا چاہتا ہے۔

اسی دوران امیر رکن الدین بیبرس الجمون اور امیر بیبرس العلمی اس کی طرف گئے اور امیر سیف الدین بلتمر حاجب الحجاب نے بھی جا کر انہیں واپس لوٹنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ آپ مصریوں سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھتے اور امیر سیف الدین بہادر نے ان سے مل کر یہی کہا پھر ۵ رجب بروز چہار شنبہ وہ دمشق واپس آیا اور آ کر بتایا کہ سلطان الملک الناصر الکرک کی طرف واپس ہو چکا ہے، یہ سن کر لوگ پرسکون ہو گئے اور نائب سلطنت محل میں واپس آ گیا اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ کر مطمئن ہو گئے۔

ملک ناصر محمد بن ملک منصور قلاوون بادشاہت کی طرف کیسے لوٹا ... ۱۳ شعبان ملک ناصر کی دمشق آمد کی خبر پہنچی تو دونوں امیر سیف الدین قطلبک اور الحاج بہادر کرک کی طرف اس کی خدمت میں گئے اور اسے دمشق آنے کی ترغیب دی، دمشق کے نائب کی حالت غیر ہو گئی وہ صلح کی خاطر اپنے کچھ ہمنواؤں کے ساتھ ۱۶ شعبان کو روانہ ہوا اس کے ساتھ ابن صبح حاکم شقیف ارنون بھی تھا اور دمشق میں سلطان کے لئے شاہانہ شان وشوکت کا انتظام کیا گیا، اور ایسی نشست گاہیں تیار کی گئی جو اس کے لائق تھیں، فوجی دستے اور بینڈ باجوں کا بندوبست کیا گیا، وہ کرک سے بڑی ٹھاٹ بھاٹ سے چلا اور افرم کی طرف امان کا پیام بھیجا، موذنوں نے پیر کی رات ۲۷ شعبان میناروں میں اس کے لئے دعائیں کیں، صبح بھی اس کے لئے دعا اور اس کے ذکر کی خوشی میں ہوئی۔ لوگوں میں امان کی منادی کرادی گئی اور یہ کہ وہ اپنی دوکانیں کھولیں اور اپنے اپنے علاقوں میں امن سے رہیں، لوگوں نے زیب وزینت کا اہتمام کیا، خوشخبریاں سنائی گئیں منگل کی رات لوگوں نے چھتوں پر سو کر گذاری تاکہ جب وہ بادشاہ داخل ہو تو وہ اس کے لئے وسعت پیدا کر سکیں، قضاۃ امراء اور اہل حکومت اس کے استقبال کے لئے نکلے۔

راقم الحروف (ابن کثیر) کہتا ہے کہ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے بادشاہ کی آمد کا بروز پیر دوپہر کے وقت، جبکہ وہ بڑے کر وفر سے داخل ہوا، مشاہدہ کیا تھا عیدگاہ کے پاس اس کے لئے جگہ تیار کی گئی جہاں شاہی انتظام تھا اس کے گھوڑوں کے قدموں تلے ریشم کے ٹکڑے بچھائے گئے جب وہ ایک قدم چلتا تو وہ ٹکڑا اٹھا لیا جاتا، نیک بختی اس کے سر پر تھی مسلح امراء اس کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے تھے، لوگ با آواز بلند اس کے لئے دعائیں کر رہے تھے، اس دن تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔

شیخ علم الدین برزالی فرماتے ہیں کہ اس دن بادشاہ کے سر پر سفید عمامہ اور پاؤں میں سرخ جوتا تھا اور بادشاہ کا حاشیہ بردار الحاج بہادر تھا اس پر سنہری خلعت تھی جو فرو قاقم سے ملمع تھی، جب وہ قلعہ کے پاس پہنچا تو اس کے لئے پل لگایا گیا تو وہاں سے اس کا نائب امیر سیف الدین سنجری اترا،

زمین بوسی کی، بادشاہ نے اس کی طرف اشارہ کیا کہ میں فی الحال اترنے کا ارادہ نہیں رکھتا، وہاں سے وہ قصر ابلق کی طرف نکل گیا امراء اس کے آگے آگے تھے، جمعہ کے دن اس کے لئے خطبہ دیا گیا۔

اس مہینے کی ۲۲ رتاریخ ہفتہ کی صبح امیر جمال الدین آقوش افرم نائب دمشق سلطان کے پاس حکم بجالاتے ہوئے حاضر ہوا اس نے زمین بوسی کی، سلطان اس کی خاطر چند قدم چلا اس کا اکرام کیا اور حسب عادت نیابت پر برقرار رہنے کا حکم دیا، لوگ افرم کی اطاعت شعاری سے بہت خوش ہوئے اسی طرح امیر سیف الدین قبجق نائب حماۃ اور امیر سیف الدین استدمر نائب طرابلس بروز پیر ۲۴ رشعبان کو پہنچے، لوگ اس کے استقبال کے لئے باہر آئے، بادشاہ نے ان سے بھی ملاقات کی جیسے افرم سے کی تھی۔

اس دن سلطان نے حنابلہ کی قضاء کا اور اسے واپس تقی الدین سلیمان کو دینے کا حکم جاری کیا، لوگوں نے انہیں مبارکباد دی وہ سلطان کے پاس آئے اور انہیں سلام کیا اور جوزیہ کی طرف چلے گئے وہاں تین ماہ فیصلے کئے، دوسرا جمعہ وہاں میدان میں قائم کیا گیا اور سلطان اور قضاۃ حاضر ہوئے اسی طرح اکابر امراء اور اہل حکومت بھی پہنچے، عوام بھی کافی تعداد میں تھے، اسی دن سلطان کے پاس امیر قراسنقر منصوری نائب حلب پہنچا سلطان کا خادم ۴ رمضان بروز جمعرات عصر کے وقت نکلا، اس کے ساتھ قضاۃ اور قراء تھے اسی طرح ۵ رمضان کا جمعہ میدان میں ادا کیا گیا پھر سلطان ۹ رمضان بروز منگل دمشق سے نکلا اس کے ساتھ ابن صری، صدر الدین حنفی لشکر کے قاضی، خطیب جلال الدین، شیخ کمال الدین بن زملکانی، مہرز دگان فوجی رجسٹرڈ اور شام کی پوری فوج جو مختلف علاقوں اور شہروں سے اس کے پاس اس کے نائبین اور امراء کے ساتھ جمع ہوگئی تھی، جب سلطان غزہ کے قریب پہنچا تو بڑی شان بان سے شہر میں داخل ہوا، امیر سیف الدین بہادر اور مصری امراء کی ایک جماعت نے اس کا استقبال کیا انہوں نے اسے خبر دی کہ ملک مظفر نے از خود حکومت سے ہاتھ کھینچ لیا ہے پھر مصر سے پے در پے سلطان کے پاس امراء آتے رہے اور اسے یہ خبر دیتے، اس سے شامیوں کے دل خوش ہوئے اور انہیں بڑی راحت ملی طبل بجائے گئے اور ناصری کی صورت میں پیام رساں کی آمد میں تاخیر ہوئی۔

اتفاق سے اس عید کے موقع پر ایسا ہوا کہ نائب خطیب شیخ تقی الدین جزری جو مقصاتی کے نام سے مشہور ہیں، علم برداروں کے ساتھ حسب عادت عیدگاہ گئے اور شہر میں شیخ مجد الدین تونسی کو نائب مقرر کیا، جب عیدگاہ پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ عیدگاہ کے خطیب نے نماز شروع کر رکھی ہے، تو ان لوگوں نے عیدگاہ کے صحن میں جھنڈے نصب کئے اور ان کے درمیان تقی الدین مقصاتی نے نماز پڑھائی اور پھر خطبہ دیا اسی طرح ابن حسان نے عیدگاہ میں کیا، اسی طرح اس دن دو عیدیں اور دو خطبے ہوئے، ہمارے علم کے مطابق ایسا اتفاق پیش نہیں آیا ہوگا۔

اس سال قلعہ الجبل میں سلطان کی آمد عید الفطر کے دن شام کے وقت ہوئی اور سلار کے لئے شوبک کی طرف سفر کرنے کا حکم صادر کیا، مصر پر امیر سیف الدین بکتمر جوکندار کو مقرر کیا جو صفد کا نائب تھا اور شام میں امیر قراسنقر منصوری کو یہ ۲۰ شوال کا واقعہ ہے، اس کے دو دن بعد صاحب فخر الدین خلیلی کو وزیر بنایا، مصر میں بہاء الدین عبداللہ بن احمد بن علی بن مظفر حلی کی وفات کے بعد جو ۱۰ شوال شب جمع کو فوت ہوئے تھے، قاضی فخر الدین کاتب المالک نے فوج کی نگرانی کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا، وہ مصر کے سربرآوردہ اور نامور اکابر میں سے تھے، انہوں نے بعض احادیث بھی روایت کی ہے اس نے امیر جمال الدین آقوش افرم کو صرخد کی نیابت کی طرف بھیج دیا، امیر زین الدین کتبغا نوبۃ الجمدار یہ کے سسر اور دار استادار یہ کے استاذ سیف الدین الجبا کی جگہ دمشق آئے، حکومت کی حالت متغیر ہوگئی اور اس میں زبردست انقلاب آیا۔

شیخ علم الدین برزالی فرماتے ہیں کہ سلطان جب عید الفطر کے روز مصر داخل ہوتا تو شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کو بڑے اعزاز واکرام کے ساتھ طلب فرماتا چنانچہ اس نے شوال کے دوسرے دن، اپنے پہنچنے کے ایک یا دو دن بعد ان کی طرف پیام بھیجا، سو شیخ تقی الدین ۸ رشوال کو سلطان کے پاس حاضر ہوئے۔

اسکندریہ سے بہت سے لوگ شیخ کو الوداع کرنے باہر آئے جمعہ کے دن سلطان سے ملاقات ہوئی، اس نے ان کا اکرام کیا اور مصری اور شامی قاضیوں کی بڑی مجلس میں ان کے ساتھ چل کر، شیخ کے اور ان کے درمیان صلح کرائی، شیخ قاہرہ میں اترے اور مزار حسین کے پاس ٹھہرے، عوام، امراء اور فوجی اور بہت سے فقہاء اور قضاۃ آ آکر ان سے معذرت طلب کرتے، اور جو کچھ آپ سے ہوا اسے پسند کرتے، تو شیخ فرماتے کہ میں ہر اس شخص کو حلال قرار دیتا ہوں جس نے تکلیف پہنچائی۔

میں ابن کثیر کہتا ہوں کہ قاضی جمال الدین بن قلانسی نے مجھے اس مجلس کی ساری تفصیل بتائی ہے، اور وہاں جو شیخ کو اعزاز و اکرام حاصل ہوا، اور بادشاہ و حاضرین امراء کی طرف سے جو تعریف اور قدر انہیں ملی تھی اس طرح اس کے متعلق قاضی القضاۃ منصور الدین حنفی نے بھی بتایا لیکن ابن قلانسی کی باتیں زیادہ پر تفصیل ہیں کیونکہ وہ اس وقت فوج کے قاضی تھے، اور دونوں اس مجلس میں حاضر تھے انہوں نے مجھ سے ذکر کیا کہ جب سلطان کے پاس شیخ ابن تیمیہ تشریف لائے تو وہ شیخ کو دیکھتے ہی پہلی مرتبہ میں کھڑا ہو گیا اور ایوان کی طرف ان تک چل کر گیا وہاں دونوں نے مبارک بادی کا معانقہ کیا پھر وہ ان کا ہاتھ پکڑ کر اس طرف نکل گیا جہاں باغ کی طرف کھڑکی کھلتی ہے کچھ دیر وہاں بیٹھ کر باتیں کیں، پھر وہ آیا تو شیخ کا ہاتھ سلطان کے ہاتھ میں تھا سلطان بیٹھ گیا تو اسکی دائیں جانب ابن جماعہ قاضی مصر اور بائیں جانب ابن الخلیلی وزیر اور پائنتی جانب ابن صری اور صدر الدین علی الحنفی تھے شیخ سلطان کے سامنے اس کی چادر پر بیٹھ گئے وزیر نے اہل ذمہ کو دوبارہ نشان زدہ عماموں کو پہننے کے بارے میں گفتگو کی کہ انہوں نے دیوان حکومت کے لئے ہر سال ۷ لاکھ درہم دینے کا التزام کیا ہے، جو موجودہ مقدار سے زیادہ ہیں۔ تمام لوگ خاموش تھے ان میں مصر و شام کے قاضی اور اہل شام کے بڑے بڑے علماء تھے جن میں ابن زملکانی بھی شامل تھے۔

ابن القلانسی فرماتے ہیں کہ میں باشادہ کی مجلس میں ابن زملکانی کے پاس بیٹھا تھا تو کسی قاضی اور عالم نے کوئی جواب نہیں دیا، سلطان نے ان سے کہا آپ لوگ کیا کہتے ہیں؟ وہ ان سے اس کے متعلق فتویٰ مانگ رہا تھا اس پر بھی کسی نے کچھ نہ کہا، تو شیخ اپنے گھٹنوں پر کھڑے ہو گئے اور سلطان سے سخت گفتگو کی اور جو کچھ وزیر نے کہا اس پر شدت کے ساتھ اعتراض کیا، وہ اپنی آواز بلند کر رہے تھے سلطان ان کی تلافی کرتے ہوئے انہیں نرمی سے خاموش کرنے لگا، شیخ نے وہ باتیں کہیں جنہیں اور کوئی نہیں کہہ سکتا تھا حتیٰ کہ ان کے قریب کی باتیں بھی نہ کہہ سکتا اور اس شخص کی بڑی شناعت و برائی بیان کی جو اس معاملہ میں حمایت و موافقت کر رہا تھا، شیخ نے اس میں انتہائی مبالغہ کیا انہوں نے سلطان سے کہا، آپ اس سے بچیں کہ پہلی شاہانہ مجلس میں بیٹھتے ہی آپ اہل ذمہ کی محض دنیائے فانی کی خاطر مدد کرتے ہیں، اللہ کی اس نعمت کو یاد کریں جس نے آپ کو دوبارہ بادشاہت بخشی ہے، آپ کے دشمنوں کو ہلاک اور ان کے خلاف آپ کی مدد کی ہے اس نے ذکر کیا کہ جاشنگیر نے ان پر از سر نو واجب کیا ہے تو شیخ نے کہا جو کچھ جاشنگیر نے کیا وہ آپ کے حکم سے ہی کیا ہے کیونکہ وہ تو آپ کا نائب تھا تو سلطان کو یہ بات بہت پسند آئی تو اس نے انہیں اسی حالت پر برقرار رکھا اور کئی تفصیلی باتیں ہوئی جن کا ذکر طویل ہے۔

سلطان شیخ کی دینداری، زینت، حق کی طرف داری، اور آپ کی بہادری سے تمام حاضرین سے زیادہ واقف تھا میں نے شیخ تقی الدین سے وہ گفتگو بھی سنی، جب وہ دونوں علیحدہ ہو کر کھڑکی کے پاس گفتگو کر رہے تھے وہ بات یہ تھی کہ سلطان نے شیخ سے بعض قاضیوں کے قتل کے بارے میں استفتاء کیا جنہوں نے آپ پر اعتراضات کئے تھے اور بعض قاضیوں کا وہ فتویٰ بھی دکھایا جس میں انہیں شہر سے نکالنے اور جاشنگیر سے بیعت کا تذکرہ تھا اور یہ کہ وہ آپ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو تکلیف دی، وہ برابر شیخ کو ابھارتا رہا تاکہ شیخ ان میں سے کسی کے بارے میں قتل کا فتویٰ دے دیں، اس کو ان پر صرف اس وجہ سے غصہ تھا کہ انہوں نے شیخ کو معزول اور جاشنگیر کی بیعت کی کوشش کی تھی، سو شیخ سلطان کا مقصد سمجھ گئے تو انہوں نے قضاۃ اور علماء کا اعزاز و اکرام کرنا شروع کر دیا، اور اس بات کا انکار کرنے لگے کہ انہیں کوئی تکلیف پہنچائی جائے اور سلطان سے فرمایا کہ اگر آپ انہیں قتل کر دیں گے تو ان جیسے لوگ آپ کو نہیں ملیں گے، سلطان نے کہا کہ انہوں نے آپ کو تکلیف پہنچائی ہے اور کئی بار آپ کے قتل کی تدبیریں کی ہیں تو شیخ نے فرمایا جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے جائز کام کیا ہے اور جو اللہ اور رسول کی مخالفت کر کے انہیں تکلیف پہنچائے تو اللہ تعالیٰ خود ان سے بدلہ لے گا میں اپنا بدلہ نہیں لیتا، آپ سلطان کو برابر سمجھاتے رہے حتیٰ کہ اس نے بردباری اختیار کر لی، اور ان سے دل صاف کر لیا۔

انہوں نے کہا کہ مالکیہ کے قاضی ابن مخلوف کہتے ہیں کہ ہم نے ابن تیمیہ جیسا شخص نہیں دیکھا ہم نے انہیں بڑی ترغیب دینے کی کوشش کی لیکن ہم ان پر قادر نہ ہو سکے، جبکہ وہ ہم پر غالب آ گئے، ہم سے دل صاف کر کے ہماری ہی حمایت کی، پھر شیخ سلطان سے ملاقات کرنے کے بعد قاہرہ میں ٹھہرے اور دوبارہ علم پھیلانے اور اس کی نشر و اشاعت میں لگ گئے اور مخلوق ان کی طرف متوجہ ہوئی اور تحصیل علم کی خاطر ان کے پاس سفر کر کے آئے ان سے فتویٰ مانگتے، آپ انہیں تحریری و تقریری جواب دیتے، فقہاء بھی ان کے پاس اس واقعہ کی وجہ سے جو ان کے متعلق پیش آیا تھا معذرت کرنے آئے تو شیخ نے فرمایا میں نے سب کو حلال کام کا مرتکب قرار دے دیا ہے۔

شیخ نے اپنے گھر والوں کی طرف ایک خط بھیجا جس میں اللہ تعالیٰ کی اس نعمت اور خیر کثیر کا تذکرہ کر رہے تھے اور ان سے اپنی تمام علمی کتب کا مطالبہ کر رہے تھے انہوں نے اس معاملہ میں جمال الدین المزی کی خدمات حاصل کیں اس لئے کہ انہیں معلوم تھا کہ شیخ کو مطلوبہ کتب جن کی طرف انہوں نے خط میں اشارہ کیا تھا کیسے ان باتوں کو نکالیں جن کا شیخ نے ارادہ کیا تھا وہ اس خط میں فرماتے ہیں حق ہر طرح سے بلند ہوتا، بڑھتا اور غالب رہتا ہے، جبکہ باطل ہر آن سرنگوں ہوتا، پستی اختیار کرتا اور اس کی روشنی ماند پڑتی رہتی ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے مدمقابلوں کی گردنوں کو جھکا دیا ہے اور ان کے اکابر نے صلح جوئی کا مطالبہ کر دیا جس کا ذکر کرنا باعث تطویل ہے تو ہم نے ان کے متعلق ایسی کڑی شرائط رکھی جس میں اسلام اور سنت کی عزت اور باطل وبدعت کی بیخ کنی ہے وہ ان تمام شرطوں میں داخل ہیں اور ہم نے ان سے یہ شرائط قبول کرنے سے اپنے آپ کو باز رکھا ہے حتی کہ فعل کی طرف ظہور ہو ہم نے ان کے کسی قول اور عہد پر اعتماد نہیں کیا، اور ان کے کسی مطالبے کا اس وقت تک جواب نہیں دیا یہاں تک کہ مشروط لائحہ عمل پر پابندی نہ ہو جائے جو عوام وخواص کی نیکی بن کر ان کی برائیاں مٹا دے، انہوں نے وہ باتیں بھی ذکر کیں جن میں بادشاہ سے طویل گفتگو ہوئی جو یہود ونصاریٰ کے خاتمہ اور ان کی ذلت کو متضمن تھی جس میں انہیں اسی ذلت ورسوائی پر برقرار رکھنا تھا۔ واللہ سبحانہ واعلم۔

شوال میں سلطان نے تقریباً ۲۰امراء کو گرفتار کر لیا اور ۲۶ شوال اہل حوران کے قیسی اور یمنی لوگوں میں لڑائی ہوگئی، ان میں سے بہت سے لوگ مارے گئے اور ان دونوں طرف سے سویداء کے قریب قتل ہونے والوں کی تعداد ایک ہزار تھی، لوگ اس جگہ کو سویداء اور جنگ سویداء کہتے ہیں، اس میں یمنی شکست کھا گئے اور قیسیوں سے بھاگ کر اکثر بڑی بری حالت میں دمشق داخل ہوئے اور قیسی حکومت کے خوف سے بھاگ نکلے، بستیاں خالی پڑی رہ گئیں، اور فصلیں چرنے کے لئے۔ (فانا للہ وانا الیہ راجعون)

۶ ذیقعدہ بروز بدھ امیر سیف الدین قبجق منصوری حلب کا نائب بن کر آیا وہ محل میں اترا، اس کے ساتھ مصری امراء کی ایک جماعت تھی پھر جو امراء اور فوجی اس کے ساتھ تھے انہیں اپنے ہمراہ لے کر حلب گیا اور امیر سیف الدین بہادر طرابلس کا نائب بن کر جاتے ہوئے دمشق سے گزرا، اس نے امیر سیف الدین استدمر کی جگہ ساحلی فتوحات کیں ان لوگوں کی جماعت بھی پہنچ گئی جنہوں نے سلطان کے ساتھ ذیقعدہ میں مصر کا سفر کیا تھا جن میں قاضی القضاۃ حنفیہ صدر الدین، محی الدین بن فضل اللہ وغیرہ شامل تھے، میں اس دن اٹھا اور جا کر قاضی صدر الدین حنفی کے پاس، جب وہ مصر سے واپس آئے تھے بیٹھ گیا انہوں نے مجھ سے کہا کیا تم ابن تیمیہ کو پسند کرتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں، تو انہوں نے ہنستے ہوئے مجھ سے کہا بخدا تم ایک چیز سے محبت کرتے ہو جو قابل دید ہے اور قریب قریب وہی باتیں ذکر کیں جن کا ابن القلانسی نے ذکر کیا تھا لیکن ابن القلانسی کا طریقہ تعبیر پورا تھا۔

جاشنکیر کا قتل: وہ خبیث اپنے ہمنواؤں کی ایک ٹولی کے ساتھ بھاگ گیا تھا پھر جب امیر سیف الدین قراسنقر منصوری مصر سے نکلا شام کی نیابت کے لئے، افرم کی بجائے متوجہ ہوا، وہ جب غزہ ۷ ذیقعدہ کو پہنچا تو اس نے شکار کے لئے ایک حلقہ بنایا تو اس حلقہ میں جاشنکیر اپنے تین سو ساتھیوں کے ساتھ آ گیا ان کا گھیراؤ کر لیا گیا اس کے ساتھی تتر بتر ہو گئے انہوں نے اسے گرفتار کر لیا، قراسنقر اور امیر سیف الدین بہادر اونٹوں پر سوار ہو کر اسے واپس لائے جب وہ خطارہ پہنچے تو استدمر نے ان کا استقبال کیا اور جاشنکیر کو ان سے لے لیا اور وہ دوبارہ اپنے لشکروں میں پہنچ گئے، استدمر اسے لے کر سلطان کے پاس پہنچا سلطان نے اسے ڈانٹا اور ملامت کی، یہ اس کا آخری وقت تھا پھر قتل کر کے قرافہ میں دفن کیا گیا، اس کے شیخ منبجی نے اسے کچھ فائدہ نہ پہنچایا اور نہ اس کے اموال ہی اسے کام آئے بلکہ وہ بری طرح قتل ہوا، قراسنقر ۲۵ ذیقعدہ بروز پیر دمشق پہنچا محل میں اترا اس کے ابن صصری، ابن زملکانی، ابن القلانسی، علاء الدین اور بہت سے مصری اور شامی امراء تھے۔

اور خطیب جلال الدین قزوینی ان سے پہلے ہی ۲۲ ذیقعدہ جمعرات کے روز پہنچ گئے تھے انہوں نے حسب عادت جمعہ کا خطبہ دیا پھر جب ۲۹ تاریخ کو دوسرا جمعہ آیا تو جامع دمشق میں قاضی بدر الدین محمد بن عثمان بن یوسف بن حداد حنبلی نے نائب سلطنت کی اجازت سے خطبہ دیا اور نماز کے بعد قضاۃ واکابر اور اہم شخصیات کے سامنے منبر پر ان کی تقرری کا حکمنامہ پڑھا گیا اور اس کے بعد شاندار خلعت پہنائی گئی اس طرح وہ امامت اور خطابت کی خدمات کو ایک ساتھ ۴۲ دن سرانجام دیتے رہے پھر خطیب جلال الدین شاہی حکمنامے کے ذریعہ واپس بلائے گئے اور انہوں نے اس سال ۲ امحرم بروز جمعرات اپنا عہدہ سنبھالا۔

ذی الحجہ میں کمال الدین بن شیرازی نے مدرسہ شامیہ برانیہ میں درس دیا جسے شیخ کمال الدین بن زملکانی کے ہاتھ سے چھین لیا تھا کیونکہ استدمر نے اس کی مدد کی تھی۔

اس سال تاتاریوں کے بادشاہ خربندا نے اپنے علاقوں میں رافضیت کا اظہار کیا اور خطباء کو یہ حکم دیا کہ وہ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل بیت کا ذکر کریں اور ازج کا خطیب خطبہ دیتے، جب اس مقام پر پہنچا تو وہ بہت زور سے رویا لوگ بھی رونے لگے، خطیب اتر آیا اور خطبہ مکمل نہ کر سکا، پھر کسی اور کو کھڑا کیا گیا اس نے خطبہ مکمل کیا اور لوگوں کو نماز پڑھائی، یوں اس علاقے کے اہل بدعت اہل سنت پر غالب آ گئے، فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس سال اہل شام میں سے کوئی بھی حکومت کی ناسازی اور کثرت اختلاف کی وجہ سے حج نہ کر سکا۔

اس سال وفات پانے والے مشہور شخصیات

خطیب ناصر الدین ابوالہدیٰ : احمد بن الخطیب بدرالدین یحییٰ بن شیخ عزالدین بن عبدالسلام خطیب العقیبیہ، اپنے گھر میں ہی وفات پائی، انہوں نے جامع اموی وغیرہ کی نظر و دیکھ بھال کا عہدہ سنبھالا تھا، نصف محرم بروز بدھ وفات پائی، جامعہ عقیبیہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی گئی۔

باب الصغیر میں اپنے والد کے پہلو میں دفن ہوئے انہوں نے احادیث کی روایت بھی کی ہے، اپنے والد بدرالدین کے بعد خطابت سنبھالی، ان کے پاس نائب سلطنت قضاۃ اور اہم حضرات تشریف لائے۔

مصر میں حنابلہ کے قاضی : شرف الدین ابومحمد عبدالغنی بن یحییٰ بن محمد بن عبداللہ بن نصر بن ابی بکر حرانی حران میں ۶۴۵ھ میں پیدا ہوئے، حدیث کا سماع کیا مصر پہنچے تو خزانہ کی نگہداشت اور صالحیہ کی تدریس سنبھالی، پھر عہدہ قضاء بھی انہیں سونپ دیا گیا، وہ قابل قدر سیرت اور عمدہ اخلاق والے تھے، ۲۴ ربیع الاول جمعہ کی رات فوت ہوئے اور قرافہ میں دفن ہوئے ان کے بعد سعدالدین حارثی نے یہ عہدہ سنبھالا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

شیخ نجم الدین : ایوب بن سلیمان بن مظفر مصری جو مؤذن نجیبی کے نام سے مشہور ہیں، وہ دمشق میں مؤذنوں کے رئیس اور خطباء کے ضامن تھے وہ خوبصورت اور بلند آواز شخص تھے، اسی حالت میں پچاس سال گزار دیئے بالآخر جمادی الاولیٰ کی تو چندی میں فوت ہوئے۔

امیر شمس الدین سنقر الاعسر المنصوری : اسی مہینے امیر شمس الدین سنقر الاعسر المنصوری نے وفات پائی، انہوں نے مصر میں عہدہ وزارت اور کچہری نظام سنبھالا کئی بار شام کی کچہریوں کے منتظم رہے مصر میں ان کا مشہور گھر اور باغ ہے ان میں عبقریت، بلند ہمتی جیسی صفت تھی، ان کے پاس بہت سا مال تھا مصر میں فوت ہوئے۔

امیر جمال الدین آقوش بن عبداللہ رحیمی : دمشق میں کچہریوں کے نگران، وہ اس سے پہلے شریف کے بعد قبلی جانب کے والی اور تھے ان کا بڑا رعب تھا، ۱۹ جمادی الاولیٰ بروز اتوار وفات پائی، شیخ رسلان کے گنبد کے سامنے جو گنبد انہوں نے بنوایا اس میں چاشت کے وقت دفن ہوئے، آپ کو کفایت شعاری اور وقفیت ملکہ حاصل تھا ان کے بعد اقبجی کچہریوں کے نگران مقرر ہوئے۔

التاج بن سعید الدولہ : شعبان یا رجب میں التاج بن سعید الدولہ نے وفات پائی، وہ مسلمان تھے اور صومت نے سفیر بھی تھے، نصر منبجی جو جاشنکیر کا شیخ تھا اس کے پاس بیٹھنے کی وجہ سے انہیں جاشنکیر کے رتبہ حاصل تھا انہیں وزارت پیش کی گئی لیکن قبول نہیں فرمائی، جب ان کی وفات

ہوئی تو ان کے بھانجے کریم الدین کبیر نے آپ کے کام سنبھالے۔

شیخ شہاب الدین ...... احمد بن محمد بن ابوالمکارم بن نصر الاصبہانی جامع امویہ میں مؤذنوں کے رئیس، ۶۰۲ھ میں پیدا ہوئے، حدیث کا سماع کیا، اذان کا عہدہ ۶۴۵ھ سے وفات تک سنبھالے رکھا، ۵/ ذی قعدہ منگل کی شب وفات پائی وہ بہت عمدہ آدمی تھے، واللہ سبحانہ اعلم۔

آغاز ۷۱۰ھ

اس سال کا ہلال طلوع ہوا اور خلیفہ وقت مستکفی باللہ ابوالربیع سلیمان عباسی تھا اور شہروں کا سلطان ملک ناصر محمد بن قلاوون تھا، شیخ تقی الدین اعزاز و اکرام سے مصر میں مقیم تھے مصر کا نائب امیر سیف الدین بکتمر امیر خزندار تھا اور قضاۃ وہی پچھلے سال والے تھے، سوائے حنبلی کے کیونکہ وہ سعد الدین حارثی تھا مصر کا وزیر فخر الدین خلیلی تھا اور فوج کے نگران فخر الدین کاتب الممالیک تھے، شام کا نائب قراسنقر منصوری تھا دمشق کے قاضی وہی پہلے والے تھے، حلب کا نائب قبجق اور طرابلس کے حاجی بہادر اور صرخد میں افرم تھا۔

اس سال کے محرم میں شیخ امین الدین سالم بن ابوالدرین، وکیل بیت المال، امام مسجد ہشام نے شامیہ جوانیہ کی اور شیخ صدر الدین سلیمان بن موسیٰ کردی نے عذراویہ کی تدریس سنبھالی، دونوں نے ابن الوکیل سے چھین لی، کیونکہ وہ مصر میں اقامت پذیر ہو گیا تھا وہ مظفر کے پاس آیا تو اس نے ... کی طرف نسبت کی وجہ سے اسے کئی وظائف دیئے، پھر وہ شاہی حکمنامے کی وجہ سے اپنے دونوں مدرسوں کی طرف لوٹا، جہاں اس نے ایک ماہ یا ۲۷ دن قیام کیا پھر ان دونوں نے اس سے واپس کرنے کا مطالبہ کیا یوں وہ دونوں مدرسے سے پہلے مدرسین امین سالم اور صدر کردی کے پاس آ گئے، اور خطیب جلال الدین ۲۷ محرم کو خطابت پر واپس آ گئے اور بدر بن حداد وہاں سے معزول ہوا اور صاحب شمس الدین جامع کی، قیدیوں اور تمام اوقاف کی نگرانی بروز پیر سنبھالی پھر اسے خلعت دی گئی اور شرف الدین بن صصری کو بھی جامع کی نگرانی میں اس کے ساتھ ملا دیا گیا وہ ان دونوں سے پہلے اس کا مستقل ناظر تھا، عاشوراء کے روز استدمر دمشق حماۃ کا نائب بن کر آیا، پھر سات دن کے بعد اس کی طرف سفر کیا۔

محرم میں بدر الدین بن حداد نے شمس الدین بن خطیری کی جگہ مارستان کی نگرانی سنبھالی اور العذراویہ کی وجہ سے صدر الدین بن المرحل اور الصدر سلیمان کردی کے درمیان جھگڑا ہو گیا انہوں نے وکیل کی طرف ایک محضر نامہ لکھا جس میں بری بھلی باتوں کے ساتھ ساتھ ابن الوکیل پر کفریہ باتوں کا الزام بھی تھا، تو ابن وکیل نے جلد ہی قاضی تقی الدین سلیمان حنبلی کا رخ کیا تو انہوں نے اس کے اسلام کا حکم دیا اور اس کے خون کو رائیگاں جانے سے بچا لیا اور حکم دیا کہ اس سے سزا ہٹائی جائے اس کی عدالت اور قابل مناصب ہونے کا فیصلہ کیا یہ حنبلی کی ایک پکڑ تھی لیکن دونوں مدرسے اس کے ہاتھ سے جاتے رہے، العذراویہ سلیمان کردی کو اور شامیہ جوانیہ امین سالم کو مل گیا اس کے پاس سوائے دارالحدیث اشرفیہ کے کچھ باقی نہ بچا۔

۷ر صفر پیر کی رات النجم محمد بن عثمان بصراوی مصر سے شام کا وزیر بننے کے لئے آیا، اس کے پاس اپنے بھائی فخر الدین سلیمان کے واسطے کو توال بننے کی حکومتی مہر زدہ تحریر تھی، تو ان دونوں نے جامع میں دونوں منصب سنبھالے، اور دونوں درب سفون جسے درب ابن ابی الہیجاء کہا جاتا ہے پھر وزیر باب ابریدے پاس دارالاسعر میں منتقل ہو گیا اور خزانہ کی نگرانی عز الدین احمد بن قلانسی، شیخ جلال الدین کے بھائی کے پاس ہی رہی۔

ربیع الاول کی نوچندی میں قاضی جمال الدین زرعی نے ابن جماعہ کی جگہ مصر میں قاضی القضاۃ کا عہدہ سنبھالا ان سے اس سے پہلے ذی الحجہ میں شیخ الشیوخ کا عہدہ لے لیا گیا تھا اور کریم ایکی کے سپرد کر دیا گیا اسی طرح ان سے خطابت بھی لے لی گئی تھی، ادھر قاضی شمس الدین بن حریری کو دیار مصریہ کے قاضی بننے کی طلب کی ڈاک آئی، چنانچہ وہ ۲۰ ربیع الاول کو روانہ ہوئے ان کے ساتھ ایک جماعت انہیں الوداع کہنے آئی، پھر جب وہ سلطان کے پاس آئے تو سلطان نے ان کا اکرام کیا عزت سے پیش آیا اور انہیں حنفیہ کا قاضی ناصریہ، صالحیہ اور جامع الحاکم کی تدریس پر مقرر کر دیا، اور وہاں سے قاضی شمس الدین سروجی کو معزول کر دیا، وہ کچھ دن رہے اور پھر فوت ہو گئے۔

اس مہینے کی نصف تاریخ میں دمشق سے ۷ اور قاہرہ سے ۱۱۴ امیر گرفتار کر لئے گئے اور ربیع الثانی میں سلطان نے امیر سیف الدین سلار کے مطالبہ کا اہتمام کیا وہ خود ہی اس کے پاس آ گیا، سلطان نے اسے ڈانٹا پھر اس سے اس کے اموال، ذخیرے ایک ماہ میں لے لئے پھر وہ قتل کر دیا گیا تو

سلطان نے اس کے پاس اموال، حیوان، املاک، اسلحہ، غلام، خچر اور گدھے پائے جن میں بہت سے بنگلے بھی تھے، رہے جواہر سونا اور چاندی تو وہ اتنی مقدار میں تھے کہ ان کی زیادتی کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔

بہر کیف! اس نے بیت المال اور مسلمانوں کے اموال کا بہت بڑا حصہ اپنے لئے مخصوص کر لیا تھا جو اسی کے پاس آتا، کہا جاتا ہے کہ وہ اس سب کے باوجود بڑا اکرم نواز، سخی اور حکومت و رعیت کا منظور نظر تھا۔ واللہ اعلم۔

اس نے مصر میں ۶۷۸ھ سے اس مہینے کی ۲۴ تاریخ بروز بدھ قتل ہونے تک نائب سلطنت کا عہدہ سنبھالے رکھا، اور پنجشنبہ کی شب قرافہ میں اپنی مخصوص قبر میں دفن کیا گیا اللہ تعالیٰ اس سے درگذر کا معاملہ فرمائیں۔

ربیع الثانی میں قاضی شمس الدین بن المعز حنفی نے ظاہریہ میں شمس الدین حریری کی جگہ درس دیا ان کے پاس ان کے ماموں الصدر علی حنفیوں کے قاضی القضاۃ اور بقیہ قضاۃ اور نامور حضرات تشریف لائے، اسی مہینے امیر سیف الدین استدمر اپنے کسی کام سے دمشق آیا وہ شیخ صدر الدین بن الوکیل پر مہربان تھا انہوں نے دار الحدیث کی نگرانی اور عذراویہ کی تدریس کا حکمنامہ لکھوانا چاہا وہ ایسا نہ کر سکے یہاں تک کہ استدمر روانہ ہو گیا، اتفاق سے ان کے ساتھ دار ابن ور باس صالحیہ میں ایک واقعہ پیش آیا۔

ذکر کیا جاتا ہے کہ ان کے پاس منکرات دیکھی گئیں تو حنابلہ اور اہل صالحیہ کی ایک جماعت نے ان پر اتفاق کر لیا، یہ بات نائب سلطنت کو پہنچی تو انہوں نے اس کے متعلق اسے خط لکھا پھر جواب آیا کہ اس میں انہیں دینی مناصب سے معزولی کا حکم تھا، یوں ان کے ہاتھ سے دار الحدیث اشرفیہ نکل گیا اور دمشق میں ان کے پاس کوئی عہدہ نہ تھا، پھر جب رمضان کا آخری عشرہ آیا تو انہوں نے حلب کا سفر کیا تو وہاں نائب استدمر نے انہیں جامع کے کسی عہدہ پر مقرر کر دیا اور وہاں کی تدریس بھی دے دی اور ان سے اچھا برتاؤ کیا۔

استدمر جمادی الثانیہ میں حلب کی نیابت کی طرف سیف الدین قبجق کی بجائے جو فوت ہو چکا تھا منتقل ہو گیا تھا، اور وہاں کی حکومت اس کے بعد امیر عماد الدین اسماعیل بن افضل علی بن محمود بن تقی الدین عمر بن شاہنشاہ بن ایوب نے لے لی، اور جمال الدین آقوش افرم، صرخد سے طرابلس کی نیابت کے لئے الحاج بہادر کی جگہ منتقل ہو گیا۔

۱۶ شعبان بروز جمعرات شیخ کمال الدین بن زملکانی نے ابن الوکیل کی جگہ دار الحدیث اشرفیہ کی شیخ الحدیثی کا عہدہ سنبھالا، تفسیر، حدیث اور فقہ کا درس دینا شروع کر دیا اور اس سے اچھے اسباق ذکر کئے پھر اس پر ۱۵ دن ہی گزرے ہوں گے کہ کمال الدین شریشی نے ان کے ہاتھ سے چھین لیا اور خود اس کا کنٹرول ۳ رمضان بروز اتوار سنبھال لیا، شعبان میں قراسنقر نائب الشام نے گنبد کو وسیع کرنے کا حکم بھیجا تو مؤذنوں کا چبوترہ پچھلے دو پلروں کی طرف قبۃ النسر کے نیچے، پیچھے کی جانب کر دیا گیا اور کچھ دن مسجد میں جنازے لانے کی پابندی لگا دی گئی پھر اس کی اجازت ہو گئی۔

۵ رمضان کو فخر الدین ایاس جو دمشق کی طرف قلعۃ الروم میں نائب اور کچہریوں کا نگران تھا، زین الدین کتبغا منصوری کی جگہ آیا اور شوال میں شیخ علاء الدین علی بن اسماعیل قونوی نے دیار مصریہ میں شیخ کریم الدین عبدالکریم بن الحسین ایکی، جو وفات پا چکے تھے کی جگہ شیخ الشیوخ کا عہدہ سنبھالا، وہ صاحب قلم اور باہمت شخص تھے، قونوی کو بہترین خلعت دی گئی اور سعید السعداء وہاں حاضر ہوا، ۳ ذی قعدہ بروز جمعرات صاحب عز الدین قلانسی کو شام میں وزارت کی خلعت نجم بصراوی کی جگہ جنہوں نے دس کی امارت سے خاموشی اور وزارت سے اعراض کیا تھا دی گئی، ۱۶ ذی قعدہ بروز بدھ شیخ کمال الدین بن زملکانی شامیہ برانیہ کی تدریس پر واپس آئے، اسی روز تقی الدین بن صاحب شمس الدین بن سلعوس نے جامع اموی کی نگرانی کی خلعت پہنی، اور امیر سیف الدین استدمر نائب حلب ۲ ذی الحجہ کو گرفتار کر لیا گیا اور مصر بھیج دیا گیا اسی طرح نائب البیرہ سیف الدین ضرغام اس کے بعد کچھ ہی راتوں میں گرفتار کر لیا گیا۔

اس سال فوت ہونے والے اہم حضرات

چیف جسٹس شمس الدین ابو العباس... احمد بن ابراہیم بن عبدالغنی سروجی حنفی، شارح ہدایہ، وہ کئی علوم میں ماہر تھے، مصر میں ایک مدت

تک قابض رہے اور اپنی وفات سے کچھ پہلے معزول کر دیئے گئے ۱۲ ربیع الثانی جمعرات کے روز وفات پائی، امام شافعی کی قبر کے پاس دفن ہوئے، علم الکلام میں ان کے شیخ تقی الدین ابن تیمیہ پر کئی اعتراضات ہیں جن میں زیادہ تر انہی پر نفسی کا سبب ہیں، شیخ تقی الدین نے کئی جلدوں میں اس کا جواب دیا اور ان کی دلیل کو رد کیا، اسی سال سلار نے بحالت قتل وفات پائی۔

الصاحب امین الدولہ۔۔۔ اسی سال الصاحب امین الدولہ ابوبکر بن وجیہ عبدالعظیم بن یوسف جو ابن رقاقی سے معروف ہیں وہ اور الحاج بہادر نائب طرابلس فوت ہوئے۔

امیر سیف الدین قبجق۔۔۔ نائب حلب، حلب میں ہی وفات ہوئی اور حمرہ میں ۲ جمادی الثانیہ کو دفن ہوئے وہ مضبوط اور بہادر شخص تھے لاجین کے دور میں دمشق کے نائب بنے، پھر لاجین کے خوف سے تاتاریوں کے پاس چلے گئے، بعد میں تاتاریوں کے ساتھ آئے ان کے ہاتھوں مسلمانوں کو شادمانی ملی، جیسا کہ ہم قازان کے سال میں ذکر کر آئے ہیں پھر احوال نے پلٹا کھایا کہ وہ حلب میں فوت ہو گئے، ان کے بعد استدمر والی بنا، وہ بھی اسی سال کے آخر میں فوت ہوا۔

شیخ کریم الدین بن الحسین الایکی۔۔۔ مصر میں شیخ الشیوخ کے عہدہ پر فائز، ان کا امراء سے بڑا تعلق تھا یہ مرتبہ میں معزول کر کے ابن جماعہ کو یہ عہدہ دیا گیا تھا، ۷ شوال سعید السعداء کی خانقاہ میں جمعہ کی شب وفات پائی ان کے بعد شیخ علاء الدین قونوی نے یہ عہدہ سنبھالا جیسے کہ گزر گیا ہے۔

فقیہ عز الدین عبدالجلیل۔۔۔ نمراوی شافعی، بڑے عالم فاضل شخص تھے، نائب مصر سلار کے ساتھ رہے جس کی وجہ سے دنیا میں ان کی شان بڑھ گئی، وہ امام علامہ نجم الدین احمد بن محمد شارح التنبیہ ہیں اس کے علاوہ بھی ان کی کئی کتب ہیں، کئی علوم میں مہارت رکھتے، فقیہ و فاضل آدمی تھے، اللہ ان سب پر رحم فرمائے۔

آغاز ۷۱۱ھ

اس سال کے آغاز پر مصر میں وہی حکام تھے جن کا پچھلے سال میں تذکرہ ہوا، سوائے مصر کے وزیر کے اس لئے کہ وہ معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ سیف الدین بکتمر وزیر بنا، اسی طرح نجم البصراوی بھی معزول ہوئے، اور ان کی جگہ عز الدین قلانسی نے لی، اور افرم طرابلس کی نیابت کی طرف منتقل ہو گیا، یہ شیخ ابن تیمیہ کا سلطان کو مشورہ تھا جس پر عمل ہوا، اور حماۃ کا نائب ملک موید عماد الدین تھا جو اپنے اسلاف کے طریقے پر کاربند چلا آرہا تھا، حلب کا نائب استدمر فوت ہو گیا اور حلب بغیر نائب کے رہا، ادھر ارغون دوادار ناصری دمشق پہنچ کر قراسنقر کو وہاں سے حلب کے لئے روانہ کرنے آیا اور سیف الدین کرائی کو دمشق کی نیابت دینے آیا، حلب میں وہ فوج پر غالب آ گیا، اور دیہاتی اطراف شہر کو گھیرے ہوئے تھے، قراسنقر منصوری دمشق سے ۳ محرم کو اپنے تمام ذخیروں، حاشیہ برداروں اور ہمنواؤں کے ساتھ نکلا، فوج اسے رخصت کرنے آئی اور ارغون اس کے ساتھ گیا تاکہ حلب میں اسے مقرر کرے۔

نائب القلعہ امیر سیف الدین بہادر سنجری کے پاس شاہی حکم آیا کہ وہ دمشق کے معاملات میں گفتگو کرے تا آنکہ اس کا نائب آ پہنچے، تو اس کے پاس وزیر اور مہر زرکاں آئے، اس نے نیابت سنبھالی، اس کی شان و شوکت بڑھ گئی اور وزیر کا مرتبہ بھی بلند ہوا یہاں تک کہ اس نے کئی عہدے سنبھالے، اس میں اس کے بھتیجے عماد الدین کے لئے خفیہ خبروں کی نگرانی تھی، یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہا، اور نائب السلطنت سیف الدین کرائی منصوری دمشق کا نائب بن کر آ گیا، ۲۱ محرم بروز جمعرات لوگ اس کے استقبال کے لئے نکلے انہوں نے شمعیں جلائیں اور مقصورہ خطابت واپس اپنی جگہ ۲۴ محرم کو رکھا گیا، لوگ آسودہ حال ہو گئے اور نجم بصراوی نے وزیر کے طرز پر امارت کی خلعت، ۱۳ صفر بروز جمعرات، چادر کے ساتھ پہنی، اور اکابر پیشروؤں

کے ساتھ سوار ہوا، وہ جاگیروں میں دس کا امیر تھا جو بڑے طبلخانات کے مشابہ تھیں۔

۷ ا ربیع الاول بروز بدھ چار قضاۃ کی جامع میں مجلس ہوئی، یہ مجلس گواہوں کے معاملہ کو نافذ کرنے کے لئے منعقد ہوئی کیونکہ ان میں سے کسی نے انہیں نااہل قرار دے دیا تھا اس کی نائب سلطنت کو اطلاع ہوئی تو وہ بہت غصہ ہوا اور اس کا حکم دیا مگر اس سے کسی بڑی چیز کا وقوع نہیں ہوا اور نہ حالت تبدیل ہوئی۔

اسی روز الشریف امین الدین جعفر بن محمد بن محی الدین عدنان، شہاب الدین دمشقی کی جگہ دفتر کے نگران بنے اور تقی الدین بن زکی، شیخ الشیوخ کے عہدہ پر واپس بلائے گئے، اسی دن ابن جماعہ نے قاہرہ میں ناصریہ کی تدریس سنبھالی، اور ضیاء الدین نسائی نے جامعہ شافعی کی تدریس اور جامع طولون کی میعاد عام اور حبس میں دی گئی چیزوں کی نگرانی لی، اور مصر میں ربیع الثانی کو وزارت کا عہدہ امین الملک ابوسعید نے سیف الدین بلتمر الحاجب کی جگہ لے لی، اسی مہینے وزیر عز الدین بن قلانسی پر دمشق میں پہرہ لگا دیا گیا اور پورے دو ماہ وہ نظر بند رہا، نائب سلطنت کو اس پر بڑا غصہ تھا، پھر اس سے یہ پابندی ہٹالی گئی۔

بدرالدین بن جماعہ کو دیار مصر میں اا ربیع الاول میں فیصلوں کے لئے واپس کر دیا گیا اور ساتھ دار الحدیث کاملیہ، جامع طولون، صالحیہ اور ناصریہ کی تدریس بھی دی گئی، سلطان کی طرف سے بڑی توجہات سے نوازے گئے اور ادھر جمال الدین زرعی فوج کی قضاء اور جامع الحاکم کی تدریس پر ڈٹ گئے اور ان کے لئے یہ حکم تھا کہ قضاۃ کے ساتھ حنفی اور حنبلی قاضیوں کے درمیان دار العدل یعنی عدلیہ میں سلطان کے پاس بیٹھا کریں۔

جمادی الاولیٰ کی ابتداء میں قاضی نجم الدین دمشقی نے نائب ابن صصری کو اپنے گواہ بنایا تا کہ اس ملکیت کی خریداری کو باطل قرار دیا جاسکے جو ابن القلانسی نے رشتہ وجہ اور فصالیہ میں منصوری سے ترکہ سے خریدی تھی کیونکہ وہ ثمن مثلی کے بغیر تھی چنانچہ جو فیصلہ حنبلی نے کیا، بقیہ قاضیوں نے اسے نافذ کر دیا ابن القلانسی کو دار السعادہ میں بلوایا گیا اور اس پر اس کی پیداوار کا دعویٰ کر دیا، اور اس پر اس کی ادائیگی کا حکم لگایا گیا پھر قاضی القضاۃ تقی الدین حنبلی نے اس خریداری کی صحت کا فیصلہ کیا اور جو قاضی دمشقی نے فیصلہ کیا اسے رد کر دیا اور بقیہ حکام نے بھی حنبلی کے حکم کی تنفیذ کی، اس ماہ اہل دمشق پر پندرہ سو گھڑ سوار مقرر کئے گئے جو گھڑ سوار کی تنخواہ ۵۰۰ درہم تھی اور مدارس اور اوقاف پر جرمانے لگائے گئے، اس سے لوگ بہت رنجیدہ ہوئے لوگ خطیب جلال الدین کے پاس آئے وہ قضاۃ کے پاس گئے تو تمام لوگ پیر کی صبح اسی مہینے کے پہلے عشرے میں جمع ہو گئے اور ایک اجتماع کی صورت اختیار کر لی، وہ اپنے ساتھ مصحف عثمانی، آثار نبوی ﷺ، خلیفہ کے جھنڈے لائے اور ایک لشکر کی صورت اختیار کر لی، نجرائی نے جب انہیں دیکھا تو سخت غضبناک ہوا، قاضی اور خطیب کو گالیاں دیں اور مجد الدین تونسی کو مارا، اور اس پر پابندی لگا دی، پھر انہیں ضمانت اور کفالت پر رہا کر دیا اس سے لوگوں میں اور زیادہ غم ہوا، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے مزید مہلت نہ دی کہ دس دن ہی گزرے تھے کہ اچانک اس کی معزولی کا حکم آیا اور وہ گرفتار کر لیا گیا جس سے لوگوں کو بڑی خوشی ہوئی۔

کہا جاتا ہے کہ شیخ تقی الدین نے اہل شام کی طرف سے یہ خبر پہنچائی تھی، انہوں نے سلطان کو آگاہ کیا تو اس نے فوراً فوج بھیج کر اسے بری طرح گرفتار کیا، اس کا قصہ یوں ہوا کہ امیر سیف الدین دوادار آگے بڑھا اور محل میں اترا، پھر جب ۲۳ جمادی الاولیٰ جمعرات کا دن ہوا تو امیر سیف الدین کرائی کو شاندار خلعت پہنائی اس نے خلعت پہن کر چوکھٹ کو چوما، اور لشکر میں حاضر ہوا دسترخوان بچھایا گیا پھر امراء کی موجودگی میں اسے گرفتار کر لیا، غرلو عادلی اور ہیبرس مجنون کے ساتھ ڈاک کے گھوڑے پر کرک پہنچا دیا گیا اور عز الدین قلانسی دار السعادہ سے شاہی پابندی سے باہر آیا، اس نے جامع میں ظہر کی نماز پڑھی پھر اپنے گھر واپس آیا اس کے لئے شمعیں روشن کی گئیں اور لوگوں نے دعائیں کیں اس کے بعد دار الحدیث اشرفیہ میں واپس آیا اور وہاں ۲۰ دن تک بیٹھا یہاں تک کہ نائب کرک جمال الدین آ گیا۔

اسی ماہ نائب صفت امیر سیف الدین بتمر امیر خزندار گرفتار کیا گیا اور اس کی جگہ کرک میں بیبرس دوادار منصوری مقرر کیا گیا اور نائب غزہ بھی گرفتار ہوا اور اس کی جگہ جاولی مقرر ہوا، یوں کرک کی قید میں استدمر نائب حلب بلتمر نائب مصر کرائی نائب دمشق قطلوبک نائب صفت قلطتمر نائب غزہ اور بیبرس جمع ہو گئے اور جمال الدین آقوش منصوری جو کرک کا نائب تھا دمشق کا نائب بن کر ۲۴ ربیع الثانی بروز بدھ آیا اس نے کرک کی نیابت ۶۹۰ھ سے لے کر ۷۰۹ھ تک سنبھالی وہاں اس کی اچھی خدمات رہیں، اور عز الدین قلانسی نائب کے استقبال کے لئے نکلا، اور جمعہ کے دن سلطان

کا خط، نائب، قضاۃ، اور اعیان حکومت کی موجودگی میں پڑھا گیا اس میں رعیت کے ساتھ احسان کرنے کا حکم تھا اور ان بقیہ لوگوں کو آزاد کرنے کا بیان تھا جن پر کرائی کے دور میں جرمانے عائد کئے گئے تھے، کثرت سے سلطان کے لئے دعائیں ہوئیں اور لوگ شادمان ہوئے، ۱۹ جمادی الاولیٰ بروز پیر امیر سیف الدین بہادر آص کو صفت کی نیابت کی خلعت پہنائی گئی اس نے چوکھٹ چومی اور بروز منگل وہ اس کے لئے روانہ ہوا اسی روز الصدر بدرالدین بن ابی الفوارس کو دمشق میں کچہریوں کی نگرانی کی خلعت پہنائی گئی وہ شریک بن عدنان کا شریک کار تھا، اور وہ اس کے دو دن بعد عزالدین بن قلانسی سے سلطان کی وکالت کا ضامن مقرر کیا گیا وہ اپنے عہدوں پر برقرار رہیں اور انہیں وزارت سے معذور رکھا گیا کیونکہ وہ اسے ناپسند سمجھتے تھے۔

اور رجب میں ابن سعوس نے اوقاف کی نگرانی کا عہدہ شمس الدین عدنان کی جگہ سنبھالا اور شعبان میں نائب سلطنت بنفس نفیس سوار ہو کر جیلوں کے دروازوں پر آیا اور خود قیدیوں کو رہا کیا تو بازاروں وغیرہ میں اس کے لئے بہت زیادہ دعائیں ہوئی، اسی دن الصاحب عزالدین بن قلانسی مصر سے واپس آیا، نائب سے ملاقات کی، اسے خلعت پہنائی گئی اور اسکے پاس سلطان کی وکالت کا ایک خط تھا جس میں اس کی عزت و احترام، و اکرام اور اسے برقرار رہنے کا مضمون تھا، نیز خواص پر نگرانی رکھنے، اور دمشق میں جو کچھ اس کے لئے ثابت ہوا اس پر ناپسندیدگی کا اظہار تھا جبکہ سلطان کو نہ اس کا علم تھا اور نہ اس نے اس کی وکالت کی۔ ابن القلانسی کی اس بارے میں مدد کرنے والا کریم الدین خواص شاہی کا نگران اور امیر سیف الدین ارغون دوادار تھا شعبان میں ابن صصری نے گواہوں اور بیوپاریوں کو اپنی طرف سے روک دیا، یوں دوسرے لوگ بھی رک گئے اور مالکی نے انہیں واپس کر دیا، رمضان میں زین الدین کتبغا منصوری کو حجابیۃ الحجاب کا عہدہ اور امیر بدرالدین متوبات قرمانی، طوغان کی جگہ کچہریوں کی نگرانی پر فائز ہونے کا ذریعہ حکم آیا، اور دونوں کو اکٹھے خلعت پہنائی گئی،

اسی مہینے بہادر سنجری نائب قلعہ دمشق ڈاک کے گھوڑے پر مصر گیا اور سیف الدین بلبان بدری نے نیابت سنبھالی پھر سنجری دن کے آخری پہر پیرہ کی نیابت کے لئے واپس آیا، وہ اس کی طرف روانہ ہو گیا اور یہ خبر آئی کہ بغداد میں مسلمان، مسافروں کی ایک جماعت کا گھیراؤ کر لیا گیا ہے جن میں سے ابن العقاب اور ابن اسد رقتل ہو گئے اور عبیدہ بچ گیا وہ صحیح سالم واپس آ گیا، شوال میں قافلہ نکلا اور امیر حج امیر علاء الدین طیبغا بہادر آص کا بھائی تھا۔

ذیقعدہ کے آخر میں یہ خبر آئی کہ امیر قراسنقر زیرا کے حوض تک پہنچنے کے بعد براستہ حجاز واپس آ گیا ہے اور یہ کہ وہ مھنا بن عیسیٰ سے ملا ہے اور اپنے آپ پر خوف کی وجہ سے اس سے پناہ مانگی اس کے ساتھ اس کے خواص کی ایک جماعت تھی پھر اس تمام واقعہ کے بعد وہ تاتاریوں کے پاس چلا گیا افرم اور زردکش اس کے ساتھ تھا۔

۲۰ ذیقعدہ کو امیر سیف الدین ارغون پانچ ہزار کی نفری میں دمشق پہنچا انہوں نے حمص اور وہاں کے علاقوں کا رخ کیا، ۷ ذی الحجہ کو شیخ کمال الدین بن شریشی اپنی وکالت پر برقرار رہتے ہوئے مصر سے واپس پہنچے ان کے پاس شامی فوج کی قضاء کی مہر تھی، عرفہ کے دن انہیں خلعت پہنائی گئی اسی دن دیار مصریہ سے تین ہزار کی نفری پہنچی جن پر سیف الدین علی امیر تھے انہوں نے اپنے ساتھیوں کو پیچھے بلاد شمالیہ کا رخ کیا، اس مہینے کے آخر میں شہاب الدین کاشغری قاہرہ سے واپس لوٹے۔

ان کے پاس شیخ الشیوخ کے عہدے کے دستخط تھے وہ خانقاہ میں اترے اور قضاۃ و اعیان کی موجودگی میں یہ عہدہ سنبھالا اور ابن زکی اس سے برطرف ہو گئے، اسی مہینے الصدر علاء الدین بن تاج الدین ابن الاثیر نے مصر میں خفیہ انشاء کا عہدہ سنبھالا اور شرف الدین بن فضل اللہ اس عہدے سے برطرف ہوئے، انہیں دمشق کی خفیہ تحریری کا عہدہ اپنے بھائی محی الدین کی جگہ ملا اور محی الدین صدر حصہ کی تحریری خدمات پر برقرار رہے، واللہ اعلم۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

شیخ رئیس بدرالدین محمد بن رئیس الاطباء ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن طرخان الانصاری، سعد بن معاذ سویدی کے خاندان سے تھے، سویدحران کا علاقہ ہے، حدیث کا سماع کیا، طب میں مہارت حاصل کی شبیبہ کے قریب اپنے بستان میں ربیع الاول میں وفات پائی اور اپنی اس قبر میں

جس میں گنبد ہے ساٹھ سال کی عمر میں دفن ہوئے۔

شیخ شعبان بن ابی بکر بن عمر الاربلی ... جامع بنی امیہ میں حلبیہ کے شیخ، وہ نیک مبارک شخص تھے آپ میں بڑی خیر پائی جاتی تھی وہ ...ے عبادت گزار اور فقراء کو راحت پہنچانے والے تھے، ان کا بڑا شاندار جنازہ ہوا، ۲۹ رجب بروز ہفتہ ظہر کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی، قبرستان صوفیہ میں دفن ہوئے، عمر ۸۹ سال تھی، انہوں نے کچھ احادیث بھی روایت کی ہیں آپ کے لئے مشیخت نکلی اور اکابر وہاں حاضر تھے۔

شیخ ناصر الدین یحییٰ بن ابراہیم ابن محمد بن عبد العزیز عثمانی، ۳۰ سال سے مصحف عثمانی کے خادم، ۷ رمضان جمعہ کی نماز کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی، قبرستان صوفیاء میں دفن ہوئے، نائب السلطنت افرم کو ان سے بڑا اعتقاد تھا جس کے ذریعہ اسے بڑا غم کرنے کا صدمہ پہنچا۔

شیخ صالح جلیل القدوۃ ابو عبداللہ محمد بن شیخ القدوۃ ابراہیم بن شیخ عبداللہ اموی، قاسیون کے دامن کوہ میں ۲۰ رمضان وفات پائی، امراء قضاۃ اور اکابر ان کے نماز جنازہ میں آئے، جامع مظفری میں جنازہ پڑھا گیا اپنے والد کے پہلو میں دفن ہوئے، اس دن صالحیہ کا بازار بند رہا، وہ لوگوں میں بڑے عالی رتبہ تھے، ان کی سفارش قبول کی جاتی، صاحب فضیلت و محبت شخص تھے اچھی اچھی باتوں کا ایک مجموعہ جمع کیا تھا، حدیث کا سماع کیا عمر ۷۰ سال کے قریب تھی۔

ابن الوحید الکاتب۔ صدر شرف الدین ابو عبداللہ محمد بن شریف بن یوسف زرعی جو ابن الوحید سے مشہور ہیں، وہ قاہرہ میں مہر لگاتے تھے انشاء جانتے تھے اپنے زمانے میں کتابت کی انتہاء کو پہنچے ہوئے تھے، لوگوں نے ان سے فائدہ اٹھایا، بڑے فاضل، ہر کام میں آگے اور بہادر آدمی تھے، مارستان منصوری جو مصر میں ہے وہاں ۱۶ شوال کو فوت ہوئے۔

امیر ناصر الدین۔ محمد بن عماد الدین حسن بن نسائی طبلخ نات کے امیر، بندق کے حاکم، سیف الدین بلبان کے بعد اس عہدہ پر فائز ہوئے، ۲۰ رمضان کو وفات پائی۔

تمیمی داری عید الفطر کے روز فوت ہوئے، قرافہ صغری میں دفن کئے گئے، مصر کے وزیر بھی رہے، وہ بڑے خبردار شخص تھے، معزولی کی حالت میں فوت ہوئے، حدیث کا سماع کیا اور بعض طلبہ کو سماع کرایا، ذی قعدہ میں دمشق کے امیر کبیر استدمر اور بخاص جو قلعہ الکرک کی جیل میں تھے وفات کی خبر آئی۔

قاضی امام علامہ حافظ سعد الدین مسعود حارثی حنبلی مصر کے حاکم، حدیث کا سماع کیا، حدیثوں کی جمع تخریج اور تصنیف کا کام کیا، ان کا اس فن میں ید طولیٰ تھا نیز اسانید متون میں بھی مہارت رکھتے تھے، سنن ابوداؤد کے ایک حصہ کی شرح بھی لکھی جو بڑی بہترین اور مفید ہے، اس کی سند اچھی ہے، رحمہ اللہ تعالیٰ واللہ اعلم۔

آغاز ۷۱۲ھ

اس سال کے آغاز پر وہی پچھلے سال کے حکام تھے، ۵ محرم کو امیر عز الدین ازدمر زردکاش اور دو امیر اور اس کے ساتھ افرم کی طرف متوجہ ہوئے وہاں سے سب قراسنقر سے جا ملے، اور وہ مہنا کے پاس تھا انہوں نے سلطان سے مکاتبت کی ان کی مثال ایسی تھی جیسے کوئی سخت گرمی سے بچ کر آگ کی پناہ لے، صفر میں ڈاک کے ذریعہ یہ خبر آئی کہ افرم، قراسنقر، زردکاش وران کے متعلقین کے خزانوں پر قبضہ کر لیا جائے اس نے مہنا کی روزی بند کر دی اور اس کی جگہ اس کے بھائی محمد کو امیر بنا دیا، ادھر شمالی علاقہ جات سے ارغون کی معیت میں فوجیں واپس آ گئیں، لوگوں کو قراسنقر اور اس کے دوستوں کی وجہ سے کافی پریشانی غم اور مصیبت جھیلنی پڑی، سودی مصر سے حلب کا نائب بن کر آیا وہ دمشق سے گزرا تو لوگ اور فوج اس کے استقبال

کے لئے نکلی، دستر خوان لپیٹ دیا گیا اور جمال الدین نائب دمشق کو مصر طلبی کا حکم پڑھ کر سنایا گیا تو وہ اسی وقت ڈاک گھوڑے پر سوار ہو کر مصر روانہ ہو گیا اس نے اپنی نیابت میں لاجین کے نائب ہونے پر گفتگو کی۔

اسی روز قطب الدین موسیٰ شیخ السلامیہ، لشکر کے نگران مصر طلب کئے گئے تو وہ سہ پہر کو روانہ ہوئے تو ان کی جگہ لشکر کی نگرانی فخر الدین کاتب، کاتب المما لک نے اس کے معزول اور اس مال کے مطالبے اور اس سے بہت سے مال لینے کی وجہ سے ۱۰ ربیع الاول کو سنبھالی۔

اس مہینے کی ۱۱ تاریخ مصر میں حنابلہ کا فیصلہ قاضی تقی الدین احمد بن المعز عمر بن عبداللہ بن عمر بن عوض مقدسی نے سنبھالا، وہ شیخ شمس الدین بن العماد جو حنابلہ کے پہلے قاضی ہیں ان کے بھانجے ہیں اور امیر سیف الدین تمراز فرم کی جگہ، کیونکہ وہ تاتاریوں کی طرف بھاگ گیا تھا طرابلس کا نائب بن کر آیا، اور ربیع الثانی میں نائب حمص بیبرس ملدئی، بیبرس مجنون، طوغان، اور دیگر امراء کی، چھ آدمیوں کی ایک جماعت ایک ہی دن میں پکڑی گئی اور بیڑیاں لگا کر کرک روانہ کر دیئے گئے، اسی مہینے نائب مصر امیر رکن الدین بیبرس دوادار منصوری گرفتار ہوا، اور اس کے بعد ارغون دوادار متولی بنا، اور نائب الشام جمال الدین، نائب کرک اور شمس الدین سنقر کمالی مصر کے حاجب الحجاب اور پانچ دوسرے امراء سب کے سب قلعہ کرک میں وہاں ایک برج میں بند کر دیئے گئے، اسی ماہ باب السلامۃ کے اندر آگ لگ گئی جس کی وجہ سے کئی گھر جل گئے جن میں ابن ابی الفوارس اور شریف قبانی کا گھر بھی تھا۔

شام پر تنکز کی نیابت

۲۰ ربیع الثانی بروز جمعرات امیر سیف الدین تنکز بن عبد اللہ ملکی ناصری دمشق کا نائب بن کر آیا جبکہ نائب کرک گرفتار کر لیا گیا تھا اس کے ساتھ بادشاہ کے غلاموں کی ایک جماعت تھی جن میں حاج ارقطائی علی حیز بیبرس علائی بھی تھا لوگ اس کے استقبال کے لئے باہر آئے اور بہت خوش ہوئے وہ دار السعادۃ میں ٹھہرا، مصر میں اس کے آنے پر بڑی خوشی منائی گئی، یہ دن ۲۴ اگست کا دن تھا، بروز جمعہ وہ مقصورہ میں خطبہ دینے حاضر ہوا تو راستے میں اس کے لئے شمعیں روشن کی گئیں اور ادھر ابن صصری کے لئے فوج کی قضاء کے عہدہ کی دستاویز پر مہر زدہ حکم آگیا، اور یہ کہ وہ اوقاف کی نگرانی کرے، اور نیابت میں کوئی اس کا شریک نہ ہو، بلاد شامیہ میں جیسے سابقہ قضاۃ شافعیہ کی عادت تھی اور شمس الدین ابی طالب بن حمید کے لئے ابن شیخ السلامیہ کی جگہ لشکر کی نگرانی کا حکم آیا، کیونکہ ابن شیخ السلامیہ نے مصر میں اقامت اختیار کر لی تھی پھر چھ دن بعد الصدر معین الدین ہبۃ اللہ بن حشیش ناظر جیش پہنچ گئے اور ابن حمید کو ابن البدر کا عہدہ دے دیا اور ابن البدر نے طرابلس کی فوج کی نگرانی کے لئے سفر کیا اور ارغون مصر کا نائب بنا، اور فخر الدین کاتب المما لیک اپنے عہدہ پر واپس آیا اور اس کے ساتھ قطب الدین بن شیخ السلامیہ کام میں شریک تھا۔

اس مہینے شیخ محمد بن قوام اور ان کے ساتھ صلحاء کی ایک جماعت ابن زہرہ مغربی کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی، وہ کلاسہ میں وعظ کہتا تھا انہوں نے اس کے خلاف ایک محضر نامہ لکھا جس میں تھا کہ یہ مصحف کی بے حرمتی کرتا ہے اور اہل علم پر اعتراض کرتا ہے اسے دار العدل طلب کیا گیا اس نے اپنے آپ کو حوالہ کر دیا اس کا خون رائیگاں گیا اسے سخت سزا سنائی گئی، شہر کے اندر اور باہر پھیرایا گیا اس کا سر کھلا تھا اور چہرہ پھرا ہوا تھا پیٹھ پر کوڑے برس رہے تھے اور اس کے خلاف یہ آواز بلند کی جا رہی تھی کہ یہ سزا ہے اس شخص کی جو علم میں معرفت کے بغیر اعتراض کرتا ہے اس کے بعد جیل ڈال دیا گیا، پھر رہا ہوا تو قاہرہ بھاگ نکلا، پھر شعبان میں ڈاک کی سواری پر واپس آیا اور جس کام میں مشغول تھا اسی میں لگ گیا۔

اسی مہینے بہاء الدین سعد کی نیابت سے دمشق کی نیابت کے لئے آیا لوگوں نے اسے مبارکباد دی، اسی سال بادشاہ کا دمشق میں یہ خط آیا کہ کوئی بھی مال اور رشوت سے عہدہ حاصل نہ کرے اس واسطے کہ اس سے غیر مستحق اور نااہل عہدوں تک پہنچ جاتے ہیں، ابن زملکانی نے منبر پر وہ خط پڑھا، ابن حبیب مؤذن نے اس کی طرف سے پہنچایا، اس کا سبب شیخ تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ تھے۔

رجب و شعبان میں دمشق کے لوگوں میں خوف و ہراس کی لہر دوڑ گئی کیونکہ تاتاریوں میں شام آنے کی نقل و حرکت شروع ہو گئی سو لوگ اس سے گھبرائے اور خوفزدہ ہو کر بہت سے شہروں کی طرف منتقل ہو گئے، ابواب پر تانتا بندھ گیا، یہ رمضان کا واقعہ ہے کثرت سے یہ خبریں آنے لگیں کہ وہ رحبہ تک پہنچ گئے ہیں یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا اور مشہور یہ تھا کہ سب کچھ قراسنقر اور اس کے ہمنواؤں کی کارستانی اور مشورہ سے ہوا ہے، واللہ اعلم۔

رمضان میں سلطان کا یہ خط آیا کہ جس کو قتل کیا تو اس پر جنایت والزام عائد نہیں ہوگا، بلکہ قاتل کا پیچھا کیا جائے گا، یہاں تک کہ شرع شریف کی رو سے اس سے قصاص لیا جائے گا۔

تو ابن زملکانی نے یہ خط منبر پر نائب سلطنت ابن تنکز کی موجودگی میں پڑھا، اس کا سبب بھی ابن تیمیہ تھے، انہوں نے اس کا اور پہلے خط کا حکم دیا تھا، ابتداء رمضان میں تا تاری رحبہ پہنچ گئے، دو دن محاصرہ کیا، وہاں کے نائب امیر بدرالدین موسیٰ ازدکشی نے ان سے ۱۵ دن سخت جنگ کی اور انہیں وہاں سے روکے رکھا، تو رشد الدولہ نے مشورہ دیا کہ سلطان خربندا کی خدمت میں جانا چاہئے اور اسے ہدیے پیش کر کے معافی مانگنی چاہئے۔ چنانچہ قاضی نجم الدین اسحاق اترا اور اس کے لئے پانچ گھوڑوں کے سر، شکر کی دس بوریوں کا ہدیہ پیش کیا وہ یہ چیز قبول کر کے اپنے علاقے واپس چلا گیا، حلب، حماہ اور حمص کے شہران سے خالی ہو گئے اور شہر ویران ہو گئے پھر وہ لوگ واپس آ گئے جب اس بات کی تحقیق ہوگئی کہ تا تاری رحبہ سے واپس چلے گئے ہیں اچھی خبریں آنے لگیں دل میں سکون آیا، خوشی کے طبل بجائے گئے، ائمہ مساجد نے قنوت پڑھنا چھوڑ دیا، خطیب نے عید کے دن خطبہ دیا اور لوگوں کو یہ نعمت یاد دلائی، تا تاریوں کے لوٹ جانے کی وجہ سے چارے کی کمی اور نرخ کی گرانی، اموات کی کثرت تھی، ان کے بادشاہ کو واپس جانے کا مشورہ رشید اور جوبان نے دیا تھا۔

۸ شوال دمشق میں سلطان کے مصر سے تا تاریوں کی ملاقات کے جانے پر طبل بجائے گئے یہ قافلہ نصف شوال کو نکلا ان کا امیر حسام الدین لاجین صغیر تھا جو بری فوج کا سربراہ تھا مصری فوجیں دستوں کی شکل میں آئیں سلطان کی دمشق آمد و دخول ۲۳ شوال کو تھا، لوگوں نے اس کے آنے پر محفلیں سجائیں وہ قلعہ میں اترا شہر سجایا گیا طبل بجائے گئے پھر اسی رات محل کی طرف لوٹ گیا، اور جامع کے مقصورہ میں جمعہ پڑھا، خطیب کو خلعت دی اور بروز پیر دار العدل میں بیٹھا اور وزیر امین الملک ۲۰ کو بروز منگل آیا اور سلطان کے مصاحب الامام عالم علامہ تقی الدین ابوالعباس احمد بن تیمیہ ذیقعدہ کی ابتداء میں بروز بدھ دمشق آئے وہ دمشق سے سات سال غائب رہے ان کے ساتھ ان کے دونوں بھائی اور ان کے ساتھیوں کی ایک جماعت تھی بڑی تعداد میں لوگ ان کے استقبال کے لئے نکلے، ان کے آنے سے اور عافیت و دیدار سے خوش ہوئے۔

لوگوں نے انہیں آنے کی بشارت دی یہاں تک کہ عورتیں بھی ان کے دیدار کے لئے باہر نکل آئیں، سلطان مصر سے ان کے ساتھ آیا اور پھر جنگ کی نیت سے ان کے ساتھ گئے، جب یہ بات تحقق ہوگئی کہ جنگ نہیں ہوئی اور تا تاری اپنے شہروں کو واپس لوٹ گئے ہیں تو غزہ میں وہ لشکر سے جدا ہو اقدس کی زیارت کی اور وہاں کچھ دن قیام کیا تو وہاں سے عجلون، بلاد سواد، اور زرع کا سفر کیا اور دمشق ذی قعدہ کے پہلے دن پہنچ گیا جب اس میں داخل ہوئے تو سلطان حجاز شریف جا چکا تھا اس کے ساتھ چالیس امراء تھے جو اس کے خواص تھے۔

یہ لوگ ۲ ذی قعدہ بروز جمعرات روانہ ہوئے تھے اور جب شیخ دمشق پہنچے اور وہاں اقامت اختیار کر لی تو مسلسل لوگوں کو تمام علوم میں پابندی سے پہنچانے میں لگ گئے علم کی نشر و اشاعت تصنیف و تالیف، گفتگو کے ذریعہ اور لکھ کر لمبے فتووں کا جواب دیتے، اور احکام شرعیہ میں اجتہاد کرنے لگے بعض وہ احکام جو ان کے اجتہاد کی رو سے ائمہ اربعہ کے مسلک کے موافق ہوتے فتویٰ دیتے، اور بعض مسائل میں ان کے مسلک کے خلاف اور بھی ان کے مشہور مسلک کے خلاف فتویٰ دیتے ان کے کئی تفردات اور بہت سی ایسی جدید یں ہیں جن میں اپنے اجتہاد سے فتوے دیئے تھے جن پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ اور اقوال صحابہ اور سلف صالحین کے اقوال سے استدلال کرتے۔

جب سلطان حج کے لئے گیا تو لشکر اور فوج سے شام میں علیحدہ ہوا اور ارغون کو دمشق چھوڑا بروز جمعہ شیخ کمال الدین زملکانی نے ابن شریشی کی جگہ بیت المال کی وکالت کی خلعت پہنی، اور وہاں کھڑکی میں حاضر ہوا شہر میں سلطان کے وزیر نے گفتگو کی بہت سے اموال کا مطالبہ کیا اور کوڑوں سے مارا، روساء کی ایک جماعت کی اہانت جن میں ابن فضل اللہ محی الدین بھی تھے اسی مہینے شہاب الدین جہبل قدس صلاحیہ کی تدریس کے لئے نجم الدین داؤد کردی جن کی وفات ہوگئی کی جگہ مقرر ہوئے، وہ وہاں ۳۰ سال سال سے مدرس تھے تو ابن جہبل نے عید الاضحیٰ کے بعد قدس کا سفر کیا۔

اسی سال شاہ قفجاق جس کا نام طغطای خان تھا وہ فوت ہوا اس نے ۳۰ سال حکومت میں گزارے اور اس کی عمر ۳۰ سال اور وہ نڈر بہادر شخص تھا بتوں اور ستاروں کی عبادت میں تا تاریوں کے پردین پر تھا مجسمہ حکماء اور اطباء کی عزت کرتا تھا جبکہ مسلمانوں کا اکرام تمام جماعت سے زیادہ کرتا تھا۔

کوئی شخص اس کے لشکر کی قوت، ان کی تعداد اور کثرت کی وجہ سے اس سے مقابلہ کرنے کی جرأت نہ کرتا تھا، کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ اس نے اپنی فوج کے ہر دس افراد میں سے ایک کا دستہ تیار کیا تو وہ دستہ اڑھائی لاکھ تک پہنچ گیا اس کی وفات اسی سال رمضان میں ہوئی اور اس کے بعد اس کا بھتیجا ازبک خان جانشین ہوا جس نے مسلمان ہونے کی بناء پر اپنے ملک میں دین اسلام کو فروغ دیا اور بہت سے سرداران کفار کو قتل کر دیا، اور وہاں قوانین محمدی ﷺ دیگر قوانین پر غالب آگئے، ترجمہ۔ اور اللہ ہی کے لئے تمام تعریفیں ہیں۔ والمنۃ علی الاسلام والسنۃ۔

اس سال وفات پانے والے نامور حضرات

ملک منصور حاکم ماردین اور وہ نجم الدین، ابوالفتح، غازی ابن الملک المظفر قرارسلان بن ملک سعید نجم الدین غازی ابن الملک المنصور، ناصرالدین ارتق بن غازی بن المنی بن تمرتاش بن غازی بن ارتق الارتقی ہیں، جو کئی سال سے حاکم ماردین تھے وہ خوبصورت، بارعب، فربہ اندام، لحیم شحیم جسم والے شیخ تھے، اور جس وقت آپ سوار ہوتے آپ کے پیچھے اس خوف سے ایک پالکی ہوتی کہ اگر آپ تھک جائیں تو اس میں آرام فرمائیں، آپ کی وفات ۹ ربیع الاول کو ہوئی، اور قلعہ کے نیچے اپنے مدرسے میں دفن کئے گئے، آپ کی عمر ستر سال سے متجاوز تھی، اور آپ کی بادشاہت کا زمانہ تقریباً بیس سال پر مشتمل تھا، آپ کے بعد آپ کے بیٹے کو بادشاہت ملی جو صرف سترہ دن بادشاہ رہا، پھر اس کا بھائی منصور تخت پر فائز ہوا اور اسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

امیر سیف الدین قطلوبک الشیخی ۔ آپ دمشق کے بڑے امراء میں سے تھے اور اسی سال وفات پائی۔

الشیخ صالح نورالدین، ابوالحسن، علی بن محمد بن ھارون بن محمد بن ھارون بن علی بن حمید الثعلبی الدمشقی، قاہرہ میں حدیث کے قاری اور مسند تھے آپ نے ابن زبیدی، ابن لیثی، جعفر ہمدانی، ابن شیرازی سے احادیث روایت کیں، اور کئی لوگوں سے روایت کی ہے، علامہ تقی الدین سبکی نے آپ کے لئے شیخ الحدیث کی مسند بنائی، آپ ایک نیک شخص تھے، آپ کی وفات منگل کی صبح ۱۹ ربیع الثانی کو ہوئی، آپ کا جنازہ بہت بڑا تھا۔

امیر کبیر ملک مظفر ۔ شہاب الدین غازی بن الملک الناصر داؤد بن معظم، آپ نے احادیث کی سماعت کی، آپ منکسر المزاج شخص تھے، آپ کی وفات ۱۲ رجب کو مصر میں ہوئی، اور قاہرہ میں تدفین ہوئی۔

قاضی القضاۃ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن داؤد بن حازم الازرعی الحنفی، آپ فاضل العلوم تھے فتویٰ بھی دیتے تھے، دمشق میں یک سال تک حنفیہ کا منصب قضاء سنبھالا، پھر معزول کر دیئے گئے اور ایک عرصہ شبلیہ کی تدریس پر فائز رہے، پھر مصر کی طرف کوچ کیا اور سعید المعداء نامی جگہ پر پانچ روز قیام کیا، آپ کی وفات ۲۲ رجب بروز بدھ کو ہوئی، واللہ اعلم۔

آغاز ۷۱۳ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو گذشتہ سال والے حکام اپنے اپنے عہدوں پر فائز تھے اور بادشاہ ابھی حجاز میں وارد نہ ہوا تھا اور امیر سیف الدین ہفتے کے دن یکم محرم کو تبلیس آیا، اور سلطان کی عافیت کی اطلاع دی اور اس بات کی کہ وہ اس سے مدینہ منورہ سے جدا ہوا تھا اور ملک کے قریب پہنچ چکا ہے، لہذا اس کی عافیت کی خوشی میں طبل بجائے گئے پھر ایلچی نے ۲ محرم اتوار کے دن اس کے کرک میں داخل ہونے کی اطلاع دی، ۱۱ محرم بروز منگل کو وہ دمشق میں داخل ہوا، اور لوگ حسب دستور اس کے استقبال کے لئے شہر سے باہر آئے، میں نے اس سال اس کی واپسی کا مشاہدہ کیا اس کے ہونٹ پر ایک کاغذ تھا جو اس نے چپکایا ہوا تھا پھر وہ محل میں آیا اور نماز جمعہ خطابت کے حجرہ میں ادا کی، یہ ۱۴ محرم تھا، اسی طرح اس سے اگلا جمعہ وہیں ادا کیا، اور ۱۵ محرم

کو ہفتہ کی صبح میدان میں پولو کھیلا، آپ نے کچہریوں کی ذمہ داری، الصاحب شمس الدین غبریس کے سپرد کی یہ ۱۱ المحرم کی تاریخ تھی، اور قرمانی سے بجائے فخر الدین الاعسری کے ذمہ کچہریوں کا انتظام کیا۔

اور القرمانی نے، الرحبہ کی نیابت کے حصول کے لئے رخت سفر باندھا، اس نے ان دونوں ابن مصری اور فخر کاتب الممالیک کو خلعتوں سے نوازا، اور وہ حج میں سلطان کا مصاحب بنا۔

اس نے شرف الدین بن مصری کو محمل کا نگہبان مقرر کیا، اور فخر الدین بن شیخ السلامیہ نے جامع کا انتظام سنبھالا، اور بہاء الدین نے اوقاف کی نگہداشت جبکہ المنکورسی نے اوقاف کا انتظام سنبھالا، اور سلطان شہر مصر کی طرف ۷ المحرم بروز جمعرات لوٹ گیا، اور افواج اس کے آگے پیچھے چلیں، اور صفر کے آخری ایام ڈاک کے گھوڑوں پر ایلچیوں میں شیخ صدر الدین الوکیل اور موسیٰ بن مہنا اور امیر علاء الدین الطنبغا گزرے، اور تدمر میں اس سے شرف ملاقات حاصل کیا، اس کے بعد الطنبغا اور ابن الوکیل واپس قاہرہ آ گئے اور جمادی الثانی میں امین الملک اور بڑے لوگوں پر مشتمل ایک جماعت گرفتار کر لی گئی اور ان سے اموال کثیرہ کا مطالبہ کیا گیا اور اس کے عوض میں بدر الدین الترکمانی کو مقرر کیا گیا، جو وزیر خزانہ تھا، اور ماہ رجب میں چار منجنیقیں مکمل ہوئی، ان میں سے ایک قلعہ دمشق جبکہ باقی تین کرک کی طرف لے جائی گئیں، اور دو میدان کے دروازے پر نصب ہوئیں، اور تنکز کا نائب سلطان عوام کے ساتھ آیا، اور شعبان میں نہر کی کھدائی مکمل ہوئی، جسے حلب کے نائب سودی نے وہاں بنایا، اور نہر ساجور سے نہر قویق تک اس کا طول چالیس ہزار ہاتھ، جبکہ عرض اور عمق دو دو ہاتھ تھے، اس پر تین لاکھ کا خرچہ ہوا اس نے انصاف سے کام لیا اور کسی پر ظلم نہ کیا، ہفتے کے روز ۸ شوال کو دمشق سے قافلہ نکلا جس کا امیر سیف الدین بلبان التستری تھا، اور امسال حماۃ کے حاکم اور روم اور مغرب کے بہت سے لوگوں نے فریضہ حج ادا کیا اور ۲۶ ذی الحجہ بروز ہفتہ قاضی قطب الدین موسیٰ بن شیخ السلامیہ شامی افواج کی نگرانی کے لئے مصر سے آیا جیسا کہ وہ اس سے پہلے بھی نگران تھا، جبکہ معین الدین الخشیش نے مصر کی طرف کوچ کیا، یہ رمضان کا مہینہ تھا، اور اس کے ساتھ شمس الدین بن غبریال تھا اور لشکروں کے نگران کے پہنچنے کے دو دن بعد مصر چلا گیا، اور جاگیروں کے ازالہ کے تقاضے کی مطابق خوشخبریاں آئیں، کیونکہ سلطان کی یہ رائے چار ماہ کی سوچ بچار کا نتیجہ تھی۔

اس سال وفات پانے والے نامور حضرات

شیخ امام محدث فخر الدین.... ابو عمرو عفان بن محمد بن عثمان بن ابوبکر بن محمد بن داؤد التوزی کی وفات ۱۱ ربیع الثانی بروز اتوار مکہ مکرمہ میں ہوئی، آپ نے بہت سے لوگوں سے حدیث کا سماع کیا اور آپ کو ایک ہزار سے زائد شیوخ سے اجازت حدیث حاصل ہوئی، آپ نے بڑی بڑی کتابیں اور ان کے علاوہ بہت سی کتابیں پڑھیں، جبکہ بخاری شریف کو تیس سے زیادہ مرتبہ پڑھا۔

عز الدین محمد بن عدل ... شہاب الدین احمد بن عمر بن الیاس الرھاوی، پورے اوقاف اور اس کے علاوہ امور کے منتظم تھے، اور آپ کا شمار امین الملک کے چنیدہ لوگوں میں ہوتا تھا اور جس وقت آپ کو مصر میں گرفتار کیا گیا تو آپ نے اسے ڈاک کے گھوڑوں پر حاضر ہونے کو کہا، جبکہ آپ العذراویہ میں قید تھے، آپ کی وفات ۱۹ جمادی الثانی جمعرات کی شب مدرسہ العذراویہ میں ہوئی، وفات کے وقت ۳۵ سال کی عمر تھی، آپ نے ابن طبرزد الکندی سے سماع کیا، اور اگلے دن باب الصغیر میں مدفون ہوئے، آپ نے اپنے پیچھے دو بچے چھوڑے، جمال الدین محمد اور عز الدین۔

شیخ کبیر مقری شمس الدین مقصاصی، جو ابوبکر بن عمرو بن السبع الجزری ہیں اور المقصاصی کے لقب سے مشہور ہیں، آپ نائب خطیب تھے اور لوگوں کو قرأت سبعہ پڑھاتے تھے اور اس کے علاوہ شاذ قرائتیں بھی، آپ کو نحو سے بھی خاص لگاؤ تھی، اور آپ پرہیزگار اور مجتہد انسان تھے، آپ کی وفات ہفتے کی رات ۲۱ جمادی الثانی کو ہوئی، اور اگلے دن قاسیون کے دامن کوہ میں رباط ناصری کے سامنے مدفون ہوئے، آپ کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی۔

آغاز ۷۱۴ھ

اس سال کا آغاز انہی حکام پر ہوا جو پچھلے سال تھے، سوائے وزیر امین الملک کے، کیونکہ اس کی جگہ بدرالترکمانی آچکا تھا اور ۴محرم کو شمس الدین عنبر یال مصر سے کچہریوں کی نگہبانی کے لئے واپس آگیا چنانچہ اس کے ساتھیوں نے اس کا استقبال کیا اور ۱۰محرم بروز جمعہ سلطان کا خط نائب سلطنت، قاضیوں اور امراء کی موجودگی میں پڑھا گیا۔

جو ۶۹۸ھ سے ۷۱۳ھ تک بچے ہوئے لوگوں کی آزادی کو شامل تھا، نتیجۃً سلطان کے لئے دعائیں کی گئیں اور پڑھنے والا جمال الدین القلانسی تھا اور اس کو پہنچانے والا الصدر الدین بن صبح مؤذن تھا پھر اگلے جمعہ ایک اور خط پڑھا گیا، جس میں قیدیوں کی رہائی کا پروانہ تھا اور ہر ایک سے صرف نصف درہم لینے کا حکم تھا اور ایک اور خط میں کسانوں کو غصب میں بیگار سے چھڑانے کا حکم تھا اس کو ابن زملکانی نے پڑھا اور اسے امین الدین محمد بن نجیبی نے پہنچایا اور محرم میں سلطان نے نورالدین علی البکری فقیہ کو بلا بھیجا اور اسے قتل کرنا چاہا، لیکن امراء کی سفارش پر اسے جلاوطن کر دیا، اور اسے فتویٰ دینے اور علم کی بات کرنے سے بھی روک دیا، اور جس وقت اسے شیخ تقی الدین بن تیمیہ نے طلب کیا تو وہ بھاگ اٹھا اور روپوش ہو گیا، اور اس کے بارے میں بھی اسی طرح سفارش کی گئی، اور جب سلطان کو اس پر اختیار حاصل ہوا تو اسنے اس کے قتل کا ارادہ کیا لیکن علماء کی سفارش پر جلاوطن کر دیا، اور اسے گفتگو اور فتویٰ دینے سے منع کر دیا، اس لئے کہ وہ کفر کا فتویٰ دینے اور قتل کروانے میں جرأت اور جلد بازی کرتا تھا، اس بات اور اس کے علاوہ پر اس کی جہالت اسے برانگیختہ کرتی تھی، صفر کے آغاز میں جمعہ کے دن ابن زملکانی نے نائب سلطان قاضی کی موجودگی میں بر سر منبر ایک سلطانی خط پڑھا، جس میں نباتات اور جڑی بوٹیوں کے اور نبیذ کی ضمانت کے ابطال کو بیان کیا گیا لوگوں نے سلطان کو خوب دعائیں دیں اور ربیع الاول کے آخر میں گواہوں پر غور کرنے کے لئے قاضی حضرات جامع میں اکٹھے ہوئے اور انہوں نے ان کو مسجد میں بیٹھنے سے روک دیا، اور دو مرکزوں میں جمع رہنے، کتابوں کی ذمہ داری لینے، ادائے شہادت پر اجرت لینے، کسی کی غیبت کرنے، اور معیشت میں ایک دوسرے کیساتھ انصاف نہ کرنے سے روکا، وہ دوبارہ اسی کام کے لئے اکٹھے ہوئے پھر تیسری بار وعدہ وعید ہوئے لیکن اجتماعی عمل میں نہ آسکا، اور نہ کوئی اپنے مرکز سے علیحدہ ہی ہوا۔

اور اسی مہینے ۲۵ تاریخ بروز بدھ ابن مصری کے گھر میں بدرالدین بن بضیان کے لئے مجلس منعقد ہوئی اس میں قرأت پر کچھ اعتراض ہوئے اور اس نے مکمل طور پر پڑھنا چھوڑ دیا، کچھ عرصہ بعد دوبارہ اجازت طلب کی جو مل گئی، چنانچہ وہ ظہر اور عصر کے درمیان جامع میں بیٹھا اور اپنا حلقہ پھر سے جوڑ لیا۔

۱۵رجب کو نائب امیر حسب سیف الدین سودی کی وفات ہوئی، اور اپنی قبر میں دفن ہوا، جبکہ علاء الدین اطنبغا صالحی نے مصر میں جگہ سنبھالی، لیکن یہ اس کی نیابت سے کچھ عرصہ پہلے ہوا اور شعبان کو اس نے شرف الدین عدنان کو اس کے والد امین الدین جعفر کے بعد شرفاء کے نقیب ہونے کی خلعت سے نوازا، جس نے گزشتہ ماہ وفات پائی تھی اور ۱۵شوال کو ملک شمس الدین درباج بن ملکشاہ بن رستم حاکم کیلان اپنی قبر میں جا سویا، جو قاسیون کے دامن میں مشہور ہیں، جبکہ اس نے اسی سال حج کا ارادہ کیا تھا، لیکن جب وہ غباغب کے مقام پر پہنچا تو اسے موت نے آلیا، یہ ۲۶ رمضان ہفتے کا دن تھا اسے دمشق لایا گیا اور نماز جنازہ پڑھی گئی وہ اسی قبر میں دفن ہوا جو اس کے لئے خریدی گئی، مکمل ہوئی اور خوبصورت بنی اور وہ جامع مظفری کے مشرق میں کرائے کے گدھے دینے والوں کے ہاں بہت مشہور ہے، وہ ۲۵ سال کیلان کا حاکم رہا، اور ۵۴ سال کی عمر پائی، اور اس نے یہ وصیت کی کہ ایک جماعت اس کی طرف سے حج کرے، لہٰذا ایسا کیا گیا۔

۳شوال کو سوار نکلے جن کا امیر سیف الدین سنقر ابراہیمی تھا، اور اس کا قاضی محی الدین قاضی الزبدانی تھا، اور بروز جمعرات ۷ذی قعدہ کو قاضی بدرالدین بن حداد قاہرہ سے لوٹ آیا، اس کا مقصد دمشق کی جانچ پڑتال کے کام کو سنبھالنا تھا اس نے فخرالدین سلیمان بصراوی کے عوض اسے خلعت سے نوازا، وہ معزول ہو کر تیزی سے جنگل کی طرف روانہ ہوا، تا کہ سلطان کے لئے گھوڑے خرید سکے تا کہ انہیں مذکورہ منصب حاصل کرنے کے لئے بطور رشوت کے پیش کر سکے لیکن اتفاقاً اس کی موت مذکورہ مہینے کی سترہ تاریخ کو جنگل میں واقع ہوئی، اور اسے بصریٰ لا کر ۱۸ذی قعدہ کو اس کے آباء

واجداد کے قریب دفن کیا گیا، وہ ایک خوبصورت اور باخلاق جوان تھا، اور اس ماہ کے آخر میں نائب صفد بلبان ہو بانی، منصوری کو گرفتار کر کے قید کرلیا گیا، اور اس کی جگہ سیف الدین بلبان بدری امیر بنا۔

۶ ذی الحجہ کو امیر علاء الدین بن علی بن محمود بن معبد بعلبکی نے شرف الدین عیسیٰ بن البرقاسی کے بجائے البر کی امارت سنبھالی، اور امیر علاء الدین بن صبیح مصر سے عید الاضحیٰ کے روز آیا تاہم اسے رہا کر دیا گیا، اور امراء نے اسے سلام پیش کیا اور اسی ماہ امین الملک مصر میں نگران اعظم بنا دیا گیا، اور اس نے سعد الدین حسن بن اقفاصی کی بجائے صاحب بہاء الدین نسائی کو خزانہ کے نگران کا خلعت عطا کیا گیا اور اسی ماہ سلطان کا حکم لے کر ایلچی حاضر ہوئے کہ شامی افواج حلب کی طرف پیش قدمی کریں، اور یہ کہ سب فوجوں کا سالار اعظم تنکز ہوگا جو شام کا نائب تھا اور مصر سے چھ ہزار لڑاکا امیر سیف الدین بکتمر ابوبکری کی قیادت میں آئے اور ان میں مجلیس، بدر الدین وزیری، کشلی، ابن طبیرس، شاطی، ابن سالار وغیرہ حضرات شامل تھے چنانچہ وہ نائب شام تنکز کے آگے آگے حلب کے شہروں کی طرف بڑھے۔

اس سال وفات پانے والے نامور حضرات

سودی نائب حلب وہ اپنی قبر میں مدفون ہوئے، آپ ہی کے سبب سے حلب کی طرف نہر جاری ہوئی، جس پر تین لاکھ درہم خرچ آیا، اچھے سیرت کے مالک تھے قابل تعریف راستے والے، رحمہ اللہ تعالیٰ، آپ کی وفات شعبان میں ہوئی۔

شیخ رشید ابوالفداء اسماعیل ان محمد قرشی حنفی، ابن معلم کے نام سے مشہور تھے، بڑے فقہاء اور مفتیوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا، آپ مختلف علوم کے نام سے مشہور تھے، اس کے علاوہ مختلف فوائد اور انفرادی صلاحیتوں کے بھی مالک تھے، آپ زاہد اور تارک الناس تھے، آپ نے بلخیہ میں ایک مدت تک درس دیا، پھر اسکو اپنے بیٹے کی وجہ سے ترک کیا اور مصر جا کر قیام فرمایا، آپ کو دمشق کا منصب قضاء سونپا گیا لیکن آپ نے انکار کر دیا، جب کہ آپ ستر سال سے متجاوز ہو چکے تھے، آپ کی وفات ۵ رجب بدھ کی سحر میں ہوئی، اور قرافہ نامی جگہ پر مدفون ہوئے۔

شیخ سلیمان ترکمانی یہ وہ بدحواس تھا جو اپنی پسندیدہ جگہ پر علبیین میں بیٹھتا تھا اور اس سے پہلے باب البریہ کے طہارت خانہ میں قیام پذیر تھا نہ وہ نجی ستوں سے بچتا اور نہ نماز پڑھتا، اور بعض ذلیل لوگ اس کے بارے میں ایسے رذیلوں کا سا تصور رکھتے تھے جو ہر کائیں کائیں کرنے والے پاگل اور مجنون کے بارے میں رکھتے ہیں اور اس کے پیروکار ہوتے ہیں ان کے خیال میں وہ صاحب کشف اور نیک آدمی تھے اسے تخت بر قباری والے دن باب الصغیر کے قریب دفن کیا گیا۔

شیخہ، صالحہ، عابدہ، ناسکہ ام زینب فاطمہ بنت عباس بن ابوالفتح بن محمد بن بغدادیہ کی وفات قاہرہ سے باہر ہوئی، اور آپ کو بہت سے لوگوں نے دیکھا، آپ عالمہ فاضلہ تھیں، اچھے کام کا حکم اور برے کاموں سے روکتی تھیں اور احمدیہ میں عورتوں اور مردوں کے بھائی چارے کی نگران تھیں۔

ان کے حالات اور بدعتیوں کے اصولوں کا انکار کرتی تھیں، اور ایسے کام کرتیں جن پر مرد بھی قادر نہ ہوتے آپ شیخ تقی الدین تیمیہ کی مجلس میں حاضر ہوتیں، آپ ان سے اس کے علاوہ اور بہت سے فوائد حاصل کرتیں، اور میں نے شیخ تقی الدین کو آپ کی ثناء کرتے اور آپ کے علم اور فضیلت کی باتیں کرتے ہوئے سنا، اور آپ کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ آپ کو بہت سے یا اکثر مغنی یاد تھے اور شیخ آپ کے سوالات کی کثرت اچھے انداز سوال اور سمجھداری کی وجہ سے پہلے سے تیاری کرتے، اور آپ ہی تھیں جنہوں نے بہت سی عورتوں کو قرآن ختم کرایا، انہی میں میری ساس عائشہ بنت صدیق ہیں، اور شیخ جمال الدین مزی کی بیوی، اور آپ ہی نے اپنی بیٹی اور میری بیوی ام رحیمہ زینب کو پڑھایا، رحمہن اللہ وارحمن برحمتہ وحیہ آمین۔

آغاز ۷۱۵ھ

اس سال کے آغاز پر شہروں کے حکام وہی تھے جو پچھلے سال بیان ہو چکے ہیں۔

فتح ملطیہ محرم کے شروع میں سوموار کے دن سیف الدین لشکر لے کر ملطیہ کے لئے چلا اور طلب کئے گئے لوگ بھی اپنے جھنڈے تلے آگے بڑھے، انہوں نے اپنے آلات حرب اور تعداد کا مظاہرہ کیا وہ ایک جشن کا دن تھا اور لشکر کے ساتھ ابن صصری نکلا کیونکہ وہ لشکر کا قاضی اور شام کا چیف جسٹس تھا وہ چلتے رہے حتیٰ کہ گیارہویں ماہ میں حسب پہنچے، لہٰذا انہوں نے محرم کی ۲۱ تاریخ کو اس کا محاصرہ شروع کر دیا، اور وہ قلعہ محفوظ و مضبوط ہو گیا اور اس کے دروازے بند کر دیئے گئے لیکن جب اہل قلعہ نے لشکر کی کثرت دیکھی تو اس کے حکمران اور قاضی نیچے اترے اور امان کے طالب ہوئے لہٰذا انہوں نے مسلمانوں کو امان دی اور قلعے میں داخل ہوئے اور ارمن اور نصاریٰ کے بہت سے لوگ قتل کر دیئے، اور بہت سے قیدی بنا لئے اور یہ بات مسلمانوں تک متجاوز ہوئی انہوں نے بہت سامان غنیمت اور مسلمانوں کے اموال حاصل کئے اور وہ بدھ کے دن تین دن کے بعد لوٹے، یہ ۲۴ محرم تھا، اور یہ عین تاب کی طرف مرج دابق کی طرف لوٹ آئے، دمشق کو سجایا گیا اور خوشیاں منائی گئیں، اور یکم صفر کو ملطیہ کا نائب سلطان کی طرف روانہ ہوا، اس ماہ کے درمیان اس کا قاضی شرف الدین شریف پہنچا جس کے ساتھ بہت سے مسلمان بھی تھے اور جمعہ کی صبح کو ۱۶ ربیع الاول تنکز دمشق میں داخل ہوا جبکہ اس کے ساتھ شامی اور مصری افواج تھیں اور لوگ حسب عادت ان کے استقبال کے لئے نکلے مصری کچھ دیر کے اور پھر قاہرہ کوچ کر گئے اور ملطیہ جوبان کی جاگیر سے تھا جو بادشاہ تاتار نے اسے دی تھی اور اس نے ایک کردی کو اپنا نائب بنایا۔

اس نے ظلم وزیادتی سے کام لیا، کردی والوں نے سلطان ناصر کو لکھا کہ وہ اس کی رعایا بننا چاہتے ہیں، اور جب وہ س کی طرف چلے اور اسے یہ اور اس میں جو کچھ کرنا تھا وہ کیا تو اس کے بعد جوبان آیا تو اس نے اسے آباد کیا اور اسے ارمن اور لوگوں کو واپس کیا، اور اسی مہینے کی ۱۹ تاریخ کو ہمارے پاس بکتمر حاجب اور ایدغدی شقیر وغیرہ کے گرفتار ہونیکی اطلاع موصول ہوئی اور یہ واقعہ اس ماہ کے آغاز میں بروز جمعرات پیش آیا، یہ گرفتاریاں اس لئے ہوئیں کہ انہوں نے سلطان کے خلاف محاذ بنایا تھا جس کی اطلاع سلطان کو پہنچ گئی تھی لہٰذا انہیں گرفتار کر لیا گیا اور ان کی جائیداد اور مال ودولت کی نگرانی کی گئی اور بکتمر کے بہت سے اموال، لکڑیوں کا سامان اور ذخیرے دریافت ہوئے اور تجلیس قاہرہ سے آیا اور طرابلس کے راستے میں دمشق سے گزرا، پھر وہ تیزی سے آیا اور اس کے ساتھ امیر سیف الدین تمیر نائب طرابلس بھی زیر نگرانی تھا اور امیر سیف الدین بہادری منصوری کی گرفتار دمشق میں عمل میں آئی، اسے پہلے قاہرہ لایا گیا اس نے اس کی جگہ کستائی کو طرابلس کی نیابت سپرد کی، اور دوسرے کو بدنام کرایا جس پر لوگوں کو غم ہوا اور اس کے لئے دعا کی، اور ۲۱ ربیع الثانی کو جمعرات کے دن عز الدین بن بشر، محتسب اور ناظم اوقاف بن کر دمشق آیا، ابن الحداد احتساب سے اور بہاء الدین اوقاف کی نگرانی سے واپس چلے گئے اور ۱۳ جمادی الاولیٰ سوموار کی رات کو باب صغیر کے اندر مسجد شنباشی کے سامنے آگ لگ گئی جس میں مکان، اموال، سامان اور دکانیں جل کر راکھ ہو گئیں، اور ۱۶ جمادی الثانیہ کو ملطیہ کے قاضی شریف شمس الدین نے چیف جسٹس حنفی بصری کے بجائے مدرسہ خاتونیہ برانیہ میں درس دیا، اور اس کے پاس خاص خاص لوگ حاضر ہوئے، یہ صاحب فضیلت اور باخلاق تھے اور ملطیہ کے قاضی اور بیس سال سے وہاں خطابت پر فائز تھے۔

۱۴ جمادی الثانی جمعرات کے دن ابن الحداد کو دوبارہ محتسب مقرر کر دیا گیا اور ابن بشر ناظم اوقاف ہی رہا، اور ۱۹ جمادی الثانی کو بروز بدھ ابن صصری نے شیخ صفی الدین ہندی کے بجائے اتابکیہ میں درس دیا، اور دوسرے بدھ کو ابن زملکانی آیا، اور اس نے ظاہریہ الجوانیہ میں ہندی کے بجائے درس دیا جو فوت ہو چکا تھا، ہندی کے حالات ابھی آئیں گے اور رجب کے آخر میں امیر آقوش نائب کرک کو قاہرہ کے قید خانے سے نکال دیا گیا، اور دوبارہ امیر بنایا گیا، اور شعبان میں پانچ ہزار جوان حلب کے شہر سے گئے اور انہوں نے شہر میں قتل وغارت گری کی اور بہت سے شہروں کو فتح کر لیا، اور لوگوں کو قتل کیا گیا اور بہت سوں کو قیدی بنا لیا گیا اور صحیح سالم واپس آئے اور پھر قیدیوں کا خمس لگایا، اور پانچواں حصہ چار ہزار راس اور کسور کو پہنچا اور

رمضان کے آخر میں قراسنقر منصوری بغداد آیا، اوراس کے ساتھ اس کی بیوی خاتون بنت ایف شاہ تا تار بھی تھی، اورخر بند ر بھی اس کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے اس سے مسلمانوں کے شہروں کی اطراف پر قتل اور لوٹ مار کی اجازت طلب کی لیکن اس نے اجازت نہیں دی اوراس پر ایک فدائی نے حملہ کیا لیکن وہ اس پر قابو نہیں پاسکا اور فداوی کو مروادیا گیا۔

۱۶ رمضان کو بدھ کے دن عالیہ صغیر میں امام فخر الدین فقیہ محمد بن علی مصری جو ابن کاتب قطلو بک کے نام سے مشہور ہے اس نے اس کے مدرس کمال الدین زملکانی کے وہاں سے دستبردار ہونے کی وجہ سے درس دیا اوراس کے پاس جج، بڑے لوگ، خطباء اور ابن زملکانی بھی آیا، اوراسی سال قیساریہ کی تعمیر مکمل ہوئی جو روی والوں اور سناروں کے ہاں امرہشتہ کے نام سے مشہور ہے، اوروہاں تاجر رہنے لگے ہیں، اوراس سے جامع کے اوقاف ممتاز ہوگئے ہیں اور یہ الصاحب شمس الدین المصاحب کے سنبھالنے کی وجہ سے ہوا، اور ۸ شوال کو حمدوی کو قتل کردیا گیا اس کے خلاف بڑی گواہیاں دی گئیں مثلاً واجبات کو چھوڑنا، حرام کو حلال سمجھنا، اور قرآن وسنت کو ہلکا سمجھنا وغیرہ۔

لہٰذا مالکی نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا، خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو جائے، بہذا اسے قید کرنے کے بعد قتل کردیا گیا اور حج کے دن شامی قافلہ نکلا، اوراس کا امیر سیف الدین طقتمر تھا، اوراس کا قاضی ملطیہ کا قاضی تھا، اوراس میں حماۃ کے قاضی حلب کے قاضی اور ماردین کے قاضی اور ملک الامرا رتنکز کا کاتب اوراس کے داماد فخر الدین مصری نے حج کیا۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

شرف الدین ابوعبداللہ محمد بن عدل علی دلدین محمد بن ابوالفضل محمد بن ابوالفتح نصر اللہ بن مظفر بن اسعد بن حمزہ بن اسعد بن علی بن محمد التیمی الدمشقی بن قلانسی، ۶۴۶ھ میں پیدا ہوئے اور خواص کی نگہبانی سنبھالی، جبکہ اس سے پہلے القیمت میں حاضر ہوکر سے چھوڑ دیا تھا آپ نے کثیر مال اور اولاد چھوڑی۔ آپ کی وفات ہفتے کی رات ۱۲ صفر کو ہوئی، اور قاسیون میں تدفین ہوئی۔

ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحیم بن محمد الارموی الشافعی المتکلم، ۶۴۴ھ میں ہندوستان میں پیدا ہوئے اوراپنی ماں کے نانا سے علم حاصل کیا اور چند ماہ مکہ مکرمہ میں رہے، پھر یمن میں داخل ہوئے جہاں کے حاکم نے آپ کو چارسو دینار دیئے پھر مصر آئے اور چار سال مقیم رہے پھر انطاکیہ کے راستے روم آئے قونیہ میں گیارہ سال قیام کیا، سیواس میں پانچ سال اور قیساریہ میں ایک سال اور قاضی سراج الدین سے ملاقات کی جس نے آپ کا اکرام کیا پھر ۶۸۵ھ میں دمشق روانہ ہوئے وہاں اقامت اختیار کی، اوراسے پنا وطن بنالیا اور رواحیہ، دوعیہ اور اتابکیہ میں تعلیم دی، اور علم اصول وکلام پر لکھا، اور اشتغال اور افتاء میں مصروف ہوگئے اوراپنی کتابیں دارالحدیث الاشرفیہ کو ہدیہ کردیں، آپ میں نیکی اور سدر ہی بہتر ہی ہوئی تھی۔

آپ منگل کی رات ۱۹ صفر کو فوت ہوئے اور صوفیہ کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی اور آپ کے پاس وقت وفات صرف ظاہریہ تھا اور وہیں آپ فوت ہوئے اور آپ کے بعد وہاں ابن زملکانی مسند حدیث پر فائز ہوا اور ابن صصر نے اتابکیہ کو ختیار کیا۔

قاضی مسند معمر رحلہ تقی الدین سلیمان بن حمزہ بن احمد بن عمر بن شیخ ابی عمر المقدسی حنبلی دمشق کے حاکم تھے، آپ ۶۲۸ھ کو رجب کے مہینے میں پیدا ہوئے اور بہت سی احادیث کا سماع کیا اور خود پڑھا، اور دین کی سمجھ حاصل کی اور فیصلے ہے اور حدیث بیان کی لوگوں میں سے بہترین تھے انہیں اچھے اخلاق تھے بے پناہ مروت والے، شہر سے لوٹنے کے بعد اچانک وفات پائی، آپ کے فیصلے جوزیہ میں چلتے تھے پس جب آپ گھر لوٹے تو آپ کی حالت متغیر ہوگئی اور سوموار کی رات بعد نماز مغرب وفات پائی، یہ ذی قعدہ کی ۱۱ تاریخ تھی، اوراگلے روز اپنے دادا کی قبر کیساتھ دفن ہوئے، آپ کے جنازہ پر لوگوں کا انبوہ کثیر تھا۔

شیخ علی بن شیخ علی الحریری آپ اپنی جماعت کے سردار تھے، آپ کے والد آپ کو دوسال کی عمر میں چھوڑ کر خالق حقیقی سے جا ملے، آپ کی وفات نسر نامی بستی میں جمادی الاولیٰ میں ہوئی۔

حکیم فاضل بارع..... بہاء الدین عبد سید بن مہذب اسحاق بن یحییٰ طبیب کمال مشرف باسلام ہوئے پھر پورا قرآن پڑھا، کیونکہ آپ علی وجہ البصیرہ مسلمان ہوئے تھے، آپ کے ہاتھ پر آپ کی قوم سمیت بہت سے لوگ مسلمان ہوئے، آپ اپنے اور ان کے لئے باعث برکت تھے، آپ اس سے پہلے یہودیوں کے قاضی تھے لہذا اللہ نے آپ کو ہدیت سے نوازا، آپ کی وفات ہفتے کے دن ٦ جمادی الثانیہ کو ہوئی، اور اسی دن قاسیون کے دامن کوہ میں دفن ہوئے، آپ نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا جب انہوں نے آپ کے گزشتہ دین کے باطل ہونے کی خبر دی اور اس بات کی کہ یہودیوں نے اپنی کتاب میں تحریف کر دی ہے، اور اصل الفاظ کی جگہ دوسرے کلمے لگا دیئے ہیں۔ رحمہ اللہ۔

آغاز ۷۱۶ھ

اس سال کے آغاز میں پچھلے سال کے وہی تمام حکام موجود تھے جن کا ذکر ماقبل والے سال میں گذر چکا ہے سوائے حنبلی کے جو دمشق میں تھے اور گزشتہ سال وفات پا چکے تھے اور محرم میں سپاہیوں کے تقاضے پر جو انہوں نے ازالہ کے لئے کیا تھا۔

سلطانی تعزیرات کا تفرقہ مکمل ہوا اور یہ واقعہ مصر میں پیش آیا اور لشکر کو سلطان کے سامنے پیش کیا گیا، اور سلطان نے قبلی اور شامی شہروں میں جو باقی بچے ہوئے تھے ٹیکس معاف کر دیا، اور اسی ماہ حنابلہ اور شافعیہ میں عقائد کی وجہ سے فتنہ پیدا ہوا چنانچہ وہ دمشق روانہ ہوئے اور نائب سلطنت تنکز کے پاس دار السعادۃ حاضر ہوئے انہوں نے ان کے درمیان صلح کروا دی اور فریقین میں بغیر کسی جھگڑے اور پریشانی پیدا کئے خیریت کیساتھ معاملہ طے کروا دیا، اور یہ منگل کا دن تھا۔

١٦ محرم الحرام بروز اتوار کو چیف جسٹس شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن مسلم بن مالک بن مزروع حنبلی کا حکم نامہ پڑھ کر سنایا گیا اور یہ حکم نامہ تقی الدین سلیمان کے علاوہ تھا جو فوت ہو چکے تھے، یہ حکم نامہ حنابلہ کے فیصلے اور ان کے اوقاف کی نگرانی کے بارے میں تھا اور حکم سنانے کی تاریخ ٦ ذی الحجہ تھی، اس حکم کو جامع اموی میں قضاۃ الصاحب اور معززین کی موجودگی میں پڑھا گیا پھر وہ اس کے ساتھ دار السعادۃ کی طرف پیدل روانہ ہوئے۔

اور اس نے خلعت زیب تن کی ہوئی تھی اس نے نائب کو سلام کیا اور الصالحیہ کی طرف روانہ ہو، پھر دوسرے دن وہ الجوزیہ روانہ ہوا اور اپنے سے پہلے لوگوں کے قانون کے مطابق فیصلے کئے اور آپ نے چند یوم کے بعد شیخ شرف الدین بن حافظ کو نائب مقرر کیا اور ۷ اصفر کو بروز سوموار شیخ کمال الدین بن شریشی ڈاک کے گھوڑوں پر مصر سے پہنچا اور اس کے پاس اپنے لئے وکالت کی واپسی کا حکم نامہ بھی تھا لہذا اسے خلعت دیا گیا اور خلعت لے کر اس نے نائب کو سلام کیا اور اسی ماہ وزیر عز الدین القلانسی کو گرفتار کر لیا گیا اور العذراویہ میں قید کیا گیا اور اس سے پچاس ہزار کا مطالبہ کیا گیا پھر جو کچھ اس نے اس سے لیا تھا اسے دیا اور خاص نگرانی کی کونسل سے فیصلہ کر دیا گیا اور ربیع الثانی میں فضل بن عیسیٰ مصر سے پہنچے اور انہیں اور ان کے بھتیجے موسیٰ بن مہنا کو صیدا میں جاگیروں سے نوازا گیا، یہ اس لئے ہوا کہ مہنا تاتاری علاقے میں چلا گیا تھا اور انہوں نے ان کے بادشاہ سے جس کا نام خربندا تھا ملاقات کا شرف حاصل کیا اور ١٦ جمادی الاولیٰ بروز سوموار صوفیہ کے مطالبہ پر ابن صصری نے ان کے سلطنت کے نائب سے اس کا مطالبہ کرنے پر سمساطیہ میں شیوخ کی مشیخیت سنبھالی اور وہاں گیا اور شریف شہاب الدین ابو القاسم محمد بن عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم بن عبدالکریم بن محمد بن علی بن حسن بن حسین بن یحییٰ بن موسیٰ بن جعفر صادق کے بجائے امراء اس کے پاس آئے اور وہ کاشغر تھا اس کی وفات ٦٣ سال کی عمر میں ہوئی اور صوفیہ میں مدفون ہوا۔

اور جمادی الثانیہ میں بہاء الدین بن ابراہیم بن جمال الدین بن یحییٰ جو ابن علیہ کے نام سے مشہور تھے اور شام کے دیوان النائب کے ناظر تھے انہوں نے شمس الدین محمد بن قادر خطیری حاسب، قاسب متوفی کے بجائے شام کی کچہریوں کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا، اور وہ بہت سے شعبوں کے نگران تھے مثلاً خزانے جامع اور شفاخانہ کے نگران، جبکہ شفاخانے کا نگرانی کا کام مسلسل دیوان نائب السلطنت کے زیر انتظام رہا، خواہ وہ کوئی بھی رہا ہو اور یہ ایک ابدی قانون بن گیا، اور ماہ رجب میں حمص کے حاکم نے امیر سیف الدین ترکستانی متوفی کے بجائے امیر شہاب الدین قرطائی کو طرابلس کا نائب بنا دیا۔

اور امیر سیف الدین ارقطائی نے حمص کی نیابت سنبھالی اور کرک کا نائب سیف الدین تبیغ کے بجائے سیف الدین قبطائی ناصری بنا، اور ۱۰ رجب کو بدھ کے دن قاضی شمس الدین دمشقی نے بہاء الدین یوسف بن جمال الدین احمد بن ظاہری عجمی حلبی جو الصاحب کمال الدین بن عدیم کے پوتے تھے کے بجائے النجیبہ میں درس دیا، اور بعد از وفات اپنے والد اور ماموں کے ساتھ عدیم کے قبرستان میں دفن ہوئے اور آخر شعبان میں قاضی شمس الدین بن عز الدین یحییٰ حرانی جو مصر کے حنابلہ کے چیف جسٹس اور شرف الدین عبدالغنی کے بھائی تھے صاحب عز الدین احمد بن محمد بن احمد بن مبشر کے بجائے جو رجب کے شروع میں وفات پا چکے تھے اوقاف کے انتظام کے لئے دمشق پہنچے اور آپ نے وہاں اور مصر میں عدالتوں کی نگرانی اور سکندریہ وغیرہ میں احتساب کا کام اپنے ذمہ لیا اور آخر عمر میں ان کے پاس دمشق کے اوقاف کی نگرانی باقی رہ گئی۔

آپ کی وفات ۸۰ سال کی عمر میں ہوئی اور قاسیون میں دفن ہوئے اور شوال کے آخر میں شامی افواج اور ان کا امیر سیف الدین ارغونی سلحدار ناصری نکلا، جو دار الطراز کے پاس دمشق میں مقیم تھا اور مصر سے امیر سیف الدین دوادار اور چیف جسٹس ابن جماعہ نے حج کیا، اور اسی سال قدس شریف کی زیارت کی۔

یہ اس نے اپنے بیٹے خطیب جمال الدین عبداللہ کی وفات کے بعد کیا وہ ایک سردار تھا چنانچہ اس کی شان بڑھ گئی اور ذیقعدہ میں امیر سیف الدین تنکز قدس شریف کی زیارت کے لئے گیا اور بیس دن غائب رہا، اور اسی مہینے میں امیر سیف الدین بکتمر حاجب مصر سے دمشق پہنچا اور وہ قید میں تھا پھر چھوڑ دیا گیا اور اس کی عزت کی گئی اور اسے صفد کی نیابت دی گئی اور وہ دمشق میں اپنے کام نمٹانے کے بعد اس کی طرف روانہ ہو گیا، قاضی حسام الدین قزوینی کو صفد کے عہدہ قضاء سے ہٹا کر طرابلس کے عہدہ قضاء کی طرف منتقل کر دیا گیا جبکہ صفد کا عہدہ قضاء دوبارہ قاضی دمشق کو ملا، اور ابن صصری حاوندی اس میں با اختیار ہوا، اور اس سے پہلے وہ طرابلس میں نگران تھا اور وہ بکتمر حاجب کے ساتھ ظہیر الدین مختار آخر تھا، جو الزربعی کے نام سے مشہور ہے، وہ بھی ظہیر الدین مختار السلستین متوفی کے بجائے قلعہ کے خزانے کا نگہبان بن کر پہنچا، اور اسی ذیقعدہ کے مہینے میں شاہ تاتار خربندا محمد بن ارغون بن ابغا بن ہلاکو خان جو عراق کا بادشاہ تھا اور خراسان، عراق عجم، روم، آذربیجان، آرمینیہ کے شہر اور دیار بکر کا بھی، کی وفات کی خبر پہنچی وہ ستائیس رمضان کو فوت ہوا، اور اسی شہر میں مدفون ہوا جو اس نے آباد کیا تھا جس کو سلطانیہ کہا جاتا تھا، اس کی عمر تیس سال سے زیادہ تھی۔

وہ سخاوت میں مشہور اور کھیل کود اور عمارتوں کا دلدادہ تھا اس نے رافضیت ظاہر کی اور سنت پر سنت کی بنیاد رکھی، پھر رافضیت کی طرف چلا گیا اور اپنے شہروں میں اس کی علامات جاری کر دیں، اور نصیر الدین طوسی کے شاگرد شیخ جمال الدین مطہر حلی نے اس کے ہاں عہدہ حاصل کیا اور اس نے بہت سے شہر اسے بطور جاگیر کے دیئے اور ہمیشہ اسی خراب مذہب پر قائم رہا، حتیٰ کہ اسی سال وفات پائی، اور اس کے زمانہ میں عظیم فتنے پیدا ہوئے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے شہروں کے رہنے والوں کو اس سے نجات دی اور اس کے بعد گیارہ سالہ فرزند بادشاہ بنا جس کا نام ابو سعید تھا اور اس کی افواج اور ملکوں کا منتظم امیر جوبان تھا۔

اور علی شاہ تبریزی کی وزارت پر قائم رہا اور باصرار اپنے ارباب حکومت کو پکڑ کر ان معززین کو قتل کر دیا جن پر اس کے باپ کو زہر دیکر مارنے کا الزام تھا اور اس کی حکومت کے شروع میں بہت سے لوگوں نے اسے کٹھ پتلی بنا لیا، پھر وہ انصاف اور سنت قائم کرنے کی طرف لوٹ آیا، اس نے ایسا خطبہ پڑھنے کو کہا جس میں سب سے پہلے شیخین، حضرت عثمان، اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو ثواب ملنے کی دعا کی جائے لوگ اس پر بہت خوش ہوئے اور فتنے خاموش ہو گئے اور وہ شرور فتنے اور قتل جوان ملاقے والوں اور ہرات، اصفہان، بغداد، اربل اور سادہ وغیرہ میں پائے جاتے تھے ختم ہوئے، اور حاکم مکہ امیر خمیصہ بن ابو غرالحسنی نے تاتاریوں کے بادشاہ خربندا کا قصد کیا تا کہ اہل مکہ کے خلاف اس کی مدد کی جائے اور وہاں کے رافضیوں نے اس کی مدد کی اور خراسان سے اس کے لئے فوج کو اسلحہ سے لیس کیا لیکن جب خربندا مرا تو یہ سب بیکار ہو گیا اور خمیصہ کی واپسی ناکامی اور ذلت کی حالت میں ہوئی اس کے ساتھ تاتاری رافضیوں کا بڑا امیر دلقندی بھی تھا اس نے خمیصہ کے لئے بڑا مال و اسباب جمع کر رکھے تھے تا کہ وہ اس کے ذریعہ رافضیت و خراسان کے شہروں میں پھیلائے اور مہنا کے بھائی امیر محمد بن عیسیٰ نے ان دونوں پر حملہ کر دیا، وہ بھی تاتاری علاقوں میں عربوں کی ایک جماعت کے ساتھ تھا پس اس نے ان پر اور ان کے ساتھیوں پر ظلم وستم ڈھایا، اور ان کے پاس موجود مال و دولت لوٹ لیا، اور جب اس کی باتیں اسلامی حکومت کو پہنچیں تو اس سے بادشاہ ناصر اور اس کے ارباب حکومت بھی خوش ہوئے، اور جو گناہ اس کی نظروں میں اس نے کیا تھا اسے اس نے دھو دیا، اور سلطان

کے اپنے پاس بلانے پر برضا و رغبت حاضر ہوا اور شام سے نائب نے اس کا اکرام کیا اور سلطان نے بھی، پھر اس نے شیخ تقی الدین بن تیمیہ سے فتویٰ پوچھا اور اسی طرح سلطان نے ان کی طرف آدمی بھیجا کہ ان اموال کے فتویٰ دیجئے جو قلندری سے حاصل ہوئے ہیں تو آپ نے انہیں رفاہ عامہ کے کاموں میں خرچ کرنے کا فتویٰ دیا اس لئے کہ وہ حق کو ختم کرنے اور بدعتیوں کو اہل سنت پر غالب کرنے کے لئے تیار کئے گئے تھے۔

اس سال وفات پانے والے نامور حضرات

عز الدین مبشر شیخ الشیوخ شہاب کاشفوری نجیبہ کا درس اور بہاء عجمی اور اس سال مدہ کا خطیب مقتول ہوا جسے ایک پہاڑی آدمی نے مار تھا اس نے سر بازار اس کے سر پر قصائی کا کلہاڑا رسید کر دیا جس کی وجہ سے وہ چند دن زندہ رہ کر چل بسا، اور قاتل کو گرفتار کر لیا گیا اور اسی بازار میں پھانسی پر چڑھا دیا گیا جس میں اس نے قتل کا ارتکاب کیا تھا، یہ اتوار کا دن تھا اور تاریخ ۱۳ ربیع الثانی کا تھا، اسے وہیں دفن کر دیا گیا اس کی عمر ساٹھ سال سے زیادہ تھی۔

شرف صالح بن محمد بن عرب شاہ ابن ابوبکر ہمدانی، جمادی الثانیہ میں فوت ہوئے اور النیرب کے قبرستان میں دفن ہوئے، آپ حسن قرأت اور نیک سیرت کی وجہ سے مشہور تھے، آپ نے حدیث کا سماع کیا اور اس کا کچھ حصہ روایت بھی کیا۔

ابن عرفہ مصنف تذکرہ الکندیہ شیخ، امام، مہمان نواز، محدث، نحوی، ادیب علاء الدین علی بن مظفر بن ابراہیم بن عمر بن زید بن ہبۃ اللہ الکندی، اسکندرانی ثم دمشقی، آپ کا سماع دوسو سے زائد شیوخ سے ثابت ہے، آپ نے قرأت سبعہ کی تعلیم حاصل کی اور جدید علوم بھی حاصل کئے ورثہ دار اشعار رہے اور تقریباً پچاس جلدوں پر مشتمل ایک کتاب لکھی جو بہت سے علوم کا احاطہ کئے ہوئے تھی، ان میں سے اکثر کا تعلق ادب سے تھا آپ نے اس کا نام تذکرۃ الکندیہ رکھا، اور اسے سمساطیہ کے لئے وقف کر دیا، اور آپ نے خوب لکھا اور بہت سی جماعتوں کا اکرام کیا اور دس سال تک دار الحدیث النفیسیہ کے شیخ الحدیث رہے، اور کئی بار صحیح بخاری پڑھائی اور حدیث کا سماع کرایا، اور آپ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی پناہ لیا کرتے تھے، آپ کا انتقال بستان میں مسجد کے گنبد کے پاس ہوا، یہ ۷ رجب بدھ کا دن تھا، آپ کی عمر ۷۶ سال تھی اور اعزہ میں دفن ہوئے۔

طواشی ظہیر الدین مختار البلبسی، قلعہ کا خزانہ دار، اور دمشق کے طبلخانات کے امراء میں سے ایک امیر تھے، آپ پاکباز، سخی اور فاضل آدمی تھے، قرآن و حفظ کرتے تھے، اور اسے خوش الحانی سے ادا کرتے تھے، اور آپ نے دمشق کے قلعہ کے دروازہ پر یتیموں کے لئے ایک مدرسہ وقف کیا تھا، اور ان کے لئے ایک استاد اور وظیفہ مقرر کیا، آپ ان سے خود امتحان لیتے اور خوش ہوتے تھے اور آپ نے جابیہ کے دروازے کے باہر قبرستان بنایا، اور اس پر دو بستیاں وقف کر دیں، اور اس کے نزدیک ہی ایک خوبصورت مسجد تعمیر کی اور اسے ایک امام کو وقف کر دیا اور یہ اس علاقہ کا پہلا قبرستان تھا، اور آپ اس میں جمعرات کے روز مدفون ہوئے، یہ ۱۰ شعبان کا دن تھا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ خوبصورت باخلاق، باوقار، مطمئن اور بارعب آدمی تھے اور آپ کو حکومت میں بڑی وجاہت حاصل تھی، آپ کے بعد خزانہ کا امیر ظہیر الدین مختار زرعی تھا۔

امیر بدر الدین محمد بن وزیری سرکردہ امراء میں سے تھے آپ کو فضیلت تجربہ اور معرفت حاصل تھی، آپ نے ایک مرتبہ مصر میں دار العدل کے اندر سلطان کی نیابت کے فرائض سرانجام دیئے، آپ میسرہ کے نگران تھے اور آپ نے اوقاف، ججوں اور مدرسین کے بارے میں گفتگو فرمائی پھر دمشق گئے اور وہیں انتقال فرمایا، یہ ۱۶ شعبان المعظم کا دن تھا، آپ حلبی کے میدان میں نجیبی کی سرائے کے اوپر دفن ہوئے اور بڑا ترکہ چھوڑا۔

شیخہ صالحہ ست الوزراء بنت عمر بن اسعد بن منجا، صحیح بخاری وغیرہ کی راویہ، آپ کی عمر ۹۰ سال سے زیادہ تھی، آپ پاکباز عورتوں میں سے تھیں، آپ کی وفات جمعرات کے روز ۱۵ شعبان کو ہوئی، آپ کو جامع مظفری کے اوپر ان کے قبرستان میں قاسیون میں دفن کیا گیا۔

قاضی محب الدین ابوالحسن بن قاضی القضاۃ تقی الدین بن دقیق العید، آپ کو آپ کے والد نے اپنے وقت میں نائب مقرر کیا اور حاکم بامراللہ کی بیٹی سے نکاح کرادیا، آپ نے البحاریہ میں پڑھایا، اور اپنے باپ کے بعد سردار بن گئے، آپ کی وفات سوموار کے دن ۱۹ رمضان کو ہوئی، آپ کی عمر ساٹھ سال کے قریب تھی، آپ اپنے والد کے پہلو میں قرافہ نامی مقام میں مدفون ہوئے۔

شیخہ صالحہ ست المنعم بنت عبدالرحمٰن بن علی بن عبدرس الحرانیہ، شیخ تقی الدین بن تیمیہ کی والدہ، آپ کی عمر ستر سال سے متجاوز تھی، آپ کے ہاں کوئی بیٹی نہ ہوئی، آپ ۲۰ شوال بروز بدھ کو فوت ہوئیں، اور صوفیہ میں مدفون ہوئیں، آپ کے جنازے پر کثیر مخلوق خدا حاضر ہوئی، رحمہا اللہ۔

شیخ نجم الدین موسیٰ بن علی بن محمد الجیلی ثم الدمشقی، کاتب، فاضل جو ابن البصیص کے نام سے مشہور تھے، آپ اپنے وقت میں کتابت کے فن کے امام تھے خاص طور پر مزوج اور مثلث میں، آپ پچاس سال لوگوں کو کتابت سکھاتے رہے، مجھے بھی آپ نے کتابت سکھائی، آپ خوش منظر شیخ تھے، اچھے لگتے تھے، آپ کی وفات ۱۰ ذیقعدہ بروز منگل ہوئی، اور باب صغیر کے قریب کے قبرستان میں مدفون ہوئے، آپ کی عمر ۶۵ سال تھی۔

شیخ تقی الدین موصلی ابوبکر بن محمد بن ابی بکر بن ابواکرم جو محراب صحابہ کے نزدیک شیخ القراۃ تھے اور کافی عرصہ میعاد ابن عامر کے شیخ رہے، اور لوگوں نے تقریباً پچاس سال نصیحت حاصل کی اور قرأت سیکھی، اور بہت سے لوگوں کو قرآن ختم کرایا اور اس کے لئے آپ کا ارادہ باندھا جاتا تھا اور آپ تصدیقات جمع کرتے تھے جنہیں بچے اپنے ختم کی راتیں گردانتے تھے، حدیث کا سماع کیا، اچھے دین دار آدمی تھے، آپ کا انتقال بروز منگل ذی قعدہ میں ہوا، اور باب الصغیر میں دفن ہوئے۔

شیخ صالح زاھد مقری ابوعبداللہ محمد بن خطیب سلامہ بن سالم بن حسن بن ینبوب مالینی، مشہور صلحاء میں سے تھے، جو جامع دمشق میں ہوتے تھے، آپ نے حدیث سنی اور تقریباً پچاس سال تک لوگوں کو پڑھائی، آپ بچوں کو مشکل حروف کی ادائیگی سکھاتے تھے اور آپ کو منہ کی تکلیف تھی جس کی وجہ سے آپ ایک برتن نیچے رکھتے تھے کیونکہ آپ کے منہ سے بکثرت رال وغیرہ ٹپکتی تھی، آپ کی عمر ۸۴ سال تھی، آپ مدرسہ صارمیہ میں فوت ہوئے، یہ ہفتہ کا دن اور ۱۲ ذی قعدہ تھی اور قندلاولی کے نزدیک باب صغیر میں دفن ہوئے، آپ کے جنازے میں تقریباً دس ہزار مخلوق خدا حاضر ہوئی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

شیخ صدر بن وکیل علامہ ابوعبداللہ محمد بن شیخ امام، مسلمانوں کے مفتی، زین الدین عمر بن مکی بن عبدالصمد جو ابن مرحل کے نام سے مشہور تھے، اور ابن وکیل اپنے وقت میں شافعیہ کے شیخ تھے، آپ اپنے وقت میں فضیلت، کثرت مطالعہ، تحصیل علم اور متعدد علوم کے ہونے کی وجہ سے ان سب سے مشہور تھے اور آپ نے مذہب اور اصلیین کی خوب معرفت حاصل کی نحو میں آپ کمزور تھے جس کی وجہ سے بہت غلطیاں کرتے تھے حالانکہ آپ نے زمخشری کی مفصل کو پڑھا تھا، آپ بہت سے علوم کے حافظ تھے، آپ ۶۶۵ ھ میں پیدا ہوئے اور بڑے علماء سے حدیث سنی جس میں مسند احمد، علی بن علان اور صحاح ستہ شامل تھیں، اور دارالحدیث میں آپ کو امیر الاربلی والی مری والمزی کی طرف سے صحیح مسلم کا بہت سا حصہ سنایا گیا، آپ بہت سے علوم کے مجموعہ سے حدیث پر کلام کرتے تھے یعنی طب فلسفہ اور علم کلام، اور یہ کوئی علم نہیں ہے۔

آپ سوم اوائل سے بھی گفتگو کرتے تھے، آپ کثرت سے اس علم کا استعمال کرتے، آپ اشعار کہتے، آپ کا دیوان عمدہ اشعار پر مشتمل ہے، آپ کے ساتھی آپ سے حسد و بغض رکھتے اور آپ کی کئی باتوں پر اعتراض کرتے، اور آپ پر بڑے گناہوں کا الزام لگاتے، آپ اپنے نفس پر زیادتی کرنے والے تھے اور آپ نے فواحش کے ارتکاب پر شرم وحیا کی چادر ڈال رکھی تھی، آپ شیخ ابن تیمیہ سے عداوت رکھتے اور بہت سی مجلسوں میں آپ سے مناظرہ کرتے تھے، آپ شیخ تقی الدین کے جن علوم کا اعتراف کرتے تھے اور ان کی تعریف کرتے لیکن آپ کے مذہب، پہلو اور خواہشات کی مدافعت کرتے تھے، اور ان کی گروہ کی مدافعت کرتے، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ آپ کی اور آپ کے علوم وفضائل کی تعریف کرتے، اور جب آپ کے

برے اعمال کا ذکر آتا تو آپ کے اسلام کی گواہی دیتے، اور فرماتے کہ وہ اپنے نفس سے خرابی کرنے والا اور شیطان کے مقصود کا اتباع کرنے والا ہے، خواہش اور مناظرہ کا شیدائی ہے، اور وہ ایسے نہ تھے جیسے ان کے بعض حاسدین بتلاتے تھے یا ائمہ اضات کے مفہوم کی باتیں کرتے تھے، آپ نے مصر اور شام کے بہت سے مدارس میں پڑھایا، اور دمشق میں شامیتین، عذراویہ، اور دار الحدیث اشرفیہ میں پڑھایا، اور آپ خطابت کے دوران چند روز اس کے متولی مقرر ہوئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اسے آپ کے ہاتھ سے نکال دیا گیا اور آپ بر سر منبر نہ آسکے، پھر آپ نے نائب السلطنت افرم سے ملاقات کی اور ایسے کام سامنے آئے جو قابل بیان نہیں لیکن انہیں قبیح نہ سمجھا جائے۔

پھر دمشق سے حلب منتقل ہونے کا ارادہ فرما لیا کیونکہ آپ نے اس کے نائب کو شیشے میں اتار لیا تھا وہاں آپ مقیم ہوئے اور درس دیا پھر ایلچیوں کے ساتھ سلطان اور مہنا کے درمیان ارغون اور طنبغا کی صحبت میں آگئے پھر مصر ٹھہرے اور مزار حسین پر درس دیا، اور یہ ۲۴ ذی الحجہ بروز بدھ صبح کے وقت جامع الحاکم کے قریب فوت ہوئے اور اس روز شیخ محمد بن ابو حمزہ کے قریب قرافہ میں قاضی ناظر الجیش کے قبرستان میں مدفون ہوئے اور آپ کی وفات کی خبر دمشق پہنچنے پر آپ کا غائبانہ نماز جنازہ جامع دمشق میں نئے سال جمعہ کے بعد ۳ محرم کو پڑھا گیا، اور ان میں سے چند لوگوں نے آپ کا مرثیہ کہا جن میں ابن عانم علاء الدین قجحدری اور صفدی تھے کیونکہ وہ آپ کے دوست تھے، آپ عرفہ کے دن فوت ہوئے۔

شیخ عماد الدین اسماعیل فوعی وکیل قجلیس، اور آپ کے لئے ہی البرانیہ الغربیہ میں کمرہ بنایا گیا جو باب الصغیر پر تھا، آپ میں کفایت اور قابلیت تھی وہ رافضی گھرانے سے تھے، نائب السلطنت نے اسے اتفاقاً بلایا اور اس کے سامنے اسے مارا گیا، اور خود نائب اس کے پاس گیا اور اس کے منہ پر چابک مارے، اور اسے اس کے سامنے سے اٹھا لیا گیا، اس کی وفات عرفہ کے روز ہوئی، اور قاسیون کے دامن میں اسی روز دفن کیا گیا اس کا مکان باب الفرادیس کے باہر تھا۔

آغاز ۷۱۷ھ

اس سال کا آغاز مذکورہ بالا حکام پر ہوا، اور صفر کے مہینے میں جامع کی تعمیر کا کام شروع ہوا جسے ملک الامراء تنکز نائب شام نے باب مصر کے قصر سوق کے سامنے دمشق میں نہر بانیاس پر تعمیر کیا اور قاضی اور علماء اس کے قبلے کی تحری کے لئے آئے اور اس کی حالت وہی رہی جو شیخ ابن تیمیہ نے اتوار کے روز ۲۵ صفر کو بیان کی تھی انہوں نے اس کی تعمیر کا کام سلطان کے کہنے پر شروع کر دیا۔

اور اس کے نائب نے اس بارے میں اس کا ہاتھ بٹایا اور اسی ماہ میں بعلبک میں بڑا سیلاب آیا جس کی وجہ سے متعدد افراد ہلاک گھر اور عمارتیں برباد ہوئیں، یہ واقعہ ۲۱ صفر بروز منگل پیش آیا، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس سے پہلے ان پر بجلی چمکی، بارش اور اولے پڑے، وادیاں بہہ پڑیں، اس کے بعد بڑا سیلاب آیا اور شمال مشرق کی جانب شہر کی فصیل چالیس ہاتھ دھنس گئی حالانکہ دیوار کی بلندی پانچ ہاتھ تھی اور اس نے صحیح برج کو اٹھا لیا اور اس کے ساتھ اس کے دونوں جانب دو شہر بھی اٹھائے اور اسے اسی طرح اٹھا لیا حتی کہ وہ گزر گیا اور زمین میں پانچ سو ہاتھ گڑھا کھودا گیا جس کی چوڑائی تیس ہاتھ تھی اور سیلاب اسے شہر کے مغرب میں اٹھا کر لے گیا وہ جس چیز سے بھی گزرتا اسے تہس نہس کر دیتا اور وہ شہر والوں کی غفلت میں آیا اور شہر کا تہائی سے زائد حصہ تباہ کر دیا، اور جامع میں داخل ہو کر ڈیڑھ آدمی کے قد کے برابر بلند ہو گیا پھر وہ اس کی مغربی دیوار پر چڑھا اور اسے تباہ کر دیا، اور اس میں موجود ذخیروں، کتب اور مصاحف کو بھی برباد کر دیا اور جامع کی بہت سی خوبصورت چیزوں کو بھی ضائع کر دیا، اور بہت سے مرد، بچے اور عورتیں اس کی دیوار سے نیچے گر کر مر گئیں۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

اور جامع میں علی بن محمد بن شیخ علی حریری اور آپ کے ساتھ فقراء کی ایک جماعت بھی ڈوب گئی، یہ کہا جاتا ہے کہ اس حادثہ میں مسافروں کے علاوہ بعلبک والے ۱۴۴ کے قریب افراد ہلاک ہوئے اور سیلاب سے تباہ ہونے والے گھر اور دکانیں تقریباً چھ سو تھیں، اور جن باغات کے درخت تباہ ہو گئے، جامع اور امینیہ کے علاوہ آٹھ چکیاں بھی تباہ ہوئیں اور جو رہ گئیں وہ بہت ہیں۔

اس سال نیل بھر گیا ایسا پہلے کبھی نہ سنا گیا تھا اس نے بہت سے شہروں کو غرق کر دیا اور کثیر افراد کو ہلاک کیا، منیہ ابسرج بھی غرق ہوا اور اس میں لوگوں کی بہت سی چیزیں تباہ ہوئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور ربیع الثانی کے شروع میں حلب کی فوج نے آمد شہر پر حملہ کیا انہیں لوٹا، قیدی بنایا اور صحیح سالم واپس آ گئے اور ۲۹ ربیع الاول ہفتے کے دن مصر سے مالکیہ کا قاضی علامہ فخر الدین ابوالعباس احمد بن سلامہ بن احمد بن احمد بن سلاف اسکندری مالکی، قاضی القضاۃ جمال الدین زواری کے بجائے دمشق کی قضاء پر آیا کیونکہ قاضی جمال الدین نحیف ہو چکے تھے اور ان کا ذہن بگڑ گیا تھا پس قاضیوں اور معززین نے ان سے ملاقات کی اور ان کے پہنچنے کے اگلے دن ان کا حکم نامہ جامعہ میں پڑھا گیا اور معززین ان کے پاس آئے اور ان کے فضائل، علوم، عفت واصابت رائے اور دینداری کا بدلہ دیا گیا اس سے آٹھ روز بعد معزول الزواری کا انتقال ہو گیا۔

اور وہ دمشق میں تیس سال سے قاضی رہے اور اسی سال امیر سیف الدین بن بہادر آص کو کرک کے قید خانے سے نکالا گیا اور قاہرہ بھیجا گیا اور بادشاہ نے اس کا اکرام کیا اس کی قید شام کے نائب کے مشورے سے تھی کیونکہ یہ دونوں ملطیہ میں دست وگریبان ہوئے تھے اور ۹ شوال بروز جمعرات قافلہ نکلا اور سیف الدین کجکنی حج کا امیر تھا اور حاجیوں میں چیف جسٹس نجم الدین بن صصری اور ان کا بھتیجا شرف الدین، کمال الدین بن شیرازی، قاضی جلال الدین حنفی، شیخ شرف الدین ابن تیمیہ اور بہت سے افراد شامل تھے اور اس مہینے کی ... تاریخ کو قاضی جلال الدین محمد بن شیخ کمال الدین شریشی نے جاروخیہ میں شیخ شرف الدین بن ابوسلام کی وفات کے بعد درس دیا اور اس کے پاس معززین حاضر ہوئے اور اس مہینے کی ۱۹ تاریخ کو ابن زملکانی نے ابن سلام کی جگہ عذراویہ میں درس دیا، اور اس میں شیخ شرف الدین بن تیمیہ نے اپنے بھائی کی اجازت سے اپنے ماں شریک بھائی بدر الدین قاسم بن محمد بن خالد کے بعد حنبلیہ میں درس دیا پھر شیخ شرف الدین حج کو گئے اور شیخ تقی الدین درس میں بنفس نفیس شریک ہوئے اور بہت سے لوگ اور معززین بھی آئے حتیٰ کہ آپ کے بھائی واپس آ گئے لیکن ان کی واپسی کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا اور یہ خبریں ملیں کہ ساحلی شہروں سے شراب اور منکرات کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور اس کے علاوہ طرابلس میں بھی ایسا ہی ہوا اور وہاں پر بہت سے نافذ شدہ ٹیکس لوگوں سے ہٹا دیئے گئے اور نصیریہ نامی بستی میں ہر محلے کے اندر ایک ایک مسجد بنائی گئی ہے۔ وللہ الحمد والمنۃ۔

۲۸ شوال منگل کی صبح کو شیخ امام علامہ شیخ الکتاب شہاب الدین محمود بن سلیمان حلبی ڈاک کے گھوڑے پر شرف الدین عبدالوہاب بن فضل اللہ متوفی کے بجائے مصر سے دمشق آئے اور صمصامیہ میں جسے مالکیہ کے لئے دوبارہ تعمیر کیا گیا تھا درس دیا۔

یہ ذیقعدہ کا مہینہ اور اتوار کا دن تھا اور صاحب شمس الدین غبریال نے ... لئے درس وقف کر دیا اور وہاں فقہاء کرام نے بھی درس دیا اور نائب عدالت فقیہ نور الدین علی بن عبدالبصیر مالکی کو اس کی تدریس کے لئے منتخب کیا گیا اور قاضی حضرات اور معززین آپ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کے پاس حاضر ہونے والوں میں شیخ ابن تیمیہ بھی شامل تھے، آپ انہیں اسلام ... سے جانتے تھے اور اس میں خوارزمیہ کے اندر شیخ جمال الدین محمد بن شیخ شہاب الدین احمد کمال نے درس دیا اور آپ کو نائب ... تنکز نے ... امین الدین سلیمان طبیب کے بجائے طب کا سربراہ مقرر کیا گیا۔ اور اس نے اسے اس عہدے کے لئے منتخب کر لیا اتفاقاً تاتاریوں کی ایک جماعت ... دین میں ... ہوئی اور مہنگائی کی وجہ سے بھگوڑ ... ایک جماعت بھی شام کے شہروں کی طرف جاتے ہوئے ان سے آملی اور راس العین ... دن کی مسافت پر ساتھ تاتاری ان پر حملہ آور ہوئے اور تیروں سے ان پر حملہ کر دیا اور سب کو قتل کر دیا ان میں سے کوئی نہ بچ سکا سوائے ایک سترہ سالہ جوان کے جو ان کے ساتھ تھے تاتاری آپس میں کہنے لگے کہ انہیں کون قتل کریگا؟ تو ان میں سے ایک بولا کہ اگر تم مجھے مال غنیمت دو تو میں قتل کرتا ہوں چنانچہ اس نے انہیں قتل کیا۔ کل چھ سو تاجر قتل اور تین سو مسلمان فرار ہوئے، انہوں نے لاشوں سے پانچ حوض بھر دیئے اللہ رحم فرمائے ان میں ... ایک ترکمانی شخص بچ سکا جو بھاگ کر راس العین پہنچا اور اس نے جو دردناک اور بھیانک منظر دیکھا تھا وہ بیان کیا تو دیار بکر کے حاکم سوبای نے انہیں کوشش کر کے تلاش کیا اور سب کو قتل کر دیا ان میں سے صرف ۲ آدمی باقی بچے، اللہ انہیں کسی جماعت کا منہ نہ دکھائے اور نہ ان کا بھلا ہو آمین یا رب العالمین۔

مقام جبلہ میں گمراہ مہدی کے ظاہر ہونیکا بیان

اور اس سال نصیریہ نے اطاعت سے ہاتھ اٹھا لیا اور ان کے درمیان ایک آدمی تھا

جس کا نام انہوں نے محمد بن حسن مہدی قائم بامر اللہ رکھا تھا اور کبھی اسے علی بن ابی طالب زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا پکارا جاتا تھا اللہ تعالیٰ ان کے اقوال سے بلند و برتر ہے اور کبھی وہ دعویٰ کرتا کہ وہ محمد بن عبداللہ شہروں کا حاکم ہے اور مسلمانوں کو کافر کہنے لگا اور یہ بات بھی کہتا کہ نصیریہ حق پر ہیں، اور یہ بہت سے کبار جاہل نصیریہ کی عقلوں پر قابض ہو گیا اور ان میں ہر ایک کو ایک ہزار افراد کا لیڈر بنا دیا اور انہیں بہت سے شہر اور عہدے دیئے، یہ جبلہ نامی شہر پر حملہ آور ہوئے اور بہت سے افراد کو قتل کر دیا اور وہ اس سے اس حال میں نکلے کہ یہ الفاظ کہہ رہے تھے "**لا الٰہ الا علی و لا حجاب الا محمد و لا باب الا سلمان**" انہوں نے شیخین کو گالیاں دیں، اور شہر والوں نے واسلاماہ، واسلاماہ وا امیراہ پکارا، ان دنوں ان کی مدد کرنے والا کوئی نہ تھا وہ روئے اور اللہ کے حضور گریہ وزاری کرنے لگے۔

بہر حال اس گمراہ نے ان اموال کو جمع کیا اور اپنے ساتھیوں اور پیروکاروں میں تقسیم کر دیا، اللہ ان کو برائی دکھائے اس نے ان سے کہا کہ مسلمانوں کا نہ ذکر باقی رہا اور نہ مملکت، اور اگر میرا ساتھ دینے والے صرف دس افراد بھی ہوں تب ہم سب ممالک پر قبضہ کر لیں گے اور اس نے ان شہروں میں منادی کرادی کہ عشر کی مقاسمت کسی غیر کے لئے نہیں تاکہ اس میں رغبت دلائے اور اس نے اپنے ساتھیوں کو مساجد کو ویران کرنے اور ان کو شراب خانے بنا دینے کا حکم دیا اور وہ مسلمان قیدیوں سے کہتے کہ کہو لا الہ الا علی، اور اپنے اس معبود مہدی کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤ جو مارتا اور جلاتا ہے تاکہ وہ تیری جان بخشی کرے اور تیرے لئے حکم جاری کرے اور انہوں نے تیاری کی اور بڑا غلط کام کیا لہٰذا فوجیں ان کی طرف بڑھیں اور انہیں شکست فاش دی اور بہت سے لوگوں کو ان کے گمراہ کن مہدی سمیت قتل کر دیا اور وہ روز قیامت دوزخ کے عذاب کی طرف ان کا رہنما ہوگا۔ جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا (اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جو علم کے بغیر اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور ہر سرکش شیطان کی پیروی کرتے ہیں اور اس نے اس پر لازم کیا ہے کہ جو اس کی اتباع کریگا وہ اسے گمراہ کر دے گا اور دردناک عذاب کی طرف لے جائیگا، یہ تیرے ہاتھوں کا بھیجا ہوا ہے) الآیۃ۔

اور اس سال امیر حسام الدین مہنا اور اس کے بیٹے سلیمان نے حج کیا ان کے ساتھ چھ ہزار آدمی تھے اور اس کا بھائی محمد بن عیسیٰ چار ہزار آدمیوں کے ساتھ عازم حج ہوا، اور مہنا نے کسی مصری اور شامی سے ملاقات نہیں کی حالانکہ مصریوں میں مجلیس وغیرہ بھی تھے، واللہ اعلم۔

اس سال وفات پانے والے نامور حضرات

شیخ صالح ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ الحسنی آپ فاضل انسان تھے اور آپ نے اچھا لکھا اور تنبیہ اور عمدہ وغیرہ کی نقول تیار کیں، اور لوگ آپ سے نفع اٹھاتے اور اسے آپ کے سامنے پیش کرتے، آپ سے تصحیح کراتے، اور جامع میں آپ کے صندوق کے قریب آپ کے پاس بیٹھتے، آپ کی وفات ۶ محرم سوموار کی رات ہوئی اور صوفیہ میں تدفین ہوئی، اور عمدہ وغیرہ میں آپ خوش خط تھے۔

شیخ شہاب الدین رومی...... احمد بن محمد بن ابراہیم بن مراغی، آپ نے معینیہ میں درس دیا اور محراب حنفیہ میں ان کی غربی حجرہ میں ان کی امامت کی جبکہ ان کا محراب وہاں تھا اور خاتونیہ کی مشیخت سنبھالی، اور آپ نائب سلطان افرم کی امامت کرتے تھے اور آپ خوبصورت آواز میں تلاوت کیا کرتے تھے اور ان کو اس کے ہاں ایک مقام حاصل تھا، بعض اوقات افرم آپ کے پاس پیدل جاتا حتیٰ کہ آپ کے اس زاویہ میں آجاتا جسے آپ نے شمال مشرق میں بڑے وسیع میدان میں بنایا تھا اور جب آپ محرم میں فوت ہوئے اور صوفیہ میں دفن کر دیئے گئے تو آپ کے دونوں بیٹے عماد الدین اور شرف الدین نے آپ کا کام سنبھال لیا۔

شیخ صالح عدل فخر الدین عثمان بن ابوالوفاء بن نعمت اللہ اعزازی، آپ بہت امیر، ملنسار اور کثیر التلاوۃ تھے، آپ نے ساٹھ ہزار دینار اور ایسے جواہرات کی امانت واپس کی جسے اللہ کے سوا کوئی نہ جانتا تھا جس وقت ان کا مالک جہاد میں کام آ گیا تھا اس کا نام عز الدین جراحی نائب غزہ تھا، اس نے یہ امانت آپ کے پاس رکھوائی تھی جو آپ نے اس کے اہل و عیال کو واپس کر دی، اللہ آپ کو بدلہ دے، اسی وجہ سے جب آپ کی

وفات ۲۳ ربیع الثانی منگل کے روز ہوئی تو خلق کثیر آپ کے جنازے میں شریک تھی، یہ وہ لوگ تھے جنہیں سوائے اللہ کے کوئی نہ جانتا تھا اور نہ وہ اس قسم کے جنازے میں پہلے کبھی شریک ہوئے تھے، آپ کو باب الصغیر میں دفن کر دیا گیا۔

قاضی القضاۃ جمال الدین ...... ابو عبداللہ محمد بن سلیمان بن یوسف زواوی جو ۶۸۷ھ سے مالکیہ کے قاضی تھے، آپ مغرب سے مصر تشریف لائے اور حصول علم میں مشغول ہوئے اور وہاں کے مشائخ سے علم حاصل کیا، انہی میں سے شیخ عزالدین بن عبدالسلام بھی تھے، پھر آپ دمشق قاضی کی حیثیت سے آئے، یہ ۶۸۷ھ تھا، آپ کی پیدائش تقریباً ۶۲۹ھ میں ہوئی۔

آپ نے امام مالک کے مذہب کے شعار کو مضبوط کیا اور آپ کے زمانے میں صمصامیہ آباد ہوا، اور آپ نے النوریہ کی عمارت کی از سر نو تعمیر کی اور صحیح مسلم اور موطا امام مالک کو یحییٰ بن یحییٰ سے امام مالک کے حوالہ سے روایت کیا، جبکہ قاضی عیاض کی شفاء نے نامی کتاب کو بھی روایت کیا، آپ کو وفات سے بیس دن پہلے عہدہ قضاء سے ہٹا دیا گیا، یہ بھی آپ کی بھلائی میں ہوا کہ آپ قاضی ہونے کی حالت میں فوت نہ ہوئے، آپ کی وفات ۹ جمادی الثانی بروز جمعرات مدرسہ صمصامیہ میں ہوئی اور آپ کی نماز جنازہ جمعہ کے بعد پڑھی گئی اور باب الصغیر کے قبرستان میں دفن کئے گئے، مسجد تاریخ کے بالکل سامنے، لوگ آپ کے جنازے میں آئے اور آپ کی تعریف کی، آپ کی عمر امام مالک کی طرح ۸۰ سال سے زیادہ تھی اور آپ اپنے مذہب کے مطابق ۷۱ سال کی عمر کو بھی نہ پہنچے۔

قاضی صدر الرئیس شرف الدین ...... کاتبوں کے سرکردہ شرف الدین ابو محمد عبدالوہاب بن جمال الدین فضل اللہ بن علی قرشی، عدوی، مصری، آپ ۶۲۹ھ میں پیدا ہوئے اور حدیث کا سماع کیا اور خدمت کی، لہٰذا آپ کا مرتبہ بلند ہوا اور مصر میں تصنیفات کیں۔

پھر آپ دمشق میں خفیہ کتابت کی طرف چلے گئے یہاں تک کہ آپ کی وفات ۸ رمضان المبارک کو ہوئی اور قاسیون میں دفن ہوئے، آپ کی عمر ۹۰ سال کے قریب تھی اس وقت بھی آپ کے ہوش وحواس اور اعصاب صحیح کام کر رہے تھے، آپ علماء کے بارے میں اچھا گمان رکھتے تھے خاص طور پر ابن تیمیہ اور صلحاء کے بارے میں، رحمہ اللہ، اور آپ کے بعد آپ کے نائب شہاب الدین محمود خفیہ کتابت کرتے تھے اور علاء الدین بن غانم اور جمال الدین بن نباتہ نے آپ کا مرثیہ پڑھا۔

فقیہ امام عالم مناظر شرف الدین ...... شرف الدین ابو عبداللہ حسین بن امام کمال الدین بن علی بن اسحاق بن سلام دمشقی، شافعی، آپ کی پیدائش ۶۷۳ھ میں ہوئی، آپ تعلیم وتعلم میں مشغول ہوئے، مہارت تامہ پائی اور علم سے سیراب ہوئے، آپ نے جاروخیہ اور عذراویہ میں درس دیا، اور ظاہریہ میں دوبارہ لائے گئے اور دار العدل میں فتوے دیئے، آپ کھلے دل کے مالک، باہمت، شریف الطبع تھے، آپ اپنی فہم وفراست، خط، حفظ، فصاحت وبلاغت اور مناظرہ میں قابل تعریف تھے، آپ کی وفات ۲۴ رمضان کو ہوئی، اور بہت سی اولاد اور قرضہ چھوڑا جسے آپ کی طرف سے آپ کی اہلیہ زویزان کی بیٹی نے ادا کیا، اللہ اس کی طرف سے قبول فرمائے اور اس کے ساتھ احسان کا معاملہ کرے۔

صاحب انیس الملوک ...... بدر الدین عبدالرحمٰن بن ابراہیم اربلی، آپ کی پیدائش ۶۳۸ھ میں ہوئی، آپ ادب میں مشغول ہوئے اور اس میں مہارت تامہ حاصل کی اور بادشاہوں کے ہاں سے اس کے ذریعہ رزق کمایا اور آپ کے لطیف اشعار میں سے یہ اشعار جنہیں شیخ علم الدین نے اپنے ترجمے میں بیان کئے ہیں:

اور شراب میرے محبوب کے گال سے مماثلت رکھتی ہے، اور میرے آنسو اسے چاند کو پلاتے ہیں، وہ میرے نزدیک میری سماعت اور بصارت سے بھی زیادہ باعزت ہے۔

اور آپ کا ایک قول ایک گانے والی کے بارے میں ہے:

وہ کمیاب، پتلی کمر والی، بہترین محبت والی، خوشی سے معانقہ کرنے والی، بیمار آنکھوں والی، اس نے نغمہ گایا اور اس کا وجود ناز وادا سے چلا گویا کہ وہ کبوتری ہے جو گا رہی ہے بید مجنون پر بیٹھی ہوئی ہے۔

صدر الرئیس شرف الدین محمد بن جمال الدین ابراہیم ... ابن شرف الدین، عبدالرحمٰن بن امین الدین، سالم بن حافظ بہاء الدین حسن بن ھبۃ اللہ بن محفوظ بن مصری، آپ حجاز مقدس کی طرف گئے جب آپ مقام بردی پر پہنچے تو صاحب فراش ہو گئے اور اسی حال میں انتقال فرمایا، آپ کا انتقال مکہ مکرمہ میں ہوا، جبکہ آپ نے احرام باندھا ہوا تھا اور تلبیہ پڑھ رہے تھے، لوگ آپ کے جنازے میں شریک ہوئے اور آپ کی موت پر رشک کرنے لگے، آپ کا انتقال جمعہ کے روز دن کے آخری حصے میں ہوا، یہ ۷ ذی الحجہ کا دن تھا، آپ کی تدفین ہفتے کے دن چاشت کے وقت باب حجون کے قبرستان میں عمل میں آئی، اللہ آپ پر رحم کرے اور آپ کو عمدہ ٹھکانہ نصیب فرمائے۔

آغاز ۷۱۸ھ

اب بھی خلیفہ اور بادشاہ وہی تھے اور مالکی کے علاوہ دمشق میں وہی سردار اور قاضی تھے اور علامہ فخر الدین بن سلامہ، قاضی جمال الدین زواوی کے بعد قاضی تھے رحمہ اللہ، اور محرم میں جزیرۃ العرب کے شہروں، اور بلاد شرق، سنجار، موصل، ماردین اور ان کے گرد ونواح سے بڑی منہگائی، سخت تباہی، بارشوں کی کمی، تاتاریوں کے خوف، خوراک کا نہ ہونا، نرخوں کی زیادتی، اخراجات کی کمی، آسائشوں کے زوال اور عذاب کے اترنے کی اطلاعات پہنچیں، نوبت یہاں تک پہنچی کہ جمادات، نباتات اور مرداروں میں سے جو کچھ انہیں ہاتھ لگا اسے کھالیا حتیٰ کہ اپنے اہل اولاد کو فروخت کرنے لگے، فی بچہ پچیس درہم یا اس سے بھی کم رقم میں فروخت ہوا، حتیٰ کہ بہت سے لوگ تو مسلمانوں کی اولاد کو خریدتے نہیں تھے تو عورت چیختی اور پکارتی کہ میں نصرانیہ ہوں تاکہ کوئی اس کا بچہ خریدے اور وہ اس کی قیمت سے کچھ خرید کر اپنی زندگی کی رمق باقی رکھنے کے لئے کچھ کھا سکے اور ہلاکت سے بچ جائے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خلاصہ یہ کہ ایسے حالات پیش آئے کہ ان کا ذکر طوالت کا سبب ہوگا اور کان ان کے سننے سے گریز کریں گے ان میں سے چار سو کے لگ بھگ کی ایک جماعت مرتبہ کی حدت کی راستے میں ان پر برف گری اور سب کے سب ہلاک ہو گئے اور ان میں سے ایک جماعت تاتاریوں کے ساتھ ہو گئی جب وہ ایک گھاٹی پر پہنچے تو تاتاری پہلے گھاٹی پر چڑھے اور انہیں چڑھنے نہیں دیا گیا تاکہ یہ ان پر بوجھ نہ بنیں چنانچہ یہ سب کے سب ہلاک ہو گئے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم۔

۷ صفر بروز دوشنبہ تمام علاقوں میں سلطان کا وکیل خاص قاضی کریم الدین عبدالکریم بن المعلم ھبۃ اللہ دمشق آکر دار السعادۃ میں اترا، چار دن وہاں ٹھہرا اور اس نے قبیبات کی تعمیر کا حکم دیا جسے جامع کریمی کہا جاتا ہے پھر بیت المقدس کی زیارت کے لئے چلا گیا اور بہت سے صدقات کئے۔ اپنے سفر کے بعد ایک جامع کی تعمیر شروع کردی، ۲۰ صفر کو عرابس میں ترمان کی جانب تیز آندھی آئی ان کے بہت سے مال ومتاع کو برباد کر دیا ان کا ایک امیر اس کی بیوی، دو بیٹیاں اس کے دو بیٹے، ایک ماندی تقریباً گیارہ آدمی اس سے ہلاک ہو گئے بہت سے اونٹ اور دیگر جانور مر گئے، برتن اور فرنیچر ٹوٹ گئے، ہوا اونٹ کو اس تیزی سے بقدر اوپر اٹھا کر پھینک دیتی تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا پھر اس کے بعد شدید تیز بارش ہوئی اس قدر اولے گرے کہ ۲۳ کے قریب دیہاتوں کی کھیتیاں اور فصلیں تباہ ہو گئیں۔

صفر میں امیر سیف الدین طغائی کو حلب کی نیابت کے لئے بھیجا گیا وہاں اسے دو ماہ ٹھہرایا گیا اور صاحب امین الدین کو اوقاف کا ناظر بنا کر بھیجا گیا۔ ۵ ربیع الاول بروز جمعہ قاضی القضاۃ شمس الدین بن مسلم نے شیخ امام علامہ تقی الدین بن تیمیہ سے ملاقات کر کے انہیں حلف بالطلاق کے مسئلے میں فتویٰ نہ دینے کا مشورہ دیا شیخ نے ان کی نصیحت قبول کر لی اور ان کی دلداری اور مفتیان کرام کی وضعداری کی خاطر ان کے مشورہ پر عمل کیا پھر شروع جمادی الاولیٰ میں شیخ تقی الدین کو حلف بالطلاق کے مسئلہ میں فتویٰ دینے سے روکنے کے متعلق سلطان کا پیغام آیا، اس کے لئے مجلس منعقد کی گئی اور سلطان کی خواہش کے مطابق بات پوری ہو گئی، اور اس کا شہر میں اعلان کرایا گیا حالانکہ فرمان سے پہلے قاضی ابن مسلم حنبلی سے مفتیوں کی ایک جماعت ملی ان سے کہا کہ وہ شیخ کو اس مسئلہ میں فتویٰ دینے سے رکنے کی نصیحت کریں چنانچہ شیخ نے ان کی بات مان لی، اس سے ان کا مقصد شر و فتن کو بھڑکنے سے روکنا تھا اسی ماہ کی ۱۰ تاریخ کو صفت سے سیف الدین طغائی کی گرفتاری اور بدر الدین القرمانی کو حمص کی نیابت سونپنے کا فرمان آیا۔

اسی ماہ رشید الدولہ فضل اللہ بن ابوالخیر بن علی ہمدانی کا قتل ہوا، اصلاً وہ یہودی عطار تھا طب میں اس نے مہارت حاصل کی اور قسمت نے ساتھ دیا حتیٰ کہ وہ خربندا کا گویا جزء لا یتجزیٰ (یعنی ہمزاد) بن گیا، بڑا بلند مرتبہ اور نام پایا، وزارت کا منصب اسے ملا، اموال ملکیت اور اسکی سعادت اسے ملی کہ اس کی صفت اور تعریف بیان نہیں کی جاسکتی، اس نے اسلام کا بھی اظہار کیا اسے بڑے فضائل حاصل تھے قرآن کی تفسیر لکھی بہت سی کتابیں تصنیف کیں، اولاد اور عظیم دولت وثروت کی نعمتیں بھی اسے ملی تھیں، اسی برس کی عمر کو پہنچا، الرحبۃ کے دن بھی اس نے اچھے کام کئے کیونکہ اس نے مسلمانوں کی جانب داری کی اور بلاد شامیہ سے تاتاریوں کی واپسی کے معاملہ کو عمدگی سے نمٹایا۔

یہ ۷۱۲ھ کی بات ہے جیسا کہ گذر چکا، اسلام کے معاملہ میں خیر خواہ تھا لیکن اس سے بہت لوگوں کو تکلیف بھی پہنچی تھی لوگوں نے اس کے دین پر بھی تہمت بازی کی ہے اور اس کی تفسیر میں بھی کلام کیا ہے اس میں تو کوئی شک نہیں کہ وہ گڈمڈ کرنے والا تھا اور علم نافع اور عمل صالح سے وہ یکسر خالی تھا جب ابوسعید مملکت کا متولی بنا تو اسے معزول کر دیا گیا چند دن وہ گمنام رہا پھر جوبان نے اسے بلا کر کہا کہ کیا تو نے سلطان خربندا کو زہر پلایا ہے اس نے جواب دیا کہ میں تو انتہائی عزت وعظمت تک پہنچا تو میں اس حال میں یہ حرکت کیسے کر سکتا ہوں؟ چنانچہ طبیبوں کو بلایا گیا انہوں نے خربندا کے مرض اور بیماری کی نشاندہی کی اور کہا کہ ان کے پیٹ میں فاسد مواد جمع ہونے کی وجہ سے الرشید نے اسہال کی دوا دی، جس سے انہیں بہت اسہال ہوا یہاں تک کہ انہیں ستر بار قضاء حاجت کے لئے جانا پڑا چنانچہ اس سے وہ مر گیا یعنی اس نے غلط دوا پلائی تھی جوبان اس سے کہنے لگا تب تو تو نے ہی اسے قتل کیا ہے۔

چنانچہ اسے اور اس کے بیٹے ابراہیم کو قتل کر دیا گیا اس کے اموال واملاک کو ضبط کر لیا گیا وہ بہت بڑی تعداد میں تھے اس کے اعضاء کو کاٹا گیا اور اس کے ہر چیز کو ایک شہر کی طرف بھیجا گیا اور تبریز میں اس کے سر کو لے کر یہ اعلان کرایا گیا کہ یہ اس یہودی کا سر ہے جس نے کلام اللہ کو بدلنے کی کوشش کی اور اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت بھیجی، پھر اس کے جثے کو جلا دیا گیا اس پر نگران علی شاہ تھا۔

اسی ماہ یعنی ربیع الاول میں تقی الدین الاخنائی کو مصر میں زین الدین بن مخلوف کی مالکیہ کا قاضی بنایا گیا کیونکہ ابن مخلوف نے قضاء میں ۳۳ برس رہ کر ۸۴ سال کی عمر میں وفات پائی تھی، بروز خمیس ۱۰ رجب کو سلطان کے فرمان کے مطابق صلاح الدین یوسف بن الملک الاوحد نے امیری کی خلعت زیب تن کی، آواخر رجب میں حمص کے باہر عظیم سیلاب آیا، بہت سی چیزیں تباہ ہوگئیں سیلاب شہر کی طرف آرہا تھا لیکن خندق کی وجہ سے رک گیا، شعبان میں جامع کی تعمیر مکمل ہوئی جس کی تنکز نے باب النصرہ کے باہر بنیاد رکھی تھی۔

مشاہیر فضلاء میں سے فنون متعددہ کے ماہر شیخ نجم الدین علی بن داؤد بن یحیٰی حنفی معروف بالقحفازی نے اس میں خطبہ دیا، نائب سلطنت، قضاۃ، روساء، قراء اور شعراء شریک خطبہ ہوئے، بڑے اجتماع کا دن تھا اگلے جمعہ کو جامع قبیبات میں جس کی بنیاد وکیل سلطان کریم الدین نے رکھی تھی خطبہ پڑھا گیا اس میں روساء اور قاضی صاحبان حاضر ہوئے اس میں شیخ شمس الدین محمد بن عبدالواحد بن یوسف بن رزین حرانی رسدی حنبلی نے خطبہ دیا وہ کبار صالحین میں سے زاہد، عابد، عبادت گذار، پاکباز، خوش آواز اور نیک سیرت انسان تھے، ۱۱ رمضان کو شیخ شمس الدین بن نقیب، حمص کے حاکم بن کر نکلے، لوگ ان کے طالب اور ان کی طرف راغب تھے اور یہاں سے بھی لوگ ان کو الوداع کہنے کے لئے نکلے۔

اسی ماہ سلمیہ اور شوبک میں زبردست سیلاب آیا شوال میں کجاوہ نکلا اور قافلے کا سربراہ، امیر علاء الدین بن معبد والی بر تھے اور قافلے کا قاضی حلب کا حاکم زین الدین بن قاضی خلیل تھا، اس سال حج کرنے والے امراء میں شیخ برھان الدین فزاری، کمال الدین بن الشریشی، اس کا بیٹا اور بدر الدین بن العطار تھے، ۲۱ ذی الحجہ کو امیر فخر الدین ایاس الاعسری دمشق کے کونسلوں کی عہدے کو چھوڑ کر طرابلس کے امیر بنا کر بھیجے گئے، محلہ قعطلہ کے قریب ضرار بن ازور کے مشہد کے جانب میں دمشق کے مشرقی دروازے کے باہر الصاحب شمس الدین غبریال، کونسلوں کے نگران نے جس جامع کی بنیاد رکھی تھی ۷ ذی الحجہ بروز جمعہ اس میں خطبہ پڑھا گیا خطبہ شیخ شمس الدین محمد بن التدمری معروف بالنیربانی نے دیا جو کبار صالحین، عابد اور زاہد شیوخ میں سے تھے نیز وہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے بھی ساتھیوں میں سے تھے ۲۲ ذی الحجہ بروز دوشنبہ کمال الدین بن الشریشی کی جگہ مدرسہ تربت ام صالح کی تدریس ومشیخت، شیخ حافظ محدث شمس الدین محمد بن عثمان الذھبی نے سنبھالی، کیونکہ شوال کے مہینے میں حجاز کے راستے میں ان کا انتقال ہوگیا تھا اس مدرسے کی مشیخت ۳۳ سال ان کے پاس رہی تھی، الذھبی کی خدمت میں قاضیوں کا ایک گروہ حاضر ہوا۔

بروز سہ شنبہ اسی درس کی صبح فقیہ زین الدین بن عبیدان الحنبلی کو بعلبک سے بلایا گیا اور اس خواب کی تحقیق کی گئی جس کے بارے میں وہ دعویٰ کر رہا تھا کہ اس نے یہ خواب نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں دیکھا ہے اس میں اِدھر اُدھر کی آمیزش اور جنونیت کی باتیں اتنی تھیں کہ کسی مستقیم المزاج انسان سے ان کا صدور مشکل ہے اپنا یہ خط اس نے اپنے بعض ہمنواؤں کو بھیجا تھا لیکن شوافع کے قاضی نے اسے سلامتی سے نکال کر اس کے خون ہونے کو بچایا لیکن اس کی تعزیر کر کے پورے شہر میں اس کی منادی کرائی گئی اور فتوی دینے اور نکاح خوانی پر پابندی لگائی گئی پھر اسے چھوڑ دیا گیا، چہار شنبہ کی صبح کو بدر الدین محمد بن بضحان نے مدرسہ تربتہ ام صالح میں تجوید قراءات کی مشیخیت سنبھالی کیونکہ شیخ مجد الدین التونسی کی وفات ہو چکی تھی روساء اور فضلاء بھی خطبے میں شریک ہوئے اس دن میں بھی شریک ہوا اس سے قبل ان کے عوض شیخ محمد بن خروف الحنبلی نے مدرسہ اشرفیہ میں قرأت کی مشیخیت سنبھالی تھی۔

۲۳ ذی الحجہ بروز خمیس میرے شیخ اور محسن شیخ امام علامہ حافظ حجت ابو الحجاج بن الزکی عبد الرحمٰن بن یوسف المزی نے کمال الدین بن الشریشی کی جگہ دار الحدیث الاشرفیہ کے شیخ الحدیث بنے لیکن ان کی مجلس میں کوئی بڑا آدمی شریک نہیں ہوا کیونکہ بعض لوگ ان کے اس انتخاب پر کچھ تحفظات رکھتے تھے حالانکہ ان سے قبل کوئی بھی اس عہدے کا ان سے زیادہ حقدار اور حافظ متولی نہیں بنا تھا، لوگوں کے نہ آنے سے ان کا کیا بگڑا کیونکہ لوگوں کا قرب ان کے لئے متوحش تھا اور بعد میں انسیت ہو گئی تھی واللہ اعلم۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

شیخ صالح ابو عبداللہ البالسی۔ متورع، زاہد، قدوہ، بقیہ سلف، قدوہ خلف ابو عبداللہ محمد بن شیخ صالح عمر بن سید قدوہ، عابد کبیر، عارف ابوبکر بن علی بن قوام البالسی، ۶۵۰ کو بالس میں پیدا ہوئے، ابن طبرزد کے اصحاب سے حدیث سنی، جلیل القدر شیخ، نفس کھ، خوش شکل، غیر جانبدار، باوقار بزرگ تھے، نیکی اور عبادت کی نشانیاں ان پر ظاہر تھیں، موکے قازان کے دن جب وہ شیخ تقی الدین بن تیمیہ نے قازان سے گفتگو کی تو یہ بھی شیخ کے ساتھ تھے اور انہوں نے قازان کے ساتھ شیخ کی گفتگو، شیخ کی شجاعت اور جرأت کا تذکرہ کیا ہے کہ شیخ نے اپنے ترجمان سے کہا کہ خان سے کہو کہ تم مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہو اور کہتے ہو کہ تمہارے پاس مؤذن ہیں، قاضی، ائمہ اور شیوخ ہیں، اس کے باوجود تم نے ہم سے لڑائی کی اور کیوں ہمارے علاقوں میں آیا؟ تیرا باپ تیرا دادا ہلاکو کافر تھے لیکن انہوں نے ہمارے اسلامی ملکوں سے لڑائی نہیں کی بلکہ میری قوم سے معاہدہ کیا اور تم نے معاہدہ کر کے غداری کی اور اپنی باتوں کی پاسداری نہیں کی۔

فرمایا کہ قازان، قطلوشاہ اور بولادی کے ساتھ شیخ کی مختلف موضوعات پر گفتگو ہوئی سب میں شیخ نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر ثابت قدمی دکھائی حق بات کہی اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرے، فرمایا کہ کھانا لایا گیا تو علامہ ابن تیمیہ کے علاوہ سب نے کھایا جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں نہیں کھاتے؟ تو فرمایا کہ میں تمہارا کھانا کیسے کھاؤں جبکہ تمہارا کھانا لوگوں کے لوٹے ہوئے اموال سے ہے اور لوگوں کے درخت کاٹ کر ان پر پکایا گیا ہے، فرمایا پھر قازان نے ان سے دعا کی درخواست کی تو وہ ہاتھ اٹھا کر فرمانے لگے اے اللہ! اگر تیرا یہ بندہ محمود تیرے کلمہ کی بلندی کے لئے لڑتا ہے تا کہ سارا دین تیرا ہو تو اس کی مدد و نصرت کر، اور لوگوں اور شہروں کا اسے مالک بنا اور اگر یہ ریا، شہرت اور طلب دنیا کے لئے نکلا ہے اور اپنا کلمہ بلند کر کے اسلام اور اہل اسلام کو ذلیل کرے تو اسے پکڑ لے، اس کو ہلاک کر دے اور اس کی نسل ختم کر دے، فرمایا کہ قازان ان کی دعا پر آمین کہہ رہا تھا اس نے بھی ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے، اس دوران ہم اپنے اپنے کپڑے سمیٹ رہے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قتل کا حکم دے دیا جائے اور ہمارے کپڑے خون آلود ہو جائے۔

جب ہم وہاں سے نکلے تو قاضی القضاۃ نجم الدین بن صصری وغیرہ نے ان سے کہا کہ قریب تھا کہ تم ہمیں اور اپنے آپ کو ہلاک کر دیتے، اللہ کی قسم! یہاں سے ہم تمہارے ساتھ نہیں چلیں گے تو شیخ نے فرمایا اللہ کی قسم میں بھی تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا چنانچہ بعض لوگ انہیں چھوڑ کر آگے چلے گئے اور وہ خود اپنے بعض ساتھیوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے، قازان کے امراء اور خاقانوں نے جب یہ سنا تو ان کے پاس آ کر ان کی دعائیں لیتے اور

ان کی طرف دیکھتے رہے اللہ کی قسم! وہ دمشق میں اس حالت میں پہنچے کہ اس کے ہم رکاب تین سو شہسوار تھے اور میں بھی ان کے ساتھ ہی تھا اور ساتھ دینے سے انکار کرنیوالوں پر تاتاریوں نے حملہ کر کے سب کو نیست و نابود کر دیا، یہ قصہ اور اس جیسا کلام میں (ابن کثیر) نے اور دوسرے لوگوں نے بھی سنا ہے اور پیچھے بھی گذر چکا ہے۔

شیخ محمد بن قوام نے ۲۲ صفر دوشنبہ کی رات کو الصالحیہ، الناصریہ اور العادلیہ کے مغربی جانب اپنی معروف خانقاہ میں انتقال فرمایا وہیں جنازہ پڑھ کر انہیں دفن کیا گیا ان کے جنازے میں انسانوں کے ایک جم غفیر نے شرکت کی، اسی جماعت میں شیخ تقی الدین بن تیمیہ بھی شریک تھے کیونکہ وہ ان سے بہت محبت کرتے تھے، شیخ محمد حکومت وغیرہ سے کوئی تنخواہ نہیں لیتے تھے نہ انہی کے خانقاہ کے لئے انہیں تنخواہ یا وقف لینا پڑا، کئی باران پر یہ چیزیں پیش ہوئیں لیکن قبول نہیں کیا لوگ ان کی زیارت کے لئے آتے، بڑے علم وفضل کے مالک تھے، فہم صحیح اور معرفت تامہ انہیں حاصل تھی، صحیح العقیدہ اور احادیث اور آثار سلف کے خوگر تھے کثرت کے ساتھ تلاوت اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے تھے ایک کتاب بھی تصنیف کی ہے جس میں اچھی خبریں ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان کی قبر پر رحمت کی پھوار برسائے۔

تقی الدین ابو محمد الحلبی الحنبلی..... شیخ صالح ادیب بارع، شاعر طاق، تقی الدین ابو محمد عبداللہ بن شیخ احمد تمام بن حسان الحلبی ثم صالحی حنبلی، شیخ محمد بن تمام کے بھائی تھے، ۶۳۵ھ میں پیدا ہوئے، حدیث سنی، فضلاء کی صحبت میں رہے، خوبصورت، خوش اخلاق، کریم النفس، دلچسپ مجلس، خوش گفتار تھے ایک مدت تک حجاز میں رہے ابن سبعین اور التقی الحورانی سے علم حاصل کیا، ابن مالک اور ان کے بیٹے کے پاس رہ کر ان سے نحو میں مہارت حاصل کی، پچاس سال تک الشہاب محمود، کی صحبت میں رہے وہ زہد اور دنیا سے بے تکلفی پر ان کی تعریف وتوصیف کرتے تھے، ۳۰ ربیع الاخر ہفتہ کی رات فوت ہوئے، قاسیون کے دامن میں دفن کئے گئے، شیخ علم الدین البرزالی نے ان کے حالات میں ان کے کچھ اشعار نقل کئے ہیں جنمیں سے کچھ یہ ہیں:

> اے میرے دل کے میدانوں میں رہنے والو! اس کی ہر حرکت میں تمہارے لئے سکون ہے میں ہمیشہ تمہارے متعلق باتوں کو دہراتا ہوں تو وہ باتیں شیریں ہو جاتی ہے حالانکہ اس گفتگو کی اور بھی حاجتیں ہیں، میں اپنے اشکوں کی موتیاں اس میں پروتا ہوں اور پلکیں اور آنکھوں کے ڈھیلے انہیں بکھیر دیتے ہیں، میں تمہاری چاہت میں نئے معانی تراشتا ہوں اور تمہارے بارے میں ہر قافیہ آسان ہو جاتا ہے، میں رازداری میں آہ بکا سے تمہارے متعلق سوال کرتا ہوں اور تمہاری محبت کا راز ایک محفوظ راز ہے، میں نسیم صبح کی شراب نوشی کرتا ہوں کیونکہ اس میں تمہاری اداؤں کی خوبیاں واضح نظر آتی ہیں، میں تمہاری محبت میں کس قدر فریفتہ ہوں اور فریفتگی میں مجھے کیا کیا مشقتیں اٹھانی پڑتی ہیں۔

قاضی القضاۃ زین الدین..... علی بن مخلوف بن ناھض بن مسلم بن منعم بن خلف النویری المالکی، دیار مصریہ کے قاضی تھے، ۶۳۴ھ میں پیدا ہوئے، حدیث سنی اور دیگر علوم حاصل کئے، ۶۸۵ھ میں ابن شاش کے بعد قاضی بنائے گئے اور ۷۱۸ھ یعنی اس سال تک قاضی رہے، صاحب مروت اور بردبار تھے فقہاء، گواہوں اور آنے جانے والوں کے ساتھ عمدہ سلوک کرتے تھے، ۱۱ جمادی الآخری چہار شنبہ کی رات میں راہی ملک بقا ہوئے، مصر میں المقطم کے دامن میں دفن ہوئے ان کے بعد مصر میں تقی الدین الاخنائی المالکی کو قاضی بنایا گیا۔

شیخ ابراہیم بن ابی العلاء..... خوش آواز قاری تھے، ابن شعلان کے نام سے مشہور تھے اچھے آدمی تھے المسماریہ کے مضافات میں مقیم تھے خوش الحانی کی وجہ سے لوگ انہیں ختموں میں بلاتے تھے ادھیڑ عمر میں ۱۳ جمادی الآخری جمعہ کے روز فوت ہوئے، قاسیون کے دامن میں دفن ہوئے۔

شیخ امام ابوالولید الاشبیلی..... شیخ امام علامہ زاہد ابوالولید محمد بن ابوالقاسم احمد بن محمد بن عبداللہ ابن ابوجعفر احمد بن خلف بن ابراہیم بن ابی عیسیٰ بن الحاج تحیبی، قرطبی، اشبیلی، ۶۳۸ھ میں اشبیلیہ میں پیدا ہوئے، قرطبہ شہر میں ان کا گھرانہ علم، خطابت اور قضا میں مشہور چلا آ رہا تھا، جب عیسائیوں نے اس پر قبضہ کیا تو اشبیلیہ منتقل ہو گئے ان کے اموال اور کتابیں برباد ہو گئیں، ان کا دادا قاضی ابن احمر ۲۰ ہزار نکال لایا ان کے دادا اور والد صاحب کا

۶۴۱ھ میں انتقال ہوا چنانچہ انہوں نے یتیمی کی حالت میں نشو ونما پائی، پھر حج کر کے شام گئے، ۶۸۴ھ سے دمشق میں رہنے لگے ابن البخاری وغیرہ سے حدیث سنی، اپنے بیٹوں ابو عمرو اور ابو عبداللہ کی تحصیل علم کی سہولت کی خاطر تقریباً کتابوں کی سو جلدیں اپنے ہاتھ سے لکھیں، ۱۸ رجب بروز جمعہ اذان کے وقت مدرسہ صلاحیہ میں وفات پائی، عصر کے بعد جم غفیر نے ان کی نماز جنازہ پڑھی، دمشق میں باب الصغیر کے پاس قندلاوی کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

شیخ کمال الدین بن الشریشی...... احمد بن امام علامہ جمال الدین بن ابوبکر بن محمد بن احمد بن محمد بن سحمان البکری الوایلی الشریشی، ان کے والد مالکی تھے جیسا کہ گذر چکا ہے لیکن وہ مسلک شافعی کی تحصیل میں مشغول ہوگئے اور کمال حاصل کر کے ماہر علوم بن گئے ان کے ساتھ کتابت میں بھی ماہر تھے حدیث سنی خود الطباق لکھا، فتوے دیئے، درس دیا، مناظرے کئے، متعدد مدارس کے مدرس رہے، اور کئی بڑے مناصب پر فائز رہے، سب سے پہلے ۶۸۵ھ میں اپنے والد کی وفات کے بعد مدرسہ تربۃ ام صالح کے دار الحدیث میں شیخ بنے اور اپنی وفات تک اس پر برقرار رہے، قضاء میں ابن حمام کے نائب بنے پھر اسے ترک کر کے بیت المال کے وکیل بنے، فوج کے قاضی بنائے گئے، جامع کے کئی بار ناظر مقرر ہوئے، الشامیہ البرانیہ کے مدرس رہے، اور مدرسہ ناصریہ میں بیس سال تک درس دیتے رہے۔

پھر ابن جماعہ اور زین الدین الفارقی نے اسے ان سے چھین لیا لیکن اس نے دوبارہ دونوں سے واپس لے لیا اور قاسیون میں رباط ناصری کے ایک عرصہ تک شیخ رہے، ۸ سال تک دار الحدیث الاشرفیہ کے شیخ الحدیث رہے، تمام عہدوں میں خوبی سیرت کا مظاہرہ کرتے رہے، اس سال حج کے ارادہ سے اپنے اہل واعیال کے ساتھ روانہ ہوئے کہ شوال کے آخری ایام میں مقام الحساء میں موت نے انہیں آلیا اور وہیں دفن کئے گئے ان کے بعد جمال الدین القلانسی بیت المال کے وکیل، کمال الدین شیرازی، الناصریہ کے مدرس، حافظ جمال الدین المزی، دار الحدیث اشرفیہ کے شیخ شمس الدین ذھبی مدرسہ ام صالح کے اور ان کے بیٹے جمال الدین اور "رباط ناصری" کے مدرس بنائے گئے۔

الشہاب المقری...... احمد بن ابی بکر احمد البغدادی، عمدہ دار اشراف کے نقیب تھے، نثر ونظم میں اسے خاصی فضیلت حاصل تھی جس میں وہ مبارک باد، تعزیت لکھتا اور دیگر واقعات کی منظر کشی کیا کرتا تھا موسیقی، شعبدہ بازی، اور ضرب رمل کا ماہر تھا، لہو لعب اور شراب و کباب و شباب پر مشتمل مجلسوں میں حاضر ہو جایا کرتا تھا پھر آخر عمر میں کبرسنی کی وجہ سے سب کچھ چھوڑ دیا، کسی شاعر نے انہیں جیسے لوگوں کے متعلق کہا ہے۔

میں اس کی توبہ کے متعلق سوال کرنے لگا تو معلوم ہوا کہ اس کے پاس توبہ کا افلاس ہے۔

۶۳۳ھ میں دمشق میں پیدا ہوا تھا، ۵ ذی قعدہ ہفتہ کی رات کو فوت ہوئے، باب الصغیر کے مقابر میں سے ایک ایسی قبر میں دفن کیا گیا جسے پچاس سال سے اس نے اپنے لئے تیار رکھا تھا، اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرمائے۔

قاضی القضاۃ فخر الدین...... ابو العباس احمد بن تاج الدین ابو الخیر سلامہ بن زین الدین ابو العباس احمد بن سلام الاسکندری المالکی، ۶۷۱ھ میں پیدا ہوئے بہت سے علوم میں کمال حاصل کیا، اسکندریہ میں نائب قاضی بنائے گئے، اپنی سیرت و دیانت اور متانت سے قابل قدر قرار پائے، پھر گزشتہ سال شام میں مالکیہ کے قاضی بن کر تشریف لائے اور ڈیڑھ سال تک اپنی ذمہ داری کو بحسن وخوبی سنبھالے رکھا، شروع ذی الحجہ چہار شنبہ کی صبح کو مدرسہ صمصامیہ میں فوت ہوئے، باب الصغیر کے پاس قندلاوی کے پہلو میں دفن کئے گئے، جنازے میں لوگوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی، لوگوں نے ان کی بڑی قدر و قیمت اور تعریف کی۔

آغاز ۶۱۹ھ

حکام وہی گذشتہ سال کے تھے، محرم کی پہلی رات کو دمشق میں تیز ہوا چلی جس سے کئی دیواریں گر گئیں اور درخت جڑوں سے اکھڑ گئے، ۲۶ محرم بروز سہ شنبہ کو ابن الشریشی کی بیت المال کی وکالت کی خلعت جمال الدین بن القلانسی کو پہنائی گئی، ۵ صفر چہار شنبہ کے دن ابن صصری کے ابن الشریشی کی الناصریہ الجوانیہ میں درس دیا، بحسب عادت لوگ اس کے پاس حاضر ہوئے، ۱۰ تاریخ کو جمال الدین آقوش الرجبی نے فخر الدین ایاس کی

جگہ کونسلوں کے نگران بنائے، آقوش ۷۰۷ھ میں دمشق کے والی تھے اب ان کی جگہ امیر علم الدین طرقش کو والی بنایا گیا جو العقیبہ میں رہائش پذیر تھے اسی روز شہر میں اعلان کیا گیا کہ لوگ نماز استسقاء کے لئے نکلنے کی خاطر روزہ رکھیں۔

صحیح بخاری کی قرأت شروع ہوئی لوگوں نے تیاری کی، خطبوں اور نمازوں کے بعد دعائیں مانگنے لگے اور بارش کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے خوب گڑگڑائے، ۱۵ صفر ہفتہ کے دن بمطابق ۷ اپریل اہل بلد سارے کے سارے مسجد قدم کی طرف نکلے، نائب سلطنت اور امراء پیدل روتے اور گڑگڑاتے ہوئے جارہے تھے چنانچہ تمام لوگ وہاں جمع ہو گئے بڑا پرہجوم دن تھا قاضی صدر الدین سلیمان الجعفری نے خطبہ دیا اور لوگوں نے ان کی دعا پر آمین کہا، دوسرے روز صبح کو اللہ کے حکم سے بارش شروع ہوئیں یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ورأفت کا کرشمہ تھا نہ کہ انسان کی قوت وطاقت کا مظہر، لوگ بہت خوش ہوئے تمام علاقوں میں بارش ہوئی، تعریف اور احسان اس رب کا ہے جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

اواخر مہینہ میں جامع کے سنگ مرمروں کی درستگی اور مرمت، دروازوں کی تزئین اور باقی اشیاء کی خوبصورتی میں لگ گئے، ۱۴ ربیع الآخری کو الناصریہ الجوانیہ کو سلطانی فرمان کے مطابق ابن شیرازی نے ابن صصری سے لے کر اپنی وفات تک اس میں درس دیا، بروز خمیس ۱۶ جمادی الاول کو شیخ سلامیہ کے بیٹے اور فوج کے نگران کے بھائی فخر الدین نے ابن الحداد کی جگہ دمشق کا عہدہ احتساب سنبھالا، اور ابن الحداد شیخ سلامیہ کے بیٹے کی جگہ جامع کے ناظر بنائے گئے دونوں کو خلعت دی گئی۔

بروز سہ شنبہ ۵ جمادی الآخریٰ کو قاضی القضاۃ شرف الدین ابو عبداللہ محمد بن قاضی القضاۃ معین الدین ابوبکر بن شیخ زکی الدین ظافر الھمدانی المالکی، مصر سے دمشق تشریف لائے اور ابن سلامہ کے وفات کی وجہ سے شام میں مالکیہ کے قاضی بنے، اس دوران چھ ماہ کا عرصہ گذر چکا تھا لیکن ان کے عہدہ سنبھالنے کی تاریخ ربیع الاول کا آخر بتایا جاتا ہے ان کو خلعت دی گئی اور جامع میں فرمان پڑھا گیا اسی ماہ قاضی بدر الدین بن نویرہ الحنفی نے ملطیہ کے قاضی، قاضی شمس الدین محمد کی وفات کی وجہ سے ان کی جگہ خاتونیہ برانیہ میں درس دیا ان کی عمر اس وقت ۲۵ برس تھی، ۵ رمضان بروز ہفتہ دمشق میں عظیم سیلاب آیا بہت سی چیزیں ضائع ہو گئیں سیلاب کا پانی بلند ہو کر باب الفرج سے داخل ہوا اور عقیبہ تک پہنچا لوگ پریشان ہو کر اپنے مکانات سے نکل گئے لیکن پانی زیادہ دیر نہیں رہا، کیونکہ یہ واہل السوق اور الحسینیہ میں بارش کی وجہ سے ہوا تھا اسی روز جمال الدین الرجحی کی موت کے بعد طرقشی نے کونسلوں کا عہدہ سنبھالا اور صارم الدین الجوکندار والی شہر بنائے گئے دونوں کو خلعت دی گئی۔

۲۹ رمضان بروز سہ شنبہ قضاۃ اور روساء دار السعادۃ میں نائب سلطنت کے پاس اکٹھے ہو گئے ان کے سامنے سلطان کا خط پڑھا گیا جو شیخ تقی الدین بن تیمیہ کو مسئلہ طلاق میں فتویٰ دینے سے منع کرنے کے حکم پر مشتمل تھا، چنانچہ اس حکم کی تاکید پر یہ مجلس ختم ہوئی۔

۹ شوال بروز جمعہ بدر الدین بن ناصر الدین بن عبدالسلام کی جگہ قاضی صدر الدین الدارانی نے جامع جراح میں خطبہ دیا وہ اس سے قبل وہاں خطیب تھا پھر بدر الدین حسن العقربانی اس کا متولی بنا اس کا بیٹا دارہا کی خطابت پر برقرار رہا، جو اس کے والد کے ہاتھ میں تھی، بروز ہفتہ دس تاریخ کو قافلہ حجاج نکلا، ان کا امیر عز الدین ایبک المنصوری امیر علم تھا اسی سال قاضی القضاۃ صدر الدین الحنفی، برھان الدین بن عبدالحق، شرف الدین بن تیمیہ، نجم الدین دمشقی، جو قافلے کے قاضی تھے، رضی الدین المنطقی، شرف الدین بن الزریز، جامع القبیبات کے خطیب اور عبداللہ بن رشیق المالکی وغیرہ نے حج کیا، اسی سال سلطانِ اسلام الملک الناصر محمد بن قلاوون نے بھی امراء کی ایک جماعت کے ساتھ حج کیا، سلطان کا وکیل کریم الدین، کاتب ممالیک فخر الدین، کاتب اسرار ابن الاثیر، قاضی القضاۃ ابن جماعہ، حاکم حماۃ الملک عماد الدین اور الصاحب شمس الدین غبریال نے بھی سلطان کی معیت میں حج کیا ان کے علاوہ روساء کی بھی ایک بڑی تعداد ساتھ تھی۔

اسی سال تاتاریوں کے درمیان ایک عظیم معرکہ ہوا، سبب یہ ہوا کہ ان کا بادشاہ ابوسعید، جوبان سے تنگ آ گیا تھا اور اسے گرفتار بھی نہیں کر سکتا تھا چنانچہ اس کے حکم سے چند امراء نے جن میں اس کے والد کا ماموں ابویحییٰ، وقماق اور قرشی وغیرہ شامل تھے نے اس کی گرفتاری کی ذمہ داری لی اور اس ارادہ سے نکلے لیکن وہ بھاگ کر سلطان کے پاس آیا اور ساری بات بتا دی، وزیر علی شاہ بھی اس کے ساتھ تھا وہ سلطان کے پاس رہا یہاں تک کہ وہ جوبان سے راضی ہو کر ایک بھاری فوج اس کے حوالہ کی، سلطان بھی اس کے ساتھ سوار ہوا، جا کر دشمنوں پر حملہ آور ہوا انہیں شکست دیکر قید کر دیا اور جوبان کو فیصلہ کرنے کا اختیار دیا۔ چنانچہ اس نے سال کے آخر تک ان میں سے چالیس امراء قتل کر دیئے۔

اس سال وفات پانے والے نامور حضرات

شیخ مقری شہاب الدین ۔ ۔ ۔ ابو عبداللہ حسن بن سلیمان بن خزارہ بن بدر الکفر ی الحنفی، تقریباً ۶۳۷ھ میں پیدا ہوئے، حدیث سنی اور جامع ترمذی خود پڑھی، قراءات پڑھ کر ایک مدت تک متفرد رہے، لوگ ان کے پاس قراءات پڑھنے آتے تھے بیس سے زیادہ طلباء نے ان سے قرأت سبعہ پڑھیں، نحو ادب اور دیگر فنون کثیرہ سے واقف تھے ان کی مجلس عمدہ ہوتی تھی، فوائد کثیرہ کے مالک تھے مدرسہ طرخانیہ میں چالیس برس سے زائد عرصے تک درس دیا، الاذرعی کی ولایت کے دوران قضاء میں اس کے نائب رہے اچھے اور مبارک آدمی تھے آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے اپنے گھر میں گوشہ نشین ہو کر تلاوت، ذکر اور قرآن کریم پڑھانے میں مشغول رہے، ۱۳ جمادی الاولیٰ کو فوت ہوئے اسی دن ظہر کے بعد جامع دمشق میں ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی قاسیون میں دفن کئے گئے۔

شیخ امام تاج الدین ۔ عبدالرحمٰن بن محمد بن ابو حامد تبریزی شافعی، الافضلی کے نام سے معروف تھے۔ جمادی الاولیٰ میں ان کی موت کی خبر آئی، حج سے واپسی پر بغداد میں صفر کے پہلے عشرے میں فوت ہوئے تھے فقیہ، صالح اور نیک انسان تھے، رشید الدولہ سے سخت نفرت کرتے تھے اس کے قتل پر فرمایا کہ اس کا قتل ایک لاکھ نصرانیوں کے قتل سے بہتر تھا رشید الدولہ نے انہیں خوش کرنا چاہا لیکن وہ راضی نہ ہوئے، کسی سے کوئی چیز قبول نہیں کرتے تھے، الشونیزی کے مقبرے میں دفن ہوئے، ساٹھ برس کی عمر کو پہنچے تھے اللہ ان پر رحم فرمائے۔

محی الدین محمد محی الدین محمد بن مفضل بن فضل اللہ المصری، ملک الامراء کے کاتب اور اوقاف کے وصول کرنے والے تھے، قابل قدر سیرت، علما اور صلحاء کے محب تھے بہت سے لوگوں کے ساتھ سخا اور خدمت کا معاملہ کیا تھا، ۲۴ جمادی الاولیٰ کو فوت ہوئے، قاسیون کے دامن میں ابن ہلال کے مقبرے میں دفن کئے گئے، ۴۶ برس کی عمر پائی، امین الدین بن النحاس نے ان کے بعد ان کا عہدہ سنبھالا۔

امیر کبیر غرلو بن عبداللہ العادلی ۔ اکابر حکومت، ہزاروں سربرآوردہ امراء میں سے تھے ۶۷۵ھ میں تین ماہ تک دمشق میں اپنے استاذ الملک العادل کتبغا کے نائب رہے اور ۶۹۶ھ کے شروع میں بھی نائب رہے پھر ایک امیر کبیر کی حیثیت اختیار کی حتیٰ کہ ۷ر جمادی الاولیٰ خمیس کے دن وفات پائی، قاسیون میں ''جامع مظفری'' کے شمالی جانب اپنے مقبرے میں دفن ہوئے، شجاع، قوی اور اسلام اور اہل اسلام کے خیر خواہ تھے، ساٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔

امیر جمال الدین آقوش رجبی منصوری ۔ طویل عرصہ تک دمشق کے والی رہے، اصلاً اربل کی بستی سے تھے نصرانی تھے قید ہوئے اور الرحبہ کے نائب کے ہاتھ فروخت ہوئے پھر جب الملک المنصور کی طرف منتقل ہوئے تو اس نے انہیں آزاد کر کے امیر بنایا، گیارہ سال تک دمشق کی ولایت پر حاکم رہے پھر چار ماہ تک کونسلوں کے نگران رہے اپنی ولایت کے دور میں عوام میں خاصے محبوب رہے۔

خطیب صلاح الدین ۔ یوسف بن محمد بن عبداللطیف بن المعتزل الحموی، ان کی تصنیفات اور فوائد بھی ہیں، حماۃ میں نچلی مارکیٹ کی جامع کے خطیب تھے، ابن طبرزد سے حدیث سنی، جمادی الاخریٰ میں فوت ہوئے۔

علامہ فخر الدین ابو عمرو عثمان بن علی بن یحییٰ بن ھبۃ اللہ بن ابراہیم بن مسلم بن علی الانصاری الشافعی المصری، ابن بنت ابی سعد کے نام سے مشہور تھے، حدیث سنی، علماء میں سے تھے قاہرہ میں نائب قاضی رہے، جامع طولون میں ان کی جگہ شیخ الشیوخ شیخ علاء الدین القونوی اور جامع ازھر میں شمس الدین بن علان متولی بنے، ۲۴ جمادی الاخریٰ یک شنبہ کی رات کو فوت ہوئے، مصر ہی میں دفن ہوئے، ۷۰ سال عمر تھی۔

شیخ صالح عابد ابو الفتح الکجی ۔ ۔ ۔ ۔ شیخ صالح عابد ابو الفتح نصر بن سلیمان بن عمر الکجی، الحسینیہ میں ان کی خانقاہ تھی، یہیں لوگ ان کے پاس

آتے تھے صرف جمعہ کے لئے اس سے نکلتے تھے، حدیث سنی، بروز سہ شنبہ ۲۶ جمادی الآخریٰ کو عصر کے بعد انتقال فرمایا، دوسرے دن اپنی اسی خانقاہ میں مدفون ہوئے، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

شیخ صالح عیسیٰ بن عبدالرحمٰن مقدسی ...شیخ صالح معمر کثیر الرحمہ عیسیٰ بن عبدالرحمٰن بن معالی بن احمد بن اسماعیل بن عطاف بن مبارک بن علی بن ابوالجیش المقدسی، نیک اور مہمان نواز تھے، صحیح بخاری وغیرہ کے راوی ہیں متعدد مشائخ سے حدیث سنی، شیخ علم الدین البرزالی نے ان کے حالات قلمبند کئے ہیں، ۱۴ ذی الحجہ ہفتہ کی رات کو فوت ہوئے، دوسرے روز ظہر کے بعد جامع مظفری میں ان کا جنازہ ہوا، مولھین کے مقبرے کے نزدیک میدان میں دفن ہوئے ۱۰۴ برس کی عمر پائی، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

آغاز ۷۲۰ھ

حکام وہی گزشتہ سال والے تھے، اس سال سلطان سفرحج میں تھا، ۱۲ محرم بروز ہفتہ قاہرہ پہنچے، خوشیاں منائی گئیں، الصاحب شمس الدین شام کے راستے سے واپس ہوا، امیر ناصر الدین خازندار اس کے ہمراہ تھا حاکم حماۃ سلطان کے ساتھ قاہرہ آیا سلطان نے اسے انعام وغیرہ دے کر الملک المؤید کے لقب سے اسے ملقب کیا اور حکم دیا کہ قاہرہ کے منبروں اور مضافات میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا جائے اور مقام عالی میں مولوی سلطانی ملکی مؤیدی خطبہ دے جیسا کہ اس کا چچا منصور خطبہ دیتا تھا۔

اسی سال شہاب الدین ابن المرجانی نے تقریباً بیس ہزار درہم خرچ کر کے مسجد خیف کی تعمیر کروائی، محرم میں امین الدین نے طرابلس کی نظارت چھوڑ کر القدس میں سکونت اختیار کی، آخر صفر میں قاضی شمس الدین محمد بن احمد قضاء مالکی کے نائب بنے، وہ مصر سے قاضی القضاۃ شرف الدین کے ساتھ آئے تھے، بروز دوشنبہ ۲۵ ربیع الاول کو عبداللہ رومی نامی ایک شخص کی گردن ماری گئی جو کسی تاجر کا غلام تھا وہ چند روز جامع میں رہا، پھر اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اس سے توبہ طلب کی گئی تو بہ نہیں کی تو اس کا سرتن سے جدا کر دیا گیا وہ سرخ رنگ اور نیلی آنکھوں والا جاہل شخص تھا شیطان نے اسے شیشی میں اتار کر اسے حسین باغ دکھائے، حقیقت میں اس کی عقل خراب ہو گئی تھی جو انسانی شیطان تھا۔

۲ ربیع الآخریٰ بروز دوشنبہ کو بلاد قبچاق سے آئی ہوئی ایک عورت سے سلطان کا عقد نکاح ہوا یہ عورت ایک شہزادی تھی قاضی بدرالدین بن جماعہ اور کاتب اسرار اور کریم الدین اور امراء کی ایک جماعت کو خلعتیں دیں، اسی مہینے میں فوجیں بلاد سیس پہنچیں، بحر جاھان میں طرابلس کے لشکر کے تقریباً ایک ہزار شہسوار ڈوب کر مرے، اسی روز آل مھنا کے حالات کی خبر گیری اور انہیں اسلامی ملکوں سے نکالنے کے متعلق سلطانی فرامین آئے کیونکہ ان کے والد مھنا کے سلطان کے حکم پر نہ آنے کی وجہ سے سلطان ان پر غضبناک ہو گیا تھا۔

۲۴ جمادی الاولیٰ بروز چہارشنبہ شیخ محی الدین الاسمر الحنفی نے مدرسہ رکنیہ میں درس دیا اور الجوہریہ ان سے لے کر شمس الدین البرقی الاعرج کو دیا گیا اور جامع القلعہ کی تدریس عماد الدین بن محی الدین الطرسوسی کے حوالہ کی گئی یہ اس کے بعد حنفیہ کے قاضی بنے، البرقی سے مسجد نور الدین جو کہ یہودی محلہ میں تھی امامت لے کر عماد الدین بن الکیال کو دی گئی اور الربوہ کی امامت شیخ محمد الصبیبی کو دی گئی۔

جمادی الآخریٰ میں بیس ہزار کے قریب کا اسلامی لشکر سرزمین حلب میں مجتمع ہوا، سپہ سالار نائب حلب الطنبغا تھا نائب طرابلس شہاب الدین قرطبہ بھی ان کے ہمراہ تھا اسکندرونہ سے ارمنی علاقوں میں گھس کر سرحد کو فتح کیا پھر تل حمدان سے گذر کر دریائے جاھاں میں داخل ہوئے کئی لشکری ڈوب گئے اور بقیہ لوگوں نے سیس پہنچ کر اس کا محاصرہ کیا، اہل شہر پر تنگی کی شہر کے اندر حاکم شہر کے گھر کو جلایا، درختوں کو کاٹ دیا، بیلوں، بھینسوں اور بکریوں کو ہنکالائے اور طرسوس میں بھی یہی کیا زمینوں، مکانوں اور کھیتوں کو تباہ و برباد کر دیا واپسی پر نہر جاھاں کو عبور کیا لیکن اس دفعہ ڈوبنے سے بچ گئے واپسی ہو کر مھنا اور اس کی اولاد کو اپنے علاقوں سے نکال باہر کر دیا اور ان کے تعاقب میں غانہ اور حدیثہ تک گئے اسی دوران فوج کو اطلاع ملی کہ حاکم سیس مر گیا ہے اور اسکا بیٹا اس کا جانشین بن گیا ہے چنانچہ اس کے علاقوں پر سخت غارتگری اور پے در پے حملے کئے مال غنیمت لوٹا اور لوگوں کو قیدی بنایا البتہ چوتھی مرتبہ ان کو ایک دھچکا لگا کہ ان میں سے بہت سے قتل ہوئے۔

اسی سال بلاد مغرب میں مسلمانوں اور فرنگیوں کے درمیان عظیم معرکہ ہوا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی ان کے دشمنوں کے خلاف مدد کی چنانچہ ان میں سے پچاس ہزار قتل ہوئے پانچ ہزار گرفتار ہوئے، مقتولین میں فرنگیوں کے ۲۵ بڑے بڑے بادشاہ تھے اور اموال کثیرہ بطور غنیمت ملے، کہا جاتا ہے کہ من جملہ مال غنیمت کے ستر قنطار سونے اور چاندی کے تھے، اس لڑائی میں مسلمان مجاہدین کی تعداد تیز اندازوں کے علاوہ ڈھائی ہزار تھی، ان میں سے صرف گیارہ شہید ہوئے، یہ واقعات میں سے عجیب واقعہ ہے، بروز خمیس ۲۲ رجب کو نائب سلطنت کی موجودگی میں دارالسعادۃ میں شیخ تقی الدین بن تیمیہ کے لئے ایک مجلس منعقد کی گئی، اس مجلس میں قاضی حضرات اور تمام مسالک کے مفتیان کرام حاضر ہوئے اور شیخ بھی حاضر ہوا اور شیخ کو دوبارہ مسئلہ طلاق میں فتویٰ دینے پر عتاب کیا گیا اور انہیں قلعہ میں پانچ ماہ اور ۱۸ دن محبوس رکھا گیا پھر ۷۲۱ھ میں ۱۰ محرم بروز دوشنبہ انہیں رہا کرنے کے متعلق سلطانی فرمان آیا ہے کہ عنقریب بیان ہوگا، اس واقعہ کے چار دن بعد امیر علاء الدین بن معبد کو ولایت بر کے ساتھ اوقاف کی نگرانی کا عہدہ دیا گیا اور بدرالدین المنکورسی کو شام سے معزول کیا گیا۔

آخر شعبان میں امیر علاء الدین الجاولی نائب غزہ کو گرفتار کر کے اسکندریہ منتقل کیا گیا کیونکہ اس پر الزام تھا کہ وہ دارالیمن میں داخل ہونا چاہتا ہے اس کے اموال اور املاک پر قبضہ کیا گیا اس نے نیکی، احسان کیا تھا اور اس کے اوقاف بھی تھے غزہ میں اس نے ایک خوبصورت اور عمدہ جامع بنوایا تھا اسی ماہ تاتاری بادشاہ ابوسعید نے شراب گرانی اور شراب خانوں کو بند کرا کے عوام کے سامنے عدل واحسان کا مظاہرہ کیا وجہ یہ تھی کہ ان پر زبردست اولے گرے اور خطرناک سیلاب آیا تو انہوں نے رجوع الی اللہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑائے توبہ کر کے اچھے اعمال کئے تو پھر جا کے محفوظ رہے اور اس کے بعد اچھے اچھے کام کرنے لگے۔

شوال کے پہلے عشرے میں نہر کریمی میں پانی جاری ہوا، جسے کریم الدین ۲۵ ہزار میں خرید کر اپنے جامع القبیبات کی طرف ایک نالی کے ذریعہ لے گیا اس سے لوگوں کو زندگی ملی اور اس طرف کے تمام افراد خوش ہوئے اس نہر پر درخت اور باغات لگائے گئے جامع کے مغربی جانب ایک بڑا حوض بنایا گیا جس سے لوگ اور حیوانات پانی پینے لگے، ایک وضوخانہ بھی بنوایا، جس سے بڑا نفع اور لوگوں کو بڑی آسانی حاصل ہوئی، ۱۱ شوال کو قافلہ میں زین الدین کتبغا حاجب کمال الدین الزملکانی، قاضی شمس الدین بن المعز، حماۃ کا قاضی شرف الدین البارزی، قطب الدین بن شیخ السلامیہ، بدرالدین بن العطار، علاء الدین بن غانم، اور قافلہ کے قاضی نورالدین کے قاضی مجدالدین حرمی، الشرف عیسیٰ مالکی، قاضی قافلہ بھی تھے، اسی ماہ اس حمام کی تعمیر مکمل ہوئی جسے الجیبغا نے مطعم کے مغربی سمت میں بنوایا تھا اس میں لوگ داخل ہوئے۔

آواخر ذی الحجہ میں تاتاریوں کی جانب سے الخواجہ مجدالدین اسماعیل بن محمد بن یاقوت السلامی تاتاری بادشاہ کی طرف سے حاکم مصر کے لئے ہدایا اور تحائف لے کر دمشق پہنچا اور مشہور کر دیا کہ وہ مسلمانوں اور تاتاریوں کے درمیان صلح کروانے آیا ہے چنانچہ فوج اور حکومتی ارکان نے اس کا استقبال کیا، دارالسعادۃ میں وہ ایک دن رہ کر پھر مصر چلا گیا، اسی سال عرفات میں اس قدر لوگوں نے وقوف کیا کہ اس سے قبل اتنی تعداد نہیں دیکھی گئی تھی، یہ سب لوگ روئے زمین کے مختلف اطراف سے آئے تھے عراقیوں کے ساتھ بہت سے محمل تھے جن میں سے ایک پر موجود سونے اور موتیوں کی قیمت کا اندازہ ایک کروڑ مصری دیناروں سے لگایا گیا تھا، یہ عجیب بات ہے۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

شیخ ابراہیم الدھستانی...... بہت ہی بوڑھے اور معمر ہو گئے تھے، بیان کیا جاتا تھا کہ جب تاتاریوں نے بغداد پر قبضہ کیا تو اس وقت ان کی عمر چالیس برس تھی، وہ اور اس کے ساتھی قبۃ النسر کے نیچے بیٹھ کر جمعہ میں شرکت کرتے تھے، دمشق کے گھوڑوں کی منڈی کے پاس اپنی خانقاہ میں ۲۷ ربیع الآخر کی جمعہ کی شب میں فوت ہوئے وہیں ان کی تدفین عمل میں آئی، ۱۰۲ برس ان کی عمر تھی، واللہ اعلم۔

شیخ محمد بن محمود بن علی...... الشحام المقری، میعاد ابن عامر کے شیخ تھے، خوبصورت اور خوب سیرت شیخ تھے پابندی کے ساتھ تلاوت قرآن کیا کرتے تھے جس رات شیخ دھستانی کی وفات ہوئی تھی اسی رات یا اس سے ایک رات قبل ان کی وفات ہوئی، اللہ تعالیٰ دونوں پر رحم فرمائے۔

شیخ شمس الدین بن صائغ لغوی … ابو عبداللہ محمد بن حسین بن سباع بن ابوبکر الجذامی، اصل میں مصر کے تھے پھر دمشق منتقل ہو گئے تھے تقریباً ۶۴۵ھ میں مصر میں پیدا ہوئے تھے حدیث سنی، ادیب فاضل تھے، نظم، نثر، علم عروض، علم بدیع، نحو اور لغت کے ماہر تھے، صحاح جوھری کو مختصر کیا ہے، مقصورہ ابن درید کی شرح لکھی ہے ان کا ایک قصیدہ تائیہ ہے جو دو ہزار سے زائد ابیات پر مشتمل ہے اس میں علوم و صنائع کا تذکرہ کیا ہے بااخلاق وخوش مجلس تھے، بستان القط کے پاس رسی بٹنے والوں اور رضائیاں بنانے والوں کی گلی میں رہتے تھے بروز دوشنبہ ۳ شعبان کو اپنے گھر میں فوت ہوئے باب الصغیر میں دفن کئے گئے۔

آغاز ۷۲۱ھ

حکام وہی گزشتہ برس والے تھے، اس برس کے پہلے روز الجری کی گلی کے نکڑ میں واقع حمام زیت کو کھولا گیا اسے ایک ساوی شخص نے از سر نو تعمیر کیا یہ تقریباً اسی سال الخوارزمیہ کے زمانے سے مٹا ہوا پڑا تھا اب یہ ایک شاندار وسیع حمام بن چکا ہے، ۹ محرم کو تاتاری شہنشاہ ابوسعید کی طرف سلطان کے لئے صندوقوں اور آئنے کا تحفہ بطور ہدیہ آیا عاشوراء کے دن سلطانی فرمان کے مطابق شیخ تقی الدین بن تیمیہ قلعہ سے رہا ہو کر اپنے گھر تشریف لے گئے وہ پانچ ماہ اٹھارہ روز وہاں مقیم رہے تھے رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۴ ربیع الآخری کو وکیل سلطان قاضی کریم الدین دمشق آ کر دار السعادۃ میں اترا، مصر کے حنبلی قاضی اور ناظر خزانہ قاضی القضاۃ تقی الدین بن عوض دمشق آ کر شافعیہ کے مدرسہ عادلیہ کبیرہ میں اتر کر چند دن وہیں مقیم رہ کر پھر مصر چلے گئے وہ سلطان کے کسی کام سے آئے تھے القدس کی بھی زیارت کر کے چلے گئے تھے۔

اسی ماہ سلطان نے میدان کے قریب ایک حوض کھدوایا تھا اس کے قریب ایک کنیسہ تھا وائی شہر نے منہدم کرنے کا حکم دیا چنانچہ جب اسے گرا دیا گیا تو شر پسندوں وغیرہ نے مصر کے کنیساؤں پر قبضہ کرنا شروع کیا اور جو ان کے قبضہ میں آتا اسے گرا دیتے، سلطان اس سے بڑا کبیدہ خاطر ہوا، او رقاضیوں سے دریافت کیا کہ اس جرم کے مرتکب کی سزا کیا ہے؟ قاضیوں نے جواب دیا کہ اس کی سزا تعزیر ہے چنانچہ اس نے جیل سے واجب القتل لوگوں کی ایک جماعت کو نکال کر بعض کے ہاتھ کاٹے بعض کو پھانسی دی کچھ کو مال دولت سے محروم کیا گیا اور بعض کو دیگر سزائیں دیں وہ اس سے یہ تاثر دے رہا تھا کہ وہ کنیساؤں کو گرانے والوں کو سزا دے رہا ہے چنانچہ یہ دیکھ کر لوگ پرسکون ہو گئے اور نصاری بھی مامون ہو گئے اور چند دن پوشیدہ رہنے کے بعد پھر واپس ظاہر ہوئے اسی ماہ حرامیہ نے بغداد میں فساد مچایا اور ظہر کے وقت منگل بازار کو لوٹا لیکن لوگوں نے ان کا تعاقب کر کے سو تک کو قتل کیا اور دیگر کو گرفتار کر لیا۔

شیخ علم الدین البرزالی کی عبارت میں (ابن کثیر) یہاں نقل کر رہا ہوں کہ وہ فرماتے ہیں کہ بروز چہارشنبہ ۹ جمادی الاولیٰ قضاۃ، روساء اور مفتیان کرام القابون کی طرف نکلے اور وکیل سلطان قاضی کریم الدین کی زیر تعمیر مجوزہ جامع مسجد کے قبلہ کی سمت کھڑے ہو گئے اس کے قبلہ کو متعین کیا اور اس بات پر متفق ہو گئے کہ اس کے قبلہ کی سمت جامع دمشق کی مانند ہونا چاہئے اسی ماہ پھر دمشق کے سربرآوردہ امیر جوبان کا دوبارہ نائب سلطنت تنکز کے ساتھ تکرار ہو گیا لہٰذا اسے گرفتار کر کے دوراتیں قلعے میں رکھ کر مصر بھیج دیا گیا وہاں اسے سزا دی گئی پھر اسے اس کی شان کے موافق روٹی پانی دیا گیا، علم الدین نے لکھا کہ قاہرہ کے خوبصورت گھروں اور بلند و بالا بالا خانوں اور بعض مساجد میں اس روز زبردست آگ لگی، لوگوں کو بڑی مشکلات پیش آئیں اور نمازوں میں قنوت نازلہ تک پڑھی گئی لیکن جب معاملہ کی تحقیق ہوئی تو پتہ چلا کہ یہ نصاری کا کیا دھرا ہے انہوں نے اپنے کنائس کے جلانے اور منہدم کرنے کے انتقام میں یہ کارروائی کی تھی چنانچہ سلطان نے ان میں سے بعض کو قتل کر دیا اور نصاری پر پابندی لگائی کہ نیلے رنگ کے کپڑے پہنیں اور سروں پر بھی نیلے رنگ کا کپڑا باندھیں اور حماموں میں گھنٹیاں اٹھائیں اور ان سے کسی قسم کا بھی کام نہ لیا جائے چنانچہ حالات بہتر ہو گئے اور آگ بھی بجھ گئی۔

جمادی الآخری میں تاتاری بادشاہ ابوسعید نے بازار کو تباہ و برباد کر کے بدکار عورتوں کا نکاح کروا دیا اور شراب بہا دیا اور اس معاملہ میں سخت ترین

سزائیں دیں، اس سے مسلمانوں نے خوش ہو کر اس کو دعائیں دیں اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے اور اس سے درگذر کا معاملہ فرمائے۔

۳ جمادی الآخریٰ کو جامع قصب میں جمعہ کی نماز پڑھی گئی شیخ علی المناخلی نے اس میں خطبہ دیا بروز خمیس ۱۹ جمادی الآخریٰ کو جامع تنکز کے سامنے تعمیر کردہ حمام کو کھولا گیا اس کے سنگ مرمروں، کثرت روشنی اور خوبصورتی کی وجہ سے اس کا یومیہ کرایہ چالیس درہم مقرر ہوا، بروز ہفتہ ۱۹ رجب کو یہود کے محلہ کے سامنے واقع کنیسہ قرائیین کو نیا تعمیر شدہ ثابت ہونے کے بعد گرا دیا گیا اس بارے میں سلطان کا حکم آیا تھا اواخر رجب میں سلطان کی طرف سے خواجہ مجدالدین السلامی کے ساتھ ملک تا تار کے لئے تحفے تحائف بھیجے گئے جن میں اونٹ گھوڑے اور عتابی گدھے تھے نصف رمضان کو القابون میں واقع جامع کریمی میں جمعہ پڑھایا گیا جس میں قضاۃ خود الصاحب اور روساء کی ایک جماعت شریک تھی، شیخ علم الدین نے فرمایا کہ بغداد کے امام ابوحنیفہ کے مزار کے مدرس شیخ قوام الدین امیر کاتب بن امیر عمید عمر الاکفانی القازانی شروع رمضان میں دمشق تشریف لائے۔

اس سال حج کر کے مصر گئے وہاں ایک ماہ مقیم رہے پھر بغداد جاتے ہوئے جب دمشق سے گزرے تو مدرسہ خاتونیہ حنفیہ میں اترے وہ صاحب فنون بحث و ادب اور صاحب فقہ تھے شامی قافلہ حجاج بروز دوشنبہ ۱۰ شوال کو روانہ ہوا، امیر قافلہ شمس الدین حمزہ الترکمانی تھے اور قاضی کاروان نجم الدین دمشقی تھے، اسی سال نائب شام تنکز نے حج کیا اس کے ہمراہ اس کے اہل و عیال بھی تھے مصر سے امیر رکن الدین بیبرس حاجب ان کی واپسی تک ان کی جگہ شام کی نیابت سنبھالنے تشریف لائے اور مدرسہ نجیبیہ برانیہ میں پڑاؤ ڈالا۔

اس سال کے حج کرنے والوں میں خطیب جلال الدین قزوینی، عزالدین حمزہ بن قلانسی، ابن العز شمس الدین حنفی، جلال الدین بن حسام الدین حنفی، بہاء الدین بن علیہ اور علم الدین البرزالی شامل تھے، شہاب الدین احمد بن محمد الانصاری کے غلط تصرفات کرنے کی وجہ سے بروز چہار شنبہ ۱۸ شوال وان کی جگہ خانقاہ شافعی میں علامہ بن جماعہ نے درس دیا انہیں خلعت دی گئی، ان کے درس میں روساء اور عوام کی کثیر تعداد نے شرکت کی جس سے جمعہ کا سا سماں بندھ گیا اور ان کے لئے شمعیں روشن کی گئیں اور لوگ زوال معزول سے کافی خوش ہوئے۔

علامہ برزالی نے فرمایا کہ ۱۶ شوال بروز یک شنبہ مدرسہ ھکاریہ کے محدث امام علامہ تقی الدین السبکی نے بھی ابن الانصاری کے عوض درس دیا ان کے درس میں شرکت کرنے والوں میں القونوی بھی شریک تھے اور درس میں انہوں نے المتبایعان بالخیار یعنی خرید و فروخت کرنے والوں کو اختیار حاصل ہوتا ہے والی حدیث بھی روایت کی جسے وہ قاضی القضاۃ ابن جماعہ کی سند سے روایت کر رہے تھے، شوال میں علاء الدین بن معبد کو ولایت بر اور قونسلوں کی نظارت سے معزول کر کے بکتمر کے سفر حجاز کی وجہ سے ان کی جگہ حوران کے بلاد قبیلہ کی ولایت سونپی گئی اور ان کے بھائی بدرالدین کو اوقاف کا نگران منتخب کیا گیا اور امیر علم الدین طرقشی کو قونسلوں کی نگرانی کے ساتھ ولایت بر دی گئی اور ناظر حلب شرف الدین یعقوب کے بھائی ناصر الدین کی جگہ ابن الانصاری حلب کے بیت المال کا والی بن کر حلب روانہ ہوا اور التاج موصوف کو الکرک کا والی بنایا گیا۔

عیدالفطر کے دن امیر تمرتاش بن جوبان جو بلاد روم میں نائب ابوسعید تھا تا تاریوں، ترکمانوں اور قرمانوں کی ایک بھاری فوج لے کر بلادسیس پہنچا، قتل کر کے لوگوں کو قیدی بنایا، آگ لگائی اور تخریب کاری کی، نائب حلب الطنبغا کو اس نے خط لکھا تھا کہ اس کی مدد کے لئے وہ فوج تیار کرے لیکن وہ سلطان کے فرمان کے بغیر یہ نہ کر سکا۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

شیخ صالح مقری ... بقیہ سلف عفیف الدین ابو محمد عبداللہ بن عبدالحق بن عبداللہ بن عبدالواحد بن علی قرشی مخزومی دلاصی حرم مکی کے شیخ تھے، ساٹھ برس سے زائد عرصہ وہاں رہے، اعزازی طور پر لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے، مکہ مکرمہ میں ۱۴ محرم شب جمعہ کو فوت ہوئے، ۹۰ سال سے زائد عمر تھی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

شیخ فاضل شمس الدین ابوعبداللہ ..... محمد بن ابوبکر بن ابی القاسم الہمدانی، ان کے والد الصالحی، السکاکینی، کے نام سے معروف تھے، ۶۳۵ھ میں الصالحیہ میں پیدا ہوئے، روایات پڑھیں، نحو کا ایک مقدمہ پڑھا، اچھی اور عمدہ نظمیں کہیں، حدیث سنی، فخر الدین البعلبکی سے اس کے

شیوخ کے ایک جزء کی تخریج کی ہے پھر انہوں نے تشیع اختیار کر کے شیخ شیعہ ابو صالح الحلی سے کتابیں پڑھیں، اور عدتان کی صحبت اختیار کی اور اس کے بچوں کو پڑھایا پھر مدینہ منورہ کے امیر منصور بن حماد نے اس کو بلایا، سات برس تک اس کے پاس مقیم رہ کر دمشق واپس آیا، ضعیف ہو گیا تھا اس کی سماعت بھی ثقیل ہو گئی تھی حدیث کے بارے میں اس نے کسی کے ذریعہ شیخ تقی الدین بن تیمیہ سے سوال کیا تھا جس کا شیخ نے جواب دیا تھا اس کی موت کے بعد اس کا ایک خط ملا جس میں اس نے یہود اور دیگر مذاہب باطلہ کے لوگوں کی مدد و نصرت کے بارے میں لکھا تھا جب تقی الدین السبکی قاضی بن کر دمشق آئے تو اسے دھوڈالا، جب وہ مرا تو قاضی شمس الدین بن مسلم اس کے جنازے میں شریک نہیں ہوا، ۱۶ صفر جمعہ کے دن انتقال کر گیا، قاسیون کے دامن میں دفن کیا گیا اس کا بیٹا تیماز ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر امہات المومنین رضی اللہ عنہن و تیج قاذفہن پر تہمت لگانے کی وجہ سے قتل کر دیا گیا۔

شروع رمضان جمعہ کے بعد دمشق میں چند غائبین کی نماز جنازہ پڑھی گئی ان میں سے ایک شیخ نجم الدین عبداللہ بن محمد الاصبہانی تھے جو مکہ میں فوت ہوئے دوسرے مدینہ منورہ میں مدرسہ مالکیہ کے مدرس عبداللہ بن ابوالقاسم بن فرحون، شیخ یحییٰ الکردی اور شیخ حسن المغربی السقا تھے جو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے تھے۔

شیخ امام عالم علاء الدین...علی بن سعید بن سالم الانصاری، جامع دمشق کے مشہد علی رضی اللہ عنہ کے امام تھے۔ خس مکھ، متواضع اور دلکش آواز کے مالک تھے، جامع میں ہر وقت قرآن مجید پڑھاتے رہے ان کا بیٹا علامہ بہاء الدین محمد بن علی الامینیہ کے مدرس اور دمشق کے محتسب نائب سلطنت کی امامت کرتے تھے، شیخ علی ۴ رمضان دوشنبہ کی رات کو فوت ہوئے، قاسیون کے دامن میں دفن کئے گئے۔

امیر حاجب زین الدین... امیر زین الدین کتبغا منصوری، دمشق کے حاجب تھے، خیار امراء میں سے تھے اور فقیروں کے ساتھ کثرت سے احسان کا معاملہ کرتے تھے، ختم، جلسوں اور یوم پیدائش کی تقریبات کا شوقین تھا، حدیث سنی تھی، محدثین کی صحبت میں رہے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے ہمارے شیخ ابوالعباس بن تیمیہ کی صحبت میں تو بہت کثرت سے تشریف لاتے، حج کرتے تھے، صدقہ دیتے تھے، ۱۸ شوال بروز جمعہ دن کے آخری پہر میں فوت ہوئے، دوسرے دن القبیبات کے سامنے اپنے مقبرے میں مدفون ہوئے، ان کی تدفین میں بڑی خلقت نے شرکت کی اور ان کی تعریف کی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اس سال کے فوت شدگان میں شیخ بہاء الدین بن المقدسی، شیخ سعد الدین ابوزکریا یحییٰ المقدسی، محدث مشہور شیخ شمس الدین محمد بن سعد کے والد بھی شامل ہیں، سیف الدین کاتب اور کتابوں کے اعلان کرنے والے اور شیخ احمد الحزام، جنائز کے قاری بھی اس سال فوت ہوئے، شیخ احمد اور المتنبیہ کا تکرار کرتے تھے اور سوالات کرتے تھے جنمیں سے بعض اچھے ہوتے اور بعض بے کار قسم کے سوالات ہوتے۔

آغاز ۷۲۲ھ

ارباب ولایت وہی گذشتہ برس والے تھے، صرف دمشق کے والئی بر علم الدین طرقشی تھے، اور ابن معبد کو اس اولوالعزمی وقوت اور امانت ودیانت کی وجہ سے حوران کی ولایت عطا کی گئی تھی محرم میں دمشق میں بڑا زلزلہ آیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے شر سے حفاظت کی، ۱۱ محرم سہ شنبہ کی رات کو تنکز، حجاز سے واپس آیا وہ تین ماہ تک غائب رہا تھا، وہ رات کو آیا تا کہ اپنے آنے کی وجہ سے کسی کو تکلیف میں نہ ڈالیں، اور مدت غیوبت میں جو حضرت ان کے نائب تھے وہ ان سے دو روز قبل چلے گئے تھے تا کہ انہیں کسی ہدیہ وغیرہ کی تکلیف میں نہ ڈالیں، مصری امراء میں مغلطائی عبدالواحد جحدار، سلطان کی طرف سے تنکز کے لئے ایک بیش قیمت خلعت لے کر آیا اس نے وہ خلعت پہنی اور حسب عادت چوکھٹ کو بوسہ دیا بروز چہار شنبہ ۶ صفر کو شیخ نجم الدین قفجازی نے حنفیہ کے مدرسہ ظاہریہ میں درس دیا ان کے درس میں قضاۃ اور روساء شریک ہوئے انہوں نے قرآن کی آیت ان اللــه

یامرکم ان تودوا الامانات الی اھلھا کے متعلق درس دیا، یہ کام قاضی شمس الدین بن العز الحنفی کی وفات کے بعد ہوا، وہ حجاز سے واپسی پر فوت ہوئے تھے ان کے بعد ان کے داماد عماد الدین طرسوسی نیابت قضاء کے متولی بنے، وہ ان کی عدم موجودگی میں ان کے نائب ہوا کرتے تھے ان کے بعد یہ سلسلہ برقرار رہا پھر یہ مستقل قاضی بن گئے۔

اسی ماہ الخوارزمی، کتبغا کی جگہ حاجب بن کر تشریف لائے، ربیع الاول میں شیخ قوام الدین مسعود بن شیخ برھان الدین محمد بن شیخ شرف الدین محمد الکرمانی حنفی، دمشق آکر القصاعین میں اترے، طلبہ ان کے پاس آنے لگے وہ خود نائب سلطنت سے ملے اس وقت وہ جوان تھے ان کی پیدائش ۷۱۱ھ میں ہوئی تھی، میں بھی ان سے ملا، فروع واصول کے عالم تھے لیکن ان کا دعویٰ ان کے علم سے زیادہ وسیع تھا ان کے والد اور دادا کی تصنیفات ہیں، ایک مدت کے بعد مصر چلے گئے اور وہیں فوت ہوئے جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔

ربیع الاول میں ایاس کی فتح اور اس کے معاملات اور ارمینیوں سے واپسی مکمل ہوئی اور برج اطلسی پر قبضہ ہوا، ایاس اور برج اطلسی کا سمندر میں درمیانی فاصلہ ڈیڑھ تیر کے بقدر تھا جس پر مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی مدد سے قبضہ کر کے اسے تباہ کر دیا اس کے دروازوں پر لوہے اور سیسے کی ملمع کاری کی گئی تھی اس کی دیوار کا عرض تیرہ ہاتھ تھا مسلمانوں کو بہت زیادہ مال غنیمت ملا اس کے دیہاتوں کا محاصرہ کیا لیکن گرمی اور مکھیوں نے انہیں بہت تنگ کیا تو سلطان نے انہیں واپسی کا حکم دیا چنانچہ وہ منجنیقوں کو جلا کر ان کے لوہے اٹھا کر صحیح سلامت اور مال غنیمت حاصل کر کے لوٹے، ان کے ساتھ اطاعت گذاروں کی ایک بڑی جماعت بھی تھی۔

بروز خمیس ۲۳ جمادی الاول کو جامع کی اندرونی جانب کا فرش مکمل ہوا اس سے مسجد لوگوں کے لئے کافی وسیع ہوئی، لیکن پہلے کے برعکس اب سامان کے نقل وحمل کے لئے لوگوں کو تنگی محسوس ہوئی کیونکہ اس سے قبل لوگ برآمدے کے درمیان سے گذر کر باب برادہ سے نکل جاتے تھے، اور جو بھی چاہتا جوتوں سمیت دوسرے دروازے سے نکل جاتا تھا باقی برآمدوں کے برخلاف صرف مقصورہ کو جوتوں کے ساتھ آنے کی بالکل اجازت نہیں تھی، چنانچہ جامع کے ناظر ابن مراحل کے مشورے سے نائب سلطنت نے اس کے فرش کی تکمیل کا حکم دیا، جمادی الثانیہ میں لشکر بلادسیس سے واپس آیا لشکر کا سپہ سالار آقوش تھا آخر رجب میں دارنی جعفری کی جگہ قاضی محی الدین بن اسماعیل بن جھبل، ابن صصری کا قضاء میں نائب بنا، اور دارانی نے جامع عقیبہ کی خطابت سے استعفیٰ دیا، ۳ رجب کو نائب سلطنت سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان نے اس کا اکرام کر کے اسے خلعت دی، شروع شعبان میں وہ واپس ہوا، لوگ اس سے خوش ہوئے، رجب ہی میں اس حمام کی عمارت مکمل ہوئی جسے امیر علاء الدین بن صبیح نے شامیہ برانیہ کی شمالی جانب اپنے گھر کے پڑوس میں بنوایا تھا۔

۹ شعبان بروز دوشنبہ امیر سیف الدین ابوبکر بن ارغون نائب سلطنت کا عقد نکاح الناصر کی صاحبزادی سے ہوا، اس کے سامنے اس دن امراء کے لڑکوں کا ختنہ کیا گیا، ختنہ کرنے والوں کے سروں پر چاندی نچھاور کی گئی، بڑے اجتماع کا دن تھا سلطان نے اسی روز مکہ مکرمہ کے ماکولات سے ٹیکس ختم کرنے کا فرمان جاری کیا، حاکم شہر کو اس کے عوض الصعید کے علاقے میں جاگیریں دیں۔

آواخر رمضان میں اس حمام کی عمارت مکمل ہوئی، جسے بہاء الدین بن علیم نے قاسیون کے الماجیہ کے کوچہ میں اپنے گھر کے قریب تعمیر کروایا تھا اس سے اس علاقے اور قریب کے لوگوں نے بڑا نفع اٹھایا، ۸ شوال خمیس کے دن شامی قافلہ حجاج روانہ ہوا امیر قافلہ نائب الرحبہ سیف الدین بلبطی تھے ان کا گھر ابن صبرہ کی گلی میں باب الجابیہ کے اندرونی جانب تھا قافلہ کے قاضی شمس الدین ابن النقیب قاضی حمص تھے۔

اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات

قاضی شمس الدین بن العز الحنفی ...... ابو عبداللہ محمد بن شیخ شرف الدین ابوالبرکات محمد بن شیخ عز الدین ابی العز صالح بن ابی العز بن وھیب بن عطاء بن جبیر بن کابن بن وھیب الاذرعی الحنفی، حنفیہ کے مشائخ، ائمہ اور علوم وفنون متعددہ کے فضلاء میں سے تھے بیس برس تک نیابۃً قاضی رہے، درست فیصلہ کن، خوش سیرت، عمدہ طریقہ، باخلاق، اور اپنے اصحاب وغیرہ کے ساتھ احسان، نیکی اور اچھائی کا معاملہ کرنے والے تھے،

جامع افرم میں ایک عرصہ تک خطبہ دیتے رہے اس میں وہ پہلے خطیب تھے اور معظمیہ، یغموریہ، قلیجیہ اور ظاہریہ میں درس دیا، الظاہریہ کے اوقاف کے ناظر تھے، لوگوں کو افتاء کی اجازت دی، بڑے معظم اور بارعب تھے حج سے واپسی کے چند روز بعد بروز خمیس اخیر محرم میں انتقال فرمایا، اسی روز جامع افرم میں ظہر کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔

مدرسہ معظمیہ میں اپنے اقارب کے نزدیک دفن کئے گئے ان کا جنازہ بڑا پر ہجوم تھا لوگوں نے ان کی بھلائی کی گواہی دی اور اس طرح کی موت پر رشک کرنے لگے، رحمہ اللہ، ان کے بعد ظاہریہ میں نجم الدین قفجازی نے درس دیا، معظمیہ، قلیجیہ، جامع افرم کی خطابت کو ان کے صاحبزادے علاء الدین نے سنبھالا، قاضی عماد الدین طرسوسی مدرس قلعہ نے نیابت قضاء لے لی۔

شیخ امام عالم ابو اسحاق۔۔۔ بقیۃ سلف رضی الدین ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن ابوبکر بن محمد بن ابراہیم طبری مکی شافعی، پچاس برس سے زائد عرصے تک المقام کے امام رہے، اپنے شہر کے شیوخ اور دیگر آنے والوں سے حدیث سنی، طلب حدیث میں سفر نہیں کیا، طویل مدت تک لوگوں کو فتوی دیتے رہے، کہا جاتا ہے کہ علامہ بغوی کی شرح السنۃ کا انہوں نے اختصار کیا ہے، ۸ ربیع الاول ظہر کے بعد بروز ہفتہ مکہ مکرمہ میں انتقال فرمایا دوسرے اگلے روز دفن ہوئے، ائمہ مشائخ میں سے تھے۔

شیخ علامہ زاہد رکن الدین۔۔۔ ابو محمد عبداللہ بن وجیہ الدین ابو عبداللہ علی بن محمد بن علی بن ابی طالب بن سوید بن معالی بن محمد بن ابی بکر الربعی التغلبی التکریتی، دمشق کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھے، ان کے والد پہلے دمشق آئے اور الظاہر کے دور حکومت میں اور اس سے قبل بڑی عظمت حاصل کی ان کی پیدائش ۶۵۰ھ کی حدود میں ہوئی تھی، اس کے پاس اموال کثیرہ اور وافر نعمتیں تھیں، ۲۰ رجب جمعرات کے دن فوت ہوئے، قاسیون کے دامن کوہ میں اپنے مقبرے میں دفن ہوئے، رحمہ اللہ۔

شمس الدین محمد بن المغربی۔۔۔ سفر کرنے والے تاجر تھے، مسافروں کے لئے سرراہ واقع خان صنمین کے بانی تھے، بروز اتوار ۱۱ شوال کو فوت ہوئے اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان کے حسنات کو قبول فرمائے، مذکورہ شہر عمدہ اور نفع بخش شہروں میں سے ہے۔

شیخ جلیل نجم الدین۔۔۔ نجم الدین ابو عبداللہ حسین بن محمد بن اسماعیل القرشی، ابن عنقود مصری، کے نام سے معروف تھے، حکومت میں ذی وجاہت اور پیش پیش تھے، ۱۳ شوال جمعہ کی صبح کو فوت ہوئے، اپنی خانقاہ میں دفن کئے گئے خانقاہ کا اہتمام ان کے بعد ان کے بھتیجے نے سنبھالا۔

شمس الدین محمد بن الحسن۔۔۔ بن شیخ فقیہ محی الدین ابو الہدی احمد بن شیخ شہاب الدین ابو شامہ، ۶۵۳ھ میں پیدا ہوئے ان کے والد انہیں مشائخ کے پاس لے جا کر مجلس حدیث میں بٹھاتے، قرآن کریم پڑھا کر فقہ حاصل کی، کثرت سے تلاوت کرتے تھے لکھتے بھی تھے، مدارس اور سبع کبیر میں حاضر ہوتے تھے، ۲۷ شوال کو فوت ہوئے۔ باب الطفر ادلیس کے مقابر میں اپنے والد کے پاس دفن کئے گئے۔

شیخ عابد جلال الدین۔۔۔ جلال الدین ابو اسحاق ابراہیم بن زین الدین محمد بن احمد بن محمود بن محمد العقیلی، ابن القلانسی کے نام سے معروف تھے، ۶۵۲ھ میں پیدا ہوئے ابن عرفہ کے جزء کو ابن عبدالدائم سے سن کر کئی بار اسے روایت کیا، دوسرے حضرات سے بھی حدیث سنی، کتابت اور انشاء کی صناعت میں مشغول ہو گئے لیکن پھر یہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر عبادت اور زہد میں لگ گئے امراء نے مصر میں ان کے لئے ایک خانقاہ تعمیر کروائی، وہیں لوگ ان کے پاس آنے جانے لگے، خوش خلق اور فصیح اللسان تھے، انہیں ثقل سماعت کی شکایت تھی، القدس منتقل ہو گئے تھے ایک بار دمشق آئے لوگوں نے ان سے ملاقات کر کے ان کا اکرام کیا وہاں حدیث پڑھائی پھر القدس واپس چلے گئے وہیں ۳ ذی القعدہ بروز یک شنبہ کو انتقال فرمایا اور وہاں کے مقابر میں دفن ہوئے، رحمہ اللہ۔ وہ محتسب عز الدین بن القلانسی کے ماموں تھے اور عز الدین اللہ حسب تقی الدین بن مراحل کے ماموں ہیں۔

شیخ امام قطب الدین... محمد بن عبدالصمد بن عبدالقادر السنباطی مصری، الروضۃ کو مختصر کیا، کتاب التمیز تصنیف کی مدرسہ فاضلیہ میں درس دیا مصر میں نائب قاضی بنے، مشہور فقہاء میں سے تھے بروز جمعہ ۱۴ ذی الحجہ کو ۷۰ برس کی عمر میں فوت ہوئے ان کے بعد قاہرہ کے نائب قاضی ضیاء الدین المناوی الفاضلیہ کی تدریس کے لئے آیا اس کے بعد درس میں ابن جماعہ اور رؤساء موجود تھے، واللہ اعلم۔

آغاز ۷۲۳ھ

بروز یک شنبہ دسمبر میں اس برس کا آغاز ہوا، حکام وہی گزشتہ برس والے تھے، سوائے دمشق کے والئ بر کے کہ وہ امیر علاء الدین علی بن حسن مروانی تھے گزشتہ سال صفر میں وہ والی بنائے گئے تھے، اس سال کے صفر میں مدینہ منورہ کی ولایت صلاح الدین جوکنداری کی جگہ امیر شہاب الدین بن برق کو دی گئی اور اسی ماہ وکیل سلطان قاضی کریم الدین ایک مرض سے شفایاب ہوئے اسی خوشی میں قاہرہ کی تزئین و آرائش کی گئی، شمعیں جلائی گئیں، اور مارستان منصوری کا صدقہ لینے کے لئے فقراء کو جمع کیا گیا لیکن کثرت ہجوم کی وجہ سے ربیع الاول کے آخر میں ان میں سے بہت سے مرگئے، قاضی جمال الدین الزرعی کے دمشق منتقل ہو جانے کی وجہ سے ان کی جگہ قاہرہ کے مدرسہ منصوریہ میں امام علامہ محدث تقی الدین السبکی الشافعی، نے درس دیا، ۴ جمادی الاولی بروز جمعہ نجم الدین بن صصری کی جگہ شیخ الشیوخ علاء الدین القونوی الشافعی، ان کے پاس حاضر ہوکر العادلیہ میں اترا، نیز وہ قاضی القضاۃ شیخ الشیوخ، افواج کے قاضی، العادلیہ، الغزالیہ اور الاتابکیہ کے مدرس بن کر تشریف لائے تھے۔

اتوار کے دن وکیل سلطان قاضی کریم الدین بن عبدالکریم بن ھبۃ اللہ بن السدید کو گرفتار کیا گیا وہ سلطان کے نزدیک ایسی منزلت و مکان حاصل کر چکا تھا کہ اس تک اس کے علاوہ بڑے وزراء میں سے کوئی نہیں پہنچا تھا اس کے اموال و جائدادوں کو ضبط کر لیا گیا پہلے اس کو نائب سلطنت کے پاس رکھا گیا پھر اسے القرافۃ میں ان کے مقبرے میں رکھا گیا اس کے بعد کچھ اموال دیکر الشوبک کی طرف جلاوطن کر دیا گیا اور القدس الشریف میں اپنی رباط میں رہنے کی اجازت دی گئی اور اس کے بھتیجے کریم الدین صغیر کونسلوں کے ناظر کو بھی گرفتار کیا گیا اس کے اموال ضبط کر کے اسے برج میں قید رکھا گیا، عوام اس سے خوش ہوئے اور ان دونوں کی گرفتاری کی وجہ سے سلطان کے لئے دعائیں کیں پھر اسے صفت کی طرف نکال باہر کیا گیا اور القدس سے امین الملک عبداللہ کو بلا کر مصر کی وزارت سونپی گئی اور اسے دوبارہ از سر نو وزیر بننے پر خلعت پہنائی گئی، عوام اس سے خوش ہوئے اور اس کے لئے شمعیں روشن کیں اور الصاحب بدرالدین غبریال کو دمشق سے طلب کیا گیا وہ اموال کثیرہ ساتھ اٹھا کر سوار ہوا پھر کریم الدین کبیر کے اموال بھی اس نے حاصل کر لئے اور عزت و اکرام کے ساتھ دمشق واپس آیا، قطب الدین بن شیخ السلامیہ کی معزولی کی وجہ سے ان کی جگہ شامی افواج کی نظارت پر قاضی معین الدین بن الحشیش مقرر ہو کر آ گئے، بیس روز تک العذ راویہ میں ان پر پابندی لگائی گئی پھر انہیں گھر جانے کی اجازت دے دی گئی۔

جمادی الاولی میں کونسلوں کی نگرانی سے طرقشی کو معزول کر کے امیر بکتمر کو نگران مقرر کیا گیا، ۲ جمادی الثانیہ کو ابن جھبل نے الزرعی کی جگہ نیابت قضاء سنبھالی، اس سے چند روز قبل انہیں یتیموں کی نظارت کا عہدہ دیا گیا تھا، شعبان میں طرقشی کو دوبارہ نگران کونسل بنایا گیا اور بکتمر اسکندریہ کی نیابت کے سے چلے گئے وہ اپنی وفات تک وہیں رہے، رمضان میں مشرق کے حجاج کی ایک جماعت آئی جن میں الملک ابغا بن ہلاکو کی صاحبزادی ارغون کی بہن اور قازان اور خربندار کی پھوپھی بھی تھیں ان کی عزت و اکرام کر کے انہیں قصر ابلق میں اتارا گیا، موسم حج تک انہیں رہائش اور کھانا پینا و دیگر خرچے دیئے گئے۔

۸ شوال بروز دوشنبہ قافلہ حجاج قطلجا ابوبکری کی سربراہی میں روانہ ہوا، وہ القصاعین کے رہائشی تھے قافلہ کے قاضی قاضی القضاۃ شمس الدین بن مسلم الحنبلی تھے ان کے ساتھ حج کرنے والوں میں جمال الدین المزی، عماد الدین الہسیر جی، امین الدین الوانی، فخر الدین البعلبکی اور دوسرے حضرات بھی شامل تھے اس بارے میں گفتگو کی ذمہ داری شرف الدین بن سعد الدین بن نجیح کو سونپی گئی تھی، یہ بات مجھے شہاب الدین الظاہری نے بتائی، مصریوں میں سے حجاج میں قاضی القضاۃ بدرالدین بن جماعہ اس کا بیٹا عزالدین، فخر الدین کاتب ممالیک اور شمس الدین الحارثی، شہاب الدین الاذرعی اور علاء الدین الفارسی شامل تھے۔

شوال میں تقی الدین السبکی نے قاہرہ کے مدرسۂ ظاہریہ کے دارالحدیث کی مشیخت زکی الدین کی جگہ سنبھالی، انہیں عبدالعظیم بن حافظ شرف الدین الدمیاطی کہا جاتا تھا، پھر اس مدرسے کی مشیخت السبکی سے لے کر فتح الدین بن سیدالناس الیعمری کے حوالہ کی گئی، بروز جمعرات شروع ذی الحجہ میں قطب الدین بن شیخ السلامہ کو خلعت دیکر معین الدین الحشیشی کی مصاحبت میں افواج کا ناظر مقرر کیا گیا، پھر طویل مدت کے بعد ابن حشیش کو معزول کر کے قطب الدین کو مستقل طور پر نگران مقرر کیا گیا۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

امام مؤرخ کمال الدین الفوطی......ابوالفضل عبدالرزاق احمد بن محمد بن احمد بن الفوطی عمر بن ابی المعالی الشیبانی البغدادی، ابن الفوطی کے نام سے معروف تھے، یہ ان کے نانا تھے، ۶۴۲ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے، تاتاریوں کے ساتھ لڑائی میں قید ہوئے پھر وہاں سے رہائی پائی، المستنصریہ میں کتابوں کے پڑھنے میں لگے رہے تھے، ۵۵ جلدوں میں ایک تاریخ لکھی تھی پھر دوسری تاریخ ۲۰ جلدوں میں لکھی ان کی دیگر تصنیفات بھی ہیں، اچھے اشعار بھی ہیں، محی الدین ابن الجوزی سے الحسن سنی ۳ محرم کو فوت ہوئے، الشونیزیہ میں دفن کئے گئے۔

قاضی القضاۃ نجم الدین بن صصری......ابوالعباس احمد بن فعدل عمادالدین بن محمد بن العدل امین الدین سالم بن حافظ الحدیث بہاءالدین ابوالموھب بن ھبۃ اللہ بن محفوظ بن حسن بن حسن بن محمد بن حسن بن احمد بن محمد بن صصری تغلبی ربعی شافعی، شام کے قاضی القضاۃ تھے، ۶۵۵ھ میں پیدا ہوئے، حدیث سنی، اور دیگر علوم بھی حاصل کئے، قاضی ابن خلکان نے وفیات الاعیان سن کر لکھی، اور شیخ تاج الدین الفزاری سے فقہ پڑھی، ان کے بھائی شرف الدین سے نحو پڑھی، انشاء پردازی اور حسن عبارت میں انہیں کمال حاصل تھا۔

۶۸۲ھ میں مدرسۂ عادلیہ صغیرہ میں درس دیا، ۶۹۰ھ میں امینیہ میں اور ۶۹۳ھ میں غزالیہ میں مدرس رہے العادل کتبغا کے دور میں افواج کے قاضی بنے، ابن دقیق العید کے بعد جب ابن جماعہ کو مصر کی قضاء کے لئے بلایا گیا تو انہیں شام کی قضاء سونپی گئی اس کے ساتھ مشیخۃ الشیوخ العادلیہ اور الغزالیہ اور الاتابکیہ کی تدریس بھی ان کے حوالہ کی گئی، یہ سارے دنیوی مناصب تھے جنہیں یہیں دوسروں کے لئے چھوڑ کر چلے گئے موت کے وقت ان کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ کاش میں ان مناصب کو قبول نہ کرتا، کیونکہ یہ بے وفا دوست یعنی دنیا کی چندروزہ نفع کی چیزیں ہیں، بڑے رئیس، ڈیل ڈول والے، باوقار، کریم، خوش اخلاق اور سلطان وارکان دولت کے نزدیک باعظمت تھے، ۱۶ ربیع الاول جمعرات کی رات کو اپنے باغ میں تیر لگنے سے اچانک فوت ہو گئے، جامع مظفری میں ان کی نماز جنازہ ہوئی، ان کے جنازے میں نائب سلطنت قاضی صاحبان امراء اور روساء شریک تھے، پرہجوم جنازہ تھا الرکنیہ کے نزدیک اپنے مقبرے میں دفن کئے گئے۔

علاءالدین علی بن محمد......ابن عثمان بن احمد بن ابوالمنی بن محمد بن نحلہ دمشقی شافعی، ۶۵۸ھ میں پیدا ہوئے المحرر پڑھی، شیخ زین الدین الفارقی کا دامن تھامے رہے، العدولیہ اور الرکنیہ میں درس دیا، بیت المال کے ناظر رہے، الرکنیہ کے پاس ایک خوبصورت مکان بنوایا اسے چھوڑ کر ربیع الاول میں انتقال فرمایا ان کے بعد الدولعیہ میں قاضی جمال الدین بن جملہ اور الرکنیہ میں قاضی رکن الدین خراسانی نے درس دیا۔

شیخ ضیاءالدین......عبداللہ الزربندی النحوی، ان کا عقلی توازن بگڑ گیا تھا چنانچہ دمشق سے قاہرہ روانہ ہو گئے، شیخ الشیوخ القونوی کے مشورے سے انہیں ہسپتال میں رکھا گیا لیکن افاقہ نہیں ہوا، پھر ایک روز ننگی تلوار لے کر قلعہ میں داخل ہوئے اور ایک نصرانی کو قتل کر دیا، سلطان کے پاس لائے گئے، لوگوں نے سمجھا کہ یہ جاسوس ہے چنانچہ سلطان نے انہیں پھانسی دینے کا حکم دیا اور ربیع الاول میں انہیں پھانسی دی گئی، میں نے ان سے نحو پڑھی تھی۔

شیخ صالح مقری فاضل شہاب الدین احمد بن طبیب بن عبید اللہ الحی العزیزی الفوارسی، ابن حلیبۃ کے نام سے معروف تھے، خطیب مرداداور ابن عبدالدائم سے حدیث پڑھی، دیگر علوم حاصل کر کے لوگوں کو پڑھایا، ربیع الاول میں ۷۸ سال کی عمر میں فوت ہو گئے، دامن کوہ میں مدفون ہوئے۔

شہاب الدین احمد بن محمد ...بن تطعیہ اندرعی، کثرت اموال، سامان خرید وفروخت کی وجہ سے مشہور تاجر تھے، کہا جاتا ہے کہ معرکہ قازان کے سال ان کے مال کی زکوۃ ۲۵ ہزار دینار کو پہنچی تھی، اسی سال ربیع الآخری میں فوت ہوئے، القابون کے راستے میں ثورا کے پاس مرقع نامی اپنے باغ کے دروازے کے پاس واقع قبرستان میں دفن کئے گئے جو زبردست بڑا قبرستان ہے، ان کی بڑی ملکتیں بھی تھیں۔

قاضی امام جمال الدین .....ابوبکر بن عباس بن عبداللہ الخابوری، بعلبک کے قاضی تھے، شیخ تاج الدین فزاری کے بڑے اصحاب میں سے تھے، قاضی الذرعی سے ملنے کی غرض سے بعلبک سے آئے اور مدرسہ بادرانیہ میں ۷ جمادی الاولی ہفتے کی رات کو انتقال فرمایا، قاسیون میں دفن کئے گئے ان کی عمر ستر برس تھی جو پراگندہ خواب کی طرح تھے۔

شیخ معمر مسن جمال الدین .. عمر بن الیاس بن الرشید بعلبکی تاجر تھے، ۶۰۲ھ میں پیدا ہوئے، ۱۲۰ سال کی عمر پا کر ۱۲ جمادی الاولی کو فوت ہوئے، مطحاء میں دفن کئے گئے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

شیخ امام محدث صفی الدین ..صفی الدین ابوالثناء محمود بن ابوبکر بن محمد الحسنی بن یحیٰی بن حسین الارموی الصوفی، ۶۴۶ھ میں ان کی ولادت ہوئی، احادیث کثیرہ سنیں، طلب علم کے لئے سفر کئے اور بہت کچھ لکھا، ابن الاثیر کی النھایہ پر حاشیہ لکھا اور التنبیہ پڑھی تھی، لغت کی تحصیل میں لگ کر اس کی خوشہ چینی کی، ۷۷۶ھ میں ان کا عقلی توازن بگڑ گیا جو خلط سوداء کے غلبہ کی وجہ سے تھا کبھی اس مرض سے افاقہ ہو جاتا تو درست مذاکرہ کرتے پھر اچانک یہی مرض لاحق ہو جاتا تھا، یہی حالت برقرار رہی حتیٰ کہ اس سال جمادی الآخری میں نوری شفاخانے میں انتقال فرمایا، باب الصغیر میں دفن کئے گئے۔

پاک دامن خاتون .خاتون بنت الملک الصالح اسماعیل بن العادل بن ابوبکر بن ایوب بن شادی، اپنے گھر میں فوت ہوئیں جو دار کافور کے نام سے معروف ہے، قابل احترام رئیسہ تھیں، ساری زندگی غیر متزوج رہیں اس وقت بنی ایوب میں ان کا ہم عمر کوئی باقی نہیں تھا، ۲۱ شعبان بروز جمعرات فوت ہوئیں، ام صالح کے مقبرے میں مدفون ہوئیں۔

شیخ جلیل معمر رحلہ بہاء الدین .... بہاءالدین ابوالقاسم بن شیخ بدرالدین ابوغالب المظفر بن نجم الدین بن ابوالثناء محمود بن امام تاج الامناء ابوالفضل احمد بن محمد بن حسن بن ھبۃ اللہ بن عبداللہ بن حسین بن عساکر دمشقی طبیب معمر، ۶۲۸ھ میں ان کی ولادت ہوئی، حاضر ہو کر مشائخ کثیرہ سے احادیث حاصل کیں، شیخ علم الدین البرزالی نے ان کے ایک مشیخہ کی تخریج کی ہے جسے ہم نے ان کی وفات کے سال ان سے سنا تھا، اسی طرح حافظ صلاح الدین العلائی نے ان کی سند عالی والی حدیث کی تخریج کی ہے، محدث مفید ناصرالدین بن طغریل نے سات جلدوں میں ان کا مشیخہ لکھا ہے جو پانچ سوستر شیوخ کی سماع اور اجازت والی احادیث پر مشتمل ہیں، جو ان کے سامنے پڑھا گیا جسے حفاظ وغیرہ نے سنا، البرزالی نے فرمایا کہ میں نے حذف مکررات کے ساتھ پڑھے ہیں، علامہ برزالی فرماتے ہیں کہ وہ طب کا کام کرتے تھے لیکن بغیر اجرت کے لوگوں کا علاج کرتے، بہت سی احادیث، حکایات اور اشعار انہیں حفظ تھے، شعر وشاعری اور کتابت کے لحاظ سے ان کی بڑی خدمات ہیں، پھر اسے چھوڑ کر اپنے گھر کو لازم پکڑ کر حدیث سننے کو اپنا مشغلہ بنالیا آخر عمر میں بہت سے مسائل میں تفرد اختیار کیا، حدیث سنانے کے معاملہ میں بڑے نرم تھے، آخر عمر میں اپنا دار الحدیث بنا کر وقف کر دیا تھا، حافظ البرزالی اور المزی نے ان کی بعض نیک خصلتوں کا تذکرہ کیا ہے، ۲۵ شعبان بروز پیر ظہر کے بعد انتقال فرمایا، قاسیون میں دفن کئے گئے۔

وزیر و امیر نجم الدین ...... محمد بن شیخ فخر الدین عثمان بن ابو القاسم البصر اوی الحنفی، اپنے چچا قاضی صدر الدین حنفی کے بعد بصری میں درس دیا، پھر دمشق کے محتسب اور ناظر خزانہ مقرر ہوئے، پھر ان کو وزیر بنایا گیا لیکن بعد میں ان سے اس عہدے کو چھوڑنے کی درخواست کی گئی جس کے بدلہ میں انہیں زبردست جاگیریں دی گئیں اس معاملہ میں عزت اور اکرام میں ان کے ساتھ وزراء کا سا معاملہ کیا گیا، ۲۸ شعبان جمعرات کے دن بصری میں فوت ہوئے اور وہیں دفن بھی کئے گئے، بڑے سخی، قابل مدح، پرہیبت، کثیر الصدقہ اور لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے والے تھے، بکثرت اموال چھوڑے، لیکن ان کے بعد سب فنا ہو گئے اور سارے اموال بکھر گئے اس کی بیویوں نے دوسری شادیاں کر لیں اور اس کے مکانات میں رہنے لگیں۔

امیر صارم الدین بن قراسنقر الجوکندار ...... خواص کے ناظر تھے، دمشق میں انہیں ایک عہدہ دیا گیا لیکن اپنی موت سے چھ ماہ قبل اس سے معزول ہوئے، ۹ رمضان کو فوت ہوئے، مسجد تاریخ کے مشرقی جانب اس نے اپنے لئے ایک سفید و خوبصورت مقبرہ تیار کرایا تھا اسی میں دفن کئے گئے۔

شیخ احمد الاعقف الحریری ...... شہاب الدین احمد بن حامد بن سعید التنوخی الحریری، ۶۴۴ھ میں پیدا ہوئے، بچپن ہی میں شیخ تاج الدین الفزاری سے التنبیہ پڑھی، حریریہ کی صحبت اختیار کر کے ان کی خدمت کی اور شیخ نجم الدین بن اسرائیل کی مصاحبت کو حرز جان بنایا، حدیث سنی، کئی بار حج کیا، خوبصورت، لوگوں سے محبت کرنے والے خوش اخلاق تھے، ۲۳ رمضان بروز اتوار المزہ میں واقع اپنی خانقاہ میں فوت ہوئے، المزہ کے مقبرے میں دفن ہوئے ان کا جنازہ پرہجوم تھا بروز جمعہ ۲۸ رمضان کو دمشق میں شیخ ہارون المقدسی کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئی وہ رمضان کے آخری عشرے میں بعلبک میں فوت ہوئے تھے، فقراء کے نزدیک صالح اور مشہور تھے۔

شیخ مقری ابو عبداللہ ...... محمد بن ابراہیم بن یوسف بن عصر الانصاری المقصری، بعد میں القدس کے السبت نامی علاقہ میں مقیم ہو گئے تھے بروز جمعرات ۳ ذی قعدہ کو فوت ہوئے، اور ماملی میں دفن ہوئے، پرہجوم جنازہ تھا، کریم الدین اور دیگر لوگ ان کے نماز جنازہ میں پیدل شریک ہوئے تھے وہ ۶۵۳ھ میں پیدا ہوئے، بارعب شیخ تھے، مہندی سے ان کی داڑھی سرخ رہتی تھی، اس سال جب میں نے القدس الشریف کی زیارت کی تو ان سے ملا اور بحث و مباحثہ کیا، میری یہ ان سے پہلی ملاقات تھی مالکی المسلک تھے، آٹھ ماہ میں مؤطا پڑھی الجمل للزجاجی کے شارح ابو الربیع سے شرح کے طریق سے نحو پڑھی تھی۔

شیخ الاصیل شمس الدین ...... شمس الدین ابو نصر بن محمد بن محمد بن عماد الدین ابو الفضل محمد بن شمس الدین ابو نصر محمد بن ھبۃ اللہ بن محمد بن یحییٰ بن بندار بن ممیل الشیرازی، شوال ۶۲۹ھ میں پیدا ہوئے، شیوخ کثیرہ سے حدیث سنی پھر خود حدیث پڑھائی، ہمارے شیخ (المزی اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے ڈھانپ دیں) کے مدرسہ علیہ میں افادہ علوم میں مشغول رہے، خود ان سے متعدد اجزاء پڑھتے تھے، اثابہ اللہ، شیخ، خوبصورت، سراپا خیر، بابرکت اور متواضع تھے، مصاحف اور کتابوں پر سونے کا پانی چڑھاتے تھے، اس صفت میں انہیں کمال حاصل تھا، ولایتوں، مدارس کے وظائف اور سندات سے کبھی اپنے دامن کو آلودہ نہیں ہونے دیا، المزہ میں واقع اپنے باغ میں عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ کو فوت ہوئے، المزہ کی جامع میں ان کا جنازہ پڑھا گیا اور شہر کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

شیخ عابد ابوبکر ...... ابوبکر بن ایوب بن سعد الزرعی الحنبلی، مدرسہ الجوزیہ کے قیم تھے، صالح آدمی، عبادت گذار، سیدھے سادے اور فاضل تھے، الرشید العامری سے دلائل النبوۃ کا کچھ حصہ پڑھا، مذکورہ بالا مدرسہ میں ۱۹ ذی الحجہ یک شنبہ کی شب کو اچانک فوت ہوئے، ظہر کے بعد جامع میں ان کا جنازہ ہوا، باب الصغیر میں مدفون ہوئے، پرہجوم جنازہ تھا لوگوں نے بھلائی کے ساتھ ان کا تذکرہ کیا، رحمہ اللہ، وہ کتب کثیرہ و نافعہ کے مصنف علامہ شمس الدین محمد بن قیم الجوزیہ کے والد ہیں۔

امیر علاء الدین بن شرف الدین، محمود بن اسماعیل بن معبد البعلبکی، طبلخانہ کے امراء میں سے تھے ان کے والد بعلبک کے تاجر تھے ان کے اس

بیٹے نے بڑے ہو کر حکومت سے مل کر بڑی قدر و منزلت پائی، حتیٰ کہ انہیں طبلخانہ دیا گیا دمشق میں اوقاف کی نظارت کے ساتھ ڈاک کے عہدے کو بھی سنبھالا پھر حوران کے والی الولاۃ بنے، وہاں انہیں ایک مرض لاحق ہو گیا وہ موزوں و فربہ بدن تھے لہٰذا ان سے عہدے کو خیر باد کرنے کا مطالبہ کیا گیا کہ وہ اسے ترک کر کے المزہ تشریف لائے اور یہیں اپنے باغ میں ۲۵ ذی الحجہ کو انتقال فرمایا، یہیں ان کا جنازہ ہوا، المزہ کے قبرستان میں دفن ہوئے، دیانت و بھلائی کے ساتھ نیک امراء میں سے تھے، اللہ تعالیٰ ان سے درگذر کا معاملہ فرمائے۔

فقیہ ناسک شرف الدین الحرانی......شرف الدین ابو عبداللہ محمد بن محمد بن سعد اللہ بن عبدالاحد بن سعد اللہ بن عبدالقاہر بن عبدالواحد بن عمر الحرانی، ابن نجیح کے نام سے معروف تھے، ۲۵ ذی الحجہ کو وادیٔ بنی سالم میں وفات پائی، وہاں سے اٹھا کر انہیں مدینہ منورہ لایا گیا، غسل دیکر الروضۃ میں ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور جنۃ البقیع میں عقیل کی قبر کی مشرقی جانب مدفون ہوئے، لوگ ان کی موت اور اس قبر پر رشک کرنے لگے، ان پر رشک کرنے والوں میں قاضی حنابلہ شیخ شمس الدین بن مسلم بھی تھے جو ان کے تین سال بعد فوت ہوئے اور ان کے قریب دفن ہوئے۔

شیخ شرف الدین بن ابی المعز الحنفی حج سے واپسی پر ان کی موت سے ایک ہفتہ قبل مکہ سے دو مرحلہ کی مسافت پر اس میت کو دیکھ کر رشک کرنے لگے لہٰذا انہیں بھی مدینہ منورہ میں فوت ہونے کا شرف حاصل ہوا، شیخ شرف الدین بن نجیح موصوف ہمارے شیخ علامہ تقی الدین بن تیمیہ کی صحبت میں رہ چکے تھے، بڑے سخت مواقع پر ان کا ساتھ دیا جہاں تک بڑے بڑے خاص اور مخلص بہادر ہی جرأت کر سکتے ہیں ان کے ساتھ قید بھی ہوئے ان کے بڑے خدام اور خاص اصحاب میں سے تھے ان کی وجہ سے تکالیف سہتے تھے کئی بار اس وجہ سے انہیں تکلیف بھی اٹھانی پڑی لیکن ان تکالیف کے تحمل اور دشمنوں کے مصائب پر صبر سے ان کی محبت میں اضافہ ہی ہوتا رہا، یہ شخص فی نفسہ اور لوگوں کی نظر میں بھی اچھے قابل قدر سیرت، عاقل، دانشمند، دیانت دار اور زاہد تھے لہٰذا اس کا انجام بھی قابل رشک ہوا کہ حج کے بعد فوت ہوئے، رسول اللہ ﷺ کی مسجد کے ریاض الجنۃ (آج کل اسی نام سے معروف ہے) میں ان کا جنازہ ہوا اور مدینہ منورہ کے قبرستان بقیع فرقد میں مدفون ہوئے اور نیک اعمال پر ان کا خاتمہ ہوا، سلف صالحین میں سے بڑے حضرات کثرت سے یہ تمنا کرتے تھے کہ کسی نیک عمل کے بعد ان کی موت واقع ہو ان کے جنازے میں کثیر تعداد میں لوگ شریک تھے، رحمہ اللہ تعالیٰ واللہ سبحانہ اعلم۔

آغاز ۷۲۴ھ

اس سال بھی حکام وہی گذشتہ سال کے تھے، خلیفہ مستکفی باللہ ابو الربیع سلیمان بن حاکم بامر اللہ العباسی تھے اور سلطان بلاد الملک الناصر تھے مصر میں نائب سلطان سیف الدین ارغون، وزیر امین الملک اور قضاۃ مصر وہی گزشتہ سال والے تھے، شام میں نائب سلطان تنکز تھے شام کے قضاۃ مندرجہ ذیل تھے، شافعی قاضی جمال الدین الذرعی، حنفی قاضی الصدر علی البصراوی، مالکی قاضی شرف الدین ھمدانی اور حنبلی شمس الدین بن مسلم تھے، جامع اموی کے خطیب جلال الدین القزوینی تھے بیت المال کے وکیل جمال الدین بن القلانسی محتسب شہر فخر الدین بن شیخ السلامیہ تھے، کونسلوں کے ناظر شمس الدین غبریال، منتظم علم الدین طرقشی تھے فوج کے ناظر قطب الدین بن شیخ السلامیہ اور معین الدین بن الحشیش تھے، سیکرٹری شہاب الدین محمود، نقیب اشراف شرف الدین بن عدنان ناظر جامع بدر الدین بن حداد، ناظر خزانہ عز الدین بن القلانسی، والی بر علاء الدین بن المروانی اور والی دمشق شہاب الدین برق تھے۔

۱۵ ربیع الاول کو ابن شیخ السلامیہ کی جگہ عز الدین بن القلانسی نے نظارت خزانہ کے ساتھ احتساب کا عہدہ بھی سنبھالا، اسی ماہ وکیل سلطان کریم الدین کو القدس الشریف سے اٹھا کر دیار مصریہ میں لا کر قید کر دیا گیا اور ان سے اموال اور ذخائر کثیرہ لئے گئے پھر اسے اور اس کے عیال کو سلطان کی طرف سے نفقات دیکر الصعید کی طرف جلاوطن کر دیا گیا کریم الدین صغیر کو بھی طلب کر کے اس سے اموال کثیرہ ضبط کر لئے گئے، ۱۱ ربیع الآخر بروز جمعہ جامع اموی کے مقصورہ میں سلطان کا خط پڑھا گیا نائب سلطنت اور قاضی صاحبان بھی موجود تھے اس میں شام کے تمام بلاد محروسہ میں غلے کے ٹیکس کو ختم کرنے کا کہا گیا تھا اس کی وجہ سے سلطان کے لئے دعائیں کی گئیں، ۲۵ ربیع الثانی کو نائب شام کے نام شافعیہ کے قاضی الذرعی کو معزول کر

نے کا پیغام آیا جب انہیں اس بات کی اطلاع ملی تو وہ خود فیصلے سنانے سے رک گئے معزولی کے بعد پانچ روز تک العادلیہ میں مقیم رہ کر الاتابکیہ منتقل ہو گئے وہاں شیخ الشیوخ اور مذکورہ مدرسے کے مدرس کی حیثیت سے رہے، نائب سلطنت نے ہمارے شیخ امام زاہد برہان الدین الفزاری کو بلا کر انہیں قاضی بنانا چاہا لیکن انہوں نے انکار کر دیا، نائب سلطنت نے ہر طرح کا اصرار کیا لیکن شیخ بضد رہے اور وہاں سے نکل کر چلے گئے تو ان کے پیچھے ان کے مدرسے سے روساء کو بھیجا وہ حیلے بہانے کر کے ان کے پاس گئے لیکن اپنے عزم پر قائم رہ کر قضاء کو قبول نہیں کیا، اللہ تعالیٰ انہیں اس مروت کا جزائے خیر عطا فرمائے۔

جمعہ کے دن ایلچیوں نے آ کر انہیں شام کی قضاء پر مقرر ہونے کی خبر دی اسی روز تقی الدین سلیمان بن مراجل کو بدر الدین بن حداد کی وفات کی وجہ سے جامع کی خلعت دی گئی اور ابن مراجل سے ڈسپنسری کی نظارت لے کر بدر الدین بن العطار کو دی گئی، ۱۵ جمادی الاخری جمعرات کی رات عشاء کی وقت چاند گرہن ہوا، خطیب نے صلاۃ کسوف میں چار سورتیں سورۃ ق، سورۃ واقتربت، سورۃ القیامۃ پڑھیں، اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھی اور خطبہ دیا پھر اگلی صبح لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی، اس کے بعد ڈاک کے گھوڑوں پر سوار ہو کر مصر چلے گئے وہاں سلطان سے انہیں عزت ملی اور چند دن کے بعد قاضی بنائے گئے پھر شام واپس ہوئے اور ۵ رجب کو دمشق میں قاضی، خطیب العادلیہ اور الغزالیہ کے مدرس کی حیثیت سے داخل ہوئے اور یہ تمام مناصب سنبھالے، الامینیہ کی تدریس ان سے لی گئی وہاں جمال الدین بن القلانسی نے درس دیا، وہ وکیل بیت المال بھی تھے قضاء افواج بھی انکو دی گئی اور قاضی القضاۃ جلال الدین قزوینی کے نام سے یاد کیے جانے لگے۔

اسی سال ''التکرور'' کے بادشاہ حج کی غرض سے آتے ہوئے ۲۵ رجب کو قاہرہ آئے اور القرافہ میں اترے ان کے ساتھ مغاربہ اور خدام میں بیس ہزار کے لگ بھگ لوگ تھے ان کے پاس کثیر مقدار میں سونا بھی تھا کیونکہ اس کی قیمت گر چکی تھی اور ایک مثقال سونے کی قیمت دو درہم ہو گئی تھی، ان کا نام الملک الاشرف موسیٰ بن ابوبکر تھا وہ نوجوان اور خوبصورت آدمی تھے، ان کی مملکت تین برسوں کی مسافت تک وسیع تھی، کہا جاتا ہے کہ ان کے ماتحت ۲۴ بادشاہ تھے اور ہر بادشاہ کے ماتحت خلق کثیر اور افواج تھے جب وہ قلعہ الجبل میں سلطان کو سلام کرنے کے لئے داخل ہوا تو اسے زمین کو بوسہ دینے کا حکم دیا گیا لیکن انہوں نے زمین کو بوسہ نہیں دیا سلطان نے ان کا اکرام کیا وہ بیٹھے نہیں اور یونہی سلطان کے سامنے سے نکل کر چلے گئے انہیں ایک سرخ گھوڑا زرد اطلس کے زنار کے ساتھ دیا گیا اور گھوڑے اور دیگر آلات مناسب حال انہیں دیئے گئے، اس نے بھی سلطان کو مختلف تحفے دیئے جن میں تقریباً چالیس ہزار دینار بھی تھے اور نائب کے لئے دس ہزار دینار اور دیگر کئی تحفے روانہ کئے۔

شعبان اور رمضان کے مہینوں میں دریائے نیل کا پانی چڑھ آیا اس سے قبل کے سو سالوں میں اتنا بلند نہیں ہوا تھا، ساڑھے تین ماہ تک پانی زمینوں پر رہا جس نے بانسوں کی فصلیں ڈوب گئیں لیکن اس سے جو فائدہ ہوا وہ اس کے نقصان سے زیادہ تھا بروز جمعرات ۱۸ شعبان کو قاضی جلال الدین قزوینی نے دو نائب قضاء مقرر کئے اور ایک یوسف بن ابراہیم بن جملہ محجی صالحی تھے جو بعد میں مستقل قاضی بنے جیسے کہ آگے بیان ہوگا اور دوسرے محمد بن علی بن ابراہیم مصری تھے دونوں نے اس دن فیصلے کئے دوسرے روز ڈاک آئی اس میں شیخ کمال الدین بن الزملکانی کو حلب کی قضاء سونپنے کا فرمان تھا نائب سلطنت نے انہیں بلا کر ان سے گفتگو کی لیکن انہوں نے انکار کر دیا نائب نے ان سے دوبارہ گفتگو کی اور سلطان کو اطلاع دی، ۱۲ رمضان کو عہدہ حوالہ کرنے کا پیغام آیا چنانچہ وہ حلب جانے کی تیاری کرنے لگے وہ اس میں پس و پیش کرتے رہے حتیٰ کہ ۴ شوال جمعرات کی صبح کو روانہ ہو گئے۔

۲۶ شوال بروز منگل حلب میں داخل ہوئے وہاں ان کا زبردست اکرام کیا گیا وہاں انہوں نے درس دیا اور ان بلاد کی حیثیت سے زائد علوم کی اشاعت کی ان کے فنون اور فوائد سے ان لوگوں کو شرف حاصل ہوا لیکن ان کے بلند پایہ اور خوبصورت اسباق کے چلے جانے کی وجہ سے اہل شام کو بڑا افسوس ہوا، شمس الدین محمد الحناط نے اپنے ایک طویل قصیدے میں کیا ہی یہ خوب شعر کہا ہے

تجھے کھونے سے دمشق اور اس کے آس پاس کے مرغزاروں اور سبزہ زاروں نے افسوس کیا اور تیرے آنے سے شہباء یعنی حلب خوش ہوا۔

۱۲ رمضان کو امین الملک مصر کی وزارت سے معزول کئے گئے اور دار السلطان کے استاذ امیر علاء الدین مغلطائی الجمالی کو وزارت دی گئی،

اواخر رمضان میں الصاحب شمس الدین غبریال کو قاہرہ بلا کر کریم الدین صغیر کی جگہ کونسلوں کا ناظر بنایا گیا، کریم الدین موصوف شوال میں دمشق چلے آئے اور القصاعین کے دارالعدل میں اترے، سیف الدین قدیدار کو مصر کی ولایت سونپی گئی وہ بہادر اور خونریز آدمی تھا، چنانچہ شراب گرائی، حشیش کو آگ لگائی اور شریروں کو گرفتار کر لیا گیا اور مصر و قاہرہ کے حالات درست کر دیئے، یہ شخص شیخ ابن تیمیہ کی مصر میں اقامت کے دوران ان کی صحبت میں رہے تھے۔

رمضان میں شیخ نجم الدین عبدالرحیم بن شحام موصلی، سلطان ازبک کی مملکت سے مصر آئے وہ علم طب وغیرہ، فنون کے ماہر تھے ان کے ساتھ اس کی وصیت کی ایک کتاب بھی تھی، اور ظاہریہ برانیہ کی تدریس ان کے حوالہ کی گئی جسے جمال الدین بن القلانسی نے ان کے لئے چھوڑا تھا ذی الحجہ میں اسے سنبھالا اس کے بعد الجاروخیر میں بھی درس دیا، ۹ شوال کو قافلۂ حجاج روانہ ہوا، کونجیار المحمدی امیر تھے، شہاب الدین الظاہری قاضی تھے، اس سال حج کرنے والوں میں برھان الدین الفزاری اور شہاب قرطائی الناصری، طرابس، صاروخا اور شہری وغیرہ کے نائب شامل تھے، نصف شوال میں سلطان نے اپنے مدرسے الناصریہ میں فقہاء کی تعداد میں اضافہ کیا اس میں ہر مسلک کے تیس تیس فقہاء تھے انہیں بڑھا کر ہر مسلک کے ۵۴ فقہاء مقرر کر دیئے اور الجوامک میں بھی ان کی تعداد میں اضافہ کیا، ۲۳ شوال کو سلطان کے سابق وکیل کریم الدین کبیر کو ان کے ایک اسٹور میں گلے میں پھندا ڈال کر لٹکا ہوا پایا گیا، کمرہ بند کر کے گلے میں پھندا ڈال کر پاؤں کے نیچے ایک پنجرہ رکھا تھا پھر پنجرے کو پاؤں سے ہٹا کر خودکشی کر لی تھی، یہ واقعہ شہر اسوان میں پیش آیا ان کے حالات آگے بیان ہوں گے۔

۷ ذی القعدہ کو دمشق کی تزئین و آرائش کی گئی کیونکہ سلطان ایک مرض کی وجہ سے موت کے منہ سے بچ کر شفایاب ہوئے تھے ذی القعدہ ہی میں ابن الزملکانی کے حلب کی قضاء پر جانے کی وجہ سے جمال الدین القلانسی نے ظاہریہ جوانیہ میں ان کی جگہ درس دیا، ان کے درس میں قاضی قزوینی شریک ہوئے تھے، بغداد سے مولیٰ شمس بن حسان کے نام ایک قابل اعتماد خط آیا جس میں لکھا تھا کہ امیر جوبان نے امیر محمد حسیناہ کو شراب سے بھرا ہوا ایک پیالہ پینے کے لئے دیا لیکن انہوں نے پینے سے صاف انکار کر دیا، اس نے اصرار کیا قسمیں دیں لیکن یہ اور زیادہ سختی سے انکار کرتے رہے، جوبان نے کہا شراب پی لو ورنہ تمیں تومان اٹھا کر میرے حوالے کر دو، انہوں نے جواب دیا ٹھیک ہے تمیں تومان تو دے دیدوں گا لیکن شراب نہیں پیوں گا، اس طرح انہوں نے اس پر حجت قائم کر دی، چنانچہ وہاں سے نکل کر بکتی نامی ایک امیر کے پاس گئے اور ان سے ۳۰ تومان بطور قرضہ مانگا لیکن اس نے ۱۰ تومان کے نفع کے ساتھ قرض دینا منظور کر لیا، اور اس پر اتفاق ہو گیا اور بکتی نے جوبان کو پیغام بھیجا کہ حسیناہ سے جس مال کا آپ نے مطالبہ کیا ہے وہ میرے پاس ہے اگر آپ حکم دیں تو میں اسے خزانہ شریفہ میں پہنچا دوں اور اگر فوج میں بانٹنا چاہیں تو آپ کی مرضی جوبان نے محمد حسیناہ کے پاس پیغام بھیج کر اسے اپنے پاس بلایا اور کہا تم چالیس تومان وزن کر کے دے رہے ہو لیکن شراب کا ایک پیالہ نہیں پی رہے ہو؟

انہوں نے کہا جی ہاں، انہیں یہ بات پسند آئی اور اس پر لکھی ہوئی کو پھاڑ دیا اور ان کے ہاں بڑا رتبہ پایا، انہوں نے اسے اپنے تمام کاموں کا فیصل بنا دیا، اور اپنی تحریر کے عہدے پر مقرر کر دیا، جوبان کو کئی قلعے اور جو کام وہ کرتا تھا ان میں سے اکثر سے واپسی کا موقع ملا، اللہ تعالیٰ حسیناہ پر رحم فرمائے، اس سال اصبہان میں فتنہ برپا ہوا جس کے وجہ سے وہاں کے ہزاروں باشندے ہلاک ہوئے، کئی مہینے ان میں جنگ جاری رہی، اسی مہینے دمشق میں انتہائی گرانی ہوئی، ایک بوری ۲۲۰ تک کی قیمت کو پہنچ گئی، خورد و نوش کی چیز کمیاب ہو گئیں اور اگر اللہ تعالیٰ اس شخص کو کھڑا نہ کرتے جو ان کے لئے مصر سے غلہ لاتا تھا تو گرانی اس سے کئی گنا بڑھ جاتی، کئی لوگ موت کے گھاٹ اتر گئے، یہ سلسلہ اس سال کے کئی مہینوں تک چلتا رہا، ۷۲۵ھ تک نصف سال کی مدت تک پہنچ گیا بلا آخر غلے پہنچنے شروع ہوئے اور نرخوں میں کمی آئی، وللہ الحمد والمنہ۔

متوفین

بدرالدین بن ممدوح بن احمد حنفی ... محرم کی ابتداء میں آپ فوت ہوئے، حجاز شریف میں قلعہ روم کے قاضی تھے، وہ بڑے نیک آدمی تھے، کئی بار حج کیا، کبھی قلعہ روم یا حرم بیت المقدس سے احرام باندھ لیتے، دمشق میں ان کی شرف الدین بن عز اور شرف الدین بن شیخ کی غائبانہ نماز

جنازہ پڑھی گئی، یہ دو حضرات حجاز کے راستہ میں حج سے فارغ ہونے کے بعد فوت ہوئے تھے، اس کا سبب یہ بنا کہ انہوں نے شیخ تقی الدین بن تیمیہ کے شاگرد ابن شیخ کی اس موت پر رشک کیا تھا، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، چنانچہ انہیں اس کی توفیق دی گئی یوں وہ اپنے نیک عمل میں یعنی حج سے فراغت کے بعد فوت ہوئے۔

الجہۃ الکبیرۃ خوندابنت مکیۃ..... ملک ناصر کی بیوی، وہ اس کے بھائی ملک اشرف کی بیوی تھیں، پھر ناصر نے ان سے جدائی اختیار کرلی اور قلعہ سے نکال دیا ان کا جنازہ بڑا پرہجوم تھا وہ اپنی اس قبر میں دفن ہوئیں جو انہوں نے تیار کی تھی۔

شیخ محمد بن جعفر بن فرعوش..... انہیں اللباد، کہا جاتا ہے اور مولہ کے نام سے مشہور تھے، ۴۰ سال سے لوگوں کو جامع میں قرآت کراتے، میں (ابن کثیر) نے بھی ان سے کچھ قرائتیں پڑھی ہیں، وہ چھوٹے بچوں کو راء کی اوراسی طرح مضبوط حروف جیسے راء کی مشق کراتے، وہ دنیا کی چیزیں بہت کم استعمال کرتے کسی چیز کو طلب نہ فرماتے ان کا گھر تھا نہ خزانہ، بازار کا کھانا کھاتے اور جامع میں سوتے، صفر کی ابتداء میں وفات ہوئی عمر ۷۰ سال سے متجاوز تھی باب الفرادلیس میں دفن ہوئے۔

شیخ ایوب سعودی اسی دن مصر میں شیخ ایوب سعودی نے وفات پائی، ان کی عمر سو سال کے قریب تھی، انہوں نے شیخ ابو سعود کا زمانہ پایا ان کے جنازے میں بڑی بھیڑ تھی، اپنے شیخ کی قبر کے پاس قرافہ میں دفن ہوئے، قاضی القضاۃ تقی الدین سبکی نے ان کی حیات میں ان سے لکھا، شیخ ابوبکر رجبی نے ذکر کیا کہ وہ جب سے قاہرہ میں مقیم ہوئے انہوں نے اس وقت سے اب تک اس جیسا جنازہ نہیں دیکھا۔

شیخ امام زاہد نور الدین..... ابوالحسن علی بن یعقوب بن جبرائیل بکری مصری شافعی، ان کی کئی تصنیفات ہیں، انہوں نے مسند شافعی وغیرہ بنت منجی کے پاس پڑھی، پھر مصر میں رہائش اختیار کرلی، یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی تردید کرتے تھے اہل حکومت میں سے کسی نے انہیں قتل کرنے کا ارادہ کیا تو وہ بھاگ کر ابن تیمیہ کے پاس روپوش ہوگئے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے کیونکہ ابن تیمیہ مصر میں مقیم تھے اس کی مثال ایسے ہی ہے کہ جیسے کوئی چھوٹی نہر بڑے اور صاف سمندر کو تھپیڑے مارے، یا کوئی ریت کا ٹیلہ پہاڑ کو ہٹانے کی کوشش کرے، انہوں نے عقلمند کو اپنے اوپر ہنسانے کا کافی سامان جمع کیا، سلطان نے ان کے قتل کا ارادہ کیا تو کسی امیر نے سفارش کی پھر کسی چیز کا حکومت پر اعتراض کیا تو قاہرہ سے ایک گاؤں جسے دیروط کہا جاتا ہے کی طرف نکال دیئے گئے تو وہ وہیں ٹھہرے رہے، یہاں تک کہ ۷ ربیع الثانی بروز پیر وہیں وفات پائی، قرافہ میں دفن ہوئے ان کا جنازہ مشہور تھا لیکن اس میں زیادہ لوگ نہیں آئے ان کے شیخ نے ان کی شیخ ابن تیمیہ کی مخالفت کی وجہ سے ناراضگی کا اظہار فرماتے تھے وہ فرماتے کہ تم اچھا اعتراض نہیں کرتے۔

شیخ محمد باجریقی..... اس کی طرف فرقہ ضالہ باجریقیہ منسوب ہے ان کی طرف سے مشہور عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منکر ہیں، جل جلالہ وتقدست اسماءہ، اس کے والد جمال الدین بن عبدالرحیم بن عمر موصلی علماء شافعیہ میں سے تھے بڑے نیک آدمی تھے، دمشق میں کئی جگہ درس دیا، ان کے یہ بیٹے فقہاء کے درمیان پلے بڑھے اور بعض چیزوں کے سیکھنے میں لگ گئے پھر وہ تصوف کی طرف متوجہ ہوئے انہوں نے اس جماعت کو لازم پکڑا، جو ان کی معتقد اور ان کی زیارت کرتی، اور جو ان کے طریقے پر ہوتا اسے کھلاتے پلاتے اور کچھ ایسے تھے جو اسے سمجھتے نہیں تھے، پھر قاضی مالکی نے انہیں قتل کرنے کا حکم صادر کیا تو وہ مشرق کی طرف بھاگ گئے پھر انہوں نے ان کے اور گواہوں کے درمیان دشمنی کا ثبوت پیش کیا تو حنبلی نے ان کے خون نہ کرنے کا حکم دیا تو وہ قابون میں کئی سال مقیم رہے، یہاں تک کہ ۱۶ ربیع الثانی بدھ کی رات ان کی وفات ہوئی، قاسیون کے دامن کوہ میں مغارۃ الدم نامی جگہ کے قریب، مغارۃ کے نیچے پہاڑ کے بلند دامن میں ایک قبہ (گنبد) میں دفن ہوئے، عمر ۶۰ سال تھی۔

شیخ قاضی ابوزکریا..... محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن فاضل جمال الدین اسحاق بن خلیل بن فارس شیبانی شافعی علامہ نواوی کے پاس شغل علم کیا اور ابن مقدسی کو لازم پکڑا، زرع وغیرہ میں حاکم مقرر ہوئے پھر دمشق میں جامع میں مشغول ہوگئے صارمیہ میں درس دیا اور کئی مدارس میں دہرائی

کی، یہاں تک کہ ربیع الاول کے آخر میں فوت ہوئے، قاسیون میں دفن ہوئے، ۸۰ سال کے قریب عمر پائی، حدیث کا بہت سماع کیا امام ذہبی نے ان کی کئی باتوں کی تخریج کی، ہم نے ان سے دار قطنی کا سماع کیا۔

الفقیہ الکبیر الصدر الامام العالم الخطیب بالجامع بدر الدین ابو عبداللہ محمد بن عثمان بن یوسف بن محمد بن الحداد الاقدی الحنبلی، علم حدیث کے حصول میں مشغول ہو گئے احادیث پڑھی سنی اور تفوق حاصل کی مذہب امام احمد پر مشتمل محرر حفظ کی، ابن حمدان پر برتری حاصل کی وہ ان کی علمی منزلت کے مداح تھے اور ان کے ملکہ تفہیم اور قوت حافظہ کی تعریف کرتے تھے، تصنیف کو اپنایا اور امیر قراسنقر کی خدمت میں حلب حاضر ہوئے، ان کے علمی مقام کے مدنظر انہوں نے اوقاف کے نگران مقرر کئے اور جامع مسجد اعظم کی خطابت پر مامور کیا پھر جب دمشق کا رخ کیا تو مسجد اموی کے خطابت پر متعین ہوئے اور بیالیس دن تک اس پر خدمات انجام دیتے رہیں، جلال الدین قزوینی کے لوٹنے تک، پھر وہاں کے شعبہ احتساب اور شفاخانوں کے نگران اعلیٰ مقرر کئے گئے اور مذہب حنابلہ کے قاضی القضاۃ مقرر ہو گئے، سات جمادی الآخرۃ بدھ کی رات وفات پائی اور باب الصغیر میں سپرد خاک ہوئے۔

الکاتب المفید قطب الدین......احمد بن مفضل بن فضل اللہ المصری، کاتب تنکو محیی الدین کے بھائی تھے اور علم الدین کے والد تھے فن کتابت کے ماہر تھے اپنے بھائی کے نائب مقرر ہو گئے ان کی وفات کے بعد، وہ جنہوں نے ان کو کتابت سکھائی، رجب کی دوسری تاریخ پیر کی رات ان کا انتقال ہوا۔

امیر کبیر ملک العرب...... محمد بن عیسیٰ بن مھنا اخو مھنا، رجب کی ساتویں تاریخ ہفتہ کی رات جان جان آفریں کے سپرد کر دی، وفات کے وقت ان کی عمر ساٹھ سے تجاوز کر گئی تھی، بڑے خوش رو اور خوش طبع تھے عامل کامل اور عارف باللہ تھے، اسی مہینے ان کی وفات کی خبر ناگہاں دمشق پہنچی۔

الوزیر الکبیر علی شاہ بن ابی بکر التبریزی...... سعد الدین ساوی کے قتل کے بعد وزیر مقرر کئے گئے، بڑے مکمل شیخ تھے، اور خیر کثیر کا خزانہ تھا، تبریز میں آسودہ خواب ہوئے۔

امیر سیف الدین بکتمر......کئی شہروں کے نگران اوقاف اور قاضی تھے مدرسہ ابی عمر اور دیگر مدارس میں پڑھاتے رہے پانچ رمضان کو اسکندریہ میں وفات پائی۔

شرف الدین ابو عبداللہ...... قاضی القضاۃ علاء الدین کے برادر محمد بن الشیخ الامام العلامہ زین الدین بن المنجا بن عثمان بن اسعد بن المنجا التنوخی، حنابلہ کے مذہب پر تھے، علم حدیث میں مہارت حاصل کی ایک عرصہ تک فتویٰ نویسی کا کام کرتے رہے اور پڑھاتے رہے، امام تقی الدین ابن تیمیہ کی صحبت پائی، مودت و کرم کے پیکر تھے بیک وقت کئی کاموں کو نمٹاتے رہے تھے ان کی زندگی اسلامی زندگی کا نمونہ تھی، شوال کی چار تاریخ کو پیر کی رات داعی اجل کو لبیک کہا، ۶۷۵ھ ان کی تاریخ ولادت تھی۔

الشیخ حسن الکردی المولہ...... ننگے پاؤں گھومتے تھے گندگیاں جمع کرتے تھے اور بہکی بہکی باتیں کرتے تھے جو مغیبات کی طرح ہوتی تھی لوگوں کو ان کی اس نامعقول باتوں پر یقین ہوتا تھا جو کہ گمراہ لوگوں کے ہاں رائج ہے شوال میں چل بسے۔

کریم الدین الذی کان وکیل السلطان...... عبدالکریم بن العلم ھبۃ اللہ المسلمانی، سلطنت ترک میں بادشاہ کے زیر سایہ رہنے کی وجہ سے بہت بڑی دولت اور جائیداد کے مالک بنے، رتبہ بلند پر فائز رہے اور سلطان کے خاصان مجلس میں سے تھے دو بڑی مسجدیں ان کے حوالہ کی گئی ایک بڑی نہر خریدی پچاس ہزار کی لاگت پر، لوگوں کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی ہر کوئی اس سے نفع اٹھاتا رہا، دوسری ایک مسجد جو قابون میں تعمیر ہوئی تھی ان کے حوالہ کر دی، بہت سارے صدقات چھوڑ گئے، آخری عمر میں چپ لگی، باتیں نہیں کر سکتے تھے قدس کا سفر کر گئے اور بعض روایت کے مطابق

اسوان کے شہر میں اپنی پگڑی میں پھندا لگا کر مر گئے، اسی کے مطابق تیئس شوال کو ان کی موت واقع ہوئی حسین شکل وصورت کے حامل تھے اپنے پیچھے بہت سارے ذخائر چھوڑ گئے، اللہ ان کی مغفرت کریں۔

شیخ علامہ علاء الدین...... علی بن ابراہیم بن داؤد بن سلیمان بن العطار، نوریہ کے شیخ الحدیث اور قوصیہ کی جامع مسجد کے مدرس، عید الفطر کے دن ان کی ولادت ہوئی، ۶۵۴ھ ان کی تاریخ میلاد ہے، علم حدیث پڑھنے میں مشغول ہو گئے شیخ محی الدین کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، کئی کتابوں کے مصنف ہیں، تصنیف وتالیف اور تخریج کا ایک حصہ وافر چھوڑ گئے، تیس سال تک نوریہ میں شیخ الحدیث رہ کر منصب اعلیٰ پر فائز رہے، ذی الحجہ کے اوائل میں پیر کے دن وفات پائی، علم الدین برزالی النوریہ میں ان کے قائم مقام بنائے گئے اور قوصیہ کا منصب شہاب الدین حرز اللہ نے سنبھالا، جامع میں ان کا جنازہ پڑھا گیا اور قاسیون میں مدفون ہوئے۔ رحمہ اللہ۔

آغاز ۷۲۵ھ

سال نو کا آغاز بدھ کے دن سے ہوا، اسی سال کے پانچ صفر کو شیخ شمس الدین محمود اصبہانی سفر حج سے واپسی پر دمشق تشریف لے گئے ان کی علمی شخصیت کسی تعارف کا محتاج نہیں، شرح مختصر ابن الحاجب، شرح التجوید، شرح الحاجبیہ اور ان کی تفسیر جیسی شاہکار تصنیفات ان کی علمی مقام پر واضح دلیل ہے، دمشق آتے ہی طلبہ علم کی جوق در جوق ٹولیاں ان سے علمی پیاس بجھانے کے لئے آتی رہیں، اور قاضی جلال الدین قزوینی کے ہاں ان کو بڑی شرف باریابی حاصل تھی، لیکن وہ یہ سب چھوڑ کر شیخ ابن تیمیہ کی مجلس علمی میں جانے لگے اور ان سے ان کی تصنیفات سنتے رہے، ان کی صحبت میں ان کی وفات تک رہے اور جب وہ وفات ہو گئے تو مصر واپس لوٹے۔

ربیع الاول میں سلطان نے تقریباً پانچ ہزار کا دستہ یمن کی طرف روانہ کیا، کیونکہ اس کے چچا نے اس کے خلاف بغاوت کر دی تھی۔ بہت سے حجاج نے اس کا ساتھ دیا جن میں فخر الدین نویری بھی شامل تھے۔ اس سال شہاب الدین بن مری کو مصر میں لوگوں سے شیخ تقی الدین بن تیمیہ کے طریقہ پر گفتگو سے روک دیا گیا اور قاضی مالک نے استغاثہ کے باعث آپ پر تعذیر لگائی۔ اور شخص مذکور سلطان کے سامنے حاضر ہوا اور امراء کی ایک جماعت نے آپ کی تعریف کی۔ پھر آپ اپنے اہل وعیال کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہو گئے اور بلاد خلیل میں اترے۔ پھر بلاد شرق کی طرف چلے گئے اور سنجار، ماردین کے صوبوں میں گفتگو کرتے اور لوگوں کو وعظ ونصیحت کرتے ہوئے اقامت اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔ رحمہ اللہ۔ ان کا ذکر ہم آگے کریں گے۔

۲ ربیع الآخر میں نائب شام مصر آ گئے جہاں سلطان اور دیگر امراء نے ان کی بڑی تعظیم کی، جمادی الاولیٰ میں مصر میں ایسی شدید موسلا دھار بارشیں ہوئیں کہ اس سے پہلے کبھی سننے میں نہیں آیا، دریائے نیل تلاطم خیز موجیں مارتا ہوا بہہ رہا تھا بغداد میں دریائے دجلہ کے کنارے تمام مکانات صفحہ ہستی سے مٹ گئے بہت بڑے پیمانے پر تباہی ہوئی، لوگ گھروں میں محبوس رہے، پانی میں ڈوبی بستیاں کسی کشتی کا منظر پیش کرتی رہی، ان گنت جانیں ضائع ہو گئیں، لوگوں نے قرآن سروں پر اٹھا کر اللہ کے سامنے عاجزی کی دعائیں مانگیں پھر اللہ نے رحم فرمایا اور پانی خشک ہو گیا دریا بیٹھ گیا اور لوگ اپنے کاموں کی طرف لوٹ گئے، ایک شمار کے مطابق سولہ سو کے قریب گھر تباہ ہو گئے، اتنا نقصان ہوا کہ جس کی تلافی دس سال تک نہ ہو سکی۔

جمادی الآخریٰ کے ابتدائی ایام میں خانقاہ کھول دیا جس کی تعمیر انہوں نے کی تھی اس کی نہریں کھودی تھی اس کے نزدیک ایک محل تعمیر کیا سلطان اپنے وزراء اور قضاۃ کو ساتھ لے گئے مجد الدین الاقصرائی کو اس کا مسند نشین بنایا، قاضی سے احادیث سنی اور عز الدین کو بڑے اکرام وانعام سے نوازا، اور ان کے والد کو بھی بلند مقام پر بٹھایا، شیخ الشیوخ اور مجد الدین الاقصرائی جو شیخ خانقاہ تھے ان سب کو بڑے احترام سے رکھا، اور بدھ کے دن چودہ رجب کو شیخ زین الدین بن الکانی الدمشقی نے درس حدیث دیا کرک کے نائب کے کہنے پر، جو بہت سارے لوگ اس درس سے مستفید ہو گئے، اسے فقہ میں مہارت تامہ حاصل تھی، لیکن علم حدیث میں وہ مہارت پیدا نہ کی جس مقام پر وہ فقہی میدان میں فائز تھے۔

رجب کے آواخر میں شیخ زین الدین محمد بن عبداللہ بن امرحل مصر سے برانیہ شامیہ منتقل ہو گئے جو اس سے پہلے ابن زملکانی کا مسند درس تھا ان کے حلب میں قاضی مقرر ہونے کے بعد یہ اسی مسند پر جلوہ افروز ہو گئے اور پڑھاتے رہے۔ رجب کے آواخر میں قاضی عزالدین بن بدرالدین بن جماعہ اپنے بیٹے کے ساتھ مصر سے چلے گئے ان کی ہمنشینی میں شیخ جمال الدین الدمیاطی اور طلباء کی ایک بڑی تعداد تھی جو سماع حدیث کے لئے آئی تھی، سوان کو پڑھایا اور بہت فائدہ پہنچایا، اس کے بعد بروز بدھ بارہ شوال کو شیخ شمس الدین بن اصبہانی ابن الزملکانی کے حسب جانے کے بعد ان کی جگہ رواحیہ میں پڑھایا اور وہاں کے قضاۃ اور شیوخ کے ہاں حاضری دی جن میں امام ابن تیمیہ سرفہرست تھے اسی ہی مجلس میں (عام از اخص) اور (استثناء بعد النفی) پر بحث چل نکلی اور بہت طویل ہو گئی، اس علمی مجلس میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے دلائل کے ایسے انبار لگا دیئے کہ حاضرین انگشت بداں رہ گئے اور ان کی علمی منزلت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، عیدالفطر کی خبر دیر سے آئی یہاں تک کہ نماز عید دوسرے دن ادا کی گئی لوگوں نے مشتعل ہو کر بہت سارے مؤذنوں کو قید بھی کیا۔

• اذی قعدہ کو قافلۂ حجاج روانہ ہوا امیر قافلہ صلاح الدین بن ایبک الطویل تھے اسی قافلہ میں صلاح الدین بن اوحد اور المنکورسی بھی تھے قاضی قافلہ شہاب الدین الظاہر تھے، ۱۷ ذی القعدہ کو حسام الدین قزوینی نے جو کہ طرابلس کے قاضی تھے قاسیون میں واقع رباط ناصری میں درس دیا، جمال الدین بن الشریشی نے المسرور یہ کی تدریس کے بدلہ انہیں یہ درس سونپا تھا اصل میں ان کے نام العذراویہ اور الظاہریہ کی تدریس کا فرمان آیا تھا لیکن قاضی القضاۃ جمال الدین اور ان کے دونوں نائب ابن جملہ اور الفخر المصری آڑے آ گئے چنانچہ کمال الدین بن الشیرازی اور ان کے لئے ایک مجلس منعقد کی گئی اور اس کے ساتھ شامیہ برانیہ کی تدریس کا دستخط شدہ فرمان تھا چنانچہ ان دونوں کے ہاتھ سے معاملہ نکل گیا کیونکہ وہ اس مجلس میں اپنا استحقاق ثابت نہ کر سکے، لہذا العذراویہ اور الشامیہ، ابن المرحل کو دیئے گئے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور المسروریہ قزوینی کے حوالہ کیا گیا اور انہوں نے یہ مدرسہ ابن الشریشی کو دیکر ان سے رباط ناصری لے لیا اور اسی روز اس میں درس دیا ان کے درس میں قاضی جلال الدین شریک ہوئے ان کے بعد ابن شریشی نے المسروریہ میں درس دیا ان کے درس میں بھی لوگ شریک ہوئے اسی ماہ یمنی فوجی دستہ بھی واپس ہوا، ان کے بچوں اور دیگر لوگوں کی ایک بڑی تعداد گم ہو گئی تھی، چنانچہ اس دستے کے سپریم کمانڈر رکن الدین بیبرس کو اس کے غلط کردار کی وجہ سے گرفتار کر لیا گیا۔

شیخ ابراہیم الصباح ابراہیم بن منیر البعلبکی، بہت بڑے عارف تھے دعوت واصلاح کے سلسلہ میں بڑی شہرت کے حامل تھے امام تقی الدین ابن تیمیہ کے خواصوں میں سے تھے محرم کے ابتدائی ایام میں بدھ کی رات وفات پائی باب الصغیر کے قبرستان میں دفن ہوئے جنازے میں لوگوں کی کثرت کی وجہ سے تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔

ابراہیم المولہ..... گنبد شرقی میں رہنے کی وجہ سے قمینی کہلاتے تھے، نماز کے پابند نہیں تھے جس کی وجہ سے تقی الدین ابن تیمیہ نے تائب کرایا اور زبردست سزا بھی دی کوڑا کرکٹ جمع کرتے تھے جہاں بہت سارے لوگ ان کے تماشے دیکھنے کے لئے اکٹھے ہوتے تھے اسی مہینے میں ان کا انتقال ہوا۔

شیخ عفیف الدین..... محمد بن عثمان بن عمر الصقلی الدمشقی کے نام سے پہچانے جاتے تھے امام مسجد تھے اور ابن الصلاح سے سنن بیہقی کی کچھ احادیث پڑھی ایک روایت کے مطابق صفر میں وفات پائے۔

شیخ صالح و عابد زاہد عبداللہ بن موسیٰ...... عبداللہ بن موسیٰ بن احمد الجزری، جامع دمشق میں مقیم تھے۔ بڑے باوقار اور سنجیدہ شخص تھے، گہرے مطالعے کے مالک تھے، معلومات کا ایک خزانہ اس کے پاس تھا شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے خواص میں سے تھے انہی کے خوشہ چین تھے بروز پیر چھبیس صفر کو وفات پائی اسی جامع دمشق ہی میں ان کا نماز جنازہ پڑھا گیا اور باب الصغیر میں سپرد خاک ہوئے۔

شیخ تقی الدین تقی الدین ابن الصائغ المقری المصری کے نام سے پہچانے جاتے تھے، شافعی مسلک تھے اور قراء کے قافلے کا آخری

فرد تھے صفر میں انتقال ہوا، قرافہ میں دفن ہوئے نوے سال کی عمر پائی تھی، ان کے بارے میں کسی نے کہا تھا کہ طویل عمر اور اچھے اخلاق واعمال کے مالک تھے۔

شیخ امام صدرالدین ...ابوزکریا یحیی بن علی بن تمام بن موسی الانصاری السبکی، شافعی المسلک تھے علم حدیث حاصل کیا فقہ اور اصول میں مہارت حاصل کی، سیفیہ میں پڑھاتے رہے ان کے بعد اس جگہ کو ان کے بھتیجے تقی الدین سبکی نے سنبھالی جو بعد میں شام کے قاضی بنے۔

الشہاب محمود... علم انشاء پردازی میں چوٹی کے ماہرین میں سے تھے قاضی فاضل کے بعد اس میں ان کا کوئی ہمسر نہ تھا بہت سارے قصائد بھی کہے، نام شہاب الدین ابوالثناء کنیت محمود بن سلمان بن فہد الحلبی الدمشقی، ۶۴۴ھ میں حلب میں پیدا ہوئے علم حدیث پڑھی اور لغت ادب اور شعر میں مہارت حاصل کی، انشاء پردازی اور نثر ونظم میں ان کو یدطولی حاصل تھا، اور پچاس سال تک انشاء پردازی کا کام انجام دیتے رہے، پھر دمشق کی جاسوسی کتابت پر مقرر ہوگئے، آٹھ سال کے بعد ہفتہ کی رات بائیس شعبان کو وفات پاگئے، اسی سال عمر پائی اور یغمور کے قرب میں جگہ پائی۔

شیخ عفیف الدین الآمدی .. دارالحدیث ظاہریہ کے شیخ عفیف الدین اسحاق بن یحیی بن اسحاق بن ابراہیم بن اسماعیل الآمدی، ۶۴۰ کو ولادت ہوئی، بہت سارے محدثین سے علم حدیث پڑھا جن میں سے یوسف بن خلیل، مجد الدین بن تیمیہ سرفہرست ہیں بڑے خوش رو اور کریمانہ اخلاق والے تھے، ۲۲ رمضان بروز پیر وفات پائی قاسیون میں مدفون ہوئے، فخر الدین رئیس جنود کے والد تھے، ان کی وفات سے ایک دن قبل معین الدین یوسف بن زغیب الرحبی مشہور تاجر فوت ہوگئے۔

بدرالعوام ... محمد بن علی حلبی تھے کریمانہ صفات کے مالک تھے یمن کے تجار کے سربراہ تھے ایک مرتبہ بحری سفر میں کشتی ڈوبنے میں ان کے ساتھ ڈوبے موت کے قریب تھے کہ نکالے گئے، بڑے دیانتدار تھے قرآن کی تلاوت بہت کرتے تھے تیرہ حج کیے، ۸۸ سال (اٹھاسی) کی عمر پائی، شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے درس میں شریک ہوئے تھے اور اسی میں فوت ہوگئے۔

الشہاب احمد بن عثمان الامشاطی......شعر وشاعری اقسام از جال، موشحات، موالیا، دوبیت، بلالیق کے ادیب اور ان کے فنون کے جاننے والوں کے ماہر استاذ تھے، ساٹھ سال ۰ اون کی عمر میں وفات ہوئی۔

قاضی صدرالدین .....صدرالدین سلیمان بن ہلال بن شبل بن فلاح بن خصیب جعفری شافعی، معروف خطیب داریا، ۶۴۲ھ کو ان کی ولادت ہوئی، بصرہ کے علاقے میں اپنے والد کے ساتھ صالحیہ کا سفر کیا وہاں شیخ نصر بن عبید سے قرآن پڑھا شیخ محی الدین النووی سے حدیث پڑھی شیخ تاج الدین وغیرہ سے بھی شرف تلمذ حاصل کیا، داریا میں خطیب مقرر ہوگئے پھر وہاں سے لوٹنے کے بعد قاضی ابن صصری کے نائب رہے، بڑے زاہد تھے کوئی تفریح پسند نہیں کرتے تھے جعفر طیار سے ان کا نسب ملتا ہے، ان کے درمیان دس اجداد گزرے تھے پھر عقیبہ کی خطابت پر فائز ہونے کی وجہ سے نیابت ترک کی اور اسی پر اکتفاء کرتے رہے۔

جمعرات کی رات پانچ ذی قعدہ کو وفات پائی باب الصغیر میں مدفون ہیں، ان کی خطابت پر ان کے بیٹے مقرر ہوگئے۔

احمد بن صبیح المؤذن......دمشق کے جامع مسجد کے مؤذن تھے بڑی پیاری آواز رکھتے تھے اور خوش الحان تھے، ۶۵۲ھ میں ان کی ولادت ہوئی حدیث پڑھی اور پڑھائی ان کے استاذ میں ابن عبداللہ اور ائمہ وغیرہ شامل ہیں ان کے والد شمۃ بنت کامل الدین التفلیسی نامی عورت کے موالی تھے فخر الدین الکرخی کی بیوی تھی، مسجد کی خدمت اور اذان میں وقت گزرا نائب سلطان کے ہاں بھی بڑی طویل عرصہ مؤذن رہے، طواویس میں ذی الحجہ میں وفات ہوگئے باب الفرادیس کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

خطاب بانی خان خطاب......امیر عز الدین خطاب بن محمود بن رتقش العراقی کے نام سے مشہور تھے، بڑے دولت مند تھے حمام جو کہ المساق میں واقع تھا ان کا ایک مشہور مسافر خانہ سرائے تھا، برج الصغیر کے نام سے مشہور تھا جہاں بہت سارے مسافر ٹھہرتے تھے سترہ ربیع الآخر کو وفات ہوئے اور قاسیون میں دفن کیا گیا۔

رکن الدین خطاب بن الصاحب کمال الدین......ابن خطاب الرومی کے بھتیجے تھے جو سیواس کے خانقاہ کے مسند نشین تھے حجاز کے سفر میں کرک کے مقام پر وفات ہوئے جعفر اور ان کے دیگر اصحاب کے قریب میں دفن کئے گئے ذی قعدہ کے اواخر میں وفات پائی۔

بدر الدین ابو عبداللہ......محمد بن کمال الدین احمد بن ابی الفتح بن ابی الوحش اسد بن سلامۃ بن سلیمان بن فتیان الشیبانی المعروف با بن العطار، ۶۷۰ھ میں پیدا ہوئے، حدیث پڑھی خطاطی سیکھی، شعر کہا، افرم کے دور میں ان کی بڑی آؤ بھگت تھی، بڑے دولت مند تھے، تواضع اور خوش اخلاقی ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی قاسیون میں دفن ہوگئے۔

قاضی محی الدین......ابو محمد بن الحسن بن محمد بن عماد بن فتوح الحارثی زبدانی کے قاضی تھے پھر کرک کے قاضی مقرر ہو گئے اور وہیں پر بیس ذی الحجہ کو وفات پائی، یوم ولادت ۶۴۵ھ تھا علم حدیث میں مہارت حاصل کی متواضع اور زاہد تھے شیخ جمال الدین ابن قاضی الزبدانی مدرس ظاہریہ کے والد تھے۔

آغاز ۷۲۶ھ

اس سال کے آغاز پر وہی پچھلے سال والے حکام تھے سوائے دمشق کے خفیہ منشی شہاب الدین محمود کے ان کی وفات ہو چکی تھی ان کا عہدہ ان کے بیٹے الصدر شمس الدین نے سنبھالا، اس سال تاجر دھشہ جامع سے دھشہ سوق علی تک عورتوں کے سلے ہوئے کپڑے لے کر لوٹے، ۸ محرم بروز بدھ ظاہریہ کے شیخ الحدیث کا عہدہ شیخ شہاب الدین بن جہبل نے عفیف اسحاق کی وفات کے بعد سنبھالا اور قدس شریف صالحیہ میں تدریس چھوڑ دی، دمشق اختیار کرلیا ان کے پاس قضاۃ اور اعیان حاضر ہوئے اس سال کی ابتداء میں وہ حمام کھولا گیا جسے امیر سیف الدین جوبان نے اپنے گھر کے پڑوس میں دار جالق کے قریب بنایا تھا اس کے دو دروازے تھے ایک مسجد وزیر کی طرف تھا اس سے بڑا نفع حاصل ہوا، ۲ صفر بروز پیر الصاحب غبریال مصر سے ڈاک کی سواری پر حسب عادت دمشق کی کچہریوں کی نگرانی کے لئے متوجہ ہوا اور کریم الصغیر وہاں سے جدا ہوا، لوگ بہت خوش ہوئے، ۲۱ ربیع الاول منگل کی صبح ناصر شرف ابوالفضل بن اسماعیل بن حیثی کو سوق الخیل میں اس کے کفر اور اللہ تعالیٰ کی آیات کی تحقیر و اہانت اور زنادقہ جیسے نجم بن حستان، محمد بن بریقی ابن معمر بغدادی کیساتھ نشست و برخاست کی وجہ سے قتل کیا گیا ان لوگوں میں کج روی، زندقہ لوگوں کے درمیان مشہور تھا۔

شیخ علم الدین برزالی فرماتے ہیں کہ یہ مذکورہ شخص جس کی گردن کفر، دین کے ساتھ مذاق نبوت اور قرآن کی اہانت کی وجہ سے ماری گئی اور فرماتے ہیں کہ اس کے قتل میں علماء اکابر اعیان حکومت حاضر تھے انہوں نے کہا کہ ابتداء میں اس شخص نے التنبیہ کتاب یاد کی تھی، قرآن کے ختم پر بڑی اچھی آواز سے پڑھتا تھا وہ بڑا ذہین اور سمجھدار تھا مدارس اور قبرستانوں میں ٹھکانہ رکھتا پھر یہ سب چیزیں اس سے چھوٹ چھاٹ گئیں اس کا قتل اسلام کی عزت اور زنادقہ و اہل بدعت کو ذلیل کرنے کے لئے تھا۔

میں ابن کثیر کہتا ہوں کہ میں بھی اس کے قتل میں حاضر تھا اس دن ہمارے استاد ابوالعباس ابن تیمیہ بھی موجود تھے وہ اس کے پاس آئے اور اسے تھپکایا جو اس سے کفر صادر ہونا تھا قتل سے پہلے ہوا پھر اس کی گردن اڑائی گئی میں یہ منظر دیکھ رہا تھا ربیع الاول میں دمشق سے کتے نکالنے کا حکم صادر ہوا، لوگ ان کو باب الصغیر کی جانب خندق میں شرقی دروازے سے ڈالتے تھے، کتے ایک طرف اور کتیاں دوسری طرف اور یہ کام دو کانوں والوں پر لازم کیا اس معاملہ میں ان پر کچھ دن سختی کی گئی، ربیع الاول میں شیخ علاء الدین مقدسی معید البادرانیہ قدس شریف صالحیہ کے شیخ الحدیث مقرر ہوئے انہوں نے اس کا سفر کیا اور جمادی الثانیہ میں قرطائی طرابلس کی ولایت سے معزول ہوا اور طینال اس عہدے پر فائز ہوا، اور قرطائی کو دمشق میں حمز القرمانی کے قلعہ دمشق میں قید ہو جانے کی وجہ سے مقرر کیا گیا، برزالی فرماتے ہیں کہ سولہ شعبان عصر کے قریب بروز پیر شیخ العالم العلامہ تقی الدین ابن تیمیہ قلعہ

دمشق میں بند کردیئے گئے ان کے پاس نائب سلطنت کی طرف سے تنکز اوقاف کا نگران اور ابن خطیری دمشق حاضر ہوئے انہوں نے شیخ کو خبر دی کہ اس بارے میں بادشاہ کا خط آیا ہے انہوں نے اپنے ساتھ ان کے سوار ہونے کے لئے سواری لائی شیخ نے اس پر خوشی اور مسرت کا اظہار کیا اور فرمایا کہ میں اس کا منتظر تھا اس میں بہت خیر اور بڑی مصلحت ہوگی۔

وہ سب شیخ کے گھر سے سوار ہو کر باب القلعہ تک گئے ان کے لئے ھال خالی کردیا گیا اور اس میں پانی چھوڑا گیا اور ان کو وہاں مقیم رہنے کا حکم تھا ان کے ساتھ ان کے بھائی زین الدین سلطان کی اجازت سے مقیم ہوئے اور ان کے لئے بقدر کفایت چیزوں کا حکم دیا گیا، برزالی فرماتے ہیں کہ مذکورہ مہینے کی دس تاریخ بروز جمعہ جامع دمشق میں سلطان کا خط شیخ کو گرفتار اور فتوی دینے سے منع کرنے کے لئے آیا، اس واقعے کا سبب وہ فتویٰ بنا جو شیخ کے خط کا لکھا ہوا سفر میں پایا گیا اور سواریوں کو انبیاء واولیاء کی قبروں کی زیارت کے لئے تیار کرنے کے بارے میں تھا وہ فرماتے ہیں کہ نصف شعبان بروز بدھ چیف جسٹس شافعی نے شیخ تقی الدین کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو حکم کے جیل خانے میں بند کرنے کا حکم دیا اور یہ نائب سلطنت کے حکم او راجازت سے تھے جو شریعت ان کے بارے میں فیصلہ کرتی ہے اور ایک جماعت کو گدھوں پر بٹھا کر سزا دی گئی ان پر آوازیں کسی گئیں پھر چھوڑ دیا گیا سوائے شمس الدین محمد بن قیم جوزیہ کے کہ وہ قلعہ میں محبوس تھے یہ معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا وہ فرماتے ہیں کہ رمضان میں دمشق کی خبریں پہنچنے لگیں کہ پانی کا ایک چشمہ مکہ مکرمہ کی طرف جاری کردیا گیا ہے لوگوں نے اس سے بہت زیادہ فائدہ اٹھایا ہے یہ چشمہ قدیم زمانے سے چشمہ بازان کے نام سے مشہور تھا، جوبان نے دور دراز علاقوں سے جاری کر کے مکہ میں داخل کیا جو صفا اور باب ابراہیم تک پہنچا جس سے فقیر، غنی، ضعیف شریف سب نے پیا جو اس میں برابر تھے اس سے اہل مکہ بہت رفاقت کرنے لگے، وللہ الحمد والمنہ۔

لوگوں نے اس کی کھدائی اور تجدید کا کام اس سال کی ابتداء سے شروع کر کے جمادی الاولی کے آخری عشرے تک پہنچایا اور اتفاق سے اس سال جو کنویں مکہ مکرمہ میں تھے وہ خشک ہو گئے اور ان کا پانی کم ہو گیا اسی طرح، وزمزم بھی کم ہو گیا تو اگر اس نہر کے جاری کرنے کے ذریعہ مہربانی نہ فرماتے اہل مکہ مکہ سے نکال دیئے جاتے یا جو وہاں رہتے ہلاک ہو جاتے، رہی ایام حج میں گرمی کی شدت تو لوگوں کو اس چشمے کی وجہ سے اتنی رفاقت حاصل ہوئی جو نا قابل بیان ہے جیسا کہ ہم نے ۷۳۱ ھ میں جب حج کیا تھا اس کا مشاہدہ کیا ہے۔

سلطان کا خط نائب مکہ کے پاس آیا کہ وہ زیدین کو مسجد حرام سے نکال دے اور یہ کہ وہاں ان کا امام ہو اور نہ کوئی مجمع چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، ۴ شعبان بروز منگل شامیہ جوانیہ نے شہاب الدین احمد بن جہبل نے درس دیا ان کے قاضی قزوینی شافعی اور ایک جماعت حاضر ہوئی یہ درس انہوں نے شیخ امین الدین سالم بن ابی درامام مسجد ابن ہشام کی جگہ دیا جن کی وفات ہو گئی تھی، پھر کچھ ایام بعد قاضی شافعہ کی ولایت کا مہرزدہ حکم آیا چنانچہ ۲۰ رمضان انہوں نے یہ عہدہ سنبھالا۔

• اشوال شامی قافلہ نکلا جس کا امیر سیف الدین جوبان تھا اسی سال قاضی شمس الدین بن مسلم نے قاضی القضاۃ حنابلہ اور بدرالدین ابن قاضی القضاۃ جلال الدین قزوینی نے حج کیا ان کے ساتھ تحفے، ہدیے اور کئی امور تھے جو سیف الدین ارغون نائب مصر کے متعلق تھا اس لئے کہ اس نے اسی سال اپنی اولاد اور بیوی بنت سلطان کے ہمراہ حج کیا تھا اور فخر الدین ابن شیخ سلامیہ صدرالدین مالکی فخر الدین بعلبکی نے حج کیا۔

• اذی قعدہ بروز بدھ حنبلیہ میں برھان الدین احمد بن ہلال زرعی حنبلی نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی جگہ درس دیا ان کی جگہ قاضی شافعی اور فقہاء کی ایک جماعت حاضر ہوئی، یہ بات شیخ تقی الدین کے اصحاب پر گراں گزری، ابن خطیری اس سے ایک دن پہلے شیخ تقی الدین کے پاس گیا ان سے ملاقات کی اور نائب سلطنت کے حکم سے کچھ چیزیں دریافت کیں، پھر بروز جمعرات قاضی جمال الدین بن جملہ اور ناصرالدین اوقاف کا نگران داخل ہوئے اور ان سے مسئلہ زیارت کے بارے میں ان کی بات کا مضمون پوچھنے لگے، انہوں نے کاغذ پر لکھا اور اس کے نیچے قاضی شافعیہ نے لکھا میں نے جواب کو لکھے ہوئے سوال سے ابن تیمیہ کے خط کے موافق ملایا جس میں انہوں نے کہا سخت کلامی کو انہوں نے حضور ﷺ اور دیگر انبیاء کی قبروں کی زیارت کو قرار دیا کہ یہ بالاجماع معصیت ہے سو تم دیکھو شیخ ابن تیمیہ کے خلاف اس تحریف کو کیونکہ ان کا جواب اس مسئلہ میں انبیاء وصلحاء کی قبروں کی زیارت سے منع کرنا نہیں تھا ہاں اس میں دو باتوں کا ذکر تھا صرف قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرنا اور قبروں کی زیارت بغیر سفر کی تیاری کے اور مسئلہ ہے اور زیارت کے لئے سفر کرنا دوسرا مسئلہ ہے جبکہ شیخ نے خالی زیارت کے لئے سفر کرنے سے منع نہیں فرمایا بلکہ وہ اس کو مستحب اور مندوب سمجھتے ہیں

ان کی کتابیں اور مناسک اس کی گواہی دیتی ہیں انہوں نے زیارت میں اس توجیہ پر فتویٰ دینے کا تعرض نہیں کیا، اور نہ انہوں نے اسے معصیت کہا ہے اور نہ اس پر اجماع کے منع کی حکایت کی ہے اور نہ وہ حضور ﷺ کے ارشاد کہ قبروں کی زیارت کیا کرو کہ یہ تمہیں آخرت کی یاد دلائیں گی، اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی چیز مخفی نہیں ورنہ کوئی چھپنے والی چیز چھپ سکتی ہے اور ظالم لوگ عنقریب جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ الٹتے ہیں۔

۱۴ذی قعدہ بروز اتوار مدرسہ حمصیہ شامیہ جوانیہ بالمقابل کھولا گیا جس میں محی الدین طرابلسی قاضی عسکر نے درس دیا، اور ابن ربوہ کا لقب اختیار کیا، ان کے پاس قاضی شافعی حاضر ہوئے ذیقعدہ میں قاضی جمال الدین شریشی نے اتابکیہ سے مصر سفر کیا وہ اس کی تدریس سے محی الدین بن جھبل کے لئے دستبردار ہوئے ۱۲ذی الحجہ نجیبیہ میں ابن قاضی زبدانی نے، دمشقی نائب قاضی، جن کی اسی مدرسہ میں وفات ہوئی تھی کی جگہ درس دیا۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

ابن المطہر الشیعی جمال الدین...... ابو منصور حسن بن یوسف بن مطہر الحلی عراقی شیعی ان اطراف میں شیعوں کے مقتدا ہیں، ان کی بہت سی تصانیف ہیں، کہا جاتا ہے کہ ایک سو بیس جلدوں سے زائد پر مشتمل ہیں نحو، فقہ، اصول، فلسفہ، رفض وغیرہ میں ان کی چھوٹی بڑی تصنیفات کی تعداد پچپن ہے، ان میں سے طلبہ کے درمیان زیادہ مشہور اصول فقہ میں شرح ابن حاجب ہے اس پر کسی کتاب کو فوقیت نہیں۔ میں نے اس کی دو جلدیں اصول فقہ میں محصول واحکام کے طریقے پر دیکھی ہیں، اس طریقے میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ یہ بہت سی منقول باتوں اور عمدہ توجیہات پر مشتمل ہے امامت کے اثبات میں ان کی ایک کتاب منہاج الاستقامۃ ہے، اس کتاب میں عقلی ونقلی دلائل کے بیان میں وہ بھٹک گئے ہیں اور ان کو پتہ نہیں چلا کہ وہ کس رخ پر جارہے ہیں کیونکہ وہ راہ راست سے ہٹے ہوئے ہیں، امام ابن تیمیہ نے کئی جلدوں میں اس کا رد ایسے عمدہ طریقے سے کیا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اور یہ الگ ایک جامع کتاب ہے، ابن مطہر جس کے اخلاق طاہر تھے نہ وہ خود رفض کی گندگی سے طاہر ہوا، شب جمعہ ستائیس رمضان المبارک ۶۴۸ھ میں پیدا ہوا۔ ۷۲۶ھ ۲۰ محرم کو فوت ہوگیا۔ بغداد اور دیگر شہروں میں اشتغال کرتا تھا۔ نصیر الدین طوسی سے بھی اس کے بڑے تعلق تھے۔ جب ملک خربندار نے رفض اختیار کیا تو ابن مطہر نے اس کے ہاں سرداری کا رتبہ حاصل کرلیا اور بہت سے شہر میں جاگیریں حاصل کرلئے۔

الشمس الکاتب...... محمد بن اسد حرانی جو کہ تجار کے نام سے مشہور ہے وہ مدرسہ قلیجیہ میں بیٹھتا تھا تاکہ لوگ اس سے لکھنا سیکھیں، ربیع الثانی میں انتقال ہوا اور باب الصغیر کے قریب دفن کیا گیا۔

عز حسن بن احمد بن زفر.... پہلے اربلی تھے بعد میں دمشقی ہوئے، نحو، حدیث اور تاریخ کی اچھی خاصی معرفت رکھتے تھے، حمدانی بستی میں مقیم تھے صوفی بزرگ تھے ان کی عمدہ مجلس ہوتی تھی، برزالی نے ان کے علم ومعرفت کی تعریف کی ہے، ۶۳ سال کی عمر میں چھوٹے مارستان میں جمادی الاخریٰ میں انتقال ہوا اور باب الصغیر کے قریب مدفون ہوئے۔

امام امین الدین سالم بن ابی الدر.... عبدالرحمٰن بن عبداللہ دمشقی شافعی شامیہ جوانیہ کے مدرس تھے اس کو انہوں نے ابن الوکیل سے زبردستی حاصل کیا تھا اور یہ مسجد ابن ہشام کے امام اور خطیب تھے ان کی پیدائش ۶۴۵ھ میں ہوئی، علمی مشغولیت اختیار کی اور علم حاصل کیا علامہ نووی رحمہ اللہ وغیرہ نے ان کی تعریف کی ہے، فراغت کے بعد افتاء وتدریس میں مشغول ہوئے اور فیصلوں کو خوب جانتے تھے اپنے چاہنے والوں کیساتھ عصبیت اور مروت سے پیش آتے تھے شعبان میں وفات پائی، اور باب الصغیر کے پاس مدفون ہوئے۔

شیخ حماد... اور یہ شیخ حماد حلبی قطان ہیں، کثرت سے تلاوت اور نماز پڑھتے تھے۔ قرآن مجید پڑھاتے تھے اور کثرت سے روزے رکھتے تھے ان کی زیارت کے لئے لوگ آتے رہتے تھے اسی حالت میں ستر سال سے زائد عمر میں ان کا انتقال ہوا پیر کے دن بیس شعبان کو وفات پائی اور باب الصغیر کے پاس مدفون ہوئے۔ ان کا جنازہ بہت بڑا تھا۔

شیخ قطب الدین یونینی ......الشیخ الامام العالم بقیۃ السلف، قطب الدین ابوالفتح موسیٰ ابن الشیخ الفقیہ الحافظ الکبیر شیخ الاسلام ابی عبداللہ محمد بن احمد بن عبداللہ بن عیسیٰ بن احمد بن محمد البعلبکی الیونینی الحنبلی، ۶۴۰ھ میں دمشق میں دار الفضل میں پیدا ہوئے اور بہت سے اساتذہ کرام سے حدیثیں سنیں ان کے والد انہیں مشائخ کے پاس لے گئے اور ان کے لئے روایت حدیث کی اجازت حاصل کی، اس پر عمدہ اور مرتب انداز سے حاشیہ لکھا جو مفید باتوں پر مشتمل ہے اس کی عبارت خوبصورت اور سلیس ہے، اس حاشیہ میں انہوں نے بڑی دلچسپ و دلکش باتیں ذکر کی ہیں، کثرت سے تلاوت کرنے والے اور خوبصورت جسامت والے تھے، خوراک و پوشاک میں تھوڑے پر اکتفا کرتے تھے، ۱۳ شوال بروز جمعرات کو انتقال ہوا، او رباب کے پاس اپنے بھائی شیخ شرف الدین کے برابر میں دفن کئے گئے، اللہ دونوں پر رحم فرمائے۔

قاضی القضاۃ ابن مسلم .. شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن مسلم بن مالک بن مزروع بن جعفر الصالحی الحنبلی، ۶۶۰ھ میں پیدا ہوئے ان کے والد جو کہ نیک آدمی تھے، ۶۶۸ھ میں انتقال کر گئے انہوں نے یتیم اور فقیر ہونے کی حالت میں پرورش پائی پھر تحصیل علم میں مشغول ہوئے اور علم حاصل کیا بہت سے اساتذہ سے حدیثیں سنیں اس کے بعد اپنے علم سے دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے چنانچہ دور تک ان کی شہرت رہی، جب ۷۱۵ھ میں تقی سلیمان کا انتقال ہوا تو حنابلہ کا عہدہ قضاء ان کے سپرد ہوا، انہوں نے بھرپور طریقہ سے اس کی ذمہ داریوں کو نبھایا اور ان کی بہت سی تخریجات سامنے آئیں، اسی سال حج کے لئے تشریف لے گئے تو راستے میں بیمار ہو گئے اور مدینہ المنورہ میں آرام فرما ہستی پر درود وسلام ہو، ۲۳ ذی قعدہ بروز پیر داخل ہوئے اور روضہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی اور ان کی مسجد میں نماز پڑھی اور اس کا بہت زیادہ شوق رکھتے تھے اور اس کی تمنا اس وقت کی تھی جب ابن شیخ کا انتقال ہوا تھا اسی شام کو منگل کے دن ان کا انتقال ہوا مسجد نبوی ﷺ کے روضہ کے مقام پر ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور جنت البقیع میں شرف الدین بن نجیح کی قبر کی طرف عقیل کی قبر کے مشرق میں انکو دفن کیا گیا جن کی وہاں حج کے سال میں موت پر ان کو رشک تھا جو حج اس سے پہلے ہوا تھا، اللہ تعالیٰ ان سب پر رحم فرمائے ان کے بعد قضا کا عہدہ عز الدین بن التقی سلیمان کو سونپا گیا۔

القاضی نجم الدین احمد بن عبدالمحسن بن حسن بن معالی الدمشقی الشافعی، ۶۳۹ھ میں پیدا ہوئے، تاج الدین الفزاری کے پاس تحصیل علم کے لئے تشریف لے گئے اور علم حاصل کیا اور اس میں مہارت حاصل کی پھر قدس کے قاضی بنے پھر دمشق واپس آئے اور نجیبیہ میں تدریس کی او رایک عرصہ تک قضاء میں ابن صصری کے نائب رہے، نجیبیہ میں اٹھائیس ذوالقعدہ بروز اتوار کو انتقال ہوا اور جامع میں عصر کے وقت ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور باب الصغیر کے پاس دفن کئے گئے۔

ابن قاضی شہبہ... الشیخ الامام العالم شیخ الطلبہ مفید جمال الدین ابو محمد عبدالوہاب بن ذویب الاسدی الشہبی الشافعی، ۶۵۳ھ میں حوران میں پیدا ہوئے، دمشق میں تحصیل علم کے لئے شیخ تاج الدین الفزاری کے پاس آئے ان کی صحبت اختیار کی اور ان سے کسب فیض کیا ان کے حلقہ میں دہرائی کی اور ان سے فارغ التحصیل ہوئے اسی طرح ان کے بھائی شیخ شرف الدین کی صحبت بھی اختیار کی اور ان سے نحو ولغت کا علم حاصل کیا اور وہ نحو وفقہ میں بڑی مہارت رکھتے تھے اسی طرح ان کے بھائی شیخ شرف الدین کی صحبت اختیار کی اور ان سے لغت ونحو حاصل کی وہ لغت اور نحو میں ماہر تھے ان کے حنابلہ کے ... عقد لگتا تھا جس میں آپ مشغول رہتے پورے رمضان کا اعتکاف کرتے، انہوں نے کبھی شادی نہیں کی وہ خوبصورت شکل وصورت ... اور خوش پوشاک تھے دنیا کا بہت تھوڑا حصہ لینے والے تھے، آپ کی معلومات آپ کو دہرائی اور فقہی مشغولیات اور جامع کا صدر بنانے سے کافی تھیں، آپ نے درس دیا اور نہ کبھی فتویٰ لکھا باوجود یکہ آپ ان لوگوں میں سے جو اس کی صلاحیت رکھتے تھے اور جنہیں اس کی اجازت تھی، لیکن آپ اس سے پرہیز کرتے، بہت سے شیوخ سے سماع کیا، امام احمد وغیرہ کی مسند کا سماع کیا مدرسہ مجاہدیہ میں منگل کی رات ۱۲ ذی الحجہ کو فوت ہوئے وہیں آپ کی قیام گاہ تھی باب الصغیر کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

الشرف یعقوب بن فارس . اس سال الشرف یعقوب بن فارس جعبری کی وفات ہوئی، جو فرجہ ابن عمود کے تاجر تھے، آپ قرآن کے حافظ اور مسجد القصب کے امام تھے شیخ تقی الدین ابن تیمیہ اور قاضی نجم الدین دمشق کی مجلس میں بیٹھتے ان کے پاس بہت سامال اور جائیداد تھی، یہ

ہمارے شیخ فقیہ مفضل محصل زکی بدرالدین محمد کے والد ہیں، عمر بچے کے انشاء اللہ ماموں ہیں۔

الحاج ابوبکر بن تیمر ازصرفی اسی سال الحاج ابوبکر بن تیمر ازصریفی کی وفات ہوئی، آپ کے اموال بہت سے تھے اور گردش کرتے تھے ان کے اچھے اخلاق، صلہ رحمی اور صدقات بھی ہیں لیکن آخری عمر میں یہ سب کچھ جاتا رہا اور قریب تھا کہ آپ کا یہ حال معلوم ہو جاتا، مگر اللہ تعالیٰ نے وفات کے ذریعہ ان کی تلافی فرما دی۔

آغاز ۷۲۷ھ

اس سال کی ابتداء جمعہ کے دن ہوئی اور حکام، خلیفہ، سلطان، نائب اور قاضی وہی تھے جن کا پچھلے سال تذکرہ ہوا سوائے حنبلی کے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے، ۱۰ محرم کو ارغون نائب مصر، مصر میں آیا تو اسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا گیا پھر کچھ دن بعد چھوڑ دیا گیا سلطان نے اسے حب کے نائب کے پاس بھیجا وہ دمشق سے ۲۲ محرم جمعہ کی صبح کے وقت گزرا تو نائب سلطنت نے اسے اس گھر میں ٹھہرایا جو جامع کے پڑوس میں تھا وہاں رات گزار کر وہ حلب کی طرف چل پڑا اس سے ایک دن پہلے جائی دوادار نے مصر کا سفر کیا مصر میں حلب کے نائب علاء الدین طیغا حلب سے حجوبۃ الحجاب کی طرف معزول ہو کر اس کی معیت اختیار کر لی۔

بروز جمعہ ۲۹ ربیع الاول کو قاضی حنابلہ عزالدین محمد بن التقی سلیمان بن حمزہ اندلسی کی تقرری کا حکمنامہ پڑھا گیا جو خطابت کے لئے مقصورہ میں ابن مسلم کی جگہ مقرر ہوئے وہاں قضاۃ اور اہل حکومت کے نامور لوگ موجود تھے انہوں نے فیصلہ کرنے کا آغاز کیا اس سے پہلے یہ حکم نامہ صالحیہ میں بھی پڑھا گیا اس مہینے کے آخر میں ابن نقیب حاکم حمص کے متعلق بذریعہ ڈاک یہ حکم آیا کہ اسے طرابلس کا چیف جسٹس مقرر کیا جائے اور وہاں جو قاضی تھا اسے قاضی دمشق کے نائب کے طور پر حمص منتقل کر دیا گیا وہ ناصر بن محمود زرعی ہیں۔

۱۶ ربیع الاول کو تنکز مصر سے شام واپس آیا اسے بادشاہ کی طرف سے بڑی عزت حاصل ہوئی، ربیع الاول کے مہینے میں ملک شام میں زلزلہ آیا، اللہ اس کے شر سے بچائے، جمادی الاولیٰ کی نوچندی بروز جمعرات قاضی برھان الدین زرعی نے حنبلی کی نیابت سنبھالی اس کے پاس قاضیوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی، نصف جمادی الثانیہ میں بروز جمعہ قاضی قزوینی شافعی کو مصر کی طلبی کا حکم بذریعہ ڈاک آیا تو وہ رجب کے آغاز میں مصر میں داخل ہوئے تو انہیں مصر کے چیف جسٹس کی خلعت پہنائی گئی اور ساتھ ناصریہ، صالحیہ اور دارالحدیث کاملیہ کی تدریس بھی سونپی گئی، یہ عہدہ انہیں بدر بن جماعہ کی جگہ ملا کیونکہ وہ بوڑھے ہو گئے تھے، نظر کمزور اور جسم نحیف ہو چکا تھا انہوں نے ان کا دل رکھنے کے لئے ماہانہ ایک ہزار درہم تنخواہ اور گندم کے دس ارداب مقرر کئے اور اس کے ساتھ زاویہ شافعی کی تدریس بھی دی، اور اپنے لڑکے بدرالدین کو دمشق جامع اموی کا خطیب بنا کر بھیجا اس کے ساتھ اسے شامیہ برانیہ کی تدریس بھی سونپ دی، جیسے کہ ان کے والد جلال الدین قزوینی کا دستور تھا اسے بھی رجب کے آخر میں ۲۸ تاریخ کو خلعت پہنائی گئی اور نامور حضرات اس کے پاس حاضر ہوئے۔

رجب میں امیر سیف الدین قوصون الساقی ناصری کی سلطان کی بیٹی سے شادی ہوئی جس میں بڑا مجمع تھا امراء اور اکابر کو خلعتیں عنایت کی گئیں، اور اسی رات کی صبح امیر شہاب الدین احمد بن امیر بکتمر ساقی کا تنکز نائب شام کی بیٹی سے عقد نکاح ہوا، سلطان لڑکی کے باپ تنکز کا وکیل تھا اور نکاح کرانے والے ابن حریری تھے انہیں خلعت دی گئی اس سال کے ذی الحجہ میں وہ بڑی مشقت میں ڈال دی گئی۔

۷ رجب کو اسکندریہ میں بہت بڑا فتنہ برپا ہوا وہ یوں کہ ایک مسلمان اور فرنگی کی باب البحر پر لڑائی ہوگئی دونوں نے ایک دوسرے کو جوتوں سے مارا، یہ کیس والی کے پاس پیش ہوا تو اس نے عصر کے بعد شہر کے دروازے بند کرنے کا حکم جاری کر دیا، لوگوں نے اس سے کہا کہ باب البلد کے باہر ہمارے مال مویشی اور غلام ہوتے ہیں اور تم نے وقت سے پہلے دروازہ بند کر دیا ہے تو جب اس نے دروازہ کھولا تو لوگ بھیڑ میں داخل ہوئے جس کی وجہ سے ۱۰ آدمی مارے گئے اور پگڑیاں اور کئی کپڑے لوٹ لئے گئے، یہ جمعہ کی رات کا واقعہ ہے جب صبح ہوئی تو لوگوں نے والی کے گھر کو آگ لگا دی اور اندھیرے کی وجہ سے تین گھر اور بھی جل گئے جس سے بڑی مشکلات پیدا ہوئیں مال لوٹے گئے عوام نے والی کی جیل کے دروازے توڑ دیئے جس سے

وہاں کے بندقیدی نکل کھڑے ہوئے، نائب البلد کو یہ بات پہنچی اور اسے یقین ہوگیا کہ یہ وہی قید خانے ہوں گے جس میں امراء قید تھے تو اس نے شہر میں قتل وقتال اور تخریب کاری کی اجازت دے دی، پھر یہ خبر سلطان کو پہنچی تو اس نے جلدی سے وزیر طیبغا جمالی کو روانہ کیا جس نے آکر باغیوں کو قتل کیا اور مالی مطالبات کئے قاضی اور اس کے نائب کو سزادی اور انہیں معزول کردیا بہت سے اکابر کی توہین کی اور ان پر بھاری جرمانے عائد کئے، متولی کو معزول کیا لیکن پھر اسے بلایا گیا اس کے بعد بہاءالدین علم اخناتی شافعی نے عہدہ قضاء سنبھالا جو بعد میں دمشق کے قاضی بنے، اسکندریہ کے قاضیوں کو جن میں مالکی اور اس کے نائب تھے معزول کیا انہیں بیڑیاں پہنا کر ذلیل کیا اور ابن السنی کو کئی مرتبہ سزادی۔

۲۰ شعبان بروز ہفتہ حلب کے قاضی القضاۃ ابن زملکانی ڈاک کی سواری پر دمشق پہنچے دمشق میں چار دن ٹھہر کر پھر مصر کا رخ کیا تا کہ قضاۃ شام کی قضاء کا عہدہ سلطان کی موجودگی میں سنبھال سکیں، اتفاق سے قاہرہ پہنچنے سے پہلے ہی فوت ہوگئے:

حیل بینھم و بین مایشتھون کما فعل باشیاعھم من قبل انھم کانوا فی شک منہ مریب (سورہ سبا ۵۴)

۲۶ شعبان بروز جمعہ صدرالدین مالکی نے شیخ الشیوخ کے عہدہ کے ساتھ قضاۃ مالکیہ کی قضاء کا عہدہ سنبھالا لوگ اس کے پاس حاضر ہوئے اس کے متعلق حکمنامہ مذرعی کے مصر چلے جانے کے بعد پڑھا گیا نصف رمضان میں قاضی الحنفیہ عمادالدین ابوالحسن علی بن احمد بن عبدالواحد طرسوسی دمشق پہنچے جو قاضی القضاۃ صدرالدین علی بصری کے نائب تھے تو اس کے بعد ان سے منصب کا حلف لیا گیا اور جامع میں ان کا حکم نامہ پڑھا گیا انہیں خلعت دی گئی اور انہوں نے عدالت سنبھالی، اور قاضی عمادالدین بن العز کو نائب بنایا، اور اس عہدہ پر رہتے ہوئے نوریہ میں درس دیا، ان کی سیرت قابل قدر ہے۔

رمضان میں فرنگی تاجروں کے ساتھ قیدیوں کی ایک جماعت آئی یہ لوگ مدرسہ عادلیہ کبیرہ میں اترے انہوں نے قیدیوں کے محکمہ سے تقریباً ۶۰ ہزار دراہم کے بدلہ آزادی کا مطالبہ کیا اور جو اس بات کا سبب بنا اس کے لئے بہت سے دعائیں ہوئیں، ۸ شوال شامی قافلہ حجاز کی طرف نکلا اس کا امیر سیف الدین بالبان محمدی تھا اور قاضی بدرالدین محمد بن محمد قاضی حران تھا شوال میں ہی شافعیہ کی قضاء کا حکمنامہ بنام بدر الدین ابن قاضی القضاۃ ابن عزالدین بن صائغ دمشق پہنچا اس کے ساتھ خلعت بھی تھی تو انہوں نے اس کا سختی سے انکار کیا، اہل حکومت نے بہت اصرار کیا لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا وہ بہت روئے ان کا مزاج متغیر ہوگیا اور وہ غصہ سے بھر گئے جب ان کا اسی پر اصرار رہا تو تنکز نے سلطان سے مراجعت کی۔

پھر جب ذیقعدہ کا مہینہ آیا تو علاءالدین علی بن اسماعیل قونوی کو شام کا قاضی مقرر کرنے کی خبر مشہور ہوگئی تو وہ مصر سے اس کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں قدس کی زیارت کی اور بروز پیر ۲۷ ذیقعدہ دمشق میں داخل ہوئے نائب سلطنت سے ملاقات کی خلعت پہنی، حاجیوں اور اہل حکومت کے ساتھ سوار ہوکر عادلیہ پہنچے وہاں ان کی قضاء کا حکمنامہ پڑھا گیا اور حسب عادت انہوں نے فیصلے کئے لوگ ان سے بہت خوش ہوئے کیونکہ وہ راست رو، شیریں کلام، نرم طبیعت والے اور محبت کرنے والے تھے ان کے بعد مصر میں شیخ الشیوخ کے عہدہ پر مجدالدین اقصرائی صوفی شیخ سریاقوس فائز ہوئے۔

۲۳ ذی قعدہ بروز ہفتہ قاضی محی الدین بن فضل اللہ نے خلعت پہنی، جو انہیں ابن شہاب محمود خفیہ منشی کے عوض میں دی گئی اور ان کا بیٹا شرف الدین مکروفریب کی کتابت کے عہدہ پر قائم رہا، اسی سال ابن زملکانی کی جگہ قاضی فخرالدین بازری حلب کے قاضی مقرر ہوئے، ذی الحجہ کے پہلے عشرے میں جامع اموی کی شمالی دیواروں کی سنگ مرمر سے چنائی کا کام ختم ہوا، تنکز آیا تو اسے دیکھتے ہی بہت خوش ہوا اور اس کام کے نگران تقی الدین بن مراجل کی قدر دانی کی ادھر بقرعید کے دن بلبیس شہر میں سخت سیلاب آیا وہاں کے باشندے بھاگ کھڑے ہوئے شہر میں نمازیں اور عیدالاضحیٰ نہیں ہوئی، برسوں سے اس جیسا سیلاب نہیں دیکھا گیا جس کی وجہ سے وہاں کی بستیاں اور باغات تباہ ہوگئے، فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

امیر ابویحییٰ:... زکریا بن احمد بن محمد بن عبدالواحد ابوحفص حنتانی الجیانی المغربی، بلاد مغرب کے امیر تونس میں پیدا ہوئے، تاریخ ولادت

کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ۶۵۰ھ تھی، فقہ وعربی پڑھی، تیونس کے بادشاہ ان کی تعظیم وتکریم بجالاتے تھے کیونکہ ان کا تعلق شاہی گھرانے سے تھا پھر اہل تیونس نے ۷۱۱ھ میں ان سے بادشاہت کی بیعت لی وہ بڑے بہادر اور ہر کام میں آگے بڑھنے والے تھے، یہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے خطبہ سے ابن التومرت کا ذکر ختم کیا باجود یکہ ان کے دادا ابن التومرت کے خاص آدمیوں میں سے تھے اسی سال اسکندریہ میں فوت ہوئے۔

شیخ صالح ضیاء الدین ......ضیاء الدین ابوالفداء اسماعیل بن رضی الدین ابوالفضل المسلم بن الحسن بن نصر دمشقی، جو ابن الحموی سے معروف ہیں ان کے والد اور دادا ان مشہور قدکاروں میں سے تھے جو قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے وہ کثرت سے تلاوت، نماز، روزے، نیکی صدقہ اور فقراء واغنیاء کے ساتھ احسان کرنے والے تھے، ۶۳۵ھ میں پیدا ہوئے کئی شیوخ سے حدیث کا سماع کیا، برزالی ان کے لئے مشیخت میں تشریف لائے تو ہم نے ان سے سنا، آپ اہل دمشق کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھے، ۱۴صفر بروز جمعہ فوت ہوئے۔ ہفتہ کی صبح جنازہ پڑھا گیا اور باب الصغیر میں دفن ہوئے انہوں نے حج کیا اور بیت اللہ کے پڑوس میں رہے بیت المقدس کی زیارت کی اور ایک عرصہ تک وہاں مقیم رہے، ۷۲ سال کی عمر میں وفات پائی ان کے والد فرماتے ہیں کہ جب ان کی پیدائش ہوئی تو نیک فالی کے طور پر قرآن مجید کھولا گیا تو یہ آیت سامنے آئی۔ تمام تعریف اس ذات کے لئے جس نے مجھے بڑھاپے کی عالم میں اسماعیل واسحاق جیسے فرزندوں سے نوازا (ابراہیم ۳۹) تو انہوں نے ان کا نام اسماعیل رکھا اور دوسرے بیٹے کا اسحاق، یہ ایک اچھا اتفاق ہے، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

شیخ علی المحارفی علی بن احمد بن حوس ہلالی، ان کے دادا اصلاً اہل بسوق گاؤں کے تھے اور ان کے والد قدس میں مقیم ہو گئے انہوں نے ایک دفعہ حج کیا اور وہیں مکہ کے پڑوس میں رہنے لگے اس کے بعد پھر حج کیا وہ مشہور نیک آدمی تھے، محارفی سے جانے پہچانے جاتے تھے۔ کیونکہ وہ کثرت سے کلمہ طیبہ کا ورد کرتے اور جہراً ذکر کرتے ان پر وقار اور ہیبت ظاہر ہوتی ایسی گفتگو کرتے جس سے جہنم کا خوف اور اس سے بچاؤ کی تعلیم اور ہلاکت والے اعمال سے بچنے کی ترغیب ہوتی، وہ ابن تیمیہ کی مجلس میں پابندی سے بیٹھتے ان کی وفات ۲۳ ربیع الاول بروز منگل ہوئی، اور دامن کوہ میں شیخ موفق الدین کی قبر کے پاس دفن ہوئے ان کا جنازہ بڑا پررونق تھا۔

الملک الکامل ناصر الدین ......ابوالمعالی محمد بن الملک سعید فتح الدین عبدالملک بن سلطان ملک صالح اسماعیل ابی الجیش بن الملک عادل ابی بکر بن ایوب، امیر کبیر اور شہزادے تھے شہر کے خوبصورت شخص تھے ذکی ذہین، اچھا معاملہ اور نرم کلام کرنے والے تھے جس میں بہت سی باتیں بطور محاورات اپنے اور اپنی تیز سمجھ سے بیان کرتے، رئیس تھے اور لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے، ۲۰ جمادی الاولیٰ بدھ کی شام فوت ہوئے اور نسر تلے جامع کی صحن میں جمعرات ظہر کے بعد جنازہ پڑھا گیا پھر لوگوں نے انہیں ان کے نانا کامل کے پاس دفن کرنے کا ارادہ کیا لیکن اس کا موقع نہ مل سکا، تو انہیں ام صالح والے قبرستان میں دفن کیا گیا اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرمائے، انہوں نے حدیث کا بہت زیادہ سماع کیا ہم نے بھی ان سے سنا ہے بڑی اچھی تاریخ یاد تھی ان کے بیٹے صلاح الدین ان کے بعد طبلخانہ کی امارت پر فائز ہوئے اس نے اپنے بھائی سے اچھا سلوک کیا اور دونوں نے شاہی خلعتیں پہنیں۔

شیخ امام نجم الدین ......احمد بن محمد بن ابی الحزم قرشی مخزومی عہدیدار شخص تھے، وہ بڑے نامور شافعی المسلک تھے وسیط اور حاجبیہ کی دو جلدوں میں شرح لکھی، مصر میں تدریس وقضاء کی خدمات سرانجام دیں، آپ وہاں کے کوتوال تھے، ان کی سیرت وکردار قابل قدر ہے ان کے بعد نجم الدین بن عقیل قاضی اور ناصر الدین بن قارا سبقوق محتسب بنے ان کی رجب میں وفات ہوئی، عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی قرافہ میں دفن ہوئے۔

شیخ صالح ابوالقاسم ......عبدالرحمٰن بن موسیٰ بن خلف حزامی، مصر کے مشہور نیک آدمی، روضہ میں وفات ہوئی ان کا جنازہ دریائے نیل کے کنارے لے جایا گیا جہاں جنازہ ادا ہوا، لوگوں نے سروں اور ہاتھوں پر ان کا تابوت اٹھا لیا ابن ابی حمزہ کے پہلو میں دفن ہوئے، عمر ۸۰ سال کے

قریب تھی، لوگ ان کی زیارت کے قصد سے آتے تھے۔

قاضی عزالدین...... عبدالعزیز بن احمد عثمان بن عیسیٰ بن عمر بن خضر ھکاری شافعی، محلہ کے قاضی، وہ اچھے قاضی تھے رمضان میں جمع ہونے کے بارے میں انہوں نے ایک کتاب تصنیف کی، کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اس میں ایک ہزار احکام مستنبط کئے اور بہت سی عمدہ کتابیں تلخیص کی جن میں ہمارے شیخ المزی کی کتاب "کتاب التھذیب" بھی ہے۔

شیخ کمال الدین بن زملکانی...... شام وغیرہ کے ملکوں میں شافعیہ کے شیخ، مسلک شافعی کی تدریس، افتاء اور مناظرہ کی ریاست وسرداری ان پر ختم تھی، ان کی نسبت سماک کی ہے جو ابودجانہ سماک بن خرشہ کی نسبت ہے واللہ اعلم ۸ شوال بروز پیر ۶۶۶ھ میں پیدا ہوئے بہت سے شیوخ سے حدیث کا سماع کیا شیخ تاج الدین فزاری کے پاس اور اصول سیکھنے قاضی بہاء الدین بن زکی اور نحو سیکھنے بدرالدین بن ملک وغیرہ کے پاس مشغول رہے جن میں کمال حاصل کیا اور ان علوم کو حاصل کر کے اپنے اہل مسلک ہم عصروں پر فوقیت لے گئے اور اپنے تیز ذھن کے ذریعہ تحصیل علم میں جس نے آپ کو راتوں میں بیدار رکھا اور آپ کی وہ عبادات جو عادتاً ہر چیز سے پسندیدہ ہوئیں اور آپ کی لکھائی جو چمکدار پھولوں کی کلیوں سے زیادہ جاذب نظر ہوتی ان تمام صفات کی وجہ سے سبقت کا نشان لے گئے، دمشق کے کئی مدارس میں پڑھایا اور کئی عہدوں پر فائز ہوئے جیسے خزانہ کی نگرانی، مارستان نوری، دیوان الملک السعید، بیت المال کی وکالت کی نگرانی وغیرہ، ان کے مفید حواشی اور اچھے قابل تعریف تفردات اور باعث بابرکت مناظرے ہیں ان کا سب سے بڑا حاشیہ امام نووی کی کتاب المنہاج پر ہے اور ایک جلد میں الرد علی شیخ ابن تیمیہ فی مسئلۃ الطلاق پر ہے۔

رہے ان کے مختلف مقامات پر درس تو میں نے کسی کو ان سے زیادہ خوبصورت، شیریں عبارت، اچھی تقریر عمدہ احترازات وقیودات والا، درست ذہن، طبیعت کی قوت، حسن نظم والا نہیں دیکھا انہوں نے شامیہ برانیہ، عذراویہ، ظاہریہ جوانیہ، رواحیہ، مسروریہ وغیرہ مدارس میں پڑھایا وہ ان تمام مدارس کا حق بھی ادا کرتے اور ان میں درس سے پہلے جو وقت بچتا اس میں اپنی حسن فصاحت سے کچھ تحریر بھی فرماتے، اسباق کی کثرت اور فقہاء وفضلاء کا مجمع ان پر گھبراہٹ طاری نہ کرتا، بلکہ جتنا مجمع زیادہ ہوتا اور فضلاء کی کثرت ہوتی اتنا ہی درس شاندار روشن شیریں، نصیحت آموز اور فصاحت سے پر ہوتا تھا پھر جب وہ حلب کی قضاء کی طرف منتقل ہوئے تو وہاں کے مدارس میں بھی یہی طرز اختیار کیا گیا اور وہاں کے لوگوں کو فضیلت سے وسعت دی اور انہوں نے ایسے علوم سنے جنہیں نہ انہوں نے سنا ہوگا اور نہ ان کے آباء واجداد نے، پھر ان سے مطالبہ ہوا کہ وہ شام کے دارالسنۃ النبویہ کے مہتمم بنیں، تو اس تک پہنچنے سے پہلے ہی موت نے انہیں آلیا جب وہ ڈاک کی سواری پر جا رہے تھے تو مسلسل نو دن بیمار رہے تو انہیں حمام کے گرم پانی کی وجہ سے بیماری لاحق ہوئی اور اس کے بعد لذتوں کو توڑنے والی چیز یعنی موت نے آلیا جو ان کے تمام ارادوں، خواہشات اعمال اور نیتوں کے درمیان حائل ہوگئی، جس شخص کی ہجرت دنیا کے حصول کے لئے یا کسی عورت سے نکاح کی غرض سے ہو تو اس کی ہجرت اسی کے متعلق شمار ہوگی جس کے ارادے سے اس نے ہجرت کی ہوگی ان کی ایک بری نیت یہ تھی کہ جب وہ شام کے متولی بن کر آئیں گے تو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کو اذیت دیں گے، تو شیخ نے ان کے لئے بددعا کی اور وہ اپنی آرزو اور مراد کو نہ پہنچ سکے۔

ان کی وفات ۱۶ رمضان بدھ کی سحری کو بلبیس شہر میں ہوئی، وہاں سے انہیں قاہرہ لایا گیا اور قرافہ میں امام شافعی کے گنبد کے پاس جمعرات کی شب دفن کئے گئے اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت میں چھپائے۔

جامع اموی کے مشہور الحاج علی المؤذن...... الحاج علی بن فرج بن ابی الفضل کتانی، ان کے والد بڑے اچھے موذن تھے ان میں نیکی دینداری اور لوگوں کے ہاں قبول عام تھی، آواز خوبصورت اور بلند تھی بڑے ملنسار، خدمت گزار اور کرم نواز آدمی تھے، کئی بار حج کو گئے اور ابوعمرو وغیرہ شیوخ سے حدیث کا سماع کیا، ۲۳ ذی قعدہ بدھ کی رات وفات ہوئی، دوسرے دن جنازہ پڑھا گیا باب الصغیر میں دفن ہوئے۔

شیخ فضل رجیحی تونسی...... اور ذیقعدہ میں ہی شیخ فضل رجیحی تونسی کا انتقال ہوا، اور ان کے بھائی یوسف کو ان کی جگہ خانقاہ میں بٹھایا گیا۔

آغاز ۷۲۸ھ

اس سال ذیقعدہ میں شیخ الاسلام ابوالعباس احمد بن تیمیہ، قدس اللہ روحہ کی وفات ہوئی، جیسا کہ عنقریب ان شاء اللہ تعالیٰ وفیات میں ان کی وفات کا حال بیان ہوگا۔

اس سال کے آغاز پر نائب مصر اور قاضی حلب کے سوا باقی حکام وہی تھے جو پچھلے سال تھے، ۲ محرم بروز بدھ حاکم حمص کے حلقہ میں شیخ حافظ صلاح الدین علائی نے درس دیا، ان کی خاطر حافظ مزی مسند سے نیچے اتر آئے ان کے پاس فقہاء قضاۃ اور سر برآوردہ حضرات تشریف لائے انہوں نے بہت مفید اور اچھا درس دیا، ۴ محرم بروز جمعہ سمساطیہ کی شیخ الشیوخ کی مسند کے لئے قاضی مالکی شرف الدین کی جگہ قاضی القضاۃ علاء الدین قونوی حاضر ہوئے اور حسب عادت ان کے پاس صوفیاء اور فقہاء حاضر ہوئے اور ۱۸ صفر بروز اتوار مسرور یہ میں جمال الدین شریشی کی جگہ جو بحکم شاہی حمص کی قضاء کے لئے منتقل ہو گئے تھے، تقی الدین عبدالرحمٰن بن شیخ کمال الدین بن زملکانی نے درس دیا، لوگ ان کے پاس حاضر ہوئے اور ان کے والد کے لئے دعائے رحمت کی۔

۲۵ صفر بروز اتوار حاکم بلاد روم امر کبیر تمرتاش بن جوبان بارادہ مصر دمشق آیا تو نائب سلطنت اور فوج اس کے استقبال کے لئے نکلی وہ رعنا جوان، خوبصورت شکل اور اچھے چہرے والا تھا اور جب یہ مصر سلطان کے پاس پہنچا تو سلطان نے اس کا اکرام کیا اور اسے ہزار آدمیوں کی قیادت دی، اور اس کے ساتھیوں کو امراء کے ہاں بطور مہمان تقسیم کر دیا جنہوں نے ان کا شاندار اکرام کیا اور اس کے مصر آنے کی وجہ یہ بنی کہ حاکم عراق ملک ابوسعید نے اپنے بھائی جواج دمشق کو پچھلے سال شوال میں قتل کر دیا تھا اور جوبان اس کے والد نے سلطان ابوسعید سے جنگ کرنی چاہی لیکن وہ ایسا نہ کر سکا اور جوبان اس وقت ممالک کی دیکھ بھال کرتا تھا تو اس وقت اس تمرتاش کو بادشاہ کا خوف ہوا تو وہ اپنا خون بچانے کے لئے مصر سلطان ناصر کے پاس بھاگ گیا۔

ربیع الاول میں نائب شام سیف الدین تنکز سلطان کی زیارت کے لئے دیار مصریہ کی طرف متوجہ ہوا تو سلطان نے اس کا اکرام واعزاز کیا اس نے اس سفر میں بزوریین اور جوزیہ کے قریب دارالفلوس خریدا، یہ اس کی مشرقی جانب واقع ہے، آج کل بزوریہ کے بازار کو گندم کا بازار کہا جاتا ہے سو اس نے یہ گھر خرید لیا اور اسے خوبصورت بنگلے کی صورت میں تعمیر کیا۔ پورے دمشق میں اس سے خوبصورت گھر کوئی نہیں، اس نے اس کا نام دارالذہب رکھا اس کی جانب حمام سوید گرا دیا اور اسے خوبصورت دارالقرآن بنا دیا، اور اس کے لئے کئی جگہیں وقف کیں اور وہاں مشائخ اور طلبہ کو رکھا گیا جیسا کہ اس کی تفصیل اپنی جگہ آجائے گی، مصر سے واپسی پر وہ قدس شریف سے ہوتا ہوا گیا اس کی زیارت اور وہاں ایک حمام، دارالحدیث اور خانقاہ بھی تعمیر کرنے کا حکم دیا جیسا کہ اس کا بیان آئے گا۔

ربیع الاول میں نہر قدس تک پہنچ گئی جس کی تعمیر وتجدید کا حکم سیف الدین تنکز قطلبک نے دیا تھا وہ خود وہاں کے والیوں کے ساتھ اس کی تعمیر میں مشغول ہوا، اور مسلمان اس سے بہت خوش ہوئے وہ مسجد اقصیٰ کے کنارے تک داخل کیا گیا اس میں ایک شاندار حوض بنایا گیا جو صخرہ اور اقصیٰ کے درمیان سنگ مرمر سے تعمیر ہوا اس کی ابتدا پچھلے سال شوال سے ہوئی تھی اور اسی مدت میں مسجد حرام کے بلند چھت اور ستون تعمیر ہوئے، اور مکہ میں باب بنی شیبہ کے قریب وضوء خانہ بنایا گیا۔

برزالی فرماتے ہیں اس مہینے باب توما کے بازار میں حمام کی تعمیر مکمل ہوئی جس کے دروازے تھے، اور ربیع الثانی میں باب الزیادہ کے پاس قبلہ کی جانب جامع دمشق کی دیوار میں لگے پتھر ٹوٹ گئے تو لوگوں نے دیوار کو کھوکھلا پایا، اس کے گرنے کا اندیشہ تھا، تنکز بذات خود حاضر ہوا اس کے ساتھ قضاۃ معلومات رکھنے والے لوگ بھی تھے تو سب کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ دیوار توڑ کر درست کی جائے۔

یہ ۲۷ ربیع الثانیہ بروز جمعہ نماز کے بعد کا واقعہ ہے، نائب سلطنت نے سلطان کی جانب آگاہی کا خط بھیجا جس میں وہ اس کی تعمیر کی اجازت مانگ رہا تھا تو اس کی اجازت کا حکم آگیا تو ۲۵ جمادی الاول بروز جمعہ اس کی توڑ پھوڑ شروع ہوئی اور ۲۹ جمادی الثانیہ بروز اتوار تعمیر کا آغاز ہوا۔

زیادۃ اور مقصورۃ الخطابہ کے درمیان ایک محراب بنایا گیا جو محراب الصحابہ کے قائم مقام تھا پھر انہوں نے محنت وکوشش کی اور اس کی تعمیر میں

لگے رہے ہر قسم کے لوگوں نے بطور ثواب اس کے کام میں حصہ لیا تقریباً روزانہ سو آدمیوں سے زائد لوگ کام کرتے یہاں تک کہ دیوار کی تعمیر مکمل ہوگئی اور اس کے طاق چھت واپسی اپنی جگہ پر ۲۰ رجب کو لگائے گئے یہ تقی الدین بن مراجل کی ہمت و کوشش کا نتیجہ تھا یہ عجیب بات ہے کہ اس کی دیوار اور چھت کی جانب حصہ گر گیا تھا اور اتنی جلدی اس کی تعمیر کو اپنی جگہ پر لایا گیا کہ کسی کو اتنی مدت کا خیال بھی نہ گزرا ہوگا اور اس دوبارہ کی تعمیر میں انہیں ان پتھروں نے بڑی امداد دی جو غزالیہ کے قریب غربی گرجے کی بنیادوں سے ملے تھے اس عبادت خانے کے ہر کونے میں ایک گرجا تھا جیسا کہ غربی اور شرقی دو گرجے قبلہ کی جانب ہیں تو قدیمی دو گرجوں کو گرادیا گیا اور برسہا برس کی مدت میں ان دونوں میں سے سوائے غربی شمالی اذان گاہ کچھ نہیں بچا تو یہ دیوار کو دوبارہ بنانے میں سب بڑی امداد تھی اور یہ بھی تعجب کی بات ہے کہ جامع کے ناظر ابن مراجل نے جامع کے معماروں کو کسی چیز کی کمی نہیں ہونے دی۔

پانچ جمادی الاولیٰ ہفتہ کی رات کو القرابیین میں ایک بڑی آگ بھڑک اٹھی جو رماحیین تک جا پہنچی قیساریہ اور اس کی مسجد اس آگ میں جل گئی اور لوگوں کے گرم کپڑے، مال مویشی اور دیگر گھریلو ساز و سامان کی بڑی مقدار ضائع ہوگئی، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

گیارہ جمادی الاولیٰ نماز جمعہ کے بعد مصر میں احناف کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) قاضی شمس الدین ابن حریری کی نماز جنازہ پڑھی گئی اسی دن قاصد، قاضی برھان الدین ابن عبدالحق حنفی کے پاس مصر طلبی کا پیغام لایا تا کہ وہ ابن حریری کے بعد مصر میں قضاء کا عہدہ سنبھالیں چنانچہ وہ مصر کی طرف روانہ ہوئے اور پچیس جمادی الاولیٰ کو مصر میں داخل ہوئے اور سلطان سے ملاقات کی، سلطان نے قضاء کا عہدہ ان کے سپرد کیا ان کی عزت افزائی کی اور انہیں خلعت عطا کی، اور بزناری خچر ان کی خدمت میں پیش کیا اور مدرسہ صالحیہ میں قاضیوں اور دربانوں کی موجودگی میں حکم جاری کیا اور قاضی برہان الدین کے لئے ابن حریری کے تمام مناصب کا اعلان کیا۔

۹ جمادی الثانیہ، پیر کے دن شیخ تقی الدین ابن تیمیہ سے ان کی تمام کتابیں، قلم، کاغذ اور دوات وغیرہ ضبط کر لئے گئے اور انہیں مطالعہ و تصنیف سے روک دیا گیا اور رجب کے آغاز میں ان کی کتابوں کو العادلیہ الکبیرہ (عدالت عظمیٰ) کے گودام میں منتقل کر دیا گیا، برزالی کہتے ہیں کہ وہ ساٹھ جلدیں کتابیں اور چودہ بنڈل کاپیوں کے تھے، فقہاء و قضاء نے ان کتابوں میں غور و تدبر کیا اور آپس میں تقسیم کر لیں۔

اس واقعہ کا سبب یہ تھا کہ جب مسئلہ زیارت میں تقی الدین بن الاخنائی مالکی نے ابن تیمیہ کے موقف کو رد کیا تو ابن تیمیہ نے اس کا جواب دیا اور تقی بن الاخنائی کے موقف پر نکیر کی اور انہیں جاہل قرار دیا اور انہیں اس بات پر متنبہ کیا کہ وہ علم میں بہت کم پونجی کے مالک ہیں اخنائی نے اس بات کی شکایت سلطان سے کی جس کے نتیجے میں ان تمام چیزوں کے ضبط کرنے کا حکم دیا اور جو ہونا تھا وہ ہو کر رہا، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔

۲۳ رجب بروز منگل حنفی، مالکی اور حنبلی تینوں ائمہ کے لئے جامع اموی کی قبلے والی دیوار میں نماز کی امامت کا حکم جاری کیا گیا چنانچہ نو تعمیر شدہ محراب جو الزیادہ اور المقصورہ کے درمیان میں تھا وہ حنفی امام کے لئے مقرر کیا گیا محراب صحابہ مالکی امام کے لئے اور حجرہ خضر کا محراب جو پہلے مالکی امام کے لئے مقرر تھا وہ حنبلی امام کے لئے متعین کر دیا گیا اور محراب صحابہ کے امام کو اس کے بدلہ میں الکلاسہ کا محراب دیا گیا، یہ محراب اس سے پہلے زیر تعمیر تھا اور اس حجرہ سے جو کہ حنفیہ کے نام سے مشہور تھا محراب حنفی تک پہنچا ہوا تھا اور محراب حنبلی تیسرے غربی برآمدے میں ان کے پیچھے تھا، یہ دونوں محراب دو ستونوں کے درمیان تھا چنانچہ یہ سب محراب اپنی اپنی جگہ سے منتقل کر دیئے گئے اور ان کے بدلہ میں قبلے والی دیوار میں مستقل محراب بنائے گئے اور اس طرح یہ کام مستقل ہو گیا۔

۲۰ شعبان کو امیر تمر تاش جو کہ فرار ہو کر سلطان مصر کے پاس آ گیا تھا اس کو اور اس کے ساتھیوں کے ایک گروہ کو گرفتار کر کے مصر کے ایک قلعے میں قید کر دیا گیا اور ۲ شوال کو اس کی موت کا اعلان کیا گیا، کہا جاتا ہے کہ اسکو سلطان نے قتل کیا اور اس کا سر عراق کے حکمران ابوسعید کے پاس بھیج دیا جو تاتاریوں کے بادشاہ خربندا کا بیٹا تھا، ۲ شوال بروز پیر شامی قافلہ حج کے لئے روانہ ہوا اس قافلے کے امیر امراء دمشق میں سے ایک امیر فخر الدین عثمان بن شمس الدین لؤلؤ حلبی تھا، اور قافلے کے قاضی حنابلہ کے قاضی القضاۃ عزالدین بن التقی سلیمان تھے۔

اس سال جن لوگوں نے حج کیا ان میں امیر حسام الدین شمقدار، امیر حسام الدین ابن النجیبی، تقی الدین بن السلعوس، بدرالدین ابن الصائغ، جہبل کے دو بیٹے، الفخر المصری، شیخ علم الدین البرزالی اور شہاب الدین الظاہری شامل تھے۔

اس سے ایک دن قبل قاضی منفلوطی جو بعلبک کے حاکم، اپنے شیخ قاضی القضاۃ علاء الدین القونوی کے نائب کے طور پر دمشق کے حاکم بنے، قاضی منفلوطی قابل تعریف کردار کے مالک تھے اہل بعلبک ان کے چلے جانے سے رنجیدہ ہوئے وہ قونوی کے سفر حج کی وجہ سے دمشق میں ان کی جگہ قاضی مقرر ہوئے تھے، پھر جب الفخر المصری حج سے لوٹے تو وہ بھی دوبارہ قاضی بنے اور منفلوطی بھی بدستور قاضی رہے، چنانچہ اب قاضی علاء الدین کے تین نائب ہو گئے یعنی ابن حملۃ، الفخر المصری اور المنفلوطی۔

۲۲ شوال کو ابن الخشیشی قاہرہ روانہ ہوئے تاکہ وہ قاضی فخر الدین کاتب الممالیک کی حج سے واپسی تک ان کی نیابت کا فریضہ انجام دے سکیں، چنانچہ جب وہ قاہرہ پہنچے تو دیوان الجیش کی نگرانی ان کے حوالہ کی گئی اور وہاں سنجیدگی سے کام کرتے رہے اور قطب الدین ابن شیخ السلامیہ دمشق میں حسب دستور فوج کے مستقل نگران رہے، شوال میں امین الملک کو مملکت مصر کی ضعت عطا کی گئی اور انہیں کچہریوں کا ناظم بنادیا گیا وہ ایک ماہ دو دن اس عہدہ پر برقرار رہے اور پھر معزول کر دیئے گئے۔

شیخ الاسلام ابوالعباس تقی الدین احمد بن تیمیہ کی وفات ۔۔ شیخ علم الدین برزالی، اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ بیس ذی القعدہ پیر کی شب کو الشیخ الامام العالم العلم العلامہ الفقیہ الحافظ الزاہد العابد المجاہد القدوۃ شیخ الاسلام تقی الدین ابوالعباس احمد بن الشیخ الامام العلامہ المفتی شہاب الدین ابوالمحاسن عبدالحلیم ابن شیخ الامام شیخ الاسلام ابوالبرکات عبدالسلام بن عبداللہ بن ابوالقاسم محمد بن الخضر دمشق کے قلعہ میں اس کمرے میں وفات پائی جہاں آپ کو قید کیا گیا تھا، آپ کی وفات کی خبر سن کر لوگوں کی کثیر تعداد قلعے میں پہنچنے لگی چنانچہ لوگوں کو آپ کے پاس آنے کی اجازت دے دی گئی جنازے کو غسل دینے سے پہلے بہت سے لوگ آپ کے پاس بیٹھ گئے اور قرآن کی تلاوت کرنے لگے اور بہت سے لوگ آپ کا دیدار کر کے آپ کو بوسے دے کر تبرک حاصل کرنے لگے، پھر یہ لوگ وہاں سے واپس آ گئے اور عورتوں کے گروہ جنازے کے پاس آنے لگے اور انہوں نے بھی اسی طرح کیا پھر وہ بھی واپس چلی گئیں اور جنازے کے پاس صرف غسل دینے والوں کو رہنے دیا گیا۔

جب غسل دینے والا انہیں غسل دے چکا تو ان کو باہر لایا گیا قلعے اور جامع مسجد کے راستے پر خلق کثیر کا اجتماع تھا اور جامع مسجد، اس کا صحن، کلاسہ، باب البرید اور باب الساعات، باب اللبادین اور الغوارۃ تک لوگوں سے بھر چکے تھے، جنازہ دن کے چوتھے پہر یا اس کے قریب قریب پہنچا اور جامع مسجد میں رکھا گیا جسے فوج نے لوگوں کی بھیڑ سے بچانے کے لئے گھیرے میں لے رکھا تھا اولاً آپ کی نماز جنازہ قلعہ میں پڑھی گئی اور سب سے پہلے شیخ محمد بن تمام آپ کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے آگے بڑھے پھر نماز ظہر کے بعد جامع مسجد اموی میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی لوگوں کی تعداد پہلے مذکورہ تعداد سے دگنی ہو گئی پھر مجمع اس قدر بڑھا کہ کھلے میدان، گلیاں اور بازار لوگوں کے لئے تنگ ہو گئے پھر نماز جنازہ پڑھنے کے بعد لوگوں نے اپنے ہاتھوں اور سروں پر جنازہ اٹھایا اور نعش کو لے کر باب البرید سے باہر نکلے بھیڑ انتہائی سخت ہو گئی رونے اور طلب رحمت کی صداؤں اور دعاؤں اور ان کی تعریف کی کلمات کی آوازیں بلند ہونے لگیں، لوگ ان کی نعش پر اپنے رومال، عمامے اور کپڑے پھینکے، (بھیڑ کی زیادتی کی وجہ سے) لوگوں کے پاؤں سے ان کے جوتے، کھڑانوے، رومال اور عمامے گر رہے تھے لیکن وہ جنازہ کو دیکھنے کے اشتیاق میں ان کی طرف توجہ نہ دیتے تھے نعش لوگوں کے سروں پر کبھی آگے ہوتی کبھی پیچھے ہوتی اور کبھی رک جاتی یہاں تک کہ لوگ گذر جاتے، بھیڑ کی شدت کی وجہ سے لوگ جامع اموی کے تمام دروازوں سے باہر نکلے ہر دروازے میں دوسرے دروازے کے مقابلہ میں زیادہ ہجوم تھا پھر لوگ بھیڑ کی زیادتی کی وجہ سے شہر کے تمام دروازوں سے باہر نکلے لیکن سب سے زیادہ ہجوم چار دروازوں سے نکلا یعنی باب الفرج، جس سے جنازہ نکلا، باب الفرادیس، باب النصر اور باب الجابیہ سے، سوق الخیل میں تو معاملہ زیادہ بڑھ گیا، مخلوق خدا دو چند ہو گئی لوگوں کی کثرت ہونے لگی اور وہاں جنازہ رکھا گیا اور علامہ ابن تیمیہ کے بھائی زین الدین عبدالرحمن نماز جنازہ کے لئے آگے بڑھے جب نماز جنازہ ادا ہو چکی تو جنازے کو مقبرہ صوفیہ کی طرف لے جایا گیا اور انہیں اپنے بھائی شرف الدین عبداللہ کے پہلو میں دفن کر دیا گیا رحمہما اللہ۔

ان کی تدفین عصر سے کچھ دیر پہلے ہوئی اس کی وجہ یہ تھی کہ باغبان، وادیوں اور دیہات کے رہنے والے لوگ آ کر آپ کی نماز جنازہ پڑھتے تھے لوگوں نے اپنی دکانیں بند کر دیں اور آپ کے جنازے میں شرکت سے معذور لوگوں کے علاوہ کوئی بھی پیچھے نہ رہا، (جو معذوری کی وجہ سے پیچھے رہے)

وہ بھی ان کے لئے اللہ سے رحمت کی دعا کرتے رہے، اور اگر وہ حاضری پر قادر ہوتے تو وہ بھی حاضری سے پیچھے نہ رہتے، عورتوں کی بھی بڑی تعداد جنازے میں حاضر ہوئی جس کا اندازہ پندرہ ہزار عورتوں تک لگایا گیا ہے یہ تعداد ان عورتوں کے علاوہ ہے جو مکانوں کی چھتوں وغیرہ پر تھیں یہ سب ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے رحم کی دعا کررہی تھیں اور ان پر رو رہی تھیں جیسا کہ کہا گیا ہے،

رہی بات مردوں کی تو ان کی تعداد کے بارے میں اندازہ لگایا گیا ہے کہ ساٹھ ہزار سے ایک لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ دو لاکھ تھے لوگوں کے ایک گروہ نے ان کے غسل سے بچا ہوا پانی پیا ایک جماعت نے غسل میں استعمال ہونے والے بیری کے بچے ہوئے پتے آپس میں تقسیم کرلئے اور وہ دھاگہ جس میں جوؤں سے بچاؤ کے لئے پارہ لگا ہوا تھا اور وہ آپ نے گلے میں ڈال رکھا تھا اس کے ایک سو پچاس درہم دیئے گئے اور کہا جاتا ہے کہ اونی ٹوپی جو آپ کے سر پر ہوا کرتی تھی اس کی قیمت پانچ سو درہم ادا کی گئی، آپ کے جنازے میں بہت آہ وبکا اور چیخ وپکار ہوئی اور عاجزی سے دعائیں کی گئیں اور آپ کے لئے الصالحیہ اور شہر میں بہت سے ختم کئے گئے اور لوگ آپ کی قبر پر بہت دنوں تک دن رات آتے رہے۔ لوگ ان کی قبر کے پاس راتیں اور صبح گذارتے ان کے بارے میں بہت سی رویاء صالحہ دیکھی گئیں اور بہت سے لوگوں نے (ان کے انتقال پر) بہت سے مرثیہ قصیدے لکھے۔

علامہ ابن تیمیہ کی پیدائش بروز پیر دس ربیع الاول ۶۶۱ھ کو حران میں ہوئی، بچپن میں آپ اپنے والد اور گھر والوں کے ہمراہ دمشق تشریف لائے، آپ نے ابن عبد الدائم، ابن ابی الخیر، ابن عبدان، شیخ شمس الدین حنبلی، شیخ شمس الدین بن عطاء حنفی، شیخ جمال الدین بن صیر فی، مجد الدین بن عساکر، شیخ جمال الدین البغدادی، نجیب بن مقداد، ابن ابی الخیر، ابن علان، ابن ابی بکر الیہودی، کمال عبد الرحیم فخر علی، ابن شیبان، شرف بن قواس او رزینب بنت مکی سے علم حدیث حاصل کیا اور خلق کثیر سے آپ نے علم حدیث حاصل کیا، اور اپنے طور پر بھی بہت مطالعہ کیا اور حدیث کی طلب میں لگے رہے اور محدثین کے طبقات اور ثبت تحریر کئے کئی سالوں تک آپ نے حدیث شریف کی سماعت کا التزام کیا، بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ آپ کوئی بات (علم کی) سنیں اور اسے یاد نہ کریں پھر آپ دوسرے علوم کی تحصیل میں مشغول ہوگئے چونکہ آپ بہت ذہین تھے اور علوم کا ایک بڑا حصہ محفوظ کئے ہوئے تھے اس لئے آپ تفسیر اور اس سے متعلقہ علوم کے امام اور فقہ کے عالم بن گئے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ آپ مختلف فقہی مذاہب کو ان مذاہب والوں سے زیادہ جانتے تھے، آپ اختلاف علماء کے عالم تھے اور اصول وفروع، نحو، لغت وغیرہ علوم عقلیہ ونقلیہ کا علم رکھنے والے تھے، آپ جس مجلس میں بھی کوئی دلیل پیش کرتے اور جب بھی کوئی عالم آپ سے کسی فن کے بارے میں گفتگو کرتا تو وہ گمان کرتا کہ آپ کا خصوصی فن یہی ہے اور وہ آپ کو اس فن میں گہری پہنچان رکھنے والا اور مہارت رکھنے والا خیال کرتا، اور جہاں تک حدیث کی بات ہے تو اس کے تو آپ گویا علمبردار، حافظ اور صحیح اور ضعیف حدیث کے درمیان امتیاز کرنے کا ملکہ رکھتے تھے اسماء الرجال کے عالم اور اس میں کامل دستگاہ رکھنے والے تھے۔

اصول وفروع میں آپ کی بہت سی تصنیفات اور مفید تعلیقات ہیں ان میں کچھ مکمل ہوئی ہیں اور ان کی تبییض بھی ہوئی، اور بعض کتابیں ان سے نقل کی گئیں اور وہ پوری یا ان کے بعض حصے آپ کو سنائے گئے اور کتابوں کی ایک بڑی تعداد کو آپ مکمل نہ کرسکے اور بعض مکمل کیں لیکن ابھی تک وہ منظر عام پر نہ آسکیں۔

آپ کے زمانہ کے بہت سے علماء نے آپ کی ذات اور علم وفضل کی بڑی تعریف کی جیسے قاضی خوبی، ابن دقیق العید، ابن النحاس، قاضی احناف بن حریری قاضی القضاۃ مصر، ابن زملکانی وغیرہ، مجھے ابن زملکانی کا ایک خط ملا جس میں وہ لکھتے ہیں کہ آپ میں تمام شروط اجتہاد صحیح معنون میں پائی جاتی تھیں، آپکو حسن تصنیف، عبارت کی عمدگی، ترتیب (مضامین کی) تقسیم اور تدین میں کامل دستگاہ حاصل تھی، آپ کی ایک تصنیف پر یہ اشعار مرقوم ہیں:

آپ کے اوصاف بیان کرنے والے کیا کہتے ہیں حالانکہ آپ کی صفات شمار کرنے سے بالاتر ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی غالب حجت ہیں اور ہمارے درمیان وہ عجائبات زمانہ میں سے ہیں، وہ مخلوق میں اللہ تعالیٰ کی کھلی نشانی ہیں اور ان کے انوار فجر کی روشنی سے بڑھ کر ہیں۔

آپ کی تعریف میں یہ شعر اس وقت کہے گئے جب آپ کی عمر تیس سال کے قریب تھی، میرے اور ان کے درمیان بچپن ہی سے محبت اور دوستی کا تعلق قائم تھا، سماع حدیث اور طلب علم میں ایک سال ساتھ گزارا، وہ بہت فضائل کمالات والے تھے ان کی تصانیف کے نام، ان کی سیرت آپ کے

اور دوسرے فقہاء اور حکومت کے درمیان ہونے والے معاملات اور کئی مرتبہ آپ کی قید اور اس کے حالات کے بیان کا یہ مقام اور یہ کتاب متحمل نہیں۔

انہوں نے جب وفات پائی اس وقت میں دمشق میں حاضر نہ تھا بلکہ حجاز کے سفر پر تھا ہمیں ان کی موت کی خبر پچاس دن بعد اس وقت ملی جب ہم تبوک پہنچے اور ان کی جدائی پر سخت افسوس ہوا، رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یہ الفاظ ابن زملکانی کے ان کی تاریخ میں اس جگہ درج ہیں پھر شیخ علم الدین نے علامہ ابن تیمیہ کے ان حالات کو ذکر کرنے کے بعد ابوبکر بن ابی داؤد کے جنازے اور اس شان وشوکت اور امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے بغداد میں جنازے اور اس کی شہرت کا تذکرہ کیا۔

امام ابوعثمان العابونی فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعبدالرحمٰن السیوفی کو سنا کہ وہ فرمارہے تھے کہ میں شیخ ابوالحسن الدارقطنی کے ساتھ ابوالفتح القواس الزاہد کے جنازے میں شریک ہوا، جب وہ اس عظیم مجمع تک پہنچے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ میں نے ابوسہل بن زیاد القطان سے سنا کہ ان کے والد فرماتے ہیں کہ اہل بدعت سے یہ کہہ دو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان (حق وباطل کا) فیصلہ جنازے کریں گے، عبداللہ بن احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبل کے شہر کے باشندگان کی کثرت اور ان کے اجتماع، امام احمد بن حنبل کے لئے ان تعظیم کے جذبات اور حکومت کی ان سے محبت کے باعث ان کا جنازہ بہت بڑا تھا، شیخ تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے دمشق میں وفات پائی اور دمشق کی آبادی بغداد کی آبادی کا دسواں حصہ بھی نہ تھا لیکن ان کے جنازہ پر لوگ اتنی بڑی تعداد میں جمع ہوئے کہ اگر کوئی طاقت ور حکمران یا کوئی سخت گیر حکومتی محکمہ بھی ان کو جمع کرتا تو وہ اس کثرت سے جمع نہ ہوتے جس کثرت سے ان کے جنازہ میں جمع ہوئے اور جنازہ تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے باوجود اس کے کہ سلطان کی طرف سے اس عظیم شخص نے قلعے میں قید کی حالت میں وفات پائی، اور باوجود اس کے کہ بہت سے علماء اور فقیر آپ کے بارے میں لوگوں میں ایسی باتوں کا تذکرہ کرتے تھے جس سے اہل اسلام تو درکنار دیگر مذاہب والوں کی طبیعتیں بھی نفرت کرتی تھیں، (اس کے باوجود بھی) یہ تھا آپ کا جنازہ۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت علامہ ابن تیمیہ کی وفات کا واقعہ پیر کی شب سحری کے وقت پیش آیا، قلعے کے موذن نے قلعے کے مینار پر اس کا تذکرہ کیا اور قلعے کے محافظین اس بارے میں برجوں پر آپس میں گفتگو کرنے لگے لوگوں نے صبح اس حالت میں کی کہ اس امر عظیم اور بڑی خبر کو ایک دوسرے سے سن رہے تھے چنانچہ جن جن جگہوں سے لوگوں کی آمد ممکن تھی وہاں کے لوگ جلدی جلدی قلعے کے گرد جمع ہونے لگے حتیٰ کہ الغوطہ اور المرج سے بھی لوگ جنازہ میں شرکت کے لئے آئے، (اس دن) بازار والوں نے کوئی چیز نہیں نکالی اور وہ دکاندار جن کی حالت یہ ہوا کرتی تھی کہ دن کے بالکل ابتدائی حصے میں دکانیں کھول لیتے تھے ان میں سے اکثر نے عادت کے مطابق دکانیں نہ کھولیں۔

اس دن نائب السلطنت تنکز شکار کھیلنے کے لئے کسی مقام پر گیا ہوا تھا جس کی وجہ سے اہل حکومت پریشان ہو گئے کہ وہ کیا کریں قلعے کا نائب نگران آیا، الصاحب شمس الدین غبریال اس حال میں آیا کہ اس سے تعزیت کی جارہی تھی اور وہ ان کے قریب بیٹھ گیا اور اس نے خواص اور امام ابن تیمیہ کے ساتھیوں اور رشتہ داروں میں سے جو لوگ اندر آنا چاہتے تھے ان کے لئے قلعے کا دروازہ کھول دیا چنانچہ شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے پاس ان کے کمرے میں ان خاص احباب جن کا تعلق حکومت سے تھا وہ اور ان کے علاوہ شہر اور الصالحیہ کے بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور ان کے پاس بیٹھ کر روئے اور ان کی تعریفیں کرنے لگے:

میری رات کی ماندرات انسان خودکشی کر لیتا ہے۔

میں اپنے شیخ الحافظ ابی الحجاج المزی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہاں حاضرین میں موجود تھا میں نے شیخ کے چہرے سے کپڑا اٹھایا ان کی زیارت کی اور ان کا بوسہ لیا، آپ کے سر پر دوشملوں والا عمامہ تھا جس وقت آپ ہم سے جدا ہوئے اس دن سے زیادہ آپ پر بڑھاپا آ گیا تھا۔

ان کے بھائی زین الدین عبدالرحمٰن نے حاضرین کو بتایا کہ انہوں نے اور شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب سے وہ قلعے میں آئے تلاوت میں اسی دفعہ قرآن کریم ختم کیا اور اکیاسی مرتبہ شروع کر کے سورۃ اقتربت الساعۃ کے آخر یعنی **ان المتقين في جنات ونهر، في مقعد صدق عند مليك مقتدر**۔ تک پہنچے پھر یہاں سے دو صالح بزرگوں یعنی عبداللہ بن المحب اور عبداللہ الزرعی نصریر نے شروع کیا، شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ان دونوں کی قرأت کو بہت پسند کرتے تھے چنانچہ ان دونوں نے سورہ رحمٰن کی ابتداء سے تلاوت شروع کی یہاں تک کہ قرآن کریم ختم کر لیا، اور میں

وہاں موجود تھا اور سن اور دیکھ رہا تھا پھر وہ لوگ شیخ ابن تیمیہ کو غسل دینے میں مشغول ہو گئے اور میں وہاں ایک مسجد کی طرف چلا گیا ان لوگوں نے شیخ کے قریب سوائے ان لوگوں کے جو غسل دینے میں مدد دے رہے تھے کسی کو نہ رہنے دیا انہیں لوگوں میں ہمارے شیخ الحافظ المزی اور کبار صالحین اور بہترین لوگ تھے جو کہ علم و ایمان والے تھے موجود تھے جیسے ہی وہ لوگ غسل دینے سے فارغ ہوئے قلعہ لوگوں سے بھر گیا اور لوگوں کے رونے، دعا کرنے اور شیخ کے لئے اللہ تعالیٰ سے رحمت طلب کرنے کی آوازیں بلند ہونے لگیں پھر لوگ جنازہ لے کر جامع مسجد کی طرف روانہ ہوئے اور العمادیہ کے راستے سے ہوتے ہوئے العادلیہ الکبیرہ کی طرف گئے پھر وہ ثلث الناطفانیین کی طرف مڑے، اس لئے کہ باب البرید کا بازار مرمت کے لئے گرایا گیا تھا وہ لوگ جنازہ لے کر جامع اموی میں اس حالت میں داخل ہوئے کہ جنازے کے آگے پیچھے دائیں بائیں اتنی زیادہ مخلوق تھی کہ ان کا شمار اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا، ایک پکارنے والے نے بلند آواز سے کہا ائمہ سنت کے جنازے اس طرح ہوا کرتے ہیں چنانچہ لوگ رونے لگے اور اس آواز بلند کرنے والی کی بات سن کر چیخنے لگے۔

شیخ کی چارپائی کو حجرے کے قریب جنازہ گاہ میں رکھ دیا گیا اور لوگ اپنی کثرت اور بھیڑ کی وجہ سے صفوں کی ترتیب کے بغیر بیٹھ گئے بلکہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح ملے ہوئے تھے کہ بغیر مشقت کے کوئی بھی سجدہ کرنے پر قادر نہ تھا، جامع مسجد، گلیاں اور بازار بھرے ہوئے تھے یہ ظہر سے کچھ دیر پہلے کا قصہ ہے لوگ ہر جگہ سے آئے، آج خلق خدا نے روزے کی نیت کر لی تھی اس لئے کہ وہ آج کے دن کھانے پینے کے لئے فارغ ہی نہ ہو سکے تھے لوگوں کی تعداد اتنی زیادہ تھی جو حدود بیان سے باہر ہے جب مؤذن اذان ظہر سے فارغ ہوا تو خلاف معمول برآمدے میں ہی نماز کھڑی ہو گئی، جب لوگ نماز سے فارغ ہو گئے خطیب مصر کی عدم موجودگی کی وجہ سے نائب خطیب نے امام ہونے کی حیثیت سے نماز جنازہ پڑھائی اور نائب خطیب شیخ علاء الدین الخراط تھے پھر لوگ جامع مسجد اور شہر کے تمام دروازوں سے باہر نکلے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور سوق الخیل میں جمع ہونے لگے لوگوں میں بعض وہ بھی تھے جنہوں نے نماز پڑھ کر قبرستان کی طرف جانے میں جلدی کی اور ہر شخص اپنے بارے میں خوف کی وجہ سے رونے، کلمہ طیبہ کا ورد کرنے اور حمد و ثناء اور اظہار افسوس میں مشغول تھا یہاں سے لے کر قبرستان تک چھتوں پر عورتیں کھڑی رونے اور دعا کرنے میں مصروف تھیں۔

فی الجملہ طور پر یہ ایک قسم کی قیامت کا دن تھا جس کی مثال اس سے پہلے دمشق میں نہیں دیکھی گئی تھی سوائے اس وقت کے جب دمشق بنی امیہ کے دور میں دارالخلافہ تھا اور اس کی آبادی بہت زیادہ تھی۔

پھر شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو مقررہ جگہ پر ان کے بھائی کے قریب اذان عصر سے کچھ پہلے دفن کیا گیا، جنازے میں شریک ہونے والے لوگوں کو شمار کرنا کسی کے لئے ممکن نہ تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ شہری اور اس کے آس پاس رہنے والوں میں سے جس کے لئے بھی جنازے میں شریک ہونا ممکن تھا وہ شریک ہوا، اور معصوم بچوں اور پردہ نشین عورتوں کے علاوہ لوگوں میں سے کوئی بھی پیچھے نہ رہا، میں اہل علم میں سے بہت تھوڑے آدمیوں کے علاوہ جن کی تعداد تین تھی کسی کو بھی نہیں جانتا تھا جو شیخ کے جنازے میں شریک ہونے سے رہا ہو، اور وہ تین آدمی ابن جملہ، الصدر اور القفجازی تھے، یہ وہ لوگ تھے جو علامہ ابن تیمیہ کے ساتھ عداوت رکھنے میں مشہور تھے چنانچہ یہ اپنی جانوں کے خوف سے لوگوں کی نظروں سے روپوش ہو گئے تھے اس لئے کہ انہیں معلوم تھا کہ جونہی وہ باہر نکلیں گے قتل کر دیئے جائیں گے اور لوگ انہیں ہلاک کر ڈالیں گے۔

ہمارے شیخ علامہ امام برہان الدین الفزاری تین دن تک ان کی قبر پر حاضری دیتے رہے اور اسی طرح علماء شافعیہ کی ایک جماعت بھی قبر پر آتی رہی، علامہ برہان الدین گدھے پر سوار ہو کر تشریف لایا کرتے تھے اور ان پر وقار اور جلال کے آثار نظر آیا کرتے تھے، علامہ ابن تیمیہ کے لئے بہت سے ختم کئے گئے اور ان کے بارے میں عجیب و غریب قسم کی رویاء صالحہ دیکھی گئیں اور ان کی یاد میں بہت سے مرثیہ اشعار اور لمبے لمبے قصیدے کہے گئے۔

آپ کے حالات زندگی کے بارے میں علیحدہ علیحدہ کتابیں لکھی گئیں، یہ کام علماء کرام اور دیگر افراد کی ایک جماعت نے کیا، میرا ارادہ ہے کہ آپ کے مناقب و فضائل اور آپ کی بہادری، سخاوت، اخلاص، زہد و عبادت اور آپ کے مختلف اقسام کے پاکیزہ علوم اور آپ کی چھوٹی بڑی صفات کے بارے میں ان کتابوں کے مجموعے سے ایک مختصر سوانح حیات مرتب کروں جو آپ کے اکثر علوم اور ان خصوصی کمالات کا احاطہ کئے ہوئے ہو جن

کے ذریعے آپ نے کتاب وسنت کی نصرت کی اورلوگوں کی دینی رہنمائی فرمائی۔

مجموعی طور پر آپ کا شماران بڑے علماء میں ہوتا تھا جن سے خطاء وصواب دونوں کا صدور ہوتا ہے لیکن آپ کی خطاء، آپ کے درست فیصلے کی بنسبت اسی طرح ہے جس طرح گہرے سمندر کے مقابلہ میں نقطہ، اور آپ کی خطاء بھی معاف ہے جیسا کہ بخاری شریف میں روایت ہے کہ جب ایک عالم (کسی مسئلہ کا حل تلاش کرنے کے لئے) محنت وکوشش کرتا ہے تو اگر وہ درست نتیجے پر پہنچے تو اس کے لئے دواجر ہیں اور اگر کوشش کے باوجود (نتیجہ اخذ کرنے میں) اس سے خطاء ہو جائے تو بھی اسے ایک اجر ملتا ہی ہے، لہٰذا اس حدیث کی روشنی میں آپ کو (آپ کی خطاء پر) بھی اجر ملا ہوگا، حضرت امام مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہر ایک کو اس کے قول پر گرفت اور ہائی ملے گی سوائے اس قبر والے کے۔

ذی القعدہ کی چھبیس تاریخ کو تنکو نے اپنے خزانے اور مال واسباب باب الفرادیس میں واقع دار الذہب سے اس گھر کی طرف منتقل کیا جسے اس نے تعمیر کروایا تھا اور وار قلوس کے نام سے مشہور تھا اب اس کا نام دار الذہب رکھ دیا گیا، اور اس نے خزندارہ ناصر الدین محمد بن عیسیٰ کو معزول کر دیا اور اس کی جگہ اپنے غلام اباجی کو ذمہ داری سونپ دی، ۲۲ ذیقعدہ کو عجلون کے شہر میں صبح صبح ایک طوفانی سیلاب آیا اور عصر تک رہا جس کی وجہ سے شہر کی جامع مسجد، بازاروں، حویلیوں اور گھروں کے متعدد حصے گر گئے، اور سات افراد جاں بحق ہو گئے لوگوں کے مال واسباب غلہ، گھریلو ساز وسامان اور مویشیوں کی بڑی مقدار ضائع ہوگئی جس کی قیمت تقریباً دس لاکھ درہم ہے واللہ اعلم، وانا للہ وانا الیہ راجعون۔

۱۸ ذی الحجہ بروز اتوار قاضی شیخ علاء الدین قونوی شافعی نے باقی مراکز کے تمام حاضرین پر اس بات کو لازم قرار دیا کہ وہ اپنے عماموں کا شملہ چھوڑ دیں تا کہ وہ اس کے ذریعے عوام الناس سے ممتاز ہوسکیں چنانچہ انہوں نے اس حکم پر چند دن تک عمل کیا لیکن پھر اس کی وجہ سے انہیں مشکل پیش آنے لگی جس کی وجہ سے انہیں اس کے ترک کرنے کی چھوٹ دے دی گئی لیکن اس کے باوجود ان میں سے بعض ایسے لوگ بھی تھے جو اس حکم پر عمل پیرا رہے۔

۲۰ ذوالحجہ بروز منگل کو شیخ امام علامہ ابوعبداللہ شمس الدین ابن قیم جوزی کو رہا کر دیا گیا وہ بھی شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کی گرفتار کے چند روز بعد شعبان ۷۲۶ھ سے اس وقت تک قلعے میں قید تھے، اور یہ خبر بھی آئی کہ سلطان نے جاولی، امیر فوج بن قراسنقر اور لاجین المنصوری کو رہا کر دیا اور یہ لوگ عید کے بعد سلطان کے سامنے پیش کئے گئے اور اس نے انہیں خلعت پیش کی، اسی مہینے امیر کبیر جوبان کی وفات کی خبر ملی جو کہ سلطان ابوسعید کا نائب تھا اور اسی طرح قراسنقر المنصوری کی وفات کی خبر بھی ملی یہ دونوں اس سال ذوالقعدہ کے مہینے میں فوت ہوئے۔

اور یہ جوبان وہ ہے جس نے مسجد حرام تک آنے والی نہر بنوائی، اس نے اس نہر پر بہت بڑی مقدار میں مال ودولت خرچ کیا اس کی قبر مدینہ منورہ میں ہے اور ایک مشہور مدرسہ بھی ہے اس کی بہت سی اچھی یادگاریں ہیں وہ ایک اچھا مسلمان اور عالی ہمت آدمی تھا اس نے ابوسعید کے زمانے میں طویل زمانے تک مملکت کے امور کو بحسن وخوبی چلایا پھر ابوسعید نے اس کو گرفتار کرنا چاہا لیکن وہ بچ نکلنے میں کامیاب ہوگیا، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا پھر ابوسعید نے اس کے بیٹے خواجہ دمشق کو گذشتہ سال قتل کر دیا اور اس کا دوسرا بیٹا تمرتاش بھاگ کر سلطان مصر کے پاس چلا گیا چنانچہ ایک مہینے تک سلطان مصر نے اس کو پناہ دی پھر ان دونوں بادشاہوں کے درمیان اس کے قتل کے معاملہ میں ایلچیوں کا تبادلہ ہوا جس کے نتیجے میں کہا جاتا ہے کہ مصر کے بادشاہ نے تمرتاش کو قتل کر دیا اور اسکا سر ابوسعید کے پاس بھیج دیا، کچھ عرصہ کے بعد اس کا والد جوبان بھی انتقال کر گیا، اور اللہ تعالیٰ ہی بھیدوں کو جاننے والے ہیں۔

قراسنقر منصوری مصر وشام کے بڑے امراء میں سے ایک تھا اور یہ بھی ان لوگوں میں سے ایک تھا جنہوں نے اشرف خلیل بن منصور کو قتل کیا جیسا کہ پہلے یہ بات گذر چکی ہے پھر ایک مدت تک یہ مصر کا نائب امیر بنا رہا اس کے بعد دمشق کی نیابت کی طرف منتقل ہو گیا وہاں سے حلب کا نائب امیر بنا اور پھر بالآخر وہ افرم اور زرکاشی فرار ہو کر تاتاریوں کے پاس چلے گئے تاتاریوں کے بادشاہ خربندا نے انہیں پناہ دی اور ان کا اعزاز واکرام کیا اور انہیں بہت سے شہر جاگیریں میں عطا کیے، قراسنقر نے ہلاکو کی بیٹی کے ساتھ شادی کر لی اور پھر شہر مراغہ جس کا یہ حاکم تھا میں اسی سال وفات پائی اس کی عمر نوے برس کے قریب تھی، واللہ اعلم۔

اس سال فوت پانے والی اہم شخصیات

اس سال وفات پانے والی بڑی ہستیوں میں شیخ الاسلام علامہ تقی الدین بن تیمیہ شامل ہیں جیسا کہ اس سال میں پیش آنے والے حادثات میں ہم نے ذکر کیا اور انشاءاللہ ان کے حالات کو ہم عنقریب علیحدہ بیان کریں گے۔

الشریف العام عزالدین: نام ونسب عزالدین ابواسحاق ابراہیم بن احمد بن عبدالمحسن العلوی الحسینی العراقی الاسکندری الشافعی، آپ نے کثیر علوم کا سماع کیا فقہ میں الوجیز (کتاب کا نام) اور نحو میں الایضاح کو حفظ کیا، آپ دنیا سے بے رغبت اور اسے گھٹیا چیز سمجھنے والے بزرگ تھے، آپ کی عمر نوے سال ہونے کے باوجود آپ کی عقل علم وفراست برقرار اور بیدار تھی، آپ ۶۳۸ھ میں پیدا ہوئے اور پانچ محرم بروز جمعۃ المبارک ۷۲۸ھ کو وفات پائی اور اسکندریہ میں المادین میں دفن ہوئے، اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔

الشمس محمد بن عیسیٰ التکریدی: آپ صاحب فہم وفراست اور دور اندیش بزرگ تھے، اور آپ شیخ تقی الدین کے سامنے اس شخص کے طرح رہتے تھے کہ جب اس کو کوئی حکم دیا جائے یا کسی کام سے روکا جائے تو وہ اس کو نافذ کر دے، امراء وغیرہ آپ کو اہم کاموں کی انجام دہی کے لئے بھیجا کرتے تھے، اور آپ کو اپنے پیغام پہنچانے کی مکمل طور پر پہچان اور سمجھ حاصل تھی۔

۵ صفر ۷۲۸ھ کو آپ نے القبیبات میں وفات پائی اور اسکندریہ میں مدفون ہوئے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

الشیخ ابوبکر الصالحی: ابوبکر بن شرف بن محسن بن معن بن عثمان الصالحی، ۶۵۳ھ میں پیدا ہوئے، شیخ تقی الدین بن تیمیہ اور علامہ مزی کی صحبت میں رہ کر بہت سے علوم حاصل کیے، آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جو شیخ تقی الدین سے محبت کرنے والے تھے اور ان دونوں کی خدمت میں ان کے خادم بن کر رہتے تھے، آپ فقر وفاقہ کا شکار ہونے کے ساتھ عیال دار بھی تھے اور زکوٰۃ وصدقات لے کر گزارہ چلاتے تھے، آخر عمر میں آپ نے حمص میں رہائش اختیار کر لی تھی، آپ بڑے فصیح وبلیغ تھے، اصول فقہ اور اس کے علاوہ دوسرے علوم میں آپ کی کچھ تصانیف وتعلیقات ہیں۔

وہ جمعہ کی نماز کے بعد سے عصر تک لوگوں سے اپنے حافظے کی بنیاد پر ہم کلام رہتے ایک مرتبہ میں اپنے شیخ المزی کے ہمراہ اس سے اس وقت ملا جب وہ حمص سے تشریف لائے ہوئے تھے چنانچہ وہ فصیح اور پختہ تعبیرات والے تھے، البتہ علم میں ان کا رسوخ درمیانے درجہ کا تھا وہ اپنے احوال واعمال اور دلی اعتبار سے تصوف اور کلام کی طرف میلان رکھتے تھے اور شیخ تقی الدین بن تیمیہ کا تذکرہ کثرت سے کیا کرتے تھے۔

اسی سال ۲۲ صفر کو آپ نے وفات پائی شیخ ابن تیمیہ لوگوں کو ان کے ساتھ احسان کرنے کی ترغیب دیتے تھے اور خود بھی ان کے ساتھ عطاو بخشش کا معاملہ کرتے تھے۔

ابن الدوالیبی البغدادی: الشیخ الصالح العالم العابد الرحلۃ المسند المعمر عفیف الدین ابوعبداللہ محمد بن عبدالمحسن بن ابی الحسین بن عبدالغفار البغدادی الازجی الحنبلی المعروف بابن الدوالیبی، جو کہ المستنصریہ کے دارالحدیث کے شیخ ہیں، ربیع الاول ۶۳۸ھ میں پیدا ہوئے بہت سے علوم کا سماع کیا، آپ کے پاس حدیث کی عالی سندیں تھیں الخرقی کو آپ نے زبانی یاد کیا نحو وغیرہ کے آپ فاضل تھے شعر گوئی کا اچھا ذوق رکھتے تھے۔

آپ ایک نیک خوانسان تھے نوے سال سے زیادہ آپ نے عمر پائی عراق میں آپ کی ہستی مرجع خلائق (جس کی طرف لوگ اپنی ضرورتوں کے لئے سفر کر کے آئیں) تھی ۴ جمادی الاولی بروز جمعرات آپ نے وفات پائی اور امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے قبرستان میں مقابر شہداء میں مدفون ہوئے۔

آپ نے بغداد کے جن مشائخ کو اجازت عطا فرمائی ان میں میں بھی شامل تھا، وللہ الحمد۔

قاضی القضاۃ شمس الدین بن الحریری ... ابوعبداللہ محمد بن صفی الدین ابی عمرو عثمان بن ابی الحسن عبدالوھاب الانصاری الحنفی، آپ ۶۵۳ھ میں پیدا ہوئے، حدیث کا علم حاصل کرنے کے بعد الھدایہ پڑھنی شروع کی، آپ ایک بہترین فقیہ تھے اور دمشق میں بہت سے مقامات پر درس دیتے تھے پھر آپ کو دمشق کا قاضی بنا دیا گیا لیکن اس کے بعد آپ کو مصر میں عہدہ قضاء سنبھالنے کی دعوت دی گئی چنانچہ آپ ایک طویل مدت تک باعزت طور پر اس عہدے پر متمکن رہے، آپ نہ کسی سے ہدیہ قبول کرتے اور نہ ہی کسی فیصلے کی تنفیذ میں کس ملامت کرنے والے کی ملامت کا اثر قبول کرتے۔

آپ فرمایا کرتے کہ اگر ابن تیمیہ شیخ الاسلام نہیں ہیں تو پھر کون شیخ الاسلام ہے، آپ سے آپ کے کسی دوست نے پوچھا کہ کیا آپ شیخ تقی الدین سے محبت کرتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا جی ہاں، پھر فرمایا اللہ کی قسم! میں بے شک ایک خوبصورت چیز سے محبت کرتا ہوں۔

آپ نے بروز ہفتہ ۴ جمادی الاُخریٰ وفات پائی اور القرافہ میں مدفون ہوئے، آپ نے اپنے منصب کے لئے قاضی برہان الدین بن عبدالحق کو جانشین مقرر کیا چنانچہ آپ کی وصیت اس بارے میں پوری کی گئی اور انہیں دمشق پیغام بھیج کر بلایا گیا چنانچہ انہوں نے شیخ کی رحلت کے بعد قضاء کا عہدہ اور وہ تمام انتظامی شعبے جو حریری کے زیر انتظام تھے ان کا انتظام سنبھالا۔

الشیخ العالم المقری۔ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن الشیخ الامام تقی الدین محمد بن جبارہ بن عبد الوالی بن جبارہ المقدسی المرداوی الحنبلی جو شاطبیہ کے شارح ہیں ۶۴۹ھ کو پیدا ہوئے بہت سے علوم حاصل کرنے کے بعد قرأت کی طرف متوجہ ہوئے اور اس میں دوسروں پر سبقت لے گئے لوگوں نے آپ سے بہت نفع اٹھایا، آپ ایک مدت تک مصر میں رہے اور وہاں الفزاری سے اصول الفقہ کی تحصیل میں منہمک رہے اور القدس میں ۴ رجب ۷۲۸ھ میں وفات پائی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کا شمار صلحاء واخیار میں ہوتا تھا، آپ نے خطیب مرداوغیرہ سے بھی سماع کیا۔

ابن العاقولی البغدادی۔ ...الشیخ العلامہ جمال الدین ابو محمد عبداللہ بن محمد بن علی بن حماد بن ثابت الواسطی العاقولی ثم البغدادی الشافعی جو کہ چالیس سال کی طویل مدت تک المستنصریہ میں مدرس رہے اور ایک زمانے میں اوقاف کے نگران رہے اور ایک زمانے میں قاضی القضاۃ کے عہدے کے لئے بھی ان کا تقرر ہوا۔

آپ اتوار کی رات ۱۰ رجب ۶۳۸ھ میں پیدا ہوئے، آپ نے علم حدیث حاصل کیا اور اس میں کمال حاصل کرکے اس کی مشغولیت اختیار کی اس کے علاوہ آپ نے ۶۵۷ھ سے فتویٰ کا کام بھی شروع کیا جو کہ آپ کی وفات تک برابر جاری رہا، گویا یہ کہتر برس کی مدت بنتی ہے جو کہ ایک انتہائی حیران کن بات ہے، آپ بڑے مضبوط دل والے آدمی تھے حکومتی حلقوں میں بھی آپ بڑے اثر ورسوخ والے تھے، کتنے ہی لوگوں کے غم وپریشانیاں آپ کی محنت وکوشش سے دور ہوئے، آپ نے بدھ کی رات ۲۴ شوال ۷۲۸ھ کو وفات پائی اور اپنے گھر کے احاطے میں سپرد خاک ہوئے، آپ کی عمر ۹۰ سال سے اوپر تھی۔

آپ نے اپنا گھر ایک بڑے میاں اور دس بچوں پر وقف کر دیا تھا جو کہ قرآن کریم سنتے اور اسے حفظ کرتے تھے، آپ نے ان لوگوں پر اپنی تمام جائیداد وقف کر دی، اللہ تعالیٰ آپ کی طرف سے اس کو قبول فرمائے اور آپ پر رحم فرمائے۔ آپ کے بعد مستنصریہ میں قاضی القضاۃ قطب الدین نے درس دینا شروع کیا۔

الشیخ الصالح شمس الدین سلامی ... شمس الدین محمد بن داؤد بن محمد بن ساب السلامی البغدادی کشادہ دست لوگوں میں سے ایک تھے اہل علم کے ساتھ خصوصاً شیخ تقی الدین کے ساتھیوں کے ساتھ آپ کی بڑی نیکیاں ہیں انہوں نے بہت سی کتابیں وقف کیں کئی مرتبہ حج کیا اور اتوار کی شب ۲۴ ذوالقعدہ کو شیخ تقی الدین کی وفات کے چار دن بعد فوت ہوئے، آپ کی نماز جنازہ نماز جمعہ کے بعد ادا کی گئی اور باب الصغیر میں دفن ہوئے، رحمہ اللہ تعالیٰ واکرم مثواہ۔

اسی رات والدہ محترمہ مریم بنت فرج بن علی اس بستی میں فوت ہوئیں جس میں ان کے والد ۶۷۳ھ میں خطیب تھے وہ بستی کی خوبصورت عورت تھی، جمعہ کے بعد ان کا جنازہ پڑھا گیا اور صوفیہ میں شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کی قبر کے مشرقی جانب ان کی تدفین کی گئی، رحمہما اللہ تعالیٰ۔

آغاز ۷۲۹ھ

نیا سال اس حال میں شروع ہوا کہ خلیفہ اور باقی تمام حکام اپنے اپنے عہدوں پر برقرار تھے البتہ قطب الدین بن شیخ السلامیہ فوج کا نگران بن گیا۔ محرم میں دمشق کے معتمد خاص (سیکرٹری) قاضی محی الدین بن فضل اللہ اور اس کے بیٹے اور شرف الدین بن شمس الدین بن الشہاب محمود کو ڈاک کے گھوڑوں پر مصر بلایا گیا چنانچہ الصدر الکبیر محی الدین جس کا ذکر ابھی ہوا، نے علاء الدین بن اثیر کی جگہ اس کی بیماری کی وجہ سے مصر میں معتمد خاص کا عہدہ سنبھالا، اور اس کا بیٹا شہاب الدین اس کے پاس مقیم ہوگیا اور شرف الدین الشہاب محمود دمشق چلا گیا تا کہ وہاں پر ابن فضل اللہ کی جگہ معتمد خاص کا عہدہ سنبھال سکے، اسی مہینے اوقاف کے نگران ناصر الدین، القدس اور الخلیل کے ناظم بن کر گئے اور وہاں پر ملک الامراء تنکز کے لئے بہت سی عمارتیں تعمیر کروائیں اور مسجد اقصیٰ میں محراب کی دائیں اور بائیں دونوں اطراف میں کھڑکیاں کھلوائیں، اور امیر نجم الدین داؤد بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن یوسف بن الزبیق حمص کی کچہریوں کی نظامت سے منتقل ہو کر دمشق کی کچہریوں کی نگرانی کے لئے مامور ہوا۔

۲۱ صفر کو جامع دمشق کی سامنے والی دیوار پر سنگ مرمر کا کام اور مسجد کی کشادگی کا کام مکمل ہو گیا لوگوں نے اگلے دن جامع دمشق میں ہی جمعہ کی نماز ادا کی اور باب الزیاد جو کچھ دنوں سے بند تھا وہ بھی کھول دیا گیا، یہ سارا کام تقی الدین بن مراجل کی نگرانی میں ہوا، ربیع الثانی میں مصر سے امیر شمس الدین قراسنقر کے بیٹے دمشق آ کر باب الفرادیس میں واقع اپنے والد کے گھر اور دہلیز المقدمیہ میں رہائش پذیر ہو گئے ان کے باپ کی وراثت میں چھوڑی ہوئی تمام جائیدادانہیں واپس کر دی گئی جو کہ حکومت کی تحویل میں تھی اور جب قراسنقر کے وہاں پر وفات پانے کے بعد ان املاک کو اور ان کے اکثر حصے کو واگذار کر دیا گیا۔

ربیع الثانی کے آخر میں جمعہ کے دن امیر جوبان اور اس کے بیٹے کو مدینہ منورہ کے قلعے سے مردہ حالت میں تابوتوں میں بند کر کے باہر لایا گیا اور مسجد نبوی میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور سلطان کے حکم پر ان دونوں کو جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا جوبان کی خواہش تھی کہ اس کے مدرسہ میں اسے دفن کیا جائے لیکن ایسا ممکن نہ ہو سکا۔

اسی دن مدینہ منورہ میں تقی الدین ابن تیمیہ اور قاضی نجم الدین البالسی المصری کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی، ۱۵ جمادی الثانیہ بروز پیر قاضی شہاب الدین احمد بن حنبل نے مدرسہ بادرائیہ میں بمار۔ شیخ برہان الدین الفرازی کی جگہ درس دینا شروع کیا، اور حافظ شمس الدین ذھبی نے ان سے دارالحدیث کی مشیخت لے لی، اور ۱۷ تاریخ بروز بدھ کو دارالحدیث میں تشریف لائے اور شیخ جمال الدین المسلاتی المالکی کے لئے بطنا کی خطابت سے دستبردار ہو گئے چنانچہ شیخ جمال الدین نے بروز جمعہ ۱۹ جمادی الثانیہ کو بطنا میں خطبہ جمعہ دیا۔

اس ماہ کے آخر میں حلب کا نائب امیر سیف الدین ارغون، سلطان کی خدمت میں حاضری کے ارادے سے دمشق آیا دمشق کے نائب امیر نے اس سے ملاقات کی اور جامع دمشق کے قریب اپنے گھر میں ٹھہرایا پھر وہ مصر چلا گیا اور تقریباً چالیس دن غائب رہ کر دوبارہ حلب کی نیابت کی طرف واپس آ گیا۔ ۱۰ رجب کو الصاحب تقی الدین بن عمرو بن الوزیر شمس الدین السلعوس کو مصر طلب کیا گیا اور وہاں کی کچہریوں کی نگرانی اس کے سپرد کی گئی یہاں تک کہ وہ جلد ہی وفات پا گیا۔

ہفتہ کے دن ۹ شوال کو قافلہ روانہ ہوا جس کے امیر سیف الدین بلطی، اور اس کے قاضی شہاب الدین القیمری تھے، ملک الامراء تنکز کی بیوی اور اس کی خدمت کے لئے شبل الدولہ کا غلام، اور صدر الدین مالکی، الصاحب تقی الدین توبہ کا بھتیجا، اس کا بھائی شرف الدین، شیخ علی المغربی، شیخ عبداللہ الفریر اور لوگوں کی ایک جماعت حج کے لئے جانے والوں میں شامل تھی۔

۳ شوال بدھ کے دن صبح سویرے قاضی ضیاء الدین علی بن سلیم بن ربیعہ فیصلے سنانے کے لئے قاضی القضاۃ قونوی کے نائب کے طور پر الفخر المصری کی جگہ پر اس منصب سے ان کی معزولی اور ۱۹ رمضان کو ان کے اس عہدے سے اعراض کرنے کی بناء پر عدالت عظمیٰ العادلیہ الکبیرہ میں فروکش ہوئے، ۶ ذوالقعدہ جمعہ کے دن اذان جمعہ کے بعد جاولی کے غلاموں میں ایک غلام جس کا نام ارضی تھا مصر میں جامع الحاکم کے منبر پر چڑھا اور اس نے دعویٰ کیا کہ وہ مہدی ہے اور کاہنوں کے طرز پر چند مقفیٰ و مسجع کلام پیش کیا چنانچہ اس کو بہت ذلیل و رسوا کیا گیا یہ سب چند مذکورہ مسجد کے خطیب

کے آنے سے پہلے ہوا۔

اس کے آخر میں ذوالقعدہ سے پہلے اور بعد میں اور اگلے سال کے شروع میں دمشق کی اندرونی و بیرونی گلیوں و بازاروں کو کشادہ کیا گیا جن میں سوق اسلاح (اسلحہ کی مارکیٹ) باب الرصیف، السوق الکبیر، باب ابرید اور مسجد القصب سے زنجیلیہ تک، اور باب الجابیہ کے باہر سے مسجد الدبان تک، اور اس کے علاوہ دوسرے وہ مقامات جن میں چلتے ہوئے لوگوں کو تنگی محسوس ہوتی تھی، یہ کام تنکز کے حکم سے ہوا اس نے نہروں کی صفائی کا بھی حکم دیا جس کی بدولت انہوں نے پانی کے گندگیوں سے آلودہ ہونے سے نجات پائی، پھر ذوالحجہ کے آخری عشرے میں تنکز نے کتوں کو ہلاک کرنے کا حکم دیا جس کی وجہ سے کتوں کی ایک بڑی تعداد کو مار دیا گیا پھر ان سب کو بیرون باب الصغیر جو باب کیسان کے ساتھ ملا ہوا ہے میں ایک خندق میں ڈال دیا گیا اور ان کے نر اور مادہ کو الگ الگ کر دیا گیا تا کہ یہ جلدی ختم ہوں اور مزید بچے نہ جن سکیں، مردار جانوران کی طرف لے جائے جاتے تھے اس طرح لوگوں نے پانی اور کتوں کی گندگی سے نجات پائی اور پانی کے راستے بھی کشادہ ہو گئے۔

۱۲ ذوالحجہ کے دن قاضی القضاۃ قونوی شافعی کی وفات کے بعد قاضی القضاۃ شرف الدین مالکی سمیساطیہ میں مشیخۃ الشیوخ کے لئے تشریف لائے اور آپ کے تقرر کا فرمان چمڑے کے کاغذ سے پڑھ کر سنایا گیا، آپ کی خدمت میں بڑی بڑی شخصیات حاضر ہوئیں اور آپ جس عہدہ پر تھے اسی کی طرف لوٹا دیا گیا۔

اس سال وفات پانے والی اہم شخصیات

الامام العالم نجم الدین ... نجم الدین ابوعبداللہ محمد بن عقیل بن ابی الحسن بن عقیل البالسی الشافعی جو التنبیہ کے شارح ہیں، ۶۶۰ھ میں پیدا ہوئے حدیث فقہ اور دوسرے علوم و فنون حاصل کئے اور ان میں کمال حاصل کیا، انہوں نے ابن دقیق العید کی صحبت اختیار کی اور فیصلوں اور قضاء میں ان کے نائب بنے، آپ نے المعزبیہ، الطیبرسیۃ اور جامع مصر میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ آپ حسن اخلاق، دینداری اور اپنے کاموں پر استقامت میں مشہور تھے، ۱۴ محرم جمعرات کی شب آپ کا انتقال ہوا اور القرافہ میں آپ کی تدفین ہوئی، آپ کے جنازے میں لوگوں کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔

الامیر سیف الدین قطلوبک التشنکیر الرومی ... آپ کا شمار بڑے بڑے امراء میں ہوتا تھا ایک زمانہ میں آپ کو بادشاہ کے خصوصی محافظ دستے کا افسر بھی بنایا گیا، یہ وہی صاحب ہیں جنہوں نے القدس میں نہر بنوائی بروز پیر ۲ ربیع الاول کو وفات پائی اور باب الفرادیس کے شمال میں نئی قبر میں دفن ہوئے وہ خوبصورتی میں مشہور ہے ان کے جنازے میں نائب السلطنت اور دیگر امراء سوق الخیل میں حاضر ہوئے۔

محدث الیمن ... شرف الدین احمد بن فقیہ زبید ابی الحسین بن منصور الشماخی المذحجی، آپ نے اہل مکہ اور ان کے علاوہ دیگر شیوخ سے حدیث روایت کی، آپ کے شیوخ کی تعداد پانچ سو یا اس سے بھی زیادہ ہے ان شہروں میں آپ مرجع الخلائق تھے اور ان کے لئے خیر بانٹنے والے تھے، آپ صناعۃ الحدیث، فقہ اور دیگر علوم کے بڑے فاضل تھے۔ اس سال ربیع الاول میں آپ نے وفات پائی۔

نجم الدین ابوالحسن ... علی بن محمد بن عمر بن عبدالرحمن بن عبدالواحد ابو محمد بن مسلم، دمشق کے مشہور رؤساء میں سے ایک ہیں، آپ کا تعلق بڑے گھرانے سے ہے اور بڑے عالی نسب، آن بان والے اور بڑے سخی تھے، ایک عرصہ تک آپ نے یتیموں کی دیکھ بھال کی ذمہ داری سنبھالے رکھی، آپ نے بہت سے علوم کا سماع کیا اور حدیث کی روایت کا مشغلہ اختیار کیا، آپ بڑے علم و فضل والے اور بڑے دولت مند آدمی تھے۔ ۶۴۹ھ میں آپ پیدا ہوئے اور پیر کے دن ۵ ربیع الثانی دوپہر کے وقت انتقال کر گئے، ظہر کے بعد جامع اموی میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور قاسیون کے دامن میں اس قبر میں دفن ہوئے جو آپ نے اپنے لئے خود تیار کی تھی آپ کے قریب دو قبریں اور بھی ہیں، آپ کی قبر پر یہ آیت لکھی ہوئی ہے:

قل یاعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ (الآیۃ)

ہم نے ان سے موطا و دیگر کتابیں پڑھیں۔

الامیر بکتمر الحاجب … یہ الصوفیہ کے قبرستان کی طرف جانے والے راستے پر، بیرون باب النصر میں میدان کے کنارے واقع حمام کے مالک تھے ان کی وفات القاہرہ میں ۲۰ ربیع الثانیہ کو ہوئی، اور اس مدرسہ میں دفن ہوئے جو انہوں نے اپنے گھر کے قریب بنایا تھا۔

الشیخ شرف الدین عیسیٰ بن محمد بن قراجا بن سلیمان …… یہ سہروردی سلسلے کی ایک صوفی منش واعظ تھے ان کے کچھ اشعار بھی ہیں اور آپ کو ترنم سے نغمے وغیرہ پڑھنے کا سلیقہ آتا تھا ان اشعار میں کچھ شعر پیش خدمت ہیں۔

اے سعد! تجھے خوشخبری ہے کہ اس قبیلے سے اس کا ساتھ جدا ہو گیا ہے جو عنقریب اونٹوں اور دودھ کو ختم کر دے گا۔

بہت سی منازل ہیں، ہم ان میں سے اچھی منزل پر نہیں اترے یہاں تک کہ ہم نے بعض مرتبہ موت کے پیالے پی لئے۔

ہم اس کی طرف جانے کی شوق اور محبت میں مر گئے پس تب سے قرب کی یاد صبا عطا کرنے والے نے ہمیں زندہ کر دیا ہے۔

آپ کی وفات ربیع الثانی میں ہوئی۔

شیخ علامہ برہان الدین الفزاری وہ شیخ امام، عالم، علامہ، مذہب کے شیخ اور اس کی علامت اور مذہب والوں کے لئے فائدہ مند، شیخ الاسلام، مختلف فرقوں کے مفتی، بقیۃ السلف، برہان الدین ابو اسحاق ابراہیم بن الشیخ العلامہ تاج الدین ابی محمد عبدالرحمن بن الشیخ الامام المقری المفتی برہان الدین ابو اسحاق ابراہیم بن سباع بن ضیاء الفزاری المصری الشافعی ہیں، آپ ربیع الاول ۶۶۰ھ میں پیدا ہوئے اور حدیث کی تعلیم حاصل کی اور اپنے والد صاحب سے حصول علم میں مشغول ہو گئے اور ان کے حلقے میں اپنی تعلیم دہرائی اور صاحب کمال بن گئے اور مذہب کی سمجھ بوجھ، اس کو نقل کرنے اور لکھنے میں اپنے ہم عصر لوگوں اور تمام زمانے کے امام بن گئے پھر وہ البادرائیہ میں تدریس کے سلسلہ میں اپنے والد کے منصب پر فائز ہو گئے اور جامع اموی میں آپ نے طلبہ کو تحصیل علم میں منہمک رکھا، چنانچہ مسلمانوں نے آپ سے خوب نفع اٹھایا۔

آپ کے سامنے بڑے بڑے عہدے پیش کئے گئے لیکن آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا انہیں میں [illegible] آپ نے اپنے چچا علامہ شرف الدین کے بعد یک مدت تک خطابت کے فرائض انجام دیئے لیکن پھر خطابت چھوڑ کر دوبارہ البادرائیہ میں تشریف لے آئے۔

آپ کے سامنے بن صصری کے بعد شام کے قاضی القضاۃ کا عہدہ بھی پیش کیا گیا اور خود شام کے نائب امیر اور اس کے حکومتی مددگاروں نے آپ سے بہت اصرار کیا لیکن آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا، اور عہدہ قبول نہ کرنے کا مصمم ارادہ کیا اور بہت سختی سے انکار کر دیا، آپ کاموں کی طرف ہمہ تن متوجہ رہنے والے، اپنے زمانے کے حالات سے باخبر اور، وقت کو دن رات کام کاج اور عبادت میں مصروف رکھنے والے تھے مطالعہ کثرت سے کرتے تھے اور طلبہ کو حدیث پڑھایا کرتے تھے ہم نے ان سے صحیح مسلم اور دوسری کتابیں پڑھیں، آپ مذکورہ مدرسہ میں پڑھاتے تھے التنبیہ پر آپ کے بہت سے حواشی ہیں جن میں بعض فوائد ایسے ہیں جو کسی دوسرے حاشیے میں نہیں ملتے، علامہ ابن الحاجب کی کتاب المختصر جو اصول فقہ میں ہے اس پر بھی آپ نے حاشیہ لکھا ہے اس کے علاوہ بھی آپ کی بڑی بڑی تصانیف ہیں۔

مجموعی طور پر میں نے اپنے مشائخ میں ان جیسا شافعی نہیں دیکھا، آپ حسین صورت کے مالک تھے جس پر خوبصورتی، جلال اور وقار اور حسن اخلاق کے آثار نمایاں تھے، آپ کو غصہ بھی آجاتا تھا لیکن جلد ہی اپنی اصلی حالت میں آجاتے تھے، آپ بڑے سخی آدمی تھے اور طلبہ پر آپ کے احسانات بہت زیادہ تھے، آپ کبھی کسی چیز کو جمع کر کے نہیں رکھتے تھے، مدرسہ سے ملنے والی تنخواہ اپنی ضروریات میں خرچ کر دیتے تھے آپ نے البادرائیہ میں ۶۷۰ھ سے اس سال تک تدریس کی اور ۷ جمادی الاولیٰ کو جمعہ کی صبح اسی مدرسہ میں وفات پائی، جمعہ کی نماز کے بعد آپ کی نماز جنازہ جامع مسجد میں پڑھائی گئی اور آپ کی چارپائی لوگوں کے سروں اور ہاتھوں پر اٹھائی گئی، جنازے میں بے حد بھیڑ تھی، آپ کو اپنے والد، چچا اور دوسرے رشتہ داروں کے پاس باب الصغیر میں دفن کیا گیا، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

الشیخ الامام الزاہد الورع مجد الدین اسماعیل الحرانی الحنبلی، ۶۲۸ھ میں پیدا ہوئے اور قرآن کریم کی مختلف قرأتیں سیکھنے کے بعد

جب اپنے گھر والوں کے ساتھ ۶۷۱ھ میں دمشق آئے تو وہاں علم حدیث حاصل کیا اور شمس الدین بن ابی عمر کی صحبت میں رہ کر آپ سے مستفیع ہوئے فقہ اور حدیث کی روایت میں مہارت حاصل کی، آپ لایعنی باتوں سے بچنے کا بہت اہتمام فرماتے تھے اور اپنے کاموں اور وظائف کی ادائیگی میں بہت استقامت والے تھے اور بغیر کسی عذر شرعی کے ان کی ادائیگی سے نہ رکتے تھے یہاں تک کہ اتوار کی شب ۹ جمادی الاولی کو اس جہاں سے کوچ کر گئے اور باب الصغیر میں دفن ہوئے، اسی زمانہ میں آپ کی وفات ہوئی۔

الصاحب شرف الدین یعقوب بن عبداللہ حلب میں کچہریوں کے نگران تھے اور پھر وہاں سے ان کا تبادلہ طرابلس میں ہوا جہاں کی کچہریوں کی نگرانی کی ذمہ داری آپ نے سنبھالی، آپ نے الحماۃ میں وفات پائی، آپ علماء سے محبت کرنے والے اور صاحب ثروت شخص تھے اور سخاوت واحسان کی دولت بھی آپ کو حاصل تھی، آپ قاضی ناصر الدین جو کہ دمشق کے معتمد خاص تھے اور حلب کی فوج کے قاضی اور الاسمسیہ کے شیخ الشیوخ تھے کے والد ہیں قاضی ناصر الدین حلب کے مدرسہ اسلامیہ اور دمشق کے الناصریہ اور الشامیہ الجوانیہ کے مدرس بھی رہے ہیں۔ ہبۃ اللہ بن علم الدین مسعود بن ابوالمعالی عبداللہ بن ابی الفضل بن الحشیشی جو کہ کسی زمانے میں مصر کے معتمد اور لشکر کے نگران ہوا کرتے تھے، اور دمشق میں ایک طویل مدت تک مستقل طور پر قطب الدین بن السلامیہ کے شریک کار بن کر بھی لشکر کے نگران رہے اور اس معاملہ میں آپ بڑے باخبر تھے اور اپنے ذہن سے اس کے معاملات کو یاد رکھتے تھے، آپ عربی میں بہت عمدہ صلاحیت رکھتے تھے اور ادب علم حساب میں بھی ماہر تھے، بہترین شاعر بھی تھے، آپ میں محبت اور انکساری کا ملکہ بھی تھا، ۱۵ جمادی الثانیہ کو مصر میں وفات پائی اور کاتب الممالیک فخر کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

قاضی القضاۃ علاء الدین القونوی علاء الدین القونوی، ابوالحسن علی بن اسماعیل بن یوسف القونوی التبریزی الشافعی، ۶۶۸ھ میں قونیہ کے شہر میں پیدا ہوئے اور علم کی تحصیل میں منہمک ہو گئے، ۶۹۳ھ میں وہ دمشق تشریف لائے تو آپ کا شمار علماء میں ہوتا تھا دمشق میں آپ نے مزید تعلیم حاصل کی، حدیث شریف کی سماعت کی اور جامع دمشق میں صدر نشین ہو گئے اور اقبالیہ میں بھی درس دیتے رہے پھر مصر چلے گئے اور وہاں بہت سے بڑے مدارس میں تدریس کی، آپ کو مصر اور دمشق میں شیخ الشیوخ بھی بنایا گیا، آپ مصر میں مسلسل علمی مشغلے میں مصروف رہے طلبہ آپ سے مستفید ہوتے رہے یہاں تک کہ ۷۲۷ھ میں قاضی بن کر دمشق آ گئے، آپ کی فقہ وغیرہ میں بہت سی تصانیف ہیں، آپ نحو، صرف، قرآن وحدیث اور فقہ جیسے بہت سے علوم کے جامع تھے علامہ زمخشری کی کتاب الکشاف کی بڑی واقفیت رکھتے تھے، آپ کو حدیث کی سمجھ کا ملکہ حاصل تھا اور آپ میں انصاف، عمدہ عادتوں اور اہل علم کی تعظیم جیسی صفات پائی جاتی تھیں، آپ نے اپنی سند سے حدیث کی ایک کتاب لکھی ہم نے آپ سے وہ کتاب پڑھی تھی، آپ ہمارے شیخ المزی کے سامنے بہت تواضع کرتے تھے، ۱۴ ذی القعدہ ہفتہ کے دن اپنے باغ میں عصر کے بعد تیر لگنے سے وفات پا گئے اگلے دن آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور قاسیون کے دامن میں مدفون ہوئے، اللہ تعالیٰ آپ کی لغزشوں سے درگذر فرمائے۔

الامیر حسام الدین لاجین المنصوری الحسامی وہ لاجین الصغیر کے نام سے مشہور ہیں ایک مدت تک دمشق کے وہی امیر رہے پھر غزہ کی نیابت اور پھر البیرہ کی نیابت آپ کے سپرد ہوئی اور وہیں پر ذوالقعدہ کے مہینے میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے، انہوں نے باب شرقی کے باہر اپنی بیوی کے لئے قبر بنوائی تھی لیکن وہ وہاں پر دفن نہ ہو سکے، وما تدری نفس بای ارض تموت، اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ اس کی موت کس زمین میں ہوگی۔

الصاحب عزالدین ابویعلیٰ حمزہ بن مؤیدالدین ابی المعالی اسعد بن عزالدین ابی غالب المظفر بن الوزیر مؤیدالدین ابی المعالی بن سعد بن الحمید ابی یعلیٰ بن حمزہ بن اسد بن علی بن محمد التمیمی الدمشقی ابن القلانسی، دمشق کے بڑے رؤساء میں سے ایک ہیں، ۶۳۹ھ میں پیدا ہوئے، آپ نے ایک جماعت سے علم حدیث حاصل کیا اور پھر حدیث شریف کی تعلیم میں مصروف ہو گئے ہم نے ان سے حدیث کا علم حاصل کیا۔

آپ بڑی شان وشوکت والے تھے اور اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے مال ودولت اور عظیم الشان جائیداد کے مالک تھے، آپ مسلسل کسی نہ کسی عہدہ پر متمکن رہے، یہاں تک کہ سلطان کی طرف سے مصر کے وکیل مقرر ہوئے۔ اس کے بعد ۷۱۰ھ میں آپ کو وزیر بنا دیا گیا پھر معزول ہو گئے اور بعض

اوقات آپ کے اموال کو ضبط بھی کیا گیا، آپ کی عنایتیں خواص اور بڑے لوگوں پر بھی تھیں، آپ فقیر اور محتاج لوگوں پر احسان کا معاملہ کرتے رہے، آپ ہمیشہ حکومت کے بادشاہوں، نوابوں، امراء اور دوسرے لوگوں کے نزدیک صاحب حیثیت اور قابل تعظیم رہے یہاں تک کہ بستانہ میں ہفتہ کی شب ۶ ذی الحجہ کو انتقال فرمایا، اگلے دن آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور قاسیون کے دامن میں دفن ہوئے، الصالحیہ میں گنبد کے قریب آپ کی ایک اچھی خانقاہ تھی اس میں دار الحدیث اور نیکی اور صدقہ کا سامان پایا جاتا تھا۔

آغاز ۷۳۰ھ

بدھ کے دن نیا سال شروع ہوا، اور ملکوں پر وہی لوگ امیر تھے جن کا پہلے ذکر گزر چکا ہے سوائے شافعی کے کہ وہ وفات پا گئے اور ان کی جگہ اس سال کی ۴ محرم کو علم الدین محمد بن ابوبکر بن عیسیٰ بن بدران السبکی الاخنائی الشافعی کو مقرر کیا گیا وہ محرم کی ۲۴ تاریخ کو نائب سلطنت تنکز کی معیت میں دمشق تشریف لائے انہوں نے القدس کی زیارت کی اور تنکزیہ کی تدریس کے لئے حاضر ہوئے جو کہ وہاں پر انہوں نے تعمیر کروایا تھا جب وہ دمشق آئے تو حسب عادت العادلیہ الکبیرہ میں ٹھہرے اور وہاں اور الغزالیہ میں درس دیا اور مستقل طور پر المنفلوطی کی نیابت اختیار کی پھر انہوں نے زین الدین بن المرجل کو نائب مقرر کیا۔

صفر میں شرف الدین محمود بن الخطیری نے اوقاف کی دیکھ بھال کا انتظام سنبھالا اور نجم الدین الزبیق اوقاف سے الگ ہو کر نابلس کا گورنر بنا، ربیع الثانی میں جامع اموی کی مشرقی جانب کو مغربی جانب کی طرح سنگ مرمر لگانے کا کام شروع ہوا ابن مراجل نے جامع کی قبلے والی دیوار کے لئے تختے جمع کرنے کے لئے اپنے نائب اور قاضی سے مشورہ کیا اور پھر ان دونوں نے اس کا حکم جاری کیا۔ جمعہ کے دن مصر کے مدرسہ صالحیہ کے ایوان شافعیہ میں نماز جمعہ کا اہتمام کیا گیا اس ایوان کو کرک کے نائب امیر جمال الدین نے علماء سے فتویٰ پوچھنے کے بعد اس کو بنوایا تھا۔

ربیع الثانی میں فخر الدین بن البارزی کی جگہ حسب کی قضاء کا عہدہ شمس الدین بن النقیب کو دیا گیا فخر الدین کے وفات پانے کی وجہ سے اور ابن النقیب کی جگہ طرابلس کا قاضی شمس الدین بن مجد البعلبکی کو بنایا گیا اور جمادی الاولیٰ کے آخر میں محی الدین بن جمیل کو المنفلوطی جو کہ وفات پا گئے تھے کی جگہ اخنائی کی نیابت کا عہدہ سنبھالا، اور اسی مہینے میں امیر وزیر علاء الدین مغلطائی الناصری احناف کے لئے ایک مدرسہ وقف کیا جس میں صوفیہ کی ایک جماعت بھی تھی اس میں قاضی علاء الدین بن ترکمانی نے تدریسی خدمات انجام دیں اور اس میں فقہاء کرام نے سکونت اختیار کی، جمادی الثانیہ میں مصری اور شامی شہروں کو مزین کیا گیا اور اس جنگ میں جس میں سلطان کا ہاتھ ٹوٹ گیا تھا اس کے زندہ بچ جانے پر خوشی کے شادیانے بجائے گئے اور مصر کے امراء اور اطباء کو خلعتیں پیش کی گئیں اور قیدیوں کو آزاد کیا گیا، جمادی الثانیہ میں ہی سلطان کے پاس فرنگیوں کے سفیر بعض ساحلی علاقوں کا مطالبہ لے کر آئے سلطان نے انہیں جواب دیا اگر یہ قانون نہ ہوتا کہ سفیروں کو قتل نہ کیا جائے تو میں تمہیں قتل کر دیتا، پھر انہیں ذلت و رسوائی کے ساتھ ان کے علاقوں کی طرف بھیج دیا گیا۔

اتوار کے دن ۶ رجب کو سلطان اس درس میں حاضر ہوا جسے قاضی فخر الدین سررشتہ ممالیک نے جامع دمشق میں حنفیہ کے لئے ان کے محراب میں شروع کرایا تھا، شیخ شہاب الدین ابن قاضی الحصین نے جو کہ دیار مصریہ کے قاضی القضاۃ برہان الدین ابن عبد الحق کے بھائی تھے درس دیا اور قاضیوں اور اہم شخصیات نے اس کی خدمت میں حاضری دی پھر انہوں نے شیخ شہاب الدین سے ان کے بھتیجے صلاح الدین جو کہ الجوہریہ میں تھے کی طرف رخ کیا اور وہاں پر خسر شمس الدین ابن الحریری کے بعد درس دیا جو کہ ان کے لئے اس درس سے دستکش ہو گئے تھے اور رجب کے آخر میں اس جامع مسجد میں خطبہ دیا گیا جسے امیر سیف الدین اماش نے ذہب کے قریب بڑی سڑک پر تعمیر کروایا تھا اور ۱۱ رمضان بروز جمعہ اس جامع مسجد میں خطبہ دیا گیا جسے قوصون نے جامع طولون اور الصالحیہ کے درمیان میں تعمیر کروایا تھا اس خطبے میں سلطان اور اہم امراء حاضر ہوئے اور اس دن خطبہ قاضی القضاۃ جلال الدین القزوینی الشافعی نے دیا اور انہیں ایک قیمتی خلعت سے نوازا گیا اور بدر الدین شکری اس کے مستقل خطیب بن گئے۔

۱۱ شوال بروز ہفتہ شامی قافلہ حج کے لئے روانہ ہوا اس کے امیر سیف الدین المرسادی داماد بلبان البیری اور اس کے قاضی شہاب الدین بن المجد

عبداللہ تھے جو کہ اقبالیہ میں مدرس تھے اور بعد میں قاضی القضاۃ بنائے گئے جیسا کہ آگے آئے گا۔

اس سال جن لوگوں نے حج کیا ان میں رضی الدین المنطقی، الشمس الاردبیلی، شیخ الجاروضیہ، صفی الدین بن الحریری، شمس الدین ابن خطیب بیروز، الشیخ محمد النیر بانی اور دیگر لوگ شامل تھے جب وہ لوگ اپنے مناسک ادا کر چکے تو مکہ کی طرف لوٹے تا کہ طواف وداع کر سکیں، پس اسی دوران کہ وہ خطبہ سن رہے تھے کہ اچانک انہوں نے بنی حسن کے غلاموں اور گھوڑوں کا شور و غوغا سنا جو مسجد حرام میں لوگوں کو روندر ہے تھے چنانچہ ترک قتال کے ارادے سے ان پر ٹوٹ پڑے جس سے ان میں لڑائی چھڑ گئی نتیجۃً مصر کے قبیلہ طبلخان کا ایک امیر قتل ہو گیا جس کو سیف الدین احمد ار کہا جاتا تھا اور اس کا ایک بیٹا اور غلام اور ایک قبیلے کا سردار جسے الب جی کہا جاتا تھا اور مردوں اور عورتوں کی ایک جماعت قتل ہو گئی اور بہت سے ساز و سامان لوٹ لیا گیا اور مسجد میں ایک عظیم قسم کی مڈبھیڑ ہوئی اور لوگ اپنے اپنے ٹھکانوں کی طرف جو کہ ایار زاہر میں تھے بھاگے لیکن ان تک پہنچ نہ پائے اور نماز جمعہ بڑی مشقت سے ادا کی گئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

تمام امراء نے ان سے بدلہ لینے کے لئے مکہ مکرمہ کی طرف لوٹنے پر اتفاق کیا پھر وہ واپس پلٹتے ہوئے حملہ آور ہوئے اور ان کے پیچھے ان کے غلام بھی آئے یہاں تک کہ وہ حاجیوں کے خیموں تک پہنچ گئے اور لوگوں کو کھلم کھلا لوٹنے لگے اور اس آخری زمانے میں اہل بیت لوگوں کو بیت اللہ سے روکنے لگے اور ترکوں کی نسل وہ ہے جو اسلام اور اہل اسلام کی مدد کرتے ہیں اور اپنے جان و مال کے ذریعہ ان سے تکلیفوں کو دور کرتے ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، ان اولیاء ہ الا المتقون اور اللہ کے دوست متقین ہی ہوتے ہیں۔

اس سال وفات پانے والے اہم شخصیات

علاء الدین بن الاثیر مصر کے معتمد خاص، علی بن احمد بن سعید بن محمد بن الاثیر جو کہ اصلاً حلبی ہیں اور بعد میں مصر میں سکونت اختیار کی، آپ صاحب عزت و وجاہت اور مال و ثروت والے اور سلطان کے دل میں بڑا مقام رکھنے والے تھے، راز اور خفیہ باتوں کے کاتب۔ آپ پر آخری عمر میں فالج کا حملہ ہوا جس کی وجہ سے اپنی خدمات سے الگ ہوئے اور آپ کی ... میں آپ کے عہدے پر ابن فضل اللہ متعین ہوئے۔

الوزیر العالم ابوالقاسم محمد بن محمد بن سہل بن محمد بن سہل ... الغرناطی الاندلسی، جو مغربی علاقوں کے ایک بڑے شان و شوکت والے ... سے تعلق رکھتے تھے، ہمارے پاس دمشق میں جمادی ... ۷۰۳ھ میں تشریف لائے اور وہ حج کا ارادہ رکھتے تھے میں نے تو مجلسوں میں شیخ ... صحیح قرأت ... پھر ان کی ۲۲ محرم کو قاہرہ میں وفات ہو گئی، آپ فقہ، نحو، تاریخ اور اصول میں بڑی مہارت رکھتے تھے، بڑے بلند حوصلہ، شریف ... اپنے علاقوں میں بہت قابل احترام شخصیت کے مالک تھے اس طور پر کہ وہ بادشاہوں کو مقرر کرتے اور معزول کرتے تھے لیکن آپ نے یا آپ کے گھر کے کسی فرد نے کبھی کوئی سرکاری عہدہ حاصل نہ کیا اور ان کا لقب جو وزیر رکھا گیا وہ مجازی ہے۔

ہمارے شیخ جو صالح، عابد، درویش اور خاشع ہیں شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن الشیخ الصالح العابد شرف الدین ابوالحسن بن حسین بن غیلان البعلبکی الحنبلی جو دار البطیخ العتیقہ کی مسجد اسلیلین کے امام ہیں انہوں نے حدیث کا علم حاصل کیا اور دوسروں کو بھی حدیث پڑھائی، آپ صبح ... وقت میں قرآن کریم پڑھا کرتے تھے، ۷۱۱ھ میں انہیں کے پاس میں نے قرآن کریم ختم کیا، آپ کا شمار بڑے بڑے صلحاء اور عابد و زاہد لوگوں میں ہوتا تھا، ۲۰ صفر بروز ہفتہ آپ نے وفات پائی اور آپ کی نماز جنازہ جامع مسجد میں پڑھی گئی اور باب الصغیر میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا آپ کا جنازہ بہت بڑا تھا اور اسی مہینے میں یعنی صفر میں قاہرہ کے گورنر القدیدار نے وفات پائی وہ بڑے عجیب و غریب کمالات کے مالک ہیں۔

بہادر آص امیر کبیر شام کے لشکر کے میمنہ کے سردار سیف الدین بہادر آص المنصوری دمشق کے سب سے بڑے امیر تھے، وہ ان لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے طویل عمر دولت و حشمت میں گذاری اور ان لوگوں میں ان کا شمار ہوتا ہے جن پر یہ آیت کریمہ صادق آتی ہے زین

للناس حب الشھوات من النساء (الایۃ) وہ لوگوں کے محبوب تھے، احسان صدقہ اور نیکی ان کا وصف تھا، بدھ کے دن وفات پائی اور باب الجابیہ کے باہر اپنی قبر میں مدفون ہوئے اور وہ بھی مشہور ہے۔

الحجار ابن الشحنہ .... الشیخ الکبیر المعمر الرحلۃ شہاب الدین ابو العباس احمد بن ابو طالب بن نعمۃ بن حسن بن علی بیان الدیر مقیرنی ثم الصالحی الحجار جو کہ ابن الشحنہ کے نام سے معروف ہیں انہوں نے بخاری شریف علامہ زبیدی سے ۶۳۰ھ میں قاسیون میں پڑھی اور ۷۰۶ھ میں آپ کا زبیدی سے سماع مشہور ہوا جس سے محدثین بہت خوش ہوئے اور انہوں نے حدیث کے سماع کے لئے ان کے پاس کثرت سے جانا شروع کر دیا لوگوں نے آپ سے ساٹھ مرتبہ کے قریب بخاری شریف کا سماع کیا اور راقم نے سردیوں کے دنوں میں پانچ سو حصے ان سے اجازت اور سماع کے ساتھ پڑھے، آپ نے زبیدی اور ابن اللیثی سے سماع کیا اور بغداد کے ۱۳۰ شیوخ سے اجازت حاصل ہے جو سب عالی سندوں والے ہیں اور آپ حجارین کے ایک مدت تک پیشہ ور ہے جو کہ پچیس سال کے قریب ہے پھر وہ آخری عمر میں کپڑوں کی سلائی کرتے تھے ان کے حدیث کی تدریس میں مشغول ہونے کی وجہ سے آپ کی تنخواہ مقرر کی گئی اور سلطان الملک الناصر نے بھی ان سے حدیث پڑھی اور اپنے ہاتھوں سے انہیں خلعت پہنائی مصر اور شام کے مختلف علاقوں کے کثیر لوگوں نے آپ سے حدیث کا سماع کیا جن کی گنتی مشکل ہے لوگوں نے آپ سے خوب استفادہ کیا، آپ ایک اچھے بزرگ تھے جو کہ خوبرو چہرے والے اور سلیم القلب اور اپنے حواس اور صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے والے تھے بے شک تحقیقی بات یہ ہے کہ آپ سو سال تک زندہ رہے بلکہ اس سے بھی زیادہ، اس لئے کہ آپ نے بخاری علامہ زبیدی سے ۶۳۰ھ میں پڑھی اور وہ ۹ صفر ۷۳۰ھ کو جامع دمشق میں اس کو پڑھا رہے تھے او راقم نے بھی اس دن آپ سے بخاری کی سماعت کی۔

الشیخ نجم الدین بن عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن .... ابو نصر، محصل جو ابن شام کے نام کے ساتھ مشہور ہیں، ابتداءً اپنے شہر میں علم کے حصول میں لگ گئے پھر اس کے لئے دوسرے شہروں کا سفر کیا۔ اور سلطنت "اربل" کے زمانہ میں مدینہ منورہ کی ایک سرائے میں قیام پذیر ہوئے پھر چوبیس سال کی عمر میں دمشق تشریف لائے تو مدرسہ "ظاہریہ البرانیہ" میں پھر "جاروضیہ" میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے، اسی دوران ان کو "رباط القصر" کے شیخ الحدیث کا عہدہ سونپ دیا گیا، پھر اپنے داماد نور الدین اردبیلی کی وجہ سے اس عہدہ سے دستبردار ہو گئے، ربیع الاول کے مہینہ میں وفات پائی، علم فقہ و علم طب کے ایک بہت بڑے حصہ کی اچھی طرح معرفت رکھتے تھے۔

الشیخ ابراہیم الھدمۃ .... ان کا اصل وطن "کرد" ہے جو مشرق کے شہروں میں سے ایک شہر ہے ملک شام آئے القدس اور الخلیل کے درمیان ایسی زمین میں قیام پذیر ہوئے جو کہ غیر آباد تھی تو اس زمین کو آباد کر دیا، اس میں درخت لگائے اور طرح طرح کی کھیتیاں کاشت کر دیں، اور ہمیشہ ان کے دل میں بیت اللہ کی زیارت کا قصد رہا ہے اور لوگوں نے ان سے بہت سی اچھی کرامات نقل کی ہیں۔ سو سال کی عمر پائی، اپنی عمر کے آخر زمانہ میں شادی کی جس سے ان کو نیک اولاد عطا کی گئی، جمادی الاخریٰ کے مہینہ میں وفات پائی۔

ستیتہ بنت الامیر سیف الدین ...... باب الخواصین میں قبرستان بنوایا، خوندہ، معظمہ محجبہ محترمہ کرکای منصوری، ملک شام کے نائب کی بیوی جنہوں نے بڑا خزانہ جمع کیا، "دار الذھب" میں وفات پائی، رجب کی تین تاریخ کو "جامع" میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور "باب الخواصین" کے پاس جس قبرستان کے بنانے کا حکم دیا تھا اسی میں دفن ہوئیں جہاں ایک مسجد بھی ہے اور اس مسجد کے ایک کنارے میں عورتوں کی جگہ کا انتظام ہے اور یتیموں کے لئے ایک مکتب بھی بنوایا ہے اور ان کے اندر صدقات دینے، لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے اور نمازوں کی ادائیگی کا بطور خاص اہتمام تھا، ان سے بہت لوگوں نے پڑھا ہے ان تمام باتوں کا حکم دیا کرتی تھیں اور وفات سے ایک سال قبل حج بیت اللہ بھی ادا فرمایا تھا۔

قاضی قضاۃ طرابلس ...... شمس الدین محمد بن عیسیٰ بن محمود، جو بعلبک کے باشندے ہیں، ابن المجد کے نام سے مشہور ہیں مسلکاً شافعی ہیں اپنے شہر میں ہی ابتدائی تعلیم حاصل کی اور بہت سارے فنون میں مہارت حاصل کر لی، دمشق میں ایک مدت تک قیام پذیر رہے وہاں قوصیہ اور جامع

میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے اور مدرسہ ام الصالح کی سرپرستی کرتے رہے پھر طرابلس کے قاضی بنا دیے گئے، چار ماہ تک اس عہدہ پر فائز رہنے کے بعد رمضان المبارک کی چھ تاریخ کو وفات پا گئے، ان کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے تقی الدین کو قضاء کا عہدہ سونپ دیا گیا، جو کہ اپنے زمانہ کے مشہور فضلاء میں سے ایک ہیں تقی الدین بھی زیادہ عرصہ اس عہدہ پر برقرار نہیں رہے ان کو اس عہدہ قضاء سے معزول کر کے وہاں سے نکال دیا گیا۔

الشیخ الصالح عبداللہ بن ابی القاسم بن یوسف بن ابی القاسم حورانی جو اپنے خانقاہ کے شیخ ہیں حوران میں ان کی خانقاہ مرجع خلائق تھی، علم دین کی سمجھ اور پرہیزگاری آپ کی نمایاں صفات میں سے تھیں اطراف عالم سے لوگ آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے مریدین کی ایک اچھی خاصی تعداد ہر وقت آپ کے پاس رہ کر آپ کی خدمت کرتے تھے، جب آپ کی عمر ۷۰ سال کو پہنچی تو ایک دن اپنے گھر کے افراد میں سے کسی شخص کو حجاز کے علاقہ میں سے ''کرک'' کی طرف الوداع کرنے کے لئے اپنے گھر سے بارہ تشریف لائے تھے تو وہاں آپ کو موت نے پالیا، ذی القعدہ کی ابتداء میں وفات پائی۔

الشیخ حسن بن علی ابن احمد انصاری، ابتداء میں ایک آنکھ سے نابینا تھے پھر مکمل نابینا ہو گئے تھے قرآن پاک پڑھتے تھے اکثر تلاوت کرتے رہتے تھے پھر مینارہ شرقیہ کی طرف یکسو ہو گئے، سماع کی مجلسوں میں حاضر ہوتے اور کبر و جد میں آ جاتے جامع کے پڑوس میں رہتے اور کثرت تلاوت اور اہتمام نماز کی وجہ سے لوگ آپ کے معتقد تھے، شرقی اذان گاہ میں ذی الحجہ کے پہلے عشرے بروز ہفتہ وفات پائی ''جامع'' میں جنازہ پڑھا گیا اور باب الصغیر میں دفن ہوئے۔

محی الدین ابو الثناء محمود ابن صدر شرف الدین قلانسی، اپنے باغ میں ذی الحجہ کو وفات پائی قاسیون کے دامن کوہ میں اپنے قبرستان میں دفن ہوئے۔ وہ الصدر جلال الدین بن قلانسی اور ان کے دونوں بھائی علاء کے والد ہیں، وہ تینوں کے تینوں رؤساء ہیں۔

الشاب الرئیس..... صلاح الدین یوسف بن قاضی قطب الدین موسیٰ بن شیخ سلامیہ ان کے والد فوج کے نگران تھے، اس نوجوان نے نعمت وحشمت، فراوانی وعشرت اور دوستوں سے میل ملاقات میں پرورش پائی، ۹ ذی الحجہ بروز ہفتہ وفات پائی، اگر یہ نعمت وحشمت ان پر وبال نہ ہو تو اس سے استراحت پائی، دامن کوہ میں ناصریہ کے سامنے اپنے قبرستان میں دفن ہوئے ان کے والدین، جان پہچان والوں اور دوستوں کے لئے بے حد صدمہ ہوا۔

آغاز ۷۳۱ھ

اس سال کے آغاز پر بھی وہی پچھلے سال والے حکام تھے، اور ہم یہ پہلے ذکر کر آئے ہیں کہ جو واقعہ حجاج کے ساتھ مکہ میں پیش آیا، اور یہ کہ مصریوں کے دو امراء قتل کر دیئے گئے تھے، جب یہ خبر سلطان کو پہنچی تو اس نے جیسا کہ کہا جاتا ہے، کئی دن دسترخوان پر کھانا نہیں کھایا، پھر اس نے چھ سو سواروں کا ایک لشکر تیار کیا، اور بعض نے کہا، کہ ایک ہزار کا، بہرحال پہلی بات زیادہ صحیح ہے، اسے شام روانہ کیا کہ وہ اس کا ایک اور حصہ تیار کرے، تو امیر ''سیف الدین جیغان دوفی'' نے یہ لشکر تیار کیا،۰۰۰ دمشق سے اس دن نکلا جب ۲۶ محرم کو دمشق میں قافلہ داخل ہوا، اور اسے دیلہ کی طرف چلنے کا حکم دیا تاکہ مصریوں کے ساتھ مل سکیں اور وہاں سے پھر سب حجاز کو چلیں۔

۹ صفر بروز بدھ نہر کے جورکا پانی جب شہر کے تک پہنچ گیا، تو وہاں کا امیر ''ارغون'' اور اس کے ساتھ امراء نہر کی طرف پیدل چلے اور کلمہ طیبہ اور الحمد للہ پڑھتے ہوئے متوجہ ہوئے، تو ان سربرآوردہ لوگوں میں سے کوئی بھی اس کے سامنے بات نہیں کرتا تھا صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا، لوگوں کو اس کے پہنچنے سے بڑی خوشی ہوئی، لوگوں نے اس کی حصول یابی کے لئے بہت سے دور دراز مقامات کو دیکھا گیا، جس کی بہار کو تب لگانے میں کئی صورت

پیش آئی تھی، جس میں بڑی بڑی چٹانیں بھی تھیں، انہوں نے وادیوں پر پل باندھے، اور بڑی مشقت اور انتہائی جدوجہد کے بعد پہنچے، فللّٰہ الحمد وحدہ لاشریک لہ اور جب نائب حلب ارغون واپس آیا تو سخت بیمار پڑ گیا اور اسی بیماری میں چل بسا۔

۷رصفر کو ''تنکز'' نے باب الجابیہ کے باہر راستوں کو وسیع کرایا، اور ہر اس چیز کو گرادیا جو راستہ تنگ کر رہی تھی، ۲رربیع الاول علاء الدین قلانسی نے ابن العدل کی جگہ کچہریوں اور دیوان ملک الامراء اور مارستان کی نگرانی کا شاہی لباس پہنچایا اور ابن العادل بڑی کچہری کی دربانی کے لئے واپس آ گیا، اور ربیع الاول کے دوسرے دن ''عماد الدین بن شیرازی'' نے ''ابن مراحل''، وہ کسی دوسرے عہدے کی طرف منتقل نہیں بلکہ معزول کر دیا گیا تھا، کی جگہ جامع اموی کی نگرانی کا لباس پہنچایا، اور ''جمال الدین بن القویرۃ'' نے ابن شیرازی کی جگہ قیدیوں کی دیکھ بھال کا عہدہ سنبھالا، ربیع الاول کے آخر بروز جمعرات قاضی شرف الدین، بن عبداللہ بن شرف الدین حسن بن حافظ ابوموسیٰ عبداللہ بن حافظ عبدالغنی مقدسی نے عزالدین بن التقی سلیمان، جس کی وفات ہوگئی تھی کی جگہ قضاء حنابلہ کی خلعت پہنی اور دارالسعادہ سے جامع کی طرف روانہ ہوئے اور قضاۃ واعیان کی موجودگی میں ان کی منظوری کا حکم نامہ پڑھا گیا، پھر وہ جوزیہ گئے اور فیصلہ کیا اور خلعت پہنے ہوئے ہی صالحیہ پہنچے۔

اس دن انہوں نے اپنے بھتیجے تقی عبداللہ بن شہاب الدین احمد کو اپنا نائب مقرر کیا، ربیع الثانی کے اختتام پر امیر علاء الدین طنبغا، دمشق سے ہوتا ہوا بلاد حلب پہنچا وہاں ارغون کی وفات کی وجہ سے اس کا نائب بننے کے لئے پہنچا نائب سلطنت اور لشکر نے اس کا استقبال کیا، جمادی الاولیٰ کی ابتداء میں امیر شریف رمیثہ بن ابی نمی مکہ حاضر ہوا، تو سلطان کی طرف سے اسے امیر مکہ بنانے کے لئے حکم نامہ پڑھا گیا، لشکر کی موجودگی میں اسے خلعت پہنائی گئی، اور مصر وشام کے سرکردہ امراء جو کعبہ میں تھے انہوں نے بیعت کی، ان کی لشکر کی آمد مکہ ۷رربیع الاول کو ہوئی تھی، تو وہ باب العلیٰ میں ٹھہرے، اور نماز وطواف کا بڑا ثواب حاصل ہوا اور وہاں کا بھاؤ بھی ارزاں تھا۔

۷رربیع الثانی بروز ہفتہ قاضی عزالدین بن بدرالدین بن جماعہ کو سلطان کا وکیل جامع طولون اور ناصریہ کی نگرانی کی خلعت پہنائی گئی، تو لوگوں نے اسے خوشخبری دی، وہ تاج بن اسحاق عبدالوہاب کی جگہ مقرر ہوئے جن کا انتقال ہو چکا تھا، قرافہ میں دفن ہوئے اسی مہینے عمادالدین بن قاضی القضاۃ اخنائی نے صارمیہ کی تدریس سنبھالی، وہ ''نجم ہاشم بن عبداللہ بعلبکی شاطبی کی وفات کے بعد چھوٹے تھے وہ اس کے لئے رجب میں پہنچے اور لوگ ان کے پاس ان کے والد کی خدمت کرنے کی وجہ سے حاضر ہوئے، ۲۱رجمادی الثانیہ ''امیر سیف الدین الحی بغا کی قیادت میں واپس لوٹی، وہ ۵ ماہ چھ دن غائب رہے تھے، انہوں نے مکہ میں ایک ماہ ایک دن قیام کیا، ان کے رعب دبدبہ سے عرب بڑے متاثر ہو کر خوفزدہ ہوئے، انہوں نے عطیہ کو معزول کر کے اس کے بھائی رمیثہ کو والی مقرر کیا پھر نماز، طواف اور عمرہ کیا اور بعض حج کے لئے ٹھہر گئے، ۲ررجب ابن ابی طیب کو بیت المال کے دفتر کی ابن صابن کی جگہ جن کی وفات ہوگئی تھی، نگرانی کی خلعت پہنائی گئی۔

شعبان کی ابتداء میں دمشق میں سخت تیز تند ہوا چلی جس کی وجہ سے کئی درخت اور شاخیں ٹوٹ گئیں اور حمام کے چاندی کے کچھ برتن ٹوٹ گئے اسی شعبان کے مہینے میں مدرسہ معزیہ میں جو دریائے نیل کے کنارے پر ہے جسے امیر سیف الدین طغز دمر ناصر امیر مجلس نے بنایا تھا، خطبہ دیا گیا، اس میں خطیب، عزالدین عبدالرحیم بن فرات حنفی تھا، نصف رمضان میں شیخ تاج الدین عمر بن علی بن سالم مکی بن فاکھانی مالکی آئے، وہ قاضی شافعی کے پاس ٹھہرے اور ان کی تصنیفات سے کچھ کتابیں سنی، اور اسی سال شامیین سے حج کے لئے روانہ ہوئے، اور دمشق پہنچنے سے پہلے قدس کی زیارت کی، اسی مہینے سوق الخیل کو پامال کیا گیا، اس میں بجری بچھائی گئی، جس میں چار دن کے اندر چار سو کے قریب لوگوں نے کام کیا، یہاں تک کہ انہوں نے اسے بالکل برابر درست کر دیا، اس سے قبل اس میں بہت گندگی اور پانی ہو جاتا تھا، اسی مہینے باب الجابیہ تاجابیہ کی طرف سوق الدقیق ٹھیک کیا گیا، اور اس پہ چھت لگائی گئی۔

۸رشوال بروز پیر شامی قافلہ نکلا، جس کا امیر عزالدین ایبک امیر علم اور اس کا قاضی شہاب الدین ظاہری تھا، اس مہینے جن لوگوں نے حج کیا ان میں شہاب الدین بن جہبل، ابونسر، ابن جملہ، فخر مصری، صدر مالکی، شرف الدین لغوی حنفی، بہاء بن امام مشہد، جلال الدین اعیالی یتیم خانوں کے نگران، شمس الدین کردی، فخر الدین بعلبکی، مجدالدین بن ابی المجد، شمس الدین بن قیم جوزیہ، شمس الدین بن خطیب بیرہ، شرف الدین قاسم عجلونی، تاج الدین بن فاکھانی، شیخ عمر سلاوی اور راقم الحروف اسمٰعیل بن کثیر شامل تھا، اور دوسرے مسالک کے لوگ بھی تھے یہاں تک کہ شیخ بدرالدین،

فرماتے ہیں کہ ہمارے اس قافلے میں ۴۰۰ فقیہ، چار مدارس خانقاہیں، دارالحدیث جمع ہو گئے، ہمارے ساتھ ۱۳ مفتی حضرات تھے، مصریوں کے فقہاء کی ایک جماعت تھی جس میں مالکیہ کے قاضی تقی الدین اخنائی، فخر الدین نویری، شمس الدین بن حارثی، مجد الدین اقصرائی، شیخ الشیوخ، شیخ محمد المرشدی، اور عراقی قافلہ میں شیخ احمد سروجی سب سے مضبوط تھے وہ مشہور آدمی ہیں، شامیوں میں شیخ علی الواسطی ابن مرجانی کے ساتھ تھے، مصریوں کے امیر مغلطائی جمالی تھے جو فی الوقت وزیر تھے وہ اس وقت بیمار تھے، ہم تبوک کے چشمے سے گزرے جس کی اس سال تعمیر ہوئی تھی، اور ایک یادواونٹوں کے روندنے سے محفوظ کیا گیا، اس کا پانی انتہائی خوبصورت، شفاف، میٹھا ہو گیا، جمعہ کا وقفہ تھا طواف کے دوران ہم پر بارش ہوئی۔

نصف ذی الحجہ میں ''تنکز'' قلعہ جعبر سے واپس آیا، اس کی خدمت میں زیادہ تر شامی لشکر تھا، اس نے ان علاقوں میں بڑی شان وشوکت کا اظہار کیا، ۱۶/ ذی الحجہ کو قاضی علاء الدین بن قلانسی کو ان تمام اطراف کی نگرانی سونپی گئی جو اس کے بھائی جمال الدین کے پاس تھیں کیونکہ اس کا انتقال ہو چکا تھا، یوں ان کے لئے ایسے مناصب جمع ہو گئے جو اس دور میں کسی رئیس کے لئے جمع نہ ہو سکے، ان میں سے بیت المال کی وکالت، فوج کی قضاء حکم ▪وں کی محرری، ملک الامراء کی وکالت، ہسپتال کی نگرانی، حرمین شریفین کی دیکھ بھال، دیوان سعید کی نگرانی، امینیہ، ظاہریہ، عصرونیۃ وغیرہ مدارس کی تدریس شامل ہے۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

قاضی القضاۃ عز الدین المقدسی ...عز الدین ابو عبداللہ بن محمد ابن قاضی القضاۃ تقی الدین سلیمان بن حمزۃ بن احمد ابن عمر ابن الشیخ ابی عمر المقدسی الحنبلی، ۶۶۵ھ میں پیدا ہوئے۔

محدثین کرام سے احادیث سنیں اور اپنے والد ماجد سے باقاعدہ طور پر احادیث پڑھیں ایام ولایت میں اپنے والد ماجد کے نائب مقرر ہوئے، پھر جب ابن مسلم کو والی بنایا گیا تو آپ نے ان کے گھر کو لازم پکڑ لیا، جوزیہ اور دارالحدیث الاشرفیہ کے درس میں حاضر ہوتے تھے اور ان کے گھر میں رہا کرتے تھے پھر جب ابن مسلم کی وفات ہوئی تو آپ کو فقہ حنبلی کا قاضی مقرر کر دیا گیا، تقریباً چار سال کے عرصہ تک اس عہدہ پر فائز رہے، آپ کے اندر انکساری، محبت اور لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، ۹/ صفر کو بدھ کے دن آپ کی وفات ہوئی جو بارش کا دن تھا، اس کے باوجود آپ کے نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی، ان کو اپنے قبرستان میں دفن کیا گیا، آپ کی وفات کے بعد آپ کے نائب شرف الدین ابن الحافظ کو وہ عہدہ سونپ دیا گیا، جو اسی سال کی عمر پا کر صفر کے درمیان میں وفات پائی۔

امیر سیف الدین قجلیس ...سیف الدین کو سیف النعمۃ بھی کہا جاتا ہے انہوں نے حجاز اور بیت المقدس میں حدیث کا سماع کیا امیر سیف الدین ارغون بن عبداللہ الدویدار الناصری ماہ صفر کے درمیان میں فوت ہوئے مصر کے نائب حاکم کی حیثیت سے عرصہ دراز تک کام کرتے رہے پھر کسی وجہ سے حاکم وقت آپ سے ناراض ہو گئے جس کے نتیجہ میں آپ کو مصر کی نیابت سے معزول کر کے ''حلب'' کی نیابت کی طرف بھیج دیا۔ جہاں پر آپ ایک عرصہ تک ٹھہرے رہے پھر ۷/ ربیع الاول کو وہاں پر وفات پائی، بڑے سمجھدار اور فقیہ تھے دیانت دار اور اتباع شریعت کے پابند تھے آپ کے استاذ حجاز سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر محدث نے سماع کیا اور پوری کتاب کو اپنے خط سے لکھا، بعض علماء نے آپ کو فتویٰ دینے کی اجازت بھی عطا کر دی تھی آپ کا میلان شیخ تقی الدین بن تیمیہ کی طرف تھا جو کہ مصر میں مقیم تھے پچاس سال کی عمر سے قبل ہی وفات پا گئے تھے طبعی طور پر کھیل کود کو ناپسند کرتے تھے وہ جب نہر ساجور کا استقبال کرنے نکلتے تو انتہائی تواضع اور سکنت سے نکلتے، ان کے ساتھ امراء پیادہ اللہ اکبر اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ اور الحمد للہ کی صدائیں بلند کرتے ہوئے نکلتے، انہوں نے گانے بجانے، لہو لعب سے منع کر دیا۔

القاضی ضیاء الدین ...ابوالحسن علی بن سلیم بن ربیع بن سلیمان ازرعی شافعی، بہت سارے مدارس میں قضاۃ کے عہدہ میں منتقل ہوتے رہے، ۶۰ سال کے عرصہ تک یہی سلسلہ چلتا رہا طرابلس، عجلون، زرع اور ان کے علاوہ دوسرے علاقوں کے حاکم رہے اور دمشق میں ایک ماہ کے عرصہ

تک قونوی کے نائب حاکم کے طور پر رہے، صاحب فضیلت انسان تھے آپ کی بہت ساری نظمیں ہیں جن میں سے ایک نظم التنبیہ ہے جو سولہ ہزار اشعار پر مشتمل ہے اور دوسری تصحیح النظم ہے جو تیرہ سو اشعار پر مشتمل ہے مدائح، موالیا، از جال اور ان کے علاوہ بھی قصیدے ہیں ۸۵ سال کی عمر میں ۲۳ ربیع الاول کو جمعۃ المبارک کے دن رملہ میں وفات پائی اپنی وفات کے بعد چند لڑکے چھوڑ گئے جن میں سے ایک عبدالرزاق ہیں جو اپنے زمانہ کے فضلاء میں سے ایک ہیں اور وہ علم شریعت وعلم طبیعت دونوں میں مہارت رکھتے تھے۔

ابو دبوس عثمان بن معید المغربی ... بلاد قابس کے وقت بادشاہ بن گئے تھے پھر ایک جماعت ان پر غالب آ گئی جس کے نتیجہ میں انہوں نے بادشاہی چھین لی، آپ مصر کی طرف چل دیئے وہاں پر جا کر رہائش پذیر ہوئے اور کئی جاگیریں بنالیں اہل مغرب کی شکل وصورت میں لشکر کے ساتھ تلوار لٹکائے ہوئے سواری کرتے تھے بہت حسین وجمیل تھے ہمیشہ مخلوق خدا کی خدمت میں رہتے تھے یہاں تک کہ جمادی الاولیٰ کے مہینہ میں وفات پائی۔

الامام العلامۃ ضیاء الدین ابوالعباس ... احمد بن قطب الدین محمد بن عبدالصمد بن عبدالقادر سنباطی جو شافعی المسلک ہیں حسامیہ کے مدرس اور مصر کے نائب حاکم ہیں، علم کے حصول کے لئے مختلف مقامات کا سفر کیا اور اپنے والد ماجد سے فقہ حاصل کی جمادی الاخریٰ کے مہینہ میں وفات پائی۔ آپ کی وفات کے عبدالناصر الدین تبریزی نے آپ کا عہدہ سنبھال لیا۔

الصدر الکبیر تاج الدین الکارمی ... ابن الرحالی کے نام سے مشہور تھے، دمشق الکارمیۃ اور مصر کے بہت بڑے تاجر تھے جمادی الاخریٰ کے مہینہ میں وفات پائی، کہا جاتا ہے کہ آپ نے اپنی وفات کے بعد ایک لاکھ دینار وراثت میں چھوڑے جو خرید وفروخت کے ثمن، گھر کے برتنوں اور جائیدادوں کے علاوہ تھے۔

الامام العلامۃ فخر الدین ... عثمان بن ابراہیم بن مصطفیٰ بن سلیمان بن ماردانی، ترکمانی حنفی، فخر الدین نے اس جامع کی شرح کی ہے اور سو کاپیوں میں اس کے اسباق کو املاء کرایا، ۷۱ سال کی عمر میں رجب کے مہینہ میں وفات پائی، آپ بڑے بہادر، عالم، فاضل باوقار اور فصیح وخوش مزاج تھے، خوب صورت نظمیں بھی آپ کی یادوں میں شامل ہیں آپ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادے تاج الدین کو المنصوریہ کا والی بنایا گیا۔

تقی الدین عمر ابن الوزیر شمس الدین ... محمد بن عثمان بن سلعوس کسی سزا کے تحت جب ان کے والد ماجد کی وفات ہوئی، اس وقت آپ چھوٹے بچے تھے خدام کے دامن میں پرورش پائی تھی، آخر عمر میں آپ کو بادشاہ وقت نے طلب کیا اور مصر میں کچہریوں کی نگرانی پر مقرر کر دیا اس کام کو صرف ایک دن سرانجام دیا، جمعرات کے دن بادشاہ کے سامنے حاضر ہوئے جب وہاں سے نکلے تو آپ کی حالت خراب ہو رہی تھی، اس حالت میں اپنے گھر تک نہ پہنچ پائے، انہیں شاہی چارپائی پر لایا گیا۔

۲۶ رذی القعدہ سنیچر کے دن صبح کے وقت وفات پائی جامع میں عمرو بن العاص نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی قرافہ میں اپنے والد ماجد کے پہلو میں دفن کیا گیا آپ کے جنازہ میں لوگوں کی کثیر تعداد موجود تھی۔

جمال الدین ابوالعباس ... احمد بن شرف الدین بن جمال الدین محمد بن ابی الفتح نصر اللہ بن مظفر بن اسد بن حمزۃ بن اسد بن علی بن محمد تمیمی، دمشقی بن قلانسی عساکر کے قاضی، بیت المال کے سرپرست، امینیہ وغیرہ کے مدرس تھے التنبیہ اور المحرر للرافعی زبانی یاد کی وہ ان کے حوالے دیتے تھے شیخ تاج الدین فرازی سے پڑھا طلب علم اور ریاست میں پیش پیش تھے۔ مختلف جگہوں میں درس دیا کرتے تھے اور اپنے وقت میں اکیلے رئیس تھے، اسی طرح ان کے گھر اور دینی ودنیوی مناصب میں حیثیت تھی، ان میں تواضع، درست روی، محبت، احسان ... اہل علم وفقراء وصالحین سے نیکی کرنے کی صفات کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں۔

یہ منجملہ ان لوگوں میں سے تھے جنھیں فتویٰ دینے کی اجازت تھی، اور جب یہ تحریر لکھی گئی تو میں اچانک وہاں حاضر تھا انہوں نے فائدہ پہنچایا اور بہت ہی عمدہ، اچھی تعبیر کی اور میری آنکھ میں ان کی قدر و قیمت بڑھ گئی ۲۸ ذیقعدہ بروز پیر فوت ہوئے، اپنے قبرستان دامن کوہ میں دفن ہوئے، مشائخ کی ایک جماعت سے حدیث کا سماع کیا، اور فخر الدین بعلبکی نے ان کی مشیخت نکالی تو ہم نے ان سے سنا۔

آغاز ۷۳۲ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو شہروں کے حکام وہی تھے اس سال کی ابتداء میں قیساریہ فتح ہوا جو باب الصغیر میں جس کے اردگرد حوض میں تنکز قیساریہ تھا، بروز بدھ امینیہ اور ظاہریہ میں علاء الدین بن قلانسی نے اپنے بھائی جمال الدین کی جگہ درس دیا اور ان کے بھتیجے امین الدین محمد بن جمال الدین نے عصرونیہ میں، جسے اس نے لئے ان کے چچا نے چھوڑ دیا تھا، ان دونوں کے پاس نامور حضرات کی ایک جماعت حاضر ہوئی، ۹ محرم حمص میں سخت سیلاب آیا جس کی وجہ سے بہت کثرت سے افراد غرقابی کا شکار ہوئے، اور لوگوں کی کئی چیز تباہ ہوگئیں اور اس سیلاب میں حمام نائب کے اندر تقریباً دو سو عورتیں مرگئیں، جو ایک یا دو شادیوں میں جمع تھیں اور وہیں سب ہلاک ہوگئیں۔

صفر میں تنکز نے باب الفرادیس کی طرف سوق الخیل کے بالمقابل دیواروں کو رنگ کرنے کا حکم دیا، اور ظاہر سرائے کی تجدید کا بھی حکم دیا، جس پر ۷۰ ہزار روپے خرچ ہوئے، اس مہینے لاجین صغیر کا تابوت بیرہ سے پہنچا، وہ اسے باب شرقی سے باہر اپنی قبر میں دفن کیا گیا، ۹ ربیع الثانی قیمازیہ میں عماد الدین طرسوسی حنفی نے شیخ رضی الدین منطقی جن کی وفات ہوگئی تھی کی جگہ درس دیا، ان کے پاس قضاۃ اور نامور حکمران حکومت حاضر ہوئے، ربیع الاول کی ابتداء میں "ملک افضل علی بن ملک موید" حاکم حماۃ کو خلعت پہنائی گئی سلطان ملک ناصر نے اسے اس کے والد کی جگہ جن کی وفات ہوگئی تھی والی بنایا، وہ مصر سے فوج، سپاہ کو لے کر چلا فاشیا اس کے آگے تھے۔

اس مہینے کے نصف میں شیخ شمس الدین اصفہانی شارح المختصر اور رواحہ کے مدرس نے ڈاک کی سواری پر دیار مصریہ کا سفر کیا، انہوں نے دمشق اور اہل دمشق کو خیر آباد کہہ کر قاہرہ کو اپنا وطن بنالیا۔

۹ رجب دی الثانیہ بروز جمعہ اس جامع میں خطبہ دیا گیا جسے امیر سیف الدین آل ملک نے بنایا اور اس میں نور الدین علی بن شعیب حنبلی کو خطیب مقرر کیا، اسی مہینے سلطان نے امراء کی ایک جماعت صعید بھیجی جس نے ۶۰۰ آدمیوں کو مصر میں لے لیا، جو ڈاکہ ڈالتے تھے، ان میں سے بعض کو قتل کردیا گیا، جمادی الثانیہ، دمشق میں نور الدین بن خشاب، طرقشی کی جگہ کچہریوں کے نگران منتخب ہوئے، ۱۱ رجب بروز بدھ قاضی القضاۃ علاء الدین بن شیخ زین الدین بن منجا، کو حنابلہ کے قاضی بننے کی خلعت شرف الدین بن حافظ کی جگہ پہنائی گئی، جامع میں انکی تقرری کا حکم نامہ پڑھا گیا جس میں قضاۃ و اعیان حکومت حاضر ہوئے، دوسرے دن انہوں نے برہان الدین زرعی کو نائب مقرر کیا۔

رجب میں شمس الدین موسیٰ بن تاج نے فخر الدین کاتب المما لیک جن کی وفات ہوئی تھی، کی جگہ مصر میں فوج کی نگرانی سنبھالی، انہوں نے ان کی جگہ تازہ خبروں کی نگرانی کی۔ انہیں چادر کی خلعت دی گئی، جب شعبان کا مہینہ آیا تو انہیں اور ان کے بھائی، العلم کو جو کچہریوں کے نگران تھے قید کیا گیا ان سے مال کا مطالبہ اور سخت سزا دی گئی۔ فوج کے نگران مکین بن قرینہ اور کچہریوں کے نگران ان کے بھائی شمس الدین بن قرینہ بنے۔

شعبان میں "انوک" کی شادی ہوئی کہا جاتا ہے کہ اس کا نام محمد بن سلطان ملک ناصر تھا اس کا جہیز ایک لاکھ دینار تھا، اس شادی میں ۲۰ ہزار بکریاں، مرغیاں، مرغابیاں، گھوڑے اور گائیں ذبح ہوئیں، اور ۱۸ ہزار ڈھیر حلوے کے لائے گئے اور تین ہزار شمع کے ڈھیر تھے یہ بات شیخ ابوبکر نے فرمائی ہے۔

یہ شادی ۱۱ شعبان جمعہ کی رات کو ہوئی، اسی شعبان میں قاضی محی الدین بن فضل اللہ مصر کے خفیہ منشی کے عہدے سے ہٹا کر دمشق کے خفیہ منشی مقرر ہوئے، اور مصر میں خفیہ منشی کے عہدے کے لئے شرف بن شمس الدین بن شہاب محمود منتقل ہوئے، ۱۵ شعبان شامیہ برانیہ میں جمعہ ادا کیا گیا۔ جس میں قضاۃ اور امراء حاضر ہوئے، شیخ زین الدین عبدالنور مغربی نے خطبہ دیا، یہ سب کام امیر حسام الدین بشمقدار حاجب شام کے مشورے سے

تھا، پھر کمال الدین بن زکی نے اس کی طرف سے خطبہ دیا، اسی مہینے نائب سلطنت نے سوق الخیل کے ان گھروں کو جو میدان الحصا کی جانب تھے چونا لگانے کا حکم دیا، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، اس سال دریائے فرات کی مقدار آب اتنی بڑھ گئی کہ اتنی مقدار کبھی سنی نہ گئی تھی، وہ مسلسل ۱۲ دن بہتا رہا، جس کی وجہ سے رحبہ میں کافی مال واسباب تباہ ہوئے، دریا کے پاس والا پل ٹوٹ گیا، مہنگائی بڑھ گئی لوگوں نے پل درست کرنا شروع کیا، مگر وہ دوسری مرتبہ پھر ٹوٹ گیا۔

۹ رشوال بروز ہفتہ شامی قافلہ نکلا جس کا امیر سیف الدین اوزان اور قاضی جمال الدین بن شریشی تھا، جو فی الحال حمص کے قاضی تھے، اس سال سلطان قاضی القضاۃ قزوینی، عز الدین بن جماعہ، موفق الدین حنبلی اور دیگر ستر امراء کی معیت میں حج کیا۔ ۲۱ رشوال پنجشنبہ کی شب الصاحب عز الدین غمریال پر مدرسہ نجیبیہ جوانیہ میں پابندی لگ گئی، اس سے مال کا مطالبہ ہوا اور بہت سامال لے لیا گیا۔ اور آئندہ سال محرم میں اسے رہا کر دیا گیا۔

اس سال فوت ہونے والے نامور حضرات

الشیخ عبدالرحمٰن بن ابی محمد بن محمد ابن سلطان قرامذی جو عبادت، تقویٰ، جامع اموی کی ملازمت، کثرت تلاوت اور کثرت ذکر کے ساتھ مشہور ہونے والے حضرات میں سے ایک ہیں، آپ کے معتقدین آپ کی مجلس میں موجود رہتے تھے۔ ان روحانی صفات کے ساتھ ساتھ مال ودولت کی فراوانی اور جائدادیں آپ کے پاس موجود تھیں۔ ۸۵ یا ۸۶ سال کی عمر میں محرم الحرام کے مہینہ میں فوت ہوئے۔ باب الصغیر میں دفن کیے گئے۔ اپنی ابتدائی زندگی میں مختلف شیوخ سے حدیث کا سماع کیا اور علم حدیث میں مشغول رہے، پھر آخر میں اشتغال بالحدیث کو ترک کر کے عبادت الٰہیہ میں مشغولیت اختیار کر لی یہاں تک کہ اس دارفانی سے رحلت فرما گئے۔

الملک المؤید صاحب حماۃ عماد الدین اسماعیل بن الملک الافضل، نور الدین علی ابن الملک المظفر تقی الدین محمود ابن الملک المنصور ناصر الدین محمد بن الملک المظفر تقی الدین عمر بن شاہنشاہ بن ایوب، علم فقہ، علم ہیئت، علم طب اور ان کے علاوہ متعدد علوم میں آپ کے بہت زیادہ فضائل ہیں اور آپ کی متعدد تصنیفات ہیں، ان تصنیفات میں سے ایک تصنیف ''تاریخ حافل'' کے نام سے ہے جو دو بڑی بڑی جلدوں میں ہے۔ نظم الحاوی اور اس کے علاوہ اور بھی مشہور ومعروف آپ کی تصنیفات ہیں۔ اپنے زمانہ کے علماء سے محبت کرتے اور بہت سارے فنون میں اُن کو شریک کیا کرتے تھے۔ بنو ایوب کے فضلاء میں سے ہیں۔ ۲۱ سال کی عمر میں ''حماۃ'' کے بادشاہ مقرر ہوئے آخر عمر تک اس عہدہ پر فائز رہے۔

بادشاہ ناصر آپ کی تکریم وتعظیم کیا کرتا تھا، آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ''افضل علی'' کو بادشاہت کا عہدہ سونپ دیا گیا۔ جمعرات کے دن صبح سویرے ۲۸ محرم الحرام کو فوت ہوئے۔ والدین کے پاس حماۃ کے باہر صبح کے وقت دفن ہوئے۔

القاضی الامام تاج الدین السعدی تاج الدین ابوالقاسم عبدالغفار بن محمد بن عبدالکافی بن عوض بن سنان بن عبداللہ السعدی الفقیہ الشافعی، بہت سارے شیوخ سے حدیث کا سماع کیا، تین جلدوں میں معجم کی اپنے لئے تخریج فرمائی اور خود بہت کچھ پڑھا، بہت اچھے خط میں تحریر کرتے تھے اس فن میں خوب پہچان اور مہارت رکھتے تھے، کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے خط کے ساتھ تقریباً پانچ سو جلدیں تحریر کی ہیں۔

شافعی المسلک اور مفتی تھے، اس کے باوجود ایک وقت میں قاضی حنبلی کے نائب رہے، مدرسہ صاحبیہ کے شیخ الحدیث کے منصب پر بھی فائز رہے، ربیع الاول کے شروع میں ۸۲ سال کی عمر میں مصر میں انتقال فرمایا۔

الشیخ رضی الدین بن سلیمان المنطقی الحنفی آپ کا اصل وطن آب کرم ہے، جو بلاد قونیہ میں سے ایک شہر ہے اولاً ''حماۃ'' میں رہائش پذیر تھے پھر وہاں سے ہجرت کر کے دمشق میں مقیم ہوئے، ''قیمازیہ'' میں درس دیا، منطق اور علم جدل میں فاضل تھے، ایک جماعت سے

ان سے یہ علوم حاصل کئے۔ ۸۶ سال کی عمر پائی، سات بار حج کیے، جمعہ کی رات ۲۶ ربیع الاول کو فوت ہوئے، جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ ہوئی، ’’صوفیہ‘‘ میں مدفون ہوئے۔

امام علاء الدین طیبغا...... ربیع الاول میں فوت ہوئے ’’الصالحیہ‘‘ میں اپنے مقبرے میں دفن ہوئے، اسی طرح ’’امیر سیف الدین زولاق‘‘ بھی اسی قبرستان میں دفن ہوئے۔

قاضی القضاء شرف الدین ابو محمد...... عبداللہ بن حسن بن عبداللہ بن حافظ عبدالغنی المقدسی الحنبلی، ۶۴۶ھ میں پیدا ہوئے۔ ایک عرصہ تک ابن مسلم کے نائب رہے، وفات سے ایک سال قبل قاضی بنائے گئے۔ جمعرات کی رات جمادی الاولیٰ کے شروع میں اچانک فوت ہوئے، اور صبح کے وقت ’’شیخ ابو عمر‘‘ کے مقبرے میں دفن ہوئے۔

شیخ یعقوب الحبشی...... الشاذلی الاسکندرانی، ۸۰ برس کی عمر پائی، ان کے متبعین اور شاگردوں کی کثیر تعداد تھی، ان میں سے ایک ’’شمس الدین بن اللبان الفقیہ الشافعی‘‘ ہیں، وہ ان کی بہت عزت اور تعریف میں مبالغہ کرتے تھے، اور ان کی طرف بہت سے مبالغات منسوب کرتے تھے، اللہ تعالیٰ ہی ان کی صحت اور جھوٹ کا زیادہ جاننے والا ہے، جمادی الاولیٰ میں وفات ہوئی، ان کا جنازہ بڑا پر ہجوم تھا۔

النقیب ناصح الدین...... محمد بن عبدالرحیم بن قاسم بن اسماعیل الدمشقی، عمامہ داروں کے نقیب، سب سے پہلے ’’الشہاب المقری‘‘ کی شاگردی اختیار کی، اس کے بعد تعزیت اور مبارکبادیوں کی محفلوں میں شرکت کرتے تھے، اس فن کو بہت اچھی طرح جانتے تھے۔ لوگوں سے بہت زیادہ ، نگا کرتے تھے، اسی لئے لوگ انہیں زیادہ طلب کرتے تھے، اس کے باوجود جب اس کا انتقال ہوا تو اس کے ذمہ بہت سے قرضے تھے، رجب کے آخر میں فوت ہوئے۔

القاضی فخر الدین کاتب الممالیک...... محمد بن فضل اللہ، مصری فوجوں کے نگران تھے، اصلاً قبطی تھے پھر اسلام لائے، اسلام میں عمدگی پیدا کی، انہوں نے بہت سی زمینیں وقف کیں، اہل علم کے ساتھ احسان اور بھلائی سے پیش آتے تھے، صدر اور قابل تعظیم تھے، سلطان سے انہیں وافر عزت ملی ۷۰ سال سے متجاوز عمر پائی، ’’القدس الشریف‘‘ میں ’’مدرسہ فخریہ‘‘ ان کی طرف منسوب ہے۔ رجب کی ۱۰ تاریخ کو فوت ہوئے۔ ان کے اموال اور املاک کو ان کی وفات کے بعد ضبط کیا گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

امیر سیف الدین الجابی الدوادار الملکی الناصری...... حنفی فقیہ اور فاضل تھے، اپنے خط سے ایک چوتھائی لکھا، اور بہت سی معتبر کتابیں حاصل کیں، اہل علم کے ساتھ بہت زیادہ احسان کرتے تھے، رجب کے آخر میں فوت ہوئے۔

طبیب ماہر حاذق فاضل...... امین الدین سلیمان بن داؤد بن سلیمان، دمشق میں اطباء کے رئیس اور ایک مدت تک ان کے مدرس رہے۔ پھر ’’جمال الدین بن الشہاب للکمال‘‘ کی وجہ سے ان کی موت سے قبل کچھ مدت تک معزول کئے گئے۔ کیونکہ ایک معاملے میں نائب سلطنت نے ان کے خلاف تعصب سے کام لیا تھا، بروز ہفتہ ۲۶ شوال کو فوت ہوئے، ’’قبیبات‘‘ میں دفن ہوئے۔

شیخ امام عالم مقری شیخ القراء...... برہان الدین ابو اسحاق ابراہیم بن عمر بن ابراہیم بن خلیل الجعبری ثم الخلیلی الشافعی، قرأت وغیرہ میں ان کی بہت سی تصنیفات ہیں۔ قلعہ جعبر میں ۶۴۰ھ کو پیدا ہوئے، بغداد میں علم حاصل کیا، پھر دمشق آئے، ’’الخلیل‘‘ شہر میں مقیم رہ کر چالیس برس تک لوگوں کو قرآن پڑھاتے رہے۔ ’’الشاطبیہ‘‘ کی شرح لکھی، حدیث سنی، انہیں حافظ یوسف بن خلیل سے اجازت حدیث حاصل تھی، عربیت، عروض اور قرأت میں نظم اور نثر میں تصنیفات لکھیں۔ فضائل، ریاست، بھلائی، دیانت، عفت اور پرہیزگاری میں مشہور مشائخ میں سے تھے، بروز اتوار ۵ رمضان کو وفات پائی، ’’الخلیل‘‘ شہر میں ’’الزیتونیہ‘‘ کے نیچے دفن ہوئے ۲۷ برس ان کی عمر تھی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

قاضی القضاۃ علم الدین ... ابو عبداللہ محمد بن قاضی شمس الدین ابوبکر بن عیسیٰ بن بدران بن رحمۃ الاخنائی السعدی، المصری، الشافعی، دمشق اور اس کے مضافات کے قاضی تھے، عفیف، پاکدامن، ذکی، خوش عبارت، اور فضائل کے محب تھے، اہل فضائل کی تعظیم کرتے تھے، ''عادلیہ قاسیون'' کے دامن میں پہاڑ کی جانب سے ''العادل کتبغا'' کی قبر کے سامنے اپنی بیوی کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

قطب الدین موسیٰ احمد بن حسین بن شیخ السلامیۃ، شامی فوجوں کے ناظر تھے، صاحب ثروت اور اموال کثیرہ تھے، فضائل کے مالک تھے، اہل خیر کے ساتھ احسان، کرم اور فضل کا معاملہ کرتے تھے، مہمات میں قوی الارادہ تھے، ۲ ذی الحجہ بروز منگل فوت ہوئے، عمر ۷۰ برس سے متجاوز تھی، قاسیون میں ''مدرسہ ناصریہ'' کے سامنے اپنے مقبرے میں فوت ہوئے، وہ ''مدرسہ حنبلیہ'' کے مدرس ''شیخ امام علامہ عزالدین حمزہ'' کے والد ہیں۔

آغاز ۷۳۳ھ

نئے سال کا چاند بروز بدھ طلوع ہوا، حکام وہی، پچھلے سال والے تھے، شافعیہ کا کوئی قاضی نہ تھا، حنفیہ کا قاضی عماد الدین طرسوسی، مالکیہ کا شرف الدین ہمدانی اور حنابلہ کا علاء الدین بن منجا تھا، خفیہ منشی محی الدین بن فضل اللہ تھا اور جامع کا ناظر عز الدین بن شیرازی تھا۔
۲ محرم حجاز سے سلطان کی سلامتی کی خوش خبری آئی کہ وہ شہروں کے قریب پہنچ چکا ہے، خوشی کے طبل بجائے گئے، شہر سجایا گیا، اور بشیر نے امیر سیف الدین بکتمر ساقی اور اس کے بیٹے ''شہاب الدین احمد'' کی وفات کی خبر دی، حج کر کے یہ دونوں مصر کے قریب پہنچے تھے تو راستے میں آتے ہوئے پہلے والد کا اور اس کے تین دن بعد عیون القصب میں بیٹے کا انتقال ہوا، پھر انہیں قرافہ میں اپنی قبروں میں منتقل کیا گیا، بکتمر کے اموال، جواہر، سونا، پیسے، سامان اور بہت سے ذخائر پائے گئے، جن کا کوئی حد و حساب نہ تھا، محرم میں الصاحب شمس الدین غبریال کو رہا کیا گیا، اور حضر میں مصر طلب کیا گیا، وہ ڈاک کی سواری پر سوار ہوا، اس کے جانے کے بعد اس کے گھر والوں پر پابندی لگا دی گئی، ان سے بہت سا مال بیت المال کے لئے لیا گیا۔
محرم کے آخر میں الصاحب امین الملک ''غبریال'' کی جگہ دمشق کچہریوں کی نگرانی کے لئے آیا۔ اور اس کے چار دن بعد قاضی فخر الدین بن حلی، قطب الدین بن شیخ صلامیہ کی وفات کے بعد فوج کی نگرانی کے لئے آئے، نصف ربیع الاول میں ابن جملہ نے دمشق دار السعادۃ میں شافعیہ کی قضاء کی خلعت پہنی، اور اسی حالت میں وہ جامع آئے، اور وہاں سے عادلیہ گئے ان کی تقرری کا حکم نامہ اعیان حکومت کی موجودگی میں پڑھا گیا، اور اسی مہینے بروز بدھ عادلیہ اور غزالیہ میں درس دیا، ۲۴ ربیع الاول بروز سوموار ان کے بھتیجے جمال الدین محمود دوبارہ قیمریہ کے لئے آئے جس کی مسند سے وہ علیحدہ ہو گئے تھے، پھر انہوں نے اسے مجلس میں نائب بنایا اور عادلیہ کی طرف جا کر فیصلہ کیا، پھر زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ اسی دن وہ معزول کر دیئے گئے، ان کے بعد جمال الدین ابراہیم بن شمس الدین محمد بن یوسف حسبانی ان کے نائب ہوئے وہ بڑے باہمت شخص تھے انہیں احکام کی سمجھ بوجھ اور خبر تھی۔
ربیع الاول میں شہاب قرطائی طرابلس کے نائب مقرر ہوئے، اور طبلان وہاں سے معزول ہو کر غزہ اور حمص کے نائب بنے، اور جو شخص ان کی تقرریوں کے حکم نامے لایا اس کی وجہ سے اسے ایک لاکھ درھم ملے، ربیع الثانی میں قاضی محی الدین بن فضل اللہ اور ان کے بیٹے کو مصر کی خفیہ تحریر لکھنے پر واپس بلایا گیا، اور شرف الدین بن شہاب محمود شام کی خفیہ تحریری لکھنے کے لئے جیسے وہ پہلے مقرر تھے، واپس لوٹے۔
اس مہینے کے نصف میں اشراف کی نقابت کے لئے عماد الدین موسیٰ حسینی، اپنے بھائی شرف الدین عدنان، جن کی پچھلے ماہ وفات ہوئی تھی مقرر ہوئے۔ وہ اپنی قبر مسجد الذبان کے پاس دفن ہوئے، اس مہینے ''فخر مصری'' نے ابن جملہ کی جگہ (کیونکہ وہ قاضی بن گئے تھے) دولیعہ میں درس دیا۔

۲۵ رجب بادرائیہ میں ''قاضی علاء الدین علی بن شریف'' نے، جو ابن الوحید سے مشہور تھے ''ابن جہبل'' کی جگہ جن کا پچھلے ماہ انتقال ہوا تھا، درس دیا۔ ان کے پاس قضاۃ و اعیان حکومت حاضر ہوئے، اس وقت میں (ابن کثیر) اور شیخ شمس الدین بن عبدالہادی اور کئی دوسرے لوگ قدس میں تھے کہ مہینے سلطان نے بندوق چلانے پر پابندی لگا دی اور یہ کہ اس کا دستہ نہ بیچا جائے اور نہ بنایا جائے، اس کی وجہ یہ تھی کہ بندوق چلانے والوں نے لوگوں کے بچوں کو خراب کر دیا تھا اور اکثر یہ کام لونڈے باز، فاسق اور بے دین لوگ کرتے تھے، تمام بلاد مصریہ اور شامیہ میں اس کی منادی کرا دی گئی۔

برزالی فرماتے ہیں کہ نصف شعبان میں سلطان نے نجومیوں کو والی قاہرہ کے حوالے کرنے کا حکم دیا، انہیں سزا دی گئی اور جیل میں ڈال دیا گیا کیونکہ انہوں نے عورتوں کی حالت خراب کردی تھی، ان میں سے چار تو سزا بھگتنے کے دوران ہی مر گئے، تین مسلمان اور ایک عیسائی، یہ بات مجھے ہمارے ''شیخ ابو مرجبی'' نے لکھ کر بھیجی رمضان کی ابتداء میں امیر فخر الدین بن شمس لولو کو دمشق میں بری فوج کی نگرانی کا حکم بذریعہ ڈاک آیا، جب شہاب الدین مرداوی کی وفات ہو چکی تھی، رمضان میں مکہ سے دمشق ایک خط پہنچا، جس میں ذکر تھا کہ حجاز کے علاقوں میں بجلیاں گری ہیں، بہت سے لوگ ہلاک ہوئے ہیں، مختلف جگہوں پر متفرق تھیں ہلاک ہوئیں، اسی طرح کثرت سے بارشوں کا ذکر تھا۔

۴ رمضان بذریعہ ڈاک یہ حکم آیا کہ قاضی محی الدین بن جمیل'' کو طرابلس کا قاضی مقرر کیا جاتا ہے، سو وہ اس کی طرف روانہ ہوئے، اور ''ابن امجد عبد اللہ نے اصبہانی کی جدروا حیہ میں ادب دیا کیونکہ اصبہانی مصر میں بحکم شاہی مقیم ہو گئے تھے، رمضان کے آخر میں الصاحب علاء الدین اور اس کے بھائی ''شمس الدین موسیٰ بن تاج اسحاق'' کو ڈیڑھ سال قید کے بعد رہا کر دیا گیا، ۱۰ اشوال بروز جمعرات شامی قافلہ روانہ ہوا، اس کا امیر ''بدر الدین بن معبد اور قاضی علاء الدین بن منصور جو مدرسہ تنکز'' قدس میں حنفیہ کے مدرس تھے۔ اور حاجیوں میں صدر الدین مالکی، شہاب الدین ظہیری، مجد الدین بن محتسب اور دوسرے حضرات تھے، ۱۳ اشوال بروز اتوار ''ابن جملہ'' نے ''ابن جمیل'' کی جگہ جو طرابلس کے قاضی بن گئے تھے، اتابکیہ میں درس دیا، ۲۰ شوال بروز اتوار قاضی شمس الدین محمد بن کامل تدمری'' نے فیصلہ کیا یعنی عہدہ قضاء سنبھالا، وہ دمشق میں ابن جملہ کی جگہ خطابت خلیل کے نائب تھے، لوگوں کو ان کی دیانتداری اور فضیلت سے بے حد خوشی ہوئی۔

ذیقعدہ میں تنکز نے دوادار ناصر الدین محمد کو گرفتار کیا، وہ اس کے پاس بڑا صاحب مرتبہ تھا، اس نے اپنے سامنے اس کو بڑی سخت سزا دی، اور اس سے بہت سامال لے لیا، اس کے بعد قلعہ میں قید کر دیا، پھر وہاں سے قدس کی طرف جلاوطن کر دیا، اسی طرح اس کی جماعت کے لوگوں کو بھی سزا دی جن میں صدر الدین بن متسد'' حاجب العرب'' بھی تھا دو دفعہ اس کی زبان کاٹی گئی، وہ مر گیا، حکومت کی حالت پراگندہ ہو گئی، دوسری حکومت آ گئی جس کا پیشرو اس کے پاس ''حمزہ'' تھا جو اس کا سمیر (رات کا قصہ گو) اور اس آخر مدت میں اس کا دسواں آدمی تھا، یوں یہ نعمت دوادار ناصر الدین'' اور اس کے قریبی آمنواؤں سے ختم ہو گئی۔

۲۹ ذیقعدہ بروز منگل کعبہ (زادھا اللہ شرفاً وعزّا) پر لوہے کا وہ دروازہ جس پر سرخ رنگ کی شاخیں جڑی ہوئی تھیں گویا وہ آبنوس ہے، لگایا گیا جو سلطان نے بھیجا تھا، اس پر چاندی کے تختے تھے جن کا وزن ۳۵ ہزار ساڑھے تین سو تھا، پرانا دروازہ نکال دیا گیا، وہ ساکھو کی لکڑی کا بنا ہوا تھا، اس پر بھی تختے تھے جو بنی شیبہ (عبد المطلب) (حضور علیہ السلام کے دادا جو عبد المطلب سے مشہور تھے، ان کا نام شیبہ تھا۔ دیکھیں ''سیرت نبوی ﷺ کا نبی تختہ) نے لے لیا، اس کا وزن ۶۰ رطل تھا، انہوں نے اسے بڑے درہم و دراہم کے بدلے فروخت کیا، کیونکہ وہ متبرک دروازہ تھا۔ یہ ممکن ہے اس واسطے کے پیسے میں چاہتے تھے کہ وہ سونے کے بدلے فروخت کر دیتے تاکہ سود کی صورت نہ بنتی۔ پرانے دروازے کی لکڑیاں کعبۃ اللہ کے اندر ہی چھوڑ دی گئیں، اس پر سلطان کا نام دونوں لکڑیوں میں لکھا تھا ایک یہ تھا، اللّٰھم یاولیّ یا علی اغفر لیوسف بن عمر بن علی، اے اللہ! اے ولی! اے بلند ذات آپ یوسف بن عمر بن علی کی بخشش فرمایئے۔

اس سال فوت ہونے والے مشہور حضرات

شیخ عالم تقی الدین محمود حسن بن محمود بن مقبل دقوقی ابو الثناء بغدادی جو پچاس برس تک بغداد کے محدث رہے اور مستنصریہ میں ان کو شیخ الحدیث بنا دیا گیا، قوی حافظے والے، حاصل کرنے والے اور نیکوکار تھے، وہ لوگوں کو وعظ کرتے اور خوشی و غمی کے موقع پر ان سے گفتگو کیا کرتے تھے، وہ اپنے وقت میں یکتا تھے، محرم میں سال عمر پائی، ان کے جنازہ میں بہت سے لوگ حاضر ہوئے اور ''امام احمد'' کے قبرستان میں دفن ہوئے، اپنے پیچھے ایک درہم بھی نہیں چھوڑا، ان کے دو قصیدے ہیں جن میں شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کا مرثیہ بیان کیا ہے جن (شیخ حافظ برزالی) کی طرف لکھا گیا تھا۔

شیخ الامام العالم عزالقضاۃ فخر الدین ابو محمد عبدالواحد بن منصور بن محمد بن منیر مالکی، اسکندری جو مشہور فضلاء میں سے ایک ہیں، چھ جلدوں میں ان کی ایک تفسیر ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں بڑے اچھے قصیدے ہیں اور "کـان کـان" کے لفظ پر مشتمل ایک قصیدہ ہے، بہت سے محدثین سے احادیث سنیں اور روایت کیں۔ ۷۳۰ھ جمادی الاولیٰ میں وفات پائی اور اسکندریہ میں دفن ہوئے۔

ابن جماعۃ قاضی القضاۃ العلم شیخ الاسلام بدرالدین ابوعبداللہ محمد بن الشیخ الامام الزاہد ابواسحاق ابراہیم بن سعداللہ جماعۃ بن حازم بن صخر کنانی حموی الاصل، ۶۳۹ھ ۴ ربیع الثانی ہفتہ کی رات "حماۃ" نامی شہر میں پیدا ہوئے، اپنے مشائخ سے احادیث سنیں اور علم حدیث میں مشغول ہوگئے، مختلف علوم حاصل کئے، آگے بڑھے اور اپنے ہم عمروں کے سردار بن گئے اور "قیمریہ" کی تدریس میں مشغول ہوگئے، پھر انہیں بلند مرتبہ کی وجہ سے قاضی اور خطیب کے عہدے سونپ دیئے گئے پھر ایام اشرفیہ میں وہاں سے منتقل ہوکر مصر میں "قضاء" کے عہدے پر فائز ہوئے، اسی دوران مصر میں سردار قسم کے لوگوں کو درس دینا شروع کیا۔ اس کے بعد شام کے قاضی بنادیئے گئے، قاضی ہونے کے ساتھ ساتھ خطابت، شیخ الشیوخ، "عادلیہ" کی تدریس اور ان کے علاوہ کلیدی عہدوں کے فرائض عرصہ دراز تک سرانجام دیتے رہے۔

یہ تمام کام ریاست، دیانت، حفاظت اور کسی کو تکلیف دیئے بغیر سرانجام دیئے اور ان کی بلند پایہ نفع بخش تصنیفات ہیں۔

انہوں نے اپنے ان خطبات کو جمع کیا جو اچھی آواز اور اچھی قرأت میں محراب وغیر محراب پڑھا کرتے تھے۔ پھر شیخ تقی الدین دقیق العید کی وفات کے بعد ملک مصر کے "قضاء" کے عہدہ کی طرف منتقل کئے گئے، وہاں "مصر" میں حاکم رہے یہاں تک کہ موت کے قریب اور عمر رسیدہ ہوگئے، ان کی حالت کمزور ہوگئی، قضاء کے عہدہ سے دستبرداری کے لئے استعفیٰ پیش کیا جو قبول کرلیا گیا، ان کی جگہ "قزوینی" نے وہ عہدہ سنبھال لیا لیکن ابھی تک کچھ ذمہ داریاں ان کے پاس باقی تھیں، ان کے لئے مالی وظائف مقرر کئے گئے یہاں تک کہ پیر کی رات عشاء کے بعد ۲۱ جمادی الاولیٰ کو وفات پائی۔

انہوں نے ۹۴ سال سے ایک ماہ اور کچھ دن زیادہ کی عمر پائی، مصر کی عظیم دینی درس گاہ "جامع الناصری" میں نماز ظہر سے پہلے ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور "قرافۃ" میں دفن کئے گئے، ان کی نماز جنازہ میں لوگوں کا بہت بڑا ہجوم تھا۔

الشیخ الامام الفاضل مفتی المسلمین ... شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محی الدین یحییٰ بن تاج الدین بن سماعیل بن طاہر بن نصراللہ بن جہبل حلبی الاصل، دمشقی اور شافعی المسلک ہیں، اعلیٰ درجے کے فقہاء میں سے ہیں، ۶۷۰ھ میں پیدائش ہوئی علم حدیث کا مشغلہ اختیار کیا اور اپنے مشائخ کی صحبت میں رہے خصوصاً اپنے شیخ صدر بن وکیل سے خوب استفادہ کیا اپنی علمی قابلیت کی وجہ سے "قدس" میں درس حدیث دینا شروع کیا، پھر اسکو چھوڑ کر "دمشق" تشریف لائے اور ایک عرصہ تک دارالحدیث "الظاہریۃ" کے شیخ الحدیث رہے پھر "الظاہریۃ" کو چھوڑ کر "بادرائیہ" میں شیخ الحدیث کے عہدہ پر فائز ہوئے اور درس حدیث دیتے رہے یہاں تک کہ دارفانی سے رحلت فرماگئے۔ درس حدیث پر اجرت نہیں لیتے تھے، ۹ جمادی الاخریٰ جمعرات کے دن نماز عصر کے بعد وفات ہوئی، نماز عصر کے بعد ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ ان کا جنازہ پرہجوم تھا "صوفیہ" میں ان کو دفن کیا گیا۔

تاج الدین عبدالرحمٰن بن ایوب ۶۶۰ھ میں مُردوں کو غسل دینے والے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں ساٹھ ہزار مردوں کو غسل دیا تھا۔ رجب میں وفات ہوئی، "۸۰ سال" سے زیادہ عمر پائی تھی۔

الشیخ فخر الدین ابو محمد آپ کا نام گرامی عبداللہ بن محمد بن عبدالعظیم بن سقطی ہے، شافعی المسلک ہیں، وزیر خزانہ کے عہدہ پر جا پہنچے اور باب نصر کے پاس نائب قاضی تھے، "قرافہ" نامی جگہ میں دفن ہوئے۔

الامام الفاضل مجموع الفضائل آپ کا لقب شہاب الدین، کنیت ابوالعباس، نام احمد بن عبدالوہاب بکری ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے بکری کہا جاتا ہے، بہر یک تین مضبوط کاتب تھے۔ ایک دن میں تین کا پیال کیا کرتے تھے اور انہوں

نے آٹھ مرتبہ بخاری لکھی اور موازنہ کر کے جلد کرتے تھے اور بخاری کے ایک نسخے کو ہزار یا کم و بیش قیمت پر فروخت کرتے تھے اور فن تاریخ میں ایک کتاب تمیں جلدوں کے اندر تالیف فرمائی اس کتاب کو لکھ کر ہزار سے زائد قیمت پر فروخت کیا کرتے تھے۔ فنِ ادب میں ان کی ایک کتاب تمیں جلدوں میں ہے جس کا نام "منتهى الأرب في علم الأدب" ہے ان صفات کے ساتھ ساتھ اپنے زمانے کے مشہور انسان تھے۔ بیس رمضان المبارک جمعہ کے دن ان کی وفات ہوئی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

الشیخ الصالح الزاہد الناسک کثیر الحج ان کا لقب ہے، نام علی بن حسن بن احمد واسطی ہے، بھلائی، صلح پسندی، عبادت، تدوت اور حج کی کثرت کے ساتھ مشہور زمانہ تھے، کہا جاتا ہے کہ انہوں نے چالیس سے زیادہ حج کئے تھے بڑے بارعب اور صاحب فضیلت انسان تھے۔
۲۸ ذوالقعدہ منگل کے دن حالت احرام میں وفات پائی ۸۰ سال اسی سال کے قریب عمر پائی۔

الامیر عزالدین ابراہیم بن عبدالرحمٰن ابن محمد ابن احمد بن قواس، بعض معرکوں میں لڑائی کے اندر حصہ لیا کرتے تھے "عقيبة الصغيرة" میں ان کا ایک خوب صورت گھر تھا، جب ان کی وفات کا وقت آیا تو وصیت کی کہ اس گھر کی جگہ پر مدرسہ بنادیا جائے، اس مدرسہ پر محکمہ اوقاف کو سرپرست بنادیا، شیخ عمادالدین الکردی الشافعی اس کی تدریس میں مشغول رہے۔ ۲۰ ذوالحجہ کو بدھ کے دن وفات پائی۔

آغاز ۷۳۴ھ

اس سال کا آغاز اتوار کے دن ہوا، شہروں کے حکام وہی پچھلے سال والے تھے ۲ ربیع الاول کو "خاتونیہ برانیہ" میں جمعہ قائم کیا گیا، جہاں "شمس الدین تجار" نے خطبہ دیا، وہ جامع اموی میں مؤقت موذن تھے، انہوں نے "جامع قابون" میں اپنا خطاب چھوڑ دیا، اس مہینے کی نوچندی میں "امیر شمس الدین محمد تدمری" نے قدس میں بطور حاکم ہونے کا سفر کیا، وہ دمشق میں حاکم کی نیابت سے معزول ہوئے تھے، ۳ ربیع الاول مصر سے زین الدین عبدالرحیم بن قاضی القضاۃ بدرالدین بن جماعہ قدس کی خطابت کے لئے آئے، دمشق میں انہیں خلعت پہنائی گئی، پھر انہوں نے قدس کی طرف سفر کیا، ربیع الاول کے آخر میں "امیر ناصرالدین بن بلکتش حسامی نے شرف الدین محمود بن خطیری کی جگہ اوقاف کی نگرانی کا عہدہ سنبھالا، انہوں نے اپنے اہل وعیال کے ساتھ مصر کا سفر کیا اور اپنے بھائی بدرالدین مسعود کی جگہ "امیر مصر" بنے، ادھر" قاضی علاء الدین بن قدیکی "اور تمام دفتر کے حضرات جو باب ملک لامر و تنکز میں تھے معزول کر دیئے گئے، اور سب سے دو ہزار درہم کا مطالبہ کیا گیا، اور غزہ سے اس کا نگراں جمال الدین یوسف "صہر اسنی المستوفی" کا خسر تھا، بلایا گیا تو اس نے دیوان النائب اور مارستان نوری کی نگرانی حسب عادت سنبھال لی۔ ربیع الاول کے مہینے میں تنکز نے باب توما کی اصلاح و مرمت کا حکم دیا، جس کا آغاز ہوا، اور اس کا دروازہ ۱۰ گز بلند کر دیا گیا، اور جلد ہی اس کے پتھروں اور لوہے سے لگی چیز اس پر لگایا گیا، اس وقت دمشق میں ایسا سیلاب آیا جس سے بعض دیواریں خراب ہوئیں اور بعض کمزور پڑ گئیں، ربیع الثانی کے آخر میں مصر سے "جمال الدین آقوش نائب الکرک" "قرطا" کی جگہ جو فوت ہو گیا تھا، طرابلس کا نائب بن کر آیا۔ جمادی الاولیٰ میں قاضی شہاب الدین بن المجد عبداللہ دارالسعادہ طلب کئے گئے، وہ ابن "القلانسي" کی جگہ بیت المال کے وکیل مقرر ہوئے اور مصر سے اس کے متعلق حکم نامہ پہنچا، لوگوں نے انہیں مبارکباد دی، اسی مہینے "امیر نجم الدین ابن زیبق" نابلس کی ولایت سے طلب کیا گیا اور دمشق میں کچہریوں کا نگران مقرر ہوا، ابن الخشاب کے بعد اس کا منصب بے خاوند رہا، رمضان میں شیخ بدرالدین ابوالیسر بن الصائغ نے زین الدین ابن جماعہ کی جگہ، جنہوں نے اس خطابت سے اعراض کیا اور واپس اپنے شہر جانے کو اختیار کیا۔ قدس میں خطبہ دیا۔

القاضی ابن جمعہ کا فیصلہ جب رمضان کا آخری عشرہ آیا تو "قاضی ابن جملہ" اور شیخ ظہیر، شیخ ملک الامراء کے درمیان یہی ابن جمعہ و عہدہ قضاء پر مقرر کرنے کے سفیر بنے تھے۔ ان دونوں میں چندان امور میں جو اس کے اور دوادار ناصرالدین جس کا ذکر پہلے گزر چکا، منافست اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش اور اپنے آپ کو حق دار ظاہر کرنے میں جھگڑا ہو گیا تو دونوں نے ایک دوسرے کے خلاف قسم کھائی، اور دارالسعادہ

سے جدا ہو کر مسجد میں آ گئے۔ تو جب قاضی اپنے گھر عادلیہ چلا گیا تو شیخ ظہیر نے اس کی طرف پیام بھیجا کہ آؤ جس بات میں مصلحت ہے اس پر فیصلہ کر دیا جائے۔ یہ نائب کے حکم سے تھا اور گویا خفیہ طور پر ایک دھوکا تھا اور بظاہر قاضی کی اس کے خلاف مدد کرنا مقصود تھی تو قاضی نے پہلی رائے میں ہی جلدی سے اس کا رخ کیا، تو اس نے اپنے سامنے اسے سزا دی۔ پھر جب وہ اس کے پاس سے باہر نکلا تو ابن جملہ کے مددگاروں نے اسے اپنی گرفت میں لے لیا اور ۲۷ رمضان بروز بدھ اسے گدھے پر بٹھا کر شہر کا چکر لگایا، اور اسے بہت سخت مارا، اس پر آوازیں کسیں کہ یہ جھوٹا ہے اور شریعت پر جرأت کرتا ہے اور، لوگوں کو اس سے بڑا صدمہ ہوا کیونکہ ادھر رمضان تھا اور وہ بھی آخری عشرہ، ۲۷ رمضان جبکہ وہ عمر رسیدہ اور روزے کی حالت میں تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اسے اس دن میں ۱۷۱ کوڑے مارے گئے واللہ اعلم۔

اور شام نہیں ہوئی تھی کہ مذکور قاضی سے فتویٰ مانگا، اور اس کی وجہ سے مشائخ کے پاس گئے، ۲۷ رمضان نائب سلطنت نے دار السعادہ میں اپنے سامنے قضاۃ اور تمام مسالک کے نامور مفتیوں کی ایک مجلس منعقد کی۔ ''ابن جملہ قاضی شافعیہ مجلس حاضر کئے گئے، مجلس لوگوں سے پر تھی، انہوں نے ابن جملہ کو بیٹھنے کی اجازت نہ دی، بلکہ وہ کھڑے رہے پھر تھوڑی دیر بعد حلقہ کے ایک طرف بیٹھ گئے، جو محفہ کے قریب تھا، جس میں ''شیخ ظہیر'' بیٹھے تھے، انہوں نے بقیہ قضاۃ کے سامنے ان پر دعویٰ کیا کہ یہ فیصلا اپنے بارے میں انہوں نے خود کیا تھا، اور سزا میں زیادتی کی ہے حاضرین اس کے متعلق آراء دیں، بات پھیل گئی، لوگوں نے نائب کی جانب سے ''ابن جملہ'' کے متعلق ان کا مقام گرانے کی کوشش سمجھ لی، کہ وہ ان سے اعراض کر رہا ہے جبکہ وہ ان کی طرف مائل تھا مجلس برخاست ہونے سے پہلے قاضی شرف الدین مالکی'' نے ان کے فسق، انہیں معزول کرنے اور قید کرنے کا فیصلہ صادر کیا، اس پر مجلس کا اختتام ہوا، اور عذراویہ میں ''ابن جملہ'' پر پابندی لگا دی گئی، پھر پورے پورے بدلے کے ساتھ قلعہ میں منتقل کر دیئے گئے، والحمد للہ وحدہ۔

انہوں نے عہدۂ قضاء میں ڈیڑھ سال سے کچھ دن کم کا عرصہ گزارا، وہ بہت اچھے فیصلے کرتے، اسی طرح وہ اوقاف جو ان کے متعلق تھے، ان میں عفت، فقہاء وفقراء کو اوقاف کا مال دینے میں تمیز کی صفت، یکسوئی، جوانمردی اور آگے بڑھنا وغیرہ صفات پائی جاتی تھیں، لیکن اس واقعہ میں ان سے غلطی ہوئی، جس کا نتیجہ یہ نکلا۔

۱۰ شوال بروز پیر قافلہ نکلا جس کا امیر ''الجی بغا'' اور قاضی مجد الدین بن حیان مصری تھا، ۲۴ شوال بروز پیر اقبالیہ حنفیہ میں نجم الدین بن قاضی القضاۃ عماد الدین طرسوسی حنفی'' نے، شمس الدین محمد بن عثمان بن محمد اصبہانی ابن الجمی حبطی، جو ''ابن الحنبلی'' سے معروف تھے، کی جگہ درس دیا، وہ بڑے فضل، دیندار، متقی آدمی تھے، پانی میں بہت وسوسے میں مبتلا رہتے، رہا ان کی جگہ پر مدرس تو وہ ''نجم الدین بن حنفی'' تھے جن کی عمر اس وقت ۵ سال تھی وہ شرافت وفہم میں، اچھی طرح مشغولی علم اور خوبصورت شکل اور وقار میں ایسے تھے کہ حاضرین محفل تمام کے تمام ان کے والد پر رشک کھاتے، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اپنے والد کی حیات میں ہی قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز ہوئے، تو وہ ان کی خاطر اس عہدے سے دست بردار ہوئے، ان کی زندگی قابل تعریف اور ان کے فیصلے قابل قدر ہیں۔

اسی مہینے الصاحب شمس الدین ''غبریال'' جس کی اسی سال وفات ہوئی کے متعلق ایک محضر نامہ تیار کیا گیا کہ وہ بیت المال کی املاک خرید کر وقف کر دیتا ہے اور انہیں ذاتی جائیداد کے طور پر استعمال کرتا ہے، اس کی گواہی ''کمال الدین شیرازی'' اس کے بھتیجے ''عماد الدین'' علاء الدین قلانسی اس کے بھتیجے عماد الدین قلانسی، عز الدین بن منجا تقی الدین بن مراجل'' اور کمال الدین بن غویرہ'' نے دی اور اسے ''قاضی برھان الدین زرعی'' کے سامنے پیش کیا، بقیہ قاضیوں نے بھی اسے نافذ کر دیا ''محتسب عز الدین بن قلانسی'' گواہی دینے سے باز رہا، تو اسے تقریباً ایک ماہ عذراویہ میں نظر بند رکھا گیا، پھر رہا ہوا تو عہدۂ احتساب سے معزول کر دیا گیا، البتہ خزانے کی نگرانی پر بدستور فائز رہا۔

۲۸ ذیقعدہ بروز اتوار قضاء کی خلعت شیخ شہاب الدین بن المجد جو اس وقت وکیل بیت المال تھے، کی طرف روانہ کی گئی، انہوں اسے پہنا اور دار السعادہ روانہ ہوئے، ان کے عہدے کی منظوری کا حکم نامہ نائب سلطنت اور قاضیوں کے سامنے پڑھ کر سنایا گیا، پھر وہ اپنے مدرسہ اقبالیہ واپس آئے تو وہیں یہ حکم نامہ پڑھا گیا، انہوں نے وہاں دو آدمیوں میں فیصلہ کیا، اور مانگنے والوں کی درخواستوں پر دستخط کیے، جمعہ کے دن ''امیر حسام الدین مھنا بن عیسیٰ'' حاضر ہوا، اس کے ساتھ حاکم حماۃ ''افضل'' تھا، ''تنکز'' نے دونوں کا اکرام کیا اور دونوں نے نائب کے پاس نماز جمعہ ادا کی، پھر دونوں نے مصر کا رخ کیا، تو وہاں کے نامور امراء نے ان کا استقبال کیا، سلطان نے ''مھنا بن عیسیٰ'' کا اکرام کیا، اور اس کو بہت سامال پیش کیا، جس میں سونے چاندی

اور نقدی وغیرہ قسم کی چیزیں تھیں، بہت سے گاؤں اسے جاگیر میں دیئے اور اسے اپنے گھر واپس جانے کی اجازت دی، لوگ اس سے بہت خوش ہوئے، لوگ کہتے ہیں کہ سلطان نے جو انعام ''مھنا'' پر کیا اس کی مجموعی قیمت ایک لاکھ دینار بنتی ہے اور جو خلعت اسے اور اس کے ساتھ والوں کو پہنائی ان کی تعداد ۱۷۰ خلعتیں تھیں۔

۱۶ ذی الحجہ بروز اتوار رواحیہ میں قاضی القضاۃ ابن المجد کی جگہ ''الفخر مصری'' نے درس دیا، ان کے پاس چار قاضی اور نامور فضلاء حاضر ہوئے، عرفہ کے دن ''ابن المجد'' کی ''نجم الدین بن ابی طیب'' کو بیت المال کی وکالت کی خلعت پہنائی گئی اور عزالدین بن شیرازی ''کو عزالدین بن قلاسی'' کی جگہ حسبی کی خلعت پہنائی گئی، اور دارالسعادۃ سے تین سبز چادریں نکالی گئیں۔

اس سال فوت ہونے والے حضرات

الشیخ الاجل التاجر بدرالدین ۔ بدرالدین، لؤلؤ بن عبداللہ عتیق النقیب شجاع الدین ادریس، بہت خوب صورت آدمی تھے، ''جوخ'' میں تجارت کیا کرتے تھے۔ پانچ محرم کو جمعرات کے دن عصر کو اچانک فوت ہوئے، بہت ساری اولاد اور مال و دولت چھوڑ گئے ''باب الصغیر'' میں دفن ہوئے نیکی، صدقہ اور بھلائی کے کاموں میں معروف تھے ساتویں دن مسجد ہشام میں ان کے لئے ایصال ثواب کیا گیا۔

الصدر امین الدین۔۔ محمد بن فخر الدین احمد ابن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن محمد بن یوسف بن ابی العیش انصاری دمشقی، ربوۃ کی مشہور مسجد کے بانی ہیں جو ''بردی'' کے کنارے پر واقع ہے اور اس مسجد کے کنارے میں واقع پتھروں سے بنے ہوئے ''وضوخانے'' کے بانی ہیں اور وہاں کے بازار کے بھی بانی ہیں، ''جامع النیرب'' میں عرصہ دراز تک رہے ہیں، ۶۵۸ھ میں پیدا ہوئے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث سنی ہیں اور ان کو بیان بھی کیا ہے، بڑی مال و دولت والے بڑے تاجروں میں سے تھے، چھ محرم الحرام کو جمعۃ المبارک کی صبح وفات پائی اور اپنی جائے پیدائش ''قاسیون'' میں دفن ہوئے۔

الخطیب الامام العالم۔۔۔ عمادالدین ابوحفص عمر الخطیب ظہیر الدین عبدالرحیم بن یحییٰ بن ابراہیم بن علی بن جعفر بن عبداللہ بن حسن قرشی، زہری، نابلسی ''قدس'' کے خطیب ہیں اور ایک عرصہ دراز تک ''نابلس'' کے قاضی رہے پھر انہیں قدس کی خطابت کے ساتھ ساتھ ''قدس'' کا قاضی بنا دیا گیا، بڑے مشغول اور صاحب فضیلت انسان تھے، کئی جلدوں میں صحیح مسلم کی شرح لکھی ہے، بات کو بہت جلدی یاد کر لیتے تھے اور بہت جلدی لکھنے والے تھے۔

دس محرم الحرام کو منگل کے دن فوت ہوئے اور ''ماملا'' میں دفن کئے گئے۔

الصدر شمس الدین۔۔۔۔ محمد بن اسماعیل بن حماد جو ''قیساریۃ الشرب'' میں تجارت کرتے تھے انہوں نے ''المنسوب'' نامی ایک کتاب لکھی جس سے لوگوں کو بہت نفع پہنچا، اپنی امانت و دیانت کی وجہ سے تاجروں کے سرپرست بنائے گئے کتابوں کی معرفت اور اچھا مطالعہ تھا، نوصفر کو ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور قاسیون میں دفن ہوئے۔

جمال الدین قاضی القضاۃ الزرعی۔ ان کی کنیت ابوالربیع، نام گرامی سلیمان بن خطیب مجدالدین عمر بن سالم بن عمر بن عثمان نسبت ازرعی اور مسلکاً شافعی ہیں، ۶۴۵ھ کو ''اذرعات'' نامی جگہ میں پیدا ہوئے، دمشق کے مدارس میں علم میں مشغول رہے اور ''زرع'' میں ایک مدت تک نائب حاکم رہے، اسی نسبت سے ان کو زرعی کہا جاتا ہے۔ حالانکہ ان کا تعلق ''اذرعات'' سے ہے۔

ان کا اصل وطن ''بلاد المغرب'' ہے، پھر دمشق میں نائب قاضی بنے، پھر دمشق سے مصر منتقل ہوئے، وہاں نائب حاکم مقرر ہوئے، پھر ایک سال کے عرصہ کے لئے مصر کے حاکم رہے۔ اس کے بعد ملک شام میں شیخ الحدیث کے عہدہ کے ساتھ ساتھ قاضی بنا دیئے گئے۔ ایک سال کے بعد

قاضی کے عہدہ سے معزول ہوئے اور ''اتابکیہ'' میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

پھر شام سے مصر چلے گئے وہاں تدریس اور لشکر کی سرپرستی کے فرائض سرانجام دیتے رہتے بالآخر چھ صفر کو اتوار کے دن وفات پاگئے، ستر سال کے قریب ان کی عمر تھی، وہ احادیث جو انہوں نے بائیس شیوخ سے روایت کر کے دمشق میں سنائی تھیں ان کو ''امام برزالی'' نے کتابی شکل میں تخریج کیا۔

الشیخ العلم الامام العالم الزاہد ۔ زین الدین ابو محمد عبدالرحمن بن محمود بن عبیدان بعلبکی، حنبلی، حنابلہ کے فضلاء میں سے ایک ہیں اور ان جلیل القدر مصنفین میں سے ایک ہیں جنہوں نے حدیث، فقہ، تصوف، اور اعمال قلوب وغیرہ میں کتابیں تصنیف کی ہیں، صاحب فضیلت اور بہت زیادہ اعمال صالحہ کے حامل انسان تھے۔

ایام خامہ میں ان کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ ان کی عقل میں خلل واقع ہوا یا ان کی فکر زائل ہوگئی یا انہوں نے ریاضت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کوئی عمل کیا تو بھوک کی شدت کی وجہ سے اس کا باطن جل گیا جس کے نتیجہ میں وہ ایسے خیالات دیکھتا تھا جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی تھی، لیکن وہ یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ یہ کام نفس الامر میں ہونے والا ہے حالانکہ وہ فاسد سوچ کا ایک خیال ہوتا تھا، ''بعلبک'' میں ۱۵ صفر کو ان کی وفات ہوئی، باب سطح میں دفن ہوئے، ان کی عمر ساٹھ سال سے کم تھی۔ ان کی اور ''قاضی زرعی'' کی نماز جنازہ دمشق میں غائبانہ طور پر پڑھی گئی۔

الامیر شہاب الدین طرابلس کے نائب حاکم تھے، وقاف، صدقات، بھلائی، و نمازوں کا خاص اہتمام کرتے تھے، ۱۸ صفر کو جمعہ کے دن طرابلس میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

الشیخ عبداللہ بن یوسف بن ابی بکر الاسعردی الموقت صناعت میقات، علم اصطرلاب اور ان جیسے علوم میں کمال اور مہارت رکھتے تھے، مکران نے ناشائستہ اور بڑے اخلاق کی وجہ سے ان سے انتفاع نہیں کیا گیا، ان کی بینائی نہایت کمزور تھی جس کی وجہ سے دس ربیع الاول کو ہفتہ کی شام بلند جگہ سے گر پڑے اور باب الصغیر میں دفن کیے گئے۔

الامیر سیف الدین بلبان طرفا بن عبداللہ الناصری دمشق میں پہلے آنے والے لوگوں میں سے تھے، ان کے واقعات کی بہت لمبی تفصیل ہے جس کے ذکر کرنے سے کلام طویل ہو جائے گا، بدھ کی رات ''مدینۃ فیروز'' کے پاس اپنے گھر میں اکیس ربیع الاول کو وفات پائی اور گھر کے پاس ہی جو قبر بنوائی تھی اس میں دفن ہوئے۔ وہاں دو قاری وقف کئے اور ایک مسجد بنوائی جس میں امام اور مؤذن مقرر کیے۔

شمس الدین محمد بن یحییٰ بن محمد بن قاضی حران ۔ دمشق میں اوقاف کے ناظر، اس رات سے پیوستہ رات انتقال ہوا، قاسیون میں دفن ہوئے اور ان کی جگہ عماد الدین شیرازی مقرر ہوئے۔

شیخ الامام ذوالفنون ۔ تاج الدین ابو حفص عمر بن علی بن سالم بن عبداللہ لخمی الاسکندرانی، جو ابن فاکہانی کے نام سے مشہور ہیں، ۶۵۴ھ کو پیدا ہوئے، حدیث کا سماع کیا، فقہ مالکی سیکھنے میں مشغول ہوگئے، اس میں کمال حاصل کیا، نحو وغیرہ کی معرفت میں دوسروں سے آگے بڑھ گئے، ان کی مختلف فنون میں تصنیفات ہیں، اخنائی کے دور میں ۷۳۱ھ دمشق آئے ''اخنائی'' نے انہیں دارالسعادۃ میں ٹھہرایا، ہفتے اس کے ساتھ ان سے سماع کیا۔ اسی سال دمشق سے حج کیا راستے میں حدیث سناتے گئے اور اپنے شہر واپس آئے، جمادی الاولیٰ شب جمعہ کو وفات پائی دمشق میں ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئی جب انہیں موت کی خبر پہنچی۔

الشیخ الصالح الناسک ایمن امین الدین ایمن ابن محمد ذکر کیا جاتا ہے کہ اس کا نام محمد بن محمد ہے جو سات سو تک محمد ہی رہا۔ مدینہ کے پڑوس میں کئی سال رہے یہاں تک کہ آٹھ ربیع الاول کو فوت ہوئے، بقیع میں دفن ہوئے اور دمشق میں غائبانہ جنازہ ہوا۔

شیخ نجم الدین قبانی حموی عبدالرحمن بن حسن بن یحییٰ لخمی قبانی جو کہ اشمون رمان کے گاؤں میں سے ایک گاؤں کا نام ہے حماۃ کے ایک زاویے میں مقیم ہو گئے جہاں ان کی زیارت اور دعا کی التماس کی جاتی، وہ بڑے عابد متقی پرہیزگار نیکی کا حکم کرنے والے اور برائی سے منع کرنے والے اچھے طریقے والے انسان تھے یہاں تک کہ چودہ رجب پیر کی سہ پہر فوت ہوئے، عمر ۶۶ سال پائی ان کا جنازہ بڑا پررونق تھا، حماۃ کی شمالی جانب دفن کئے گئے۔ صاحب فضیلت مخلص تھے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں مشغول ہوئے ان کا کلام جو ان سے منقول ہے بڑا عمدہ ہے۔

شیخ فتح الدین بن سید الناس ...حافظ علامہ متورع فتح الدین بن ابی الفتح محمد بن امام ابی عمرو محمد بن امام حافظ الخطیب ابی بکر محمد بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن یحییٰ بن سید الناس الربعی الیعمری اندلسی اشبیلی ثم مصری۔ ۶۷۱ھ ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں پیدا ہوئے، حدیث کا کئی شیوخ سے سماع کیا اور مشائخ کی ایک جماعت نے انکو اجازت روایت دی۔ نوے سال کی عمر میں دمشق داخل ہوئے، وہاں کندی وغیرہ سے سماع کیا، علم میں مشغول ہوئے، مہارت حاصل کی اور حدیث کے کئی علوم میں اپنے ہم عصروں پر فوقیت لے گئے، اسی طرح فقہ، نحو، عربی، سیر اور کئی فنون میں مہارت حاصل کی۔ دو جلدوں میں بڑی اچھی سیرت جمع کی۔ جامع ترمذی کے پہلے حصے کی بڑی اچھی شرح کی، میں نے ان کے خوبصورت خط سے لکھی ہوئی ایک جلد دیکھی انہوں نے بہت چیزیں تحریر کر کے لوگوں کو فائدہ پہنچایا اور عمدہ لکھا لیکن وہ کچھ تنقید سے نہ بچ سکے، ان کے بڑے شاندار شعر اور موافق نثر اور مکمل بلاغت والے ہیں۔

ان کا سلفی عقیدہ تھا جو آیت اخبار آثار اور آثار نبوی ﷺ کی پیروی پر مبنی تھا۔ بعض چیزوں میں ان کی جانب سے بے ادبی ذکر کی جاتی ہے۔ اللہ ان سے درگزر فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بہت خوب نعتیں کہی ہیں۔ مصر ظاہریہ میں شیخ الحدیث تھے، جامع خندق میں خطبہ دیا پورے مصر میں اسانید، متون، علل، فقہ، مزیدار باتیں، اشعار اور حکایات کو یاد کرنے میں ان جیسا کوئی نہ تھا۔ اچانک گیارہ شعبان بروز ہفتہ فوت ہوئے، دوسرے دن جنازہ پڑھا گیا، بڑا پرہجوم جنازہ تھا۔ ابن ابی حمزہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

القاضی مجد الدین بن حرمی ...ابن قاسم بن یوسف العمری فاقوسی شافعی وکیل بیت المال جامع شافعی وغیرہ کے مدرس، بڑے باہمت پرعزم شخصیت کے مالک تھے، ان کی عمر دراز ہوئی اس کے باوجود چیزیں یاد کرتے، مشغول رہتے اور لوگ ان سے سیکھتے، زبانی درس دیتے یہاں تک کہ دو ذی الحجہ کو وفات ہوئی، جامع شافعی کی تدریس ان کے بعد شمس الدین بن قماح کو ملی اور بہاؤالدین بن عقیل اور وکالت نجم الدین اسعر دی محتسب کو ملی، وہ بیت المظاہر کے وکیل تھے۔

آغاز ۷۳۵ھ

اس سال کا آغاز ہوا، شہروں کے حکام وہی تھے جن کا پچھلے سال ذکر ہوا۔ جامع کے ناظر عزالدین بن منجا اور محتسب عماد الدین شیرازی وغیرہ تھے۔ محرم کی ابتداء میں بروز جمعرات شیخ خطیب یبرود نے جامع ام صالح میں قاضی القضاۃ شہاب الدین بن مجد کی جگہ درس لیا۔ ان کے پاس قاضی اور نامور حضرات تشریف لائے، چھ محرم مہنا بن عیسیٰ سلطان کے پاس سے واپس آئے تو نائب اور فوج نے اس کا استقبال کیا وہ عزت اور عافیت کے ساتھ اپنے گھر ہوئے، اسی مہینے سلطان نے جامع قلعہ کی تعمیر و توسیع کا حکم دیا اور مصر کی پرانی مسجد کا بھی حکم دیا۔ قاضی جمال الدین محمد بن عماد الدین بن اثیر خفیہ منشی ابن شہاب محمود کی جگہ دمشق آئے، اس مہینے اور اس کے بعد والے مہینے میں گلا گھٹنے کی وجہ سے بہت سے لوگ مر گئے۔ ربیع الاول میں امیر نجم الدین بن زیبق کچہریوں کے نگران گرفتار کئے گئے، ان سے سال کا مطالبہ ہوا، ان کے گھوڑے بیچ دیئے گئے، ان کے بعد سیف الدین تمر جو تمر حاجب کے غلام اس عہدے پر فائز ہوئے، وہ زکوٰۃ کے نگران تھے، اس مہینے امیر شمس الدین حمزہ کے اس حمام کی تعمیر مکمل ہوئی جو تنکز کے پاس سے ناصر الدین دوادار کے بعد حاصل ہوا تھا، پھر اس کے ظلم کی وجہ سے اس حمام کی تعمیر میں کچھ خرابی واقع ہوئی تھی۔ نائب نے اس کا مقابلہ کیا اور لوگوں کو

انصاف دلایا اور اسے اپنے سامنے بندوق سے اس کے چہرے اور اس کے بدن پر مارا، پھر اسی قلعہ میں ڈالدیا، اسکے بعد بحیرہ طبریہ میں منتقل کر دیا جس میں وہ غرق ہو گیا اور امیر جمال الدین نائب کرک طرابلس کی نیابت سے معزول کر دیئے گئے جیسا کہ انہوں نے اس کا سوال کیا اور طیبغال ادھر منتقل ہوا، نائب کرک دمشق آ گیا اور اس کے لئے صرخد میں ٹھہرنے کا حکم تھا، پھر جب نائب سلطنت اور لشکر نے اس کا استقبال کیا تو وہ دار السعادہ میں ٹھہرا وہاں اس کی تلوار لے لی گئی، پھر قلعہ میں، وہاں سے صفت، وہاں سے سکندریہ منتقل کر دیا گیا اور یہ اس کا آخری وقت تھا۔

جمادی الاولی میں امیر بلکتمر حاجب حسامی کے گھر قاہرہ میں پابندی لگا دی گئی، وہ لوٹ لیا گیا اور وہاں سے بہت سی چیزیں لے لی گئیں، اس کی اولاد کا دادا ابھی نائب الکرک مذکور تھا۔ تو جمادی الثانیہ بروز ہفتہ عام الدین ابو بکر بن امیر عز الدین ایبک نجیبی نے ابن بلکتاش کی جگہ اوقاف کی نگرانی سنبھالی، ابن بلکتاش کو ہتھکڑی لگا دی گئی، متولی کو خلعت پہنائی گئی اور لوگوں نے اسے مبارک باد دی۔ اس مہینے کی نصف میں مصحف عثمانی پر نیا غلاف چڑھایا گیا وہ ریشم کا بنا ہوا تھا جس کی لمبائی آٹھ گز اور چوڑائی ساڑھے چار گز تھی، اس پر چار ہزار پانچ سو درہم خرچ آیا اور ڈیڑھ سال کی مدت میں تیار کیا گیا۔ نو شوال بروز جمعرات شامی فوج نکلی، اسکا امیر علاء الدین قاضی شہاب الدین ظاہری تھا اسی مہینے حلب کا لشکر واپس آیا، وہ لوگ ترکمانیوں کے علاوہ دس ہزار تھے جو اذنہ، طرسوس اور ایاس کے علاقوں میں اکھٹے ہوئے تھے، جہاں تخریب وقتل سے بہت سے لوگوں کو ہلاک کیا، ان میں سے کوئی نہیں بچا ایک آدمی بچا جو نہر جاہان میں ڈوب گیا، لیکن کافروں نے ان کا قتل عام شروع کر دیا جو مسلمان ان کے پاس تھے تقریباً ایک ہزار آدمیوں کے قریب تھے۔ یہ عید الفطر کا واقعہ ہے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی مہینے حماۃ میں سخت آگ لگی جس سے کئی بازار، املاک اور اوقاف جل گئے اور اتنے اموال ہلاک ہوئے جو شمار سے بھی باہر ہیں اس طرح انطاکیہ شہر کا اکثر حصہ جل گیا جس سے مسلمانوں کو سخت صدمہ ہوا، ذی الحجہ میں وہ مسجد جو باب النصر اور باب الجابیہ کے درمیان راستے میں پڑتی ہے نائب سلطنت کے حکم اور قاضیوں کے فیصلے سے ڈھا دی گئی اور اس کی غربی جانب ایک خوبصورت مسجد جو پہلے سے زیادہ شاندار تھی بنائی گئی۔

اس سال وفات پانے والے نامور حضرات

شیخ صالح معمر جامع دمشق میں موذنین کے رئیس... برھان الدین ابراھیم ابن محمد ابن احمد بن محمد الوانی چھ سو تینتالیس میں پیدا ہوئے اور انہوں نے حدیث سنی اور روایت کی اور بہترین آواز اور اچھی شکل والے تھے اور لوگوں کے محبوب تھے۔

انہوں نے چھ صفر المظفر بروز جمعرات وفات پائی اور ان کو باب الصغیر میں دفن کیا گیا ان کے بعد ملک کا بادشاہ ان کا بیٹا امین الدین محمد الوانی بنا جو محدث اور مفید تھا ان کی وفات کے چالیس سے کچھ زائد دن بعد یہ بھی وفات پا گیا۔ رحمھما اللہ

الکاتب المطبق المجود المحرر...... بہاء الدین محمود ابن خطیب بعلبک محی الدین محمد بن عبد الرحیم بن عبد الوھاب السلمی۔ چھ سو اٹھاسی میں پیدا ہوئے اور اس پیشے کو اختیار کیا اور اس میں کمال حاصل کیا، خط نسخ اور دوسرے خطوط میں اپنے تمام اہل زمانہ پر سبقت لے گئے اور وہ بہترین شکل وصورت اور پاکیزہ اخلاق والے، عمدہ آواز والے، بہترین محبت کرنے والے تھے۔ ربیع الاول کے ابتداء میں انہوں نے وفات پائی اور شیخ ابو عمر رحمہ اللہ کی قبر کے قریب دفن کیے گئے۔

علاء الدین السنجاری.... شمالی اموی دمشق میں باب الناطفنیین کے پاس دار القرآن کو وقف کرنے والے۔

علی ابن اسماعیل ابن محمود، سچے بہترین تاجروں میں سے تھے مالدار، خیر کے کاموں میں سبقت کرنے والے تھے۔ شب پنج شنبہ تیرہ جمادی الثانی قاہرہ میں وفات پا گئے اور قاضی شمس الدین ابن حریری کی قبر کے قریب دفن کیے گئے۔

العدل نجم الدین التاجر...... عبد الرحیم ابن ابو القاسم عبد الرحمن الرحبی، مزہ میں مشہور مقبرہ کے بانی اور مزہ میں انہوں نے مسجد بنائی اور اس

پر ایک کو وقف کیا اور وہاں صدقہ کرتے رہے اور اپنے شعبہ کے بہترین لوگوں میں سے تھے۔ تمام حکام کے ہاں پسندیدہ انصاف کرنے والے تھے اور انہوں نے بہت سارا مال اور اولاد چھوڑی اور عمدہ گھر چھوڑے اور مزہ میں باغ چھوڑے۔ ستائیس جمادی الثانی بروز بدھ ان کی وفات ہوئی اور مزہ میں اپنے مذکورہ قبرستان میں دفن کیے گئے۔

الشیخ الامام الحافظ قطب الدین ابو محمد عبدالکریم ابن عبدالنور ابن منیر ابن عبدالکریم ابن علی ابن عبدالحق ابن عبدالصمد ابن عبد النور اصلاً حلبی پھر مصری ہوئے۔ مصر کے مشہور محدثین میں سے ہے حدیث کے حفظ اور روایت اور تدوین اور شرح اور اس پر کلام کرنے والوں میں سے تھے چھ سو چونسٹھ میں حلب مقام میں پیدا ہوئے اور قرآن پاک کو تمام روایات کے ساتھ پڑھا اور حدیث کو سنا اور شاطبیہ اور الفیہ پڑھیں، حدیث کے فن میں کمال حاصل کیا اور مسلکاً حنفی تھے، بہت ساری کتابیں اور بخاری شریف کے اکثر حصہ کی شرح لکھی اور مصر کی تاریخ جمع کی اور اس پر کلام نہیں کیا، جس سیرت کو حافظ عبدالغنی نے جمع کیا اس پر کلام کیا ہے اور اپنی طرف سے چالیس احادیث مختلف سندوں کے ساتھ نکالیں اور بہترین اخلاق والے تھے، مشقتیں برداشت کرنے والے تھے، پاکیزہ زبان والے اور مطالعہ میں بہت مشغولیت رکھنے والے تھے۔ آخر عمر تک اتوار کے دن رجب کی آخری تاریخ میں فوت ہو گئے اور کیم شعبان اپنے ماموں نصر المنبجی کے پاس دفن کیے گئے اور نو بچے (لڑکے) اپنے پیچھے دنیا میں چھوڑے۔

القاضی الامام زین الدین ابو محمد عبدالکافی ابن علی بن تمام بن یوسف السبکی محلہ کے قاضی تھے۔ ان کے والد قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی الشافعی ہیں۔ ابن انماطی اور ابن خطیب المزہ سے حدیث سنی اور بیان کی اور نو شعبان وفات پا گئے۔ ان کے بعد ان کی زوجہ ناصریہ بنت قاضی جمال الدین ابراھیم ابن حسین السبکی اور قرافہ میں دفن کی گئیں اور اس نے ابن صابون سے نسائی شریف کا کچھ حصہ سنا تھا اور اسی طرح اس کی بیٹی محمدیہ نے بھی سنا اور یہ ناصریہ سے پہلے فوت ہو گئی تھی۔

تاج الدین علی ابن ابراھیم ابن عبدالکریم المصری اور یہ کاتب قطلبک کے ساتھ مشہور تھے اور یہ والد تھے علامہ فخر الدین کے جو شافعیہ کے شیخ ہیں اور شافعیہ کے مختلف مدارس میں مدرس رہے اور ان کے والد مسلسل دین کی خدمت اور کتابت میں رہے یہاں تک ۱۳ شعبان منگل کی شب قطب کے پاس عادلیہ صغیرہ میں وفات پا گئے اور دوسرے دن ان کی نماز جنازہ ایک جم غفیر میں ادا کی گئی اور باب الصغیر میں دفن کیے گئے۔

الشیخ الصالح عبدالکافی ابن ابوالرجال بن حسین ابن سلطان ابن خلیفہ المنینی کے غلاموں سے پہچانے جاتے تھے اور ابن ابوالازرق کے ساتھ مشہور تھے چھ سو چوالیس میں اپنی قریہ میں پیدا ہوئے جو بعلبک کے شہروں میں سے ہے پھر انہوں نے منین کی قریہ میں اقامت اختیار کی اور ... تھے مشہور تھے اور کچھ احادیث ان پر پڑھی گئی اور انہوں نے نوے سال سے زیادہ عمر پائی۔

الشیخ محمد ابن عبدالحق ابن شعبان ابن علی الانصاری سیاحت میں مشہور تھے قاسیون کے دامن کوہ میں ان کی خانقاہ تھی شمالی وادی میں انہی کے نام سے مشہور تھی نوے سال کی عمر پائی حدیث سنی اور دوسروں کو سنائی ان کو بہت سے کاموں میں معرفت حاصل تھی ان کے پاس چند مکاشفات تھے اور عمدہ آدمی تھے اس سال شوال کے اواخر میں وفات پا گئے۔

الامیر سلطان العرب حسام الدین مھنا ابن عیسی ابن مھنا شام میں عرب کے امیر تھے یہ کہتے ہیں کہ یہ بھی جعفر ابن یحیی ابن خالد ابر مکی کی اولاد میں سے ہیں اس بیٹے سے جو عباسہ رشید کی بہن کے بطن سے ہے۔ فاللہ اعلم۔

اور یہ بڑے مرتبہ والے تمام بادشاہوں کے ہاں جو شام اور مصر اور عراق کے تھے۔ محترم، اچھے دیندار اور حق گو تھے اور اپنے پیچھے اولاد اور ورثاء اور بہت مال چھوڑا اور ان کو بڑی لمبی عمر ملی اور یہ شیخ تقی الدین ابن تیمیہ سے بہت محبت کرتے تھے۔

شیخ تقی الدین کا ان کے ہاں بڑا مرتبہ، عزت اور اکرام تھا وہ تقی الدین کی بات کو سنتے اور اس پر عمل کرتے تھے اور یہی تھے جنہوں نے ان کو ایک دوسرے پر غیرت دلانے سے منع کیا اور ان کو بتایا کہ یہ حرام ہے اور تقی الدین کی اس موضوع پر ایک بہت بڑی کتاب تھی اور اٹھارہ ذوالقعدہ کو مھنا کی

وفات سلمیہ کے ایک شہر میں ہوئی اور وہیں پر دفن کیے گئے۔ رحمہ اللہ۔

الشیخ الزاهد فضل العجلونی ..... فضل ابن عیسی ابن قندیل العجلونی الحنبلی مسماریہ میں مقیم اصل میں یہ حمراجی کے شہر کے تھے دنیاداری کو بہت کم اختیار کرنے والے لمبے کپڑے اور عمدہ عمامہ پہنتے تھے اور یہ بہت کم قیمت والے ہوتے تھے تعبیر رؤیا میں ماہر تھے اور لوگ خوابوں کی تعبیر کے لئے ان کے پاس آتے تھے اور یہ کسی سے کوئی چیز بھی قبول نہیں کرتے تھے اور ان پر وظائف وتنخواہیں پیش کیے جاتے تھے وہ ان کو قبول نہیں کرتے تھے بلکہ خستہ حال زندگی کی تھوڑی سے آسودگی پر راضی تھے یہاں تک کہ ذی الحجہ میں وفات پا گئے اور تقریباً نوے سال کی عمر کے تھے شیخ تقی الدین ابن تمیہ کی قبر کے قریب دفن کئے گئے رحمہ اللہ۔ اور ان کے جنازہ پر بڑا ہجوم تھا۔

۷۳۶ھ کے واقعات

یہ شروع ہوا جمعہ کے دن اور بادشاہ وہی ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اس سال کے پہلے دن تنکز سوار کر قلعہ جعبر کی طرف گیا اس کے ساتھ لشکر اور منجنیقیں تھے پس ایک مہینہ اور پانچ دن سفر کیا اور سلامتی کے ساتھ واپس لوٹ آئے اور آٹھ صفر کو خانقاہ کھولی گئی جس کو سیف الدین قوصون الناصری نے باب القرافہ کے باہر تعمیر کیا تھا اور اس خانقاہ کا شیخ ''شیخ شمس الدین'' ''الاصبهانی المتکلم'' کو بنایا اور دس صفر کو قلعہ کی جیل سے ابن جمعہ رہا ہوا اور تاتاریوں کے بادشاہ ابوسعید ابن خربندا ابن ارغون ابن ابغا ابن ھولا کو ابن تولی ابن چنگیز خان کی وفات کی خبر آئی ۱۲ ربیع الثانی بروز جمعرات قراباغ کے دارالحکومت یہ ان کی رہائش تھی سردیوں میں پھر اس کو منتقل کیا گیا اس شہر کے قبرستان کی طرف جس کو اس نے تعمیر کیا تھا اپنے باپ کے شہر سلطانیہ کے قریب اور یہ تاتاریوں کے بادشاہوں میں نیک آدمی تھا اور اچھی عادت والا اور سنت کو مضبوطی سے تھامنے والا اور سنت کو نافذ کرتا تھا اس کے دور حکومت میں اہلسنت نے عزت پائی اور روافض ذلیل ہوئے۔

بخلاف اس کے باپ کے دور حکومت کے، پھر اس کے بعد تاتاری مضبوطی سے نہ ٹھہر سکے اور ان میں اختلاف پڑ گیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ ہمارے اس زمانہ تک۔ اس کے بعد بادشاہ ارتکادون بنا جو ابغا کی اولاد میں سے ہے اور اس کی بادشاہت تھوڑا ہی عرصہ قائم رہ سکی۔

اور بروز بدھ دس جمادی الاولی ناصریہ جوانیہ میں بدرالدین اردبیلی نے درس دیا کمال الدین ابن شیرازی کی جگہ پر جو وفات پا گئے تھے اور قاضی اس کے پاس حاضر ہوئے اور اسی دن الظاهریہ برانیہ میں درس دیا الشیخ الامام المقری سیف الدین ابوبکر الحریری نے بدرالدین الاردبیلی کی جگہ پر جب الناصریہ جوانیہ کا درس ملا تو بدرالدین الاردبیلی نے اس درس کو چھوڑ دیا تھا اور ایک دن بعد النجیبیہ میں درس دیا جس کو اسماعیل ابن کثیر نے شیخ جمال الدین ابن قاضی الزبدانی کی جگہ پر لکھا اور شیخ جمال الدین نے اس کو اس وقت چھوڑ دیا تھا جب ان کے لئے الظاهریہ الجوانیہ میں درس دینا متعین کیا گیا اور اس کے پاس قاضی قضاۃ اور سردار حاضر ہوئے اور درس بڑے مجمع میں ہوتا تھا، تمام حاضرین امیر تعریف کرتے اور اس کے حسن ترتیب اور جمع پر خوش ہوتے اور یہ درس اللہ تعالیٰ کے فرمان ''انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء'' کی تفسیر میں تھا اور ربا الفضل کے مسئلہ تک کلام کیا۔

اور بروز اتوار چودہ صفر ..... الظاهریہ مذکور میں ابن قاضی الزبدانی نے علاء الدین ابن القلانسی متوفی کی جگہ پر درس دیا اور اس کے پاس قاضی اور سردار حاضر ہوئے اور اس دن بارش برسی تھی اور جمادی الثانی کے شروع میں مصر کے علاقوں میں مہنگائی بہت زیادہ ہو گئی اور رمضان کے مہینہ تک مہنگائی بڑھتی رہی اور رجب میں لوگوں کی ایک کثیر تعداد تقریباً پچیس سو آدمی مکہ کی طرف چلے گئے ان لوگوں میں عزالدین ابن جماعہ اور فخرالدین النویری اور حسن السلامی اور ابوالفتح السلامی اور بہت سے لوگ تھے اور رجب میں باب الفرج کے پل کی عمارت مکمل ہو گئی اور اس پر باسورہ نے کام کیا تھا اس کے کھولنے کا حکم دیا، عشاء کے بعد تک دوسرے دروازوں کی طرح اس سے پہلے یہ دروازہ مغرب کو بند کر دیا جاتا تھا۔

اور رجب کے آخر میں جس جامع مسجد کو نجم الدین ابن خلیخان نے باب کیسان کی جانب تعمیر کیا تھا اس میں جمعہ کی نماز ادا کی گئی اور اس میں خطبہ الشیخ الامام العلامہ شمس الدین ابن قیم الجوزیہ نے دیا۔

اور دو شعبان کو دمشق میں۔ القاضی علم الدین محمد ابن قطب الدین احمد ابن فضل کو کمال الدین ابن الاثیر کی جگہ پر جو معزول ہو کر مصر چلے گئے تھے خفیہ منشی مقرر کیا گیا۔ چودہ رمضان المبارک بروز بدھ الشیخ بہاء الدین ابن امام المشھد نے علاء الدین ابن قلانسی کی جگہ پر امینیہ میں درس دیا۔

اور بیس رمضان المبارک صدر نجم الدین ابن ابی الطیب کو خزانہ کی نگرانی اور جو پہلے سے بیت المال کی وکالۃ تھی کا خلعت پہنایا گیا، ابن قلانسی کی وفات کے بعد چند مہینے۔

۸ شوال بروز پیر شامی سواروں کی ایک جماعت نکلی ان کا امیر قطلودمر الخلیلی ان لوگوں میں سے جن میں حج کیا تھا، قاضی طرابلس محیی الدین ابن جہبل اور الفخر المصری ابن قاضی الزبدانی اور ابن العز الحنفی اور ابن غانم اور سخاوی اور ابن قیم الجوزیہ اور ناصر الدین ابن ربوۃ الحنفی نے اور تاتاریوں کے درمیان جو واقعہ رونما ہوا اس کی خبریں آئیں، بہت سے لوگ مارے گئے، علی باشا اور اس کے بادشاہ جس نے علی باشا کو مقرر کیا تھا نے مدد کی اور وہ بادشاہ موسیٰ کا دوون علی اربا کا دوں اور ان کے ساتھی تھے، پس وہ اور اس کا وزیر ابن رشید الدولہ مارا گیا اور بہت لمبے لمبے خطبے پڑھے گئے اور دمشق میں خوشخبریاں سنائی گئی۔

ذوالقعدہ میں ناظر الجامع شیخ عز الدین ابن منجا کو اروقہ میں رپورٹیں مکمل کرنے کی وجہ سے شمالی اور غربی اور شرقی کی خلعت پہنائی گئی اور اس سے پہلے ان کی کوئی رپورٹیں نہیں تھی۔ سات ذی الحجہ بروز بدھ الشبلیہ میں قاضی القضاۃ عماد الدین الطرسوسی الحنفی نے درس دیا، اس وقت ان کی عمر سترہ سال تھی، اس کے پاس قاضی اور سردار حاضر ہوئے اور انہوں نے اس کے فضیلت اور کمال پر تعریف کی۔ اور اس میں اس کے باپ پر خوش ہوئے اور اس مہینہ میں ابن النقیب حلب کی قضاء کے عہدہ سے معزول ہوا اور اس عہد پر ابن خطیب جبرین کو مقرر کیا گیا اور قاہرہ میں سیف الدین یوسف ابن ابی بکر بن محمد بیت الآبار کے خطیب کو محاسب مقرر کیا گیا اور بادشاہ نے ان کو خلعت پہنائی۔ ذیقعدہ میں سلطان نے خلیفہ مستکفی اور اس کے اہل وعیال کی گرفتاری کا حکم دیا۔ فرماتے ہیں کہ ان کا حال ایسا ہی ہوا جیسے، ظاہر اور منصور کا تھا۔

اور جو سردار اس سال وفات پا گئے ان میں سے

السلطان ابوسعید بن خربندا یہ آخری شخص ہیں جن پر تاتاریوں کا گروہ مجتمع رہا ان کی وفات کے بعد تاتاری فرقوں میں بٹ گئے۔

الشیخ البندنجی شمس الدین علی ابن محمد بن محمود ابن عیسی البندنجی الصوفی۔ یہ بغداد سے ہمارے ہاں تشریف لائے اور یہ بہت بڑے بزرگ تھے، بہت سی احادیث کو روایت کرنے والے تھے، ان میں صحیح مسلم اور ترمذی اور اس کے علاوہ دوسری کتابوں کو اور ان کے پاس بہت سے نو سو چھ سو پچاس میں پیدا ہوئے ان کے والد محدث تھے انہوں نے ان کو بہت سارے شیوخ کی مرویات سنائی اور ان کی موت دمشق میں محرم میں ہوئی۔

قاضی قضاۃ بغداد قطب الدین ابو الفضائل محمد بن عمر بن الفضل التبریزی الشافعی جو اخوص کے نام سے مشہور تھے بغداد آئے حدیث سننے کے بعد فقہ میں مشغول ہو گئے اور اصول، منطق، لغت، معانی اور بیان وغیرہ میں اور اس کے علاوہ دیگر بہت سارے فنون میں مہارت رکھتے العاقولی کے بعد مستنصریہ میں تدریس اختیار کی اور بڑے بڑے مدارس میں تدریس اختیار کی اور یہ بہترین اخلاق والے اور کمزوروں اور فقیروں پر بہت خرچ کرتے تھے اور متواضع اور بہترین کاتب تھے محرم کے آخر میں وفات پائی اور بغداد میں ان کے گھر کے قریب ان کے ہی قبرستان میں دفن کیے گئے۔

الامیر صارم الدین ابراہیم بن محمد بن ابی القاسم ابن ابی الزھر جو غزال کے نام سے مشہور تھے اور ان کا مطالعہ اور علم تاریخ بھی ان کے پاس کچھ تھا اور عمدہ حاضر دماغ تھے اور بروز جمعہ نماز جمعہ کے وقت چھبیس محرم الحرام کو وفات پا گئے اور حمام العدیم کے پاس ان کو اپنے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

الامیر علاء الدین مغلطائی الخازن ...قلعہ کے نائب اور جامع المظفری کی غربی جانب قبرستان کے مجاور تھے یہ بہت عمدہ آدمی

تھے بہت سارا مال وقف کرنے والے اور نیکیوں، اور صدقہ کرنے والے تھے۔ دس صفر بروز جمعہ صبح کے وقت وفات پا گئے اور مذکورہ قبرستان ہی میں ان کو دفن کیا گیا۔

القاضی کمال الدین ..احمد ابن محمد ابن محمد ابن عبداللہ ابن حبۃ اللہ ابن الشیر ازی الدمشقی چھ سو ستر میں پیدا ہوئے حدیث سنی اور الشیخ تاج الدین الفرازی اور الشیخ زین الدین الفارقی سے فقہ حاصل کی اور مختصر المزنی کو حفظ کیا اور ایک زمانہ بادرائیہ میں درس دیتے رہے۔ ایک وقت میں شامیہ برانیہ میں درس دیتے رہے پھر ناصریہ جوانیہ کی تدریس ان کے سپرد کی گئی، یہ بڑے سینہ والے تھے اور دمشق کے قاضیوں کو بہت مرتبہ درس دیا اور تین صفر کو وفات پائی اور ان کو ان کے قبرستان سفح قاسیون میں دفن کیا گیا۔

الامیر ناصر الدین محمد ابن الملک المسعود جلال الدین عبداللہ ابن الملک الصالح اسماعیل ابن العادل یہ بڑی عمر والے بزرگ تھے انہوں نے صحیح بخاری کو مختصر کرنے کا ارادہ کیا اور ان کی فہم و فراست بہت عمدہ تھی بڑی فضیلت کے مالک تھے مزہ میں سکونت اختیار کی اور وہیں پچیس صفر ہفتہ کی شب کو وفات پا گئے ان کی عمر چھتر سال تھی اور مزہ میں ان کے قبرستان میں ان کو دفن کیا گیا۔

علاء الدین. علاء الدین علی بن شرف الدین محمد بن القلانسی فوج کے سپہ سالار تھے، بیت المال کے نگران تھے مہر لگانے کے عمل پر مامور تھے اور مدرسہ امینیہ اور مدرسہ ظاہریہ کے مدرس تھے اور اس کے علاوہ دیگر عہدے اور منصب بھی ان کے پاس تھے۔ پھر مذکورہ دو مدرسوں کی تدریس کے علاوہ دیگر تمام عہدے اور مناصب ان سے چھین لئے گئے پھر یہ ان عہدوں سے معزول ہی رہے یہاں تک کہ پچیس صفر ہفتے کی صبح کو اس دار فانی سے رخصت ہو گئے اور ان کو اپنے وطن میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

عز الدین احمد بن شیخ زین الدین. ..محمد بن احمد بن محمود عقیلی جو کہ ابن القلانسی کے نام سے مشہور ہیں یہ دمشق شہر کے منشی اور وزیر خزانہ تھے (یا خزانچی تھے)۔ اچھی معاشرت والے تھے پھر حساب و کتاب کے عہدے سے تو معزول ہو گئے البتہ خزانچی کے عہدے پر برقرار رہے یہاں تک کہ جمادی الاولی کی اُنیس تاریخ کو سوموار کے دن ان کی وفات ہوئی اور انکو قاسیون شہر میں دفن کیا گیا۔

شیخ علی بن ابی مجد بن شرف بن احمد حمصی . ....شیخ علی بن ابی محمد پہلے حمص میں رہے پھر دمشق چلے گئے اور بربوۃ شہر کے جامع مسجد میں پینتالیس سال تک موذن رہے۔ ان کا اشعار پر مشتمل ایک دیوان بھی ہے اور بہت سے حواشی بھی ہیں اور ان کی کچھ ناپسندیدہ باتیں بھی ہیں اور یہ اپنے دین کے معاملے میں ڈھیلے تھے۔ ان کی بھی جمادی الاولی میں وفات ہوئی۔

امیر شہاب الدین بن برق.... امیر شہاب الدین بن برق دمشق کے والی تھے ان کے جنازے میں بہت زیادہ مخلوق نے شرکت کی. دو شعبان کو ان کی وفات ہوئی اور صالحیہ مقام میں انکو دفن کیا گیا۔ لوگ اس کی بہت تعریف کرتے تھے۔

امیر فخر الدین بن شمس لؤلؤ ...امیر فخر الدین بر، شہر کے والی تھے اور بڑے قدر دان انسان تھے اور کافی بوڑھے آدمی تھے۔ چار شعبان کو لسیہ مقام میں اپنے باغ کے اندر ان کی وفات ہوئی اور انکو وہیں دفن کیا گیا اور انہوں نے اپنے پیچھے بہت ساری اولاد چھوڑی۔

عماد الدین اسماعیل عماد الدین ابن شرف الدین محمد بن وزیر فتح الدین عبداللہ بن محمد بن احمد بن خالد بن صغیر بن القیسر انی مہر لگانے والوں سے ایک تھے اور بہترین لوگوں میں سے تھے، فقیر اور نیک لوگوں سے محبت کرنے والے تھے اور بہت بامروت انسان تھے، مصر میں کاتب رہے۔ اس کے بعد صب پہنچے اور خفیہ منشی بن گئے۔ پھر دمشق چلے گئے اور پھر وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ تیرہ ذی القعدۃ اتوار کے دن ان کی روح پرواز کر گئی اور اگلے دن دمشق کی جامع مسجد میں ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور پینسٹھ سال کی عمر میں ان کو قبرستان صوفیاء میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ ابرقوہی وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا۔

ذوالقعدۃ ہی میں شہاب الدین ابن القدیہ جو کہ حجاز شریف کے طریقے پر محدث تھے اور ذوالحجہ میں شمس محمد مؤذن کی وفات ہوئی جو کہ نبی ر کے نام سے مشہور ہیں ان کا عرف ''بی'' تھا۔
اور وہ مجلسوں میں گفتگو کرتے تھے اور اشعار کہا کرتے تھے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہی زیادہ جاننے والے ہیں۔

آغاز ۷۴۳ھ

اس سال کا آغاز جمعہ کے دن ہوا اور اسی سال خلیفہ مستکفی باللہ کو سلطان ملک ناصر نے قید کر دیا تھا اور لوگوں کے ساتھ ملنے سے انکو روک دیا تھا نائب شام تنکز بن عبداللہ ناصر تھا اور قضاۃ وہی پچھلے سال والے تھے سوائے خفیہ منشی کے اس لئے کہ وہ ''علم الدین ابن القطب تھے اور خشکی کے علاقوں کے والی امیر بدرالدین بن قطلو بک بن شششنکر اور شہر کے والی'' حسام الدین طرقطائی جو کندار ی تھے اور اس سال کے پہلے دن یعنی جمعہ کے دن یہ خبریں پہنچی کہ علی باشا کے لشکر کو شکست ہوگئی۔ اور یہ خبر بھی پہنچی کہ انکو قتل کر دیا گیا ہے اور بائیس محرم کو حاجیوں کے خطوط پہنچے جسمیں اس مشقت کا تذکرہ تھا جو کہ اونٹوں کے مرنے اور ساز وسامان کے ضائع ہونے اور بہت سے مردوں اور عورتوں کے پیدل چلنے کی وجہ سے انہیں پہنچی ں۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون والحمد للہ علی کل حال۔

اور محرم کے اخیر میں قاضی حسام الدین حسن بن محمد غوری جو کہ بغداد کے قاضی تھے وہ اور ان کے ساتھ وزیر نجم الدین محمود بن علی بن شروان کردی اور شرف الدین عثمان بن حسن بدی دمشق آئے اور تین دن تک یہاں ٹھہرے رہے اس کے بعد وہ مصر کی طرف چلے گئے۔ چنانچہ وہاں ان کو بادشاہ کے دربار میں مقبولیت حاصل ہوئی اور بادشاہ نے قاضی حسام الدین حسن بن محمد غوری سے حنفی مذہب کے مطابق قاضی بننے کا مطالبہ کیا جیسا کہ عنقریب اس کی تفصیل آرہی ہے اور دوسرے کو (یعنی نجم الدین محمود بن علی کو) وزیر بنایا اور تیسرے کو (اشرف الدین عثمان بن حسن) امیر بنادیا۔
اور دس محرم عاشورا کے دن شمس الدین محمد بن شیخ شہاب الدین بن العبان، فقیہ شافعی بادشاہ کی دربار عالی میں حاضر ہوئے اور ان کے ساتھ شہاب الدے بن فضل اللہ مجد الدین اقصرائی جو کہ شیخ الشیوخ ہیں اور شہاب الدین اصبہانی بھی ۔ حاضر ہوئے چنانچہ شمس الدین محمد بن شیخ شھاب الدین نے ان کے خلاف (یعنی قاضی حسام الدین کے خلاف) چند ناپسندیدہ امور کا دعویٰ کیا گیا جیسے حلول، اتحاد قرامطہ فرقہ میں غلو وغیرہ۔
چنانچہ ان میں سے بعض کا قاضی صاحب نے اقرار کر لیا تو بادشاہ نے پہلے ان کے قتل کا حکم جاری کر دیا لیکن بعد میں ان کے معاملے میں کچھ نرمی ظاہر کی اور سزا کی کچھ شقیں باقی رہیں اور انہیں لوگوں کے ساتھ گفتگو سے روک دیا گیا۔ ان کی صف میں امراء اور نامور حضرات کی ایک جماعت کھڑی ہوئی، صفر میں حجاج کے محل میں آگ لگ گئی جس سے کئی گھر تباہ اور بہت سی دوکانیں جل گئیں۔
اور ربیع الاول میں بادشاہ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا تو اس خوشی میں خوشخبریوں کے اعلان کیے گئے اور کئی دنوں تک شہروں کو آراستہ کیا گیا۔ اور ربیع الاول کے دوسرے نصف میں امیر'' صارم الدین ابراہیم الحاجب۔ نے جو جامع کریم الدین کے سامنے رہائش پذیر تھا اپنے طبلخانے کی تعمیر کا حکم دیا اور وہ شیخ تقی الدین رحمہ اللہ کے بڑے ساتھیوں میں سے تھے، ان کے بہت اچھے عزائم اور ارادے تھے اور وہ بذات خود بہت اچھے آدمی تھے اسی مہینے '' خلیفہ مستکفی'' کو گنجائش دی گئی اور ۱۲ ربیع الثانی کو رہا کر دیا گیا اس نے اپنا گھر لازم پکڑ لیا۔
اور بیس جمادی الاخر جمعے کے دن مصر کی دو جامع مسجدوں میں جمعہ کی نماز ادا کی گئی جن میں سے ایک امیر عزالدین ایدمر بن عبداللہ خطیری سے بنوائی تھی اور وہ اس کے بارہ دن بعد اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ اور دوسری ایک عورت نے سباع پل کے پاس بنوائی۔ جو کہ'' الست حق'' کے نام سے منسوب تھیں۔ سلطان الناصر کی دایہ تھیں۔
شعبان میں'' قاضی شہاب الدین احمد بن شرف بن منصور'' جو کہ دمشق میں نائب قاضی تھے انہوں نے طرابلس کا قاضی بننے کے لئے طرابلس کا سفر کیا۔ ان کے بعد دمشق کے نائب قاضی جناب شیخ شہاب الدین احمد بن نقیب بعلبکی منتخب ہوئے۔
اور شعبان ہی میں'' عزالدین بن جماعۃ'' کو مصر کے بیت المال کے نگران بننے کی وجہ سے خلعت پہنائی گئی اور ضیاء الدین بن خطیب بیت الابار

کو" قاھرۃ" کے محتسب بننے کی وجہ سے خلعت پہنائی گئی اس کے علاوہ ان کے پاس کچھ دوسرے عہدے اور منصب بھی تھے جیسے اوقاف کی دیکھ بھال وغیرہ۔ اور اسی مہینے میں امیر نے بیت المقدس کے نگران کو اپنے طبلخانے کا حکم دیا اور وہ وہاں گئے اور اس کے بعد وہ بیت المقدس واپس آ گئے۔

اور رمضان المبارک کی دسویں تاریخ کو دو ہزار کا لشکر مصر سے دمشق آیا جو کہ" بلادسیس" کی طرف جارہا تھا اس لشکر میں علاءالدین بھی تھے ان کی ملاقات کے لئے اہل علم جمع ہو گئے اور یہ خفیہ کے بڑے لوگوں میں سے ہیں اور فن حدیث اور دیگر موضوعات پر ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔

دس شوال سوموار کے دن شامی لشکر نکلا جن کا امیر" بہادر قبجق" تھا اور اس کے قاضی محی الدین طرابلسی تھے جو کہ مسمیہ کے مدرس ہیں اور لشکر میں شیخ الشیوخ" تقی الدین عماد الدین بن الشیر ازی، نجم الدین طرسوی، جمال الدین مرداوی اور ان کے ساتھی" شمس الدین بن مفلح" صدر مالکی اور" شرف بن التقیسر نی" شیخ خانقاہ جو کہ دار الطعم کے قریب رہائش پذیر ہیں اور" جمال الدین بن شہاب محمود وغیرہ بھی تھے۔

اور ذوالقعدہ میں یہ خبریں پہنچیں کہ لشکر نے بلادسیس کے ساتھ قلعوں کو فتح کر لیا اور انہیں بہت سا مال حاصل ہوا ہے، وللہ الحمد۔ اور ذوالقعدۃ میں تاتاریوں کے درمیان ایک بڑا خوفناک واقعہ رونما ہوا جسمیں شیخ اور اس کے ہم نواؤں کو فتح حاصل ہوئی۔

اور اس حادثہ میں سلطان ملک ناصر نے" خلیفہ محمد بن القلادون اور اس کے گھر والوں، اور اس کے ساتھیوں کو جن کی تعداد تقریباً ایک تھی" قوص" کے علاقے کی طرف جلد وطن کر دیا۔ اور وہاں ان کی دیکھ بھال کے لئے ایک نگران بھی مقرر کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور اس خوفناک حادثے میں جو سردار (بالفاظ دیگر عظیم لوگ) مارے گئے انمیں سے چند کا تعارف ذیل میں دیا جاتا ہے۔

شیخ علاءالدین بن غانم ۔ شیخ علاءالدین بن غانم ابوالحسن علی بن محمد بن سلیمان بن حمائل بن علی مقدسی ان بڑے بڑے لوگوں میں سے ہیں جو کہ فضائل، خوش الحانی بہت زیادہ ادب اشعار اور انتہائی زیادہ مروت جیسی صفات کے ساتھ مشہور تھے۔ ان کی پیدائش ۶۵۱ ھ میں ہوئی اور انہوں نے بہت ساری حدیث کا سماع کیا اور قرآن کریم حفظ کر لیا اور مختلف میدانوں میں کام کیا۔ اور لوگوں نے اپنے بڑے بڑے معاملات میں ان سے راہنمائی لی۔ اور یہ عام اور خاص دونوں کے ساتھ بہت زیادہ احسان کرنے والے تھے۔ تیرہ محرم الحرام جمعرات کے دن، حج سے واپسی کے سفر میں تبوک مقام میں ان کا انتقال ہوا اور وہیں انکو دفن کیا گیا رحمہ اللہ تعالیٰ۔

پھر رمضان کے مہینے میں ان کے بھائی شہاب الدین احمد ان کے نقش قدم پر چلے اور یہ عمر میں ان سے ایک سال چھوٹے تھے اور یہ بھی بڑے عالم، ماہر اور بہت زیادہ دعوت دینے والے تھے۔

الشرف محمود الحریری "شرف محمود الحریری" اموی جامع مسجد میں مؤذن تھے انہوں نے نیرب مقام میں ایک حمام بنوایا اور محرم کے آخیر میں ان کی وفات ہوئی۔

الشیخ الصالح عابد... شیخ صالح عابد ناصر الدین ابن الشیخ ابراہیم بن معضاد بن شداد بن ماجد بن مالک جعبری پھر مصری (یعنی پہلے یہ جعبر میں رہے پھر مصر منتقل ہو گئے) کی پیدائش ۶۵۰ ھ میں جعبر کے قلعے میں ہوئی صحیح مسلم وغیرہ کا سماع کیا، اور لوگوں سے دین کی گفتگو کیا کرتے تھے اور انکو نصیحت کرتے تھے اور بہت سارے علوم ان کو مستحضر تھے جیسے علم تفسیر وغیرہ اور یہ بہت نیک اور عبادت گذار آدمی تھے۔

چوبیس محرم کو ان کی وفات ہوئی اور انہیں باب النصر کے باہر اپنے والد کے قریب دفن کیا گیا۔

الشیخ شہاب الدین عبدالحق حنفی ... شیخ شہاب الدین عبدالحق حنفی احمد بن علی بن احمد بن علی بن یوسف بن قاضی الحنفین جو کہ عبدالحق حنفی کے نام سے مشہور ہیں وہ اونچے درجے کے شیخ مذہب تھے اور مدرسہ حنفیہ وغیرہ کے مدرس تھے اور یہ اونچے درجے کے ماہر عالم دین تھے اور ربیع الاول میں ان کی وفات ہوئی۔

الشیخ عماد الدین...... شیخ عماد الدین ابراہیم بن علی بن عبدالرحمٰن بن عبدالمنعم بن نعمۃ المقدسی النابلسی الحنبلی اونچے درجے کے امام عالم

اور عبادت گذار تھے، نابلس میں حنابلہ کے شیخ تھے اور عرصہ دراز سے ان کے فقیہ تھے، ربیع الاول میں ان کی وفات ہوئی۔

الشیخ الامام العابد الناسک... شیخ امام عابد ناسک محبّ الدین عبداللہ بن احمد بن المحب عبداللہ بن احمد بن ابی بکر محمد بن ابراہیم بن احمد بن عبدالرحمن بن اسماعیل بن منصور المقدسی الحنبلی نے بہت ساری کتابیں سنیں اور بہت سی بذات خود پڑھیں اور انہوں نے ایک طباق لکھا جس سے لوگوں نے بہت نفع اٹھایا نیز ان کی جامع مسجد امری اور دیگر مسجدوں میں قرآن وحدیث کی روشنی میں وعظ ونصیحت کی مجلسیں ہوتی تھیں۔

قرآن پاک کی تلاوت میں ان کی بہت پیاری آواز تھی۔

اور شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہ ان سے بہت محبت کرتے تھے اور ان کی قراءت کو بہت پسند کرتے تھے۔ سات ربیع الاول میں ان کی وفات ہوئی اور ان کے جنازے میں بہت بڑا مجمع شریک ہوا تھا اور انکو قاسیون میں دفن کیا گیا تھا اور لوگ ان کا ذکر بالخیر کرتے تھے رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ان کی کل عمر چھپن سال تھی۔

المحدث البارع المحصل المفید المخرج المجید ناصر الدین محمد بن طغربل

ناصر الدین محمد بن طغربل بن عبداللہ صیرفی ان کے والد تھے، اصل خوارزمی ہیں۔ کئی شیوخ سے حدیث کا سماع کیا اور خود بھی پڑھا وہ تیز پڑھتے تھے چھوٹی بڑی کتابیں پڑھ ڈالیں کئی چیزیں جمع کیں اور کئی چیزوں کی تخریج کی۔ وہ اس معاملے میں ماہر تھے۔ انہوں نے سفر کیا تو دو ربیع الاول بروز ہفتہ بمقام حماۃ انکو موت نے آلیا۔ اور دوسرے دن طیبہ قبرستان میں انکو دفن کیا گیا۔

ہمارے شیخ الامام العابد شمس الدین ابو محمد عبداللہ بن عفیف محمد بن شیخ تقی الدین یوسف بن عبدالمنعم بن نعمت مقدسی نابلسی حنبلی، نابلس میں مسجد حنابلہ کے امام، ۶۴۹ھ میں پیدا ہوئے۔ بہت سے شیوخ سے سماع کیا وہ بڑے عبادت گذار، خوبصورت آواز والے تھے۔ ان پر رونق ووقار چمکتا تھا۔ خوبصورت شکل اور اچھی چال والے تھے۔ ہماری قدس سے واپسی ۷۳۳ھ میں ہوئی۔ میں نے اجزاء اور فوائد ان سے پڑھے۔ وہ ہمارے دوست شیخ جمال الدین یوسف جو حنابلہ وغیرہ کے مفتی ہیں ان کے والد جو خیر وصلاح میں مشہور ہیں۔ ۲۲ ربیع الثانی بروز جمعرات وفات ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔

الشیخ محمد بن عبداللہ بن مجد... ابراہیم مرشدی، مرشدی خواہش پر مقیم۔ لوگ ان کی زیارت کے لئے آتے وہ لوگوں کے حسب مراتب ضیافت کرتے اور بہت زیادہ خرچ کرتے۔ وہ لوگوں میں سے کسی سے کچھ نہیں لیتے تھے۔ واللہ اعلم بحالہ۔

علاوہ دھروط گاؤں کے ہیں ایک مدت تک قاہرہ میں مقیم ہوئے۔ شغل علم کیا، کہا جاتا ہے کہ انہوں نے فقہ میں التنبیہ پڑھی تھی۔ پھر مرشد کی خواہش پر جدا ہوگئے اور لوگوں میں ان کا حال مشہور ہوا۔ کئی بار حج کیا۔ وہ جب بھی قاہرہ داخل ہوتے تو ان کے پاس لوگوں کا ہجوم لگ جاتا۔ ۸ رمضان بروز جمعرات ان کی وفات ہوئی۔ اپنی خانقاہ ہی میں دفن ہوئے۔ قاہرہ اور دمشق میں ان کا جنازہ پڑھا گیا۔

امیر اسد الدین عبدالقادر بن مغیث عبدالعزیز بن ملک معظم عیسیٰ بن عادل ۶۴۲ھ، میں پیدا ہوئے کئی شیوخ سے سماع کیا اور حدیث سنی۔ وہ ہر سال مصر سے دمشق آتے اور حدیث میں مشغول لوگوں کا اکرام کرتے۔ بنی ایوب میں ان کے بعد لمبی عمر والا کوئی نہیں بچا۔ رمضان کے شروع میں مصر میں فوت ہوئے۔

شیخ صالح فاضل حسن بن ابراہیم بن حسن حاکی مصری وہاں کی مسجد کے امام تھے اور ہر جمعہ لوگوں کو نصیحت کرنے والے، ان کی [illegible] گفتگو بڑی خوش ہوتی یہاں تک کہ ۲۰ شوال کو فوت ہوئے۔ لوگوں نے دیار مصر میں ان کے جنازے جیسا جنازہ نہیں دیکھا۔

آغاز ۷۳۸ھ

سال کے نئے چاند کا طلوع بروز بدھ ہوا۔ خلیفہ مستکفی قوص علاقوں میں جلاوطن تھا۔ اور اس کے اہل وعیال اور اس کی پناہ میں رہنے والے لوگ اس کے ساتھ تھے۔ شہروں کا سلطان ملک ناصر محمد بن ملک منصور تھا۔ دیار مصر میں نائب تھا یہ کوئی وزیر اور دمشق میں اس کا نائب تنکز تھا اور شہروں کے قاضی اور نائب وہی تھے جو پچھلے سال اپنے عہدوں پر فائز تھے۔ ۳ ربیع الاول سلطان نے علی اور محمد جو داؤد بن سلیمان بن داؤد بن عاضد فاطمی خلفاء کا آخری خلیفہ کے بیٹوں کو ''فیوم'' سفر کرنے کا حکم دیا جہاں وہ اقامت پذیر ہوں گے۔ ۱۲ ربیع الاول بروز جمعہ قاضی علم الدین بن قطب خفیہ محرری سے معزول ہوئے۔ انہیں سزا دی گئی اور مال کا مطالبہ کیا گیا۔

اور اس کی وجہ سے قاضی ''فخر الدین مصری'' بھی معتوب ہوئے اور اپنے مدرسہ دولعیہ سے معزول کر دیئے گئے جسے ابن جمعہ نے لے لیا، اور عادلیہ صغیرہ کی نگرانی ابن نقیب نے سنبھالی اور عذراویہ میں ان پر ۱۰۰ دن پابندی رہی ان کا کچھ مال بھی لیا گیا۔

۲۳ ربیع الاول بروز اتوار مغرب کے بعد مصر میں تیز تند ہوا چلی جس کے بعد کڑک بجلی اور اخروٹ کے برابر اولوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہ ایک بات تھی کہ اس چیز کا مشاہدہ اتنے عرصے سے ان شہروں میں نہیں ہوا تھا، ۱۰ جمادی الاولی مکہ میں رات کے پہلے حصہ میں بارش کا آغاز ہوا، آدھی رات ہوئی تو سخت سیلاب آ گیا جس کا مشاہدہ ایک زمانے سے نہیں کیا گیا، جس کی وجہ سے تقریباً ۳۰ سے زیادہ گھر خراب ہوئے، ایک جماعت ڈوب گئی مسجد کے دروازے ٹوٹ گئے، یہ سیلاب کعبہ میں داخل ہوا اس کی بلندی ایک گھر یا اس سے زیادہ تھی۔ اور بھی ایک بڑا حادثہ پیش آیا، جسے ''شیخ عفیف الدین طبری'' نے بیان کیا ہے۔

۲۷ جمادی الاولی کو قاضی ''جلال الدین'' مصر کے عہدہ قضا سے معزول ہوئے، اتفاقاً جس وقت وہ معزول ہوئے اسی کی تھوڑی دیر بعد شام کے قاضی ابن مجد کی وفات کی خبر پہنچی، تو سلطان نے انہیں شام کا قاضی بنا دیا، تو وہ پہلے اس کی طرف واپس ہو کر چلے، پھر سلطان نے برہان الدین بن عبدالحق قاضی حنفیہ اور قاضی حنابلہ ''تقی الدین'' کو معزول کیا، اور اس کے بیٹے ''صدر الدین'' کو یہ حکم دیا کہ وہ لوگوں کے قرضے واپس کر دے جو تقریباً تین لاکھ تھے۔

پھر جب انیس جمادی الثانیہ بروز پیر جلال الدین کے سفر کے پانچ دن بعد سلطان نے اپنے سامنے نامور فقہاء کو طلب کیا۔ تو سلطان نے ان سے پوچھا کہ مصر کا قاضی کون بن سکتا ہے۔ سب کی اتفاقی رائے قاضی عز الدین کے بارے میں ہوئی تو سلطان نے انہیں اسی وقت وہاں کا قاضی بنا دیا۔ اور حنفیہ کی قضاء کے لئے حسام الدین حسن بن محمد غوری قاضی بغداد کو مقرر کیا، یہ دونوں سلطان کے پاس سے مدرسہ صالحیہ گئے، [illegible] ان پر تھیں، عز الدین بن جماعہ دار الحدیث کاملیہ کی مسند سے اپنے دوست شیخ عماد الدین دمیاطی کی نظر اتر آئے، چنانچہ انہوں نے درس [illegible] درس ''انما الاعمال بالنیات'' والی حدیث سند کے ساتھ ذکر کی، اور اس پر گفتگو کی سلطان نے، [illegible] نائب قاضیوں کو معزول کر [illegible] اور منادی کے ذریعہ اسے برقرار رکھا جس کی تقرری کا مشورہ دیا گیا تھا، ۲۵ جمادی الثانیہ کا دن ہوا تو حنابلہ کی قضاء [illegible] تقی الدین عبداللہ بن محمد بن عبدالملک مقدسی، معزول قاضی کی جگہ مقرر ہوئے اور قضاء میں اب [illegible] مالکی کے سوا کوئی نہ بچا۔

رمضان میں صبابیہ کو کھولا گیا جسے شمس الدین تقی الدین بن صباب تاجر نے دار القرآن اور دار الحدیث بنایا تھا، وہ انتہائی خراب اور بری حالت میں تھا، رمضان میں مصر کی خفیہ محرری کے لئے علاء الدین علی بن قاضی محی الدین بن فضل اللہ [illegible] وفات کے بعد مقرر ہوئے [illegible] آگئے۔ انہیں دوران کے بھائی بدر الدین [illegible] شہاب الدین [illegible] روانہ ہوئے۔

[illegible] مہینے مسجد مغربی جانب [illegible] اور [illegible] دمیاطی [illegible] کتاب سے [illegible] ۲۳ رمضان [illegible] وفات ہو چکی تھی کی جگہ درس دیا۔ تو انہوں نے مسند شافعی [illegible] حجیت سے صرف [illegible]

اثیر الدین ابی حیان کی روایت سے استدلال کیا، اور ان کے شیخ ابن زبیر کی سند سے ایک حدیث نقل کی، سلطان کے لئے دعا کی، اور ان کے پاس قضاۃ و عیان حکومت حاضر ہوئے، مجلس کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔

۱۲ ذی الحجہ عادلیہ مغیرہ میں ''تاج الدین عبدالرحیم بن قاضی القضاۃ'' جلال الدین قزوینی'' نے شیخ شمس الدین بن نقیب کی جگہ جو بحکم شاہی شامیہ برانیہ متقرر ہو گئے تھے۔ درس دیا ان کے پاس اعیان وقضاۃ حاضر ہوئے، اسی مہینے اتابکیہ میں قاضی صدر الدین بن قاضی جلال الدین نے اور غزالیہ وعادلیہ میں ان کے بھائی ''بدرالدین'' نے اپنے باپ کی نیابت میں درس دیا۔ انتہی واللہ اعلم۔

اس سال وفات پانے والے نامور حضرات

امیر کبیر بدرالدین محمد بن فخر الدین عیسیٰ بن ترکمانی اپنی وزارت کے دوران دیار مصر میں جامع مقیاس کے بانی، پھر وزارت سے معزول ہو کر شام کے امیر بنے، اس کے بعد مصر واپس ہوئے حتیٰ کہ ۵ ربیع الثانی مصریہ میں وفات ہوئی۔ جیزیہ میں دفن ہوئے قابل قدر شخص تھے۔

قاضی القضاۃ شہاب الدین محمد بن محمد بن عبداللہ بن حسین بن علی رازی اصلا اربلی ثم دمشقی شافعی، دمشق میں شافعیہ کے قاضی ۶۶۲ھ میں پیدا ہوئے، علم میں مشغول رہے اور مہارت حاصل، ۶۹۳ھ میں فتویٰ دینے لگے، اقبالیہ، رواحیہ، اور مدرسہ ام صالح میں درس دیا، بیت المال کے وکیل رہے پھر شام کے چیف جسٹس بنے بالآخر جمادی الاولیٰ کی تو چندی میں مدرسہ عادلیہ میں وفات پائی دربا ب صغیر کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

شیخ الاسلام العالم بن مرحل ... زین الدین محمد بن عبداللہ بن شیخ زین الدین عمر بن مکہ بن عبدالصمد بن مرحل، دمشق کے مدارس شامیہ برانیہ ورعذراویہ کے مدرس، اس سے پہلے مشہد حسین میں مدرس تھے، عالم فاضل ماہر، فقہی، اصولی اور مناظر تھے خوبصورت، اچھے اخلاق کے مالک بیدار یا کدامن شخص تھے، ایک وقت دمشق میں ''علم الدین اخنائی'' کے نائب رہے، تو ان کی سیرت قابل تعریف رہی، ان کی وفات ۱۹ رجب بدھ کی رات ہوئی اور دوسرے دن مسجد الدیبق کے پاس اپنے قبرستان میں دفن ہوئے ان کے جنازے میں قاضی جلال الدین حاضر ہوئے دیار مصریہ سے آئے ہوئے انہیں صرف دو دن ہوئے تھے، اس کے ۵ دن بعد قاضی ''برھان الدین عبدالحق'' آئے ان کے ساتھ ان کی اہل و اولاد بھی تھی، ان کے بعد شامیہ برانیہ کی تدریس کا عہدہ قاضی القضاۃ جمال الدین بن جملہ نے سنبھالا، پھر کچھ ماہ بعد ان کی بھی وفات ہو گئی یہ ۱۴ ذیقعدہ جمعرات کا واقعہ ہے، ان سے یہ حالات شیخ علم الدین برزالی کی تاریخ میں لکھے ہیں۔

قاضی القضاۃ جمال الدین صالحی جمال الدین ابوالمحاسن یوسف ابراہیم بن جملہ بن مسلم بن ہمام بن حسین بن یوسف صالحی شافعی ان کے والد ہیں، مدرسہ سرور یہ میں فوت ہوئے، اور ۱۴ ذی الحجہ ظہر کی نماز کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھائی گئی، قاسیون کے دامن کوہ میں دفن ہوئے ان کی پیدائش ۶۸۲ھ کے اوائل میں ہوئی، ابن البخاری وغیرہ سے سماع کیا، اور حدیث بیان کی، وہ مختلف فنون میں فاضل شخص تھے، شغل علم میں ... کی پھر فتویٰ دینے میں لگ گئے، وہرائی کی درس دیا، اور ان کے کئی ڈھیر سارے فضائل مباحث فوائد ... کی باتیں پائیں ... حقوق کی ادائیگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

... مذہب ... قاضی رہے، بڑے بڑے مدارس میں پڑھایا، جب وہ شامیہ برانیہ کے مدرس تھے اس وقت ان کا انتقال ہوا، ان کے جنازے میں بہت سے اعیان حکومت حاضر ہوئے۔

شیخ الاسلام قاضی القضاۃ ابن البارزی ... شرف الدین ابوالقاسم ھبۃ اللہ بن قاضی القضاۃ نجم الدین عبدالرحیم بن قاضی شمس الدین

ابوطاہر ابراہیم بن ھبۃ اللہ بن مسلم بن ھبۃ اللہ الجھنی حموی، "ابن البارزی" کے نام سے مشہور، حماۃ کے چیف جسٹس، مختلف فنون میں کئی مفید کتب کے مصنف، ۶۴۵ھ ۵ رمضان کو پیدا ہوئے، کئی شیوخ سے سماع کیا، بہت سے فنون حاصل کیے، بے شمار کتب تصنیف کیں، بہترین اخلاق کے مالک اکثر حاضرین سے گفتگو کرتے، صالحین کے متعلق اچھا اعتقاد رکھتے تھے، لوگ ان کی بہت تعظیم کرتے، انہوں نے ایک جماعت کو شہر میں فتویٰ دینے کی اجازت دی، آخری عمر میں نابینے ہو گئے تھے، مگر اس کے باوجود وہ لوگوں کے فیصلے کرتے، پھر اپنے پوتے "نجم الدین عبدالرحیم بن ابراہیم" کی خاطر اس منصب سے دستبردار ہو گئے، ان کی نظر منصب سے نہیں ہٹتی تھی، ان کی وفات عشاء و وتر پڑھنے کے بعد ۲۰ ذیقعدہ بدھ کی رات ہوئی، ان کی فرض نماز رہی اور نہ نفل، دوسرے دن جنازہ پڑھا گیا، اور تقیرین کی عقبی جانب دفن ہوئے، عمر ۹۳ سال تھی۔

شیخ الامام العالم - شہاب الدین احمد بن برھان، حلب میں حنفیہ کے شیخ، جامع کبیر کے شارح، وہ نیک آدمی اور لوگوں سے کنارہ کش تھے، لوگوں نے ان سے استفادہ کیا، ان کی وفات ۲۸ رجب شب جمعہ کو ہوئی، انہیں علم عربیت اور قرأت میں معرفت اور دیگر علوم میں قدر مشترک مہارت تھی۔ رحمہ اللہ، واللہ اعلم۔

القاضی محیی الدین بن فضل اللہ کاتب السر ... وہ ابو المعالی یحییٰ بن فضل اللہ بن المحلی بن دعجان بن خلف العدوی العمری ہیں، جو گیارہ شوال ۶۴۵ھ ہجری کو کرک میں پیدا ہوئے، انہوں نے حدیث سنی اور حدیث سنائی، وہ اپنے بھائی "شرف الدین" کی زندگی میں بھی اور ان کے بعد بھی سلطنت میں ایک معزز شخص کی حیثیت سے رہے اور مصر و شام کے علاقوں میں سرکاری رازوں کو لکھا کرتے تھے، ان کی وفات بدھ کی رات ۹ رمضان کو دیار مصر میں ہوئی، اور صبح کے وقت ان کو قرافہ میں دفن کیا گیا، ان کے بعد ان کے بیٹے علاء الدین کو منصب سپرد کیا گیا، اور وہ ان کے تین بیٹوں میں سب سے چھوٹے تھے جو اس منصب کے معاونین تھے۔

الشیخ الامام العلامہ ابن الکتانی ... زین الدین ابن الکتانی دیار مصر، میں شافعیہ کے شیخ تھے، وہ اصل میں ابو حفص عمر بن ابی الحزم بن عبدالرحمن بن یونس الدمشقی ہیں، جو ۶۵۳ھ کے ابتداء میں قاہرہ میں پیدا ہوئے، اور دمشق میں ہی مشغولیت اختیار کر لی، پھر مصر کی طرف کوچ کیا اور اسکو اپنا وطن بنا لیا، اور "بر" میں کچھ قضاۃ ان کے سپرد کیے گئے، پھر وہ "شیخ تقی الدین ابن دقیق العید" کے نائب بنے، پس ان کی زندگی بہتر ہوئی۔ اور بڑے بڑے مدارس میں درس دیا، اور قبہ منصوریہ میں دارالحدیث کے متولی مقرر ہوئے اور وہ بڑے باکمال عالم تھے، اگر چہ وہ بڑے فوائد کے حامل تھے، لیکن برے اخلاق والے اور لوگوں سے متنفر رہتے تھے، انہوں نے کبھی شادی نہیں کی تھی، وہ اچھی شکل کے مالک اور بڑے بارونق، پاکیزہ چیزیں کھاتے تھے اور باریک لباس زیب تن کرتے تھے، ان کے کئی فوائد، فرائد اور روضہ اور دیگر کتب پر مفید حواشی تھے۔

اور ان میں بعض علماء کے بارے میں بیہودگی تھی اللہ تعالیٰ ان سے چشم پوشی فرمائیں، ان کی وفات منگل کے دن ۱۵ رمضان المبارک کو ہوئی، اور قرافہ میں ان کو دفن کیا گیا۔

الشیخ الامام العلامہ ابن القویع ... رکن الدین بن القویع، ابو عبداللہ محمد بن عبدالرحمن بن یوسف بن عبدالرحمن بن عبدالجلیل القرشی الہاشمی الجعفری التونسی المالکی، جو "ابن القویع" کے نام سے مشہور ہیں، اور جن لوگوں نے فنون کثیرہ اور علوم اخرویہ دینیہ شرعیہ طیبہ کو جمع کیا ہے، ان میں ان فاضل شخصیات میں سے تھے اور ان ذہین لوگوں کے سردار تھے، اور منصوریہ میں مدرس تھے، اور وہ مارستان المنصور میں صاحب منصب تھے، اور ستر ذی الحجہ کی [illegible] دوشنبہ پر ان کی وفات ہوئی اور انہوں نے بیت، سارا مال و جائیداد چھوڑی اور بیت المال اس کا وارث بنا۔

یہ وہ آخری تاریخی واقعہ ہے جس کو ہمارے شیخ حافظ علم الدین البرزالی نے اپنی اس کتاب میں لکھا ہے کہ جس میں "شیخ شہاب الدین ابی شامۃ المقدسی" کی تاریخ پر حاشیہ لکھا ہے، اور ہمارے اس زمانے تک اس کی تاریخ پر کئی حواشی لکھے گئے، اور میں اس کی تاریخ سے بدھ کے دن ۲۰ جمادی الآخر ۷۵۱ھ میں فارغ ہوا، اللہ تعالیٰ اس کے خاتمہ کو عمدہ بنائے۔ (آمین) جو تاریخ میں نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر ہمارے اس زمانے تک لکھی ہے وہ یہاں تک اختتام پذیر ہوئی، پس اللہ تعالیٰ کے لئے تمام تعریفیں اور احسان ہیں۔

اور ... حریری نے کیا ہی خوب کہا ہے
"... تجھے کوئی عیب نظر آئے تو اس خلل کو بند کر، یہ بہت بڑی بات ہے کہ کوئی بن عیب کے بلندی حاصل کرلے"، یہ تحریر اسماعیل بن کثیر بن ... عفا اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے، آمین۔

آغاز ۷۳۹ھ

... اور مسلمانوں کے سلطان دیار مصریہ اور اس کے اردگرد، اور دیار شامیہ اور اس کے اردگرد کے علاقوں اور حرمین شریفین میں طلوع ... ناصر محمد بن الملک المنصور قلاوون ہیں، نہ ان کا کوئی نائب ہے اور نہ ہی کوئی وزیر ہے اسی طرح مصر میں بھی، اور مصر کے قاضیوں ... قاضی القضاۃ "عزالدین ابن" قاضی القضاۃ صدر الدین محمد بن ابراہیم بن جماعۃ، ہیں اور حنفیہ میں سے قاضی القضاۃ ... الدین ... "(اور حسن بن محمد ہیں) جبکہ مالکیہ میں سے "تقی الدین اخنائی" ہیں اور حنابلہ میں سے "موفق الدین بن نجا" المقدسی ... نائب "الامیر سیف الدین تنکز" اور اس کے قضاۃ میں سے جلال الدین القزوینی الشافعی ہیں، جو دیار مصر ... تھے ... حنفیہ میں سے عماد الدین الطرسوسی اور مالکیہ کے "شرف الدین الہمدانی" اور حنابلہ کے "علاء الدین بن ... التنوخی" ...

... امور میں سے دار الحدیث سکریہ کی تکمیل ہے اور اس دار الحدیث کے شیخ الحدیث الشیخ الامام الحافظ مورخ الاسلام "محمد بن شمس الدین محمد بن احمد الذہبی" بنائے گئے۔ اور اس دار الحدیث میں ۳۰ محدث مقرر کیے گئے، ان میں سے ہر ایک کے لئے نیابت تھی اور ہر مہینے کی ... درہم اور نصف رطل خبز تھی، جبکہ شیخ کے لئے ۱۳۰ اور ایک رطل خبز مقرر کی گئی، اور اس دار الحدیث میں ۱۳۰ ایسے آدمی مقرر کیے گئے جو قرآن ... اور ان میں سے ہر ایک پر ایک شیخ مقرر کیا گیا تھا، اور ان قراء میں سے ہر ایک کے لئے ایسا ہی مرتبہ تھا جو محدثین کے لئے مقرر کیا گیا تھا، اور ... اور قاری حدیث، اور بہت سارے نائب مقرر کیے گئے، اور قاری حدیث کے لئے ۲۰ درہم اور ... خبز مقرر تھی۔ ... اور تعمیر کو عمدہ بنایا گیا تھا، اور وہ عمارت سونے کا گھر نظر آتی تھی جسکو تنکز کے امیر وقف نے تعمیر کروایا تھا۔ اور اس پر بہت ... موقوف تھے جن میں قشاشین کا بازار بھی تھا، جو باب الفرج کے قریب واقع ہے جس کی لمبائی شرقاً غرباً بیس ذراع تھی، جسکو ... اور ایک مقام بندر زیدین بھی تھا، اور حمص کا قدیم حمام بھی، اور اس کے بہت سارے حصے دوسری بستیوں پر بھی موقوف تھے جن میں ... تھے قشاشین کے علاوہ، بندر زیدین اور حمص کا حمام۔

... "قاضی تقی الدین علی بن عبدالکافی السبکی الشافعی دیار مصر سے دمشق اور اس کے وزراء پر حاکم بن کر آئے، لوگ ان سے بہت زیادہ خوش ... ان کی حیثیت کی وجہ سے ان کو سلام کرنے کے لئے آتے تھے، اور ان کی دیانت وامانت کی وجہ سے وہ پہلے لوگوں کے طریقہ پر عدل ... انہوں نے غزالیہ اور اتابلیہ میں درس دیا، اور نائب بنایا اپنے چچا زاد "قاضی بہاء الدین ابوالبقاء" کو، پھر اپنے چچا زاد ... حکومت شام میں بھی تھی، قاضی القضاۃ جلال الدین محمد بن عبدالرحیم القزوینی الشافعی کی وفات کے بعد، اس سال ... منقریب ان کے بارے میں بھی گفتگو ہوگی۔
... میں سے تھے جو اس سال محرم ۷۳۹ھ میں فوت ہوئے۔

... قاضی القضاۃ فخر الدین عثمان بن زین علی بن عثمان الحلبی، ابن خطیب جسرین الشافعی، حلب کے قاضی مقرر کیے گئے وہ ... تھے انہوں نے فقہ میں "مختصر ابن حاجب" کی شرح لکھی، اور ابن الساعاتی کی البدیع کی شرح بھی لکھی، ان کے بہت عمدہ حواشی اور ... وہ شیخ ابن النقیب کی معزولی کے بعد حلب کے والی مقرر ہوئے، پھر سلطان نے ان کو بلایا، پس ان کا انتقال ہوا اور ان کی عمر

تقریباً ۷۳ برس تھی، یہ ان شخصیات میں سے ہیں جن کی وفات اس سال میں ہوئی تھی۔

قاضی القضاۃ جلال الدین محمد بن عبدالرحمن..... جو ''القزوینی الشافعی ہیں'' وہ اوران کے بھائی مصیبت کے ایام میں اپنے شہر سے دمشق آئے وہ دونوں فاضل تھے، ۶۹۰ھ کے بعد، پس امام الدین نے درس دیا امام صالح کی قبر کے پاس اور جلال الدین بادرائیہ میں شیخ برھان الدین ابن الشیخ تاج الدین شیخ الشافعیہ کے پاس اس کو لوٹایا، پھر ان کے احوال بدل گئے، یہاں تک کہ امام الدین کو دمشق میں شافعیہ قاضی مقرر کیا گیا، اور قاضی بدرالدین ابن جماعۃ کے ہاتھ سے ان کے لئے قضاء کو لے لیا گیا۔ پھر وہ بھاگ گیا قازان والے مال دیار مصر کی طرف لوگوں کے ساتھ، پس وہاں پر ہی فوت ہو گیا۔

اور ''ابن جماعۃ'' کو قضا واپس مل گئی، اور شہر کی خطابت خالی رہ گئی، ۷۰۳ھ میں پھر جلال الدین اس کا نگران بنا جس کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے، پھر دمشق کا قاضی مقرر ہوا، پھر وہاں سے دیار مصریہ کی طرف منتقل ہوا، اس کے بعد جبکہ ''قاضی القضاۃ بدرالدین بن جماعۃ'' آنکھ میں ضرر لاحق ہونے کی وجہ سے قضاء سے عاجز آ گیا تھا، پس جب سلطان الملک الناصر نے اس پر عصبیت کا مظاہرہ کیا ایسے امور کے سبب سے جن کی تشریح طوالت چاہتی ہے، اور اسکو شام کی طرف جلاوطن کر دیا، اور اتفاقاً ''قاضی القضاۃ شہاب الدین بن المجد عبداللہ'' کی وفات ہو گئی، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، پھر سلطان نے شام کی قضا ''بدا'' پر واپس لوٹا دی، پھر اس کے بیٹے ''بدرالدین'' کو نائب بنایا گیا، قضاء کی نیابت پر جو دمشق کا خطیب تھا، اور اس کی وفات اس سال کے آخر میں ہوئی تھی، اور صوفیہ میں دفن کیا گیا، اور اس کو علم معانی، بیان میں ید طولیٰ حاصل تھا، اس نے بہت سارے فتوے بھی دیئے اور اس کی علم معانی میں مشہور تصنیفات ہیں جن میں سے ایک تلخیص کی ہے جس کو میں علامہ سکاکی نے اختیار کیا ہے، وہ بہت سارے فضائل کا جامع تھا، جب وہ فوت ہوا تو اس کی عمر ستر سال کے لگ بھگ یا اس سے زائد تھی، اسی سال فوت ہونے والوں میں سے تھا، اتوار کے دن چار ذی الحجہ کو فوت ہوا۔

الشیخ الامام الحافظ ابن البرزالی..... علم الدین ابو محمد القاسم بن محمد البرزالی مؤرخ الشام الشافعی، جس سال الشیخ ابن ابی شامہ فوت ہوئے اسی سال ۶۶۵ھ کو پیدا ہوئے، انہوں نے ''شیخ شہاب الدین'' کی تاریخ پر حواشی لکھے، جس وقت ان کی وفات ہوئی تھی، جو شہاب کی وفات سے برزالی کی ولادت تک یہاں تک کہ وہ اس سال فوت ہوئے، وہ حالت احرام میں تھے، پس ان کو غسل دیا گیا اور کفن پہنایا اور ان کے سر کو پہن ڈھانپا گیا، لوگوں نے ان کی نعش کو اٹھایا ہوا تھا اور ان کے اردگرد لوگ رو رہے تھے، اور وہ جمعہ کا دن تھا، انہوں نے ایک ہزار سے زائد شیوخ سے حدیث سنی، اور ''محدث شمس الدین بن سعد'' ان کے لئے اپنی سند سے لکھی ہوئی حدیث کی کتاب لے کر نکلے جس کی تکمیل نہیں ہوئی تھی اور بہت ساری حدیثیں پڑھیں اور بہت سی احادیث سنیں، اور ان کی تحریر بڑی عمدہ تھی، بڑے اچھے اخلاق کے مالک تھے، اور قاضیوں کے نزدیک بڑے مشکور تھے اور ان کے مشائخ واساتذہ اھل علم تھے، میں نے علامہ ابن تیمیہ کو سنا وہ فرماتے تھے کہ ''برزالی کوئی بات نقل کریں تو وہ ایسی ہوتی ہے جیسے پتھر میں نقش ہوتا ہے اور ان کے ساتھی ہر جماعت سے تعلق رکھنے والوں میں سے تھے، وہ اُن سے محبت کرتے اور ان کی تعظیم کرتے تھے، ان کی اولاد اس سے پہلے ہی فوت ہو چکی تھی اور اس کی بیٹی ''فاطمہ'' نے بخاری تیرہ جلدوں میں لکھی، پس اس نے ان کا موازنہ کیا۔

وہ اس سے پڑھتے تھے ''الحافظ المزی'' پر قبہ کے نیچے، یہاں تک کہ اس کا وہ نسخہ اصل کی حیثیت اختیار کر گیا اور لوگ اس سے لکھتے تھے معتمد سمجھ کر، اور وہ النوریہ میں شیخ الحدیث تھے، اسی سال انہوں نے اپنی کتابیں دارالحدیث سنیہ اور دارالحدیث قوصیہ اور وغیرہ اور احادیث کی کاپیوں کے لئے وقف کیں وہ بہت زیادہ متواضع انسان اور لوگوں کے محبوب تھے اور لوگوں سے بھی محبت کرتے تھے اور ۷۴ برس کی عمر میں فوت ہوئے۔

المورخ شمس الدین..... محمد بن ابراہیم الجوزی، جنہوں نے تاریخ حافظ جمع کی اور اس میں ایسی اشیاء رقم کیں کہ جن سے حفاظ فائدہ اٹھاتے تھے جیسے حافظ المزی'' و حافظ ذھبی اور برزالی اس سے نقل کرتے تھے اور ان کی نقل پر اعتماد کیا جاتا تھا، وہ بوڑھے ہو گئے تھے، ان کی عمر ۸۰ برس سے متجاوز ہو چکی تھی اور ان کی سماعت بوجھل ہو گئی تھی اور تحریر میں ضعف آ چکا تھا، وہ الشیخ ناصرالدین محمد کے والد اور ''مجدالدین'' کے بھائی تھے۔

آغاز ۷۴۰ھ

اس سال کی آمد پر مسلمانوں کے سلطان ''الملک الناصر'' تھے، اور اس کے والی وقاضی وہ لوگ تھے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، جنہوں نے اسکو قبول کیا تھا سوائے شام کے شافعی کے۔ پس جب قزوینی فوت ہوئے تو علامہ سبکی کو والی مقرر کیا گیا۔ اس سال جو بڑے بڑے حوادث پیش آئے ان میں سے یہ بھی ہے کہ نصاری کے سرداروں کی ایک جماعت اپنے گرجے میں جمع ہوئی اور بہت سارا مال ودولت جمع کیا، اور وہ مال راہبوں کو دیا جو اُن کے پاس روم کے شہروں سے آئے تھے، وہ پٹروں کی صنعت کو اچھی طرح جانتے تھے ان میں سے ایک کا نام ''ملائی'' دوسرے نام ''عازر'' تھا انہوں نے مٹی کے تیل سے ایک ایٹم بنایا، ایسی باریکی سے بنایا کہ اس کی تاثیر چار سے زائد گھنٹوں میں ظاہر ہوتی۔ پس انہوں نے اسکو مردوں کے بازار میں تاجروں کی دکانوں کے درمیان دمشق کے پاس چند دنوں میں دن کے آخری حصے میں رکھا، اس طور پر کہ کوئی بھی ان دونوں کے بارے میں نہ جان سکے، کیونکہ وہ مسلمانوں کے حلیے میں تھے، پس جب رات کے اثناء میں لوگوں کو کچھ خبر نہیں تھی مگر آگ نشان لگا رہی تھی ان دوکانوں میں، یہاں تک کہ بازار کی شرقی جانب میں دراہزنیات المسندنہ تک آگ پہنچ گئی، تو سلطنت تنکز کا نائب اور امراء الوف کے امراء میں سے آئے، اور مینارہ پر چڑھے، جبکہ وہ آگ کے شعلے مار رہا تھا تو انہوں نے جامع کے ذریعے حفاظت حاصل کی جس کی کوئی چیز بھی آگ سے متاثر نہیں ہوئی تھی، اس پر اللہ کے لئے ہی حمد وثناء ہے اور اذان دینے کی جگہ ''المسندنہ'' پس اس کے پتھر پھٹ چکے تھے، اور وہ آئینے جل گئے تھے جو سیڑھیوں کی طرف راہنمائی کرتے تھے، پس اس کو گرایا گیا اور اس کی جگہ نئی تعمیر کی گئی، یہ وہ شرقی مینارہ ہے جس کے بارے میں حدیث کے اندر آیا ہے کہ اس پر عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اُتریں گے۔ جیسا کہ اس کے بارے میں کلام آئے گا نزول عیسیٰ علیہ السلام اور بلد محاصر بالدجال کے ذکر میں، اور نصاریٰ کا مقصد کچھ عرصے سے یہ تھا کہ جامع اور جو کچھ اس میں تھا، مغربی جانب میں قیساریہ کی تکمیل کے لئے قوس وعدد وغیرہ انکو ختم کیا جائے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

آگ کے شعلے قیساریہ کے اردگرد گھروں، مساکن ومدارس تک پھیل گئے اور مدرسہ امینیہ کا ایک حصہ جلادیا جو مدرسہ مذکورہ کے ایک جانب میں واقع تھا، جبکہ نصاریٰ کا مقصود یہ تھا کہ آگ مسلمانوں کے عبادت خانے کو پہنچ جائے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کے اور اس چیز کے درمیان حائل ہو گئے جسکو انہوں نے پھینکا تھا، نائب السلطنت اور دیگر امراء اس وقت آئے اور آگ اور مسجد کے درمیان حائل ہو گئے، اللہ تعالیٰ انکو بہتر بدلہ عطا فرمائے۔ جب اس سازش کا علم نائب السلطنت کو ہوا تو اس نے نصاریٰ کے سرداروں کو گرفتار کرنے کا حکم دیا، تو ان میں ۶۰ کے قریب گرفتار کیے گئے، ان کو اموال کی ضبطگی سزا اور مختلف قسم کے مثلہ کر کے پکڑا گیا پھر ان میں سے دس سے زائد کو موٹی رسیوں میں پھانسی دی گئی، اور ان کو لے کر ارجاء بلاد میں چکر لگایا گیا اور ان کو بتکلف موت دی گئی، یکے بعد دیگرے ان کو آگ میں جلایا گیا، یہاں تک کہ وہ خاک ہو گئے، اللہ تعالیٰ ان پر لعنت فرمائے۔

تنکز کی گرفتاری کا سبب... جب ۲۴ ذی الحجہ منگل کا دن تھا تو امیر طشتمر صفد سے جلدی آیا اور رات ہی کو دمشق کے لشکر کے ساتھ سوار ہو گیا اور نائب السلطنت اپنے محل سے دار السعادۃ کی طرف جلدی سے داخل ہوا، اس حالت میں کہ لشکر باب النصر پر پہنچ چکا تھا، اس نے ارادہ کیا وہ اسلحہ پہن لے، اور مقابلہ کرے لیکن انہوں نے اسکو اس بارے میں ملامت کیا، اور انہوں نے کہا مصلحت اسی میں ہے کہ تم سلطان کے پاس جاؤ مطیع وفرمانبردار بن کر، پس وہ بغیر اسلحہ کے نکلا، جب وہ شہر سے باہر نکلے تو فخری اور دوسرے اس کی طرف متوجہ ہوئے، اور اس کو پکڑ کر کسوہ کے کنارے لے گئے، پس جب قبہ یلبغا کے پاس پہنچے، وہاں اترے اور اسکو باندھ دیا اور اپنے محل کے آختوں کو، جبکہ وہ بندھا ہوا تھا تو اسکو لے کر سلطان کے پاس جانے لگے، پس جب اسکندریہ کے قریب پہنچے، تو اس سے اس کی امانتوں کے بارے میں سوال کیا تو اس نے بعض امانتوں کا اقرار کیا، پھر اسکو مارا یہاں تک کہ اس نے ساری امانتوں کا اقرار کر دیا، پھر اسکو قتل کر کے اسکندریہ کے قریب میں دفن کر دیا، پھر اس کی قبر کو دمشق منتقل کیا گیا، وہ ساٹھ سال سے زیادہ عمر کا تھا، وہ عادل اور پاکدامن تھا، اور لوگ اس کے زمانے میں انتہائی سہولت، امن اور حفاظت کے ساتھ زندگی گزارتے تھے، اللہ تعالیٰ پر رحم فرمائے اور اس کی قبر کو اپنی رحمت سے تروتازہ رکھیں۔

اس کے بہت سارے وقوف تھے جن میں سے ایک مرستان تھا صفد میں، اور نابلس اور عجلون میں جامعات تھے، اور دمشق میں بھی جامع تھی اور

القدس اور دمشق میں دارالحدیث تھے اور القدس میں خانقاہ اور مدرسہ بھی تھا، اور اصطبل اور بازار مسجد اقصیٰ پر موقوف تھے، انہوں نے مسجد میں ایک کھڑکی بھی کھولی تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور اس سال جو شخصیات فوت ہوئیں، ان میں:

امیر المومنین المستکفی باللہ ابوالربیع سلیمان ابن الحکم بامراللہ بن العباس أحمد بن أبی علی الحسن بن أبی بکر بن علی ابن امیر المومنین المسترشد باللہ الھاشمی العباسی البغدادی اصلاً و مولداً، ان کی ولادت ۶۸۳ھ یا اس سے پہلے سال میں ہوئی، انہوں نے تعلیم حاصل کی اور تھوڑی سی مشغولیت اختیار کی، اور اس کے والد نے اس کے ساتھ کام کا عہد کیا اور ۷۰۱ھ میں اپنے والد کی وفات کے موقع پر اس کے لئے خطبہ دیا گیا، اور وہ تمام امور جو حل وعقد سے متعلق تھے "سلطان الملک الناصر" کے سپرد کئے گئے، وہ تاتاریوں کے خلاف جہاد کے لئے نکلے اور مصاف شقحب پہنچے، اور شعبان ۷۰۲ھ کو دمشق میں داخل ہوا اس حال میں کہ وہ سلطان کے ساتھ سوار تھا، جبکہ لشکر کے تمام بڑے پیادہ تھے، اور جب سلطان نے حکومت سے اعراض کیا اور کرک کے مقام پر اسکو چھوڑ دیا تو دیگر امراء نے مستکفی سے التماس کیا کہ اس شخص کو بادشاہت دی جائے جو اس کی صلاحیت رکھتا ہو، پس "ملک مظفر رکن الدین بیبرس الجاشنکر" کو حکومت سپرد کی گئی، اور اس کے لئے جھنڈا بنایا گیا اور سلطنت کا لباس اسکو پہنایا گیا، پھر الناصر مصر لوٹ آیا اور خلیفہ کے سامنے اپنے کام کا عذر پیش کیا، پھر اس پر غصہ کیا گیا تو وہ قوص کی طرف لے جایا گیا تو اسی سال شعبان کے ابتداء میں اس کی وفات ہوئی۔

آغاز ۷۴۱ھ

جب بدھ کا دن آیا تو سلطان المسلمین الملک الناصر محمد بن الملک المنصور قلاوون اور اس کے قاضی جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے مصر میں تھے، اور دمشق میں کوئی نائب السلطنت نہیں تھا، اور وہ شخص جو معاملات کو درست رکھتا تھا "امیر سیف الدین قطلوبغا" جس کا لقب حمص الاخضر ہے وہ "امیر سیف الدین تنکز" کے پاس قبضہ میں آیا، پھر موسوم رجوع سے صفد آیا اور دن کے آخری حصے میں سوار ہو کر اپنے شہر کی طرف چلا اور "امیر تنکز" کی چاندی دیوار کے نیچے ایسے ہی محفوظ تھی جیسے ہونی چاہئے۔

پھر اسی سال چار محرم کو ہفتہ کے دن صبح کے وقت دیار مصر سے پانچ اُمراء آئے، ایک امیر سیف الدین بشتک الناصری اور اس کے ساتھ "برصبغ" کا دربان تھا اور "طاشار الدویدار" اور "بنغر اا وربط" تھے، پس "بشتک" "قصرابلق اور میادین" کے پاس اترے، اور اس کے ساتھ تھوڑے سے اس کے مملوک وغلام تھے، وہ تو صرف تجدید بیعت کے لئے سلطان کے پاس آئے تھے کیونکہ انہیں وہم ہوا تھا کہ کچھ امراء جدا ہونے والے نائب شام کا ساتھ دیں گے۔ اسی طرح وہ امیر سیف الدین تنکز جو شام کی نیابت سے جدا ہوتا تھا کے خزانوں پر قبضہ کرنے کے لئے اور انہیں دیار مصر تیار کر کے جانے کے لئے آئے تھے۔

اور چھ تاریخ سوموار کے دن صبح کے وقت امیر علاء الدین الطنبغاء دمشق نائب بن کر آیا اور لوگوں نے اس سے ملاقات کی بشتک اور مصری امراء نے بھی اور وہ عتبہ کے پاس اترے اور عتبہ شریفہ کو انہوں نے بوسہ دیا، اور ان کے ساتھ دارالسعدہ واپس ہوئے، وہاں اس کی دستاویز پڑھی گئی۔

اور پندرہ تاریخ سوموار کے دن امراء مقدمین میں سے دو بڑے امیروں کو گرفتار کیا گیا ایک الجی بغا العادلی" اور دوسرا "طنبغا الحجی" تھا اور ان کو قلعہ منصوریہ لایا گیا اور ان کے اموال وغیرہ حکومتی تحویل میں لئے گئے۔

در منگل کے دن ملک الامراء سیف الدین تنکز، اور اس کے گھر والے اور اس کی اولاد کو گھر سمیت دیار مصریہ منتقل کر دیا گیا۔

پندرہ تاریخ بدھ کے دن نائب السلطنت "امیر علاء الدین بن طنبغا، اور اس کے ساتھ امیر سیف الدین بشتک الناصری اور "الحجبہ قطیۃ" اور سیف الدین قطلوبغا الفخری" اور امراء مقدمین کی ایک جماعت سوار ہو کر سوق الخیل میں جمع ہوئے اور انہوں نے امیر سیف الدین تنکز" کے غلاموں سے مدد طلب کی کیونکہ وہ دونوں تھے پھر ان کو درمیان میں لانے کا حکم دیا گیا پس ان کو درمیان میں لایا گیا اور ایک بانس کی لکڑی پر لٹکا دیا گیا اور ان کے بارے میں اعلان کیا گیا کہ یہ بدلہ ہے ان کے لئے جو السلطان الناصر سے بغاوت کرتے ہیں۔

اس ماہ کی ۲۱ تاریخ روز بدھ قلعہ اسکندریہ میں نائب شام امیر تنکز" کی وفات ہوئی، کہا جاتا ہے کہ اسے پھانسی دی گئی کوئی کہتا ہے کہ زہر دیا گیا۔ اور کسی نے کہا جتنے منہ اتنی باتیں، لوگوں کو اس کے مرنے کا بے حد صدمہ ہوا، جو کئی روز تک طویل رہا، ہر وقت اس کا تذکرہ کرتے کہ وہ بارعب تھا، حفاظت کرتا اور اس میں مسلمانوں کے حرم اور اسلام کے محارم کے بارے میں بڑی عزت تھی اور یہ کہ وہ ضرورتمندوں کی حاجات پوری کرتا تھا اور یہ غم بڑھتا ہی گیا "قاضی امین الدین بن قلانسی" نے ہمارے شیخ حافظ علامہ عماد الدین بن کثیر کو بتایا کہ امیر تنکز" بدھ کے دن گرفتار ہوا، بدھ ہی کے دن مصر میں داخل ہوا، بدھ ہی کے روز اسکندریہ میں داخل ہوا، اور بدھ ہی کے روز اس کی وفات ہوئی، اسکندریہ نماز جنازہ پڑھی گئی اور وہاں کے مقبرے میں ۲۳ محرم کو قباری کی قبر کے پاس دفن کیا گیا ان کا جنازہ بڑا شاندار تھا، ۷ صفر جمعرات "امیر سیف الدین طشتمری" آیا جس نے "تنکز" کو دمشق کی طرف گرفتار کیا تھا، وہ وطاۃ بروزہ میں اپنے لشکر اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے اترا، پھر حلب محروسہ کا طبغاء کی جگہ جو وہاں سے جدا ہو گیا تھا، نائب بن کر متوجہ ہوا۔

۱۳ ربیع الاول جمعرات کی صبح شہر میں شیخ صالح عابد ناسک قدوۃ شیخ محمد بن تمام کے جنازے کا اعلان ہوا جو صالحیہ میں فوت ہوئے تھے، لوگ ان کا جنازہ جامع مظفری میں لائے، ظہر کی نماز کے لئے جامع میں جمع ہوئے تو یہ مسجد تنگ پڑ گئی، تو لوگوں نے راستوں اور مدرسہ صالحیہ کے اطراف میں نماز پڑھی، لوگوں کا مجمع بہت زیادہ تھا، شیخ تقی الدین ابن تیمیہ" کے جنازے کے بعد اس جیسا جنازہ نہیں دیکھا گیا، کیونکہ اس میں مردوں، عورتوں، قضاۃ اور نامور حضرات امراء کی تعداد زیادہ تھی، مجموعی طور پر لوگوں کی تعداد ۲۰ ہزار کے قریب تھی، لوگ نائب سلطنت کے منتظر تھے، اور وہ اس خط میں لگا ہوا تھا جو اس کے پاس دیار مصریہ سے آیا تھا، تو شیخ نے ظہر کی نماز کے بعد جامع مظفری میں ان کا جنازہ پڑھایا اور اپنے بھائی کی قبر کے پاس "موفق" اور شیخ ابی عمر" کی قبر کے درمیان دفن ہوئے۔ رحمھم اللہ۔ یکم جمادی الاولیٰ منگل کی شام ہمارے شیخ حافظ جمال الدین المزی کی اہلیہ برگزیدہ خاتون، نیک، صالحہ عالمہ، قرآن کی قاریہ "ام فاطمہ بنت ابراہیم بن صدیق نے وفات پائی، اور بدھ کی صبح جامع مسجد میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور صوفیہ کے قبرستان میں "شیخ تقی الدین بن تیمیہ" کی قبر کے مغربی پہلو میں دفن کی گئیں۔

آپ اپنے زمانے کی عورتوں میں کثرت عبادت وتلاوت اور قرآن کی وضاحت وبلاغت اور صحیح ادا کے ساتھ قرأت کی وجہ سے بے نظیر خاتون تھیں۔

حالانکہ بہت سے لوگ قرآن کی تجوید سے عاجز ہو جاتے ہیں، اور بہت سی عورتوں کو قرآن ختم کرایا اور ان سے بہت سی عورتوں نے قرآن پڑھا ان کی ذات وصفات صلاحیت دین کی وجہ سے اور ان کی دنیا سے بے رغبتی سے فائدہ اٹھایا۔ اور دنیا کو بہت کم تصور کرتی تھیں، باوجودیکہ ان کی لمبی عمر تھی، ان کی عمر "۸۰" اسی سال کے قریب تھی جسے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت میں خرچ کیا، اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ ان کے محسن اور فرمانبردار تھے، وران سے طبعی وشرعی محبت کی وجہ سے ان کی مخالفت نہیں کر سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان کی روح کو مقدس بنائے اور اپنی رحمت سے ان کی قبر کو منور کر دے۔ آمین۔

۲۱ جمادی الاولیٰ بدھ کے دن قاسیون کے دامن کوہ میں واقع شیخ ابو مدرسہ بلخمری میں امام "شمس الدین محمد بن احمد بن عبدالھادی المقدسی حنبلی نے "قاضی برھان الدین الزرعی" کی جگہ درس دیا۔ ان کے پاس بڑے بڑے امام اور کبار حنابلہ حاضر ہوئے، اور شہر والے اس دن بارش اور کیچڑ کی زیادتی کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے اور جامع اموی میں مشرقی منارہ کی تعمیر رمضان کے آخری عشرے میں مکمل ہوئی، اس کی تعمیر و پائیداری کو لوگوں نے سراہا۔ اور بعض لوگوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ اسلامی تاریخ میں اس جیسا منارہ نہیں بنایا گیا۔ اور بہت سے لوگوں کا خیال یہ ہے کہ یہ سفید مشرقی منارہ وہی ہے جس کا ذکر "نواس بن سمعان" کی حدیث کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام دمشق کے مشرقی سفید منارہ پر نزول فرمائیں گے میں ہے لیکن شاید حدیث کے لفظ کو کسی راوی نے پلٹ دیا، کیونکہ حدیث کے الفاظ تو یہ ہیں "کان علی المنارۃ الشرقیۃ بدمشق" یعنی دمشق کے مشرقی منارہ پر اتریں گے، ورنہ وہ منارہ و شرقی اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے مقابلے میں ایک مغربی منارہ ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

شوال کے مہینے کے گزرنے پر منگل کے دن دار السعادۃ کے دار العدل (کورٹ) میں ایک مجلس منعقد ہوئی اور میں (ابن کثیر) بھی اس دن حاضر تھا۔ حسب عادت جج صاحبان اور امراء جمع تھے اور اس روز عثمان دکالی (اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کرے) کو مجلس میں لایا گیا، اور اس شخص نے ایک ایک

بڑی باتوں کا دعویٰ کیا جس کی نظیر "حلاج" (جنہوں نے بے خودی میں "انا الحق" کہا تھا) اور ابن ابوالغد افر السلقمانی سے نہیں نکلی اور اس کے خلاف گواہی ثابت ہوئی کہ اس نے الوہیت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور دوسری چیزوں کے بارے میں بھی کہ اس نے انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی کی ہے اور اس پر ثابت ہوا کہ یہ باجر یقیہ وغیرہ اتحادی لوگوں سے میل ملاپ رکھتا ہے (ان سب پر اللہ کی لعنت ہو) اس سے قاضی حنبلی کی مجلس میں بڑی بے ادبی سرزد ہوئی اور مالکیہ کی طرف سے اس کی تکفیر بھی شامل تھی۔ اس نے بعض واقعات کے متعلق دلائل وشواہد کا دعویٰ بھی کیا تو اسے بیڑیوں میں جکڑتے ہوئے جیل واپس بھیج دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت اور تائید سے اس پر قادر ہو۔

پھر جب ۲۱ ذی القعدہ بروز منگل عثمان دکا کی کو دار السعادۃ لایا گیا اور امراء قاضیوں کے سامنے اسے کھڑا کیا گیا تو اس سے چند واقعات کے متعلق شواہد دریافت کئے گئے تو بیچارہ شواہد پیش کرنے سے عاجز رہا آئیں بائیں شائیں کرنے لگا تو فیصلہ اس کی طرف متوجہ ہوا، مالکی جج سے اس کے متعلق فیصلہ پوچھا گیا تو قاضی نے حمد وثناء کی اور آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کے بعد فیصلہ صادر کیا کہ توبہ کرنے کے باوجود اس کا خون بہایا جائے۔ تو اس شخص کو پکڑا اور دمشق کے سوق الخیل (گھوڑ بازار) نامی بازار میں اس کی گردن ماری گئی اور اس کے خلاف اعلان کرایا گیا کہ یہ اس شخص کی سزا ہے جو اتحادیوں کے مذہب پر ہو اور یہ دن دار السعادۃ میں لوگوں کی حاضری کا دن تھا بڑے بڑے امراء اور مشائخ کے ساتھ ساتھ ایک مخلوق جمع تھی۔ ہمارے "شیخ حافظ جمال الدین المزی" "حافظ شمس الدین ذہبی" بھی حاضر تھے۔ ان دونوں حضرات نے اس معاملے میں غیر معمولی گفتگو بھی کی اور اس مذکورہ بدبخت کے زندیق ہونے کی گواہی دی جیسا کہ یہ اپنے عقائد کے ساتھ مشہور تھا اور اسی طرح شیخ تقی الدین ابن تیمیہ" کے بھائی "شیخ زین الدین" بھی موجود تھے۔ اور مالکی۔ حنفی اور حنبلی تینوں قاضی نکلے۔ اور انہوں نے ہی مجلس میں فیصلہ نافذ کیا اس شخص کے قتل کے موقع پر حاضر ہوئے اور میں (ابن کثیر) یہ سب کچھ شروع سے آخر تک دیکھ رہا تھا، ۲۸ ذیقعدہ جمعہ کے دن دوزیرک امیروں کو قلعے سے آزاد کیا گیا یعنی "طغیغ" اور "ایجی بغا" کو اور اسی طرح "خزاندار یہ تنکز" کو بھی چھوڑ دیا گیا اور یہ وہ لوگ ہیں جو قلعے میں پیچھے رہ گئے تھے۔ اس معاملے سے لوگ بہت خوش ہوئے۔

ملک ناصر محمد بن قلاوون کی وفات کا ذکر۔......۲۷ ذی الحجہ بدھ کی صبح "امیر سیف الدین قطلو بغا الفخری" دمشق تشریف لائے تو ان سے ملنے کے لئے نائب سلطنت اور دوسرے بڑے بڑے امراء نکلے۔ امیر کی آمد ڈاک کے گھوڑے پر تھی۔ تو انہیں سلطان "ملک الناصر" کی وفات کی خبر دی گئی جو کہ پچھلے بدھ کو انتقال کر گئے تھے اور جمعہ کے روز بعد نماز عشاء ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی تھی اور اپنے والد "ملک منصور" کے ساتھ اپنے بیٹے "انوک" کے ہمراہ دفن کئے گئے اور انہوں نے اپنی موت سے پہلے اپنے بیٹے سیف الدین ابوبکر سے عہد لیا تھا اور اس کا لقب "ملک منصور" ہے۔ تو جب جمعہ کی رات بادشاہ سلامت دفن کئے جانے لگے تو بہت کم امراء اس موقع پر حاضر تھے اور اس معاملے کا نگران "امیر علم الدین جاولی کو اور ایک نیک آدمی کو جسے شیخ عمر بن محمد بن ابراہیم جعبری کہا جاتا ہے اور ایک شخص جو جبار یہ میں سے تھا بنایا گیا تھا۔ اور مذکورہ طریقے پر دفن کیا گیا، ان کا بیٹا اور ولی عہد ان کے دفن کے وقت حاضر نہیں ہوئے اور اس رات امراء کے مشورے سے قلعے سے نہیں نکلے تا کہ لوگوں میں انتشار نہ ہو۔ اور قاضی عز الدین بن جماعہ نے نماز پڑھائی اور "جاولی" "ایدغمش"، قاضی بہاء الدین بن حامد ابن قاضی دمشقی سبکی اور ایک دوسرے امیر بھی حاضر تھے اور ملک منصور سیف الدنیا والدین ابوالمعالی ابوبکر مملکت کے تخت پر جاگریں ہوئے اور یہ ۲۱ ذی الحجہ ۷۴۱ھ جمعرات کی صبح ہوئی مصری لشکر نے ان سے بیعت کی اور شامیوں سے بیعت لینے کے لئے فخری گئے اور ابلق نامی محل میں ٹھہرے اور لوگوں نے ملک منصور بن ناصر بن منصور کی بیعت کی اور ۲۸ ذی الحجہ جمعرات کی صبح دمشق کے قلعہ منصوری میں خوشیوں کے طبل بجائے گئے اور لوگ نئے بادشاہ سے بہت خوش ہوئے اور بادشاہ پر انہیں ترس آیا اور اسے تسلی دی اور مرحوم پر اظہار افسوس کیا۔

آغاز ۷۴۲ھ

اتوار کے دن نئے سال کا آغاز ہوا۔ دیار مصر اور ملک شام کے بادشاہ سلطان الاسلام ملک منصور سیف الدین ابوبکر بن ملک سلطان ناصر الدین محمد بن سلطان ملک منصور سیف الدین قلاوون صالحی اور شام کے نائب "امیر علاء الدین طنبغا" اور شام اور مصر کے قضاۃ جن کا تذکرہ پہلے گزر

چکا، اسی طرح والیوں کے علاوہ دیگر کام انجام دینے والے حضرات اللہ تعالیٰ کے مہینے محرم میں اپنے اپنے عہدوں پر فائز تھے۔

خلیفہ حاکم باَمر اللہ کی ولایت ...... اسی روز امیر المؤمنین ابوالقاسم احمد ابن المستکفی باللہ ابوربیع سلیمان عباسی سے خلافت کی بیعت کی گئی۔ کالا جبّہ زیب تن کئے ہوئے ملک منصور کے ہمراہ مملکت کے تخت پر رونق افروز تھے، اس نے ان کو بھی کالا جوڑا پہنایا تو دونوں کالے کپڑے زیب تن کئے ہوئے تخت نشین تھے اور اس دن خلیفہ نے فصیح و بلیغ خطبہ دیا جو نصائح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر مشتمل تھا اور اس دن امراء وسرداروں کی ایک جماعت کو خلعت عطا کی گئی اور وہ دن حاضری کا تھا (یعنی بہت سے لوگ اس دن موجود تھے) اور اسی ابوالقاسم سے اس کے والد نے خلافت کا عہد لیا تھا لیکن ''ناصر اس معاملے پر قدرت نہ پاسکے اور ابوربیع کے بھتیجے، ابواسحاق ابراھیم کو والی بنایا گیا اور اس کا لقب واثق باللہ تھا۔ اور اس نے قاہرہ میں ایک جمعہ کا خطبہ دیا تو منصور نے اسے معزول کردیا اور اسی ابوالقاسم کو بحال کیا اور اس کا عہدہ جاری رہا اور اس کا لقب جیسے ہم نے ذکر کیا کہ ''**المستنصر باللّٰہ**'' تھا۔

۸ محرم بدھ کے آخری پہر امیر سیف الدین بشتک الناصر کو گرفتار کیا گیا اور شام کی نیابت کا حکم نامہ لکھا گیا اسے اس پر خلعت دی گئی اور اس کے سامان کو ظاہر کیا گیا، پھر یہ ملک منصور کے پاس اجازت لینے گئے۔ بادشاہ نے اسے خوش آمدید کہا اور اسے بٹھادیا کھانا لایا گیا اور دونوں نے کھایا، بادشاہ اس کی جدائی پر غمگین تھا اور کہا کہ تم جارہے ہو اور مجھے اکیلے چھوڑ رہے ہو، پھر اسے رخصت کرنے کھڑے ہوگئے اور بشتک اس کے سامنے آٹھ نو قدم چلا ہی تھا کہ تین آدمی اس کی طرف لپکے تو ایک نے اس کی تلوار کو درمیان سے چھری سے کاٹ دیا اور دوسرے نے، پناہ تھا اس کے منہ پر رکھا اور تیسرے نے کندھے سے پکڑا اور اسے قید کرلیا گیا اور یہ سب کچھ بادشاہ کی موجودگی میں ہوا۔ پھر اسے غائب کردیا گیا اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں گیا؟ پھر ان کے غلاموں سے کہا گیا کہ جاؤ اور کل کو امیر کی سواری لینے آنا کیونکہ وہ آج رات بادشاہ کے ساتھ گزاریں گے اور صبح کو بادشاہ مملکت کے تخت پر بیٹھا اور چند امراء اور نو بڑے لیڈروں کی گرفتاری کا حکم دیا اور ان کے خزانوں اور اموال واملاک پر قبضہ کیا گیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ ان میں سے ایک کے پاس سے ایک کروڑ دینار اور ایک کے پاس سات لاکھ دینار برآمد ہوئے۔

ہمارے شیخ حافظ ابوالحجاج المزی کی وفات ...... شیخ صاحب چند دن اسی بیماری میں مبتلا ہوئے جس نے انہیں جماعت اور درس میں حاضر ہونے اور حدیث سنانے سے نہیں روکا۔ گیارہ صفر بروز جمعہ جب نماز کے قریب انہوں نے حدیث سنائی پھر اپنے گھر تشریف لے گئے تاکہ وضو کرکے نماز میں شریک ہوں تو انہیں پیٹ میں شدید درد لاحق ہوا، انہوں نے سمجھا کہ یہ درد قولنج ہے حالانکہ وہ طاعون تھا، تو اس وقت نماز میں حاضر نہ ہوسکے جب ہم نماز سے فارغ ہوئے مجھے ان کے بیمار ہونے کی خبر ملی تو میں ان کے پاس گیا جب میں ان کے گھر داخل ہوا اچانک میں نے انہیں شد... کہ ... سے شدید کانپتے ہوئے دیکھا تو میں نے ان سے ان کی حالت دریافت کی تو یہ بار بار الحمد للہ کہنے لگے پھر مجھے اس شدید مرض کے پیش آنے کا واقعہ بتایا گیا اور انہوں نے ظہر کی نماز خود پڑھی اور بیت الخلاء گئے اور شدید درد کی حالت میں بیٹھ کر وضو کیا پھر ان کی یہی حالت کل تک (روز ہفتہ تک) رہی تو جب ظہر کا وقت ہوا میں اس وقت موجود نہیں تھا، لیکن ان کی بیٹی اور میری بیوی زینب نے مجھے بتلایا کہ جب ظہر کی اذان ہوئی تو ان کا ذہن قدرے مالوف ہوا تو ان کی بیٹی نے کہا کہ اباجان ظہر کی اذان ہوگئی ہے تو شیخ نے اللہ کا نام لیا اور نماز پڑھنے کا ارادہ ظاہر کیا اور تیمم کرکے نماز ادا کی پھر لیٹ گئے اور آیت الکرسی پڑھتے رہے اور اسی میں ان کی زبان اٹکی اور ان کی روح دو نمازوں کے درمیان ۱۲ صفر بروز ہفتہ پرواز کرگئی، اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ اس رات ان کی تجہیز و تکفین ممکن نہیں تھی تو ۱۳ صفر اتوار کی صبح انہیں غسل دیکر کفنا گیا اور جامع اموی میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی قاضیوں اور سرداروں کے علاوہ لاتعداد مخلوق ان کی نماز جنازہ میں حاضر تھے اور ان کا جنازہ باب النصر سے نکالا گیا اور سلطنت کے نائب امیر علاء الدین طنبغا اپنے اصحاب و دیوان سلطان، رازدار اور دیگر امراء کے ساتھ جنازہ میں شریک ہونے گئے باب النصر کے باہر ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور قاضی تقی الدین سبکی شافعی ہی نے جامع اموی میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر انہیں صوفیہ کے قبرستان لے گئے، وہیں اپنی اہلیہ نیک خاتون، قرآن کی حافظ، عائشہ بنت ابراھیم بن صدیق کے پہلو میں شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کی قبر کے مغربی جانب میں مدفون ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر رحم فرمائے۔

عجیب و غریب واقعہ: ...۳۰ صفر بدھ کے دن دیار مصر سے امیر ملک اشرف علاء الدین کجک ابن الملک الناصر کی بیعۃ سمیت آئے اور یہ واقعہ ان کے بھائی منصور کی معزولی کے بعد کا ہے جب کہ اس سے وہ کرتوت سرزد ہوئے جن کا ذکر پہلے کیا گیا، شراب و کباب کا دور دورہ منکرات اور نامناسب افعال اور امارد کے ساتھ تعلقات وغیرہ نامناسب افعال کرتا تھا، تو بڑے بڑے امراء گٹھ جوڑ کرا سے معزول کرنے کے لئے متحد ہوئے، جبکہ انہوں نے اسے بڑے فساد کی طرف بہتا ہوا دیکھا تو یہ امراء خلیفہ حاکم بامر اللہ ابو ربیع سلیمان کے پاس حاضر ہوئے اور جو افعال اس مذکور منصور بادشاہ کی طرف منسوب تھے اسے خلیفہ کے سامنے ثابت کر دیا تھا تو اس وقت خلیفہ اور دوسرے امراء نے اسے اتار دیا اور ان کی جگہ ان کے بھائی کی تقرری ہوئی اور اسے باندھ کر جیل بھیج دیا گیا اور اس کے ساتھ تین بھائی بھی تھے۔ بعض نے کہا کہ تین سے زیادہ تھے اور امراء نے ملک اشرف کو تخت پر بٹھایا اور امیر سیف الدین قوصون الناصری کو ان کا نائب مقرر کیا، معاملات درستگی کے ساتھ انجام پانے لگے اور جب بیعت کا معاملہ شام کی طرف آیا تو بدھ کے روز مذکورہ امراء نے اس سے بیعت کی اور آغاز ربیع الاول جمعرات کی شام خوشی کے طبل بجائے گئے اور اس نے جمعہ کے دن سلطنت کے نائب قضاۃ اور امراء کی موجودگی میں دمشق میں خطبہ دیا۔

اور ۷ ربیع الاول بروز بدھ قاضی القضاۃ تقی الدین سبکی ہمارے شیخ حافظ جمال الدین المزی کی جگہ دار الحدیث اشرفیہ میں حاضر ہوئے اور نوریہ کے دار الحدیث کی مشیخت میں ان کے بیٹے کی جگہ حاضر ہوئے۔ رحمہ اللہ اور جمادی الاولیٰ کے مہینے میں یہ بات مشہور ہوئی کہ حلب کے نائب امیر سیف الدین طشتمر الملقب بالحمص الاخضر، سلطان کے بیٹے امیر احمد ساکن کرک کی مدد کے لئے کھڑے ہوئے ہیں اور یہ ان کی مدد اور ان کا تعاون کرے گا اور اس کام کے لئے اسے فوجوں کی ضرورت ہے۔ چنانچہ وہ ان کے لئے جمعیت اکٹھی کر رہا ہے، واللہ اعلم۔ اور جمادی الاولیٰ کے دوسرے عشرے میں امیر سیف الدین قطلو بغا کی معیت میں بادشاہ کے بیٹے امیر احمد کی بازیابی کے لئے کرک لشکر بھیجے گئے اور اس مہینے میں امیر احمد بن ناصر ساکن کرک کے متعلق باتیں ہوئیں، اسوجہ سے کہ فخری کی معیت میں لشکر نے اس کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اور مشہور ہوا کہ حلب کے نائب امیر سیف الدین طشتمر (جن کا لقب الحمص الاخضر ہے) بادشاہ کے ان بچوں کی مدد کر رہے ہیں جنہیں دیار مصر سے الصعید جلاوطن کیا گیا اور اس کے امیر احمد کی مدافعت میں کھڑے ہونے کی خبر بھی پھیل گئی تاکہ فوج کو اس سے روک سکیں اور وہ اس کا محاصرہ چھوڑ دے اور اس نے اپنے استاد کے بیٹے احمد کی مدد کے لئے الکرک جانے کا بھی ارادہ کیا اور دمشق میں شام کے نائب نے بھی اس کی تیاری کی اور اس نے فوج سے لڑنے اور جو فتنہ و فساد وہ پیدا کرنا چاہتا ہے اس سے اسے روکنے کا اعلان کر دیا اور فوج نے بھی اسی کا اہتمام کیا اور وہ اس کے لئے مکمل تیار ہو گئے اور انہیں اس معاملے میں بڑی مشقت اٹھانی پڑی اور اس کی وجہ سے بہت سے لوگ بے چین ہو گئے اور فتنے کے برپا ہونے سے خوف زدہ ہو گئے اور انہوں نے یہ خیال کیا کہ اگر ان میں جنگ ہوئی تو قبائل پہاڑوں اور حوران میں قیام کریں گے اور کھیتی باڑی وغیرہ کے مصالح معطل ہو کر رہ جائیں گے۔ پھر حلب سے سلطان کا دوست ایلچیوں کے ساتھ دمشق کے نائب امیر علاء الدین طنبغا کے پاس زبانی پیغام لے کر آیا جسے اس نے سنجیدگی سے سنا اور اس نے ان کے ساتھ میسرہ کے امیر امان ساقی کو بھیجا تو دونوں حلب پہنچے پھر دونوں جمادی الآخر کے اواخر میں واپس آئے اور دیار مصر کا رخ کیا اور مشہور ہو گیا کہ معاملہ جوں کا توں ہے یہاں تک کہ منصور کے سوا ملک ناصر کے لڑکوں کے مصر واپس آ جانے پر اتفاق ہو گیا اور الکرک کے محاصرے کو چھوڑنے پر بھی اتفاق ہوا۔

جمادی الاولیٰ کے آخری عشرے میں ملک العرب مظفر الدین موسیٰ بن مھنا فوت ہو گئے اور تدمر میں مدفون ہوئے۔ ۲ جمادی الآخر منگل کی صبح طلوع آفتاب کے قریب خطیب بدر الدین محمد بن قاضی جلال الدین القزوینی نے دیار مصر سے واپس آنے کے بعد دار الخطابۃ میں وفات پائی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اور اس نے ایک جمعہ کا خطبہ دیا اور دوسرے جمعہ کی رات تک لوگوں کو نماز پڑھائی پھر بیمار ہو گئے اور ان کی جگہ ان کے بھائی تاج الدین عبد الرحیم نے حسب عادت تین جمعوں کا خطبہ دیا اور خطیب بدر الدین بیمار تھے کہ اسی میں ان کا انتقال ہو گیا۔ اور لوگوں نے اس کے حسین شکل اور چہرے کی صباحت اور حسن ملاقات و تواضع کی وجہ سے اس پر اظہار افسوس کیا اور ان کا جنازہ پڑھنے کے لئے لوگ ظہر کے وقت اکٹھے ہوئے لیکن ان کی تجہیز عصر تک مؤخر ہو گئی اور چیف جسٹس تقی الدین سبکی نے جامع میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور لوگ اسے صوفیہ کے قبرستان لے گئے اور ان کا جنازہ بڑا بھرپور تھا اور انہیں اس قبرستان میں اپنے والد کے پہلو میں دفنایا گیا جسے خطیب بدر الدین نے وہاں بنایا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات پر رحم فرمائے۔ (آمین)

اور ۵ جمادی الآخر کے دن نماز کے بعد نائب السلطنت امیر علاء الدین طنبغا اور تمام فوج حلب کے نائب امیر سیف الدین طشتمر کو گرفتار کرنے کے لئے بلاد حلب جانے کے ارادے سے نکلے اس لئے کہ اس نے بادشاہ زادے امیر احمد جو الکرک میں تھا کے ساتھ کھڑے ہونے کا اظہار کیا تھا۔اور لوگ شدید بارش اور بہت کیچڑ والے دن میں نکلے اور وہ سخت قیامت کا دن تھا اللہ تعالیٰ انجام اچھا کرے اور قاضی تقی الدین سبکی نے خطیبوں اور مؤذنوں کو ان اذکار کے اضافہ کا حکم دیا جن کے بارے میں خطیب بدر الدین نے تسبیح وتحمید وتہلیل کے ۳۳ بار کرنے کا حکم جاری کیا تھا۔اور السبکی نے انہیں اس سے پہلے تین بار استغفار اور **اللّٰھم انت السلام ومنک السلام الخ** زیادہ پڑھنے کا حکم دیا تھا اور پھر اس نے انہیں اس عمل کی تاکید کی جو صحیح مسلم میں فجر اور مغرب کی نماز کے بعد پڑھنے کا حکم آیا ہے۔یعنی **اللّٰھم أجرنا من النار** ۷ مرتبہ، **أعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ماخلق**. ۳ مرتبہ۔اور ان سالوں سے قبل انہوں نے اذان دینے کے بعد جمعہ کی رات آیت اور رسول اللہ ﷺ پر سلام پڑھنے کا اضافہ کیا تھا، سردار اکیلے اس کی ابتداء کرتا اور جماعت اچھے طریقے سے اسے دہراتی اور یہ بات جامع کے صحن میں لوگوں کے جمع ہو کر اسے توجہ سے سننے کا باعث بن گئی اور جب کبھی ابتدا کرنے والا خوش آواز ہوتا تو جماعت زیادہ اکٹھی ہوتی لیکن اس کی وجہ سے اوقات مقررہ میں لمبا فاصلہ ہونے لگا اور نماز اول وقت سے مؤخر ہونے لگی۔

عجیب وغریب واقعہ ..... ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب امیر سیف الدین قطلو بغا الفخری ان متلاشیوں کے ساتھ جو بادشہزادے امیر احمد بن ناصر کو گرفتار کرنے کے لئے الکرک کے محاصرے کے لئے بلاد مصر سے آئے تھے دمشق سے باہر جسورہ اور حصی کے میدان کے درمیانی وادی میں اترے اور وہ گھاٹی پر محاصرہ کرتے ہوئے اور تنگی کرتے ہوئے وہاں ٹھہرے یہاں تک کہ شام کے نائب حلب کی طرف روانہ ہوئے اور یہ مذکورہ ایام گزر گئے۔اور لوگوں کو پتہ ہی نہ چلا کہ فخری فوج سمیت آ گیا اور انہوں نے امیر احمد کی بیعت کی اور اس کا نام الناصر بن الناصر رکھا اور اس کے بھائی ملک اشرف علاء الدین کجک کی بیعت توڑ دی اور انہوں نے اس کے کم عمر ہونے کا عذر پیش کیا۔اور انہوں نے بیان کیا کہ امیر سیف الدین قوصون الناصر کے اتالیق نے سلطان کے دو بیٹوں پر ظلم کیا اور بلاد صعید میں ان کا گلا گھونٹ کر انہیں قتل کیا اور اس نے ان کی طرف ذمہ دار افراد کو بھیجا اور وہ ملک منصور ابوبکر اور رمضان تھے اور اس کے باعث امیر اجنبی بن گئے۔اور ان ذمہ داروں نے کہا کہ یہ چاہتا ہے کہ ان کے گھر جڑ سے اکھاڑ دے تا کہ وہ حکومت ومملکت حاصل کرنے کی قدرت پا سکے۔تو وہ اس بات کی وجہ سے نالاں یعنی ناراض ہو گئے اور اپنے استاذ کے بیٹے کے ہاتھ بیعت کی اور وہ جانے کے لئے فوج کے پیچھے آئے تا کہ یہ امیر سیف الدین طشتمر حلب کے نائب اور ان کے رفقاء کے معاون ہوں اور ان حضرات نے امراء کو اس طرف مائل کرنے کے لئے خطوط لکھے اور جب یہ دمشق سے باہر اترے تو دمشق میں جو بڑے اکابر قاضی اور منتظمین تھے مثلاً والی بر، والی مدینہ ابن السمند ار وغیرہ ان کے پاس آئے۔

صبح ہوئی تو اہلیان دمشق سب کے سب صبح سویرے اپنے دستور کے مطابق جیسا کہ وہ بادشاہوں اور حاجیوں کی آمد پر نکلتے تھے باہر نکلے بلکہ بعض وجوہ کی بنا پر ان سے زیادہ نکلے، قضاۃ، صاحب، سردار، اور والیان وغیرہ بھی نکلے۔اور امیر سیف الدین قطلو بغا اس سلطنت کی نیابت کے لئے، جسے نئے بادشاہ ناصر نے اس کے سپرد کیا تھا دار الخلافہ (صدر مقام) میں داخل ہوئے اور حسب عادت ان کے دائیں جانب شافعی قاضی اور بائیں جانب حنفی قاضی تھے۔اور پوری فوج نے ہتھیار بند ہو کر اسے گھیر رکھا تھا۔اور گائے کی آواز، باجیں، شاہی تیر انداز خلافی اور شاہی جھنڈے لہرا رہے تھے۔اور لوگ فخری کے لئے دعا وثنا میں مگن تھے اور لوگ انتہائی شاداں وخرم اور خوش تھے۔اور کبھی کبھی کسی جاہل نے حلب چلے جانے والے نائب کو گالیاں بھی دیں اور اس کے بعد متلاشی اپنی ٹریننگ کے مطابق مجمع میں داخل ہوئے اور وہ دن جشن منانے کا تھا وہ دمشق کے مشرق میں سرائے لاجین کے پاس اترا، اس نے اس دن فوج بھیجی اور قاضیوں اور حوازیوں کو والا نامے لکھے یتیموں وغیرہ کے اموال میں سے پانچ لاکھ لے لئے اور اس کے عوض ان لوگوں کو بیت المال کی طرف سے ایک بستی دیدی گئی اور اس نے ان امور کی رجسٹریشن کروائی اور اچھے ملازمین تیار کئے اور اس کے ساتھ وہ امراء بھی آ ملے جو دمشق میں پیچھے رہ گئے تھے انہی میں سے تمر الساقی مقدم، ابن قراسنقر، ابن الکامل ابن المعظم اور ابن البلدی و دیگر افراد تھے۔ان سب نے دمشق کے منتظمین سمیت ملک ناصر بن ناصر کی بیعت کی اور الفخری نے سرائے لاجین میں اقامت اختیار کی اور ہنرمند لوگ اس کے پاس گئے۔اور اس ماہ کی ۱۶ تاریخ کو قلعہ میں خوشی کے شادیانے بجے اور شہر میں اعلان کیا گیا کہ آپ کے بادشاہ ملک الناصر احمد بن الناصر محمد بن قلاوون اور تمہارے

نائب سیف الدین قطلو بغا الفخری ہیں تو اس اعلان سے بہت سے لوگ خوش ہوئے اور ان کے ساتھ صفد کے نائب بھی آ ملے اور بعلبک کے نائب نے بھی ان کی بیعت کی اور انہوں نے جوان اور فوج بن کران کی خدمت کی اور ان کے پاس امیر سیف الدین سنجر الجمقدار جو دمشق میں میمنہ کے صدر تھے واپس آ گئے اور یہ دمشق کے نائب علاء الدین الطنبغا سے سفر میں کسی بیماری کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے تو جب الفخری آئے تو یہ ان کے پاس لوٹ آئے اور ناصر بن ناصر کی بیعت کر لی پھر اس نے حماۃ کے نائب تغردمر سے خط و کتابت کی، جسے ملک منصور نے مصر میں اپنا نائب بنایا تھا۔ تغردمر نے اس کی دعوت قبول کی اور ماہ مذکور کی ۲۷ ویں تاریخ کو بڑی شان و شوکت خزانوں اور بڑے ساز و سامان کے ساتھ فوج کے پاس آیا۔ اور ماہ مذکورہ کی ۲۸ ویں تاریخ اتوار کی صبح کو ظہر سے پہلے سورج گرہن ہوا اور جمادی الآخر کی ۲۹ ویں تاریخ پیر کی صبح غزہ کے نائب امیر آق سنقر غزہ کی تقریباً دو ہزار فوجیوں کے ساتھ آئے اور فجر کے وقت دمشق میں داخل ہوئے اور الفخری کے پڑاؤ کی طرف جا کر ان کے ساتھ شامل ہو گئے جس سے وہ بہت خوش ہوئے۔ اب وہ تقریباً پانچ ہزار سے زیادہ جانباز ہو گئے۔

رجب کا آغاز ہوا تو اکابر تجار کی جماعت اسوجہ سے الفخری کو مطلوب تھی کہ انہوں نے ان سے اپنی فوج کی طاقت کے لئے کچھ مال کا مطالبہ کیا تھا اور اس مال کی تعداد جس کا الفخری نے ان سے مطالبہ کیا تھا تقریباً ایک کروڑ درہم تھی۔ اور اس کے پاس امیر سیف الدین قوصون ملک اشرف علاء الدین کجک کے اتالیق اور ابن الناصر کی شامی املاک کی فروخت کے متعلق ملک الناصر بن الناصر کا حکم نامہ بھی تھا۔ کیونکہ اس نے احمد بن ناصر کی بیعت سے انکار کیا تھا تو کسی نے الفخری کو مشورہ دیا کہ خاص کی جائیداد کو تاجروں کے ہاتھ فروخت کر دی جائے اور قوصون کے مال کو بھی خاص کی جائیداد میں شامل کر دے تو اس نے اس کا حکم جاری کر دیا کہ دوبیہ کی بستی کو تاجروں کے ہاتھ فروخت کر دی جائے جس کی قیمت ایک کروڑ پانچ لاکھ رکھی گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ کی مہربانی کی بدولت دو، تین راتوں کے بعد انہیں رہا کر دیا گیا۔ اور انہوں نے اس کے عوض قوصون کے خزانے حاصل کئے۔ اور الفخری اپنے ساتھیوں اور ان کے ساتھ ملنے والے امراء اور افواج سمیت ثنیۃ العقاب میں ٹھہرے رہے اور اس نے علاقے کے ایک ہزار سے زیادہ جوان تیراندازوں کی ایک بڑی جماعت کو اپنا خادم بنایا اور ان کا امیر راستوں کی نگران اور ناکہ بندی کیا کرتا تھا اور امیر علاء الدین طنبغا اپنی دمشقی افواج، حلبی عوام اور طرابلس دستے کے ساتھ آئے اور انہوں نے ان کے لئے تیاری کی۔ جب اس ماہ کی گیارہویں تاریخ ہوئی تو مشہور ہو گیا کہ طنبغا القسطل تک پہنچ گیا ہے اور اس نے اپنے ہراول دستے کو بھیجا ہے اور ان کا سامنا الفخری کے ہراول دستے سے ہوا لیکن جنگ کی نوبت پیش نہیں آئی۔ **وللہ الحمد والمنّۃ**۔

الفخری نے قاضیوں اور ان کے نائبین اور فقہاء کی جماعت کی طرف پیغام بھیجا تو یہ سب چل پڑے اور شافعی خفیہ راستے سے واپس لوٹ گئے۔ جب یہ حضرات الفخری کے پاس پہنچے تو اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ اس کے اور طنبغا کے درمیان صلح کی کوشش کریں۔ نیز یہ کہ الفخری اس معاملے میں اس سے اتفاق کرے اور ناصر بن ناصر کی بیعت کر لے۔ تو اس نے انکار کر دیا تو اس نے انہیں ان کے پاس بار بار بھیجا تا کہ صلح و مصالحت ہو لیکن ہر بار وہ انکار کرتا رہا اور جب ۱۴ رجب پیر کے دن عصر کا وقت ہوا تو الفخری کی جانب سے متولی شہر کے پاس ایلچی اور قاصد آیا کہ وہ اسے شہر کے دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیتا ہے تو دروازے بند کر دیئے گئے اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ فوجیں جنگ کرنے کے لئے پوری طرح متوجہ اور کھڑی ہو جائیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور یوں جب طنبغا کو معلوم ہوا کہ قطلو بغا کی جماعت نے ثنیۃ العقاب پر **المعیصرۃ** کی جانب سے چوٹی کو گھیرے میں لے لیا ہے اور وہاں سے فوج لے کر آیا ہے تو امیر سیف الدین قطلو بغا الفخری اپنی جماعت کے ساتھ اس کی جانب مڑ گیا اور اس کے لئے اس کے راستے میں کھڑا ہو گیا اور اس کے اور شہر راستے کے درمیان حائل ہو گیا اس سے لوگ بہت زیادہ بے قرار اور بے چین ہو گئے اونٹ اور بازار بند کر دیئے گئے اور لوگ لوٹ پڑنے کے خوف سے ایک دوسرے سے خوفزدہ ہو گئے تو اس حالت کو دیکھ کر شہر کے متولی امیر ناصر الدین بن بکباشی اپنے بیٹوں، نائبوں اور پیادوں کے ساتھ سوار ہو کر نکلے اور شہر میں چکر لگایا اور لوگوں کو تسلی و اطمینان دلایا لوگوں نے ان کے لئے دعا کی، جب مغرب کا وقت قریب آیا تو ان کے لئے جابیۃ کا دروازہ کھول دیا گیا تا کہ شہر کے لوگ اس میں داخل ہو جائے تو دروازے پر بڑا رش ہو گیا اور اس رات فوج لوگوں پر برہم ہوئی اور اتفاق سے وہ میلاد کی رات تھی لوگوں نے فوج اور اپنے اختلافات کے باعث افسردگی میں رات گزاری اور منگل کے دن بھی باب الجابیۃ کے سوا شہر کے دیگر دروازے بند

رہے اور معاملہ جوں کا توں رہا۔ اور جب اس دن کی شام نزدیک ہوئی تو دونوں فوجیں ایک دوسرے کے قریب ہوئیں طنبغا اور اس کے امراء جمع ہوئے اور دمشق کے وہ امراء اور عوام جو ان کے ساتھ تھے وہ بھی جمع ہو گئے اور ان سب نے اس بات پر اتفاق رائے ظاہر کیا کہ کسی مسلمان سے جنگ نہیں کریں گے اور نہ ہی الفخری اور ان کے ساتھیوں کے مقابلے میں تلواریں نکالیں گے حالانکہ شام کے قضاۃ کئی بار صلح کے لئے اس کے پاس گئے تھے، ہر دفعہ اس نے انکار کیا اور اپنی بات پر مصر رہا اور اس کا دل اس بات پر ڈٹ گیا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب۔

زمانے کا ایک عجیب واقعہ: ۔۔۔لوگوں نے ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہو کر یہ رات گزاری اور دونوں فوجوں کے درمیان دو، تین میلوں سے زیادہ فاصلہ نہ تھا۔ اور وہ رات بارش والی رات تھی۔ جونہی صبح ہوئی تو طنبغا کی جماعت میں سے بہت سے لوگ بشموں حلیف فواج سے تعلق رکھنے والے دیگر امراء اور اعیان الفخری کے پاس چلے گئے اور جب سورج نکلا اور تھوڑا سا بلند ہوا تو طنبغا نے قاضیوں اور چند امراء کو الفخری کے پاس دھمکی دینے بھیجا اور خود بھی اس معاملہ پر اپنے دل کو مضبوط کرنے لگا ابھی یہ اس سے تھوڑی دور ہی چلے تھے کہ دائیں، بائیں، درمیان اور ہر جانب سے الفخری کے پاس تیزی سے فوج جانے لگی اس لئے کہ یہاں وہ بہت تنگ دستی میں تھے اور ان کے پاس کھانا اور جانوروں کا چارا بہت کم تھا اور تکلیف ومشقت بہت تھی تو انہوں نے دیکھا کہ یہ حالت ان پر طاری ہو جائیگی اور اپنے معاملے پر انتہائی ناراض ہوئے اور سے سخت ناپسند کیا اور ان کے دل خوش ہوئے اور ناپسندیدگی کے باوجود ان کے دل شہر والوں کے ساتھ تھے کیونکہ وہ اسی بات پر ڈٹا کہ جس میں نہ اسے کوئی فائدہ تھا اور نہ ہی ان کا کوئی فائدہ تھا تو انہوں نے دھوکا دیکر بیعت کر لی۔ اور ایک گھنٹے کے اندر اندر اس کے پاس اس کے اہل واقارب کے سوا کوئی آدمی نہ رہا۔ جب اس نے یہ صورت حال دیکھی تو جہاں سے آیا تھا وہیں واپس بھاگا۔ طرابلس کے نائب میر سیف الدین رقطیہ اور دو دیگر امراء نے اس کی مصاحبت اختیار کی فوجیں اور امراء آپس میں مل گئے اور ظہر سے پہلے دمشق میں خوشخبری آئی تو لوگ انتہائی خوش ہوئے، مرد عورتیں اور بچے یہاں تک کہ جنہیں کوئی آفت ومشقت نہیں تھی وہ بھی بہت خوش ہوئے۔ اور قلعہ منصورہ میں خوشی کے شادیانے بجے، اور انہوں نے بھگوڑوں کی تلاش میں آدمی بھیجے اور الفخری وہاں بقیہ دن بیٹھ کر امراء سے اپنے اس کام کے لئے معاہدہ کرتا رہا جس کے لئے یہ آیا تھا تو لوگوں نے اس سے معاہدہ کیا اور جمعرات کی شام بڑی شان وشوکت اور عزت کے ساتھ دمشق میں داخل ہوا اور قصر ابلق میں اترا اور امیر تغردمر میدان کبیر میں اترا اور عمادی دارالسعادۃ میں اترا اور انہوں نے المسوی کو باہر نکالا جو قلعہ میں قید تھا اور انہوں نے اسے طنبغا کے خزانوں پر نگران مقرر کیا اور الفخری امراء کی ایک جماعت علاء الدین طنبغا کی مصاحبت کی وجہ سے ناراض ہو گیا جن میں امیر حسام الدین السمقدار اور امیر حاجب بھی تھے۔ پھر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اور یہ بھگوڑوں کے ساتھ بھاگ نکلا لیکن اور الفخری کے پاس نہیں گیا بلکہ شہر میں داخل ہو گیا اور معاملے میں ثالث بن گیا نہ اس کے ساتھ گیا اور نہ اس کے ساتھ رہا۔ پھر اس نے جو کچھ کھویا اس کی تلافی کی۔ اور البار سے الفخری کے پاس واپس آ گیا۔

بعض لوگوں نے یہ کہا کہ جب یہ واپس آیا تو اسے نشانہ زد کیا گیا اور یہ بہت اداس تھا، پھر اس نے امان کی چادر دیدی اور ان کے ساتھ سیکرٹری قاضی شہاب الدین بن فضل اللہ بھی تھا پھر اس نے انہیں چھوڑ دیا اور ان میں امیر سیف الدین حفطیہ بھی تھا اور وہ اس پر بہت زیادہ غضبناک تھا، پھر اسی روز اسے رہا کر دیا اور حجوبیہ کی طرف لوٹا دیا اس نے عظیم مکارم اخلاق اور عمدہ سرداری کا مظاہرہ کیا، اور قاضی علاء الدین بن المنجی حنابلہ کے چیف جسٹس نے اس معاملہ میں قابل قدر کردار ادا کیا اور یہ واقعہ امیر علاء الدین طنبغا کے لئے بڑی گفتگو کا مرکز بنا حتیٰ کہ اس سے اس کے متعلق خوف کیا گیا اور اس کے ساتھ اپنے کو بھی خطرہ میں ڈال دیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے اپنے مقصد میں کامیاب بنا دیا اور اسے اس سے بچا دیا اور اس کے دشمنوں کو ذلیل ورسوا کر دیا۔ وللہ الحمد والمنۃ۔

اور اس ماہ کی ۲۶ ویں تاریخ ہفتہ کے دن فاتح افواج کی قضاء نائب مفضل کے ساتھ رہنے والے حنفی قاضی کے بجائے شیخ فخر الدین بن الصائغ کے سپرد کر دی گئی اور اس تبدیلی اور ناراضگی کا سبب یہ تھا کہ اس نے طنبغا کو فخری کے ساتھ جنگ کرنے کا فتوی دیا تھا۔

اور شیخ تقی الدین بن تیمیہ کے اصحاب اس کی امارت سے خوش ہوئے۔ کیونکہ یہ ان کے قدیم اور خاص اصحاب میں سے تھا اور ان سے اس نے بہت سے علوم اور فوائد حاصل کئے تھے۔ اور رجب کے آخر میں بدھ کے روز دن کے آخری پہر امیر قماری الکرک سے ملک الناصر بن الناصر

کے پاس آیا اور انہیں ان کے اور طبغ کے معاملے سے آگاہ کیا تو وہ اس سے بہت خوش ہوئے اور قماری نے سلطان کے آنے کی اطلاع دی تو لوگ بہت خوش ہوئے اور اس کے لئے مملکت سے تیاری کی اور مالداروں اور ذمیوں سے اس نے ٹیکس کا مطالبہ زیادہ کر دیا۔ اور اس سال رجب کے آغاز میں الفخری نیابت کے دارالحکومت فاتح افواج کے ساتھ سوار ہو کر نکلے اور یہ اس میں اس کی پہلی سواری تھی اور اس کے ایک پہلو میں قیماری تھے اور ان پر بڑی قیمتی خلعت تھی اس دن لوگوں نے الفخری کو بہت سی دعائیں دیں۔ اور وہ جشن کا دن تھا اور اس روز ہزاروں سرکردہ لوگوں کی جماعت ابن السلعان کو واقعہ کی اطلاع دینے الکرک گئی۔ ان میں تغردمر، اقبغا، عبدالواحد ساقی میکلی بغاد دیگر حضرات تھے اور اس ماہ کی تیسری تاریخ ہفتے کے روز الفخری نے قاضی شافعی کو بلایا۔ اور اسے فیصلے کی نوکری میں ان کتابوں کے لانے کا حکم دیا جنہیں شیخ تقی الدین ابن تیمیہ سے قلعہ منصورہ سے جلال الدین قزوینی کے زمانے میں لی گئی تھیں تو قاضی نے بڑی جدوجہد اور مدافعت کے بعد انہیں حاضر کیا اور اپنے بارے میں اس سے خوفزدہ ہوا۔ اور الفخری نے محل میں اس سے لئے اور اپنے ہاں واپسی کی اجازت دی حالانکہ وہ اس پر غصہ تھا اور بسا اوقات اس نے انہیں روکنے کی وجہ سے معزول کرنے کا ارادہ کیا اور کبھی کسی نے کہا کہ اس میں مسئلہ زیارت کے بارے میں گفتگو کی گئی ہے تو فخری نے کہا کہ شیخ تم سے زیادہ بہتر اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کو جانتے تھے جب ان کتابوں کو فخری کے پاس لایا گیا تو بہت خوش ہوئے اور انہوں نے میرے بھائی شیخ زین الدین عبدالرحمن، شیخ شمس الدین عبدالرحمن بن قیم الجوزی کو بلایا۔ اور اسی معاملے میں ان کی قابل قدر خدمات تھی اور اس نے ان دونوں کو کتب لانے کی مبارکباد دی اور اس رات تبرک کے لئے کتابیں ان کی الماری میں رہیں اور شیخ کے بھائی شیخ زین الدین نے محل میں مغرب کی نماز پڑھائی اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی محبت میں فخری نے ان کا بڑا اعزاز و اکرام کیا۔ اور اس ماہ کے چار تاریخ کو اتوار کے دن دیار مصر میں قوصون کی گرفتاری کی خوشخبری لے کر آنے والے کی آمد پر قلعہ اور باب المسید ان میں خوشی کے طبل بجائے گئے۔ (اور اس کے لئے لوگ جمع ہو گئے اور اس سے بہت سے لوگ خوش ہوئے الخ) اور سرداروں کی ایک ٹولی ناصر بن ناصر کی اطاعت کے لئے الکرک آئی تو وہ الکرک کے پاس شامی امراء کے ساتھ جمع ہو گئے۔ اور انہوں نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کے پاس آئے تو اس نے انکار کیا اور خیال ظاہر کیا کہ یہ سب کچھ اسے گرفتار کرنے اور قوصون کے حوالے کرنے کی سازش ہے اور اس نے ان سے اپنے معاملے میں غور کرنے کے لئے مہلت مانگی اور انہیں دمشق واپس کر دیا گیا۔ اور انہی ایام میں ان سے پہلے اور بعد میں فخری نے تاجروں کے اموال سے سال کی زکوۃ لی، جس سے ایک لاکھ سات ہزار سے زیادہ مال حاصل ہوا اور ذمیوں سے بھی تین سال کا قرض اور نقد جزیہ کا دگنا مطالبہ کیا گیا۔ پھر اس مہینے کی ۲۲ویں تاریخ پیر کے دن الفخری کی طرف سے شہر میں بے انصافیوں اور مطالبات کے دور کرنے اور باقی ماندہ زکوۃ اور مال کے مطالبات کے ساقط کرنے کا اعلان کیا گیا۔ لیکن انہوں نے مالدار پیادوں کی جماعت کی نگرانی کی تاکہ وہ ان سے خاص کی کچھ جائیداد خرید یں۔ اور برہان بن بشارۃ الحظمی سزا اور اس مال کے مطالبے کے تحت تھے جو اس نے تہہ خانے میں سے پایا جیسا کہ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ اور اس ماہ کی ۲۳ویں تاریخ جمعہ کے دن نماز کے بعد وہ چھ امراء جو سلطان سے دمشق آنے کا مطالبہ کرنے کے ئے الکرک گئے تھے آئے اور اس نے ان سے اس ماہ آنے کا انکار کیا اور دوسرے وقت کا وعدہ کیا تو وہ واپس ہو گئے اور ان کے استقبال کے لئے فخری نکلے اور جامع القبیبات الکریمی کے سامنے ان کی آپس میں ملاقات ہوئی اور سب کے سب ترک امراء اور فوج کے ساتھ آئے بادشاہ سلامت کے نہ آنے کی وجہ سے وہ بجھے بجھے سے تھے۔ اور اتوار کے دن قیماری اور دیگر امراء پیچھے الکرک جانے کا مطالبہ کرتے ہوئے ایلچی آیا۔ اور مشہور ہو گیا کہ سلطان نے خواب میں سرکار دو عالم ﷺ کو دیکھا کہ وہ انہیں الکرک سے اترنے اور حکومت کو قبول کرنے کا حکم دے رہے ہیں تو لوگ اس سے خوش ہوئے اور ۲۹ میں تاریخ بروز بدھ شیخ عمر بن ابی بکر بن التیمی البسطی نے وفات پائی۔ اور یہ بہت نیک و صالح کثرت سے تلاوت کرنے والے نماز پڑھنے والے صدقے دینے والے حدیث و ذکر کی مجالس میں بکثرت حاضر ہونے والے شخص تھے، صالحین سے تشبہ کرنے والے فقراء جو درحقیقت صالحین میں سے نہیں تھے۔ ان پر غالب اور برہمت تھے انہوں نے حدیث کا سماع شیخ فخر الدین بن بخاری وغیرہ سے کیا اور میں نے انہیں ابن البخاری کی روایت سے مختصر المشیخہ سنائی اور شیخ تقی الدین بن تیمیہ کی مجالس کو لازم پکڑا اور اس سے بڑا نفع اٹھایا اور باب الصغیر کے قبرستان میں دفن کئے گئے اور کیم رمضان المبارک بروز جمعہ فوج میں اعلان کیا گیا کہ اس مہینے کی ساتویں تاریخ کو سلطان سے ملاقات کے لئے کوچ کا وقت آ گیا ہے پھر یہ دس تاریخ کے بعد تک مؤخر ہو گیا، پھر بادشاہ کا خط آیا کہ اسے عید کے بعد تک مؤخر رکھا جائے۔ اور اس ماہ کی دسویں تاریخ کو علماء

الدین بن تقی الدین الحنفی سلطان ناصر کی طرف سے شفاخانہ نوری نگہداشت کی امارت ربوہ کی مشیخت اور سلطانی جہات کو قائم رکھنے کے حکم نامے کے ساتھ آیا۔ اور اس سے پہلے بادشاہ سلامت کی طرف سے قاضی شہاب الدین بن البارزی حمص کے قاضی مقرر ہوئے تھے، جس سے لوگ اس لئے خوش ہوئے تھے کہ سلطان نے مملکت کے بارے میں گفتگو کی ہے اور انتظام و اہتمام کیا ہے اور حکم دیا ہے۔ اور ۱۳ رمضان بروز بدھ امیر سیف الدین طشتمر الملقب بہ الحمص الاخضر بلاد حلب سے دمشق المحروسہ کی طرف آئے۔ اور الفخری، امراء، اور تمام افواج نے ان کا بھرپور استقبال کیا اور بڑی شان و شوکت کے ساتھ آیا اور لوگوں نے اسے دعائیں دیں اور وہ شہروں میں اس کے الگ ہونے اور طنبغا کے سامنے سے بھاگ جانے کے بعد جبکہ اس نے حلب تک اس کا پیچھا کیا تھا اس کی آمد پر بہت خوش ہوئے۔ جیسا کہ ان کا تذکرہ پہلے کیا جا چکا ہے۔

۱۴ رمضان جمعرات کے دن الکرک السعید سے بادشاہ کے نکلنے کے وقت اس کی نگرانی کے لئے فوجیں دمشق سے غزہ گئیں اور اس روز دو پیشرو تفردمرداور اقبغا عبدالواحد الکسوۃ کی طرف نکلے اور جب ہفتے کا دن آیا تو الفخری طشتمر اور بہت سے امراء کے ساتھ چل نکلا۔ اور اس کے بعد دمشق میں وہی حضرات ٹھہرے جن کی مملکت کے اہم امور کے لئے قیام کی ضرورت تھی۔ چاروں قاضی، فوج کا قاضی، شاہی مہر کے نگران، مصاحب، فوج کا کاتب اور بہت سے لوگ اس کے ساتھ روانہ ہوگئے، اور ۲۴ رمضان اتوار کی شب شیخ طریقت عارف باللہ احمد الملقب بہ القصیدۃ نے وفات پائی۔ اور جامع لشکر میں ان کی جنازہ پڑھی گئی۔ اور صوفیہ کے قبرستان میں شیخ جمال الدین المزی کی قبر کے قریب مدفون ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اپنی رحمت میں ڈھانپ دے۔ بڑے سمجھے ہوئے نیک انسان تھے اور نماز باجماعت کے پابند تھے اور نیکیوں کی طرف لوگوں کو بلاتے تھے اور منکرات سے روکتے تھے لوگوں کے نزدیک بڑے قدر و منزلت والے تھے، ہسپتال میں بیماروں کا بہت خیال رکھا کرتے تھے ان میں ایثار، قناعت و زہد بہت زیادہ پایا جاتا تھا اور آپ کے حالات مشہور ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر اور ہم پر رحم فرمائیں۔ اور ماہ مذکور کے آخر میں مشہور ہوگیا سلطان ملک ناصر شہاب الدین احمد عربوں اور ترکوں کی ایک جماعت کے ساتھ الکرک المحروس سے دیار مصر چلے گئے۔ پھر ماہ مذکور کی ۱۸ ویں تاریخ بروز پیر ان کی آزادانہ روانگی ہوئی اور چند دنوں بعد دیار مصر میں داخل ہوا۔ یہ اور فوج اس کا ارادہ کئے ہوئے تھے، جب مصر میں اس کا جانا ثابت ہوا تو وہ تیزی سے دیار مصر کی طرف چلے اور اس نے بھی اسی طرح انہیں اکساتے ہوئے پیغام بھیجا۔ اور مشہور ہوگیا کہ وہ اپنے نائب امیر سیف الدین قطلو بغا الفخری کے ساتھ شامی امراء کی آمد تک حکومت کے تخت پر نہیں بیٹھا۔ اس لئے نہ شامی قلعوں اور ہماری اطلاع کے مطابق دیگر قلعوں میں خوشی کے طبل نہیں بجائے گئے۔ اور دیار مصر سے خطوط و اطلاعات آئیں کہ ۱۰ شوال پیر کا دن سلطان ملک ناصر شہاب الدین کے تخت حکومت پر بیٹھنے کا دن تھا۔ وہ اور خلیفہ الحاکم بامر اللہ ابو العباس احمد بن المستکفی منبر پر چڑھے دونوں کالے جبے پہنے ہوئے تھے اور ان کے نیچے حسب مراتب سیڑھیوں پر قاضی بیٹھے تھے۔ خلیفہ نے خطبہ دیا اور اشرف کجک کو خلعت دی اور اس ناصر کو والی مقرر کیا اور وہ جشن کا دن تھا اور اس نے بتایا کہ مصر کی نیابت طشتمر کے لئے اور دمشق کی نیابت الفخری کے لئے اور حلب کی ایدغمش کے لئے ہے واللہ اعلم۔

ماہ مذکور کی ۲۱ ویں تاریخ شب جمعہ کو دمشق میں خوشی کے شادیانے بجائے گئے۔ اور یکم ذی القعدہ پیر کے دن تک بجتے رہے۔ اور ۲۳ ویں تاریخ اتوار کے دن شہر کو آراستہ کیا گیا اور خوشی اور زینت کے ساتھ لوگوں کا اجتماع ہوا۔

اور مذکورہ جمعرات کو مصر کے مشہور رئیس امیر سیف الدین الملک حماۃ کی نیابت کی طلبی کے لئے دمشق آیا۔ اور جمعہ کے دن نماز کے بعد دیار مصر سے ایلچی آیا اور یہ خبر دی کہ طشتمر الحمص الاخضر گرفتار ہوگیا اس واقعہ سے لوگ بہت زیادہ حیران ہوئے۔ اور دمشق میں جو سرکردہ امراء تھے مثلاً امیر حج وغیرہ روانہ ہوگئے اور اس نے وطاۃ برزہ میں خیمہ لگایا اور امیر حج کی طرف گیا اور اس نے اسے اس کی اطلاع دی اور سلطان کے حکم کے مطابق اسے امیر بنالیا کہ وہ دمشق میں نیابت کرے یہاں تک کہ امیر حج جس پر اعتماد کرتا ہے اس کے متعلق حکم آجائے تو اس نے اس پیشکش کو قبول کیا۔ اور وہ چھ تاریخ بروز ہفتہ سوار دستے کے ہمراہ سوار ہوا۔ اور جب الفخری کو الزعقة میں یہ خبر پہنچی اور اس نے اس کی تحقیق کی اور اس کے ساتھ ستر غلاموں نے اس پر اتفاق کیا تو یہ جل بھن کر یکجہتی کے ساتھ چلا۔ اور اس کے پیچھے دو امیروں طنبغا ماردانی اور یبلغا التخناوی کے ساتھ دیار مصر سے ایک ہزار سوار متلاشی آئے۔ لیکن یہ انہیں پیچھے چھوڑ کر آگے نکلا اور غزہ کے نائب نے اپنی فوج کے ساتھ اسے روکنا چاہا لیکن روک نہ سکا تو انہوں نے اسے لوٹنے کے لئے اس پر قبائل کو مسلط کردیا لیکن قبائل تھوڑی سی چیز پر قبضہ کرسکے اور اس نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور اس نے اپنے خیال کے مطابق

اپنے دوست حلب کے نائب امیر سیف الدین ایدغمش کا اس امید پر قصد کیا کہ وہ اس کی مدد کرے گا اور ذمہ داری اس نے لی ہے اس میں یہ اس کی موافقت کرے گا۔ پس جب یہ پہنچا تو اس نے اس کا اعزاز و اکرام کیا اور اس نے اس کے پاس رات گزاری اور جب صبح ہوئی تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور بیڑیاں ڈال کر ڈاک کے گھوڑے پر دیار مصر کو واپس کر دیا اور اس کے پاس امراء وغیرہ کے احکام بھی تھے۔ اور ذوالقعدہ کے آخر میں پیر کے دن سلطان ملک ناصر شہاب الدین احمد بن الناصر محمد بن المنصور فوج کی ایک جماعت کے ساتھ دیار مصر سے الکرک المحروس کا ارادہ کرتے ہوئے نکلے منگل کے دن اس میں داخل ہوا طشتمر نے پالکی میں تیمار دار بن کر اور الفخری پا بجولاں ہو کر اس کی صحبت کی۔ تو دونوں الکرک المحروس میں قید کر دیئے گئے۔ سلطان نے الکرک کے اہم امور کی درستگی کے لئے لکڑیوں کے آلات وغیرہا اور لوہاروں اور کاریگروں کو طلب کیا۔ اور دمشق سے بہت سی چیزیں منگوائی گئیں تو تمام چیزیں اس کے پاس لائی گئیں۔

۲۷ ذی الحجہ بروز اتوار کو جب خبر آئی کہ صفد کے نائب امیر رکن الدین بیبرس احمد اپنے خدم وحشم اور فرمانرواؤں کے ساتھ گرفتاری کے خوف سے شہر سے نکل کر بھاگ گیا۔ اور اس نے بتایا کہ غزہ کے نائب نے سلطان کے حکم کے مطابق اسے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا ہے جو الکرک سے اس کے پاس آیا تھا۔ چنانچہ الاحمدی اسی وجہ سے بھاگ نکلا۔ اور جب یہ خبر دمشق پہنچی اور دمشق میں کوئی نائب نہیں تھا تو اس کی وجہ سے دیگر امراء بہت پریشان ہو گئے اور دار السعادہ میں جمع ہوئے۔ اور وہاں اس بارے میں انہوں نے مشورہ کیا پھر انہوں نے البریہ کی طرف جانے سے روکنے کے لئے بعلبک کی طرف ایک امیر کو روانہ کیا۔ اور جب پیر کی صبح ہوئی تو خبر آئی کہ وہ الکسوۃ کے مضافات میں ہے، اور اس کے جانے میں کوئی رکاوٹ نہیں تو وہ سب کے سب سوار ہو گئے اور اعلان کرنے والے نے سلطان کی طرف سے اعلان کیا کہ جو شخص جنگ میں جانے والے اس قافلے سے پیچھے رہے گا اسے پھانسی دی جائے گی۔ اور انہوں نے کسوۃ کے مضافات کا قصد کیا اور اس کی طرف اپنے ایلچیوں کو بھیجا اس نے عذر پیش کیا اور ان سے چوٹ گیا۔ اور یہ دن گذر گیا اور یہ سخت گرمی میں جنگی لباس پہنے ہوئے لوٹے اور ان کے پاس صرف اسی دن کا کھانا تھا اور جب منگل کی رات ہوئی تو امراء اسے تلاش کرنے ثنیۃ العقاب کی طرف گئے اور دوسرے دن اسے ساتھ لے کر واپس آئے۔ اور داریہ کے راستے میں تنکز کے تعمیر کرائے ہوئے محلات میں اترا اور وہیں ٹھہرا رہا۔ اور اس کی پوری رسد جاری کر دی جو بکریوں اور اس قسم کی ضرورت کی چیزوں پر مشتمل تھیں اور اس کے ساتھ اس کے غلام اور خدام بھی تھے۔ ۶ محرم منگل کے دن سلطان کی طرف سے ایک خط آیا تو دار السعادۃ میں امراء کے سامنے پڑھا گیا جو اس کے اعزاز و اکرام اور اس کی معافی کو شامل تھا کہ اس کے خادم سلطان ملک ناصر اور اس کے بیٹے ملک منصور کے پیش پیش ہوں۔

اور جب ۷ محرم بدھ کا دن آیا تو بیبرس کے نائب امیر رکن الدین بن الحاجب الکش کی طرف الاحمدی کو گرفتار کرنے کا خط آیا، پس فوج جمعرات کے دن مسلح ہو کر چلی اور وہ سوق خیل میں جلوس کے ساتھ ساتھ چلے اور اس کو انہوں نے خط لکھے اور وہ اپنے سامان کے ساتھ اپنے غلاموں کے ہمراہ کیا اور انکار ظاہر کیا اور اس کا جواب تھا جو شخص دیار مصر کا ہو گا میں اس کی فرمانبرداری کروں گا پس جو کرک کا باشندہ ہو گا اور اس سے جو افعال سرزد ہوتے ہیں وہ مشہور ہیں، پس میں اس کی اطاعت نہیں کروں گا پس جب امراء کو یہ بات پہنچی تو انہوں نے اس کے معاملہ میں توقف کیا اور انہوں نے سکوت اختیار کیا ور اپنی منزلوں کی طرف لوٹ آئے اور وہ بھی اپنے محل کی طرف لوٹ گیا۔

آغاز ۷۴۳ھ

یہ مبارک سال شروع ہوا اور مسلمانوں کے بادشاہ الملک الناصر ناصر الدین محمد بن الملک المنصور قلاوون تھے اور یہ کرک میں مقیم تھے اور اس نے اکٹھے کر کے سلطانی ذخائر قلعہ الجبل سے قلعہ الکرک میں منتقل کر دیئے تھے اور دیار مصریہ میں اس کا نائب الامیر سیف الدین آقسنقر السلاری تھے جو غزہ کا نائب تھا اور دیار مصریہ کے قاضی وہی تھے جن کا تذکرہ گذشتہ سال میں ہو گیا ہے سوائے قاضی الحنفی کے، اور دمشق میں کوئی نائب نہیں تھا۔ ہاں امیر رکن الدین بیبرس الحاجب کو فخری نے اپنی عدم موجودگی میں دمشق کا نائب مقرر کیا تھا اور یہ وہی ہے جو امور کی نگرانی کرتا تھا جب الحاجب تمر المہمندار اور امیر سیف الدین جس کا لقب حلاوہ اور والی البر تھا کے ساتھ اور امیر ناصر الدین ابن رکیاس شہر کا متولی تھا یہ وہ لوگ ہیں جو

بادشاہی امور اور دیگر کاموں کے نگران تھے اور قاضی وہی تھے جن کا تذکرہ گذشتہ سال میں ہو گیا اور شہر کے خطیب تاج الدین عبدالرحیم بن قاضی جلال الدین قزوینی تھے اور خفیہ منشی شہاب الدین ابن فضل اللہ تھے۔

اور یہ سال شروع ہوا اور امیر رکن الدین بیبرس الاحمدی داریا کے راستہ سے تنکز کے محل میں آیا ہوا تھا اور بادشاہ نے حکم دیا کہ جو گھاٹ میں تر ے اسے پکڑ کر کرک کی طرف بھیج دیا جائے۔ اور اس کی کڑی نگرانی کی جائے کیونکہ امراء اس کے معاملہ میں تساہل سے کام لے رہے تھے اور قسموں کو وقتاً فوقتاً توڑتے رہتے۔ اور وہ انہیں اس بات پر آمادہ کرتا کہ الاحمدی کا کوئی گناہ نہیں اور جب وہ اسے گرفتار کرے گا تو وہ کسی دوسرے کے پاس چلا جائے گا اور بادشاہ ان واس کے ایسے احوال کی خبر دیتا رہا جو انہیں پسند نہیں تھے کہ وہ کرک شہر کے رذیل اور گھٹیا لوگوں کے ساتھ میل جول اور کھیل کود وغیرہ کرتا اور فخری اور طشتمر کو بری طرح قتل کرنے اور ان دونوں کے اہل کو چھیننے اور ان کی بیویوں پر جو کپڑے اور زیورات ہیں ان کو سب کر کے کرک شہر سے مدت حیات میں نکالنے کا ارادہ رکھتا ہے اور نصاریٰ کو قریب کرتا ہے اور ان کے پاس حاضر ہوتا ہے پس امراء کو ان صفات نے اس بات پر ابھارا کہ وہ اپنے میں سے کسی ایک حقیقت کو حال معلوم کرنے کے لئے بھیجیں۔ پس وہ اس تک نہ پہنچ سکا اور جا گتا ہوا ڈر کی وجہ سے واپس لوٹ آیا۔

اور بروز اتوار صفر کا مہینہ ختم ہوا اور قاضی فخر الدین مصری حاضر ہوا۔ اپس جب وہ لوٹا اور امراء کو خبر دی تو وہ گھبرا گئے اور بہت زیادہ تشویش میں پڑ گئے اور سوق خیل میں کئی دفعہ جمع ہوئے اور آپس میں مشورہ کرتے، پس وہ اس بات پر متفق ہو گئے کہ وہ اس کو معزول کر دیں، پس مصریوں کی طرف یہ بات لکھی اور حلب کے نائب ایدغمش کو اور شہروں کے نائبوں کو یہ بات بتائی اور وہ اس حال میں متوهم اور متردد ہوئے اور ان میں سے بعض ظاہراً ان کے ساتھ ہوئے اور باطناً ان کے ساتھ نہ تھے اور وہ کہتے کہ اس کی کوئی فرمانبرداری نہیں جب تک کہ وہ دیار مصری جانب نہ لوٹے اور تخت شاہی پر نہ بیٹھے اس کا خط ان کے پاس آیا جس میں اس نے ان پر عیب لگائے اور ڈانٹ ڈپٹ کی۔ مگر فائدہ نہ ہوا اور الاحمدی سواری دستہ میں سوار ہوا اور وہ اس کے دائیں بائیں سوار ہوئے اور وہ اس کے پاس محل میں گئے پس اس کو سلام کیا اور اس کی خدمت کی اور معاملہ بگڑ گیا اور مصیبت زیادہ ہو گئی اور انہوں نے بہت زیادہ خوف برداشت کیا یہ کہ وہ دیار مصر کی طرف چلا جائے گا اور مصر کے لوگ اس کے ارد گرد جمع ہو جائیں گے اور وہ شامیوں کو بھی مدد لے گا پس لوگوں نے اس کے غم کو برداشت کیا، پس اللہ تعالیٰ ہی ذمہ دار ہے حسن انجام کا۔

پس چھبیس محرم بروز اتوار چھبیوں کا سیڈر آیا اس کے ساتھ مصریوں کے خط تھے یہ کہ جب ان کو شامیوں کی خبر پہنچی کہ سلطان کا معاملہ ان کے پاس ہے تو شامیوں سے کئی گنا زیادہ ان کو تکلیف پہنچی۔ پس انہوں نے جلدی کی اس پر جس پر انہوں نے عزم کیا تھا لیکن وہ تردد میں پڑ گئے شامیوں کے خوف سے کہ وہ ان کی مخالفت کریں گے اور وہ سبقت کریں گے سلطان کی محبت حاصل کرنے میں ان سے قتال کرنے کی وجہ سے پس جب وہ شامیوں کی طرف سے مطمئن ہو گئے تو اپنے عزم پر پختہ ہو گئے، پس انہوں نے ان صراحمد کو معزول کر دیا اور اس کے بھائی الملک الصالح ابن ابن ناصر محمد بن منصور کو اپنا بادشاہ مقرر کیا اللہ اسے مسلمانوں کے لئے مبارک کرے اور اس کو تخت پر بٹھایا۔

اور منگل میں محرم کو اس کا خط آیا شام کے امراء کو سعدی اور دوسرے بڑے لوگوں کو اور امراء کے دوسرے امراء کے پاس خط آئے سلامی اور اس ... پس مسلمان خوش ہوئے اور شام کے امراء اور عوام و خواص سب اس پر بہت خوش ہوئے اور اس دن قلعہ منصور سے خوشیاں بجنے لگیں اور اس نے شہر کو آراستہ کرنے کا حکم دیا، پس لوگوں نے ستائیس محرم کو منگل کی صبح اس کو آراستہ کیا اور جب جمعہ کا دن آیا محرم کا مہینہ ختم ہو گیا، دمشق میں اس نے خطبہ دیا ... عماد الدنیا والدین اسماعیل ابن الناصر ابن المنصور کا۔

چھ صفر بروز جمعرات صدریہ میں ہمارے صاحب امام علامہ شمس الدین محمد بن ابی بکر ابن ایوب الزرعی امام الجوزیہ نے درس دیا اور حاضر ہو شیخ عزالدین ابن المنجی نے پاس جو اس کی وجہ سے دست بردار ہو تھا اور فضلاء کی ایک جماعت بھی حاضر ہوئی، اور سولہ صفر بروز پیر امیر سیف الدین ... میں داخل ہوا جو دیار مصر سے حلب کی طرف جاتے ہوئے دمشق آیا اور قابون میں اترا۔

اور ... صفر بروز منگل الشیخ الامام العالم العامل الزاہد عبداللہ ابن ابی الولید المقری المالکی وفات پا گئے جو امام مالکیہ تھے وہ اور اس کا بھائی ابو عمرو جامع اموی میں محراب صحابہ میں رہتے تھے، آپ نے بستان بقیۃ الکہف میں وفات پائی اور عید گاہ میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور ان کے والد کے پاس ان کو دفن کر دیا گیا رحمہ اللہ، باب الصغیر کے قبرستان میں، اس کے جنازہ میں سردار اور قاضی اور فقہاء نے شرکت کی اور یہ نیک آدمی تھے ان کی

دیانت داری اور جلالت شان مسلم تھی۔ رحمہ اللہ۔

۲۰ صفر بروز جمعرات امیر ایدغمش نائب السلطنت دمشق آیا حلب سے آتے ہوئے قابون کی جانب سے اس میں داخل ہوا اور پوری فوج نے اس کا استقبال کیا اور اس نے نیابت کا خلعت پہنا ہوا تھا لوگ اس کے لئے اکٹھے ہوئے اور شمعیں روشن کیں اور ذمی، یہودی اور نصرانی نکلے اور اس کے لئے دعا کر رہے تھے اور ان کے ساتھ شمعیں تھیں۔ اور یہ جشن کا دن تھا اور اس نے جمعہ کے دن جامع اموی کے حجرہ میں نماز پڑھی اور اس کے ساتھ امراء اور قاضی تھے اور وہاں منبر پر اس پر اس کا حکم نامہ پڑھا گیا اور اس نے خلعت پہنا ہوا تھا اور اس کے ساتھ امیر سیف الدین ملکتمر الرحونی تھا۔ اور اس نے بھی خلعت پہنا ہوا تھا۔

اور پچیس صفر بروز منگل امیر علم الدین الجاولی دمشق آیا حماۃ الحر دستہ کی نیابت کی طرف جاتے ہوئے اور نائب السلطنت اور امراء نے مسجد قدم تک اس کا استقبال کیا اور وہ چلا اور قابون اترا، قاضی اور بادشاہ اس کی طرف نکلے اور مسند شافعی کا سماع کیا پس یہ مسند شافعی کو روایت کر رہا تھا اور اس نے اس پر کام کیا تھا اور اسے عمدہ ترتیب سے مرتب کیا اور میں نے اس کو دیکھا اور اس نے اس کی شرح کی اور اس نے شافعیہ وغیرہ او قاف وقف کیے۔

اور اٹھائیس صفر بروز جمعہ نماز کے بعد اس نے مجلس منعقد کی مزار عثمان کی کمانی کھڑکی کے پاس قاضی فخر الدین مصری اور صدر الدین عبد الکریم ابن قاضی جلال الدین القزوینی کی وجہ سے عادلیہ صغیرہ کے باعث اور حال متفق ہو گیا اس بات پر کہ صدر الدین اس کی تدریس سے سبکدوش ہو گیا۔ اور فخر الدین جامع سے ایک سو پچاس سال سے سبکدوش ہو گیا۔ اور بروز اتوار صفر کا مہینہ ختم ہوا اور قاضی فخر الدین مصری حاضر ہوا۔ اور ذی الحجہ کے مہینے میں اور اس نے درس دیا عادلیہ صغیرہ میں اور حسب معمول لوگ اس کے پاس حاضر ہوئے اور اس نے اللہ تعالیٰ کے فرمان "هذه بضاعتنا ردت الينا" سے درس شروع کیا۔

اور ربیع الاول کے آخر میں دیار مصریہ سے حکم آیا کہ امیر حسام الدین السمقدار دمشق سے اتنی فوج نکالے کرک کے حصار کے لئے جس میں سلطان احمد قلعہ بند ہوا تھا اور اس نے جمع کیا جو کچھ اس کے پاس مال تھا جو اس نے دیار مصر کے خزائن سے لیا تھا اور منجنیق نکالی قلعہ سے جامع قبیبات کی طرف اور وہاں اس نے نصب کی اور لوگوں نے اس کے خلاف خروج کیا کشادگی کرتے ہوئے اور اس پر عیب لگائے اور لوگوں کا ارادہ یہ تھا کہ وہ اسے اپنے ساتھ محاصرے کے لئے لے جائیں۔

۲ ربیع الثانی بدھ کے دن امیر علاء الدین طنبغا المارداني مصری ملاقے سے حسب عادت و حسب ضابطہ آ گئے۔ اور جمعرات ۱۰ ربیع الثانی کو علی الصبح دمشق میں دو امیر داخل ہوئے۔ رکن الدین بیبرس الاحمدی طرابلس سے اور علم الدین الجاولی حماۃ سے، دونوں جلوس کے ساتھ حاضر ہوئے اور نائب السلطنت کے کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوئے۔ امیر الاحمدی دائیں طرف اور امیر الجاولی ان کے بائیں طرف اور بیرون شہر آ گئے۔ پھر تھوڑے دنوں بعد امیر الاحمدی مصری ملاقے کی طرف حسب عادت و ضابطہ مشورے کے مطابق چلے گئے۔ اور الجاولی غزہ کی طرف نائب بن کر چلے گئے۔ اور امیر بدر الدین مسعود بن الخطیر، دمشق کے طبلخانہ کے امیر مقرر ہوئے۔ جمعرات ۱۴ ربیع الثانی کو الکرک کی طرف دمشق سے ایک فوجی دستہ روانہ ہوا، "توران" کے والی "امیر شہاب الدین بن صبح" منجنیق والے دستے کے امیر تھے اور دمشق کے والی بر "امیر سیف الدین بہادر" "مقلب" نکلا وہ "حوران" کے والی بن کر چلے گئے، بروز جمعہ ۱۸ تاریخ کو دیار مصریہ سے آئے ہوئے ایک خط کی وجہ سے نائب اور شافعیہ کے قاضی کے درمیان کچھ ناسازی واقع ہوئی۔ کیونکہ اس خط میں "قاضی کا السبکی" کو قضاء کے ساتھ خطابت بھی دیئے جانے کا کہا گیا تھا، اور اس میں خلعت بھی تھی "جلال الدین" کی اولاد کی کثرت کی وجہ سے نائب کو اس سے غصہ آیا کیونکہ اس کا میلان زیادہ تھا اور وہ تنگدست تھے۔ اور اس تنگدستی کو دور کرنے کے لئے سعی و کوشش سے بھی اسے منع کیا گیا تھا۔ چنانچہ اسے پیغام بھیجا ۔۔۔ دو ۔۔۔ شا ۔۔۔ ماں ۔۔۔ میں ۔۔۔ پاس نماز نہ پڑھے، لہٰذا وہاں سے اٹھ کر اس نے "الغزالیہ" میں ۔۔۔ نماز پڑھی۔

سلطان "الملک الناصر" ۔۔۔ کا خاوند "امیر سیف الدین اریغا" "طرابلس کا نائب بن کر زیب و زینت و شوکت کے ساتھ شرفاء، متبعین کی کثیر تعداد اور پورے شاہی ٹھاٹھ سے ساتھ "طرابلس" جاتے ہوئے دمشق آیا۔ بروز جمعرات ۲۴ تاریخ کو "امیر بدر الدین بن الخطیر" کی "غزہ" کی نیابت سے معزول ہو کر ۔۔۔ کی صبح جلوس میں ۔۔۔ اور نائب سلطنت کے ساتھ سیر کی، اور پھر اپنے گھر میں چلے گئے، اور لوگ انہیں سلام کرنے

ن سے گھر گئے، سلطان ایک بیماری میں مبتلا ہو کر شفایاب ہوئے، اس لئے اس خوشی میں منگل کے دن ۱۳ صفر کو شہر کی تزیین و آرائش کی گئی۔ جمعہ کے دن ۲۶ صفر کو عصر سے قبل ڈاک آئی کہ ''قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی'' کو مصر کا قاضی بنا کر مصر بلایا گیا ہے۔ چنانچہ انہیں سلام اور رخصت کرنے چلے گئے ان کے متعلق بہت سی چہ مگوئیاں ہونے کے بعد معاملہ ہوا، یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ یتیموں کا مال ''الطنبغا'' اور ''الفخری'' کو دینے کی وجہ سے ان کے خلاف مقدمہ دائر کرنے کے لئے عنقریب ایک میٹنگ بلائی جانے والی ہے۔

اور اس کے متعلق استفتاء لکھ کر مفتیوں کے پاس اس پر دستخط کروانے کے لئے چکر لگائے گئے لیکن ''قاضی جلال الدین بن حسام الدین حنفی'' کے علاوہ کسی نے بھی اس پر کچھ نہیں لکھا۔ نماز کے بعد میں نے ان اکیلے کی تحریر اس پر دیکھی، اس پر فتویٰ دینے کے لئے مجھے بھی کہا گیا لیکن میں نے بھی انکار کیا، کیونکہ اس سے خواہ مخواہ حکام کے تشویش میں مبتلا ہونے کا اندیشہ تھا، اور نائب سلطنت کے فرمان کے شروع میں تحریر تھا کہ مفتیان کرام اس سوال کے متعلق غور و فکر کر کے مقتضائے شریعت کے مطابق اس کا جواب تحریر فرمائیں، لوگوں کی نیت بڑی خراب تھی لیکن مصر بلائے جانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت فرمائی، اتوار کے دن ڈاک والوں کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

سرکاری اہلکار اور رؤساء ان کی خدمت میں ہوئے اور انہیں رخصت کیا شروع جمادی الثانی تک فوجی دستہ ''الکرک'' کے مہم میں مصروف کار تھا، حلقے سے الگ کئے گئے فوجیوں کی تعداد ہزار سے کچھ اوپر تھی۔ بروز منگل ۴ جمادی الثانی کو شام محروسہ کے نائب سلطنت ''امیر علاء الدین ایدغمش'' دار السعدہ میں اپنے خلوت خانے میں فوت ہو گئے، لوگ گئے، ان کی حالت کی تحقیق کی اور بڑے کبیدہ خاطر ہوئے لیکن انہیں ڈر ہوا کہ کہیں ان پر سکتہ طاری نہ ہوا ہو۔ کہا جاتا ہے کہ وہ تندرست ہو گئے تھے، واللہ اعلم۔

بطور احتیاط اگلے دن تک انتظار کیا گیا اور صبح کو ان کی نماز پڑھتے ہوئے اور باب النصر کے باہر والی جنازہ گاہ میں ان کا جنازہ ہوا، ان کے پسماندگان کی خواہش تھی کہ انہیں ''جامع قبیبات'' کے پہلو میں ''مغیر یال'' کے مقبرے میں دفن کیا جائے لیکن ایسا نہ ہو سکا اور وہ جامع کے سامنے راستے کے کنارے دفن کئے گئے، اسی روز ظہر کے بعد ان کی تدفین عمل میں آئی، جمعہ کی رات کو ان کی قبر کے پاس ختم کیا گیا، اللہ تعالیٰ پر رحم فرماتے اور ان سے درگزر فرمائے۔ آمین۔

اس مہینے کے ابتدائی ایام میں مشہور ہوا کہ ''الکرک'' کا محاصرہ برقرار ہے، اور اہل ''کرک'' کے باہر نکل کر لڑنے لگے جس کی کثیر تعداد قتل ہوئی اور محاصر فوج کا ایک آدمی بھی مارا گیا قاضی شہر اور چند دوسرے لوگ اپنے ساتھ جواہرات لے کر آئے اور شہر حوالے کرنے پر راضی ہو گئے، لیکن اہل قلعہ نے صبح کے وقت قلعہ بند ہو کر منجنیق نصب کئے اور لڑائی کی تیاری کرنے لگے کچھ دنوں کے بعد فوج کے منجنیق پر تیر برسا کر اس کے ''رخ'' کو توڑ دیا اور یہ اس کے حمل و نقل سے مجبور ہو کر بڑے امراء کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اسے جلا دیا، اور دیگر رسوا کن معاملات پیش آئے، اللہ تعالیٰ ہی انجام کو بہتر بنا دے۔

اواخر ماہ میں فوج اور اہل کرک کے درمیان ایک اور معرکہ ہوا، وہ یوں کہ اہل کرک کی ایک جماعت نے باہر نکل کر فوج پر تیر اندازی شروع کر دی چنانچہ اہل فوج خیموں سے نکل کر مسلح ہو کر پیدل چلے اور اہل شہر میں سے نصرانی اور دیگر لوگوں کی ایک جماعت کو قتل کر ڈالا۔ فوج کے بہت سے جوان زخمی ہوئے، ایک دو قتل بھی ہوئے ''امیر سیف الدین ابوبکر بہادر آص'' قید ہوئے، امیر عرب قتل ہوا، اور کچھ دوسرے لوگ بھی گرفتار ہوئے، چنانچہ وہ ''الکرک'' میں پھنس گئے اور دوسرے ناپسندیدہ واقعات بھی پیش آئے، فوج اپنی مراد پائے بغیر واپس ہوئی، کیونکہ شدید سردی اور زاد راہ کی کمی نے انہیں پریشان کر دیا علاوہ ازیں انتہا شدید محاصرہ کیا کیونکہ شہر کا موسم سخت سرد تھا، لہٰذا سردیوں میں فوج کا وہاں ٹھہرنا بڑا مشکل تھا، اور جو منجنیق ساتھ لے گئے تھے وہ بھی ٹوٹ گیا لہٰذا دوبارہ تیاریاں مکمل کرنے کے لئے واپس ہو گئے۔

بروز بدھ ۲۵ جمادی الثانی کو ''قاضی بدر الدین بن فضل اللہ'' اپنے بھائی ''قاضی شہاب الدین'' کی جگہ سیکرٹری بن کر دیار مصریہ سے ڈاک کے گھوڑوں پر سوار ہو کر آئے، ان کے ساتھ ان کے بھائی شہاب الدین ''قاضی عماد الدین بن الشیر ازی'' محتسب کے اموال ضبط کرنے کے حکم پر مشتمل ایک خط بھی تھا۔ چنانچہ ان کے اموال ضبط کر لئے گئے، اور ان کے گھروں میں جو لوگ تھے انہیں بھی نکال دیا گیا اور دروازوں پر تختے لگا دیے گئے۔ محتسب کو ''العذراویہ'' میں رکھا گیا اور اس نے دار الحدیث ''الاشرفیہ'' منتقل ہونے کی درخواست کی تو وہاں منتقل کئے گئے اور ''شہاب الدین'' امیر

سیف الدین تغز دمر الحموی کے استقبال کے لئے نکلے تھے جو دمشق نائب شام کی حیثیت سے آ رہے تھے اور خود حلب میں تھے وہ راستے میں تھے کے یہ معاملہ پیش آیا تو ان کے واپس ہونے کا فرمان جاری کیا تا کہ ان سے اور محتسب سے پوچھ لے لیکن لوگوں کو یہ خبر نہ ہوئی کہ ان کا کیا جرم تھا۔

اتوار ۸ رجب کو شام کے وقت "قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی" قاضی اور خطیب مقرر ہو کر دمشق لوٹ آئے، لوگ انہیں سلام کرنے گئے امیر سیف الدین تغز دمر الحموی، "حلب" سے آتے ہوئے ۲۵ رجب عصر کے بعد دمشق میں داخل ہوا، امراء نے "قابون" کے راستے میں ان کا استقبال کیا لوگوں نے اس کے لئے دعائیں کیں اور سابق نائب "علاء الدین ایدغمش" کے مبغوض ہونے کی وجہ سے اس سے خوش ہوئے "دار السعادت میں اترا، پیر کے دن جلوس نکلا، عوام کے کچھ نمائندوں نے ملاقات کر کے ان سے درخواست کی کہ ان کے خطیب اور تاج الدین عبدالرحیم بن جلال الدین کو تبدیل نہ کیا جائے، لیکن نائب نے ان کی طرف کچھ التفات نہیں کیا بلکہ قاضی تقی الدین السبکی" کی خطابت اور خلعت دینے کے فرمان پر عمل کیا، عوام نے جب یہ سنا تو شور و غوغا کرنے لگے، اور نمازوں کے بعد حلقے بنا بنا کر کھڑے ہوتے رہے۔ اور "ابن جلال" کی طرف سے زیادہ باتیں کرنے لگے جب تک یہ حال رہا "السبکی" نے بھی محراب نہیں سنبھالا، عوام مختلف باتیں مشہور کرنے لگی اور دھمکی دی کہ اگر "السبکی" نے خطبہ دیا تو اس کو خطبہ دینے نہیں دیا جائے گا، چنانچہ وہ اس سے بڑا تنگ دل ہوا، لوگوں کو اس سے منع کیا گیا لیکن وہ باز نہیں آئے، ان سے کہا گیا کہ اگر تمہارا امیر کوئی حبشی بھی ہو تو تمہیں اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا واجب ہے لیکن انہوں نے اس بات کی بھی کوئی پرواہ نہیں کی۔

بروز جمعہ ۲۰ رجب کو مشہور ہو گیا کہ قاضی نے "ابن جلال" کے لئے عہدۂ خطابت کو چھوڑ دیا ہے تو لوگ خوش ہو کر جامع میں اکٹھے ہوئے، نائب سلطنت امراء کے ہمراہ مقصد میں آیا اور حسب سابق "ابن جلال" نے خطبہ دیا، لوگ خوش ہوئے اور بہت باتیں کرنے لگے، خطیب نے منبر پر چڑھ کر نہیں جب سلام کیا تو تکلف بڑے زور و شور سے عوام کا جواب دیا اور قاضی السبکی سے بغض کا اظہار کر کے اسے بہت کچھ سنایا، جب نماز پڑھی گئی تو چبوترے پر نیابت کا فرمان پڑھا گیا اور لوگ خطیب کی برقراری کے سبب خوشی خوشی نکلے اور اس کے پاس جمع ہو کر اسے سلام کیا اور دعائیں دیں۔

"القحاری" کی معزولی اور "برھان الدین بن عبدالحق" کی نامزدگی کا سلطانی فرمان آیا تو "برھان الدین" نے بروز بدھ ۳ شعبان کو "مدرسہ عذراویہ" میں درس دیا، "دار العدل" میں بروز منگل اس بارے میں ایک اجلاس طلب کیا گیا اور اس میں "قاضی برھان الدین" کو اس کے صحتمند اور تندرست ہونے کی وجہ سے ترجیح دی گئی۔

بروز جمعہ ۵ شعبان کو "شیخ صالح شہاب الدین احمد بن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے ۹۵ برس کی عمر میں وفات پائی، صالح قابل عابد اور کثرت سے روایت کرنے والے تھے، جمعہ کے دن "جامع مظفری" میں ان کا جنازہ ہوا "الصالحیہ" میں دفن کئے گئے، بروز بدھ ۱۷ شعبان کو شیخ امام عالم عابد زاھد صالح شیخ شمس الدین محمد بن الحریری" جامع کریمی" کے خطیب" نے "قبیبات" میں وفات پائی، اسی روز ظہر کے بعد مذکورہ جامع میں ان کا جنازہ ہوا اور اسی مسجد کے سامنے مشرقی سمت راستے کی جانب دفن کئے گئے۔

اوائل رمضان میں یہ بات مشہور ہوئی کہ ایک بچہ پیدا ہوا ہے جس کے دو سر اور چار ہاتھ ہیں اسے نائب سلطنت کے پاس لایا گیا، "باب الفرادیس" کے باہر ایک محلے جسے "حکر الوزیر" کہا جاتا ہے، وہاں لوگ اسے دیکھنے کے لئے جا رہے تھے، اسی ماہ کی تین تاریخ کو جمعرات کے دن [illegible] اس کا باپ ساتھ لایا اس کا نام سعادت تھا "الجبل" کا باشندہ تھا میں [illegible] دونوں ایک جیسے معلوم ہوتے [illegible] تو دونوں مر چکے تھے، لوگوں نے کہا [illegible]

[illegible] لزام تھا کہ انہوں نے "الصرف" [illegible] چنانچہ انہیں قید کر کے [illegible] "دار السعادۃ" کے دروازے [illegible] قلعہ منصورہ بھیج دیا گیا، ۱۵ رمضان

جمعرات کو محمل نکلا، اسی روز استقرار خطابت کی وجہ سے، خطیب ابن جلال الدین نے خلعت پہنی اور خطباء کی عادت کے مطابق قاضیوں کے ساتھ خلعت پہن کر سوار ہوا۔

اسی ماہ میدان اخضر کے دروازے پر بڑے منجنیق کو نصب کیا گیا، اس کے اکتاف کا طول ۱۸ ہاتھ تھا اور سہم کا طول ۲۷ ہاتھ تھا، لوگ اس پر تشنگی کے لئے نکلے۔ ہفتے کے دن ساٹھ رطل کا وزنی پتھر اس کے ذریعہ پھینکا گیا، جو بڑے میدان کے محل کے سامنے پہنچا، منجنیق کے استاد نے بتایا کہ تمام اسلامی قلعوں میں اس جیسا کوئی منجنیق نہیں ہے اور اسے "الحاج محمد الصالحی" نے "الکرک" کے محاصرہ کے لئے بنایا ہے اور ہو ابھی یوں ہی کہ وہ اسے لے کر "الکرک" کا محاصرہ کرنے کے لئے نکل گیا اللہ تعالیٰ انجام کو بہتر بنائے، رمضان کے آخری دنوں میں بھی پہرا ...
ان سب سے ایک "عبد اواحد ابغا" تھا جو "الملک الناصر کا گماشتہ تھا، "الناصر" کے بیٹے "المنصور" کے دور میں اس سے مطالبہ کیا گیا اور شام کی طرف نکال دیا گیا۔ وہاں جا کر امیر حمص کا نائب بنا، لیکن وہاں بھی بدچلن رہا، لوگوں نے اس کی مذمت کی۔ لہٰذا اس عہدے سے اسے معزول کر کے، دمشق میں اسے ایک ہزار سپاہیوں پر کمانڈر مقرر کیا گیا اور فوج کے میمنہ (دائیں بازو کا امیر) بھی اسے بنایا گیا ان ہی دنوں میں "الکرک" موجود "سلطان احمد بن الناصر" کی طرف میلان کی تہمت میں گرفتار ہو کر قلعہ لایا گیا، اس کے ساتھ "امیر سیف الدین بلو" اور "امیر سیف الدین سلامش بھی تھے جو دونوں شیخ ... ہو گئے تھے، قلعہ منصورہ کی طرف انہیں لایا گیا، اللہ تعالیٰ انجام بخیر کرے۔ اسی ماہ "حمص" کی قضاء، دمشق کی نیابت سے نکل گئی سلطان نے "قاضی شہاب الدین ابرزی" کے لئے از سر نو فرمان جاری کیا تھا" ان کے اور قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی" کے درمیان ایک طویل مناقشہ کے بعد یہ طے پایا تھا۔ بعض سرکاری اہلکاروں نے اس کی سفارش کر کے ان کے لئے یہ فیصلہ کروایا تھا، اسی ماہ "... شریف" کی قضاء مستقلاً "قاضی شمس الدین بن سالم" کے نام ہو گئی جو طویل مدت سے وہاں نائب قاضی تھے، پھر ان کو معزول کیا گیا، اور چھ وقت شہر "غزہ" میں مقیم رہنے کے بعد دوبارہ مستقلاً ان کو قاضی بنایا گیا، اسی مہینے میں "قاضی شہاب الدین بن فضل اللہ مصر سے واپس آئے، حسب سابق ... تنخواہ کی توقیع ساتھ لے کر آئے، اپنی اس عمارت میں مقیم ہوئے جسے "حمام النحاس" کے قریب "العادلیہ" کی شرقی سمت میں قاسیون کے دامن میں بنوایا تھا۔

یکم ذی القعدہ کی صبح کو منجنیق کو اونٹوں اور چھکڑوں پر لاد کر "الکرک" کے ارادے سے نکالا گیا "امیر صارم الدین ابراہیم المسبقی" ہمراہ تھے، دوست "سکریہ" میں امیر حاجب تھے، اب یہاں ان کو کمانڈر بنایا گیا تھا جو اس منجنیق کی حفاظت اور طلب ونصب کے ذمہ دار تھے، اور فوج نے بھی "الکرک" جانے کی بھرپور تیاری کر لی، ان کے سامان شہر سے باہر لائے گئے اور خیمے نصب کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ انجام کو بہتر بنائے۔

۴ ذی القعدہ بروز پیر "طواشی شبل الدولہ کافور السری" فوت ہوا، ۵ تاریخ منگل کی صبح کو اپنے اس مقبرے میں دفن کیا گیا، جسے بہت پہلے قلعہ کے خازن "الطواشی ظہیر الدین کے مقبرے کے ساتھ باب الجابیہ" کے باہر بنوایا تھا، جو "مسجد الدبان" سے ملحق ہے۔ یہ پہلے "الصاحب تقی الدین توبہ التکریتی" کا تھا، پھر طویل مدت کے بعد اسے "تنکز" نے اس کے بھتیجوں "صلاح الدین" اور شرف الدین" سے اچھی قیمت میں خرید، اور اس کے حوض انہیں تنخواہ گیریں دیں جو ان کی پہلی جاگیروں سے بھی زیادہ تھیں، اس نے اسے ابواب سلطنت سے حاصل کردہ اموال میں رغبت کی بنا پر خریدا تھا کسی وقت اس کا استاد "تنکز" اس کی نسبت سے نہ سامتعصب ہوا تھا اور اس پر قبضہ کر لیا تھا، لیکن پھر واپس اس کے حوالے کر دیا تھا، مرتے وقت اس نے بڑے اموال اور اوقاف چھوڑے۔ ۶ ذی العقدہ بروز بدھ فوجی دستہ نکلا، اس کا کمانڈر "امیر بدر الدین بن الخطیر" تھے ان کے ساتھ یہ اور ... امیر ... الدین بن قراسنقر تھے۔

بروز جمعہ ... شہاب الدین احمد بن فرج العروش کی اذان گاہ کے موذن فوت ہوئے اہل بلد کے نزدیک خوش آوازی اور خوش ... میں مشہور تھے ... سریلی آواز میں مشہور تھے۔

... کوئی بھی ان کے قریب بھی نہیں تھا، آخر وقت میں اچھے طریقے عمل صالح، لوگوں سے دوری اور اپنے ... میں مشغول رہے، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے، ان کے ٹھکانہ کو باعزت رکھے، اسی روز ظہر کے بعد ان کا جنازہ ہوا، مقبرہ صوفیہ میں اپنے بھائی کے پاس دفن ہوئے۔

جمعرات کے دن پانچ ذی الحجہ کو شیخ بدرالدین بن نصحان شہر میں قرأت سبعہ کے شیخ فوت ہوئے، اسی نام سے مشہور تھے، اسی روز ظہر کے بعد جامع میں ان کا جنازہ ہوا، باب الفرادیس میں دفن ہوئے، اتوار کے دن نو ذی الحجہ کو عرفہ کے دن ام صالح کے مقبرہ کے لئے شیخ بدرالدین بن نصحان کی جگہ قاضی شہاب الدین احمد بن النقیب البعلبکی قرأت پڑھانے کے لئے حاضر ہوئے، ان کے درس میں فضلاء کی ایک جماعت اور بعض قاضی حضرات شریک ہوئے وہ اچانک آئے تھے، تکلفاً مریض بنے، اس لئے قرآن کریم کی آیت "ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیرٌ لانفسھم" کے اعراب اور قراءت کے متعلق کچھ بیان کیا، اس ماہ کے آخر میں قیمتیں بہت بڑھ گئیں، روٹی کی قلت ہوئی، لوگ تنوروں پر سخت ہجوم کرنے لگے، جو، زیتون اور نقارہ سے مخلوط روٹی بھی بکنے جانے لگی، ایک بورہ کی قیمت ایک سو چھیاسی درہم بن گئی، قیمتیں بڑھی کہ روٹی کے ایک رطل کی قیمت ایک درھم یا اس سے زیادہ ہوگئی اچھی اور ردی کی قیمت میں کچھ فرق نہ تھا "انا اللہ وانا اللہ الیہ راجعون" بہت زیادہ سوال کیا جانے لگا اھل دمیاں جمع ہوئے ہوئے، دیگر اموال واسباب میں ضعف پیدا ہوا لیکن اللہ کا لطف بہت عظیم ہے کیونکہ لوگ زبردست غلے کے انتظار میں تھے، اس جیسے سے متعلق متعدد سالوں میں نہیں سنا گیا تھا اور اس کا وقت قریب تھا، بہت شہروں میں جو اور گندم کی کاشت شروع ہوئی، توت اور لوبیے کے پھل بھی ساتھ ساتھ اترنے لگے اگر یہ نہ ہوتے تو معاملہ کچھ اور صورت اختیار کر جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر مہربانی کی کیونکہ وہی حاکم، متصرف اور جو چاہے کرتا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

آغاز ۷۴۴ھ

یہ سال شروع ہوا تو سلطان المسلمین الملک الناصر عماد الدنیا والدین اسماعیل ابن الملک الناصر ناصرالدین بن محمد بن الملک المنصور سیف الدین قلاوون الصالحی تھے۔ مصر میں ان کا نائب امیر سیف الدین آقسنقر سرری تھے اور قاضی وہی لوگ تھے جن کا ذکر گذشتہ سال کے تحت ہوا۔ دمشق میں اس کا نام امیر سیف الدین تغردمر الحموی تھے۔ قضا کا بیان پہلے ہو چکا اسی طرح الصاحب، خطیب ناظر جامع" ناظر خزانہ اوقاف سے مراد مدینہ منورہ کے والی گذشتہ سال والے حضرات تھے۔

مصری اور شامی فوجیں الکرک کے قلعہ کا گردی سرہ کیے ہوئے تھیں اور اس کے معاملہ میں مبالغہ سے کام لے رہی تھیں منجنیق نصب تھا، دیگر آلات بھی زیادہ تھے مصر اور شام سے ہر ایک کے لئے بھی ایک فوجی دستہ بھیجنے کا حکم دیا گیا تھا۔ جمعرات کے دن دس صفر کو فوجی دستہ کرک سے دمشق میں داخل ہوا اور تازہ دم فوجی دستہ میں دو ہزار مصر سے اور دو ہزار شام کے فوجی کرک کی طرف روانہ ہوئے کرک کے باہر فوج کے پاس منجنیق رکھا ہوا تھا۔

احمدی کے مصر و چلے جانے کے بعد ہی صرف ٹھنڈا پڑ گیا تھا اور کام و معاملات دھرے کے دھرے رہ گئے تھے۔

ہفتے کے دن ۲ ربیع الاول سید شریف عماد الدین الموشکی جنگلات کے نگران، مدرسہ عزیزیہ کے پڑوس میں واقع میری کی گلی میں فوت ہوئے۔ صبح جامع اموی میں ان کا جنازہ ہوا، باب الصغیر کے مقبرے میں دفن ہوئے، بہادر، عبادت گذار، سنت اور اھل سنت سے محبت کرنے والے اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کی صحبت یافتہ تھے اور ان سے استفادہ کیا تھا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے معاملہ میں ان کے اعوان اور انصار میں سے تھے بعض ... کے ساتھ انہیں "سیدنا" کی طرف جیسا تھا تو انہوں نے ... اپنے ہاتھ میں ... کر پادریوں کے قابل تعظیم گوشت کے ٹکڑے پھاڑا تھا اور اپنی قوت ایمان و شجاعت ... کی اعانت کی اللہ تعالیٰ ان پر اور ہم پر رحم فرمائے۔

[illegible] وقف کا نگران اور جامع کے [illegible] ان سے ساتھ مزدور [illegible] تلے چٹان کے نیچے کھدائی میں مشغول تھے۔ [illegible] ایک جبل [illegible] نائب سلطان سے مشورہ کیا [illegible] کھدائی [illegible] انہیں وہاں سے نکال دینے کا [illegible] کھدائی میں سہولت [illegible] تمام دروازے [illegible]

کھدائی کی گئی لیکن خالص مٹی کے علاوہ انہوں نے کچھ نہیں ملا یہ کھدائی پورے شہر میں مشہور ہوگئی، لوگ تعجب کی وجہ سے اسے دیکھنے کے لئے آنے لگے بالآخر بات اس پر ختم ہوئی کہ اس محال چیز کے مدعی شخص کو گرفتار کیا جائے اور پھر گڑھے کو بھر کر پہلے کی طرح برابر کر دیا گیا۔

۱۸ ربیع الاول بروز پیر قاضی صاحب ناصر الدین بن خشاب ڈاک کی سواری پر دمشق سے گذرتے ہوئے آئے عادلیہ کبیرۃ میں انہوں نے خبر دی کہ اس نے محدث ماہر فاضل حافظ شمس الدین محمد بن علی ایبک سروجی مصری کی اس مہینے کی آٹھ تاریخ بروز جمعہ حلب میں نماز جنازہ پڑھی ہے۔ وہ سات سو پندرہ ہجری میں پیدا ہوئے۔ علم حدیث کے معتدبہ حصہ میں پختگی حاصل کی۔ اسماء الرجال یاد کئے۔ احادیث جمع کیں اور تخریج کی۔ ربیع الثانی کی ابتداء میں قاسیون کے دامن کوہ میں سخت آگ لگی جامع منظری کے قریب صالحیہ کا بازار جل گیا جو دوکانیں جلیں وہ سب تقریباً ایک سو تھیں۔ ایک زمانے سے اتنی بڑی اور عظیم آگ نہیں دیکھی گئی۔ ''فانا للہ وانا الیہ راجعون''

۶ جمادی الثانی بروز جمعہ یہ حکم صادر کیا گیا کہ جمعے کے دن شہر کے تمام اذان گاہوں میں نماز کا ذکر کیا جائے جیسا کہ جامع کی اذان گاہوں میں کیا جاتا ہے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اس ۱۰ ربیع الثانی بروز منگل قاضی تقی الدین سبکی قاضی القضاۃ شافعیہ سے دیوان سلطان کے لئے غائبین کے اموال سے جو اس کے پاس تھے قرضہ دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ انہوں نے سختی سے انکار کیا تو کچہریوں کا نگران اور نائب سلطنت کے بعض حاشیہ بردار آئے۔ انہوں نے یتیموں کا خزانہ کھولا اور اس سے پچاس ہزار درہم زبردستی لے لئے اور انہیں بعض عرب کو دیدیا اس کی طرف سے جو رقم دیوان سلطانی دینے کے لئے تاخیر ہوگئی تھی۔ اور ایسا بڑا معاملہ پیش آیا جس کی مثال نہیں ملتی۔

۱۰ جمادی الاولیٰ بروز بدھ ہمارے دوست شیخ امام عالم علامہ ناقد مختلف فنون کے ماہر شمس الدین محمد بن شیخ عماد الدین احمد بن عبدالہادی مقدسی حنبلی اللہ انہیں اپنی رحمت میں چھپائے اور جنت کے وسط میں ٹھکانہ دے۔ وہ تین ماہ سے پھوڑے اور تپ دق میں مبتلا تھے۔ پھر ان کا معاملہ بڑھ گیا اور سہال کی زیادتی ہوئی جس سے ضعف بڑھ گیا یہاں تک کہ اسی دن عصر کی اذان سے پہلے فوت ہوئے۔ ان کے والد نے بتایا کہ ان کا آخری کلام جو انہوں نے کہا یہ تھا

"اشهد أن لا اله الا الله واشهد أن محمداً رسول الله اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين"

جامع مظفری میں بروز جمعرات جنازہ پڑھا گیا اور جنازہ میں شہر کے قاضی اور نامور علماء، امراء، تاجر اور عوام حاضر ہوئے۔ ان کا جنازہ بڑی بھیڑ والا تھا اس پر روشنی اور نور تھا وہ سیف بن مجد کی قبر کے پاس روضہ میں دفن کیے گئے رحمہ اللہ تعالیٰ وہ سات سو پانچ ۷۰۵ھ میں پیدا ہوئے۔ چالیس سال کی عمر تک نہ پہنچ سکے۔ وہ وہ علوم حاصل کیے جن تک بڑے شیوخ اور اکابر بھی نہیں پہنچ سکے۔

تفنن فی الحدیث صرف ونحو، فقہ وتفسیر، لغت وحساب، تاریخ قرأت وغیرہ ان کی مجامع اور مفید تعلیقات ہیں۔ وہ اسماء الرجال کے اچھی طرح حافظ تھے جرح وتعدیل، طرق حدیث کو پہچانتے علل حدیث کی بصیرت رکھتے تھے، اسکو حسن وخوبی سے سمجھتے تھے۔ عمدہ مذاکرے والے۔ درست ذہن والے، سلف کے طریقہ پر سیدھے چلنے والے اور کتاب وسنت کی اتباع کرنے والے، نیکی کے کاموں کی مداومت کرنے والے تھے۔

جمادی الاولیٰ کے اختتام پر بروز پیر حنابلہ کے محراب میں ہمارے دوست شیخ امام شرف الدین بن قاضی حنبلی نے حلقہ ثلاثہ میں قاضی تقی الدین بن حافظ کی جگہ درس دیا، ان کے پاس قضاۃ اور فضلاء حاضر ہوئے۔ یہ درس بڑا اچھا تھا انہوں نے ''ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان'' والی آیت کی تفسیر کی اور بعض اور مناسبت دینے سے نکتے کو بیان کیا۔

۲ جمادی [illegible] بروز جمعرات ترک کی طرف ایک دستہ نکلا جس کے پیشوا امراء تھے ایک امیر شہاب الدین صبح اور امیر سیف الدین قلاوون انتہائی ٹھاٹھ باٹھ زیب وزینت، [illegible] اور شور شغف میں نکلے۔

۲۱ جمادی [illegible] سوق خیل میں حسن بن شیخ سکاکینی کو کفر محض پر دلالت کرنے والے رفض کی وجہ سے قتل کیا گیا ان کے خلاف قاضی شرف الدین [illegible] بہت سی گواہیاں دیں جوان کے غرب [illegible] تھیں اور یہ کہ وہ پکے رافضی ہیں [illegible]

ان میں سے شیخین کی تکفیر اور ام المومنین حضرت عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما پر تہمت لگانا تھا اس کا گمان تھا کہ جبرائیل سے وحی [illegible] ہوئی [illegible] حضرت علی کی طرف بھیجا گیا تھا وہ غلطی سے حضور ﷺ کے پاس آگیا۔ اس کے علاوہ اور کئی غلط اور بری باتیں تھیں [illegible]

کرے اور ایسے ہی ہوا۔

شیخ محمد سکاکینی کے والد رافضیہ اور شیعہ کے مذہب کو اچھے طریقے سے جانتے تھے۔ان کے اہل خیر کے مذہب کے بارے میں سوالات ہیں، جنہیں ہمارے شیخ امام شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے حل کیا ہے اور انہوں نے اسے نظم میں جمع کیا ہے شیخ کے اصحاب میں سے کئی لوگوں نے ذکر کیا کہ سکاکینی نے مرنے سے اپنے مذہب سے رجوع کر لیا تھا اور مرنے سے پہلے اہل سنت کے مذہب پر آ گئے تھے۔واللہ اعلم۔

مجھے خبر ملی کہ ان کے اس بڑے بیٹے نے انہیں قتل کرنے کا ارادہ کیا جب انہوں نے سنت کا اظہار کیا۔

۵ رجب پیر کی رات امیر سیف الدین تنکز نائب شام کی لاش پہنچی، جو اس قبر میں رکھی ہوئی تھی جو اس کے اپنے جامع جسے اس نے دمشق میں باب نصر کے باہر بنایا تھا، کی جانب میں تھی، وہ اسکندریہ سے ساڑھے تین سال یا اس سے زیادہ عرصہ میں اپنی بیٹی ناصر کی بیوی جو اس کے بیٹے سلطان ملک صالح کے پاس تھی کی اجازت سے منتقل کی گئی۔تو اس نے اس کی اجازت دے دی،لوگوں کا ارادہ تھا کہ اسے اس کے مدرسہ میں جو قدس شریف میں ہے دفن کر دیں لیکن اس کی نوبت نہیں آئی، تو اسے دمشق اس کی مخصوص قبر میں لایا گیا، وہاں ختم قرآن ہوا اور قضاۃ و نامو ران حکومت حاضر ہوئے۔

۱۱ شعبان مبارک بروز منگل ہمارے دوست امر صلاح الدین یوسف تکریتی الصاحب تقی الدین بن توبہ وزیر کے بھتیجے ہوتے ہیں، اپنے گھر قصاعین مقام میں فوت ہوئے، وہ چالیس سال کے، ذہین وذکی، اچھی بصیرت وکلام والے شخص تھے، شیخ ابن تیمیہ اور خصوصاً ان کے شاگردوں سے بہت محبت تھی، اسی طرح عموماً اہل علم میں سے جو ان کی ملاقات کرتا، ان میں ایثار واحسان فقراء صالحین کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، قاسیون کے دامن کوہ میں اپنے قبرستان دفن ہوئے۔

۱۵ شعبان بروز ہفتہ دمشق میں زلزلہ آیا، اکثر لوگوں کو اس کا علم نہ ہوا کیونکہ زلزلہ ہلکا تھا، وللہ الحمد والمنہ ، پھر یہ خبریں لگا تار آنے لگیں کہ بلاد حلب میں بہت سے عمارتیں خراب ہوگئی ہیں حتیٰ کہ قلعہ حلب کے کچھ برج و مینارے بھی گر گئے، اسی طرح وہاں کی مساجد، مزار، دیوار اور کئی گھر زمین بوس ہوتے رہے، قلعوں کے اردگرد بہت نقصان ہوا، کہا جاتا ہے: کہ منبج شہر میں صرف چند عمارتیں ہی بچی ہوں گی، اور وہاں کے اکثر باسی ملبے تلے دب کر ہلاک ہوئے۔اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

شوال کے آخر میں کرک کی طرف دستے نکلے، ان کے دو پیشرو امراء تھے جن میں سے ایک امیر علاء الدین قراسنقر اور امیر الحاج بیدمر تھا، انہی دنوں یہ بات مشہور ہونا شروع ہوئی کہ کرک کے حالات ناساز اور حکومت کا معاملہ ان پر بڑھ گیا ہے خورد نوش کی اشیاء کی بہت تنگی ہے، ان کے روسا اور امیر احمد بن ناصر کے خواص کی کچھ جماعتیں اسے دھوکا دینے کی غرض سے نیچے اتریں وہ صبح سے چلے یہاں تک کہ قلاوون پہنچے، دیار مصریہ تک حلقہ کے پیشرو ان سے جا ملے، انہوں نے خبر دی کہ احمد کے پاس ذخیرے بہت کم پڑ گئے ہیں پس اللہ تعالیٰ سے سوال ہے کہ انجام بہتر بنائے۔

۲۸ ذی الحجہ بدھ کی رات قاضی امام علامہ برہان الدین بن عبدالحق شیخ الحنفیہ جو ابن الحریری کے بعد دیار مصر میں ایک لمبے عرصہ تک چیف جسٹس رہے، کی وفات ہوئی، پھر وہ وہاں سے معزول ہو کر دمشق میں مقیم ہو گئے تھے، اور تنغر دمر کے ایام حکومت میں اپنے بیٹے قاضی امین الدین کی خاطر درس دیتے، چنانچہ پھر انہوں نے اپنے والد کی وفات سے تین دن پہلے بروز اتوار درس دیا، برھان الدین رحمہ اللہ کی وفات، صالحیہ کے راستے میں ارزۃ نامی جگہ میں واقع ان کے اپنے باغ میں ہوئی، اور دوسرے دن قاسیون کے دامن کوہ میں شیخ ابن عمر کے مقبرہ میں دفن ہوئے، جامع مظفری میں جنازہ ہوا۔ان کے جنازے میں قضاۃ الدین اور اکابر حاضر ہوئے۔

آغاز ۷۴۵ھ

اس سال کا چاند طلوع ہوا تو دیار مصریہ وشامیہ اور ان کے گردونواح کے علاقوں کا بادشاہ ملک صالح ابن اسماعیل بن سلطان ملک ناصر محمد بن ملک منصور قلاوون تھا اور دیار مصریہ وشامیہ اس کے قضاۃ وہی سال پچھلے والے تھے مصر میں اس کا نائب الحاج سیف الدین اور وزیر وہی تھا جس کا نام

پہلے گزر چکا ہے، اور خاص نگران قاضی مکین الدین، فوج کا نگران قاضی علم الدین بن قطب اور کوتوال وہی پرانا تھا کچہریوں کا نگران علم الدین ناصر، اور اوقاف کا متولی امیر حسام الدین بجی، بیت المال کا وکیل علاء الدین شرنوخ، خزانے کا نگران قاضی تقی الدین ابی حبیب اور بقیہ عہدہ دران اور نگران وہی تھے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، نوشت وتحریر کا کاتب قاضی بدر الدین بن فضل اللہ کا خفیہ اور قاضی امین الدین بن قلانسی اور قاضی شہاب الدین بن قیراتی اور قاضی شرف الدین بن شمس الدین بن شہاب محمود اور قاضی علاء الدین شرنوخ تھے۔

محرم کے پہلے ہفتہ میں قلعہ کرک کا محاصرہ کیا جا چکا تھا، رہا شہر تو اس پر قبضہ ہو گیا اور وہاں امیر سیف الدین کو نائب قبیلہ بنایا گیا، جو دیار مصریہ سے آیا تھا، دیار مصریہ اور دمشق کے دستوں نے قلعہ کو اپنے احاطے میں لئے ہوئے تھے، اور ناصر احمد بن ناصر اسے حوالہ کرنے سے رکا ہوا تھا، اور ان کی بات ماننے قبول کرنے اور اپنے بھائی کی فرمانبرداری میں آنے سے باز تھا معاملات بڑھ گئے اور جنگ نے طول اختیار کر لیا، اس کی وجہ سے بہت سے لوگ مارے گئے، کچھ لشکر میں سے تو کچھ اہل کرک میں سے تھے، یہ مسئلہ خیر تک ان شاء اللہ پہنچے گا، کہا جاتا ہے کہ یہ اس طرح ہوا کہ تھوڑے ہی دنوں میں امیر سیف الدین ابوبکر بن بہادر آص جو محاصرے کے ابتدائی ایام میں گرفتار ہوا تھا قلعہ سے بھاگ نکلا، ناصر احمد کے غلاموں کی ایک جماعت جن پر شہیب احمد کے قتل کی تہمت تھی جو اس کا خیال کرتا اور اس سے محبت کرتا تھا، فوجوں نے ابوبکر کی اپنی مرضی اور سلامتی سے آنے اور حوالے کرنے پر خوشی منائی، اس نے فوراً "معظم" دیار مصریہ کی تیاری شروع کرائی یہ تو یہاں کا حال تھا جبکہ تین منجنیقیں شہر سے قلعہ پر مسلط تھیں جو رات دن سنگباری کرتیں اور اس کی عمارت کو اندر سے کھوکھلا کر دیا جبکہ اس کی فصیلوں میں کچھ بھی اثر نہ ہوا پھر ذکر کیا جاتا ہے کہ محاصرہ ختم کر دیا گیا لیکن ساتھ یہ پابندی بھی تھی کہ قلعہ میں کھانے اور ایسی کوئی چیز نہ لے جائی جائے جس سے انہیں تقویت حاصل ہو، سو اللہ تعالیٰ سے سوال ہے کہ وہ بہتر انجام فرمائے۔

۲۵ صفر بروز بدھ کرک سے بہت جلد یہ ڈاک آئی کہ قلعہ فتح ہو گیا اس کا دروازہ جلا دیا گیا، اور امیر احمد بن ناصر کی جماعت نے امان کا مطالبہ کیا ہے اور احمد بیڑیوں میں جکڑے ہوئے نکلا، اسے ڈاک کی سواری پر دیار مصریہ روانہ کر دیا گیا، یہ اس مہینے کی ۲۳ تاریخ بروز پیر ظہر کی نماز کے بعد کا واقعہ ہے۔ اور تمام کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کے ہی اختیار میں ہے ۴ ربیع الاول بروز جمعہ صبح کے وقت قلعہ میں طبل بجائے گئے اور شہر کو سلطان ملک صالح کے حکم سے قلعہ فتح ہونے اور اس پر فتح ہونے کی خوشی میں سجایا گیا، یہ زیب وزینت ساتویں دن پیر تک لگی رہی پھر جب ظہر کے بعد اسے ختم کرنے کا حکم دیا گیا تو بہت سے لوگ تشویش میں مبتلا ہو گئے، اور بعض لوگوں نے یہ خبریں اڑانا شروع کیں کہ احمد کا پلہ بھاری ہو گیا، وہاں کے امراء نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے، جس کی کوئی حقیقت نہیں تھی۔ ۱۳ ربیع الاول اتوار کی صبح کرک سے طلبگار طبلخانات اور لشکروں میں داخل ہوئے اور احمد بن ناصر کی ہلاکت کی خبر مشہور ہو گئی۔

۱۱ ربیع الاول بروز جمعہ جامع اموی میں شیخ امین الدین ابی حیان نحوی کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ وہ بلاد مصریہ کے عرصہ دراز سے شیخ تھے، ان کی وفات مصر میں ۹۰ سال ۵ ماہ کی عمر میں ہوئی۔ پھر ربیع الثانی میں سلطان احمد کے قتل کی خبر مشہور ہوئی، اس کا سر جدا کر دیا گیا، ہاتھ کاٹ دیئے گئے، اس کی لاش کرک میں دفن کی گئی اور اس کا سر اس کے بھائی ملک صالح اسمٰعیل کی طرف لے جایا گیا، اور اس مہینے کی ۲۴ تاریخ کو اس کے سامنے حاضر کیا گیا، لوگ اس سے بہت خوش ہوئے، شیخ احمد زرعی سلطان ملک صالح کے پاس آئے اور اس سے کئی چیزوں کا مطالبہ کیا منجملہ مظالم اور ٹیکسوں کا ختم کرنا اور امیر ناصر الدین بن بکتاش کے لئے طبلخانات کی اجازت، اور قلعہ دمشق میں گرفتار امراء کی رہائی وغیرہ تھی، تو سلطان نے تمام مطالبات منظور کر لئے، وہ تمام احکام جو سلطان نے منظور کیے ۳۰ سے اوپر تھے، پھر جب ربیع الثانی کا آخر ہوا تو وہ حکم نامے آ گئے جن کا شیخ احمد نے سلطان سے مطالبہ کیا تھا، وہ تمام یا اکثر نافذ کیے گئے، صلاح الدین بن ملک کامل امیر سیف الدین بلو کو اس مہینے کے اختتام پر بروز جمعرات رہا کیا گیا، پھر ان میں سے بہت سے احکام سے رجوع کیا گیا اور ان کا حال موقوف رہا۔

اس مہینے باب الفرج کے باہر ایک مینارہ بنایا گیا، اور ایک مدرسہ اس گھر میں کھولا گیا جو پرانا تھا، اسے حنفیہ کے لئے مدرسہ اور مسجد بنائی گئی، اور حمام وضو خانہ بنایا گیا، یہ سب کام امیر سیف الدین معظم حنبلی جو امیر حاجب تھا کی طرف منسوب کیے گئے، اسی نے وہ گھر جو آج کل قصاعین کے نام سے مشہور ہے کی تجدید کی۔

۱۰ جمادی الثانیہ بروز پیر ہمارے دوست محدث تقی الدین محمد بن صدر الدین سلیمان جعبری کی شیخ جمال الدین مزی کے داماد، شرف الدین عبداللہ

اور جمال الدین ابراہیم وغیرہ کے والد کی وفات ہوئی، وہ مدارس میں فقیہی، سماعات کے نیچے گواہی دیتے، انہیں حدیث کی قرأت اور عربیت میں اچھی فضیلت حاصل تھی، ان کی عمدہ نظم ہے ڈھائی دن سے منقطع رہے اور مذکورہ رات رات کے نصف میں وفات پائی، میں اس رات عشاء کے بعد ان کے پاس موجود تھا، انہوں نے مجھ سے گفتگو کی، مجھ سے خوش خوش پیش آئے، وہ بہت ہلکے مزاج والے آدمی تھے، پھر آخری رات میں فوت ہوئے، انہوں نے مجھے ان تمام کاموں سے توبہ پر گواہ بنایا جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور یہ کہ وہ گواہی کو چھوڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں پیر کے دن ظہر کے بعد جنازہ پڑھا گیا اپنے والدین کے پہلو میں باب الصغیر کے قبرستان میں دفن ہوئے، رحمہ اللہ۔

۲۸ رجب بروز جمعہ قاضی عماد الدین بن عز حنفی نے جامع ... میں باب النصر کے باہر نجم الدین علی بن داؤد قفصجاری کے ان کی خاطر منبر سے اترنے کی وجہ سے خطبہ دیا، اسی طرح نائب سلطنت امیر سیف الدین تغرد مران کے پاس اس دن جامع مذکور میں حاضر تھا۔

۲۹ رجب بروز جمعہ قاضی امام عالم جلال الدین ابوالعباس احمد بن قاضی القضاۃ حسام الدین حنفی کی وفات ہوئی جمعہ کی نماز کے بعد مسجد دمشق میں جنازہ ہوا، جس میں قضاۃ و اعیان حکومت حاضر ہوئے، اس مدرسہ میں دفن ہوئے جو انہوں نے زردکاش کی جانب خاتونیہ جوانیہ کے قریب تعمیر کیا تھا، جب ان کے والد دیار مصریہ کے والد تھے تو اس وقت وہ حنفیہ کے چیف جسٹس بنے، ان کی پیدائش ۶۵۱ھ میں ہوئی اپنے والد کے ساتھ شام آئے، اور وہیں مقیم ہو گئے، پھر جس وقت ملک منصور لاجین حاکم بنا تو ان کے والد کو دیار مصریہ کا والی مقرر کر دیا، اور ان کے بیٹے کو شام کا قاضی، پھر وہ معزول ہو گئے اور حنفیہ کے بہترین تین مدارس میں نگران رہے آخر عمر میں شنوائی کی کمی ہو گئی اور باقی حواس قوی سے فائدہ اٹھاتے رہے، وہ شعر کا مذاکرہ کرتے تھے۔

۲۳ شعبان بروز بدھ شیخ نجم الدین علی بن داؤد قفصجاری جامع تنکز کے خطیب ظاہریہ کے مدرس فوت ہوئے، وہ اپنی وفات سے کچھ وقت پہلے اس سے قاضی عماد الدین بن عز حنفی کی خاطر دستبردار ہوئے، اور جامع مذکور میں اس دن ظہر کے بعد ان کا جنازہ پڑھا گیا، باب النصر اور باب جراح میں بھی جنازہ ہوا، اپنے والد کے پاس مقبرہ شیر جی میں دفن ہوئے، جنازہ میں قضاۃ و اعیان حاضر ہوئے، وہ نحو کے ساتھ ساتھ دیگر علوم میں ماہر تھے، لیکن صرف خوان پر ختم تھی۔

اسی دن شیخ صالح عابد، اطاعت گزار شیخ عبداللہ ضریر زرعی فوت ہوئے ظہر کے بعد جامع اموی میں۔ باب النصر اور مقابر صوفیاء میں جنازہ ہوا، اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے قریب دفن ہوئے، وہ کثرت سے اچھی اور صحیح تلاوت کرتے زیادہ عبادت کرتے ایک عرصہ سے لوگوں کو قرآن پڑھاتے رہے اور رمضان کے آخری عشرہ میں جامع اموی میں تراویح پڑھاتے۔ ۲ رمضان معظم بروز جمعہ شیخ امام عالم عامل عابد زاہد پرہیزگار ابوعمر بن ابی الولید مالکی امام محراب الصحابہ جو مالکیہ کا تھا فوت ہوئے، نماز کے بعد ان کا جنازہ ہوا، ان کے جنازے میں بڑی مخلوق اور جم غفیر حاضر ہوں لوگوں کو ان کی وفات کا بے حد صدمہ ہوا۔ کیونکہ وہ بڑے نیک آدمی تھے ان کے فتاویٰ جات بہت فائدہ مند تھے، مسجد التاریخ کے پاس ابوالفتند ابی مالکی کی جانب جہاں ان کے والد اور بھائی کی قبر ہے دفن ہوئے محراب میں ان کے بیٹے جو ابھی بچے تھے مقرر ہوئے۔ یوں ان کو ان کی صلاحیت تک کہ اللہ تعالیٰ ان کی کمی پوری کرے اور ان کے والد پر مہربانی فرمائے، نائب بنایا گیا۔

۶ رمضان منگل کی صبح دمشق میں ایسی برفباری ہوتی جس کا ایک مدت سے مشاہدہ کیا گیا، لوگوں کو بارش کی ضرورت تھی "فللہ الحمد والمنۃ" چھتوں پر برف جم گئی اور اس کے تودے لگنے لگے، یہاں تک کہ لوگ تھک گئے اور اسے چھتوں سے اٹھا اٹھا کر گلیوں میں منتقل کرنے لگے، پھر اعلان کیا گیا کہ راستوں سے اسے ہٹایا جائے کیونکہ راستے بند ہو رہے تھے اور لوگوں کے معاش کا نظام خراب ہو رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ضعفاء کو اس کام کی توفیق دی وہ برف اٹھانے میں لگ گئے، لوگوں کو بڑی تکلیف اور بھاری جرمانہ اٹھانا پڑا "فانا للہ وانا الیہ راجعون"۔

۲۳ رمضان بروز جمعہ جامع اموی میں نائب کا جنازہ پڑھا گیا جن کا نام امیر علاء الدین جاولی تھا، ان کے کچھ حالات پہلے گزر چکے ہیں، ابتداء میں عید الفطر کے دن اتنی زور سے برفباری ہوئی کہ خطیب عیدگاہ نہ پہنچ سکا اور نہ نائب سلطنت باہر نکلا، بلکہ امراء اور قضاۃ دار السعادہ میں جمع ہوئے خطیب حاضر ہوا اور انہیں عید کی نماز پڑھائی، اکثر لوگوں نے عید کی نماز گھروں میں ہی پڑھی، ۲۱ ذی الحجہ بروز اتوار قاضی القضاۃ تقی الدین سبکی شافعی نے شامیہ برانیہ میں شیخ شمس الدین بن نقیب کی جگہ درس دیا ان کے پاس قضاۃ اعیان امراء اور بہت سے فضلا حاضر ہوئے، انہوں نے

اس آیت کی تفسیر کی.

"قال رب اغفرلی وھب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی انک انت الوھاب" (سورہ ص آیت ۳۵)

اور اس کے بعد والے حصہ پر بیان کیا، ذی الحجہ میں کتوں کو قتل کرنے کا فتویٰ پوچھا گیا تو شہر کی ایک جماعت نے اس بارے میں لکھا، اور ۲۵ ذی الحجہ بروز جمعہ کتوں کو شہر سے نکالنے کا حکم صادر ہوا، لیکن باب صغیر کے باہر خندق میں بہتر یہ تھا کہ تمام کتوں کو قتل اور جلا دیا جاتا تا کہ شہر والوں کو ان کی بدبو سے تکلیف نہ ہو جیسا کہ امام مالک بن انس نے کسی مصلحت کی خاطر معین شہر کے کتوں کو قتل کرنے کے جواز کا فتویٰ دیا ہے، جب امام کی رائے بھی یہی ہو اور وہ بھی کتوں کے قتل کرنے کے خلاف نہیں، اسی لئے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں کتوں کے قتل اور کبوتروں کے ذبح کرنے کا حکم دیتے تھے۔

آغاز ۷۴۶ھ

اس سال کا چاند طلوع ہوا تو دیار مصریہ، شامیہ حرمین شریفین، بلاد حلبیہ اور ان کے اضلاع وغیرہ میں مسلمانوں کا سلطان ملک صالح عماد الدین اسمٰعیل بن ناصر بن منصور تھا، دیار مصریہ اور شامیہ میں اس کے قضاۃ وہی پہلے والے تھے۔

۱۶ محرم بروز جمعہ جامع کی تعمیر مکمل ہوئی جو مزہ فوقانیہ میں تھی، جسے تعمیر وتجدید کی شکل میں امیر بہاء الدین مرجانی نے ڈھالا اسے جن کے والد نے منی میں مسجد حنیف بنائی، وہ بہترین وسیع جامع ہے جس میں طبیعت کو بڑی فرحت اور تازگی محسوس ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بانیوں سے یہ خدمت قبول فرمائے! اہل مزہ کے ایک بڑے مجمع اور شہر کے لوگوں کی موجودگی میں وہاں جمعہ کا آغاز ہوا، میں اس کا خطیب تھا، یعنی مصنف عماد الدین" اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت میں چھپائے، وللہ الحمد والمنۃ"، ادھر دوڑ کے مقابلہ میں شرطوں کو حلال کرنے والے کے بارے میں کلام اور بحث چل پڑی۔ اس کا سبب یہ بنا کہ شیخ شمس الدین بن قیم جوزیہ نے اس کے متعلق پہلے سے ایک کتاب لکھی اور اس میں شیخ ابن تیمیہ کے مسلک کی تائید کی پھر ترک کی ایک جماعت اسی پر فتویٰ دینے لگی اور اس کی نسبت شیخ ابن تیمیہ کی طرف نہ کرتی، تو جس نے عقیدہ رکھا تھا اس نے عقیدہ رکھا کہ ان کا قول ائمہ اربعہ کے مخالف ہے، جس کی وجہ سے ان پر انکار کیا گیا، انہیں قاضی شافعی نے طلب کیا، جس پر گفتگو ہوئی اور اس میں یہ بات ظاہر ہوئی کہ شیخ شمس الدین بن قیم جوزیہ نے جمہور کی موافقت کا اظہار کیا ہے۔

ملک صالح اسمٰعیل کی وفات اس سال کی ۳ ربیع الثانی بروز بدھ سلطان ملک صالح عماد الدین اسمٰعیل بن ناصر بن منصور کی موت کے دن [illegible] گھڑی میں اعلان ہوا، اس نے اپنے سگے بھائی ملک کامل سیف الدین ابو الفتوح شعبان کو اپنا ولی عہد مقرر کیا، وہ تخت شاہی پر ۴ ربیع الثانی جمعرات کے دن بیٹھا، بڑے مجمع کا دن تھا پھر دمشق جمعرات کی شام ۱۲ ربیع الثانی کی رات یہ خبر آئی، اور شام سے ڈاک کا نظام ۲۰ دن تک منقطع رہا کیونکہ لوگ سلطان کی مرض وفات میں مشغول تھے، تو امیر سیف الدین معتز کے پاس ملک کامل کی بیعت لینے آیا، تمام لشکر اس کے استقبال کے لئے ٹوٹ پڑا۔ پھر جب جمعہ کی صبح ہوئی تو نائب پیشروؤں، بقیہ امراء اور فوج سے سلطان ملک کامل کے لئے دار السعادہ میں بیعت کی گئی، طبل بجائے گئے شہر بجایا گیا اور اس دن خطباء نے ملک کامل کے لئے خطبے دیے اللہ تعالیٰ اسے مسلمانوں کے لئے مبارک چہرہ بنائے۔

بائیس ربیع الثانی بروز پیر صبح کے وقت قاضی جمال الدین حسین بن قاضی القضاۃ [illegible] الدین سبکی شافعی نے مدرسہ شامیہ برانیہ میں درس دیا، جس سے ان کے والد ان کی خاطر نیچے اترے اور ان [illegible] اس بارے میں شاہی [illegible] منشور [illegible] کے پاس قاضی، اہل حکومت امراء کی ایک جماعت اور فقہاء حاضر ہوئے وہ اپنے والد اور قاضی حنفی کے درمیان بیٹھے اور [illegible] و سمعان [illegible] آیت پر درس شروع کیا اور شریف مجد الدین فلسفی نے [illegible] منکرات [illegible] اسے برا بھلا کہا۔ [illegible] کے بعد اس سے توبہ کا مطالبہ کیا گیا اور اس کے اسلام کا حکم لگایا گیا۔

نائب دمشق امیر سیف الدین تغردمر دیار مصریہ حلب کیا گیا وہ بیمار تھے بیماری کی وجہ سے کئی بار جمعہ سے رہ گیا اور نائب حلب جاتی تا کہ امیر سیف الدین یلبغا دمشق کی نیابت کے لئے آ جائے اور ذکر کیا کہ الحاج ارقطیہ حلب کی نیابت سے متعین ہو گیا ہے ۴ جمادی الاولیٰ جمعہ کے دن امیر سیف الدین تغردمر نائب کے ساز و سامان، گھوڑے اور غلام خزانے اور رطل خانے اور اس کی اول دا انتہائی زیب و زینت اور ٹھاٹھ باٹھ سے نکلی اور محافل، کجاوات اور شاہی چار پائیاں اس کی عورتوں، بیٹیوں اور اہل خانہ کے لئے بڑی ہیئت میں نکلیں۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب وہ دارالسعادۃ میں تھا پھر ۵ جمادی الاولیٰ ہفتے کے دن سحری کے وقت امیر سیف الدین تغردمر شاہی چارپائی میں صبح کے وقت سلامتی سے کسوۃ کی طرف نکلا۔ جب اس دن سورج طلوع ہوا حلب سے دار امیر سیف الدین یلبغا یحیاوی کا استاد آیا۔ اس نے دارالسعادۃ کو سنبھالا لوگ ان سے بہت خوش ہوئے اور انہیں خوش آمدید اور مبارکباد دینے کے لئے آئے۔ جب ۱۲ جمادی الاولیٰ ہفتے کا دن آیا تو پوری فوج نائب سلطنت امیر سیف الدین یلبغا کے استقبال کے لئے نکلی۔ وہ انتہائی زیب و زینت سے داخل ہوا اور وہاں آ کر باب السر کے پاس اترا حسب عادت چوکھٹ چومی اور دارالسعادۃ چلا گیا۔

۱۴ جمادی الاولیٰ پیر کی شام نائب سلطنت کے ہاتھ کاٹے گئے۔ یہ ان تیرہ آدمیوں میں تھا جن کے ہاتھ کاٹنے واجب تھے انہیں ہاتھ کے ساتھ ساتھ پاؤں کاٹنے کی سزا بھی سنائی گئی۔ اس لئے کہ ان کی پے در پے جرائم کی خبریں پہنچی تھیں اور تین کو میخوں پر سولی چڑھا گیا جن کا قتل واجب تھا، لوگ اس سے بہت خوش ہوئے کیونکہ اس نے مفسدین اہل شر و فساد کا قلع قمع کیا ہے۔

جمادی الثانی کے درمیانی عشرے میں امیر سیف الدین تغردمر کی دیار مصریہ پہنچنے کے چھ ایام بعد وفات کی خبر مشہور ہوگئی۔ یہ اس مہینے کی جمعرات کی شب کا واقعہ ہے ذکر کیا جاتا ہے کہ اس نے اپنے بیٹے اور اتالیق پر پابندی لگائی ہے اور ان سے بہت زیادہ مال کا مطالبہ کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۲ جمادی الثانی بروز پیر قاضی علاء الدین بن عز حنفی نائب قاضی نے صالحیہ اپنے باغ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے یہ واقعہ مدرسہ ظاہریہ کے ان کے پاس واپس آنے کے بعد کا ہے، انہوں نے اسے اپنے چچا قاضی عماد الدین اسماعیل سے لیا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں انہوں نے صرف ایک دن اس میں درس دیا، وہ بیمار تھے، پھر وہ صالحیہ لوٹے، ان کا مرض بڑھتا گیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئے اور قافلہ حجاز شریف کی طرف ۱۱ شوال بروز ہفتہ روانہ ہوا بہت سے لوگ شہر سے نکلے، بیحد بارش ہوئی تو لوگ اس سے بہت خوش ہوئے کہ بارش رمضان میں بہت تھوڑی ہوئی تھی۔

جب ایسا ہوا تو لوگ اس سے بہت خوش ہوئے اور حاجیوں پر اس کے مضرت سے ڈر گئے۔ پھر بارش آہستہ آہستہ اور لگاتار ہونے لگی "وللہ الحمد والمنۃ" لیکن حاجی سخت کیچڑ اور انتہائی پھسلن میں چل پڑے اور اللہ ہی سلامت رکھنے والا مددگار اور حامی ہے۔ اور جب جانے والے حاجیوں کی تعداد کم سمجھی گئی تو ضمین کے درمیان ان پر سخت بارش ہوئی جس نے انہیں کچھ دن وہاں روکے رکھا۔ پھر وہ ذرع کی طرف بڑھے تو وہاں بڑی مشقت اور سخت تکلیف کے بعد پہنچے، بہت سے واپس آ گئے اور لوگوں نے کئی چیزوں کا ذکر کیا ہے جن کی مشقت انہوں نے اٹھائی بارش کی تیزی اور کیچڑ کی کثرت وغیرہ۔ ان میں سے بعض وہ تھے جو بصرہ کی طرف بڑھے جس کی وجہ سے انہیں آسانی میسر آئی، "واللہ المستعان"۔

کہا جاتا ہے کہ بہت سی پردہ نشین عورتیں مقام زرع اور ضمین کے درمیان ننگے پاؤں چلیں اور امیر حج سیف الدین ملک آص اور قاضی شہاب الدین بن شجرہ بعلبک بھی ننگے پاؤں چلے۔

آغاز ۷۶۷ھ

اس سال کا چاند طلوع ہوا تو دیار مصریہ شامیہ اور حرمین وغیرہ شہروں کا بادشاہ ملک کامل سیف الدین شعبان بن ملک ناصر محمد بن ملک منصور قلاوون تھا مصر میں اس کا کوئی نائب نہیں تھا۔ مصر کے قاضی وہی پچھلے سال والے تھے دمشق کا نائب امیر سیف الدین یلبغا یحیاوی تھا اور دمشق کے قضاۃ وہی پچھلے سال والے تھے مگر قاضی القضاۃ عماد الدین بن اسماعیل حنفی عہدہ قضاء سے اپنے بیٹے قاضی القضاۃ نجم الدین کے لئے دست بردار ہوئے۔ وہ مستقل والی بنے اور نوریہ کی تدریس سنبھالی ان کے والد اریحانیہ کی تدریس پر باقی رہے۔

۲ محرم بروز جمعہ شیخ تقی الدین شیخ صالح محمد بن شیخ محمد بن قوام دامن کوہ اپنے حجرے میں فوت ہوئے۔ جامع افرم میں جمعے کے دن جنازہ پڑھا

گیا پھر حجرے میں دفن ہوئے قضاۃ اعیان اور بہت سی مخلوق حاضر ہوئی، ان کے اور ان کے بھائی کے درمیان چھ ماہ بیس دن کا فرق تھا اور یہ اس سے بھی سخت بات ہے۔ سال کی ابتداء میں **قیساریہ** کھولا گیا جسے امیر سیف الدین یلبغا نائب السلطنت نے باب الفرج کے باہر تعمیر کیا تھا اس پر بہت زیادہ خرچ آیا تقریباً ہر ماہ سات ہزار کے قریب۔ اس کے اندر تجارتی گھر درمیان میں حوض اور مسجد تھی۔ باہر دوکانیں اور بالائی جانب میں رہنے کے لئے کمرے تھے۔

۱۲ ربیع الاول بروز پیر صبح کے وقت مشہد عثمان میں نور خراسانی کے لئے مجلس منعقد کی گئی، وہ جامع تنکز میں قرآن پڑھاتے، لوگوں کو وضو نماز کے فرائض سکھاتے، ان کے بارے میں دعویٰ کیا گیا کہ وہ ائمہ اربعہ پر اعتراضات کرتے ہیں اور انہوں نے عقائد میں گفتگو کی ہے اور حدیث میں وارد عبارت سے زائد کا اطلاق کرتے ہیں۔ ان کے خلاف کئی چیزوں کی گواہی دی گئی جس کا تقاضا یہ تھا کہ انہیں اسی دن تعزیر کی جائے۔ چنانچہ انہیں گدھے پر بٹھا کر شہر میں گھمایا گیا۔ پھر ہتھکڑی لگا کر جیل ڈال دیئے گئے۔

۲۲ ربیع الاول جمعرات کے دن ان کے متعلق امیر احمد بن مہنا ملک العرب نے نائب سلطان کے پاس سفارش کی نائب سلطان نے اپنے سامنے حاضر کروایا اور ان کے اہل وعیال کی طرف رہا کر دیا۔ پھر جب ۱۳ جمادی الاولیٰ جمعے کی تاریخ ہوئی تو نائب سلطنت امیر سیف الدین یلبغا یحیاوی ناصری نے جامع تنکز دمشق بزہ کے باہر باب النصر میں نماز پڑھی۔ اس کے پاس قاضی شافعی مالکی اور بڑے علماء نے نماز ادا کی۔ جب نماز کھڑی ہوگئی تو اس کے بعض غلام نماز چھوڑ کر بیٹھ گئے ان کے پاس اس کی حفاظت کے لئے ہتھیار تھے، پھر جب نماز سے فارغ ہوا تو مذکورہ امراء سے ملاقات کی اور دیر تک مشورہ کرتے رہے۔ پھر نائب دار السعادۃ کی طرف اٹھ کر چلا گیا اور جب سہ پہر کا وقت ہوا تو اپنے خادموں، غلاموں، ہتھیار، اسلحے اور ذخائر کے ساتھ ظاہر ہوا۔ وہ مسجد قدم قبلہ کی جانب اترا۔ لشکر اور امراء میں دن کی آخری گھڑی میں نکلے۔ لوگ گھبرا گئے اتفاق سے چاند حالت گرہن میں طلوع ہوا۔ پھر لشکر وردی پہن کر نشاب کے تیر کمان لگا کر تیز رفتار گھوڑوں پر نکلے۔

۳ ذیقعدہ بروز جمعرات شیخ تقی الدین کے بھائی ''شیخ زین الدین عبدالرحمن بن تیمیہ'' کی نماز جنازہ پڑھائی گئی اور ۱۲ ذیقعدہ بروز ہفتہ شیخ علی قطنائی'' نے قطنا میں وفات پائی، انہی چند سالوں میں ان کا شہرہ ہوا، تو کسانوں اور نوجوانوں کی ایک جماعت نے جو احمد بن رفاعی کی طرف منسوب تھی، ان کی پیروی کی، ان کا طوطی بولنے لگا اور ان کا ذکر پھیلنے لگا، کئی بار سربرآوردہ لوگ ان کی زیارت کے لئے آئے۔ وہ حسب عادت محفل سماع جماتے، ان کے مریدین ایک باطل اشارے کا اظہار اور عجیب احوال کا مظاہرہ کرتے۔ اسی وجہ سے لوگ ان کے مخالف ہو گئے تھے اس لئے کہ اگر انہیں ان کی حالت معلوم نہ تھی تو وہ ناواقف ہیں اور اگر انہیں اس پر برقرار رکھتے تھے تو یہ بھی ان کی طرح ہیں۔'' واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم''۔

اس مہینے یعنی ذی الحجہ میں بصرہ میں اور اس کے بعد سے امراء کے نگران نے اس جامع کی تعمیر کا اہتمام کیا جو قلعہ کے نیچے ہے اس جگہ کا نام'' تل المستقین'' ہے'' یعنی متقین کا ٹیلہ'' وہاں جتنی عمارتیں تھیں گرادیں، گاڑیاں بنا کر شہر کے اطراف سے بہت سے پتھر جمع کئے گئے، زیادہ پتھر جو مصریوں کی کشادہ زمین ہے وہاں سے لئے گئے، یہ الکتاب کے عقب میں اذان گاہ کے نیچے واقع ہے۔ یہاں سے بہت پتھر مل گئے، اسی طرح قاسیون کے پہاڑ سے بھی کافی پتھر ملے، اونٹوں اور دوسرے جانوروں پر لاد کر لائے گئے، اس سال یعنی ۷۴۷ھ کا اختتام ہو رہا تھا، گندم کی بوری کا نرخ ۲۰۰ درہم کے قریب یا اس سے کم تک پہنچ گیا تھا اور بسا اوقات اس سے بھی گراں قیمت فروخت ہوئی، فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

آغاز ۷۴۸ھ

اس سال کے آغاز پر بلاد مصریہ شامیہ اور حرمین وغیرہ علاقوں کا بادشاہ'' ملک مظفر امیر حاجی ابن الملک ناصر محمد بن قلادون تھا'' دیار مصریہ میں اس کا نائب امیر سیف الدین قطلیہ'' تھا اور مصر کے قاضی وہی تھے جو سابقہ سالوں میں قاضی رہ چکے تھے، شام محروسہ میں اس کا نائب سیف الدین یلبغا ناصر یہ تھا اور شام کے قاضی وہی تھے جو پچھلے سالوں میں رہ چکے تھے، الا یہ کہ قاضی عماد الدین حنفی، اپنے بیٹے قاضی القضاۃ نجم الدین کے لئے اتر گئے، انہوں نے اپنے والد کی زندگی میں یہ عہدہ سنبھالا، اور دربانوں کے نگران فخر الدین ایاس تھے اسی سال کے آغاز پر نائب سلطنت وہ عالی ہمت شخص تھا جو سوق الخیل کی غربی جانب جامع مسجد کی تعمیر شروع کر چکا تھا۔ یہ جامع مسجد جس جگہ تھی اس کا نام تل المستقین ہے۔

۳ محرم قاضی القضاۃ'' شرف الدین محمد بن ابی بکر ہمدانی مالکی نے وفات پائی۔ جامع میں ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی، میدان الحصا میں اپنی مخصوص قبر میں دفن ہوئے لوگوں کو ان کی ریاست دیانت، اخلاق اور ان کے لوگوں کے ساتھ احسان مندی پر سخت افسوس ہوا۔

۲۴ محرم بروز اتوار مالکیہ کے عہدہ قضا کا حکم نامہ قاضی جمال الدین مسلاتی کے نام آیا جو اس سے پہلے قاضی شرف الدین کے نائب تھے سہ پہر انہیں خلعت پہنائی، ربیع الاول کے مہینے میں شہر کے بہت سے ستون سوق الخیل کی جدید جامع مسجد کی تعمیر کا آغاز کیا۔ شہر کے باہر والے حصہ کو عمارت کے اوپر معلق کرتے۔ پھر اسے لیتے اور اس کی جگہ دوسرا ستون لگاتے، ایک درب صقل سے اور وہ ستون لیا جو سوق علبیین میں تھا وہ لے لیا، اس کے سرے پر لوہے کا ایک گیند تھا۔

حافظ ابن عساکر نے فرمایا کہ اس میں جانوروں کے پیشاب کی بندش کا منتر تھا، جب جانور کو اس کے گرد پھیراتے تو اس کی بندش کھل جاتی۔

پھر جب اس سال ۲۷ ربیع الاول اتوار کا دن آیا تو انہوں نے اسے اپنی جگہ سے اکھڑ دیا، جبکہ اسے یہاں تقریباً چار ہزار سال ہو چکے تھے،'' واللہ اعلم''۔ میں نے اس دن اسے دیکھا تھا وہ سوق علبیین میں لکڑیوں پر لمبا پڑا ہوا تھا تا کہ اسے سوق کبیر سے جامع مذکور کی طرف کھینچ کر لیجائے اور اسے باب الجابیہ الکبیر سے باہر نکالیں **فلا الہ الا اللّٰہ** (کلمہ تعجب) ماہ ربیع الاول کے آخر میں جامع کی عمارت بلند ہوئی جسے نائب نے بنایا تھا، اس کی دیوار کے نیچے جو چشمہ تھا وہ اس وقت خشک ہو گیا جب انہوں نے اس کی بنیاد رکھی تھی وللہ الحمد۔

ماہ ربیع الثانی کے اختتام پر دیار مصریہ سے نامور امراء کی گرفتاری کی خبریں آئیں، جن میں حجازی آقسنقر ناصری اور ان سے تعلقات رکھنے والے شامل ہیں تو شام میں لشکر نے حرکت کی اور بڑی بدحواسی پیدا ہوئی نائب السلطنت دیار مصریہ میں اس واقعہ کے پیش نظر امراء دار السعادہ میں طلب کر رہا تھا، انہوں نے وعدہ کیا کسی کو تکلیف نہ دی جائے، اور وہ ایک ہاتھ ہو جائیں اسی روز ملک الامراء دار السعادہ سے قصر ابلق کی طرف منتقل ہوا،

اس نے اور اس کے حاشیہ برداروں نے اپنے آپ کو بچالیا اس مہینے کی ۱۴ تاریخ بروز بدھ دیار مصریہ کا امیر ڈاک کے گھوڑے پر آیا اس کے پاس سلطان کا خط تھا جس میں نائب شام ملک امراء ''یلبغا'' کو معزول کرنے کی تصریح تھی جسے قصر ابلق میں امراء کے سامنے پڑھا گیا وہ سن کے غمگین ہوا اور اسے برا سمجھا، اس میں تھا کہ وہ اسی ڈاک گھوڑے پر دیار مصریہ کی طرف آجائے تا کہ اسے دیار مصریہ کا دان بنایا جائے، بظاہر یہ اس کے ساتھ فریب کاری کا کام تھا، اس نے باز رہنے کا اظہار کردیا۔ یہ کہ وہ کبھی دیار مصریہ نہیں جائے گا، اس نے کہا کہ اگر سلطان مجھے دمشق کی ولایت دینے پر زور دیتا ہے تو جس شہر کا چاہے مجھے والی بنادے میں اس پر راضی ہوں اور اس کا جواب دے دیا، کل جب جمعرات ۱۵ تاریخ تھی تو وہاں سے روانہ ہو کر جسورہ کے قریب چلا گیا اور اسی جگہ خیمہ لگایا جہاں وہ سال کے شروع اور مہینے میں بھی خیمہ زن ہوا تھا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ اس نے شب جمعہ وہاں گزاری اور امراء کو وہاں خیمے نصب کرنے کا حکم دیا، جیسا انہوں نے حسب عادت پہلے سال کیا تھا۔

جب ۱۶ تاریخ جمعہ کا دن ہوا، تو نماز کے بعد لوگوں کو اس وقت علم ہوا جبکہ امراء قلعہ کے نیچے جمع ہو چکے تھے انہوں نے دو زرد سلطانی علم منگوائے، جن کے طبل بجائے گئے، اور سب کے سب سلطانی علم کے نیچے جمع ہو گئے۔

ان میں سے کوئی سوائے نائب اور اس کے بمنوار جیسے بیٹے بھائی حاشیہ بردار کے پیچھے نہ رہا ''امیر سیف الدین، قلاوون'' ہزاروں کی شرکت کرنے والوں میں سے ایک تھا، نیابت کے بعد اس کی خبر سب سے عظیم ہوگئی، امراء نے اس کی طرف پیام بھیجا کہ وہ بادشاہ کی اطاعت فرمانبرداری اور حکم سننے میں جلدی کرے، اس نے ایسا کرنے سے انکار کیا، چنانچہ کئی بار اس کے اور ان کے درمیان قاصدوں کا آنا جانا ہوا، وہ قبول نہ کرتا وہ طبلخانات اور باجے لے کر جنگی ہتھیار سے لیس ہو کر اس کی طرح سے روانہ ہوئے۔

وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس نے اپنے لباس پہن کر گھوڑے پر سوار ہو کر مکمل جنگ کی تیاری کرلی ہے جب وہ ان کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے اور جو اس کے ساتھ تھے ان سے جنگ کی، تو وہ ایک آدمی کی طرح بھاگ کھڑے ہوئے، فوج اس کے تعاقب میں نکلی لیکن وہ غبار کو اس کی آڑ نہ بنا سکے، عوام اور قبیبات کے ترکمانی آئے اور جو اس کے کیمپ میں جو بحریں، خیمے اور بچے تھے سب لوٹ لئے، یہاں تک کہ انہوں نے خیموں اور طنابوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا، تو جو چیزیں ایک کروڑ درہم کی تھیں، اس کے لئے اور اس کے ساتھیوں کے لئے بے کار کردیں، اس کی طلب کی جواب دہی اور اس کے پیچھے جانے کے لئے حاجب کبیر تیار ہوا جو دیار مصریہ سے آیا اور شہاب الدین بن صبح کے قریب تھا، ایک ہزار فوج کا لیڈر، وہ اشرفیہ کے راستے نکلا اور پھر قرنتین کے راستے سے مڑ گیا۔

جب اتوار کا دن ہوا تو امیر فخری الدین ایاس نائب صفد اس میں آیا، امراء اور رہنماؤں نے اس کا استقبال کیا، پھر وہ آخر محل میں اترا، سہ پہر کے وقت وہ لشکروں کے ساتھ سوار ہوا، اس نے دمشق میں کسی کو نہیں چھوڑا سب اس کے ساتھ روانہ ہوئے اس نے ''یلبغا'' کا پیچھا کرتے ہوئے ابریہ کا رخ کیا، دیہاتیوں نے ہر طرف سے اسے چھیڑنا شروع کیا، وہ مسلسل اسے روکتے رہے حتیٰ کہ وہ حماۃ کی طرف چل پڑا، اس کا نائب نکلا جو انتہائی ناتوانی کی حالت میں تھا، وہ اور اس کے ساتھ والے ہوگئے، دشمنوں کا ان کی طرف رخ کرنے اور ہر طرف سے حملوں نے تھکا کر چور کردیا تھا، چنانچہ اس نے اسلحہ پھینک دیا، تو ''حاجب کبیر'' نے اس کی اور اس کے ساتھیوں کی تلواریں لے لیں اور حماۃ میں اسے گرفتار کردیا، تلواریں دیار مصریہ کی طرف بھیج دیں اور دمشق یہ خبر اس مہینے کی ۱۴ تاریخ بروز بدھ صبح کے وقت پہنچی، تو حسب عادت باب المیادین اور قلعہ میں خوشی کے طبل بجائے گئے، لشکر وہ نے حماۃ کو ہر جانب سے احاطہ میں لے لیا اور وہ اس کے منتظر تھے کہ سلطان کیا حکم جاری کرتا ہے؟

''ایاس'' دمشقی فوج کے ساتھ حمص اور طرابلس کا والی بن کر مقیم ہوگیا پھر اسی مہینے کی ۲۹ تاریخ بروز جمعرات دمشق کی طرف واپس ہوئے، ''یلبغا'' آیا وہ اور اس کا باپ کدیش پر بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے، اس کے ساتھ ذمہ دار فوجی اور دوسری فوج تھی۔ وہ رات کے وقت اسے لے کر داخل ہوئے بازار اور طاق بند ہو چکا تھا، چراغ گل کردیئے گئے تھے، سبعہ سے دہانے سے گزرے، پھر وہ شیخ رسلان باب الشرقی اور باب صغیر کے پاس سے گزرے، پھر مسجد دیان کی عیدگاہ سے وہ دیار مصریہ کی طرف برابر چلتے رہے، اسی اثناء میں بادشاہ کی طرف سے اس کے اور اس کے ساتھ نکلنے والے لوگوں کے ذخائر، اموال اور املاک وغیرہ کی نگرانی کرنے کا حکم بھی آتا رہا۔ دیار مصریہ سے ۳ جمادی الثانیہ بروز بدھ ڈاک آگئی، تو ''یلبغا'' کے قتل کا حکم آیا کہ اسے ''قاقون'' اور ''غمرہ'' کے درمیان قتل کردیا جائے، اور ان کے سر سلطان کی طرف پہنچائیں جائیں، اسی طرح غمرہ میں وہ تین

امراء بھی قتل ہوئے جو اس کے ساتھ مصر سے نکلے تھے اور حاکم وزیر ابن سرد بن البغدادی، دوادار طغیتمر اور بیدمر بدری، جو قائد تھا، سلطان نے اسے ''یلبغا'' کی مدد پر ملامت کی تھی، انہیں مصر سے اس حال میں نکالا کہ ان کا تمام مال ضبط کر کے شام بھیج دیا۔

جب یہ لوگ غزہ پہنچے تو ڈاک انہیں جہاں پائے قتل کا حکم لے کر پہنچ گئی، اسی طرح ''یلبغا'' راستے میں جہاں مل جائے اس کے قتل کا حکم تھا، جب ڈاک غزہ سے جدا ہوئی تو وادی فحمہ میں اسے جا ملی، چنانچہ وہاں اسے پھانسی دی گر اس کا سر تن سے جدا کر دیا اور سلطان کے پاس پہنچا دیا گیا، دیار مصر یہ سے ''یلبغا'' کے اموال کی نگرانی کے لئے دو امیر اور بیت المملکت سے ایک خصی آیا، اس نے ڈھالا ہوا سونا اور عمدہ جواہر ئے سلطان نے اس کی املاک اور جو وقف اس نے سوق الخیل کی مسجد کی تعمیر پر کیا تھا کی خریداری کا حکم دیا، یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ اس نے باب الفرج کے سامنے والی عمارت اس کے لئے وقف کر دی ہے اور وہ دو حمام جو باب الجابیہ کے باہر والے حصے سے قریب ہیں، سلطان عتیق کے سرائے کے پاس تیز دہ کئی حصے جو اس نے دوسرے گاؤں میں اپنے لئے جن کی گواہی اس نے اس سے پہلے دی تھی، کو وقف کیا۔ فاللہ اعلم

پھر اس کے بقیہ ساتھیوں کو حماہ سے حلب کر کے دیار مصریہ کی طرف بھیج دیا اس کے بعد سے ان کی کوئی خبر نہ آئی، نا معلوم وہ کس طرح ہلاک ہوئے۔

اس سال جمادی الثانیہ کی ۱۸ تاریخ بروز منگل صبح کے وقت امیر ارغون شاہ دمشق محروسہ میں نائب بن کے آیا، اس کی آمد حلب سے ہوئی، وہاں سے جدا ہوا تو امیر فخر الدین ایاس حاجب نے اس کی طرف توجہ دی، ارغون شاہ بڑے کر و فر سے داخل ہوا اس پر شاہی جوڑا تھا اور دشمنوں والا عمامہ وہ شکل و شباہت میں تنکز کے قریب تھا۔ وہ دار السعادہ میں ٹھہرا وہاں فیصلہ کیا، اس میں یکسوئی اور جوانمردی پائی جاتی تھی۔

اسی مہینے کی ۲۳ تاریخ بروز جمعرات امیر قراسنقر کی جامع اموی میں نماز جنازہ پڑھی گئی، قضاۃ نامور حضرات اور امراء جنازہ میں حاضر ہوئے، جامع کریمی کے قریب میدان الحصا کے قبرستان میں دفن کیا گیا اور نصف شب حسب عادت قنادیل جلائی گئیں، لیکن لوگوں نے قندیلیں نہیں جلائیں کیونکہ وہ مہنگائی، بارش کی تاخیر اور غلے کی کمی میں مبتلا تھے، چوتھائی چھٹانک غلہ ایک درہم کا ملتا، وہ بھی بدلا ہوا، تمام چیزیں مہنگی تھیں ایک رطل تیل درہم کا اسی طرح ہوتا تھا، صابن، چاول، اور عنبرین کا حال تھا، یہ سب تین درہم کے ملتے تھے، بقیہ تمام چیزیں اسی طرح تھیں کوئی چیز سوائے گوشت کے قریب حال اور تازہ نہ تھی، وہ سو دو سو درہم کا، اکثر اہل حوران دور دراز علاقوں سے آتے، گزراوقات اور کھیان کے لئے دمشق سے گندم حاصل کرتے، صاف شدہ گندم کا ایک مدان کے ہاں چار درہم کا بکتا، وہ بڑی مشقت میں تھے، اللہ تعالیٰ ہی سے امید اور سوال کیا جاتا ہے اور جب کوئی شخص سفر کرتا تو اسے اپنے لئے اور اپنے گھوڑے اور جانور کے لئے پانی مشقت برداشت کرنا پڑتی کیونکہ چھوٹی نہروں میں جتنا پانی تھا سب خشک ہوگیا، ادھر قدس کا حال اس سے بھی زیادہ برا اور شدید تھا۔

جب اس سال شعبان کا آخری عشرہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا، پے درپے بارشیں بھیجیں، جس سے لوگوں اور شہروں میں جان پیدا ہوئی، اور لوگ وادیوں اور تالابوں میں پانی کی وجہ سے اپنے اپنے علاقوں کو واپس ہوئے، زرع کا تالاب پانی سے بھر گیا جبکہ اس میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہ تھا، اس کی خوشخبریاں نائب سلطنت کے پاس پہنچیں اور ذکر کیا گیا کہ تمام شہروں کو پانی پہنچ گیا ہے اور بنی ہلال کے پہاڑ پر برف کی بڑی کثرت ہے، وہ پہاڑ جو دمشق کے ارد گرد ہیں، وہاں بھی برف کی بڑی کثرت ہے، لوگوں کے دل مطمئن ہوئے اور کافی کشادگی، وسعت حاصل ہوئی، ولله الحمد والمنة، یہ سب امور نومبر کے آخری دن میں پیش آئے۔

۲۱ رمضان بروز منگل ''شیخ عز الدین محمد حنبلی'' کی صالحیہ میں وفات ہوئی، وہ جامع مظفری کے خطیب تھے، مشہور صالح بزرگ تھے، وہ زیادہ تر مردوں کو تدفین کے بعد تلقین کرتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں اپنی ذات کی تلقین کی، اور حق بات پر دنیا اور آخرت میں ثابت قدم رکھا۔

مظفر کا قتل اور حسن بن ناصر کی حکومت　　رمضان کے آخری عشرہ میں غزہ کے نائب کی طرف سے دمشق کے نائب کی طرف سلطان مظفر حاجی بن ناصر محمد کے قتل کی اطلاع آئی، ترک کے امراء نے اس پر اختلاف کیا، وہ قبۃ النصر میں محفوظ ہو گئے، وہاں کی طرف چھوٹی سی جماعت لے کر نکلا، تو اسے وہیں قتل کر دیا گیا اور اسے قبرستان میں گھسیٹ کر لایا گیا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون"

بعد ازاں سہ پہر کے وقت دیار مصر سے اس کے بھائی سلطان ناصر حسن بن سلطان ناصر محمد بن قلاوون" کی بیعت کے لئے امیر آیا، تو قلعہ منصورہ میں خوشی کے طبل بجائے گئے، پورے شہر کو سجایا گیا، وللہ الحمد، اس نازک گھڑی میں لوگوں کو اپنے قبضہ میں رکھا، ہفتہ کا دن نہیں ہوا تھا کہ پورا شہر بنایا گیا، اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف جس نے بات ایک بنادی اور باہمی الفت پیدا فرمائی۔

۲۰ شوال بروز منگل "امیر فخر الدین ایاس نائب حلب" نگرانی کے تحت آیا، وہ دار السعادہ میں نائب سے ملا اس کے بعد اس پر تنگی کر کے قلعہ میں داخل کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنا عہدہ نائب دمشق کو سونپ دیا تھا، جونہی اس نے ایسا کیا، تو اس نے نافذ کردیا، وہ قلعہ میں تقریباً ایک حصہ میں مقیم رہا، پھر ڈاک کے گھوڑے پر سوار کر کے دیار مصریہ کی طرف روانہ کردیا گیا۔ اس کے بعد اس کا کیا ہوا کچھ معلوم ہیں۔

ذیقعدہ کے مہینے پیر کی رات شیخ حافظ کبیر مورخ الاسلام شیخ المحدثین شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن عثمان الذھبی، ام صالح کے قبرستان میں فوت ہوئے۔ جامع دمشق میں پیر کے روز ظہر کی نماز کے وقت ان کا جنازہ پڑھا گیا، اور باب الصغیر میں دفن ہوئے، حدیث کے شیوخ اور حفاظ کا ان پر خاتمہ ہو گیا، ان کے بعد کوئی ایسا شخص سورج کی روشنی میں نہیں نکلا۔

ذیقعدہ کی ۱۶ تاریخ بروز اتوار میں ام الصالح کے قبرستان میں حاضر ہوا کیونکہ میں ان کے جنازے میں حاضر نہ ہو سکا تھا۔ نامور فقہاء اور قضاۃ کی ایک جماعت بھی حاضر ہوئی وہ قابل دید درس تھا وللہ الحمد والمنة ، اس درس میں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث عن الشافعی عن مالک عن زہری عن عبدالرحمن بن کعب بن مالک عن ابیہ نقل کی کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "مومن کی جان جنت کے درخت سے لٹکا ہوا ایک پرندہ ہے جو بعث بعد الموت کے وقت اس کے جسم کی طرف لٹا دیا جائے گا"۔

اس مہینے کی ۱۹ تاریخ بروز بدھ نائب سلطنت نے ایک جماعت کے بارے میں حکم دیا جنھوں نے کھلے صحن سے کچھ چیزیں چرائی تھیں تو ان میں سے آدمیوں کے ہاتھ کاٹے گئے اور باقی کی آنکھوں میں بطور ادب سزا و تعزیر گرم سلائی پھیر دی گئی۔

آغاز ۷۴۹ھ

اس سال کے آغاز پر دیار مصریہ اور شامیہ کا بادشاہ ملک ناصر الدین حسن بن ملک منصور تھا اور دیار مصریہ میں اس کا نائب "امیر سیف الدین یبغا" اور وزیر "منجک" اور اس کے قاضی "عز الدین بن جماعہ شافعی، تقی الدین اخنائی مالکی علاء الدین بن ترکمان حنفی، موفق الدین مقدسی حنبلی تھے، اور کاتب سر دمشقی قاضی علاء الدین بن محی الدین بن فضل اللہ العمری تھا، شام محروس، دمشق میں اس کا نائب، امیر سیف الدین ارغون شاہ ناصری، اور ... تھا، نائب دمشق کے چیف جسٹس تقی الدین السبکی شافعی، نجم الدین حنفی، جلال الدین مسلاتی مالکی، علاء الدین بن منجا حنبلی تھے اور کاتب سر دمشقی قاضی ناصر الدین حلبی شافعی تھے، وہی حلب میں فوج کے قاضی تھے، اسی طرح وہاں مدرسہ اسدیہ کے استاد بھی تھے، ان کی رہائش دمشق محروسہ میں بھی، شہروں کے گردونواح سے مصیبتوں کے وقوع کی خبریں پے در پے آنے لگیں، بالآخر انہیں ایک بہت بڑے حادثے کی خبر ملی۔ ان میں دو موتیں بھی ہوئیں، پھر اس کے متعلق ذکر کیا گیا کہ وہ فرنگیوں کی طرف منتقل ہو گیا ہے یہاں تک کہا گیا کہ اہل قبرص اکثر اس کے قریب موت کے گھاٹ اتر گئے، اسی طرح غزہ میں بہت بڑا سانحہ پیش آیا، نائب غزہ کی طرف سے نائب دمشق کے پاس یہ اطلاع آئی کہ عاشورا سے ... ان مقدار میں، ماہ صفر تک تقریباً ۱۰ ہزار سے زائد لوگ فوت ہوئے، اس سال کی ۷ ربیع الاول کو جمعہ کی نماز کے بعد بخاری شریف پڑھی گئی اور لوگوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی۔

... پڑھنے والوں نے پڑھا، اور لوگوں نے شہروں سے مصیبت کے رفع کی دعائیں کیں، اس واسطے جب لوگوں کو ساحلی علاقوں میں ... ہوا تو انہیں وہم ہونے لگا اور وہ دمشق میں اس کے وقوع سے اندیشہ کرنے لگے، اللہ تعالیٰ اسے محفوظ اور سلامت رکھے، باوجود اس ... کی وجہ سے بہت سے اہل دمشق لقمہ اجل بنے تھے، اس مہینے کی ۹ تاریخ کی صبح کو لوگ محراب صحابہ میں جمع ہوئے، اور ...

سورہ نوح کی تلاوت کی کیونکہ ایک شخص نے خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی تو آپ علیہ السلام نے اسے اس سورۃ کے پڑھنے کی تلقین کی۔ [1]

اسی سال طاعون کی وجہ سے لوگوں میں بہت اموات ہوئیں، ہر روز ۱۰۰ سو سے زائد موتیں ہوئیں "فانا للہ وانا الیہ راجعون" اور جب کسی گھر میں موت واقع ہوتی تو اس وقت وہاں سے نہ نکلتی یہاں تک ان کے اکثر افراد مر جاتے لیکن لوگوں کی مردم شماری کے لحاظ سے یہ موتیں کم تھیں، ان ایام میں اس مہینے بہت سے لوگ بڑی مقدار میں فوت ہوئے خصوصاً عورتیں، اس لئے کہ ان میں مردوں کی نسبت موتیں زیادہ ہوئیں۔

اس سال ۶ ربیع الاول مغرب کے بعد جمعہ کے روز سے خطیب نے تمام نمازوں میں دعائے قنوت نازلہ اور وباء کے خاتمہ کے لئے دعاؤں کا آغاز کیا، جس کے باعث لوگوں میں خشوع وخضوع اور انابت پیدا ہوئی، اس مہینے بڑی کثرت سے اموات ہوئیں۔ ہر دن تعداد دو سو ۲۰۰ سے بڑھ جاتی، فانا للہ وانا الیہ راجعون" مرنے والے لوگوں کی تعداد بڑھ گئی، لوگوں کے مصالح معطل ہو گئے، اور مردوں کو نکالنے میں تاخیر ہونے لگی، مردوں کا نرخ زیادہ ہو گیا، یوں لوگوں کو زیادہ نقصان اٹھانا پڑا خاص کر فقراء وناداروں کو، اس واسطے کہ میت پر بہت کچھ لیا جاتا تھا، تو نائب سلطنت نے نعشوں اور غسل دینے والوں اور اٹھانے والوں کے تاوان کی منسوخی کا حکم صادر کیا، اس تنسیخ کا اعلان ۱۶ ربیع الاول بروز پیر ہوا، بہت سے نعش اطراف شہر میں وقف کئے جس سے لوگوں کو کافی وسعت ہوئی، لیکن مردوں کی تعداد پھر بھی زیادہ تھی۔ فاللہ المستعان۔

اسی مہینے کی ۲۳ تاریخ بروز پیر شہر میں تین دن روزہ رکھنے اور چوتھے دن جو جمعہ کا دن تھا مسجد القدم کی طرف نکلنے اور اللہ تعالیٰ کے حضور آہ وزاری کرنے اور رفع وبا کے سوال کرنے کا اعلان کیا گیا، تو بیشتر لوگوں نے روزہ رکھا اور جامع مسجد میں رات گزاری، راتوں کو جاگے جیسے وہ رمضان میں کرتے تھے اور جب صبح ۲۷ ربیع الاول جمعہ کا دن ہوا تو لوگ دور دراز سے جمعہ کے لئے آئے، یہود ونصاریٰ، سامرہ، شیوخ، بوڑھی عورتیں، فقراء امراء وزراء اور قضاۃ صبح کی نماز کے بعد آنا شروع ہوئے، وہ وہاں مسلسل دعا کرتے رہے یہاں تک دن کافی چڑھ آیا، یہ بڑے اجتماع کا دن تھا۔

جمادی الاولیٰ کی دسویں کو بروز جمعرات ظہر کے بعد خطیب نے ۱۶ میتوں کی اجتماعی نماز جنازہ پڑھائی، جس سے لوگ بہت خوفزدہ ہوئے اور کانپنے لگے، اس دن وباء بہت زیادہ پھیلی ہوئی تھی، شہر کے قرب وجوار میں ۳۰۰ کے قریب جنازے ہوئے، فانا للہ وانا الیہ راجعون" نماز کے بعد جامع دمشق میں ۱۵ میتوں کی نماز جنازہ پڑھائی، اور گیارہ اور میتوں کا جنازہ بھی پڑھا گیا رحمہ اللہ۔

۲۱ جمادی الاولیٰ بروز پیر نائب السلطنت نے شہر کے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا، وہ شہروں میں بہت زیادہ ہو گئے تھے، اور ان لوگوں کو ضرر پہنچاتے تھے، رات کو ان کے راستے روک لیتے اور مختلف جگہوں میں ان کا نجاست پھیلانا تو اتنا عام ہو گیا تھا کہ اس سے بچنا مشکل تھا۔

ان کے قتل کے بارے میں احادیث کا ایک مجموعہ تیار کیا گیا، اس حکم کے نسخ میں علماء کا اختلاف ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ میں کبوتروں کے ذبح کرنے اور کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیتے تھے اور امام مالک نے ابن وہب کی روایت میں ایک متعین شہر کے کتوں کے قتل کے جواز پر تصریح کی ہے اور یہ جب ہے کہ حاکم وقت کسی مصلحت کی بنا پر اس کی اجازت دے۔

اس مہینے کی ۲۸ تاریخ بروز پیر "زین الدین عبدالرحمن بن حافظ شیخ مزی فوت ہوئے، وہ دار الحدیث نوریہ کے شیخ الحدیث تھے، وہ مقبرہ صوفیاء میں اپنے والد کے سرہانے دفن ہوئے۔ جمادی الثانیہ کے نصف میں پھر اموات میں قوت واضافہ ہونے لگا، اور اللہ تعالیٰ ہی قابل استعانت ذات ہے، بہت سے عوام وخواص جنہیں ہم جانتے تھے یا نہیں جانتے تھے فوت ہوئے، اللہ ان پر رحم کرے اور انہیں جنت میں داخل فرمائے اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہی مدد مانگی جاتی ہے جامع میں اکثر ایام ۱۰۰ سے اوپر میتوں کی نماز جنازہ پڑھی جاتی، فانا للہ وانا الیہ راجعون" بعض مردوں کو جامع میں نہیں لایا جاتا، رہے وہ افراد جو شہر کے اطراف واکناف میں فوت ہوئے، ان کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں اللہ ان پر رحم فرمائے، آمین۔

اسی مہینے کی ۲۷ تاریخ بروز پیر صدر شمس الدین بن صباب تاجر اکثر سفر کرنے والے مدرسہ صبابیہ کے بانی فوت ہوئے، وہ مدرسہ جو ظاہریہ کے پاس دار القرآن ہے، اور عادلیہ کبیرہ کے سامنے ہے، یہ جگہ ایک زمانہ سے بڑی ویران پڑی ہوئی تھی، تو اس آدمی نے اسے تعمیر کیا، اور اسے حنابلہ کی خاطر

---

[1] [illegible] میں حضور ﷺ [illegible] حت تربیت [illegible] میں آپ ﷺ نے تمام امور شریعت کی تعلیم فرما دی ہے۔ [illegible] صورت [illegible] قوت تخلیہ میں تصرف کر سکتا ہے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھیں "فیض الباری" جلد [illegible] (رضوی)

دار القرآن اور دار الحدیث بنادیا۔ اس نے خود اور دوسرے لوگوں نے اس پر بڑے زیادہ اوقاف لگائے، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ماہ رجب کی ۸ تاریخ بروز جمعہ کے بعد جامع اموی قاضی علاء الدین بن قاضی شہبہ کی نماز جنازہ پڑھائی گئی، پھر بیماری ۱۴۱ آدمیوں کی نماز جنازہ ہوئی ان کی صفوں کی وجہ سے جامع اموی کا صحن کافی ہوا۔ بلکہ بعض مردوں کو باب السر کی باہر جانب نکالا گیا، اس کے بعد خطیب اور نقیب آئے اور وہاں ان کی نماز جنازہ پڑھائی، یہ جمعہ کا دن اور عبرت کا مقام تھا، فانا للہ وانا الیہ راجعون'' اس روز بدر الدین فریدون نامی تاجر فوت ہوا، جس نے باب الجابیہ کے باہر بہادر آص'' کی قبر کے سامنے مدرسہ بنوایا تھا، اس کی دیوار رنگین پتھروں سے بنی ہوئی تھی، اس نے اسے دار القرآن العظیم بنایا اور اس پر بہت زیادہ وقف لگائے، وہ مشہور اور قابل قدر شخص تھا، رحمہ اللہ واکرم مثواہ۔

۳ رجب بروز ہفتہ'' شیخ علی المغربی'' کی نماز جنازہ پڑھائی گئی، یہ'' شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے شاگرد ہیں، جامع افرم قاسیون کے دامن کوہ میں جنازہ ہوا، اور وہیں دفن ہوئے وہ بڑے عابد، زاہد، صاحب ورع وتقویٰ تھے، اس دنیا میں بالکل کوئی عہدہ قبول نہیں کیا، ان کے پاس کوئی مال نہ تھا بلکہ فتوح غیبی سے جو کچھ آتا اس میں سے تھوڑا تھوڑا خرچ کرتے تھے، تصوف کے مجاہدے کرتے تھے، ایک بیوی اور تین بچے چھوڑے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۷ رجب بدھ کی صبح قاضی زین الدین شیخ قاضی حنبلی کے نائب کی نماز جنازہ جامع مظفری میں پڑھائی گئی قاسیون کے دامن کوہ میں دفن ہوئے، عہدہ قضا میں ان کی قابل قدر خدمات ہیں لیکن انہیں فضائل حاصل تھے، بڑے دیانتدار اور عبادت گزار تھے، یہ بھی شیخ تقی الدین بن تیمیہ کے شاگرد ہیں، ان کے اور قاضی شافعی کے درمیان کئی باتوں کی وجہ سے اختلاف و جھگڑا رہا، پھر دونوں نے بعد میں صلح کر لی۔

۱۲ رجب بروز پیر ظہر کی نماز کے بعد دمشق اور اس کے اطراف میں سخت آندھی آگئی جس نے سخت غبار اڑایا فضا زرد ہوگئی، اس کے بعد سیاہی میں تبدیل ہوگئی، یہاں تک کہ دنیا پر ظلمت وتاریکی چھا گئی، لوگوں نے اسی حالت میں چار گھنٹے گزار دیے، وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ رہے تھے، استغفار اور توبہ کر رہے تھے باوجود یہ کہ وہ انتہائی تیز آندھی اور موت میں پھنسے ہوئے تھے، لوگوں کو امید تھی کہ یہ حال ختم ہو جائے گا کیونکہ وہ طاعون میں مبتلا تھے، بہرکیف معاملہ بڑھتا ہی گیا، اللہ ہی سے مدد مانگی جائے۔

جامع اموی میں پڑھے جانے والے جنازوں کی تعداد ۱۸۰ سے زیادہ تک پہنچ گئی، یہ ان جنازوں کے علاوہ ہیں جو اطراف شہر سے جامع اموی میں نہیں لائے گئے، یا جو ذمی مرے تھے۔ شہر کے آس پاس کا حال تو اس سے بھی زیادہ تھا، کہا جاتا ہے کہ ان کی تعداد ان دنوں میں ہزار تک پہنچ گئی، فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ آج ظہر کی نماز کے بعد جامع مظفری میں شیخ ابراہیم بن محب کی نماز جنازہ پڑھائی گئی جو جامع اموی اور جامع تنکز میں حدیث پڑھاتے تھے، ان کی مجلس میں، ان کی صالحیت اور نافع باتوں کے دہرانے کی خوبی کی وجہ سے کافی مجمع رہتا۔

قاسیون کے دامن کوہ میں دفن ہوئے، ان کا جنازہ بڑا پر رونق تھا، ۲۷ رجب کی شب کو جامع اموی میں محفلیں منعقد کی گئیں جسے شب معراج کی رات کہتے ہیں، لیکن اس میں لوگ حسب عادت جمع نہیں ہوئے، کیونکہ مرنے والوں کی کثرت اور لوگوں کو اپنے مریضوں اور میتوں کی مشغولیت مانع تھی، اتفاق یہ کہ رات کو لوگوں کی ایک جماعت شہر سے باہر خیموں میں رہ گئی تو وہ سب حسب عادت اس میں داخل ہونے کے لئے باب النصر سے آئے، جس [illegible] کا تانتا بندھ گیا، اور کئی لوگ ہلاک ہوئے، جیسے اس وقت لوگوں جنازوں میں کثرت اژدحام سے مرجاتے ہیں، اس پر نائب السلطنت [illegible] خود باہر نکلا اور انہیں جمع ہونے کو کہا جب صبح ہوئی تو انہیں سلائی پھیرنے کا حکم دیا، پھر بعد میں انہیں معاف کر دیا، شہر کے متولی و [illegible] اور اس کے نائب کو رات کے وقت آنکھ میں سلائی پھیر دی، اور باب النصر میں دربان کو بھی یہی سزا دی، اس کے بعد یہ حکم جاری [illegible] نماز کے بعد کوئی نہ گھومے، پھر اس میں کچھ رعایت دے دی۔

شعبان کا مہینہ آگیا اور لوگوں میں فنا و ہلاکت مسلسل جاری تھی، بسا اوقات شہر بدبودار ہو جاتا، فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۱۳ شعبان [illegible] شیخ شمس الدین [illegible] فوت ہوئے، اور ۱۴ شعبان بروز جمعہ نماز کے بعد [illegible] نماز جنازہ [illegible] میں'' قاضی [illegible]'' جو شہر کے وکیل تھے، [illegible] دمشق کے بڑے رؤسا میں سے تھے، ایک مدت سے جامع سے [illegible] ہوئے [illegible] ایک ہی وقت میں جمع کیا، قاسیون کے دامن کوہ میں دفن ہوئے۔

[illegible] جو حکر السماق کی غربی جانب ہے فوت ہوئے، انہوں نے اس کی جانب ایک

قبرستان اور مسجد بنوائیں، انہی نے اپنے گھر کے پاس ایک لنڈا بازار بنایا، اور اس کے دو شرقی و غربی دروازے رکھے، اپنی وجاہت کی وجہ سے بڑی گراں قیمت کا ہوا، پھر وہ بازار عدم ضرورت کی وجہ سے بے کار ہو گیا، امراء قضاۃ اور اکابر ان کے جنازے میں آئے، اپنے اسی قبرستان میں دفن ہوئے، بہت سا مال اور کافی مقدار میں خزانے ترکہ میں چھوڑے، جنہیں ان کے مخدوم نائب السلطنت نے لے لیا۔

۷ ذیقعدہ بروز منگل جامع کے خطیب، دار خطابہ خطیب تاج الدین عبدالرحیم بن قاضی جلال الدین محمد بن عبدالرحیم قزوینی فوت ہوئے، وہ دو دن بیمار رہے، جو بیماری طاعون کی وجہ سے لوگوں کو پہنچی اس میں وہ بھی مبتلا ہوئے، اسی طرح ان کے اہل خانہ میں سے ان کی لونڈیاں اور اولاد وغیرہ، نیز ان کے پیچھے پیچھے ان کے بھائی صدر الدین عبدالکریم'' دو دن بعد فوت ہوئے، باب الخطابہ کے پاس اسی دن ظہر کے بعد خطیب تاج الدین'' کی نماز جنازہ ہوئی اور صوفیاء کے قبرستان میں اپنے والد اور بھائی بدر الدین اور جمال الدین عبداللہ، رحمھم اللہ کے پہلو میں فوت ہوئے۔

۹ ذیقعدہ بروز جمعرات قضاۃ اور فقہاء و متعینین نائب سلطنت کے پاس خطابت کی وجہ سے جمع ہوئے، تو اس نے مجلس میں شیخ جمال الدین بن محمود بن جملہ کو طلب کیا نائب سلطنت نے انہیں عہدہ دیدیا، اور جن عہدوں پر وہ پہلے سے فائز تھے، وہ ان سے لے کر لوگوں پر تقسیم کر دیے، تو قاضی بہاء الدین ابوالبقاء ظاہریہ برانیہ کی تدریس پر مقرر ہوئے، اور بقیہ امراء منتشر ہو کر چلے گئے، یوں ان کے پاس خطابت کے سوا کچھ نہ رہا، اس دن انہوں نے لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی، اور جمعہ کی صبح انہیں خلعت پہنائی گئی اس دن جمعہ کی نماز پڑھائی اور حسب قاعدہ لوگوں سے خطاب کیا۔

عرفہ کے دن ہفتہ تھا، جس میں قاضی شہاب الدین بن فضل اللہ دیار مصریہ و شامیہ کے خفیہ منشی فوت ہوئے، وہ اس عہدہ سے معزول کر دیے گئے تھے، وفات کے وقت وہ کسی ریاست، سعادت اور بہت سے اموال واملاک اور مرتبہ وعہدہ پر فائز نہ تھے، رکنیہ شرقیہ کے قریب قاسیون کے دامن کوہ میں زبردست گھر تعمیر کیا اس جیسا گھر وہاں نہ تھا، انشاء کی سرداری ان پر ختم تھی، وہ اپنے زمانے میں قاضی فاضل کے مشابہ تھے ان کی عمدہ عبارتوں میں کئی تصنیفات ہیں اچھا مذاکرہ، سریع الاستحضار عمدہ حافظ، فصیح اللسان، عالی اخلاق اور علماء سے محبت رکھنے والے تھے، عمر پچاس سال سے متجاوز نہ ہوئی، اپنے گھر باب الفرادیس کے اندر فوت ہوئے، جامع اموی میں جنازہ ہوا اور دامن کوہ میں اپنے بھائی اور والد کے پاس عمیوریہ میں دفن ہوئے اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرمائے اور ان کی بخشش کرے۔'' آمین ثم آمین''

اسی روز شیخ عبداللہ بن رشیق مغربی فوت ہوئے، وہ ہمارے شیخ ابن تیمیہ کی کتب کے کاتب تھے، وہ شیخ کے خط سے شیخ سے زیادہ بخوبی واقف تھے، جب آپ کو کوئی چیز مطلوب ہوئی تو ابو عبداللہ'' اس کو تلاش کر دیتے، وہ بہت تیز لکھتے، ان پر کوئی اعتراض نہیں، دیندار عبادت گزار، زیادہ ملامت کرنے والے اور اچھی نماز پڑھنے والے تھے، ان کی اولاد اور ان پر کئی قرضے تھے، اللہ تعالیٰ ان کی بخشش فرمائے آمین!

آغاز ۷۵۰ھ

اس سال کے آغاز پر بلاد مصریہ و شامیہ اور حرمین کا بادشاہ ملک ناصر حسن بن ناصر محمد بن قلاوون تھا، دیار مصر کا نائب اور اس کے ممالک کا نگران ''اتابک سیف الدین یلبغا'' تھا دیار مصریہ کے قاضی وہی لوگ تھے جن کا ذکر پچھلے سال کے ذیل میں ہوا تھا، شام کا نائب امیر سیف الدین ارغون شاہ ناصر تھا اور دمشق کے قضاۃ وہی تھے جن کا پہلے ذکر ہوا اسی طرح دیگر عہدیدار بھی وہی تھے سوائے خطیب اور کوتوال کے۔

اس سال ''الحمد للہ'' طاعون کا سلسلہ بہت کم پڑ گیا، دیوان المواریث ۲۰ تک اتر آیا جبکہ وہ ۷۴۹ھ میں ۵۰۰ تک پہنچ چکا تھا، پھر اور آگے بڑھا لیکن بالکلیہ ختم نہیں ہوا، اس لئے کہ بروز بدھ ۱۴ محرم فقیہ شہاب الدین احمد بن ثقہ وہ اور ان کا بیٹا اور بھائی گھر ہی میں اس بیماری کی وجہ سے فوت ہوئے، ان کی اجتماعی نماز جنازہ ہوئی اور ایک ہی جگہ دفن کیے گئے، ۲۵ محرم بروز بدھ ہمارے دوست شیخ امام، عالم، عابد، زاہد، پرہیزگار اور متواضع، ناصر الدین محمد بن محمد بن عبدالقادر بن صائغ شافعی فوت ہوئے، وہ عمادیہ کے مدرس تھے، سلف صالحین کے نقش قدم پر گامزن اور کئی فضیلتوں والے تھے، ان میں عبادت کثیرہ، تلاوت اور قیام لیل، طبیعت میں سکون، خوش اخلاقی پائی جاتی تھی، عمر ۴۰ سال سے تقریباً ۳ سال متجاوز تھی۔ رحمہ اللہ

۳ صفر بروز بدھ تقی الدین بن رافع محدث دار الحدیث نوریہ نے شیخ الحدیث کا عہدہ سنبھالا، ان کے پاس فضلا، قضاۃ اور اہل حکومت کی نیت

جماعت حاضر ہوئی۔ واللہ اعلم۔

نائب السلطنت ارغون شاہ کی گرفتاری۔ جمعرات کی شب ۲۳ ربیع الاول دمشق میں نائب سلطنت امیر سیف الدین ارغون شاہ" گرفتار ہوا وہ اپنی اہل وعیال کے ہمراہ محل ابلق میں منتقل ہو چکا تھا۔ آدھی رات کے وقت اسے معلوم نہ ہوا کہ طرابلس کا نائب امر سیف الدین الجی بغا مظفری ناصری کئی ہزار امراء کے ساتھ اس کی طرف آیا، انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا، پھر جس نے داخل ہونا تھا وہ داخل ہوا، وہ اپنی کنیزوں کے ساتھ سویا ہوا تھا، وہ ان کی طرف نکلا تو انہوں نے اسے گرفتار کر لیا، اور بیڑیاں لگا دیں، اس پر علامت لگائی، صبح ہوئی تو اکثر لوگ اس واقعہ سے بے خبر تھے۔ لوگوں نے اس کے بارے میں کھسر پھسر کرنا شروع کی، ترکی امیر سیف الدین الجی بغا مذکور کے پاس جمع ہوئے، وہ شہر سے باہر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے، ارغون شاہ نے خزانوں پر نگرانی لگائی گئی، رات اس نے عزت سے گزاری اور صبح کے وقت ذلیل ہوا، شام وہ ہم پر نائب سلطنت تھا، اور صبح کے وقت اسے فقر وسکنت نے گھیر لیا تو تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس کے ہاتھ میں اختیار ہے، شہنشاہ ہے" جسے چاہتا ہے بادشاہت دیتا اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلت دے" یہ اسی ارشاد کی طرح ہے حق تعالیٰ نے فرمایا۔ کیا بستیوں والے اس بات سے نڈر ہو گئے کہ ہمارا عذاب ان کے پاس رات کے وقت آئے جبکہ وہ سو رہے ہوں۔ یا وہ اس بات سے بے خوف ہو گئے کہ ہمارا عذاب دن چڑھے آئے جبکہ وہ کھیل میں مشغول ہوں، کیا وہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خطر ہو گئے خوب اللہ کی تدبیر سے خسارہ پانے والی قوم ہی بے خطر وخوف ہوتی ہے" پھر جب ۲۴ ربیع الاول شب جمعہ کی صبح ہوئی تو وہ ذبح پایا گیا، اس نے اپنے مہر زدہ دستخط چھوڑے کہ اس نے اپنے آپ کو خود ذبح کیا ہے، فاللہ تعالیٰ اعلم۔

انتہائی انوکھا واقعہ۔۔ اس کے بعد جب ۲۸ ربیع الاول ۷۵۰ھ منگل کا دن ہوا تو دمشقی فوج اور امیر سیف الدین الجیغا، نائب طرابلس کے درمیان اختلاف ہو گیا یہ وہی شخص ہے جس نے آ کر دمشق کے نائب امیر سیف الدین ارغون شاہ ناصری، کو جمعرات کی رات گرفتار کیا اور شب جمعہ کو قتل کر دیا جیسے پہلے گزر چکا ہے، خود وہ میدان اخضر میں مقیم ہو گیا اور اس کا مال اور خزانے اپنے پاس جمع کرنے لگا، تو بڑے بڑے امراء نے اس بات کا انکار کیا، انہوں نے اس سے کہا کہ تمام اموال کو قلعہ سلطان میں لا دبھجوائے لیکن اس نے قبول نہیں کیا، تو انہوں نے اسے تہمت لگائی، اور اس کے ہاتھ اس کی گرفتاری اور قتل کے معاملے کے بارے میں خط میں شک کیا گیا، اسلحہ پہن کر قلعہ کے نیچے اور میدان کے دروازوں پر آ گئے، وہ بھی اپنے ساتھیوں کو لے کر روانہ ہوا، ان کی تعداد سو سے کم تھی۔

کوئی کہتا ہے کہ ان کی تعداد ستر سے اسی نوے تک تھی، وہ فوج پر بے دھڑک حملے کرنے لگے، وہ بڑے لوگوں کی طرح ان کا دفاع کرتا رہا، ان کے پاس ان سے جنگ کرنے کا پروانہ نہ تھا، اسی واسطے اکثر لوگ شکست خوفزدہ ہو کر بھاگ گئے، تو لشکر سے ایک جماعت بلکہ بعض پیش قدمی کرنے والے امراء بھی نکل آئے، وہ امیر کبیر سیف الدین الجی بغا العادلی تھا اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا، نوے سال کے قریب اس کی عمر تھی حلقے کی فوجوں سے کچھ افراد اور کچھ رضا کاروں کو قتل کیا، پھر حالات نے جنبش لی اور الجی بغا مظفری نے ارغون شاہ کے اصطبل میں بندھے گھوڑوں میں جتنے چاہے لے لئے پھر وہ غزہ کی جانب سے سوا ہو کر واپس ہوا، اس کے ساتھ وہ اموال تھے اس نے ارغون شاہ، کے خزانوں سے جمع کیا تھا، وہ چلتا رہا، لشکر میں سے کسی نے اس کا تعاقب نہیں کیا امیر فخر الدین ایاس" اس کا ہم رکاب ہو گیا جو دربان تھا اور پچھلے سال حسب کا نائب بھی رہ چکا تھا، تو وہ دونوں اپنے ساتھ جانے والوں کو طرابلس لے گئے، امراء شام نے سلطان کو اطلاع کے خطوط لکھے تو ڈاک کا جواب یہ آیا کہ سلطان کو اس واقعہ کی بالکلیہ خبر نہیں ہے اور جو خط اسے پہنچا وہ بناوٹی اور جعلی تھا، چار ہزار شامی فوجیوں کے لئے حکم آ گیا کہ وہ اس کے پیچھے نکلیں اور اسے گرفتار کر لائیں، اس کے بعد صفد کے نائب کو ان پر نگران بنا کر بھیج دیا گیا، تو یہ لوگ ربیع الاول کے پہلے عشرہ میں وہاں سے نکلے اور بروز بدھ ۶ ربیع الثانی کو فوجیں" سیف الدین" الجی بغا العادلی" کی طلب کے لئے معرکہ میں نکلیں، وہ کئی ہزار قائدین کا امر تھا، پھر جب ۹ ربیع الثانی جمعرات کی شب ہوئی تو شہر میں منادی کرا دی گئی کہ جو کوئی بھی لشکر کے قریب ہو وہ کل نکلنے سے پیچھے نہ ہٹے، صبح کو جلدی جلدی اٹھے، اور شہر میں حکومتی تنخواہ دار نائب کی جگہ" امر بدر الدین خطیر" کو مقرر کیا تو اس نے دار السعادۃ میں نائب کی طرح فیصلے کیے، ۱۶ ربیع الثانی ہفتہ کی شب مغرب وعشاء کے درمیان وہ لشکر داخل ہوا جو الجی بغا مظفری کی تلاش میں نکلا تھا، وہ ان کے ساتھ حقیر وذلیل حالت میں گرفتار تھا، اسی طرح" الفخر یاس" دربان بھی بیڑیوں میں جکڑا ہوا تھا تو انہیں باب النصر کے پل سے جو

دارالسعادہ کے بالمقابل ہے قلعہ میں پہنچا دیا گیا، یہ سب سلسلہ امیر بدرالدین خطیر نائب الغیبۃ کی موجودگی میں سرانجام پایا، لوگ اس سے بہت خوش ہوئے وللہ الحمد والمنۃ۔

اور جب ۲۲ ربیع الثانی پیر کا روز آیا تو ان دونوں کو قلعہ سے سوق الخیل (گھوڑا بازار) کی طرف نکالا گیا، اور فوج کے آمنے سامنے درمیان میں سے ان کے جسم چیر دیئے گئے، پھر ان کے جسموں کو لکڑی کے تختے پر لوگوں کو دکھانے کے لئے ڈال دیا گیا، وہ کچھ دن پڑے رہے پھر اتار کر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیئے گئے۔

جمادی الثانیہ کے ابتدائی دنوں میں حلب کے نائب سیف الدین قطلبشاہ کی موت کی خبر آئی۔

لوگوں کو اس کی موت پر بہت خوشی ہوئی کیونکہ اس نے طاعون کے زمانے میں حماہ شہر میں برے کاموں کی دھوم مچا رکھی تھی، کہا جاتا ہے کہ وہ ترکہ کی نگرانی کرتا، اگرچہ اس ترکہ میں لڑکا وغیرہ ہو، وہ بالکل سامنے سے لوگوں کے مال لے لیتا، جس کی وجہ سے اسے بہت کچھ حاصل ہوا پھر اسے امیر سیف الدین ارقطیہ کے بعد جو ارغون شاہ کی وفات کے بعد دمشق کے نائب منتخب ہوئے، حلب کی طرف منتقل کر دیا گیا، لوگ اس کے استقبال کے لئے باہر آئے، وہ حلب کی ایک منزل ہی میں پہنچا تھا کہ اس میں مر گیا، اور جب قطلبشاہ حلب پہنچا تو کچھ ہی دن ٹھہرا تھا یہاں تک کہ اس کی بھی وفات ہو گئی، یوں وہ ان اموال سے دنیا و آخرت میں فائدہ نہ اٹھا سکا جنہیں اس نے جمع کیا تھا۔

۱۱ جمادی الثانیہ بروز پنجشنبہ امیر سیف الدین ایتمش دیار مصر سے دمشق کا نائب بن کر آیا، حسب عادت لشکر اس کے آگے تھا پھر اس نے چوکھٹ کو چوما، اور گورنری کی وردی پہنی، ہاتھ میں تلوار لی، وہاں اسے اس کا حکم نامہ اور اجازت نامہ دیا گیا، اس کے بعد نوابوں کی طرح قافلہ میں ٹھہرا اور دارالسعادہ واپس آ کر فیصلہ کیا لوگ اس سے خوش تھے، وہ خوبصورت جسم ڈیل ڈول والا تھا، اور ملک شام تقریباً ڈھائی ماہ سے بغیر نائب کے تھا، جس دن وہ داخل ہوا تو چار امراء طبلخانات سے گرفتار کیے گئے، وہ قاضی آل ابوبکر کی اولاد سے تھے انہیں قلعہ میں قید کر دیا گیا کیونکہ انہوں نے "الجی بغا مظفری" کی ارغون شاہ حاکم شام کے مقابلہ میں مدد کی تھی۔

۱۵ جمادی الثانیہ بروز پیر "قاضی نجم الدین بن قاضی عماد الدین طرسوی حنفی" نے فیصلہ کیا جو سلطانی حکم دیار مصر میں خلعت کے تحت تھا، ۱۶ جمادی الثانیہ بروز منگل قاضی القضاۃ تقی الدین سبکی" اور شیخ شمس الدین بن قیم جوزیہ کے درمیان امیر سیف الدین بن فضل ملک العرب کے ہاتھ پر قاضی القضاۃ کے باغ میں صلح ہوئی، طلاق کے مسئلہ میں ان کے زیادہ فتویٰ دینے کی وجہ سے ان سے ناراضگی کا اظہار کیا۔ ۲۶ جمادی الثانیہ بروز جمعہ امیر سیف الدین ارغون شاہ کی لاش کو صوفیاء کے قبرستان سے اس قبر کی طرف [illegible] گیا جو اس نے طارمہ کے نیچے بنوائی تھی اور اس قبر اور وہاں اس سے پہلے جو مسجد تھی اس کی تکمیل کا آغاز ہوا۔ موت نے اس [illegible] سے پہلے ہی "الجی بغا مظفری" کے ہاتھوں جلدی پہنچا دیا، جب انہوں نے اسے ذبح کر کے قتل کیا تو رات کے وقت شیخ تقی الدین ابن الصلاح کی قبر کے پاس صوفیاء کے قبرستان میں دفن کر دیا، پھر اسے اپنی قبر میں اس رات منتقل کر دیا گیا۔

۱۹ رجب بروز ہفتہ مؤذنوں نے ایک گھنٹہ پہلے فجر کی اذان دی، تو لوگوں نے حسب عادت جامع اموی میں ائمہ کی ترتیب کے مطابق نماز پڑھ لی، پھر انہوں نے دیکھا کہ وقت تو باقی ہے تو خطیب نے تمام اماموں کے بعد فجر کی نماز دہرائی اور دوبارہ نماز ہوئی، یہ ایسی بات تھی کہ اس کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔

۸ شعبان بروز جمعرات قاضی القضاۃ علاء الدین بن منجا الحنبلی مسماریہ میں فوت ہوئے، جامع اموی میں ظہر کے وقت ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی، [illegible] باب النصر کے باہر جنازہ ہوا، قاسیون کے دامن کوہ میں دفن کئے گئے۔

بروز پیر رمضان میں صبح تڑکے "شیخ جمال الدین مرداوی" صالحیہ سے دارالسعادہ طلب کئے گئے، ان کے مذہب کی قضاء کا حکم نامہ انہیں کچھ دن پہلے پہنچ چکا تھا، پھر نائب اور باقی قاضیوں کے سامنے خلعت منگوائی گئی انہیں پہنانے اور عہدہ قضا قبول کرنے کا ارادہ کیا، مگر انہوں نے انکار کر دیا، ان لوگوں نے اصرار کیا مگر انہوں نے پختہ ارادہ کر لیا اور قبول کرنے میں مبالغے سے کام لیا، اور غصہ کی حالت میں اٹھ کر چلے گئے، وہ صالحیہ پہنچے لوگوں نے ان کی بے حد تعظیم کی، اس دن قضاۃ دارالسعادہ میں ہی رہے، پھر ظہر کے بعد انہوں نے پیام بھیجا، تو وہ صالحیہ سے حاضر ہوئے وہ مسلسل اصرار کرتے

رہے یہاں تک کہ آپ نے عہدہ قضا قبول کرلیا، وہ لوگ ان کی دیانت، صیانت فضیلت اور امانت کی وجہ سے خوش ہوئے۔
چند دنوں کے بعد فقیہ شمس الدین محمد بن مصلح حنبلی نے قاضی القضاۃ ''جمال الدین مرداوی مقدسی'' کی نیابت میں فیصلے کیے''ابن مصلح'' ان کے داماد تھے، ذیقعدہ کے آخری عشرے میں فقیہ امام محدث مفید امین الدین الجی مالکی'' مدرسہ ناصریہ جوانیہ دارالحدیث کی مشیخت میں تشریف لائے، ان کی خاطر صدر الدین امین الدین بن قلانسی نیچے اتر آئے، جو بیت المال کے وکیل تھے، اکابر اور نامور حضرات بھی ان کے پاس آئے اس سال کے آخر میں طارمہ کے نیچے وہ قبر جو امیر سیف الدین ارغون شاہ'' کی طرف منسوب تھی اس کی تعمیر مکمل ہوئی جو دمشق میں نائب السلطنت تھا، اسی طرح وہ عمارت جو قبلہ کی جانب تھی، لوگوں نے اس میں نماز پڑھی اس سے پہلے وہ ایک چھوٹی مسجد تھی سو اس نے اسے تعمیر کر کے وسیع کیا اور وہ ایک جامع مسجد کی شکل اختیار کر گئی۔ اللہ تعالیٰ اس کی یہ کوشش قبول فرمائے۔ آمین۔

واقعات ۷۵۱ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو مصر وشام کا بادشاہ ناصر حسن بن ناصر محمد بن قلاوون تھا، اس کا نائب مصر میں امیر سیف الدین البغ اور اس کا بھائی سیف الدین منجک وزیر تھا، اس کے نائب دیار مصر کی سرکردہ ایک جماعت تھی، مصر کے قاضی اور سیکرٹری گذشتہ سال والے تھے، شام کا نائب امیر سیف الدین ایتمش ناصری تھا، شیخ جمال الدین یوسف مرداوی کے علاوہ قاضی بھی گذشتہ سال والے تھے، شیخ الشیوخ تاج الدین تھا، صدر کے مشیر گذشتہ سال والے تھے، شرف الدین عبدالوہاب کو بھی ان کے ساتھ ملا دیا گیا، محتسب قاضی عماد الدین بن عزفور تھا، اوقاف کا نگران الشریف تھا، جامع کا منتظم فخر الدین بن عفیف تھا، شہر کا خطیب جمال الدین محمود بن جملہ تھا۔
۱۰ محرم ہفتہ کے روز نائب سلطان کی طرف سے شہر میں اس خط کے بارے میں جو دیار مصر سے آیا تھا اعلان کیا گیا کہ خواتین طویل وعریض آستینیں، ریشمی چادر، قیمتی لباس چھوٹے کپڑے نہ پہنیں، ہمیں اطلاع ملی کہ اس بارے میں دیار مصر میں بہت سختی کی گئی، حتیٰ کہ بعض عورتوں کو اس کی وجہ سے غرق کر دیا گیا۔
باب الخواصین کے محلہ میں تنکز کی بیوی کے سامنے اس سال دارالقرآن کی از سر نو تکمیل ہوئی، مولی ابن حمزہ صفی الدین عنبر کا مدرسہ میدان کی شکل میں تھا، وہ بڑا سخی تھا۔
۵ جمادی الاولیٰ اتوار کے روز مدرسہ طیبانیہ کھولا گیا، جو الشامیہ الجوانیہ کے قریب امیر سیف الدین کا گھر تھا، جو الشامیہ الجوانیہ اور ام الصالح کے درمیان ہے ان کے وصیت کردہ ثلث مال سے وہ خریدا گیا، اور مدرسہ کھولا گیا، اس کے قبلہ کے راستہ کی جانب اس کی کھڑکی منتقل کی گئی، واقف کی وصیت کے مطابق آج کے روز شیخ عماد الدین بن شرف الدین ابن نجم الشیخ کمال الدین بن اللہ ملکانی اس میں درس کے لئے آئے، اس موقع پر قاضی القضاۃ السبکی ، تلی اور امراء کی ایک جماعت بھی شریک ہوئی، انہوں نے قرآنی آیت (**ما یفتح اللہ للناس من رحمۃ فلا ممسک لھا**) سے درس کا آغاز کیا۔
۲۶ جمادی الاولیٰ اتوار کی شب مؤذنین میں سے جامع دمشق کے منبر پر مغرب کی اقامت کے لئے ایک مؤذن کے علاوہ کوئی نہیں آیا، اس نے انتظار کیا کہ کون اس کے ساتھ اقامت کہے گا، پس اس درجہ سے اوپر اس کے درجہ کا کوئی شخص حاضر نہیں ہوا، اس نے خود ہی اقامت کہہ کر نماز شروع کردی اس کے تحریمہ کہنے کے بعد دس کے قریب موذن پہنچ گئے، یہ ایک عجیب اتفاق ہوا کہ تیس یا اس سے بھی زیادہ مؤذنوں میں سے ایک کے علاوہ کوئی حاضر نہیں ہوا، مشائخ کا کہنا تھا کہ ہم نے پہلی بار ایسی بات دیکھی۔
۷ جمادی الثانی پیر کے روز مشہد عثمان میں قاضی حاضر ہوئے، فاضل حنبلی اس دارالمعتمد کے بارے میں جو شیخ ابی عمر بلیغ کے مدرسہ کے قریب تھا اور وقف شدہ تھا، نے فیصلہ دیا کہ اسے دارالقرآن میں شامل کر دیا جائے، اس نے اس پر فقراء کے لئے اچھے اوقاف وقف کیے، شافعی نے ان کو اس سے روک دیا، کیوں کہ ان کا کہنا تھا کہ وہ آخر کار دارالحدیث بن جائے گا۔ پھر انہوں نے دوسرا دروازہ کھول لیا ان کا کہنا تھا کہ یہ گھر

بالکلیۃً منہدم نہیں ہوا اور نہ یہ فیصلہ کا محل ہے، اس لئے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ وقف جب بالکل منہدم ہو جائے اور اس سے نفع کا حصول ممکن نہ ہو تو اسے بیچ دیا جائے۔ حنفی قاضی نے اس کے اثبات کا فیصلہ کیا، شافعی اور مالکی نے اسے نافذ کر دیا، اور معاملہ اس پر ٹھہرا، اس دوران طویل امور اور عجیب اشیاء پیش آئیں۔

۲۷ جمادی الثانی بدھ کے روز مدرسہ طیبانیہ کا دربان ام الصالح کی جانب میں مقتول پایا گیا، اس سے مدرسہ مذکورہ کا مال چھین لیا گیا، قاتل کا کوئی پتہ نہیں چلا، دربان نیک صالح انسان تھا۔

شیخ شمس الدین بن قیسم جوزیہ کے حالات … ۱۳ رجب جمعرات کی شب عشاء کی اذان کے وقت ہمارے شیخ امام علامہ شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب زرعی امام الجوزیہ وابن قیم نے وفات پائی دوسرے روز ظہر کی نماز کے وقت جامع اموی میں جنازہ ہوا مقابر باب الصغیر میں اپنی والدہ کے پاس آسودۂ خاک ہوئے۔

آپ کا سن ولادت ۶۹۱ھ ہے، آپ نے حدیث کا سماع کیا، علم کی تحصیل میں مشغول رہے، متعدد علوم میں آپ نے مہارت حاصل کی، خصوصاً علم تفسیر، حدیث اور اصلیین میں، جب میں شیخ تقی الدین ابن تیمیہ دیار مصر سے واپس آئے تو آپ وفات تک ان کی محبت میں رہے۔ اس سے قبل بھی آپ کا ان سے تعلق تھا اس لئے آپ دن رات محنت کر کے ان سے خوب علم حاصل کر کے متعدد فنون میں یکتائے زمانہ بن گئے، آپ شیریں قرآۃ، حسن اخلاق کے مالک تھے، حسد کرنا تکلیف دینا عیب لگانا کسی کو برا سمجھنا آپ کا شیوہ نہیں تھا میں بھی آپ کے ساتھیوں اور محبین میں سے تھا، میں نے اپنے زمانہ میں آپ سے بڑا کوئی عابد نہیں دیکھا، آپ کا نماز پڑھنے کا طریقہ منفرد تھا کہ آپ بڑی طویل نماز پڑھتے تھے۔ بعض مرتبہ آپ کے ساتھیوں نے اس چیز پر آپ کو ملامت بھی کی، لیکن آپ نے اپنا طریقہ نہیں چھوڑا۔ آپ کی چھوٹی بڑی متعدد تصانیف ہیں، آپ نے اپنے عمدہ خط سے بہت کچھ لکھا، اور کتب سے علوم کا اتنا حصہ جمع کر دیا کہ سلف وخلف میں سے کسی نے اس کا دسواں حصہ بھی جمع نہیں کیا۔

مجموعی طور پر آپ تمام احوال وامور میں صبر کے اعتبار سے کمزور تھے، آپ پر خیر اور اخلاق صالحہ کا پہلو غالب تھا، اللہ تعالیٰ آپ کی لغزشوں کو معاف فرمائے۔

طلاق کے مسئلہ میں آپ نے شیخ تقی الدین بن تیمیہ کا فتویٰ اختیار کیا۔ اسی کی وجہ سے آپ کے قاضی القضاۃ تقی الدین سبکی وغیرہ سے بہت زیادہ جھگڑے ہوئے، آپ کا جنازہ بھرپور تھا، جس میں قاضی امراء اور صالحین میں سے عام وخاص نے شرکت کی، آپ کے جنازہ اٹھانے پر لوگوں نے بھیڑ کی، آپ کی عمر پورے ساٹھ سال تھی، اللہ آپ پر رحم فرمائے۔

۱۲ شعبان پیر کے روز شرف الدین عبداللہ ابن الشیخ امام علامہ شمس الدین بن قیسم الجوزیہ نے اپنے والد کی جگہ پر الصدریہ میں درس دیا اور خوب درس دیا، جس میں آپ نے علم اور اہل علم کی فضیلت بیان کی واللہ اعلم۔

دو سو سال یا اس سے بھی زیادہ عرصہ میں شب براۃ کے موقع پر پہلی بار آپ کا چراغاں بند کرنا، عجیب وغریب واقعات میں سے ہے آپ نے دیگر راتوں کی طرح اس شب میں ایک قندیل کا بھی اضافہ نہیں کیا، جس سے اہل علم بہت خوش ہوئے انہوں نے اسے بدعت سیئہ کے خاتمہ پر اللہ کا شکر ادا کیا کیونکہ یہ بدعت شہر میں بڑے فساد کا سبب بنتی تھی، اور لوگ جامع اموی کی پناہ لیتے تھے، اس بدعت کا خاتمہ سلطان ملک ناصر حسن ابن الملک الناصر محمد بن قلاوون کے حکم سے ہوا، اللہ ہمیشہ اس کی حکومت باقی رکھے اور اس کے ارکان کو مضبوط کرے دیار مصر میں اس کے خاتمہ کے لئے کوشش امیر حسام الدین ابوبکر بن نجیبی نے کی، اللہ اس کا چہرہ روشن کرے، یہ اس زمانہ میں دیار مصر میں مقیم تھا، میں نے اس بدعت کے خاتمہ پر ان کے پاس ایک فتویٰ دیکھا جس پر شیخ تقی الدین بن تیمیہ اور شیخ کمال بن اللہ ملکانی وغیرہ کے دستخط تھے، اللہ نے اسے نافذ کر دیا۔ وللہ الحمد والمنہ۔

یہ بدعت ۴۵۰ھ سے اب تک لوگوں میں رائج تھی، اس دوران نامعلوم کتنے قاضیوں، مفتیوں علموں، عابدوں، امیروں، زاہدوں اور نائب سلطنت وغیرہ نے کوشش کی، لیکن اللہ نے اس سال اس کا خاتمہ آسان فرما دیا، اللہ سے اس بادشاہ کی عمر کی درازی کی دعا ہے، تاکہ وہ جہلاء جن کے اذہان میں یہ بات جم چکی ہے جان لیں کہ سلطان وقت کی موت کے سال اس چراغاں کو باطل قرار دیدیا گیا ہے اور اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور وہم

وخیال کے سوااس کی کوئی دلیل بھی نہیں ہے۔

رمضان کے شروع میں ایک ایسا امر پیش آیا جو طویل مدت سے پیش نہیں آیا تھا، اس کا تعلق فقہاء اور مدارس سے ہے، وہ یہ ہے کہ ابن النصح حنبلی نے صالحیہ میں وفات پائی، ان کے ہاتھ میں اس الضاحیہ کی نصف تدریس تھی جو الصالحیہ میں حنابلہ کے لئے ہے اور دوسری نصف دمشق میں حنابلہ کے شیخ شیخ شرف الدین ابن القاضی شرف الدین حنبلی کے پاس تھی، دوسری نصف کے متعلق اس نے حکم چاہا اور پہلے بھی قاضی علاء الدین بن منجا حنبلی کی جانب سے آپ کے پاس امارۃ تھی لیکن قاضی القضاۃ جمال الدین المرداوی حنبلی نے اس معاملہ میں ان سے معارضہ کیا، اور اپنے نائب شمس الدین بن مفلح کو اس کا امیر بنا دیا، باقی تین قاضی شیخ شرف الدین مذکور کے ساتھ نائب سلطنت کے پاس گئے، انہوں نے مکمل صورتحال اس کے سامنے بیان کی، اس نے شیخ شرف الدین کو درس کی اجازت دیدی، قاضی مذکور اور بعض دربان مدرسہ مذکورہ میں آپ کی خدمت میں گئے، فضلاء اور اعیان جمع ہوئے، شیخ شرف الدین مذکور نے درس دیا، اور بہت سے فضائل بیان کئے جس سے لوگ بہت خوش ہوئے۔

اس سال شوال میں حج پر جانے والوں میں دریا مصر کا نائب بھی تھا، اور اس کی حکومت کا منتظم امیر سیف الدین یلبغا الناصری بھی تھا اس کے ساتھ امراء کی ایک جماعت بھی تھی، جب لوگ خاصے دور چلے گئے تو امراء کی ایک جماعت نے اس کے بھائی امیر سیف الدین منجک جو وزیر مملکت اور دارالاستاداریہ کا استاد تھا، پر حملہ کر دیا، یہ ان کی حکومت میں ضرورتوں کا باب تھا، اس لئے کہ ذوحاجت سونا اور عدایا لے کر اسی کی طرف کوچ کرتے تھے۔ انہوں نے اسے قید کر لیا، اور اس ماہ کے آخر میں ایلچی شام اس کی خبر لایا، کچھ روز بعد امیر سیف الدین شیخون بھی جو دیار مصر کے اکابر میں سے تھا حکم کے تحت پہنچ گیا، اس کو دمشق کے قلعہ میں داخل کیا گیا، بعد ازاں ایک شب بعد وہاں سے گرفتار کر کے اسکندریہ پہنچا دیا گیا ایلچی اس کی اور منجک کی دیون پر محافظت کے لئے شام آیا۔

وہ ان دنوں کے سلامتی سے مایوس ہو گیا، اسی طرح راستہ میں یلبغاء کی گرفتاری کی خبریں آئیں، اس نے اپنی تلوار سلطان کے پاس بھیج دی، دیار مصر سے امیر آیا، اس نے امراء سے سلطان کی طاعت کا حلف لیا، بعد ازاں وہ حلب، وہاں پر بھی امراء سے حلف لیا پھر وہ دمشق چلا گیا، پھر دیار مصر واپس آ گیا، نائبین اور امراء کی طرف سے اسے بہت مال ملا۔

۲۰ ذیقعدہ جمعرات کے روز دو قدیمی شامی امیر شہاب الدین احمد بن صبیح اور ملک آص کو نائب اور امراء کی موجودگی میں دارالسعادہ سے گرفتار کر کے قلعہ منصور لے جایا گے، انہیں دارالحدیث کے راستہ دارالسعادۃ سے باب القلع تک پیدل لے جایا گے، بیڑیاں ڈال کر جیل پہنچا دیا گیا، اور خبر آئی کہ سلطان نے قاضی علم الدین ذینور کو دیار مصر کا وزیر بنا دیا، اس پر قیمتی خلعت کی جسکی مثال پہلے زمانہ میں نہ سنی گئی، اس نے کام شروع کیا، امراء اور سر کردہ لوگوں پر خلعت کی، اسی طرح امیر سیف الدین طسبغا پر خلعت کی، اسے دوبارہ دیار مصر کا منتظم بنا دیا، اور لیڈر بنا دیا۔

ماہ ذی الحجہ کے شروع میں مشہور ہو گیا کہ نائب صفد شہاب الدین احمد بن مشد الشربخانات کو دیار مصر طلب کیا گیا ہے، اس نے بلانے والے کو جواب دینے سے انکار کر دیا، اور عہد توڑ دیے، اور قلعہ کو مضبوط کر لیا، اس میں اقامت کے لئے سامان، فوج اور بہت سی اشیاء جمع کر لی نائب دمشق کے پاس ایلچی آیا کہ وہ اور دمشقی فوج اس کی طرف جائے۔ چنانچہ فوج نے تیاری کی اور وہ تیار ہو گئی، پھر طلب گار اپنے جھنڈے تلے نکلے، جب وہ دمشق سے نکلے تو نائب سلطنت کو کوئی بات معلوم ہوئی، اس نے سب کو واپس کر دیا، وہ بڑا تجربہ کار شخص تھا، پھر فیصلہ اس پر ہوا کہ چار شخصوں کی ماتحتی میں چار ہزار فوج روانہ کی جائے۔

۱۲ ذی الحجہ جمعرات کے روز منیٰ میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا وہ یہ کہ مصری اور شامی امراء نے حاکم یمن ملک مجاہد کے ساتھ اختلاف کیا، وادی محسر کے پاس ان میں شدید جنگ ہوئی پھر حاکم یمن ملک مجاہد کے گرفتار ہونے سے جنگ بند ہو گئی، اسے بیڑیاں ڈال کر دیار مصر لے جایا گیا، اس طرح وہاں پر حجاج کے خطوط بھی آئے، انہوں نے بھی اس کی اطلاع دی۔

ذی الحجہ کے آخر میں مشہور ہو گیا کہ حلب کا نائب امیر سیف الدین ارغون کاملی اپنے ساتھیوں اور خادموں سمیت حلب سے نکل گیا حلبی فوج نے اسے واپس لانے کا ارادہ کیا لیکن وہ اس کی سکت نہیں پا سکے، وہ ان سے بھی زیادہ زخمی ہو گیا، ایک جماعت بھی قتل ہو گئی، انا للہ وانا الیہ راجعون، اور وہ مسلسل چلتا رہا، اس کا ارادہ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، حجاز کے راستہ میں سیف الدین یلبغاء سے ملکر اس کے ساتھ دمشق جانے کا تھا کہ اس دمشق کا

نائب صغد کے حصار میں مشغول ہوا تو اچانک اس پر حملہ کر کے اس کے ملک پر قبضہ کر لیں گے، جب وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چلا تو رہزنوں نے اسے چاروں طرف سے گھیر کر اس کے ذخائر لوٹ لئے، اور وہ غلاموں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ رہ گیا، وہ حماۃ کے پاس سے گزرا تا کہ اس کا نائب دور تک اس کے ساتھ جائے وہ لیکن اس نے انکار کر دیا۔

جب وہ حمص کے پاس سے گزرا تو اس نے خود اپنے دل کو بادشاہ کے پاس جانے پر آمادہ کر لیا، چنانچہ وہ نائب حمص کے پاس آیا تو بعض دربان اور ہزاروں لیڈروں نے اس کا استقبال کیا، وہ ۲۷ ذی الحجہ نماز جمعہ کے بعد شہر میں داخل ہوا، وہ دار السعادۃ میں الدویداریہ کے میدان میں اترا۔

واقعات ۷۵۲ھ

اس سال کے آغاز میں بلاد شام، دیار مصر، حرمین شریفین اور ان سے ملحق اقالیم اور شہروں کا بادشاہ ملک ناصر حسن ابن السلطان الملک محمد ابن سلطان ملک منصور قلاوون الصالحی تھا، اس کا نائب دیار مصر میں امیر سیف الدین یلبغا اروش تھا جو امراء کی ایک جماعت کے ساتھ حج پر گیا۔ سلطان نے اس کی عدم موجودگی میں اسے معزول کر کے شیخون کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا، منجک وزیر کو بھی پکڑ لیا، اس کے اموال پر قبضہ کر لیا۔ اس سے اس کا عوض لیا، اس کی جگہ قاضی نجم الدین بن زنبور کو وزیر بنا دیا اور وہ امیر سیف الدین طسبغا الناصری کے الدویداریہ کے کام پر واپس چلا گیا اور وہ معزولی کے وقت سے شام میں مقیم تھا، یہاں تک کہ سال کے آخر میں دوبارہ اسے بحال کر دیا گیا، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا، اور مصر کا سیکرٹری اور قضاۃ وہی تھے جن کا ذکر گزشتہ سال میں ہو چکا ہے۔

اس سال کے آغاز میں نائب صغد نے قلعہ کو مضبوط کیا، اس کا ساز و سامان کھانے کی اشیاء، ذخائر، فوج اور جوان تیار کئے، اس نے حکومت سے دشمنی کی ہر طرف دیار مصر، طرابلس، دمشق وغیرہ سے فوج نے اس کا قصد کیا۔

بلاد حجاز میں یلبغا اور اس کے ساتھیوں کی اطلاعات اس کے معاملہ کی ضامن تھی، دمشق کا نائب اس بات سے خوف و احتراز میں تھا کہ وہ بلاد شام آ کر اس پر اور اس کے ساتھیوں پر اچانک آ پڑے گا، قلوب اس سے خوف زدہ تھے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی زمانہ میں خبر آئی کہ یمن کے حاکم نے اس سال حج کیا، اس کے اور حاکم مکہ عجلان کے درمیان اس وجہ سے جنگ ہوئی کہ اس نے اس پر اپنے بھائی کو عبث طریقہ سے حاکم بنانے کا ارادہ کیا۔ عجلان نے مصری امراء سے اس کی شکایت کی، اس وقت امیر سیف الدین بذلار بھی ایک بڑی جماعت کے ہمراہ وہاں مقیم تھا، انہوں نے اپنے بھائی یلبغا کو گرفتار کر کے بیڑیاں ڈال دی، اس کی سرداری ان پر مضبوط ہو گئی، انہوں نے اسے حقیر سمجھا، انہوں نے لوگوں کے حج سے فارغ ہونے تک صبر سے کام لیا، جب لوگوں کی واپسی کا پہلا دن جمعرات کا دن تھا تو اس نے اور انہوں نے صف بندی کی، فریقین کے متعدد افراد ہلاک ہوئے، جن میں اکثریت یمنیوں کی تھی، وادی محسر کے قریب جنگ ہوئی، حجاج خوف زدہ ہو گئے کہ اگر ترک مغلوب ہو گئے تو بدو انہیں لوٹ لیں گے اور قتل کر دینگے، اللہ نے کشادگی کی، یمنیوں پر ترکیوں کو غلبہ عطاء فرمایا، حتیٰ کہ ملک مجاہد نے پہاڑ کی پناہ لی، لیکن وہ اسے بچا نہ سکی، بلکہ ترکیوں نے اسے ذلیل و حقیر کر کے گرفتار کر لیا۔

لوگوں نے آ کر یمنیوں کو لوٹ لیا، ان کی کوئی چھوٹی بڑی چیز نہیں چھوڑی امراء نے بادشاہ کے ذخائر، اموال، امتعہ، اثقال پر محافظت کی، وہ اس کے گھوڑوں اور اونٹوں کو لے گئے، انہوں نے سردار کو اس کے آدمی اور کجاوے سمیت دبا لیا، انہوں نے اس طفیل کو بھی حاضر کیا جس نے گزشتہ سال مدینہ کا محاصرہ کیا تھا، اس کی گردن میں طوق ڈالا، دیگر قیدیوں کی طرح اس کے غم سمیت اسے ہانک کر لے گئے۔ وہ وہاں سے اپنے شہروں کو لوٹ گئے، انہوں نے ایسا کارنامہ انجام دیا جس کی یاد ایک زمانہ تک باقی رہے گی۔

۲۳ محرم منگل کے روز حسب عادۃ مستمرۃ شامی لشکر دمشق پہنچا، آج کے روز صغد شہر سے ایلچی خبر لایا کہ امیر شہاب الدین صغد بن مسد الشرنجاۃ نے وہاں سرکشی اختیار کر لی حتیٰ کہ اس نے اس پر قبضہ کر لیا، اس کے سبب اس نے قطع کیا، سواروں اور پیدل لوگوں کو قتل کیا، اسے کھانے کی اشیاء، ہتھیار، غلاموں اور خادموں سے بھر لیا، یلبغا اروش کی گرفتاری کے متحقق ہونے پر لوگوں نے سکھ کا سانس لیا، اس کا شعلہ پرسکون ہو گیا، اور اس

کے بدلے کے متعلق "بصر ان" رہ گیا، اور اس نے اپنے ٹھکانے کو واضح کیا، اور توبہ کی طرف مائل ہوا، اور سلامتی اور محفوظ رہنے کی طرف مائل ہوا، اور عاجزی اختیار کی، اور وہ نجات کا وقت نہیں تھا، اور اس نے اپنی تلوار سلطان کے پاس بھیج دی۔ اور وہ ملک ناصر کی موجودگی میں ایلچی کے پاس گیا، اور اللہ اس کے دل کو مائل کرنے کا ذمہ دار ہے۔

۵ صفر اتوار کے روز امیر سیف الدین ارغون الکاملی دوبارہ حلب کا نائب بنکر آیا، دیار مصر میں نائب شام کا حامد امیر سیف الدین طشبغا بھی اس کے ساتھ تھا، چنانچہ نائب شام اور امراء نے ان کا استقبال کیا، طشبغا الدوادار مسجد قصیب کے محلّہ میں دار منجکی میں اپنی بیوی کے پاس اترا جو دار حنین بن حندرے مشہور تھا، یہ گذشتہ سال از سر نو تعمیر کیا گیا۔ یہ دونوں آئے، آمد کے دوسرے روز حلب روانہ ہوئے۔

۱۴ ربیع الاول بدھ کے روز تین قاضیوں نے جمع ہو کر حنبلی کو طلب کیا تا کہ وہ اس کے ساتھ اس دار معتمد کے بارے میں بات کریں جو شیخ ابن عمر کے مدرسہ کے متصل ہے اس نے اس کے وقف کے توڑنے اور اس کے دروازہ کو منہدم کرنے دار القرآن میں شامل کرنے کا حکم دیا، بادشاہ کا حکم بھی ان کی موافقت میں آیا۔ قاضی شافعی نے اس کے منع کا ارادہ کیا تھا، بادشاہ کے حکم کے آنے کے بعد اس کے لئے جمع ہوئے، لیکن قاضی حنبلی نے اپنی آمد کو نائب سلطنت کی آمد سے مشروط کر دیا۔

۱۵ ربیع الاول جمعرات کے روز قاضی القضاۃ تقی الدین سبکی کے لڑکے قاضی حسین اپنے والد کے بدلہ دار الحدیث اشرفیہ کی مشیخت پر حاضر ہوئے، ان کے سامنے کوئی چیز پڑھی گئی، جس کی بعض محدثین نے تخریج کی تھی، شہر میں خبر مشہور ہو گئی کہ ان کے والد ان کے خاطر دستکش ہو گئے، لوگوں نے اس پر تہمت سے اعتراضات کئے، اس بارے میں بات مشہور ہو گئی، بعض کا قول ہے کہ ان کے والد ان کے لئے غزالیہ اور عادیہ سے دستکش ہوئے، انہوں نے اپنے لڑکے کو اس کا جانشین بنایا۔

۵ جمادی الثانی جمعرات کی صبح سوق کبیر کے جوانبین میں آگ لگ گئی جس سے بہت سے دکانیں جل گئیں، وہ آگ فرجۃ الغرابیل درب القلی تک پہنچ گئی، پھر درب عمید کے قریب تک پہنچ گئی۔

وہ حصہ بالکل چٹیل میدان بن گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون، از ان کے بعد نائب سلطنت آیا، اس نے آگ بجھانے کا حکم دیا، متولی قاضی شافعی اور دربان بھی پہنچ گئے۔ لوگوں نے آگ بجھانا شروع کر دی، اگر وہ اسے چھوڑ دیتے تو بہت سی چیزیں جل جاتیں، جانی نقصان کی اطلاع نہیں ملی، البتہ مالی نقصان بہت ہوا، جامع کا چوتھائی حصہ جس کی قیمت تقریباً ایک لاکھ تھی، بھی جل گیا۔ واللہ اعلم۔

نہایت عجیب واقعہ پندرہ جمادی الاولیٰ قاضی حنبلی نے یہودیوں کی ایک جماعت کو قابو کر لیا، ان سے اسلام اور اہل اسلام کے بابت ایک قسم کا استہزاء ظاہر ہوا تھا، انہوں نے اپنے میں سے ایک شخص کو چارپائی پر میت کی صورت میں اٹھایا، اور وہ میت کے آگے آگے مسلمانوں کی طرح کلمۂ شہادت اور سورۃ اخلاص پڑھتے ہوئے جا رہے تھے، جو مسلمان ان کے نزدیک تھے انہوں نے ان کی یہ بات سن لی، وہ ان کو پکڑ کر نائب سلطنت کے پاس لے گئے، اس نے انہیں قاضی حنبلی کے پاس پہنچا دیا، مقتضی حال کے مطابق انہوں نے تابعداری اختیار کر لی، اسی روز ان میں سے تین نے اسلام قبول کر لیا، ان میں سے ایک تین بچوں نے تابعداری کی، دوسرے روز باقی آٹھ بھی اسلام لے آئے، مسلمانوں نے تسبیح و تہلیل پڑھتے ہوئے، انہیں بازار کا چکر لگوایا بازار والوں نے انہیں بہت سی چیزیں دیں، پھر وہ ان کو جامع کی طرف لے گئے، جہاں انہوں نے نماز پڑھی، بعد از اں انہیں دار السعادۃ کی طرف لے گئے انہوں نے ان کو کچھ چیزیں دیں، پھر وہ تسبیح و تہلیل پڑھتے ہوئے واپس چلے گئے، وہ ایک تاریخی دن تھا، وللہ الحمد والمنۃ۔

سلطان ملک صالح صالح الدین ابن الملک الناصر محمد ابن الملک منصور قلاوون الصالحی

وسط ماہ رجب میں ایلچی دیار مصر سے سلطان ملک ناصر حسن بن ناصر بن قلاوون کی معزولی کی خبر لایا، اس کے بارے میں امراء کے اختلاف اور اس کے بھائی ملک صالح پر اتفاق کی وجہ سے اس کی والدہ صالحہ بنت ملک الامراء تنکز تھی جو ایک طویل مدۃ تک شام کا نائب رہا، اس کی عمر ۱۴ سال تھی، امراء حلف کے لئے آئے، خوشی کے شادیانے بجے، حسب عادۃ شہر آراستہ کیا گیا۔

بعض کا قول ہے ناصر حسن کو گلا گھونٹ کر ہلاک کیا گیا، جو امراء اسکندریہ میں تھے شیخون منجک وغیرہ وہ واپس آ گئے انہوں نے یلبغا کے پاس پیغام بھیجا، اسے کرک سے لایا گیا، وہ حج سے واپسی پر گرفتار ہو گیا تھا، جب وہ دیار مصر واپس آیا تو اس نے حاکم یمن ملک مجاہد کے بارے میں سفارش کی جو کرک میں گرفتار تھا، اسے نکال کر دیار مصر بھیج دیا گیا۔

وہ امراء جو اس وقت بادشاہ کی طرف تھے جیسے امیر اخور اور میکلی بغا فخری وغیرہ جس وقت معارضہ میں گرفتار ہوئے تو ان پر محافظت کی گئی، انہیں اسکندریہ پہنچا دیا گیا۔ ۲۸ رجب جمعہ کے روز جامع دمشق میں ملک صالح کے لئے خطبہ دیا گیا، نائب سلطنت امراء اور قاضیوں نے حسب عادت حجرہ میں اس کے لئے دعا کی۔

رجب کے آخر عشرہ میں نائب سلطنت سیف الدین اَیتمش کی دمشق کی نیابت سے معزول کر کے دیار مصر طلب کیا گیا وہ جمعرات کے روز ان کی طرف گیا۔

۱۱ شعبان پیر کے روز حلب کا نائب امیر سیف الدین ارغون کاملی حلب سے آیا وہ آج کے روز بڑی شان و شوکت سے دمشق میں داخل ہوا، امراء سرکردہ رہنما اور عہدہ داروں نے اس کا استقبال کیا، ان میں سے بعض حلب، حماۃ، حمص تک گئے، آج کا دن یادگار دن تھا لوگ آپ کی جرأت، ذکاوت رخاوت اور نرمی کی وجہ سے آپ کی آمد پر بہت خوش ہوئے، وہ حسب عادت دار السعادۃ میں اترا۔

وہ ہفتہ کے روز ایک بڑی فوج کے ساتھ، کہتے ہیں کہ طویل زمانہ سے اس کی مثل نہیں دیکھی گئی کھڑا ہوا، جب وہ باب الفرج کی طرف چلا گیا تو تین عورتوں نے امیر کبیر طرخاین کے بارے میں اسے شکایت کی، اس نے اس کو اس کے گھوڑے سے اتارنے کا حکم دیا، چنانچہ اسے اتارا گیا، پھر ان کے ساتھ اسے فیصلہ کے لئے کھڑا کیا گیا، اس سال بھی گذشتہ سال کی طرح سلطان ناصر حسن کے حکم پر جامع اموی میں ۱۵ شعبان کو چراغاں نہیں کیا گیا، یہ ایسی چیز تھی کہ تین سو سال سے اس کی مثل نہیں دیکھی گئی۔ وللہ الحمد والمنۃ۔

نائب کی طرف سے شہر میں اعلان کیا گیا کہ جو شخص کسی فوجی کو نشہ کی حالت میں پائے وہ اسے اس کے گھوڑے سے اتار دے، اور اس کے کپڑے لے لے، جس شخص کو فوج میں سے کوئی دار السعادۃ کی طرف لائے اس کے لئے اس کی روٹی ہوگی، اس اعلان سے لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، اس نے شراب نوشوں اور شراب کشید کرنے والوں پر پابندی لگا دی، جس کی وجہ سے انگوروں کا دام گر گیا، روٹی اور گوشت کا ایک رطل ساڑھے چار درہم میں ملنے کے بعد اچھا ہو گیا، اور اڑھائی درہم یا اس سے بھی کم کا ہو گیا، نائب کے دبدبہ سے معیشت کے ذرائع درست ہو گئے، اس سے نائب کی لوگوں میں شہرت ہو گئی، عدل، اچھا ارادہ، فہم کی صحت، عدل و ادراک کی قوت کی وجہ سے لوگوں میں اس کا ذکر خیر ہوا۔

۱۸ شعبان پیر کے روز امیر احمد بن شاد الشربخانہ پہنچا، جس نے صفد میں حاکم کی بغاوت کی تھی، پھر اسے اسکندریہ میں قید کر دیا گیا، پھر اس حکومت میں اسے جیل سے نکال کر حماۃ کا نائب بنا دیا گیا، وہ آج کے روز حماۃ جاتا ہوا، دمشق میں داخل ہو گیا، وہ نائب کے ساتھ سوار ہوا، اس کی دائیں جانب اسے چلا گیا، وہ اس کی حکومت میں دار السعادۃ تک چلا، پھر اس کے سامنے اتر گیا۔

۲۱ شعبان جمعرات کے روز سابق نائب دیار مصر امیر سیف الدین یلبغا آیا، جسے حجاز میں گرفتار کر کے کرک پہنچا دیا گیا تھا پھر اس حکومت میں اسے جیل سے نکال کر حلب کا نائب بنا دیا گیا، نائب سلطنت نے اس کا استقبال کیا، دار السعادۃ میں اس کی دعوت کی، اس کا خیمہ بوطاۃ برزۃ میں اترا، میدان اخضر میں اس کا خیمہ لگایا گیا۔

واقعات ۷۵۳ھ

اس سال کے آغاز میں دیار مصر، بلاد شام حرمین شریفین اور اس کے ارد گرد علاقوں کا بادشاہ ملک صالح صلاح الدین صالح ابن سلطان ملک ناصر محمد ابن الملک المنصور قلاوون تھا، اور خلیفہ وہ تھا جسے معتضد بامر اللہ کہا جاتا تھا، دیار مصر کا نائب امیر سیف الدین قبلائی تھا، مصر کے قاضی گذشتہ سال والے تھے، اور وزیر قاضی ابن زنبور تھا، صاحب امر و نہی وہ لوگ تھے جو حکومت کے منتظم تھے سلطان مذکور کے صغر سنی کی وجہ سے ان ہی کی آراء سے امور

صادر ہوتے تھے، اور وہ تین تھے: (۱) سیف الدین شیخون (۲) وطاروحرغمیش (۳) نائب دمشق امیر سیف الدین ارغون کاملی، ان کے قاضی گذشتہ سال والے تھے، بلاد حلبیہ کا نائب امیر سیف الدین بیلبغا اروش تھا، طرابلس کا نائب امیر سیف الدین بکلمش تھا، حماۃ کا نائب امیر شہاب الدین احمد بن مشد اشر یخانہ تھا۔

بعض حجاج ۹ تاریخ کو دمشق پہنچے جو ایک نادر چیز تھی، انہوں نے المدائغ میں العلاء کی اترنے کی جگہ کے بعد شمس الدین بن سعید مؤذن کی وفات کی خبر دی۔

۱۶ صفر پیر کی شب باب جیرون کی مشرقی کے جانب زبردست آگ لگی، اس نے القفائی کی شاندار کان اور اس کے اردگرد کا حصہ جلا دیا اور آگ بری طریقے سے پھیل گئی حتیٰ کہ تانبے کے زرد دروازہ تک پہنچ گئی، جامع کی کونسل نے فوراً اس کا تانبا اتار لیا، پھر انہوں نے اس تانبے کو مشہد علی پر مقصورۂ حلبیہ کے خزانۃ الحاصل میں منتقل کردیا، پھر وہ اس کی لکڑیوں کو تیز کلہاڑیوں اور مضبوط کلائیوں سے توڑنے لگے، کیا دیکھتے ہیں کہ وہ صنوبر کی لکڑی جو بے حد مضبوط ہوتی ہے، اور لوگوں نے اس کا غم کیا کیوں کہ وہ شہر کے محاسن اور نشانیوں میں سے تھی، اور وہ چار ہزار سال سے زیدہ عرصہ سے موجود تھی۔

دمشق کے مشہور دروازے جیرون کے حالات

جس کی توڑ پھوڑ اور بربادی اس سال ہوئی، اور وہ جامع دمشق کا بہترین دروازہ تھا، جس سے وسیع اور اعلیٰ دروازہ دنیا کی مشہور عمارتوں میں نہیں دیکھا گیا، تانبے کی زرد اُبھری ہوئی میخوں سے بندھے ہوئے اس کے دو تانبے کے علم دنیا کے عجائب اور دمشق کے محاسن اور نشانیوں میں سے تھے، اس کی تعمیر مکمل ہو چکی تھی، عربوں نے اپنے اشعار میں اس کا تذکرہ کیا، یہ ملک جیرون بن سعد بن عاد بن عوص ابن آدم بن سام بن نوح کی طرف منسوب ہے، اسی نے اس کو بنایا تھا، اس کی بناء حضرت ابراہیم بلکہ ثمود وہود سے بھی پہلے کی ہے، جیسا کہ حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا، اس کے اوپر ایک مضبوط قلعہ اور ایک قبیلہ آباد تھا۔

بعض کا قول ہے کہ حضرت سلیمان ؑ کے معمار مارد کی طرف منسوب ہے اس مارد کا نام جیرون تھا، لیکن اول قول واضح اور زیادہ مشہور ہے پہلے قول کے لحاظ سے یہ دروازہ طویل زمانہ سے ہے، جو تقریباً پانچ ہزار سال ہے، پھر وہ اکھڑ گیا، بلکہ زیادتی کرنے والے ہاتھوں نے اسے اکھاڑا کیوں کہ اسے آگ کی لپٹ نے نقصان پہنچایا تھا۔

۱۶ صفر سن ۷۵۳ھ کی اتوار کی صبح اسے آگ لگی، اور الجامع کی کونسل نے جلدی کی اور اس کی جمیعت کو پریشان کردیا اور اس کی مشتی پر غالب آ گئے، اور اس کے بدن سے جو صنوبر کی لکڑی سے بنا ہوا تھا اس کے تانبے کی جلد کو الگ کردیا، اور وہ دروازہ یوں معلوم ہوتا تھا گویا آج ہی کاریگر اس سے فارغ ہوا ہے، اور میں نے کلہاڑوں کو دیکھا کہ اس میں کام کرتے تھے اور مشقت سے اس میں تصرف کرتے تھے، پس پاک ہے وہ ذات جس نے ان لوگوں کو پیدا کیا جنہوں نے سب سے پہلے اسے بنایا، پھر اس زمانہ کے لوگوں کے لئے مقدر کیا کہ وہ ان طویل زمانوں کے بعد اسے گرادیں، لیکن ہر مدت کا ایک مقرر وقت ہے، اور بندوں کے رب کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔

چار ہزار بلکہ پانچ ہزار سال کی مدت سے اس دروازہ کے پہلے ہونے کا بیان

...حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ کے آغاز میں دمشق کی تعمیر کے باب میں اپنی سند سے، بحوالہ قاضی یحییٰ بن حمزہ تبلہی جو قدیم زمانہ میں وہاں کا حاکم تھا، بیان کیا ہے یہ قاضی ابن عمرو اوزاعی کے شاگردوں میں سے تھا، جب عبداللہ بن علی نے دمشق کو اس کے محاصرہ کے بعد فتح کیا، یعنی بنی امیہ کے ہاتھ سے اسے چھینا اور ان سے اس کی حکومت بھی چھین۔ تو انہوں نے دمشق کی فصیل کو گرادیا۔ اور انہوں نے ایک پتھر دیکھا جس پر یونانی زبان میں کچھ لکھا تھا تو ایک راہب نے آکر اسے پڑھا تو اس پر لکھا تھا، ارم الجبابرہ تجھ پر ہلاکت ہو جو برائی کے ساتھ تیرا قصد کرے گا، اللہ اسے تباہ کرے گا، اور اے جیرون الغربی وہ تیرے باب البرید سے ہے، اور پانچ عین چار ہزار سال بعد تیرے بافراغت زندگی گزارنے کے بعد اس کے ہاتھوں تیری فصیل کو توڑدیں گے اور اے جیرون وہ تجھ سے ہوگا، میں تیرے ئے اس شخص کے بدلہ کا امیدوار ہوں جو تجھ سے ہوگا، راوی کا بیان ہے کہ ہم نے پانچ عین پائے، عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب عین، بن عین بن عین بن عین بن عین، اس کا مقتضی یہ ہے کہ عبداللہ بن علی کے اس فصیل کو برباد کرنے کے وقت تک اس پر چار ہزار سال

ہو چکے تھے۔اور اس کی بربادی ۱۳۲ھ میں ہوئی جیسا کہ ہم نے تاریخ کبیر میں بیان کیا ہے۔اس لحاظ سے اس دروازہ کی بربادی تک جو اس سال یعنی ۱۳۲ھ میں ہوئی چار ہزار چھ سو اکیس سال ہو چکے ہیں۔واللہ اعلم۔

ابن عساکر نے ایک شخص سے نقل کیا ہے کہ حضرت نوح ﷺ ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے حران کے بعد دمشق کی بنیاد رکھی، اور یہ طوفان کے گزرنے کے بعد کا واقعہ ہے، بعض کا قول ہے، ذوالقرنین کے مشورہ سے ان کے غلام دمسقس نے اس کی بنیاد رکھی، بعض کا قول ہے عاد جس کا لقب دمشق تھا اور حضرت ابراہیم کا غلام تھا، نے اس کی بنیاد رکھی، اس کے علاوہ بھی دیگر اقوال ہیں۔لیکن سب سے واضح یہ ہے کہ یہ یونانیوں کا تعمیر کیا ہوا ہے، کیوں کہ ان کے ان کے عبادت خانوں کے محراب قطب شمالی کی طرف ہوتے تھے، پھر اس کے بعد نصاریٰ اس میں مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے، پھر ان کے بعد تمام مسلمان کعبہ مشرفہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے۔

ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ اس کے سات دروازے ہیں ہر دروازہ کے پاس ہیاکل سبعہ میں سے ایک ہیکل کی عید ہوتی ہے، پس باب القمر باب السلامت تھا وہ اسے باب الفرادیس الصغیر کا نام دیتے تھے اور عطارد کو باب الفرادیس الکبیر کہتے تھے، اور زہرہ کو باب توما، شمس کو باب شرقی، مریخ کو باب الجابیہ، مشتری کو باب الجابیۃ الصغیر، زحل کو باب کیسان کہتے تھے۔

ماہ رجب کے شروع میں مشہور ہو گیا کہ حلب کے نائب یلبغا اروش طرابلس کے نائب بکلمش حلب کے نائب امیر احمد بن مشد الشریخانہ سلطان کی اطاعت سے باغی ہو گئے تا کہ وہ شیخون اور وطار کو گرفتار کر لیں، حالانکہ ان دونوں کی حیثیت دیار مصر میں دائیں بازو کی تھی اور انہوں نے اس سلسلہ میں نائب دمشق امیر سیف الدین ارغون کاملی سے بھی رابطہ کیا، لیکن اس نے انکار کر دیا اور اس نے اصل واقعہ لکھ کر مصر بھیج دیا، جس سے لوگ خوف زدہ ہو گئے، اور اس امر کی تباہی سے گھبرا گئے پس اللہ ہی سے مدد مانگی جا سکتی ہے۔

آٹھ رجب کو پیر کا دن آیا تو نائب سلطنت نے امراء کو قصر ابلق میں جمع کیا نائب سلطنت نے ملک صالح کی دوسری بیعت کے لئے ان سے قسم لی، انہوں نے قسم اٹھا کر سلطان کی سمع وطاعت پر اتفاق کیا، اور اس پر قائم رہنے کا عہد کیا۔ ۱۷رجب بدھ کی شب وہ جبلیہ آ گئے جنہوں نے ان علاقوں سے حلبی افواج اور ان کے طرابلس اور حماۃ کے باشندے تھے ان کی آمد سے ثنیۃ العقاب کو بچانے کے لئے جمع کیا تھا، یہ جبلیہ تقریباً چار ہزار تھے، ان کی وجہ سے اہل برزہ اور ان کے اردگرد پہلوں کو بہت نقصان پہنچا۔

۲۰رجب ہفتہ کے روز نائب سلطنت سیف الدین ارغون دمشقی فوج کے ساتھ مسلمانوں سے جنگ کرتا ہوا کسوۃ کی جانب چلا گیا، شہر فوج سے بالکل خالی ہو گیا، لوگوں نے صبح کی تو کوئی نائب اور کوئی فوج نہیں تھی، گھر ان سے خالی ہو گئے، امیر سیف الدین الجی بغا عادل عارضی طور پر نائب تھا، لوگ باغات اور گھاٹیوں سے نکل کر شہر آ گئے اکثر امراء نے اپنے ذخائر اور اہل وعیال قلعہ منصورہ میں منتقل کر دیئے۔"اناللہ وانا الیہ راجعون"۔

امیر یلبغا اپنے ساتھیوں سمیت جب دمشق میں داخل ہونے کے قریب ہو گیا، تو لوگ گھبرا گئے۔اس کے راستہ میں جو بستیاں تھیں ان کے باشندے راتوں رات، الصالحیہ، باغات اور شہر کے اطراف میں منتقل ہو گئے، قلعہ کے متصل شہر کے دروازہ بند کر دیئے گئے، جیسے باب النصر اور باب الفرج اسی طرح باب الفرادیس، اکثر محلے باشندوں سے خالی ہو گئے انہوں نے اپنی ضروریات، ذخائر اور چوپائے جانوروں اور قلیوں کے ذریعہ شہر منتقل کر دیا اور انہیں اطلاع ملی کہ فوجیوں نے اپنے راستہ کی بستیوں میں سے جو تو ڑی اور کچھ جانور کھانے کے لئے لوٹ لئے، اور بسا اوقات بعض جاہلوں نے خرابی بھی کی، لوگ بہت خوفزدہ ہو گئے، اور ان کے دل پریشان ہو گئے۔

یلبغا اروش کی بغداد آمد......۲۳رجب بدھ کے حلب کا نائب امیر سیف الدین یلبغا اروش اپنی فوج کے ساتھ دمشق محروسہ آیا، طرابلس کا نائب امیر سیف بکلمش، حماۃ کا نائب امیر شہاب الدین احمد، صفد کا نائب امیر علاء الدین طیبغا ملقب بہ برناق بھی اس کے ساتھ تھے، بلاد حلب وغیرہ کے تائبین ترکوں اور ترکمانوں کی کثیر تعداد بھی اس کے ساتھ تھی، وہ سلطان کے نائبین کی جگہ سوق الخیل میں قلعہ کے نیچے کھڑا ہوا، جو فوج اس کے ساتھ وہاں سے آئی تھی اسے طلب کیا گیا تو وہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ ہتھیار بند ہو کر آئی، طبلخانات کے امراء کی تعداد ساٹھ یا اس سے کم و بیش تھی، جیسا کہ کئی دیکھنے والوں نے بیان کیا، پھر وہ زوال کے وقت اس خیمہ کی طرف روانہ ہوا جو مسجد القدم سے یلبغا کے گنبد کے قریب اس مہر کے پاس تھا جو

وہاں بنا ہوا ہے، یہ ایک تاریخی دن تھا کیوں کہ لوگوں نے فوج اور ساز وسامان کی کثرت کو دیکھا، بہت سے لوگوں نے حاکم دمشق کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ جانے کے بارے میں معذور خیال کیا تاکہ وہ ان کے مقابل نہ بنے، ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے قلوب کو ایسی چیز پر جمع کرے جس میں مسلمانوں کی بھلائی ہو۔

اس نائب قلعہ امیر سیف الدین اباجی کو پیغام پہنچا کہ وہ ارغون کے ذخائر اس کے حوالہ کردے، اس نے انکار کردیا، پھر وہ قلعہ میں محفوظ ہو گیا اس نے اسے ڈھانپ لیا، اس نے اس میں جوانوں، تیراندازوں اور فوج کو گھات میں بیٹھا دیا، اس نے بعض منجنیقیں بھی مہیا کی تاکہ وہ انہیں برج کے اوپر لے جائے، اس نے اہل شہر کو بازار اور دکانیں بند کرنے کا حکم دیا، شہر کے ایک دو دروازوں کے علاوہ تمام دروازے بند کرنے لگا۔ فوج کا غصہ اس پر بڑھ گیا، انہوں نے کچھ برے کاموں کا ارادہ کیا، پھر وہ لوگوں سے رک گئے، اللہ ہی محافظ ہے، علاوہ ازیں فوج کی آمد اور اس کے ادنیٰ لوگوں نے قریبی بستیوں باغوں، انگوروں اور کھیتوں پر غارتگری کی، وہ ان سے اپنے اور اپنے جانوروں کی کھانے کی چیزیں لوٹ کر لے گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ بہت بستیاں لوٹ لی گئیں، عورتوں اور لڑکیوں سے زیادتی کی گئی، حالات بگڑ گئے، اکثر تاجروں اہل ثروت جرمانے کے خوف سے روپوش ہو گئے۔ ہم اللہ ہی سے ان کی حسن عاقبت کے خواستگار ہیں۔

ماہ شعبان اور قبائل کے لوگ اپنے اثاثے، جانوروں، بیٹوں اور بیویوں کے منتقل کرنے میں مصروف تھے، باب الفرادیس اور جابیہ کے علاوہ شہر کے تمام دروازے بند تھے، ہر دن بستیوں اور قبائل کے لٹنے کی بہت سی باتیں سنتے تھے، حتیٰ کہ اکثر اہل صالحیہ منتقل ہو گئے، اسی طرح اہل عقیبہ اور شہر کے دیگر قبائل بھی اپنے جاننے والے اور ساتھیوں کے پاس منتقل ہو گئے، بعض قبائل اپنے اہل وعیال سمیت راستہ ہی میں اتر گئے، **لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم**۔

قاذان کا زمانہ پانے والے اکثر مشائخ کا قول ہے یہ وقت لوگوں کے لئے بڑا مشکل تھا، کیونکہ انہوں نے غلے اور عمدہ عمدہ پھل چھوڑے تھے، اہل شہر شدید اضطراب میں تھے، کیوں کہ انہیں عورتوں کے ساتھ زیادتی کی اطلاعات مل رہی تھی، وہ ہر نماز میں مفسدین کا نام لے کر ان کے لئے بدعائیں کرتے تھے، وہ ہر وقت اپنے امراء اور ان کے اتباع اور نائب قلعہ امیر سیف الدین اباجی مراد لیتے، لوگوں کا دل مطمئن ہو جاتا اور ان کا عزم قوی ہو جاتا۔

اور وہ انہیں دیار مصر سے سلطان کے ساتھ فاتح افواج لے کر بلاد غزہ کی طرف روانہ ہونے کی بشارت دیتے جہاں پر دمشقی فوج موجود تھی تاکہ وہ سب اس کی خدمت میں اور اس کے سامنے آجائیں اور خوشی کے شادیانے بجائے جاتے، اور لوگ خوش ہو جاتے، پھر اطلاعات رک جاتیں اور روایات باطل ہو جاتیں تو وہ گھبرا جاتے وہ روزانہ بڑی شان وشوکت اور وعدے اور خوب تیاری کر کے نکلتے، پھر سلطان آیا، مسجد الدبان سے قلعہ منصورہ کے اندر تک اس کے لئے فرش بچھانے جانے کی جگہ سے امراء اس کے سامنے پیدل چلے، وہ سرخ قبا پہنے ہوئے اصیل قیمتی گھوڑے پر سوار تھا، جو کمان کی طرح سیدھا چلتا تھا اس کی جبین خوبصورت تھی، اس پر مملکت اور ریاست کے نشانات تھے اس کے سر پر ریشم تھا، جسے بعض اکابر نے اٹھایا ہوا تھا، جب بھی دیکھنے والے اسے دیکھتے تو اس کے لئے بلند آواز سے عاجزانہ دعائیں کرتے، اس موقع پر لوگ بہت خوش تھے یہ ایک تاریخی دن تھا۔ اللہ اسے مسلمانوں کے لئے مبارک بنائے۔

وہ قلعہ منصورہ میں اترا، خلیفہ معتضد ابوالفتح بن ابی بکر مستکفی اس کے ساتھ آیا، وہ اس کی دائیں جانب سوار تھا نائب شام کے ساتھ دن کے آخری حصہ میں بقیہ امراء مدرسہ دماغیہ میں اترے، ان کے آگے طار اور شیخون، بطیغا اور اس کے باقی مفسدین ساتھیوں کی تلاش میں تھے۔

اس ماہ کی دو تاریخ جمعہ کے روز بادشاہ جامع اموی میں آیا، اس نے نماز جمعہ اس مشہد میں ادا کی جس میں سلطان کے نائبین ادا کرتے ہیں۔ اس نے وہاں خوب دعائیں کیں، آتے جاتے محبت کا اظہار کیا، اللہ تعالیٰ اس کی عبادت قبول فرمائے۔ پھر اس نے ۹ تاریخ دوسرے جمعہ پر بھی ایسا ہی کیا۔

اس ماہ کی دسویں تاریخ جمعہ کے روز ہم جمع ہوئے۔ شیخ عمادالدین بن کثیر مصنف نے خلیفہ معتضد باللہ ابی الفتح بن ابی بکر بن المستکفی باللہ ابی الربیع سلیمان ابن الحاکم بامر اللہ ابی العباس احمد سے ملاقات کی، اور اس پر سلام کیا وہ اس وقت مدرسہ دماغیہ کے باب الفرج میں تشریف فرما ئے، میں نے ان کے پاس ایک جزء دیکھا جسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی مسند میں روایت کیا، اور وہ شیخ عزالدین بن ضیاء

الحموی کا بخاری سے سماع ہے اور زینب بنت مکی نے احمد بن حصین عن ابن المذھب عن ابی بکر ابن مالک عن عبداللہ بن احمد عن ابیہ روایت کیا، اور اس نے ان دونوں کا ذکر کیا، حاصل یہ کہ وہ نوجوان خوبصورت شکل، شیر گفتار، متواضع، جید الفہم اور شیریں بیان تھا۔ اللہ آپ کے سلف پر رحم فرمائے۔

۱۴ تاریخ کو ایلچی بلاد حلب سے یلبغا کے گرفتار اصحاب کی تلواریں لے کر آیا۔ ۱۵ تاریخ جمعرات کے روز سلطان ملک صالح شاہانہ نخوت کے ساتھ طارمہ سے قصر ابلق میں منتقل ہو گیا، اور وہ نماز جمعہ کے لئے باہر نہیں آیا بلکہ اس نے قصر مذکور ہی میں نماز پر اکتفا کیا۔ جمعہ کے روز دن کے ابتدائی حصہ میں امیر سیف الدین شیخون اور وطار بلاد حلب سے اپنی فوج کے ساتھ آئے، وہ یلبغا اور اس کے بقیہ ساتھیوں سے ان کے بلاد زلفادر الترکمانی میں داخل ہونے کی وجہ سے مل نہیں سکے، اور وہ کم تھے، انہوں نے اس کے امراء کی ایک جماعت گرفتار کر لی، اور وہ زنجیروں اور بیڑیوں میں امیرین مذکورین کے ساتھ تھے۔

وہ دونوں بادشاہ کے پاس قصر ابلق میں آئے، انہوں نے سلام کیا، اس کے سامنے زمین کو بوسہ دیا، اسے عید مبارک دی، طار آتمش کے گھر میں شمال مشرقی جانب اترا، اور شیخون حاجب ایاس کے گھر میں لفظ ہریہ البرانیہ کے قریب اترا، باقی لشکر شہر کے اطراف میں اترا امیر سیف الدین ارغون نے مذکورہ سوال کی وجہ سے نائب کی حیثیت سے حلب میں قیام کیا، حکم نامہ میں اسے بڑے بڑے القاب سے خطاب کیا گیا اس نے قیمتی خلعت پہنا، اس کی بہت زیدہ تعظیم کی گئی، تا کہ یلبغا کے خلاف متحد ہو جائیں کیوں کہ ان دونوں میں سخت عداوت تھی سلطان نے مصریین اور شامیین کے ساتھ عید کی نماز پڑھائی، قاضی تاج الدین المناوی المصری نے جو مصری لشکر کا قاضی تھا سلطان اور اس کے اقارب کے حکم سے انہیں خطبہ دیا، اس پر خلعت کی گئی۔

یلبغاء کے ساتھیوں میں سے سات امراء کا قتل: ... تین شوال پیر کے روز مصر سے پہلے بادشاہ سوار ہو کر قصر ابلق سے طارمہ کی طرف گیا۔ اس کے سر پر خیمہ اور پرندہ تھا جنہیں امیر بدرالدین بن خطیر اٹھائے ہوئے تھا، وہ طارمہ میں بیٹھا، لشکر اس کے سامنے قلعہ کے نیچے کھڑا ہوا، انہوں نے ان امراء کو حاضر کیا جنہیں وہ بلاد حسب سے لائے تھے وہ امیر کو کھڑا کرنے لگے اور اسے مشورہ دینے لگے، ان میں بعض نے اس کی سفارش کی بعض نے ٹکڑے کرنے کا مشورہ دیا، چنانچہ سات کے ٹکڑے کر دیئے گئے، پانچ طبلخانات اور دو ہزار تھے، ان میں نائب صفد برناق بھی تھا، باقیوں کے بارے میں سفارش کی گئی، انہیں واپس جیل بھیج دیا گیا، وہ پانچ تھے۔

۵ تاریخ بدھ کے روز سات امراء دمشق گرفتار کیے گئے بہت سی حکومتیں تبدیل ہو گئیں، فوجی سپاہیوں کی ایک جماعت نے تسلط پا لیا۔

بادشاہ کا دمشق سے بلاد مصر جانا: سات شوال جمعہ کے روز بادشاہ اپنی فوج کے ساتھ نماز جمعہ کے لئے قصر ابلق سے جامع اموی گیا جب وہ باب النصر کے قریب پہنچا تو ساری فوج اس کے آگے پیدل چلی، یہ ایک سرد اور کیچڑ والا دن تھا، بادشاہ نے مصحف عثمانی کے پہلو میں نماز ادا کی، پہلی صف میں اس کے ساتھ کوئی نہیں تھا، بقیہ تمام امراء اس کے پیچھے صف میں تھے، اس نے خطیب کا خطبہ سنا، نماز کے بعد عشر کے دسویں حصہ کے گرانے کا خط پڑھا گیا۔

بادشاہ اپنی فاتح فوج کے ساتھ باب نصر سے نکلا، لشکر سوار ہو بادشاہ اپنی فاتح فوج کے ساتھ سلامتی اور عافیت سے الکسوۃ کی جانب روانہ ہو گیا، بادشاہ نکلا تو دمشق میں کوئی نائب سلطنت نہیں تھا، عارض نائب امیر بدرالدین بن خطیر تھا جو امور کے بارے میں گفتگو کرتا تھا تا کہ کوئی نائب آ کر متعین ہو جائے، اور عافیت کے ساتھ بادشاہ کے دیار مصر آنے کی اطلاعات آ جائیں۔ چنانچہ ذیقعدہ کے آخر میں سلطان بڑی شان و شوکت سے واپس آیا وہ ایک تاریخی دن تھا، اس نے تمام امراء پر خلعت کی، شام کی نیابت کی خلعت امیر علاء الدین مردانی نے پہنی، امیر علم الدین بن زنبور گرفتار ہو گیا، وزارۃ الصاحب موفق الدین نے سنبھالی۔

۵ ذی الحجہ ہفتہ کی صبح امیر علاء الدین علی الجمد اردیہ مصر سے دمشق محروسہ آیا، بڑا دستہ وہاں کی نیابت پر متولی تھا، حسب عادت اس کے آگے امراء تھے، وہ بہادر آص کی قبر کے پاس ٹھہرا حتیٰ کہ فوج اس پر پیش کی گئی، وہ دارالسعادۃ میں داخل ہو ا نائبین کی عادت کے مطابق اس میں اترا، اللہ اس کے چہرہ کو مسلمانوں کے لئے مبارک بنائے۔

۱۳ ذی الحجہ ہفتہ کے روز دوادار السلطان امیر عزالدین مغلطائی دیار مصر سے آیا، وہ قصر ابلق میں اترا، وہ یلبغا اور اس کے ساتھیوں کی طرف فوج پہنچنے کے لئے بلاد حلب جانے کا ارادہ کئے ہوئے تھا۔

واقعات ۷۵۴ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو دیار مصر، بلاد شام، بلاد حلب، اس کے متصل علاقوں اور حرمین کا بادشاہ ملک صالح صلاح الدین صالح ابن الملک ناصر محمد ابن الملک منصور قلاوون صالحی تھا۔ دیار مصر کا نائب امیر سیف الدین قبلائی تھا، نظام حکومت کے مشیر سیف الدین شیخون، سیف الدین طاز اور سیف الدین صرغتمش ناصری قاضی القضاۃ اور سیکرٹری گذشتہ سال والے تھے۔ تین امراء یلبغا، امیر احمد اور بکلمش سے قتال کرنے کی وجہ سے حلب کا نائب امیر سیف الدین ارغون کاملی تھا، جو کچھ ان تینوں امراء نے گذشتہ سال رجب میں کیا اسے ہم بیان کر چکے، پھر انہوں نے زلغادر الترکمانی کی حفاظت میں بلاد بلبیین میں پناہ لی، پھر اس نے صاحب مصر کے خوف سے ان کے خلاف تدبیر کر کے انہیں نائب حلب مذکور کے قبضہ میں دیدیا، اس سے مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، وللہ الحمد والمنۃ۔

طرابلس کا نائب امیر سیف الدین اتمش تھا جو پہلے دمشق کا نائب تھا جیسا کہ ہم نے بیان کیا، پھر حالات تبدیل ہو گئے، حتیٰ کہ سلطان کی دمشق آمد کے موقع پر اسے طرابلس کا نائب بنا دیا گیا۔

اس سال کے آغاز میں متواتر اطلاعات آتی رہیں کہ تینوں امراء یعنی یلبغا، بکلمش اور امیر احمد نائب حلب امیر سیف الدین ارغون کے قبضہ میں ہیں وہ تینوں قلعہ میں مقید اپنے بارے میں حکم کے منتظر تھے، اس سے مسلمانوں کو بڑی خوشی ہوئی۔

۷ محرم ہفتہ کے روز امیر عز الدین مغلطائی الدویدار بلاد حلب سے واپس دمشق پہنچا، اس کے ساتھ یلبغا باغی کا سر تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے دونوں ساتھیوں (بکلمش جو طرابلس کا نائب تھا اور امیر احمد جو حماۃ کا نائب تھا) کے بعد اسے قدرت دی نائب حلب سیف الدین ارغون کامل کے سامنے ان دونوں کے سر قلم کئے گئے، پھر انہیں مصر بھجوا دیا گیا، جب ان دونوں کے بعد یلبغا کا سر پہنچا تو اس کے ساتھ بھی مصر کے بعد سوق الخیل میں نائب سلطنت کے سامنے ان دونوں جیسا سلوک کیا گیا، فوج اور عوام اس کے قتل پر بہت خوش ہوئے تمام مسلمان بھی خوش ہوئے۔

۲۸ ربیع الاول جمعہ کے روز محلہ شاغور کی المنذار مسجد میں جمعہ پڑھا گیا، جمال الدین عبداللہ ابن الشیخ شمس الدین ابن قیم الجوزیہ نے اس میں خطبہ دیا، پھر انہوں نے اس کے بارے میں گفتگو کی، نوبت بایں جا رسید کہ دوسرے دن اہل محلہ سوق الخیل میں گئے وہ جامع سے دو خلیفوں کے جھنڈے اور مصحف اٹھا لائے، پھر نائب سلطنت کے پاس انہوں نے اس سے سوال کیا کہ وہ انہیں خطبہ دے، اس نے اسی وقت ان کی بات مان لی، پھر اس کے جواز میں نزاع واقع ہو گیا جس کی وجہ سے قاضی حنبلی نے مسلسل اس کے جاری رکھنے کا حکم دیا، اس کے بعد جھگڑوں کا طویل سلسلہ شروع ہو گیا۔

۷ ربیع الاول اتوار کے روز امیر کبیر سیف الدین الجی بغا العادلی نے وفات پائی، آپ کو اس قبر میں دفن کیا گیا جسے آپ نے قدیم زمانہ سے باب الجابیہ کے باہر بنایا تھا، اور وہ آپ ہی کے نام سے مشہور تھی، آپ عرصہ ساٹھ سال سے امارت پر فائز تھے۔ ارغون شاہ نے تربت میں آپ کو گزند پہنچائی جس کی ضرب نے آپ کا کام تمام کر دیا اس ضرب سے آپ کا دایاں ہاتھ متاثر ہوا، اس کے باوجود آپ احترام و تعظیم کے ساتھ وفات تک امیر رہے، اللہ آپ پر رحم فرمائے۔

نہایت عجیب واقعہ جب میں امیر ناصر الدین بن اقوس کو بعلبک کی نیابت پر مبارکباد دینے گیا تو وہاں میں نے ایک نوجوان دیکھا جس کے بارے میں حاضرین نے مجھے بتایا کہ پہلے مؤنث تھا، پھر اس کا ذکر ظاہر ہو گیا، اور اس کا معاملہ بلاد طرابلس میں مشہور ہو گیا، اور دمشق کے باشندوں میں بھی پھیل گیا، اور لوگوں میں اس کے بارے میں چہ مگوئیاں ہونے لگیں جب میں نے اسے دیکھا تو اس کے سر پر ترکی ٹوپی تھی، میں نے حاضرین کی موجودگی میں اسے کہا کہ معاملہ کی حقیقت کیا ہے وہ جھینپ گیا اور اس پر عورتوں جیسی شرمندگی غالب آ گئی، پھر اس نے بتایا ۱۰ سال تک میرا شمار عورتوں میں ہوتا رہا، میرے گھر والوں نے تین آدمیوں سے میری شادی کی، لیکن وہ تینوں مجھ پر قابو نہ پا سکے، ان تینوں نے مجھے طلاق دیدی، پھر میرا حال عجیب ہو گیا میرے پستان سکڑ کر چھوٹے ہو گئے، دن رات مجھ پر نیند کا حملہ رہتا تھا، پھر میرے فرج سے تھوڑی تھوڑی ایک چیز نکلنے لگی پھر وہ

بڑھتے بڑھتے ذکراور حصتین کے مشابہ ہوگئی، میں نے اس سے سوال کیا کہ وہ چھوٹی تھی یا بڑی وہ جھینپ گیا، پھر اس نے بتایا وہ انگلی کے بار برتھی، پھر میں نے اس سے احتلام کے بارے میں سوال کیا اس نے جواب دیا کہ جس وقت سے میرا یہ حال ہوا ہے اس وقت سے دوبار مجھے احتلام ہوا، اور اس نے یہ بھی بتایا کہ اس کی اس حالت کو چھ ماہ ہو گئے ہیں۔

اس نے یہ بھی بتایا کہ وہ عورتوں والے کام روئی کا تنا، پھول بوٹے بنانا، زرکاشی وغیرہ کرنا خوب اچھی جانتا ہے اس کے بعد میں نے اس سے اس کے عورتوں میں شمار ہونے والے زمانہ کے نام کے بارے میں پوچھا، اس نے بتایا اس وقت میرا نام نفیسہ تھا، پھر میں نے پوچھا اب تیرا نام کیا ہے، اس نے کہا عبداللہ اس نے یہ بھی بتایا کہ جب اس کی یہ حالت ہوگئی تو اس نے اسے اپنے گھر والوں حتیٰ کہ اپنے باپ سے پوشیدہ رکھا، پھر اس کے گھر والوں نے چوتھے شخص سے اس کی شادی کرنے کا ارادہ کیا اس وقت اس نے اپنی والدہ سے کہا کہ میری تو یہ حالت یہ بن گئی جب اس کے اہل خانہ کو اس کی اس حالت کا علم ہوا تو انہوں نے نائب سلطنت کو اس سے آگاہ کیا، اور اس کا محضر لکھ کر پہنچا، اور اس کا امر مشہور ہوگیا، پھر وہ دمشق آیا اور نائب کے سامنے کھڑا ہوا، نائب نے اس سے سوال کیا، اس نے نائب کے سامنے وہی کچھ بیان کیا جو میرے سامنے بیان کیا تھا، حاجب سیف الدین کلتن بن اقوس نے اسے اپنے پاس رکھ لیا، اور اسے فوجی لباس پہنا دیا، اس کے چہرہ چال، گفتار میں عورتوں جیسا زنانہ پن تھا۔ پاک ہے وہ ذات جو چاہتی ہے کرتی ہے، ایسا واقعہ دنیا میں شاذونادر ہی ہوتا ہے، میرے نزدیک اس کا ذکر پرندہ کے اخروٹ میں پوشیدہ تھا، پھر اس نے بچے دیئے پھر وہ آہستہ آہستہ نمایاں ہوا، حتیٰ کہ پورے طور پر نمایاں ہوگیا، پھر انہیں معلوم ہوگیا کہ وہ مرد ہے، نیز اس نے مجھے یہ بھی بتایا کہ اس کا ذکر مختون ہونے کی حالت میں ظاہر ہوا تو اس کا نام ختان القمر رکھا گیا، اور یہ بات بہت پائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔

پانچ رجب منگل کے روز امیر عزالدین بقطیۃ الدویدار حلب سے واپس آیا، جس بات پر حلبی افواج نے اتفاق کیا تھا کہ وہ اپنے نائب اور ان قلعوں کے نائبین اور فوج کے ساتھ خفف بن زلغادر الترکمانی کے پیچھے جائینگے اس کے بارے میں بتایا، جس نے یلبغا اور اس کے لواحقین کی سلطان کے خلاف خروج کرنے پر مدد کی تھی اور وہ اس کے ساتھ دمشق آیا، اس کا تفصیلی حال گذشتہ سال میں بیان ہو چکا۔

انہوں نے اس کے اموال اور ذخائر لوٹ لئے، اس کے لڑکوں، قریبی رشتہ داروں اور اس کی بیوی میں سے بہت سوں کو گرفتار کرلیا، فوج نے اس کی بکریوں، گائیوں، غلاموں، جانوروں اور سامان وغیرہ سے بہت کچھ چھین لیا اس نے ابن ارطنا کی پناہ لی، اس نے اس کی محافظت کی اور اسے اپنے یہاں قید کرلیا، پھر اس نے سلطان سے اس کے معاملہ میں مراسلت کی، پس لوگ حلبی فوج کے راحت حاصل کرنے اور بہت کوفت برداشت کرنے کے بعد اس کی سلامتی پر بہت خوش ہوئے۔

اس ماہ کی ۱۳ تاریخ بدھ کے روز ان امراء کی آمد ہوئی جو اسکندریہ میں سلطان کی دیار مصر سے واپسی کے وقت سے مقید تھے، ان میں سے بعض پر یلبغا کی امداد کرنے اور اس کی خدمت کرنے کا الزام تھا، جیسے امیر سیف الدین ملک آجی، علاءالدین علی المسمقدار، وساطلمس الجلالی اور ان کے ساتھیوں پر۔

ماہ رمضان کے شروع میں مفتیوں کی ایک جماعت نے علماء کے دو قولوں میں سے ایک پر فتویٰ دیا اور وہ دونوں ہمارے اصحاب شافعیہ کے مقصود تھے وہ گرجوں کے گرنے کے بعد ان کے اعادہ کا جواز ہے، قاضی القضاۃ تقی الدین سبکی نے ان کا معارضہ کیا، انہیں ڈانٹ پلائی اور انہیں فتویٰ دینے سے روک دیا۔ انہوں نے اس بارے میں ایک کتاب ''الد سائس فی الکنائس'' تصنیف کی جو منع پر مشتمل تھی۔

۵ رمضان کو امیر ابو الغادر الترکمانی کو لایا گیا، جس نے گذشتہ سال افعال قبیحہ پر یلبغا کی مدد کی تھی، اس پر تنگی کی گئی، پھر آج کے دن قلعہ منصورہ میں اسے قید کر دیا گیا۔

واقعات ۷۵۵ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو دیار مصر، بلاد شام اور اس کے ملحقات، حرمین شریفین اور ان کے اردگرد بلاد حجاز وغیرہ کا بادشاہ ملک صالح صلاح الدین ابن الملک الناصر محمد ابن الملک المنصور قلاوون الصالحی تھا، جو نائب شام کا نواسہ ہے اور دولت ناصریہ میں تھا، اس کا نائب دیار مصر میں امیر سیف

الدین قبلائی ناصری تھا، اور اس کا وزیر قاضی موفق الدین تھا۔ ان کے شہروں کے قاضی گذشتہ سال والے تھے، ان میں سے قاضی القضاۃ عز الدین بن جماعہ شافعی بھی تھے جنہوں نے اس سال حجاز شریف کی ہمسائیگی اختیار کر لی تھی قاضی تاج الدین مناوی ان کے منصب پر کام کر رہے تھے۔ سیکریٹری قاضی علاء الدین بن فضل اللہ واعدو تھا۔ مملکت کے منتظم تین امراء سیف الدین شیخون، صرغتمش ناصری امیر کبیر الدوادار عذ الدین مغلطائی ناصری تھے۔

اس سال کا آغاز ہوا تو امیر سیف الدین شیخون ایک ماہ یا اس کے قریب سے مصائب میں مبتلا تھا۔ دمشق کا نائب امیر علاء الدین امیر علی المارداني تھا، دمشق کے قاضی گذشتہ سال والے تھے۔

کچہریوں کا ناظم شمس الدین موسیٰ بن تاج اسحاق، سیکرٹری قاضی ناصر الدین بن شرف یعقوب شہر کا خطیب جمال الدین محمود بن جملہ، و اس کا محتسب شیخ علاء الدین انصاری تھا جو شیخ بہاء الدین ابن امام مشہد کا قریبی تھا اور اس کی جگہ امینیہ کا مدرس تھا۔

ماہ ربیع الاول میں امیر علاء الدین مغلطائی آیا جو اسکندریہ میں مقید تھا پھر اسے رہا کر دیا گیا، اس سے قبل وہی حکومت تھی، اسے شام کی طرف جانے کا حکم دیا گیا تا کہ وہ طرابلس کے نائب حمزہ اتمش کے پاس رہے منجک جو دیار مصر میں اس کا وزیر تھا وہ بھی مغلطائی کے ساتھ اسکندریہ میں قید تھا، وہ بیکار رہنے کے لئے صفد میں مقیم تھا، جس طرح مغلطائی کو بیکار رہنے کے لئے طرابلس میں قیام کا حکم دیا گیا، تا کہ اس کے بارے میں اللہ کا حکم آ جائے۔

ایک عجیب و نادر واقعہ...... جمادی الاولیٰ پیر کے روز اہل حلہ کا ایک رافضی جامع دمشق کے پاس سے گزرا، اور وہ آل محمد پر سب سے پہلے ظلم کرنے والے شخص کو گالیاں دے رہا تھا، اور وہ مسلسل بار بار یہی بات کہہ رہا تھا، نہ اس نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اور نہ حاضر جنازہ میں شریک ہوا، علاوہ ان میں لوگوں کے نماز میں مشغول ہونے کے وقت وہ بار بار یہی بات کہہ رہا تھا۔

جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے اس کی طرف بڑھکر اسے پکڑ لیا کیا دیکھتے ہیں کہ قاضی القضاۃ شافعی اس جنازہ میں لوگوں کے ساتھ شریک ہیں۔ میں نے اس کے نزدیک جا کر اس سے پوچھا کہ آل محمد پر سب سے پہلے ظلم کرنے والا کون ہے، اس نے کہا ابو بکر صدیق، پھر اس نے لوگوں کے سامنے بلند آواز سے کہا خلفاء راشدین معاویہ اور یزید پر اللہ کی لعنت ہو، اس نے دوبارہ یہ بات کی، حاکم نے اسے جیل میں بند کرنے کا حکم دیا، مالکی نے اسے بلوا کر کوڑے لگوائے لیکن وہ اپنی حرکت سے باز نہیں آیا جو کسی بد بخت انسان ہی سے صادر ہو سکتی ہے، اس ملعون کا نام علی بن ابی الفضل بن محمد بن حسین بن کثیر تھا اللہ اس کا برا کرے۔

۱۷ جمادی الاولیٰ جمعرات کے روز اس کے بارے میں غور کرنے کے لئے دار السعادۃ میں ایک مجلس منعقد ہوئی جس میں چاروں قاضی حاضر ہوئے، اسکو طلب کیا گیا، نائب مالکی نے اللہ کے فیصلے کے مطابق اس کے قتل کا حکم دیا فوراً قلعہ کے نیچے اسے قتل کر دیا گیا، عوام نے اسے جلا دیا، اس کے سر کو شہر کا گشت کرایا گیا اور یہ اعلان کیا گیا کہ اصحاب رسول کے دشمن کی یہی سزا ہے۔

میں نے قاضی مالکی کے ساتھ میں اس جاہل سے مناظرہ کیا، اس کے پاس کچھ باتیں تھی جنکو غالی رافضی کہتے ہیں، اس نے ابن مطر کے اصحاب سے کچھ کفر اور زندیقیت کی باتیں سیکھی تھیں اللہ اس کا اور ان کا برا کرے۔

سلطان کا خط آیا کہ ذمیوں کو شروط عمریہ کا پابند کیا جائے۔

۱۸ رجب جمعہ کے روز جامع دمشق کے مجرہ میں نائب سلطنت، بدوؤں کے امیر، امراء کبار، اہل حل وعقد اور عام لوگوں کی موجودگی میں بادشاہ کا خط پڑھا گیا کہ ذمیوں کو شروط عمریہ و دیگر زائد شروط کی پابندی کرنی ہوگی۔

(۱) حکومت کے کسی رکن اور امراء سے وہ خدمت نہیں لیں گے۔

(۲) ... ان کا عمامہ دس ہاتھ سے کم ہوگا۔

(۳) گھوڑے خچر کی سواری نہیں کرینگے صرف گدھے پر چوڑے پالان کی صورت میں سواری کریں گے۔

(۴) ...... ذمی یا زرد تانبے یا شیشے کی انگوٹھی کی علامات کے ذریعہ وہ داخل ہوں گے۔
(۵)......ان کی عورتیں مسلمان عورتوں کے ساتھ حمام میں داخل نہیں ہوں گی۔
(۶)......ان کے لئے مخصوص حمام ہوں گے۔
(۷)......نصاری کی چادر ازرق کتان اور یہود کی چادر اصفر کتان کی ہوگی۔
(۸)......ان کا ایک موزہ سیاہ اور دوسرا سفید ہوگا۔
(۹)......ان کے مردوں کی میراث شرعی حکم کے مطابق تقسیم ہوگی۔

۱۲ جمادی الثانی اتوار کی شب باب الجابیہ کا اسٹور جل گیا، مسلمانوں نے ان کھانوں اور نفع بخش ذخائر کو باب الجوانی سے باب البرانی تک گم پایا۔
مصری شافعی کے وعظ کے لئے جامع اموی میں محراب صحابہ کے سامنے جگہ تیار کی، اعیان فضلاء اور عام لوگ آپ کی وعظ میں شریک ہوئے انہوں نے کسی کم و پیش خرابی اور توقف کے بغیر آپ کے شیریں کلام اور بیان کی تعریف کی، اور یہ سلسلہ عصر تک طویل ہوگیا۔
۳ رمضان اتوار کے روز جامع دمشق کے صحن میں قبۃ النسر کے نیچے قاضی کمال الدین حسین ابن قاضی القضاۃ تقی الدین سبکی شافعی اور اس کے نائب کا جنازہ پڑھا گیا، نائب سلطنت امیر علاء الدین علی، شہر کے قاضی خواص وعام نے نماز جنازہ میں شرکت کی، آپ کا جنازہ قابل رشک تھا، آپ کے والد قاضی القضاۃ دو شخصوں کے سہارے جنازہ میں آئے اس وقت ان پر غم کے آثار نمایاں تھے، انہوں نے ہی اپنے لڑکے کی نماز جنازہ پڑھائی، آپ کی سماحت اخلاق اور دلجمعی کی وجہ سے لوگوں نے آپ کی وفات پر افسوس کیا، آپ اچھے فیصلے کرتے تھے، آپ نے چند مدارس میں تدریس کی، برانیہ اور عذراویہ بھی ان ہی میں سے ہیں، آپ نے افتاء کا کام بھی کیا اور صدر بنے، نحو، فقہ اور فرائض وغیرہ میں آپ کو کمال حاصل تھا، قاسیون کے صحن میں آپ قبرستان میں دفن کئے گئے جو آپ ہی کے نام سے مشہور تھا۔

ملک ناصر حسن ابن الملک ناصر محمد بن قلاوون کی واپسی...... ۲۰ شوال پیر کے روز جمہور امراء نے امیر شیخون اور صر غتمش کے ساتھ طار کے شکار پر جانے کی وجہ سے اس کی غیر موجودگی میں ملک صالح صالح بن ناصر کی معزولی پر اتفاق کیا، اس کی والدہ تنکز کی بیٹی تھی، اس کے بھائی ملک ناصر حسین کو واپس لاتا تھا، اور وہ اس دن وہاں تھا۔ صالح پر تنگی کر کے اسے گھر کا پابند کردیا گیا، اس کی خوندہ بنت امیر سیف الدین تنکز نائب شام کو قطلبو طار کے حوالے کردیا گیا، اس کے بھائی، سنقم اور بادشاہ کے حقیقی بھائی نے عمر بن احمد بن بکتمر ساقی کو گرفتار کرلیا، اور دیار مصر میں بڑی گڑ بڑ ہوگئی اس کے باوجود ایلچی اور بیعت کی خبر ۱۳ شوال جمعرات کی شام آئی، اس کی وجہ سے عز الدین ایدمر النفس آیا اور اس نے نائب کی بیعت کی، اس سے قبل اس نے اسے قیمتی خلعت دیا، امراء حسب عادت اداراے سنارہے تھے، خوشی کے شادیانے بجے، شہر آراستہ کیا گیا۔
خطیب نے جمعہ کے روز منبر پر نائب سلطنت قضاۃ اور ارکان حکومت کی موجودگی میں خطبہ پڑھا۔
۱۹ شوال جمعرات کی صبح امیر سیف الدین منجک طرابلس کی نیابت پر جاتے ہوئے دمشق آیا، اور امیر عز الدین ایدمر کے ساتھ قصر ابلق میں اترا چند روز قیام کے بعد وہ اپنے شہر واپس چلا گیا۔
۲۶ تاریخ جمعرات کی صبح امیر سیف الدین طاز حلب کی نیابت پت جاتے ہو دیار مصر سے آیا نائب سلطنت نے القبیبات میں جامع کریم الدین کے پاس جاکر اس کا استقبال کیا، اور باب الفرادیس تک اس کی مشایعت کی، پھر وہ چلا اور وطاۃ برزہ میں اترا، وہیں رات گزاری، پھر صبح واپس چلا گیا، اور وہ امیر شیخون کے مشابہ تھا بلکہ اس سے قوی تھا، اس نے اسے بلاد حلب کی طرف بھیج دیا اور وہ قابل قدر کارناموں کے باعث عوام کا محبوب تھا، جیسا کہ گذر چکا۔

واقعات ۷۵۶ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو اسلام اور مسلمانوں کا بادشاہ سلطان ملک ناصر حسن ابن الملک ناصر محمد ابن الملک قلاوون صالحی تھا، دیار مصر نائب اور وزیر سے خالی تھا، ان کے قاضی گذشتہ سال والے تھے، دمشق کا نائب امیر علی ماردانی تھا، قاضی، حاجب خطیب، اور سیکرٹری گذشتہ سال والے تھے

حلب کا نائب امیر سیف الدین طاز تھا طرابلس کا نائب منجک تھا، حماۃ کا نائب استدمر عمری تھا، صفد کا نائب امیر شہاب الدین بن صبح حمص کا نائب ناصر الدین بن اقدس بعلبک کا نائب الحاج کامل تھا۔

۹ صفر پیر کے روز امیر ارغون کامل گرفتار کیا گیا جو ایک مدت تک دمشق کا نائب پھر اس کے بعد حلب کا نائب رہا، پھر جس وقت طاز دیار مصر کا حاکم بنا اسے دیار مصر کی طرف طلب کیا گیا، اس نے اسے گرفتار کر کے اسکندریہ بھجوا دیا۔

ماہ صفر کے ہفتہ کے روز قاضی القضاۃ تاج الدین عبدالوہاب ابن قاضی القضاۃ تقی الدین سبکی کے پاس شافعیہ کی قضاء کا حکم نامہ آیا، اس کے والد کی موجودگی میں ہوا، لوگ سلام کرنے کے لئے اس کے پاس گئے۔

۲۶ ربیع الثانی کو قاضی القضاۃ تقی الدین سبکی اپنے لڑکے تاج الدین عبدالوہاب کے قاضی القضاۃ اور دارالحدیث اشرفیہ کی مشیخت میں مستقل ہونے کے بعد پالکی میں بیٹھ کر دیار مصر گئے، آپ کے ساتھی آپ کے لڑکوں اور رشتہ داروں کی ایک جماعت بھی تھی، اس میں آپ نواسہ قاضی بدر الدین بن ابی الفتح بھی تھے، اس سے قبل لوگوں نے آپ کو الوداع کہا، آپ کمزور ہو چکے تھے، لوگ بڑھاپے اور ضعف کی وجہ سے آپ کے بارے میں سفر کی مشقت سے ڈرتے تھے۔

۶ جمادی الثانی جمعہ کے روز ظہر کے بعد قاضی القضاۃ تقی الدین بن علی بن عبدالکافی بن تمام سبکی، مصری، شافعی کا جنازہ پڑھا گیا، تین تاریخ سوموار کے روز آپ نے مصر میں وفات پائی، اور آج صبح دفن کئے گئے، آپ کی عمر کے ۹۳ سال مکمل ہو گئے تھے اور ۹۴ سال شروع ہو چکا تھا، دمشق میں آپ ستر سال تک فیصلوں پر متصرف رہے، پھر اپنے لڑکے قاضی القضاۃ تاج الدین عبدالوہاب کے لئے دستکش ہو گئے، پھر پالکی میں بیٹھ کر دیار مصر چلے گئے، جیسا کہ ہم نے بیان کیا، مصر پہنچنے کے بعد ایک ماہ سے قبل ہی آپ کی وفات ہو گئی اور آپ کے مدرسہ یعقوبیہ میں اور قمریہ میں استقرار کا حکم نامہ اور آپ کی دلجوئی کے لئے تعذیب کا خط آیا اور لوگ حسب دستور آپ کی تسلی کے لئے گئے اور قاضی القضاۃ سبکی نے اپنی جوانی میں دیار مصر میں حدیث کا سماع کیا، اور شام کی طرف کوچ کیا اور پڑھا اور لکھا اور تخریج کی، اور آپ کی بہت سی نفع بخش تصانیف پھیلی ہوئی ہیں اور آپ ہمیشہ ہی قضا کی موت میں اپنی وفات تک لکھتے اور تصنیف کرتے رہے، اور آپ بہت تلاوت کرنے والے تھے، اور مجھے بتایا گیا ہےکہ آپ رات کا کچھ حصہ قیام کرتے تھے۔

اس سال ماہ جمادی الاولی میں مشہور ہو گیا کہ فرنجی متحد ولین نے شہر طرابلس پر قبضہ کر لیا، میں نے قاضی مالکی قاضی القضاۃ کے خط میں پڑھا کہ اس سال کے ماہ ربیع الاول کے شروع میں جمعہ کے روز فرنگیوں نے اس پر قبضہ کیا، پھر پندرہ روز بعد مسلمانوں نے ان سے دوبارہ چھین لیا، اور ان کے اس سے کئی گناہ آدمی قتل کر دیئے جتنے انہوں نے مسلمانوں کے قتل کئے تھے۔ وللہ الحمد والمنہ۔

حکومت نے شام کی طرف لوگوں کو بھیجا جو مسلمان قیدیوں کے اوقاف کے مال طلب کرتے تھے تاکہ انہیں ان کے قبضہ سے چھڑایا جائے۔

اس سال ماہ رجب کی گیارہ تاریخ بدھ کے روز قاضی مالکی قاضی القضاۃ جمال الدین مسلاتی نے قریۃ الرأس جو بعلبک کی عملداری میں ہے، کے نصرانی داؤد بن سالم کے قتل کا فیصلہ سنایا، بعلبک کی عدالت کی مجلس میں اس پر ثابت ہوا کہ اس نے اس گواہی کا اعتراف کیا جو احمد بن نور الدین علی بن غازی نے جو اس بستی سے تعلق رکھتا تھا اس کے خلاف دی کہ اس نے آپ ﷺ پر سب وشتم کیا۔ اور آپ ﷺ پر ایسی تہمت لگائی جس کا ذکر نامناسب ہے اس ملعون کو اس روز سوق الخیل میں عصر کے بعد قتل کیا گیا، لوگوں نے اسے جلا دیا، اللہ نے مسلمانوں کے دلوں کو راحت بخشی، وللہ الحمد والمنہ۔

دس شعبان اتوار کے روز قاضی بہاء الدین ابوالبقاء السبکی نے مدرسہ قیمریہ میں درس دیا، آپ کے عم زاد قاضی القضاۃ تاج الدین عبدالوہاب ابن قاضی القضاۃ تقی الدین سبکی آپ کی خاطر اس سے دستکش ہو گئے قضاۃ اور اعیان آپ کے درس میں شریک ہوئے، آپ نے قرآن آیت (**ویؤثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصة**) سے درس کا آغاز کیا۔ اسی روز ظہر کے بعد شیخ شباب، فاضل جمال الدین عبداللہ ابن العلامہ شمس الدین بن قیم الجوزیہ حنبلی کی نماز جنازہ ہوئی، آپ کو اپنے والد کے پاس باب الصغیر کے قبرستان میں دفن کیا گیا، آپ کا جنازہ بھرپور تھا، آپ کے پاس عمدہ علوم تھے، آپ حاضر جواب اور ذہین تھے، آپ نے فتویٰ دیا، درس دیا اور دھرایا، مناظرہ کئے، متعدد بار حج کئے، اللہ آپ پر رحم فرمائے۔

۱۹ شوال شوموار کے روز دن کے وقت سوق القطانین میں سخت آگ لگ گئی، نائب سلطنت، قاضی اور دربان موقع پر پہنچ گئے رضا کاروں نے آگ بجھانے میں پوری کوشش صرف کردی، حتیٰ کہ اس کا شر ٹھنڈا ہوگیا، اس کی وجہ سے دکانیں اور متعدد مکانات تباہ ہوگئے، انا للہ وانا الیہ راجعون، میں نے دوسرے روز دیکھا کہ آگ اپنا کام کررہی اور دھواں اُٹھ رہا ہے، لوگ مکمل طور پر آگ بجھانے میں لگے ہوئے ہیں، لیکن وہ بجھ کر نہیں دیتی دیواریں گر گئیں گھر تباہ ہوگئے، باشندے منتقل ہوگئے۔

واقعات ۷۵۷ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو دیار مصر اور شام وحرمین وغیرہ کا بادشاہ ملک ناصر حسن بن ملک ناصر محمد ابن الملک منصور قلاوون صالحی تھا، مصر نائب اور وزیر سے خالی تھا، مملکت کے منتظم سیف الدین شیخون، سیف الدین صرغتمش اور امیر عزالدین مغلطائی الدویدار تھے۔

شافعی کے علاوہ مصر کے قاضی گذشتہ سال والے تھے حلب کا نائب امیر سیف الدین طاز، طرابلس کا نائب امیر سیف الدین منجک، صفد کا امیر شہاب الدین بن صبح، حماۃ کا نائب بیدمر الخوارزمی حمص کا نائب علاء الدین بن معظم اور بعلبک کا نائب امیر ناصر الدین اقوش تھا۔

ربیع الاول کے پہلے عشرہ میں جامع اموی کے فرش کی مرمت مکمل ہوئی حجرے اور قبہ کے نگینے دھوئے گئے، اچھے فرش بچھائے گئے، قندیلیں روشن کی گئی، اس بات پر برانگیختہ کرنے والا الطبلخانات کا امیر علاء الدین ابن ایدغمش تھا، نائب سلطنت نے اسے اس بات کا حکم دیا تھا۔

اسی سال ۲۸ ربیع الاول جمعہ کے روز جو کے امیر امیر سیف الدین براق کا جامع تنکز میں جنازہ پڑھا گیا، مقبرصوفیہ میں آسودۂ خاک ہوئے آپ اچھی سیرت کے باعث قابل تعریف، بہت زیادہ نمازیں پڑھتے اور صدقے کرتے تھے، خیر اور اہل خیر سے بہت محبت کرتے شیخ تقی الدین بن تیمیہ کے بڑے ساتھیوں میں سے تھے آپ نے اپنے دونوں لڑکوں ناصر الدین محمد اور سیف الدین ابی بکر کے لئے دس نیزوں کا حکم دیا، اور ناصر الدین کو والد کی جگہ سلطان کے اصطبل میں کام کرنے کا حکم دیا۔ ۱۴ جمادی الاولی جمعرات کے روز دو امیر بھائیوں ناصر الدین محمد اور سیف الدین ابی بکر پر خلعت کی گئی، یہ دونوں امیر سیف الدین کے لڑکے تھے۔

اسی ماہ میں حنابلہ کے درمیان مناقلہ کے مسئلہ میں اختلاف ہوگیا، اور قاضی جبل حنبلی کا لڑکا امیر سیف الدین طیدمر الاسماعیلی حاجب الحجاب کے گھر کی جائے قیام کے بارے میں کسی اور زمین کی طرف مناقلہ کا فیصلہ کرتا تھا، اور وہ اسے اس کے گھر کی جائے قیام پر وقف قرار دیتا تھا سو اس نے اپنے طریقے سے یہ کام کیا، تین قاضیوں شافعی، حنبلی اور مالکی نے اسے نافذ کیا، قاضی [illegible] قاضی القضاۃ جمال الدین مرداوی مقدسی نے اس پر برہمی کا اظہار کیا، اس کے سبب کئی مجالس منعقد ہوئیں، گفتگو طویل ہوگئی، اکثر کا موقف تھا کہ امام احمد کا مذہب مناقلہ کے بارے میں ضرورت کے وقت ہے جہاں سے انتفاع ممکن نہ ہوا اور محض مصلحت اور منصف کے لئے مناقلہ درست نہیں، انہوں نے اس بارے میں شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کا فیصلہ قبول کرنے سے انکار کردیا، اور آپ نے اسے امام احمد سے متعدد وجوہ [illegible] کے لڑکوں صالح، حرب اور ابی داؤد وغیرہ سے روایت کیا کہ وہ غالب مصلحت کے لئے جائز ہے۔

اس بارے میں شیخ عمادالدین ابن کثیر نے ایک الگ کتاب تصنیف کی، میں نے اسے بہت عمدہ اور مفید پایا، فقہ کا ذوق رکھنے والا جو شخص اس کا مطالعہ اور کرے گا تو اس پر خلجان نہیں ہوگا کہ وہ امام احمد کا مذہب ہے، امام احمد نے اس بارے میں اپنے لڑکے صالح کی روایت سے محبت پکڑی ہے جیسے اس نے عن یزید ابن عوف عن المسعودی عن القاسم بن محمد نقل کیا کہ حضرت عمر نے حضرت ابن مسعود کو خط لکھا کہ سوق تمارین کی جگہ کوفہ کی جامع مسجد منتقل کردیں اور پرانی مسجد کی جگہ بازار بنادیں، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، اس میں محض مصلحت سے نقل کے استدلال کی واضح دلالت پائی جاتی ہے، کیونکہ پرانی مسجد کو بازار بنانے کی ضرورت نہیں، علاوہ ازیں اس میں قاسم اور عمر کے درمیان اور قاسم اور ابن مسعود کے درمیان انقطاع پایا جاتا ہے لیکن صاحب مذہب نے اس سے حجت پکڑی اور وہ اس معاملہ میں ظاہر و باہر ہے۔ اس نے اس ماہ کی اٹھائیس تاریخ کو دوبارہ اجلاس بلایا۔

۲۴ جمادی الاولی بدھ کی شب باب الفرج کے باہر زبردست آگ لگی، جس کی وجہ سے طاز اور یلبغا کے قیسری طواشی کا قیسر رہ جو تنکز کی [illegible] کا

تھا اور بہت سے قیاسر متعدد کانیں اور مکانات خاکستر ہوگئے، لوگوں کا بہت سا سامان، تانبا اور دیگر چیزیں ضائع ہوگئیں، اموال کے علاوہ دیگر سامان ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ قیمت کا تھا، انا للہ وانا الیہ راجعون، بہت سے لوگوں نے بتایا کہ ان قیاسر میں فسق، سود اور دھوکے کے بہت سے سامان تھے۔

۲۷ جمادی الاولیٰ کو خبر آئی کہ فرنگی ملعون صفد شہر پر قابض ہوگئے، وہ سات کشتیوں میں سوار ہو کر آئے تھے، انہوں نے اس کے باشندوں کی ایک جماعت قتل کر دی، کچھ کو قیدی بھی بنایا انہوں نے جمعہ کے روز فجر کے وقت لوگوں پر حملہ کیا مسلمانوں نے بھی ان کی ایک جماعت قتل کی، اور ان کی ایک کشتی بھی توڑ دی، فرنگی ہفتہ کی شام عصر سے قبل آئے، ان کا حاکم بھی سخت زخمی حالت میں آیا نائب سلطنت نے اسی وقت اس طرف لشکر تیار کر کے پہنچنے کا حکم دیا۔

وہ اسی رات روانہ ہوگئے، حاجب الحجاب ان سے آگے تھا، نائب صفد امیر شہاب الدین بن صبح ان کے پاس لے گیا، لیکن دمشقی فوج اس سے پہلے پہنچ گئی۔

انہوں نے فرنگیوں کو دیکھا کہ وہ اپنے سامان اور قیدیوں کو لے کر جزیرہ کی طرف چلے گئے جو سمندر میں صیدا کے سامنے ہے مسلمانوں نے معرکے میں ان کے اشراف میں سے ان کے شیخ دشاب کو گرفتار کر لیا تھا انہیں واپسی سے روکا تھا، فوج نے قیدیوں کے معاملہ میں ان سے مراسلت کی، انہوں نے ایک قیدی کا معاوضہ پانچ سو درہم مقرر کیا، فوج نے قیدیوں کی کونسل سے تیس ہزار درہم لئے، اور اس کے ذریعہ تمام مسلمان قیدیوں کو چھڑا لیا۔ فرنگیوں کا ایک بچہ مسلمانوں کے ساتھ رہا، پھر وہ اسلام لے آیا۔ ان کا زخمی شیخ انہیں واپس کر دیا گیا فرنگیوں کو بہت پیاس لگی۔ انہوں نے نہر سے سیراب ہونے کا ارادہ کیا لیکن مسلمان فوج اس نہر پر پہلے پہنچ گئی، اور ان کو اس نہر سے ایک قطرہ بھی پینے نہیں دیا، فرنگی منگل کی شب اپنی غنیمت سمیت کر واپس چلے گئے، میدان کارزار میں قتل ہونے والے فرنگیوں کے سر دمشق بھجوا دیئے گئے انہیں دمشق میں قلعہ پر لٹکا دیا گیا۔

اس وقت خبر آئی کہ فرنگیوں نے ایاس کا گھراؤ کر لیا۔ انہوں نے الربض چھین لیا، وہ قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں جن میں نائب شہر بھی ہے، انہوں نے ذکر کیا کہ فرنگیوں نے اس کے اکثر باشندوں کو قتل کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون الیہ راجعون، حاکم حلب لشکر کے ہمراہ ان کے مقابلہ میں گیا۔

۳ جمادی الثانی ہفتہ کے روز صیدا میں مقتول فرنگیوں کے سر لائے گئے اور وہ ۳۰ یا ۳۵ تھے، ان کو قلعہ کی برجوں پر لٹکایا گیا، اس سے مسلمان بہت خوش ہوئے۔ والله الحمد۔

۲۲ جمادی الثانی بدھ کی شب باب الصغیر کے اندر زبردست آگ لگی آگ اس مطبخ سکر سے شروع ہوئی جو مسجد شاشمین سے متصل چھوٹے سے بازار کے پاس ہے، مطبخ اور اس کے اردگرد، حصہ ابونصر کے تمام تک جل گیا۔ آگ مذکورہ بازار اور اس سے ملحقہ جگہوں تک پہنچ گئی، باب الفرج کے باہر کا اکثر حصہ جل گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، نائب سلطنت عشاء کے وقت آیا، لیکن ہوا تیز تھی، یہ سب کچھ خدا عزیز و علیم کے فیصلے کے مطابق ہوا۔

۲۹ جمادی الثانی منگل کی شب شیخ علاء الدین محمد بن اسماعیل بن عمر الحموی نے اس دار فانی سے رحلت فرمائی، دوسرے روز ظہر کے بعد جامع اموی میں نماز جنازہ ہوا، باب الصغیر کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ آپ کی ولادت دو ربیع الاول ۶۸۰ھ میں ہوئی، بہت کچھ آپ نے جمع فرمایا آخری عمر میں ایک جماعت سے روایت میں منفرد رہے، آپ کی موت کی وجہ سے سنن کبیر البیہقی کا سماع منقطع ہوگیا، ۱۵ رجب جمعہ کی شب محلہ صالحیہ میں قاسیون کے دامن میں، زبردست آگ لگی جامع حنابلہ کے بالمقابل بازار مکمل طور پر جل گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۵ رمضان جمعہ کے روز سوق الخیل کی مغربی جانب یبغا ناصر کی تعمیر کردہ جامع میں خطبہ پڑھا گیا، اور آج ہی وہ کھولا گیا، اس کی تعمیر بڑی دلکش تھی۔ شیخ ناصر الدین بن ربوۃ حنفی سے خطبہ پڑھا شیخ شمس الدین شافعی موصلی نے اس معاملہ میں اس سے منازعت کی۔ اور اس کے واقف کنندہ یلبغا مذکور کی امارت اور سلطانی احکام کا اظہار کیا، لیکن ابن ربوۃ شیخ قوام الدین اتقانی حنفی کا نائب ہونے کی وجہ سے اس پر غالب آگیا، علاوہ ازیں اس کے پاس سلطان کی طرف سے ولایت بھی تھی جو موصلی کی ولایت سے مؤخر تھی، پس اس نے ابن ربوۃ کے لئے حکم دیا۔ اس روز اس نے دار السعادۃ سے سیاہ خلعت پہنا، اور وہ اس کے سامنے خلیفتی سیاہ جھنڈے اٹھا کر آئے۔ مؤذنین حسب عادت تکبیر کہہ رہے تھے، اس روز اس نے بڑا عمدہ خطبہ دیا جس کا اکثر حصہ فضائل قرآن پر مشتمل تھا اس نے محراب میں سورۃ طٰہٰ کا اول حصہ پڑھا، امراء عام و خاص اور بعض قاضیوں نے اس میں شرکت کی۔ یہ ایک

تاریخی دن تھا میں ان حاضرین میں سے تھا جو اس کے قریب تھے۔

ایک عجیب امر یہ ہے کہ ماہ ذیقعدہ میں ایک خط پر مطلع ہوا جو ایک شخص نے طرابلس سے اپنے کسی دوست کو لکھا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ شیخ عماد الدین کو آگ کی وجہ سے بلاد سواحل میں ہونے والے تمام واقعات معلوم ہیں اور وہ بلاد طرابلس سے بیروت کی آخری عملداری سارے کسروان تک ہے جس نے تمام پہاڑ جلا دیئے، تمام وحشی جیسے چیتا، لومڑی اور خنزیر وغیرہ آگ کی وجہ سے جل گئے۔ وحشیوں کے لئے بھاگنے کی جگہ نہیں رہی، آگ چند روز تک لگی رہی، لوگ آگ کے خوف سے سمندر کی طرف بھاگ گئے، بہت سا زیتون جل گیا، جب بارش آئی تو اس نے اللہ کے حکم سے آگ بجھائی یعنی ماہ اکتوبر میں۔

راوی کا قول ہے ایک عجیب واقعہ یہ ہوا کہ درخت کا ایک پتہ گھر کی انگیٹھی سے گر گیا، گھر کا سامان کپڑے، زیورات اور بہت سا للشم اسؓ نے جلا دیا۔ ان شہروں کے اکثر باشندے درزیہ اور رافضی تھے۔ میں نے یہ ایک خط سے نقل کیا جو محمد بن یلبان نے اپنے دوست کو لکھا تھا، وہ دونوں میرے پاس قبان میں ہیں۔

ماہ ذیقعدہ میں شیخ اسماعیل بن عز حنفی اور اس کے حنفی اصحاب کے درمیان بعض لوگوں پر محاکمت میں اس کی زیادتی کی وجہ سے نزاع ہو گیا، اس کی وجہ سے تین روز تک متمرد کی طرح اسے عدالت میں حاضر ہونے کا حکم دیا گیا جب وہ حاضر نہ ہوتو حنفی نائب قاضی شہاب الدین نے اس کی عدالت ساقط کردی پھر اس کے بارے میں معلوم ہوا کہ اس نے بلاد مصر کا ارادہ کیا ہے، نائب نے اسے پکڑنے کے لئے اس کے تعاقب میں آدمی بھیجے، پھر اس کے گھر تک محدود کردیا۔ قاضی القضاۃ حنفی نے اس کے بارے میں سفارش کی جسے اس نے پسند کیا۔ واللہ الحمد۔

واقعات ۷۵۸ھ

اس سال کے آغاز میں خلیفہ امیر المؤمنین معتضد باللہ ابو بکر بن مستکفی باللہ ابی الربیع سلیمان عباسی تھا۔ دیار مصر اور اس کے ملحقات، بلاد شام حرمین وغیرہ کا بادشاہ ملک ناصر حسن ابن الملک ناصر محمد ابن الملک منصور قلاوون صالحی تھا، مصر نائب وزیر سے خالی تھا دوامیر کبیر سیف الدین شیخون اور صرغتمش کے پاس امور آتے جاتے تھے، مصر کے قاضی گذشتہ سال والے تھے، شام کا نائب امیر علاء الدین امیر علی ماردانی تھا، دمشق کے قاضی گذشتہ سال والے تھے۔

نہایت عجیب وغریب واقعہ...... اس سال ۲۴ رجب بدھ کے روز جامع دمشق کے مجاورین کی ایک جماعت مشہد علی وغیرہ سے نکل کر آئی، فقراء اور مغاربہ کی ایک جماعت اس سے آملی، وہ ان جگہوں کی طرف گئے جو شراب اور بھنگ کی فروخت میں متہم تھی، انہوں نے شراب کے بہت سے برتن توڑ دیئے، ان میں موجود شراب گرادی، انہوں نے بہت سی بھنگ وغیرہ تلف کردی، پھر وہ حکر السماق کی طرف چلے گئے برازیہ اور کلا بریہ نے ان پر حملہ کردیا، ان میں سے بعض نے بعض کو پکڑ لیا، انہوں نے ان کو ہاتھوں سے مارا، بعض مرتبہ بعض فاسقوں نے ان پر تلواریں سونت لی جیسا کہ ذکر کیا گیا۔

ملک الامراء نے والی مدینہ اور والی بر کو حکم دیا کہ وہ شراب اور بھنگ فروشوں کے خلاف ان کے معاون ومددگار ہوں، انہوں نے ان کی مدد کی، علاوہ ازیں ان کے ساتھ شور وغل ہو گیا، انہوں نے ایک جھنڈا نصب کیا، بہت سے لوگ ان کے ساتھ جمع ہو گئے، جب دن اختتام کے قریب ہوا تو نقباء اور خزانداریہ کی ایک جماعت آگے بڑھی ان کے پاس زنجیریں تھی، انہوں نے جامع کی مجاورین کی ایک جماعت کو پکڑ کر کوڑے مارے، انہیں شہر کا گشت کرایا اور یہ اعلان کیا کہ یہ سلطانی علم کے نیچے لایعنی امور سے متعرض ہونے والے کی سزا ہے، لوگوں نے اس سے تعجب کیا اور اس کا انکار کیا، حتیٰ کہ دو شخصوں نے منادی کو ملامت کی، ایک سپاہی نے گرز مار کر ایک کو قتل کردیا اور دوسرے کو بھی گرز مارا۔ حتیٰ کہ وہ بھی مر گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی سال شعبان میں امیر سیف الدین تمر المھمندار کی آزاد کردہ باندی ستر دن حاملہ رہی، پھر اس نے حمل گرانا شروع کردیا اس نے چالیس دن میں لگاتار اور متفرق طور پر چودہ لڑکے اور لڑکیوں کو جنم دیا، ان کے بعد مذکر و مؤنث میں فرق ختم ہو گیا۔

اسی سال خبر آئی کہ دیار مصر اور دیار شام کے امور کے منتظم امیر سیف الدین شیخون پر بادشاہ کے ایک غلام نے حملہ کر کے اسے ضربیں مارے جس سے اس کا جسم مختلف جگہوں سے زخمی ہو گیا کچھ زخم چہرہ پر اور کچھ ہاتھ پر آئے، وہ زخمی مقتول حالت میں اپنے گھر لایا گیا، امراء کی ایک جماعت نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا، انہوں نے سوار ہو کر مقابلہ کے لئے چیلنج کیا، لیکن کوئی نہیں آیا اس کی وجہ سے حالات خراب ہو گئے، انہوں نے امیر سیف الدین صرغتمش وغیرہ کو اس کے قتل کا ملزم ٹھہرایا، اور کہا کہ یہ سب کچھ ان کے اشارے پر ہوا ہے، واللہ اعلم۔

حلب کے ہسپتال کے بانی ارحون کاملی کی وفات: اسی سال ۲۶ شوال جمعرات کے روز قدس شریف میں آپ کی وفات ہوئی، آپ کو اس قبرستان میں دفن کیا گیا جسے آپ نے مسجد کی مغربی جانب شمالی میں بنایا تھا آپ ایک مدۃ تک دمشق کے نائب رہے، پھر وہ واقعہ پیش آیا جس کی اصل یلبغا تھا، پھر آپ حلب کے نائب بنے، پھر ایک عرصہ تک اسکندریہ کی جیل میں رہے، پھر جیل سے باہر آ گئے، پھر قدس شریف وفات تک اقامت پذیر رہے جیسا کہ ہم نے تاریخ مذکور میں ذکر کیا، الشریف ابن زریک نے آپ کو ملامت کی۔

امیر شیخون کی وفات: ۲۶ ذیقعدہ جمعہ کی شب دیار مصر سے امیر شیخون کی وفات کی خبر آئی، دوسرے روز وہ اپنی قبر میں مدفون ہوا، اس نے مدرسہ بنوایا، اس میں مذاہب اربعہ دار لحدیث اور صوفیہ کے لئے بڑی خانقاہ بنوائی، اس پر بہت سی اشیاء وقف کی، اس میں نشانات مقرر کئے، اسنے بہت سا مال، ذخائر اور بلاد مصر و شام میں کونسل چھوڑی، اپنے پیچھے لڑکیں اور ایک بیوی چھوڑی، سلطان مذکور کی اولاد قریبی رشتہ دار ہونے کی وجہ سے بقیہ مال کی وارث بنی، اس کی وفات کے بعد اس کی پارٹی کے بڑے بڑے رہنما گرفتار کئے گئے، جن میں سب سے زیادہ مشہور عز الدین بقطائی، الدودار اور ابن قوصون تھے، اس کی والدہ سلطان کی بہن پر قوصون کے بعد شیخون نائب تھا۔

واقعات ۷۵۹ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو بلاد مصر و شام حرمین وغیرہ کا بادشاہ ناصر حسن ابن الملک منصور قلاوون بن عبداللہ صالحی تھا، امیر شیخون کی وفات سے بادشاہ اور اس کے خواص کی پوزیشن مستحکم ہوگئی جیسا کہ ہم نے گذشتہ سال کے ذیقعدہ کی ۲۶ تاریخ میں بیان کیا، شیخون کی میراث سے بادشاہ کو سونے چاندی کے ڈھیر، نشان زدہ گھوڑے، چوپائے، غلام، ہتھیار، سامان وغیرہ بہت کچھ ملا، مصر تاحال نائب اور وزیر سے خالی تھا، قاضی گذشتہ سال والے تھے دمشق کے نائب اور قاضی۔ قاضی القضاۃ شرف الدین کفری کے علاوہ گزشتہ سال والے تھے، حلب کا نائب سیف الدین طاز، طرابلس کا نائب منجک، حماۃ کا نائب استدمر العمری، صفد کا نائب شہاب الدین بن صبح حمص کا نائب صراح الدین خلیل بن خاص برکہ بعلبک کا نائب ناصر الدین اقدس تھا۔

۱۴ محرم پیر کی صبح چار ہزار کا لشکر چار سالاروں کی نگران میں حلبی فوج کی نصرۃ کے لئے حلب کی طرف گیا، کہ اگر طاز سلطنت سے انکار کردے تو اسے گرفتار کرلیا جائے ۱۱ محرم نائب سلطنت کی طرف منادی نے اعلان کیا کہ فوج کے باقیماندہ نوجوان ہتھیار بند ہو کر سوار ہو جائیں اور وہ ان سے سوق الخیل میں جا ملیں، پس وہ سوار ہو کر ان کے ساتھ ثنیۃ العقاب کی طرف گیا تا کہ طاز کو شہر میں داخل ہونے سے روکے، کیوں کہ طاز کا فوج کے ساتھ دیار مصر کی طرف آنا متحقق ہو گیا، لوگ گھبرا گئے، دار السعادۃ ذخائر اور قابل مرمت چیزوں سے خالی کر کے قلعہ میں لے جایا گیا، اکثر امراء اپنے گھروں میں قلعہ بند ہو گئے، باب النصر بند کر دیا گیا، اس سے لوگ وحشت زدہ ہو گئے، حجاج کے داخل ہونے کے لئے باب الفرادیس باب فرج اور باب جابیہ کے علاوہ تمام دروازے بند کر دیئے گئے۔

۲۳ محرم جمعہ کی صبح محمل داخل ہوا، لوگوں کے طاز اور حوران العشیر کے معاملہ میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس کا علم ہی نہ ہو سکا۔ امیر سیف الدین طید مر حاجب الکبیر کی ارض حوران میں گرفتاری کی خبر آئی، قلعہ صرخد میں اسے بند کر دیا گیا، اس کی تلوار امیر جمال الدین حاجب کے ساتھ آئی، وہ اسے گھاٹی کے پاس اپنے خیمہ میں لے گیا طاز اپنی فوج کے ساتھ باب القطیفہ تک پہنچ گیا، اس کا شالیش نائب شام کے شالیس سے مل گیا لیکن

جنگ نہیں ہوئی۔ وللہ الحمد۔

پھر اس نے اور نائب نے صلح کے بابت مراسلت کی کہ طاز اپنی جان بچالے، اور وہ دس زینوں کے ساتھ سوار ہوکر سلطان کے پاس آ جائے، اور اس سے الگ ہو جائے جس میں وہ ہے، اور اس بارے میں نائب نے مکاتبت کی، انہوں نے بادشاہ اور ہر اس شخص کے پاس جس پر وہ قدرت رکھتا تھا نرمی اختیار کی، تو بادشاہ نے اس کی بات مان لی اور اس شخص کو تلاش کرایا جو اس کی وصیت پر گواہی دے، نائب نے قاضی شہاب الدین قاضی فوج کو اس کے پاس بھیجا، وہ اس کی طرف گیا، اس نے اپنے لڑکے اپنی ام ولد اور اپنے لئے وصیت کی، اور اپنی وصیت پر امیر علاء الدین امیر علی امارادانی، اور امیر صر غتمش کو نگران بنایا۔

۲۴ محرم ہفتہ کی شام مغرب اور عشاء کے درمیان امیر گھائی سے واپس آیا۔ اس کے لئے بڑی دعائیں ہوئیں، لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، انہوں نے امیر طاز کو سمع واطاعت قبول کرنے، فوجی قوت کے باوجود قتال نہ کرنے اور اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں کی بات پر عمل نہ کرنے کی دعوت دی۔ میں نے نائب سلطنت امیر علاء الدین امیر علی ماردانی سے ملاقات کی، انہوں نے مجھے ملخص اس کے خروج سے رجوع تک کے تمام واقعات سنائے۔ اس کے کلام کا مضمون یہ تھا کہ اللہ مسلمانوں سے بہت زیادہ نرمی کرنے والا ہے جب ان کے درمیان قتال واقع نہ ہو، اس نے کہا کہ جب طاز قطیفہ پہنچے تو ہم لاجین کی سرائے قریب اتر چکے تھے۔

میں نے اپنے خداموں میں سے ایک غلام اس کے پاس بھیجا کہ وہ اسے کہے کہ تیرے دیار مصر کی طرف دس زینوں کے ساتھ جانے کے بارے میں حکمنامہ آیا ہے اگر تو اس طرح آئے تو تیرے لئے خوش آمدید اور اگر اس طرح نہ آئے تو تو ہی فتنہ کی جڑ ہے، میں جمعہ کی رات ہتیار بند ہوکر پوری رات فوج کے ساتھ رہا میرا خادم جلد واپس آ گیا، اس کے ساتھ اس کا غلام بھی تھا وہ کہہ رہا تھا کہ وہ پوچھتا ہے کہ وہ اس کی تلاش میں آئے یا جیسا کہ وہ مصر سے اس کی تلاش میں نکلا، میں نے کہا بادشاہ کے حکم کے مطابق دس زینوں پر سوار ہوکر آنا ہوگا، اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں، اس کا غلام واپس چلا گیا۔

اس کے بعد میرے پاس وہ امیر آیا جو مصر سے اس کی تلاش میں آیا تھا، میں نے کہا کہ وہ آپ سے اس کے غلاموں میں شامل ہونے کا مطالبہ کر رہا ہے جب وہ دمشق سے گذر کسوۃ تک پہنچے گا تو اس کا شکر وہیں اتر جائے گا، اور وہ سلطانی حکم کے مطابق دس زینوں کے ساتھ سوار ہوگا، میں نے کہا اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ دمشق میں داخل ہو اور اسے خوب تلاش کیا جائے اگرچہ اس کے پاس گھوڑے سامان وغیرہ کچھ بھی ہو کیوں کہ میرے پاس اس سے دگنے ہیں، پھر مجھے امیر نے کہا اے اخوند آپ اس کی قیمت نہیں بھوبیں گے، میں نے کہا ایک بات کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں، اس کے بعد وہ لوٹ گیا، پس وہ ایک تیر کے بقدر ہی چلا ہوگا کہ اس کے پاس ہمارے جاسوسوں میں سے ایک نے اطلاع دی کہ حماۃ، طرابلس اور دمشقی افواج پہنچ چکی ہیں، اس نے اور انہوں نے اتفاق کر لیا، میں اسی وقت سوار ہوکر گیا اور میں نے کہا تم ان فوجوں کو دیکھو جو آئی ہیں حتیٰ کہ وہ تم کو دیکھ لے، اور انہیں معلوم ہو جائے کہ ہم نے ہر طرف سے ان کا احاطہ کر لیا اس وقت ایلچی اس کی طرف سے امان طلب کرتے ہوئے آئے، اور وہ زور زور سے کہہ رہے تھے کہ وہ دس زینوں کے ساتھ سوار ہو گیا، اور اس نے قطیفہ کا مطالبہ ترک کر دیا، وہ جمعہ کا دن تھا۔ جب رات ہوئی تو میں نے فوج کے ساتھ پوری رات بیدارہ کر گزاری کہ کہیں وہ دھوکہ نہ ہو۔ پھر جاسوس نے آکر بتایا کہ اس نے نیزے اور ہتیار جلا دیئے تو اس وقت سلطانی حکم پر اس کی اطاعت متحقق ہو گئی۔ پھر وہ ہفتہ کے روز دس زینوں پر سوار ہوکر دیار مصر چلا گیا۔ وللہ الحمد والمنۃ۔

۲۴ صفر سوموار کے روز وہ حاجب الحجاب آیا جو قلعہ صرخد میں اس ایلچی کے ساتھ قید تھا جو اس کی وجہ سے دیار مصر سے آیا تھا، امراء اور کبراء کی ایک جماعت نے اس کا استقبال کیا، اس نے اس کے گھر میں بہت سے صدقے کئے، لوگ اس سے بہت خوش ہوئے اور لوگ کہہ رہے تھے کہ وہ تعظیم وتکریم کے ساتھ ایک ہزار آدمیوں اور کاموں کا پیشرو بن کر دیار مصر جا رہا ہے۔ بعد ازاں ۲۷ صفر جمعرات کے روز اچانک لوگوں نے دیکھا کہ وہ قلعہ منصورہ میں قیدی بن کر جا رہا ہے، اور اس پر تنگی کی گئی، لوگوں نے اس غم پر اس خوشی کے بعد بڑا تعجب کیا، جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔

۴ ربیع الاول بدھ کے روز حاجب کی وجہ سے جامع کے ہال میں مجلس منعقد کی گئی، جمعرات کے روز حاجب کو قلعہ سے دار الحدیث لایا گیا وہاں پر دعاوی کی وجہ سے قاضی جمع ہوئے، وہ اس سے اپنے بعض حق کا مطالبہ کرتے تھے۔ اس کے بعد ۹ ربیع الاول سوموار کے روز ایلچیوں کا لیڈر حاجب مذکور کی تلاش میں دیار مصر سے آیا، اسے قلعہ سلطانیہ سے نکالا گیا، پھر وہ نائب سلطنت کے پاس آیا، اس نے اس کی قدم بوسی کی، پھر اپنے گھر چلا گیا،

بعدازیں اسی دن سوار ہو کر تکریم کے ساتھ دیار مصر چلا گیا، بہت سے لوگ دعائیں کرتے ہوئے اس کے سامنے آئے، یہ تاریخ کا سب سے عجیب واقعہ ہے، اس شخص کو مرغد میں قید ہونے کے باعث بہت تکلیفیں پہنچیں، پھر اسے رہا کیا گیا، پھر قلعہ دمشق میں اسے قید کیا گیا، پھر رہا کیا گیا، یہ سب کچھ تقریباً ایک ماہ میں ہوا۔

۱۱ جمادی الاولیٰ اتوار کے روز دمشق سے نائب سلطنت کے معزول ہونے کی اطلاعات آئیں، وہ سوموار کے روز دستہ میں سوار نہیں ہوا، اور نہ دارالعدل آیا، پھر اس کے نیابت حلب کی طرف جانے اور حلب کے نائب کے دمشق آنے کی اطلاعات ثابت ہوگئیں، لوگوں نے اس کی دیانت، سخاوت اور اہل علم کے ساتھ اس کے حسن اخلاق کی وجہ سے اس کے جانے پر افسوس کیا، لیکن اس کے خواص اس کے احکام کو نافذ نہیں کرتے تھے، جس کی وجہ سے بہت فساد پھیلا، اور اس کے اہل کے درمیان جنگ ہوئی اور قبائل برانگیختہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جمادی الاولیٰ ہفتہ کی صبح امیر علی ماردانی نیابت کی شان وشوکت کے ساتھ حلب محروسہ کی طرف جانے کے لئے نکلا، اور اس نے وطاۃ بروزہ میں خیمہ لگایا پس لوگ اس کی تلاش میں خوشی میں نکلے۔ آج نائب کے خروج کے تھوڑے عرصہ بعد امیر سیف الدین طید مرحاجب دیار مصر سے بڑی شان وشوکت کے ساتھ اپنے حجابت کے کام پر واپس آیا، لوگوں نے شمعوں سے اس کا استقبال کیا، اور اس کے لئے دعائیں کی، پھر وہ اسی دن وطاۃ برزہ میں ملکی الامراء کی خدمت میں گیا، اس نے ملک الامراء کی دست بوسی کی، اسے خلعت دیے گئے، اور دونوں میں صلح ہوگئی۔

نائب سلطنت منجک کا دمشق آنا ......۲۴ جمادی الثانی جمعرات کی صبح نائب سلطنت منجک حلب کی طرف آیا، حسب عادت اس کے آگے امراء اور فوجی تھے، شمعیں جلائیں، لوگ اس کے استقبال کو نکلے، بعض لوگوں نے چھتوں پر رات گذاری، وہ ایک یادگار دن تھا۔

ماہ رجب کے آخر میں نائب سلطنت ربوۃ آیا، اس نے قاضیوں اور امور کے والیوں کا حاضر کیا، مفتیان عظام کو بھی طلب کیا، میں بھی طلب کئے جانے والوں میں سے تھا۔ چنانچہ میں اس کی طرف گیا نائب سلطنت اس روز ربوہ میں تعمیر شدہ مکانات اور حمام کے بند کرنے کا عزم کئے ہوا تھا۔

کیونکہ وہ اس لئے بنائے گئے تھے کہ ان میں فیصلے کئے جائیں۔ اور ان حماموں کا میل کچیل اس نہر میں جاتا تھا جس سے لوگ پانی پیتے تھے۔ چنانچہ رہائش گاہوں کے باقی رکھنے کا فیصلہ کیا گیا، لوگوں اور ربوۃ کی روشنی پر حاوی آرام گاہوں کے ختم کرنے کا فیصلہ کیا گیا، کھجوروں پر حاوی آرام گاہوں کے باقی رکھنے کا فیصلہ کیا گیا، لوگ ربوۃ جانے سے کلیۃً رک گئے، اس نے عورتوں کو آستین تنگ کرنے کا حکم دیا، نیز اس نے حکم دیا کہ گھنٹیوں اور قافلوں کو ان گدھوں سے دور کر دیا جائے جو کرایہ پر دینے والوں کے ہوتے ہیں۔

ماہ شعبان کے شروع میں نائب سلطنت جمعہ کے روز عصر کے بعد وجہ میں رومی دیوار کا معاینہ کرنے کے لئے سوار ہوا، بازار والوں نے خوف کی وجہ سے دکانیں بند کرلیں، انہوں نے خیال کیا کہ نائب سلطنت نے اس کا حکم دیا، وہ اس پر ناراض ہو کر وہاں سے نکل گیا، پھر اس نے مذکورہ دیار کو منہدم کر کے باہر دارالعدل کے پہلو میں دار الصناعت میں از سر نو تعمیر کیا تھا، اس نے اس کی عمارۃ سے خانقاہ بنانے کا حکم دیا، چنانچہ وہ پتھر وہاں منتقل کر دیئے گئے۔

دمشق میں تین قاضیوں کی معزولی ......۹ شعبان منگل کے روز دیار مصر سے ایلچی ورقہ لے کر آیا جس میں نئے قاضیوں، پر سلام کیا گیا اور قاضی شافعی، حنفی اور، مالکی کی معزولی کی خبر دی گئی، اور یہ کہ قاضی بھاء الدین ابوالبقاء سبکی کو شافعیہ کا اور شیخ جمال الدین بن سراج حنفی کو حنفیہ کا قاضی مقرر کیا گیا، لوگ ان کو سلام اور مبارکباد دینے کے لئے جمع ہوئے، اس نے بتایا کہ قاضی مالکی عنقریب دیار مصر سے آئے گا۔ ۲۷ شعبان کو دیار مصر سے ایلچی آیا، اس کے پاس قاضی حنفی اور شافعی کے لئے دو حکمنامے اور خلعت تھی، چنانچہ وہ دونوں خلعت پہنچ کر دارالسعادۃ سے جامع اموی آئے، اور حجرہ کے محراب میں بیٹھ گئے شیخ نورالدین بن صارم نے منبر پر محرم کے سامنے قاضی القضاۃ بھاءالدین ابوالبقاء شافعی کا تقلید نامہ پڑھا، شیخ عمادالدین بن سراج نے قاضی القضاۃ جمال الدین بن سراج حنفی کا اسی طرح تقلید نامہ پڑھا پھر ان دونوں نے فیصلے کیے۔

پھر وہ الغزالیہ کی طرف آیا، وہاں پر قاضی القضاۃ بھاءالدین ابوالبقاء نے درس دیا، قاضی حنفی اس کے دائیں پہلو میں بیٹھا، میں بھی اس کے پاس حاضر ہوا قاضی شافعی نے شک کے دن کے روزوں سے درس کا آغاز کیا۔ پھر وہ اس کے ساتھ مدرسہ النوریہ آیا، وہاں پر قاضی القضاۃ حنفی مذکور نے

درس دیا، قاضی بہاء الدین اس کے پاس حاضر ہوا، مؤرخین نے بیان کیا کہ قاضی حنفی نے (**یایها الذین آمنو اکونوا قوامین بالقسط**) درس کا آغاز کیا۔ اس کے بعد قاضی بہاء الدین مدرسہ عالیہ کبیریہ چلا گیا، اس نے وہاں پر قول الٰہی (**ان اللّٰہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل**) سے درس کا آغاز کیا۔

۸ رمضان بدھ کی صبح دیار مصر سے قاضی مالکی آیا، اس نے اس روز خلعت پہنا اور جامع اموی کے حجرہ میں آیا، قضاۃ اور خواص کی موجودگی میں شیخ نور الدین بن صارم نے وہاں اس کا تقلید نامہ پڑھا، قاضی مالکی کا نام قاضی القضاۃ شرف الدین احمد ابن الشیخ شہاب الدین عبدالرحمٰن ابن الشیخ شمس الدین محمد بن عسکر العراقی البغدادی تھا، آپ چند بار شام آئے، پھر قطب الدین اخوی کی نیابت میں بغداد میں فیصلے کرنے کے بعد دیار مصر کو وطن بنالیا، آپ نے اپنے والد کے بعد المستنصریہ میں درس دیا، آپ نے دمیاط میں بھی فیصلے کئے، پھر مالکیہ کے قاضی بن کر دمشق منتقل ہوگئے، آپ بہت محبت کرنے والے، فصیح البیان، ملاقات کے وقت خندہ رو شیخ تھے، آپ عفیف، پاکدامن اور فیاض شیخ تھے اللہ آپ کو صراط مستقیم کی توفیق دے۔

دیار مصر کے امراء کے اتالیق امیر صرغتمش کی گرفتاری..... ۲۵ رمضان کو اس کی گرفتاری کی اطلاع آئی ۲۰ رمضان سوموار کے روز بادشاہ کی موجودگی میں اسے گرفتار کیا گیا، پھر اس کے قتل کے بارے میں مختلف خبریں آتی رہیں البتہ اس کے اموال اور ذخائر پر محافظت کی گئی۔ اس کے اصحاب اور متعین سے مطالبہ کیا گیا۔ مطالبہ کے تحت مارے جانے والوں اور قید کئے جانے والوں میں قاضی ضیاء الدین ابن خطیب بیت الآبار بھی تھے، آپ کے بارے میں مشہور ہوگیا کہ آپ سزا کی وجہ سے وفات پاگئے، آپ دیار مصر کی طرف آنے والوں کا مقصود تھے خصوصاً اہل دمشق کا، آپ نے بہت سے کام انجام دیئے، آخری عمر میں بلاد سلطان کے جمیع امور کے نگران تھے، آپ نے جامع اموی میں اعتراضات کئے جس کی وجہ سے کاتبوں کی ایک جماعت کی رسد بند ہوگئی، امور خاص و عام میں آپ نے امیر صرغتمش کی مدد کی، اسی کی وجہ سے ۸۰ سال کی عمر میں آپ ہلاک ہوئے۔

قضاۃ کی واپسی..... صرغتمش نے دمشق کے تینوں قاضیوں یعنی، قاضی حنفی شافعی اور حنبلی کو معزول کردیا تھا، ان سے پہلے ابن جملۃ کو معزول کرکے ابن عقیل کو مقرر کیا تھا، صرغتمش کی گرفتاری کے بعد بادشاہ نے تینوں قاضیوں کو اپنے کام پر واپس آنے کا حکم دیا، جب یہ خبر دمشق پہنچی تو تینوں قاضیوں نے فیصلہ کرنا چھوڑ دیا، البتہ وہ عید کی شب رویت ہلال کے لئے جامع اموی گئے، اور عید کی صبح قاضیوں کے دستور کے مطابق نائب کے ساتھ سوار ہوکر عیدگاہ کی طرف گئے، اور وہ اس وقت خوف زدہ تھے، اور وہ مدارس الحکم سے مستقل ہوگئے، پھر قاضی القضاۃ ابوالبقاء شافعی الزعفریہ میں اپنے باغ چلے گئے، قاضی القضاۃ ابن السراج اپنے گھر التعدیل چلے گئے اور قاضی القضاۃ شرف الدین المالکی الصمصامیہ الصالحیہ کی طرف چلے گئے، لوگوں کو قاضی مالکی کی معزولی پر بڑا صدمہ ہوا، کیونکہ آپ دیار مصر سے مسافرانہ طور پر آئے تھے، علاوہ ازیں آپ مفلس اور تنگدست تھے آپ نے بڑے اچھے فیصلے کئے، پھر آخر میں معلوم ہوا کہ آپ معزول نہیں ہوئے آپ بدستور برقرار ہیں، جیسا کہ ابھی ہم بیان کریں گے، اس خبر کی وجہ سے لوگ بہت خوش ہوئے۔

۴ شوال اتوار کے روز ایلچی قاضی القضاۃ بن تاج الدین سبکی شافعی اور قاضی القضاۃ شرف الدین کفری حنفی کا تقلید نامہ لے کر آیا، اور قاضی القضاۃ شرف الدین مالکی عراقی مالکیہ کی قضاء پر برقرار رہے، کیونکہ بادشاہ کو یاد آگیا کہ اس نے آپ سے شام کی قضاء کی زبانی بات کی تھی، پھر اپنے سامنے آپ کو دمشق بھجوادیا، پس آپ کی نیت آپ کی سیرت کی طرح قابل تعریف رہی، لوگ اس سے بہت خوش ہوئے۔

۳ ذیقعدہ سوموار کے روز محدث شمس الدین محمد بن سعد حنبلی نے وفات پائی۔ دوسرے روز اسفح میں دفن کئے گئے، آپ کی عمر ساٹھ سال کے قریب تھی، آپ نے بہت کچھ لکھا اور تخریج کی آپ کو احرار کے اسماء اور ان کے رواۃ جو متاخرین شیوخ میں سے تھے اس کے بارے میں اچھی معرفت حاصل تھے۔ آپ نے حافظ برزالی کے لئے اس کے مشائخ کا ایک بڑا حصہ لکھا، اور ہر ایک کے لئے ایک یا ایک سے زائد احادیث روایت کی لیکن اس کی تکمیل سے قبل ہی برزالی کی وفات ہوگئی۔

اسی سال جامع فوقانی کے بانی بہاء الدین بن مرجانی جانے وفات دو پائی، جامع فوقانی اصلاً ایک مسجد تھی، پھر آپ نے ہی اسے جامع بناکر اس میں خطبہ دیا۔ میں نے سب سے پہلے اس میں ۷۵۸ھ میں خطبہ دیا، آپ نے کچھ حدیث کا سماع کیا اسی برس بدوں کے امیر سیف الدین بن

فضل بن عیسیٰ بن منھا کی وفات کی خبر ہمیں ملی، آپ بار ہا آل مھنا کے امیر بنے جیسا کہ آپ سے پہلے آپ کے والد امیر بنے، آپ کے ایک عم زاد نے آپ پر حملہ کر کے بلا ارادہ قتل آپ کو قتل کر دیا، جیسا کہ ذکر کیا گیا، لیکن آپ نے حملہ کے وقت دفاع کرنا چاہا تو انے تلوار مار کر آپ کا سر پھوڑ دیا اس کے چند روز بعد آپ کا انتقال ہو گیا، اللہ آپ پر رحم فرمائے۔

منجک کی دمشق سے معزولی

۲۰ ذی الحجہ اتوار کے روز دیار مصر سے ایک امیر، دمشق کے نائب سیف الدین منجک کے لئے صفد کی نیابت کا تقلید نامہ لے کر آیا چنانچہ منجک عرفہ کے روز دار السعادۃ سے المدۃ کی بلند اور کشادہ جگہ کی طرف منتقل ہو گیا، اسوقت وہ صفد کا عزم کئے ہوئے تھا، اس نے عید وہیں کی پھر وہ صفد چلا گیا، شراب فروشوں اور مفسدین نے اس کے بارے میں طمع کی، اور اس کے وہاں سے چلے جانے پر وہ بہت خوش ہوئے۔

عید کے روز دار السعادۃ میں امراء کے سامنے بادشاہ کا خط پڑھا گیا، جس میں اپنے ان پر علی ماردانی کو امیر بنانے اس کے ان کی طرف آنے، اس کی اطاعت تعظیم کرنے کی صراحت تھی۔ اسی سال امیر شہاب الدین بن صبح صفد کی نیابت سے آیا، اور وہ شہر کے باہر الشامیہ البرانیہ کے نزدیک اپنے گھر میں اترا ۲۱ ذی الحجہ ہفتہ کے روز ایلچی صاحب حجاب طید مر اسماعیلی حماۃ شہر کی طرف جلاوطنی کی خبر لے کر آیا۔

واقعات ۷۶۰ھ

اس سال کے آغاز میں دیار مصر و شام اور ان سے ملحق اسلامی ممالک کا بادشاہ ملک ناصر حسن ابن السلطان ملک ناصر محمد ابن السلطان الملک المنصور قلاوون صالحی تھا، ان کے شہروں کے قاضی گذشتہ سال والے تھے، دمشق کا نائب امیر علاء الدین امیر علی ماردانی تھا، شام کے قاضی مالکی کے علاوہ گذشتہ سال والے تھے، اس نے جمال الدین مسلاتی کو شرف الدین عراقی اور حاجب الحجاب امیر شہاب الدین بن صبح کے ذریعہ معزول کروا دیا۔

۳ محرم بدھ کی صبح امیر علاء الدین امیر علی نائب سلطنت حسب کی نیابت سے دمشق آیا اس کی آمد پر لوگ بہت خوش ہوئے، راستہ میں نکل کر لوگوں نے اس کا استقبال کیا، لوگوں نے اس کے لئے شہر کے راستوں میں عمامے اٹھائے، امیر شہاب الدین بن صبح نے صفد کی نیابت کے عوض حجابت کا بڑا خلعت پہنا۔

۱۳ محرم ہفتہ کے روز ۲۷ ذی الحجہ کے لکھے ہوئے العلاء سے حجاج کے خطوط آئے، جن میں انہوں نے لکھا تھا کہ سلطانی خلعت پہنتے وقت حاکم مدینہ پر دو فدائیوں نے حملہ کر دیا، یہ اس وقت کی بات ہے جب محمل مدینہ شریف آیا، انہوں نے حاکم مدینہ کو قتل کر دیا، اس کے غلاموں نے شہر کے اندر موجود حجاج پر حملہ کر دیا، ان کے اموال لوٹ لئے بعض کو قتل کر دیا، اور بھاگ گئے، فوج سے بچنے کے لئے انہوں نے شہر کے دروازہ بند کر دیئے، فوج نے بعض دروازے جلا دیئے، سلطانی فوج نے اندر داخل ہو کر لوگوں کو ظالموں کے ہاتھ سے چھڑا لیا۔

محمل سلطانی حسب عادت اس ماہ کی ۲۰ تاریخ کو ہفتہ کے روز دمشق آیا، محمل کے آگے حاکم مدینہ کو قتل کرنے والے دو فدائی بھی تھے اس کے بارے میں امور شنیعہ ذکر کیے گئے جو رفض میں اس کے غلو مفرد پر دلالت کرتے ہیں، ان امور شنیعہ میں سے ایک یہ بھی ہے اس کا کہنا تھا کہ اگر میں قادر ہوا تو شیخین کو ان کے حجروں سے نکالوں گا، اس کے علاوہ بھی اس کے بارے میں دیگر باتیں ہیں اگر وہ صحیح ہیں تو وہ اس کے عدم ایمان تک پہنچانے والی ہیں۔

۶ صفر سوموار کی صبح امیر شہاب الدین بن صبح حاجب الحجاب کو ان کے دونوں لڑکوں سمیت گرفتار کر لیا گیا، پھر انہیں قلعہ منصورہ میں بند کر دیا گیا، پھر چند روز بعد امیر ناصر الدین بن خاربک اسے دیار مصر لے گیا، اس کے پاؤں میں بیڑیاں تھیں، بعض کا قول ہیکہ راستہ میں اس نے پاؤں سے بیڑیاں کھول لی تھیں۔ ۱۳ صفر سوموار کے روز نائب طرابلس امیر سیف الدین عبدالغنی آیا، اسے قلعہ میں داخل کیا گیا، پھر امیر علاالدین اسے اپنی نگرانی میں اس پر تنگی کرتے ہوئے دیار مصر لے گیا خبر آئی کہ منجک صفد سے ڈاک کے گھوڑے پر سوار ہو کر سلطان کا مطلوب بنکر آرہا ہے، جب اس کے اور غزہ کے درمیان ایک میل کا فاصلہ رہ گیا تو وہ اپنے خادموں سمیت بادشاہ سے التیہ کی طرف بھاگ گیا، جب نائب غزۃ کو اس کا علم ہوا تو اس نے اس

کی تلاش میں خوب کوشش کی، لیکن وہ ہاتھ نہ آیا اور معاملہ ہاتھ سے نکل گیا۔

نائب شام امیر علی ماردانی کی گرفتاری: اصل اس کی یہ ہے کہ ۲۲ رجب بدھ کی صبح فوج ہتیار بند ہو کر قلعہ کے نیچے آ گئی، الطارمہ کو جانب قلعہ میں خوشی کے شادیانے بجے، ہر طرف سے طبلخانات کے امراء امر بار کا منتظم اور نائب سلطنت دار السعادۃ میں آئے، ایلچی اس کے اور فوج کے درمیان آتے جاتے رہے، پھر اسے نکال کر تھوڑی سی زینوں پر سوار کر کے دیار مصر لے جایا گیا، باب النصر کے پاس اس نے اہل شام سے وحشت محسوس کی، لوگ اس کی دیانت قلت اذیت اور علماء فقراء اور قضاۃ سے اس کے حسن سلوک کی وجہ سے اس پر متاسف ہوئے اور روئے۔

اس کے بعد ۲۳ رجب جمعرات کے دن امیر سیف الدین طیبغا، امیر سیف الدین قطلیخا الدوادار اور طبلخانات کے امیر، امیر علاء الدین ایدغمش ماردانی پر محافظت کی گئی، یہ تینوں نائب سلطنت کے حاضر باشوں میں سے تھے، اور اس کے ہمنشین اور شبانہ مجلس کے ممبر تھے، اسی کی سفارت کی وجہ سے ان کو فوجی اور طبلخانات دیئے گئے، ان تینوں کو قلعہ منصورہ لے جایا گیا، اور وہاں پر جو امراء گرفتار تھے ان کے ساتھ قید کر دیا۔

پھر خبر آئی کہ امیر علی کو غزہ سے آگے بڑھ جانے کے بعد راستہ سے واپس کر دیا گیا، اور اس کی طرف صفد کی نیابت کا تقلید نامہ بھیجا گیا، پس اس کا حال ممائل ہو گیا، اور اس کے ساتھی اور احباب بہت خوش ہوئے۔ اور دمشق کی سپردی لینے والا جسے دیار مصر میں کئی بار استعفیٰ دینے کے بعد ۱۶ رجب جمعرات کے روز اس کی نیابت کا خلعت دیا گیا، اور اس نے کئی بار زمین کو بوسہ دیا، مگر سلطان نے اسے معاف نہیں کیا، اور وہ امیر سیف الدین استدمر تھا، جو یلبغا البخاری کا بھائی تھا، اور اس کی بیٹی آج سلطان کی بیوی تھی، اس کا لینے والا اس ماہ کے آخر میں جمعرات کے روز دمشق آیا، اور دار السعادۃ میں اترا، اور قضاۃ و اعیان اسے سلام کرنے اور اس سے دوستی کرنے اس کے پاس گئے، اور ضیافتوں اور پر تعیش چیزوں کو اس کے پاس لے گئے۔

حوران بستی کا واقعہ اللہ نے اس میں انہیں سخت عذاب میں مبتلا کیا...... اصل واقعہ یہ ہے کہ حوران پہ ایک ماہ گذرا، یہ بستی نائب شام کے لئے مخصوص تھی، اور وہ یمنی حلبی تھے، انہیں بنی لبسہ اور بنی ناشی بھی کہا جاتا ہے، یہ ایک مضبوط اور محفوظ بستی تھی، جس کی طرف ہر مفسد، راہزن اور باغی پناہ لیتا تھا۔ ایک شیطان رویمن العشیر جو عمر تھا اور الدنیط سے مشہور تھا، نے ان کی پناہ لی، انہوں نے العشیر کو لوٹ نے کے لئے بہت سے افراد تیار کئے، اس وقت والی الولاۃ جو شنکل منکل سے مشہور تھا نے ان کی طرف سبقت کی، پس وہ انہیں منع کرنے اور ان کی رہنمائی کرنے کے لئے ان کے پاس آیا، اور اس نے ان سے عمر الدنیط کا مطالبہ کیا، انہوں نے انکار کر دیا اور وہ اس سے جنگ کے لئے تیار ہو گئے لیکن ان کی کثرت کو دیکھ کر وہ پیچھے ہٹ گیا۔

اس نے نائب کو خط لکھا کہ وہ ان کے اور ان جیسے لوگوں کے مقابلہ کے لئے فوج سے اس کی مدد کرے، نائب نے امراء طبلخانات العشر وات کی ایک جماعت اور تیر اندازوں کے حلقہ میں سے ایک سو افراد اس کے لئے تیار کئے۔

جب وہ اچانک ان کے پاس پہنچا تو وہ فوج سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے انہوں نے اسے پتھر مارے، وہ اس کے اور شہر کے درمیان حائل ہو گئے اس وقت ترکیوں نے چاروں طرف سے ان پر تیروں کی بارش کر دی، اور ایک سو سے زائد ان کے افراد قتل کر دیئے، وہ ایڑیوں کے بل بھاگ گئے، اور والی الولاۃ نے ان کے ساٹھ افراد گرفتار کر لئے، اور مقتولین کے سر قلم کر کے ان قیدیوں کی گردنوں میں لٹکانے کا حکم دیا، کسانوں کے سارے گھر لوٹ لئے، انہیں نائب سلطنت کے غلاموں کے حوالے کر دیا، بصری واپس لوٹ آیا العشیر ات کا شیوخ بھی ان کے ساتھ تھا، اس نے ابن الامیر صلاح الدین بن خاص ترکی کو اطلاع دی، وہ ان امراء طبلخانات میں سے تھا جنہوں نے مبسوط میں خاص طور پر ان سے صلح کی۔

جب وہ کسی قیدی کو زخمی کرنے سے تھک جاتا تو مشاعل کو اس کے ذبح کرنے اور اس کے سر کو بقیہ قیدیوں کے سر پر لٹکانے کا حکم دیتا، اس نے بار ہا ان سے یہ کام لیا حتیٰ کہ ایک نوجوان کا سر قلم کر کے اس کے بوڑھے باپ کی گردن میں لٹکا دیا، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

پس اس سے بڑی عبرتناک سزا ملی، جس کی مثال اس حوران کو اس وقت تک نہیں ملی تھی، یہ سب کچھ ان کو ان کے کئے گئے گناہوں کا بدلہ ملا، آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں، اسی طرح ہم بعض ظالموں پر ان کے افعال کے باعث بعض لوگوں کو مسلط کر دیتے ہیں، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

نائب سلطنت امیر سیف الدین استدمر بخاری کی آمد: اس سال ۱۱ شعبان سوموار کی صبح امیر سیف الدین استدمر بخاری دیار مصری جانب سے دمشق کا نائب بنکر آیا، لوگوں نے اس کا استقبال کیا، اس کے لئے جلسے کئے، جب وہ چوکھٹ کو بوسہ دینے کے لئے پیدل چلا تو میں نے اسے دیکھا، اس کے پہلو میں امیر سیف الدین بیدمر تھا جو حاجب الحجاب تھا اسے حلب محروسہ کا نائب بنایا گیا، اس نے روبقبلہ ہوکر قبلہ کے پاس سجدہ کیا، اس کے پاس اس کے لئے فرش اور بڑی بڑی چٹائیاں بچھائی گئیں، بعدازاں وہ سوار ہوا تو بیدمر نے اسے پہلو میں لے لیا، پھر وہ فوج کی طرف چلا گیا، پھر اس نے اسے سوار کرایا، پھر وہ گذشتہ نائبین کے طریقہ پر دارالسعادۃ واپس آیا۔ دن کے آخری حصہ میں امیر سیف الدین بیدمر کے لئے حلب محروسہ کی نیابت کا حکمنامہ آیا۔

منگل کے روز عصر کے بعد دن کے آخری حصہ میں، بشیری ایلچی قاضی بہاء الدین ابوالبقاء اور ان کے اہل وعیاں کے لئے بلا کسی ذمہ داری کے طرابلس کی طرف جلاوطنی کا حکمنامہ لے کر آیا، یہ بات آپ اور دیگر لوگوں پر بہت گراں گذری آپ نے جمعہ کی شب سفر شروع کیا، البتہ آپ کو اس طرف کی نیابت اختیار کرنے کی اجازت دی گئی سو آپ نے اپنے بڑے لڑکے عزالدین کو نائب بنادیا۔ شوال میں مشہور ہوگیا امیر سیف الدین جو منجک جو شام کا نائب سلطنت تھا بھاگ گیا، اور وہ لاپتہ ہوگیا، پھر ان دونوں میں اس کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ حران میں جو ماردین کا ایک صوبہ ہے فقراء کے لباس میں گرفتار کیا گیا، اور اس پر محافظت کی گئی، بادشاہ نے اس کے بارے میں فیصلہ بھیج دیا، لوگوں کو اس پر بڑا تعجب ہوا، پھر اس کی کوئی حقیقت واضح نہیں ہوئی، اس کے دیکھنے والوں نے خیال کیا تھا کہ یہ وہی ہے، حالانکہ حقیقت میں وہ فقراء میں سے ایک فقیر تھا جو بعض وجوہ سے اس کے مشابہ تھا۔

ماہ ذیقعدہ میں مشہور ہوگیا کہ امیر عزالدین فیاض بن منہا ملک العرب نے بادشاہ کی اطاعت سے دستکشی اختیار کرلی ہے، اور وہ عراق چلا گیا ورحبہ میں جو دمشقی فوج تھی اور چار سالاروں کی ماتحتی میں چار ہزار افراد تھے، اور اسی طرح حلبی فوج وغیرہ کے پاس سلطانی حکم آیا کہ اسے تلاش کر کے بادشاہ کے سامنے حاضر کیا جائے، انہوں نے اس پر پوری کوشش صرف کردی، لیکن وہ اس سے ملنے جنگلات میں اس کے پیچھے جانے سے عاجز آ گئے، اور وقت جاتا رہا۔ اور وہ عراق چلا گیا سو حلقہ تنگ ہوگیا اور اس کا ملنا مشکل ہوگیا۔

واقعات ۷۶۱ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو مسلمانوں کا بادشاہ ملک ناصر حسن ابن الملک الناصر محمد ابن الملک المنصور قلاوون تھا۔ مصر وشام کے قاضی گذشتہ سال والے تھے شام کا نائب یلبغا بخاری کا بھائی سیف الدین استدمر تھا سیکرٹری قاضی امین الدین بن قلانسی تھا۔

محرم کے شروع میں قدس شریف میں شیخ صلاح الدین العلائی کی وفات کی خبر آئی، دوسرے روز مسجد اقصیٰ میں بعد نماز ظہر جنازہ ہوا، نائب الرحبہ کے قبرستان میں دفن کئے گئے، آپ کی عمر ۶۶ سال تھی، آپ قدس میں قیام کے دوران ۳۰ سال تک مدرسہ صالحیہ کے مدرس اور دارالحدیث السکریہ کے شیخ رہے۔ آپ نے تصنیف وتالیف کا کام کیا، علوم جمع کئے، تخریج کی، آپ کو العالی والنازلی کی معرفت اجزاء اور فائدکی تخریج میں کمال حاصل تھا، فقہ لغت ادب میں ماہر تھے، آپ کی کتابت کمزور تھی لیکن صحت وضبط کے ساتھ مشکل نہیں تھی، آپ کی متعدد تصانیف ہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اپنی کتب دمشق کی خانقاہ السمساطیہ پر وقف کردی تھی، آپ کے بعد الصرخصیہ کی تدریس اور نگران خطیب برھان الدین جمعہ کے سپرد کی گئی، اس تاریخ سے پہلے بھی آپ کے پاس کی تفویض تھی۔

۶ محرم جمعرات کے روز متولی البرابن بھادر الشیر جی پر نگرانی کی گئی، اسے العذراویہ لکھدیا گیا، کیوں کہ نعمان البقاء کھلن حاجب اور قاضی حسن مطلب حاصل کرنے کی ان پر تہمت تھی، ظاہر یہ ہے کہ یہ مقدمہ ان کے دشمنوں کی طرف سے تھا حقیقت میں ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ واللہ اعلم

پھر ایک شخص کے بابت معلوم ہوا کہ وہ جعلی سلطانی احکام بناتا ہے، اور اس کی وجہ سے الصارمیہ مدرسہ کا ایک مدرس پکڑا گیا، کیوں کہ وہ مدرسہ مذکورہ میں اس کے پاس تھا، امراء کے سامنے اسے کوڑے مارے گئے، اسی طرح شیخ زین الدین زید مغربی شافعی تھا، اس کے بارے میں ذکر کیا گیا کہ

وہ مدرسہ اکریہ کے لئے حکمنامہ طلب کرتا تھا، اسے بھی مارا گیا، اور السد کے قید خانہ میں اسے بند کرنے کا حکم کیا گیا، اسی طرح شہر کے منتظم امیر شہاب الدین کو بھی گرفتار کیا گیا، کیوں کہ اس کے لئے امارت کا حکم لکھا گیا تھا عجیب سیکرٹری نے ان تمام باتوں کو سمجھ لیا تو اس نے نائب سلطنت کو مطلع کیا، جس کی وجہ سے نائب پر دروازہ کھل گیا، پھر ان سب کو السد جیل میں بند کر دیا گیا۔

۱۵ محرم ہفتہ کی شب کا خط آیا، جس میں سرسبزی، ارزانی اور امن کی خبر دی گئی تھی۔

۲۱ محرم مغرب کے بعد محمل آیا، پھر اس کے بعد مٹی اور گرمی میں حاجی آئے، اس کی وجہ سے بلاد حوران سے انہیں سخت مشقت کا سامنا کرنا پڑا، راستہ میں بہت سے اونٹ گر گئے، متعدد خواتین گرفتار ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۲۴ محرم سوموار کے روز جعلی احکام بنانے والا کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، اس کا نام سراج عمر قفطی مصری تھا، وہ ایک نوجوان ماہر کاتب تھا، اسکو پنجرے میں بند کر کے اونٹ پر سوار کیا گیا، اس کے ہاتھ کو داغ نہیں دیا گیا، اس سے خون رس رہا تھا، اس کے ساتھ شیخ زین الدین زید کو اونٹ پر سوار کیا گیا۔ اسکا چہرہ اونٹ کی دم کی طرف تھا، وہ برہنہ اور ننگے سر تھا، اسی طرح بدر حمصی کو دوسرے اونٹ پر سوار کیا گیا، اور والی شہاب الدین کو دوسرے اونٹ پر سوار کیا گیا، اس پر ایک چھوٹا سا چمڑا، موزہ اور قبا تھا، انہیں پورے شہر کا گشت کرایا گیا اور اعلان کیا گیا کہ جعلی احکام بنانے والے کی سزا یہ ہے، پھر ان کو باب الصغیر کے قید خانہ میں بند کر دیا گیا، اس سے پہلے وہ السد جیل میں بند تھے، اسی سے وہ مشہور ہوئے اور پکڑے گئے۔

منجک کی گرفتاری اور اس پر غلبہ پانے کا بیان وہ ایک سال سے روپوش تھا ... ۲۷ محرم جمعرات کے روز نائب سلطنت امیر یوسف الدین استدمر کے پاس ناصح آیا، اس نے نائب کو بتایا کہ منجک شرف الاعلیٰ کے گھر میں ہے، اس نے اسی وقت ایک شخص کو اس گھر میں بھیجا جس میں حاجب اور اس کے کچھ خاص تھے، ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر اسے اپنی گود میں لے لیا، جب نائب سلطنت نے اس کا سامنا کیا تو اس نے اس کا اکرام کیا، اسے اپنے ساتھ بٹھایا، اسے کھلایا پلایا، بعض کا قول ہے کہ اس کا روزہ تھا، اس نے اس کے پاس افطاری کی، اسے اپنا لباس دیا، پھر اسے بیڑیاں ڈالدی، پھر اسے جمعہ کی شب سپاہیوں کی ایک جماعت اور بعض امراء کے ساتھ بادشاہ کے پاس بھیج دیا، ان امراء میں حسام الدین امیر حاجب بھی تھا، نائب سلطنت نے دن کے شروع حصہ میں منجک کی تلوار اس کے لڑکے کے ساتھ بھیجی تھی، لوگوں نے اس قصہ پر بڑا تعجب کیا، اکثر لوگوں کا خیال تھا کہ اس کا انتقال ہو گیا، کیوں کہ وہ دور دراز علاقوں میں چلا گیا تھا، لوگوں کو معلوم ہی نہیں تھا کہ وہ دمشق میں بھیس بدل کر پھر رہا ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ منجک جامع دمشق میں جمعوں میں حاضر ہوتا تھا، اور اپنی حیثیت اور لباس بدل کر لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا تھا، لیکن اس کے باوجود احتیاط نے تقدیر کے مقابلہ میں کوئی فائدہ نہیں دیا۔ اور ہر موت کا ایک وقت مقرر ہے، ملک الامراء نے اس کا وہ لباس اور تلوار بھی بھیجی جس کے ذریعہ وہ بھیس بدلتا تھا، اور حاجب امراء اور بہت سے فوج کے ساتھ اسے قید کر کے محافظوں کے پہرے میں دے کر مصر بھجوا دیا گیا، ملک الامراء کا لڑکا تحائف، ہدایا، خلعتیں اور جانور لے کر لوٹا، جمعہ کے روز امراء نے انہیں پہنا، اور لوگ شمعیں لے کر آئے۔ پھر مسلسل اطلاعات آئیں کہ منجک بادشاہ کے پاس گیا، اس نے اسے معاف کر دیا، اسے کامل خلعت دیئے، اور اسے تلواریں، نشان زدہ گھوڑے، فاخرانہ لباس، اموال اور امان دیدی، اور بہت سے امراء اور اکابر سے اسے مقدم کر دیا، امید علی صفد سے آیا حمات کی نیابت کا ارادہ کئے ہوئے تھا، وہ ۴ صفر جمعرات کی شب قصر ابلق میں اترا، اور اس ماہ کی ۷ تاریخ اتوار کے روز چلا گیا۔

۱۸ جمعرات کے روز قاضی بہاء الدین ابو البقاء حکم کے مطابق طرابلس سے آیا کہ وہ اپنے بقیہ کاموں پر دمشق چلا جائے، ان کے لڑکے ولی الدین ان کی نیابت میں کام کر رہے تھے، لوگوں نے راستہ میں ان کا استقبال کیا، قاضی القضاۃ تاج الدین ان کے پاس حرستا گیا، لوگ مبارکباد دینے کے لئے ان کے گھر گئے، اور ان کی وطن واپسی پر بڑے خوش ہوئے۔

اس ماہ کے شروع میں زوردار بارش ہوئی، یہ چار فروری کے درمیان کا واقعہ ہے بڑی برف پڑی تو بڑی کلفت ومشقت ہوا اور بہت معمولی رقم سے سیرابی حاصل نہیں ہو سکتی تھی، حتیٰ کہ لوگ ہاتھوں، گرزوں اور بہت سے مال خرچ کر کے اس پر لڑتے تھے، یہ دسمبر جنوری اور فروری کے شروع کا واقعہ ہے، اور یہ نہروں میں پانی کی قلت کے باعث تھا، اسی طرح بلاد حوران کے اکثر باشندے ان مہینوں میں دور دراز مقامات سے سیراب ہوتے تھے، اللہ

نے احسان فرمایا وادیاں بہہ پڑیں، بارش اور برف کثرت سے پڑی، دریا بھر گئے، متواتر بارشیں ہوتی رہیں، کیوں گویا اس سال دسمبر سے فروری تک سیلاب آیا، اور فروری دسمبر بن گیا حالانکہ دسمبر میں ایک پرنالہ بھی نہیں بہا۔

اسی ماہ میں امیر سیف الدین منجک قدس شریف آیا، تاکہ مسجد شریف کے مغربی جانب بادشاہ کے لئے مسجد اور خانقاہ بنائے، اور وہ فرمان شاہی لایا جو اس نے سونے کے پانی ست دمشق کی طرف لکھا تھا، لوگوں نے اس کا معاینہ کیا میں اس کی نقل پر بیٹھا تھا، اس میں بہت زیادہ مدح وتعریف تھی، اور اس میں حکومت متقدمہ کے متقدم خداموں کی تعریف کی گئی، اور اس کی گذشتہ لغزشیں معاف کردی، اور اس کی سیرت کو صحیح عبارت میں بیان کیا۔

ربیع الثانی کے شروع میں اس نے ابن ہلال کے غلام معلم سنجر کو جو بہت بڑا مالدار حکم کے مطابق لکھا، اور اس سے چھ لاکھ کا مطالبہ کیا، اس عمارۃ کی نگرانی کی جو اس نے باب النطافین کے پاس مدرسہ بنانے کے لئے بنائی تھی، اس نے حکم دیا کہ اسے یتیموں کے لئے مکتب بنادیا جائے، اور اس پر وقف کرے، اسی طرح اس نے حکم دیا کہ بڑے مدرسوں میں سے ہر بڑے مدرسہ میں مکتب بنادیا جائے یہ ایک نیک مقصد تھا، اس نے اس سے جلدی پیسے لینے کے لئے کچہریوں کے منتظم کے حوالہ کردیا، اس نے جلد دو لاکھ دے دیے، جو امیر کے ساتھ دیار مصر کی طرف بھیج دیئے گئے۔

کاتبوں اور کچہریوں کی نگرانی......۱۵ ربیع الاول بدھ کے روز دیار مصر سے ایک امیر آیا، اس کے پاس سلطانی کچہریوں کی نگرانی کے حکم نامہ تھا، کیوں کہ انہوں نے لوگوں کے لئے سلطانی صدقات کے مال کھائے تھے، اس نے البرانیہ کے دار العدل کو ان کے بابت حکم دیا، اس نے ان پر بہت اموال لازم کئے، حتیٰ کہ وہ اپنے اثاثے، سامان فرش وغیرہ کے فروخت کرنے کی طرف محتاج ہو گئے یہاں تک بیان کیا گیا کہ جن کے پاس دینے کے لئے کچھ نہیں تھا وہ چبوترے پر فروخت کرنے کے لئے اپنی لڑکیاں لے آیا، پس لوگ رو پڑے وہ نرمی کی وجہ سے ان کے والدوں پر گریہ کنا ہوئے، پھر بعض فقراء کو جن کو پاس کچھ نہیں تھا چھوڑ دیا گیا کبراء پر مطالبہ باقی رہا جسے الصاحب اور المستوفین پھر مطالبہ میں ان پر سختی کی گئی اور انہیں دکھ وہ ماردی گئی، انہوں نے الصاحب پر بہت سامال لازم کیا، حتیٰ کہ وہ امراء کبراء اور تجار سے سوال کرنے پر مجبور ہوگیا، انہوں نے بہت زیادہ اسے مال دیا جو اس مال کے قریب قریب تھا جو اس پر لازم کیا گیا تھا۔ اس سے پہلے اسے مارنے کے لئے برھنہ کیا گیا، لیکن پھر اسے چھوڑ دیا گیا اور مشہور ہوگیا کہ اس پر دیار مصر سے معاوضہ متعین کیا گیا۔

فیاض بن مہنا کی وفات... ۱۸ ربیع الثانی ہفتہ کے روز فیاض بن مہنا کی وفات کی خبر آئی، لوگ بہت خوش ہوئے، سلطان کے پاس اس کی موت کی خوش خبری بھیجی گئی، کیوں کہ وہ سلطان کی اطاعت سے دستکش ہوگیا تھا، پس وہ وہاں ارض شقاق ونفاق میں جاہلیت کی موت مرگیا اس کے متعلق کچھ باتیں ذکر کی گئیں:

(۱)......اس نے لوگوں پر ظلم کیا۔

(۲)......اس نے بلا عذر شرعی ماہ رمضان میں افطار کیا۔

(۳) ..اس نے اپنے اصحاب اور اقارب کو گذشتہ ماہ اس کا حکم دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ابن ہلال کے غلام سنجر کا عجیب واقعہ ... ۲۴ ربیع الثانی کو معلم سنجر سے چھ لاکھ درھم وصول کرنے کے بعد اسے رہا کردیا گیا، اس نے خوشی میں باب النطافین کے پاس رات گزاری صبح ہونے کے بعد وہ حمام کی طرف گیا تو دیار مصر سے بادشاہ کی طرف سے اس کے اموال وذخائر پر محافظت کا حکمنامہ آچکا تھا، چاروں طرف سے حاجب نقیب اور اعوان آگئے، انہوں نے اس کے گھر کا ارادہ کیا، انہوں نے سب کچھ سمیت اس کا گھراؤ کرلیا، اس پر اور اس کے لڑکوں پر نشان لگادیا، ان کی خواتین کو دردناک حالت میں گھر سے نکالا گیا، ان کی تلاشی لی گئی، ان کے زیورات، جواہر اور نفیس چیزیں چھین لی عوام اور کمینے قسم کے لوگ جمع ہوگئے، ایک قاضی گواہوں کے ساتھ گروی مال لینے کے لئے حاضر ہوا انہوں نے کھلم کھلا معلومات حاصل کرنے کے لئے معلم کو بلوایا، انہوں نے پہلے روز تین لاکھ ستر ہزار کی چاندی پر قبضہ کیا، اس کے علاوہ کچھ صندوق تھے جو ابتک غیر مفتوح تھے، کچھ اور ذخائر بھی تھے جن تک وقت کی تنگی کے باعث ان کی رسائی نہیں ہوئی تھی، پھر اتوار کے روز بھی اسی طرح ہوا، دربانوں نے حملہ کے

خوف سے دروازوں اور چھتوں پر رات گذاری سنجر اور اس کی اولاد نے نگرانی میں قلعہ منصورہ میں رات گزاری، لوگوں کو اس عظیم مصیبت کی وجہ سے اس پر بڑا رحم آیا جو پہلی مصیبت کے بعد جلد ہی اسے پہنچ گئی۔

اس ماہ کے آخر میں امیر ناصر الدین محمد بن الدوادار السکری نے وفات پائی اسے اپنے استاد کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل تھا، اور اس نے اپنے کام میں خوش بختی سے انتہائی حد کو پایا، پھر اللہ نے اس کے استاد کے دل کو اس سے پھیر دیا، اس نے اس کو مارا، اور اس کو معزول کر کے جیل میں ڈالدیا، لوگوں کے ہاں اس کا مرتبہ گر گیا، نوبت بایں اجا رسید کہ وہ اپنے گھوڑے پر اپنے تبعین کے پاس کھڑا ہوتا تھا ان سے خرید وفرخت کرتا تھا، اور ان سے برابری کرتا تھا، اور اپنی حاجت اپنی زین پر اٹھاتا تھا، لوگوں کے سامنے عبرت بن گیا، حالاں کہ اس سے قبل الدویدار یہ میں وہ عزت وجاہ ومال اور دنیاوی سربلندی کا حامل تھا، اور اللہ پر دنیاوی شئی کو بلند کرنے کے بعد اسے پست کرنا واجب ہے۔

اس ماہ کی سترہ تاریخ اتوار کے روز نعم ہلال اور اس کے دونوں لڑکوں کو جیل سے رہا کردیا گیا، ان کے گھر اور ان کے ذخائر ان کے سپرد کردیئے گئے، لیکن گھر کا مال لے لیا گیا اور وہ تین لاکھ بیس ہزار درہم تھا، اور اس کے دلائل پر مہر لگادی گئی، تا کہ ایک مجلس اس کی ضامن ہو، اور وہ اپنا رأس المال اللہ کے قول (وان تبتم فلکم رؤس اموالکم لاتظلمون و لاتظلمون) کے تحت اپنے اہل مال پر قبضہ کرے، شہر میں اعلان کیا گیا کہ اس سے یہ سلوک اس لئے کیا گیا ہے کہ یہ زکوۃ ادا نہیں کرتا تھا، سودی کاروبار کرتا تھا، سلطان کے حاجب، شہر کے متولی اور عمامہ پوش شہر کے بازاروں میں اور اس کے اطراف میں یہ اعلان کرتے رہے، اس ماہ کی ۲۸ تاریخ کو سلطانی حکم آیا کہ کچہریوں کی کونسلوں کو ان کے گھروں اور رحالوں تک چھوڑ دیا جائے، لوگ شدید عقوبت اور مطالبہ کے بعد ان کی رہائی پر بیحد خوش ہوئے۔ لیکن یہ سلسلہ قائم نہ رہ سکا۔

اس ماہ کے آخر میں شیخ شہاب الدین مقدسی واعظ نے گفتگو کی، وہ دیار مصر سے محراب صحابہ کے سامنے آیا، لوگ اس کی طرف گئے قاضی شافعی اور مالکی بھی حاضر ہوئے، اس نے قرآنی آیت کی تفسیر پر گفتگو کی، واضح اور شیریں الفاظ میں صوفی کی اشاراتی باتوں کی طرف اشارہ کیا، اس نے خوب بیان کیا اپنے شہر واپسی تک لوگوں کو الوداع کہا، جب اس نے دعا کی تو لوگ اٹھنے کے لئے کھڑے ہوئے پاس کی دعا میں لوگ کھڑے رہے، میں نے بھی ان سے ملاقات کی میں نے ان کو خوش ہیئت خوش گفتار اور مؤدب پایا، اللہ اس کی اور ہماری اصلاح کرے۔

جمادی الثانی کے شروع میں امیر سیف الدین بیدمر نائب حلب فوج کے ساتھ بلاد سیس سے جہاد کے لئے گیا، اللہ اس کی مدد ونصرت فرمائے۔

اس ماہ کے شروع میں اہل قلعہ نے صبح کی تو امراء اعراب کی ایک جماعت عماموں اور رسیوں کے ساتھ ان کی نشتگاہوں کے اوپر سے خندق میں اتر گئی، اور جسر الذلابیہ کے پاس سے نکلی ان میں سے دو نکل گئے اور تیسرا پکڑا گیا جو بعد میں جیل میں رہا گویا وہ ان دونوں کے لئے رسی پکڑتا تھا جس سے وہ نیچے اترتے تھے، اس کے بعد نائب سلطنت کی ملامت نائب قلعہ پر بڑھ گئی، نقیب نے اس کے دونوں لڑکوں اور اس کے بھائی کی پٹائی کی، اور ان کو جیل میں بند کردیا نائب نے اس واقعہ کے بارے میں سلطان سے مکاتبت کی، نائب قلعہ کو معزول کرنے اور اسے وہاں سے نکالنے کے بارے میں بادشاہ کا خط آیا، اس نے سلطانی اموال کے لئے طلب کیا جس پر اس نے چھ سال میں قابو پایا تھا۔ اس کا لڑکا نقابت سے معزول کردیا گیا، پس وہ عزت سے عذل تک پہنچ گئے۔

سترہ جمادی الثانی سوموار کے روز امیر تاج الدین جبریل نائب حلب امیر سیف الدین کے پاس سے آیا، اس نے بلاد سیس کے دو شہر طوسوس اور اذنہ فتح کئے، ان کی چابیاں جبریل مذکور کے ساتھ سلطان کے پاس بھیج دی، پھر اس نے تھوڑی مدت میں بہت سے قلعے فتح کئے، سیکریٹری قاضی ناصر الدین نے بڑا مؤثر خطبہ دیا، مجھے خط کے ذریعہ معلوم ہوا اذنہ کے گرجوں کے دروازے کشتیوں میں لاد کر دیار مصر لائے گئے، میں کہتا ہوں کہ ابن صریہ کہ دروازے جو کسفح میں ہیں یہ وہی دروازے ہیں، قازان کے سال سیس نے انہیں لیا، اور واقعہ ۶۹۹ھ کا ہے اور وہ اس سال میں اللہ کے فضل سے پہنچ گئے۔

اس ماہ کے آخر میں ہمیں اطلاع ملی کہ شیخ السلطان سے قطب الدین ہرماس کو ان کے مخدوم کے صحن سے نکالدیا گیا، انہیں مارا گیا اور ان پر مطالبہ کیا گیا، ان کا گھر بنیاد تک ویران کردیا گیا، انہیں مصیاف کی طرف جلاوطن کردیا گیا، آپ دمشق کے پاس سے گزرتے ہوئے باب الفرج کے باہر مدرسہ جبلیہ میں اترے، اور میں نے سلام کرنے والوں کے ساتھ آپ کی ملاقات کی، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک خوبصورت شیخ ہے، اور جو کچھ بیان

کیا جاتا ہے۔اس کے پاس ہے،اوروہ فصیح الفاظ بولتا ہے اوراس میں خوبی پائی جاتی ہے اوراس کے ہاں تواضع اورتصوف بھی ہے،اللہ اس کے انجام کو اچھا کرے،پھروہ اعذراویہ کی طرف منتقل ہوگیا۔

سات رجب کی صبح شیخ شرف الدین احمد بن حسن ابن قاضی جبل حنبلی دیار مصر گیا،وہ ڈاک کے گھوڑے پر سلطان کو مدرسہ میں جسے سلطان نے قاہر یہ مغربیہ میں حنبلی گروہ کی تدریس کے لئے تعمیر کیا تھا،مطلوب تھا۔اور راستے میں قضاۃ واعیان اسے الوداع کرنے آئے اللہ اسے سلامت رکھے۔

نائب سلطنت استدمر البخاری کی گرفتاری..... ۲۵ رجب بدھ کی صبح یلبغا بخاری کے بھائی نائب سلطنت امیر سیف الدین استدمر کو اس خط کی وجہ سے جو سلطان کی طرف سے الدوادار الصغیر لے کر آیا تھا گرفتار کرلیا گیا،اوراس دن وہ میدان ابن بایک کی طرف سوار تھا،جب وہ واپسی پر یہود ونصاریٰ کے قبرستان کے پاس پہنچا تو حاجب کبیر نے فوج کے ساتھ اس پر سختی کی،انہوں نے اسے طرابلس کی طرف جانے کا حکم دیا۔

چنانچہ وہ طرابلس چلا گیا،اور دارالسعادۃ کی طرف اس کے لئے جانا ممکن نہ ہوسکا،پاک ہے وہ ذات جس کے قبضہ قدرت میں ہرشئی ہے،جو وہ چاہتا ہے کرتا ہے،وقتی طور پر شہر نائب سے خالی ہوگیا،حاجب کبیر بادشاہ کے حکم سے اس میں فیصلے کرتا تھا،امیر سیف الدین بیدمر نائب حلب کو نیابت کے لئے مقرر کیا گیا۔

ماہ شعبان میں امیر سیف الدین بیدمر کے لئے دمشق کی نیابت کا حکمنامہ آیا حلبی فوج کی ایک جماعت کے ساتھ سوار ہوکرآنے کا حکم دیا گیا امیر خیار بن مہنا کا ارادہ کئے ہوئے تھا تاکہ وہ اسے سلطان کی خدمت میں حاضر کرے،حماۃ اورحمص کے نائبین کو امیر سیف الدین بیدمر کے لئے معاون بننے کا حکم دیا گیا ۴ شعبان جمعہ کے روز سلیمان کے پاس خیار سے ان کی ملاقات ہوئی،ان کے درمیان کشیدگی پیدا ہوگئی،واقعہ کے مشاہد امیر تاج الدین الدوادار نے مجھے خبر دی کہ بدوؤں نے چاروں طرف سے ان کا محاصرہ کرلیا،کیوں کہ بدوؤں کی تعداد ۸۰۰ آٹھ سوتھی ے حماۃ حلب اورحمص کے ترکی ڈیڑھ سو تھے،ترکیوں نے بدوؤں پر تیراندازی کرکے ان کے متعدد افراد ہلاک کردئے،ترکیوں کا صرف ایک آدمی قتل ہوا ایک ترکی ہی تھے اسے دور سے بدو سمجھ کر تیر مارا،جس سے وہ قتل ہوگیا،پھر ان کے درمیان رات حائل ہوگئی،اور ترکی دائرہ سے نکل گئے،راستہ میں ترکیوں اور بدوؤں کے اموال لوٹ لئے گئے،ایک قسم کا فتنہ برپا ہوگیا اس کے تدارک کے لئے چند دمشقی امراء آئے،نائب سلطنت ان کی آمد کا منتظر تھا۔

نائب سلطنت امیر سیف الدین بیدمر کی دمشق آمد.......۱۹ شعبان ہفتہ کے روز نائب سلطنت کی اپنے لشکر کے ساتھ وطاۃ برزہ میں رات گزار کر دمشق آمد ہوئی،لوگوں نے اس کا استقبال کیا،درمیان میں بدوں کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا قبل ازیں اس کا ذکر ہوچکا۔چنانچہ وہ شاہانہ نخوت کے ساتھ دمشق میں داخل ہوا حسب عادۃ چوکھٹ کو بوسہ دیا،پھر دارالسعادۃ چلا گیا،اس کی جرأت خودداری،اور بالمعروف انھی عن المنکر کی وجہ سے اس کی آمد سے مسلمان بہت خوش ہوئے۔اللہ اس کی مدد کرے۔واللہ اعلم۔

امیر سیف الدین بیدمر کا خیار بن مہنا پر حملہ......ماہ شعبان میں امیر سیف الدین بیدمر کو نائب دمشق ہونے کا پیغام ملا اور ساتھ ہی اسے یہ حکم دیا گیا کہ وہ حلبی فوج کے ایک لشکر کے ہمراہ امیر خیار بن مہنا پر لشکر کشی کرے تاکہ اُسے سلطان کی خدمت میں پیش کرنے اور حماۃ اور حمص کے نائبین کو سیف الدین کی مدد کا حکم دیا۔شعبان کی چار تاریخ کو بروز جمعہ انہوں نے سلیمہ کے پاس خیار پر پہنچے اور خوب جھڑپیں ہوئیں۔

امیر تاج الدین الدواوار(جو کہ اس جنگ کے عینی شاہد ہیں) کہتے ہیں کہ اعراب نے چاروں اطراف سے ان کا گھیراؤ کرلیا،وہ تقریباً آٹھ سو تھے جبکہ حماۃ،حمص اور حلب کے ترک صرف ایک سو پچاس تھے۔پس انہوں نے اعراب پر تیراندازی شروع کردی اور بہت سے اعراب قتل ہوگئے اور ادھر ترکوں میں سے صرف ایک شخص مرا،وہ ناسخ عرب ہونے کے مغالطے میں قتل ہوا۔اسی دوران رات حائل ہوگئی اور ترک عربوں کے گھیرے سے نکل گئے اور پھر دوبارہ جنگ شروع ہوگئی۔ترکوں کے نقصانات کی تلافی کے لئے متعدد امراء کو دمشق سے روانہ کیا گیا۔نائب لسلطنت نے ورود کے انتظار میں وہاں قیام کیا۔

امیر عمر ملقب مصمع بن موسیٰ بن مہنا مصر سے اعراب کا امیر ہوکر آیا اوراس کے ہمراہ امیران عرب بدرالدین ابن جماز بھی آیا۔مصمع "ابلق" کے

قلعے اور امیر رملہ ''التوزیہ'' میں اترا۔ پھر یہ دونوں اپنے مطیع عربوں کے ساتھ جو کہ افواج دمشق سے برسر پیکار تھے چلے۔ جو کہ حماۃ اور حمص کی فوج کے ساتھ امیر خیار کو حاصل کرے اُسے سلطان کی خدمت میں حاضر کرنے کے لیے خیر کی جانب گئے تھے اور اللہ ہی انجام بخیر کرنے والا ہے۔

نائب السلطنت سیف الدین بیدمر کی دمشق آمد　۲۹ شعبان بروز ہفتہ صبح کے وقت حلب اپنی افواج کے ہمراہ آیا اور رات وطاۃ اور برزہ میں گزاری۔ لوگوں نے حماہ اور اس کے علاوہ لشکر کا اس کے ہمراہ پرزور استقبال کیا۔ وہ عربوں کے ساتھ معرکے کے بعد بڑی شان و شوکت کے ساتھ آج آیا۔ اس نے حسب سابق چوکھٹ کو بوسہ دیا اور دار السعادۃ پیدل روانہ ہو گیا۔ پھر اس کے کوتل گھوڑے، روشن زرہیں اور بہت بڑی مقدار میں قیمتی سامان کے ساتھ آئے۔ پھر لوگ اس کی ذہانت اور خودداری اور امر بالمعروف و نواہی عن المنکر کے قائل ہو گئے۔ اللہ اس کی تائید اور رہنمائی کرے۔

قاضی شہاب کی معزولی۔ ... ۲ رمضان المبارک کو بروز جمعہ حنابلہ نے جامع القبیبات میں خطبہ دیا اور قاضی شہاب الدین کو جو کہ حنبلی افواج کا قاضی تھا نائب السلطنت کے حکم پر عہدے سے معزول کر دیا گیا کیونکہ اسے اس بات کا علم تھا۔ جب سے وہ اس عہدے پر فائز ہوا ہے اس وقت سے لے کر اب تک اس نے حنابلہ کا سہارا لیا ہے۔

دمشق میں آپ ﷺ پر سب و شتم کرنے والوں اور کفریہ الفاظ کہنے والوں کا قتل　۱۲ رمضان بروز جمعہ ابن باب ارقق جس کا اصل نام عثمان بن محمد تھا حبشی ہتھیار سے قتل کر دیا گیا جیسا کہ ایک جماعت اس کی شاہد ہے۔ جن کا کذب پر اتفاق کرنا ناممکن ہے۔ وہ آپ ﷺ پر سب و شتم کرتا تھا چنانچہ اسے مالکی حاکم کی خدمت میں لایا گیا اور اس پر بزدلی کرنے کا دعویٰ کیا گیا۔ پھر فیصلہ یہ ہوا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ اللہ اس کا برا کرے اور اس پر رحم نہ کرتے ہوئے ہلاک کرے۔

۲۶ رمضان بروز پیر بہت محمد زبالہ نے بن معبد کو قتل کر دیا کیونکہ اس نے کفریہ باتوں کا دعویٰ اور آپ ﷺ کو بکثرت گالیاں دی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ نمازی اور روزہ دار تھا مگر اس سے باوجود حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور نبی کریم ﷺ کے بارے میں نازیبا کلام کہتا تھا چنانچہ اُسے اس روز سوق الخیل میں قتل کر دیا گیا۔

۱۳ شوال کو سلطان محمل اور اس کا امیر ناصر الدین بن قراسنقر اور قاضی الحجاج شمس الدین محمد بن سند المحدث نکلے۔ ماہ شوال کے اخیر میں ایک ''حسن'' نامی شخص کو گرفتار کر لیا، جو محلہ شاغور میں درزی تھا، وہ فرعون معلون کا حمایتی تھا اور اس کا گمان تھا کہ اس کی موت اسلام پر ہوئی ہے اور وہ سورۃ یونس کی اس آیت سے دلیل دیتا تھا کہ غرق کے وقت اس نے کہا:

امنت انه لااله الاالذی امنت به بنواسرائیل وأنا من المسلمين

''میں ایمان لاتا ہوں کہ وہی معبود ہے جس پر بنو اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں''۔

یہ شخص اس آیت سے تو دلیل پکڑتا تھا مگر قرآن کی بہت سی آیات اور احادیث مبارکہ کا مفہوم نہیں سمجھتا تھا جیسے اللہ فرماتے ہیں۔

آلئن وقد عصيت من قبل وكنت من المفسدين

''تو اب ایمان لایا ہے جبکہ تو نے پہلے نافرمانی کی ہے اور تو مفسدین میں سے ہے''۔

اور دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

فأخذه الله نكال الآخرة والأولى

اور ایک جگہ یہ ہے کہ

(فأخذناه أخذا وبيلا) یہ آیات اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ دنیا کا سب سے بڑا کافر فرعون ہے جس پر مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ کا اتفاق ہے۔

قاضی القضاۃ تاج الدین شافعی کا نائب السلطنت کے ہاں حاضری ۶ ذوالقعدہ جمعہ کی صبح کو ایلچی نائب السلطنت کے ہاں مصر میں تکریم و تعظیم کے ساتھ تنکز کے حسب سابق آیا۔ نائب مصر ۱۴ ذوالقعدہ کو ہفتے کے دن صبح کے وقت ایوان شریف کی تعظیم میں قیمتی تحائف اور عظیم ہدایا لے کر مصر روانہ ہوا۔ روانگی کے وقت حاجیوں اور امراء کے قضاۃ و اعیان نے اُسے الوداع کیا۔

ذوالحجہ کے شروع میں نائب السلطنت کا ایک خط قاضی القضاۃ تاج الدین الشافعی کو ملا جس میں قدس شریف اور حضرت خلیل کی قبر کی زیارت کے لئے بلایا اور ساتھ ہی اس میں سلطان کے احسان و اکرام کا بھی ذکر کیا اور اس کے ساتھ عطایا، گھوڑے، مال اور غلہ جات کا بھی ذکر کیا۔ چنانچہ بروز جمعہ قاضی القضاۃ اس ماہ کی چار تاریخ کو ڈاک کے چھ گھوڑوں پر مناسب حال تحائف کے ساتھ اس کی جانب روانہ ہوا اور پھر ۱۸ تاریخ کو ہی شام کے وقت بستان واپس آ گیا۔

متعدد مقامات پر شدید سیلاب کا حملہ اس ماہ اور اس سے ماقبل کے ماہ میں بیشتر مقامات پر بڑے سیلاب آئے، جس کے آثار بعلبک میں ہم نے دیکھے۔ سیلاب کی بدولت درخت اکھڑ گئے، متعدد جگہیں پھٹ گئیں اور متعدد جگہ پانی کے بہاؤ کے اثرات رہ گئے۔ جعلوص کے مقام پر بھی شدید سیلاب آیا جس میں بہت سی چیزوں کے ساتھ قاضی بھی غرق ہو گیا۔ جن لوگوں نے ٹیلوں پر آسرا لیا وہ بھی اس میں ہلاکت سے نہ بچ سکے۔ مقام حستہ جمال میں بھی ایک سیلاب آیا۔ جس نے بہت سے درخت، بکریاں اور انگور وغیرہ تباہ کر دیئے۔ حلب کے علاقے میں شدید قسم کے سیلاب نے تباہی مچائی۔ بہت سے ترکمان اور دیگر عورتیں، مرد، بچے، ریوڑ اور اونٹ ہلاک ہو گئے۔ یہ سب میں نے ایک شاھد کے خط میں پڑھے اور اس نے یہ بھی بتایا کہ وہاں اولے بھی گرے جن میں سے ایک اولے کا وزن سات سو درھم تھا، ان اولوں میں چھوٹے بڑے دونوں شامل تھے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا نفاذ ۱۵ شوال بروز منگل کو سلطان کا ایک حکم نامہ دمشق پہنچا جس کا اعلانِ عام بدھ کی صبح کیا گیا۔ اس حکم نامے کی تفصیل یہ ہے کہ مسلمانوں پر اہل اسلام کا سا لباس اختیار کرنا، مجوس اور اعاجم کا لباس ترک کرنا لازم ہے۔ ان لوگوں کو سلطان کے علاقے میں داخل ہونے کی اس وقت تک اجازت نہ ہوگی کہ یہ لوگ مبتدع اور نازیبا لباس کو چھوڑ نہ دیں اور جو اس کی خلاف ورزی کرے گا اس پر شرعی حدود نافذ ہوں گی۔ مگر یہاں مناسب حال یہ تھا کہ ان کو ذلیل حشیش کو ترک کرنے اور اس کے کھانے سے مست ہونے پر حدود جاری کی جاتی جس کے خلاف بعض مفتیوں کا بھی فتویٰ تھا۔

اسی ماہ ہمیں علاقہ ''جبراص'' میں ۱۵ ذوالحجہ بروز منگل کو شیخ احمد بن موسیٰ الزرعی کے انتقال ہونے کی اطلاع ملی۔ وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے نفاذ، سلطان اور حکومت کے لوگوں کی خاطر الگ ہو چکے تھے۔ عوام ان کی وجاہت و کمال کے قائل تھے۔ امیر سیف الدین دمشق میں امیر تھا وہ ان سب سے معزول ہوا تو اسکو طرابلس کی جانب جلاوطن کر دیا اور وہیں اس کی وفات ہوئی۔

پھر نائب السلطنت واپس مصر آیا۔ سلطان نے اس کا نہایت پر جوش انداز میں استقبال کیا۔ پھر وہ واپسی میں قدس شریف سے گزرا اور وہاں یوم عرفہ اور نحر میں قیام کیا۔ پھر ارصوف کے جنگلات میں شکار کرنے گیا مگر راستے میں ہی بخار نے آ لیا اور وہ شکار سے رُک گیا۔

بالآخر وہ جلدی سے چلا اور اسی ماہ کی ۲۱ تاریخ کو بروز پیر صبح کے وقت بڑی شان و شوکت کے ساتھ دمشق میں داخل ہوا۔ عوام اس کی آمد اور اس کے احساس کو دیکھنے آئے۔ وہ اس وقت بیل بوٹے والے قبا میں تھا اور اس کے آگے صوفیاء اور شالیشیہ تھے۔ اور ان کو مقدم رکھنے کا مقصد رعایا کی اصلاح، اوقاف کی نگرانی اور تنکز کے مطابق ان کی اصلاح کرانا تھا۔ واللہ اعلم۔

آغاز ۷۶۲ھ

اس سال کے آغاز میں دیار مصر و شام اور حرمین شریفین اور اس کے ملحقہ علاقوں پر ملک ناصر حسن بن ملک ناصر محمد بن ملک منصور قلاوون الصالحی کی حکومت تھی اور مصر میں اس کے نائب کے بجائے وہی پرانے قضاۃ تھے جن کا ذکر پچھلے سال میں گزر چکا ہے۔ اس کا وزیر قاضی بن خطیب تھا۔

دمشق میں نائب امیر سیف الدین بیدمر خوارزمی تھا وہ فوج کا ناظر محتسب، قضاۃ وخطباء اور شرفاء کا نگران تھا۔ ابن قذ دیتہ اس کا وزیر اور قاضی امین الدین بن القلانسی اور بیت المال کا منتظم صلاح الدین صفدی تھا جو کہ چاروں مجالس شاہی فرامین لکھنے والوں میں سے ایک تھا۔ اوقاف کا منتظم امیر ناصر الدین بن فضل اللہ اور حاجب الحجاب الیوسفی تھا۔

وہ دیار مصر لوگیا تا کہ ''جھار'' کی امارت حاصل کرے اور اس شہر کا منتظم ''ناصر الدین'' اور ''ابن الشجاعی'' تھا۔ ۹ محرم بروز سوموار صبح کے وقت حماۃ کا نائب ''امیر علی'' بن گیا۔ پھر وہ مصر کی جانب سفر کے دوران دمشق میں قصر ابلق میں اترا۔ پھر وہاں سے ''دویدارہ بیلبغا'' کے مکانوں کی جانب چلا گیا۔ جس نے القصاعین میں بہت سی تعمیرات کی تھیں، لوگ اس کے استقبال کو آئے۔ وہ اس ماہ کی ۹ تاریخ، جمعرات کی صبح تک وہیں رُکا اور پھر مصر روانہ ہوگیا۔

حسن بن الخیاط کی گرفتاری ......۱۹ محرم بروز اتوار کو ''محلہ شاغور'' کے قید خانے سے ''حسن بن الخیاط'' کو مالکی عدالت میں پیش کیا گیا اور اس نے فرعون کے ایمان لانے کا دعوے کیا اور اس کو کامیاب گردانتا تھا۔ اس نے پہلے اپنے اعتراف سے اس کی تصدیق کی اور دوسری وتیسری مرتبہ مناظرے سے تصدیق کا اظہار کیا۔ وہ ایک پر جوش بوڑھا تھا، وہ کوئی دلیل بیان نہ کرسکا۔ بس اس کے خیال میں ایک شبہ پیدا ہوا تھا جس پر وہ کوئی حجت قائم نہ کرسکا۔ چنانچہ اس کا گھیراؤ کرلیا گیا۔

اس عامی آدمی نے یہ گمان کیا کہ جب اس نے اللہ کے عذاب عظیم کو دیکھا اور غرق کے قریب ہوگیا تو کہا (میں ایمان لایا کہ صرف وہی معبود ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں) حالانکہ اللہ فرماتے ہیں کہ (تو اب ایمان لایا ہے حالانکہ قبل ازیں تونے نافرمانی کی اور تو مفسدین میں سے تھا پس آج ہم تیرے بدن کو نجات دیں گے تاکہ تو آنے والوں کے لئے نشان ہو) لہٰذا اس کی یہ حالت اس کو فائدہ نہ دے گی۔ جیسا کہ اللہ دوسری آیت میں فرماتا ہے کہ (جب انہوں نے ہمارے عذاب کو دیکھا تو کہنے لگے ہم خدائے واحد پر ایمان لائے اور جن کو ہم شریک بناتے تھے ہم اُن کا انکار کرتے ہیں۔ پس ہمارے عذاب کو دیکھ کر ان کا ایمان لانا انہیں فائدہ نہ دے گا، یہی اللہ کی سنت ہے جو اس کے بندوں پر ہو چکی اور کافر وہاں خسارے میں ہوں گے) ایک جگہ اللہ فرماتے ہیں (بلاشبہ جن لوگوں پر تیرے رب کی بات واجب ہوگئی ہے وہ اس پر ایمان نہ لائیں گے خواہ ان کے پاس جتنی آیات آجائیں حتیٰ کہ وہ عذاب الیم کو نہ دیکھ لیں، اس نے کہا تم دونوں کی دعا قبول ہوگئی ہے)۔ پھر اس کو دوسرے روز لایا گیا تو وہ اپنی گمراہی پر جما تھا چنانچہ اس کو سو کوڑے مارے گئے تو وہ توبہ کی جانب راغب ہوگیا۔ پھر زنجیروں سے باندھ کر قید خانے میں ڈال دیا گیا۔ پھر تیسرے روز حاضر کیا گیا تو وہ ظاہراً اونچی آواز میں توبہ کررہا تھا۔ چنانچہ اس کو چھوڑ دیا گیا اور شہر میں اعلان کروا دیا گیا۔

نماز کسوف کی ادائیگی ......۱۴ تاریخ بروز منگل چاند گرہن ہوا، مگر وہ بادلوں میں چھپا تھا اور عشاء کے متصل دوبارہ روشن ہونے لگا، چنانچہ خطیب نے نماز کسوف پڑھائی جس کی پہلی رکعت میں سورۃ عنکبوت اور دوسری رکعت میں سورۃ یس کی تلاوت کی اور وہ عشاء کے بعد اترا۔

ادھر حاجیوں کے خطوط، امن اور ارزانی کے متعلق موصول ہوئے اور ماہ ذوالحجہ اس ماہ کے اخیر تک پانی کی فراوانی رہی اور پہلے یہ بات کبھی نہیں دیکھی گئی۔ جیسے کہ عام مشائخ نے اس کا سبب یہ بتایا کہ پانی بعض پہاڑوں سے اُترا اور دریا کے راستے بہہ پڑا۔

امیر الحجاج شرکتمر الماردانی کی گرفتاری ..... ۲۱ محرم الحرام، منگل کو ظہر سے پہلے سلطانی محمل آیا اور اس نے امیر الحجاج شرکتمر الماردانی کو گرفتار کرلیا جو کہ ان دنوں مکہ میں مقیم تھا۔ اللہ بلد مکہ کی حفاظت کرے اور اسے ان جیسے اوباش لوگوں سے بچا کر رکھے۔ (آمین)

سلطانی سپاہیوں کے دستے پر حملہ ......پھر فوج حاجیوں کے ہمراہ دمشق پہنچی ان کے ساتھ قراسنقر بھی تھا۔ ان کے پہنچتے ہی اُسے پابجولان کے ڈاک گھوڑے پر سوار کرکے مصر کی جانب روانہ کردیا۔ پھر اطلاع ملی کہ اس سلطانی لشکر پر امیر سند امیر مکہ نے حملہ کرکے تباہ کردیا ہے اور ان کے خواص کو قتل کردیا ہے۔ ان کے گھوڑے چھین لئے ہیں۔ چنانچہ وہ خستہ حال لُٹ لُٹا کر مصر کو چل دیئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دریائے نیل کا خلاف عادت بہاؤ ماہ شوال کی یکم تاریخ کو مصر میں جو خلاف عادت دریائے نیل کے بہاؤ سے پانی جمع ہونے کی جھیلیں بن گئی تھیں، جس کی وجہ سے ہر روز دو ہزار سے زیادہ آدمیوں کی موت کی طرح ممتی رہی، بیماری بہت عام ہوئی اور کام کاج نہ ہونے کی بناء پر بھاؤ آسمان پر پہنچ گئے۔ عام روزمرہ کی چیزیں مہنگی ہوگئیں۔ سلطان شہر سے باہر آیا، وہ بہت پریشان ہوا اور وہ بیمار ہوگیا مگر بالآخر وہ خدا کے فضل وکرم سے بالکل تندرست ہوگیا۔

عراق کے ایلچی کی سلطان کی بیٹی سے منگنی ۳ ربیع الاول کو مصر سے حاکم عراق کا ایلچی ابن الخاف سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ سلطان کی بیٹی سے منگنی کی غرض سے آیا تھا۔ اس نے ان کی پیش کش اس شرط پر قبول کی کہ ممکنت بغداد اس کے مہر میں دی جائے۔ چنانچہ اس نے ان وسعت کا استحقاق دیا اور بہت سے قیمتی تحائف و اموال دے کر رخصت دی۔ پھر ایلچی نے ایک بیت المال سے خریدنے اور پھر اسے اس خانقاہ پر جو دمشق میں حدیقہ الطواویس کے قریب بنا رہا تھا وقف کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ چنانچہ نائب الغیبہ حاجب الحجاب، حکومتی ہرکارے اور عوام اس کے استقبال کے لئے نکل آئے۔

مردہ بچے کے باپ کی نائب السلطنت کے سامنے حاضری میں نے ۷ ربیع الاخر بروز اتوار ایک رقعہ پڑھا جو کہ الفقیہ شمس الدین العراقی کی تحریر میں اس کے عوام کی جانب سے حاجب کے نام آیا تھا۔ اس نے اس میں یہ اطلاع دی کہ ۷ ربیع الاول بروز سوموار وہ دارالعدل میں نائب السلطنت کی خدمت میں تھا کہ ایک مرد کو اس کے مردہ بچے کے ساتھ حاضر کیا گیا جو کہ اس کے ہاں پیدا ہوا اور ایک گھنٹہ کے بعد وفات پا گیا۔ حاضرین مجلس اور مورخین نے اس کو دیکھا تو وہ ایک ٹھیک ٹھاک جثہ میں تھا مگر اس کے ہر کندھے پر گول چہرے والے سر تھے اور ہر پہلو میں دو چہرے تھے! فسبحان الخلاق العظیم

مدرسہ سلطانیہ کے مینار کا گر جانا ربیع الاخر میں ہمیں خبر ملی کہ مصر میں مدرسہ سلطانیہ کے لئے تعمیر کیا گیا مینار گر گیا ہے۔ یہ اپنی تعمیر کے لحاظ سے عجیب طرز کا تھا جس کی ایک بنیاد پر دو مینار تھے جو کہ مدرسے کے دروازے کے ساتھ والے حجرات کے اوپر تھے۔ جب یہ مینار گرا تو اس نے بڑی تباہی پھیلائی، مدرسے کے کئی کاریگر، لوگ اور بچے جو اس مدرسے میں زیر تعلیم تھے ہلاک ہوگئے، جن کی تعداد تقریباً تین سو بتائی گئی ہے اور صرف چھ بچے ہی باقی بچے۔ بعض جگہ اس تعداد سے بھی زیادہ اور بعض جگہ اس سے بھی کم بیان کی گئی ہے۔ واللہ اعلم۔

جنگل کی صفائی میں نائب السلطنت کا خود حصہ لینا ربیع الاخر کی ۲۹ تاریخ کو نائب السلطنت نے بروز سوموار جنگل کی اصلاح کے ارادے سے سفر کیا۔ اس کے ساتھ اس کا لشکر اور امراء و خواص بھی تھے اور وہ سب کے سب جنگل کو موذی جانوروں اور درختوں اور گنجان درختوں کے ازالہ کے لئے گئے۔ یہاں تک کہ کوئی بھی نفر پیچھے باقی نہ رہا۔
المرج اور الغوطہ کے بہت سے کسان بھی آپ کی خدمت کے لئے لائے گئے بالآخر یہ سب لوگ مہینے کی پانچویں تاریخ کو گنجان درختوں اور غل وغش کو صاف کرکے واپس لوٹ آئے۔

ایک عجیب واقعہ اتفاق سے ایک سال بڑا عجیب واقعہ پیش آیا اور وہ یہ ہے کہ تنکز کی بیوی کی قبر پر ایک جماعت فجر سے پہلے صدقہ تقسیم کرنے کی غرض سے جمع ہوئی اور باب الخواصین کے پاس جمع کے بعد باہم لڑنے لگے اور اپنے ایک ساتھی کو شدت سے مارا اس کا ایک تھیلا چھین لیا جس میں چھ سو دینار اور چار ہزار درہم تھے۔ پھر وہ غصے میں بھاگ گئے۔ جب یہ غشی سے ہوش میں آیا تو اس کی چیخ و پکار سے بہت سے لوگ جمع ہو گئے مگر وہ اب تک انہیں پکڑنے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔ اس جماعت میں سے ایک فرد نے مجھے بتایا کہ انہوں نے ان سے دو دینار، تین سو کاروباری درہم اور ایک ہزار بندقیہ درہم چھینے تھے اور دینار کا وزن تین دینار تھا۔ واللہ اعلم بالصواب

شیخ علی بن النباء کی گرفتاری اور ان کی توبہ ۵ جمادی الاولیٰ بروز ہفتہ، صبح کو قاضی القضاۃ شرف الدین نے شیخ علی بن النباء کو حاضری کا حکم دیا۔ جو کہ جامع اموی کے بارے میں عوام سے خطاب کرتا تھا اور وہ اپنے دل میں وعظ کی باتیں اور کچھ اس سے ملتی جلتی باتیں رکھتا تھا، وہ اپنی گفتگو میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر تنقید کرنے والا تھا۔ چنانچہ اسکو قاضی نے بلایا اور توبہ کا حکم دیا اور تو بہ تک اسے لوگوں سے کلام کرنے سے روک دیا اور قید کروا دیا۔ اور مجھے اس کے معاملے کے بارے میں اطلاع ملی کہ قاضی نے اس کو اسی روز مسلمان ہونے کی بناء پر رہا کر دیا۔

ابن البناء بہت زاہد اور بے راہ رو مصری شخص تھا وہ حدیثوں کو سنتا اور پڑھتا اور اسے اپنے وعظ میں شیریں الفاظ اور کچھ ضرب الامثال کے ساتھ لوگوں کو سنایا کرتا۔ چنانچہ لوگ اس کی طرف مائل ہو گئے اور اس کے معتقد ہو گئے۔ اس کے کلام کے الفاظ ان کے مفہوم کے قریب تھے۔ میں نے اس کے کلام کا تجزیہ کیا تو وہ خطرۂ فہم کے قریب تھا۔ مگر جیسے کہ مشہور ہے کہ اس نے اپنی شطحیات میں بعض ایسی باتوں کا ذکر کیا ہے جو ذکر کے مناسب نہ تھیں وہ اس ماہ کی ۲۸ تاریخ کو عوام کی خاطر ان کے سامنے حاضر ہوا تو قاضی نے اسے طلب کر لیا۔ اور بیان کے مطابق اس کو تکلیف دی گئی۔ واللہ اعلم۔

ملک منصور صلاح الدین محمد کی سلطنت ...ابن الملک المظفر حاجی بن الملک الناصر محمد بن الملک المنصور قلاوون بن عبداللہ الصالحی اور اس کے چچا ملک الناصر حسن بن الملک الناصر محمد بن الملک المنصور کی حکومت کے زوال کی چند وجوہات ہیں اور وہ یہ ہیں کہ جب اس نے طمع وحرص میں خزانہ کی وجہ سے رعیت کے معاش اور کمائی میں تنگی کر دی اور اس نے بلاضرورت بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کروائی اور بیت المال کے اکثر املاک اپنے قبضے میں لے لئے اور اس سے بہت سی بستیاں اور شہر خریدے۔ اس کے خواص اور علماء و مشائخ میں سے کسی میں بھی اسکو وعظ و نصائح کرنے اور اسے ملامت کرنے کی جرأت نہ تھی۔ چنانچہ لوگوں پر یہ بات بہت گراں گزری۔

لوگوں کے دلوں میں سلطان کی نفرت بالآخر اللہ نے اس سے انتقام لینے کی ٹھان لی اور اس کے لشکر کو اس پر مسلط کر دیا اور عوام وخواص کے دل اس سے پھیر دیئے اس نے ان کی رسد، کھانا اور تنخواہیں روک دیں۔ چنانچہ اس وجہ سے اس کے خواص اور امراء اور لشکر میں کمی آ گئی۔ اس نے لوگوں اور ان کے اہل و عیال اور ان کے پاس پناہ لینے والوں پر ظلم وستم کیا۔ اس موقع پر اللہ نے اس کی پکڑ کی۔

سیف الدین یلبغا الخاصکی کے ہاتھوں سلطان کا قتل اس وقت اللہ نے سلطان کو اس کے ایک خاص آدمی امیر کبیر سیف الدین یلبغا الخاصکی کے ہاتھوں ہلاکت کا فیصلہ کیا اور واقعہ اسطرح پیش آیا کہ اس نے سلطان کی گرفتاری کا ارادہ کیا۔ سلطان بھی اس کے اس ارادے کی بناء پر اس کی گرفتاری کو گیا۔ پھر وہ بھی اپنی افواج کے ساتھ نکلا اور قاہرہ پر دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی جہاں سلطان خیمہ زن تھا۔ سلطان نے اسے ہر انداز سے شکست دی اور دونوں فریقوں کی ایک ایک جماعت قتل ہو گئی۔ پھر سلطان نے قلعہ جبل میں پناہ لی۔ اور کوئی بھی بوجھ نہ اٹھائے گا اور احتیاط بھی قضاء وقدر سے نجات نہیں دے سکتی۔ پوری فوج نے قلعہ کا گھیراؤ کئے ہوئے رات بسر کی۔

ادھر اس نے رات کو اونٹ پر بھاگنے کا ارادہ کیا۔ اس نے اسے "الکرک" بھاگ جانے پر آمادہ کیا اور جب وہ نکلا تو گرفتار ہو گیا اور قید ہو گیا اور اسے "یلبغا الخاصکی" کے گھر لے جایا گیا یہ اس سے اس کی آخری ملاقات تھی یہ اس سال ۹ جمادی الاولیٰ بروز بدھ کا واقعہ ہے۔

منصور صلاح الدین محمد بن مظفر حاجی کے ہاتھ پر بیعت ...اس واقعے کے بعد امیر سیف الدین یلبغا الخاصکی اور حکومت تک معاملہ پہنچا اور مشورہ کیا گیا۔ متفقہ فیصلے کے بعد ملک منصور صلاح الدین محمد بن مظفر حاجی کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ پھر اس نے خطباء کو خطبے دیئے اس کا سکہ ڈھالا گیا اور ایلچی اس کے ہاتھ پر بیعت کے لئے روانہ ہوئے اس وقت اس کی عمر تقریباً ۱۲ یا ۱۵ سال تھی اور بعض لوگوں نے ۱۶ سال بتائی ہے۔ اس نے اپنے باپ کے دور کے تمام معاملات دوبارہ جاری کر دیئے اور جو کچھ اس کے باپ نے لیا تھا اسے باطل کر دیا۔ اور لوگوں کی رسد اور تنخواہوں کو دوبارہ جاری کروا دیا۔ طاشمر قاسمی کو اسکندریہ کے قید خانے سے بلوا کر اتابک بننے کا حکم دیا۔

مصر کے طبلخانات کے امراء میں سے ایک امیر سیف الدین بزلار جو کہ منتظم تر بخنہ تھا، کے ذریعے اس ماہ کی سولہ تاریخ کو دمشق میں خبر ملی تو قلعہ اور امرائے طبلخانات کے دروازوں پر خوشی کے شادیانے بجائے گئے اور پورے شہر کو سجایا گیا۔ اسی دن صبح کو دار السعادہ میں بیعت لے کر نائب السلطنت کو بڑی خلعت سے نوازا گیا۔ اور امراء وعوام دونوں ہی خوش تھے اور امر صرف اللہ ہی کا ہے۔

الحمیریہ میں ایک پتھر پر یہ نقش لکھوایا گیا جسے مامون کے لئے پڑھا گیا وہ یہ تھا کہ رات ودن کا متواتر باری باری آنا اور ملک کے ستاروں کا گردش کرنا صرف اس لئے ہے کہ ایک بادشاہ کا اقتدار ختم ہوا اور دوسرے بادشاہ کی جانب آسودگی وراحت کو منتقل ہو گیا اور صاحب عرش کی حکومت ہمیشہ قائم رہنے والی ہے جو کبھی نہ فنا ہونے والی ہے اور نہ ہی مشترک ہے۔ اسی کو اللہ فرماتے ہیں کہ (**قل اللّٰھم مالک الملک تؤتی الملک من تشآء وتنزع الملک ممن تشآء وتعز من تشآء وتذل من تشآء**)۔

منصور صلاح الدین کی جنیہ لونڈی کی تعریف . سلیمان بن عبدالملک سے روایت ہے کہ وہ بروز جمعہ نماز کے لئے نکلا وہ اس وقت سبز حلہ پہنے خوب صورت جوان لگ رہا تھا اور اچھے اخلاق والا تھا تو وہ کچھ مغرور ہو گیا اور پھر جب وہ گھر کے صحن میں پہنچا تو اس کی چہیتی لونڈیوں میں سے ایک جنیہ نامی لونڈی کی صورت میں اسکو ملی اور اس نے یہ اشعار سنائے'

تو بہت اچھا ہے اگر باقی رہے مگر انسان کی زندگی نہیں ہے اور میرے علم میں تجھ میں کوئی قابل غور عیب نہیں ہے مگر تجھے فنا ہے۔

نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے بعد خلیفہ کی بیماری اور موت . اس کے بعد جامع دمشق کے منبر پر چڑھ کر اس نے بلند آواز میں خطبہ شروع کیا لوگ اس کی جانب متوجہ تھے مگر آہستہ آہستہ اس کی آواز پست ہوتی گئی یہاں تک کہ اہل حجرہ بھی اس کی آواز نہ سن سکے۔ نماز سے فراغت کے بعد اُسے اٹھا کر اُس کے گھرلے جایا گیا اور اس لونڈی کو بلایا گیا۔ "جنیہ" حاضر ہوئی تو اس نے پوچھا تو نے وہ کون سے دو شعر سنائے تھے؟ اس نے کہا میں نے تو آپ کو کچھ بھی نہیں سنایا۔ تو اس نے کہا خدا کی قسم! مجھے میری موت کی اطلاع ملی ہے۔ اس نے وصیت کی کہ اس کے بعد اس کے ہم عمر حضرت عمر بن عبدالعزیز کو خلیفہ نامزد کیا جائے۔

طرابس کا معزول نائب بیمار ہو کر حاضر ہوا اور امیر سیف الدین استدمر جو کہ دمشق کا نائب تھا۔ دونوں ۲۶ تاریخ کو بروز ہفتہ صبح کو اکٹھے مقیم تھے پھر یہ دونوں ایک ساتھ دار السعادۃ آئے مگر نائب السلطنت نے ان کی پرواہ نہ کی۔

دار بزنیاتہ کی از سرِ نو تعمیر . اس ماہ میں باب الناطفیین کی مغرب میں واقع دار بزنیاتہ میں برآمدے کی از سر نو مرمت اور محراب کی تکمیل کا کام کیا گیا۔ دار بزنیاتہ میں مغرب کے بعد تلاوت قرآن پاک وقف کیا گیا اور اس کی کھڑکیاں بنائی گئیں۔ اور یہ سب ایک آدمی نے خواب میں دیکھا۔ اس خواب کے متعلق نائب السلطنت کو اطلاع دی گئی تو اس نے فوراً اس کی مرمت کا حکم صادر کیا۔ اس نے کھڑکی کی جانب مدرسہ کی بنیاد اٹھائی جسے سب سے پہلے علم الدین بن ہلال نے رکھا تھا۔ پھر اس سے مطالبہ کیا گیا تو اس سے لے کر سلطان کے ساتھ لگا دیا گیا انہوں نے بنیادوں کے اوپر تعمیرات کروائیں سامنے کے دروازے، محراب، تالاب اور راستے بنوائے۔ مشرقی جانب میں پانچ کھڑکیاں بنوائیں۔ اور اس کی دیواریں سیاہ وسفید پتھروں سے بنوائیں اور اوپری حصے کو اینٹوں سے مکمل کر لیا گیا اور بہت خوبصورت ہو گئی۔ سلطان ناصر نے حکم دیا کہ اسے یتیموں کے لئے وقف کر دیا جائے مگر وہ اس حکم کی تکمیل سے پہلے ہی قتل کر دیا گیا۔

گائے اور کتوں کے پلوں کا عجیب واقعہ . اس ماہ ایک عجیب واقعہ مشہور ہوا کہ باب الجابیہ کی طرف ایک گائے ہے اور گرجا مریم کے جنگل میں یہ گائے، کتوں کے پلوں کے پاس آتی ہے اور ان کے پاس آکر لیٹ جاتی ہے ان کو دودھ پلاتی ہے اس نے یہ کام کئی بار کیا ہے۔ یہ واقعی مجھے عینی شاہد محدث تقی نور الدین احمد بن المقصوص نے بتایا ہے۔

نائب السلطنت کے حکومتی انتظامات . جمادی الاخیر کے درمیانی عشرے میں نائب السلطنت نے اعلان کرایا کہ عورتیں پردے کا

خصوصی انتظام کریں اور اپنی چادروں کو اپنے کپڑوں کے نیچے تک پہنیں اور زیب وزینت اور اعضاء کو نمایاں نہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے اس پر عمل کیا۔ امیر اعرب جباء بن مہنا کا استقبال نائب السلطنت نے بڑی شان وشوکت سے کیا۔ وہ ابواب شریفہ کی طرف جا رہا تھا اور رجب کے اخیر میں امیر سیف الدین، تمر المہمند ارغزہ کی نیابت سے حاجب الحجاب کی حیثیت سے دمشق آیا اور میمنہ کا سالار اس کے ہراول دستے میں تھا۔

نائب اسلطنت نے بہت سے ٹیکس معاف کر دیئے مثلاً الطبابلی ٹیکس، الخزن، المردون، الحلب، حدی گائے اور محتسبین سے نصف درھم وغیرہ، اور اسے باطل قرار دے دیا اور اسی طرح مرد کے ترکے سے ساڑھے تین درھم کی وصولی کو بھی باطل کر دیا۔ اس نے اپنے قیساریہ کے اموال کو ضرورت کے لئے مباح قرار دے دیا اور اس سے میت کو نہانے کا حکم دیا یہ ایک نہایت اچھا امر تھا۔

اسی طرح اس نے کچی کھجوروں کی بیع کی روکاوٹ کرنے سے روک دیا جو اس کے ساتھ مخصوص تھی۔ چنانچہ اس سال لوگوں کو بہت اسودگی اور ارزانی ہوئی یہاں تک کہ ایک قنطار، دس اور اس سے بھی زیادہ درھم میں فروخت ہوا۔

ماہ شعبان میں امیر جبار بن مہنا مصر آیا اور قصر ابلق میں اترا۔ نائب السلطنت نے اس کا پر جوش استقبال کیا اور دونوں نے ایک دوسرے کی عزت افزائی کی۔ پھر تھوڑے عرصے کے بعد وہ واپس چلے گیا۔

اسکندریہ کی جیل سے امراء کی بازیابی۔۔۔ ۷شعبان کی صبح بروز جمعہ اسکندریہ کی جیل سے امراء کو حاضر کیا گیا جن میں شہاب الدین بن صبح، سیف الدین طید مرالحاجب، طیبرف اور ہزاری امیر اور عمر شاہ تھے۔ نائب السلطنت نے ان تمام ٹیکسوں کو ختم کر دیا جن میں اہل اسلام کا ضرر تھا۔ مجھے اطلاع ملی کہ یہ اس کا ارادہ ہے پس اللہ اس کے ارادہ کو پورا کرنے کی طاقت دے۔

ایک عجیب واقعہ اور اس پر تنبیہ۔۔۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ نائب السلطنت امیر سیف الدین بیدمر مصر کے جرنیل امیر سیف الدین یلبغا الخاصکی سے ناراض تھا جو کہ وہاں کی سلطنت کا منتظم تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ وہ اُسے شام سے ہٹانے کی کوشش کر رہا ہے جبکہ ہمارے نائب کے دل میں قوت خودداری تھی اور اس نے اس کی یلبغا کی اطاعت سے منکر ہونے کی بو سونگھ لی حالانکہ وہ سلطان کا فرمانبردار تھا۔ اگر اتفاق ہو جاتا تو وہ یلبغا کی جانب سے معزول ہو جاتا۔ اس نے کچھ کام کئے اور وہ سمع واطاعت نہ کرتا تھا۔

اسی دوران دمشق کے قلعہ منصور کے نائب امیر سیف الدین برناق الناصری کا انتقال ہو گیا نائب السلطنت نے اپنے خواص میں سے ایک شخص کو قلعہ کی سپردگی کے لئے بھیجا۔ وہ خود اس جانب آیا اور فقیہ امیر زین الدین زبالہ کو طلب کیا اور اپنا نائب بنایا کیونکہ وہ وہاں کے ذخائر اور اموال کا سب سے زیادہ جاننے والا تھا چنانچہ وہ اس کے ساتھ قلعے میں گھوما اور اس کے ذخائر، خزانے، اسٹور، برج اور سامان اور تالاب دکھائے اور جو کچھ مزید اس میں تعمیرات کروائی تھیں اُسے بھی دکھایا۔ لوگ یہ دیکھ کہ حیران ہو گئے کیونکہ اس سے پہلے کسی نائب کو ایسا اتفاق نہیں ہوا۔ اور اس نے دار السعادۃ کے سامنے کھلنے والے دروازے کو بھی کھول دیا۔ اس کے بعد نائب السلطنت اس قلعے میں اپنے پوری شان وشوکت کے ساتھ آنے جانے لگا جو کہ اس کی عظمت شان پر دلالت کر رہی تھی اور وہ اس کے مناسب حال پر غور وفکر کرنے لگا۔ اللّٰہ مؤیدہ۔

۱۵شعبان، ہفتہ کو وہ حسب عادت دستے کے ساتھ سوار ہوا اور نائب شام امیر سیف الدین استدمر کو جو کہ اپنے گھر میں نظر بند تھا اور کچھ بھی نہ کر سکتا تھا اپنے پاس بلوایا اور اپنے ساتھ سوار کر لیا۔ اور اسی طرح مصر سے آنے والے امراء اور طیبرق مع ایک ہزار کی فوج کے ساتھ اور طیدمر بھی ان کے ساتھ سوار تھا اور ابن صبح اور عمر شاہ وہ جمعہ کے روز شام کے وقت سفر پر چلے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ وہ اپنے لشکر اور امراء وخواص کو سوق الخیل میں دار السعادہ میں لے کر اترا۔ ان کا باہم معاہدہ اس بات پر ہوا کہ جو شخص ان کو ایذا دینے کا ارادہ کرے گا تو وہ اس کے مقابل متحد ہوں گے اور جو ان میں سے کسی کو معزول کرنے یا قتل کا ارادہ کرے گا وہ اس کے مقابل متحد ہوں گے اور جو ان سے جنگ کرے گا وہ متحد ہو کر اس سے جنگ کریں گے۔ اور سب نے نائب سلطنت کی رائے کی اطاعت میں ان کے استاذ کے بیٹے ملک منصور بن حاجی بن ناصر بن منصور قلادون کو سلطان مان لیا۔ چنانچہ وہ اس معاہدے پر وہاں سے چلے اور حسب عادت نائب السلطنت بڑی شان وشوکت سے کھڑا تھا۔ اللہ اس کا نیک انجام کرے۔

۱۶ شعبان، اتوار کی صبح ملک الامراء نے ظریفانہ باتوں اور خوشیوں پر پابندیاں ختم کردیئے اور اس نے عورتوں کو مردوں کے سے اور مردوں کو عورتوں سے سے گانے کی پابندی ایک بڑی مصلحت کی بناء پر ہٹادی جو کہ اپنے اندر بہت فائدے لئے ہوئے تھی۔

قلعے کے برجوں پر منجنیقوں کا نصب کروانا

۱۸ شعبان بروز منگل نائب السلطنت سیف الدین بیدمر نے قلعے کے برجوں پر منجنیق نصب کروانا شروع کردیں اور قلعے کے چاروں طرف مجانیق نصب کیں۔ مجھے اطلاع ملی کہ اس نے قلعے کی زمین کے آخری حصے میں حوض کے قریب ایک منجنیق نصب کروائی پھر دوسری اور تیسری یہاں تک کہ لوگوں نے چھ مجانیق برجوں کی چھتوں پر نصب دیکھیں۔ اس نے قلعوں کے مقیم لوگوں کو نکال کر تیر کمانوں، کردوں اور دوسرے بہادر نوجوانوں کو وہاں ٹھہرایا۔

اور قلعوں کے محاصرے کی صورت میں جن اشیاء مثلاً غلہ جات، سامان، کھانے پینے کی اشیاء اور آلات حرب وغیرہ جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے، ان سب کو مہیا کردیا اور جب اہل بستین نے یہ صورتحال دیکھی تو وہ گھبرا گئے اور اکثریت شہر کی جانب منتقل ہوگئی اور ان میں سے چند لوگوں نے اپنے قیمتی وخاص اموال اہل شہر کے پاس بطور امانت رکھوادیئے۔ اور انجام خیر ہوگا۔ انشاء اللہ۔

ایک بڑے مسئلے پر فتویٰ

اسی دوران میرے پاس ایک مسئلے پر فتویٰ آیا جو کہ یہ تھا کہ بڑے بڑے مفتی حضرات اس مسئلے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ نے ایک غلام خریدا اور اس کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کیا اور اسے مقدم کیا مگر اسی نے اپنے آقا کو قتل کردیا اور اس کے اموال پر قابض ہوگیا۔ ورثاء کو ترکے سے روک کر حکومت میں تصرف کیا اور ایک نائب کو اسے قتل کروانے کے لئے آنے کا حکم دیا۔ کیا اسے اس سے روکنا چاہیے؟ اور وہ اگر جان ومال کی حفاظت کی خاطر جنگ میں قتل ہوجائے تو شہید ہوگا یا نہیں؟ اور کیا مقتول کے ورثاء میں سے کسی کو حق قصاص اور مال کی بازیابی پر ثواب ملے گا یا نہیں؟ ہمیں ماجور ہوکر فتویٰ دیں۔

امیر کی جانب سے اس فتویٰ کو لانے والے کو میں نے کہا کہ اگر اس نے اپنے اس عہد سے خدمت حاصل کرنے کا قصد کیا ہے جو اس کے اور اللہ کے درمیان ہے تو وہ اپنے ارادے کو بہتر جانتا ہے اور وہ اپنے اس معین حق کو حاصل نہ کرے جو بڑے فساد کا ذریعہ بنے اور اپنے مطالبہ کو امکانی وقت تک روکے رکھے۔

اور اگر اس کا اس استفتاء سے یہ قصد ہے کہ وہ اس کی بدولت حکومت اور خواص وامراء کو اس کے خلاف جمع کرنے میں مدد لے گا تو اسے چاہیے کہ پہلے قضاۃ ومشائخ کی جانب اس معاملہ کو لکھے اور پھر بقیہ مفتی اپنے طرز پر فتویٰ دیں۔ **واللہ الموفق للصواب**

نائب السلطنت کی موافقت کا اظہار

اسی دوران ادھر تمام امرائے شام نے نائب السلطنت پر اتفاق کرلیا۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ تقریباً سترہ نائبین سلطنت ان میں شامل تھے اور سب کے سب بڑے بڑے دستوں کے ساتھ دار السعادہ میں اس کے حضور آتے تھے۔ وہ ان کے ساتھ دسترخوان بچھوا کر کھانا کھاتا تھا۔ اور یہ اطلاع ملی کہ بیت المقدس میں مقیم امیر منجک الطرجاقسی نے بھی نائب السلطنت کی موافقت کرلی ہے اس نے فوج کو اکٹھا کرکے غزہ اور اس کے نائب پر غلبہ حاصل کرلیا اور ''الحاوہ'' کو گرفتار کرکے بہت سے گروہوں کو خادم بنالیا ہے۔ اور وہ کسی بھی آنے جانے والے شخص کو خطوط کی ہیر پھیر کے احتمال کی بناء پر بغیر تلاشی نہ چھوڑتا تھا مگر اس کے باوجود وہاں امن وامان تھا اور یہی حالات دمشق اور اس کے مضافات میں تھے۔

مگر بعض اہل بستین وہم کی بناء پر شہر منتقل ہوگئے اور بعض نے اپنے قیمتی سامان شہر میں لوگوں کے ہاں امانت رکھوادیے اور یہ منجانیق کے نصب ہونے کی بناء پر تھا۔

پھر نائب السلطنت نے چاروں قضاۃ اور تمام امراء کو بلوایا اور ان سے خط لکھوایا جس کے درمیان میں سیر زری نے لکھا کہ وہ سلطان کو پسند کرتے ہیں اور یلبغا کو ناپسند کرتے ہیں اور اسے نہیں چاہتے ہیں اور سلطنت میں اس کے تصرف سے اتفاق نہیں کرتے ہیں اور آخر میں قضاۃ نے ان کی گواہی دی۔ پھر انہوں نے مصر میں یلبغا کے مثل امیر طیبغا الطویل کے غلام کے ہاتھوں خط بھجوایا۔ پھر نائب السلطنت نے ایک فوجی دستہ اپنے آگے چلنے کا

خبر دی۔ ۲۹ شعبان ہفتہ کی رات کو نائب شام جو کہ استدمر کے ساتھ تھا دو ہزار کے لشکر کے ساتھ امیر منجک کی مدد کو گیا۔ اور اطلاعات کے مطابق نائب السلطنت بقیہ لشکر کے ساتھ تھا جو اس کے پیچھے تھی۔ اور ۱۹ رمضان کو مزید تین ہزار فوجی روانہ ہوئے۔

شیخ حافظ علاء الدین مغلطائی المصری کی شیخ کا اس سال ۲۴ شعبان بروز منگل انتقال ہو گیا اور دوسرے روز باب کو "زیدانیہ" میں دفن دیا گیا آپ نے بیشمار تالیف و تصنیف کی اور بے شمار کتب اپنے پاس چھوڑیں۔

دار العدل میں تاجروں کی طلبی یکم رمضان المبارک کو دار العدل کے "باب النصر" پر تاجروں کی ایک جماعت کو بلوایا گیا کہ یلبغا کے خزانے میں سے قند، شیشہ، فولاد ان کے ہاتھ فروخت کیا جائے تو انہوں نے واپس بیچنے کے ڈر سے خریدنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ بعض تاجروں کو پکڑ لیا اور حاجب منتظم کے سامنے مارا گیا اور پھر دوسرے دن آزاد کر دیا گیا۔ ان تاجروں میں شہاب الدین ابن الصواف بھی تھا۔ پس اللہ نے کشادگی کر دی۔

نائب طرابلس کی دمشق آمد بروز منگل رات عشاء کے بعد ایک دستہ روانہ ہوا جس میں عراق، ابن صبح اور طرغیہ سپہ سالار تھے۔ ادھر نائب طرابلس امیر سیف الدین تومان ۱۰ رمضان بروز منگل کی صبح کو دمشق پہنچا تو نائب السلطنت نے القصر تک اس کا استقبال کیا پھر دونوں بڑے رعب و دبدبے سے آئے۔ تومان قصر ابلق پر ہی اترا گیا مگر اس کا لشکر یلبغا کے شہر تک چڑھ گیا۔ الغرض صورت حال یہ تھی کہ نائب السلطنت مجانیق اور تخت محافظوں میں بہت محفوظ تھا۔ جمعرات کی صبح تومان نے ملک الامراء کے ساتھ غزہ میں منجک اور اس کے ساتھیوں اور آگے جانے والے لشکر سے ملنے کی غرض سے غزہ جانے کا عزم کر لیا تاکہ اللہ اس بات کا فیصلہ فرما دے جو ہونے والا ہے۔

چنانچہ اس نے اس کی بات مان لی اور آج کے دن اُسے اپنے لشکر کا ہمراہ بنایا۔ سب سے پہلے ہراول دستہ نکالا اور قلعہ کے چار دروازوں کو بند کر دیا گیا جو کہ دار الحدیث پر کھلتے تھے۔ اس امر کی بناء پر لوگوں میں وحشت چھا گئی۔ پس اللہ ہی ام خیر کرنے والا ہے۔

ملک الامراء بیدمر کی دمشق سے غزہ روانگی ۱۲ رمضان کا جمعہ نائب السلطنت اور نائب طرابلس نے حجرہ میں پڑھا پھر دونوں خطابت کے حجرے میں اکٹھے ہوئے پھر وہ دار السعادہ گئے پھر وہ اور اس کے متعلقین بڑی شان و شوکت کے ساتھ عصر کے بعد نکلے پھر انہیں حاضری کو کہا اور پھر دار السعادہ واپس چلے گیا۔ رات گزری اور پھر صبح نماز کی ادائیگی کے بعد وہ اور نائب طرابلس لشکر کے پیچھے گئے اور پھر بقیہ حلقۂ احباب اور عوام بھی نکلے اور انہیں اللہ نے بچا لیا۔ اور ہفتہ کی صبح کو دمشق میں سوائے نائب الغیبۃ امیر سیف الدین بن حمزہ ترکمانی اور اس کے نزدیک شہر کا متولی امیر بدر الدین صدقہ بن اوحد اور محتسب شہر اور قضاۃ کے علاوہ کوئی نہ تھا اور قلعہ بدستور قائم تھا اور مجانیق بھی۔

اتوار کی صبح قضاۃ واپس آ گئے اور پھر ملک الامراء اور تومان تمر بھی اور دونوں ایک دوسرے سے گرفتار کروانے کے ڈر میں مبتلا تھے اور سب لوگ اسی خوف میں تھے۔ تمر کے تمام اچھی طرح مسلح تھے پھر دار السعادہ میں داخل ہو گئے اور وہ قصر ابلق کی طرف چلا گیا اور عصر کے وقت منجک اور استدمر طوق ڈالے ہوئے آئے ان کو ان فوجوں نے شکست دی جن کو بیدمر نے منجک کی جانب مصریوں کے خلاف کمک کے طور پر بھیجا تھا اور اس شکست میں سیف الدین تمر کا ہاتھ تھا جو کہ المہمندار کے نام سے مشہور تھا۔

واقعہ اس طرح ہوا کہ جب وہ منجک کے پاس پہنچے تو اس نے منجک سے کہا کہ ہم سب ان لوگوں کے خادم ہیں جو اہل مصر ہیں اور ہم بیدمر کی اطاعت پر تیرے مطیع نہیں ہیں پس دونوں میں تلخ کلامی ہوئی اور لڑائی ہو گئی اور منجک نے اُسے شکست دی۔ مگر منجک، تمر اور اس کے لشکر سب کے سب لوگ بھاگ گئے۔ ۱۵ رمضان پیر کی صبح کو تومان، تمر اور طیبرق اور تمام امرائے دمشق کا کوئی نام و نشان تک نہ تھا اور وہ سب کے سب حاکم مصر کے مطیع ہو گئے تھے۔

چنانچہ اس وقت متقدم امراء میں سے صرف ابن قراسنقر اور بیدمر، منجک اور استدمر کے سوا کوئی فرد دمشق میں نہ بچا۔

قلعے میں بیدمر کی واپسی سے لوگوں کو سخت تشویش تھی کیونکہ اس کے بعد مصری افواج کا محاصرہ ہونا تھا اور قلعے کو مجانیق اور دوسری اشیاء سے تیار کیا گیا اور بعد میں لوگوں کو تکلیف اور مشقت کا سامنا کرنا تھا۔ پس اللہ ہی انجام خیر کرنے والا ہے۔

ایک جنگی تدبیر: ۱۶ رمضان المبارک سوموار کے دن قلعے میں خوشی کے شادیانوں کے ذریعے لوگوں کو اطلاع دی گئی کہ بیدمر یلبغا کو شام کی جانب ملک بدر کر دیا گیا ہے۔ اور اس طرح مغرب کے وقت بھی کیا گیا اور یہی عمل منگل کی صبح اور بعد نماز عشاء دہرایا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ تینوں امراء منجک، بیدمر اور استدمر ہتھیار سے لیس ہو کر گھوڑوں پر سوار شہر کے باہر جاتے اور پھر واپس آ جاتے۔ مگر اس عمل پر لوگ صدق و کذب کے درمیان تھے۔ مگر اس نے قلعے کو چھپانے اور محاصرہ کی تیاری شروع کر دی۔

یلبغا کی جنگی تیاری: مگر بعد میں حالات نے واضح کر دیا کہ ان شادیانوں کی کوئی حقیقت نہ تھی۔ چنانچہ اس نے قلعہ کو پردے بنانے اور پتھروں اور بکریوں اور ذخائر اٹھانے کا اہتمام کیا۔

ہمیں اطلاع ملی کہ سلطانی رکاب اور یلبغا اپنی تمام افواج کے ساتھ غزہ سے آگے بڑھ گیا ہے پس موقع پر دمشق کا حکم نامہ لے کر آنے والے ''امیر علی'' کے استقبال کے لئے متولی، سیکرٹری اور نقباء اور فوج کا ناظر حماۃ آئے اور شہر حاکم کے بغیر رہ گیا اور لوگ اُس ریوڑ کی طرح تھے جس کا کوئی چرواہا نہ ہو اور صرف قضاۃ اور محتسب تھے مگر حالات بدستور درست تھے۔ اور ادھر بیدمر، منجک اور استدمر قلعے کو مضبوط کرنے اور سامان و خوراک کے ذخیرے حاصل کرنے میں لگے تھے۔ مگر اللہ اپنے امر پر غالب ہے تم جہاں بھی ہو موت تمہیں آ کر ہی رہے گی چاہے تم بلند برجوں پر ہو یا پردے اور برج پر کام کرنے والے ہو۔

۱۹ رمضان کو بیدمر نے جمعہ کی نماز مزار عثمان کی کمانی کھڑکی پر ادا کی اور منجک نے اس کے پہلو میں قضاۃ کی جگہ پر نماز ادا کی ادھر حاجیوں اور نقیبوں میں سے کوئی بھی نہیں تھا اور شہر میں صرف چند سپاہی تھے اور کوئی منتظم نہ تھا اور باقی سب سلطان کی جانب چلے گئے تھے۔ منتظمین محروس شام کے نائب امیر علی کے استقبال کے لئے حماہ گئے اور پھر واپس قلعے لوٹ آئے۔ استدمر نماز میں حاضر نہ ہوا، وہ اطلاعات کے مطابق منقطع تھا یا اس نے قلعے میں ہی نماز ادا کر لی تھی۔

دمشق میں سلطان کے ایلچی کی آمد اور سازش: اس ماہ کی ۲۰ تاریخ، بروز ہفتہ، سلطان کی جانب سے ایک ایلچی نائب دمشق کے خیالات حاصل کرنے پہنچا جو کہ ایلچی کے بیٹوں میں سے ایک بیٹا تھا۔ اس ایلچی کے بیٹے نے نائب السلطنت کے خواص میں سے ایک خاص آدمی کو اکسایا کہ وہ قلعے پر قبضہ کر کے خطبہ دے، اس میں آلات اور خورد و نوش کی اشیاء جمع کرے اور مجانیق اور پردوں کو تباہ کر دے اور اس نے سلطانی اموال میں بادشاہوں کی مانند کیونکر تصرف کیا ہے۔

پس پھر ملک الامراء اس سے نکلا اور اس نے کہا کہ اس کے اپنے فوجی ہی قلعے میں اس کی گھات لگائے بیٹھے ہیں وہ اس میں داخل نہ ہوا اور قلعے کے دروازے کھلے ہیں اور وہ صرف سلطانی قلعہ کا قرضدار ہے۔ اس بات کو قضاۃ نے بیان کیا اور اس سے ان کی مراد یلبغا تھی۔ چنانچہ اس نے جواب لکھا اور اسے قطبہ الدویدار کے غلام کتکلدی ایلچی کے ہاتھ بھیجا اور اس نے اس کے ہمراہ اسی دن امیر صارم الدین جو کہ ہزاری امراء میں سے تھا، بھیجا۔

دمشق کی فتح ...... ۲۲ رمضان المبارک بروز سوموار ظہر کے وقت شہر کے دروازے بند رہے اور باب النصر اور باب الفرج کے علاوہ تمام دروازے کھول دیئے گئے اور لوگ بہت زیادہ خوف و ہراس میں آ گئے۔ ادھر سلطان اور اس کے لشکر کی آمد قریب آ گئی اور بدھ کی صبح پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی۔ یلبغا الخاصکی یلبغا کے گنبد پر چڑھ گیا۔ اس کی فوج اس گنبد سے لے کر دریا کے کنارے تک پھیلی تھی مگر سواری کے اونٹ ابھی تک اس کے الصمیین سے پیچھے رہنے کی بناء پر پیچھے تھے اور اس روز بیدمر قلعہ بند ہو گیا۔

۲۵ رمضان کو باب الفرج اور باب النصر کے علاوہ تمام دروازے بند کر دیئے گئے اور لوگوں کا حلقہ بہت تنگ ہو گیا۔ ادھر مصریوں نے نہر بانیاس اور اس کی شاخوں اور دارالسعادہ کی جانب سے آنے والی نالیوں کا پانی کاٹ دیا۔

جس سے اہل شہر گھبرا گئے اور انہوں نے تمام برتنوں کو المدارس کے تالابوں سے بھر لیا اور ایک مشکیزہ جس کی قیمت نصف درہم تھی ایک درہم میں بکا۔ مگر پھر ایک روز عصر کے بعد نالیاں کھول دی گئیں تو لوگوں کو کچھ خوشی ہوئی۔

جمعہ کی صبح تمام دروازے بند تھے۔ طلوع آفتاب کے بعد یلبغا نے اپنے چار امراء امیر زین الدین زبالہ جو کہ نائب قلعہ تھا، ملک صلاح الدین ابن الکامل، شیخ علی جو کہ بیدمر کا نائب الرحبہ تھا اور ایک اور امیر کو قلعہ کی جانب بھیجا۔ وہ شہر میں پہنچے اور انہوں نے شہر کے دروازوں کے تالے توڑ کر دروازے کھول دیے۔ بیدمر نے جب یہ دیکھا تو اس نے چابیاں ان کے پاس بھیج دیں۔

سلطان کا دمشق میں مقام المصطبہ پر اترنا..... ۲۶ رمضان جمعہ کے دن سلطان عظیم الشان پہاڑ کی مانند لشکر کے ساتھ المصطبہ پر اُترا جو اس کی بیٹی کے چچا ملک اشرف خلیل بن قلادون کی جانب منسوب ہے۔ پھر شہر کے امراء وخواص اور نائبین حاضر ہوئے اور اس کے ہاتھ اور زمین کو بوسہ دیا۔ حسب کا دستہ اور نائب حماۃ امیر علاء الدین المارادانی بھی پہنچ گیا جسے دمشق کا نائب بنایا گیا۔ اس نے اس کا حکم نامہ لکھوا کر اس کی جانب بھجوا دیا۔

۲۷ رمضان کو علاء الدین کو نیابت کی خلعت عطا کی اور حسب سابق اُسے لوٹا دیا یہ تیسری دفعہ تھا۔ پھر اس نے سلطان کے ہاتھ کو بوسہ دیا پھر وہ سلطان کی دائیں جانب سوار ہوا تو لوگ اُسے مبارکباد دینے لگے۔ ادھر قلعہ بیدمر کے ہاتھ میں تھا۔ قلعے میں بیدمر منجک استدمر اور ان کے ساتھیوں نے پناہ لی (مگر تقدیر لکھی جا چکی ہے کہ تم جہاں کہیں بھی جاؤ گے موت تمہیں آ لے گی)۔

بروز اتوار سلطان نے قاضی القضاۃ کو بلوا کر بیدمر اور اس کے ساتھیوں کی جانب قلعے میں بھیجا اور حکم دیا کہ وہ اگر تھوڑی سی چیز پر شرط لگائیں تو ان سے مصالحت کر لینا۔

بیدمر کا قلعے سے نکلنے کی شرط لگانا..... ۲۸ رمضان کو سلطان نے قاضی القضاۃ کو مصالحت کے لئے قلعے میں بھیجا اور ان کے ساتھ شیخ سراج الدین مہندی حنفی شیخ مشرف الدین المارادانی اور مصری فوج کے حنفی قاضی کو بھی بھیجا تا کہ محاصرے اور بعلبک اور صفد سے منگوائی گئی منجانیق میں مشغول ہونے سے قبل ہی ان کی شروط کو قبول کر لیں۔ اور ساتھ ہی اس نے چھ سو تیر انداز بھی منگوائے۔

چنانچہ جب قضاۃ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ان سے ملے اور سلطان کے اس حکم کو بتایا کہ انہیں مصالحت کرنے کی صورت میں امان دے دی گئی ہے اس پر انہوں نے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے اہل کے ساتھ بیت المقدس میں رہے گا اور منجک کو بلاد سیس عطا کیا جائے جہاں سے وہ رزق کا حصول کر سکے۔ نیز استدمر نے مطالبہ کا کہ یلبغا کو شمعدار کا علاقہ عطا کیا جائے۔

پھر قضاۃ ان کی شروط کے ساتھ واپس سلطان کے پاس آئے اور ان کے ہمراہ امیر زین الدین جبرئیل بھی تھا۔ انہوں نے سلطان کو ان کی شروط سے آگاہ کیا تو سلطان نے ان کی شرائط تسلیم کر لیں۔ پھر جبرئیل کو سلطان نے خلعت دی اور پھر وہ واپس قضاۃ کے پاس آ گئے اور ان کے ہمراہ استبغا بن الابوبکری بھی تھا۔ پس انہوں نے قلعے میں رات گزاری اور امیر اپنے اہل وعیال کے ساتھ مطرزین میں اپنے مکان میں چلے گیا۔ ۳۱ رمضان بروز سوموار تینوں امراء قلعے سے جبرئیل کے ساتھ نکلے۔ پس قضاۃ نے قلعے پر قبضہ کر کے اسکو ذخائر سمیت امیر استبغاء بن الابوبکری کو دے دیا۔

خروج کے بعد امراء کے حالات..... اس کی ۲۹ رمضان بروز سوموار صبح کے وقت قضاۃ خیمے میں آ گئے اور ان کے ساتھ سلطان کی جانب سے مامون امراء اور ان کے اہل خانہ بھی تھے پس قضاۃ اور مذکورہ امراء کے حاجب آئے۔ اس نے قضاۃ اربعہ کو خلعت دیے اور بسلامت واپس بھجوا دیا۔ مذکورہ امراء کو کمزور گھوڑوں پر سوار کروا کر ہر ایک کے پیچھے ایک ساقی لگا دیا جو کہ ہاتھ میں ننگا خنجر لئے ہوئے تھا تا کہ کوئی اُسے چھڑا کر قتل نہ کر دے۔ پھر لوگوں کے درمیان کھلے عام چھوڑ دیا گیا۔ اور وہ اپنی ذلت کو دیکھ لیں جو ان کے مناسب حال ہے۔ لوگوں نے بڑی تعداد میں ان کو

چاروں طرف سے گھیر لیا، جن کی تعداد تقریباً ایک لاکھ بتائی جاتی ہے۔ اور ساقی ان کو محل کے میدان اخضر میں لے گئے اور وہاں بٹھا دیا۔

وہ پانچ آدمی تھے جن میں تین نائب، جبریل، استدمر اور ساودی شامل تھے اس وقت ان سب کا یہی گمان تھا کہ ان کے ساتھ کمر توڑ دینے والا معاملہ ہوگا۔ ادھر فوجیوں کو بڑی شان وشوکت کے ساتھ دمشق بھیجا گیا اور آلات جنگ اور سواریاں نیز نہر النصر پر موجود تھے۔ پھر اخیر میں سلطان عصر کے بعد مختلف باس پہنے ہوئے آیا۔ امیر سیف الدین تومان تمر بجتے اور پرندے کو سر پر لیے ہوئے تھا اور امراء اس کے آگے پیادہ تھے، گھوڑے بچھے ہوئے قالینوں اور اپنے پیچھے ڈھول کی آواز میں چل رہے تھے، ور پھر منصورہ منصوریہ میں نہ کہ البدریہ میں پہنچے، وروہاں آلات حرب اور نصب شدہ مجانیق کو دیکھا۔ پھر وہ بیدمر اور اس کے ساتھیوں پر بہت غصہ ہوا ادھر طارمہ میں حکومتی تخت پر بیٹھا۔ امراء وخواص اس کے سامنے حاضر تھے پس حق واپس لوٹ آیا۔

اس ماہ کے اخیر میں بروز منگل صبح کے وقت مسلمانوں کے ساتھ برائی کرنے والے امراء کو قلعے کے علیحدہ علیحدہ برجوں میں اتارا گیا جن کی کوششیں ناکام ہوگئی تھیں اور وہ ذلیل وخوار اور قید میں تھے حالانکہ ماقبل میں وہ حاکم اور معزز تھے۔ اس کے بعد ان کے ساتھیوں کی تحقیق کروائی گئی اور شہر میں ان کے متعلق اعلان کروایا گیا کہ جو بھی ان کے متعلق اطلاع کرے گا اُسے امارت اور بے شمار مال دیا جائے گا۔

اسی دن رئیس امین الدین ابن القلانسی سیکرٹری کو اس نے ایک کروڑ درہم کے مطالبہ کا لکھا اور اُسے امیر زین الدین زبالہ نائب قلعہ کے حوالے کردیا وردو بردار اسے اس جانب لے گیا۔ اس نے ابن قراسنقر کو پیشوائی دے کر حکم دیا کہ اسے سزا دے یہاں تک کہ وہ ان کا وزن کرے۔ سلطان اور اس کے امراء نے نماز عید میدان اخضر میں ادا کی۔ نماز عید کا خطبہ اور نماز شافعی افواج کے قاضی تاج الدین السادی نے پڑھائی۔ سلطان اور امراء مدرسے کے دروازے سے قلعہ میں پہنچے۔ پھر ان کے لیے بڑے بڑے دسترخوان بچھوائے گئے اور انہوں نے کھانا نوش کیا پھر وہ اپنے گھروں اور محلات میں واپس لوٹ گئے۔ اس روز امیر علی نے سلطان کے سر سے پرندہ اٹھایا تو اسے عظیم خلعت ملی۔

تین دن کے بعد نائب طرابلس امیر تومان کو گرفتار کرلیا گیا پھر وہ بیدمر کی طرف گئے جو ان کے ساتھ تھا۔ پھر وہ واپس مصریوں کی طرف گیا اور ان سے معذرت کی تو انہوں نے عوام الناس کے سامنے اُسے معذور قرار دیا اور وہ سلطان کے سر سے روئی اٹھانے کی حالت میں داخل ہوا، پھر اسے نائب حمص مقرر کیا تو انہوں نے اس کی بہت بے عزتی کی پھر ان کی جانب جاتے ہوئے القابون کے پاس اپنے آدمی کو بھیج کر اُسے گرفتار کروالیا اور واپس لے آئے۔ انہوں نے اس سے بیدمر سے لیے ہوئے ایک لاکھ کا مطالبہ کیا پھر اُسے نیابت حمص پر واپس کردیا۔

بروز جمعرات اطلاع ملی کہ مصری افواج کے طورشیہ اور خاصکیہ کے دستوں نے حسین ناصر کو اپنا بادشاہ مان لیا ہے اور پھر آپس میں اختلاف کی بناء پر لڑ پڑے۔ بالآخر حسین ناصر کو اس کی قید کی جگہ واپس بھیج دیا گیا، یوں معاملہ ٹھنڈا ہوگیا۔

آج ہی کے دن کے اخیر میں قاضی ناصرالدین بن یعقوب نے رئیس علاء الدین بن القلانسی کے بجائے سیکرٹری کا عہدہ دونوں مدارس اور مشیخۃ الشیوخ کی خلعت زیب تن کی۔ لوگ اپنے کام کاج سے واپسی کے وقت ہونے کی بناء پر اسے مبارکباد دینے لگے۔

شامی امراء کی جماعت کی گرفتاری

۳۰ شوال جمعہ کی صبح کو شامی امراء کی ایک جماعت پکڑی گئی۔ جس میں حاجب کبیر کا بھتیجا الجمندار، دو حاجب صلاح الدین اور حسام الدین، ناصرالدین بن ملک صلاح الدین ابن الکامل، تمر، السطر خانی، ابن حمزہ اور دو بھائی طیبغا، زفر، ور بلبجات شامل تھے۔ یہ تمام طبلخانات تھے اور خیر وتمر حاجب الحجاب نکال دیئے گئے اور اس طرح المحجوبیۃ کو بھی نکال دیا گیا کیونکہ وہ بھی ایک امیر مصری کا قریبی تھا۔

۷ شوال بروز منگل دس امراء عرب کو گرفتار کر کے قلعہ منصوریہ لایا گیا۔ جن میں امیر اعرب عمر بن موسیٰ بن مہنا، معیقل بن فضل بن مہنا اور دیگر امراء تھے۔ ان کو اس وجہ سے گرفتار کیا گیا کہ آل فضل کی جماعت نے حلب سے لائے گئے سیف الدین الاحمدی سے تعرض کی اور تھوڑا سامان لیا تھا اور ان کے درمیان جنگ ہونے والی تھی۔

ترک اور عرب امراء کی دیار مصر آمد

بروز جمعرات مغرب کے بعد ترکوں اور عربوں کے انیس امراء کو جن میں استدمر، بیدمر،

منجک، جبرئیل صلاح الدین، بلیجک اور حسام الدین حاجب وغیرہ تھے ڈاک گھوڑوں پر سوار ہو کر مصر آ گئے۔ ان کے ساتھ دو سو تھے۔ چند سوار ان کی حفاظت کے ذمے دار بھی تھے۔ پھر انہوں نے فضول لوگوں کی ایک جماعت کو حکم دیا جن میں اقوش کے بیٹے بھی شامل تھے۔ اس رئیس امین بن القلانسی کو مطالبہ کا وزن پورا کر دینے کے بعد قلعہ میں ملامت کرنے اور مطالبہ سے چھوڑ دیا۔ پھر اپنے گھر کو چلا گیا اور لوگوں نے اسے مبارکباد دی۔

سلطان کی مصر واپسی

۱۰ شوال بروز جمعہ یلبغا کی فوج بڑی شان و شوکت سے روانہ ہوئی جو عمدہ آلات حرب اور کوتل گھوڑوں اور غلاموں پر مشتمل تھی۔ لوگوں نے ایسی عظیم الشان فوج پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔ حالانکہ عام متاثی فوج ایک دن پہلے چل پڑی تھی۔ ظہر کی اذان سے پہلے سلطان جامع اموی کی جانب آیا۔ پھر اس نے اور اس کے ہمراہ مصری امراء اور نائب شام نے مزار عثمان میں نماز ادا کی۔ پھر فوراً وہ باب القصر سے الکسوۃ جانے کو نکلا۔ لوگ حسب دستور راستوں اور چھتوں پر کھڑے تھے اور آرائش کا اہتمام قلعہ، تاجروں، خواصین اور ارباب ادب کے یہاں تک یونہی باقی ہے اور وہ مسلسل دس روز تک رہی۔

۱۱ شوال، ہفتے کے دن اس نے عماد الدین ابن سیرجی کو معزول کر کے شیخ علاء الدین کو دوبارہ محتسب بنا دیا اور خلعت عطا کی۔ حسب دستور ۱۹ شوال بروز جمعرات محمل نکلا، اس وقت مصطفیٰ البیری امیر تھا۔ بروز جمعرات ۲۰ جمعہ تشتمر فرعیف شبل اور نوروز ان چار امراء کا دمشق میں انتقال ہوا جن میں سے تمر المهمند ارامیر اور حاجب الحجاب تھا اور اس نے کسی وقت غزہ میں نیابت کی تھی پھر مصریوں نے حمد کر کے اسکو معزول کر دیا اور وہ بیمار ہو گیا اور اس بیماری میں اخیر کار جمعہ کے دن وفات پا گیا اور بروز ہفتہ دفن کیا گیا۔ مگر اس قبر میں اسکو نہیں دفن کیا گیا جو اس نے الصوفیہ میں بنوائی تھی بلکہ اس کے دروازے پر اسکو دفن کیا گیا گویا کہ وہ الوداع کر رہے ہیں اور اپنے ساتھیوں کی قبروں کے اوپر بنانے پر نادم ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

امیر ناصر الدین بن الاقوش کی وفات

۲۰ شوال بروز سوموار امیر ناصر الدین بن الاقوش وفات پا گئے انہیں النشبیات میں دفنایا گیا۔ اس نے بعلبک اور حمص میں نیابت کے فرائض انجام دیئے۔ پھر اس کا بھائی لاپتہ ہو گیا۔ پھر انہیں مختلف شہروں سے جلاوطن کر دیا گیا بعد میں میر یلبغا اس سے راضی ہو گیا اور اس نے اس پر دوبارہ شفقت کی روٹیوں کا حسن کیا۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ اس نے اپنے پیچھے بہت اچھے نشانات چھوڑے جن میں ایک خوبصورت سرائے جو کہ عقبۃ الرمانہ کے پاس ہے، بعلبک کی جامع مسجد اور حمام وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ان کی عمر ۵۶ سال تھی۔

۲۶ شوال منگل کے دن قاضی نور الدین محمد بن قاضی القضاۃ بہاؤ الدین ابن ابی البقاء الشافعی نے مدرسہ اتابکیہ میں درس دیا۔ سلطانی فرمان کے مطابق اس کا باپ اس سے دست دراز ہو گیا تھا۔ اس نے قضاۃ اور اعیان کی حاضری کے بعد اپنے درس کا آغاز کلام الٰہی (الــحــج أشهــر معــلومات الاية) سے کیا۔ اور اسی دن قاضی نجم الدین احمد بن عثمان النابلسی الشافعی نے مدرسہ عصرونیہ میں درس دیا۔ وہ ابن الجابی سے مشہور ہے۔ وہ اس سے قاضی امین الدین بن القلانسی کے مطالبہ سے ہٹ گیا تھا۔

اس طرح ۲۹ شوال بروز سوموار صبح کو الرواحیہ اور القیمریہ مدرسوں میں قاضی ولی الدین عبید اللہ بن قاضی بہاؤ الدین ابی البقاء نے قضاۃ اور اعیان کے سامنے درس دیا۔ اس کا باپ سلطانی فرمان کے مطابق اس کے حق میں دستبردار ہوا تھا۔

شیخ اسد بن الشیخ الکردی کا انجام

شوال کے آخر میں جمعرات کی صبح شیخ اسد بن الشیخ الکردی کو جو کہ بیدمر کے مددگاروں میں سے تھا، اونٹ پر سوار کرا کر شہر کے بازار میں گھمایا گیا اور ذلیل کیا گیا۔ اور یہ اعلان کروایا گیا کہ یہ ہر اس شخص کا انجام ہے جو سلطان کے نائبین کو اکسائے اور اسکو دھوکہ دے۔ پھر اسے اونٹ سے اتار کر گدھے پر سوار کر دیا گیا اور شہر کا چکر لگوایا گیا۔ پھر اسے قید خانے میں ڈال کر بہت سا مال بطور ضمان طلب کیا گیا۔ یہی وہ شخص تھا جو بیدمر کے زمانے میں تعدی سے مال لینے والا تھا۔

قاضی القضاۃ بدر الدین ابی الفتح پر سلطان کا انعام و اکرام

۱۱ ذو القعدہ سوموار کی صبح کو اس نے قاضی القضاۃ بدر الدین بن ابی

الفتح کو علاء الدین شمرنوخ کے لشکر سے مؤخر لشکر کی قضا کا خلعت عطا کیا۔ لوگوں نے اس کو مبارکباد دی اور وہ اس نیابت حکم وتدریس کے بعد الزنادی خچر پر سوا ہوا۔

۱۸ ذوالقعدہ بروز سوموار الصالحیہ میں الرکنیہ کی تدریس کو دوبارہ قاضی القضاۃ شرف الدین الکفری الحنفی نے سلطانی حکم کے مطابق قاضی عماد الدین بن العز سے لے لی۔ اور اس نے الکفری کو خلعت عطا کر دی تو لوگوں نے اُسے مبارکباد دی۔

عجلون کے کسانوں کی باہم لڑائی..... ماہ ذوالحجہ میں ایک خبر مشہور ہوئی وہ یہ کہ عجلون کی جانب کسانوں کے درمیاں فتنوں کا پھوٹ پڑنا تھا انہوں نے باہم لڑائی کی اور یمنی اور قیسی فریقین میں سے ایک جماعت قتل ہوگئی۔ انہوں نے وہاں کے درختوں کو کاٹ ڈالا اور حیتا کے چشمہ کو جو عجلون کے مشرقی سمت میں ہے اُسے بھی تباہ کر ڈالا۔

۲۲ ذوالحجہ ہفتہ کی صبح طلوع آفتاب کے بعد امیر کسبغا کی محافظت کی خاطر دمشق کے دروازے نہ کھولے گئے تو لوگوں نے اسے بُرا گمان کیا۔ امیر کسبغ بلاد شرق کی جانب بھاگنا چاہتا تھا مگر بالآخر اسے پکڑ لیا گیا۔

امیر سیف الدین طاز کا قصر ابلق میں اترنا......۲۶ ذوالحجہ بروز بدھ کی رات کو امیر سیف الدین طاز قدس سے قصر ابلق میں اترا۔ وہ اسکندریہ کی قید کے دوران ایک سُر مے سے آنکھوں کی بینائی کھو چکا تھا۔ پھر وہ ایک مدت تک بیت المقدس میں مقیم رہا۔ پھر اسے حکم نامہ آیا کہ وہ رئیس ہوگا اور وہ سلطانی علاقوں کی حدود میں سوائے دیار مصر کے جہاں چاہے مقیم ہو جائے۔ چنانچہ وہ قصر ابلق آ گیا اور لوگ اس کے سامنے اپنے مرتبہ کے مطابق اُسے سلام کرنے آئے مگر وہ کچھ دیکھ نہ سکتا تھا۔ مگر وہ اپنے اس ارادے پر قائم تھا کہ اس کے لئے رہائش کے لئے دمشق میں گھر خریدے یا کرائے پر لے گا۔

آغاز ۷۶۳ھ

جب اس سال کا آغاز ہوا تو حرمین شریفین، مصر و شام اور اردگرد کی اسلامی حکومتوں پر بیس سالہ کم عمر سلطان، سلطان ملک منصور صلاح الدین محمد بن ملک مظفر امیر حاج بن ملک منسور قلادوں کی حکومت تھی۔ اس کے آگے حکومتوں کا منتظم امیر یلبغا تھا۔

اور دیار مصر میں طشتمر تھا۔ سیف الدین قزونیہ وزیر تھا جو کہ قریب المرگ تھا اور باقی قضاۃ وہی پرانے اپنے فرائض کی انجام دہی دے رہے تھے۔
دمشق کے علاقے میں نائب امیر علاء الدین المارادانی تھا اور تمام قضاۃ بھی وہی پرانے اپنے فرائض انجام دے رہے تھے اور اس طرح وکیل بیت المال اور خطیب بھی پرانے تھے اور محتسب علاء الدین انصاری تھا، ایک مصری اور السلیمانی کا رشتہ دار قماری حاجب الحجاب تھا۔ جامع مسجد کا ناظر تقی الدین، سیکریٹری قاضی ناصر الدین محمد بن یعقوب حلبی تھا۔ اسی سال قاضی حنفی نے شافعی کے ساتھ ملکر جو کہ حماۃ، طرابلس اور صفد کے قاضی تھے، جامع مسجد کی از سرنو تعمیر کروائی۔

بلاد فریر کے حالات......۲ محرم کو نائب السلطنت پندرہ یوم تک غائب رہنے کے بعد دوبارہ منظر عام پر آیا۔ اس نے اپنے رعب سے بلاد فریر کو پامال کر دیا اور ان کے سرکردہ لوگوں کو پکڑ کر قید کر لیا۔ اور ساتھ ساتھ یہ خبر مشہور ہوئی کہ اس نے بلاد عجلون کے ساتھی قبائل پر حملہ کا قصد کیا۔ پھر میں نے اسے سلام کر کے اس بارے میں پوچھا تو اس نے مجھے بتایا کہ اس نے فریر کی جانب تعدی کے بجائے صلح اور مصالحت پر اتفاق کیا اور فوج اس کے ساتھ تھی۔ اس نے مزید کہا کہ اس نے اعراب پر حرم ترک سے حملہ کیا اور اُسے ترکوں نے شکست دی۔ پھر اس نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا پھر عربوں کا ایک لشکر جو گھات لگائے بیٹھا تھا، ظاہر ہوا۔ پھر ترکوں نے وادی ''صرح'' میں پناہ لی۔ پھر انہوں نے ان کا محاصرہ کر لیا مگر بعد میں اعراب پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ ترکوں میں سے صرف ایک امیر زخمی ہوا اور اعراب کے پچاس سے زیادہ آدمی مارے گئے۔

۲۲ محرم بروز اتوار کو حاجی پہنچے مگر محمل سلطانی سوموار کے دن رات کو عشاء کے بعد آیا۔ اس قافلے کو واپسی کے دوران فریر سے یہاں تک شدید

سردی کا سامنا کرنا پڑا اور اس میں تقریباً سو آدمی مر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس لئے حسب عادت اس کے دخول کی پروانہ کی گئی۔

حاکم مکہ کے بھائی کی وفات: ... اس قافلے نے واپسی پر بہت امن وسکون کی خبر دی اور بتایا کہ حاکم مکہ عجلان کے بھائی کی وفات ہو گئی ہے اور اس کی وفات سے وہاں کے لوگ بہت خوش وخرم ہیں کیونکہ اس نے اپنے بھائی عجلان کے خلاف بغاوت کی تھی۔

ایک نہایت عجیب خواب: ... ۲۲ محرم ۷۶۳ھ بروز سوموار، رات کو میں نے ایک خواب دیکھا۔ میں نے اس میں دیکھا کہ شیخ محی الدین النواوی رحمہ اللہ علیہ موجود ہیں تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے اپنی شرح المہذب میں ابن حزم کی کسی تصنیف کو شامل کیوں نہیں کیا ہے؟ انہوں نے کہا جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اسے پسند نہیں کرتے میں نے کہا: آپ اس معاملے میں معذور ہیں بلا شبہ انہوں نے اپنے اصول وفروع میں نقیضین کی دونوں جانب میں توافق کر دیا ہے اور فروع میں خشک اور جامد ظاہری ہے اور اصول میں خونخوار شیر اور بہنے والی آفت ہے اور ساتھ ہی میں نے اپنی آواز کو بلند کر دیا یہاں تک کہ میں نے سوتے ہوئے اپنی آواز سنی۔

پھر میں نے آپ کو ایک سرسبز زمین کی جانب اشارہ کیا جو کہ کھجوروں کی مانند اور شکل میں اس سے بھی ردی تھی جو غلہ حاصل کرنے اور چرانے کے لحاظ سے فائدہ مند نہیں تھی۔ میں نے آپ سے کہا: یہ وہ زمین ہے جسے ابن حزم نے بویا ہے۔ آپ نے فرمایا، دیکھو کیا تم اس میں کوئی پھلدار درخت یا کوئی ایسی دوسری چیز جس سے فائدہ حاصل ہو، دیکھتے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ یہ چاندکی چاندنی میں بیٹھنے کے قابل جگہ ہے۔

یہ تھا میرے خواب کا خلاصہ اور میرے دل میں آیا کہ جب میں نے شیخ کو ابن حزم کی زمین کی طرف اشارہ کیا تو آپ بالکل خاموش تھے اور گفتگو نہ کرتے تھے۔

قاضی عماد الدین کو دوبارہ محتسب کا عہدہ ملنا: ......۲۳ صفر بروز جمعرات علاء الدین انصاری قریب المرگ مرض میں مبتلا ہونے کی بناء پر فرائض میں کمزور ہو گیا تھا، لہٰذا اس نے قاضی عماد الدین کو دوبارہ محتسب بنا دیا اور پھر لوگوں نے حسب عادت اسے مبارکباد دی۔ ۲۶ صفر بروز ہفتہ شیخ علاء الدین انصاری مدرسہ امینیہ میں وفات پا گئے۔ جامع اموی میں نماز ظہر میں ان کا جنازہ ادا کیا گیا۔ آپ کو باب الصغیر کے قبرستان میں محراب جامع مسجد کے عقب کی ایک قبر میں دفنایا گیا۔ اس وقت آپ کی عمر ۴۰ سال تھی اور آپ نے ترکہ میں چھوٹے بچے اور بہت سا مال چھوڑا۔ آپ نے امینیہ اور الحسبہ میں دو دفعہ درس دیا۔ اللہ آپ پر درگزر اور رحم کا معاملہ فرمائے۔ آپ کے بعد حکم نامے کے مطابق قاضی القضاۃ تاج الدین السبکی نے مدرسے کے انتظامات سنبھال لئے۔

قاضی القضاۃ الاخنائی کی وفات: ...صفر مظفر کے آخری عشرے میں قاضی القضاۃ الاخنائی مصر میں وفات پا گئے آپ مصر میں قابل تعریف محتسب اور خزانے کے ناظر تھے آپ کے بعد آپ کا بھائی برہان الدین ابن قاضی القضاۃ علم الدین الاخنائی الشافعی خزانے کا منظر ہوا اور اپنے بھائی کی جگہ قاضی ہوا۔ علم الدین کا باپ بھی قاضی تھا۔

قاضی القضاۃ تاج الدین السبکی کا درس: ......مؤرخہ ۴ ربیع الاول اتوار کے دن قاضی القضاۃ تاج الدین ابو نصر عبدالوہاب ابن قاضی القضاۃ تقی الدین بن حسن بن عبدالکافی السبکی الشافعی شیخ علاء الدین کی وفات کے بعد پڑھانے مدرسہ امینیہ پہنچے۔ بہت سے علماء ومشائخ اور وعیان آپ کے سامنے حاضر ہوئے۔ پھر آپ نے اپنے درس کا آغاز کا نام الٰہی "ام یحسدون الناس علی ما اتاھم اللہ من فضلہ" سے کیا اور بڑی شیریں اور رواں عبارت میں علوم کو بیان کیا اور بہت سی اچھی باتوں کا استنباط کیا۔ لوگوں نے بلا کسی تکلف اور پس وپیش کے درس کو سمجھ اور خوب تعریف کی۔ یہاں تک کہ ایک آدمی نے کہا کہ اس نے اس کی مانند درس کہیں نہیں سنا ہے۔

الصدر برہان الدین بن لؤلؤ الحوضی کی وفات: ......۲۵ صفر سوموار کو الصدر برہان الدین بن لؤلؤ الحوضی ایک دن علالت کے بعد القصاعین میں اپنے مکان میں وفات پا گئے۔ آپ کا نماز جنازہ دوسرے روز جامع دمشق میں پڑھایا گیا۔ آپ کو باب النصر سے باب الصغیر لے گئے

دیا۔آپ کا والد ان سب امور میں موجود نہ تھا۔

خلیفہ معتضد باللہ کی وفات ...... جمادی الاولیٰ کے درمیانی عشرے میں مجھے اطلاع ملی کہ خلیفہ معتضد باللہ قاہرہ میں فوت ہو گیا ہے اور اس کی نماز جنازہ جمعرات کو ادا کی گئی اور یہ بات قاضی القضاۃ تاج الدین الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بھائی کے خط کے حوالے سے بتائی۔

متوکل علی اللہ کی خلافت ...... پھر اس کے بعد اس کے بیٹے متوکل علی اللہ علی ابو عبداللہ محمد بن المعتضد ابو بکر ابو فتح بن المستکفی باللہ ابو الربیع سلیمان بن الحاکم بامر اللہ ابو العباس کی بیعت لی گئی۔اللہ اس کے اسلاف پر رحم کرے۔

ایک عجیب بات ...... جمادی الاولیٰ میں حاکم مصر کی جانب سے ایک ایلچی حاکم موصل اور سنجار کے لئے خلافتی اور سلطانی جھنڈے اور حکم نامہ و خلعت لے کر آیا تاکہ وہ ان دونوں شہروں میں اس کا خطبہ دے۔قاضی القضاۃ تاج الدین حاکم دمشق نے اس کی جانب سے دونوں شہروں کے دو قاضیوں کے لئے دو حکم نامے سنبھال لئے اور یہ میرے علم کے مطابق ایک عجیب بات تھی جو پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔سلطان نے دونوں شہروں کی جانب جو کچھ بھی بھیجا تھا اس کے ساتھ ان دونوں کو بھی بھیج دیا۔

''مرج الفسولہ'' کی جانب نائب السلطنت کی آمد ... جمادی الاخیر میں نائب السلطنت اپنے رشتے داروں، سیکریٹری اور نقیب کے ہمراہ مرج الفسولہ آیا اور اس کا ارادہ ایک عرصے تک قیام کا تھا مگر دیار مصر سے ڈاک گھوڑے پر ایلچی آیا تو وہ واپس لوٹ گیا۔

۲۱ جمادی الاخیر اتوار کی صبح کو اس میں داخل ہوا اور نائب السلطنت نے صبح کی اور حسب دستور افواج حاضر ہوئی اور اس نے امیر سیف الدین یلبغا کو خلعت دی۔پھر سلطانی حکم نامہ آیا جس میں سیف الدین کحلن کے بجائے رواداد کو خلعت دینے کا حکم تھا اور اس نے صدر مقام کے حکم سے آج الصدر شمس الدین مرقی کو خلعت دی۔اس کے علاوہ دیار مصر سے لائے ہوئے اور مزید امور بھی سرانجام دیئے۔آج قاضی القضاۃ شمس الدین الکفر ی الحنفی کو قاضی القضاۃ مالکیہ کے اوپر بٹھانے کی خبر ملی مگر وہ آج حاضر نہ ہوا اور یہ مالکی کو اس کے اوپر بٹھانے کے بعد کا واقعہ ہے۔

عالم شمس الدین بن مفلح کی وفات ... ۲۰ رجب کو قاضی امام عالم شمس الدین بن مفلح المقدسی الحنبلی، نائب مشیخۃ قاضی القضاۃ جمال الدین یوسف بن محمد المقدسی الحنبلی اور اس کی بیٹی کے خاوند نے وفات پائی۔آپ کی اس سے سات اولاد تھیں۔آپ علوم کثیرہ کے فاضل اور ماہر، خصوصاً علم الفروع کے ماہر تھے۔فقہ حنبلی میں آپ کی بات آخری ہوتی تھی۔آپ نے [illegible] سی کتابوں کی تالیف کی جن میں کتاب المقنع تین جلدوں پر مشتمل ہے اور یہ خبر مجھے قاضی جمال الدین نے دی۔اس طرح آپ نے شیخ مجد الدین بن تیمیہ کے احکام کے محفوظ پر دو جلدوں کا حاشیہ لکھا۔اس کے علاوہ آپ کی بہت سی تصانیف اور فوائد ہیں آپ نے پچاس برس کی عمر میں وفات پائی اور آپ کی نماز جنازہ بروز جمعرات نماز ظہر کے بعد جامع مظفری میں ادا کی گئی جس میں بہت سے قضاۃ و عیان نے شرکت کی اور آپ کو شیخ موفق کے قبرستان میں دفنایا گیا۔

چند لوگوں کی بے ادبی اور ان کی سزا ... مورخہ ۱۴ رجب، ہفتے کی صبح نائب السلطنت نے عاتکہ کی قبر پر مقیم لوگوں کی جماعت کو ایک نو تعمیر شدہ جامع مسجد میں خطبہ کے سبب، نائب اور اس کے غلاموں کی بے ادبی کرنے کے سبب کوڑے مارے۔

دراصل ایک فقیر نے اس جامع مسجد پر قبضہ کر کے اس میں ناچنے والوں کی خاطر زاویہ بنانا چاہا جبکہ قاضی حنبلی نے اُسے جامع مسجد بنانے کا فیصلہ کیا اور اس میں منبر نصب کیا۔شیخ الفقراء خود حکم نامہ لے کر آیا کہ وہ اس کے حوالے کر دے۔اس کے بعد اس علاقے کے لوگوں نے جامع کے بعد اس کے زاویہ بن جانے کو برا محسوس کیا اور اسے بڑی بات گردانا اور کچھ لوگوں نے بدکلامی کی۔چنانچہ نائب السلطنت نے ان میں سے ایک جماعت کو بلایا اور اپنے سامنے کوڑے لگوائے اور اس امر کو لوگوں کے درمیان اعلان کروا دیا۔مگر کچھ عوام نے اس کا انکار کرنا چاہا اور اس نے قبۃ النسر کے نیچے مغرب کے بعد اس کرسی پر حدیث پڑھنے کا وقت مقرر کیا جس کرسی پر قرآن پڑھا جاتا تھا۔چنانچہ قاضی عماد الدین بن الشیر ازی کے بیٹے کی مرتب کردہ حدیث کو عماد الدین سراج نے لوگوں کے سامنے بیان کیا اور آپ نے میری تحریر کردہ سیرت نبویہ ﷺ کے بارے میں پڑھا یہ اس ماہ کے پہلے عشرے کی بات ہے۔

ایک عجیب شخص ماہ رجب میں بلاد تبریز خراسان سے ایک جوان حاضر ہوا اس کا دعویٰ تھا کہ اُسے صحیح بخاری، مسلم، جامع المسانید اور کشاف الزمخشری اور دیگر علوم کی کئی کتب زبانی یاد ہیں۔ رجب کے آخیر میں بدھ کو اس جوان نے جامع اموی کی شمالی دیوار کے قریب دروازے باب الکلاسہ پر صحیح بخاری پڑھنا شروع کی اور کتاب العلم تک فرفر سنا دی۔ میں نے اپنے موجودہ ایک نسخہ سے اس کا موازنہ کیا تو عجمی ہونے کے سبب بعض کلمات اور اعراب کی غلطی کی، مگر ادائیگی اچھی طرح کی۔ اس کے گرد عام وخواص کی ایک بڑی تعداد جمع ہوگئی اور لوگوں کو یہ بات بہت عجیب لگی اور بعض لوگوں نے کہا کہ اگر وہ بقیہ کتاب کو اسی طرح سنا دے تو بہت بڑا اعجوبہ ہوگا۔

چنانچہ دوسرے روز یکم شعبان کو مذکورہ مقام پر سب جمع ہوئے۔ قاضی القضاۃ اور فضلاء کی ایک بڑی جماعت بھی حاضر تھی اور عوام بھی آ گئے۔ اس نے اس کے بعد حسب عادت پڑھا، مگر پہلے دن کی طرح زیادہ نہ پڑھا گیا اور اس میں چند احادیث ساقط ہوگئیں اور بعض الفاظ کو پڑھنے اور ان کے اعراب میں غلطی کی۔ اس کے بعد حنفی اور شافعی دو قاضی حاضر ہوئے اور اس نے ان کے سامنے سامنے کچھ پڑھا تو عوام نے اُسے گھیر لیا اور حیران وپریشان اس کے ہاتھوں کو بوسہ دینے کے لئے قریب ہو رہے تھے۔ اس کے بعد وہ میری اجازت سماع حاصل کر کے خوش ہوا اور بولا کہ میں نے اپنے ملک سے آپ کی خدمت میں حاضری کے ارادے سے سفر کیا تھا نیز ہمارے ملک میں آپ کی بہت شہرت ہے لہٰذا مجھے اجازت مرحمت فرما دیں۔ پھر قضاۃ واعیان نے ایک ہزار درہم اسے تحفہ دیا پھر وہ دیار مصر کی جانب چلا گیا۔

امیر علی کی نیابت دمشق سے معزولی ۱۱ شعبان بروز اتوار دیار مصر سے سلطانی ایلچی ایک حکم نامہ لے کر آیا۔ اس حکم نامہ میں امیر علی کی نیابت دمشق سے معزولی کا حکم تھا۔ اس نے دار السعادۃ میں امراء وخواص کو بلوا کر حکم نامہ پڑھ کر سنایا۔ ایلچی کے پاس ایک خلعت بھی تھی اور اس نے اُسے بستی دومہ اور طرابلس کی دو مرکز بستیوں کی تنخواہ پر دینے کا حکم دیا۔ اور یہ بھی حکم سنایا کہ وہ قدس، حجاز اور دمشق میں سے جس علاقے میں چاہے رہے۔

چنانچہ وہ اُسی روز دار السعادۃ سے اپنے اصحاب ومما لیک کے ہمراہ القصاعین میں دار الخیبی میں اترا۔ اور اس کی اس نے از سر نو تعمیر کروائی اور دویدار یلبغا نے اس میں مزید اضافہ کیا۔ یہ بہت بڑا گھر تھا۔ پس لوگ اس امر پر افسوس کرنے لگے۔

قاضی القضاۃ تاج الدین بن عبد الوہاب کی دیار مصر میں طلبی ۱۱ شعبان ۷۶۳ھ بروز اتوار عصر کے بعد ایلچی آیا اس کے پاس اس کی طلبی کا حکم نامہ تھا۔ چنانچہ حاجب الحجاب قماری نائب الغیبہ نے اُسے اسی دن اس کے ساتھ روانگی کا حکم دیا مگر اس نے ایک دن کی مہلت مانگی تو اس نے اُسے دے دی۔ اور یہ بھی خبر ملی کہ اس کا بھائی شیخ بہاؤ الدین بن السبکی اس کی جگہ شام کا قاضی ہوگا۔ اس نے دونوں کے بھانجے قاضی القضاۃ تاج الدین کو روانگی اور تیاری کا حکم بھیجا۔ لوگ اُسے الوداع کہنے آئے اور اس کے معاملے میں خوفزدہ تھے۔ وہ ۱۲ شعبان کو ڈاک کی گھوڑے پر سوار ہو کر دیار مصر کی جانب چلے گئے۔ قضاۃ القضاۃ واعیان اور قاضی القضاۃ بہاؤ الدین ابو البقاء السبکی آپ کے آگے تھا۔ یہاں تک کہ علاقہ الجسورہ میں انہیں واپس کیا مگر چند لوگ اس سے آگے گئے۔ اللہ ہی دنیا وآخرت میں بہتر انجام کا والی ہے۔

ایک عجیب واقعہ ۲۳ شعبان بروز منگل کو مجھے شیخ علامہ کمال الدین بن الشریشی شیخ الشافعی کے باغ میں طلب کیا گیا۔ وہاں اعیان کی ایک جماعت موجود تھی جن میں شیخ شمس الدین بن موصلی شافعی، شیخ امام علامہ صلاح الدین الصفدی وکیل بیت المال، شیخ امام علامہ شمس الدین موصلی، شیخ ابو اسحاق فیروز آبادی، امام لغت کے بیٹے شیخ امام مجد الدین محمد بن یعقوب شیرازی اور بلیغ محدث شیخ امام علامہ نور الدین علی بن الصارم شامل تھے۔ انہوں نے تیمی برمکی کی کتاب "المنتہی" کی چالیس سے زائد جلدیں حاضر کیں۔ جو کہ الناصریہ کو وقف کی گئی کتاب لغت تھی۔ پھر شیخ کمال الدین الشریشی کا بیٹا علامہ بدر الدین محمد بھی حاضر ہوا۔

پھر ہم سب نے ایک ایک جلد پکڑلی اور اس سے استشہاد میں پیش کردہ اشعار کے بارے میں دریافت کرنے لگے۔ تو وہ ان سب کو کھولتا اور مفید واضح کلام کرتا۔ بالآخر سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ وہ شواہد لغت کا حافظ ہے اور قلیل ہی ان میں خلاف قیاس ہیں۔ یہ ایک عجیب تر اور بلیغ واقعہ ہے۔

نائب السلطنت سیف الدین تشتمر کی آمد: ....اوائل رمضان میں ہفتہ کے دن چاشت کے وقت نائب السلطنت سوق الخیل کو گیا اس میں اس کو سوار کرا کر باب السر لایا گیا اس کے آگے اس کی افواج تھی اس نے وہاں اتر کر چوکھٹ کو بوسہ دیا اور پھر وہ دار السعادہ کی جانب آیا اور عوام اس کے آگے تھی۔

پھر اس نے سب سے پہلے الصالحیہ کے والی کے قاتل کو صلیب دینے کا فیصلہ کیا۔ اس نے ان کو نماز جمعہ کو جاتے ہوئے قتل کیا اور بھاگ گیا۔ لوگوں نے اس کا پیچھا کیا تو اس نے ان میں سے ایک کو قتل اور کئی کو زخمی کر دیا بالآخر لوگوں نے اس پر غلبہ پایا اور گرفتار کر لیا۔ صلیب سے پہلے اسے اونٹ پر سوار کر کے الصالحیہ کی گلیوں میں گھمایا گیا اور وہ کچھ دن سخت اذیتیں اٹھانے کے بعد مر گیا۔

آپ منگل کے دن عصر کے بعد آئے اور سب سے پہلے ملک الامراء کو سلام کیا پھر دار الحدیث کی جانب پیدل گئے۔ وہاں نماز ادا کی اور پھر پیدل ہی مدرسہ رکنیہ کو گئے۔ وہاں آپ پھر اپنے بھائی قاضی القضاۃ بدر الدین ابی الفتح قاضی العساکر کے ہاں اترے اور لوگ آپ کو سلام کرنے آئے آپ بہت متواضع اور متقشف آدمی تھے اس لئے آپ اپنے کو قاضی القضاۃ کہلانے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ آپ کو اپنے وطن اور عزیز واقارب سے مفارقت کی بناء پر بہت غم تھا جس کے اثرات نمایاں تھے۔

۱۸ شوال بروز جمعرات کو وہ محمل سلطانی روانہ ہوا وہاں امیر الحاج ملک صلاح الدین بن ملک کامل بن سعید عادل کبیر تھا اور وہاں بعلبک کے مدرس امینیہ شیخ بہاء الدین بن سبع قاضی تھے۔ اس ماہ میں مدرسہ تقویہ کو مجاہدین سے مخصوص کر دینے کا حکم آیا اور قضاۃ اربعہ نے ملک امراء کی موجودگی میں اس معاملے کی خبر بڑے غور سے سنی۔

قاضی ناصر الدین محمد بن یعقوب کی وفات: ....۳۰ ذوالقعد بروز اتوار کی رات کو قاضی ناصر الدین محمد بن یعقوب نے وفات پائی۔ آپ نے سیکریٹری حلب اور قضاۃ افواج کے عہدے پر بھی اپنے فرائض انجام دیئے۔ آپ اس کے علاوہ شیخ الشیوخ، دمشق کے الناصریہ الجوانیہ اور الشامیہ الجوانیہ کے مدرس اور حلب میں الاسدیہ کے مدرس کے بھی فرائض انجام دیئے۔ آپ نے شیخ کمال الدین زملکانی کے دور حکومت میں قضاۃ حلب کا فتویٰ دیا۔ ۷۲۷ھ میں آپ نے اس کی بات بہت غور وفکر سے سنی۔ آپ کی سن پیدائش ۷۰۷ ہجری ہے۔

آپ کو علوم پر مہارت اور واقفیت حاصل تھی آپ نے بہت سی کتب پڑھی جن میں اصول التنبیہ اور مختصر ابن حاجب جیسی کتابیں بھی شامل ہے۔ آپ اپنی استطاعت کے مطابق جود وسخا کرتے تھے اور برائی کا ذرا برابر بھی علم نہ ہوتا تھا۔ آپ میں عفت وذہانت کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ آپ نے مجھے بڑی مغلظ قسمیں کھا کر اس بات کا یقین دلایا کہ نہ تو انہوں نے کبھی لواطت کی ہے اور نہ ہی زنا اور نہ ہی کبھی اس بارے میں سوچا ہے اور نہ ہی حشیش اور نشہ آور چیزوں کا استعمال کیا ہے۔

اسی روز آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی، نماز جنازہ کے بعد آپ کے جنازے کو باب النصر سے نکالا تو نائب السلطنت دار السعادۃ سے نکل کر اس جنازے میں شریک ہوا اور آپ کے جنازے کو قبرستان الصوفیہ میں دفن کر دیا گیا۔ لوگ آپ پر غمزدہ اور افسردہ تھے اور رحم ومغفرت کے دعا گو تھے۔ آپ کے بعد آپ کے عہدے کے حصول پر فقہاء کی ایک جماعت ایک دوسرے سے متقابل تھی۔

آغاز ۷۶۴ھ

سال نو کے آغاز پر حکومت کی باگ دوڑ دیار مصر وشام، حجاز مقدس اور اس کے ماتحت صوبوں پر سلطان اسلام، ملک منصور قلادون الصالحی کے ہاتھ میں تھی۔ شہروں کے قضاۃ وہی پرانے تھے اور اتالیق سیف الدین یلبغا تھا۔ نائب دمشق امیر سیف الدین قشتمر المنصوری اور قاضی القضاۃ الشافعیہ شیخ بہاء الدین بن قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی اور ان کے بھائی قاضی القضاۃ تاج الدین مصر میں تھے۔ اور قاضی الشافعیہ ابن جماعۃ اور قاضی الحنابلہ موفق الدین حجاز میں تھے۔

قاضی قضاۃ حنفیہ شرف الدین الکفری اپنے والد کی ترجیح پر قاضی القضاۃ الحنفیہ تھے۔ ان کے والد عبادت کا پختہ عزم کر کے الرکنیہ میں

تدریسی فرائض انجام دینے لگے اور عبادت و تلاوت میں اپنے اوقات گزارنے لگے اور شیخ جمال الدین قاضی القضاۃ مالکیہ اور قاضی قضاۃ حنابلہ شیخ جمال الدین المرداوی محمود بن جملہ، اور شیخ عماد الدین بن شیر جی شہر کے محتسب تھے، سیکریٹری جمال الدین عبداللہ بن الاثیر تھے۔ آپ دیار حصر سے ناصر الدین بن یعقوب کی جگہ پر آئے تھے اور آپ کی آمد گزشتہ سال کے آخری دن میں ہوئی تھی۔ بدر الدین حسن بن نابلسی کچہریوں کے ناضر اور تقی الدین بن مراحل خزانہ کے ناضر تھے۔ ۲۲ محرم جمعہ کے دن بارش کے خوف سے سلطانی محمل عصر کے بعد آیا۔ کیونکہ چند روز پہلے سخت بارش ہوئی تھی۔ جس سے حوراں وغیرہ کے علاقوں میں غلہ جات کی کافی تباہی ہوئی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایک عجیب واقعہ: ۲۷ محرم الحرام کو بروز بدھ عشاء قلعے کے توڑنے سے قبل ایک گھڑ سوار قلعہ جوانیہ سے باب الفرج کی جانب آیا۔ اس وقت اس دروازے میں زنجیر تھی اور باب النصر کی دوسری جانب دونئی زنجیریں تھی۔ تا کہ کوئی بھی سوار قلعہ منصوریہ کے دروازے کو پار نہ کر سکے چنانچہ مذکورہ سوار اس اکیلی زنجیر کے پاس گیا اور اسے قطع کر دیا پھر دوسری کے پاس گیا اور اسے بھی قطع کرتے ہوئے باب النصر کو پار کر گیا اور کیونکہ وہ نقاب پوش تھا اس لئے اسے پہچانا نہ گیا۔

امیر سیف الدین زبالہ کی دیار مصر میں طلبی ......۱۱ صفر المظفر اور اس سے ایک دن قبل دیار مصر سے سلطانی ایلچی آیا جس کے پاس امیر سیف الدین زبالہ کو عزت کے ساتھ دیار مصر میں طلب کیا گیا تھا۔ اور پہلے ہونے والے سبب کی بناء پر اسے نیابت قلعہ سے الگ کر دیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایلچی کے پاس وہ حکمنامے بھی تھے جو بہت سے لوگوں کے ہاتھوں میں جامع کے اضافوں کے متعلق تھے جو انہیں واپس کر دیئے گئے اور جو کچھ ان کے ہاتھوں میں حکمنامے تھے وہ ان پر قائم رہے اور جامع کے ناظر، الصاحب تقی الدین بن مراحل نے صرغتمش کے زمانے میں ہونے والے اضافے کے سرٹیفکیٹ کے بعد جو اضافہ ہوا اسے اٹھانے کی کوشش کی مگر اسے پورا نہ کر سکا۔

شیخ بہاء الدین السبکی قاضی القضاۃ الشافعیہ کی دیار مصر آمد ......آپ ۱۶ صفر بروز اتوار کو دمشق سے دیار مصر گئے۔ اور وہاں سے الوداع کے وقت پتا چلا کہ اس کے بھائی قاضی الدین تاج الدین نے دیار مصر کے فقہاء کی خلعت پہنی اور اس کے دیار مصر پہنچنے پر شام کی جانب جانے والا تھا۔ اور اس نے یہ بات بتائی کہ اس کا بھائی شام کو پسند نہیں کرتا ہے۔ ۱۴ صفر بروز شب جمعہ کو قاضی صلاح الدین الصفدی نے متنبی کے برعکس اپنے متعلق اس کے پاس جو اشعار اپنے سنائے اور وہ کہتا ہے:

"جب نوجوان موتوں میں گھسنے کا عادی ہو جاتا ہے تو سب سے آسان چیز جس کے پاس سے وہ گزرے میلان رکھنے والا ہے"۔

اور اس نے کہا:

دمشق میں آنا ہمیں کمزور کر دیتا ہے اس سے مخلوق میں خرابی ہے اور جب کوئی اس میں جانے کا عادی ہو جاتا ہے تو سب سے آسان چیز جس سے وہ گزرتا ہے وہ موت ہے۔

یہ شعر لفظاً ومعناً قوی اور عکس جلی ہے۔

جامع کی از سر نو تعمیر: ۲۱ صفر بروز جمعہ کو جامع کے پڑوس میں شفاخانہ الدقاقی سے بھرپور خیمہ نصب کیا گیا کیونکہ اس کی از سر نو تعمیر چھت تک اینٹوں سے مکمل ہوگئی تھی۔ حتیٰ کہ اس کے چاروں پل بھی ابلق پتھر سے بنائے گئے تھے۔ روشنی کے انتظام کے لئے بڑے بڑے چاند بنائے گئے تھے۔ اس کے بالکل سامنے ایک خوبصورت سرسبز ایوان بنایا گیا تھا جس کی بدولت اس کی برتری میں بے پناہ اضافہ ہو گیا تھا۔ اور پوری عمارت کو سفید چونے سے سفیدی کی اور اس کی چادروں الماریوں فرشوں اور دوسری اشیاء کی تجدید کی، پھر اس خیمے میں عوام وخواص کی جماعتیں داخل ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو بہترین جزا دے۔ آمین

دوسرے جمعہ جب آیا تو نائب السلطنت اس میں آیا تو اس نے اس کو دیکھ کر بہت حیرانگی کا اظہار کیا کیونکہ اس نے اس سے پہلے دوسری حالت میں دیکھا تھا پھر اسے اس کی تعمیر کے بارے میں آگاہ کیا گیا تو اس نے ایک سیاح کی حیثیت سے اسے عمدہ شہکار خیال کیا۔

تاج الدین السبکی کی شام واپسی..... ماہ ربیع الاول کے آغاز میں دیار مصر سے تاج الدین السبکی ۱۴ تاریخ کو بروز منگل کو شام کی قضاء کے عہدے پر واپس آ گیا۔ اس نے دار السعادہ میں نائب السلطنت کو سلام کے بعد القصاعین میں امیر علی کے گھر کا رخ کیا اور پھر اسے سلام کیا پھر زوال سے پہلے العادلیہ آیا۔ پھر عوام وخاص آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو آپ کی واپسی پر مبارکباد دی اور سلام عرض کیا۔ آپ نے بھی انہیں خوش آمدید کہا۔ اس ماہ کی ۱۶ تاریخ کو آپ نے دار السعادہ میں بڑی شان وشوکت کے ساتھ خلعت پہنی پھر العادلیہ گئے وہاں آپ کا حکمنامہ قضاہ، اعیان کے سامنے پڑھ کر سنایا گیا۔ جس پر لوگوں، شعراء اور قضاہ نے آپ کو مبارکباد دی۔

حسین بن ملک ناصر کی وفات..... قاضی القضاۃ تاج الدین جب شام آیا تو اس نے حسین بن ملک ناصر کے انتقال کی خبر دی اس کے بعد آپ کی صلبی بیٹوں میں سے اس کے سوا آپ کا کوئی بیٹا نہ رہا تھا۔ اس کی موت سے بہت سے امراء وخواص خوش ہوئے کیونکہ اس میں جدت اور چند ناپسندیدہ امور کا ارتکاب ہوتا تھا اور آپ نے ساتھ ساتھ قاضی فخر الدین سلیمان بن قاضی عماد الدین بن الشیر جی کے انتقال کی بھی خبر دی۔

اتفاقاً اپنے باپ کے بعد اس نے دمشق میں احتساب کا عہدہ سنبھال لیا۔ جو کہ اپنی ضعیف ہونے اور کمزوری کے باعث اپنی مرضی سے اس کی خاطر اس عہدے سے سبکدوش ہو گیا۔ دیار مصر میں اسے خلعت پہنائی گئی اور وہ صرف ڈاکی گھوڑوں پر سواری کے قابل تھا ایک دو روز زندہ رہا اور پھر فوت ہو گیا۔ جس پر اس کے باپ کو بہت صدمہ ہوا تو لوگ اس کی تعزیت کرنے اور اس کے غم کو کم کرنے اس کے پاس آئے۔

بکریوں کے نصف ٹیکس کو ساقط کرنے کی عظیم بشارت...... دیار مصر سے سعد الدین ماجد بن التاج اسحاق کی حکومت کی مہر کے ساتھ بکریوں کے نصف ٹیکس کو ساقط کرنے کی عظیم بشارت آئی جو کہ اس سے قبل یہ کچہریوں کا ناظر تھا۔ چنانچہ پہلے والی کی معزولی اور خروج اور آپ کی امارت وحکومت سے لوگ بہت خوش ہوئے۔ اور یہ نصف ٹیکس کا سقوط تقریباً ساڑھے چار درہم بیان کیا جاتا ہے لہٰذا اب ٹیکس صرف سوا درہم رہ گیا۔

۲۰ ربیع الآخر بروز سوموار کے دن شہر میں اس حکمنامے کی منادی کروائی گئی تو لوگوں نے بہت خوش ہو کر دعائیں دی۔ اس کی بدولت گوشت بہت سستا ہو گیا اور کونسل وہی پہلے والی لیتی تھی۔ اللہ نے متعدد تجارتی وفود کی آمد وواپسی کا فیصلہ فرمایا اور بہت سی کشتیاں آئیں جن سے دگناہ ٹیکس لیا گیا جس سے ٹیکس کی بالکل چھوٹ ہو گئی۔ پھر بروز جمعہ نماز کے بعد عصر سے پہلے اسے لوگوں کے سامنے سنایا گیا۔

شیخ شمس الدین بن الصفدی کی پکڑ اور سزا...... ۲۲ ربیع الآخر بروز سوموار کو دار السعادہ میں فقیہ شیخ شمس الدین بن الصفدی کو خانقاہ طواویس کی وجہ سے کوڑے مارے گئے۔ چنانچہ ان میں سے ایک جماعت میرے پاس ان کے ظلم کی فریاد لے کر آئی جو کہ شیخ الشیوخ تھا اس نے ان کے ساتھ واقف کی شرط کے متعلق گفتگو کی جس سے ان پر مشقت پڑی تھی۔ الصفدی نے زبان درازی کی چنانچہ اسے الٹا لیٹا کر مارا گیا۔ مگر اس کے بارے میں سفارش کی گئی چنانچہ پھر اس سے کلام کیا گیا اور پھر اس کی سفارش کی گئی مگر اسے پھر تیسری مرتبہ منہ کے بل لیٹا کر مارا گیا اور اسے قید خانے میں ڈال دیا گیا۔ دو یا تین روز کے بعد اسے نکال دیا گیا۔

قاضی القضاۃ الشافعی کا درس...... ۲۶ ربیع الآخر بروز اتوار کی صبح کو قاضی القضاۃ الشافعی نے اپنے مدارس میں درس دیا۔ وہ الناصریہ الجوانیہ میں قاضی الناصر الدین سیکرٹری کی موت کے بعد اس کے بھائی کے لکھے ہوئے واقف کی شرط کے مطابق حاضر ہوا اور اعیان اور قضاہ کے سامنے درس دیا اور اس نے اپنے درس کا آغاز سورہ فتح سے کیا اور اسے ''انا فتحنا لک فتحا مبینا آلایۃ'' کے بارے میں اپنے والد کی گئی تفسیر سنائی گئی۔

قاضی قطب الدین محمد بن حسن کی آخری رسومات...... یکم جمادی الاولیٰ بروز جمعہ اور نماز فجر کو امام کبیر کے ہمراہ قاضی قطب الدین محمد بن حسن حاکم کا جنازہ ادا کیا گیا۔ آپ اپنے سالے قاضی القضاۃ تاج الدین السبکی الشافعی سے ملنے دمشق آئے اور وہیں بیمار ہو گئے اور اس بیماری میں آپ کی وفات ہو گئی۔ آپ کا نماز جنازہ جامع میں ادا کیا گیا۔ پھر آپ کا جنازہ باب الفرج سے لے کر قادسیوں کے دامن میں لایا گیا۔ آپ کی عمر ۸۲ سال تھی۔

قاضی القضاۃ جمال الدین کا بری ہونا...... ۳ جمادی الاولیٰ بروز اتوار کو حلب کے حنفی اور حنبلی قاضی اور وہاں کے خطیب اور وہاں کے شیخ شہاب الدین الاذرعی اور شیخ زین الدین البارینی اور ان کے ساتھ جو دوسرے افراد تھے مدرسہ اقبالیہ میں پہنچے اور وہ اور ان کے قاضی القضاۃ شافعی کمال الدین دیارِ مصر میں مطلوب تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے قاضی کے بارے میں جو کچھ باتیں بتائی تھیں اور جس کی بناء پر وہ اس کی بد اخلاقی سے ناراض تھا اس سے وہ بری ہو گیا اسے وہ مصر کے مواقف میں بیان کرتے تھے۔ ۱۰ جمادی الاولیٰ بروز ہفتے کو وہ دیارِ مصر کی جانب سفر کو گیا۔

زین الدین زبالہ کی آمد...... بروز جمعرات کو دیارِ مصر کے قلعہ کا نائب امیر زین الدین زبالہ ڈاک گھوڑے پر بڑی شان شوکت کے ساتھ آیا۔ لوگوں نے اس کا استقبال شمعوں کے ساتھ کیا۔ وہ دار الذہب میں اترا۔ پھر لوگ اسے دوبارہ نیابت ملنے کی مبارکباد دینے اور اسے سلام کرنے آئے اور اسکو تیسری دفعہ نیابت ملی تھی، اس لئے وہ اس معاملے قابل ستائش ہے اور اس نے اس معاملے میں کئی مرتبہ قابل تعریف کوشش کی تھی۔

۲۱ جمادی الاولیٰ بروز جمعرات کو نائب السلطنت نے دونوں قاضیوں سیکرٹری اور امراءِ اعیان کے ساتھ فجرہ کی نماز ادا کی اور منبر پر سلطانی حکمنامہ سنایا گیا کہ بکریوں کا ٹیکس ساقط کر کے صرف دو درہم فی رأس کر دیا ہے اس بناء پر ولی الامراء اور اس کے اعمال پر لوگوں نے تعریف کی۔

شدید سیلابی آفت کا حملہ...... اسی ماہ میں دریاؤں نے بہت زور پکڑ لیا اور دریاؤں کا پانی بہت چڑھ گیا اور نہروں سے سوق الخیل کی جانب بہہ پڑا یہاں تک کہ تمام میدانوں میں پانی بھر گیا۔ اور موقف اموکب نامی میدان پر بھی پانی چھا گیا چنانچہ آمد و رفت کے لئے اس میں چھوٹی کشتیاں چلائی گئیں جس سے لوگ ایک جانب سے دوسری جانب جاتے تھے۔ یہ صورتحال کئی جمعوں تک رہی یہاں تک کہ نائب السلطنت اور اس کے لشکر نے وہاں رہنے سے انکار کر دیا۔ اکثر اوقات نائب السلطنت نے طارمہ کے نچلی سلطانی اصطبل میں وقوف کیا۔ اس کی وجہ سے کئی عمارتیں اور گھر گر گئے اور کئی چکیاں بیکار ہو گئیں۔ یہ ایک ایسی بات اور واقعہ ہے جس کی مثل آج تک کبھی نہیں دیکھی گئی ہے۔

چند شیوخ کی وفات...... ۲۰ جمادی الاولیٰ بروز منگل کی رات کو شمس الدین عبدالرحمٰن بن شیخ عز الدین بن منجی التنوخی نے بوقت عشاء وفات پائی۔ ان کا نماز جنازہ بعد نماز ظہر جامع دمشق میں ادا کی گئی اور انکو السفح میں دفنایا گیا۔ آج ہی کے دن صبح کو شیخ ناصر الدین محمد بن احمد القونوی الحنفی خطیب جامع یلبغا نے بھی وفات پائی۔ آپ کی نماز جنازہ بعد ظہر ادا کی گئی اور پھر آپ کو الصوفیہ میں دفن کیا گیا۔ اس کے بعد آپ کی جگہ پر قاضی القضاۃ کمال الدین الکفری نے خطابت اور امامت کے فرائض سنبھال لئے۔ آج ہی کے دن قاضی علاء الدین بن قاضی شرف الدین بن قاضی شمس الدین بن شہاب محمود الحلبی نے وفات پائی۔ آپ دمشق میں سلطانی مہر کا نگران تھے۔ آپ کا جنازہ بروز بدھ کو پڑھا گیا اور آپ کو السفح میں دفنایا گیا۔

قاضی القضاۃ جمال الدین الکفری کا جامع یلبغا میں درس دینا...... ۲۲ جمادی الاولیٰ بروز جمعہ کو قاضی القضاۃ جمال الدین الکفری کے جامع یلبغا میں خطبہ دیا کیونکہ شیخ ناصر الدین محمد کی جگہ آپ کو یہ عہدہ دیا گیا تھا۔ نائب السلطنت امیر سیف الدین قشتمر اس کے پاس حاضر ہوا اور اسطرح قاضی القضاۃ تاج الدین الشافعی نے غربی کھڑکی میں اس کے پیچھے نماز ادا کی اور بہت سے امراء و اعیان بھی موجود تھے۔ اس نے جمعہ کا خطبہ نہایت حسن ادائیگی کے ساتھ فصیح و بلیغ انداز میں دیا۔ اور یہ علم کی بات ہے کہ ہر سواری دشوار ہوتی ہے۔ ۱۰ جمادی الآخر کو شیخ شرف الدین قاضی حنبلی امیر سیف الدین یلبغا کے پاس اس کے ایک خط کے طلبی کے حکمنامے پر دیارِ مصر کی جانب گیا۔

ایک حادثہ...... ۲ رجب بروز منگل کو یہودیوں کے محلے میں ایک گھر کی چھت سے دو افراد گر گئے وہ نشے میں مدہوش تھے جن میں سے ایک مسلمان اور دوسرا یہودی تھا۔ مسلمان تو اسی وقت مر گیا اور یہودی کی آنکھ پھٹ گئی اور ہاتھ ٹوٹ گیا۔ پھر اسے سلطان کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو وہ کوئی درست جواب نہ دے سکا۔ اللہ اس پر لعنت کرے۔

دیارِ مصر میں طاعون کی وبا کا عام ہونا....... قاضی الجبل شیخ شرف الدین حنبلی غزہ تک پہنچ گیا تو اسے پتا چلا کہ دیارِ مصر میں وبا عام ہے لہٰذا وہ قدس واپس آ گیا اور اسے قحط نے آ لیا۔ ادھر خطوط سے اطلاع ملی کہ مصر میں شدید طاعون کی وبا پھیل گئی ہے اور تقریباً ہر دن ایک ہزار باشندے طاعون سے متاثر ہو رہے ہیں اور اسی کی وجہ سے بہت سے معروف لوگوں نے بھی وفات پائی جن میں کاتب الحکم بن الفرات اور اس کا اہل خانہ اور قاضی القضاۃ تاج الدین المناوی کے دونوں بیٹے وغیرہ۔

ابوحاتم ابن الشیخ بہاء الدین السبکی کی وفات........ ماہ رجب کے اخیر میں مصر میں ایک افراد کی جماعت کے انتقال کی خبر آئی جن میں ابوحاتم بن الشیخ بہاء الدین السبکی نے بھی مصر میں وفات پائی آپ تقریباً بیس سالہ جوان تھے آپ نے مصر میں متعدد درس دیئے۔ آپ کے والد نے آپ کو کھو دیا۔ چنانچہ لوگ آپ کی تعزیت اور غم کرنے لگے اور آپ کے چچا شہاب الدین احمد الریاحی سے بھی تعزیت کی، آپ حلب میں تھے اور آپ دو مرتبہ والی بنے اور پھر معزول کئے گئے پھر آپ نے دیارِ مصر کا ارادہ کیا اور ایک مدت تک وہیں قیام کیا تاکہ اپنے واپسی کی کوشش کریں مگر اس سال اسے موت نے آ لیا اور اس کے دو فرزند اسطرح اس کے ساتھ انتقال کر گئے۔

تدمر پر نائب السلطنت کا حملہ اور ابن خیاط کی امداد....... ۲ شعبان بروز ہفتہ کو نائب السلطنت نے جمہور امراء اور امیر حمزہ ابن خیاط کے ہمراہ تدمر کا قصد کیا کیونکہ وہاں خیار بن مہنا کے اصحاب اعراب اور اس کے آس پاس کے لوگ اکھٹے ہو گئے تھے ان لوگوں نے تدمر کو تباہ و برباد کر دیا وہاں لوگوں کے اموال کو لوٹ لیا اور درختوں کو جلا دیا اور لوگوں کی جاگیریں ختم کر کے ان کی املاک پر قابض ہو گئے چنانچہ نائب السلطنت انکو سبق سکھلانے اور ان کے ضرر کو دفع کر کے انکو بھگانے کے لئے ان کی جانب چلا۔ نائب السلطنت کے ہمراہ خیار کا حاجب، امر طبلخانہ حمزہ ابن الخیاط بھی تھا جو کہ وہاں سے اپنے عہدے کو چھوڑ کر چلا آیا تھا اور اس کے خلاف امیر یلغا کے ہاتھ پر متحد ہو گیا تھا۔ اس نے وعدہ لیا کہ اگر وہ خیار کو مغلوب کر دے تو اسے امیر اور بڑا آدمی بنا دیا جائے گا۔ چنانچہ اسے امارت عطا کی گئی پھر وہ دمشق ایک لشکر کے ہمراہ آیا اس کے ساتھ خیار اور اس کے لشکر کی جانب جانے کا حکمنامہ بھی تھا اور وہ تدمر پہنچ گئے۔ نائب شام کے سامنے اعراب اطراف میں بھاگ گئے اور اس کی ہیبت کی بناء پر اس کا سامنا نہ کر سکے مگر وہ حمزہ بن خیاط کے معاملے میں حملہ کرتے تھے۔ پھر ہمیں اطلاع ملی کہ انہوں نے افواج و لشکر پر شب خون مارا اور ان میں سے ایک جماعت کو قتل اور دوسری کو زخمی کر دیا گیا اور دیگر قیدی ہو گئے۔

ملک اشرف ناصر الدین کی سلطنت... ۷۶۴ھ میں ۱۹ شعبان بروز ہفتے کی شام کو شعبان بن حسن الملک الناصر محمد بن قلادون دیارِ مصر سے امیر آیا۔ وہ قصر ابلق میں اترا اس نے ملک منصور بن مظفر حاجی بن ملک ناصر محمد بن قلادون کی بیعت لی۔ اور اس کی عمر بیس سال تھی۔ قلعہ منصور میں خوشی کے شادیانے بجائے گئے۔ بروز اتوار کو لوگوں نے اپنائیت اختیار کی۔

۱۵ شعبان بروز منگل کو مجھے قاضی القضاۃ تاج الدین اور الصاحب سعد الدین ماجد ناظر کچہری نے خبر دی کہ ملک منصور کو معزول کر کے اسے اس کے گھر میں نظر بند کر دیا گیا ہے اور اس کے بعد ملک اشرف ناصر الدین شعبان کو تخت سلطنت پر بیٹھا کر بیعت کی گئی۔ اسی روز گرج چمک کے ساتھ پرزور بارش ہوئی اور پرنالے جاری ہو گئے اور راستوں میں کئی جوہڑ بن گئے اور یہ ماہ جون کا واقعہ ہے۔ اس پر لوگوں کو بہت عجیب محسوس ہوا۔ یکم شعبان کو مصر میں وبا پھیل گئی اور اکثریت یہود آبادی اس سے متاثر ہوئی اور تقریباً ہر روز پچاس افراد تک پہنچ گئی۔ و باللہ المستعان۔

ایک سلطانی دستے پر اعراب کا حملہ اور طاعون کی وبا کا پھیلنا...... اس ماہ کی سات تاریخ کو بروز سوموار کو یہ خبر ملی کہ اعراب نے افواج کے ایک دستے کو جو الرحبہ سے آ رہا تھا روک کر اس سے جنگ کی اور چند جوانوں کو قتل کر دیا اور بہت سو کو زخمی کیا اور اموال و متاع لوٹ لیے۔ ایلچی نائب اور امراء کے پیچھے گیا کہ وہ نئے سلطان کی بیعت کے واسطے شہر آئیں اللہ تعالیٰ اس سلطان کو مسلمانوں کے واسطے مبارک کرے۔ پھر اعراب سے شکست خوردہ امراء و افواج کی جماعت بڑی ذلت خواری کے ساتھ آئی۔ پھر سلطانی ایلچی انہیں اس فوج کی جانب واپس لے جانے کے لئے آیا جو

تدمر کے نائب السلطنت کے ساتھ تھا۔ انہیں مختلف سزاؤں اور جاگیروں پر قبضے کی دھمکیاں دی گئی۔ ماہ رمضان میں طاعون کی وبا پھیل گئی جس کا اکثر حملہ یہود میں تھا۔ اور تقریباً یکم شعبان سے یکم رمضان تک ان کے ایک ہزار افراد کی روح پرواز کر گئی۔ جیسا کہ مجھے قاضی صلاح الدین الصفدی نے بتایا۔ اور ماہ رمضان میں اور زیادہ شدت اختیار کر لی مگر مسلمانوں اور ذمیوں میں صرف ۸۰ افراد مرے۔

اسی ماہ کی ۱۱ تاریخ کو بروز ہفتے کو اور نماز ظہر شیخ الصدر بدر الدین محمد ابن الرقاق کا جنازہ پڑھا آپ ابن الجوجی کے نام سے مشہور تھے۔ شیخ صلاح الدین محمد بن شاکر اللیثی کا بھی جنازہ پڑھا گیا۔ آپ اپنے فن میں یکتا تھے اور آپ مذاکرہ اور افادہ کرتے تھے آپ نے تقریباً دس جلدوں پر مشتمل ایک تاریخ بھی لکھی ہے۔ رحمہ اللہ وسامحہ۔

خطیب جمال الدین محمود بن جملہ کی وفات اور ان کے بعد تاج الدین کا خطابت سنبھالنا

آپ بروز سوموار بعد نماز عصر کے انتقال کر گئے آپ کے بعد قاضی القضاۃ تاج الدین السبکی الشافعی نے لوگوں کو نماز عصر پڑھائی اور پھر نماز فجر بھی اور اس میں سورہ مائدہ کی آخر سے یوم یجمع اللہ الرسل الآیۃ سے پڑھا۔ پھر طلوع آفتاب کے بعد وقت مکروہ کے ختم ہونے پر باب الخطابت میں ایک بڑے مجمع نے آپ کا جنازہ پڑھا۔ آپ کا جنازہ ایک بڑے مجمع کے ساتھ باب البرید سے نکلا۔ راستے میں مقام الصالحیہ میں اور بہت سے لوگ شامل ہو گئے۔

بعض جہلاء نے قاضی القضاۃ الشافعی کی شان میں بے ادبی کی چنانچہ ان کی ایک جماعت کو پکڑ لیا گیا اور ان کی تادیب کی گئی۔ اس روز آپ نماز ظہر میں بھی حاضر ہوئے اور پھر بقیہ ایام میں بھی آپ نماز ظہر اور عصر میں حاضر ہوئے تھے۔ آپ فقہاء واعیان کی محافل میں جامع میں آتے۔ بروز جمعے کو شیخ جمال الدین بن قاضی القضاۃ نے آپ کی جگہ خطبہ دیا اور آپ کو ان کی آمد تک روکا رکھا گیا۔

شیخ شہاب الدین احمد بن عبداللہ کی وفات...... ابن النقیب شیخ شہاب الدین احمد بن عبداللہ بعلبکی کا بروز سوموار کو بعد نماز عصر نماز جنازہ ادا کیا گیا آپ کی عمر ستر سال تھی۔ آپ کو صوفیہ میں دفنایا گیا۔ آپ عربی، قرأت، تصریف، نحو، فقہ اور دیگر علوم پر مہارت رکھتے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد ام صالح میں مشیخۃ الاقراء کو شیخ شمس الدین محمد بن اللبان نے اور قبرستان اشرفیہ میں شیخ امین الدین عبدالوہاب بن السلار نے عہدے سنبھال لئے۔ نائب السلطنت چھ شوال کو بروز بدھ کو الرحبہ اور تدمر کی جانب آیا اس کے ہمراہ امراء واعیان اور افواج بھی تھی جو کہ اولاد مہنا اور اس کے قریبی اعراب کے ساتھ جنگ کے ارادے سے اس کے ساتھ ہوئی تھی۔

صلاح الدین خلیل بن ایبک کی وفات...... اس ماہ کی ۱۰ تاریخ بروز اتوار کی شب کو وکیل بیت المال اور صدر مقام کی شاہی مہر کے نگران صلاح الدین خلیل بن ایبک نے وفات پائی۔ بروز اتوار کی صبح کو آپ کا نماز جنازہ جامع میں ادا کیا گیا اور آپ کو الصوفیہ میں دفن کیا گیا۔ آپ بہترین شاعر اور مؤلف تھے۔ آپ متنوع علوم جنمیں تاریخ، لغت، ادب وغیرہ میں بہت سی کتب تصنیف کی۔ آپ کی تصانیف سیکڑوں جلدوں میں ہے۔

قضاۃ واعیان کا قاضی تاج الدین السبکی کی خطابت پر اظہار پسندیدگی اس ماہ کی ۱۰ تاریخ کو ہفتے کے دن قضاہ واعیان دار السعادہ میں جمع ہوئے اور ان لوگوں نے جامع اموی کے خطیب قاضی القضاۃ تاج الدین السبکی کی خطابت کی پسندیدگی کے متعلق نائب السلطنت کو خطوط ارسال کئے اور نائب سلطنت نے بھی اس معاملے میں خط وکتابت کی۔

نائب السلطنت سیف الدین تشتمر کی صفد روانگی.... اسی ماہ کی ۱۱ تاریخ بروز اتوار کو سلطانی حکمنامے کے تحت نائب السلطنت سیف الدین قشتمر کو دمشق کی نیابت سے معزول کر دیا گیا اور اُسے صفد کی نیابت سونپی گئی اور وہاں روانگی کا حکم ملا۔ چنانچہ اس نے اپنے اہل وعیال کو

شرق اعلیکو جانب طیبغا مجی کے ہاں چھوڑا اور وہ صفد کے سفر کو روانہ ہو گیا۔ اور المزہ سے ہوتے ہوئے محمل میں حاجیوں کے ایک جم غفیر کے ساتھ مل گیا اس نے اپنے سفر کا آغاز ۱۴ شوال بروز جمعرات کو کیا۔

قاضی امین الدین ابوحیان کی وفات...... ۲۱ شوال بروز جمعرات کو قاضی تاج الدین المسلانی المالکی کے بھتیجے اور داماد قاضی امین الدین ابوحیان نے وفات پائی۔ آپ قاضی تاج الدین کے نائب تھے اور فیصلے میں مطلق تھے آپکی غیر حاضری میں تدریس اور قضاء میں بھی نائب تھے مگر آپ کو بہت جلدی موت نے آلیا۔

عجیب خواب...... آخری ماہ میں ایک عجیب واقعہ عوام الناس اور خاص طور پر عورتوں میں پیش آیا وہ یہ کہ یہ بات مشہور ہوئی کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ کو مسجد ضرار کے پاس توت کے درخت کے نزدیک باب شرقی کے باہر دیکھا ہے۔ اس کے پھیلتے ہی عورتوں نے توت کو توڑنے میں ایک دوسرے پر سبقت کرنے لگی اور انہوں نے تبرک کے لئے شفا حاصل کرنے کی غرض سے اس کے پتے بھی توڑ لئے مگر بعد میں پتا چلا کہ نہ تو اس خواب میں کوئی صداقت تھی اور نہ ہی راوی معتبر تھا۔

جامع دمشق میں تاج الدین السبکی کا خطاب...... ۷ ذوالقعدہ بروز جمعہ کو قاضی القضاۃ تاج الدین السبکی نے جامع دمشق میں بڑے خوش ادائیگی کے ساتھ بڑا فصیح و بلیغ خطاب کیا۔ انہوں نے محسوس کیا کہ عوام کا ایک گروہ اضطراب پیدا کرے گا مگر ان میں کسی آدمی نے کوئی بات نہ کی بلکہ انہوں نے نصیحت کے وقت شور کیا۔ اور ان کو خطیب اور اس کے خطبے اور اس کی مہارت ادائیگی اور تبلیغ کو سن کر حیرت ہوئی اور وہ مسلسل خود خطبہ دیتا رہا۔

ناظر جامع اموی تقی الدین سلیمان بن مراجل کی وفات...... اس ماہ کی ۱۸ تاریخ کو منگل کے روز ناظر جامع اموی شیخ تقی الدین سلیمان مراجل نے وفات پائی۔ آپ تنکر کے ایام میں بھی جامع کے ناظر تھے۔ آپ نے سامنے کی دیوار کو سنگ مرمر سے تعمیر کروایا اور اس میں حنفیہ کے لئے محراب کھولا اور غربی جانب میں حنابلہ کے واسطے محراب بھی تھا۔ اس کے علاوہ آپ نے اس میں بہت سی اشیاء یادگار چھوڑیں۔ آپ خوددار، امین اور صاحب ہمت منتظم تھے۔ آپ کو وفات کے بعد اس قبر میں دفنایا گیا جس کو آپ نے اپنے گھر کے سامنے القبیبات میں تعمیر کیا تھا آپ نے ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

امام مسجد درب الحجر شیخ بہاء الدین عبدالوہاب کی وفات...... اس ماہ کی ۱۹ تاریخ کو بروز بدھ امام مسجد درب الحجر شیخ بہاء الدین عبدالوہاب الاخیمی المصری نے وفات پائی۔ آپ کی نماز جنازہ بعد عصر جامع اموی میں ادا کی گئی۔ آپ کو قصر ابن الحلاج میں طیوربین کے نزدیک ایک خزانچی فقیر کے زاویے میں دفنایا گیا۔ آپ کو اصول فقہ پر کمال حاصل تھا اور آپ نے علم کلام پر ایک کتاب تصنیف کی جو کہ مقبولہ اور غیر مقبولہ اشیاء پر مشتمل ہے۔

نائب السلطنت منکلی بغا کی آمد...... ۲۷ ذوالقعدہ بروز جمعرات کو دمشق میں منکلی بغا نائب بن کر آئے آپ حلب سے بڑی شان و شوکت کے ساتھ دمشق میں آیا۔ اعراب کے ساتھ چلنے کی بناء پر تھکاوٹ بہت زیادہ ہو گئی تھی اور بدن میں بہت کاہلی محسوس کیا، وہ حسب دستور دار السعادہ میں اترا۔ یکم ذوالحجہ سوموار کے دن جامع دمشق میں تاج الدین السبکی الشافعی کو خطابت کا خلعت عطا کیا گیا۔ اور پھر وہ ہر جمعہ کو خطبہ دینے لگا۔

۲ ذوالحجہ کو بروز منگل کو قاضی فتح الدین بن شہید کو خلعت پہنائی گئی پھر لوگ اسے مبارکباد دینے لگے۔ جمعرات کے دن قاضی فتح الدین بن شہید سیکرٹری مشیخۃ السمساطیہ آیا۔ ظہر کے بعد اسے خلعت قضاۃ و اعیان کے آنے کے بعد عطا کیا گیا۔ دوسرے دن وہ حسب دستور حاضر ہو کر وکیل بیت المال شیخ جمال الدین الرہاوی اور شیخ شہاب الدین الزہری کو دار العدل کے فتوی کا خلعت دیا۔

آغاز ۷۶۵ھ

سال نو کے آغاز میں دربار مصر، حرمین، شام اور ان کے ماتحت علاقوں میں سلطان ملک اشرف ناصر الدین شعبان بن سیدی حسین بن السلطان الملک الناصر محمد بن المنصو رقلادون الصالحی کی حکومت تھی۔ اس وقت اس کی عمر صرف دس سال تھی۔ اس کے آگے حکومتوں کا منتظم اور امیر کبیر نظام الملک سیف الدین یلبغا الخاصکی تھا اور شہروں کے قضاۃ وہی پرانے تھے اور اس کا وزیر فخر الدین بن قزدینہ تھا۔ ادھر دمشق میں نائب امیر سیف الدین منکلی بغا الشمس تھا۔ وہ ایک قابل تعریف سیرت کا آدمی تھا اور اس کے قضاۃ بھی وہی پرانے تھے۔ ناظر افواج علم الدین داؤد، سیکرٹری قاضی فتح الدین بن الشہید، کچہریوں کا ناظر الصاحب سعد الدین، جد اور وکیل بیت المال قاضی جمال الدین بن الرہاوی تھا۔

سال نو کے آغاز میں لوگوں میں فنا کی بیماری موجود تھی مگر اس کا اثر کم تھا۔ قاضی القضاۃ بہاء الدین ابوالبقاء، امیر یلغا کے بلاوے پر بروز ہفتہ کو دربار مصر آیا اور اپنے خطوط میں اس نے مسائل کا جواب دیا۔ ان کے بعد ۱۴ محرم کو بروز سوموار کو قاضی القضاۃ تاج الدین حاکم دمشق اور اس کا خطیب ڈاک کی گھوڑوں پر گئے اور ان دونوں کے بعد شیخ شرف الدین ابن قاضی الجبل الحنبلی بلاوے پر دیار مصر گئے۔ اسطرح زین الدین المنفلوطی بھی دربار مصر کو گئے۔

شیخ شمس الدین بن العطار الشافعی کی وفات ...... محرم کے درمیانے عشرے میں ہمارے ایک دوست شیخ شمس الدین بن العطار الشافعی کا انتقال ہوگیا۔ آپ جامع دمشق میں مزار علی بن الحسین کے امام تھے آپ صاحب علم وفنون اور کشف تھے۔ آپ نے چند فوائد کے حاشیے اپنے خطوط سے لکھے۔ آپ جامع کے کاموں پر منتظم اور مدارس میں فقیہ تھے۔ آپ کا مدرسہ الحدیث الوداعیہ تھا۔ آپ نے اپنی زندگی میں شادی کی اور تقریباً ۵۰ سال سے زائد عمر پائی اور آپ شامی قافلے کے ساتھ ۲۴ محرم کو دمشق آئے اور سال نو کے پرامن اور ارزاں ہونے پر شکر گزار تھے۔

شیخ امام الدین اسماعیل کا درس ...... ۱۱ صفر بروز اتوار کو ہمارے ایک رفیق شیخ عماد الدین اسماعیل بن خلیفہ الشافعی نے مدرسہ فتحیہ میں اپنا درس دیا۔ آپ کے درس میں فقہاء واعیان کی ایک بڑی جماعت حاضر ہوئی۔ آپ نے درس کا آغاز قرآن پاک کی آیت ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھرا الآیۃ سے کیا۔

ذمیوں کے ساتھ نئے سلوک کا اعلان ...... ۱۵ صفر المظفر کو بروز جمعرات شہر میں ایک سلطانی اعلان کروایا گیا کہ ذمیوں کو اب ذلت کے ساتھ زندگی گزارنے کا حکم ہے۔ وہ خچروں اور گھوڑوں کے بجائے پالان کو چوڑائی میں رکھ کر گدھوں پر سفر کریں اور کسی بھی امر میں غلام کو نہ استعمال کریں، اپنی پگڑیوں کو چھوٹا کریں، ان کی گردنوں اور ان کی عورتوں کی گردنوں میں حماموں کے اندر گھنٹیاں باندھی ہو اور ان کا ایک جوتا سیاہ ہو جو ان کے دوسرے جوتے کی رنگت سے مختلف ہو۔ مسلمانوں نے اس اعلان پر خوشی کا اظہار کیا اور اس حکم کے نافذ کرنے والے کے لئے دعائیں کرنے لگے۔

مختلف عہدوں پر مختلف شیوخ کی تقرری ...... ۳ ربیع الاول کو بروز اتوار کو تاج الدین قاضی القضاۃ دیار مصر سے خطابت اور قضا کے عہدہ پر آیا۔ لوگوں نے اس کا پرجوش استقبال کیا اور اس کی واپسی اور سلامتی پر اسے مبارکباد دینے لگے۔ ۷ ربیع الاول کو بروز جمعرات کو قاضی الصاحب الحنفی نے دمشق میں نگران کچہری کا خلعت پہنا تو لوگوں نے اس کو مبارکباد دی اس نے اکثر جہات میں مسافروں کو عامل مقرر کیا اور اپنے عہدہ انتظامات سختی سے سنبھالے۔ ۱۱ ربیع الاول کو بروز سوموار کو قاضی القضاۃ بدر الدین ابی الفتح ڈاک کی گھوڑے پر دیار مصر کو گیا۔ تاکہ سبکدوش ہونے والے اپنے ماموں قاضی القضاۃ تاج الدین کی رضامندی سے دمشق میں قضاۃ الشافعیہ کی قضاء کو سنبھال لے۔

باب الفرج کے پل کے باشورہ کا جل جانا اور بارشوں کی کثرت ...... ۱۵ ربیع الاول ماہ جنوری میں بروز جمعرات کو باب

الفرج کے باہر پل پر جو باشورہ تھا جل گیا اور اس کے جلنے کی بناء پر دروازے کے پتھروں کو بھی نقصان پہنچا۔ نائب السلطنت اور قضاۃ اعیان اس آگ کو بجھانے آئے۔ اسی روز بارشوں کی کثرت کی بناء پر دریاؤں کی سطح کافی بلند ہوگئی اور پانی شہر میں سوق الخیل تک آ پہنچا اور اسطرح باب الفرادیس اور اس کے نواح میں بھی پانی پہنچ گیا۔ اور اس پانی کے ریلے نے جامع یلبغا کے چوبی پل کو توڑ دیا اور الزلابیہ کے پل کو بھی اپنی شدت سے توڑ ڈالا۔

حاجب الحجاب کی معزولی....... ۱۲ ربیع کے روز جمعرات کے دن دارلسعادہ کے منتظم حاجب الحجاب قماری کو قضاہ نے اس کے انتظام سے معزول کردیا اور وہ تھوڑے لوگوں کے ہمراہ اپنے گھر لوٹ گیا۔ اس فیصلے سے لوگوں نے خوشی کا اظہار کیا کیونکہ وہ احکام شرعیہ کے مقابلے میں اپنی جوانمردی دکھایا کرتا تھا۔

قاضی تاج الدین المناوی کی وفات....... اس ماہ کے آخر میں قاضی تاج الدین السناوی نے دیار مصر میں وفات پائی جو کہ وہاں کی افواج کے قضاء کا عہدہ سنبھالتے تھے۔ آپ کے بعد اس عہدے پر قاضی القضاۃ بہاء الدین ابی ابن بقاء السبکی اس عہدے پر فائز ہوئے۔ اس کے علاوہ آپ کو سلطان کی وکالت کا عہدہ بھی ملا مگر اس سب کے باوجود آپ کی باقاعدہ تنخواہ مقرر کی گئی اور شام میں شیخ سراج الدین البلقینی نے شیخ بہاء الدین السبکی کے ساتھ دارالسعدہ میں افتاء کا کام سنبھالا اور قضاء کا کام بھی سرانجام دینے لگا۔ پھر وہ باعزت دیار مصر چلا گیا اور تاج الدین شام کو لوٹ گیا۔ اسطرح اس نے البلقینی کے ساتھ دارالعدل میں افتاء حنفی کے لئے ایک شیخ شمس الدین الصائغ حنفی مفتی کو مقرر کیا۔

شیخ نورالدین محمد بن شیخ ابی بکر کی وفات...... ۷ ربیع الاول بروز جمعرات کو جبل قاسیوں کے دامنوں کے منتظم شیخ نورالدین محمد بن الشیخ ابی بکر کا انتقال ہوا وہ فقہ شافعیہ کے علماء و فقہاء میں شمار ہوتے تھے۔ ایک بڑی تعداد ایک کے جنازے میں شریک تھی۔ انہوں نے اپنے باپ کے بعد ایک طویل عرصے تک باب الفرج میں خانقاہ الدویداری اور الناصریہ البرانیہ میں درس دیا۔ وہ ہمارے ہاں مدرسہ نجیبیہ میں آیا۔ وہ سنت کا محب اور عمل پیرا تھا۔

قاضی تاج الدین کا مدرسہ مشیخۃ دار الحدیث کا انتظام سنبھالنا... یکم جمادی الاولیٰ کو قاضی القضاۃ تاج الدین الشافعی نے درب القبلی میں مدرسہ مشیخۃ دارالحدیث کو سنبھالا۔ یہ مدرسہ دراصل امیر طاز کے استاد جمال الدین عبداللہ بن محمد بن عیسیٰ الناصری کا گھر تھا جو انہوں نے حنابلہ کی خاطر مخصوص کر کے وقف کردیا تھا۔ اور شیخ برہان الدین کا ان کا مدرس مقرر کیا گیا۔ پھر وہ درس میں حاضر ہوا تو بعض حنابلہ بھی حاضر تھے اور پھر ایسے امور کا سلسلہ چلا کہ جن کی تفصیل طویل ہے۔ نائب السلطنت نے درس میں موجود شاہدین حنابلہ کو بلایا اور وہ ان سب سے علیحدہ رہا، پھر اس نے ان سے ان کے لکھے گئے موقف پر گواہی کی پوچھ گچھ کی تو وہ شہادتوں میں مضطرب ہوگئے پھر اس نے اصل دستاویز میں جو انہوں نے لکھی تھی اس میں لکھا کہ انہوں نے جو لکھا ہے اور دی گئی گواہی میں مخالفت ہے۔ لہٰذا لوگوں نے انہیں برا بھلا کہا۔ ادھر جمال الدین تدمری کے وقف کنندہ پر طاز کے گھرانے کے بہت سے قرضے غالب آگئے اور اس نے مالکی قاضی سے مطالبہ کیا کہ وہ حنبلی قاضی کے فیصلے کو باطل قرار دے مگر اس نے اس معاملے میں توقف کیا ۲۱ جمادی الاولی سوموار کو قضاہ اربعہ سے وکلاء کو ہٹانے کا حکمنامہ پڑھا گیا۔ چنانچہ اس معزول کردیا گیا۔

شیخ شمس الدین کی وفات... ۸ جمادی الآخرۃ دس بروز جمعرات کے دن شیخ شمس الدین شیخ الحنابلہ نے وفات پائی آپ البیری کے نام سے مشہور تھے بعد نماز عصر جامع مظفری میں آپ کا نماز جنازہ پڑھا گیا اور آپ کو سفح میں دفنایا گیا۔ آپ کی عمر تقریباً ۸۰ سال ہوگی۔

دارالسعادۃ میں عظیم الشان مجلس...... ۱۴ جمادی الآخرہ کو ایک عظیم مجلس میں چاروں قضاۃ اور مفتیوں کی ایک جماعت اکٹھی ہوئی اور مجھے بھی طلب کیا گیا۔ کیونکہ میں مدرسہ تدمریہ اور وقف کنندہ کی قرابت رکھتا تھا۔ ان کا دعویٰ یہ تھا کہ اس نے ان پر ایک تہائی وقف کیا ہے چنانچہ حنبلی قاضی اس معاملے میں کھڑا ہوا اور اس نے بھرپور دفاع کیا۔

ٹڈی دل کا حملہ... ماہ رجب کے پہلے عشرے میں ٹڈی دل کا حملہ ہوگیا اور وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کا حملہ بھرپور ہوگیا۔ اور معاملہ بہت بگڑ گیا۔ اور ان کی کثرت نے پوری زمین کو ڈھانپ لیا اور قیمتی کھیتاں، انگور اور کھجور کے باغات کو تباہ برباد کرڈالا اور لوگوں کا بہت کا مال تلف ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

باب کیسان کا کھلنا..... ۲۶ شعبان بروز بدھ کو نائب السلطنت اور قضاۃ واعیان، باب کیسان پر جمع ہوئے اور انہوں نے دیار مصر سے آئے ہوئے سلطانی حکم نامے کی تعمیل میں اسکو کھولنے کا ارداہ کیا چنانچہ نائب السلطنت کی اجازت اور قضاۃ کی رضامندی سے دیگروں نے اُسے کھولنا شروع کیا اور وہ کام میں مصروف ہے یہاں تک کہ ماہ رمضان شروع ہوگیا۔

شیخ شمس الدین محمد بن علی کی وفات... ماہ شعبان کے آخری عشرے میں محدث المحصل الشریف شمس الدین محمد بن علی بن حمزہ الحسنی کا انتقال ہوگیا۔ آپ نے احادیث کا سماع کیا اور ان کی تالیف بھی کی۔ آپ نے مسند امام احمد کے اسماء الرجال لکھے اور ان پر ان کی مفید کتاب لکھی۔ آپ نے بہاء الدین القاسم بن عسر کے وقف کردہ مشیخۃ الحدیث کو بھی سنبھالا اور آپ نے ماہ رمضان کے آخر میں بخاری کا ختم کیا۔

ایک تحقیقی بحث ... محراب صحابہ کے پاس بخاری کے قاری شیخ عماد الدین بن السراج اور شیخ بدرالدین بن شیخ جمال الدین الشریشی کے درمیان ایک تنازعہ ہوگیا۔ ان دونوں حضرات نے علی رؤس الاشہاد لفظ ''یبتز'' جس کے معنی وہ ذخیرہ کرتا ہے کے ہیں ایک دوسرے پر جھوٹا دعویٰ کیا اور ایک نسخہ میں ''یبتز'' بھی ہے۔ ابن السراج حافظ المزی سے روایت ذکر کرتے ہیں کہ صحیح لفظ تو ''یبتز'' ہے مگر یہ اہل عرب کے اقوال میں کم مستعمل ہے۔

اور اس نے اس قول کو درست قرار دیا اور دوسرے فریق نے ابن المزی کے قول کو غلطی کی جانب منسوب کیا۔ دوسرے نے ابن المزی کو غالب قرار دیا اور قول سے اس کا قصاص لیا۔ اس کا باپ جمال الدین اٹھا اور اس نے صوفیاء کی طرح سر گنجا کروالیا مگر ابن السراج نے اس کی جانب التفات نہ کیا۔ پھر وہ شافعی قاضی کے پاس گئے اور ابن المزی کے قول کو غالب قرار دیا اور بہت سے واقعات ہوئے پھر انہوں نے کئی مرتبہ صلح کی اور انہوں نے ابن السراج کے خلاف محضر لکھنے کا ارادہ کیا مگر پھر آخر کار یہ فساد ٹھنڈا ہوگیا۔

اموات کی کثرت اور آسمانی آفت...... ماہ رمضان میں اموات بکثرت ہونے لگیں اور ان کا شمار تقریباً ایک سو کے قریب ہوگیا۔ بسا اوقات اس سے زیادہ وہ اور اس سے کم ہوجاتیں تھیں۔ مشہور اصحاب کی ایک جماعت بھی اس میں فوت ہوگئی۔ ادھر باغات اور غلہ جات پر ٹڈی کا حمہ ہوگیا اور اس نے پھلوں اور سبزیوں کو مہنگا کردیا۔ قیمتیں آسمان تک پہنچ گئی۔ ایک قنطار شیرہ ۱۰۰ درھم سے بھی زیادہ میں بیچا گیا اور چاول اس سے بھی مہنگا لگا۔ ادھر باب کیسان کا کھولنے کا کام مکمل ہوگیا اور اُسے باب القبلی کا نام دیا گیا۔ باب السالکۃ تک کے راستے کے لئے ایک پل جو کہ بڑھتی کے دس ہاتھ کی جوڑائی والا تھا بنایا گیا۔ اور اس کے دونوں پہلوں میں پیادوں اور گھڑ سوار کے گزرنے کے لئے راستہ بنایا گیا۔ لوگ یہود کے محلوں میں چھپے اور ان کی خرابیاں نمایاں ہوگئی۔ لوگ ان کے کینے بغض اور مکروفریب سے محفوظ ہوگئے۔

ماہ شوال کے آغاز میں ٹڈی کا ایک شدید حملہ ہوا اور اس دفعہ یہ حملہ بہت شدت کے ساتھ تھا۔ ان ٹڈیوں نے باغات اور غلہ جات کو ہٹ کرڈالا اور اہل شام میں ایک ہزار فساد برا ہوگیا اور بھاؤ بہت گراں ہوگئے۔ ساتھ ساتھ فنا کی کثرت بھی جاری تھی۔ اور ہم نے اپنے بہت سے دوست واحباب کو اس میں کھوڈالا۔ بالآخیر فنا کا سلسلہ کچھ کم ہوا اور حملہ بھی کم ہوگیا۔ اور اس حملہ کی شدت سے تقریباً پچاس سال تک اہل ارض محفوظ ہوگئے۔ ماہ ذوالعقد میں فنا کی تعداد تقریباً بیس رہ گئی۔

۴ ذوالقعد کو ہاتھی اور زرافہ قاہرہ سے دمشق لائے گئے انہیں قصر ابلق کے نزدیک میدان خضر میں اتارا گیا اور لوگ انہیں دیکھنے آئے۔ ۹ ذوالقعد کو ابن الخضری شیخ جمال الدین عبدالصمد بن خلیل بغدادی کا جنازہ پڑھا گیا۔ آپ محدث بغداد اور واعظ تھے اور ایک اہل السنۃ والجماعۃ سے تعلق رکھتے تھے۔

فتوح الشام سے دمشق کی فصیل کے اندر خطبہ ثانیہ کی تجدید......اس واقعہ کا اتفاق تیسرے جمعے کو پیش آیا پھر یہ پتا چلا کہ ۲۴ ذوالعقد کو اس کا اتفاق اس از سر نو تعمیر شدہ جامع میں ہوا جسے نائب شام سیف الدین منکلی بغا نے درب البلاغہ میں مسجد درب الحجر کے سامنے توسیع کا کام کیا تھا اس دروازے کا افتتاح ہو چکا تھا اور عوام اسے مسجد الشاذوری کے نام سے جانتے تھے اور تاریخ ابن العساکر میں صرف اس مسجد کا نام مسجد الشہر زوری ذکر کیا گیا ہے۔

یہ مسجد بہت بوسیدہ اور پرانی ہو چکی تھی اور لوگ بہت کم اس میں آتے تھے۔ چنانچہ اس نے دونوں دیواروں اور چھتوں پر از سر نو تعمیر کروائی اور صحن کو سلوں سے بنایا گیا اور اس کا برآمدہ جامع کی طرز پر بنایا گیا، اور دروازے بنائے گئے اور ایک برآمدہ اندر کی جانب بنایا گیا یہ برآمدہ بہت وسیع تھا اور اس کے شرقاً و غرباً دو بازو ستونوں اور پلو پر تھے۔ یہ مسجد تقریباً پانچ سو سال پہلے کلیسا تھی پھر یہ مسلمانوں کے قبضے میں آگئی اور اسے مسجد بنا دیا گیا۔ اور اس وقت تک اُسی حالت میں تھی اور جب یہ مکمل ہو گیا تو اس میں پانی کی نکاسی کا انتظام نالیوں کے ذریعے رکھا گیا اس میں ایک مستعمل منبر بھی بنایا گیا۔

اس روز نائب السلطنت باب کیسان سے شہر میں داخل ہوا پھر یہود کے محلے کی جانب چلے گیا یہاں تک کہ جامع مذکورہ تک پہنچ گیا اور اس کے ساتھ قضاۃ و اعیان اور عوام بھی وہاں پہنچ گئے۔ اس نے جامع کی خطابت کا عہدہ مدرس الناجیہ اور جامع اموی کے حنفی امام شیخ صدر الدین بن منصور کو مقرر کیا جب پہلی اذان دی گئی تو اس کا بیت الخطابت سے ایک لاحق مرض کی بناء پر نکلنا مشکل ہو گیا۔ بعض لوگوں نے قبض وغیرہ بیان کی ہے، اس روز قاضی القضاۃ جمال الدین الحنفی نے نائب السلطنت کی خدمت کے لئے لوگوں کو خطبہ دیا۔

ماہ ذوالحجہ کے آغاز پر اللہ تعالیٰ نے دمشق سے وبا کو اٹھالیا اور اہل شہر اپنی سابقہ روایت پر غالب طریقے پر مرنے لگے اور اس مرض کی بناء پر اموات اور بیماری ختم ہو گئی۔

آغاز ۷۶۶ھ

سال نو کے آغاز پر ملک اشرف ناصر الدین شعبان سلطان تھا۔ دیار مصر و شام میں سابقہ حکمران تھے۔ محمل سلطانی اس ماہ کی ۲۴ تاریخ کو بروز سوموار کی صبح آیا اس قافلے کو واپسی پر اونٹوں کے مرنے اور شتربانوں کے بھاگ جانے کی بناء پر بڑی تکلیف اور گرانی ہوئی۔ اس قافلے میں مصر سے آنے والوں میں قاضی القضاۃ بدر الدین بن ابی الفتح بھی شامل تھے جن سے پہلے ان کے ماموں تاج الدین کے ہمراہ قضاۃ کی قضاء کا حکم آچکا تھا وہ جو بھی جس کے بارے میں قضاء کریں اس کے ساتھ متصلاً اور اس کے بعد مفصلاً فیصلہ کریں۔

وادی التیم کی دو بستیوں کو گرانے کا حکم...... ماہ محرم میں نائب السلطنت نے وادی القیم کی دو بستیوں مشغرا اور تلبتاثا کے گرانے کا حکم دیا اور اس کا باعث یہ تھا کہ بستیوں کے باشندے زمین میں فساد برپا تھے اور شہر اور زمین محفوظ تھے وہ ان تک بڑی مشقت سے پہنچتے تھے اور کوئی شہسوار ہی ان تک جا سکتا تھا، پس دونوں کو منہدم کر دیا گیا اس کے بجائے وادی کو نشیب میں انہیں تعمیر کیا گیا۔ یہاں تک حاکم کا حکم اور حسب سہولت کے ساتھ پہنچ سکتی تھی۔ مجھے ملک صلاح الدین ابن الکامل نے بتایا کہ تلبتاثا شہر میں ایک ہزار سواروں نے کام کیا اور تقریباً پانچسو گدھوں پر لو نے ہوئے سامان کو کئی دنوں میں وادی کے نشیب میں منتقل کیا گیا۔

قاضی القضاۃ جمال الدین یوسفی کی وفات...... ۶ صفر کو بروز جمعہ کو بعد نماز جمعہ قاضی القضاۃ جمال الدین یوسفی بن قاضی القضاۃ شرف الدین احمد ابن القضی القضاۃ بن الحسینی المری الحنفی کا جنازہ پڑھا گیا۔ آپ کی وفات تقریباً ایک ماہ بیمار رہنے کے بعد ۴۳ سال کی عمر میں ہوئی۔ آپ نے قضاۃ الحنفیہ کو سنبھالا اور جامع یلبغا میں خطبہ دیا۔ مشیختہ نفیسہ بلوایا گیا اور مدارس الحنفیہ کے کئی مقامات میں درس دیا اور آپ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے نائب السلطنت کی موجودگی میں باب کیسان کی نئی جامع میں خطبہ دیا۔

اس طرح سفر میں بعلبک کے سنجبہ کے قاضی اور محتسب شیخ جمال الدین عمر بن قاضی عبدالحی بن ادریس نے وفات پائی۔ روافضی نے ان پر حملہ

کر دیا اور آپ کو دکھ دہ مار دی جو کہ جلد آپ کی وفات کا سبب بنا۔ کیونکہ آپ نے روافض واہل بدعت کی سخت مذمت کی تھی۔ اور آپ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو قائم کرنے والے تھے۔

مدرسہ مشیخۃ میں شیخ شمس الدین بن سند کا وعظ ..... ۹ صفر المبارک کو بروز بدھ کو شیخ شمس الدین بن مسند کے مشیخۃ النفیسہ میں آئے اور قاضی القضاۃ تاج الدین اور قضاۃ واعیان کی ایک جماعت موجود تھی، پھر آپ نے حضرت عبادہ بن الصامت کی ایک حدیث لاصلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب پر بیان کیا اور اس حدیث کو قاضی القضاۃ مشار الیہ کی سند سے بیان کیا۔

قاضی القضاۃ تاج الدین کی دیار مصر واپسی ..... دیار مصر سے ایک ایلچی آیا جس میں آپ کی طلبی کا حکمنامہ تھا چنانچہ آپ نے پہلے اپنے اہل خانہ کو اونٹوں پر سوار کر کے بھجوا دیا۔ ۱۱ ربیع الاول کو ان کے اہل بیت کی ایک جماعت وہاں اپنے اہل سے ملنے گئی۔ آپ ان کے بعد الرحبہ سے نائب السلطنت کے آنے تک ٹھہرے رہے۔ پھر ڈاک گھوڑے پر سوار ہو کر دیار مصر کو چلے گئے۔ ۱۵ جمادی الآخرۃ بروز سوموار کو آپ ڈاک گھوڑے پر دیار مصر پہنچے اور لوگ آپکی سلامت واپسی استقبال اور آپ کو سلام کرنے کے لئے جمع تھے۔

خبیث رافضی کا قتل ..... ۱۷ ربیع الاول بروز جمعرات کے شروع دن میں جامع اموی میں ایک شخص محمود بن ابراہیم شیرازی پایا گیا جو کہ شیخین کو صراحتاً لعنت اور گالیاں دیتا تھا۔ چنانچہ اُسے پکڑ کر مالکی قاضی قضاۃ جمال الدین المسلاتی کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے اس سے توبہ کا مطالبہ کیا اور جلاد کو بھی بلوایا، اور پھر اسکو پہلی ضرب لگوائی گئی۔ پہلی ضرب پر اس نے لا الہ الا اللہ پڑھا پھر دوسری ضرب پر اس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر لعنت کی۔ چنانچہ عوام نے اُسے بہت مارا اور اُسے نوچ ڈالا یہاں تک کہ وہ ہلاکت کے قریب ہو گیا قاضی نے لوگوں کو روکنے کی کوشش کی مگر وہ اس میں ناکام رہا۔ اور وہ رافضی، صحابہ رضی اللہ عنہم کو لعن طعن اور گالیاں دینے لگا اور کہنے لگا کہ وہ گمراہی پر تھے چنانچہ پھر اُسے نائب السلطنت کی خدمت میں لے جایا گیا۔ اور اس کے صحابہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کے قول کو اس کے خلاف گواہ بنایا گیا بالآخر قاضی نے اس کو قتل کر دینے کا فیصلہ کر دیا چنانچہ اُسے پکڑ کر شہر سے باہر لے جایا گیا ور اُسے قتل کر دیا گیا اور پھر عوام نے اُسے جلا دیا۔ یہ شخص مدرسہ ابو عمر میں متعلم تھا اور پھر اس پر رافضیت کا غلبہ ہو گیا قاضی حنبلی نے اُسے چالیس یوم تک قید میں رکھا مگر اس کا کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا۔ وہ مسلسل ہر جگہ گالیاں دیتا رہا۔ بالآخر جامع میں اپنے مذہب کو ظاہر کر دیا جو اس کے قتل کا سبب بنا اللہ اس کا بھلا و خیر نہ کرے۔ اُسطرح ۷۵۵ھ میں بھی قتل ہوا تھا۔

ولی الدین ابن ابی البقاء السبکی کا نائب مقرر ہونا ..... ۱۸ جمادی الآخرہ بروز جمعرات کو قاضی القضاۃ ولی الدین بن قاضی القضاۃ بہاء الدین ابی البقاء نے قاضی القضاۃ تاج الدین کی نیابت میں، قاضی القضاۃ شمس الدین الغزی اور قاضی قضاۃ بدرالدین بن وھبۃ کے مدرسہ عادلیہ کبیرہ میں نائب مقرر کرنے کا فیصلہ کیا وہاں قاضی القضاۃ بدرالدین بن ابی الفتح بھی نائب تھے مگر سلطانی فرمان کے مطابق آپ قاضی القضاۃ تاج الدین کے ساتھ مستقلاً فیصلے کا اختیار رکھتے تھے۔

امیر الناصر الدین بن العاوی، کی معزولی ..... ۲۲ جمادی الآخیرہ بروز سوموار کو نائب السلطنت نے متولی شہر امیر ناصر الدین بن العلوی کو بلوایا اور اُسے چند باتوں پر ملامت کی اور اسے مارنے کا حکم دیا گیا چنانچہ اس کے سامنے اسکو مارا گیا مگر وہ زیادہ شدید مار نہ تھی پھر اُسے معزول کر دیا گیا۔ پھر دس امراء میں سے امیر علم الدین سلیمان بن امیر صفی الدین بن ابی القاسم البصری اوی امیر طبلخانہ کو بلوایا جس کے سپرد قدس و خلیل کی نگرانی، منتظم کچہری اور دوسری بڑی امارتیں بھی اور وہ شیخ فخر الدین عثمان بن شیخ صفی الدین ابی البقاء تمیمی حنفی کا بیٹا تھا۔ تقریباً ایک صدی سے بصری میں امینیہ اور الحکیمہ کی تدریس فرائض ان کے پاس تھے۔ چنانچہ اس نے اس کی رضامندی کے بغیر ہی اسے متولی شہر کے عہدے پر لازم کر دیا اور خلعت عطا کی گئی۔ وہ اس سے پہلے بھی والی بن چکا تھا۔ پھر اس نے اچھی سیرت واخلاق کا مظاہرہ کیا اور اس نے اور لوگوں نے اس کی امانت و دیانت اور حسن اخلاق پر خوشی کا اظہار کیا۔

عزالدین کے خود معزول ہونے پر قاضی بہاء الدین کا قضاء مصر کا عہدہ سنبھالنا۔ ... دیار مصر سے سلطانی ایلچی خبر لایا کہ قاضی القضاۃ عزالدین عبدالعزیز ابن قاضی القضاۃ بدرالدین بن جماعۃ نے جمادی الآخیرہ کی سولہ تاریخ بروز سوموار کو خود کو قضاء مصر کے عہدے سے معزول کرلیا۔ چنانچہ امیر کبیر یلبغا نے امراء کو ان کی خدمت میں انکو راضی کرنے کی خاطر بھیجا مگر آپ نے کسی کی نہ سنی۔ پھر قضاۃ و اعیان کی ایک جماعت بھی آپ کے پاس گئی اور تلطف کا معاملہ کیا مگر آپ ڈٹے رہے پھر امیر کبیر نے بذات خود آپ کو کہا کہ آپ پھر خود اپنے بعد کسی کو مقرر کردیں آپ نے جواب دیا کہ میں صرف اس کے سوا کچھ نہ کہوں گا کہ ایک شخص کے سوا جسے چاہو مقرر کرلو۔ مجھے قاضی تاج الدین السبکی نے بتایا کہ انہوں نے کہا کہ ابن عقیل کے سواء جسے امیر کبیر چاہیں مقرر کرلیں۔ چنانچہ اس نے قاضی القضاۃ بہاء الدین ابوالبقاء کو مقرر کیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس نے شروع میں انکار کیا مگر بعد میں قبول کرلیا اور خلعت پہن لیا۔ ۲۳ جمادی الآخیرہ کو بروز سوموار کو قاضی القضاۃ شیخ بہاء الدین نے قضاۃ افواج کا عہدہ بھی سنبھال لیا جو کہ پہلے ابوالبقاء کے ہاتھ میں تھا۔

شیخ المراوحی کی وفات...... ۷ رجب بروز سوموار کو شیخ اسد المراوحی البغدادی کے خادم شیخ علی المراوحی نے وفات پائی۔ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا تھا۔ یہ نائبین کی خدمت میں جاتا تو وہ اسے والیوں کے پاس بھیجا کرتے تھے۔ وہ لوگوں میں مقبول اور قابل اعتماد پیغام تھا۔ وہ محتاجوں اور مسکینوں کی مدد کرتا اور اس کے ہاتھ تجارت کا ایک بڑا مال تھا جس میں وہ ایک طویل عرصے مصروف رہا۔ پھر اس کی وفات ہوگی بعد ظہر اس کا نماز جنازہ جامع میں ادا کیا گیا پھر اسے قادسیوں کے دامن میں لیا جا کر دفنایا گیا۔

امیر سیف الدین بیدمر کو امارت ملنا۔ ... ۲۷ شعبان بروز منگل کو نائب شام امیر سیف الدین بیدمر اپنے گھر میں فیروز کی آزادنگاہ کے پاس اترا۔ پھر دارالسعادۃ میں نائب السلطنت کو سلام کرنے گیا۔ اس کے بعد لوگ اسے سلام کرنے آئے۔ اس نے اُسے ہزار کی پیشوائی دو طبلخانے اور غزہ سے بلاد شام کے دور دراز علاقوں تک کی امارت کا عہدہ دیا۔ ملک الامراء نے اس کا انعام و اکرام کیا۔ عوام واپسی عہدے سے ملنے پر خوش ہوئی جامع اموی اور دیگر متعدد جگہوں پر بخاری کے ختم ہوئے جن میں چھ مقرر مقامات پر شیخ عمادالدین ابن کثیر کو آج ختم سنائے گئے جن میں پہلا ختم مسجد ابن ہشام میں طلوع آفتاب سے پہلے قبۃ النسر کے نیچے، پھر مدرسہ نوریہ میں، پھر بعد ظہر جامع تنکز میں، پھر مدرسہ عزیہ میں، پھر ان کوشک میں الزوجہ الست کی ماں اسماء بنت الوزیر ابن السلعوس میں ختم اذان عصر تک ختم ہوا۔ بعد عصر امیر علی ملک الامراء کے گھر میں غروب آفتاب کے قریب محلہ القصاعین میں اور قبۃ النسر کے بعد اور نوریہ سے پہلے باب الزیارت میں محراب حنابلہ میں صحیح مسلم کا درس ہوا اور "اللہ معین و مددگار اور آسانی کرنے والا ہے" ورد پڑھا گیا اور گذشتہ سالوں میں اس کی مثال نہیں ملتی ہے

شیخ نورالدین علی بن ابی الہیجاء کی وفات۔ ...... ۱۰ شوال بروز منگل کو شیخ نورالدین علی بن ابی الہیجاء الکرکی الشوبکی ثم الدمشقی الشافعی نے کا انتقال ہوا۔ میزبانی اور کتاب میں آپ ہمارے ساتھ تھے اور آپ نے ۷۱۱ھ میں ختم کیا۔ آپ کی پرورش عفت و صیانت میں ہوئی آپ نے سبع قرآت شیخ بدرالدین بن سیمان سے پڑھی مگر مکمل نہ کی اور پھر النواوی کی المنہاج میں مشغول ہوگئے اور اس کا اکثر حصہ پڑھا اور آپ اسے نقل کرتے اور جواب دینے تھے۔ آپ اچھی صحبت والے، لوگوں میں مقبول مہربان اور ایک اچھے حافظ تھے۔ آپ آیات قرآن کی متشابہ مقامات کے اچھی طرح مستحضر رکھنے والے تھے۔ نماز کا خوب اہتمام کرتے اور راتوں کو قیام کرتے۔ آپ نے ایک عرصے تک مزار ابن ہشام میں بخاری کا درس دیا اور اس میں ماہر ہوگئے پھر آپ کو جامع مشیخۃ الحلبیہ کا انتظام ملا آپ بلند آواز اور فصیح البیان تھے آپ محراب صحابہ میں مختلف قراء کے ساتھ آخری عشرے میں مداومت کے ساتھ قیام کرتے تھے اور وہیں راتوں کو جاگتے ہوئے گزارتے تھے۔

مگر اسال آپ نے منفرد مذکورہ محراب میں شب بیداری کی اور پھر پانچ روز بیمار رہے اور پھر ۱۰ شوال کو بروز منگل ظہر کے وقت درب العمید میں آپ کی وفات ہوئی۔ بعد نماز عصر جامع میں اپکا جنازہ پڑھا گیا۔ باب الصغیر میں اپکو اپکے والد کے پاس دفنایا گیا آپ کے جنازے میں غمزدہ افراد کا ایک بڑا مجمع تھا۔ آپ نے ۶۵ سال کی عمر پائی۔ آپ نے صرف ایک بچی پیچھے چھوڑی جس کو آپ نے تبارک تک قرآن خود پڑھایا تھا اور الاربعین

النواد یہ حفظ کروایا، اب اس کی اصلاح اور تربیت کرے اور اس کے باپ پر رحم کرے۔
اور شامی محمل اور حاجی اس ماہ کی بارہ تاریخ کو بروز جمعرات روانہ ہوئے ان کا امیر طبلخانات کا امیر علاء الدین علی بن علم الدین الہلالی تھا۔

شیخ عبداللہ المطلی کی وفات ......۱۴ شوال کو بروز ہفتہ کو جامع اموی میں الکلاسہ کے مجاور شیخ عبداللہ المطلی نے وفات پائی۔ آپ طرارتج اور آلات فقریہ کی بہت سی چیزوں کے مالک تھے آپ کی شکل پریشان کن تھی اور لوگ ایکی نیکی کے معتقد تھے آپ حریریہ طریقہ پر پہنتے تھے۔ اور بہت سے لوگ اور میں بھی انکو ناپسند کرتے ہیں۔

ایلچی کی آمد......۲۵ ذوالقعدہ بروز جمعرات کو مشرق سے ایلچی آیا۔ اس کے پاس چشمے کے پانی کا منکا تھا۔ اس مٹکے کی خاصیت یہ تھی کہ تلیرنامی زرد رنگت کا پرندہ اس کا پیچھا کرتا ہے۔ اور جب جہاں یہ ہو وہاں جب ٹڈی آتی ہے تو وہ اُسے فنا کر دیتے ہیں اور کھا جاتے ہیں ٹڈی وہاں تھوڑے ہی عرصے ٹھہر پاتی ہیں یا کھالی جاتی ہیں۔

قیساریہ کی تعمیر مکمل ہو جانا ۱۵ ذوالقعدہ کو قیساریہ کی تعمیر مکمل ہوگی جو کہ مردوں کے سوق الدہشتہ کے سامنے اور دارالحجارۃ کے پاس ایک کارخانہ تھا، چنانچہ اس کا افتتاح کیا گیا۔ عورتوں کو سامان کے لئے دہشت کو کرائے پردے دیا گیا اور یہ سب کام ملک الامراء ناظر جامع المعمور کے حکم سے ہوا۔ الصدر عزالدین الصیر فی جامع کے دیکھنے والے نے مجھے خبر دی کہ اس پر جامع کے مال سے تقریباً تیس ہزار دینار کی رقم خرچ ہوئی۔

کاتی ہوئی ملکی اور درآمدی کپاس کے ٹیکس کا خاتمہ ذوالحجہ کے اخیر میں کاتی ہوئی ملکی اور درآمدی کپاس پر لوگ ٹیکس کے ختم ہونے کا سلطانی حکم آیا اور شہر میں اس کا اعلان کیا گیا۔ اور لوگوں نے حکم دینے والے کو بہت دعائیں دیں اور بہت خوش کا اظہار کیا۔

آغاز ۷۶۷ھ

سال نو کے آغاز پر حرمین شریفین، شام و مصر اور دیگر ماتحت علاقوں پر سلطان ملک اشرف بن حسین بن ملک ناصر محمد بن قلاوون کی حکومت تھی۔ اس کی عمر دس سال یا اس سے کچھ زیادہ تھی۔ اس کی حکومتوں اور افواج کا منتظم امیر سیف الدین یلبغا الخاصکی تھا۔ مصر میں قضاۃ الشافعیہ کا قاضی بہاء الدین السبکی اور حنفی قاضی کے علاوہ بقیہ تمام قضاۃ وہی پرانے تھے اور وہ حنفی قاضی شیخ جمال الدین بن السراج شیخ الحنفی تھے، سیکریٹری اور شیخ الشیوخ قاضی فتح الدین بن الشہید تھے، خطابت قاضی القضاۃ تاج الدین الشافعی کے پاس تھی، وکیل بیت المال، شیخ جمال الدین بن الرہاوی تھے، بروز جمعہ بعد نماز عصر غروب آفتاب سے بعد سلطانی محمل آیا مگر اکثر اہل شہر کو اس کا علم نہ ہوا اس لئے کہ نائب فرات کے نزدیک السرحۃ میں غائب تھا تاکہ فوجی دستے واپس کرے جوان کھجوروں کو برباد کرنے پر متعین تھے جو ملک العراق سلطان اویس کے زمانے میں خیار بن مہنا کی جاگیر تھے۔

ملعون فرنگیوں کا اسکندریہ پر قبضہ کرنا ماہ محرم کے اخری عشرے میں دمشق میں فرنگیوں کی نگرانی سخت کردی گئی اور انہیں قلعہ منصوریہ کے قید خانوں میں قید کر دیا گیا۔ اور یہ بات مشہور ہوگئی کہ اس کا سبب یہ ہے کہ شہر اسکندریہ کا متعدد جنگی جہازوں سے محاصرہ ہو چکا ہے اور حاکم قبرص بھی ان کے ہمراہ ہے چنانچہ افواج مصر نے اسکندریہ کی حفاظت کا ارادہ کیا۔ اور ہمیں خبر ملی کہ لوگوں نے اسکندریہ کے بعد چند دن قیام کیا اس کے بعد تاتاریوں کے امیر مامیہ نے اس کا محاصرہ کرایا اور فرنگیوں کے دستے سے مدد طلب کی۔ انہوں نے باجبر اسے فتح کر لیا اور بہت سے لوگوں کو شہید کیا اور ان کے ہاتھ بہت اموال لگا۔ ان کا بادشاہ مامیہ بن گیا۔

شیخ برہان الدین ابراہیم کی وفات محرم الحرام کے آخر میں بروز جمعے کو شیخ برہان الدین ابراہیم بن شمس الدین قیم الجوزیہ نے المزہ کے بستان میں وفات پائی۔ ایکی نماز جنازہ جامع جراح میں ادا کی گئی اس کے بعد ایکو باب الصغیر کے قبرستان میں ایکے والد کے نزدیک دفن کیا گیا۔

قضاۃ داعین اور عوام کی ایک بڑی جماعت اسکے جنازے میں تھی۔ آپ نے ۴۸ سال عمر پائی۔ آپ الصدریہ اور القدمریہ کے مدرس اور جامع کے صدر تھے آپکو علوم عربیہ نحو فقہ اور دیگر فنون میں اپنے والد کی طرح انفرادیت حاصل تھی۔
آپ جامع ابن صلحان کے خطیب بھی تھے۔ آپ نے وفات کے بعد تقریباً ایک لاکھ درہم کا ترکہ چھوڑا۔

اسکندریہ پر فرنگیوں کے حملے کے حالات ماہ صفر میں پہلے جمعے کو بعض علماء السیر نے مجھے بتایا کہ آج مریخ کے علاوہ ساتوں ستارے برج عقرب میں اکٹھے ہو رہے ہیں اور مریخ برج قوس کی جانب سبقت کر گیا ہے ایسا اتفاق طویل سالوں سے نہیں ہوا۔ فرنگیوں نے اسکندریہ کا جو حال کیا اس کی اطلاعات ہمیں ملی۔ ان پر اللہ کی لعنت ہو وہ ۲۲ محرم کو بروز بدھ کو وہاں پہنچے اور انہوں نے سمندری محافظ، نائب اور مددگاروں کو اپنی جگہ پر نہ دیکھا وہ بس جمعے کے دن اس کے بیشتر دروازوں کو جلانے کے بعد دن کے پہلے حصے میں شہر میں داخل ہو گئے وہاں کے باشندوں کے ساتھ برا سلوک کیا مردوں کو قتل اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا اور سارا مال لوٹ لیا۔ انہوں نے وہاں بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار، سوموار اور منگوار قیام کیا۔ بروز بدھ کو مصری شالیش آ گئی تو وہ وہاں سے بھاگ گئے۔ انہوں نے تقریباً چار ہزار لوگوں کو قیدی بنایا اور بے شمار سونا چاندی ریشم اور نوادرت لے لیا۔

سلطان اور امیر کبیر یلبغا کے اقدامات سلطان اور امیر کبیر یلبغا اس دن نماز ظہر کے وقت آئے اور سب غنائم سمندری جہازوں کی طرف منتقل ہو گئیں۔ قیدیوں کی آہ و بکا فریاد اور مسلمانوں کی امداد فریاد اللہ کے حضور کی گئی جس نے جگر ... کو پاش پاش اور دلوں کو زخمی کر دیا اہل دمشق کو جب یہ اطلاع ملی تو انہیں اس پر بہت غم ہوا۔ بروز جمعہ کو خطیب نے منبر پر اس واقعے کا ذکر کیا تو لوگ رو پڑے۔ دیار مصر سے نائب السلطنت کے پاس نصرانی شام کو یکبارگی گرفتار کرنے کا سلطانی حکم ملا نیز وہ ان کے چوتھائی مال سے اسکندریہ کی دوبارہ تعمیر اور فرنگیوں سے مقابلہ کی خاطر کشتیوں کی مرمت پر خرچ کرنے کے لئے حاصل کرے۔ چنانچہ انہوں نے نصاریٰ کی اہانت کر کے ان کے گھروں سے اموال لوٹ لیا اور وہ قتل ہونے سے خائف ہوئے۔ اور وہ اپنے معاملے کے بارے میں بے خبر اور فکر مند تھے چنانچہ وہ بھاگ پڑے۔ یہ کام کوئی شرعی حیثیت نہ رکھتا تھا اور نہ ہی اس کا اعتماد جائز ہے۔

۱۶ صفر المظفر کو بروز ہفتے کو مجھے میدان اخضر کی جانب نائب السلطنت سے ملاقات پر بلایا گیا۔ چنانچہ اس روز پولو کھیلنے کے بعد نماز عصر میں ہماری ملاقات ہوئی۔ تو میں نے اسے صحیح الفہم، خوش بیان، اچھا ... صاحب اثر ... پایا میں نے اس سے کہا کہ اہل نصاریٰ کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے تو کہنے لگا بعض فقہاء مصر نے اور امیر کبیر نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے تو میں نے کہا کہ یہ بات شرعاً کہاں جائز ہے۔ وہ عہد پر قائم ہیں اور ذلت کے ساتھ جزیہ دیتے ہیں اور احکام ملت پر مستقیم میں چنانچہ ایک درہم بھی جزیہ سے زائد لینا جائز نہیں ہے اسطرح کی بات امیر پر مخفی نہیں رہ سکتی ہیں۔ وہ بولا میں اب کیا کر سکتا ہوں جبکہ اس کا حکم آ چکا ہے اور میں اس کی مخالفت نہیں کر سکتا ہوں۔ اس کے علاوہ میں نے اسے مزید باتیں بتائیں اور اسے اہل قبرص کو خوفزدہ کرنے اور ان کو ڈرانے دھمکانے کے بارے میں کہا کہ یہ جائز ہے اگرچہ وہ جس بات کی انہیں دھمکی دے رہا ہے اس پر عمل پیرا نہ ہو۔ جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: میرے پاس چھری لاؤ میں اسے نصف نصف چیر دوں۔ جیسا کہ صحیحین میں یہ حدیث موجود ہے یہ بات سن کر اسے بہت تعجب ہوا اور کہنے لگا کہ جو بات میرے دل میں تھی تم نے اس کا اظہار کیا ہے چنانچہ اس نے اس پر غور کرنے کے لئے دیار مصر کو لکھ بھیجا اور کہا کہ دس دن کے بعد اس کا جواب آئے گا اور اسی وقت جواب سے آگاہی ہوگی اور اس سے بہت احسان و اکرام ظاہر ہوا۔

ماہ ربیع الاول کے شروع میں دار السعادۃ میں اس سے ملاقات کی اور اس نے خوشخبری دی کہ اس نے فرنگیوں سے مقابلے کی خاطر جنگی جہاز اور کشتیاں بنانے کا حکم دے دیا ہے، پھر اس نے اہل نصاریٰ کو طلب کیا پھر وہ اس کے سامنے تقریباً گرجے تک جمع ہو گئے وہ تقریباً چار سو تھے اس نے ان سے عہد لیا کہ تمہارے اموال جتنے بھی ہوں ان کا چوتھائی حصہ دینا ان پر لازم ہے، پھر اس نے والیوں کو ان کے اضلاع میں حاضری کا حکم دیا۔ اسی وجہ سے البر کا والی ''القرایا'' کی جانب چلا گیا۔ اور دوسرے امراء و قدس بھی اموال کی وصولیابی کی خاطر چلے گئے۔

ماہ ربیع الاول کے آغاز میں قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی الشافعی نے قاہرہ کی جانب سفر کیا اور انہوں نے ۵ ربیع الاول کو بروز بدھ کو نائب

السلطنت سے دارالسعادۃ میں ملاقات کی۔ اس نے اس سے مطالعے کا جواب پوچھا تو اس نے بتایا کہ قبرص سے جنگ کرے اور فرنگیوں سے قتال کرنے کی خاطر کشتیوں اور جہازوں کی تیاری کا سلطانی حکمنامہ آیا ہے۔ چنانچہ نائب السلطنت نے لکڑیوں کے حصول کے لئے لکڑ ہاروں اور مزدوروں کو دمشق کے جنگلات میں بھیج دیا ہے جو کہ بیروت کے قریب ہے۔ اس کے علاوہ یہ کہ ماہ کے آخر دن بروز جمعے کو جہازوں کی تیاری کا کام شروع ہوگیا۔ حمام ارکاس میں الشریف التعدوانی کے مدرسہ بادرائیہ کے شمال میں وقف شدہ دارالقرآن کا افتتاح ہوگیا۔ اس میں حدیث کا کام شروع کیا گیا۔ اس کا وقف کنندہ قاضی القضاۃ تاج الدین السبکی ہر روز حاضر ہوتا تھا۔

قاضی تاج الدین کی آمد پر مجلس کا انعقاد ۲۴ ربیع الاول بروز سوموار کو قاضی القضاۃ تاج الدین الشافعی ابن قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی پر لگائی گئی تہمت کے سلسلے میں ایک مجلس دارالسعادہ میں منعقد ہوئی اور جس میں بھی طلب کردہ افراد میں تھا چنانچہ میں حاضرین کے ہمراہ حاضر ہو تینوں قضاۃ اور ان کے متعلقہ لوگ اور دوسرے بھی نائب شام سیف الدین منکلی بغا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پھر وہ دیار مصر کی جانب ابواب شریفہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور اس نے اس مجلس کے لئے نائب السلطنت سے ایک خط حاصل کرنا چاہا کہ لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھ گچھ کرے اور اس نے اس معاملے میں دو مخالف محضر لکھے تھے ایک اس کے خلاف اور دوسرا اس کے حق میں جو محضر اس کے خلاف تھا اس میں دو قاضیوں مالکی اور حنبلی کے خط تھے اس کے علاوہ ایک جماعت کے بھی خطوط تھے اور اس میں بہت شدید ناپسندیدہ باتیں مکتوب تھیں جن کے سننے کی طرف کان مائل نہیں ہوتے۔ اخیر میں مذاہب کی جماعت کے تعریفی خط تھے اور اس میں میرا خط بھی شامل تھا کہ اس میں مجھے بھلائی ہی نظر آئی۔

چنانچہ جب وہ اکٹھے ہوئے تو نائب السلطنت نے دونوں فریقین کو علیحدہ علیحدہ بیٹھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل بیٹھ گئے۔ اس کے نائب شمس الدین الغزی اور دوسرے نائب بدر الدین بن وہبہ وغیرہ نے اس سے جرح پکڑی قاضی القضاۃ جمال الدین حنبلی نے وضاحت کی کہ اس نے اپنے خط میں جو کچھ بھی لکھا ہے وہ اس کے نزدیک ثابت شدہ ہے۔ پھر بعض حاضرین نے ان میں سے بڑھ کر اسے بڑی مہارت سے جواب دیا۔ تو قاضی الغزی نے اس سے کہا کہ تو نے قاضی تاج الدین سے اپنی عداوت و دشمنی کو ثابت کر دیا ہے اور پھر بہت مناظرہ اور قیل وقال میں آوازیں بلند ہوئیں اور قاضی تاج الدین نے بھی کسی کی طرح بات کی تو اسے بھی اسی طرح جواب دیا گیا۔ اس قسم کی باتوں میں مجلس بہت طویل ہوئی اور اس طرح فریقین علیحدہ ہو گئے۔ جب میں دروازے پر پہنچا تو نائب السلطنت نے مجھے بلا کر مسئلہ کو حل کرنے کا حکم دیا میں کیا دیکھتا ہوں کہ طرفین کے چیدہ افراد اور تینوں قضاۃ موجود ہیں اور پھر اس نے ان کے درمیان اور قاضی تاج الدین کے درمیان صلح کا مشورہ دیا۔ یعنی قاضی اپنے موقف سے رجوع کرے۔ اور شیخ شرف الدین قاضی حنبلی اور میں نے بھی فلاں مالکی کو یہی مشورہ دیا مگر اس حنبلی نے انکار کر دیا۔ چنانچہ ہم کھڑے ہو گئے اور معاملہ جوں کا توں ہی کا ویسا تھا۔

پھر ہم بروز جمعہ کو بعد عصر کو نائب السلطنت کے بلاوے پر اس کی خدمت میں جمع ہوئے تو انہوں نے راضی ہو کر کہا کہ نائب السلطنت کے مطالعے کے ہمراہ خطوط کا جواب بھیجے ہوگا تو اسے ایسا کر دیا اور اپنے آپ نے اسے دیار مصر کی جانب چلا گیا۔ اسی روز ہم بعد نماز جمعہ ۱۹ ربیع الآخر کو دارالسعادہ میں جمع ہوئے اور تینوں قضاۃ اور دوسرے لوگوں کو جماعت بھی آ گئی۔ نائب السلطنت نے قضاۃ اور قاضی الشافعی کے درمیان مصالحت کی کوششیں کی جس کی بناء پر اختلاف پیدا ہو گیا اور کلام بہت طویل ہو گیا۔ پھر ایک جماعت کے دل اس بات پر مطمئن ہو گئے جس کو ہم آئندہ ماہ کے حالات میں ذکر کریں گے۔

افواج کے ناظر معلم داؤد کا وفات پا جانا یکم ربیع الاول کو فوج کے ناظر اور کچہری کے نگران معلم داؤد کی وفات ہو گئی۔ یہ ان دونوں عہدوں پر فائز تھا اس سے پہلے یہ دونوں عہدے کسی کے پاس اکٹھے نہ ہوئے تھے، وہ فوج کی نگرانی اور انتظام کا بڑا ماہر تھا اور اسے جوانوں کے نام اوران کی املاک کے متعلقات تک معلوم تھے۔ اس کا باپ قرائی یہود تھا اور فوج کے ناظروں کا نائب تھا۔ اس کا بیٹا اس کی وفات سے دس سال قبل اسلام لایا تھا۔ اللہ اس کی نیت اور خلوص کو جاننے والا ہے۔ اپنی وفات سے ایک ماہ قبل بیمار ہو گئے تھے اور آج کے دن وفات پا گئے۔ آپ کی نماز جنازہ جامع اموی میں قبۃ النسر کے سامنے بعد نماز عصر ادا کی گئی اور آپ کو آپ کی کھدوائی ہوئی قبر جو کہ حوش کے بستان میں تھی دفن دیا گیا آپ کی عمر پچاس سال تھی۔

نصاریٰ عورتوں کو اضافی وصول کردہ رقم واموال کی واپسی ..... اس ماہ کے شروع میں سلطانی حکم آیا کہ نصاریٰ کی عورتیں سے اس سے پہلے جو اضافی رقم ٹیکس کے ساتھ وصول کی گئی تھی اسے واپس کر دیا جائے کیونکہ یہ سب ظلم ہے اور عورتوں سے لینا تو اس سے برا اور انتہائی ظلم ہے۔

نائب السلطنت کا ذمیوں کے بارے میں نیا حکم نامہ ..... ۱۵ ربیع الآخر کو بروز سوموار کو نائب السلطنت نے اچانک ذمیوں کے باغات پر حملے کا حکم دے دیا اور اس نے ان میں گھروں اور مشکوں میں تیار کشیدہ شراب پس ان کو گلی کوچوں میں بہا دیا گیا گویا اس سے نہر گلیوں اور راستوں میں رواں ہوگئی جن ذمیوں کے ہاں سے یہ پائی گئی ان سے ٹیکس کے علاوہ بہت سامال طلب کیا گیا۔ کچھ روز کے بعد ایک اعلان کیا گیا کہ ذمیوں کی عورتیں، مسلم عورتوں کے حمام میں داخل نہ ہوں بلکہ اپنے مخصوص حماموں میں داخل ہوں اور ذمی مرد مسلم مرد کے ساتھ داخل ہو تو کفار کی گردنوں میں علامات ہوں مثلاً گھنٹاں یا انگوٹھیاں وغیرہ جو ان کی پہچان کا ذریعہ بنے۔ اس نے ذمی عورتوں کو حکم دیا کہ عورت ایسے موزے پہنے جو رنگ میں ایک دوسرے سے مختلف ہوں۔

قاضی القضاۃ تاج الدین سبکی کا مسئلہ ..... ۱۹ ربیع الاول بروز جمعہ کو اس نے تینوں قضاۃ اور جماعت مفتیین کو جمع کیا۔ شافعی کی جانب سے اس کے دونوں نائب قاضی شمس الدین الغزی اور قاضی بدرالدین بن وہبہ اور شیخ جمال الدین بن قاضی الزبدانی اور مصنف شیخ عماد الدین بن کثیر اور شیخ بدرالدین حسن الزرعی اور شیخ تقی الدین الفارقی اور دوسری طرف سے دونوں قاضی القضاۃ جمال الدین، مالکی اور حنبلی اور شیخ شرف الدین بن قاضی الجبیل حنبلی اور شیخ جمال الدین ابن الشریشی اور شیخ عزالدین بن بن حمزہ بن شیخ السلامیہ حنبلی اور عماد الدین الحنائی کو بلایا گیا۔ میں نے نائب السلطنت کے ساتھ دارالسعادہ کے ایوان صدر کے میدان میں ملاقات کی۔ نائب السلطنت صدر مقام پر بیٹھا تھا اور ہم اس کے اردگرد بیٹھ گئے۔ اس نے کہا کہ ہم ترکی لوگ اور دوسرے لوگ جب آپس میں اختلاف کرتے ہیں تو ہم علماء کو لاتے ہیں تا کہ وہ ہمارے درمیان صلح کروادیں، اور اب ہماری حالت یہ ہے کہ علماء بذات خود جب اختلاف کریں تو پھر ان کے درمیان صلح کروائے گا؟ پھر اس نے شافعی کو برا بھلا کہنے والوں کو رجز و توبیخ کی جیسا کہ ان اقوال وافعال کو ذکر کیا جا چکا ہے جو ان اوراق وغیرہ میں لکھے تھے اور یہ بات ہمارے دشمنوں کے دلوں کو ٹھنڈا اور خوش کرے گی۔ پھر اس نے قضاۃ کو ایک دوسرے سے صلح کرنے کا مشورہ دیا تو بعض نے کچھ غور نہ کیا اور بعض نے انکار کر دیا اور بعض حضرات کے درمیان مناقشات شروع ہوگئے۔ اس کے بعد سائل کے معاملے میں کلام شروع ہوگیا۔

پھر نائب السلطنت نے کہا کہ کیا تم نے اللہ کے قول عفا اللہ عما سلف کو نہیں سنا۔ اسے سن کر لوگوں کے دل نرم ہوگئے اور اس نے سیکریٹری کو حکم دیا کہ وہ اس کے مضمون کو مطالعہ کی خاطر دیار مصر کی جانب لکھے پھر ہم اسی حالت میں باہر نکل آئے۔

قاضی القضاۃ السبکی کی دمشق روانگی ..... ۲۹ جمادی الاولیٰ بروز بدھ کو آپ الکسوہ کی جانب روانہ ہوئے ادھر اعیان کی جماعت نے الصمین اور اس کے ملحقہ علاقوں میں آپ کا استقبال کیا جب آپ الکسوہ پہنچے تو بے شمار لوگ جمع ہوگئے۔ قاضی القضاۃ حنفیہ شیخ جمال الدین بن السراج ان کے نزدیک ہوگئے۔ پھر جب آپ گھاٹی شحورا میں چڑھے تو بہت سے لوگوں نے آپ کا استقبال کیا اور لوگوں نے خوشی کا اظہار شمعیں جلا کر کیا اور جن میں عورتیں بھی شامل تھیں۔ پھر جب آپ الجسورہ کے نزدیک آئے تو جوامع کے ہمراہ خلیفیین کی مخلوق نے آپ کا استقبال کیا اور مؤذن آذان کہہ رہے تھے پھر جب باب النصر پہنچے تو بارش ہو رہی تھی۔ اور آپ کے ساتھ اتنے لوگ تھے کہ راستے چھوٹے پڑ گئے اور وہ انکی آمد پر دعا گو اور شادماں تھے۔ پس آپ دارالسعادہ میں گئے اور نائب السلطنت کو سلام کیا بعد نماز عصر جامع میں داخل ہوئے آپ کے ساتھ عوام اور بیشتر روزہ دار تھے۔

۱۲ جمادی الآخرۃ بروز جمعے کے دن قاضی القضاۃ دارالسعادۃ گئے اور نائب السلطنت نے دو قاضیوں مالکی اور حنبلی کو بلا کر ان کے درمیان صلح کرادی اور وہ اس کے ہاں سے تینوں پیدل جامع کو گئے اور دارالخطابت میں گئے۔ وہاں پر ایک ساتھ ہوئے اور شافعی نے ان دونوں کی ضیافت کی پھر

دونوں اس کے فصیح و بلیغ خطبے میں شریک ہوئے پھر تینوں اُسے مالکی کے گھر لے گئے اور وہاں مل بیٹھے۔ مالکی نے حسب استطاعت ان کی ضیافت کی۔

ایک نیا سلطانی حکم ......اس ماہ کے شروع میں دیارِ مصر سے ایک سلطانی حکمنامہ آیا کہ امیر اپنی جاگیر کا نصف اپنے لئے اور نصف اپنی افواج کے لئے مخصوص کر دے اس حکم کی بناء پر افواج کو بہت آسائش میسر آئی اور یہ بھی حکم آیا کہ وہ فوج تیار کرے اور وہ دوڑنے اور تیر اندازی کے شعبوں کو اختیار کرے تا کہ جب وہ ان سے مدد مانگے تو وہ روانہ ہو سکیں۔ جیسا کہ اللہ فرماتا ہے کہ "واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدوكم الآية" اور ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ بلاشبہ قوت تیر اندازی ہے۔ اور ایک اور حدیث میں ہے کہ تیر اندازی کرو اور سواری کرنا تمہارا تیر اندازی کرنا مجھے پسند ہے۔

بروز سوموار کو بعد نماز ظہر کو دیارِ مصر سے آنے والے حکم کے تحت قاضی جمال الدین المرداری کی رسوائی کے لئے ایک خاص مجلس ہوئی اور اس کی وجہ یہ تھی کی اس کی مجلس کے بہت سے گواہ اوقاف کی فروخت کے معاملے میں اس پر اعتماد کرتے تھے جس میں مذہب کی شرائط کو پورا کیا گیا تھا۔ چنانچہ اس بناء پر کچھ دشواریاں پیدا ہو گئی تھیں۔

دیارِ مصر میں امراء کے درمیان معرکہ آرائی جمادی الآخرہ کے آخری عشرے میں اطلاع ملی کہ چند امراء نے امیر سیف الدین طیبغا سے ملکر امیر کبیر یلبغا الخاصکی کے خلاف بغاوت کر دی ہے اور وہ قبۃ القصر میں ان کے ساتھ مقابلے کو گیا، وہاں ان کی مڈبھیڑ ہوئی اور ایک جماعت قتل ہوگئی اور دوسرے زخمی ہو گئے اور بالآخر طیبغا کے زخمی ہو کر گرفتار ہونے سے معاملہ ٹھنڈا ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ بہت سے امراء، ارغون السعر دی الدویدار اور طیلبغا نی امیر بھی گرفتار ہوئے اور اس میں امیر کبیر کی عزت بالآخر قائم رہی۔

۲ رجب ہفتے کے دن امیر سیف الدین بیدمر نائب دمشق نے امیر یلبغا کو طلب کیا تا کہ وہ اُسے فرنگیوں سے جنگ کرنے کی خاطر سمندر میں جانے اور قبرص پر قبضہ کرنے کا حکم دے۔

بغداد سے متعلقہ بات مجھے رئیس بغداد شیخ عبدالرحمن بغدادی اور اصحاب تجار اور شیخ شہاب الدین عطار بغدادی نے بتایا کہ شاہ عراق خراسان ملک اویس نے بغداد کی نیابت مرجان خصی کے ہاتھ سے لے لی ہے اور اُسے اپنے پاس بلالیا ہے۔ اس کی وہاں خوب عزت افزائی اور بھلائی کا معاملہ ہوا ہے اور دونوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ وزیر کا بھائی امیر احمد فتنہ کی جڑ ہے۔ چنانچہ سلطان نے اُسے طلب کیا اور اس کے پیٹ میں چھری مار کر پھاڑ دیا اور پھر ایک امیر نے اس کے حکم پر اُسے قتل کر ڈالا۔ اسطرح اہل سنت کو بڑی فتح حاصل ہوئی۔ باب الازج کے لوگوں نے اس کی کھڑکی کو لے اُسے جلا ڈالا۔ اور حالات پرسکون ہو گئے اور اس طرح شیخ جمال الدین انباری کے قتل سے بھی راحت ہوئی ایک رافضی وزیر نے قتل کیا تھا اور اس کے بعد جلد ہی اللہ نے اُسے ہلاک کر دیا۔

قاضی القضاۃ بدرالدین محمد ابن جماعہ کی وفات ماہ شعبان کے پہلے عشرے میں خبر آئی کہ ۱۰ جمادی الآخرہ کو قاضی القضاۃ بدر الدین محمد ابن جماعہ کا مکہ میں انتقال ہو گیا ہے اور آپ کو ۱۱ جمادی الآخرہ کو باب المعلیٰ میں دفن کیا گیا۔ اور مورخین لکھتے ہیں کہ آپ کی وفات قرآن کی تلاوت کے دوران ہوئی۔ آپ کی دلی خواہش تھی کہ میں معزول ہو جاؤں اور حرمین میں کسی مقام پر وفات پاؤں۔

پس اللہ نے آپ کی خواہش پوری کی آپ نے خود کو معزول کر کے مکے ہجرت کر لی۔ پھر روضہ مبارک کی زیارت کے بعد دوبارہ مکہ چلے گئے اور وہیں انتقال کر گئے۔ آپ ۶۹۴ھ کو پیدا ہوئے اور ۷۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے آپ نے دنیا میں عزت و منصب سربلندی اور بڑی بڑی تدریس حاصل کیں پھر خود معزول ہو کر حرمین کے مجاور ہو گئے۔ اللہ کی مہر کو رحمتوں سے بھر دے اور آپ پر رحم کرے جیسا کہ میں نے ایک مرثیہ میں کہا ہے آپ سے متعلق کہا جاتا ہے کہ گویا آپ کو موت کا علم دیا گیا تھا حتیٰ کہ تم نے اس کے لئے بہترین زاد لیا ہے۔

ابتر کی بشارہ کی بیعت ۹ شوال کو ابتر کی بشارۃ ملقب بہ میخائیل میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ شام میں مطارنہ نے اس کی

بیعت لے لی ہے اور انہوں نے اس کو دمشق میں انطا کیہ کو البترک کے بدلے بنایا ہے اور اس نے کہا کہ یہ بات ان کے مذہب میں بدعت ہے۔
دراصل بتارکہ چار اشخاص ہیں، اسکندریہ، قدس، انطا کیہ اور رومیہ۔ چنانچہ رومیہ تبرک استنبول چلا گیا جو کہ قسطنطنیہ ہے اور اس وقت بہت سے لوگوں نے اُسے ملامت کی اور اس وقت جو انہوں نے اختیار کی وہ اس سے بڑی تھی۔ مگر اس نے عذر پیش کیا کہ وہ دراصل انطا کیہ کا تبرک ہے اور اُسے شام میں رہنے کی اجازت اس بناء پر دی گئی ہے کہ نائب نے حکم دیا ہے وہ اس کی جانب اور اہل ملت کی جانب سے اہل قبرص کو خطوط لکھے اور انکو حاکم قبرص کے اسکندریہ میں ظلم وستم کی بناء پر اُسے لاحق رسوائی، عذاب اور گناہ کے متعلق باخبر کرے اور پھر اس نے میرے سامنے وہ خطوط پیش کیے جو اس کی طرف اور حاکم استنبول کی جانب آئے تھے میں نے انہیں پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ اللہ اس پر لعنت کرے اور جن کی طرف یہ بھیجا گیا ہے پھر میں نے اس سے اس کے دین کے بارے میں گفتگو کی جن پر تینوں فرقے اعتقاد رکھتے ہیں اور وہ، ملکیہ، یعقوبیہ اور نسطوریہ ہیں۔ فرنگی اور قبطی، یعقوبیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ سب کچھ کی عقل رکھتا ہے مگر اس کے باوجود وہ غلیظ کفار میں سے ایک گدھا ہے۔

مرجان خصی کی بغاوت.... اس ماہ اطلاع ملی کہ شاہ عراق خراسان نے بغداد کی نیابت مرجان خصی سے لے لی ہے جو کہ ان دونوں شہروں کا نائب تھا اور اس نے اویس کی اطاعت سے انکار کر دیا تھا چنانچہ وہ ایک افواج کے ہمراہ اس کے مقابلے کو نکلا مگر وہ بھاگ گیا پھر اویس بہت دہشت وھیبت کے ساتھ بغداد واپس آیا اور یہ بڑا قیامت والا دن تھا۔

امیر سیف الدین بیدمر کو جنگی تیاری کا امیر بنانا.... ۲۷ شعبان بروز ہفتے کو امیر سیف الدین بیدمرڈا کی گھوڑے پر دیار مصر سے امیر البحر، ہزاری امیر بیلبغا کی تمام کچہریوں کا نائب اور جہازوں کی تیاری کا امیر بن کر آیا۔ چنانچہ اس نے اپنی آمد کے بعد تمام لکڑہاروں اور لوہاروں کو جمع کروایا اور نہیں بیروت لکڑیاں کاٹنے بھیج دیا۔ انہیں ۲ رمضان بروز بدھ کے دن بھجوایا گیا اور وہ وہاں ان کے ساتھ ملاقات کا ارداہ رکھتا تھا۔ پھر اس نے مزید لکڑہاروں اور لوہاروں کو ان کے پیچھے روانہ کیا اور باربرداروں کو بھی بھجوادیا اور وہ جس گدھے سوار کو دیکھتے اُسے اتار کر اُسے البقاع کی جانب روانہ کر دیتے تھے۔ انہوں نے ان کے کاریگروں کو بیگار کیا اور بہت پریشانی ہوئی اور ان کے اہل اور اطفال رو پڑے کیونکہ انہیں ان کی مزدوری سے کچھ قرض کے رقم نہ دی گئی تھی تا کہ وہ اسے اپنے اہل اور اطفال کی خاطر چھوڑ جاتے مگر ایسا نہ ہونے کی بناء پر بہت گڑبڑ ہوئی۔

جامع دمشق میں درس...... جامع دمشق میں برہان الدین المقدسی نے سلطانی حکمنامے اور یلبغا کے بھائی نائب صفد استدمر کے حکم کے تحت تقی الدین ابن قاضی القضاۃ شرف الدین الکفری کی جگہ پر خطبہ دیا۔ اور یہ امر اس کے اہل وعیال اور اس کی جماعت پر بہت گراں گزری اور یہ ۴ رمضان بروز جمعے کا دن تھا۔ اس خطبے میں اس کی خدمت میں بے شمار لوگ شریک تھے۔

قاضی القضاۃ شرف الدین بن قاضی الجبل کے لئے قضاہ حنابلہ کا حکمنامہ. ۲۴ رمضان المبارک کو بروز جمعرات کو قاضی القضاۃ جمال الدین المرداوی کی جگہ حنابلہ کی قضاہ کے لئے قاضی القضاۃ شرف الدین ابن قاضی الخیل کا حکمنامہ پڑھا گیا وہ اور مالکی چند وجوہات کی بناء پر جوان کی جانب منسوب تھے معزول کر دیے گئے تھے اور محراب حنابلہ میں یہ حکمنامہ پڑھا گیا پھر حنفی اور شافعی اس کی خدمت میں گئے مالکی جو کہ غزلی مینار کے صحن میں معتکف تھے وہ ان کے پاس نہ گئے کیونکہ وہ قاضی حماۃ کے مشورے سے معزول تھا۔ الصالحیہ وغیرہ میں شرور اور گڑبڑ شروع ہوگئی۔

۳۰ رمضان البرک کو بروز بدھ کے دن قاضی جمال المسلاتی کی معزولی کے بعد قاضی سری الدین اسماعیل مالکی مالکیہ کی قضاہ پر آئے اور ان کا حکمنامہ جامع میں حجرہ، ملکیہ میں پڑھا گیا اور اپکو قضاۃ واعیان کی حاضری میں خلعت پہنائی گئی۔

امیر خیار بن مہنا کا اطاعت میں واپس آجانا.... ۷ شوال بروز بدھ کی صبح کو امیر خیار بن مہنا سمع واطاعت کرتے ہوئے دمشق آیا۔ اس سے پہلے اس کے اور افواج کے درمیان کئی مقابلے ہوئے تھے اس نے یہ سب کچھ اس وجہ سے کیا کہ وہ تمام معاملات کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ مگر وہ قید،

قتل اور گرفتار ہونے کے خوف سے منکر ہو گیا اور وہ دیار مصر کے ارادے سے دمشق پہنچے تا کہ امیر کبیر یلبغا اسے مصالحت ہو سکے۔ دمشق میں اس کا استقبال حاجیوں اور المہند اریہ اور عوام نے کیا وہ قصر ابلق میں اترا اور اس کے ساتھ حماۃ عمر شاہ بھی تھے۔ دوسرے روز وہ دیار مصر کو چلا گیا۔ وکیل بیت المال قاضی ولی الدین عبداللہ نے اپنے والد کے خط سے بتایا جو دیار مصر میں قاضی القضاۃ الشافعیہ تھے کہ امیر کبیر نے جامع ابن طولون میں نیا مدرسہ بنایا۔ اس میں حنفیہ کے لئے سات مدرس ہیں جس میں سے ہر ایک کو ماہانہ ایک اردب گندم اور چالیس درہم ملیں گے۔ مزید یہ بھی بتایا کہ غیر حنفیہ کی ایک جماعت نے مذہب حنفی اختیار کر لیا تا کہ درس میں حاضر ہو سکیں۔

جامع اموی میں تفسیر کا درس...... ۲۸ شوال ۷۶۷ھ کو بروز بدھ کو شیخ علامہ عماد الدین بن کثیر نے اس تفسیر کا درس دیا، جسے ملک الامراء نائب السلطنت امیر سیف الدین منکلی نے جامع کے اوقات سے جسے اس نے اپنی نظارت کے دور میں از سر نو تعمیر کیا تھا۔ اللہ اسے اس کا اچھا بدلہ دے۔ اس نے دیگر مذاہب کے پندرہ طالبعموں کو مقرر کیا اور ہر طالبعلم کے لئے دس درہم وظیفہ مقرر کیا اور ہر ہرائی کرانے والے کو بیس اور کاتب الغیبۃ کو بیس اور مدرس کو ۸۰ درہم ملتے تھے جب میں نے اسے درس میں شرکت کے لئے بلایا تو حاضر ہوا اور قضاۃ واعیان بھی جمع ہو گئے آپ نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر سے آغاز کیا اور وہ جشن کا دن تھا پھر اس نے صدقہ بھی دیا۔ حنابلہ کے قضاہ شیخ شرف الدین احمد بن الحسن بن قاضی الجبل المقدسی تھے اور کچہریوں کے ناظر سعد الدین بن التاج اسحاق تھا اور سیکرٹری فتح الدین بن شہید تھا اس کے ساتھ ساتھ وہ شیخ الشیوخ بھی تھا۔ شامی افواج کا ناظر برہان الدین بن الحلی اور بیت المال کا وکیل قاضی ولی الدین بن قاضی القضۃ بہاء الدین ابوالبقاء تھا۔

دیار مصر کی جانب نائب السلطنت کا سفر...... ۲۱ تاریخ کی شب کو ڈاک گھوڑے پر طشتمر دویدار آیا اور وہ دار السعادہ میں اترا۔ پھر اور عشاء وہ اور نائب اسلطنت مشعلوں کے ساتھ سوار ہوئے اور حاجب ان کے آگے تھے۔ لوگ انہیں الوادع کہنے لگے اور دعائیں کرنے لگے اور وہ دیار مصر کو چلے گیا۔

یلبغا نے اس کا انعام اکرام کیا اور اس گزارش کی کہ وہ بلاد حسب میں رہے تو اس نے اسے مان لیا اور سنجر اسماعیلی کے گھر میں اترا اور پھر حلب چلا گیا۔ میں نے اس سے وہاں ملاقات کی اور لوگوں نے اس کی غمخواری کی۔ اس کی غیر حاضری پر امیر سیف الدین زبالہ نے نیابت کے فرائض ادا کئے اور پھر نائب امیر السیفی قشتمر عبدالغنی کے آنے پر اس نے فرائض سنبھال لئے۔ ۲۳ محرم بروز بدھ کو قاضی شمس الدین بن منصور حنفی کی وفات ہوئی آپ نائب الحکم تھے۔ آپ کو باب الصغیر میں دفنایا گیا ان کی عمر ۸۰ سال تھی۔ اور آج ہی دوسرے روز قاضی شہاب الدین احمد ابن الوزوازۃ ناظر اوقاف الصالحیہ نے وفات پائی۔

جنگی کشتیوں کی آمد کی خبر اور جنگی تیاری...... ۳ صفر المبارک بروز جمعے کی صبح کو شہر میں اعلان کیا گیا کہ حلقے کا کوئی فوجی بھی بیروت جانے سے نہ رہے چنانچہ لوگوں نے جلدی کی اور اس کام پر سب جمع ہو گئے۔ فوج میدان المرزہ میں ہتھیار بندھی اور ملک الامراء امیر علی نائب شام باب الجابیہ میں اپنے گھر سے ایک ہیبت ناک ہتھیار بند جماعت کے ساتھ نکلا۔ اس کا بیٹا امیر ناصر محمد اور اس کی فوج بھی ساتھ تھی۔ نائب الغیبہ اور حاجب اس کے خیمے میں اس کے پاس گئے اور اس سے اس معاملے کے بارے میں صلح ومشورہ کرنے لگے۔ اس نے کہا کہ یہ کوئی معاملہ نہیں ہے ہاں جب قتال ہو گا تو میرے واسطے معاملہ ہو گا۔ بہت سے لوگ رضا کارانہ طور پر نکلے۔

قاضی القضہ تاج الدین شافعی نے حسب دستور جمعہ کا خطبہ دیا اور لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی۔ اس کے بعد غلاموں کی ایک جماعت نے زرہیں اور خود پہن لئے اور وہ لوگوں کے ہمراہ بیروت کا عزم لئے ہوئے تھا۔ پھر اطلاع ملی کہ سمندر میں جو کشتیاں دیکھی گئی تھیں وہ دراصل میں تاجروں کی کشتیاں تھی، جنگی کشتیاں نہیں تھیں پھر لوگ اس دن کے آخری حصے میں اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ مگر اس سے ان کی عظیم تیاری سامنے آ گئی۔

امیر سیف الدین شرشی کی معزولی...... ۵ صفر المبارک بروز اتوار کی شب کو نائب حلب امیر سیف الدین شرشی کو بعد عشاء پوری نگرانی

میں دمشق میں دارالسعادہ میں لایا گیا اور اُسے حلب کی نیابت سے معزول کردیا گیا پھر اسے طرابلس بھجوادیا گیا۔ امیر علاء الدین بن صبح کے ساتھ سرجین میں بھیج گیا۔

اور ہمیں اطلاع ملی کہ دیار مصر میں شیخ جمال الدین نباتہ کا منصور قلاوون کے ہسپتال میں فوت ہوگئے آپ اپنے زمانے کے شعراء کی جماعت کے علمبردار تھے۔ اور یہ صفر کا دن تھا۔

السد کی جیل سے قیدیوں کا فرار ہونا.... ۸ صفر بروز منگل کی رات کو السد کی جیل کے قیدی اپنے جیل خانے سے بھاگ گئے اور قیدیوں کی اکثریت باہر نکل گئی دوسرے دن کی صبح کو والیوں نے ان کی گرفتاری کے لئے آدمیوں کو بھیجا اور اکثریت پکڑی گئی۔ پھر ان کو مارا گیا اور ان کو میرے ٹھکانے میں لوٹادیا گیا۔

حاکم قبرص کا قیدیوں کو یلبغا کے پاس بھیجوانا.... ۱۵ صفر المبارک بروز بدھ کو شہر میں اعلان کروایا گیا کہ بنادقہ، جنوبہ اور کیتلان کے فرنگی کاروبار نہ کریں۔ اور دن کے آخری حصے میں نے امیر زین الدین زبلہ نائب الغیبہ سے ملاقات کی جو کی دارالذہب میں فروکش تھا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ایلچی نے مجھے بتایا ہے کہ حاکم قبرص نے ستارہ سے حساب دیکھا ہے کہ قبرص پر قبضہ ہونے والا ہے چنانچہ اس نے مسمان قیدیوں کو دو کشتیوں میں یلبغا کی جانب بھیج دیا اور اپنے ملک میں اعلان کروایا کہ جس نے کسی بھی مسمان کو چھپایا اُسے قتل کردیا جائے گا۔ دراصل وہ چاہتا تھا کہ تمام قیدیوں کو بھیجوادے اور کوئی باقی نہ رہے۔

قاضی القضاۃ جمال الدین المسلاتی کی دیار مصر آمد.... ۱۵ صفر کو دن کے آخری حصے میں قاضی القضاۃ جمال الدین المسلاتی المالکی قاضی مالکیہ جو کہ پچھلے سال آخر رمضان میں معزول ہوگئے تھے دیار مصر سے آئے اور حج کیا اور پھر واپس مصر چلے گئے۔ اس میں داخل ہوئے کہ شاید وہ مدد مانگیں مگر انہیں قبولیت نہ ہوئی بلکہ ایک حاجب نے ان پر دعویٰ کردیا جس سے انہیں بہت تکلیف ہوئی۔ بالآخیر وہ شام لوٹ گئے۔ جامع کے شمال میں انکاملیہ کے قبرستان میں اترے۔ پھر آپ بیمار ہوگئے اور اپنی بیٹی کے ہاں چلے گئے اور مطالبات، دعاوی اور مصلحتیں ان پر بہت تھی۔ پس اللہ ہی ان کا انجام خیر کرے۔

دمشق اور حلب میں نیابت کی تبدیلی بروز اتوار کو بعد عصر، امیر سیف الدین طیبغا الطویل، قدس شریف سے دمشق آئے اور دو تین روز مصر ابلق میں قیام کے بعد سلطانی حکم کے مطابق حماہ کی نیابت کے واسطے چلے گئے۔ اور ہمیں اطلاع ملی کہ دمشق کی نیابت ان کی جگہ امیر سیف الدین منکلی بغا کو نیابت حلب سپرد کردی گئی۔ اور اُسے دیار میں بے پناہ عزت اور ساز وسامان اور تحائف عطا کئے گئے۔ اور یہ کہ حاجب الحجاب مصر امیر سیف الدین قشتمر عبدالغنی دمشق میں ٹھہر گیا اور اس کی جگہ امیر علاء الدین طیبغا کو جو یلبغا کے گھر کا استاد تھا نیابت دے دی گئی اور تینوں کو ایک ہی دن خلعت دیئے گئے۔

فرنگیوں کے ساتھ کشتیوں کا معاملہ...... ۱۱ ربیع الاول بروز اتوار کو شہر میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ اسکندریہ میں بھی فرنگیوں والا معاملہ ہوا ہے اور دیار مصر سے ایلچی ایک حکم نامہ لایا کہ دمشق کے فرنگیوں کی نگرانی کی جائے۔ چنانچہ انہیں قید کرلیا گیا اور ان کے ذخائر ضبط کر لئے گئے۔ اسی روز قاضی القضاۃ تاج الدین نے مجھے بتایا کہ بنادقہ کے فرنگیوں کی سات کشتیاں اسکندریہ خرید وفرخت کے لئے آئی ہیں۔ امیر کبیر یلبغا کو اطلاع ملی کہ ان کی سات کشتیاں ایک حاکم قبرص کی جانب گئی ہیں۔ پھر اس نے فرنگیوں کو پیغام بھیجا کہ وہ اس کشتی کو چھوڑ دیں۔ انہوں نے اس امر سے انکار کردیا اور وہ اپنی کشتیوں کی جانب چلے۔ تو اس نے ان کے پیچھے جانبازوں سے بھرے ہوئے آٹھ جنگی جہاز بھیجے انہوں نے ان سے سمندروں میں مڈبھیڑ کی دونوں فریقین میں سے بہت سے لوگ مارے گئے مگر فرنگیوں میں سے زیادہ افراد مارے گئے آخیر کار وہ اپنے اموال سمیت بھاگ گئے۔ امیر علی جو دمشق کا نائب تھا وہ بھی ایک مبارک فوج کے ہمراہ ایک بہت بڑی شان وشوکت سے آیا اور اس کے

ہمراہ اس کے بیٹے اور غلام بھی تھے پھر امیر علی واپس چلے گئے اور مستقل نائب السلطنت رہا۔ یہاں تک کہ اس نے بیروت کے معاملے میں غور فکر کیا اور جلد واپس آ گیا۔ مجھے اطلاع ملی کہ فرنگی جنگ کرتے ہوئے طرابلس تک آ گئے اور انہوں نے مسلمانوں کی ایک کشتی پکڑ لی اور اُسے لوگ دیکھتے کے دیکھتے ہی رہ گئے وہ ان کو ہٹانے اور روکنے کی سکت نہیں رکھتے تھے اور واپسی پر فرنگیوں نے مسلمانوں پر حملہ کر کے تین افراد کو قیدی بنالیا۔

امیر کبیر کا قتل: ...۱۷ ربیع الاول بروز سوموار کی شب کو مجھے خبر ملی کہ دیار مصر سے آنے والے دو قیدیوں نے جو ڈاک کی گھوڑوں پر آئے تھے امیر کبیر یلبغا کو قتل کر دیا گیا مجھے بتایا گیا کہ وہ ۱۲ ربیع الاول کو بروز بدھ کو قتل کیا گیا تھا۔ اس کے غلاموں نے ایک دوسرے کی مدد کی اور اسے اس دن قتل کر دیا۔ حکومت تبدیل ہو گئی اور طبلخانے امراء اور ہزاری کی ایک بڑی جماعت کو گرفتار کر لیا گیا اور حالات بہت بگڑ گئے۔ امیر سیف الدین طیتمر نظامی نے قضیہ کی ذمہ داری سنبھال لی اور سلطان کا پہلو مضبوط ہو گیا اور اس نے راہ راست اختیار کر لی اور اہل مصر اور امراء خوش ہو گئے اور نائب السلطنت بیروت سے دمشق آیا اور اس نے شہر کو سجا کر خوشی کے شادیانے بجانے کا حکم دیا۔ قلعہ منصوریہ میں جو فرنگی قیدی تھے انہیں رہا کر دیا گیا اور لوگوں کو یہ بات اچھی نہ لگی۔

یہ موجودہ تاریخ کا آخری واقعہ تھا۔

والحمد للّٰہ وحدہ والصلوٰۃ علی نبینا محمد و آلہ وصحبہ وسلم.

ختم شد

تاریخ ابن کثیر حصہ البدایہ ۱۴

تاریخ ابن کثیر... حصہ پانزدہم

مقدمہ از مترجم

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اپنی نعمتوں سے انسان کو نوازا ہے۔ایسی تمام تعریفیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات اس کے جلال اور عظمت کے شایان شان ہیں، ہم ان سب سے رب تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں۔اور درود وسلام اس ذات گرامی پر جو خیر الخلائق اور خاتم الرسل ومولائے کل ہیں، ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل اور تمام صحابہ پر۔

امابعد! زیر نظر جو کتاب ہمارے سامنے ہے یہ آخری زمانے کے فتنوں اور آثار قیامت کے بارے میں انتہائی اعلیٰ درجے کی کتاب ہے اور اس کا پایہ مراتب مؤلف قدس سرہ کے نام سے ہی ظاہر ہو جاتا ہے۔

مؤلف علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں ان قرآنی آیات اور احادیث کو ذکر کیا ہے جو آخری زمانے کے فتنوں اور علامات قیامت سے متعلق ہیں کہ قیامت سے پہلے کون کون سے بڑے واقعات رونما ہوں گے۔چھوٹی بڑی نشانیاں کون سی ہیں؟ اس دار فانی سے جانے کے بعد صبح دوام زندگی تک کیا ہوگا؟ میدان حشر میں کیا ہوگا؟ شفاعت اور حساب کتاب اور دیدار جل جلالہ سے متعلق بہترین گفتگو کی ہے۔

یہ کتاب حافظ ابوالفداء اسماعیل ابن کثیر قرشی الدمشقی رحمہ اللہ علیہ نے تالیف کی ہے۔اس کتاب کی احادیث کی تخریج جناب ''خلیل مامون شیحا'' نے کی اور اس پر تعلیق کا کام یعنی آیات قرآنیہ کی تخریج بعض مشکل الفاظ کے معانی وغیرہ کا بیان جناب ''محمد خیر طعمہ حلبی'' نے کیا ہے۔

اور اس کی پہلی جلد کے ترجمے کی سعادت اس ناکارہ ثناء اللہ محمود کو حاصل ہوئی ہے۔ **غفر اللہ لی ولوالدی وخفظنی اھل بیتی کلھم اجمعین۔**

اس کتاب کی تعریف میں اس سے زیادہ کچھ عرض نہیں کرنا چاہتا کہ کتاب کو کھولئے اور باسند اور باحوالہ اسے پڑھتے جائیے وہ کچھ اس کتاب میں ملے گا جو نہ پہلے کسی نے لکھا اور نہ بعد میں کوئی لکھ پایا ہے۔

اب مؤلف کتاب کا کچھ سوانحی خاکہ پیش خدمت ہے۔

مؤلف کا نام عماد الدین؟ بن عمر بن کثیر بن اضوء بن کثیر قرشی الدمشقی ہے۔اور ان کا لقب ابوالفداء ہے۔

ولادت: مؤلف کی ولادت ۷۰۰ھ میں شہر بصریٰ کے قریب واقع ایک قصبے مجدل میں ہوئی۔یہ سوریا کے جنوب میں واقع ہے۔

مصنف کے شیوخ: مصنف نے جن شیوخ سے تعلیم حاصل کی۔ان میں سے چند مشہور حضرات کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

۱ عبدالوھاب بن عمر بن کثیر (یہ ان کے سگے بھائی تھے)۔

۲... شیخ برہان الدین الفزاری (ان سے مؤلف نے فقہ کی تعلیم حاصل کی)۔

۳ شیخ کمال الدین بن قاضی شھبہ (یہ بھی فقہ کے استاد تھے)۔
۴ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ۔

مقام ومرتبہ: مؤلف کے مقام ومرتبے کا اندازہ حافظ ابن حجر کی اس تعریف سے لگایا جا سکتا ہے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ

''احادیث کے فن میں حدیث کے متن اور رجال حدیث سے واقف اور اس کے ماہر تھے۔ اور اختصار میں اللہ نے بڑی صلاحیت دی تھی۔ ان کی تصانیف دنیا بھر میں ان کی زندگی میں ہی پھیل گئی تھیں۔ لوگوں نے ان کی وفات کے بعد ان کی کتب سے زیادہ استفادہ کیا۔

یہ عام محدثین کی طرح محض عالی اور نازل سند بتانے والے محدث نہ تھے بلکہ اُن محدثین فقہاء میں سے تھے جو فقہ اور حدیث دونوں میں مہارت رکھتے تھے۔ (دیکھئے الدرالکامنۃ از حافظ ابن حجر، صفحہ ۳۷۳)

تصانیف: مؤلف کی مشہور تصنیفات یہ ہیں

۱ تفسیر قرآن۔
۲ البدایہ والنھایہ جو تاریخ ابن کثیر کے نام سے مشہور ہے۔
۳ اختصار علوم الحدث۔
۴ الفصول فی اختصار سیرۃ الرسول۔
۵ التکمیل فی معرفۃ الثقات و الضعفاء والمجاھیل۔
۶ طبقات شافعیہ ومعہ مناقب الشافعی رحمۃ اللہ علیہ
۷ کتاب ابن الصلاح فی علوم الحدث (مختصر)
۸ شرح صحیح بخاری۔
۹ الاحکام۔
۱۰ تخریج احادیث ادلۃ التنبیہ ۱۱۔ تخریج احادیث مختصر ابن الحاجب۔

وفات: مؤلف کی وفات جمعرات کے دن ۲۶ شعبان ۴۷۷ھ میں ہوئی اور آپ کو مقبرہ صوفیہ میں دفن کیا گیا جو کہ دمشق میں باب النصر کے باہر واقع ہے۔

اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مترجم، ناشر اور ان کے اہل خانہ والدین اور برادران کو طویل عمر اور نیکی عطا فرمائے آمین۔

شیخ زادہ ثناء اللہ محمود
گورنمنٹ اسلامیہ آرٹس اینڈ کامرس کالج، کراچی

تمام تر تعریف اور حمد وثناء اس خلاق عالم ورب کائنات کے لئے جس کا اسم ذات وجلال اللہ ہے، اللہ تعالی رحمت وسلامتی نازل فرمائے ہمارے سردار محمد ﷺ اور ان کی آل واصحاب پر۔

امابعد یہ کتاب آخری زمانے میں ظاہر ہونے والے فتنوں، پیش آنے والی بڑی بڑی جنگوں، قیامت کی نشانیوں اور قیامت سے پہلے رونما ہونے والے ان حوادثات عظیمہ وواقعات جلیلہ کے بیان میں ہے، جن پر ایمان رکھنا واجب ہے۔ اس لیے کہ ان کی خبر اس مخبر صادق ومصدوق ﷺ نے دی ہے جو اپنی ذاتی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے جو کچھ فرماتے تھے وحی الٰہی کی بنیاد پر ارشاد فرماتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی امت محمدیہ ﷺ پر رحمت وشفقت کا بیان۔۔۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری یہ امت مرحومہ (رحم کی ہوئی) ہے۔ اس پر آخرت میں عذاب نہ ہوگا۔ البتہ دنیا میں فتنوں، حوادثات اور قتل وغارت کی صورت میں آزمائشیں آئیں گی۔ (ابوداؤد شریف کتاب الفتن والملاحم)

نبی کریم ﷺ کی مستقبل کی پیشن گوئیاں۔۔۔ پہلے ان احادیث کا ذکر ہوا تھا جو نبی کریم ﷺ نے گذشتہ زمانے سے متعلق ارشاد فرمائیں تھیں۔ اور ہم نے انتہائی شرح وبسط کے ساتھ ابتدائے خلق، انبیائے کرام علیہم السلام کے واقعات اور نبی کریم ﷺ کے زمانے تک کے لوگوں کے حالات اور ان کی جنگیں ذکر کی تھیں۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ، غزوات، شمائل وخصائل اور معجزات کا ذکر ہوا اور اب ہم ان اخبار واحادیث کا تذکرہ کریں گے جو نبی کریم ﷺ نے زمانہ مستقبل سے متعلق ارشاد فرمائیں اور وہ ان کے حالات وواقعات پر صادق ومنطبق بھی ہوگئیں۔ جیسا کہ ہم سے پہلے ان کا عیاناً مشاہدہ ہو چکا ہے۔ آخر کتاب میں ہم تمام تر دلائل نبوت جمع کریں گے۔ اور حوادثات وجنگوں کے ذکر کرتے وقت اس پیرائے میں جو خاص حدیث وارد ہوئی ہے۔ اس کا ذکر بھی ہوگا جیسا کہ ہم نے انتہائی تفصیل کے ساتھ سالوں کی ترتیب سے ان باتوں کو جو خلفاء، وزراء، امراء، فقہاء، صلحاء، شعراء، تجار، ادبا، متکلمین، اصحاب دانش اور دیگر عقلائے عالم کے متعلق ظاہر ہوئیں تھیں۔ اور ہم گذشتہ احادیث کا اعادہ کریں تو کتاب بہت طویل اور مبسوط ہو جائے گی۔ البتہ ان کی طرف ہلکا سا اشارہ کریں گے اور پھر اپنے مقصود کی طرف لوٹ آئیں گے۔ اور ظاہر ہے یہ سب اللہ کی مدد وتوفیق سے ہوگا۔

خلافت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ نبوی ﷺ۔۔۔۔ اس موضوع پر احادیث میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی لوٹ جاؤ پھر آنا۔ اس نے عرض کیا کہ اگر میں اس وقت آپ ﷺ کو نہ پاؤں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس چلی آنا۔ (۱)

اس فرمان کے بعد خلافت گویا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے طے ہوگئی۔

اور اسی طرح جب نبی کریم ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے لیے باقاعدہ کچھ لکھوانے کا ارادہ فرمایا تو اس خیال سے اس کو ترک فرمادیا کہ آپ کے اصحاب ابوبکر کے علم وفضل اور ان کی سبقت فی الاسلام والدین کی وجہ سے ان سے صرف نظر نہ کریں گے۔ اور آپ ﷺ کا یہ فرمان

(۱) بخاری شریف باب الاستخلاف، مسلم شریف باب فضائل ابی بکر صدیقؓ۔

بھی اس کا شاہد و دلیل ہے:

"یابی اللہ و المومنون الا ابابکر"[1]

"اللہ اور مومن ابوبکر کے سوا کسی پر راضی نہ ہوں گے"۔

جو کہ صحیح بخاری میں ہے اور یہ فرمان:

"بالذین من بعدی ابی بکر و عمر" [2]

"میرے بعد ان دونوں ابوبکر اور عمر کی اتباع کرنا"۔

جس کو احمد، ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور اس کو حسن قرار دیا ہے۔ ابن یمان نے بھی اس روایت کی تصحیح کی ہے اور ابن مسعود، ابن عمر اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہم سے بھی اس باب میں روایات منقول ہیں۔ اور ہم نے "فضائل صحیحین"[3] میں اس تفصیل سے کام کیا ہے۔ جس کا حاصل مقصود یہ ہے کہ اسی ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق رسول اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اور ارشاد نبوی ﷺ حرف بہ حرف ان واقعات میں آیا۔

فتح مصر سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی پیشنگوئی۔ کعب بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مصر کو فتح کرو تو قبطی قوم کے متعلق میری نصیحت پر عمل کرنا ان کے ساتھ بہتر سلوک کرنا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اہل مصر کے حق میں خیر و بھلائی کو قبول کرو اس لیے کہ ہم پر ان کی ذمہ داری اور ان کے ساتھ قرابت کا تعلق ہے۔[4]

روم و فارس کی فتح سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی پیشنگوئی۔ ... بخاری و مسلم میں روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ جب کسریٰ ہلاک ہو گا تو اس کے بعد کوئی دوسرا کسریٰ نہ ہو گا اور جب قیصر ہلاک ہو گا تو اس کے بعد کوئی دوسرا قیصر نہ بن سکے گا اور عنقریب تم ان کے خزانے راہ خدا میں نکل کر تقسیم کرو گے۔

یہ ارشاد نبوی ﷺ بھی حرف بحرف پورا ہوا۔ اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانوں میں بتدریج ملک شام اور جزیرہ کے تمام علاقے قیصر روم (ہرقل) کے ہاتھ سے نکل گئے اور اس کی حکومت صرف روم کے بعض علاقوں تک محدود ہوگئی۔ حالانکہ اہل عرب اس بادشاہ کو قیصر کا لقب دیتے تھے) اور اس کی حکومت روم کے ساتھ ساتھ شام اور جزیرہ پر بھی قائم تھی۔ اس حدیث مبارکہ میں اہل شام کے لیے بشارت عظمیٰ ہے کہ شاہ روم کا دوبارہ شام پر قبضہ ابدالآباد قیامت تک بھی نہ ہو گا۔ اور یہ حدیث ہم ان شاء اللہ عنقریب سند و متن کے ساتھ ذکر کریں گے۔ اور رہا کسریٰ تو اس کی مملکت کا اکثر حصہ تو دور فاروقی ہی میں اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا اور بقیہ دور عثمانی میں مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ تمام تر فتوحات ۲۳ھ تک پایہ تکمیل تک پہنچ گئیں۔ اور کسریٰ سے متعلق ہم کلام انتہائی شرح و بسط کے ساتھ اس سے پہلے کر چکے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ کا خط مبارک اس کے پاس پہنچا تو اس نے اُسے چاک کر دیا۔ آپ ﷺ نے اطلاع پانے پر اس کے لیے بددعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تیرا ملک بھی اسی طرح

---

(۱) پورا جملہ اس طرح ہے ویقول قائلانا اولی و یابی اللہ والمومنون الا ابابکر۔ یہ اصل میں ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے اور وہ یہ ہے کہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اپنے والد ابوبکر اور بھائی (عبدالرحمٰن بن ابی بکر) کو بلاؤ تاکہ میں انھیں (خلافت کے بارے میں) کچھ لکھوا دوں۔ اس لیے کہ مجھے خوف ہے کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے گا اور کہنے والا کہے گا کہ میں (اس خلافت کا) زیادہ مستحق ہوں۔ لیکن یابی اللہ والمومنون الا ابابکر یعنی اللہ اور مومنین اس کا انکار کریں گے اور ابوبکر کے سوا کسی پر راضی نہ ہوں گے۔ (بخاری شریف باب الاستخلاف، مسلم شریف باب فضائل ابی بکر صدیقؓ)

(۲) مکمل حدیث یہ ہے اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر یعنی میرے بعد ان دونوں یعنی ابوبکر و عمر کی اقتداء کرو (ترمذی شریف باب مناقب ابی بکر و عمرؓ)

(۳) صحیحین سے مراد درج بالا بخاری و مسلم کی دو روایتیں ہیں۔

(۴) اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام چونکہ قوم مصر سے متعلق تھیں۔ اس طرح گویا کہ عربوں کی مصریوں کے ساتھ قرابت و رشتہ داری قائم ہوگئی۔ اس کے علاوہ رسول اکرم ﷺ کے صاحبزادہ ابراہیم کی والدہ ماجدہ حضرت ماریہ قبطیہ بھی قوم مصر سے تعلق رکھتی تھیں۔

ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت سے متعلق پیشنگوئی ... شقیق بن سلمہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی فتنوں سے متعلق احادیث تم میں سے سب سے زیادہ کس کو یاد ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے۔ انہوں نے فرمایا کہ تم بڑے دلیر شخص ہو[1] وہ احادیث بیان کرو۔ میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کی آزمائش ہوتی ہے اس کے اہل وعیال اس کے مال، اس کی جان، اس کی اولاد اور اس کے پڑوسی میں (یعنی آدمی ان کے حقوق ادا کرتا ہے یا نہیں اور جو کچھ غفلت وکوتاہی ہوتی ہے تو) نماز، صدقہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کہ میرا یہ مطلب نہیں بلکہ میں وہ فتنے مراد لے رہا ہوں جو سمندر کی موجوں کی طرح یکے بعد دیگرے اور ہلاک کرنے والے ہوں گے۔ میں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! آپ کے اور ان فتنوں کے درمیان ایک بند دروازہ[2] حائل ہے (آپ کو ان سے کیا اندیشہ؟) عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تجھ پر رحم فرمائے، یہ بتاؤ کہ وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا؟ میں نے کہا کہ توڑا جائے گا۔ انہوں نے فرمایا کہ پھر تو وہ کبھی بھی بند نہ ہوگا۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے حذیفہ سے پوچھا کہ کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس دروازے کو جانتے تھے؟ حذیفہ نے کہا کہ ہاں۔ میں نے ان سے ایک حدیث بیان کی ہے جس میں کچھ غلطی نہیں ہے۔ شقیق بن سلمہ کہتے ہیں کہ ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اس دروازے کے متعلق پوچھتے ہوئے ڈر رہے تھے۔ ہم نے مسروق سے کہا کہ آپ اس بارے میں سوال کریں۔ چنانچہ مسروق نے سوال کیا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دروازے سے مراد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ۲۳ھ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد لوگوں کے درمیان فتنے پڑے اور یہ شہادت لوگوں میں انتشار وافتراق کا سبب بن گئی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر آنے والی مصیبت کا اشارہ نبوی ﷺ نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں جنتی ہونے اور ان پر مصیبت آنے کی خبر دے دی تھی۔ چنانچہ ان پر سخت مصیبت آئی اور وہ گھر میں محصور کر دیئے گئے۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات میں پہلے ذکر کر چکے ہیں اور وہ انتہائی صبر اور اللہ پر اپنا معاملہ چھوڑ کر شہادت پا گئے۔ اس بارے میں ہم وہ احادیث ذکر کر چکے ہیں جو حرف بحرف پچی ہوئیں۔ اسی طرح ہم نے جنگ جمل اور جنگ صفین کے بارے میں بھی آنے والی احادیث کو ذکر کیا جن میں اس فتنے اور ان واقعات کی طرف اشارہ موجود تھا۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا اشارۂ نبوی ﷺ ... اسی طرح نبی کریم ﷺ کی وہ احادیث جن میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر موجود ہے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خوارج کے خروج اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ان کے قتل کے بارے میں احادیث ذکر ہوئیں۔ (جو کہ تمام تاریخ ابن کثیر میں ذکر ہو چکی ہیں) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بھی ذکر احادیث میں آیا ہے جو ہم اس حدیث کے مختلف طرق اور الفاظ کے ساتھ وہاں بیان کر چکے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا خلافت کو تیس سال تک محدود بتانا اس کے بعد مظالم ملوکیت کا ہونا اس سے پہلے حدیث گذر چکی ہے جسے احمد ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے سعید بن جمہان کے طریق سے روایت کیا ہے۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے "خلافت میرے بعد تیس سال ہوگی اور اس کے بعد بادشاہت ہوگی"۔[3]

یہ تیس سال چاروں خلفاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ

---

(۱) [illegible]

(۲) بند دروازے سے مراد حضرت عمر فاروق کی ذات گرامی ہے۔ جب تک حیات تھے، فتنے سر نہ اٹھا سکے لیکن شہادت کے فوراً بعد فتنوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔

(۳) [illegible] حدیث (۴۶۴۶، ۴۶۴۷) ترمذی [illegible] حدیث (۲۲۲۶) مسند احمد صفحہ ۲۲۰ ۵

عنہ اور چھ ماہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ملا کر پورے ہو جاتے ہیں۔ ان کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر سب نے بیعت کر لی اور اس سال کو عام الملۃ (اتحاد کا سال) کہا جاتا ہے۔ اس بارے میں بحث گذر چکی ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کا اشارہ بخاری میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا، اس وقت حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ منبر پر ان کے قریب بیٹھے ہوئے تھے فرمایا: یہ میرا سردار بیٹا ہے امت کے دو بڑے گروہوں میں اللہ اس کے ذریعے صلح کروائے گا۔ (۱) اور بالکل اسی طرح وقوع پذیر ہوا۔

بحری جہاد میں ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کی شہادت کا اشارۂ نبوی ﷺ صحیحین میں ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بحری جہاد دو مرتبہ ہوگا اور پہلے گروپ میں ام حرام رضی اللہ عنہا شریک ہوں گی۔ ۲۷ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بحری جہاد کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ چنانچہ انہوں نے مجاہدین کو جہازوں میں سوار کرایا اور قبرص پر چڑھائی کر کے اسے فتح کر لیا۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا حضرت معاویہ کی زوجہ فاختہ بنت قرظہ کے ہمراہ تھیں۔

دوسرا غزوہ ہجری ۵۲ھ میں حضرت امیر معاویہ کے دور میں ہوا جس میں انہوں نے اپنے بیٹے یزید بن معاویہ کو امیر بنا کر قسطنطنیہ پر چڑھائی کے لیے بھیجا تھا۔ اس معرکہ میں کبار صحابہ میں سے حضرت ابوایوب انصاری، حضرت خالد بن یزید رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے، وہاں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ انصاری کی وفات ہوئی اور انہوں نے وصیت فرمائی کہ یہاں سے جتنا دور لے جا سکتے ہو لے جاؤ اور وہاں گھوڑوں کے پاؤں کے نیچے (گذرنے کی جگہ) دفن کرنا۔ چنانچہ یزید نے ان کی وصیت پر عمل کیا۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ام حرام سے یہ روایت تفرداثور بن یزید بن خالد بن معدان کے طریق سے نقل کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے میری امت کا جو پہلا گروہ سمندر کے راستے جہاد کرے گا، ان پر جنت واجب ہے۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں ان میں شامل ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تم شامل ہو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا میری امت کا وہ پہلا گروہ جو قیصر کے شہر میں حملہ کرے گا اس کی مغفرت کردی گئی ہے۔'' میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں ان میں شامل ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں؟ (۲)

امت مسلمہ کے لشکر کے سندھ اور ہند تک پہنچنے کا اشارۂ نبوی ﷺ ..... مسند احمد میں یحییٰ بن اسحاق کی سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے سچے دوست رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> ''اس امت کے لشکر سندھ اور ہند کی طرف بھیجے جائیں گے''۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر میں نے اس جہاد کو پالیا اور اس میں شہید ہو گیا تو یہ تو (سعادت) ہے ہی اور اگر لوٹ آیا تو میں آزاد ابوہریرہ ہوں گا مجھے رب تعالیٰ جہنم سے نجات دے چکا ہوگا۔'' (۳)

مسند احمد میں ہی ہشیم کی سند سے سیار جابر بن ابوعبیدہ کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم سے نبی کریم ﷺ نے غزوہ ہند کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور اگر میں اس میں شہید ہو گیا تو میں خیر الشہداء میں سے ہوں گا۔ اور اگر زندہ لوٹ آیا تو میں آزاد ابوہریرہ ہوں گا''۔

نسائی میں بھی ہشام اور زید بن ابی انیسہ کی سند سے سیار، جابر سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہی حدیث مروی ہے کہ مسلمانوں نے ہند پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور ۴۴ھ میں جہاد کیا تھا جسے ہم تفصیل سے بیان کر چکے ہیں۔

ان کے علاوہ غزنی کے عظیم بادشاہ محمود بن سبکتگین نے بھی ہند پر جہاد کیا تھا اور وہاں عظیم الشان کارنامے انجام دیئے۔ سومنات جیسا بڑا مندر اور بُت توڑا وہاں کے سونے اور تلواروں کو لے کر صحیح سلامت غزنی پہنچا۔

---

(۱) بخاری کتاب الصلح حدیث (۲۷۰۴) مسند احمد صفحہ ۳۹/۵) بیہقی دلائل النبوۃ (صفحہ ۶/۴۴۲) (۲) بخاری کتاب الجہاد حدیث نمبر ۲۹۲۴، مستدرک حاکم صفحہ ۵۵۶/۴ بیہقی دلائل النبوۃ صفحہ ۶/۴۵۲ (۳) ترکوں سے مراد ان کی نسل ہے جو روس، چین، کوریا، ترکی وغیرہ میں پھیلی ہوئی ہے۔ ضرب گی ڈھال کا مطلب ڈھنسی ہوئی ہے۔

بنوامیہ کے نائبین نے سندھ اور چین کے آخری حصوں میں ترکوں سے جنگیں لڑیں اور ''قال اعظم'' نامی بادشاہ کو زیر کیا اس کی افواج کو تہس نہس کیا ان کے اموال اور وسائل پر قبضہ کیا۔ اس بارے میں بھی احادیث نبویہ مروی ہیں جن میں کچھ کا ہم یہاں ذکر کرتے ہیں۔

ترکوں سے جنگ کا اشارہ نبوی ﷺ..... بخاری میں ابو یمان، ابوشعیب، ابوالزناد، اعرج کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم بالوں کی جوتیاں پہننے والی قوم سے جنگ نہ کرلو اور جب تک تم چھوٹی ناک لال چہرے اور چھوٹی آنکھوں والے ترکوں سے جنگ نہ لڑلو۔ گویا کہ ان کے چہرے ضرب لگی ہوئی ڈھال کی طرح ہیں۔ اور تم اچھے لوگوں کو اس بات سے شدید مخالف پاؤ گے۔ حتیٰ کہ وہ اس میں داخل ہو جائے۔ اور لوگوں کی مختلف اقسام ہیں۔ ان کے جاہلیت کے اچھے لوگ، اسلام کے بھی اچھے لوگ ہوں گے''۔ (۱)

بخاری نے اس کو تفرداً بیان کیا ہے پھر یحییٰ، عبدالرزاق، معمر، ہمام بن منبہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم عجم سے خوز اور کرمان سے جنگ نہ کرلو جن کے چہرے لال، ناکیں چھوٹی، جوتیاں بالوں کی ہوں گی اور گویا ان کے چہرے دھنسی ہوئی ڈھال کی طرح ہوں گے۔

اس حدیث کو نسائی کے علاوہ بے شمار لوگوں نے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے اور مسلم نے اسماعیل بن ابی خالد سے نقل کیا ہے اور یہ دونوں قیس بن ابی حازم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔

مسند احمد میں عفان کی سند سے حضرت عمر بن ثعلب سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ:

''قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تم چوڑے چہرے والوں سے قتال کرو گے گویا کہ ان کے چہرے بہت زیادہ دھنسی ہوئی ڈھال ہیں''۔ (بخاری عن جریر بن حازم)

اس حدیث کا مقصود یہ ہے کہ صحابہ کرام ترکوں سے لڑیں گے اور ان پر فتح حاصل کر کے مال غنیمت اور قیدی حاصل کریں گے۔ حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب نشانی ہے تو اسے قیامت کے قریب واقع ہونا چاہئے اور یہ ایک مرتبہ پھر ہوگا اور اس کے آخر میں یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا (جن کا تذکرہ آنے والا ہے) اور اگر صرف نشانی ہی ہے تو پھر صرف واقع ہونا ضروری ہے چاہے پہلے ہو یا بعد میں۔ یہی بات احادیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے۔ جیسا کہ تفصیلی تذکرہ بعد میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اور ہم خلفاء بنوامیہ اور بنوعبدالمطلب کے نوجوانوں کے بارے میں واردشدہ احادیث کے ذیل میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی کربلا میں شہادت کا ذکر کر چکے ہیں۔

مسلمانوں کی حکومت نوجوانوں کے ہاتھ میں آنے اور اس کے نتیجے میں ہونے والے فساد کی طرف اشارہ نبوی ﷺ

امام احمد نے روح کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ مجھ سے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''میری امت کی ہلاکت نوجوانوں کے ہاتھوں ہوگی''۔

راوی کہتا ہے کہ میں اپنے والد کے ہمراہ بنی مروان کے پاس جاتا تھا ان کو اقتدار مل چکا تھا اور وہ بعض نوعمر لڑکوں کے ہاتھوں پر بیعت کر رہے ہوتے تھے تو میں ان سے کہتا کہ کیا تمہارے یہ دوست اس قول کے مطابق نہیں ہوگئے جو میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا تھا کہ یہ بادشاہان ایک دوسرے کے مشابہہ ہیں۔

اس موضوع پر بخاری کے علاوہ اور بھی روایات ہیں جو ہم دلائل النبوۃ میں لکھ چکے ہیں۔ ایک حدیث کذاب ثقیف اور مبیر (برباد کرنے والے) کے بارے میں گذری ہے ثقیف کا کذاب تو مختار بن ابی عبید ثقفی تھا اور مبیر حجاج بن یوسف تھا جس نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا، جیسا کہ گذرا۔

(۱) بخاری (حدیث نمبر ۲۹۲۷)، مسلم کتاب الفتن (حدیث نمبر ۷۲۳۱)، ابوداؤد (حدیث نمبر ۴۳۰۳)

اسی طرح ایک حدیث کالے جھنڈوں کے بارے میں آئی، یہ جھنڈے بنوعباس لے کر آئے تھے جب انہوں نے مروان بن محمد بن مراد بن حکم بن ابوالعاص سے خلافت چھین کر بنوامیہ کی خلافت کا ۱۳۲ھ میں خاتمہ کر دیا تھا۔ یہ مروان، مروان حمار اور مروان معدی سے بھی مشہور تھا، اس لیے کہ یہ (بے وقوف اور) جعد بن درھم معتزلی کا شاگرد تھا۔ اسی طرح سفاح کے بارے میں بھی ایک واضح حدیث آتی ہے جسے مسند احمد میں نقل کیا گیا ہے۔ سفاح، ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب تھا جو بنوعباس کا پہلا خلیفہ تھا۔ جیسا کہ گذرا۔ ابوداؤد طیالسی نے جریر بن حازم کی سند سے حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے اس کام (دین اسلام) کو نبوت اور رحمت سے شروع فرمایا ہے اور عنقریب خلافت اور رحمت ہوگی اور عزت و حرمت بھی، اور ظلم و فساد والی ملوکیت بھی، امت میں فساد ہوگا اور لوگ شرمگاہوں، شراب اور ریشم کو حلال کر لیں گے اور اس پر ان کی مدد ہوگی اور انہیں (ان فحاشیوں کی سہولت کے ساتھ) رزق بھی دیا جائے گا حتیٰ کہ وہ وقت پورا کر کے اپنے رب سے جا ملیں"۔ (۱)

بیہقی نے عبداللہ بن حارث کی سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "انبیاء کرام کے بعد خلفاء ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل کریں گے اور اللہ کے بندوں میں انصاف کریں گے۔ پھر ان کے بعد بادشاہ ہوں گے جو انتقام پرست ہوں گے لوگوں کو قتل کریں گے اور اموال پسند کر کے چلیں گے۔ لہٰذا کچھ لوگ اپنے ہاتھ سے تبدیلی لانے والے ہوں گے کچھ لوگ زبان سے اور کچھ دل سے مگر ان (تین درجات) کے علاوہ کچھ ایمان نہ ہوگا۔ (۲)

بخاری شریف میں امام شعبہ کی سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

"بنی اسرائیل کے انبیاء مسلسل آتے رہے، اگر ایک نبی کی وفات ہو جاتی تو دوسرا نبی اس کے بعد بنا دیا جاتا۔ اور بیشک میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا البتہ خلفاء بہت سے ہوں گے"۔

صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! پھر ہمارے لیے آپ کا حکم کیا ہے؟ فرمایا کہ پہلی بیعت سے وفا کرنا اور ان کا حق ادا کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے رعیت کے بارے میں پوچھے گا۔ (۳)

صحیح مسلم میں ابورافع کی سند سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں جو ان کی سنت اور طریقے پر چلتے ہیں پھر ان حواریوں کے بعد ناخلف لوگ آ جاتے ہیں جو قول کے مطابق عمل نہیں کرتے اور وہ عمل کرتے ہیں جسے جانتے نہیں۔ (۴)

بارہ قریشی خلفاء امت مسلمہ کے حکمران ہوں گے..... صحیحین میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "بارہ خلیفہ ہوں گے جو سب کے سب قریشی ہوں گے۔ (۵) یہی روایت ابوداؤد میں دوسری سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے۔ فرمایا:

"یہ دین اس وقت تک قائم رہے گا جب تک کہ بارہ خلفیہ ہوں۔"

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ "یہ امت اپنی حالت پر اس وقت تک برقرار رہے گی اور دشمنوں پر غالب رہے گی جب تک ان میں بارہ خلیفہ نہ گذر جائیں جو سب قریشی ہوں گے"۔ صحابہ نے عرض کیا کہ پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد "فرج" ہوگا۔ (۶) (یعنی فرقہ بندی کے عوامل اور نفوس میں کمزوری آ جائے گی)۔

ان دونوں حدیثوں میں جن میں بارہ خلفاء کا تذکرہ ہے یہ وہ بارہ امام نہیں جنہیں روافض نے گمان کر رکھا ہے۔ ان کے بارے میں وہ جھوٹ اور

---

(۱) بیہقی، دلائل النبوۃ صفحہ ۳۴۰، ۶، مسند ابو داؤد طیالسی حدیث نمبر ۲۲۸، کنز العمال حدیث نمبر ۳۰۸۴ (۲) دلائل النبوۃ بیہقی صفحہ ۳۳۰، ۶، البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۲۵۔ (۳) بخاری کتاب احادیث الانبیاء حدیث نمبر ۳۴۵۵، مسلم کتاب الامارۃ حدیث نمبر ۴۷۵۰ (۴) مسلم، کتاب الایمان حدیث نمبر ۱۰۔ طبرانی صفحہ ۱۰، البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۲۴ (۵) بخاری کتاب الاحکام، باب نمبر ۵۲، حدیث نمبر ۷۲۲۲، مسلم کتاب الامارۃ حدیث نمبر ۴۶۹۶ ابوداؤد کتاب المہدی باب نمبر ۱۰، حدیث نمبر ۴۲۸۰۔ (۶) ابوداؤد کتاب المہدی (حدیث نمبر ۴۲۷۹)، مسند احمد صفحہ ۹۲، دلائل النبوۃ بیہقی صفحہ ۵۲۰

بہتان سے کام لیتے ہیں اور ان کے بارے میں معصوم ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ ان بارہ بزرگوں میں سوائے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی اور بزرگ نہ تو خلیفہ بنے اور نہ ہی کسی علاقے یا شہر کے سربراہ بنے (اور حدیث میں لفظ خلفاء آیا ہے)۔

بارہ قریشی خلفاء بھی مراد نہیں جو کہ نبی کریم ﷺ کے بعد مسلسل خلیفہ بنے ...ان سے وہ بارہ خلفاء بھی مراد نہیں جو نبی کریم ﷺ کے بعد سے مسلسل آئے اور بنو امیہ کے دور میں بارہ مکمل ہوتے ہیں کیونکہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ "میرے بعد خلافت تیس سال رہے گی"۔ وہ اس کی تردید کرتی ہے اگرچہ بیہقی اس کو راجح قرار دیتے ہیں۔ ہم نے ان کے بارے میں "دلائل النبوۃ" میں خوب بحث کی ہے اسے دہرانے کی ضرورت نہیں۔

یہ جو بارہ خلفاء ہیں ان میں سے چار تو خلفاء اربعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ ان میں حضرت عمر بن عبدالعزیز بھی ہیں۔ جیسا کہ اکثر ائمہ اور جمہور امت کا موقف ہے۔ اسی طرح چند خلفاء، خلفاء بنو عباس میں پائے جاتے ہیں اور باقی آئندہ زمانوں سے متعلق ہیں۔ یہاں تک ان میں حضرت مہدی بھی ہوں گے۔ جن کی بشارت احادیث میں آئی ہے جن کا ذکر آنے والا ہے۔ اور اس بات کو ہمارے علاوہ اور بھی بہت سے بزرگوں نے بیان کیا ہے۔

۱..... سن ۲۰۰ ہجری کے بعد نشانیاں (مصائب) ظاہر ہوں گی"۔

۲ سن ۲۰۰ ہجری کے بعد وہ لوگ اچھے ہوں گے جن کے نہ بچے ہوں نہ گھر والے"۔ مگر یہ دونوں احادیث صحیح نہیں۔

ابن ماجہ میں حسن بن علی بن خلال کی سند سے عون بن عمارہ، عبداللہ بن مثنی بن ثمامہ بن عبداللہ بن انس، مالک (عن ابیہ عن جدہ) کے حوالے سے یہ روایت ہے کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سن دو سو ہجری کے بعد نشانیاں ظاہر ہوں گی"۔ (۱)

یہ روایت ابن ماجہ میں مزید دو طریق سے روایت کی ہے جو کہ صحیح روایت نہیں اور اگر صحیح ہو بھی تو وہ ان واقعات پر محمول ہے جو مصائب "مسئلہ خلق قرآن" کے فتنے میں حضرت امام احمد بن حنبل اور ان کے رفقاء پر آئے۔

رواد بن جراح نے (یہ رواد منکر الروایۃ ہے) سفیان ثوری، ربعی اور حذیفہ کے حوالے سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ

"سن ۲۰۰ ہجری کے بعد تم میں بہتر شخص وہ ہوگا جو "خفیف الحاذ" ہو۔ صحابہ نے پوچھا "خفیف الحاذ" کیا ہے؟ فرمایا کہ وہ شخص جس کے اہل و عیال نہیں ہوں، یہ حدیث منکر ہے۔ (۲)

بہترین زمانہ "زمانۂ رسول ﷺ" ہے اور اس کے بعد اس سے متصل زمانہ اور پھر اس سے متصل زمانہ اس کے بعد فسادات پھیل جائیں گے

صحیحین میں حضرت شعبہ کی سند سے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "بہترین امت میرا زمانہ ہے اور پھر اس کے بعد والے" (عمران رضی اللہ عنہ بن حصین فرماتے ہیں مجھے یاد نہیں کہ اس کے بعد آپ ﷺ نے دو زمانے شمار فرمائے یا کہ تین) پھر تمہارے بعد ایسے لوگ آجائیں گے جو قسم کھائیں گے مگر پوری نہیں کریں گے، خیانت کریں گے، امانت داری نہیں کریں گے۔ نذر کریں گے مگر وفا نہیں کریں گے اور موٹاپا ان میں ظاہر ہوگا۔ (۳)

حدیث میں پانچ سو سال کا ذکر سنن ابی داؤد میں عمرو بن عثمان کی سند سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث منقول

---

(۱) [illegible] حدیث نمبر [illegible] (۲) کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۳۰۲، الدر المنثور و حدیث نمبر ۱ [illegible] (صفحہ ۲۹۵)

(۳) بخاری، کتاب الشہادات حدیث ۲۶۵۱ [illegible] حدیث نمبر ۱۶۲۲

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''میں یہ امید رکھتا ہوں کہ میری امت اپنے رب کے ہاں اس بات سے بچ جائے گی کہ اسے آدھے دن مؤخر کر دیا جائے''۔ لوگوں نے پوچھا یہ آدھا دن کتنا وقت ہوگا؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''پانچ سو سال''۔(۱)

ایسی روایت مسند احمد میں ابو ثعلبہ خشنی سے بھی من وعن منقول ہے۔

''قیامت سے ایک ہزار سال پہلے ہی نبی کریم ﷺ زمین پر نہ رہیں گے''
یہ حدیث صحیح نہیں نہ ہی آپ ﷺ نے قیامت کا وقت متعین فرمایا

بہت سے عام لوگوں نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ زمین کے نیچے نہ رہیں گے۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ اور با اعتماد کتب حدیث میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں اور نہ ہی ہم نے کسی مختصر یا بڑی کتاب کے حوالے سے سنی۔ اور یہ بات بھی کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے قیامت کا کوئی وقت متعین فرما دیا ہو۔ البتہ آپ نے کچھ آثار و علامات ذکر کی ہیں، جن کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ (انشاء اللہ)

ارض حجاز میں آگ کی پیشنگوئی جس سے بصرہ کے اونٹوں کی گردنیں بھی روشن ہو جائیں گی

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ ارض حجاز سے ایسی آگ نہ نکلے جو بصرہ کے اونٹوں کی گردنیں روشن کر دے گی''۔ (۲)

واقعہ

۶۵۴ھ میں مدینہ منورہ میں آگ کا ظہور... شیخ شہاب الدین ابو شامہ جو کہ اپنے زمانے کے شیخ المحدثین اور استاد المؤرخین تھے فرماتے ہیں کہ ۶۵۴ میں مدینہ کی سرزمین پر بعض وادیوں میں سے آگ نکلی، جس کی لمبائی چار فرسخ اور چوڑائی چار میل تھی وہ چٹانوں پر بہتی آئی حتیٰ کہ انہیں پگھلے ہوئے سیسے کی طرح کر دیا اور پھر کالے ڈامر کی طرح کر کے چھوڑتی اس کی روشنی اتنی زیادہ تھی کہ لوگ اس آگ کی روشنی میں تیماء تک سفر کرتے جاتے یہ آگ تقریباً ایک ماہ تک رہی۔ اہل مدینہ نے اس واقعے کو منضبط کیا اور اس پر اشعار بھی کہے ہیں۔

مجھے (ابن کثیر کو) قاضی القضاۃ صدر الدین علی بن قاسم حنفی قاضی دمشق نے اپنے والد شیخ صفی الدین جو مدرسہ حنفیہ بصرہ میں مدرس تھے کے حوالے سے بتایا کہ انہیں ایک اعرابی نے صبح اس رات کا قصہ بتایا کہ وہ بصرہ میں موجود تھا اور اس نے اور کئی لوگوں نے مشاہدہ کیا کہ اس رات اس آگ کی روشنی میں جو حجاز سے ظاہر ہو رہی تھی بصرہ کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن دیکھا۔

نبی کریم ﷺ کا آنے والے واقعات کی خبر دینا.. مسند احمد میں حضرت ابو زید انصاری (عمرو بن اخطب بن رفاعہ انصاری رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے (۳) کہ رسول ﷺ ہمیں فجر کی نماز پڑھا کر منبر پر تشریف لائے اور ظہر تک پھر عصر اور پھر مغرب کی نماز تک منبر پر خطبہ فرمایا اور ہمیں آنے والے واقعات کے بارے میں بتایا ہم میں زیادہ جاننے والے وہ رہے جن کا حافظہ اچھا تھا''۔

قیامت تک آنے والے اور گزشتہ واقعات کی طرف اشارہ نبوی ﷺ.. بخاری کتاب ''بدء الخلق'' میں حضرت عمر بن خطاب

---

(۲) ابو داؤد کتاب الملاحم، باب قیام الساعۃ حدیث نمبر ۴۳۵۰، کنز العمال حدیث نمبر ۳۴۴۸۶، مشکوٰۃ شریف حدیث نمبر ۵۵۱۴

(۲) بخاری: کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۱۱۸، مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۲۷۱۸ (۳) مسلم شریف کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۱۹۲

رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہو کر ابتداء خلق سے لے کر آخر تک کے حالات و واقعات ہمیں سنائے حتیٰ کہ اہل جنت اور اہل جہنم کے اپنے اپنے ٹھکانوں میں دخول تک کے حالات سنائے چنانچہ ہم سے بعض کو یاد رہے اور بعض بھول گئے''۔

ابو داؤد میں بھی کتاب الفتن کے شروع میں یہ روایت ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے سوائے تذکرہ قیامت کے آپ ﷺ نے کوئی بات ایسی نہیں چھوڑی جو بیان نہ فرمائی ہو، کچھ تو یاد رہا کچھ بھول گئے۔ آپ ﷺ کے صحابہ کو وہ بات اس طرح یاد رہی کہ جب وہ پیش آئے تو یاد آ جائے جیسے کوئی شخص کسی کا چہرہ جانتا ہو اور پھر بہت عرصے کے بعد اسے دیکھے تو یاد آ جائے۔ [1]

دنیا تھوڑی سی باقی رہ گئی ہے، ارشاد نبوی ﷺ...... بخاری و مسلم میں جریر عن الاعمش کے طریق اور مسند احمد میں عبد الرزاق کی سند سے روایت ہے کہ حضرت ابو سعید فرماتے ہیں کہ ''نبی کریم ﷺ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی اور پھر غروب شمس تک وعظ فرمایا اور اس میں قیامت تک کے واقعات بیان کئے۔ یاد رکھنے والوں نے یاد رکھا کچھ بھول گئے۔ آپ ﷺ نے جو فرمایا اس کے کچھ الفاظ یہ تھے۔

''اے لوگو یہ دنیا بڑی میٹھی اور سرسبز ہے اللہ نے تمہیں یہاں بسایا ہے اور دیکھ رہا ہے کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو دنیا سے بچو اور عورتوں سے بچو پھر فرمایا ''سورج غروب ہونے کے قریب ہے اور دنیا کے ختم ہونے میں اتنا وقت باقی ہے جتنا سورج غروب ہونے میں باقی ہے''۔ [2]

قیامت کی تعیین اور دنیا کی تحدید پر مشتمل اسرائیلی روایات بے بنیاد ہیں۔ ...اس طرح دنیا کے گذشتہ ایام کی مقدار اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور بعض اسرائیلی روایات جن میں گذشتہ ایام کی تحدید چند ہزار اور چند سو سالوں کے ساتھ کی گئی ہے، وہ سب بے بنیاد ہیں بے شمار علماء نے ان روایات کے بے بنیاد ہونے پر بحث کی ہے اور ایسی روایات غلط کہلائے جانے کی لائق بھی ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ ''دنیا کے جمعوں میں سے ایک جمعہ ہے''۔ [3] اس حدیث کی سند صحیح نہیں ہے اور اسی طرح قیامت کے وقت کی تعیین والی احادیث بھی صحیح نہیں ہیں۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> ''یہ لوگ آپ سے قیامت کے وقوع کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ انہیں کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو بس میرے پروردگار کے ہی پاس ہے اسے اس کے وقت پر سوائے اللہ کے کوئی ظاہر نہیں کریگا۔ بھاری حادثہ ہے وہ آسمانوں اور زمین میں، وہ تم پر محض اچانک آ ئے گی یہ لوگ تو آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں جیسے کہ گویا آپ کو اس کی پوری تحقیق ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو صرف میرے رب کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ (یہ بھی) نہیں جانتے۔'' (الاعراف آیت نمبر ۱۸۷)

قیامت کے قرب کے بارے میں آیات قرآنیہ بکثرت وارد ہوئی ہیں مثلاً

سورۃ قمر میں ہے۔ قیامت نزدیک آ گئی اور چاند شق ہو گیا۔ اس طرح صحیح حدیث شریف میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ ''میں اور قیامت اس طرح (اس فاصلے سے) بھیجے گئے ہیں (یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کو کھول کر اشارہ فرمایا)۔ [4]

قیامت کی نزدیکی۔ ایک روایت میں ہے کہ ''قریب تھا کہ قیامت مجھ سے پہلے ہی آ جاتی'' اس ارشاد سے گذشتہ ایام کی بہ نسبت آنے والے وقت کی کمی کا اشارہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> ''لوگوں کے حساب کا وقت قریب آ گیا اور وہ منہ موڑے غفلت میں پڑے ہیں۔'' (سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۱)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

(۱) بخاری کتاب القدر حدیث نمبر ۶۶۰۴، مسلم حدیث نمبر ۷۱۹۲، ابو داؤد حدیث نمبر ۴۲۴۰ (۲) ترمذی کتاب الفتن حدیث نمبر ۲۱۹۱، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۰۰، مسند احمد نمبر ۷/۳ و صفحہ ۱۹/۳ (۳) طبری صفحہ ۱۰/۱

(۴) بخاری کتاب الرقاق حدیث نمبر ۶۵۰۴، مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۳۳۰، ترمذی کتاب الفتن حدیث نمبر ۲۲۱۴

''اللہ کا حکم آنے ہی والا ہے لھذا اُسے جلدی مت مانگو۔'' (النحل آیت نمبر۱)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''قیامت کو لوگ جلدی مانگتے ہیں جو اس پر ایمان نہیں رکھتے اور جو ایمان رکھتے ہیں وہ اس سے ڈرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ حق ہے۔'' (الشوریٰ آیت ۱۸)

مسلمان کا حشر اپنے پسندیدہ لوگوں کے ساتھ ہوگا۔۔ صحیح حدیث میں ہے کہ ایک دیہاتی شخص نے نبی کریم ﷺ سے قیامت کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''وہ آنے والی ہے تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی؟ تو اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے بہت سی نمازوں اور اعمال کے ذریعے تو تیاری نہیں کر رکھی مگر میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا ''جن کو تو پسند کرتا ہے ان کے ساتھ ہوگا۔[1] مسلمان جتنے خوش یہ ارشاد سن کر ہوئے اتنے کسی چیز سے نہیں ہوئے۔

جو مر گیا اس کی قیامت آ گئی۔۔ بعض احادیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ سے قیامت کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ کسی مرنے والے کو پکڑتی ہے تو تمہاری قیامت تم تک پہنچ جاتی ہے۔[2]

اس حدیث کا مطلب دنیاوی دور ختم ہونا اور عالم آخرت میں داخل ہونا ہے۔ یعنی جو شخص مر گیا وہ آخرت کے حکم میں داخل ہو گیا۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو مر گیا اس کی قیامت آ گئی۔ یہ بات اس معنی میں درست ہے۔

مگر بعض ملحدین یہ الفاظ کہتے ہیں اور اس سے دوسرا باطل مطلب لیتے ہیں۔ لیکن ساعت عظمٰی یعنی قیامت پہلے اور بعد والے تمام لوگوں کے ایک جگہ اجتماع کا وقت ہے۔ بس اتنی بات اللہ تعالیٰ نے قیامت کے وقت کے بارے میں فرمائی ہے۔

پانچ چیزوں کا علم سوائے اللہ کے کسی کو نہیں۔۔۔۔۔ جیسا کہ حدیث میں ہے فرمایا پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔[3] پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''بیشک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، وہ ہی بارش نازل کرتا ہے اور پیٹ کے اندر موجود بچے کے بارے میں جانتا ہے، کسی نفس کو یہ علم نہیں کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی نفس یہ نہیں جانتا کہ وہ کس جگہ مرے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والے باخبر ہیں۔'' (لقمان آیت نمبر۳۴)

رسول اللہ ﷺ کو بھی یہ علم نہیں تھا کہ قیامت کب آئے گی؟۔۔ جب جبرئیل ؑ نے ایک دیہاتی کی شکل میں آکر آپ ﷺ سے اسلام، ایمان اور پھر احسان کے بارے میں سوال کیا آپ ﷺ نے اس کا جواب دیا۔ پھر انہوں نے قیامت کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ''جس سے سوال کیا گیا ہے وہ اس بارے میں سائل سے زیادہ نہیں جانتا''۔[4] تو اس پر انہوں نے سوال کیا کہ پھر مجھے اس کی نشانیاں بتایئے؟ چنانچہ آپ ﷺ نے اس کا جواب دیا جو کہ تفصیل سے آگے آ رہا ہے۔

فتنوں کا اجمالی ذکر اور پھر اس کی تفصیل بخاری میں ابو ادریس خولانی سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت حذیفہ یمانی کو یہ کہتے سنا کہ لوگ رسول اکرم ﷺ سے خیر کے بارے میں پوچھا کرتے اور میں شر کے بارے میں سوال کرتا تھا۔ مجھے خوف تھا کہ کہیں میں شر میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ چنانچہ میں نے خدمت نبوی ﷺ میں عرض کیا۔

یا رسول اللہ! ہم لوگ پہلے جاہلیت اور شر میں مبتلا تھے، اللہ تعالیٰ نے یہ خیر (اسلام) عطا فرما دی۔ کیا اس خیر کے بعد کوئی شر آئے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ میں نے پوچھا پھر اس شر کے بعد خیر آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ ہاں مگر اس میں دخن (اخلاص کی کمی) ہوگی۔ پوچھا کہ دخن کیسی

(۱) بخاری کتاب الادب حدیث نمبر ۶۱۷۱، مسلم حدیث نمبر ۶۶۵۴ (۲) بخاری کتاب الادب حدیث نمبر ۶۱۶۷، مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۳۳۸، مسند احمد صفحہ ۳/۱۹۲ (۳) بخاری کتاب الاستسقاء، مسند احمد صفحہ ۲/۳۵۳ (۴) بخاری: ۵۰۔ مسلم: ۹۷

ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قوم میرے راستے کو اختیار کیے بغیر چلے گی اور جانے انجانے پر عمل کرے گی۔ میں نے پوچھا کیا پھر اس خیر کے بعد شر ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ جہنم کے دروازے پر کھڑے لوگ دوسروں کو اپنی طرف بلائیں گے اور جب کوئی ان کے پاس جائے گا تو وہ اسے جہنم میں پھینک دیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے ان کی نشانی بتا دیجئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ ہمارے قبیلے میں سے ہوں گے اور ہماری زبان بولیں گے۔ پوچھا کہ میں اگر ان کو پالوں تو کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ جڑے رہنا۔ میں نے پوچھا اگر مسلمانوں کی جماعت اور ان کا امام نہ ہو تو؟ فرمایا کہ تمام فرقوں سے الگ رہنا اور اگر کسی درخت کی جڑ میں بھی پناہ مل سکے تو وہیں رہنا حتیٰ کہ تجھے موت آجائے۔ اور تو اسی حال پر ہو"۔

بخاری و مسلم میں یہ روایت محمد بن مثنیٰ کی سند سے بھی آئی ہے۔

ابتداء کی طرح اسلام کے اجنبی حالت میں دوبارہ لوٹنے کا ذکر..... صحیح روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام اجنبی حالت میں شروع ہوا تھا اور دوبارہ اجنبی حالت میں لوٹے گا جیسا کہ شروع میں تھا لہٰذا "غرباء" اجنبیوں کے لیے خوشخبری ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مختلف قوموں سے اسلام آہستہ آہستہ یوں ختم ہو جائے گا جیسے کنوؤں سے پانی ختم ہوتا ہے۔

امت کا تفرقہ..... ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہود اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ یہ روایت ابوداؤد میں بھی ہے۔

فتنوں سے امت کے تقسیم ہونے اور تجارت کے لیے مسلمانوں کی جماعت سے جڑے رہنے کا اشارہ نبوی ﷺ

ابن ماجہ ہی میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"یہود اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے ان کا ایک فرقہ جنت اور باقی ستر جہنم میں گئے۔ نصاریٰ بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے۔ اکہتر جہنم میں اور ایک فرقہ جنت میں گیا۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میری امت یقیناً تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی ایک فرقہ جنت میں اور باقی بہتر جہنم میں جائیں گے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ جنتی فرقہ آپ کسے سمجھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا (مسلمانوں کی) جماعت کو"۔

اس حدیث کی سند مناسب ہے۔ اگرچہ ابن ماجہ اس میں منفرد ہیں۔

ابن جماعۃ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "بنی اسرائیل اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے اور میری امت بہت فرقوں میں تقسیم ہوگی اور ایک کے سوائے سب جہنم میں جائیں گے اور وہ ایک فرقہ جماعت ہوگی۔[1]

اس روایت کی اسناد بھی قوی اور شرط صحیح پر ہیں ابن ماجہ اس میں منفرد ہیں۔ امام ابوداؤد نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے نقل کیا ہے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے ایک دن خطبے میں فرمایا کہ رسول اکرم نے ایک مرتبہ خطاب فرمایا کہ:

تم سے پہلے اہل کتاب بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے اور یہ ملت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی، بہتر جہنم میں اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا اور وہ "جماعت" ہے۔[2]

مستدرک حاکم میں یوں ہے کہ جب صحابہ نے پوچھا کہ جنتی فرقہ کون لوگ ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"وہ اس طریقے پر ہوں گے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں"۔

اس سے پہلے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گذر چکی ہے کہ فتنوں سے بچنے کا راستہ جماعت کی اتباع اور فرمانبرداری کا التزام ہے۔

---

(۱) ترمذی کتاب الایمان، ابن ماجہ کتاب الفتن، مسند احمد صفحہ ۳/۱۴۵۔ (۲) ابوداؤد حدیث نمبر ۴۵۹۷، سنن دارمی صفحہ ۲/۲۴۱، کتاب السیر۔

امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی..... ابن ماجہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ''میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔ اگر تم کوئی اختلاف دیکھو تو تم پر سواد اعظم کی اتباع لازم ہے۔''(۱)

لیکن یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ معاذ بن رفاعہ سلامی کو بہت سے ائمہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ بعض روایات میں ''السواد الاعظم الحق واھلہ'' کے الفاظ آئے ہیں اور اہل حق امت کی اکثریت کا نام ہے۔ پہلے زمانے میں تو ایسا کوئی گروہ نہیں ہوتا تھا جو بدعت پر قائم ہو۔ مگر بعد کے زمانوں میں ہے اور ایک جماعت حق کو قائم رکھے گی منہدم ہونے نہ دے گی۔

خواہشات اور فتنوں کے دور میں لوگوں سے الگ ہوجانے کا حکم..... حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ الفاظ گذرے کہ ''اگر ان کا امام اور جماعت نہ ہو تو؟ فرمایا کہ تمام فرقوں سے علیحدہ ہوجا اور اگر تجھے کسی درخت کی کھوہ میں بھی پناہ ملے تو لے لینا حتیٰ کہ اسی حالت میں موت آجائے۔

ایک حدیث صحیح بھی گذری کہ اسلام اجنبی حالت میں شروع ہوا تھا اور عنقریب اجنبی ہوکر لوٹ جائے گا۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ روئے زمین پر ایک بھی شخص اللہ اللہ کہنے والا باقی ہے۔ (۲)

مقصود یہ ہے کہ جب فتنے ظاہر ہوں تو لوگوں سے الگ ہونا ہی بہتر ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث میں بھی ہے کہ:

جب کمینوں کو حاکم، خواہشات پر عمل ہوتے، اور ہر شخص کو اپنی رائے پر ناز کرتے دیکھو تو تم پر لازم ہے کہ اپنی فکر کرو اور عوام کے معاملے کو چھوڑ دو۔ (۳)

بخاری میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب مسلمان کا بہترین مال بکریوں کا ریوڑ ہوگا جسے لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلا جائے جہاں بارش کا پانی میسر ہوتا ہے کہ وہ اپنے دین کو فتنوں سے محفوظ رکھ سکے۔ (۴)

ایسے وقت میں فتنوں سے بچنے کے لئے موت کی دعا بھی مانگی جاسکتی ہے اگرچہ عام حالات میں منع ہے۔

موت کی تمنا کرنے کی ممانعت..... مسند احمد میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے، موت آنے سے پہلے نہ مانگے کیونکہ اگر وہ مرگیا تو اعمال منقطع ہوجائیں گے اور مومن کی عمر کا زیادہ ہونا بھلائی ہی بڑھائے گا۔ (۵)

فتنوں کے وقت موت مانگنے کے جواز کی دلیل مسند احمد کی حدیث ہے جو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں ہے ''اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں نیک اعمال کا۔ اور یہ کہ، مجھ پر رحم کردے، اور یہ کہ جب تو کسی قوم پر فتنے کا ارادہ کرے تو مجھے فتنہ میں مبتلا کئے بغیر اٹھا لے (موت دے دے) اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور تجھ سے محبت کرنے والوں کی محبت اور تیری محبت سے قریب کرنے والے ہر عمل کی محبت۔ (۶)

یہ احادیث اس طرف اشارہ کرتی ہیں کہ ایک سخت زمانہ آئے گا جس میں حق قائم کرنے والی جماعت نہ ہوگی یا تو پوری زمین پر کہیں نہ ہوگی یا کچھ علاقوں میں نہ ہوگی۔

علماء کی وفات سے علم کا اٹھایا جانا...... حدیث صحیح میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علم کو اچانک یونہی نہیں اٹھائے گا کہ وہ لوگوں کے اندر سے علم کو کھینچ لے بلکہ علم کو موت کی صورت میں اٹھائے گا حتیٰ کہ کوئی عالم باقی نہ رہے

(۱) ابن ماجہ کتاب الفتن حدیث نمبر ۳۹۵۰، کنز العمال حدیث نمبر ۹۰۹۔ (۲) مسلم شریف کتاب الامارۃ۔ حدیث نمبر ۱۶۷۴۔

(۳) تفسیر طبری صفحہ ۶۳/۳۔ مستدرک حاکم صفحہ ۴/۴۹۵، اتحاف سادۃ المتقین صفحہ ۸/۴۰۸ (۴) بخاری کتاب الایمان۔ ابوداؤد کتاب الملاحم۔ نسائی کتاب الایمان۔ ابن ماجہ، الفتن (۵) مسلم شریف کتاب الذکر والدعاء۔ مسند احمد صفحہ ۲/۳۵۰۔ مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۲۳۶

(۶) ترمذی کتاب التفسیر (سورۃ ص) مؤطا امام مالک کتاب القرآن۔ مسند احمد صفحہ ۵/۲۴۳ (۷) بخاری کتاب العلم، مسلم حدیث نمبر ۶۷۲۳

گا اور لوگ اپنا پیشوا جاہلوں کو بنالیں گے جو بغیر علم کے فتوی دیں گے اور خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (۷)

ایک جماعت قیامت تک حق کو قائم رکھنے والی موجود رہے گی...... ایک اور حدیث میں ہے:

میری امت میں ایک ایسی جماعت موجود رہے گی جو حق پر قائم ہوگی، ان کو رسوا کرنے والے ان کا کچھ بگاڑ نہ سکیں گے اور نہ مخالفت کرنے والے۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی اور وہ اسی حالت پر موجود ہوگی۔ (۱) صحیح بخاری کے الفاظ ہیں کہ وہ لوگ (اسی حق) پر ڈٹے ہوں گے۔

ہر سو سال بعد تجدید کرنے والے شخص کی پیدائش کی پیش گوئی ۔ عبداللہ بن مبارک اور دیگر سند سے نیز ابو داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

بیشک اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر سو سال کے بعد اس شخص کو بھیجے گا جو اس دین کے کام کی تجدید کرے گا۔ (۲)

ہر قوم یہ دعوی کرتی ہے کہ ان کا سردار (یا بڑا عالم) مجدد ہے ظاہری بات یہ ہے (اور اللہ ہی کو اس کا صحیح علم ہے) کہ حدیث اس طرح عام ہے کہ ہر جماعت کے اہل علم، ہر صنف کے علماء، مفسرین، محدثین، فقہاء، نحویین وغیرہ مراد ہو سکتے ہیں۔

قبض علم کی حدیث میں یہ جو کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں کے سینوں سے نہیں کھینچے گا" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ علم ہبہ کرنے کے بعد واپس نہیں لے گا۔

قیامت کی بعض نشانیاں

ابن ماجہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ارشاد منقول ہے کہ کیا میں تمھیں ایک ایسی بات نہ بتاؤں جو میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنی تھی اور میرے بعد تمھیں کوئی اور بیان نہ کرے گا"۔

میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے چند یہ ہیں کہ علم اٹھ جائے گا جہالت ظاہر ہوگی، زنا عام ہو جائے گا، شراب پی جائے گی، مرد کم ہو جائیں گے اور عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ حتیٰ کہ پچاس عورتوں کی کفالت ایک مرد کرے گا۔ (۳) صحیحین میں یہ حدیث حضرت عبدربہ کے حوالے سے آئی ہے۔

آخری زمانے میں لوگوں سے علم اٹھ جائے گا.. سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"قیامت سے پہلے ایسا زمانہ آئے گا جس میں علم اٹھ جائے گا، جہالت پھیل جائے گی اور ھرج "قتل" کی کثرت ہوگی اور ھرج "قتل" ہے۔" (۴)

(بخاری و مسلم عن الاعمش ایضاً)

نیز سنن ابن ماجہ میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اسلام کا اثر اس طرح (آہستہ آہستہ) ختم ہوتا چلا جائے گا جیسا کہ کپڑوں (سے بیل بوٹوں) کے نشانات۔ حتیٰ کہ کسی کو روزہ نماز اور عبادات کا پتہ نہ ہوگا اور نہ صدقے کا۔ کتاب اللہ کو ایک رات میں بھلا دیا جائے گا۔ چنانچہ زمین پر ایک آیت بھی باقی نہیں رہے گی لوگوں کے بہت سے گروہ بوڑھوں اور بوڑھیوں کے ہوں گے جو کہیں گے کہ ہم نے اپنے ماں باپ کو کلمہ "لا الہ الا اللہ" پڑھتے دیکھا تھا، اور انھیں پتہ نہ ہوگا کہ نماز، روزہ عبادت اور صدقہ کیا ہے؟"

اس پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ سوال کرنے کی کوشش کی مگر آپ ﷺ نے یہی جواب دیا مگر تیسری مرتبہ فرمایا کہ (یہی چیز) ان کو

---

(۱) بخاری (کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ) مستدرک حاکم صفحہ ۴/۵۲۲۔ (۲) ابو داؤد کتاب الملاحم، مستدرک حاکم صفحہ ۴/۴۲۲

(۳) بخاری کتاب العلم حدیث نمبر ۸۱، مسلم حدیث نمبر ۶۷۲۷ (۴) بخاری کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۰۶۲، مسلم حدیث نمبر ۶۷۲۹، ترمذی کتاب الفتن۔

(۵) حلیۃ الاولیاء صفحہ ۱۲۶/۷، اسماء وصفات بیہقی صفحہ ۱۰۵

جہنم سے نجات دلا دے گی“۔ (یعنی ہمیشہ جہنم میں رہنے سے بچالے گی (کلمہ کی پہچان) تین مرتبہ فرمایا۔ (۵)

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آخری زمانے میں علم اٹھ جائے گا حتیٰ کہ قرآن کو سینوں اور مصاحف سے بھلا دیا جائے گا اور لوگ بغیر علم کے رہ جائیں گے اور کچھ بوڑھے لوگ کہیں گے کہ ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا تھا جو ”لا الٰہ الا اللہ“ اللہ کے قرب کے لئے پڑھتے تھے یہ ہی کہنا ان کو فائدہ دے جائے گا حالانکہ ان کے پاس کوئی نیک عمل یا علم نافع نہ تھا۔

حدیث میں جو نجات کا ذکر ہے اس سے یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ جہنم ان سے بالکل دور کر دی جائے گی۔ کیونکہ وہ علم نہ ہونے کے باعث مکلف نہیں رہے۔ واللہ اعلم۔ اور یہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ دخول جہنم کے بعد نجات مل جائے۔ یہ قول اس حدیث قدسی کے مطابق ہے جس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”میری عزت وجلال کی قسم میں ہر اس شخص کو جہنم سے نکال دوں گا جس نے کبھی بھی ”لا الٰہ الا اللہ“ کہا ہو۔ (۱)

اس کا ذکر شفاعت کے بیان میں تفصیل سے آئے گا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی دوسری قوم ہو۔ واللہ اعلم۔ بہرحال مقصود یہ ہے کہ آخر زمانہ میں جہل کی کثرت ہوگی اور علم اٹھ جائے گا۔ اس حدیث میں اس بات کی اطلاع ہے کہ جہل پھیل جائے گا یعنی اس زمانے کے لوگوں میں جہل ڈال دیا جائے گا اور یہ رسوائی کی بات ہے (نعوذ باللہ منہ) اور یہ لوگ اسی حالت میں رہیں گے حتیٰ کہ دنیا ختم ہو جائے گی۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ ایک اللہ اللہ کہنے والا بھی زندہ ہے اور یہ برے لوگوں پر قائم ہوگی۔ (۲)

آخری زمانے کی چند برائیوں کی طرف اشارہ نبوی ﷺ اگرچہ بعض ہمارے زمانے میں بھی پائی جاتی ہیں

۱۔۔۔ ابن ماجہ کتاب الفتن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہماری جانب متوجہ ہو کر فرمایا۔

اے مہاجرین کی جماعت! پانچ خصلتیں اگر تم اس میں مبتلا ہو گئے تو ”اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ تم اس میں مبتلا ہو جاؤ“ کوئی فحاشی کسی قوم میں اس وقت تک پھیلتی حتیٰ کہ وہ اسے اعلانیہ نہ کریں (جب ایسا ہوگا) تو ان میں ایسے طاعون اور قحط واقع ہوں گے جو پہلے ان کے اسلاف میں واقع نہ ہوئے ہوں گے۔ جب لوگ ناپ تول میں کمی کریں گے تو ان پر آفات قحط، سختی، اور بادشاہوں کے ظلم کے عذاب واقع ہوں گے۔ جب لوگ زکوٰۃ ادا نہ کریں گے تو آسمان سے بارشیں بند ہو جائیں گی اور اگر زمین پر جانور نہ ہوتے تو کبھی بارش نہ ہوتی۔ اور لوگ جب اللہ کے عہد کو توڑیں گے تو اللہ ان پر ان کے غیر میں سے دشمن مسلط کر دے گا جو ان کے اموال چھین لے گا۔ اور جب حکمران حکم کے مطابق فیصلے نہ کریں اور اللہ کے نازل کردہ احکام کا مذاق اڑائیں تو اللہ تعالیٰ ان کو خانہ جنگی میں مبتلا فرما دے گا۔ (۳)

۲۔ ترمذی میں محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

جب میری امت پندرہ خصلتیں اختیار کر لے گی تو ان پر مصائب آئیں گے پوچھا گیا ”یا رسول اللہ“ وہ خصلتیں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔

جب غنیمت چند ہاتھوں میں رہ جائے، امانت کو غنیمت سمجھ لیا جائے، زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھا جائے، مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے اور ماں کی نافرمانی کرے، دوست سے نیکی کرے باپ سے جفا کرے، مسجد میں آوازیں بلند ہونے لگیں۔ قوم کا سردار سب سے برا انسان ہو اور اس کے شر کے خوف سے اس کی عزت کی جائے۔ شراب پی جانے لگے، ریشم پہنا جائے، گانے بجانے والیاں اور گانا آلات رکھے جائیں اس امت کے بعد والے، پہلے زمانے کے بزرگوں پر لعن طعن کریں تو اس وقت لال آندھی یا دھنسنے کے عذاب یا چہروں کے مسخ ہونے کا انتظار کرو۔ (۴) (ھذا حدیث غریب)

حافظ ابوبکر بزار نے زید بن علی بن حسین کے حوالے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ”نبی کریم ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی، نماز کے بعد ایک شخص نے ان سے بلند آواز سے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ مگر آپ نے اس شخص کو ڈانٹ دیا اور چپ ہو گئے پھر جب اجالا ہو گیا تو آپ ﷺ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا کہ وہ ذات مبارک ہے جس نے اسے بلند کیا اور اس کا نظام بنایا۔ پھر آپ ﷺ نے زمین کی جانب

(۱) دیکھئے ابوالعاصم کی ”السنۃ“ ص ۳۹۶/۲۔ اساء وصفات بیہقی صفحہ ۱۳۵۔ (۲) مسلم شریف کتاب الایمان۔ مسند احمد ۱۶۲/۳۔ مستدرک ۴۹۵/۴

(۳) ابن ماجہ کتاب الفتن حدیث نمبر ۴۰۱۹ (۴) ابن ماجہ کتاب الفتن حدیث نمبر ۲۲۱۰

نظر کی اور فرمایا کہ زمین کو پھیلانے والی ذات مبارک ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کا سوال کرنے والا کہاں ہے؟ وہ شخص آپ ﷺ کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور کہا "میرے ماں باپ آپ پر قربان" میں نے آپ سے سوال کیا تھا؟ آپ ﷺ نے اسے جواب دیا کہ:

قیامت اس وقت آئے گی جب حکمرانوں کے ظلم وستم بڑھ جائیں، ستاروں کی تصدیق کی جائے اور تقدیر کو جھٹلایا جائے، امانت کو غنیمت سمجھ لیا جائے، صدقہ کو ٹیکس سمجھا جائے، فحاشی بڑھ جائے تو اس وقت تیری قوم ہلاک ہو جائے گی۔ (۱)

ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "جب غنیمت چند ہاتھوں میں رہ جائے، امانت غنیمت سمجھی جائے، زکوٰۃ کو ٹیکس جانا جائے، دین کے ماسوا کی تعلیم حاصل کی جائے، مرد بیوی کا مطیع اور ماں کا نافرمان ہو جائے، دوست سے نیکی کرے باپ سے سختی کرے، قبیلہ کی قیادت ان کے فاسق کے ہاتھ میں ہو، قوم کا سردار سب سے پیچ شخص ہو اور آدمی کی عزت اس کے شر کے خوف سے کی جائے، گانے والیوں اور گانے کے آلات عام ہو جائیں، شرابیں پی جائیں، اس زمانے کے لوگ پہلے زمانے کے بزرگوں پر لعن طعن کریں تو اس وقت لال آندھی، دھنسنے کے عذاب، چہروں کے مسخ ہونے یا پتھروں کی بارش کا انتظار کرو اور ان مصائب کا جو اس طرح پے در پے آئیں جیسے لٹکا دھاگہ ٹوٹنے سے موتی پے در پے گرتے ہیں"۔ (۲) (ھذا حدیث غریب)

ترمذی ہی میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "اس امت پر دھنسنے کا عذاب، مسخ ہونے اور پتھروں کی بارش کے عذاب آئیں گے"۔

ایک مسلمان نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! ایسا کب ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب گانے بجانے والیوں اور گانے کے آلات کی کثرت ہو اور شرابیں پی جائیں۔ (۳) (ھذا حدیث غریب)

ترمذی ہی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جب میری امت متکبرین کی چال چلنے لگے اور ان کا انداز فارس وروم کے شہزادوں جیسا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ برے لوگوں کو اچھے لوگوں پر مسلط کر دے گا۔ (۴)

صحیحین اور نسائی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہم قیامت کے دن پہلے لوگوں میں آخری لوگ ہوں گے اور جنت میں لوگوں سے پہلے داخل ہونے والے ہوں گے"۔

صحیح مسلم میں یہ الفاظ ہیں کہ ہم وہ پہلے ہوں گے جو جنت میں داخل ہوں گے۔ (۵)

حافظ ضیاء نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے ارشاد نبوی ﷺ نقل کیا ہے کہ "جنت تمام انبیاء پر میرے داخل ہونے سے پہلے حرام ہے، اور تمام امتوں پر میری امت کے داخل ہونے سے پہلے حرام ہے"۔

ابوداؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ "میرے پاس جبریل آئے اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت جنت میں داخل ہوگی۔ (۶)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری خواہش ہے کہ میں آپ کے ساتھ ہوں تا کہ اسے دیکھ لوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر میری امت کے تم پہلے شخص ہو گے جو جنت میں داخل ہو گے۔ (۷) (بخاری میں اس جگہ یہ الفاظ ہیں) کہ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تیری امت کے جن لوگوں کا حساب کتاب نہیں ہوگا انہیں دائیں دروازے سے داخل کر دو۔ اور دوسرے باقی دروازوں میں وہ لوگوں کے شریک ہوں گے۔ (۸)

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "جو اللہ کے راستے میں اپنا مال خرچ کرے گا وہ جنت کے سب دروازوں سے بلایا جائے گا۔ جنت کے کئی دروازے ہیں، نماز کی کثرت کرنے والوں کو باب الصلوٰۃ سے پکارا جائے گا۔ اہل صدقہ کو باب

(۱) مسند بزار حدیث نمبر ۳۳۰۹، مجمع الزوائد صفحہ ۳۲۸/۷، کنز العمال حدیث ۳۸۵۹۰ (۲) ترمذی کتاب الفتن حدیث نمبر ۲۲۱۱
(۳) ترمذی کتاب الفتن حدیث نمبر ۲۲۱۲ (۴) ترمذی کتاب الفتن حدیث نمبر ۲۲۶۱
(۵) بخاری کتاب الجمعہ حدیث نمبر ۲۱۲۲، مسلم حدیث نمبر ۱۹۷۷ (۶) الحاوی للفتاوی "سیوطی" صفحہ ۱۲۹
(۷) ابوداؤد، کتاب السنۃ حدیث نمبر ۳۶۵۲ (۸) بخاری۔ احادیث الانبیاء حدیث نمبر ۳۳۶۱، مسلم شریف حدیث نمبر ۴۴۳۴

الصدقہ سے اور اہل جہاد کو باب الجہاد سے۔ اور روزہ داروں کو باب الریان سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ ضروری ہے کہ ہر ایک کو اس کے دروازے سے بلایا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ مجھے امید ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو گے جنہیں ہر دروازے سے بلایا جائے گا۔ (۱)

صحیحین میں حضرت سہل بن سعد سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ ''جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک باب الریان ہے جس میں کثرت سے روزے رکھنے والے داخل ہوں گے اور ان کے داخل ہونے کے بعد دروازہ بند کر دیا جائے گا اور پھر کوئی اس سے داخل نہ ہو گا۔ (۲)

جنت میں امیروں سے پہلے غریبوں کے داخل ہونے کی پیشنگوئی۔ مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''غریب مسلمان جنت میں امیروں سے آدھے دن پہلے داخل ہوں گے۔ اور آدھا دن پانچ سو سال کا ہے۔ (۳) (یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی ہے)

''غریب مومن، امیروں سے آدھے دن پہلے جنت میں جائیں گے اور (آدھا دن) پانچ سو سال کا ہو گا (مخلص)

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی مروی ہے کہ:

''غریب مہاجرین، قیامت کے دن مالداروں سے سبقت لے جائیں گے (یعنی جنت میں) چالیس سال پہلے (جائیں گے)''۔ (۴)

مسلم شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ جنت کے دروازے پر دو مومنوں کی ملاقات ہو گی۔ ایک غریب اور ایک مالدار کی۔ غریب تو جنت میں داخل ہو جائے گا مگر امیر کو روک لیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ مرضی کے مطابق جتنے بھی عرصے کے بعد وہ جنت میں داخل ہو گا۔ پھر وہاں اس غریب سے ملے گا تو غریب پوچھے گا کہ بھائی تم کہاں رہ گئے تھے میں تمہارے بارے میں ڈرنے لگا تھا۔ وہ کہے گا کہ تمہارے جانے کے بعد مجھے روک لیا گیا اور اندر داخل ہونے تک کے زمانے میں میرا اتنا پسینہ بہا کہ اگر ایک ہزار اونٹ کھٹے پودے اور گھاس کھا کر پانی پیتے تو ان کی کھٹاس کو وہ پانی دور کر دیتا۔ (۵)

صحیحین میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی مروی ہے کہ میں نے جنت کے دروازے پر کھڑا ہو کر دیکھا تو جنت میں زیادہ مساکین (غریب لوگ) تھے اور پھر جہنم کے دروازے کھڑے ہو کر دیکھا تو اکثریت عورتوں کی تھی۔ (۶)

بخاری میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ میں نے جنت میں دیکھا تو زیادہ تر مساکین کو پایا اور جہنم میں دیکھا تو زیادہ تر عورتوں کو پایا۔ (۷)

مسلم شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی انہی الفاظ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے ''مؤطا امام مالک میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

''جب تمہارے امراء تمہارے اچھے لوگوں میں سے ہوں، نقباء سخی ہوں اور معاملات مشورے سے طے ہوتے ہیں تو زمین کے اوپر کا حصہ اس کے اندر سے اچھا ہے اور جب امراء برے لوگوں میں سے ہوں، مالدار کنجوس ہوں اور معاملات عورتوں کے حوالے ہو جائیں تو زمین کا پیٹ اس کے اوپر سے بہتر ہے''۔ (۸)

مسند احمد میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی مروی ہے کہ:

''مضر (قبیلہ) اللہ کے بندوں کو ضرور ماریں گے حتیٰ کہ اللہ کی عبادت نہ کریں گے اور پھر مومنین مضر کی پٹائی کریں گے حتیٰ کہ

---

(۱) بخاری حدیث نمبر ۱۸۹۷، مسلم حدیث نمبر ۲۳۶۸
(۲) بخاری حدیث نمبر ۱۷۹۶، مسلم حدیث نمبر ۲۷۰۳
(۳) ترمذی کتاب الزہد حدیث نمبر ۲۳۵۴، مسند احمد صفحہ ۲/۳۴۳
(۴) مسلم کتاب الزہد حدیث نمبر ۷۳۸۸، مسند احمد صفحہ ۳،۱۶۹
(۵) مسند احمد صفحہ ۱/۳۰۴
(۶) بخاری کتاب النکاح حدیث نمبر ۵۱۹۶، مسلم حدیث نمبر ۶۸۷۲
(۷) حوالہ بالا
(۸) ترمذی کتاب الفتن حدیث نمبر ۲۲۶۶
(۹) مسند احمد صفحہ ۳/۸۷

وہ انہیں روک نہیں سکیں گے"۔ (۹)

مسند احمد ہی میں حضرت انس سے ارشاد نبوی مروی ہے کہ "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک لوگ مساجد میں فخر نہ کرنے لگیں۔ (۱)

یہ حدیث ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں حماد بن سلمہ کی سند سے مروی ہے ابوداؤد میں قتادہ کی سند سے اتنی بات زیادہ منقول ہے کہ:

"صحرا بوں کو سجایا جائے اور دل فخر و تکبر سے بھر جائیں"۔

مسند احمد میں علیم نامی راوی سے مروی ہے کہ ہم کسی جگہ بیٹھے تھے وہاں ایک صحابی (راوی یزید بن مروان کہتے ہیں کہ وہ میرا خیال ہے کہ عنس رضی اللہ عنہ غفاری ہیں) بھی تھے لوگ طاعون کی وجہ سے جارہے تھے تو عنس رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ اے طاعون مجھے پکڑ لے (تین مرتبہ کہا) تو علیم نے کہا ایسا مت کہو کیا تم نے رسول اکرم ﷺ کی وہ حدیث نہیں سنی؟ کہ کوئی موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ موت کے بعد عمل منقطع ہو جاتے ہیں" تو حضرت عنس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ:

"جلد موت کو ترجیح دو جب بے وقوفوں کی حکومت ہو، پولیس کی کثرت ہو، حکموں کی خرید و فروخت ہو، برائی کو ہلکا سمجھا جائے، قطع رحمی کی جائے اور ایسے لوگ پیدا ہو جائیں جو قرآن کریم کو گانے بجانے کے آلات کی طرح بنالیں اور لوگوں کے سامنے اس سے کھیل کود کے لیے لائیں۔ اگرچہ یہ لوگ ان سے سمجھ میں کم ہوں"۔ (۲)

فصل

آخری زمانے میں "مہدی" کی پیشنگوئی...... یہ مہدی خلفاء راشدین اور ائمہ مہدیین میں سے ہیں۔ یہ وہ منتظر مہدی نہیں جسے رافض نے گھڑ رکھا ہے جو ان کے خیال میں سامرا کے ایک غار سے برآمد ہوگا۔ اس عقیدے کی کوئی حقیقت اور کوئی نقلی آثار موجود نہیں۔ البتہ جسے ہم بیان کررہے ہیں اس کا ذکر بے شمار احادیث میں موجود ہے۔

کہ وہ آخری زمانے میں ہوگا اور غالب یہ ہے کہ اس کا ظہور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول سے پہلے ہوگا۔

حضرت مہدی کی آمد کی احادیث...... مسند احمد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

(آخری زمانے میں) اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی ہوگا، اللہ تعالیٰ ایک ایسے شخص کو بھیجے گا جو اس دنیا کو عدل سے اس طرح بھر دے گا جیسے اس سے پہلے ظلم سے بھری ہوگی۔ (۳)

ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اور امام ابوداؤد نے سنن میں اور امام احمد نے مسند میں محمد ابن الحنفیہ کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

مہدی ہمارے اہل بیت میں سے ہوگا اور اللہ تعالیٰ اسے ایک رات میں اس لائق بنادیں گے۔ (۴)

ابن ماجہ اور مسند احمد وغیرہ میں ابو اسحاق سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مذکورہ الفاظ ارشاد فرمائے اور پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ "میرا یہ بیٹا سردار ہے جیسا کہ اسے نبی کریم ﷺ نے سردار فرمایا ہے۔ اس کی صلب سے ایک شخص جس کا نام تمہارے نبی ﷺ کے نام پر ہوگا جو اخلاق میں نبی کریم ﷺ کے مشابہ ہوگا۔ البتہ صورت میں مشابہ نہ ہوگا۔ (پھر آپ نے زمین کو عدل سے بھر دینے والا ارشاد فرمایا)

امام ابوداؤد سجستانی نے باقاعدہ اس موضوع پر الگ باب قائم کرکے اس کے شروع میں حضرت جابر بن سمرہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "یہ دین اس وقت تک قائم رہے گا جب تک کہ تم پر بارہ خلیفہ نہ آجائیں۔ ان میں سے ہر ایک امت کو مجتمع کرکے رکھے گا۔ (۵)

---

(۱) ابوداؤد کتاب الصلوۃ حدیث نمبر ۴۴۹ (۲) مسند احمد صفحہ ۳/۴۹۴

(۳) ابوداؤد کتاب المهدی حدیث نمبر ۴۲۸۲، مسند احمد صفحہ ۹۹/۱، ترمذی ماجاء فی المهدی حدیث نمبر ۲۲۳۰

(۴) ابن ماجہ کتاب الفتن حدیث نمبر ۴۰۵۸، الدر المنثور صفحہ ۶/۸۵ (۵) سنن ابوداؤد کتاب المهدی حدیث نمبر ۴۲۱۱، بیہقی دلائل النبوۃ صفحہ ۶/۵۲۰

ایک اور روایت میں قائم کے بجائے عزیز حادی کے الفاظ آئے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر لوگوں نے تکبیر کہی اور شور مچانے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے بہت ہلکے الفاظ ادا کئے تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ ﷺ نے کیا فرمایا؟ تو انہوں نے بتایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

''وہ سب قریش سے ہوں گے''۔

''ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ گھر تشریف لے گئے تو قریش کے لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور پوچھا کہ پھر کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر لوگوں میں ضعف آ جائے گا''۔

سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ ''اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اس دن کو طویل فرما کر اس میں ایک شخص کو جو مجھ سے یا میرے اہل بیت سے ہوگا'' مبعوث فرمائیں گے اس کا نام میرے نام پر اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے موافق ہوگا (فطر کی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ) وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسا کہ اس سے پہلے ظلم وجور سے بھری ہوگی۔

حضرت سفیان کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص عرب کا مالک بن جائے۔ جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا۔ (۱)

اسی طرح مسند احمد اور ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد نبوی مروی ہے کہ:

''میرے اہل بیت میں سے ایک شخص والی ہوگا جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا''۔ (۲)

عاصم کہتے ہیں کہ ابو عاصم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی نقل کیا ہے کہ

''اگر دنیا کا صرف ایک دن بھی باقی ہو تب بھی اللہ تعالیٰ اسے طویل کر دیں گے۔ حتیٰ کہ میرے اہل بیت سے ایک شخص والی بنے جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا'' (ہذا حدیث حسن صحیح)

ابوداؤد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی مروی ہے کہ:

''مہدی مجھ میں سے ہوگا، چوڑی پیشانی، اونچی ناک والا ہوگا جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسا کہ پہلے ظلم وجور سے بھری ہوگی۔ وہ سات سال تک زمین کا مالک رہے گا''

سنن ابوداؤد میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ:

''مہدی میری نسل میں سے فاطمہ کی اولاد میں سے ہوگا''۔ (۳)

ابن ماجہ اور ابوداؤد میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ:

''خلیفہ کی وفات کی وجہ سے اختلاف ہو جائے گا تو ایک شخص اہل مدینہ میں سے بھاگ کر مکہ آ جائے گا۔ پھر کچھ مکہ والے اسے زبردستی نکال کر رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان اس سے بیعت کریں گے۔ پھر اس کے خلاف شام سے ایک لشکر بھیجا جائے گا جسے ''بیداء'' نامی مقام پر جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے، زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ جب لوگ یہ صورتحال دیکھیں گے تو شام سے ابدال اور اہل عراق سے جماعتیں آ کر اس سے بیعت کریں گی۔ پھر قریش کا ایک شخص جوان ہوگا جس کا ننھیال قبیلہ کلب ہوگا۔ یہ ان لوگوں کے خلاف لشکر بھیجے گا جو ان پر غالب آ جائے گا اور یہ کلب والوں کا لشکر ہوگا اس شخص کے لیے ناکامی ہے جو کلب والوں کی بیعت میں شامل نہ ہو۔ پھر وہ مال تقسیم کرے گا اور لوگوں میں اپنے نبی کی سنت والے کام کرے گا اور اسلام کو مضبوط کرے گا، وہ سات سال رہ کر انتقال کر جائے گا پھر مسلمان اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے''۔ (۴)

ابوداؤد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ماوراء النہر سے حارث بن حران نامی شخص ایک شخص منصور نامی کے لشکر کے مقدمے پر متعین نکلے گا اور آل محمد کے موافق ہوگا۔ یا فرمایا ان کو جمائے گا جیسا کہ قریش نے رسول اللہ ﷺ کی موافقت کی، ہر مومن پر اس کی

---

(۱) سنن ابوداؤد کتاب المہدی حدیث نمبر ۴۲۸۲، ترمذی، مسند احمد صفحہ ۱/۹۹ (۲) کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۶۶۱، شرح السنۃ حدیث نمبر ۱/۳۸۶

(۳) ترمذی کتاب الفتن حدیث نمبر ۲۲۳۱، کنز العمال الحدیث نمبر ۳۸۶۷۴ (۴) ابوداؤد کتاب المہدی، ابن ماجہ کتاب الفتن، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۶۶۲

(۵) ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۹۰، کنز العمال حدیث نمبر ۳۶۷۸۰

مدد کرنا (یا فرمایا اس کی تابعداری کرنا) واجب ہے۔ (۵)

ابن ماجہ میں عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی سے ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ ''مشرق سے کچھ لوگ نکلیں گے اور مہدی کی حکومت کی موافقت کریں گے۔ (۱)

اہل بیت پر ہونے والے مظالم کی پیشن گوئی. ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں موجود تھے کہ آپ ﷺ کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہوگئیں اور چہرہ انور کا رنگ متغیر ہوگیا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا بات ہے کہ ہم آپ کے چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

> ''ہم وہ اہل بیت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے آخرت کو دنیا پر (ترجیح) چن لیا ہے اور میرے اہل بیت کو میرے بعد بڑے مصائب اور آلام کا سامنا کرنا ہوگا۔ حتیٰ کہ مشرق کی جانب سے ایک جماعت کالے جھنڈوں کے ساتھ آئے گی۔ وہ (راستے میں) روٹی مانگیں گے مگر لوگ نہیں دیں گے۔ لہٰذا وہ لڑیں گے اور فتح پائیں گے پھر انہیں مطالبہ کی چیز دی جائے گی مگر وہ قبول نہ کریں گے حتیٰ کہ وہ اسے میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کے حوالے کردیں۔ چنانچہ اس (زمین) کو عدل سے بھر دے گا جیسا کہ وہ پہلے ظلم سے بھری ہوئی تھی اگر تم میں سے کوئی اسے پائے تو اسے چاہئے کہ وہ ان کے پاس آجائے چاہے برف پر گھسٹ کر آنا پڑے''۔ (۲)

اس سیاق میں بنی عباس کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ پہلے تنبیہ گذر چکی اور اس حدیث میں اس بات پر بھی دلالت ہے کہ مہدی بنو عباس کی حکومت کے بعد آئے گا اور اہل بیت سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوگا اور پھر حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے ہوگا۔ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی سابق حدیث میں گذر چکا ہے۔ (واللہ اعلم)

ابن ماجہ میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے خزانے کے پاس تین افراد قتل ہوں گے۔ تینوں خلیفہ کے بیٹے ہوں گے اور حکومت کسی کو بھی نہ ملے گی پھر ایک کالے جھنڈوں والی جماعت آئے گی۔ مشرق سے اور وہ تم سے ایسے لڑے گی جیسے پہلے کوئی بھی نہ لڑا ہوگا۔ (راوی کہتا ہے کہ پھر آپ ﷺ نے کچھ فرمایا جو مجھے یاد نہیں) پھر فرمایا کہ اگر تم انہیں دیکھو تو ان سے بیعت کر لینا چاہے برف پر گھسٹنا پڑے کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے۔ (۳)

اس حدیث کی اسناد صحیح ہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ اس خزانے سے مراد کعبہ کا خزانہ ہے جہاں خلفاء کے تین بیٹے مارے جائیں گے حتیٰ کہ آخری زمانہ آجائے گا اور مہدی نکل آئے گا اس کا ظہور مشرقی علاقوں سے ہوگا نہ کہ سامرا کے غاروں سے جیسا کہ جاہل رافضیوں نے خیال گھڑ رکھا ہے کہ وہ اب بھی ان غاروں میں موجود ہے اور وہ آخر زمانے تک اس کے خروج کے منتظر ہیں۔ یہ عقیدہ ہذیان کی اقسام سے اور رسوائی کا بڑا سرمایہ اور شیطانی شدید ہوس ہے کیونکہ اس عقیدے پر کوئی دلیل و برہان موجود نہیں، نہ قرآن سے نہ سنت سے اور نہ عقل صحیح کے اعتبار سے اور نہ ہی استحسان کے اعتبار سے درست ہے۔

ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا خراسان سے کالے جھنڈے نکلیں گے تو انہیں کوئی نہ روک سکے گا حتیٰ کہ انہیں ایلیاء پر نصب کردیا جائے گا۔ (۴)

ان کالے جھنڈوں سے ابومسلم خراسانی کے جھنڈے مراد نہیں جو وہ ۱۳۲ھ میں لایا تھا اور بنوامیہ کی حکومت گرادی تھی بلکہ یہ دوسرے جھنڈے ہیں جو مہدی کی مصاحبت میں لائے جائیں گے یہ مہدی محمد بن عبداللہ العلوی الفاطمی الحسنی ہوگا جسے اللہ تعالیٰ ایک رات میں اس لائق بنائے گا اور وہ پہلے اس لائق نہیں ہوگا اور اہل مشرق کے کچھ لوگوں کے ذریعے اس کی تائید ہوگی جو اس کی حکومت قائم کرکے اس کے پاؤں مضبوط کریں گے ان کے جھنڈے بھی کالے ہوں گے اور ان کا حلیہ باوقار ہوگا۔

---

(۱) ابن ماجہ کتاب الفتن حدیث نمبر ۴۰۸۸، کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۲۴۴　　(۲) ابن ماجہ خروج المہدی حدیث نمبر ۴۰۸۲

(۳) ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۸۴، الالبانی سلسلۃ الصحیحۃ حدیث نمبر ۸۵　　(۴) ترمذی کتاب الفتن باب نمبر ۷۹، مسند احمد صفحہ ۲/۳۶۵، البدایۃ والنہایۃ صفحہ ۶/۲۷۹

نبی کریم ﷺ کے جھنڈے کا رنگ بھی کالا تھا اور اسے عقاب کہا جاتا تھا اور اسے پہلے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دمشق کی مشرقی چوٹی پر لہرایا تھا اور آج بھی وہ پہاڑی ''ثنیہ العقاب'' کے نام سے مشہور ہے اور یہ کافروں اور عرب وروم کے نصاریٰ پر عذاب تھا اور اس کے بعد مہاجروں اور انصار کی عاقبت اچھی ہوئی اور ان کے ساتھ بعد والوں کی بھی قیامت تک عاقبت بخیر ہوگئی۔ پھر جب نبی کریم ﷺ مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھا جو کہ کالا تھا بعض روایات میں ہے آپ ﷺ نے خود پر کالا عمامہ پہنا ہوا تھا۔

اس تفصیل کا مقصود یہ ہے کہ مہدی جس کا آخری زمانے میں وعدہ کیا گیا ہے، اس کا اصل خروج وظہور بلادِ مشرق سے ہوگا اور بیت اللہ کے نزدیک اس کی بیعت کی جائے گی جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے۔

ترمذی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ ''میری امت میں مہدی نکلے گا جو پانچ سات یا نو سال رہے گا اس کے پاس ایک شخص آکر کہے گا کہ اے مہدی مجھے کچھ دے؟ تو وہ اس کے کپڑے میں اتنا کچھ دے گا جو وہ اٹھا سکے۔ (۱)

یہ حدیث بتاتی ہے کہ اس کی زیادہ سے زیادہ مدت نو سال اور کم از کم پانچ سال ہوگی یا سات سال۔ شاید وہ خلیفہ ہے جو مال ڈھیروں دے گا (واللہ اعلم)۔ اور اس کے زمانے میں پھل، کھیتی بہت زیادہ اور مال وافر ہوگا بادشاہ زور آور اور دین قائم ہوگا، دشمن منہ کی کھائے گا اور اس کے زمانے میں خیر دائمی ہوگی۔

مسند احمد میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ان سے عرض کیا کہ جو بھی امیر ہم پر آیا ہے وہ ماضی میں برا ہوتا ہے تو حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں کچھ رسول اکرم ﷺ سے سنتا تو میں بتا دیتا جیسے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا کہ۔

''تمہارے امیروں میں ایک امیر مال خوب دے گا اور واپس نہیں لے گا۔ ایک شخص اس کے پاس آکر مانگے گا تو وہ کہے گا لو اور اپنا کپڑا اچھا کر اس میں بھر دے گا (یہ فرما کر آپ ﷺ نے اپنا موٹا کپڑا بچھایا اور اسے چاروں کونوں سے لپیٹ کر فرمایا) اور وہ یہ اسے اٹھائے گا اور چلا جائے گا۔ (۲)

ابن ماجہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ''ہم عبدالمطلب کی اولاد اہل جنت کے سردار ہیں۔ میں حمزہ، علی، جعفر، حسن حسین رضی اللہ عنہم اور مہدی۔ (۳)

اس سند میں علی بن زیاد یمانی ہے۔ صحیح یہ ہے کہ یہ عبداللہ بن زیاد یمانی ہے میں کہتا ہوں کہ اس طرح بخاری نے تاریخ میں ذکر کیا ہے، ابن حاتم نے الجرح والتعدیل میں کہا ہے کہ یہ ''مجہول شخص'' ہے اور یہ حدیث منکر ہے۔

ابن ماجہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''معاملہ میں صرف شدت ہی آئے گی اور دنیا میں زوال، لوگوں میں بے صبری ہی بڑھے گی اور قیامت صرف برے لوگوں پر آئے گی اور مہدی صرف ابن مریم ہیں۔ (۴)

یہ حدیث مشہور ہے محمد بن خالد جندی صنعانی سے جو شیخ شافعی کے مؤذن ہیں اور بے شمار لوگوں نے ان سے روایت کی ہے، لہٰذا یہ مجہول نہیں جیسا کہ حاکم کا خیال ہے بلکہ ابن حسین نے اسے ثقہ کہا ہے۔ اور اس حدیث کا ظاہر ان روایت کے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ جن میں مہدی کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ بہر حال نزول عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے تو ظاہر ہے کہ مہدی وہی ہیں البتہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد غور کرنے سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ اس میں کوئی منافات نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ مہدی نے ایک اور مہدی کو ثابت کر دیا جو کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں اور اس سے یہ نفی نہیں ہوتی کہ محمد مہدی کے علاوہ کوئی اور مہدی نہ ہو۔

فتنوں کی مختلف اقسام

بخاری میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نیند سے بیدار ہوئے ان کی آنکھیں لال تھیں اور وہ فرما رہے تھے۔

(۱) ترمذی، الفتن حدیث نمبر ۲۲۳۲، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۸۳ (۲) مسند احمد صفحہ ۳/۹۸

(۳) ابن ماجہ، خروج المہدی حدیث نمبر ۴۰۸۷، کنز العمال حدیث نمبر ۳۴۱۶۲ (۴) ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۳۹، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۶۵۶

لا الہ الا اللہ، عرب کے لیے ہلاکت ہے نزدیک آ جانے والے شر سے آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں سوراخ کھل گیا ہے۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ نے نوے یا سو کا اشارہ فرمایا۔ بعض صحابہ نے سوال کیا کہ کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے؟ حالانکہ ہم میں نیک لوگ بھی ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں جب فساد و شر زیادہ ہو جائے گا (تو ایسا ہوگا)۔ (۱)

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ آج کے دن یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا سوراخ ہو گیا ہے (اور آپ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کیا) جس سے نوے کا عدد مراد ہوتا ہے۔ (۲)

بخاری میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ گھبرا کر بیدار ہوئے اور فرمایا سبحان اللہ۔ آج کی رات کیا خزائن نازل ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے کیا کیا فتنے نازل فرمائے ہیں؟ کون ہے جو حجروں میں رہنے والیوں کو بیدار کرے کہ وہ نماز پڑھیں۔ بہت سی کپڑے پہننے والیاں آخرت میں ننگی ہوں گی۔ (۳)

اسلام کے درمیانی دنوں میں فتنوں کی سرکشی کی پیشنگوئی

بخاری و مسلم میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینے کے ایک قلعے پر آئے اور فرمایا کہ:

''کیا تم وہ دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟'' صحابہ نے کہا کہ ''نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں جو تمہارے گھروں پر بارش کی طرح نازل ہو رہے ہیں''۔ (۴)

بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ۔

''قیامت کے نزدیک علم کم ہو جائے گا، شور شرابہ رہ جائے گا، فتنے ظاہر ہوں گے اور ہرج زیادہ ہو جائے گا، پوچھا گیا یا رسول اللہ! ہرج کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا قتل۔ (۵)

جو زمانہ گذرتا ہے وہ آنے والے سے بہتر ہوتا ہے۔ بخاری میں عدی سے مروی ہے کہ ہم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا کر حجاج کے مظالم کا شکوہ کیا تو انہوں نے فرمایا۔ لوگوں پر جو زمانہ آتا ہے اس کے بعد والا زمانہ اس سے بھی برا ہوتا ہے (اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا) حتیٰ کہ تم اپنے رب سے جا ملو۔ یہ بات میں نے تمہارے نبی ﷺ سے سنی تھی۔

ترمذی نے یہ حدیث بیان کر کے کہا ہے کہ عوام اس حدیث کو دوسرے الفاظ سے بیان کرتے ہیں کہ ہر آنے والا شخص بد سے بدتر ہوتا جائے گا۔

آنے والے فتنے اور اس سے بچنے کی تلقین نبوی ﷺ بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ:

عنقریب بہت سے فتنے ہوں گے جن میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا اس دوڑنے والے سے جو اس کے مقابلے کے لیے کھڑا رہے، بہتر ہوگا۔ جس کو بھی ان فتنوں کے دوران کوئی پناہ گاہ ملے تو اسے چاہیے کہ وہ وہاں چلا جائے۔ (۶)

مسلم میں روایت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے تفصیل سے آئی ہے۔

[illegible] امانت اٹھ جانے کی پیشنگوئی بخاری میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں دو باتیں

(۱) [illegible] ۳۳۴ [illegible]

[illegible]

[illegible] حدیث نمبر ۸۵، مسلم شریف حدیث نمبر ۱۸۹۔

[illegible]

کے وقوع کے بارے میں ارشاد فرمایا جن میں سے ایک تو میں نے دیکھ لی اور دوسری کا منتظر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''بیشک امانت لوگوں کے دلوں کی گہرائی میں اتاری گئی اور پھر قرآن نازل کیا گیا، چنانچہ انہوں نے قرآن سیکھا اور پھر سنت کی تعلیم حاصل کی۔ اور آپ ﷺ نے ان کے اٹھائے جانے کی بابت ارشاد فرمایا کہ ''ایک شخص سوئے گا تو اس کے دل سے امانت اٹھالی جائے گی اور اس کا اثر محض کچھ سیاہی کی طرح رہ جائے گا۔ پھر وہ سوئے گا تو اس کے دل سے پھر اٹھائی جائے گی کہ اس کا اثر محض آبلے کی طرح رہ جائے جیسے کہ کوئی انگارہ تیرے پاؤں میں لگ جائے اور پھول جائے تجھے لگے تو پھولا ہوا مگر اس میں کچھ نہ ہو۔

چنانچہ لوگ ایسے ہو جائیں گے کہ معاملات کریں گے مگر ان میں سے کوئی امانت کا حق ادا کرنے والا نہ ہوگا۔ کہا جائے گا کہ فلاں قوم میں ایک امانتدار موجود ہے یا فلاں بڑا ہی عقلمند، وسیع الظرف اور بہادر ہے۔ مگر اس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔ مجھ پر ایسا زمانہ آیا تھا کہ مجھے یہ پرواہ نہیں ہوئی تھی کہ میں کس سے خرید و فروخت کر رہا ہوں اور اب وہ زمانہ ہے کہ میں فلاں اور فلاں کے علاوہ کسی سے خرید و فروخت نہیں کرتا۔

مشرق کی سمت سے فتنہ ظاہر ہوگا...... بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ منبر کے برابر میں کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کا رخ مشرق کی جانب تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ خبردار فتنہ وہاں سے اٹھے گا جہاں سے شیطان کا سینگ (یہ فرمایا کہ) سورج کی کرن طلوع ہوتی ہے۔[1]

فساد اتنا زیادہ ہوگا کہ زندہ لوگ مرنے والوں پر رشک کریں گے بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ ایک شخص کسی قبر کے پاس سے گذرے گا اور کہے گا کہ کاش اس (صاحب قبر) کی جگہ میں ہوتا۔[2]

عرب کے بعض کناروں سے بت پرستی لوٹ آئے گی۔ بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک قبیلہ دوس کی عورتوں کی سرین ذوالخلصۃ (نامی بت) کے گرد حرکت (طواف) کریں۔ ذوالخلصۃ جاہلیت میں دوس قبیلہ کا بت تھا جسے وہ پوجتے تھے۔[3]

عرب میں دولت ظاہر ہونے اور اس کے نتیجے میں قتل وقتال کی پیشن گوئی بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ فرات سے سونے کا خزانہ ظاہر ہوگا اور جو بھی وہاں جائے گا کچھ حاصل نہ کر سکے گا۔[4] ایک اور روایت میں ''جو عقبہ، عبداللہ، ابو ترناد عراج عن ابی ہریرہ کی سند سے ہے'' آیا ہے کہ سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا۔

مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ فرات ایک سونے کا پہاڑ نہ ظاہر کر دے۔ جس پر لوگ قتل وقتال کریں گے سو میں سے ننانوے قتل ہوں گے اور ہر شخص امید کرے گا کہ شاید وہ کامیاب ہو جائے''۔[5]

مسلم ہی میں عبداللہ بن حارث بن نوفل سے مروی ہے کہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ایک اونچی جگہ کے سائے میں کھڑا تھا تو انھوں نے فرمایا کہ ''لوگ دنیا کی طلب میں اپنی گردنیں ہلاتے رہیں گے۔'' میں نے عرض کیا جی ہاں بالکل! تو وہ کہنے لگے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ''عنقریب فرات سونے کا پہاڑ ظاہر کرے گا جب لوگ اس کے بارے میں سنیں گے تو اس طرف جائیں گے تو جو اس کے پاس موجود ہوں گے وہ کہیں گے کہ اگر ہم نے لوگوں کو یہاں سے سونا لے جانے دیا تو وہ سارا کا سارا لیجائیں گے چنانچہ وہ قتال کریں گے اور ہر سو میں سے

---

(۱) بخاری کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۰۹۳، مسلم حدیث نمبر ۲۲۱، مسند احمد صفحہ ۲/۹۲ (۲) بخاری کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۱۱۵، مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۲۳۰ (۳) مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۲۲۷، مسند احمد صفحہ ۲/۲۷۱ (۴) بخاری کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۱۱۹، مسلم حدیث نمبر ۷۲۰۳، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۳۱۳ (۵) مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۲۰۱، مسند احمد صفحہ ۲/۳۳۲

ننانوے افراد قتل ہو جائیں گے۔"(۱)

بہت سے دجال نکلنے اور قیامت کے اچانک آنے کا اشارۂ نبوی ﷺ بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک ایک ہی دعوی کرنے والے دو بڑے گروہ آپس میں نہ لڑیں یہ بڑی زبردست خونریزی ہوگی۔ اور جب تک تیس کے قریب بڑے دجال جو کہ خود کو اللہ کا رسول سمجھتے ہوں گے" نہ آ جائیں۔ اور جب تک کہ علم نہ اٹھا لیا جائے، زلزلوں کی کثرت ہو جائے، زمانہ قریب آ جائے، فتنہ ظاہر ہو جائے اور ھرج جو کہ قتل ہے، زیادہ ہو جائے، اور جب تک کہ مال کی اتنی کثرت نہ ہو جائے کہ صدقہ لینے والا ڈھونڈے سے نہ ملے اور ملے تو وہ کہہ دے کہ مجھے مال کی ضرورت نہیں۔ لوگ بڑی بڑی عمارتیں بنانے لگیں اور جب تک قبر کے قریب سے گذرنے والا شخص مردے کی جگہ ہونے کی تمنا نہ کرے، سورج مغرب کی طرف سے طلوع نہ ہو جائے۔ اور جب مغرب سے طلوع ہوگا تو لوگ اسے دیکھ کر ایمان لے آئیں گے لیکن اس وقت کسی ایسے نفس کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا جو پہلے سے مومن نہ ہو یا اپنے ایمان میں بھلائی نہ کمائی ہو۔"

جب قیامت قائم ہوگی تو کپڑا کھول کر بیٹھے ہوئے دو شخص خرید و فروخت نہ کر سکیں گے (یعنی اتنی مہلت نہ ملے گی) اونٹنی کا دودھ لیجانے والا شخص وہ دودھ بھی نہ پی سکے گا حوض سے پانی پینے والا اپنی ندی کا اور منہ کے قریب لقمہ لیجانے والا اسے کھا نہ سکے گا۔(۲)

مسلم میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں قیامت تک آنے والے تمام فتنوں کے بارے میں سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں اور نبی کریم ﷺ جب مجھے کوئی بات راز رکھنے کے لئے بتاتے تو اور کسی کو نہ بتاتے تھے لیکن ایک مجلس میں جہاں میں بھی موجود تھا آپ ﷺ نے فتنوں کے بارے میں ارشاد فرمایا

ان میں سے تین فتنے ایسے ہوں گے کہ یوں لگے گا کہ جیسے وہ کچھ باقی نہ چھوڑیں گے۔ اور بعض فتنے گرم ہوا کے (بعض چھوٹے اور بعض بڑے) ہوں گے۔(۳)

یہ کہہ کر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ سب لوگ گذر گئے بس میں باقی رہ گیا ہوں۔

مسلم ہی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ عراق اپنے درہم اور قفیز سے روک دیا جائے گا، شام کو اس کے مد (ناپنے کا آلہ) سے مصر کو اس کے اردب (ناپنے کا آلہ) سے اور تم وہیں لوٹ آؤ گے جہاں سے چلے تھے (یہ تین بار فرمایا) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس پر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا گوشت اور خون گواہ ہے۔(۴)

مسند احمد میں ابو نضرہ سے مروی ہے کہ ہم حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے ہاں تھے وہ فرمانے لگے اھل عراق پر ایسا وقت آئے گا کہ ان تک نہ دینار پہنچے گا نہ مد (ناپنے کا برتن) لوگوں نے پوچھا یہ کہاں ہوگا؟ فرمایا روم والوں کی طرف سے، وہ یہ روک دیں گے۔ (پھر تھوڑی دیر وہ چپ رہ کر فرمانے لگے کہ) رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو بھر بھر کر مال عطا کرے گا۔ اور اسے گنے گا نہیں"۔ راوی حریری کہتے ہیں کہ میں نے ابو نضرہ سے کہا کہ یہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز تھے انہوں نے کہا نہیں"۔ (مسلم میں یہ روایت حریری کے حوالے سے بھی آئی ہے)۔(۵)

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ اگر تم لوگ لمبی زندگی پاؤ تو ایک قوم کو پاؤ گے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی و ناراضگی میں دن رات بسر کریں گے اور ان کے ہاتھوں گائے کی دم (کوڑے) کی طرح ہوگا۔(۶)

اہل جہنم کی دو قسموں کے ظہور کا اشارۂ نبوی ﷺ مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ اہل جہنم

---

(۱) مسلم حدیث نمبر ۷۲۰۵، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۳۱۳، ترمذی حدیث نمبر ۲۵۶۹ (۲) بخاری مناقب حدیث نمبر ۳۶۰۹، مسلم حدیث نمبر ۷۱۸۵، مسند احمد صفحہ ۲/۳۱۳

(۳) مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۱۹۱، مسند احمد صفحہ ۵/۴۰۸، دلائل النبوۃ بیہقی صفحہ ۶/۴۰۶ (۴) مسلم حدیث نمبر ۷۲۰۶، مسند احمد صفحہ ۲/۲۶۲

(۵) مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۲۴۴، مسند احمد صفحہ ۳/۳۱۷ (۶) مسلم کتاب الجنۃ حدیث نمبر ۷۱۲۵، مسند احمد صفحہ ۲/۳۰۸

گی ،دو قومیں ہوں گی جو بعد میں نظر نہ آئیں گی۔ایک قوم کے پاس کوڑے گائے کی دم کی طرح ہوں گے اور وہ لوگوں کو اس سے ماریں گے۔اور(دوسری قوم) وہ عورتیں جو کپڑے پہنے ہوئے (مگر) ننگی ہوں گی خود(لوگوں کی طرف) مائل ہوں گی اور مائل کریں گی ان کے سر(کے بال) بختی اونٹ کے کوہان کی طرح ہوں گے یہ عورتیں نہ جنت میں جائیں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو تو اتنے اتنے (کوئی بڑی مقدار) فاصلے سے محسوس کی جا سکتی ہے۔(۱)

بڑوں میں فحاشی اور چھوٹے لوگوں کے قبضے میں حکومت کی پیشن گوئی. مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سوال کیا گیا کہ ''یارسول اللہ! ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کب چھوڑ دیں؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا جب تمہارے درمیان وہ کیفیت ظاہر ہو جائے جو بنی اسرائیل کی تھی اور جب تمہارے بڑوں میں فحاشی آ جائے علم ذلیل لوگوں کے پاس ہو اور حکومت چھوٹے لوگوں کے قبضے میں ہو۔(۲)

دین سے بڑی تعداد میں لوگوں کے نکل جانے کی پیشن گوئی مسند احمد میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ایک پڑوسی سے منقول ہے کہ میں ایک سفر سے واپس آیا تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ میرے گھر ملنے آئے تو میں نے انہیں لوگوں کے تفرقے اور ان کی نئی نئی باتوں کے بارے میں بتایا تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ رونے لگے پھر فرمایا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ''لوگ دین میں جوق در جوق داخل ہوئے تھے اور جوق در جوق نکل بھی جائیں گے۔''(۳)

ایسا فتنہ کہ دین کو تھامنے والے کو انگارے کو پکڑنے والے جیسا بنا دے گا. مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ ''عرب کے لئے قریب آ جانے والے فتنہ سے ہلاکت ہے جو اندھیری رات کی طرح ہے صبح کو آدمی مومن اور شام کو کافر ہوگا''بہت سے لوگ معمولی سی دنیا کے لئے اپنا دین بیچ دیں گے ان دنوں دین پر عمل کرنے والا انگارے ہاتھ میں لینے والے کے مترادف ہوگا (یا فرمایا کہ کانٹے ہاتھ میں لینے والے کے مترادف ہوگا)۔(۴) ایک حدیث میں کانٹوں پہ چلنے والے کے مشابہ کہا گیا ہے۔

مسلمانوں کو کمزور کرنے کے یا دوسرے لالچ کی وجہ سے مسلمانوں کے خلاف دوسری قوموں کے متحد ہونے کی پیشن گوئی

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے یہ فرماتے سنا کہ ''ثوبان رضی اللہ عنہ تم کیسا محسوس کرو گے جب تمہارے خلاف قومیں ایک دوسرے کو اس طرح بلائیں گی جیسے کہ کھانے والے پلیٹ پر ایک دوسرے کو بلاتے ہیں'' حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا ہم اس وقت قلت میں ہوں گے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ تم لوگ اس وقت کثرت میں ہو گے مگر تمہارے دلوں پر ''وھن'' طاری ہوگا'' پوچھا کہ وھن کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا ''دنیا کی محبت اور جنگ سے نفرت''۔(۵)

ہلاکت خیز فتنہ کی پیشن گوئی جس سے نجات علیحدگی میں ہوگی. مسند احمد میں ہے کہ عمرو بن وابصہ رحمہ اللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں کوفہ میں تھا کہ دروازے سے کسی نے مجھے سلام کیا، میں نے وعلیکم السلام کہا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے۔میں نے عرض کیا کہ اے ابو عبدالرحمن اس وقت آپ کی زیارت کیسے ہوئی؟ یہ وقت انتہائی گرم دوپہر کا تھا۔فرمایا کہ دن بڑا لمبا لگ رہا تھا لہٰذا میں نے سوچا کہ کسی سے بات چیت ہی کر لی جائے''۔پھر وہ مجھے ارشاد نبوی ﷺ بیان کرنے لگے کہ نبوی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

---

(۱) مسند احمد صفحہ نمبر ۲/۳۵۶، مسلم کتاب اللباس حدیث نمبر ۵۵۴۷
(۲) مسند احمد صفحہ ۳/۱۸۷، فتح الباری صفحہ ۱۳/۳۰۱
(۳) مسند احمد صفحہ ۳/۳۴۳، مجمع الزوائد صفحہ ۷/۲۸۱
(۴) بخاری حدیث نمبر ۳، الانبیاء حدیث نمبر ۳۳۳۶، مسلم حدیث نمبر ۷۱۶۴
(۵) مسند احمد صفحہ ۲/۳۵۹، کنز العمال حدیث نمبر ۹۳۱۹

''ایک ایسا فتنہ برپا ہوگا کہ اس میں سونے والا بیٹھنے والے سے بہتر ہوگا اور لیٹنے والا بیٹھنے والے سے اور بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے کھڑے ہونے والا اس چلنے والے سے اور چلنے والا سوار سے اور سوار دوڑنے والے سے بہتر ہوگا اور اس میں مرنے والے سب جہنم میں جائیں گے میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! یہ کب ہوگا آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہرج کے دنوں میں جب کوئی شخص اپنے ہم نشین سے بھی امن میں نہ ہوگا'' میں نے عرض کیا ''میرے لئے ایسے وقت میں آپ کا کیا حکم ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''اپنے آپ کو اور اپنے ہاتھ کو روکے رکھنا اور گھر میں رہنا'' میں نے عرض کیا اگر کوئی میرے گھر میں آ جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دروازہ بند کر لینا'' میں نے عرض کیا کہ گھر میں گھس گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا حجرے مسجد میں داخل ہو کر اس طرح کرنا (یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کی کلائی پکڑی'') اور یہ کہنا کہ میرا رب اللہ ہے'' حتیٰ کہ اس حالت میں تجھے موت آ جائے''۔

ایسا فتنہ جس میں اپنے ہم نشین بھی خطرہ ہوں گے سنن ابوداؤد میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ (اس کے بعد حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث کا کچھ حصہ بیان فرمایا اور کہا) اس فتنہ کے سب مقتول جہنمی ہوں گے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یہ کب ہوگا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہرج کے دنوں جب اپنے ہم نشین سے بھی کوئی محفوظ نہ ہوگا''۔ میں (راوی) نے پوچھا کہ میرے لئے اس وقت کیا حکم ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ اور زبان کو روکے رکھنا اور گھر میں رہنا''۔ راوی یعنی عمرو بن وابصہ کہتے ہیں حضرت عثمان کی شہادت سے میرا دل اچاٹ ہو گیا اور میں سوار ہو کر دمشق آ گیا وہاں میں حضرت خریم بن فاتک اسدی رضی اللہ عنہ سے ملا تو انہوں نے فرمایا۔ قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے یہی حدیث رسول اکرم ﷺ سے سنی تھی۔

فتنوں کی کثرت اور ان سے نجات کا طریقہ علیحدگی میں ہونے کا اشارۂ نبوی ﷺ...... ابوداؤد میں (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرح) ایک حدیث اور ہے کہ مسلم بن ابی بکرہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ایک ایسا فتنہ ہوگا جس میں لیٹنے والا بیٹھنے والے سے بہتر ہوگا اور بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ (ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ مجھے اس وقت کے لئے کیا حکم دیتے ہیں؟) آپ ﷺ نے فرمایا جس کے پاس اونٹ ہوں وہ اونٹوں کے ساتھ رہے، جس کے پاس بکریاں ہوں وہ ان کے ساتھ رہے اور جس کی کوئی زمین ہو وہ اس میں لگ جائے اور جس کے پاس کچھ نہ ہو وہ اپنی تلوار کی دھار پتھر سے خراب کر دے اور اپنی استطاعت کے مطابق فتنہ سے بچنے کی کوشش کرے۔ (۱)

ابوداؤد ہی میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے اسی حدیث میں یہ مروی ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے بتائیے اگر کوئی میرے گھر میں داخل ہو کر مجھے قتل کرنے لگے تو میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام کے اس بیٹے کی طرح ہو جانا جس نے دوسرے بھائی کی طرح کہا تھا کہ

''اگر تو مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ بڑھائے گا تو میں تب بھی قتل کرنے کو ہاتھ بڑھانے والا نہیں۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔''

(المائدہ آیت ۲۸)

مسند احمد میں بشر بن سعید سے منقول ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا۔

''عنقریب ایک فتنہ ہوگا جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا'' میں نے پوچھا کہ مجھے بتائیے اگر کوئی شخص میرے گھر میں داخل ہو کر مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ بڑھائے تو میں کیا کروں؟ فرمایا کہ آدم

(۱) مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۱۷۹، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۵۶

سے بیٹے کی طرح ہو جانا''۔[۱]

فتنوں کے وقت تکلیف برداشت کرنے اور برائی میں شرکت نہ کرنے کی نصیحت ابوداؤد میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ قیامت کے قریب اندھیری رات کی طرح فتنہ ہوگا صبح کو آدمی مومن اور شام کو کافر ہوگا۔ اس وقت بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے اور کھڑے ہونے والا چلتے ہوئے شخص سے اور چلتا ہوا شخص دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ اس وقت اپنی کمانیں توڑ دینا پٹی تانت کاٹ دینا اور تلواروں (کی دھار) کو پتھر پر مار کر (کند کر) دینا اور اگر تمھیں کوئی قتل کرنے گھر میں داخل ہو جائے تو آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں میں اچھے بیٹے کا طرز عمل اختیار کرنا۔[۲]

مسند احمد میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سواری پر مجھے اپنے پیچھے بٹھایا اور ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر، ذرا بتاؤ جب لوگ شدید بھوک کا شکار ہوں گے اور تم اپنے بستر سے اٹھ کر مسجد تک بھی نہ آسکو گے تو کیا کرو گے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ صبر کرو (یعنی ٹھہرو بتاتا ہوں) اے ابوذر یہ بتاؤ تم کہ جب لوگ سخت موت کا شکار ہوں تو تم کیا کرو گے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا صبر کرو (بتاتا ہوں) اے ابوذر جب لوگ آپس میں ایک دوسرے کا قتل کر رہے ہوں گے (حتی کہ گھر کے پتھر خون سے بھر جائیں گے) تو تم کیا کرو گے؟ تو میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے گھر بیٹھ جانا اور دروازہ بند کر لینا۔ میں نے پوچھا کہ اگر مجھے نہ چھوڑا جائے تو کیا میں ہتھیار اٹھالوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''ایسے تو تم بھی ان کے ساتھ فتنے میں شریک ہو جاؤ گے لیکن میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تمھیں تلوار کی چمک ہیبت زدہ نہ کر دے اس لئے اپنی چادر کا ایک کونا اپنے منہ پر ڈال لینا تاکہ تیرا اور اس شخص کا گناہ لوٹ جائے۔[۳]

اس طرح ابوداؤد میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی مروی ہے کہ:

تمہارے سامنے اندھیری رات کی طرح فتنہ ہوگا کہ صبح آدمی مومن ہوگا اور شام کو کافر ہوگا۔ اس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ (ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے پوچھا) کہ آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مستقل اپنے گھر میں رہنا۔[۴]

بعض مسلمانوں کے بت پرست بن جانے کی پیشن گوئی مسند احمد میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے زمین میرے لیے سمٹا دی چنانچہ میں نے مشرق سے مغرب تک نظارہ دیکھا اور مسلمانوں کی مملکت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک کی زمین سمیٹی گئی اور مجھے سونے چاندی کے خزانے عطا کیے گئے۔ میں نے رب تعالیٰ سے دعا کی کہ میری امت کے لوگ قحط سے نہ مریں اور یہ کہ ان پر کوئی دشمن مسلط نہ ہو (سوائے انہوں کے) جو ان سے ان کی عزت حکومت چھین لے'' تو میرے رب نے فرمایا ''اے محمد میں نے فیصلہ کر دیا جو تبدیل نہیں ہوگا اور میں نے تیری امت کے لیے (یہ اعزاز) تجھے عطا کر دیا کہ انھیں قحط میں ہلاک نہیں کروں گا اور ان پر کوئی دشمن اپنوں کے سوا مسلط نہیں کروں گا چاہے وہ ان کے خلاف جمع ہو کر آجائیں حتی کہ وہ ایک دوسرے سے لڑیں اور ایک دوسرے کو قیدی بنالیں۔ (رسول اکرم ﷺ نے مزید فرمایا) اور مجھے اپنی امت پر گمراہ پیشواؤں سے خوف ہے اور جب میری امت میں تلوار آپس میں نکل پڑے گی وہ قیامت تک واپس نہیں جائے گی اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ میری امت کے بعض قبائل مشرکوں سے نہ مل جائیں۔ حتی کہ وہ بتوں کی عبادت کریں گے اور میری امت میں تیس کذاب ہوں گے، ہر ایک خود کو نبی کہتا ہوگا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور میری امت میں سے ایک جماعت حق پر ہمیشہ قائم رہے گی۔ جسے کسی کی مخالفت نقصان نہیں پہنچائے گی حتی کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (قیامت) واقع ہو جائے۔[۵]

---

(۱) ... حدیث نمبر ۴۲۵۶، ترمذی حدیث نمبر ۲۱۹۴ ... مسلم ... (۲) ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۵۶، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۹۶۱ ... حدیث نمبر ۳۲۰۴

(۳) مسند احمد صفحہ ۱۶۹/۵، کنز العمال حدیث نمبر ۳۰۸۳۲، تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۸۰ (۴) ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۶۲، مسند احمد صفحہ ۴۰۸/۴، مستدرک حاکم صفحہ ۴۴۰/۴

(۵) مسلم حدیث نمبر ۷۸۷، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۵۲، مسند احمد صفحہ ۱۲۳/۴

مسلم ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی یہ روایت آئی ہے۔

فتنۃ الاحلاس۔ سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ انہوں بہت سے فتنوں کے بارے میں بتایا اور فتنہ احلاس کا بھی ذکر کیا۔ تو کسی نے کہا کہ یا رسول اللہ فتنہ احلاس کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ جنگ اور افراتفری ہے اور پھر ایک چھپا فتنہ ہے جس کا دھواں میرے اہل بیت کے ایک شخص کے قدموں سے اٹھے گا جو خود کو مجھ میں سے سمجھے گا حالانکہ وہ مجھ میں سے نہیں ہوگا (کیونکہ) میرے (اولیاء) دوست تو متقی ہی ہوتے ہیں۔ پھر لوگ اس شخص کے پیچھے امڈ آئیں گے جیسے پھر ایک مصیبت کی طرح فتنہ ہوگا۔ کوئی شخص ایسا نہ بچے گا جو فتنے سے متاثر نہ ہو حتیٰ کہ یوں کہا جائے گا کہ گذر گیا لوٹ آیا''۔ صبح آدمی مومن ہوگا شام کو کافر ہوگا حتیٰ کہ لوگوں کے دو گروپ بن جائیں گے ایک گروپ ایمان والوں کا جن میں نفاق نہ ہوگا۔ دوسرا نفاق والوں کا جن میں ایمان نہ ہوگا اگر تم اسے پاؤ تو اس دن سے یا دوسرے دن سے دجال کا انتظار کرنا۔[1]

سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ تمہارا کیا حال ہوگا اور ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں لوگ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے اور ان کے معاہدے خالص نہ رہیں گے اور ان میں اختلاف ہو جائے گا اور وہ اس طرح ہو جائیں گے (یہ فرما کر آپ ﷺ نے انگلیوں کو ایک دوسرے میں پیوست کر لیا) صحابہ نے عرض کیا ہم اس وقت کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''جس چیز کو تم جانتے ہو اسے لینا اور جسے نہیں جانتے چھوڑ دینا اور اپنے خواص کے حکم پر آنا عام کے حکم کو چھوڑ دینا۔[2]

ابوداؤد کے علاوہ یہ روایت ابن ماجہ میں ہشام بن عمار کی سند سے اور مسند احمد میں حسین بن محمد کی سند سے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے طریق سے منقول ہے۔

ابوداؤد میں ہارون بن عبداللہ کی سند سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے گرد بیٹھے تھے کہ آپ کے سامنے فتنوں کا ذکر چھڑ گیا یا آپ ﷺ نے خود بیان کیا کہ اور تم لوگوں کو دیکھو گے کہ ان کے معاہدے (وعدے) خالص نہیں رہے امانت ان کی بے وزن ہو گئی ہے اور وہ اس طرح ہو جائیں گے (یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پیوست فرمایا) میں نے اٹھ کر پوچھا اللہ مجھے آپ پر قربان ہونے والا بنائے۔ بتایئے ہم اس وقت میں کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے گھر کو لازم پکڑنا، زبان پر قابو رکھنا جس بات کو جانتے ہو اسے لینا انجانی کو چھوڑ دینا خاص اپنے معاملات کو دیکھنا دوسرے کے معاملے کو چھوڑ دینا۔[3]

مسند احمد اور نسائی میں بھی یہ روایت آئی ہے۔

ایسا فتنہ جس میں زبان کھولنا تلوار اٹھانے سے زیادہ سخت ہوگا۔..... سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ عنقریب ایک فتنہ اٹھے گا جس میں عرب مبتلا ہوں گے اور اس کے مقتولین جہنمی ہیں۔ اس میں زبان کھولنا تلوار اٹھانے سے زیادہ سخت (گناہ) ہوگا۔[4]

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو کعبۃ اللہ کے سائے میں بیٹھے لوگوں کو حدیث سنا رہے تھے فرمایا کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں جاتے ہوئے کسی جگہ پڑاؤ کیا۔ اتنے میں منادی نے آواز لگائی کہ نماز تیار ہے۔ چنانچہ میں نماز کی جگہ پہنچا تو نبی کریم ﷺ لوگوں سے خطاب فرما رہے تھے''۔

اے لوگو! مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ پر یہ ذمہ داری تھی کہ وہ اپنے بندوں کو اپنے علم کے مطابق خیر کی طرف رہنمائی کرے اور اپنے علم کے مطابق شر سے ان کو خبردار کرے۔ سنو، اس امت کی عافیت ابتدائی دور میں ہے اور آخری دور میں بلائیں اور فتنے ہوں گے جو ایک دوسرے کے ساتھ آئیں گے ایک فتنہ آئے گا تو مومن کہے گا کہ یہ مجھے ہلاک کرنے والا فتنہ ہے۔ پھر وہ ختم ہوگا تو دوسرا آ جائے گا اور مومن کہے گا کہ یہ فتنہ

(۱) ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۴۲ (۲) ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۹۵۷، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۳۴۲

(۳) مسند احمد صفحہ ۲/۲۱۲ (۴) ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۶۵، ترمذی حدیث نمبر ۲۱۷۸

مجھے ہلاک کرنے والا ہے یہ وہ بھی ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ جو چاہتا ہے کہ وہ آگ سے بچ کر جنت میں چلا جائے تو وہ اس کو اس حال میں لوٹ آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔ اور لوگوں کو وہ دے جو وہ خود اپنے لیے چاہتا ہے۔ اور جس نے کسی امام (بادشاہ) سے بیعت کی اور اپنا ہاتھ اور دل کا ثمرہ اسے دے دیا تو اسے چاہیے کہ اگر ممکن ہو سکے تو اس کی اطاعت کرے۔ اور ایک مرتبہ فرمایا کہ جتنی استطاعت ہو اطاعت کرے۔

عبدالرحمن راوی کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے اپنا سر اپنی ٹانگوں میں دے دیا اور کہا کہ تمہارا یہ چچازاد بھائی تو ہمیں یہ حکم دیتا ہے کہ ہم لوگوں کے اموال باطل طریقے سے کھائیں اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل کریں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے اموال باطل طریقے سے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے دونوں ہاتھ جمع کر کے اپنی پیشانی پر رکھے اور چہرہ جھکا لیا، پھر فرمایا "اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اس کی طاعت کرو اور اللہ کی نافرمانی میں اس کی اطاعت نہ کرو۔" میں نے عرض کیا کہ تم نے یہ بات خود سنی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں میرے کانوں نے اسے سنا اور میرے دل نے اسے محفوظ کیا"۔

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ

"جب میری امت کو دیکھو کہ وہ ظالم کو یہ کہنے سے ڈرنے لگی ہے کہ "تو ظالم ہے" تو ان کو الوداع کہہ دو"[2] (یعنی اب ان کی اصلاح سے مایوس ہو کر ان سے دور ہو جاؤ)۔

ایک اور ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ:

"میری امت میں پتھروں کی بارش، زمین میں دھنسائے جانے اور چہرے بگاڑے جانے کے عذاب ہوں گے۔"[3]

سنن ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ عنقریب ایک اندھا گونگا بہرہ فتنہ اٹھے گا جو اس کے قریب جائے گا وہ اسے لپیٹ میں لے لے گا اور اس میں زبان کھولنا تلوار اٹھانے سے زیادہ سخت (برا) ہوگا۔[4]

روم سے پہلے قسطنطنیہ فتح ہونے کی پیشن گوئی

مسند احمد میں ابوقبیل سے مروی ہے کہ

ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ان سے سوال کیا گیا کہ کونسا شہر فتح ہوگا۔ قسطنطنیہ یا روم؟ چنانچہ انہوں نے ایک صندوق منگوایا اور اس میں سے ایک کتاب نکالی اور پھر فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے اردگرد بیٹھے لکھ رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ پہلے کونسا شہر فتح ہوگا؟ قسطنطنیہ؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ہرقل کا شہر پہلے فتح ہوگا۔[5] (یعنی قسطنطنیہ)

مختلف علاقوں کی تباہی کی پیشنگوئی جو نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب ہے (یعنی حدیث مستند نہیں ہے)

قرطبہ نے تذکرہ میں حضرت حذیفہ بن یمان سے ارشاد نبوی ﷺ نقل کیا ہے کہ "زمین کے اطراف میں بربادی کا آغاز ہوگا [illegible] مصر تباہ و برباد ہو جائے گا اور مصر بربادی سے مامون ہے حتی کہ بصرہ غرق ہو کر تباہ ہو جائے گا اور مصر نیل کے سوکھنے سے تباہ ہوگا، مکہ مکرمہ اور مدینہ کی تباہی بھوک سے ہوگی اور یمن کی خرابی ٹڈی دل سے اور "ابلہ" (بصرہ کا ایک علاقہ) کی تباہی محاصرے سے ہوگی۔

فارس کی تباہی گنجوں سے، ترک کی تباہی دیلم کے ہاتھوں اور دیلم کی تباہی ارمن کے ہاتھوں اور ارمن کی تباہی خزر سے اور خزر کی تباہی ترک سے اور ترک کی تباہی آسمانی بجلی سے ہے اور سندھ کی تباہی ہند سے اور ہند کی تباہی چین کے ہاتھوں اور چین کی تباہی ریل سے ہوگی۔ حبشہ کی تباہی زلزلے سے اور زوراء (مدینہ کا علاقہ) کی تباہی اور عراق کی تباہی قتل وقتال سے ہوگی۔

قرطبی کہتے ہیں کہ امام جوزی نے اس کو نقل کر کے لکھا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ اندلس کی تباہی آندھی سے ہوگی۔

---

(۱) مسند احمد صفحہ ۹۳/۲، صفحہ ۲/۱۹۰، عقیلی نے الضعفاء [illegible] صفحہ ۲/۲۹۱، اسی طرح علامہ البانی نے سلسلۃ الصعیفہ میں نقل کی ہے صفحہ ۷۷۵

(۲) مسند احمد صفحہ ۲/۱۹۰، مستدرک حاکم صفحہ ۴/۹۲ (۳) ابوداؤد حدیث نمبر ۴۶۱۳، ترمذی حدیث نمبر ۲۱۵۲

(۴) ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۶۴، کنز العمال حدیث نمبر ۳۰۸۸۴ (۵) مسند احمد صفحہ ۲/۱۷۶، مستدرک حاکم صفحہ ۴/۴۲۲، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۵۵۳

فصل

قیامت کی بہت سی نشانیاں ہونے کا بیان

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا وہ اس وقت سر جھکائے وضو میں مصروف تھے انہوں نے سر اٹھا کر مجھے دیکھا اور فرمایا اے امت! قیامت کی چھ نشانیاں تم میں ظاہر ہوں گی جن میں ایک تمہارے نبی کی موت ہے۔ وہ کہتے ہیں یہ سن کر مجھے ایسا لگا جیسے میرا دل اچھل کر باہر آ جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک تو یہ نشانی بتائی اور فرمایا کہ اور تم میں مال بہت زیادہ ہو جائے گا کہ اگر ایک شخص کو دس ہزار بھی دیئے جائیں تو وہ اسے کم سمجھے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ دو ہوئیں۔ اور فتنہ اموات بکریوں کے گھنے بالوں کے گرنے کی طرح واقع ہوں گی۔ فرمایا یہ چار ہوئیں۔ اور تمہارے اور بنی اصفر (روم والے) کے درمیان ہوگا وہ تمہارے سے نو مہینے عورت کی مدت حمل کے برابر فوج جمع کر رکھیں گے۔ اور پھر وہ تم سے زیادہ انصاف والے ہو جائیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہ دو نشانیاں ملا کر پانچ ہوئیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قسطنطنیہ پہلے فتح ہوگا یا روم؟ آپ ﷺ نے فرمایا قسطنطنیہ۔ [1]

اس حدیث کی سند میں راویوں کی وجہ سے کچھ اختلاف ہے لیکن اس حدیث کا ایک شاہد دوسری حدیث ہے جو کہ صحیح ہے چنانچہ بخاری شریف میں شیخ حمید اسعدی کی سند سے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اس وقت آپ ﷺ غزوہ تبوک کے دوران چمڑے کے خیمے میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''قیامت کی چھ نشانیاں تمہیں گنواتا ہوں:

(۱) میری وفات۔ (۲) بیت المقدس کی فتح۔

(۳) وباء، جو تمہیں بکریوں کے پاؤں کے کٹتے وقت گرنے کی طرح پکڑے گی۔

(۴) مال کا زیادہ ہو جانا۔ حتی کہ ایک شخص کو سو دینار دیئے جائیں گے اور وہ ناراض ہوگا۔

(۵) فتنہ، جو عرب کے ہر گھر میں داخل ہوگا۔

(۶) جو تمہارے اور بنی اصفر کے مابین ہوگی اور وہ اسی جھنڈوں کے ماتحت تم پر حملہ آور ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار افراد ہوں گے۔ [2]

یہ روایت ابوداؤد، ابن ماجہ اور طبرانی میں بھی ہے۔

قیامت کی نشانیاں

مسند احمد میں حضرت عوف بن مالک الشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا عوف ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اندر آ جاؤ۔ میں نے عرض کیا پورا یا کچھ؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں مکمل آ جاؤ۔ پھر فرمایا

اے عوف قیامت کی چھ نشانیاں سن لو۔ ان میں سے پہلی نشانی میری وفات ہے (ﷺ یہ سن کر میں رونے لگا آپ ﷺ نے مجھے چپ کرایا اور فرمایا) کہو ایک ''میں نے کہا ایک'' (ہوئی) فرمایا دوسری نشانی بیت المقدس کی فتح ہے۔ کہو دو۔ (میں نے کہا دو) پھر فرمایا تیسری نشانی ''وباء'' ہے جو میری امت کو اس طرح پکڑ لے گی جیسے بکریوں کے بال کٹتے ہوئے گرتے ہیں۔ کہو تین (میں نے کہا تین)۔ چوتھی نشانی یہ کہ بہت بڑا فتنہ ہوگا کہو چار (میں نے کہا چار)۔ پھر فرمایا پانچویں نشانی تمہارے پاس مال بہت زیادہ ہو جائے گا حتی کہ ایک شخص کو سو دینار دیئے جائیں گے مگر وہ اس پر ناراض ہوگا۔ کہو پانچ (میں نے کہا پانچ) پھر فرمایا چھٹی نشانی یہ ہے کہ تمہارے اور بنی اصفر کے مابین ایک جنگ ہوگی وہ اسی (۸۰) جھنڈوں کے

(۱) مسند احمد صفحہ ۲/۱۷۴، الدر المنثور حدیث نمبر ۶/۵۹ (۲) بخاری کتاب الجزیۃ حدیث نمبر ۳۱۷۶، ابوداؤد حدیث نمبر ۵۰۰۰، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۴۲

ماتحت تم پر حملہ کریں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار آدمی ہوں گے۔ اور مسلمانوں کی جماعت اس وقت ''غوطہ'' نامی جگہ پر جو دمشق نامی شہر میں ہے'' ہوں۔[1]

ابوداؤد میں یہ روایت حضرت ابودرداء سے مروی ہے اور اس میں یوں ہے کہ ''اس جنگ کے دن مسلمانوں کی جماعت ''غوطہ'' نامی جگہ میں ہوگی جو کہ شام کے اچھے شہر دمشق کے ایک طرف واقع ہے۔[2]

مسند احمد میں یہی روایت حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اس میں بنی اصغر کے بجائے ''روم'' کا نام صراحت سے آیا ہے۔[3]

چھ باتوں کے ظہور سے پہلے مومنین نیک اعمال کرنے میں جلدی کریں۔ ارشاد نبوی ﷺ مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ چھ باتوں کے وقوع سے پہلے جلدی جلدی نیک اعمال کرلو:

(۱) سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے۔
(۲) دجال کی آمد۔
(۳) دھویں کے ظہور سے پہلے۔
(۴) ایک خاص جانور کے نکلنے سے پہلے۔
(۵) اپنی موت سے پہلے۔
(۶) قیامت سے پہلے۔

قتادہ کہتے ہیں کہ حدیث میں ''امر العامۃ'' (کالفظ ہے اس) سے مراد قیامت ہے۔[4]
مسلم اور مسند احمد میں یہ روایت موجود ہے۔

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی مروی ہے کہ چھ چیزوں سے پہلے جلدی جلدی نیک اعمال کرلو (اس سے پہلے کہ) مغرب سے سورج طلوع ہو جائے، دھواں (ظاہر ہو) جانور (نکلے) تم میں سے کسی کو موت آجائے اور قیامت آجائے (مسلم میں بھی اسمٰعیل بن جعفر سے یہ حدیث مروی ہے)۔

قیامت سے پہلے دس نشانیاں

مسند احمد میں حضرت حذیفہ بن اسد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم قیامت کے بارے میں مذاکرہ کر رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے فرمایا کیا باتیں کر رہے ہو؟ ہم نے کہا قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم دس نشانیاں دیکھ نہ لو۔

(۱) دھواں۔ (۲) دجال۔ (۳) جانور۔
(۴) مغرب سے سورج کا ہونا۔ (۵) حضرت عیسیٰ ابن مریم کا نزول۔ (۶) یاجوج ماجوج۔
(۷) تین جگہ زمین کا دھنسا، مشرق میں۔ (۸) مغرب میں اور (۹) جزیرہ عرب میں۔
(۱۰) آخری نشانی یہ ہے کہ ایک آگ مشرق سے نکلے گی جو لوگوں کو ان کے محشر (جمع ہونے کی جگہ) تک لے آئے گی۔[5]

عدن کی سرزمین سے آگ کا نکلنا مسند احمد میں یہی مذکورہ روایت نقل کرتے ہوئے (سفیان ثوری اور شعبہ کے طریق والی روایت میں) آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ ایک آگ جو عدن کی سرزمین سے نکلے گی اور لوگوں کو لے جائے گی، ان کے ساتھ رات گذارے گی جہاں وہ

(۱) مسند احمد صفحہ ۲/۲۵ (۲) ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۹۸ (۳) مسند احمد صفحہ ۵/۲۲۶، السلسلۃ الصحیحۃ للالبانی حدیث ۱۸۸۳
(۴) مسلم حدیث نمبر ۷۲۱۴، مسند احمد صفحہ ۲/۳۳۷ (۵) مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۲۱۳، ابوداؤد کتاب الملاحم حدیث نمبر ۴۳۱۱

رات رہیں گے اور جہاں وہ قیلولہ کریں گے وہ قیلولہ کرے گی۔ (۱)

شعبہ کہتے ہیں مجھے ایک اور شخص نے یہ روایت غیر مرفوع بیان کی اور ان دونوں میں سے ایک نے نزول عیسیٰ علیہ السلام کو نشانی بتایا۔ دوسرے نے سمندر میں ایک آندھی اٹھنے کا ذکر کیا۔ یہ روایت مسلم، اور سنن اربعہ میں مختلف طرق سے آئی ہے۔

رومیوں کے ساتھ جنگ اور اس کے آخر میں فتح قسطنطنیہ کی پیشگوئی اس واقعے کے بعد دجال نکل آئے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان دنیا سے زمین پر اتر آئیں گے۔ ان کا نزول دمشق میں نماز فجر کے وقت مشرقی سفید مینار پر ہوگا جیسا کہ آگے صحیح احادیث کی روشنی میں اس کا بیان آ رہا ہے۔

مسند احمد میں ذی مخمر سے ارشاد نبوی ﷺ سے مروی ہے کہ تم لوگ روم سے امن کی صلح کرو گے اور تم غالب ہو گے اور وہ اس کے بعد بھی دشمن ہوں گے تم صلح کر کے غنیمت لے کر ٹیلوں والی چراگاہ میں پڑاؤ کرو گے پھر روم کا ایک شخص کھڑا ہو کر صلیب کے غالب ہونے کا اعلان کرے گا۔ اور مسلمانوں میں ایک شخص جا کر اسے قتل کر دے گا اس کے بعد روم حملہ کرے گا اور جنگیں ہوں گی چنانچہ وہ لوگ اسی جھنڈوں کے ماتحت فوج میں کے ہر جھنڈے کے نیچے دس ہزار دشمن ہوں گے۔ (۲)

مسند احمد کی ایک روایت کے الفاظ "یجمعون الملحمة" کے ہیں اور ابن ماجہ اور ابوداؤد میں بھی مذکور ہے یہ الفاظ مروی ہیں۔ اسی طرح عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں نمایہ (جھنڈا) کے الفاظ اور شداء کی روایت "بنداً" کے الفاظ آئے ہیں جو کہ جھنڈے کو کہا جاتا ہے۔

مسند احمد میں اسیر بن جابر سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ کوفے میں سخت لال آندھی چلی ایک شخص آندھی سے بے پرواہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو پکارتا ہوا ان کے پاس پہنچا اور کہا کہ اے عبداللہ بن مسعود قیامت آ گئی۔ وہ ٹیک لگائے ہوئے تھے، بیٹھ گئے اور فرمانے لگے۔

"قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ میراث تقسیم نہ کی جا سکے اور غنیمت کی کوئی خوشی نہ ہو" (پھر انہوں نے ہاتھ سے شام کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ) دشمن اہل اسلام کے خلاف جمع ہو جائیں گے اور اہل اسلام بھی جمع ہو جائیں گے (میں نے کہا رومی لوگ مسلمانوں کے خلاف) آئیں گے؟ فرمایا ہاں اس وقت شدید قسم کا فتنہ (اور) ارتداد ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مزید یہ فرمایا کہ "چنانچہ مسلمان ایک فدائی لشکر تیار کریں گے جو سوائے فتح کے واپس نہیں آئے گا چنانچہ وہ لڑے گا حتیٰ کہ رات ہو جائے گی اور یہ دونوں لشکر پھر بغیر فتح کے رہ جائیں گے اور یہ لشکر بکھر جائے گا" مسلمان پھر ایک فدائی لشکر تیار کریں گے جو بغیر لڑے واپس نہ آئے مگر اسے بھی لڑتے لڑتے رات ہو جائے گی اور یہ دونوں (مسلمان اور کافر) فتح کا فیصلہ کئے بغیر رہ جائیں گے اور پھر یہ فدائی لشکر بکھر جائے گا اس کے بعد پھر مسلمان ایک فدائی لشکر بنائیں گے (اور اس کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا) جب چوتھا دن ہوگا باقی مسلمان ان کے خلاف کھڑے ہو جائیں گے اور پھر اللہ ان پر ابتداء نازل فرمادیں گے اور ایک جنگ ہوگی جو ہم نے پہلے نہیں دیکھی ہوگی (یا فرمایا کہ اس جیسی کبھی دیکھی نہیں گئی ہوگی) حتیٰ کہ جو پرندہ ان کے قریب سے گذرے گا وہ بھی مارا جائے گا اور نتیجہ جو سو تھے ان میں سے صرف ایک شخص باقی بچے گا چنانچہ کس غنیمت پر خوش ہوا جائے یا کون سی میراث تقسیم کی جائے۔

اسی دوران وہ ایک ہنگامے کی آواز سنیں گے جو اس سے بھی زیادہ سخت ہوگی؟ ایک پکارنے والا ان کے پاس آئے گا کہ دجال ان کے پاس ظاہر ہو کر قبضہ کر چکا ہے چنانچہ وہ سب اپنے ہاتھوں میں موجود اشیاء کو چھوڑ کر اس طرف متوجہ ہو جائیں گے اور دس بہترین شہسوار بہادروں کو اس کی طرف روانہ کریں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں ان دس بہادروں کے نام بلکہ ان کے آباء کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ تک جانتا ہوں اور وہ اس وقت روئے زمین کے بہترین شہسوار ہوں گے"۔ (۳)

جبیر بن نفیر کی سند سے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت قیامت کی نشانیوں کے بارے میں گذر چکی ہے کہ رسول

---

(۱) مسلم حدیث نمبر ۷۲۱۵، ترمذی کتاب الفتن حدیث نمبر ۲۱۸۳، ابوداؤد کتاب الملاحم حدیث نمبر ۴۳۱۱

(۲) مسند احمد صفحہ ۲/۹۱، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۹۲ (۳) مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۲۱۰، مسند احمد حدیث نمبر ۱/۳۸۵

اکرم ﷺ نے فرمایا۔

''چھٹی نشانی یہ ہے کہ تمہارے اور بنواصفر کے درمیان جنگ ہوگی'' اور وہ تمہارے خلاف اسی جھنڈوں کے ماتحت فوج لے کر آئیں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار افراد ہوں گے مسلمانوں کی جماعت اس وقت شام سے شہر دمشق سے ملاتے غوطہ (نامی) میں ہوں گی۔[1]

جبیر بن نفیر کی سند سے ہی ایک روایت حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جنگ کے دن مسلمانوں کی جماعت غوطہ نامی جگہ میں'' جو شام کے بہترین شہر دمشق کی ایک جانب واقع ہے ہوگی۔ (اس سے قبل قسطنطنیہ والی حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی گذر چکی ہے)

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل نہ کردیں

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب روم والے (شام کے علاقے) اعماق یا دابق میں آ کر نہ پڑاؤ کریں۔ چنانچہ روئے زمین کے اسوقت بہترین لوگوں کا ایک لشکران کے پاس جائے گا اور جب لڑائی کی صفیں بن جائیں گی تو اہل روم کہیں گے کہ ہمارے سامنے سے ہٹ جاؤ اور ہمیں ہمارے قومی (مگر مسلمان) بھائیوں سے لڑنے دو۔ وہ (مسلمان) کہیں گے کہ ہم اپنے بھائیوں سے تمہیں لڑنے نہیں دیں گے۔ پھر زبردست جنگ ہوگی جسمیں سے ایک تہائی مسلمان بھاگ جائیں گے جنہیں اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرے گا اور ایک تہائی شہید ہو جائیں گے جو کہ افضل الشہداء ہوں گے اور ایک تہائی کبھی شکست نہیں کھائیں گے اور وہ قسطنطنیہ فتح کریں گے۔

جس وقت وہ غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے ان کے قریب شیطان پکارے گا کہ دجال نے ان کے گھروں پر قبضہ کرلیا ہے چنانچہ وہ وہاں سے نکل پڑیں گے اور یہ غلط ہوگا۔ اور جب یہ شام پہنچیں گے تو وہ دجال نکل آئے گا چنانچہ یہ جنگ کے لئے تیاری کر کے نماز کی صفیں درست کر رہے ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو جائیں گے اور ان کی امامت کرائیں گے۔ جب وہ اللہ کا دشمن (دجال) انہیں دیکھے گا تو اس طرح پگھلنا شروع ہو جائے گا جیسے پانی میں نمک پگھلتا ہے اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے چھوڑ دیں تو وہ خود بخود ہلاک ہو جائے مگر وہ اسے اپنے ہاتھ سے قتل کریں گے اور اپنے نیزے پر لگا خون لوگوں کو دکھائیں گے۔[2]

پکے عزم اور سچے ایمان سے ''لا الہ الا اللہ واللہ اکبر'' کہنا قلعوں کو گرادے گا اور شہروں کو فتح کرلے گا

مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے پوچھا کہ ''کیا تم نے اس شہر کے بارے میں سنا ہے؟ جس کے ایک طرف خشکی اور دوسری طرف سمندر ہے؟ لوگوں نے کہا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ اس شہر پر بنواسحاق کے ستر ہزار افراد حملہ نہ کریں۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچیں گے تو وہاں اتر کر کسی اسلحہ یا تیر سے لڑائی نہیں لڑیں گے بلکہ ''لا الـه الا الله والله اکبـر'' کہیں گے تو اس شہر کی ایک جانب (کی دیوار یا فصیل) گر جائے گی (راوی ثوریہ کہتے ہیں کہ غالباً انہوں نے یہ کہا تھا کہ) وہ جانب جو سمندر کی جانب ہے دوسری مرتبہ کہنے سے ایک اور جانب گر جائے گی اور تیسری مرتبہ میں شہران کے لئے کھل جائے گا اور یہ اس میں داخل ہو کر غنیمت حاصل کریں گے اور جس دوران وہ غنیمت تقسیم کریں گے ایک شخص چیختا ہوا وہاں آ کر کہے گا کہ دجال نکل آیا ہے تو وہ سب کچھ چھوڑ کر لوٹ جائیں گے۔[3]

رومی علاقوں کی فتح اور مسلمانوں کے قبضے کی پیشنگوئی...... ابن ماجہ میں کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف سے (اپنے پردادا کے حوالے سے) ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ:

(۱) تخریج گذر چکی ہے۔ (۲) صحیح مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۲۰۷، مستدرک حاکم صفحہ ۴/۴۸۲ (۳) صحیح مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۲۶۳

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ مسلمانوں کا چھوٹے سے چھوٹا شخص بھی والی نہ بن جائے (پھر آپ ﷺ نے آواز دی اے علی! اے علی! اے علی! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان" تو آپ ﷺ نے فرمایا

تم لوگ بنو اصفر سے جنگ کروگے تمہارے بعد والے ان سے جنگ کریں گے حتیٰ کہ اسلام کے بہترین لوگ ان کے خلاف جنگ کے لیے نکلیں گے جو اہل حجاز ہوں گے اور وہ اللہ کے (دین کے) معاملے میں کسی ملامت کرنے کی ملامت کی پرواہ نہ کریں گے پھر وہ تسبیح و تکبیر کے ذریعے قسطنطنیہ فتح کریں گے۔ خوب غنیمت ملے گی، ایسی غنیمت پہلے نہ ملی ہوگی حتیٰ کہ وہ ڈھالوں تک کو تقسیم کریں گے۔ اتنے میں ایک شخص آکر کہے گا کہ دجال نکل آیا ہے" سنو یہ خبر جھوٹ ہوگی اس پر عمل کرنے والا اور نہ کرنے والا دونوں نادم ہوں گے۔"[1]

بعض بحری جزیروں، روم و فارس کے علاقوں اور دجال کے خلاف جنگ کی پیشنگوئی مسلم شریف میں حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ تم لوگ سمندری جزیروں پر جنگ کروگے اور اللہ اسے فتح کرائے گا، پھر فارس پر اسے بھی اللہ فتح کرائے گا۔ پھر روم پر جنگ کروگے اسے بھی اللہ فتح کرائے گا، پھر تم دجال سے لڑوگے چنانچہ اللہ اس کے خلاف بھی کامیابی دے گا۔[2]

اہل روم کے بعض اچھے خصائل صحیح مسلم میں روایت ہے کہ مستورد قرشی نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس کہا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جس وقت قیامت قائم ہوگی اہل روم سب سے زیادہ ہوں گے۔ اس پر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا "غور کرو تم کہہ کیا رہے ہو؟" انہوں نے کہا میں نے جو رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے وہی کہہ رہا ہوں۔ چنانچہ حضرت عمرو نے کہا اگر تم یہ کہتے ہو تو ان میں چار خصائل ہوں گے:

(۱) وہ فتنہ کے وقت لوگوں میں سب سے زیادہ مضبوط ہوں گے۔
(۲) مصیبت کے بعد سب سے جلدی سنبھلنے والے ہوں گے۔
(۳) فرار کے بعد سب سے پہلے لوٹ آنے والا ہوں گے۔
(۴) ان کی بھلائی مسکینوں، یتیموں اور ضعیفوں کے لیے ہوگی۔ اور پانچویں اچھی صفت یہ کہ وہ بادشاہوں کے ظلم کو سب لوگوں سے زیادہ روکنے والے ہوں گے۔[3]

قیامت کے وقت اہل روم کثرت میں ہوں گے صحیح مسلم میں حضرت مستورد قرشی سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ قیامت قائم ہوگی تو اہل روم کثرت میں ہوں گے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ حدیث جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے مستورد سے کہا کہ یہ کیا احادیث تمہارے حوالے سے ذکر کی جارہی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے وہ بات کہی جو رسول اللہ ﷺ سے سنی۔ تو حضرت عمرو نے کہا اگر تم یہ کہتے ہو تو (ان کے بارے میں یہ بات بھی ہے کہ) وہ فتنہ کے وقت سب سے زیادہ مضبوط، مصیبت کے وقت سب سے زیادہ برداشت کرنے والے اور اپنی قوم کے ضعفاء اور مساکین کے لیے سب سے زیادہ بھلائی کرنے والے ہوں گے۔[4]

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آخری زمانے میں اہل روم مسلمان ہو جائیں گے اور قسطنطنیہ کی فتح انہی کے ہاتھوں سے ہوگی۔ جیسا کہ پہلے ایک حدیث میں گذرا کہ بنو اسحاق کے ستر ہزار افراد قسطنطنیہ پر حملہ کریں گے (اور یہ لوگ عیص بن حضرت اسحاق بن حضرت ابراہیم علیہم السلام کی اولاد سے ہوں گے) انہی میں سے بنی اسرائیل کے چچا کی اولاد ہوگی (اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں) اہل روم آخری زمانے میں بنی اسرائیل سے بہتر ہوں گے کیونکہ اصبہان کے ستر ہزار یہودی دجال کے متبع بن جائیں گے اور اہل روم کی اس حدیث میں تعریف کی گئی ہے شاید یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر مسلمان ہو جائیں گے۔ واللہ اعلم۔

---

(۱) ابن ماجہ باب الملاحم حدیث نمبر ۴۰۹۴
(۲) مسلم شریف حدیث نمبر ۷۲۱۳، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۹۱ باب الملاحم
(۳) صحیح مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۲۰۸
(۴) صحیح مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۲۰۹

ابن ماجہ میں کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف (ان کے والد کے حوالے سے ان کے دادا سے) یہ روایت مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا
تم لوگ بنو اصفر سے جنگ کرو گے اور ان سے تمہارے بعد حجاز کے مسلمان جنگ لڑیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ قسطنطنیہ اور روم کو تسبیح اور تکبیر سے فتح فرما دیں گے، ان کا قلعہ گر جائے گا اور ان کو وہ کچھ ملے گا جو پہلے کبھی نہیں ملا تھی حتیٰ کہ وہ ڈھالوں تک کو تقسیم کر لیں گے۔ اتنے میں ایک شخص چیخے گا کہ ''اے اہل اسلام مسیح دجال تمہارے علاقوں اور تمہارے بچوں کے پاس پہنچ چکا ہے''۔ چنانچہ لوگ وہ ان اموال سے لاپرواہ ہو جائیں گے، کچھ لوگ مال لے لیں گے کچھ چھوڑ دیں گے، لینے والے بھی نادم اور چھوڑنے والے بھی نادم ہوں گے۔
یہ لوگ کہیں گے کہ آواز لگانے والا کون تھا؟ مگر پتہ نہ لگے گا کہ وہ کون ہے؟ چنانچہ کہیں گے کہ ایک دستہ جاسوسوں کا ایلیاء بھیجو اگر وہ دجال آ گیا ہے تو وہ اس کی اطلاع دے دیں گے۔ چنانچہ وہ لوگ آ کر دیکھیں گے کہ کچھ نہیں ہوا لوگ آرام سے رہ رہے ہیں۔ وہ کہیں گے کہ چیخنے والے نے خطرناک خبر دی تھی اس لیے سب عزم کر کے ایلیاء (بیت المقدس) چلو اگر دجال ہوا تو ہم اس سے لڑیں گے حتیٰ کہ اللہ ہمارا اور ان کا فیصلہ کر دے ورنہ وہ سب ہمارے علاقے اور ہمارے گھر ہیں اگر تم پہنچو گے تو اپنے گھر پہنچو گے)۔[1]

بیت المقدس کی مضبوط تعمیر مدینہ کی خرابی کا سبب ہوگی۔ مسند احمد میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ بیت المقدس کی تعمیر یثرب کی خرابی (کا سبب) ہے اور جنگجوؤں کا خروج قسطنطنیہ کی فتح ہے اور فتح قسطنطنیہ دجال کے نکلنے کا سبب ہے (یہ فرما کر آپ ﷺ نے اس شخص کی ران یا اس شخص کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا) یہ سب ایسا سچ ہے کہ تو یہاں ہے یہ جیسا کہ تو بیٹھا ہے۔[2]
اس حدیث سے مراد یہ نہیں ہے کہ مدینہ منورہ بالکل خراب ہو جائے گا بلکہ مراد یہ ہے کہ بیت المقدس کی تعمیر مدینہ منورہ کی خرابی کا سبب ہوگی اور جیسا کہ آگے صحیح احادیث کے حوالے سے آنے والا ہے کہ دجال مدینے میں داخل نہ ہو سکے گا کیونکہ مدینے کے دروازوں پر تلواریں لئے فرشتے موجود ہوں گے۔

مدینہ منورہ کی طاعون اور دجال سے حفاظت کی پیشن گوئی صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''مدینہ (منورہ) میں طاعون اور دجال داخل نہ ہو سکیں گے۔[3]
جامع ترمذی میں اس کے بعد یہ ہے کہ ''حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے بعد حجرہ نبویؐ میں دفن کیے جائیں گے۔

مدینہ منورہ کی حدود بڑھنے کی پیشن گوئی صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ ''مدینہ منورہ کی رہائش گاہیں اہاب یہاں تک پہنچ جائیں گی۔[4]
اس حدیث کے روای زہیر کہتے ہیں کہ اپنے شیخ سہیل سے پوچھا کتنی عمارات ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ اتنی ہیں۔ یہ حدود کی توسیع یا تو بیت المقدس کی تعمیر سے پہلے ہوگی اور پھر ایک زمانہ گذرنے کے بعد یہ بالکل تباہ ہو جائیں گی جیسا کہ ہم احادیث ذکر کریں گے۔

اہل مدینہ کے مدینے سے نکل جانے کی پیشن گوئی قرطبی نے ولید بن مسلم کے طریق سے جابر سے نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو سنا وہ منبر پر ارشاد رسول ﷺ سنا رہے تھے کہ اہل مدینہ، مدینے سے نکل جائیں گے اور پھر دوبارہ آ کر اس کی تعمیر کریں گے حتیٰ کے مدینہ بھر جائے گا اس کے بعد پھر نکل جائیں گے اور دوبارہ کبھی لوٹ کے نہ آئیں گے۔[5]
ایک اور روایت میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ زائد مروی ہیں کہ ''مدینہ اس وقت تک اچھا ہے جب تک مربعہ (چوکور) ہے۔ سوال کیا گیا کہ اس (کے پھل وغیرہ) کو کون کھائے گا فرمایا کہ پرندے اور درندے۔''

---

(۱) ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۹۴، طبرانی کبیر صفحہ ۱۷/۴۳ (۲) ابو داؤد باب فی امارات الملاحم حدیث نمبر ۴۲۹۴، مسند احمد صفحہ ۵/۲۳۲، مستدرک حاکم صفحہ ۴/۴۲۰
(۳) بخاری حدیث نمبر ۷۱۳۳، مسلم شریف حدیث نمبر ۳۳۲۷
(۴) مسلم حدیث نمبر ۷۲۱۹، کنز العمال حدیث نمبر ۳۴۸۶۷ (۴) مسند احمد صفحہ ۲/۳۴۲

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ ''لوگ مدینہ کو اچھی حالت میں چھوڑ کر جائیں گے اور مدینہ میں صرف پرندوں اور جانوروں کی آمد ورفت رہ جائے گی۔ پھر مدینہ قبیلے کے دو آدمی اپنی بکریوں کو روتے ہوئے مدینہ کی طرف نے جائیں گے تو اس کو برباد اور تباہ دیکھیں گے۔ چنانچہ یہ چلتے چلتے ''ثنیۃ الوداع'' وداع کی گھاٹیوں تک پہنچیں گے تو منہ کے بل گر پڑیں گے''۔ [1]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے میں نے رسول اکرم ﷺ سے بہت ساری باتیں پوچھیں مگر صرف یہ نہ پوچھا کہ اہل مدینہ کو مدینے سے کون سی چیز نکالے گی؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''لوگ اس حالت میں مدینے سے نکلیں گے کہ اس کے آدھے پھل پک چکے ہوں گے۔ پوچھا کہ اے ابو ہریرہ لوگوں کو کون وہاں سے نکال دے گا؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک برا آدمی۔ [2]

ابوداؤد میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ ''بڑی جنگ، فتح قسطنطنیہ، اور دجال کا نکلنا یہ سب سات مہینے میں ہو جائے گا۔'' ترمذی میں یہ روایت اس طریق سے آئی ہے اس کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن بسر، حضرت مصعب بن حبابہ، اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے بھی منقول ہے۔

مسند احمد اور ابوداؤد میں (واللفظ لہ) حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ بڑی جنگ اور شہر (قسطنطنیہ) کی فتح کے درمیان چھ سال کا عرصہ ہے اور ساتویں سال میں دجال نکل آئے گا۔ [3]

یہی روایت ابن ماجہ میں بھی ہے۔ اس روایت کی تطبیق پہلی روایت کے ساتھ مشکل ہے سوائے یہ کہ ہم کہہ دیں کہ بڑی جنگ کی ابتداء اور انتہا چھ سال پر محیط ہوگی اور پھر شہر کی فتح قریب ہی کے زمانے میں ہوگی جو خروج دجال کے ساتھ سات مہینے ہوں گے۔ واللہ اعلم

ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ ''قسطنطنیہ کی فتح قیامت کے ساتھ ساتھ ہی ہوگی''۔ [4]

محمود بن غیلان راوی کہتے ہیں یہ حدیث غریب ہے۔ قسطنطنیہ خروج دجال کے وقت فتح ہوگا۔ حالانکہ یہ نبی کریم ﷺ کے بعد صحابہ کے زمانے میں فتح ہو گیا تھا۔

اس بات میں بحث ہے کیونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کو ایک لشکر دے کر بھیجا تھا جس میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے، مگر یزید کامیاب نہ ہوا۔ پھر مسلمہ بن عبدالملک نے اپنے خاندان کے دور حکومت میں اس کا محاصرہ کیا مگر کامیاب نہ ہوا اور ایک مسجد بنانے کی شرط پر ان سے صلح کر لی تھی۔ (جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں)

قیامت سے پہلے کئی کذاب نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''قیامت کے قریب بہت سے کذاب آئیں گے''۔ [5] (اس کے بعد حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان سے بچو)

مسند احمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ

قیامت سے پہلے بہت سے کذاب آئیں گے جن میں یمامہ کا ایک شخص، صنعاء سے عنسی حمیر کا ایک شخص، اور دجال بھی ہوگا جو ان سب سے بڑا فتنہ ہوگا۔ [6] (حضرت جابر کہتے ہیں کہ میرے بعض ساتھی بتاتے تھے کہ یہ تقریباً تیس آدمی ہوں گے۔ [7]

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس کے قریب چھوٹے دجال نہ آ جائیں، ان میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔'' [8]

---

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۸۷۴، باب فضائل مدینہ، مسند احمد صفحہ ۲/۲۳۴ (۲) صحیح بخاری فضائل مدینہ صفحہ ۲/۹۱

(۳) ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۹۵، ترمذی حدیث نمبر ۲۲۳۸ (۴) [illegible] ۲۲۹۲ [illegible] صفحہ ۳/۱۸۹

(۵) بخاری ۳۲۵، مسلم حدیث نمبر ۷۲۶۹ (۶) [illegible]

(۷) مسند احمد حدیث نمبر ۱۴۰ [illegible] (۸) [illegible]

مسند احمد میں بھی روایت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اس میں پہنچنے کے بجائے داخل ہونے کے الفاظ آئے ہیں۔

مسند احمد ہی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ دجال سے پہلے چند سال دھوکے ہوں گے جس میں سچا جھوٹ بولے گا اور جھوٹا سچ بولے گا' امانت دار خیانت کرے گا اور خائن امانت داری کرے گا' اور ان میں رویبضہ بات کریں گے' پوچھا گیا رویبضہ کون ہیں؟ فرمایا فساق لوگ۔ وہ عوام کے امور میں بات کریں گے۔

ابن صیاد کے بارے میں احادیث کا تذکرہ: صحیح مسلم ابن شہاب زہری سے مروی ہے کہ مسلم بن عبداللہ نے انھیں خبر دی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جماعت میں (گروپ) چلے ابن صیاد سے پہلے۔ حتیٰ کہ ابن صیاد کو بنو مغالہ کے قلعے میں بچوں کے ساتھ کھیلتا پایا اس وقت ابن صیاد عمر شعور کے قریب تھا اسے نبی کریم ﷺ کی آمد کا احساس نہ ہوا نبی کریم ﷺ نے قریب جا کر اس کی کمر پر ہاتھ مارا اور فرمایا'' کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں،، اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان پڑھ لوگوں کے نبی ہو پھر کہنے لگا (رسول اکرم ﷺ سے) کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لایا پھر تم کیا سمجھتے ہو؟ اس نے کہا میرے پاس سچے جھوٹے سب آتے ہیں،، تو آپ ﷺ نے فرمایا تجھ پر معاملہ خلط ملط ہو گیا ہے پھر فرمایا میں تجھ سے ایک خفیہ بات پوچھتا ہوں۔ اس نے کہا کہ وہ ''دخ'' ہے (دخ کے معنی ایک نرم بوٹی کے ہیں ایک اور روایت میں رخ دل سے آیا ہے اس سے مراد دخان یعنی دھواں جو قرآن کریم میں قیامت کے آثار میں سے شمار کیا گیا ہے لیکن صحیح بات یہ کہ ابن صیاد نے کوئی ایسا جملہ کہا جس کا نجومیوں کی عادت اور طریقے میں کوئی معنی موجود نہیں) چنانچہ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا،، مسخ ہو جا تو اپنی قدر سے آگے نہ بڑھ سکے گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ رسول اللہ مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن ماردوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا'' اگر یہ وہی (دجال) ہے تو تم اس پر مسلط نہیں ہوسکو گے اور اگر یہ وہ نہیں تو اس کے قتل میں خیر نہیں۔

سالم بن عبداللہ بن عمر اپنے والد کا ارشاد نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کھجور کے درختوں کے جھنڈ میں تشریف لے گئے جہاں ابن صیاد تھا آپ ﷺ اس سے چھپ چھپ کر وہاں گئے تاکہ ابن صیاد کے دیکھنے سے پہلے اس کی کوئی بات سن لیں آپ ﷺ نے اس کو ایک چادر میں لیٹے دیکھا۔ آپ ﷺ کو اس طرح چھپ کر آتے ہوئے ابن صیاد کی ماں نے دیکھ لیا اور ابن صیاد کو آواز دی اے صاف (ابن صیاد کا اصل نام) یہ محمد ﷺ تیرے (پیچھے) آرہے ہیں چنانچہ ابن صیاد غصہ میں اٹھ کھڑا ہوا تو آپ ﷺ نے تاسف سے فرمایا کہ اگر یہ عورت رہنے دیتی تو بات واضح ہو جاتی۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے حمد وثناء کے بعد لوگوں سے دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ''میں تمھیں اس کے بارے میں خبردار کر رہا ہوں، جو بھی نبی آیا اس نے اپنی قوم کو اس (دجال) کے بارے میں خبردار کیا (ڈرایا ہے) حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو ڈرایا تھا لیکن میں اس کے بارے میں ایسی بات کہہ رہا ہوں جو پہلے کسی نبی نے نہیں کہی تھی۔ جان لو کہ وہ کانا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے۔ ایک اور روایت میں عمر بن ثابت انصاری سے بعض صحابہ کے حوالے سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو دجال سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا کہ'' اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جو شخص دجال کے اعمال کو ناپسند کرے گا وہ اس کو پڑھ سکے گا۔ یا فرمایا کہ ہر مومن پڑھ سکے گا۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ جان رکھو کہ کوئی شخص مرنے تک اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتا۔ (۱)

دجال کے بعض اوصاف کا ذکر بزبان رسول ﷺ: بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' اللہ تعالیٰ تو یقیناً نہیں ہے مگر دجال کانا ہے اس کی دائیں آنکھ گویا کہ پھولے ہوئے انگور کے دانے کی طرح پھولی ہوئی ہے''۔ (۲)

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ ہر نبی نے اپنی قوم کو جھوٹے دجال (کی آمد) سے ڈرایا ہے۔ مگر یہ کہ وہ

(۱) بخاری احادیث الانبیاء حدیث نمبر ۳۳۳۷، مسلم حدیث نمبر ۷۲۸۳

(۲) بخاری احادیث الانبیاء حدیث نمبر ۳۴۳۹، مسلم حدیث نمبر ۴۳۸۸، مسند احمد صفحہ ۲/۳۷

دجال کانا ہے اور تمہارا رب ایسا نہیں ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے۔" (۱) بخاری میں بھی ایسی ہی ایک حدیث ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت انس سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ "دجال چھوٹی ہوئی آنکھ والا ہے۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے اور کافر کے آنکھ کو وہ حصہ یہ ہو گا۔ جسے ہر مسلمان پڑھ سکتا ہے۔" (۲)

صحیح مسلم ہی میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے۔

بے شک میں وہ چیزیں جانتا ہوں جو دجال کے ساتھ ہوں گی۔ اس کے ساتھ دو نہریں ہوں گی ایک میں سفید پانی نظر آئے گا اور دوسری میں بھڑکتی آگ ہوگی، اگر تم میں سے کوئی اس کو پالے تو وہ اس نہر میں آئے جو آگ نظر آرہی ہو، اور اس میں غوطہ لگا کر سر نکالے پھر پانی پیئے تو وہ ٹھنڈا پانی ہوگا اور بیشک دجال چھوٹی آنکھ والا ہوگا جس پر موٹا چھلکا ہوگا۔ اور آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جسے ہر پڑھا اور ان پڑھ مسلمان پڑھ سکے گا۔ (۳)

دجال کی آگ جنت اور اس کی جنت آگ (جہنم) ہوگی

بخاری مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ "کیا میں تمہیں دجال کے بارے میں ایک بات نہ بتاؤں جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی کہ وہ کانا ہوگا اور جہنم اور جنت جیسی دو چیزیں لائے گا، جسے وہ جنت کہے گا وہ جہنم ہوگی اور جسے جہنم کہے گا وہ جنت ہوگی"۔ میں نے تمہیں اس چیز سے خبردار کر دیا ہے جس سے قوم نوح کو خبردار کیا گیا تھا۔ (۴)

دجال کی قوت اور فتنے سے مرعوب ہو کر اس کا ساتھ نہ دینا (ارشاد نبوی ﷺ)

صحیح مسلم میں محمد بن منکدر سے مروی ہے کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو قسم کھا کر یہ فرماتے سنا کہ ابن صیاد ہی دجال ہے' میں نے پوچھا کہ آپ کس بنیاد پر قسم کھا رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قسم کھا کر نبی کریم ﷺ کے سامنے یہی کہتے سنا مگر نبی کریم ﷺ نے اس پر نکیر نہیں فرمائی۔

حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ مدینے کی کسی گلی میں ابن صیاد مل گیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کوئی ایسی بات کہی جس پر اسے غصہ آ گیا اور اس نے یوں سانس کھینچی کہ وہ پھول گیا (ایک روایت میں ہے کہ اس نے گدھے سے بھی زیادہ خرخراہٹ نکالی) اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے ڈنڈے سے اتنا مارا کہ ان کا ڈنڈا ٹوٹ گیا۔ اس کے بعد وہ اپنی بہن ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور گویا ہوئے کہ میں نے جو کچھ ابن صیاد کے ساتھ کیا اس سے مقصد یہ تھا کہ مجھے یہ پتہ تھا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ "دجال کسی بات پر غصہ کی وجہ سے نکلے گا"۔ (۵)

ابن صیاد اصل دجال ہے یا نہیں

بعض علماء کا قول ہے کہ ابن صیاد کے بارے میں بعض صحابہ کا خیال تھا کہ وہ اصل دجال ہے حالانکہ یہ بات درست نہیں وہ تو ایک چھوٹا سا آدمی تھا۔ اور صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اس کی مدینے اور مکہ کے درمیان ملاقات ہوئی تو انہوں نے اس سے کہا کہ تمہارے متعلق جو لوگ کہا کرتے تھے کہ وہ دجال ہے، تو اس نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ "دجال مدینے میں داخل نہ ہو سکے گا"۔ حالانکہ میں تو مدینے میں پیدا ہوا ہوں۔ اور یہ کہ "دجال کی اولاد نہ ہوگی" حالانکہ میری اولاد ہے۔ اور یہ کہ "وہ کافر ہوگا" حالانکہ میں مسلمان ہوں۔ (۶)

ابن صیاد نے مزید کہا کہ اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ میں دجال اور اس کے ٹھکانے کے بارے میں لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں اور یہ کہ اگر مجھے پیشکش کی جائے کہ میں دجال بن جاؤں (دجال بن جاؤں) تو میں یہ پسند نہیں کروں گا۔

مسند احمد میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں ابن صیاد کا ذکر چھڑ گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ

---

(۱) بخاری حدیث نمبر ۷۱۳۱، مسلم حدیث نمبر ۲۹۳۳۔ (۲) صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۹۳۳، ۱۰۱، مسند حدیث نمبر ۱۳۳۱

(۳) بخاری [illegible] حدیث نمبر ۳۴۵۰ [illegible] ۲۹۳۴ [illegible] ۲۳۱۵ (۴) بخاری حدیث نمبر ۳۳۳۸، مسلم حدیث نمبر ۲۹۳۶

(۵) مسلم حدیث نمبر ۲۹۳۲ [illegible] (۶) صحیح مسلم حدیث نمبر [illegible] مسند حدیث نمبر ۲۲۳۶

کہنے لگے کہ وہ یہ گمان کرتا ہے کہ وہ جس چیز کے پاس سے گذرتا ہے وہ اس سے بات کرتی ہے۔"

مقصود اس کلام کا یہ ہے کہ ابن صیاد قطعاً وہ "دجال" نہیں ہے جو آخری زمانے میں نکلے گا۔ اور یہ ہم فاطمہ بنت قیس کی حدیث کی وجہ سے کہہ رہے ہیں جو اس بارے میں فیصلہ کن حدیث ہے واللہ اعلم۔

فاطمہ بنت قیس کی حدیث صحیح مسلم میں عامر بن شراحیل شعبی سے مروی ہے کہ میں نے ہمدان کو حضرت فاطمہ بنت قیس سے یہ پوچھتے سنا کہ "مجھے کوئی وصیت سنائیے جو آپ نے رسول اکرم ﷺ سے سنی ہو" تو انہوں نے کہنا شروع کیا کہ میں نے مغیرہ سے نکاح کیا تھا جو قریش کے بہترین نوجوانوں میں سے ایک تھے پھر وہ رسول اکرم ﷺ کی محبت میں پہلے جہاد میں جاں بحق ہوئے ان کے انتقال کے بعد مجھے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے "جو کہ نبی کریم ﷺ کے ایک ساتھی تھے" پیغام نکاح دیا اور رسول اکرم ﷺ نے مجھے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے لیے پیغام بھیجا۔ اور مجھے آپ ﷺ کا یہ ارشاد پہنچ چکا تھا کہ "جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اسامہ سے محبت کرے" جب رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے بات کی تو میں نے عرض کیا کہ میرا معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ ﷺ جس سے چاہیں میرا نکاح فرما دیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "ام شریک کے پاس منتقل ہو جاؤ" ام شریک انصاری ایک مالدار اور اللہ کے راستے میں خوب مال خرچ کرنے والی خاتون تھیں۔ ان کے ہاں بے شمار مہمان آیا کرتے تھے۔ میں نے کہا کہ میں منتقل ہو جاؤں گی تو فرمایا کہ "نہیں ان کے ہاں مت جاؤ ان کے ہاں مہمان بہت آتے ہیں مجھے یہ ناپسند ہے کہ کہیں تمہاری چادر ڈھلک جائے یا پنڈلی سے کپڑا ہٹ جائے اور لوگوں کی نظر پڑے جو تمہیں پسند نہ ہو لیکن اپنے چچازاد عبداللہ بن عمرو بن ام مکتوم کے ہاں منتقل ہو جاؤ۔ یہ قریشی قبیلے بنو فہر کے ایک شخص تھے چنانچہ میں نے وہاں عدت پوری کی اور عدت کے بعد نبی کریم ﷺ کے ہمراہ نماز میں شریک ہوئی۔

جب نبی کریم ﷺ نے نماز پوری فرمائی تو منبر پر بیٹھ گئے اور ہنس رہے تھے۔ فرمایا کہ ہر شخص اپنی نماز کی جگہ ہی رہے۔ پھر فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہ "میں نے تمہیں کسی ترغیب یا ترہیب کی بات کہنے کے لیے جمع نہیں کیا بلکہ یہ تمیم داری جو کہ پہلے عیسائی تھے اب مسلمان ہو کر بیعت کر چکے ہیں۔ انہوں نے مجھے ایک بات بتائی ہے جو اس بات کے موافق ہے جو میں تمہیں دجال کے بارے میں بتایا کرتا ہوں۔ انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ یہ لخم اور جذام قبائل کے دوسرے آدمیوں کے ہمراہ کشتی میں سوار ہوئے تھے مگر طوفانی لہریں ایک مہینے تک انہیں سمندر میں گھماتی رہیں اور پھر ایک جزیرے پر دھکیل دیں اس سمت میں جہاں سورج غروب ہوتا ہے۔

پھر یہ جزیرے میں داخل ہوئے تو وہاں ایک بالوں سے بھری ایک مخلوق دیکھی، بالوں کی کثرت سے اس کے جسم کے اگلے اور پچھلے حصے کا اندازہ نہیں ہو رہا تھا انہوں نے اس سے کہا تیرا ستیاناس تو کون ہے؟ اس نے کہا میں جسار ہوں۔ تو اس نے کہا لوگو اس طرف جاؤ وہاں تمہارے شوق کے مطابق کوئی ملے گا۔ تمیم داری نے کہا کہ جب اس نے ہمیں کسی شخص کے بارے میں بتایا تو ہم اس (جسار) سے ڈر گئے کہ کہیں یہ شیطان نہ ہو۔ چنانچہ ہم تیزی سے وہاں پہنچے تو وہاں ایک بہت بڑا انسان دیکھا اتنا لمبا چوڑا انسان ہم نے پہلے نہیں دیکھا تھا، اس کے ہاتھ گردن پر بندھے تھے اور وہ سر سے پیر تک زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ جب تم یہاں مجھ تک پہنچ ہی گئے ہو تو بتاؤ کہ تم کون ہو؟ (انہوں نے پورا احوال سمندر اور جسار سے ملنے کا بتا دیا) تو اس نے پوچھا کہ مجھے بیسان کے کھجور کے درختوں کے بارے میں بتاؤ؟ انہوں نے کہا کیا بتائیں؟ اس نے کہا کہ کیا وہ پھل دے رہے ہیں؟ ہم نے کہا ہاں دے رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ عنقریب وہ پھل نہ دیں گے پھر اس نے پوچھا کہ مجھے بحیرہ طبریہ کے بارے میں بتاؤ انہوں نے پوچھا کہ اس کی کیا حالت بتائیں؟ کہا کہ بتاؤ اس میں پانی ہے یا نہیں؟ ہم نے کہا ہاں پانی ہے؟ اس نے کہا عنقریب وہ خشک ہو جائے گا پھر اس نے کہا کہ مجھے زغر (شام کا ایک علاقہ) کے چشموں کے بارے میں بتاؤ؟ انہوں نے کہا کیا بتائیں؟ اس نے کہا کہ کیا اس میں پانی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اس میں پانی ہے۔ اس نے پوچھا کیا لوگ اس پانی سے زمینیں سیراب کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں وہ پانی بہت زیادہ ہے لوگ زمینیں سیراب کرتے ہیں۔ پھر اس نے پوچھا کہ مجھے امیین کے نبی کے بارے میں بتاؤ اس کا کیا کہنا ہے؟ انہوں نے کہا وہ مکہ سے نکل کر مدینے (یثرب) آ گئے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ کیا عربوں نے اس سے جنگ کی؟ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا کیا نتیجہ نکلا؟ ہم نے کہا کہ وہ اپنے اردگرد کے عربوں پر غالب آ گئے ہیں اور وہ اس کے مطیع ہو گئے ہیں۔ اس نے کہا کہ یہ تو ہونا ہی تھا اور ان کے لیے یہی بہتر

ہے کہ وہ اس کی اطاعت کریں۔ اب میں تمھیں اپنے بارے میں بتاتا ہوں۔ میں مسیح (دجال) ہوں اور عنقریب ہوسکتا ہے کہ مجھے نکلنے کا حکم کر دیا جائے اور میں نکل کر چلوں تو میں چالیس میں سے کوئی قصبہ نہ چھوڑونگا جس سے گذر نہ ہو سوائے مکہ اور طیبہ (مدینہ) کے۔ وہ دونوں مجھ پر حرام ہیں اور جب بھی میں ان کے قریب جاؤں گا وہاں فرشتہ میرے سامنے آئے گا جس کے ہاتھ میں چمکتی تلوار ہوگی اور ان کے ہر راستے پر فرشتے ان کی حفاظت کر رہے ہوں گے۔ یہ فرما کر آپ نے نیزے کی نوک سے منبر کو چھوا اور فرمایا کہ یہ طیبہ (مدینہ) ہے۔

سنو کیا میں نے تمھیں یہ بتایا تھا؟ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ مجھے تمیم کے اس واقعہ سے بڑی حیرت ہوئی کہ یہ اس کے موافق ہے جو میں نے تمھیں دجال، مکہ اور مدینے کے بارے میں بتایا تھا۔ مگر یہ کہ وہ مشرق کی طرف بحر شام یا فرمایا بحر یمن میں ہے۔ یہ فرما کر آپ ﷺ نے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا، فرمایا'' فاطمہ کہتی ہیں کہ یہ ساری حدیث میں نے رسول اکرم ﷺ سے یاد رکھی۔ [1]

حدیث کا ایک اور طریق: مسلم میں سیار کی سند سے شعبی سے مروی ہے کہ اس میں صرف یہ فرق ہے کہ فاطمہ کہتی ہیں کہ تمیم داری عزیز واقارب سمیت اس میں سوار ہوئے اور اس جزیرے کے قریب وہ کشتی سے جھٹکے کی وجہ سے گر گئے اور پانی کی تلاش میں اس کے اندر گئے جہاں اسی بال والی مخلوق سے ملاقات ہوئی الی اخرہ۔ اور پھر رسول اکرم ﷺ نے انھیں لوگوں کے سامنے کیا کہ وہ یہ واقعہ سنائیں اور پھر فرمایا کہ یہ طیبہ ہے اور وہ دجال ہے۔

ابوبکر اسحاق کی سند سے مروی روایت میں الفاظ ہیں کہ اے لوگو! مجھے تمیم داری نے بتایا کہ اس کی قوم کے کچھ لوگ سمندری سفر پر گئے۔ الی آخرہ [2]

مسند احمد میں یحییٰ بن سعید کی سند سے فاطمہ سے مروی ہے کہ مجھے عہد رسالت میں میرے شوہر نے طلاق دے دی تھی، اسی دوران اسے رسول اکرم ﷺ نے ایک سریہ (فوجی مہم) میں بھیج دیا۔ ادھر میرے دیور نے مجھے کہا کہ گھر سے نکل جا! میں نے اسے کہا کہ جب تک عدت نہیں گذر جاتی یہاں مجھے رہنے اور کھانے کا حق ہے۔ مگر اس نے کہا نہیں ہے۔ چنانچہ میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئی (اور پوری صورتحال بتائی) چنانچہ آپ ﷺ نے میرے دیور کو بلالیا۔ اور پوچھا کہ بنتِ اور تمہارا کیا جھگڑا ہے اس نے کہا'' یارسول اللہ میرے بھائی نے اسے تین طلاقیں ایک ساتھ دے دی ہیں تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا دیکھو بنت قیس نفقہ اور رہائش طلاق کے بعد اس عورت کا حق بنتی ہے جسے طلاق رجعی ملی ہے۔ لہذا جب اسے تم سے رجعت کا حق نہیں ہے۔ لہذا تم وہاں سے نکل کر فلاں خاتون کے پاس چلی جاؤ! پھر فرمایا کہ اس کے ہاں مہمان آتے رہتے ہیں۔ اس لیے تم ابن ام مکتوم کے ہاں چلی جاؤ۔ وہ نابینا ہے تمھیں دیکھ نہیں سکے گا جب تک میں تمہارا نکاح نہ کراؤں تم کسی سے نکاح نہ کرنا۔ فاطمہ کہتی ہیں کہ

پھر مجھے قریش کے ایک سرکردہ شخص نے پیغام نکاح دیا تو میں نے خدمت نبوی ﷺ میں جا کر عرض کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس شخص سے نکاح کرلوگی جو مجھے اس شخص سے زیادہ پسند ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ کیوں نہیں۔ آپ جس سے چاہیں میرا نکاح فرمادیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے میرا نکاح حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے فرمادیا۔

راوی عامر کہتے ہیں کہ جب میں حضرت فاطمہ بنت قیس کے ہاں سے اٹھ کر جانے لگا تو انہوں نے مجھے روک دیا اور فرمایا کہ بیٹھو میں تمھیں رسول اکرم ﷺ سے سنی ہوئی ایک اور حدیث بھی سناؤں گی۔ پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ گرمی کے دنوں میں نبی کریم ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی اور پھر بیٹھ گئے جب لوگ فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوا پنی جگہ بیٹھے رہو کیونکہ میں بات کی اہمیت کی وجہ سے اپنی جگہ سے نہیں ہٹا ہوں۔

کیونکہ یہ تمیم داری ہے اس نے مجھے آکر ایک واقعہ سنایا جس کی خوشی اور آنکھوں کی ٹھنڈک نے مجھے قیلولہ کرنے سے روک دیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہارے نبی کی خوشی تم پر بھی کھول دوں۔ اس نے مجھے بتایا کہ ان کے عزیزوں کا ایک گروپ سمندر کے سفر پر روانہ ہوا مگر طوفانی لہروں نے ان کی کشتی کو ایک نامعلوم جزیرے پرلا پھینکا۔ چنانچہ یہ کشتی کے قریب ہی اتر کر بیٹھ گئے۔ اچانک انھیں ایک خوفناک چیز جس میں بال بہت تھے نظر آئی، پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ مرد ہے یا عورت؟ تو انہوں نے اس کو سلام کیا اور اس نے سلام کا جواب دیا'' انہوں نے پوچھا کچھ بتاؤ؟ تو اس نے کہا مجھے نہ کچھ پوچھنا ہے نہ بتانا ہے البتہ اس جزیرے کے کمرے میں ایک شخص ہے جو تمہارے شوق کی خبریں دے گا۔ انہوں نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا

(۱) مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۳۱۲، ترمذی حدیث نمبر ۲۲۵۳ (۲) مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۳۱۴، ابوداؤد کتاب الملاحم حدیث نمبر ۴۳۲۶

میں جسالہ ہوں۔ چنانچہ یہ لوگ اس کمرے (خانقاہ نما) میں گئے تو وہاں ایک شخص کو زنجیروں میں سخت جکڑا ہوا پایا۔ انہوں نے اس کو سلام کیا اس نے جواب دیا اور پوچھا تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم عرب ہیں۔ اس نے پوچھا کہ عرب کا کیا بنا؟ ان کا نبی نکل آیا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا عربوں نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا کہ اچھا کیا۔ ایمان لائے اور تصدیق کی۔ اس نے کہا یہ ان کے لیے بہتر ہے۔ انہوں نے کہا پہلے یہ اس کے دشمن تھے اللہ نے نبی کو ان پر غالب کر دیا۔ اس نے پوچھا کیا عرب کا اب خدا ایک ہی ہے؟ نبی ایک ہی ہے اور کلمہ ایک ہی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر اس نے پوچھا نجر کے چشمے کا کیا بنا؟ انہوں نے کہا ٹھیک ہے وہاں کے رہنے والے پانی پی رہے ہیں اور کھیتیوں کو سیراب کر رہے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ عمان اور بیسان کے درمیان واقع کھجور کے درخت کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ اچھے ہیں ہر سال پھل دے رہے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ بحیر طبریہ کا کیا بنا؟ انہوں نے کہا کہ بھرا ہوا ہے۔ یہ سن کر اس نے لمبی سانس کھینچی اور قسم کھا کہ کہا کہ جب میں اس جگہ سے نکلوں گا تو دنیا کا کوئی علاقہ نہ چھوڑوں گا جس میں نہ جاؤں سوائے مکہ اور طیبہ کے ان پر میرا زور نہیں چلے گا"۔

اتنا واقعہ بیان کر کے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دجال مدینے میں داخل نہ ہو سکے گا۔ یہاں میری خوشی کی انتہا ہوگئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دجال پر مدینے میں داخل ہونا حرام کر دیا ہے۔ پھر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں۔ اس کا کوئی تنگ یا کشادہ، آسان اور مشکل کوئی ایسا راستہ نہیں جس پر قیامت تک کوئی فرشتہ تلوار لئے کھڑا نہ ہو۔ دجال اہل مدینہ پر داخل ہونے کی طاقت ہی نہ رکھ سکے گا۔"

عامر کہتے ہیں کہ میں پھر قاسم بن محمد (بن ابی بکر) سے ملا تو انہوں نے بھی گواہی دی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہی حدیث انہیں اسی طرح سنائی تھی صرف اس میں مدینہ کے ساتھ مکہ کے حرام ہونے کے الفاظ بھی تھے۔ (۱)

سنن ابی داؤد میں حضرت فاطمہ بنت قیس سے مروی ہے کہ "رسول اکرم ﷺ نے ایک رات عشاء کی نماز مؤخر کر دی اور پھر گھر سے باہر تشریف لا کر فرمایا کہ مجھے اس واقعے نے روکے رکھا جو تمیم داری نے مجھے سنایا کہ سمندری جزیروں میں سے ایک جزیرے میں ایک شخص نے ایک عورت کو دیکھا جس کے بال لٹکے ہوئے اس نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں جساسہ ہوں۔ اس طرف محل میں جاؤ تو وہ وہاں گیا دیکھا کہ ایک شخص جس کے ہاتھ لٹکے ہوئے تھے اور زنجیروں سے بندھا ہوا تھا جو آسمان اور زمین کے درمیان لٹکی ہوئی تھی (وہ کہتا ہے کہ) میں نے کہا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں دجال ہوں عرب کا کیا بنا ان کا نبی آ گیا؟ میں نے کہا ہاں! اس نے پوچھا عربوں نے اطاعت کی یا نافرمانی؟ اس نے کہا کہ اطاعت کر لی ہے تو دجال نے کہا یہ ان کے لیے بہتر ہے۔ (۲)

(اس کے بعد وہی روایت ہے جو عامر نے حضرت فاطمہ بنت قیس سے نقل کی ہے)

ابوداؤد ہی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک دن منبر پر ارشاد فرمایا کہ کچھ لوگ سمندر میں سفر پر تھے کہ ان کا کھانا ختم ہو گیا اور ان کے لیے ایک جزیرہ بلند کر دیا گیا تو وہ خوراک کی تلاش میں اندر چلے گئے وہاں انہیں جساسہ ملی۔ (راوی ولید کہتے ہیں کہ میں نے ابوسلمہ سے پوچھا کہ جساسہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ایک عورت جس کے سر اور بدن کے بال لٹکے ہوئے تھے) اس کے بعد سابقہ حدیث کی طرح الفاظ ہیں۔

ابوسلمہ کہتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ دجال تھا اور میں (ابوسلمہ رضی اللہ عنہ) حدیث کے کچھ الفاظ بھول گیا ہوں۔ حضرت جابر نے گواہی دی تھی کہ وہ ابن صیاد تھا۔ میں نے کہا وہ تو مر چکا اور اسلام بھی لے آیا تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا اگرچہ اسلام لے آیا ہو۔ میں نے کہا کہ وہ تو مدینہ میں داخل ہوا تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا چاہے داخل ہوا ہوا۔ (۳)

مسند ابو یعلیٰ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے تمیم رضی اللہ عنہ نے ایک واقعہ سنایا ہے۔ اتنے میں تمیم رضی اللہ عنہ مسجد کے کسی کونے میں نظر آ گئے تو فرمایا کہ تمیم رضی اللہ عنہ لوگوں کو وہ واقعہ سناؤ جو تم نے مجھے سنایا تھا۔ چنانچہ حضرت تمیم رضی اللہ عنہ نے سنانا شروع کیا۔

---

(۱) ابوداؤد کتاب الطلاق حدیث نمبر ۲۲۹۸، ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۰۳۶، مسند احمد صفحہ ۶/۳۷۳

(۲) ابوداؤد حدیث نمبر ۴۳۲۵ (۳) مسند احمد حدیث نمبر ۴۳۲۸

ہم ایک جزیرے میں تھے وہاں ہمیں ایک جانور ملا ہمیں اس کے اگلے پچھلے حصے کا پتہ نہیں لگ رہا تھا۔ وہ کہنے لگا کہ تم میری خلقت پر تعجب کر رہے ہو یہاں ایک کمرے (غار وغیرہ) میں ایک شخص موجود ہے جو تم سے بات کرنے کا شوق رکھتا ہے؟ ہم وہاں گئے تو ایک شخص جو لوہے کی زنجیروں سے بندھا ہوا تھا اس کے ناک کا ایک دہانہ بند اور آنکھ پھوٹی ہوئی تھی۔ اس نے ہم سے پوچھا تم کون ہو؟ ہم نے اسے بتایا اس نے پوچھا بحیرہ طبریہ کا کیا بنا؟ ہم نے کہا ویسا ہی ہے؟ اس نے پوچھا کہ بیسان کے کھجور کے درختوں کا کیا بنا؟ ہم نے کہا ویسے ہی ہیں۔ تو وہ کہنے لگا کہ میں پاؤں سے پوری زمین کو روندوں گا سوائے ابراہیم علیہ السلام کے شہر اور طیبہ کو۔[1] رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ طیبہ مدینہ ہے ابو حاتم کہتے ہیں کہ اس کی سند پائیدار نہیں۔

ابن صیاد مدینہ کے یہودیوں میں سے تھا... امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ "مدینہ میں رہنے والے یہودیوں میں سے ایک عورت کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی، جس کی ایک آنکھ مسخ شدہ تھی اور اگلے دانت باہر کی طرف نکلے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے جب اس کو دیکھا تو گمان ہوا کہ کہیں یہی دجال نہ ہو؟ چنانچہ ایک دن ابن صیاد کو ایک درخت کے نیچے سوتے ہوئے پایا۔ سوتے ہوئے اس کے منہ سے مکھیوں کی بھنبھناہٹ جیسی آواز نکل رہی تھی۔ جناب نبی کریم ﷺ آہستہ آہستہ اس سے قریب ہو رہے تھے کہ اس کی ماں نے دیکھ لیا، اور پکار کر کہا اے عبداللہ! ابوالقاسم (ﷺ) آرہے ہیں، سنبھلو اور وہاں سے نکل جاؤ۔

آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ اس کا ستیاناس کرے۔ اس کو کیا ہوا؟ اگر کچھ دیر صبر کر لیتی تو مسئلہ معلوم ہو جاتا، پھر ابن صیاد سے مخاطب ہو کر فرمایا اے ابن صیاد! کیا دیکھتے ہو؟ کہنے لگا مجھے حق دکھائی دیتا ہے اور باطل بھی اور میں عرش کو پانی پر دیکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں یہ نہیں پوچھ رہا۔ پھر دریافت فرمایا "کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں؟ کہنے لگا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا "میں اللہ اور اس کے تمام رسولوں پر ایمان لاتا ہوں"۔ اور پھر اسے وہیں چھوڑ کر روانہ ہو گئے، پھر دوسری مرتبہ اس کے پاس تشریف لائے تو وہ اپنے کھجور کے درخت کے نیچے تھا۔ پھر اس کی ماں نے اس کو آگاہ کر دیا، اے عبداللہ یہ ابوالقاسم آگئے، چنانچہ رسول ﷺ نے فرمایا "اللہ اس کا ستیاناس کرے، اس کو کیا ہوا؟! اگر اس کو چھوڑ دیتی تو معلوم ہو جاتا"۔

پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ چاہتے تھے اس کی کوئی بات سن لیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہی دجال ہے یا نہیں؟ پھر ابن صیاد سے دریافت فرمایا کہ اے ابن صیاد کیا دیکھتے ہو؟ کہنے لگا میں حق اور باطل کو دیکھتا ہوں اور عرش کو پانی پر دیکھتا ہوں"۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا "کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ کہنے لگا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں۔

اس (ابن صیاد) کے دجال ہونے یا نہ ہونے کا معاملہ آپ ﷺ پر واضح نہ ہوا چنانچہ آپ ﷺ نے اس کو اپنے حال پر چھوڑا اور تشریف لے آئے۔ پھر تیسرے روز چوتھی مرتبہ دوبارہ تشریف لائے، اس مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما، چند مہاجرین اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ساتھ تھے اور میں (حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ) بھی ساتھ تھا۔

پھر فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ ہمارے سامنے اس امید پر آگے بڑھے کہ شاید اس کی کوئی بات سن سکیں لیکن اس مرتبہ بھی اس کی ماں آگے بڑھی اور کہنے لگی اے عبداللہ! یہ ابوالقاسم آگئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اس کا ستیاناس کرے اس کو کیا ہوا؟! اگر کچھ دیر رک جاتی تو معاملہ واضح ہو جاتا۔ پھر [illegible] اے ابن صیاد! کیا دیکھتے ہو؟ کہنے لگا میں حق دیکھتا ہوں اور باطل بھی اور عرش کو پانی پر دیکھتا ہوں۔ پھر اس نے پوچھا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں۔ پھر دریافت فرمایا اے ابن صیاد! [illegible] نے تمہارے [illegible] دل میں ایک بات چھپائی ہے کیا تم بتا سکتے ہو کہ وہ کیا ہے؟ کہنے لگا "الدخ" تو آپ ﷺ نے فرمایا "اخسأ اخسأ"، دفع ہو جا [illegible] حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے میں اسے قتل کر دوں؟ تو جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا اگر یہ وہی ہے تو [illegible]

آپ اسے نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ بلکہ اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی نقصان پہنچائیں گے، اور اگر یہ (یعنی ابن صیاد) وہ (یعنی دجال) نہیں ہے تو پھر ایک ذمی کو قتل کرنے کی ضرورت نہیں"۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہمیشہ فکر مند رہے کہ کہیں وہ دجال نہ ہو۔ (۱)

ایک اور روایت ہے امام احمد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں، ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک جگہ سے گذرے جہاں کچھ بچے کھیل رہے تھے، انہی بچوں میں ابن صیاد بھی تھا تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا اے ابن صیاد! تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں، کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد نے جواب میں کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ یہ سن کر حضرت عمر نے رضی اللہ عنہ فرمایا مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا "اگر یہ وہی ہے جو میں سمجھتا ہوں تو پھر آپ اس کو قتل نہ کر سکیں گے"۔ (۲)

بعض وہ احادیث جن کی سچائی کو عقل تسلیم نہیں کرتی اور نہ ہی ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے ایسی باتیں کی ہوں گی......ابن صیاد کے بارے میں، بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں۔ بعض میں اس بارے میں کوئی وضاحت نہیں ہے کہ آیا وہ دجال تھا یا نہیں؟ لہٰذا یہی کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں البتہ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ تمام روایات دجال کی وضاحت اور یقین بذریعہ وحی پہلے کی ہوں۔

حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہ کی فیصلہ کن روایت پہلے گذر چکی ہے۔ وہ روایات جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ابن صیاد دجال نہ تھا ہم عنقریب ذکر کریں گے۔ سب سے زیادہ جاننے والے اور سب سے صحیح فیصلہ کرنے والے تو اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا اسی دوران میں نے ایک گندمی رنگ کے آدمی کو دیکھا جس کے بال سیدھے اور لٹکے ہوئے تھے اور اس کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا گیا ابن مریم (مریم کا بیٹا) ہے۔ پھر میں نے اس سے رخ موڑ لیا اور دوسری طرف دیکھا تو ایک اور شخص دکھائی دیا جو لمبا چوڑا سرخ رنگ والا تھا، سر منڈا ہوا تھا، ایک آنکھ سے کانا تھا، قبیلہ بنو خزاعہ کے ایک شخص ابن قطن سے سب سے زیادہ مشابہ تھا۔ (۳)

اس کے علاوہ امام احمد نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دجال اس وقت نکلے گا جب دین ہلکا سمجھا جانے لگے گا اور علم سے دوری ہو جائے گی، چالیس دن تک (ادھر ادھر) زمین میں گھومتا پھرے گا۔ پہلا دن ان دنوں میں سے ایسا ہوگا جیسے پورا سال۔ دوسرا دن مہینے جتنا لمبا اور تیسرا دن پورے سات دن پر مشتمل ہفتے جتنا طویل ہوگا۔ پھر باقی دن عام دنوں کی طرح ہوں گے۔ اس کا ایک گدھا ہوگا جس پر وہ سوار ہوگا، اس کے دونوں کانوں کے درمیان کا فاصلہ چالیس گز کا ہوگا۔ لوگوں سے کہے گا میں تمہارا رب ہوں حالانکہ وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں ہے، اس (دجال) کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک ف ر ہجوں کے ساتھ تحریر ہوگا جسے ہر پڑھا لکھا اور ان پڑھ مومن پڑھ لے گا، مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے علاوہ جہاں کہیں پانی کا ذخیرہ ہے، وہاں جا پہنچے گا۔ کیونکہ حرمین کو اللہ تعالیٰ نے اس پر حرام کر دیا ہے۔ حرمین کے دروازوں پر فرشتے کھڑے ہوں گے، اس کے ساتھ کا پہاڑ ہوگا۔ سب لوگ مشکل میں ہوں گے علاوہ ان لوگوں کے جنہوں نے دجال کی پیروی کی ہوگی۔ اس کے ساتھ دو نہریں بھی ہوں گی میں ان دونوں نہروں کو جانتا ہوں۔ ان میں سے ایک نہر کو جنت کہے گا اور دوسری کو نار (دوزخ) اور جس کو اس نہر میں داخل کرے گا جس کا نام جنت ہے تو دراصل وہ آگ ہے اور جس کو اس نہر میں داخل کرے گا جس کا نام جہنم ہے تو وہ دراصل جنت ہے۔

پھر فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے اس کے ساتھ شیاطین ہوں گے، لوگوں کے ساتھ بات کرے گا، وہ ایک زبردست فتنہ اور آزمائش ہے، آسمان کو حکم دے گا تو وہ ایسے دکھائی دے گا جیسے بارش ہونے لگی ہو۔ اور کسی کو قتل کرے گا اور لوگوں کو یوں دکھائی دے گا جیسے اس نے کسی کو قتل کر کے زندہ کیا ہو۔ اور لوگوں سے پوچھے گا کہ بھلا کیا رب کے علاوہ اور کوئی اس طرح کر سکتا ہے؟ لوگ شام میں موجود جبل دخان نامی پہاڑ پر پناہ لیں گے، یہ

(۱) مسند احمد: ۱۴۹۳۸ (۲) مسند احمد: ۴۳۷۲ (۳) بخاری کتاب التعبیر باب الطواف بالکعبۃ فی المنام حدیث نمبر ۷۰۲۶، اور مسلم کتاب الایمان باب ذکر المسیح بن مریم و المسیح الدجال حدیث نمبر ۴۲۸، اور مسند احمد حدیث نمبر ۱۲۲ جلد ۲ اور حدیث نمبر ۱۴۴

ان کا محاصرہ کرلے گا، محاصرین سخت مشقت اور تکلیف اٹھائیں گے، پھر ہم میں سحر کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور لوگوں سے کہیں گے "اے لوگو کس وجہ سے تم اس کذاب اور خبیث کے خلاف حرکت نہیں کرتے؟ لوگ کہیں گے یہ شخص زندہ ہے۔ لوگ ان کے پاس پہنچیں گے تو ان کو معلوم ہوگا کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر نماز قائم کی جائے گی اور ان سے کہا جائے گا اے روح اللہ آگے تشریف لائیے اور نماز پڑھایئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے، تمہارے ہی امام کو آگے آنا چاہئے تاکہ ہم اس کی اقتداء میں نماز ادا کریں۔

پھر فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد دجال سے مقابلے کے لیے جائیں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی دجال ایسے پگھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک حل ہوجاتی ہے، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آگے بڑھ کر اس کو قتل کردیں گے، یہاں تک کہ ہر درخت اور پتھر پکارے گا، اے روح اللہ یہ یہودی ہمارے پیچھے چھپا بیٹھا ہے، لہٰذا وہ دجال کی پیروی کرنے والوں میں سے کسی ایک کو بھی نہ چھوڑیں گے سب کو قتل کردیں گے۔ (۱)

نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کلابی کی روایت: امام مسلم دو مختلف سندوں کے ساتھ حضرت نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ ﷺ نے دجال کا تذکرہ کیا، دجال کی حقارت اور اسکے فتنے کی ہلاکت خیزی کا ایسا تذکرہ کیا کہ ہم سمجھنے لگے جیسے دجال سامنے والے کھجوروں کے جھنڈ ہی میں موجود ہے، جب ہم روانہ ہونے لگے تو آپ ﷺ ہماری گھبراہٹ سے آگاہ ہوگئے اور ہم سے دریافت فرمایا کیا ہوا تم لوگوں کو؟ تو ہم نے جواب میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے دجال کا ایسا تذکرہ کیا ہے کہ ہم سمجھ رہے ہیں کہ دجال سامنے والے درختوں ہی میں موجود ہے۔

یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا دجال کے علاوہ مجھے تمہارے بارے میں کسی چیز کا خوف نہیں۔ اگر وہ نکل آیا اور میں تم میں موجود ہوا تو میں اس کے لیے کافی ہوجاؤں گا اور اگر میں تم میں موجود نہ ہوا تو ہر شخص خود کو خود ہی سنبھالے، ہر مسلمان کی اللہ تعالیٰ خود نگرانی اور دیکھ بھال فرمائیں گے، وہ ایک جوان ہے، ناپسندیدہ حد تک گھنے ہوئے بالوں والا، اس کی ایک آنکھ ابھری ہوئی ہے، دیکھنے میں وہ عبدالعزیٰ بن قطن کی طرح لگتا ہے، تم میں سے جو کوئی اس کو پائے تو سورۃ کہف کی ابتدائی آیت کی تلاوت کرے، وہ شام اور عراق کے درمیان خلّہ نامی جگہ پر ہوگا اور دائیں اور بائیں تباہی پھیلائے گا اے اللہ کے بندو ثابت قدم رہنا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کتنے دن زمین میں رہے گا؟ آپ ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا کہ وہ چالیس دن تک زمین میں رہے گا، پہلا دن سال کی طرح لمبا ہوگا، دوسرا مہینے کی طرح، تیسرا پورے ہفتے کی طرح اور باقی دن عام دنوں کی طرح ہوں گے۔

ہم نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ وہ دن جو سال کے برابر لمبا ہوگا اس دن ایک دن کی نمازیں کافی ہوں گی؟ فرمایا نہیں بلکہ عام دنوں کی طرح نمازوں کے اوقات کا حساب رکھنا اور اپنے وقت پر تمام نمازیں سال بھر کی ادا کرنا۔

ہم نے پھر عرض کیا؟ یا رسول اللہ زمین میں اس کا چلنا پھرنا کس طرح ہوگا؟ فرمایا جیسے پانی کا ایک ریلا ہوتا ہے جو ہوا کے زور سے چلا آتا ہے۔ ایک قوم کے پاس پہنچے گا اور اپنی اتباع کی دعوت دے گا۔ وہ لوگ اس کا اتباع کرلیں گے، تو وہ آسمان کو حکم دے گا، بارش شروع ہوجائے گی، زمین کو حکم دے گا وہ کھیتی اگانا شروع کردے گی۔ لہٰذا وہ لوگ عیش اور مزے میں رہنے لگیں گے۔ پھر ایک اور قوم کے پاس پہنچے گا اور ان کو اپنے اتباع کی دعوت دے گا، لیکن وہ اس کی بات ماننے سے انکار کردیں گے، وہ وہاں سے چلا جائے گا تو وہ لوگ بے سروسامان ہوجائیں گے۔ ان کے پاس کچھ بھی نہ بچے گا۔ پھر وہ زمین سے کہے گا، اپنے خزانوں کو نکال دے تو زمین کے اندر موجود تمام خزانے باہر نکل آئیں گے اور اس کے پیچھے پیچھے چلیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنی ملکہ کے پیچھے چلتی ہیں، پھر ایک خوبصورت نوجوان آدمی کو بلائے گا اور تلوار سے اس کو قتل کردے گا اور تیر کے نشانوں کی طرح دو ٹکڑے کردے گا اور پھر اس کو بلائے گا تو وہ چاروشن، چمکدار چہرے کے ساتھ مسکراتا ہوا آئے گا۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نازل فرمائیں گے اور وہ دمشق کی مسجد کے مشرقی سفید مینار کے پاس نزول فرمائیں گے وہ مینار جن کو زعفران اور رس سے رنگا گیا ہوگا، انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کندھوں (یا پروں) پر رکھے ہوں گے۔ جب اپنا سر جھکائیں گے تو پانی کے قطرے ٹپکیں گے اور جب اٹھائیں گے تو چاندی کی طرح چمکتے ہوئے موتی جھڑیں گے، جس کافر تک بھی ان کی خوشبو پہنچے گی وہ مرجائے گا اور ان کی رفتار بھی اتنی تیز ہوگی کہ جہاں تک ان کی نظر پہنچے

(۱) مسند احمد، حدیث نمبر ۱۴۹۳۷

گی وہیں پر وہ خود ہوں گے، وہ دجال کو تلاش کریں گے اور قدس کے قریب لد نامی شہر کے دروازے پر اس کو قتل کریں گے۔ پھر اس قوم کے پاس تشریف لائیں گے جنہوں نے دجال کی مخالفت کی ہوگی ان کے چہروں پر ہاتھ پھیریں گے اور ان کو جنت کی بشارت کریں گے، اسی دوران اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجیں گے کہ میرے بندے اس قتال کی وجہ سے کچھ کرنے کے قابل نہیں رہے۔ چنانچہ انہیں لے کر طور پر تشریف لے جایئے، پھر یاجوج ماجوج آئیں گے۔ ان کے لشکر کا ابتدائی حصہ طبریہ کے پاس سے گذرے گا اور سارا پانی پی جائے گا اور جب لشکر کا آخری حصہ گذرے گا تو کہے گا کہ یہاں بھی کبھی پانی ہوا کرتا تھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کے ساتھ ایسا وقت گذاریں گے کہ ایک بیل کا سر ان کے لیے بہتر ہوگا جیسے آج کل تم میں سے کسی ایک کے نزدیک سو دینار اچھے ہوتے ہیں، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمان اللہ کی طرف رجوع کریں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کردیں گے جس کی وجہ سے سب کے سب ایک ہی مرتبہ میں مرجائیں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیگر مومنین کے ساتھ زمین پر واپس تشریف لائیں گے، زمین پر ایک بالشت برابر جگہ بھی ایسی نہ ہوگی جہاں ان کی لاشیں اور بدبو نہ ہو، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمان دوبارہ دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ لمبی لمبی گردنوں والے پرندے بھیجیں گے جو ان کو وہاں لے جائیں گے جہاں اللہ تعالیٰ چاہیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائیں گے، کوئی گھر اور خیمہ ایسا نہ رہے گا جس تک یہ پانی نہ پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ زمین کو دھو کر ایسا صاف فرمادیں گے جیسے صاف چمکدار پھسلواں فرش، پھر زمین سے کہا جائے گا، اپنے پھل اگاؤ اور اپنی برکت ظاہر کرو، سو اس دن یہ حال ہوگا کہ پوری جماعت ایک انار سے بخوبی گذارا کرلے گی اور اس کے چھلکے کو سائے کے لیے استعمال کرے گی اور اللہ تعالیٰ اور تمام چیزوں میں بھی برکت فرمائیں گے یہاں تک کہ دودھ دینے والی ایک اونٹنی بہت سی جماعتوں کو کافی ہوجائے گی اور دودھ دینے والی ایک بکری قبیلے کی ایک شاخ کے لیے کافی ہوگی۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ ایک خوشبودار ہوا بھیجیں گے، جس سے مسلمانوں کی بغلوں میں کوئی بیماری پیدا ہوجائے گی جس سے تمام مومنوں کا انتقال ہوجائے گا اور بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جو علی الاعلان، فحاشی اور بدکاری کریں گے جیسے کبھی ہوئے گدھے، ان پر قیامت قائم ہوگی۔ (۱)

ایک دوسری روایت جو عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر سے روایت کی ہے یہ اضافہ ہے کہ جب یاجوج ماجوج کے لشکر کا آخری حصہ بحر طبریہ کے پاس سے گذرے گا اور اسے خشک پائے گا تو کہے گا یہاں بھی کبھی پانی تھا' پھر وہ وہاں سے روانہ ہوگا اور جبل خمر تک پہنچے گا جو بیت المقدس کا ایک پہاڑ ہے، وہاں پہنچ کر کہیں گے، ہم نے تمام اہل زمین کو تو قتل کردیا ہے اب آؤ آسمان والوں کو قتل کریں، لہذا وہ آسمان کی طرف تیر برسانے شروع کردیں گے، اللہ تعالیٰ ان کے تیروں کو خون آلود کر کے واپس پھینک دیں گے۔

ابن حجر کی روایت میں یہ بھی ہے کہ میرے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو ان کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے۔ (۲)

امام مسلم نے اس روایت کو امام بخاری سے نقل کیا ہے ان کے علاوہ امام احمد نے اپنی مسند میں ولید بن مسلم کی سند کے ساتھ یہی روایت کی ہے۔ البتہ اس میں جہاں یاجوج ماجوج کی بدبودار لاشوں کو بڑے بڑے پرندوں کے ذریعے اٹھوانے کا کہا ہے، وہاں کچھ اضافہ ہے جس کو ابن حجر نے کعب وغیرہ کی روایت سے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ پرندے یاجوج ماجوج کی لاشوں کو ''مہبل'' کی طرف پھینک دیں گے۔ ابن جابر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ مہبل کہاں ہے؟ فرمایا جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے۔

ابن ماجہ نے زید بن جابر کی سند سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ ''لوگ سات سال یاجوج ماجوج کے تیروں اور کمانوں وغیرہ کو بطور ایندھن جلا کر استعمال کریں گے۔'' (۳)

---

(۱) مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال و صفته حدیث نمبر ۷۲۹۹، ابوداؤد کتاب الملاحم الفتن باب خروج الدجال حدیث نمبر ۴۳۲۱، اور ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی فتنہ الدجال حدیث نمبر ۲۲۴۰ (۲) صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال و صفته و مامعه حدیث : ۷۳۰۰، اور ابوداؤد کتاب الملاحم والفتن باب خروج الدجال حدیث نمبر ۴۳۲۱، اور ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی فتنه الدجال حدیث نمبر ۲۲۴۰

(۳) مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال و صفته ومامعه حدیث : ۷۲۹۹ اور حدیث نمبر ۷۳۰۰، ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال حدیث ۴۳۲۱، ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی فتنه الدجال حدیث ۲۲۴۰، کتاب الفتن باب فتنة الدجال و خروج عیسی بن مریم و خروج یاجوج ماجوج حدیث ۴۰۷۶

ابوعبداللہ بن ماجہ نے حضرت ابوامامہ الباھلی رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ہمارے سامنے خطاب فرمایا، خطاب کا اکثر حصہ دجال کے بارے میں اطلاعات پر مشتمل تھا اور ہمیں اس سے ڈرایا، فرمایا ''جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو پیدا فرمایا ہے اس وقت سے آخر تک دجال سے بڑا فتنہ کوئی نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو اور میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو لازمی بات ہے کہ اس کا واسطہ اب تم ہی سے پڑے گا۔ اگر وہ (دجال) آ گیا اور میں تم میں موجود ہوا تو کافی ہو جاؤں گا۔ لیکن اگر دجال میرے بعد آیا تو ہر شخص خود کو خود ہی سنبھالے، میرے بعد ہر مسلمان کی دیکھ بھال اللہ تعالیٰ خود فرمائیں گے؟ وہ شام اور عراق کے درمیان واقع مقام خلّہ سے نکلے گا، دائیں بائیں فساد پھیلاتا آئے گا، اے اللہ کے بندے ثابت قدم رہنا۔

میں اس کے بارے میں تمہیں ایسی تفصیلات بتاؤں گا کہ مجھ سے پہلے کسی اور نبی نے نہیں بتائی ہوگی۔ وہ (دجال) ظاہر ہوگا اور کہے گا میں نبی ہوں، حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ پھر اور زیادہ حد سے تجاوز کرے گا اور کہے گا میں تمہارا رب ہوں حالانکہ تم لوگ اپنے رب کو اس وقت تک نہیں دیکھ سکتے جب تم لوگ وفات نہ پا جاؤ۔ اور دجال کانا ہے جبکہ تمہارا رب سبحانہ وتعالیٰ کانا نہیں اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ کافر تحریر ہوگا، جس کو ہر پڑھا لکھا اور ان پڑھ پڑھ سکے گا۔

اس کے فتنوں میں سے یہ بھی ہے کہ جنت اور دوزخ اس کے ساتھ ہوں گی۔ اس کی دوزخ دراصل جنت ہے اور اس کی جنت دراصل دوزخ ہے، لہٰذا اگر کسی کو اس نے اپنی دوزخ میں ڈال دیا تو اسے چاہئے کہ اللہ سے پناہ مانگے اور سورۃ کہف کی ابتدائی آیت پڑھے۔ وہ آگ اس کے لیے بے ٹھنڈک اور سلامتی والی ہو جائے گی جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے ہو گئی تھی۔

اس (دجال) کے فتنوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ایک عرب سے کہے گا کہ اگر میں تیرے ماں باپ کو دوبارہ زندہ کر دوں تو کیا تو مجھے اپنا رب مان لے گا؟ عرب کہے گا ہاں۔ اسی وقت دو شیاطین اس کے ماں باپ کی صورت میں ظاہر ہوں گے اور کہیں گے اے بیٹے اس کی اتباع کر، بے شک یہی تیرا رب ہے۔

اس (دجال) کے فتنوں میں سے یہ بھی ہے کہ یہ ایک شخص پر مسلط ہوگا اور اسے قتل کرے گا، آری سے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ اور لوگوں سے کہے گا کہ دیکھو میرے بندے کی طرف میں ابھی اس کو دوبارہ زندہ کروں گا وہ یہ سمجھتا ہوگا کہ اس کا میرے علاوہ بھی کوئی رب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو زندہ فرما دیں گے اور دجال اس سے مخاطب ہو کر پوچھے گا تیرا رب کون ہے؟ وہ کہے گا میرا رب اللہ ہے اور تو اللہ کا دشمن دجال ہے۔ خدا کی قسم آج تجھے مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی بھی نہ تھا۔

ابوالحسن علی بن محمد حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''وہ شخص میری امت میں سے جنت کے سب سے بلند درجے پر ہوگا''۔

پھر فرمایا حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات نہ ہوئی ہم یہی سمجھتے رہے کہ یہ شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی اور ہو۔

محاربی کہتے ہیں پھر ہم حضرت ابورافع کی حدیث کی طرف واپس آتے ہیں۔

اس کے فتنوں میں سے ایک یہ بھی ہے یہ آسمان کو حکم دے گا تو بارش شروع ہو جائے گی۔ زمین کو کھیتی اگانے کا حکم دے گا اور زمین سے نباتات اگنا شروع ہو جائیں گی۔

اس کے فتنوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ ایک محلے سے گذرے گا وہ اس پر ایمان لائیں گے، دجال آسمان کو حکم دے گا تو بارش شروع ہو جائے گی اور زمین کو کھیتی اگانے کا حکم دے گا تو فصلیں اگنا شروع ہو جائیں گی حتیٰ کہ ان کے جانور جب ان فصلوں کو چر کر آئیں گے تو اتنے موٹے تازے ہوں گے کہ اس سے پہلے کبھی نہ تھے اور دودھ سے بھرے ہوئے ہوں گے۔ زمین پر کوئی جگہ ایسی نہ رہے گی جس کو دجال نے نہ روندا ہو اور وہاں نہ پہنچا ہو، علاوہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے، کیونکہ جس گھاٹی سے بھی مکہ مکرمہ آئے گا وہیں اسے فرشتے ملیں گے جو تلواریں لیے ہوئے ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہاں سے سرخ گھاٹی تک پہنچے گا اسی دوران مدینہ منورہ میں تین مرتبہ زلزلے کے جھٹکے محسوس ہوں گے، جن سے گھبرا کر ہر منافق

مرد و عورت اس کی طرف نکلے گا، اور مدینہ منورہ سے خباثت اور برائی بالکل اس طرح نکل جائے گی جیسے بھٹی میں ڈالنے سے لوہے کا زنگ دور ہو جاتا ہے اور اس دن کو نجات کا دن کہہ کر پکارا جائے گا۔ ام شریک بنت ابی العسکر نے پوچھا کہ اس دن عرب کہاں ہوں گے۔ فرمایا وہ بہت تھوڑے ہوں گے۔ اکثر بیت المقدس میں ہوں گے، ان کا امام ایک نیک آدمی ہوگا، ان کا امام آگے بڑھ کر فجر کی نماز پڑھانے کو ہوگا کہ اتنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو یہ امام فوراً پیچھے ہٹیں گے حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہیں گے کہ آپ ہی آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں یہ جماعت آپ ہی کی امامت کے لیے کھڑی کی گئی ہے۔ ان کے امام نماز پڑھائیں گے، نماز کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے دروازے کے پاس ٹھہر جاؤ، دروازہ کھولا جائے گا، دوسری طرف دجال اور ستر ہزار یہودی ہوں گے ان پر ایک چمکتی تلوار لیے اور چادریں لیے ہوئے ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی دجال یوں پگھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک پگھل جاتا ہے اور بھاگ کھڑا ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے میں نے تجھے ایسی ضرب لگانی ہے جو مجھ سے پہلے تجھے کسی نے نہ لگائی ہوگی، اس کو مشرقی دروازے کے پاس پائیں گے اور قتل کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ یہودیوں کو شکست دیں گے اور ایسی کوئی بھی چیز جس کے پیچھے یہودی چھپ سکتا ہوگا، اللہ کی دی ہوئی طاقت سے بول اٹھے گی خواہ وہ کوئی پتھر ہو یا دیوار، جانور ہو یا کوئی درخت، ہاں البتہ غرقد نامی پودا ایک ایسا ہے جو نہیں بولے گا کیونکہ وہ بھی یہودی ہے۔ باقی سب اطلاع دیں گے کہ اے مسلمان! یہ یہودی ہمارے پیچھے چھپا بیٹھا ہے آؤ اور اس کو قتل کر دو۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ چالیس دن زمین پر رہے گا، چھ ماہ کے برابر ہوگا اور سال مہینے کے برابر ہوگا اور مہینہ جمعے کے برابر ہوگا اور اس کے آخری دن بہت چھوٹے ہوں گے، تم میں سے ایک شخص مدینہ کے دروازے کے پاس ہوگا اور وہاں سے چلے گا اور دوسرے دروازے تک پہنچتے پہنچتے شام ہو جائے گی۔

پوچھا گیا یا رسول اللہ ہم اتنے چھوٹے چھوٹے دنوں میں نماز کیسے پڑھیں گے؟ جواب میں ارشاد فرمایا کہ جس طرح تم ان لمبے دنوں میں نماز کے اوقات کا حساب لگاتے ہو اسی طرح ان چھوٹے دنوں میں بھی لگا لینا اور نماز پڑھ لینا۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ضرور میری امت میں عادل، منصف، حکمران ہوں گے، صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ مقرر کریں گے، صدقہ ترک کر دیا جائے گا، لہٰذا کوئی بھی (صدقے کے لیے) بکری یا اونٹ کا مطالبہ نہیں کرے گا۔ آپس کے جھگڑے اور نفرتیں دور ہو جائیں گی، کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچائے گا یہاں تک کہ ایک بچہ اپنا ہاتھ سانپ کے منہ میں دے دے گا لیکن سانپ اس کو نقصان نہ پہنچائے گا، بچہ شیر کو بھگائے گا لیکن وہ بچے کو نقصان نہ پہنچائے گا، بھیڑیا بکریوں کے ریوڑ کے لیے کتے کا کام دے گا، زمین سلامتی سے ایسے بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے۔ اور سب کی ایک ہی بات ہوگی، صرف اللہ ہی کی عبادت ہوگی اور جنگ ختم ہو جائے گی۔ قریش سے ان کا مالک چھین لیا جائے گا اور زمین ہر طرف سے یکساں ہو جائے گی۔ اس کی نباتات اگیں گی جیسے حضرت آدم علیہ السلام کا عہد ہو، یہاں تک کہ ایک جماعت انگور کے ایک گچھے سے پیٹ بھر لے گی، اور ایک جماعت ایک انار سے پیٹ بھر لے گی، بیل اتنے اتنے مال کے بدلے ملے گا اور گھوڑا چند درہموں کے بدلے۔

کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! گھوڑا کیوں سستا ہو جائے گا؟ فرمایا اس لیے کہ اس کو جنگ میں استعمال نہیں کیا جائے گا، پھر پوچھا گیا اور بیل کیوں مہنگا ہو جائے گا؟ فرمایا، زمین کی کھیتی باڑی کے لیے، دجال کے نکلنے سے پہلے تین سال نہایت سخت قحط زدہ ہوں گے، لوگوں کو شدید بھوک کا سامنا کرنا ہوگا، اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دیں گے کہ تین بارشیں روک لی جائیں گی، زمین کو حکم دیں گے اور تین پیداواریں روک لی جائیں گی، پھر دوسرے سال آسمان کو حکم دیا جائے گا اور دو ثلث بارش مزید روک لی جائے گی، زمین کو حکم دیا جائے گا اور دو ثلث پیداوار مزید روک لی جائے گی، پھر تیسرے سال آسمان کو حکم دیا جائے گا اور ساری بارش روک لی جائے گی اسی طرح زمین کو حکم دیا جائے گا اور ساری پیداوار روک لی جائے گی۔ لہٰذا نہ کہیں سبزہ باقی رہے گا اور نہ کوئی چوپایہ، سب مر جائیں گے البتہ جسے اللہ چاہے گا وہی زندہ رہے گا۔ پھر پوچھا گیا لوگ اس زمانے میں زندہ کیسے رہیں گے؟ ارشاد فرمایا تہلیل، تکبیر، تسبیح و تحمید کے ذریعے کیونکہ یہی کھانے کا کام دیں گی۔ (۱)

بعض وہ روایات جن کی نسبت آپ ﷺ کی طرف کی گئی ہے۔

(۱) یعنی لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر، سبحان اللہ و الحمد للہ پڑھنے کی بدولت (مترجم)

ابن ماجہ نے عبدالرحمٰن المحاربی کا قول نقل کیا ہے فرماتے ہیں، مناسب ہیکہ یہ روایت استاذ کے حوالے کی جائے تا کہ وہ بچوں کو یاد کرا دے۔

اسکے علاوہ امام احمد نے اپنی مسند میں ایک روایت حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے، فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ''میری امت میں سے ایک جماعت کی ہمیشہ دشمنوں کے خلاف مدد کی جاتی رہے گی، کسی کی مخالفت سے ان کو کچھ نقصان نہ پہنچے گا اور نہ ہی کسی زخم سے یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ جائے گا اور وہ اسی حال میں ہوں گے۔ عرض کیا گیا یارسول ﷺ وہ کہاں ہوں گے؟ فرمایا بیت المقدس اور اس کے اردگرد کے علاقوں میں۔''(۲)

وہ روایت جس کی تاویل کرنا ضروری ہے .... امام مسلم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے فرمایا ایک دن جناب نبی کریم ﷺ نے ہم سے طویل حدیث بیان کی، فرمایا دجال مدینہ منورہ کی طرف بڑھے گا حالانکہ مدینہ میں داخل ہونا اس کے لیے حرام ہے، وہ مدینہ کی گھاٹیوں میں داخل ہونے کی کوشش میں ان بعض شورزدہ زمینوں میں پہنچے گا جو مدینہ سے ملی ہوئی ہیں، ایک آدمی اس کی طرف بڑھے گا وہ شخص اس دن لوگوں میں سے سب سے بہتر ہوگا وہ دجال سے مخاطب ہو کر کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی وہ دجال ہے جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ہم سے حدیث بیان کی تھی، دجال کہے گا، تمہارا کیا خیال ہے؟ اگر میں اس کو قتل کردوں اور پھر زندہ کردوں کیا تم پھر بھی اس معاملے میں شک کرو گے؟ وہ (اس کے چیلے) کہیں گے نہیں۔ دجال اس شخص کو قتل کردے گا اور پھر زندہ کردے گا وہ شخص زندہ ہوتے ہی کہے گا ''خدا کی قسم تیرے بارے میں مجھ سے زیادہ جاننے والا اب کوئی نہیں ہے'' دجال اس کو قتل کرنا چاہے گا لیکن کوشش کے باوجود نہ کر سکے گا۔

ابواسحاق کہتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ وہ شخص خضر علیہ السلام ہوں گے۔

امام مسلم نے امام زہری سے بھی ایسی ہی ایک روایت نقل کی ہے۔ اس کے علاوہ امام مسلم حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی یک روایت نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''جب دجال نکلے گا تو مسلمانوں میں سے ایک شخص اس کی طرف متوجہ ہوگا''۔ کہاں کا ارادہ ہے؟ کہے گا اس (دجال) کی طرف جو نکلا ہے۔ پھر فرمایا لوگ اس سے پوچھیں گے کہ کیا تو ہمارے رب پر ایمان نہیں لایا؟ وہ جواب دے گا کہ اس میں کیا شک ہے۔ وہ کہیں گے اس کو قتل کردو، پھر آپس میں بعض لوگ کہیں گے کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں منع نہیں کیا کہ اس کے علاوہ کسی اور کو قتل نہ کرنا۔ پھر فرمایا کہ ''وہ سب لوگ دجال کی طرف روانہ ہوں گے اور جب وہ مومن اس (دجال) کو دیکھے گا، تو پکار اٹھے گا اے لوگو! یہ وہی دجال ہے جس کا ذکر نبی کریم ﷺ نے کیا تھا۔

پھر فرمایا کہ ''دجال حکم دے گا اور اس مسلمان کے سر پر چوٹ لگائی جائے گی، اور کہے گا کہ اس کو پکڑ کر اس کے پیٹ اور پشت پر خوب ضربیں لگائی جائیں گی۔''

پھر فرمایا کہ ''دجال اس سے پوچھے گا کیا تو مجھ پر ایمان نہیں لایا؟ فرمایا کہ وہ جواب دے گا کہ تو مسیح کذاب (جھوٹا مسیح) ہے۔ پھر فرمایا کہ ''دجال حکم دے گا اور اس مومن شخص کو اس کے سر کی مانگ سے لے کر پیروں تک آرے سے چیر دیا جائے گا''۔ پھر فرمایا کہ دجال اس کے دونوں ٹکڑوں کے سامنے آئے گا اور اس سے مخاطب ہو کر کہے گا اٹھ کھڑا ہو، تو اس مومن کا جسم صحیح سالم ہو جائے گا اور مسلمان دوبارہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوگا۔'' پھر فرمایا کہ دجال اس سے پوچھے گا کہ کیا اب بھی تو مجھ پر ایمان نہیں لایا تو وہ مومن کہے گا کہ اب تو اور زیادہ بصیرت کے ساتھ مجھے علم ہو گیا ہے کہ تو دجال ہے''۔ پھر فرمایا کہ وہ مومن لوگوں سے مخاطب ہو کر کہے گا اے لوگو! دجال نے آج جو سلوک میرے ساتھ کیا ہے وہ میرے بعد اور کسی کے ساتھ نہ کرے گا۔

پھر فرمایا کہ ''دجال اس کو ذبح کرنا چاہے گا لیکن اس مومن کا جسم گھٹنے سے لے کر کندھے اور نرخرے کے درمیان تک تانبے کا ہو جائے گا اور دجال کچھ نہ کر سکے گا''۔

پھر فرمایا کہ ''دجال اس کے ہاتھ پیر پکڑ لے گا تا کہ اس کو آگ میں پھینکے، لوگ یہی سمجھیں گے کہ دجال نے اس مومن کو آگ میں پھینک دیا

(۱) ابو داؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال حدیث ۴۳۲۲ ابن ماجہ کتاب الفتن باب فتنہ الدجال و خروج عیسی بن مریم و خروج یاجوج ماجوج حدیث نمبر ۴۰۷۷

ہے لیکن دراصل وہ جنت میں ڈالا گیا ہوگا۔"

پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ "یہ شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ بلند مرتبہ شہید ہوگا۔"(۱)

دجال کے بارے میں مروی چند روایات

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت...... امام احمد نے عمرو بن حریب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بیماری سے افاقہ ہوا، لوگوں میں تشریف لائے اور کچھ عذر معذرت کیا، اور فرمایا ہمارا بھلائی کے علاوہ اور کوئی ارادہ نہیں، پھر فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، دجال مشرق کی خراسان نامی سرزمین سے ظاہر ہوگا، ایک قوم اس کی پیروی کرے گی جن کے سر ایسے ہوں گے جیسے بڑے بڑے مٹکے۔(۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت...... امام احمد نے عبداللہ بن یحییٰ کی روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے سامنے دجال کا ذکر کیا، آپ ﷺ آرام فرما رہے تھے کہ اچانک اٹھ بیٹھے، آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو رہا تھا اور فرمایا "اس کے علاوہ مجھے تمہارے بارے میں کسی چیز کا ڈر نہیں اور کچھ اور بھی ارشاد فرمایا۔(۳)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت...... امام احمد نے مالک سے انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی امت کے سامنے دجال کا ذکر نہ کیا ہو، اور میں تمہارے سامنے اس کی ایسی تفصیلات بیان کردوں گا کہ مجھ سے پہلے انبیاء نے بیان نہ کی ہوں گی، وہ (دجال) کانا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں۔(۴)

حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی روایت...... امام ترمذی نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم ﷺ کا فرمان مبارک سنا فرما رہے تھے کہ "کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو، اور میں بھی تمہیں اس سے ڈراتا ہوں"۔ پھر فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں دجال کے بارے میں تفصیل سے بتایا اور فرمایا کہ "شاید ان لوگوں میں سے بھی کوئی شخص دجال کو دیکھ لے جنہوں نے مجھے دیکھا یا میرا کلام سنا ہے"۔ کسی نے سوال پوچھا یا رسول اللہ اس وقت ہمارے دلوں کی حالت کیا ہوگی؟ فرمایا "جیسی آج ہے، یا اس سے بھی بہتر"۔(۵)

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اس باب میں عبداللہ بن بسر، عبداللہ بن معقل اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایات مروی ہیں۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی ہدایت...... امام احمد نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں جناب رسول اکرم ﷺ کے سامنے دجال کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "اس کی ایک آنکھ شیشے کی مانند ہے اور عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو"۔(۶)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت...... امام احمد کے صاحبزادے عبداللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت میں نے اپنے والد صاحب (یعنی امام احمد بن حنبل) کی کتاب میں انہی کے ہاتھ سے لکھی ہوئی دیکھی جس میں تھا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے

---

(۱) مسلم کتاب الفتن باب فی صفۃ الدجال وتحریم المدینۃ علیہ حدیث:۳۰۲۔ کنز العمال حدیث ۳۸۷۳۳۔ اور مشکوۃ حدیث ۵۴۷۶۔

(۲) ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء من این یخرج الدجال؟ حدیث نمبر ۲۲۳۷، اور ابن ماجہ کتاب الفتن باب فتنۃ الدجال وخروج عیسی حدیث نمبر ۴۰۷۲، مسند احمد جلد ۱ حدیث نمبر ۴ اور جلد حدیث نمبر ۷ (۳) مسند احمد جلد ۵ حدیث نمبر ۱۰۳ اور جلد ۵ حدیث نمبر ۱۷۸، کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۲۴۰، مجمع الزوائد جلد ۵ حدیث نمبر ۱۴۳، جلد ۷ حدیث نمبر ۳۳۴ اور جلد ۱ حدیث نمبر ۲۳۷ (۴) مسند احمد جلد ۱ حدیث نمبر ۱۷۶

(۵) ابوداؤد کتاب السنۃ باب فی الدجال حدیث نمبر ۴۷۵۶، ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی الدجال حدیث نمبر ۲۲۳۴ اور مسند احمد جلد ۱ حدیث نمبر ۱۹۰

(۶) ابوداؤد کتاب السنۃ باب فی الدجال حدیث نمبر ۴۷۵۶، ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی الدجال حدیث نمبر ۲۲۳۴، مسند احمد جلد ۱ حدیث نمبر ۱۹۰

ابوالوداک سے دریافت فرمایا کیا خوارج دجال سے ملیں گے؟ ابوالوداک کہتے ہیں کہ میں نے جواب دیا کہ ''نہیں''۔ پھر فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''میں ایک ہزار یا اس سے زیادہ کا خاتم ہوں اور کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا گیا جس کی اتباع کی جاتی ہو، اور اس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو، اور مجھے اس کے بارے میں وہ سب کچھ بھی بتایا گیا ہے جو مجھ سے پہلے کسی اور کو نہیں بتایا گیا، وہ کانا ہے اور تمہارا رب ایسا نہیں ہے، اس کی دائیں آنکھ کانی ہے، آگے کو بڑھی ہوئی ہے، پوشیدہ نہیں ہے، بالکل ایسے جیسے کسی چونا گی دیوار پر بلغم لگا ہو، اور اس کی بائیں آنکھ ایسی ہے جیسے کہ چمکتا ہوا سیارہ، اس کو ہر زبان آتی ہوگی، اس کے ساتھ ایک جنت نما صورت ہوگی، سرسبز و شاداب جس میں پانی جاری ہوگا اور اسی طرح ایک جہنم نما صورت ہوگی بالکل سیاہ دھواں دار''۔ (۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایات

پہلا طریق... امام احمد نے بہزاور عفان کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، دجال آئے گا اور مکہ اور مدینہ کے علاوہ دنیا میں ہر جگہ گھومے پھرے گا، پھر مدینہ منورہ کی طرف آئے گا اس کو ہر گھاٹی میں فرشتوں کی صف ملے گی جو مدینہ کی حفاظت پر مقرر ہوگی۔ پھر وہ سبخہ جرف کی طرف آئے گا اور اپنا گرز مارے گا۔ جس سے مدینہ منورہ تین مرتبہ کانپے گا اور اس کے بعد ہر منافق مرد و عورت نکل کر دجال کے پاس جا پہنچے گا۔ (۲)

دوسرا طریق ... امام احمد نے یحییٰ کے طریق سے راویت نقل کی ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دجال کی بائیں آنکھ کانی ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کفر یا کافر تحریر ہوگا۔ (۳)

یہ حدیث چونکہ ثلاثی ہے اس لیے شیخین کی شرط پر ہے۔

تیسرا طریق...... امام احمد نے محمد بن مصعب کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دجال اصبہان کے یہودیوں میں سے نکلے گا، اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے اور ان لوگوں نے سبز چادریں اوڑھ رکھی ہوں گی۔

چوتھا طریق...... امام احمد نے عبدالصمد کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''دجال کی آنکھ مسخ ہو چکی ہوگی، اس کی آنکھوں کے درمیان تحریر ہوگا'' کافر''۔ پھر اس کے ہجے فرمائے ک ا ف ر اور فرمایا کہ اس کو ہر پڑھا لکھا اور ان پڑھ مسلمان پڑھ لے گا۔ (۴)

پانچواں طریق.... امام احمد نے حماد بن سلمۃ کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''دجال کانا ہے اور تمہارا رب ایسا نہیں جیسے دجال ہے، اس (دجال) کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ'' کافر'' تحریر ہے جسے ہر مومن پڑھ سکے گا خواہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ۔ (۵)

چھٹا طریق...... امام احمد نے عمرو بن الہیثم کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے

---

(۱) مسند احمد جلد ۳ حدیث نمبر ۷۹ ... مستدرک حاکم جلد ۲ صفحہ ۵۹۷، کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۲۸۱

(۲) مسلم کتاب الفتن باب قصۃ الجساسۃ حدیث نمبر ۷۳۶۷، مسند احمد جلد ۳ حدیث نمبر ۱۹۱، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۸۳۲ اور حدیث نمبر ۳۲۸۵۶

(۳) مسند احمد جلد ۳ حدیث نمبر ۱۱۰، سیوطی نے اس کو جمع الجوامع حدیث نمبر ۵۴۷۰، اور بغوی نے شرح السنۃ جلد ۱۵، حدیث نمبر ۵۰ پر ذکر کیا ہے۔

(۴) مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ وما علیہ حدیث نمبر ۷۲۹۲، ابوداؤد کتاب الملاحم والفتن باب خروج الدجال حدیث نمبر ۴۳۱۸، مسند احمد جلد ۳ حدیث نمبر ۲۱۱

(۵) بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال حدیث نمبر ۷۱۳۱، مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ وما علیہ حدیث نمبر ۷۲۹۴، مسند احمد جلد ۳ حدیث نمبر ۲۲۸

فرمایا ''کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا گیا جس نے اپنی امت کو جھوٹے کانے سے ڈرایا نہ ہو، جان لو، دجال کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں اور دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ ''کافر'' تحریر ہے''۔ (۱)

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی روایت امام احمد نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے، یہ نبی کریم ﷺ کے غلام تھے، فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے خطاب فرمایا کہ ''آگاہ رہو! مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس نے اپنی امت کو دجال کے فتنے سے نہ ڈرایا ہو، وہ کانا ہے، اس کی دائیں آنکھ پر ایک جھلی سی چڑھی ہوئی ہے، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ ''کافر'' تحریر ہے۔ وہ جب نکلے گا تو اس کے ساتھ دو وادیاں ہوں گی، ایک جنت اور ایک جہنم۔ سو اس کی جنت دراصل جہنم ہے اور اس کی جہنم دراصل جنت ہے، اس کے ساتھ دو فرشتے بھی ہوں گے جو اس کے ساتھ دو نبیوں کی صورت میں ہوں گے، اگر میں چاہوں تو ان نبیوں کے اور ان کے باپوں کے نام بھی بتا سکتا ہوں، ان میں سے ایک اس (دجال) کے دائیں طرف ہوگا اور ایک بائیں طرف اور یہ آزمائش ہوگی، دجال کہے گا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ کیا میں زندہ نہیں کر سکتا۔ کیا میں موت نہیں دے سکتا؟ تو ایک فرشتہ کہے گا کہ تو جھوٹا ہے۔ فرشتے کی اس بات کو دوسرے فرشتے کے علاوہ کوئی اور انسان وغیرہ نہ سن سکے گا، تو دوسرا فرشتہ پہلے والے سے کہے گا ''تو نے سچ کہا'' اس دوسرے فرشتے کی بات کو سب لوگ سنیں گے اور وہ یہ سمجھیں گے کہ یہ دجال کو سچا کہہ رہا ہے، یہ بھی آزمائش ہوگی۔

پھر وہاں سے وہ روانہ ہوگا اور مدینہ میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا لیکن اس کو مدینے میں نہیں گھسنے دیا جائے گا، یہ دیکھ کر دجال کہے گا کہ یہ تو اس شخص کا علاقہ ہے۔ پھر وہاں سے روانہ ہو کر شام پہنچے گا، وہاں انیق نامی گھاٹی کے پاس اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کر دیں گے۔ (۲)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت یعقوب بن سلیمان الفسوی نے ابولیلیٰ جبارۃ بن ابی امیۃ کی روایت نقل کی ہے کہ کچھ لوگ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے، وہ سخت بیمار تھے، لوگوں نے کہا کہ ہمیں نبی کریم ﷺ کی حدیث بیان کریں جو آپ بھولے نہ ہوں۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے ٹھیک سے بٹھا دو، کچھ لوگوں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور سہارا دے کر بٹھایا، اس کے بعد حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور سہارا دے کر بٹھایا۔ اس کے بعد حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو، اور میں بھی تمہیں اس کے معاملے سے ڈراتا ہوں۔ وہ کانا ہے جبکہ میرا رب عزوجل کانا نہیں ہے۔ اس (دجال) کی آنکھوں کے درمیان لفظ ''کافر'' تحریر ہے، اس کو ہر شخص پڑھ سکے گا۔ خواہ وہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ، اس کے ساتھ جنت بھی ہوگی اور دوزخ بھی۔ تو اس کی جنت دراصل دوزخ ہے اور دوزخ دراصل جنت ہے۔ (۳)

حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ بن جنادۃ بن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت .....امام احمد نے اہل بصرہ میں سے ثعلبہ بن عبدالعبدی کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں، ایک مرتبہ حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے (میں بھی وہیں موجود تھا) آپ رضی اللہ عنہ نے سورج گرہن کے بارے میں ایک حدیث نقل کی فرمایا ''نبی کریم ﷺ نے سورج گرہن کی نماز کے بعد ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں یہ بھی فرمایا کہ ''خدا کی قسم قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس کا ظہور نہ ہو، ان میں سے آخری کانا دجال ہوگا، جس کی بائیں آنکھ مسخ ہوگی۔ جیسے وہ ابوتحیی کی آنکھ ہو اور جب وہ نکلے گا یا فرمایا جب بھی وہ نکلے گا وہ یہ سمجھے گا کہ وہ اللہ ہے۔ لہٰذا جو اس پر ایمان لایا، اس کی تصدیق کی اور اتباع کیا۔ اس کا کیا ہوا کوئی بھی نیک عمل اس کو فائدہ نہ پہنچا سکے گا۔ اور جس نے اس کا انکار کیا اور اس کو جھٹلایا اس سے کسی عمل کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے باز پرس نہ ہوگی۔

حسن فرماتے ہیں کہ اس سے کسی بھی عمل کے بارے میں باز پرس نہ ہوگی۔ وہ جب ظاہر ہوگا اور اس کا فتنہ پوری دنیا میں پھیلے گا علاوہ حرمین

---

(۱) بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال حدیث نمبر ۷۱۳۱، مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفۃ وما معہ حدیث نمبر ۷۲۹۰، مسند احمد جلد ۳ حدیث نمبر ۱۰۳

(۲) مسند احمد حدیث نمبر ۵/۲۲۱، انیق شام میں حوران کے علاقوں میں سے ایک علاقہ ہے، قصبے کے شروع میں نمود کے راستے میں پڑتا ہے۔

(۳) کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۱۷۳، الدر المنثور للسیوطی حدیث نمبر ۵/۳۵۳، بغوی کی شرح السنۃ حدیث نمبر ۶/۹۹

• بیت المقدس سے او مسلمان بیت المقدس میں محصور ہو جائیں گے۔ زبردست زلزلے آئیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کر دیں گے۔ یہاں تک کہ یہودی چھپ کر بیٹھے گا اور درخت کی جڑ سے آواز آئے گی۔ اے مومن! یہ یہودی ہے۔ یہ کافر ہے آؤ اور اس کو قتل کر دو۔ لیکن یہ معاملہ اس طرح اس وقت تک نہ ہوگا جب تک تم آپس میں اس معاملے کو بہت بڑا عظیم نہ سمجھو گے، تم لوگ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھو گے کیا تمہارے نبی نے اس سلسلے میں کوئی بات کی تھی؟ اور جب تک پہاڑ اپنی جگہ سے نہ ہٹ جائیں۔ (١) اس کے بعد انہوں نے ایک مرتبہ اور بھی حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ کے خطبے میں شرکت کی۔ اس مرتبہ بھی بات میں کسی قسم کی کمی بیشی نہ ہوئی تھی۔

حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت امام احمد نے حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ دجال نکلنے والا ہے وہ بائیں آنکھ سے کانا ہے، اس پر ایک موٹی جھلی چڑھی ہوئی ہوگی۔ وہ کوڑھی اور اندھے کو شفا دے گا مردوں کو زندہ کر دے گا اور کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں؟ لہٰذا جس نے تسلیم کیا کہ تو میرا رب ہے تو وہ فتنے میں پڑ گیا اور جس نے اپنی موت تک یہی کہا کہ میرا رب تو اللہ ہے، وہ ہر قسم کے فتنے سے محفوظ ہو گیا۔ اس کی کوئی آزمائش ہوگی نہ عذاب۔ پھر وہ زمین میں رہے گا جب تک اللہ چاہیں گے پھر مغرب کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام، نبی کریم ﷺ کی تصدیق کرتے ہوئے تشریف لائیں گے۔ اور اسی امت میں سے ہوں گے'' پھر وہ دجال کو قتل کریں گے اور وہی قیامت کا وقت ہوگا۔ (٢)

حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت طبرانی نے بھی نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ دجال بائیں آنکھ سے کانا ہے، اس پر ایک موٹی جھلی چڑھی ہوئی، وہ اندھے اور کوڑھی کو شفا دے گا، مردوں کو زندہ کر دے گا، اور کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ سو جس نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھا اور کہا کہ میرا رب اللہ ہے اور دجال کا انکار کیا یہاں تک کہ اس کی موت آ گئی تو نہ اس کو کوئی عذاب ہوگا نہ کسی فتنے میں پڑے گا۔ اور جس نے دجال سے کہا کہ تو میرا رب ہے تو وہ فتنے میں پڑ گیا۔ پھر جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے وہ دجال زمین میں رہے گا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مشرق کی طرف سے نبی کریم ﷺ کے امتی کی حیثیت سے ان کی تصدیق کرتے ہوئے تشریف لائیں گے اور دجال کو قتل کر دیں گے۔ (٣)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت..... امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں، ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ سے حرۃ کی بلند جگہ پر پہنچے، ہم بھی ان کے ساتھ تھے۔ نبی کریم ﷺ فرمانے لگے، مدینہ منورہ کی زمین کتنی اچھی ہوگی جب دجال کا ظہور ہوگا۔ اس کی ہر گھاٹی پر فرشتے پہرہ دے رہے ہوں گے۔ دجال مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ جب دجال مدینہ منورہ کے قریب پہنچے گا۔ مدینہ میں تین زلزلے آئیں گے۔ ان زلزلوں کی وجہ سے مدینہ منورہ میں جتنے منافق مرد اور عورتیں ہوں گی، سب نکل کر دجال کے پاس جا پہنچیں گے۔ ان میں زیادہ تعداد عورتوں کی ہوگی، یہ نجات کا دن ہوگا، اس دن مدینہ منورہ خباثت کو اس طرح دور کر دے گا جیسے بھٹی لوہے سے زنگ کو دور کر دیتی ہے۔ دجال کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے۔ ہر ایک کے پاس لاٹھیاں اور جڑاؤ تلواریں ہوں گی۔ وہ اپنا گرز اس طرف مارے گا جس کو مجمع السیول کہتے ہیں۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے قائم ہونے تک نہ اس سے پہلے کبھی اتنا بڑا فتنہ برپا ہوا نہ اس کے بعد ہوگا جتنا بڑا دجال کا فتنہ ہے۔ آج تک کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی امت کو اس فتنے سے نہ ڈرایا ہو۔ اور میں بھی تمہیں ضرور وہ باتیں بتاؤں گا جو کسی نبی نے اپنی امت کو نہیں بتائیں۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھا اور فرمایا ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے''۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت..... حافظ ابو بکر بزار نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، میں ایک ہزار یا زیادہ نبیوں کا خاتم ہوں اور ان تمام انبیاء میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی قوم کو دجال کے فتنے

(١) مسند احمد حدیث نمبر ٢٠١١٥، جمع الجوامع للسیوطی حدیث نمبر ٠٥٢٧٠، درمنثور حدیث نمبر ٣٥٢١٥ (٢) مسند احمد حدیث نمبر ٢٠١٣١٥، [illegible] حدیث نمبر ٢٧/٧، مجمع الزوائد للہیثمی حدیث نمبر ٧/٣٣٦ (٣) مسند احمد حدیث نمبر ٢٠١١٥، درمنثور للسیوطی حدیث نمبر ٣٥٣، بغوی کی شرح السنۃ حدیث نمبر ٥٠ [illegible]

(٤) مسند احمد حدیث نمبر ٣/٢٩٢، سیوطی کی الدرالمنثور حدیث نمبر ٢٠٣٥٣

سے نہ ڈرایا ہو۔ میرے سامنے اس کی وہ علامات بھی ظاہر کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی پر ظاہر نہیں کی گئیں اور (ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ) وہ کانا ہے اور تمہارا رب ہرگز کانا نہیں ہے۔ (۱)

عبداللہ بن احمد نے السنہ میں مجالد کے طریق سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ "وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں۔ (۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت ...امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "دجال کانا ہے اور انتہائی مزید ترین جھوٹا ہے"۔

امام مسلم نے بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو جائیں گے۔ (۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ...امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دجال کے بارے میں فرمایا کہ "وہ کانا ہے، خبیث اور کمینہ ہے، اس کا رنگ کی مانند ہے، اس کا سر ایسے ہے جیسے عبدالعزیٰ بن قطن کا سر ہو، اور تمہارا رب کانا نہیں ہے"۔ (۴)

اس کے علاوہ امام احمد حارث ابواسامہ اور ابن معلی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی معراج والی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے دجال کو بیداری کی حالت میں اس کی اصل صورت میں دیکھا، کوئی خواب وغیرہ نہ تھا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی دیکھا، جب آپ ﷺ سے دجال کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا، میں نے اس کو دیکھا ہے اس کی ایک آنکھ ایسی تھی گویا کہ چمکتا ہوا ستارہ ہو اور اس کے بال گویا کہ درخت کی شاخیں ہوں"۔ (۵)

دنیا میں دجال کے فتنے سے بڑا کوئی فتنہ نہیں ...امام احمد نے حضرت ہشام بن عامر انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے لے کر قیامت تک دجال سے بڑا کوئی فتنہ پیدا نہیں ہوا۔ (۶)

امام احمد نے ایک اور روایت نقل کی ہے کہ حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعض پڑوسیوں سے کہا کہ تم مجھے چھوڑ کر حدیث سننے کے لیے اس کے پاس جاتے ہو جو مجھ سے زیادہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا، اور نہ ہی اس نے مجھ سے زیادہ احادیث یاد کی ہیں اور میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ "حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قیامت تک دجال سے بڑا کوئی فتنہ پیدا نہیں ہوا"۔ (۷)

یہی روایت، امام احمد نے احمد بن عبدالملک کے طریق سے بھی بیان کی ہے، البتہ اس میں لفظ "فتنہ کے بجائے لفظ "امر" ہے۔ یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قیامت تک دجال سے بڑا کوئی معاملہ نہیں ہوگا"۔ (۸)

اسی روایت کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے جبکہ امام احمد نے عبدالرزاق کے طریق سے ایک اور روایت نقل کی ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: دجال کا سر پیچھے سے ریت کے ٹیلے کی مانند ابھرا ہوا ہے، سو جس نے کہا کہ تو میرا رب ہے تو وہ فتنے میں پڑ گیا اور جس نے کہا کہ تو جھوٹا ہے، میرا رب تو اللہ ہے اور اسی پر میں توکل کرتا ہوں تو اس کو دجال نقصان نہ پہنچا سکے گا، یا کہا کہ وہ فتنے سے بچ گیا۔ (۹)

---

(۱) [illegible] حدیث نمبر ۳۵۳۰ [illegible] حدیث نمبر ۴/۱۵۲

(۲) [illegible] حدیث نمبر ۱۳۱ [illegible] حدیث نمبر ۷۲۹۴، مسند احمد حدیث ۳/۱۰۳

(۳) [illegible] حدیث نمبر ۲۹۳۱ (۴) مسند احمد حدیث نمبر ۲۲۴۰، ہیثمی کی موارد الظمان حدیث نمبر ۱۹۰۰

(۵) [illegible] (۶) مسند احمد حدیث نمبر ۲۲۴۰، ہیثمی کی موارد الظمان حدیث نمبر ۱۹۰۰ (۷) اس کی تخریج پہلے گذر چکی ہے

(۸) [illegible] (۹) مسند احمد حدیث نمبر ۲۰ [illegible]، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴/۵۰۸، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۷۷۸

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''دجال کا ٹھکانہ اس ٹیلے پر ہوگا، اور دجال کے پاس جانے والوں میں زیادہ تر عورتیں ہوں گی۔ یہاں تک کہ ایک شخص اپنی بیوی، ماں، بیٹی، بہن اور پھوپھی کے پاس آئے گا اور ان کو باندھ دے گا کہ کہیں یہ بھی دجال کے پاس نہ چلی جائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس پر اور اس کی جماعت پر مسلط کردیں گے اور مسلمان ان سب کو قتل کردیں گے۔ حتیٰ کہ ایک یہودی درخت اور پتھر کے پیچھے چھپے گا تو وہ درخت اور پتھر کہیں گے کہ اے مسلمان! یہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے، اس کو قتل کردو''۔(۱)

سالم کے طریق سے امام احمد نے سالم کے طریق سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، فرمایا کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ قیام پذیر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی کہ جس کا وہ اہل ہے پھر دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ ''میں ضرور تمہیں دجال سے ڈراؤں گا، کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا تھا، لیکن میں تمہیں ایک بات بتاؤں گا جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے نہیں بتائی ہوگی تم اس سے دجال کو پہچان لوگے اور وہ یہ کہ دجال کانا ہے اور اللہ تعالیٰ ہرگز کانا نہیں ہے''۔(۲)

یہودیوں سے جنگ اور مسلمانوں کی مدد کا اشارہ ابن صیاد کے ذکر کے دوران یہ بات حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے پہلے بھی گذر چکی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''تم یہودیوں سے جنگ کروگے اور غالب آجاؤ گے حتیٰ کہ یہودی کہیں گے کہ اے مسلمان! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے اس کو قتل کردو''۔(۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک اور طریق امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ''ہم حجۃ الوداع کے موقع پر گفتگو میں مصروف تھے اور ہمیں یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ آپ ﷺ کا آخری حج ہوگا، لہٰذا جب آپ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر خطبے کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے دجال کا ذکر فرمایا اور تفصیل سے اس کے بارے میں بتایا فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو حتیٰ کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی امت کو دجال سے ڈرایا تھا اور ان کے بعد کے انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی تو اگر ان پر اس دجال کے حالات پوشیدہ نہیں تھے تو تم پر بھی نہ رہیں گے وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں ہے''۔(۴)

امام احمد نے یزید کے طریق سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی امت کو دجال کی علامات نہ بتائی ہوں، اور میں تمہیں اس کی ایسی علامات بتاتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے بیان نہیں کیں، بے شک وہ کانا ہے اور اللہ تعالیٰ ہرگز ایسا نہیں ہے، اس (دجال) کی دائیں آنکھ ایسی ہے جیسے ابھرا ہوا انگور کا دانہ''۔(۵)

یہی روایت ترمذی نے بھی بیان کی ہے کہ جب آپ ﷺ سے دجال کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''سن لو تمہارا رب کانا نہیں ہے دجال کانا ہے اس کی دائیں آنکھ ایسی ہے جیسے ابھرا ہوا انگور کا دانہ''۔(۶)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت امام احمد نے شہر بن حوشب کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ جب یزید بن معاویہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت پہنچی تو میں شام آیا مجھے نوف بکالی کے بارے میں معلوم ہوا، میں ان کے پاس پہنچا کہ اتنے میں ایک صاحب آئے وہاں لوگ ان کے لئے منقش چادر بچھا رہے تھے، وہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تھے، نوف نے جب ان کو دیکھا تو خاموش ہوگئے

(۱) مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۲۶۷، ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی علامۃ الدجال حدیث نمبر ۲۲۳۶، مسند احمد حدیث ۲/۶۸، ۲/۲۱۸، ۴/۳۶۸

(۲) بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال حدیث نمبر ۷۱۲۷، مسلم کتاب الفتن باب ذکر ابن صیاد حدیث نمبر ۷۲۸۳، مسند احمد حدیث نمبر ۲/۱۴۹

(۳) مسند احمد حدیث نمبر ۵۱۳۵، کنز العمال حدیث نمبر ۱۲۹۱۵، حدیث نمبر ۳۸۷۶۸ (۴) مسند احمد حدیث نمبر ۲/۱۳۵، کنز العمال حدیث نمبر ۱۲۹۱۵، نمبر ۳۸۷۹۸

(۵) مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ وما معہ حدیث نمبر ۷۲۸۸، امام احمد اپنی مسند میں حدیث نمبر ۱/۱۷۶ (۶) مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ وما معہ حدیث نمبر ۷۲۸۸، ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی صفۃ الدجال حدیث نمبر ۲۲۴۱، مسند احمد حدیث نمبر ۲/۲۷، حدیث نمبر ۳/۱۴۴

اور انہوں نے فرمایا کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ”ہجرت کے بعد ایک اور ہجرت ہوگی، لوگ ابراہیم کے مہاجر کے پاس جائیں گے، دنیا میں شریر لوگوں کے علاوہ کوئی نہ بچے گا، ان کی زمینیں ان کو دھتکار دیں گی، آگ ان کو مرداروں اور خنزیروں کے ساتھ جمع کرے گی، جہاں وہ رات گذاریں گے، آگ بھی رات گذارے گی اور جہاں وہ تھک کر ٹھہر جائیں گے آگ بھی ٹھہر جائے گی اور جو پیچھے رہ گیا اس کو کھا جائے گی۔(۱)

اور پھر فرمایا کہ ”آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ میری امت میں سے مشرق کی طرف سے لوگ قرآن پڑھتے ہوئے آئیں گے۔ حالانکہ قرآن کریم ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا جب کبھی ان میں سے ایک نسل پیدا ہوگی تو اسے ختم کردیا جائے گا۔ یہاں تک کہ دس سے زیادہ مرتبہ ان کلمات کو دہرایا، جب کبھی ان میں سے ایک نسل نکلے گی تو ختم کی جائے گی، یہاں تک کہ ان کے باقی بچے ہوئے لوگوں میں دجال کا ظہور ہوگا۔(۲)

سند و متن کے لحاظ سے ایک غریب حدیث۔ طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے دجال کے بارے میں فرمایا کہ وہ کانا ہے اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں، وہ ظاہر ہوگا اور چالیس دن تک زمین پر رہے گا، ہر گھاٹ پر آئے گا علاوہ مدینہ کے۔ مہینہ جمعہ کی طرح ہوگا اور جمعہ ایک دن کی طرح، اس کے ساتھ جنت بھی ہوگی اور دوزخ بھی تو دراصل اس کی جنت دوزخ ہے اور دوزخ جنت ہے۔ اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی۔ ایک ایسے شخص کو بلائے گا کہ صرف اس پر اللہ تعالیٰ دجال کو مسلط نہیں کریں گے، دجال اس شخص سے پوچھے گا کہ میرے بارے میں کیا کہتا ہے؟ وہ شخص کہے گا کہ تو اللہ کا دشمن ہے، تو دجال جھوٹا ہے۔ لہٰذا دجال آری منگوا کر اس شخص کو کاٹ کر دو ٹکڑے کردے گا اور پھر دوبارہ زندہ کرے گا اور پھر پوچھے گا کہ اب بتا؟ وہ شخص کہے گا خدا کی قسم! تیرے بارے میں مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں ہے، تو اللہ عزوجل کا دشمن دجال ہے جس کے بارے میں ہمیں نبی کریم ﷺ نے اطلاع دی تھی۔ دجال اسے مارنے کے لیے اس کی طرف لپکے گا لیکن کامیاب نہ ہوگا تو کہے گا اس کو مجھ سے دور کردو۔(۳)

حضرت اسماء بنت یزید بن سکن الانصاریہ رضی اللہ عنہ کی روایت۔ .....امام احمد نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ میرے گھر پر تشریف رکھتے تھے کہ دجال کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ ”اس سے پہلے تین سال ہوں گے، پہلے سال آسمان اپنا ایک تہائی پانی (بارش) روک لے گا، اسی طرح زمین اپنی ایک تہائی پیداوار روک لے گی۔ دوسرے سال آسمان اپنا دو تہائی پانی روک لے گا اور زمین بھی اپنی دو تہائی پیداوار روک لے گی۔ کوئی جانور خواہ داڑھ والا ہو یا گھر والا زندہ نہیں بچے گا اور سخت ترین فتنہ یہ ہوگا کہ ایک اعرابی آئے گا اور کہے گا کہ اگر میں تیرے باپ اور بھائی کو زندہ کردوں تو تو مجھے اپنا رب سمجھے گا؟ تو وہ شخص کہے گا کہ ہاں۔ تو شیطان اس کے باپ اور بھائی کی صورت اختیار کرلے گا۔ پھر فرمانے لگیں کہ نبی کریم ﷺ اپنی ضرورت پوری فرمانے کے لیے تشریف لے گئے جبکہ لوگ یہ باتیں سن کر غمزدہ ہوگئے تھے اور انتظار میں بیٹھے تھے کہ اتنے میں آپ ﷺ واپس تشریف لائے اور میرے گھر کے دروازے کا حلقہ پکڑ کر فرمایا ٹھہرو، ٹھہرو یا صبر کرو اسماء؟ پھر میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے دجال کے ذکر سے ہمارے دلوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”اگر وہ آگیا اور میں تم لوگوں میں موجود ہوا تو میں اس کے لیے کافی ہو جاؤں گا ورنہ میرا رب ہر مومن کی بہترین دیکھ بھال کرنے والا ہے۔

پھر فرماتی ہیں کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! ہم آٹا گوندھتے ہیں اور جب تک بھوکے ہوتے ہیں، روٹی کھاتے ہیں، تو اس دن مومنین کا کیا حال ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا جس طرح آسمان والوں (یعنی فرشتوں) کو تسبیح اور تقدیس کافی ہو جاتی ہے اسی طرح مومن بھی اس دن تسبیح و تقدیس سے پیٹ بھرلیں گے۔(۴)

امام احمد نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کی ایک اور روایت نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”جو میری مجلس میں موجود ہو

---

(۱) مسند احمد حدیث نمبر ۱۹۹/۲، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴۸۶/۴، بغوی شرح السنۃ حدیث نمبر ۳۰۲/۴

(۲) سنن ابوداؤد کتاب السنۃ باب فی قتال الخوارج حدیث نمبر ۴۷۶۵، مسند احمد حدیث نمبر ۱۵۱/۱، حدیث نمبر ۲۰۹/۲ حدیث نمبر ۳۵۵/۳

(۳) مسند احمد حدیث نمبر ۱۸۲/۱۱ اور نمبر ۱۴۰/۶، فتح الباری حدیث نمبر ۹/۱۳، سیوطی کی درمنثور حدیث نمبر ۳۵۳/۵

(۴) مسند احمد حدیث نمبر ۴۵۵/۶، بغوی شرح السنۃ حدیث نمبر ۹۸/۶، مشکوٰۃ المصابیح تبریزی حدیث نمبر ۵۴۹۱

اور میری بات (حدیث) سنے اسے چاہئے کہ اس تک پہنچا دے جو موجود نہیں ہے اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں بلکہ اس سے پاک ہے، دجال کانا ہے اس کی آنکھ مسخ شدہ ہے وراس کی آنکھوں کے درمیان لفظ ''کافر'' تحریر ہے۔ جسے ہر مومن پڑھ لے گا خواہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ''۔ (۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات۔ امام احمد نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے دجال کے مقابلے میں جدوجہد کا تذکرہ فرمایا، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا، اس دن کون سا مال بہتر ہوگا؟ جو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''سیاہ غلام جو اپنے گھر والوں کو پانی پلائے گا، رہا کھانا تو وہ ہوگا ہی نہیں، دوبارہ عرض کیا تو اس دن مومنوں کا کھانا کیا ہوگا؟ ارشاد فرمایا کہ تسبیح، تکبیر، تحمید اور تہلیل''۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے عرض کیا عرب اس دن کہاں ہوں گے؟ فرمایا تھوڑے سے ہوں گے''۔ (۲)

ام المومنین رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت امام احمد نے نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ ایک دن میں بیٹھی رو رہی تھی کہ آپ ﷺ تشریف لائے۔ دریافت فرمایا کہ کیوں روتی ہو؟ میں نے جواباً عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے دجال کا معاملہ یاد آ گیا اس لیے رونے لگی، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''اگر دجال میرے ہوتے ہوئے نکل آیا تو میں اس کے لیے کافی ہو جاؤں گا، اور اگر میرے بعد نکلا تو تمہارا رب کانا نہیں ہے وہ (دجال) اصفہان کے یہودیوں میں سے ہوگا، مدینے پہنچے گا اور مدینہ سے باہر ایک طرف اترے گا، ان دنوں مدینہ کے سات دروازے ہوں گے، ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے، تمام شرارتی اور بدترین لوگ دجال کے پاس جمع ہو جائیں گے۔ پھر وہ شام پہنچے گا، فلسطین کے شہر باب لد کے قریب، انہی دنوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے، چالیس سال تک زندہ رہیں گے، وہ بہت انصاف، عادل حکمران ہوں گے۔ (۳)

دجال حرمین میں داخل نہ ہو سکے گا امام احمد نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے، فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ (۴)

صلوۃ کسوف کے بارے میں ایک روایت حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ کی ہے فرماتی ہیں کہ اس دن خطبے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس وحی بھیجی گئی ہے کہ جلد ہی تمہاری آزمائش ہوگی یہ کہ مسیح دجال کے فتنے سے پہلے''۔ فرماتی ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ ان دونوں میں سے کیا کہا تھا۔

اس کے علاوہ صحیح مسلم میں ام شریک رضی اللہ عنہا سے ایک روایت ہے فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''لوگ دجال سے بھاگ کر اونچے اونچے پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھیں گے''۔ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! عرب اس دن کہاں ہوں گے؟ فرمایا بہت کم ہوں گے''۔ (۵)

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت۔ ابن وہب نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ ایک رات مجھے دجال کا معاملہ یاد آ گیا تو میں رات بھر سو نہ سکی، صبح میں نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچی اور ساری بات گوش گذار کر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا، ایسا مت کرو! اگر وہ میری موجودگی میں نکلا تو میں اس کے لیے کافی ہوں گا اور اگر وہ میرے بعد نکلا تو اللہ تعالیٰ صالحین کی طرف سے اس کے لیے کافی ہوں گے''۔ پھر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ ''کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو، میں بھی تم کو ڈراتا ہوں، بے شک وہ کانا ہے اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے''۔ (۶)

طبرانی نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے قرابیہ کی خدمت کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اس امت کے زندیق ہیں، ان کے زمانے میں بادشاہ ظالم ہوگا، اسی کی بڑائی اور سطورت ہوئی، پھر اللہ تعالیٰ طاعون کی بیماری بھیجیں گے، عام طور پر اکثر

---

(۱) بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال حدیث نمبر ۷۱۳۰، مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ وما معہ حدیث نمبر ۷۲۹۴، مسند احمد حدیث نمبر ۲/۲۷۷، ۱، حدیث نمبر ۳/۱۱۵، حدیث نمبر ۶/۱۳۰ (۲) مسند احمد حدیث نمبر ۶/۷۶، ۶، حدیث نمبر ۶/۱۲۵، ہیثمی کی مجمع الزوائد حدیث نمبر ۷/۳۳۵ (۳) مسند احمد حدیث نمبر ۶/۷۵، ہیثمی کی مجمع الزوائد حدیث نمبر ۱۰/۳۲۷ (۴) مسند احمد حدیث نمبر ۲/۱۲۳، کنز العمال (۵) مسلم کتاب الفتن باب فی بقیہ احادیث الدجال حدیث نمبر ۷۳۱۹، ترمذی کتاب المناقب باب مناقب فی فضل العرب حدیث نمبر ۳۹۳۰ (۶) مجمع الزوائد للہیثمی حدیث نمبر ۷/۳۵۱

لوگ اس میں مرجائیں گے، پھر خسف (زمین میں دھنسا) ہوگا، کم ہی لوگ ہوں گے جو اس سے بچیں گے، ان دنوں مومن کی خوشی کم اور غم زیادہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ لوگوں کے چہرے مسخ فرما کر بندر اور خنزیر بنادیں گے اور پھر اس کے بعد دجال نکلے گا۔ پھر آپ ﷺ ایسے روئے کہ ہم بھی ساتھ رونے لگے۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کیوں روئے؟ ارشاد فرمایا ان لوگوں پر ترس آ گیا کیونکہ ان میں کمانے والے اور محنتی لوگ بھی ہوں گے۔ [1]

حضرت عثمان بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت۔ ۔۔۔امام احمد نے ابونفرۃ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں جمعہ کے دن ہم حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تاکہ اپنے اور ان کے مصحف کا موازنہ کرکے دیکھ لیں، جب جمعہ کا وقت ہوا تو ہم نے غسل کیا، انہوں نے ہمیں خوشبودی جو ہم نے لگالی، پھر ہم مسجد میں آگئے اور ایک ایسے شخص کے پاس بیٹھ گئے جو ہمیں دجال والی حدیث بیان کرر ہا تھا۔ اتنے میں عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ آ گئے، ہم لوگ کھڑے ہوگئے وہ بیٹھے تو ہم بھی بیٹھ گئے۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ "مسلمانوں کے تین شہر ہوں گے، ایک اس جگہ جہاں دو سمندر ملتے ہیں، دوسرا جزیرہ میں اور تیسرا شام میں۔ اتنے میں تین زلزلے آئیں گے اور لوگ خوفزدہ ہوجائیں گے۔ پھر دجال ظاہر ہوگا اور مشرق کی طرف والوں کو شکست دے گا۔ سو پہلا شہر جس کو وہ فتح کرے گا وہ شہر ہوگا جہاں دو سمندر ملتے ہیں۔ اس شہر کے رہنے والے تین گروپوں میں بٹ جائیں گے، ایک گروہ شام میں رہے گا اور حالات پر نظر رکھے گا، دوسرا گروہ اعراب کے ساتھ رہے گا اور تیسرا گروہ اپنے قریبی شہر میں چلا جائے گا۔ دجال کے ساتھ ستر ہزار افراد ہوں گے، جنہوں نے تیجان (سبز چادر) اوڑھ رکھی ہوگی، دجال کے اکثر ساتھیوں میں یہودی اور عورتیں ہوں گی، پھر وہ دوسرے شہر میں آئے گا۔ اس کے لوگ بھی تین گروہوں میں تقسیم ہوجائیں گے۔ ایک شام چلا جائے گا اور تیسرا گروہ مغربی شام کی طرف چلا جائے گا۔ مسلمان انیق نامی مقام پر جمع ہوں گے اور اپنا نمائندہ بھیجیں گے۔ اس سے ان پر سختی آئے گی، ان کو شدید بھوک اور مشقت کا سامنا کرنا ہوگا۔ یہاں تک کہ ان میں سے ایک شخص اپنی کمان کی رسی کو جلا کر کھائے گا، اسی دوران سحر کے وقت ایک آواز دینے والا تین مرتبہ پکارے گا، اے لوگو! تمہارے پاس مدد آ گئی لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے، یہ تو کسی ایسے شخص کی آواز لگتی ہے، جس نے خوب پیٹ بھر کر کھایا ہو، فجر کی نماز کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، مسلمانوں کے امیر ان سے کہیں گے۔ اے روح اللہ! آگے بڑھیے اور نماز پڑھایئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ اس امت کے لوگ ایک دوسرے کے امیر ہیں، پھر مسلمانوں کے امیر نماز پڑھائیں گے، نماز کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا نیزہ اٹھائیں گے اور دجال کی طرف روانہ ہوں گے۔ دجال جب ان کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلے گا جیسے تانبہ پگھل جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو سینے پر نیزہ ماریں گے اور قتل کردیں گے۔ دجال کی فوج کو شکست ہوجائے گی۔ اس دن کوئی چیز ان کو پناہ نہ دے گی۔ حتیٰ کہ درخت بھی یہ کہے گا اے مومن! یہ کافر ہے اور اسی طرح پتھر بھی یہ کہے گا اے مومن! یہ کافر ہے"۔ [2] (اسے قتل کردو)

علامہ ابن کثیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام احمد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو شہر بصرہ اور کوفہ ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے جو انہوں نے بصرہ کی مسجد میں بیان فرمائی کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "میری امت میں سے ایک جماعت ضرور ایسے شہر پہنچے گی جسے بصرہ کہا جاتا ہوگا، جہاں ان کی تعداد بہت زیادہ ہوگی اور کھجوروں کے درخت بھی بہت زیادہ ہوں گے۔ پھر قنطورا کی اولاد آئے گی، جن کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی، یہاں تک کہ وہ دجلہ نامی ایک پل پر پہنچیں گے، پھر مسلمانوں کی تین جماعتیں بن جائیں گی۔ ایک جماعت تو اونٹوں کی دم پکڑ کر جنگلوں میں چلی جائے گی اور ہلاک ہوجائے گی، اور ایک قوم وہ خوفزدہ حالت میں وہیں ٹھہری رہے گی۔ یہ دونوں جماعتیں برابر ہوں گی۔ اور تیسری قوم اپنے بچوں کو اپنی پشتوں پر اٹھالیں گے۔ یہی ان کے فضلاء و شہداء ہوں گے۔ ان میں سے جو باقی بچیں گے ان کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائیں گے۔

امام احمد نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہمیں بیان کی ہے کہ بنو قنطورا سے مراد "ترک قوم" ہے۔

امام ابوداؤد نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "تم سے چھوٹی آنکھوں والے میں"۔ یعنی ترک۔ ان کو تین مرتبہ وہاں سے ہنکایا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ جزیرۃ العرب پہنچ جائیں گے۔ پہلی دفعہ بھگانے میں جو ان سے الگ ہوگیا وہ بچ

(۱) مسند احمد حدیث نمبر ۲۱۶/۴، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴۷۸/۴، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۸۲۹
(۲) طبرانی فی معجم کبیر، حدیث نمبر ۸۳۹۲

جائے گا، دوسری مرتبہ میں بعض ہلاک ہو جائیں گے اور بعض بچ جائیں گے اور تیسری مرتبہ میں کوئی ایک بھی نہ بچے گا"۔ (۱)

سفیان ثوری نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ جب دجال نکلے گا تو لوگوں کی تین جماعتیں بن جائیں گی۔ ایک گروہ تو دجال پر ایمان لے آئے گا، دوسرا اس سرزمین کی طرف چلا جائے گا جہاں "شیح" (گھاس) اگتی ہے۔ اور تیسری جماعت عراق چلی جائے گی، جو دجال اور اس کے ساتھیوں سے جنگ کرے گی۔ یہاں تک کہ تمام مومن شام میں جمع ہو جائیں گے، پھر وہ مومن اپنا ایک دستہ بھیجیں گے۔ ان میں ایک شہسوار ہوگا جس کا گھوڑا بھورے رنگ کا ہوگا یا چتکبرہ۔ یہ لوگ دجال سے مقابلہ کریں گے اور سب کے سب شہید ہو جائیں گے ایک بھی بچ کر واپس نہ جائے گا۔ (۲)

عبداللہ بن بشر رضی اللہ عنہ کی روایت..... حنبل بن اسحٰق نے حضرت عبداللہ بن بشر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں، وہ لوگ دجال کو ضرور دیکھیں گے جنہوں نے مجھے دیکھا ہے، یا یہ فرمایا کہ میرے کہنے سے قریب ہوں گے۔ (۳)

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کی روایت۔ امام طبرانی نے حضرت سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ عقیق سے آ رہا تھا، جب ہم ثنیہ پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ "میں اللہ کے دشمن مسیح دجال کی جگہوں کو دیکھ رہا ہوں وہ آئے گا یہاں تک کہ فلاں جگہ پہنچے گا پھر کچھ دیر ٹھہرے گا۔ سارے آوارہ بدمعاش اس کے پاس جمع ہو جائیں گے۔ مدینہ کی کوئی گھاٹی ایسی نہیں بچے گی جہاں دو فرشتے پہرہ نہ دے رہے ہوں، دجال کے ساتھ دو صورتیں ہوں گی، جنت کی اور جہنم کی۔ اس کے علاوہ اس کے ساتھ شیاطین بھی ہوں گے جو ماں باپ کی صورت اختیار کر لیں گے اور ان کی زندہ اولاد سے کہیں گے کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ میں تیرا باپ ہوں۔ میں تیرا بھائی ہوں۔ میں تیرا رشتہ دار ہوں۔ اور کیا میں مر نہیں چکا؟ یہ (دجال) ہمارا رب ہے اسی کی اتباع کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جو اس شخص کے بارے میں فیصلہ کر رکھا ہوگا، وہی یہ شخص کہے گا۔ دجال کے لیے اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں سے ایک آدمی مقرر فرمائیں گے جو اس کو خاموش کروا دے گا اور مارے گا اور ڈانٹے گا اور کہے گا، اے لوگو! یہ جھوٹا ہے، تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے، بے شک یہ جھوٹا ہے، یہ باطل باتیں کرے گا، اور تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ دجال اس شخص سے کہے گا تو میرا اتباع کیوں نہیں کرتا؟ یہ کہہ کر اس کو پکڑے گا اور دو ٹکڑے کر دے گا اور لوگوں سے پوچھے گا کیا میں اس کو تمہارے لیے دوبارہ زندہ نہ کر دوں؟ دوبارہ زندہ ہو کر وہ شخص پہلے سے زیادہ سختی سے دجال کی مخالفت شروع کر دے گا، اور زیادہ برا بھلا کہنے لگے گا، اور کہے گا اے لوگو! تم نے ایک آزمائش دیکھی ہے۔ جس میں تم مبتلا کیے گئے ہو اور ایک ایسا فتنہ جس میں تمہیں آزمایا گیا ہے۔ سنو! اگر یہ دجال سچا ہے تو مجھے دوبارہ مار کر زندہ کر دکھائے، سنو! وہ جھوٹا ہے۔ دجال اس کو اپنی آگ میں پھینکنے کا حکم دے گا حالانکہ وہ جنت ہے، پھر شام کی طرف روانہ ہو جائے گا۔ (۴)

حضرت محجن بن الادرع رضی اللہ عنہ کی حدیث۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محجن بن الادرع رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا "نجات کا دن، نجات کا دن کیا ہے؟ یہ جملہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا، عرض کیا گیا۔ نجات کا دن کیا ہے؟ ارشاد فرمایا دجال آئے گا اور احد پر چڑھ جائے گا اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر کہے گا" کیا تم اس سفید محل کے بارے میں جانتے ہو؟ یہ احمد (ﷺ) کی مسجد ہے، پھر مدینہ منورہ آئے گا، مدینہ کے ہر راستے پر فرشتوں کو پہرہ دیتے ہوئے پائے گا جو اپنی تلوار لہرا رہے ہوں گے۔ یہاں سے دجال جرف کی طرف آئے گا اور اپنا گرز تین مرتبہ زمین پر مارے گا۔ پھر مدینہ منورہ کو تین زبردست جھٹکے لگیں گے۔ ان جھٹکوں کی وجہ سے تمام منافق و فاسق مرد و عورت مدینہ سے نکل کر اس کے پاس جمع ہو جائیں گے، یہی نجات کا دن ہوگا"۔ (۵)

بہترین دین وہ ہے جو آسان ہو۔ حضرت محجن بن الادرع رضی اللہ عنہ سے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ

(۱) ابوداؤد کتاب الملاحم باب فی قتال الترک حدیث نمبر ۴۳۰۵، ابن ماجہ کتاب الفتن باب الترک حدیث نمبر ۴۰۹۶، مسند احمد حدیث نمبر ۲/۳۱۹، حدیث نمبر ۳/۳۱، حدیث نمبر ۵/۳۴۸ (۲) مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴/۵۹۸ (۳) کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۸۰۶ (۴) طبرانی کی معجم کبیر حدیث نمبر ۷/۴۱ اور مجمع الزوائد ہیثمی کی حدیث نمبر ۷/۳۹، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۷۹۳ (۵) مسند احمد حدیث نمبر ۴/۳۳۸، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴/۵۴۳، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۸۳۳

نبی کریم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور احد پہاڑ پر چڑھ گئے، وہاں سے مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "تباہی ہو! یہ تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور میں اس کو سب سے بہتر سمجھتا ہوں۔ یا فرمایا کہ سب سے آخری جو ہوگا۔ (دجال) اس مدینہ کی طرف بڑھے گا لیکن ہر راستے پر ایک ایسے فرشتوں کو پہرے دیتا ہوا پائے گا جو اپنی تلواریں سونتیں ہوئے ہوں گے، لہذا یہ مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔

پھر آپ ﷺ احد سے نیچے تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہوئے، وہاں ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے پایا، دریافت فرمایا، یہ کون ہے؟ میں نے اس شخص کی تعریف کی تو آپ ﷺ نے فرمایا، خاموش ہو جاؤ، اس کو مت سنانا کہیں اس کو ہلاک ہی نہ کر دو"۔

پھر امہات المومنین رضی اللہ عنہن میں سے کسی کے حجرے کے نزدیک تشریف لائے اور میرے ہاتھ کو چھوڑ دیا اور فرمایا "تمہارا بہترین دین وہ ہے جو آسان ہو، تمہارا بہترین دین وہ ہے جو آسان ہو"۔ (۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت امام احمد نے نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک مسلمان یہودیوں سے مقابلہ نہ کر لیں، مسلمان ان کو قتل کریں گے، یہاں تک کہ یہودی درختوں اور پتھروں کے پیچھے چھپیں گے اور وہ درخت اور پتھر پکاریں گے، اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا بیٹھا ہے، آؤ اور اس کو قتل کر دو، علاوہ غرقد نامی درخت کے کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔ (۲)

اس کے علاوہ امام مسلم نے اسی سند سے یہ الفاظ بھی روایت کیے ہیں کہ:

"قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ترکوں کے ساتھ قتال نہ ہو"۔ (الحدیث)

یہ ظاہر ہے کہ یہاں ترکوں سے مراد یہودی بھی ہیں، اور دجال بھی یہودی ہوگا، جیسے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روایت میں گذرا ہے جسے احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

ایک اور روایت...... امام احمد نے ہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ "دجال خوز اور کرمان میں سے نکلے گا، اس کے ساتھ ستر ہزار ساتھی ہوں گے، ان کے سر ایسے ہوں گے جیسے بڑے بڑے مٹکے"۔ (۳)

ایک اور روایت حنبل بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور دجال کا ذکر فرمایا، فرمایا کہ "کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو، میں تمہارے سامنے اس کی ایسی خاصیات بیان کروں کہ جو مجھ سے پہلے کسی اور نبی نے بیان نہ کی ہوں گی، وہ کانا ہے، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ "کافر" تحریر ہے۔ جسے ہر شخص پڑھ سکے گا خواہ پڑھا لکھا ہو، یا ان پڑھ"۔ (۴)

اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے حرمین کی نگرانی کر رہے ہوں گے..... امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اور مدینہ فرشتوں کی حفاظت میں ہوگا، مدینہ آنے والے ہر راستے پر فرشتے ہوں گے، وہاں نہ دجال داخل ہو سکے گا اور نہ طاعون"۔ (۵)

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی روایت...... امام ابوداؤد نے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ "آپ ﷺ

(۱) مسند احمد حدیث نمبر ۹ ۴۷ ۳، حدیث نمبر ۳۳۸/۲، حدیث نمبر ۳۲/ ۵، کنز العمال حدیث نمبر ۵۳۷۵، سیوطی کی در منثور، حدیث نمبر ۱۹۲/ ۱

(۲) مسلم کتاب الفتن باب لاتقوم الساعۃ حتی یمر الرجل حدیث نمبر ۲۶۸ ۷، ابوداؤد کتاب الملاحم باب فی قتال الترک حدیث نمبر ۴۳۰۳، امام احمد کی مسند حدیث نمبر ۳/۴۱۷

(۳) مسند احمد حدیث نمبر ۳۳۷/ ۲، مجمع الزوائد حدیث نمبر ۳۴۵/ ۷ (۴) بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال حدیث نمبر ۱۳۰ ۷، کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ وما علیہ حدیث نمبر ۲۹۴ ۷، مسند احمد حدیث نمبر ۱ ۷ ۴ ۲، حدیث نمبر ۱۱۵/ ۳، حدیث نمبر ۱۴۰/ ۵

(۵) مسند احمد حدیث نمبر ۴۸۳/ ۲، مجمع الزوائد حدیث نمبر ۳۰۹/ ۳، بخاری کی تاریخ کبیر حدیث نمبر ۱۸۰/ ۹

نے ﷺ فرمایا، میں نے تمھیں دجال کے بارے میں بتایا، یہاں تک کہ مجھے خوف ہوا کہ تم نہ کرو گے، مسیح دجال، ٹھگنا، گھنے ہوئے بالوں والا، اور کانا ہے۔ اس کی ایک آنکھ مسخ کی جا چکی ہے۔ اگر اس کا معاملہ تمہاری سمجھ میں نہ آئے تو جان لو کہ تمہارا رب ہرگز کانا نہیں ہے''۔ (۱)

بنوتمیم کی فضیلت...... بخاری اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ مجھے تین وجوہات سے بنوتمیم سے محبت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ (پہلی وجہ) وہ دجال کی مخالفت میں بہت سخت ہیں۔ (۲) اتنے میں بنوتمیم والوں کی طرف سے بھیجے گئے زکوۃ و صدقات پہنچ گئے تو فرمایا ''یہ میری قوم کے صدقات ہیں۔ (۳) بنوتمیم والوں کی لڑکی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''اس کو آزاد کر دو، کیونکہ یہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ (۴)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت...... امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''جس نے دجال کی بات سنی، ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں، خدا کی قسم ایک شخص اس کے پاس آئے گا اور اس (دجال) کو مومن سمجھتا ہو گا اور اس کے مشکوک جادوئی کمالات کی پیروی کرے گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس نے دجال کی بات سنی ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں، بے شک ایک شخص اس کو مومن سمجھتا ہوا اس کے پاس آئے گا اور اس کو مومن ہی سمجھتا ہو گا کیونکہ وہ شخص اس (دجال) کی طرف سے شکوک میں مبتلا ہو گا یہاں تک کہ وہ اس کی اتباع کر لے گا''۔

یزید بن ہارون نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ایک روایت سفیان بن عیینہ نے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ کھانا کھائے گا اور بازاروں میں گھومے گا''۔ (۵) یعنی دجال بھی انسانوں کی طرح کھائے پیئے گا اور بازاروں میں آیا جایا کرے گا۔

حضرت مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت

دجال کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے لیے بہت آسان ہے...... امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت حضرت مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ جتنی معلومات دجال کے بارے میں، میں نے نبی کریم ﷺ سے حاصل کی ہیں اور کسی نے نہیں حاصل کی ہیں۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا تمھیں اس سے کیا نقصان پہنچے گا؟ وہ (دجال) تمھیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ کہتے ہیں کہ اس کے پاس کھانا بھی ہو گا اور پانی کی نہریں بھی ہوں گی، فرمایا وہ اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ آسان ہے۔ (۶)

یہ روایت شریح بن یونس نے حضرت مغیرۃ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں نقل کی ہے کہ فرماتے ہیں دجال کے بارے میں جتنا آپ ﷺ سے میں نے پوچھا کسی اور نے نہیں پوچھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تمہارا اس (دجال) کے بارے میں کیا سوال ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ کہتے ہیں کہ اس کے پاس روٹیوں اور گوشت کے پہاڑ ہوں گے اور بالائی کی نہریں ہوں گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے یہ (یعنی دجال کو اتنی بڑی مقدار میں کھانا پانی وغیرہ دینا) اس (یعنی دجال کے معاملے) سے بھی زیادہ آسان ہے۔ (۷)

---

(۱) سنن ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال حدیث نمبر ۴۳۲۰، مسند احمد حدیث نمبر ۳۲۴/۵ اور کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۷۶۵

(۲) بخاری کتاب العتق باب ملک من العرب حدیث نمبر ۲۵۴۳، مسلم کتاب فضائل الصحابہ غفار و اسلم حدیث نمبر ۶۳۹۸، فتح الباری حدیث نمبر ۸/۸۴، حدیث نمبر ۱۷۰/۵، حدیث نمبر ۱۷۲/۵ (۳) ایضاً (۴) ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال حدیث نمبر ۴۳۱۹، مسند احمد حدیث نمبر ۴۴۱/۴

(۵) مسند احمد حدیث نمبر ۴۴۴/۴، مجمع الکبیر طبرانی حدیث نمبر ۱۵۵/۱۸، مجمع الزوائد حدیث نمبر ۸/۲ (۶) مسلم کتاب الفتن باب فی الدجال وھو اھون علی اللہ عزوجل حدیث نمبر ۷۳۰۴، حدیث نمبر ۷۳۰۵ (۷) ایضاً۔

یہی روایت مسلم نے بھی کئی طرق سے صحیح مسلم کتاب الدستند ان میں نقل کی ہے۔ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں پہلے گذر چکا ہے کہ اس (دجال) کا پانی دراصل آگ ہے اور آگ دراصل ٹھنڈا پانی، اور بظاہر آنکھوں کو ایسا محسوس ہوگا (حقیقت میں نہ ہوگا)۔

اسی روایت سے بعض علماء جیسے ابن حزم، طحاوی وغیرہ نے استدلال کیا ہے کہ دجال ملمع سازی اور نظر بندی کا ماہر ہوگا، جو چیزیں لوگوں کو دکھائے گا ان کی حقیقت میں کوئی حیثیت نہ ہوگی بلکہ یہ صرف خیالات ہوں گے۔

معتزلہ فرقہ کے بڑے شیخ ابوعلی الجبائی کہتے ہیں کہ دجال جو کمالات دکھائے گا ان کا حقیقت میں سچا ہونا جائز نہیں ہے کیونکہ اگر اس کو ہم جائز کہیں گے تو خارق عادات کی لات اور ہفوات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے معجزات کے برابر ہو جائیں گے۔

قاضی عیاض اس کے مقابلے میں فرماتے ہیں کہ ایسا ہونا ممکن ہے کیونکہ دجال الوہیت کا دعویٰ کرے گا، اور جو الوہیت کا دعویٰ کرے اس سے ایسے اعمال کا صدور ناممکن نہیں ہے، ورنہ پھر وہ الوہیت کا دعویٰ کیونکر کرے گا۔

دوسری طرف، بہت سے باطل فرقوں جیسے خوارج، جہمیہ اور بعض معتزلہ نے دجال کا بالکل ہی انکار کیا ہے اور اس معاملے میں وارد تمام احادیث کو رد کر دیا ہے۔ لہٰذا ان کے ہاں اس سلسلے میں کوئی تفصیل نہیں ملتی۔

لہٰذا اسی وجہ سے یہ لوگ عام اہلسنت والجماعت اور خصوصاً علماء سے کٹ گئے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اس سلسلے میں وارد ان روایات کا انکار کیا ہے جو آپ ﷺ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہیں جیسے ہم نے ابھی بہت سی بیان کیں۔ اور یہ بھی تمام روایات نہیں بلکہ چند ہیں جو بات سمجھانے کے لیے کافی ہیں۔ مدد اور توفیق تو اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

سبق

ان تمام احادیث سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ دجال اور وہ تمام کمالات اور خوارق عادات جو اللہ تعالیٰ نے دجال کو دیے ہیں، دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کا امتحان ہوگا۔ جیسے کہ پہلے گذرا کہ جو دجال کی بات مان لے گا، وہ خوب خوشحال ہو جائے گا بارشیں ہوں گی، زراعت ہوگی، بہت سے مال مویشی ہوں گے اور خوب پھلے پھولے گا۔ اور جو اس کی بات نہیں مانے گا اور اس کو دھتکار دے گا وہ تنگی اور قحط سالی کا شکار ہو جائے گا۔ بیماریاں اس پر حملہ آور ہوں گی، مال مویشی ہلاک ہو جائیں گے، عزیز واقارب مر جائیں گے، پھل زراعت کاروبار وغیرہ تباہ ہو جائے گا۔ یعنی مختلف آفتیں اس کو گھیر لیں گی۔

زمین کے اندر چھپے ہوئے خزانے دجال کے ساتھ ایسے چلیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنی ملکہ کے ساتھ چلتی ہیں اور دجال کسی نوجوان کو قتل کر کے دوبارہ زندہ کرے گا۔ یہ سب خوارق اور کمالات حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ دجال کو دیں گے تاکہ اپنے بندوں کا امتحان لیں۔ چنانچہ بہت سے اس کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں گے اور مومنوں کا ایمان پہلے سے بھی زیادہ ہو جائے گا۔ لہٰذا یہ جو روایت گذری "هو اهون علی الله من ذلک" (الحدیث) کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے اس سے بھی زیادہ آسان ہے تو اس کا یہی مطلب ہے یہ معاملہ کم ہے اس سے کہ دجال کے پاس ایسی چیزیں ہوں جن سے لوگ گمراہ ہو جائیں گے حالانکہ وہ نقصان فسق وفجور اور ظلم کے علاوہ کچھ نہ ہوگا اگرچہ اس کے کمالات خوارق عادات میں سے ہوں۔ کیونکہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ "کافر" بھی تحریر ہوگا۔ اور یہ تحریر ایسی ہوگی جو واضح طور پر ہر ایک کو دکھائی دے گی۔ یعنی حسی ہوگی، محسوس کی جا سکے گی، اس کو چھو کر بھی دیکھا جا سکے گا کہ معنوی یا خیالی تحریر نہ ہوگی۔ کیونکہ آپ ﷺ نے اس بارے میں تحقیقی خبر دی ہے کہ وہاں ک، ف، ر، تحریر ہوگا۔

اس کے علاوہ اس کی ایک آنکھ کانی ہوگی، انتہائی کریہہ المنظر ہوگا۔ اس کی ایک آنکھ ابھری ہوئی ہوگی، یہی معنی ہیں اس جملے کے "کانها عنبه طافیه"۔ طافیہ اس مچھلی کو کہتے ہیں جو پانی میں مر جائے اور سطح کے اوپر آ جائے، یہاں روایات میں اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ اس کی آنکھ بے نور بھی ہوگی یعنی اس میں روشنی بھی نہ ہوگی اور وہ دیکھ بھی نہ سکتا ہوگا۔ اور جیسا کہ ایک روایت میں گذرا کہ اس کی آنکھ ایسی ہوگی جیسے کسی چونا لگی دیوار پر کسی کے ناک کی گندگی بلغم وغیرہ لگی ہوتی ہے، یعنی نہایت بدصورت۔

بعض روایات میں یہ آیا ہے کہ اس کی دائیں آنکھ کانی ہوگی اور دوسری بھی رحانامی پتھر کی طرح ہوگی۔ لہٰذا یا تو یہ کہ ان میں سے ایک قسم کی روایات محفوظ نہیں رہیں یا یہ کہ کانا پن دونوں آنکھوں میں ہوگا اور کانے پن سے مراد نقص اور عیب ہیں۔

اس بات کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''دجال سخت بالوں والا ہے، کمیہ ہے، اس کی اواز ایسی ہے جیسے کوئی ناک سے بولتا ہو (غنہ کی مانند)، اس کا سر گویا کہ کسی درخت کی ٹہنی ہو، اس کی دائیں آنکھ اندر کو دھنسی ہوئی اور بائیں آنکھ ایسی جیسی پھولا ہوا انگور کا دانہ ہو۔ (۱)

سفیان ثوری نے بھی سماک سے ایسی ہی روایت نقل کی ہے، لیکن جیسے کہ پہلی روایت میں بیان ہوا ہے کہ اس کی دوسری آنکھ ایسی ہوگی جیسے چمکتا ہوا ستارہ، اس بناء پر ایک روایت غلط ہوگی، لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی ایک آنکھ تو مکمل طور پر کانی ہو اور دوسری میں کچھ کانا پن ہو، حقیقت حال سے تو اللہ تعالیٰ ہی واقف ہیں۔

دجال کے بارے میں تصریح قرآن کریم میں کیوں نہیں ہے؟ یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ باوجود اس کے کہ دجال انتہائی درجے کا فاسق و فاجر ہے، اس کا شر و فتنہ بہت عظیم ہے، وہ ربوبیت کا دعویٰ کرے گا، وہ بڑے جھوٹوں میں سے ہوگا، تمام انبیاء کرام نے اپنی اپنی امتوں کو اس سے ڈرایا لیکن پھر بھی قرآن کریم میں اس کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں ملتی؟

اس کا جواب چند مختلف طریقوں سے دیا جاسکتا ہے۔

''جس روز آپ کے رب کی بڑی نشانی آ پہنچے گی، کسی ایسے شخص کا ایمان جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

امام ترمذی نے اس کی تفسیر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''تین چیزیں ایسی ہیں کہ جب وہ ظاہر ہو جائیں گی تو (ان کے ظہور کے بعد) کسی ایمان لانے والے کو اس کا ایمان کچھ بھی فائدہ نہ دے سکے گا، یا (ان نشانیوں کے ظاہر ہونے کے بعد) کسی ایماندار نے نیک اعمال شروع کیے تو وہ کچھ فائدہ نہ دیں گے۔ وہ تین چیزیں یہ ہیں (۱) دجال (۲) دابہ اور (۳) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ (۲)

دوم.. جیسے کہ پہلے بیان ہوا، اور جیسے کہ آگے بھی آ رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان دنیا سے نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے، جیسا کہ قرآن کریم، سورۃ النساء آیت نمبر ۱۵۷ تا ۱۰۹ میں ذکر کیا گیا ہے۔

ترجمہ:...... اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو جو کہ رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے قتل کر دیا حالانکہ انہوں نے ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں، ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست ہیں حکمت والے ہیں، اور کوئی شخص اہل کتاب میں سے۔

یہ بات ہم اپنی تفسیر میں بتا چکے ہیں کہ لفظ ''قبل موته'' میں ''ہ'' ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ یعنی عنقریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہوں گے۔ ان پر اہل کتاب ایمان لے آئیں گے جو ان کے بارے میں بہت زیادہ اختلاف رکھتے تھے، وہ بھی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا سمجھتے ہیں یعنی عیسائی اور وہ بھی جو معاذ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مشکوک اولاد ہونے کا الزام لگاتے ہیں۔ یعنی یہود، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہوتے ہی یہودیوں اور عیسائیوں کو اس بات کا بخوبی علم ہو جائے گا کہ وہ لوگ اپنے دعووں میں جھوٹے تھے، جیسا کہ ابھی ہم بیان کریں گے۔

چنانچہ اسی بناء پر کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول میں اشارہ ہے دجال کے ظہور کی طرف جو گمراہیوں کا راہنما ہے۔ اور مسیح ہدایت کا مخالف ہے اور اہل عرب کی عادت ہے کہ بعض اوقات وہ دو ضدوں یا دو مخالفوں میں سے ایک کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں اور اس سے دوسرے کی

(۱) معجم کبیر طبرانی حدیث نمبر ۴/۳۷ ۱۱ (۲) مسلم کتاب الایمان باب بیان الزمن الذی لا یقبل فیہ الایمان حدیث نمبر ۳۹۶، ترمذی کتاب التفسیر باب نمبر ۷ اور سورۃ الانعام کی تفسیر حدیث نمبر ۳۰۷۲، مسند احمد حدیث نمبر ۲/۴۴۵

طرف بھی اشارہ ہو جاتا ہے، جیسے کہ یہ بات اپنی جگہ طے شدہ ہے۔

سوم: قرآن کریم میں اس (دجال) کے نام کی تصریح اس لیے نہیں ہے تا کہ اس کی حقارت خوب اچھی طرح ثابت و واضح ہو جائے کہ کرتو یہ الوہیت کا دعویٰ رہا ہے اور حقیر اتنا ہے کہ قرآن کریم میں اس کا ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی گئی اور یہ بات اللہ بزرگ و برتر کی عظمت وجلالت علوشان اور تمام نامناسبات سے پاکی کے منافی بھی نہیں ہے۔لہذا دجال کا معاملہ اہل عرب کے نزدیک اس قدر حقیر اور معمولی تھا کہ اس کو ذکر ہی نہیں کیا گیا۔لیکن انبیاء کرام علیہ السلام نے جناب باری میں عرض معروض کر کے دجال کے فتنے، اس کے خوارق العادات الاعمال وغیرہ سے آگاہی حاصل کر کے اپنی امتوں کو بتایا اور ہر بات کو اتنا کھول کھول کر بیان کر دیا کہ انبیاء کرام کی مبارک زبانوں سے ہی اس کے ذکر پر اکتفا کر لیا گیا۔
چنانچہ یہ تواتر کے ساتھ آپ ﷺ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسی ہر عظمت وجلال ہستی کے مقابلے میں دجال جیسے معمولی اور خسیس کا ذکر قرآن کریم میں ہو۔اسی وجہ سے یہ کام انبیاء کرام کے سپرد کر دیا گیا۔

ایک شبہے کا ازالہ: اگر کسی کے ذہن میں یہ شبہ ہو کہ اگر دجال کا ذکر صرف اس وجہ سے قرآن کریم میں نہیں کیا گیا کہ وہ ذات باری تعالیٰ کے مقابلے میں ہرگاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتا تو فرعون تو دجال سے بھی گیا گذرا ہے۔اس نے بھی اسی قسم کے جھوٹے دعوے کیے تھے۔مثلاً اس نے کہا"**انا ربکم الاعلی**"۔[1] یا ایک اور جگہ کہا"**یاایھا الملأ ماعلمت لکم من الہ غیری**"۔[2] پھر اس کا ذکر کیوں قرآن کریم میں کیا گیا ہے؟
تو اس کا جواب یہ ہے کہ فرعون کا معاملہ تو پہلے گذر چکا تھا اور اس کا جھوٹ وافتراء لوگوں پر واضح ہو چکا تھا، ہر عقل مند مومن اس کے بارے میں بخوبی جانتا ہے۔جبکہ دجال کا معاملہ ابھی آئندہ زمانے میں ہوگا۔جب دین بیزاری اور دین سے دوری کا عالم ہوگا۔لوگ قرآن وحدیث بھول چکے ہوں گے۔لہذا دجال سے خوارق عادات اعمال وافعال دیکھ کر اس پر ایمان لے آئیں گے۔اور دجال لوگوں کے لیے بہت بڑا فتنہ ہوگا، چنانہ اس کو اس کے حقیر ہونے کی بناء پر اور آزمائش ہونے کی بناء پر بھی ذکر نہیں کیا۔کیونکہ اس (دجال) کے جھوٹے ہونے کا معاملہ اتنا واضح ہے کہ اس پر تنبیہہ کرنے اور قرآن کریم میں ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی کیونکہ بعض اوقات کسی چیز کے بہت زیادہ واضح اور عام فہم ہونے کی وجہ سے اس کے ذکر کو چھوڑ بھی دیا جاتا ہے۔جیسا کہ آپ ﷺ نے اپنے مرض میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں تحریری حکم دینا چاہا لیکن پھر اپنا ارادہ منسوخ فرما دیا اور فرمایا:

"**یابی اللہ والمومنون الا ابابکر**"۔

ترجمہ:۔۔۔۔اللہ تعالیٰ اور مومنین (خلافت کے لیے) حضرت ابو بکر کے علاوہ کسی پر راضی نہ ہوں گے۔[3]

اس کی وجہ یہی تھی کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جلالت قدر، عظمت، شان وشوکت اور بزرگی کا علم تھا، جبکہ آپ ﷺ بھی جانتے تھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کو اپنا خلیفہ نہ بنائیں گے، اور ہوا بھی ایسے ہی۔لہذا اسی وجہ سے اس حدیث کو نبوت کے دلائل میں بھی ذکر کیا جاتا ہے جیسا کہ پہلے ہم نے ذکر کیا، اور کتاب میں کئی جگہ اسی بات کو بیان کیا ہے۔
اور یہ بحث جس میں ہم اس وقت مشغول ہیں اس کا تعلق بھی اسی قسم کے معاملات سے ہے، اور وہ یہ کہ خود آپ ﷺ کا ظہور مبارک بھی اتنا واضح تھا کہ اس کے لیے کسی لعن یا دلیل کی ضرورت نہ تھی، کیونکہ معاملہ اس قدر واضح تھا کہ اس پر مزید اضافے کی کوئی ضرورت وحاجت ہی نہ تھی، لہذا دجال کا معاملہ بھی اپنے مقام ومرتبے اور جھوٹے دعوے کے لحاظ سے واضح ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر اور دلیل وغیرہ کا ذکر ضروری نہیں سمجھا۔
کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ دجال جیسوں کا معاملہ مومنوں کو نہ ڈرا سکتا ہے اور نہ ان کے ایمان کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔کیونکہ اس سے مومنوں کے اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ پر ایمان سے ایمان ہوگا اور ساتھ ساتھ دجال کے باطل ہونے کا یقین بھی پختہ ہوگا۔

---

(۱) سورۃ النازعات آیت نمبر ۲۴ (ترجمہ میں تمہارا رب اعلیٰ ہوں) (۲) سورۃ القصص آیت نمبر ۳۸، (ترجمہ: اے اہل دربار مجھ کو تمہارا اپنے سوا کوئی خدا معلوم نہیں ہوتا) (۳) بخاری کتاب الاحکام باب الاستخلاف حدیث نمبر ۷۲۱۷، مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب فی فضل ابی بکر صدیق حدیث نمبر ۶۱۳۶ بیہقی کتاب اہل البغی باب ماجاء فی تنبیہ الامام علی حسن پر اہلا ستخلاف بعدہ حدیث نمبر ۳/۱۵۳

لہٰذا اسی وجہ سے وہ مومن (جس کو دجال مار کر دوبارہ زندہ کرے گا) دجال سے کہے گا کہ خدا کی قسم تیرے بارے میں میری بصیرت میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔ اس لیے کہ تو ہی وہ جھوٹا ہے جس کے بارے میں رسول ﷺ کی حدیث ہم تک پہنچی۔

چنانچہ مسلم کی روایت کے ظاہر سے استدلال کرتے ہوئے فقیہہ ابراہیم بن محمد بن سفیان نے کہا ہے کہ وہ مومن خضر علیہ السلام ہوں گے، اسی کو قاضی عیاض نے اپنی جامع میں معمر سے روایت کیا ہے۔ اس کے علاوہ مسند احمد سنن ابی داؤد اور ترمذی میں ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی روایت موجود ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''کہ شاید ان لوگوں میں سے بھی کوئی اس (دجال) کو پالے جنہوں نے مجھے دیکھا ہے یا میرا کلام سنا ہے''۔ (۱)

اس روایت سے اس مومن کی تعیین حضرت خضر علیہ السلام سے کرنے کی اگرچہ تائید ہوتی ہے لیکن یہ حدیث غریب ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ بات آپ ﷺ نے اس وقت فرمائی ہو کہ جب بھی آپ ﷺ پر دجال کی تفصیلات واضح نہ کی گئی تھیں۔ سب سے زیادہ جاننے والے تو اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

دجال سے حفاظت کے لیے بیان کیے گئے اوراد واذکار کا بیان ..... ایک ذکر تو استعاذہ (اعوذ باللہ) پڑھنا بھی ہے، چنانچہ آپ ﷺ سے صحیح احادیث میں ثابت ہے کہ رسول ﷺ نمازوں میں دجال سے پناہ مانگا کرتے تھے، اور اسی طرح آپ ﷺ نے اپنی امت کو بھی اس کا حکم دیا، چنانچہ فرمایا اے ہمارے رب ہم جہنم کے عذاب سے تیری پناہ میں آتے ہیں، اور قبر کے فتنے اور مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔ (۲)

سورۃ کہف کی آخری دس آیات ...... ہمارے شیخ، استاذ ابوعبداللہ ذہبی نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ سے استعاذہ متواتر ہے جیسا کہ امام ابوداؤد نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''جس نے سورۃ کہف کی آخری دس آیات یاد کیں تو گویا کہ وہ دجال کے فتنے سے محفوظ ہو گیا''۔ (۳)

امام ابوداؤد نے قتادہ سے بھی ایسی ہی روایت کی ہے اس میں **من حفظ من خواتیم**، یعنی آخر میں سے، کے الفاظ کا اضافہ ہے، شعبہ نے قتادۃ سے آخر الکہف کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ امام مسلم نے ہمام، ہشام اور شعبہ سے مختلف الفاظ سے یہ روایات نقل کی ہیں اور بعض روایات میں ہے کہ ''سورۃ الکہف کی ابتدائی آیات جس نے پڑھیں وہ دجال سے محفوظ ہو گیا''۔ (۴)

اسی طرح شعبہ نے قتادہ سے نقل کیا ہے کہ ''اگر کسی نے سورۃ کہف کی آخری دس آیت یاد کریں تو وہ دجال کے فتنے سے محفوظ ہو جائے گا''۔ (۵)

جیسے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت پہلے گذر چکی ہے کہ ''جس نے دجال کی بات سنی ہمارا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں''۔ (۶)

اور نبی کریم ﷺ کا فرمان بھی گذر چکا ہے ''کہ ایک مومن دجال کو مومن سمجھتا ہوا اس کے پاس آئے گا، پھر اس کے شبہات کے بعد اس کی اتباع کر لے گا''۔

حرمین کے رہائشی بھی دجال کے فتنے سے محفوظ رہیں گے... دجال سے محفوظ رہنے کے لیے مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں رہائش بھی مفید ہے۔ چنانچہ شیخین (بخاری ومسلم) نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مدینہ کے ہر راستے پر فرشتے پہرہ دے رہے ہوں گے۔ نہ ہی اس میں طاعون داخل ہو سکے گا اور نہ دجال۔ (۷)

---

(۱) ابوداؤد کتاب السنۃ باب فی الدجال حدیث نمبر ۴۷۵۶، ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی الدجال حدیث نمبر ۲۲۴۴، مسند احمد حدیث نمبر ۱/۱۹۵

(۲) بخاری کتاب الجنائز حدیث نمبر ۱۳۷۷، مسلم کتاب المساجد باب ما یستعاذ منہ فی الصلوۃ حدیث نمبر ۱۳۳۲، ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب فی الاستعاذۃ حدیث نمبر ۱۵۴۲

(۳) مسلم کتاب صلوۃ المسافرین باب فضل سورۃ الکہف وآیۃ الکرسی حدیث نمبر ۱۸۸۰، ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال حدیث نمبر ۴۳۲۳، ترمذی فضائل القرآن باب وماجاء فی فضل سورۃ الکہف حدیث نمبر ۲۸۸۶ (۴) مسلم کتاب صلوۃ المسافرین باب فضل سورۃ الکہف وآیۃ الکرسی حدیث نمبر ۱۸۸۰

(۵) ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال حدیث نمبر ۴۳۱۹، مسند احمد حدیث نمبر ۴۳۱۱۴، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۵۳۱۱۴ (۶) بخاری کتاب فضائل المدینہ باب لایدخل الدجال المدینہ حدیث نمبر ۱۸۸۰، مسلم کتاب الحج باب صیانۃ المدینہ من دخول الطاعون والدجال الیھا حدیث نمبر ۳۳۴۷، مسند احمد حدیث نمبر ۲/۲۳۷

(۷) بخاری کتاب فضائل المدینہ باب لایدخل المدینہ حدیث نمبر ۱۸۷۹، مسند احمد حدیث نمبر ۴۳/۵، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴/۵۴۲

اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''کہ مدینہ منورہ میں مسیح دجال کا رعب داخل نہ ہوسکے گا۔ اس دن مدینہ منورہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر دو فرشتے پہرہ دے رہے ہوں گے۔ (۱)

ہر روایت مختلف طریقوں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ اور حضرت مجحن بن الادرع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہے جیسے کہ پہلے گذرا۔

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور روایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''دجال مدینہ منورہ کی طرف آئے گا، تو فرشتوں کو اس کی حفاظت کرتا ہوا پائے گا لہذا مدینہ میں نہ ہی دجال داخل ہوسکے گا اور نہ ہی طاعون ان شاء اللہ تعالیٰ''۔ (۲)

صحیح حدیث میں اس طرح بھی ثابت ہے کہ دجال نہ ہی مکہ میں داخل ہوسکے گا اور نہ ہی مدینہ میں، فرشتے اس کو روکیں گے۔''

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں شہر بہت معزز ومقدس ہیں پر امن اور دجال پر حرام ہیں، لہذا جب دجال سخت مدینہ کے قریب پہنچے گا تو مدینہ میں تین زلزلے آئیں گے، یہ زلزلے یا تو حسی ہوں گے یعنی محسوس کئے جاسکیں گے یا معنوی ہوں گے، دونوں طرح کے اقوال موجود ہیں، بہرحال ان زلزلوں کی وجہ سے ہر منافق مرد اور عورت مدینہ منورہ سے نکل جائے گا، اس دن مدینہ اپنی گندگی (گناہ گار اور منافق لوگوں) کو نکال پھینکے گا اور اپنی نیکی اور بھلائی پھیلائے گا، جیسے کہ حدیث میں گذرا۔۔ واللہ اعلم۔

دجال کی سیرت...... دجال عام انسانوں کی طرح ایک انسان ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس کو اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ قریب قیامت میں لوگوں کی آزمائش ہو۔ جیسے کہ سورۂ بقرہ میں ہے ''**یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا وما یضل بہ الا الفاسقین**''۔ کہ بہت سے لوگ گمراہ ہو جائیں گے اور بہت سے ہدایت پاجائیں گے، اور گمراہ صرف وہی لوگ ہوں گے جو فاسق ہوں۔

کنیت۔ حافظ احمد بن علی الابار نے شعبی کے حوالے سے اپنی تاریخ میں دجال کی کنیت ابو یوسف نقل کی ہے۔

حضرت عمر، ابوداؤد، جابر بن عبداللہ وغیرہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ یہ دراصل ابن صیاد ہے، جیسا کہ پہلے بھی گذرا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''دجال کے والدین کے تیس سال تک لڑکا نہ ہوگا، آخری تین سال بعدان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا، جو نقصان دہ زیادہ اور فائدہ مند کم ہوگا، اس کی آنکھیں سویا کریں گی لیکن دل بیدار رہا کرے گا''۔ (۳)

پھر دجال کے والدین کی ملاقات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ''اس کا باپ مضطرب اللحم یعنی بہت موٹا ہوگا اس کی ناک لمبی ہوگی جیسے کہ چونچ ہوگی، اور اس کے ماں کے پستان بہت بڑے بڑے ہوں گے''۔

پھر حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ مدینہ میں یہودیوں کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے، فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو دیکھنے روانہ ہوئے اور اس کے والدین کے پاس پہنچے، جب ہم نے اس کے والدین کو دیکھا تو وہ تمام نشانیاں ان میں موجود پائیں جو آپ ﷺ نے فرمائیں تھیں۔ جب ہم نے اس بچے کی طرف دیکھا تو دھوپ میں زمین پر پڑا سو رہا تھا۔ اور ایک چادر اوڑھ رکھی تھی اور اس کے پاس سے بھنبھناہٹ کی سی آواز آرہی تھی۔ ہم نے اس کے بارے میں اس کے والدین سے پوچھ تو انہوں نے بتایا کہ تیس سال تک ہمارے ہاں بچہ پیدا نہیں ہوا، اور اب ہوا ہے اور وہ بھی کانا، نقصان اس کا زیادہ ہے اور فائدہ کچھ نہیں۔

پھر جب ہم واپسی کے دوران اس کے پاس سے گذرے تو بولا مجھے معلوم ہے کہ تم کیوں آئے تھے، ہم نے پوچھا کیا تو (سوتے ہوئے بھی) ہماری باتیں سن رہا تھا؟ کہنے لگا ہاں، میری آنکھیں سوتی ہے دل نہیں سوتا۔''

---

(۱) بخاری کتاب فضائل المدینہ باب لا یدخل الدجال المدینہ حدیث نمبر ۱۸۸۱، مسلم کتاب الفتن باب قصۃ الجساسۃ حدیث نمبر ۷۶۳۱۶، مسند احمد حدیث نمبر ۵/۴۱

(۲) بخاری کتاب الفتن باب لا یدخل المدینہ حدیث نمبر ۷۱۳۳، ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی الدجال لا یدخل المدینہ حدیث نمبر ۲۲۴۳، مسند احمد حدیث نمبر ۳/۱۲۳

(۳) ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی ذکر ابن صیاد حدیث نمبر ۲۲۴۸، مسند احمد حدیث نمبر ۵/۴۰، مشکوۃ المصابیح حدیث نمبر ۵۵۰۳

یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ ابن صیاد مدینہ کے یہودیوں میں سے تھا اور اس کا لقب عبداللہ تھا جبکہ نام ''صاف''۔ یہ تمام تفصیلات پہلے ذکر کی جا چکیں ہیں۔
یہ بھی ممکن ہے کہ اس کا اصل نام ''صاف'' ہو اسلام قبول کرنے کے بعد اس نے اپنا نام عبداللہ رکھا ہو۔
یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ اس کا بیٹا عمارۃ بن عبداللہ جلیل القدر تابعین میں سے ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ان سے روایت لی ہیں، اور یہ بات تو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ابن صیاد دجال نہیں ہے، البتہ یہ ممکن ہے کہ بعض صیاد، چھوٹے دجالوں میں سے ہو لیکن بعد میں اس نے توبہ کر لی تھی اور اسلام قبول کر لیا تھا لہٰذا اس کے مافی الضمیر اور سیرت کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔
رہا بڑا دجال تو اس کا ذکر حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں ہے جو آپ نے حضرت تمیم الداری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے جس میں جساسہ کا ذکر ہے، اور یہ بھی کہ پھر جب مسلمان جب روم یعنی قسطنطنیہ فتح کر چکیں گے تو قرب قیامت میں دجال کو نکلنے کی اجازت ملے گی۔ چنانچہ اصبہان کے ایک ایسے علاقے سے نکلے گا جسے ''یہودیہ'' کہا جاتا ہوگا۔ اس علاقے کے رہنے والے ستر ہزار یہودی اس کے چیلے ہوں گے۔ وہ مسلحہ بھی ہوں گے اور سنہرے رنگ کی چادر لیے ہوئے ہوں گے۔ اس طرح ستر ہزار تاتاری اور اہل خراسان بھی دجال کے ساتھیوں میں سے ہوں گے۔ پہلے تو ایک ظالم بادشاہ کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ پھر نبوت کا دعویٰ کرے گا اور پھر خدا ہونے کا دعویٰ کر بیٹھے گا۔ لہٰذا اس کے اس دعوے پر جاہل، کمینے اور بدترین فطرت کے گندے لوگ اس کی اتباع کریں گے۔ البتہ وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ ہدایت سے نوازیں گے وہ اس کی مخالفت کریں گے اور اس کو دھتکار دیں گے۔ ایک ایک شہر اور ایک ایک قلعہ، ایک ایک صوبہ، ایک ایک علاقہ فتح کرے گا۔ مکہ اور مدینہ کے علاوہ کوئی جگہ ایسی نہ رہے گی جس کو اپنے پیروں اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے نہ روندے۔
چالیس دن دنیا میں رہے گا، پہلا دن سال کے برابر ہوگا، دوسرا مہینے کے، تیسرا جمعے کے اور پھر باقی دن عام دنو کی طرح ہوں گے۔ اور یہ کوئی ایک سال اور اڑھائی مہینے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر بہت سے عجیب وغریب خوارق عادات معاملات ظاہر کریں گے جس کی وجہ سے بہت سے لوگ گمراہ ہو جائیں گے اور بہت سے مومن ثابت قدم رہیں گے اور ان کا ایمان مزید بڑھ جائے گا۔ ہدایت یافتہ ہو جائیں گے، انہی دنوں دمشق کے مشرقی مینار پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، اللہ کے نیک بندے ان کے ساتھ ہو جائیں گے اور دجال کی طرف روانہ ہوں گے۔
دجال بیت القدس کی طرف جا رہا ہوگا، یہ لوگ اس کو عقبہ رفیق نامی جگہ پر جالیں گے۔ وہاں دجال کو شکست ہوگی، دجال بھاگ کر باب لد پر جا پہنچے گا۔ اور جس وقت وہاں داخل ہو رہا ہوگا اسی وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو اپنے نیزے سے قتل کریں گے اور فرمائیں گے کہ میں نے تجھے ایک ایسی ضرب لگانی ہے جس سے تو ہرگز مجھ سے نہیں بچ سکے گا۔ جب دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو یوں پگھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک حل ہو جاتا ہے۔ بہرحال حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو باب لد پر قتل کر دیں گے۔ جیسے کہ تمام صحیح احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔
ترمذی نے ایک روایت حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو باب لد نامی جگہ پر قتل کر دیں گے۔ [1]
امام ابوبکر ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی سے دجال کے بارے میں دریافت فرمایا تو اس یہودی نے جواب دیا کہ وہ اس لیے پیدا کیا گیا ہے تاکہ اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام لد پر قتل کریں۔ [2]

دجال کی علامات...... جیسے کہ پہلے احادیث میں گذر چکا ہے کہ وہ کانا ہے، کمینہ فطرت ہے، اس کے بال بہت زیادہ ہوں گے، بعض احادیث میں ہے کہ وہ ٹھگنا ہے اور بعض میں ہے کہ وہ لمبا ہے، یہ بھی گذر چکا ہے کہ اس کے گدھے کے دونوں کانوں کے درمیان ستر گز کا فاصلہ ہوگا۔ اس کے علاوہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور دوسری روایت میں ستر فٹ کا فاصلہ بتایا گیا ہے، حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ اسی طرح پہلے قول میں بھی اشکال ہے۔ جبکہ عبدان نے اپنی کتاب معرفۃ الصحابہ میں سعود سے نقل کیا ہے کہ دجال کے گدھے کا کان ستر ہزار کو سایہ فراہم کر سکے گا۔ [3]

---

(۱) ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی ذکر ابن صیاد حدیث نمبر ۲۲۴۸، مسند احمد حدیث نمبر ۴۰/۵، مشکوۃ المصابیح حدیث نمبر ۵۵۰۳

(۲) ترمذی کتاب الفتن ماجاء فی قتل عیسیٰ ابن مریم الدجال حدیث نمبر ۲۲۴۴، مسند احمد حدیث نمبر ۴۲۱/۳، کنز العمال حدیث نمبر ۳۴۴۵ (۳) ایضاً

ہمارے استاذ امام ظفر بھی فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں حوط العبدی ہے جو مجہول ہے اور یہ روایت منکر ہے۔
اس کے علاوہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ ''کافر'' تحریر ہے۔ جسے ہر مومن پڑھ سکے گا۔ اس کا سر پیچھے سے ایسا ہے جیسا کہ راستوں کا جال بچھے ہوئے ہوں۔ امام احمد نے ابوقلابہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ لوگ ایک آدمی کے اردگرد گھیرا ڈالے موجود ہیں اور وہ آدمی کہہ رہا ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ ''میرے بعد ایک جھوٹا گمراہ کرنے والا ہوگا، اس کا سر پیچھے سے ایسا ہوا جیسے راستے بنے ہوئے ہوں۔''(۱)

روایت میں ''حُبُکٌ حُبُکٌ'' کا لفظ ہے جیسا کہ سورۃ ذاریات کی ساتویں آیت میں ہے کہ ''والسماء ذات الحبک''۔
ترجمہ...... ''قسم ہے آسمان کی جس میں راستے بنے ہوئے ہیں۔''

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''میں تم لوگوں کی طرف آرہا تھا کیونکہ مجھے لیلۃ القدر اور مسیح الضلالۃ (یعنی دجال) کے بارے میں بتایا گیا تھا۔ لیکن میں نے مسجد کے صحن میں دو آدمیوں کو جھگڑتے ہوئے پایا تو بھول گیا کہ لیلۃ القدر کون سی رات ہے۔ لہٰذا اب اس کو رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔
رہا دجال (مسیح الضلالۃ) تو وہ کانا ہے، پیشانی چوڑی ہے، بڑی گردن ہے، اس میں کچھ جھکاؤ ہے، دیکھنے میں ایسا ہے جیسا کہ قطن بن عبدالعزی۔ قطن نے عرض کیا یا رسول اللہ! دجال کے میرے ہم شکل ہونے کی وجہ سے مجھے کچھ نقصان تو نہ ہوگا؟ ارشاد فرمایا نہیں تم تو مسلمان ہو اور وہ کافر ہے''۔ (۲)

طبرانی نے ایک روایت عبداللہ بن مغفتم سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دجال کے معاملے میں کوئی الجھن نہیں ہے۔ وہ مشرق کی طرف سے نکلے گا اور لوگوں کو حق کی دعوت دے گا۔ لوگ اس کا اتباع کریں گے۔ پھر یہ مسلمانوں کے لیے جنگ کرے گا اور دشمنوں پر غلبہ پائے گا۔ اسی حالت میں کوفہ پہنچے گا اور اسلام کا اظہار کرے گا اور اس پر عمل کرے گا۔ چنانچہ لوگ نہ صرف اس کی اتباع کریں گے بلکہ اسے پسند بھی کرنے لگیں گے۔ پھر یہ نبوت کا دعویٰ کرے گا اس کے اس دعوے کی وجہ سے ہر عقلمند اس سے الگ ہو جائے گا۔ پھر کچھ عرصے بعد یہ کہے گا کہ میں اللہ ہوں، اللہ تعالیٰ اس کی آنکھ کانی کر دیں گے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ ''کافر'' لکھ دیں گے اور اس کے کان کاٹ دیں گے۔ ہر وہ شخص جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا اس سے الگ ہو جائے گا۔ یہودی، عیسائی، مجوسی اور عجمی مشرکین اس کے ساتھی بن جائیں گے۔ پھر ایک آدمی کو بلائے گا اور اس کو قتل کرنے کا حکم دے گا۔ اور اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور اتنی دور دور پھینک دے گا کہ لوگ بخوبی اس بات کو دیکھ اور سمجھ سکیں۔ پھر ان ٹکڑوں کو جمع کر کے اپنے عصا سے ضرب لگائے گا وہ شخص زندہ ہو جائے گا۔ تو دجال کہے گا کہ میں اللہ ہوں، زندہ بھی کر دیتا ہوں اور مارتا بھی ہوں۔ (۳)

دراصل یہ جادو ہوگا جس سے یہ لوگوں کو سحر میں مبتلا کر دے گا حقیقت میں کچھ نہ ہوگا۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دجال کا نام ''صافی بن صاید'' ہے۔ جو اصبہان کے یہودیوں میں سے ہوگا اور ایک دم کٹے گدھے پر سوار ہوگا جس کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس گز کا فاصلہ ہوگا (وہ اتنا تیز رفتار ہوگا) کہ ایک قدم میں چار راتوں کا فاصلہ طے کرے گا۔ آسمان کو ہاتھوں پر اٹھالے گا۔ اس کے سامنے دھوئیں کا پہاڑ ہوگا اور اس کے پیچھے ایک اور پہاڑ ہوگا۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ ''کافر'' تحریر ہوگا کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ ریاکار لوگ اور حرامی (زنا سے پیدا شدہ) لوگ اس کی اتباع کریں گے۔

ایک عجیب وغریب روایت. نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ

(۱) ابن حجر کی الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۸ مختصراً۔ طبقات ابن سعد جلد ۶ صفحہ ۱۴۳

(۲) مسند احمد حدیث نمبر ۲/۲۱، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۷۷۸، مسند احمد حدیث نمبر ۲/۲۹۱، مجمع الزوائد حدیث نمبر ۷/۳۳۵، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۷۰۶

(۳) فتح الباری کتاب الفتن باب ذکر الدجال حدیث نمبر ۱۳/۱۹، مجمع الزوائد حدیث نمبر ۷/۳۴۰

ﷺ نے فرمایا کہ "دجال کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس گز کا فاصلہ ہوگا" اس کا گدھا ایک قدم میں تین دن کا فاصلہ طے کرے گا۔ سمندر میں ایسے غوطہ لگائے گا جیسے تمہارے ساتھی لگاتے ہیں۔ اور کہے گا کہ میں رب العالمین ہوں۔ اور یہ سورج میرے حکم سے چلتا ہے کیا تم چاہتے ہو کہ میں اس کو روک کر دکھا دوں؟ لوگ کہیں گے ہاں۔ تو وہ سورج کو روک لے گے۔ یہاں تک کہ ایک ہفتہ مہینے کی طرح لمبا ہو جائے گا اور ایک دن جمعے کی طرح۔ پھر پوچھے گا کیا میں اس (سورج) کو چلا دوں؟ لوگ کہیں گے ہاں۔ لہٰذا دن کو ایک گھنٹے کی طرح بنا دے گا۔ اس کے پاس ایک عورت آئے گی اور کہے گی یا رب میرا بھائی اور بیٹا، میرا بھائی اور شوہر یہاں تک کہ (اپنے رشتے داروں کے روپ میں) شیطان کے گلے لگے گی۔ ان کے گھر شیطانوں سے بھرے ہوں گے۔ عرب اس کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے رب ہمارے لیے ہمارے اونٹوں اور بکریوں کو زندہ کر دے۔ لہٰذا دجال شیاطین کو ان کے اونٹوں اور بکریوں کے ہم عمر اونٹوں اور بکریوں کی شکل میں عربوں کے حوالے کر دے گا۔ وہ لوگ کہیں گے اگر یہ ہمارا رب نہ ہوتا تو ہرگز ہمارے لیے ہمارے جانوروں کو زندہ نہ کرتا۔ اس کے پاس بجلی وغیرہ کا ایک پہاڑ ہوگا اور ایک پہاڑ گرم گرم گوشت کا جو ٹھنڈا نہ ہوگا اور ایک نہر جاری ہوگی اور ایک پہاڑ باغات اور سبزے کا ہوگا اور ایک پہاڑ آگ اور دھویں کا ہوگا۔ کہے گا یہ میری جنت اور یہ میری آگ (جہنم) ہے۔ یہ میرا کھانا ہے اور یہ پینا۔ حضرت الیسع علیہ السلام اس کے ساتھ ہوں گے اور پکار رہے ہوں گے کہ اے لوگو! یہ جھوٹا دجال ہے اس سے بچو، اللہ اس پر لعنت کرے۔ اللہ تعالیٰ حضرت الیسع علیہ السلام کو زبردست پھرتی اور سرعت عطا فرمائیں گے جو دجال کو نہ ملے گی۔ لہٰذا جب دجال کہے گا کہ میں اللہ ہوں لوگ کہیں گے کہ تو جھوٹا ہے۔ حضرت الیسع علیہ السلام فرمائیں گے کہ لوگوں نے سچ کہا۔

پھر دجال مکہ کی طرف آئے گا وہاں ایک زبردست مخلوق کو پائے گا اور پوچھے گا تم کون ہو؟ ان کا سردار کہے گا میں جبرائیل ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لیے بھیجا ہے کہ تجھے رسول اللہ کے حرم میں داخل ہونے سے روکوں۔ پھر دوسری طرف سے آئے گا وہاں حضرت میکائیل علیہ السلام ہوں گے۔ ان کو دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوگا۔ چنانچہ مکہ اور مدینہ میں موجود تمام منافق لوگ حرمین سے نکل کر اس کے پاس جمع ہو جائیں گے۔

اسی دوران ایک ڈرانے والا ان لوگوں کے پاس آئے گا جنہوں نے قسطنطنیہ اور بیت المقدس فتح کیا تھا۔ دجال ان میں سے ایک شخص کو پکڑ لے گا اور کہے گا کہ یہ شخص سمجھتا ہے کہ میں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا لہٰذا اس کو قتل کر دو اور آری سے ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔ پھر کہے گا کہ میں اس کو زندہ کروں گا اور کہے گا اے شخص! کھڑا ہو، تو اللہ کے حکم سے وہ شخص زندہ ہو کر کھڑا ہو جائے گا۔ کسی اور کو بولنے کی اجازت نہ دے گا اور کہے گا کہ کیا میں نے تجھے مار کر زندہ نہیں کیا؟ تو وہ شخص کہے گا کہ میں تجھے اچھی طرح جان گیا ہوں۔ تیرے بارے میں مجھے نبی کریم ﷺ نے بشارت دی تھی تو مجھے قتل کرے گا اور پھر میں اللہ کے حکم سے زندہ ہو جاؤں گا۔ پھر اس شخص کو تانبے یا پیتل کے کپڑے پہنا دیئے جائیں گے۔ دجال کہے گا کہ اس کو میری جہنم میں پھینک دو۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو بدل دیں گے اور لوگ اس شخص کے بارے میں شک شبہ کا شکار ہو جائیں گے اور بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔ پھر عقبہ افیق پر جا چڑھے گا اور مسلمانوں پر ظلم کرنے لگے گا۔ اتنے میں مسلمان سنیں گے کہ تمہارے پاس مددگار آ گیا ہے۔ تو لوگ کہیں گے کہ یہ کسی ایسے شخص کی آواز لگتی ہے جس کا پیٹ بھرا ہوا ہے۔ زمین اللہ تعالیٰ کے نور سے روشن ہو جائے گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ اور ارشاد فرمائیں گے اے مسلمانو! اپنے رب سے ڈرو اور تسبیح بیان کرو۔ لوگ ایسا ہی کریں گے۔ پھر وہ بھاگنے کا ارادہ کریں گے لیکن اللہ تعالیٰ زمین کو ان پر تنگ فرما دیں گے پھر جب وہ مقام مد پر پہنچیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملیں گے، ان کو دیکھتے ہی کہیں گے کہ نماز پڑھائیے۔ دجال کہے گا اے اللہ کے نبی جماعت کھڑی ہو چکی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے اے اللہ کے دشمن! اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ تو رب العالمین ہے تو نماز کس کے لیے پڑھے گا؟ پھر اس کو گرز سے ماریں گے اور قتل کر دیں گے۔ دجال کے ساتھیوں میں سے کوئی باقی نہ بچے گا۔ لیکن وہ بھی پکارے گا کہ اے مومن یہ دجال ہے اس کو قتل کر دو۔ یہاں تک فرمایا کہ چالیس سال تک کوئی مرے گا اور نہ ہی بیمار ہوگا۔ ایک شخص اپنی بکریوں سے کہے گا آرام سے گھومتی پھرتی رہو، بچے جنو اور سیراب ہو جاؤ، بھیڑ بکریاں وغیرہ کھیتوں کے درمیان سے گزریں گے۔ لیکن ایک خوشہ تک نہ کھائیں گے، سانپ اور بچھو کسی کو تکلیف نہ دیں گے، درندے گھروں کے دروازوں پر ہوں گے لیکن کسی کو نقصان نہ پہنچائیں گے۔ ایک شخص ایک مومن سے دانہ لے کر بغیر ہل کے بو دے گا وہ اس سے سات سو دانے پیدا ہوں گے۔ اسی طرح زندگی گزرتی رہے گی یہاں تک کہ یاجوج ماجوج کی دیوار ٹوٹ جائے گی اور یاجوج ماجوج نکل پڑیں گے اور زمین میں خوب فساد پھیلائیں گے۔ لوگ ان سے بچنے کی دعائیں مانگیں گے لیکن ان کی دعائیں قبول نہ ہوں گی۔

طور سیناء والے لوگ وہ ہوں گے جن کے لیے اللہ تعالیٰ قسطنطنیہ فتح کریں گے، وہ دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ زمین میں ایک کیڑا پیدا فرمادیں گے جس کی ٹانگیں بھی ہوں گی، یہ کیڑا یاجوج ماجوج کے کانوں میں داخل ہو جائے گا۔ صبح تک سب کے سب مر چکے ہوں گے اور ان کی لاشوں کی بو پوری زمین پر پھیلی ہوگی۔ اس بدبو سے لوگ سب سے زیادہ پریشان ہوں گے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ یمن کی جانب سے ایک ہوا بھیجیں گے اس میں کچھ گرد وغبار بھی ہوگا اور دھواں بھی۔ اس سے لوگوں کو زکام ہو جائے گا اور تین دن بعد یاجوج ماجوج کا معاملہ واضح کر دیا جائے گا کہ ان کی لاشوں کو سمندر میں پھینک دیا گیا ہوگا۔ پھر کچھ عرصہ بعد سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور حقیقت یہ ہے کہ (تقدیر لکھنے والے) قلم خشک ہو چکے ہیں (یعنی ایسا ہی ہوگا) اور صحائف کو لپیٹ کر رکھ دیا گیا ہے۔ اب (یعنی مغرب سے سورج نکلنے کے بعد) کسی کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ شیطان اللہ تعالیٰ کے حضور سجدے میں گر جائے گا اور آہ وزاری کرتے ہوئے کہے گا کہ اے اللہ! مجھے حکم دیجئے میں کس کو سجدہ کروں؟ جس کو آپ چاہیں گے اس کو سجدہ کرونگا۔ سارے شیطان اس کے آس پاس جمع ہو جائیں گے اور پوچھیں گے، اے آقا! کس کے سامنے رو دھو رہے ہو؟ شیطان کہے گا کہ ”میں نے اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن تک کی مہلت مانگی تھی اور اب سورج مغرب سے طلوع ہو چکا ہے اور یہی وہ وقت ہے کہ قیامت آنے کو ہے۔

اس وقت تمام شیاطین لوگوں کو دکھائی دینے لگیں گے یہاں تک کہ ایک شخص کہے گا کہ یہ میرا دوست (شیطان) ہے جو مجھے بہکایا کرتا تھا۔ پس تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے اس کو ذلیل ورسوا کر دیا۔

شیطان بدستور سجدے ہی کی حالت میں پڑا رہا ہوگا یہاں تک کہ ”دابۃ الارض“ نکلے گا اور شیطان کو سجدے ہی کی حالت میں قتل کر دے گا۔

اس کے بعد چالیس سال تک مومن مزے سے زندگی گذاردیں گے جو مانگیں گے دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ دابۃ کے بعد چالیس سال پورے ہو جائیں گے۔ پھر دوبارہ موت آنی شروع ہوگی اور مومن نہایت تیزی سے مرنا شروع ہو جائیں گے یہاں تک کہ ایک بھی باقی نہ بچے گا۔ کافر کہیں گے ہماری توبہ نہیں قبول کی گئی اے کاش کہ ہم بھی مومنین میں سے ہوتے۔

پھر سارے کافر راستوں میں گدھوں کی طرح پھیل جائیں گے۔ حتیٰ کہ ایک شخص راستے کے بیچوں بیچ اپنی ماں کے ساتھ نکاح (زنا) کرے گا۔ ایک کھڑا ہوگا کہ دوسرا آ جائے گا، جو شخص ان میں سے سب سے بہتر ہوگا وہ کہے گا ”اگر تم لوگ راستے سے ذرا ایک طرف (ہو کر زنا کرتے) ہو جاتے تو بہتر ہوتا۔ لوگ ایسا ہی کریں گے، نکاح سے کسی کی اولاد نہ ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ تیس سال تک تمام عورتوں کو بانجھ کر دیں گے۔ چنانچہ جو لوگ ہوں گے سب کے سب حرامی ہوں گے اور بدترین لوگ انہی پر قیامت قائم ہوگی۔ (۱)

ایک متروک روایت۔ ہمارے استاد امام ذہبی نے ایک روایت حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال بادلوں تک جا پہنچے گا، سمندر اس کے گھٹنوں تک آئے گا، سورج اس کے مغرب کی طرف چلے گا، کیچڑ وغیرہ اس کے ساتھ ہوگی، اس کی پیشانی پر ایک سینگ ہوگا جس کا ایک کنارہ ٹوٹا ہوا ہوگا، اس کے جسم پر ہر طرح کے اسلحے کی صورتیں بنی ہوں گی یہاں تک کہ ڈھال، تلوار اور نیزے تک کی بھی۔ (۲)

میں نے حسن سے پوچھا یہ درق کیا ہے؟ (روایت میں یہ لفظ آیا ہے) فرمایا یہ ترس (ڈھال) کو کہتے ہیں۔

ایک اور روایت۔ ابن مندۃ نے کتاب الایمان میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”دجال کے پاس جو کچھ ہے میں خوب جانتا ہوں، اس کے ساتھ دو نہریں ہوں گی، ان میں سے ایک دیکھنے والوں کو موجیں مارتی ہوئی دکھائی دیں گی، دوسری میں سفید پانی ہوگا، تم میں سے جو اسے پائے اسے چاہئے کہ اپنی آنکھیں اس (سفید نہر) میں ڈبوئے اور اس میں سے کچھ پی بھی لے، کیونکہ وہ نہر (جو دیکھنے میں آگ معلوم ہوگی) درحقیقت ٹھنڈا پانی ہے۔ ہاں دوسری سے بچنا وہ فتنہ ہے اور یہ بات جان لو کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ کافر تحریر ہے جسے ہر شخص پڑھ سکے گا خواہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ۔ اس کی ایک آنکھ مسخ شدہ ہے اس پر ایک جھلی سی ہوگی وہ اپنی

(۱) الدر المنثور للسیوطی حدیث نمبر ۶۱/ ۳، الحاوی الفتاوی حدیث نمبر ۱۷/ ۲

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الفتن باب ماذکر فی فتنۃ الدجال حدیث نمبر ۶۵۸/ ۸، درمنثور للسیوطی حدیث نمبر ۳۵۵/ ۵

آخری عمر میں اردن کی ایک وادی بطن افیق سے ظاہر ہوگا۔ اس وقت اردن میں سب لوگ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والے ہوں گے۔ مسلمانوں سے تین جنگیں ہوں گی۔ تین مرتبہ شکست ہوگی اور تین باقی ہوں گی کہ رات آ جائے گی۔ مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے۔ اب کس بات کا انتظار ہے کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اپنے رب کی رضا کی خاطر اپنے بھائیوں سے جاملو؟ جس کسی کے پاس کچھ فاضل کھانا وغیرہ ہے وہ اپنے بھائیوں کو دے دے۔ فجر کا وقت ہوتے ہی جلدی سے فجر کی نماز ادا کرو اور دشمن کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

پھر فرمایا کہ ''جب فجر کی نماز کے لیے کھڑے ہوں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ مسلمانوں کے امام فجر کی نماز پڑھائیں گے۔ نماز کے بعد پھر دشمن کی طرف متوجہ ہوں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے اسی طرح میرے اور اللہ کے دشمن کے درمیان فاصلہ رکھو۔''

پھر فرمایا کہ ''دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر یوں پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں حل ہو جاتا ہے۔ مسلمان ان پر مسلط ہو جائیں گے اور خوب قتل کریں گے، یہاں تک کہ درخت اور پتھر پکاریں گے اے اللہ کے بندے! اے مسلمان! یہ یہودی (چھپ بیٹھا) ہے اس کو قتل کر دو۔ مسلمان غالب ہو جائیں گے، صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ مقرر کیا جائے گا، اسی دوران اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو چھوڑیں گے۔ ان کا ابتدائی حصہ سارا پانی پی جائے گا۔ سارا پانی خشک ہو جائے گا، آخری حصے والے کہیں گے، یہاں پانی کے آثار ہیں (شاید یہاں کبھی پانی تھا) اللہ کے نبی اور ان کے ساتھ ان کے پیچھے پیچھے ہوں گے یہاں تک کہ یہ لوگ فلسطین کے ایک شہر میں جا پہنچیں گے جسے باب لد کہتے ہیں، یہاں پہنچ کر یاجوج ماجوج کہیں گے ہم نے دنیا پر غلبہ حاصل کر لیا چلو اب آسمان والوں سے جنگ کریں۔ اس کے بعد اللہ کے نبی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کے حلق میں ایک پھوڑا پیدا کر دیں گے۔ لہٰذا سب کے سب مر جائیں گے، اور ایک بھی باقی نہ بچے گا۔ ان کی لاشوں کی بدبو مسلمانوں کو سخت تکلیف دے گی، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر ایک ہوا بھیجیں گے جو یاجوج ماجوج کی لاشوں کو سمندر میں پھینک دے گی۔ (1)

قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول

سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے:

وقولهم انا قتلنا المسيح ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقينا، بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيماً

''اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے ہم نے مسیح ابن مریم کو جو رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے قتل کر دیا حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست ہیں، حکمت والے ہیں۔''

اس کی تفسیر میں ابن جریر طبری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے، فرماتے ہیں کہ یہ جو کہا

وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته

تو یہاں قبل موتہ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ہے۔

''یعنی اور کوئی شخص اہل کتاب میں سے نہیں رہتا مگر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنے مرنے سے پہلے ضرور تصدیق کر لیتا

(1) بخاری کتاب احادیث الانبیاء ماذکر عن بنی اسرائیل حدیث نمبر ۱۳۰ / مختصراً، مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ ومامعہ حدیث نمبر ۲۹۴۳، ابوداؤد کتاب الملاحم والفتن باب خروج الدجال حدیث نمبر ۴۳۱۵

ہے اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دیں گے۔"

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں یا زندہ آسمانوں پر اٹھالیے گئے ہیں۔

ابو مالک فرماتے ہیں کہ یہ جو کہا کہ:

وان من اهل الكتاب الاليومنن به قبل موته

تو یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت کی بات ہے جو اس وقت اللہ تعالیٰ کے پاس دنیاوی زندگی کے ساتھ زندہ موجود ہیں۔ لیکن جب وہ نازل ہوں گے تو سب ان پر ایمان لے آئیں گے (ابن جریر نے روایت کیا)۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے حسن سے اس آیت "**وان من اهل الكتاب الـخ**" کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ اپنے پاس اٹھا لیا تھا اور وہ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) قرب قیامت میں ایسی جگہ نازل ہوں گے جہاں ہر نیک و بد ان پر ایمان لے آئے گا۔ اسی طرح دیگر حضرات سے بھی مروی ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً اور مرفوعاً دونوں طرح مروی ہے جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں پر اٹھائے جانے کی روایات بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس بات کی خوب وضاحت ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا تھا۔ یہ نہیں کہ جیسے جاہل عیسائی یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی دی تھی، ایسا ہرگز نہیں ہوا۔ بلکہ وہ قیامت سے پہلے دوبارہ زمین پر آئیں گے۔ جیسا کہ اس بات پر بہت سی متواتر احادیث شاہد ہیں۔ جن میں سے بعض دجال کے بیان میں گذر چکی ہیں اور بعض کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب آئے گا۔ مدد کرنے کا سزاوار خود اللہ تعالیٰ ہے۔ اسی پر بھروسہ ہے۔

ولاحول ولاقوه الا بالله العزيز الحكيم العلى العظيم الذى لااله هورب العرش العظيم الكريم.

تنبیہ: اس میں یہ بھی یاد رہے کہ ایک قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تفسیر میں یہ بھی مروی ہے کہ قبل موتہ سے مراد "اہل کتاب کی موت" ہے۔ اگر یہ قول صحیح ہو تو اس قیام کے منافی ہوگا۔ لیکن صحیح بات وہی ہے جو ہم نے پہلے ذکر کی ہے اور اس کی تفصیلی بحث ہم نے اپنی تفسیر میں ذکر کر دی ہے۔

بعض دیگر احادیث: امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے عاصم بن عروۃ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو کو یہ کہتے سنا کہ میرے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ یہ کیا حدیث ہے جو تم بیان کرتے ہو؟ تم کہتے ہو کہ قیامت فلاں فلاں وقت تک آئے گی؟ کہتے ہیں کہ انہوں نے سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ یا ایسا ہی کوئی کلمہ کہا اور فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ آئندہ ہرگز کوئی حدیث نہیں بیان کرونگا۔ میں نے تو یہ کہا تھا کہ عنقریب بہت جلد تم ایک بہت بڑے معاملے کا سامنا کرنے والے ہو جو غم کی علامت ہے لیکن ہوگا ضرور۔ پھر فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میری امت میں دجال نکلے گا، چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال تک رہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجیں گے۔ دیکھنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام عروۃ بن مسعود کی طرح لگتے ہوں گے، وہ دجال کو تلاش کریں گے اور ہلاک کر دیں گے۔ پھر سات سال لوگ ایسے گذاریں گے کہ کسی میں آپس میں کوئی دشمنی نہ ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجیں گے چنانچہ پوری دنیا میں کوئی ایک بھی شخص ایسا زندہ نہیں رہے گا جس میں ذرہ برابر بھی بھلائی یا ایمان ہو، سب مر جائیں گے۔ یہاں تک کہ اگر تم میں سے کوئی پہاڑ کے اندر بھی گھس گیا تو وہ ہوا وہاں بھی پہنچ جائے گی اور اس کے اثر سے وہ شخص ہلاک ہو جائے گا۔

پھر فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرمایا کہ پھر صرف بدترین لوگ باقی رہیں گے جو پرندوں کے پر سے بھی زیادہ حقیر ہوں گے۔ درندوں کی مانند ہوں گے، ان کو کسی بھلائی اور نیک کام کا پتہ نہ ہوگا اور نہ وہ کسی برے کام سے پیچھے ہٹیں گے۔ شیطان کی بات مانیں گے، وہ کہیگا جواب کیوں نہیں دیتے؟ وہ کہیں گے کہ تم ہمیں کیا حکم دیتے ہو؟ شیطان ان کو بت پرستی کا حکم دے گا، وہ لوگ اسی میں مصروف ہو جائیں گے۔ اسی

حالت میں رزق حاصل کرتے رہیں گے۔ بہترین زندگی گذارتے رہیں گے، پھر صور پھونکا جائے گا اور کوئی ایک بھی ایسا نہ بچے گا جو اپنی گردن اٹھائے یا جھکائے۔

پھر فرمایا کہ "سب سے پہلے صور کی آواز جو شخص سنے گا وہ اپنے اونٹ کو پانی پلانے والے حوض کو چونا لگا رہا ہوگا، اسی حالت میں صور کی کڑک کا شکار ہو جائے گا اور باقی لوگوں کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجیں گے یا فرمایا کہ بارش نازل فرمائیں گے گویا شبنم؟ یا سایہ (یہاں سند میں موجود راوی نعمان کو شک ہے کہ صحیح کیا ہے)۔ اس کے اثر سے لوگ اس طرح اٹھنا شروع ہوں گے جیسے زمین سے اگ رہے ہوں، پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے، پھر کہا جائے گا۔ اے لوگو! چلو اپنے رب کی طرف "**وقفوهم انهم مسئولون**"۔[1]

یعنی پھر کہا جائے گا کہ جہنم سے لوگوں کو نکالو۔ عرض کیا جائے گا کہ کتنوں میں سے؟ ارشاد ہوگا ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے۔ پھر فرمایا یہی وہ دن ہوگا جب بچے بوڑھے ہو جائیں گے "**يجعل الولدان شيبا**"۔ اور "**يوم يكشف عن ساق**"۔ یعنی جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی۔

قیامت سے پہلے کے بعض عجائبات... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہت نیک، انصاف پسند اور صحیح فیصلہ کرنے والے عادل حکمران بن کر نازل ہوں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، سلامتی لوٹ آئے گی، تلواریں رکھ دی جائیں گی۔ ہر والی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ آسمان سے اس کا رزق نازل ہوگا، زمین سے اس کی برکتیں نکلیں گی، یہاں تک کہ بچے اژدھوں سے کھیلیں گے لیکن وہ بچوں کو نقصان نہ پہنچائیں گے، بھیڑیے بکریوں کو چرتے ہوئے ریوڑ کی حفاظت کریں گے، کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے، شیر اور گائے ایک ساتھ چریں گے لیکن شیر گائے کو نقصان نہ پہنچائے گا"۔[2]

قیامت سے پہلے عبادت کم اور مال زیادہ ہو جائے گا... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ "قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، قریب ہے کہ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے عادل حکمران بن کر، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ مقرر کر دیں گے، مال و دولت اتنا عام ہو جائے گا کہ کوئی قبول کرنے کو تیار نہ ہوگا، یہاں تک کہ ایک سجدہ بھی ساری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، اس سے بہتر ہے۔

پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہو تو یہ پڑھ لو:

"**وان من اهل الكتاب الاليومنن به قبل موته و يوم القيامة يكون عليهم شهيدا**"[3]

"وہ اہل کتاب میں سے کوئی شخص نہیں رہتا مگر وہ عیسیٰ علیہ السلام کی اپنے مرنے سے پہلے ضرور تصدیق کروالیتا ہے اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دیں گے۔"

ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "قریب ہے کہ تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے جو عادل اور منصف حکمران ہوں گے، دجال کو قتل کریں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑ دیں گے اور جزیہ مقرر کریں گے اور مال و دولت کی کثرت ہوگی، اور اللہ تعالیٰ کے حضور کیا گیا ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔[4]

پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر چاہو تو یہ پڑھ لو:

"**وان من اهل الكتاب الاليومنن به قبل موته**"

اہل کتاب میں سے کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے۔ یعنی یہاں موت سے مراد حضرت

---

(۱) سورۃ الصافات، آیت نمبر ۲۴ (۲) مسند احمد حدیث نمبر ۴۸۲، در منثور حدیث نمبر ۲/۲۴۲، میزان الاعتدال ذہبی حدیث نمبر ۹۹۰۰

(۳) بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام، حدیث نمبر ۳۴۴۸، مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ ابن مریم حاکما شریعۃ نبینا محمد ﷺ حدیث نمبر ۳۸۸ اور ۲۴۲، ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی نزول عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام، حدیث نمبر ۲۲۳۳ (۴) بخاری کتاب البیوع باب قتل الخنزیر حدیث نمبر ۲۲۲۲، مسلم کتاب الایمان نزول عیسیٰ ابن مریم، حدیث نمبر ۳۸۷ اور ۳۸۸، مسند احمد، حدیث نمبر ۲/۲۴۰

عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے ہے۔ پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ اس کو دہرایا۔

امام احمد نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، صلیب کو مٹا دیں گے، ان کے لیے جماعت (نماز کی) کھڑی کی جائے گی، لوگوں کو اتنا مال دیں گے کہ کوئی قبول نہ کرے گا، خراج مقرر کریں گے، روحاء پہنچ کر حج کریں گے، پھر وہاں سے حج یا عمرہ کریں گے یا دونوں اکٹھے کریں گے"۔ (۱)

پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تلاوت کی:

"وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته و يوم القيامة يكون عليهم شهيداً"

حنظلہ کا خیال یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ایمان لے آئیں گے، لہذا مجھے نہیں معلوم کہ یہ نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے یا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "عیسیٰ علیہ السلام ضرور روحاء میں قیام کریں گے اور پھر وہاں سے حج یا عمرہ کریں گے یا دونوں ایک ساتھ۔ (۲)

انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والتسلیم آپس میں علاتی بھائی ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے ایک شخص ہوگا۔ (۳)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ "انبیاء کرام علیہ السلام آپس میں علاتی بھائی ہیں"۔ ان کی والدات الگ الگ ہیں لیکن ان کا دین ایک ہی ہے، اور میں عیسیٰ بن مریم سے زیادہ قریب ہوں کیونکہ میرے اور ان کے درمیان اور کوئی نبی نہیں ہے، وہ نازل ہونے والے ہیں، سو جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا کہ وہ درمیانے قد و قامت کے ہیں، ان کا رنگ سرخی اور سفیدی کی طرف مائل ہے، انہوں نے دو رنگے ہوئے کپڑے اوڑھ رکھے ہوں گے۔ گویا کہ ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا اگرچہ گیلے نہ ہوں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ مقرر کریں گے، لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں گے، ان کے زمانے میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے علاوہ تمام امتوں کو ہلاک کر دیں گے، انہی کے زمانے میں اللہ تعالیٰ دجال کو بھی ہلاک کر دیں گے، پھر زمین پر امن قائم ہوجائے گا یہاں تک کہ اونٹ سیاہ (تیر یا سانپ) کے ساتھ چرے گا، چیتے گائے بھینسوں کے ساتھ گھومیں گے، بھیڑیے بکریوں کے ساتھ پھریں گے، بچے سانپوں کے ساتھ کھیلا کریں گے۔

اسی طرح چالیس سال گذر جائیں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوگی اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔ (۴)

نبی کریم ﷺ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قربت امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "میں ابن مریم علیہ السلام سے زیادہ قریب ہوں، تمام انبیاء آپس میں علاتی بھائی ہیں، میرے اور ان (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے"۔ (۵)

محمد بن سفیان سے بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت منقول ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام

---

(۱) مسند احمد حدیث نمبر ۲/۲۹۰، الدر المنثور للسیوطی، حدیث نمبر ۲/۲۹۰ اور تفسیر قرطبی حدیث نمبر ۴/۴۰۷ (۲) مسند احمد حدیث نمبر ۲/۲۹۰، الدر المنثور للسیوطی حدیث نمبر ۲/۲۹۰ اور تفسیر قرطبی حدیث نمبر ۴/۴۰۷ (۳) بخاری کتاب احادیث الانبیاء، باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام حدیث نمبر ۳۳۴۹، مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ ابن مریم حاکما حدیث نمبر ۳۹۰، الدر المنثور حدیث ۲/۲۴۲ (۴) مسلم کتاب الفضائل باب فضائل عیسیٰ علیہ السلام حدیث نمبر ۶۰۸۵ واخرجہ الامام احمد فی مسندہ حدیث نمبر ۲/۳۱۹ اور حدیث نمبر ۲/۴۸۲ (۵) بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قولہ تعالیٰ "واذکر فی الکتاب مریم" حدیث نمبر ۳۴۴۳، مسلم کتاب الفضائل باب فضائل عیسیٰ علیہ السلام حدیث نمبر ۶۰۸۴، ابوداؤد کتاب السنۃ باب فی التخییر بین الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام حدیث نمبر ۴۶۷۵

سے دنیا و آخرت میں زیادہ قریب ہوں۔ انبیاء آپس میں علاتی بھائی ہیں، ان کی مائیں الگ الگ ہیں لیکن ان کا دین ایک ہی ہے"۔ (۱)

ابراہیم بن طہمان نے بھی اسی طرح ایک روایت نقل کی ہے، چنانچہ کثرت طرق کی بناء پر یہ روایات حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی متواتر روایات ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت۔۔۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "معراج کی رات میری ملاقات حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ہوئی"۔ پھر فرمایا کہ "وہاں آپس میں قیامت کا تذکرہ ہوا تو بات کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے کیا گیا، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اس سلسلے میں کوئی علم نہیں، پھر معاملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سپرد ہوا، انہوں نے بھی یہی جواب ارشاد فرمایا۔ پھر معاملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سپرد ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے وقت کے بارے میں تو اللہ کے علاوہ کسی کو کچھ معلوم نہیں ہے، البتہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے جو وعدہ اس سلسلے میں کیا ہے وہ یہ ہے کہ دجال نکلنے والا ہے اس کے پاس دو ٹہنیں ہونگی۔ جب وہ مجھے دیکھے گا تو یوں پگھلے گا جیسے تانبا پگھلتا ہے۔ پھر فرمایا کہ جب وہ مجھے دیکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کر دیں گے۔ یہاں تک کہ درخت اور پتھر بھی پکاریں گے کہ اے مومن میرے نیچے کافر ہے آؤ اور اس کو قتل کر دو۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو ہلاک کر دیں گے پھر لوگ اپنے اپنے شہروں اور ملکوں میں واپس چلے جائیں گے، اسی دوران یاجوج ماجوج نکلیں گے "وهم من كل حدب ينسلون" یعنی وہ ہر اونچی جگہ سے پھسلتے ہوئے آ رہے ہوں گے، وہ ان کے شہروں کو روندیں گے، ہر چیز کو کھا جائیں گے، جہاں پانی دیکھیں گے پی جائیں گے۔ پھر فرمایا کہ لوگ دوبارہ اللہ تعالیٰ سے شکایت کریں گے اور دعا مانگیں تو اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو ہلاک کر دیں گے یہاں تک کہ پوری زمین ان کی لاشوں کی بدبو سے اٹی ہوئی ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائیں گے جو ان کے جسموں کو لے جا کر سمندر میں ڈبو دے گی۔

چنانچہ میرے رب نے مجھ سے اس سلسلے میں جو وعدہ کیا ہے ان میں سے یہ بھی ہے کہ قیامت کی مثال اس وقت اس حاملہ عورت کی سی ہوگی جس کے حمل کی مدت پوری ہو چکی ہو لوگوں کو معلوم نہ ہوگا کہ کب قیامت آ جائے۔ (۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی علامات۔ صحیحین میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "معراج کی رات میری ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی، ان کا قد لمبا ہے اور بال گھنگھریالے ہیں۔ (۳) گویا کہ وہ ازدشنوۃ نامی قبیلے کے فرد ہوں۔

پھر فرمایا کہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ملا، ان کی علامات یہ ہیں کہ ان کا رنگ سرخی مائل ہے گویا کہ وہ ابھی حمام سے نکل کر آ رہے ہوں۔ (۴)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "میں حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام سے ملا ہوں، رہے عیسیٰ علیہ السلام تو ان کا رنگ سرخی مائل ہے، چہرہ گول، گوشت کم ہے، سینہ چوڑا ہے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام۔

صحیحین نے موسیٰ بن عتیبہ کے طریق سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ہدایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے لوگوں کے درمیان مسیح دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ "بے شک اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے، سنو! مسیح دجال کی دائیں آنکھ کانی ہے، جیسے کہ انگور کا پھولا ہوا دانہ ہوگا ہے۔ اللہ

---

(۱) بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قولہ تعالیٰ "واذکر فی الکتاب مریم" حدیث نمبر ۳۴۴۳، مسلم کتاب الفضائل باب فضائل عیسی علیہ السلام حدیث نمبر ۶۰۸۴، ابوداؤد کتاب السنۃ باب فی التخییر بین الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام حدیث نمبر ۳۶۷۵ (۲) مسند احمد حدیث نمبر ۳۷۵/۱، درمنثور حدیث نمبر ۱۵۲/۴، تفسیر ابن کثیر حدیث نمبر ۲۰۹/۳

(۳) مسند احمد حدیث نمبر ۳۷۵/۱، درمنثور حدیث نمبر ۱۵۲/۴، تفسیر ابن کثیر حدیث نمبر ۲۰۹/۳ (۴) بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قولہ تعالیٰ "ھل اتاک حدیث موسیٰ" "وکلم الله موسى تكليما" حدیث نمبر ۳۳۹۴، مسلم کتاب الایمان باب ذکر النبی ﷺ الانبیاء علیہم السلام حدیث نمبر ۴۲۳، ترمذی کتاب التفسیر باب من سورۃ بنی اسرائیل حدیث نمبر ۳۱۳۰

تعالیٰ نے مجھے خانہ کعبہ کے قریب سوتے ہوئے خواب میں ایک خوبصورت آدمی دکھایا جیسے بہترین مرد ہوں، ان کے لمبے بال ان کے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکے ہوئے تھے، بالوں میں کچھ گھنگھریالا پن تھا ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، اور وہ اپنے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا گیا کہ مسیح ابن مریم علیہما السلام ہیں۔ پھر میں نے ایک آدمی ان کے پیچھے دیکھا جو چھوٹے اور گھنگھریالے بالوں والا تھا، دائیں آنکھ سے کانا تھا، دیکھنے میں جیسے ابن قطن لگتا ہو، اپنے دونوں ہاتھ ایک شخص کے دونوں کندھوں پر رکھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا، میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے تو بتایا گیا کہ یہ مسیح دجال ہے"۔ (۱)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی اس طرح نقل کی ہے کہ فرماتے ہیں خدا کی قسم آپ ﷺ نے کبھی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سرخی مائل نہیں فرمایا بلکہ آپ ﷺ نے تو یہ فرمایا ہے کہ اس دوران کہ میں بیت اللہ کے طواف کے بعد وہیں سو رہا تھا کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ ایک خوبصورت آدمی ہیں، گندم گوں اور سیدھے بالوں والے ہیں، جو دو آدمیوں کے درمیان آہستہ آہستہ چلتے ہوئے طواف کر رہے ہیں، ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں یا پانی بہہ رہا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ بتایا گیا یہ کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہیں۔ اتنے میں، میں نے دوسری طرف توجہ کی تو ایک اور شخص کو دیکھا لمبا چوڑا اور گھنگھریالے بالوں والا تھا جو دائیں آنکھ سے کانا تھا۔ جیسے انگور کا پھولا ہوا دانہ ہو۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ بتایا گیا کہ یہ دجال ہے۔ دیکھنے میں اس سے سب سے زیادہ مشابہت ابن قطن کی ہے۔

زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن قطن بنو خزاعہ کا ایک شخص تھا جو زمانہ جاہلیت میں ہی مر گیا تھا اور حضرت نواس بن سمعان کی روایت میں گذرا ہے کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرقی مینار پر زرد رنگ کے دو کپڑوں میں نازل ہوں گے، انہوں نے اپنے ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوں گے، جب وہ اپنا سر جھکائیں گے تو اس سے پانی کے قطرے ٹپکیں گے اور جب اوپر اٹھائیں گے تو لعل و جواہر جھڑیں گے، کوئی کافر ایسا نہ ہوگا جس تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشبو پہنچے اور وہ زندہ بچے، اور ان کی رفتار اتنی تیز ہوگی کہ جہاں تک ان کی نظر جائے گی وہیں ان کا قدم پڑے گا"۔ (۲)

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "دمشق کے مشرقی سفید مینار کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے بارے میں یہی مشہور ہے۔ حالانکہ میں نے بعض کتابوں میں یہ بھی دیکھا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی سفید مینار پر نازل ہوں گے۔ ممکن ہے یہی محفوظ ہو، یعنی ممکن ہے کہ روایت تو یوں ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے سفید مشرقی مینار پر نازل ہوں گے لیکن راوی نے اپنی سمجھ کے لحاظ سے روایت میں تصرف کر دیا ہو، کیونکہ (اب تک) دمشق میں ایسا کوئی مینار نہیں جو مشرقی مینار کے طور پر مشہور ہو علاوہ اس مینار کے جو "جامع اموی" کے مشرق میں ہے۔ اور یہی زیادہ مناسب اور لائق ہے کیونکہ جب وہ نازل ہوں گے فجر کی جماعت کھڑی ہوگی اور ان سے کہا جائے گا کہ اے مسلمانوں کے امام! اے روح اللہ آگے بڑھیے (اور نماز پڑھایئے) تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ آپ ہی آگے بڑھیں کیونکہ جماعت آپ ہی کے لیے کھڑی کی گئی ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ "تم میں سے بعض لوگ بعض دوسروں کے امیر ہوں گے، اللہ تعالیٰ اس امت کا اکرام فرمائیں گے۔"

یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ ہمارے اس زمانے ۷۴۱ھ میں سفید پتھر سے ایک مینار کی بنیاد رکھی گئی ہے، یہ مینار بن بھی اُن عیسائیوں کے مال سے رہا ہے جنہوں نے اسی جگہ موجود اس سے پہلے مینار کو جلا دیا تھا۔ ممکن ہے کہ یہ بھی نبوت کے دلائل میں سے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جس مینار پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نازل فرمانا ہے اُس کو عیسائیوں ہی کے مال سے ہی بنا دوڑا دیا، لہٰذا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو خنزیر کو قتل کر دیں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، اُن سے جزیہ قبول نہیں کیا جائے گا البتہ جو اسلام لے آئے گا اس کا اسلام لانا قبول ہوگا ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے گا، اُس دن دنیا بھر کے سارے کافروں کے لئے یہی فیصلہ ہوگا۔

لہٰذا یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی علامت کے باب سے ہے، رہی شریعت تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہماری اسی شریعت مطہرہ کے مطابق فیصلہ فرمائیں گے۔ اور جیسا کہ پہلے احادیث میں گذر چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت المقدس میں نازل ہوں گے، اور بعض روایات کے

(۱) بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قولہ تعالیٰ "واذکر فی الکتاب مریم اذ انتبذت من اہلہا" حدیث نمبر ۳۴۳۹، اور حدیث نمبر ۳۴۴۰، مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ وما معہ حدیث نمبر ۷۲۸۹، مسند احمد حدیث نمبر ۲/۳۷

(۲) بخاری کتاب الفتن، باب ذکر الدجال حدیث نمبر ۷۱۲۸

مطابق اردن میں اور بعض کے مطابق مسلمانوں کے لشکر میں جیسے کہ مسلم کی بعض روایت میں ہے۔ واللہ علم۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت پہلے گذر چکی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے والے ہیں، جب تم انہیں دیکھو گے تو پہچان لو گے وہ درمیانے قد کے سرخی اور سفیدی کی طرف مائل ہیں، انہوں نے زرد رنگ کے دو کپڑے اوڑھ رکھے ہوں گے، یوں محسوس ہوگا جیسے ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہوں حالانکہ وہ بھیگے ہوئے نہ ہوں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیز کو قتل کر دیں گے، جزیہ کو ختم کر دیں گے، لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں گے، اُن کے زمانے میں اللہ تعالیٰ اسلام کے علاوہ تمام ملتوں کو ہلاک کر دیں گے، اسی طرح دجال کو بھی انہی کے زمانے میں ہلاک کیا جائے گا، پھر دنیا میں امن وامان قائم ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ شیر اونٹ کے ساتھ چرے گا، چیتا گائے کے ساتھ، بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے لیکن یہ چیزیں نقصان نہیں پہنچائیں گی، چالیس سال تک یہی حال رہے گا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات ہو جائے گی اور مسلمان اُن کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔''

ایک اشکال اور اس کا حل ۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت میں یہ نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں چالیس سال زندہ رہیں گے جبکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ مدت صرف سات سال معلوم ہو رہی ہے تو دونوں روایات میں تطبیق کی کیا صورت ہوگی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سات سالہ مدت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے بعد کی مدت پر محمول کیا جائے، کیونکہ آسمانوں پر اٹھائے جانے سے پہلے آپ علیہ السلام کی عمر تینتیس سال تھی، تو تینتیس سال آسمانوں پر اٹھائے جانے سے پہلے اور سات سال زمین پر دوبارہ نازل ہونے کے بعد تو یہ چالیس سال ہو گئے۔

یعنی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کل عمر روایات میں بیان کی ہے اور مسلم نے صرف نازل ہونے کے بعد والی۔

خلاصہ یہ بھی صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کے زمانہ مبارک میں یاجوج ماجوج نکلیں گے اور حضرت کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو ایک ہی رات میں ہلاک کر دیں گے، جیسے کہ پہلے بھی گذرا اور آئندہ بھی آئے گا اور یہ بھی ثابت ہے کہ آپ علیہ السلام زمین پر نازل ہونے کے بعد حج بھی ادا فرمائیں گے۔

محمد بن کعب القرظی فرماتے ہیں کہ کتب منزلہ میں اس طرح ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نازل ہوں گے تو اصحاب کہف اُن کے ساتھیوں میں سے ہوں گے اور اُن کے ساتھ حج کریں گے۔

قرطبی نے ملاحم کتاب التذکرہ میں آخرت کے حالات تحریر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات مدینہ منورہ میں ہوگی [illegible] جنازہ ہوگی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تدفین ہوگی۔ اس کو ابن عساکر نے بھی روایت کیا ہے۔

امام ترمذی نے کتاب المناقب میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے وہ اپنے دادا سے نقل فرماتے ہیں کہ توریت میں نبی کریم ﷺ کی علامات تحریر ہیں اور یہ بھی تحریر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُن کے ساتھ ہی دفن ہوں گے۔

''پھر فرماتے ہیں کہ ابوداؤد نے کہا ہے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے حجرے میں ابھی ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔''(۱)

یاجوج ماجوج کے نکلنے کا تذکرہ...... یاجوج ماجوج کے خروج کا واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں دجال کے قتل کے بعد پیش آئے گا، اور اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کی برکت سے سب کو ایک ہی رات میں ہلاک کر دیں گے، جیسا کہ سورۃ الانبیاء میں فرمایا ہے:

> ''یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ (کثرت کی وجہ سے) ہر بلندی سے نکلتے معلوم ہوں گے، اور سچا وعدہ نزدیک آ پہنچا ہوگا تو بس پھر ایک دم سے یہ قصہ ہوگا کہ منکروں کی نگاہیں پھٹی پھٹی رہ جائیں گی (اور وہ یوں کہتے نظر آئیں گے) ہائے کم بختی ہماری ہم اس (عہد) سے غفلت میں تھے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ہم ہی قصور وار تھے۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

(۱) ترمذی کتاب المناقب باب فی فضل النبی ﷺ حدیث نمبر ۳۶۱۷

اور ذی القرنین کے قصہ میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ کہف میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

''یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے درمیان میں پہنچے تو دو پہاڑوں سے اس طرف جو کوئی بات سمجھنے کے قریب بھی نہیں پہنچے۔ انہوں نے (ذوالقرنین سے) عرض کیا کہ اے ذوالقرنین قوم یاجوج ماجوج (جو اس گھاٹی کے اس طرف رہتے ہیں ہماری) اس سرزمین میں کبھی کبھی بڑا فساد مچاتے ہیں سو کیا ہم لوگ آپ کے لیے کچھ چندہ جمع کر دیں اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی روک بنادیں (کہ وہ پھر آنے نہ پائیں) ذوالقرنین نے جواب دیا کہ جس مال میں میرے رب نے مجھ کو اختیار دیا ہے وہ بہت کچھ ہے (مال کی تو مجھے ضرورت نہیں) البتہ ہاتھ پاؤں سے میری مدد کرو تو میں تمہارے اور ان کے درمیان میں خوب مضبوط دیوار بنادوں گا۔ اچھا تو تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ یہاں تک کہ جب ردے ملاتے ملاتے ان کے دونوں سروں کے بیچ کے خلا کو بھر دیا تو حکم دیا کہ دھونکو (دھونکنا شروع ہو گیں) یہاں تک کہ جب اس کو لال انگارہ کر دیا تو (اس وقت) حکم دیا اب میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ (جو پہلے سے تیار کرالیا گیا ہوگا) کہ اس پر ڈال دوں۔ سو نہ تو یاجوج ماجوج اس پر چڑھ سکتے ہیں اور (نہایت استحکام کے باعث) نہ اس میں نقب دے سکتے ہیں۔ ذوالقرنین نے کہا کہ یہ تیاری دیوار کی میرے رب کی رحمت ہے پھر جس وقت میرے رب کا وعدہ آئے گا (یعنی اس کی فنا کا وقت آئے گا) تو اس کو ڈھا کر زمین کے برابر کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ برحق ہے اور اس روز ہم ان کی یہ حالت کریں گے کہ ایک دوسرے میں گڈمڈ ہو جائیں گے۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

ہم اپنی تفسیر (تفسیر ابن کثیر) میں ذی القرنین کے قصے کے ذیل میں بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے سونے اور تانبے کو پگھلا کر دو پہاڑوں کے درمیان ایک ٹھوس دیوار بنادی تھی۔ اور پھر فرمایا ''قال ھذا رحمۃ من ربی''۔ یعنی یہ میرے رب کی رحمت ہے کہ زمین میں لوگوں اور اس فسادی قوم کے درمیان رکاوٹ ڈال دی ہے۔ ''فاذا جاء وعد ربی'' جب میرے رب کا وعدہ آ جائے گا۔ یعنی جب وہ وقت آ جائے گا جس میں اللہ تعالیٰ نے اس دیوار کا ڈھے جانا اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے یعنی یہ معاملہ ضرور ہو کر رہے گا۔ ''وترکنا بعضھم یومئذ یموج فی بعض'' ہم نے چھوڑ دیا ان میں سے بعض کو بعض میں اس دن موجیں مارتے ہوئے یعنی جس دن دیوار گرے گی تو یاجوج ماجوج کا لشکر نکل پڑے گا اور بھاگتا دوڑتا ہر اونچ نیچ سے گذرتا ہوا نہایت تیزی سے لوگوں میں پھیل جائے گا، پھر بہت جلد ہی صور پھونکا جائے گا جیسے کہ دوسری آیت میں فرمایا۔

''حتیٰ کہ جب یاجوج ماجوج کو کھول دیا جائے گا اور وہ ہر اونچی جگہ سے پھسلتے ہوئے آئیں گے اور اللہ کا سچا وعدہ قریب آ جائے گا۔

(الانبیاء آیت ۹۷۔۹۶)

عرب کے قریب آ چکنے والے ایک شر کی طرف اشارۂ نبوی..... صحیحین میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس آرام فرما ہوئے اور جب بیدار ہوئے تو چہرہ انور لال ہو رہا تھا فرمانے لگے کہ ''عرب کے لیے ہلاکت ہے ایسے شر سے جو قریب آ چکا ہے۔ آج کے دن یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا بڑا سوراخ ہو گیا ہے (بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے نوے یا ستر کا اشارہ فرمایا)۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے؟ حالانکہ ہم میں نیک لوگ موجود ہوں گے؟ تو فرمایا کہ ہاں جب خبث بڑھ جائے گا تو.....[1]

یاجوج ماجوج کا نکلنا...... صحیحین میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ ''آج کا دن یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا بڑا سوراخ ہو گیا یہ فرما کر آپ ﷺ نے نوے کا اشارہ فرمایا۔[2]

مسند احمد میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ بیشک یاجوج ماجوج روزانہ سد (دیوار) کو کھودتے ہیں پھر جب وہ سورج کی روشنی دیکھتے ہیں تو ان کا لیڈر کہتا ہے کہ لوٹ جاؤ کل مزید کھدائی کریں گے۔ چنانچہ جب وہ واپس آتے ہیں تو وہ پہلے سے بھی زیادہ سخت

(۱) بخاری، احادیث الانبیاء حدیث نمبر ۳۳۶۴، مسلم حدیث نمبر ۷۱۶۵ (۲) بخاری حدیث نمبر ۳۳۴۷، مسلم حدیث نمبر ۷۱۶۸

ہوجاتی ہے۔(پھر ایک دن) ان کا لیڈر کہے گا کہ بوٹ جاؤ کل انشاء''ہم مزید کھودیں گے (انشاء کہے گا) چنانچہ وہ دوسرے دن آ کر کھودیں گے اور لوگوں کی طرف نکل پڑیں گے پانی خشک کردیں گے لوگ بچنے کے لیے قلعوں میں چلے جائیں گے تو وہ اپنے تیروں کو آسمان کی طرف چلائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان پر نصف (کیڑوں کی ایک قسم ہے) بھیجے گا جو ان کی گدی میں اثر کریں گے اور ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ انہیں ختم کردیں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا''قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے، زمین کے کیڑے ان کے گوشت اور خون کھا کر موٹے ہوجائیں گے اور شکر ادا کریں گے[1] (یہی روایت مسند احمد ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی ہے)

مسند احمد میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ یاجوج ماجوج کو کھول دیا جائے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے موافق''وہاں سے اونچے ٹیلوں سے پھسلتے'' نکل پڑیں گے لوگ ان سے ڈر کر شہروں اور قلعوں میں چھپ جائیں گے اور اپنے مال مویشی بھی لے جائیں گے۔یاجوج ماجوج گشت کریں گے اور زمین کا پانی اس طرح پی جائیں گے حتیٰ کہ کبھی کوئی وہاں سے گذرے گا تو کہے گا کہ یہاں کبھی پانی ہوتا تھا۔ پھر کوئی شخص ایسا نہ رہے گا جو قلعوں یا شہروں میں جا کر چھپ نہ گیا ہو تو یہ کہیں گے کہ اب زمین والے تو ختم ہوگئے۔ آسمان والے باقی رہ گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں کوئی آسمان کی طرف تیر چلائے گا تو وہ تیر واپس خون میں رنگا آئے گا (آزمائش وفتنہ کے لیے) اسی دوران اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک بیماری (ناسور کی طرح) پیدا فرمادیں گے چنانچہ اسی میں مرجائیں گے۔ جب کوئی آہٹ وغیرہ ان کی سنائی نہ دے گی تو لوگ کسی کو تیار کر کے دشمن کو دیکھنے بھیجیں گے اور وہ توکل پر نکل پڑے گا اور اسے اپنے قتل کا یقین ہوگا مگر وہ انہیں مردہ حالت میں ایکدوسرے پر پڑا دیکھے گا تو آواز لگائے گا۔ او مسلمانو! مبارک ہو اللہ تعالیٰ تمہاری طرف سے تمہارے دشمن کے لیے کافی ہوگیا تو لوگ اپنے قلعوں وغیرہ سے نکل آئیں گے لیکن جانوروں کے چرنے کے لیے کوئی چراگاہ نہ ہوگی صرف انہی یاجوج ماجوج کا گوشت میسر ہوگا جسے کھا کر جانور اس طرح موٹے ہوجائیں گے جیسا کہ گھاس کھا کر ہوجاتے ہیں (اسی طرح یہ روایت ابن ماجہ میں بھی آئی ہے)

نواس بن سمعان کی حدیث میں مشرقی باب لد کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں دجال کے قتل کے ذکر کے بعد مذکور ہے کہ اسی دوران اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو وحی فرمائیں گے کہ میں اپنے کچھ بندوں کو نکال رہا ہوں اور تم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے لہذا میرے نیک بندوں کو طور پہاڑ پر لے جا کر محفوظ کرلو چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں سمیت وہاں چلے جائیں گے اور یہاں یاجوج ماجوج کی گردنوں میں بیماری ہوجائے گی جس سے وہ مرجائیں گے اور سب ایک ساتھ مریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی یہاں آئیں گے تو اللہ تعالیٰ کچھ پرندے بھیجیں گے جو یاجوج ماجوج کی لاشیں اٹھا کر جہاں اللہ کی مرضی ہوگی وہاں لے جا کر پھینک دیں گے۔

(کعب احبار فرماتے ہیں کہ سورج کے طلوع ہونے کی جگہ کے قریب مہبل نامی جگہ پر پھینک دیں گے) اور اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائیں گے جس سے کوئی بیل بوٹا نہیں بچے گا اور زمین بالکل بیابان ہوجائے گی۔ بارش چالیس دن تک برسے گی اور زمین کو کہا جائے گا کہ اپنا پھل اور برکت ظاہر کر۔ اس دن لوگ انار کھائیں گے اور اس کے سائے میں رہیں گے (پھر طویل حدیث ہے) اسی دوران اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی بغلوں کے نیچے ایک خوشبو پیدا کریں گے جو ہر مومن کی روح قبض کرلے گی۔ پھر فساق باقی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح زمین میں کودتے پھریں گے اور قیامت انہی لوگوں پر قائم ہوگی۔

مدبر بن عبادۃ کی وہ حدیث جس میں حضرات انبیاء حضرت محمد ﷺ، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کی ملاقات اور قیامت کے تذکرے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گفتگو نقل کی ہے۔ اس میں ہے کہ قیامت کا وقت اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں معلوم اور جو مجھ سے میرے رب نے وعدہ کیا ہے وہ یہ کہ دجال نکلے گا اور اس کے ساتھ دو نہریں ہوں گی جب مجھے دیکھے گا۔ حتیٰ کہ پتھر اور درخت آواز دیں گے اے مسلمان میرے پیچھے کافر ہے، اسے قتل کر اور اللہ انہیں ہلاک کردے گا اور لوگ اپنے علاقوں میں واپس آجائیں گے اس وقت یاجوج ماجوج نکل آئیں گے اور وہ ان کے شہروں کو روندیں گے کوئی چیز برباد کئے بغیر نہ چھوڑیں گے، جہاں سے گذریں گے پانی بھی پی کر ختم کردیں گے۔ پھر لوگ لوٹ کر ان کی شکایت کریں گے چنانچہ میں یاجوج ماجوج کے لیے بددعا کروں گا اور اللہ انہیں ہلاک کردے گا چنانچہ ان کے جسموں کی بدبو سے زمین

[1] ترمذی تفسیر حدیث نمبر ۳۱۴۳

بھر جائے گی پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائیں گے (جس کا سیلابی ریلا) انہیں سمندر میں پھینک دے گا۔

اللہ نے جو مجھ سے وعدہ کیا ہے اس میں یہ ہے کہ یہ سب کچھ ہوگا قیامت کی مثال پورے دن کے حاملہ کی جیسی ہے۔ جس کا پتہ نہیں کب وضع حمل ہو جائے رات میں یا دن میں۔ (۱)

مسند احمد میں ابن حرملہ اپنی خالہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیا آپ ﷺ کے ہاتھ پر بچھو کے کاٹنے کی وجہ سے پٹی بندھی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم کہتے ہو کہ تمہارا کوئی دشمن نہیں تم تو اپنے دشمنوں سے یاجوج ماجوج نکلنے تک لڑتے رہو گے۔ جو چوڑے چہروں اور چھوٹی آنکھوں والے، بھورے بال والے ہوں گے (جو ہر گھاٹی سے پھسلتے آئیں گے) ان کے چہرے گویا دو نچی ہوئی ڈھال ہیں۔ (۲)

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ یاجوج ماجوج ترک نسل اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے دو قومیں ہیں جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے۔

''اے ابن آدم! انسان کہے گا میں حاضر ہوں اللہ تعالیٰ بلند آواز سے فرمائے گا کہ جہنمی جماعت کو بھیج۔ وہ کہے گا کتنے؟ فرمائے گا کہ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے جہنم میں اور ایک جنت میں جائے گا اس وقت خوف اتنا ہوگا بچہ بوڑھا ہو جائے گا اور حاملہ کا حمل گر جائے گا۔ مگر کہا جائے گا خوشخبری ہے تمہارے لیے کہ یاجوج ماجوج کی قومیں تمہارا فدیہ ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ کہا جائے گا کہ تم میں دو قومیں ہیں جو جس چیز میں داخل ہوں اسے بڑھا دیں گے یعنی یاجوج ماجوج (آگے یہ حدیث اپنے تمام اور الفاظ کے ساتھ آ رہی ہے)

یاجوج ماجوج کی پیدائش... یہ یاجوج ماجوج اماں حوا علیہ السلام کی اولاد ہیں ایک قول یہ ہے کہ یہ حوا علیہ السلام سے نہیں بلکہ صرف حضرت آدم علیہ السلام سے ہیں، وہ اس طرح کہ ایک مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام کو احتلام ہو گیا اور منی مٹی میں ملی اس ملغوبے سے اللہ تعالیٰ نے یاجوج ماجوج کو پیدا فرمایا۔

یہ بات بلا دلیل ہے اور کسی ایسے شخص سے مروی نہیں جس کا قول قبول کیا جائے اور اللہ بہتر جانتا ہے۔ یہ حضرت نوح علیہ السلام سے ہیں اور یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں یہ جہاں رہتے تھے دوسروں کو تکلیف دیتے تھے چنانچہ ذوالقرنین نے انھیں سد بنا کر محصور کر دیا۔ جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا یہ لوگوں کے سامنے نکل آئیں گے۔

یاجوج ماجوج انسان ہیں... یہ یاجوج ماجوج عام انسانوں کے مشابہہ ہیں اور اپنی جنس کے ترک نسل والوں کی طرح چھوٹی آنکھوں، چپٹی ناک، بھورے بال اور ان کی شکلوں اور رنگت والے لوگ ہیں۔ ایک خیال یہ ان کے بارے میں ظاہر کیا جاتا ہے کہ ان میں کھجور کے درخت سے بھی لمبا اور چھوٹے سے چھوٹا انسان بھی ہوگا۔ ان کے دو بڑے کان ہوں گے ایک کو اوڑھیں گے اور دوسرے کو بچھا کر سوئیں گے۔ یہ بات کسی بے علم نے گھڑی ہے اور بے دلیل بات کہی ہے۔

حالانکہ حدیث میں آتا ہے ان میں سے ہر آدمی اسوقت نہ مرے گا جب تک اپنی اولاد میں ایک ہزار انسان نہ دیکھ لے　اس حدیث کی صحت کو اللہ بہتر جانتا ہے۔

طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ ''یاجوج ماجوج حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اگر انھیں کھلا چھوڑ دیا جائے تو وہ لوگوں کے معاش کو فاسد کر دیں اور ان میں سے کوئی شخص اس وقت نہیں مرے گا جب تک اپنی نسل کے ہزار یا اس سے زائد افراد دیکھ لے۔ اور ان کے علاوہ ان کی تین قومیں اور ہیں تاویل، مارس اور منک (۳) یہ حدیث غریب ہے اور ممکن ہے کہ یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا کلام ہو۔

ابن جریر نے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بچوں کو کھیلتے ہوئے ایک دوسرے پر سے چھلانگیں لگاتا دیکھا تو فرمایا کہ یاجوج ماجوج اس طرح نکلیں گے۔

---

(۱) مسند احمد صفحہ ۲۱/۷ ۵　(۲) بخاری حدیث نمبر ۳۳۲۸　(۳) ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۸۲، طبرانی کبیر حدیث نمبر ۱۲۰۳۳/۱۱

ذوالسویقتین کے ہاتھوں کعبہ شریف کی بربادی کی پیشن گوئی۔ ..حضرت کعب احبار سے تفسیر ابن کثیر میں مروی ہے (یاجوج ماجوج کے تذکرے میں) کہ ذوالسویقتین کا پہلا ظہور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے زمانے میں ہوگا اور یہ یاجوج ماجوج کی ہلاکت کے بعد کا زمانہ ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سات سے آٹھ سو کے لگ بھگ لشکران کے مقابلے کے لیے بھیجیں گے۔ جس وقت یہ لوگ سفر میں ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ایک خوشبودار ہوا بھیجے گا جس سے سب مومن مرجائیں گے اور صرف بے وقوف اور بے عقل رہ جائیں گے جو جانوروں جیسی حرکتیں کریں گے۔

کعب احبار کہتے ہیں کہ اس وقت قیامت بہت نزدیک ہوگی۔ میں (ابن کثیر) یہ کہتا ہوں کہ صحیح حدیث میں پہلے گذر چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہونے کے بعد حج ادا فرمائیں گے۔

حج وعمرہ کرنے والے یاجوج ماجوج کے بعد بھی ہوں گے۔ مسند احمد میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اس گھر (بیت اللہ) کا حج لوگ یاجوج ماجوج کے خروج کے بعد بھی کریں گے۔ [1]

قیامت سے پہلے حج کرنا ختم ہوجائے گا عبدالرحمٰن نے شعبہ سے قتادہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ "قیامت اس وقت قائم ہوگی جب حج نہ کیا جانے لگے"۔

ابوبکر بزار نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ نقل کیا ہے کہ "قیامت اس وقت قائم ہوگی جب حج نہ کیا جانے لگے۔ [2]

اس کے بعد بزار نے لکھا ہے کہ یہ حدیث حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور صحابی کے حوالے سے ہمیں نہیں معلوم۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ دونوں قسم کی احادیث میں کوئی منافات نہیں ہے۔ کیونکہ لوگ حج اور عمرہ یاجوج ماجوج کے خروج کے بعد (ان کی ہلاکت کے بعد) کریں گے۔ لوگوں کا اطمینان اور رزق کی کثرت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوگی پھر اللہ تعالیٰ خوشبودار ہوا چلا کر مومنوں کی ارواح قبض فرمالیں گے اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوجائے گی۔ مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھ کر انہیں حجرہ نبوی ﷺ میں رسول اکرم ﷺ کے قریب دفن کردیں گے۔

پھر ذی السویقتین کے ہاتھوں کعبہ کی تباہی (ان واقعات کے بعد) ہوگی اگرچہ اس کا ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوگا۔ جیسا کہ کعب احبار سے مروی ہے۔

کعبہ کی تباہی کی پیشنگوئی۔ مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ حبشہ کا ذوالسویقتین کعبہ کو تباہ کرے گا اس کا غلاف اتار لے گا، اس کی زیب وزینت ختم کردے گا۔ گویا کہ میں ابھی اس گنجے اور ٹیڑھے جوڑ والے کو دیکھ رہا ہوں جو اپنے ہتھوڑوں اور کدالوں سے اسے مار کر (توڑ) رہا ہے۔ [3] (اس حدیث کی سند قوی ہے)۔

سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ تم حبشہ کو چھوڑ دو جب تک وہ تمہیں نہیں چھوڑے رکھیں، کعبہ کا خزانہ کوئی نہیں نکال سکے گا سوائے ذوالسویقتین کے جو حبشہ سے آئے گا۔ [4]

مسند احمد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ گویا کہ میں ابھی اس کالے ٹیڑھی ٹانگوں والے شخص کو (کعبہ کی) اینٹ اینٹ (کرکے) توڑتے دیکھ رہا ہوں۔ [5]

حافظ ابوبکر بزار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ نقل کیا ہے کہ حبشہ کا ذوالسویقتین کعبہ کو تباہ کرے گا۔ [6]

قیامت سے پہلے قحطان سے ایک ظالم کے ظہور کی پیشنگوئی۔ ..صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول

---

(۱) بخاری کتاب الحج حدیث نمبر ۱۵۹۳، (۲) حوالہ گذر چکا (۳) بخاری حدیث نمبر ۱۵۹۱، مسلم حدیث نمبر ۷۲۳۳، مسند احمد صفحہ ۲/۲۲۰
(۴) بخاری حدیث نمبر ۱۵۹۱، صحیح مسلم حدیث نمبر ۷۲۳۴ (۵) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۵۹۵ (۶) مسلم حدیث نمبر ۷۲۳۶، مسند احمد صفحہ ۲/۴۱۷

ﷺ نے فرمایا:

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک قحطان سے ایک (ظالم) شخص نہ نکل آئے جو لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا۔

بخاری میں بھی یہ روایت دوسری سند سے آئی۔ مذکورہ شخص ممکن ہے ذوالسویقتین ہو اور کسی دوسرے کے ہونے احتمال ہے کیونکہ یہ قحطان کا ہے اور ذوالسویقین حبشہ کا ہے۔

مسند احمد میں حضرت ابو ہرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ رات اور دن اس وقت تک ختم نہ ہوں گے جب تک کہ ایک غلام بادشاہ نہ بن جائے جسے جہجاہ کہا جائے گا۔ (۱)

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس سے بھی مراد ذی السویقتین حبشی ہوسکتا ہے (لیکن اسلامی تاریخ میں خلافت بنو عباس میں ایک حکمران کا ذکر ملتا ہے جس کا نام جہجاہ تھا اور اس نے بھی مرکزی حکومت سے لڑ کر اپنی الگ سلطنت بنالی تھی، مترجم)

مسند احمد میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ اہل مکہ، مکہ سے نکل جائیں گے اور اس کے پاس سے کوئی گذرے گا بھی نہیں سوائے کم لوگوں کے، پھر مکہ دوبارہ بھر جائے گا اور پھر اہل مکہ، مکہ سے (دوبارہ) نکل جائیں گے اور پھر کبھی لوٹ کے نہیں آئیں گے۔ (۲)

فصل

دجال کے مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہونے کی پیشنگوئی.. مدینہ منورہ (علی ساکنہا افضل الصلاۃ والسلام) کے بارے میں صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ دجال کے لیے مدینہ اور مکہ میں دخول ممکن نہ ہوگا اور یہ کہ مدینے کے راستوں پر فرشتے چوکیداری کریں گے تا کہ وہ داخل نہ ہو۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

''مدینہ میں دجال داخل نہ ہو سکے گا اور نہ طاعون''۔ (۳)

یہ بھی گذر چکا ہے وہ اس کے قریب آئے گا، پڑاؤ کرے گا اور مدینے والوں کو زلزلے کے تین جھٹکے دے گا، چنانچہ منافق اور فاسق مرد و عورت اس کے پاس چلے جائیں گے اور مومن ثابت قدم رہیں گے۔ اس دن کو ''یوم الخلاص'' چھٹکارے کا دن یا ''چھانٹی کا دن'' کہا جائے گا۔

جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ:

''یہ طیبہ ہے خبث کو نکال دے گا اور خوشبو کو پھیلائے گا''۔ (۴)

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے ہیں۔ پاکباز عورتیں پاکباز مردوں کے لیے اور پاکباز مرد پاکباز عورتوں کے لیے ہیں۔ یہ ان باتوں سے مبراء ہیں جو لوگ ان کے بارے میں کہتے ہیں''۔ (سورۃ النور آیت نمبر ۲۶)

مذکورہ حدیث سے مقصود یہ ہے کہ مدینہ میں ایام دجال میں آبادی ہوگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی آبادی ہوگی مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد لوگ اس سے نکل آئیں گے۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا۔

مسند احمد میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ:

''(ایسا وقت آئے گا کہ) کچھ سوار مدینے کے قریب سے گذریں گے اور کہیں گے کہ یہاں کبھی مسلمانوں کی کثیر آبادی رہا کرتی تھی''۔ (۵)

(۱) بخاری حدیث نمبر ۳۵۱۷، مسلم حدیث نمبر ۷۲۳۷ (۲) مسلم حدیث نمبر ۷۲۳۸، ترمذی حدیث نمبر ۲۲۸، مسند احمد صفحہ ۳/۳۲۹

(۳) بخاری فضائل المدینہ حدیث نمبر ۱۸۸۰، مسلم حدیث نمبر ۳۳۳۷ (۴) بخاری حدیث نمبر ۷۲۰۹، مسلم حدیث نمبر ۳۳۴۲

(۵) مسند احمد نمبر ۱/۲۰، صفحہ ۳/۳۴۱، مجمع الزوائد صفحہ ۴/۱۵

فصل

زمین سے ایک دابہ نکلنے کا ذکر..... ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اور جب ان پر ہمارا قول واضح ہوگا تو ہم ان کے لیے ایک دابہ زمین سے نکال لیں گے جو ان سے باتیں کرے گا۔ بیشک لوگ ہماری نشانیوں پر یقین نہیں کرتے۔ (سورۃ النمل آیت نمبر ۸۲)

ہم اپنی تفسیر میں اس آیت کے ذیل میں اس موضوع پر کلام کر چکے ہیں اور وہاں اس کے متعلق احادیث بھی درج کی ہیں اگر وہ یہاں بھی آ جائیں تو اچھا ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حسن اور قتادہ کہتے ہیں کہ ''باتیں کرنے'' کا مطلب یہ ہے وہ ان سے مخاطب ہوگا اور ابن جریر نے اس کو ترجیح دی ہے کہ وہ ان سے مخاطب ہو کر یہ کہے گا کہ ''لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں کرتے''۔ اور اس بات کو انہوں نے عطا اور علی سے نقل کیا ہے۔ اس میں ذرا بحث ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تکلمھم کا معنی نکالنے کا مروی ہے کہ وہ لوگوں کی پیشانی پر لکھے گا مومن کے مومن اور کافر کی پیشانی پر کافر لکھے گا اور علی سے یہ بھی مروی ہے کہ باتیں بھی کرے گا اور لکھے گا بھی۔ تو یہ قول دونوں اقوال کو جامع اور بہتر قول ہے۔ واللہ اعلم۔

قیامت سے پہلے کی دس نشانیاں... اس سے پہلے حدیث مسند احمد اور صحیح مسلم اور سنن کے حوالے سے گذر چکی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو:

(۱).....مغرب سے سورج کا طلوع ہونا۔ (۲).....دھواں۔ (۳).....دابہ۔
(۴) یاجوج ماجوج کا خروج۔ (۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور دجال کی آمد۔
(۶)..... تین جگہوں کا دھنسنا، ایک مغرب میں۔ (۸).....دوسرا مشرق میں۔
(۹) تیسرا جزیرۂ عرب میں۔ (۱۰) قعر عدن سے آگ کا نکلنا جو لوگوں کو ہانکے گی اور جہاں لوگ رات گذاریں گے، رات گذارے گی اور جہاں دن کو آرام کریں وہاں ان کے ساتھ ہوگی۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ:

ان چیزوں کے ظہور سے پہلے اعمال صالحہ کرلو، دجال، دھواں، دابہ، امر عامہ اور کسی کا خاص اپنے کام سے کام رکھنا۔

مسند ابوداؤد وطیالسی میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ''دابۃ الارض'' کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''اس کا خروج تین مرتبہ ہوگا پہلے وہ کسی دیہات میں نکلے گا مگر اس کا تذکرہ مکہ میں نہ ہوگا۔ پھر لمبے زمانے کے بعد دوسری مرتبہ نکلے گا اس جگہ کے علاوہ اور دیہاتوں میں اس کا تذکرہ خوب ہوگا اور مکہ میں اس کا تذکرہ ہوگا''

اس کے بعد آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ (تیسری مرتبہ) لوگ ایک وقت اللہ تعالیٰ کی عظیم مسجد، مسجد حرام میں ہوں گے وہ رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان دوڑ کرآتا ہوا ظاہر ہوگا۔ اپنے سر سے مٹی جھاڑے گا، اسے دیکھ کر لوگ ادھر ادھر بھاگ جائیں گے، کچھ اکیلے اور کچھ ٹولیوں میں۔ اور وہاں صرف سچے مومنوں کی جماعت باقی رہ جائے گی اور وہ جان لیں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ یہ دابہ ان سے شروع کرے گا ان کے چہروں کو روشن کردے گا حتیٰ کہ وہ چمکتے ستارے کی طرح ہو جائیں گے۔ پھر یہ دوبارہ زمین میں نکل جائے گا۔ اس کو طلب کرنے والا اسے پکڑ نہ سکے گا اور پیچھے پہنچ کر اس سے کہے گا اب نماز پڑھے گا؟ پھر اس سے قبول کرا کے اس کے چہرے پر نشان لگا دے گا پھر چل پڑے گا۔ لوگ اموال میں آپس میں شریک بن جائیں گے، شہروں میں ساتھ رہیں گے اور مومن کافر کی پہچان ہونے لگے گی حتیٰ کہ مومن کافر سے یوں کہا کرے گا اے کافر میرا حق

مجھے دے دے، اور کافر مومن سے یوں کہے گا، اے مومن میرا حق مجھے دے دے۔ (۱)

یہ حدیث مرفوع ہے مگر اس میں کچھ غرابت ہے ابن جریر نے اسے مرفوع نقل کیا ہے یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ہوگا، البتہ اس کی سند میں کلام ہے۔

ابن ماجہ میں عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ مجھے لے کر مکہ کے قریب دیہاتوں میں لے گئے اور وہاں ہم نے ایک خشک جگہ دیکھی جس کے گرد ریت تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس جگہ سے وہ دابۃ الارض نکلے گا۔ (۲)

ابن بریدہ کہتے ہیں کہ کئی سال بعد جب میں حج پر گیا تو وہ جگہ دیکھی تو وہ میری لاٹھی کے اتنے حصے کے برابر تھی (مطلب ان کا یہ تھا کہ مسلسل اس جگہ میں اضافہ ہوتا جائے گا حتی کے دابہ کے نکلنے کا وقت آ جائے)۔

عبدالرزاق المعمر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ دابہ چھوٹے نرم بال والا ہوگا اس کے چار پاؤں ہوں گے یہ تہامہ کی ایک وادی سے نکلے گا۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ "دابہ" صفا کی ایک دراڑ سے گھوڑے کے دوڑنے کی طرح نکلے گا اور تین دن رہے گا، تیسرے دن کا ثلث بھی نہیں نکلے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ دابہ ایک چٹان کے نیچے سے نکلے گا مشرق کا رخ کر کے آواز نکالے گا پھر شام کا رخ کر کے آواز نکالے گا پھر یمن کی طرف آواز نکالے گا اور پھر مکہ سے چلا جائے گا اور سفان جا پہنچے گا۔ ان سے پوچھا گیا پھر کیا ہوگا؟ فرمایا مجھے نہیں معلوم۔

انہی سے ایک قول ہے کہ دابہ سدوم کے نیچے سے یعنی حضرت لوط علیہ السلام کے شہر سے نکلے گا۔ بہر حال یہ متعارض اقوال مروی ہیں۔ واللہ اعلم۔

ابوالطفیل سے مروی ہے کہ یہ دابہ صفا یا مروہ سے نکلے گا۔ (بیہقی) ابن ابی حاتم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ "دابہ میں ہر رنگ موجود ہوگا اور دونوں سینگوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا کہ ایک سوار بیٹھ سکے۔"

امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس دابہ کا سر ہے نرم بال ہیں، پنجہ ہے دم ہے، داڑھی ہے، اور یہ بہترین گھوڑے کی چال سے تین دن نکلے گا اور تیسرے دن کا تہائی نہیں گذرے گا۔ (ابن ابی حاتم)

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابوزبیر نے اس کا حلیہ یوں بیان کیا ہے کہ اس دابہ کا سر بیل جیسا، آنکھیں خنزیر جیسی، کان ہاتھی جیسے، سینگ پہاڑی بکرے جیسے، گردن شتر مرغ جیسی، سینہ شیر جیسا، اس کا رنگ چیتے جیسا، اس کے کولہے بلی جیسے، دم دنبے جیسی، اور پاؤں اونٹ جیسے ہیں جس کے ہر جوڑ کے درمیان بارہ ہاتھ کا فاصلہ ہوگا، اس کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی، حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی بھی نکلے گی اور یہ ہر مومن کے چہرے پر "عصائے موسیٰ" سے سفید نقطہ لگائے گا جس سے اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ (اس پہچان کی وجہ سے) لوگ بازاروں میں خرید و فروخت کرتے وقت کافر کو کافر اور مومن کو مومن پکاریں گے۔ حتیٰ کہ ایک ہی گھر کے لوگ جب دسترخوان پر بیٹھیں گے تو اپنے لوگوں میں کافر اور مومن کی پہچان کر لیں گے۔

پھر دابہ ان سے کہے گا اے فلاں مبارک ہو تو اہل جنت میں سے ہے اور اے فلاں! تو جہنمی ہے۔ (۳)

اس طرف اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں اشارہ ہے:

"اور جب ان پر ہمارا قول واقع ہوگا تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک دابہ نکال دیں گے جو ان سے باتیں کرے گا، لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں کرتے"۔

ابونعیم نے اپنی تصنیف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ دابہ ابلیس کی نسل سے ہوگا، اس قول کی صحت اللہ کو معلوم ہے

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے ایک حدیث سنی جو میں کبھی نہیں بھولا۔ آپ ﷺ

---

(۱) الدر المنثور صفحہ ۵/۱۱۶، المطالب العالیہ ابن حجر حدیث نمبر ۴۵۵۵ تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲/۲۲۱ (۲) اس سے آگے جو عبارت ہے اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ جگہ اتنی تھی جتنی کہ انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان جگہ ہوتی ہے۔ (مترجم) اور یہ بھی کہ وہ جگہ نرم تھی۔ (۳) تفسیر طبری، سورۃ النمل صفحہ ۱۱/۱۵

نے فرمایا کہ:

''قیامت کی اولین نشانیاں'' سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دابۃ الارض کا چاشت کے وقت کا نکلنا۔ دونوں میں سے جو نشانی بھی پہلے ظاہر ہو دوسری اس کے بعد بہت ہی جلد ظاہر ہو جائے گی۔''[1]

اس حدیث سے مراد وہ نشانیاں ہیں جو مانوس نہیں۔ یعنی ان سے پہلے دجال کی آمد، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول پہلے ہو چکا ہوگا کیونکہ یہ مانوس نشانیاں ہیں اور مشاہدے اور عادت کے اعتبار سے غیر مانوس نہیں، البتہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور عجیب وغریب شکل کے جانور کا نکل آنا بھی غیر مانوس ہے۔ اسی طرح لوگوں سے بات چیت اور کفر و ایمان کی نشانیاں لگا دینا بھی غیر مانوس ہے۔ یہ زمین کی پہلی غیر مانوس نشانی ہے اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا آسمان کی غیر مانوس نشانی ہے۔

فصل

طلوع شمس کا مغرب سے ہونا

مغرب سے سورج کے طلوع ہونے کے بعد کسی کی توبہ فائدہ مند نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یہ لوگ انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں، یا تیرا رب آئے یا تیرے رب کی کوئی نشانی آئے، جس دن تیرے رب کی کوئی نشانی آئے گی تو اس دن کسی کا ایمان فائدہ نہ دے گا، جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کما رکھی ہو۔ کہہ دو (اے محمد) کہ تم انتظار کرو میں بھی کرتا ہوں۔ (الانعام آیت نمبر ۱۵۸)

مسند احمد میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ مذکورہ آیت سے مراد ''مغرب سے سورج کا طلوع ہونا ہے''۔[2]

صحیح بخاری میں اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ منقول ہے کہ

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو، جب لوگ سے دیکھیں گے تو کفر پر قائم لوگ یمان لائیں مگر اس وقت ''کسی نفس کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا''۔ (پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی)۔[3]

بخاری ہی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ:

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے اور جب طلوع ہوگا اور لوگ اسے دیکھیں گے تو سب کے سب ایمان لے آئیں گے اور اس وقت کسی کا ایمان لانا اسے فائدہ نہ دے گا پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔[4] (یہی روایت مسلم میں بھی ہے)

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی مروی ہے کہ تین چیزیں جب نکل آئیں تو (کسی کا ایمان اسے فائدہ نہ دے گا جو ایمان اس سے پہلے نہ لایا ہو یا اپنے ایمان میں بھلائی نہ کما رکھی ہو)۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دھواں ظاہر ہونا، دابۃ الارض کا نکلنا''۔[5] (مسلم میں بھی یہ روایت آئی ہے)

جس کو علم ہو وہ بات کرے، جسے نہ ہو وہ چپ رہے

یہ حدیث کئی طرق سے کئی صحابہ سے مروی ہے۔ حضرت ابو شریحہ حذیفہ بن [illegible] سے مروی ہے [illegible] نے فرمایا ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو (باقی یہ حدیث ابھی چند احادیث سے پہلے گذری ہے)۔[6]

---

(۱) [illegible] کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۳۰۹، ابو داؤد حدیث نمبر ۴۳۱۰ (۲) ترمذی حدیث نمبر ۳۰۷۱، مسند احمد صفحہ ۳۱ ۳

(۳) بخاری کتاب التفسیر حدیث نمبر ۴۶۳۵ مسلم حدیث نمبر ۳۹۴ کتاب الایمان (۴) بخاری کتاب التفسیر حدیث نمبر ۴۶۳۵، مسلم حدیث نمبر ۳۹۴ کتاب [illegible]

(۵) اس کی تخریج گذر چکی۔ (۶) اس کی تخریج گذر چکی

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''چھ چیزوں سے پہلے اعمال صالحہ کرلو اور ان چھ میں سے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دھواں اور دابۃ الارض کا خروج شمار فرمایا۔[1] جیسا کہ گذرا۔

صحیحین میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

تمھیں معلوم ہے کہ جب یہ سورج غروب ہوتا ہے تو کہاں جاتا ہے! میں نے عرض کیا کہ نہیں تو فرمایا کہ رک کر عرش کے نیچے سجدہ کرتا اور اجازت مانگتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اسے یہ کہہ دیا جائے کہ جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ جا! (یعنی مغرب سے طلوع ہو جا) تو یہ اس وقت ہوگا جب کسی کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اپنے ایمان میں بھلائی کمانہ رکھی ہو)۔[2]

مسند احمد میں ابوزرعہ بن عمرو بن جریر سے مروی ہے کہ:

چھ افراد مدینہ میں مروان کے ساتھ بیٹھے اور اس کی باتیں سنیں وہ قیامت کی نشانیوں کے بارے میں بات کر رہا تھا کہ قیامت کی پہلی نشانی دجال کا خروج ہے'' تو وہ لوگ وہاں سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اس کی بات نقل کی تو حضرت عبداللہ بن عمرو نے فرمایا کہ مروان نے کچھ بتایا۔ مجھے رسول اکرم ﷺ کا ارشاد یاد ہے کہ:

بیشک اولین نشانیوں میں سے سورج کا طلوع ہونا، دابۃ الارض کا نکلنا ہے دونوں میں سے جو نشانی پہلے ظاہر ہو جائے دوسری اس کے بعد بہت جلد واقع ہوگی۔[3]

پھر حضرت عبداللہ کہنے لگے یہ کتابیں پڑھتے رہتے تھے، اور میرا خیال یہ ہے کہ ان میں سے پہلے مغرب سے طلوع شمس واقع ہوگا۔ یہ اس لیے کہ وہ جب بھی غروب ہوتا ہے عرش کے نیچے آتا ہے سجدہ کر کے واپسی کی اجازت مانگتا ہے تو اس کو واپسی کی اجازت مل جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اسے مغرب سے طلوع ہونے کا حکم دے۔ یہ اسی طرح چلتا رہے گا اور عرش کے نیچے آ کر سجدہ کر کے واپسی کی اجازت مانگے گا اس کو کوئی جواب نہیں ملے گا۔ حتیٰ کہ رات کافی گذر جائے گی جتنی اللہ تعالیٰ چاہے اور سورج سمجھ لے گا کہ اگر اب اجازت بھی ملی تو وہ مشرق تک نہیں پہنچ سکے گا، وہ کہے گا اے رب مشرق بہت دور ہے لوگوں کا میرے بغیر کیا ہوگا؟ حتیٰ کہ افق ایسا ہو جائے گا جیسے کہ زنجیر ہو پھر اسے کہا جائے گا اپنی جگہ پر لوٹ جا اور طلوع ہو جا! چنانچہ وہ مغرب سے طلوع ہو جائے گا۔

یہ فرما کر حضرت عبداللہ نے یہ آیت تلاوت کی۔ اس وقت کسی نفس کا ایمان اسے فائدہ نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اپنے ایمان میں خیر نہ کما رکھی ہو''۔

صحیح مسلم ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ابوحیان یحیی بن سعید بن حیان کی سند سے حضرت عبداللہ بن عمر و رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد یاد ہے کہ:

''قیامت کی اولین نشانیوں میں سے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور دابہ کا لوگوں کے سامنے نکلنا ہے۔ چنانچہ جو بھی نشانی پہلے واقع ہو جائے دوسری اس کے بعد بہت جلد ہی واقع ہو جائے گی''۔[4]

ہم یہ بات ذکر کر چکے ہیں کہ یہاں ان نشانیوں سے مراد وہ نشانیاں ہیں جو مانوس نہیں اور جو کہ عادات مستقرہ کے خلاف ہے۔ چنانچہ دابہ کا لوگوں سے بات چیت کرنا، کافر اور مومن کی تعیین کرنا نامانوس ہے اور مغرب سے سورج کا طلوع ہونا دابہ سے مقدم ہے۔ یہی احتمال زیادہ صحیح اور مناسب ہے۔

طبرانی میں ایک غریب حدیث عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

''جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو ابلیس سجدے میں گر جائے گا اور بلند آواز سے کہے گا کہ ''مجھے حکم دے تو میں جسے تو

---

(۱) اس کی تخریج گذر چکی (۲) بخاری، بدء الخلق حدیث نمبر ۳۱۹۹، مسلم حدیث نمبر ۳۹۷، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۰۰۲

(۳) صحیح مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۳۰۹، ابوداؤد کتاب الملاحم حدیث نمبر ۴۳۱۰

چاہے اسے سجدہ کر لیں گا'' (اس کی جزع فزع دیکھ کر اس کے چیلے وہاں جمع ہو کر پوچھیں گے کہ یہ آہ وزاری کیسی ہے؟ وہ کہے گا کہ میں نے اپنے رب سے وقت معلوم تک کی مہلت مانگی تھی۔ (۱)

پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پھر دابۃ الارض صفا پہاڑی کی ایک دراڑ سے نکلے گا پھر فرمایا:
وہ پہلا قدم انطاکیہ میں رکھے گا چنانچہ ابلیس وہاں آ کر اسے طمانچہ لگائے گا۔ (۲)

یہ حدیث بہت ہی غریب (عجیب) ہے اس کا نبی کریم ﷺ تک نسبت میں نکارت پائی جاتی ہے۔ ہونا ہو یہ حدیث ان دومنکوں کی باتوں میں سے جو جنگ یرموک میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے ہاتھ لگے تھے اور ان میں اہل کتاب کی کچھ کتب تھیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ان کتب سے بہت سے عجیب وغریب واقعات بیان کیا کرتے تھے۔ ایسا ہی ایک واقعہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے گذر چکا ہے کہ دابۃ الارض ابلیس کو قتل کر دے گا اور یہ بھی انتہائی غرابت والا واقعہ ہے۔

طالوت بن عباد کی سند سے ابوامامہ صدی بن عجلان سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ:
''قیامت کی پہلی نشانی سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے''۔ (۳)

مسلمانوں میں رات کو عبادت کرنے والے مغرب سے طلوع شمس تک باقی ہوں گے حافظ ابوبکر بن مردویہ نے اپنی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ:

لوگوں پر دنیا کی تین راتوں کے برابر ایک رات آئے گی، جب نہ رات ہوگی تو نفل پڑھنے والے اسے پہچان میں گے تو ان میں سے ایک شخص سو کر اٹھے گا اور پھر نفل میں تلاوت کر کے سو جائے گا، پھر دوبارہ اٹھے گا پھر پڑھ کر سو جائے گا۔ اسی دوران لوگ چیخ وپکار کر کے ایک دوسرے سے پوچھیں گے یہ کیا ہو رہا ہے؟ اور پھر مسجدوں کی طرف بھاگیں گے اچانک انہیں سورج مغرب سے طلوع ہوتا نظر آئے گا حتیٰ کہ آسمان کے درمیان تک آ جائے گا پھر دوبارہ لوٹے گا اور پھر مغرب سے طلوع ہوگا۔
(نبی کریم ﷺ نے مزید فرمایا کہ) اس وقت کسی کا ایمان اسے نفع نہیں دے گا۔ (۴)

ابن مردویہ نے سفین ثوری کی سند سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ مغرب سے طلوع شمس کی کیا نشانی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ

وہ رات طویل ہو جائے گی، اور دو راتوں کے برابر ہوگی۔ رات کو نفل پڑھنے والے بیدار ہو کر اپنے معمولات سرانجام دیں گے۔ مگر تارے دکھائی نہ دیں گے وہ اپنی جگہ سو چکے ہوں گے۔ یہ لوگ بھی سو جائیں گے پھر اٹھیں گے نماز پڑھ کر پھر سو جائیں گے، پھر اٹھ کر نماز پڑھ کر سو جائیں گے اور پھر اٹھیں گے، رات لمبی ہو جائے گی تو لوگ چیخ وپکار کریں گے صبح نہ ہوگی۔ اسی دوران جب یہ صبح ہونے کا انتظار کر رہے ہوں گے سورج کے مشرق سے طلوع ہونے کا کہ اچانک انھیں وہ مغرب سے طلوع ہوتا نظر آئے گا۔ جب لوگ اسے دیکھیں گے تو ایمان لے آئیں گے مگر ان کا ایمان لانا فائدہ مند نہ ہوگا۔ (۵)

حافظ ابوبکر بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے ایک دن اپنے ہم نشینوں سے فرمایا کیا تم نے کبھی اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر غور کیا ہے: ''(وہ سورج سڑی ہوئی کیچڑ کے ایک تالاب میں غروب ہو رہا تھا)'' (سورۃ الکہف آیت نمبر ۸۶) کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ:

''یہ سورج جب غروب ہوتا ہے تو اللہ کو سجدہ کرتا ہے اور اس کی تسبیح وتعظیم کرتا ہے اور پھر عرش کے نیچے جاتا ہے وہاں پہنچ کر اللہ کو سجدہ کرتا اور تسبیح وتعظیم کرتا ہے اور پھر اجازت مانگتا ہے۔ پھر جب وہ دن ہوگا اسے روک لیا جائے گا یہ سجدہ کر کے تسبیح وتعظیم

---

(۱) طبرانی اوسط حدیث نمبر ۹۴ (۲) بغوی شرح السنۃ صفحہ ۵/۱۵۸ (۳) صحیح مسلم حدیث نمبر ۷۳۰۹، ۷۳۱۰، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۳۱۰
(۴) الدر المنثور صفحہ ۵۸۱۳، اللآلی المصنوعۃ صفحہ ۱/۳۱، تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳/۳۶۹ (۵) ابن کثیر صفحہ ۳/۳۶۸، اللآلی المصنوعۃ صفحہ ۱/۳۱، الدر المنثور صفحہ ۳/۵۸

کرے گا اور اجازت مانگے گا تو اسے کہا جائے گا "انتظار کر" پھر اسے دو راتوں کے برابر روک لیا جائے گا (ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ) تہجد پڑھنے والے جزع فزع کریں گے۔ آدمی اپنے پڑوسی کو آواز دے گا کہ آج رات کو کیا ہو گیا؟ میں رات سو کر سیر ہو گیا نماز پڑھتے پڑھتے تھک گیا ہوں۔" ادھر سورج کو کہا جائے گا جہاں سے غروب ہوا تھا وہاں طلوع ہو جا۔ اور یہ وہ دن ہو گا (جب کسی کا ایمان اسے نفع نہیں دے گا الآیۃ)۔ (۱)

مہاجرین کی ہجرت دشمن سے لڑائی کے دوران قبول نہیں ہوگی۔ مسند احمد ابن السعدی سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

"جب تک دشمن لڑ رہا ہو ہجرت فائدہ نہیں دے گی"۔ (۲)

حضرت معاویہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عاص رضی اللہ عنہم سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ ہجرت کی دو خصلتیں ہیں ایک تو یہ کہ برائی کو چھوڑ دیا جائے دوسری یہ کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی جائے، جب تک توبہ قبول ہوتی رہے گی ہجرت منقطع نہ ہو گی اور توبہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے تک قبول ہو گی اور جب طلوع ہو جائے گا تو ہر دل پر مہر کر دی جائے گی اور لوگوں کے لئے عمل کافی ہوگا۔ (۳) (اس حدیث کی اسناد جید اور قوی ہیں مگر یہ مشہور کتب حدیث میں موجود نہیں)۔

مسند احمد اور ترمذی میں حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ "اللہ تعالیٰ نے توبہ کے لئے مغرب سے پہلے ایک دروازہ کھولا ہے جس کی چوڑائی ستر یا چالیس ہاتھ ہے وہ دروازہ اس وقت تک بند نہ ہو گا جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے۔" (۴)

چنانچہ یہ آیت کریمہ اور متواتر روایات ثابت کرتی ہیں کہ جو شخص سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد ایمان لایا یا توبہ کی اب توبہ قبول نہ کی جائے گی، اور پھر ایسا ہی رہے گا واللہ اعلم۔ کیونکہ یہ قیامت کی نشانیوں اور علامات میں سے جن کے قریب کا پتہ چلتا ہے، لہذا اس وقت میں بھی وہی معاملہ کیا جائے گا جو قیامت کے دن ہو گا، یعنی ایمان اور توبہ کی عدم قبولیت۔ جیسے کہ سورۃ انعام میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"ھل ینظرون الا ان تاتیھم الملائکۃ او یاتی ربک او یاتی بعض آیات ربک یوم یاتی بعض آیات ربک لاینفع نفسا ایما نھالم تکن آمنت من قبل " (آیت نمبر ۱۵۸)

وہ لوگ انتظار نہیں کرتے مگر یہ کہ آ جائیں ان کے پاس فرشتے یا آپ کا رب یا آپ کے رب کی بعض نشانیاں، جس دن آپ کے رب کی بعض نشانیاں آئیں گی، کسی نفس کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہ دے گا، جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا تھا۔

اور سورۃ غافر میں فرمایا کہ:

جب دیکھ لیا انہوں نے ہماری پکڑ (عذاب) کو تو کہنے لگے ہم صرف ایک اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور جن کو ہم شریک ٹھہراتے ہیں اُن کا انکار کرتے ہیں، کہ کوئی فائدہ نہیں پہنچایا (اس وقت) ان کو ایمان لانے سے۔

اور سورۃ زخرف میں فرمایا کہ:

"یہ لوگ بس قیامت کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ ان پر دفعتاً آ پڑے اور ان کو خبر بھی نہ ہو۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

بیہقی نے حاکم سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا، سب سے پہلی نشانی جو ظاہر ہو گی وہ دجال کا ظہور ہو گا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ظاہر ہوں گے، پھر یاجوج ماجوج ظاہر ہوں گے، پھر دابہ نکلے گا، پھر سورج مغرب سے طلوع ہو گا۔ اس لئے کہ جب سورج مغرب سے طلوع ہو گا تو جس نے حضرت عیسیٰ علیہ اسلام پر ایمان لانا ہو گا وہ لا چکا ہو گا، اور اس کے بعد کا ایمان معتبر نہ ہو گا، اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ اسلام سورج کے مغرب سے طلوع

(۱) تفسیر طبری، سورۃ الانعام صفحہ ۵/۹۷ (۲) مسند احمد صفحہ ۱/۱۹۲ (۳) مسند احمد صفحہ ۱۹۲/ تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳/ ۳، تاریخ کبیر بخاری صفحہ ۶/۱۴۰

(۴) ترمذی کتاب الدعوات حدیث نمبر ۳۵۳۵، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۷۰، ابن کثیر صفحہ ۳/۳۶۹

ہونے کے بعد نزول فرماتے تب تو کوئی بھی کافر نہ ہوتا۔

لیکن اس میں کچھ اشکال ہے کیونکہ اُس دن دنیا والوں کا ایمان سب کو فائدہ نہ دے گا:

"ولا ینفع نفسا ایمانهالم تکن آمنت من قبل"(۱) (سورۃ انعام آیت ۱۵۸)

چنانچہ جس نے مغرب سے سورج طلوع ہونے کے بعد ایمان قبول کیا یا توبہ تو وہ قبول نہ ہوگی جب تک وہ اس واقعے سے پہلے ہی توبہ نہ کر چکا اس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان، قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں سورۃ نساء میں موجود ہے کہ:

"وان من اهل الکتاب الالیؤمنن به قبل موته."

اور کوئی شخص اہل کتاب میں سے نہیں رہتا مگر وہ عیسیٰ علیہ السلام کی اپنے مرنے سے پہلے ضرور تصدیق کر لیتا ہے۔

(ترجمہ حضرت تھانوی)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے بعد وفات سے پہلے پہلے تمام اہل کتاب ایمان لے آئیں گے یعنی ایسا ایمان جس میں وہ سمجھتے ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور رسول ہیں، چنانچہ عیسائیوں کو اپنے جھوٹے ہونے کا علم ہو جائے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ اسلام اللہ کے بندے اور رسول ہیں بیٹے نہیں، جیسے اُن کو مجرم سمجھا کرتے تھے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنتیں اور غضب نازل ہوں۔

قیامت سے پہلے دھویں کا ذکر

سورۃ دخان میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

سو آپ (ان کے لئے) اس روز کا انتظار کیجئے کہ آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہوگا۔ جو ان سب لوگوں پر عام ہو جاوے یہ (بھی) ایک دردناک سزا ہے۔ اے ہمارے رب ہم سے اس مصیبت کو دور کر دیجئے۔ ہم ضرور ایمان لے آویں گے۔ ان کو (اس سے) کب نصیحت ہوتی ہے حالانکہ (اس کے قبل) ان کے پاس ظاہر شان کا پیغمبر آیا ہے، پھر بھی یہ لوگ اس سے سر تابی کرتے رہے اور یہی کہتے رہے کہ (کسی دوسرے بشر کا) سکھلایا ہوا ہے دیوانہ ہے ہم چندے اس عذاب کو ہٹا دیں گے تم پھر اپنی اسی حالت پر آ جاؤ گے۔ جس روز ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے (اس روز) ہم (پورا) بدلہ لیں گے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

ان آیات کی تفسیر کے بارے میں ہم اپنی تفسیر ابن کثیر سورۃ دخان کے ذیل میں سیر حاصل گفتگو کر چکے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان آیات کی تفسیر اس زبردست بھوک اور قحط سالی سے کی جس میں قریش مبتلا ہوئے تھے۔ اس قحط سالی میں رسول اکرمﷺ کی بد دعا کی بدولت اہل قریش مبتلا ہوئے تھے۔ چنانچہ ان کا قحط اور بھوک کی وجہ سے یہ حال ہو گیا تھا کہ جب یہ لوگ آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے تو آسمان کے درمیان ان کو دھواں دکھائی دیتا تھا۔

حالانکہ یہ تفسیر غریب ہے اور صحابہ کرام میں سے کسی سے منقول نہیں ہے۔ اس لیے کہ حضرت ابوشریح حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کی روایت میں منقول ہے، فرماتے ہیں کہ "قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی، یہاں تک کہ تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو، چنانچہ ان دس نشانیوں میں دجال، دخان (دھواں) اور دابہ کا ذکر بھی فرمایا"۔(۲)

اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے، فرمایا "چھ چیزوں سے اعمال کے ذریعے بچو"۔(۳) چنانچہ ان چھ چیزوں میں دجال،

(۱) کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا (ترجمہ حضرت تھانوی) (۲) مسلم کتاب الفتن باب فی بقیہ من احادیث الدجال حدیث نمبر ۷۳۲۳، ابن ماجہ کتاب الفتن باب الآیات حدیث نمبر ۴۰۵۶، اور مسند احمد حدیث نمبر ۲/۳۳۷ اور حدیث نمبر ۲/۳۷۲

(۳) مسلم کتاب الفتن باب فی الآیات التی تکون قبل الساعۃ حدیث نمبر ۷۲۱۴، حدیث نمبر ۷۲۱۵، اور ابوداؤد کتاب الملاحم باب امارات الساعۃ حدیث نمبر ۴۳۱۱، مسند احمد حدیث نمبر ۷۱۴

دخان (دھواں) اور دابہ کا ذکر بھی کیا۔ یہ دونوں روایات امام مسلم نے مرفوعاً نقل کی ہیں۔

ظاہر قرآن کریم سے جو یہ معلوم ہوتا کہ آسمان سے ایک دھواں آئے گا جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا یہ تو عام اور تحقیق شدہ بات ہے، اس سے وہ تفسیر مراد نہیں جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمائی ہے کہ بھوک کی شدت سے اہل قریش کو دھواں دکھائی دیتا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ دخان آیت نمبر ۱۰ میں فرمایا ہے کہ:

"فارتقب یوم تاتی اسماء بدخان مبین"

یعنی سو آپ (ان کے لیے) اس روز کا انتظار کیجئے کہ آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہوگا۔

یعنی یہ نہایت واضح ہوگا کسی قسم کا خیال وغیرہ نہیں جو بھوک کی شدت کی وجہ سے ہو۔ اسی طرح آگے بارہویں آیت میں فرمایا:

"ربنا اکشف عنا العذاب انا مومنون"۔

یعنی اے ہمارے رب ہم سے عذاب کو دور فرما دیجئے ہم ایمان لانے والے ہیں۔

یعنی اس زمانے کے لوگ یہ دعا مانگیں گے اور اس کے ذریعے اس سختی سے نجات حاصل کرنا چاہیں گے۔ کیونکہ وہ ایمان لا چکے ہوں گے اور ان معاملات کے انتظار میں ہوں گے جو قیامت سے پہلے ہونے ہوں گے۔ تاکہ اگر ان کے سامنے وہ معاملات ہوں تو دعا کر کے نجات حاصل کرلیں۔ واللہ اعلم۔

امام بخاری نے مسروق سے ایک روایت نقل کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص 'کندۃ' نامی جگہ پر بیٹھا ہوا حدیث بیان کررہا تھا کہ قیامت کے دن دھواں آئے گا، اس دھویں کی وجہ سے منافقوں کی آنکھیں اور کان بے کار ہو جائیں گے اور مومنوں کو زکام ہو جائے گا (مسروق کہتے ہیں) ہم یہ سن کر گھبرا گئے اور فوراً حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ حضرت اس وقت تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے، (ہماری بات سن کر) غصے سے اٹھ کر بیٹھ گئے، اور فرمایا اے لوگو! اگر کسی کو کچھ معلوم ہے تو بتایا کرے، اور جسے معلوم نہ ہو اسے صرف یہ کہنا چاہئے "اللہ اعلم" یعنی اللہ ہی زیادہ جاننے والے ہیں۔ کیونکہ کسی بات سے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے "اللہ اعلم" کہنا بھی علم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ:

"قل مآ أسألكم عليه اجراً وما انا من المتكلفين"۔ (سورۃ ص آیت نمبر ۸۶)

آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس قرآن (کی تبلیغ) پر نہ کچھ معاوضہ چاہتا ہوں اور نہ میں بناوٹ کرنے والوں میں سے ہوں۔

(ترجمہ حضرت تھانوی)

جب اہل قریش نے اسلام قبول کرنے میں مسلسل سستی کا مظاہرہ کیا تو نبی کریم ﷺ نے ان کے خلاف بددعا فرمائی کہ اے اللہ! میری ان سات چیزوں سے مدد فرما دیجئے جن سے حضرت یوسف علیہ السلام کی مدد فرمائی تھی"۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ کی بددعا کے نتیجے میں ان کا یہ حال ہوا، حتیٰ کہ مردار اور ہڈیاں کھاتے کھاتے مرگئے، اسی بھوک کی وجہ سے ان کا یہ حال ہو گیا تھا کہ ان کو بھوک کی شدت کی وجہ سے زمین و آسمان کے درمیان دھواں دکھائی دیتا تھا۔ اس کے بعد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور عرض کی 'اے محمد! آپ تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں اور آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی اور یہ آیت پڑھی:

"فارتقب يوم تاتي السماء بدخان مبين. يغشى الناس هذا عذاب اليم. ربنا اكشف عنا العذاب انامومنون"۔ (سورۃ دخان)

"لوگوں کو یہ دردناک عذاب گھیر لے گا، اے ہمارے ہم سے اس مصیبت کو دور کر دیجئے ہم ایمان لانے والے ہیں۔"

آخرت میں عذاب جب آئے گا تو ہم ان سے یہ عذاب ہٹا سکیں گے؟ دنیا کا عذاب تو ان سے ہٹالیا، اس لیے وہ اپنے کفر میں دوبارہ مصروف ہوگئے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"یوم نبطش البطشۃ الکبری" (سورۃ الدخان آیت نمبر ۱۶)

"جس روز ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے۔"

اور یہ جنگ بدر کا دن تھا

الٓمّٓ اہل روم ایک قریب کے موقع میں مغلوب ہو گئے اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب تین سال سے لے کر نو سال تک کے اندر اندر غالب ہوں گے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

جیسے کہ پہلے گذر چکا ہے کہ چار نشانیوں کا ظہور ہو چکا ہے۔ امام بخاری اور مسلم نے اعمش کی روایت بیان کی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ قمر، دخان، روم اور لزام کی نشانیاں گذر چکی ہیں۔ امام بخاری نے مختلف الفاظ اور متعدد طرق سے اس کو روایت کیا ہے۔ اور ابھی جس قصہ خواں کا ذکر پہلے گذرا ہے یہ دھواں قیامت سے پہلے ہوگا۔ یہ کہنا اچھا نہیں ہے اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس شخص کا رد کیا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ دھواں قیامت سے پہلے اس طرح ظاہر ہوگا جیسے دابہ، دجال، دخان، یاجوج ماجوج وغیرہ۔ جیسا کہ ابھی اس بارے میں ابوشریح اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرھم رضی اللہ عنہ کی روایات گزری ہیں۔

رہی وہ آگ جو قیامت سے پہلے ظاہر ہوگی، صحیح روایات کے مطابق یہ آگ عدن کے محل سے نکلے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف لے جائے گی، جہاں یہ لوگ رات گذاریں گے تو یہ آگ بھی ان کے ساتھ رات گذارے گی۔ اور جہاں یہ لوگ تھک کر ٹھہر جائیں گے وہیں یہ آگ بھی ٹھہر جائے گی اور جو بھاگتے ہوئے لوگوں میں سے پیچھے رہ جائے گا اس کو کھا جائے گی۔

قرب قیامت بجلیاں گرنے کی کثرت ہوگی امام احمد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ "نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قرب قیامت میں کثرت سے بجلیاں گریں گی، یہاں تک کہ ایک شخص اپنی قوم کے پاس آئے گا اور پوچھے گا کل کس پر بجلی گری؟ تو دوسرے جواب دیں گے فلاں فلاں پر بجلی گری ہے"۔ (۱)

قیامت سے پہلے شدید بارش کا ذکر..... حافظ ابوبکر بزار نے اپنی مسند میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ایسی زبردست بارش نہ ہو جو کسی جگہ کو نہ چھوڑے نہ بالوں سے بنے گھر کو نہ خیموں کو"۔ (۲) (یا نہ کچے گھروں کو اور نہ پکے گھروں کو)۔

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "قیامت کی نشانیاں ایسی ہیں جیسے کسی لڑی میں موتی پروئے ہوئے ہوں، اور وہ لڑی ٹوٹ جائے تو وہ موتی پے در پے گرتے چلے جاتے ہیں"۔ (۳)

یعنی جس طرح لڑی ٹوٹ جانے سے موتی ایک ایک کر کے سارے گر جاتے ہیں اور بہت تیزی سے اور جلدی جلدی گرتے ہیں اسی طرح قیامت کی نشانیاں ایک کے بعد ایک مسلسل گرتی چلی جائیں گی۔

ان امور کا ذکر جن سے پہلے قیامت نہیں آسکتی ان میں سے اکثر نشانیاں پہلے مختلف روایات میں گذر چکی ہیں، ان میں سے کچھ ہم مزید ذکر کریں گے۔ وباللہ المستعان۔

بلند و بالا عمارات کی تعمیر بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے..... جیسا کہ پہلے گذرا کہ امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک لوگ اونچی اونچی عمارتیں نہ بنانے لگیں گے، اسی طرح اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک دو بڑے بڑے عظیم گروہوں کی آپس میں جنگ نہ ہو، دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور

(۱) بخاری کتاب التفسیر باب وما انا من المتکلفین حدیث نمبر ۴۸۰۹، مسلم کتاب صفات المنافقین باب الدخان حدیث نمبر ۶۹۹۷، اور حدیث نمبر ۶۹۹۸، ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورۃ الدخان حدیث نمبر ۳۲۵۴ (۲) مذکورہ بالا اور مسند احمد حدیث نمبر ۳/۶۴، کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۴۰۶، درمنثور حدیث نمبر ۶/۵۵، مسند احمد حدیث نمبر ۲/۲۸۶، درمنثور حدیث نمبر ۶/۵۲، مجمع الزوائد حدیث نمبر ۷/۳۳۰، ۷/۳۳۱ (۳) مسند احمد حدیث نمبر ۲/۲۱۹، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴/۴۷۳، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۴۳۳

قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک علم چھین نہ لیا جائے، زلزلے کثرت سے نہ آنے لگیں، زمانہ قریب ہو جائے گا، فتنے کثرت سے برپا ہونے لگیں گے، اور کثرت سے ہرج (قتل) ہونے لگے۔ اور اس وقت تک قیامت نہ آئے گی جب تک تیس جھوٹے دجال نہ ظاہر ہو جائیں ان میں سے ہر ایک یہی کہتا ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ اسی طرح اس وقت تک قیامت نہ آئے گی جب تک کہ ایک شخص ایک قبر کے پاس سے گذرے گا اور قبر کو دیکھ کر آرزو کرے گا کہ کاش یہ میری قبر ہوتی''۔

اسی طرح قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک سورج مغرب سے نہ طلوع ہو، اور جب سورج مغرب سے نکل آئے گا تو لوگ اس کو دیکھ کر ایمان لے آئیں گے لیکن یہ وہ وقت ہوگا جب:

''لاینفع نفساً ایمانها لم تکن آمنت من قبل او کسبت فی ایمانها خیرا''۔

''کسی ایسے شخص کو اس وقت نہ ایمان لانے کا فائدہ ہوگا جو ابھی تک ایمان نہ لایا تھا اور نہ کسی نیک کام کا فائدہ ہوگا''

اور قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک تمہارے پاس مال کی بہت کثرت نہ ہو جائے یہاں تک کہ مال والا حیران و پریشان ہوگا کہ وہ کس کو مال دے''۔ (۱)

امام مسلم نے اس روایت کو ایک دوسرے طریقے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابو بریدۃ، حضرت ابو بکرۃ رضی اللہ عنہم وغیرہم سے بھی یہ روایت گذر چکی ہے کہ ''قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک ترک جنگ نہ کریں، جن کے چہرے چوڑے ہوں گے، پچکے ہوئے ناک ہوں گے، ان کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے بڑے بڑے مٹکے ہوتے ہیں، یہ بالوں کے جوتے پہنیں گے''۔ (۲) وہ لوگ قنطورا کی اولاد ہوں گے، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی باندی تھی۔

قیامت کی نشانیوں میں سے علم کی کمی اور جہالت کی زیادتی بھی ہے...... امام بخاری اور مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا اور جہالت عام ہو جائے گی، زنا عام ہو جائے گا، شراب پی جانے لگے گی، مرد کم اور عوتیں زیادہ ہوں گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا نگران ایک ہی مرد ہوگا۔ (۳)

عرب کی سرزمین کا مال و دولت، خیر و برکت سے بھر جانا بھی قیامت کی نشانی ہے... سفیان ثوری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ رات دن اس وقت تک نہیں جائیں گے یہاں تک کہ عرب کی سرزمین خیر و برکت اور بحر و نہر سے نہ بھر جائے یہاں تک کہ دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا اور اس کی خاطر یہ آپس میں جنگ کریں گے، ہر سو میں سے ننانوے قتل ہو جائیں گے اور ایک بچے گا''۔ (۴)

قیامت سے پہلے بعض عربوں کے مرتد ہونے کی طرف اشارۂ نبویہ ﷺ...... امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک قبیلہ دوس کی عورتوں کے چوتڑ دوس کے سرکش ذی الخلصۃ کے اردگرد نہ حرکت کریں جو جاہلیت میں بتوں کی عبادت کرتے تھے''۔ (۵)

---

(۱) بخاری کتاب الفتن باب (۲۵) حدیث نمبر ۷۱۲۱، مسلم کتاب الایمان باب الاسلام ماھو بیان خصالہ حدیث نمبر ۹۹، مسند احمد حدیث نمبر ۲/۵۳۰

(۲) مسلم کتاب الفتن باب لاتقوم الساعۃ حتی یمر...... حدیث نمبر ۷۳۳۳، ابوداؤد کتاب الملاحم والفتن باب فی قتال الترک حدیث نمبر ۴۳۰۳، نسائی کتاب الجہاد باب غزوۃ الترک والحبشۃ حدیث نمبر ۳۱۷۷ (۳) بخاری کتاب العلم باب رفع العلم وظہور الجہل حدیث نمبر ۸۱، مسلم کتاب العلم باب رفع العلم وقبضہ وظہور الجہل حدیث نمبر ۶۷۲۷، ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی اشراط الساعۃ حدیث نمبر ۲۲۰۵ (۴) بخاری کتاب الفتن باب خروج النار حدیث نمبر ۷۱۱۹، مسلم کتاب الفتن باب لاتقوم الساعۃ حتی یحسر ...حدیث نمبر ۷۲۰۳، ابوداؤد کتاب الملاحم والفتن باب۔ حسر الفرات عن کنز حدیث نمبر ۴۳۱۳ (۵) بخاری کتاب الفتن باب تغییر الزمان حتی تعبد الاوثان حدیث نمبر ۷۱۱۶، مسلم کتاب الفتن باب لاتقوم الساعۃ حتی تعبد...... حدیث نمبر ۷۲۲۷، مسند احمد حدیث نمبر ۲/۲۷۱

امام مسلم نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، فرمایا رات دن اس وقت تک نہ جائیں گے جب تک لات وعزیٰ کی عبادت نہ کی جائے''۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! میں یہ سمجھتی تھی (جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون''

(سورۃ توبہ آیت نمبر ۳۳، سورۃ صف آیت ۹)

(چنانچہ) وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت (کا سامان یعنی قرآن) اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام (بقیہ) دینوں پر غالب کردے گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ سب کچھ جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے عنقریب ہوگا، پھر اللہ تعالیٰ ایک پاک ہوا بھیجیں گے۔ اس ہوا کے اثر سے ہر وہ شخص وفات پاجائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا، وہی لوگ باقی بچیں گے جن کا بھلائی کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہوگا، تو وہ اپنے باپ دادوں کے دین کی طرف واپس لوٹ جائیں گے۔ (۱)

جزء الانصاری نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلی نشانی وہ آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف ہانک کرلے جائے گی۔ (۲)

بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک دن لوگوں میں موجود تھے کہ اتنے میں ایک اعرابی آیا اور ایمان کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال پوچھا پھر پوچھا کہ یارسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس سے یہ سوال پوچھا گیا ہے وہ سوال پوچھنے والے سے زیادہ اس بارے میں کچھ نہیں جانتا، لیکن میں عنقریب تمہیں اس کی نشانیاں بتاؤں گا، جب لونڈی اپنے آقا کو جنے گی، ننگے پیر، ننگے بدن گھومنے پھرنے والے، بکریاں چرانے والے لوگوں کے سردار ہوں گے، تو یہ قیامت کی نشانیاں ہیں۔ پانچ باتیں ہیں، جن کو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی:

''ان اللہ عندہ علم الساعۃ و ینزل الغیث و یعلم مافی الارحام وماتدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر'' (سورۃ لقمان آیت نمبر ۳۴)

بے شک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ رحم میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل وہ کیا عمل کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا، بیشک اللہ سب باتوں کا جاننے والا باخبر ہے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

پھر وہ شخص وہاں سے چلا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کو واپس بلالاؤ۔ صحابہ کرام دوڑے لیکن وہ کہیں دکھائی نہ دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جبرئیل تھے لوگوں کو دین کی معاملات سکھانے آئے تھے''۔ (۳)

آپ ﷺ نے جو یہ فرمایا ''ان تلد الامۃ ربتھا'' اس سے مراد یہ کہ آخری زمانے میں یہ باندیاں ہی عظمت وحشمت کا نشان ہوں گی۔ لہٰذا باندی صرف کسی بڑے آدمی کے پاس ہوگی کسی اور عام آزاد آدمی کے ماتحت نہ ہوگی چنانچہ اسی لیے اس کے ساتھ ہی فرمایا ''اور تو دیکھے گا ننگے پیر اور ننگے بدن رہنے والے بڑی بڑی آبادیاں بنا کر رہیں گے یعنی ان کے ساتھ یہ لوگوں کے سردار بن جائیں گے جن کے مال زیادہ ہوجائیں ان کی عظمت و وجاہت بڑھ جائے گی۔

قیادت کی صورت میں سے یہ بھی ہے کہ دنیا ان لوگوں کے پاس جمع ہوجائے گی جس کا دین ودنیا میں کوئی حصہ نہ ہو اور یہی مضمون ایک پہلی گذری ہوئی حدیث میں بھی ہے۔ جس میں فرمایا کہ ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب دنیا سے سب سے زیادہ عیش وآرام حاصل کرنے والا وہ

---

(۱) مسلم کتاب الفتن باب لاتقوم الساعۃ حتی یعبد..... حدیث نمبر ۷۲۷، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۲۲۶۱۴، حدیث نمبر ۵۴۹، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۴۳۳

(۲) درمنثور للسیوطی حدیث نمبر ۶/۹۲ (۳) بخاری کتاب الایمان باب سوال جبریل النبی ﷺ عن الایمان ..... حدیث نمبر ۵۰، مسلم کتاب الایمان باب الایمان ماھو؟ وبیان خصالہ حدیث نمبر ۹۷

شخص نہ ہو جائے جو خود بھی کمینہ ہے اور اس کا باپ بھی کمینہ تھا۔ (۱)

قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ کسی کام کو نا اہل کے سپرد کر دیا جائے۔ اور ایک اور حدیث میں ہے کہ:

''جب کوئی کام کسی ایسے شخص کے سپرد کر دیا جائے جو اس کا اہل نہ تھا تو قیامت کا انتظار کرو''۔ (۲)

ایک اور حدیث میں ہے کہ فرمایا:

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ہر قبیلہ اپنے بدترین آدمی کو اپنا سردار نہ بنانے لگے''۔ (۳)

بعض لوگوں نے اس روایت کی تشریح میں کہا ہے کہ یہ کثرت فتوحات کی وجہ سے ہوگا۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے۔ اس لیے کہ کثرت فتوحات تو اسلام کے ابتدائی زمانے میں ہوگئی، ان کا علامات قیامت سے کیا تعلق؟ جو قریب قیامت میں ظاہر ہوں گی۔ واللہ اعلم۔

حافظ ابو بکر بیہقی نے اپنی کتاب البعث والنشور میں حسن سے ایک روایت بیان کی ہے فرماتے ہیں کہ ''میں علم کی طلب میں پھرتا پھراتا کوفہ پہنچا۔ وہاں اس وقت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ موجود تھے، میں نے عرض کی اے ابو عبدالرحمٰن! کیا قیامت کی علامات کے بارے میں آپ کچھ جانتے ہیں؟ تو فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

''قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ لڑکا نافرمان ہوگا، بارش گرم ہوگی، راز کھل جائیں گے، جھوٹے سچ بولیں گے، خائن امانتدار بن جائیں گے، امانت دار خائن ہو جائیں گے، ہر قبیلہ اپنے اندر سے منافق کو سردار بنائے گا، بازار فساق و فجار سے بھرا پڑا ہوگا، محرابوں کو سجایا جانے لگے گا، دل خراب (گندے) ہو جائیں گے، مرد مردوں پر گذارا کریں گے اور عورتیں عورتوں پر، فتنہ ظاہر ہوگا، سود کھایا جائے گا، خزانے اور آلات موسیقی ظاہر ہو جائیں گے، شراب پی جانے لگے گی، کثرت سے شرطیں لگنے لگیں گی، لوگوں کی برائیاں بیان کرنے والے اور غیبت کرنے والے بہت ہو جائیں گے''۔ (۴)

قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ امانتوں کو ضائع کیا جانے لگے گا۔۔۔ بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی گئی ہے فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا ''یارسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب امانت کو ضائع کیا جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرو''۔ دوبارہ عرض کی، یارسول اللہ! امانت کیسے ضائع ہوگی؟ فرمایا ''جب کسی کام کو کسی ایسے آدمی کے سپرد کر دیا جائے جو اس کا اہل نہ تھا تو قیامت کا انتظار کرو''۔ (۵)

ایک اور روایت امام احمد نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے غالباً مرفوعاً نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''قیامت کے قریبی دنوں میں قتل بہت ہوگا علم زائل (ختم) ہو جائے گا اور جہالت ظاہر ہو جائے گی''۔ (۶)

حضرت ابوموسیٰ فرماتے ہیں جنگی زبان میں ''ہرج'' قتل کو کہتے ہیں۔

ایک اور روایت امام احمد نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک یہ حال نہ ہو جائے کہ ایک شخص اپنے گھر سے نکلے گا، تو اس کے جوتے کا تسمہ یا اس کا کوڑا یا اس کا عصا اسے بتائے گا کہ تیری غیر موجودگی میں تیرے گھر والوں نے کیا کیا ہے''۔ (۷)

اسی طرح ایک اور روایت حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے ہی نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک درندے انسانوں سے باتیں نہ کرنے لگیں، جب تک انسان کے کوڑے کی گرہ اس

---

(۱) ترمذی کتاب الفتن باب لسعد الناس لکع ابن لکع حدیث نمبر ۲۲۰۹، مسند احمد حدیث نمبر ۲۸۹۱۵، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۴۷۶

(۲) بخاری کتاب العلم باب من سئل علماً حدیث نمبر ۵۹، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۴۲۳، سیوطی کی در منثور حدیث نمبر ۶/۵۰

(۳) مجمع الزوائد حدیث نمبر ۷/۳۲۷، تفسیر ابن عدی حدیث نمبر ۲/۷۶۴، فتح الباری حدیث نمبر ۱۳/۸۴ (۴) طبرانی کی معجم الاوسط حدیث نمبر ۴۸۵۸، سیوطی کی در منثور حدیث نمبر ۵۲۱۶ (۵) بخاری کتاب الرقاق باب رفع الامانۃ حدیث نمبر ۶۴۹۶ (۶) مسند احمد حدیث نمبر ۱/۴۳۹، احمد حدیث نمبر ۴/۹۰

(۷) مسند احمد حدیث نمبر ۳/۸۹

سے بات نہ کرے، جب تک انسان کے جوتے کا تسمہ اس سے بات نہ کرے، اور جب تک اس کی ران اس کو نہ بتادے کہ تیری غیر موجودگی میں تیرے گھر والوں نے کیا کیا ہے''۔ (۱)

امام احمد نے ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں باتیں کررہے تھے کہ قیامت اس وقت تک قائم ہوگی جب بارش کو روک لیا جائے، زمین اپنی پیداوار بند کردے اور پچاس عورتوں کا نگران ایک ہی مرد ہو، اور ایک عورت اپنے شوہر کے پاس سے گذرے گی تو وہ اس کو دیکھ کر کہے گا کہ وہ اس عورت کا شوہر تھا''۔ (۲)

امام احمد فرماتے ہیں کہ یہ روایت حماد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے اور ایسی ہی ایک اور روایت بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ہی اچھی سند سے بیان کی ہے۔

ایک اور روایت امام احمد نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''قیامت اس وقت قائم ہوگی جب ہم سے علم اٹھا لیا جائے گا، جہالت ظاہر ہوگی، مرد کم ہوجائیں گے، عورتیں زیادہ ہوجائیں گی، یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا نگران ایک ہی مرد ہوگا''۔ (۳)

اسی طرح امام احمد نے ایک اور روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ مسجد میں اس وقت تشریف لائے جب سورج کی روشنی ماند پڑرہی تھی، آپ ﷺ نے ظہر کی نماز ادا فرمائی، سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور قیامت کا تذکرہ فرمانے لگے اور یہ بھی فرمایا کہ قرب قیامت میں بڑے بڑے واقعات ہوں گے''۔ (۴)

قرب قیامت میں وقت سے برکت کے خاتمے کی طرف اشارۂ نبویہ ﷺ ۔۔۔امام احمد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''قیامت اس وقت آئے گی جب زمانہ قریب ہوجائے گا (یعنی وقت سے برکت ختم ہوجائے گی)، سال اتنی جلدی گذرے گا جیسے مہینہ، اور پورا ہفتہ ایسے گذرے گا جیسے ایک دن، اور دن اتنی جلدی گذر جائے گا جیسے ایک گھنٹہ اور گھنٹہ اتنی جلدی گذرے گا جیسے کوئی معمولی سی چیز فوراً جل جاتی ہے''۔ (۵)

ایک اور روایت امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک اس شخص کی مانند نہ ہوجائے جو خود بھی کمینہ تھا اور اس کا باپ بھی کمینہ تھا''۔ (۶)

نہایت معمولی چیزوں کا بولنا بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔۔۔امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت سے پہلے ایسے سال ہوں گے جن میں دھوکہ عام ہوگا، سچا جھوٹ بولے گا اور جھوٹا سچ بولے گا، امانت دار خیانت کرے گا اور خائن امانتدار ہوجائے گا اور نہایت معمولی معمولی چیزیں بات کیا کریں گی۔ (۷)

امام احمد نے ایک اور روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ بکریاں چرانے والوں کو لوگوں کا سردار بنا ہوا دیکھا جائے گا اور (انہی نشانیوں میں سے) تو یہ بھی دیکھے گا کہ ننگے پیر، اور ننگے بدن بھوکے رہنے والے اپنی عمارتوں پر فخر کریں گے اور لونڈی اپنے (مرد) آقا یا (خاوند) آقا کو جنے گی''۔ (۸)

امام احمد نے ایک اور روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت اس وقت تک

---

(۱) دلائل النبوۃ لابی نعیم حدیث نمبر ۱۳۲ (۲) مسند احمد حدیث نمبر ۳/۲۸۶ (۳) بخاری کتاب العلم باب رفع العلم وظہور الجہل حدیث نمبر ۸۱، مسلم کتاب العلم باب رفع العلم وقبضہ ... حدیث نمبر ۶۷۲۷، مسند احمد حدیث نمبر ۳/۹۸، حدیث نمبر ۳/۲۷۳، حدیث نمبر ۳/۲۸۹

(۴) مسند احمد حدیث نمبر ۳/۱۶۳، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۱۷۹۶ (۵) مسند احمد حدیث نمبر ۲/۱۶۳ (۶) مسند احمد حدیث نمبر ۴/۳۶۶

(۷) مسند احمد حدیث نمبر ۴۳۸۲ (۸) مسند احمد حدیث نمبر ۱/۲۷، اور نمبر ۱/۳۱۹، اور نمبر ۲/۳۹۴، اور نمبر ۲/۳۲۶، اور نمبر ۴/۱۲۹، اور نمبر ۴/۱۶۴

نہیں آئے گی جب تک سینگوں والی بکری سے بغیر سینگوں والی پیدا نہ ہو"۔ (۱)

امام احمد نے ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک علم اٹھا نہ لیا جائے، جہل عام نہ ہو جائے اور ہرج کثرت سے نہ ہونے لگے۔ عرض کیا گیا کہ یہ ہرج کیا ہے؟ فرمایا "قتل"۔ (۲)

امام احمد نے ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک تم لوگوں میں مال کی کثرت نہ ہو جائے، اور کثرت بھی اتنی کہ صاحب مال تلاش کرے گا کہ کوئی ہے جو اس کے مال کا صدقہ (زکوۃ) قبول کرے؟ اور اسی طرح قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک علم کو اٹھا نہ لیا جائے۔ زمانہ قریب نہ ہو جائے (یعنی وقت سے برکت ختم نہ ہو جائے) فتنہ عام نہ ہو جائے۔ عرض کیا گیا کہ "ہرج" کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ "قتل قتل"۔ (۳)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک دو بڑے گروہوں کی آپس میں جنگ نہ ہو، جن میں سے ہر ایک کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور ان کے درمیان زبردست قتال ہوگا"۔ (۴)

اور رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تقریباً تیس دجال جھوٹے نہ پیدا ہو جائیں۔ ان میں سے ہر ایک یہی سمجھے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے"۔ (۵)

ایک اور جگہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک سورج مغرب سے نہ طلوع ہو، سو جب مغرب سے سورج طلوع ہوگا اور لوگ بھی اس کو دیکھ لیں گے تو سب کے سب ایمان لے آئیں گے اور یہ اس وقت ہوگا جب۔

"لاینفع نفساً ایمانها لم تکن آمنت من قبل او کسبت فی ایمانها خیراً" (سورۃ الانعام آیت ۱۵۸)۔ (۶)

"کسی ایسے شخص کو اس وقت ایمان لانے کا فائدہ نہ ہوگا جو اس وقت تک ایمان نہیں لایا تھا اور نہ ہی کسی نیک کام کا فائدہ ہوگا"۔

حافظ ابو بکر البزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "قسم اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے، یہ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک اس میں خسف (دھنسا) اور قذف (جھوٹی تہمت) اور مسخ (چہروں کا بگڑ جانا) نہ ہو۔ عرض کیا گیا کہ یہ کب ہوگا یا رسول اللہ؟ ارشاد فرمایا جب تم عورتوں کو شرمگاہوں پر سوار دیکھو (یعنی شرمگاہ کی ہوس پوری کرنے میں مصروف ہوں)، گانے بجانے والیاں زیادہ ہو جائیں۔ جھوٹی گواہی عام ہو جائے، مرد مردوں سے اپنی خواہش پوری کرنے لگیں اور عورتیں عورتوں سے"۔ (۷)

طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ عقل غائب ہو جائے (یعنی نفس پرستی عام ہو جائے) اور دانائی کم ہو جائے"۔ (۷)

امام احمد نے طارق بن شہاب سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا اور کہا کہ جماعت کھڑی ہو گئی ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی نماز کے لیے کھڑے ہو گئے اور ہم بھی اور مسجد کی طرف روانہ ہوئے۔ جب مسجد میں پہنچے تو دیکھا کہ لوگ مسجد کے اگلے حصے میں رکوع کی حالت میں ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی اور رکوع کیا۔ ہم نے بھی تکبیر کہی اور رکوع کیا۔ پھر انہوں نے سجدہ کیا تو ہم نے بھی سجدہ کیا۔ انہوں نے سلام پھیرا تو ہم نے بھی سلام پھیرا۔ ہم

---

(۱) مسند احمد حدیث نمبر ۲/۴۴۴　(۲) مسلم کتاب العلم باب رفع العلم وقبضہ حدیث نمبر ۶۷۲۷، مسند احمد حدیث نمبر ۳/۹۸ اور حدیث نمبر ۳/۲۷۳، اور حدیث نمبر ۳/۲۸۹　(۲) مسند احمد حدیث نمبر ۲/۴۱۶　(۳) بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام حدیث نمبر ۳۶۰۹، مسلم کتاب الفتن باب اذا تواجہ المسلمان بسیفیہما حدیث نمبر ۷۱۸۵، مسند احمد نمبر ۲/۳۱۳　(۴) بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام حدیث نمبر ۳۶۱۷، مسلم کتاب الفتن لاتقوم الساعۃ حتی یمر الرجل بقبر الرجل حدیث نمبر ۷۲۷۱، نمبر ۷۲۷۲، ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء لاتقوم الساعۃ حتی یخرج الکذابون حدیث نمبر ۲۲۱۸

(۵) بخاری کتاب التفسیر باب قل ہلم شہداکم" حدیث نمبر ۴۶۳۵، مسلم کتاب الایمان باب بیان الزمن الذی لا یقبل فیہ الایمان حدیث نمبر ۳۹۴ اور نمبر ۳۹۵، ابوداؤد آداب الملاحم باب امارات الساعۃ حدیث نمبر ۴۳۱۲　(۶) مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴/۴۳۷، سیوطی کی درمنثور حدیث نمبر ۶/۵۵، اور حدیث نمبر ۳/۳۲۴، ہیثمی کی مجمع الزوائد حدیث نمبر ۸/۱۰، اور حدیث نمبر ۸/۱۰　(۷) کنز العمال حدیث نمبر ۱۴/۳۸۵۲۲۔ اور حدیث نمبر ۱۴/۳۸۵۲۳

نے سب کچھ ویسے ہی کیا جیسے انہوں نے کیا تھا۔ اتنے میں ایک شخص تیزی سے گزرا اور کہا اے ابوعبدالرحمن! آپ پر سلامتی ہو۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور رسول اکرم ﷺ نے پہنچادیا۔ نماز سے فارغ ہوکر ہم واپس آئے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے گھر والوں کے پاس تشریف لے گئے اور ہم بیٹھ گئے اور آپس میں باتیں کرنے لگے کہ تم نے سنا تھا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو سلام کا جواب کس طرح دیا تھا؟ صدق اللہ ابلغ رسولہ۔ تم میں سے کون اس بارے میں حضرت رضی اللہ عنہ سے سوال پوچھے گا؟ طارق نے کہا میں پوچھوں گا۔ چنانچہ جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے تو طارق نے سوال پوچھا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "قرب قیامت میں تجارت اتنی پھیل جائے گی کہ عورت اپنے شوہر کی معاون ہوگی، قطع رحمی کی جائے گی، جھوٹی گواہی عام ہوگی، سچی گواہی کو چھپایا جائے گا اور جہالت عام ہوجائے گی"۔ (۱)

آخری زمانے والوں کی علامات .. امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک اللہ تعالیٰ زمین سے اپنا دین نہ اٹھالے، چنانچہ اس کے بعد زمین پر صرف کمینے لوگ باقی رہ جائیں گے جو کسی نیکی کو نہ جانتے ہوں گے اور نہ کسی برائی سے پیچھے ہٹیں گے"۔ (۲)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ہی سے ایک دوسری مرفوع روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں کہ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک اللہ تعالیٰ لوگوں سے اپنا دین نہ اٹھالے"۔ (۳)

بعض بیانات جادو اثر ہوتے ہیں.. امام احمد نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا کہ "بعض بیانات جادو اثر ہوتے ہیں، بدترین لوگ وہ ہوں گے جن کی زندگی میں قیامت آئے گی اور وہ جو قبروں کو سجدہ گاہ بنالیتے ہیں"۔ (۴)

قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی...... امام احمد نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت صرف بدترین لوگوں پر قائم ہوگی"۔ (۵)

قیامت سے کچھ ہی دیر پہلے انسانیت ختم ہوجائے گی.. جیسا کہ پہلے حدیث میں گذر چکا ہے کہ "مرد کم اور عورتیں زیادہ ہوجائیں گی، یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا نگران ایک ہی مرد ہوگا جوان سب کی کفالت کرے گا اور وہ گلیوں کوچوں میں اس طرح زنا کیا کریں گے جیسے جانور کرتے ہیں"۔ (۶)

قیامت موحد پر قائم نہ ہوگی. ...امام احمد نے ایک روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک دنیا میں "لا الہ الا اللہ" کہا جائے گا"۔ (۷)

اسی روایت کو امام مسلم نے زہیر کے طریق سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب زمین میں "اللہ اللہ" کہا جائے گا اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی"۔ (۸)

---

(۱) مسند احمد حدیث نمبر ۱/ ۴۰۷ (۲) مسند احمد حدیث نمبر ۲/ ۱۰۲ (۳) ایضا (۴) مسند احمد حدیث نمبر ۱/ ۳۱۳، اور حدیث نمبر ۲/ ۲۶، اور حدیث نمبر ۱/ ۴۳۵ (۵) مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر ۷۳۲۸، مسند احمد حدیث نمبر ۱/ ۳۹۴، اور ۱/ ۴۳۵

(۵) بخاری کتاب العلم باب رفع العلم وظہور الجہل حدیث نمبر ۸۱، مسلم کتاب العلم باب رفع العلم وقبضہ حدیث نمبر ۶۷۲۷، ترمذی کتاب الفتن باب جاء فی اشراط الساعۃ حدیث نمبر ۲۲۰۵ (۷) مسلم کتاب الایمان باب ذھاب الایمان آخر الزمان حدیث نمبر ۳۷۳، حدیث نمبر ۳۷۴، مسند احمد حدیث نمبر ۳/ ۱۰۷، اور حدیث نمبر ۳/ ۱۶۲، اور حدیث نمبر ۳/ ۲۰۱، اور حدیث نمبر ۳/ ۲۶۸، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۷۴۷ (۸) ایضا

امام احمد نے بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''ایسے کسی شخص پر قیامت نہیں آئے گی جو ''اللہ اللہ'' کہتا ہوگا''۔ (١)

اسی طرح کی ایک اور روایت امام احمد نے ابن عدی کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک زمین پر ''اللہ اللہ'' کہا جائے گا''۔ (٢)

یہ بات پیش نظر ہے کہ یہ روایت نہ صرف ثلاثی ہے بلکہ شیخین کی شرط پر بھی ہے، اور ترمذی نے مرفوعاً نقل کی ہے اور حسن کہا ہے۔

قیامت ان لوگوں پر قائم ہوگی جو نیکی کا حکم نہیں دیتے ہوں گے اور نہ ہی کسی گناہ سے پرہیز کرتے ہوں گے۔

یہ جو گذشتہ روایات میں آیا ہے کہ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک زمین پر ''اللہ اللہ'' کہا جائے گا تو اس کی تشریح میں دو قول ہیں۔

اول:...... اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو کسی گناہ سے پرہیز نہیں کرتے ہر قسم کے گناہ میں مشغول رہتے ہیں، کوئی ایک بھی کسی دوسرے کو جب گناہ کرتے دیکھتا ہے تو ہرگز منع نہیں کرتا، اسی کو ان الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے، جب تک زمین پر اللہ اللہ کہا جائے گا۔ جیسے کہ ابھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گذرا ہے کہ ''زمین میں گرد و غبار کی طرح معمولی لوگ رہ جائیں گے جو کسی گناہ سے پرہیز نہ کریں گے اور نہ کسی نیکی کا حکم کریں گے۔

دوم:... دوسرا مطلب ہے کہ جب تک وہ وقت نہ آ جائے کہ زمین پر اللہ کا نام لیا جائے اور نہ ہی کوئی اللہ کا نام جانتا ہو، یہ اس وقت ہوگا جب زمانے میں فساد برپا ہوگا اور نوع انسانی تباہ ہو چکی ہوگی، کفر، فسق و فجور اور نافرمانی بڑھ جائے گی، جیسے کہ حدیث میں ہے کہ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک زمین پر اللہ اللہ کہا جائے گا''۔ (٣)

بدترین لوگ وہ ہوں گے جن کی زندگی میں قیامت آئے گی... جیسے کہ پہلے حدیث میں گذر چکا ہے کہ ''ایک بوڑھا آدمی کہتا ہے کہ ''میں نے لوگوں کو ''لا الہ الا اللہ'' کہتے دیکھا ہے، پھر ان کا معاملہ آپس میں مشتبہ ہو جائے گا اور حال برا ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا ذکر ترک کر دیا جائے گا بلکہ بھلا دیا جائے گا۔ چنانچہ دنیا میں کوئی بھی اللہ کو نہ جانتا ہوگا، یہی لوگ بدترین ہوں گے اور انہی کی زندگی میں قیامت آئے گی۔''

جیسا کہ پہلے حدیث میں گذرا ہے کہ ''قیامت بدترین لوگوں پر ہی آئے گی''۔ (٤)

دوسرے الفاظ میں یہ روایت اس طرح ہے کہ ''بدترین لوگ وہ ہوں گے جن کی زندگی میں قیامت آئے گی''۔ (٥)

عبدالعزیز بن حبیب نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''لوگوں میں بخل زیادہ ہوتا جائے گا، زمانے کی سختی بڑھتی جائے گی اور قیامت بدترین لوگوں پر ہی آئے گی''۔ (٦)

امام احمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے، فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ ''اے عائشہ! آپ کی قوم سب سے پہلے مجھ سے ملے گی۔''

فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے تو میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے، آپ نے آتے ہی ایسی بات ارشاد فرمائی ہے جس سے میں گھبرا گئی ہوں۔''

آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ وہ کیا بات ہے؟''

---

(١) مسلم کتاب الایمان باب ذھاب الایمان آخر الزمان حدیث نمبر ٣٧٣، حدیث نمبر ٣٧٤، مسند احمد حدیث نمبر ٣/١٠٧، اور حدیث نمبر ٣/١٩٢، اور حدیث نمبر ٣/٢٠١، اور حدیث نمبر ٣/٢٦٨، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ٢٠٧٤٧ (٢) مسلم کتاب الایمان باب ذھاب الایمان آخر الزمان حدیث نمبر ٣٧٣، حدیث نمبر ٣٧٤، ترمذی کتاب الفتن باب لایأتی زمان الذی بعدہ شر منہ حدیث نمبر ٢٢٠٧، مسند احمد حدیث نمبر ٣/١٠٧، حدیث نمبر ٣/١٩٢، حدیث نمبر ٣/٢٠١، حدیث نمبر ٣/٢٦٨

(٣) مسلم کتاب الایمان باب ذھاب الایمان آخر الزمان حدیث نمبر ٣٧٣، حدیث نمبر ٣٧٤، ترمذی کتاب الفتن باب لایأتی زمان الذی بعدہ شر منہ حدیث نمبر ٢٢٠٧، مسند احمد حدیث نمبر ٣/١٠٧، حدیث نمبر ٣/١٩٢، حدیث نمبر ٣/٢٠١، حدیث نمبر ٣/٢٦٨ (٤) مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر ٧٣٢٨، ابن ماجہ کتاب الفتن باب شدۃ الزمان حدیث نمبر ٤٠٣٩، مسند احمد حدیث نمبر ١/٣٩٤، حدیث نمبر ١/٤٣٥ (٥) مسند احمد حدیث نمبر ١/٤٥٤ (٦) ایضاً

فرماتی ہیں کہ میں نے جواب میں عرض کیا کہ ”آپ کا کیا خیال ہے کہ میری قوم بہت جلد آپ سے ملنے والی ہے۔“
آپ ﷺ نے فرمایا ”ہاں۔“
تو میں نے عرض کیا ”وہ کس بارے میں؟“
تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”ان کی امیدیں بڑھ جائیں گی۔“
میں نے دوبارہ عرض کیا کہ ”اس کے بعد لوگوں کا کیا حال ہوگا؟“
فرمایا کہ ”لوگوں کا یہ حال ہوگا کہ طاقتور کمزور کو کھانے لگیں گے، یہاں تک کہ ان پر قیامت قائم ہوگی“۔ (۱)

حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ”مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا ہے“

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت

پہلا طریق: امام احمد نے ابوالمغیرہ کے طریق سے اسمٰعیل بن عبداللہ ابوالمہاجر دمشقی سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ولید بن عبدالملک کے پاس تشریف لائے، تو انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ ﷺ نے نبی کریم ﷺ سے قیامت کے بارے میں کیا سنا ہے؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ بھیجا گیا ہے“۔ (یعنی جس طرح انگوٹھے کے ساتھ والی دو انگلیاں)۔

دوسرا طریق: ...امام احمد نے ہاشم کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے“۔ (۲) اور انگوٹھے کے ساتھ والی دو انگلیوں یعنی شہادت کی انگلی اور درمیان والی بڑی انگلی کو ملا کر دکھایا۔

تیسرا طریق: ...امام احمد نے یعقوب بن ابراہیم بن سعد کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ ”مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے“۔ (۳) اور انگوٹھے کے ساتھ والی دو انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔

چوتھا طریق: امام احمد نے محمد بن جعفر کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے“۔ (۴) اور انگوٹھے کے ساتھ والی دو انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔

پانچواں طریق: امام احمد نے یزید کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے“۔ (۵) اور انگوٹھے کے ساتھ والی دونوں انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔

چھٹا طریق: امام مسلم نے ابوغسان کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے“۔ (۶)

---

(۱) مسند احمد حدیث نمبر ۶/ ۸۱، اور حدیث نمبر ۶/ ۹۰، کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۴۲۶ (۲) مسند احمد حدیث نمبر ۳/ ۱۲۳، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴/ ۱۹۴، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۳۳۷ (۳) بخاری کتاب الرقاق باب قول النبی ﷺ بعثت انا والساعۃ کھاتین حدیث نمبر ۶۵۰۵، مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر ۷۳۳۰، مسند احمد حدیث نمبر ۳/ ۱۲۴، اور حدیث نمبر ۳/ ۱۳۰ (۴) مسند احمد حدیث نمبر ۳/ ۱۳۱، اور حدیث نمبر ۳/ ۲۸۳ (۵) مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر ۷۳۳۴، مسند احمد حدیث نمبر ۳/ ۱۹۳ (۶) بخاری کتاب الرقاق باب قول النبی ﷺ بعثت انا والساعۃ کھاتین حدیث نمبر ۶۵۰۴، مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر ۷۳۳۳، ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی قول النبی ﷺ بعثت انا والساعۃ کھاتین یعنی السبابۃ والوسطی حدیث نمبر ۲۲۱۴، مسند احمد حدیث نمبر ۳/ ۲۷۵

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایات

پہلا طریق..... امام احمد نے مصعب بن سلام کے طریق سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ "رسول اکرم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا، اللہ کی تعریف اور ایسی حمد و ثناء بیان کی جس کا وہ مستحق ہے، پھر فرمایا "امابعد سب سے سچی بات تو اللہ کا کلام ہے، اور سب سے بہترین ہدایت (راستہ) تو محمد ﷺ کی ہدایت ہے اور بدترین چیزیں وہ ہیں جو دین میں نئی ایجاد کی جائیں اور ہر بدعت گمراہی ہے"۔ (۱)

پھر آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور غصے کا اظہار ہونے لگا اور بلند آواز سے (اس طرح جیسے کسی لشکر سے ڈرا رہے ہوں) فرمایا "قیامت تمہارے پاس آ پہنچی، مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا"۔ (۲) اور اپنے ہاتھ کے انگوٹھے کے ساتھ والی دونوں انگلیوں کو ملا کر دکھایا، اگلے دن قیامت آ جائے گی اور تمہیں چھوڑے گی۔

اسی کو مسلم، نسائی، ابن ماجہ نے بھی جعفر بن محمد کے طریق سے نقل کیا ہے، امام مسلم کے ہاں اس کے الفاظ یہ ہیں کہ "مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا ہے"۔ (۳)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایات..... امام مسلم نے سعید بن منصور کے طریق سے ابو حازم سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ "میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے اپنے انگوٹھے کے ساتھ والی دونوں انگلیوں کو ملا کر دکھایا تھا اور فرما رہے تھے کہ مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے"۔ (۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات..... حافظ ابو العلی موصلی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے"۔ اور اپنی انگلیوں کو ساتھ ملا کر دکھایا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے"۔ (۵)

امام ابو بکر ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو جبیرۃ بن الضحاک رضی اللہ عنہ کی روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "مجھے قیامت کے شروع میں بھیجا گیا ہے"۔ (۶)

باقی گذرے ہوئے زمانوں کی نسبت قرب قیامت کے بارے میں حدیث

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا، آپ ﷺ منبر پر کھڑے تھے اور فرما رہے تھے کہ "تم سے پہلے جو امتیں گذر چکی ہیں ان کی نسبت تمہارا وقت صرف اتنا رہ گیا ہے جتنا عصر کی نماز سے غروب شمس تک۔ اہل تورات کو تورات دی گئی اور انہوں نے اس پر عمل شروع کیا اور جب دوپہر ہو گئی تو عاجز ہو گئے، تو ان کو بدلے میں ایک قیراط دے دیا گیا، پھر اہل انجیل کو انجیل دی گئی انہوں نے عصر کی نماز تک اس پر عمل کیا ان کو بھی ایک قیراط دے دیا گیا۔ پھر تمہیں قرآن دیا گیا اور تم نے سورج غروب ہونے تک اس پر عمل کیا اور تمہیں دو دو قیراط دیئے گئے تو اہل تورات و انجیل کہنے لگے کہ اے ہمارے رب! ان لوگوں نے ہم سے کم کام کیا ہے اور ان کو اجر بھی ہم سے

---

(۱) مسند احمد حدیث نمبر ۳/۳۱۱ (۲) مسند احمد حدیث نمبر ۳/۳۱۱ (۳) مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر ۷۳۴۴، ابن ماجہ کتاب الفتن باب اشراط الساعۃ حدیث نمبر ۴۰۴۰ (۴) مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر ۷۳۴۴ (۵) بخاری کتاب الرقاق باب قول النبی ﷺ بعثت انا والساعۃ کھاتین حدیث نمبر ۶۲۱۴، سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب اشراط الساعۃ حدیث نمبر ۴۱۴۰ (۶) کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۳۳۰، الدر المنثور للسیوطی حدیث نمبر ۶/۵۰

زیادہ اجر دیا گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ کیا میں نے تمہارے اجر میں سے کچھ کم کر دیا ہے؟ بولے نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ "یہ میرا فضل ہے جس کو چاہوں دوں"۔ (١)

امام بخاری نے سفیان ثوری رحمہ اللہ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "گذشتہ امتوں کی نسبت تمہارا مقررہ وقت اتنا باقی رہ گیا ہے جتنا عصر کی نماز اور سورج غروب میں ہوتا ہے۔" (٢)

پھر حدیث کو سابقہ حدیث کی طرح تفصیل سے بیان کیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک اور طریق امام احمد نے مجاہد اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اور سورج عصر کے بعد قعیقعان (نامی پہاڑی) کی چوٹی پر پہنچ چکا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "گذشتہ امتوں کے مقابلے میں اس امت کی عمر صرف اتنی باقی رہ گئی ہے کہ جتنا وقت دن ختم ہونے میں باقی ہے"۔ (٣)

ایک اور طریق امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ میں عرفات میں کھڑا تھا میں نے سورج کی طرف دیکھا تو ڈھال کی مانند مغرب میں غروب ہو رہا تھا، یہ دیکھ کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بہت زیادہ رونے لگے، تو ان کے پاس موجود ایک شخص نے عرض کی، اے ابو عبدالرحمٰن! آپ کئی مرتبہ میرے ساتھ ٹھہرے ہیں لیکن پہلے تو آپ نے کبھی ایسا نہیں کیا؟ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ لوگو! دنیا کی عمر گذشتہ وقت کے مقابلے میں صرف اتنی رہ گئی ہے جتنا وقت آج کا دن ختم ہونے میں باقی ہے"۔ (٤)

تیسرا طریق امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "سنو! تم سے پہلی امتوں کی نسبت اس امت کی عمر صرف اتنی باقی رہ گئی ہے جتنا وقت کا عصر کی نماز اور سورج غروب کے درمیان ہوتا ہے"۔ (٥)

حافظ ابو القاسم طبرانی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کی روایت اسی طرح نقل کی ہے۔ ان تمام روایات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ گذرے ہوئے وقت کی نسبت قیامت آنے تک بہت تھوڑا سا وقت باقی رہ گیا ہے۔ لیکن اس تھوڑے وقت کی مقدار بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو معلوم نہیں ہے۔ نہ ہی اس مقدار کے بارے میں صحیح سند سے کوئی روایت موجود ہے کہ اس کی طرف رجوع کیا جائے، اور باقی ماندہ وقت کی مقدار معلوم کی جائے۔ لیکن بہرحال اتنا معلوم ہے کہ اب جو وقت باقی ہے وہ بہت ہی کم ہے۔ اور جیسا کہ ابھی معلوم ہوا کہ اس سلسلے میں کوئی صحیح روایت بھی موجود نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس ایسی آیات اور روایت موجود ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا کہ یہ علم اللہ تعالیٰ نے اپنے ہی پاس رکھا ہے۔ مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔ جیسا کہ اس کی مزید وضاحت آئندہ آنے والے جزء کے ابتدائی حصے میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

اپنے زمانے کے لوگوں کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد کہ "سو سال کے بعد اس زمانے کا کوئی فرد موجود نہیں رہے گا"۔

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے (اپنی حیات مبارکہ کی آخری) عشاء کی نماز ادا فرمائی، سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے، کیا تم نے آج یہ رات دیکھی ہے؟ آج جتنے لوگ بھی اس دنیا میں زندہ ہیں سو سال بعد ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہے گا۔" (٦)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ جناب نبی کریم ﷺ کی اس بات کے بارے میں مختلف باتیں کرنے لگے، حالانکہ آپ ﷺ نے تو صرف یہ فرمایا تھا کہ جو کوئی بھی آج اس دنیا میں موجود ہے، سو سال کے بعد نہیں رہے گا یعنی اس صدی کے اختتام تک آج کل کے تمام لوگ وفات پا چکے ہوں گے۔

---

(١) بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ قل فأتوا بالتوراة فاتلوها" حدیث نمبر ٧٥٣٣ (٢) بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل حدیث نمبر ٣٤٥٩ (٣) مسند احمد حدیث نمبر ٢/١١٦ (٤) ایضاً (٥) مسند احمد حدیث نمبر ٢/١٢٤

(٦) بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب من کرہ ان یقال للمغرب العشاء حدیث نمبر ٥٦٤، مسند احمد حدیث نمبر ٢/٨٨

اس حدیث کی یہ تفسیر و وضاحت صحابی (یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) نے بیان کی ہے جو دیگر وضاحتوں سے زیادہ قابل توجہ ہے۔ کہ آپ ﷺ یہ کہنا چاہتے تھے کہ یہ صدی ختم ہو جائے گی اور آج سے سو سال کی انتہاء (یعنی صدی کے اختتام تک) کوئی باقی نہ رہے گا۔
چنانچہ اس بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہوا ہے کہ آیا قول مبارک اُسی صدی کے ساتھ خاص تھا یا کہ اس معنی میں عام ہے کہ کوئی بھی سو سال سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا؟ دونوں طرح کے قول موجود ہیں لیکن اس قول مبارک کو کسی زمانے کے ساتھ ہی خاص کرنے سے بہتر ہے، کیونکہ اگر دوسرے معنی لیئے جائیں تو یہ بات تو مشاہدے میں ہے کہ بہت سے لوگ سو سال سے زیادہ عرصہ زندہ رہے، اور یہ لوگ بزرگوں میں سے ہیں جیسا کہ ہم نے تاریخ میں بیان کیا ہے لیکن بہر حال کم ہیں۔ واللہ اعلم۔ اس حدیث کے اور بھی طریق ہیں۔
حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے (وفات سے ایک مہینہ پہلے) قیامت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''تم مجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہو، حالانکہ اس کا علم تو صرف اللہ کے پاس ہے اور قسم اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، میں آج کے دن ایک بھی فرد ایسا نہیں پاتا جو سو سال تک زندہ رہے گا۔''(۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت۔ امام احمد نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو وفات سے ایک ماہ پہلے فرماتے سنا کہ ''تم مجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہو حالانکہ اس کا علم تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہ کوئی ایک بھی فرد ایسا نہیں جو آج زندہ ہو اور آئندہ سو سال تک زندہ رہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت ۔ امام احمد نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کی وفات سے ایک ماہ پہلے آپ کو یہ فرماتے سنا کہ ''تم مجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہو حالانکہ اس کا علم تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہ کوئی ایک بھی فرد ایسا نہیں جو آج زندہ ہو اور آئندہ سو سال تک زندہ رہے۔ (۲)
یہ حدیث صحیح مسلم میں بھی ایک دوسری سند سے آئی ہے۔

قیامت کا بیان۔۔ ۔۔۔امام مسلم نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں، عرب (دیہاتی) جب نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو قیامت کے بارے میں سوالات پوچھے تو آپ ﷺ نے اُن (آنے والوں) میں سے سب سے کم عمر آدمی کی طرف دیکھ اور فرمایا کہ ''اگر یہ زندہ رہا تو اس کے بوڑھے ہونے سے پہلے قیامت آجائے گی''۔ (۳)
اس کے علاوہ ایک اور روایت امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ''ایک شخص نے آپ ﷺ سے عرض کی، یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ (جب اُس شخص نے سوال کیا تھا تو آپ کے پاس انصار کا ایک کم عمر نوجوان کھڑا تھا اُس کا نام بھی محمد تھا)، تو آپ ﷺ نے اس نوجوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو بہت ممکن ہے اس کے بڑھاپے سے پہلے قیامت آجائے''۔ (۴)
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی امام مسلم نے ایک اور روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ''ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سوال سن کر آپ ﷺ کچھ دیر خاموش رہے اور پھر اپنے سامنے کھڑے ہوئے قبیلہ ازد شنوۃ کے ایک نوجوان کو دیکھتے ہوئے فرمایا کہ ''اس نوجوان کی عمر بڑھاپے تک پہنچنے سے پہلے قیامت آجائے گی۔ (۵)
حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُن دنوں وہ نوجوان میرا دوست اور ہم عمر ساتھی تھا۔ اسی طرح امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی کی ایک اور روایت نقل کی ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا لڑکا سامنے سے گذرا، وہ میرا ہم عمر اور ساتھی بھی

---

(۱) مسند احمد حدیث نمبر ۳/۳۲۶، اور حدیث نمبر ۳/۳۴۵ (۲) مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب قولہ ﷺ ''لا تاتی مائۃ سنۃ وعلی الارض نفس منفوسۃ الیوم''۔ حدیث نمبر ۶۴۲۸، مسند احمد حدیث نمبر ۳/۳۲۶ (۳) مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر ۷۳۳۵ (۴) صحیح مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر ۷۳۳۶ (۵) صحیح مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر ۷۳۳۷

تھا، اُس کو دیکھ کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”اگر یہ کچھ عرصہ زندہ رہا تو اس کے بڑھاپے سے پہلے قیامت آ جائے گی“۔ (۱)

اسی روایت کو امام بخاری نے عمرو بن عاصم سے روایت کیا ہے۔

ان روایات سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوال اور جواب ایک سے زیادہ مرتبہ ہوئے ہیں، اور ان میں جولڑکے کے بوڑھے ہونے اور قیامت آنے کے بارے میں جو مقررہ وقت بتایا گیا ہے اُس سے مراد اپنے زمانے کا ختم ہونا ہے جو زیادہ سے زیادہ اُس وقت موجود سب سے زیادہ کم عمر کی انتہائی عمر تک تھا۔ جیسے کہ پہلے گذرا اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”تم مجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہو تو اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں آج کے دن جتنے لوگ زندہ ہیں، وہ سو سال تک زندہ نہ رہیں گے“۔ (۲)

اس کی تائید ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے بھی ہوتی ہے فرماتی ہیں کہ ”تم پر قیامت آ گئی“ اور یہ اس طرح کہ جو مر گیا تو گویا کہ اس کی قیامت آ گئی، تو عالم برزخ عالم قیامت سے قریب ہے، اور دنیا بھی اسی میں سے ہے لیکن وہ (یعنی عالم برزخ) آخرت سے زیادہ قریب ہے، اور پھر جب دنیا کی مقررہ مدت پوری ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ قیامت کا حکم فرما دیں گے لہذا پہلی امتیں اور بعد والی امتیں سب جمع ہو جائیں گی، جن کو ایک مقررہ دن میں جمع ہونا تھا۔ جیسا کہ اس کا بیان کتاب وسنت سے آگے آئے گا۔

قرب قیامت کا تذکرہ قرآن کریم میں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں سورۃ انبیاء کی پہلی آیت میں فرماتے ہیں

”ان منکر لوگوں سے ان کا (وقت) حساب نزدیک آ پہنچا اور یہ (ابھی) غفلت میں (پڑے) ہیں (اور) اعراض کئے ہوئے ہیں۔“

(ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ نحل آیت نمبر ا میں ارشاد فرمایا:

”خدائے تعالیٰ کا حکم آ پہنچا سو تم اس میں جلدی مت مچاؤ۔“ (حضرت تھانوی)

اور سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۶۳ میں ارشاد فرمایا:

”یہ (منکر) آپ ﷺ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اس کی خبر تو بس اللہ ہی کے پاس ہے اور آپ کو اس کی کیا خبر عجب نہیں کہ قیامت قریب ہی واقع ہو جائے۔“ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ المعارج کی آیت نمبر ا سے نمبر ۱۱ میں ارشاد ہوتا ہے ”ترجمہ۔ ایک درخواست کرنے والا (براہ انکار) اس عذاب کی درخواست کرتا ہے جو کہ کافروں پر واقع ہونے والا ہے (اور) جس کا کوئی دفع کرنے والا نہیں (اور) جو اللہ کی طرف سے ہوگا جو کہ سیڑھیوں کا (یعنی آسمانوں کا) مالک ہے جن (سیڑھیوں) سے فرشتے اور (اہل ایمان) کی روحیں اس کے پاس اٹھ کر جاتی ہیں۔ (اور وہ عذاب) ہوگا جس کی مقدار (دنیا کے) پچاس ہزار سال کے (برابر) ہے سو آپ (ان کی مخالفت پر) صبر جمیل کیجئے، یہ لوگ اس دن کو بعد دیکھ رہے ہیں اور ہم اس کو قریب دیکھ رہے ہیں۔ جس دن کہ آسمان (رنگ میں) تیل کی تلچھٹ کی طرح ہو جاوے گا اور پہاڑ رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے (یعنی اڑتے پھریں گے) اور کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا گو ایک دوسرے کو دکھا بھی دیئے جائیں گے (اور اس روز) مجرم (یعنی کافر) اس بات کی تمنا کرے گا کہ اس روز کے عذاب سے چھوٹنے کے لئے اپنے بیٹوں کو، اور بیوی کو اور بھائی کو اور کنبہ کو جن میں وہ رہتا تھا اور تمام اہل زمین کو اپنے فدیہ میں دے دے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ قمر کی پہلی آیت میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

”قیامت نزدیک آ پہنچی اور چاند شق ہوگیا۔“ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ یونس آیت نمبر ۴۵ میں ارشاد فرمایا:

”اللہ تعالیٰ ان کو اس کیفیت سے جمع کرے گا کہ (وہ ایسا سمجھیں گے) گویا وہ (دنیا یا برزخ میں) سارے دن کی ایک آدھ

---

(۱) بخاری کتاب الادب باب ما جاء فی قول الرجل ویلک حدیث نمبر ۶۱۶۷، مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر ۷۳۳۹

(۲) مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب قولہ ﷺ لا تاتی مائۃ سنۃ وعلی الارض نفس منفوسۃ الیوم حدیث نمبر ۶۴۲۸، مسند احمد حدیث نمبر ۳/ ۳۲۶

گھڑی رہے ہوں گے، اور آپس میں ایک دوسرے کو پہچانیں گے (بھی) واقعی (اس وقت سخت) خسارہ میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے پاس جانے کو جھٹلایا اور وہ (دنیا میں بھی) ہدایت پانے والے نہ تھے۔"

سورۃ شوریٰ کی آیت نمبر ۱۷۔۱۸ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"اللہ ہی ہے جس نے (اس) کتاب (یعنی قرآن) کو اور انصاف کو نازل فرمایا۔ اور آپ کو (اس کی) کیا خبر، عجب نہیں کہ قیامت قریب ہے۔ (مگر) جو لوگ اس کا یقین نہیں رکھتے اس کا تقاضا کرتے ہیں۔ اور جو لوگ یقین رکھنے والے ہیں وہ اس سے ڈرتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ برحق ہے، یاد رکھو کہ جو لوگ قیامت کے بارے میں جھگڑتے ہیں بڑی دور کی گمراہی میں (مبتلا) ہیں۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ طٰہٰ کی آیت نمبر ۱۰۲۔۱۰۳ میں فرمایا:

"جس روز صور میں پھونک ماری جائے گی اور ہم اس روز مجرم لوگوں کو اس حالت میں جمع کریں گے کہ (آنکھوں سے) اندھے ہوں گے۔ چپکے چپکے آپس میں باتیں کرتے ہوں گے کہ تم قبروں میں صرف دس روز رہے ہوگے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ مومنون کی آیت نمبر ۱۱۲ تا ۱۱۵ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"ارشاد ہوگا (کہ اچھا یہ بتلاؤ) تم برسوں کے شمار سے کس قدر مدت زمین پر رہے ہوگے؟ وہ جواب دیں گے ایک دن یا ایک دن سے بھی کم رہے ہوں گے (اور سچ یہ ہے کہ ہم کو یاد نہیں) سو گننے والوں سے پوچھ لیجئے۔ ارشاد ہوگا کہ تم (دنیا میں) تھوڑی ہی مدت رہے (لیکن) کیا خوب ہوتا کہ تم (یہ بات دنیا میں) سمجھتے ہوتے۔ ہاں تو کیا تم نے تم کو یونہی مہمل (خالی از حکمت) پیدا کر دیا ہے اور یہ (خیال کیا تھا) کہ تم ہمارے پاس نہیں لائے جاؤ گے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۱۸۷ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا۔ آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم صرف میرے رب ہی کے پاس ہے، اس کے وقت پر اس کو سوا اللہ کے کوئی اور ظاہر نہ کرے گا۔ وہ آسمان اور زمین میں بڑا حادثہ ہوگا (اس لئے) وہ تم پر اچانک آ پڑے گی، وہ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں جیسے گویا آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم خاص اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ النازعات آیت نمبر ۴۲۔۴۴ میں فرمایا کہ:

"یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا۔ (سو) اس کے بیان کرنے سے آپ کا کیا تعلق، اس (کے علم کی یقین) کا مدار صرف آپ کے رب کی طرف ہے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ طٰہٰ کی آیت نمبر ۱۵۔۱۶ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"بلاشبہ قیامت آنے والی ہے۔ میں اس کو (تمام خلائق) سے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تا کہ ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ مل جائے۔ سو تم کو قیامت سے ایسا شخص باز نہ رکھنے پائے جو اس پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی (نفسانی) خواہشوں پر چلتا ہے کہیں تم (اس بے فکری کی وجہ سے) تباہ نہ ہو جاؤ۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ نمل کی آیت نمبر ۶۵۔۶۶ میں ارشاد فرمایا کہ:

"آپ کہہ دیجئے کہ جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمینوں (یعنی عالم) میں موجود ہیں (ان میں سے) کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے اور (اسی وجہ سے) ان (مخلوقات) کو یہ خبر نہیں کہ وہ کب دوبارہ زندہ کیے جائیں گے بلکہ آخرت کے بارے میں (خود) ان کا علم (بالوقوع ہی) نیست ہو گیا۔ بلکہ یہ لوگ اس سے شک میں ہیں، بلکہ یہ اس سے اندھے بنے ہوئے ہیں۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ لقمان کی آیت نمبر ۳۴ میں فرماتے ہیں کہ:

''بے شک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے، اور وہی مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ رحم میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا عمل کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا، بے شک اللہ سب باتوں کا جاننے والا باخبر ہے۔''
(ترجمہ حضرت تھانوی)

لہذا اسی لئے جب حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک عرب دیہاتی کی صورت میں تشریف لائے اور آپ ﷺ سے قیامت کے بارے میں دریافت فرمایا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''جس سے یہ سوال پوچھا گیا ہے، وہ سوال پوچھنے والے سے زیادہ (اس بارے میں) نہیں جانتا''۔ (۱)

یعنی قیامت کے معاملے میں سوال کرنے والے اور جواب دینے والے کا علم برابر ہے، اس لئے کہ حدیث میں لفظ ''السائل'' اور ''المسؤول'' آیا ہے۔ تو ان دونوں لفظوں میں جو الف لام شروع میں ہے اس میں دو احتمال ہیں۔ اول تو یہ کہ اس الف لام سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام اور آپ ﷺ کی شخصیت مراد ہوں، تو اس صورت میں سوال پوچھنے والے (یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام) اور جواب دینے والے (یعنی آپ ﷺ) دونوں علم میں برابر ہوں گے یعنی معنی یہ ہوں گے کہ دونوں ہی اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔

دوم یہ کہ اس الف لام سے مراد الف لام جنسی ہو، تو اس صورت میں لفظ کے لحاظ سے معنی عام ہو جائیں گے۔ یعنی وقوع قیامت کا علم پوری دنیا میں کسی بھی سوال پوچھنے والے اور جواب دینے والے کو نہیں ہے۔

قرآن کریم میں بعض علامات قیامت کا ذکر۔ اللہ تعالیٰ نے ان پانچ چیزوں کی وضاحت فرما کر (جن کو اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا) فرمایا، بے شک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے۔ (سورۃ لقمان آیت نمبر ۳۴)

اسی طرح سورۃ یونس آیت نمبر ۵۳ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

اور وہ (نہایت تعجب و انکار سے) آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا عذاب واقعی امر ہے، آپ فرما دیجئے کہ ہاں قسم میرے رب کی وہ واقعی امر ہے اور تم کسی طرح خدا کو عاجز نہیں کر سکتے (کہ وہ عذاب دینا چاہے اور تم بچ جاؤ)۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ سبا آیت نمبر ۳ تا ۵ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

''اور یہ کافر کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت نہ آئے گی، آپ فرما دیجئے کہ کیوں نہیں قسم اپنے پروردگار عالم الغیب کی وہ ضرور تم پر آوے گی۔ اس (کے علم) سے کوئی ذرہ برابر بھی غائب نہیں، نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ کوئی چیز اس (مقدار مذکور) سے چھوٹی ہے اور نہ کوئی چیز (اس سے) بڑی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں (مرقوم) ہے تاکہ ان لوگوں کو صلہ (نیک) دے جو ایمان لائے تھے اور انہوں نے نیک کام کئے تھے۔ (سو) ایسے لوگوں کے لیے مغفرت اور (بہشت میں) عزت کی روزی ہے اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کے متعلق (ان کے ابطال کی) کوشش کی تھی ہرانے کے لیے ایسے لوگوں کے واسطے سختی کا دردناک عذاب ہوگا۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

اس کے علاوہ سورۃ تغابن میں ارشاد فرمایا کہ:

''یہ کافر (مضمون عذاب آخرت کو سن کر) یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ہرگز ہرگز دوبارہ زندہ نہ کیے جائیں گے، آپ کہہ دیجئے کیوں نہیں واللہ ضرور دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے پھر جو کچھ تم نے کیا ہے تم کو سب جتلا دیا جاوے گا (اور اس پر سزا دی جائے گی) اور یہ بعث (وجزا) اللہ تعالیٰ کو بالکل آسان ہے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

---

(۱) بخاری کتاب الایمان باب سوال جبریل النبی ﷺ عن الایمان والاسلام والاحسان وعلم الساعۃ حدیث نمبر ۵۰، صحیح مسلم کتاب الایمان باب الایمان ماھو؟ وبیان خصالہ حدیث نمبر ۹۷، مقدمہ ابن ماجہ باب فی الایمان حدیث نمبر ۶۴

چنانچہ یہ تین آیات ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ لوگوں کے متعلق اللہ کی قسم کھائیں، ان تین کے علاوہ کوئی اور آیت ایسی نہیں ہے البتہ اس معنی میں اور بہت سی آیات ہیں۔

اللہ تعالیٰ سورۃ نحل آیت نمبر ۳۸ تا ۴۰ میں فرماتے ہیں کہ:

''اور یہ لوگ بڑے زور لگا لگا کر اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ جو مر جاتا ہے اللہ اس کو دوبارہ زندہ نہ کرے گا۔ کیوں نہیں زندہ کرے گا اس وعدے کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لازم کر رکھا ہے لیکن اکثر لوگ یقین نہیں لاتے تاکہ جس چیز میں یہ لوگ اختلاف کیا کرتے تھے ان کے روبرو اس کا (بطور معائنہ کے) اظہار کردے اور تاکہ کافر لوگ (پورا) یقین کرلیں کہ واقعی وہی جھوٹے تھے۔ ہم جس چیز کو (پیدا کرنا) چاہتے ہیں پس اس سے ہمارا اتنا ہی کہنا (کافی) ہوتا ہے کہ تو (پیدا) ہو جا پس وہ (موجود) ہو جاتی ہے۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

اسی طرح سورۃ لقمان آیت نمبر ۲۸ میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

''تم سب کا پیدا کرنا اور زندہ کرنا بس ایسا ہی ہے جیسا ایک شخص کا، بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا سب کچھ دیکھتا ہے۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ مومن آیت نمبر ۵۷ تا ۵۹ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

''آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا لوگوں کے پیدا کرنے سے بڑا (کام) ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے، اور اندھا اور آنکھ والا برابر نہیں۔ اور نہ ایمان لانے والے نیکوکار اور نہ بدکار (برابر ہیں)۔ (حقیقت یہ ہے) کہ تم بہت کم غور کرتے ہو۔ قیامت آنے والی ہے اس میں کچھ شک نہیں لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں رکھتے''۔ (ترجمہ مولانا فتح محمد جالندھری صاحب)

اسی طرح سورۃ نازعات آیت نمبر ۲۷ تا ۳۳ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

''بھلا تمہارا (دوسری بار) پیدا کرنا (فی نفسہ) زیادہ سخت ہے یا آسمان کا اللہ نے اس کو بنایا (اس طرح سے کہ) اس کی چھت کو بلند کیا اور اس کو درست بنایا (کہ کہیں اس میں فطور شقوق نہیں)، وراس کی رات کو تاریک بنایا اور اس کے دن کو ظاہر کیا اور اس کے بعد زمین کو بچھایا (اور بچھا کر) اس سے اس کا پانی اور چارہ نکالا اور پہاڑوں کو اس پر قائم کردیا تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے فائدہ پہنچانے کے لیے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اسی طرح سورۃ الاسراء آیت نمبر ۹۷ تا ۹۸ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

''اور ہم قیامت کے روز ان کو اندھا گونگا بہرا کر کے منہ کے بل چلا دیں گے (پھر) ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے وہ جب ذرا دھیمی ہونے لگے گی تب ہی ان کے لیے اور زیادہ بھڑکا دیں گے۔ یہ ہے ان کی سزا اس سبب سے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا تھا اور یوں کہا تھا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور بالکل ریزہ ریزہ ہو جاویں گے تو کیا ہم از سر نو پیدا کر کے (قبروں) سے اٹھائے جائیں گے۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

اس کے علاوہ سورۃ اسراء ہی کی آیت نمبر ۹۹ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

''کیا ان لوگوں کو اتنا معلوم نہیں کہ جس اللہ نے آسمان اور زمین پیدا کیے وہ اس بات پر (بدرجہ اولیٰ) قادر ہے کہ وہ ان جیسے آدمی دوبارہ پیدا کردے اور ان کے لیے ایک میعاد معین کر رکھی ہے کہ اس میں ذرہ بھی شک نہیں، اس پر بھی بے انصاف لوگ بے انکار کیے نہ رہے۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ یٰس آیت نمبر ۸۱ تا ۸۳ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

''اور جس نے آسمان اور زمین پیدا کیے ہیں کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ ان جیسے آدمیوں کو (دوبارہ) پیدا کردے، ضرور وہ قادر ہے اور وہ بڑا پیدا کرنے والا خوب جاننے والا ہے۔ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بس اس کا معمول تو یہ ہے کہ اس چیز کو کہہ دیتا

ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے، تو اس کی پاک ذات ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا پورا اختیار ہے اور تم سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔"

اسی طرح سورۃ احقاف کی آیت نمبر ۳۳ میں ارشاد فرمایا کہ:

"کیا ان لوگوں نے یہ نہ جانا کہ جس خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے میں ذرا نہیں تھکا، وہ اس پر قدرت رکھتا ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے، کیوں نہ ہو بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ روم آیت نمبر ۲۵ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جب تم کو پکار کر زمین میں سے بلا دے گا تم یکبارگی نکل پڑو گے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ روم ہی کی آیت نمبر ۲۷ میں فرمایا کہ:

"اور وہی ہے جو اول بار پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس کے نزدیک زیادہ آسان ہے اور آسمان و زمین میں اسی کی شان اعلیٰ ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ یٰسین آیت نمبر ۷۸ تا ۷۹ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"اور اس نے ہماری شان میں ایک عجیب مضمون بیان کیا اور اپنی اصل کو بھول گیا، کہتا ہے کہ ہڈیوں کو (خصوصی) جبکہ وہ بوسیدہ ہو گئی ہوں کون زندہ کرے گا؟ آپ جواب دیجئے کہ ان کو وہ زندہ کرلے گا جس نے اول بار میں ان کو پیدا کیا ہے اور وہ سب طرح کا پیدا کرنا جانتا ہے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اسی طرح سورۃ حم السجدۃ نمبر ۳۹ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"اور (اے بندے) یہ اسی کی قدرت کے نمونے ہیں کہ تو زمین کو دبی ہوئی (یعنی خشک) دیکھتا ہے جب ہم اس پر پانی برسا دیتے ہیں تو شاداب ہو جاتی اور پھولنے لگتی ہے تو جس نے زمین کو زندہ کیا وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔" (ترجمہ مولانا فتح محمد جالندھری صاحب)

اس کے علاوہ سورۃ الحج آیت نمبر ۵ تا ۷ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"اے لوگو! اگر تم (قیامت کے روز) دوبارہ پیدا ہونے سے شک (وانکار) میں ہو تو ہم نے (اول) تم کو مٹی سے بنایا پھر نطفہ سے (جو کہ غذا سے پیدا ہوتا ہے) پھر خون کے لوتھڑے سے پھر بوٹی سے کہ (بعضی) پوری ہوتی ہے اور (بعضی) ادھوری بھی تاکہ ہم تمہارے سامنے (اپنی قدرت) ظاہر کر دیں اور ہم (ماں کے) رحم میں جس (نطفہ) کو چاہتے ہیں ایک مدت معین (یعنی وقت وضع) تک ٹھہرائے رکھتے ہیں پھر ہم تم کو بچہ بنا کر باہر لاتے ہیں پھر تاکہ تم اپنی بھری جوانی (کی عمر) تک پہنچ جاؤ اور بعضے تم میں وہ بھی ہیں جو (جوانی سے پہلے ہی) مر جاتے ہیں اور بعض تم میں وہ ہے جو نکمی عمر (یعنی زیادہ بڑھاپے) تک پہنچا دیا جاتا ہے جس کا اثر یہ ہے کہ ایک چیز سے باخبر ہو کر پھر بے خبر ہو جاتا ہے، اور (آگے دوسرا استدلال ہے کہ) اے مخاطب تو زمین کو دیکھتا ہے کہ خشک (پڑی) ہے پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ ابھرتی ہے اور پھوتی ہے اور ہر قسم کی خوشنما نباتات اگاتی ہے۔ یہ (سب) اس سبب سے ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہستی میں کامل ہے اور وہی بے جانوں میں جان ڈالتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے، اور (نیز اس سبب سے ہوا کہ) قیامت آنے والی ہے اس میں ذرا شبہ نہیں اور اللہ تعالیٰ (قیامت میں) قبر والوں کو دوبارہ پیدا کر دے گا۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ مومنون آیت نمبر ۱۲ تا ۱۷ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ (یعنی غذا) سے بنایا پھر ہم نے اس کو نطفہ سے بنایا جو کہ (ایک مدت معینہ تک) ایک محفوظ

مقام (یعنی رحم) میں رہا۔ پھر ہم اس نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنایا۔ پھر ہڈیاں بنا دیا پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیا پھر ہم نے (اس میں روح ڈال کر) اس کو ایک دوسری ہی (طرح کی) مخلوق بنا دیا۔ سو کیسی بڑی شان ہے اللہ کی جو تمام صناعوں سے بڑھ کر ہے۔ پھر تم بعد اس (تمام قصہ عجیبہ کے) ضرور ہی مرنے والے ہو۔ پھر تم قیامت کے روز دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے اور ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے اور تم مخلوق (کی مصلحتوں) سے بے خبر نہ تھے۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

چنانچہ جس طرح ان آیات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بنجر زمین کو زرخیز بنا سکتے ہیں اسی طرح یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم کے فنا ہو جانے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے اور مٹی میں مل جانے کے بعد بھی دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔ اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام مخلوقات بھی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کی جا سکتی ہیں۔

چنانچہ سورۃ روم آیت نمبر ۲۷ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

''اور وہی ہے جو اول بار پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس کے نزدیک زیادہ آسان ہے اور آسمان و زمین میں اسی کی شان اعلیٰ ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔''

اور سورۃ عنکبوت آیت نمبر ۲۰ میں فرمایا کہ:

''آپ (ان لوگوں سے) کہئے کہ تم لوگ ملک میں چلو پھرو اور دیکھو کہ خدا تعالیٰ نے مخلوق کو کس طور پر اول بار پیدا کیا ہے پھر اللہ پچھلی بار بھی پیدا کرے گا بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اسی طرح سورۃ زخرف آیت نمبر ۱۱ میں فرمایا کہ:

''اور جس نے آسمان سے پانی ایک انداز سے برسایا، پھر ہم نے اس سے خشک زمین کو (اس کے مناسب) زندہ کیا اسی طرح تم (بھی اپنی قبروں سے) نکالے جاؤ گے۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ فاطر آیت نمبر ۹ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

''اور اللہ ایسا (قادر) ہے جو (بارش سے پہلے) ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ (ہوائیں) بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر ہم اس بادل کو خشک قطعہ زمین کی طرف لے جاتے ہیں پھر ہم اس کے (پانی کے) ذریعہ سے زمین کو زندہ کرتے ہیں، اسی طرح (قیامت میں آدمیوں کا) جی اٹھنا ہے۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

اسی طرح سورۃ طارق آیت نمبر ۵ تا ۷ ارشاد ہوتا ہے کہ:

''اور انسان کو قیامت کی فکر کرنی چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ ایک اچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پشت اور سینہ (یعنی تمام بدن) کے درمیان سے نکلتا ہے (سو اس سے ثابت ہوا کہ) وہ اس کے دوبارہ زندہ کرنے پر ضرور قادر ہے۔ اور یہ دوبارہ پیدا کرنا اس روز ہوگا) جس روز سب کی قلعی کھل جائے گی پھر انسان کو نہ خود مدافعت کی قوت ہوگی اور نہ اس کا کوئی حمایتی ہوگا، قسم ہے آسمان کی جس سے بارش ہوتی ہے اور زمین کی جو (بیج نکلتے وقت) پھٹ جاتی ہے۔ (آگے جواب قسم ہے) کہ یہ قرآن (حق و باطل میں) ایک فیصلہ کر دینے والا کلام ہے کوئی لغو چیز نہیں ہے ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ یہ لوگ (نفی حق کے لیے) طرح طرح کی تدبیریں کر رہے ہیں اور میں بھی ان کی ناکامی اور عقوبت کے لیے) طرح طرح کی تدبیریں کر رہا ہوں تو آپ ان کافروں (کی مخالفت کو) یوں ہی رہنے دیجئے اور زیادہ دن نہیں بلکہ ان کو تھوڑے ہی دنوں رہنے دیجئے۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ الاعراف آیت نمبر ۵۷ میں ارشاد فرمایا کہ:

''اور وہ (اللہ) ایسا ہے کہ اپنے باران رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ خوش کر دیتی ہیں یہاں تک کہ جب وہ ہوائیں بھاری بادلوں کو اٹھا لیتی ہیں تو ہم اس بادل کو کسی خشک سرزمین کی طرف ہانک لے جاتے ہیں پھر اس بادل سے پانی برساتے

ہیں پھر اس پانی سے ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں یوں ہی ہم مردوں کو نکال کر کھڑا کریں گے تا کہ تم سمجھو۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ ق آیت نمبر ۳ تا ۴ میں کافروں کے بارے میں فرمایا کہ:

''جب ہم مر گئے اور مٹی ہو گئے تو کیا دوبارہ زندہ ہوں گے یہ دوبارہ زندہ ہونا (امکان سے) بہت ہی بعید بات ہے ہم ان کے ان اجزاء کو جانتے ہیں جن کو مٹی (کھاتی اور) کم کرتی ہے اور ہمارے پاس (وہ) کتاب (یعنی لوح) محفوظ (موجود) ہے۔''
(ترجمہ حضرت تھانوی)

اور پھر سورۃ الواقعہ کی آیت نمبر ۵۸ تا ۶۲ میں فرمایا کہ:

''اچھا پھر یہ بتلاؤ تم جو (عورتوں کے رحم میں) منی پہنچاتے ہو، اس کو تم آدمی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں۔ ہم ہی نے تمہارے درمیان موت کو (معین وقت پر) ٹھہرا رکھا ہے اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں کہ تمہاری جگہ اور تم جیسے (آدمی) پیدا کر دیں اور تم کو ایسی صورت میں بنا دیں جن کو تم جانتے ہی نہیں اور تم کو اول پیدائش کا علم حاصل ہے پھر تم کیوں نہیں سمجھتے''۔
(ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ الانسان آیت نمبر ۲۸ میں ارشاد فرمایا کہ:

''ہم ہی نے ان کو پیدا کیا اور ہم ہی نے ان کے جوڑ مضبوط کیے اور (نیز) جب ہم چاہیں ان ہی جیسے لوگ ان کی جگہ بدل دیں۔ اور سورۃ معارج آیت نمبر ۳۹ تا ۴۱ میں ارشاد ہوا کہ'' یہ ہرگز نہ ہوگا، ہم نے ان کو ایسی چیز سے پیدا کیا ہے جس کی ان کو بھی خبر ہے پھر میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے، مالک کی کہ ہم اس پر قادر ہیں کہ (دنیا ہی میں) ان کی جگہ ان سے بہتر لوگ آ ئیں (یعنی پیدا کر دیں) اور ہم (اس سے) عاجز نہیں ہیں''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۴۹ تا ۵۲ میں ارشاد فرمایا کہ:

''اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا جب ہم (مر کر) ہڈیاں اور چورا ہو جائیں گے تو کیا ہم از سر نو پیدا اور زندہ کیے جاویں گے۔ آپ (جواب میں) فرما دیجئے کہ تم پتھر یا لوہا یا اور کوئی مخلوق ہو کر دیکھ لو جو تمہارے ذہن میں بہت ہی بعید ہو اس پر پوچھیں گے کہ وہ کون ہے جو ہم کو دوبارہ زندہ کرے گا، آپ فرما دیجئے کہ وہ وہ ہے جس نے تم کو اول بار پیدا کیا تھا، اس پر آپ کے آگے سر ہلا ہلا کر کہیں گے کہ (اچھا بتلاؤ) یہ کب ہوگا؟ آپ فرما دیجئے کہ عجب نہیں یہ قریب ہی آ پہنچا ہو یہ اس روز ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تم کو پکارے گا اور تم بالاضمیر اور اس کی حمد کرتے ہوئے حکم کی تعمیل کرو گے اور تم یہ خیال کرو گے کہ تم بہت ہی کم رہے تھے''۔
(ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ النازعات آیت نمبر ۱۰ تا ۱۴ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

''کہتے ہیں کہ کیا ہم پہلی حالت میں پھر واپس ہوں گے (پہلی حالت سے مراد حیات قبل از موت ہے) کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے (پھر حیات کی طرف واپس ہوں گے)؟ اگر ایسا ہوا تو) اس صورت میں یہ واپسی (ہمارے لیے) بڑے خسارے کی ہوگی تو (یہ سمجھ رکھیں کہ ہم کو کچھ مشکل نہیں بلکہ) لیکن وہ ایک ہی سخت آواز ہوگی جس سے سب لوگ فوراً ہی میدان میں آ موجود ہوں گے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرۃ میں بنی اسرائیل کے قصے کے دوران پانچ مرتبہ مردوں کو زندہ کرنے کے بارے میں آیات نازل فرمائیں ہیں (جب بنی اسرائیل نے بچھڑے کو پوجنا شروع کیا تو انہیں ایک دوسرے کے قتل کا حکم دیا گیا تھا)۔

چنانچہ سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۵۶ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

''پھر ہم نے تم کو زندہ کر اٹھایا تمہارے مر جانے کے بعد اس توقع پر کہ تم احسان مانو گے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور گائے کے قصے (آیت نمبر ۷۳) میں ارشاد ہوا کہ:

''اس لیے ہم نے حکم دیا کہ اس کے کوئی سے ٹکڑے سے چھوادو، اسی طرح حق تعالیٰ (قیامت میں) مردوں کو زندہ کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے مظاہر قدرت تم کو دکھلاتے ہیں اسی توقع پر کہ تم عقل سے کام لیا کرو''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور ایک ایک قصے (آیت نمبر ۲۴۳) میں فرمایا کہ:

''(اے مخاطب) تجھ کو ان لوگوں کا قصہ تحقیق نہیں ہوا جو اپنے گھروں سے نکل گئے تھے اور وہ لوگ ہزاروں ہی تھے موت سے بچنے کے لیے۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے (حکم) فرمادیا کہ مر جاؤ پھر ان کو جلا دیا بے شک اللہ تعالیٰ بڑے فضل کرنے والے ہیں لوگوں (کے حال) پر مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے (اس قصہ میں غور کرو)۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور عزیر علیہ السلام وغیرہ کے قصے میں ارشاد ہوا کہ:

''یا تم کو اس طرح کا قصہ بھی معلوم ہے جیسے ایک شخص تھا کہ ایک بستی پر ایسی حالت میں اس کا گزر ہوا کہ اسکے مکانات اپنی چھتوں پر گر گئے تھے کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ اس بستی (کے مردوں) کو اس کے مرے پیچھے کس کیفیت سے زندہ کریں گے؟ سو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو سو برس تک مردہ رکھا پھر اس کو زندہ کر اٹھایا (اور پھر) پوچھا کہ تو کتنے (دنوں) اس حالت میں رہا۔ اس شخص نے جواب دیا کہ ایک دن رہا ہوں گا یا ایک دن سے بھی کم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تو (اس حالت میں) سو برس رہا ہے تو اپنے کھانے (کی چیز) اور پینے (کی چیز) کو دیکھ لے کہ نہیں سڑی گلی اور (دوسرے) اپنے گدھے کی طرف نظر کر اور تا کہ ہم تجھ کو ایک نظیر لوگوں کے لیے بنادیں اور (اس گدھے کی) ہڈیوں کی طرف نظر کر کہ ہم ان کو کس طرح ترکیب دیئے دیتے ہیں پھر ان پر گوشت چڑھا دیتے ہیں۔ پھر جب یہ سب کیفیت اس شخص کو واضح ہوگئی تو کہہ اٹھا کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں''۔ (سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۲۵۹، ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ بقرہ ہی کی آیت نمبر ۲۶۰ میں فرمایا کہ:

''اور اس وقت کو یاد کرو جب کہ ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھ کو دکھلا دیجئے کہ آپ مردوں کو کس کیفیت سے زندہ کریں گے؟ ارشاد فرمایا کہ کیا تم یقین نہیں لائے؟ انہوں نے عرض کیا کہ یقین کیوں نہ لاتا لیکن اس عرض سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میرے قلب کو سکون ہو جائے۔ ارشاد ہوا کہ اچھا تم چار پرندے لے لو پھر ان کو (پال کر) اپنے لیے ہلا لو پھر ہر پہاڑ پر ان میں کا ایک ایک حصہ رکھ دو (اور) پھر ان سب کو بلاؤ (دیکھو) تمہارے پاس سب دوڑے (دوڑے) چلے آویں گے اور خوب یقین رکھو اس بات کا کہ حق تعالیٰ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور پھر اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کا قصہ اور ان کے جاگنے کی کیفیت بیان فرمائی۔ یہ لوگ شمسی حساب سے تین سو سال اور قمری حساب سے تین سو نو سال مسلسل سوتے رہے۔ چنانچہ سورۃ کہف کی آیت نمبر ۲۱ میں ارشاد ہوا کہ:

''اور اسی طرح ہم نے لوگوں کو ان پر مطلع کر دیا تا کہ وہ لوگ اس بات کا یقین کریں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت میں کوئی شک نہیں۔ وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جبکہ اس زمانے کے لوگ ان کے معاملے میں باہم جھگڑ رہے تھے سو ان لوگوں نے یہ کہا کہ ان کے پاس کوئی عمارت بنوادو، ان کا رب ان کو خوب جانتا تھا جو لوگ اپنے کام پر غالب تھے انہوں نے کہا کہ ہم تو ان کے پاس ایک مسجد بنادیں گے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

دنیا کے جانے اور آخرت کے آنے کا بیان: علامات قیامت کے ظاہر ہونے کے بعد جو چیز سب سے پہلے دنیا والوں کے سامنے آئے گی وہ صور ہے جو حضرت اسرافیل علیہ السلام اللہ کے حکم سے پھونکیں گے۔ اس کو ''نفخته الفزع ''یعنی گھبراہٹ کی پھونک بھی کہتے ہیں کہ چنانچہ اس پھونک کے بعد دنیا والوں میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ رہے گا جو بہت توجہ سے اس آواز کو نہ سن رہا ہو جو اس پھونک کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہوگی۔ یہ وہی آواز ہوگی جس سے دنیا کے معاملات میں الجھے ہوئے لوگ سخت پریشان ہو جائیں گے جیسا کہ سورۃ النحل کی آیت نمبر ۸۷ تا ۸۸

میں بیان ہے کہ ''اور جس دن صور میں پھونک ماری جائے گی سو جتنے آسمان اور زمین میں ہیں سب گھبرا جاویں گے مگر جس کو خدا چاہے وہ اس گھبراہٹ سے اور (موت سے محفوظ رہے گا) اور سب کے سب اسی کے سامنے دبے جھکے رہیں گے اور تو جن پہاڑوں کو دیکھ رہا ہے اور ان کو خیال کر رہا ہے کہ یہ (اپنی جگہ سے) جنبش نہ کریں گے حالانکہ وہ بادلوں کی طرح اڑے اڑے پھریں گے۔ یہ خدا کا کام ہوگا جس نے ہر چیز کو (مناسب انداز پر) مضبوط بنا رکھا ہے۔ یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب افعال کی پوری خبر ہے۔ اور اسی طرح سورۃ ص آیت نمبر ۱۵ میں ارشاد فرمایا کہ ''اور یہ لوگ بس ایک زور کی چیخ کے منتظر ہیں جس میں دم لینے کی گنجائش نہ ہوگی (مراد اس سے قیامت ہے)۔

جبکہ سورۃ مدثر آیت نمبر ۸ تا ۱۰ میں ارشاد ہوا کہ ''پھر جس وقت صور پھونکا جائے گا، سو وہ وقت یعنی وہ دن کافروں پر ایک سخت دن ہوگا جس میں ذرا بھی آسانی نہ ہوگی۔

اور سورۃ انعام آیت نمبر ۷۳ میں فرمایا کہ ''اور وہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو با قاعدہ پیدا کیا اور جس وقت اللہ تعالیٰ اتنا کہہ دے گا کہ (حشر) تو ہو جا بس وہ ہو پڑے گا۔ اس کا کہنا باثر ہے اور جبکہ صور میں پھونک ماری جائے گی ساری حکومت خاص اسی کی ہوگی وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا اور ظاہر چیزوں کا اور وہی ہے بڑی حکمت والا پوری خبر رکھنے والا ہے۔

پھر اس کے کچھ عرصے بعد اللہ تعالیٰ دوبارہ حکم فرمائیں گے اور دوبارہ صور پھونکا جائے گا چنانچہ اس صور کی وجہ سے علاوہ ان چیزوں کے جن کو اللہ چاہے گا باقی سب لوگ مر جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے اور دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو پوری نوع انسانی اپنے رب کے حضور حاضر ہونے کے لیے اٹھ کھڑی ہوگی۔ جیسا کہ سورۃ الزمر آیت نمبر ۶۸ تا ۷۰ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''اور (قیامت کے روز) صور میں پھونک ماری جائے گی سو تمام آسمان اور زمین والوں کے ہوش اڑ جائیں گے مگر جس کو خدا چاہے پھر اس (صور) میں دوبارہ پھونک ماری جاوے گی تو دفعتاً سب کے سب کھڑے ہو جائیں گے (اور چاروں طرف) دیکھنے لگیں گے اور زمین اپنے رب کے نور (بے کیف) سے روشن ہو جاوے گی۔ اور (سب کا) نامہ اعمال (ہر ایک کے سامنے) رکھ دیا جاوے گا اور پیغمبر اور گواہ حاضر کیے جائیں گے اور سب میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ کیا جاوے گا اور ان پر ذرا ظلم نہ ہوگا اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا بدلہ دیا جاوے گا اور وہ سب کاموں کو خوب جانتا ہے۔

اور سورۃ یٰس آیت نمبر ۴۸ تا ۵۴ میں فرمایا کہ:

''اور یہ لوگ (بطور انکار) کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو، یہ لوگ بس ایک آواز سخت کے منتظر ہیں جو ان کو آ پکڑے گی اور وہ سب باہم لڑ جھگڑ رہے ہوں گے۔ سو نہ تو وصیت کرنے کی فرصت ہوگی اور نہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جا سکیں گے۔ اور (پھر دوبارہ) صور پھونکا جاوے گا سو وہ سب یکا یک قبروں سے (نکل نکل) اپنے رب کی طرف جلدی جلدی چلنے لگیں گے۔ کہیں گے ہائے ہماری کم بختی ہم کو قبروں سے کس نے اٹھا دیا یہ وہی (قیامت) ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبر سچ کہتے تھے۔ پس وہ ایک زور کی آواز ہوگی جس سے یکا یک سب جمع ہو کر ہمارے پاس حاضر کر دیئے جائیں گے پھر اس دن کسی شخص پر ذرا ظلم نہ ہوگا اور تم کو بس اپنے کاموں کا بدلہ ملے گا جو تم کیا کرتے تھے''۔

اس کے علاوہ سورۃ النازعات کی آیت نمبر ۱۳ تا ۱۴ میں ارشاد ہوا کہ:

''کہ ہم کو کچھ مشکل نہیں بلکہ وہ ایک ہی سخت آواز ہوگی جس سے سب لوگ فوراً ہی میدان میں آ موجود ہوں گے''۔

(ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ قمر آیت نمبر ۵۰ میں اس بارے میں یہ فرمایا کہ:

''اور ہمارا حکم یکبارگی ایسا ہو جائے گا جیسے آنکھوں کا جھپکانا''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

جبکہ سورۃ کہف آیت ۹۹ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

''اور ہم اس دن ان کی یہ حالت کریں گے کہ ایک میں ایک گڈمڈ ہو جائیں گے اور صور پھونکا جائے گا پھر ہم سب کو ایک ایک جمع کر کے جمع کر لیں گے''۔

اس کے علاوہ سورۃ الحاقہ آیت نمبر۱۳تا۱۸میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"پھر جب صور میں یکبارگی پھونک ماری جاوے گی (مراد نفخہ اولیٰ ہے) اور (اس وقت) زمین اور پہاڑ (اپنی جگہ سے) اٹھالیے جاویں گے پھر دونوں ایک ہی دفعہ ریزہ ریزہ کردیئے جاویں گے تو اس روز ہونے والی ہو پڑے گی اور آسمان پھٹ جاوے گا اور وہ (آسمان) اس روز بالکل بودا ہوگا اور فرشتے (جو آسمان میں پھیلے ہوئے ہیں) اس کے کنارے پر آجاویں گے اور آپ کے پروردگار کے عرش کو اس روز آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے جس روز (خدا کے روبرو) حساب کے واسطے تم پیش کیے جاؤ گے (اور) تمہاری کوئی بات اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہ ہوگی"۔

سورۃ نباء آیت نمبر۱۸تا۲۰میں اسی بات کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ:

"یعنی جس دن صور پھونکا جائے گا پھر تم لوگ گروہ گروہ ہوکر آؤ گے اور آسمان کھل جاوے گا۔ پھر اس میں دروازے ہی دروازے ہو جائیں گے اور پہاڑ (اپنی جگہ سے) ہٹادیئے جاویں گے سو وہ ریت کی طرح ہو جاویں گے"۔

اور سورۃ طٰہٰ آیت نمبر۱۰۲میں فرمایا کہ:

"جس روز صور میں پھونک ماری جائے گی اور ہم اس روز مجرم لوگوں کو اس حالت میں جمع کریں گے کہ (آنکھوں سے) اندھے ہوں گے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ:

"ایک دن ایک اعرابی آیا اور عرض کیا یارسول اللہ! یہ صور کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ایک سینگ ہے جس میں پھونکا جائے گا"۔ (۱)

قیامت کا لمحوں میں آجانا...... اسی مذکورہ روایت کو ابوداؤد، نسائی، اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ جبکہ امام احمد نے سورۃ مدثر کی آیت نمبر۸ "فاذا نقر فی الناقور" (ترجمہ: پھر جس وقت صور پھونکا جائے گا) کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "کیا حال ہوگا جبکہ سینگ (صور) والے نے اس کو منہ سے لگا رکھا ہے اور اپنے چہرے کو موڑ رکھا ہے وہ (فرشتہ) اس انتظار میں ہے کہ اسے حکم ملے اور وہ صور پھونکے"۔ (۲)

صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! اس وقت ہمیں کیا کہنا چاہئے؟ ارشاد فرمایا کہ اس وقت تم یہ کلمات پڑھنا:

"حسبنا اللہ ونعم الوکیل علی اللہ توکلنا"

یعنی ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہ کیا خوب ذمہ دار ہے اور بھروسہ تو اللہ ہی کی ذات پر ہے۔

اس روایت کو ابوکدینہ نے بھی روایت کیا ہے۔ امام احمد نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "کیا حال ہوگا جبکہ سینگ (صور) والے (فرشتے) نے صور کو منہ سے لگالیا ہے اور اپنے چہرے کو موڑ رکھا ہے اور اپنے کانوں کو (اللہ کے حکم کی طرف) متوجہ کررکھا ہے اور اس انتظار میں ہے کہ کب حکم ہو اور صور پھونکوں؟ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! اس وقت (یعنی صور پھونکے جانے کے وقت اگر ہم ہوں تو) ہم کیا پڑھیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تم لوگ یہ کلمات پڑھنا

"حسبنا اللہ ونعم الوکیل علی اللہ توکلنا"

یعنی ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہ کیا خوب ذمہ دار ہے اور بھروسہ تو اللہ ہی کی ذات پر ہے۔ (۳)

اس روایت کو ابوعمر اور خالد بن طہمان سے روایت کیا ہے اور حسن قرار دیا ہے۔ اور ہمارے استاد اور شیخ ابوالحجاج مزی نے "اطراف" میں اس کو

---

(۱) ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع باب ماجاء فی شان الصور حدیث نمبر ۲۴۳۱، مسند احمد حدیث نمبر ۲/۱۶۲، اور حدیث نمبر ۲/۱۹۲، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۲/۵۱۲، اور حدیث نمبر ۴/۵۶۰ (۲) ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع باب ماجاء فی شان الصور حدیث نمبر ۲۴۳۱، مسند احمد حدیث نمبر ۱/۳۲۶ اور حدیث نمبر ۴/۳۷۴، کنزل العمال حدیث نمبر ۳۹۷۴۲ (۳) اس کی تخریج پہلے گذر چکی ہے۔

اسمٰعیل بن ابراہیم کی روایت سے بیان کیا ہے۔ جبکہ علامہ ابوبکر ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب ''کتاب الاہوال'' میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''کیا حال ہوگا جبکہ سینگ (صور) والے نے صور کو (پھونکنے کے لیے) منہ سے لگالیا ہے اور اپنے چہرے کو موڑ رکھا ہے اور انتظار میں ہے کہ کب اس کو حکم ہو اور وہ صور پھونکے۔ ہم نے عرض کی یارسول اللہ! اس صورت میں ہمیں کیا پڑھنا چاہیے؟ ارشاد فرمایا کہ اس وقت یہ کلمات پڑھنا ''حسبنا اللہ ونعم الوکیل'' یعنی ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہ خوب ذمہ دار ہے''۔ (۱)

ابویعلی موصلی نے مسند ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) سے اور انہوں نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

کیا حال ہوگا، یہ فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ سینگ (صور) والے (فرشتے) نے صور کو منہ سے لگالیا ہے اور کانوں کو متوجہ کر رکھا ہے اور چہرے کو بھی (اللہ تعالیٰ کی طرف) موڑ رکھا ہے اور اس انتظار میں ہے کہ کب اس (فرشتے) کو حکم ہو اور وہ صور پھونکے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! اس صورت میں ہمیں کیا پڑھنا چاہیے فرمایا کہ اس وقت یہ کلمات پڑھنا:
''حسبنا اللہ ونعم الوکیل علی اللہ توکلنا''۔ (۲)

امام احمد نے ابومعاویہ کے طریق سے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے صور والے فرشتے کا ذکر کیا اور فرمایا کہ:

''اس کے دائیں طرف جبرئیل ہیں اور بائیں طرف میکائیل علیہم الصلوٰۃ والسلام''۔ (۳)

ابن ماجہ نے ابوبکر بن ابی شیبہ کے طریق سے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''صور دو فرشتوں کے ہاتھوں میں ہے یا فرمایا کہ دو فرشتے ایسے ہیں جن کے پاس صور ہے اور وہ اس میں پھونکنے کے حکم کے انتظار میں ہیں''۔ (۴)

امام احمد نے ابو مریہ کے طریق سے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''صور پھونکنے والے دونوں فرشتے دوسرے آسمان میں ہیں۔ ایک کا سر مغرب میں اور دونوں پیر مشرق میں ہیں، (یعنی وہ فرشتے اس قدر عظیم الجثہ ہیں) اور وہ اس انتظار میں ہیں کہ کب ان کو حکم ہو اور وہ صور پھونکیں''۔ (۵)

ان دو فرشتوں میں سے غالباً ایک سے مراد حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں جو صور پھونکیں گے جیسا کہ آگے تفصیل سے بیان ہوگا اور دوسرا وہ فرشتہ جو ناقور میں پھونکے گا۔ صور اور ناقور کا اسم جنس ہونا ممکن ہے یعنی مراد ان سے صور اور ناقور ہوں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ لفظ ''الصور'' اور ''الناقور'' میں الف لام عہدی ہو یعنی صور اور ناقور میں پھونکنے والے دو فرشتے اور پھر ہر ایک کے ماتحت بہت سے اور فرشتے بھی ہوں۔ جو ان کے ساتھ مل کر صور پھونکیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ:

''صور پھونکنے والے فرشتے کے حوالے جب سے صور پھونکنے کا کام کیا گیا ہے اس وقت سے آج تک اس نے کبھی پلکیں بھی نہیں جھپکائیں، اس کی آنکھیں دو چمکتے ہوئے ستاروں کی مانند ہیں اور فرشتہ عرش کی جانب دیکھ رہا ہے۔ اس خوف سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ صور پھونکنے کا حکم ہو جائے اور وہ پلکیں جھپکا رہا ہو یا پلکیں جھپکانے سے کہیں صور پھونکنے کے حکم ماننے جانے میں تاخیر نہ ہو جائے''۔

---

(۱) ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع، باب ماجاء فی شان الصور حدیث نمبر ۲۴۳۱، مسند احمد حدیث نمبر ۱/۳۲۶ اور حدیث نمبر ۳/۷۴، کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۷۴۳ (۲) ایضاً (۳) ابوداؤد کتاب الحروف والقرات حدیث نمبر ۳۹۹۹، مسند احمد حدیث نمبر ۳/۱۰
(۴) ابن ماجہ کتاب الزہد باب ذکر البعث حدیث نمبر ۴۲۷۳، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۹۰۷ (۵) مسند احمد حدیث نمبر ۲/۱۹۲

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

''جب سے صور پھونکنے کا کام لگایا گیا ہے، اس وقت سے اس نے سر نہیں جھکایا، اس خوف سے عرش کی طرف دیکھتا ہے کہ کہیں اس کے پلکیں جھپکانے سے پہلے صور پھونکنے کا حکم نہ ہو جائے اس کی آنکھیں ایسی ہیں جیسے دو چمکتے ستارے''۔ (۱)

تفصیلی روایت..... ابو یعلی موصلی نے اپنی مسند میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کی موجودگی میں آپ ﷺ نے ہم سے حدیث بیان کی فرمایا کہ''اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمانوں کے بعد صور کو پیدا کیا اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کے حوالے کر دیا۔ لہٰذا اب وہ صور کو اپنے منہ پر رکھے ہوئے ہیں اور اس انتظار میں عرش کی جانب دیکھ رہے ہیں کہ کب ان کو حکم ہو اور وہ صور پھونکیں۔ فرماتے ہیں کہ''میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صور کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ''ایک سینگ ہے''۔ پھر عرض کیا کہ وہ کیسا ہے؟ فرمایا''بہت بڑا''۔ اور فرمایا''قسم اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا، صور کے دائرے کی وسعت اتنی ہے کہ زمین اور آسمان اس میں سما جائیں، اس میں تین پھونکیں ماری جائیں گی، پہلی پھونک کو''نفخۃ الفزع''(گھبرا دینے والی پھونک) کہتے ہیں۔ دوسری کو''نفخۃ الصعق''(موت کی پھونک) کہتے ہیں۔ اور تیسری کو''نفخۃ القیام''(یعنی دوبارہ زندہ ہو کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہونے والی) پھونک اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو پہلی مرتبہ پھونکنے کا حکم فرمائیں گے کہ''نفخۃ الفزع''کو پھونک دو، چنانچہ اس (سے جو آواز پیدا ہوگی اس کو سن کر) تمام زمینوں اور آسمانوں والے گھبرا جائیں گے، علاوہ ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ محفوظ رکھیں۔ اللہ کا حکم ہوگا اور یہ آواز بغیر رکے طویل سے طویل تر ہوتی جائے گی اور اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ''اور یہ لوگ بس ایک زور کی چیخ کے منتظر ہیں جس میں دم لینے کی گنجائش نہ ہوگی (مراد اس سے قیامت ہے)۔ (ترجمہ حضرت تھانوی سورۂ ص آیت نمبر ۱۵)

چنانچہ پہاڑ بادلوں کی طرح چلنے لگیں گے اور سراب کی مانند ہو جائیں گے، زمین اہل زمین کو لے کر ایسے ڈولنے لگے گی جیسے سمندر میں کوئی کشتی ڈولتی ہے جسے موجیں ادھر سے ادھر دھکیلتی ہیں اور اہل زمین کے ساتھ ایسے الٹ جائے گی جیسے عرش کے ساتھ لٹکی ہوئی قندیل جسے ارواح ہلاتی ہیں۔ سنو! اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے (سورۃ النازعات آیت نمبر ۶ تا ۸) میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

''جس دن ہلا دینے والی چیز ہلا ڈالے گی (مراد نفخۂ اولیٰ ہے) جس کے بعد ایک پیچھے آنے والی چیز آئے گی (مراد نفخۂ ثانیہ ہے) بہت سے دل اس روز دھڑک رہے ہوں گے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

چنانچہ زمین اہل زمین کو لے کر جھک پڑے گی، دودھ پلانے والیاں اپنے کام سے غافل ہو جائیں گی، جتنی عورتیں حاملہ ہوں گی ان کا وضع حمل ہو جائے گا بچے بوڑھے ہو جائیں، ڈر اور گھبراہٹ کی شدت سے لوگ اڑتے (دوڑتے) پھریں گے لیکن ان کا سامنا فرشتوں سے ہوگا، فرشتے ان کے چہروں پر ماریں گے تو لوگ لوٹ کر منہ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوں گے، ان کو اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا وہ لوگ ایک دوسرے کو پکار رہے ہوں گے۔ اسی دوران زمین ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پھٹ کر دو ٹکڑے ہو جائے گی تو لوگ ایک ایسا زبردست اور عظیم معاملہ دیکھیں گے کہ اس جیسا پہلے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ لوگوں کو ایسی تکلیف اور خوف آ گھیرے گا کہ جسے اللہ ہی جانتا ہے، وہ آسمان کی طرف دیکھیں گے تو وہ لاوے کی طرح ہو چکا ہوگا، پھر آسمان پھٹ پڑے گا اور ستارے جھڑ جائیں گے، چاند اور سورج بے نور ہو جائیں گے۔

پھر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''جو لوگ ان واقعات سے پہلے مر چکے ہوں گے انہیں ان تمام حادثات و واقعات کا بالکل احساس نہ ہوگا''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سورۃ نمل کی آیت نمبر ۸۷:

''جس دن صور میں پھونک ماری جائے گی سو جتنے آسمان اور زمین میں ہیں سب گھبرا جائیں گے اور جس روز تمام دودھ پلانے والیاں (مارے ہیبت کے) اپنے دودھ پیتے کو بھول جاویں گی اور تمام حمل والیاں اپنا حمل (پورے دن کا ہونے سے پہلے) ڈال دیں گی اور (اے مخاطب) تجھ کو لوگ نشہ کی سی حالت میں دکھائی دیں گے حالانکہ وہ (واقع میں) نشہ میں نہ ہوں

(۱) مسند احمد حدیث نمبر ۲/۳۷۲

گے لیکن اللہ کا عذاب بے ہی سخت چیز۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو مستثنیٰ فرمایا ہے ان سے مراد شہداء ہیں کیونکہ گھبراہٹ صرف زندوں کو لاحق ہوگی اور شہید تو اپنے رب کے پاس نہ صرف یہ کہ زندہ ہیں بلکہ ان کو رزق بھی دیا جاتا ہے۔ چنانچہ انکو اللہ تعالیٰ اس دن کی گھبراہٹ سے بچالیں گے، وہ لوگ (یعنی شہداء) مامون ہوں گے اللہ کے اس عذاب سے جو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے بدترین لوگوں پر نازل فرمائیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورۃ حج آیت نمبر ۱۔۲) ہے کہ:

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو (کیونکہ) یقیناً قیامت (کے دن) کا زلزلہ بڑی بھاری چیز ہے جس روز تم لوگ اس (زلزلہ) کو دیکھو گے، لہٰذا لوگ جب تک اللہ چاہے گا اس عذاب میں مبتلا رہیں گے، لیکن عذاب بڑھتا جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیں گے تو وہ دوسری مرتبہ صور پھونکیں گے جس سے تمام اہل زمین و آسمان مر جائیں گے علاوہ ان لوگوں کے جن کو اللہ چاہے گا، جب سب فنا ہوچکیں گے تو ملک الموت جناب باری میں حاضر ہوکر عرض کریں گے یارب! زمین و آسمان والے سب لوگ مرگئے علاوہ ان لوگوں کے جن کو آپ نے بچایا۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائیں گے (باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے) کوئی بچا؟ ملک الموت عرض کریں گے یارب! صرف آپ ہی بچے ہیں کیونکہ آپ ہی ایسے ہیں جو ہمیشہ رہیں گے کبھی فنا نہ ہوں گے؟ اور (اس وقت) آپ کے علاوہ وہ فرشتے بھی ہیں جنہوں نے عرش کو اٹھا رکھا ہے اور جبرائیل، میکائیل اور میں بھی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ جبرائیل اور میکائیل بھی مرجائیں۔ عرش عرض کرے گا اے اللہ جبرائیل و میکائیل بھی مرگئے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، خاموش ہوجا میں نے موت ہر اس موجود کے لیے لازم کردی جو میرے عرش کے نیچے تھا۔ لہٰذا جبرائیل و میکائیل بھی مرجائیں گے اور پھر ملک الموت حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے، اے اللہ جبرائیل و میکائیل بھی مرگئے صرف میں اور عرش اٹھانے والے فرشتے باقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ حکم دیں گے عرش اٹھانے والے فرشتے بھی مرجائیں! لہٰذا وہ بھی مرجائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ عرش کو حکم دیں گے تو وہ اسرافیل علیہ السلام سے صور واپس لے لے گا۔''

پھر ملک الموت حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ یارب عرش اٹھانے والے فرشتے بھی مرگئے۔ اللہ تعالیٰ جاننے کے باوجود پوچھیں گے کہ اب کون بچا؟ ملک الموت جواب دیں گے، اے اللہ، صرف آپ باقی بچے ہیں کیونکہ آپ ہمیشہ رہنے والے ہیں اور میں۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا کہ تو بھی میری مخلوق میں سے ہے، تجھے بھی میں نے ہی پیدا کیا تھا، سو اب تو بھی مرجا! چنانچہ ملک الموت بھی مرجائیں گے۔

لہٰذا جب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور باقی نہ بچے گا (کیونکہ وہی ایک اکیلا ہے، تنہا ہے۔ بے نیاز ہے، جو نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے وہی آخر ہوگا جس طرح اول تھا) تو وہ زمین اور آسمانوں کو لپیٹ دے گا جس طرح کتابوں کی فہرست لپیٹ دی جاتی ہے پھر اس کو کھول دے گا اور پھر تین مرتبہ لپیٹ دے گا اور تین مرتبہ ارشاد فرمائے گا میں ہی جبار ہوں، پھر اپنی شان کے مطابق تین مرتبہ ارشاد ہوگا ''لمن الملک الیوم؟ (آج کس کا راج ہے) لیکن کوئی جواب دینے والا نہ ہوگا۔ پھر خود اللہ تعالیٰ ہی ارشاد فرمائیں گے للہ الواحد القہار (یعنی صرف اور صرف اللہ ہی کے لیے جو اکیلا ہے زبردست ہے)۔ پھر اللہ تعالیٰ زمین اور آسمان کو تبدیل کردیں گے اور دوسرے زمین و آسمان کو پھیلا دیں گے کہ اس میں کوئی اونچ نیچ نہ دکھائی دے گی، پھر اللہ تعالیٰ مخلوق کو ڈانٹیں گے تو مخلوق دوبارہ اپنی پہلی حالت پر واپس آجائے گی۔ اگر کسی کے پیٹ میں کچھ تھا تو وہ اسی طرح موجود ہوگا اگر کسی کی پشت پر کچھ لدا ہوا تھا تو وہ اسی طرح موجود ہوگا۔

پھر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر عرش کے نیچے سے پانی برسائیں گے اور پھر آسمان کو بارش برسانے کا حکم ہوگا چنانچہ چالیس دن تک بارش ہوتی رہے گی یہاں تک پانی ان کے سروں سے بارہ بارہ گز اوپر چلا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ جسموں کو حکم دیں گے تو وہ زمین سے یوں نکلنے لگیں گے جیسے سبزہ اگتا ہے یہاں تک کہ جب مکمل طور پر نکل آئیں گے تو اسی حالت پر آجائیں گے جس پر قیامت سے پہلے تھے۔ اللہ تعالیٰ جبرائیل و میکائیل کو زندہ کردیں گے اور ارواح کو طلب فرمائیں گے، روحیں چمکتی ہوئی حاضر ہوں گی، مومنین کی روحیں نور سے چمک رہی ہوں گی اور دوسری اندھیروں سے۔ اللہ تعالیٰ ان سب روحوں کو ایک ہی مرتبہ پکڑ کر صور میں ڈال دیں گے اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کو تیسری مرتبہ صور پھونکنے کا حکم ہوگا، تو تمام روحیں شہد کی مکھیوں کی مانند نکلیں گی اور زمین و آسمان کو بھر دیں گی۔

پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم ہر روح اپنے جسم میں واپس جائے گی۔ چنانچہ تمام ارواح اپنے اپنے اجسام واجساد میں واپس چلی جائیں گی۔ چنانچہ خیشوم میں داخل ہوں گی اور پھر پورے جسم میں سرایت کر جائیں گی جیسے زہر پورے بدن میں پھیل جاتا ہے، پھر زمین تم سے پھٹ جائے گی اور میں سب سے پہلا وہ شخص ہوں گا جس کے سامنے سے زمین پھٹے گی، پھر سب لوگ بھاگتے ہوئے اپنے رب کی طرف روانہ ہوں گے۔

''ڈرتے ہوئے پکارنے والے کی طرف دیکھ رہے ہوں گے اور کافر کہیں گے یہ دن تو بڑا سخت ہے''۔ (سورۃ القمر آیت نمبر ۸)

ننگے پیر، ننگے بدن، دلوں پر قبض کی حالت طاری ہوگی اور ختنہ بھی نہ کیا گیا ہوگا، پھر سب لوگ ایک جگہ پہنچ کر رک جائیں گے ستر سال تک رکے رہیں گے، کوئی تمہاری طرف نہ دیکھے گا اور نہ تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا، لوگ رونے لگیں گے یہاں تک کہ آنسو بھی ختم ہو جائیں گے اور آنسوؤں کی جگہ خون بہنے لگے گا، پسینہ بہنے لگے گا اور بہتے بہتے منہ تک یا ٹھوڑیوں تک آ پہنچے گا پھر وہ شور مچانے لگیں گے، اور کہیں گے کہ کون ہے جو ہماری سفارش کرے اللہ تعالیٰ کے حضور میں کہ ہمارا فیصلہ کر دیا جائے؟ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے زیادہ آج کے دن کوئی بھی اس سفارش کرنے کا مستحق نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اور ان کے جسد اطہر میں روح پھونکی اور ان سے گفتگو فرمائی۔ چنانچہ یہ سن کر سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور سفارش کی درخواست کریں گے۔

حضرت آدم علیہ السلام انکار کر دیں گے اور ارشاد فرمائیں گے کہ میں اس قابل نہیں ہوں۔ چنانچہ ان کے بعد ہر ہر نبی کے پاس سفارش کی درخواست کرنے جائیں گے۔ جس نبی کے پاس بھی جائیں گے وہ انکار کر دیں گے۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہاں تک کہ آخر میں میرے پاس پہنچیں گے، میں روپڑوں گا، اور فحص نامی جگہ پر پہنچوں گا اور سجدے میں گر جاؤں گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ ''فحص'' کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عرش کے سامنے ایک جگہ ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے پاس ایک فرشتہ بھیجیں گے جو مجھے کندھے کے پاس سے پکڑ کر اٹھائے گا پھر اللہ تعالیٰ مجھ سے مخاطب ہو کر فرمائیں گے، اے محمد! میں عرض کروں گا اے میرے رب حاضر ہوں میں یا اللہ تعالیٰ (باوجود اس کے کہ سب کچھ جانتے ہیں) دریافت فرمائیں گے کہ تمہارا کیا حال ہے؟ میں عرض کرونگا، اے میرے اللہ! آپ نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ فرمایا تھا لہٰذا اپنی مخلوق کے بارے میں میری سفارش قبول فرمایئے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں نے تمہاری سفارش قبول کی۔ میں تم لوگوں کے پاس آؤں گا اس کے بعد تمہارے درمیان فیصلہ کروں گا۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''پھر میں واپس لوگوں کے پاس آ جاؤں گا، اسی دوران ہم آسمان سے ایک زبردست آواز سنیں گے چنانچہ آسمان والے دنیا پر اس طرح نازل ہوں گے جیسے زمین پر انسان اور جنات رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ زمین کے قریب پہنچیں گے تو زمین ان کے نور سے منور ہو جائے گی، آتے ہی وہ لوگ اپنی اپنی جگہ کھڑے ہو جائیں گے۔ ہم ان سے پوچھیں گے کہ کیا اللہ تعالیٰ بھی تشریف لے آئے؟ تو وہ کہیں گے کہ نہیں بلکہ وہ تشریف لا رہے ہیں۔ پھر اتنے میں اس سے دوگنے آسمان والے زمین پر نازل ہوں گے یہاں تک کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بھی بادلوں اور فرشتوں کے جلو میں تشریف لائیں گے۔ اس روز اللہ تعالیٰ کا عرش آٹھ فرشتوں نے اٹھا رکھا ہوگا، (ورنہ عام طور پر) آج کل صرف چار ہی اٹھائے ہوئے ہیں، ان فرشتوں کے قدم زمین کے انتہائی نچلے حصے میں ہوں گے۔ زمین وآسمان ان کی گود میں ہوں گے۔ عرش ان کے کندھوں پر ہوگا۔ نہایت بلند آواز سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کر رہے ہوں گے۔ عرش ان کے کندھوں پر ہوگا۔ نہایت بلند آواز سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کر رہے ہوں گے:

سبحان ذی العزة والجبروت

''پاک ہے وہ ذات جو عزت وجبروت والی ہے''۔

سبحان ذی الملک و الملکوت

''پاک ہے وہ ذات جس کو کبھی موت نہ آئے گی''۔

سبحان الذی یمیت الخلائق و لایموت

''پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں تمام مخلوقات کی موت ہے لیکن خود اس کو کبھی بھی موت نہ آئے گی۔''

پھر اللہ تعالیٰ جہاں چاہے گا اس کا تخت وکرسی وہیں رکھ دیا جائے گا، پھر اپنی شان کے مطابق اپنی آواز سے پکارے گا اور فرمائے گا۔ اے جنات وانسان کے گروہ! میں نے جب سے تمہیں پیدا کیا ہے اس وقت سے لے کر آج تک خاموش رہا اور تمہاری باتیں سنتا رہا اور تمہارے اعمال دیکھتا رہا، اب خاموشی سے میری طرف متوجہ ہو جاؤ۔ یہ تمہارے ہی اعمال اور صحیفے ہیں جو تمہارے سامنے پڑھے جائیں گے۔ چنانچہ تم میں سے اگر کسی کے اعمال اور صحیفوں میں خیر اور بھلائی ہے تو وہ اللہ ہی کی حمد وثناء کرے، اور جو اپنے صحائف واعمال میں اس کے علاوہ کچھ اور (یعنی برائی) پائے تو وہ اپنے علاوہ کسی اور کو برا بھلا نہ کہے۔

پھر اللہ تعالیٰ جہنم کو حکم فرمائیں گے چنانچہ اس میں سے ایک گردن باہر آئے گی جو سیع اور سیاہ ہوگی اور کہا جائے گا کہ (سورہ یس آیت نمبر ۵۹ تا ۶۴)۔ دراے مجرمو! آج (اہل ایمان) سے الگ ہو جاؤ، اے اولاد آدم! کیا میں نے تم کو تاکید نہیں کردی تھی کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا صریح دشمن ہے اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا یہی سیدھا راستہ ہے اور وہ (شیطان) تم میں ایک کثیر مخلوق کو گمراہ کر چکا ہے سو کیا تم نہیں سمجھتے تھے یہ جہنم ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جایا کرتا تھا۔ آج اپنے کفر کے بدلے میں اس میں داخل ہو جاؤ۔

پھر اس کے بعد لوگوں کو (جنتی اور جہنمی میں) ممتاز کر دیا جائے گا اور تمام امتوں کو پکارا جائے گا اور ہر قوم کو اپنے اعمال وصحائف کی طرف بلایا جائے گا۔ حال یہ ہوگا کہ تمام اقوام خوف کی شدت سے گھٹنوں کے بل گرے ہوئے ہوں گے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا، اور اس روز آپ ہر فرقہ کو دیکھیں گے کہ (مارے خوف کے) زانو کے بل گر پڑیں گے ہر فرقہ اپنے نامۂ اعمال کے حساب کی طرف بلایا جائے گا۔ آج تم کو تمہارے کیے کا بدلہ ملے گا''۔

(سورۃ جاثیہ آیت نمبر ۲۸، ترجمہ حضرت تھانوی)

پھر اللہ تعالیٰ انسانوں اور جنات کے علاوہ تمام مخلوقات کے درمیان فیصلہ فرمادیں گے یہاں تک کہ جانوروں اور چوپایوں کے درمیان بھی فیصلہ فرمادیں گے حتیٰ کہ بغیر سینگ والی بکری اور سینگ والی بکری کے درمیان بھی فیصلہ کر دیا جائے گا۔ اور اس سے فراغت کے بعد جب تمام جانوروں کا فیصلہ ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے کہ مٹی ہو جاؤ سب کے سب مٹی (فنا) ہو جائیں گے، یہ دیکھ کر کافر لوگ تمنا کریں گے اور کہیں گے کہ ''یالیتنی کنت ترابا'' (اے کاش کہ میں مٹی ہوتا)۔

اس کے بعد انسانوں کے درمیان فیصلہ ہوگا۔ چنانچہ سب سے پہلے فیصلہ خون (قتل) کا ہوگا، ہر وہ مقتول حاضر ہوگا جو اللہ کے راستے میں قتل ہوا تھا (اس کے علاوہ) اللہ تعالیٰ قاتل کو بھی حاضری کا حکم فرمائیں گے، (یعنی ہر قسم کے قاتل ومقتول حاضر ہوں گے۔ مترجم) چنانچہ وہ حاضر ہوگا اپنا سر لیے ہوئے جس کی گردن کی رگیں کٹی ہوئی ہوں گی اور ان سے خون بہہ رہا ہوگا وہ پوچھے گا، اے میرے رب! اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ قاتل سے پوچھیں گے (باوجود علم کے تاکہ اتمام حجت ہو جائے) تو نے اسے کیوں قتل کیا تھا؟ وہ جواب دے گا کہ ''اے میرے رب! میں نے اسے تیری عزت وعظمت کی خاطر قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے سچ کہا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو آسمانوں کے نور کی طرح روشن اور چمکدار بنادیں گے، پھر فرشتے اس کو جنت کی طرف لے جائیں گے پھر اس شخص کو حاضر کیا جائے گا جس نے اللہ کی رضا کی خاطر قتال نہ کیا ہوگا مقتول پوچھے گا اے میرے رب اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ قاتل سے پوچھیں گے (باوجود علم کے تاکہ اتمام حجت ہو جائے) تو نے اسے کیوں قتل کیا تھا؟ وہ جواب دے گا کہ اے میرے رب! میں نے اس کو اپنی عزت وعظمت کی خاطر قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو تباہ ہو جا۔ حتیٰ کہ کوئی مقتول ایسا نہ رہے گا جس کو بدلہ نہ دلوایا جائے گا اور نہ ہی کوئی مظلوم ایسا رہے گا جس کو بدلہ نہ دلوایا جائے گا، یہ اللہ کی مرضی ہوگی جسے چاہے عذاب دے اور جس پر چاہے رحم فرمائے، پھر اللہ تعالیٰ باقی لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمادیں گے یہاں تک کہ کوئی مظلوم بغیر بدلے کے نہ رہے گا یہاں تک کہ دودھ میں پانی ملانے والے کو مجبور کیا جائے گا کہ دودھ سے پانی نکالے۔

ان معاملات کے بعد ایک پکارنے والا پکارے گا جس کو تمام مخلوقات سنیں گی، وہ کہے گا کہ ہر قوم اور امت اپنے خداؤں (جن کو وہ اللہ کے علاوہ پوجتے تھے) کے پاس چلی جائے، لہذا کوئی بھی شخص (جو اللہ کے علاوہ کسی اور کو پوجتا تھا) ایسا نہ رہے گا مگر اس کے سامنے اس کا معبود متشکل کر دیا

جائے گا چنانچہ اس دن ایک فرشتہ حضرت عزیر علیہ السلام کی صورت اختیار کرلے گا۔ اسی طرح ایک فرشتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت اختیار کرلے گا، چنانچہ یہود ونصاری (علی الترتیب) ان دونوں کے پیچھے پیچھے چلیں گے۔ چنانچہ یہ فرشتے (ان کے معبودوں کی صورت میں) ان کو لے کر جہنم میں پہنچا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الانبیاء کی آیت نمبر ۲۲ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "زمین (میں یا) آسمان میں اگر اللہ تعالیٰ کے سوا اور معبود (واجب الوجود) ہوتے تو دونوں درہم برہم ہوجاتے سو (اس سے ثابت ہوا کہ) اللہ تعالیٰ ان امور سے پاک ہے جو کچھ یہ لوگ بیان کررہے ہیں۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

پھر جب مومنوں کے علاوہ کوئی باقی نہ رہیگا ان میں منافق بھی ہوں گے، اللہ تعالیٰ جس حال کو چاہے گا اسی حال میں ان کے سامنے اظہار فرمائے گا اور ارشاد ہوگا اے لوگو! باقی لوگ چلے گئے اب تم بھی اپنے خداؤں کے پاس (اور جن کو تم پوجتے ہوان کے پاس) چلے جاؤ۔ لوگ کہیں گے کہ ہم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان سے اعراض فرمائیں گے۔ پھر جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف متوجہ ہوگا اور ارشاد ہوگا، اے لوگو! اور لوگ چلے گئے تم بھی اپنے خداؤں کے پاس (اور جن کو تم پوجتے ہوان کے پاس) چلے جاؤ لوگ کہیں گے ہمیں اللہ کے علاوہ اور کسی کی ضرورت نہیں۔ ہم اللہ کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ پھر پنڈلی کھول دی جائے گی(۱)۔ اور لوگوں پر ایسی علامات واضح کردی جائیں گی جس سے انہیں یہ معلوم ہوجائے گا کہ یہ ان کا رب ہے۔ چنانچہ تمام مومن منہ کے بل سجدے میں چلے جائیں گے اور ہر منافق گدی کے بل سجدے میں گرے گا اور اللہ تعالیٰ ان کی پشتیں گائے کی سینگوں کی مانند بنادیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ ان کو اجازت دیں گے تو یہ لوگ سر اٹھائیں گے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ جہنم کے اوپر پل صراط قائم فرمادیں گے، بال برابر لمبا، یا فرمایا بال کی گرہ کی طرح باریک اور تلوار کی طرح تیز دھار، اس پر نوکیلے کنڈے اور کھونٹے ہوں گے اور سعدان نامی درخت کی طرح بڑے بڑے کانٹے ہوں گے۔

اس کے علاوہ ایک دوسرا پل ہوگا جو پھسلواں ہوگا اس پر سے چلنے والوں کے قدم پھسلیں گے۔ بہر حال لوگ اس کے اوپر سے گذریں گے، بعض تو اتنی تیزی سے گذر جائیں گے جیسے پلک جھپکتی ہے، بعض بجلی کی چمک کی طرح، بعض ہوا کی طرح، بعض عمدہ گھوڑے اور سوار کی طرح اور بعض عمدہ انسان کی طرح گذر جائیں گے۔

چنانچہ پل صراط سے نجات پانے والے بعض ایسے ہوں گے جو بالکل صحیح سالم ہوں گے اور بعض ایسے ہوں گے جو زخمی ہوں گے اور بعض کو منہ کے بل جہنم میں گرادیا جائے گا۔

لہذا جب اہل جنت، جنت کی طرف روانہ ہوں گے تو کہیں گے کہ کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہماری سفارش کرے تاکہ ہمیں جنت میں داخلے کی اجازت ملے، پھر کہیں گے (سفارش کے لیے) تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام سے زیادہ مستحق کون ہوسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا، ان میں اپنی روح پھونکی اور گفتگو فرمائی۔ چنانچہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور سفارش کی درخواست کریں گے وہ اپنے آپ کو گنہگار تصور کرتے ہوئے ارشاد فرمائیں گے کہ میں اس قابل نہیں لیکن تم لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے پہلے رسول ہیں۔ چنانچہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر سفارش کی درخواست کریں گے۔ حضرت نوح علیہ السلام کچھ یاد کرکے ارشاد فرمائیں گے کہ میں اس قابل نہیں۔ البتہ تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ چنانچہ لوگ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ارشاد فرمائیں گے کہ میں اس قابل نہیں۔ لیکن تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ چنانچہ لوگ جمع ہوکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی یہی ارشاد فرمائیں گے اور یہ بھی فرمائیں گے کہ تم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خدمت میں جاؤ۔

پھر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "پھر لوگ میرے پاس آئیں گے"۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے تین سفارشوں کا وعدہ کیا ہے، چنانچہ میں جنت کی طرف آؤں گا اور جنت کے دروازے کا حلقہ پکڑ کر دروازہ کھلواتا ہوں گا چنانچہ میرے لیے دروازہ کھولا جائے گا۔ مجھے سلام کیا جائے گا اور مرحبا کہا

(۱) یہاں عربی عبارت یہ ہے "فیکشف عن ساقہ" جس کا ترجمہ متن میں موجود ہے۔ یہ متشابہات میں سے ہے۔ اور اس کے صحیح معنیٰ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کو معلوم نہیں لہذا صرف لفظی ترجمہ پر اکتفا کیا گیا

جائے گا۔ میں جنت میں داخل ہوں گا تو میری نظر اللہ تعالیٰ پر پڑے گی میں فوراً سجدے میں گر پڑونگا۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی ایسی تعریف اور بزرگی کے کلمات واضح فرمائیں گے جو مجھ سے پہلے کسی مخلوق کو نہیں بتائے گئے ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھ سے ارشاد فرمائیں گے اے محمد! اپنا سر مبارک اٹھایئے اور سفارش کیجئے آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ آپ مانگئے آپ کو عطا کیا جائے گا۔ پھر جب میں سر اٹھاؤں گا تو اللہ تعالیٰ باوجود علم ہوتے کے دریافت فرمائیں گے کہ کیا حال ہے؟ میں کہوں گا اے میرے رب آپ نے میرے ساتھ شفاعت کا وعدہ فرمایا تھا تو آپ اہل جنت کے لیے میری شفاعت قبول فرمایئے تاکہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں نے آپ کی شفاعت قبول کی اور ان کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دی''۔

(اس موقع پر) آپ ﷺ ارشاد فرما رہے تھے کہ ''قسم اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا تم لوگ اس میں اپنے گھروں اور گھر والوں کی اتنی پہچان نہیں رکھتے جتنی اہل جنت، جنت میں اپنے گھروں اور گھر والوں کو پہچانتے ہوں گے۔ لہٰذا اہل جنت میں سے ہر شخص اپنی بہتر (۷۲) بیویوں کے پاس جائے گا، جنہیں اللہ تعالیٰ نے حور بنایا ہے اور دو بیویاں انسانوں میں سے ہوں گی۔ ان کو اللہ تعالیٰ جس پر چاہیں گے فضیلت دیں گے۔ ان کی اس عبادت کی وجہ سے جو دنیا میں وہ کیا کرتی تھیں۔ جنتی ان میں سے ایک کے پاس جائے گا، وہ یاقوت کے بنے ہوئے کمرے میں ہوگی، اس کا چھپر کھٹ سونے کا بنا ہوا ہوگا، جس میں لعل و جواہر جڑے ہوئے ہوں گے۔ بستر اس کا بہترین سندس واستبرق کا بنا ہوا ہوگا جنتی اپنی بیوی کے کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھے گا اس کے کپڑوں کے پیچھے سے بھی اس کے سینے کا جلد اور گوشت دکھائی دے گا۔ اس کے علاوہ اس کی پنڈلیوں کے گوشت کی طرف دیکھے گا جیسے تم میں سے کوئی شخص یاقوتوں کی پروئی ہوئی لڑی کو دیکھتا ہے۔ اس جنتی کا جگر اپنی بیوی کے لیے آئینہ کی مانند ہوگا اور اسی طرح اس کی بیوی کا جگر بھی اپنے شوہر کے لیے آئینے کی مانند ہوگا۔ دونوں کو تھکاوٹ کا احساس تک نہ ہوگا۔ اتنے میں پکارا جائے گا کہ بیشک ہمیں معلوم ہے کہ نہ تم تھکو گے نہ وہ تھکے گی۔ ہاں اس صورت میں کہ اس کی اور بھی بیویاں ہوں۔ چنانچہ وہ جنتی اس کمرے سے نکل کر فرداً فرداً سب کے پاس آئے گا اور جس بیوی کے پاس بھی آئے گا وہ یہی کہے گی کہ خدا کی قسم جنت میں تم سے زیادہ حسین کوئی نہیں ہے اور نہ ہی جنت میں مجھے تم سے زیادہ کوئی محبوب ہے۔

پھر فرمایا کہ جب دوزخی دوزخ میں پہنچ جائیں گے...... پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''پھر میں کہوں گا اے میرے رب! میری امت میں سے جو دوزخ میں ہیں ان کے حق میں میری شفاعت قبول فرمائیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جن کو تم پہچانتے ہو ان کو نکال لو۔ چنانچہ ان کو نکال لیا جائے گا۔ یہاں تک ان میں سے ایک بھی دوزخ میں باقی نہ رہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھے شفاعت کی اجازت دیں گے چنانچہ نہ کوئی نبی رہے گا اور نہ شہید مگر شفاعت ضرور کرے گا''۔

پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ جس کے دل میں ایک دینار کے برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو۔ چنانچہ ان لوگوں کو بھی نکال لیا جائے گا یہاں تک کہ ان میں سے بھی کوئی جہنم میں باقی نہ رہے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ شفاعت قبول کرتے ہوئے حکم فرمائیں گے کہ ہر اس شخص کو بھی جہنم سے نکال لو جس کے دل میں دو چوتھائی دینار کے برابر ایمان ہے، پھر ایک چوتھائی کا اعلان ہوگا پھر ایک قیراط کا اور پھر رائی کے دانے کے برابر ایمان رکھنے والوں کی نجات کا اعلان ہوگا، اور ان کو بھی نکال دیا جائے گا حتیٰ کہ ان میں سے بھی کوئی جہنم میں باقی نہ رہے گا۔ یہاں تک کہ کوئی ایسا شخص بھی جہنم میں نہ رہے گا جس نے کبھی بھی اللہ کے لیے کوئی نیک کام کیا ہوگا۔ اور کوئی ایک بھی ایسا نہ باقی بچے گا جس کے لیے شفاعت کی گئی ہوگی یعنی ہر شخص کے حق میں شفاعت قبول کی جائے گی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت کو دیکھ کر ابلیس بھی مغفرت کی امید رکھے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ صرف میں رہ گیا ہوں اور میں تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ دوزخ میں ڈالیں گے اور جہنم میں اتنے لوگوں کو نکالیں گے کہ خود اللہ کے علاوہ کوئی ان کی تعداد سے آگاہ نہیں ہو سکتا۔ وہ لوگ چھوٹے چھوٹے دانوں کی صورت میں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ایک نہر میں ڈال دیں گے جسے نہر حیات کہا جاتا ہے۔ چنانچہ اس نہر میں ڈالے جانے کے بعد وہ اس طرح باہر نکلیں گے جیسے ایک دانہ

بارش کے بہتے ہوئے پانی میں اس سبز حصے میں اگتا ہے جہاں دھوپ پڑتی ہے اور جہاں سایہ ہوتا ہے وہاں سے زرد، بہر حال وہ اگیں گے اور موتیوں کی طرح ہوں گے۔ ان کی گردنوں پر یہ عبارت تحریر ہوگی ''الجھنمیون عتقاء الرحمن عزوجل'' یعنی یہ دوزخی ہیں جن کو رحمن نے آزاد کیا ہے، اہل جنت ان کو اسی تحریر سے پہچانیں گے ان لوگوں نے دنیا میں اللہ کی رضا کی خاطر کبھی بھلائی نہ کی ہوگی۔ بہر حال پھر وہ جنت میں رہیں گے۔ (۱)

ابو بکر العربی کی کتاب میں ابو یعلی رحمۃ اللہ سے اسی قدر مذکور ہے۔ یہ مشہور حدیث ہے، بہت سے آئمہ نے اپنی کتب میں نقل کی ہے مثلاً ابن جریر نے اپنی تفسیر میں، طبرانی نے معلومات میں، حافظ بیہقی نے اپنی کتاب البعث والنشور میں، حافظ ابو موسیٰ المدینی نے بھی مطولات میں بہت سے طرق سے اسمٰعیل بن رافع (اہل مدینہ کے قصہ گو) سے نقل کیا ہے، اسی وجہ سے اس میں کچھ کلام بھی کیا گیا ہے اور اس کے بعض طرق میں نکارۃ اور اختلاف بھی ہے۔ میں نے اس روایت کے طرق کو ایک الگ جزء میں نقل کیا ہے۔

اس کے علاوہ اسحٰق بن راہویہ نے، اس روایت کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے تفصیل روایت کیا ہے۔ اس کے علاوہ اس روایت کو اسمٰعیل بن رافع نے ولید بن مسلم سے بھی روایت کیا ہے اور اس کی اس موضوع پر ایک تصنیف بھی ہے، جس میں صحیح احادیث سے اس کے شواہد ذکر کئے ہیں۔

ہم انشاء اللہ اس پر فصل در فصل گفتگو کریں گے۔ وباللہ المستعان۔

فصل

صور کا پھونکا جانا

کل تین مرتبہ صور پھونکا جائے گا، پہلی مرتبہ کو نفخۃ الفزع کہتے ہیں۔ دوسری مرتبہ کو نفخۃ الصعق اور تیسری مرتبہ کو نفخۃ البعث کہا جاتا ہے جیسا کہ ابھی گذر چکا ہے۔

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''ہر دو مرتبہ صور پھونکے جانے کے درمیان چالیس دن کی مدت ہوگی۔ پھر فرمایا میں نے ان باتوں سے انکار کیا جن کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں۔ پھر فرمایا چالیس مہینے۔ میں ان باتوں سے انکار کرتا ہوں جن کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں۔ پھر فرمایا چالیس سال۔ پھر فرمایا پھر آسمان سے پانی برسے گا اور وہ ایسے اگیں گے جیسے سبزہ اگتا ہے اور پھر ارشاد فرمایا کہ (مرنے کے بعد) انسان بالکل باقی نہیں رہتا علاوہ ایک ہڈی کے (باقی بوسیدہ ہو جاتا ہے) اور وہ دم (ریڑھ کی ہڈی کا آخری کنارہ) کی ہڈی ہے اور اس سے قیامت کے دن مخلوق کھڑی ہوگی۔'' (۲)

امام بخاری نے اسی روایت کو اعمش سے روایت کیا ہے اور یہی روایت امام احمد کی روایت سے بھی ثابت ہے جو انہوں نے عبدالرزاق کے طریق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ مسلم نے محمد بن رافع اور انہوں نے عبدالرزاق سے اس کو روایت کیا ہے۔

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''آدم علیہ السلام کا ہر بیٹا (مرنے کے بعد) پرانا (یعنی بوسیدہ) ہو جائے گا۔ اور مٹی اس کو کھا جائے گی علاوہ عجب ذنب (ریڑھ کی ہڈی کے) آخری کنارے کے، اسی سے دوبارہ پیدا ہو کر مخلوق اٹھ کھڑی ہوگی۔'' (۳)

یہ روایت مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور امام احمد اس میں منفرد ہیں۔ امام احمد نے اس کو ابراہیم الہجری کے طریق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

---

(۱) بیہقی کتاب البعث والنشور حدیث نمبر ۶۶۹، طبرانی ''المطولات'' حدیث نمبر ۳۶، تفسیر طبری تفصیل واجمالی حدیث نمبر ۱۵/ ۲۵۰۲۵، اور حدیث نمبر ۲/ ۱۳۲، ۱۳۳

(۲) بخاری کتاب التفسیر باب یوم ینفخ فی الصور حدیث نمبر ۴۹۳۵، مسلم کتاب الفتن باب ما بین النفختین حدیث نمبر ۷۳۴۰

(۳) مسند احمد حدیث نمبر ۲/ ۴۲۸

سے بھی روایت کیا ہے۔

اس کے علاوہ امام احمد نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''مٹی انسان (کے جسم کی ہر چیز) کو کھا جائے گی علاوہ عجب ذنب (ریڑھ کی ہڈی کے آخری سرے) کے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! وہ کیا ہے؟ ارشاد ہوا، رائی کے دانے کی طرح ہے، یہیں سے (انسان حشر میں) دوبارہ زندہ ہوکر نکلیں گے''۔(۱)

یہاں مراد دو مرتبہ صور پھونکے جانا ہے اور یہ بھی کہ ان دونوں مرتبہ کے درمیان یا تو چالیس دن کی مدت ہے، یا چالیس مہینے یا چالیس سال کی مدت ہے۔

اور صورت مراد (تین میں سے) آخری دو میں یعنی نفخہ صعق اور نفخہ بعث ونشور یعنی دوسری مرتبہ جب صور پھونکا جائے گا تو تمام مخلوقات کی موت واقع ہو جائے گی۔ اور تیسری مرتبہ جب صور پھونکا جائے گا تو سارے مردے اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان آسمان سے پانی برسنے کا بیان ہے۔ اس کے علاوہ عجب ذنب سے انسان کی دوبارہ تخلیق کا بیان ہے کہ قیامت میں اسی عجب ذنب سے انسان دوبارہ زندہ ہوں گے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مراد پہلی دو مرتبہ صور پھونکے جانے کا درمیان واقعہ ہو جس کے ذکر کا یہاں ارادہ تھا۔ بہر صورت دونوں مرتبہ صور پھونکے جانے کے درمیان کا بیان ہے جس میں بڑے بڑے اہم امور اور واقعات وحوادث پیش آئیں گے۔

قیامت کی ہولناکی......ان میں سے زلزلہ اور زمین کا اہل زمین کے ساتھ دائیں بائیں ڈولنا ہے۔ جیسا کہ سورۃ زلزال آیت نمبر ۱ تا ۳ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''جب زمین اپنی سخت جنبش سے ہلائی جائے گی اور زمین اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی اور انسان کہے گا اس کو کیا ہوا''۔(ترجمہ حضرت تھانوی)

اسی طرح سورۃ الحج آیت نمبر ۱ تا ۲ میں فرمایا ''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو (کیونکہ) یقیناً قیامت (کے دن) کا زلزلہ بڑی بھاری چیز ہوگی جس روز تم لوگ اس زلزلے کو دیکھو گے اس روز تمام دودھ پلانے والیاں (مارے ہیبت کے) اپنے دودھ پیتے کو بھول جاویں گی اور تمام حمل والیاں اپنا حمل (پورے دن ہونے سے پہلے) ڈال دیں گی اور اے مخاطب تجھ کو لوگ نشہ کی حالت میں دکھائی دیں گے حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب ہے ہی سخت چیز''۔

اور سورۃ واقعہ آیت نمبر ۱ تا ۷ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''جب قیامت واقع ہوگی جس کے واقع ہونے میں کوئی خلاف نہیں ہے تو وہ (بعض) کو پست کر دے گی اور (بعض کو) بلند کر دے گی۔ جبکہ زمین کو سخت زلزلہ آوے گا اور پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ ہو جائیں گے پھر وہ پراگندہ غبار ہو جائیں گے اور تم تین قسم کے ہو جاؤ گے''۔

چنانچہ جب پہلی مرتبہ صور پھونکا جائے گا یعنی ''نفخة الفزع'' (ڈرانے والا صور) جو قیامت کی ابتداء کی علامت ہے، اس پورے دن پر قیامت کا نام ٹھیک صادق آتا ہے۔

جیسا کہ امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''ضرور بالضرور (جب) قیامت آئے گی (تو) دو آدمیوں نے اپنے درمیان کپڑا پھیلایا ہوگا نہ اس کی خرید وفروخت کر سکیں گے اور نہ اس کو دوبارہ لپیٹ سکیں گے، قیامت آ جائے گی، ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ دوھ کر واپس آئے گا لیکن اسے پی نہ سکے گا، قیامت آ جائے گی اور ایک شخص اپنے حوض لیپ رہا ہوگا لیکن اس سے پانی نہ پی سکے گا، قیامت آ جائے گی اور ایک شخص نے کھانے کے لئے لقمہ منہ کے قریب کر لیا ہوگا لیکن اسے کھانے کا موقع نہیں ملے گا''۔

یہ پہلی مرتبہ صور پھونکے جانے کا واقعہ ہے جو قیامت کے بالکل شروع میں ہوگا، اور جیسے کہ پہلے گذر چکا ہے کہ یہ بالکل آخری زمانہ ہوگا اور قیامت بدترین لوگوں پر واقع ہوگی۔

ابھی صور پھونکے جانے کی جو روایت گذری ہے کہ پہلی دو مرتبہ صور پھونکے جانے کے درمیان آسمان پھٹ جائے گا اور ستارے جھڑ جائے

---

(۱) مسند احمد، حدیث نمبر ۳/ ۲۸

گے، سورج اور چاند کو گرہن لگ جائے گا۔ اور بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ دوسری مرتبہ صور پھونکے جانے کے بعد ہوگا۔ واللہ اعلم۔

جیسا کہ سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۴۸ تا ۵۱ میں فرمایا کہ" حالانکہ تم ان (پہلے) لوگوں کے رہنے کی جگہ میں رہتے تھے جنھوں نے اپنی ذات کا نقصان کیا تھا اور تم کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیونکر معاملہ کیا تھا اور ہم نے تم سے مثالیں بیان کیں۔ اور ان لوگوں نے اپنی سی بہت ہی بڑی بڑی تدبیریں کیں تھیں اور ان کی تدبیریں اللہ کے سامنے تھیں اور واقعی ان کی تدبیریں ایسی تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی ٹل جائیں۔"[1]

اور اسی طرح سورۂ انشقاق آیت نمبر ۱،۲ میں فرمایا کہ:

"جو (نفخۂ ثانیہ کے وقت) آسمان پھٹ جائے گا (تا کہ اس میں سے غمام اور ملائکہ آئیں) اور اپنے رب کا حکم سن لے گا۔"

(ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ قیامہ آیت نمبر ۷ تا ۱۰ میں ارشاد ہوا کہ:

"اور تم تین قسم کے ہو جاؤ گے سو جو داہنے والے ہیں وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں۔ اور جو بائیں والے ہیں کیسے برے ہیں اور جو اعلیٰ درجے کے ہیں وہ تو اعلیٰ ہی درجے کے ہیں (اور) وہ قرب رکھنے والے ہیں یہ مقرب لوگ آرام کے باغوں میں ہوں گے ان کا ایک بڑا گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور تھوڑے پچھلے لوگوں میں سے ہوں گے وہ لوگ سونے کے تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

جیسا کہ آئندہ آئے گا کہ یہ سب کچھ دوسری مرتبہ صور پھونکے جانے کے بعد ہونے والا ہے۔ رہا زمین کا زلزلہ اور اس زلزلے کی وجہ سے زمین کا پھٹنا اور لوگوں کا اس کے کناروں کی طرف دوڑنا، تو یہ مناسب لگتا ہے کہ پہلی مرتبہ صور پھونکے جانے کے بعد ان واقعات کا ظہور ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ غافر آیت نمبر ۳۲۔۳۳ فرعونیوں میں سے ایک مومن کے بارے میں بتایا ہے کہ" اے میری قوم میں تمہارے بارے میں قیامت کے دن سے ڈرتا ہوں، جس دن تم پیٹھ پھیر کر بھاگو گے (لیکن) تمہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔

اور سورۃ رحمٰن آیت نمبر ۳۳ تا ۳۶ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"اے گروہ جن اور انسان کے اگر تم کو یہ قدرت ہے کہ آسمان اور زمین کی حدود سے کہیں باہر نکل جاؤ تو (ہم بھی دیکھیں) نکلو مگر بغیر زور کے نہیں نکل سکتے (اور زور ہے نہیں) سوائے جن وانس! تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کے منکر ہو جاؤ گے۔ تم دونوں پر (قیامت کے روز) آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑا جائے گا پھر تم (اس کو) ہٹا نہ سکو گے سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے"۔

اور جیسے کہ مسند احمد، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے حوالے سے حضرت ابو شریحہ حذیفہ بن اسید کی روایت گذری کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ" قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو" پھر ان نشانیوں کا تذکرہ فرمایا اور فرمایا کہ" سب سے آخری نشانی وہ آگ ہوگی جو عدن سے نکلے گی اور لوگوں کو ہنکاتی ہوئی میدان حشر تک لے جائے گی"۔[2]

یہ آگ آخری زمانے میں دنیا بھر کے لوگوں کو (ہر طرف سے) ہانک کر ملک شام میں جمع کر دے گی اور یہی وہ جگہ ہے جو میدان حشر بنے گی۔

لوگوں کو دھکیلنے والی صحیحین میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی گئی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ" لوگوں کو تین طریقے سے جمع کیا جائے گا، شوق سے، ڈرتے ہوئے، ایک اونٹ پر دو دو اور تین تین اور دس دس سوار ہوں گے، باقی لوگوں کو آگ

---

(۱) پھر تم اللہ کو اس کے اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرنے والا نہ سمجھنا بیشک اللہ تعالیٰ بڑا زبردست اور پورا بدلہ لینے والا ہے۔ جس روز دوسری زمین بدل دی جائے گی اس زمین کے علاوہ اور آسمان بھی اور سب کے سب ایک زبردست اللہ کے روبرو پیش ہوں گے اور تو مجرموں (یعنی کافروں کو) زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیکھے گا ان کے کرتے قطران (تارکول) کے ہوں گے، اور آگ ان کے چہروں پر چھپی ہوئی۔

(۲) مسلم کتاب الفتن، باب فی الآیات التی تکون قبل الساعۃ حدیث [illegible] مسند احمد حدیث نمبر [illegible]

جمع کرے گی، چنانچہ جہاں وہ لوگ تھک کر آرام کریں گے وہیں یہ آگ بھی ٹھہر جائے گی اور جہاں یہ رات گذاریں گے وہیں آگ بھی رات گذارے گی۔"(۱)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ "قیامت کی پہلی نشانی ایک آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائے گی۔"(۲)

میدان حشر میں لوگوں کو تین گرویوں میں جمع کیا جائے گا: امام احمد نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشادفرمایا کہ "لوگوں کو میدان حشر میں تین گرویوں کی صورت میں جمع کیا جائے گا، ایک گروپ پیدل چلنے والوں کا ہوگا، ایک گروپ سواروں کا ہوگا اور ایک گروپ وہ ہوگا جو منہ کے بل چل کر جائے گا۔

صحابہ کرام نے عرض کیا، یا رسول اللہ! وہ لوگ منہ کے بل کیسے چلیں گے؟ تو آپ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جس ذات نے ان کو ٹانگوں پر چلایا ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ اُن کو منہ کے بل چلائے، سنو! وہ منہ کے بل چلتے ہوئے بھی زمین کی ہر اونچ نیچ اور جھاڑ کانٹے سے بچیں گے۔"(۳)

امام ابوداؤدالطیالسی نے اپنی مسند میں حماد بن سلمۃ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ جبکہ امام احمد نے عبدالرزاق کے طریق سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے سنا، رسول اللہ ﷺ فرمارہے تھے کہ بے شک عنقریب ہجرت کے بعد ایک اور ہجرت ہوگی، لوگوں کو اس جگہ پر جمع کیا جائے گا جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام ہجرت کر کے تشریف لے گئے تھے، زمین پر صرف بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے، اُن کی زمین ان کو پھینک دے گی، آگ ان کو بندروں اور خنزیروں کے ساتھ ہانکے گی، جب وہ رات گذاریں گے تو آگ بھی ٹھہر جائے گی اور جب وہ تھک کر آرام کریں گے تو آگ بھی رک جائے گی اور جو ان میں پیچھے رہ گیا اُس کو آگ کھا جائے گی۔"(۴)

طبرانی نے اسی طرح کی روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ جبکہ حافظ ابوبکر البیہقی نے اپنی کتاب "البعث والنشور" حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۹۷ تلاوت فرمائی "اور ہم ان کو قیامت کے دن اوندھے منہ اندھے بہرے گونگے اٹھائیں گے اُن کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ جب اُس کی آگ بجھنے کو ہوگی تو ہم ان کو عذاب دینے کے لئے اور بھڑکا دیں گے۔" (فتح محمد جالندھری) اور پھر فرمایا کہ مجھ سے صادق المصدوق ﷺ نے ارشادفرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں کو تین فوجوں کی صورت میں جمع کیا جائے گا، ایک فوج کھاتے پیتے، عمدہ لباس پہنے ہوئے اور سواریوں پر سوار ہوگی، ایک فوج (گروہ) پیدل چل اور دوڑ رہے ہوں گے۔ اور ایک گروہ کو فرشتے منہ کے بل گھسیٹ رہے ہوں گے۔"

ہم نے عرض کیا، (پہلے اور آخری) دونوں گرویوں کو تو ہم سمجھ گئے لیکن یہ پیدل چلنے اور دوڑنے والوں کا کیا معاملہ ہے؟ ارشادفرمایا کہ اللہ تعالیٰ پشت پر ایک آفت ڈالیں گے، حتیٰ کہ کوئی پشت والا باقی نہ رہے گا یہاں تک کہ ایک شخص ایک ایسی اونٹنی کے بدلے ایک نہایت خوب باغ دے ڈالے گا جو قد میں اتنی چھوٹی ہوں گی کے اونٹ کے کوہان کے برابر ہوگی، اُس پر بہت کم سواری کی جاسکتی ہوگی اور اُس نے دودھ دینا بھی بند کر دیا ہوگا۔(۵) (یہ مستدرک حاکم کے لفظ ہیں)۔

اسی طرح امام احمد نے یزید بن ہارون کے طریق سے روایت نقل کی ہے، البتہ اُس میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے آیت تلاوت کرنے کا ذکر نہیں اور آخر میں یہ اضافہ ہے کہ "وہ شخص اس اونٹنی پر قادر نہ ہو سکے گا۔"

امام احمد نے حضرت معاویہ بن حیدۃ القشیری سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ "یہاں لوگوں کو جمع کیا

(۱) بخاری کتاب الرقاق باب الحشر حدیث نمبر ۶۵۲۲، صحیح مسلم کتاب الجنۃ ونعیمھا باب فناء الدنیا وبیان الحشر یوم القیامۃ حدیث نمبر ۷۱۳۱

(۲) بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب خلق آدم وذریۃ حدیث نمبر ۳۳۲۹، مسند احمد حدیث نمبر ۳/۱۳۶

(۳) ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب (۱۸) سورۃ بنی اسرائیل حدیث نمبر ۳۱۴۲، مسند احمد حدیث نمبر ۲/۳۵۴، ابوداؤد الطیالسی حدیث نمبر ۲۵۶۶

(۴) مسند احمد حدیث نمبر ۲/۱۹۹، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۷۹۰ (۵) مسند احمد حدیث نمبر ۵/۱۶۴

جائے گا'' (اور شام کی طرف اشارہ فرمایا) پیدل اور سوار ہو کر آئیں گے، اور ایک گروہ منہ کے بل چل کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوگا اور اُن کے منہ پر بند ہوں گے (تاکہ وہ بول نہ سکیں)۔[1]

ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے۔ بہر حال یہ چند روایات ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آخری زمانے میں موجود لوگوں کو میدان حشر میں پوری دنیا سے جمع کیا جائے گا، یہ شام کی سرزمین ہوگی، اور لوگ تین قسم کے گروہوں میں تقسیم ہوں گے، چنانچہ ایک قسم ایسی ہوگی جو کھاتے پیتے، عمدہ لباس پہنے سواریوں پر سوار ہوں گے، اور ایک قسم ایسی ہوگی جو کبھی پیدل چلے گی اور کبھی سوار ہوا کرے گی، یہ پیدل چلنے اور سوار ہونے کا سلسلہ اونٹ پر ہوگا، جیسے کہ پہلے صحیحین کی روایت میں گذرا کہ بعض اونٹ ایسے ہوں گے جن پر دو افراد سوار ہوں، اور بعض پر تین اور بعض پر دس، یعنی سواریوں کی قلت کی وجہ سے باری باری سواری کریں گے، جیسا کہ پہلے تفصیلا بیان ہو چکا ہے، اور باقی لوگوں (یعنی تیسرے گروہ) کو آگ ہانک کر جمع کرے گی، یہ وہ آگ ہوگی جو عدن سے نکلے گی اور لوگوں کو پیچھے سے گھیرے گی اور ہر جانب سے ہانکتی ہوئی میدان حشر کی طرف لے جائے گی اور لوگوں میں سے جو پیچھے رہ گیا اس کو یہ آگ کھا جائے گی۔''

ان تفصیلات سے یہ معلوم ہوا کہ یہ سب دنیا کے آخری زمانے میں ہوگا، مثلاً کھانا پینا، سوار ہونا، اور پیچھے رہ جانے والوں کو آگ کا کھا جانا (یعنی جل جانا)، اور اگر ان واقعات کا ظہور تیسری اور آخری مرتبہ صور پھونکے جانے کے بعد مان لیا جائے تو صحیح نہیں کیونکہ اس کے بعد نہ تو موت ہوگی نہ چلتی سواری، نہ کھانا نہ پینا، اور نہ ہی وسیع صحنوں میں رہنا پہننا اور عجیب بات یہ ہے کہ حافظ ابو بکر البیہقی نے (باوجود یہ کہ اس طرح کی اکثر روایت بیان کی ہیں) ان کو قیامت کے بارے پر محمول کیا ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے اور جو ہم نے بیان کیا ہے اُس کو ضعیف قرار دیا ہے، وہ سورۃ مریم کی آیت نمبر ۸۵ تا ۸۷ سے استدلال کرتے ہیں ''اور جس روز ہم متقیوں کو رحمٰن (کے دار النعیم) کی طرف مہمان بنا کر جمع کریں گے اور مجرموں کو دوزخ کی طرف پیاسا ہانکیں گے (وہاں) کوئی سفارش کا اختیار نہ رکھے گا مگر ہاں جس نے رحمٰن کے پاس (سے) اجازت لی ہے۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

قیامت کے روز ننگے پیر، ننگے بدن اور غیر مختون ہوں گے... اور اُن کے اس دعوے کا صحیح ہونا کیسے ممکن ہے؟ جو انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں حدیث بیان کر کے کہا ہے، کہ فرماتے ہیں کہ ''بعض اونٹوں پر دو اور بعض پر تین اور بعض پر دس دس سوار ہوں گے؟ باوجود اس کے کہ سواریوں کی کمی کی تصریح بھی کی جا چکی ہے؟ اس سے بات نہیں بنتی۔ یہ جنت کی سواریاں ہوں گی جن پر مومن سوار ہوں گے اور وسیع صحنوں سے جنت کی طرف روانہ ہوں گے، لیکن اُن کی حالت ایسی نہ ہوگی، جیسا کہ اپنی جگہ پر آئے گا۔

رہی وہ حدیث جو دوسرے طریق سے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ان میں حضرت ابن عباس، ابن مسعود اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا شامل ہیں:

''بے شک تم کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں جمع کیا جائے گا اس حال میں کہ تم ننگے پیر، ننگے بدن اور غیر مختون ہو گے۔''[1]

سورۃ انبیاء آیت نمبر ۱۰۴ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

''وہ دن بھی یاد کرنے کے قابل ہے، جس روز ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ دیں گے جس طرح لکھے ہوئے مضمون کا کاغذ لپیٹ دیا جاتا ہے''۔[3]

تو یہ حشر اس کے علاوہ ہے، یہ تو قیامت کا دن ہے، آخری (تیسری مرتبہ) صور پھونکے جانے کے بعد لوگ اپنی قبروں سے ننگے پیر، ننگے بدن اور غیر مختون (یعنی ان کا ختنہ نہ ہوا ہوگا) اٹھ کھڑے ہوں گے، اور کافروں کو بھی اسی طرح جہنم کی طرف روانہ کیا جائے گا یعنی پیاس کی حالت میں۔

سورۃ اسراء کی آیت نمبر ۹۷ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''اور اللہ جس کو راہ پر لائے وہی راہ پر آتا ہے اور جس کو وہ بے راہ کر دے تو خدا کے سوا آپ کسی کو

---

(۱) ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ باب ماجاء فی شان الحشر حدیث نمبر ۲۴۲۳ (۲) بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ واتخذ ابراہیم خلیلا حدیث نمبر ۳۳۴۹، مسلم کتاب الجنۃ باب فناء الدنیا وبیان الحشر یوم القیامۃ حدیث نمبر ۷۱۳۰، ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ باب ماجاء فی شان الحشر حدیث نمبر ۲۴۲۳، مسند احمد حدیث نمبر ۶/ ۵۳

(۳) بقیہ ترجمہ: کی ابتداء کی تھی اسی طرح آسانی سے اس کو دوبارہ پیدا کریں گے یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے اور ہم ضرور اس کو پورا کریں گے (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

بھی ایسوں کا مددگار نہ پائیں گے اور ہم قیامت کے روز ان کو اندھا گونگا بہرا کر کے منہ کے بل چلاویں گے (پھر) ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے وہ جب ذرا دھیمی ہونے لگے گی تب ہی ان کے لئے اور زیادہ بھڑکا دیں گے۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی) یہ وہ وقت ہوگا جب انہیں آگ میں داخل ہونے کا حکم دیا جائے گا، میدان حشر سے، جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کی تفصیل آگے بیان ہوگی، اللہ ہی پر بھروسے اور اعتماد ہے۔

جیسا کہ پہلے صور کی تفصیلی حدیث میں ذکر کیا گیا ہے کہ جو لوگ قیامت سے پہلے مر چکے ہوں گے ان کو ان تمام ہونے والے واقعات کا کوئی احساس نہ ہوگا، اور جن کو اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ فرمایا ہے وہ صرف شہداء ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زندہ ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے، لہذا ان کو ان معاملات کا احساس ہوگا، لیکن وہ ان سے گھبرائیں گے نہیں اسی طرح وہ نفخہ صعق سے بھی نہیں گھبرائیں گے۔

مفسرین کا اس میں اختلاف ہے کہ روایت میں مستثنیٰ کئے گئے افراد سے کون لوگ مراد ہیں؟ مختلف اقوال ہیں، ایک تو صحیح یہ ہیکہ وہ شہداء ہیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اُن سے مراد حضرت جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت علیہم الصلوۃ والسلام ہیں، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جنہوں نے عرش کو اٹھا رکھا ہے اور اس کے علاوہ بھی مختلف اقوال ہیں۔ واللہ اعلم۔

اور صور والی تفصیلی حدیث میں یہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ یہ مدت اہل دنیا کے لئے اتنی طویل ہوگی جتنی نفخہ فزع (پہلے صور) اور نفخہ (دوسرے صور) پھونکے جانے کے درمیان، وہ یہ تمام خوفناک حالات اور معاملات دیکھ رہے ہوں گے، چنانچہ اس کی وجہ سے موجود لوگ مر جائیں گے خواہ وہ آسمان پر رہنے والے ہوں یا زمین پر، انسانوں میں سے ہوں یا جنات وفرشتوں میں سے علاوہ اُن کے جن کو اللہ تعالیٰ زندہ رکھنا چاہیں گے۔ چنانچہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ عرش اٹھانے والے فرشتے ہوں گے اور یہ بھی کہ اُن سے مراد حضرت جبرئیل، میکائیل، اسرافیل علیہم السلام ہیں، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اُن سے مراد شہداء ہیں اور اس کے علاوہ بھی۔ واللہ اعلم۔

سورۃ زمر آیت نمبر ۶۸ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

> ''اور (قیامت کے روز) صور میں پھونک ماری جاوے گی۔ سو تمام انسان اور زمین والوں کے ہوش اڑ جائیں گے مگر جس کو خدا چاہے پھر اُس (صور) میں دوبارہ پھونک ماری جائے گی۔ تو سب کے سب کھڑے ہو جائیں گے اور چاروں طرف دیکھنے لگیں گے۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ الحاقہ آیت نمبر ۱۳ تا ۱۸ میں فرمایا کہ:

> ''پھر جب صور میں یکبارگی پھونک ماری جائے گی (مراد نفخہ اولی ہے) اور (اس وقت) زمین اور پہاڑ (اپنی جگہ سے) اٹھالئے جاویں گے پھر دونوں ایک ہی دفعہ میں ریزہ ریزہ کر دیئے جاویں گے اور آپ کے پروردگار کا عرش اس روز بالکل بودا ہوگا اور فرشتے (جو آسمان میں پھیلے ہوئے ہیں) اس کے کنارے پر آ جاویں گے اور آپ کے پروردگار کے عرش کو اس روز آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے جس روز (خدا کے روبرو) حساب کے واسطے تم پیش کئے جاؤ گے (اور) تمہاری کوئی بات اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہ ہوگی۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

جیسا کہ پہلی صور والی تفصیلی حدیث میں گزر چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیں گے کہ نفخہ الصعق پھونکو چنانچہ وہ (دوسری مرتبہ) صور پھونکیں گے۔ چنانچہ اس کے اثر سے تمام زمین و آسمان والے مر جائیں گے علاوہ اُن کے جن کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھنا چاہیں گے اس کے بعد اللہ تعالیٰ (باوجود ہر بات معلوم ہونے کے) ملک الموت سے دریافت فرمائیں گے کہ اب کون باقی رہا؟ ملک الموت جواب میں عرض کریں گے اے اللہ! آپ باقی بچے ہیں آپکو کبھی موت نہ آئے گی، اور آپ کے علاوہ عرش اٹھانے والے فرشتے جبرائیل اور میکائیل باقی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جبرائیل ومیکائیل کی روح قبض کرنے کا حکم دیں گے، اس کے بعد عرش اٹھانے والے فرشتوں کی روح قبض کئے جانے کا حکم ہوگا اور پھر ملک الموت کو بھی مر جانے کا حکم ہوگا اور وہ تمام مخلوقات میں سب سے آخری مخلوق ہوں گے جس کو موت کا سامنا کرنا ہوگا''۔ (۱)

ابوبکر بن ابی الدنیا نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ ملک الموت

(۱) ہیثمی کی مجمع الزوائد حدیث نمبر ۳۳۵/۵

سے کہیں گے کہ تو بھی میری مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے، میں نے تجھے پیدا کیا، اب مرجا اور دوبارہ نہ زندہ ہونا''۔ (۱)

محمد بن کعب نے اپنی اطلاع کے مطابق یہ اضافہ کیا ہے کہ'' ملک الموت سے کہا جائے گا کہ اب مرجا اور اس کے بعد کبھی بھی پیدا نہ ہونا۔ چنانچہ ملک الموت ایسی زبردست چیخ ماریں گے کہ اگر اس چیخ کو زمین و آسمان والے سن لیتے تو خوف کی شدت سے مرجاتے''۔

حافظ ابوموسیٰ المدینی فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں ان الفاظ کے لیے اسمٰعیل بن رافع کا کوئی متابع موجود نہیں ہے اور نہ ہی اکثر رواۃ نے ان الفاظ کو نقل کیا ہے۔

میرا (یعنی علامہ ابن کثیر مصنف تاریخ ہذا کا) یہ خیال ہے کہ بعض راویوں نے ان معنی کے ساتھ روایت کی ہے کہ'' مرجا اور اس کے بعد کبھی بھی زندہ مت ہونا''۔ یعنی اس کے بعد موت کا فرشتہ نہ رہے گا کیونکہ اس دن کے بعد کسی کو موت نہ آئے گی جیسے کہ صحیح روایات میں ثابت ہے۔ کہ قیامت کے دن موت کو ایک چتکبرے مینڈھے کی صورت میں لایا جائے گا اور جنت اور جہنم کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا اور پھر کہا جائے گا اے اہل دوزخ! اب تم ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی موت نہ آئے گی''۔ اور اے اہل جنت! اب تم ہمیشہ رہو گے کبھی موت نہ آئے گی''۔ (۲)

عنقریب حدیث آئے گی کہ ملک الموت فانی ہے یہاں تک کہ اس کے بعد موت کا فرشتہ کبھی بھی نہ رہے گا۔ واللہ اعلم۔

اور اگر بالفرض یہ الفاظ جناب نبی کریم ﷺ سے صحیح ثابت بھی ہیں تو اس کا ظاہری مطلب یہی ہے کہ اس کے بعد کبھی موت نہ آئے گی۔ اور یہ تاویل بھی حدیث کے صحیح ہونے کی صورت میں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

فصل

جیسے کہ صور کی تفصیلی حدیث میں ذکر کیا گیا ہے کہ'' جب اُس ذات بابرکات کے علاوہ کوئی نہ رہے گا جو اکیلا ہے واحد ہے، قہار ہے، یکہ وتنہا ہے، بے نیاز ہے، نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا اور نہ ہی اُس کا کوئی ہمسر ہے، وہی آخر میں ہوگا جس طرح اول میں تھا، زمین وآسمان کو لپیٹ دے گا جیسے کتابوں کی فہرست کو لپیٹ دیا جاتا ہے، اور پھر ان کو پھیلا کر وسیع کر دے گا اور تین مرتبہ اُن کو پھیلا کر وسیع کرے گا۔

اور تین مرتبہ فرمایا کہ میں ہی جبار ہوں، پھر پکارے گا کون ہے آج حقیقی بادشاہ (تین مرتبہ پکارے گا) لیکن کوئی ایک بھی جواب دینے والا نہ ہوگا، پھر خود ہی جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمائے گا'' صرف اللہ ہی کے لئے جو اکیلا ہے اور زبردست ہے۔''

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورۃ الزمر آیت نمبر ۶۷) ہے کہ:

> ''اور (افسوس) کہ ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کی کچھ عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہیے تھی (اس کی وہ شان ہے کہ) ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور تمام آسمان لپٹے ہوں گے اس کے داہنے ہاتھ میں وہ پاک اور برتر ہے ان کے شرک سے۔''
>
> (ترجمہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

اور اسی طرح سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۱۰۴ میں ارشاد فرمایا کہ:

> ''وہ دن (بھی) یاد کرنے کے قابل ہے جس روز ہم (نفخۂ اولیٰ کے وقت) آسمان کو اس طرح لپیٹ دیں گے جس طرح لکھے ہوئے مضمون کا کاغذ لپیٹ لیا جاتا ہے اور'' ہم نے جس طرح اول بار پیدا کرتے وقت ہر چیز کی ابتداء کی تھی اسی طرح (آسانی سے) اس کو دوبارہ پیدا کر دیں گے یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ الحدید آیت نمبر ۳ میں فرمایا کہ:

> ''وہی پہلے ہے اور وہی پیچھے اور ظاہر ہے اور وہی مخفی ہے اور ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔''

---

(۱) مسند امام احمد حدیث نمبر ۲/۱۶۲، اور حدیث نمبر ۲/۵۱۳، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۱/۸۳ (۲) بخاری کتاب التفسیر باب (وانذرہم یوم الحسرۃ) حدیث نمبر ۴۷۳۰، ترمذی کتاب صفۃ الجنۃ باب ماجاء فی خلود اہل الجنۃ واہل النار حدیث نمبر ۲۵۵۸، مسند احمد حدیث نمبر ۲/۳۷۷

اور سورۃ غافر آیت نمبر ۱۵ تا ۱۷ میں ارشاد فرمایا کہ:

''(وہ) مالک درجات عالی اور صاحب عرش ہے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی بھیجتا ہے تا کہ ملاقات کے دن سے ڈراوے۔ جس روز وہ نکل پڑیں گے۔ اُن کی کوئی چیز خدا سے مخفی نہ رہے گی۔ آج کس کی بادشاہت ہے؟ خدا کی جو اکیلا اور غالب ہے۔ آج کے دن ہر شخص کو اُس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ آج بے انصافی نہ ہوگی بے شک خدا جلد حساب لینے والا ہے۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور صحیحین میں امام زہرہ کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی گئی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ زمین کو اپنے قبضے میں لے لیں گے اور آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ سے لپیٹ دیں گے، اور پھر فرمائیں گے کہ میں ہی بادشاہ ہوں، میں ہی جبار ہوں، کہاں ہے دنیا کے بادشاہ؟ کہاں ہیں جبار اور متکبر لوگ؟''

صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ کی مٹھی میں لے لیں گے اور پھر فرمائیں گے کہ میں ہی شہنشاہ ہوں۔''[۱]

مسند احمد اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے سورۃ زمر کی آیت نمبر ۶۷ منبر پر تلاوت فرمائی کہ:

''اور (افسوس) ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کی کچھ عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہیئے تھی حالانکہ (اس کی وہ شان ہے کہ) ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور تمام آسمان لپٹے ہوں گے اس کے داہنے ہاتھ میں۔ وہ پاک اور برتر ہے ان کے شرک سے۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ اس طرح (اپنے ہاتھ کے اشارے سے) اُس کو حرکت دیتے۔ کبھی آگے لے جاتے اور کبھی پیچھے۔ اور فرمایا کہ ''اللہ تعالی اپنی بزرگی بیان کریں گے کہ میں ہی جبار ہوں، میں ہی متکبر ہوں، میں ہی بادشاہ ہوں، میں ہی زبردست ہوں اور میں ہی کریم ہوں'' اسی دوران آپ ﷺ کا منبر کانپنے لگا حتی کہ ہم سمجھ رہے تھے کہ منبر آپ ﷺ سمیت گر نہ پڑے۔[۲]

اس مقام سے متعلق دیگر بہت سی روایات ہم نے اپنی تفسیر کی کتاب میں اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں بیان کردی ہیں اور وہاں تفصیل سے بیان کردیا ہے اور تعریف تو اللہ ہی کے لئے ہے۔

فصل

حدیث صور میں فرمایا کہ ''اللہ تعالی اسی زمین کو تبدیل کردیں گے، اُس کو پھیلا دیں گے، اور خوب ہموار کردیں گے اور اُس کو اس طرح وسیع کر دیں گے جیسے بازار میں کھال کو کھینچ کر وسیع کردیا جاتا ہے۔ آپ اس میں کوئی اونچ نیچ نہ دیکھیں گے۔''

پھر اللہ تعالیٰ مخلوق کو ایسی ڈانٹ پلائیں گے کہ وہ بھی زمین و آسمان کی طرح تبدیل ہوجائیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

''جس روز دوسری زمین بدل جائے گی اس زمین کے علاوہ اور آسمان بھی اور سب کے سب اللہ کے روبرو پیش ہوں گے۔''

(سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۴۸) (ترجمہ حضرت تھانوی)

صحیح مسلم میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال پوچھا گیا کہ جس دن زمین د

---

(۱) بخاری کتاب الرقاق، باب یقبض اللہ الارض یوم القیامۃ حدیث نمبر ۶۵۱۹، مسلم کتاب صفات المنافقین باب کتاب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار حدیث نمبر ۶۹۸۱، مقدمہ ابن ماجہ باب فیما انکرت الجھمیۃ حدیث نمبر ۱۹۴

(۲) بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالی (لما خلقت بیدی) حدیث نمبر ۷۴۱۳، مسلم کتاب صفات المنافقین باب کتاب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار حدیث نمبر ۶۹۸۲، مسند احمد حدیث نمبر ۲/۷۴

آسمان کو تبدیل کر دیا جائے گا تو لوگ کہاں ہوں گے؟ فرمایا پل کے نیچے اندھیروں میں۔ (۱)

اس تبدیلی سے مراد حدیث میں مذکور تبدیلی کے علاوہ کوئی اور تبدیلی ہے اور وہ یہ کہ دوسری اور تیسری مرتبہ صور پھونکے جانے کے درمیان زمین کی علامات تبدیل ہو جائیں گی، پہاڑ ادھر ادھر اڑتے پھریں گے اور زمین ڈولنے لگے گی، اور پوری زمین ایک ہموار زمین میں تبدیل ہو جائے گی نہ ہی اس میں کوئی ٹیڑھا پن ہوگا نہ گھاٹیاں نہ وادیاں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۱۰۵ تا ۱۰۷ میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

''اور لوگ آپ سے پہاڑوں کی نسبت پوچھتے ہیں (کہ قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا) سو آپ فرما دیجئے کہ میرا رب ان کو بالکل اڑا دے گا پھر زمین کو ایک میدان ہموار کر دے گا کہ جس میں تو (اے مخاطب) نہ ہمواری دیکھے گا اور نہ کوئی بلندی۔ یعنی نہ گہرائی ہوگی اور نہ کوئی بلندی۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

اور سورۃ نباء آیت ۳ میں ارشاد ہوا:

''اور پہاڑ (اپنی جگہ سے) ہٹا دیئے جائیں گے سو وہ ریت کی طرح ہو جائیں گے۔''

اور سورۃ القارعۃ آیت نمبر ۵ میں فرمایا کہ:

''اور پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے۔'' جبکہ سورۃ الحاقۃ آیت نمبر ۱۴ میں ارشاد ہوا کہ ''اور زمین اور پہاڑ اٹھا لیئے جاویں گے پھر دونوں ایک ہی دفعہ ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے۔''

اور سورۃ الکہف آیت نمبر ۴۷ میں ارشاد فرمایا کہ:

''اور اس دن کو بھی یاد کرنا چاہیئے جس دن ہم پہاڑوں کو ہٹا دیں گے اور آپ زمین کو دیکھیں گے کہ کھلا میدان پڑا ہے اور ہم ان سب کو جمع کر دیں گے اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑیں گے۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

فصل

جیسے کہ صور والی حدیث میں ارشاد ہوا تھا کہ پھر اللہ تعالیٰ عرش کے نیچے سے پانی نازل فرمائیں گے چنانچہ یہ پانی چالیس دن تک برستا رہے گا یہاں تک کہ پانی کی سطح تمہارے سروں سے بھی بارہ گز اوپر تک جا پہنچے گی، پھر اللہ تعالیٰ جسموں کو حکم دیں گے کہ وہ اگیں (یعنی اٹھ کھڑے ہوں) چنانچہ لوگ اپنی قبروں سے اگیں گے جیسے ''طراثیت'' (کھیرے کی ایک قسم جو عام کھیرے سے چھوٹی ہوتی ہے) یا سبزہ۔

امام احمد اور مسلم کی روایت جو انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کی تھی اس میں یہ بھی گذر چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''پھر صور پھونکا جائے گا، چنانچہ اس کی آواز کو سننے والا کوئی ایسا نہ رہے گا جو اس آواز کو توجہ سے سنے اور سر اٹھا کر غور سے سنے، اور اس آواز کو جو شخص سنے گا وہ اپنے حوض کو لیپ رہا ہوگا اور اسی حالت میں مر جائے گا۔ اس کو سننے والا کوئی بھی زندہ نہ بچے گا، پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش بھیجیں گے جیسے وہ شبنم کے قطرے ہوں یا سایہ، چنانچہ اس کے اثر سے مخلوق کے جسم اگنے لگیں گے (یعنی اٹھ کے کھڑے ہونے لگیں گے)، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو سب کے سب اٹھ کھڑے ہوں گے، پھر کہا جائے گا، اے لوگو! آجاؤ اپنے رب کی طرف۔'' (۲)

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''دوبارہ صور پھونکے جانے کے درمیان چالیس کی مدت ہوگی۔''

---

(۱) مسلم کتاب الحیض باب بیان صفۃ منی الرجل والمراۃ وان الولد مخلوق من مائھما حدیث نمبر ۷۱۲

(۲) بخاری کتاب التفسیر باب (یوم ینفخ فی الصور) حدیث نمبر ۴۹۳۵، مسلم کتاب الفتن باب ما بین النفختین حدیث نمبر ۷۳۴۰

لوگوں نے عرض کیا کہ:

"اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! کیا چالیس دن؟ فرمایا، جس بات کا مجھے علم نہیں اس سلسلے میں کچھ نہیں کہہ سکتا، لوگوں نے پھر دریافت کیا، کیا چالیس سال؟ آپ نے فرمایا جس بات کا مجھے علم نہیں، میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ (قبر میں) انسان کا سارا جسم پرانا (بوسیدہ) ہو جاتا ہے علاوہ ریڑھ کی ہڈی کے آخری سرے کے جس سے مخلوق دوبارہ پیدا ہوگی۔"(۱)

امام مسلم نے اعمش کے حوالے سے یہی روایت نقل کی ہے، البتہ اس میں تیسری بار پوچھنے کے بعد دوبارہ اسی مذکورہ جواب کا اضافہ کیا گیا ہے یعنی جس بات کا مجھے علم نہیں اُس کے بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا، پھر فرمایا کہ پھر آسمان سے پانی نازل ہوگا۔ تو لوگ اس طرح اگیں گے جیسے سبزہ اگتا ہے، اور انسان کے جسم میں کوئی چیز بوسیدہ ہوئے بغیر نہیں رہتی علاوہ ایک ہڈی کے اور وہ "عجب الذنب" (یعنی ریڑھ کی ہڈی کا آخری سرا) اور اسی سے مخلوقات دوبارہ زندہ ہوں گی۔

ابوبکر بن ابی الدنیا نے اپنی کتاب "اھوال یوم القیامۃ" میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں، قیامت کے دن سے پہلے چھ علامات ہوں گی، لوگ ادھر ادھر بازاروں میں گھوم پھر رہے ہوں گے کہ اچانک سورج کی روشنی ختم ہو جائے گی، ابھی لوگ اسی حیرت سے نہ نکلے ہوں گے کہ پہاڑ زمین پر گرنا شروع ہو جائیں گے چنانچہ زمین میں حرکت اور بے چینی کے آثار پیدا ہونے لگیں گے، زمین آپس میں خلط ملط ہو جائے گی۔ کیا انسان، کیا جنات سب گھبرا جائیں گے، (اسی گھبراہٹ کی وجہ سے) چوپائے، وحشی درندے اور پرندے آپس میں مل جائیں گے، آپس میں ہڑبونگ مچی ہوگی، کسی کو دوسرے کا ہوش نہ رہے گا چنانچہ فرمایا "واذا الوحوش حشرت" یعنی جب وحشی جانور (گھبراہٹ کے مارے) جمع ہو جائیں گے۔" اور فرمایا "واذا العشار عطلت۔" یعنی "اور جب دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں چھٹی پھریں گی۔" اور" واذا البحار سجرت"۔ یعنی "اور جب دریا بھڑکائے جائیں گے"۔ (سورۃ التکویر آیت نمبر ۴ تا ۶)

جنات انسانوں سے کہیں گے ہم تمہیں ایک خبر سناتے ہیں، سمندر کی طرف چلو، جب سمندر تک پہنچیں گے تو سمندر بھڑکتی ہوئی آگ میں تبدیل ہو چکا ہوگا۔ ابھی لوگ اسی حیرت اور پریشانی کے عالم میں ہوں گے کہ زمین ایک ہی جھٹکے میں انتہائی نچلی ساتویں تہہ تک پھٹ جائے گی اسی طرح آسمان بھی اوپر ساتویں آسمان تک پھٹ جائے گا، اسی دوران ایک ہوا چلے گی جس سے سب لوگوں کو موت آ جائے گی۔

ابن ابی الدنیا نے عطا بن یزید السکسکی کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ ایک پاک خوشبودار ہوا بھیجیں گے۔ یہ قربِ قیامت کے دن ہوں گے۔ چنانچہ اس ہوا کے اثر سے ہر مومن کی موت واقع ہو جائے گی اور بدترین لوگ رہ جائیں گے۔ وہ لوگ گدھوں کی طرح شور مچائیں گے، انہی پر قیامت قائم ہوگی۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ زمین پر ایک زلزلہ بھیجیں گے جس سے لوگوں کے قدم اکھڑ جائیں گے، ان کے مکانات تباہ ہو جائیں گے۔ چنانچہ تمام انسان، جن اور شیاطین باہر نکل آئیں گے، ہر ایک فرار کا راستہ ڈھونڈ رہا ہوگا۔ چنانچہ وہ مغرب کی طرف آئیں گے لیکن وہ بند ہو چکا ہوگا اور اس پر حفاظتی فرشتے موجود ہوں گے، لوگ پھر باقی لوگوں کے پاس واپس آ جائیں گے، اسی دوران قیامت آ جائے گی۔ ایک پکارنے والے کی پکار سنی جائے گی جو پکار رہا ہوگا کہ اے لوگو! "اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ" (سورۃ النحل آیت نمبر ۱) یعنی خدا تعالیٰ کا حکم آ پہنچا، سو تم اس میں جلدی مت مچاؤ وہ لوگوں کے شرک سے پاک اور برتر ہے"۔

پھر فرمایا کہ جس طرح ایک عام عورت اس پکار کو صحیح اور وضاحت سے سنے گی۔ اسی طرح اس کی گود میں موجود بچہ بھی اس پکار کو سنے گا، اس کے بعد صور پھونکا جائے گا، جس کے اثر سے تمام اہل زمین و آسمان کو موت آ جائے گی علاوہ ان لوگوں کے کہ جن کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھنا چاہے"۔(۲)

اور علامہ ابن ابی الدنیا نے ہی ایک روایت فضالۃ بن عبید اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے طریق سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "تم پر ایک سیاہ بادل ڈھال کی مانند آئے گا، مغرب کی جانب سے، یہ بلند ہوتا چلا جائے گا یہاں تک کہ مکمل طور پر چھا جائے گا، اور ایک پکارنے والا پکارے گا، اے لوگو! بے شک اللہ کا حکم آ پہنچا، قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے دو آدمی (خرید و فروخت کے لیے)

---

(۱) بخاری کتاب التفسیر باب (یوم ینفخ فی الصور) حدیث نمبر ۴۹۳۵، مسلم کتاب الفتن باب ما بین النفختین حدیث نمبر ۷۳۴۰

(۲) ابن حجر کی کتاب الفتن باب تفسیر الزمان حتی تعبد الاوثان حدیث نمبر ۱۳/۷۷، در منثور للسیوطی حدیث نمبر ۶/۶۱

کپڑے پھیلائے ہوئے ہوں گے لیکن لپیٹنے کی نوبت نہ آئے گی، اور ایک آدمی اپنے حوض کو لیپ رہا ہوگا لیکن اس سے پینے کی نوبت نہ آئے گی، اور ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ دھو رہا ہوگا لیکن اس میں سے ایک قطرہ بھی پینے کی نوبت نہ آئے گی''۔ (۱)

محارب بن دثار نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن پرندے اپنی دم کے ذریعے اڑیں گے اور بلا کسی طلب کے وہ سب کچھ اگل دیں گے جوان کے پیٹ میں ہوگا، اور یہ سب قیامت کے خوف سے ہوگا۔ ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب ''الاھوال'' میں اس کو ذکر کیا ہے۔

ابن ابی الدنیا نے ہی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جو شخص چاہتا ہے کہ قیامت کے دن کو اپنی آنکھوں سے دیکھے تو اس کو چاہئے کہ ''اذا الشمس کورت'' (سورۃ التکویر)، ''اذا السماء انفطرت'' (سورۃ الانفطار) اور ''اذا السماء انشقت'' (سورۃ الانشقاق) پڑھا کرے۔''

اس روایت کو امام احمد اور ترمذی نے عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ (۲)

تیسری اور آخری مرتبہ (نفخۃ البعث) صور پھونکا جانا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''اور (قیامت کے روز) صور میں پھونک ماری جاوے گی۔ سو تمام آسمانوں اور زمین والوں کے ہوش اڑ جائیں گے مگر جس کو خدا چاہے، پھر اس (صور) میں دوبارہ پھونک ماری جاوے گی تو دفعتاً سب کے سب کھڑے ہو جائیں گے (اور چاروں طرف) دیکھنے لگیں گے۔''

(سورۃ الزمر آیت نمبر ۶۸ تا ۷۰، ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ النباء آیت نمبر ۱۸ تا ۲۰ میں ارشاد ہوا کہ ''یعنی جس دن صور پھونکا جائے گا۔ پھر تم لوگ گروہ گروہ آؤ گے اور آسمان کھل جاوے گا پھر اس میں دروازے ہی دروازے ہو جائیں گے اور پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹا دیئے جاویں گے سو وہ ریت کی طرح ہو جائیں گے۔''

سورۃ الاسراء آیت نمبر ۱۳۔۱۴ میں ارشاد فرمایا ہے کہ ''یہ اس روز ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تم کو پکارے گا اور تم (بالاضطرار) اس کی حمد کرتے ہوئے حکم کی تعمیل کرلو گے اور تم یہ خیال کرو گے کہ تم بہت ہی کم رہے ہو۔''

سورۃ النازعات آیت نمبر ۱۳۔۱۴ میں فرمایا کہ ''بس وہ ایک ہی سخت آواز ہوگی جس سے سب لوگ فوراً ہی میدان میں آموجود ہوں گے''۔

(ترجمہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

جبکہ سورۃ یٰسین آیت نمبر ۵۱۔۵۴ میں ارشاد ہوا کہ ''ہائے ہماری کم بختی ہم کو قبروں سے کس نے اٹھا دیا یہ وہی (قیامت) ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبر سچ کہتے تھے پس وہ ایک زور کی آواز ہوگی جس سے یکایک سب جمع ہو کر ہمارے پاس حاضر کر دیئے جائیں گے پھر اس دن کسی شخص پر ذرا ظلم نہ ہوگا اور تم کو بس انہیں کاموں کا بدلہ ملے گا جو تم کیا کرتے تھے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

صور والی مذکورہ روایت میں دوسری مرتبہ صور پھونکے جانے کے بعد اور تمام مخلوقات کے قیام اور ہمیشہ زندہ رہنے والی ذات کی بقاء (جو سب سے اول اور آخر ہے، اور یہ کہ وہ دونفخوں کے درمیان زمین و آسمان کو تبدیل کریں گے) کے بعد فرمایا تھا کہ پھر پانی کو برسنے کا حکم فرمائیں جس سے قبروں میں اجساد و اجسام دوبارہ اٹھ کھڑے ہوں گے اور اپنی قبروں ہی میں دوبارہ زندہ ہوں گے جیسے اپنی دنیاوی زندگی میں رہا کرتے تھے، یعنی صرف روحیں نہیں ہوں گی بلکہ دنیاوی زندگی کی طرح زندہ ہوں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے کہ عرش اٹھانے والے فرشتے زندہ ہو جائیں، تو وہ زندہ ہو جائیں گے۔ پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیا جائے گا وہ صور کو لے کر اپنے منہ پر رکھیں گے۔ پھر حضرت جبرائیل و میکائیل کو زندہ ہونے کا حکم دیا جائے گا وہ بھی زندہ ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ روحوں کو طلب فرمائیں گے، روحوں کو لایا جائے گا مومنین کی ارواح نور سے چمک رہی ہوں گی، اور دوسری روحیں اندھیروں میں ڈوبی ہوئی ہوں گی،

---

(۱) مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴/ ۵۳۹، الدر المنثور للسیوطی حدیث نمبر ۴/ ۱۱۰، کنز العمال حدیث نمبر ۳۰۵۵

(۲) ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن السورۃ (اذا الشمس کورت) حدیث نمبر ۳۳۳۳، مسند احمد حدیث نمبر ۲/ ۲۷، حدیث نمبر ۲/ ۱۰۰

اللہ تعالیٰ ان تمام ارواح کو پکڑ لیں گے اور صور میں ڈال دیں گے۔ پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ صور پھونکا جائے۔ چنانچہ وہ صور پھونکیں گے۔ لہٰذا ارواح صور میں سے اس طرح نکلیں گی جیسے شہد کی مکھیاں ہوتی ہے اور زمین وآسمان کو بھر دیں گی۔

پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، میری عزت وجلال کی قسم ہر روح اس جسم کی طرف چلی جائے جس میں وہ دنیاوی زندگی کے دوران رہتی تھی۔ چنانچہ ارواح جسموں کی طرف آئیں گی اور ناک کے ذریعے پورے جسم میں اس طرح سرایت کر جائیں گی جیسے کسی ڈسے ہوئے کے جسم میں زہر سرایت کر جاتا ہے۔ پھر تم سے زمین پھٹ جائے گی۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں وہ سب سے پہلا شخص ہوگا جس کی (قبر کی) زمین پھٹے گی، پھر سب لوگ قبروں سے نکل کر ڈرتے گھبراتے ہوئے اپنے رب کی طرف چل پڑیں گے۔ کافر کہیں گے کہ آج تو بہت سخت دن ہے۔ ننگے پیر ہوں گے، ننگے بدن ہوں گے اور غیر مختون ہوں گے۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے ''جس دن یہ قبروں سے نکل کر اس طرح دوڑیں گے جیسے کسی پرستش گاہ کی طرف دوڑے جاتے ہیں (اور) ان کی آنکھیں (مارے شرمندگی کے) نیچے کو جھکی ہوں گی (اور) ان پر ذلت چھائی ہوگی (بس) یہ ہے ان کا وہ دن جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا''۔

(سورۃ المعارج آیت نمبر ۴۳ تا ۴۴، ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ ق آیت نمبر ۴۱ تا ۴۴ ارشاد فرمایا کہ ''اور فرض نمازوں کے بعد بھی اور سن رکھو کہ جس دن ایک پکارنے والا پاس ہی سے پکارے گا جس روز اس چیخنے کو بالیقین سب سن لیں گے یہ دن ہوگا (قبروں سے) نکلنے کا ہم ہی (اب بھی) جلاتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری ہی طرف پھر لوٹ کر آنا ہے جس روز زمین ان (مردوں) پر سے کھل جائے گی جبکہ وہ دوڑتے ہوں گے یہ ہمارے نزدیک ایک ایک آسان جمع کر لینا ہے۔''

(ترجمہ حضرت تھانوی)

جبکہ سورۃ قمر میں ارشاد ہوا ہے کہ ''تو آپ ان کی طرف سے کچھ خیال نہ کیجئے جس دن ایک بلانے والا فرشتہ ایک ناگوار چیز کی طرف بلاوا دے گا ان کی آنکھیں (مارے ذلت کے) جھکی ہوئی ہوں گی (اور) (قبروں سے اس طرح نکل رہے ہوں گے جیسے ٹڈی دل پھیل جاتی ہے''۔

(سورۃ القمر آیت نمبر ۶، ۷۔ ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۵۵ میں فرمایا کہ:

''ہم نے تم کو اسی زمین سے پیدا کیا اور اسی میں ہم تم کو (بعد موت) لے جاویں گے اور قیامت کے روز پھر دوبارہ اسی سے ہم تم کو نکالیں گے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ الاعراف آیت نمبر ۲۵ میں فرمایا کہ:

''تم کو وہاں ہی زندگی بسر کرنا ہے اور وہاں ہی مرنا ہے اور اسی میں سے پھر پیدا ہونا ہے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ نوح آیت نمبر ۱۷۔۱۸ میں فرمان مبارک ہے کہ ''اور اللہ نے تم کو زمین سے ایک خاص طور پر پیدا کیا پھر زمین میں ہی لے جائے گا قیامت میں پھر اسی زمین سے تم کو باہر لے جائے گا''۔

جبکہ سورۃ نباء آیت نمبر ۱۸ میں ارشاد ہوا کہ:

''یعنی جس دن صور پھونکا جائے گا پھر تم لوگ گروہ گروہ ہو کر آ ؤ گے''۔ (۱) (ترجمہ حضرت تھانوی)

ابن ابی الدنیا نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ''ہوا چلائی جائے گی جو نہایت یخ بستہ اور ٹھنڈی ہوگی۔ یہ ہوا زمین پر کسی مومن کو نہ چھوڑے گی۔ پھر لوگوں پر قیامت قائم ہوگی، چنانچہ زمین وآسمان کے درمیان ایک فرشتہ کھڑا ہوگا جس کے پاس صور ہوگا۔ وہ صور پھونکے گا۔ چنانچہ زمین وآسمان کی تمام مخلوقات کو موت آ جائے گی۔ پھر دو دفعہ صور پھونکے جانے کے درمیان وہی ہوگا جو اللہ چاہے گا، پھر اللہ تعالیٰ عرش کے نیچے سے پانی نازل فرمائیں گے۔ چنانچہ اسی پانی سے مخلوقات کے جسم اور گوشت بنیں گے۔ جیسے سیرابی سے زمین اگتی ہے''۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ فاطر کی آیت نمبر ۹ تلاوت فرمائی ''کذلک النشور''۔ یعنی اسی طرح قیامت میں

(۱) بیہقی کتاب البعث والنشور حدیث نمبر ۶۶۹، طبرانی کی ''طولات'' حدیث نمبر ۳۶، طبرانی کی تفسیر مختصر ومطول حدیث نمبر ۲۶۲۵/۱۵، اور حدیث نمبر ۱۳۲/۱۲، ۱۳۳

آدمیوں کا جی اٹھنا ہوگا''۔　　　　(ترجمہ حضرت تھانوی)

پھر فرشتہ صور لے کر زمین و آسمان کے درمیان کھڑا ہوگا اور صور پھونکے گا چنانچہ ہر نفس اپنے جسم کی طرف بڑھے گا اور اس میں داخل ہو جائے گا اور رب العالمین کے سامنے حاضر ہو جائے گا۔[1]

وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ ''لوگ قبروں میں بوسیدہ ہو جائیں گے، چنانچہ جو چیخ کی آواز سنیں گے تو ارواح اپنے جسموں کی طرف واپس آجائیں گی یہاں تک کہ ہڈیوں اور جوڑوں میں سما جائیں گی، پھر جب دوسری مرتبہ صور پھونکے جانے کی آواز سنیں گے تو سب لوگ اپنے قدموں پر کھڑے ہو جائیں گے اپنے سروں سے مٹی جھاڑ رہے ہوں گے، مومنین کہہ رہے ہوں گے کہ اے اللہ! پاک ہے آپ کی ذات، جیسے آپ کی عبادت کا حق تھا ویسے ہم آپ کی عبادت نہ کر سکے۔

دوبارہ زندہ ہونے سے متعلق احادیث

سفیان ثوری نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ پھر ہوا بھیجی جائے گی جس میں نہایت شدید ٹھنڈک ہوگی۔ چنانچہ زمین پر کوئی مومن ایسا نہ رہے گا جو اس ہوا کے اثر سے وفات پا جائے، پھر لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔ پھر ایک فرشتہ زمین و آسمان کے درمیان صور لے کر کھڑا ہوگا اور صور پھونکے گا۔ چنانچہ اس صور کے اثر سے وہی ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ عرش کے نیچے سے پانی نازل فرمائیں گے۔ لہٰذا لوگوں کے جسم اور گوشت اگنے لگیں گے جیسے زمین میں سبزہ اگتا ہے۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ فاطر کی آیت نمبر ۹ تلاوت فرمائی ''اور اللہ ایسا قادر ہے جو بارشوں سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ ہوائیں بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر ہم اس بادل کو خشک قطعہ زمین کی طرف لے جاتے ہیں پھر ہم اس کے (پانی کے) ذریعے سے زمین کو زندہ کرتے ہیں اسی طرح قیامت میں آدمیوں کا جی اٹھنا ہے''۔　　　　(ترجمہ حضرت تھانوی)

پھر ایک فرشتہ زمین و آسمان کے درمیان صور لے کر کھڑا ہوگا اور صور پھونکے گا۔ چنانچہ ہر روح اپنے جسم کی طرف روانہ ہوگی اور اس میں داخل ہو جائے گی۔ چنانچہ وہ سب کھڑے ہو جائیں گے اور اپنے رب کے دربار میں حاضر ہونے لگیں گے۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ مردوں کو کیسے زندہ فرمائیں گے؟ اور مخلوق میں اس کی کیا علامت ہے؟

تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اے ابورزین! کیا تو کبھی نہایت دشوار گذار اور مہلک وادی سے نہیں گذرا؟ اور کیا تو سبز نہر سے نہیں گذرا؟ میں نے عرض کیا جی حضرت گذرا ہوں۔ فرمایا اسی طرح اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کریں گے اور یہی مخلوقات میں اس کی نشانی ہے''۔[2]

امام احمد نے عبدالرحمٰن بن مہدی اور غندر سے بھی ایسی ہی روایت نقل کی ہے۔ جبکہ علی بن اسحٰق کے طریق سے امام احمد نے ایک روایت حضرت ابورزین العقیلی رضی اللہ عنہ ہی کی نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا، یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ مردوں کو کیسے زندہ فرمائیں گے؟ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا کبھی تم کسی قحط زدہ زمین سے گذرے ہو؟ کیا تم کبھی سرسبز و شاداب زرخیز زمین سے گذرے ہو؟

فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا جی ہاں گذرا ہوں تو آپ ﷺ نے سورۃ فاطر کی آیت نمبر ۹ تلاوت فرمائی ''کذلک النشور'' یعنی اسی طرح قیامت میں آدمیوں کا جی اٹھنا ہے''۔　　　　(ترجمہ حضرت تھانوی)

پھر فرماتے ہیں کہ میں نے دوبارہ پوچھا یا رسول اللہ! ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اور یہ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ تمھیں سب سے زیادہ محبوب ہیں اور یہ کہ تو شرک کرنے کے بجائے آگ میں جل جانا پسند کرے اور کسی ایسے بے نسب شخص کی محبت تیرے دل میں داخل ہوگئی جیسے پیاسے کے دل میں پانی کی محبت ہوتی ہے ایسے دن میں جب کہیں پانی دستیاب نہیں ہوگا۔

---

(۱) طبری کی تفسیر سورۃ فاطر، حدیث نمبر ۱۲/۱۱۹　　(۲) مسند احمد، حدیث نمبر ۱۱ اور حدیث نمبر ۱۲/۴

میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مجھے کیسے معلوم ہوگا کہ میں مؤمن ہوں؟ ارشاد فرمایا کہ میرے امتیوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں، یا کوئی امت ایسی نہیں گذری جس میں کوئی ایسا شخص نہ ہو جو اچھا عمل کرے اور اسے معلوم نہ ہو کہ اس نے اچھا عمل کیا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو اچھا بدلہ دیں گے، اور کوئی ایسا نہیں جو برا عمل کرے اور اسے معلوم نہ ہو کہ اس نے برا عمل کیا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیں گے اور وہ جانتا ہو کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی معاف نہیں کرسکتا، مگر یہ کہ وہ مومن ہو۔

ولید بن مسلم جنہوں نے صور پر حدیث کے متعدد طرق اور آثار جمع کیے ہیں۔۔۔ ایک آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ایک فرشتہ بیت المقدس کی چٹان پر کھڑا ہوگا اور پکارے گا کہ اے بوسیدہ ہڈیو! اے ٹوٹے ہوئے جوڑو! اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ فیصلے کے لیے جمع ہو جاؤ۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ جن قبروں میں عذاب ہو رہا ہے ان کا عذاب صرف دوسری اور تیسری مرتبہ صور پھونکے جانے کے درمیان اٹھایا جائے گا۔

چنانچہ اسی لیے جب کافر کو دوبارہ اٹھایا جائے گا تو وہ کہے گا ''ہائے تباہی ہمیں ہماری قبروں سے کس نے اٹھایا''۔ یعنی اسی درمیانے وقفے کے دوران اور مومن اس کو کہے گا کہ ''یہی ہے وہ جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا''۔

ابوبکر بن ابی الدنیا نے معدی بن سلیمان سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ ''ابوالحکم الجسری ایک حکیم دانا تھا، اس کے بھائی بند دوست احباب اس کے پاس جمع ہوتے اور وہ یہ آیت تلاوت کرتا کہ'' کہیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی ہم کو قبروں سے کس نے اٹھا دیا۔ یہ وہی (قیامت) ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبر سچ کہتے تھے''۔ (سورۃ یٰس نمبر ۵۲ ترجمہ حضرت تھانوی)

تو روتا اور کہتا کہ بے شک قیامت کی برائی سختی اور لوگوں کے دلوں سے نکل گئی ہے۔ اگر واقعی لوگ سو رہے ہوں جیسا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے، تو قبر سے اٹھنے کے بعد پہلی ہی بار میں ''ویل'' ''ویل'' یعنی تباہی ہو، تباہی ہو نہ پکارتے اور عرض کرنے کی جگہ توقف نہ کریں اور مگر یہ کہ وہ خود اپنی آنکھوں سے عظیم الشان زبردست خطرے کا مشاہدہ نہ کرلیں، قیامت اپنے تمام جلیل القدر اور عظیم الشان حوادث و واقعات کے ساتھ قائم ہوگی۔ لیکن چونکہ وہ ایک طویل عرصے سے برزخ میں تکلیف و عذاب بھگت رہے تھے۔ اس درد و عذاب کو ختم ہوتے وقت انہوں نے ''ویل'' ''ویل'' پکارا تھا، کیونکہ یہ تو قبروں سے اٹھتے وقت پکارا تھا۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا یعنی آخری دو مرتبہ صور پھونکے جانے کے درمیان قبروں میں ان سے عذاب نہ ہٹالیا جاتا تو مردے قبروں میں رہنے والے اس عرصے کو معمولی نہ سمجھتے اور اس عرصہ (قبروں میں گذارا ہوا) کو سونے سے تعبیر نہ کرتے اور قرآن کریم سورۃ النزعت آیت نمبر ۳۴ میں اس کی دلیل مذکورہ ہے ''فاذا جاء ت الطامة الكبرى''۔ یعنی سو جب وہ بڑا ہنگامہ آئے گا۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

یہ کہہ کر ابوالحکم الجری اتنا روتے کہ ان کی داڑھی تر ہو جاتی۔

ولید بن مسلم نے عبداللہ الحضرمی سے نقل کیا ہے کہتے ہیں کہ میں نے ابو ادریس خولانی کو سنا وہ فرما رہے تھے کہ ایک مرتبہ زمانہ جاہلیت میں عراق اور شام کے درمیان لوگ اپنے بزرگوں کے پاس جمع ہوئے، ان میں سے ایک بزرگ کھڑے ہوئے اور بولے، اے لوگو! تم لوگ مرنے والے ہو اور پھر فیصلے اور حساب کے دن دوبارہ اٹھائے جانے والے ہو۔ اس کے بعد ایک اور کھڑا ہوا اور بولا خدا کی قسم میں نے ایک آدمی کو دیکھا ہے جس کو اللہ تعالیٰ کبھی دوبارہ نہیں اٹھائیں گے، عرب کے موسموں میں سے ایک موسم میں اپنی سواری سے گر پڑا، اس کے اونٹ نے اس کو اپنے پیروں تلے کچل دیا اور چوپایوں نے اپنے کھروں سے اور لوگوں نے اپنے پیروں سے کچل دیا، یہاں تک کہ وہ بوسیدہ ہوگیا حتیٰ کہ اس کا کوئی انگلی کا پورہ بھی باقی نہ رہا۔

تو اس بزرگ نے اس شخص سے کہا کہ تم ایک ایسی قوم سے تعلق رکھتے ہو، جن کی عقلیں مقید ہیں، جن کے ایمان و یقین ضعیف ہیں، جن کے علم قلیل ہیں۔ اگر ایک گدھا اس ہڈی کو کھائے اور پھر خارج کردے، اور کوئی کتا آکر اس کو کھائے اور فضلے کے ساتھ خارج کردے، اور پھر کوئی مرغی اس کو کھائے، اور بیٹ کے ذریعے اس کو خارج کردے اور پھر کوئی اس کو ہانڈی کے نیچے آگ میں جلادے اور ہوا اس کی راکھ کو ادھر ادھر بکھیر دے، تب بھی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اصل حالت میں آنے کا حکم دیں گے تو وہ چیز اپنی اصل صورت میں آجائے گی پھر حساب کتاب کے لیے اس کو حاضر کردیا جائے گا۔

ولید کہتے ہیں کہ مجھے عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نے حدیث بیان کی کہ زمانہ جاہلیت کے ایک بزرگ نے آپ ﷺ سے پوچھا اے محمد! مجھے

تین باتیں معلوم ہوئیں ہیں کہ آپ فرماتے ہیں حالانکہ وہ باتیں ایسی ہیں کہ کوئی بھی عقلمند ان پر یقین نہیں کر سکتا۔ (اول یہ کہ) مجھے معلوم ہوا کہ آپ فرماتے ہیں کہ عرب اور ان کے آباؤ اجداد جس کی عبادت کرتے تھے اب انہوں نے اس کو چھوڑ دیا ہے (دوم یہ کہ) آپ کہتے ہیں کہ ہم قیصر و کسری کے خزانوں پر غالب آ جائیں گے (سوم یہ کہ) آپ کہتے ہیں کہ ہم سب کو ضرور موت آئے گی اور مرنے کے بعد سب نے دوبارہ زندہ ہونا ہے۔ تو رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''پھر میں ضرور تیرا ہاتھ پکڑوں گا قیامت کے دن اور تجھے تیری یہ باتیں یاد دلاؤں گا۔

وہ بوڑھا پھر بولا اچھا آپ مجھے مرنے کے بعد گم تو نہ کر دیں گے اور بھلا تو نہ دیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''نہ تم مجھ سے گم ہو گے نہ میں تمہیں بھلاؤں گا''۔

پھر فرمایا کہ وہ بوڑھا طویل عرصہ زندہ رہا یہاں تک کہ رسول اکرم ﷺ نے رحلت فرمائی، اس بوڑھے نے آپ ﷺ کی رحلت کے بعد مسلمانوں کا غلبہ، اور قیصر و کسری پر فتوحات دیکھیں اور اسلام قبول کر لیا اور بہت اچھا مسلمان ثابت ہوا۔ اکثر سنا جاتا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں اس کو سلام کرتے اور خوب تعظیم و تکریم کرتے کیونکہ آپ ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ علاوہ ازیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے پاس تشریف لاتے اور فرماتے کہ تو مسلمان ہو گیا اور نبی کریم ﷺ نے تجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ تیرا ہاتھ پکڑیں گے۔ اور ایسا کوئی نہیں ہو سکتا کہ آپ ﷺ اس کا ہاتھ پکڑ لیں اور وہ کامیاب و نیک بخت نہ ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ابو بکر بن ابی الدنیا نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ عاص بن وائل نبی کریم ﷺ کے پاس ایک بوسیدہ اور بھربھری ہڈی لیے ہوئے آیا اور بولا اے محمد! کیا اللہ اس کو دوبارہ اٹھائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ اللہ تجھے موت دے گا، خدا کی قسم پھر تجھے دوبارہ زندہ کرے گا اور پھر جہنم میں داخل کرے گا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی کہ ''اور اس نے ہماری شان میں ایک عجیب مضمون بیان کیا اور اپنی اصل کو بھول گیا۔ کہتا ہے کہ ہڈیوں کو (خصوصی) جبکہ وہ بوسیدہ ہو گئی ہوں گی کون زندہ کرے گا۔ آپ جواب دے دیں کہ ان کو وہ زندہ کرے گا جس نے اول بار میں ان کو پیدا کیا ہے اور وہ سب طرح کا پیدا کرنا جانتا ہے۔ (سورۃ یس آیت نمبر ۷۸۔۷۹، ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ واقعہ آیت نمبر ۶۳ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''اچھا پھر یہ بتاؤ کہ تم جو کچھ بوتے ہو اس کو تم اگاتے ہو''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اور تمہیں بھی پیدا فرمایا۔ پھر فرمایا کہ تم کیوں نہیں اس کی تصدیق کرتے؟[1]

ابو جعفر الباقر سے منقول ہے کہ فرمایا ''کہا جاتا تھا کہ حیرت ہوتی ہے اس شخص پر جو دوبارہ زندہ ہونے کو جھٹلائے حالانکہ وہ پہلی مرتبہ پیدائش کو دیکھ چکا ہے۔ تعجب ہے اس شخص پر جو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کو جھٹلائے۔ حالانکہ وہ ہر دن دوبارہ اٹھتا ہے۔''[2]

ابوالعالیہ نے سورۃ الروم آیت نمبر ۲۷ کی تفسیر میں فرمایا کہ آیت (ترجمہ حضرت تھانوی) کا مطلب یہ ہے کہ ایک مرتبہ مار کر دوبارہ زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے زیادہ آسان ہے بہ نسبت پہلی مرتبہ کے (اور جب پہلی مرتبہ کچھ مشکل نہیں تو دوسری مرتبہ کیوں مشکل ہو گی)۔ (رواہ ابن ابی الدنیا)

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بندے نے مجھے جھٹلایا حالانکہ اسے اس بات کا حق حاصل نہ تھا، اور میرے بندے نے مجھے برا کہا حالانکہ اسے اس بات کا حق نہ تھا، رہا میرے بندے کا مجھے جھٹلانا تو اس کا یہ کہنا (مجھے جھٹلانا ہے) جس طرح ہمیں پہلے پیدا کیا دوبارہ پیدا کر۔ رہا مجھے برا کہنا تو اس کا یہ کہنا (مجھے برا کہنا ہے) کہ اللہ کی اولاد بھی ہے۔ حالانکہ میں اکیلا ہوں، بے نیاز ہوں، جس کا نہ کوئی باپ ہے اور نہ بیٹا اور جس کا کوئی ہمسر بھی نہیں''۔[3]

یہ روایت صحیحین میں بھی ہے۔ اس میں وہ قصہ بھی ہے کہ ایک شخص نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب وہ مر جائے تو اس کو جلا دیں اور اس کی آدھی راکھ خشکی میں بکھیر دیں اور آدھی پانی میں بہا دیں۔ اور اس شخص نے اپنے بیٹوں سے یہ بھی کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر قادر ہو گیا تو یقیناً مجھے ایسا عذاب دے گا کہ مجھ سے پہلے کسی کو ایسا عذاب نہ دیا ہو گا پورے جہاں میں۔ یہ وہ شخص تھا جس نے کبھی کوئی نیکی نہ کی تھی، جب مر گیا تو اس شخص کے بیٹوں نے ایسا ہی کیا، جیسا کہ ان کے باپ نے ان کو وصیت کی تھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا تو زمین نے اس کی ساری راکھ جمع کر دی، اس کی

---

(۱) ابن الجوزی نے زاد المسیر میں نقل کی ہے حدیث نمبر ۷/۴۰، ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے (۲) ابن الجوزی کی زاد المسیر حدیث نمبر ۷/۴۰

(۳) بخاری کتاب التفسیر باب (وقالوا اتخذ اللہ ولدا سبحانہ) حدیث نمبر ۴۴۸۲، ۷/۷، مسند احمد حدیث نمبر ۲/۳۱۷

ساری راکھ مل کر دوبارہ آدمی بن کر کھڑا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا تجھے اس حرکت پر کس چیز نے مجبور کیا تھا؟ اس شخص نے کہا اے میرے اللہ! آپ کے خوف نے، اور آپ جانتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات سن کر اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش فرما دی۔

صالح المزی کہتے ہیں "میں عین دوپہر کے وقت قبرستان میں داخل ہوا، میں نے قبروں کی طرف دیکھا تو مجھے یوں لگا کہ ایک قوم ہے جو خاموش ہے۔ میں نے کہا کہ سبحان اللہ کون ہے جو تمہیں زندہ کرے گا اور طویل عرصے تک بوسیدہ ہونے کے بعد تمہیں کون اٹھائے گا؟ اتنے میں انہی قبروں میں سے کسی پکارنے والے نے پکارا، اے صالح! اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جب تم کو پکار کر زمین میں سے بلائے گا تو تم یکبارگی نکل پڑو گے"۔ (سورۃ روم آیت نمبر ۲۵)

قیامت جمعہ کے دن آئے گی ...... اس سلسلے میں بھی احادیث وارد ہوئی۔ چنانچہ امام مالک نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "تمام ایام میں بہترین دن جمعہ کا دن ہے، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا، اسی دوران ان کو زمین پر اتارا گیا، اسی دن ان کی توبہ قبول کی گئی، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی وفات ہوئی اور اسی دن قیامت آئے گی، اور کوئی چوپایہ ایسا نہیں جو جمعہ کے دن (جب صبح سورج قیامت سے ڈرتا ہوا طلوع ہوتا ہے) تسبیح کرتا رہتا ہو علاوہ جنات اور انسانوں کے اور اسی جمعہ کے دن میں ایک گھڑی ایسی بھی جو کسی مسلمان پر گزرتی ہے، اس گھڑی میں وہ نماز پڑھ رہا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگ رہا ہوتا ہے تو اس کو ضرور دیا جاتا ہے"۔ (۱)

ابوداؤد نے اپنے الفاظ میں ترمذی نے، امام مالک سے، نسائی نے قتیبہ سے اسی روایت کو بیان کیا ہے اور یہ نسائی کی روایت زیادہ مکمل ہے۔

قیامت کس وقت آئے گی؟ طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ قیامت صرف اذان کے وقت آئے گی۔ امام طبری فرماتے ہیں کہ یعنی فجر کی اذان کے وقت قیامت آئے گی۔

امام شافعی نے اپنی مسند میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام ایک سفید چمکتا ہوا آئینہ لے کر رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ حضرت جبرائیل نے جواب دیا کہ یہ جمعہ ہے، آپ کو اور آپ کی امت کو اس کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے، باقی لوگ اس میں آپ کے پیروکار ہیں خواہ یہودی ہوں یا عیسائی، آپ کے لیے اس میں خیر ہے، اس میں ایک گھڑی ایسی بھی ہے کہ اگر اس گھڑی میں کوئی مومن اللہ تعالیٰ سے کسی بھلائی کی دعا مانگے تو ضرور قبول ہوتی ہے، اس دن کو ہمارے ہاں "یوم المزید" کہتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے پھر دریافت فرمایا "اے جبرائیل! یہ یوم المزید کیا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا بے شک آپ کے رب نے جنت فردوس میں ایک وادی بنائی ہے جس میں مشک کی خوشبو پھیلائی ہے۔ تو جب جمعہ کا دن ہوتا ہے، جتنے فرشتے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے، نازل ہوتے ہیں، اردگرد نور کے منبر بنے ہوئے ہوتے ہیں جہاں انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے بیٹھنے کی جگہ ہوتی ہے، ان کے پاس دوسرے منبر ہیں جن پر سونا چڑھا ہوا ہے اور اس میں یاقوت اور زبرجد جڑے ہوئے ہیں۔ ان پر شہداء اور صدیقین کے بیٹھنے کی جگہ ہے، یہ شہداء اور صدیق انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے منبروں کے اردگرد ان مشک کے ٹیلوں پر بیٹھتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں تمہارا رب ہوں۔ تم نے میرے وعدے کو سچا ثابت کر دیا۔ چنانچہ جو چاہو مانگو میں تمہیں دوں گا۔ تو وہ لوگ کہیں گے اے اللہ! ہم آپ سے آپ کی رضامندی کے طلبگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں تم سے راضی ہو گیا، اور تمہارے لیے وہ سب کچھ ہے جس کی تم خواہش کرو اور میرے پاس اور بھی بہت کچھ ہے۔ چنانچہ وہ لوگ جمعے کے دن کو پسند کریں گے کیونکہ ان کو اسی دن خیر اور بھلائی دی گئی تھی۔ اور یہ وہی دن ہے جس میں تمہارا رب اپنی شان کے مطابق عرش پر مستوی ہوا، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام بھی پیدا کیے گئے اور اسی دن قیامت آئے گی"۔ (۲)

---

(۱) سنن ابی داؤد کتاب الصلوۃ باب فضل یوم الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ حدیث نمبر ۱۰۴۶، ترمذی کتاب ابواب الصلوۃ باب ما جاء فی فضل یوم الجمعۃ حدیث نمبر ۴۸۹، نسائی کتاب الجمعۃ باب ذکر فضل یوم الجمعۃ حدیث نمبر ۱۳۷۷، موطا امام مالک کتاب الجمعۃ باب ما جاء فی الساعۃ التی فی یوم الجمعۃ حدیث نمبر ۲۳۶

(۲) مسند شافعی حدیث نمبر ۳۱۰، کتاب الام الشافعی حدیث نمبر ۱/ ۲۰۸

پھر امام شافعی نے اسی روایت کو ابراہیم بن محمد کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس میں کچھ اضافہ کیا ہے۔
یہ حدیث انشاء اللہ تعالیٰ جنت کی خاصیات کے باب میں اپنے شواہد اور اسانید کے ساتھ آئے گی۔ باللہ المستعان۔

انبیاء اکرام علیہم السلام کے اجسام مبارکہ کو زمین کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی ۔ امام احمد نے اوس بن اوس الثقفی کی روایت نقل کی فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''تمہارا سب سے افضل ترین دن جمعہ ہے، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور اسی دن وفات، اسی دن صور پھونکا جائے گا اور لوگ مریں گے۔ چنانچہ اس دن مجھ پر زیادہ سے زیدہ درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچایا جاتا ہے''۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! درود آپ تک کیسے پہنچایا جائے گا جبکہ آپ تو قبر میں پرانے ہو چکے ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ انبیاء کرام کے اجساد کو کھائے''۔ (۱)

امام احمد نے ہی ایک روایت ابوامامہ بن عبدالمنذر سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنوں سے زیادہ عظیم ہے یہاں تک کہ عیدالفطر اور عیدالضحیٰ سے بھی زیدہ۔ اس میں پانچ باتیں ہوئیں۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور اسی دن حضرت آدم کی وفات ہوئی۔ اس دن میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے جس میں بندہ جب اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگتا ہے تو اس کو ضرور دیا جاتا ہے بشرطیکہ حرام نہ ہو، اسی دن قیامت آئے گی، کوئی مقرب فرشتہ ایسا نہیں، نہ ہی کوئی آسمان اور زمین، نہ کوئی پہاڑ، سمندر ایسا ہے کہ جو جمعہ کے دن سے نہ ڈرتا ہو''۔ (۲)

اس روایت کی تخریج ابن امامہ نے اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ ''قیامت جمعہ کے دن فجر کی اذان کے وقت آئے گی''۔ (۳)

ابوعبداللہ القرطبی نے ''تذکرہ'' میں لکھا ہے کہ نصف رمضان المبارک کا ہوگا، لیکن اس قول کے لیے دلیل کی ضرورت ہے۔

ابوبکر ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے کسی سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دو دن، اور دو راتیں ایسی ہیں کہ مخلوقات نے ان جیسے دنوں اور راتوں کے بارے میں کبھی نہ سنا ہوگا، میت کی رات اہل قبور کے ساتھ جس نے اس سے پہلے کبھی ایسی رات نہیں گذاری اور وہ رات جس کی صبح قیامت آئے گی۔ وہ دن جس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری سنانے والا جنت یا جہنم کی خوشخبری سنائے گا اور وہ دن جس میں نامہ اعمال دائیں یا بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

حمید قیس اور ھرم بن حیان سے بھی اسی طرح روایت کی گئی ہے کہ وہ اس رات کو بڑا سمجھتے تھے جس کی صبح قیامت آئے گی۔

ابن ابی الدنیا نے حمید سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ماہ رجب میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ مسجد میں موجود تھے ان کے ہاتھ میں چھوٹا سا مشکیزہ تھا جس سے وہ پانی پیتے اور پھر غرارے کرتے تھے کہ اچانک انہوں نے ایک زبردست آہ بھری اور پھر رونے لگے اور اس شدت سے روئے کہ کانپنے لگے۔ (جب ذرا حالت سنبھلی) تو فرمانے لگے کاش دل زندہ ہوتے، کاش دلوں میں نیکی اور تقویٰ ہوتا، ہائے تباہی وہ صبح بھی آنی ہے جس میں قیامت برپا ہوگی یعنی وہ رات جس کے گزرنے کے بعد آنے والی صبح میں قیامت آئے گی، مخلوقات نے کبھی ایسے دن کے بارے میں نہ سنا ہوگا جس میں شرمگاہیں ظاہر ہوں گی اور آنکھیں رو رہی ہوں گی، علاوہ قیامت کے دن کے۔

قیامت کے دن سب سے پہلے رسول اکرم ﷺ کھڑے ہوں گے۔ ...امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں گا، اور میں ہی وہ ہوں گا

---

(۱) سنن ابی داؤد کتاب الصلوۃ باب فضل یوم الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ حدیث نمبر ۱۰۴۶، نسائی کتاب الجمعۃ باب اکثار الصلوۃ علی النبی یوم الجمعۃ حدیث نمبر ۱۳۷۳، ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیھا باب فی فضل الجمعۃ حدیث نمبر ۱۰۸۵، کتاب الجنائز باب ذکر وفاتہ ودفنہ حدیث نمبر ۱۶۳۶

(۲) سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوۃ باب فی فضل الجمعۃ حدیث نمبر ۱۰۹۴ (۳) مجمع الزوائد للہیثمی حدیث نمبر ۳۳۱/۱۰

جو سب سے پہلے قبر سے کھڑا ہوں گا، سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ (۱)

ہیثم نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''میں قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں گا، لیکن اس بات پر فخر نہیں کرتا اور سب سے پہلے قبر سے نکل کر کھڑا ہوں گا۔ اس پر بھی فخر نہیں کرتا''۔ (۲)

ابوبکر ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''صور پھونکا جائے گا، زمین و آسمان کی تمام مخلوقات کو موت آجائے گی، علاوہ اس کے جسے اللہ بچانا چاہے، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا اور میں سب سے پہلے کھڑا ہونے والا ہوں گا، تو میں دیکھوں گا حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کو پکڑے کھڑے ہوں گے۔ مجھے معلوم نہیں وہ مجھ سے پہلے اٹھ کھڑے ہوں گے یا کوہ طور پر ہونے والی بیہوشی کے بدلے ان کو ہوش میں رکھا جائے گا''۔ (۳)

صحیح مسلم میں بھی اسی معنی پر مشتمل حدیث موجود ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''سب سے پہلے قیامت کے دن قبر سے اٹھ کر کھڑا ہوں گا تو دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مضبوطی سے عرش کے پائے کو پکڑے کھڑے ہوں گے۔ سو مجھے معلوم نہیں کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آجائیں گے یا طور پر بے ہوش ہونے کے بدلے ان کو قیامت کے دن کی بیہوشی سے محفوظ رکھا جائے گا؟''

یہاں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا ہے تو شاید کسی راوی نے ایک حدیث کو دوسری میں ملا دیا ہے۔ خصوصاً یہ جو فرمایا کہ ''ان کو قیامت کے دن کی بے ہوشی سے محفوظ رکھا جائے گا''۔ (۴)

ابن ابی الدنیا نے سعید بن المسیب کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ایک یہودی کے درمیان بحث ہوگئی، یہودی نے کہا قسم اس ذات کی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو انسانوں میں سے چنا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے تھپڑ دے مارا۔ اس کے بعد یہ رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے یہودی! قیامت کے دن سب سے پہلے میری قبر کھلے گی اور میں کھڑا ہوں گا تو دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کو پکڑے کھڑے ہوں گے۔ سو مجھے معلوم نہیں کہ آیا کہ وہ مجھ سے پہلے اٹھ کھڑے ہوں گے یا طور کی بیہوشی کے بدلے ان کو اس سے محفوظ رکھا جائے گا''۔ (۵)

صحیحین میں یہ روایت مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے اور بعض روایات میں یہ ہے کہ یہودی کی گفتگو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نہیں بلکہ کسی اور انصاری صحابی رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔ واللہ اعلم۔

بہر حال سب سے بہترین طریق میں روایت اس طرح ہے کہ ''جب قیامت کا دن ہوگا اور سب لوگ بے ہوش پڑے ہوں گے تو سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مضبوطی سے عرش کے پائے پکڑے ہوئے دیکھوں گا۔ سو مجھے معلوم نہیں کہ آیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مجھ سے پہلے ہوش آ گیا یا طور پر بیہوش ہونے کے بدلے ان کو قیامت کے دن کی بیہوشی سے محفوظ رکھا گیا''۔ (۶)

اور یہ (جیسے کہ آگے اس کا بیان آئے گا) اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ یہ بے ہوشی اس میدان میں ہو جس میں قیامت واقع ہوگی، یہ بے ہوشی اس بےہوشی کے علاوہ ہے جس کا قرآن کریم میں ذکر آیا ہے۔ اس حدیث میں اس بیہوشی کی وجہ اللہ تعالیٰ کا تجلی فرمانا ہے جس وقت اللہ تعالیٰ فیصلے

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الفضائل باب تفضیل نبینا ﷺ علی جمیع الخلائق حدیث نمبر ۵۹۰۰، سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی التخییر بین الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام حدیث نمبر ۴۶۷۳

(۲) صحیح مسلم کتاب الفضائل باب تفضیل نبینا ﷺ علی جمیع الخلائق حدیث نمبر ۵۹۰۰، سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی التخییر بین الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام حدیث نمبر ۴۶۷۳

(۳) بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ (وان یونس لمن المرسلین، الی قولہ فمتعناھم الی حین) (ولا تکن کصاحب الحوت اذ نادی وھو مکظوم) حدیث نمبر ۳۴۱۴، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام حدیث نمبر ۶۱۰۲

(۴) بخاری کتاب [illegible] حدیث نمبر ۶۵۱۷، کتاب الخصومات باب ما یذکر فی الاشخاص والخصومۃ بین المسلم والیھود حدیث نمبر ۲۴۱۱، مسلم کتاب الفضائل [illegible] حدیث نمبر ۶۱۰۲

(۵) ایضا

(۶) بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ (وان یونس لمن المرسلین، الی قولہ فمتعناھم الی حین) اور (ولا تکن کصاحب الحوت اذ نادی وھو مکظوم) حدیث نمبر ۳۴۱۴، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام حدیث نمبر ۶۱۰۲

کرنے کے لیے تشریف لائیں گے تو لوگ بیہوش ہو جائیں گے جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر بے ہوش ہو کر گر پڑے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ''گویا کہ میں اپنے آپ اپنے سر سے مٹی جھڑتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ اس کے بعد میں نے ادھر ادھر دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور دکھائی نہ دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کے پائے کو پکڑے ہوئے ہوں گے۔ سو مجھے معلوم نہیں کہ آیا حضرت موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس بے ہوشی سے مستثنیٰ رکھا ہے کہ صور پھونکنے کا اثر حضرت موسیٰ علیہ السلام تک نہ پہنچے یا ان کو مجھ سے پہلے اٹھایا جائے گا''۔ (۱)

یہ روایت بھی مرسل ہے۔

حافظ ابوبکر بیہقی نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''قیامت کے دن میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں گا۔ لیکن اس پر مجھے فخر نہیں۔ اور سب سے پہلے میری قبر کی زمین پھٹے گی اور میں کھڑا ہوں گا۔ میں سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی اور میرے ہی ہاتھ میں لواء الحمد ہو گا حتیٰ کہ حضرت آدم علیہ السلام بھی اس کے نیچے ہوں گے''۔ (۲)

ابوبکر بن ابی الدنیا نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''سب سے پہلے میری قبر کی زمین پھٹے گی اور میں کھڑا ہوں گا، پھر ابوبکر پھر عمر، پھر میں جنت البقیع کی طرف چلوں گا، باقی لوگ بھی میرے ساتھ چلیں گے۔ پھر میں مکہ والوں کا انتظار کروں گا۔ وہ بھی میرے ساتھ جمع ہوں گے پھر میں حرمین کے درمیان ٹھہروں گا''۔ (۳)

ابوبکر بن ابی الدنیا نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ مسجد میں داخل ہوئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے دائیں جانب تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے بائیں جانب تھے اور آپ ﷺ دونوں کے ساتھ سہارا لگائے ہوئے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا ''اسی طرح ہمیں قیامت کے دن اٹھایا جائے گا''۔ (۴)

ابن ابی الدنیا نے کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ جب بھی فجر طلوع ہوتی ہے ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں جو آپ ﷺ کی قبر مبارک کو گھیر لیتے ہیں اور اپنے پر پھڑ پھڑاتے ہیں اور آپ ﷺ پر درود شریف پڑھتے ہیں۔ یہاں تک کہ شام ہو جاتی ہے اور وہ فرشتے واپس چلے جاتے ہیں اور دوسرے ستر ہزار آ جاتے ہیں اور ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب زمین شق ہوگی، آپ ﷺ ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ باہر تشریف لائیں گے اور فرشتے آپ ﷺ کی تعظیم و تکریم کر رہے ہوں گے۔

ایک روایت یونس بن سیف سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''لوگوں کو میدان حشر میں پیدل جمع کیا جائے گا اور میں براق پر سوار ہو کر جاؤں گا اور بلال میرے سامنے سرخ اونٹنی پر ہوں گے۔ جب ہم حشر میں پہنچیں گے تو بلال اذان دیں گے اور جب **اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمداً رسول الله** پڑھیں گے تو سب اولین و آخرین کے لوگ ان کی تصدیق کریں گے''۔

قیامت کے دن لوگ ننگے پیر، ننگے بدن ہوں گے: امام احمد نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''قیامت کے دن لوگوں کو ننگے پیر، ننگے بدن اور غیر مختون اٹھایا جائے گا''۔ فرمایا کہ پھر ام المومنین رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگوں کی شرمگاہوں کا کیا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''ان میں ہر شخص کو اپنی ہی جانب سے ایسا مشغلہ ہوگا جو اس کو دوسری طرف متوجہ نہ ہونے دے گا''۔ (۵) (سورۃ عبس، آیت نمبر ۳۷ ترجمہ حضرت تھانوی)

---

(۱) بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ (**وان یونس لمن المرسلین، الی قوله، فمتعناهم الی حین**) اور (**ولا تکن کصاحب الحوت اذ نادی وهو مکظوم**) حدیث نمبر ۳۴۱۴، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام حدیث نمبر ۶۱۰۲ (۲) ترمذی کتاب المناقب باب فی فضل النبی ﷺ حدیث نمبر ۳۶۱۵، ابن ماجہ کتاب الزہد باب ذکر الشفاعۃ حدیث نمبر ۴۳۰۸ (۳) ترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب عمر بن الخطاب حدیث نمبر ۳۶۹۲، طبرانی معجم کبیر حدیث نمبر ۱۲/۳۰۵ (۴) ترمذی کتاب المناقب باب مناقب ابی بکر الصدیق حدیث نمبر ۳۶۶۹، ابن ماجہ باب فی فضائل اصحاب رسول اللہ ﷺ فضل ابی بکر الصدیق حدیث نمبر ۹۹ (۵) بخاری کتاب الرقاق باب الحشر حدیث نمبر ۶۵۲۷، مسلم کتاب الجنۃ و نعیمھا باب فناء الدنیا و بیان الحشر یوم القیامۃ حدیث نمبر ۷۱۲۷، مسند احمد حدیث نمبر ۲۳۵۷۹

قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عمدہ لباس پہنایا جائے گا

امام احمد نے سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ کھڑے ہوئے اور نصیحت فرماتے ہوئے کہا کہ ”اے لوگو تم سب کو ننگے پیر، ننگے بدن غیر مختون حالت میں اللہ تعالیٰ کے پاس لے جایا جائے گا“۔ اور ہم نے جس طرح اول بار پیدا کرنے کے وقت ہر چیز کی ابتداء کی تھی اسی طرح آسانی سے اس کو دوبارہ پیدا کردیں گے یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سنو! قیامت کے دن سب مخلوقات سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا، میری امت میں سے کچھ لوگ زندہ ہوں گے تو ان کو بائیں جانب سے پکڑا جائے گا، میں کہوں گا کہ یہ میرے امتی ہیں، مجھے بتایا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا شروع کردیا، (یہ سن کر) میں بھی ایک آدمی کی طرح کہوں گا۔ اور میں ان پر مطلع رہا جب تک ان میں رہا پھر جب آپ نے مجھ کو اٹھا لیا تو آپ ان پر مطلع رہے اور آپ ہر چیز کی پوری خبر رکھتے ہیں اگر آپ ان کو سزا دیں گے تو آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرمادیں تو آپ زبردست حکمت والے ہیں۔ (سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۱۷۔ ۱۱۸، ترجمہ حضرت تھانوی)۔ (یہاں نیک آدمی سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں)۔ پھر کہا جائے گا کہ آپ کے جدا ہوتے ہی ان لوگوں نے ایڑیوں کے بل دین سے پھرنا شروع کردیا تھا“۔ [(۱)]

صحیحین میں شعبہ کے طریق سے اس روایت کی تخریج کی گئی۔

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت مرفوعاً نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”تم لوگوں کو ننگے پیر، ننگے بدن، غیر مختون اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر کیا جائے گا“۔ [(۲)]

اسی روایت کو بیہقی نے اس طرح روایت کیا ہے کہ ”تمہیں ننگے بدن اور ننگے پیر جمع کیا جائے گا، ام المومنین نے دریافت فرمایا کہ کیا (ننگے ہونے کی وجہ سے) لوگ ایک دوسرے کی طرف نہ دیکھیں گے؟ فرمایا اے فلاں! ان میں ہر شخص کو اپنا ہی ایسا مشغلہ ہوگا، جو اس کو اور طرف متوجہ نہ ہونے دے گا“۔ (سورۃ عبس آیت نمبر ۳۷)

ابوبکر ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ لوگوں کو ننگے پیر، ننگے بدن غیر مختون جمع کیا جائے گا۔ چالیس سال تک لوگ کھڑے رہیں گے ان کی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی ہوں گی۔ تکلیف کی شدت سے پسینے پسینے ہو رہے ہوں گے، پھر کہا جائے گا ابراہیم کو لباس پہناؤ۔ چنانچہ ان کو جنت کے قبطی کپڑوں میں سے دو کپڑے پہنائے جائیں گے۔ پھر رسول اکرم ﷺ کے لیے ندا لگائی جائے گی کہ حوض کو سامنے کیا جائے جو ”ایلہ“ سے لے کر مکہ تک (طویل) ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ اس حوض سے پانی پئیں گے اور غسل کریں گے جبکہ باقی مخلوق کی گردنیں پیاس کی شدت سے گویا کٹی جارہی ہوں گی۔

پھر فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ”پھر مجھے جنت کے لباس میں سے لباس پہنایا جائے گا پھر میں عرش کے یا کرسی کے دائیں جانب کھڑا ہوں گا۔ میرے علاوہ مخلوقات میں سے اس جگہ کوئی اور نہ کھڑا ہوگا پھر مجھے کہا جائے گا مانگئے، دیا جائے گا، شفاعت کیجئے، قبول کی جائے گی“۔

اسی دوران ایک شخص کھڑا ہوا، اور اس نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ اپنے والدین کے لیے بھی کچھ امید رکھتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں ان کی شفاعت کروں گا خواہ قبول کی جائے یا نہ اور میں ان کے لیے کسی چیز کی امید نہیں رکھتا“۔ [(۳)]

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ یہ روایت اس آیت سے پہلے کی ہو جس میں آپ ﷺ کو مشرکین کے لیے طلب مغفرت کرنے سے منع فرمایا گیا تھا۔

قرطبی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے حضرت خلیل (ابراہیم) علیہ السلام کو جنت کے قبطی کپڑوں میں سے دو کپڑے پہنائے جائیں گے۔ پھر آپ ﷺ کو جنتی لباس پہنایا جائے گا اور آپ ﷺ عرش کے دائیں جانب

---

(۱) بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ (واتخذ الله ابراهيم خليلاً) وقول (ان ابراهيم كان امة قانتاً) حدیث نمبر ۳۳۴۹، مسلم کتاب الجنۃ ونعیمھا باب فناء الدنیا وبیان الحشر یوم القیامۃ حدیث نمبر ۷۱۳۰، مسند احمد حدیث نمبر ۲۲۸۰ (۲) اس روایت کی تخریج پہلے گذر چکی ہے۔

(۳) ترمذی کتاب المناقب باب فی فضل النبی ﷺ حدیث نمبر ۳۶۱۱، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۹۴۳

ہوں گے۔

قرطبی نے ''تذکرہ'' میں اور ابونعیم اصبہانی نے ''تاریخ اصبہان'' میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میرے خلیل کو لباس پہناؤ چنانچہ دو نرم اور باریک اور سفید کپڑے لائے جائیں گے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہنچائے جائیں گے، پھر وہ عرش کی طرف رخ کر کے بیٹھیں گے، پھر میرا لباس لایا جائے گا، میں اسے پہنوں گا، میں عرش کے دائیں جانب ایسی جگہ پر کھڑا ہوں گا جہاں آج تک میرے علاوہ کوئی اور نہ کھڑا ہوا ہوگا، میرے بارے میں تمام اولین وآخرین کے لوگ غبطہ کا شکار ہو جائیں گے''۔ (۱)

عبد بن کثیر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ موذن اور ملبی قیامت کے دن اذان کہتے ہوئے اور تلبیہ پڑھتے ہوئے اٹھیں گے۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جنتی لباس پہنایا جائے گا، پھر رسول اللہ ﷺ کو پھر دیگر انبیاء کرام کو اور پھر موذنوں کو''۔ (۲)

اس کے بعد قرطبی نے وہ وجوہات ذکر کی ہیں جن کی بناء پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آپ ﷺ سے پہلے جنتی لباس پہنایا جائے گا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے تستر کے خیال میں شلوار پہنی یا یہ بھی ممکن ہے کہ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالتے وقت نمرود نے برہنہ کروا دیا تھا اس لیے ان کو پہلے لباس پہنایا جائے گا۔ واللہ اعلم۔

بیہقی نے ام المومنین حضرت سودۃ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''قیامت کے دن لوگوں کو ننگے بدن، ننگے پیر اور غیر مختون جمع کیا جائے گا، انہیں پسینے کی لگام پہنائی گئی ہوگی یعنی پسینہ کان کی لو تک آ رہا ہوگا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا ہی برا منظر ہوگا، کیا لوگ اس حال میں ایک دوسرے کو دیکھیں گے فرمایا کہ لوگوں کو اس دن کی ہولناکی مشغول کر دے گی ''ان میں ہر شخص کو ایسا مشغلہ ہوگا جو اس کو اور طرف متوجہ نہ ہونے دے گا''۔ (سورۃ عبس آیت نمبر ۳۷)

ابوبکر بن ابی الدنیا نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا کہ لوگوں کو قیامت کے دن ننگے پیر، ننگے بدن اور غیر مختون جمع کیا جائے گا جس طرح وہ اپنی پیدائش کے وقت تھے''۔ ام المومنین نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا لوگ اس حال میں ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ فرمایا لوگوں کو مشغول کر دیا جائے گا۔ پھر عرض کیا کس چیز میں مشغول ہوں گے فرمایا نامۂ اعمال کو چیونٹیوں اور رائی کے دانوں کی طرح تقسیم کرنے (میں مشغول ہوں گے)۔ (۳)

حافظ ابوبکر بزار نے عمر بن شیبہ کے طریق سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو ننگے پیر، ننگے بدن غیر مختون حالت میں جمع کیا جائے گا''۔

بزار کہتے ہیں کہ ''میرا خیال ہے کہ عمر بن شیبہ سے روایت بیان کرنے میں بھول ہوئی ہے انہوں نے ایک حدیث کو دوسری سند سے ذکر کر دیا ہے، کیونکہ یہی حدیث سفیان الثوری عن زبیدہ عن مرۃ عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ابن ابی الدنیا نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور ساتھ یہ اضافہ بھی ہے کہ ''قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا''۔ (۴)

ابوبکر بن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت فرمایا کہ یا رسول اللہ! مردوں کو کیسے جمع کیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''ننگے پیر اور ننگے بدن''۔

ام المومنین نے کہا ہائے قیامت کے دن کی برائی، آپ ﷺ نے فرمایا تم کس بارے میں پوچھ رہی ہو؟ مجھ پر یہ بات نازل ہوئی ہے کہ آپ ﷺ پر لباس ہو یا نہ ہو لیکن آپ کو کچھ نقصان نہ پہنچے گا۔ ام المومنین نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ! اس کی کیا نشانی ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ''ان میں ہر شخص کا ایسا مشغلہ ہوگا جو اس کو اور طرف متوجہ نہ ہونے دے گا۔ (سورۃ عبس آیت نمبر ۳۷)

---

(۱) ابونعیم کی تاریخ اصبہان حدیث نمبر ۱/۴۴۳ (۲) کنز العمال حدیث نمبر ۲۰۸۸۱، ہیثمی کی مجمع الزوائد حدیث نمبر ۱/۳۲۷ اور سیوطی کی جمع الجوامع حدیث نمبر ۵۸۲۷ (۳) کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۹۲۷، ہیثمی کی مجمع الزوائد حدیث نمبر ۱/۳۳۳، سیوطی کی درمنثور حدیث نمبر ۶/۳۱۷، ابن حجر کی کتاب الرقاق باب الحشر حدیث نمبر ۱۱/۳۸۴ (۴) مسند احمد حدیث نمبر ۱/۲۳۵، تاریخ اصبہان لابی نعیم حدیث نمبر ۱/۲۷۶

ابو یعلی موصلی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ لوگوں کو اس طرح جمع کیا جائے گا جس طرح ان کی ماؤں نے ان کو پیدا کیا تھا۔ ننگے پیر، ننگے بدن، غیر مختون۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کیا مردوں اور عورتوں سب کو اسی طرح؟ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ (اسی طرح)

ام المومنین نے کہا ہائے قیامت کے دن کی برائی، تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے ابوبکر کی بیٹی، کس بات پر حیران ہوتی ہو؟ ام المومنین نے جواباً عرض کیا، آپ کی حدیث سے کہ مردوں اور عورتوں کو ننگے پیر، ننگے بدن غیر مختون جمع کیا جائے گا، وہ ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ تو آپ ﷺ نے ام المومنین کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ اے ابو قحافہ کی بیٹی! لوگوں کے پاس اس دن ادھر ادھر دیکھنے کا وقت نہ ہوگا۔ وہ ایک جگہ کھڑے ایک ہی جگہ دیکھ رہے ہوں گے، نہ کھائیں گے اور نہ کچھ پئیں گے، چالیس سال تک مسلسل آسمان کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہیں گے۔ ان میں سے بعض لوگ وہ ہوں گے جن کا پسینہ ان کے قدموں تک ہوگا۔ بعض کا پنڈلیوں تک، بعض کا پیٹ تک اور بعض پسینے میں ڈوبے ہوں گے، پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم فرمائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ مقرب فرشتوں کو حکم فرمائیں گے، چنانچہ وہ فرشتے آسمانوں سے عرش اٹھا کر زمین پر لے آئیں گے، اور سفید زمین پر ایسی جگہ، رکھ دیں گے جہاں کبھی خون نہیں بہایا گیا اور نہ ہی اس جگہ کبھی کوئی خطا کی گئی ہوگی، وہ زمین ایسی ہوگی گویا کہ سفید چمکتی چاندی، پھر فرشتے اپنے پر پھیلائے ہوئے عرش کے اردگرد کھڑے ہو جائیں گے۔ یہ پہلا دن ہوگا جب کوئی آنکھ اللہ کی طرف دیکھے گی۔ پھر ایک منادی کو حکم دیا جائے گا۔ چنانچہ وہ ایسی آواز سے پکارے گا کہ تمام جن وانس سنیں گے کہاں ہے فلاں بن فلاں بن فلاں؟ لوگ یہ آواز سن کر پریشان ہو جائیں گے، بہر حال وہ شخص مجمع سے نکلے گا جس کو پکارا گیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ لوگوں میں اس کا تعارف کروائیں گے، اس کے بعد کہا جائے گا کہ اس کی نیکیاں بھی نکل آئیں، اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کو لوگوں میں بتائیں گے۔ پھر جب وہ شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوگا، کہا جائے گا کہ ظالم لوگ کہاں ہیں؟ لوگ جواب دیں گے۔

پھر ہر ایک سے کہا جائے گا کہ تو نے فلاں پر ایسا ایسا ظلم کیا؟ کہے گا جی ہاں میرے رب، یہی وہ دن ہوگا جس میں زبانیں، ہاتھ اور پیر ان کے اعمال کے خلاف گواہی دیں گے۔ چنانچہ ظالم کی نیکیاں لی جائیں گی اور مظلوم کو دے دی جائیں گی، پھر کوئی دینار و درہم نہ بچے گا مگر یہ کہ ان کے بدلے نیکیاں لی جائیں گی اور برائیوں میں ڈال دی جائیں گی۔ چنانچہ اسی طرح ظالم کی نیکیاں لے کر مظلوموں کو دے دی جائیں گی یہاں تک کہ اس کی کوئی نیکی نہیں بچے گی۔

پھر وہ شخص کھڑا ہوگا جس کی نیکیوں سے کچھ کم نہ کیا گیا ہوگا وہ کہے گا، یہ کیا بات ہے کہ دوسروں کو تو پورا پورا دے دیا گیا اور ہمیں روک دیا گیا؟ تو ان سے کہا جائے گا کہ جلدی نہ کرو۔ چنانچہ پھر ان کی برائیوں میں سے لے کر ظالم کی خطاؤں میں شامل کر دی جائیں گی یہاں تک کہ کوئی بھی ایسا نہ بچے گا جس کو اس کے ظلم کا بدلہ نہ دے دیا گیا ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ سارے کے سارے لوگوں کا تعارف کروائیں گے اور جب ظالم کے حساب سے فارغ ہو جائیں گے تو کہا جائے گا کہ اپنے ٹھکانے ہاویہ (جہنم کی ایک وادی) کی طرف لوٹ جاؤ۔ بے شک آج کوئی ظلم نہ کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ نہایت تیزی سے حساب لینے والے ہیں۔ اس دن نہ کوئی بادشاہ ہوگا نہ کوئی نبی مرسل نہ کوئی صدیق نہ شہید۔ لیکن شدت حساب کو دیکھ کر گمان کرے گا کہ آج تو وہ نہیں بچ سکتا علاوہ اس کے جسے اللہ تعالیٰ بچائے۔ (۱)

یہ روایت اس طریق سے غریب ہے لیکن صحیح روایات میں اس کے بعض شواہد موجود ہیں جیسا کہ اس کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا، بھروسہ اور اعتماد تو اللہ تعالیٰ ہی پر ہے۔

قیامت کے دن انسان اپنے عمل خیر یا عمل شر کے لباس میں اٹھایا جائے گا۔ حافظ کہتے ہیں کہ ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے نئے کپڑے منگوائے اور پہنے، پھر فرمایا میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا فرمایا کہ "مسلمان کو اسی لباس میں اٹھایا جائے گا جس میں اس کی موت واقع ہوگی"۔ (۲)

(۱) مسند ابو یعلی موصلی حدیث نمبر ۱۳/ ۲۹ ۷۵۴

(۲) سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب ما یستحب من تطہیر ثیاب المیت عند الموت حدیث نمبر ۳۱۱۴

اس روایت کو امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں حسن بن علی عن ابن ابی مریم، روایت کیا ہے۔ چونکہ یہ روایت پہلے مذکورہ روایات کے معارض واقع ہوئی ہے کیونکہ پہلے مذکورہ روایات میں یہ ہے کہ لوگ جب مرنے کے بعد دوبارہ اٹھیں گے تو ننگے پیر، ننگے بدن غیر مختون ہوں گے جبکہ اس روایت میں ہے کہ اسی کپڑے میں اٹھیں گے جو موت کے وقت پہنے ہوئے ہوں گے۔ چنانچہ بیہقی اس کے جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اول تو یہ کہ یہ کپڑے قبر میں طویل عرصے رہنے کے بعد پرانے اور بوسیدہ ہو جائیں گے۔ چنانچہ جب وہ قبروں سے اٹھیں گے تو وہ ننگے بدن ہوں گے، پھر ان کو جنت کے کپڑے پہنچا دیئے جائیں گے۔

توجیہ دوم دوسری توجیہ یہ ہے کہ جب انبیاء کرام کو لباس پہنائے جائیں گے پھر صدیقین کو پھر ان کے بعد لوگوں کو ان کے درجات کے مطابق ہر انسان کا لباس اسی جنس میں سے ہوگا جس میں اس کی وفات ہوئی تھی تو پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے تو وہاں ان کو جنتی لباس پہنا دیئے جائیں گے۔

توجیہ سوم یہ کہ یہاں کپڑوں سے مراد اعمال ہیں یعنی انسان کو اس کے ان اعمال کے ساتھ اٹھایا جائے گا جو وہ مرتے وقت کر رہا تھا خواہ وہ اعمال خیر کے ہوں یا شر کے۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا سورۃ الاعراف آیت نمبر ۲۶ میں ارشاد فرمایا کہ ''اور تقویٰ کا لباس یہ اس سے بڑھ کر ہے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور اسی طرح سورۃ مدثر آیت نمبر ۴ میں فرمایا ''اور اپنے کپڑوں کو پاک کرو''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

قتادہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اپنے اعمال کو خالص کرو۔

پھر اس آخری اور تیسرے جواب کی تائید میں بیہقی نے وہ روایت نقل کی ہے جو مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''ہر شخص اسی حالت میں اٹھایا جائے گا جس میں اس کی موت واقع ہوئی''۔ (۱)

فرماتے ہیں کہ ہم نے فضالہ بن عبید سے اور انہوں رسول اکرم ﷺ سے روایت کی ہے کہ فرمایا کہ ''جو ان مرتبوں میں سے کسی مرتبے پر وفات پا گیا تو اسی حالت میں اس کو قیامت کے دن اٹھایا جائے گا''۔ (۲)

ابوبکر بن ابی الدنیا نے عمرو بن الاسود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنی اہلیہ کا خیال رکھنے کا کہا اور کہیں تشریف لے گئے، لیکن ان کی اہلیہ کا انتقال ہو گیا۔ ہم نے ان کو دفن کر دیا، اتنے میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے ہم ابھی ان کی اہلیہ کی تدفین سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے کس چیز میں انکو تیار کیا ہم نے جواب دیا کہ انہی کپڑوں میں جو انہوں نے پہن رکھے تھے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا۔ چنانچہ قبر کو کھولا گیا اور ان کو نئے کپڑے کا کفن پہنایا گیا اور فرمایا کہ اپنے مردوں کے اچھے کفن بناؤ کیونکہ انہی میں ان کو اٹھایا جائے گا''۔ (۳)

ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ ''میتوں کو ان کے کفنوں میں جمع کیا جائے گا''۔

اور ابو صالح المزی سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں مجھے یہ معلوم ہوا کہ ان کو اپنی قبروں سے ایسی حالت میں اٹھائیں گے کہ ان کے کفن پھٹے پرانے ہوں گے، جسم بوسیدہ ہوں گے، چہرے بگڑ رہے ہوں گے، بکھرے بال پراگندہ حال ہوں گے، جسم کمزور ہوں گے، ڈر کے مارے دل سینوں اور حلق سے باہر آنے کو ہوں گے، ان کو اپنے ٹھکانوں کا اس وقت تک علم نہ ہوگا جب تک وہ میدان حشر سے فارغ نہ ہوں۔ پھر اس کے بعد جنتیوں کا رخ جنت کی طرف اور دوزخیوں کا رخ دوزخ کی طرف ہو جائے گا۔ پھر بلند آواز سے پکاریں گے کہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے واپس لوٹنے کا۔ اگر تو ہمیں اپنی رحمت واسعہ سے بچانہ لیتا تو ہمارے سینے ہمارے بڑے بڑے گناہوں سے تنگ ہو جاتے اور ان جرائم سے ہمارے سینے بند ہو جاتے جن کو آپ کے علاوہ کوئی معاف کرنے والا نہیں۔

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الجنۃ ونعیمھا باب الامر بحسن الظن باللہ تعالیٰ عند الموت حدیث نمبر ۷۱۶۱، ابن ماجہ کتاب الزھد باب النیۃ حدیث نمبر ۴۲۳۰

(۲) مسند احمد حدیث نمبر ۶/۱۹، ہیثمی کی مجمع الزوائد حدیث نمبر ۱/۱۱۳ (۳) تنزیہ الشریعۃ لابن عراق حدیث نمبر ۲/۲۷۳

قیامت کے بعض ہولناک واقعات جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے

سورۃ الحاقۃ آیت نمبر ۱۵ تا ۱۸ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''تو اس روز ہونے والی ہو پڑے گی اور آسمان پھٹ جاوے گا اور وہ (آسمان) اس روز بالکل بودا ہوگا۔ اور فرشتے (جو آسمان میں پھیلے ہوئے ہیں) اس کے کنارے پر آجائیں گے اور آپ کے پروردگار کے عرش کو اس روز آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے جس روز (خدا کے روبرو) حساب کے واسطے تم پیش کیے جاؤ گے (اور) تمہاری کوئی بات اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہ ہوگی (پھر نامہ اعمال ہاتھ میں دیئے جائیں گے)۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ ق آیت نمبر ۴۱ تا ۴۴ میں ارشاد ہوا کہ ''اور سن رکھو کہ جس دن ایک پکارنے والا پاس ہی سے پکارے گا، جس روز اس چیخنے کو بالیقین سب سن لیں گے یہ دن ہوگا (قبروں سے) نکلنے کا ہم ہی (اب بھی) جلاتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری ہی طرف لوٹ کر پھر آنا ہے۔ جس روز زمین ان مردوں پر سے کھل جائے گی جبکہ وہ دوڑتے ہوں گے یہ ہمارے نزدیک ایک آسان جمع کر لینا ہے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ مزمل آیت نمبر ۱۲ تا ۱۴ میں فرمایا کہ ''ہمارے یہاں بیڑیاں ہیں اور دوزخ ہے اور گلے میں پھنس جانے والا کھانا ہے اور دردناک عذاب ہے، جس روز کہ زمین اور پہاڑ ہلنے لگیں گے اور پہاڑ (ریزہ ریزہ) ایک رواں ہو جائیں گے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورہ مزمل آیت نمبر ۱۷ تا ۱۸ میں فرمایا ''سو اگر تم (بھی بعد پہنچنے رسول ﷺ کے نافرمانی اور) کفر کرو گے تو اس دن سے کیسے بچو گے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا جس میں آسمان پھٹ جائے گا بے شک اس کا وعدہ ضرور ہو کر رہے گا''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ یونس آیت نمبر ۴۵ میں فرمایا کہ ''اور ان کو وہ دن یاد دلایئے جس میں اللہ تعالیٰ ان کو اس کیفیت سے جمع کرے گا کہ وہ ایسا سمجھیں گے کہ گویا وہ دنیا یا برزخ میں سارے دن کی ایک آدھ گھڑی رہے ہوں گے اور آپس میں ایک دوسرے کو پہچانیں گے بھی۔ واقعی اس وقت سخت خسارے میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے پاس جانے کو جھٹلایا اور وہ دنیا میں بھی ہدایت نہ پانے والے تھے''۔

سورۃ کہف آیت نمبر ۴۷ تا ۴۹ میں فرمایا کہ ''اور اس دن کو یاد کرنا چاہئے جس دن ہم پہاڑ کو ہٹا دیں گے اور آپ زمین کو دیکھیں گے کہ کھلا میدان پڑا ہے اور ہم ان سب کو جمع کر دیں گے اور ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑیں گے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ الزمر آیت نمبر ۶۷ تا ۷۰ میں ارشاد ہوا کہ ''اور ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کی کچھ عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہئے تھی۔ حالانکہ ساری دنیا اس کی مٹھی میں ہوگی، قیامت کے دن اور تمام آسمان لپٹے ہوئے ہوں گے اس کے داہنے ہاتھ میں۔ وہ پاک اور برتر ہستی ہے۔ اور (قیامت کے روز) صور میں پھونک ماری جائے گی، سو تمام آسمان اور زمین والوں کے ہوش اڑ جائیں گے مگر جس کو خدا چاہے پھر اس (صور) میں دوبارہ پھونک ماری جائے گی تو دفعتاً سب کے سب کھڑے ہو جائیں گے اور چاروں طرف دیکھنے لگیں گے اور زمین اپنے رب کے نور سے منور ہو جائے گی''۔ (۱)

سورۃ المومنون آیت نمبر ۱۰۱ تا ۱۰۳ میں ارشاد ہوا کہ ''پھر جب (قیامت میں) صور پھونکا جائے گا تو ان میں (جو) باہمی رشتے ناتے (تھے) اس روز نہ رہیں گے اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا سو جس شخص کا پلہ (ایمان کا) بھاری ہوگا تو ایسے لوگ کامیاب (یعنی ناجی) ہوں گے اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا (یعنی وہ کافر ہوگا) سو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کر لیا اور جہنم میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ المعارج آیت نمبر ۸ تا ۱۸ میں فرمایا کہ ''جس دن کہ آسمان (رنگ میں) تیل کی تلچھٹ کی طرح ہو جاوے گا اور پہاڑ رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے (یعنی اڑتے پھریں گے) اور کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا۔ گو ایک دوسرے کو دکھا بھی دیئے جائیں گے اور (اور اس روز) مجرم (یعنی کافر) اس بات کی تمنا کرے گا کہ اس روز کے عذاب سے چھوٹنے کے لیے اپنے بیٹوں کو اور بیوی کو اور بھائی کو اور کنبہ کو جن میں وہ رہتا تھا اور تمام اہل زمین کو اپنے فدیہ میں دے دے پھر یہ اس کو (عذاب سے) بچالے یہ ہرگز نہ ہوگا بلکہ وہ آگ ایسی شعلہ زن ہے جو کھال (تک) اتارے دے گی وہ اس شخص کو بلائے گی جس نے حق سے پیٹھ پھیری ہوگی اور اطاعت سے بے رخی کی ہوگی اور جمع کیا ہوگا''۔

---

(۱) روشن ہو جائے گی اور (سب کا) نامۂ اعمال (ہر ایک کے سامنے) رکھ دیا جائے گا اور پیغمبر اور گواہ حاضر کئے جاویں گے اور سب میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ کیا جاوے گا اور ان پر ذرا ظلم نہ ہوگا اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور وہ سب کے کاموں کو خوب جانتا ہے۔

سورۃ عبس آیت نمبر ۳۳ تا ۴۲ میں فرمایا کہ ''پھر جس وقت کانوں کا بہرہ کردینے والا شور برپا ہوگا جس روز ایسا آدمی اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنی اولاد سے بھاگے گا ان میں ہر شخص کو ایسا مشغلہ ہوگا جو اس کو اور طرف متوجہ نہ ہونے دے گا اور بہت سے چہرے اس روز روشن اور خنداں وشاداں ہوں گے اور اس روز ظلمت ہوگی ان پر غم کی کدورت چھائی ہوئی ہوگی یہی لوگ کافر فاجر ہیں۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ النازعات آیت نمبر ۳۴ تا ۴۲ میں ارشاد ہوا کہ ''سو جب وہ بڑا ہنگامہ آوے گا یعنی جس دن انسان اپنے کیے کو یاد کرے گا اور دیکھنے والوں کے سامنے دوزخ ظاہر کی جاوے گی تو (اس روز یہ حالت ہوگی کہ) جس شخص نے (دق سے) سرکشی کی ہوگی اور (آخرت کا منکر ہوکر) دنیوی زندگی کو ترجیح دی ہوگی سو دوزخ (اس کا) ٹھکانہ ہوگا اور جو شخص (دنیا میں) اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا ہوگا اور نفس کو حرام خواہش سے روکا ہوگا سو جنت اس کا ٹھکانا ہوگا۔ یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ فجر آیت نمبر ۲۱ تا ۳۰ میں ارشاد فرمایا کہ ''ہرگز ایسا نہیں جس وقت زمین کو توڑ توڑ کر ریزہ ریزہ کردیا جائے گا اور آپ کا پروردگار اور جوق درجوق فرشتے (میدان حشر) میں اتریں گے اور اس روز جہنم کو لایا جائے گا، اس روز انسان کو سمجھ آئے گی اور اب سمجھ آنے کا موقع کہاں رہا۔ کہے گا کاش میں اس زندگی (اخروی) کے لیے کوئی عمل آگے بھیج لیتا۔ پس اس روز نہ تو خدا کے عذاب کے برابر کوئی عذاب دینے والا نکلے گا اور نہ اس کے جکڑنے کے برابر کوئی جکڑنے والا نکلے گا۔ اے اطمینان والی روح تو اپنے پروردگار کی طرف چل اس طرح سے کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش پھر تو میرے خاص بندوں میں شامل ہوجا اور میری جنت میں داخل ہوجا''۔

اور سورۃ الغاشیہ آیت نمبر ۱۰ تا ۱۷ میں فرمایا کہ ''آپ کو اس محیط عام واقعے کی کچھ خبر پہنچی ہے، بہت سے چہرے اس روز ذلیل اور مصیبت جھیلنے والے اور مصیبت جھیلنے سے خستہ ہوں گے۔ اور آتش سوزاں میں داخل ہوں گے اور کھولتے ہوئے چشمے سے پانی پلائے جائیں گے اور انکو بجز ایک خاردار جھاڑ کے اور کوئی کھانا نصیب نہ ہوگا جو نہ (تو کھانے والوں کو) فربہ کرے گا اور نہ ان کی بھوک کو دفع کریگا۔ بہت سے چہرے اس روز بارونق (اور) اپنے نیک کاموں کی بدولت خوش ہوں گے اور بہشت بریں میں ہوں گے جس میں کوئی لغو بات نہ سنیں گے۔ اس (بہشت) میں بہتے ہوئے چشمے ہوں گے اور اس بہشت میں اونچے اونچے تخت بچھے ہیں اور رکھے ہوئے آبخورے (موجود) ہیں اور برابر لگے ہوئے گدے تکیے ہیں اور سب طرف قالین پھیلے ہوئے ہیں تو کیا وہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح پیدا کیا گیا ہے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ واقعہ آیت نمبر ۱ تا ۱۲ میں ارشاد ہوا کہ ''جب قیامت واقع ہوگی جس کے واقع ہونے میں کوئی خلاف نہیں ہے تو وہ پست کردے گی (اور بعض کو) بلند کردے گی جبکہ زمین کو سخت زلزلہ آئے گا اور پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ ہوجائیں گے، پھر وہ پراگندہ غبار ہوجائیں گے اور تم تین قسم کے ہوجاؤ گے۔ سو جو داہنے والے ہیں وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں اور جو بائیں والے ہیں وہ کیسے برے ہیں اور جو اعلیٰ درجے کے ہیں وہ تو اعلیٰ ہی درجے کے ہیں وہ قرب رکھنے والے ہیں یہ مقرب لوگ آرام کے باغوں میں ہوں گے۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

اس کے بعد ان تینوں اقسام کے لوگوں کو ان کے حاضر ہونے کے وقت جزاء کا ذکر کیا ہے جیسے ہم نے اس سورۃ کی تفسیر کے آخر میں ذکر کیا ہے۔

پھر سورۃ القمر آیت نمبر ۶ تا ۸ میں ارشاد ہوا کہ ''تو آپ ان کی طرف سے کچھ خیال نہ کیجیے جس دن ایک بلانے والا فرشتہ ایک ناگوار چیز کی طرف بلاوے گا ان کی آنکھیں مارے ذلت کے جھکی ہوئی ہوں گی اور قبروں سے اس طرح نکل رہے ہوں گے جیسے ٹڈی دل پھیل جاتی ہے (اور پھر نکل کر) بلانے والے کی طرف دوڑے چلے جارہے ہوں گے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۴۸ تا ۵۲ میں ارشاد ہوا کہ ''جس روز دوسری زمین بدل دی جائے گی اس زمین کے علاوہ اور آسمان بھی اور سب کے سب ایک زبردست اللہ کے روبرو پیش ہوں گے۔ اور تو مجرموں کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیکھے گا ان کے کرتے قطران کے ہوں گے اور آگ ان کے چہروں پر لپٹی ہوئی ہوگی۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ہر مجرم کو اس کے کیے کی سزا دے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑی جلد حساب لینے والا ہے۔ یہ قرآن لوگوں کے لیے احکام کا پہنچانا ہے اور تاکہ اس کے ذریعے سے عذاب سے ڈرائے جائیں اور تاکہ اس بات کا یقین کرلیں کہ وہی ایک معبود برحق ہے اور تاکہ دانش مند لوگ نصیحت حاصل کریں۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ مومن آیت نمبر ۱۵ تا ۱۷ میں ارشاد فرمایا کہ ''(وہ) مالک درجات عالی اور صاحب عرش ہے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے

حکم سے وحی بھیجتا ہے تاکہ ملاقات کے دن سے ڈراوے۔ جس روز وہ نکل پڑیں گے ان کی کوئی چیز خدا سے مخفی نہ رہے گی۔ آج کس کی بادشاہت ہے؟ خدا کی جو اکیلا اور غالب ہے"۔

اور سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۹۸ تا ۱۱۱ میں فرمایا کہ "بس تمہارا حقیقی معبود تو جس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں وہ (اپنے) علم سے تمام چیزوں کو احاطہ کیے ہوئے ہے (جس طرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان کیا) اسی طرح ہم آپ سے اور واقعات گذشتہ کی خبریں بھی بیان کرتے رہتے ہیں اور ہم نے آپ کو اپنے پاس سے ایک نصیحت نامہ دیا ہے (یعنی قرآن) جو لوگ اس سے روگردانی کریں گے سو وہ قیامت کے روز بڑا بھاری بوجھ عذاب کو لادے ہوں گے اور وہ اس عذاب میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بوجھ قیامت کے روز ان کے لیے بڑا بوجھ ہوگا جس روز صور میں پھونک ماری جائے گی اور ہم اس روز مجرم لوگوں کو اس حالت سے جمع کریں گے کہ آنکھوں سے کرنجے ہوں گے، چپکے چپکے آپس میں باتیں کرتے ہوں گے کہ تم لوگ قبروں میں صرف دو روز رہے ہوگے جس مدت کی نسبت وہ بات چیت کریں گے اس کو ہم خوب جانتے ہیں (کہ وہ کس قدر ہے) جبکہ ان سب میں صائب الرائے یوں کہتا ہوگا کہ نہیں تم ایک ہی روز (قبر میں) رہے ہوگے اور لوگ آپ سے پہاڑوں کی نسبت پوچھتے ہیں کہ قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا۔ سو آپ فرما دیجئے کہ میرا رب ان کو بالکل اڑا دے گا پھر زمین کو ایک میدان ہموار کر دے گا جس میں تو (اے مخاطب) نہ ناہمواری دیکھے گا اور نہ کوئی بلندی دیکھے گا اس روز سب کے سب (خدائی) بلانے والے کے کہنے پر ہولیں گے اس کے سامنے (کسی کا) کوئی ٹیڑھا پن نہ رہے گا اور تمام آوازیں اللہ تعالیٰ کے سامنے (مارے مصیبت) دب جائیں گی سو تو (اے مخاطب) بجز پاؤں کی آہٹ کے اور کچھ نہ سنے گا اس روز کسی کو کسی کی سفارش نفع نہ دے گی مگر ایسے شخص کو کہ جس کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی ہو اور اس شخص کے واسطے بولنا"۔[1] (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۸۱ میں ارشاد ہوا کہ "اور اس دن سے ڈرو جس دن تم اللہ تعالیٰ کی پیشی میں لائے جاؤ گے پھر ہر شخص کو اس کا بدلہ پورا پورا ملے گا اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ البقرہ نمبر ۲۵۴ میں فرمایا کہ "اے ایمان والو! خرچ کرو ان چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں۔ قبل اس کے کہ وہ دن قیامت کا آجاوے جس میں نہ تو خرید و فروخت ہوگی اور نہ دوستی ہوگی اور نہ کوئی سفارش ہوگی اور کافر لوگ ظلم ہی کرتے ہیں"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۰۶ تا ۱۰۷ میں فرمایا "اس روز بعض کے چہرے سفید ہو جائیں گے اور بعض کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ سو جن کے چہرے سیاہ ہو گئے ہوں گے ان سے کہا جائے گا کیا تم لوگ کافر ہوئے تھے۔ اپنے ایمان لانے کے بعد سو سزا چکھو بسبب اپنے کفر کے۔ اور جن کے چہرے سفید ہو گئے ہوں گے وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۶۱ میں فرمایا کہ "اور نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے حالانکہ جو شخص خیانت کرے گا وہ شخص اپنی اس خیانت کی ہوئی چیز کو قیامت کے دن حاضر کرے گا پھر ہر شخص کو اس کے کیے کا پورا بدلہ ملے گا اور ان پر بالکل ظلم نہ ہوگا"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ النحل آیت نمبر ۸۹ میں فرمایا کہ "اور جس دن ہم ہر ہر امت میں ایک ایک گواہ جو ان ہی کا ہوگا، مقابلہ میں قائم کر دیں گے اور ان لوگوں کے مقابلے میں آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے اور ہم نے آپ پر قرآن اتارا ہے کہ تمام دین کی باتوں کا بیان کرنے والا ہے اور خاص مسلمانوں کے واسطے بڑی ہدایت اور بڑی رحمت اور بڑی خوش خبری سنانے والا ہے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ النحل آیت نمبر ۸۴ تا ۸۸ میں ارشاد ہوا کہ "اور جس دن ہم ہر ہر امت میں ایک ایک گواہ قائم کریں گے پھر ان کافروں کو اجازت نہ دی جائے گی اور نہ ان کو حق تعالیٰ کے راضی کرنے کی فرمائش کی جاوے گی اور جب ظالم یعنی کافر لوگ عذاب کو دیکھیں گے تو وہ عذاب نہ ان سے ہلکا کیا جائے گا اور نہ وہ کچھ مہلت دیئے جائیں گے اور جب مشرک لوگ اپنے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے پروردگار! وہ ہمارے شریک یہی ہیں کہ آپ کو چھوڑ کر ہم انہی کو پوجا کرتے تھے سو وہ ان کی طرف کلام کو متوجہ کریں گے کہ تم جھوٹے ہو اور یہ مشرک اور کافر لوگ اس روز اللہ کے سامنے اطاعت کی باتیں کرنے لگیں گے اور جو کچھ افترا پردازیاں کرتے تھے وہ سب گم ہو جائیں گی۔ جو لوگ کفر کرتے تھے اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے ان

---

(۱) پسند کر لیا ہو وہ (اللہ تعالیٰ) ان سب کے اگلے پچھلے احوال کو جانتا ہے اور اس کو ان کا علم احاطہ نہیں کر سکتا اور اس روز تمام چہرے اس حی و قیوم کے آگے جھکے ہوں گے اور ایسا شخص تو ہر طرح ناکام رہے گا جو ظلم (یعنی شرک) کر کے آیا ہو۔

کے لیے ہم ایک سزا پر دوسری سزا بمقابلہ ان کے فساد کے بڑھا دیں گے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ النساء آیت نمبر ۸۷ میں فرمایا کہ "اللہ ایسے ہیں کہ ان کے سوا کوئی معبود ہونے کے قابل نہیں وہ ضرور تم سب کو جمع کریں گے قیامت کے دن میں اس میں کوئی شبہ نہیں اور خدا تعالیٰ سے زیادہ کس کی بات سچی ہوگی"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ الذاریات آیت نمبر ۲۳ میں فرمایا کہ "ان سب کا معین وقت آسمان میں ہے تو قسم ہے آسمان اور زمین کے پروردگار کی کہ برحق ہے جیسا تم باتیں کر رہے ہو"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ مائدہ آیت نمبر ۱۰۹ میں ارشاد ہوا کہ "جس روز اللہ تعالیٰ تمام پیغمبروں کو (مع ان کی امتوں کے) جمع کریں گے پھر ارشاد فرمائیں گے کہ تم کو (ان امتوں کی طرف سے) کیا جواب ملا تھا وہ عرض کریں گے کہ (ظاہر جواب تو ہم کو معلوم ہے لیکن ان کے دل کی) ہم کو کچھ خبر نہیں (اس کو آپ ہی جانتے ہیں)"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ الاعراف آیت نمبر ۶ تا ۹ میں فرمایا کہ "پھر ہم ان لوگوں سے ضرور پوچھیں گے جن کے پاس پیغمبر بھیجے گئے تھے اور ہم پیغمبروں سے ضرور پوچھیں گے پھر ہم جو کہ پوری خبر رکھتے ہیں ان کے روبرو بیان کر دیں گے اور ہم کچھ بے خبر نہ تھے اور اس روز میزان بھی واقع ہوگا پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا سو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا سو وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کر لیا بسبب اس کے کہ ہماری آیتوں کی حق تلفی کرتے تھے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۰ میں فرمایا کہ "جس روز ایسا ہوگا کہ ہر شخص اپنے اچھے کئے ہوئے کاموں کو سامنے لایا ہوا پائے گا اور اپنے برے کئے ہوئے کاموں کو بھی۔ اور اس بات کی تمنا کرے گا کہ کیا خوب ہوتا کہ اس شخص کے اور اس روز کے درمیان میں دور دراز کی مسافت حائل ہوتی اور خدا تعالیٰ تم کو اپنی ذات سے ڈراتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نہایت مہربان ہے بندوں پر"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی) •

سورۃ زخرف آیت نمبر ۳۸ تا ۳۹ میں فرمایا کہ "یہاں تک کہ ایک ایسا شخص ہمارے پاس آئے گا تو اس شیطان سے کہے گا کہ کاش میرے اور تیرے درمیان میں مشرق اور مغرب کے برابر فاصلہ ہوتا کہ تو تو میرا برا ساتھی تھا اور ان سے کہا جائے گا کہ جب کہ تم دنیا میں کفر کر چکے تھے تو آج یہ بات تمہارے کام نہ آئے گی کہ تم (اور شیاطین) سب عذاب میں شریک ہو"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ یونس آیت نمبر ۲۸ تا ۳۰ میں ارشاد ہوا کہ "اور وہ دن بھی قابل ذکر ہے جس روز ہم ان سب کو میدان قیامت میں جمع کر دیں گے پھر مشرکین سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی جگہ ٹھہرو پھر ہم ان (عابدین و معبودین) کے درمیان پھوٹ ڈالیں گے اور ان کے وہ شرکاء ان سے خطاب کر کے کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے سو ہمارے تمہارے درمیان خدا کافی گواہ ہے کہ ہم کو تمہاری عبادت کی خبر بھی نہ تھی"۔

(ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ القیامہ آیت نمبر ۱۳ تا ۱۸ میں ارشاد ہوا کہ "اس روز انسان کو اس کا سب اگلا پچھلا کیا ہوا جتلا دیا جائے گا (اور انسان کا اپنے اعمال سے آگاہ ہونا کچھ اس جتلانے پر موقوف نہ ہوگا) بلکہ انسان خود اپنی حالت پر خوب مطلع ہوگا گو باقتضائے طبیعت اس وقت بھی اپنے حیلے پیش لائے (اور اے پیغمبر) آپ قبل اختتام وحی قرآن پر اپنی زبان نہ ہلایا کیجئے تاکہ آپ اس کو جلدی لیں ہمارے ذمہ ہے (آپ کے قلب میں) اس کا جمع کر دینا اور پڑھوا دینا جب ہم اسے پڑھیں"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ الاسراء آیت نمبر ۱۳ تا ۱۴ میں فرمایا کہ "ہم ہر انسان کا نامۂ اعمال اس کے واسطے نکال کر سامنے کر دیں گے جس کو وہ کھلا ہوا دیکھ لے گا۔ اپنا نامۂ اعمال خود پڑھ لے! آج تو خود اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۴۴ تا ۴۵ میں ارشاد ہوا کہ "اور آپ ان لوگوں کو اس دن سے ڈرائیے جس دن ان پر عذاب آ پڑے گا پھر یہ ظالم لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے رب ایک مدت قلیل تک ہم کو (اور) مہلت دیجئے ہم آپ کا سب کہنا مان لیں گے اور پیغمبروں کا اتباع کریں گے (جواب میں ارشاد ہوگا) کیا تم نے اس کے قبل قسمیں نہ کھائی تھیں کہ تم کو کہیں جانا ہی نہیں ہے۔ حالانکہ تم ان (پہلے) لوگوں کے رہنے کی جگہوں میں رہتے تھے جنہوں نے اپنی ذات کا نقصان کیا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیونکر معاملہ کیا تھا اور ہم نے تم سے مثالیں بیان کیں"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ الفرقان آیت نمبر ۲۵ تا ۲۹ میں فرمایا کہ ''اور جس دن آسمان ایک بدلی پر سے پھٹ جائے گا اور فرشتے (زمین پر) بکثرت اتارے جائیں گے (اور) اس روز حقیقی حکومت (حضرت) رحمن (ہی) کی ہوگی اور وہ دن کافروں پر بڑا سخت دن ہوگا اور جس روز ظالم (یعنی آدمی غایت حسرت سے) اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا (اور) کہے گا کیا اچھا ہوتا میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ (دین کی) راہ پر لگ لیتا۔ ہائے میری شامت (کہ ایسا نہ کیا اور) کیا اچھا ہوتا کہ میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا۔ اس کم بخت نے مجھ کو نصیحت آئے پیچھے بہکا دیا (اور ہٹا دیا) اور شیطان تو انسان کو (عین وقت پر) امداد کرنے سے جواب دے ہی دیتا ہے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ الفرقان ہی میں آیت نمبر ۱۷ تا ۱۹ میں فرمایا کہ ''اور جس روز اللہ تعالیٰ ان (کافر) لوگوں کو اور جن کو وہ لوگ خدا کے سوا پوجتے تھے ان (سب) کو جمع کرے گا پھر (ان معبودین سے) فرمائے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ (خود ہی) راہ (حق) سے گمراہ ہو گئے تھے وہ (معبودین) عرض کریں گے کہ معاذ اللہ ہماری کیا مجال تھی کہ ہم آپ کے سوا اور کارسازوں کو تجویز کریں لیکن آپ نے (تو) ان کو اور ان کے بڑوں کو (خوب) آسودگی دی یہاں تک کہ وہ (آپ کی) یاد کو بھلا بیٹھے اور یہ لوگ خود ہی برباد ہوئے۔ تمہارے ان معبودوں نے تو تم کو تمہاری باتوں میں جھوٹا ٹھہرا دیا سو (اب) تم نہ تو خود (عذاب کو) ٹال سکتے ہو اور نہ کسی دوسرے کی طرف سے مدد دیئے جا سکتے ہو اور جو ظالم (یعنی مشرک) ہوگا ہم اسی کو بڑا عذاب چکھائیں گے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ المرسلات آیت نمبر ۳۵ تا ۳۹ میں فرمایا کہ ''اور جس دن خدا تعالیٰ ان کافروں کو پکار کر کہے گا کہ وہ میرے شریک کہاں ہیں جن کو تم (ہمارا شریک) سمجھ رہے تھے۔ جن پر خدا کا فرمودہ ثابت ہو چکا ہوگا وہ بول اٹھیں گے۔ اے ہمارے پروردگار بیشک وہی لوگ یہی جن کو ہم نے بہکایا ہم نے ان کو ویسا ہی بہکایا جیسا ہم خود بہکے تھے اور ہم آپ کی پیشی میں ان سے دستبرداری کرتے ہیں اور یہ لوگ ہم کو نہ پوجتے تھے اور (اس وقت ان مشرکین سے تحکما) کہا جائے گا کہ (اب) ان شرکاء کو بلاؤ چنانچہ وہ (افراد حیرت سے بالاضطرار) ان کو پکاریں گے سو وہ جواب بھی نہ دیں گے اور (اس وقت) یہ لوگ (اپنی آنکھوں سے) عذاب دیکھ لیں گے اے کاش یہ لوگ (دنیا میں) راہ راست پر ہوتے (تو یہ مصیبت نہ دیکھتے) اور جس دن ان کافروں سے پکار کر پوچھے گا کہ تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا تھا۔

اور سورۃ المرسلات آیت نمبر ۳۵ تا ۳۷ میں فرمایا کہ ''یہ وہ دن ہوگا جس میں لوگ نہ بول سکیں گے اور نہ ان کو اجازت ہوگی سو عذر بھی نہ کر سکیں گے اس روز حق کے جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

یعنی وہ کوئی ایسی بات نہ کر سکیں گے جو ان کو فائدہ دے۔

اور پھر سورۃ الانعام آیت نمبر ۲۳ تا ۲۴ میں ارشاد فرمایا کہ ''پھر ان کے شرک کا انجام اس کے سوا اور کچھ بھی نہ ہوگا کہ وہ یوں کہیں گے قسم اللہ کی اپنے پروردگار کی ہم مشرک نہ تھے، ذرا دیکھو تو کس طرح جھوٹ بولا اپنی جانوں پر اور جن چیزوں کو وہ جھوٹ موٹ تراشا کرتے تھے وہ سب غائب ہو گئیں''۔

(ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ المجادلۃ آیت نمبر ۱۸ میں ارشاد ہوا کہ ''جس روز اللہ ان سب کو دوبارہ زندہ کرے گا سو یہ اس کے روبرو بھی (جھوٹی) قسمیں کھا جاویں گے جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھا جاتے ہیں اور یوں خیال کریں گے کہ ہم کسی اچھی حالت میں ہیں خوب سن لو یہ لوگ بڑے ہی جھوٹے ہیں''۔

(ترجمہ حضرت تھانوی)

تو کیوں دوسرے حال میں نہیں؟ جیسے اس کے جواب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا جیسا کہ بخاری میں روایت نقل کی گئی ہے، اور سورۃ الصافات آیت نمبر ۲۷ تا ۳۷ میں ارشاد ہوا کہ ''اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر جواب سوال (یعنی اختلاف) کرنے لگیں گے۔ (چنانچہ) تابعین کہیں گے کہ ہم پر تمہاری آمد بڑے زور کی ہوا کرتی تھی۔ مستبوعین کہیں گے کہ نہیں بلکہ تم خود ہی ایمان نہیں لائے تھے اور ہمارا تم پر کوئی زور تو تھا ہی نہیں بلکہ تم خود ہی سرکشیاں کرتے تھے۔ سو ہم سب ہی پر ہمارے رب کی یہ (ازلی) بات تحقیق ہو چکی تھی۔ کہ ہم سب کو مزہ چکھنا ہے تو ہم نے تم کو بہکایا ہم خود بھی گمراہ تھے۔ تو وہ سب کے سب اس روز عذاب میں (بھی) شریک رہیں گے (اور) ہم ایسے مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کیا

کرتے ہیں۔ وہ لوگ ایسے تھے کہ جب ان سے کہا جاتا کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو تکبر کیا کرتے تھے"۔[1] (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۂ یٰس آیت نمبر ۴۸ تا ۵۴ میں ارشاد ہوا کہ "اور یہ لوگ (بطور حقارت) کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو، یہ لوگ بس ایک آواز سخت کے منتظر ہیں جو ان کو آ پکڑے گی اور وہ سب باہم لڑ جھگڑ رہے ہوں گے۔ سو نہ تو وصیت کرنے کی فرصت ہوگی اور نہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جا سکیں گے۔ اور پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا سو وہ سب یکا یک قبروں سے (نکل نکل) پڑیں گے یہ وہی ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبر سچ کہتے تھے۔ پس وہ ایک زور کی آواز ہوگی۔ جس سے یکا یک سب جمع ہو کر ہمارے پاس حاضر کر دیئے جاویں گے۔ پھر اس دن کسی شخص پر ذرا ظلم نہ ہوگا اور تم کو بس انہیں کاموں کا بدلہ ملے گا جو تم کیا کرتے تھے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۂ الروم آیت نمبر ۱۴ تا ۱۶ میں فرمایا کہ "اور جس روز قیامت قائم ہوگی۔ اس روز سب آدمی جدا جدا ہو جاویں گے یعنی جو لوگ ایمان لائے تھے اور انہوں نے اچھے کام کیے تھے وہ تو باغ میں مسرور ہوں گے، اور جن لوگوں نے کفر کیا تھا اور ہماری آیتوں کو اور آخرت کے پیش آنے کو جھٹلایا تھا وہ لوگ عذاب میں گرفتار ہوں گے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۂ الروم آیت نمبر ۴۳ تا ۴۴ میں ارشاد ہے کہ "سو تم اپنا رخ اس دین راست کی طرف رکھو، قبل اس کے کہ ایسا دن آ جاوے جس سے پھر خدا کی طرف سے ہٹنا نہ ہوگا اس دن سب لوگ جدا جدا ہو جائیں گے۔ جو شخص کفر کر رہا ہے اس پر تو اس کا کفر پڑے گا۔ اور جو نیک عمل کر رہا ہے سو یہ لوگ اپنے لیے سامان کر رہے ہیں"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۂ روم آیت نمبر ۵۰ میں فرمایا کہ "اور جس روز قیامت قائم ہوگی مجرم لوگ قسم کھا بیٹھیں گے کہ وہ لوگ (یعنی عالم برزخ) میں ایک ساعت سے زیادہ نہیں رہے اسی طرح الٹے چلا کرتے تھے، اور جن لوگوں کو علم اور ایمان عطا ہوا ہے۔ وہ کہیں گے کہ تم تو نوشتۂ خداوندی کے موافق قیامت کے دن تک رہے ہو سو قیامت کا دن یہی ہے لیکن تم یقین نہ کرتے تھے۔ غرض اس دن ظالموں کو ان کا عذر کرنا نفع نہ دے گا اور نہ ان سے خدا اپنی خفگی کا تدارک چاہے گا"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۂ سبا آیت نمبر ۴۱ تا ۴۲ میں فرمایا کہ "وہ عرض کریں گے کہ آپ پاک ہیں ہمارا تو آپ سے تعلق ہے نہ کہ ان سے، بلکہ یہ لوگ شیاطین کو پوجا کرتے تھے۔ ان میں سے اکثر لوگ انہیں کے معتقد تھے۔ سو (کافروں سے کہا جائے گا) آج تم (مجموعۂ عابدین ومعبودین) میں سے نہ کوئی کسی کو نفع پہنچانے کا اختیار رکھتا ہے اور نہ نقصان پہنچانے کا اور (اس وقت) ہم ظالموں (یعنی کافروں سے) کہیں گے کہ جس دوزخ کے عذاب کو تم جھٹلایا کرتے تھے (اب) اس کا مزہ چکھو"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۂ لقمان آیت نمبر ۳۳ میں ارشاد ہوا کہ "اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو جس میں نہ کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے کچھ مطالبہ کر سکے گا اور نہ کوئی بیٹا ہی ہے کہ وہ اپنے باپ کی طرف سے ذرا بھی مطالبہ کرے یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے، سو تم کو دنیوی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ تم کو دھوکہ باز شیطان اللہ سے دھوکے میں ڈالے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۂ ہود آیت نمبر ۱۰۳ تا ۱۰۸ میں فرمایا کہ "ان واقعات میں اس شخص کے لیے بڑی عبرت ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو۔ وہ ایسا دن ہوگا کہ اس میں تمام آدمی جمع کیے جائیں گے اور وہ سب کی حاضری کا دن ہے اور ہم اس کو صرف تھوڑی مدت کے لیے ملتوی کیے ہوئے ہیں۔ (پھر) جس وقت وہ دن آئے گا کوئی شخص اس دن خدا کی اجازت کے بغیر بات تک (بھی) نہ کر سکے گا پھر ان میں بعضے تو شقی ہوں گے۔ سو جو لوگ شقی ہیں وہ تو دوزخ میں ایسے حال میں ہوں گے کہ اس میں ان کی چیخ و پکار پڑی رہے گی (اور) ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہیں گے جب تک آسمان و زمین قائم ہیں۔ ہاں اگر خدا ہی کو (نکالنا) منظور ہو تو دوسری بات ہے۔ (کیونکہ) آپ کا رب جو کچھ چاہے اس کو پورے طور سے کر سکتا ہے۔ اور رہ گئے وہ لوگ جو سعید ہیں سو وہ جنت میں ہوں گے (اور) وہ اس میں (داخل ہونے کے بعد) ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے جب تک آسمان و زمین ہیں"۔[2] (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۂ النباء آیت نمبر ۱۷ تا ۴۰ میں ارشاد ہوا کہ "بے شک فیصلوں کا دن ایک معین وقت ہے یعنی جس دن صور پھونکا جائے گا پھر تم لوگ گروہ

(۱) اپنے معبود کو ایک شاعر دیوانہ کی وجہ سے چھوڑ دیں گے۔ بلکہ ایک سچا دین لے کر آئے ہیں اور دوسرے پیغمبروں کی تصدیق کرتے ہیں"۔

(۲) قائم ہیں ہاں اگر خدا ہی کو (نکالنا) منظور ہو تو دوسری بات ہے۔ وہ غیر منقطع عطیہ ہوگا۔

گروہ ہو کر آ ؤ گے اور آسمان کھل جائے گا پھر اس میں دروازے ہی دروازے ہو جائیں گے اور پہاڑ (اپنی جگہ سے) ہٹا دیئے جائیں گے سو وہ ریت کی طرح ہو جائیں گے (آگے اس یوم الفصل میں جو فیصلہ ہوگا اس کا بیان ہے یعنی (بے شک دوزخ ایک گھات کی جگہ ہے سرکشوں کا ٹھکانہ ہے) جس میں وہ بے انتہا زمانوں پڑے رہیں گے، اور اس میں نہ تو وہ کسی ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے اور نہ پینے کی چیز کا بجز گرم پانی اور پیپ کے اور ان کو پورا پورا بدلہ ملے گا۔ وہ لوگ حساب کا اندیشہ نہ رکھتے تھے اور ہماری آیتوں کو خوب جھٹلاتے تھے۔ اور ہم نے ہر چیز کو لکھ کر ضبط کر رکھا ہے۔ سو مزہ چکھو کہ ہم تم کو سزا ہی بڑھاتے جائیں گے خدا سے ڈرنے والوں کے لیے بے شک کامیابی ہے یعنی باغ اور انگور اور نوخاستہ ہم عمر عورتیں اور لبالب بھرے ہوئے جام شراب، وہاں نہ کوئی بیہودہ بات سنیں گے اور نہ جھوٹ۔ یہ بدلہ ملے گا جو کہ کافی انعام ہوگا۔ رب کی طرف سے جو مالک ہے آسمانوں کا اور ذی ارواح اور فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں گے۔ کوئی نہ بول سکے گا بجز اس کے جس کو رحمن اجازت دے دے اور وہ شخص بات بھی ٹھیک ہی کہے۔ یہ دن یقینی دن ہے سو جس کا جی چاہے اپنے رب کے پاس ٹھکانہ بنا رکھے ہم نے تم کو ایک نزدیک آنے والے عذاب سے ڈرا دیا''۔ (۱) (ترجمہ حضرت تھانوی)

علاوہ ازیں سورۃ التکویر آیت نمبر ۱ تا ۱۴ میں ارشاد ہوا کہ ''جب آفتاب بے نور ہو جائے گا اور جب ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے اور جب دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں چھٹی پھریں گی۔ اور جب وحشی جانور سب جمع ہو جائیں گے اور جب دریا بھڑکائے جائیں گے، اور جب ایک ایک قسم کے لوگ اکٹھے کیے جائیں گے اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ میں قتل کی گئی تھی اور جب نامہ اعمال کھولے جائیں گے اور جب آسمان کھل جائے گا اور جب دوزخ اٹھائی جائے گی اور جب جنت نزدیک کر دی جائے گی، ہر شخص ان اعمال کو جان لے گا جو لے کر آیا ہے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ الانفطار میں فرمایا کہ ''بسم اللہ الرحمن الرحیم جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب ستارے جھڑ پڑیں گے اور جب سب دریا بہہ پڑیں گے۔ اور جب قبریں اکھاڑی جائیں گی، ہر شخص اپنے اگلے اور پچھلے اعمال کو جان لے گا۔ اے انسان تجھ کو کس چیز نے تیرے ایسے رب کریم کے ساتھ بھول میں ڈال رکھا ہے۔ جس نے تجھ کو بنایا پھر تیرے اعضاء کو درست کیا پھر تجھ کو اعتدال پر بنایا (اور) جس صورت میں چاہا تجھ کو ترکیب دے دیا۔ ہرگز نہیں ہونا چاہیے مگر تم باز نہیں آتے اور جزا و سزا کو جھٹلاتے ہو اور تم پر (سب اعمال) یاد رکھنے والے معزز لکھنے والے مقرر ہیں جو تمہارے سب افعال کو جانتے ہیں نیک لوگ بے شک آسائش میں ہوں گے اور بدکار (یعنی کافر) لوگ بے شک دوزخ میں ہوں گے۔ روز جزا کو اس میں داخل ہوں گے۔ اس سے باہر نہ ہوں گے۔ اور آپ کو کچھ خبر ہے کہ وہ روز جزا کیسا ہے؟ پھر آپ کو کچھ خبر ہے کہ وہ روز جزا کیسا ہے وہ ایسا دن ہے جس میں کسی شخص کا کسی شخص کے نفع کے لیے کچھ بس نہ چلے گا اور تمام تر حکومت اس روز اللہ ہی کی ہوگی''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ الانشقاق میں فرمایا کہ ''بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے رب کا حکم سن لے گا اور وہ اسی لائق ہے اور جب زمین کھینچ کر بڑھا دی جائے گی اور وہ اپنے اندر کی چیزوں کو باہر اگل دے گی اور خالی ہو جائے گی اور اپنے رب کا حکم سن لے گی اور وہ اسی لائق ہے۔ اے انسان تو اپنے رب کے پاس پہنچنے تک کام میں کوشش کر رہا ہے۔ پھر اس سے جا ملے گا۔ جس شخص کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں ملے گا سو اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔ اور وہ اپنے متعلقین کے پاس خوش خوش آئے گا۔ اور جس شخص کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے سے ملے گا سو وہ موت کو پکارے گا، اور جہنم میں داخل ہوگا۔ یہ شخص اپنے متعلقین میں خوش رہا کرتا تھا اس نے خیال کر رکھا تھا کہ اس کو لوٹنا نہیں ہے کیوں نہ ہوتا اس کا رب اس کو خوب دیکھتا تھا''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو یہ چاہتا ہو کہ قیامت کے دن کو اپنی آنکھوں سے دیکھے تو اس کو چاہیے کہ ''اذا الشمس کورت'' اور ''اذا السماء انفطرت'' اور ''اذا السماء انشقت'' پڑھا کرے''۔ (۲)

میرا یہ خیال ہے کہ سورۃ ہود کے بارے میں بھی فرمایا تھا جیسا کہ ترمذی نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ فرمایا مجھے سورۃ ہود اور اس جیسی دیگر سورتوں نے بوڑھا کر دیا''۔ (۳)

---

(۱) جس دن ہر شخص ان اعمال کو دیکھ لے گا جو اس نے اپنے ہاتھوں کیے ہوں گے اور کافر کہے گا کاش میں مٹی ہو جاتا۔

(۲) مسند احمد حدیث نمبر ۴۷۹۳ (۳) طبرانی معجم کبیر حدیث نمبر ۱۷ ـ ۲۸۷، کنز العمال حدیث نمبر ۲۵۸۶، اور حدیث نمبر ۲۵۸۷

قرآن کریم کی اکثر سورتوں میں اس بارے میں متعدد آیات ہیں۔

ہم نے اپنی تفسیر کی کتاب میں ان تمام آیات کے ذیل میں ان روایات کو بیان کر دیا ہے جو قیامت کے ہولناک واقعات پر دال ہیں۔ لیکن یہاں ہم ان میں سے چند ذکر کرتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہو جائیں۔ اور مدد، قوت، اور توفیق تو اللہ ہی کی طرف سے ہیں۔

فصل

قیامت کی ہولناکیوں اور اس کے بڑے واقعات پر دلالت کرنے والی آیات اور احادیث کا ذکر

مسند احمد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ اس حال میں اٹھائے جائیں گے کہ آسمان ان پر برس رہا ہوگا۔

اس ارشاد کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ حدیث کے الفاظ کے مطابق "طش" یعنی ہلکی بارش برس رہی ہو یا یہ کہ اس دن شدید گرمی ہو"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

کیا اسے گمان نہیں ہے کہ یہ لوگ اٹھائے جائیں اس عظیم دن میں، جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

(المطففین آیت نمبر ۴،۵،۶)

ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ لوگ قیامت کے دن آدھے کانوں تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے اور ایک اور حدیث کے مطابق اپنے اپنے اعمال کے مراتب کے مطابق ڈوبے ہوں گے۔[1] جیسا کہ پہلے گذرا۔

حدیث شفاعت میں ہے (جو آگے آ رہی ہے) کہ قیامت کے دن سورج لوگوں سے بہت قریب ہوگا۔ چنانچہ ان سے ایک میل کے فاصلے پر ہوگا اور لوگ اس دن اپنے اعمال کے اعتبار سے پہچانے جائیں گے۔[2]

اور کہا کہ مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "قیامت کے دن کا پسینہ زمین میں ستر سال رہے گا اور یہ لوگوں کے منہ تک یا فرمایا کانوں تک پہنچا ہوگا"۔[3] ("منہ تک یا کانوں تک" اس میں ثور نامی راوی کو شک ہوا ہے) صحیح مسلم میں بھی اسی قسم کی روایت آئی ہے۔

مسند احمد میں سعید بن عمیر انصاری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تو ان میں سے ایک نے دوسرے صحابی کو مخاطب کر کے پوچھا کہ تم نے رسول اکرم ﷺ سے اس بارے میں کیا سنا کہ قیامت کے دن پسینہ کہاں تک ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ کان کی لو تک۔ دوسرے نے کہا کہ لگام ڈال دے گا۔ چنانچہ ابن عمر نے لکیر کھینچی اور ابو سعید نے کان کی لو سے منہ تک اشارہ کیا۔ اور فرمایا میں ان دونوں کو برابر سمجھتا ہوں۔[4]

علامہ ابن ابی الدنیا نے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ نقل کیا ہے کہ "قیامت کے دن سورج بندوں سے قریب ہو جائے گا حتیٰ کہ ایک میل یا دو میل کے فاصلے پر ہوگا"۔

راوی سلیم کہتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ کون میل مراد ہے زمین کی مسافت کا یا وہ میل (سرمہ دانی کی سلائی کو بھی عربی میں میل کہتے ہیں) جس سے آنکھوں میں سرمہ لگایا جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ سورج ان کا پسینہ نکال دے گا حتیٰ کہ لوگ اپنے اعمال کے بقدر پسینے میں ڈوب جائیں گے۔ بعض لوگوں کے ٹخنوں تک پسینہ پہنچے گا اور بعض کے گھٹنوں تک اور بعض کے کولھوں تک اور بعض کو تو گویا لگام ڈال دے گا (یعنی لگام کی طرح منہ تک پہنچ جائے گا) حضرت مقداد کہتے ہیں کہ

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر ۳۲ (۲) صحیح مسلم حدیث نمبر ۷۱۳۵، ترمذی حدیث نمبر ۲۴۲۱ (۳) صحیح بخاری حدیث ۶۵۳۲، مسند احمد صفحہ ۲/۲۱۹

(۴) مسند احمد صفحہ نمبر ۹۰/۳

یہ فرماتے ہوئے میں نے رسول اکرم ﷺ کو اپنے منہ کی طرف اشارہ کرتے دیکھ فرمایا اسے لگام ڈال دے گا"۔ ( )

ابن المبارک نے عبید اللہ بن عراز رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ قیامت میں پاؤں اس طرح ہوں گے جیسے سخت بارش میں پتھر (پر پاؤں رکھنے) کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ شخص خوش بخت ہوگا جو اس دن اپنے پاؤں رکھنے کی جگہ ڈھونڈ لے اور سورج ایک یا دو میل کے فاصلے پر آ جائے گا اور اس کی گرمی کی شدت میں ننانوے گنا اضافہ ہو جائے گا۔

ولید بن مسلم نے مغیث بن سمی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ سورج چند ہاتھوں کے فاصلے پر آ جائے گا۔ جہنم کے دروازے کھل جائیں گے اور ان پر اس کی گرم ہوا اور جہنم کی پھونکیں آئیں گی حتی کہ ان کے پسینے کی نہریں چل پڑیں گی جو گندگی سے زیادہ بدبودار ہوں گی اور روزے دار اپنے خیموں میں عرش کے سائے کے نیچے ہوں گے۔

ابوبکر بزار نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ نقل کیا ہے کہ "اس دن ایک شخص کو پسینہ خوب آئے گا حتی کہ وہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ اے رب تیر مجھے جہنم میں بھیج دیں، مجھے اس کیفیت سے ہلکا معلوم ہو رہا ہے۔ حالانکہ وہ شخص شدت عذاب کو جانتا ہوگا"۔[۲] (اس حدیث کی سند ضعیف ہے)

بعض لوگ اللہ تعالیٰ کے سائے میں ہوں گے: صحیح حدیث سے ثابت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد نبوی ﷺ نقل فرماتے ہیں کہ "سات افراد کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں اس دن جگہ دے گا جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا (ایک اور روایت میں سوائے اس کے عرش کے سائے کے الفاظ زائد آئے ہیں):

(۱) امام عادل۔

(۲) وہ نوجوان جس نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں پرورش پائی ہو۔

(۳) وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا رہے نکلنے کے بعد جب تک کے لوٹ نہ جائے۔

(۴) وہ شخص جسے خوبصورت اور صاحب منصب عورت گناہ کی دعوت دے اور وہ کہہ دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں

(۵_۶) دو وہ شخص جنہوں نے اللہ کے لیے آپس میں محبت کی اسی پر جمع ہوئے اور اسی پر جدا ہوئے۔

(۷) وہ شخص جس نے یوں چھپا کر صدقہ دیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا"۔[۳]

قیامت میں اللہ تعالیٰ کے سائے میں پہلے کون آئے گا: مسند احمد میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے فرمایا کہ "کیا تمہیں معلوم ہے کہ کون ہیں وہ لوگ جو اللہ کے سائے میں پہلے آئیں گے؟ صحابہ نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جنہیں حق دیا جائے وہ قبول کریں۔ جب ان سے کچھ مانگا جائے تو وہ خرچ کریں اور لوگوں کے لیے بھی وہ چاہیں جو اپنے آپ کے لیے چاہتے ہیں۔[۴] (اس حدیث کی سند میں ابن لھیعہ متکلم فیہ ہے)

مصنف کہتے ہیں: یہ سب ایسا ہوگا کہ لوگ تنگ تکلیف دہ جگہ میں کھڑے ہوں گے جو شدید مشکل والا ہوگا۔ سوائے اس کے جسے اللہ تعالیٰ آسانی عطا فرمائے ہم بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب پر وہ وقت آسان فرمائے ہم پر توسع فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اور ہم انھیں سب کو جمع کریں گے اور کسی کو نہیں چھوڑیں گے"۔ (سورۃ کہف آیت نمبر ۴۷)

مسند احمد میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ نبی کریم ﷺ جب رات کو نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو کیا کہتے تھے؟ نماز کس طرح شروع فرماتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ دس مرتبہ اللہ اکبر، دس مرتبہ الحمد للہ، دس مرتبہ لا الہ الا اللہ اور دس مرتبہ استغفار کہتے۔ یا یہ فرماتے۔

---

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر ۷۱۳۵، مسند احمد حدیث نمبر ۲۳۸۱۰ (۲) مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۱۰/۳۳۶ (۳) صحیح بخاری حدیث نمبر ۶۶۰، صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۳۷۷

(۴) مسند احمد صفحہ نمبر ۶/۶۷

اللھم اغفرلی واھدنی وارزقنی

''اے اللہ میری مغفرت فرما، مجھے ہدایت عطا کر مجھے رزق عطا فرما''۔

اور فرماتے:

''**اللھم انی اعوذبک من الضیق یوم القیامۃ**''[۱]

''اے اللہ میں قیامت کے دن تنگی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

نسائی نے عمل الیوم واللیلۃ میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

''**من ضیق المقام یوم القیامۃ**''[۲]

''قیامت کے دن کھڑے ہونے کی جگہ کی تنگی سے (پناہ مانگتا ہوں)۔''

ابوبکر ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے ابوواعظ الزاہد سے نقل کیا ہے کہ ''لوگ اپنی قبروں سے نکل کر ایک ہزار سال اندھیروں میں کھڑے رہیں گے اور اس دن زمین بالکل سپاٹ ہوگی۔ ان میں سب سے زیادہ خوش نصیب وہ شخص ہوگا جو اپنے دونوں پاؤں رکھنے کے لیے جگہ پالے''۔

نضر بن عربی کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ یوم حشر میں جب لوگ قبروں سے نکلیں گے تو ان کا شعار لا الٰہ الا اللہ ہوگا۔ اور ہر نیک و بد شخص جو پہلا جملہ بولے گا وہ جملہ ''اے رب ہم پر رحم کر'' ہوگا۔

ابوصالح کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ یوم حشر میں لوگ اس طرح آئیں گے ''یہ کہہ کر انہوں نے سر جھکایا اور اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھا۔

ابن ابی الدنیا نے شامی کا قول نقل کیا ہے کہ سب لوگ قبروں سے اس حال میں نکلیں گے کہ وہ خوفزدہ ہوں گے تو ایک آواز دینے والا پکارے گا ''اے بندو آج تم پر کوئی خوف نہیں اور نہ آج تم غمگین ہوگے (یہ سورۃ زخرف کی آیت نمبر ۶۸ ہے) لوگ اس آواز سے خوش ہو جائیں گے مگر اس کے فوراً بعد یہ آواز آئے گی۔

''وہ لوگ جو ہماری آیات پر ایمان لائے اور مسلمان تھے۔ (زخرف آیت نمبر ۶۹) یہ آواز سن کر غیر مسلم مایوس ہو جائیں گے''۔[۳]

مومنوں کے لیے عظیم بشارت...... عبدالرحمان بن زید کی سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''لا الٰہ الا اللہ'' والوں کے لیے ان کی قبروں میں وحشت نہیں ہوگی اور نہ ہی حشر میں، گویا کہ میں لا الٰہ الا اللہ والوں کو سر سے مٹی جھاڑتے دیکھ رہا ہوں۔ وہ کہہ رہے ہیں ''اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کیا''۔[۴]

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ اس حدیث کی دلیل قرآن کریم میں موجود ہے۔

''بیشک وہ لوگ جن کے لیے نیکی ہماری طرف سے سبقت کر چکی وہ لوگ اس آگ سے دور ہوں گے، اس کی ہلکی سی آواز بھی نہ سنیں گے اور وہ اپنی پسندیدہ جگہ میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان کو بڑی فزع (خوف) غمگین نہ کرے گی اور ان سے فرشتے ملاقات کریں گے (کہیں گے کہ) یہ وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (بڑی فزع) جس دن ہم آسمان کو کتابوں کو لپیٹنے کی طرح لپیٹ دیں گے جیسا کہ ہم نے پہلی مرتبہ اسے بنایا تھا لوٹا دیں گے، ہم پر یہ وعدہ ہے ہم بیشک یہ کریں گے۔ (سورۃ الانبیاء)

ابن ابی الدنیا نے ابراہیم بن عیسیٰ یشکری کا قول نقل کیا ہے کہ:

''ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ جب مومن کو قبر سے اٹھایا جائے گا تو دو فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔ ایک کے پاس ریشمی تھیلا اور دوسرے کے پاس جنت کا پیالہ ہوگا جس میں پینے کی کوئی چیز ہوگی۔ تھیلے میں مشک اور برف ہوگی جب وہ قبر سے نکلے گا تو فرشتہ مشک اور برف ملا کر اس پر چھڑک

---

(۱) مسند احمد صفحہ نمبر ۶/۱۳۳ (۲) نسائی عمل الیوم واللیلۃ حدیث نمبر ۸۷۷ (۳) تفسیر طبری، سورۃ زخرف صفحہ نمبر ۱۳/۹۵

(۴) کنز العمال حدیث نمبر ۲۱۲۸، الدر المنثور صفحہ نمبر ۳/۱۸۸، مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۱۰/۲۸

دے گا۔ دوسرا فرشتہ اسے پیالہ بھر کے شربت دے گا۔ وہ اسے پیئے گا تو اس کے بعد سے کبھی پیاس نہیں لگے گی حتیٰ کہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔
البتہ جو بد بخت لوگ ہوں گے ان کے لیے قرآن میں ارشاد ہے کہ ''اور جو کوئی خدا کی یاد سے آنکھیں بند کرلے (یعنی تغافل کرے) ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں تو وہ اس کا ساتھی ہو جاتا ہے، اور یہ (شیطان) ان کو رستے سے روکتے رہتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ سیدھے رستے پر ہیں یہاں تک کہ جب ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا کہ اے کاش مجھ میں اور تجھ میں مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا تو برا ساتھی ہے۔ اور جب تم ظلم کرتے رہے تو آج تمھیں یہ بات فائدہ نہیں دے سکتی کہ تم (سب) عذاب میں شریک ہو''۔ (سورۃ زخرف آیت نمبر ۳۶ تا ۳۹)
ہمیں اس آیت کی تفسیر یہ معلوم ہوئی ہے کہ جب کافر قبر سے اٹھے گا تو اپنے شیطان کو ہاتھ سے پکڑ لے گا اور اسی کے ساتھ رہیگا، الگ نہ ہوگا حتی کہ ان دونوں کو ایک ساتھ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''ہر نفس ایک رہبر اور ایک گواہ کے ساتھ آئے گا''۔ (سورۃ ق آیت نمبر ۲۱)

یعنی ایک فرشتہ محشر تک لائے گا اور دوسرا اس کے اعمال پر گواہی کے لیے ہوگا اور یہ اصول ہر نیک و بد کے لیے عام ہے۔
کافر کو خطاب ہوگا'' کہ (اے انسان) تو اس دن سے غفلت میں تھا ہم نے تیری نظر سے پردہ ہٹا دیا چنانچہ تیری نگاہ آج کے دن لوہے جیسی (طاقتور) ہے اس کا ساتھی کہے گا یہ جو میرے ساتھ ہے میں نے اس پر اعتماد کیا تھا چنانچہ سائق اور گواہ کو حکم ہوگا کہ ''تم دونوں ہر کافر عنادی کو اٹھا کر جہنم میں پھینک دو، جو خیر کو روکنے والا سرکش اور فریبی ہے۔ جس نے اللہ کے ساتھ دوسرا خدا بنائے رکھا چنانچہ پھینک دو اسے سخت عذاب میں۔ اس کا ساتھی کہے گا کہ اے ہمارے رب! میں نے اس کو گمراہ نہیں کیا مگر یہ خود سخت گمراہی میں تھا۔ اللہ کہے گا میرے پاس جھگڑا مت کرو میں نے تو تمھیں پہلے ہی وعید بھیج دی تھی۔ میرے پاس فیصلہ بدل نہیں سکتا اور نہ میں بندوں پر ظلم کرنے والا ہوں۔ اس دن جب ہم جہنم کو کہیں گے کیا تو بھر گئی وہ کہے گی کیا اور بھی لوگ ہیں۔ (سورۃ ق آیت نمبر ۲۴ تا ۳۰)

قیامت میں بعض متکبرین کی سزا

مسند احمد میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے طریق سے نبی کریم ﷺ کا ارشاد مروی ہے فرمایا کہ ''متکبروں کو قیامت کے دن چیونٹیوں کے مثل انسانوں کی صورت میں پیش کیا جائے گا۔ ہر چھوٹی چیز ان سے اونچی ہوگی حتی کہ وہ جہنم کی جیل میں داخل ہو جائیں گے جنہیں ''مولس'' کہا جائے گا اور قیدیوں کی آگ ان سے بلند ہوگی انہیں ''طینۃ الخبال'' پلایا جائے گا جو جہنمیوں کا پسینہ ہوگا۔ (۱)
(ترمذی اور نسائی میں بھی یہ روایت آئی ہے)
مسند بزار میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ ''متکبرین کو قیامت کے دن چیونٹیوں کی شکل میں لایا جائے گا''۔ (۲)
حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کسی سفر میں تھے اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ چل رہے تھے تو آپ ﷺ نے یہ دو آیتیں بلند آواز سے تلاوت فرمائیں۔
''اے لوگو! قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے۔ اس دن تم دیکھو گے کہ دودھ پلانے والی اپنے بچے کو بھول جائے اور حاملہ کا سقوط حمل ہو جائے۔ اور لوگوں کو دیکھ کر سمجھے گا کہ وہ نشے میں ہیں مگر وہ نشے میں نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب شدید ہے۔
صحابہ نے جب یہ آواز سنی تو سمجھ گئے کہ آپ کوئی بات کہنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ جب رات کو یہ سب آپ کے گرد آ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ''کیا تمھیں معلوم ہے یہ کس دن ہوگا؟'' اس دن جب حضرت آدم کو ان کا رب آواز دے گا کہ ''اے آدم جہنمیوں کو بھیجو وہ کہیں گے اے رب جہنمی کتنے ہیں؟ اللہ فرمائے گا کہ ہر ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ (یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو حیرت زدہ کر دیا اور کسی کے ہنسنے والے دانت بھی نظر نہیں آرہے تھے) آپ ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا ''خوش ہو جاؤ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں حضرت محمد ﷺ کی جان ہے تم دو اور مخلوقوں کے ساتھ ہو کہ وہ جس کے ساتھ ہوں گی اسے زیادہ کر دیں گی۔ ایک تو یاجوج ماجوج اور دوسرے انسانوں اور شیطان کی نسل کے ہلاک ہونے والے

(۱) ترمذی حدیث نمبر ۲۴۹۲، وقال حسن، مسند احمد صفحہ نمبر ۲ / ۱۷۸ (۲) ایضاً

لوگ۔ (یہ سن کر وہ خوش ہو گئے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا جان لو اور خوش ہو جاؤ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے تم سب لوگوں میں تعداد کے اعتبار سے صرف اتنے ہو جیسے اونٹ کے پہلو میں کوئی تل یا چھوٹے جانور کا تل (رقمہ: اس کا حجم درہم کے برابر ہوتا ہے)۔ (ترمذی اور نسائی میں بھی یہ حدیث آئی ہے ترمذی نے اسے حسن کہا ہے)۔ (۱)

فصل

جب لوگ اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو زمین کو اس حالت سے ہٹ کر دیکھیں گے جس پر انہوں نے اسے چھوڑا تھا کہ اب پہاڑ بالکل زمین کی سطح کے برابر ہو چکے، چوٹیاں فنا ہو گئیں، احوال بدل چکے، نہریں ختم، درخت غائب، اور سمندر آگ بن چکے۔ اس کے شہر اور گاؤں کھنڈر ہو چکے اور زمین میں ایسے زلزلے آئے۔ اس نے اپنے بوجھ نکال دیئے۔ انسان حیرانی سے کہتا ہے اسے کیا ہوا؟ اسی طرح آسمان اور اس کے آس پاس کا علاقہ پھٹ چکا۔ اس کے آثار ریزہ ریزہ ہو گئے، سورج اور چاند بے نور ہو چکے، بلکہ گرہن ہو چکے اور ایک جگہ جمع ہیں۔ پھر یہ لپیٹ دیئے جائیں گے بے نور کر کے اور آگ میں پھینک دیئے جائیں گے (جیسا کہ آگے آ رہا ہے) گویا کہ یہ مرے ہوئے بیل ہیں

ابوبکر بن عیاش نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے فرمایا کہ:

"وہ لوگ قبروں سے نکل کر زمین کو اپنے دور کے اعتبار سے بدلا ہوا دیکھیں گے اور لوگ بھی وہ نہ ہوں گے جو ان کے وقت میں تھے"۔

پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ شعر پڑھا:

فما الناس بالناس الذین عهدتهم ولا الدار بالدار التی کنت اعرف

"نہ تو لوگ وہ رہے جن میں میں رہتا تھا اور نہ محلہ وہ محلہ رہا جسے میں جانتا تھا"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"اس دن زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی"۔

اور وہ سب ایک اللہ "قہار" کے سامنے حاضر ہوں گے۔ (سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۴۸)

ایک اور ارشاد ہے:

"پس جب آسمان پھٹ کر تیل کی تلچھٹ کی طرح گلابی ہو جائے گا تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت جھٹلاؤ گے"۔

(سورۃ رحمٰن آیت نمبر ۳۷ تا ۳۸)

ایک اور ارشاد ہے:

"پس جس دن وہ عظیم واقعہ رونما ہوگا اور آسمان پھٹ جائے گا تو وہ اس دن کمزور ہوگا اور فرشتے اس کے کناروں پر اتر آئیں گے۔ اور تمہارے پروردگار کے عرش کو اس دن آٹھ فرشتے اٹھائے ہوں گے۔ اس دن تم سب لوگوں کے سامنے پیش کئے جاؤ گے"۔

(الحاقہ آیت نمبر ۱۵ تا ۱۸)

ایک اور ارشاد ہے:

"جب سورج بے نور ہو جائے گا اور ستارے ٹوٹ پڑیں گے"۔ (التکویر آیت نمبر ۱ تا ۲)

ایک صحیح حدیث میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے فرمایا

"قیامت کے دن لوگ بالکل سفید چٹیل زمین پر جمع ہوں گے جیسا کہ صاف ستھرا روٹی کا ٹکڑا جس پر کوئی نشان نہ ہو۔ (۱)

محمد بن قیس اور سعید بن جبیر کا قول ہے کہ:

"زمین سفید روٹی میں بدل جائے گی اور مومن اپنے پاؤں کے نیچے سے لے کر اسے کھائے گا"۔

اعمش نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کیا ہے فرمایا:

''قیامت کے دن زمین پوری کی پوری آگ ہوگی، جنت اس کے سامنے ہوگی تم اس کی حوروں اور پیالوں کو دیکھو گے۔ لوگوں کو پسینہ آیا ہوگا منہ تک پہنچا ہوگا اور وہ سب تک نہ پہنچے ہوں گے''۔ (۱)

حضرت ابن مسعود سے اس آیت (زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی) کی تفسیر یوں منقول ہے کہ زمین چاندی کی طرح بالکل صاف ہوگی جس پر نہ خون بہا ہوگا نہ اس پر کوئی گناہ ہوا ہوگا۔ محشر ان سب کو جمع کرے گا ایک منادی انھیں پکارے گا سب ننگے بدن، ننگے پیر کھڑے ہوں گے، جیسے پیدا ہوئے تھے۔ حتی کہ پسینہ ان کو لگام ڈال دے گا۔ یعنی منہ تک پہنچ جائے گا۔

مسند احمد میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا یا رسول اللہ! جب زمین دوسری زمین سے بدلی جارہی ہوگی تو لوگ اس وقت کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''میری امت میں مجھ سے یہ سوال اب تک کسی نے نہیں کیا؟ فرمایا لوگ پل صراط پر ہوں گے''۔ (۲)

ابن ابی الدنیا نے نقل کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں نبی کریم ﷺ کا سر تھا، وہ رو پڑیں تو آپ ﷺ نے پوچھا کیوں رو رہی ہو؟ کہنے لگیں مجھے یہ آیت یاد آگئی کہ ''اس دن زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور لوگ ایک اللہ قہار کے سامنے حاضر ہوں گے''۔ آپ ﷺ نے فرمایا زمین کی تبدیلی کے وقت لوگ جہنم کے پل پر ہوں گے۔ فرشتے کھڑے کہہ رہے ہوں گے اے رب محفوظ رکھ محفوظ رکھ۔ مگر کچھ لوگ مرد و عورتیں (کٹ کر) جہنم میں گر بھی جائیں گے۔'' (۳) (یہ حدیث صحاح ستہ میں نہیں آئی)

مسند احمد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ:

> ''میں اس امت کی پہلی فرد ہوں جس نے نبی کریم ﷺ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا ''اس دن زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی''۔ میں نے پوچھا کہ اس دن لوگ کہاں ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ''پل صراط پر''۔ (۴)

مسند میں ہی یہی روایت کچھ اور الفاظ سے بھی آئی ہے فرمایا کہ لوگ اس دن جہنم کی پیٹھ پر ہوں گے''۔ (۵)

صحیح مسلم میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی عالم نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ ہم اس دن کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''پل سے پرے اندھیرے میں''۔ (۶)

ابن جریر نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے ایک یہودی عالم نے سوال کیا جس دن زمین تبدیل ہوگی اس دن اللہ کی مخلوق کہاں ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے مہمانوں میں ان کو جو اس کے پاس ہے وہ عاجز نہ کر سکے گا''۔ (۷)

(... کہتے ہیں) اور یہ تبدیلی محشر کے بعد ہوگی اور یہ دوسری حالت پر پہلی حالت کے بعد کی تبدیلی ہے۔

ابن ابی الدنیا نے بنو مجاشع کے ایک عبدالکریم یا ابو عبدالکریم سے نقل کیا ہے کہ میں ایک خراسانی کے پاس مقیم ہوا اس نے مجھے بتایا کہ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ ''جس دن زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی''۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں بتایا گیا کہ زمین اس دن چاندی سے اور آسمان سونے سے بدل جائے گا۔ اسی طرح حضرت ابن عباس اور حضرت انس، مجاہد بن جبیر رضی اللہ عنہم وغیرہ سے بھی مروی ہے۔

روز قیامت کی طوالت کا ذکر۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اور یہ تجھ سے عذاب جلدی مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی ہرگز نہیں کرے گا اور تیرے رب کے ہاں ایک دن تمہارے شمار کے اعتبار سے ہزار سال کا ہے''۔ (سورۃ حج آیت نمبر ۴۷)

بعض مفسرین نے کہا ہے کہ اس سے قیامت کا دن مراد ہے۔

سورۃ معارج میں ہے:

---

(۱) ... حدیث ... صحیح مسلم حدیث نمبر ۶۹۸۹ (۲) مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۱۰ ۳۳۶ (۳) مسند احمد صفحہ نمبر ۶ ۱۰۱

(۴) مسند احمد ... حدیث ۵۲۱ (۵) صحیح مسلم حدیث نمبر ۶۹۸ ترمذی حدیث نمبر ۳۱۲۱

(۶) مسند احمد صفحہ نمبر ۶ ۱۱ (۷) مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰، تفسیر قرطبی صفحہ نمبر ۹ ۳۸۳

''اس میں فرشتے اور روح الامین ایک دن میں چڑھتے ہیں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے''۔ (سورۃ المعارج آیت نمبر۴)

اس آیت کی تفسیر میں سلف وخلف کا اختلاف منقول ہے۔ لیث بن ابی سلیم وغیرہ نے مجاہد کے حوالے سے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ ''یہ مقدار جو پچاس ہزار سال بتائی گئی ہے اس سے مراد عرش سے لے کر ساتویں زمین تک کا فاصلہ ہے۔ اسی طرح تفسیر ابن عباسؓ میں بھی ہے اور سورۃ سجدہ میں جو آیت نمبر ۵ میں ہزار سال کا ذکر ہے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ ''اس سے مراد آسمان سے زمین تک اترنے اور زمین سے آسمان تک (فرشتوں کا) جانا مراد ہے اس لیے کہ آسمان اور زمین کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے''۔ یہی قول ابن ابی حاتم کا ہے اور ابن جریر نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ فراء کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور ابو عبداللہ حلیمی نے بیہقی کی کتاب ''البعث والنشور'' سے نقل کیا ہے کہ ''فرشتہ اس مسافت کو دن کے کچھ حصے میں طے کر لیتا ہے۔ کیونکہ انسان اس مسافت کو پانچ سو سال ہی میں طے کر سکتا ہے''۔

وہ کہتے ہیں کہ مذکورہ مقدار قیامت کے دن کی طوالت کی نہیں ہے اور حلیمی نے آیت (من القدر ذی المعرج ''وہ خدائے صاحب درجات کی طرف سے نازل ہوگا) کے تحت اس کا معنی علو اور عظمت بیان کیا ہے اور سورۃ مومن کی آیت نمبر۱۵ ''رفیع الدرجات ذوالعرش کا معنی بھی یہی ہے۔ پھر حلیمی نے آیت ''اور فرشتے اور روح الامین اس میں ایک دن میں چڑھتے ہیں (دن کا معنی مسافت بیان کیا ہے اور) جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ کا معنی فاصلہ اور اسی مدت میں اس کا پورا ہونا بیان کیا ہے۔ اس تفصیل کے مطابق دو قول ہوئے، مسافت مکان کا اور مدت دنیا کا۔

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ دنیا کی عمر پچاس ہزار سال ہے اور اسی عمر کو اللہ تعالیٰ نے ایک دن سے تعبیر فرمادیا ہے۔ اسی لیے سورۃ المعارج کی آیت میں ''دن'' سے مراد ''دنیا'' بیان کی ہے۔(۱) (ابن کثیر)

عبدالرزاق نے مجاہد اور عکرمہ سے ''پچاس ہزار سال کے دن'' کا مطلب نقل کیا ہے کہ دنیا اول سے آخر تک پچاس ہزار سال کی ہے اور اللہ کے سوا کسی کو نہیں معلوم کہ کتنی گذر گئی اور کتنی باقی ہے۔ بیہقی نے بھی اسے ''معمر'' سے نقل کیا ہے۔ اور یہ قول انتہائی غرابت والا ہے کتب مشہورہ میں نہیں ملتا۔ واللہ اعلم۔

تیسرا قول اس مقدار سے مراد دنیا اور قیامت کے دن کے درمیان کی مدت ہے۔ یہ قول ابن ابی حاتم نے محمد بن کعب قرظی سے نقل کیا ہے اور یہ بھی انتہائی غریب قول ہے۔

چوتھا قول اس سے مراد قیامت کا دن ہے یہ قول ابن ابی حاتم نے سماک کے حوالے سے عکرمہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ اس روایت کی سند صحیح ہے۔

ثوری نے سماک کے حوالے سے عکرمہ سے یہی نقل کیا ہے۔ حضرت حسن بصری کا بھی یہی قول ہے اور سماک اور ابن زید کا بھی یہی قول ہے۔

ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے زید الرشد سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ''لوگ قیامت کے دن ایک ہزار سال کھڑے رہیں گے اور دس ہزار سال میں جا کر ان کا حساب کتاب مکمل ہوگا۔

انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کا دن بدکاروں کے لیے پچاس ہزار سال کا بنادیں گے۔ کلبی نے اپنی تفسیر میں ابو صالح سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ ''اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور حساب کتاب کرنے لگے تو پچاس ہزار سال میں بھی فارغ نہیں ہوگا۔

بیہقی نے ذکر کیا ہے کہ حسن بصری نے فرمایا کہ تمہارا اس دن کے بارے میں کیا خیال ہے جب لوگ پچاس ہزار سال تک بغیر کھائے پیے اپنے قدموں پر کھڑے رہیں گے۔ حتی کہ پیاس سے گردنیں ٹوٹ جائیں گی، بھوک کے مارے ان کے پیٹ جل جائیں گے اور پھر جب انہیں جہنم میں ڈالا جائے گا تو ابلتا ہوا پانی پلایا جائے گا۔(۲) اس بارے میں متعدد احادیث آئی ہیں۔

قیامت کا دن باوجود اپنی سختی اور طوالت کے، مومن کے لیے فرض نماز کی ادائیگی سے زیادہ ہلکا ہوگا۔

مسند احمد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اس دن (قیامت) کی طوالت کتنی ہے؟

(۱) تفسیر ابن کثیر صفحہ نمبر ۴/۴۴۷ (۲) بیہقی کتاب البعث والنشور صفحہ نمبر ۶۱۰

آپ ﷺ نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، یہ دن مومن پر ہلکا ہوگا حتیٰ کہ دنیا میں پڑھی جانے والی فرض نماز سے بھی زیادہ آسان ہوگا۔[۱]

اس روایت کو ابن جریر نے بھی یونس بن عبدالاعلیٰ کی سند سے دراج سے نقل کیا ہے مگر دراج ابوالسمح اور اس کا شیخ ابوالہیثم سلیمان بن عمرو عیواری دونوں ضعیف ہیں مگر بیہقی نے اس کو دوسرے الفاظ سے نقل کیا ہے کہ:

ہمیں خلاد بن سلیمان حضرمی نے بیان کیا جو خائفین میں سے تھے کہ میں نے ابوالسمح کو کسی شخص کو یہ حدیث سناتے سنا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ مجھے بتایئے کہ قیامت کے دن کون شخص کھڑا ہونے میں مضبوط ہوگا؟ جس کے بارے میں ارشاد باری ہے۔ جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے"۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مومن پر یہ دن اتنا ہلکا ہوگا حتیٰ کہ اس پر فرض نماز کی ادائیگی جیسا ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مومنوں کے لیے قیامت کے دن نور سے بنی کرسیاں ہوں گی جن پر وہ بیٹھیں گے اور ان پر بادلوں کا سایہ ہوگا اور قیامت کے دن ان پر ایک دن یا اس کے کچھ حصے جیسا ہوگا (اسے اہوال قیامت میں ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے)

زکوٰۃ نہ دینے والوں کو عذاب ...مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جو دوست مند دوست کا حق ادا نہیں کرتا (زکوٰۃ ادا نہیں کرتا) اللہ تعالیٰ جہنم میں اس پر نگران مقرر کریں گے جو اس کی پیشانی، پہلو اور پیٹھ پر لوہا گرم کر کے داغتے رہیں گے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے مابین اس دن فیصلہ فرمادے جو تمہارے شمار کے اعتبار سے پچاس ہزار سال کا ہے۔ پھر اس کا راستہ دکھادیا جائے گا یا تو جنت یا پھر جہنم"۔ (باقی حدیث میں بکریوں اور اونٹوں وغیرہ کی زکوٰۃ نہ دینے والوں کی سزا کا ذکر ہے)۔ فرمایا کہ اس شخص کو ایک چٹیل میدان میں لٹادیا جائے گا جہاں اُسے جانور اپنے کھروں، ناخنوں اور سینگوں سے اس کو روندیں گے (اگور چھیل دیں گے) جب گذر جائیں گے تو اسے پھر ٹھیک کردیا جائے گا (اس طرح ہوتا رہے گا) حتیٰ کہ خدا بندوں کے درمیان اس دن فیصلہ فرمادے جو تمہارے حساب سے پچاس ہزار سال کا ہے پھر اس کو راستہ دکھادیا جائے گا جنت کی طرف یا جہنم کی طرف"۔

مسند احمد اور ابوداؤد میں شعبہ کی سند سے اور نسائی میں سعید بن ابی عروبہ کی سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ "جس شخص کے پاس اونٹ ہوں اور وہ انکا حق (زکوٰۃ) ادا نہ کرے اپنی خوشحالی اور تنگی میں۔ تو یہ جانور قیامت کے دن دنیا کی حالت سے زیادہ موٹے تازے آئیں گے اور اس شخص کو چٹیل میدان میں لٹادیا جائے گا جہاں یہ جانور اسے اپنے پاؤں سے روندڈالیں گے اور اس شخص کو پھر اپنی پہلی حالت پر لوٹا دیا جائے گا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ بندوں کا اس دن میں فیصلہ فرمادے جو کہ تمہارے حساب سے پچاس ہزار سال کا ہے۔ اور پھر اسے اس کا راستہ (جنت یا جہنم کی طرف) دکھادیا جائے گا۔

جس شخص کے پاس گائے ہوں (اس کے بعد مذکورہ الفاظ ہی ہیں اور یہ کہ سینگ والی گائے اپنے سینگوں سے اسے مارے گی پھر آگے بکری کی زکوٰۃ کے بارے میں بھی انہی الفاظ سے وعید آئی ہے)۔[۱]

بیہقی کہتے ہیں کہ اس حدیث میں اس کے سوا کوئی احتمال نہیں ہے کہ اس دن کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہے تمہارے حساب سے۔ واللہ اعلم۔

قیامت کا دن گناہگاروں کے لیے مشکل اور طویل ہوگا اور تقویٰ والوں کے لیے طویل اور مشکل نہ ہوگا قیامت کا یہ دن گناہگاروں کے لیے طویل اور مشکل ہوگا جیسا کہ سابقہ احادیث میں گذرا البتہ مومن کے لیے کیسا ہوگا، چنانچہ ابوعبداللہ الحافظ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "قیامت کا دن مومنین کے لیے ظہر اور عصر کے درمیانی وقت کی طرح ہوگا"۔

ابوعبداللہ نے اس حدیث کو محفوظ کیا ہے اور ایک اور سند سے بھی اسے روایت کیا ہے۔

(۱) ابوداؤد حدیث نمبر ۱۶۵۸، سنن نسائی حدیث نمبر ۲۴۵۳، مسند احمد صفحہ نمبر ۲/۳۸۳

یعقوب بن سفیان نے اپنی سند سے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی جس دن لوگ رب العالمین کے روبرو کھڑے ہوں گے"۔ (المطففین آیت نمبر ۶)

پھر فرمایا کہ: "تمہیں کیسا لگے گا جب تیروں کو ترکش میں جمع کرنے کی طرح اللہ تمہیں جمع کرے اور پچاس ہزار سال تک تمہاری طرف دیکھے گا بھی نہیں۔"(۱)

ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ "قیامت کے دن نصف نہار اس وقت تک نہ ہوگا جب تک یہ لوگ اور وہ لوگ آرام نہ کرلیں۔ پھر یہ آیت تلاوت کی "پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے"۔ (الصافات آیت نمبر ۶۸)

ابن المبارک کہتے ہیں کہ یہ الفاظ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی قرأت کے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے آیت نمبر ۲۴، سورۃ فرقان کی تفسیر میں یوں منقول ہے "اہلیان جنت اس دن بہترین ٹھکانے اور اچھی آرام دہ جگہ میں ہوں گے"۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا، قیامت کا دن آدھا نہ ہوگا حتیٰ کہ یہ لوگ اور وہ لوگ آرام نہ کرلیں"۔

شفاعت عظمیٰ اور مقام محمود کا ذکر جو رسول اکرم ﷺ کا خاص دولت کدہ ہے۔۔۔۔ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"اور رات کو (اٹھ کر) تہجد پڑھ یہ تیرے لیے اضافی نماز ہے قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر بھیج دے"۔ (الاسراء آیت نمبر ۷۹)

صحیح بخاری میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ اذان سننے کے بعد جو کوئی یہ پڑھے:

"اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ آت محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقامامحمودان الذی وعدتہ"

"اے اللہ اس دعوت کامل اور اس کے نتیجے میں کھڑی ہونے والی نماز کے رب! تو محمد اکو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما۔ اور ان کو اس مقام محمود تک پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔"(۲)

(اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگی)۔

شفاعت ہی "مقام محمود" ہے۔۔۔۔مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے "آپ ﷺ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا "قریب ہے کہ تیرا رب مجھے مقام محمود پر پہنچائے"۔ فرمایا "یہ شفاعت ہے"۔ (اس کی سند حسن ہے)

وہ پانچ انعامات جو نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوئے۔۔۔۔صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہما وغیرہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے "مجھے پانچ ایسے خواص دیئے گئے جو اور کسی نبی کو مجھ سے پہلے عطا نہیں ہوئے"۔

(۱)......ایک ماہ کی مسافت تک رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی۔

(۲)......میرے لیے غنیمت کو حلال کیا گیا۔

(۳) میرے لئے پوری زمین کو مسجد اور پاک قرار دیا گیا (پاکی حاصل کرنے کا ذریعہ) لہٰذا جہاں کہیں میرے امتی کو نماز کا وقت ہو جائے وہ وہیں پڑھ لے۔

(۴)۔۔۔۔ مجھے شفاعت (عظمیٰ) عطا کی گئی۔

(۵) پہلے ہر نبی صرف اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔(۳)

---

(۱) کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۴۳۷، کشف الخفاء صفحہ نمبر ۲/۵۳۹ (۲) تفسیر حاکم صفحہ نمبر ۲/۵۷۳، کنز العمال حدیث نمبر ۳۷۹۲۸

(۳) صحیح بخاری حدیث نمبر ۳۳۸، مسلم حدیث نمبر ۱۱۶۳

مذکورہ ارشاد میں شفاعت سے مراد وہ شفاعت ہے۔ جس میں پہلے حضرت آدم علیہ السلام سے گذارش کی جائے گی، وہ فرمائیں گے میں (خود کو) اس کا اہل نہیں (سمجھتا) نوح علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔ وہ بھی اسی طرح فرمائیں گے وہ انھیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف بھیج دیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام انہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیج دیں گے اور وہ انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیج دیں گے اور وہ انہیں حضرت محمد ﷺ کی طرف بھیج دیں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ فرمائیں گے میں اس کا اہل ہوں، میں اس کا اہل ہوں۔

یہ واقعہ گناہگاروں کو جہنم سے نکالنے کے بیان میں احادیث شفاعت کے ذیل میں تفصیل سے آ رہا ہے۔ البتہ اس موضوع پر ہم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال مقدسہ کی روشنی میں اپنی تفسیر میں کافی بحث کی ہے جو اپنے موضوع کے لیے کافی ہے۔ (۱)

نبی کریم ﷺ قیامت کے دن بنی آدم علیہ السلام کے سردار ہوں گے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے، فرمایا:

''میں قیامت کے دن بنی آدم کا سردار ہوں گا۔ سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی میں ہی پہلا شافع اور مشفع ہوں گا۔ (۲)

مسلم ہی میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے القراء ۃ علی سبعۃ احرف والی حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں۔ اے میرے رب میری امت کی مغفرت فرما۔ اور تیسری دعا کو اس دن تک مؤخر کر دیا گیا جس دن لوگوں سے مایوسی کا اظہار کر دیا جائے گا حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی (مایوسی کا اظہار) کر دیں گے۔ (۳)

روز قیامت رسول اکرم ﷺ امام الانبیاء ہوں گے۔ مسند احمد میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے فرمایا ''میں روز قیامت انبیاء کا امام اور خطیب ہوں گا اور ان کا شفاعت کرنے والا ہوں گا اور اس میں مجھے کوئی فخر نہیں''۔ (۴) (ھذا حدیث حسن صحیح)

مسند احمد میں عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے فرمایا کہ:

''قیامت کے دن لوگ اٹھائے جائیں گے، میں اور میرے امتی اونچی جگہ پر ہوں گے، میرا رب مجھے سبز حلہ پہنائے گا اور مجھے اجازت دے گا کہ میں جب تک وہ چاہے پہنوں۔ یہ ہے وہ ''مقام محمود''۔ (۵)

مسند احمد میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے فرمایا کہ؛

''میں وہ پہلا شخص ہوں گا جسے قیامت کے دن سجدہ کرنے کی اجازت دی جائے گی اور میں وہ پہلا شخص ہوں گا جسے سر اٹھانے کی اجازت دی جائے گی۔ چنانچہ میں اپنے سامنے دیکھوں گا تو دوسری امتوں میں سے اپنی امت کو پہچان لوں گا اسی طرح اپنے پیچھے دیکھوں گا، اسی طرح دائیں دیکھوں گا، اسی طرح بائیں طرف دیکھوں گا (اور اپنی امت کو پہچان لوں گا) ایک شخص نے پوچھا دوسری امتوں میں آپ کی امت کی امتیازی شان کیا ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے اعضاء وضو سے چمکتے ہوں گے، (وضو کے اثر سے)۔ اور کوئی دوسرا اس طرح نہ ہوگا۔ اور اس طرح بھی پہچانوں گا کہ ان کا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں ہوگا اور اس طرح بھی کہ ان کی اولاد ان کے سامنے دوڑتی پھرتی ہوگی''۔ (۶)

مسند احمد میں حضرت نضر بن انس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اکرم ﷺ سے بیان کیا کہ ''میں پل صراط (کے مرحلے) کے بعد اپنی امت کا انتظار کر رہا ہوں گا کہ میرے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے اور کہیں گے کہ اے محمد! یہ انبیاء کرام آپ کے پاس درخواست لے کر آئے ہیں۔ یا فرمائیں گے کہ آپ کے پاس جمع ہونے آئے ہیں کہ اللہ سے دعا کریں کہ وہ تمام امتوں کو علیحدہ کر کے جہاں چاہے بھیج دے۔ لوگ منہ تک پسینے میں غرق ہیں۔ یہ کیفیت مومن کے لیے زکام کی طرح ہوگی اور کافر پر جیسے موت طاری ہوگی۔

نبی کریم ﷺ انھیں فرمائیں گے کہ میرا انتظار کیجئے حتیٰ کہ میں آپ کے پاس واپس آ جاؤں۔ پھر اللہ کے نبی ﷺ جا کر عرش کے نیچے کھڑے ہو جائیں گے اور وہ اعزاز پائیں گے جو کسی منتخب فرشتے اور نبی مرسل کو بھی حاصل نہ ہوا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جبرائیل کو حکم دیں گے کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤ

---

(۱) تفسیر ابن کثیر صفحہ نمبر ۴/۴۳۱، البدایہ والنھایہ صفحہ ۱/۱۷۱ (۲) صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۸۹۹ (۳) صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۹۰۱
(۴) مسند احمد صفحہ نمبر ۵/۱۳۷، ترمذی حدیث نمبر ۳۶۱۲ (۵) مسند احمد صفحہ نمبر ۳/۴۵۶ (۶) مسند احمد صفحہ نمبر ۱۹۹

اور کہو کہ سر اٹھائیں اور مانگیں آپ کو دیا جائے گا۔ شفاعت کریں قبول کی جائے گی، اور ہر ننانوے میں سے ایک انسان کو نکال لیں، میں بار بار اپنے رب سے درخواست کرتا رہوں گا۔ اور میں ابھی کھڑا بھی نہ ہوں گا کہ میری شفاعت قبول کرلی جائے گی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ مجھے وہ عطا فرمادیں گے اور کہیں گے اے محمد اپنی امت میں سے ان کو جنت میں لے جاؤ جس نے کسی ایک دن اخلاص کے ساتھ اس کی گواہی دی ہو کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور اسی حالت پر اس کی وفات ہوئی۔ (۱)

مسند احمد میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی ایک طویل حدیث ہے جس میں یہ ذکر بھی کہ ''اور بیشک میں قیامت کے دن مقام محمود پر کھڑا ہوں گا''۔ ایک انصاری نے پوچھا مقام محمود کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس وقت جب تمہیں ننگے بدن، ننگے پیر لایا جائے گا اور سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے دیئے جائیں گے۔ اللہ فرمائے گا کہ میرے خلیل کو کپڑے پہناؤ۔ دو سفید چادریں ان کو پہنائی جائیں گی، پھر وہ عرش کی طرف رخ کرکے بیٹھ جائیں گے۔ پھر میرا لباس لایا جائے گا میں اسے پہنوں گا، اور ان کی دائیں جانب ایسی جگہ کھڑا ہو جاؤں گا جہاں کوئی اور کھڑا نہ ہوگا اور پہلے اور آخری لوگ میرے اس مرتبے پر رشک کریں گے'' پھر فرمایا کہ اور ان کے لیے پھر حوض کوثر کھولی جائے گی (اس کے بعد حوض کوثر کا بیان ہے جیسا کہ آگے آئے گا)۔

مسند احمد میں ثابت بن انس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ۔

''قیامت کا دن لوگوں پر طویل ہو جائے گا تو وہ ایک دوسرے کو کہیں گے کہ ہمارے ساتھ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چلو تا کہ سفارش کرائیں کہ رب تعالیٰ حساب کتاب کرے۔ چنانچہ وہ ان کے پاس آکر حساب کتاب شروع کرنے کی درخواست کریں گے تو حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں اس کے قابل نہیں مگر تم انبیاء کی بنیاد حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ چنانچہ وہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آکر (شفاعت) سفارش کی درخواست کریں گے۔ چنانچہ وہ بھی فرمائیں گے کہ میں یہ نہیں کرسکتا۔ مگر تم لوگ اللہ کے خلیل اور نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ چنانچہ وہ ان کے پاس آکر شفاعت کی درخواست کریں گے تا کہ حساب کتاب شروع ہو مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں یہ نہیں کرسکتا مگر تم لوگ اللہ تعالیٰ کے کلیم موسیٰ علیہ السلام جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور کلام کے لیے چنا تھا، کے پاس چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ ان کے پاس آکر شفاعت کی درخواست کریں گے مگر وہ فرمائیں گے کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ جو روح اللہ اور اس کا کلمہ ہیں۔ چنانچہ ان کے پاس جاکر شفاعت کی درخواست کریں گے وہ فرمائیں گے میں یہ نہیں کرسکتا مگر تم خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس چلے جاؤ جن کی اگلی پچھلی خطائیں معاف کردی گئی تھیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ بھی فرمائیں گے کہ یہ بتاؤ! کہ اگر کسی برتن میں کوئی سامان ہو اور برتن پر سیل لگادی جائے تو کیا سیل توڑے بغیر اس کے سامان میں تصرف کیا جاسکتا ہے؟ لوگ کہیں گے کہ نہیں۔ چنانچہ وہ فرمائیں گے کہ محمد رسول اکرم ﷺ خاتم النبیین ہیں (یعنی ان کے بعد انبیاء کے آنے پر سیل کردی گئی تھی) ان کے پاس جاؤ۔ چنانچہ وہ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ رب تعالیٰ سے شفاعت کردیں کہ وہ ہمارا حساب کتاب کرے میں کہوں گا کہ ہاں! چنانچہ میں جنت کے دروازے پر آکر دروازہ کھٹکھٹاؤں گا، پوچھا جائے گا کہ کون ہے؟ میں کہوں گا محمد! چنانچہ دروازہ کھول دیا جائے گا اور میں سجدے میں گر جاؤں گا اور اپنے رب کی ایسی حمد بیان کرونگا جو اس سے پہلے کسی نے نہ کی ہوگی اور نہ میرے بعد کوئی بیان کرے گا۔ چنانچہ رب تعالیٰ کہیں گے کہ اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی، مانگو تمہیں دیا جائے گا شفاعت کرو قبول کی جائے گی''۔ میں کہوں گا اے رب! میری امت! میری امت! وہ کہیں گے کہ ان میں سے ہر اس امتی کو نکال لو جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو (نبی کریم ﷺ نے فرمایا) چنانچہ میں انہیں نکالوں گا اور پھر سجدے میں گر جاؤں گا''۔

(یہ روایت بخاری میں دوسری سند سے آئی ہے)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت...... مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس گوشت لایا گیا چنانچہ آپ ﷺ کو کھانے کے لیے دستی (اگلی ٹانگوں کا اوپر کے گوشت) دیا گیا جو آپ ﷺ کو بہت مرغوب تھا آپ ﷺ نے اس میں

(۱) مسند احمد، صفحہ نمبر ۱۷۸/۳

سے تھم توڑا اور فرمایا۔

میں قیامت کے دن بنی آدم کا سردار ہوں گا کیا تمھیں پتہ ہے کہ کیوں؟ اللہ تعالیٰ اولین اور آخرین کو ایک ہی میدان میں جمع فرمادے گا۔ انھیں داعی سن رہا ہوگا اور بصیر دیکھ رہا ہوگا۔ سورج قریب آجائے گا تو لوگوں کو وہ غم اور تکلیف پہنچے گی جس کو وہ برداشت نہ کرسکیں گے۔ چنانچہ آپس میں ایک دوسرے کو کہیں گے کہ تم دیکھ رہے ہو جو تمھیں تکلیف اور پریشانی لاحق ہو رہی ہے؟ کیا تمھیں کوئی ایسا نظر آ رہا ہے جو تمہارے رب کے ہاں تمہاری سفارش کر سکے؟ لوگ کہیں گے ہاں۔ تمہارے والد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ چنانچہ وہ ان کے پاس آ کر کہیں گے، اے آدم آپ ابوالبشر ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست مبارک سے بنایا اور اپنی روح آپ میں پھونکی اور ملائکہ کو حکم دیا کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ ہماری اس حالت کو دیکھ رہے ہیں رب تعالیٰ سے سفارش کیجئے۔ آپ ہماری تکلیف دیکھ رہے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کہیں گے کہ آج میرا رب اتنے غصہ میں ہے کہ اتنا پہلے نہ تھا اور نہ اس کے بعد ہوگا اس نے مجھے ایک درخت کا پھل کھانے سے منع کیا تھا مگر میں نے نادانی کی۔ نفسی نفسی (یعنی مجھے اپنی پڑی ہے) میرے علاوہ کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ جاؤ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ!

چنانچہ وہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام سے آ کر کہیں گے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول تھے، اس نے آپ کو شکر گذار بندے کا خطاب دیا تھا۔ لہٰذا آپ ہماری حالت اور تکلیف دیکھ رہے ہیں۔ رب تعالیٰ سے سفارش کر دیجئے! تو حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے کہ میرا رب آج اتنے غصے میں ہے کہ جتنا پہلے کبھی نہ تھا اور نہ کبھی ہوگا۔ اور میں نے تو اپنی قوم کے لیے بددعا کی تھی لہٰذا مجھے اپنی پڑی ہے جاؤ کسی اور کے پاس۔ حضرت ابراہیم کے پاس چلے جاؤ۔

چنانچہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ کر کہیں گے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی اور اس کے اہل زمین میں سے خلیل تھے، آپ ہماری حالت اور تکلیف دیکھ رہے ہیں۔ لہٰذا آپ سفارش کر دیں۔ وہ کہیں گے کہ مجھے اپنی پڑی ہے جاؤ کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔

چنانچہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر کہیں گے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے کلیم ہیں، آپ کو رب تعالیٰ نے اپنے کلام اور رسالت کے لیے چنا تھا۔ آپ ہماری حالت اور تکلیف دیکھ رہے ہیں۔ آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے شفاعت کر دیجئے۔ مگر وہ کہیں گے کہ آج کے دن میرا رب اتنے غصہ میں جتنا پہلے نہ کبھی تھا اور نہ کبھی ہوگا۔ اور میں نے تو ایک ایسے شخص کو قتل کر دیا تھا جس کے قتل کا مجھے حکم نہ تھا۔ لہٰذا مجھے اپنی پڑی ہے جاؤ کسی اور کے پاس جاؤ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

چنانچہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر کہیں گے کہ آپ روح اللہ اور اللہ کا وہ کلمہ ہیں جسے انہوں نے مریم کی طرف القاء فرمایا تھا (آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ ایسے ہی ہیں) آپ علیہ السلام ہماری حالت اور تکلیف دیکھ رہے ہیں آپ سفارش فرمادیجئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ آج کے دن میرا رب جتنے غصے میں ہے اتنا پہلے نہ کبھی تھا اور نہ کبھی ہوگا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی کسی غلطی کا تذکرہ نہیں کریں گے) جاؤ کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ حضرت محمد ﷺ کے پاس چلے جاؤ۔

چنانچہ وہ میرے پاس آ کر کہیں گے:

''اے محمد! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادیں۔ آپ ہماری سفارش رب تعالیٰ کی خدمت میں کر دیں۔ آپ ہماری حالت اور تکلیف دیکھ رہے ہیں۔ چنانچہ میں اٹھ کر عرش کے نیچے آ کھڑا ہوں گا اور اپنے رب عزوجل کو سجدہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کھول دے گا اور مجھے اپنی محامد اور ثناء الہام کرے گا جو اس نے پہلے کبھی کسی کو الہام نہ کی ہوں گی۔ پھر مجھے کہا جائے گا اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی، مانگو تمھیں دیا جائے گا شفاعت کرو قبول کی جائے گی''۔ میں کہوں گا اے میرے رب میری امت! میری امت! اے میرے رب، میری امت! میری امت! چنانچہ کہا جائے گا محمد! اپنی امت کے ان لوگوں کو جن کا کوئی حساب کتاب نہیں، جنت کے دائیں دروازے سے داخل کر دو اور یہ لوگ دوسرے لوگوں کے ساتھ دوسرے دروازوں میں بھی شریک ہوں گے پھر آپ ﷺ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ جنت کے دروازوں کے دونوں پٹوں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ مکہ اور ہجر کے درمیان ہے (یا فرمایا) مکہ اور

بصریٰ کے درمیان ہے"۔ (۱)

صحیحین میں ابن حبان کی سند سے یہ روایت آئی ہے۔ اور ابن ابی الدنیا نے اہوال قیامت میں یہ حدیث ابوخیثمہ کی سند سے نقل کی ہے اس میں تمام انبیاء (سوائے نبی کریم ﷺ کے) کے الفاظ میں یہ الفاظ زائد ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں مجھے آگ میں نہ پھینک دیا جائے۔ لہٰذا میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ! یہ اضافہ غریب ہے۔ صحیحین میں موجود نہیں۔ واللہ اعلم۔

مسند احمد میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ ہر نبی کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے لہٰذا میں نے اپنی اس دعا کو شفاعت کے لئے رکھ چھوڑا ہے۔ میں قیامت کے دن بنی آدم کا سردار ہوں گا اس میں کوئی فخر نہیں۔ سب سے پہلے مجھے قبر سے نکالا جائے گا اس میں کوئی فخر نہیں، میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہو گا اس میں کوئی فخر نہیں۔ آدم اور ان کے علاوہ دوسرے سب انبیاء میرے جھنڈے تلے ہوں گے اس میں کوئی فخر نہیں۔

لوگوں پر جب قیامت کا دن طویل ہو جائے گا تو وہ آپس میں کہیں گے کہ ہمارے ساتھ ہمارے ابا جان کے پاس چلو تا کہ وہ ہماری سفارش کریں تا کہ رب تعالیٰ حساب کتاب کریں۔ چنانچہ وہ حضرت آدم کے پاس آ کر کہیں گے کہ وہ آپ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دست مبارک سے بنایا اور آپ کو جنت میں ٹھہرایا، آپ کو اس کے فرشتوں نے سجدہ کیا، ہمارے لئے اپنے رب سے سفارش کر دیں تا کہ وہ ہمارا حساب کتاب کرے تو وہ کہیں گے، میں یہ نہیں کر سکتا میں جنت سے نکالا تھا اور آج مجھے اپنی پڑی ہے جاؤ انبیاء کی بنیاد حضرت نوح کے پاس چلے جاؤ (اس کے بعد سابقہ احادیث کی طرح الفاظ ہیں حتیٰ کہ وہ حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں گے) چنانچہ وہ کہیں گے اے محمد اپنے رب سے سفارش کیجئے تا کہ وہ ہمارا حساب کتاب کر دے چنانچہ میں کہوں گا ہاں میں یہ کر سکتا ہوں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے حکم دے دے۔

چنانچہ جب اللہ تعالیٰ مخلوق کا فیصلہ کرنے کا ارادہ کرے گا ایک منادی آواز لگائے گا کہ احمد اور اس کے امتی کہاں ہیں؟ لہٰذا ہم آخری مگر اولین ہوں گے سب سے پہلے حساب دینے والے، چنانچہ دوسرے لوگ ہمارے لئے راستہ چھوڑ دیں گے اور ہم چمکتے اعضاء کے ساتھ جو وضو کے اثر سے چمک رہے ہوں گے، گذرتے چلے جائیں گے دوسری امتیں کہیں گی۔ اس امت کے تمام لوگ سب کے سب انبیاء بن سکتے تھے۔ پھر جب جنت کے دروازے پر آؤں گا۔ (۲) (الحدیث)

اس کے بعد اس حدیث میں اس امت کے گناہگاروں کی شفاعت کا بیان ہے۔ یہ حدیث بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اسی طرح مروی ہے جن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ مگر ایک بہت حیران کن بات ہے کہ ائمہ نے اس حدیث کو بیان کیا ہے بہت سے طرق لائے ہیں مگر شفاعت اولیٰ جو کہ حساب کتاب شروع کرانے کے بارے میں ہے، اسے نظر انداز کر دیا جیسا کہ اس حدیث کے سابقہ تمام طرق میں واضح ہے اور اس مقام پر یہی مقصود ہے۔

اس حدیث کا سیاق یہ ہے کہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس یہ سفارش لے کر جائیں گے کہ حساب کتاب شروع کرا دیا جائے تا کہ فیصلہ ہو اور اس شدت کی گرمی اور تکلیف سے نجات ملے۔ جیسا کہ اس حدیث کے تمام طرق سے واضح ہے۔ جب وہ حشر میں پہنچتے ہیں تو محدثین گناہگاروں کی شفاعت اور ان کو جہنم سے نکالنے کا تذکرہ کرتے ہیں (یعنی حدیث مختصر کر دیتے ہیں)۔

اس اختصار کا مقصود خوارج اور معتزلہ کی تردید ہے کیونکہ وہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ کسی شخص کو جہنم میں جانے کے بعد واپس نہیں نکالا جائے گا۔ وہ (محدثین) اتنی سی حدیث کو صرف اس لیے ذکر کرتے ہیں کہ اس میں اس بدعتی عقیدے کے خلاف صریح نص موجود ہے۔ اور تصریح ان احادیث میں آئی ہے جو پہلے گذریں تفصیلی حدیث جس میں شفاعت اولیٰ (حساب کتاب) کا ذکر ہے۔ یہ ہے:

"لوگ حضرت آدم علیہ السلام پھر حضرت نوح علیہ السلام پر حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور پھر خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس آئیں گے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ جا کر عرش کے نیچے اس مقام پر سجدہ ریز ہو جائیں گے جسے محفل کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ پوچھیں گے (حالانکہ انہیں معلوم ہے) کہ کیا بات ہے؟ میں کہوں گا کہ۔

(۱) صحیح بخاری، احادیث الانبیاء حدیث نمبر ۳۳۴۰ صحیح مسلم حدیث نمبر ۴۷۹ مسند احمد صفحہ نمبر ۲/۳۵ صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۶۴۶۵ (۲) مسند احمد صفحہ نمبر ۱/۲۹۵

''اے رب تو نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ کیا تھا لہذا مخلوق کے بارے میں میری شفاعت کو قبول فرمائیں اور لوگوں کا حساب کر کے فیصلہ فرمائیں۔''

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں نے تیری شفاعت قبول کر لی، سجدے سے سر اٹھاؤ اور لوگوں کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ (اس کے بعد حدیث میں آسمان پھٹنے، فرشتوں کی آمد، کرسی لگائے جانے اور اللہ تعالیٰ کے اس پر جلوہ افروز ہونے کا ذکر ہے اور یہ کہ کروبیان اور مقرب فرشتے مختلف تسبیحات پڑھ رہے ہوں گے) آگے فرمایا

''جب کرسی زمین میں کسی جگہ لگ جائے گی تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ میں نے جب سے تمہیں پیدا کیا خاموش رہا، تمہاری باتیں سنتا رہا، تمہارے اعمال دیکھتا رہا۔ اب تم چپ رہو اور خاموشی سے دیکھو یہ تمہارے نامہ اعمال ہیں تمہارے سامنے پڑھے جائیں گے۔ چنانچہ جو کوئی اس میں اچھی بات پائے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو کچھ اور پائے اسے چاہئے کہ اپنے علاوہ کسی اور کو ملامت نہ کرے۔ (۱)

عبدالرزاق نے اپنی سند سے علی بن حسن زین العابدین سے ارشاد نبوی ﷺ نقل کیا ہے کہ:

''جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ زمین کو پھیلائیں گے جیسے کھال کو پھیلایا جاتا ہے، حتیٰ کہ انسان کے لیے صرف پاؤں رکھنے کی جگہ بنے گی۔ رسول اکرم ﷺ نے مزید فرمایا کہ ''میں وہ پہلا شخص ہوں گا جسے پکارا جائے گا، جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ عزوجل کے دائیں جانب ہوں گے واللہ میں نے رب کو اس سے پہلے نہیں دیکھا ہوگا میں کہوں گا اے رب اس (جبرائیل) نے مجھے خبر دی تھی کہ آپ نے مجھے رسول بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہیں گے کہ اس نے سچ کہا پھر فرمائے گا شفاعت کرو تو میں کہوں گا ''اے رب تیری عبادت کرنے والے تیرے بندے اور تیری عبادت نہ کرنے والے بندے زمین کے اطراف میں موجود ہیں''۔

(مطلب یہ کہ وہ اطراف زمین میں کھڑے ہیں یعنی ایک ہی جگہ سب جمع ہیں ان میں مومن بھی ہیں اور کافر بھی۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ، اللہ تعالیٰ سے سفارش کریں گے کہ حساب کتاب کر کے مومن اور کافر میں تفریق کی جائے۔ کھڑے ہونے کی جگہ میں بھی اور مستقل ٹھکانے میں بھی۔ (۲)

اسی لیے ابن جریر نے لکھا ہے کہ:

''اکثر اہل تاویل نے قرآن کی اس آیت ''عنقریب تیرا رب تجھ کو مقام محمود پر مبعوث کرے گا'' (الاسراء آیت نمبر ۷۹)

یہ وہ مقام ہے جہاں رسول اکرم ﷺ لوگوں کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن کھڑے ہوں گے تا کہ ان کا رب انہیں اس عظیم دن سے نجات دے جو اس دن کی سختی کی وجہ سے ان پر آئی ہوئی ہوگی۔

بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ قیامت کے دن ہر امت کو ترغیب دیتے پھریں گے کہ وہ اپنے نبی سے شفاعت کے لیے کہے اور پھر یہ شفاعت کی درخواست نبی کریم ﷺ تک پہنچے گی اور آپ علیہ السلام شفاعت کریں گے۔ یہ ہے وہ دن کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مقام محمود پر لائیں گے۔ (۳)

بھکاری کے چہرے سے قیامت کے دن گوشت اتار لیا جائے گا۔ صحیح بخاری میں حضرت حمزہ بن عبداللہ عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے، فرمایا کہ ''جو بندہ لوگوں سے بھیک مانگتا رہے گا قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا کوئی ٹکڑا بھی نہ ہوگا''۔ اور فرمایا کہ ''قیامت کے دن سورج بہت قریب آ جائے گا حتیٰ کہ پسینہ آدھے کانوں تک پہنچ جائے گا اور اسی دوران لوگ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور پھر حضرت محمد ﷺ سے فریاد کریں گے۔

(ایک اور روایت میں یہ الفاظ زائد آئے ہیں) چنانچہ وہ (محمد ﷺ) شفاعت کریں گے کہ رب تعالیٰ مخلوق کا فیصلہ فرما دے حتیٰ کہ وہ دروازے کی کنڈی پکڑ کر کھڑے ہو جائیں گے۔ چنانچہ اس دن اللہ تعالیٰ انہیں مقام محمود پر لا کھڑا کرے گا کہ وہاں جمع ہونے والے سب آپ علیہ السلام کا شکریہ

---

(۱) بیہقی کتاب البعث والنشور حدیث نمبر ۶۶۹، طبرانی مطولات حدیث نمبر ۳۶ (۲) تفسیر ابن کثیر صفحہ نمبر ۵/۱۰۸، اتحاف سادۃ المتقین صفحہ نمبر ۱۰/۴۵۳، کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۰۹۴ (۳) بخاری کتاب التفسیر حدیث نمبر ۴۷۱۸

ادا کریں گے (یعنی حمد کریں گے)۔ (۱)

اس حوض محمدی کا ذکر جس سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہمیں سیراب فرمائیں گے۔ حوض کوثر کا وجود متعدد مشہور احادیث سے اور کئی طرق سے ثابت ہے ایسے بے شمار لوگ مٹی میں مل گئے جو اس کے وجود کے منکر تھے ان کا انکار ان کے اور حوض کوثر پر آنے کے درمیان حائل ہے۔ جیسا کہ بعض سلف سے منقول ہے کہ جو شخص کرامت کا منکر ہو وہ حوض کوثر پر نہیں آ سکے گا اور اگر حوض کوثر کا منکر ان احادیث پر مطلع ہو جائے جو ہم پیش کرنے والے ہیں تو وہ اپنے قول کے خلاف رجوع کرے گا۔

سب صحابہ رضی اللہ عنہم حوض کوثر کی تصدیق کرتے اور اس کے وجود پر ایمان رکھتے تھے۔ اور اس بارے میں احادیث بھی روایت کی ہیں" بے شمار صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس کے وجود کے بارے میں احادیث مروی ہیں جن میں کچھ مندرجہ ذیل حضرات ہیں، حضرت ابی بن کعب، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت جندب بن عبداللہ البجلی، حضرت زید بن ارقم، حضرت سمان فارسی، حضرت حارثہ بن وھب، حضرت حذیفہ بن اسید، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت سمرہ بن جندب، حضرت سہل بن سعد، حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، حضرت ابن مسعود، حضرت عتبہ بن عبد السلمی، حضرت عقبہ بن عامر الجھنی، حضرت ثواس بن سمعان، حضرت ابوامامہ باہلی، حضرت ابو برزہ اسلمی، حضرت ابوبکرہ، حضرت ابوذر غفاری، حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابوہریرہ، حضرت اسماء بنت ابی بکر، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت ام سلمی، حضرت حمزہ کی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہم وعنھن اجمعین۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث۔ ابوالقاسم طبرانی نے اپنی سند سے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ" رسول اکرم ﷺ نے حوض کوثر کا ذکر فرمایا تو انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ حوض کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ" دودھ سے زیادہ سفید، برف سے زیادہ ٹھنڈا، شہد سے زیادہ میٹھا، مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ جس نے ایک گھونٹ پی لیا کبھی پیاسا نہ ہوگا اور جو اس سے روگردانی کرے گا کبھی سیراب نہ ہوگا۔ (۲)

کتاب السنۃ میں ایک اور سند سے یہ روایت آئی ہے صرف اس میں قسم کھا کر بیان کرنے اور ستاروں سے زیادہ اس کے پیالوں کے ہونے کا ذکر آیا ہے۔ (۳) اور یہ روایت صحاح ستہ یا مسند احمد میں نہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث۔ بخاری میں حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "میرا حوض اتنا بڑا ہے جتنا کہ ایلہ اور صنعاء یمن کے درمیان فاصلہ اور اس میں ستاروں کی تعداد برابر پیالے ہیں۔" (کذ رواہ مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت...... بخاری ہی میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ:
"میرے پاس (حوض پر) میرے کچھ ساتھی (امتی) آئیں گے اور میں ان کو پہچان بھی لوں گا مگر فرشتے مجھ سے نہیں دور کر دیں گے میں کہوں گا یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ کہا جائے گا آپ کو نہیں معلوم کے آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا بدعتیں ایجاد کیں"۔ (۴) (رواہ مسلم عن محمد بن حاتم)

کوثر ایک نہر ہے جو رسول اکرم ﷺ کو ملے گی، حضرت انس کی تیسری روایت۔ مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو نیند آئی جب بیدار ہوئے تو آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے سر اٹھایا (آپ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ یا دوسرے صحابہ نے پوچھا) یا رسول اللہ آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ فرمایا" مجھ پر ابھی ابھی ایک سورۃ نازل ہوئی ہے"۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم انا اعطیناک الکوثر (الی آخر سورۃ) سورت سنانے کے بعد پوچھا کیا تمہیں پتہ ہے کہ کوثر کیا ہے" لوگوں

(۱) بخاری کتاب الزکاۃ حدیث نمبر ۱۲۷۲، اور نمبر ۱۲۷۵ (۲) طبرانی، المعجم الکبیر صفحہ نمبر ۱۸۷/۸ (۳) حوالہ سابقہ
(۴) بخاری کتاب الرقاق حدیث نمبر ۶۵۸۰، مسلم حدیث نمبر ۵۹۵۰

نے کہا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہ "یہ ایک نہر ہے جو مجھے رب تعالیٰ نے جنت میں عطا کی ہے۔ اس میں بہت بھلائی ہے، قیامت کے دن میری امت اس پر میرے پاس پانی پینے آئی گے۔ اس کے پیالے ستاروں جتنی تعداد میں ہیں۔ ایک بندے کو اس سے دور دھکیلا جائے گا تو میں کہوں گا کہ یہ میرا امتی ہے۔ تو کہا جائے گا کہ آپ کو نہیں معلوم ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعات ایجاد کیں"۔ (یہ ثلاثی حدیث ہے اسے مسلم ابوداؤد اور نسائی نے بھی محمد بن فضیل کی سند سے روایت کیا ہے)۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی چوتھی روایت: مسند احمد میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "میرے حوض کے دونوں کناروں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ مدینہ اور صنعاء کے درمیان ہے اور مدینہ اور عمان کے درمیان ہے"۔[1] (مسلم شریف میں دو طرق سے یہ روایت آئی ہے)۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی پانچویں روایت: مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کچھ لوگوں نے عبیداللہ بن زیاد کے پاس حوض کوثر کا تذکرہ کیا تو اس نے اس کا انکار کیا اور کہنے لگا حوض کیا ہے؟ یہ بات جب حضرت انس رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ میں اس کے پاس جا کر ضرور بات کروں گا۔ چنانچہ تشریف لے گئے اور فرمایا کہ "تم حوض کوثر کے بارے میں بات کر رہے تھے؟" عبیداللہ نے کہا کیا آپ نے رسول اکرم ﷺ سے اس حوض کا تذکرہ سنا ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بہت زیادہ اور ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے یہ فرمایا کہ:

> "میرے حوض کے دونوں کناروں کے درمیان ایلہ سے مکہ یا صنعاء سے مکہ کے درمیان فاصلے جتنا فاصلہ ہے۔ اور اس کے برتن آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں"۔

مسند احمد ہی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ:

> "میرا حوض اتنا اتنا بڑا ہے۔ اس میں آسمان کے ستاروں کے برابر برتن ہیں شہد سے زیادہ میٹھا، برف سے زیادہ ٹھنڈا، اور دودھ سے زیادہ سفید ہے جو اس سے پیئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا اور جو نہ پیئے گا کبھی سیراب نہ ہوگا"۔[2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی چھٹی روایت: مسند ابویعلی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبیداللہ بن زیاد نے ان سے پوچھا "اے ابوحمزہ کیا آپ نے نبی کریم ﷺ سے حوض کے بارے میں تذکرہ سنا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں مدینے میں ایسی بوڑھی عورتوں کو چھوڑ کر آیا ہوں جو کثرت سے یہ دعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں حضرت محمد ﷺ کے حوض سے (شربت) پلائے"۔[3]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ساتویں روایت: مسند ابویعلی میں یزید الرقاشی سے مروی ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا اے ابوحمزہ! کچھ لوگ ہمیں کفر و شرک سے متہم کرتے ہیں، حضرت انس نے فرمایا کہ وہ لوگ بدخلق اور بدترین مخلوق ہیں۔ میں نے کہا اور وہ حوض کوثر کو جھٹلاتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ میرا ایک حوض ہے۔ جس کا عرض ایلہ سے کعبہ کی مسافت کے برابر ہے (یا فرمایا کہ صنعاء تک) دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس میں آسمان کے ستاروں کے برابر برتن ہیں اس میں کئی پرنالے جنت کی طرف سے بہتے ہیں۔ جو اسے جھٹلائے وہ اس سے نہیں پی سکے گا۔[4]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی آٹھویں روایت: مسند بزار میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرا حوض اتنا اتنا بڑا ہے اس میں ستاروں کی تعداد میں برتن ہیں، مشک سے زیادہ خوشبودار، شہد سے زیادہ میٹھا، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ جو اس سے ایک مرتبہ پئے کبھی پیاسا نہ ہوگا اور جو نہیں پئے گا وہ کبھی سیراب نہیں ہوگا۔[5]

---

(۱) صحیح مسلم، الفضائل، حدیث نمبر ۵۹۵۳، مسند احمد صفحہ ۳/۱۳۳ (۲) مسند احمد صفحہ نمبر ۳/۲۳۰ (۳) مسند ابویعلی صفحہ نمبر ۶/۳۳۵۵

(۴) السنۃ ابن ابی عاصم صفحہ نمبر ۲/۳۳۲، (۵) مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۱۰/۳۶۰، الترغیب والترھیب صفحہ نمبر ۴/۴۱۸

حافظ بزار کہتے ہیں ان الفاظ سے ہمیں سوائے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اور کسی سے روایت نہیں معلوم۔ یہ اسناد جید ہیں۔ اس روایت کو صحاح ستہ یا مسند احمد میں نقل نہیں کیا گیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی نویں روایت : علامہ ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "میں نے اپنا حوض دیکھا، اس کے کنارے پر ستاروں کی طرح برتن رکھے تھے میں نے اس میں ہاتھ ڈال کر دیکھا تو وہ انتہائی خوشبودار عنبر کی طرح تھا۔

حضرت بریدہ بن خصیب اسلمی رضی اللہ عنہ کی روایت : مسند ابو یعلی میں حضرت بریدہ بن خصیب رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے فرمایا کہ "میرا حوض عمان سے یمن تک کی مسافت جتنا بڑا ہے اس میں آسمان کے ستاروں کی تعداد میں برتن ہیں جو اس سے ایک مرتبہ پئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔"[1] (اسی طرح حضرت بریدہ سے ابن ساعد، اور ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے نقل کیا ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں)

"میرا حوض عمان اور یمن (کی مسافت) کے برابر ہے، اس میں ستاروں کی تعداد میں برتن ہیں، شہد سے میٹھا، دودھ سے زیادہ سفید اور دودھ مکھن سے، جو شخص ایک مرتبہ اس سے پیئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا"۔[2]

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت : مسند احمد میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "قیامت کے دن میں اپنے حوض پر ہوں گا اور اہل یمن میں سے کچھ لوگوں کو اس سے دور کروں گا اور اپنی لاٹھی سے ماروں گا۔ حتی کہ ان کو دور کر دوں گا"۔

رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ اس کی گنجائش کتنی ہے؟ فرمایا کہ "میری اس جگہ سے عمان تک اس میں دو پرنالے ہیں جو اس (شربت کو) لا رہے ہوں گے، گر رہے ہوں گے۔[3]

مسند احمد ہی میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے اس حوض کی چوڑائی کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ میری اس جگہ سے عمان تک"۔[4]

عبدالرزاق نے نقل کیا ہے کہ "بصری اور صنعاء کے فاصلے کے برابر یا مکہ اور ایلہ کے فاصلے کے برابر"۔[5]

یا فرمایا کہ میری اس جگہ سے عمان تک"۔[6]

اس کے شربت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا "دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور اس میں جنت سے دو پرنالے گر رہے جو ایک سونے کا ہے اور دوسرا چاندی کا بنا ہوا ہے"۔[7]

مسند ابو یعلی میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ "میں اپنے حوض کے پاس کھڑا ہوں گا، اہل یمن کے کچھ لوگوں کو اس سے دور کروں گا اور اپنی لاٹھی سے ماروں گا حتی کہ وہ حوض چھوڑ جائیں گے"۔[8]

نبی کریم ﷺ سے اس حوض کی چوڑائی وغیرہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ میری اس جگہ سے عمان تک۔ جس کا فاصلہ ایک ماہ کا ہے یا اسی طرح کچھ اور"۔[9]

پھر آپ ﷺ سے اس کے شربت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اس میں دو پرنالے جنت سے آ کر گر رہے ہیں ایک سونے کا اور دوسرا چاندی کا ہے"۔[10] (مسلم میں یہ روایت حضرت قتادہ سے مروی

---

(۱) [illegible] ۹۹۳، [illegible] حدیث نمبر ۳۹۱ (۲) حوالہ بالا (۳) مسند احمد صفحہ ۲۸۰/۵

(۴) ایضاً (۵) مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۶۵۲ (۶) ایضاً (۷) صحیح مسلم، الفضائل حدیث نمبر ۵۹۳۶ [illegible]

[illegible] ۲۵۰ (۸) [illegible] (۹) مسند احمد صفحہ ۲۸۰/۵ (۱۰) صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۹۳۶ [illegible]

[illegible] ۲۵۰ [illegible]

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت کا ایک اور طریق: مسند احمد میں حسین بن محمد کی سند سے عباس بن سالم لخمی سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ابوسلام حبشی سے حوض کوثر کے بارے پوچھنے کے لیے کسی کو روانہ کیا۔ چنانچہ وہ انھیں لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہو گیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

> ''میرا حوض عدن سے عمان بلقاء کی مسافت کے برابر بڑا ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس کے پیالے ستاروں کی تعداد میں ہیں۔ جو اس سے ایک بار پئے گا وہ اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا اور سب سے پہلے حوض کوثر پر فقراء مہاجرین پہنچیں گے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سوال کیا یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ تو فرمایا کہ ''پراگندہ بالوں اور میلے کپڑے والے مسلمان جو مالدار اور ناز و نعم میں پلی ہوئی عورتوں سے شادی نہیں کر سکتے اور نہ ان کے لیے دوستی کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔''

یہ سن کر عمر بن عبدالعزیز کہنے لگے کہ میں نے ناز و نعم میں پلی عورت سے شادی کی ہے اور میرے لیے دوستی کے دروازے کھلے ہوتے ہیں بس اب تو اللہ ہی مجھ پر رحم کرے۔ خدا کی قسم میں اپنے سر میں اب تیل نہ ڈالوں گا حتیٰ کہ میرے بال پراگندہ ہو جائیں اور ان پہنے ہوئے کپڑوں کو نہیں دھوؤں گا حتیٰ کہ یہ بوسیدہ ہو جائیں۔ (۱)

ابوبکر بن ابی عاصم نے اپنی سند سے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ نقل کیا ہے فرمایا کہ ''میرا حوض عدن اور عمان کے درمیان (یعنی اس مسافت کے برابر) ہے، دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا، اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے اس کے پیالے آسمان کے تاروں کے برابر ہیں (تعداد میں) جو اس سے ایک مرتبہ پئے گا اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا اور اس پر آنے والے اکثر لوگ فقراء مہاجرین ہوں گے۔ (ہم نے پوچھا وہ کون ہیں؟ تو فرمایا) وہ الجھے بال اور میلے کپڑوں والے لوگ ہیں جو امیر زادیوں سے نکاح نہیں کر سکتے۔ اور ان کے لیے دوستی کے دروازے نہیں کھلتے، جو دوسروں کا حق تو واپس کر دیتے ہیں مگر ان کا حق واپس نہیں کیا جاتا۔ (۲) (سند کا یہ طریق بھی پچھلی روایت کی سند کی طرح جید ہے)۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت: مسند ابویعلیٰ میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے، فرمایا کہ:

> ''میں حوض پر تم سے پہلے پہنچوں گا اور اس حوض کے دونوں کناروں میں فاصلہ، صنعاء اور ایلہ کے فاصلے کے برابر ہے اور اس کے پیالے گویا ستارے ہیں''۔ (۳)

مسلم میں بھی یہ روایت آئی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت: مسند احمد میں ابوزبیر سے مروی ہے انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد سناتے ہوئے سنا:

''میں حوض پر اپنے پاس آنے والوں کو دیکھ رہا ہوں گا۔ مجھ سے کچھ لوگوں کو دور کیا جا رہا ہوگا تو میں کہوں گا اے رب! یہ لوگ مجھ سے ہیں اور میرے امتی ہیں۔ کہا جائے گا کہ آپ ﷺ کو نہیں معلوم کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا اعمال کیے یہ لوگ آپ کے بعد الٹے پیروں واپس ہوتے رہے (یعنی دین پر سنت کے خلاف چلتے رہے)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''حوض ایک مہینے کی مسافت کے برابر ہے اس کی چوڑائی، لمبائی کی مثل ہے اس کے برتن آسمان کے ستاروں کی مثل ہیں، وہ مشک سے زیادہ خوشبودار اور دودھ سے زیادہ سفید ہے جو اس سے ایک بار پئے گا وہ

---

(۱) ترمذی صفۃ القیامۃ حدیث نمبر ۲۴۴۴، ابن ماجہ الزھد حدیث نمبر ۴۳۰۳، مسند احمد صفحہ نمبر ۲۷۵/۵ (۲) ترمذی صفۃ القیامۃ حدیث نمبر ۲۴۴۴، ابن ماجہ

ایضاً، مسند احمد صفحہ نمبر ۲۷۵/۵ (۳) مسلم کتاب الفضائل حدیث نمبر ۵۹۵۸، ابن ابی شیبہ صفحہ نمبر ۴۱۲/۷

کبھی پیاسا نہ ہوگا“۔[۱]

(اس کی اسناد شرط مسلم پر ہیں مگر مسلم نے اسے روایت نہیں کیا، بلکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے چھ روایات نقل کی ہیں مگر مذکورہ روایت ان میں نہیں)۔

روایت جابر رضی اللہ عنہ، رسول اکرم ﷺ امت کی کثرت پر فخر کریں گے...... مسند بزار میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے، فرمایا کہ میں حوض پر تم سے پہلے موجود (انتظار میں) ہوں گا اور دوسری امتوں کے مقابلے میں تمہاری کثرت پر فخر کروں گا۔ چنانچہ تم میرے بعد کافرمت ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ ایک شخص نے حوض کی پیائش پوچھی تو فرمایا۔ ایلہ سے مکہ کے درمیان کی مسافت (حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ مکہ کہا ہے) اس میں پینے کے برتن تاروں کی تعداد سے زیادہ ہیں۔ مومن ایک پیالہ اٹھا کر دوبارہ رکھنے نہ پائے گا کہ اسے دوسرا مومن بھائی اٹھالے گا“۔[۲]

حضرت جندب بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کی روایت...... بخاری میں حضرت جندب سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا”میں حوض کوثر پر تم سے پہلے موجود ہوں گا“۔ (مسلم میں شعبہ کی سند اور مسند احمد میں سفیان بن عیینہ کی سند سے بھی منقول ہے)

حضرت جاریہ بن وہب رضی اللہ عنہ کی حدیث...... صحیح بخاری میں حضرت جاریہ بن وہب سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو حوض کوثر کا تذکرہ کرتے سنا فرمایا کہ جتنا فاصلہ مدینے اور صنعاء میں ہے (اتنا بڑا ہے) (ابن ابی عدی نے حضرت جاریہ بن وھب رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ اضافہ بنایا ہے، ان کا حوض صنعاء اور مدینے کے درمیان ہے۔ مستورد نے ان سے پوچھا کہ ”تم نے انہیں برتنوں کا ذکر کرتے نہیں سنا؟ انہوں نے کہا نہیں تو مستورد نے کہا ہم نے اس میں یہ ذکر دیکھا ہے“۔ فرمایا ”برتن ستاروں کی مانند ہیں“۔[۳]

(صحیح مسلم میں محمد بن عرعرہ سے مروی ہے۔ اسی طرح محمد بن عبداللہ کی سند سے بھی ہے۔ یہ مستورد، ابن شداد بن عمرو فہری ہیں۔ جو کہ صحابی ہیں۔ ان کی روایات بخاری و مسلم میں آئی ہیں اور سنن اربعہ میں بھی۔)

حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کی حدیث...... ابوشریحہ غفاری نے اپنی سند سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ”جب نبی کریم ﷺ حجۃ الوداع سے لوٹے تو فرمایا کہ میں حوض کوثر پر تم سے پہلے موجود ہوں گا۔ تم اس حوض پر آؤ گے جس کی لمبائی بصری سے صنعاء کی مسافت کے برابر ہے۔ اس میں ستاروں کی تعداد میں پیالے ہیں“۔[۴] (یہ روایت مشہور کتب ستہ اور مسند احمد میں نہیں آئی)۔

حضرت حذیفہ بن یمان عبسی رضی اللہ عنہ کی حدیث...... ابوالقاسم البغوی نے اپنی سند سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ”میرا حوض ایلہ و عدن سے بھی دور ہے۔ اور قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اس کے برتن ستاروں سے بھی زیادہ ہیں۔ وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ میں اس سے بعض لوگوں کو دور کروں گا جیسا کہ کوئی شخص اپنے حوض سے اجنبی اونٹ کو بھگا دیتا ہے“۔ کسی نے پوچھا یارسول اللہ! آپ ﷺ اس دن ہمیں پہچانیں گے؟ فرمایا ہاں! تم لوگ میرے حوض پر آثار وضو سے چمکتے اعضاء کے ساتھ آؤ گے اور یہ امتیاز کسی اور کو حاصل نہ ہوگا“۔[۵] (مسلم اور بخاری میں بھی یہ روایت الگ الگ اسناد سے آئی ہے)۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث...... مسند احمد میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”تم لوگ ان لوگوں کا لاکھواں حصہ بھی نہیں جو لوگ میری امت سے میرے حوض پر آئیں گے“۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت زید سے پوچھا کہ ان دنوں تم مسلمانوں کی تعداد کتنی تھی؟ فرمایا کہ ہم سات یا آٹھ سو افراد تھے“۔[۶]

---

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۹۲۸، مسند احمد صفحہ نمبر ۳۸۴/۳　(۲) طبرانی کبیر صفحہ نمبر ۹۳/۸، فتح الباری صفحہ نمبر ۴۶۸/۱۱

(۳) صحیح بخاری کتاب الرقاق، حدیث نمبر ۶۵۹۱، صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۹۳۸　(۴) کنزالعمال حدیث نمبر ۳۹۱۶۹، طبرانی کبیر صفحہ نمبر ۶۵/۳

(۵) صحیح بخاری کتاب الرقاق حدیث نمبر ۶۵۸۰، صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۸۲　(۶) سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۴۷۴۶، مسند احمد صفحہ نمبر ۳۷۲/۴

حدیث حضرت زید رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ پر جھوٹ باندھنے والا جہنمی ہے بیہقی میں یزید بن حیان تیمی سے مروی ہے کہ میں حضرت ابن ارقم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، مجھے عبید اللہ بن زیاد نے ان کے پاس پوچھنے بھیجا تھا کہ ''وہ احادیث کیا ہیں جو تم رسول اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں؟ اور کیا تمہارا خیال ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا جنت میں کوئی حوض ہے؟ تو حضرت زید نے جواب دیا کہ ہمیں رسول ﷺ نے بتایا اور ہم سے اس کا وعدہ بھی فرمایا تو عبید اللہ نے کہا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ لیکن تم ایک دماغ خراب بوڑھے شخص ہو تو وہ فرمانے لگے کہ میرے کانوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ ''جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے''۔ اور میں رسول اکرم ﷺ پر جھوٹ نہیں باندھ رہا''۔ [۱]

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی حدیث۔ صحیح بن خزیمہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی فضیلت رمضان پر ایک طویل حدیث نقل کی ہے جس میں رسول اکرم ﷺ نے شعبان کے آخری دن خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ:

''اے لوگو تم پر ایک عظیم مبارک مہینہ آ گیا ہے (اس کے بعد طویل حدیث ہے پھر فرمایا) جو شخص اس مہینے میں روزے سے رہا اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے (شربت) پلائیں گے۔ چنانچہ وہ اس کے بعد پیاسا نہ ہوگا حتیٰ کہ جنت میں داخل ہو جائے''۔ [۲]

فصل

ہر نبی کا ایک حوض ہوگا اور آنے والوں کی کثرت پر ایک دوسرے سے فخر کریں گے

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت

بوبکر بن عاصم نے اپنی سند سے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی نقل کیا ہے۔ فرمایا ''ہر نبی کا ایک حوض ہوگا اور وہ حوض پر آنے والے لوگوں کی کثرت پر ایک دوسرے سے فخر کریں گے۔ اور مجھے امید ہے کہ میرے حوض پر سب سے زیادہ لوگ آئیں گے''۔ [۳] (ہذا حدیث غریب)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ الساعدی کی روایت صحیح بخاری میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے، فرمایا میں ''حوض پر تم سے پہلے موجود (تمہارے انتظار میں) ہوں گا جو آئے گا پی لے گا اور جو پی لے گا کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ اور میرے حوض پر اور قوم آئیں گی جنہیں میں پہچان لوں گا اور وہ بھی مجھے پہچانیں گے۔ پھر ان کے اور میرے درمیان آڑ کردی جائے گی''۔

ابوحازم راوی نے کہا نعمان بن ابی عیاش نے مجھ سے یہ روایت سنی تو پوچھا کہ اتنی ہی روایت تم نے حضرت سہل سے سنی تھی؟ میں نے کہا ہاں۔ تو انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت سنی اور اس میں یہ زائد الفاظ تھے (فرمایا).

''میں کہوں گا یہ مجھ سے ہیں، تو کہا جائے گا کہ آپ کو نہیں معلوم کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا بدعات کیں دور کرو، دور کرو اس شخص کو جس نے میرے بعد (دین) بدل دیا''۔ [۴]

حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم مدنی کی روایت صحیح بخاری و مسلم میں مروی ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ نے حنین کی غنیمت تقسیم فرمائی تو قریش کے بعض سرداروں کو بھی دیا۔ اس پر بعض انصار ناراض ہو گئے تو آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ تم میرے بعد عنقریب بذات کی محبت پاؤ گے حتیٰ کہ تم مجھے حوض پر آ کر مل جاؤ۔ [۵]

---

(۱) بیہقی سنن کبریٰ، صفحہ نمبر ۳/۲۷۶، دلائل النبوۃ صفحہ نمبر ۶/۲۸۴ (۲) صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۱۸۷۷ (۳) ترمذی حدیث نمبر ۲۴۴۳

(۴) صحیح بخاری حدیث نمبر ۶۵۸۹ (۵) بخاری حدیث نمبر ۷۴۴۱

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت۔ ...مسند بزار میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے،فرمایا کہ:

''میں تمہارے دامن کو پکڑے کہتا رہوں گا کہ جہنم سے اور حدود کے تجاوز سے بچو۔(تین مرتبہ فرمایا) اور اگر میں مر گیا تو تمہیں چھوڑ جاؤں گا اور تم سے پہلے حوض پر (منتظر) ہوں گا۔ جو وہاں آئے گا کامیاب ہوگا۔ ایک قوم کو لایا جائے گا مگر انہیں بائیں والے فرشتے روک لیں گے، میں پکاروں گا اے رب (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ یہ کہا ہے) کہا جائے گا کہ یہ لوگ آپ کے بعد دین سے پھر گئے تھے۔(۱)

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''حوض کوثر وہ خیر کثیر ہے جو اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کو عطا فرمائیں گے۔ ابوبشر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر سے پوچھا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ حوض جنت میں ایک نہر ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ کوثر سے حوض تک دو پرنالے ہیں ایک سونے کا اور ایک چاندی کا''۔(۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت..... طبرانی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے،فرمایا:

''میرا حوض ایک ماہ کی مسافت (کے برابر بڑا) ہے۔ اس کے چاروں کونے برابر ہیں اس کے برتن آسمان تک ستاروں کی تعداد میں ہیں۔ اس کا پانی زیادہ سفید ہے برف سے، شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ جو اس سے ایک مرتبہ پئے گا اسے اس کے بعد کبھی پیاس نہ لگے گی''۔(۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تیسری روایت علامہ ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا رب تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے کے بارے میں کہ کیا وہاں پانی ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، اس میں ضرور پانی ہوگا بیشک اللہ کے اولیاء انبیاء کرام کے حوضوں پر آئیں گے اور اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے بھیجے گا۔ جن کے ہاتھوں میں آگ کے ڈنڈے ہوں گے جو کافروں کو انبیاء کے حوضوں سے دور ہٹائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت۔ صحیح بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے،فرمایا:

''(قیامت میں) تمہارے سامنے اتنا بڑا حوض ہوگا جتنا کہ جرباء اور اذرح کے درمیان فاصلہ ہے''۔(۴) (جرباء، عمان کے قریب اور اذرح شام کا ایک علاقہ ہے)۔

مسند احمد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث مروی ہے۔ بعض روایت میں ہے کہ تمہارے سامنے اتنا بڑا حوض ہوگا جتنا جرباء اور اذرح کے درمیان مسافت ہے۔ یہ دونوں شام کے علاقے ہیں جو شخص اس حوض سے ایک مرتبہ پئے گا اس کے بعد کبھی اسے پیاس نہیں لگے گی۔(۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت۔ مسند احمد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ:

''میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسا کہ مدینہ اور عمان کے مابین فاصلہ ہے۔ برف سے زیادہ ٹھنڈا، شہد سے زیادہ میٹھا، مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی تعداد جتنے ہیں جو ایک مرتبہ اس سے پئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اور سب سے پہلے حوض پر آنے والے غریب مہاجرین ہوں گے۔ کسی نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کہ ان کے بال پراگندہ، چہرے زرد اور کپڑے میلے ہوتے ہیں۔ ان کے لیے دوستی کا دروازہ نہیں کھلتا اور وہ مالدار عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتے۔ وہ لوگ دوسروں کا حق واپس کر دیتے ہیں ان کا حق کوئی واپس نہیں کرتا۔

---

(۱) طبرانی کبیر صفحہ نمبر ۱۱/۳۳ (۲) طبرانی معجم الکبیر صفحہ نمبر ۱۱/۱۲۵ (۳) صحیح بخاری کتاب الرقاق حدیث نمبر ۶۵۷۷، مسلم حدیث نمبر ۵۹۴۱، مسند احمد صفحہ نمبر ۲/۱۲۱ (۴) حوالہ بالا (۵) مسند احمد صفحہ نمبر ۲/۱۳۲

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت۔ مسند ابوداؤد طیالسی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ''سورۃ انا اعطینک الکوثر'' نازل ہوئی تو ہمیں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ۔

''کوثر جنت میں ایک نہر ہے اس کے دونوں کنارے سونے کے بنے ہوئے ہیں۔ وہ موتیوں اور یاقوت پر چلتی ہے اس کی مٹی مشک سے زیادہ خوشبودار ہے اور اس کا ذائقہ شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور اس کا پانی برف سے زیادہ سفید ہے''۔ (۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''میرا حوض ایک مہینہ کی مسافت کے برابر ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، اس کی خوشبو مشک سے زیادہ اچھی، اس کے پیالے آسمان کے تاروں کی طرح ہیں جو اس سے پئے گا پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ (۲)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت۔ مسند احمد میں سالم بن سبرہ سے مروی ہے کہ عبید اللہ بن زیاد، نبی کریم ﷺ کے حوض کے بارے میں پوچھا کرتا تھا اور حضرت ابو برزہ، حضرت براء بن عازب، عائذ بن عمرو اور ایک شخص سے پوچھنے کے بعد اس نے جھٹلانا شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ ابو سبرہ نے ایک دن اسے کہا کہ میں ایک حدیث ایسی نہ سناؤں جس میں اس سے شفاء حاصل ہو جائے۔ تمہارے باپ نے مجھے کچھ مال کے ہمراہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا تھا، میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ملا انہوں نے مجھے ایک حدیث سنائی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''بیشک اللہ تعالیٰ فحشی اور بے حیائی کو پسند نہیں فرماتے یا فرمایا نفرت فرماتے ہیں اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کھلم کھلا بے حیائی اور فحشی ظاہر نہ ہو جائے۔ قطع رحمی، پڑوسی سے ظلم ظاہر نہ ہو۔ اور جب تک کہ امانت دار خیانت نہ کرے اور خائن امانتداری کرے۔ اور مزید فرمایا ''سنو تم سے میرے حوض کا وعدہ کیا گیا ہے جس کی لمبائی اور چوڑائی برابر ہے اور وہ ایلہ اور مکہ کے درمیان مسافت کے برابر ہے، اور وہ ایک ماہ کی مسافت ہے۔ اس میں پیالے آسمان کے ستاروں کی مثل ہیں اس کا شربت چاندی سے زیادہ سفید ہے جو اس سے پئے گا اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا''۔ (۳)

یہ سن کر عبید اللہ نے کہا کہ حوض کے بارے میں اس سے زیادہ اثبت اور سچی حدیث میں نے نہیں سنی۔ یہ کہہ کر اس نے وہ کاغذ جس پر حدیث لکھی تھی، اپنے پاس رکھ لیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت۔ مسند بزار میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے، فرمایا کہ۔

''جنت میں میرا ایک حوض ہوگا، جس کی مسافت ایک ماہ کی ہے۔ اس کے چاروں کنارے برابر ہیں۔ اس کی بو مشک سے زیادہ خوشبودار ہے، اس کا پانی چاندی جیسا اور پیالے آسمان کے تاروں کی طرح ہیں جو اس سے ایک بار پئے گا اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا''۔ (۴)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت۔ طبرانی میں حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ''میرے حوض کے دو کناروں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا ایلہ سے صنعاء تک ہے۔ ایک ماہ کی مسافت ہے، اس کی چوڑائی لمبائی جیسی ہے اس میں دو پرنالے آتے ہیں جو جنت سے نکل رہے ہیں، ایک سونے کا اور ایک چاندی کا ہے، دودھ سے زیادہ سفید، برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے اور اس میں آسمان کے تاروں کی تعداد میں پیالے ہیں''۔ (۵)

(یہ روایت طبرانی اور صحیح ابن حبان میں بھی ابو الوازع جابر بن عمرو سے مروی ہے)

---

(۱) ترمذی حدیث نمبر ۳۳۶۱، ابوداؤد طیالسی حدیث نمبر ۱۹۳۳ (۲) صحیح بخاری حدیث نمبر ۶۵۹۳، مسلم حدیث نمبر ۵۹۲۸

(۳) مسند احمد صفحہ نمبر ۱۵۹/۲ (۴) مسند بزار حدیث نمبر ۳۴۷۹ (۵) طبرانی اوسط حدیث نمبر ۳۴۰۸

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت..... صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''میں تم سے پہلے حوض پر موجود (منتظر) ہوں گا''۔

بخاری ہی میں ایک اور سند سے روایت ہے فرمایا کہ:

''میں تم سے پہلے حوض پر موجود ہوں گا، اور کچھ لوگ تم میں سے اٹھا کر لائے جائیں گے پھر مجھ سے دور کر دیئے جائیں گے۔ میں کہوں گا اے رب! یہ میرے ساتھی ہیں۔ تو مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ کو نہیں پتہ کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئی ایجادکیں۔ (اس حدیث کا ایک تابع حضرت حذیفہ کی حدیث ہے)۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت..... مسند احمد میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ملیکہ کے دو بیٹے خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہماری ماں اپنے شوہر کا اکرام کرتی تھی، اولاد پر مہربان تھی اور مہمانوں کی خدمت کرتی تھی مگر وہ جاہلیت میں انتقال کر گئی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''تمہاری ماں جہنم میں ہوگی''۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ دونوں واپس گئے تو غم کے مارے چہرے کالے پڑ گئے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں دوبارہ بلوایا تو وہ دونوں خوشی خوشی لوٹ کر آ گئے اور امید کی کہ اب کوئی بات ضرور ہوگی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ تمہاری والدہ میری والدہ کے ہمراہ ہوگی''

یہ سن کر ایک منافق بولا کہ یہ کیا اپنی والدہ کو کچھ فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ حالانکہ ہم اس کے پیچھے چل رہے ہیں۔ ایک انصاری نے کہا (اس شخص سے زیادہ سوال کرنے والا شخص میں نے نہیں دیکھا تھا) یا رسول اللہ! کیا آپ ﷺ سے رب تعالیٰ نے آپ کی والدہ یا ان دونوں کی والدہ کے بارے میں کوئی وعدہ فرمایا ہے؟ اس کا خیال تھا کہ کوئی ایسا جواب ہوگا جو پہلے بھی وہ سن چکا ہوگا۔ مگر نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ:

نہ تو میں نے رب سے سوال کیا اور نہ اس کی لالچ کی اور بیشک میں قیامت کے دن مقام محمود پر کھڑا ہوں گا۔ اس نے پوچھا مقام محمود کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہیں ننگے سر، ننگے پیر اور ننگے بدن لایا جائے گا تو سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے دیئے جائیں گے۔ رب تعالیٰ کہے گا کہ میرے خلیل کو کپڑے پہناؤ۔

چنانچہ انہیں دو سفید چادریں پہنائی جائیں گی پھر وہ عرش کی طرف رخ کر کے بیٹھ جائیں گے۔ پھر میرے کپڑے لائے جائیں گی میں انہیں پہنوں گا اور ان کی دائیں جانب ایسی جگہ کھڑا ہو جاؤں گا جہاں نہ پہلے کوئی کھڑا ہوا ہوگا اور نہ میرے بعد ہوگا۔ چنانچہ اولین و آخرین مجھ پر رشک کریں گے اور کوثر سے حوض کی طرف (پرنالے) کھول دیئے جائیں گے۔

یہ سن کر منافق بولا کہ پانی ہمیشہ کالی مٹی یا کنکریوں پر چلتا ہے۔ تو انصاری نے پوچھ لیا یا رسول اللہ! پانی کالی مٹی (ریت) پر چلے گا یا کنکریوں پر؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کی ریت مشک ہے اور کنکریاں موتی ہیں۔

منافق نے پھر کہا کہ آج میں نے ایسی بات سنی جو پہلے نہیں سنی تھی پانی کہیں بھی چلے کچھ اگاتا ضرور ہے۔ انصاری نے پوچھ لیا یا رسول اللہ! کیا وہ کوئی چیز اگائے گا بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں سونے کی شاخیں۔ منافق کہنے لگا کہ آج کی طرح میں نے پہلے بات نہیں سنی۔ جب بھی کوئی شاخ (ٹہنی) اگتی ہے تو یا پتے نکلتے ہیں ورنہ پھل اگتے ہیں۔ چنانچہ انصاری نے پوچھ لیا یا رسول اللہ! کیا اس کا پھل بھی ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں جواہرات مختلف رنگ کے ہوں گے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا جو ایک بار پی لے گا اس کے بعد اسے پیاس نہیں لگے گی اور جو محروم رہا وہ بعد میں سیراب نہ ہو سکے گا''۔[1] (تفرد بہ احمد وھو غریب جدا)

حضرت عتبہ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ کی حدیث..... طبرانی میں حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نے خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر پوچھا۔ آپ کا حوض کیا ہے، جس کے بارے میں آپ بتاتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''بیضاء سے بصریٰ جتنا بڑا ہے انسان نہیں جان سکتا کہ اللہ نے کس سے بنوایا اس کے دونوں کنارے کہاں ہیں؟[2]

(۱) مسند احمد صفحہ نمبر ۱/۳۹۸ (۲) طبرانی کبیر صفحہ نمبر ۱۷/۳۱۲

جو شخص سنت رسول سے اعراض کرے گا فرشتے اس کے چہرے کو حوض سے دور لے جائیں گے۔ قرطبی میں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ ''اے عثمان میری سنت سے اعراض مت برتنا، کیونکہ جو شخص میری سنت سے اعراض کرے گا قیامت کے دن فرشتے اس کا چہرہ میرے حوض (کی طرف) سے پھیر دیں گے۔[1]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت۔ صحیح بخاری میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ شہدا کی نماز جنازہ پڑھ کر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا:

''میں حوض کوثر پر تم سے پہلے موجود ہوں گا اور میں تم پر گواہ ہوں گا بیشک واللہ میں اپنے حوض کی طرف ابھی دیکھ رہا ہوں اور بیشک میں واللہ تم پر اس سے خوف نہیں کرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے، لیکن مجھے اس کا خوف ہے کہ تم دنیا کے حصول کے لیے ایک دوسرے سے مقابلہ کرو گے''۔[2]

مسلم کی روایت میں الفاظ یہ ہیں:

''بیشک میں تم سے پہلے حوض پر موجود ہوں گا اور اس کا عرض ایلہ سے جحفہ کے فاصلے کے برابر ہے۔ اور مجھے تم پر اس سے خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے میں تم پر دنیا سے ڈرتا ہوں کہ تم اس کے حصول کے لیے مقابلہ کرو گے اور قتال کرو گے اور تم سے پہلے والوں کی طرح ہلاک ہو جاؤ گے''۔ (عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس وقت نبی کریم ﷺ کو آخری مرتبہ دیکھا تھا)۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث۔ بیہقی میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ:

''بیشک رسول اکرم ﷺ نے رجم فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رجم کیا اور میں نے رجم کیا، اور عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو رجم، دجال، حوض کوثر شفاعت، عذاب قبر اور لوگوں کے جہنم سے نکالے جانے کے منکر ہوں گے''۔

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی حدیث عمر بن محمد بن بحر البحیری نے اپنی سند سے حضرت نواس رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ نقل کیا ہے فرمایا کہ ''میرے حوض کا عرض وطول ایلہ سے عمان کے فاصلے کے برابر ہے۔ اس میں آسمان کے تاروں کی تعداد میں پیالے ہیں اور سب سے پہلے اس حوض پر وہ آئے گا جو سب پیاسوں کو پانی پلائے گا''۔[3] (ضیاء نے کہا کہ میں اس حدیث کو بحیری کی صحیح احادیث میں سے سمجھتا ہوں)۔

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کی روایت ''السنۃ'' میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا کہ آپ کے حوض کی پیمائش کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''عدن سے عمان کی مسافت کی طرح (اور اپنے ہاتھ سے وسعت کا اشارہ فرمایا) اس میں دو پرنالے سونے اور چاندی کے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ ﷺ کے حوض کا شربت کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ جو اس سے پیئے گا اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا اور اس کا چہرہ کالا نہ ہوگا''۔[4]

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت علامہ ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ''رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ کی حوض کا طول وعرض کتنا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''عدن اور عمان کے درمیانی مسافت جتنا۔ (یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کشادہ ہونے کا اشارہ فرمایا) اور اس کے اندر سونے اور چاندی کے دو پرنالے (پائپ وغیرہ) ہیں''۔ کسی نے پوچھا کہ اس کا شربت کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ جو شخص اسے ایک مرتبہ پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اور اس کے بعد کبھی اس کا چہرہ کالا نہ ہوگا''۔[5]

---

(۱) تفسیر قرطبی صفحہ نمبر ۲/ ۱۹ اور صفحہ نمبر ۹/ ۳۲۸ (۲) بخاری کتاب الرقاق حدیث نمبر ۶۵۹۰، مسلم حدیث نمبر ۵۹۳۲

(۳) کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۱۵۰ و حدیث نمبر ۳۹۱۶۲ (۴) السنۃ لابن ابی عاصم صفحہ نمبر ۲/ ۳۲۵ (۵) الاولیاء، لابن ابی الدنیا صفحہ نمبر ۷

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی حدیث۔ ...سنن ابوداؤد میں ابوطالوت عبدالسلام بن ابی حازم سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کو عبیداللہ بن زیاد کے ساتھ آتے دیکھا۔ پھر مجھے ایک شخص نے (راوی اس کا نام مسلم بتاتا ہے) بتایا کہ جب عبیداللہ نے حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو کہنے لگا کہ یہ ٹھگنے قد کا شخص تمہارا محدث ہے؟ اس کی بات سن کر حضرت سمجھ گئے فرمانے لگے کہ میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ کبھی مجھے محمد کا صحابی ہونے پر عار دلائی جائے گی۔ تو عبیداللہ نے کہا کہ صحابیت تو آپ کے لیے زینت ہے عیب نہیں۔ پھر کہا کہ میں نے آپ کو اس لیے بلوایا تھا کہ میں آپ سے حوض کوثر کے بارے میں معلومات کروں کہ آپ نے اس بارے میں رسول اکرم ﷺ سے کچھ سنا ہے یا نہیں؟ انہوں نے فرمایا ہاں سنا ہے مگر ایک دو، تین یا چار یا پانچ مرتبہ نہیں۔ جو شخص اس کا منکر ہوگا اسے اللہ تعالیٰ حوض کوثر سے ذرا بھی نہیں پلائیں گے۔ یہ کہہ کر غصے میں باہر نکل گئے۔ (۱)

حوض کوثر کو جھٹلانے والے کو کوثر کا جام نہیں ملے گا۔ ...علامہ ابن ابی الدنیا نے اپنی مسند سے ابوطالوت عنزی سے نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ''میرا ایک حوض ہے جو اس کا منکر ہوگا اللہ اسکو حوض سے شربت نہیں پلائیں گے''۔ (۲)

(یہ روایت بیہقی میں ایک اور سند سے آئی ہے)

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت۔ ...ابوبکر بن عاصم نے اپنی سند سے حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ

''میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا، فرمایا کہ میرے حوض کے دونوں کناروں کے درمیان ایلہ اور صنعاء جتنا فاصلہ ہے۔ اور اس کی چوڑائی لمبائی کے مثل ہے اس میں سونے اور چاندی کے دو پرنالے جنت سے آ کر گر رہے ہیں۔ وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس کے پیالے آسمان کے تاروں کی طرح ہیں جو اس سے ایک مرتبہ پیئے گا اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا اور جو کوئی اسے جھٹلائے گا اس کو نہیں پلایا جائے گا''۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث۔ ...علامہ ابن ابی الدنیا نے ''اہوال قیامت'' میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''میں حوض پر تم سے پہلے موجود ہوں گا (استقبال کروں گا)''۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی حدیث۔ ...صحیح مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے خدمت نبوی ﷺ میں عرض کیا ''یا رسول اللہ! حوض کے برتن کیسے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

''قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اس کے برتن اندھیری رات کے آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں اور جنت کے برتن ہیں۔ اس میں جنت سے دو پرنالے گر رہے ہیں۔ جو اس کا شربت پیئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ حوض کا طول و عرض ایک جیسا ہے۔ عمان سے ایلہ کی مسافت کے برابر (اور) اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے''۔ (۳)

روایت حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ۔ قیامت میں نبی کریم ﷺ کے پیروکار زیادہ ہوں گے۔ ...ابن ابی عاصم نے اپنی سند سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ نقل کیا ہے، فرمایا کہ:

''میرا ایک حوض ہے جس کی لمبائی کعبہ سے بیت المقدس کی مسافت کے برابر ہے۔ دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ اور قیامت کے دن سب سے زیادہ پیروکار میرے ہوں گے''۔ (۴) (یہ روایت ابن ماجہ، اور مصنف ابن ابی شیبہ میں بھی ہے)

---

(۱) ابوداؤد، السنۃ حدیث نمبر ۴۷۴۹　(۲) موارد الظمآن للہیثمی حدیث نمبر ۲۶۰۰　(۳) ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۳۰

(۴) صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۹۴۵، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ نمبر ۸/۸۸

علامہ ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ نقل کیا ہے فرمایا کہ ''میرا ایک حوض ہے جس کی لمبائی کعبہ سے بیت المقدس کی مسافت کے برابر ہے (اس کا شربت) دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ اس کے برتن ستاروں کی تعداد میں ہیں۔ ہر نبی اپنی امت کو بلائے گا۔ ہر نبی کا حوض ہوگا۔ چنانچہ ان میں سے کسی کے پاس لاتعداد لوگ آئیں گے۔ کسی کے پاس چالیس تک آئیں گے اور کسی کے پاس دس کے قریب لوگ آئیں گے اور کسی کے پاس دو ہی آدمی اور کسی کے پاس ایک آدمی آئے گا اور کسی کے پاس ایک بھی نہیں آئے گا اور میرے پیروکار قیامت میں تمام انبیاء سے زیادہ ہوں گے''۔ (۱)

نبی کریم ﷺ کے روضے اور منبر کے درمیان جنت کا باغ ہے بیہقی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے''۔ (۲)
(یہ روایت صحیح اور موطاء میں بھی دوسری اسناد سے آئی ہے)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت ابوسعید کے الفاظ کے ساتھ روایت آئی ہے اس کے آخر میں ہے ''اور میرا منبر میرے حوض پر ہے''۔ (۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ ''ایک مرتبہ میں سورہا تھا کہ میں نے لوگوں کا ایک گروپ دیکھا حتیٰ کہ انہیں پہچان بھی لیا پھر میرے اور ان کے درمیان سے ایک شخص نکلا اور انہیں کہنے لگا کہ چلو! میں نے کہا کہ کہاں؟ اس نے کہا کہ جہنم کی طرف۔ میں نے پوچھا کیوں؟ انہوں نے کیا کیا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ یہ آپ کے بعد مرتد ہوگئے تھے۔ پھر ایک دوسرا گروپ دیکھا حتیٰ کہ میں نے انہیں بھی پہچان لیا، اتنے میں میرے اور ان کے درمیان سے ایک شخص نکلا اور انہیں کہنے لگا کہ چلو! میں نے پوچھا کہاں لے جارہے ہو انہیں؟ اس نے کہا جہنم کی طرف۔ میں نے پوچھا انہوں نے کیا کیا ہے؟ اس نے کہا ''یہ لوگ مرتد ہوگئے تھے میں نہیں سمجھتا کہ ان میں سے کوئی چھٹکارا پائے سوائے یہ کہ وہ آوارہ اونٹ کی طرح ہو''۔ (۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی تیسری روایت صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ ''میں اپنے حوض سے کچھ لوگوں کو یوں دور کروں گا جیسے اجنبی اونٹ کو اپنے تالاب سے ہٹایا جاتا ہے''۔ (۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت حافظ ضیاء نے اپنی سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ''جب میری وفات ہوجائے گی تو میں تم سے پہلے حوض پر موجود ہوں (وہاں ملوں گا) پوچھا گیا یارسول اللہ! یہ حوض کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی چوڑائی تمہارے اور جرباء واذرح کے مابین مسافت جیسی ہے۔ اس کی سفیدی دودھ کی طرح ہے۔ وہ شہد اور شکر سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس کے برتن آسمان کے تاروں کی طرح ہیں۔ جو میرے پاس آئے گا وہ شربت پیئے گا اور جو پی لے گا اسے اس کے بعد کبھی پیاس نہ لگے گی۔ میرے پاس کچھ قومیں آئیں گی جنہیں میں پہچانوں گا اور وہ مجھے پہچانیں گی۔ پھر ان کے اور میرے درمیان آڑ کردی جائے گی (مجھ سے دور کردیا جائے گا) میں کہوں گا کہ ''یہ لوگ میرے امتی ہیں۔ کہا جائے گا کہ آپ ﷺ کو نہیں معلوم کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا؟ پھر میں کہوں گا کہ دور کرو، دور کرو اس شخص کو مجھ سے جو بدل گیا تھا۔ (۶)

حافظ ضیاء کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کے علاوہ کہیں اور کسی حدیث میں ''شکر (چینی)'' کا لفظ نہیں دیکھا۔ میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۹۴۵، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ نمبر ۸/۸۸ (۲) بخاری حدیث نمبر ۱۱۹۵، صحیح مسلم حدیث نمبر ۳۳۵۵
(۳) صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۱۶۵، صحیح مسلم حدیث نمبر ۳۳۵۶ (۴) بخاری کتاب الرقاق حدیث نمبر ۶۵۸۷
(۵) صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۹۴۸ (۶) صحیح بخاری، حدیث نمبر ۷۰۵۰، صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۹۲۶، مسند احمد صفحہ نمبر ۳/۲۸

شکر کا لفظ بیہقی کی روایت میں آیا ہے جو انہوں نے باب الوسیمہ میں نقل کی ہے۔

رسول اکرم ﷺ ایک نکاح کی تقریب میں تشریف لائے۔ چنانچہ وہاں ایک طباق شکر اور انڈوں کا لایا گیا، جسے آپ ﷺ نے بکھیر دیا اور لوگ ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر انہیں اٹھانے لگے۔ (الحدیث) (ہو غریب جدا)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت...... صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن میرے ساتھیوں کا ایک گروپ میرے پاس آئے گا مگر انہیں حوض سے ڈانٹ ڈپٹ کر بھگا دیا جائے گا۔ میں کہوں گا یارب یہ میرے ساتھی ہیں۔ تو وہ کہے گا کہ تمہیں نہیں معلوم کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی باتیں پیدا کیں۔ یہ لوگ الٹے پیروں مرتد ہو گئے تھے۔ [(۱)]

اس روایت کے مختلف الفاظ بھی بعض روایات میں آئے ہیں مگر میں نے عموماً شیوخ کو انہیں تعلیقاً بیان کرتے دیکھا ہے اور اس طریقے سے مسند بیان نہیں کیا۔ سوائے یہ کہ بخاری میں ایک اور روایت میں اعقابھم کے بجائے ادبارھم کے الفاظ آئے ہیں۔

علامہ ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے فرمایا کہ ''گویا کہ میں ابھی تمہیں حوض پر آتے جاتے دیکھ رہا ہوں ایک شخص دوسرے سے مل کر پوچھتا ہے کہ کیا تو نے پی لیا؟ وہ کہتا ہے کہ ہاں پی لیا۔ ایک دوسرا شخص دوسرے سے مل کر پوچھتا ہے تو وہ کہتا ہے ہائے میری پیاس''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت...... صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے، فرمایا کہ ''میرا حوض ایلہ سے عدن کے فاصلے سے بھی زیادہ دور ہے اور وہ برف سے زیادہ سفید ہے۔ شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس کے برتن آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہیں۔ اور میں اس سے بعض لوگوں کو یوں دور کروں گا جیسا کہ اجنبی اونٹ کو اپنے حوض سے ہٹایا جاتا ہے''۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا آپ ﷺ اس دن ہمیں پہچانیں گے؟ فرمایا کہ ہاں تمہاری ایک نشانی ایسی ہوگی جو دوسری امتوں میں نہ ہوگی۔ تم میرے پاس حوض پر وضو کے اثر سے چمکتے اعضاء کے ساتھ آؤ گے''۔ [(۲)]

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی روایت۔ صحیح بخاری حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''میں حوض پر ہوں گا اور آنے والوں کو دیکھ رہا ہوں گا کہ کچھ لوگ مجھ سے دور لے جائے جائیں گے۔ میں کہوں گا یارب یہ مجھ سے ہیں میرے امتی ہیں تو کہا جائے گا کہ کیا تمہیں پتہ ہے جو انہوں نے تمہارے بعد کیا، واللہ یہ لوگ الٹے پیروں پھرتے رہے (مرتد رہے)۔ [(۳)]

ابن ابی ملیکہ (روای) کہتے ہیں کہ ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ ہم مرتد ہو جائیں یا اپنے دین میں فتنہ برپا کریں۔ (مسلم میں بھی یہ روایت دوسری سند سے آئی ہے)۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت...... بیہقی میں ابو عبیدہ سے مروی ہے کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حوض کوثر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ''یہ ایک حوض ہے جو تمہارے نبی ﷺ کو جنت میں عطا کی جائے گی اس کے دونوں کنارے (ایسے ہیں جیسے) موتی میں سوراخ (کے بعد اس کے کنارے لگتے ہیں) اور اس پر ستاروں کی تعداد میں برتن رکھے ہیں''۔ [(۴)]

صحیح مسلم میں عبید اللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے سنا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اپنے صحابہ کے سامنے یہ فرماتے سنا کہ ''میں حوض پر آنے والوں کا انتظار کروں گا۔ واللہ وہاں مجھ سے کچھ لوگ دور کئے جائیں گے تو میں کہوں گا اے رب یہ مجھ سے ہیں اور میرے امتی ہیں۔ وہ فرمائے گا کہ تمہیں نہیں معلوم کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کام کئے۔ یہ لوگ الٹے پیروں مرتد ہو گئے تھے''۔ [(۵)]

---

(۱) بخاری کتاب الرقاق، حدیث نمبر ۶۵۸۵ (۲) مسلم حدیث نمبر ۵۸۰ (۳) بخاری حدیث نمبر ۶۵۹۳ صحیح مسلم کتاب الفضائل حدیث نمبر ۵۹۲۸
(۴) بخاری حدیث نمبر ۶۵۸۱ (۵) صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۹۳۹

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت صحیح مسلم میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں لوگوں کو حوض کوثر کا تذکرہ کرتے سنتی رہتی تھی لیکن میں نے رسول اکرم ﷺ سے نہیں سنا تھا۔ چنانچہ ایک دن میری خادمہ میرے بالوں میں کنگھی کررہی تھی کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ''اے لوگو! یہ سن کر میں نے خادمہ سے کہا کہ تھوڑا ٹھہر جاؤ۔ تو اس نے کہا کہ آپ ﷺ نے مردوں کو بلایا ہے۔ عورتوں کو نہیں۔ تو میں نے کہا کہ لوگوں میں میں بھی شامل ہوں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

''میں تم سے پہلے حوض پر (منتظر) ہوں گا میں آنے والوں کو دیکھ رہا ہوں گا اور تم میں بعض لوگ مجھ تک آئیں گے تو انہیں مجھ سے یوں دور کردیا جائے گا جیسے لاوارث اونٹ کو بھگا دیا جاتا ہے۔ میں کہوں گا یہ کس جرم میں؟ کہا جائے گا کہ آپ کو نہیں معلوم کو انہوں نے آپ کے بعد کیا کام کئے۔ چنانچہ میں کہوں گا دور کرو۔[1]

خلاصہ

مذکورہ تمام احادیث میں اس عظیم حوض کی جو صفات بیان ہوئی ہیں ان کا خلاصہ یوں ہے کہ یہ حوض جنت کا شربت ہے، نہر کوثر سے بھرے گا، دودھ سے زیادہ سفید ہے، شہد سے زیادہ میٹھا، برف سے زیادہ ٹھنڈا، مشک سے زیادہ خوشبودار اور خوب سیراب کرنے والا ہے۔ اس کا طول وعرض برابر ہے چاروں طرف سے یک ماہ کی مسافت جتنا بڑا ہے۔ اور اس کی تہہ میں اس کی مٹی مشک ہے اور کنکریاں موتی ہیں۔ پس پاک ہے وہ ذات جسے کوئی چیز عاجز نہیں کرسکتی اس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور اس کے سوا کوئی معبود بھی نہیں۔

ہمارے نبی ﷺ کا حوض دوسرے انبیاء کے حوض سے بڑا ہے اور اس پر زیادہ لوگ پیاس بجھانے آئیں گے

علامہ ابن ابی الدنیا نے ''اہوال قیامت'' میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''کعبہ اور بیت المقدس کی مسافت جتنا بڑا میرا حوض ہے جو دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ اس کے برتن ستاروں کی تعداد میں ہیں ہر نبی اپنی امت کو بلائے گا اور ہر نبی کا حوض ہوگا۔ چنانچہ بعض کے پاس لاتعداد لوگ آئیں گے، بعض کے پاس چالیس کے قریب لوگ آئیں گے، بعض کے پاس دس کے قریب، بعض کے پاس دو آدمی، بعض کے پاس صرف ایک آدمی اور بعض کے پاس کوئی ایک بھی نہیں آئے گا۔ چنانچہ کہا جائے گا آپ نے اپنا فرض پورا کردیا۔ اور بیشک میرے پیروکاروں کی تعداد دوسرے انبیاء سے زیادہ ہوگی۔[2]

اللہ تعالیٰ کے اولیاء انبیاء کرام کے حوضوں پر تشریف لائیں گے

حافظ ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ:

''نبی کریم ﷺ سے رب العالمین کے سامنے کھڑے ہونے کے بارے میں سوال کیا اور پوچھا کیا وہاں پانی ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، اس میں یقیناً پانی ہوگا۔ بیشک اللہ تعالیٰ کے اولیاء، انبیاء کرام کے حوضوں پر آئیں گے اور اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے بھیجیں گے جن کے ہاتھوں میں آگ کے ڈنڈے ہوں گے اور وہ انبیاء کرام کے حوضوں سے کافروں کو بھگائیں گے''۔

اس انداز سے یہ حدیث غریب ہے صحاح ستہ میں سے کسی میں نہیں البتہ اس قسم کی ملتی جلتی حدیث ترمذی کے حوالے سے گذر چکی ہے کہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے، فرمایا کہ ''ہر نبی کا حوض ہوگا اور وہ اس پر آنے والوں کی کثرت پر ایک دوسرے سے فخر کریں گے۔ اور مجھے امید ہے کہ میرے حوض پر آنے والوں کی تعداد ان سب سے زیادہ ہوگی''۔

---

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۹۳۰ (۲) ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۳۰۱، ابن ابی شیبہ کتاب الجنۃ صفحہ نمبر ۸۹/۸

(ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے اور انہوں نے اشعث بن عبدالملک سے جو مرسل روایت کی ہے، وہ زیادہ صحیح ہے)

ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن بصری سے مرسل روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

''جب تم مجھے نہ پاؤ تو میں حوض پر تمہارا منتظر ہوں گا، ہر نبی کا حوض ہوگا اور وہ اپنے حوض پر کھڑے ہوں گے ان کے ہاتھ میں عصا ہوگی وہ اس کے ذریعے انہیں بلائیں گے۔ جنہیں اپنی امت میں سے پہچانتے ہوں گے اور وہ اپنے پیروکاروں کی کثرت پر ایک دوسرے سے فخر کریں گے۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، مجھے امید ہے کہ میرے پیروکاروں کی تعداد ان سب سے زیادہ ہوگی۔

(یہ حدیث مرسل ہے اور حسن ہے۔ یحیٰی بن سعید قطان نے اسے صحیح روایت کیا ہے اور ہمارے شیخ مزی نے بھی اس کے صحیح ہونے کا فتویٰ دیا ہے)

فصل

حوض پر لوگ پل صراط سے پہلے آئیں گے

اگر کوئی شخص کہے کہ حوض پر لوگوں کا آنا پل صراط سے گذرنے کے بعد ہوگا یا پہلے؟ تو میں کہتا ہوں کہ ابھی جتنی احادیث گذریں وہ حوض کا واقعہ پل صراط سے گذرنے سے پہلے ہونے کا تقاضا کرتی ہیں۔ کیونکہ حدیث کے مطابق بعض قوموں کو حوض سے دور کیا جائے گا جو مرتد تھے۔ چنانچہ جب یہ لوگ کافر ہیں تو کافر پل صراط پار نہیں کر سکے گا بلکہ جہنم میں منہ کے بل گر جائے گا اور اگر وہ ہٹائے جانے والے لوگ گناہگار ہیں تو وہ مسلمان تو ہیں اور پھر ان پر نشانی ہوگی کہ وضو کے آثار سے ان کے اعضاء چمکتے ہوں گے۔ جیسا کہ حدیث میں گذرا۔ چنانچہ پل صراط صرف مسلمان ہی پار کر سکے گا اور اس قسم کے لوگوں کو حوض سے دور نہیں کیا جائے گا۔ بہرحال زیادہ واضح یہی بات ہے حوض پر ورود پل صراط سے پہلے ہوگا (باقی اللہ بہتر جانتا ہے)۔

باقی رہی وہ حدیث جو مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ آپ ﷺ قیامت میں میری شفاعت کریں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں میں کروں گا'' پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے پوچھا قیامت کے دن میں آپ کو کہاں ڈھونڈوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے مجھے پل صراط پر دیکھنا۔ انہوں نے کہا کہ اگر میں وہاں آپ سے نہ مل سکوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے منبر پر دیکھنا۔ انہوں نے کہا کہ اگر وہاں بھی آپ کو نہ پاؤں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا پھر میں حوض پر ملوں گا ان میں جگہوں کے علاوہ کہیں اور نہیں ہوں گا۔

یہ حدیث تفسیر ابن ماجہ میں اور ترمذی میں بدل بن محبر کی روایت سے مروی ہے۔ بخاری و مسلم نے ان دونوں حدیثوں کو ایک ہی حدیث قرار دیا ہے جب کہ الدارقطنی نے اس پر اعتراض کیا ہے۔ شیخ مزی کہتے ہیں کہ بے شمار لوگوں نے انہیں ایک قرار دیا ہے اور بے شمار نے ہی دو مختلف احادیث قرار دیا ہے اور یہی بات صحیح ہے۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ میں نے اس بارے میں کافی و وافی بحث کی ہے اور مقصود یہ ہے کہ اس حدیث کا ظاہر یہ کہتا ہے کہ حوض، پل صراط کے بعد ہوگا اور اسی طرح میزان کے بھی بعد ہوگا۔ اور میں ایسے کسی کو نہیں جانتا جس نے یہ قول کیا ہو۔ اس حدیث کے مقتضیٰ کے بارے میں مجبوراً یہی کہنا پڑے گا کہ یہ حوض کا دوسرا مرحلہ ہے جس سے کسی کو دور نہیں کیا جائے گا۔ باقی اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

فصل

پھر جب گذشتہ تمام احادیث کا ظاہر یہ ہے کہ حوض کا واقعہ پل صراط سے پہلے ہے تو اس میں اختلاف ہے کہ فیصلے کے لیے کرسی رکھے جانے سے پہلے ہے یا نہیں؟ دونوں باتوں کا احتمال ہے اور فیصلہ کرنے والی کوئی دلیل مجھے نہیں نظر آتی، ہوگا کیا؟ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

حوض میزان قائم ہونے سے پہلے ہے

علامہ قرطبی نے تذکرہ میں لکھا ہے کہ حوض کے میزان سے پہلے ہونے میں اختلاف ہے۔ ابوالحسن قابسی کہتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ حوض میزان سے پہلے ہے۔ قرطبی کہتے ہیں کہ معنی بھی اسی کا متقضی ہے اس لیے کہ لوگ قبر سے پیاسے نکلیں گے چنانچہ حوض پل صراط اور میزان پر مقدم ہوگا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ''علم کشف الاخرار'' نامی کتاب میں لکھا ہے کہ بعض سلف نے بعض اہل تصنیف سے حکایت کیا ہے کہ حوض پر پل صراط کے بعد آئیں گے یہ بات کہنے والے نے غلط کہی ہے۔ قرطبی کہتے ہیں کہ حقیقت بھی وہی ہے جو غزالی نے فرمایا۔ اس کے بعد انہوں نے مرتدین کو حوض سے روکے جانے کی حدیث ذکر کر کے لکھا ہے کہ یہ حدیث اپنی صحت کے ساتھ بڑی دال ہے کہ حوض موقف (کھڑے ہونے کی جگہ میں) پل صراط کے مرحلے سے پہلے ہوگا اس لیے کہ پل صراط سے جو گذر گیا وہ جہنم میں جانے سے بچ گیا۔ میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ یہ وہی توجیہ ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

فصل

نبی کریم ﷺ نے فاصلے بیان کرنے میں مختلف جگہوں کا نام کیوں لیا؟

علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ''آپ ﷺ نے حوض کی حدود بیان کرنے کے لئے کبھی جرباء اور اذرح کا نام لیا۔ کبھی کعبہ سے بیت المقدس تک بیان فرمایا اور کبھی کوئی اور، تو یہ اضطراب متن ہے'' (قرطبی کہتے ہیں کہ) یہ بات اس طرح نہیں ہے اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو بہت مرتبہ یہ بیان فرمایا اور ہر مرتبہ بیان کرتے ہیں اس جگہ کا نام لیا جسے مخاطب لوگ جانتے تھے۔ اور حدیث صحیح میں اس کی تحدید ایک ماہ کی مسافت کی بھی آئی ہے۔ قرطبی کہتے ہیں کہ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ اسی زمین میں ہے بلکہ یہ مسافت اس زمین کی ہے کہ جو موجودہ زمین کو بدل کر بچھائی جائے گی اور وہ زمین سفید ہوگی چاندی کی طرح۔ جس میں کوئی خون نہ بہا ہوگا اور نہ اس میں کسی نے کسی پر ظلم کیا ہوگا۔

یہ زمین فیصلہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے نزول کے لیے پاک کی جائے گی ... قرطبی کہتے ہیں کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ زمین کے چاروں کونوں پر چاروں خلفاء راشدین موجود ہوں گے۔ رکن اول پر حضرت ابوبکر، رکن ثانی پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، رکن ثالث پر حضرت عثمان اور رکن رابع پر حضرت علی رضی اللہ عنہم ہوں گے۔ میں کہتا ہوں کہ ہم نے اسے ذکر کیا ہے۔ اس کی اسناد صحیح نہیں کیونکہ اس کے بعض رجال ضعیف ہیں۔

فصل

اللہ تعالیٰ کا فیصلہ کرنے کے لیے تشریف لانا

پہلے حدیث میں جو گذرا جب رسول اکرم ﷺ بندوں کا حساب کتاب شروع کرنے کی شفاعت کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور جائیں گے اور شفاعت کر چکیں گے تو فرشتے آسمان سے اتریں گے۔ اور آسمان دنیا کے لوگ بھی اتریں گے جو اہل زمین کے جن وانس کے برابر تعداد میں ہوں گے۔ ان کے گرد ایک دائرہ بنا دیا جائے گا۔ اس کے بعد دوسرا آسمان پھٹے گا اور فرشتے اتریں گے جو اہل زمین کے برابر ہوں گے ان کے گرد بھی دائرہ کھینچ دیا جائے گا۔ اسی طرح ایک ایک کر کے ساتویں آسمان کھلیں گے اور ہر ایک قوم کے گرد دائرہ کھینچ دیا جائے گا، پھر اور فرشتے اتریں گے اور عرش کے حامل مقرب فرشتے اتریں گے جو تسبیح وتقدیس اور تعظیم کا ورد کر رہے ہوں گے۔ وہ کہیں گے:

سبحان ذی العزۃ والجبروت
پاک ہے وہ عزت اور سطوت والی ذات
سبحان ذی الملک والملکوت
پاک ہے وہ ملک اور عالم ملکوت والی ذات
سبحان الحی الذی لایموت
پاک ہے وہ ذات جو زندہ ہے جسے موت نہیں آئے گی
سبحان الذی یمیت الخلائق ولایموت
پاک ہے وہ ذات جو مخلوق کو موت دیتی ہے اور خود اسے موت نہیں آئے گی
سبوح قدوس، سبوح قدوس
پاک ہے مقدس ہے، پاک ہے مقدس ہے
سبحان ربنا الاعلیٰ، رب الملائکۃ والروح
پاک ہے ہمارا بلند رب، جو فرشتوں اور روح الامین کا رب ہے
سبحان ربنا الاعلی
پاک ہے ہمارا بلند و برتر رب
یمیت الخلائق ولا یموت
جو مخلوق کو موت دیتا ہے اور خود اسے موت نہیں آتی

اہوال قیامت میں علامہ ابن ابی الدنیا نے لکھا ہے کہ مجھے حمزہ بن عباس نے اپنی سند سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کر کے بتایا کہ:

''قیامت کے دن زمین کو کھال کی طرح کھینچا جائے گا اور گنجائش پیدا کی جائے گی تمام مخلوق ایک ہی میدان میں ہوگی جنات بھی انسان بھی۔ جب ایسا ہوگا تو اس دنیا کے آسمان کو کھینچ کر زمین پر پھیلا دیا جائے گا تا کہ اہل زمین اور اہل آسمان کے لیے گنجائش ہو جائے۔ چنانچہ جب لوگ آسمان والوں کو زمین سے اترتا دیکھیں گے تو ان سے التجائیہ انداز میں کہیں گے کہ ''کیا تم میں ہمارا رب موجود ہے؟ اور ان کا یہ جواب سن کر آہ وزاری کریں گے کہ ہمارے رب کی ذات پاک ہے وہ ہم میں موجود نہیں اور وہ آنے والا ہے پھر سارے آسمان ایک ایک کر کے کھینچ لیے جائیں گے۔ ہر دوسرے آسمان والے پہلے آسمان والوں سے تعداد میں زیادہ ہوں گے اور زمین والوں سے بھی دگنے ہوں گے (ان کے جن بھی اور انسان بھی) جب بھی کسی آسمان والے وہاں سے گذریں گے لوگ آہ وزاری کرتے ہوئے ان سے رب تعالیٰ کی موجودگی کا سوال کریں گے اور وہ ویسا ہی جواب دیں گے۔ حتیٰ کہ ساتواں آسمان بھی کھینچ لیا جائے گا اور اس کے رہنے والے باقی چھ آسمانوں اور زمین والوں سے دوگنے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان میں آئے گا اور ساری اقوام صفوف بنا کر کھڑی ہوں گی۔

ایک منادی پکارے گا کہ عنقریب تم جان لوگے کہ آج عزت والے کون ہیں؟ چنانچہ وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جن کے پہلو اپنے بستروں سے دور رہتے ہیں۔ وہ اپنے رب کو خوف وامید میں پکارتے ہیں اور جو کچھ انہیں ہم نے دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں (سجدۃ آیت نمبر ۱۶) چنانچہ وہ لوگ کھڑے ہو کر تیزی سے جنت کی طرف چلیں گے۔ پھر پکارے گا تم عنقریب آج کے ان عزت والوں کو جان لوگے۔ کہاں ہیں وہ لوگ'' جنہیں تجارۃ اور کوئی بیع اللہ کے ذکر، نماز اور زکوۃ کی ادائیگی سے غافل نہیں کرتی۔ اور جو اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن دل اور نگاہیں الٹ پٹ ہوں گی۔ (النور آیت نمبر ۳۷) چنانچہ وہ لوگ بھی اٹھ کر تیزی سے جنت کی طرف چلے جائیں گے۔

ان کے جانے کے بعد جہنم سے ایک گردن نمودار ہوگی اور لوگوں کے اوپر معلق ہو جائے گی اس کے چہرے پر دو دہکتی آنکھیں اور چیختی زبان

ہوگی۔ وہ کہے گی کہ مجھے تین قسم کے لوگوں پر مسلط کیا گیا ہے۔ ایک مجھے معاند ظالم شخص پر مسلط کیا گیا ہے" یہ کہہ کر وہ ان لوگوں کو اس طرح سے اچک لے گی جیسے پرندہ دانہ چگتا ہے اور ان کو جہنم میں لے جائے گی۔

پھر دوبارہ نمودار ہو کر کہے گی کہ مجھے اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف دینے والوں پر مسلط کیا گیا ہے۔ یہ کہہ کر انہیں بھی پرندے کی طرح اچک لے گی اور جہنم میں لے جائے گی۔ پھر تیسری بار نمودار ہو کر کہے گی کہ مجھے تصویر والوں پر مسلط کیا گیا ہے۔ یہ کہہ کر ان کو بھی صفوں سے پرندے کے چگنے کی طرح اٹھا لے گی اور جہنم میں لے جائے گی۔

اس کے بعد صحائف کھولے جائیں گے، میزان عدل قائم کیے جائیں گے اور مخلوقات کو حساب کتاب کے لیے بلایا جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ہرگز نہیں! جب زمین ریزہ ریزہ ہو جائے گی اور تیرا رب اور فرشتے صفوف کی صورت میں حاضر ہوں گے اور اس دن جہنم کو لایا جائے گا تو اس دن انسان نصیحت پکڑے گا۔ مگر اب نصیحت پکڑنے کی مہلت کہاں؟ (الفجر آیت نمبر ۲۱ تا ۲۳)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یہ لوگ انتظار کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے ان کے پاس بادلوں کے سائے میں آئیں۔ اور معاملہ چکتا کر دیا جائے۔ اور اللہ ہی کی طرف سارے امور لوٹیں گے۔" (البقرۃ آیت نمبر ۲۱۰)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور زمین اپنے رب کے نور سے منور ہو جائے گی اور کتاب رکھ دی جائے گی اور انبیاء اور شہداء کو لایا جائیگا اور ان سب (لوگوں) کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں ہوگی۔ ہر نفس کو اس کے کیے کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور وہ (اللہ) زیادہ جانتا ہے جو کچھ وہ کر رہے تھے"۔ (الزمر آیت نمبر ۶۹ تا ۷۰)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور جس دن آسمان کھل جائے گا بادلوں سے اور فرشتے اتر آئیں گے۔ آج کے دن سچی بادشاہت (اللہ تعالیٰ) رحمن کے لیے ہوگی اور یہ دن کافروں کے لیے بہت مشکل ہوگا"۔ (الفرقان آیت نمبر ۲۵ تا ۲۶)

حدیث صور میں آتا ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ جس جگہ چاہے اپنی کرسی رکھے گا"۔(۱) اس کرسی سے مراد فیصلہ کرنے کی کرسی ہے، یہ وہ کرسی نہیں جس کا ذکر صحیح ابن حبان کی اس روایت میں آیا ہے۔

"ساتوں آسمان، ساتوں زمینیں اور ان میں جو کچھ ہے اور دونوں کے درمیان جو کچھ ہے یہ چٹیل زمین (بیابان) میں زنجیر کی طرح لٹکے ہوئے ہیں اور عرش میں جو کرسی ہے وہ بھی اس بیابان میں اس زنجیر کی طرح لٹکی ہے اور عرش کی قدر (پیمائش) اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا)۔(۲)

کبھی کبھار اس کرسی کو عرش کہہ دیا جاتا ہے۔ چنانچہ بعض احادیث میں آیا ہے کہ جیسا کہ صحیحین میں ہے:

"سات فرد ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کسی کا سایہ نہ ہوگا۔ الی آخرہ"۔(۳)

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

"جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگ سب بجلی کی کڑک سے بیہوش ہو جائیں گے اور میں پہلا شخص ہوں گا جسے ہوش آئے گا۔ چنانچہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عرش کے پائے پکڑے دیکھوں گا۔ مجھے نہیں پتہ کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آئیں گے یا کوہ طور کی تجلی کے وقت بیہوشی کی وجہ سے انہیں اس بیہوشی سے رخصت دے دی جائے گی"۔(۴)

اس حدیث میں "کوہ طور کی تجلی کے وقت بیہوشی سے رخصت ملنے" کے الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ قیامت میں جو بجلی کی کڑکے سے بیہوشی ہوگی اس کا سبب اللہ تعالیٰ کی تجلی ہوگی جو وہ اپنے بندوں کا حساب کتاب کرنے کے لیے ظاہر فرمائے گا۔ چنانچہ لوگ اس کی عظمت اور جلال کی

(۱) بیہقی، البعث والنشور حدیث نمبر ۶۶۹، الدر المنثور صفحہ نمبر ۵/۳۳۹ (۲) البدایہ والنہایہ صفحہ نمبر ۱/۱۵

(۳) بخاری حدیث نمبر ۶۶۰ (۴) بخاری حدیث نمبر ۶۵۱۷، مسلم حدیث نمبر ۶۱۰۳

وجہ سے بیہوش ہوجائیں گے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کوہ طور پر بیہوشی طاری ہوگئی تھی۔ جس وقت انہوں نے رب تعالیٰ سے دیدار کی خواہش کی تھی اور تجلی ظاہر ہونے پر وہ بیہوشی سے ہمکنار ہوگئے تھے۔

لہٰذا قیامت کے دن کی تجلی میں یا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور کی تجلی کی وجہ سے رخصت دی جائے گی یا پھر بجلی کی یہ کڑک کوہ طور کی کڑک سے ہلکی ہوگی اس لیے وہ سب سے پہلے ہوش میں آجائیں گے۔

بعض احادیث میں آیا ہے کہ مومنین اللہ تعالیٰ کی زیارت قیامت کے دن کریں گے۔ جیسا کہ بخاری و مسلم میں آیا ہے۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ بدر کی رات نکلے اور فرمایا کہ

''بیشک تم لوگ قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھو گے جس طرح تم اس کو دیکھ رہے ہو۔ اور اس کو دیکھنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہوگی''۔ (۱)

بخاری کی روایت میں ہے کہ تم اپنے رب کو واضح طور پر دیکھو گے۔ (۲)

ایک روایت میں آیا ہے کہ لوگ رب تعالیٰ کو دیکھ کر سجدہ کریں گے۔ جیسا کہ ابن ماجہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

''جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مخلوقات کو جمع کرے گا تو امت محمدیہ کو سجدہ کرنے کی اجازت مل جائے گی۔ چنانچہ وہ ایک طویل سجدہ کریں گے۔ پھر کہا جائے گا کہ اپنے سر اٹھاؤ میں نے تمہاری اس مدت کو جہنم سے آزادی کا فدیہ قرار دے دیا ہے''۔ (۳)

(اس حدیث کے اور بھی شواہد ہیں جیسا کہ آگے آرہا ہے)

مسند بزار میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ:

''حتیٰ کہ تم میں سے کوئی اس طرف دیکھے گا تو وہ اپنی پنڈلی کھول دے گا۔ چنانچہ سب لوگ سجدے میں گر جائیں گے اور منافقین کے کمریں لوٹ آئیں گی اور ہڈی سخت ہوکر مڑ نہ سکیں گی۔ گویا کہ وہ گائے کی کمر کی ہڈی ہو''

حدیث صور میں آتا ہے کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آواز دے گا کہ ''میں نے جب سے تمہیں پیدا کیا ہے آج تک خاموش رہا ہوں۔ تمہارے اعمال دیکھتا رہا تمہاری باتیں سنتا رہا۔ چنانچہ اب تم میرے سامنے چپ رہو۔ یہ تمہارے اعمال اور صحیفے ہیں جو تم پر پڑھے جائیں گے، جو شخص اس میں بھلائی دیکھے تو اللہ کا شکر ادا کرے اور جو کچھ اور دیکھے اسے چاہئے کہ صرف اپنے نفس کو ملامت کرے''۔ (۴)

مسند احمد میں عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے سواری کا جانور خریدا اور اس پر حضرت عبداللہ بن انیس سے مل کر ایک حدیث سننے کے لیے ایک مہینہ کا سفر طے کیا۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ

''قیامت کے دن لوگوں کو جمع کیا جائے گا (یا بندوں کا لفظ کہہ کر ننگے بدن غیر مختون فرمایا) ان کے پاس کچھ نہ ہوگا۔ پھر انہیں ایک آواز دی جائے گی جسے دور والا بھی سنے گا۔ جیسا کہ قریب والا سنتا ہے۔ آواز آئے گی ''میں ہوں بادشاہ، ہر ایک کو اس کا حق دینے والا۔ کوئی جہنمی بھی اس وقت تک جہنم میں نہ جائے گا کہ اگر اس کا کسی جنتی پر حق ہو تو وہ اسے اس سے وصول نہ کرلے حتیٰ کہ تھپڑ (کا بدلہ بھی دیا جائے گا)''۔

صحابہ نے پوچھا ہم اللہ تعالیٰ کے پاس وہ چیزیں کس طرح لائیں گے۔ (حق ادا کرنے کے لیے) فرمایا کہ ''نیکیوں اور گناہوں کے بدلے اتارا جائے گا''۔ (۵)

صحیح مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث قدسی مروی ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں

''اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں میں تمہارے سامنے انہیں شمار کرتا ہوں۔ چنانچہ جو اس میں اچھی بات پائے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور جو کچھ اور پائے وہ صرف اپنے آپ کو ملامت کرے''۔ (۶)

ارشاد باری تعالیٰ ہے

---

(۱) بخاری حدیث نمبر ۵۵۴، مسلم حدیث نمبر ۱۴۳۲ (۲) بخاری کتاب توحید حدیث نمبر ۷۴۳۵ (۳) ابن ماجہ کتاب الزہد حدیث نمبر ۴۲۹۱
(۴) بیہقی البعث و النشور حدیث نمبر ۶۶۹ (۵) مسند احمد صفحہ نمبر ۳، ۴۹۴ (۶) صحیح مسلم حدیث نمبر ۶۵۱۷

''بیشک ان سب میں یقیناً نشانی ہے اس شخص کے لیے جو آخرت کے عذاب سے ڈرے۔ یہ وہ دن ہے کہ اس میں اس کے لئے لوگوں کو جمع کیا جائے گا اور یہ حاضری کا دن ہے۔ اور ہم اسے مقررہ وقت سے مؤخر نہیں کریں گے۔ وہ دن جس میں کوئی شخص اللہ کی اجازت کے بغیر بات نہیں کر سکے گا۔ چنانچہ لوگوں میں بعض بدبخت ہوں گے اور بعض خوش نصیب ہوں گے۔ (سورۃ ہود آیت نمبر ۱۰۳ تا ۱۰۴)

پھر بدبختوں کے لیے جو عذاب اور خوش نصیبوں کے لیے جو انعام ہے اس کا ذکر فرمایا (سورۃ ہود)

ایک اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''رحمٰن رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے وہ لوگ اس سے بات کرنے کے مالک نہ ہوں گے۔ جس دن روح الامین اور فرشتے صف بنا کر کھڑے ہوں گے، بات نہیں کریں گے مگر وہ جس کو رحمان (اللہ تعالیٰ) اجازت دے دے اور بات سیدھی سچی کرے گا''۔

(النباء آیت نمبر ۳۷ تا ۳۸)

صحیح حدیث میں آتا ہے کہ اس دن رسولوں کے سوا کوئی بات نہیں کرے گا''۔ (۱)

اور اسی موضوع پر امام بخاری رحمۃ اللہ نے اپنی صحیح میں باب قائم فرمایا ہے۔ جو کہ کتاب التوحید کے ذیل میں ہے واللہ اعلم۔

اختتام بحمد اللہ وعونہ

النھایہ فی الفتن والملاحم

قرب قیامت کے فتنے اور جنگیں

النھایۃ للبدایہ معروف بہ تاریخ ابن کثیر

حصہ پانزدھم ۱۵

(۱) صحیح بخاری حدیث نمبر ۷۴۳۹

تاریخ ابن کثیر۔۔ حصہ شانزدہم

پروردگار عزوجل کا قیامت کے دن لوگوں سے کلام فرمانا

گا بقیامت کے دن پروردگار اپنے بندوں سے کلام فرمائیں گے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر ایک مستقل باب قائم فرمایا ہے، چنانچہ باب التوحید کے ذیل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث درج فرمائی ہے:

تم میں سے ہر ایک شخص سے پروردگار عزوجل اس حال میں کلام فرمائے گا کہ اس کے اور پروردگار کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا۔[1]

اس موضوع پر بہت سی آیات قرآنیہ بھی شاہد ہیں، من جملہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

(وہ دن یاد رکھنے کے لائق ہے) جس دن خدا پیغمبروں کو جمع کرے گا پھر ان سے پوچھے گا کہ تمہیں (لوگوں کو دعوت دینے پر) کیا جواب ملا تھا؟ وہ عرض کریں گے کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں تو ہی غیب کی باتوں سے واقف ہے۔ (المائدۃ ۱۰۹)

نیز فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

پس جن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجے گئے، ہم ان سے بھی پرسش کریں گے اور پیغمبروں سے بھی پوچھیں گے۔ پھر اپنے علم سے ان کے حالات بیان کریں گے اور ہم کہیں غائب تو نہیں تھے۔ اور اس روز (اعمال کی) میزان برحق ہے۔ اور جن لوگوں کے (اعمال کے) وزن بھاری ہوں گے وہ تو نجات پانے والے ہیں۔ اور جن کے وزن ہلکے ہوں گے تو یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے کو خسارے میں ڈالا۔ اس لئے کہ وہ ہماری آیات میں بے انصافی کرتے تھے۔ (الأعراف ۹۲،۹۳)

اور اسی طرح ہم نے تم کو امتِ معتدل بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر تم پر گواہ بنیں۔ (البقرۃ ۱۴۳)

اور لوگ تجھ کو مدہوش نظر آئیں گے حالانکہ وہ مدہوش نہ ہوں گے۔ بے شک خدا کا عذاب بڑا سخت ہے۔ (الحج ۲)

تو جن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجے گئے ہم ان سے بھی پرسش کریں گے اور پیغمبروں سے بھی پوچھیں گے۔ (الاعراف ۲)

قیامت کے دن امتِ محمدیہ ﷺ کی دوسری امتوں پر شہادت...... ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ (ابن المبارک، راشد بن سعد، ابن ارقم المعافری، حبلان بن ابی جبلہ) کی سند کے ساتھ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جمع فرمائیں گے تو سب سے پہلے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو بلایا جائے گا۔ پروردگار آپ علیہ السلام سے پوچھیں گے کیا تم نے اپنی ذمہ داری پوری کردی؟ وہ

---

(۱) بخاری (رقم الحدیث ۶۵۳۹)، مسلم (رقم الحدیث ۲۳۴۵)

عرض کریں گے: جی پروردگار! پھران کو چھوڑ دیا جائے گا۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام سے استفسار کیا جائے گا کیا تم نے اپنا عہد پیامبری پورا کردیا؟ وہ عرض کریں گے: جی پروردگار! میں نے رسولوں کو اپنی ذمہ داری پوری کردی تھی۔

پھر پروردگار رسولوں سے دریافت فرمائیں گے کیا جبرئیل نے میرا پیغام تم تک پہنچا دیا تھا؟ رسول عرض کریں گے: جی پروردگار!۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھی بری الذمہ کردیا جائے گا۔

اس کے بعد رسولوں سے پوچھا جائے گا تم نے میرے عہد کا کیا کیا؟ وہ عرض کریں گے: ہم نے اپنی اپنی امتوں کو پہنچادیا تھا، لیکن کسی نے تصدیق کی اور کسی نے ہم کو جھٹلادیا۔ اس بات پر ہمارے پاس گواہ ہیں، جو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے اپنی اپنی امتوں کو آپ کا پیغام پہنچا دیا تھا۔ پروردگار رسولوں سے پوچھیں گے تمہارے گواہ کون ہیں؟ رسول عرض کریں گے امت محمد ﷺ۔

پھر امت محمدیہ ﷺ کو بلایا جائے گا اور اللہ تبارک وتعالیٰ ان سے فرمائیں گے کیا میرے رسولوں نے میرا پیغام اپنی اپنی امتوں تک پہنچا دیا تھا؟ امت محمدیہ ﷺ عرض کرے گی: جی پروردگار! ہم شہادت دیتے ہیں کہ انہوں نے آپ کا پیغام پہنچادیا تھا۔ اس پر دوسرے رسولوں کی امتیں اعتراض کریں گی کہ جن لوگوں نے ہم کو دیکھا نہیں وہ ہم پر کس طرح شہادت دینے کی اہل ہیں؟ تب پروردگار امت محمدیہ ﷺ سے فرمائیں گے، تم کس برتے ان پر شہادت دے رہے ہو جبکہ تم نے ان کو پایا نہیں؟ امت محمدیہ ﷺ عرض کرے گی پروردگار! آپ نے ہمارے پاس اپنا رسول بھیجا، اپنا عہد اور اپنی کتاب بھیجی۔ اس میں آپ نے خود فرمایا کہ ان رسولوں نے آپ کا پیغام پہنچا دیا تھا، تو ہم نے آپ کے فرمان پر شہادت دی ہے۔ پروردگار فرمائیں گے امت محمدیہ سچ کہتی ہے۔ پس پروردگار کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے:

اور اسی طرح ہم نے تم کو امتِ معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر (آخر الزمان) تم پر گواہ بنیں۔

(سورۃ البقرۃ، آیۃ ۱۴۳)

ابن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ امت احمد ﷺ میں سے ہر شخص شہادت دینے کی سعادت حاصل کرے گا مگر وہ شخص جس کے دل میں کینہ ہو۔

قیامت کے روز اللہ تبارک وتعالیٰ کا آدم علیہ السلام سے کلام فرمانا

دیگر امتوں کے مقابلہ میں امتِ محمدیہ ﷺ کی تعداد مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن سب سے پہلے آدم علیہ السلام کو بلایا جائے گا اور (لوگوں سے) پوچھا جائے گا کیا یہ تمہارے والد آدم علیہ السلام ہیں؟ (لوگوں کے اقرار کے ساتھ) حضرت آدم علیہ السلام بھی عرض کریں گے بے شک پروردگار!

پھر اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائیں گے اپنی اولاد میں سے جہنم کا حصہ نکالو! حضرت آدم علیہ السلام عرض کریں گے کتنا پروردگار! پروردگار فرمائیں گے۔ ہر سو میں سے ننانوے۔

اس موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ہر سو میں سے ننانوے نکال لئے جائیں گے تو پیچھے ہم میں کیا رہ جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

میری امت دیگر امتوں کے مقابلہ میں ایسے ہے جیسے سیاہ بیل کے جسم پر ایک سفید بال۔ (۱)

یعنی ایک فی صد سے بھی بہت کم تعداد امت محمدیہ کی ہے کہ امت محمدیہ کا ننانوے فی صد بھی تمام انسانیت کے ایک فی صد میں آرام سے آجائے گا ورنہ پھر بھی امت محمدیہ سے جنت میں جانے والوں کے برابر دیگر امتوں کے لوگ جنت میں جائیں گے۔ (مترجم عفی عنہ)

(۱) بخاری ۶۵۲۹، مسند احمد ۲/ ۳۷۸

قیامت کے دن سب پہلے پیش ہونے والے شخص ..... بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے جس کو (میدان محشر) میں بلایا جائے گا، وہ حضرت آدم علیہ السلام ہوں گے۔ آپ علیہ السلام کو آپ کی تمام اولاد دکھائی جائے گی اور لوگوں کو بتایا جائے گا یہ تمہارے والد آدم علیہ السلام ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام (اللہ کی جناب میں) پیش ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم فرمائیں گے اپنی اولاد میں سے جہنم کا حصہ نکالو۔[1]

رسول اللہ ﷺ کا خیال کہ میری امت اہل جنت میں نصف تعداد میں ہوگی۔ مسند احمد میں ابوسعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے آدم اٹھو کھڑا ہو اور جہنم کا حصہ نکال! آدم علیہ السلام عرض کریں گے لبیک یا ربی! ہر خیر کے آپ ہی مالک ہیں۔ اے پروردگار! جہنم کا کتنا حصہ ہے؟ پروردگار فرمائیں گے ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں اس موقعہ پر (جوان تو جوان) ہر بچہ (بھی مارے خوف کے) بوڑھا ہو جائے گا۔

اور لوگ تجھ کو مدہوش نظر آئیں گے مگر وہ مدہوش نہیں ہوں گے بلکہ (عذاب دیکھ کر ان کے رنگ اڑے ہوں گے) بیشک خدا کا عذاب بڑا سخت ہے۔ (سورۃ الحج، الآیۃ ۲)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: وہ ایک (خوش بخت) کس میں سے ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نو سو ننانوے یاجوج ماجوج میں سے ہوں گے اور ایک تم میں سے ہوگا۔

راوی کہتے ہیں یہ جواب سن کر لوگوں نے (خوشی سے) اللہ اکبر کا نعرہ مارا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم مجھے امید ہے تم اہل جنت میں ایک چوتھائی تعداد میں ہوگے۔ اللہ کی قسم مجھے امید ہے تم اہل جنت میں ایک تہائی تعداد میں ہوگے۔ بلکہ اللہ کی قسم مجھے امید ہے تم اہل جنت میں نصف تعداد میں ہوگے۔

راوی کہتے ہیں یہ سن کر لوگوں نے (پھر خوشی سے) اللہ اکبر کا نعرہ مارا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم تمام انسانیت میں ایسے ہو جیسے سیاہ فام بیل میں ایک سفید بال یا سفید بیل میں سیاہ بال۔

بخاری مسلم میں کئی طرق سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہم مقام منیٰ میں رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ جنت میں تمہاری تعداد ایک چوتھائی ہو؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ تم جنت میں نصف تعداد میں ہوگے۔ یہ اس لئے کہ جنت میں مسلمان کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا اور تم اہل شرک کی نسبت یوں ہو جیسے سیاہ فام بیل میں ایک سفید بال یا سرخ بیل میں سیاہ بال۔[2]

قیامت کے روز اللہ تبارک وتعالیٰ کا نوح علیہ السلام سے کلام فرمانا پس جن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجے گئے ہم ان سے بھی پرسش کریں گے اور پیغمبروں سے بھی پوچھیں گے۔ (سورۃ الاعراف، الآیۃ ۶)

مسند احمد میں ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کیا تم نے (میرا پیغام اپنی امت کو) پہنچا دیا تھا؟ وہ عرض کریں گے جی پروردگار۔ پھر نوح علیہ السلام کی امت کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کیا انہوں نے تم کو (میرا پیغام) پہنچا دیا تھا؟ امت (مکر جائے گی اور) کہے گی ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا آیا اور نہ ہی کوئی اور (پیغمبر) آیا۔ پھر نوح علیہ السلام کو کہا جائے گا آپ کے پاس کوئی گواہ ہے؟ وہ عرض کریں گے محمد اور اس کی امت۔ یہی مطلب ہے اس فرمان باری کا:

اور اسی طرح ہم نے تم کو امت معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر (آخر الزمان) تم پر گواہ بنیں۔ (سورۃ البقرۃ، الآیۃ ۱۴۳)

---

(۱) کما مر (۲) اخرجہ البخاری رقم الحدیث ۶۵۲۸

آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تم کو بلایا جائے گا اور تم حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق گواہی دو گے کہ انہوں نے پیغامِ دعوت پہنچا دیا تھا اور میں تمہارے متعلق (سچا ہونے کی) گواہی دوں گا۔ (۱)

بخاری، ترمذی اور امام نسائی نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ روایت کو مزید اضافہ کے ساتھ بھی روایت کیا ہے، کہ مسند احمد میں ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز ایک نبی آئے گا، اس کے ساتھ صرف ایک امتی ہوگا، کوئی نبی آئے گا، اس کے ساتھ صرف دو امتی ہوں گے اور کسی کے ساتھ اس سے کچھ زیادہ۔ پس ہر ایک قوم کو (اس کے نبی کے ساتھ) بلایا جائے گا۔ ان سے کہا جائے گا کیا اس (پیغمبر) نے تم تک (میرا) پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے نہیں۔ پھر اس پیغمبر سے پوچھا جائے گا کیا تم نے ان تک دعوت پہنچا دی تھی؟ وہ عرض گزار ہونگے۔ بے شک۔ پوچھا جائے گا تمہارا کوئی گواہ؟ وہ عرض کریں گے: محمد اور اس کی امت۔ پھر محمد (ﷺ) کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کیا انہوں نے دعوت پہنچا دی تھی؟ آپ بھی عرض کریں گے جی! پروردگار! پھر امتِ محمدیہ ﷺ کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کیا انہوں نے اپنی امت کو دعوت پہنچا دی تھی؟ امت محمد عرض کری گی جی پروردگار! پھر ان سے کہا جائے گا یہ بات تم کو کس نے بتائی؟ امت محمدیہ عرض کرے گی ہمارے پاس محمد (ﷺ) پیغمبر بن کر آئے، انہوں نے ہم کو خبر دی کہ رسولوں نے دعوت کا فریضہ انجام دیدیا ہے۔ پھر فرمایا یہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

اور اسی طرح ہم نے تم کو امت معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر (آخر الزمان) تم پر گواہ بنیں۔ (۲)

(سورۃ البقرۃ، الآیۃ ۱۴۳)

ابن ماجہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

قیامت کے دن امتِ محمدیہ ﷺ کی دوسری امتوں پر شہادت
(اس امت کے لئے یہ عدالت اور شرافت کا پروانہ ہے)

مصنف ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن امتِ محمدیہ ﷺ کی دوسری امتوں پر شہادت (دینا اور اس کا شرف قبولیت پانا) اس امت کے لئے عدالت اور شرافت کا پروانہ ہے۔ قیامت کے روز تمام اقوام کے نزدیک اس امت کے افراد عادل اور امانت دار ہوں گے۔ اسی وجہ سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امتوں پر اس امت کو گواہ بنائیں گے۔ اگر دیگر امتیں اس امت کی شرافت و برتری کا اعتراف نہ کرتیں تو ان کی گواہی سے ان پر الزام عائد نہ ہوتا۔ چنانچہ بہز بن حکیم اپنے والد حکیم اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

تم ستر امتوں کے برابر ہو، (بلکہ) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں ان سے زیادہ بہتر اور عزت دار ہو۔ (۳)

یوم حشر کو ابراہیم علیہ السلام کی حاضرین پر فضیلت اور برتری۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اور ہم نے ان کو دنیا میں بھی خوبی دی تھی اور وہ آخرت میں بھی نیک لوگوں میں ہوں گے۔ (سورۃ النحل، الآیۃ ۱۲۲)

بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ ہمارے بیچ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا

تم ننگے پاؤں، ننگے بدن (میدانِ محشر میں) جمع کئے جاؤ گے۔ (۴)

پھر آپ ﷺ نے آیت تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ ہے:

جس طرح ہم نے (تم کو اور کائنات کو) پہلے پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کردیں گے۔ (سورۃ الانبیاء، الآیۃ ۱۰۴)

پھر آپ ﷺ نے فرمایا مخلوق میں سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ اور میری امت کے کچھ لوگوں کو لایا جائے گا اور ان

(۱) اخرجہ الامام احمد ۳/۳۲ (۲) مسند الامام احمد ۳/۵۸ (۳) ابن ماجہ الحدیث ۴۲۸۸، مسند الامام احمد ۵/۵۔ (۴) بخاری الحدیث ۶۵۲۷

کو بائیں طرف کر دیا جائے گا (اور حوض کوثر سے ان کو پینے نہ دیا جائے گا) میں عرض کروں گا: یا ربی! یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ پروردگار فرمائے گا: تو نہیں جانتا کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا (فتنے کھڑے کئے)۔ تب میں ایک نیک بندے کی طرح کہوں گا۔

اور جب تک میں ان میں رہا ان (کے حالات) کی خبر رکھتا رہا جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھا لیا تو تو ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز سے خبردار ہے۔ اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر بخش دے تو (تیری مہربانی ہے) بے شک تو غالب (اور) حکمت والا ہے۔ (سورۃ المائدۃ، الآیتان: ۱۱۷، ۱۱۸)

پروردگار فرمائے گا: تو نہیں جانتا کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا۔ اس کی تشریح میں فرمایا کہ یہ دین سے الٹے پاؤں پھر گئے تھے۔
اس کے بعد آپ ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کی عظمت و برتری کا بیان فرمایا اور ان کے متبعین کی کثرت اور ان کے اختلاف و انتشار کا ذکر بھی فرمایا۔

قیامت کے روز اللہ تبارک و تعالیٰ کا عیسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمانا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اور (اس وقت کو بھی یاد رکھو جب خدا فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری والدہ کو معبود بنا لو؟ وہ کہیں گے کہ تو پاک ہے، مجھے کب شایاں تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے کوئی حق نہیں، اگر میں نے ایسا کہا ہوگا تو تجھ کو معلوم ہوگا (کیونکہ) جو بات میرے دل میں ہے تو اسے جانتا ہے اور جو تیرے ضمیر میں ہے اسے میں نہیں جانتا بے شک تو علام الغیوب ہے۔ میں نے ان سے نہیں کہا بجز اس کے جس کا تو نے مجھے حکم دیا ہے، وہ یہ کہ تم خدا کی عبادت کرو، جو میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے۔ اور جب تک میں ان میں رہا ان (کے حالات) کی خبر رکھتا رہا جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھا لیا تو تو ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز سے خبردار ہے۔ اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر بخش دے تو (تیری مہربانی ہے) بے شک تو غالب (اور) حکمت والا ہے۔ خدا فرمائے گا کہ آج وہ دن ہے کہ راست بازوں کو ان کی سچائی ہی فائدہ دے گی۔ ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ابدالآباد ان میں بستے رہیں گے خدا ان سے خوش ہے اور وہ خدا سے خوش ہیں۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔ (سورۃ المائدہ، الآیات: ۱۱۶، ۱۱۹)

اللہ عزوجل کو بخوبی یہ معلوم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہرگز ایسی بات نہیں کہی، لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ آپ سے یہ سوال صرف گمراہ نصاریٰ کو زجر و توبیخ کرنے کے لئے فرمائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مذکورہ جواب دے کر یوں بری ہو جائیں گے، جیسے ملائکہ ان لوگوں سے بری ہوں گے جو ان کے متعلق خدائی کا دعویٰ کرنے والے تھے، اس کے متعلق فرمانِ باری ہے:

اور جس دن وہ ان سب کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے فرمائے گا۔ کیا یہ لوگ تم کو پوجا کرتے تھے۔ وہ کہیں گے تو پاک ہے تو ہی ہمارا دوست ہے، نہ کہ یہ۔ بلکہ یہ جنات کو پوجا کرتے تھے اور اکثر ان کو مانتے تھے۔ (سورۃ سبا، الآیتان: ۴۰-۴۱)

نیز اسی طرح فرمانِ باری عزاسمہ ہے:

اور جس دن (خدا) ان کو اور جنہیں یہ خدا کے سوا پوجتے ہیں جمع کرے گا تو فرمائے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود گمراہ ہو گئے تھے؟۔ وہ کہیں گے تو پاک ہے ہمیں یہ بات شایاں نہ تھی کہ تیرے سوا اوروں کو دوست بناتے۔ لیکن تو نے ہی ان کو اور ان کے باپ دادا کو برتنے کو نعمتیں دیں، یہاں تک کہ وہ تیری یاد کو بھول گئے اور یہ تو تھے ہی تباہ ہونے والی قوم۔ تو (کافرو!) انہوں نے تم کو تمہاری بات میں جھٹلا دیا پس (اب) تم (عذاب کو) پھیر سکتے ہو نہ (کسی سے) مدد لے سکتے ہو۔ اور جو شخص تم میں سے ظلم کرے گا ہم اس کو بڑے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ (سورۃ الفرقان، الآیتان ۱۷، ۱۸)

اسی کے مثل اور مشابہ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

اور جس دن ہم ان کو جمع کریں گے پھر مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو تو ہم ان میں تفرقہ ڈال دیں گے اور ان کے شریک (ان سے) کہیں گے کہ تم ہم کو نہیں پوجا کرتے تھے ہمارے اور تمہارے درمیان خدا ہی بطور گواہ کافی ہے۔ ہم تمہاری پرستش سے بالکل بے خبر تھے۔ وہاں ہر شخص (اپنے اعمال کی) جو اس نے آگے بھیجے ہوں گے آزمائش کرے گا۔ اور وہ اپنے سچے مالک کی طرف لوٹائے جائیں گے اور جو کچھ وہ بہتان باندھا کرتے تھے سب ان سے جاتا رہے گا۔ (سورۃ یونس، الآیات ۲۸، ۳۰)

قیامت کے روز خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کا مقام
جس تک کسی اول وآخر پیغمبر کی رسائی نہ ہوگی

قیامت کے روز خاتم النبیین حضور ﷺ کا ایسا مقام ہوگا جس تک کسی کی پہنچ نہ ہوگی، بلکہ اس کے قریب تک کوئی نہ آسکے گا۔ اول وآخر تمام مخلوقات آپ کی عظمت وبرتری پر رشک کر رہی ہوگی۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی سائر الانبیاء والمرسلین

قیامت کے دن سب سے پہلے جس کو خدا کے حضور سربسجود ہونے کا اعزاز حاصل ہوگا وہ آپ ﷺ کی ذات مبارک ہوگی۔ قیامت کے دن سب سے پہلے جس کو شفاعت کرنے کا حق ملے گا اور اس کی شفاعت مقبول بھی ہوگی وہ آپ ﷺ کی ذات ہوگی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے آپ علیہ السلام ہی کو لباس پہنایا جائے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دو سفید کپڑے پہنائے جائیں گے اور آپ ﷺ کو دو سبز کپڑے پہنائے جائیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عرشِ خداوندی کے سامنے اور حضور ﷺ کو عرشِ خداوندی کے دائیں طرف بٹھایا جائے گا۔

پھر آپ ﷺ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضورِ خداوندی میں گویا ہوں گے یا رب! انہوں نے آپ کی طرف سے مجھے یہ خبر دی تھی کہ آپ نے ان کو میری طرف قاصد بنا کر بھیجا ہے؟ اللہ عزوجل فرمائیں گے جبرئیل نے سچ کہا تھا۔

مقام محمود۔ کئی طرق سے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مقام محمود کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائیں گے۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے بھی یونہی مروی ہے۔ ابوبکر مروزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں کافی اقوال جمع کئے ہیں۔ آپ کے علاوہ کئی حضرات اور محدثین ائمہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحٰق بن راہویہ جیسے جلیل القدر بزرگوں نے اس کو نقل فرمایا ہے۔
حافظ ابوالحسن الدارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے (حضور ﷺ کی مدح میں کہے ہوئے) اپنے ایک قصیدہ میں بھی اس بات کو ذکر کیا ہے۔
مفسر ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس بات کا انکار یا اثبات مروی نہیں ہے۔
مصنف حضرت امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ بات حدیث یا وحی کے سوا قبول نہیں کی جاسکتی اور ایسی کوئی حدیث مروی نہیں ہے جس پر اس بات کا مدار ہو سکے۔ امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول فقط اس کے لئے دلیل نہیں بن سکتا اگرچہ دوسرے بعض محدثین نے اس کی تائید کی ہو۔
ابوبکر بن ابی الدنیا اپنی سند کے ساتھ علی بن الحسین رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
جب یوم حشر ہوگا زمین چمڑے کی طرح پھیلا دی جائے گی۔ (بھیڑ کی وجہ سے) کسی انسان کے لئے پاؤں رکھنے سے زیادہ جگہ نہ ہوگی۔ فرمایا: پھر پہلے مجھے بلایا جائے گا، جبرئیل علیہ السلام رحمٰن کے حضور میں دائیں طرف ہوں گے۔ اللہ کی قسم جبرئیل نے اس سے پہلے رحمٰن عزوجل کو نہ دیکھا ہوگا۔ پھر میں عرض کروں گا، یا رب! انہوں نے مجھے خبر دی تھی کہ ان کو آپ نے میرے پاس قاصد بنا کر بھیجا تھا؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اس نے سچ کہا تھا۔ پھر میں شفاعت کروں گا اور بارگاہ خداوندی میں عرض کروں گا یا رب! تیرے بندے زمین کے اطراف میں پھیلے ہوئے ہیں (اور حساب لئے جانے کے منتظر ہیں)۔ (۱)

فیصلہ کے وقت اللہ عزوجل کا اہلِ علم سے کلام فرمانا اور اہلِ علم کا اکرام۔ طبرانی میں ثعلبۃ بن الحکمؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ جب فیصلہ کے لئے کرسی پر جلوہ افروز ہوں گے، علماء سے فرمائیں گے: میں نے اپنا علم وحکم تم کو اس لئے عطا کیا تھا تاکہ میں تمہاری بخشش کردوں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ (۲)

(۱) اس روایت کو امام ابن حجرؒ نے المطالب العالیہ رقم الحدیث ۴۶۲۹ پر ذکر فرمایا ہے۔ کنز العمال ۳۹۰۹۴۔ (۲) الکبیر للطبرانی الحدیث ۱۳۸۱/۲

اللہ عزوجل کا مؤمنین سے پہلا کلام ابوداؤد میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کوفرمایا:

اگر تم کہو تو میں تم کو وہ پہلی بات بتاؤں جو اللہ عزوجل مؤمنین سے فرمائیں گے اور جو مؤمنین اللہ عزوجل کی جناب میں عرض کریں گے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا بالکل یا رسول اللہ!

تب آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مؤمنین کو فرمائیں گے کیا تم مجھ سے ملاقات پر راضی ہو؟ مؤمنین عرض کریں گے جی ہاں پروردگار! پروردگار فرمائیں گے: کس چیز نے تم میں اس کی ہمت پیدا کی؟ وہ عرض کریں گے آپ کے عفو و درگزر اور آپ کی رحمت و خوشنودی نے۔ پروردگار فرمائیں گے، پس آج میں نے تمہارے لئے اپنی رحمت واجب کردی۔ (۱)

فصل

جس نے اللہ کی امانت اور عہد میں خیانت کی اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں

فرمانِ باری ہے:

جو لوگ خدا کے عہد و پیمان اور اپنی قسموں (کو بیچ ڈالتے ہیں اور ان) کے عوض تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے ہیں ان کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔ ان سے خدا نہ کلام کرے گا اور نہ قیامت کے روز ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کو دکھ دینے والا عذاب ہوگا۔
(سورۃ آل عمران، الآیۃ ۸۸)

اسی طرح دوسری جگہ فرمانِ الٰہی ہے:

جو لوگ (خدا کی) کتاب سے ان (آیتوں اور ہدایتوں) کو جو اس نے نازل فرمائی ہیں چھپاتے اور ان کے بدلے تھوڑی سی قیمت (یعنی دنیوی منفعت) حاصل کرتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں محض آگ بھرتے ہیں ایسے لوگوں سے خدا قیامت کے دن نہ کلام کرے گا اور نہ ان کو (گناہوں سے) پاک کرے گا اور ان کے لئے دکھ دینے والا عذاب ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی اور بخشش چھوڑ کر عذاب خریدا۔ یہ آتش (جہنم) کو کیسے برداشت کرنے والے ہیں! یہ اس لئے کہ خدا نے کتاب سچائی کے ساتھ نازل فرمائی۔ اور جن لوگوں نے اس کتاب میں اختلاف کیا وہ ضد میں (آکر نیکی سے) دور (ہو گئے) ہیں۔ (سورۃ البقرۃ، الآیت ۱۷۴-۱۷۶)

یعنی اللہ عزوجل نہ بات کرنے کے لئے ان کی طرف متوجہ ہوگا اور نہ ہی ان پر نظر رحمت فرمائے گا بلکہ وہ اس دن پروردگار سے حجاب میں ہوں گے۔ بات کرے گا تو بے رخی سے اور حجاب میں کرے گا جیسے فرمان باری عزاسمہ ہے

بیشک یہ لوگ اس روز اپنے پروردگار (کے دیدار) سے اوٹ میں ہوں گے۔ (سورۃ مطففین، الآیۃ ۱۵)

جن و انس سے کلام کے بارے میں فرمانِ باری ہے

اور جس دن وہ سب (جن و انس) کو جمع کرے گا (اور فرمائے گا کہ) اے گروہ جنات تم نے انسانوں سے بہت (فائدے) حاصل کئے۔ تو جو انسانوں میں ان کے دوست دار ہوں گے وہ کہیں گے کہ پروردگار! ہم ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کرتے رہے۔ اور (آخر) اس وقت کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لئے مقرر کیا تھا۔ خدا فرمائے گا (اب) تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے ہمیشہ اس میں (جلتے) رہو گے مگر جو خدا چاہے۔ بیشک تمہارا پروردگار دانا اور خبردار ہے۔ (سورۃ الانعام، الآیۃ ۱۲۸)

اور فرمانِ خداوندی ہے:

---

(۱) ابوداؤد، الحدیث ۵۶۳

یہی فیصلہ کا دن ہے (جس میں) ہم نے تم کو اور پہلے لوگوں کو جمع کیا ہے۔ اگر تمہارے پاس کوئی مکر ہے تو تو مجھ سے کھیلو۔ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔ (سورۃ المرسلات، الآیات ۳۸۔۴۰)

اور فرمانِ خداوندی ہے:

جس دن خدا ان سب کو جلا اٹھائے گا تو جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں (اسی طرح) خدا کے سامنے قسمیں کھائیں گے اور خیال کریں گے کہ ایسا کرنے سے کام نکل جائے گا۔ دیکھو! یہ جھوٹے (اور برسرِ غلط) ہیں۔ (سورۃ المجادلۃ، الآیۃ ۱۸)

اور فرمانِ خداوندی ہے

اور جس روز (خدا) انکو پکارے گا اور کہے گا کہ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کا تمہیں دعویٰ تھا؟۔ (تو) جن لوگوں پر (عذاب کا) حکم ثابت ہو چکا ہوگا وہ کہیں گے کہ ہمارے پروردگار! یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا تھا (اب) ہم تیری طرف (متوجہ ہو کر) ان سے بیزار ہوتے ہیں۔ یہ ہمیں نہیں پوجتے تھے اور کہا جائے گا کہ اپنے شریکوں کو بلاؤ تو وہ ان کو پکاریں گے اور وہ ان کو جواب نہ دے سکیں گے اور (جب) عذاب کو دیکھ لیں گے (تو تمنا کریں گے کہ) کاش وہ ہدایت یاب ہوتے۔ اور جس روز (خدا) ان کو پکارے گا اور کہے گا کہ تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا تو وہ اس روز خبروں سے اندھے ہو جائیں گے، اور آپس میں کچھ بھی پوچھ گچھ نہ کر سکیں گے۔ (سورۃ القصص الآیات ۶۲، ۶۶)

پھر آگے فرمایا:

اور جس دن وہ ان کو پکارے گا اور کہے گا کہ میرے وہ شریک جن کا تمہیں دعویٰ تھا کہاں ہیں؟ اور ہم ہر ایک امت میں سے گواہ نکال لیں گے پھر کہیں گے کہ اپنی دلیل پیش کرو تو وہ جان لیں گے کہ حق بات خدا کی ہے اور جو کچھ وہ افتراء کیا کرتے تھے ان سے جاتا رہے گا۔
(سورۃ القصص، الآیات ۷۴۔۷۵)

اس بارے میں کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک سے کلام فرمائے گا بہت سی آیات ہیں۔

صحیحین میں عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے ہر ایک سے پروردگار اس حال میں کلام فرمائے گا کہ اس کے اور پروردگار کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا۔ پس پروردگار ایک شخص سے ملاقات فرمائے گا اور (اپنے احسانات شمار کراتے ہوئے) اس کو کہے گا۔ کیا میں نے تجھ کو عزت نہیں دی؟ کیا تیری شادی نہیں کرائی؟ کیا تیرے لئے گھوڑے اور اونٹ کو مسخر نہیں کیا؟ کیا میں نے تجھے نہیں چھوڑ رکھا تھا کہ تو سردار بنا خوشحالی سے پھرتا رہا؟ وہ عرض کرے گا۔ بے شک۔ پھر پروردگار فرمائے گا۔ کیا تجھے میری ملاقات کا یقین تھا؟ وہ کہے گا نہیں۔ پس پروردگار فرمائے گا: جا آج میں نے بھی تجھے بھلا دیا جیسے تو نے مجھ کو بھلا دیا تھا۔ [1]

مذکورہ بالا کلام سے صراحتًا معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کافر بندے سے بھی کلام فرمائیں گے۔

گناہ گار مسلمان کے ساتھ اللہ کا معاملہ...... صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بندے کو اس قدر اپنے قریب کر لیں گے حتیٰ کہ اس پر چھا جائیں گے۔ پھر اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کروائیں گے۔ پروردگار اس کے گناہوں کو یاد دلائیں گے کہ فلاں دن میں تو نے یہ کیا، فلاں دن یہ کیا۔ بندہ اقرار کرے گا اور کہے گا ہاں پروردگار! حتیٰ کہ اس کو یقین ہو جائے گا کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ تب اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے:

دیکھ میں نے دنیا میں تیری پردہ پوشی کی، پس جا آج بھی میں نے تجھے بخش دیا۔ [2]

---

(۱) بخاری، کتاب الرقاق الحدیث ۶۵۳۹، مسلم کتاب الزکاۃ الحدیث ۲۳۴۵

(۲) بخاری الحدیث ۲۴۴۱، مسلم الحدیث ۶۹۴۶، ابن ماجہ ۱۸۳

فصل

جنت وجہنم کا ظاہر ہونا، میزان عدل کا قائم ہونا اور حساب کتاب کا شروع ہونا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور جب دوزخ (کی آگ) بھڑکائی جائے گی اور بہشت جب قریب لائی جائے گی تب ہر شخص معلوم کرلے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے۔
(سورۃ التکویر، ۱۲۔۱۴)

دوسری جگہ فرمایا:

اس دن ہم دوزخ سے پوچھیں گے کہ کیا تو بھر گئی؟ وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ اور بہشت پرہیزگاروں کے قریب کردی جائے گی (کہ مطلق) دور نہ ہوگی یہی وہ چیز ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (یعنی) ہر رجوع کرنیوالے حفاظت کرنیوالے سے، جو خدا سے بن دیکھے ڈرتا رہا اور رجوع کرنے والا دل لے کر آیا اس میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے وہاں وہ جو چاہیں گے ان کے لئے حاضر ہے اور ہمارے ہاں اور بھی (بہت کچھ) ہے۔ (سورۃ ق، الآیات: ۳۰۔۳۵)

ایک اور جگہ فرمایا:

اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو کھڑی کریں گے تو کسی شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔ اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہوگا تو ہم اس کو لاموجود کریں گے اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں۔ (سورۃ الانبیاء، الآیۃ ۴۷)

ایک اور جگہ فرمایا:

خدا کسی کی ذرا بھی حق تلفی نہیں کرتا اور اگر نیکی (کی) ہوگی تو اس کو دو چند کردے گا۔ اور اپنے ہاں سے اجر عظیم بخشے گا بھلا اس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے احوال بتانے والے کو بلائینگے اور تم کو ان لوگوں کا (حال بتانے کو) بطور گواہ طلب کریں گے اس روز کافر اور پیغمبر کے نافرمان آرزو کریں گے کہ کاش ان کو زمین میں مدفون کرکے مٹی برابر کردی جاتی۔ اور خدا سے کوئی بات چھپا نہیں سکیں گے۔ (سورۃ النساء، الآیات ۴۰۔۴۲)

اسی طرح ایک جگہ حضرت لقمان علیہ السلام کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا:

(لقمان نے یہ بھی کہا کہ) بیٹا اگر کوئی عمل (بالفرض) رائی کے دانے کے برابر بھی (چھوٹا) ہو اور ہو بھی کسی پتھر کے اندر یا آسمانوں میں (مخفی ہو) یا زمین میں، خدا اس کو قیامت کے دن لاموجود کرے گا۔ کچھ شک نہیں کہ خدا باریک بین (اور) خبردار ہے۔ (سورۃ لقمان، الآیۃ ۱۶)

جزاء سزا کے بارے میں بہت سے آثار ہیں۔ واللہ الموفق للصواب۔

میدان محشر میں جہنم کا لایا جانا اور لوگوں پر ظاہر ہونا..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور دوزخ اس دن حاضر کی جائے گی تو انسان اس دن متنبہ ہوگا مگر (اب) انتباہ (سے) اسے (فائدہ) کہاں (مل سکے گا)؟
(سورۃ الفجر، الآیۃ ۲۳)

صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم کو لایا جائے گا اور اس دن جہنم کی ستر ہزار باگ ڈور ہوں گی، ہر باگ کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو جہنم کو کھینچ کر لا رہے ہوں گے۔ [1]

اس روایت کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے مرفوعاً اور امام ابن ماجہ نے موقوفاً روایت کیا ہے۔

---

(۱) مسلم الحدیث ۷۰۹۳، ترمذی الحدیث ۲۵۷۳۔

جہنم سے ایک گردن کا نکلنا اور اس کا کلام کرنا اور سرکش، مشرکین اور ناحق جان لیوا قاتلین کو جہنم رسید کرنا

مسند احمد میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
جہنم سے ایک گردن نکلے گی جو باتیں کرتی ہوگی، وہ کہے گی مجھ تین آدمیوں پر مقرر کیا گیا ہے سرکش متکبر، اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والا اور ناحق کسی کو قتل کرنے والا۔ پس وہ گردن ان لوگوں کی طرف بڑھے گی اور ان کو اٹھا کر جہنم کی تاریکیوں میں پھینک دے گی۔ (۱)
فرمان الٰہی ہے
جس وقت وہ ان کو دور سے دیکھے گی تو (غضبناک ہو رہی ہوگی اور یہ) اس کے جوش (غضب) اور اس کے چیخنے چلانے کو سنیں گے اور جب یہ دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں (زنجیروں میں) جکڑ کر ڈالے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے۔ آج ایک ہی موت کو نہ پکارو بہت سی موتوں کو پکارو۔
(سورۃ الفرقان، الآیات ۱۲۔۱۴)
امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جس وقت وہ ان کو دور سے دیکھے گی تو غضبناک ہو رہی ہوگی اور یہ اس کے جوش غضب اور اس کے چیخنے چلانے کو سنیں گے، اس کا چیخنا چلانا مشرکین کے لئے ہوگا وہ ان پر انتہائی خوفناک طرح سے غضبناک ہو رہی ہوگی۔ العیاذ باللہ۔
حدیث میں ہے جس شخص نے مجھ پر جھوٹ بولا یا اپنے باپ کے سوا کسی اور کی طرف نسبت کی یا غیر آقاؤں کی طرف نسبت کی، پس وہ جہنم میں دو آنکھوں کے درمیان اپنا ٹھکانہ بنا لے۔

کیا جہنم کی آنکھیں ہوں گی؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا جہنم کی آنکھیں بھی ہوں گی؟
آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اللہ کا ارشاد نہیں سنا:
جس وقت وہ ان کو دور سے دیکھے گی تو (غضبناک ہو رہی ہوگی اور یہ) اس کے جوش (غضب) اور اس کے چیخنے چلانے کو سنیں گے۔ (۲)
ابن ابی حاتم نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔
تفسیر ابن جریر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا
ایک شخص کو جہنم کی طرف کھینچا جائے گا تو جہنم اس سے سمٹے گی اور بند ہونے لگے گی۔ رحمٰن عز و جل جہنم سے مخاطب ہو کر فرمائیں گے: تجھے کیا ہو گیا ہے؟ جہنم عرض کرے گی: وہ مجھ سے پناہ مانگ رہا ہے۔ تب پروردگار فرمائیں گے: میرے بندے کو چھوڑ دو۔
اسی طرح ایک شخص کو جہنم کی طرف گھسیٹ کر لایا جا رہا ہوگا، وہ کہے گا یا رب میرا تو تیرے ساتھ یہ گمان نہ تھا (کہ تو مجھے جہنم میں دھکیل دے گا)۔ پروردگار فرمائیں گے: تیرا کیا گمان تھا؟ وہ عرض کرے گا: میرا تو یہ گمان تھا کہ تیری رحمت مجھ پر حاوی ہو جائے گی۔ پروردگار فرمائیں گے میرے بندے کو چھوڑ دو۔
اسی طرح ایک شخص کو جہنم کی طرف لایا جا رہا ہوگا جہنم اس کی طرف یوں پکارے گی جیسے خچر اونٹنی کو دیکھ کر ہنہناتا ہے (یعنی اس کی طرف تیزی سے چیختی ہوئی لپکے گی) اور جہنم کی آگ یوں سانس لے گی گویا کسی کو اچکے بغیر نہیں چھوڑے گی۔ (۳) اس روایت کی اسناد صحیح ہے۔
مصنف عبدالرزاق میں عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ جہنم کی آگ خوفناک چنگھاڑ سے بھرپور یوں سانس لے گی کہ کوئی فرشتہ یا نبی بھی ایسا نہ بچے گا جو گر نہ جائے اور اس کا جسم کپکپا رہا ہوگا حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام (جیسا جلیل القدر پیغمبر) گھٹنوں کے بل اٹھ کر فریاد کرے گا یا رب آج کے دن میں تجھ سے اپنی جان کی سلامتی کے سوا کچھ نہیں مانگتا۔
صور پھونکے جانے والی حدیث میں آپ ﷺ کا فرمان ہے۔
پھر اللہ تعالیٰ جہنم کو حکم فرمائیں گے تو اس سے ایک انتہائی سیاہ اور دراز گردن ظاہر ہوگی (جو مشرکین، جبارین وغیرہ کی طرف لپکے گی

(۱) ترمذی الحدیث ۲۵۷۴، مسند احمد ۳۰/۳ (۲) تفسیر طبری سورۃ الفرقان الآیہ ۱۲، الحدیث ۱۸۷/۱۰ (۳) تفسیر طبری سورۃ الفرقان الآیہ ۱۲، الحدیث ۱۸۷/۱۰

اور) پھر پروردگار فرمائے گا:

اے آدم کی اولاد! ہم نے تم سے کہہ نہیں دیا تھا کہ شیطان کو نہیں پوجنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا یہی سیدھا رستہ ہے اور اس نے تم میں سے بہت سی خلقت کو گمراہ کر دیا تھا تو کیا تم سمجھتے نہیں تھے؟ یہی وہ جہنم ہے جس کی تمہیں خبر دی جاتی تھی۔ (سو) جو تم کرتے رہے ہو اس کے بدلے آج اس میں داخل ہو جاؤ۔ (سورۃ یٰسٓ، الآیات ۶۰۔۶۴)

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ خلائق پر گزر فرمائیں گے اور تمام امتیں گھٹنوں کے بل گری پڑی ہوں گی، یہ مطلب ہے ذیل کے اس فرمان باری کا

اور تم ہر ایک امت کو دیکھو گے کہ گھٹنوں کے بل بیٹھی ہوگی (اور) ہر ایک جماعت اپنی کتاب (اعمال) کی طرف بلائی جائے گی۔ جو کچھ تم کرتے رہے ہو آج تم کو اس کا بدلہ دیا جائے گا یہ ہماری کتاب تمہارے بارے میں سچ سچ بیان کر دے گی۔ جو کچھ تم کیا کرتے تھے ہم لکھواتے جاتے تھے۔ ( )

(سورۃ الجاثیہ، الآیتان ۲۸۔۲۹)

میزانِ عدل کا قائم ہونا

......اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو کھڑی کریں گے تو کسی شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔ اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہوگا تو ہم اس کو لا موجود کریں گے اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں۔ (سورۃ الانبیاء، آیۃ ۴۷)

دوسری جگہ فرمایا:

تو جن کے عملوں کے بوجھ بھاری ہوں گے وہ فلاح پانے والے ہیں اور جن کے بوجھ ہلکے ہوں گے وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی ذات کو خسارے میں ڈالا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ (سورۃ المومنون، الآیتان ۱۰۲۔۱۰۳)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اور اس روز (اعمال کا) تلنا برحق ہے۔ تو جن لوگوں کے (عملوں کے) وزن بھاری ہوں گے وہ تو نجات پانے والے ہیں اور جن کے وزن ہلکے ہوں گے تو یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا اس لئے کہ ہماری آیتوں کے بارے میں بے انصافی کرتے تھے۔ (سورۃ الاعراف، الآیتان ۸۔۹)

سورۃ القارعۃ میں فرمایا:

تو جس کے (اعمال کے) وزن بھاری نکلیں گے وہ دل پسند عیش میں ہوگا اور جس کے وزن ہلکے نکلیں گے اس کا مرجع ہاویہ ہے اور تم کیا سمجھے کہ ہاویہ کیا چیز ہے؟ (وہ) دہکتی ہوئی آگ ہے۔ (سورۃ القارعۃ، الآیات ۶۔۱۱)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

کہہ دو کہ ہم تمہیں بتائیں جو عملوں کے لحاظ سے بڑے نقصان میں ہیں، وہ لوگ جن کی سعی دنیا کی زندگی میں برباد ہو گئی اور وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اچھے کام کر رہے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں سے اور اس کے سامنے جانے سے انکار کیا۔ پس ان کے اعمال ضائع ہو گئے اور ہم قیامت کے دن ان کے لئے کچھ بھی وزن قائم نہیں کریں گے۔ (سورۃ الکہف، الآیات ۱۰۳۔۱۰۵)

حساب اور فیصلے کے بعد اعمال کا وزن

...... ابوعبداللہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں علماء نے کہا ہے کہ جب حساب کتاب ختم ہو جائے گا اس کے بعد اعمال کا وزن ہوگا کیونکہ وزن بدلہ دینے کے لئے ہوگا لہٰذا مناسب ہے کہ حساب کتاب کے بعد ہو اس لئے کہ حساب کتاب اعمال کی جنس کے لئے ہوگا آیا نیک عمل ہیں یا بد۔ جب یہ حساب نمٹ جائے گا کہ نیک ہیں یا بد، تب ان کا وزن ہوگا کہ ان کی مقدار کیا ہے؟

یہ جو فرمان الٰہی ہے کہ ہم قیامت کے دن انصاف کی میزانیں قائم کریں گے [2] میزان کی جمع استعمال کی گئی ممکن ہے کہ قیامت کے روز کئی میزانیں قائم کی جائیں جن میں اعمال کا وزن کیا جائے۔ یہ احتمال بھی ہوسکتا ہے کہ میزان کی بجائے موزون مراد ہو یعنی ترازوؤں کی بجائے تلنے والی اشیاء مراد ہوں۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

---

(۱) علامہ بیہقی نے اس حدیث کو البعث والنشور میں تخریج فرمایا ہے، الحدیث ۶۶۹۔ (۲) الانبیاء، الآیۃ ۴۷

میزان کے دو مجسم پلڑے ہونے کا بیان
’’بسم اللہ الرحمٰن الرحیم‘‘ پر کوئی شے بھاری نہیں ہو سکتی

مسند احمد میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے سامنے میری امت کے ایک فرد کو بلائیں گے اور اس کے سامنے (اس کے گناہوں کے) ننانوے دفتر پھیلا دیئے جائیں گے ہر دفتر حدِ نگاہ تک پھیلا ہوا ہوگا۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے فرمائیں گے کیا تو ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے کہ میرے نگہبان فرشتوں نے یونہی لکھ دیا ہو؟ وہ عرض کرے گا نہیں پروردگار! پروردگار فرمائیں گے۔ کیا تیرے پاس کوئی عذر یا نیکی ہے؟ بندہ خوفزدہ ہو جائے گا اور کہے گا نہیں اے پروردگار!۔ پروردگار فرمائیں گے۔ ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے، آج تجھ پہ کچھ ظلم نہیں کیا جائے گا۔ پھر کاغذ کا ایک پرزہ نکالا جائے گا، جس میں مکتوب ہوگا۔’’اشھدان لاالہ الااللہ واشھدان محمداً عبدہ ورسولہ‘‘ پروردگار فرشتوں سے فرمائیں گے اس کو بتا دو۔ وہ بندہ عرض کرے گا: یارب! یہ کاغذ کا ایک پرزہ اتنے سارے گناہوں کے دفاتر کا کیا مقابلہ کرے گا؟ پروردگار فرمائیں گے: آج تجھ پر کچھ ظلم نہ ہوگا۔ پھر وہ دفاتر میزان کے ایک پلّہ میں اور کاغذ کا وہ پرزہ دوسرے پلّہ میں رکھ دیا جائے گا۔ اس کلمہ کے وزن سے دفتروں کا پلّہ ہوا میں اڑنے لگے گا۔ یقیناً ’’بسم اللہ الرحمن الرحیم‘‘ پر کوئی شے بھاری نہیں ہو سکتی۔ (۱)

ترمذی، ابن ماجہ اور ابن ابی الدنیا نے لیث کی حدیث سے اس کو روایت کیا ہے۔

کیا قیامت کے دن عمل کے ساتھ عامل کا وزن بھی کیا جائے گا؟ مسند احمد میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن میزانیں قائم کی جائیں گی، پھر ایک آدمی کو لایا جائے گا اور ایک پلّہ میں رکھ دیا جائے گا اور اس کے اعمال دوسرے پلّہ میں رکھ دیئے جائیں گے۔ آدمی والا پلّہ جھک جائے گا تو اس کو جہنم کی طرف بھیج دیا جائے گا۔ جب وہ منہ پھیر کر جانے لگے گا تو رحمٰن عزوجل کی طرف سے ایک پکارنے والا پکارے گا جلدی مت کرو، اس کا کچھ عمل باقی رہ گیا ہے۔ پھر کاغذ کا ایک پرزہ لایا جائے گا، جس میں مکتوب ہوگا:’’ لاالٰہ الااللہ ‘‘ اس کو آدمی کے ساتھ دوسرے پلّہ میں رکھا جائے گا حتیٰ کہ اس پرزہ والا حصہ بھاری ہو جائے گا۔ (۲)

لیکن اس روایت میں غرابت واجنبیت ہے۔ لیکن ایک فائدہ کا علم ہے کہ آدمی کو بھی اس کے عمل کے ساتھ تولا جائے گا۔

قیامت کے دن ’’لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ‘‘ کی شہادۃ میزان میں گناہوں پر بھاری ہو جائے گی

ابن ابی الدنیا میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو میزان کی طرف لایا جائے گا۔ اس کے ننانوے رجسٹر نکالے جائیں گے، ہر ایک حدِ نگاہ تک پھیلا ہوگا۔ ان میں اس کے گناہ ہوں گے۔ وہ ایک پلّہ میں رکھ دیئے جائیں گے۔ پھر انگلی کے پور جتنا کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالا جائے گا جس میں مکتوب ہوگا:’’اشھدان لاالہ الااللہ وان محمداً عبدہ ورسولہ‘‘ وہ دوسرے پلّہ میں رکھ دیا جائے گا۔ وہ پرزہ ان سب رجسٹروں پر بھاری ہو جائے گا۔ (۳)

ابوبکر بن ابی الدنیا سنداً کہتے ہیں: ابن عبداللہ بن سابط سے مروی ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ:

قیامت کے دن میزان میں اس کے اعمال بھاری ہوں گے، جو دنیا میں حق کی اتباع کے ساتھ اپنے اعمال (کا پلّہ) بھاری کرتا رہے اور وہ

(۱) ترمذی الحدیث ۲۶۳۹۔ ابن ماجہ الحدیث ۴۳۰۰۔ مسند احمد الحدیث ۲/۲۲۱۔ (۲) مسند احمد الحدیث ۲/۲۲۱ (۳) التذکرہ للقرطبی ۲/۳۷۵۔

اعمال کرنے والے سے بھاری ہو جائیں۔ میزان کو لازم ہے کہ جب حق اس میں رکھا جائے تو وہ جھک جائے۔ اسی طرح قیامت کو میزان میں اس کے عمل ہلکے ہوں گے جو دنیا میں باطل کی اتباع کے ساتھ اپنے اعمال ہلکے کرتا رہا اور وہ باطل کے سامنے ہلکا ہو گیا اور میزان کو لازم ہے کہ جب کل قیامت کے دن باطل اس میں رکھا جائے تو وہ ہلکا ہو جائے۔

قیامت کے دن بندے کے اعمال میں حسنِ اخلاق سب سے بھاری شے ہوگی۔ مسند احمد میں ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سب سے بھاری شی حسنِ اخلاق ہوگی۔ [1]

اس بارے میں احادیث وارد ہوئی ہیں کہ اعمال کا بذاتہ وزن ہوگا، جیسے صحیح مسلم میں آیا ہے ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

طہارت نصف ایمان ہے۔ الحمدللہ میزان کو بھر دیتا ہے۔ سبحان اللہ و الحمدللہ آسمان و زمین کے درمیان خلاء کو بھر دیتے ہیں۔ نماز نور ہے۔ صدقہ برہان ہے۔ صبر روشنی ہے اور قرآن تیرے حق میں حجت ہے یا تیرے خلاف حجت ہے۔ ہر انسان صبح کرتا ہے اور اپنی جان کو بیچ دیتا ہے یا تو اس کو (جہنم سے) آزاد کرا لیتا ہے یا اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔ [2]

الحمدللہ میزان کو بھر دیتا ہے، سے ثابت ہوتا ہے کہ عمل بذات خود ایک جسمانی حیثیت سے قائم ہوگا۔ ورنہ تو عمل کے لئے عامل کا سہارا ضروری ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عمل کو جسم عطا کر دیں گے جو میزان میں رکھا جائے گا۔ ابن ابی الدنیا میں مذکور روایت بھی اس پر دلیل ہے:

کہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

سب سے وزنی شی جو میزان میں رکھی جائے گی وہ عمدہ اخلاق ہیں۔ [3]

اسی طرح امام احمد نے الفاظ کی معمولی ترمیم کے ساتھ مزید کئی طرق سے اس کو نقل کیا ہے۔

مسند احمد میں ہی ابی سلام حضور ﷺ کے کسی آزاد کردہ غلام کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

واہ! واہ! میزان میں پانچ چیزیں کس قدر وزنی ہیں!! لاالٰہ الا اللہ۔ اللہ اکبر۔ سبحان اللہ۔ الحمدللہ اور نیک بچہ، جس کی وفات ہو جائے تو اس کا والد خدا سے ثواب کی امید رکھے (اور صبر کرے)۔

اور فرمایا:

پانچ چیزوں کا کیا ہی کہنا!! جو اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ ان پانچ چیزوں پر یقین کامل رکھتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اللہ پر ایمان رکھے۔ یوم آخرت پر ایمان رکھے۔ جنت پر ایمان رکھے۔ جہنم پر ایمان رکھے اور موت کے بعد اٹھائے جانے اور حساب کتاب پر ایمان رکھے۔ [4]

امام احمد اس روایت میں منفرد ہیں۔

اسی طرح دوسری روایت ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ اعمال مجسم ہو جائیں گے:

سورۂ بقرۃ اور آل عمران قیامت کے روز سائبان کی طرح آئیں گی ان کے دو پر ہوں گے جس سے وہ اپنے پڑھنے والوں کا دفاع کر رہی ہوں گی۔ [5]

یعنی دونوں سورتوں کی تلاوت کا ثواب قیامت کے روز مجسم شکل ہو جائے گا۔

---

(۱) ترمذی الحدیث ۲۰۰۲، ابو داؤد کتاب ادب الحدیث ۴۷۹۹، مسند احمد الحدیث ۴۴۲/۶، و الحدیث ۴۴۶/۶ (۲) مسلم کتاب الطہارۃ الحدیث ۵۳۳، ترمذی الحدیث ۳۵۱۷، مسند احمد ۳۴۲/۵ (۳) مسند احمد الحدیث ۴۴۲/۶۔ ابو داؤد الحدیث ۴۷۹۹۔ ترمذی الحدیث ۲۰۰۲

(۴) مسند احمد، الحدیث ۴۳/۳، ۲۳۷۔ مجمع الزوائد للہیثمی الحدیث ۴۹/۱۰۔ (۵) مسلم الحدیث ۱۸۷۱۔ مسند احمد الحدیث ۱۸۳/۴، الحدیث ۲۴۹/۵۔ مسند الدارمی الحدیث ۳۵۰/۲

یہ بھی ممکن ہے کہ صاحبِ کتاب کا نامۂ اعمال میزان میں رکھا جائے۔ جیسے مذکورہ روایت سے ثابت ہوا اور یہ بھی آیا ہے کہ عامل کا وزن کیا جائے گا جیسے بخاری میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک موٹا شخص کو پیش کیا جائے گا لیکن اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی اس کا وزن نہ ہوگا۔ [1]

پھر فرمایا اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ سکتے ہو جس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

ترجمہ آیت: اور ہم قیامت کے دن ان کے لئے کچھ بھی وزن قائم نہیں کریں گے۔ (سورۃ الکہف الآیہ ۱۰۵)

بخاری مسلم میں دوسری روایتوں سے بھی یہ روایت مروی ہے۔

ابن ابی حاتم نے مذکورہ روایت اپنی سند کے ساتھ کچھ مختلف الفاظ میں یوں نقل کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

ایک بہت کھانے پینے والے شخص کو لایا جائے گا اور ایک رائی کے دانے کے ساتھ اس کو ہم وزن کیا جائے گا مگر وہ اس کے برابر نہیں پہنچ سکے گا۔ [2]

اس روایت کو بخاری کے الفاظ میں ابن جریر نے بھی مرفوعاً روایت کیا ہے۔

مسند البزار میں حضرت بریدۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اکرم ﷺ کے پاس حاضر تھے۔ ایک قریشی ایک جوڑے میں اتراتا ہوا آیا۔ جب وہ رسول اکرم ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا

اے بریدۃ! یہ شخص ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے یہ ارشاد ہے

اور ہم قیامت کے دن ان کے لئے کچھ بھی وزن قائم نہیں کریں گے۔ [3] (سورۃ الکہف الآیہ ۱۰۵)

مسند احمد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میری ٹانگیں نازک سی تھیں، تیز ہوا چلی تو میں ڈگمگا گیا اس پر حاضرین قوم ہنس دیئے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا تم کیوں ہنسے؟ وہ بولے یا رسول اللہ! اس کی کمزور ٹانگوں کی وجہ سے ہم کو ہنسی آ گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی جس کے دست تصرف میں میری جان ہے! میزان میں ان کا وزن بہت زیادہ ہوگا۔ [4]

امام احمد اس کی روایت میں منفرد ہیں لیکن پھر بھی اس کی سند جید اور قوی ہے۔

جامع روایت

اس طرح بہت سی روایت اس بارے میں آئی ہیں۔ مسند احمد کی کاغذ کے پرزے والی روایت میں وارد ہے کہ کاغذ کا عامل کے ساتھ وزن کیا جائے گا۔ اس روایت کے ساتھ سب روایتیں سمجھ میں آ جاتی ہیں۔

مسند احمد میں حضرت حسن سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے سوال کیا یا رسول اللہ! کیا قیامت کے دن آپ اپنے اہل و عیال کو یاد رکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا

(ہاں یاد رکھوں گا) لیکن تین جگہوں میں نہیں: کتاب، میزان اور پل صراط۔ [5]

کتاب کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ جب (مجہول) کتاب اعمال تمام امتوں کے سامنے رکھی جائے گی۔ دوسرا مطلب یہ بھی ممکن ہے کہ جب لوگوں کے اعمال نامے ان کے پاس پہنچیں گے، کوئی نیک بخت اپنا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں لے رہا ہوگا اور کوئی سیاہ بخت بائیں ہاتھ میں، وہ وقت مراد ہے۔

بیہقی میں حضرت حسن سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رو رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے عائشہ! کیوں رو رہی ہو؟ عرض کیا مجھے اہل جہنم کا ذکر یاد آیا تو رونا آ گیا۔ کیا آپ قیامت کے دن اپنے اہل خانہ کو یاد رکھیں گے؟ فرمایا لیکن تین جگہوں میں کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا ایک تو جب میزان رکھی جائے گی اور جب تک یہ پتہ نہ چل جائے گا کہ اس کا عمل بھاری ہے یا ہلکا۔ دوسرا جب وہ کہے گا آؤ اپنا نامہ (اعمال) پڑھو، [6] ...

(۱) بخاری الحدیث ۴۷۲۹، مسلم ۶۹۷۹، مسند احمد ۱۵۴/۵، ۱۷۷/۵ (۲) تفسیر الطبری سورۃ الکہف الآیہ ۱۰۳، الحدیث ۳۵/۹ (۳) مسند البزار الحدیث ۲۹۵۶۔
(۴) مسند احمد الحدیث ۱/۱۱۴ و ۱/۴۲۱ (۵) مسند احمد الحدیث ۱۰۱/۶ (۶) (سورۃ الحاقۃ الآیہ ۱۹)

وقت اعمال نامے دیئے جائیں گے اس وقت کوئی بات چیت نہ کرے گا جب تک کہ اسے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملتا ہے یا پیٹھ پیچھے بائیں ہاتھ میں ملتا ہے۔ اور تیسرا جب پل صراط کو جہنم پر رکھ دیا جائے گا۔ (١) اس روایت کے راوی یونس کہتے ہیں مجھے شک ہے کہ حضرت حسن نے مزید یہ بھی کہا تھا جہنم کے آنکڑے اچک رہے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ جس کو چاہے روک رہا ہوگا تو اس موقعہ پر بھی کوئی کسی کو یاد نہ کرے گا حتیٰ کہ وہ جان لے نجات پا گیا ہوں یا نہیں۔

اس کے بعد امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ایک اور سند کے ساتھ دوسری روایت ذکر فرماتے ہیں کہ حضرت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جہنم کا ذکر یاد آیا تو آپ رو پڑیں۔ آگے وہی حدیث ذکر کی ہے صرف اس فرق کے ساتھ کتاب کے وقت بھی کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا جس وقت کہا جائے گا۔ آؤ اپنا نامہ اعمال پڑھو، اس وقت تک کہ یہ پتہ نہ چل جائے کہ اس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا یا بائیں ہاتھ میں یا پیٹھ پیچھے سے۔ اور پل صراط کے وقت جب جہنم پر اس کو بچھایا جائے گا۔

عائشہ بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کا دوسرا طریق

مسند احمد میں دوسرے طریق سے مذکور ہے، قاسم بن محمد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا قیامت کے دن دوست اپنے دوست کو یاد رکھے گا؟ آپ نے فرمایا:

اے عائشہ! تین موقعوں پر (کوئی کسی کو یاد نہیں رکھے گا) میزان کے وقت جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس کا پلہ بھاری ہے یا ہلکا؟ دوسرا صحیفوں کے اڑنے کے وقت جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے یہ صحیفہ عمل اس کو دائیں ہاتھ میں ملے گا یا بائیں میں؟ تیسرا اس وقت جب جہنم سے گردن نکلے گی، وہ لوگوں پر چھا جائے گی۔ غیظ و غضب کے مارے ان پر چیخیں مارے گی اور کہے گی۔ مجھے تین آدمیوں پر مامور کیا گیا ہے۔ ایک وہ جس نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا، دوسرا وہ جو اللہ پر ایمان نہیں لایا اور تیسرا ہر جابر و سرکش۔ پھر وہ ان تین قسم کے افراد کو اچک اچک کر جہنم کے اندھیروں میں پھینک دے گی۔ اس دن جہنم پر بال سے زیادہ باریک تلوار سے زیادہ تیز ایک پل ہوگا اس پر نوک دار کھینچنے والے آنکڑے ہوں گے جس کو اللہ تعالیٰ چاہیں گے، وہ اس کو کھینچ کھینچ کر جہنم کا ایندھن بنا رہے ہوں گے۔ کوئی اس پل سے پلک جھپکنے کی مانند گزر جائے گا، کوئی بجلی کی طرح، کوئی ہوا کی طرح، کوئی گھڑ سوار کی طرح اور کوئی کسی اور سوار کی طرح اس کو پار کرے گا۔ ملائکہ اس وقت کہہ رہے ہوں گے رب سلم رب سلم یا رب سلامتی فرما یا رب سلامتی فرما۔ پس کوئی خیریت کے ساتھ گزر جائے گا کوئی زخمی حالت میں نکلے گا اور کوئی اوندھے منہ جہنم میں گرے گا۔ (٢)

قیامت کے روز حضور ﷺ کہاں کہاں ہوں گے؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ میری شفاعت فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ عرض کیا میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ فرمایا پہلے مجھے پل صراط پر تلاش کرنا۔ عرض کیا اگر وہاں میں آپ کو نہ پا سکوں؟ فرمایا، پھر حوض کے پاس۔ عرض کیا اگر وہاں بھی میں آپ کو نہ پا سکوں؟ فرمایا پھر میزان کے پاس تب میں نے عرض کیا میں قیامت کے دن ان جگہوں پر ضرور تلاش کروں گا۔ (٣)

شقی یا سعید؟

حافظ ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن ابن آدم کو لایا جائے گا اور میزان کے دو پلڑوں کے درمیان کھڑا کر دیا جائے گا۔ اگر اس کا عمل نامہ بھاری ہوا تو فرشتہ تیز آواز سے پکارے گا، جس کو تمام مخلوق سنے گی فلاں شخص کامیاب ہو گیا، اب کبھی وہ ناکام نہیں ہوگا۔ اگر اس کا عمل نامہ ہلکا رہا تو فرشتہ تیز آواز سے پکارے گا، جس کو تمام مخلوق سنے گی فلاں بدبخت ہو گیا اب کبھی وہ فلاح نہیں پا سکے گا۔ (٤)

حافظ بیہقی روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں اس روایت کی اسناد ضعیف ہے۔

---

(١) ابوداؤد الحدیث ٤٧٥٥۔ مسند احمد الحدیث ٢١٩/٦

(٢) مسند احمد الحدیث ١١٠/٦۔ مجمع الزوائد الحدیث ٣٥٨/١٠۔ کنز العمال الحدیث ٣٩٠٤٠

(٣) ترمذی الحدیث ٢٤٣٣، مسند احمد الحدیث ١٧٨/٣

(٤) مجمع الزوائد الحدیث ٣٥٣/١٠۔

مسند البزار اور ابن ابی الدنیا میں سند مذکور ہے عبید اللہ بن ابی الفرار فرماتے ہیں:

میزان کے پاس ایک فرشتہ ہوگا۔ جب بندہ کا وزن ہوگا تو وہ پکارے گا فلاں بن فلاں کا میزان بھاری ہوگیا لہٰذا وہ کامیاب ہوگیا، اب کبھی وہ ناکام نہیں ہوگا۔ فلاں بن فلاں کا میزان ہلکا ہوگیا لہٰذا وہ بدبخت ہوگیا اب کبھی وہ فلاح نہیں پا سکے گا۔

ابن ابی الدنیا میں ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

قیامت کے دن حضرت جبرئیل علیہ السلام میزان پر نگہبان ہوں گے۔ لوگ ایک دوسرے کے پاس آئیں گے۔ اس دن سونا ہوگا نہ چاندی۔ ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دلوائی جائیں گی، اگر ظالم کے پاس نیکی نہ ہوں گی تو مظلوم کی برائیاں ظالم کے کھاتے میں ڈال دی جائیں گی۔

ابن ابی الدنیا میں ابوالاحوص فرماتے ہیں: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس قریش اپنی بڑائیاں بیان کرنے لگے تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لیکن میں تو ایک گندے قطرے سے پیدا ہوا ہوں، پھر بدبودار مردے کی حالت میں بدل جاؤں گا پھر میزان قائم ہوگی تب اگر میری میزان بھاری رہی تو میں عزت دار ہوں، لیکن اگر میری میزان ہلکی پڑ گئی تو میں بدبخت ہوں۔

ابن الاحوص فرماتے ہیں: کیا تو جانتا ہے کس چیز میں نجات ہے؟ اگر بندہ کی میزان بھاری ہوگئی تو اس مجمع میں نداء دی جائے گی جہاں اول و آخر تمام مخلوق حاضر ہوگی کہ فلاں بن فلاں کامیاب ہوگیا، اب کبھی وہ ناکام نہیں ہوگا۔ اگر اس کی میزان ہلکی رہی تو پکارا جائے گا فلاں بن فلاں بدبخت ہوگیا اب کبھی وہ فلاح نہیں پا سکے گا۔

بیہقی میں ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے عرض کیا یا محمد (رسول اللہ)! ایمان کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر ایمان لائے، اس کے ملائکہ پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ جنت، جہنم، میزان اور موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لائے۔ جب تو نے یہ کرلیا تو بس تو مؤمن ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا جی ہاں (میں بھی ایمان لایا) یا کہا آپ نے سچ فرمایا۔[1]

حضرت شعبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے کہ میزان عمل کے پاس لوگوں کا اژدھام اور رش ہوگا۔

ابن ابی الدنیا میں ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میزان رکھی جائے گی۔ اس کے دو پلے ہوں گے اگر ایک پلہ میں آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی تمام اشیاء رکھ دی جائیں تو وہ سب پلہ میں سما جائیں گی۔ ملائکہ عرض کریں گے: یارب! اس میں کس کا عمل تولا جائے گا؟ پروردگار فرمائے گا: اپنی مخلوق میں سے جس کا میں چاہوں گا۔ فرشتے عرض کریں گے پروردگار! ہم نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا۔

ابن ابی الدنیا میں حماد بن ابراہیم آیت ذیل کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو کھڑی کریں گے۔ (سورۃ الانبیاء الآیۃ ۴۷) کہ ایک آدمی کا عمل لایا جائے گا اور ترازو کے پلہ میں رکھ دیا جائے گا پھر بادل کی مثل کوئی شئی لائی جائے گی وہ دوسرے پلہ میں رکھ دی جائے گی، بادل والا پلہ جھک جائے گا تو اس سے پوچھا جائے گا جانتا ہے یہ کیا شئی ہے؟ یہ وہ علم ہے جو تو نے پڑھا اور آگے پڑھایا، انہوں نے پڑھ کر تیرے بعد اس پر عمل کیا۔

ابن ابی الدنیا میں سعید بن جبیر سے مروی ہے وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

قیامت کے دن لوگوں کا حساب کتاب کیا جائے گا۔ جس کی نیکیاں بدیوں سے ایک نیکی میں بھی زیادہ ہوئیں وہ جنت میں داخل ہوجائے گا۔ جس کی بدیاں نیکیوں سے ایک بدی میں بھی زیادہ ہوئیں وہ جہنم میں داخل ہوجائے گا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

تو جن کے (عملوں کے) بوجھ بھاری ہوں گے وہ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جن کے بوجھ ہلکے ہوں گے وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ (سورۃ المومنون، الآیتان ۱۰۲-۱۰۳)

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میزان عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ظاہر کردے گی، یا تو اس سے اٹھ جائے گی یا جھک جائے گی۔

ابن ابی الدنیا میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آدم سے تین عذر فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا:

---

(۱) مسند احمد الحدیث ۱۱۴/۳، شعب للبیہقی الحدیث ۱۸۰، ۲۵۶، ۲۷۸

اے آدم! اگر میں جھٹلانے والوں پہ لعنت نہ کرتا اور جھوٹ اور حلف سے بغض نہ رکھتا تو آج مجھے تیری ذریت پر شدتِ عذاب سے رحم آ جاتا۔ (لیکن چونکہ مجھے ان چیزوں سے بغض ہے) اس لئے مجھ پر لازم ہے کہ جس نے میرے رسولوں کو جھٹلایا اور میری نافرمانی کی میں ان سے جہنم کو بھر دوں گا۔ اے آدم جان لے! میں تیری اولاد میں سے کسی کو آگ کا عذاب نہیں دوں گا اور نہ کسی کو جہنم میں داخل کروں گا سوائے اس کے جس کے متعلق میرے علم میں یہ بات آ چکی ہے کہ اگر میں اسکو دوبارہ دنیا میں لوٹا دوں تو وہ پہلے سے بھی زیادہ شر کی طرف بڑھے گا۔ اے آدم! آج تو میرے اور اپنی اولاد کے درمیان عدل کرنے والا ہے، پس جا! میزان کے پاس کھڑا ہو جا، دیکھ ان کے اعمال میں کیا چیز وزنی ہے؟ اگر کسی کی بھلائی اس کی بدی سے ایک ذرہ بھی زیادہ ہے تو اس کے لئے جنت ہے، تا کہ اس کو پتہ چل جائے کہ میں ظالم کے سوا کسی کو عذاب نہیں دوں گا۔

ابن ابی الدنیا میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

جب قیامت کا دن ہوگا، لوگوں کا ایک بڑا انبوہ کھڑا ہوگا جو (کثرتِ تعداد کی وجہ سے) افق کو بھر دے گا ان کا نور آفتاب کی طرح ہوگا۔ اس کے ساتھ آواز دی جائے گی یہ گروہ نبی امی کا ہے۔ یہ سن کر ہر نبی متجسس ہو جائے گا، تب کہا جائے گا یعنی محمد علیہ السلام اور اس کی امت کا گروہ ہے۔ پھر دوسرا ایک جتھہ کھڑا ہوگا جو (کثرتِ تعداد کی وجہ سے) افق کو بھر دے گا ان کا نور چودھویں کے ماہتاب کی طرح ہوگا۔ اس کے ساتھ آواز دی جائے گی یہ گروہ نبی امی کا ہے۔ یہ سن کر ہر نبی متجسس ہو جائے گا، تب کہا جائے گا یعنی محمد ﷺ اور ان کی امت کا گروہ ہے۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ آئیں گے اور فرمائیں گے اے محمد! یہ میری طرف سے تیرے لئے (ہدیہ) ہے۔ یہ میری طرف سے تیرے لئے (ہدیہ) ہے۔ پھر میزان رکھی جائے گی اور حساب کتاب شروع ہو جائے گا۔

فصل

میزان کے متعلق علماء کے اقوال ..... امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ میزان کے عظیم پلڑے ہیں۔ اگر کسی ایک پلڑے میں زمین وآسمان رکھ دیئے جائیں تو وہ پلڑا دونوں کو کافی ہو جائے گا۔ نیکیوں کا پلڑا تو نور ہے اور دوسرا ظلمت ہے۔ یہ ترازو اللہ کے عرش کے سامنے نصب ہے۔ عرش کے دائیں طرف جنت ہے۔ نور کا پلڑا اس کی طرف ہے۔ عرش کے بائیں طرف جہنم ہے اور ظلمت کا پلڑا اس کی طرف ہے۔

معتزلہ نے میزان کا انکار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں اعمال عرض ہیں، جن کا کوئی جسم نہیں تو ان کا وزن کیسے ہوسکتا ہے۔ اس کے جواب میں فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ اعراض کو اجسام عطا فرمائیں گے اور ان کا وزن کیا جائے گا۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صحیح یہ ہے کہ اعمال کے رجسٹروں کا وزن کیا جائے گا۔ لیکن مصنف علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پہلے تصریح کے ساتھ گزر چکا کہ اعمال کو جسم مل کر وزن ہوسکتا ہے اسی طرح ان کے رجسٹروں کا وزن ہوسکتا ہے اور بذاتِ خود عمل کا وزن کیا جانا بھی ممکن ہے۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجاہد، ضحاک اور اعمش سے مروی ہے کہ میزان سے مراد عدل اور فیصلہ ہے۔ اور وزن کا ذکر مثالاً کیا گیا ہے، جیسے کہا جاتا ہے یہ بات اس وزن کی ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ممکن ہے کہ ان علماء نے یہ تفسیر ذیل کی آیت کی وجہ سے کی ہو۔

اور اسی نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو قائم کی کہ ترازو (سے تولنے) میں حد سے تجاوز نہ کرو۔ اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو۔ اور تول کم مت کرو۔

(سورۃ الرحمن، الآیات: ۷۔۹)

ووضع المیزان سے مراد عدل ہے۔ اللہ نے بندوں کو اس کا حکم فرمایا ہے۔ احادیث اور قرآن میں میزان کا ذکر شئی محسوس کے لئے آیا، جیسے فرمایا "فمن ثقلت موازینہ ومن خفت موازینہ"

میزان ہر شخص کے لئے قائم نہیں ہوگی .. امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میزان برحق ہے، لیکن ہر ایک کے حق میں نہیں ہے۔ اس پر خدا تعالیٰ کا فرمان دلیل ہے گنہگار اپنے چہرے ہی سے پہچان لئے جائیں گے تو پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑ لئے جائیں گے۔

(سورۃ الرحمن، الآیۃ ۴۱)

اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے: پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے محمد! اپنی امت میں سے، جس پر حساب کتاب نہیں ہے اس کو جنت میں دائیں دروازے سے داخل کرلے۔ اور وہ باقی امور میں لوگوں کے شریک کار ہوں گے۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ستر ہزار اشخاص کے بارے میں احادیث تواتر کے ساتھ ثابت ہیں کہ وہ بغیر حساب کتاب جنت میں جائیں گے۔ لیکن اس سے لازم نہیں آتا کہ ان کے اعمال کا وزن بھی نہ کیا جائے، اس میں کلام ہے، کیونکہ اعمال نیکوکاروں کے بھی وزن کیے جائیں گے محض اس لئے کہ حاضرین محشر پر ان کی عظمت ظاہر ہو۔ اسی طرح کفار خواہ ان کے پاس کوئی سودمند نیکی نہ ہو تب بھی ان کے اعمال کا وزن ہوگا تاکہ ان کے کفر و بدبختی کا اندازہ کیا جاسکے اور حاضرین محشر پر ان کی شقاوت ظاہر ہوسکے۔

کیا آخرت میں کافر سے عذاب کی تخفیف ہوگی؟ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر ایک نیکی کا ظلم بھی نہیں فرماتے یعنی اگر کسی کافر سے کوئی نیکی سرزد ہو تو اس کو بھی اس کا بدلہ عطا فرما دیتے ہیں اس طرح کہ دنیا میں اس کو عیش وعشرت سے نواز دیتے ہیں حتی کہ وہ اللہ کے پاس حاضر ہوتا ہے تو اس کے پاس کوئی نیکی نہیں رہتی۔

لیکن التذکرۃ میں امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ کافر کوئی صدقہ کرے یا صلہ رحمی وغیرہ نیکی کا کام کرے تو اس سے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے۔ انہوں نے جناب ابی طالب کے قصہ سے اس پر دلیل لی ہے، کہ ان کی نیکی اور حضور ﷺ کی مدد کے صلہ میں ان پر عذاب میں تخفیف کی جائے گی اور آگ کے صرف جوتے پہنائے جائیں گے، جس سے ان کا دماغ کھولے گا۔

حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ممکن ہے یہ خصوصیت صرف حضرت جناب ابی طالب کے ساتھ ہو کیونکہ انہوں نے حضور ﷺ کی بے انتہاء مدد ونصرت فرمائی تھی۔

امام قرطبی اپنی رائے پر اس آیت سے دلیل پکڑتے ہیں:

اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو کھڑی کریں گے تو کسی شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہ کی جائے گی اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہوگا تو ہم اس کو لاموجود کریں گے اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں۔ (سورۃ الانبیاء، الآیۃ ۴۷)

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ آیت عموم پر دلیل ہے، کہ کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا اور کافرین پر بھی ظلم نہیں ہوگا اور ان کو ہم پہلے ہی دنیا میں ان کی نیکی کا بدلہ دے چکے ہوں گے لہذا کافروں کو اس آیت کے عموم سے خاص کرلیا جائے گا۔ اسی طرح آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ عبداللہ بن جدعان مہمان نوازی کرتا تھا، صلہ رحمی سے پیش آتا تھا اور غلاموں کو آزاد کراتا تھا تو کیا یہ باتیں اس کے لئے سودمند ثابت ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! کیونکہ اس نے کبھی زندگی میں لا الہ الا اللہ نہیں کہا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور جو انہوں نے عمل کیے ہوں گے ہم ان کی طرف متوجہ ہوں گے تو ان کو اڑتی خاک کردیں گے۔ (سورۃ الفرقان، الآیۃ: ۲۳)

اسی طرح فرمایا: یہاں تک کہ جب اس کے پاس آئے گا تو اسے کچھ بھی نہ پائے گا۔ اور خدا ہی کو اپنے پاس دیکھے تو وہ اسے اس کا حساب پورا پورا چکادے اور خدا جلد حساب کرنیوالا ہے۔ (سورۃ النور، الآیۃ ۳۹)

اور فرمایا: جن لوگوں نے اپنے پروردگار سے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال راکھ کی سی ہے کہ آندھی کے دن اس زور کی ہوا چلے (کہ) اسے اڑا لے جائے۔ (سورۃ ابراہیم، الآیۃ ۱۸)

اور فرمایا: اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے اعمال (کی مثال ایسی ہے) جیسے میدان میں ریت کہ پیاسا اسے پانی سمجھے۔ یہاں تک کہ جب اس کے پاس آئے تو اسے کچھ بھی نہ پائے۔ اور خدا ہی کو اپنے پاس دیکھے تو وہ اسے اس کا حساب پوار پورا چکادے اور خدا جلد حساب کرنے والا ہے۔
(سورۃ النور، الآیۃ ۳۹)

مترجم اصغر عرض کرتا ہے ناقص رائے میں مصنف ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی بات زیادہ قوی ہے کیونکہ اکثر نصوص اسی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

فصل

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس کی نیکیاں برائیوں سے ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی زیادہ ہوئیں وہ جنت میں داخل ہو جائے گا، جس کی برائیاں اس کی نیکیوں سے ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی زیادہ ہوئیں تو وہ جہنم میں داخل ہو جائے گا، الا یہ کہ اللہ عزّ وجل اس کی بخشش فرمادیں اور جس کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوگئیں وہ اعراف میں داخل ہوگا۔

اس روایت کے مثل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت مروی ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قرآن کی یہ آیت بھی اس کی شاہد ہے:

خدا کسی کی ذرا بھی حق تلفی نہیں کرتا اور اگر نیکی (کی) ہوگی تو اس کو دو چند کر دے گا۔ اور اپنے ہاں سے اجر عظیم بخشے گا۔ (سورۃ النساء، الآیۃ: ۴۰)

لیکن اگر کسی کی نیکی اس کی برائیوں سے ایک نیکی میں بزیادہ ہوئیں اور وہ جنت میں داخل ہو گیا تو کیا اس کی تمام نیکیاں اس کے لئے رفعِ درجات کا سبب بنیں گی یا نہیں اور اس کی برائیاں کالعدم ہو جائیں گی یا نہیں اس کا کوئی علم نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی، صحائفِ اعمال کا اڑنا اور اللہ تعالیٰ کا حساب کتاب لینا ..... فرمانِ الٰہی ہے:

اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تم زمین کو صاف میدان دیکھو گے اور ان (لوگوں) کو ہم جمع کر لیں گے تو ان میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔ اور سب تمہارے پروردگار کے سامنے صف باندھ کر لائے جائیں گے (تو ہم ان سے کہیں گے کہ) جس طرح ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا (اسی طرح آج) تم ہمارے سامنے آئے لیکن تم نے تو یہ خیال کر رکھا تھا ہم نے تمہارے لئے (قیامت کا) کوئی وقت مقرر ہی نہیں کیا۔ اور (عملوں کی) کتاب (کھول کر) رکھی جائے گی تو تم گنہگاروں کو دیکھو گے کہ جو کچھ اس میں (لکھا) ہوگا اس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے ہائے شامت یہ کیسی کتاب ہے کہ نہ چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے نہ بڑی بات کو (کوئی بات نہیں) مگر اسے لکھ رکھا ہے اور جو عمل کئے ہوں گے سب کو حاضر پائیں گے۔ اور تمہارا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔ (سورۃ الکھف، الآیات: ۴۷-۴۹)

ایک جگہ فرمایا:

کہہ دو کہ بے شک پہلے اور پچھلے (سب) ایک روز مقرر کے وقت پر جمع کئے جائیں گے۔ (سورۃ الواقعۃ الآیتان، ۴۹-۵۰)

اور فرمایا:

اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک جائے گی۔ اور (اعمال کی) کتاب (کھول کر) رکھ دی جائے گی اور پیغمبر اور گواہ حاضر کئے جائیں گے اور ان میں انصاف کیساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائے گی اور جس شخص نے جو عمل کیا ہوگا اس کو اسکا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور جو کچھ یہ کرتے ہیں اس کو سب کی خبر ہے۔ (سورۃ الزمر، الآیتان: ۶۹-۷۰)

اور فرمانِ الٰہی ہے:

اور جیسے ہم نے تم کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا ایسے ہی تم آج اکیلے اکیلے ہمارے پاس آئے۔ اور جو (مال و متاع) ہم نے تمہیں عطا فرمایا تھا وہ سب اپنی پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے سفارشیوں کو بھی نہیں دیکھتے جنکی نسبت تم خیال کرتے تھے کہ وہ تمہارے (شفیع اور ہمارے) شریک ہیں (آج) تمہارے آپس کے سب تعلقات منقطع ہو گئے اور جو دعوے تم کیا کرتے تھے سب جاتے رہے۔ (سورۃ الانعام، الآیۃ: ۹۴)

اور فرمانِ الٰہی ہے:

اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ تو ہم ان میں تفرقہ ڈال دیں گے اور ان کے شریک (ان سے) کہیں گے کہ تم ہم کو نہیں پوجا کرتے تھے ہمارے اور تمہارے درمیان خدا ہی گواہ کافی ہے۔ ہم تمہاری پرستش سے بالکل بے خبر تھے۔ وہاں ہر شخص (اپنے اعمال کی) جو اس نے آگے بھیجے ہوں گے آزمائش کر لے گا اور وہ اپنے سچے مالک کی طرف لوٹائے جائیں گے

اور جو کچھ وہ بہتان باندھا کرتے تھے سب ان سے جاتا رہے گا۔ (سورۃ یونس، الآیات ۲۸-۳۰)

اور فرمایا:

اور جس دن وہ سب (جن وانس) کو جمع کرے گا (اور فرمائے گا کہ) اے گروہ جنات! تم نے انسانوں سے بہت (فائدے) حاصل کئے۔ تو انسانوں میں جوان کے دوست دار ہوں گے وہ کہیں گے کہ پروردگار! ہم ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کرتے رہے۔ اور (آخر) اس وقت کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لئے مقرر کیا تھا۔ خدا فرمائے گا (اب) تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ ہمیشہ اس میں (جلتے) رہو گے مگر جو خدا چاہے۔ بیشک تمہارا پروردگار دانا اور خبردار ہے۔ اور اسی طرح ہم ظالموں کو ان کے اعمال کے سبب جو وہ کرتے تھے ایک دوسرے پر مسلط کر دیتے ہیں اے جنوں اور انسانوں کی جماعت کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آتے رہے؟ جو میری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ سناتے اور اس دن کے سامنے آموجود ہونے سے ڈراتے تھے۔ وہ کہیں گے کہ (پروردگار!) ہمیں اپنے گناہوں کا قرار ہے۔ ان لوگوں کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا اور (اب) خود اپنے اوپر گواہی دی کہ کفر کرتے تھے۔ (اے محمد) یہ جو پیغمبر آتے رہے اور کتابیں نازل ہوتی رہیں (تو) اس لئے کہ تمہارا پروردگار ایسا نہیں کہ بستیوں کو ظلم سے ہلاک کر دے اور وہاں کے رہنے والوں کو (کچھ بھی) خبر نہ ہو۔ اور سب لوگوں کے بلحاظ اعمال درجے (مقرر) ہیں اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں خدا ان سے بے خبر نہیں۔ (سورۃ الانعام، الآیت ۱۲۸-۱۳۲)

اس بارے میں بہت سی آیات وارد ہیں لہٰذا ہر موقعہ پر وہاں کی مناسبت سے ہم ان آیات کو ذکر کرتے چلیں گے۔

صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

تم اللہ سے اس حال میں ملاقات کرو گے کہ تم ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون ہو گے، جیسے کہ ہم نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا اسی طرح دوبارہ لوٹائیں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا وغیرہ سے بھی اس کے مثل مروی ہے۔

ابن ابی الدنیا میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا لوگوں کی تین پیشیاں ہوں گی۔ دو میں تو بحث وجدال اور عذر معذرت ہوگی اور ایک پیشی میں اعمال نامے اڑیں گے۔ سو جس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملا وہ حساب کتاب سے آسانی کے ساتھ جلد فارغ ہو جائے گا اور جنت میں داخل ہوگا۔ لیکن جس کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں ملا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔[1]

مسند احمد میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

لوگوں کی تین پیشیاں ہوں گی۔ دو میں تو بحث وجدال اور عذر معذرت ہوگی اور ایک پیشی میں اعمال نامے اڑیں گے۔ سو کوئی دائیں ہاتھ میں لینے والا ہوگا اور کوئی بائیں ہاتھ میں۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اس ہولناک مرحلہ کے متعلق چند اشعار فرماتے ہیں جن کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔

صحائف اعمال اڑتے پھریں گے، جو بھیدوں سے بھرے ہوں گے، نگاہیں پھٹی پھٹی ان کو دیکھ رہی ہوں گی۔ پس تو کیسے اس کو بھولے ہوئے ہے۔ اس وقت چھوٹی چھوٹی باتوں کا پتہ چل جائے گا اور تجھے نہیں پتا کہ کیا کیا رونما ہوگا؟ کیا جنت میں ٹھکانہ ہوگا جہاں نور ہی نور ہے۔ یا جحیم میں سزا ہوگا جہاں خلاصی ہے نہ آزادی۔ افسوس تیرے حور طریقے اسی کے باسیوں کے سے لگتے ہیں؟ تو خوب دیکھے گا جب جہنمی جہنم کی عمیق وادیوں سے چھٹکارے کی کوشش کریں گے تو مزید گہرائیوں میں غوطہ زن ہو جائیں گے، ان کا رونا بڑھ جائے گا لیکن وہ رونا دھونا ان کو کچھ سود مند نہ ہوگا پس جان لے کہ علم موت سے پہلے پہلے ہی اپنے عامل کو کچھ نفع دے سکتا ہے۔ کیونکہ موت کے بعد تو واپسی ممکن نہیں۔

پروردگار اپنے کلام میں فرماتے ہیں:

اے انسان! تو اپنے پروردگار کی طرف (پہنچنے میں) خوب کوشش کر، تو اس سے جا ملے گا۔ پس جس کا نامہ (اعمال) اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے حساب آسان لیا جائے گا اور وہ اپنے گھر والوں میں خوش خوش آئے گا اور جس کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا وہ

(۱) بخاری، الحدیث ۶۵۲۷۔ مسلم، الحدیث ۱۲۷۔ النسائی، الحدیث ۲۰۸۳۔ مسند احمد الحدیث ۳۷۵

موت کو پکاریگا اور دوزخ میں داخل ہوگا۔ یہ اپنے اہل (وعیال) میں مست رہتا تھا۔ اور خیال کرتا تھا کہ (خدا کی طرف) پھر کر نہ جائے گا۔ ہاں (ہاں) اس کا پروردگار اس کو دیکھ رہا تھا۔ (سورۃ الانشقاق، الآیات:۶۔۱۵)

جس سے حساب میں جانچ پڑتال کی گئی وہ ہلاک ہوگیا صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن جس کسی سے بھی حساب کتاب کیا گیا وہ ہلاک ہوجائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ خدا کا فرمان نہیں ہے؟ (ترجمہ) تو جس کا نامہ (اعمال) اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے حساب آسان لیا جائے گا۔
(سورۃ الانشقاق، الآیتان:۶۔۷)

آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو محض پیشی ہے، حساب تو جس سے بھی لیا گیا وہ ہلاکت سے نہیں بچ سکتا۔[1]

یعنی پروردگار بندوں سے حساب میں پوچھ گچھ شروع فرمائیں تو کوئی بھی حساب کتاب پر پورا نہیں اتر سکتا۔ جس سے بھی حساب لیا گیا وہ مبتلائے عذاب ہوکر رہے گا لیکن اس کے باوجود ظلم رتی بھر نہ ہوگا۔ اس وجہ سے پروردگار عفو و درگزر سے کام لیں گے اور جس طرح دنیا میں بندوں کی پردہ پوشی فرماتے رہے اسی طرح آخرت میں بھی، بہت سوں کے ساتھ ستاری و غفاری کا کرشمہ فرمائیں گے۔ جیسے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندے کو اپنے قریب کریں گے حتیٰ کہ اس پر چھا جائیں گے اور پھر اس سے گناہوں کا اقرار کروائیں گے حتیٰ کہ جب اسے اپنی ہلاکت کا یقین ہوجائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ (دیکھ!) میں نے دنیا میں بھی تیرا پردہ رکھا، جا آج بھی تیری بخشش کرتا ہوں۔[2]

فصل

دنیا میں نیک و بد سب ساتھ ہیں لیکن قیامت میں کافر اور مؤمن اچھے و برے سب الگ الگ کردیئے جائیں گے۔ (مترجم ا ص، غ) فرمانِ ایزدی ہے۔

اور تم لوگ **تین قسم** میں ہوجاؤ۔ داہنے ہاتھ والے، (سبحان اللہ) داہنے ہاتھ والے کیا (ہی چین میں) ہیں!!؟ اور بائیں ہاتھ والے (افسوس!) بائیں ہاتھ والے کیا (ذلیل و خوار اور گرفتارِ عذاب) ہیں!! اور جو آگے بڑھنے والے (ہیں، ان کا کیا ہی کہنا) وہ آگے ہی بڑھنے والے ہیں! وہی (خدا کے) مقرب ہیں۔ نعمت کی بہشتوں میں۔ (سورۃ الواقعۃ، الآیات ۷۔۱۲)

جب فیصلہ کے لئے پروردگار کی کرسی رکھ دی جائے گی تو کافر مؤمنوں سے بائیں طرف ہٹا کر کھڑے کردیئے جائیں گے۔ مؤمنین عرش کی دائیں جانب رہ جائیں گے۔ ان میں سے کچھ پروردگار کے سامنے ہوں گے۔

اس سے متعلق فرامین الٰہی ملاحظہ ہوں:

اور گنہگارو! تم آج الگ ہوجاؤ۔ (سورۃ یٰسٓ، الآیۃ ۵۹)

پھر مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ تو ہم ان میں تفرقہ ڈال دیں گے۔ (سورۃ یونس، الآیۃ ۲۸)

اور تم ہر ایک فرقے کو دیکھو گے کہ گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوگا (اور) ہر ایک جماعت اپنی کتابِ (اعمال) کی طرف بلائی جائے گی۔ جو کچھ تم کرتے رہے ہو آج تم کو اس کا بدلہ دیا جائے گا۔ (سورۃ الجاثیۃ، الآیۃ ۲۸)

اور (عملوں کی) کتاب (کھول کر) رکھی جائے گی تو تم گناہگاروں کو دیکھو گے کہ جو کچھ اس میں (لکھا) ہوگا وہ اس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے ہائے شامت! یہ کیسی کتاب ہے، کہ نہ چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے نہ بڑی بات کو (کوئی بات بھی نہیں) مگر اسے لکھ رکھا ہے اور جو عمل کئے ہوں گے سب کو حاضر پائیں گے۔ اور تمہارا پروردگار! کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔ (سورۃ الکھف، الآیۃ ۴۹)

الغرض ساری خلقِ خدا خدا کے سامنے سرنگوں کھڑی ہوگی۔ ہر شخص اپنے اپنے اعمال کے مطابق پسینہ میں غرق ہوگا۔ تمام لوگ گردن ڈالے

(۱) بخاری، الحدیث ۶۵۳۷۔ مسلم، الحدیث ۷۱۵۶۔ (۲) بخاری الحدیث ۲۶۸۵۔ مسلم الحدیث ۶۹۴۶۔ ابن ماجہ الحدیث: ۱۸۳

ہوں گے۔ ہر طرف گمبھیر سناٹا چھایا ہوگا۔ مشیت ایزدی کے سوا کوئی کسی سے بات کرنے کی جرأت نہیں کر سکے گا۔ انبیاء ہی بات چیت کر رہے ہوں گے۔ ہر نبی کے اردگرد اس کی پریشان امت جمع ہوگی۔ اولین وآخرین پر مشتمل کتاب الاعمال رکھ دی جائے گی، جو نہ چھوٹی بات کو چھوڑے گی اور نہ بڑی بات کو بلکہ ہر ذرہ ذرہ اس میں محفوظ ہوگا۔ خلق خدا کے کیے ہوئے اعمال اس میں درج ہوں گے نگھبان اور امانت دار فرشتوں نے نئی پرانی ہر بات اس میں لکھ رکھی ہوگی۔

فرمانِ الٰہی ہے: اس دن انسان کو اگلی پچھلی ہر بات بتا دی جائے گی۔

اور ہم نے ہر انسان کے اعمال کو (بہ صورتِ کتاب) اس کے گلے میں لٹکا دیا ہے۔ اور قیامت کے روز (وہ) کتاب اسے نکال دکھائیں گے جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا۔ (کہا جائے گا کہ) اپنی کتاب پڑھ لے تو آج اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے۔ (سورۃ الاسراء الآیتان ۱۳۔۱۴)

حضرت بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماگئے ہیں: اے ابن آدم! پروردگار نے خود تجھے تیرا نگہبان بنا کر تیرے ساتھ کس قدر انصاف کیا ہے، پس سوچ لے! اس دن کا عالم کیا ہوگا جب اچھے برے اعمال کے لئے میزان نصب کر دی جائے گی۔ پل صراط جہنم کی پشت پر بچھا دی جائے گی۔ ملائکہ جن وانس کو گھیرے ہوئے ہوں گے۔ جہنم ظاہر ہو جائے گی۔ نعمتوں کا جہان مزین ہو کر سامنے آجائے گا۔ بندوں کا فیصلہ کرنے کے لئے پروردگار جلوہ افروز ہوں گے۔ زمین اپنے رب کے نور سے منور ہو جائے گی۔ صحائف اعمال پڑھے جائیں گے۔ ملائکہ بنی آدم کے اعمال پر گواہی دیں گے۔ زمین اپنی پشت پر کی جانے والی ہر بات کی گواہی دے گی۔ پس کوئی تو حقیقت کا اعتراف کرلے گا اور جو اپنے کیے سے منکر ہوگا اس کے منہ پر مہر سکوت ثبت کر دی جائے گی۔ اور اس کے اعضاء، جو کچھ انہوں نے کیا ہوگا دن کے اجالے میں یا رات کی اندھیری میں از خود سب کچھ بتا دیں گے۔

فرمانِ الٰہی ہے:

اس روز وہ اپنے حالات بیان کر دے گی۔ کیونکہ تمہارے پروردگار نے اس کو حکم بھیجا (ہوگا)۔ (سورۃ الزلزال، الآیتان ۴۔۵)

فرمانِ الٰہی ہے:

یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو وہ ان کے کان اور آنکھیں اور جلدیں (یعنی اعضاء) ان کے اعمال پر گواہی دیں گے وہ اپنی جلدوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں شہادت دی؟ وہ کہیں گی کہ جس خدا نے سب چیزوں کو نطق بخشا اسی نے ہم کو بھی گویائی دی۔ اور اسی نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور اسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے۔ اور تم اس (بات کے خوف) سے تو پروا نہیں کرتے تھے کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور چمڑے تمہارے خلاف شہادت دیں گے بلکہ تم خیال کرتے تھے کہ خدا کو تمہارے بہت سے عملوں کی خبر ہی نہیں۔ اور اسی گمانِ (بد) نے جو تم اپنے پروردگار کے بارے میں رکھتے تھے تم کو ہلاک کر دیا اور تم خسارہ پانے والوں میں ہو گئے۔ اب اگر یہ صبر کریں گے تو ان کا ٹھکانا دوزخ ہی ہے اور اگر توبہ کریں گے تو ان کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ (سورۃ فصلت، الآیات ۲۰۔۲۴)

فرمانِ الٰہی ہے:

(یعنی قیامت کے روز) جس دن ان کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں سب ان کے کاموں کی گواہی دیں گے، اس دن خدا ان کو (ان کے اعمال کا) پورا پورا (اور) ٹھیک بدلہ دے گا اور ان کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا برحق (اور حق کو) ظاہر کرنے والا ہے۔ (سورۃ النور، الآیتان ۲۴۔۲۵)

اور فرمانِ الٰہی ہے:

آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ جو کچھ عمل کرتے رہے تھے ہم سے بیان کر دیں گے اور ان کے پاؤں (اس کی) گواہی دیں گے۔ اور اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھوں کو مٹا (کر اندھا کر) دیں پھر یہ رستے کو دوڑیں تو کہاں دیکھ سکیں گے۔ اور اگر ہم چاہیں تو ان کی جگہ پر ان کی صورتیں بدل دیں پھر وہاں سے نہ آگے جا سکیں اور نہ پیچھے لوٹ سکیں۔ (سورۃ یٰسین، الآیات ۶۵۔۶۷)

اور فرمانِ الٰہی ہے: اور اس زندہ وقائم کے روبرو منہ نیچے ہو جائیں گے۔ اور جس نے ظلم کا بوجھ اٹھایا وہ نامراد رہا۔ اور جو نیک کام کرتا تھا اور وہ مومن بھی ہوگا تو اس کو نہ ظلم کا خوف ہوگا اور نہ نقصان کا۔ (سورۃ طٰہٰ، الآیتان ۱۱۱۔۱۱۲)

یعنی اس کی نیکیوں میں سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا اور نہ کسی کا برا عمل اس کے کندھوں پر ڈالا جائے گا۔

فصل

سب سے پہلے، اللہ تعالیٰ انس وجن کے علاوہ بے زبان مخلوق کا فیصلہ فرمائیں گے اور ان کو زندہ کر کے اٹھایا جائے گا ذیل کا فرمانِ خداوندی اس پر شاہد ہے:

اور زمین میں جو چلنے پھرنے والا (حیوان) یا دو پروں سے اڑنے والا جانور ہے ان کی بھی تم لوگوں کی طرح جماعتیں ہیں۔ ہم نے کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں کسی چیز (کے لکھنے) میں کوتاہی کی نہیں پھر سب اپنے پروردگار کی طرف جمع کئے جائیں گے۔ (سورۃ الانعام، الآیۃ ۳۸)

اسی طرح فرمانِ الٰہی ہے: اور جب وحشی جانور جمع کئے جائیں گے۔ (سورۃ التکویر، الآیۃ ۵)

عبداللہ بن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن بغیر سینگوں والی بکری سینگوں والی سے اپنا بدلہ لے گی۔ (۱)

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے حقوق دلوائے جائیں گے۔ حتیٰ کہ بغیر سینگوں والی بکری کا سینگوں والی بکری سے بدلہ دلوایا جائے گا۔ (۲)

اس روایت کی اسناد کے متعلق مصنف امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ سند صحیح مسلم کی شرائط پر پوری اترتی ہے۔ تاہم انہوں نے اس کے ساتھ روایت نہیں فرمائی۔

مسند احمد میں ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

مخلوق میں سے ایک دوسرے سے قصاص لیا جائے گا۔ حتیٰ کہ بغیر سینگوں والی بکری کا سینگوں والی بکری سے قصاص لیا جائے گا۔ اور چیونٹی تک کو قصاص دلایا جائے گا۔

امام احمد اس کی روایت میں منفرد ہیں۔

عبداللہ بن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سنداً روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ تشریف فرما تھے، دو بکریاں چارہ کھا رہی تھیں۔ ایک نے دوسری کو سینگ مارا اور اس پر حاوی ہوگئی۔ ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہنس دیئے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ! کس چیز نے آپ کو ہنسایا؟ فرمایا: مجھے اس پر تعجب ہوا قسم ہے جان کے مالک کی! قیامت کے دن اس کو بھی بدلہ دلایا جائے گا۔ (۳)

مسند احمد میں منذر بن یعلی سے سنداً مروی ہے وہ اپنے مشائخ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (جیسا کہ گزر چکا)۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! جانتے ہو یہ بکریاں کس وجہ سے لڑ رہی ہیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: لیکن اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ ان کے درمیان فیصلہ بھی فرمائے گا۔ (۴)

قرطبی میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو بکریوں کے پاس سے گزرے جو سینگوں سے لڑ رہی تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس بے سینگوں والی کا بدلہ اس سینگوں والی سے دلائیں گے۔ (۵)

ابن وہب سنداً ذکر کرتے ہیں کہ ثابت بن ظریف نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ آئے تو دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ تند و تیز آواز سے فرما رہیں: اللہ کی قسم! اگر قیامت کے دن کا خوف نہ ہوتا تو میں تجھے بتاتا۔ میں نے عرض کیا: کیا بات ہے ابوذر؟ اگر یہ (بکری) دوسری کو مار رہی ہے تو تم پر کوئی پکڑ نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، (راوی کو شک ہے کہ یا پھر آپ ﷺ نے یوں قسم کھائی) قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! بکری سے ضرور سوال کیا جائے گا کہ اس نے کس وجہ سے

---

(۱) مجمع الزوائد، الحدیث: ۱۰/۳۵۲۔ جمع الجوامع للسیوطی، الحدیث ۵۲۳۸۔ کنز العمال، الحدیث: ۳۸۹۸۶۔ (۲) مسلم، الحدیث: ۶۵۲۳ ترمذی، الحدیث: ۲۴۲۰۔ مسند احمد، الحدیث ۲/۲۳۵، و الحدیث ۲/۳۰۱۔ (۳) مسند احمد، الحدیث: ۵/۱۶۲۔ (۴) مسند احمد، الحدیث: ۵/۱۶۲۔ (۵) تذکرۃ للقرطبی، الحدیث: ۱/۳۳۳

اپنی ساتھی کو مارا اور پتھر سے ضرور سوال کیا جائے گا کہ اس نے کیوں کسی آدمی کی انگلی توڑی۔ (۱)

مسند احمد میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور خیانت کا ذکر فرمایا اور اس کی شناعت اور برائی کو بیان کیا۔ پھر فرمایا، دیکھو میں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر اونٹ کو لادے آئے اور وہ بلبلا (کرفریاد کر) رہا ہو، پس وہ کہے یارسول اللہ! میری مدد کو آیئے اور مجھے کہنا پڑے: میں اللہ کی طرف سے تم کو کسی چیز سے چھٹکارا نہیں دلاسکتا، میں تم کو بات پہنچا چکا تھا۔ اور کسی کو نہ پاؤں کہ وہ اپنی گردن پر بکری کو لائے اور وہ ممنا (کرفریاد کر) رہی ہو، پس وہ کہے یارسول اللہ! میری مدد کو آیئے اور مجھے کہنا پڑے میں اللہ کی طرف سے تم کو کسی چیز سے چھٹکارا نہیں دلاسکتا، میں تم کو بات پہنچا چکا تھا۔ اسی طرح کسی کو نہ پاؤں کہ وہ اپنی گردن پر کوئی گھوڑے کا بار لے کر آئے، جو ہنہنا رہا ہو، پس وہ کہے یارسول اللہ! میری مدد کو آیئے اور مجھے کہنا پڑے: میں اللہ کی طرف سے تم کو کسی چیز سے چھٹکارا نہیں دلاسکتا، میں تم کو بات پہنچا چکا تھا۔ اسی طرح کسی کو نہ پاؤں کہ وہ اپنی گردن پر کسی جان کا بار لائے اور وہ چیخ رہی ہو، پس وہ کہے: یارسول اللہ! میری مدد کو آیئے اور مجھے کہنا پڑے: میں اللہ کی طرف سے تم کو کسی چیز سے چھٹکارا نہیں دلاسکتا، میں تم کو بات پہنچا چکا تھا۔ اسی طرح کسی کو نہ پاؤں کہ وہ اپنی گردن پر کسی بے جان شے کا بار لائے، پس وہ کہے: یارسول اللہ! میری مدد کو آیئے اور مجھے کہنا پڑے: میں اللہ کی طرف سے تم کو کسی چیز سے چھٹکارا نہیں دلاسکتا، میں تم کو بات پہنچا چکا تھا۔ (۲)

یہ حدیث خیانت سے متعلق ہے کہ جو شخص کسی چیز میں خیانت کرے گا جاندار ہو یا بے جان، وہ قیامت کے دن اس کی گردن پر چڑھی آئے گی اور اپنے سے متعلق خائن شخص کے خلاف فریاد کرے گی اور اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ قیامت کے دن فیصلہ سے متعلق ہر شے زندہ کردی جائے گی، جاندار ہو یا بے جان۔ (مترجم)

صحیحین میں بھی ابوحیان کی روایت سے اس کی تخریج کی گئی ہے:

کہ کوئی اونٹ والا جو اپنے اونٹ کی زکوۃ ادا نہ کرتا ہو، اس کو قیامت کے دن ایک جگہ قید کر کے اونٹ کو اس پر چھوڑ دیا جائے گا وہ اس کو بار بار روندتا رہے گا۔ (۳)

اس کے بعد حدیث میں گائے اور بکری کا ذکر ہے۔

پس یہ احادیث اور سابقہ قرآنی آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ تمام حیوانات کو بھی قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔ حدیث صور میں ہے

پس اللہ تعالیٰ انس وجن کے سوا مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمائیں گے، حیوانات اور بہائم کے درمیان فیصلہ فرمائیں گے۔ حتیٰ کہ بے سینگ والی بکری کو سینگ والی بکری سے بدلہ دلایا جائے گا۔ جب اس سے فراغت ہو جائے گی اور کسی جانور کا کسی پر کوئی حق نہ رہے گا تب اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے: مٹی مٹی ہو جاؤ۔ اس وقت کافر حسرت کے مارے تمنا کرے گا: کاش میں بھی مٹی ہو جاتا۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ ہارون بن عبداللہ سے، وہ سیار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت فرماتے ہیں کہ جعفر بن سلیمان نے کہا کہ میں نے ابوعمران جونی سے سنا وہ فرماتے تھے:

قیامت کے دن جب حیوانات بنی آدم کو دو قسموں میں دیکھیں گے کہ کچھ لوگ تو جنت والے ہیں اور کچھ جہنم والے، تو وہ پکاریں گے اے بنی آدم! اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں تمہاری طرح نہیں بنایا، پس ہمیں جنت کی آس ہے اور نہ جہنم کا خوف۔

شرح اسماء الحسنی میں ''المقسط الجامع'' کی شرح میں امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ ابوقاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: درندے اور حیوانات قیامت کے دن جمع کیے جائیں گے۔ وہ خدا کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ ملائکہ کہیں گے: یہ سجدہ کا دن نہیں ہے، یہ تو جزا وسزاء کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ثواب وعقاب کے لئے نہیں اٹھایا بلکہ اس لئے اٹھایا ہے کہ تم بنی آدم کی رسوائیوں پر شہادت دے سکو۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ حیوانوں سے حساب کتاب کے بعد جب ان کو مٹی کر دیا جائے گا تو وہ مٹی بنی آدم کے گناہگاروں کے مونہوں پر اڑا دی جائے گی۔ یہی مطلب ہے اس فرمانِ باری کا: اور کتنے منہ ہوں گے جن پر گرد پڑ رہی ہوگی۔ (سورۃ عبس، الآیۃ ۴۰)

---

(۱) التذکرۃ للقرطبیؒ، الحدیث: ۳۳۲/۱ (۲) بخاری، الحدیث: ۳۰۷۳۔ مسلم، الحدیث: ۱۷۲۱ (۳) مسلم، الحدیث ۲۲۸۹۔ ابن ماجہ، الحدیث ۲۷۸۸۔

فصل

قیامت کے دن (بندوں کے اعمال میں) پہلی شے جس کا حساب کیا جائے گا وہ خون (ناحق) ہوگا

جب اللہ تعالیٰ بہائم اور چوپایوں کے درمیان فیصلہ سے فارغ ہو جائیں گے تو پھر خون کا فیصلہ فرمائیں گے حدیثِ صور میں ہے، فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائیں گے۔ پس پہلی شیٔ خونِ (ناحق) کا فیصلہ ہوگا۔

فرمانِ الٰہی ہے: اور ہر ایک امت کی طرف پیغمبر بھیجا جائے گا جب ان کا پیغمبر آئے گا تو ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور ان پر کچھ ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (سورۃ یونس، الآیۃ: ۴۷)

فیصلہ میں سب سے پہلے امتِ محمدیہ آئے گی۔

قیامت کے روز تمام امتوں میں سب سے پہلے امتِ محمدیہ کا حساب کتاب ہوگا ... پھر حضور محمد ﷺ کی عزت و تکریم کے لئے سب سے پہلے آپ کی امت کا فیصلہ کیا جائے گا اور اسی کو سب سے پہلے پل صراط عبور کرایا جائے گا اسی طرح سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والی پہلی امت بھی آپ کی امت محمدیہ ہی ہوگی۔ جیسا کہ صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ہم (دنیا میں تو) آخر میں آنے والے ہیں، لیکن قیامت کے دن پیش پیش ہوں گے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: خلائق میں سب سے پہلے امتِ محمدیہ کا ہی فیصلہ ہوگا۔[1]

ابن ماجہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم امتوں میں سب سے آخر میں ہیں اور حساب کتاب میں سب سے پہلے ہوں گے۔ کہا جائے گا: امی امت اور اس کا نبی کہاں ہے؟ پس ہم آخرین واولین ہیں۔[2]

قیامت کے دن جن چیزوں کا پہلے حساب کیا جائے گا
اور کس سے حساب میں احتساب کیا جائے گا اور کس سے چشم پوشی سے کام لیا جائے گا

حدیث میں ہے. قیامت کے دن حقوق دلوائیں جائیں گے حتیٰ کہ بغیر سینگوں والی بکری کا سینگوں والی بکری سے قصاص لیا جائے گا۔[3]

مصنف امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب غیر مکلف جانوروں کے حقوق کا اس قدر لحاظ کیا جائے گا تو آدمیوں کے حقوق اور انصاف بطریقِ اولیٰ محفوظ ہوں گے۔ پس ان میں سب سے پہلے خون کا حساب کیا جائے گا جیسا کہ صحیحین میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: پہلی شیٔ جس کا قیامت کے دن فیصلہ کیا جائے گا وہ خون ہوگا۔[4] حدیث صور میں ہے کہ مقتول قیامت کے دن آئے گا اس کی رگیں خون کا جوش مار رہی ہوں گی۔ بعض احادیث میں ہے کہ اس کا سر اس کے ہاتھ میں ہوگا۔ وہ قاتل کے ساتھ چمٹ جائے گا حتیٰ کہ اگر (کافر) مقتول خدا کی راہ میں کسی (مسلمان) کے ہاتھ قتل ہوا تو وہ بھی فریاد کرے گا، کہے گا اے رب اس قاتل سے سوال کر کہ اس نے مجھے کیوں تہ تیغ کیا؟ پروردگار قاتل سے فرمائیں گے: تو نے اس کو کیوں قتل کیا؟ وہ عرض کرے گا: پروردگار میں نے اس کو اس لئے قتل کیا تھا تاکہ تیرا نام بلند ہو۔ پروردگار فرمائیں گے: تو نے سچ کہا۔

ظلماً قتل کیا ہوا شخص فریاد کرے گا اور کہے گا اے رب اس قاتل سے سوال کر کہ اس نے مجھے کیوں تہ تیغ کیا؟ پروردگار قاتل سے فرمائیں

(۱) بخاری، الحدیث: ۸۷۶۔ مسلم، الحدیث: ۱۹۷۸۔ مسند احمد الحدیث ۲/۲۳۹ والحدیث: ۲/۲۷۴۔　(۲) ابن ماجہ، الحدیث: ۴۲۹۰۔ مسند احمد، الحدیث: ۲۸۲/۱ و الحدیث: ۲۸۲/۱۔

(۳) مسلم، الحدیث: ۶۵۲۳، ترمذی الحدیث ۲۴۲۰۔ مسند احمد، الحدیث ۲۸۲/۱　(۴) بخاری الحدیث: ۶۵۳۳ مسلم الحدیث ۴۳۵۷۔

گے: تونے اس کو کیوں قتل کیا؟ وہ عرض کرے گا: پروردگار میں نے اس کو اس لئے قتل کیا تھا تاکہ میرے نام کا شہرہ ہو۔ ایک روایت میں ہے پروردگار اس سے فرمائیں گے تونے بہت برا کیا۔ پھر اس سے اس کے مظلوم مقتولین کا حساب لیا جائے گا۔ پھر آگے خدا کی مشیت ہوگی چاہے اس کو مبتلائے عذاب فرمائیں یا رحمت کا معاملہ فرمائیں۔

یہ اس بات پر دلیل ہے کہ قاتل جہنم کا مستحق ضرور ہوگا جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ اسلاف سے بھی منقول ہے۔ حتی کہ بعض نے نقل کیا ہے کہ قاتل کے لئے توبہ بھی نہیں ہے۔ یہ اس وقت ہے جب قتل کا قصاص اور اس کا حق محض آدمیوں کو حاصل ہو۔ تب تو توبہ سے اس کا معاف نہ ہونا واضح ہے۔ لیکن اگر قتل کو اس حدیث کے تناظر میں دیکھا جائے جس میں ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص نے ننانوے قتل کئے پھر سو پورے کئے پھر بنی اسرائیل کے ایک عالم سے سوال کیا کہ کیا میرے لئے توبہ کا دروازہ کھلا ہے؟ عالم نے کہا تیری توبہ کے درمیان کیا چیز حائل ہوسکتی ہے؟ تو فلاں بستی میں جا! وہ نیکوں کی بستی ہے، وہاں تجھے معافی مل جائے گی۔ پس جب وہ وہاں کے لئے نکلا اور ابھی عین درمیان میں تھا کہ موت نے اسے آلیا۔ اور ملائکہ رحمت نے اس کو ڈھانپ لیا۔ الخ۔

اسی طرح فرمانِ الٰہی ہے: اور وہ جو خدا کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس جاندار کو، رڈالنا خدا نے حرام کیا ہے اس کو قتل نہیں کرتے مگر جائز طریق (اور شریعت کے حکم) سے اور بدکاری نہیں کرتے۔ اور جو یہ کام کرے گا سخت گناہ میں مبتلا ہوگا۔ قیامت کے دن اس کو دگنا عذاب ہوگا اور ذلت وخواری سے ہمیشہ اس میں رہے گا۔ مگر جس نے توبہ کی۔ (سورۃ الفرقان، الآیات ۶۷۔۷۰)

مذکورہ حدیث اور آیتِ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ قاتل کے حق میں توبہ ممکن ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اعمش شہر بن عطیہ سے، وہ شہر بن حوشب سے، وہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قیامت کے دن مقتول آئے گا اور برسرِ راہ بیٹھ جائے گا۔ جب قاتل اس کے پاس سے گزرے گا تو مقتول کھڑا ہوگا اور اس کو گریبان سے پکڑ لے گا اور پروردگار سے کہے گا: یارب! اس سے سوال پوچھیں اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا؟ وہ کہے گا مجھے فلاں شخص نے حکم دیا تھا۔ پس آمر اور قاتل کو پکڑ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

حدیثِ صور میں ہے: پھر اللہ تعالیٰ مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمائیں گے حتی کہ کسی کا کسی پر کوئی ظلم نہ رہے گا حتی کہ دودھ میں پانی کی آمیزش کرنے والے کو مکلف کیا جائے گا کہ وہ دودھ کو پانی سے جدا کرے۔

نیز فرمانِ باری ہے: اور خیانت کرنے والوں کو قیامت کے دن خیانت کی ہوئی چیز (خدا کے روبرو) لا حاضر کرنی ہوگی۔ پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائے گی۔ (سورۃ آل عمران، الآیۃ ۱۶۱)

جس نے زمین کا ٹکڑا غصب کیا اسے سات زمینوں تک وہ ٹکڑا گلے میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا

صحیحین سعید بن زید وغیرہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی پر بالشت بھر زمین کے ٹکڑے کا ظلم کیا، اللہ تعالیٰ سات زمینوں تک وہ ٹکڑا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالیں گے۔ [1]

قیامت کے روز مصورین اور مجسمہ گروں کو عذاب...... صحیحین میں ہے کہ جس نے کوئی صورت بنائی قیامت کے روز اسے مجبور کیا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے اور وہ ہرگز روح پھونکنے پر قادر نہ ہوگا۔ [2] ایک روایت میں ہے کہ مصورین کو عذاب دیا جائے گا اور کہا جائے گا جو تم نے بنایا تھا اسے زندہ کرو۔

صحیح میں ہے کہ جس نے جھوٹا خواب بیان کیا جو اس نے نہیں دیکھا تھا قیامت کے دن اسے مکلف کیا جائے گا کہ وہ جو کے دو دانوں میں گرہ ڈالے۔ اور وہ نہیں کرسکے گا۔

---

(۱) بخاری، الحدیث: ۲۴۵۳ و مسلم، الحدیث: ۴۱۱۳۔ (۲) بخاری، الحدیث: ۲۲۲۵ و الحدیث ۵۹۶۳۔ مسلم، الحدیث: ۵۵۰۷ النسائی ۵۳۷۳۔

اسی طرح خیانت سے متعلق ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر اونٹ کو لادے آئے اور وہ بلبلا (کر فریاد کر) رہا ہو، یا کوئی گائے لے کر آئے جو ڈکار رہی ہو یا بکری کو لائے اور وہ ممنا (کر فریاد کر) رہی یا گھوڑے کا بار لے کر آئے، جو ہنہنا رہا ہو، پس وہ کہے: یارسول اللہ! میری مدد کو آئیے اور مجھے کہنا پڑے میں اللہ کی طرف سے تم کو کسی چیز سے چھٹکارا نہیں دلا سکتا، میں تم کو بات پہنچا چکا تھا۔ یہ پوری روایت صحیحین میں موجود ہے۔ (۱)

وہ پانچ باتیں جن کا جواب دیئے بغیر قیامت کے دن بندے کے قدم زمین سے ہل نہ سکیں گے

حافظ ابویعلیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی سند کے ساتھ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قیامت کے دن ابن آدم کے قدم ہل نہ سکیں گے جب تک وہ پانچ باتوں کا جواب نہ دیدے، تو نے اپنی عمر کس چیز میں فنا کی؟ اپنا شباب کس مشغلہ میں گزارا؟ مال کہاں سے کمایا؟ اس کو کہاں خرچ کیا؟ اور اپنے علم پر کیا عمل کیا؟ (۲)

بیہقی (عبداللہ بن شریک، عن ہلال، عن عبداللہ بن علیم) کے طریق سے نقل کرتے ہیں:

عبداللہ بن علیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب مذکورہ حدیث بیان فرماتے تو کہتے: تم میں سے ہر شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ تنہائی میں بات چیت فرمائیں گے۔ جس طرح تم میں سے ہر شخص چاند کے ساتھ تنہا ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے بندے! تجھے کس چیز نے مجھ سے دھوکہ میں ڈالا؟ تو نے اپنے علم پر کیا عمل کیا؟ تو نے رسولوں کو کیا جواب دیا۔ (۳)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ پانی کتاب میں مذکورہ روایت سے قبل یہ روایت ذکر فرماتے ہیں، کہ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

تم میں کوئی شخص خدا کے روبرو اس طرح پیش ہوگا کہ پروردگار اور اس کے سامنے کوئی حجاب نہ ہوگا جو درمیان میں حائل ہو سکے۔ نہ کوئی ترجمان ہوگا جو درمیان میں ترجمانی کرے۔ پس پروردگار فرمائیں گے: کیا میں نے تجھے مال نہیں عطا کیا تھا؟ بندہ عرض کرے گا: کیوں نہیں پروردگار! پروردگار فرمائیں گے: کیا میں نے تیرے پاس رسول نہیں بھیجے تھے؟ بندہ عرض کرے گا: کیوں نہیں پروردگار! پھر بندہ اپنی دائیں طرف دیکھے گا، اسے جہنم نظر آئے گی، بائیں طرف دیکھے گا وہاں بھی جہنم کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: پس ہر شخص کو جہنم سے بچاؤ کی تدبیر کرنی چاہئے خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے بدلہ ہو یا کسی نیک بات کے بدلہ۔ (۴)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو اپنی صحیح میں نقل فرمایا ہے۔

مسند احمد میں ہے: صفوان بن محرز فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھامے جا رہا تھا ایک شخص آیا اور آپ سے کہنے لگا آپ نے حضور ﷺ سے یہ بات کیسے سماعت فرمائی ہے کہ قیامت کے روز (اللہ تعالیٰ بندے سے) سرگوشی فرمائیں گے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

اللہ تعالیٰ بندے کو اپنے اس قدر قریب کرلیں گے کہ اس پر اپنا حصہ رکھ دیں گے۔ اور لوگوں سے اس کو چھپالیں گے۔ پھر اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کروائیں گے اور کہیں گے کیا تو فلاں گناہ جانتا ہے، حتیٰ کہ جب وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرلے گا اور اپنے دل میں خیال کرے گا کہ وہ یقیناً ہلاک ہوگیا ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے دیکھ میں نے دنیا میں بھی تیری ستاری کی، پس آج بھی تجھے معاف کرتا ہوں۔ پھر اس کی نیکیوں کی کتاب اس کے دائیں ہاتھ میں دے دی جائے گی۔ لیکن کفار اور چاپلوس منافقین کے متعلق گواہ یہ شہادت دیں گے: یہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا، پس ظالمین پر اللہ کی لعنت ہو۔ (۵)

---

(۱) بخاری، الحدیث: ۳۰۷۳۔ ۔ ترمذی، الحدیث: ۲۴۲۶۔　(۲) مجمع الزوائد للہیثمی، الحدیث: ۱۰/۳۴۷۔　(۳) بخاری، الحدیث: ۱۴۱۳۔

(۴) بخاری، الحدیث ۶۸۵۵۔ مسلم، الحدیث: ۶۹۴۶۔ ابن ماجہ، الحدیث: ۱۸۳۔　(۵) مسند احمد، الحدیث: ۲/۷۴۔

صحیحین میں اس روایت کی تخریج کی گئی ہے۔

مسند احمد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا. قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے ابن آدم! میں نے تجھے گھوڑے اور اونٹ پر سوار کیا، عورتوں سے تیری شادی کی اور عیش وعشرت کے تجھے مواقع میسر کئے پس تو نے ان چیزوں کا کیا شکر ادا کیا؟ (۱)

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے سہیل بن ابی صالح عن ابیہ کی حدیث سے روایت کی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے ایک طویل روایت نقل کرتے ہیں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

اللہ اپنے بندہ سے ملاقات فرمائے گا: اے بتا! کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی؟ تجھے سردار نہیں بنایا؟ تیری شادی نہیں کی؟ تیرے لئے گھوڑے اور اونٹ کو مسخر نہیں کیا؟ تجھے عیش وعشرت میں نہیں چھوڑا؟ بندہ کہے گا. کیوں نہیں، اے پروردگار! پروردگار فرمائے گا کیا تجھے میری ملاقات کا یقین نہیں تھا؟ بندہ کہے گا نہیں۔ پروردگار فرمائیں گے: پس آج میں بھی تجھے بلاتا ہوں جیسے تو نے مجھے بھلایا۔ پھر اللہ تعالیٰ دوسرے بندہ سے ملاقات فرمائیں گے۔ پروردگار اس سے فرمائیں گے: اے بتا! کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی؟ تجھے سردار نہیں بنایا؟ تیری شادی نہیں کی؟ تیرے لئے گھوڑے اور اونٹ کو مسخر نہیں کیا؟ تجھے عیش وعشرت میں نہیں چھوڑا؟ بندہ کہے گا: کیوں نہیں، اے پروردگار! پروردگار فرمائے گا کیا تجھے میری ملاقات کا یقین نہیں تھا؟ بندہ کہے گا نہیں۔ پروردگار فرمائیں گے: پس آج میں بھی تجھے بلاتا ہوں جیسے تو نے مجھے بھلایا۔ پھر اللہ تعالیٰ تیسرے بندہ سے ملاقات فرمائیں گے۔ اور اس سے بھی گزشتہ کی طرح سوال جواب فرمائیں گے، یہ بندہ کہے گا. پروردگار! (مجھے تیری ملاقات کا یقین تھا اس لئے) میں تجھ پر ایمان لایا، تیری کتاب پر اور تیرے رسول پر ایمان لایا۔ (تیرے آگے سر جھکایا اور) نماز پڑھی، (تیرے لئے) بھوکا پیاسا رہا، (تیری راہ میں) مال صدقہ کیا۔ الغرض جو اس سے بن سکی وہ اپنی تعریف کرے گا۔ پروردگار فرمائے گا ٹھیر! ہم تجھ پر گواہ کو بلاتے ہیں۔ بندہ دل میں خیال کرے گا! یہ مجھ پر کون گواہ ہوسکتا ہے ؟ پھر اس کے منہ پر مہر سکوت لگادی جائے گی اور اس کی ران، گوشت اور ہڈیوں کو حکم دیا جائے گا، پس اس کی ران، گوشت اور اس کی ہڈیں اس کے کئے دھرے کی گواہی دیں گی۔ تب انکشاف حال کے بعد یہ عذر خواہی کرے گا۔ یہ شخص منافق ہوگا۔ پروردگار اس پر ناراض ہوں گے۔

اس کے بعد منادی ندا دے گا کہ ہر امت اس معبود کے پیچھے چلی آئے، جس کی وہ عبادت کیا کرتی تھی۔ (۲)

مذکورہ حدیث تفصیل کے ساتھ آگے اپنے مقام پر آئے گی۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہی سند کے ساتھ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ہنس پڑے۔ پھر فرمایا: پتا ہے مجھے کیوں ہنسی آئی؟ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن بندہ اپنے رب سے جو بات کرے گا اس سے مجھے ہنسی آ گئی۔ بندہ کہے گا: اے رب کیا تو نے مجھے ظلم سے بچایا نہیں (اور منع نہیں کیا)؟ پروردگار فرمائیں گے: کیوں نہیں۔ بندہ کہے گا: پس آج میں اپنے متعلق اپنی جان کے سوا کسی کی گواہی قبول نہیں کرتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائیں گے: آج تجھ پر تیری ذات کی ہی گواہی کافی ہوجائے گی۔ (اس کے علاوہ) ہم کراماً کاتبین کی گواہی بھی پیش کریں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ اس کے منہ پر مہر سکوت ثبت فرمادیں گیا وراس کے اعضاء کو حکم دیں گے: بولو! پس اس کے اعضاء اس کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ پھر اس کے اور اس کے اعضاء کے درمیان بات چیت ہوگی۔ وہ اپنے اعضاء پر برہم ہوکر کہے گا: تم پر پھٹکار پڑے، میں تمہارے لئے تو کوشش کررہا تھا۔ (۳)

ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ سنداً حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن کافر شخص کو اس کے اعمال سے آگاہ کیا جائے گا۔ وہ انکار کرے گا اور جھگڑے گا۔ اسے کہا جائے گا: دیکھ! یہ تیرے پڑوسی تجھ پر گواہی دیتے ہیں، وہ کہے گا یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ کہا جائے گا، اچھا یہ تیرے اہل وعیال اور خاندان والے تجھ پر گواہی دیتے ہیں۔ وہ کہے گا یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ کہا جائے گا: تم قسم اٹھاؤ۔ وہ قسم اٹھالیں گے (وہ تب بھی نہ مانے گا تو) اللہ تعالیٰ ان کو خاموش کردیں گے اور اس کی زبان (اور دیگر اعضاء

(۱) مسند احمد، الحدیث: ۴۹۲/۲۔ (۲) مسلم، الحدیث: ۷۳۶۴۔ ابوداؤد، الحدیث. ۴۷۳۰۔ ترمذی، الحدیث: ۲۴۲۸ (۳) مسلم، الحدیث: ۷۳۶۵۔

وجوارح) اس کے خلاف گواہی دیں گے۔ پھر اس کو جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ [1]

مسند احمد اور بیہقی میں حکیم بن معاویہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

قیامت کے دن تم لوگ گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوگے اور تمہارے مونہوں پر کپڑا بندھا ہوگا۔ پہلی چیز جو ابن آدم کی جانب سے بولے گی وہ اس کی ران اور اس کی ہتھیلی ہوگی۔ [2]

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت میں پہلا تنازعہ ایک مرد اور اس کی عورت کا پیش ہوگا عورت کی زبان بند ہوگی۔ مگر اس کے ہاتھ اور اس کے پاؤں اس پر گواہی دیں گے جو کچھ وہ اپنے شوہر سے متعلق برائی کرتی رہی۔ اسی طرح آدمی کے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے جو کچھ وہ اپنی بیوی کے ساتھ سلوک کرتا رہا۔ پھر اسی کے موافق آدمی اور اس کے ماتحتوں کو بلایا جائے گا۔ پھر اہل اسراف کو بلایا جائے گا، ان سے پیسہ پائی کچھ وصول نہ کیا جائے گا بلکہ اس کی نیکیاں اس کے مظلوم کو دی جائیں گی۔ اور اس مظلوم کی برائیاں ظالم پر لاد دی جائیں گی۔ پھر سرکشوں کو لوہے کے لباس میں لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ان کو جہنم کے حوالہ کر دیا جائے۔ پتہ نہیں پھر وہ جہنم واصل ہو جائیں گے یا وہ معاملہ ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور تم میں کوئی نہیں مگر اسے اس پر گذرنا ہوگا۔ یہ تمہارے پروردگار پر لازم اور مقرر ہے۔ پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے۔ اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔ [3] (سورۃ مریم، الآیتان ۷۱-۷۲)

بیہقی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

(ترجمہ) اس روز وہ (زمین) اپنے حالات بیان کر دے گی۔ کیونکہ تمہارے پروردگار نے اس کو حکم بھیجا (ہوگا)۔

(سورۃ الزلزال، الآیتان ۴-۵)

فرمایا: کیا تم جانتے ہو اس کی اخبار کیا ہیں؟ عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا اس کی اخبار یہ ہیں کہ وہ شہادت دے گی ہر بندہ اور بندی کے متعلق کہ وہ اس کی پشت پر کیا اعمال کرتے رہے ہیں۔ زمین کہے گی اس نے فلاں وقت مجھ پر یہ کام کیا یہ کام کیا۔ یہ اس کی اخبار ہیں۔ [4]

ترمذی اور نسائی نے اس کو روایت کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ ہمیں فرزدق کے چچا صعصعہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا، آپ ﷺ اس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے۔ تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔ (سورۃ الزلزال، الآیتان: ۷-۸)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: واللہ مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ اس کے علاوہ مجھے کچھ نہ سنے گا۔ حسبی! حسبی!

ابوبکر بن ابی الدنیا میں ہے حضرت سیف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ مدینہ میں داخل ہوا دیکھا کہ ایک شخص کے پاس لوگ جمع ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں آپ کے قریب گیا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ لوگوں سے حدیث بیان فرما رہے تھے۔ میں نے آپ سے عرض کیا: آپ کو حق کا واسطہ آپ مجھے کوئی ایک حدیث بیان کریں، جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو، سمجھی ہو اور اس کو اچھی طرح جان لیا ہو۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کو جھرجھری آ گئی پھر آپ طویل دیر تک ٹھہرے رہے پھر آپ کو ہوش آیا اور فرمایا: میں تجھے وہ حدیث بیان کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اسی گھر میں بیان کی ہے، ہم دونوں کے سوا اس وقت کوئی پاس موجود نہ تھا۔ اس کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دوبارہ جھرجھری آ گئی۔ اسی حالت میں کچھ دیر گزر گئی۔ پھر آپ نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا اور کہا سناتا ہوں۔ پھر فرمایا میں تجھے وہ حدیث بیان کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اسی گھر میں بیان کی ہے، ہم دونوں کے سوا اس وقت کوئی پاس موجود نہ تھا۔ اس

(۱) مجمع الزوائد للہیثمی، الحدیث ۱۰/۳۵۱۔ الدر المنثور للسیوطی الحدیث: ۳۵/۵۔ کنز العمال للہندی، الحدیث: ۳۸۹۷۹ (۲) مسند احمد، الحدیث: ۳/۵۔ الہندی فی کنز، الحدیث: ۳۸۹۹۷۔ (۳) مجمع الزوائد الحدیث ۱۰/۳۴۹۔ الدر المنثور ۵/۳۲۸۔ کنز العمال، الحدیث: ۳۸۹۹۸۔ الطبرانی فی الکبیر، الحدیث ۴/۱۷۷

(۴) ترمذی، الحدیث: ۳۳۵۳، مسند احمد الحدیث ۲/۳۷۴

کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دوبارہ پہلے سے سخت جھرجھری آ گئی اور آپ چہرے کے بل آن گرے۔ کافی دیر چہرے کے بل پڑے رہے۔ پھر آپ کو افاقہ ہوا تب آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے

جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ بندوں کی طرف نزول اجلال فرمائیں گے، تا کہ ان کے درمیان فیصلہ فرمائیں۔ ہر امت گھٹنوں کے بل جھکی ہوگی۔ پہلے پہل صاحبِ قرآن کو بلایا جائے گا اور اس شخص کو جو راہِ خدا میں قتل ہوا اور مالدار کو بلایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ قاری کو فرمائیں گے: کیا میں نے تجھے وہ کتاب نہیں سکھائی جو میں نے اپنے رسول پر نازل کی تھی؟ بندہ عرض کرے گا کیوں نہیں پروردگار! پروردگار فرمائیں. پھر تو نے اپنے علم پر کیا عمل کیا؟ بندہ عرض کرے گا پروردگار! میں رات اور دن تلاوت کے لئے کھڑا رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تو جھوٹ بولتا ہے، ملائکہ بھی کہیں گے تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تو اس لئے یہ کرتا تھا تا کہ لوگ کہیں تو قاری ہے، پس وہ تو کہا جا چکا۔ پھر صاحب مال کو بلایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا میں نے تجھے مال کی وسعت نہیں دی تھی؟ حتیٰ کہ میں نے تجھے کسی کا محتاج نہیں بننے دیا تھا؟ بندہ عرض کرے گا: کیوں نہیں پروردگار! پروردگار فرمائیں: پھر تو نے میرے دیئے ہوئے میں کیا کام کیا؟ وہ عرض کرے گا میں مال کے ذریعہ صلہ رحمی کرتا تھا، صدقہ خیرات کرتا تھا۔ پروردگار فرمائیں گے: تو جھوٹ بولتا ہے۔ ملائکہ بھی کہیں گے تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے. تو اس لئے یہ کرتا تھا تا کہ لوگ کہیں کہ فلاں بڑا سخی ہے، پس وہ کہا جا چکا۔ پھر اس شخص کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا تو کس لئے قتل کیا گیا تھا؟ وہ عرض کرے گا مجھے تیرے راستے میں جہاد کا حکم ملا، میں نے قتال کیا حتیٰ کہ میں خود قتل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے نہیں، بلکہ تو نے اس لئے قتال کیا تھا تا کہ کہا جائے کہ فلاں شخص بہادر ہے۔ پس وہ تو کہا جا چکا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر رسول اکرم ﷺ نے میرے گھٹنوں پہ ہاتھ مارا اور فرمایا: اے ابو ہریرۃ! قیامت کے روز اللہ کی مخلوق میں یہ پہلے تین اشخاص ہوں گے جن پر جہنم بھڑکے گی۔

ابو عثمان الولید کہتے ہیں مجھے عقبہ نے خبر دی کہ حضرت سیف رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں آنا جانا تھا، وہ ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی (مذکورہ) حدیث سنائی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ان تین قسم کے لوگوں کا جب یہ حال ہوگا تو باقی انسانیت کا کیا حال ہوگا۔ یہ فرما کر آپ زاروقطار رو پڑے حتیٰ کہ ہمیں ڈر محسوس ہوا کہ کہیں آپ کی روح پرواز نہ کر جائے۔ لیکن پھر آپ کو افاقہ ہو گیا۔ آپ نے اپنے چہرۂ اقدس پہ ہاتھ پھیرا اور فرمایا: بیشک اللہ اور اس کے رسول کا فرمان سچ ہے: جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زیب و زینت کے طالب ہوں، ہم ان کے اعمال کا بدلہ انہیں دنیا ہی میں دے دیتے ہیں اور اس میں ان کی حق تلفی نہیں کی جاتی۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں آتش (جہنم) کے سوا اور کچھ نہیں اور جو عمل انہوں نے دنیا میں کئے سب برباد اور جو کچھ وہ کرتے رہے سب ضائع ہوا۔ (سورۃ ھود، الآیتان ۱۵۔۱۶)

قیامت کے روز (اعمال میں) پہلے نماز کی پرسش ہوگی...... سو اگر وہ درست نکلی تو سب اعمال درست ہوں گے اور اگر وہ خراب نکلی تو سب اعمال خراب نکلیں گے۔

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

آدمی سے پہلے نماز کا حساب کتاب کیا جائے گا سو اگر وہ درست نکلی تو سب اعمال درست ہوں گے اور اگر وہ خراب نکلی تو سب اعمال خراب نکلیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے 'دیکھو! میرے بندے کے پاس کچھ نفلیں ہیں؟ اگر اس کے پاس نفلیں ہوں تو ان سے فرائض کی کمی پوری کر دی جائے۔ پھر دوسرے فرائض (مثل روزہ، زکوۃ وغیرہ) میں بھی یوں ہی کیا جائے گا۔[1]

ترمذی ونسائی نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

مسند احمد میں حضرت حسن سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور میرا خیال ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے حوالہ سے فرمایا:

(۱) ترمذی، الحدیث: ۴۱۳۔ النسائی، الحدیث: ۴۶۴۔ مسند احمد، الحدیث: ۶۵/۴ والحدیث: ۳۷۷/۵

کہ قیامت کے روز غلام (بندہ) سے حساب کتاب لیا جائے گا۔ جب اس کی نماز میں کمی کوتاہی نکلے گی تو اس سے پوچھا جائے گا: نماز میں یہ کمی کیوں ہے؟ وہ عرض کرے گا یارب! تو نے مجھ پر ایک مالک کو مسلط کر دیا تھا جو مجھے نماز سے مشغول رکھتا تھا پروردگار فرمائے گا میں نے دیکھا تھا تو اس کے مال میں سے اپنے لئے چوری کرتا تھا؟ تو تو اس کے یا اپنے کاموں میں سے اپنی جان کے لئے (نماز پڑھنے کی) چوری کیوں نہیں کرتا تھا؟۔ پس اللہ تعالیٰ اس پر یہ حجت قائم فرمادیں گے۔ [1]

ابن ابی الدنیا میں ہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن عورت سے پہلے پہل اس کی نماز کا سوال ہوگا۔ پھر اس کے شوہر کا کہ اس کے ساتھ اس کا سلوک کیسا رہا؟ [2] یہ حدیث مرسل جید ہے۔

مسند احمد میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم مدینہ میں تھے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

> قیامت کے دن اعمال آئیں گے۔ نماز آئے گی اور کہے گی: پروردگار! میں نماز ہوں۔ پروردگار فرمائے گا تو خیر پر ہے۔ پھر صدقہ آئے گا اور کہے گا پروردگار! میں صدقہ ہوں، پروردگار فرمائے گا تو خیر پر ہے۔ پھر روزہ آئے گا اور کہے گا پروردگار! میں روزہ ہوں۔ پروردگار فرمائے گا تو خیر پر ہے۔ اسی طرح تمام اعمال آئیں گے اور رب تعالیٰ ان کو فرمائیں گے تم خیر پر ہو۔ پھر اسلام آئے گا اور عرض کرے گا یارب تو سلام ہے اور میں اسلام ہوں۔ پروردگار فرمائیں گے: تو خیر پر ہے آج کے دن میں تیری وجہ سے پکڑ کروں گا اور تیری وجہ سے عطاو بخشش کروں گا۔ فرمان الٰہی ہے:

اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہوگا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔ [3]

(سورۃ آل عمران، الآیۃ ۸۵)

ابن ابی الدنیا میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

> قیامت کے دن ظالم حکام کو لایا جائے گا، مجھ سے پہلے گزر گئے ہوں یا میرے بعد آنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے: تم میری زمین کے خزانچی تھے، میرے بندوں کے نگہبان تھے۔ (تمام عمدہ و) مرغوب اشیاء تمہارے پاس تھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھ سے پہلے وفات پانے والے حکام سے فرمائیں گے: تو نے جو کیا اس پر تجھے کس چیز نے برانگیختہ کیا؟ وہ عرض کرے گا تیری رحمت نے۔ پروردگار فرمائیں گے کیا میرے بندوں پر تو مجھ سے زیادہ رحم کرنے والا ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ اس سے جو میرے بعد گزرا فرمائیں گے: جو تو نے کیا اس پر تجھے کس بات نے برانگیختہ کیا؟ وہ عرض کرے گا میں نے تیرے لئے غصہ کیا تھا۔ پروردگار فرمائے گا: کیا تو مجھ سے زیادہ غضب ناک ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے: ان کو لے جاؤ اور جہنم کا ایک حصہ ان سے بھر دو۔

ابن ابی الدنیا میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب میں حبشہ کی ہجرت سے لوٹا تو ایک جوان عورت نے عرض کیا یارسول اللہ! ایک مرتبہ ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ اہل حبشہ کی ایک بڑھیا کا ہمارے پاس سے گزر ہوا، اس کے سر پہ پانی کا ایک گھڑا تھا۔ جب وہ انہی کے ایک نوجوان کے پاس سے گزری تو اس جوان نے اس اس بڑھیا کے شانوں پر اپنا ہاتھ مارا، جس سے بڑھیا لڑکھڑا کر گھٹنوں کے بل گری اور اس کا گھڑا بھی ٹوٹ گیا۔ بڑھیا اٹھی اور اس جوان کو دیکھ کر بولی: اے بدمعاش کل کے دن تجھے سب پتہ چل جائے گا، جب اللہ تعالیٰ کرسی رکھیں گے اور اولین و آخرین کو جمع فرمائیں گے۔ اس وقت لوگوں کے ہاتھ پاؤں ان کے کئے دھرے کی گواہی دیں گے۔ تب تیرے کو میرا اور اپنا معاملہ خوب اچھی طرح معلوم ہوجائے گا۔

(۱) مسند احمد، الحدیث: ۳۲۸/۲۔ مجمع الزوائد، الحدیث: ۲۹۲/۱۔ الدر المنثور، الحدیث: ۳۰۰/۱۱ (۲) کنز العمال، الحدیث ۴۵۰۹۴۔

(۳) مسند احمد، الحدیث: ۳۶۲/۲۔ مجمع الزوائد، الحدیث: ۳۴۶/۱۰۔ الدر المنثور، الحدیث: ۴۸/۲۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بڑھیا نے سچ کہا کیسے اللہ اس قوم کو پاک کریں گے، جن کے ضعیفوں کا ان کے طاقتوروں سے بدلہ نہیں لیا جاتا۔ (۱)

عبداللہ بن انیس کی حدیث میں ہے: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ منادی دیں گے:

میں انصاف کرنے والا بادشاہ ہوں۔ کسی جنتی کو جنت میں جانے کی اجازت نہیں۔ کسی جہنمی کو جہنم میں جانے کی اجازت نہیں جب تک کہ اس کے متعلق ذرہ بھر ظلم کا بھی انصاف نہیں ہو جاتا۔ اسی طرح کوئی جنتی اس وقت تک جنت میں نہیں جا سکتا جب تک کہ اس کے متعلق ذرہ بھر ظلم کا بھی انصاف نہیں ہو جاتا خواہ وہ ایک تھپڑ کیوں نہ ہو۔ مسند احمد میں اس کو روایت کیا گیا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر تعلیق قائم کی ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سعید بن ابو سعید المقبری عن ابیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

جس کا کسی بھائی پر ذرہ بھی ظلم ہو وہ اس کو حل کرالے، اس لئے کہ وہاں دینار ہوگا نہ درہم۔ وہاں ظالم کی نیکیاں لی جائیں گی اگر اس کے پاس نیکیاں ہوئیں تو ٹھیک ورنہ اس کے بھائی کی برائیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی۔ (۲)

بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے۔

ابن ابی الدنیا نے (علاء عن ابیہ کی حدیث) سے روایت کی ہے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون شخص ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: جس کے پاس درھم و دینار نہ ہوں۔ فرمایا نہیں، بلکہ مفلس میری امت میں وہ شخص ہے، جو قیامت کے دن آئے گا نماز، روزے اور زکوۃ لے کر مگر اس کے ساتھ اس کو گالی دی ہے، اس کا مال کھایا ہے، اس کا خون بہایا ہے، اس کو مارا ہے۔ پس یہ بھی اس کی نیکیاں لے جائے گا یہ بھی اس کی نیکیاں لے جائے گا۔ پھر اگر حق داروں کے پورا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان کی برائیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی۔ بالآخر اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (۳)

ابن ابی الدنیا میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

تم اس حالت میں نہ مرو کہ تم پر کسی کا قرض ہو، کیونکہ وہاں درہم و دینار نہ ہوں گے۔ وہاں تو نیکیوں سے ایک دوسرے کا بدلہ دیا جائے گا۔ اور تیرا رب کسی پر ظلم نہ کرے گا۔ (۴)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مزید دوسرے دو طریق سے، یہ حدیث مرفوعاً منقول ہے۔

قیامت کے دن ظالمین سے قصاص..... ابن ابی الدنیا میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن [illegible] اپنی نیکیوں پر خوش خوش آئے گا۔ ایک دوسرا آدمی آئے گا اور کہے گا یارب! اس نے مجھ پہ ظلم کیا ہے۔ پس اس کی نیکیاں لے کر مظلوم کو دی جائیں گی۔ اسی طرح ہوتا رہے گا حتی کہ اس کے پاس کوئی نیکی نہ رہے گی۔ اب جو حق دار آئیں گے، ان کی برائیاں لے کر اس کے سر ڈال دی جائیں گی [illegible] اسی طرح مسلسل ہوگا حتی کہ جہنم میں داخل ہو جائے گا۔

[illegible] کے ساتھ شرک معاف نہیں ہوگا، بندوں پر ظلم کا بدلہ ضرور لیا جائے گا..... مسند احمد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے [illegible] رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ کے ہاں تین عدالتیں ہیں ایک عدالت تو ایسی ہے جس کی خدا کو کوئی پرواہ نہیں۔ دوسری عدالت ایسی ہے جس میں کچھ [illegible] تیسری عدالت ایسی ہے جس میں بخشش کا کوئی سوال نہیں۔ یہ عدالت جس میں بخشش کا کوئی سوال نہیں وہ شرک سے متعلق ہے۔ (۵) فرمانِ

(۱) ابن ماجہ، الحدیث: ۴۰۱۰ (۲) بخاری، الحدیث ۶۵۳۴ مسند احمد، الحدیث: ۲/۴۳۵ والحدیث: ۲/۵۰۶

(۳) مسلم، الحدیث ۶۵۲۲، ترمذی، الحدیث: ۲۴۱۸ (۴) مجمع الزوائد الحدیث: ۲/۲۱۷۔ کنز العمال، الحدیث: ۱۵۴۹۲۔ حلیۃ الاولیاء، الحدیث ۳/۳۰۲۔

(۵) مسلم، الحدیث: ۴۸۶۱

انہی ہے جو شخص خدا کے ساتھ شرک کرے گا خدا اس پر بہشت کو حرام کردے گا۔ (سورۃ المائدہ، الآیۃ ۷۲)

وہ عدالت جس کی خدا کو کوئی پرواہ نہیں، وہ بندہ کا اپنی جان پہ ظلم ہے اور خدا کے حق میں ظلم ہے۔ مثلاً روزہ چھوڑ دیا۔ نماز چھوڑ دی۔ پس اللہ تعالیٰ اس عدالت میں بخشش فرمائیں گے۔ اگر چاہیں گے تو درگزر فرمائیں گے۔ اور وہ عدالت جس میں اللہ تعالیٰ نہیں چھوڑیں گے، وہ بندوں کا ایک دوسرے پہ ظلم ہے۔ وہاں ہر حال میں بدلہ دلایا جائے گا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سند از یزید النمیر کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے: کہ ظلم تین ہیں۔ ایک ظلم جس کو خدا معاف نہیں فرمائے گا اور اس کی بخشش نہ ہوگی۔ وہ خدا کے ساتھ شرک ہے۔ ایک وہ ظلم ہے جو بندوں کا اپنے آپ پر ہے اور خدا کے حق میں ہے۔ اس کو خدا معاف فرمائیں گے۔ ایک وہ ظلم ہے جس کا بدلہ ضرور لیا جائے گا، وہ بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم ہے۔ [1]

امام بیہقی نے ایک اور طریق یزید الرقاشی عن انس سے اس کو نقل کیا ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں دونوں طریق ضعیف ہیں۔

خدا کی راہ میں جہاد ہر چیز کو بخش دیتا ہے سوائے امانت کے ابوبکر بن ابی الدنیا سنداً عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: خدا کی راہ میں جہاد کرنا ہر گناہ کو بخش دیتا ہے سوائے امانت کے۔ فرمایا: صاحب امانت کو بلایا جائے گا اور کہا جائے گا امانت ادا کر، وہ کہے گا یا رب! میں تو دنیا سے آ گیا ہوں (اب کیسے ممکن ہے؟) حکم ہوگا اس کو ہاویہ (جہنم) کی طرف لے جاؤ۔ پس اس کی طرف لے جایا جائے گا اور اس میں دھکیل دیا جائے گا حتیٰ کہ اس کی گہرائی میں جا گرے گا۔ وہاں دیکھے گا کہ وہ امانت موجود ہے۔ وہ اس کو اٹھائے گا اور کندھے پر رکھ کر اوپر چڑھے گا جب دیکھے گا کہ جہنم سے نکلنے والا ہے، پھر نیچے گہرائی میں جا گرے گا۔ پس یونہی رہتے زمانے تک اس کے ساتھ ہوتا رہے گا۔ [2]

پھر فرمایا: امانت نماز میں بھی ہے۔ امانت روزے میں بھی ہے۔ امانت وضوء میں بھی ہے۔ اور امانت بات چیت میں بھی ہے۔ لیکن سب سے بڑھ کر امانت وہ چیز ہے جو کوئی دوسرے کے پاس بطور امانت رکھوائے۔

زاذان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے راوی کہتے ہیں میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا کہ آپ کے بھائی عبداللہ یوں یوں حدیث بیان کرتے ہیں۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ سچ کہتے ہیں۔ اس روایت کی تائید مسلم کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں خدا کی راہ میں لڑائی پر صبر کرتے ہوئے، خدا سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے اور پشت دیئے بغیر آگے بڑھتے ہوئے قتل ہو جاؤں تو کیا خدا تعالیٰ میرے گناہوں کو بخش دے گا؟ فرمایا ہاں سوائے قرض کے۔ [3]

ابن ابی الدنیا میں ہے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ) اے پیغمبر تم بھی مر جاؤ گے اور یہ بھی مر جائیں گے۔ پھر تم سب قیامت کے دن اپنے پروردگار کے سامنے جھگڑو گے (اور جھگڑے کا فیصلہ کر دیا جائے گا)۔ (سورۃ الزمر، الآیتان ۳۰۔۳۱)

تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا دنیا میں جو گناہ ہو گئے وہ ہم پر دوبارہ پیش کئے جائیں گے؟ فرمایا ہاں تم پر دوبارہ پیش کئے جائیں گے حتیٰ کہ تم ہر صاحب حق کو اس کا حق دیدو۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہ تو بڑا سخت معاملہ ہے۔ [4]

ابن ابی الدنیا میں ہے زاذان رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اقوام حساب کتاب کے لئے گھٹنوں کے بل گری پڑی ہوں گی۔ باپ بیٹے سے، بیٹا باپ سے، بہن بھائی سے، خاوند بیوی سے اور بیوی خاوند سے دنیا کی نسبت زیادہ سخت ہوں گے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی، (ترجمہ) تو نہ تو ان میں قرابتیں رہیں گی اور نہ ایک دوسرے کے بارے میں پوچھیں گے۔ (سورۃ المومنون، الآیۃ ۱۰۱)

ابوبکر البزار اپنی سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) مجمع الزوائد، الحدیث ۱۰/۳۴۸۔ کنز العمال، الحدیث ۱۰۳۲۶، ابونعیم فی حلیۃ الاولیاء، الحدیث ۹۰/۳۰۹۔ المطالب العالیۃ لابن حجر ۴۶۵۳۔

(۲) مسلم، الحدیث ۴۸۶۱ (۳) مسلم، الحدیث ۴۸۶۱۔ (۴) المستدرک للحاکم، الحدیث ۲/۴۳۵۔ الدر المنثور، الحدیث ۵/۳۲۷، اتحاف السادۃ المتقین، الحدیث ۱۰/۴۷۷۔ شرح السنۃ للبغوی، الحدیث ۶/۷۵۔

غلام اوراس کے مالک کو لایا جائے گا،شوہر اوراس کی بیوی کو لایا جائے گا۔غلام اوراس کے مالک کا، بیوی اوراس کے شوہر کا تصفیہ کرایا جائے گا۔ (ہر بات فیصلہ میں آئے گی) حتیٰ کہ کہا جائے گا فلانی کو تو نے پیغام دیا اور میں نے اس کے ساتھ تیری شادی کردی،لیکن تو نے (اس کے خیال میں) سب کو چھوڑ دیا۔

ابن ابی الدنیا کہتے ہیں: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندہ کو بلائیں گے اوراس پر اپنے احسانات کو یاد دلائیں گے اور انکا شمار کرائیں گے فرمائیں گے: تو نے مجھے فلاں دن یاد کیا اور دعا کی اور کہا یا اللہ میری فلانی سے شادی کردے اوروہ ہم نے کردی۔اس طرح بہت سی باتیں شمار کرائی جائیں گی۔(مقصود حدیث یہ ہے کہ کوئی بات نہ چھوٹے گی بلکہ ہر بات کا ذکر ہوگا۔م)

ابن ابی الدنیا میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:
بندہ کو عار اور شرمندگی اس طرح گھیرلے گی کہ وہ کہے گا اے اللہ! تیرے مجھے جہنم میں پھینکنے سے زیادہ لوگوں کی رسوائی سے مجھے خوف ہے۔اوراللہ کی قسم! وہ جانتا ہوگا کہ جہنم کا عذاب کس قدر سخت ہے۔ (۱)

قیامت کے دن بندے سے نعمتوں کا سوال کیا جانا ... فرمانِ الٰہی ہے: پھر اس روز تم سے نعمت کے بارے میں پرسش ہوگی۔

(سورۃ التکاثر،الآیۃ ۸)

صحیح میں ہے کہ آپ ﷺ اورآپ کے اصحاب نے ابوالہیثم کے باغ میں بکری کے گوشت،کھجوروں اور پانی سے کھانا تناول فرمایا پھر فرمایا:
یہ وہ نعمتیں ہیں جن کا تم سے سوال کیا جائے گا۔(یعنی پوچھا جائے گا کہ کیا اس نعمت کا شکر ادا کیا اوراس کے مقابلہ میں عمل کیا؟)
اسی طرح حدیث میں ہے: اپنے کھانے میں ذکر اللہ اور درود کا سالن استعمال کرو اور کھانے کے بعد سو مت جاؤ،اس سے تمہارے دل سخت ہوجائیں گے۔ (۲)

ابن ابی الدنیا میں ہے،حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص مسجد دمشق میں داخل ہوا اور دعا کرنے لگا: اے اللہ میری وحشت کو دور فرما،میری تنہائی پہ رحم فرما اور مجھے کوئی اچھا ہم نشیں عطا فرما۔حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے اس کی دعا سنی اور فرمایا: اگر تو طلب میں سچا ہے تو میں تیری نسبت سعادت مند ہوں (اور تیری ہم نشینی اختیار کرتا ہوں) میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا ہے،آپ نے فرمایا:
لوگوں میں سے کچھ تو اپنی جان پہ ظلم کرنے والے ہیں یعنی وہ ظالم جس کو اس کے مقام پر پکڑ لیا جائے گا اور وہ حزن وغم (میں مبتلا رہنے والا) ہے۔اور کچھ لوگ میانہ رو ہیں یعنی ان سے حساب کتاب آسانی کے ساتھ لیا جائے گا۔اور کچھ نیکیوں میں سابق ہیں یعنی وہ جنہیں بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل کردیا جائے گا۔ (۳)

اللہ تعالیٰ کا بندہ کی جانب سے مصالحت کروانا

... ابویعلیٰ سنداً روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے،ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ ہنسنے لگے حتیٰ کہ آپ کے اوپری دانت نظر آنے لگے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں،کیا چیز آپ کو ہنسا رہی ہے؟ فرمایا: میری امت کے دو فرد اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ کے روبرو جھگڑیں گے۔ایک کہے گا: یارب! میرے بھائی سے مجھ پر ظلم کرنے کا بدلہ دلایئے۔اللہ تعالیٰ دوسرے کو فرمائیں گے: اپنے بھائی کا بدلہ دو۔وہ کہے گا میرے پس نیکیوں میں سے تو کچھ بچا نہیں۔اللہ تعالیٰ طلب گار کو فرمائیں گے: تو اپنے بھائی کے ساتھ کیا کرے گا؟ اس کے پاس تو کوئی نیکی بچی نہیں۔وہ عرض کرے گا یارب! پھر وہ میرے گناہ اٹھائے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہاں آپ ﷺ کی آنکھیں بہہ پڑیں۔پھر فرمایا: وہ دن بڑا ہی ہولناک ہوگا لوگ اس دن بڑے محتاج ہوں گے کہ کوئی ان کے گناہ اٹھالے۔پس پھر اللہ تعالیٰ اس طلب گار کو فرمائیں گے: اپنی نگاہ

(۱) المستدرک،الحدیث ۴/۵۷۷۔جمع الجوامع للسیوطی،الحدیث: ۵۶۸۸۔ (۲) النسائی،الحدیث: ۳۶۴۱۔مسند احمد،الحدیث: ۳/۳۳۸ والحدیث: ۳/۳۵۱۔ مجمع الزوائد الحدیث ۱۰/۳۱۷ (۳) المستدرک،الحدیث ۴/۵۷۶۔الترغیب والترھیب للمنذری،الحدیث: ۴/۳۰۹۔اتحاف السادۃ المتقین،الحدیث: ۶/۲۶۷

اٹھا اور جنت کی طرف دیکھ! وہ دیکھے گا اور کہے گا یارب! میں چاندی کے شہر اور سونے کے محلات دیکھ رہا ہوں جو موتیوں سے جڑے ہوئے ہیں۔ یہ کس نبی کے ہیں؟ کس صدیق کے ہیں؟ کس شہید کے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جو بھی ان کی قیمت ادا کردے۔ وہ بندہ کہے گا یارب! اس کی کس میں ہمت ہوسکتی ہے؟ باری تعالیٰ فرمائیں گے تو بھی اس کا مالک ہوسکتا ہے! بندہ کہے گا وہ کیسے پروردگار! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اپنے بھائی کو معاف کردے۔ وہ کہے گا یارب! میں نے اس کو بالکل معاف کردیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے. جا اپنے اس بھائی کو بھی لے جا اور جنت میں داخل کرلے۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مؤمنین کے درمیان مصالحت کرائیں گے۔

یہ روایت سنداً وسیاقاً غریب ہے۔ اگرچہ اچھے کلام پر مشتمل ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کو نقل کیا ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

جس نے لوگوں کا مال اس نیت سے لیا کہ لوٹادے گا تو اللہ اسے ادا کرے گا اور جس نے اس نیت سے لیا کہ کھا جائے گا تو اللہ بھی اسے ضائع کردے گا۔

ابوداؤد الطیالسی، ابن ماجہ اور بیہقی میں ہے عباس بن مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کی رات اپنی امت کے لئے مغفرت کی دعا مانگی اور خوب مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے جواب مرحمت فرمایا کہ میں نے دعا قبول کرلی مگر جس نے ظلم کیا۔ حضور ﷺ نے دعا کی یا اللہ تو اس پر قادر ہے کہ مظلوم کو ظالم کی طرف سے خیر عطا کرکے خوش کردے اور ظالم کو بخش دے۔ لیکن اس رات کوئی جواب نہ آیا۔ جب مزدلفہ کی صبح ہوئی تو آپ نے پھر دعا کی تو اللہ نے قبول فرمائی کہ میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ تب رسول اللہ ﷺ مسکرائے۔ بعض اصحاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا یارسول اللہ! آپ ایسی گھڑی میں مسکرائے ہیں، جس میں آپ کے مسکرانے کی عادت نہیں تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کے دشمن ابلیس کی وجہ سے مسکرایا ہوں، اسے جب معلوم ہوا کہ اللہ نے میری امت کی بخشش کی دعا قبول کرلی ہے تو وہ ہلاکت ہلاکت پکارنے لگا اور اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا۔[1]

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ممکن ہے کہ یہ مغفرت عذاب پانے کے بعد ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بعض لوگوں کے ساتھ خاص ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ہر ایک کے ساتھ ہو۔ مترجم اصغر عرض کرتا ہے جب حدیث میں عام ذکر ہے تو خدا کی رحمت کو خاص کیوں کیا جائے، اس کے لئے کیا مشکل ہے کہ وہ سب کو بخش دے۔ لیکن بندوں کو زیب نہیں دیتا کہ ایسے رحیم کی نافرمانی کی جائے۔

ابوداؤد الطیالسی سنداً عبدالرحمٰن بن ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مقروض کو بلائیں گے اور فرمائیں گے: اے ابن آدم! تو نے بندوں کے حقوق کس چیز میں ضائع کئے اور ان کے اموال کس چیز میں خرچ کئے؟ وہ عرض کرے گا یارب! میں نے ان کو ضائع نہیں کیا بلکہ صحیح کاموں میں خرچ کیا ہے۔ پروردگار فرمائیں گے: آج تجھ سے زیادہ میں صحیح فیصلہ کرنے والا ہوں۔ پس اس کی نیکیاں اس کی برائیوں سے وزنی ہوجائیں گی اور اس کو جنت جانے کا حکم مل جائے گا۔[2]

صحیح مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بندے کے گناہوں کے متعلق فرمائیں گے پہلے اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ اس پر ظاہر کرو اور بڑے گناہ چھوڑ دو۔ پھر اس کو کہا جائے گا کیا تو ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے؟ وہ بڑے گناہوں کے ڈر سے اقرار کرے گا اور کہے گا نہیں۔ تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہم تیرے ہر گناہ کو نیکی سے بدلتے ہیں۔ وہ بندہ کہے گا یارب! میں نے کچھ بڑے بڑے گناہ بھی کئے تھے، جو یہاں نہیں نظر آرہے۔ اس موقع پر آپ ﷺ اس قدر ہنسے کہ آپ کی ڈاڑھ مبارک ظاہر ہوگئی۔[3]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو اس قدر قریب فرمالیں گے کہ اس پر اپنا ایک حصہ رکھ دیں گے اور اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کروائیں گے۔ حتیٰ کہ جب اس کو اپنی ہلاکت کا یقین ہوجائے گا تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں نے دنیا میں بھی تیری

(۱) مسند احمد الحدیث: ۱۵/۴۔ الدر المنثور، الحدیث: ۲۳۰/۱، التمہید لابن عبدالبر، الحدیث: ۱۲۲/۱ (۲) البدایہ والنہایہ ۲۵/۹
(۳) السنن الکبریٰ للبیہقی، الحدیث: ۱۹۰/۱۰ الاسماء والصفات لہ، الحدیث: ۵۴

پردہ پوشی کی اور آج بھی تیری مغفرت کرتا ہوں۔ پھر اس کی بڑی بڑی نیکیاں اس کے دائیں ہاتھ میں دیدی جائیں گی۔[1]

ابن ابی الدنیا میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو قریب فرمائیں گے اور اس پر اپنا حصہ رکھ دیں گے اور تمام خلائق سے اس کو چھپا لیں گے۔ اسی پردہ میں اس کو اس کے اعمال کی کتاب دیں گے اور فرمائیں گے لے ابن آدم! پڑھ اپنی کتاب۔ پس جب وہ کسی نیکی کے پاس سے گزرے گا تو اس کا دل خوش ہوگا۔ پروردگار اس کو فرمائیں گے اے بندے کیا تو اس کو جانتا ہے وہ کہے گا جی! جی! پروردگار میں اس کو جانتا ہوں۔ پروردگار فرمائیں گے ہم اس نیکی کو قبول کرتے ہیں۔ بندہ شکریہ میں سجدہ میں گر پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ اٹھ سر اٹھا اور اپنی کتاب آگے پڑھ! پھر وہ کسی برائی کے پاس سے گزرے گا تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جائے گا اور دل رنجیدہ ہو جائے گا جسم کپکپائے گا۔ اس وقت اس کو اپنے رب سے اس قدر حیاء آئے گی کہ اس کیفیت کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بندے! اس کو جانتا ہے؟ بندہ کہے گا جی پروردگار! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہم نے اس کو بخش دیا ہے۔ پس اسی طرح اس کی نیکی قبول ہوتی رہے گی اور وہ سجدہ کرتا رہے گا اور بدی معاف ہوتی رہے گی اور وہ سجدہ کرتا رہے گا۔ مخلوق صرف اس کے سجدوں کو دیکھے گی حتیٰ کہ مخلوق ایک دوسرے کو پکارے گی واہ! اس بندے کی یہ خوبی ہے کہ اس نے کبھی خدا کی نافرمانی نہیں کی۔ لیکن ان کو بندے اور خدا کے درمیان کے راز کا علم نہ ہوگا۔[2]

ابن ابی الدنیا میں ہے عثمان بن عاتکہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس کو اس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملا، اس کے اوپر تو نیکیاں لکھی ہوں گی لیکن اس کے اندر برائیاں ہوں گی۔ اسے کہا جائے گا اپنا نامہ اعمال پڑھ وہ اندر سے پڑھے گا تو یوں ہو جائے گا لیکن جب آخر میں پہنچے گا تو اس میں پڑھے گا کہ یہ تیری بداعمالیاں ہیں میں نے دنیا میں بھی ان پر پردہ رکھا اور آج بھی میں تیری بخشش کرتا ہوں۔ اس پر موجود لوگ رشک کرنے لگیں گے۔ یا فرمایا کہ اہل محشر اس کے ظاہری اعمال نامے کو پڑھیں گے اور کہیں گے فلاں تو نیک بخت ہو گیا پھر اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے کہ اس کو بدل دیا جائے اور اس کے اندر برائیاں نیکیوں سے بدل دی جائیں گی۔ پھر اس کو پڑھنے کا حکم ملے گا وہ دیکھے گا کہ نیکیاں ہی نیکیاں ہیں۔ جب آخر میں پہنچے گا تو پڑھے گا کہ یہ تیری نیکیاں ہیں جنہیں میں قبول کرتا ہوں۔ تب وہ اہل محشر کو کہے گا

لیجئے میرا نامہ (اعمال) پڑھئے۔ مجھے یقین تھا کہ مجھ کو میرا حساب (کتاب) ضرور ملے گا۔ (سورۃ حاقہ، آیتان ۱۹۔۲۰)

فرمایا: جس کو اس کا نامۂ اعمال پشت کے پیچھے سے ملے گا وہ اس کو بائیں ہاتھ سے تھامے گا۔ پھر اس کو پڑھنے کا حکم ملے گا اس کے اندر نیکیاں ہوں گی اور اوپر برائیاں۔ اہل محشر پڑھیں گے تو کہیں گے یہ تو ہلاک ہو گیا۔ جب وہ آخری نیکی پہ پہنچے گا تو کہا جائے گا یہ تیری نیکیاں ہیں جنھو ہم مردود کرتے ہیں۔ پھر اس کو پلٹنے کا حکم ملے گا (کہ دوبارہ پڑھو) پھر وہ دوبارہ پڑھے گا تو وہ نیکیاں برائیوں سے تبدیل ہو چکی ہوں گی حتیٰ کہ آخر تک یہی کچھ ہوگا پھر وہ اہل محشر کو کہے گا اے کاش مجھ کو میرا (اعمال) نامہ نہ دیا جاتا۔ اور مجھے معلوم نہ ہوتا کہ میرا حساب کیا ہے؟ اے کاش موت (ابد الآباد کے لئے میرا کام) تمام کر چکی ہوتی۔ (آج) میرا مال میرے کچھ بھی کام نہ آیا۔ (سورۃ الحاقۃ، آیت ۲۵۔۲۸)

ابن ابی الدنیا میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ابن آدم کو یوں لایا جائے گا گویا وہ بکری کا بچہ ہے۔ اس کو اس کا رب کہے گا کہاں ہے وہ مال جو میں نے تجھے بخشا تھا؟ جس کا میں نے تجھے مالک بنایا تھا؟ جو میں نے تجھے عطا کیا تھا؟۔ وہ کہے گا یارب! میں نے اسے جمع کیا اور اس کو ثمر آور بنایا اور اس میں پہلے سے بڑھوتری کی۔ پروردگار فرمائیں گے۔ اس میں سے آگے کیا بھیجا تھا؟ وہ دیکھے گا تو کچھ نہ پائے گا جو اس نے آگے بھیجا ہو۔ پس اس کے بعد وہ پروردگار سے بات نہ کر سکے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے مذکورہ روایت کے مثل نقل فرماتے ہیں، جس میں یہ اضافہ بھی ہے

بندہ رب سے درخواست کرے گا یارب! مجھے واپس لوٹا دے میں وہ سارا مال لے آؤں گا۔ اگر اس کو لوٹا یا بھی جائے تب بھی وہ کچھ آگے نہ بھیج سکے گا پس اس کو جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔

فرمان الٰہی ہے: اور جیسا ہم نے تم کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا ایسا ہی آج اکیلے اکیلے ہمارے پاس آئے۔ اور جو (مال ومتاع) ہم نے تمہیں عطا فرمایا تھا وہ سب اپنی پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے۔ (سورۃ الانعام، آیۃ ۹۶)

---

(۱) بخاری، الحدیث ۲۶۸۵، مسلم، الحدیث ۶۹۳۶۔ ابن ماجہ الحدیث ۱۸۳ (۲) بخاری، الحدیث ۲۶۸۵، مسلم، الحدیث ۶۹۳۶۔ ابن ماجہ الحدیث ۱۸۳

صحیح مسلم میں حضورﷺ سے روایت ہے کہ آپﷺ نے فرمایا ابن آدم کہتا ہے' میرا مال! حالآنکہ اس کا مال بس وہی ہے جو اس نے کھالیا اور ختم کردیا یا پہن لیا اور پرانا کردیا یا صدقہ کردیا اور آگے بھیج دیا۔ اس کے ماسوا جو کچھ ہے وہ جانے والا ہے اور لوگوں کے لئے ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے: کہتا ہے کہ میں نے بہت سامال برباد کردیا۔ کیا اسے یہ گمان ہے کہ اس کو کسی نے دیکھا نہیں۔ (سورۃ البلد، الآیات:۶۔۷)

ابن ابی الدنیا میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرمﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن بندے کے قدم اپنی جگہ سے اس وقت تک نہ ہل سکیں گے جب تک اس سے چار باتوں کا سوال نہ کرلیا جائے۔ عمر کس چیز میں فنا کی؟ جسم کن کاموں میں بوسیدہ کیا؟ علم پر کیا عمل کیا؟ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابن مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اکرمﷺ نے فرمایا:

اے مقروض! اے ابوالدرداء! اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب قیامت کے دن تجھ سے کہا جائے گا: تو علم جانتا ہے یا جاہل ہے؟ اگر تو کہے گا جانتا ہوں تو کہا جائے گا کہ جس علم کو جانتا ہے اس پر کیا عمل کیا؟ اور اگر تو کہے گا کہ میں جاہل ہوں تو کہا جائے گا کہ تیرے جاہل رہنے کا کیا عذر ہے؟ علم کیوں نہیں حاصل کیا؟

فصل

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب "یدعی الناس بآبائھم" کے ساتھ قائم فرمایا اور اس کے ذیل میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر فرمائی ہے کہ رسول اللہﷺ کا فرمان ہے: قیامت کے دن ہر غدر کرنے والے کے لئے ایک جھنڈا اس کی سرین کے پاس بلند کیا جائے گا اور کہا جائے گا یہ فلاں بن فلاں کا غدر اور دھوکہ ہے۔[1]

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرمﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن تم کو تمہارے ناموں اور تمہارے باپوں کے ناموں سے پکارا جائے گا۔ پس اپنے نام اچھے رکھا کرو۔[2]

امام البزار فرماتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرمﷺ نے فرمایا:

زمین اپنے جگر پاروں کو باہر پھینک دے گی۔ چور گزرے گا اور کہے گا (ہائے!) اس مال کی وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا۔ قاتل آئے گا اور کہے گا (ہائے!) اس مال کی وجہ سے میں نے خون بہایا۔ رشتہ ناطہ توڑنے والا آئے گا اور کہے گا (افسوس!) اس مال کی وجہ سے میں نے رشتہ داری توڑی۔ پھر وہ اس مال کو پکاریں گے اور کچھ اس میں سے نہ اٹھائیں گے۔

فرمانِ الٰہی ہے: جس دن بہت سے منہ سفید ہوں گے اور بہت سے سیاہ۔ تو جن لوگوں کے منہ سیاہ ہوں گے (ان سے خدا فرمائے گا) کیا تم ایمان لاکر کافر ہوگئے تھے؟ سو اب اس کفر کے بدلے عذاب (کے مزے) چکھو۔ اور جن لوگوں کے منہ سفید ہوں گے وہ خدا کی رحمت (کے باغوں) میں ہوں گے اور ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ (سورۃ آل عمران، الآیات:۱۰۶۔۱۰۷)

اور فرمانِ الٰہی ہے: اس روز بہت سے منہ رونق دار ہوں گے۔ (اور) اپنے پروردگار کے محوِ دیدار ہوں گے اور بہت سے منہ اس دن اداس ہوں گے۔ خیال کریں گے کہ ان پر مصیبت واقع ہونے کو ہے۔ (سورۃ القیامہ، الآیات:۲۲۔۲۵)

فرمانِ الٰہی ہے: اور کتنے منہ اس روز چمک رہے ہوں گے۔ خنداں وشاداں (یہ نیکوکار ہیں)۔ اور کتنے منہ ہوں گے جن پر گرد پڑ رہی ہوگی۔ (اور) سیاہی چڑھ رہی ہوگی۔ یہ کفار بدکردار ہیں۔ (سورۃ عبس، الآیات ۳۸۔۴۱)

اور فرمانِ الٰہی ہے: جن لوگوں نے نیکوکاری کی ان کے لئے بھلائی ہے اور (مزید برآں) اور بھی۔ اور ان کے مونھوں پر نہ تو سیاہی چھائے گی اور

(۱) بخاری، الحدیث:۳۱۸۶، والحدیث:۳۱۸۷۔ مسلم، الحدیث:۴۵۱۲۔ ابن ماجہ، الحدیث:۲۸۷۲۔ مسند احمد الحدیث:۳۱۱/۵، والحدیث:۴۱۷/۱، والحدیث:۱۶/۲

(۲) ابوداؤد، الحدیث:۴۹۴۸۔ مسند احمد، الحدیث:۱۹۴/۵۔ الدارمی، الحدیث:۲۹۴/۲

نہ رسوائی۔ یہی جنتی ہیں کہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور جنہوں نے برے کام کئے تو برائی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا اور ان کے مونہوں پر ذلت چھا جائی گی۔ اور کوئی ان کو خدا سے بچانے والا نہ ہوگا۔ انکے مونہوں (کی سیاہی کا یہ عالم ہوگا کہ ان) پر گویا اندھیری رات کے ٹکڑے اوڑھا دیئے گئے ہیں۔ یہی دوزخی ہیں کہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ (سورۃ یونس، الآیتان ۲۶۔۲۷)

حافظ ابوبکر البزار اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ذیلی آیت کے متعلق حدیث نقل فرماتے ہیں:

فرمان الٰہی ہے: جس دن ہم سب لوگوں کو ان کے ان کے پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے۔ تو جن (کے اعمال) کی کتاب ان کے داہنے ہاتھ میں دی جائی گی وہ اپنی کتاب کو (خوش ہو ہو کر) پڑھیں گے اور ان پر دھاگے برابر بھی ظلم نہ ہوگا۔ اور جو شخص اس (دنیا) میں اندھا ہو وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور (نجات کے) راستے سے بہت دور۔ (سورۃ الاسراء، الآیۃ ۷۱۔۷۲)

حضور ﷺ نے فرمایا: (مؤمنوں میں سے) ایک کو بلایا جائے گا اور اس کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اس کے جسم کو بڑا کر دیا جائے گا۔ اس کا چہرہ سفید کر دیا جائے گا اور اس کے سر پر موتیوں کا چمکتا ہوا ایک تاج رکھا جائے گا۔ وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹے گا۔ وہ دور سے اس کو دیکھیں گے اور کہیں گے: اے اللہ! اس کو ہمارے پاس لا اور اس میں ہم کو برکت عطا فرما۔ پس وہ ان کے پاس آئے گا اور کہے گا تمہیں بشارت ہو! تم میں سے ہر شخص کے لئے ایسا ہی ہے۔ لیکن کافر، اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔ اللہ اس کا جسم بڑھا دیں گے۔ اس کے ساتھی اس کو دیکھیں گے اور کہیں گے اللہ کی پناہ ہو اس سے، اس کے شر سے۔ اے اللہ اس کو ہمارے پاس نہ آنے دیجیو گا۔ لیکن وہ ان کے پاس آئے گا اور وہ کہیں گے اے اللہ اس کو رسوا کر۔ وہ کہے گا تم پر بھی اللہ کی پھٹکار برسے۔ تم میں سے بھی ہر شخص کے لئے ایسا ہی ہے۔

حافظ ابوبکر البزار اپنی سند کے ساتھ اس کو روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں ہمیں یہ حدیث صرف اسی سند کے ساتھ ملی ہے۔ ابوبکر بن ابی الدنیا نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ بندے کے متعلق حکم فرمائیں گے: اسے پکڑ لو اور طوق پہنا دو۔ (سورۃ الحاقۃ، الآیۃ ۳۰)

تو اس حکم کو سن کر ستر ہزار فرشتے لپکیں گے اور ایک زنجیر سے اس کو باندھیں گے اور اس کو منہ سے ڈال کر دبر سے نکالیں گے اور یوں اس میں پرولیں گے جیسے دھاگے میں موتی۔ پھر اس کو جہنم میں ایک غوطہ دے کر نکالیں گے تو وہ ہڈیوں کا ایک پنجر بن چکا ہوگا۔ پھر دوبارہ جہنم میں غوطہ دے کر نکالیں گے تو وہ صحیح سالم ہو چکا ہوگا۔

بعض علماء فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ یہ فرمائیں گے: اسے پکڑو تو قبیلۂ ربیعہ و مضر سے زیادہ افراد اس کی طرف لپکیں گے۔ (عرب میں یہ دو قبیلے بہت زیادہ تعداد والے گزرے ہیں اس لئے ان کے ساتھ تمثیل پیش کی گئی۔)

معتمر بن سلیمان اپنے والد سلیمان سے نقل کرتے ہیں کہ ہر شیء اس کو برا بھلا کہے گی وہ کہے گا تم مجھ پر رحم کیوں نہیں کرتے؟ وہ کہیں گی: تجھ پر ارحم الراحمین کو رحم نہیں آیا تو ہم کیسے رحم کریں۔

فصل

حضرت امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن، کتاب الرقائق میں سنداً فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں۔ ان میں سے ایک تمام مخلوق میں نازل کی ہے، جس کی وجہ سے آپس میں ایک دوسرے سے رحم و محبت کا معاملہ کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ چوپائے بھی اسی کی بدولت اپنی اولاد پر رحم کرتے ہیں۔ باقی ننانوے رحمتیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر فرمائیں گے۔ [1]

(۱) مسلم، الحدیث ۶۹۰۸۔ ابن ماجہ، الحدیث ۴۲۹۳۔ مسند احمد، الحدیث ۵۲۶/۲

امام مسلم نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہمیں قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے جس دن رحمت پیدا فرمائی، اس میں سے ننانوے حصے اپنے پاس روک لئے۔ صرف ایک حصہ اپنی تمام مخلوق میں پھیلا دیا۔ اگر کافر کو علم ہو جائے کہ اللہ کے پاس کس قدر رحمت ہے، تو وہ بھی جنت سے مایوس نہ ہوگا۔ اگر مؤمن کو یہ پتہ چل جائے کہ خدا کے پاس کس قدر عذاب ہے تو وہ جہنم سے اپنے کو مامون نہیں سمجھے گا۔

اس طریق سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ منفرد ہیں۔ (۱)

ابن ماجہ میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس دن اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا فرمائے، سو حصے رحمت کے بھی پیدا فرمائے۔ جن میں سے صرف ایک حصہ زمین میں رکھا۔ اسی کے طفیل ماں اپنے بچے پر نچھاور ہوتی ہے۔ جانور اور پرندے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ باقی ننانوے حصے قیامت کے لئے اٹھا رکھیں ہیں (پس جب قیامت ہوگی) ان کو پورا فرما دیں گے۔

امام ابن ماجہ اس روایت میں منفرد ہیں۔ اس کے باوجود یہ حدیث صحیحین کی شرط کے مطابق ہے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے کئی طرق سے مروی ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے جس دن آسمان و زمین پیدا فرمائے اس دن یہ لکھ دیا کہ میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہے۔ ایک روایت میں میری رحمت میرے غضب پر سبقت رکھتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ (رحمت) اللہ کے پاس عرش پر رکھی ہے۔ (۲)

فرمانِ الٰہی ہے: خدا نے اپنی ذات (پاک) پر رحمت کو لازم کر لیا ہے۔ (سورۃ الانعام، الآیۃ ۵۴)

دوسری جگہ فرمایا: اور جو میری رحمت ہے وہ ہر چیز کو شامل ہے۔ میں اس کو ان لوگوں کے لئے لکھ دوں گا جو پرہیزگاری کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ (سورۃ الاعراف، الآیۃ ۱۵۶)

اس کے بعد ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ ابن ملیکہ کی حدیث حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

تم جانتے ہو کہ اللہ کا اس کے بندوں پر کیا حق ہے؟ یہ کہ وہ اس کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں۔ پھر فرمایا: جانتے ہو بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ یہ کہ جب وہ ایسا کریں تو وہ ان کو عذاب نہ دے۔ (۳)

یہ حدیث اسود بن ہلال اور انس بن مالک عن معاذ کے طریق سے بخاری میں موجود ہے۔

ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وہی ڈرنے کے لائق اور بخشش کا مالک ہے۔ (سورۃ المدثر، الآیۃ ۵۶)

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں اس کا اہل ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے، پس میرے ساتھ کسی کو ساجھی نہ بنایا جائے۔ پس جو میرے ساتھ کسی کو خدا بنانے سے ڈرا تو مجھے بھی لائق ہے کہ میں اس کی بخشش کر دوں۔

پھر ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے سنداً حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ کسی غزوہ میں ہم حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک قوم کے پاس آپ کا گزر ہوا۔ آپ نے پوچھا یہ قوم والے کون لوگ ہیں؟ وہ کہنے لگے، ہم مسلمان ہیں۔ ایک عورت تنور کو بھڑکا رہی تھی۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔ جب تنور کی لپٹ اوپر اٹھتی تو وہ بچہ کو بچانے لگتی۔ حضور ﷺ اس کے پاس تشریف لائے، وہ کہنے لگی کیا آپ اللہ کے رسول ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ عورت بولی: آپ پہ میرے ماں باپ قربان ہوں، کیا اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ رحم کرنے والے نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ عورت نے پھر سوال کیا: کیا اللہ تعالیٰ ماں کے اپنے بچے پر رحم کرنے سے زیادہ رحم کرنے والے نہیں ہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں۔ پھر اخروٹ اور

(۱) بخاری، الحدیث: ۶۴۶۹۔ الدر المنثور، الحدیث: ۱۰۲/۳۔　(۲) ابن ماجہ، الحدیث: ۴۲۹۴

(۳) بخاری، الحدیث: ۷۳۷۳۔ مسلم، الحدیث: ۱۴۳۔ ابن ماجہ، الحدیث: ۴۲۹۶۔ مسند احمد، الحدیث: ۲۳۶/۵

مٹھائی کا تھال لایا گیا وہ تقسیم کیا گیا۔ پھر آپ اور وہ لوگ (بطور محبت والفت) ایک دوسرے سے اچکنے لگے۔ (۱)

یہ پوری حدیث نہایت غریب ہے۔

حوض کوثر سے کچھ لوگوں کا دفع کیا جانا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن میرے پاس میری امت کے کچھ لوگ آئیں گے۔ ان کو حوض کے پاس آنے سے روکا جائے گا۔ میں کہوں گا یارب! یہ تو میرے اصحاب ہیں! پروردگار فرمائیں گے تم نہیں جانتے کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا (نئے فتنے کھڑے کئے)۔ وہ دین سے الٹے پاؤں پھر گئے تھے۔ (۲)

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں گویا میں تم کو حوض کوثر سے آتا دیکھ رہا ہوں۔ آدمی آدمی سے مل رہا ہے، پوچھتا ہے کیا تو نے آب کوثر پیا؟ وہ کہتا ہے ہاں۔ کوئی دوسرا ملتا ہے پوچھتا ہے کیا تو نے آب کوثر پیا؟ وہ کہتا ہے: نہیں، ہائے پیاس!

اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی روایت .....امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ح سعید بن ابی مریم عن نافع عن ابن عمر، ح ابن ابی ملیکہ عن اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں حوض پر ہوں گا حتیٰ کہ تم میں سے جو آئے گا اس کو دیکھوں گا۔ کچھ لوگوں کو مجھ سے دور ہٹا دیا جائے گا۔ میں کہوں گا یارب! یہ لوگ مجھ سے تعلق رکھنے والے اور میری امت کے لوگ ہیں۔ مجھے کہا جائے گا کیا آپ کو معلوم ہے انہوں نے آپ کے بعد کیا کام کیا؟

ابن ابی ملیکہ (اس مقام پر) دعا مانگتے تھے یا اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (۳)

آپ ﷺ نے فرمایا: ماں اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈال سکتی۔ یہ فرما کر آپ ﷺ رونے لگے۔ پھر ہماری طرف سر اقدس اٹھایا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ عذاب صرف مردود وسرکش کو ہی فرمائیں گے، جو اللہ تعالیٰ پر ہٹ دھرمی کرتا ہے اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کرتا ہے۔

اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے اور سیاق غریب ہے۔

فرمان عزوجل ہے: اس میں وہی داخل ہوگا جو بڑا بدبخت ہے۔ جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا۔ (سورۃ اللیل، الآیتان ۱۵-۱۶)

اور فرمایا: تو اس (عاقبت نااندیش) نے نہ تو (کلام خدا کی) تصدیق کی نہ نماز پڑھی۔ بلکہ جھٹلایا اور منہ پھیر لیا۔ (سورۃ القیامۃ ۷۵، آیتان ۳۱-۳۲)

نومولود کو دودھ پلانے والی ماں سے زیادہ اللہ پاک اپنے بندے پر رحم فرماتے ہیں بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ قیدیوں کے پاس سے گزرے، دیکھا کہ ایک قیدی عورت کی چھاتی سے دودھ ٹپک رہا ہے اور وہ دوڑے جا رہی ہے۔ جب بھی کسی قیدی بچے کو کوپاتی ہے، اس کو دودھ پلانا شروع ہو جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے، یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟ ہم نے عرض کیا نہیں، یہ ہرگز اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈال سکتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اپنے بندوں پر اس عورت سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ (۴)

امام مسلم نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

ایک روایت میں یوں تاکید افرمان ہے: اللہ کی قسم اللہ پاک اپنے بندوں پر اس عورت سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، جو اپنے بچے محبت رکھتی ہے۔

ابن ماجہ سندا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: شقی (بدبخت) کے سوا جہنم میں کوئی اور داخل نہ ہوگا۔ پوچھا گیا یارسول اللہ! شقی کون ہے؟ فرمایا: جس نے اللہ کی اطاعت نہیں کی اور اس کی معصیت سے اجتناب نہیں کیا۔ (۵)

---

(۱) ابن ماجہ، الحدیث: ۴۲۹۷ (۲) بخاری، الحدیث: ۶۵۸۵۔ کنز العمال، الحدیث: ۳۹۱۲۳ (۳) بخاری، الحدیث: ۶۵۹۳۔ مسلم، الحدیث: ۵۹۱۸۔ مسند احمد، الحدیث: ۱۲۱/۶

(۴) بخاری، الحدیث: ۵۹۹۹۔ مسلم، الحدیث: ۶۹۱۲ (۵) ابن ماجہ، الحدیث: ۴۲۹۸۔ مسند احمد، الحدیث: ۳۴۹/۲

اس روایت کی اسناد میں ضعف ہے۔

صحیح مسلم میں ابی بردہ بن ابی موسیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن ہر مسلمان کو ایک یہودی یا نصرانی دیا جائے گا اور کہا جائے گا یہ جہنم سے تیری آزادی ہے۔ (۱)

ایک روایت میں ہے کہ کوئی مسلمان وفات نہیں پاتا مگر اللہ تعالیٰ اس کے بدلے ایک یہودی یا نصرانی کو جہنم میں داخل فرمادیتے ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ابو بردہ کو لا الہ الا اللہ کی تین مرتبہ قسم لے کر پوچھا کیا واقعی ان کے والد نے حضور ﷺ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ تو انہوں نے قسم اٹھائی۔ (۲)

مسلم کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مسلمان قیامت کے دن پہاڑوں کی طرح گناہ لے کر آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ وہ گناہ ان سے معاف فرما کر یہود و نصاریٰ پر ڈال دیں گے۔ (۳)

ابن ماجہ میں ابی بردہ بن ابی موسیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن خلائق کو جمع فرمائیں گے تو امت محمدیہ کو بارگاہِ خداوندی میں سر بسجود ہونے کی اجازت مرحمت کی جائے گی۔ وہ حضور الٰہی میں ایک طویل سجدہ بجالائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اپنے سر اٹھاؤ، ہم نے تمہارے دشمنوں کو تمہارے لئے جہنم سے خلاصی کا فدیہ بنادیا۔ (۴)

الطبرانی الکبیر میں حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے!!! دین میں کمزور اور اپنے آپ میں گم احمق بھی جنت میں داخل ہو کر رہے گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جس کو اس کے گناہوں کی وجہ سے آگ نے جلا ڈالا ہوگا وہ بھی جنت میں ضرور داخل ہوگا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ ایسی مغفرت فرمائیں گے کہ شیطان کو بھی امید ہو جائے گی کہ رحمت اس کو بھی شامل ہوگی۔ (۵)

امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سے بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہونے والے ... بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے حدیث نقل فرماتے ہیں:

میرے سامنے تمام امتوں کو پیش کیا گیا میں نے دیکھا کہ ہر نبی کے ساتھ اس کی امت جارہی ہے۔ کسی نبی کے ساتھ ایک گروہ ہے۔ کسی نبی کے ساتھ کل دس افراد ہیں۔ کسی نبی کے ساتھ صرف پانچ افراد ہیں اور کوئی نبی تنہا جارہا ہے۔ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ انسانوں کا ایک جم غفیر ہے۔ کوئی کہنے والا کہتا ہے۔ یہ تیری امت ہے۔ ان میں سے ستر ہزار جو آگے آگے ہیں، ان پر حساب ہے اور نہ عذاب۔ میں نے پوچھا یہ کیوں؟ کہا گیا، یہ لوگ نہ داغتے تھے۔ نہ لوگوں کی ٹوہ میں رہتے تھے۔ نہ بدفالی لیتے تھے۔ بلکہ اپنے رب پہ بھروسہ رکھتے تھے۔ حاضرین میں سے حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! دعا فرمادیجئے کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے کردے۔ حضور ﷺ نے دعا فرمادی، یااللہ! اس کو ان میں شامل کردے۔ پھر دوسرا شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا یارسول اللہ! میرے لئے بھی دعا فرمادیجئے کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے کردے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: عکاشہ رضی اللہ عنہ اس میں سبقت لے جاچکے۔ (۶)

ستر ہزار سے متعلق ایک اور حدیث ... مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے پروردگار عزوجل سے سوال کیا تھا، پس اس نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار اشخاص کو بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل فرمائے گا، جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتے ہوں گے۔ میں نے اس میں زیادتی طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار کا مزید اضافہ فرمادیا۔ میں نے پھر عرض کیا اے رب! اگر میری امت کے مہاجرین اس قدر نہ ہوئے تو؟ فرمایا: تب میں یہ تعداد تیری امت

(۱) مسلم، الحدیث: ۶۹۳۲ (۲) مسلم، الحدیث: ۶۹۳۳۔ مسند احمد، الحدیث ۳۹۱/۴ (۳) مسلم، الحدیث ۶۹۳۵۔

(۴) ابن ماجہ، الحدیث ۴۲۹۱، مجمع الزوائد، الحدیث ۷/۱۰ (۵) المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث ۳۰۲۱۔ کنز العمال، الحدیث ۱۰۳۵۹۔

(۶) بخاری، الحدیث ۵۷۵۲۔ مسند احمد، الحدیث: ۳۰۱/۱۔ والحدیث ۳۰۲

کے اعرابی (دیہاتی) لوگوں کے ساتھ پوری کردوں گا۔[1]

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضورﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم (دنیا میں) آخر میں آنے والے ہیں، لیکن قیامت کے روز اولین میں سے ہوں گے۔ میری امت کا پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا وہ ستر ہزار نفوس پر مشتمل ہوگا، جن سے کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا۔ ان میں سے ہر شخص کا چہرہ چودہویں رات کے چاند کی مانند چمکتا ہوگا۔ پھر ان کے بعد جو آئیں گے ان کے چہرے آسمان کے تاروں سے زیادہ روشن ہوں گے۔ اسی طرح ان کے بعد درجہ بدرجہ۔[2]

بخاری میں سہل رضی اللہ عنہ بن سعد روایت کرتے ہیں کہ حضورﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں سے ستر ہزار یا (فرمایا) سات لاکھ افراد بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ وہ ایک دوسرے کو تھامے ہوں گے حتیٰ کہ ان میں اول وآخر سب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند ہوں گے۔[3]

مسند احمد میں حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا:

مجھے ستر ہزار افراد بغیر حساب کتاب جنت میں جانے والے دیئے گئے ہیں۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتے ہوں گے۔ ان کے دل (باہم یوں شیر وشکر ہوں گے گویا وہ) ایک دل ہیں۔ پس میں نے اپنے رب سے مزید اضافہ مانگا تو پروردگار نے ہر ایک کے ساتھ مزید ستر ہزار عطا کردیئے۔[4]

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات ہم نے حضورﷺ کے پاس بہت باتیں کی۔ پھر صبح کو ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپﷺ نے فرمایا:

آج کی رات مجھے انبیاء اپنی اپنی امتوں کے ساتھ دکھائے گئے۔ ہر نبی گزر رہا تھا کسی کے ساتھ تین افراد تھے۔ کسی نبی کے ساتھ ایک (عصابہ) جماعت تھی۔ کسی نبی کے ساتھ ایک نفر تھا۔[5] کسی نبی کے ساتھ کوئی نہ تھا۔ حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا میرے پاس سے گزر ہوا ان کے ساتھ بنی اسرائیل کی ایک بہت بڑی جماعت تھی۔ جس نے مجھے حیرت میں ڈال دیا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ آپ کے بھائی موسیٰ ہیں اور ان کے ساتھ بنی اسرائیل ہیں۔ میں نے پوچھا میری امت کہاں ہے؟ مجھے کہا گیا کہ اپنی داہنی طرف دیکھئے۔ دیکھا تو پہاڑ اور زمین لوگوں سے اٹے پڑے تھے۔ مجھے پھر کہا گیا اب اپنی بائیں طرف نظر ڈالئے۔ دیکھا تو سارا افق لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ مجھ سے پوچھا گیا کیا آپ راضی ہیں؟ میں نے عرض کیا یارب! میں راضی ہوں، یارب! میں راضی ہوں۔ پھر مجھے کہا گیا کہ ان کے ساتھ ستر ہزار اور ہیں جو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر نبیﷺ نے ہم کو مخاطب ہو کر فرمایا، تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں، اگر ہو سکے تو تم ستر ہزار میں شامل ہو جاؤ۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو داہنی طرف والوں میں شامل ہو جاؤ، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو بائیں طرف والوں میں شامل ہو جاؤ۔ کیونکہ میں نے وہاں لوگوں کو بہت پریشانی اور آہ وبکا میں دیکھا ہے۔

اس کے بعد حضرت عکاشہؓ کا قصہ مذکور ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہم آپس میں تبصرہ کرنے لگے کہ وہ ستر ہزار افراد کون ہو سکتے ہیں؟ کسی نے کہا ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو اسلام میں پیدا ہوئے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا حتیٰ کہ وہ اللہ سے جا ملے۔ یہ بات حضورﷺ کو پہنچی تو آپﷺ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو نہ داغتے ہیں۔[6] نہ لوگوں کی ٹوہ میں رہتے ہیں۔ نہ بدفالی لیتے ہیں۔ بلکہ اپنے رب پہ بھروسہ رکھتے ہیں۔[7]

کتب احادیث میں یہ روایت بہت سے اصحاب اور طرق سے الفاظ کے معمولی رد وبدل کے ساتھ منقول ہے۔ جن کو طوالت کے ڈر سے ترک

---

(۱) مسند احمد، الحدیث: ۳۵۹/۲۔ مجمع الزوائد للہیثمی، الحدیث: ۴۰۴/۱۰ (۲) مسند احمد، الحدیث: ۵۰۴/۲۔ (۳) بخاری، الحدیث: ۶۵۵۴۔ مسلم، الحدیث: ۵۲۵۔ مسند احمد، الحدیث ۲۸۱/۵۔ مجمع الزوائد، الحدیث: ۴۰۷/۱۰۔ (۴) مسند احمد، الحدیث: ۶/۱۔ مجمع الزوائد، الحدیث: ۴۱۰/۱۰

(۵) عصابہ بڑی جماعت کو اور نفر تین سے لے کر دس تک کی جماعت کو کہا جاتا ہے۔ اصغر (۶) داغنے سے مراد ہے کہ اپنے یا جانور کے جسم پہ داغ کے ساتھ کوئی علامت نہیں لگواتے اور نہ داغ یعنی جلانے کے ساتھ کوئی علاج کرتے ہیں۔ ابوطلحہ۔ (۷) بخاری، الحدیث: ۳۴۱۰۔ مسلم الحدیث: ۵۲۴۔ ترمذی، الحدیث: ۲۴۴۶۔ مسند احمد ۴۰۷/۱

کیا جاتا ہے۔صرف ایک روایت اس ذیل میں مزید ذکر کی جاتی ہے، جو احادیث بالا سے بالکل مختلف الفاظ میں منقول ہے۔

طبرانی میں حضرت ابومالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تم کو جنت کی طرف تاریک رات کی طرح عظیم جماعت بنا کر بھیجے گا۔ جس نے زمین کو گھیر رکھا ہوگا۔ ملائکہ کہیں گے: دوسرے انبیاء سے زیادہ محمد کے اصحاب ہیں۔ (۱)

میدانِ حساب سے لوگوں کے منتشر ہونے کی کیفیت
ایک فریق جنت میں اور ایک فریق جہنم میں

فرمانِ خداوندی ہے: اور ان کو حسرت (وافسوس) کے دن سے ڈرا دو جب بات فیصلہ کر دی جائے گی اور (ہیہات) وہ غفلت میں (پڑے ہوئے) ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔ (سورۃ مریم، الآیۃ: ۳۹)

اور جس دن قیامت برپا ہوگی اس روز وہ الگ الگ فرقے ہو جائیں گے تو جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے وہ (بہشت کے) باغ میں خوشحال ہوں گے۔ اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا وہ عذاب میں ڈالے جائیں گے۔ (سورۃ الروم، الآیات: ۱۴۔۱۶)

فرمانِ خداوندی ہے تو اس روز سے پہلے جو خدا کی طرف آ کر رہے گا اور رک نہیں سکے گا دین (کے رستے) پر سیدھا منہ کئے چلے چلو اس روز (سب) لوگ منتشر ہو جائیں گے۔ (سورۃ الروم، الآیۃ: ۴۳)

فرمانِ خداوندی ہے: اور جس روز قیامت برپا ہوگی اس روز اہلِ باطل خسارے میں پڑ جائیں گے۔ اور تم ہر ایک فرقے کو دیکھو گے کہ گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوگا (اور) ہر ایک جماعت اپنی کتاب (اعمال) کی طرف بلائی جائے گی۔ جو کچھ تم کرتے رہے ہو آج تم کو اس کا بدلہ دیا جائے گا۔ یہ ہماری کتاب تمہارے بارے میں سچ سچ بیان کر دیگی۔ جو کچھ تم کیا کرتے تھے، ہم لکھواتے جاتے تھے۔ تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان کا پروردگار انہیں اپنی رحمت (کے باغ) میں داخل کرے گا۔ یہی صریح کامیابی ہے۔ اور جنہوں نے کفر کیا (ان سے کہا جائے گا کہ) بھلا ہماری آیتیں تم کو پڑھ کر سنائی نہیں جاتی تھیں؟ مگر تم نے تکبر کیا اور تم نافرمان لوگ تھے۔ اور کہا جاتا تھا کہ خدا کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کچھ شک نہیں تم کہتے تھے ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا ہے؟۔ ہم اس کو محض ظنی خیال کرتے ہیں اور ہمیں یقین نہیں آتا۔ اور ان کے اعمال کی برائیاں ان پر ظاہر ہو جائیں گی اور جس (عذاب کی وہ ہنسی اڑاتے تھے وہ ان کو آگھیرے گا۔ اور کہا جائے گا کہ جس طرح تم نے اس دن کے آنے کو بھلا رکھا تھا اسی طرح آج ہم تمہیں بھلا دیں گے۔ اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے اور کوئی تمہارا مددگار نہیں۔ یہ اس لئے کہ تم نے خدا کی آیتوں کو مذاق بنا رکھا تھا اور دنیا کی زندگی نے تم کو دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔ سو آج یہ لوگ نہ دوزخ سے نکالے جائیں گے اور نہ ان کی توبہ قبول کی جائے گی۔ پس خدا ہی کو ہر طرح کی تعریف (سزاوار) ہے جو آسمانوں کا مالک اور زمین کا مالک اور تمام جہاں کا پروردگار ہے اور آسمانوں اور زمین میں اسی کے لئے بڑائی ہے۔ اور وہ غالب (اور) دانا ہے۔ (سورۃ الجاثیۃ الآیات ۲۷۔۳۷)

فرمانِ خداوندی ہے: اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک اٹھے گی اور (اعمال کی) کتاب (کھول کر) رکھ دی جائے گی۔ اور پیغمبر (اور) گواہ حاضر کئے جائیں گے اور ان کا انصاف کیساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائے گی۔ اور جس شخص نے جو عمل کیا ہوگا، اس کو اس کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور جو کچھ یہ کرتے ہیں اس کو سب کی خبر ہے۔ اور کافروں کو گروہ گروہ بنا کر جہنم کی طرف لے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے؟ جو تم کو تمہارے پروردگار کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور اس دن کے پیش آنے سے ڈراتے تھے؟ کہیں گے کیوں نہیں! لیکن کافروں کے حق میں عذاب کا حکم ثابت ہو چکا تھا۔ کہا جائے گا کہ دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔ تم ہمیشہ اس میں رہو گے، یہ تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانا ہے۔ اور جو

(۱) المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث: ۳۴۷/۳۔ جمع الجوامع، الحدیث: ۴۲۵۱۔ کنز العمال للہندی، الحدیث: ۳۳۵۰۷

جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کو گروہ گروہ بنا کر بہشت کی طرف لئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے داروغہ ان سے کہیں گے تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے وعدے کو ہمارے ساتھ سچا کر دیا اور ہم کو زمین کا وارث بنا دیا۔ ہم بہشت میں جس جگہ چاہیں رہیں، تو (اچھے) عمل کرنیوالوں کا بدلہ بھی کیسا خوب ہے؟ تم فرشتوں کو دیکھو گے کہ عرش کے گرد حلقہ باندھے ہوئے ہیں (اور) اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کررہے ہیں اور ان میں انصاف کیساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو سزاوار ہے، جو سارے جہاں کا مالک ہے۔ (سورۃ الزمر، آیات ۶۹-۷۵)

فرمانِ خداوندی ہے: جس روز وہ آ جائے گا تو کوئی متنفس خدا کے حکم کے بغیر بول بھی نہیں سکے گا۔ پھر ان میں سے کچھ بد بخت ہوں گے اور کچھ نیک بخت۔ تو جو بد بخت ہوں گے وہ دوزخ میں (ڈال دیئے جائیں گے) اس میں ان کو چلانا اور دھاڑنا ہوگا۔ اور جب تک آسمان اور زمین ہیں اسی میں رہیں گے۔ مگر جتنا تمہارا پروردگار چاہے۔ بے شک تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے کر دیتا ہے۔ اور جو نیک بخت ہوں گے وہ بہشت میں (داخل کر دیئے جائیں گے اور) جب تک آسمان اور زمین ہیں ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ مگر جتنا تمہارا پروردگار چاہے۔ یہ (خدا کی) بخشش ہے، جو کبھی منقطع نہیں ہوگی۔

فرمانِ خداوندی ہے: جس دن وہ تم کو اکٹھا ہونے (یعنی قیامت) کے دن، اکٹھا کرے گا وہ نقصان اٹھانے کا دن ہے۔ اور جو شخص خدا پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے وہ اس سے اس کی برائیاں دور کر دے گا۔ اور باغہائے بہشت میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا۔ وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔ اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی اہل دوزخ ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے اور وہ بری جگہ ہے۔
(سورۂ تغابن ۹،۱۰)

فرمانِ خداوندی ہے: جس روز ہم پرہیز گاروں کو خدا کے سامنے (بطور) مہمان جمع کریں گے اور گنہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسے ہانک لے جائیں گے، تو لوگ کسی کی سفارش کا اختیار نہ رکھیں گے مگر جس نے خدا سے اقرار لیا ہو۔ (سورۂ مریم ۸۵ تا ۸۷)

فرمانِ خداوندی ہے: جس دن بہت سے منہ سفید ہوں گے اور بہت سے سیاہ۔ تو جن لوگوں کے منہ سیاہ ہوں گے (ان سے خدا فرمائے گا) کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے؟ سو اس کفر کے بدلے عذاب (کے مزے) چکھو اور جن لوگوں کے منہ سفید ہوں گے وہ خدا کی رحمت (کے باغوں) میں ہوں گے اور ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ (سورۂ آل عمران آیت ۱۰۶-۱۰۷)

اس موضوع پر بہت سی آیات ہیں اگر سب کو یہاں جمع کیا جائے تو بات بہت طویل ہو جائے گی۔ پس اب ہم اس موضوع کی مناسبت سے احادیث ذکر کرتے ہیں۔ وہ احادیث اس موضوع کے علاوہ اور بھی بہت سے فوائد پر مشتمل ہیں۔

ابن ابی الدنیا میں قاسم بن الولید سے اس آیت (ترجمہ: تو جب بڑی آفت آئے گی، النازعات ۳۴) سے متعلق تفسیر منقول ہے وہ فرماتے ہیں یعنی جب بڑی آفت آئے گی تو اہل جنت کو جنت کی طرف اور اہلِ جہنم کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ (۱)

جنت میں داخل ہونے والا آخری شخص

بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کو دیکھ سکیں گے؟ فرمایا: کیا جب سورج کا مطلع بادلوں سے صاف ہو اس وقت تمہیں سورج کو دیکھنے میں کوئی مزاحمت کا سامنا ہوتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے پھر فرمایا: کیا جب چاند کا مطلع بادلوں سے صاف ہو اس وقت تمہیں چاند کو دیکھنے میں کوئی مزاحمت کا سامنا ہوتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! فرمایا پس اسی طرح تم قیامت کے دن پروردگار کو دیکھو گے۔ جب اللہ تعالیٰ انسانوں کو جمع فرمائے گا تو ارشاد ہوگا: جو شخص جس چیز کی پرستش کرتا تھا وہ اس کے پیچھے آئے۔ پس جو سورج کی عبادت کیا کرتا تھا وہ سورج کے پیچھے رہے۔ جو چاند کو پوجتا تھا وہ اس کی اتباع کرے۔ جو سرکش شیاطین کی عبادت کیا کرتا تھا وہ ان کے ساتھ آئے۔ بس یہ امت اور اسکے منافقین رہ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے پاس ایسی صورت میں جلوہ افروز ہوں گے جس سے وہ آشنا نہ ہوں گے۔ پروردگار فرمائیں

(۱) تفسیر طبری، سورۂ نازعات الآیۃ ۳۴

گے میں تمہارا رب ہوں! وہ کہیں گے ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں، ہم یہیں ایستادہ ہیں تاوقتیکہ ہمارا رب آ جائے اور ہم اس کو پہچان لیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ایسی صورت میں جلوہ افروز ہوں گے، جس سے وہ آشنا ہوں گے۔ پروردگار فرمائیں گے: میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے ہاں آپ ہمارے رب ہیں۔ پھر وہ پروردگار کے پیچھے آئیں گے اور جہنم پر پل قائم کر دیا جائے گا۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں: پس اس پہ گزرنے والوں میں سے میں پہلا شخص ہوں گا۔ اس دن سب رسولوں کی زبان پر یہ دعا ہوگی: اے اللہ! سلامتی فرما، اے اللہ! سلامتی فرما۔ مقام سعدان کے کانٹوں کے مثل (بڑے بڑے) آنکڑے ہوں گے۔ کیا تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جی یارسول اللہ! فرمایا بس وہ آنکڑے ان کے مثل ہوں گے۔ بس جسامت ان کی اللہ ہی کو معلوم ہے۔ وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق پکڑیں گے۔ کوئی تو اپنے عمل کی پاداش میں ہلاک ہونے والا ہوگا۔ کوئی ذلت وخواری اٹھانے کے بعد نجات پا جائے گا۔ حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ قصاص سے فارغ ہو جائیں گے اور جہنم سے اہل اللہ کہنے والوں میں جس جس کو نکالنا چاہیں گے تب فرشتوں کو حکم فرمائیں گے کہ ان کو جہنم سے نکال لیا جائے۔ پھر ان پر آب حیات چھڑکا جائے گا۔ اس سے ان کے جسم یوں تر وتازہ اگ آئیں گے جیسے بارش میں گھاس اگ آتی ہے۔

ایک شخص جہنم کی طرف منہ کئے باقی رہ جائے گا وہ منہ پھیرنے پر قادر نہ ہو سکے گا۔ وہ پکارے گا پروردگار! مجھے جہنم کی (آتشیں) ہوا آ رہی ہے۔ اس کی تپش مجھے جلائے دے رہی ہے۔ میرا چہرہ جہنم سے پھیر دے۔ وہ مسلسل اللہ کو پکارتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اگر تیرا یہ سوال پورا کر دیا جائے، کچھ اور سوال تو نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا۔ تیری عزت کی قسم! اور کوئی سوال نہ کروں گا۔ پس اس کا چہرہ جہنم سے پھیر دیا جائے گا لیکن پھر وہ سوال کرے گا یارب! مجھے جنت کے دروازے کے اور قریب کر دے۔ بس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے نہیں کہا تھا کہ اور کوئی سوال نہ کرو گے۔ بندہ کہے گا تیری عزت کی قسم! اب کوئی سوال نہ کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے بہت سے عہد وپیمان لیں گے کہ اب وہ دوبارہ کوئی سوال نہ کرے گا اور پھر اس کو باب الجنۃ کے قریب کر دیا جائے گا۔ وہ جنت میں بیش بہا نعمتیں دیکھے گا تو کچھ عرصہ تو خاموش رہے گا پھر بول اٹھے گا۔ یارب! مجھے جنت میں داخل کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ تم نے نہیں کہا تھا کہ اور کوئی سوال نہ کرو گے۔ اے ابن آدم! افسوس! تو کس قدر دغاباز ہے۔ بندہ کہے گا یارب! مجھے اپنی مخلوق میں سب سے بدبخت نہ فرما! پس وہ مسلسل اللہ کو پکارتا رہے گا۔ حتیٰ کہ اللہ پاک ہنسیں گے۔ جب اللہ عزوجل اس کو دیکھ کر ضحک (ہنسی) فرمائیں گے تو اس کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت مرحمت فرما دیں گے۔ جب وہ داخل ہو جائے گا تو اس سے پوچھا جائے گا، اپنی خواہش کا اظہار کرو۔ وہ اظہار کرے گا۔ اسے پھر کہا جائے گا چاہو تو کچھ اور خواہش بتاؤ۔ وہ پھر اپنی خواہشات بتائے گا۔ حتیٰ کہ اس کی تمنائیں اور خواہشات ختم ہو جائیں گی۔ تب اس کو کہا جائے گا تجھے یہ بھی اور اس جتنا مزید عطا کیا جاتا ہے۔[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ شخص جنت میں داخل ہونے والوں میں سے آخری شخص ہوگا (جس کا یہ اعزاز ہوگا۔)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے یہ حدیث سناتے وقت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ شروع سے حدیث ختم تک ساتھ موجود تھے لیکن کہیں بھی انہوں نے انکار نہیں فرمایا۔ صرف یہ فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ سے آخری الفاظ یہ سنے تھے کہ یہ اور اس سے دس گنا زیادہ دیا جاتا ہے۔ جبکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ اور اس جتنا اور عطا کیا جاتا ہے، کے الفاظ ہیں۔

امام بخاری نے دونوں صحابی سے دونوں الفاظ نقل کئے ہیں لیکن حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضور ﷺ سے دس گنا زیادہ کے الفاظ یاد کئے ہیں۔ اس صورت میں اس کو قبول کیا جائے گا کیونکہ یہ مثبت اور ثقہ شخص کی زیادتی ہے (جو تمام محدثین کے ہاں قبول ہے) م۔

بخاری میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا جب مطلع صاف ہو اس وقت تمہیں سورج کو دیکھنے میں کوئی مزاحمت کا سامنا ہوتا ہے؟ ہم نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا اسی طرح بغیر کسی مزاحمت کے تم قیامت کے دن پروردگار کو دیکھو گے۔ پھر ایک منادی ندا دے گا۔ قوم جس چیز کی پرستش کرتی تھی، وہ اس کے پیچھے آئے۔ پس صلیب کے پجاری اپنی صلیب کے ساتھ جائیں گے۔ مورتیوں کے پجاری اپنی مورتیوں کے ساتھ چل پڑیں گے۔ ہر معبود کے

(۱) بخاری، الحدیث ۷۴۳۹۔ مسلم، حدیث ۴۵۳۔ ابوداؤد، الحدیث ۴۷۳۰۔ مسند احمد، حدیث ۲/۲۵۷، ۲۹۳

عابدین اپنے معبودوں کے ساتھ جائیں گے۔حتیٰ کہ صرف خدائے وحدہ لاشریک کے عبادت گذار اہلِ کتاب بچ جائیں گے،نیکوکار ہوں یا فاسق وگنہگار۔پھر جہنم کو لایا جائے گا۔وہ سراب کی طرح سامنے آئے گی (پیاسے کو وہ پانی کی طرح معلوم ہوگی)۔یہود سے پوچھا جائے گا تم کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے ہم اللہ کے بیٹے عزیر کی عبادت کیا کرتے تھے۔کہا جائے گا تم جھوٹ بولتے ہو،اللہ کی نہ بیوی ہے اور نہ کوئی بیٹا۔اچھا تمہیں کیا چاہئے؟ وہ کہیں گے ہمیں پانی پلا دو۔انہیں کہا جائے گا لو (جاکر) پی لو۔وہ جہنم (کو پانی سمجھتے ہوئے اس) میں جاگریں گے۔اسی طرح نصاریٰ سے پوچھا جائے گا تم کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے ہم اللہ کے بیٹے مسیح ابن مریم کی عبادت کیا کرتے تھے۔کہا جائے گا تم جھوٹ بولتے ہو،اللہ کی نہ بیوی ہے اور نہ کوئی بیٹا۔اچھا تمہیں کیا چاہئے؟ وہ کہیں گے ہمیں پانی پلا دو۔انہیں کہا جائے گا لو (جاکر) پی لو۔وہ جہنم (کو پانی سمجھتے ہوئے اس) میں جاگریں گے۔۔حتیٰ کہ صرف خدائے وحدہ لاشریک کے عبادت گذار بچ جائیں گے، نیکوکار ہوں یا فاسق وگنہگار۔ان سے کہا جائے گا تمہیں کس چیز نے روک رکھا ہے؟ سارے لوگ چلے گئے ہیں۔وہ کہیں گے ہم اپنے خدا سے جدا ہو گئے ہیں جبکہ آج ہمیں اس کی سب سے زیادہ اور اشد ضرورت ہے۔ہم نے کسی منادی کی نداء سنی تھی کہ ہر قوم اپنے معبود کے ساتھ چلی جائے۔پس ہم اپنے رب تعالیٰ کا انتظار کر رہے ہیں۔پھر جبار عزوجل ان کے پاس ایسی صورت میں جلوہ افروز ہوں گے جس سے وہ آشنا نہ ہوں گے۔پروردگار فرمائیں گے میں تمہارا رب ہوں! وہ کہیں گے ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں،ہم یہیں ایستادہ ہیں تاوقتیکہ ہمارا رب آجائے اور ہم اس کو پہچان لیں۔پھر اللہ تعالیٰ پہلی سے مختلف اور ایسی صورت میں جلوہ افروز ہونگے،جس سے وہ آشنا ہونگے۔پروردگار فرمائیں گے: میں تمہارا رب ہوں۔وہ کہیں گے ہاں آپ ہمارے رب ہیں۔لیکن پروردگار سے (اس وقت) صرف انبیاء ہی کلام کرسکیں گے۔پھر پوچھا جائے گا کیا اس کے اور تمہارے درمیان کوئی علامت طے ہے، جس کو تم پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں وہ علامت ''ساق'' ہے۔تو پروردگار ''ساق'' سے پردہ اٹھادیں گے۔جیسے فرمان باری ہے: جس دن (ساق) پنڈلی سے کپڑا اٹھادیا جائے گا۔ساق کو دیکھ کر ہر مؤمن سجدہ ریز ہو جائے گا۔لیکن جو اللہ کے لئے ریاء اور شہرت کا سجدہ کرتا تھا وہ پیچھے رہ جائے گا وہ سجدہ کرنے کی کوشش کرے گا تو اس کی کمر تختہ ہو جائے گی۔پھر پل لایا جائے گا اور اس کو جہنم پر قائم کردیا جائے گا۔پس کوئی تو سلامتی کے ساتھ نجات پا جائے گا،کوئی زخمی حالت میں گزر جائے گا اور کوئی جہنم میں اوندھے منہ جاگرے گا۔حتیٰ کہ آخری شخص گھسٹتا ہوا نکلے گا۔حق کا ساتھ دینے میں تم بھی اس سے زیادہ سخت نہیں ہو۔اس دن تم کو مؤمن کے متعلق علم ہو جائے گا۔مؤمن لوگ جبار بادشاہ سے سفارش کریں گے،جبکہ وہ جہنم سے نجات پاچکے ہوں گے کہ یا اللہ ہمارے کچھ بھائی تھے جو ہمارے ساتھ قتال کرتے تھے،ہمارے ساتھ روزہ رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ دیگر اعمال میں شریک رہتے تھے،(انہیں بھی جہنم سے خلاصی مرحمت فرما)۔پروردگار فرمائیں گے: جاؤ اور جس کے دل میں مثقال کے ذرہ برابر بھی ایمان ہو اسے جہنم سے نکال لاؤ۔پس وہ اپنے مؤمن بھائیوں کو نکالیں گے۔اللہ پاک ان پر جہنم کی آگ حرام فرمادیں گے حتیٰ کہ یہ سفارشی بعض تو جہنم میں قدموں تک آگ میں گھس جائیں گے اور جس کو پہچانیں گے نکال لیں گے اور بعض نصف پنڈلی تک آگ میں گھس جائیں گے اور جس کو پہچانیں گے نکال لیں گے۔پھر وہ لوٹ جائیں گے۔پروردگار فرمائیں گے۔دوبارہ جاؤ اور جس کے دل میں نصف مثقال کے ذرہ برابر بھی ایمان پاؤ اسے بھی نکال لاؤ۔پس وہ جس کو پہچانیں گے نکال لیں گے۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر تم کو میری بات پر یقین نہیں تو یہ آیت تلاوت کرلو: (ترجمہ) خدا کسی کی (ایک مثقال ذرہ برابر) ذرا بھی حق تلفی نہیں کرتا اور اگر نیکی (کی) ہوگی تو اس کو دو چند کردے گا اور اپنے ہاں سے اجر عظیم بخشے گا۔[1]

پس انبیاء، ملائکہ اور مؤمنین خدا کے حضور سفارش کریں گے۔(جب ہر سفارشی اپنے بندوں کو جہنم سے چھڑا لے گا) تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میری شفاعت باقی رہ گئی ہے، پھر اللہ تعالیٰ جہنم سے ایک مٹھی بھریں گے اور جو اب تک جہنم میں محبوس رہ گئے تھے ان کو باہر نکال دیں گے۔ان کو جنت کے دروازے کے قریب نہر میں ڈالا جائے گا جسے نہر حیات کہا جاتا ہے۔خلاصی پانے والے لوگ نہر کے بیچ یوں تر و تازہ ہو جائیں گے گویا بارش کے موسم میں تر و تازہ گھاس اگ آئی ہے۔جیسے کہ تم سبزہ اور درخت کی جانب دیکھتے ہوگے۔پس جو آفتاب کی زد میں ہوتی ہے وہ زرد ہو جاتی ہے اور جو سائے میں ہوتی ہے وہ سفید ہو جاتی ہے۔پس وہ خلاصی پانے والے اس نہر سے چمکتے موتیوں کی طرح نکلیں گے۔اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں

(۱) سورۃ النساء، آیت ۴۰

میں (بطور علامت) انگوٹھی (کے مثل کوئی شی) حمائل فرمادیں گے۔ اس کو دیکھ کر اہلِ جنت کہیں گے: یہ رحمٰن کے آزاد کردہ ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی عمل اور خیر کے جو انہوں نے آگے بھیجی ہو، جنت میں داخل فرمایا ہے۔ پھر ان رحمٰن کے آزاد کردہ جنتیوں کو کہا جائے گا کہ جو تم دیکھ رہے ہو یہ اور اس کے مثل مزید عطا کیا جاتا ہے۔ (1)

مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ''درود'' کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

ہم قیامت کے دن ایسی ایسی حالت میں جمع ہوں گے۔ پھر اقوام کو ان کے معبودوں کے ساتھ بلایا جائے گا اول فلا اول۔ پھر ہمارا رب الارباب جلوہ افروز ہوگا۔ وہ فرمائے گا تم کس کے منتظر ہو؟ وہ (مؤمنین) کہیں گے: ہم اپنے رب کا انتظار کر رہے ہیں۔ پروردگار فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے: ہم آپ کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ پروردگار تبسم فرماتے ہوئے تجلی اٹھادیں گے۔ پس مؤمنین اپنے رب کے ساتھ چلیں گے۔ ان میں سے ہر شخص کو مؤمن ہو یا کافر ایک نور دیا جائے گا، جس کی روشنی میں وہ چلا آئے گا۔ جہنم کے پل پر آنکڑے ہوں گے۔ جسے اللہ چاہے، ان لوگوں کو پکڑ پکڑ کر جہنم کا ایندھن بنا رہے ہوں گے۔ پھر منافقین کا نور بجھ جائے گا اور مؤمنین نجات پا جائیں گے۔ پہلی جماعت جو نجات پائے گی ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتے ہوں گے۔ ان کی تعداد ستر ہزار ہوگی۔ ان کے بعد آنے والے ایسے ہوں گے گویا آسمان میں سب سے زیادہ چمکنے والے ستارے۔ پھر شفاعت کا باب کھلے گا۔ شفاعت ہوگی اور جہنم سے ہر اس شخص کو نکال لیا جائے گا جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو اور اس کے دل میں جو کے برابر بھی ایمان ہو۔ ان کو جنت کے صحن میں لاکر کھڑا کر دیا جائے گا۔ اہلِ جنت ان پر پانی بہائیں گے۔ وہ یوں تروتازہ اگیں گے جیسے بارش کے سیلاب میں دانہ اگتا ہے۔ ان کا خوف زائل ہو جائے گا۔ پھر (جنت میں) ان سے سوال کیا جائے گا اور ان کو دنیا اور اس کے مثل مزید دس گنا عطا کر دیا جائے گا۔ (1)

مسلم میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اللہ عزوجل لوگوں کو جمع فرمائیں گے۔ مؤمنین کھڑے ہوں گے، حتیٰ کہ ان کے لئے جنت آراستہ کر دی جائے گی۔ مؤمنین اپنے باپ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے: اے ہمارے جد امجد! ہمارے لئے جنت کا دروازہ کھول دیجئے۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے: تمہیں جنت سے تمہارے باپ کی خطا ہی نے تو نکلوایا تھا؟ میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ تم ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں میں تو ویسے ہی خلیل تھا۔ تم لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں تم لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے میں بھی اس کا اہل نہیں ہوں۔ آخر کار سب لوگ حضرت محمد ﷺ کے پاس حاضر ہونگے۔ پس آپ کھڑے ہوں گے اور آپ کو (شفاعت کی) اجازت ملے گی۔ اس کے بعد امانت اور صلہ رحمی چھوڑی جائیں گی۔ وہ دونوں پل صراط پر دائیں اور بائیں کھڑی ہو جائیں گی۔

پس تم میں سے کوئی بجلی کی لپک کی طرح گزر جائے گا راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا: آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ برق کس طرح گرتی ہے۔ فرمایا: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ آنِ واحد میں آتی ہے اور چلی جاتی ہے۔ آگے فرمایا: اور کوئی ہوا کے جھونکے کی طرح گزر جائے گا۔ پھر بارش کی طرح اور سواریوں کی طرح ان کے اعمال ان کو لے جائیں گے۔ تمہارا پیغمبر پل صراط پر کھڑا ہوگا اور رب سلم! رب سلم! پکار رہا ہوگا۔ حتیٰ کہ اعمال (کمزور ہونے کی وجہ سے عبور کرانے سے) عاجز آجائیں گے۔ ایک شخص آئے گا اور وہ چلنے کی ہمت نہ ہونے کی وجہ سے گرے پڑے گا۔ پل صراط کے دونوں طرف آنکڑے معلق ہوں گے۔ جس کے متعلق ان کو حکم ہوگا اس کو پکڑ پکڑ کر جہنم کا ایندھن بنائیں گے۔ کوئی زخمی حالت میں نجات پا جائے گا اور کوئی منہ کے بل جہنم میں جا گرے گا۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قسم ہے اس ذات پاک کی، جس کے ہاتھ میں ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی جان ہے، جہنم کی گہرائی ستر سال ہے۔ (3)

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمام امتوں کو ایک چٹیل میدان میں

---

(1) بخاری، الحدیث: ۷۴۳۹۔ مسلم، الحدیث: ۴۵۳۔ ابوداود ۴۷۳۰۔ مسند احمد، الحدیث ۳ (۲۵۷، ۲۹۳)

(2) مسلم، الحدیث: ۴۶۸۔ (3) مسلم، الحدیث: ۳۸۱

جمع فرمائیں گے۔ جب مخلوق کے درمیان فیصلہ کا ارادہ فرمائیں گے تو ہر قوم کے لئے اس کے معبود کو ایک مجسم شکل دیدی جائے گی۔ ہر معبود کے پیچھے اس کے پجاری آئیں گے۔ حتی کہ وہ معبود ان کو جہنم میں لے جائیں گے۔ پھر ہمارا پروردگار جلوہ افروز ہوگا اور ہم سب ایک بلند جگہ پر منتظر ہونگے۔ رب تعالی پوچھیں گے تم کون ہو؟ ہم عرض کریں گے ہم مسلمان ہیں۔ پروردگار پوچھیں گے تم کس بات کے منتظر ہو؟ ہم کہیں گے ہم اپنے رب کے منتظر ہیں۔ پروردگار فرمائیں گے: کیا تم اس کو پہچان لوگے اگر اس کو دیکھ لو؟ وہ کہیں گے: جی ہاں! پروردگار فرمائیں گے: جب تم نے اس کو دیکھا نہیں تو پھر کیسے پہچانو گے؟ وہ کہیں گے اس کی کوئی مثل نہیں ہے۔ (لہذا ہمارا دل گواہی دے گا کہ وہ وہی ہے۔) تب رب الارباب تبسم فرماتے ہوئے جلوہ افروز ہوں گے اور فرمائیں گے اے مسلمانو! تم کو بشارت ہو! کیونکہ میں نے تم میں سے ہر ایک کی جگہ ایک ایک یہودی یا نصرانی کو جہنم میں ڈال دیا ہے۔ (۱)

پل صراط کا ذکر لوگوں کے میدان محشر سے منتشر ہونے کے بعد پل صراط کا مرحلہ ہوگا۔ جہاں ظلمت کی حکمرانی ہوگی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ جس دن زمین بدل دی جائے گی تو لوگ کہاں ہوں گے؟ فرمایا: لوگ پل صراط کے پاس ظلمت میں ہوں گے۔ (۲)

اس مقام پر منافقین مؤمنین سے جدا ہو جائیں گے اور ان سے پیچھے رہ جائیں گے۔ جبکہ مؤمنین آگے نکل جائیں گے۔ مؤمنین اور منافقین کے درمیان ایک دیوار حائل ہو جائے گی جو منافقین کی مؤمنین تک رسائی نہ ہونے دے گی۔ جیسے فرمان باری عزاسمہ ہے

جس دن تم مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھو گے کہ ان (کے ایمان) کا نور ان کے آگے آگے اور داہنی طرف چل رہا ہے (تو ان سے کہا جائے گا کہ) تم کو بشارت ہو (کہ آج تمہارے لئے) باغ ہیں جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہیں، تم ان میں ہمیشہ رہو گے یہی بڑی کامیابی ہے۔ اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مومنوں سے کہیں گے کہ ہماری طرف نظر شفقت کرو تاکہ ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کریں! تو ان سے کہا جائے گا کہ پیچھے کو لوٹ جاؤ اور (وہاں) نور تلاش کرو۔ پھر ان کے بیچ میں ایک دیوار کر دی جائے گی، جس میں ایک دروازہ ہوگا، وہ اس (دیوار) کی اندرونی جانب ہے، اس میں تو رحمت ہے اور جو بیرونی جانب ہے اس طرف عذاب (واذیت ہے۔) تو منافق لوگ مومنوں سے کہیں گے کہ کیا ہم (دنیا میں) تمہارے ساتھ نہ تھے وہ کہیں گے کیوں نہیں تھے؟ لیکن تم نے خود اپنے کو ہلاکت میں ڈالا اور (ہمارے حق میں حوادث کے) منتظر رہے اور (اسلام میں) شک کیا اور (لاطائل) آرزوؤں نے تم کو دھوکا دیا یہاں تک کہ خدا کا حکم آپہنچا اور خدا کے بارے میں تم کو (شیطان) دغاباز دھوکا دیتا رہا تو آج تم سے معاوضہ نہیں لیا جائے گا اور نہ (وہ) کافروں ہی سے (قبول کیا جائے گا) تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے (کہ) وہی تمہارے لائق ہے اور وہ بری جگہ ہے۔ (الحدید ۱۲ تا ۱۵)

نیز فرمان باری ہے اس دن خدا پیغمبر کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہیں کرے گا (بلکہ) ان کا نور (ایمان) ان کے آگے اور داہنی طرف (روشنی کرتا ہوا) چل رہا ہوگا اور وہ خدا سے التجا کریں گے کہ اے پروردگار ہمارا نور ہمارے لئے پورا کر اور ہمیں معاف فرما بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ (سورۃ التحریم آیت ۸)

بیہقی میں حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالی قیامت کے دن انسانوں کو جمع فرمائیں گے۔ ایک منادی ندا دے گا اے انسانو! کیا تم اپنے پروردگار کی جانب سے: جس نے تم کو پیدا کیا، رزق دیا اور تمہاری شکلیں بنائیں، اس بات پر راضی نہیں ہو کہ ہر شخص اسی کو اپنا والی بنائے جس کو وہ دنیا میں اپنا ولی و معبود سمجھتا تھا۔ پھر عزیر علیہ السلام کو پوجنے والوں کے لئے عزیر علیہ السلام کا شیطان مجسم ہو جائے گا۔ حتی کہ درخت، لکڑی اور پتھر وغیرہ اشیاء (جن کی پرستش کی جاتی تھی) مجسم شکل ہو جائیں گی۔ صرف اہل اسلام باقی رہ جائیں گے۔ انہیں کہا جائے گا جس طرح سب لوگ چلے گئے تم کیوں نہیں گئے؟ وہ کہیں گے: ہمارا ایک پروردگار ہے۔ جس کو ہم نے ابھی تک نہیں دیکھا۔ پوچھا جائے گا کیا تم اپنے رب کو پہچان لوگے اگر اس کو دیکھ لو؟ وہ کہیں گے اس کے اور ہمارے درمیان ایک علامت طے ہے، اگر ہم اس کو دیکھ

(۱) مسلم، الحدیث ۶۹۴۳۔ مسند احمد، الحدیث ۳۹۱/۴۔ (۲) مسلم، الحدیث ۷۴۱۔ الطبرانی فی الکبیر ۸۸/۲۔

لیں تو پہچان لیں گے۔ پوچھا جائے گا: وہ کیا ہے؟ اہلِ اسلام کہیں گے "ساق کا کھلنا" فرمایا: اس وقت ساق سے پردہ اٹھادیا جائے گا۔ پس جو اس کی عبادت کیا کرتا تھا وہ سجدہ ریز ہوجائے گا اور ایک قوم کی کمر گائے کے سینگوں کی طرح سخت ہوجائے گی۔ وہ سجدہ کرنا چاہیں گے، مگر کرنے پر قادر نہ ہوسکیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو سجدہ سے سراٹھانے کا حکم فرمائیں گے۔ پھر ان کو ان کے اعمال کے مطابق نور دیا جائے گا۔ کسی کو اس کا نور کھجور کے عظیم الشان درخت کی طرح داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ کسی کو اس سے کم نور اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ حتیٰ کہ سب سے آخری شخص کو صرف اس کے پاؤں کے انگوٹھے کے برابر نور دیا جائے گا۔ وہ کبھی روشن ہوگا کبھی بجھے گا (پس یونہی ٹمٹماتا رہے گا)۔ جب روشن ہوگا، وہ قدم بڑھائے گا۔ جب بجھے گا قدم روک لے گا۔ پھر لوگ پل صراط پر سے گزریں گے۔ پل صراط تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہوگی۔ جس پر پھسلان گرائے دے رہی ہوگی۔ انہیں کہا جائے گا کہ اپنے اپنے نور کے ساتھ چلتے جاؤ۔ کوئی ستارے کے ٹوٹنے کی مانند گزرے گا، کوئی ہوا کے کے جھونکے کی طرح گزر جائے گا، کوئی پلک جھپکنے کی طرح گزر جائے گا اور کوئی اونٹ کی سواری کی طرح ڈولتا ہوا گزرے گا۔ یوں لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق گزریں گے۔ جس کا نور انگوٹھے کے پور کے برابر ہوگا وہ ایک ہاتھ گرے گا اور ایک ہاتھ چلے گا۔ ایک پاؤں گرے گا اور ایک پاؤں چلے گا۔ اس کے اطراف کو آگ جھلسا رہی ہوگی۔ آخر لوگ عبور کر جائیں گے اور پل صراط سے کہیں گے: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، جس نے ہم کو تجھے دیکھنے کے بعد تجھ سے نجات بخشی۔ یہ اللہ کی وہ عطا ہے جو دوسروں (گرنے والوں) کو میسر نہ ہوسکی۔

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جب بھی اس مقام تک پہنچتے تو ہنس پڑتے۔ آپ کو ایک شخص نے عرض کیا: اے ابوعبدالرحمٰن! کیا بات ہے؟ آپ نے کئی مرتبہ یہ حدیث بیان کی اور جب بھی آپ اس مقام پر پہنچے، آپ ہنسنے لگے؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسولِ اکرم ﷺ کو کئی مرتبہ یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا آپ ﷺ جب بھی اس مقام پر پہنچتے، ہنس دیتے تھے، حتیٰ کہ آپ کے حلق کا کوا اور آخری ڈاڑھ مبارک نظر آنے لگتی تھی۔

اس کے بعد حدیث کا باقی حصہ بیان فرماتے ہیں۔ انسان اللہ تبارک وتعالیٰ سے عرض کرے گا۔ اے رب العالمین! کیا آپ مجھ سے مزاق فرماتے ہیں جبکہ آپ رب العالمین ہیں؟ پروردگار فرمائیں گے نہیں، لیکن میں اسی پر ہوں۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہنس پڑتے ہیں۔ (۱)

بیہقی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حضور اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

پل صرط بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ ملائکہ مؤمنین اور مؤمنات کا بچاؤ کر رہے ہوں گے۔ جبرئیل علیہ السلام میری حفاظت کر رہے ہوں گے اور میری زبان پہ یہ ورد جاری ہوگا: اے رب! سلامتی فرما، سلامتی فرما۔ اس دن پھسلنے والے مرد وعورت بہت زیادہ ہوں گے۔ (۲)

امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ حصین، مجاہد کے توسط سے حضرت جنادۃ رضی اللہ عنہ بن ابی امیۃ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں:

اللہ کے ہاں تم اپنے ناموں، علامتوں، جگہوں، رازوں اور اپنی مجالس کے ساتھ لکھے ہوئے ہو۔ جب قیامت کا دن ہوگا کہا جائے گا اے فلاں! یہ تیرا نور ہے۔ اے فلاں تیرا کوئی نور نہیں ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ان کا نورِ (ایمان) ان کے آگے اور داہنی طرف (روشنی کرتا ہوا) چل رہا ہوگا۔ (سورۃ التحریم آیت ۸)

حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قیامت میں ہر شخص کو نور دیا جائے گا۔ لیکن جب وہ پل صراط پر پہنچیں گے (جہاں تاریکی کی راجدھانی ہوگی) تو منافقین کا نور بجھا دیا جائے گا۔ مؤمنین یہ معاملہ دیکھ کر سراسیمہ ہوجائیں گے کہ کہیں ان کا نور بھی نہ بجھا دیا جائے جیسے منافقین کا نور بجھا دیا گیا ہے۔ اس لئے وہ دعا کریں گے: اے پروردگار ہمارا نور ہمارے لئے پورا فرما!

اسحاق بن بشیر سنداً حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انسانوں کو ان کے نام سے بلائیں گے اور بندوں سے اس پر پردہ رکھیں گے۔ پل صراط پر ہر مؤمن اور منافق کو اس

(۱) المستدرک للحاکم، الحدیث: ۲/۳۷۷۔ کنز العمال، الحدیث: ۳۸۹۶۹۔ (۳) المطالب العالیۃ لابن حجرؒ، الحدیث: ۴۶۱۷۔ کشف الخفاء للعجلونی ۲/۳۱۔
الترغیب والترھیب للمنذریؒ الحدیث: ۴/۴۲۸۔ اتحاف السادۃ المتقین، الحدیث: ۱/۴۸۳، والحدیث: ۲/۲۲۰۔

کا نور عطا فرمائیں گے لیکن جب سب پل صراط پر پہنچیں گے تو اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور عورتوں کے نور کو سلب فرمالیں گے۔ منافق مرد اور عورتیں مؤمنین سے کہیں گے، ہماری طرف نظر (شفقت) کیجئے کہ ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کریں۔ (الحدید آیۃ ۱۳)

لیکن مؤمنین ان کو جواب دیں گے: جس کو خدا روشنی نہ دے اس کو (کہیں بھی) روشنی نہیں (مل سکتی)۔ (سورۃ النور آیۃ ۴۰) اس وقت کوئی کسی کو یاد نہ رکھے گا۔[1]

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ سنداً فرماتے ہیں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میں پہلا شخص ہوں گا جس کو قیامت کے دن سجدہ ریز ہونے کی اجازت ملے گی۔ اور پھر مجھے ہی سب سے پہلے سر اٹھانے کا حکم ملے گا۔ میں اپنے آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں دیکھوں گا تو تمام اقوام میں سے اپنی امت کو پہچان لوں گا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ساری امتوں کے درمیان اور حضرت نوح سے اب تک آنے والوں کے درمیان آپ اپنی قوم کو کیسے پہچانیں گے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: وضوء کی وجہ سے میری امت کے چہرے روشن ہوں گے اور یہ خصوصیت کسی اور قوم کو میسر نہیں ہوگی، جس کی وجہ سے میں اپنی قوم کو پہچان لوں گا۔ اسی طرح ان کے نامۂ اعمال ان کے دائیں ہاتھوں میں ہوں گے۔ نیز ان کے سجدہ کی نشانی اور چہروں اور ان کے نور کی وجہ سے میں ان کو پہچانوں گا۔ ان کا نور ان کے آگے آگے دوڑ رہا ہوگا۔[2]

ابن ابی حاتم سنداً حضرت سلیم بن عامر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: دمشق میں ہم ایک جنازے میں نکلے۔ ہمارے ساتھ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جب جنازے پر نماز ادا کرلی گئی اور لوگ اس کی تدفین میں مشغول ہوگئے تو آپ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

اے لوگو! تم ایک ایسے گھر میں صبح وشام بسر کر رہے ہو جہاں تم نیکی بھی کما سکتے ہو اور برائی بھی۔ عن قریب تم اس گھر کی طرف آنے والے ہو، یہ تنہائی کا گھر ہے۔ ظلمت کا گھر ہے۔ کیڑوں کا گھر ہے۔ تنگی ومصیبت کا گھر ہے۔ لیکن جس کے لئے خدا چاہتا ہے اس کو کشادہ وفراخ فرمادیتا ہے۔ پھر تم یہاں سے قیامت قائم ہونے کی جگہ منتقل ہوگے۔ وہاں ایک موقع پر تم پر غشی چھا جائے گی۔ پھر اٹھوگے تو کسی کا منہ سفید اور کسی کا سیاہ ہوگا۔ پھر ایک اور موقع پر منتقل ہوگے وہاں تم پر اندھیرے کی غشی چھا جائے گی۔ پھر نور تقسیم کیا جائے گا۔ مؤمن کو نور عطا کیا جائے گا اور کافر ومنافق کو اندھیرے میں چھوڑ دیا جائے گا۔ انہیں کچھ عطا نہ ہوگا۔ ان کی مثال قرآن میں یوں بیان فرمائی گئی ہے۔

جس کو خدا روشنی نہ دے اس کو (کہیں بھی) روشنی نہیں (مل سکتی)۔ (سورۃ النور آیۃ ۴۰)

کافر اور منافق مؤمن کے نور سے مستفید نہ ہوسکیں گے جیسے اندھا بینا کے نور سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ لیکن منافق مؤمنوں سے کہیں گے: کہ ہماری طرف نظر (شفقت) کیجئے کہ ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کریں تو ان سے کہا جائے گا کہ پیچھے کو لوٹ جاؤ اور (وہاں) نور تلاش کرو۔ (الحدید آیۃ ۱۳) یہ اللہ کی طرف سے ان سے دھوکہ کیا جائے گا جیسا کہ وہ اللہ سے دھوکہ کیا کرتے تھے۔ فرمانِ الٰہی ہے۔ خدا کو دھوکا دیتے ہیں (یہ اس کو کیا دھوکا دیں گے) وہ انہیں کو دھوکے میں ڈالنے والا ہے۔ (النساء آیۃ ۱۴۲) لہٰذا یہ واپس جائیں گے جہاں نور تقسیم کیا گیا تھا۔ لیکن وہاں کچھ بھی نہ ہوگا لہٰذا پھر مایوسی کے ساتھ مؤمنین کی طرف لوٹیں گے۔ (لیکن پھر) ان کے بیچ میں ایک دیوار کھڑی کردی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا، جس کی اندرونی جانب میں تو رحمت ہے اور جو جانب بیرونی ہے اس طرف عذاب (واذیت ہے)۔ (الحدید آیۃ ۱۳)

فرماتے ہیں، یہ دیوار جنت اور جہنم کے درمیان واقع ہوگی۔ جیسے فرمانِ الٰہی ہے: اور ان دونوں کے درمیان ایک دیوار ہے۔ (اعراف ۴۶) یہ بات زیادہ صحیح ہے۔ اس کے برعکس جو عبداللہ بن عمرو اور کعب احبار رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ (قرآن میں مذکورہ دیوار) وہ بیت المقدس کی دیوار ہے، یہ ضعیف ہے۔ اور اسرائیلی کتابوں سے منقول ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ ان حضرات کی مراد اس دیوار سے محض تشبیہ ہو۔ واللہ اعلم۔

ابن ابی الدنیا میں احمد سے مروی ہے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اے بھائی! دنیا سے اتنا جمع نہ کر جس کا تو شکر ادا نہ کرسکے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ:

قیامت کے دن صاحب دنیا کو لایا جائے گا جس نے اس دنیا میں خدا کی اطاعت کی ہوگی۔ اس کا مال اس کے آگے آگے ہوگا۔ جب بھی پل

(۱) مجمع الزوائد، الحدیث: ۳۵۹/۱۰ (۲) مسند احمد، الحدیث: ۱۹۹/۵۔ مجمع الزوائد، الحدیث: ۲۲۵/۱

صراط پر اس کو رکاوٹ پیش آئے گی اس کا مال اس کو کہے گا چل چل تو نے میرے متعلق اللہ کا حق ادا کیا ہے۔ پھر اس دنیا دار کو لایا جائے گا جس نے مال میں اللہ کی اطاعت نہ کی ہوگی۔ اس کا مال اس کے شانوں پر دھرا ہوگا۔ جب بھی پل صراط پر اسے کوئی رکاوٹ پیش آئے گی اس کا مال اسے کہے گا خبردار! تو نے اللہ کا حق ادا نہیں کیا ہے، ذرا سنبھل کر۔ اسی طرح اس کے ساتھ ہوتا رہے گا حتیٰ کہ وہ خود اپنی ہلاکت اور تباہی کو پکارے گا۔ (۱)

حضرت عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے 'وہ ایک پل ہے، اس کی بالائی سطح انتہائی پھسل دار ہے۔ ملائکہ اس کے اطراف وجوانب میں رب سلم! رب سلم! کہہ رہے ہوں گے۔ وہ پل صراط جہنم کے اوپر تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہے۔ اس پر بڑے بڑے کانٹے لوگوں کو اچک رہے ہوں گے۔ اللہ کی قسم! ایک کانٹے کے ساتھ ربیعہ اور مضر سے زیادہ لوگ اچک لئے جائیں گے۔ (یہ دونوں قبیلے لاکھوں کی تعداد میں تھے۔)

سعید بن ہلال رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ قیامت کے دن جہنم پر پل صراط بعض لوگوں کے لئے بال سے زیادہ باریک ثابت ہوگا جبکہ بعض لوگوں کے لئے کشادہ زمین کی طرح ہوگا۔ (۲) (رواہ ابن ابی الدنیا)

ابو واعظ زاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں. مجھے خبر ملی ہے کہ پل صراط تین ہزار سال کا راستہ ہے۔ ایک ہزار سال چڑھائی ہے۔ ایک ہزار سال برابر سطح ہے اور ایک ہزار سال اترائی ہے۔

حضرت سالم بن ابی الجعد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پل صراط تین پل ہیں۔ ایک پر امانت، دوسرے پر صلۂ رحمی اور تیسرے پر خود اللہ تعالیٰ ہوں گے۔ یہی مرصاد ہے جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔ جو شخص پہلی دو جگہ سے بچ گیا تیسرے سے تو نجات بہت ہی مشکل ہے۔: بے شک تمہارا پروردگار تاک میں ہے۔ (سورۃ الفجر آیت ۱۴)

حضرت عبید اللہ بن الفراء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قیامت کے دن پل صراط کو امانت اور صلۂ رحمی کے درمیان پھیلا دیا جائے گا۔ ایک منادی نداء دے گا: اے لوگو! جس نے امانت ادا کی اور صلۂ رحمی کی وہ بغیر کسی خوف کے امن وسکون کے ساتھ پار ہو جائے۔ (رواہ ابن ابی الدنیا)

ابن ابی الدنیا میں عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں کہ کندہ کے ایک شخص نے مجھے بتایا کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔ میرے اور آپ کے درمیان پردہ حائل تھا۔ میں نے عرض کیا میرے دل میں ایک خلش ہے، لیکن کسی نے مجھے اس سے مطمئن نہیں کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کس قبیلہ سے ہو؟ میں نے عرض کیا کندہ سے۔ پھر پوچھا کس لشکر سے ہو؟ میں نے عرض کیا اہلِ حمص سے۔ پوچھا کیا ضرورت ہے؟ میں نے عرض کیا کہ کیا آپ کو رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ آپ پر بھی ایک ایسا وقت آئے گا کہ آپ کسی کی شفاعت کرنے کے مالک نہیں ہوں گے؟۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہاں میں نے آپ ﷺ سے یہ سوال کیا تھا جبکہ میں اور آپ ایک ہی بستر پر تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں (بعض وقت میں بھی شفاعت نہیں کر سکوں گا ایک تو) جس وقت پل صراط رکھا جائے گا میں کسی چیز کا مالک نہیں ہوں گا جب تک مجھے پتہ نہ چل جائے کہ مجھے کہاں لے جایا جائے گا۔ اسی طرح جب کچھ چہرے سفید اور کچھ سیاہ ہوں گے (جب بھی مجھے کسی چیز کا اختیار نہ ہوگا) جب تک کہ میں دیکھ نہ لوں کہ میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح پل صراط پر جب وہ تیز اور گرم کیا جائے گا۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! تیز اور گرم کیا جانے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا پل صراط کو اس قدر تیز کیا جائے گا کہ وہ تلوار کی دھار کی طرح باریک رہ جائے گا اور اس قدر گرم کیا جائے گا کہ انگارے کی طرح دہکے گا۔ لیکن مؤمن اس سے امن کے ساتھ گزر جائے گا اسے کوئی نقصان نہ پہنچے گا لیکن منافق درمیان میں پہنچے گا تو لٹک جائے گا اور اس کو قدموں میں تپش محسوس ہوگی۔ وہ اپنے ہاتھ قدموں تک لے جائے گا۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا، کیا اس شخص کو دیکھا ہے جس کو قدموں میں کانٹا چبھ جائے تو وہ فوراً پاؤں کی طرف لپکتا ہے۔ اسی طرح وہ منافق اپنا ہاتھ اور سر قدموں کی طرف لے جائے گا۔ اسی اثناء میں زبانیہ (جہنم کے فرشتوں کی ایک جماعت) اس کو پیشانی (کے بالوں) اور قدموں سے کھینچ لے گی اور جہنم میں پھینک دے گی۔ وہ جہنم میں پچاس سال تک گرتا ہی رہے گا۔ میں نے پوچھا کہ اس آدمی کا جثہ کتنا ہوگا فرمایا: دس گابھن اونٹنیوں کی طرح عظیم۔ پس اس دن مجرم اپنی نشانیوں سے پہچان لئے جائیں گے لہٰذا ان کو پیشانی اور قدموں سے پکڑ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

(۱) مصنف عبدالرزاق، الحدیث. ۲۰۰۲۹۔ اتحاف السادۃ المتقین للزبیدی، الحدیث: ۱۳۶/۸۔ حلیۃ الاولیاء، الحدیث ۲۱۲/۱

(۲) اتحاف السادۃ المتقین للزبیدی، الحدیث: ۴۸۴/۱۰

فصل

فرمانِ الٰہی ہے: تمہارے پروردگار کی قسم! ہم ان کو جمع کریں گے اور شیطانوں کو بھی پھر ان سب کو جہنم کے گرد حاضر کریں گے (اور وہ) گھٹنوں پر گرے ہوئے (ہوں گے) پھر ہر جماعت میں سے ہم ایسے لوگوں کو کھینچ نکالیں گے جو خدا سے سخت سرکشی کرتے تھے اور ہم ان لوگوں سے خوب واقف ہیں جو ان میں داخل ہونے کے زیادہ لائق ہیں اور تم میں کوئی (شخص) نہیں مگر اسے اس پر گذرنا ہوگا یہ تمہارے پروردگار پر لازم اور مقرر ہے۔ پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑیں گے۔ (سورۃ مریم آیۃ ۶۸ تا ۷۲)

اللہ تعالیٰ اپنی کریم ذات کی قسم اٹھا رہے ہیں کہ وہ بنی آدم کو جمع فرمائیں گے پھر شیطان کے پجاریوں کو جہنم میں اوندھے منہ ڈال دیں گے۔ جیسے فرمایا اور تم ہر ایک فرقے کو دیکھو گے کہ گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوگا (اور) ہر ایک جماعت اپنی کتاب (اعمال) کی طرف بلائی جائے گی۔ (الجاثیۃ آیۃ ۲۸)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جہنمی کھڑے ہوئے جہنم کی ہولناکی اور اس کے کریہہ مناظر کو دیکھ رہے ہوں گے۔ اور انہیں اس میں داخلہ کا یقین ہوگا۔ جیسے فرمان ہے:

جس وقت وہ ان کو دور سے دیکھے گی تو (غضبناک ہو رہی ہوگی اور یہ) اس کے جوش (غضب) اور چیخنے چلانے کو سنیں گے اور جب یہ دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں (زنجیروں میں) جکڑ کر ڈالے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے! آج ایک ہی موت کو نہ پکارو! بہت سی موتوں کو پکارو۔ پوچھو کہ یہ بہتر ہے یا بہشت جاودانی جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ ہے یہ ان (کے عملوں کا بدلہ اور رہنے کا ٹھکانہ ہوگا، وہاں جو چاہیں گے ان کے لئے (میسر) ہوگا۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ یہ وعدہ خدا کو (پورا کرنا) لازم ہے اور اس لائق ہے کہ مانگ لیا جائے۔ (الفرقان آیۃ ۱۲ تا ۱۶)

نیز فرمانِ الٰہی ہے: تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے پھر اس کو ایسا دیکھو گے (کہ) عین الیقین (آ جائے گا) پھر اس روز تم سے (شکرِ) نعمت کے بارے میں پرسش ہوگی؟ (التکاثر آیۃ ۶ تا ۸)

جہنم پر سے ہر شخص کو، مؤمن ہو یا کافر، گزرنا ہوگا...... پھر اللہ تعالیٰ قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ ہر شخص اس جہنم کو ضرور دیکھے گا۔

فرمانِ الٰہی ہے۔ اور تم میں کوئی (شخص) نہیں مگر اسے اس پر گذرنا ہوگا یہ تمہارے پروردگار پر لازم ہے اور مقرر ہے۔ (مریم آیۃ ۷۱)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ یہ قسم خدا کی واجب ہے۔

صحیحین میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص کے تین بچے وفات پا گئے، اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ اور وہ صرف قسم پوری کرنے کے لئے جہنم پر سے گزرے گا۔ (۱)

مسند احمد میں معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے مسلمانوں کی (عدم موجودگی میں ان کے گھروں اور اموال کی) اللہ کی رضاء کے لئے نگہبانی کی۔ اور سلطان کی اجرت وغیرہ کو پیشِ نظر نہ رکھا تو وہ جہنم کی آگ کو نہ دیکھے گا مگر قسم پوری کرنے کے لئے۔ (۲)

فرمانِ الٰہی ہے: اور تم میں کوئی (شخص) نہیں مگر اسے اس پر سے گذرنا ہوگا۔ (مریم آیۃ ۷۱)

ہر ایک کو اس پر گزرنا ہوگا یہ ترجمہ ہے وان منکم الا واردھا کا۔ مفسرین واردھا کی تفسیر میں مختلف آراء رکھتے ہیں کہ ورود سے کیا مراد ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم اپنی تفسیر (ابن کثیر) میں اس کی تفسیر **المرور علی الصراط** کر آئے ہیں، یعنی پل صراط پر گزرنا۔ آگے فرمانِ الٰہی کا ترجمہ ہے پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑیں گے۔ (مریم آیۃ ۷۲)

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حمی یعنی بخار ہر مؤمن کا حصہ ہے۔ یعنی ہر مؤمن کو جہنم سے گزرتے وقت کم از کم بخار کی کیفیت ضرور لاحق

---

(۱) بخاری، الحدیث ۶۶۵۶۔ مسلم، الحدیث ۶۶۳۹۔ ترمذی، الحدیث ۱۰۶۰۔ النسائی، الحدیث ۱۸۷۴

(۲) مسند احمد، الحدیث ۳/۴۳۷۔ مجمع الزوائد للہیثمی، الحدیث ۵/۲۸۷

ہوگی۔ورود کا یہ مطلب ہے۔

مفسر ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کے مثل ہم سے بیان کیا گیا ہے۔لہذا وہ سنداً فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ اپنے اصحاب میں سے کسی کی عیادت کو نکلے، جس کو بخار تھا۔ میں بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ (بخار) میری آگ ہے، جس کو میں اپنے مؤمن بندے پر بھی مسلط کرتا ہوں تا کہ آخرت میں جہنم کی طرف سے اس کا بدل وحصہ ہوجائے۔ [1]

اس روایت کی اسناد حسن صحیح ہے۔

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے **وان منکم الا واردھا** کی تفسیر میں منقول ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

اس پر تمام لوگ وارد ہوں گے۔پھر (تمام لوگ اپنے) اپنے اعمال کے مطابق وہاں سے اتریں گے۔ [2]

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے سدی رحمۃ اللہ علیہ سے مرفوعاً وموقوفاً دونوں طرح اس کو نقل کیا ہے۔امام ترمذی کے علاوہ بہت سے شیوخ نے سدی کے توسط سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

تمام لوگ صراط پر آئیں گے اور آ کر جہنم کے اردگرد کھڑے ہوجائیں گے۔ پھر اپنے اپنے اعمال کے مطابق صراط سے اتریں گے۔کوئی تو برق کی طرح گزر جائے گا اور کچھ لوگ تیز رفتار گھوڑے کی طرح عبور کرجائیں گے۔کچھ لوگ تیز رفتار اونٹ کی طرح اور کچھ آدمی کے دوڑنے کی رفتار کے مطابق پل صراط کو عبور کرجائیں گے۔حتیٰ کہ سب سے آخر میں جو شخص گزرے گا اس کے ساتھ صرف اس کے پاؤں کے انگوٹھے کے برابر نور ہوگا۔وہ پل صراط پر ڈگمگائے گا۔جبکہ پل صراط پر پھسلن بھی بے انتہاء ہوگی۔مزید برآں اس پر کانٹے قتاد (کے درخت) کی طرح ہوں گے۔پل صراط پر دونوں اطراف میں ملائکہ ہوں گے ان کے ساتھ جہنم کے آنکڑے ہوں گے۔جن کے ساتھ وہ لوگوں کو کھینچ رہے ہوں گے۔ [3]

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سلمہ بن کہیل عن ابی الزہراء کے طریق کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ پل صراط کا حکم فرمائیں گے اور اس کو جہنم پہ بچھادیا جائے گا۔لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق (رفتار کے ساتھ) اس پر سے گزریں گے۔ان میں پہلا شخص بجلی کی کوندی کی طرح گزر جائے گا۔پھر ہوا کی طرح۔پھر تیز رفتار جانور کی رفتار کی طرح۔حتیٰ کہ کوئی شخص دوڑتا ہوا گزرے گا۔کوئی شخص پیدل چلتا ہوا۔پھر سب سے آخر والا اپنے پیٹ کے بل گھسٹتا ہوا گزرے گا۔وہ کہے گا اے رب! مجھے تو نے اس قدر سست رفتار کیوں کردیا؟ پروردگار فرمائیں گے تجھے سست رفتار میں نے نہیں، بلکہ تیرے اعمال نے کیا ہے۔ [4]

حافظ ابونصر الوائلی کی کتاب "الابانۃ" میں سنداً حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

لوگوں کو میری سنت سکھاتے رہو خواہ ان کو ناگوار گزرے۔اگر تو یہ پسند کرتا ہے کہ پل صراط سے پلک جھپکنے کی طرح گزر جائے اور جنت میں داخل ہوجائے تو اللہ کے دین میں اپنی رائے سے کوئی بات بیان نہ کر۔

یہ غریب الاسناد ہے۔اس کا متن حسن ہے۔امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ذکر فرمایا ہے۔

خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اہل جنت جنت میں داخل ہونے کے بعد کہیں گے: کیا ہمارے رب نے ہم سے جہنم پر گزرنے کا وعدہ نہیں کیا؟ کہا جائے گا: تم اس پر گزرے تھے، لیکن وہ بجھی ہوئی تھی۔ [5]

بعض لوگوں کی رائے ہے کہ ورود سے مراد دخول ہے۔اس کے قائل ابن عباس رضی اللہ عنہ، عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحۃ اور ابومیسرۃ وغیرہ ہیں۔

مسند احمد میں ابوسمیۃ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمارا ورود کے بارے میں اختلاف ہوگیا۔بعض نے کہا مؤمن اس میں داخل نہیں ہوگا۔بعض کہنے لگے کہ ہر شخص اس میں داخل ہوگا لیکن پھر اللہ تعالیٰ مؤمنین کو نجات عطا فرمادیں گے۔آخر ہم اپنے اختلاف کو لے کر حضرت جابر رضی

(۱) بیہقی فی السنن الکبریٰ، الحدیث: ۳۸۲/۳۔ مسند ابن ابی شیبۃ، الحدیث ۲۲۹/۳۔ السادۃ المتقین، الحدیث: ۵۲۹/۹

(۲) ترمذی، الحدیث ۳۱۵۹۔ مسند احمد، الحدیث ۴۳۵/۱۔ الدارمی، الحدیث ۳۲۹/۲ (۳) ترمذی، الحدیث ۳۱۵۹۔ مسند احمد، الحدیث: ۴۳۵/۱۔ الدارمی، الحدیث ۳۲۹/۲

(۴) تاریخ بغداد للخطیب البغدادی، الحدیث: ۳۸۰/۴، الضعیفۃ للالبانی، الحدیث ۲۶۵ (۵) مسند احمد، الحدیث ۳۲۸/۳

اللہ عنہ بن عبداللہ کے پاس حاضر ہوئے اور ان سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا: سب لوگ پل صراط میں داخل ہوں گے۔ (۱)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سب اس میں داخل ہوں گے اور پھر اپنے کانوں کی طرف انگلی کا شارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ بہرے ہو جائیں اگر میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہو:

نیکوکار ہو یا گناہ گار ہر شخص اس (پل صراط) میں داخل ہو گا لیکن مؤمن کے لئے وہ امن و سلامتی بن جائے گا جیسے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہوا۔ حتیٰ کہ لوگوں کی اس پر چلنے سے چیخ و پکار بلند ہوں گی۔ پھر آپ ﷺ نے اللہ کا یہ فرمان تلاوت فرمایا: پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑیں گے۔) (سورۃ مریم آیت ۷۱)

محدثین نے اس کو کتابوں میں تخریج نہیں فرمایا لیکن روایت حسن کے درجہ پر ہے۔

ابوبکر احمد بن سلیمان نجار سنداً فرماتے ہیں کہ یعلی بن منبہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ:

قیامت کے روز جہنم مؤمن کو کہے گی: اے مؤمن! جلدی پار ہو جا تیرا نور میری آگ کو ماند کر رہا ہے۔ (۲)

یہ حدیث نہایت غریب ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سفیان سے وہ کسی اور راوی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن معدان فرماتے ہیں:

کہ (مؤمن) لوگ کہیں گے کہ کیا پروردگار نے وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ ہر شخص جہنم پر سے گزرے گا؟ کہا جائے گا تم اس پر سے گزر آئے ہو لیکن وہ بجھی ہوئی تھی۔ (۳)

ایک روایت میں خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے تو کہیں گے کیا ہمارے رب نے نہیں کہا تھا کہ ہم جہنم پر سے گزریں گے؟ کہا جائے گا: تم اس پر سے گزرے تھے لیکن وہ خاکستر ہو چکی تھی۔ (۴)

ابن جریر میں غنیم بن قیس سے مروی ہے: لوگوں میں جہنم کا تذکرہ ہوا تو وہ فرمانے لگے: آگ لوگوں کو چھوئے گی اور ان کے گرد ہالہ کی صورت میں پھرے گی حتیٰ کہ لوگوں کے پاؤں جھلسیں گے، نیک ہوں یا بد۔ لیکن پھر ایک منادی نداء دے گا۔ (اے آگ) اپنے اصحاب کو روک لے لیکن میرے اصحاب کو چھوڑ دے۔ پس جہنم اپنے ہر دوست کو اچک لے گی اور مؤمنین کو ہاتھوں سے باہر نکال دے گی۔ (۵)

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

مسند احمد میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی بیوی ام میسرۃ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھے، آپ ﷺ نے فرمایا:

بدر، حدیبیہ میں شہید ہونے والوں میں سے کوئی شخص جہنم میں داخل نہیں ہو گا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا: اور تم میں کوئی (شخص) نہیں مگر اسے اس پر گذرنا ہو گا؟

حضور ﷺ نے جواب میں اسی آیت کا اگلا حصہ تلاوت فرمایا: پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑیں گے۔ (۶) (سورۃ مریم آیت ۷۱، ۷۲)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سلام فرماتے ہیں: محمد ﷺ کو سب سے پہلے (پل صراط پر گزرنے کی) اجازت ہو گی۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر موسیٰ علیہ السلام پھر ابراہیم علیہ السلام۔ حتیٰ کہ انبیاء میں سب سے آخر میں حضرت نوح علیہ السلام ہوں گے۔ جب تمام مؤمنین پل صراط سے خلاصی پا جائیں گے تو (جنت کے داروغے) خزنۃ ان سے ملیں گے وہ ان کو جنت میں لے جائیں گے۔

صحیح میں ہے کہ جس نے اپنے مال میں سے کسی چیز کی دو جوڑیاں اللہ کی راہ میں خرچ کیں اسے جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے

(۱) مسند احمد، الحدیث: ۳۲۹/۳ (۲) حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، الحدیث: ۳۲۹/۹۔ تاریخ بغداد، الحدیث ۱۹۴/۵۔ کنز العمال، الحدیث: ۳۹۰۲۹
(۳) مجمع الزوائد، الحدیث: ۳۶۰/۱۰۔ الزہد فی الزیادات لابن المبارکؒ الحدیث: ۴۰۷ (۴) مجمع الزوائد، الحدیث: ۳۶۰/۱۰۔
(۵) تفسیر الطبریؒ، سورۃ مریم، الآیۃ ۷۱ والحدیث: ۱۱۲/۹ (۶) مسند احمد، الحدیث: ۳۶۲/۶۔ والحدیث: ۲۸۵/۲

گا۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ جو اہلِ صلاۃ میں سے ہوں گے ان کو باب الصلوٰۃ سے بلا جائے گا۔ جو اہل الزکوٰۃ ہوں گے ان کو باب الزکوٰۃ سے بلایا جائے گا۔ جو اہل الصوم (روزے دار) ہوں گے وہ باب الریان سے بلائے جائیں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ایسا کوئی شخص نہ ہوگا کہ وہ جس دروازے سے چاہے اسے اسی سے بلایا جائے؟ کیا کسی کو سب دروازوں بلایا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اور مجھے امید ہے کہ تم وہ شخص ہوگے یا ابا بکر!(۱)

جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو انکی اپنے گھروں کی طرف رہنمائی کی جائے گی۔ وہ دنیا کے گھروں سے زیادہ اپنے گھروں میں واقف اور مانوس ہو جائیں گے۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ سنداً حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جنت میں بغیر اجازت نامہ کے کوئی داخل نہیں ہوگا: (اجازت نامہ یوں ہوگا) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ اللہ کا پروانہ ہے فلاں شخص کے لئے۔ اس کو عالی شان جنت میں داخل کردو جس کے خوشے قریب ہیں۔(۲)

امام ترمذ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع میں حضرت مغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

پل صراط پر مؤمن کی زبان پر یہ الفاظ جاری رہیں گے. رب سلم! رب سلم!(۳)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت غریب ہے۔ اور صحیح مسلم میں ہے:

تمہارا نبی کہہ رہا ہوگا: رب سلم! رب سلم!(۴)

نیز یہ بھی آیا ہے کہ تمام انبیاء اور ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام یہی الفاظ کہہ رہے ہوں گے۔

صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب مؤمن پل صراط سے نجات پا جائیں گے تو جنت و جہنم کے درمیان ایک پل پر روک لئے جائیں گے، پھر ان کے درمیان دنیا میں ہونے والے مظالم کا قصاص لیا جائے گا حتیٰ کہ جب وہ صاف ستھرے ہو جائیں گے تب ان کو جنت میں داخلہ کی اجازت ملے گی۔ اور ان میں سے ہر ایک کے لئے جنت میں (جنتی محلات کے علاوہ) دنیاوی گھر بھی ہوگا۔(۵)

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ التذکرۃ میں اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ممکن ہے یہ دوسرا پل مؤمنین کے لئے خاص ہوگا۔ اور اس سے کوئی گر کر جہنم میں بھی نہ جائے گا۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ پل جہنم عبور کرنے کے بعد ہوگا اور کسی گڑھے پر قائم ہوگا جس کو ہم نہیں جانتے وہ صرف خدائے بزرگ کے علم میں ہے۔

ابن ابی الدنیا میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے: جہنم کو میرے عفو و درگذر کے ساتھ عبور کرو اور جنت میں میری رحمت کے ساتھ داخل ہو جاؤ اور اپنے فضائل اعمال کے ساتھ وہاں درجات تقسیم کرلو۔

یہ حدیث غریب ہے۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے التذکرۃ میں بعض واعظین کے یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں:

اے میرے بھائی کچھ خیال کر کہ تیرا کیا حال ہوگا جب تو پل صراط عبور کرے گا اور تو جہنم کی طرف دیکھے گا کہ اس کے نیچے سیاہ لپٹیں اٹھ رہی ہوں گی۔ اس کے شعلے بھڑک رہے ہوں گے۔ اس کے انگارے اڑ رہے ہوں گے۔ تو اس پر چلتے ہوئے کبھی سیدھا ہوگا تو کبھی ڈگمگائے گا۔ شعر:

---

(۱) بخاری، الحدیث. ۱۸۹۷۔ مسلم، الحدیث ۲۳۶۹۔ ترمذی، الحدیث: ۳۶۷۴۔ مسند احمد، الحدیث: ۲/۲۶۸ والحدیث: ۲/۳۶۶

(۲) الخطیب البغدادی فی تاریخ بغداد، الحدیث: ۵/۵، الحدیث: ۷/۹۵۔ العلل المتناہیۃ لابن الجوزی، الحدیث: ۲/۴۴۶

(۳) ترمذی، الحدیث: ۲۴۳۲۔ (۴) مسلم، الحدیث: ۴۸۱ (۵) بخاری، الحدیث: ۲۴۴۰۔ مسند احمد، الحدیث: ۳/۹۴

ترجمہ......اپنے نفس کو نیکی کمانے میں مشغول کرلے کیونکہ جب بندگان خدائے بزرگ کے روبرو پیش ہوں گے اس وقت تیرا کیا حیلہ کام آئے گا۔لوگ اپنی قبروں سے ننگے بدن گناہوں کے پہاڑ لئے اٹھیں گے۔ان کے لئے پل صراط نصب کردی جائے گی تا کہ اس کو (اپنے اعمال کے مطابق) عبور کریں،افسوس! کہ بہت سے لوگ مونہوں کے بل اوندھے گر جائیں گے۔لیکن کچھ نیک بخت نعمتوں کے محلات کو سدھاریں گے،جنتی دوشیزائیں اپنے حسن و جمال کے ساتھ ان کا استقبال کریں گی۔نگہبان پروردگاران کو فرمائیں گے اے میرے دوست! میں نے تیرے سب گناہ معاف کردیئے۔اب تو کچھ پرواہ نہ کر۔

فصل

فرمانِ الٰہی ہے: جس روز ہم پرہیزگاروں کو خدا کے سامنے (بطور) مہمان جمع کریں گے۔اور گنہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسے ہانک لے جائیں گے، (تو لوگ) کسی کی سفارش کا اختیار نہ رکھیں گے مگر جس نے خدا سے اقرار لیا ہو۔ (سورۃ مریم،آیات ۸۵تا۸۷)

حدیث میں وارد ہے کہ جنت سے عمدہ سواریاں لائی جائیں گی، جن پر وہ سوار ہوں گے۔ (۱)

ایک اور حدیث میں ہے جب وہ اپنی قبروں سے اٹھائے جائیں گے اسی وقت ان کے لئے سواریاں حاضر کردی جائیں گی۔

لیکن اس حدیث میں نظر ہے کیونکہ پہلے حدیث میں گزر چکا ہے:

سب لوگ (میدان محشر کی طرف) پیادہ پا جمع کئے جائیں گے۔رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہونگے۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے اذان دے رہے ہوں گے۔جب وہ "اشھدان لاالٰہ الا اللہ و اشھدان محمدارسول اللہ" کہیں گے تو اولین و آخرین سب ان کی تصدیق کریں گے۔ (۲)

لہٰذا اگر قبر کے بعد یہ سواری صرف رسول اللہ ﷺ کے لئے خاص ہو تو پہلی حدیث کا مطلب ہوگا کہ پل صراط عبور کرنے کے بعد ان کے لئے سواریاں لائی جائیں گی۔یہی زیادہ مناسب ہے۔واللہ اعلم۔

حدیثِ صور میں آیا ہے کہ جب مؤمنین پل صراط عبور کرلیں گے ان کے لئے حوض کا انتظام کیا جائے گا۔پھر جب جنت کے دروازے پہ پہنچیں گے تو حضرت آدم علیہ السلام سے (جنت کھلوانے کی) سفارش کریں گے۔پھر نوح،ابراہیم،موسیٰ علیہ السلام،عیسیٰ علیہ السلام علیہم السلام سے بالترتیب سفارش کریں گے اور سب سے آخر میں سرکار دو جہاں فخرِ کون و مکان حضور ﷺ کے پاس آ حاضر ہونگے۔پس آنحضرت ﷺ سب کے لئے شفاعت فرمائیں گے۔

صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اس کو کھلواؤں گا۔جنت کا داروغہ کہے گا: آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا: میں محمد (ﷺ) ہوں۔داروغہ کہے گا آپ ہی کا مجھے حکم ملا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے دروازہ نہ کھولوں۔ (۳)

صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: میں قیامت کے روز انبیاء میں سب سے زیادہ کثیر المتبعین ہوں گا اور سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔

صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمام لوگوں کو جمع فرمائیں گے۔مؤمنین کھڑے ہوں گے اور ان کے لئے جنت آراستہ و پیراستہ کردی جائے گی۔لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے ہمارے والد بزگوار! ہمارے لئے شفاعت فرمایئے۔وہ فرمائیں گے: تم کو جنت سے نکالنے والی میری خطاء ہی تو تھی۔لہٰذا میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ (۴)

یہ روایت اس بات کی قوی شاہد ہے کہ مؤمنین انبیاء کے پاس دو مرتبہ شفاعت کے لئے حاضر ہونگے۔دوسری مرتبہ آنا جنت میں داخلہ کی

(۱) بیہقی،الحدیث:۶۶۹ (۲) بیہقی،الحدیث:۶۶۹ (۳) مسلم،الحدیث:۴۸۵ (۴) مسلم،الحدیث:۴۸۱

شفاعت کے لئے ہوگا۔ پہلی مرتبہ حساب کتاب لئے جانے کی شفاعت کے لئے ہوگا اور دونوں مرتبہ حضرت محمد ﷺ ہی شفاعت فرمائیں گے۔

عبداللہ بن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں سوید بن سعید نے بیان کیا کہ ہم لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک آیت تلاوت فرمائی، جس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

جس روز ہم پرہیزگاروں کو خدا کے سامنے (بطور مہمان) جمع کریں گے اور گناہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسے ہانک لے جائیں گے۔

(سورۃ مریم، آیت ۸۵،۸۶)

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! (مؤمنین) لوگ پیادہ پا نہیں جمع کئے جائیں گے۔ اور نہ ہی یہ وفد (متقین) پیادہ پا جمع کیا جائے گا۔ بلکہ ایک ایسی اونٹنی ہوگی، کہ مخلوق نے اس کے مثل کوئی نہ دیکھی ہوگی۔ اس پر سونے کے پالان پڑے ہوں گے جن پر وہ سوار ہوں گے حتیٰ کہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ (۱)

ابن ابی حاتم اور مفسر ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو عبدالرحمٰن بن اسحاق کی حدیث سے نقل کیا ہے۔ اس کے بعد یہ اضافہ بھی فرمایا ہے: اس پر سونے کے کجاوے ہوں گے اور زبرجد کے پتھر اس پر جڑے ہوں گے۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ابو حاتم کی سند کے ساتھ فرماتے ہیں کہ ابو معاذ بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کے پاس موجود تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک آیت تلاوت فرمائی:

یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفداً

جس روز ہم پرہیزگاروں کو خدا کے سامنے (بطور مہمان) جمع کریں گے۔ (سورۃ مریم، الآیۃ ۸۵)

اس کے بعد عرض کیا یارسول اللہ! میں سمجھتا ہوں کہ (متقین کا) وفد سوار ہوگا؟

حضور ﷺ نے فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب وہ اپنی قبروں سے اٹھائے جائیں گے تو ان کا استقبال ہوگا اور ایک دودھیا رنگ اونٹنی لائی جائے گی، جس کے پر بھی ہوں گے، اس پر سونے کے کجاوے بندھے ہوں گے۔ ان لوگوں کے جوتوں کے تسمے نور کے ہوں گے جو چمکتے ہوں گے۔ وہ اونٹنی ہر قدم حدِ نگاہ تک بھرے گی۔ پھر وہ ایک درخت کے پاس پہنچیں گے۔ اس کی جڑ سے دو چشمے پھوٹتے ہوں گے۔ وہ لوگ ایک چشمے سے پانی پئیں گے۔ اس سے ان کے شکموں کی تمام نجاسات زائل ہو جائیں گی۔ پھر دوسرے سے وہ غسل کریں گے۔ جس کی وجہ سے ان کی جلدیں گندی ہونے سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائیں گی۔ نعمتوں کی تر و تازگی ان کے بشرے سے ظاہر ہوگی۔ وہ جنت کے دروازے تک پہنچیں گے۔ وہاں (جنت کے دروازے پر) سونے کے کواڑوں پر سرخ یاقوت کے حلقے (کنڈے) پڑے ہوں گے۔ وہ کنڈے سے کواڑوں کو دستک دیں گے تو ایک انتہائی سریلی اور بلند آواز پیدا ہوگی۔ وہ آواز ہر حور تک پہنچ جائے گی اور انہیں پتہ چل جائے گا کہ ان کے شوہر آ گئے ہیں۔ وہ جنت کے داروغہ کو بھیجیں گی۔ وہ آ کر دروازہ کھولے گا۔ جنتی شخص داروغہ (کی شان و شوکت سے مرعوب ہو کر اسے خدا سمجھ بیٹھے گا اور اس) کے آگے سجدہ ریز ہو جائے گا۔ داروغہ کہے گا: اپنا سر اٹھا میں تو تیرا نگہبان ہوں تیری خدمت مجھے سونپی گئی ہے۔ پھر وہ جنتی اس کے پیچھے چلا آئے گا۔ جنتی حور اس کے دیدار کے مشتاق میں ہلکی ہو رہی ہوگی۔ وہ موتی اور یاقوت کے خیمہ سے نکل آئے گی اور اس کے ساتھ چمٹ جائے گی پھر کہے گی: تو ہی میری محبت ہے۔ میں ہمیشہ (یونہی تروتازہ) رہوں گی۔ مجھے کبھی فنا نہیں۔ میں ہمیشہ تروتازہ رہوں گی، میرا حسن کبھی ماند نہیں پڑے گا۔ میں تجھ سے ہمیشہ راضی رہوں گی کبھی ناراض نہیں ہوں گی۔ میں ہمیشہ تیرے پاس رہوں گی تجھے چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی۔

پھر وہ اپنے محل میں داخل ہوگا جس کی بنیاد سے چھت تک سو گز اونچائی ہوگی۔ لولو کی چٹان پر اس کی بنیاد قائم ہوگی۔ اس کے ستون سرخ، سبز اور زرد رنگ کے ہوں گے۔ کوئی ستون دوسرے سے مشابہت نہ رکھتا ہوگا۔ ایک کمرے میں ستر تخت ہوں گے۔ ہر تخت پر ستر بستر ہوں گے اور ہر بستر پر ستر حوریں ہوں گی۔ ہر حور کے جسم پر ستر جوڑے ہوں گے۔ اس کے باوجود ان ستر جوڑوں کے پار اس کی پنڈلی کا گودا نظر آئے گا۔ تمہاری ان راتوں

(۱) مسند احمد، الحدیث/۱۵۵

کے حساب سے ایک رات میں ایک حور سے جماع پورا ہوگا۔ ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ کچھ نہریں خالص پانی کی ہوں گی، کچھ نہریں دودھ کی ہوں گی جس کا مزہ کبھی نہ خراب ہو، وہ دودھ کسی جانور کے تھنوں سے نہ دوہا گیا ہوگا۔ کچھ نہریں شراب کی ہوں گی جو پینے والوں کے لئے خوب سرور انگیز ہوگی۔ جس کو لوگوں نے اپنے پاؤں سے نہ نچوڑا ہوگا۔ اور کچھ نہریں خالص شہد کی ہوں گی۔ وہ شہد مکھی سے نہ نکلا ہوگا۔ ہر طرف پھل دار درختوں کی فراوانی ہوگی۔ چاہے کھڑا ہو کر کھائے یا تکیہ لگا کر کھائے۔ پھر آپ ﷺ نے ایک آیت تلاوت فرمائی، جس کا ترجمہ ہے: ان سے (ثمر دار شاخیں اور) ان کے سائے قریب ہوں گے اور میووں کے گچھے جھکے ہوئے ہوں گے۔ (سورۃ الانسان آیت ۱۴)

بندے کو کھانے کی اشتہاء ہوگی تو اس کے پاس ایک سفید پرندہ آ جائے گا یا فرمایا: سبز پرندہ آئے گا۔ پرندہ اپنے پر اٹھائے گا تو جنتی اس کے پہلو سے رنگا رنگ مزیدار گوشت کھائے گا۔ پھر وہ اڑ جائے گا۔ پھر ایک فرشتہ داخل ہوگا اور سلام کرے گا اور کہے گا: یہ جنت جس کے تم مالک کر دیئے گئے، تمہارے اعمال کا صلہ ہے۔ (سورۃ الزخرف آیت ۷۲)

اگر جنتی حور کے بالوں میں سے ایک بال زمین پر گر جائے تو سورج کی روشنی کے باوجود اندھیرا چھا جائے۔ [1]

اس روایت کا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر موقوف ہونا زیادہ قرین صحت ہے۔ ابو القاسم البغوی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جہنم کا ذکر کیا اور بہت وضاحت کے ساتھ کیا جس کو میں پورا یاد نہ کر سکا لیکن آپ نے ایک تلاوت فرمائی (جس کا ترجمہ ہے)۔ اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کو گروہ گروہ بنا کر بہشت کی طرف لے جائیں گے۔ [2] (سورۃ الزمر آیت ۷۳)

پھر فرمایا: جب جنتی لوگ جنت تک پہنچیں گے اس کے پاس ایک درخت پائیں گے اس کے نیچے سے دو چشمے پھوٹ رہے ہوں گے۔ جنتی ایک چشمے کی طرف یوں بڑھیں گے گویا ان کو اس کا حکم ملا ہے۔ اس سے پانی پئیں گے، جس کی وجہ سے ان کے پیٹوں کی ساری گندگی، تکلیف اور مصیبت نکل جائے گی۔ پھر وہ دوسرے چشمے کا رخ کریں گے اور اس میں غسل کریں گے، جس سے ان کے جسم پر نعمتوں والی تروتازگی ابھر آئے گی۔ اس کے بعد ان کے بال خراب ہوں گے اور نہ کبھی ان کے سر پراگندہ ہوں گے۔ ان کے سر گویا ان پر تیل لگا دیا گیا ہے۔ پھر جب وہ جنت میں پہنچیں گے تو جنت کا داروغہ ان سے کہے گا: تم پر سلامتی ہو، تم خوش وخرم رہو اور جنت میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔

پھر خوبصورت بچے ان کو گھیر لیں گے جیسے دنیا میں بچے اپنے عزیزوں کو گھیر لیتے ہیں۔ وہ بچے ان کو کہیں گے: بشارت ہو اللہ نے تمہارے لئے یہ یہ تیار کر رکھا ہے۔ پھر ان بچوں میں سے ایک بچہ اس جنتی کی حوروں میں سے ایک حور عین کے پاس آئے گا اور اس جنتی کا دنیاوی نام لے کر کہے گا فلاں شخص آیا ہے۔ حور عین کہے گی: کیا تو نے اس کو دیکھا ہے؟ وہ کہے گا ہاں میں نے اس کو دیکھا ہے لیکن اس نے مجھے نہیں دیکھا۔ ان سب حوروں پر شادی مرگ کی خوشی طاری ہو جائے گی حتیٰ کہ وہ جنت کی چوکھٹ پر آ جائیں گی۔ جنتی جب اپنے محل میں پہنچے گا تو اس کی نظر محل کی بنیاد پر پڑے گی، وہاں لولو موتی کی چٹان نظر آئے گی۔ اس کے اوپر سرخ پتھر اس پر سبز، سبز پر زرد غرض ہر رنگ کا پتھر ہوگا۔ اس طرح قیمتی موتی کے پتھروں کے ساتھ چنائی ہوگی۔ پھر نظر اٹھا کر چھت کی طرف دیکھے گا، وہاں بجلی کی چمک ہوگی۔ اگر اللہ نے نہ لکھ رکھا ہوتا تو اس کی بینائی ہی چلی جاتی۔ پھر نظریں پھرائے گا تو اس کی بیویاں، مزین برتن، قطار در قطار گاؤ تکیے اور اعلیٰ مسندیں بچھی ہوئی پائے گا۔ پھر وہ ٹیک لگا لے گا اور کہے گا: خدا کا شکر ہے: جس نے ہم کو یہاں کا راستہ دکھایا اور اگر خدا ہم کو رستہ نہ دکھاتا تو ہم رستہ نہ پا سکتے۔

بے شک ہمارے رب کے رسول حق بات لے کر آئے تھے اور (اس روز) منادی کر دی جائے گی کہ تم ان اعمال کے صلہ میں جو (دنیا میں) کرتے تھے، اس بہشت کے مالک بنا دیئے گئے ہو۔ (اعراف ۴۳)

پھر ایک منادی ندا دے گا تم ہمیشہ زندہ رہو گے، کبھی نہ مرو گے۔ یہیں مقیم رہو گے، یہاں سے کبھی کوچ نہ کرو گے۔ ہمیشہ تندرست اور صحتمند رہو گے، کبھی مرض نہ آئے گا۔

یہ ساری تروتازگی جنت میں دخول سے قبل دو نہروں سے حاصل ہوگی۔ اور یہ خیال کہ مؤمنین کو قبروں سے نکلتے وقت ہی یہ حالت میسر ہو جائے گی، بعید بات ہے۔ کیونکہ اکثر احادیث اس کے معارض ہیں۔

(۱) مسند احمد، الحدیث: ۱۵۵/۱ (۲) المستدرک للحاکم، الحدیث: ۵۳۵/۲

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سلیمان بن مغیرۃ کے توسط سے حضرت حمید بن ہلال رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ آدمی جب جنت میں داخل ہو جائے گا، اسے اہلِ جنت کی صورت مل جائے گی، ان کا لباس زیب تن ہو جائے گا، ان کی زینتوں سے مزین ہو جائے گا اور اس کو اس کی بیویاں اور اس کے خدمت گار دکھا دیئے جائیں گے تو اس کو اس قدر خوشی اور سرور حاصل ہوگا کہ اگر مرنا ممکن ہوتا تو وہ شدتِ خوشی سے مر جاتا۔ پھر اسے کہا جائے گا. تجھے اپنی اس خوشی کا اندازہ ہے؟ پس یہ خوشی اور مسرت کی کیفیت تجھے ہمیشہ طاری رہے گی۔[1]

ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ دوسری روایت کے ساتھ ایک بزرگ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جنتی جب جنت میں داخل ہوگا تو موتیوں کے مثل ستر ہزار خادم اس کا استقبال کریں گے۔

ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ سنداً حضرت عبدالرحمٰن المعافری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ: جنتی شخص کے لئے خادموں کی دو رویہ صفیں استقبال کے لئے کھڑی ہو جائیں گی۔ جن کا آخری سرا نظر نہیں آئے گا۔ جنتی جب گزرے گا تو وہ اس کے پیچھے پیچھے چل پڑیں گے۔[2]

ابو نعیم مسلمہ سے اور وہ حضرت ضحاک بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں کہ: مؤمن شخص جب جنت میں داخل ہوگا تو اس کے آگے ایک فرشتہ ہوگا، وہ جنتی کو جنت کی گلیوں میں پھرائے گا۔ فرشتہ کہے گا کیا نظر آ رہا ہے؟ وہ کہے گا: سونے چاندی کے یہ محلات دیکھ رہا ہوں۔ فرشتہ کہے گا. یہ تیرے لئے ہیں۔ جب جنت والیوں کو اس کا پتہ چلے گا وہ ہر ہر دروازے سے اس کا استقبال کرنے آئیں گی۔ کہیں گی: ہم تیرے لئے ہیں، ہم تیرے لئے ہیں۔ فرشتہ پھر کہے گا کیا نظر آ رہا ہے؟ وہ کہے گا: خیمے ہیں بہت سے۔ جن میں بہت سے مونس دل بہلانے والے نظر آ رہے ہیں۔ فرشتہ کہے گا: میں ان کو تیرے لئے جمع کرتا ہوں۔ جب اندر والوں کو جنتی کی آمد کا علم ہوگا تو وہ یہ کہتے ہوئے استقبال کو نکلیں گے: ہم تیرے لئے ہیں، ہم تیرے لئے ہیں۔[3]

احمد بن ابی الحواری، ابو سلیمان الدارانی سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: اور بہشت میں (جہاں) آنکھ اٹھاؤ گے کثرت سے نعمت اور عظیم (الشان) سلطنت دیکھو گے (سورۃ الانسان آیت ۲۰) کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ فرشتہ اللہ عزوجل کے دوست کے پاس تحفہ لے کر حاضر ہوگا۔ اس کے پاس اجازت کے بغیر نہیں آئے گا۔ پھر جنتی کے دربان سے کہے گا: اللہ کے دوست کے پاس جانے کے لئے مجھے اجازت لے دو۔ وہ دربان اگلے دربان کو بتائے گا۔ وہ اپنے سے اگلے کو بتائے گا۔ جنتی اس گھر سے سلامتی کے گھر (جائے گا)۔ جنت میں ایک دروازہ ایسا ہوگا، جس سے وہ بغیر اجازت ہر وقت اپنے رب سے ملاقات کر سکے گا۔ پروردگار کا قاصد بغیر اجازت اس کے پاس نہیں آئے گا۔

ابن ابی الدنیا میں بشر بن سعاف رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں ہم حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کے ہاں اس کی مخلوق میں سب سے زیادہ باعزت ذات حضرت ابو القاسم ﷺ کی ہے۔ جنت آسمان میں ہے اور جہنم زمین میں۔ جب قیامت کا دن ہوگا، اللہ تعالیٰ مخلوق کو امت امت کر کے ان کے نبیوں کے ساتھ بلائیں گے۔ پھر جہنم پر پل بچھا دیا جائے گا۔ پھر ایک منادی نداء دے گا: احمد اور اس کی امت کہاں ہے؟ آپ ﷺ کھڑے ہوں گے۔ آپ کے پیچھے آپ کی امت ہوگی، خواہ نیکوکار ہوں یا فاسق وفاجر۔ وہ پل پر چلنا شروع کریں گے۔ اللہ پاک اپنے دشمنوں کی آنکھوں کو اندھا فرما دیں گے۔ وہ پل صراط پر دائیں اور بائیں سے گریں گے۔ نبی ﷺ اپنے نیک امتیوں کے ساتھ نجات پا جائیں گے۔ سامنے ملائکہ ان کے استقبال کے لئے موجود ہونگے۔ دائیں بائیں ان کے جنتی محلات آراستہ ہوں گے۔ وہ گزرتے ہوئے اللہ رب العزت تک پہنچ جائیں گے۔ پھر آپ کے لئے دوسری طرف کرسی ڈالی جائے گی۔ انبیاء اور دیگر امتیں آپ کے بعد آئیں گی۔ حتیٰ کہ سب سے آخر میں حضرت نوح علیہ السلام تشریف لائیں گے۔

یہ روایت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سلام پر موقوف ہے۔

---

(۱) الزھد لابن المبارکؒ الحدیث ۴۲۹، ص: ۱۲۹ (۲) الزھد لابن المبارکؒ الحدیث ۴۲۷، ص: ۱۲۸

(۳) الزھد لابن المبارکؒ الحدیث ۴۱۵، ص: ۱۲۶

ابن ابی الدنیا میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ قیامت کے دن پل صراط رکھا جائے گا۔اس کی دھار استرے کی مانند تیز ہوگی۔ملائکہ کہیں گے :یارب!اس پر کون چل سکے گا؟فرمایا:مخلوق میں جس کو میں چاہوں گا وہ اس پر چل سکے گا۔تب فرشتے کہیں گے :اے رب!یقیناً ہم تیری کماحقہ عبادت نہیں کر سکے۔(۱)

فصل

اہلِ جنت کی بعض صفات اور بعض نعمتوں کا ذکر

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کی صورتیں چودھویں کے چاند کی مانند ہوں گی ۔وہ تھوکیں گے اور نہ رینٹ کریں گے اور نہ ان کو پاخانہ کی حاجت ہوگی۔ان کی کنگھیاں سونے ،چاندی کی ہوں گی ۔ان کی انگیٹھیاں عود کی ہوں گی۔ان کی خوشبو مشک ہوگی۔ ہر جنتی کے لئے دو دو بیویاں (ضرور) ہوں گی۔حسن کی وجہ سے ان کی پنڈلیوں کا گودا گوشت سے پار نظر آئے گا۔ان کے درمیان کوئی اختلاف نہ ہوگا۔کوئی بغض وعناد نہ ہوگا۔ان سب کے دل ایک دل کی مانند ہونگے ۔وہ صبح وشام اللہ کا ذکر کریں گے۔(۲)

بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: :پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کی صورتیں چودھویں کے چاند کی مانند ہوں گی ۔ان کے بعد آنے والے گویا آسمان میں سب سے زیادہ چمک دار ستارے۔وہ پیشاب پاخانہ نہ کریں گے۔نہ تھوک اور رینٹ (ناک) کریں گے۔ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی ۔ان کی انگیٹھیاں عود کی ہوں گی۔ان کی خوشبو مشک ہوگی۔ان کی بیویاں حور عین ہوں گی۔ان کے اخلاق ایک شخص (محمد ﷺ) کے اخلاق ہوں گے۔سب اپنے باپ کی صورت پر ہونگے ۔ان کے قد ساٹھ ذراع ہوں گے۔(۳)

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوخیثمہ سے اس کو روایت کیا ہے اور جریر کی حدیث سے دونوں نے اس پر اتفاق کیا ہے۔

اہلِ جنت کی عمر کے بارے میں احادیث...... مسند احمد اور طبرانی میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اہلِ جنت جنت میں زائد بالوں سے صاف ،نوجوان ،سفید رنگت ،بال والے اور سرمہ لگائے ہوں گے ۔حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے مطابق تینتیس سال کی عمر میں ہوں گے۔ساٹھ ہاتھ لمبے اور سات ہاتھ چوڑے ہوں گے۔(۴)

طبرانی میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اہلِ جنت جنت میں داخل ہوں گے تو جسم پر (زائد) بال نہ ہوں گے ،نوجوان ہوں گے ،ان کی آنکھیں سرگیں رہیں گی ۔تینتیس کے پیٹے میں رہیں گے۔(۵)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ روایت حسن غریب ہے۔

ابن ابی الدنیا میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اہلِ جنت جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کی لمبائی کے مطابق داخل ہوں گے ۔فرشتے کے ہاتھ کے مطابق ساٹھ ہاتھ ان کا قد ہوگا۔یوسف

---

(۱) الترغیب والترھیب للمنذری (۲) مسلم،الحدیث:۷۰۸۰۔ترمذی،الحدیث:۲۵۳۷۔مسند احمد،الحدیث:۲۵۳/۲،والحدیث:۳۱۶/۲

(۳) بخاری،الحدیث:۳۳۲۷۔مسلم،الحدیث:۷۰۸،والحدیث:۷۰۷۹۔ابن ماجہ،الحدیث:۴۳۳۳ (۴) ترمذی،الحدیث:۲۵۴۵۔مسند احمد،الحدیث:۲۹۵/۲۔ والحدیث:۲۴۳/۵۔ (۵) ترمذی،الحدیث:۲۵۴۵۔مسند احمد،الحدیث:۲۹۵/۲۔والحدیث:۲۴۳/۵۔

علیہ السلام کا حسن ہوگا۔ عیسیٰ علیہ السلام کی عمر یعنی تینتیس سال عمر ہوگی۔ محمد (ﷺ) کی زبان ہوگی (یعنی بول چال میں حضور ﷺ کا سا اخلاق ہوگا) بالوں سے صاف جسم ہوگا، جوان مرد ہوں گے۔ سرگیں آنکھیں ہوں گی۔ (۱)

ابوبکر بن ابی داؤد فرماتے ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اہل جنت حضرت آدم علیہ السلام کی صورت پر اٹھائے جائیں گے۔ تینتیس سال ان کی عمر ہوگی۔ جسم پر (زائد) بال نہ ہوں گے، نوجوان ہوں گے، ان کی آنکھیں سرگیں رہیں گی۔ پھر ان کو ایک درخت کے پاس لے جایا جائے گا اس سے لباس پہنیں گے۔ ان کا لباس کبھی خراب نہیں ہوگا اور ان کا شباب کبھی زوال پذیر نہ ہوگا۔

ابوبکر بن ابی داؤد فرماتے ہیں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

اہل جنت میں سے جو شخص وفات پائے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا جنت میں اس کو تینتیس سال کی عمر میں لوٹا دیا جائے گا۔ اس سے زیادہ ان کی عمر کبھی نہیں بڑھے گی۔ اسی طرح اہل جہنم۔ (۲)

جہنم کی صفات...... فرمان الٰہی ہے: لیکن اگر (ایسا) نہ کر سکو اور ہرگز نہیں کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے (اور جو) کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۴)

فرمان الٰہی ہے: ایسوں پر خدا کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی سب کی لعنت ہے۔ (سورۃ البقرۃ آیت (۱۶۱)

فرمان الٰہی ہے: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی اور بخشش چھوڑ کر عذاب کو خریدا یہ آتش (جہنم) کو کیسے برداشت کرنے والے ہیں۔
(سورۃ البقرۃ آیت ۱۷۵)

فرمان الٰہی ہے: جو لوگ کافر ہوئے اور کفر ہی کی حالت میں مر گئے وہ اگر (نجات حاصل کرنا چاہیں اور) بدلے میں زمین بھر کر سونا دیں تو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ ان لوگوں کے لئے دکھ دینے والا عذاب ہوگا اور ان کی کوئی مدد نہیں کرے گا۔ (سورۃ آل عمران آیت ۹۱)

فرمان الٰہی ہے: جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا ان کو ہم عنقریب آگ میں داخل کریں گے جب ان کی کھال گل (اور جل) جائیں گی تو ہم اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ (ہمیشہ) عذاب (کا مزہ) چکھتے رہیں بیشک خدا غالب حکمت والا ہے۔ (سورۃ النساء آیت ۵۶)

فرمان الٰہی ہے: جو لوگ کافر ہوئے اور ظلم کرتے رہے خدا ان کو بخشنے والا نہیں اور نہ ہی رستہ دکھائے گا۔ ہاں دوزخ کا رستہ جس میں وہ ہمیشہ (جلتے) رہیں گے اور یہ (بات) خدا کو آسان ہے۔ (سورۃ النساء آیات ۱۶۸، ۱۶۹)

فرمان الٰہی ہے: جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس روئے زمین (کے تمام خزانے اور اس) کا سب مال و متاع ہو اور اس کے ساتھ اسی قدر اور بھی ہو تا کہ قیامت کے روز عذاب (سے رستگاری حاصل کرنے) کا بدلہ دیں تو ان سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور ان کو درد دینے والا عذاب ہوگا (ہر چند) چاہیں گے کہ آگ سے نکل جائیں مگر اس سے نہیں نکل سکیں گے اور ان کے لئے ہمیشہ کا عذاب ہے۔ (سورۃ المائدۃ آیات ۳۶، ۳۷)

فرمان الٰہی ہے: جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے سرتابی کی ان کے لئے نہ آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے اور نہ وہ بہشت میں داخل ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے نکل جائے اور گنہگاروں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے (نیچے) بچھونا بھی (آتش) جہنم کا ہوگا اور اوپر سے اوڑھنا بھی (اسی کا) اور ظالموں کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ (سورۃ الاعراف آیت ۴۰، ۴۱)

فرمان الٰہی ہے۔ اور (اوروں سے بھی) کہنے لگے کہ گرمی میں مت نکلنا (ان سے) کہہ دو کہ دوزخ کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے کاش یہ (اس بات کو) سمجھتے۔ یہ (دنیا میں) تھوڑا سا ہنس لیں اور (آخرت میں) ان کو ان اعمال کے بدلے جو کرتے رہے ہیں، بہت سا رونا ہوگا۔
(سورۃ التوبۃ، آیت نمبر ۸۱، ۸۲)

---

(۱) کنز العمال، الحدیث: ۳۹۳۸۳

۲) ترمذی، الحدیث: ۲۵۶۲۔ الزہد لابن المبارک، الحدیث: ۱۲۸/۲۔ شرح السنۃ للبغویؒ الحدیث: ۱۹/۴۔ کنز العمال، الحدیث: ۳۹۳۴۴

فرمان الٰہی ہے: اس وقت ہم ان کو عذاب شدید (کے مزے) چکھائیں گے کیونکہ کفر (کی باتیں) کیا کرتے تھے۔ (سورۃ یونس آیت ۷۰)

فرمان الٰہی ہے اس میں ان کو چلانا اور دھاڑنا ہوگا۔ (اور) جب تک آسمان اور زمین ہیں اسی میں رہیں گے مگر جتنا تمہارا پروردگار چاہے۔ بیشک تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے کر دیتا ہے۔ (سورۃ ھود، آیت نمبر ۱۰۶، ۱۰۷)

فرمان الٰہی ہے اور ہم ان کو قیامت کے دن اوندھے منہ اندھے گونگے اور بہرے اٹھائیں گے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے جب (اس کی آگ) بجھنے کو ہوگی تو ہم نار کو اور بھڑکا دیں گے۔ (سورۃ الاسراء آیت ۹۷)

فرمان الٰہی ہے یہ دو (فریق) ایک دوسرے کے دشمن اپنے پروردگار (کے بارے) میں جھگڑتے ہیں، جو کافر ہیں ان کے لئے آگ کے کپڑے قطع کئے جائیں گے (اور) ان کے سروں پر جلتا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔ اس سے ان کے پیٹ کے اندر کی چیزیں اور کھالیں گل جائیں گی۔ اور ان (کے مارنے ٹھوکنے) کے لئے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے۔ جب وہ چاہیں گے کہ اس رنج (وتکلیف کی وجہ) سے دوزخ سے نکل جائیں تو پھر اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے اور (کہا جائے گا کہ) جلنے کے عذاب کا مزا چکھتے رہو۔ (سورۃ الحج آیت ۱۹ تا ۲۲)

فرمان الٰہی ہے: تو جن کے (عملوں کے) بوجھ بھاری ہوں گے وہ فلاح پانے والے ہیں اور جن کے بوجھ ہلکے ہوں گے وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے آگ ان کے مونہوں کو جھلس دے گی اور وہ اس میں تیوری چڑھائے ہوں گے۔ کیا تم کو میری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی تھیں؟ تم ان کو (سنتے تھے اور) جھٹلاتے تھے۔ اے پروردگار ہم پر ہماری کمبختی غالب ہوگئی اور ہم رستے سے بھٹک گئے۔ اے پروردگار ہم کو اس میں سے نکال دے اگر ہم پھر (ایسے کام) کریں تو ظالم ہوں گے۔ (خدا) فرمائے گا کہ اسی ذلت کے ساتھ پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو۔ میرے بندوں میں ایک گروہ تھا جو دعا کیا کرتا تھا کہ اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لائے تو تو ہم کو بخش دے۔ (سورۃ المومنون آیت ۱۰۲ تا ۱۰۹)

فرمان الٰہی ہے: بلکہ یہ تو قیامت ہی کو جھٹلاتے ہیں اور ہم نے قیامت کے جھٹلانے والوں کے لئے دوزخ تیار کر رکھی ہے، جس وقت وہ ان کو دور سے دیکھے گی تو (غضبناک ہو رہی ہوگی اور یہ) اس کے جوش (غضب) اور چیخنے چلانے کو سنیں گے۔ اور جب یہ دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں (زنجیروں میں) جکڑ کر ڈالے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے۔ آج ایک ہی موت کو نہ پکارو بہت سی موتوں کو پکارو۔ (سورۃ الفرقان آیت ۱۱ تا ۱۴)

فرمان الٰہی ہے: تو وہ اور گمراہ (یعنی بت اور بت پرست) اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے۔ اور شیطان کے لشکر سب کے سب (داخلِ جہنم ہوں گے)۔ وہاں وہ آپس میں جھگڑیں گے اور کہیں گے، کہ خدا کی قسم ہم تو صریح گمراہی میں تھے۔ جب کہ تمہیں (خدائے) رب العالمین کے برابر ٹھیراتے تھے۔ اور ہم کو ان گنہگاروں ہی نے گمراہ کیا تھا۔ تو (آج) نہ کوئی ہماری سفارش کرنے والا ہے۔ اور نہ گرم جوش دوست۔ کاش ہمیں (دنیا میں) پھر جانا ہو تو ہم مومنوں میں ہو جائیں۔ بے شک اس میں نشانی ہے اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں۔ اور تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے۔ (سورۃ الشعراء آیات ۹۴ تا ۱۰۴)

فرمان الٰہی ہے: یہ لوگ ہیں جن کے لئے بڑا عذاب ہے اور وہ آخرت میں بھی بہت نقصان اٹھانے والے ہیں۔ (سورۃ النمل آیت ۵)

فرمان الٰہی ہے: ہم ان کو تھوڑا سا فائدہ پہنچائیں گے پھر عذاب شدید کی طرف مجبور کر کے لے جائیں گے۔ (سورۃ لقمان آیت ۲۴)

فرمان الٰہی ہے: اور جنہوں نے نافرمانی کی ان کے (رہنے کے) لئے دوزخ ہے جب چاہیں گے کہ اس میں سے نکل جائیں تو اس میں لوٹا دیئے جائیں گے۔ اور ان سے کہا جائے گا کہ جس دوزخ کے عذاب کو تم جھوٹ سمجھتے تھے اس کے مزے چکھو۔ اور ہم ان کو (قیامت کے) بڑے عذاب کے سوا عذاب دنیا بھی چکھائیں گے شاید (ہماری طرف) لوٹ آئیں۔ (سورۃ السجدۃ آیات نمبر ۲۰، ۲۱)

فرمان الٰہی ہے۔ بے شک خدا نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے (جہنم کی) آگ تیار کر رکھی ہے اس میں ابدالآباد رہیں گے نہ کسی کو دوست پائیں گے اور نہ مددگار۔ جس دن ان کے منہ آگ میں الٹائے جائیں گے تو کہیں گے اے کاش! ہم خدا کی فرمانبرداری کرتے اور رسول (خدا) کا حکم مانتے۔ اور کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں کا کہا مانا تو انہوں نے ہم کو راستے سے گمراہ کر دیا۔ اے ہمارے پروردگار! ان کو دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔ (سورۃ الاحزاب آیات ۶۴ تا ۶۸)

فرمان الٰہی ہے: اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے، نہ انہیں موت آئے گی کہ مر جائیں اور نہ اس کا عذاب ہی ان سے ہلکا

کیا جائے گا۔ ہم ہر ایک ناشکرے کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ وہ اس میں چلائیں گے کہ اے پروردگار! ہم کو نکال لے (اب) ہم نیک عمل کیا کریں گے نہ وہ جو (پہلے) کرتے تھے۔ کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ اس میں جو سوچنا چاہتا سوچ لیتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آیا۔ تو اب مزے چکھو ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ (سورۃ فاطر آیت ۳۶، ۳۷)

فرمان الٰہی ہے: یہی وہ جہنم ہے۔ جس کی تمہیں خبر دی جاتی تھی (سو) جو تم کفر کرتے رہے ہو اس کے بدلے آج اس میں داخل ہو جاؤ۔ آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے او جو کچھ یہ کرتے رہے تھے ان کے ہاتھ ہم سے بیان کر دیں گے اور ان کے پاؤں (اس کی) گواہیں دیں گے۔ اور اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھوں کو مٹا (کر اندھا کر) دیں پھر یہ رستے کو دوڑیں تو کہاں دیکھ سکیں گے۔ اور اگر ہم چاہیں تو ان کی جگہ پر ان کی صورتیں بدل دیں پھر وہاں سے نہ آگے جا سکیں اور نہ (پیچھے) لوٹ سکیں۔ (سورۃ یٰس، آیات ۶۳ تا ۶۷)

فرمان الٰہی ہے: جو لوگ ظلم کرتے تھے ان کو اور ان کے ہم جنسوں کو اور جن کو وہ پوجا کرتے تھے (سب کو) جمع کر لو۔ (یعنی جن کو) خدا کے سوا (پوجا کرتے تھے) پھر ان کو جہنم کے راستے پر چلا دو۔ اور ان کو ٹھیرائے رکھو کہ ان سے (کچھ) پوچھنا ہے۔ تم کو کیا ہوا کہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے؟ بلکہ آج تو وہ فرمانبردار ہیں۔ (سورۃ الصافات، آیات ۲۲ تا ۲۶)

فرمان الٰہی ہے:

یہ (نعمتیں تو فرمانبرداروں کے لئے ہیں) اور سرکشوں کے لئے برا ٹھکانا ہے۔ (یعنی) دوزخ جس میں وہ داخل ہوں گے او وہ بری آرام گاہ ہے۔ یہ کھولتا ہوا گرم پانی اور پیپ (ہے) اب اس کے مزے چکھیں۔ اور اسی طرح کے اور بہت سے (عذاب ہوں گے)۔ یہ ایک فوج ہے جو تمہارے ساتھ داخل ہوگی ان کو خوشی نہ ہو، یہ دوزخ میں جانے والے ہیں۔ کہیں گے بلکہ تم ہی کو خوشی نہ ہو۔ تم ہی تو یہ (وبال) ہمارے سامنے لائے ہو سو (یہ) برا ٹھکانا ہے۔ وہ کہیں گے اے پروردگار! جو اس کو ہمارے سامنے لایا ہے اس کو دوزخ میں دوگنا عذاب دے۔ اور کہیں گے کیا سبب ہے کہ (یہاں) ہم ان شخصوں کو نہیں دیکھتے جو کو بروں میں شمار کرتے تھے؟ کیا ہم نے ان سے ٹھٹھا کیا ہے یا (ہماری) آنکھیں ان (کی طرف) سے پھر گئی ہیں؟ بے شک یہ اہل دوزخ کا جھگڑا برحق ہے۔ (سورۃ ص، آیات (۵۵ تا ۶۴)

فرمان الٰہی ہے: اور کافروں کو گروہ بنا کر جہنم کی طرف لے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تم ہی سے پیغمبر نہیں آئے تھے؟ جو تم کو تمہارے پروردگار کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور اس دن کے پیش آنے سے ڈراتے تھے۔ کہیں گے کیوں نہیں لیکن کافروں کے حق میں عذاب کا حکم تحقیق ہو چکا تھا۔ کہا جائے گا کہ دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ اس میں رہو گے تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانا ہے۔ (سورۃ الزمر آیات ۷۱، ۷۲)

فرمان الٰہی ہے: جن لوگوں نے کفر کیا ان سے پکار کر کہہ دیا جائے گا کہ جب تم (دنیا میں) ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے اور مانتے نہیں تھے تو خدا اس سے کہیں زیادہ بیزار ہوتا تھا جس قدر تم اپنے آپ سے بیزار ہو رہے ہو وہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! تو نے ہم کو دو دفعہ بے جان کیا او دو دفعہ جان بخشی۔ ہم کو اپنے گناہوں کا اقرار ہے تو کیا نکلنے کی کوئی سبیل ہے؟ یہ اس لئے کہ جب تنہا خدا کو پکارا جاتا تھا تو تم انکار کر دیتے تھے۔ اور اگر اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جاتا تھا تو تسلیم کر لیتے تھے۔ تو حکم تو خدا ہی کا ہے جو (سب سے) اوپر (اور سب سے) بڑا ہے۔ (سورۃ غافر آیات ۱۰ تا ۱۲)

فرمان الٰہی ہے: غرض خدا نے (موسیٰ کو) ان لوگوں کی تدبیروں کی برائیوں سے محفوظ رکھا اور فرعون والوں کو برے عذاب نے آگھیرا (یعنی) آتش (جہنم) کہ صبح و شام اس کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور جس روز قیامت برپا ہوگی (حکم ہوگا کہ) فرعون والوں کو سخت عذاب میں داخل کرو۔ اور جب وہ دوزخ میں جھگڑیں گے تو ادنیٰ درجے کے لوگ بڑے آدمیوں سے کہیں گے کہ ہم تو تمہارے تابع تھے تو کیا تم دوزخ (کے عذاب) کا کچھ حصہ ہم سے دور کر سکتے ہو؟ بڑے آدمی کہیں گے کہ تم (بھی اور) ہم (بھی) سب دوزخ میں ہیں خدا بندوں میں فیصلہ کر چکا ہے۔ اور جو لوگ آگ میں (جل رہے) ہوں گے وہ دوزخ کے داروغوں سے کہیں گے کہ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ ایک روز تو ہم سے عذاب ہلکا کر دے۔ وہ کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر نشانیاں لے کر نہیں آئے تھے۔ وہ کہیں گے کیوں نہیں۔ وہ کہیں گے کہ تمہی دعا کرو۔ اور کافروں کی دعا (اس روز) بے کار ہوگی۔ ہم اپنے پیغمبروں کی اور جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کی دنیا کی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور جس دن گواہ کھڑے ہوں

گے (یعنی قیامت کو بھی)۔ جس دن ظالموں کو ان کی معذرت کچھ فائدہ نہ دے گی اور ان کے لئے لعنت اور برا گھر ہے (سورۃ غافر آیت ۴۵ تا ۵۲)

فرمان الٰہی ہے: جن لوگوں نے کتاب (خدا) کو اور جو کچھ ہم نے اپنے پیغمبروں کو دے کر بھیجا اس کو جھٹلایا وہ عنقریب معلوم کر لیں گے۔ جب کہ ان کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی۔ گھسیٹے جائیں گے۔ (یعنی) کھولتے ہوئے پانی میں پھر آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہ وہ کہاں ہیں جن کو تم (خدا کے) شریک بناتے تھے۔ (یعنی) غیر خدا، کہیں گے وہ تو ہم سے جاتے رہے بلکہ ہم تو پہلے کسی چیز کو پکارتے ہی نہیں تھے۔ اس طرح خدا کافروں کو گمراہ کرتا ہے۔ یہ اس کا بدلہ ہے کہ تم زمین میں حق کے بغیر (یعنی اس کے خلاف) خوش ہوا کرتے تھے اور اس کی (سزا ہے) کہ اترایا کرتے تھے۔ (اب) جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ اسی میں رہو گے۔ متکبروں کا کیا برا ٹھکانا ہے؟

(سورۃ غافر، آیات نمبر ۷۰ تا ۷۶)

فرمان الٰہی ہے: اور اسی خیال نے جو تم اپنے پروردگار کے بارے میں رکھتے تھے تم کو ہلاک کر دیا اور تم خسارہ پانے والوں میں سے ہو گئے۔ اب اگر یہ صبر کریں گے تو ان کا ٹھکانہ دوزخ ہی ہے اور اگر توبہ کریں گے تو ان کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ اور ہم نے (شیطانوں کو) ان کا ہمنشیں مقرر کر دیا تھا تو انہوں نے ان کے اگلے اور پچھلے اعمال ان کو عمدہ کر دکھائے تھے اور جنات اور انسانوں کی جماعتیں جو ان سے پہلے گذر چکیں ان پر بھی خدا (کے عذاب) کا وعدہ پورا ہو گیا بیشک یہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اور کافر کہنے لگے کہ اس قرآن کو سنا ہی نہ کرو اور (جب پڑھنے لگیں تو) شور مچا دیا کرو تا کہ تم غالب رہو۔ سو ہم بھی کافروں کو سخت عذاب کے مزے چکھائیں گے اور ان کے برے عملوں کی جو وہ کرتے تھے سزا دیں گے۔ یہ خدا کے دشمنوں کا بدلہ ہے (یعنی) دوزخ ان کے لئے اسی میں ہمیشہ کا گھر ہے یہ اس کی سزا ہے کہ ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے۔ اور کافر کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! جنوں اور انسانوں میں سے جن لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا ان کو ہمیں دکھا کہ ہم ان کو اپنے پاؤں کے تلے (روند) ڈالیں تا کہ وہ نہایت ذلیل ہوں۔ (سورۃ فصلت آیات ۲۳ تا ۲۹)

فرمان الٰہی ہے: (اور کفار) گنہگار ہمیشہ دوزخ کے عذاب میں رہیں گے۔ جو ان سے ہلکا نہ کیا جائے گا اور وہ اس میں ناامید ہو کر پڑے رہیں گے۔ اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہی (اپنے آپ پر) ظلم کرتے تھے۔ اور پکاریں گے کہ اے مالک! تمہارا پروردگار ہمیں موت دیدے، وہ کہے گا کہ تم ہمیشہ (اسی حالت میں) رہو گے۔ ہم تمہارے پاس حق لیکر پہنچے تھے لیکن تم میں سے اکثر اس سے ناخوش ہوتے رہے۔ (سورۃ الزخرف آیت ۷۴ تا ۷۸۔)

فرمان الٰہی ہے۔ بلاشبہ تھوہر کا درخت، گنہگاروں کا کھانا ہے۔ جیسے پگھلا ہوا تانبا پیٹوں میں (اس طرح) کھولے گا۔ جس طرح گرم پانی کھولتا ہے۔ (حکم دیا جائے گا کہ) اس کو پکڑ لو اور کھینچتے ہوئے دوزخ کے بیچوں بیچ لے جاؤ۔ پھر اس کے سر پر کھولتا ہوا پانی انڈیل دو (کہ عذاب پر) عذاب (ہو)۔ (اب) مزہ چکھو، وہ بڑی عزت والا (اور) سردار ہے۔ یہ وہی (دوزخ) ہے جس میں تم لوگ شک کیا کرتے تھے۔ (سورۃ الدخان آیات ۴۳ تا ۵۰)

فرمان الٰہی ہے: جنت جس کا پرہیز گار سے وعدہ کیا جاتا ہے اس کی صفت یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں وہ پانی بو نہیں کرے گا اور دودھ کی ہیں جس کا مزہ نہیں بدلے گا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے (سراسر) لذت ہے اور شہد مصفا کی نہریں ہیں (جو حلاوت ہی حلاوت ہے) اور (وہاں) ان کے لئے ہر قسم کے میوے ہیں اور ان کے پروردگار کی طرف سے مغفرت ہے (کیا یہ پرہیزگار) ان کی طرح (ہو سکتے) ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ اور جن کو کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا تو ان کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا۔ (سورۃ محمد آیت ۱۵)

فرمان الٰہی ہے اس دن ہم دوزخ سے پوچھیں گے کہ کیا تو بھر گئی؟ وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ (سورۃ ق آیت ۳۰)

فرمان الٰہی ہے: جس دن ان کو آتش جہنم کی طرف دھکیل دھکیل کر لئے جائیں گے۔ یہی وہ جہنم ہے، جس کو تم جھوٹ سمجھتے تھے۔ تو کیا یہ جادو ہے یا تم کو نظر ہی نہیں آتا؟ اس میں داخل ہو جاؤ اور صبر کرو یا نہ کرو تمہارے لئے یکساں ہے جو کام تم کیا کرتے تھے۔ (یہ) ان ہی پر تم کو بدلہ مل رہا ہے۔

(سورۃ الطور آیات ۱۳ تا ۱۶)

فرمان الٰہی ہے ان کے وعدے کا وقت تو قیامت ہے اور قیامت بڑی سخت اور بہت تلخ ہے۔ بے شک گنہگار لوگ گمراہی اور دیوانگی میں (مبتلا) ہیں۔ اس روز منہ کے بل دوزخ میں گھسیٹے جائیں گے اب آگ کا مزہ چکھو ہم نے ہر چیز اندازہ مقرر کے ساتھ پیدا کی ہے۔ اور ہمارا حکم تو آنکھ کے جھپکنے کی طرح ایک بات ہوتی ہے۔ (سورۃ القمر آیت ۴۶ تا ۵۰)

فرمان الٰہی ہے: گنہگار اپنے چہرے ہی سے پہچان لئے جائیں گے تو پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑ لئے جائیں گے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ یہی وہ جہنم ہے جسے گنہگار لوگ جھٹلاتے تھے وہ دوزخ اور کھولتے ہوئے گرم پانی کے درمیان گھومتے پھریں گے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (سورۃ الرحمٰن آیات ۴۱ تا ۴۵)

فرمان الٰہی ہے: اور بائیں ہاتھ والے (افسوس) بائیں ہاتھ والے کیا (ہی عذاب میں) ہیں۔ (یعنی دوزخ کی) لپٹ اور کھولتے ہوئے پانی میں اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں (جو) نہ ٹھنڈا ہے نہ خوشنما۔ یہ لوگ اس سے پہلے عیش نعیم میں پڑے ہوئے تھے، اور گناہ عظیم پر اڑے ہوئے تھے اور کہا کرتے تھے کہ بھلا جب ہم مر گئے اور مٹی ہو گئے اور ہڈیاں (ہی ہڈیاں رہ گئے) تو کیا ہمیں پھر اٹھنا ہوگا؟ اور کیا ہمارے باپ دادا کو بھی؟ (سورۃ الواقعہ آیات ۴۱ تا ۴۸)

فرمان الٰہی ہے: تو آج تم سے معاوضہ نہیں لیا جائے گا اور نہ (وہ) کافروں ہی سے (قبول کیا جائے گا) تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ وہی تمہارے لائق ہے اور وہ بری جگہ ہے۔ (سورۃ الحدید آیت ۱۵)

فرمان الٰہی ہے: مؤمنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آتش (جہنم) سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جس پر تند خو اور سخت مزاج فرشتے (مقرر) ہیں جو ارشاد خدا ان کو فرماتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو ملتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔ (سورۃ التحریم آیت ۶)

فرمان الٰہی ہے: اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار سے انکار کیا ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔ جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کا چیخنا اور چلانا سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی۔ گویا مارے جوش کے پھٹ پڑے گی۔ جب اس میں ان کی کوئی جماعت ڈالی جائے گی تو دوزخ کے داروغہ ان سے پوچھیں گے تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں ضرور ڈرانے والا آیا تھا لیکن ہم نے اس کو جھٹلا دیا اور کہا کہ خدا نے تو کوئی چیز نازل ہی نہیں کی تم تو بڑی غلطی میں (پڑے ہوئے) ہو۔ اور کہیں گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو دوزخیوں میں نہ ہوتے۔ پس وہ اپنے گناہوں کا اقرار کر لیں گے۔ سو دوزخیوں کے لئے (رحمت خدا سے) دوری ہے۔ (سورۃ الملک آیات ۶ تا ۱۱)

فرمان الٰہی ہے: (دیکھو) عذاب یوں ہوتا ہے۔ اور آخرت کا عذاب اس سے کہیں بڑھکر ہے کاش یہ لوگ جانتے ہوتے۔ (سورۃ القلم آیت ۳۳)

فرمان الٰہی ہے: اور جس کا نامۂ (اعمال) اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا اے کاش مجھ کو میرا (اعمال) نامہ نہ دیا جاتا۔ اور مجھے معلوم نہ ہوتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ اے کاش موت (ابد الآباد کے لئے میرا کام) تمام کر چکی ہوتی۔ میرا مال میرے کچھ بھی کام نہ آیا۔ میری سلطنت خاک میں مل گئی۔ (حکم ہوگا کہ) اسے پکڑ لو اور طوق پہنا دو۔ پھر دوزخ کی آگ میں جھونک دو۔ پھر زنجیر سے جس کی ناپ ستر گز ہے جکڑ دو۔ یہ نہ تو خدائے جل شانہ پر ایمان لاتا تھا۔ اور نہ فقیر کے کھانے کھلانے پر آمادہ کرتا تھا۔ سو آج اس کا بھی یہاں کوئی دوستدار نہیں۔ اور نہ پیپ کے سوا (اس کے لئے) کھانا ہے، جس کو گنہگاروں کے سوا کوئی نہیں کھائے گا۔ (سورۃ الحاقہ آیات ۲۵ تا ۳۷)

فرمان الٰہی ہے: (اس روز) گنہگار خواہش کرے گا کہ کسی طرح اس دن کے عذاب کے بدلہ میں سب کچھ دیدے (یعنی) اپنے بیٹے اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی اور اپنا خاندان جس میں وہ رہتا تھا اور جتنے آدمی زمین پر ہیں (غرض) سب (کچھ) دیدے اور اپنے آپ کو عذاب سے چھڑا لے۔ (لیکن) ایسا ہر گز نہیں ہوگا وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے، کھال ادھیڑ ڈالنے والی۔ ان لوگوں کو اپنی طرف بلائے گی جنہوں نے (دین حق سے) اعراض کیا اور منہ پھیر لیا اور (مال) جمع کیا اور بند کر رکھا۔ (سورۃ المعارج آیات ۱۱ تا ۱۸)

فرمان الٰہی ہے: ہم عنقریب اس کو سقر میں داخل کریں گے اور تم کیا سمجھے کہ سقر کیا ہے؟ (وہ آگ ہے کہ) نہ باقی رکھے گی اور نہ چھوڑے گی۔ اور بدن کو جھلس کر سیاہ کر دیگی۔ اس پر انیس داروغہ ہیں۔ اور ہم نے دوزخ کے داروغہ فرشتے بنائے ہیں۔ اور ان کا شمار کافروں کی آزمائش کے لئے مقرر کیا ہے۔ اس لئے کہ اہل کتاب یقین کریں اور مومنوں کا ایمان اور زیادہ ہو اور اہل کتاب اور مومن شک نہ لائیں اور اس لئے کہ جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے اور (جو) کافر (ہیں) کہیں کہ اس مثال (کے بیان کرنے) سے خدا کا مقصد کیا ہے؟ اسی طرح خدا جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور تمہارے پروردگار کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور یہ تو بنی آدم کے لئے نصیحت ہے۔

(سورۃ المدثر آیت ۲۶ تا ۳۱)

فرمان الٰہی ہے ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے گروی ہے۔ مگر داہنی طرف والے (نیک لوگ کہ) وہ باغہائے بہشت میں (ہوں گے

اور) پوچھتے ہوں گے (یعنی آگ میں جلنے والے) گنہگاروں سے کہ تم دوزخ میں کیوں پڑے؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اور نہ فقیروں کو کھانا کھلاتے تھے۔ اور اہل باطل کے ساتھ مل کر (حق سے) انکار کرتے تھے اور روز جزا کو جھٹلاتے تھے۔ یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی۔ تو (اس حال میں) سفارش کرنے والوں کی سفارش ان کے حق میں کچھ فائدہ نہ دے گی۔ ان کو کیا ہوا ہے کہ نصیحت سے روگرداں ہو رہے ہیں۔
(سورۃ المدثر، آیات نمبر ۳۸ تا ۴۹)

فرمان الٰہی ہے: ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں اور طوق اور دہکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔ (سورۃ الدھر آیت ۴)

فرمان الٰہی ہے۔ جس چیز کو تم جھٹلایا کرتے تھے (اب اس کی طرف چلو یعنی) اس سائے کی طرف چلو جس کی تین شاخیں ہیں، نہ ٹھنڈی چھاؤں اور نہ لپٹ سے بچاؤ اس سے آگ کی (اتنی اتنی بڑی) چنگاریاں اڑتی ہیں جیسے محل، گویا زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔
(سورۃ المرسلات آیت ۲۹ تا ۳۴)

فرمان الٰہی ہے: بے شک دوزخ گھات میں ہے۔ (یعنی) سرکشوں کا وہی ٹھکانا ہے۔ اس میں وہ مدتوں پڑے رہیں گے۔ وہاں نہ ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے نہ (کچھ) پینا (نصیب ہوگا) مگر گرم پانی اور بہتی پیپ۔ (یہ) بدلہ ہے پورا پورا۔ یہ لوگ حساب (آخرت) کی امید ہی نہیں رکھتے تھے اور ہماری آیتوں کو جھوٹ سمجھ کر جھٹلاتے رہتے تھے اور ہم نے ہر چیز کو لکھ کر ضبط کر رکھا ہے۔ سو (اب) مزہ چکھو ہم تم پر عذاب ہی بڑھاتے چلے جائیں گے۔ بے شک پرہیزگاروں کے لئے کامیابی ہے۔ (یعنی) باغ اور انگور اور ہم عمر نوجوان عورتیں۔ (سورۃ النبأ آیت ۲۲ تا ۳۳)

فرمان الٰہی ہے۔ سن رکھو کہ بدکاروں کے اعمال سجین میں ہیں اور تم کیا جانتے ہو کہ سجین کیا چیز ہے؟ ایک دفتر ہے لکھا ہوا۔ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔ (سورۃ المطففین آیت ۷ تا ۱۰)

فرمان الٰہی ہے۔ سو میں نے تم کو بھڑکتی آگ سے متنبہ کر دیا۔ اس میں وہی داخل ہوگا جو بڑا بدبخت ہے جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا۔
(سورۃ الیل آیت ۱۴ تا ۱۶)

فرمان الٰہی ہے۔ جو شخص اپنے پروردگار کے پاس گنہگار ہو کر آئے گا تو اس کے لئے جہنم ہے۔ جس میں نہ مرے گا نہ جئے گا۔ (سورۃ طٰہٰ آیت ۷۴)

فرمان الٰہی ہے۔ اس دن بہت سے منہ (والے) ذلیل ہوں گے۔ سخت محنت کرنے والے، تھکے ماندے۔ دہکتی آگ میں داخل ہوں گے۔ ایک کھولتے ہوئے چشمے کا ان کو پانی پلایا جائے گا اور خاردار جھاڑ کے سوا ان کے لئے کوئی کھانا نہیں (ہوگا) جو نہ فربہی لائے نہ بھوک میں کچھ کام آئے۔
(سورۃ الغاشیۃ آیات ۲ تا ۷)

فرمان الٰہی ہے۔ تو جب زمین کی بلندی کوٹ کوٹ کر پست کر دی جائے گی اور تمہارا پروردگار (جلوہ فرما ہوگا) اور فرشتے قطار باندھ باندھ کر آ موجود ہوں گے اور دوزخ اس دن حاضر کی جائے گی تو انسان اس دن متنبہ ہوگا مگر (اب) انتباہ (سے) اسے (فائدہ) کہاں (مل سکے گا)؟ کہے گا کاش! میں نے اپنی زندگی (جاودانی) کے لئے کچھ آگے بھیجا ہوتا۔ تو اس دن نہ کوئی خدا کے عذاب کی طرح (کسی کو) عذاب دے گا اور نہ کوئی ویسا جکڑنا جکڑے گا۔
(سورۃ الفجر آیت ۲۱ تا ۲۶)

فرمان الٰہی ہے: اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو نہ مانا وہ بدبخت ہیں۔ یہ لوگ آگ میں بند کر دیئے جائیں گے۔ (سورۃ البلد آیت ۱۹، ۲۰)

فرمان الٰہی ہے: ہر طعن آمیز اشارے کرنے والے چغل خور کی خرابی ہے، جو مال جمع کرتا ہے اور اس کو گن گن کر رکھتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اس کی ہمیشہ کی زندگی کا موجب ہوگا ہرگز نہیں وہ ضرور حطمہ میں ڈالا جائے گا اور تم کیا سمجھے کہ حطمہ کیا ہے۔ وہ خدا کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے، جو دلوں میں جا پہنچے گی (اور) وہ اس میں بند کر دیئے جائیں گے۔ یعنی (آگ کے) لمبے لمبے ستونوں میں۔ (سورۃ الھمزہ)

ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خالد بن ابی عمران رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
آگ ... دلوں تک پہنچے گی تو رک جائے گی اور پھر دوبارہ شروع ہوگی اور دل تک جا پہنچے گی۔ یہ اسی طرح ہمیشہ ہوتا رہے گا۔ یہ مطلب ہے فرمان باری کا۔ وہ خدا کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے، جو دلوں میں جا لپٹے گی۔

---

(۱) الزہد لابن المبارک، الحدیث ۲/۸۷۔ تفسیر القرطبی، الحدیث ۱۸۵/۲۰

جہنم کی صفات سے متعلق بطور نمونہ یہ آیات ذکر کردی گئیں ہیں۔طوالت کے خوف سے مزید آیات کا ذکر نہیں کرتے ورنہ اس موضوع پر بہت زیادہ آیات ہیں۔

ابن لمبارک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے وہ روایت کرتے ہیں کہ جب جہنم پیدا کی گئی، ملائکہ گھبرا اٹھے۔ان کے دل لرز گئے۔لیکن جب آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی تو فرشتوں کو سکون ہو گیا اور متوقع خطرہ ٹل گیا۔ (۱)

ایک انصاری کا واقعہ جسے جہنم کے خوف نے ہلاک کرڈالا:

ابن السبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں محمد بن مطرف نے ایک ثقہ شخص سے روایت کی ہے کہ ایک انصاری شخص کے دل میں جہنم کا خوف جاگزیں ہو گیا۔جہنم کا ذکر چھڑتا تو آنسوؤں کی لڑی بندھ جاتی۔حتیٰ کہ اسی خوف نے اس کو گھر میں محبوس کردیا۔اس کا یہ حال دربارِ نبی ﷺ میں ذکر کیا گیا۔آپ ﷺ اس کے گھر تشریف لائے۔آپ ﷺ جیسے ہی گھر میں داخل ہوئے وہ نوجوان آپ کے ساتھ لپٹ گیا اور جان بحق ہو کر نیچے گر پڑا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اپنے ساتھی کے کفن دفن کا انتظام کرو، جہنم کے خوف نے اس کا دل ٹکڑے ٹکڑے کردیا ہے۔ (۲)

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا چار ہزار عورتوں کے پاس سے گزر ہوا، ان کے رنگ اڑے ہوئے تھے۔(مفوک الحالی سے) ان کے جسموں پہ اون اور بالوں کی چادریں پڑی ہوئی تھیں۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے عورتوں کی جماعت! کس چیز نے تمہارا رنگ اڑا رکھا ہے؟ عورتوں نے جواب دیا: اے ابن مریم! جہنم کے ذکر نے ہماری رنگت اڑا رکھی ہے۔یقیناً جو شخص جہنم میں داخل ہوا اسے ٹھنڈی چیز ملے گی اور نہ پینے کے لئے کچھ اور۔

خرائطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو کتاب التنور میں ذکر کیا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا جہنم سے خوف

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے یہ آیت سنی:

"وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ"

اور ان سب کے وعدے کی جگہ جہنم ہے۔　(سورۃ الحجر آیت ۴۳)

یہ آیت سنی تو اس قدر خوف طاری ہوا کہ تین دن تک ہوش وحواس اڑے رہے اور بھاگتے رہے۔پھر ان کو نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا۔حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا یہ آیت نازل ہوئی ہے:

"وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ"

قسم ہے اس ذات کی، جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! اس آیت نے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے کردیا ہے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلَالٍ وَّعُيُوْنٍ

بیشک پرہیزگار سایوں اور چشموں میں ہوں گے۔　(سورۃ المرسلات آیت ۴۱)

امام ثعالبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ذکر فرمایا ہے۔

جہنم کا ذکر اور شدتِ تپش۔۔۔ فرمانِ الٰہی ہے: اور (اوروں سے بھی) کہنے لگے کہ گرمی میں مت نکلنا (ان سے) کہہ دو کہ دوزخ کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے کاش یہ (اس بات کو) سمجھتے۔　(سورۃ توبہ آیت ۸۱)

---

(۱) الزہد لابن المبارک، الحدیث: ۳/۸۷، ۸۸۔　(۲) المستدرک للحاکم سورۃ التحریم، الحدیث ۳۹۴/۲۔المنذری فی الترغیب والترہیب الحدیث: ۲۶۲/۴۔ کنز العمال، الحدیث: ۵۹۰۰۔المغنی عن حمل الاسفار، الحدیث: ۱۸۲/۴

فرمانِ الٰہی ہے: اور جس کے وزن ہلکے نکلیں گے اس کا مرجع ہاویہ ہے۔ اور تم کیا سمجھے کہ ہاویہ کیا چیز ہے؟ (وہ) دہکتی ہوئی آگ ہے۔
(سورۃ القارعہ آیات ۸ تا ۱۱)

فرمانِ الٰہی ہے: ایک کھولتے ہوئے چشمے کا ان کو پانی پلایا جائے گا۔ اور خاردار جھاڑ کے سوا ان کے لئے کوئی کھانا نہیں (ہوگا) جو نہ فربہی لائے نہ بھوک میں کچھ کام آئے۔ (سورۃ الغاشیہ آیات ۵ تا ۷)

وہ دوزخ اور کھولتے ہوئے گرم پانی کے درمیان گھومتے پھریں گے۔ (سورۃ الرحمٰن آیت ۴۴)
یعنی آگ اس قدر گرم ہوگی کہ اپنی انتہائی حد کو چھولے گی۔

جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ستر گنا تیز ہوگی: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مؤطا میں ابی الزناد، عن الاعرج کی سند سے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ (فداہ ابی وامی) نے فرمایا:
بنی آدم کی آگ، جو تم جلاتے ہو جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! تب تو وہ بہت زیادہ تیز ہوگی؟ فرمایا:
جہنم کی آگ کو اس آگ پر انہتر گنا برتری ہے۔ (۱)
امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔
مسند احمد میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:
تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔ اس کو سمندر میں دو مرتبہ غوطہ دیا گیا ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو دنیا میں (شدت کی وجہ سے) سودمند نہ رہتی۔ (۲)
یہ روایت صحیحین کی شرط کے مطابق ہے۔
مسند البزار میں معمر بن میمون حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: سچا خواب اچھی بشارت ہے۔ یہ نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ اور تمہاری یہ آگ جہنم کی زہریلی آگ کا سترواں حصہ ہے۔ بندہ جب تک نماز کے لئے انتظار میں رہتا ہے نماز میں ہی شمار ہوتا ہے جب تک بات چیت نہ کرے۔
طبرانی میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
کیا جانتے ہو کہ تمہاری اس آگ کی مثال جہنم کی آگ کے مقابلہ میں کیسی ہے؟ جہنم کی آگ کا دھواں بھی اس آگ کے دھویں سے ستر گنا تیز ہے۔ (۳)

جہنم کی آگ تین ہزار سال جلائی گئی حتیٰ کہ سیاہ تاریک ہوگئی: ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جہنم کی آگ کو ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا حتیٰ کہ وہ سرخ ہوگئی۔ پھر ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا حتیٰ کہ وہ سفید ہوگئی۔ پھر ایک ہزار سال اور مزید بھڑکایا گیا حتیٰ کہ وہ سیاہ ہوگئی۔ اب وہ انتہائی سیاہ اور تاریک ہے۔ (۴)

جہنم کی آگ کی تپش کبھی کم نہ ہوگی اور نہ اس کے شعلے بھڑکنا بند ہوں گے: بیہقی میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم کی آگ کی تپش کبھی ختم نہیں ہوگی۔ نہ اس کے انگارے ٹھنڈے ہوں گے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت

(۱) مسند احمد، حدیث ۲/۴۶۷۔ مؤطا امام مالکؒ، الحدیث ۱۹۲۳ (۲) ابن ماجہ، الحدیث ۴۳۱۸۔ مسند احمد، الحدیث ۲/۲۴۴۔ مدرمی حدیث ۲/۳۴۰
(۳) الاوسط للطبرانی الحدیث ۴۸۹ (۴) ترمذی، الحدیث ۲۵۹۱۔ ابن ماجہ، الحدیث ۴۳۲۰۔

تلاوت فرمائی: اور (قیامت کے روز فرشتے) کہیں گے کہ عذاب (آتش) سوزاں کے مزے چکھتے رہو۔ (۱) (سورۃ آل عمران آیت ۱۸۱)

ابن مردویہ اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک آیت تلاوت فرمائی، جس کا ترجمہ ہے: مؤمنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آتش (جہنم) سے بچاؤ، جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جس پر تند خو اور سخت مزاج فرشتے (مقرر) ہیں جو ارشاد خدا ان کو فرماتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو ملتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔ (سورۃ التحریم آیت ۶)

پھر فرمایا: جہنم کی آگ کو ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا حتیٰ کہ وہ سرخ ہوگئی۔ پھر ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا حتیٰ کہ وہ سفید ہوگئی۔ پھر ایک ہزار سال اور مزید بھڑکایا گیا حتیٰ کہ وہ سیاہ ہوگئی۔ اب وہ انتہائی سیاہ ہے اور اس کے شعلے روشن نہیں ہیں۔ (۲)

ابن مردویہ اپنی سند کے ساتھ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے فرمایا: کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کے پاس ایسے وقت حاضر ہوئے جس میں عام طور سے وہ نہیں آیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے جبرئیل! کیا بات ہے میں تجھے اڑی ہوئی رنگت میں دیکھ رہا ہوں؟ فرمایا: میں آپ کے پاس نہیں آیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم کھولنے کا حکم فرمادیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے جبرئیل! مجھے جہنم کی صفات بتاؤ۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے جہنم کے متعلق حکم فرمایا پس اس کو ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا حتیٰ کہ وہ سرخ ہوگئی۔ پھر ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا حتیٰ کہ وہ سفید ہوگئی۔ پھر ایک ہزار سال اور مزید بھڑکایا گیا حتیٰ کہ وہ سیاہ ہوگئی اب وہ انتہائی سیاہ اور تاریک ہے اور اس کے شعلے روشن نہیں ہیں۔ اور اس کے انگارے کبھی نہیں بجھتے۔

نیز حضرت جبرئیل نے آنحضرت ﷺ سے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، جہنم کی وہ زنجیر جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں صفت بیان فرمائی ہے، اگر اس کے حلقوں میں سے ایک حلقہ بھی دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو ان سب کو پگھلا دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے جبریل! بس کافی ہے، کہیں میرے دل کے ٹکڑے نہ ہو جائیں۔ حضور ﷺ نے دیکھا تو جبریل علیہ السلام بھی رو رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے جبریل! آپ رو رہے ہیں جبکہ اللہ کے ہاں آپ کا جو مقام ہے وہ بس آپ ہی کا ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: مجھے رونے سے کیا مانع ہے جبکہ مجھے علم نہیں ہے، کہیں اللہ کے علم میں میرا یہ حال نہ ہو۔ ابلیس بھی تو ملائکہ کے ساتھ تھا۔ ہاروت ماروت بھی تو ملائکہ میں شامل تھے۔ چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضور ﷺ دونوں روتے رہے حتیٰ کہ ندا دی گئی: اے محمد! اے جبرئیل! اللہ تم دونوں کو امن دیتا ہے کہ وہ تم پر غضب نہ فرمائے گا۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام اٹھ گئے اور حضور ﷺ بھی وہاں سے نکل آئے۔ حضور ﷺ کا اپنی ایک قوم کے پاس سے گزر ہوا جو ہنسی مذاق کررہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم ہنسی مذاق کررہے ہو جبکہ جہنم تمہارے پیچھے ہے۔ اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ اور اللہ کو روتے اور پکارتے ہوئے جنگلوں کی طرف نکل جاتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی: اے محمد! میں نے تجھے بشارت دینے والا بنا کر بھیجا ہے۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: لو بشارت لو، سیدھی راہ پر رہو اور قریب رہو۔ (۳)

اہل جہنم میں سب سے کم عذاب والے حضرت ابوطالب ہوں گے

بخاری میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس آپ کے چچا حضرت جناب ابوطالب کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

شاید قیامت کے روز میری شفاعت ان کے لئے سود مند ثابت ہو جائے اور ان کو صرف (جہنم کے) ایک گڑھے میں رکھا جائے جو ان کے ٹخنے تک پہنچتا ہو، اس سے ان کا دماغ کھولے گا۔ (۴)

مسلم میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اہل جہنم میں سب سے کم عذاب والا وہ شخص ہوگا جس کو جہنم کی آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے۔ ان جوتوں کی شدت تپش سے اس شخص کا دماغ کھول اٹھے گا۔ (۵)

---

(۱) بیہقی، کتاب: البعث والنشور۔ (۲) ترمذی، الحدیث: ۲۵۹۱۔ ابن ماجہ، الحدیث: ۴۳۲۰ (۳) الترغیب والترہیب للمنذریؒ، الحدیث: ۴/۲۵۷۔ الدر المنثور للسیوطیؒ، الحدیث: ۶/۱۰۲۔ کنز العمال، الحدیث: ۳۹۷۸۳ (۴) بخاری، الحدیث ۳۸۸۳۔ مسلم، الحدیث: ۵۰۹۔ والحدیث: ۵۱۳۔ مسند احمد، الحدیث: ۱/۲۰۷۔
(۵) مسلم، الحدیث: ۵۱۳

بخاری میں حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے

قیامت کے دن سب سے ہلکے عذاب میں مبتلا شخص وہ ہوگا جس کے قدموں تلے آگ کے انگارے رکھے جائیں گے جس سے اس کا دماغ کھولے گا۔ (۱)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اس کا دماغ یوں کھولے گا جیسے ہانڈی اور دیگچی پکتی ہے۔

جہنم کی ہولناکی... مسند احمد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اگر تم وہ دیکھ لو جو میں نے دیکھا ہے تو تم رونا زیادہ کر دو اور ہنسنا کم کر دو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے استفسار کیا یا رسول اللہ! آپ نے کیا دیکھا ہے؟

فرمایا: میں نے جنت اور جہنم کو دیکھا ہے۔ (۲)

مسند احمد میں حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا، کیا بات ہے کہ میں نے میکائیل کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا جب سے جہنم تخلیق کی گئی ہے، وہ ہنسے نہیں ہیں۔ (۳)

جہنم کی شکایت..... مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جہنم نے اپنے رب کو شکایت کی کہ اے پروردگار! (شدتِ حبس کی وجہ سے) میرے حصے ایک دوسرے کو کھا گئے ہیں۔ مجھے ہر سال دو سانس لینے کی اجازت مرحمت فرما۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جو سخت سردی تم محسوس کرتے ہو وہ جہنم کا ٹھنڈا سانس ہے۔ اور جو سخت گرمی محسوس کرتے ہو وہ جہنم کا گرم سانس ہے۔ (۴)

بخاری و مسلم نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے اس کو روایت کیا ہے۔

گرمی کی شدت جہنم کے سانس کی لپٹ سے ہے۔ مسند احمد میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جہنم نے اپنے رب کو شکایت کی کہ اے پروردگار! (شدتِ حبس کی وجہ سے) میرے حصے ایک دوسرے کو کھا گئے ہیں۔ پس اس کو دو سانس لینے کی اجازت دی گئی۔ ایک سانس سردی میں ایک سانس گرمی میں۔ سخت گرمی جہنم کی لپٹ سے ہوتی ہے۔ (۵)

فرمانِ الٰہی ہے:

جس چیز کو تم جھٹلایا کرتے تھے (اب) اس کی طرف چلو۔ (یعنی) اس سائے کی طرف چلو جس کی تین شاخیں ہیں۔ نہ ٹھنڈی چھاؤں اور نہ لپٹ سے بچاؤ۔ اس سے آگ کی (اتنی بڑی بڑی) چنگاریاں اڑتی ہیں جیسے محل گویا زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔

(سورۃ المرسلات آیت ۲۹ تا ۳۴)

طبرانی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ فرمانِ الٰہی "اس سے آگ کی (بڑی بڑی) چنگاریاں اڑتی ہیں" کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ چنگاریاں درخت اور پہاڑ کی طرح نہ ہوں گی بلکہ بڑے شہروں اور قلعوں کی مانند ہوں گی۔ (۶)

طبرانی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: (جہنم کا) ایک شعلہ اگر مشرق میں ہو تو اس کی تپش مغرب میں محسوس ہوگی۔ (۷)

---

(۱) بخاری، الحدیث: ۶۵۶۱　(۲) مسند احمد، الحدیث: ۳/۲۱۷　(۳) مسند احمد، الحدیث: ۳/۲۲۴۔

(۴) مسلم الحدیث: ۱۴۰۰۔ ترمذی، الحدیث: ۲۵۹۲۔ مسند احمد، الحدیث: ۲/۲۳۸ والحدیث: ۲۷۷۔　(۵) مسلم الحدیث: ۱۴۰۰۔ ترمذی، الحدیث: ۲۵۹۲۔ مسند احمد، الحدیث: ۲/۲۳۸ والحدیث: ۲۷۷۔　(۶) الترغیب والترھیب المنذریؒ، الحدیث: ۴/۲۶۵۔　(۷) الترغیب والترھیب للمنذریؒ، الحدیث: ۳/۳۶۲

اتحاف السادۃ المتقین الحدیث: ۱۰/۵۱۹۔ کنز العمال، الحدیث: ۳۹۴۸۷ والحدیث: ۳۹۵۰۱

دنیا میں سب سے زیادہ عیش وعشرت والا جہنم میں جاتے ہی سب نعمتیں بھول جائے گا دنیا میں سب سے زیادہ مصائب میں گھرا شخص جنت میں جاتے ہی سب تکالیف بھول جائے گا

مسند احمد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جہنمیوں میں سے دنیا میں سب سے زیادہ نعمتوں میں پلنے والے شخص کو لایا جائے گا۔ اس کو جہنم میں ایک غوطہ دیا جائے گا، پھر اس سے پوچھا جائے گا: کیا تو نے کبھی بھلائی دیکھی ہے؟ کیا کبھی کسی نعمت کو پایا ہے؟ وہ کہے گا: اللہ کی قسم اے پروردگار! کبھی نہیں۔ پھر جنتیوں میں سے دنیا میں سب سے زیادہ مصائب اٹھانے والے شخص کو لایا جائے گا اور اس کو جنت کا ایک پھیرا دلایا جائے گا پھر پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی کوئی تکلیف دیکھی ہے؟ کیا تجھ پہ کبھی کوئی سختی آئی ہے؟ وہ کہے گا: اللہ کی قسم اے پروردگار! کبھی نہیں۔ مجھے کبھی کوئی مصیبت ہو کر بھی نہیں گزری اور نہ میں نے کبھی کوئی سختی دیکھی ہے۔ (۱)

اگر کافر کے پاس زمین بھر سونا ہو اور وہ اپنی جان کے عوض اس کو فدیہ کرے تو وہ قبول نہ کیا جائے گا

مسند احمد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز کافر کو روبرو کیا جائے گا اور اس کو کہا جائے گا کیا خیال ہے اگر تیرے پاس زمین بھر سونا ہو تو اس کو اپنی جان کے بدلہ دیدے گا؟ وہ کہے گا ہاں! کہا جائے گا تو نے اس سے اچھا موقع گنوادیا ہے۔ یہی مطلب ہے فرمان باری کا: جو لوگ کافر ہوئے اور کفر ہی کی حالت میں مر گئے وہ اگر (نجات حاصل کرنا چاہیں اور) بدلے میں زمین بھر سونا دیں تو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ واللہ اعلم۔ (۲) (سورۃ آل عمران آیت ۹۱)

دوسرا طریق...... مسند احمد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اہل جہنم میں سے ایک شخص کو کہا جائے گا اگر تیرے پاس زمین کے تمام خزانے ہوں کیا تو اپنی جان کے بدلہ ان کا فدیہ دیدے گا؟ وہ کہے گا بالکل! اللہ تعالیٰ اس کو فرمائیں گے: میں نے اس سے آسان چیز تجھ سے طلب کی تھی، میں نے تجھ سے آدم کی پشت میں ہی عہد لیا تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیو۔ لیکن تو نہ مانا اور میرے ساتھ شریک ٹھہرانے پر مصر رہا۔ (۳)

قیامت کے روز مؤمن کی تمنا کہ دنیا کو لوٹے اور راہِ خدا میں جہاد کرے اور شہید ہو...... مسند احمد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اہل جنت میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا اے ابن آدم! اپنا گھر تجھے کیسا لگا؟ اب مزید سوال کر اور اپنی خواہش کا اظہار کر! بندہ کہے گا میں کوئی اور سوال یا خواہش کا اظہار نہیں کرتا اِلّا یہ کہ مجھے دنیا میں واپس کر دیا جائے اور میں راہِ خدا میں دس بار شہید ہوں۔ شہادت کی فضیلت کی وجہ سے اس کو یہ تمنا پیدا ہوگی۔

پھر اہل جہنم میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا اور اس کو کہا جائے گا: اے ابن آدم! تجھے اپنا گھر کیسا لگا؟ وہ کہے گا: اے پروردگار! وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ پروردگار اس سے فرمائیں گے: کیا تو اس سے چھٹکارا پانے کے لئے زمین بھر کر سونا دے سکتا ہے؟ وہ کہے گا: ہاں پروردگار! بالکل۔ پروردگار فرمائیں گے: تو جھوٹ بولتا ہے، میں نے تجھ سے اس سے کہیں زیادہ کم اور آسان چیز کا سوال کیا تھا، لیکن تو نے پورا نہیں کیا۔ پھر اس کو جہنم کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔ (۴)

---

(۱) مسند احمد، الحدیث ۲۰۳/۳۔ (۲) مسند احمد، الحدیث ۲۱۸/۳ (۳) مسند احمد، الحدیث ۲۱۸/۳

(۴) مسند احمد، الحدیث ۲۰۷/۳ و الحدیث ۲۰۸/۳

مسند البزار میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جہنم کے مثل کوئی (خوفناک) شے نہیں، لیکن اس سے بھاگنے والا سویا ہوا ہے۔ جنت کے مثل کوئی شے نہیں لیکن اس کا طلب گار سویا ہوا ہے۔ (۱)

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین نے محمد بن شبیب، جعفر بن ابی وحشیہ، سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:
اگر کسی مسجد میں ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ افراد ہوں اور ان میں ایک شخص اہل جہنم سے چھوڑ دیا جائے اور وہ ان میں بیٹھ کر سانس لے تو اس کا سانس سب کو پہنچ جائے گا اور وہ مسجد اور اس میں حاضرین تمام افراد کو جلا کر خاکستر کر دے گا۔ (۲)
یہ روایت نہایت غریب ہے۔

جہنم کی صفات، وسعت اور اس کے اہل کی جسامت (اللہ محفوظ فرمائے).... فرمانِ ایزدی ہے: کچھ شک نہیں کہ منافق لوگ دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے اور تم کسی کو ان کا مددگار نہیں پاؤ گے۔ (سورۃ النساء آیت ۱۴۵)
فرمانِ ایزدی ہے: اور جس کے وزن ہلکے نکلیں گے، اس کا مرجع ہاویہ ہے۔ اور تم کیا سمجھے کہ ہاویہ کیا چیز ہے۔ (وہ) دہکتی ہوئی آگ ہے۔
(سورۃ القارعۃ آیات ۸تا۱۱)

فرمانِ ایزدی ہے: ایسے لوگوں کے لئے (نیچے) بچھونا بھی (آتش) جہنم کا ہوگا اور اوپر سے اوڑھنا بھی (اسی کا) اور ظالموں کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے (اور) ہم (عملوں کے لئے) کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف دیتے ہی نہیں۔
(سورۃ الاعراف ۴۱، ۴۲)

فرمانِ ایزدی ہے: جس دن ان کو آتش جہنم کی طرف دھکیل دھکیل کر لئے جائیں گے۔ یہی وہ جہنم ہے جس کو تم جھوٹ سمجھتے تھے۔
(سورۃ الطور آیت نمبر ۱۳، ۱۴)

فرمانِ ایزدی ہے: (حکم ہوگا کہ) ہر سرکش ناشکرے کو دوزخ میں ڈال دو۔ (سورۃ ق آیت ۲۴)
فرمانِ ایزدی ہے: اس دن ہم دوزخ سے پوچھیں گے کہ کیا تو بھر گئی؟ وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ (سورۃ ق آیت نمبر ۳۰)
بغیر سوچے سمجھے کہے جانے والی بری بات کا قائل جہنم میں مشرق و مغرب جتنی گہرائی میں پھینک دیا جاتا ہے۔
صحیحین میں کئی طریق سے منقول ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:
جہنم میں دوزخیوں کو ڈالا جاتا رہے گا اور وہ **ھل من مزید** اور لاؤ اور لاؤ کہتی رہے گی۔ حتیٰ کہ رب العزت اس میں اپنا قدم رکھ دے گا جس سے جہنم کے حصے ایک دوسرے میں گھسیں گے اور جہنم چیخ پڑے گی: بس! بس! پروردگار تیری عزت کی قسم۔ (۳)
مسلم میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
بندہ بلاسوچے سمجھے بات کہتا رہتا ہے، جس کی وجہ سے جہنم میں مشرق و مغرب جتنی دور پھینک دیا جاتا ہے۔ (۴)
عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
آدمی بات کرتا رہتا ہے، اپنے ساتھیوں کو ہنساتا رہتا ہے لیکن اس کی وجہ سے ثریا ستارے سے بھی دور (جہنم میں) پھینک دیا جاتا ہے۔
مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت غریب ہے۔ اور اس کی سند میں ایک راوی زبیر ضعیف ہے۔ (۵)

---

(۱) المعجم الکبیر للطبرانی ۱۹/۲۲۰۔ الترغیب والترھیب للمنذری، الحدیث ۴/۲۵۳۔ (۲) کنز العمال، الحدیث ۳۹۵۳۰۔ المطالب العالیۃ لابن حجر، الحدیث ۴۶۶۷۔ حلیۃ الاولیاء، الحدیث ۴/۳۰۷۔ العلل المتناھیۃ، الحدیث ۲/۴۵۵
(۳) البخاری، الحدیث ۱۶۶۱۔ مسلم، الحدیث ۷۰۶۱۔ الترمذی ۳۲۷۲۔ مسند احمد ۳/۱۳۴، ۳/۱۴۱۔
(۴) البخاری ۶۴۷۷۔ المسلم ۷۴۰۷۔ الترمذی ۲۳۱۴۔ مسند احمد ۲/۳۳۲، ۴۰۲۔ (۵) المسلم: ۷۰۹۶۔ مسند احمد ۲/۳۷۱۔

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، ہم نے اوپر سے کسی چیز کے گرنے کی آواز سنی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جانتے ہو یہ کیا ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: یہ پتھر کی آواز تھی جو ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا اب جا کر وہ گہرائی میں پہنچا ہے۔ (۱)

حافظ ابو نعیم اصبہانی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے ایک آواز سنی، جس نے آپ کو ہیبت زدہ کر دیا۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ کیسی آواز تھی؟ جبرئیل! عرض کیا: یہ پتھر جہنم کے کنارے سے ستر سال پہلے گرایا گیا تھا۔ یہ ابھی جہنم کے گڑھے میں گرا ہے۔ اللہ نے چاہا کہ آپ کو اس کی آواز سنوا دیں۔ (۲)

صحیح مسلم میں عتبہ بن غزوان سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

پتھر جہنم کے کنارے سے گرایا جاتا ہے اور ستر سال تک گرتا رہتا ہے اور کنارے کو نہیں پاتا۔ بس اللہ ہی اس کو بھرے گا کیا تم کو اس پر تعجب ہوتا ہے؟ عتبہ فرماتے ہیں ہمیں ذکر کیا گیا ہے کہ جنت کے دروازے کی چوکھٹ کی چوڑائی چالیس سال کی مسافت ہے۔ ایک دن اس پر ایسا آئے گا کہ رش کی وجہ سے اس میں شور بپا ہوگا۔ (۳)

اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے ہمیں اس میں جگہ مرحمت فرمائے۔

جہنم کی گہرائی...... ترمذی، نسائی، بیہقی اور حافظ ابو نعیم الاصبہانی نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا جانتے ہو جہنم کی وسعت کس قدر ہے؟ ہم نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا: ہاں اللہ کی قسم تم نہیں جانتے مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: اور قیامت کے دن تمام زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوں گے۔ (سورۃ الزمر آیت ۶۷) کے متعلق سوال کیا کہ لوگ اس دن کہاں ہوں گے؟ فرمایا: جہنم کے پل پر۔ (۴)

صحیح مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے کہ جہنم کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور ستر ہزار لگاموں کے ساتھ اس کو کھینچا جائے گا۔ ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے تھامے کھینچ رہے ہوں گے۔ (۵)

علی بن موسیٰ الرضا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آباء سے انہوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا اس آیت جس کا ترجمہ ہے:

> ''تو جب زمین کی بلندی کوٹ کوٹ کر پست کر دی جائے گی اور تمہارا پروردگار (جلوہ فرما ہوگا) اور فرشتے قطار باندھ باندھ کر آموجود ہوں گے اور دوزخ اس دن حاضر کی جائے گی تو انسان اس دن متنبہ ہوگا مگر (اب) انتباہ (سے) اسے (فائدہ) کہاں (مل سکے گا)۔'' (سورۃ الفجر ۲۱ تا ۲۳)

کی تفسیر جانتے ہو؟ پھر فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا جہنم کو لایا جائے گا اور ستر ہزار لگاموں کے ساتھ اس کو کھینچا جائے گا۔ ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے تھامے کھینچ رہے ہوں گے۔ اگر جہنم کا ایک شعلہ دنیا میں چھوڑ دیا جائے تو وہ آسمان و زمین کو خاکستر کر دے۔ (۶)

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پیالے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اگر (جہنم کا) اتنا سیسہ آسمان سے زمین کی طرف چھوڑ دیا جائے، جو کہ پانچ سو سال کی مسافت ہے، تو وہ زمین تک اپنی تیزی کی وجہ سے رات سے پہلے پہنچ جائے گا۔ لیکن اگر اس کو جہنم کی زنجیر کے بالائی سرے سے گرایا جائے تو مسلسل دن رات چلتا رہے تو اس کی جڑ تک چالیس سال میں پہنچے گا۔ (۷)

---

(۱) المسلم ۷۰۹۶۔ مسند احمد ۲/۳۷۱۔ (۲) مجمع الزوائد: ۱۰/۳۸۹ (۳) المسلم ۷۳۶۱۔ الترمذی ۲۵۸۵۔ ابن ماجہ ۴۳۵۶۔

(۴) الترمذی ۳۲۳۱۔ مسند احمد ۱/۲۵۱۔ ۳۴۴۔ (۵) المسلم ۷۰۹۳۔ الترمذی ۲۵۷۳۔ مجمع الزوائد ۱۰/۳۸۸۔

(۶) اتحاف السادۃ المتقین ۱۰/۵۱۸۔ (۷) الترمذی: ۲۵۸۸۔ مسند احمد: ۲/۱۹۷۔

امام ترمذی نے اس کو روایت کیا ہے۔
مسند احمد میں حضرت معقل سے مروی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: گرمی جہنم (کا حصہ) ہے۔ (۱)

جہنمیوں کے لمبے چوڑے جسموں کا بیان (اللہ ہمیں پناہ میں رکھے)..... اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے. جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا ان کو ہم عنقریب آگ میں داخل کریں گے، جب ان کی کھالیں گل (اور جل) جائیں گی تو ہم اور کھالیں بدل دیں گے تا کہ (ہمیشہ) عذاب (کا مزہ) چکھتے رہیں۔ بیشک خدا غالب حکمت والا ہے۔ (سورۃ النساء آیت ۵٦)
مسند احمد میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں اہلِ جہنم کا جسم بڑھا دیا جائے گا. حتیٰ کہ جہنمی کے کان کی لو سے کندھے تک کا فاصلہ سات سو سال کی مسافت کا ہوگا۔ اس کی ڈاڑھ جبلِ احد کی مانند ہوگی۔ (۲)
مسند احمد میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جہنمی کی ڈاڑھ جبلِ احد کی مانند ہوگی۔ کھال کی چوڑائی ستر ہاتھ ہوگی۔ اس کی ران ورقان (مدینہ کی ایک پہاڑی کا نام ہے) کی مثل ہوگی اور اسکی مقعد (سرین، بیٹھنے کا حصہ) یہاں سے مقام ربذہ تک ہوگا۔ (۳)
امام بیہقی کے طریق میں یہ اضافہ ہے: اور اس کا بازو (بڑی) دیگ کی مانند (فربہ) ہوگا۔ (۴)
مسند احمد اور دیگر کتب حدیث میں دوسرے طرق سے بھی یہ روایت منقول ہے۔ ایک روایت میں یہ اضافہ ہے: اس کی جلد کی موٹائی بیالیس ہاتھ ہوگی۔ (۵)

ایک روایت میں ہے کہ جہنمی کے دو شانوں کے درمیان کا فاصلہ تیز رفتار شخص کے حساب سے پانچ ایام کی مسافت ہے۔ (٦)
مسند احمد میں عمرو بن شعیب (عن ابیہ عن جدہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن متکبرین انسان کی صورت میں چیونٹیوں کی مانند کر دیئے جائیں گے۔ چھوٹی سے چھوٹی چیز ان سے بلند نظر آئے گی۔ حتیٰ کہ جہنم کا قید خانہ جس کو بولس کہا جاتا ہے وہ ان کو گھیر لے گا اور آگ ان پر چھا جائے گی اور وہ جہنمیوں کے لہو پیپ کا ملغوبہ طینۃ الخبال پئیں گے۔ (۷)

توجیہ و تطبیق میدان محشر میں متکبروں کی تذلیل کے لئے ان کے اجسام چیونٹیوں کی مانند کر دیئے جائیں گے۔ لیکن جہنم میں تعذیب کے لئے ان کے ابدان پہاڑوں سے بھی لمبے چوڑے کر دیئے جائیں گے۔ تا کہ وہ عذاب کا مزہ چکھیں۔

سمندر کے جہنم بن جانے کا ذکر مسند احمد میں یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
سمندر (بھی) جہنم ہے۔ (۸)
حضرت یعلی رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد فرمایا: کیا تم یہ فرمانِ الٰہی نہیں پڑھتے ہو: (دوزخ کی) آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں ان کو گھیر رہی ہوں گی۔ (سورۃ کہف آیت ۲۹)
پھر اپنے متعلق فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں سمندر میں کبھی داخل نہ ہوں گا حتیٰ کہ اللہ کے سامنے پیش کیا جاؤں اور کبھی مجھے سمندر کا ایک قطرہ بھی نہ لگے گا حتیٰ کہ میں اللہ عزوجل سے ملاقات کر لوں۔
مسند ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
سمندر میں حاجی، معتمر یا راہِ خدا کے مجاہد کے سوا کوئی سفر نہ کرے کیونکہ سمندر کے نیچے جہنم ہے اور پھر جہنم کے نیچے سمندر ہے۔ (۹)

---

(۱) مسند احمد ۲۲۳/۴۔ (۲) مسند احمد ۲۶/۲۔ الترغیب ۳۸۵/۴۔ کنز العمال ۳۹۵۳۸ (۳) المسلم ۱۱۴/۷۔ الترمذی ۲۵۷۸۔ مسند احمد ۳۲۸/۲۔
(۴) البیہقی ۲۸۶/۱۔ (۵) مسند احمد ۳۳۴/۲۔ (٦) البخاری ٦۵۵۱۔ المسلم ۱۱۵/۷۔ (۷) مسند احمد ۱۷۸/۲
(۸) مسند احمد ۲۲۳/۴۔ مجمع الزوائد ۳۸٦/۱۰۔ (۹) ابوداؤد ۲۴۸۹۔ مجمع الزوائد ۲۸۲/۵

جہنم کے دروازوں، اس کی صفات اور اس کے داروغوں کا ذکر... فرمانِ الٰہی ہے: اور کافروں کو گروہ گروہ بنا کر جہنم کی طرف لے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم کو تمہارے پروردگار کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور اس دن کے پیش آنے سے ڈراتے تھے؟ کہیں گے کیوں نہیں، لیکن کافروں کے حق میں عذاب کا حکم تحقیق ہو چکا تھا۔ کہا جائے گا دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، ہمیشہ اس میں رہو گے۔ تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانا ہے۔ (سورۃ الزمر، آیت ۷۱، ۷۲)

فرمانِ الٰہی ہے: اس کے سات دروازے ہیں ہر ایک دروازے کے لئے ان میں سے جماعتیں تقسیم کردی گئی ہیں۔ (سورۃ الحجر ۴۴)

پل صراط کی صفت اور اسے پار کرنے میں لوگوں کی تفاوتِ رفتار... السنن الکبریٰ للبیہقی میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

پل صراط جہنم کی پشت پر لغزش اور پھسلن کی جگہ ہے۔ (اس کے عبور کے وقت) انبیاء **اللھم سلم اللھم سلم** کہہ رہے ہوں گے۔ کچھ لوگ بجلی کی طرح گزر جائیں گے، کچھ پلک جھپکنے کی طرح، کچھ تیز رفتار گھوڑوں خچروں اور اونٹوں کی طرح اپنے پیروں پر گزر جائیں گے۔ کوئی مسلمان نجات پا جائے گا اور کوئی زخمی حالت میں پار ہو جائے گا اور بہت سے اس میں گر جائیں گے۔ جہنم کے سات دروازے ہیں، ہر دروازے میں جانے والا الگ گروہ ہے۔ (۱)

جہنم کے دروازوں کے نام بیہقی میں خلیل بن مرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت تک نہ سوتے تھے جب تک کہ " تبارک الذی اور حمٓ السجدۃ" کی تلاوت نہ فرما لیتے۔ خلیل بن مرہ فرماتے ہیں. حوامیم (یعنی قرآن پاک میں حمٓ سے شروع ہونے والی سورتیں) سات ہیں اور جہنم کے دروازے بھی سات ہیں، جہنم، حطمۃ، لظی، سعیر، سقر، ہاویہ اور جحیم۔ فرمایا: اور ہر حمٓ قیامت کے دن آئے گی اور جہنم کے ان دروازوں پر کھڑی ہو جائے گی۔ پھر وہ دعا کرے گی: اے اللہ! کوئی ایسا شخص ان دروازوں میں سے داخل نہ ہو جو مجھ پر ایمان رکھتا ہو اور میری تلاوت کرتا ہو۔ (۲)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت منقطع ہے اور خلیل بن مرہ میں بھی کلام ہے۔

ابوبکر بن ابی الدنیا فرماتے ہیں خلف بن ہشام نے ابوشہاب خیاط سے نقل کیا وہ اپنی سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں، فرمایا: جہنم کے دروازے ایک دوسرے کے اوپر ہیں۔ (پھر آگے راوی ابوشہاب نے انگلیوں کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ) پہلے یہ بھرے گا پھر یہ بھرے گا پھر یہ۔

ابن جریج فرمانِ الٰہی (اس کے سات دروازے ہیں) کے متعلق فرماتے ہیں ان میں پہلا جہنم ہے، پھر لظی، پھر حطمۃ، پھر سعیر، پھر سقر، پھر جحیم اسی میں ابوجہل ہوگا اور پھر ہاویہ ہے۔ (۳)

ترمذی میں مالک بن مغول کے حوالہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم کے سات دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازہ اس شخص کے لئے ہے جو میری امت پر تلوار سونتے۔ (۴)

اس کے بعد امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت غریب ہے اور اس کو ہم صرف مالک بن مغول کے حوالہ سے جانتے ہیں۔

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جہنم کے سات دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازہ حروریہ (اوائلِ اسلام کے ایک فرقے) کے لئے ہوگا۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جہنم کے ہر دو دروازوں کے درمیان ستر سال کا فاصلہ ہے۔ ہر دروازہ (عذاب میں) اپنے سے اوپر والے سے ستر گنا زیادہ ہے۔

---

(۱) البیہقی ۵۰۵۔ کنز العمال ۳۹۰۳۴۔ الدر المنثور ۴/۱۰۰ (۲) البیہقی ۵۰۸۔ الدر المنثور ۴/۹۹۔ کنز العمال ۲۶۲۱۔
(۳) البیہقی ۵۰۸۔ الدر المنثور ۴/۹۹۔ کنز العمال ۲۶۲۱۔ (۴) الترمذی ۳۱۲۳۔ مسند احمد ۲/۹۴

جہنم کے فرشتوں کی تعداد مؤمنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آتش (جہنم) سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جس پر تندخو اور سخت مزاج فرشتے (مقرر) ہیں جو ارشاد خدا ان کو فرماتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو ملتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔
(سورۃ التحریم آیت نمبر ۶)

یعنی جس چیز کا حکم ملتا ہے اسے عزم واستحکام اور بھرپور قوت وحاقت کے ساتھ فوراً پورا کرتے ہیں۔

نیز فرمان الٰہی ہے: اس پر انیس داروغہ ہیں۔ اور ہم نے دوزخ کے داروغہ فرشتے بنائے ہیں۔ (سورۃ المدثر آیت نمبر ۳۰،۳۱)

آگے فرمایا: اور ان کا شمار کافروں کی آزمائش کے لئے مقرر کیا ہے (سورۃ المدثر آیت ۳۱) یعنی ان کی تعداد لوگوں کے لئے بطور آزمائش رکھی گئی ہے کہ وہ اس پر ایمان لاتے ہیں یا نہیں اور انیس کی تعداد بڑے فرشتوں کی ہے، جو جہنم کے داروغہ ہیں۔ پھر ہر ایک کے ساتھ ماتحت مددگار فرشتے بہت ہیں۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ فرمان الٰہی "اسے پکڑلو اور طوق پہنادو" کی تفسیر میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ یہ حکم فرمائیں گے تو ستر ہزار فرشتے اس کی طرف لپکیں گے۔

فرمان الٰہی ہے: تو اس دن نہ کوئی خدا کے عذاب کی طرح (کسی کو) عذاب دیگا۔ اور نہ کوئی ویسا جکڑنا جکڑے گا۔ (سورۃ الفجر آیت ۲۵،۲۶)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں فرمایا: قسم ہے اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جہنم کی تخلیق سے ایک ہزار سال قبل جہنم کے فرشتے پیدا کئے گئے تھے اور مسلسل وہ بڑھتے جا رہے ہیں حتیٰ کہ وہ وقت آجائے جب وہ لوگوں کو سر اور پاؤں سے پکڑ پکڑ کر جہنم داخل کریں۔ (۱)

جہنم کی حدود..... نارا احاط بهم سرادقها (کہف ۲۹) سرادقها کے قرآنی الفاظ سے مراد وہ دیوار ہے جو جہنم کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اس میں جہنم کے آلات گرز، زنجیریں اور دیگر عذاب دینے کے ہتھیار ہیں۔

فرمان الٰہی ہے: ہم نے ظالموں کے لئے (دوزخ کی) آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں ان کو گھیر رہی ہوں گی اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے کھولتے ہوئے پانی سے ان کی دادرسی کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح (گرم ہوگا اور) مونہوں کو بھون ڈالے گا (ان کے پینے کا) پانی بھی برا اور آرامگاہ بھی بری۔ (سورۃ کہف ۲۹)

فرمان الٰہی ہے: (اور) وہ اس میں بند کردیے جائیں گے۔ یعنی (آگ کے) لمبے لمبے ستونوں میں۔ (سورۃ الھمزۃ ۸،۹)

کچھ شک نہیں کہ ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ ہے۔ اور گلوگیر کھانا ہے اور درد دینے والا عذاب ہے۔ (سورۃ المزمل آیت ۱۲،۱۳)

جبکہ ان کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی (اور) گھسیٹے جائیں گے۔ (یعنی) کھولتے ہوئے پانی میں پھر آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔
(سورۃ غافر آیت ۷۱،۷۲)

اس روز منہ کے بل دوزخ میں گھسیٹے جائیں گے۔ اب آگ کا مزہ چکھو۔ ہم نے ہر چیز اندازۂ مقرر کے ساتھ پیدا کی ہے اور ہمارا حکم تو آنکھ کے جھپکنے کی طرح ایک بات ہوتی ہے۔ (سورۃ القمر آیات ۴۸ تا ۵۰)

ان کے اوپر تو آگ کے سائبان ہوں گے اور نیچے (اس کے) فرش ہوں گے یہ وہ (عذاب) ہے جس سے خدا اپنے بندوں کو ڈراتا ہے تو اے میرے بندے، مجھ سے ڈرتے رہو۔ (زمر ۱۶)

ایسے لوگوں (کے لئے) بچھونا بھی (آتش) جہنم کا ہوگا اور اوپر سے اوڑھنا بھی (اسی کا) اور ظالموں کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔
(سورۃ الاعراف آیت ۴۱)

یہ دو (فریق) ایک دوسرے کے دشمن اپنے پروردگار (کے بارے) میں جھگڑتے ہیں تو جو کافر ہیں ان کے لئے آگ کے کپڑے قطع کئے جائیں گے (اور) ان کے سروں پر جلتا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔ اس سے ان کے پیٹ کے اندر کی چیزیں اور کھالیں گل جائیں گی (۲۰) اور ان (کے مارنے ٹھوکنے) کیلئے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے۔ (سورۃ الحج آیات ۱۹ تا ۲۱)

---

(۱) الدر المنثور ۶/ ۱۳۵

حافظ ابویعلیٰ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے وہ حضور ﷺ سے روایت فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اہل جہنم کی حدود چار دیواریں ہیں اور ہر دیوار کا حصہ چالیس سال کی مسافت کے بقدر ہے۔ (۱)

مسند احمد میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر جہنم کے گرزوں میں سے کوئی گرز زمین پر رکھ دیا جائے اور جن وانس مل کر اس کو اٹھانا چاہیں تو نہیں اٹھا پائیں گے۔ (۲)

ابن وھب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر جہنم کے گرز کی ایک ضرب کسی پہاڑ پر ماری جائے تو اس کو ریزہ ریزہ کر کے غبار بنا دے گی۔ (۳)

جہنم کے عذابوں کی چند انواع واقسام ... حافظ ابوبکر بن مردویہ اپنی تفسیر میں حضرت یعلی بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اہل جہنم کے لئے ایک بادل پیدا فرمائیں گے۔ وہ ان پر چھا جائے گا۔ اس میں سے ایک آواز آئے گی۔ اے اہل جہنم! بولو تم کس چیز کے طلب گار ہو اور تمہارا کیا سوال کیا ہے؟ جہنمیوں کو بادل دیکھ کر دنیا کے بادل اور وہ پانی جو ان پر برستا تھا یاد آ جائے گا۔ لہٰذا وہ سوال کریں گے۔ اے رب ہمیں پینے کے لئے پانی چاہئے۔ لہٰذا ان پر طوق برسیں گے جو ان کے پہلے طوقوں میں اضافہ ہو جائیں گے، ان پر زنجیریں برسیں گی جو ان کی زنجیروں میں اضافہ کا سبب بنیں گی۔ اور آگ کے شعلے برسیں گے جو جہنم کی آگ کو دو چند کر دیں گے۔ (۴)

ابوبکر بن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوالاحوص سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا بتاؤ جہنم میں سب سے زیادہ عذاب کس کو ہوگا؟ ایک شخص نے عرض کیا: منافقین کو۔ فرمایا: درست۔ دریافت کیا ان کو کیسے عذاب دیا جائے گا؟ فرمایا: ان کو لوہے کے تابوتوں میں بند کر کے جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں شطرنج کے مہرے سے بھی چھوٹے آگ کے تنور میں رکھ دیا جائے گا، جس کو "جب الحزن" یعنی غم کا کنواں کہا جاتا ہے۔ اسی طرح دوسری اقوام کو بھی ان کے اعمال کے ساتھ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا جائے گا۔

ابن ابی الدنیا میں حضرت وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرمایا: اہل جہنم جو جہنم کے مستحق ہیں وہ نکلنے کا رستہ نہ پائیں گے۔ سو سکیں گے اور نہ مرسکیں گے۔ آگ پر چلیں گے، آگ پر بیٹھیں گے۔ ان کا اوڑھنا آگ ہوگا اور ان کا بچھونا بھی آگ کا ہوگا۔ ان کی قمیصیں آگ اور تارکول کی ہوں گی۔ ان کے مونہوں پر آگ کی لپٹیں مسلط رہیں گی۔ تمام جہنمی زنجیروں میں بندھے ہوں گے جن کے سرے فرشتوں کے ہاتھ میں ہوں گے۔ جو ان کو آگے پیچھے کھینچتے پھریں گے۔ ان کے لہو پیپ جہنم کے گڑھے میں جمع ہوتے رہیں گے۔ یہی ان کے پینے کا سامان ہوگا۔

اس کے بعد حضرت وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ رونے لگے حتیٰ کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اس روایت کے راویوں میں سے حضرت بکر بن خنیس روایت کرنے کے بعد اس قدر روئے کہ بات کرنے کی ہمت نہ رہی اور دوسرے راوی محمد بن جعفر بھی بہت زیادہ روئے۔ اللہ ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔

یہ حضرت وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام تھا جو پہلی کتابوں میں ملتا ہے اور اہل کتاب سے منقول ہے۔ قرآن وحدیث سے بھی اس کے شواہد ملتے ہیں۔ فرمان الٰہی ہے: اور کفار گنہگار ہمیشہ دوزخ کے عذاب میں رہیں گے۔ جو ان سے ہلکا نہ کیا جائے گا اور وہ اس میں ناامید ہو کر پڑے رہیں گے۔ اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہی (اپنے آپ پر) ظلم کرتے تھے۔ اور پکاریں گے اے مالک! تمہارا پروردگار ہمیں موت دیدے۔

(سورۃ الزخرف آیات ۷۴ تا ۷۷)

فرمان الٰہی ہے اے کاش! کافر اس وقت کو جانیں جب وہ اپنے مونہوں پر سے (دوزخ کی) آگ کو روک نہ سکیں گے اور نہ اپنی پیٹھوں پر سے اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ بلکہ قیامت ان پر ناگہاں آ واقع ہوگی اور ان کے ہوش کھو دے گی پھر نہ تو وہ اس کو ہٹا سکیں گے اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی۔

(سورۃ الانبیاء ۳۹، ۴۰)

فرمان الٰہی ہے: اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے نہ انہیں موت آئے گی کہ مر جائیں اور نہ اس کا عذاب ہی ان سے ہلکا

---

(۱) الترمذی ۲۵۸۴۔ مسند احمد ۲۹/۳ (۲) مسند احمد ۲۹/۳ مجمع الزوائد ۳۸۸/۱۰۔ (۳) مسند احمد ۸۳/۳۔ مجمع الزوائد ۳۸۸/۱۰۔

(۴) الترغیب ۴۷۳/۴۔ الدر المنثور ۳۵۷/۵۔ الکامل فی الضعفاء لابن عدی ۲۳۰/۶

کیا جائے گا ہم ہر ایک ناشکرے کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ وہ اس میں چلائیں گے کہ اے پروردگار! ہم کو نکال لے (اب) ہم نیک عمل کیا کریں گے، نہ وہ جو (پہلے) کرتے تھے۔ کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ اس میں جو سوچنا چاہتا سوچ لیتا؟ اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آیا۔ تو اب مزے چکھو ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ (سورۃ فاطر آیت ۳۶،۳۷)

فرمانِ الٰہی ہے: اور جو لوگ آگ میں (جل رہے) ہوں گے وہ دوزخ کے داروغوں سے کہیں گے کہ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ ایک روز تو ہم سے عذاب ہلکا کردے۔ وہ کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر نشانیاں لے کر نہیں آئے تھے۔ وہ کہیں گے کیوں نہیں!۔ تو وہ کہیں گے کہ تم ہی دعا کرو۔ اور کافروں کی دعا (اس روز) بیکار ہوگی۔ (سورۃ غافر آیت ۴۹،۵۰)

فرمانِ الٰہی ہے اور (بے خوف) بد بخت پہلو تہی کرے گا۔ جو (قیامت کو) بڑی آگ میں داخل ہوگا۔ پھر وہاں نہ مرے گا نہ جئے گا۔

(سورۃ الاعلیٰ آیت ۱۱ تا ۱۳)

صحیح میں ہے کہ اہلِ جہنم اس میں جئیں گے نہ مریں گے اور آگے آنے والی حدیث میں ہے کہ اس دن جنت اور جہنم کے درمیان موت کو مینڈھے کی شکل میں لا کر ذبح کر دیا جائے گا اور کہہ دیا جائے گا اے اہلِ جنت! دوام ہی دوام ہے۔ موت کا خطرہ ہمیشہ کے لئے ٹل گیا۔ اے اہل جہنم ہمیشہ ہمیشہ یونہی سڑتے رہو موت کبھی نہ آئے گی۔[1]

ایسے شخص کو نیند کبھی آسکتی ہے جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عذاب میں ہو؟ ایک لحظہ اور ایک لمحہ کے لئے بھی چھٹکارا نصیب نہ ہو بلکہ فرمان الٰہی ہے جب (اس کی آگ) بجھنے کو ہوگی تو ہم ان کو (عذاب دینے کے لئے) اور بھڑکا دیں گے۔ (سورۃ اسراء آیت ۹۷)

اور فرمانِ الٰہی ہے: جب وہ چاہیں گے کہ اس رنج (وتکلیف کی وجہ) سے دوزخ سے نکل جائیں تو پھر اس میں لوٹا دیئے جائیں گے اور (کہا جائے گا کہ) جلنے کے عذاب کا مزا چکھتے رہو۔ (سورۃ الحج آیت ۲۲)

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہلِ جہنم کے متعلق فرمایا:

جہنم کا کھولتا ہوا پانی کسی جہنمی کے سر پر ڈالا جائے گا تو وہ اس کی کھوپڑی سے نکل کر پیٹ میں پہنچے گا اور اس کی آنتیں وغیرہ نکالتا ہوا اس کے قدموں سے نکل جائے گا۔[2]

ترمذی اور طبرانی میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہلِ جہنم پر بھوک کا عذاب مسلط کیا جائے گا وہ ان کے پیٹوں کے اندر سب کچھ برابر کردے گا۔ پھر وہ کھانے کی فریاد کریں گے۔ ان کے لئے گلے میں اٹک جانے والا کھانا لایا جائے گا۔ پھر ان کو دنیا میں پانی مانگنے اور پینے کی یاد آئے گی تو ان کے پاس جہنم کے کوزوں میں جہنم کا کھولتا ہوا پانی لایا جائے گا۔ وہ پانی ان کے مونہوں کے قریب کیا جائے گا تو ان کے مونہوں کی کھال اتر جائے گی۔ پھر جب وہ پانی پیٹ میں اترے گا تو ان کے پیٹ کی آنتوں کو کاٹ کاٹ دے گا۔ وہ فریاد کریں گے تو ان کو کہا جائے گا۔ کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر نشانیاں لے کر نہیں آئے تھے وہ کہیں گے: کیوں نہیں! پھر کہا جائے گا کہ تم ہی دعا کرو اور کافروں کی دعا (اس روز) بیکار ہوگی۔ (غافر آیت ۵۰) جہنمی کہیں گے ہمارے پاس مالک (داروغۂ جہنم) کو بلا دو۔ پھر اس سے فریاد کریں گے اے مالک! تمہارا پروردگار ہمیں موت ہی دیدے، وہ کہے گا کہ تم ہمیشہ (اسی حالت میں) رہو گے (سورۃ الزخرف ۷۷) وہ کہیں گے۔ اے ہمارے پروردگار! ہم پر ہماری بدبختی غالب ہوئی اور ہم رستے سے بھٹک گئے (سورۃ المومنون ۱۰۶) لیکن (خدا فرمائے گا کہ اسی میں ذلت کے ساتھ پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو۔ (سورۃ المومنون آیت ۱۰۸)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو دارمی سے روایت کیا ہے۔ اور ان سے منقول ہے فرمایا کہ یہ روایت عام لوگوں کے علم میں نہیں ہے جبکہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ منقول ہے۔

اہلِ جہنم کا کھانا پینا فرمانِ الٰہی ہے۔ (ضریع یعنی) خاردار جھاڑ کے سوا ان کے لئے کوئی کھانا نہیں (ہوگا) جو نہ فربہی لائے نہ بھوک

(۱) ن ی ۳۰۔ ۳۷۔ الترمذی کتاب صفۃ الجنۃ باب ما جاء فی خلود اہل الجنۃ واہل النار (۲) الترمذی ۲۵۸۲۔ مسند احمد ۲/ ۳۷۴۔

میں کچھ کام آئے۔ (سورۃ الغاشیۃ آیت ٦ ۔)

ضریع ارضِ حجاز کا کانٹا ہے، جس کو شبرق کہا جاتا ہے۔ ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے فرمایا: ضریع جہنم میں ایسی کوئی چیز ہے جو کانٹے کے مشابہ ہے۔ ایلوے سے زیادہ کڑوی، مردار سے زیادہ بدبودار اور آگ سے زیادہ گرم ہے۔ جہنمی جب اس کو کھائے گا تو وہ اس کے حلق سے نیچے نہیں اترے گی اور نہ ہی واپس اس کے منہ کی طرف آئے گی، بس درمیان میں اٹک جائے گی۔ نہ وہ فربہی دے گی اور نہ بھوک مٹائے گی۔[1]

یہ روایت نہایت غریب ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے: کچھ شک نہیں کہ ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ ہے اور گلو گیر کھانا ہے اور درد دینے والا عذاب ہے۔ (سورۃ المزمل آیات ١٢، ١٣)

فرمانِ الٰہی ہے: اور پیغمبروں نے (خدا سے اپنی) فتح چاہی تو ہر سرکش ضدی نامراد رہ گیا اس کے پیچھے دوزخ ہے اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا وہ اس کو گھونٹ گھونٹ پیے گا اور گلے سے نہیں اتار سکے گا اور ہر طرف سے اسے موت آ رہی ہو گی مگر وہ مرنے میں نہیں آئے گا اور اس کے پیچھے سخت عذاب ہو گا۔ (سورۃ ابراہیم آیات ١٥ تا ١٧)

فرمانِ الٰہی ہے۔ پھر تم اے جھٹلانے والے گمراہ ہو۔ تھوہر کے درخت کھاؤ گے اور اسی سے پیٹ بھرو گے اور اس پر کھولتا ہوا پانی پیو گے۔ اور پیو گے بھی اس طرح جیسے پیاسے اونٹ پیتے ہیں۔ جزا کے دن یہ ان کی ضیافت ہو گی۔ (سورۃ الواقعہ آیات ٥١ تا ٥٦)

فرمانِ الٰہی ہے: بھلا یہ مہمانی اچھی ہے یا تھوہر کا درخت؟ ہم نے اس کو ظالموں کے لئے عذاب بنا رکھا ہے۔ وہ ایک درخت ہے کہ جہنم کے اسفل (سب سے نچلے حصہ) میں اُگے گا۔ اس کے خوشے ایسے ہوں گے جیسے شیطانوں کے سر۔ سو وہ اسی میں سے کھائیں گے اور اسی سے پیٹ بھریں گے۔ پھر اس (کھانے) کے ساتھ ان کو گرم پانی ملا کر دیا جائے گا۔ پھر ان کو دوزخ کی طرف لوٹایا جائے گا۔ (سورۃ الصافات آیات ٦٢ تا ٦٨)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، حضرت ابی امامۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول "اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا وہ اس کو گھونٹ گھونٹ پیے گا"[2] کے متعلق فرمایا: یہ اس کے قریب کر دیا جائے گا وہ اس سے کراہت کرے گا جب اس کے منہ کے قریب کیا جائے گا تو اس کے منہ کو جلا دے گا اور اس کے سر کی کھال اس میں جا گرے گی۔ جب اس کو پئے گا تو وہ اس کی آنتوں کو کاٹ ڈالے گا اور اس کے پاخانے کے مقام سے (آنتوں کے ساتھ) نکل جائے گا۔[3]

فرمانِ الٰہی ہے: اور جن کو کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا تو ان کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا۔ (سورۃ محمد آیت ١٥)

فرمانِ الٰہی ہے: اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے کھولتے ہوئے پانی سے ان کی دادرسی کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح (گرم ہو گا اور جو) مونہوں کو بھون ڈالے گا (ان کے پینے کا) پانی بھی برا۔ (سورۃ کہف آیت ٢٩)

ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

اتقوا اللہ حق تقاتہ و لا تموتن الا و انتم مسلمون.

اللہ سے ڈرو، جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور نہ مرو مگر مسلمان ہونے کی حالت میں۔

پھر فرمایا: اگر زقوم درخت (جو جہنمیوں کا کھانا ہو گا اس) کا ایک قطرہ بھی دنیا کے سمندروں میں ڈال دیا جائے تو وہ اہل دنیا کا جینا دوبھر کر دے گا۔ تو اس شخص کا کیا حال ہو گا جس کا یہ کھانا ہو گا!![4]

ابویعلیٰ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر جہنمیوں کے غساق (پانی) کا ایک ڈول دنیا میں انڈیل دیا جائے تو ساری دنیا بدبودار ہو جائے۔[5]

حضرت [illegible] رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے [illegible] قیامت کے دن اپنے بندہ کو غضب کی حالت میں دیکھیں گے اور فرمائیں گے اسے

(١) [illegible] (٢) سورۃ ابراہیم آیت ١٦ (٣) ترمذی ٢٥٨٣۔

(٤) ترمذی ٢٥٨٥، ابن ماجہ ٤٣٢٥۔ (٥) ترمذی ٢٥٨٤ [illegible]

پکڑو! تو ایک لاکھ یا اس سے زیادہ فرشتے اس کو پکڑیں گے۔ وہ پیشانی اور قدموں کے درمیان سے اس کو پکڑ لیں گے۔ اللہ کے غضب کی وجہ سے وہ بھی اس پر غضبناک ہوں گے اور اس کو چہرے کے بل جہنم کی طرف گھسیٹیں گے۔ اور آگ ان سے ستر گنا زیادہ اس پر غضبناک ہوگی۔ جہنمی پانی کی فریاد کرے گا تو اس کو ایسا پانی پلایا جائے گا جس سے اس کا گوشت اور اس کے پٹھے گر جائیں گے اور جہنم میں اوندھے منہ اس کو ڈال دیا جائے گا۔ سو اس کے لئے آگ کی ہلاکت ہے۔

آپ ہی سے مروی ہے، آپ نے دریافت فرمایا: جانتے ہو غساق کیا چیز ہے؟ حاضرین نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا: یہ جہنم میں ایک چشمہ ہے، جس میں تمام سانپ، بچھوؤں اور دوسری چیزوں کا زہریلا مواد اور پسینہ بہہ بہہ کر گرتا ہے۔ آدمی کو لایا جائے گا اور اس میں ایک غوطہ دیا جائے گا۔ جب وہ نکلے گا تو اس کی ہڈیوں سے سارا گوشت گل کر گر جائیگا اور اس کی کھال اور گوشت اس کے ٹخنوں میں جا گرے گا۔ وہ اپنے گوشت کو یوں کھینچتا پھرے گا جیسے کوئی اپنے کپڑے کو کھینچتا ہے۔

جہنم کے ناموں سے متعلق روایات اور ان کی وضاحت

الھاویۃ۔ ۔۔ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ جہنم کا بالکل نچلا طبقہ ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

اور جس کے وزن ہلکے نکلیں گے، اس کا مرجع ہاویہ ہے۔ (سورۃ القارعۃ آیت ۹،۸)

ایک قول یہ ہے کہ ہاویہ کا مطلب یہ ہے کہ اس کو سر کے بل نیچے گرادیا جائے گا کیونکہ ھوی یھوی کا معنی ہے نیچے گرنا لہٰذا اوپر سے جہنم میں گرایا جانا ہی فقط اس کا مطلب ہے۔ حدیث میں ہے آدمی اللہ کی ناراضگی کی کوئی بات کر دیتا ہے لیکن اس کی وجہ سے (یھوی بھا فی النار) جہنم میں ستر سال کی گہرائی تک گرادیا جاتا ہے۔ یہاں بھی یہوی اسی معنی میں مستعمل ہوا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ "**فامه هاوية**" کا مطلب جہنم کا سب سے نچلا درجہ ہے۔ یا یہ خود آگ کی صفت ہے۔ اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے:

ابوبکر بن ابی الدنیا نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مؤمن مرجاتا ہے تو (پہلے سے مرے ہوئے مردوں کی روحیں) اس نئے آنے والے مؤمن سے سوال جواب کرتی ہیں کہ فلاں کا کیا بنا فلانی کا کیا بنا؟ لیکن اگر کوئی مرجائے اور ان کے پاس نہ آئے تو وہ کہتے ہیں اس کو **امه الھاویۃ** ہاویہ جہنم میں لے گئے ہیں۔ وہ تو بہت برا ٹھکانہ ہے۔ بہت بری پرورش گاہ ہے۔ اسی طرح جب کوئی (نیک روح والا ان کے پاس) آتا ہے تو وہ اس سے پوچھتے ہیں فلاں کا کیا ہوا کیا اس نے شادی کرلی؟ فلانی کا کیا ہوا کیا اس نے شادی کرلی؟ پھر آپس میں کہتے ہیں چھوڑو اس کو آرام کرنے دو۔ یہ سفر سے آیا ہے۔

ابن جریر میں ہے حضرت اشعث بن عبداللہ الاعمیٰ فرماتے ہیں کہ جب کوئی مؤمن مرجاتا ہے تو اس کی روح مؤمنین کی ارواح کے پاس لے جائی جاتی ہے۔ وہ کہتے ہیں اپنے بھائی کی شادی کردو یہ دنیا کے غم میں تھا پھر پوچھتے ہیں فلاں کا کیا ہوا وہ کہتا ہے اس کا تو انتقال ہو گیا ہے کیا وہ تمہارے پاس نہیں آیا؟ وہ کہتے ہیں اس کو **امه الھاویۃ** یعنی جہنم لے گئے ہوں گے۔[1]

حافظ ضیاء المقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ کی راہ میں جہاد کرنا گناہوں کو مٹا دیتا ہے یا فرمایا ہر گناہ کو مٹا دیتا ہے۔ سوائے امانت کے۔ لہٰذا صاحب امانت کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا امانت ادا کر! وہ کہے گا یارب! دنیا تو چلی گئی۔ یہ بات تین مرتبہ ہوگی۔ پھر حکم سنادیا جائے گا کہ اس کو ہاویہ لے جاؤ۔ لہٰذا اس کو لے جایا جائے گا اور اس میں دھکیل دیا جائے گا وہ اس میں گرے گا حتیٰ کہ اس کی گہرائی تک جا پہنچے گا۔ وہاں اس امانت کو بعینہ پہلی شکل میں پائے گا۔ چنانچہ اس کو اٹھائے گا اور اپنے کندھے پر رکھے گا پھر اس کو لے کر جہنم کی آگ میں چڑھے گا۔ حتیٰ کہ جب نکلنے کے قریب ہوگا پھسل جائے گا اور ہمیشہ کے لئے دوبارہ گہرائی میں پہنچ جائے گا۔ نیز فرمایا: امانت نماز میں بھی ہے (کہ اس کو ادا کرے اور صحیح ادا کرے)۔ امانت روزے میں بھی ہے۔ امانت وضوء میں

(۱) اتحاف السادۃ المتقین۔ ۳۹۵/۱۰

بھی ہے۔امانت بات چیت میں بھی ہے (کہ کسی کا راز یا آپس کا عہد افشاء نہ کرے)۔لیکن ان سب امانتوں میں سخت امانت کسی کی امانت رکھوائی ہوئی شے ہے۔

حدیث کے عالی راوی زازان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے کہا: کہ آپ کے بھائی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ روایت بیان کرتے ہیں۔انہوں نے فرمایا: وہ سچ کہتے ہیں۔

یہ روایت مسندات میں سے نہیں ہے۔اور نہ صحاح ستہ میں سے کسی کتاب میں ہے۔

جب الحزن یعنی غم کی وادی حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:
جب الحزن سے اللہ کی پناہ مانگا کرو۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب الحزن کیا شے ہے؟ فرمایا جہنم میں ایک وادی ہے، جس سے خود جہنم بھی دن میں چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔وہ ریاء کار قاریوں کے لئے بنائی گئی ہے۔اللہ کے نزدیک سب سے مبغوض اور ناپسندیدہ وہ لوگ ہیں جو امراء اور ظالم حکام کے دکھاوے کے لئے اعمال کرتے ہیں۔[1]

جہنم کی نہر کا ذکر جس میں جہنمیوں کے میل کچیل اور لہو پیپ وغیرہ جمع ہوں گے جنت میں شراب کا عادی، رشتہ ناطہ قطع کرنے والا اور جادوگر کی تصدیق کرنے والا داخل نہیں ہوسکتے

مسند احمد میں ابوموسی کی حدیث سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین اشخاص جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔شراب کا عادی، اللہ تعالیٰ اس کو غوطہ کی نہر سے پلائیں گے۔پوچھا گیا نہر الغوطہ کیا ہے؟ فرمایا وہ نہر جو فاحشاؤں کی شرمگاہوں سے نکلنے والی غلاظت سے جاری ہوتی ہے۔نیز اہلِ جہنم کو ان فاحشات کی شرمگاہوں کی بدبو سے بھی ایذاء دی جائے گی۔[2]

وادیٔ لملم کا ذکر ...ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہنم میں ایک وادی ہے، جس کا نام لملم ہے۔جہنم کی دوسری وادیاں بھی اس کی گرمی سے اللہ کی پناہ مانگتی ہیں۔[3] یہ روایت غریب ہے۔

ایک وادی اور کنویں کا ذکر ...ابوبکر بن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبردۃ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں ایک وادی ہے جس کا نام "هــب هــب" ہے۔اللہ پر لازم ہے کہ اس میں ہر جابر شخص کو سکونت دے۔اے فلاں! خیال رکھنا کہیں تو ان میں سے نہ ہو جائے۔[4]

ویل اور صعود کا ذکر

ویل یومئذ للمکذبین
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اس دن جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے۔ (سورۃ المرسلات ۱۵)

سارهقه صعوداً
نیز فرمانِ الٰہی ہے: ہم اسے صعود پر چڑھائیں گے۔ (سورۃ المدثر آیت ۱۷)

---

(۱) الترمذی ۲۳۸۳۔ ابن ماجہ ۲۵۶۔ (۲) مسند احمد ۳۹۹/۴۔ (۳) کنز العمال ۳۹۴۹۹۔ اتحاف السادۃ المتقین ۵۱۲/۱۰

(۴) مسند الدارمی ۳۳۱/۲۔ المستدرک للحاکم ۵۹۷/۴

مسند احمد میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ویل جہنم میں ایک وادی کا نام ہے۔ کفار اس میں چالیس سال تک گرتے ہی رہیں گے۔ پھر کہیں جا کر اس کی گہرائی تک پہنچیں گے۔ صعود جہنم میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔ جہنمی اس پر ستر سال تک چڑھتا رہے گا پھر اتنا ہی عرصہ اترنے میں صرف ہوگا۔ یہی حال ہمیشہ رہے گا۔ [1]

یہ روایت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کی ہے لیکن ضعیف ہے بلکہ اس سے مزید نیچے منکر کے درجہ میں ہے۔ زیادہ مناسب ویل کی تفسیر نجات اور سلامتی کی ضد ہے۔ جیسے عرب میں عام کہا جاتا ہے ویل لفلاں کو ویل ہے۔

صعود کے معنی امام البزار رحمۃ اللہ علیہ، ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ، ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مردویہ نے ایک ہی سند کے ساتھ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے اس فرمان "**سارھقہ صعودا**" کے متعلق فرمایا: صعود جہنم میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔ کافر کو مجبور کیا جائے گا کہ اس پر چڑھے۔ لہذا جب وہ اس پر اپنا ہاتھ رکھے گا تو اس کا ہاتھ (پہاڑ کی شدتِ تپش کی وجہ سے) پگھل جائے گا۔ جب واپس اٹھائے گا تو دوبارہ صحیح ہو جائے گا۔ اسی طرح جب اپنا پاؤں رکھے گا تو پگھل جائے گا۔ جب واپس اٹھائے گا تو دوبارہ صحیح ہو جائے گا۔ [2]

حضرت قتادۃ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ صعود جہنم میں ایک چٹان کا نام ہے۔ جس پر کافر کو منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔

حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صعود جہنم میں ایک پھسلان والی چٹان کا نام ہے۔ کافر کو اس پر چڑھنے کے لئے مجبور کیا جائے گا۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم اسے صعود پر چڑھائیں گے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس کو مشقت والا عذاب دیں گے۔ حضرت قتادۃ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کا مطلب عام ہے یعنی ایسا عذاب دیں گے جس میں راحت نہ ہوگی۔ اسی کو امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار فرمایا ہے۔

جہنم کے سانپ بچھوؤں کا ذکر، اللہ اپنی پناہ میں رکھے ارشادِ خداوندی ہے: جو لوگ مال میں جو خدا نے اپنے فضل سے ان کو عطا فرمایا ہے بخل کرتے ہیں وہ اس بخل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں، بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے، وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اس مال کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا۔ (سورۃ آل عمران آیت ۱۸۰)

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو صاحبِ خزانہ اپنے مال کی زکوۃ ادا نہ کرتا ہو وہ مال اس کے لئے قیامت کے دن گنجے سانپ کی شکل میں بن جائے گا۔ اس کی دو آنکھیں ہوں گی۔ وہ اپنے جبڑوں سے اس شخص کو پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔ [3]

دوسری روایت میں ہے کہ وہ اس سانپ کو دیکھ کر بھاگے گا سانپ اس کے پیچھے دوڑے گا اور اس کو پالے گا اور اس کا ہاتھ چبائے گا اور اس کے گلے کا طوق بن جائے گا۔

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: جو لوگ مال میں جو خدا نے اپنے فضل سے ان کو عطا فرمایا ہے بخل کرتے ہیں وہ اس بخل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں، بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے، وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا۔

(سورۃ آل عمران آیت ۱۸۰)

اعمش، عبداللہ بن مرۃ مسروق کے مسلسل سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، اس فرمانِ الٰہی "جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) خدا کے رستے سے روکا ہم ان کو عذاب پر عذاب دیں گے اس لئے کہ وہ شرارت کیا کرتے تھے (سورۃ النحل آیت ۸۸) کے متعلق مروی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (عذاب پر عذاب دیں گے) کا مطلب یہ ہے کہ ان پر بڑے بچھو جن کی دمیں ہوں گی، شہد کی مکھیوں کی طرح

---

(۱) [illegible] (۲) زاد المسیر ابن جوزی ۲۰۶/۸ (۳) مسند احمد ۷۵/۳

چھوڑے جائیں گے۔

بیہقی میں عبداللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی حضورﷺ سے روایت کرتے ہیں:

جہنم میں ایسے سانپ ہیں، جن کی موٹائی بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہوگی۔ وہ کسی کو ایک مرتبہ ڈس لیں تو چالیس سال اس کی تکلیف ختم نہ ہوگی۔[1]

ابن ابی الدنیا میں ہے حضورﷺ کے قدیم صحابی نصر رضی اللہ عنہ بن نجیب فرماتے ہیں جہنم میں ستر ہزار وادیاں ہیں۔ ہر وادی میں ستر ہزار گھاٹیاں ہیں۔ ہر گھاٹی میں ستر ہزار گھر ہیں۔ ہر گھر میں ستر ہزار شگاف ہیں۔ ہر شگاف میں ستر ہزار اژدھے ہیں اور ہر اژدھے کے حصہ میں ستر ہزار بچھو ہیں۔ کافر ختم نہ ہوں گے بلکہ ان کے برابر ہو جائیں گے۔

یہ روایت موقوف ہے اور منکر ہے۔ اس میں ایک راوی سعید بالکل مجہول ہے۔ اور بھی کئی ضعف ہیں۔

بعض مفسرین نے جہنم کی وادیوں میں ''غی اور اثام'' کا بھی ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان سے حفاظت فرمائے۔

فرمانِ الٰہی ہے. اور ہم نے ان کے درمیان ہلاکت کی جگہ بنا رکھی ہے۔ (کہف ۵۲)

بعض مفسرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس سے مراد جہنمیوں کے لہو اور پیپ وغیرہ کی نہر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس سے مراد جہنم کی وادیوں میں سے ایک وادی ہے۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قیامت کے دن اہلِ ہدایت اور اہلِ ضلالت کے درمیان امتیاز قائم کر دیا جائے گا۔

بیہقی میں عبدالجبار الخولانی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں دمشق میں ہمارے پاس حضورﷺ کے اصحاب میں سے ایک صاحب تشریف لائے۔ انہوں نے لوگوں کا دنیا میں انہماک ملاحظہ فرمایا تو کہنے لگے ان کو کس چیز نے غفلت میں ڈال رکھا ہے!؟ کیا ان کے پیچھے غلق نہیں ہے؟ لوگوں نے سوال کیا وہ کیا شے ہے؟ فرمایا: جہنم میں ایک کنواں ہے۔ جب اس کا منہ کھولا جائے گا تو اہلِ جہنم بھی اس سے بھاگ جائیں گے۔[2]

عبرت انگیز خطبہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (حاکم، اصم، ابراہیم بن مرزوق، سعید بن عامر) کی سند سے حضرت شعبہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت شعبہ فرماتے ہیں: (خلیفہ) منصور کے پاس خط لکھا گیا، جو میں نے ان کو پڑھ کر سنایا: کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ یزید بن شجرۃ ایک انتہائی پارسا شخص تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کو مختلف لشکروں پر امیر بنا کر بھیجا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے ہم کو خطبہ دیا اور اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا:

اے انسانو! اپنے اوپر خدا کے احسانات کو یاد کرو۔ کاش تم وہ کچھ دیکھتے جو میں دیکھ رہا ہوں!۔ یہاں سرخ زرد اور ہر رنگ کے لوگ ہیں۔ دیکھو! جب نماز کھڑی ہوتی ہے تو آسمانوں کے اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ حوریں بن سنور جاتی ہیں۔ جب تم میں سے کوئی اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے آگے بڑھتا ہے حورعین اس کے لئے مزین ہوتی ہے۔ اور سب حوریں دعا کرتی ہیں: اے اللہ! اس کو ثابت قدم رکھ! جب وہ پیٹھ دیتا ہے تو اس کے خلاف حجت کرتی ہیں۔ اور کہتی ہیں اے اللہ! اس کی پکڑ فرما! پس اے لوگو! تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں خون میں نہا جاؤ۔ کیونکہ پہلا قطرہ جب زمین پر گرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ جیسے شاخ سے پتہ گر جاتا ہے۔ اور دو حورعین اس (شہید) کی طرف بڑھتی ہیں اور اس کے چہرے سے مٹی صاف کرتی ہیں۔ ساتھ ساتھ کہتی ہیں: ہم تجھ پر نچھاور ہیں۔ وہ بھی کہتا ہے: میں تم پر قربان ہوں۔ پھر اس کو سو جوڑے پہنائے جاتے ہیں۔ آگے فرمایا اگر وہ جوڑے میری ان دو انگلیوں کے درمیان رکھے جائیں تو یہ جگہ ان سب جوڑوں کے لئے کافی ہوگی۔ وہ کپڑے بنی آدم کے ہاتھوں کے بنے ہوئے نہ ہوں گے۔ بلکہ وہ جنتی لباس ہوں گے۔ یاد رکھو! تم اللہ کے ہاں اپنے ناموں، علامتوں، باتوں، حلال و حرام اور اپنی مجالس کی شناخت کے ساتھ لکھے ہوئے ہو۔ پس جب قیامت کا روز ہوگا تو کہا جائے گا: اے فلاں! یہ تیرا نور ہے۔ یہ تیرا نور ہے۔ اے فلاں! تیرے لئے کوئی نور نہیں۔ اور جہنم کا بھی ایک ساحل ہے جیسے سمندر کا ساحل ہوتا ہے۔ اس پر بڑے بختی اونٹوں کی مانند جوئیں اور سانپ ہوں گے۔ جب اہلِ جہنم عذاب میں تخفیف چاہیں گے تو ان کو کہا جائے گا اچھا ساحل کی طرف نکل جاؤ۔ وہ ساحل پر پہنچیں

(۱) مسند احمد ۱۹۱/۳۰۔ کنز العمال ۳۹۵۰۳ (۲) البیہقی ۵۲۹

گے تو یہ زہریلے سانپ اور جوئیں اور دیگر بلائیں ان سے چمٹ جائیں گی اور ان کے مونہوں اور پہلوؤں کو کاٹیں گی۔ آخر وہ لوٹ کر آگ کے مرکز میں پہنچ جائیں گے۔ اس کے علاوہ ان پر خارش مسلط کردی جائے گی۔ وہ کھجائیں گے اور کھجاتے چلے جائیں گے حتیٰ کہ ہڈیاں ظاہر ہو جائیں گی۔ ان کو کہا جائے گا اے فلاں کیا تجھے اس سے تکلیف ہو رہی ہے؟ وہ کہے گا: ہاں۔ چنانچہ اس کو کہا جائے گا یہ اس وجہ سے ہے کہ تو مؤمنین کو تکلیف پہنچاتا تھا۔ (۱)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے اللہ سے تین مرتبہ جنت کا سوال کیا جنت اس کے متعلق کہتی ہے۔ اے اللہ! اس کو جنت میں داخل فرمادے۔ اور جس نے جہنم سے تین مرتبہ پناہ مانگی تو جہنم کہتی ہے: اے اللہ! اس کو جہنم سے پناہ دیدے۔

جس نے خلوصِ دل کے ساتھ جہنم کی گرمی و سردی سے خدا کی پناہ مانگی خدا کی رحمت اس کے قریب ہے

بیہقی میں حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب گرمی کا دن ہوتا ہے اللہ تعالیٰ آسمان و زمین والوں کی طرف اپنے کان اور نگاہیں لگادیتے ہیں۔ چنانچہ جب کوئی بندہ کہتا ہے: لا الہ الا اللہ ہائے کیسی سخت گرمی ہے۔ اے اللہ! مجھے جہنم کی گرمی سے اپنی پناہ میں رکھیو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جہنم کو فرماتے ہیں: میرے ایک بندے نے تجھ سے میری پناہ مانگی ہے لہذا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اس کو تجھ سے اپنی پناہ میں لے لیا۔ اسی طرح جب سخت سردی کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان و زمین والوں کی طرف اپنے کان اور نگاہیں لگادیتے ہیں۔ چنانچہ جب کوئی بندہ کہتا ہے: لا الہ الا اللہ! ہائے کیسی سخت (زمہریر) سردی ہے۔ اے اللہ! مجھے جہنم کی سردی سے اپنی پناہ میں رکھیو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جہنم کو فرماتے ہیں: میرے ایک بندے نے تیری سردی سے میری پناہ مانگی ہے لہذا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اس کو تجھ سے اپنی پناہ میں لے لیا۔ (۲)

لوگوں نے استفسار کیا: یہ زمہریر کیا شیء ہے؟ فرمایا: زمہریر وہ جگہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اس میں کسی کافر کو ڈالیں گے تو سردی کی شدت سے اس کے اعضاء ایک دوسرے سے کٹ کٹ جائیں گے۔

فصل

جہنم کے درجات اللہ اپنی پناہ میں رکھے..... امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء کا قول ہے سب سے بالائی درجہ جہنم ہے جو امتِ محمدیہ ﷺ کے گنہگاروں کے لئے مخصوص ہوگا۔ اس کو گنہگاروں کے لئے خالی چھوڑ دیا جائے گا (اور جہنم کی) ہوائیں اس کے دروازوں کو بجائیں گی۔ پھر لظیٰ، حطمۃ، سعیر، سقر، جحیم اور سب سے آخر میں ہاویۃ ہے۔ (۳)

سب سے بالائی طبقہ میں امتِ محمدیہ کے عاصی ہوں گے۔ اس کے نیچے دوسرے حصہ میں نصاریٰ، تیسرے میں یہود، چوتھے میں ستارہ پرست، پانچویں میں آگ پرست، چھٹے میں مشرکینِ عرب اور سب سے نیچے ساتویں میں منافقین ہوں گے۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ تخصیص اور درجہ بندی کے لئے کسی مضبوط سند کی ضرورت ہے، جو یہاں نہیں پائی جاتی۔ اور وہ ہے وحی یا حدیث صحیح۔ کیونکہ حدیث بھی وحی کا درجہ رکھتی ہے۔ اس لئے کہ فرمانِ ایزدی ہے اور (آپ ﷺ) خواہش نفس سے منہ سے بات نہیں نکالتے۔ یہ تو حکم خدا ہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے۔ ان کو نہایت قوت والے نے سکھایا ہے۔ (سورۃ النجم آیات ۳ تا ۵)

---

(۱) الحاکم فی المستدرک ۴۹۵/۲۔ (۲) الترمذی ۲۵۷۲۔ النسائی ۵۵۳۶۔ ابن ماجہ ۴۳۴۰

(۳) تفسیر ... آیۃ ۱۳۵، حدیث ۴۲۲/۵

لہٰذا ان کی درجہ بندی صحیح طور پر خدا ہی کو معلوم ہے۔ہاں آخری درجہ منافقین کے لئے ہونا قرآن سے ثابت ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کیا جاسکتا۔نیز ان سب کا جہنم میں جانا بھی یقینی ہے۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے جہنم کے متعلق گزشتہ نام جہنم کے مکمل نام نہیں ہیں۔بلکہ یہ کچھ نام ہیں۔لیکن جہنم کے دروازے سات ہی ہیں۔مصنف رحمۃ اللہ علیہ بھی امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کی تائید فرماتے ہیں۔ (م ابوطلحہ)

جہنم کے افعی نامی اژدھوں کا ذکر (اللہ اپنی پناہ میں رکھے)

عبداللہ بن الحارث حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جہنم میں سانپ ہیں، جو بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہیں۔اگر وہ کسی کو ایک مرتبہ ڈس لیں تو وہ شخص چالیس سال تک اس کی شدید تکلیف میں مبتلا رہے گا۔ (۱)

طبرانی میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ''ہم ان کو عذاب پر عذاب دیں گے (سورۃ النحل آیت ۸۸)'' کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

جہنم میں بڑی کھیوں (کے غولوں) کی طرح کے بچھوان پر چمٹ جائیں گے اوران کو کاٹیں گے۔

حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جہنم کے سانپ اور اژدھے وادیوں کی طرح (بڑے بڑے) ہوں گے۔جہنم کے بچھو (بڑے بڑے) قلعوں کی طرح ہوں گے۔ان کی دمیں تیز نیزوں کی طرح ہوں گی۔ان میں سے کوئی کسی کافر کو ڈسے گا تو (شدت زہر کی وجہ سے) اس کا گوشت اس کے قدموں پر گر جائے گا۔

اہلِ جہنم کا رونا دھونا اور چیخ و پکار......ابویعلیٰ الموصلی اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

اے لوگو! روؤ، اگر رونا نہ آئے تو بتکلف روؤ۔کیونکہ اہلِ جہنم جہنم میں روئیں گے۔حتیٰ کہ ان کے آنسوان کے چہروں پر نالہ کی صورت اختیار کرلیں گے۔آنسو ختم ہو جائیں گے۔آنکھوں میں گڑھے بن جائیں گے۔اگر ان آنسوؤں میں کشتی چلائی جائے تو چل پڑے گی۔ (۲)

ابن ابی الدنیا میں سنداً زید بن رفیع سے مرفوعاً منقول ہے،فرمایا: اہلِ جہنم جب جہنم میں داخل ہوں گے تو ایک زمانہ تک آنسوؤں کے ساتھ روئیں گے۔پھر ایک زمانہ تک خون کے آنسو روئیں گے۔اہلِ داروغہ کہیں گے: اے بد بخت گروہ! گزشتہ گھر میں تم روئے نہیں۔آج کوئی مددگار ہے تمہارا؟ وہ لوگ بلند آواز سے پکاریں گے: اے اہلِ جنت! اے باپو! ماؤں! اور اولاد! ہم قبروں سے پیاسے اٹھے تھے۔میدان محشر میں بھی طویل عرصہ پیاسے رہے افسوس! آج بھی ہم شدت پیاس میں ہیں۔ہمارے اوپر کچھ پانی انڈیل دو یا اور کچھ جو خدا نے تم کو دیا ہے۔فرمایا: ان کی پکار پر چالیس سال تک کوئی دھیان نہیں دیا جائے گا۔پھر کہا جائے گا: تم چپ کر کے پڑے رہو۔تب وہ کلی طور پر مایوس ہو جائیں گے۔

فرمانِ الٰہی ہے: آگ ان کے مونہوں کو جھلس دے گی اور وہ اس میں تیوری چڑھائے ہوں گے۔ (سورۃ المؤمنون آیت ۱۰۴)

مسند احمد میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ.

اور وہ اس میں تیوری چڑھائے پڑے ہوں گے۔ (سورۃ المؤمنون آیت ۱۰۴)

پھر فرمایا: آگ ان کے چہروں کو بھون ڈالے گی۔ان کا بالائی ہونٹ وسطِ سر سے مل جائے گا اور نچلا ہونٹ ناف تک لٹک جائے گا۔ابن مردویہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اللہ کے اس فرمان ''آگ ان کے مونہوں کو جھلس دے گی (سورۃ المؤمنون آیت ۱۰۴)'' کے متعلق فرمایا:

(۱) المستدرک للحاکم ۴/۵۹۳۔مشکوۃ المصابیح ۵۶۹۱ (۲) ابن ماجہ ۴۱۹۶

آگ ان کو یوں جھلسا دے گی کہ ایک ہی لپیٹ سے ان کا گوشت ان کی ایڑیوں پر گر جائے گا۔

جہنم کی صفت سے متعلق مختلف احادیث ابوالقاسم الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اہل جہنم جب جہنم میں جمع ہوں گے اور ان کے ساتھ اہل قبلہ[1] (مسلمانوں کے گنہگار) بھی ہوں گے، جن کو خدا چاہے۔ تو کفار مسلمانوں سے کہیں گے: کیا تم مسلمان نہیں تھے؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں! کفار کہیں گے: پھر تمہارے اسلام نے تم کو کیا فائدہ دیا؟ تم بھی ہمارے ساتھ جہنم میں پڑے ہو۔ مسلمان کہیں گے: ہمارے سر پر کچھ گناہ تھے، جن کی وجہ سے ہم پکڑے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ باتیں سنیں گے تو حکم فرمائیں گے کہ جو اہل قبلہ جہنم میں ہیں، سب کو نکال لو۔ آخر سب مسلمانوں کو نکال لیا جائے گا۔ باقی رہ جانے والے کفار دیکھیں گے تو کہیں گے: اے کاش! کہ ہم مسلمان ہوتے تو ہم بھی نکال لئے جاتے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ الٓرٰ تِلْکَ اٰیَاتُ الْکِتَابِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِیْنٍ رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ

الٓر۔ یہ (خدا کی) کتاب اور روشن قرآن کی آیتیں ہیں۔ کسی وقت کافر لوگ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔

(سورۃ الحجر آیت ۱،۲)

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت صالح بن طریف سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ نے حضور ﷺ سے اس فرمانِ الٰہی ''کسی وقت کافر لوگ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔ (سورۃ الحجر آیت ۲) کے متعلق کچھ سنا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں۔ آپ فرما رہے تھے: اللہ تعالیٰ جہنم سے کچھ لوگوں کو نکالیں گے اور ان سے اپنا عذاب ہٹا لیں گے۔[2]

نیز فرمایا: جب اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کو مشرکین کے ساتھ جہنم میں داخل فرمائیں گے تو مشرکین ان سے کہیں گے دنیا میں تم تو سمجھتے تھے کہ ہم اللہ کے اولیاء ہیں۔ اب ہمارے ساتھ جہنم میں کیوں ہو؟ اللہ تعالیٰ ان کی یہ بات سنیں گے تو ان مسلمانوں کے لئے شفاعت کی اجازت مرحمت فرمائیں گے۔ لہٰذا ملائکہ، انبیاء اور مؤمنین ان کے لئے شفاعت فرمائیں گے۔ حتیٰ کہ اللہ کے حکم سے ان کو نکال لیں گے۔ چنانچہ مشرکین جب یہ معاملہ دیکھیں گے تو کہیں گے: اے کاش کہ ہم بھی ان جیسے (مسلمان) ہوتے تو آج ہمیں بھی شفاعت نصیب ہو جاتی اور ہم بھی جہنم سے نکل جاتے۔ فرمایا: یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ

ایک وقت کافر لوگ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔ (سورۃ الحجر آیت ۲،۱)

پھر وہ جنت میں جہنمیوں ہی کے نام سے پہچانے جائیں گے۔ کیونکہ ان کے چہروں پر سیاہی باقی ہوگی۔ وہ عرض کریں گے: اے رب! یہ نام ہم سے ختم فرما دے۔ اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے۔ لہٰذا ان کو جنت کی نہر میں غسل دیا جائے گا جس سے ان کے چہروں سے وہ علامت ختم ہو جائے گی۔

ابواسامہ نے اس روایت کی توثیق فرمائی ہے۔

طبرانی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا الٰہ الا اللہ کہنے والے بہت سے لوگ اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوں گے۔ لات و عزیٰ کے بندے کہیں گے: تم کو لا الٰہ الا اللہ نے کیا فائدہ دیا؟ تم بھی ہمارے ساتھ جہنم میں پڑے ہو۔ ان کی بات پر اللہ کو غصہ آئے گا اور مسلمانوں کو جہنم سے نکال لے گا اور نہر حیات میں ان کو ڈال دے گا۔ پھر جیسے چاند گرہن سے نکلتا ہے اس طرح وہ اپنی جلن سے تروتازہ نکلیں گے اور جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ جنت میں ان کو جہنمیوں کے نام سے پکارا جائے گا۔[3]

---

(۱) المستدرک ۲/۲۴۲۔ مجمع الزوائد ۷/۴۵۔ کنز العمال ۲۹۵۵۵ (۲) الاوسط للطبرانی ۷۲۸۹۔

(۳) الاوسط للطبرانی ۷۲۸۹۔ مجمع الزوائد ۱۰/۳۷۹۔ الدر المنثور ۴/۹۳۔ کنز العمال ۳۹۴۳۷

ایک شخص نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے تاکیداً عرض کیا: اے انس! جانتے ہو نبی ﷺ کا فرمان ہے: جس نے قصداً مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ تو کیا آپ نے واقعی رسول ﷺ سے یہ بات سنی ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات خوب اچھی طرح سنی ہے۔

ایک غریب روایت...... ابن ابی الدنیا میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں:

قیامت کے روز جہنم کو ستر ہزار زماموں کے ساتھ باندھ کر لایا جائے گا۔ ہر زمام کو ستر ہزار فرشتے تھامے ہوئے ہوں گے۔ اس کے باوجود جہنم ان کی طرف جھک رہی ہوگی۔ حتیٰ کہ اس کو لا کر عرش کے دائیں طرف کھڑا کر دیا جائے گا۔ اس دن اللہ تعالیٰ اس پر ذلت کے بادل مسلط فرما دے گا۔ پھر پروردگار اس سے دریافت فرمائیں گے۔ (اے جہنم!) یہ ذلت کیسی ہے؟ وہ کہے گی پروردگار! مجھے خوف ہے، کہیں میری وجہ سے آپ کی ذات پر حرف نہ آئے۔ پروردگار فرمائیں گے۔ تو سراسر عیب اور برائی کا مجسمہ ہے، لیکن تیری وجہ سے مجھ پر کوئی قدغن عائد نہ ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف وحی فرمائیں گے اور وہ اس قدر زور سے کڑکڑائے گی کہ کسی آنکھ میں آنسو نہ بچیں گے بلکہ خوف اور ہیبت سے آنکھیں رو رو کر خشک ہو جائیں گی۔ پھر جہنم دوسری بار اور سخت کڑکے گی، جس کی وجہ سے کوئی فرشتہ بچے گا نہ نبی مرسل، بلکہ ہر ایک بے ہوش ہو جائے گا صرف تمہارا پیغمبر (ﷺ) نبی رحمت رہ جائے گا جو کہہ رہا ہوگا: یارب! امتی، امتی۔ (1)

غریب روایات میں سے ایک روایت...... حافظ ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا اللہ پاک اولین و آخرین کو ایک ہی میدان میں جمع فرمائیں گے۔ ملائکہ اتریں گے اور ایک صف ہو جائیں گے۔ کہا جائے گا اے جبریل! جہنم کو میرے پاس لاؤ۔ حضرت جبریل علیہ السلام جہنم کو لائیں گے، جس کو ستر ہزار زماموں کے ساتھ ہانک کر لایا جائے گا۔ پھر مخلوق کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے گا حتیٰ کہ جب سو سال کا عرصہ بیت جائے گا تو جہنم ہلہلائے گی، جس سے مخلوق کے دل ہوا ہو جائیں گے۔ پھر جہنم دوسری بار اور سخت گرجے گی، جس کی وجہ سے کوئی فرشتہ بچے گا نہ نبی مرسل، بلکہ ہر ایک گھٹنوں کے بل گر جائے گا۔ پھر تیسری بار جہنم گرجے گی جس کی وجہ سے دل اچھل کر حلقوں میں آ جائیں گے اور ہوش و حواس جاتے رہیں گے۔ ہر شخص اپنے اعمال کی وجہ سے گھبرا اٹھے گا حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی فرمائیں گے: آج میں خدا کے ساتھ اپنی دوستی کے طفیل صرف اپنی ذات ہی کا سوال کرتا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: اے خدا! اس عزت کے صدقے، جو تو نے مجھے بخشی، آج میں اپنی ذات ہی کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ مریم، جس نے مجھے جنم دیا تھا اس کے متعلق بھی آپ سے کچھ عرض نہیں کرتا۔ لیکن محمد ﷺ یوں عرض کریں گے: آج میں اپنی ذات کا سوال نہیں کرتا بلکہ اپنی امت کے لئے سوال کرتا ہوں۔ پروردگار آپ ﷺ کو جواب مرحمت فرمائیں گے۔ (اے محمد!) تیری امت میں جو میرے دوست ہیں، آج انہیں کوئی خوف ہے نہ رنج۔ میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! آج میں تیری امت سے تیری آنکھیں ٹھنڈی کر دوں گا۔ پھر ملائکہ اللہ عزوجل کے سامنے (ہاتھ باندھے مؤدب) کھڑے ہو جائیں گے کہ ارشاد خداوندی ہو (اور ہم فوراً تعمیل کریں)۔ عالی وذی مرتبت پروردگار عزوجل حکم فرمائیں گے: اے زبانیہ (جہنم کے فرشتوں) کی جماعت! امت محمدیہ میں سے گناہوں پر ڈٹے رہنے والے لوگوں کو (جہنم) لے جاؤ۔ ان پر میرا شدید غضب ہے۔ دنیا میں انہوں نے میرے کام میں سستی دکھائی۔ میرے حق کی ناقدری کی۔ میری حرمت کو پامال کیا۔ لوگوں سے ڈرتے رہے لیکن مجھ سے جنگ کرتے رہے۔ حالانکہ میں نے انہیں عزت بخشی تھی۔ ان کو دوسری اقوام و امم پر فضیلت کا درجہ دیا تھا۔ لیکن ان سب کے باوجود انہوں نے میری عظمت و فضیلت کا پاس نہیں کیا۔ میری عظیم نعمتوں کا شکر ادا نہیں کیا۔

پس اس وقت زبانیہ فرشتے ان کے مردوں کو داڑھیوں سے اور عورتوں کو مینڈھیوں سے پکڑ لیں گے اور جہنم کی طرف لے چلیں گے۔

اس امت کے علاوہ دیگر امم کے افراد کو سیاہ چہروں کے ساتھ لے جایا جائے گا وہ بھی اس حال میں کہ (زنجیروں وغیرہ کا) عذاب ان کے قدموں میں ہوگا اور گردنوں میں طوق پڑے ہوں گے۔ لیکن اس امت کے افراد (کے ساتھ جہنم لے جانے میں بھی رعایت کی جائے گی۔ اور ان)

(1) المستدرک ۴/۵۹۵

کوان کے اپنے سابقہ رنگوں کے ساتھ لے جایا جائے گا۔ جب وہ جہنم کے داروغہ مالک کے پاس پہنچیں گے تو، لک ان کو کہے گا: اے بد بخت گروہ! تم کون سی امت ہو؟ تم سے اچھے چہرے والے میرے پاس اور کوئی نہیں آئے؟ وہ کہیں گے: اے مالک! ہم قرآن والی امت ہیں۔ مالک کہے گا: اے بد بخت گروہ! کیا محمد ﷺ پر قرآن نازل نہیں ہوا تھا؟ تب وہ امتِ محمد یہ کے گنہگار گریہ وزاری اور چیخ وپکار کریں گے. وامحمداہ! وامحمداہ! (خدا کی طرف سے حکم ہوگا): اے محمد! تیری امت میں سے جن کے لئے جہنم کا حکم ہوا ہے ان کے لئے شفاعت کرو۔ پھر مالک کو نداء دی جائے گی: اے مالک! تجھے کس نے حکم دیا ہے ان بدبختوں کے ساتھ عتاب کرنے کا، ان سے مکالمہ کرنے کا اور ان کو جہنم میں داخلہ سے روکے رکھنے کا؟ اچھا اے مالک! ان کے چہرے سیاہ نہ کرنا، کیونکہ یہ دنیا میں اللہ رب العالمین کو سجدہ کرتے تھے۔ اے مالک! ان کو زنجیروں کے ساتھ نہ باندھنا، کیونکہ یہ جنابت سے غسل کرتے تھے۔ اے مالک! ان کو بیڑیاں نہ پہنانا، کیونکہ یہ میرے حرمت والے گھر کا طواف کرتے تھے۔ اے مالک! ان کو تارکول کے لباس نہ پہنائیو، کیونکہ احرام کے لئے انہوں نے اپنے لباس اتار دیئے تھے۔ اے مالک! جہنم کو کہہ دے کہ بس ان کو ان کے اعمال کے مطابق ہی سزا دینا۔ پس جہنم ان کو اور ان کے عذاب کی مقدار کو خوب اچھی طرح جان لے گی، جتنا کہ ایک ماں بھی اپنے بچے کو نہیں جانتی۔

لہذا جہنم کسی کو صرف اس کے ٹخنوں تک پکڑے گی، کسی کو گھٹنوں تک، کسی کو ناف تک اور کسی کو اس کے سینے تک جکڑے گی۔ پس جب اللہ تعالیٰ ان کو ان کے کبیرہ گناہوں، اور ان کے گناہوں پر ڈٹے رہنے کی سزا دے لیں گے تو ان کے اور مشرکین کے درمیان دروازہ کھول دیں گے جو کہ جہنم کے نچلے طبقہ میں ہوں گے۔ اہلِ امتِ محمد نے اب تک کوئی ٹھنڈی شی چکھی ہوگی نہ پی ہوگی۔ وہ خوب روئیں گے اور کہیں گے. یا محمداہ!! اپنی امت کے بدبختوں پر رحم فرما۔ ان کی شفاعت فرما۔ (جہنم کی بے رحم) آگ ان کے گوشت، ہڈیاں اور خون تک کھا چکی ہے۔ پھر وہ پروردگار کو پکاریں گے یا رباہ! یا سیداہ! اپنے ان بندوں پر رحم فرما، جنہوں نے تیرے ساتھ کبھی شرک نہیں کیا، اگر چہ انہوں نے برے کام کئے، خطائیں کیں اور ظلم کیا۔ اس وقت مشرکین کہیں گے: تمہیں اللہ اور محمد پر ایمان لانے نے کیا نفع دیا؟ یہ بات سن کر پروردگار رب العالمین غضبناک ہو جائیں گے اور جبریل علیہ السلام کو حکم فرمائیں گے: اے جبریل! جا جہنم سے امت محمد یہ کے تمام افراد کو نکال لا۔ حضرت جبریل علیہ السلام ان کو جتھوں کے جتھے نکالیں گے جو جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ پھر ان کو جنت کے دروازے پر نہر الحیاۃ میں ڈال دیں گے۔ وہ اس میں رہیں گے حتی کہ پہلے سے زیادہ تر و تازہ ہو جائیں گے۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام ملائکہ کو حکم دیں گے کہ رحمٰن کے آزاد کردہ بندوں کو جنت میں داخل کریں۔ وہ اہل جنت میں اس علامت کے ساتھ ہی پہچانے جائیں گے (کہ یہ جہنم سے خلاصی پانے والے ہیں)۔ پھر یہ دعا کریں گے کہ ان سے یہ علامت مٹادی جائے۔ اللہ تعالیٰ ان سے یہ علامت ختم فرمادیں گے اور اس کے بعد اہل جنت میں اس علامت کے ساتھ ان کی پہچان ختم ہو جائے گی۔ [۱]

دوسری روایات سے اس حدیث کے مختلف حصے مؤید ہیں۔

باب

قیامت میں رسول خدا ﷺ کی شفاعت اور اس کی انواع وتعداد کا بیان

شفاعتِ عظمیٰ کا بیان...... حضور ﷺ کی شفاعتوں میں پہلی قسم شفاعت اولیٰ ہے۔ اسی کو شفاعتِ عظمیٰ کہتے ہیں۔ انبیاء ومرسلین اور مؤمنین میں یہ شفاعت صرف حضور ﷺ کو ہی حاصل ہوگی۔ اس شفاعت کو پانے کے لئے تمام مخلوق محتاج ہوگی، حتیٰ کہ ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام بھی۔ تمام لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے کہ ہمارے لئے شفاعت فرمائیں اسی طرح یکے بعد دیگرے دوسرے انبیاء کے پاس آئیں گے۔ لیکن ہر ایک انکار کرے گا اور کہے گا میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ بالآخر یہ سلسلہ سید الاولین والآخرین حضرت محمد ﷺ پر جا کر ختم ہوگا۔ آپ ﷺ فرمائیں گے: ہاں ہاں، میں اس کا اہل ہوں۔ [۲] لہذا آپ ﷺ تشریف لائیں گے اور بارگاہ خداوندی میں شفاعت کریں گے کہ پروردگار ان کا حساب کتاب شروع فرما۔ ان کو اس مقام سے نجات دے۔ مؤمن اور کافر کے درمیان امتیاز فرما۔ مؤمن کو جنت سے نواز اور کافر کو جہنم واصل فرما۔

---

(۱) تاریخ اصبہان لابی نعیم ۱/۲۵۱ (۲) البخاری. ۷۵۱۰۔ المسلم. ۴۷۸۔

اس مقام کی تفصیل تفسیر ابن کثیر میں سورۂ اسراء کی ذیل کی آیت کے تحت بیان ہوئی ہے۔

اور کچھ حصہ شب میں بیدار ہوا کرو (اور تہجد کی نماز پڑھا کرو یہ شب خیزی) تمہارے لئے سبب زیادت ہے۔قریب ہے کہ خدا تم کو مقام محمود میں داخل کرے۔ (سورۃ الاسراء آیت ۷۹)

دیگر انبیاء ومرسلین کے مقابلہ میں حضور ﷺ کی خصوصیات.... صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ ایسی خصوصیات سے نوازا گیا ہے، جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئیں۔ایک ماہ کی مسافت کی دوری سے میرا رعب (دشمن پر مسلط) کر کے میری مدد کی گئی۔میرے لئے ساری روئے زمین جائے سجود اور پاک قرار دی گئی۔اموال غنیمت میرے لئے حلال کر دیئے گئے، جو مجھ سے قبل کسی کے لئے حلال نہیں ہوئے۔ مجھے شفاعت کرنے کا اہل بنایا گیا۔اور یہ کہ ہر نبی کسی ایک قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا جبکہ مجھے تمام انسانیت کے لئے مبعوث کیا گیا ہے۔(۱)

فرمایا: مجھے شفاعت کرنے کا اہل بنایا گیا۔اس سے شفاعت عظمیٰ مراد ہے۔حضور ﷺ بارگاہ خداوندی میں یہ شفاعت فرمائیں گے۔یہ شفاعت حساب کتاب شروع ہونے سے متعلق ہوگی۔تمام مخلوق اس شفاعت کی محتاج ہوگی کیونکہ ہر ذی روح میدان حشر میں کھڑا ٹنگ ہو چکا ہوگا۔حتیٰ کہ ابراہیم خلیل علیہ السلام، موسیٰ کلیم علیہ السلام اور دیگر تمام انبیاء ومرسلین اس شفاعت کی رغبت رکھیں گے اور اولین وآخرین سب اس کے معترف ہوں گے۔یہ شفاعت صرف حضور ﷺ کو حاصل ہوگی اور کسی پیغمبر کو نصیب نہ ہوگی۔

اس کے علاوہ گنہگاروں کے متعلق شفاعت دیگر انبیاء وملائکہ کو بھی حاصل ہوگی۔

حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ ابو عمار، عبداللہ بن فروخ کے توسط سے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں پہلا شخص ہوں جس کے لئے زمین شق ہوگی اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔(۲)

میں پہلا شخص ہوں جس کے لئے زمین شق ہوگی، کا مطلب ہے میں سب سے پہلے قبر سے اٹھایا جاؤں گا۔

اسی طرح امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور اس پر کوئی فخر نہیں۔اور میں پہلا شخص ہوں جس کے لئے زمین شق ہوگی اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔میرے ہاتھ میں لواء الحمد یعنی حمد باری تعالیٰ کا جھنڈا ہوگا حتیٰ کہ آدم علیہ السلام اس کے نیچے ہوں گے۔(۳)

صحیح مسلم میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میرے رب نے مجھے فرمایا: کہ میں ایک حرف پر قرآن پڑھوں۔میں نے عرض کیا پروردگار میری امت پر آسانی فرما۔تو پروردگار نے جواب دیا ایک حرف پر پڑھو۔میں نے پھر عرض کیا پروردگار میری امت پر آسانی فرما۔تو پروردگار نے تیسری مرتبہ جواب دیا اچھا سات حروف پر پڑھو۔پھر فرمایا تم نے جتنی بار مجھ سے سوال کیا ہر سوال کے بدلہ میں جو چاہو مانگو۔میں نے عرض کیا: اے پروردگار ایک تو میری امت کی مغفرت فرمادے اور باقی سوال میں آخرت کے دن کے لئے اٹھا رکھتا ہوں جس دن ساری مخلوق میری طرف رغبت رکھے گی حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی۔(۴)

تشریح.... مذکورہ بالا حدیث میں قرآن کو سات حروف پر پڑھنے کی اجازت دی گئی، اس سے مراد عرب کی مختلف زبانوں کے مطابق پڑھنے کی اجازت ہے۔یہی سات قرأت کہلاتی ہیں۔یہ ساتوں قرأئیں قراء اور علماء کے ہاں محفوظ ہیں۔ان کے علاوہ کسی اور طریق سے قرآن پڑھنا ممنوع ہے۔ہمارے دیار مشرق میں قرآت حفص پڑھی جاتی ہے۔ (م۔ابوطلحہ)

---

(۱) البخاری ۳۳۵۔المسلم ۱۱۶۳۔النسائی ۴۳۰۔مسند احمد ۳۰۴/۳ (۲) الترمذی ۳۶۳۸۔ابن ماجہ ۴۳۰۸۔

(۳) تخریج کا سبق المتن۔ (۴) المسلم ۱۹۰۱۔

شفاعت کی دوسری اور تیسری قسم، عام مسلمان لوگوں کے لئے حضور ﷺ کی شفاعت ہے، جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی تاکہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں اور ان لوگوں کے واسطے جن کے لئے دخولِ جہنم کا حکم ہو چکا ہوگا تاکہ وہ دخولِ جہنم سے بچ جائیں

حافظ ابوبکر بن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الاھوال میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن انبیا کے لئے نور کے منبر نصب کئے جائیں گے، جس پر وہ جلوہ افروز ہونگے۔ میرا منبر رہ جائے گا میں اس پر نہ بیٹھوں گا بلکہ اللہ عزوجل کے سامنے کھڑا رہوں گا۔ اپنی امت کی فکر میں کہ کہیں مجھے جنت بھیج دیا جائے اور میرے بعد میری امت رہ جائے۔ سو میں عرض کروں گا: یارب! میری امت۔ پروردگار فرمائیں گے: اے محمد! تو کیا چاہتا ہے کہ میں تیری امت کے ساتھ ویسا کروں۔ میں عرض کروں گا: یارب ان کا حساب جلد لے لیجئے۔ پس ان کو بلایا جائے گا اور حساب کتاب لیا جائے گا۔ کوئی تو اللہ کی رحمت کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائے گا اور کوئی میری سفارش کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائے گا اور میں مسلسل شفاعت کرتا رہوں گا حتیٰ کہ مجھے ان لوگوں کے لئے دستاویز لکھ دی جائے گی جن کو جہنم بھیج دیا گیا ہوگا جس کی وجہ سے جہنم کا داروغہ مالک کہے گا: اے محمد! تو نے اپنی امت پر اپنے رب کے غضب کے لئے کوئی سزا نہیں چھوڑی۔ [1]

(منہال بن عمرو عن عبداللہ بن الحارث) حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لوگوں کو ننگے جسم میدانِ حشر میں جمع کیا جائے گا۔ وہ اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھائے جمع ہوں گے اور فیصلہ کئے جانے کے انتظار میں چالیس سال تک کھڑے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے عرش سے کرسی کی طرف نزولِ اجلال فرمائیں گے۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلایا جائے گا اور ان کو دو جنتی ریشم کے جوڑے پہنائے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میرے پاس نبی امی محمد کو لاؤ۔ فرمایا: پس میں کھڑا ہوں گا اور جنت کا لباس پہنوں گا اور میرے لئے حوض کو کھول دیا جائے گا، جس کی چوڑائی ایلۃ سے کعبہ تک ہے۔ میں اس سے پیوں گا اور غسل کروں گا جبکہ شدتِ پیاس کی وجہ سے مخلوق کی گردنیں کٹ رہی ہوں گی۔ پھر میں کرسی کی دائیں جانب کھڑا ہوں گا۔ اس مقام پر میرے سوا کسی کو کھڑے ہونے کی اجازت نہ ہوگی۔ پھر مجھے کہا جائے گا: سوال کر تجھے عطا کیا جائے گا۔ شفاعت کر تیری شفاعت قبول کی جائے گی۔

اس موقعہ پر ایک شخص نے آپ ﷺ سے سوال کیا: یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے والدین کے لئے کسی بھلائی کی توقع رکھ سکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا میں ان کے لئے شفاعت کروں گا یا تو قبول کر لی جائے گی یا منع کر دیا جائے گا اور مجھے ان کے لئے کوئی امید نہیں ہے۔ [2]

آگے منہال بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے علاوہ مجھے عبداللہ بن الحارث نے حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا:

اپنی امت میں سے ایک قوم پر میرا گزر ہوگا جس کو جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہوگا۔ وہ کہیں گے: اے محمد! ہماری شفاعت کر دیجئے۔ میں ملائکہ کو حکم دوں گا: کہ ان کو روکے رکھیں۔ میں پروردگار کے حضور میں جاؤں گا اور اجازت طلب کروں گا مجھے اجازت دی جائے گی۔ میں خدا کے حضور سربسجود ہو کر عرض کروں گا: پروردگار میری امت میں سے ایک قوم کے متعلق آپ نے جہنم کا حکم فرمایا ہے۔ پروردگار فرمائیں گے: جا، جس کو میں چاہوں نکال لے۔ پھر باقی لوگ بھی پکار اٹھیں گے: اے محمد! ہمارے لئے بھی شفاعت فرما دیجئے۔ پس میں پروردگار کے پاس دوبارہ حاضر ہوں گا اور اجازت چاہوں گا۔ مجھے اجازت ملے گی اور میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ پروردگار فرمائیں گے: اپنا سر اٹھاؤ اور سوال کرو تمہیں عطا کیا جائے گا، شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ پس میں کھڑا ہوں گا اور خدائے ذوالجلال کی وہ حمد و ثناء کروں گا کہ کسی نے نہ کی ہوگی۔ پھر عرض کروں گا میری امت میں سے ایک قوم کے متعلق جہنم کا حکم ہو چکا ہے۔ پروردگار فرمائیں گے: جا اور جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہو اسے جہنم سے نکال لے۔ میں عرض کروں گا اور جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہو؟ پروردگار فرمائیں گے: اے محمد! یہ تیرے لئے نہیں ہے، یہ میرے لئے ہے۔ پس میں جاؤں گا اور جس کو مشیتِ ایزدی ہوگی جہنم سے نکال لوں گا۔ صرف ایک قوم رہ جائے گی جو جہنم میں داخل ہوگی۔ دوسرے اہلِ جہنم ان کو عار دلائیں

(۱) المغنی عن حمل الاسفار للعراقی ۵۱۰/۴۔ (۲) المستدرک للحاکم ۳۶۸/۲۔ مسند احمد ۳۹۸/۱

گے اور کہیں گے :تم تو اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے،اس کے ساتھ کسی کو شریک بھی نہیں ٹھہراتے تھے،اس کے باوجود اس نے تم کو جہنم میں داخل کر دیا ہے۔فرمایا: یہ بات سن کر وہ لوگ انتہائی رنجیدہ ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجیں گے جو اپنا ایک چلو پانی کا جہنم میں پھینک دے گا۔ پس کوئی لا الٰہ الا اللہ والا نہ بچے گا بلکہ ہر ایک کے چہرے پر اس پانی کا ایک ایک قطرہ ضرور گرے گا۔ جس کی وجہ سے وہ دوسروں سے پہچان لئے جائیں گے۔ پھر دوسرے اہل جہنم ان پر رشک کریں گے۔ لہذا ان کو نکالا جائے گا اور جنت میں داخل کیا جائے گا۔ پھر اہل جنت ان کی ضیافت اور مہمان نوازی کریں گے۔ اگر وہ سب بھی کسی ایک جنتی کے پاس ٹھہر جائیں تو اس کے پاس سب کے لئے بہت گنجائش ہوگی۔ان کو مجردین کہا جائے گا۔

صرف ایک قوم رہ جائے گی جو جہنم میں داخل ہوگی ... اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے جو نکالنے کے الفاظ استعمال ہوئے ان کا مطلب بچانا ہے یعنی میں ان کو جہنم جانے سے بچالوں گا۔ نیز اس روایت سے متعدد شفاعت کا پتہ چلتا ہے۔

شفاعت کی چوتھی قسم ... حضور ﷺ کی چوتھی شفاعت اہل جنت کے لئے ہوگی تا کہ ان کے درجات میں مزید ترقی ہو سکے اور ان کو اپنے اعمال سے زیدہ درجات مل سکیں۔ معتزلہ صرف اسی شفاعت کے قائل ہیں،اس کے علاوہ دیگر شفاعتوں کے منکر ہیں۔ حالانکہ ان کے متعلق احادیث تواتر کے ساتھ وارد ہیں۔ (۱)

اس چوتھی قسم پر دلیل صحیحین کی حدیث ہے کہ غزوہ اوطاس میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ماموں ابو عامر کو کاری زخم پہنچا۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو اس کی اطلاع دی تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ بلند کئے اور دعا کی: اے اللہ اپنے بندے ابو عامر کی مغفرت فرما اور قیامت کے دن ان کو کثیر مخلوق پر فوقیت دے۔ (۲)

قیامت کے دن ان کو کثیر مخلوق پر فوقیت دے۔ یہ درجات میں ترقی کے لئے شفاعت ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ شفاعت صرف آخرت کے ساتھ خاص نہیں ہے۔

اسی طرح ام سلمۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ جب ان کے شوہر ابوسلمۃ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی: اے اللہ! ابوسلمہ کی مغفرت فرما۔ ہدایت پانے والوں میں ان کے درجات بلند فرما۔ پیچھے رہ جانے والوں میں ان کو اچھا نام دے۔ اس کی اور ہماری مغفرت فرما اے رب العالمین! اور اس کی قبر کو کشادہ و منور فرما۔ (۳)

یہ روایت صحیح مسلم میں بھی مروی ہے۔

جنت میں بغیر حساب داخل کرنے والی اور گنہگار کے عذاب میں تخفیف کرنے والی شفاعت کا بیان

شفاعت کی پانچویں قسم

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ایک اور پانچویں قسم متعارف کروائی ہے۔ جنت میں بغیر حساب و کتاب داخل کروانے والی شفاعت۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے علم میں اس کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ نیز قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی کوئی مستند دلیل پیش نہیں کی ہے۔ لیکن اس کی تائید میں حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پیش کی جاسکتی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی تھی کہ اللہ ان کو ان ستر ہزار افراد میں داخل فرمادے جو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔

---

(۱) اوطاس دیار ہوازن میں ایک وادی کا نام ہے۔ قبیلہ ہوازن اور نبی ﷺ کے درمیان ایک معرکہ پیش آیا تھا جو جنگ حنین کہلاتا ہے۔ اس معرکہ میں جب لڑائی کا بازار خوب گرم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا اب وطیس کو حمایت جاگ اٹھی ہے۔ (۲) البخاری ۲۸۸۴۔ المسلم ۲۳۵۶

(۳) المسلم ۲۱۲۷۔ ابوداؤد ۳۱۱۸۔ ابن ماجہ ۱۴۵۴

یہ حدیث صحیحین میں مروی ہے اور اس مقام کے مناسب ہے۔

شفاعت کی چھٹی قسم ... ابوعبداللہ القرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے شفاعت کی ایک اور چھٹی قسم بیان فرمائی ہے۔ وہ ہے حضور ﷺ کی شفاعت اپنے چچا ابوطالب کے لئے کہ اللہ ان کے عذاب میں تخفیف فرما دے۔ صحیح مسلم میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت ابوطالب کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن شاید میری شفاعت ان کے کام آ سکے اور ان کو صرف آگ کے ایک گڑھے میں داخل کر دیا جائے، وہ آگ صرف ان کے ٹخنوں تک پہنچے گی۔ (لیکن) اسی سے ان کا دماغ کھولے گا۔ [1]

لیکن اگر اس پر اعتراض کیا جائے کہ فرمانِ الٰہی اس کے معارض ہے: تو (اس حال میں) سفارش کرنے والوں کی سفارش ان کے حق میں کچھ فائدہ نہ دیگی (سوۃ المدثر ۴۸) تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شفاعت جہنم سے تو نہ نکلوا سکے گی لیکن تخفیفِ عذاب کا فائدہ دے گی جیسے گنہگار مؤمنین کو جہنم سے نکلوا بھی دے گی۔

شفاعت کی ساتویں قسم ...... حضور ﷺ کی یہ شفاعت تمام مؤمنین کے لئے ہوگی اور جنت میں داخلہ کی اجازت کے لئے ہوگی۔ صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں میں پہلا شفیع ہوں گا۔ [2]

حدیث صور میں ہے: جب اہلِ جنت جنت کے دروازے پر پہنچیں گے تو آپس میں کہیں گے پروردگار کے پاس اب کون سفارش لے کر جائے کہ ہم جنت میں داخل ہو جائیں۔ لوگ کہیں گے اپنے جدامجد حضرت آدم علیہ السلام کے علاوہ اور کون زیادہ مناسب ہوگا؟ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا تھا ان میں اپنی روح پھونکی تھی اور یہ کہ ان کو سامنے کھڑا کر کے ہمکلام ہوئے تھے۔ لہٰذا سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور یہ مطالبہ کریں گے حضرت آدم علیہ السلام اپنی خطاء یاد کر کے فرمائیں گے: میں تو اس کا اہل نہیں ہوں۔ ہاں تم محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر سب لوگ میرے پاس آئیں گے اور پروردگار عزوجل کے ہاں میری تین سفارشیں (باقی) ہوں گی، جن کا اللہ نے مجھ سے وعدہ فرما رکھا ہوگا۔ پس میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دروازے کا حلقہ پکڑوں گا اور دروازہ کھلواؤں گا۔ پس میرے لئے دروازہ کھول دیا جائے گا۔ مجھ پر سلام پیش کیا جائے گا اور مرحبا کہا جائے گا۔ میں داخل ہو کر رب ذوالجلال کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر پڑوں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے ایسی حمد وتقدیس القاء فرمائیں گے جو مجھ سے پہلے کسی کو القاء نہیں کی گئی ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھے فرمائیں گے: اے محمد! اپنا سر اٹھائیے، اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی اور سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا۔ جب میں اپنا سر اٹھاؤں گا تو اللہ جل شانہ (باوجود سب کچھ جاننے کے) فرمائیں گے تم کیا چاہتے ہو؟ میں عرض کروں گا یارب! آپ نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ فرمایا تھا لہٰذا اہلِ جنت کے لئے میری شفاعت قبول کر لیجئے تاکہ وہ جنت میں داخل ہو سکیں۔ اللہ عزوجل فرمائیں گے: میں نے تمہاری شفاعت قبول کی۔ اور ان کو جنت میں داخلہ کی اجازت دیدی۔

رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے تم دنیا میں اپنے اہلِ خانہ کو اور اپنے ٹھکانوں کو اس سے زیادہ نہیں جانتے ہو گے جتنا کہ اہلِ جنت اپنے اہلِ خانہ کو اور اپنے ٹھکانوں کو جانتے ہوں گے۔

جنت میں ہر جنتی کو بہتر حوریں اور دو دنیا کی عورتیں ملیں گی۔ ان دو عورتوں کو باقی عورتوں پر فضیلت حاصل ہوگی، کیونکہ انہوں نے دنیا میں خدائے عزوجل کی عبادت کی ہوگی۔

شفاعت کی آٹھویں قسم ... حضور ﷺ کی یہ شفاعت اپنی امت کے اہلِ کبائر کے لئے ہوگی، جس کی وجہ سے وہ جہنم سے نکال لئے جائیں گے۔ اس شفاعت کے متعلق بتواتر احادیث وارد ہیں۔ عجیب بات ہے کہ احادیث کے تواتر کے باوجود خوارج اور معتزلہ (مطلق) شفاعت کے منکر ہو گئے۔ یا تو صحیح احادیث سے ان کی جہالت مانع ہوئی ہے یا پھر علم کے باوجود عناد کی وجہ سے اس پر ڈٹے رہے ہیں۔ یہ شفاعت ملائکہ، انبیاء

(۱) البخاری: ۶: ۳۸۸۵۔ المسلم ۵۱۲ (۲) المسلم: ۴۸۴

اور مؤمنین کو بھی حاصل ہوگی۔ حضور ﷺ کی طرف سے اس کا بار بار صدور ہوگا صلوات اللہ وسلامہ علیہ۔

مختلف شفاعتوں سے متعلق مختلف احادیث

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت ......ابن ابی الدنیا میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میں انبیاء کا خطیب ہوں گا، ان کا امام اور ان کا شفیع ہوں گا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت .....ابن ابی الدنیا میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں سب سے پہلے (اپنی قبر سے) نکلوں گا۔ جب لوگ وفد بنا کر آئیں گے تو میں ان کا قائد ہوں گا۔ جب سب خاموش ہو جائیں گے تو میں ان کا خطیب ہوں گا۔ جب سب رک جائیں گے تو میں ان کا شفیع ہوں گا۔ جب سب مایوسی کا شکار ہو جائیں گے تو میں ان کو خوشخبری سنانے والا ہوں گا۔ عزت اور چابیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ حمد کا جھنڈا بھی اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اللہ عزوجل کے ہاں اولاد آدم میں سب سے زیادہ باعزت ہوں گا ایک ہزار حشم وخدم میرے گردوپیش ہوں گے جو چھپے ہوئے انڈوں یا بکھرے موتیوں کی مانند ہوں گے۔[1]

مسند احمد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میری شفاعت میری امت کے اہل کبائر کے لئے ہوگی۔[2]

یہ روایت بہت سی کتب حدیث میں مروی ہے۔

مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی نے ایک ایک سوال کیا تھا یا فرمایا ہر نبی نے ایک ایک دعا کی تھی جو قبول کی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے میری دعا بھی قبول فرمائی اور قیامت کے دن میری امت کے لئے میری شفاعت قبول فرمائی۔[3]

قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کی شفاعت ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اپنی جان ہلاکت میں ڈالی

بیہقی میں محمد سے مروی ہے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میری شفاعت میری امت کے اہل کبائر کے لئے ہوگی۔[4]

محمد کہتے ہیں میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہا یہ کیا بات ہے اے جابر! حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں محمد! کیونکہ جن کی نیکیاں برائیوں پر غالب آ گئیں وہ تو جنت میں بغیر حساب کتاب داخل ہو جائیں گے اور جس کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوئیں اس سے معمولی اور آسان حساب ہوگا اور بالآخر وہ بھی جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ آنحضرت ﷺ کی شفاعت تو ان لوگوں کے لئے ہوگی جنہوں نے اپنی جان کو بند ھوا دیا اور اپنے آپ کو لٹکا لیا۔

امام بیہقی نے دوسرے طریق کے ساتھ یہی روایت یوں نقل کی ہے محمد سے مروی ہے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمان الٰہی تلاوت کیا جس کا ترجمہ ہے۔ اور وہ (اس کے پاس کسی کی) سفارش نہیں کر سکتے مگر اس شخص کی جس سے خدا خوش ہوا اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں۔ (سورۃ الانبیاء آیت ۲۸) اس کے بعد فرمایا: میری شفاعت میری امت کے اہل کبائر کے لئے ہوگی۔[5]

امام حاکم فرماتے ہیں یہ روایت صحیح ہے۔

تشریح ....امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں: جس کی شفاعت کی جائے اس کا صاحب ایمان ہونا ضروری ہے۔ (وہ اس

(۱) الدارمی ۲۶/۱ (۲) ابوداؤد ۴۷۳۹۔ الترمذی ۲۴۳۵۔ مسند احمد ۲۱۳/۳۔ (۳) مسند احمد ۲۱۹/۳۔

(۴) السنن الکبریٰ للبیہقی ۱۷/۸۔ الکامل ۱۰۷۷/۳۔ ابن ماجہ ۴۳۱۰۔ (۵) ابوداؤد ۴۷۳۹۔ الترمذی ۲۴۳۵۔ مسند احمد ۲۱۳/۳

کے پاس کسی کی سفارش نہیں کر سکتے مگر اس شخص کی جس سے خدا خوش ہوا) سے یہی مراد ہے۔لہذا کفار ومشرکین جن پر خدا غضبناک ہوگا ان کی سفارش نہیں کی جاسکتی۔نیز ان روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اہل کبائر کے لئے شفاعت فرمائیں گے اور اہل صغائر کے لئے اور جنتیوں کے رفع درجات کے لئے ملائکہ شفاعت کریں گے۔واللہ اعلم بالصواب۔

دیگر انبیاء کی شفاعت۔ ...مسند احمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب اہل جنت اور اہل جہنم کو الگ الگ کر دیا جائے گا اور اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے اور اہل جہنم جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو (انبیاء و) رسل کھڑے ہوں گے اور شفاعت کریں گے۔ان کو کہا جائے گا' جاؤ اور جس جس کو تم جانتے ہو (کہ وہ صاحب ایمان ہے) اسے نکال لو۔لہذا وہ ان کو نکالیں گے اور وہ جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔پھر ان کو ایک نہر میں ڈال دیا جائے گا جس کو نہر الحیات کہتے ہیں۔فرمایا: ان کا جلا ہوا حصہ نہر کے کناروں پر گر جائے گا اور وہ شیشے کی مانند سفید ہو کر نکلیں گے۔اس کے بعد پھر شفاعت کریں گے اور ان کو کہا جائے گا جاؤ اور جس جس کو تم جانتے ہو کہ اس کے دل میں ایک قیراط برابر بھی ایمان ہے اسے نکال لو۔پس وہ نکالیں گے اور لوگ جلدی جلدی نکلیں گے اور شفاعت کریں گے۔ان کو کہا جائے گا جاؤ اور جس جس کو تم جانتے ہو کہ اس کے دل میں ایک رائی برابر بھی ایمان ہے اسے نکال لو۔پس وہ نکالیں گے۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اب میں اپنے علم اور اپنی رحمت کے ساتھ نکالوں گا۔پھر اللہ تعالیٰ پہلے گئے لوگوں سے کئی گنا زیادہ افراد کو نکالیں گے۔ان کی گردنوں میں لکھ (کر لٹکا) دیا جائے گا "اللہ کے آزاد کردہ"۔پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے اور وہاں ان کو جہنمیوں کے نام سے پکارا جائے گا۔(۱)

امام احمد اس روایت میں منفرد ہیں۔

عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی حدیث.... مسند احمد میں عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کسی جگہ پڑاؤ ڈالا تو آپ ﷺ کو قافلہ کے درمیان میں جگہ دی تھی۔لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ آپ غائب ہیں۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گھبرا اٹھے اور خیال کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کے لئے ہم سے بہتر اور ساتھی اختیار فرما لئے ہیں۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی خیال میں غلطاں تھے کہ آپ کو دیکھ کر صدائے اللہ اکبر بلند کی۔عرض کیا، یارسول اللہ! ہم تو ڈر گئے تھے کہ کہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے ہمارے سوا دوسرے اصحاب نہ پسند کر لئے ہوں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ تم ہی دنیا وآخرت میں میرے اصحاب ہو۔دراصل اللہ تعالیٰ نے مجھے بیدار کیا تھا اور فرمایا: اے محمد! میں نے کوئی نبی یا رسول نہیں بھیجا لیکن اس کی کوئی خواہش اور سوال ضرور پورا کیا ہے۔چنانچہ تو بھی اے محمد! کوئی سوال کر۔میں نے عرض کیا: میرا سوال یہ ہے کہ قیامت کے دن مجھے میری امت کی شفاعت مل جائے۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! شفاعت کیا ہے؟ فرمایا: میں عرض کروں گا یارب! میں نے اپنی امت کے لئے تیرے پاس شفاعت رکھوائی تھی۔تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائیں گے ہاں۔پھر اللہ تعالیٰ جہنم سے میری بقیہ امت کو نکال دیں گے اور جنت میں ڈال دیں گے۔(۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا شفاعت کے منکر کو جواب۔ ابن ابی الدنیا میں طلق بن حبیب کہتے ہیں میں لوگوں میں شفاعت کا انکار کرنے والوں میں میں سب سے شدت پسند تھا۔حتیٰ کہ ایک مرتبہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوگئی۔اور مجھ سے قرآن کی جتنی آیت ممکن ہو سکیں سنا ڈالیں جن میں اہل جہنم کا جہنم میں ہمیشہ رہنے کا ذکر تھا۔لہذا اگر شفاعت کا ثبوت مان لیا جائے تو ان آیات سے تعارض لازم آتا ہے۔لیکن حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب مرحمت فرمایا: اے طلق! کیا تم اپنے آپ کو مجھ سے زیدہ قرآن وسنت کا جاننے والا سمجھتے ہو؟ تم نے جو آیات پڑھ کر سنائی ہیں وہ مشرکین سے متعلق ہیں۔لیکن یہ (مسلمان) قوم ہیں، ان سے گناہ سرزد ہوئے ہیں اور ان کی سزا ان کو ملے گی پھر یہ جہنم سے نکال لئے جائیں گے۔پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے کانوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: یہ بہرے ہو جائیں اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے (شفاعت والی احادیث) نہ سنی ہوں۔جبکہ ہم قرآن کی یہ آیات بھی تلاوت کر رہے تھے۔

---

(۱) مسند احمد ۳/۳۲۵ (۲) مسند احمد ۵/۳۲۶

شفاعت سے متعلق ایک طویل روایت...... مسند احمد میں (عفان، حماد بن سلمة ،) علی بن زید بن ابی نضرة سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بصرہ کے منبر پر ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

مجھ سے پہلے کوئی نبی نہیں گزرا مگر اس کی ایسی کوئی دعا ضرور تھی جسے اللہ نے دنیا میں پورا کیا۔ لیکن میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے اٹھا رکھا ہے۔ قیامت کے دن میں اولادِ آدم علیہ السلام کا سردار ہوں گا اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں ہے۔ میں پہلا شخص ہوں جس سے زمین شق ہوگی اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں ہے۔ میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں ہے۔ آدم علیہ السلام بھی اور ان کے بعد آنے والے سب اس کے نیچے ہوں گے اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں ہے۔ قیامت کے دن لوگ طویل عرصہ تک کھڑے رہیں گے پھر آپس میں مشورہ کریں گے ہمیں آدم علیہ السلام کے پاس چلنا چاہئے، تا کہ وہ پروردگار کے ہاں ہماری شفاعت کریں کہ ہمارا حساب کتاب لیا جائے۔ لہٰذا وہ سب حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے... :اے آدم علیہ السلام! آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا۔ اپنی جنت میں آپ کو ٹھکانہ دیا۔ اپنے ملائکہ سے آپ کو سجدہ کرایا۔ لہٰذا آپ پروردگار کے پاس ہماری شفاعت کریں کہ وہ ہمارا جلد فیصلہ کردے۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس مقام کا اہل نہیں ہوں۔ اپنی خطاء کی وجہ سے میں جنت سے نکالا گیا ہوں۔ آج مجھے سب سے بڑا مسئلہ اپنی جان کا درپیش ہے۔ تم ابراہیم خلیل علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پس وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اے ابراہیم علیہ السلام! پروردگار کے ہاں ہماری شفاعت کیجئے کہ وہ جلد ہمارا حساب لے لے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس منصب کا اہل نہیں ہوں۔ میں نے اسلام میں تین جھوٹ بولے تھے اللہ کی قسم! ان سے بھی ان کا مقصود صرف اسلام کا دفاع تھا...... ایک تو ان کا یہ فرمانا کہ میں بیمار ہوں۔ دوسرا ان کا یہ فرمانا کہ ان کے بڑے نے کیا ہوگا اسی سے دریافت کرو۔ تیسرے آپ کا اپنی بیوی کے متعلق بادشاہ کو کہنا کہ یہ میری بیوی ہے۔ (الغرض حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی ان باتوں کو یاد کر کے فرمائیں گے) آج تو میرے لئے سب سے اہم معاملہ اپنی جان کا ہے۔ ہاں تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رسالت کے لئے اور اپنے ساتھ ہم کلامی کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ پس لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام علیہ السلام کے پاس آ حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے موسیٰ علیہ السلام! پروردگار کے پاس ہماری شفاعت کریں کہ وہ ہمارا جلد فیصلہ کردے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس مقام کا اہل نہیں ہوں۔ مجھ سے ناحق ایک قتل سرزد ہو گیا تھا۔ آج میرے لئے سب سے اہم مسئلہ اپنی جان کا درپیش ہے۔ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ پھر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اے عیسیٰ علیہ السلام! پروردگار کے ہاں ہماری شفاعت کیجئے کہ وہ جلد ہمارا حساب لے لے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے : میں اس منصب کا اہل نہیں ہوں۔ مجھے خدا کے مقابلہ میں معبود بنالیا گیا تھا۔ آج تو میرے لئے سب سے اہم معاملہ اپنی جان کا ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ کسی برتن کے منہ پر مہر لگی ہوئی ہو تو کیا اس مہر کے ختم کئے بغیر برتن کے اندر کی شیء کو نکالا جاسکتا ہے؟ لوگ عرض کریں گے: نہیں۔ آپ علیہ السلام فرمائیں گے: پس اسی طرح محمد خاتم النبیین ﷺ ہیں (نبیوں کے منہ پر ان کی مہر لگی ہوئی ہے۔) لہٰذا آج کا دن (بڑا دن) درپیش ہے۔ اور محمد (ﷺ) کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو چکے ہیں۔ (تم انہی کے پاس جاؤ۔)

حضور ﷺ نے فرمایا: پھر لوگ میرے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اے محمد! اپنے رب کے پاس ہماری سفارش کرو کہ وہ ہمارا فیصلہ فرمادیں۔ میں کہوں گا ہاں میں اس کا اہل ہوں۔ (اور حضور ﷺ کی شفاعت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ حساب کتاب شروع فرمائیں گے) اور جسے چاہیں گے اجازت مرحمت فرمائیں گے۔ پس جب اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمانے کا ارادہ کریں گے تو ایک منادی نداء دے گا: احمد اور ان کی امت کہاں ہے؟ پس ہم آخرین بھی ہیں اور اولین بھی۔ دنیا میں سب سے آخری امت ہیں اور حساب کتاب میں سب سے پہلی امت ہیں۔ پس نداء سن کر تمام اقوام ہمارے لئے راستہ چھوڑ دیں گی۔ ہم وضوء کے سبب روشن چہروں اور چمکتے ہاتھ پاؤں کے ساتھ درمیان سے گزریں گے۔ لوگ کہیں گے یہ ساری امت نبیوں کی ہے۔ پھر میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دروازے کا حلقہ تھاموں گا اور بجاؤں گا تو آواز آئے گی تم کون ہو؟ میں کہوں گا میں محمد ہوں۔ پس دروازہ کھول دیا جائے گا۔ میں پروردگار عزوجل کو دیکھوں گا کہ اپنی کرسی پر جلوہ افروز ہیں۔ میں ذوالجلال کو دیکھتے ہی سجدہ میں گر پڑوں گا اور بارگاہِ ایزدی میں وہ حمد وثناء کروں گا کہ مجھ سے پہلے کسی نے نہ کی ہوگی۔ کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور سوال کرو تمہیں

عطا کیا جائے گا۔ بات کرو تمہاری بات سنی جائے گی۔ سفارش کرو قبول کی جائے گی۔ فرمایا۔ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا: اے رب! میری امت! میری امت!۔ پروردگار فرمائیں گے: جس کے دل میں اتنا اتنا مثقال بھی ایمان ہو اسے جہنم سے نکال لو۔ (یہاں راوی کو بھول ہو گئی ہے۔) پھر میں دوبارہ سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور (حمد و ثناء) عرض کروں گا۔ کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور بات کرو تمہاری بات سنی جائے گی۔ سوال کرو تمہیں عطاء کیا جائے گا۔ سفارش کرو قبول کی جائے گی۔ فرمایا: میں عرض کروں گا: اے رب! میری امت! میری امت!۔ پروردگار فرمائیں گے جس کے دل میں اتنا اتنا مثقال بھی ایمان ہو اسے جہنم سے نکال لو (پہلے سے کم مقدار کے ساتھ)۔ میں پھر سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور پہلے کے مثل (حمد و ثناء) عرض کروں گا۔ کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور بات کرو، سنی جائے گی۔ سفارش کرو قبول کی جائے گی۔ فرمایا: میں عرض کروں گا: اے رب! میری امت! میری امت!۔ پروردگار فرمائیں گے: جس کے دل میں اتنا اتنا مثقال بھی ایمان ہو اسے جہنم سے نکال لو (مزید پہلے سے کم مقدار کے ساتھ)۔

شفاعت اور نصف امت کے جنت میں داخلہ کے درمیان حضور ﷺ کا اختیار مسند احمد میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مجھے شفاعت اور اپنی نصف امت کے جنت میں داخلہ کے درمیان اختیار دیا گیا تو میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا ہے۔ کیونکہ یہ زیادہ اعم اور زیادہ مفید ہے۔ کیونکہ تم متقین کو دیکھتے ہو؟ نہیں بلکہ خطا کار توبہ کرنے والوں کو دیکھتے ہو گے۔ [1]

اے محمد ہم تجھے خوش کر دیں گے صحیح مسلم میں عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذیل کی آیات تلاوت فرمائیں (حضرت ابراہیم علیہ السلام بارگاہِ خداوندی میں عرض کرتے ہیں)۔

اے پروردگار انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔ سو جس شخص نے میرا کہا مانا وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو تو بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورۃ ابراہیم آیت ۳۶)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بارگاہِ خداوندی میں عرض کرتے ہیں:

اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر بخش دے تو (تیری مہربانی ہے) بے شک تو غالب (اور) حکمت والا ہے۔ (سورۃ المائدۃ آیت ۱۱۸)

حضرت نوح علیہ السلام بارگاہِ خداوندی میں عرض کرتے ہیں:

پروردگار کسی کافر کو روئے زمین پر بستا نہ رہنے دے۔ (نوح آیت ۲۶)

آپ ﷺ نے انبیاء کی یہ دعائیں پڑھیں تو اپنے ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اور عرض کیا:

اے اللہ میری امت! اے اللہ میری امت!

اس کے بعد آپ ﷺ بے اختیار رو دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو فرمایا: محمد کے پاس جاؤ۔۔۔ جبکہ خدا سب کچھ جانتا ہے اس کے باوجود پوچھا کیا چیز تمہیں رلا رہی ہے؟ حضرت جبریل آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور دریافت کیا آپ ﷺ نے (اپنی امت کے غم کی کیفیت کا) جواب مرحمت فرمایا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے پروردگار عز و جل کو خبر دی۔۔۔ باوجود اس کے کہ خدا سب کچھ جانتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل! محمد کے پاس جاؤ اور کہو تیری امت کے بارے میں ہم تجھ کو راضی کر دیں گے اور تجھے کچھ تکلیف نہ ہونے دیں گے۔

ایک وفد کا قصہ بیہقی میں حضرت عبدالرحمٰن بن عقیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک وفد کے ہمراہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہم لوگوں نے اپنی سواریاں دروازے پر بٹھا دیں۔ اس وقت جس کے پاس ہم جا رہے تھے اس سے مبغوض اور ناپسندیدہ شخص ہمارے نزدیک کوئی نہیں تھا۔ لیکن جب ہم نکلے اس وقت اس سے زیادہ محبوب شخصیت ہمارے نزدیک اور کوئی نہیں تھی۔ (یہ کفر کی حالت میں آئے تھے

---

(۱) ابن ماجہ ۴۳۱۱

اور اسلام سے مشرف ہو کر نکلے، سبحان اللہ)۔ ہم میں سے ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے اپنے رب سے حضرت سلیمان علیہ السلام جیسی بادشاہت کا سوال نہیں کیا؟ حضور ﷺ یہ سوال سن کر ہنس پڑے اور فرمایا: اللہ کے ہاں تمہاری حاجات کا پورا ہونا سلیمان کی بادشاہت سے افضل ہے۔ اللہ نے کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر اس کو اس کی کوئی ایک مراد ضرور عطاء کی ہے۔ پس کسی نے دنیا کو اختیار فرمایا اور وہ ان کو مل گئی۔ کسی نے اپنی قوم پر بددعا کی ان کی نافرمانی کی وجہ سے اور وہ قوم ہلاک کردی گئی۔ لیکن اللہ نے مجھے میری مراد دی تو میں نے اس کو قیامت کے دن کے لئے اللہ کے پاس اٹھا رکھا تا کہ قیامت میں اپنی امت کی شفاعت کرسکوں۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ غریب الاسناد اور غریب الحدیث روایت ہے۔

شفاعت کے اہل انبیاء پھر علماء اور پھر شہداء ہوں گے...... حافظ ابویعلی اپنی سند کے ساتھ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن تین اشخاص شفاعت کریں گے، انبیاء پھر علماء پھر شہداء۔ (۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت...... ابوبکر المبز ار رحمۃ اللہ علیہ (محمد بن زید المداری، عمرو بن عاصم) کے واسطہ سے حرب بن الشریح المبز ار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے ابوجعفر محمد بن علی سے کہا: یہ کون سی شفاعت ہے، جس کا اہل عراق ذکر کرتے ہیں؟ کیا یہ برحق ہے؟ میں نے پوچھا کونسی شفاعت؟ کہا: حضور ﷺ کی شفاعت۔ فرمایا: اللہ کی قسم یہ برحق ہے۔ واللہ! مجھے میرے چچا محمد بن علی بن الحنفیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

میں اپنی امت کی شفاعت کرتا رہوں گا حتی کہ پروردگار عزوجل فرمائیں گے: اے محمد! کیا تم راضی ہو؟ میں عرض کروں گا پروردگار میں راضی ہوں۔ (۲)

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت صرف اسی سند کے ساتھ آئی ہے۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت...... ابن ابی الدنیا میں حضرت عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رات کو میرے پاس پروردگار کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور اس نے مجھے اختیار دیا کہ میری نصف امت جنت میں داخل ہو جائے یا مجھے شفاعت کا حق مل جائے۔ چنانچہ میں نے شفاعت کو پسند کرلیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ہم آپ کو اللہ کا اور اپنی رفاقت کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ ہمیں اپنے اہل شفاعت میں کرلیجئے آپ ﷺ نے فرمایا: میں حاضرین کو گواہ بناتا ہوں کہ میری شفاعت میری امت کے ہر اس شخص کے لئے ہے جو اس حال میں مرے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو۔ (۳)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت...... مسند احمد میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ صبح کو بیدار ہوئے اور فجر کی نماز ادا فرمائی اور تشریف فرما ہوگئے۔ جب سورج چڑھا تو آپ ہنسنے لگے۔ پھر بھی بیٹھے رہے حتیٰ کہ ظہر کی نماز ادا کی پھر عصر اور مغرب کی نماز ادا کی۔ کسی نماز کے درمیان آپ نے بات چیت نہیں فرمائی۔ حتیٰ کہ آخری ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ پھر اپنے اہل خانہ کی طرف چل پڑے۔ لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: آپ رسول اللہ ﷺ سے کیوں نہیں پوچھتے کہ آپ کا کیا حال ہے؟ آج آپ نے وہ کام کیا جو پہلے کبھی نہیں فرمایا۔ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

ہاں آج مجھ پر وہ سب کچھ پیش کیا گیا جو دنیا میں آئندہ ہونے والا ہے۔ اور وہ جو آخرت میں پیش آئے گا۔ اللہ تعالیٰ (آخرت میں) اولین

(۱) ابن ماجہ ۴۳۱۳۔ کنز العمال ۳۹۰۷۲۔ (۲) مجمع الزوائد ۱۰/۳۷۷۔ کنز العمال ۳۹۷۵۸ (۳) المستدرک ۱/۶۷۔ البیہقی ۱۰/۵

وآخرین سب کو ایک ہی میدان میں جمع فرمائیں گے۔لوگوں کے تمام گروہ اسی طرح (ایک میدان میں) ہونگے۔حتیٰ کہ لوگ (انتظار کرتے کرتے جب تھک جائیں گے تو) حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔پسینہ نے سب کو لگام ڈال رکھی ہوگی۔لوگ کہیں گے اے آدم علیہ السلام! آپ ابوالبشر ہیں۔اللہ نے آپکو منتخب فرمایا ہے۔لہٰذا اپنے پروردگار کے ہاں ہماری شفاعت کردیجئے۔حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے جو تمہارا حال ہے وہی کچھ میرے ساتھ بھی پیش آرہا ہے۔لہٰذا تم اپنے دوسرے باپ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔فرمانِ الٰہی ہے:

خدا نے آدم اور نوح اور خاندان ابراہیم اور خاندانِ عمران کو تمام جہان کے لوگوں میں منتخب فرمایا تھا۔(سورۃ آل عمران آیت ۳۳)

فرمایا: پس سب لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آ حاضر ہوں گے اور کہیں گے: اپنے پروردگار کے ہاں ہماری شفاعت کردیجئے۔کیونکہ اللہ نے آپکو منتخب فرمایا ہے۔آپ کی دعا قبول فرمائی ہے۔اور کسی نبی نے آپ کی مثل دعا نہیں مانگی۔وہ فرمائیں گے: یہ کام میرے بس کا نہیں ہے۔تم لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔کیونکہ اللہ نے ان کو اپنا دوست بنایا ہے۔پھر لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے (اور اپنا مدعا عرض کریں گے) حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے: یہ منصب میرے پاس نہیں ہے۔تم لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہم کلامی کا شرف بخشا ہے۔موسیٰ علیہ السلام بھی فرمائیں گے میں اس منصب کا اہل نہیں ہوں۔تم لوگ اولادِ آدم کے سردار کے پاس جاؤ۔کیونکہ اس دن انہی سے زمین سب سے پہلے شق ہوئی ہے۔(یعنی سب سے پہلے قبر سے اٹھے ہیں۔لہٰذا) تم محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ۔وہ اللہ کے ہاں تمہاری شفاعت کرسکتے ہیں۔پس لوگ اس کے بعد میری طرف آئیں گے اور میں اپنے پروردگار سے اجازت چاہوں گا اور مجھے اجازت ملے گی تو خدا کے حضور حاضر ہوں گا اور جناب الٰہی کو دیکھتے ہی سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔جب تک اللہ چاہیں گے مجھے اسی حال میں رہنے دیں گے۔پھر پروردگار فرمائیں گے اپنا سر اٹھاؤ اور کہو، تمہاری بات سنی جائے گی۔شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔فرمایا: پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا جب پروردگار میری دیکھیں گے تو پھر دوبارہ سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور بقدر ایک ہفتہ کے سجدہ میں پڑا رہوں گا۔پھر پروردگار فرمائیں گے اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی۔شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔فرمایا: پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا جب پروردگار میری طرف دیکھیں گے تو پھر دوبارہ سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور بقدر ایک ہفتہ کے سجدہ میں پڑا رہوں گا۔اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی۔شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔فرمایا: اس دفعہ میں پھر سجدہ میں گرنے لگوں گا تو جبریل علیہ السلام میرا بازو تھام لیں گے اور مجھے ایسی دعا بتائیں گے جو اس سے پہلے کسی بشر کو نہیں بتائی گئی ہوگی۔پس میں عرض کروں گا: اے پروردگار! تو نے مجھے اولادِ آدم کا سردار بنا کر پیدا فرمایا اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔اس قیامت کے روز مجھ ہی سے زمین پہلے شق ہوئی۔ مجھے کوئی فخر نہیں ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں اس کے بعد میرے حوض پر صنعاء اور ایلہ کے درمیان سے زیادہ لوگ میری امت کے آئیں گے۔پھر کہا جائے گا: انبیاء علیہم السلام کو بلایا جائے۔ہر نبی آئے گا کسی کے ساتھ ایک جماعت ہوگی اور کوئی نبی آئے گا اس کے ساتھ پانچ افراد ہوں گے اور کوئی نبی آئے گا اس کے ساتھ چھ افراد ہوں گے اور کوئی نبی ایسا بھی آئے گا کہ اس کے ساتھ کوئی امتی نہ ہوگا۔پھر شہداء کو بلایا جائے گا اور سب جس کی چاہیں گے شفاعت کریں گے۔جب شہداء بھی شفاعت سے فارغ ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں اللہ ہوں میں ارحم الراحمین ہوں میری جنت میں ہر اس شخص کو داخل کردو جس نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔پس وہ لوگ جنت میں داخل کردیئے جائیں گے۔پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تم میں دیکھو کیا ایسا کوئی شخص ہے جس نے کبھی بھی کوئی نیک عمل کیا ہو؟ پس وہ جہنم میں ایک ایسے شخص کو پائیں گے اور استفسار کریں گے کیا تو نے کبھی کوئی نیک عمل کیا ہے؟ وہ کہے گا نہیں میں نے اس کے سوا کوئی نیک کام نہیں کیا کہ میں لوگوں کو خرید وفروخت میں مہلت دے دیا کرتا تھا۔پروردگار فرمائیں گے میرے بندے کے ساتھ بھی تم مہلت اور چشم پوشی کا معاملہ کرو جیسے یہ میرے بندوں کے ساتھ کیا کرتا تھا۔پھر اسی طرح ایک اور شخص کو اور جہنم سے نکالیں گے اور پوچھیں گے کیا تو نے کبھی کوئی نیک عمل کیا ہے؟ وہ کہے گا نہیں، لیکن میں نے مرتے وقت اپنی اولاد کو حکم کیا تھا کہ وہ میرے مرنے کے بعد میری نعش کو جلا دیں پھر میرے باقیات کو اچھی طرح پیس کر سرمہ کی طرح باریک کردیں اور پھر اس خاک کو سمندر میں بہا دیں اور ہواؤں میں اڑا دیں۔اللہ کی قسم پھر پروردگار مجھ پر بھی قادر نہ ہو سکے گا۔پروردگار فرمائیں گے تجھے اس بات پر کس چیز نے مجبور کیا تھا؟ وہ کہے گا پروردگار! تیرے خوف نے۔اللہ تعالیٰ فرمائیں گے سب سے بڑے بادشاہ کو دیکھ بادشاہ کو۔جا تیرے لئے جنت اور اس کے مثل دس جنتیں ہیں۔وہ کہے گا پروردگار! آپ

بادشاہ ہو کر مجھ سے مذاق فرمارہے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا اس بات کی وجہ سے میں صبح کے وقت ہنسا تھا۔ (۱)
اس حدیث پر مسند الصدیق میں طویل کلام ہو چکا ہے۔ از مصنف۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت...... مسند احمد میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم کی پشت پر پل صراط رکھا جائے گا اس پر کانٹے ہوں گے سعدان جنگل جیسے۔ لوگ اس پر سے گزریں گے۔ کوئی سلامتی کے ساتھ پار ہو جائے گا۔ کوئی زخمی حالت میں نجات پائے گا اور کوئی پھنس کر الٹے منہ گرے گا۔ جب اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلہ سے فارغ ہو جائیں گے تو مؤمنین اپنے کچھ ساتھیوں کو گم پائیں گے جو دنیا میں ان کے ساتھ ہوتے تھے۔ ان کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ ان کے ساتھ روزے رکھتے تھے۔ ان کی طرح زکوٰۃ ادا کرتے تھے۔ ان کی طرح حج کرتے تھے اور انہی کی طرح غزوات میں شریک ہوا کرتے تھے۔ آج ہم ان کو نہیں دیکھ رہے یہ کیا بات ہے؟ ارشاد ہوگا: جہنم کی طرف جاؤ۔ ان میں سے جس کو پاؤ نکال لو۔ پس وہ اپنے ساتھیوں کو جہنم میں اپنے اعمال کے مطابق سزا میں گھرا دیکھیں گے۔ کسی کو آگ نے قدموں تک، کسی کو نصف پنڈلی تک، کسی کو گھٹنوں تک، کسی کو ناف تک، کسی کو سینے تک اور کسی کو گردن تک پکڑ رکھا ہوگا۔ لیکن منہ آگ سے صحیح وسالم ہوں گے۔ پس یہ لوگ ان کو نکالیں گے اور ماء الحیاۃ میں ڈال دیں گے پوچھا گیا یارسول اللہ! یہ ماء الحیاۃ کیا ہے؟ فرمایا: اہل جنت کے غسل کا پانی۔ وہ اس میں کھیتی کی طرح اگیں گے۔ پھر انبیاء صدق دل سے لا الٰہ الا اللہ کہنے والوں کے لئے شفاعت کریں گے اور ان کو جہنم سے نکلوائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ ان پر تجلی فرمائیں گے۔ پس کوئی ایسا بندہ نہ رہے گا جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہو، مگر اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے نکال لیں گے۔ (۲)

جہنم میں مؤمنین کے ساتھ عظیم رعایت..... مسند احمد میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اہل جہنم جو جہنم کے (دائمی باسی اور) اہل ہوں گے، وہ کبھی مریں گے اور نہ جئیں گے۔ لیکن جن پر خدا رحمت کرنا چاہے گا، ان کو جہنم میں (عارضی) موت دیدے گا۔ پھر جماعت در جماعت ان کو جہنم میں ڈالے گا اور نکالنے کے بعد ان کو نہر حیاۃ میں ڈال دے گا۔ نہر میں ان کے جسم یوں تروتازہ اگیں گے جیسے سیلاب میں گھاس اگ آتی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت کرتے ہوئے فرمایا۔ کیا تم درخت کو نہیں دیکھتے وہ پہلے سبز ہوتا ہے پھر زرد ہو جاتا ہے لیکن پھر سبز ہو جاتا ہے۔ ایک صحابی فرماتے ہیں آپ ﷺ کا انداز ایسا تھا گویا آپ گاؤں کے باشندے ہیں۔ (۳)
مسند احمد میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
لوگوں کو جہنم کے پل پر لایا جائے گا، اس پر کانٹے اور آنکڑے ہوں گے، جو لوگوں کو اچک اچک رہے ہوں گے۔ کچھ لوگ تو بجلی کی طرح تیز رفتاری کے ساتھ گزر جائیں گے، کچھ ہوا کی طرح، کچھ تیز رفتار گھوڑے کی طرح اور بہت سے گھبرا کر اندر گر جائیں گے۔ اہل جہنم (کافر ومشرک) تو مریں گے نہ جئیں گے۔ لیکن (مسلمان) گنہگاران کو ان کے کئے کی سزا ملے گی لہٰذا وہ جل کر کوئلہ ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے لئے شفاعت کی اجازت مرحمت فرمادیں گے۔ چنانچہ ان کو جماعت در جماعت نکالا جائے گا اور ایک نہر میں ڈال دیا جائے گا۔ وہ اس نہر میں یوں اگیں گے جیسے بارش میں دانہ اگتا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:
پھر جہنم سے ایک ادنیٰ (مسلمان) کو نکالا جائے گا اور جہنم کے کنارے پر پڑا ہوگا وہ کہے گا: پروردگار! میرا چہرہ جہنم سے پھیر دے۔ پروردگار فرمائیں گے تو اپنا عہد اور ذمہ دے کہ اس کے علاوہ کوئی سوال نہ کرے گا۔ بندہ کہے گا: پروردگار! میں اپنا عہد اور ذمہ دیتا ہوں کہ آپ سے اور کچھ سوال نہیں کروں گا۔ چنانچہ اس کا چہرہ جہنم سے پھیر دیا جائے گا۔ وہ ایک درخت کو دیکھے گا تو پکار اٹھے گا: یارب مجھے صرف اس درخت کے قریب فرمادے، تاکہ میں اس کے سائے میں آجاؤں اور اس کا پھل کھا سکوں۔ پروردگار فرمائیں گے تو اپنا عہد اور ذمہ دے کہ اس کے علاوہ کوئی سوال نہ کرے گا۔ بندہ کہے گا: پروردگار! میں اپنا عہد اور ذمہ دیتا ہوں کہ آپ سے اور کچھ سوال نہیں کروں گا۔ لہٰذا اس کو درخت کے قریب کر دیا جائے گا۔ وہ وہاں پہنچ کر ایک اور اس سے عمدہ درخت دیکھے گا تو پھر بول اٹھے گا مجھے اس دوسرے درخت کی طرف منتقل فرمادے میں اس کے سائے میں

(۱) مسند احمد ۳۰/۱ (۲) مسند احمد ۱۱/۳ (۳) مسند احمد ۵/۳

آنا چاہتا ہوں اور اس کا پھل کھانا چاہتا ہوں۔ پروردگار فرمائیں گے تو اپنا عہد اور ذمہ دے کہ اس کے علاوہ مزید کوئی سوال نہ کرے گا۔ بندہ کہے گا: پروردگار! میں اپنا عہد اور ذمہ دیتا ہوں کہ آپ سے اور کچھ سوال نہیں کروں گا۔ لہذا اس کو اس دوسرے درخت کے قریب کر دیا جائے گا۔ وہاں پہنچ کر وہ ایک تیسرے درخت کو دیکھے گا تو (پھر مچل اٹھے گا اور) کہے گا: یا رب مجھے صرف اس درخت کے قریب فرما دے، تاکہ میں اس کے سائے میں آجاؤں اور اس کا پھل کھا سکوں۔ پروردگار فرمائیں گے تو اپنا عہد اور ذمہ دے کہ اس کے علاوہ کوئی سوال نہ کرے گا۔ بندہ کہے گا: پروردگار! میں اپنا عہد اور ذمہ دیتا ہوں کہ آپ سے اور کچھ سوال نہیں کروں گا۔ لہذا اس کو اس تیسرے درخت کے قریب کر دیا جائے گا۔ وہاں وہ لوگوں کی جماعت دیکھے گا ان کی آوازیں سنے گا اور پھر پکارے گا پروردگار! مجھے بس جنت میں داخل فرما دے۔ (۱)

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ کا اختلاف ہوا حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کو جنت میں داخل کر کے دنیا جتنی جنت اور اس کے مثل ایک اور جنت دیدی جائے گی لیکن دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کو جنت میں داخل کر کے دنیا کے مثل جنت اور مزید اس کے دس مثل اور جنتیں عطاء کر دی جائیں گی۔

وہ دوسرے صحابی حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ ہیں۔ (مترجم ابوطلحہ)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت...... مسند احمد میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: قیامت کے دن آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

اے ابو ہریرۃ! میرا پہلے ہی خیال تھا کہ اس حدیث کے متعلق پوچھنے والا تم سے زیادہ آگے اور کوئی نہیں ہوگا کیونکہ میں حدیث میں تمہاری حرص اور تمہارے شوق کو دیکھ چکا تھا۔ (جان لو کہ) قیامت کے دن میری شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہوگا جس نے اخلاص کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہا ہو۔ (۲)

یہ روایت صحیح الاسناد ہے اور شیخین رحمۃ اللہ علیہ کی شرائط پر پوری اترتی ہے۔

صحیح میں حضرت عطاء بن یسار کے طریق سے منقول ہے وہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کرتے ہیں فرمایا:

مؤمنین جب پل صراط سے پار ہو جائیں گے اور ان کو اطمینان ہو جائے گا کہ وہ نجات پا گئے ہیں تو اس وقت حق پر قائم رہنے میں وہ تم سے زیادہ سخت ہوں گے۔ کیونکہ ان پر ظاہر ہو چکا ہوگا کہ (وہ خود نجات پا گئے ہیں اور) ان کے بھائی جہنم میں ہیں۔ وہ کہیں گے: یا رب! ہمارے بھائی جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے، ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے، ہمارے ساتھ حج کرتے تھے اور ہمارے ساتھ قرآن پڑھتے تھے؟ (ان کو جہنم سے نکال دیں)۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جاؤ اور جس کے دل میں ذرہ بھر ایمان پاؤ، اس کو جہنم سے نکال لو۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر تم چاہو یہ آیت پڑھ سکتے ہو: ترجمہ: خدا کسی کی ذرا بھی حق تلفی نہیں کرتا اور اگر نیکی (کی) ہوگی تو اس کو دو چند کر دے گا اور اپنے ہاں سے اجر عظیم بخشے گا۔ (سورۃ النساء آیت ۴۰)

پھر آگے حضور ﷺ کی روایت نقل کرتے ہوئے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ملائکہ شفاعت کر چکے، انبیاء شفاعت کر چکے اور مؤمنین شفاعت کر چکے۔ اب ارحم الراحمین کے سوا کوئی نہیں بچا۔ پس اللہ تعالیٰ ایک مٹھی بھر کر جہنم سے نکالیں گے اور ایسی قوم کو نجات دیں گے جنہوں نے کبھی کوئی نیک عمل نہ کیا ہوگا۔ وہ کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت کے منہ پر بنی نہروں میں سے ایک نہر میں ڈال دیں گے۔ جس کا نام نہر الحیاۃ ہے۔ وہ اس میں یوں تر و تازہ اگیں گے جیسے بارش کے سیلاب میں گھاس اگ آتی ہے اور اس میں سے موتیوں کی طرح چمک دار ہو کر نکلیں گے۔ ان کی گردنوں میں ہار ہوں گے جس کی وجہ سے اہل جنت ان کو پہچان لیں گے اور ان کو "عتقاء اللہ" کہیں گے یعنی اللہ کے آزاد کردہ۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بغیر کسی عمل کے جو انہوں نے کیا ہو اور بغیر کسی خیر کے جو انہوں نے آگے بھیجی ہو، جنت میں داخل فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو فرمائیں گے جنت میں داخل ہو جاؤ جو تم دیکھو وہ

(۱) مسند احمد ۲۵/۳ (۲) مسند احمد ۳۷۳/۲

تمہارے لئے ہے۔وہ کہیں گے پروردگار! اس سے افضل اور کیا شیء ہو سکتی ہے؟ تو نے ہم کو وہ کچھ عطاء کیا ہے جو جہان والوں میں سے کسی کو عطا نہیں کیا۔ان کو کہا جائے گا: میرے پاس اس سے کہیں زیادہ افضل ہے۔وہ عرض کریں گے: پروردگار! اس سے افضل وہ کیا چیز ہے؟ پروردگار فرمائیں گے: میری رضا۔آج کے بعد میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

قیامت کے دن مؤمنین شفاعت کریں گے سوائے لعنت کرنے والوں کے ..... حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر میں عرض کروں گا: یارب میری امت میں سے جو افراد جہنم میں پڑے ہیں ان کے بارے میں میری شفاعت قبول کیجئے۔پروردگار فرمائیں گے: ہاں جہنم سے ہر اس شخص کو نکال لو جس کے دل میں دو تہائی دینار ایمان ہو، یا نصف دینار یا ایک تہائی دینار یا چوتھائی دینار حتیٰ کہ جس کے دل میں دو قیراط بھی ایمان ہو اس کو بھی نکال لو۔بلکہ جس نے کبھی بھی کوئی نیکی کی ہو اس کو بھی نکال لو۔پھر شفاعت کی اجازت دی جائے گی، کوئی شخص ایسا نہ بچے گا جو شفاعت نہ کر سکے۔سوائے لعنت کرنے والے کے، وہ شفاعت نہیں کر سکے گا۔(اس دن خدا کی رحمت اس قدر بے بہا ہو گی کہ) جہنم میں شیطان بھی آس لگالے گا کہ شاید میری شفاعت بھی ہو جائے۔حتیٰ کہ جب کوئی بھی (مسلمان) شفاعت کرنے سے باقی نہ رہے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں ارحم الراحمین بچ گیا ہوں۔پس جہنم سے اس قدر افراد نکالے جائیں گے کہ ان کا شمار خدا کے سوا کسی سے ممکن نہ ہو گا۔وہ سوختہ لکڑی کی مانند ہو چکے ہوں گے۔ان کو جنت کے دروازے پر ایک نہر میں ڈال دیا جائے گا۔جس کو نہر الحیاۃ کہا جاتا ہے۔وہ اس میں ایسے پرورش پائیں گے جیسے سیلاب کے پانی میں ہری بھری گھاس اگتی ہے۔[1]

ابن ابی الدنیا نے اس کو روایت کیا ہے۔

حافظ ابو یعلیٰ اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جہنمیوں کی صفیں بنادی جائیں گی۔مؤمنین کا ان پر سے گزر ہو گا۔کوئی جہنمی کسی مؤمن کو دیکھ کر پہچانے گا تو اس سے کہے گا اے فلاں! وہ دن یاد کر جب تو نے مجھ سے فلاں حاجت میں مدد مانگی تھی؟ اور کیا تجھے وہ دن یاد نہیں ہے جب میں نے تجھے یہ کچھ دیا تھا؟ فرمایا اس طرح وہ اپنے احسانات گنوائے گا۔مؤمن کو یاد آئے گا اور اس کو پہچان لے گا اور پروردگار کے پاس اس کی شفاعت کرے گا۔اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت قبول فرمالیں گے۔[2]

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کی روایت میں ضعف ہے۔

ابن ماجہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن لوگ صف در صف کھڑے ہو جائیں گے۔(حدیث کے ایک راوی ابن نمیر کہتے ہیں یہ مؤمنین ہوں گے۔) پھر کوئی جہنمی کسی جنتی پر سے گزرے گا تو کہے گا: اے فلاں کیا تجھے یاد نہیں ہے تو نے مجھ سے پانی مانگا تھا اور میں نے تجھے پانی پلایا تھا۔پس وہ جنتی اس کے لئے شفاعت کرے گا۔اسی طرح ایک آدمی دوسرے کے پاس سے گزرے گا اور اس کو کہے گا کیا تجھے وہ دن یاد نہیں ہے میں نے تجھے وضو کے لئے پانی دیا تھا۔پس وہ بھی اس کے لئے شفاعت کرے گا۔کوئی دوسرے کے پاس سے گزرے گا اور اس کو کہے گا تو نے مجھے فلاں کام کے لئے بھیجا تھا اور میں چلا گیا تھا پس وہ بھی اس کے لئے شفاعت کرے گا۔[3]

مؤمنین کی اپنے اہل وعیال کے لئے شفاعت ..... بعض علماء نے نقل کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے صحیفۂ زبور میں لکھا ہے:

میں اپنے زاہد بندگان کو قیامت کے دن کہوں گا: اے میرے بندو! میں نے دنیا کو تم سے دور اس لئے نہیں رکھا تھا کہ تم میرے نزدیک بے وقعت تھے۔بلکہ میرا ارادہ تھا کہ آج تم اپنا پورا پورا حق وصول کرلو۔لہٰذا صفوں میں گھس جاؤ اور جس سے تم دنیا میں محبت کرتے تھے، یا کسی نے تمہاری کوئی حاجت روائی کی، یا کسی نے تمہاری غیبت کا دفاع کیا، یا کسی نے میری رضا کے لئے تم کو کھانے کا ایک لقمہ کھلایا تھا پس ہر ایسے شخص کا ہاتھ پکڑو اور اسے جنت میں داخل کرلو۔ترمذی اور بیہقی میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میری امت کے بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ ان میں سے ایک شخص پوری پوری جماعت کی شفاعت کرے گا۔یوں وہ پوری جماعت اس کی

(۱) البخاری ۷۴۳۷۔ المسلم ۳۵۰۔ مسند احمد ۵/۳ (۲) مسند ابی یعلی الموصلی ۴۰۰۶/۷ (۳) ابن ماجہ ۳۶۸۵

شفاعت کی بدولت جنت میں جائے گی۔ کوئی آدمی قبیلہ کے لئے شفاعت کرے گا اور وہ سب اس کی شفاعت کے سہارے جنت میں جائیں گے۔ کوئی شخص اپنے کسی آدمی اور اہل وعیال کے لئے شفاعت کرے گا اور وہ جنت میں جائیں گے۔ (۱)

مسند البزار میں مرفوعاً نقل کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ایک آدمی بتیس لوگوں کے لئے شفاعت کرے گا۔ (۲)

ایک روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

آدمی کو کہا جائے گا۔ اے فلاں! اٹھ کھڑا ہو اور شفاعت کر۔ پس آدمی کھڑا ہوگا اور قبیلہ کے لئے شفاعت کرے گا۔ اہل خانہ کے لئے، ایک آدمی کے لئے اور دو آدمیوں کے لئے الغرض اپنے عمل کے مطابق (کم یا زیادہ کے لئے) شفاعت کرے گا۔ (۳)

حضرت ابوثملۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے:

میرے ایک امتی کی شفاعت سے مضر قبیلہ سے زیادہ افراد جنت میں جائیں گے۔ آدمی اپنے گھر والوں کے لئے شفاعت کرے گا اور اپنے عمل کے مطابق شفاعت کرے گا۔ (۴)

حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں ایک شخص جو حسین یا حسن رضی اللہ عنہما جیسا (افضل) نہیں ہوگا مگر اس کی شفاعت سے ربیعہ اور مضر جتنے بڑے قبائل جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ربیعہ مضر کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟ فرمایا: جو میں کہہ رہا ہوں کہہ رہا ہوں (تم مقصود یعنی کثرت کی طرف دھیان دو)۔ (۵)

دوسری جگہ حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ایک جنتی شخص کی شفاعت سے ربیعہ اور مضر میں سے ایک قبیلہ جتنے افراد جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ربیعہ ومضر (اتنے بڑے قبیلے)؟ فرمایا: جو میں کہہ رہا ہوں کہہ رہا ہوں۔ (۶)

ربیعہ ومضر تعداد افراد میں عرب کے سب سے بڑے قبیلے تھے۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا خیال تھا کہ یہ شخص حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں، جن کی شفاعت سے اس قدر لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

دوسری روایت میں ابن ابی الجدعاء سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص کی شفاعت سے بنی تمیم سے زیادہ افراد جنت میں داخل ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ وہ شخص آپ کے علاوہ کوئی اور ہوگا؟ فرمایا: ہاں میرے ۔۔۔۔ کوئی اور ہوگا۔ (۷)

پانی کے بدلہ شفاعت کا قصہ: بیہقی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دو شخص ایک جنگل میں چلے جا رہے تھے۔ ایک عابد تھا دوسرا گنہگار۔ گنہگار کے ہمراہ پانی کا برتن تھا۔ عابد کے پاس پانی نہیں تھا۔ عابد کو پیاس لگی۔ اس نے دوسرے گنہگار کو کہا: اے فلاں! مجھے پانی پلا دے میں مر رہا ہوں۔ گنہگار بولا: میرے پاس ایک ہی برتن ہے اور ہم جنگل میں ہیں۔ اگر میں تجھ کو پانی پلا دوں تو میں مر جاؤں گا۔ آخر دونوں چل پڑے۔ عابد کو پیاس اور شدید ہوگئی اور پھر بولا: اے فلاں! مجھے پانی پلا دے ورنہ میں مر جاؤں گا۔ اس نے پھر وہی جواب دہرایا: میرے پاس ایک ہی برتن ہے اور ہم جنگل میں ہیں۔ اگر میں تجھ کو پانی پلا دوں تو میں مر جاؤں گا۔ آخر چل پڑے۔ عابد راستے میں گر گیا اور بولا: اے فلاں! مجھے پانی پلا دے میں مر رہا ہوں۔ تب گنہگار کو خیال آیا کہ اللہ کی قسم! یہ نیکوکار بندہ ہے۔ بےکار موت کے منہ میں جا رہا ہے۔ اگر یہ مر گیا تو اللہ پاک مجھے کبھی معاف نہیں فرمائیں گے۔ آخر کار اس نے اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے

(۱) ترمذی ۲۴۴۰۔ مسند احمد ۲۰/۳ و ۶۳/۳۔ (۲) البزار ۳۴۷۴۔ (۳) اتحاف السادۃ المتقین ۴۹۵/۱۰ (۴) البیہقی ۳۷۸/۶۔ اتحاف ۱۲۳/۸

(۵) مجمع الزوائد ۳۸۱/۱۰۔ (۶) کنز العمال ۳۷۸۳۴۔ (۷) ابن ماجہ ۴۳۱۶۔ مسند احمد ۴۶۹/۳۔ ۲۶۱/۵

مارے اور اس کو پانی پلا دیا۔ اور پھر دونوں جنگل کی طرف چل پڑے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن دونوں کو حساب کتاب کے لئے کھڑا کیا جائے گا۔ عابد کو جنت اور گنہگار کو جہنم کا حکم سنا دیا جائے گا۔ گنہگار عابد کو پہچان لے گا لیکن عابد گنہگار کو نہ پہچان پائے گا۔ گنہگار عابد کو پکارے گا: اے فلاں! یاد کر میں نے اس دن جنگل میں اپنی ذات پر تجھ کو ترجیح دی تھی؟ اب مجھ کو جہنم کا حکم سنایا جاچکا ہے۔ تو اپنے رب کے پاس میری شفاعت کر دے۔ عابد بارگاہِ الٰہی میں عرض کرے گا: اے رب! اس نے واقعی اپنی ذات پر مجھ کو فوقیت دی تھی۔ اے رب! آج یہ شخص مجھے ہدیہ کر دے۔ پس وہ گنہگار اس کو ہدیہ کر دیا جائے گا۔ عابد اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو جنت میں لے جائے گا۔ (۱)

اعمال کی شفاعت صاحب اعمال کے لئے

... حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سنداً حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

روزہ اور قرآن بندہ کے لئے شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا: یارب! میں نے اس کو کھانے پینے سے اور دن میں خواہشات کی تکمیل سے روکے رکھا۔ لہٰذا اس کے حق میں مجھے شفاعت کا موقعہ دیجئے۔ قرآن کہے گا: پروردگار میں نے اس کو رات میں سونے سے باز رکھا: پس اس کے لئے میری شفاعت قبول فرمالیجئے۔ (۲)

ایک واقعہ

نعیم بن حماد ابوقلابہ سے سنداً ایک قصہ نقل فرماتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں:

میرا بھتیجا شراب کا بہت عادی تھا۔ وہ بیمار پڑ گیا اور اس نے مجھے کہلوایا کہ مجھ سے مل لو۔ میں اس کے پاس چلا آیا۔ وہاں پہنچ کر کیا دیکھتا ہوں کہ دو سیاہ فام شخص اس پر چھائے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا: اناللہ وانا الیہ راجعون. میرا بھتیجا تو ہلاک ہو گیا۔ پھر قریب ہی ایک کھڑکی سے دو سفید پوش شخص ظاہر ہوئے اور ایک نے دوسرے سے کہا: اس کے پاس جاؤ۔ جب وہ اس کے پاس آیا تو پہلے دونوں سیاہ فام لوگ ہٹ گئے۔ سفید فام بزرگ نے اس کے منہ کو سونگھا اور کہا اس سے ذکر کی خوشبو نہیں آرہی۔ پھر اس کے پیٹ کو سونگھا اور کہا اس میں روزہ کے آثار بھی نظر نہیں آرہے۔ پھر اس کے قدموں کو سونگھا اور کہا ان میں نماز کے آثار بھی نظر نہیں آرہے ہیں۔ یہ سن کر اس کے ساتھی نے کہا: اناللّٰہ وانا الیہ راجعون. یہ تو محمد (ﷺ) کا امتی ہے، اس میں کہیں بھی کوئی خیر کی خبر نہیں ہے؟ تف ہو تجھ پر! دیکھ، دوبارہ دیکھ۔ لہٰذا پہلے سفید پوش بزرگ نے دوبارہ اس کو دیکھا اور کچھ نہ پایا۔ آخرکار دوسرا شخص اس کے پاس آیا اور اس کو سونگھا لیکن پہلی مرتبہ اس کو بھی کوئی خیر کی شیء نہ ملی۔ لیکن جب دوبارہ دیکھا تو اس کی زبان کے کنارے میں ایک تکبیر پائی جو اس نے اللہ کی رضا کے لئے انطاکیہ میں اس کی راہ میں لگائی تھی۔ آخر انہوں نے اس کی روح قبض کر لی۔ لوگوں نے گھر میں مشک کی خوشبو محسوس کی اور اس کے جنازے میں حاضر ہوئے۔

یہ روایت نہایت غریب ہے۔ لیکن اعمال کے شفاعت کرنے پر دلیل ہے۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے التذکرۃ میں کتاب الدیباج کے سنداً حوالہ سے نقل کیا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے فیصلہ سے فارغ ہو جائیں گے تو عرش کے نیچے سے ایک کتاب نکالیں گے۔ (جس پر لکھا ہوگا) میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے اور میں ارحم الراحمین ہوں۔ فرمایا: پھر اہل جہنم سے اہل جنت کے مثل (کثیر) افراد نکالے جائیں گے۔ یا فرمایا: دو مثل افراد نکالے جائیں گے۔ راوی کہتے ہیں میرا غالب رجحان یہ ہے کہ ایک مثل فرمایا تھا۔ ان کی پیشانی پر لکھا ہوگا "عتقاء اللہ" اللہ کے آزاد کردہ۔ (۳)

ترمذی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جہنم سے ہر اس شخص کو نکال لو جس نے مجھے کسی دن یاد کیا ہو یا کسی مقام پر مجھ سے ڈرا ہو۔

---

(۱) مجمع الزوائد ۳/۱۳۲۔ ۱۰/۳۸۲۔ مطالب العلیا لابن حجر ۳۶۵۸۔ کنز العمال ۱۷۰۳۵۔ (۲) الزھد لابن المبارک ۱۱۳

(۳) ذکرہ المصنف فی تفسیرہ ۳/۲۵۷۔ الدر المنثور: ۳/۶

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت حسن غریب ہے۔

ترمذی ہی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جہنم میں جانے والوں میں سے دو شخص انتہائی تیز چیخیں گے۔ پروردگار عالی شان فرمائیں گے: ان کو نکالو۔ ان کو نکال لیا جائے گا تو پروردگار ان سے دریافت فرمائیں گے: کس وجہ سے اتنی تیز چیخ رہے ہو؟ وہ کہیں گے یہ حرکت ہم نے اس لئے کی ہے تاکہ آپ کو ہم پر رحم آ جائے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میری رحمت تمہارے لئے یہی ہے کہ تم دونوں (واپس وہیں) چلے جاؤ۔ پس وہ دونوں اپنے آپ کو پھر جہنم کے پاس پائیں گے۔ ایک تو جہنم میں چھلانگ لگا دے گا، لیکن دوسرا کھڑا رہ جائیگا۔ پروردگار اس سے دریافت فرمائیں گے: تو نے کیوں اپنے آپ کو جہنم میں نہیں ڈالا جیسے تیرے ساتھی نے اپنے آپ کو جہنم میں ڈال دیا۔ وہ عرض کرے گا پروردگار مجھے تیری رحمت سے بعید لگتا ہے کہ تو مجھے ایک مرتبہ جہنم سے نکالنے کے بعد دوبارہ اس میں ڈال دے گا۔ پروردگار فرمائیں گے۔ جا تجھے تیری اچھی امید مبارک ہو۔ (اور دوسرے کو اس کی تابعداری مبارک ہو) پھر دونوں کو اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ (۱)

اس روایت کی سند میں رشدین بن سعد ابن ابی انعم سے روایت کرتے ہیں۔ یہ دونوں ضعیف راوی ہیں۔ لیکن ترغیب ثواب وامید میں مفید ہیں۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں رشدین بن سعد، ابوہانی الخولانی، عمرو بن مالک الجنبی کے سلسلہ سند سے مروی ہے کہ فضالہ بن عبید اور عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا:

جب قیامت کا دن ہوگا اور اللہ تبارک وتعالیٰ مخلوق کے فیصلہ سے فارغ ہو جائیں گے تو صرف دو آدمی رہ جائیں گے۔ ان دونوں کو جہنم کا حکم سنا دیا جائے گا۔ ایک مڑ مڑ کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف دیکھے گا۔ جبار عزوجل فرمائیں گے اس کو واپس لایا جائے۔ فرشتے اس کو بارگاہ خداوندی میں واپس لائیں گے تو پروردگار اس سے دریافت فرمائیں گے: تو کیوں مڑ مڑ کر دیکھ رہا تھا؟ بندہ عرض کرے گا: پروردگار! میرا خیال تھا کہ آپ مجھے جنت میں داخل فرما دیں گے۔ پس اس کو جنت کا حکم دیدیا جائے گا۔ بندہ (جنت میں نعمتوں کی بارش دیکھ کر) کہے گا: پروردگار نے مجھے اس قدر عطا کر دیا ہے کہ اگر میں سارے جنتیوں کی دعوت کروں تو خدا کے دیئے ہوئے میں کچھ کمی نہ آئے۔

حضور ﷺ جب بھی اس حدیث کا ذکر فرماتے، مسرت آپ کے چہرۂ اقدس سے پھوٹ پڑتی۔ (۲)

فصل

اصحاب اعراف کا بیان۔ فرمانِ الٰہی ہے۔ ان دونوں (یعنی بہشت اور دوزخ) کے درمیان (اعراف نام کی) ایک دیوار ہوگی اور اعراف پر کچھ آدمی ہوں گے جو سب (اہل جہنم اور اہل جنت) کو ان کی صورتوں سے پہچان لیں گے تو وہ اہل بہشت کو پکار کر کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو۔ یہ لوگ (ابھی) بہشت میں داخل تو نہیں ہوئے ہوں گے، مگر امید رکھتے ہوں گے اور جب ان کی نگاہیں پلٹ کر اہل دوزخ کی طرف جائیں گی تو عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو ظالم لوگوں کے ساتھ (شامل) نہ کیجیو۔ (سورۃ اعراف ۴۶۔۴۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اعراف جنت اور جہنم کے درمیان ایک دیوار کا نام ہے۔

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ صلۃ بن زفر رحمۃ اللہ علیہ سے وہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اصحاب الاعراف کو جہنم میں جانے سے ان کی نیکیاں آڑے آ گئیں اور ان کی بدیوں نے ان کے لئے جنت کا راستہ کاٹ دیا۔

فرمانِ الٰہی ہے: اور جب ان کی نگاہیں پلٹ کر اہل دوزخ کی طرف جائیں گی تو عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو ظالم لوگوں کے ساتھ (شامل) نہ کیجیو۔ (سورۃ الاعراف آیت ۴۷)

---

(۱) الترمذی ۲۵۹۹ (۲) مسند احمد ۵/۳۲۰۔ و ۶/۲۱۔ کنز العمال: ۳۹۴۳۳۔ مجمع الزوائد ۱۰/۳۸۴۔ اتحاف ۹/۱۷۹

پس یہ لوگ ایک عرصہ تک اسی امید وبیم کی حالت میں ہوں گے کہ پروردگار ان پر جلوہ افروز ہوگا اور ان کو فرمائے گا کھڑے ہو جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ، میں نے تم کو بخش دیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سنداً حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن الحارث بن نوفل سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اصحاب الاعراف وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوگئیں۔ ان کو ایک نہر پر لے جایا جائے گا، جس کو نہر الحیاۃ کہتے ہیں۔ اس نہر کی مٹی ورس اور زعفران کی ہوگی۔ اس کے کنارے لوہے کے سرکنڈوں کے ہوں گے۔ جن پر موتی جڑے ہوں گے۔ وہ اس میں غسل کریں گے۔ جس سے ان کے سینوں پر ہلکی سفیدی ظاہر ہوگی۔ وہ دوبارہ غسل کریں گے اور ان کی سفیدی بڑھ جائے گی۔ پھر ان کو کہا جائے گا: تم جو چاہو اپنی خواہشات کا اظہار کرو۔ وہ اپنی خواہشات بتائیں گے۔ ان کو کہا جائے گا جو تم نے بتایا یہ اور اس سے ستر گنا زیادہ تم کو دیا جاتا ہے۔ یہ لوگ مساکین الجنت ہوں گے۔ (1)

مصنف ابوالفدا اعلامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اصحاب الاعراف کے متعلق کئی احادیث وارد ہوئی ہیں لیکن ان میں ضعف ہے۔ جس کی وجہ سے ہم نے ان کو ترک کر دیا ہے۔

سب سے پہلے جو شخص جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہوگا... صحیح مسلم میں زہری عن عطاء بن یزید اللیثی کی روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کو دیکھ سکیں گے؟ فرمایا: کیا چودھویں کے چاند کو دیکھنے میں تمہیں کوئی مزاحمت کا سامنا ہوتا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! پھر فرمایا: کیا جب سورج کا مطلع بادلوں سے صاف ہو اس وقت تمہیں سورج کو دیکھنے میں کوئی مزاحمت کا سامنا ہوتا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ!

فرمایا پس اسی طرح تم قیامت کے دن پروردگار کو دیکھو گے۔ جب اللہ تعالیٰ انسانوں کو جمع فرمائے گا تو ارشاد ہوگا جو شخص جس چیز کی پرستش کرتا تھا وہ اس کے پیچھے آئے۔ پس جو سورج کی عبادت کیا کرتا تھا وہ سورج کے پیچھے رہے۔ جو چاند کو پوجتا تھا وہ اس کی اتباع کرے۔ جو سرکش شیاطین کی عبادت کیا کرتا تھا وہ ان کے ساتھ آئے۔ بس یہ امت اور اسکے منافقین رہ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے پاس ایک صورت میں جلوہ افروز ہوں گے جس سے وہ آشنا نہ ہوں گے۔ پروردگار فرمائیں گے میں تمہارا رب ہوں! وہ کہیں گے ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں، ہم یہیں ایستادہ ہیں تاوقتیکہ ہمارا رب آ جائے اور ہم اس کو پہچان لیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ایسی صورت میں جلوہ افروز ہونگے، جس سے وہ آشنا ہونگے۔ پروردگار فرمائیں گے: میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے ہاں آپ ہمارے رب ہیں۔ پھر وہ پروردگار کے پیچھے آئیں گے اور جہنم پر پل قائم کر دیا جائے گا۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں: پس اس پہ گزرنے والوں میں سے میں پہلا شخص ہوں گا۔ اس دن رسولوں کے سوا کوئی بات نہ کر سکے گا اور اس دن سب رسولوں کی زبان پر یہ دعا ہوگی۔ اے اللہ! سلامتی فرما، اے اللہ! سلامتی فرما۔ مقام سعدان کے کانٹوں کے مثل (بڑے بڑے) آنکڑے ہوں گے۔ کیا تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جی یا رسول اللہ! فرمایا۔ بس وہ آنکڑے ان کے مثل ہوں گے، بس جسامت ان کی اللہ ہی کو معلوم ہے۔ وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق پکڑیں گے۔ کوئی تو اپنے عمل کی پاداش میں ہلاک ہونے والا ہوگا۔ کوئی ذلت وخواری اٹھانے کے بعد نجات پا جائے گا۔ حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ قصاص سے فارغ ہو جائیں گے اور جہنم سے لا الہ الا اللہ کہنے والوں میں جس جس کو نکالنا چاہیں گے تب فرشتوں کو حکم فرمائیں گے کہ ان کو جہنم سے نکال لیا جائے۔

فرشتے ان کو سجدہ کے نشانات سے پہچان لیں گے کیونکہ آگ ان نشانات کو جلانے پر قادر نہ ہوگی۔ وہ جہنم سے کوئلہ ہو کر نکلیں گے پھر ان پر آب حیات چھڑکا جائے گا۔ اس سے ان کے جسم یوں تروتازہ اگ آئیں گے جیسے بارش میں گھاس اگ آتی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ فیصلہ سے فارغ ہو جائیں گے اور ایک شخص جہنم کی طرف منہ کیے باقی رہ جائے گا وہ منہ پھیرنے پر قادر نہ ہو سکے گا۔ وہ پکارے گا۔ پروردگار! مجھے جہنم کی (آتشیں) ہوا آ رہی ہے۔ اس کی تپش مجھے جلائے دے رہی ہے۔ میرا چہرہ جہنم سے پھیر دے۔ وہ مسلسل اللہ کو پکارتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اگر تیرا یہ سوال پورا کر دیا جائے، کچھ اور سوال تو نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا: تیری عزت کی قسم! اور کوئی سوال نہ کروں

(1) البیہقی ۱۲۰

گا۔ پس اس کا چہرہ جہنم سے پھیر دیا جائے گا۔ لیکن پھر وہ سوال کرے گا یارب! مجھے جنت کے دروازے کے اور قریب کر دے، بس۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم نے نہیں کہا تھا کہ اور کوئی سوال نہ کرو گے۔ بندہ کہے گا تیری عزت کی قسم! اب کوئی سوال نہ کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے بہت سے عہد و پیمان لیں گے کہ اب وہ دوبارہ کوئی سوال نہ کرے گا اور پھر اس کو باب الجنۃ کے قریب کر دیا جائے گا۔ وہ جنت میں بیش بہا نعمتیں دیکھے گا تو کچھ عرصہ تو خاموش رہے گا پھر بول اٹھے گا۔ یارب! مجھے جنت میں داخل کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم نے نہیں کہا تھا کہ اور کوئی سوال نہ کرو گے۔ اے ابن آدم! افسوس! تو کس قدر دغا باز ہے۔ بندہ کہے گا یارب! مجھے اپنی مخلوق میں سب سے بدبخت نہ فرما۔ پس وہ مسلسل اللہ کو پکارتا رہے گا۔ حتیٰ کہ اللہ پاک ہنس دیں گے۔ جب اللہ عزوجل اس کو دیکھ کر ضحک (ہنسی) فرمائیں گے تو اس کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت مرحمت فرما دیں گے۔ جب وہ داخل ہو جائے گا تو اس سے پوچھا جائے گا، اپنی خواہش کا اظہار کرو۔ وہ اظہار کرے گا۔ اسے پھر کہا جائے گا چاہو تو کچھ اور خواہش بتاؤ۔ وہ پھر اپنی خواہشات بتائے گا۔ حتیٰ کہ اس کی تمنائیں اور خواہشات ختم ہو جائیں گی۔ تب اس کو کہا جائے گا تجھے یہ بھی اور اس جتنا مزید عطاء کیا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے یہ حدیث سناتے وقت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ شروع سے حدیث ختم تک ساتھ موجود تھے لیکن کہیں بھی انہوں نے انکار نہیں فرمایا۔ صرف یہ فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ سے آخری الفاظ یہ سنے تھے کہ یہ اور اس سے دس گنا زیادہ دیا جاتا ہے۔ جبکہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ اور اس جتنا اور عطاء کیا جاتا ہے، کے الفاظ ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ شخص جنت میں داخل ہونے والوں میں سے آخری ترین شخص ہوگا (جس کا یہ اعزاز ہوگا۔)

بعض روایات میں آیا ہے جیسا کہ ماقبل میں گزر چکا اس شخص کا جہنم سے نکلنے کے بعد جنت میں داخلہ تین مراحل میں ہوگا۔ ہر مرحلہ میں وہ ایک درخت کے پاس فروکش ہوگا اور ہر درخت پہلے والے سے اچھا ہوگا۔

اسی طرح امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے۔ (۱)

سب سے آخر میں جہنم سے نکلنے والا شخص عثمان بن ابی شیبہ، جریر، منصور، ابراہیم، عبیدہؒ کے سلسلۂ سند کے ساتھ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سب سے آخر میں جہنم سے نکلنے والے شخص کو میں جانتا ہوں، وہی سب سے آخر میں جنت میں داخل ہونے والا ہوگا۔ وہ شخص جہنم سے گھٹنوں کے بل نکلے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو فرمائیں گے: جا جنت میں داخل ہو جا۔ وہ جنت کے پاس آ کر خیال کرے گا کہ جنت تو اب تک بھر چکی ہوگی لہٰذا وہ لوٹ کر پروردگار کے پاس آئے گا اور عرض کرے گا: پروردگار! جنت کو تو میں بھرا ہوا پاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کو فرمائیں گے: جا جنت میں داخل ہو جا۔ تیرے لئے دنیا اور اس کے دس مثل جنت عطاء کی جاتی ہے۔ وہ حیرت میں عرض کرے گا۔ یارب! آپ بادشاہ ہو کر مجھ سے مذاق فرما رہے ہیں۔

راوی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اس قدر ہنسے کہ آپ کی ڈاڑھ مبارک ظاہر ہو گئیں۔

یہ شخص جنت میں سب سے کم مرتبہ والا ہوگا۔ (۲)

فصل

امام الدارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الرواۃ عن مالک" اور خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک غریب طریق کے ساتھ عبدالملک بن الحکم سے روایت کی ہے وہ مالک، عن نافع کی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والا شخص جہینہ کا ایک فرد ہوگا۔ اس کو جہینہ ہی کہا جائے گا۔ اہل جنت کہیں گے جہینہ کے پاس یقینی خبر ہے۔ اس سے سوال کرو کہ کیا کوئی مخلوق میں سے باقی ہے؟

(۱) البخاری ۷۴۳۷، ۷۴۳۸۔ مسلم ۴۵۰، ۴۵۱۔ ۳۔ ۲۔ ۴۵۵ (۲) البخاری ۶۵۷۱، ۶۵۷۱

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اس روایت کی نسبت کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے راوی مجہول ہیں۔ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت ثابت ہوتی تو کتب مشہورہ جیسا کہ خود آپ کی کتاب موطا امام مالک میں ضرور ہوتی۔ امام قرطبی پر حیرت ہوتی ہے کہ انہوں نے اس روایت کو التذکرہ میں بیان کر کے اس پر یقین کر لیا اور فرمایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والا شخص جہینہ کا ایک فرد ہوگا۔ اس کو جہینہ ہی کہا جائے گا۔ اہل جنت کہیں گے جہینہ کے پاس یقینی خبر ہے۔

محدث سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو نقل کیا ہے اور اس کی تضعیف نہیں فرمائی۔ فالعجب!

صحیح مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اہل جنت میں سب سے آخر میں جنت میں داخل ہونے والے شخص کو میں جانتا ہوں۔ وہی سب سے آخر میں جہنم سے نکلنے والا ہوگا۔ ایک شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا۔ اس کو اس کے گناہ یاد دلائے جائیں گے۔ تو نے اس دن یہ کیا یہ کیا۔ فلاں دن یہ کیا یہ کیا۔ اس کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہ ہوگا لہٰذا وہ ہاں ہاں کہتا جائے گا۔ ساتھ ساتھ اسے خوف لاحق ہوگا کہیں اس کے بڑے بڑے گناہ نہ پیش کر دیئے جائیں۔ پھر اسے کہا جائے گا۔ تجھے ہر بدی کے عوض نیکی دی جاتی ہے۔ تب وہ کہے گا پروردگار! میں نے اور بھی بہت سے برے کام کئے ہیں۔ ان کو میں یہاں نہیں دیکھ رہا؟

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ اس قدر ہنسے کہ آپ ﷺ کی ڈاڑھ مبارک نظر آنے لگیں۔ [1]

المعجم الکبیر للطبرانی رحمۃ اللہ علیہ میں سنداً حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں سب سے آخر میں جو شخص داخل ہوگا وہ پل صراط پر پیٹ کے بل ایسے گرے پڑے گا، جیسے وہ بچہ جسے اس کا باپ مار پیٹ رہا ہو اور وہ اس کی مار سے بچنے کے لئے بھاگ رہا ہو۔ اس کا عمل اس سے عاجز ہوگا کہ اس کو دوڑا سکے۔ وہ خدا سے کہے گا پروردگار! مجھے جنت میں پہنچا دے اور جہنم سے نجات دیدے۔ اللہ تعالیٰ اس کو وحی بھیجیں گے: میرے بندے! اگر میں تجھے جہنم سے نجات دیدوں اور جنت میں داخل کر دوں تو کیا تو اپنے سب گناہوں اور خطاؤں کا اقرار کر لے گا؟ وہ کہے گا: پروردگار! تیری عزت کی قسم! اگر تو مجھے جہنم سے نجات دیدے تو میں اپنے سب گناہوں کا اقرار کر لوں گا۔ پس وہ پل عبور کر جائے گا۔ پھر بندہ دل میں خیال کرے گا اگر میں اپنے گناہوں اور اپنی خطاؤں کا اقرار کر لوں تو ممکن ہے اللہ پاک مجھے واپس جہنم میں ڈال دے۔ اللہ تعالیٰ اس کو وحی فرمائیں گے میرے بندے اب اپنے گناہوں کا اعتراف کر، میں تیری مغفرت کر دوں گا اور تجھے جنت میں داخل کر دوں گا۔ وہ کہے گا۔ پروردگار! تیری عزت اور تیرے جلال کی قسم! میں نے کبھی کوئی گناہ کیا ہی نہیں اور نہ کوئی مجھ سے خطا سرزد ہوئی ہے۔ پروردگار فرمائے گا: بندے! میرے پاس تیرا گواہ موجود ہے۔ وہ اپنے دائیں بائیں دیکھے گا اور کسی کو نہ پا کر کہے گا: پروردگار! اپنے گواہ حاضر دکھایئے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کی کھال کو بلوائیں گے وہ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہوں کو بتائے گی۔ بندہ جب یہ ماجرا دیکھے گا تو پکار اٹھے گا: یارب! تیری عزت کی قسم! میرے تو اس سے بھی بڑے بڑے گناہ ہیں۔ اللہ پاک وحی فرمائیں گے: بندے! میں ان کو تجھ سے زیادہ اچھی طرح جانتا ہوں۔ تو ان کا اعتراف کر لے، میں ان کو بخش دوں گا۔ پس بندہ گناہوں کا اعتراف کر لے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرما دیں گے۔

یہ حدیث ارشاد فرما کر آپ ﷺ اس قدر ہنسے کہ آپ ﷺ کی ڈاڑھ مبارک ظاہر ہو گئیں اور فرمایا: یہ تو سب سے کم مرتبہ والے جنتی کا حال ہے۔ اس سے اوپر والے کا کیا حال ہوگا (اور کیا شان و شوکت ہوگی)۔ [2]

مسند احمد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جہنم میں ایک بندہ ایک ہزار سال تک خدا کو "یاحنّان یامنّان" کہہ کر پکارتا رہے گا۔

حنان کا مطلب شفقت فرمانے والا، منان کا مطلب احسان کرنے والا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم فرمائیں گے: جاؤ میرے اس بندے کو لے کر آؤ۔ حضرت جبریل علیہ السلام آئیں گے اور اہل جہنم کو گھٹنوں کے بل پڑے ہوئے اور روتے ہوئے پائیں گے۔ (حضرت جبریل علیہ السلام نہ پہچاننے کی وجہ سے) دوبارہ واپس جائیں گے اور بارگاہ الٰہی میں خبر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اس کو لاؤ وہ فلاں فلاں جگہ میں ملے گا۔ پس حضرت جبریل علیہ السلام اس کو لے آئیں گے اور

(۱) المسلم ۳۶۶۔ (۲) المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰/۱۰

پروردگار کے سامنے اس کو کھڑا کردیں گے۔ پروردگار فرمائیں گے: اے میرے بندے! اپنے ٹھکانے اور جائے آرام کو کیسا پایا؟ وہ عرض کرے گا۔ پروردگار! وہ انتہائی برا ٹھکانہ ہے اور بری آرام گاہ ہے۔ پروردگار فرمائیں گے: اس کو دوبارہ اس کے ٹھکانے پر پہنچادو۔ بندہ عرض کرے گا پروردگار مجھے تو آپ سے یہ امید نہیں تھی کہ آپ مجھے ایک مرتبہ نکال کر دوبارہ اس میں جھونک دیں گے۔ پروردگار فرمائیں گے: اس کو چھوڑ دو۔[1]

امام احمد اس کی روایت میں منفرد ہیں۔

مسلمانوں کے نکلنے کے بعد کافرین کے ساتھ پیش آنے والے احوال۔۔ جب اہل عصیان جہنم سے نکال لئے جائیں گے اور صرف کافرین اس میں رہ جائیں گے تو وہ اس میں مریں نہ جئیں گے۔ جیسے فرمانِ الٰہی ہے: سو آج یہ لوگ نہ دوزخ سے نکالے جائیں گے۔ (سورۃ الجاثیہ آیت ۳۵)

ان کے لئے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی بلکہ اسی آگ کے ٹھکانے میں ہمیشہ پڑے رہیں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کو قرآن نے محبوس کر رکھا ہوگا اور ان پر ہمیشہ کے لئے جہنم کا حکم عائد کیا ہوگا، جیسے فرمانِ الٰہی ہے: اور جو شخص خدا اور اس کے پیغمبر کی نافرمانی کرے گا تو ایسوں کے لئے جہنم کی آگ ہے ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ یہاں تک کہ جب یہ لوگ وہ (دن) دیکھ لیں گے جن کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تب ان کو معلوم ہو جائے گا کہ مددگار کس کے کمزور اور شمار کن کا تھوڑا ہے۔ (سورۃ الجن آیت ۲۳،۲۴)

نیز فرمانِ الٰہی ہے: بے شک خدا نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے (جہنم کی) آگ تیار کر رکھی ہے اس میں ابدالآباد رہیں گے نہ کسی کو دوست پائیں گے اور نہ مددگار۔ (سورۃ الاحزاب ۶۴،۶۵)

فرمانِ الٰہی ہے: جو لوگ کافر ہوئے اور ظلم کرتے رہے خدا ان کو بخشنے والا نہیں اور نہ انہیں رستہ دکھائے گا ہاں دوزخ کا رستہ جس میں وہ ہمیشہ (جلتے) رہیں گے اور یہ (بات) خدا کو آسان ہے۔ (النساء ۱۶۸۔۱۶۹)

یہ تین آیات ان کافروں کے لئے جہنم میں ابدالآباد رہنے کا حکم ظاہر کرتی ہیں۔ یہ تین آیت ان کے لئے سخت ترین ہیں۔ اس کے علاوہ مشیت کے ساتھ جو دوام کے حکم ہیں ان پر کلام ہوا ہے ان کی الگ تفصیل ہے۔ جیسے فرمانِ الٰہی ہے: فرمایا جہنم تمہارا ٹھکانہ ہے ہمیشہ اس میں رہو گے مگر جتنا اللہ چاہے۔ بے شک تیرا رب حکمت والا علم والا ہے۔ (سورۃ الانعام آیت ۱۲۹)

نیز فرمایا: تو جو بد بخت ہوں گے وہ دوزخ میں (ڈالے جائیں گے) اس میں ان کو چلانا اور دھاڑنا ہوگا (اور) جب تک آسمان اور زمین ہیں اسی میں رہیں گے مگر جتنا تمہارا پروردگار چاہے۔ بیشک تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے کر دیتا ہے۔ (سورۃ ھود، آیت ۱۰۶،۱۰۷)

مسند احمد میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اہل جنت جنت میں اور اہل جہنم جہنم میں پہنچ جائیں گے تو موت کو (مینڈھے کی شکل میں) لایا جائے گا اور جنت وجہنم کے درمیان کھڑا کردیا جائے گا۔ پھر ایک منادی نداء دے گا: اے اہل جنت! اب دوام ہی دوام ہے۔ موت کبھی نہیں آئے گی۔ اے اہل جہنم! دوام ہی دوام ہے۔ موت کبھی نہیں آئے گی۔ یہ اعلان سن کر اہل جنت کی خوشیاں دوبالا ہوجائیں گی اور اہل جہنم کے رنج وغم کا کوئی ٹھکانہ نہ رہے گا۔[2]

مسند احمد میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن موت کو لایا جائے گا اور پل صراط پر کھڑا کردیا جائے گا اور پھر اعلان ہوگا: اے اہل جنت! اہل جنت خوفزدہ ہو کر دیکھیں گے کہ کہیں ان کو ان کے ٹھکانے سے تو نہیں نکالا جارہا ہے۔ پھر کہا جائے گا: کیا تم اس کو جانتے ہو؟ وہ کہیں گے جی پروردگار! یہ موت ہے۔ پھر اعلان ہوگا۔ اے اہل جہنم! اہل جہنم خوش ہو کر دیکھیں گے کہ شاید ان کو یہاں سے نکالا جائے گا۔ پھر کہا جائے گا: کیا تم اس کو جانتے ہو؟ وہ کہیں گے جی پروردگار! یہ موت ہے۔ پس اس کے لئے حکم جاری کر دیا جائے گا اور موت کو پل صراط پر ذبح کردیا جائے گا اور دونوں فریقین کو کہا جائے گا: جو جہاں ہے وہیں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور موت کبھی نہیں آئے گی۔[3]

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس روایت کی سند قوی اور جید ہے۔ نیز صحیح کی شرط کے مطابق ہے۔ لیکن اس طریق کے ساتھ صحیحین میں سے کسی نے تخریج نہیں فرمائی۔

---

(۱) مسند احمد ۳/۲۳۰ (۲) مسند احمد ۲/۱۱۸ (۳) مسند احمد: ۲/۲۶۱۔۲/۳۷۷

اہل جنت کی صفات اور نعمتوں کا بیان

جنت کے دروازوں کا بیان

فرمانِ الٰہی ہے: اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کو گروہ گروہ بنا کر بہشت کی طرف لے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کہ تم پر سلام! تم بہت اچھے رہے! اب اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔ وہ کہیں گے کہ خدا کا شکر ہے جس نے اپنے وعدے کو ہم سے سچا کر دیا اور ہم کو اس زمین کا وارث بنا دیا۔ ہم بہشت میں جس مکان میں چاہیں رہیں تو (اچھے) عمل کرنے والوں کا بدلہ بھی کیسا خوب ہے۔ (سورۃ الزمر، آیات ۷۳، ۷۴)

فرمانِ الٰہی ہے: ہمیشہ رہنے کے باغ جن کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوں گے۔ (سورۃ ص آیت ۵۰)

فرمانِ الٰہی ہے: اور فرشتے (بہشت کے) ہر ایک دروازے سے ان کے پاس آئیں گے (اور کہیں گے) تم پر رحمت ہو (یہ) تمہاری ثابت قدمی کا بدلہ ہے اور عاقبت کا گھر خوب (گھر) ہے۔ (سورۃ الرعد، آیات ۲۳، ۲۴)

پہلے احادیث میں گزر چکا ہے کہ مؤمنین جب جنت کے دروازے پر پہنچیں گے تو اس کو بند پائیں گے پس وہ شفیع کو تلاش کریں گے جو اللہ عزوجل کے ہاں شفاعت کر کے ان کے لئے دروازہ کھلوا سکے۔ پہلے وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ پھر نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام کے پاس یکے بعد دیگرے آئیں گے۔ لیکن ہر ایک انکار کر دے گا پھر حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوں گے۔ پس آپ علیہ السلام باب الجنت کے حلقہ کو کھٹکھٹائیں گے۔ داروغۂ جنت عرض کرے گا کون؟ آپ ﷺ فرمائیں گے: محمد۔ وہ عرض کرے گا: مجھے آپ ہی کا حکم ملا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے دروازہ نہ کھولوں۔ لہٰذا آپ ﷺ داخل ہوں گے اور بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو کر دوسرے تمام مؤمنین کے داخلہ کے لئے شفاعت فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی شفاعت کو شرفِ قبولیت بخشیں گے۔ چنانچہ انبیاء علیہ السلام میں آپ ﷺ اور امتوں میں آپ ﷺ کی امت سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگی۔

صحیح میں آپ ﷺ کا فرمان ہے: جنت میں سب سے پہلے شفاعت بھی میں کروں گا اور سب سے پہلے جنت کے دروازے پر دستک بھی میں دوں گا۔

امام احمد، امام مسلم اور اہل سنن رحمہم اللہ نے عقبہ بن عامر وغیرہ کی روایت کے ساتھ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

جس نے وضو کیا اور اچھی طرح کیا پھر آسمان کی طرف اپنی نگاہ اٹھائی اور یہ پڑھا:

اشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له واشهد ان محمداً عبده ورسوله

اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جس سے چاہے داخل ہو۔ [1]

مسند احمد میں (عفان، بشر بن المفضل، عبدالرحمٰن بن اسحٰق، ابی حازم رحمۃ اللہ علیہ کی سند کے ساتھ) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت کا ایک دروازہ باب الریان کہلاتا ہے۔ قیامت کے دن روزہ داروں کو اس سے بلایا جائے گا۔ پوچھا جائے گا کہاں ہیں روزے دار؟ پس جب وہ داخل ہو جائیں گے تو دروازے کو بند کر دیا جائے گا اور ان کے علاوہ کوئی اور داخل نہ ہو سکے گا۔ [2]

مسند احمد میں ہے کہ جس نے اپنے مال میں سے کسی چیز کی دو جوڑیاں اللہ کی راہ میں خرچ کیں اسے جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ جو اہل صلاۃ میں سے ہوں گے ان کو باب الصلاۃ سے بلایا جائے گا۔ جو اہل الزکوٰۃ ہوں گے ان کو باب الزکوٰۃ

---

(۱) البخاری ۳۳۶۱، مسلم ۴۷۹ (۲) مسلم ۷۳۶۱

سے بلایا جائے گا۔ جو اہل الصوم (روزے دار) ہوں گے وہ باب الریان سے بلائے جائیں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ایسا کوئی شخص نہ ہوگا کہ وہ جس دروازے سے چاہے اسے اسی سے بلایا جائے؟ کیا کسی کو سب دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! اور مجھے امید ہے کہ تم وہ شخص ہوگے یا ابا بکر![1]

عتبہ بن عبداللہ بن السلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔

جس مسلمان کے تین بچے بلوغت کو پہنچنے سے قبل وفات پا جائیں تو وہ بچے اس کو جنت کے آٹھوں دروازوں پر ملیں گے۔ وہ جس سے چاہے داخل ہو جائے۔

ابن ماجہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔[2]

بیہقی میں عتبہ بن عبداللہ بن السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ تلوار گناہوں کو مٹانے والی ہے۔ لیکن نفاق کو نہیں مٹا سکتی۔[3]

شفاعت سے متعلق ابوزرعہ کی حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے متفق علیہ روایت ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اے محمد! اپنی امت میں سے ہر اس شخص کو جنت کے دائیں دروازے سے داخل کر لے، جس پر حساب کتاب نہیں ہے۔ باقی دوسرے دروازوں میں سب شریک ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! جنت کی چوکھٹ کے درمیان کا فاصلہ مکہ اور ہجر یا مکہ اور بصرہ کے درمیان جتنا ہے۔[4]

صحیح مسلم میں خالد بن عمیر العدوی سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہمیں عتبہ بن غزوان نے خطبہ دیا اور حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔

امابعد! لوگو! دنیا عن قریب فنا ہونے کا اعلان کر چکی ہے اور پیٹھ پھیر کر چل پڑی ہے۔ برتن کے بچے کھچے پانی کی طرح دنیا کا معمولی حصہ رہ گیا ہے۔ ابن آدم اس بچے کھچے پانی کو بھی اپنے اوپر انڈیل رہا ہے۔ یقیناً تم سب اس دنیا سے اس گھر کی طرف منتقل ہوگے جس کو کوئی فنا نہیں ہے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ جنت کے دوکواڑوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے۔ اس پر ایک دن ایسا آئے گا کہ اس پر انسانوں کا اژدھام ہوگا۔[5]

مسند میں معاویہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

تم ستر امتوں کے برابر ہو۔ ان میں سب سے آخر میں ہو اور اللہ کے ہاں سب سے زیادہ باعزت ہو۔ اور جنت کے کواڑوں میں سے دو کواڑوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے۔ اس پر ایک دن ایسا آئے گا کہ اس پر انسانوں کا ازدحام ہوگا۔[6]

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو دوسرے طریق سے نقل کیا ہے اور اس میں ستر سال کی مسافت کا ذکر ہے۔

لیکن امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ماقبل کی چالیس سال والی روایت کو زیادہ صحیح قرار دیا ہے۔

ایک دوسری روایت میں سالم بن عبداللہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت کا دروازہ جس سے میری امت کے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اس کی چوڑائی تیز رفتار سواری کے لئے تین دن کی ہے۔ اس کے باوجود وہ اس میں اس قدر رش کے ساتھ داخل ہوں گے کہ ان کے مونڈھے چھل رہے ہوں گے۔[7]

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو روایت کیا ہے۔ لیکن وہ خود فرماتے ہیں میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے بارے میں استفسار کیا تو آپ نے لاعلمی کا اظہار فرمایا۔

مسند عبد بن حمید میں ایک سند کے ساتھ جس میں ابن لہیعہ بھی ایک راوی ہیں روایت کی ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

(۱) بخاری، الحدیث ۱۸۹۷۔ مسلم، الحدیث ۲۳۲۹۔ ترمذی، الحدیث ۳۶۷۴۔ مسند احمد، الحدیث ۲۶۸/۲، الحدیث ۳۶۶/۲، الحدیث ۳۸۶/۳۔

(۲) ابن ماجہ ۱۶۰۴ (۳) البیہقی فی البعث والنشور ۲۵۷، فی السنن ۱۶۴/۹ (۴) البخاری ۴۷۱۲، مسلم ۴۷۹

(۵) مسلم ۷۳۶۱ (۶) مسند احمد ۳/۵ (۷) الترمذی ۲۵۴۸۔ البیہقی فی البعث والنشور ۲۵۹

جہنم کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے کے درمیان کا فاصلہ ستر سال کی مسافت کا ہے۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے دعوی بلا دلیل کیا ہے کہ جنت کے تیرہ دروازے ہیں۔ اور اس کے سوا کوئی دلیل پیش نہیں۔ (۱) فرمائی کہ جنت کے آٹھ سے زیادہ دروازے ہیں جیسا کہ حدیث عمر رضی اللہ عنہ ہے۔ جس نے وضو کیا پھر کہا: اشھد ان لا الــه الا اللہ۔ تو اس کے لئے جنت کے دروازوں میں سے آٹھ دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جس سے چاہے داخل ہو جائے۔

اس روایت کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے تخریج فرمایا ہے۔

آجری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب النصیحۃ میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے:

جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو باب الضحیٰ کہا جاتا ہے۔ ایک منادی نداء دے گا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو چاشت کی نماز پر مداومت کرتے تھے۔ یہ تمہارا دروازہ ہے اس میں داخل ہو جاؤ۔ (۲)

جنت کے دروازوں کے نام: حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ باب محمد ﷺ کے نام سے بھی ہے یہی باب التوبہ بھی کہلاتا ہے۔ اس کے علاوہ باب الصلوٰۃ، باب الصوم، باب الزکوٰۃ، باب الصدقۃ، باب الحج، باب العمرۃ، باب الجہاد اور باب الصلۃ نام کے دروازے ہیں۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دوسرے شیوخ نے کچھ اور نام بھی گنوائے ہیں، باب الکاظمین، باب الراضین اور باب الایمن، جس سے وہ لوگ داخل ہوں گے جن پر کوئی حساب کتاب نہ ہوگا۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آخری دروازے کے دو کواڑوں کے درمیان کی چوڑائی تیز رفتار سواری کے حساب سے تین دن کی مسافت بتائی ہے۔ واللہ اعلم۔

جنت کی چابی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت ہے
اعمال صالحہ اس چابی کے دندانے ہیں

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا:

جنت کی چابی **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کی شہادت ہے۔ (۳)

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت وہب بن منبہ سے پوچھا گیا: کیا لا الــہ الا اللہ جنت کی چابی نہیں ہے؟ فرمایا کیوں نہیں؟ لیکن چابی جب ہی کھولے گی جب اس کے دندانے بھی ہوں ورنہ نہیں کھولے گی۔ یعنی توحید کے ساتھ اعمال صالحہ ہونا بھی ضروری ہیں اور طاعات کا بجالانا اور منہیات سے اجتناب کرنا لازمی شے ہے۔ (۴)

جنت کے محلات، ان کی بلندی اور فراخی و کشادگی کا بیان: فرمان الٰہی ہے: اور جو شخص اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اس کے لئے دو باغ ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان دونوں میں بہت سی شاخیں (یعنی قسم قسم کے میووں کے درخت ہیں) تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان میں دو چشمے بہ رہے ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (اہل جنت) ایسے بچھونوں پر جن کے استر اطلس کے ہیں تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے۔ اور دونوں باغوں کے میوے قریب (جھک رہے) ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان میں نیچے نگاہ والی عورتیں ہیں جن کو اہل جنت سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے۔ تو تم

---

(۱) تفسیر قرطبی سورۃ الزمر آیت ۷۳۔ ۸۳۔ حدیث ۳۔ (۲) ۔۔۔ ۱۹۶ ۔۔۔ طبرانی ۱۸۸/۲۔ کنز العمال ۳۵۷۹، ۲۱۳۹۰

(۳) الدر المنثور ۶۲/۲۔ الترغیب والترہیب ۴۱۳/۲۔ تفسیر ابن کثیر ۱۱۴/۲ (۴) بخاری

اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ نہیں ہے؟ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ اور ان باغوں کے علاوہ دو باغ اور ہیں تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ دونوں خوب گہرے سبز تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان میں دو چشمے ابل رہے ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان میں نیک سیرت (اور) خوبصورت عورتیں ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (وہ) حوریں خیموں میں مستور (ہیں)۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان کو (اہل جنت سے) پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ سبز قالینوں اور نفیس مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (اے محمد ﷺ) تمہارا پروردگار جو صاحب جلال وعظمت ہے اس کا نام بڑا بابرکت ہے۔ (سورۃ الرحمن آیات ۴۶ تا ۷۸)

صحیح بخاری میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دو جنتیں سونے کی ہیں۔ ان میں برتن اور جو کچھ بھی ہے وہ سب سونے کا ہے۔ دو جنتیں چاندی کی ہیں۔ ان میں برتن اور جو کچھ بھی ہے وہ سب چاندی کا ہے۔ جنت عدن میں ان لوگوں اور خدائے عزوجل کے درمیان صرف ایک بڑائی کی چادر ہوگی جو خدائے عزوجل کے چہرے پر ہوگی۔ [1]

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سابقین کے لئے سونے کی دو جنتیں ہیں اور اصحاب الیمین کے لئے دو جنتیں چاندی کی ہیں۔ [2]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یوم بدر کو حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے۔ ان کو انجان تیر آ لگا تھا (جس کی وجہ سے وہ جام شہادت نوش فرما گئے۔) ان کی اہلیہ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ! آپ جانتے ہیں حارثہ کی میرے دل میں کیا وقعت تھی۔ لہذا اگر تو وہ جنت میں ہیں تو میں ان پر نوحہ زاری نہیں کرتی۔ ورنہ ابھی آپ دیکھ لیں گے میں کیا (رونا دھونا) کرتی ہوں۔ آپ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اس کے لئے کیا ایک ہی جنت ہے!! بلکہ بہت سی جنتیں ہیں اور وہ تو فردوس اعلیٰ میں ہے۔

فی سبیل اللہ قلیل العمل اور جنت کی کمترین شیء دونوں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں...... فرمان رسول ﷺ ہے:

راہ خدا میں ایک صبح یا ایک شام دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ اور تمہاری (اہل جہاد کی) کمان کی مقدار اور کوڑے کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ اور جنت کی عورتوں میں سے کوئی ایک آسمان وزمین والوں پر جلوہ گر ہو جائے تو آسمان وزمین کے درمیان کو روشن وتابناک کردے اور سارا جہاں خوشبو سے مہک اٹھے۔ جنتی عورت کی اوڑھنی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ [3]

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا فردوس جنت میں سب سے بالائی، وسطی اور افضل ترین جگہ ہے۔ [4]

فرمان الٰہی ہے۔ یعنی اونچے (اونچے محلوں کے) باغ میں۔ (سورۃ الحاقۃ آیت ۲۲)

فرمان الٰہی ہے تو ایسے لوگوں کے لئے اونچے اونچے درجے ہیں۔ (سورۃ طٰہٰ آیت ۷۵)

فرمان الٰہی ہے اور اپنے پروردگار کی بخشش اور بہشت کی طرف لپکو جس کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہے اور جو (خدا سے) ڈرنے والوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ (سورۃ آل عمران آیت ۱۳۳)

فرمان الٰہی ہے۔ (بندو) اپنے پروردگار کی بخشش کی طرف اور جنت کی (طرف) جس کا عرض آسمان اور زمین کے عرض کا سا ہے اور جو ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو خدا پر اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے ہیں، لپکو! یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے۔ (الحدید ۲۱)

(۱) بخاری رقم الحدیث ۴۸۷۸ والحدیث ۴۸۸۰۔ المسلم ۴۴۷ (۲) البیہقی فی البعث والنشور ۲۳۲ (۳) البخاری ۶۵۶۷ ۶۵۶۸

(۴) حلیہ ۲۵۸/۷

مسند احمد میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا، نماز قائم کی اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ پر لازم ہے کہ اس کو جنت میں داخل کر دے۔ فی سبیل اللہ ہجرت کی ہو یا اپنی جائے پیدائش میں بیٹھا رہا ہو۔

لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم لوگوں کو خبر دیدیں؟ فرمایا: جنت میں سو درجات ہیں۔ اللہ نے وہ اپنے راستے کے مجاہدین کے لئے تیار کئے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان زمین و آسمان کے درمیان جتنا فاصلہ ہے۔ اور جب بھی تم اللہ سے سوال کرو جنت الفردوس کا سوال کرو، کیونکہ وہ جنت کا بیچوں بیچ اور جنت کا سب سے بالائی درجہ ہے۔ اس کے اوپر عرشِ رحمٰن ہے۔ اسی سے جنت کی تمام نہریں پھوٹتی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کے ہم معنی حدیث روایت فرمائی ہے۔ [1]

فردوس جنت کا سب سے اعلیٰ اور بلند درجہ ہے۔ نماز اور روزہ اللہ کی مغفرت کا سبب ہیں

ابو القاسم الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے یہ پانچ نمازیں قائم کیں، رمضان کے روزے رکھے، (حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں بھول گیا کہ آپ نے زکوٰۃ کا ذکر کیا یا نہیں تو اللہ پر لازم ہے کہ اس کی مغفرت فرمادے۔ ہجرت کرے یا وہیں بیٹھا رہے جہاں اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا میں نکل کر لوگوں کو نہ بتادوں؟ فرمایا: چھوڑو انہیں عمل کرنے دو۔ بے شک جنت میں سو درجات ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان زمین و آسمان کے درمیان جتنا فاصلہ ہے۔ ان میں سب سے اعلیٰ درجہ فردوس ہے۔ اسی پر عرشِ خداوندی ہے۔ یہ جنت کا بالکل درمیانی حصہ ہے۔ اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔ پس جب تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو۔

اسی طرح امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ اور امام ابن ماجہؒ نے بھی اس کو مختصراً روایت کیا ہے۔ [2]

جنت کی نہریں فردوس سے پھوٹتی ہیں

مسند احمد میں عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت کے سو درجے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان سو سال کی مسافت ہے۔ [3]

ابن عفان فرماتے ہیں آسمان و زمین کے درمیان جتنی مسافت کے بقدر جنت کے دو درجوں کا درمیانی فاصلہ ہے۔ فردوس ان میں سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ اسی سے چاروں نہریں نکلتی ہیں۔ عرش اس کے اوپر ہے۔ پس جب تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ فردوس کی مذکورہ صفت گنبد نما عمارت میں ہی ممکن ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اس کا وسط اور بالائی حصہ گنبد کی چوٹی پر منتہی ہوتا ہے۔

جنت کے درجات متفاوت ہیں لیکن ان کے تفاوت کی مقدار کا اللہ ہی کو علم ہے ...ابوبکر بن ابی داؤد اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت کے سو درجات ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ [4]

---

(۱) البخاری ۲۴۲۳۔ مسند احمد الحدیث ۳۳۵/۲ والحدیث ۳۳۹/۲ والحدیث ۳۱۶/۵ (۲) الترمذی ۵۲۳۰۔ ابن ماجہ ۴۳۳۱

(۳) مسند احمد ۳۲۱/۵۔ ۲۹۲/۵۔ ۳۱۶/۵ (۴) المستدرک للحاکم ۸۰/۱۔ کنز العمال ۳۹۲۲۱۔ ۳۹۲۳۰۔ الدر المنثور ۲۰۵/۲۔ ۲۵۵/۴

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے لیکن اس میں ہر دو درجوں کے درمیان سو سال کی مسافت کا ذکر ہے۔[1] اور اس کے متعلق امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن صحیح کا حکم عائد فرمایا ہے۔لہٰذا سو سال کی روایت زیادہ اصح ہے۔

حافظ ابو یعلیٰ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت کے سو درجات ہیں۔اگر سارے جہاں والے ایک ہی درجہ میں آ جائیں تو وہ ان کے لئے کافی اور وسیع ہو جائے گا۔[2] امام ترمذی اور امام احمد رضی اللہ عنہ نے بھی اس کو روایت فرمایا ہے۔

اہل جنت میں سے ادنیٰ اور اعلیٰ جنتی کے لئے نعمتوں کا بیان.....فرمان الٰہی ہے:اور بہشت میں (جہاں) آنکھ اٹھاؤ گے کثرت سے نعمت اور عظیم (الشان) سلطنت دیکھو گے۔ (سورۃ الدھر ۲۰)

پہلے متفق علیہ حدیث میں گزر چکا ہے کہ جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والے شخص کو کہا جائے گا: کیا تو اس پر راضی ہے کہ تیرے لئے دنیا جتنی جنت اور اس کے بھی دس مثل مزید دیدی جائے۔[3]

مسند احمد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی طرف نسبت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اہل جنت میں سب سے کم درجے والا جنتی وہ ہوگا جو اپنے باغات،نعمت و آسائش،حشم و خدم اور تخت و سریر کو ہزار سال کی مسافت سے ہی دیکھے گا۔اور اللہ کے ہاں سب سے زیدہ عزت و کرامت والا شخص وہ ہوگا جو صبح و شام اللہ کے دیدار کا مستحق ہوگا۔[4] پھر آپ نے ایک آیت تلاوت فرمائی،جس کا ترجمہ ہے:اس روز بہت سے منہ رونق دار ہوں گے (اور) اپنے پروردگار کے محو دیدار ہوں گے۔ (القیامۃ ۲۲۔۲۳)

مسند احمد میں ہی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:اہل جنت میں سب سے کم مرتبہ والا بھی وہ شخص ہوگا جو اپنی سلطنت کو دو ہزار سال کی مسافت سے بھی یوں دیکھے گا جیسے قریب سے دیکھ رہا ہے۔وہ اپنی ازواج اور حشم و خدم کو بخوبی دیکھے گا۔اور اہل جنت میں سب سے زیادہ مرتبہ والا وہ شخص ہوگا جو ہر روز دو مرتبہ اللہ کا دیدار کرے گا۔[5]

مسلم اور طبرانی میں سفیان بن عیینہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا:یارب! مجھے اہل جنت میں سب سے کم مرتبے والا شخص بتائیے۔فرمان ہوا:ہاں میرا وہ بندہ جو تمام لوگوں کے (جنت میں) اپنے اپنے ٹھکانوں پر منتقل ہو جانے اور اپنی اپنی مصروفیات میں محو ہونے کے بعد آئے گا۔اسے کہا جائے گا:جنت میں داخل ہو جا۔وہ عرض کرے گا:پروردگار! میں کیسے اس میں داخل ہوں جبکہ لوگ اپنے اپنے ٹھکانوں پر منتقل ہو گئے ہیں اور اپنی اپنی مصروفیات میں محو ہو گئے ہیں۔پروردگار اس کو فرمائیں گے:کیا تو اس پر راضی ہے کہ تیرے لئے دنیا کے بادشاہوں جیسا (ٹھاٹھ باٹھ) ہو جائے۔وہ عرض کرے گا یارب میں راضی ہوں۔پروردگار فرمائیں گے:لے تیرے لئے اتنا اور اتنا ہوا۔اس موقع پر حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پانچوں انگلیوں کو ملا کر (غالباً دس کا) اشارہ کیا۔بندہ کہے گا:یارب! میں راضی ہوں۔اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا:پروردگار! اب مجھے اہل جنت میں سب سے اعلیٰ درجہ والے شخص کا بتائیے۔فرمایا:ہاں،وہی لوگ میرے خیال میں ہیں ان کا میں بتاتا ہوں۔اپنے ہاتھ کے ساتھ میں نے ان کی عزت کا پودا لگایا ہے۔انہی پر میں نے کرامت کو ختم کر دیا ہے۔(ان کے لئے میں نے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں) جو کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں بلکہ کسی بشر کے دل پر ان کا خیال تک بھی نہیں گزرا۔[6]

اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بھی اس روایت کا مصداق ہے،فرمان الٰہی ہے:کوئی متنفس نہیں جانتا کہ ان کے لئے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے یہ ان اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے تھے۔ (سورۃ السجدہ آیت ۱۷)

صحیحین میں ہے اور مسلم کے الفاظ ہیں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں بلکہ کسی

---

(۱) الترمذی ۲۵۲۹ (۲) ترمذی ۲۵۳۲۔مسند احمد ۳۱۶/۵۔ ۳۲۱/۵۔ ۲۹۲/۲ (۳) البخاری ۶۵۷۱ المسلم ۳۶۰

(۴) مسند احمد ۱۳/۲۔ ۶۴/۲ (۵) الترمذی ۲۵۵۳ مسند احمد ۱۳/۲۔ ۶۴/۲ (۶) المسلم ۳۶۴۔الطبرانی فی الکبیر ۵۸۴/۲۔ ۲۰۰۴/۲۔ ۲۰۰۰۳/۲

بشر کے دل پر ان کا خیال تک بھی نہیں گزرا۔[۱] اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بھی اس کا مصداق ہے، فرمانِ الٰہی ہے: کوئی متنفس نہیں جانتا کہ ان کے لئے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے یہ ان اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے تھے۔ (سورۃ السجدۃ آیت ۱۷)

مسند احمد میں ہے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا، جس میں جنت کی صفات بیان کی جارہی تھیں۔ حتیٰ کہ آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا:

اس میں وہ چیزیں ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں بلکہ کسی بشر کے دل پر ان کا خیال تک بھی نہیں گزرا۔[۲] پھر آپ ﷺ نے فرمانِ الٰہی کی تلاوت فرمائی: ان کے پہلو بچھونوں سے الگ رہتے ہیں (اور) وہ اپنے پروردگار کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور جو (مال) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ کوئی متنفس نہیں جانتا کہ ان کے لئے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے یہ ان اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے تھے۔ (سورۃ السجدۃ، آیات ۱۶، ۱۷)

امام مسلمؒ نے ہارون بن معروف سے اس کو روایت فرمایا ہے۔

جنت کے بالا خانوں، ان کی بلندی، کشادگی اور فراخی کا ذکر
اللہ پاک ہمیں ان کی سکونت بخشے

فرمانِ الٰہی ہے: لیکن جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کے لئے اونچے اونچے محل ہیں جن کے اوپر بالا خانے بنے ہوئے ہیں (اور) ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (یہ) خدا کا وعدہ ہے، خدا وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ (سورۃ الزمر آیت ۲۰)

فرمانِ الٰہی ہے: ایسے ہی لوگوں کو ان کے اعمال کے سبب دگنا بدلہ ملے گا اور وہ دلجمعی سے بالا خانوں میں بیٹھے ہوں گے۔ (سورۃ السباء آیت ۳۷)

صحیحین میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اہل جنت اپنے اوپر سے کمروں کے اندر (دوسرے جنتیوں کو) یوں دیکھیں گے جیسے تم مشرق و مغرب سے اپنے اوپر ستاروں کو دیکھتے ہو یہ تفاوت اہل جنت کے درجات کے تفاوت سے ہوگا۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ کیا یہ (اونچی) منازل انبیاء کے لئے ہوں گی، جن میں کوئی اور نہیں پہنچ سکے گا۔ فرمایا: نہیں! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ انبیاء کی منازل ہوں گی اور (ان کے علاوہ) ان لوگوں کی بھی منازل ہوں گی، جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔[۳]

صحیح میں سہل رضی اللہ عنہ بن سعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اہلِ جنت آپس میں ایک دوسرے کو یوں دیکھیں گے جیسے تم آسمان کے افق میں دور، گہرے اور چمکتے ہوئے ستارے کو دیکھتے ہو۔[۴]

مسند احمد میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اہلِ جنت آپس میں ایک دوسرے کو یوں دیکھیں گے جیسے تم آسمان کے افق میں گہرے اور چمکتے ہوئے ستارے کو دیکھتے ہو۔ یہ ان کے درمیان درجات کے تفاوت کی وجہ سے ہوگا لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ کیا ان (اونچی) منازل میں انبیا ہوں گے؟ فرمایا: نہیں! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اور بہت سی قومیں ہوں گی، جو اللہ پر ایمان لائی اور رسولوں کی تصدیق کی۔

یہ روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر پوری ہے۔[۵]

اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھنے والوں کے محلات.... مسند احمد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول

(۱) البخاری ۸۴۹۸۔ المسلم ۲۱۳۰ (۲) مسند احمد ۳۳۳/۵ (۳) البخاری ۳۲۵۶۔ المسلم ۷۰۲۳
(۴) البخاری ۶۵۵۵۔ المسلم ۷۰۲۳ (۵) البخاری ۶۵۵۵۔ مسند احمد ۳۳۹/۲

اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھنے والوں کے جنت میں بالا خانے یوں دکھیں گے جیسے مشرق یا مغرب میں طلوع ہونے والا ستارہ۔ پوچھا جائے گا: یہ کون لوگ ہیں؟ کہا جائے گا: یہ اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھتے تھے۔ (۱)

ابوعطیہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ اہل علیین کو دوسرے جنتی یوں دیکھیں گے جیسے آسمان کے افق میں ستارہ دیکھا جاتا ہے۔ اور ابوبکر اور عمر انہی میں سے ہیں۔ رضی اللہ عنہما وارضاھما۔

جنت میں سب سے اعلیٰ ترین مرتبہ ''وسیلہ'' جس میں حضور ﷺ کھڑے ہوں گے

صحیح البخاری میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ آپ ﷺ سے نقل کرتے ہیں: جس نے اذان سن کر یہ کہا:

اللّٰهُمَّ ربَّ هذه الدعوةِ التّامةِ، والصَّلاةِ القائِمةِ، آتِ محمداً الْوَسِيلةَ، وَالْفَضِيلةَ، وابعَثهُ مقاماً محموداً الذى وَعَدتَهُ

تو قیامت کے دن اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو جائے گی۔ (۲)

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب تم مؤذن کی آواز سنو تو جو وہ کہہ رہا ہے وہی تم بھی کہو۔ پھر مجھ پر درود پڑھو، کیونکہ جس نے مجھ پر درود پڑھا اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ کا سوال کرو، کیونکہ جس نے میرے لئے وسیلہ کا سوال کیا اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگی۔ (۳)

وسیلہ جنت کا اعلیٰ ترین درجہ ہے جس کو محمد رسول اللہ کے سوا کوئی نہیں پاسکتا ﷺ... مسند احمد میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تم مجھ پر درود پڑھو تو اللہ سے میرے لئے وسیلہ کا سوال کرو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وسیلہ کیا شیء ہے؟ جنت کا اعلیٰ ترین درجہ، جس کو ایک ہی شخص پائے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ شخص میں ہی ہوں۔ (۴)

مسند احمد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ کے ہاں وسیلہ ایسا درجہ ہے، جس کے اوپر کوئی درجہ نہیں۔ پس اللہ سے سوال کرو کہ مجھے وسیلہ عطا فرمائے۔ (۵)

طبرانی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ سے میرے لئے وسیلہ کا سوال کرو، کیونکہ دنیا میں جس بندے نے بھی میرے لئے اس کا سوال کیا قیامت کے دن میں اس کے لئے شفاعت کروں گا۔ (۶)

جنت کی بنیادوں کا ذکر کہ کس چیز سے ان کی تعمیر ہوئی؟... مسند احمد میں ہے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ابومدلہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہم نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! جب ہم آپ کو دیکھتے ہیں تو ہمارے دلوں پر رقت طاری ہو جاتی ہے اور ہم اہل آخرت میں سے ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب آپ سے جدا ہوتے ہیں تو دنیا میں لگ جاتے ہیں اور بیوی بچوں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہارا ہر وقت وہی حال رہنے لگے جو مجھ سے ملاقات کے وقت رہتا ہے تو ملائکہ تم سے مصافحہ کرنے لگیں اور وہ تمہارے گھروں میں آ آ کر تمہاری زیارت کرنے لگیں۔ لیکن اگر تم سے گناہ سرزد نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ تمہارے بدلہ دوسری قوم کو لے آئیں جو گناہ کریں (اور اللہ سے مغفرت مانگیں) اور اللہ ان کی مغفرت فرماتا رہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمیں جنت کا بتائیے کہ کس چیز سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے؟ فرمایا: ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی۔ اس کا گندھاؤ مشک سے

(۱) مسند احمد ۳ ۔ ۸ (۲) بخاری ۶۱۴ (۳) مسلم ۸۴۷ (۴) مسند احمد ۲/۲۶۵ (۵) مسند احمد ۳/۸۳

(۶) الاوسط للطبرانی ۲۳۷۔ مجمع الزوائد ۱/۳۳۳

ہے۔اس کے پتھر لؤلؤ اور یاقوت ہیں اور اس کی مٹی زعفران ہے۔ جو اس میں داخل ہو گیا تروتازہ رہتا ہے کبھی بوسیدہ نہیں ہوتا۔ ہمیشہ رہتا ہے، کبھی نہیں مرتا۔ اور اس کا لباس پرانا ہوتا ہے اور نہ اس کا شباب زائل ہوتا ہے۔

ابن ابی الدنیا میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا: ایک اینٹ سفید موتی سے، ایک اینٹ سرخ یاقوت سے اور ایک اینٹ سبز زبرجد سے۔ اس کی ملاوٹ مشک کی رکھی۔ اس کے کنکر لؤلؤ ہیں اور اس کا گھاس زعفران ہے۔ اس کے بعد پروردگار نے اس کو فرمایا: بول۔ لہٰذا جنت گویا ہوئی :قد افلح المؤمنون. بے شک مؤمنین فلاح پا گئے۔ [1] اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! کوئی بخیل میرا پڑوسی نہیں بنے گا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ فرمانِ الٰہی تلاوت فرمایا:

اور جو شخص طبیعت کے بخل سے بچ گیا تو ایسے ہی لوگ راہ پانے والے ہیں۔ (سورۃ التغابن ۱۶)

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جنت کے بارے میں سوال کیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا:

جو جنت میں داخل ہو گیا وہ ہمیشہ زندہ جاوید رہے گا کبھی نہ مرے گا۔ تروتازہ رہے گا کبھی بوسیدہ نہ ہوگا۔ اس کا لباس پرانا ہوگا اور نہ اس کا شباب زائل ہوگا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ جنت کی تعمیر کس چیز سے کی گئی ہے؟ فرمایا: ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی۔ اس کا گندھاؤ مشک سے ہے۔ اس کے پتھر لؤلؤ اور یاقوت ہیں اور اس کی مٹی زعفران ہے۔ [2]

گندھاؤ سے مراد گارا ہے، جس سے اینٹیں ایک دوسرے کے ساتھ جوڑی جاتی ہیں۔

مسند البزار میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا فرمایا ایک اینٹ سونے اور ایک اینٹ چاندی سے۔ اس کا گارا مشک ہے۔ جنت کو پیدا فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو فرمایا: بول! تو جنت گویا ہوئی: :قد افلح المؤمنون بے شک مؤمنین فلاح پا گئے۔ [3] ملائکہ نے جنت کو کہا: خوشخبری ہو تجھے تو (آخرت کے) بادشاہوں کا ٹھکانہ ہے۔

امام بیہقی نے بھی اس کو روایت کیا ہے لیکن اس میں: خوشخبری ہو تجھے تو (آخرت کے) بادشاہوں کا ٹھکانہ ہے، اللہ کا فرمان ہے۔

داؤد بن ابی ھند نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے، فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے فردوس کو اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اور ہر مشرک اور شراب کے عادی پر اس کو ممنوع قرار دیدیا۔ [4]

طبرانی میں (احمد بن خلید، ابوالیمان الحکم بن نافع، صفوان بن عمر، مہاجر بن میمون کی سند کے ساتھ) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے والد فداہ ابی وامی حضور ﷺ سے عرض کیا: (بابا جان!) ہماری ماں خدیجہ کہاں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: موتی کے اس گھر میں جہاں کوئی شور ہے نہ شغب۔ مریم اور خاتونِ فرعون آسیہ علیہما السلام کے درمیان۔ [5]

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: کیا یہی موتی؟ فرمایا نہیں، بلکہ وہ چمکدار موتی جو یاقوت اور لؤلؤ اور دوسرے موتیوں کے ساتھ پرویا گیا ہو۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے صرف اسی سند سے روایت ہوئی ہے۔ صفوان بن عمرو اس میں متفرد ہیں۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے۔ لیکن صحیح بخاری میں اس کا شاہد موجود ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں خدیجہ کو جنت میں ایسے گھر کی خوشخبری دوں، جو چمکدار موتی کا بنا ہوا ہے، اس میں شور ہو گا نہ شغب۔ [6]

حدیث میں "فی بیت من قصب" کے الفاظ آئے ہیں قصب کے بہت سے معنی ہیں۔ اس مقام کے لحاظ سے چمکدار موتی معنی لیا گیا ہے۔ قصب کا ایک اور معنی وہ نشان ہے جو دوڑ کے مقابلے میں انتہاء پر گاڑ دیا جاتا ہے، تاکہ سب سے سبقت لے جانے والا اس کو حاصل

(۱) سورۃ المؤمنون آیت ۱ (۲) مجمع الزوائد: ۱۰/۳۹۷۔ کنز العمال: ۳۹۳۸۹ (۳) سورۃ المؤمنون آیت ۱
(۴) کنز العمال ۱۳۱۸۵۔ الدر المنثور ۲/۲۲۳ (۵) مجمع الزوائد ۹/۲۲۳ (۶) تفسیر ابن کثیر الحدیث ۳/۴۵۷

کرلے۔(۱) علماء کرام نے فرمایا ہے کہ حضرت خدیجہ کے لئے قصب اللؤلؤ اس لئے فرمایا گیا ہے کیونکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرنے میں سب سے سبقت لے گئیں تھیں۔ جیسا کہ اوّل بعثت والی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے۔ کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ کو وحی آنے کی خبر دی اور ہیبت زدگی کی وجہ سے فرمایا: مجھے اپنے ہوش وحواس جاتے رہنے کا ڈر ہو چلا ہے۔ تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو ایسے الفاظ سے تسلی دی، جو رہتی دنیا تک سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوانہ کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ سچ کا ساتھ دیتے ہیں۔ یتیم کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ بے کس کو سہارا دیتے ہیں۔ مصائب زمانہ پر (لوگوں کی) مدد کرتے ہیں۔

مذکورہ حدیث میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کا ذکر مریم اور آسیہ علیہا السلام کے درمیان کیا گیا ہے۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ آخرت میں یہ دونوں عظیم خواتین حضور ﷺ کی زوجیت میں آئیں گی۔ بعض علماء نے اس کو ذیل کی سورۃ سے استنباط فرمایا ہے۔

یاایھا النبی لم تحرم (۲) اس میں آگے چل کر فرمایا: **ثیبات و ابکاراً** یعنی کنواریاں اور شادی شدہ عورتوں سے اللہ تعالیٰ آپ کی شادی فرمادیں گے۔ کنواری تو حضرت مریم علیہا السلام ہیں اور شادی شدہ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ علیہا السلام ہیں۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ وغیرہ سے اس کے مثل منقول ہے۔

قیام اللیل، کھانا کھلانا اور کثرت صیام کی فضیلت...... ابن ابی الدنیا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں ایسے بالاخانے ہیں جن کے اندر سے باہر کے مناظر دیکھے جاسکتے ہیں اور باہر سے اندر کے منظر۔ پوچھ گیا یا رسول اللہ! کس کے لئے ہوں گے یہ بالاخانے؟ فرمایا: اس کے لئے جس نے اچھا کلام کیا، (بھوکے کو) کھانا کھلایا، پابندی ودوام کے ساتھ روزے رکھے اور رات کے اس پہر میں نماز (تہجد) پڑھی جب لوگ سورہے ہوتے ہیں۔(۳)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو علی بن حجر عن علی بن مسہر عن عبدالرحمٰن بن اسحٰق کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اور فرمایا: یہ روایت غریب ہے اور ہم اس کو صرف اسی (راوی) کی حدیث سے پہچانتے ہیں۔

طبرانی میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایسے بالاخانے ہیں جن کے اندر سے باہر کے مناظر دیکھے جاسکتے ہیں اور باہر سے اندر کے مناظر۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس شخص کے لئے تیار کیا ہے جس نے (بھوکے کو) کھانا کھلایا، پابندی ودوام کے ساتھ روزے رکھے اور رات کے اس پہر میں نماز (تہجد) پڑھی جب لوگ سورہے ہوتے۔(۴)

دوسری روایت میں ہے کہ جنت کی چھتیں نور کی ہیں۔ چمکتی بجلی کی مانند چمکتی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے یہ بات نہ لکھ دی ہوتی کہ جنتیوں کی نگاہیں صحیح سالم رہیں گی تو ان کی بصارت اچٹ جاتی۔

بیہقی میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کیا میں تم کو جنت کے بالاخانوں کا نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! ہمارے ماں باپ آپ پہ قربان ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں تمام قیمتی جوہروں سے بنے ہوئے بالاخانے ہیں۔ ان کے اندر سے باہر کا نظارہ ہوتا ہے اور باہر سے اندر کا منظر نظر آتا ہے۔ ان میں وہ نعمتیں، لذتیں اور مرغوب غذائیں ہیں، جو کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں۔ راوی کہتے ہیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ بالاخانے کس کے لئے ہوں گے؟ فرمایا: جس نے سلام کو رواج دیا، (بھوکے کو) کھانا کھلایا، روزوں پر دوام کیا اور رات کے اس پہر میں نماز پڑھی جب لوگ سورہے ہوں۔(۵)

---

(۱) م، بوطبع محمد، صفر (۲) تحریم الآیۃ ۱ (۳) الترمذی ۲۵۲۷۔ (۴) کنز العمال ۴۳۳۰۶

(۵) اتحاف السادۃ المتقین، الحدیث ۱۰/۵۲۹۔ المغنی للعراقی، الحدیث ۴/۵۱۰

راوی کہتے ہیں ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! کس میں ان سب چیزوں کی ہمت ہوسکتی ہے؟ فرمایا: میری امت اس کی طاقت رکھتی ہے اور میں تم کو بتاتا ہوں کہ جس نے اپنے بھائی سے ملاقات کے وقت سلام کیا اور اس نے جواب دیا تو بس اس نے سلام کو رواج دے دیا۔ اور جس نے اپنے اہل وعیال کو کھانا کھلایا اور ان کو سیر کرادیا تو بس اس نے کھانا کھلا دیا۔ اور جس نے ماہ رمضان کے روزے رکھے اور ہر مہینے میں سے تین دن کے مزید روزے رکھے پس اس نے روزوں پر مداومت کرلی۔ اور جس نے عشاء اور فجر کی نماز باجماعت پڑھی گویا اس نے اس وقت نماز پڑھ لی جس وقت یہود، نصاریٰ اور مجوسی لوگ سورہے ہوتے ہیں۔

بیہقی میں حسن بن فرقد حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ حضرت عمران بن حصین اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا: "وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ " اور بہشت ہائے جاودانی میں نفیس مکانات کا (وعدہ کیا ہے) (سورۃ التوبۃ آیت ۷۲) تو آپ ﷺ نے فرمایا: (بہت بڑے) موتی کا ایک محل ہے۔ اس محل میں یاقوت کے ستر گھر ہیں۔ ہر گھر میں سبز زمرد کے ستر کمرے ہیں۔ ہر کمرے میں ایک تخت ہے۔ ہر تخت پر ہر رنگ کے ستر بستر ہیں۔ اور ہر بستر پر ایک حور عین ہے۔ اور ہر کمرے میں ستر دستر خوان ہیں۔ ہر دستر خوان پر ستر رنگ کے کھانے ہیں۔ ہر کمرے میں ستر خادم ہیں۔ اور مؤمن کو ان چیزوں کے تمام لوازمات بھی دیئے جائیں گے۔ [1]

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت نہایت غریب ہے کیونکہ اس میں انقطاع ہے۔

حضرت عبداللہ بن وھب، عبدالرحمن بن زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد زید بن اسلم سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ایک شخص کو ایک موتی کا بنا ہوا محل دیا جائے گا، اس محل میں ستر کمرے ہیں۔ ہر کمرے میں ایک حور عین ہے۔ ہر کمرے کے ستر دروازے ہیں۔ جنتی پر ہر دروازے سے جنت کی خوشبو آئے گی اور ہر دروازے کی خوشبو دوسرے دروازے سے یکسر مختلف ہوگی۔

پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: کوئی متنفس نہیں جانتا کہ ان کے لئے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے۔ یہ ان اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے تھے۔ (سورۃ سجدہ آیت ۱۷)

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل فرمایا ہے:

جنت میں ایسے بالاخانے ہیں جن میں کوئی چیز لٹکی ہوئی ہے اور نہ کوئی ستون ہیں۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ! ان میں اہل جنت کیسے داخل ہوں گے؟ فرمایا: پرندوں کی مانند۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ! یہ بالاخانے کن لوگوں کے لئے ہوں گے؟ فرمایا: مصیبت زدوں، بھوکوں اور بے کسوں کے لئے، (جو مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں اور رب کی رضا میں راضی رہتے ہیں۔) [2]

جنت کے خیموں کا ذکر..... فرمانِ الٰہی ہے: (وہ) حوریں (ہیں جو) خیموں میں مستور (ہیں) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ (سورۃ الرحمٰن آیت ۷۲،۷۳)

صحیحین میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن کے لئے جنت میں ایک کھوکھلے موتی کے اندر بنا ہوا خیمہ ہوگا۔ اس خیمہ کی لمبائی ساٹھ میل ہوگی۔ اس میں مؤمن کے اہل خانہ بسیں گے۔ مؤمن ہر ایک کے پاس آئے گا لیکن کوئی ایک دوسرے کو نہ دیکھ پائے گا۔

مذکورہ روایت میں مسلم کے الفاظ ہیں لیکن بخاری کی روایت میں خیمہ کی لمبائی تیس میل آئی ہے لیکن صحیح ساٹھ میل ہیں۔

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کھوکھلے موتی میں ایک خیمہ ہوگا اس کی لمبائی ایک فرسخ (یعنی تین میل) ہوگی۔ اس میں سونے کے ایک ہزار دروازے ہوں گے۔ اس کے گرد و پیش بھی پچاس فرسخ تک شامیانے ہوں گے۔ جنتی کے پاس ہر دروازے سے اللہ کی طرف سے تحفہ آئے گا۔ اور یہی مطلب ہے اس فرمانِ باری کا: اور فرشتے (بہشت کے) ہر ایک دروازے سے ان کے پاس آئیں گے۔ [3] (سورۃ الرعد آیت ۲۳)

---

(۱) تفسیر القرطبی ۸۸/۱۸، تفسیر الطبری: ۱۲۲/۱۰ (۲) تفسیر القرطبی ۸۸/۱۸ (۳) البخاری: ۳۲۴۳، المسلم ۷۰۸۹، الترمذی ۲۵۲۸، مسند احمد ۴۰۰/۴، ۴۱۱/۴

ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمیں ہمام نے عکرمہ کے حوالہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا ہے کہ خیمہ ایک ایسا موتی ہوگا جو اندر سے خالی ہوگا اور ایک مربع فرسخ اس کی پیمائش ہوگی۔ چار ہزار سونے کے کواڑ ہوں گے۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ خالد العصری کے توسط سے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
خیمہ ایک ہی موتی کا بنا ہوا ہوگا۔ ستر اس کے دروازے ہوں گے اور سب کے سب موتی کے ہوں گے۔

جنت کی مٹی کا ذکر

صحیحین میں حدیث معراج میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
مجھے جنت میں لے جایا گیا دیکھا تو وہاں موتی کی چٹانیں ہیں اور وہاں کی مٹی مشک کی ہے۔ (۱)

مسند احمد میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن صائد رضی اللہ عنہ سے جنت کی مٹی کے بارے میں پوچھا: ابن صائد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: وہ انتہائی ملائم، نرم اور خالص سفید مشک ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سچ کہا۔

مسند احمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود سے متعلق فرمایا: میں جنت کی مٹی کے بارے میں یہود سے پوچھتا ہوں اور (اتنا بتادوں کہ) وہ مٹی نرم و ملائم اور سفید ہے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے عرض کیا: یا ابا القاسم وہ روٹی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: موتی کی روٹی ہے۔

گزشتہ اوراق میں جنت کی تعمیر کے بارے میں گزر چکا ہے کہ اس کا گارا مشک کا ہے۔ اس کے پتھر موتیوں کے ہیں اور اس کی مٹی زعفران کی ہے۔ بعض روایتوں میں مشک کی مٹی آئی ہے لہٰذا ممکن ہے کہ کہیں مشک کی مٹی استعمال ہوا اور کہیں زعفران کی مٹی استعمال کی گئی ہو۔

یہ وسعت اور کشادگی اس قدر قیمتی ہوگی کہ صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
تم میں سے کسی کی کمان کی جگہ یا اس کے پاؤں کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ (۲)

مسند احمد میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
تم میں سے کسی جنتی کے کوڑے کی رسی آسمان و زمین سے بہتر ہے۔ (۳)
یہ روایت شیخین کی شرط پر ہے۔

ابن وھب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمیں عمرو بن الحارث نے سلیمان بن جنید کے حوالہ سے خبر دی کہ عامر بن سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص نے فرمایا، جنید راوی کہتے ہیں میں بھول گیا کہ عامر نے اپنے والد سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص کی نسبت بیان کیا یا اپنی طرف نسبت کر کے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:
اگر جنت کا کم سے کم نور دنیا میں ظاہر ہو جائے تو آسمان و زمین کے درمیان کو روشن کر دے۔

جنت کی نہروں اور درختوں کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ (سورۃ بقرۃ آیت ۲۵)
ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ (سورۃ الاعراف آیت ۴۳)

جنت، جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا جاتا ہے اس کی صفت یہ ہے کہ اس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جو بو نہیں کرے گا اور دودھ کی نہریں ہیں، جس کا مزہ نہیں بدلے گا اور شراب کی نہریں ہیں، جو پینے والوں کے لئے (سراسر) لذت ہے اور شہد مصفی کی نہریں ہیں (جس میں حلاوت ہی حلاوت ہے)۔

اور ان کے لئے ہر قسم کے میوے ہیں اور ان کے پروردگار کی طرف سے مغفرت ہے۔ (سورۃ محمد آیت ۱۵)

جس باغ کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کے اوصاف یہ ہیں کہ اس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اس کے پھل ہمیشہ (قائم رہنے والے) ہیں اور اس کے سائے بھی۔ یہ ان لوگوں کا انجام ہے جو متقی ہیں اور کافروں کا انجام دوزخ ہے۔ (سورۃ رعد آیت ۳۵)

---

(۱) مسند احمد ۱۱۴۴/۵ (۲) اتحاف السادۃ المتقین ۵۷۵/۷ (۳) مسند احمد ۳۱۵/۲

مسند احمد میں حکیم بن معاویہ سے مروی ہے وہ اپنے والد معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں دودھ کا سمندر ہے۔ پانی کا سمندر ہے۔ شہد کا سمندر ہے۔ شراب کا سمندر ہے۔ اور سب نہریں انہی سے پھوٹتی ہیں۔ (۱)

ترمذی میں ابوبکر بن قیس سے مروی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تمہارا خیال ہے کہ جنت کی نہروں کی زمین میں حدود ہوں گی۔ نہیں اللہ کی قسم! وہ تو زمین کی سطح پر تیرتی ہیں۔ اور ان کے کنارے موتیوں کے ہیں۔ ان کے بند موتیوں کے ہیں اور ان کی مٹی خالص مشک ہے۔ (۲)

عرض کیا گیا یا رسول اللہ! یہ اذفر کیا شیء ہے؟ فرمایا جس میں کوئی ملاوٹ نہ ہو۔

بیہقی میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس کو یہ بات اچھی لگے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ اس کو شراب پلائیں تو اس کو چاہئے کہ وہ دنیا میں اس کو چھوڑ دے۔ اور جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو آخرت میں ریشم پہنائیں تو اس کو چاہئے کہ دنیا میں اس کو ترک کر دے۔ جنت کی نہریں مشک کے پہاڑ کے نیچے سے پھوٹ رہی ہیں۔ اگر کسی ادنیٰ جنتی کے لباس کا دنیا کے تمام لباسوں کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو ادنیٰ جنتی کا لباس سب سے بہتر ہوگا۔ (۳)

جنت کی مشہور ترین نہر کوثر کا ذکر
اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے سیراب فرمائیں

فرمان الٰہی ہے. (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو کوثر عطاء فرمائی ہے، تو اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھا کرو اور قربانی کیا کرو، کچھ شک نہیں کہ تمہارا دشمن ہی بے اولاد رہے گا۔ (سورۃ الکوثر آیات ۱ تا ۳)

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر سورت بالا نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، یہ ایک نہر ہے، جس کا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ اس پر بہت ہی خیر ہے۔ (۴)

صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث معراج منقول ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں ایک نہر پر آیا اس کے کنارے کھوکھلے موتیوں کے گنبد تھے۔ میں نے کہا یا جبریل! یہ کیا ہے؟ عرض کیا: (یہ نہر) کوثر ہے جو اللہ عزوجل نے آپ کو عطاء فرمائی ہے۔ (۵)

ایک روایت میں مزید اضافہ ہے کہ پھر میں نے اس نہر میں ہاتھ مارا تو (اس کی مٹی) خالص مشک پائی۔

مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے کوثر عطاء کی گئی ہے۔ میں نے اس کو دیکھا تو وہ ایک نہر تھی جو زمین کی سطح پر بہہ رہی تھی۔ اس کے کنارے موتیوں کے گنبد ہیں۔ نہر پر کوئی (سائبان یا) چھت نہیں ہے، لہٰذا میں نے اس کی مٹی میں ہاتھ مارا تو خالص مشک پائی اور اس کے کنکر موتی تھے۔ (۶)

مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کوثر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

وہ جنت میں ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ اس کی مٹی مشک ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس نہر پر ایسے پرندے آتے ہیں جن کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں کی طرح (لمبی لمبی) ہیں۔ (۷)

---

(۱) مسند احمد ۳۱۱/۴ (۲) الترمذی: ۳۳۶۰ (۳) کنز العمال: ۱۳۲۲۰، اتحاف السادۃ ۵۳۴:۹، موارد الظمآن ۲۶۲۲

(۴) تخریج ما سبق المتن۔ (۵) المسلم ۱۸۹۲ ابوداؤد ۴۷۸۴۔ مسند احمد ۱۰۲/۳۔ (۶) مسند احمد ۱۵۲/۳۔ ۲/۳ (۷) مسند احمد ۱۰۲/۳۔ ۲۳۶/۳

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا وہ تر و تازہ ہوں گے؟
فرمایا: ان کا کھانا لذیذ اور تر و تازہ ہوگا۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت مروی ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ بھی فرمایا: اے ابوبکر تو بھی ان پرندوں کے کھانے والوں میں سے ہے۔[1]

مسند احمد میں یہی روایت دوسرے طریق سے مروی ہے اس میں مذکورہ بالا سوال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا اور آنحضرت ﷺ نے ان کو وہی جواب عنایت فرمایا: کہ ان کا کھانا لذیذ اور تر و تازہ ہوگا۔

مسند احمد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوثر جنت میں ایک نہر کا نام ہے، اس کے کنارے سونے کے ہیں۔ اس کا پانی موتیوں پر بہتا ہے۔ اور وہ پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے، شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔[2]
ایک روایت میں برف سے زیادہ سفید ہونے کے الفاظ آئے ہیں۔[3]

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت اور کوثر کی ایک اور تفسیر...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ کوثر کی تفسیر میں حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ بن جبیر سے مروی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ:
کوثر ایک خیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائی ہے۔

ابن بشر کہتے ہیں میں نے حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ عام طور پر تو یہ مشہور ہے کہ کوثر جنت میں ایک نہر کا نام ہے؟ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جنت کی کوثر نامی وہ نہر بھی اسی خیر کا ایک حصہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔

ابن جریر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
کوثر جنت میں ایک نہر کا نام ہے، اس کے کنارے سونے اور چاندی کے ہیں۔ اس کا پانی یاقوت اور موتیوں پر بہتا ہے اور وہ پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔[4]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت۔ ... بخاری میں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا:

اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ

ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا۔ (سورۂ کوثر آیت ۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کوثر ایک نہر ہے جو تمہارے نبی کو عطا کی گئی ہے۔ اس کے کنارے (گنبد نما) موتیوں کے ہیں۔ اس کے (پینے کے) برتن آسمان کے تاروں کی طرح (لاتعداد اور چمکتے ہوئے) ہیں۔[5]

نہر کوثر کی آواز..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مزید فرمایا: جنت میں جو داخل ہوگا اس کی آواز نہیں سنے گا الا یہ کہ اس قدر، جب آدمی اپنے کان بند کرتا ہے تو سائیں سائیں کی مدھم سی آواز سنائی دیتی ہے۔[6]

جنت میں نہر بیدخ کا ذکر

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہ کے سچے خواب کا ذکر...... مسند احمد میں سند احضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سچے

---

(۱) اتحاف السادۃ المتقین ۱۰/۵۴۱ (۲) مسند احمد: ۳/۲۳۶ (۳) الترمذی ۳۳۶۱، ابن ماجہ ۴۳۳۴ مسند احمد: ۳/۲۳۶
(۴) الترمذی: ۳۳۶۱، ابن ماجہ ۴۳۳۴ مسند احمد: ۳/۲۳۶ (۵) البخاری: ۴۹۶۶ (۶) ایضاً

خواب پسند تھے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ آپ فرماتے:

کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ لہٰذا کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو وہ اس کے بارے میں آپ ﷺ سے دریافت کر لیتا۔ اگر اس میں کوئی بری بات نہ ہوتی تو آپ ﷺ اس کو پسند فرماتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک عورت خدمتِ رسالت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں (خواب میں کیا) دیکھتی ہوں گویا میں جنت میں داخل ہو گئی۔ میں نے ایک تیز آواز سنی جس کو سن کر اہل جنت رونے لگ گئے۔ میں نے دیکھا تو فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں کو لایا گیا حتیٰ کہ میں نے بارہ آدمی گن لئے۔ راوی کہتے ہیں: جبکہ رسول اللہ ﷺ اس سے پہلے ایک جنگی دستہ بھیج چکے تھے۔ عورت نے آگے ذکر کیا پھر ان بارہ آدمیوں کو لایا گیا ان کے جسموں پر پھٹے پرانے کپڑے تھے اور ان کی رگوں سے خون پھوٹ رہا تھا۔ پھر کہا گیا ان کو بیدخ یا نہر بیدخ کہا گیا، میں لے جاؤ۔ وہ اس میں غوطہ زن ہو گئے۔ پھر جب نکلے تو ان کے چہرے چودھویں چاند کی مانند ہو گئے۔ پھر کرسیاں لائی گئیں اور وہ ان پر بیٹھ گئے۔ پھر ایک بڑا یا چھوٹا پیالہ لایا گیا۔ اس میں تازہ پھل تھے۔ انہوں نے ان کو کھایا۔ وہ جب بھی لقمہ لیتے اور کسی نئے ذائقہ کا خیال کرتے تو وہی ذائقہ اس میں پاتے۔ میں نے بھی اس میں سے کھایا۔ راوی کہتے ہیں: اس کے بعد اس جنگی دستہ کا خبر رساں شخص آ گیا اور خبر دی: یارسول اللہ! یوں یوں ہوا اور فلاں فلاں شہید ہو گئے حتیٰ کہ اس نے وہی بارہ اشخاص گنوائے جن کو اس سے پہلے عورت گنوا چکی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس عورت کو میرے پاس لاؤ۔ وہ بلائی گئی۔ آپ ﷺ نے عورت کو فرمایا: اس شخص کو بھی اپنا خواب سناؤ۔ عورت نے مخبر کو خواب گوشِ گزار کیا تو وہ شخص بولا: یارسول اللہ بالکل ایسا ہی ہوا جیسا یہ کہہ رہی ہے۔ (۱)

جنت کے دروازے پر جاری نہر بارق کا ذکر اور جنت کی نہروں کے نام

مسند احمد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

شہداء جنت کے دروازے پر (جاری) نہر بارق کے پاس سبز گنبد میں ہونگے۔ صبح و شام جنت سے ان کا رزق آئے گا۔ (۲)

حدیث الاسراء میں سدرۃ المنتہیٰ کے ذکر میں آپ ﷺ نے فرمایا:

اس (سدرۃ المنتہیٰ) کی جڑ سے دو نہریں باطنی اور دو نہریں ظاہری پھوٹ رہی ہیں۔ دو باطنی نہریں تو جنت میں ہیں اور دو ظاہری نہریں (زمین میں) نیل اور فرات ہیں۔

مسند احمد اور صحیح مسلم میں (بالفاظ مسلم) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سیحان، جیجان، فرات اور نیل ہر ایک جنت کی نہریں ہیں۔ (۳)

حافظ ضیاء نے اپنے طریق کے ساتھ جس میں مسلمۃ بن علی الخشنی راوی بھی ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے جنت سے پانچ نہریں نازل فرمائی ہیں۔ سیحون، یہ ہند کی نہر ہے۔ جیحون، یہ بلخ (افغانستان) کی نہر ہے۔ دجلہ اور فرات، یہ عراق کی نہریں ہیں۔ نیل، یہ مصر کی نہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو جنت کے چشموں میں سے ایک ہی چشمے سے جاری فرمایا ہے۔ یہ چشمہ جنت کے درجات میں سب سے نچلے درجہ میں جبریل علیہ السلام کے پروں پر واقع ہے۔ اللہ نے اس کو پہاڑوں کے پاس امانت رکھوایا اور زمین میں اس کو جاری فرمایا اور لوگوں کے لئے اس میں ان کی معیشت کے فوائد رکھے ہیں۔ یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اور ہم ہی نے آسمان سے ایک انداز ے کے ساتھ پانی نازل کیا پھر اس کو زمین میں ٹھہرایا۔ (۴)

بہت سی چیزوں کے آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر...... تسلسل کے ساتھ آگے فرمایا: پس جب یاجوج اور ماجوج کا خروج ہوگا اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام کو بھیجیں گے اور زمین سے قرآن اٹھالیا جائے گا، سارا علم اٹھالیا جائے گا، حجر اسود اٹھالیا جائے گا، رکن البیت کے پاس

(۱) مسند احمد: ۱۳۵/۳ (۲) مسند احمد: ۲۶۶/۱ (۳) المسلم ۷۰۹۰، مسند احمد: ۲۸۹/۲ (۴) سورۃ المومنون آیت ۱۸

سے مقام ابراہیم علیہ السلام اٹھالیا جائے گا، موسیٰ علیہ السلام کا تابوت اپنے مشمولات کے ساتھ اٹھالیا جائے گا اور یہ پانچوں نہریں اٹھالی جائیں گی۔ یہ سب چیزیں آسمان کی طرف اٹھالی جائیں گی۔ یہ مطلب ہے اس فرمانِ الٰہی کا:

اور ہم اس کے اٹھالے جانے پر بھی قادر ہیں۔ (سورۃ المؤمنون آیت ۱۸)

پس جب یہ سب چیزیں اٹھالی جائیں گی تو اہل زمین پر دنیا وآخرت کی خیر کی تمام راہیں مسدود ہو جائیں گی۔ (۱)

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت نہایت ضعیف ہے بلکہ من گھڑت ہے۔ اس میں مسلمۃ بن علی راوی ائمہ کے ہاں حدیث میں ضعیف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جنت کی نہروں کی تعریف فرمائی ہے کہ وہ کثرت کے ساتھ بہتی ہوں گی۔ اہل جنت جہاں چاہیں گے ان کو ہانک کرلے جائیں گے۔ یہ نہریں مختلف جگہوں سے ان کے لئے پھوٹ رہی ہوں گی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جنت میں کوئی ایسا چشمہ نہیں جو جبل مسک کے نیچے سے نہ پھوٹ رہا ہو۔ (۲)

جبل مسک سے مراد مشک خوشبو کا پہاڑ ہے۔

مذکورہ روایت مرفوعاً بھی منقول ہے۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مستدرک میں اس کو اپنی سند کے ساتھ مرفوعاً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس کو یہ خواہش ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو آخرت میں شراب پلائیں اس کو چاہئے کہ دنیا میں اس کو ترک کردے۔ اور جس کی یہ خواہش ہو کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کو ریشم پہنائیں تو اس کو چاہئے کہ دنیا میں اس کو پہننا ترک کردے۔ (یادرکھو!) جنت کی نہریں مشک کے پہاڑ یا ٹیلہ کے نیچے سے بہہ رہی ہیں۔ اگر کسی ادنیٰ جنتی کے لباس کو دنیا کے تمام لباسوں کے ساتھ موازنہ کرایا جائے تو ادنیٰ جنتی کا لباس جو اللہ تعالیٰ اس کو آخرت میں پہنائیں گے دنیا کے تمام لباسوں کو مات کردے گا۔ (۳)

جنت کے درختوں کا بیان..... فرمانِ الٰہی ہے: اور جو ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے ان کو ہم بہشتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ وہاں ان کے لئے پاک بیویاں ہیں اور ان کو ہم گھنے سائے میں داخل کریں گے۔

(سورۃ النساء آیت ۵۷)

فرمانِ الٰہی ہے: ان دونوں میں بہت سی شاخیں (یعنی قسم قسم کے میووں کے درخت ہیں) تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

(سورۃ الرحمٰن آیات ۴۸، ۴۹)

فرمانِ الٰہی ہے: دونوں خوب گہرے سبز۔ (سورۃ الرحمٰن آیت ۶۴)

فرمانِ الٰہی ہے: (اہل جنت) ایسے بچھونوں پر جن کے استر اطلس کے ہیں تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے اور دونوں باغوں کے میوے قریب (جھک رہے) ہیں۔ (سورۃ الرحمٰن، آیت ۵۴)

فرمانِ الٰہی ہے: جن کے میوے جھکے ہوئے ہوں گے۔ (سورۃ الحاقۃ آیت ۲۳)

فرمانِ الٰہی ہے: اور میووں کے گچھے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے۔ (سورۃ الدھر آیت ۱۴)

فرمانِ الٰہی ہے: اور داہنے ہاتھ والے (سبحان اللہ!) داہنے ہاتھ والے کیا (ہی عیش میں) ہیں (یعنی) بے خار کی بیریوں اور تہ بتہ کیلوں اور لمبے لمبے سایوں اور پانی کے جھرنوں اور میوہائے کثیرہ (کے باغوں) میں، جو نہ کبھی ختم ہوں اور نہ ان سے کوئی روکے۔ اور اونچے اونچے فرشوں میں۔

(سورۃ الواقعہ، آیات ۲۷ تا ۳۴)

فرمانِ الٰہی ہے: ان میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں۔ (سورۃ الرحمٰن، آیت ۶۸)

ان میں سب میوے دو دو قسم کے ہیں۔ (سورۃ الرحمٰن، آیت ۵۲)

---

(۱) تفسیر القرطبی ۱۲/۱۱۳، الدر المنثور ۵/۸ (۲) موارد الظمآن ۲۶۲۲ (۳) کنز العمال ۱۳۲۲۰، اتحاف السادۃ ۱۰/۵۳۲

ابوبکر بن ابی داؤد اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں کوئی درخت ایسا نہیں جس کی شاخ سونے کی نہ ہوں۔ (۱)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ابن ابی الدنیا میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جنت کے درختوں کی بڑی شاخیں سبز زمرد کی ہیں۔ٹہنیاں سرخ سونے کی ہیں۔ان کا رواں اہل جنت کے لئے لباس ہے۔ان کے چھوٹے کپڑے اور جوڑے انہی سے بنتے ہیں۔ان درختوں کے پھل گھڑوں اور ڈولوں کی مانند بڑے ہیں۔وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھے ہیں۔ان میں گٹھلیاں نہیں ہیں۔ (۲)

ابن ابی الدنیا میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا:

قرآن میں جس درخت کو گھنے سائے فرمایا گیا اس کا سایہ اس قدر طویل ہوگا کہ تیز رفتار گھوڑا اس کے سائے میں سو سال تک بھاگتا رہے گا۔اہل جنت اس کے سائے تلے آکر محفلیں جمایا کریں گے۔اور جب وہ دنیا کی کسی عیش اور نعمت کا ذکر کریں گے تو اللہ تعالیٰ ایسی ہوا بھیجیں گے جو آکر اس درخت کو ہلائے گی،جس کی وجہ سے اس درخت سے وہ سامانِ عیش گرے گا۔

جنت کے ایسے درخت کا ذکر جس کے سائے تلے سو سال تک تیز رفتار گھوڑا بھاگتا رہے

صحیحین میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں ایسا درخت ہے کہ سوار اس کے سائے میں سو سال تک بھاگتا رہے تب بھی اس کے سائے کو ختم نہیں کر سکے گا۔ (۳)

ابوحازم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے یہ حدیث النعمان بن ابی العیاس الزرقی رحمۃ اللہ علیہ کو سنائی تو انہوں نے فرمایا مجھے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بھی اس کے مثل سنایا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

جنت میں ایسا درخت ہے کہ انتہائی تیز رفتار سوار اس کے سائے میں سو سال تک بھاگتا رہے تب بھی اس کے سائے کو قطع نہیں کر سکے گا۔ (۴)

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "اور لمبے لمبے سایوں (میں ہوں گے)۔" (سورۃ الواقعہ آیت ۳۰) کے متعلق مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں ایسا درخت ہے کہ سوار اس کے سائے میں سو سال تک بھاگتا رہے تب بھی اس کے سائے کو ختم نہیں کر سکے گا۔ (۵) رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

جنت میں ایک کمان یا کوڑے کی مقدار جگہ ہر اس شیء سے بہتر ہے،جس پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو روایت کیا ہے۔

شجرۂ طوبیٰ...... مسند احمد میں عتبہ بن عبید اللہ السلمی سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں:

کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے جنت اور حوض کے بارے میں سوال کیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ اور کیا اس میں پھل ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں،اور اس میں ایک درخت ہے جس کو طوبیٰ کہا جاتا ہے۔راوی کہتے ہیں آپ ﷺ نے اس کے علاوہ بھی کچھ فرمایا،پتہ نہیں وہ کیا تھا۔اعرابی نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا وہ درخت ہماری زمین کے درختوں جیسا ہے؟ فرمایا: تیری زمین کے درختوں جیسی کوئی مشابہت ان میں نہیں ہے۔پھر آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تو کبھی ارضِ شام گیا ہے؟ اعرابی نے عرض کیا: نہیں۔فرمایا: شام میں

---

(۱) الترمذی ۲۵۲۵ (۲) کنز العمال ۳۹۷۲۲ (۳) البخاری ۳۔۶۵۵۲، المسلم ۷۰۶۹

(۴) البخاری ۳۔۶۵۵۲۔ المسلم ۷۰۶۹ (۵) البخاری ۷۵۵۲۔ مسند احمد ۲/۲۵۷

ایک درخت ہے جس کو ''جوزہ'' کہا جاتا ہے، اس کے ساتھ فقط اتنی مماثلت ہے کہ وہ ایک ہی تنے پر سیدھا جاتا ہے اور اوپر جا کر اس کی ٹہنیاں پھیلتی ہیں۔(جوزہ اردو میں اخروٹ کا درخت کہلاتا ہے۔)

اعرابی نے عرض کیا: اس درخت کی جڑ کیسی موٹی ہے؟ فرمایا: اگر تو اونٹنی کے بچے کو لے کر جائے اور اس درخت کی جڑ میں اترنا چاہے تو اس بچہ کے ٹخنے ٹوٹ جائیں گے لیکن اس کی جڑ کو نہیں پہنچ پائے گا۔ عرض کیا: اس میں انگور (لگے ہوئے) ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: انگوروں کا گچھا کتنا بڑا ہے؟ فرمایا: کالے سفید کوّے کی ایک مہینے کی مسافت کے بعد بھی وہ ختم نہ ہو۔ عرض کیا پھر اس کا دانہ کتنا بڑا ہو گا کیا ہم اس (کے رس) سے ایک ڈول بھر سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: کیا وہ جنت میرے اور میرے اہل خانہ کے لئے کافی ہو سکتی ہے؟ فرمایا: بلکہ تیرے سارے قبیلے کے لئے وہ کافی ہے۔[1]

حرملۃ بن وھب اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! جس نے آپ کو دیکھا اور آپ پر ایمان لایا اس کے لئے کیا ہی خوشی کا مقام ہے؟ فرمایا: ہاں اس کے لئے خوشخبری ہے (ایک مرتبہ فرمایا) جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا۔ اور اس کے لئے خوشخبری ہے پھر خوشخبری ہے، جو مجھ پر ایمان لایا باوجود یکہ اس نے مجھے دیکھا نہیں۔[2] یہاں طوبیٰ کا معنی خوشخبری کیا گیا ہے۔

لہٰذا ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ طوبیٰ کیا شیء ہے؟ فرمایا: جنت میں ایک درخت ہے جس (کے سائے) کی مسافت سو سال ہے۔ اہل جنت کے لباس اسی کے شگوفہ سے نکلتے ہیں۔

سدرۃ المنتہیٰ... فرمانِ الٰہی ہے: اور انہوں نے اس کو ایک اور بار بھی دیکھا ہے، پرلی حد کی بیری کے پاس۔ اسی کے پاس رہنے کی بہشت ہے۔ جبکہ اس بیری پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ ان کی آنکھ نہ تو اور طرف مائل ہوئی اور نہ (حد سے) آگے بڑھی۔ انہوں نے اپنے پروردگار (کی قدرت) کی کتنی ہی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ (سورۃ النجم آیت ۱۳ تا ۱۸)

سدرۃ المنتہیٰ ایک بیری کا درخت ہے۔ جس کو پروردگار کا نور ڈھانپے ہوئے ہے۔ ملائکہ اس پر چھائے رہتے ہیں۔ بعض پرندے اس کو گھیرے رکھتے ہیں۔ سونا اور متعدد رنگ اس پر رونق افروز رہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

اس پر بہت سے رنگ چھائے رہتے ہیں، میں نہیں جانتا کہ وہ کیا ہیں؟ کوئی ان کی صفات بیان نہیں کر سکتا۔

صحیحین میں آپ ﷺ کا فرمان ہے، جو حدیثِ معراج کے ذیل میں آیا ہے کہ۔

پھر مجھے ساتویں آسمان میں سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اوپر لے جایا گیا۔ دیکھا تو اس کے پھل ہجر کے (بڑے بڑے) گھڑوں کی مانند ہیں۔ اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح ہیں۔ دیکھا تو اسی کے تنے سے دو ظاہری نہریں اور دو باطنی نہریں پھوٹ رہی تھیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں میں نے کہا اے جبریل یہ کیا ہے؟ بولے: دو باطنی نہریں تو جنت میں ہیں اور دو ظاہری نہریں (زمین میں) نیل اور فرات ہیں۔[3]

حافظ ابو یعلیٰ اپنی سند کے ساتھ اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو سدرۃ المنتہیٰ کے بارے میں یہ فرماتے ہوئے سنا۔

اس کے سائے میں سوار سو سال تک چلتا رہے یا فرمایا سو سوار اس کے سائے میں آ سکتے ہیں۔ اس میں سونے کے بچھونے ہیں اس کے پھل گویا گھڑے ہیں۔[4]

ابن ابی الدنیا میں سلیم بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ ہمیں

---

(۱) مسند احمد ۳/۱۸۳ (۲) مسند احمد ۳/۷۱_۵/۲۴۸ (۳) البخاری ۳۲۰۷_ المسلم ۲۱۵

(۴) ابو یعلی فی مسندہ ۵/۲۹۹۱_۳۰۳۸_۱۰/۵۸۵۳

اعراب (دیہاتیوں) کے سوال کرنے سے بہت نفع پہنچاتے ہیں۔ سلیم بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اسی طرح ایک اعرابی نے آ کر عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک ایسے درخت (یعنی بیری) کا ذکر کیا ہے جس کے کانٹوں سے ایذاء پہنچتی ہے؟۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا:

فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ

(یعنی) بے خار کی بیریوں میں۔ (سورۃ الواقعہ آیت ۲۸)

اللہ تعالیٰ اس کے کانٹوں کو ختم فرما کر ہر کانٹے کی جگہ پھل پیدا فرمادیں گے۔ چنانچہ اس درخت سے ایسے پھل پھوٹیں گے، جن میں بہتر بہتر ذائقے ہوں گے۔ ہر ذائقہ دوسرے سے جدا ہوگا۔ (۱)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی، اس رات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ میری ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھے فرمایا: اے محمد! میری طرف سے اپنی امت کو سلام دیجئے گا اور ان کو بتا دینا کہ جنت کی مٹی بہت اچھی ہے اور اس کا پانی بہت میٹھا ہے۔ لیکن وہ جنت چٹیل میدان ہے اور اس کے درخت "سبحان اللہ، الحمدللہ، لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر" ہیں۔ (۲)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت حسن غریب ہے۔

ترمذی کے اسی باب میں اور ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں ایک پودا لگا رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا میرے پاس سے گزر ہوا آپ ﷺ نے مجھے فرمایا:

کیا میں تجھے اس سے بہتر پودا لگانے کا نہ بتاؤں؟ "سبحان اللہ، الحمدللہ، لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر" ہر ایک کے عوض جنت میں تیرے لئے ایک درخت لگادیا جائے گا۔ (۳)

امام ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے "سبحان اللہ العظیم وبحمدہ" کہا اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگادیا جاتا ہے۔ (۴)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت حسن صحیح غریب ہے۔

جنت کے پھلوں کا ذکر...... اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ ہمیں بھی ان سے کھلائے۔

فرمانِ الٰہی ہے: ان میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں۔ (سورۃ الرحمٰن، آیت ۶۸)

فرمانِ الٰہی ہے: ان میں سب میوے دو دو قسم کے ہیں۔ (سورۃ الرحمٰن، آیت ۵۲)

فرمانِ الٰہی ہے: (اہل جنت) ایسے بچھونوں پر جن کے استر اطلس کے ہیں تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے اور دونوں باغوں کے میوے قریب (جھک رہے) ہیں۔ (سورۃ الرحمٰن آیت ۵۴)

یعنی ان کو لیٹے لیٹے بھی کھا سکیں گے۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا: اور میووں کے گچھے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے۔ (سورۃ الدھر، آیت ۱۴)

فرمانِ الٰہی ہے: اور داہنے ہاتھ والے (سبحان اللہ) داہنے ہاتھ والے کیا (ہی عیش میں) ہیں (یعنی) بے خار کی بیریوں اور تہ بہ تہ کیلوں اور لمبے لمبے سایوں اور پانی کے جھرنوں اور میوہائے کثیرہ (کے باغوں) میں جو نہ کبھی ختم ہوں اور نہ ان سے کوئی روکے اور اونچے اونچے فرشوں میں۔

(سورۃ الواقعہ آیات ۲۷ تا ۳۴)

فرمانِ الٰہی ہے: اس کے پھل ہمیشہ (قائم رہنے والے) ہیں اور اس کے سائے بھی۔ یہ ان لوگوں کا انجام ہے جو متقی ہیں۔ (سورۃ الرعد آیت ۳۵)

یعنی دنیا کے پھلوں کی طرح موسم کے ساتھ مقید نہ ہوں گے بلکہ ہر وقت اور ہر زمانے میں لدے پھندے رہیں گے۔ اسی طرح ہمیشہ ہرے

(۱) تاریخ اصبھان لابی نعیم ۲ ۳۵۱۔ الترغیب والترھیب ۴ ۵۲۹ (۲) الترمذی ۳۴۶۲۔ (۳) ابن ماجہ ۳۸۰۷۔ (۴) الترمذی ۳۴۶۴۔

بھرے رہیں گے ان پر کبھی خزاں نہ آئے گی۔ اور نہ ان سے کوئی روکنے والا ہوگا۔ بلکہ جو بھی ارادہ کرے گا اس کے لئے ان کا حصول انتہائی سہل ہوگا حتی کہ بیٹے بیٹے بھی اشاروں سے ان کی ٹہنیاں آ موجود ہوں گی۔ اور اگر جنتی درخت کے بالائی حصہ سے کھانا چاہے گا وہ حصہ از خود قریب آ کر جھک جائے گا۔

ابو اسحاق حضرت براء رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ

و ذللت قطوفها تذليلا

اور میووں کے گچھے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے۔ (سورۃ الدھر آیت ۱۴)

کا مطلب ہے کہ پھل اس قدر قریب آ جائیں گے کہ جنتی لیٹے لیٹے بھی ان کو تناول کر سکیں گے۔

فرمان الہی ہے: اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے لئے (نعمت کے) باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں جب انہیں ان میں سے کسی قسم کا میوہ کھانے کو دیا جائے گا تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہم کو پہلے دیا گیا تھا اور ان کو ایک دوسرے کے ہم شکل میوے دیئے جائیں گے اور وہاں ان کے لئے پاک بیویاں ہوں گی اور وہ بہشتوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ (سورۃ بقرۃ آیت ۲۵)

فرمان الہی ہے: بے شک پرہیز گار سایوں اور چشموں میں ہوں گے اور میووں میں جو ان کو مرغوب ہوں۔ جو عمل تم کرتے رہے تھے ان کے بدلے میں مزے سے کھاؤ اور پیو۔ ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ (سورۃ مرسلات آیات ۴۱ تا ۴۴)

فرمانِ الٰہی ہے: اور میوے جس طرح کے ان کو پسند ہوں اور پرندوں کا گوشت جس قسم کا ان کا جی چاہے اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں جیسے (حفاظت سے) تہ کئے ہوئے (آب دار) موتی۔ یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے جو وہ کرتے تھے (سورۃ الواقعہ آیات ۲۰ تا ۲۴)

پہلے گزر چکا کہ جنت کی مٹی مشک اور زعفران ہے۔ اور جنت میں ایسا کوئی درخت نہیں جس کا تنا سونے کا نہ ہو۔ اور ان درختوں کی جڑوں کا ذکر بھی ہوا تو ایسے درختوں سے کس قدر عمدہ اور لذیذ شیء پیدا ہوگی اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ دنیا میں ان پھلوں کا صرف نام ہے ورنہ ان جنتی پھلوں کی دنیا میں کوئی مثل نہیں ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جنت میں دنیا کی کوئی شے نہیں ہے سوائے نام کے۔

دنیا میں بیری کا درخت انتہائی معمولی پھل اور وہ بھی ایک سادہ ذائقہ کے ساتھ پیدا ہوتا ہے جبکہ اس کے ساتھ کانٹے بھی کثیر ہوتے ہیں۔ جبکہ جنت میں بیری کا ایک پھل اپنے اندر ستر ستر ذائقے سموئے ہوگا۔ ہر ذائقہ دوسرے سے قطعی مختلف ہوگا۔ اسی پر دوسرے سب پھلوں کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔ ان کے علاوہ بھی جنت میں ایسی اشیاء ہوں گی جن کو کسی کان نے سنا اور نہ کسی آنکھ نے دیکھا۔ اور نہ ہی کسی دل پر ان کا خیال تک گزرا۔

صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صلاۃ الکسوف کے بعد فرمایا جبکہ لوگوں نے یہ سوال کیا۔ یا رسول اللہ! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے یہاں سے کوئی شیء لی اور تناول فرمائی (جبکہ یہاں ایسی کوئی شے نہیں ہے۔ اور) اس کے بعد آپ پیچھے ہٹنے لگے۔ تو آپ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا:

میں نے جنت کو دیکھا تھا پھر میں نے اس سے پھلوں کا ایک گچھا لے لیا اگر میں اس سے لے لیتا (اور تم کو دیتا) تو تم رہتی دنیا تک اس سے کھاتے رہتے۔ (۱)

یہی روایت مسند احمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مجھ پر جنت اپنی تمام تر رعنائیوں، ورزیب وزینت کے ساتھ پیش کی گئی۔ میں نے اس میں سے انگور کا ایک خوشہ لیا، تا کہ تمہارے پاس لاؤں۔ لیکن کوئی شے اس کے اور میرے درمیان آڑے آ گئی۔ اگر میں اس کو لے آتا تو آسمان وزمین کے درمیان کے تمام لوگ کھاتے اور اس میں سے کچھ کم نہ ہوتا۔ (۲)

---

(۱) البخاری ۱۰۵۲۔ المسلم ۱۷۔ مسند احمد ۱/ ۳۵۸ ۔ (۲) مسند احمد ۱/ ۳۵۸

المعجم الکبیر للطبرانی میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جنتی جب جنت کا کوئی پھل توڑے گا تو اس کی جگہ دوسرا پھل لگ جائے گا۔ [1]

لیکن حافظ نے یہ بھی کہا ہے کہ اس روایت کے ایک راوی عباد کے متعلق کلام کیا گیا ہے۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے اتارے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر چیز کی صنعت سکھادی تھی۔ اور جنت کے پھلوں کا توشہ بھی ساتھ کردیا تھا۔ یوں یہ تمہارے پھل جنت کے پھلوں (کی نسل) سے ہیں۔ لیکن یہ خراب ہوجاتے ہیں اور وہ خراب نہیں ہوتے۔ [2]

فصل

فرمانِ الٰہی ہے اور میوے، جس طرح کے ان کو پسند ہوں اور پرندوں کا گوشت جس قسم کا ان کا جی چاہے۔ (سورۃ الواقعہ ۲۰،۲۱)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تو (جنت میں) کسی پرندے کو دیکھے گا اور خواہش کرے گا، وہ آکر تیرے سامنے بھنا ہوا گر جائے گا۔ [3]

ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت منقول ہے، جس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن قرار دیا ہے، رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے فرمایا:

ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اس میں ایسے پرندے ہیں جن کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہیں۔ [4]

تفسیر ثعالبی میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ:

جنت میں ایسے پرندے ہیں جن کی گردنیں بختی اونٹوں کی مانند ہیں۔ وہ اللہ کے ولی کے ہاتھ پر آکر بیٹھ جائے گا۔ اور کہے گا اے اللہ کے ولی! میں نے عرش کے نیچے چراگاہوں میں چرا ہے اور تسنیم چشموں کا پانی پیا ہے لہٰذا مجھے کھا۔ یوں پرندہ مسلسل اپنی تعریف کرکے جنتی کو اپنے کھانے کی طرف رغبت دلائے گا حتیٰ کہ جنتی کا دل اس کے کھانے کی طرف جیسے ہی مائل ہوگا وہ پرندہ مختلف ذائقوں کے ساتھ اس کے سامنے آکر گر جائے گا۔ پس وہ اس سے جو چاہے گا کھائے گا حتیٰ کہ جنتی جب سیر ہوجائے گا تو اس پرندے کی ہڈیاں جڑ جائیں گی اور وہ جنت میں چرنے کے لئے جہاں چاہے گا اڑ جائے گا۔

یہ روایت غریب ہے۔

اہل جنت کے کھانے پانی کا ذکر

فرمانِ الٰہی ہے، جو (عمل) تم ایام گذشتہ میں آگے بھیج چکے ہو اس کے صلے میں مزے سے کھاؤ اور پیو۔ (سورۃ الحاقۃ ۲۴)

فرمانِ الٰہی ہے، وہاں نہ بے ہودہ بات سنیں گے اور نہ گالی گلوچ۔ ہاں ان کا کلام سلام سلام ہوگا۔ (سورۃ الواقعہ ۲۵،۲۶)

فرمانِ الٰہی ہے، اور ان کے لئے صبح وشام کھانا تیار ہوگا۔ (سورۃ مریم آیت ۶۲)

فرمانِ الٰہی ہے اور میوے، جس طرح کے ان کو پسند ہوں اور پرندوں کا گوشت جس قسم کا ان کا جی چاہے۔ (سورۃ واقعہ آیت ۲۰،۲۱)

فرمانِ الٰہی ہے ان پر سونے کی پرچوں اور پیالیوں کا دور چلے گا اور وہاں جو جی چاہے اور جو آنکھوں کو اچھا لگے (موجود ہوگا) اور (اے اہل جنت) تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔ (سورۃ الزخرف آیت ۷۱)

---

(۱) مجمع الزوائد ... ۱۳۳۹/۲ (۲) کنز العمال ۳۵۳۲۳_۶۳۳۳_ تذکرۃ الموضوعات للفتنی ۱۶۱

(۳) مجمع الزوائد ۴۱۳/۱۰، الدر المنثور ۱۵۵/۶، اتحاف السادۃ ۵۴۱/۱۰ (۴) الترمذی ۲۵۴۲

فرمانِ الٰہی ہے. جو نیکو کار ہیں وہ ایسی شراب نوشِ جان کریں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ یہ ایک چشمہ ہے جس میں سے خدا کے بندے پئیں گے اور اس میں سے (چھوٹی چھوٹی) نہریں نکال لیں گے۔ (سورۃ الدھر ۶،۵)

فرمانِ الٰہی ہے (خدام) چاندی کے برتن لئے ہوئے ان کے اردگرد پھرینگے اور شیشے کے (نہایت شفاف) گلاس اور شیشے بھی چاندی کے، جو ٹھیک اندازے کے مطابق بنائے گئے ہیں۔ (سورۃ الدھر آیات ۱۶،۱۵)

یعنی وہ گلاس ہوں گے چاندی کے لیکن صفائی ستھرائی میں شیشہ کو مات دیں گے۔ دنیا میں اس کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ اور یہ شفافیت اور چمک ایسی نہ ہوگی جو اللہ کے ولی کی آنکھوں کو خیرہ کرے۔ بلکہ ایک ٹھیک اندازے کے مطابق ہوگی، کم نہ زیادہ۔ یہ جنتی کے اکرام واعزاز کی دلیل ہے۔

نیز فرمانِ الٰہی ہے۔ اور وہاں ان کو ایسی شراب (بھی) پلائی جائے گی جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی یہ بہشت میں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے۔ (سورۃ الدھر، آیات ۱۸،۱۷)

فرمانِ الٰہی ہے: جب انہیں ان میں سے کسی قسم کا میوہ کھانے کو دیا جائے گا تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہم کو پہلے دیا گیا تھا اور ان کو ایک دوسرے کے ہم شکل میوے دیئے جائیں گے۔ (سورۃ بقرہ آیت ۲۵)

یعنی حشم وخدم جب ان کے پاس کوئی پھل وغیرہ لے کر حاضر ہوں گے تو ان کی ظاہری شکل یکساں ہونے کی بناء پر جنتیوں کو خیال گزرے گا کہ یہ تو وہی ہے جو ابھی تھوڑی دیر پہلے آیا تھا۔ لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہوگی کیونکہ ہر پھل بلکہ ہر لقمہ کا بھی الگ ذائقہ ہوگا جو کھانے کے بعد معلوم ہوگا۔

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں سب سے کم مرتبہ والے جنتی کو سات منزلیں، تین سو خادم ملیں گے جو صبح وشام اس کی خدمت میں تین سو سونے کی پلیٹوں میں کھانا لائیں گے۔ (ہر ایک کھانا تو الگ ہوگا ہی بلکہ) ہر سونے کی پلیٹ کا رنگ بھی دوسری پلیٹوں سے جدا ہوگا۔ اور وہ جس قدر ذائقہ پہلی طشتری میں محسوس کرے گا اسی طرح آخری میں بھی محسوس کرے گا (یعنی دنیا کی طرح جلد اس کا جی نہ بھر جائے گا)۔ اسی طرح مشروبات کے بھی تین سو برتن اس پر پیش کئے جائیں گے۔ ہر برتن میں ایسا رنگ اور مزہ ہوگا جو دوسرے میں نہ ہوگا۔ اور جس طرح پہلے برتن میں شدید لذت پائے گا اسی طرح آخری برتن میں بھی شدید لذت محسوس کرے گا۔ وہ (سب سے کم مرتبہ والا جنتی بارگاہِ خداوندی میں) عرض کرے گا: یارب! اگر آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں تو میں اہل جنت کو کھلاؤں اور پلاؤں۔ اس سے میری نعمتوں میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ نیز اس کے لئے بہتر جنتی حورعین ہوں گی اور دنیاوی بیویاں الگ ہوں گی۔ ان میں ہر ایک کے لئے بیٹھنے کی جگہ (شان وشوکت کی وجہ سے) ایک میل تک ہوگی۔ (۱)

امام احمد اس روایت میں متفرد ہیں اور اس میں انقطاع کی وجہ سے یہ غریب ہے۔

مسند احمد میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک یہودی شخص کو پیش کیا گیا۔ اس نے آپ ﷺ سے سوال کیا اے ابو القاسم! کیا آپ کا یہ خیال نہیں ہے کہ اہل جنت جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے؟ راوی کہتے ہیں اس نے اپنے ساتھیوں کو کہا تھا کہ اگر آپ (ﷺ) اس کا اقرار کریں گے تو میں آپ کو پھنسالوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ہر جنتی کو کھانے، پینے، شہوت اور جماع کرنے میں سو آدمیوں کے برابر طاقت دی جائے گی۔ یہودی نے سوال کیا: جو کھاتا اور پیتا ہے اس کو قضائے حاجت بھی پیش آتی ہے، پھر؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنتیوں کی قضائے حاجت یہ ہوگی کہ ان کے بدن سے مشک کی خوشبو لئے ہوئے پسینہ پھوٹے گا اسی سے ان کے پیٹ ہلکے ہو جائیں گے۔ (۲)

مذکورہ حدیث کی مؤید ایک دوسری روایت مسند احمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اہل جنت جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے۔ لیکن وہ پاخانہ کریں گے اور نہ پیشاب۔ نہ ناک کریں گے اور نہ تھوک۔ ان کے کھانے کا ہضم

(۱) مسند احمد ۲/۵۳۷ ۔ ۔ ۵۳ (۲) مسند احمد ۳۶۷/۴

ذکار اور مشک کی خوشبو کا پسینہ ہوگا۔ [۱]

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو روایت فرمایا ہے اس میں یہ اضافہ ہے ان کو تسبیح و تحمید الہام کردی جائے گی۔ جس طرح وہ سانس لیتے ہیں اس طرح تسبیح و تحمید الہام کریں گے۔ [۲]

بعض جنتیوں کی خواہش کہ وہ کھیتی باڑی کریں، ایک دیہاتی کا واقعہ مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ حدیث بیان فرما رہے تھے اور ایک دیہاتی بھی حاضر مجلس تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

ایک جنتی پروردگار عز و جل سے کھیتی باڑی کی اجازت مانگے گا۔ پروردگار فرمائیں گے کیا تیری ہر چاہت پوری نہیں ہو رہی؟ وہ عرض کرے گا بالکل پروردگار! لیکن دل کر رہا ہے کہ میں کھیتی باڑی کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ بس وہ بیج ڈالے گا اور نگاہ اٹھائے گا تو دیکھے گا کہ دانے اگے اور دیکھتے ہی دیکھتے بلند ہوگئے اور خود بخود کٹ کر ان کے ڈھیر پہاڑوں کی مانند ہوگئے۔ تب پروردگار عز و جل اس سے فرمائیں گے لے ابن آدم! تیرا پیٹ تو کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ اعرابی نے کہا: ہمارا خیال ہے کہ یہ شخص قریشی یا انصاری ہوگا کیونکہ یہی لوگ کاشتکار ہیں ہم تو کھیتی باڑی والے نہیں ہیں۔ راوی کہتے: اس پر آپ ﷺ ہنس دیئے۔ [۳]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو روایت فرمایا ہے۔

جنتیوں کے سب سے پہلے کھانے کا ذکر مسند احمد میں اسماعیل بن علقمہ عن حمید سے صحیح بخاری میں انس بن عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو لوگوں نے آپ سے مختلف سوالات کئے، ان میں سے ایک یہ بھی تھا:

وہ سب سے پہلی شے کیا ہے جو جنتی کھائیں گے؟ آپ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا مچھلی کے جگر کی جھلی۔

ایک یہودی کا آپ ﷺ سے مکالمہ صحیح مسلم میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ ایک یہودی نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ جنتی جب جنت میں داخل ہوں گے تو ان کو تحفہ میں کیا پیش کیا جائے گا؟ فرمایا:

مچھلی کے جگر کی جھلی۔

یہودی نے پھر سوال کیا: اس کے بعد جنتیوں کی کیا غذا ہوگی؟ فرمایا:

جنت کا بیل ان کے لئے گرے گا، اس کے اطراف سے اہل جنت کھائیں گے۔

یہودی نے پھر سوال کیا: اس کے اوپر جنتیوں کو کیا پلایا جائے گا؟ فرمایا:

اس چشمہ سے جس کو سلسبیل کہا جاتا ہے۔

تب یہودی نے کہا آپ نے بالکل سچ فرمایا۔ [۴]

صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے عطاء رحمۃ اللہ علیہ بن یسار کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے روز ساری زمین ایک روٹی ہو جائے گی۔ جس کو جبار اپنے ہاتھ میں لئے ہوں گے۔ جیسے تم میں سے کوئی سفر میں روٹی اپنے ساتھ لے لیتا ہے۔ یہی روٹی اہل جنت کے لئے مہمان نوازی ہوگی۔ (اتنے میں) یہود کا ایک آدمی پیش کیا گیا۔ اس نے عرض کیا یا ابا القاسم! اللہ آپ کو برکت دے کیا قیامت کے دن اہل جنت کے لئے کوئی مہمان نوازی ہوگی؟ فرمایا کیوں نہیں! بتاؤں! قیامت کے دن اہل جنت کے لئے کیا مہمان نوازی ہوگی؟ عرض کیا ضرور بتائیے! فرمایا قیامت کے روز ساری زمین ایک روٹی ہو جائے گی۔ پھر فرمایا: اور کیا تم کو اس کا سالن نہ بتاؤں؟ عرض کیا۔ ضرور فرمایا "بالام ونون" عرض کیا یہ کیا شے ہیں؟ فرمایا بیل اور مچھلی۔ ان میں ایک (یعنی مچھلی) کے جگر کی جھلی سے ستر ہزار آدمی کھانا کھائیں گے۔ [۵]

---

(۱) مسند احمد ۲/۲۶۳ (۲) مسلم ۷۰۸۱ (۳) بخاری ۷۵۱۹۔ مسند احمد ۲/۵۱۱

(۴) مسلم ۷۱۳ (۵) بخاری ۶۵۲۰۔ مسلم ۶۹۹۹

امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن مرۃ عن مسروق کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ فرمانِ الٰہی:

یسقون من رحیق محتوم ختامه مسک

''ان کو شراب خالص سربمہر پلائی جائے گی، جس کی مہر مشک کی ہوگی''۔ (سورۃ التطفیف، آیات ۲۵،۲۶)

کے متعلق نقل فرماتے ہیں کہ رحیق سے مراد شراب اور مختوم سے مراد شراب کے آخر میں مشک کی خوشبو پانا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمانِ الٰہی:

ومزاجه من تسنیم

اور اس میں تسنیم (شراب) کی آمیزش ہوگی۔ (سورۃ التطفیف، آیت ۲۷)

تسنیم اہل جنت کی سب سے اعلیٰ درجہ کی شراب ہے۔ جو خاصانِ خدا ہوں گے ان کو یہ شراب خالص ملے گی۔ اور ان کے علاوہ جنتیوں کی شراب میں اس کی معمولی مقدار ملادی جائے گی۔ [1]

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جنت کی شراب کی وہ صفات جمیلہ بیان فرمائی ہیں جو اہل دنیا کی شراب میں ہو ہی نہیں سکتیں۔ مثلاً فرمایا کہ وہ شراب جاری نہر کی صورت میں ہوگی۔

فیها عین جاریة

اس میں چشمے بہ رہے ہوں گے۔ (سورۃ الغاشیہ آیت ۱۲)

اسی طرح دوسری جگہ فرمایا:

اس کی صفت یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بو نہیں کرے گا اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہیں بدلے گا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے (سراسر) لذت ہے اور شہد مصفٰی کی نہریں ہیں (جس میں حلاوت ہی حلاوت ہے)۔ (سورۃ محمد، آیت ۱۵)

اس طرح یہ شراب جاری نہروں کی صورت میں بے بہا ہوگی۔ بڑے سمندر سے اور بڑے چشموں سے یہ نہریں نکلیں گی اور وہ چشمے اور سمندر مشک کے پہاڑوں اور ٹیلوں کے نیچے سے نکلیں گے۔ دنیا کی شراب کی طرح بری بری جگہوں میں نہیں بنائی جائے گی۔ نیز جنت کی شراب پینے والوں کے لئے سب تہہ، سرور بخش اور لذت افروز ہوگی جس سے سر درد ہوگا اور نہ مدہوشی پیدا ہوگی۔ جبکہ دنیا کی شراب کا ذائقہ کریہہ، عقل میں فتور پیدا کرنے والا، پیٹ کو خراب کرنے والا اور سر کے لئے باعث درد ہوتا ہے اور جنت کی شراب ان سب برائیوں سے پاک صاف ہوگی جیسے فرمانِ الٰہی ہے شراب لطیف کے جام کا ان میں دور چل رہا ہوگا وہ جام رنگ کا سفید ہوگا۔ (سورۃ الصافات آیت ۴۵،۴۶) پینے والوں کے لئے (سراسر) لذت ہوگی نہ اس میں درد سر ہو اور نہ وہ اس سے مدہوش ہوں۔ (سورۃ الصافات آیت ۲۶،۲۷)

شراب سے مقصود سرشاری کی وہ کیفیت ہے جس سے انتہائی سرور اور لذت حاصل ہو۔ یہ کیفیت جنت کی شراب میں بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے۔ جبکہ شراب سے عقل کا زائل ہونا اس طرح کہ شراب پینے والا حیوان یا پتھر کی طرح بے حس ہو جائے یہ خوبی نہیں بلکہ نقص اور عیب ہے۔ جو کہ دنیا کی شراب سے پیدا ہوتی ہے۔ (جس کی وجہ سے شراب حرام قرار دی گئی ہے۔) جبکہ جنت کی شراب یہ چیز قطعاً پیدا نہیں کرتی۔ بلکہ اس سے اصل شی، سرور وانبساط اور سرشاری ملتی ہے۔ اسی وجہ سے اس کے متعلق خدا نے فرمایا:

پینے والوں کے لئے (سراسر) لذت ہوگی نہ اس میں درد سر ہو اور نہ وہ اس سے مدہوش ہوں۔ (سورۃ الصافات، آیت ۲۶،۲۷)

یعنی اس کے پینے کے سبب ان کی عقلیں زائل نہ ہوں گی۔ سورۃ الواقعہ میں اس کے متعلق فرمایا:

نوجوان خدمت گذار جو ہمیشہ (ایک ہی حالت میں) رہیں گے ان کے آس پاس پھریں گے (یعنی) آبخورے اور آفتابے' اور صاف شراب کے گلاس لے لے کر اس سے نہ سر میں درد ہوگا اور نہ ان کی عقلیں زائل ہوں گی۔ (سورۃ الواقعہ آیت ۱۷ تا ۱۹)

یعنی اس سے نہ سر درد ہوگا اور نہ ہی ان کی عقلیں زائل ہوں گی۔

---

(۱) تفسیر مظہری ج ۱۰ ص ۵۹۔

دوسری جگہ فرمایا: اور اس میں تسنیم (کے پانی) کی آمیزش ہوگی وہ ایک چشمہ ہے جس میں سے (خدا کے) مقرب پئیں گے۔ (سورۃ المطففین آیت ۲۸،۲۷)
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں.
اہل جنت کی ایک جماعت شراب کی محفل پر جمع ہوگی، جیسے اہل دنیا محفلیں جماتے ہیں۔ ان پر ایک بادل گزرے گا۔ وہ کسی بھی شیٔ کا سوال کریں گے تو وہ بادل سے ان پر برسے گی۔ حتیٰ کہ ان میں سے کوئی کہے گا: ہم پر ہماری ہم عمر ابھرے سینوں والی لڑکیاں برسیں تو وہ بھی ان پر برسیں گی۔[1]
پہلے گزر چکا ہے کہ جنتی شجر طوبیٰ کے پاس جمع ہوں گے اور دنیا کے کھیل اور لہو ولعب کو یاد کر کے ان کا ذکر کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان پر ایک ہوا بھیجیں گے جو شجر طوبیٰ کو ہلا دے گی جس سے ان کی دنیا کی ہر لہو ولعب کی چیزیں گریں گی جن سے وہ دنیا میں کھیلتے تھے۔
بعض آثار میں ہے کہ اہل جنت کی جماعت جنت کی عمدہ سواریوں پر سوار ہو کر غول کی صورت میں کسی جانب گزرے گی تو راستے کے درخت دائیں بائیں سمٹ جائیں گے تاکہ جنتیوں کے درمیان عارضی جدائی بھی نہ ڈالیں۔ یہ اور اس کے علاوہ بہت کچھ اکرام وانعام سب اللہ کے فضل سے ہوگا، پس اسی کے لئے تمام تعریفیں اور منتیں ہیں

فرمانِ الٰہی ہے: اور شراب کے چھلکتے ہوئے جام۔ (سورۃ النبأ آیت ۳۴)
فرمانِ الٰہی ہے: وہاں نہ بے ہودہ بات سنیں گے نہ جھوٹ (اور خرافات)۔ (سورۃ النبأ آیت ۳۵)
فرمانِ الٰہی ہے: وہ اس میں سلام کے سوا کوئی بے ہودہ کلام نہ سنیں گے۔ (سورۃ مریم آیت ۶۲)
فرمانِ الٰہی ہے: جس (کے پینے) سے نہ ہذیان سرائی ہوگی نہ کوئی گناہ کی بات۔ (سورۃ الطور آیت ۲۳)
فرمانِ الٰہی ہے: وہاں وہ کسی طرح کی بکواس نہیں سنیں گے۔ (سورۃ الغاشیہ آیت ۱۱)
فرمانِ الٰہی ہے: وہاں نہ بے ہودہ بات سنیں گے اور نہ ہی گالی گلوچ۔ ہاں انکا کلام سلام سلام (ہوگا)۔ (سورۃ الواقعہ آیت ۲۶،۲۵)

صحیحین میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:
سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیو اور نہ ان کی بنی ہوئی پلیٹوں میں کھاؤ۔ کیونکہ یہ دنیا میں ان (کافروں) کے لئے ہیں۔ اور تمہارے لئے آخرت میں ہیں۔[2]

اہل جنت کے لباس، زیورات اور حسن وجمال کا ذکر..... فرمانِ الٰہی ہے: ان (کے بدنوں) پر دیبائے سبز اور اطلس کے کپڑے ہوں گے اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کا پروردگار ان کو نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا۔ (سورۃ الدھر آیت ۲۱)
فرمانِ الٰہی ہے: ان لوگوں کے لئے) بہشت جاودانی (ہیں) جن میں وہ داخل ہوں گے۔ وہاں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور ان کی پوشاک ریشمی ہوگی۔ (سورۃ فاطر آیت ۳۳)
فرمانِ الٰہی ہے. (اور) جو ایمان لائے اور کام بھی نیک کرتے رہے تو ہم نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے ایسے لوگوں کے لئے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں، جن میں ان کے (محلوں کے) نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ ان کو وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور وہ باریک دیبا اور اطلس کے سبز کپڑے پہنا کریں گے (اور) تختوں پر تکیے لگا کر بیٹھا کریں گے (کیا) خوب بدلہ اور (کیا خوب) آرامگاہ ہے۔ (سورۃ الکہف آیت ۳۱،۳۰)
صحیحین میں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے، فرمایا:
مؤمن کا زیور وہاں وہاں پہنچے گا جہاں جہاں اس کے وضو کا پانی پہنچتا ہے۔[3]
حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جنت میں زیور وجواہرات مردوں پر عورتوں سے بجیں گے۔
ابن وھب رحمۃ اللہ علیہ سنداً فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اہل جنت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:
جنتی سونے چاندی کے کنگن پہنے ہوں گے۔ جو موتیوں کے ساتھ جڑاؤ ہوں گے۔ نایاب گوہر اور یاقوت سے مرصع پٹکے ان کی زینت ہوں

(۱) تفسیر الطبری ۱۵/۱۰۸-۱۰۹ (۲) البخاری ۵۴۲۶-۵۶۳۲-۵۶۳۳-۵۶۳۳۔ المسلم ۵۳۴۱۔ الترمذی ۱۸۷۸۔ (۳) المسلم ۵۸۵۔

گے۔ان کے سروں پر بادشاہوں کی مثل تاج ہوں گے۔نوجوان،(ڈاڑھی وغیرہ کے) بالوں سے بے نیاز اور سرگیں آنکھوں والے ہوں گے۔

ابن ابی الدنیا میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اگر کوئی جنتی اپنے کنگن کو دنیا میں ظاہر کردے تو وہ سورج کی روشنی کو بے نور کردے۔جس طرح سورج ستاروں کی روشنی کو بے نور کر دیتا ہے۔[1]

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو جنت میں داخل ہوگیا تروتازہ رہے گا کبھی ناتواں نہ ہوگا۔اس کے کپڑے پرانے ہوں گے اور نہ اس کا شباب فناء پذیر ہوگا۔جنت میں وہ وہ چیز ہے جو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی بشر کے دل پر ان کا خیال تک گذرا۔[2]

مسند احمد میں حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

مومن کی دو بیویاں ہوں گی،جن کی پنڈلیوں کا گودا ان کے کپڑوں کے باہر سے نظر آئے گا۔[3]

المعجم الکبیر میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند دمکتے ہوں گے۔دوسرے گروہ کے چہرے آسمان میں سب سے زیادہ چمکنے والے ستارے کی مانند ہوں گے۔ان میں سے ہرایک کے لئے دو دو حور عین ہوں گی۔ہر حور پر ستر جوڑے ہوں گے۔ان کی پنڈلیوں کا گودا ان کے گوشت اور عضو ں کے باہر سے نظر آئے گا،جس طرح سرخ شراب سفید شیشی سے باہر نظر آتی ہے۔[4]

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جنت میں تم میں سے کسی کے کوڑے کی جگہ دنیا اور اس کے مثل سے بہتر ہے۔اگر اہل جنت کی عورتوں میں سے کوئی ایک اپنا سرا پاز مین کی طرف دکھا دے تو آسمان و زمین کا درمیان خوشبو سے بھر جائے اور پوری فضا خوشی سے مہک اٹھے۔جنتی عورت کی اوڑھنی دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔[5]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنتی آدمی بغیر حرکت کئے ستر سال تک تکیہ لگائے استراحت میں رہے گا۔پھر اس کی بیوی اس کے پاس آئے گی اور اس کے شانوں پر ہاتھ مارے گی۔جنتی اس کے آئینہ سے زیادہ صاف چہرے میں اپنا چہرہ دیکھے گا۔اس کے جسم پر ایک ادنیٰ سا موتی مشرق ومغرب کے درمیان سارے جہان کو روشن کردے گا۔وہ اس کو سلام عرض کرے گی۔جنتی اس کے سلام کا جواب دے گا اور اس سے سوال کرے گا تو کون ہے؟ وہ کہے گی "انا المزید" میں مزید ہوں۔(یعنی اللہ کی طرف سے بطور مزید انعام کے تجھے دی گئی ہوں)۔اس پر شجر طوبیٰ سے بنے ہوئے انتہائی سرخ ستر کپڑے ہوں گے۔جنتی کی نظران سب کے پار سے اس کی پنڈلیوں کا گودا دیکھے گی۔اس حور مزید پر(بیش بہا) تاج ہوں گے۔اس کے جسم پر ایک ادنیٰ سا موتی مشرق ومغرب کے درمیان سارے جہان کو روشن کردے گا۔[6]

ابن وھب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آیت تلاوت فرمائی ترجمہ:ان لوگوں کے لئے) بہشت جاودانی (ہیں) جن میں وہ داخل ہوں گے۔وہاں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور ان کی پوشاک ریشمی ہوگی۔(سورۃ فاطر آیت ۳۳) پھر فرمایا:

ان جنتیوں کے سروں پر(بیش بہا) تاج ہوں گے۔اوران میں سے ایک ادنیٰ سا موتی مشرق ومغرب کے درمیان سارے جہان کو روشن کردے گا۔[7]

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! جنت کے کپڑے کیا پیدا کئے جائیں گے یا بنے جائیں گے؟ اس سوال پر بعض حاضرین ہنس پڑے۔رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا،تم کیوں ہنسے؟ ایک بے چارے جاہل پر جو جاننے والے سے سوال کر رہا ہے! پھر آپ ﷺ آگے کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہاں ہے سائل؟ سائل نے عرض کیا میں

(۱) مسند احمد ۱۶۹/۱۔۱۷۱/۱ (۲) مسند احمد ۳۶۹/۲۔۴۰۷/۲۔۳۱۶/۲ (۳) مسند احمد ۳۸۵/۲۔
(۴) المعجم الکبیر ۱۰۳۲۱/۱۰۔المسلم ۷۰۶۲۔ (۵) مسند احمد ۴۸۳/۲۔ (۶) مسند احمد ۷۵/۳۔الترمذی ۲۵۶۲۔ (۷) مسند احمد ۷۵/۳۔الترمذی ۲۵۶۲

یہاں ہوں یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا:

نہیں، بلکہ جنت کے پھلوں سے نکلیں گے۔ (۱)

آپ ﷺ نے یہ بات تین بار ارشاد فرمائی۔

اسی کے مثل مسند احمد میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! طوبیٰ کیا ہے؟ فرمایا: جنت کا ایک درخت ہے جس کی مسافت سو سال ہے۔ اہل جنت کے کپڑے اسی کے شگوفوں سے نکلتے ہیں۔ (۲)

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

تم میں سے ہر ایک جو جنت میں داخل ہوگا اسے طوبیٰ کے پاس لے جایا جائے گا۔ پھر اس کے لئے طوبیٰ درخت کے شگوفے کھول دیئے جائیں گے۔ وہ جیسا رنگ چاہے اپنے لئے پسند کرلے سفید، سرخ، زرد اور سیاہ جو بھی چاہے۔ ہر رنگ انتہائی گہرا رونق افروز اور خوبصورت ہوگا۔ (۳)

یہ روایت غریب حسن ہے۔

ابن ابی الدنیا میں سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اہل جنت کے جوڑے کس چیز کے بنے ہوئے ہوں گے؟ فرمایا:

جنت میں ایسے درخت ہیں جن پر انار کی مثل پھل لگے ہوئے ہوں گے۔ جب اللہ کا ولی کوئی نیا لباس زیب تن کرنا چاہے گا تو شجر طوبیٰ کی ٹہنی جدا ہوکر اس کے پاس آئے گی اور اس سے ستر جوڑے نکل آئیں گے۔ ہر ایک دوسرے سے جدا رنگ میں ہوگا۔ اس کے بعد درخت پہلی حالت پر آجائے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا:

جنت کے درختوں کی شاخیں سبز زمرد کی ہوں گی اور آگے ان کی ٹہنیاں سرخ سونے کی ہوں گی۔ اس سے آگے کے انتہائی نرم چتوں اور باریک ٹہنیوں سے جنتیوں کے لباس بنائے جائیں گے۔ اسی سے ان کے استعمال کے چھوٹے کپڑے اور جوڑے بنیں گے۔ (۴)

اہل جنت کے بچھونوں کا ذکر..... فرمان الٰہی ہے: وہ (لوگ) بہشت کے بچھونوں پر جن کے استر اطلس کے ہیں تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے اور دونوں باغوں کے میوے قریب (جھک رہے) ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ (سورۃ الرحمٰن، آیات ۵۴، ۵۵)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جن بچھونوں کے استر اطلس کے ہوں ان کے غلافوں کا کیا حال ہوگا!۔

نیز فرمان الٰہی ہے: اور اونچے اونچے فرشوں میں (ہوں گے)۔ (سورۃ الواقعہ آیت ۳۴)

مسند احمد اور سنن ترمذی میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ

اور اونچے اونچے فرشوں میں (ہوں گے)۔ (سورۃ الواقعہ آیت ۳۴)

پھر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ان فرشوں کی اونچائی آسمان وزمین کے درمیان جتنی ہوگی۔ اور آسمان وزمین کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ (۵)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت غریب ہے کیونکہ ہم اس کو صرف عمرو بن الحارث عن دراج کے طریق ہی سے جانتے ہیں۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لیکن حرملہ عن ابن وھب سے بھی یہ منقول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ روایت کو نقل فرمانے کے بعد فرماتے ہیں اس کی تفسیر میں بعض اہل علم نے فرمایا ہے:

---

(۱) مسند احمد ۱/۴۲۱۔ (۲) مسند احمد ۷۱/۳ (۳) مصنف نے اس کو اپنی تفسیر ابن کثیر میں ذکر فرمایا ہے ۲۷۸/۴۔ الدر المنثور ۵۹/۴

(۴) کنز العمال: ۳۹۲۷۲۰ تفسیر الطبری: البقرۃ، الآیۃ ۲۸۔ الحدیث ۱۵۵/۱۳۰ (۵) الترمذی ۲۵۴۰۔ مسند احمد ۷۵/۳۔

س کا معنی ہے فرش (یعنی بچھونے) جنتی درجات میں بچھے ہوں گے اور وہ درجات آسمان وزمین جتنی بلندی پر ہوں گے۔ (۱)
مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس بات کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس کو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ
اور اونچے اونچے فرشوں میں (ہوں گے)۔ (سورۃ الواقعہ آیت ۳۴)

اس کے بعد فرمایا: دو بستروں کے درمیان زمین وآسمان جیسا فاصلہ ہوگا۔
مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ زیادہ محفوظ روایت ہے۔
کعب حبر رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ فرمانِ الٰہی کے متعلق مروی ہے کہ اونچے اونچے فرشوں سے مراد چالیس سال کی اونچائی ہے۔
مطلب یہ ہے کہ ہر محل اور ہر آرام کی جگہ میں یہ فرش یعنی بستر موجود ہوں گے کیونکہ جنتی جہاں چاہے آرام کر سکے۔ (اور ہر بستر دوسرے سے چالیس سال کی اونچائی پر ہوگا تاکہ ایک حور دوسری کو نہ دیکھ سکے)۔
فرمانِ الٰہی ہے اس میں چشمے بہ رہے ہوں گے۔ وہاں تخت ہوں گے اونچے بچھے ہوئے اور آبخورے (قرینے سے) رکھے ہوئے اور گاؤ تکیے قطار کی قطار لگے ہوئے اور نفیس مسندیں بچھی ہوئی۔ (سورۃ الغاشیہ آیات ۱۲ تا ۱۶) یعنی جگہ جگہ گدے بچھے ہوں گے، جیسے دوسری جگہ فرمایا سبز قالینوں اور نفیس مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ (سورۃ الرحمٰن آیت ۷۶)
نفیس مسند عبقری کا ترجمہ کیا گیا ہے جو عرب میں سب سے نفیس مسند کہلاتی تھی اس سے مقصود یہ ذہن نشین کرانا ہے کہ تمام چیزوں میں سب سے اعلیٰ معیار زینت رکھا جائے گا۔

حورِ عین کی تعداد اور ان کے زیورات اور بناتِ آدم کی ان پر فضیلت

فرمانِ الٰہی ہے: (اہل جنت) ایسے بچھونوں پر جنکے استر اطلس کے ہیں تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے اور دونوں باغوں کے میوے قریب (قریب جھک رہے) ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہیں جن کو اہل جنت سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ نیکی کا بدلہ نیکی کے سوائے کچھ نہیں ہے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ (سورۃ الرحمٰن آیت ۵۴ تا ۶۱)
فرمانِ الٰہی ہے ان میں نیک سیرت (اور) خوبصورت عورتیں ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ (وہ) حوریں (ہیں جو) خیموں میں مستور (ہیں)۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان کو (اہل جنت سے) پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ سبز قالینوں اور نفیس مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ (اے محمدؐ) تمھارا پروردگار جو صاحب جلال وعظمت ہے اس کا نام بڑا بابرکت ہے۔ (سورۃ الرحمٰن آیات ۷۰ تا ۷۸)

حوروں کی تخلیق کس چیز سے ہوئی؟

فرمانِ الٰہی ہے: وہاں ان کے لئے پاک بیویاں ہوں گی۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۵)
یعنی حیض، نفاس، بول وبراز اور رینٹ اور تھوک سے بالکل پاک صاف ہوں گی۔ اور وہ حوریں خیموں میں مستور ہیں۔ اس فرمانِ الٰہی کے متعلق ابوالاحوص فرماتے ہیں ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ عرش کے نیچے سے بادل برسے تھے، یہ حوریں اس بارش کے قطروں سے پیدا ہوئی تھیں۔ پھر نہر کے کنارے ہر ایک پر خیمہ تان کر اسے مستور کر دیا گیا۔ ہر ایک خیمہ کی وسعت اور گنجائش چالیس میل ہے۔ اور کسی خیمہ کا کوئی دروازہ نہیں ہے حتی کہ جب جنتی اس خیمہ میں اترے گا تبھی اس میں دروازہ پیدا ہوگا۔ تاکہ اللہ کے دوست کو اطمینانِ قلب نصیب ہو کہ مخلوق خواہ ملائکہ اور حشم

(۱) الترمذی ۲۵۴۰

وخدم کیوں نہ ہوں کسی کی نظر اس کے حرم تک نہیں پہنچی۔ پس یہ مطلب ہے مستور ہونے کا۔ [1]

فرمان الٰہی ہے اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں، جیسے (حفاظت کے ساتھ) تہ کئے ہوئے (آب دار) موتی۔ (سورۃ الواقعہ)

دوسری جگہ فرمایا: گویا وہ محفوظ انڈے ہیں۔ (سورۃ الصافات آیت ۴۹)

ایک قول ہے کہ یہاں شتر مرغ کے ریت میں چھپے ہوئے انڈوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ان کی سفیدی عرب کے نزدیک سفید اشیاء میں سب سے خوبصورت ہوتی ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ (آب دار) موتی سے تشبیہ مراد ہے، جو ابھی صدف سے نہ نکلے ہوں۔

فرمان الٰہی ہے: ہم نے ان (حوروں) کو پیدا کیا تو ان کو کنواریاں بنایا۔ (اور شوہروں کی) پیاریاں اور ہم عمر (بنایا، یعنی) داہنے ہاتھ والوں کے لئے۔

(سورۃ الواقعہ آیات ۳۵ تا ۳۸)

یعنی دنیا میں بڑھاپے، ضعف اور کمزوری کے بعد ہم ان کو جنت میں نوعمر نوجوان لڑکیاں بنادیں گے۔ جو جنتیوں کے لئے بالکل ہم عمر اور محبوب ہوں گی۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سوالات اور آنحضرت ﷺ کے جوابات۔ المعجم الکبیر للطبرانی رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے فرمان الٰہی۔ اور حورعین ہوں گی کے متعلق کچھ بیان فرمائیے!

آنحضرت ﷺ: وہ حورعین بڑی بڑی آنکھوں اور گھنیری پلکوں والی مثل سرخاب کے پر والی حور ہوں گی۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا: مجھے اللہ کے فرمان: ''جیسے (حفاظت سے) تہ کئے ہوئے (آب دار) موتی'' کے متعلق بتایئے۔

آنحضرت ﷺ: یعنی صفائی میں ایسی صاف ستھری ہوں گی جیسے وہ موتی جو ابھی صدف سے نہ نکلا ہو اور ہاتھوں نے اسے چھوا تک نہ ہو۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا: یارسول اللہ فرمان الٰہی ''ان میں نیک سیرت (اور) خوبصورت عورتیں ہیں'' کے متعلق بتایئے

آنحضرت ﷺ: وہ اخلاق میں اعلیٰ ترین اور انتہائی خوبصورت چہروں والی ہوں گی۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔ یارسول اللہ فرمان الٰہی ہے: ''گویا وہ محفوظ انڈے ہیں'' کے متعلق فرمایئے۔

آنحضرت ﷺ: ان کی جلد کی نرمی وملائمت انڈے کے اندر کی سفیدی کے ساتھ ملی ہوئی آخری جھلی کی مانند ہوگی۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔ یارسول اللہ! مجھے ''عربا اترابا یعنی پیاریاں اور ہم عمر بنایا'' کے متعلق بتایئے۔

آنحضرت ﷺ: اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جو دنیاوی زندگی میں بوڑھی، بہتی آنکھوں اور سفید بالوں والی ہوگئی تھیں۔ وہ جنت میں فریفتہ کن، محبوبہ اور ہم عمر ہوجائیں گی۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا: یارسول اللہ! مجھے یہ بتایئے کہ دنیا کی عورتیں افضل ہوں گی یا حورعین؟

آنحضرت ﷺ: دنیا کی عورتوں کو جنتی حوروں پر وہ فضیلت حاصل ہوگی جو غلاف کو استر پر ہوتی ہے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا: یارسول اللہ! اس کی کیا وجہ ہے؟

آنحضرت ﷺ: ان کی نماز، روزوں اور اللہ کی عبادت کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے چہروں پر خاص نور طاری فرمادیں گے۔ ان کے جسموں پر ریشم پہنادیں گے۔ ان کی جلدیں سفید رنگت والی ہوں گی۔ ان کے کپڑے سبز رنگ ہوں گے۔ ان کے زیور زرد ہونگے۔ ان کی انگوٹھیاں موتیوں کی ہوں گی۔ ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی۔ وہ کہیں گی: ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں، کبھی نہ مریں گی۔ ہمیشہ تروتازہ رہنے والی ہیں کبھی بوسیدہ نہ ہوں گی۔ ہمیشہ یہاں رہنے والی ہیں، یہاں سے کبھی کوچ نہ کریں گی۔ آگاہ رہو! ہم ہمیشہ راضی رہنے والی ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی۔ خوشخبری ہو اس

(۱) تفسیر القرطبی۔ سورۃ الرحمٰن الآیۃ ۷۰ الحدیث: ۱۸۲/۱۷

کو جو ہمارے لئے ہے اور ہم اس کے لئے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا یا رسول اللہ! ہم میں سے بعض عورتیں (یکے بعد دیگرے) دو، تین اور چار شادیاں کر لیتی ہیں۔ پھر وہ مر جاتی ہیں اور جنت میں داخل ہو جاتی ہیں اور وہ سب شوہر بھی جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اب وہ کس شوہر کے ساتھ رہیں گی؟

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اس عورت کو اختیار دیا جائے گا۔ لہٰذا وہ اخلاق میں سب سے اچھے کو پسند کر لے گی۔ وہ عرض کرے گی: یا رب! یہ شوہر دنیا میں میرے ساتھ ان سب شوہروں سے زیادہ اچھا سلوک کرتا تھا لہٰذا اسی کے ساتھ میری شادی فرما دیجئے۔

اے ام سلمہ! حسن اخلاق دنیا و آخرت کی بھلائی کو لے اڑے۔ (۱)

مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس انصار کی ایک بڑھیا آئی۔ آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں کوئی بڑھیا داخل نہیں ہوگی۔ پھر آپ ﷺ تو نماز پڑھنے کے لئے چلے گئے۔ نماز پڑھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: میں نے آپ سے آج ہی یہ شدت اور سختی کی بات سنی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا

بات اسی طرح درست ہے، اللہ تعالیٰ جب ان (بڑھیوں) کو جنت میں داخل فرمائیں گے تو پہلے ان کو کنواری نوعمر بنا دیں گے۔ (۲)

مؤمنین کے جنت میں داخل ہونے سے متعلق روایت میں آیا ہے کہ:

ایک جنتی معدن کی پیدا کی ہوئی بہتر حوروں اور دو دنیا کی عورتوں کے پاس داخل ہوگا۔ اللہ کے فضل سے یہ دو عورتیں ان بہتر پر فضیلت و برتری رکھیں گی کیونکہ دنیا میں انہوں نے اللہ کی عبادت کی ہوگی۔ جنتی شخص دنیا کی پہلی عورت کے پاس یاقوت کے بالاخانے میں داخل ہوگا۔ سونے کی چارپائی جو موتیوں سے جڑاؤ ہوگی اس پر جلوہ آراء ہوگا۔ سندس اور استبرق (خالص ریشمی کپڑوں کی اقسام) کے ستر صندوق ہوں گے۔ جنتی اپنی اس بیوی کے کندھے پر ہاتھ رکھے گا پھر سامنے کی طرف سے اس کے سینے کپڑوں، گوشت اور جلد کے پار سے اپنے ہاتھ کو بخوبی دیکھے گا۔ نیز جنتی اس کی پنڈلی کا گودا یوں صاف دیکھے گا جیسے کوئی چاندی کی لڑی کو یاقوت میں سے صاف دیکھ لیتا ہے۔ ابھی وہ اسی منظر میں ہوگا کہ نداء آئے گی ہم نے جان لیا کہ (اس سے) نہ تو اکتائے گا اور نہ اس کو اکتاہٹ ہوگی ... لے گا ... مزید تیری اس کے علاوہ بھی بیویاں ہیں۔ پس وہ ان کی طرف نکلے گا اور وہ ایک ایک ... کے پاس حاضر ہوگا ... ہر ایک اس کو عرض کرے گی: اللہ کی قسم! جنت میں تجھ سے زیادہ کوئی شیء حسین نہیں ہے اور میرے نزدیک جنت کی کوئی شی تجھ سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔

ترمذی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سب سے کم مرتبہ والے جنتی کو اسی ہزار خادم اور بہتر بیویاں ملیں گی۔ نیز اس کے لئے موتیوں، زبرجد اور یاقوت سے ایک قبہ بنایا جائے گا۔ جو جابیہ سے صنعاء تک وسیع ہوگا۔ (۳)

مسند احمد، ابن ماجہ اور ترمذی نے مقدام بن معدی کرب سے روایت کی ہے جس کو امام ترمذی نے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ کے ہاں شہید کے لئے چھ انعامات ہوں گے۔ اول یہ کہ اس کے خون کے پہلے قطرہ کے ساتھ اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔ جنت میں اس کا ٹھکانہ اس کو دکھا دیا جائے گا۔ خلعت ایمان اس کو پہنائی جائے گی۔ عذاب قبر سے اس کو امن دے دیا جائے گا۔ فزع اکبر (صور پھونکے جانے کے وقت کی گھبراہٹ اور پریشانی) سے مامون ہو جائے گا۔ اس کے سر پر عظمت و وقار کا تاج رکھ دیا جائے گا۔ اس تاج کا ایک یاقوت دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ بہتر حور عین سے اس کی شادی کر دی جائے گی۔ اور اس کے اعزہ و اقارب میں سے ستر آدمیوں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ (۵)

امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے:

ایوب بن محمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا جنت میں مرد زیادہ ہوں گے یا عورتیں؟

---

(۱) تفسیر سیوطی ۲۳/۸۷۰۔ (۲) ابن ابی شیبۃ ۴۷۵/۲ (۳) بعث و نشور للبیہقی ۴۲۹۔ (۴) الترمذی ۲۵۶۲

(۵) ترمذی ۶۶۳، ابن ماجہ ۲۷۹۹، مسند احمد ۱۳۱/۴

فرمایا کیا ابوالقاسم ﷺ نے نہیں فرمایا: بے شک پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی وہ چودھویں رات کے چاند کی مانند چہروں والی ہوگی۔ اس کے بعد داخل ہونے والی جماعت کے چہرے آسمان میں سب سے زیادہ چمکنے والے ستارے کی طرح چمکتے ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک کے لئے (دنیا کی) دو عورتیں ہوں گی، (حسن کی وجہ سے) جن کی پنڈلیوں کا گودا ان کے گوشت پوست سے باہر نظر آئے گا۔ اور جنت میں کوئی بغیر شادی کے نہیں ہوگا۔ (۱)

یعنی جب دنیا کی دو دو عورتیں ہوں گی اور جنتی ستر ستر عورتیں ہوں گی تو اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ جنت میں کس صنف کی تعداد زیادہ ہوگی۔ لیکن یہ روایت صحیحین کی اس روایت کے معارض ومخالف نہیں ہے جس میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا میں نے جہنم میں دیکھا تو وہاں زیادہ تعداد عورتوں کی پائی۔ کیونکہ جنت اور جہنم دونوں میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہو یہ ممکن ہے۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے جہنم میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہو۔ پھر شفاعت کی وجہ سے وہ جہنم سے جنت میں آ کر وہاں بھی اپنی صنف کی تعداد بڑھالیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنتی آدمی بغیر حرکت کئے ستر سال تک تکیہ لگائے استراحت میں رہے گا۔ پھر اس کی بیوی اس کے پاس آئے گی اور اس کے شانوں پر ہاتھ مارے گی۔ جنتی اس کے آئینہ سے زیادہ صاف چہرے میں اپنا چہرہ دیکھے گا۔ اس کے جسم پر ایک ادنیٰ سا موتی مشرق ومغرب کے درمیان سارے جہان کو روشن کردے گا۔ وہ اس کو سلام عرض کرے گی۔ جنتی اس کے سلام کا جواب دے گا اور اس سے سوال کرے گا تو کون ہے؟ وہ کہے گی "اما المزید" میں مزید ہوں۔ (یعنی اللہ کی طرف سے بطور مزید انعام کے تجھے دی گئی ہوں)۔ اس پر شجر طوبیٰ سے بنے ہوئے انتہائی سرخ ستر جوڑے ہوں گے۔ جنتی کی نظر ان سب کے پار سے اس کی پنڈلیوں کا گودا دیکھے گی۔ اس حور مزید پر (بیش بہا) تاج ہوں گے۔ اس کے جسم پر ایک ادنیٰ سا موتی مشرق ومغرب کے درمیان سارے جہان کو روشن کردے گا۔ (۲)

امام احمد نے اس کو اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔

مسند احمد میں ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام لگانا دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔ جنت میں تم میں سے کسی کے کوڑے کی جگہ دنیا اور اس کے مثل سے بہتر ہے۔ اگر اہل جنت کی عورتوں میں سے کوئی ایک اپنا سراپا زمین کی طرف دکھا دے تو آسمان وزمین کا درمیان خوشبو سے بھر جائے اور پوری فضا خوشی سے گنگنا اٹھے۔ جنتی عورت کی اوڑھنی دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔ (۳)

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اگر کوئی جنتی حور آسمان وزمین کے درمیان صرف اپنی ہتھیلی کا حصہ ظاہر کردے تو ساری مخلوق کو اپنے حسن کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا کردے۔ اور اگر وہ حور اپنا دوپٹہ ظاہر کردے تو سورج کی روشنی یوں ماند ہوجائے جیسے چراغ سورج کے سامنے اور سورج اپنی روشنی کھو بیٹھے۔ اور اگر وہ حور عین اپنا چہرہ دنیا میں ظاہر کردے تو زمین وآسمان کا درمیان روشن ہوجائے۔

ابن وھب محمد بن کعب القرظی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا:

اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اگر ایک حور عین اپنا کنگن عرش کے نیچے سے ظاہر کردے تو اس کی روشنی آفتاب و مہتاب کی روشنی کو بجھا دے۔ تو خود اس حور کی صورت کیسی ہوگی؟ اور اللہ نے پہننے والوں کے لئے جو بھی لباس اور زیورات پیدا کئے ہیں ان سب میں سب سے عمدہ اس کے جسم پر ہوں گے۔ (۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنت میں ایک حور ہے جس کو "العیناء" کہا جاتا ہے۔ جب وہ چلتی ہے تو اس کے ارد گرد ستر ہزار خادم ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ وہ کہتی ہے: کہاں ہے امر بالمعروف کرنے والے؟ نہی عن المنکر کرنے والے؟ (تفسیر قرطبی)

(۱) بخاری ۳۳۲۷۔ مسلم ۷۰۷۶۔ (۲) مسند احمد ۷۵/۳ (۳) [illegible] ۲۳۲ [illegible]
(۴) تفسیر القرطبی ۲۶۸/۱۸

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ مجاہد بن ابی اسامہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
حورعین زعفران سے پیدا کی گئی ہے۔ (۱)
یہ حدیث غریب ہے۔
حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے مراسیل میں ہے کہ: حورعین دنیا میں اپنے زندہ شوہروں کے لئے کہتی ہیں: اے اللہ اس کی اپنے دین پر مدد فرما۔ اس کے دل کو اپنی اطاعت کی طرف موڑ دے۔ اور اس کو عزت کے ساتھ ہمارے پاس پہنچا دے۔ یا ارحم الراحمین۔
مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ میں کثیر بن مرہ رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا حدیث مروی ہے فرمایا:
کوئی عورت دنیا میں اپنے شوہر کو ایذا نہیں پہنچاتی مگر اس کی جنتی بیوی حورعین کہتی ہے: تجھ پر اللہ کی پھٹکار ہو! یہ تیرے پاس کچھ عرصہ کے لئے ہے، قریب ہے کہ یہ تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آ جائے۔ (۲)

جنت میں حوروں کے گانے کا بیان..... امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے عبدالرحمن بن اسحاق عن نعمان بن سعد کی سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
جنت میں حورعین کے لئے ایک محفل گاہ ہے۔ (۳) وہ وہاں جمع ہو کر ایسی سریلی آواز سے گاتی ہیں جو کسی مخلوق نے نہ سنی ہوگی۔ وہ کہتی ہیں ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں کبھی ہلاک نہ ہوں گی۔ ہم ہمیشہ تروتازہ رہنے والی ہیں کبھی بوسیدہ نہ ہوں گی۔ ہم خوش رہنے والی ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی خوشخبری ہے اس کے لئے جو ہمارا ہے اور ہم اس کی ہیں۔ (۴)
ابن ذویب رحمۃ اللہ علیہ نے سنداً حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اہل جنت کی بیویاں اپنے شوہروں کو ایسی حسین سریلی آواز سے گا کر سنائیں گی جو کبھی کسی نے نہ سنی ہو۔ ان کے طربیہ گیتوں کے چند الفاظ یہ ہیں: ہمیشہ رہنے والی ہیں ہمیں کبھی موت نہ آئے گی۔ ہم امن میں ہیں کسی کا خوف نہیں۔ ہم یہاں ہمیشہ رہیں گی یہاں سے کہیں نہ جائیں گی۔ (۵)
لیث بن سعد یزید بن ابی حبیب عن ولید بن عبدۃ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو فرمایا:
مجھے حورعین کے پاس لے چلو۔ حضرت جبریل علیہ السلام آپ کو حوروں کے پاس لے گئے۔ آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا: تم کون ہو؟ وہ بولیں: ہم ایسی قوم کی باندیاں ہیں جو آ کر کبھی واپس نہ جائیں گے۔ جوانی کے بعد ان پر کبھی بڑھاپا نہ آئے گا۔ خدا کی پرہیزگاری کے بعد کبھی ان سے گناہ سرزد نہ ہوگا۔
امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے حورعین کے گانے کے بعد دنیا کی جنتی عورتوں کے گیت بھی نقل فرمائے ہیں۔ وہ حوروں کے جواب میں کہیں گی: ہم نماز پڑھنے والی ہیں اور تم نے کبھی نماز نہیں پڑھی۔ ہم روزے رکھنے والی ہیں اور تم نے کبھی روزے نہیں رکھے۔ ہم وضو کرنے والی ہیں اور تم نے کبھی وضو نہیں کیا۔ ہم صدقہ خیرات کرنے والی ہیں اور تم نے کبھی صدقہ خیرات نہیں کیا۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اسطرح وہ جنتی حوروں پر غالب آ جائیں گی۔ واللہ اعلم۔ (۶)
امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح التذکرہ میں ذکر کیا ہے لیکن اس کو کسی کتاب کی طرف منسوب نہیں کیا۔ واللہ اعلم۔

اہل جنت کے ہم بستر ہونے کا بیان..... فرمان الٰہی ہے: اہل جنت اس روز عیش و نشاط کے مشغلے میں ہوں گے۔ وہ بھی اور ان کی بیویاں بھی سایوں میں تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ وہاں ان کے لئے میوے اور جو وہ چاہیں گے (موجود ہوگا)۔ پروردگار مہربان کی طرف سے سلام (کہا جائے گا)۔ (سورۃ یس، آیات ۵۵ تا ۵۸)
فرمان الٰہی ہے: ''اہل جنت اس روز عیش و نشاط کے مشغلے میں ہوں گے'' کے متعلق حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود، ابن عباس رضی اللہ عنہ

(۱) مجمع الزوائد ۱۰/۳۱۹۔ (۲) معجم الکبیر للطبرانی ۸۱۳۔ (۳) مسند احمد ۳۰۶/۵۔ (۴) ترمذی ۲۵۶۴۔
(۵) مجمع الزوائد ۱۰/۳۱۹۔ کنز العمال ۳۹۳۹۲ (۶) تفسیر القرطبی سورۃ الرحمن آیۃ ۷۰ الحدیث ۱۸۱/۱۷

اور کئی مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ عیش ونشاط کے مشغلہ سے مراد کنواریوں کا پردۂ بکارت زائل کرنا ہے
نیز فرمانِ الٰہی ہے: بے شک پرہیزگار لوگ امن کے مقام میں ہوں گے۔ (یعنی) باغوں اور چشموں میں حریر کا باریک اور دبیز لباس پہن کر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ (وہاں) اس طرح (کا حال ہوگا) اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی سفید رنگ کی عورتوں سے ان کے جوڑے لگائیں گے۔ وہاں خاطر جمع سے ہر قسم کے میوے منگائیں گے (اور کھائیں گے) (اور) پہلی دفعہ کے مرنے کے سوا (کہ مر چکے تھے) دوبارہ موت کا مزہ نہیں چکھیں گے اور خدا ان کو دوزخ کے عذاب سے بچالے گا۔ یہ تمہارے پروردگار کا فضل ہے۔ یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ (سورۃ الدخان، آیات ۵۱ تا ۵۷)

حضرت ابوداؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ سنداً حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
جنت میں مؤمن کو اتنے اتنے مردوں کی طاقت دی جائے گی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کتنے مردوں کی طاقت دی جائے گی؟ فرمایا: سو آدمیوں کی طاقت دی جائے گی۔ (۱)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے اس کو روایت کیا ہے اور صحیح غریب کا حکم لگایا ہے۔
امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے المعجم الکبیر میں سنداً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کسی نے سوال کیا:
یارسول اللہ! کیا آدمی جنت میں جماع کرے گا؟ یا یہ سوال کیا، کیا ہم جنت میں اپنی عورتوں سے صحبت کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جنتی ایک وقت میں سو کنواریوں سے جماع کرلے گا۔ (۲)
حافظ ضیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت میرے نزدیک صحیح کی شرط پر ہے۔
مسند البزار میں حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سے سوال کیا گیا کہ آدمی جنت میں عورتوں کو چھوئے گا؟ فرمایا، ہاں: ایسے عضو کے ساتھ، جو نہ تھکے اور ایسی شہوت کے ساتھ جو ختم نہ ہو۔ (۳)
امام بزار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس روایت کا ایک راوی عبدالرحمٰن بن زیاد ہے۔ جو تھ تو حسن العقل، لیکن شیوخ مجاہیل سے روایت کرتا ہے۔ جس کی بناء پر اس سے منکر روایات مروی ہیں۔ یہ حدیث بھی اس کی ضعیف احادیث میں شامل ہے۔
حرملہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی ابن وھب والی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: کیا ہم جنت میں وطی کریں گے؟ فرمایا: ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے زور زور کیساتھ۔ اور جب آدمی عورت کے پاس سے کھڑا ہوگا تو وہ دوبارہ کنواری ہو جائے گی۔ (۴)
امام طبرانی نے سنداً حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کیا جنتی لوگ جماع کریں گے؟ فرمایا: زور زور سے۔ لیکن اس جماع سے منی خارج ہوگی اور نہ (اس کے لئے آدمی کو پریشان کن) خواہش ہوگی۔ (۵)
کیونکہ منی کے خروج سے جماع کی لذت ختم ہو جاتی ہے اور منیہ یعنی شدید خواہش سے زندگی کی لذت بے کیف ہو جاتی ہے۔
امام طبرانی نے سنداً حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کیا جنتی لوگ جماع کریں گے؟ فرمایا: ہاں! ایسے عضو کے ساتھ، جو نہ تھکے اور ایسی شہوت کے ساتھ جو ختم نہ ہو۔ (۶)

اہل جنت کے لئے بچوں کا ہونا نہ ہونا جب کوئی جنتی خواہش کرے گا کہ اس کو دنیا کی طرح اولاد پیدا ہو تو اس کو اولاد بھی پیدا ہوگی۔ لہٰذا مسند احمد میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
جب مؤمن بندہ جنت میں بچے کی خواہش کرے گا تو اس بچہ کا حمل اور وضع حمل اسی وقت ہو جائے گا جب وہ خواہش کرے گا اور اسی وقت بچہ بڑا بھی ہو جائے گا۔ (۷)

---

(۱) الترمذی ۲۵۳۶ (۲) مسند ابی داؤد ۲۰۱۲۔ الطبرانی فی المعجم الکبیر ۵/۵۰۰۶ (۳) مجمع الزوائد ۱۰/۳۱۷۔ مسند البزار ۱/۳۵۲۳
(۴) مسند البزار ۱/۳۵۱۷ (۵) الطبرانی فی المعجم الکبیر ۷/۷۴۹۸ (۶) الطبرانی فی المعجم الکبیر ۷۴۷۸ (۷) الترمذی ۲۵۱۳۔ ابن ماجہ ۴۳۳۸۔ مسند احمد ۹/۳

امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے اس کو محمد بن بشار سے روایت کیا ہے۔ نیز امام ترمذی نے اس کو حسن غریب بتایا ہے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ کیا اہل جنت کو اولاد پیدا ہوگی کیونکہ اولاد کے ساتھ ہی خوشی کامل ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس میں صرف اتنی دیر لگے گی جتنی خواہش کرنے میں اسی وقت حمل ٹھیرے گا اور بچہ پیدا ہوگا اور دودھ کا زمانہ پورا ہو کر بچہ عنفوانِ شباب کو پہنچ جائے گا۔ یہ سب آنِ واحد میں ہو جائے گا۔[1]

لیکن یہ روایت امام بخاری اور امام ترمذی کی اس روایت کے مخالف ہے جو انہوں نے حضرت اسحاق بن راہویہ سے نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں اور یہ بات خواہش پر محمول ہوگا۔ اگر جنتی چاہے گا تو اولاد ضرور ہوگی۔ لیکن جنتی چاہے گا ہی نہیں۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہی درست ہے یعنی جنت میں دنیا کی طرح جماع سے تو اولاد نہیں ہوگی کیونکہ دنیا تو افزائش نسل کا گھر ہے۔ تاکہ دنیا آباد رہے۔ جبکہ آخرت دار السلطنت ہے۔ وہاں کسی نے مرنا نہیں ہے۔ جو زندہ ہوں گے انہیں ہی ہمیشہ عیش وعشرت کرنی ہے۔ اسی وجہ سے اہل جنت کے جماع میں منی نہیں ہوتی۔ لیکن اگر کوئی خواہش کرے گا تو اس کو اولاد ضرور پیدا ہوگی کیونکہ فرمان الٰہی ہے۔ وہ جو چاہیں گے ان کے لئے ان کے پروردگار کے پاس (موجود) ہے۔ نیکوکاروں کا یہی بدلہ ہے (سورۃ الزمر آیت ۳۶) لیکن عام طور سے جنتی اولاد کی خواہش نہیں کرے گا۔ تابعین کی ایک جماعت جن میں امام طاؤس رحمۃ اللہ علیہ، مجاہد رحمۃ اللہ علیہ، ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ جیسے حضرات شامل ہیں نے یہ روایت نقل کی ہے کہ

جنت میں اولاد نہیں ہوگی۔[2]

جنت میں صغری موت آئے گی اور نہ کبری موت

نیند چھوٹی موت اور عام موت بڑی موت کہلاتی ہے۔

فرمان الٰہی ہے (اور) پہلی دفعہ کے مرنے کے سوا (کہ مر چکے تھے، دوبارہ) موت کا مزہ نہیں چکھیں گے۔ اور خدا ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا لے گا۔ (سورۃ الدخان آیت ۵۶)

جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کئے۔ ان کے لئے بہشت کے باغات کی مہمانی ہوں گے۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور وہاں سے مکان بدلنا نہ چاہیں گے۔ (سورۃ کہف آیات ۱۰۸، ۱۰۷)

یعنی وہ ایسی عمدہ ترین رہائش ہوگی کہ وہ اس کو چھوڑ کر کہیں نہیں جانا چاہیں گے۔ کیونکہ وہ اس میں کبھی تھکیں گے اور نہ اس سے اکتائیں گے۔ جبکہ اہل دنیا خواہ اچھی جگہ ہو لیکن بسا اوقات اکتا جاتے ہیں۔ جیسے کسی فصیح و ادیب شاعر کا شعر ہے کا ترجمہ

''میں تو وہاں سے چلا آیا کیونکہ وہاں میرا دل سیر ہو چکا تھا ورنہ میں بغاوت کرنے والا نہیں ہوں۔ ورنہ کسی حال سے پلٹنے والا ہوں۔''

اور پہلے موت کو ذبح کئے جانے والی روایت گزر چکی ہے جس میں ہے کہ ایک منادی ندا دے گا

اے اہل جنت! اب ہمیشہ یہیں رہنا ہے۔ موت کبھی نہیں آئے گی۔ اور اے اہل جہنم! اب تم کو بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہیں رہنا ہے موت کبھی نہیں آئے گی۔ جو جہاں ہے وہی ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔[3]

مسند احمد میں یحییٰ بن آدم، حمزہ، ابو اسحاق، الاغر ابو مسلم کے سلسلہ سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ان کے ساتھ ندا دی جائے گی۔ تم پر رحم ہے کہ تم ہمیشہ زندہ رہو، کبھی نہ مرو۔ تمہارے لئے صحت وسلامتی رکھ دی گئی ہے اب تم کبھی بیمار نہ ہوگے۔ تم ہمیشہ نوجوان رہو گے کبھی بڑھاپا نہ آئے گا۔ تم ہمیشہ نعمتوں میں رہو گے کبھی کوئی سختی نہ آئے گی۔ راوی کہتے ہیں ان چار چیزوں کے ساتھ ان کو خطاب کیا جائے گا۔

---

(۱) تقدم تخریجہ فی سابق (۲) تقدم تخریجہ فی سابق (۳) الترمذی فی کتاب صفۃ الجنۃ باب ما جاء فی خلود اہل الجنۃ واہل النار، الحدیث ۲۵۵۷

(۴) مسلم فی کتاب الجنۃ ونعیمہا باب فی دوام نعیم اہل الجنۃ وقولہ تعالیٰ (ونودوا ان تلکم الجنۃ اورثتموہا بما کنتم تعملون)، الحدیث ۵۷۸۶۔ مسند احمد ۹۵/۳

امام احمد فرماتے ہیں ہمیں عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمیں ابواسحاق نے الاغر کے حوالہ سے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن ایک منادی پکارے گا: تمہارے لئے لکھ دیا گیا ہے کہ تم ہمیشہ زندہ رہو گے، کبھی نہ مرو گے۔ تمہارے لئے صحت وسلامتی رکھدی گئی ہے اب تم کبھی بیمار نہ ہو گے۔ تم ہمیشہ نوجوان رہو گے کبھی بڑھاپا نہ آئے گا۔ تم ہمیشہ نعمتوں میں رہو گے کبھی کوئی سختی نہ آئے گی۔ راوی کہتے ہیں ان چار چیزوں کے ساتھ اس کو خطاب کیا جائے گا۔[1] پھر کہا کہ یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(اس روز) منادی کردی جائے گی تم ان اعمال کے صلے میں جو (دنیا میں) کرتے تھے اس بہشت کے مالک بنا دیئے گئے ہو۔ (سورۃ الاعراف آیت ۴۳)

امام مسلم نے اس کو اسحاق بن راہویہ اور عبد بن حمید سے روایت کیا ہے اور ان دونوں بزرگوں نے عبدالرزاق سے روایت کیا ہے۔

اہل جنت کو کبھی نیند نہ آئے گی ... حافظ ابوبکر بن مردویہ فرماتے ہیں ہمیں احمد بن القاسم بن صدقۃ المصری نے مقدام بن داؤد، عبداللہ بن المغیرہ سفیان الثوری، محمد بن المنکدر کے حوالہ سے فرمایا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نیند موت کی بہن ہے۔ لہٰذا اہل جنت کبھی نہ سوئیں گے۔[2]

امام طبرانی نے اس کو مصعب بن ابراہیم، عن عمران بن الربیع الکوفی عن یحیٰ بن سعید الانصاری عن محمد بن المنکدر کے طریق سے یوں روایت کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا:

کیا اہل جنت کو نیند آئے گی؟ فرمایا:

نیند موت کی بہن ہے۔ لہٰذا اہل جنت کو کبھی نیند نہ آئے گی۔[3]

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اس کے بعد امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے (نیند کے متعلق) سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

موت نیند کی شریک ہے۔ اور جنت میں کوئی موت نہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر جنتیوں کو سکون اور راحت کیسے نصیب ہو گی؟ فرمایا:

وہاں تھکاوٹ کا نام نہیں۔ وہاں ہر کام میں راحت ہی راحت ہے۔[4] اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمان نازل فرمایا:

(جنتی کہیں گے:) یہاں نہ تو ہم کو رنج پہنچے گا اور نہ ہمیں تکان ہی ہو گی۔ (سورۃ فاطر آیت ۳۵)

یہ روایت ضعیف الاسناد ہے۔

جنتیوں کو اللہ تعالیٰ کی رضاء نصیب ہونے سے متعلق فرمانِ الٰہی ... فرمانِ الٰہی ہے: جنت جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا جاتا ہے اس کی صفت یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بونہیں کرے گا اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہیں بدلے گا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے (سراسر) لذت ہے اور شہد مصفا کی نہریں ہیں (جس میں حلاوت ہی حلاوت ہے) اور (وہاں) ان کے لئے ہر قسم کے میوے ہیں اور ان کے پروردگار کی طرف سے مغفرت ہے۔ (سورۃ محمد آیت ۱۵)

فرمانِ الٰہی ہے: خدا نے مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں سے بہشتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں (وہ) ان میں ہمیشہ رہیں گے اور بہشت ہائے جاودانی میں نفیس مکانات کا (وعدہ کیا ہے) اور خدا کی رضا مندی تو سب سے بڑھ کر نعمت ہے یہی بڑی کامیابی ہے۔ (سورۃ توبہ آیت ۷۲)

اللہ تعالیٰ کے اہل جنت سے ہمیشہ کے لئے راضی ہونے سے متعلق فرمان نبوی زید بن اسلم، عطاء بن یسار کے سلسلۂ

---

(۱) تقدم تخریجہ فی السابق (۲) الطبرانی فی المعجم ۔ ۔ ۹۲۳ ۔ ۔ ۳۵ ۔ ۔ البعث والنشور للبیہقی ۴۸۹

(۳) الطبرانی فی المعجم الاوسط ۹۲۳ ۔ مسند البزار ۳۵۱۷ ۔ البعث والنشور للبیہقی ۴۸۹ (۴) البعث والنشور للبیہقی ۴۸۹

سند کے ساتھ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائیں گے اے اہل جنت وہ کہیں گے ہم حاضر ہیں اے ہمارے رب، حق تعالیٰ شانہ فرمائیں گے کیا تم راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے ہم کیوں راضی نہ ہوں حالانکہ آپ نے ہمیں وہ کچھ دیا ہے جو اپنی مخلوق میں آپ نے کسی اور کو نہیں دیا، حق تعالیٰ شانہ فرمائیں گے اس سے بھی اچھی چیز؟ عرض کریں گے اس سے اچھا کیا ہوسکتا ہے؟ فرمائیں گے آپ پر اپنی رضا اتاروں گا (اپنی رضا کا اعلان کرتا ہوں) اس کے بعد کبھی آپ سے ناراض نہیں ہوں گا۔ (۱)

اسی سند سے مالک کی حدیث کو صحیحین میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔

ابوبکر بزار نے فرمایا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جب جنتی جنت میں جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا میں آپ کو اس سے اچھا عطا نہ کردوں، وہ عرض کریں گے، اے ہمارے رب اس سے اچھا کیا ہوسکتا ہے؟ فرمائیں گے میری رضا سب سے بڑی ہے۔ (۲)

یہ حدیث بخاری کی شرط پر ہے اور اس طریق سے ان کے علاوہ دیگر اصحاب کتب نے بیان نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ کا اہل جنت کو اور اہل جنت کا اللہ تعالیٰ کو دیکھنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

''جس روز وہ ان سے ملیں گے ان کا تحفہ (ان کی طرف سے) سلام ہوگا اور اس نے ان کے لئے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے''۔ (سورۃ ...)

''پروردگار مہربان کی طرف سے سلام کہا جائے گا''۔ (سورۃ یسین آیت ۵۸)

سنن ابن ماجہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اہل جنت نعمتوں کے مزے لوٹ رہے ہوں گے کہ اچانک ایک نور ظاہر ہوگا، وہ اوپر کو دیکھیں گے تو رب تعالیٰ اپنی مہربانی سے اوپر کی جانب سے ان کو دیکھیں گے اور فرمائیں گے ''السلام علیکم یا اھل الجنۃ'' فرمایا ''اور اسی کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے ''سلام قولا من رب رحیم'' فرمایا پس اللہ تعالیٰ اہل جنت کو اور اہل جنت اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے اور کسی دوسری جانب التفات نہیں کریں گے جب تک اللہ تعالیٰ ان کو اپنا دیدار کراتے رہیں گے۔ پھر حق تعالیٰ حجاب فرمائیں گے لیکن ان کا نور اور برکت ان کے اوپر ان کے گھروں میں بھی باقی رہے گی۔ (۳)

بیہقی نے اسی حدیث کو اسی طریق سے طویل بیان کیا ہے فرماتے ہیں۔

اہل جنت اپنی مجلس میں تشریف رکھتے ہوں گے کہ اچانک جنت کے دروازے پر ایک نور ظاہر ہوگا۔ وہ سر اٹھائیں گے تو دیکھیں گے کہ حق تعالیٰ شانہ جلوہ فرما ہیں۔ فرمائیں گے! اے اہل جنت مانگو مجھ سے۔ عرض کریں گے! ہم آپ سے آپ کی رضا چاہتے ہیں۔ فرمائیں گے میری رضا کی وجہ سے آپ کو جنت ملی ہے اور میری رضا نے آپ کو میری مہمان نوازی تک پہنچایا ہے۔ یہ میری داد و دہش کا وقت ہے لہٰذا مانگو۔ عرض کریں گے ہم مزید چاہتے ہیں تو ان کے سامنے سرخ یاقوت کے خوبصورت اونٹ لائے جائیں گے جن کے زمام سبز زمرد اور سرخ یاقوت کے ہوں گے۔ پس اہل جنت ان پر سواری کریں گے۔ وہ اپنا قدم وہاں رکھیں گے جہاں تک ان کی نظر پہنچتی ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے تو حور عین میں سے جوان لڑکیاں یہ کہتے ہوئے آئیں گی!

''ہم نرم ہیں ہم میں سختی نہیں ہے گی، ہمیں ہمیشہ زندہ رہنا ہے کبھی مرنا نہیں ہم ایسے لوگوں کی بیویاں ہیں جو مسلمان ہیں شریف ہیں۔

پھر ایک ہوا چلے گی جس کو منشرہ کہتے ہیں وہ ان کو جنت عدن لے چلے گی فرشتے کہیں گے اے ہمارے رب وہ لوگ آگئے پچھوں کو خوش آمدید، ماننے والوں کو خوش آمدید، فرمایا پھر پردہ ہٹایا جائے گا پس وہ حق تعالیٰ شانہ کو دیکھیں گے اور رحمان کے نور کے مزے لیں گے یہاں تک کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ مدد سے فرمائیں گے ان کو تحفوں سمیت ان کے محلات کی طرف لوٹاؤ پھر وہ اس حال میں لوٹیں گے کہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسی کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے ''نزلا من غفور رحیم'' یعنی بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے۔

---

(۱) بخاری ۶۵۴۹، مسلم ۷۰۷۴ (۲) بخاری ۶۵۴۹، مجمع الزوائد ۱۰/۴۲۰ (۳) ابن ماجہ ۱۸۴

اسی حدیث کو بیان کرنے کے بعد بیہقی نے فرمایا" اسی کتاب (کتاب الرؤیۃ) میں ایسی روایات گذری ہیں جو اس حدیث میں بیان شدہ مضمون کی تائید کرتی ہیں۔ [1]

ابوالمعالی جوینی نے المرزعلی السحری میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ جب پردہ ہٹائیں گے اور اہل جنت کے لئے جلوہ افروز ہوں گے تو نہریں چل پڑیں گی، اور درختوں کے پتے بجنے لگیں گے اور تخت ومحلات چرچرانے لگیں گے، اور پھوٹتے چشموں سے بہتے پانی کی آواز آئے گی۔ ہوا خوب چلنے لگے گی۔ گھر اور محلات خالص مشک اور کافور سے مہکنے لگیں گے۔ پرندے چہچہانے لگیں گے اور حورعین نظارہ کریں گی۔

اس بات کا بیان کہ اہل جنت جمعہ کے دنوں میں حق تعالیٰ کا دیدار ایسی جگہوں میں کریں گے جو خالص اس مقصد کے لئے تیار کی گئی ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اس دن بہت سے چہرے چمکتے ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔ (سورۃ القیامۃ ۲۲۔۲۳)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے تختوں پر بیٹھے ہوئے نظارے کریں گے، تم ان کے چہرے پر نعمتوں کی تازگی دیکھ لوگے۔ (سورۃ المطففین ۲۲۔۲۴)

حضرت ابوموسیٰ اشعری کی حدیث میں گذرا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔" دو جنتیں ایسی ہیں کہ اس کا سب کچھ چاندی کا ہے۔ لوگوں اور دیدار رب میں جنت عدن میں کبریائی کی چادر حائل ہے (جس کی وجہ سے وہ دیدار نہیں کرسکتے) ایک اور حدیث میں ابن عمر سے مروی ہے کہ جنتیوں میں اونچے درجے کا وہ ہے جو دن میں دومرتبہ اللہ کا دیدار کرے [2] صحیحین میں اس مضمون کا شاہد بھی ہے۔ قیامت کے دن مومنین کے دیدار اللہ عزوجل کے بیان میں جریر سے مرفوعا روایت ہے۔" جیسے وہ سورج اور چاند کو دیکھتے ہیں۔ پھر اس کے بعد فرمایا،

پھر اس آیت کو تلاوت فرمایا" **وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب**" اور اپنے رب کی پاکی بیان کیجئے سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے" اور صحیح بخاری میں ہے کہ تم اپنے رب کو کھلم کھلا دیکھو گے۔ [3]

اس سیاق نے بتادیا کہ دیدار عبادت کے اوقات میں ہوگا تو گویا اچھے لوگ صبح وشام رب کا دیدار کرتے ہیں، اور یہ بہت اونچا مرتبہ ہے۔ وہ اپنے تختوں اور صوفوں پر بیٹھے حق تعالیٰ کا ایسا دیدار کرتے ہیں جیسا کہ ایسی حالت میں چاند کو دیکھا جاتا ہے۔ عام مجمعوں میں بھی وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے جیسا کہ جمعہ کے دن۔ کہ اس دن میں اہل جنت ایک کھلے میدان میں جمع ہوجاتے ہیں جو کہ سفید مشک کی ہوتی ہے۔ پھر وہ اپنے گھروں کے حساب سے بیٹھتے ہیں (جیسے گھر ملے ہیں جنت میں اس حساب سے اس وادی میں بھی منبر ملیں گے) بعض نور کے منبروں پر ہوں گے اور بعض سونے کے منبروں پر وغیرہ ذلک۔ پھر ان کے اوپر انعامات کی بارش ہوگی۔ ان کے سامنے خوان رکھے جائیں گے۔ جن میں مختلف قسم کی اشیاء ہوں گی کھانے اور پینے کے لئے۔ جن کو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال گذرا۔ پھر اس طرح مختلف قسم کے عطر استعمال کریں گے اور مختلف قسم کا اکرام ہوگا کہ جس کا انہوں نے سوچا تک نہ تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ تجلی فرمائیں گے اور ان میں سے ایک ایک سے گفتگو فرمائیں گے۔ جیسا کہ احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔ جیسا کہ عنقریب ان احادیث کو ذکر کیا جائے گا۔

بعض علماء نے عورتوں کے بارے میں اختلاف نقل کیا ہے۔ کیا وہ بھی اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گی جیسا کہ مرد کریں گے۔ کہا گیا کہ وہ دیدار نہیں کریں گی کیونکہ وہ خیموں میں محصور رہتی ہیں۔ اور کہا گیا وہ دیدار کریں گی کیونکہ خیموں میں دیدار سے کوئی مانع نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے" نیک لوگ بہشت میں ہوں گے تختوں پر بیٹھے دیدار کریں گے" اور فرمایا" وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے" اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" بلاشبہ تم اپنے پروردگار عزوجل کو ایسا دیکھو گے جیسا کہ اس چاند کو دیکھتے ہو۔ دیدار میں کچھ شک نہیں کرتے ہو اگر تم سے ہوسکے تو طلوع وغروب سے قبل نماز پر مواظبت کیا کرو" اور یہ مردوں اور عورتوں سب کو شامل ہے۔ [4]

بعض علماء نے تیسری بات بھی فرمائی ہے وہ یہ کہ عورتیں عید کے دنوں میں دیدار کریں گی۔ کیونکہ ان دنوں میں اللہ تعالیٰ تجلی عام فرمائیں گے تو وہ اس حال میں دیدار کریں گی دیگر احوال میں نہیں اس تیسرے مذہب کو ثابت کرنے کے لئے دلیل کی ضرورت ہے۔

---

(۱) بیہقی ۴۹۳ (۲) بخاری ۴۰-۶۵۳۹، مسلم ۲۳۳۵۔ (۳) بخاری ۷۴۳۵، ۷۴۳۶۔ (۴) بخاری ۵۵۴، مسلم ۱۴۳۲، ابوداؤد ۴۷۲۹

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''جن لوگوں نے نیکوکاری کی ان کے لئے بھلائی ہے اور مزید براں بھی''۔ (سورۃ یونس ۲۶)

ایک جماعت نے زیادت کی تفسیر دیدار الٰہی سے کی ہے۔ان کے اسماء گرامی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ابی بن کعب۔کعب بن عجرۃ حذیفہ بن یمان۔ابوموسیٰ اشعری،عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔سعید بن مسیب،مجاہد،عکرمہ،عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ،عبدالرحمان بن سابط حسن،قتادہ،ضحاک،سدی۔محمد بن اسحاق رحمہم اللہ تعالیٰ۔ان کے علاوہ بھی سلف وخلف سے یہی تفسیر مروی ہے۔اللہ تعالیٰ سب کو بہتر ٹھکانا عطا فرمائیں۔

آخرت میں مؤمنین اپنے رب کا دیدار کریں گے اس کے بارے میں حدیث گذر چکی ہے۔اس کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ان میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ان کی لمبی حدیث گذر چکی ہے۔اور ان میں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ان کی حدیث یعقوب بن سفیان روایت کرتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت ہر جمعہ کو رب کا دیدار کریں گے اور پھر پوری حدیث ذکر کی جس میں یہ ہے کہ جب بھی (حق تعالیٰ شانہ) پردہ ہٹائیں گے تو گویا اس سے پہلے ان کو نہ دیکھا گیا ہوگا۔[۱]

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔''ہمارے ہاں اور بھی بہت کچھ ہے''۔(سورۃ ق ۳۵) اور اسی کو روایت کرنے والے صحابہ میں ابی بن کعب،انس بن مالک،بریدہ بن حصیب،جابر بن عبداللہ،حذیفہ،زید بن ثابت،سلمان فارسی،ابوسعید،سعد بن مالک بن سنان خدری،ابوامامہ باہلی،صہیب رومی،عبادۃ بن الصامت،عبداللہ بن عباس،ابن عمر،عبداللہ عمرو،ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس،عبداللہ بن مسعود،عدی بن حاتم،عمار بن یاسر،عمارۃ بن رویبہ،ابو رزین عقیلی،ابوہریرۃ اور حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

بہت سی احادیث ان میں گذر چکی ہیں،اور حسب مقام کچھ کا ذکر ان شاء اللہ آئے گا۔اللہ ہی پر اعتماد اور توکل ہے۔

جمعہ کا دن یوم المزید ہے:

امام احمد نے فرمایا (عفان،حماد بن مسلمہ،ثابت بنانی،عبدالرحمان بن ابی سلمہ) حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی'' للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ ''یعنی نیکوکاروں کے لئے بھلائی ہے اور مزید برآں بھی۔(سورۃ یونس ۲۶) اور فرمایا جب اہل جنت کو جنت اور اھل دوزخ کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا تو ایک پکارنے والا پکارے گا اے اھل جنت اللہ تعالیٰ کا آپ کے ساتھ ایک وعدہ ہے جس کو وہ پورا کرنا چاہتے ہیں۔وہ کہیں گے وہ کیا ہے؟ کیا ہمارے ترازوں کو وزن دار نہیں کیا گیا؟ کیا ہمارے چہروں کو چمکدار نہیں بنایا گیا؟ کیا ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا گیا؟ کیا ہمیں دوزخ سے دور نہیں کیا گیا (یہ سب کچھ تو ہو گیا اب مزید کیا باقی ہے؟) فرمایا کہ پھر پردہ ہٹا دیا جائے گا پس وہ اللہ کا دیدار کریں گے۔پس اللہ کی قسم جنتیوں کے لئے اس سے پیاری کوئی نعمت نہیں ہوگی اور ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔[۲]

اور مسلم نے حماد بن سلمہ کے طریق سے اس طرح روایت کیا ہے۔عبداللہ بن مبارک نے فرمایا (ابوبکر الہذلی،ابوتمیمہ الہجیمی رحمہم اللہ تعالیٰ) بصرہ کے منبر پر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اھل جنت کی طرف ایک فرشتہ بھیجیں گے وہ کہے گا اے اھل جنت کیا اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا؟؟ تو اھل جنت اپنا جائزہ لیں گے تو دیکھیں گے کہ کپڑے ہیں،سامان آرائش،ہے بیویاں اور نہریں ہیں تو وہ کہیں گے کہ ہاں۔فرشتہ کہے گا نہیں ابھی کچھ باقی ہے۔بلاشبہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔''نیکوکاروں کے لئے بھلائی ہے اور مزید برآں بھی''۔(سورۃ یونس ۲۶) سنو! بھلائی تو جنت ہے اور جس کو مزید فرمایا گیا ہے وہ ہے اللہ کا دیدار۔[۳]

یہ روایت موقوف ہے۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اسی طریق سے یوں روایت کیا ہے۔حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک منادی (فرشتہ) کو بھیجے گا جو یہ آواز دے گا اس کی ایسی آواز ہوگی جس کو تمام جنت والے سنیں گے وہ کہے گا اے اھل جنت اللہ تعالیٰ نے آپ سے حسنیٰ (بھلائی) اور زیادہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔حسنیٰ تو جنت ہے اور زیادہ دیدار الٰہی ہے۔

(۱) مسلم ۴۹۔۴۴۸،ترمذی ۲۵۵۲،ابن ماجہ ۱۸۷ (۲) مسلم ۴۴۸ مسند امام احمد ۳۳۳/۴ (۳) طبری ۱۰۵/۷ تفسیر سورۃ یونس۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان "للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ" کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ حسنیٰ جنت ہے اور زیادۃ دیدار الٰہی ہے۔ (۱)

ابن جریر روایت کرتے ہیں (ابن حمید، ابراہیم بن مختار، ابن جریر، عطاء) حضرت کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے "للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ" کے بارے میں فرمایا کہ جن لوگوں نے اچھا عمل کیا ان کے لئے حسنیٰ ہے اور وہ جنت ہے اور زیادۃ (جس کا ذکر آیت میں ہے) اللہ کا دیدار ہے۔ (طبری)

حضرت امام شافعی اپنی مسند میں فرماتے ہیں (ابراہیم بن محمد، موسیٰ بن عبیدۃ، ابوازہر معاویہ بن اسحاق بن طلحۃ، عبید، عمیر رحمہم اللہ تعالیٰ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل ایک سفید آئینہ لے کر آئے جس میں ایک نقطہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ فرمایا جمعہ، اس کے ذریعے آپ کو اور آپ کی امت کو فضیلت دی گئی ہے اور دیگر لوگ اس میں آپ کے تابع ہیں۔ اس میں آپ کے لئے خیر ہے۔ اس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اس میں جو بھی آدمی اللہ سے خیر مانگے گا اللہ اس کو قبول فرمائیں گے اور وہ ہمارے ہاں یوم المزید کہلاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جبرئیل بتاؤ یہ یوم المزید کیا ہے؟ فرمایا کہ تیرے رب نے جنت الفردوس میں ایک بڑا میدان پیدا فرمایا ہے جس میں مشک کے ٹیلے ہیں۔ جب جمعہ کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ نزول فرماتے ہیں۔ اور ملائکہ کو نازل فرماتے ہیں۔ منبر کے نور ہوتے ہیں جس پر انبیاء کے بیٹھنے کے لئے جگہیں ہوتی ہیں۔ ان منبروں کو سونے کی کرسیوں سے گھیرا گیا ہے۔ جس پر یاقوت اور زبرجد جڑے ہوئے ہوتے ہیں ان پر شہداء اور صدیقین بیٹھیں گے۔ وہ انبیاء کے پیچھے ان ٹیلوں پر تشریف فرما ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں تمہارا رب ہوں میں تمہارا رب ہوں۔ میں نے آپ سے کیا گیا وعدہ سچا کر دکھایا۔ مانگو میں دوں گا۔ عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار ہم آپ کی رضا کے طلبگار ہیں۔ فرمائیں گے۔ میں تم سے راضی ہوں۔ اور یہ مردوں اور عورتوں سب کو شامل ہے۔

آپ کے لئے وہ کچھ جو آپ چاہو اور مزید بھی۔ اسی وجہ سے اہل جنت جمعہ کے دن کو پسند کرتے ہیں کیونکہ اس دن میں ان کو خیر دیا جاتا ہے۔ اور یہ وہی دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ (اپنی شان کے مطابق) عرش پر جلوہ افروز ہوئے اور اسی میں آدم کو پیدا کیا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ (۲)

بزار روایت کرتے ہیں (جہضم بن عبداللہ، ابوطیبہ، عثمان بن عمیر) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

میرے پاس جبرئیل آئے ان کے ہاتھ میں ایک سفید آئینہ تھا جس میں ایک کالا نکتہ تھا۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ کیا ہے؟ جواب دیا یہ جمعہ ہے آپ کے رب کی آپ کو پیشکش۔ یہ آپ کے لئے اور آپ کے بعد آپ کی امت کے لئے عید ہے۔ آپ پہلے اور یہود ونصاریٰ آپ کے بعد۔ آپ نے پوچھا اس میں ہمارے لئے کیا ہے؟ جواب دیا کہ ایک ایسی گھڑی کہ جس میں جو بھی مومن خیر کی دعا کرے گا رب تعالیٰ عطا فرمائیں گے اور اگر قسمت میں نہ لکھا ہو تو اس سے بہتر اس کے لئے قیامت میں ذخیرہ کر دیا جائے گا۔

اور اگر اس نے کسی بلا سے پناہ مانگی ہے اور وہ اس کے لئے لکھی جا چکی ہے تو اسے قیامت کے دن اس سے بڑی بلا سے پناہ میں رکھا جائے گا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں میں نے پوچھا یہ کالا نقطہ کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ قیامت ہے جو جمعہ کے دن قائم ہوگی۔ اور جمعہ کا دن ہمارے (ملائکہ کے) ہاں تمام دنوں کا سردار ہے اور آخرت میں ہم اس کو یوم المزید کہیں گے۔ پوچھا، یوم المزید کیا ہے؟ کہا اللہ تعالیٰ نے سفید مشک سے ایک وسیع وادی بنائی ہے۔ جمعہ کے دن حق تعالیٰ علیین سے نزول فرمائیں گے اور اپنی کرسی پر جلوہ فرما ہوں گے۔ کرسی کے ارد گرد نور کے منبر ہوں گے جس پر انبیاء تشریف فرما ہوں گے۔ منبروں کے گرد سونے کی کرسیاں ہوں گی جس پر صدیقین اور شہداء تشریف رکھیں گے پھر عام اہل جنت (مشک کے) ٹیلوں پر بیٹھیں گے۔ پھر رب تعالیٰ جلوہ افروز ہو کر دیدار کرائیں گے اور فرمائیں گے میں وہ ہوں کہ جس نے اپنی بات سچی کر دکھائی اور میں نے اپنی نعمتیں تم پر تمام فرمائیں۔ یہ میری کرامت کی جگہ ہے پس مجھ سے مانگو پھر وہ اتنا مانگیں گے کہ مزید ان کی رغبت ختم ہو جائے گی۔ پھر اس وقت وہ کچھ عطا فرمائیں گے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے دل میں اس کا خیال گذرا۔ یہ دیدار اتنی دیر رہے گا جتنی دیر میں لوگ جمعہ سے واپس آتے ہیں۔ پھر حق تعالیٰ اپنی کرسی پر تشریف لے جاتے ہیں اور صدیقین اور شہداء بھی (اپنی اپنی جگہوں پر چلے جاتے ہیں) راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے

(۱) طبری (۲) مسند امام شافعی ۳۱۰

ایسا ہی فرمایا۔اور محلات والے اپنے محلات میں چلے جاتے ہیں جو سفید موتی کے بنے ہوئے ہوتے ہیں یا سرخ یاقوت سے یا سبز زبرجد سے۔اس میں اس کے کمرے اور دروازے بھی ہوتے ہیں جس پر کشیدہ کاری کی گئی ہوتی ہے۔اس میں پھلوں سے بوجھل درخت ہوتے ہیں۔ان محلات میں ان کی بیویاں اور خادم ہوتے ہیں۔اور وہ تمام نعمتوں سے زیادہ جمعہ کے محتاج ہوتے ہیں۔تاکہ ان کی عزت میں اضافہ ہو اور دیدار سے فیض یاب ہوں اور اسی وجہ سے جمعہ کے دن کو یوم المزید کہا جاتا ہے۔[1] پھر بزار نے فرمایا ہمیں کوئی ایسا شخص معلوم نہیں کہ جس نے اس حدیث کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس طریق مذکور پر نقل کیا ہو۔ایسا ہی فرمایا۔اور ہم نے اس حدیث کو زیاد بن خیثمہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔پھر اسی سیاق سے حدیث کو مع طوالت ذکر کیا۔

اور حضرت امام شافعی کی روایت جو انہوں نے عبداللہ بن عبید سے کی ہے پہلے گذر چکی ہے اس میں راویوں کا اس (عثمان) کے بارے میں اختلاف ہے۔بعض راوی تدلیس سے کام لیتے تھے تاکہ حقیقت حال کا پتہ نہ چلے اور یہ اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ وہ ضعیف ہیں۔واللہ اعلم اور مسند ابو یعلی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔[2] اور حضرت انس سے روایت کے یہ اچھے طریق ہیں جو شاہد ہیں عثمان بن عمیر کی روایت کے لئے۔

حافظ ابوحسن اور دار قطنی نے کئی طریق سے بڑے اہتمام کے ساتھ اس حدیث کو بیان کیا ہے

حافظ ضیاء فرماتے ہیں کہ ایک اچھے طریق سے بھی اس کو روایت کیا گیا ہے انس بن مالک سے،اور طبرانی نے احمد بن زہیر کے طریق سے اس کو روایت کیا ہے۔[3]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے علاوہ صحابہ سے بھی روایت کیا گیا ہے بزار کہتے ہیں۔(ابراہیم بن مبارک،قاسم بن مطیب،اعمش۔ابو وائل)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس آئے اور یوم المزید کا ذکر کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ حاملین عرش (فرشتوں) کو حکم فرمائیں گے کہ پردے ہٹاؤ۔تو اہل جنت حق تعالیٰ کا پہلا کلام یہ سنیں گے۔

''میرے وہ بندے کہاں ہیں جنہوں نے میری فرمانبرداری کی حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا نہ تھا میرے رسولوں کی بات مانی اور میرے حکم کی تصدیق کی مجھ سے مانگو کیونکہ یہ یوم المزید ہے۔''

تو اہل جنت اس بات پر متفق ہو جائیں گے کہ ہم آپ سے راضی ہیں آپ بھی ہم سے راضی ہو جائیے۔

اللہ تعالیٰ جواباً فرمائیں گے جنت والو! اگر میں آپ سے راضی نہ ہوتا تو آپ کو اپنی جنت میں نہ ٹھہراتا۔یہ یوم المزید ہے پس مجھ سے مانگو۔پس وہ ایک بات متفقہ طور پر کہیں گے اور وہ یہ کہ اے ہمارے رب ہمیں اپنا دیدار کرائیے پس اللہ تعالیٰ پردہ ہٹائیں گے اور اپنے بعض نور کے ساتھ تجلی فرمائیں گے وہ نور ایسا ہوگا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ نہ ہوتا کہ ہمیشہ زندگی ہے موت نہیں تو یہ نور ان کو جلا (کر ختم کر) دیتا۔پھر ارشاد ہوگا اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔پس وہ اپنے اپنے گھروں کو لوٹیں گے۔اور ہر سات دنوں میں ان کے لئے ایک دن (انعام و اکرام کا) ہوگا اور وہ جمعہ کا دن ہے۔[4]

جنت کے بازار کا ذکر۔ (حافظ ابوبکر بن ابی عاصم،ھشام بن عمار عبدالحمید بن حبیب،اوزاعی،حسان بن عطیہ،سعید بن مسیب رحمہم اللہ تعالیٰ)

سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے ملا تو آپ نے فرمایا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری ملاقات جنت کے بازار میں کرائے (ہم جنت کے بازار میں جمع ہوں) میں نے پوچھا کیا جنت میں بازار ہے؟ فرمایا ہاں مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ جب اہل جنت اپنے اعمال کی بدولت جنت میں جائیں گے تو ان کو اجازت دی جائے گی جمعہ کے دن کے بقدر پس وہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں گے۔ان کے لئے مختلف قسم کے منبر رکھے جائیں گے نور کے،بعض لولو کے بعض زبرجد کے بعض یاقوت کے بعض سونے کے اور بعض چاندی کے ہوں گے،اور ادنیٰ جنتی مشک اور کافور کے ٹیلوں پر تشریف فرما ہوں گے۔ان کو یہ خیال نہیں آئے گا کہ ان کی بیٹھک دیگر کی بیٹھک سے کم درجہ ہے۔

(۱) مسند بزار ۱۹/۳۵۱۸ (۲) مسند ابو یعلی ۷/۴۲۲۸ (۳) طبرانی ۳۵ (۴) مسند بزار ۱۹/۳۵۱۸

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سوال کیا کہ ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ فرمایا کیا تم سورج اور چودھویں رات کے چاند کے دیکھنے میں شک کرتے ہو؟ ہم نے کہا نہیں۔ فرمایا ایسے ہی دیدار رب میں کوئی شک نہیں کرو گے اللہ تعالیٰ ہر کسی کے ساتھ کلام فرمائیں گے فرمائیں گے اے فلاں بن فلاں کیا تمہیں یاد ہے تم نے دنیا میں فلاں دن فلاں فلاں کام کئے تھے وہ کہے گا ہاں، کیا آپ نے میری مغفرت نہیں فرمائی؟ فرمائیں گے کیوں نہیں میری مغفرت ہی کی وجہ سے تو تو اس درجہ کو پہنچا ہے۔ فرمایا اسی اثناء میں اوپر سے ایک بدلی ان کو ڈھانپ لے گی اور ان کے اوپر ایسا عطر برسائے گی کہ اس کی سی خوشبو انہوں نے کبھی نہ سونگھی ہوگی۔ فرمایا پھر ہمارے رب تعالیٰ شانہ فرمائیں گے۔ جو کرامت (عزت) میں نے آپ کے لئے تیار کر رکھی ہے اس کی طرف جاؤ اور جو پسند ہو لے لو پھر وہ ایسے بازار پالیں گے جن کے گرد ملائکہ ہوں گے اور بازار میں ایسی چیزیں ہوں گی جن کو نہ کانوں۔ نے سنا، نہ آنکھوں نے دیکھا اور نہ دلوں پر ان کا خیال گذرا۔ فرمایا پھر ہم جو چاہیں گے لایا جائے گا اور اس بازار میں خرید وفروخت نہیں۔ اس بازار میں اھل جنت ایک دوسرے سے ملیں گے۔ اونچے درجوں والے نچلے درجے والوں سے ملیں گے۔ تو ان کو ان کا لباس اور ان کی ہیئت پسند آئے گی (پس وہ آپس میں گفتگو شروع کریں گے) پس ان کی بات (جس کو انہوں نے شروع کیا تھا) ختم ہونے کو نہیں آئے گی کہ اس (کم درجہ والے) کی ہیئت اس سے بھی اچھی ہو جائے گی اور اس سے اونچے درجے والے کو غم نہ ہوگا کیونکہ وہاں کسی کو غمگین ہونا نہیں۔ فرمایا پھر ہم بیویاں ملیں گی تو کہیں گی ہمارے محبوب کو خوش آمدید۔ آپ ایسی حالت میں تشریف لائے ہیں کہ آپ کا حسن وجمال اور خوشبو اس حالت سے بہتر ہے جس میں آپ ہمیں چھوڑ کر گئے تھے۔ ہم کہیں گے کہ ہم نے اپنے رب عزوجل کا دیدار کیا ان کی مجلس میں شریک ہوئے ہمیں ایسا ہی ہونا چاہئے۔[1] اس حدیث کو ابن ماجہ نے ذکر کیا اور ترمذی نے بھی۔[2]

امام مسلم فرماتے ہیں (ابو عثمان سعید بن عبدالجبار، حماد بن سلمہ ثابت) حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک بازار ہے ہر جمعہ کو اھل جنت وہاں جاتے ہیں پس شمال کی ہوا چلتی ہے اور ان کے چہروں اور کپڑوں کو لگتی ہے ان کے حسن وجمال میں اضافہ ہوتا ہے وہ اپنے بیویوں کی طرف لوٹتے ہیں وہ کہتی ہیں خدا کی قسم تمہارے حسن وجمال میں اضافہ ہوا ہے۔ وہ کہیں گے واللہ آپ کے حسن وجمال میں بھی اضافہ ہوا ہے۔[3]

احمد نے بھی اس کو روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ جنت میں ایک بازار ہے جس میں مشک کے ٹیلے ہیں اھل جنت جب وہاں نکلتے ہیں تو ہوا چلتی ہے۔ پھر پوری حدیث ذکر کی ہے۔[4]

جنت کی زمین اور جنت کی خوشبو کی مہک... (ابوبکر بن شیبہ، عمرو، عطاء بن وراد، سالم، ابوالعنس)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت کی زمین سفید ہے اس کا صحن کافور کی چٹانوں کا بنا ہوا ہے۔ جس پر مشک نے احاطہ کیا ہے جیسا کہ ریت کے ٹیلے ہوتے ہیں۔ اس میں نہریں بہتی ہیں۔ اھل جنت وہاں جمع ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ رحمت کی ہوا بھیجتے ہیں۔ یہ ہوا مشک کی خوشبو کو پھیلا دیتی ہے۔ پس آدمی اپنی گھر والی کی طرف لوٹے گا اور اس کا حسن اور خوشبو بڑھ چکی ہوگی۔ بیوی کہے گی۔ میاں! آپ یہاں سے نکلے تو میں آپ کو چاہتی تھی اب تو میں آپ کو زیادہ چاہتی ہوں۔[5]

ترمذی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک بازار ہے جس میں خرید وفروخت نہیں۔ ہاں اس میں مردوں اور عورتوں کی صورتیں ہوتی ہیں۔ جو جس صورت کو چاہے گا اس میں داخل ہو جائے گا۔[6]

یہ حدیث غریب ہے جیسا کہ امام ترمذی نے بیان کیا ہے۔ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ آدمی آدمیوں کی صورت وشکل اور عورت عورتوں کی شکل وصورت میں داخل ہونا پسند کرے گی۔ اور اس حدیث کی تشریح گذشتہ حدیث سے کی جائے گی جیسا کہ ''جنت کا بازار'' کے تحت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کے معنی شکل ہیئت اور لباس بیان کئے گئے ہیں۔ حدیث یہ ہے:

---

(۱) السنۃ ۴۷۵　(۲) ابن ماجہ ۴۳۳۶ ترمذی ۲۵۴۹　(۳) مسلم ۷۰۷۵　(۴) مسند احمد ۳/۲۸۵

(۵) اتحاف ۱۰/۵۳۱، درمنثور ۱/۱۳۸ ترغیب ترہیب ۴/۵۱۸　(۶) ترمذی ۲۵۵۰

ایک بڑھیا لباس والا آئے گا اور اپنے سے کم درجہ والے سے ملاقات کرے گا۔ وہ کم درجے والا جب اس کے لباس و ہیئت کو دیکھے گا تو اسے اچھا لگے گا اب وہ بات کو ختم نہ کر چکے ہوں گے کہ اس پر اس سے بھی اچھی ہیئت آ جائے گی اور یہ اس لئے ہوگا کہ جنت میں کوئی (کسی دوسرے کے رتبے اور بڑائی کی وجہ سے) غمگین نہیں ہوگا۔ (۱)

اگر اس حدیث کے الفاظ محفوظ ہوں۔ حالانکہ ظاہر یہ لگتا ہے کہ الفاظ محفوظ نہیں۔ تو اس کے صرف عبدالرحمان بن اسحاق نے روایت کیا ہے اپنے والد ماموں نعمان بن سعد اور شعبی سے اور ایک جماعت سے جن میں حفص بن غیاث عبداللہ بن ادریس اور ھشام ہیں۔

امام احمد اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ منکر ہے اور نعمان بن سعد کی روایت میں اس کی تکذیب کی۔ نیز یحیٰی بن معین، محمد بن سعد، یعقوب بن سفیان، بخاری، ابوداود، ابوحاتم، ابوزرعہ، نسائی، ابوخزیمہ اور ابن عدی وغیرہ نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔ تکمیل میں میں نے اس پر تفصیلی کلام کیا ہے۔

اس جیسے آدمی کی روایت ناقابل قبول ہے جس کو صرف یہ روایت کرے خاص طور پر مذکورہ روایت، کیونکہ یہ بہت ہی منکر ہے۔ اس آدمی کی طرح تو سب سے بہترین حالت یہ ہے۔ کہ کچھ سنے اور سمجھ نہ سکے پوری طرح پھر اس مطلب کی تعبیر ایک ناقص عبارت سے کر دے اور اصل حدیث وہی ہے جس کو ہم نے ''جنت کا بازار'' کے تحت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ذکر کیا ہے۔

اس کو ایک اور غریب طریق سے روایت کیا گیا ہے (محمد بن عبداللہ حضرمی، احمد بن محمد، محمد بن کثیر، جابر جعفی، ابوجعفر علی بن حسینؓ) حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ہم ایک جگہ جمع تھے جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا۔ اے مسلمانوں کی جماعت! جنت میں بازار ہے جس میں نہ خرید ہے نہ فروخت ہاں کچھ صورتیں ہیں۔ جس کو جو بھی صورت مرد یا عورت کی پسند آ جائے گی اس میں داخل ہو جائے گا۔ (۲)

جنت کی ہوا، اس کی خوشبو، اس کا پھیلنا، یہاں تک کہ وہ خوشبو کئی سال کی مسافت تک سونگھی جا سکے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو ضائع نہیں کرے گا ان کو سیدھا راستہ دکھائے گا اور ان کی حالت درست کرے گا اور ان کو داخل کرے گا ایسی جنت میں جس کو ان کے لئے خوشبوؤں سے مہکایا گیا ہے۔ (سورۃ محمد آیات ۴-۶)

بعض مفسرین نے ''عرّفھا لھم'' کو ''عرف'' یعنی خوشبو سے لیا ہے اور یوں تفسیر کی ہے ''طیّبھا لھم'' یعنی ان کے لئے جنت کو خوشبوؤں سے مہکایا گیا ہے۔

(ابوداود طیالسی، شعبہ، حکم، مجاھد) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے باپ کے غیر کی طرف نسبت میاں کی وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گا حالانکہ پچاس برس کی مسافت سے اس کی خوشبو سونگھی جاتی ہے۔ (۳) اور مسند امام احمد میں ستر سال کا ذکر ہے۔ (۴) حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے باپ کے علاوہ دوسرے کا اپنے آپ کو ظاہر کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گا حالانکہ جنت کی خوشبو ستر سال کی مسافت سے محسوس ہوتی ہے۔ اور فرمایا جو مجھ پر قصداً جھوٹ باندھے اس کو چاہئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

امام بخاری فرماتے ہیں (قیس بن جعفر، عبدالواحد بن زیاد، حسن بن عمر، مجاھد) حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ذمی کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا حالانکہ چالیس سال کی مسافت کے بقدر جنت کی خوشبو پائی جاتی ہے۔ (۵) اور اس طرح ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ (۶)

امام احمد فرماتے ہیں (اسماعیل بن محمد، ابراھیم المعقب، مروان بن معاویہ، حسن بن عمرو، مجاھد، جنادۃ بن ابی امیہ) حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس نے اھل ذمہ میں سے کسی کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا حالانکہ جنت کی خوشبو سال بھر کی

(۱) ترمذی ۲۵۴۹ (۲) ترمذی ۲۵۵۰ (۳) ابوداؤد ۴۲۷ (۴) مسند امام احمد ۱۹۴/۲ (۴) بخاری ۳۱۶۶
(۵) ابن ماجہ ۲۶۸۶ (۶) مسند احمد ۱۸۶/۲

مسافت کی مقدار پھیلتی ہے۔ [1]

طبرانی حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس نے بغیر حق کے کسی معاہد کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا اور جنت کی خوشبو ایک سال کی مسافت کی بقدر پائی جاتی ہے۔ [2] اور ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ستر سال کی روایت بھی نقل کی ہے۔ [3]

عبدالرزاق فرماتے ہیں (معمر، قتادہ، حسن) حضرت ابو بکر (آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جنت کی خوشبو سو سال کی مسافت تک پائی جاتی ہے۔ [4]

سعید بن ابی عروبہ حضرت قتادہ سے پانچ سو سال روایت کرتے ہیں۔ حماد بن سلمہ نے بھی یونس بن عبید سے ایسی روایت کی ہے۔

حافظ ابو نعیم اصفہانی صفۃ الجنۃ میں روایت کرتے ہیں۔ (ربیع بن بدر۔ یہ ضعیف ہے، ہارون بن رئاب، مجاھد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے پائی جاتی ہے۔ [5]

مؤطا امام مالک میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ ایسی عورتیں جو پہنتی ہیں (پھر بھی) ننگی رہتی ہیں (کپڑے ایسے ہوتے ہیں کہ اس کا ہونا نہ ہونا برابر، اس لئے ننگی رہتی ہیں) خود بھی مائل ہوتی ہیں (مردوں کی طرف اور مردوں کو اپنی طرف) مائل کرنے والی ہوتی ہیں ایسی عورتیں نہ تو جنت میں جائیں گی اور نہ جنت کی خوشبو پائیں گی اور بلاشبہ جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت سے محسوس کی جاتی ہے۔ [6]

حافظ ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ عبداللہ بن نافع نے حضرت مالک سے مرفوعاً اس کو روایت کیا ہے۔

طبرانی (محمد بن عبداللہ حضرمی، محمد بن احمد بن طریف، محمد بن کثیر، جابر جعفی، ابو جعفر محمد علی) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جنت کی خوشبو ایک ہزار سال کی مسافت کی مقدار میں پائی جاتی ہے والد نافرمان (والدین کا) اور قطع رحمی کرنے والا اس کو نہیں پائے گا۔ [7]

صحیحین میں ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جنگ احد کے دن حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گذرے جب ان کو شہید کیا گیا تھا۔ تو زیادہ زخموں کی وجہ سے ان کو نہ پہچان سکے۔ ان کی بہن صرف ان کو انگلیوں کے پوروں سے پہچان سکی۔ ان کو کچھ اوپر اسی زخم لگے تھے جن میں تلوار کی ضرب، نیزوں اور تیروں کے زخم تھے رضی اللہ عنہ، اس موقع پر حضرت سعد نے فرمایا کہ انس رضی اللہ عنہ نے جنت کی خوشبو پائی [8] حالانکہ وہ زمین میں تھے اور خوشبو آسمانوں سے اوپر۔ الا یہ کہ کہا جائے کہ اس دن خوشبو مسلمانوں کے قریب آگئی تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جنت کی روشنی اس کا حسن اس کے صحن کی خوبی اور صبح وشام اس کا خوبصورت منظر...... اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور جب تو دیکھے وہاں، تو دیکھے نعمت اور سلطنت بڑی، اوپر کی پوشاک ان کی کپڑے ہیں باریک ریشم کے سبز اور گاڑھے اور ان کو پہنائے جائیں گے کنگن چاندی کے اور پلائے ان کو ان کا رب شراب، جو پاک کرے دل کو۔ (سورۃ الدھر ۲۰۔۲۱)

اور فرمایا:

سدا رہا کریں ان میں خوب جگہ ہے ٹھہرنے کی اور خوب جگہ رہنے کی۔ (سورۃ الفرقان ۷۶)

اور فرمایا!

تجھ کو یہ ملا ہے کہ نہ بھوکا ہو تو اس میں اور نہ ننگا اور یہ کہ نہ پیاس کھینچے اور نہ دھوپ۔ (سورۃ طہٰ ۱۱۸۔۱۱۹)

اور فرمایا نہیں دیکھتے وہاں دھوپ اور نہ ٹھنڈک۔ (سورۃ الدھر ۱۳)

ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں (سوید بن سعید، عبد ربہ حنفی۔) زمیل نے اپنے والد سماک کو یہ کہتے سنا کہ وہ مدینہ منورہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ملے جب ان کی بینائی جا چکی تھی تو پوچھا اے ابن عباس جنت کی زمین کیسی ہے۔ فرمایا وہ چاندی کے سفید مرمر سے ہے گویا کہ وہ آئینہ

(۱) مسند احمد ۵/۳۶۔ (۲) ابوداؤد ۲۷۶۰۔ (۳) درمنثور ۲/۱۹۵ (۴) درمنثور ۲/۱۹۵۔ (۵) مؤطا امام مالک ۱۷۴۰

(۶) مستدرک حاکم ۲/۱۲۶ (۷) مسلم ۱۲۸، ترمذی ۲۲۰۰ (۸) مسند احمد ۱/۲۲۷

ہے۔ پوچھا اس کی روشنی؟ فرمایا ایسی جیسے سورج طلوع ہونے سے کچھ دیر پہلے ہوتی ہے۔ ہاں نہ اس میں دھوپ ہے اور نہ ٹھہر۔

ہم نے حدیث میں ذکر کیا جیسا کہ آئے گا ان شاء اللہ۔ ابن صیاد نے جو جنت کی مٹی کے بارے میں سوال کیا اس میں بھی گذرا کہ وہ سفید ہے خالص مشک کی۔ (مسلم حدیث ۷۲۸۰)

(احمد بن منصور، کثیر بن ہشام، ہشام بن زیاد، حبیب بن شہید، عطاء بن ابی رباح)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنت کو سفید پیدا فرمایا اور سفیدی اللہ کا محبوب لباس ہے۔ پس زندوں کو سفید پہننا چاہئے۔ اور مردوں کو اسی میں کفن دو۔

پھر آپ ﷺ نے بکریاں چرانے والوں کو جمع کرنے کا حکم فرمایا جمع کئے گئے فرمایا جو بکریوں والا ہے اسے چاہئے کہ اس میں سفید بکری ملائے پس ایک عورت آئی اور عرض کیا اے رسول اللہ! میں نے کالی بکریاں رکھی ہیں ان کی افزائش نہیں ہوتی فرمایا ان کے ساتھ سفید بکری ملاؤ۔

(ابو بکر بزار، احمد بن فرج حمصی، عثمان بن سعید، محمد بن مہاجر، ضحاک معافری، سلمان بن موسیٰ، کریب رحمہم اللہ تعالیٰ) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کیا جنت کے لئے کوئی تیاری کرنے والا نہیں؟ کیونکہ جنت کی کوئی مثال نہیں اور وہ خدا کی قسم چمکتا نور ہے مہکتا ریحان، مضبوط محلات، چلتی، بہتی نہریں، پکے پھل، خوبصورت خوبرو بیویاں، ہمیشہ رہنے کی جگہ میں، بہت سی پوشاک، سلامتی والے گھر میں۔ میوے اور سرسبزی وشادابی، خوش باش وخوش خلق پڑوسی اور بیش بہا نعمتیں ایک عمدہ خوبصورت دلکش مقام (یہ سب کچھ جنت میں) ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم تیاری کرنے والے ہیں فرمایا کہو ان شاء اللہ لوگوں نے کہا۔ انشاء اللہ۔ [1] پھر بزار نے کہا ہمیں اس حدیث کا صرف یہی طریق معلوم ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا گیا ہے!

جنت کی سرزمین سفید ہے اس کا صحن کافور کی چٹانوں کا بنا ہوا ہے۔ اردگرد مشک نے احاطہ کیا ہوا ہے جیسے ریت کے ٹیلے۔ اس میں چلتی نہریں ہیں۔ اہل جنت جمع ہو جاتے ہیں۔ ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحمت کی ہوا بھیجتے ہیں وہ مشک کی خوشبو کو مہکاتی ہے۔ تو آدمی اس حالت میں واپس ہوتا ہے کہ وہ حسن اور خوشبو ترقی حاصل کر چکا ہوتا ہے بیوی کہتی ہے میاں! آپ جب نکلے میں آپ پر فریفتہ تھی اب تو میں زیادہ فریفتہ ہوں۔ [2]

جنت کی چاہت کا حکم، اللہ کا اپنے بندوں کو اس کی ترغیب دینا اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کا حکم فرمانا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اللہ دارالسلام (جنت) کی طرف بلاتا ہے۔ (یونس ۲۵)

اور فرمایا:

اور بڑھو اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان اور زمین (کے برابر) ہے تیار کی گئی ہے متقین کے لئے۔ (آل عمران ۱۳۳)

سبقت کرو اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی ایسی ہے جیسی زمین و آسمان کی چوڑائی۔ تیار کی گئی ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر، یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والے ہیں۔ (سورۃ الحدید ۲۱)

اور فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں سے ان کی جانوں اور ان کے اموال کو جنت کے بدلے خریدا ہے وہ اللہ کے راستہ میں لڑتے ہیں۔ (توبہ ۱۱۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرشتے رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے آپ سو رہے تھے۔ بعض نے کہا کہ آپ سو رہے ہیں اور بعض نے کہا آنکھ سو رہی ہے اور دل بیدار ہے۔ (پھر آپ کے بارے میں فرمانے لگے کہ) آپ کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے ایک گھر بنایا پھر

(۱) مسلم ۱۲۸، ترمذی ۳۲۰۰ (۲) مسند احمد ۱/ ۲۴۷

اس میں دعوت کی اور بلانے والے کو بھیجا پس جس نے بلانے والے کی بات مانی وہ گھر میں داخل ہوا اور دستر خوان میں سے کھایا۔
لوگوں نے اس کی تفسیر آنحضرت ﷺ کے لئے کی اور بعض نے کہا آپ سور ہے ہیں بعض نے کہا آنکھ سو رہی ہے دل بیدار ہے۔ پس کہا گھر جنت ہے بلانے والے محمد (ﷺ) ہیں جس نے آپ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے آپ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ (۱)

اور ترمذی کے الفاظ یہ ہیں:

ایک دن رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا میں نے خواب میں دیکھا جیسے جبرئیل میرے سر کی طرف اور میکائیل پاؤں کی طرف ہے۔ ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے کہہ رہا ہے اس کی مثال بیان کرو اس نے کہا سنو! آپ کے کان سن لیں اور سمجھو تمہارا دل سمجھ لے آپ کی اور آپ کی امت کی مثال ایسی ہے جیسے کسی بادشاہ نے گھر بنایا اور پھر اس (بڑے گھر) میں ایک مکان بنایا پھر دعوت کی۔ پھر ایک ایلچی بھیجا جو لوگوں کو بادشاہ کی دعوت کی طرف بلاتا ہے۔ بعض نے ایلچی کی بات مانی اور بعض نہ مانی۔ پس اللہ تعالیٰ بادشاہ ہیں۔ اور اسلام گھر ہے اور جنت (گھر کے اندر کا) مکان ہے اور آپ اے محمد (ﷺ) ایلچی ہیں۔ جو آپ کی بات مانے گا اسلام میں داخل ہوگا اور جو اسلام میں داخل ہوا وہ جنت میں داخل ہوا اور جو جنت میں داخل ہوگا وہ جنت کے پھل کھائے گا۔ (۲)

ترمذی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی ایسے روایت کیا گیا ہے جس کو ترمذی نے صحیح قرار دیا۔
درمنثور میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آقا نے گھر بنایا اور دعوت کی اور ایک بلانے والے کو بھیجا۔ جس نے بلانے والے کی اطاعت کی گھر میں داخل ہوا اور دعوت کھائی اور آقا ان سے راضی ہوا، سنو! یہ آقا تو اللہ ہیں اور گھر اسلام ہے اور دعوت جنت ہے اور دعوت دینے والے محمد (ﷺ) ہیں۔ (درمنثور ۳/۳۰۵)

جو آگ سے اللہ کی پناہ مانگے گا اللہ اس کو پناہ دیں گے اور جو جنت کا طلبگار ہوگا اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے بشرطیکہ نیت صادق اور عمل صحیح ہو

مسند امام احمد میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بھی کسی بندہ نے آگ سے تین مرتبہ پناہ مانگی آگ نے کہا اے رب آپ کا فلاں بندہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے اس کو پناہ دیجئے اور جب بھی کوئی بندہ سات مرتبہ جنت کا سوال کرتا ہے جنت کہتی ہے اے رب آپ کے فلاں بندے نے مجھے مانگا ہے اس کو مجھ میں داخل کر دیجئے۔ (۳)
ترمذی اور نسائی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی جنت کو تین مرتبہ مانگتا ہے تو جنت کہتی ہے اے اللہ اسے جنت میں داخل فرما اور جو آگ سے تین مرتبہ اللہ کی پناہ مانگتا ہے تو آگ کہتی ہے اے اللہ اس کو آگ سے پناہ دے۔ (۴)

جنت اور دوزخ ایسے شفاعت کرنے والے ہیں جن کی شفاعت قبول کی گئی ہے...... حسن بن سفیان فرماتے ہیں (مقدمی، عمر، یحیٰی بن عبید اللہ، عبید اللہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جنت کا سوال کثرت سے کیا کرو اور دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگا کرو کیونکہ یہ دونوں شفاعت کرنے والے ہیں ان کی شفاعت قبول کی گئی ہے۔ اور جب بندہ کثرت سے جنت کا سوال کرتا ہے جنت کہتی ہے اے رب آپ کے اس بندہ نے مجھے آپ سے مانگا ہے میرے اندر اس کا ٹھکانہ بنا اور آگ کہتی ہے اے رب آپ کے اس بندے نے مجھ سے آپ کی پناہ مانگی اس کو پناہ دے۔

(۱) ابن ماجہ ۴۳۳۲۔ (۲) درمنثور ۱/۳۷، اتحاف السادۃ المتقین ۱۰/۵۳۱
(۳) مسند احمد ۳/۱۱۷، مسند ابو یعلیٰ ۱۱/۶۱۹۲۔ (۴) ترمذی ۲۵۷۲، نسائی ۵۵۳۶، ابن ماجہ ۴۳۴۰

اپنی طاقت بھر جنت کی طلب کرو اور اپنی طاقت بھر دوزخ سے بھاگو..... ابوبکر شافعی فرماتے ہیں کہ کلیب بن حرب نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ حتی الوسع جنت کی تلاش میں رہو اور حتی الوسع دوزخ سے بھاگو کیونکہ بلاشبہ جنت ایسی ہے کہ اس کو طلب کرنے والا نہیں سوتا اور دوزخ ایسی ہے کہ اس سے بھاگنے والا نہیں سوتا۔ آج آخرت کو ناگواریوں نے اور دنیا کو شہوات نے گھیرا ہے لہٰذا یہ شہوات ہرگز تمہیں آخرت سے غافل نہ بنائے۔ (۱)

جنت کو ناگواریوں نے گھیرا ہے اور دوزخ کو شہوات نے گھیرا ہے..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جنت کو ناگواریوں اور دوزخ کو شہوات نے گھیرا ہے۔ (۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جنت کو ناگواریوں اور دوزخ کو شہوات نے گھیرا ہے۔ (۳)

اس کو صرف امام احمد نے روایت کیا۔ جید حسن ہے۔ کیونکہ اس کے شواھد موجود ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا فرمایا تو حضرت جبرئیل کو بھیجا اور فرمایا اس کو دیکھو اور وہ کچھ دیکھو جو میں نے اہل جنت کے لئے تیار کیا ہے۔ پس وہ آئے جنت اور اہل جنت کے لئے تیار کی گئی نعمتوں کو دیکھا اور کہا تیری عزت کی قسم جو بھی جنت کے بارے میں سنے گا وہ اس میں داخل ہوگا پھر حکم فرمایا تو جنت کو ناگواریوں میں چھپایا گیا پھر اس کو دیکھنے کا حکم دیا جبرئیل جب گئے تو دیکھا کہ جنت کو ناگواریوں میں چھپایا گیا ہے واپس ہو کر کہا آپ کی عزت کی قسم مجھے تو ڈر ہے کہ کوئی بھی ان ناگواریوں سے نجات نہیں پائے گا۔ (۴)

اس کو صرف احمد نے روایت کیا اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ عام طور پر انسان کو آگ میں داخل کرنے والی دو کھوکھلی چیزیں ہیں (۵) شرم گاہ اور منہ۔ اور اکثر جس کے ذریعے جنت میں جاتا ہے (دو چیزیں ہیں) تقویٰ اور اچھے اخلاق۔

یاد رکھو! دوزخ شہوات سے ڈھانپی گئی ہے اور اس کے اندر تمام تکلیف دہ چیزیں اور حسرات ہیں اور جنت ناگواریوں سے ڈھانپی گئی ہے اور اس کے اندر ایسی خوشی اور لذت کی چیزیں ہیں جس کو نہ آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا اور نہ کسی دل پر اس کا خیال گذرا جس طرح کہ ہم اس کے بارے میں آیات واحادیث ذکر کر چکے ہیں۔

ان کی ہمیشہ نعمتوں اور دائمی لذتوں میں ایک وہ سرور ہے کہ ایسا سرور کبھی کانوں نے نہیں سنا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں!

پس جو لوگ ایمان لائے اور بھلے کام کئے وہ جنت میں ہوں گے لذت وسرور سے بہرہ اندوز ہوں گے۔ (سورۃ الروم ۱۵)

اوزاعی یحییٰ بن ابو کثیر سے نقل کرتے ہیں کہ جس سرور کا ذکر آیت شریفہ میں ہے اس سے مراد گانا ہے۔

اللہ کی جنت میں حور کا گیت..... حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جنت میں حور عین کے لئے جمع ہونے کی ایک جگہ ہے وہ ایسی آوازوں سے گاتی ہیں کہ ایسی آوازیں کبھی لوگوں نے نہیں سنی ہوں گی وہ کہتی ہیں ہم سدا رہنے والیاں ہیں کبھی ختم ہونا نہیں ہم نرم وملائم ہیں ہم میں کبھی سختی نہیں آئے گی۔ ہم راضی رہنے والیاں ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی۔ خوشخبری اس کے لئے جو ہمارا اور ہم اس کی ہیں۔ (۶)

اس باب میں ابوہریرہ، ابوسعید اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایات منقول ہیں۔ نیز عبداللہ بن ابی اوفی، ابن عمر اور ابوامامہ رضی اللہ عنہم سے بھی منقول ہیں۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جنت میں ایک نہر ہے جس کی لمبائی جنت جتنی ہے اس کے دونوں کناروں پر دوشیزائیں

(۱) طبرانی ۱۹/۲۰۰۔ (۲) مسلم ۶۱ ترمذی ۲۵۵۹۔ (۳) مسند احمد ۲/۲۶۰ (۴) مسند احمد ۲/۳۳۳

(۵) مسند احمد ۲/۳۹۲۔ (۶) ترمذی ۲۵۶۴

کنواریاں ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑی رہتی ہیں ایسی آواز سے گاتی ہیں جس کو تمام خلائق سنتے ہیں۔ان کے خیال میں جنت میں اس جیسی کوئی لذت نہ ہوگی راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا اے ابو ہریرہ وہ کیا گا رہی ہوں گی۔فرمایا وہ اللہ تسبیح بزرگی اور پاکیزگی کے گن گائیں گی۔انشاء اللہ۔ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کی جڑیں سونے کی اور شاخیں زبرجد اور لولوئی ہیں اس پر ہوا چلتی ہے تو اس کے پتے بجنے لگتے ہیں۔سامعین نے اس سے زیادہ لذت والی چیز کبھی نہ سنی ہوگی۔ (۲) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں گزرا ہے کہ ہوا اس کو حرکت دے گی تو دنیا میں موسیقی کی جتنی قسمیں تھیں ان سب کی آوازیں اس میں آئیں گی۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔کہ جنت میں حورعین گاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہم خوبرو حور ہیں ہمیں شریف خاوندوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ (۳)

حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر آدمی کی شادی چار ہزار کنواریوں، آٹھ ہزار بے خاوند عورتوں (چاہے ان کے خاوند مر گئے ہوں یا انہوں نے شادی ہی نہ کی ہو) اور سو حوروں سے ہوگی ہر سات دنوں میں ایک مرتبہ وہ جمع ہوتی ہیں اور ایسی خوبصورت آوازوں سے گاتی ہیں کہ ایسی آوازیں مخلوق نے کبھی نہ سنی ہوں گی (کہتی ہیں) ہم سدا رہنے والیاں ہیں فنا ہونے والیاں نہیں، نرم ہیں سخت نہیں راضی رہنے والیاں ہیں نہ خفا ہونے والیاں ادھر مقیم ہیں یہاں سے جانے والیاں نہیں خوشخبری اس کے لئے جس کی ہم ہیں اور جو ہمارا ہے۔ (۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اہل جنت کی بیویاں ان کے سامنے گاتی ہیں ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں ہمیں مرنا نہیں مامون ہیں کوئی خوف نہیں ٹھہری ہیں جانا نہیں۔ (۵)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو بھی بندہ جنت میں جاتا ہے تو دو حورعین اس کے سر اور پاؤں کی طرف سے آتی ہیں اور خوبصورت آواز سے گاتی ہیں جس کو تمام انس و جن سنتے ہیں اور ان کا یہ گانا مزامیر شیطان نہیں۔ (۶)

ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے سعید بن ابو ایوب رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ ایک قریشی آدمی نے ابن شہابؒ سے پوچھا کیا جنت میں گانا ہوگا کیونکہ مجھے گانا پسند ہے فرمایا ہاں خدا کی قسم جنت میں ایک درخت ہے جس کو لولو اور زبرجد نے اٹھایا ہے۔اس کے نیچے دوشیزہ حوریں ہوتی ہیں جو قرآن کو حسن صوت سے پڑھتی ہیں۔اور کہتی ہیں ہم نرم ہیں سخت نہیں ہوں گی ہم سدا زندہ ہیں ہم کو مرنا نہیں۔جب درخت اسے سنتا ہے تو اس کے بعض حصہ بعض سے بجنے لگتے ہیں۔یہ لڑکیاں اس بجنے کی آواز کو پسند کریں گی پھر یہ معلوم نہ ہوگا کہ لڑکیوں کی آواز اچھی ہے یا درخت کی۔

ابن وہبؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں لیث نے خالد بن زید سے روایت کر کے بتایا کہ لڑکیاں اپنے خاوندوں کو گانا سنائیں گی اور کہیں گی ہم اچھی اور خوبصورت ہیں۔شریف نوجوانوں کی بیویاں ہیں۔ہم سدا رہنے والیاں ہیں ہم نہیں مریں گی ہم ملائم ہیں سخت نہیں راضی ہیں خفا نہیں ہوں گی مقیم ہیں جائیں گی نہیں ان میں سے ایک کے سینہ میں لکھا ہوا ہوگا آپ میرے محبوب ہیں اور میں آپ کی محبوب میری آنکھوں نے آپ جیسا نہیں دیکھا۔

ابن مبارک کہتے ہیں مجھے اوزاعی نے یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت کر کے بتایا کہ حورعین جنت کے دروازوں کے ساتھ اپنے شوہروں کو ملتی ہیں تو کہتی ہیں کہ ہم نے آپ کا بہت انتظار کیا ہم راضی ہیں خفا نہیں ہوں گی اور مقیم ہیں جائیں گی نہیں سدا رہنے والیاں ہیں مریں گی نہیں۔خوبصورت آوازوں کے ساتھ گائیں گی۔حور اپنے شوہر سے کہے گی میں آپ کی آپ میرے محبوب۔آپ کے علاوہ کسی کا ارادہ نہیں اور آپ کو چھوڑ کر کہیں جانا نہیں۔

(ابن ابی الدنیا، ابراہیم بن سعید، علی بن عاصم، سعید بن ابی سعید)

فرمایا کہ جنت میں سونے کے محلات ہوں گے جس کو لولو اٹھائے ہوئے ہوں گے جب اھل جنت کوئی آواز سننا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ ان محلات پر ہوا کو بھیجیں گے پس وہ ہر آواز لائے گی جو انہیں پسند ہو۔

حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (ثابت بنانی، حجاج بن اسود، شہر بن حوشب) اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتے ہیں میرے بندے دنیا میں خوبصورت آواز کو پسند کرتے تھے لیکن میری وجہ سے اس کو چھوڑتے تھے۔پس میرے بندوں کو سناؤ پس وہ تہلیل، تسبیح اور تکبیر کو ایسی خوبصورت آواز سے

(۱) اتحاف ۱۰/۵۴۸ (۲) ترغیب ترہیب ۴/۵۲۳ (۳) کنز العمال ۳۹۳۶۰ المطالب العالیہ ۴۶۸۴۔
(۴) اتحاف ۱۰/۵۴۶ در منثور ۱/۴۰ (۵) طبرانی ۷۴۳ (۶) کنز العمال ۳۹۳۷۴

پڑھیں گے کہ ایسی آواز کبھی نہ سنی گئی ہوگی۔

ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں (داود بن عمر۔عبداللہ بن مبارک، مالک بن انس، محمد بن مکندر):

جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک پکارنے والا پکارے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو اپنے آپ کو لہو ولعب کی مجلسوں اور شیطانی موسیقی سے بچاتے تھے ان کو مشک کے باغات میں ٹھہراؤ پھر ملائکہ کو حکم ہوگا اس کو میری حمد اور پاکی سناؤ۔ [1]

ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں (دہم بن فضل قرشی، داود بن جراح۔اوزاعی) مجھے معلوم ہوا ہے کہ اللہ کی مخلوق میں اسرافیل سے زیادہ خوبصورت آواز والا کوئی نہیں۔اللہ کے حکم سے وہ سنانا شروع فرمائیں گے پس وہ آسمان میں موجود ہر فرشتہ کی نماز کو توڑ دے گا جب تک اللہ چاہیں وہ اس حالت میں رہیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میری عزت کی قسم اگر بندے میری بڑائی سے واقف ہوتے تو میرے غیر کی ہرگز عبادت نہ کرتے۔

مالک بن دینار وان لہ لزلفیٰ وحسن مآب کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک اونچے منبر کا حکم دیا جائے گا وہ جنت میں رکھ دیا جائے گا۔ پھر آواز دی جائے گی اے داؤد اس آواز سے میری پاکی بیان کیجئے جس سے آپ دنیا میں میری پاکی بیان کیا کرتے تھے۔ پھر حضرت داود علیہ السلام کی آواز بلند ہوگی جو تمام اہل جنت کو شامل ہوگی۔ بس اسی کو اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں وان لہ لزلفیٰ وحسن مآب یعنی اور ان کے لئے ہے بڑا مرتبہ اور اچھا ٹھکانا۔ (ص۔۴۰)

جنت میں اللہ کے حضور جنتیوں کے لئے بعض جگہیں بنائی گئی ہیں جس میں وہ جمع ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے ہم کلام ہوتے ہیں اور وہ کلام الٰہی کو سنتے ہیں اور جب وہ جلوہ افروز ہوتے ہیں تو سلام کرتے ہیں اس کو ہم نے "سلام قولا من رب رحیم" کے تحت بیان کیا ہے اور اس میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث بھی گزر چکی ہے جس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنتی ہر روز اللہ کے حضور حاضری دیتے ہیں اللہ تعالیٰ قرآن سناتے ہیں اور ہر آدمی اس جگہ بیٹھا ہوگا جو اس کے بیٹھنے کے لئے متعین ہوگا۔موتیوں کے منبروں یاقوت زبرجد سونے اور زمرد کے منبروں پر (حسب مرتبہ) بیٹھے ہوں گے۔ کسی چیز سے ان کی آنکھوں کو ایسی ٹھنڈک نہیں ملے گی جیسے اس (کلام اللہ کے سننے) سے،اور نہ انہوں نے کبھی اس سے اچھی چیز سنی ہوگی۔ پھر وہ اپنی اپنی جگہوں کو ٹھنڈی آنکھوں سے جاتے ہیں،اور اس طرح (اس مذکورہ دن کے بعد) کل کو بھی ان کی آنکھیں اس طرح ٹھنڈی ہوں گی۔ [2]

ابو نعیم،ابو برزہ اسامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ اھل جنت صبح کو ایک کپڑے میں ہوتے ہیں اور شام کو دوسرے کپڑے میں جس طرح تم میں سے کوئی بادشاہ کی زیارت کے لئے صبح وشام جاتا ہے اس طرح اھل جنت بھی صبح وشام بارگاہ الٰہی میں حاضری دیتے ہیں ان کے لئے وقت مقرر ہوتا ہے اور وہ اس کو جانتے ہیں۔وہ اس گھڑی سے واقف ہوتے ہیں جس میں اللہ کے حضور حاضری دینی ہے۔

جنت کے گھوڑے.....ترمذی میں ہے کہ حضرت سلیمان اپنے باپ ابو بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ فرمایا (ہاں) جب اللہ تعالیٰ آپ کو جنت میں داخل کریں گے تو آپ جب گھوڑے پر سواری کرنا چاہیں گے تو آپ کو سرخ یاقوت کے ایک گھوڑے پر سوار کیا جائے گا وہ آپ کو وہاں لے اڑے گا جہاں آپ چاہیں گے۔

فرمایا اور ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا مجھے گھوڑے پسند ہیں کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جنت میں تیز ترین تیز رفتار عمدہ جسم والے گھوڑے اور اونٹ ہیں اھل جنت اس پر سوار ہو کر جہاں چاہیں گے ایک دوسرے کی زیارت کریں گے۔ [3]

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ! مجھے گھوڑے پسند ہیں کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آپ کو جنت میں داخل کیا جائیگا تو آپ کے سامنے یاقوت کا ایک گھوڑا لایا جائے گا جس کے دو پر ہوں گے آپ کو اس پر سوار کیا جائے گا پھر آپ جہاں چاہیں گے وہ آپ کو لے اڑے گا۔ [4]

(۱) السنۃ ۱/۲۸۰، العلل المتناھیۃ ۱/۲۶۳ (۲) مسند احمد ۲/۳۹۲ (۳) ترمذی ۲۵۴۳ (۴) ترمذی ۲۵۴۴

ترمذی نے اس کی سند کو ضعیف قرار دیا کیونکہ کئی علماء نے اس کو ضعیف کہا ہے۔اور بخاری نے اس کو منکر کہا ہے۔

قرطبی فرماتے ہیں کہ حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت میں سب سے کم درجہ کا وہ شخص ہوگا جو سواری کرے گا اور اس کے ساتھ دس لاکھ خوبرو ہمیشہ رہنے والے لڑکے خادم ہوں گے اس کی سواری سرخ یاقوت کا گھوڑا ہوگا جس کے پر سونے کے ہوں گے پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی واذا رایت ثم ۔ الایۃ (ترجمہ)... جب آپ وہاں دیکھیں تو دیکھیں نعمتیں اور سلطنت بڑی۔

مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں عبدالرحمان بن زید اور حسن کے درمیان انقطاع ہے اور عبدالرحمان ضعیف بھی ہیں نیز حدیث مرسل ہے۔(۱)

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اہل جنت سفید اونٹوں پر سواری کریں گے گویا کہ وہ یاقوت ہے جنت میں گھوڑوں اور اونٹوں کے سوا جانور نہیں۔ (مجمع الزوائد ۴/۶۶ کنز العمال ۳۵۲۳۳)

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ہمام سے وہ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنت میں عمدہ گھوڑے اور بہترین اونٹ ہیں اہل جنت اس پر سواری کریں گے۔

یہ الفاظ حصر پر دلالت نہیں کرتے جیسا کہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے نیز وہ اس حدیث کے بھی معارض ہے جس کو ابن ماجہ نے اپنی سنن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بکری جنتی جانوروں میں سے ہے۔(۲) اور یہ منکر ہے اور مسند بزار میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بکریوں سے بھلائی کرو اور تکلیف کو اس سے دور کرو کیونکہ وہ جنتی جانوروں میں سے ہے۔(۳)

حضرت جابر بن عبداللہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جب اہل جنت جنت میں پہنچ جائیں گے تو ان کے ہاں سرخ یاقوت کے گھوڑے آئیں گے جس کے پر ہوں گے وہ پیشاب اور لید وغیرہ نہیں کرتے۔ یہ سوار ہو جائیں گے وہ ان کو جنت میں لے اڑیں گے پس اللہ تعالیٰ جلوہ افروز ہوتے ہیں جب وہ دیدار کرتے ہیں تو سجدہ میں گر جاتے ہیں ارشاد ہوتا ہے سر اٹھاؤ یہ عمل والا دن نہیں یہ نعمتوں اور عزت کا دن ہے وہ سر اٹھاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر خوشبوؤں کی بارش نازل فرماتے ہیں۔ پھر یہ سواریاں ان کو مشک کے ٹیلوں کی طرف لے جائیں گی اللہ تعالیٰ ان ٹیلوں پر ہوا بھیجیں گے۔ وہ مشک کو پھیلائے گی ان کے اوپر، تو وہ اس حالت میں گھروں کو واپس لوٹیں گے کہ ان کے بال مشک آلودہ بکھرے ہوئے ہوں گے۔(۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد اقدس نقل کرتے ہیں کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے اوپر اور نیچے سے سونے کے گھوڑے نکلتے ہیں جس کے زین اور لگام موتیوں اور یاقوت کے ہوں گے وہ بول و براز نہیں کرتے۔ اس کے پر ہیں۔ وہ منتہائے نظر پر قدم رکھتے ہیں۔ اہل جنت اس پر سواری کرتے ہیں وہ اس کو اڑا لے جاتے ہیں جہاں وہ چاہتے ہیں نچلے درجے والے (جنتی) کہتے ہیں آپ کے بندے اس مرتبے کو کیسے پہنچے؟ ارشاد ہوتا ہے وہ رات کو نماز پڑھتے تھے تم سوتے تھے وہ روزہ رکھتے تھے تم کھاتے تھے وہ خرچ کرتے تھے تم بخل کرتے تھے وہ لڑتے تھے تم ڈرتے تھے۔(۵)

اہل جنت کا ایک جگہ جمع ہونا۔ ایک دوسرے کی زیارت کرنا اور اچھے و برے اعمال کا تذکرہ کرنا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں!

اور متوجہ ہوئے ایک دوسرے کی طرف پوچھتے ہوئے کہا ہم اس سے پہلے ڈرتے رہتے تھے اپنے اہل میں اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا ہمارے اوپر اور ہمیں لو کے عذاب سے بچایا، ہم اس سے پہلے اس کو پکارتے تھے بے شک وہی نیک سلوک والا مہربان ہے۔ (طور ۲۵۔۲۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ارشاد نبوی نقل فرماتے ہیں جب اہل جنت جنت میں چلے جائیں گے اور بھائی (اور دوست و احباب) ایک دوسرے (کی ملاقات) کے مشتاق ہو جائیں گے تو اس کا تخت اس کے تخت کے پاس چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ ایک جگہ میں مل جائیں گے ان میں سے

---

(۱) اتحاف ۱۰/۵۵۱، در منثور ۶/۱۵۱ (۲) ابن ماجہ ۲۳۰۶ (۳) مجمع الزوائد ۴/۶۶، کنز العمال ۳۵۲۳۳۔

(۴) الشریعہ ۳۹۷۔ (۵) اتحاف ۱۰/۵۳۴۔

یک دوسرے سے کہے گا کیا آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کب بخشا؟ اس کا ساتھی کہے گا کہ ہم فلاں جگہ میں تھے اور اللہ کو پکارا پس اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمادی۔ (۱)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں!

اور ایک دوسرے سے پوچھنے لگے آپس میں متوجہ ہو کر، ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ میرا ایک ساتھی تھا وہ کہا کرتا تھا کہ بھلا آپ ایسی باتوں کا یقین کرتے ہیں بھلا جب ہم مرجائیں گے اور خاک اور ہڈیاں ہوجائیں گے تو پھر بھی ہمیں جزا ملے گی (اس کہنے والے نے اپنے ساتھیوں سے) کہا کہ کیا تم جھانک کر دیکھنا چاہتے ہو؟ (کہ وہ کس حال میں ہے) پھر وہ دیکھے گا تو اس کو جہنم کے بیچ میں دیکھے گا کہے گا خدا کی قسم تو تو مجھے ہلاکت میں ڈالنے والا تھا اگر میرے رب کا فضل نہ ہوتا تو میں (گناہ کی پاداش میں قید ہو کر سزا کے لئے) حاضر کئے جانے والوں میں سے ہوتا، بھلا نہیں ہے کہ ہمیں نہیں مرنا سوائے پہلی بار دنیا میں مرنے کے اور (یہ کہ) ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا بلاشبہ یہ بڑی کامیابی ہے اس جیسی کامیابی کے لئے جدوجہد کرنے والوں کو جدوجہد کرنی چاہئے۔ (سورۃ الصافات ۵۰۔۶۱)

یہ کامیابی جن وانس کو شامل ہے۔ یہ کہے گا کہ میرا ساتھی کفر کے وسوسے ڈالتا تھا اور آخرت کے معاملے کو ناممکن بتاتا تھا۔ اللہ کی رحمت سے میں بچ گیا پھر اپنے ساتھیوں کو حکم دے گا کہ وہ آگ میں دیکھیں پھر اس کو دوزخ میں پڑا پائیں گے کہ عذاب ہو رہا ہے اس کو بس نجات پر وہ اللہ کی تعریف کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (وہ جنتی کہے گا اپنے دوزخی ساتھی سے) خدا کی قسم قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کرتا اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا تو میں حاضر کئے جانے والوں میں سے ہوتا۔

پھر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کر کے وہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔ اور کہا کیا اب ہمیں پہلی بار مرنے کے سوا مرنا نہیں اور ہمیں کوئی عذاب نہیں دیا جائے گا۔ یعنی جنت میں داخل ہو کر اب ہم مرنے اور عذاب سے نجات پاگئے ہیں بلاشبہ یہ بڑی کامیابی ہے۔

اور ایسی کامیابی کے لئے محنت کرنے والوں کو محنت کرنی چاہئے۔ ہوسکتا ہے یہ اس جنتی کا کلام ہو اور ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ کا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا ہے ''اور اس میں آگے بڑھنے والوں کو بڑھنا چاہئے۔ (سورۃ المطففین ۲۶)

اس کی بہت سی مثالیں ہیں بعض کو ہم نے تفسیر میں ذکر کردیا ہے۔

بخاری کے شروع کتاب الایمان میں حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جب اس سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا آپ نے کس حال میں صبح کی۔ جواب دیا اللہ پر حق ایمان کے ساتھ۔ پوچھا آپ کے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ کہا میں نے اپنے آپ کو دنیا سے ہٹالیا، راتوں کو جاگا اور دن کو پیاسا رہا (روزہ رکھا) اور ایسا معلوم ہوتا ہے گویا میں اپنے رب کے عرش کو دیکھ رہا ہوں اور اھل جنت کو کہ ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور اھل جہنم کو (دیکھ رہا ہوں) کہ ان کو عذاب ہو رہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک بندہ ہے جس کے دل کو اللہ پاک نے منور فرمایا ہے۔ (۲)

سلیمان بن مغیرہ حمید بن ہلال سے نقل کرتے ہیں کہ جنت میں اوپر درجے والا نچلے درجے والے کی زیارت کرے گا اور نچلے درجے والا اوپر والے کی زیارت نہ کرسکے گا۔ اسکے دو معنی ہوسکتے ہیں۔

(۱) ... نچلے درجے والا اوپر کو جانہ سکے گا وہ اس کا اہل نہیں۔

(۲) وہ اس لئے اوپر نہ جاسکیں گے) تاکہ وہ غمگین نہ ہوں ان نعمتوں کو دیکھ کر جو ان کو حاصل نہیں ہیں۔ اور (قاعدہ یہ ہے کہ جنت میں غم نہیں۔ ایک حدیث مرفوع میں بھی اس طرح کا مضمون آیا ہے اور اس میں کچھ زیادتی بھی ہے چنانچہ طبرانی میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا، کیا جنتی باہم ملاقات کریں گے؟ فرمایا بڑے رتبے والے نچلے رتبے والوں کی زیارت کریں گے اور نچلے درجوں والے اونچے درجے والوں کی زیارت نہ کریں گے سوائے ان لوگوں کے جو ایک دوسرے سے اللہ کے لئے محبت کرتے تھے وہ جنت میں جہاں چاہیں گے

(۱) مجمع الزوائد ۱۰/۵۳۳ (۲) مجمع الزوائد ۱/۵۷، الضعفاء ۴/۴۵۵

اونٹوں پر سوار ہو کر جایا کریں گے۔ (۱)

شفی بن ماتع رسول کریم ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ جنت کی نعمتوں میں یہ بھی ہے کہ وہ سواریوں اور عمدہ اونٹوں پر ایک دوسرے کی ملاقاتیں کرتے ہیں اور جنت میں ان کے سامنے زین لگے ہوئے لگام شدہ گھوڑے لائے جائیں گے بول و براز سے پاک۔ وہ اس پر سواری کریں گے اور جہاں اللہ چاہیں گے پہنچ جائیں گے پھر بادل جیسی کوئی چیز آئے گی اس میں وہ کچھ ہوگا جس کو نہ آنکھوں نے دیکھا اور نہ کانوں نے سنا پس وہ کہیں گے ہمارے اوپر برس، وہ برستی یہاں تک کہ ختم ہو پھر اللہ تعالیٰ ایسی ہوا بھیجتے ہیں جو تکلیف نہیں دیتی وہ مشک کے ٹیلوں کو ان کے دئیں بائیں بکھیرتی ہے۔ یہ مشک ان کے گھوڑوں کے ماتھوں سروں اور جوڑوں میں پایا جاتا ہے اور ان میں سے ہر آدمی جو چاہے گا وہ اس کو بلا مشقت ملے گا مشک ان سے اور ان کے گھوڑوں سے مس ہو جائے گا اور اس کے علاوہ کپڑوں وغیرہ کو لگے گا پھر واپس جائیں گے یہاں تک کہ وہاں پہنچیں گے جہاں اللہ کی مشیت ہوگی۔ عورتیں ان میں سے بعض کو پکاریں گی اے اللہ کے بندے کیا آپ کو ہماری حاجت نہیں؟ وہ کہے گا تو کون ہے؟ کہے گی تمہاری بیوی اور محبوب، وہ کہے گا مجھے آپ کی جگہ معلوم نہیں تھی، وہ کہے گی کیا تجھے اللہ تعالیٰ کا فرمان معلوم نہیں؟

پس کسی نفس کو معلوم نہیں جو تیار کی گئی ہے ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک یہ بدلا ہے ان اعمال کا جو وہ کرتے تھے۔ (۲) (سورۃ السجدہ ۱۷)

وہ کہے گا کیوں نہیں میرے رب کی قسم تو شاید وہ اس وقت کے بعد مشغول ہو، نہ التفات کرے گا اور نہ واپس ہوگا۔ اس کو اس عورت سے وہ نعمتیں اور عزتیں جس میں وہ ہے مشغول نہیں کرتیں۔

اور یہ حدیث مرسل ہے اور بہت غریب ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اہل جنت عمدہ سفید اونٹوں پر سوار ہو کر ایک دوسرے کی زیارت کریں گے ان اونٹوں کے اوپر سونے کے کجاوے ہوں گے ان کی ناک کی جڑوں پر مشک کا غبار ہوگا ان میں سے ایک کی لگام دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ (۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا اور صور پھونکا جائے گا تو بیہوش ہو جائیں گے جو آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہیں مگر جسے اللہ چاہے۔ (الزمر ۶۸)

جواب دیا کہ وہ شہداء ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے ارد گرد سے اس حال میں انہیں اٹھائے گا کہ وہ اپنی تلواریں لٹکائے ہوئے ہوں گے۔ ملائکہ ان کے سامنے محشر سے سفید یاقوت کی اونٹنیاں لائیں گے سونے کے کجاوؤں کے ساتھ۔ اس کے لگام باریک اور دبیز (دونوں قسم کے) ریشم ہوں گے اور اس کے گدیلے ریشم کے ہوں گے اس کا قدم وہاں ہوگا جہاں تک نظر پہنچتی ہے۔ وہ جنت میں اپنے گھوڑوں پر چلتے ہیں اور تفریح کرتے ہیں وہ کہتے ہیں ہمیں لے جاؤ تا کہ ہم دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خلائق کے درمیان کیسے فیصلے فرماتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان (شہداء) پر ہنستے ہیں اور جس پر اللہ ہنسے اس سے حساب نہیں ہوگا۔ (۴)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔

بلاشبہ جنت میں ایک درخت ہے جس کا نام طوبیٰ ہے۔ اگر کوئی سوار عمدہ گھوڑے پر سفر کرے تو سو سال تک اس کے سایہ میں چلے اس کا ورق سبز زمرد ہے اور اس کے پھول زرد کپڑے ہیں اور اس کی ٹہنیاں باریک اور دبیز ریشم ہیں اس کا پھل زیورات ہیں اور اس کا گوند زنجبیل اور شہد ہے۔ اور اس کی کنکریاں سرخ یاقوت اور سبز زمرد ہے اور مٹی اس کی مشک ہے اور اس کا گھاس ایسا زعفران ہے جس کی خوشبو بغیر جلائے پھیلتی ہے اور اس کا سایہ اہل جنت کی ایک مجلس ہے جس کو وہ پسند کرتے ہیں اور سب اس میں آپس میں باتیں کرتے ہیں، کسی دن باتوں کے دوران ملائکہ یاقوت کی اونٹنی جس میں روح ڈال دی گئی ہوگی لائیں گے جس کے لگام سونے کی زنجیریں ہوں گی اس کے چہرے فانوس جیسے ہوں گے اس کے اوپر کجاوے ہوں گے جس کے تختے دُر و یاقوت کے ہوں گے اور لؤلؤ و مرجان اس میں جڑے ہوں گے اس کا اندرونی حصہ زرد سونے کا ہوگا جس پر عبقری اور ارجوان (ایک پھول کا نام) چڑھائے گئے ہوں گے تو وہ ان اونٹنیوں کو بٹھائیں گے اور ان سے کہیں گے کہ تمہارا رب تمہیں سلام کہتا ہے اور تمہیں زیارت کے لئے طلب کرتا ہے تا کہ وہ تمہیں دیکھے اور تم ان کو، اور تا کہ تم ان کو سلام کرو اور وہ تم کو اور تا کہ تم ان سے بات کرو اور وہ تمہیں اپنے وسیع فضل سے مزید عطا فرمائے

(۱) معجم کبیر ۲۹۲/۸۔ (۲) ترغیب ترہیب ۵۴۲/۴۔ (۳) مسند امام احمد ۳۳۵/۲ (۴) المطالب العالیۃ ۴۷۲۱ ترغیب وترہیب ۲، ۳۲۷

وہ وسیع رحمت اور بڑے فضل والا ہے۔

پھر ہر کوئی اپنی سواری کی طرف جائے گا اور وہ ایک معتدل صف بنا کر جائیں گے کوئی کسی سے نہیں بچھڑے گا۔ سواری کا کان سوار کے کان سے اور سواری کا گھٹنا سوار کے گھٹنے سے جدا نہیں ہوگا اور وہ جنت کے جس درخت سے بھی گزریں گے وہ انہیں اپنے پھلوں کا تحفہ دے گا اور راستے سے ہٹ جائے گا تا کہ ان کی قطار خراب نہ ہو اور وہ کسی آدمی اور اس کے دوست کے درمیان آڑ نہ بنے۔ جب وہ دربار عالی میں پہنچیں گے تو رب کریم اپنے چہرہ مبارک سے پردہ ہٹائے گا اور عظیم بڑائی میں تجلی فرمائیں گے۔ وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار آپ سلام ہیں، آپ کی طرف سے سلامتی ہے، آپ کو جلال اور اکرام کا حق ہے۔ حق تعالیٰ شانہ فرمائیں گے میں سلام ہوں مجھ سے سلامتی ہے اور میرے لئے عظمت اور اکرام کا حق ہے۔ خوش آمدید میرے ان بندوں کو جنہوں نے میری وصیت کو محفوظ رکھا اور میرے حق کی رعایت کی اور مجھ سے دیکھے خائف رہے اور وہ ہر حال میں مجھ سے ڈرتے تھے۔ وہ کہیں گے آپ کی عزت اور بلند مقام کی قسم ہم نے آپ کی کما حقہ قدر نہ کی اور آپ کا پورا حق آپ کو ادا نہ کیا ہمیں سجدہ کی اجازت دیجئے۔ رب تعالیٰ فرمائیں گے میں نے عبادت کی مشقت آپ پر سے ہٹادی ہے اور آپ کے بدن کو راحت دی ہے۔ آپ نے میرے لئے بہت اپنے بدن کو تھکایا اور اپنے چہروں کو رگڑا۔ اب آپ میری رحمت، کرامت اور راحت تک پہنچے ہو مانگو میں دوں گا تمنا کرو تمہاری تمنائیں پوری کروں گا۔ آج میں تمہیں تمہارے اعمال کی بقدر نہیں بلکہ اپنی رحمت، کرامت، شان اور عظمت کی بقدر دوں گا۔ پس ان کو ان کی تمنائیں، انعامات برابر ملتے رہیں گے یہاں تک کہ ان میں سب سے کم تمنا کرنے والے ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک جتنی دنیا کی تمنا کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ تم لوگوں نے تمنائیں کرنے میں کمی کی اور اپنے حق سے کم پر راضی ہوگئے جو کچھ تم نے مانگا ہے اور تمنا کی ہے وہ تو ملے گا ہی اور میں نے تمہاری اولاد کو بھی آپ کے درجوں تک پہنچادیا ہے۔ اور تم وہ بھی لے لو جس تک تمہاری تمنائیں نہ پہنچ سکیں۔ [1] **(اللھم اجعلنا من اھل الجنۃ)**

اور یہ حدیث مرسل ہے ضعیف ہے غریب ہے اور اچھا حال اس کا یہ ہے کہ یہ کسی بزرگ کا کلام ہے اس کے کسی راوی کو وہم ہوا تو اس کو مرفوع بنایا حالانکہ ایسا نہیں واللہ اعلم۔

جنت کے متعلق ایک جامع باب اور مختلف احادیث

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ان کا اتباع کیا ایمان لا کر، ہم نے ان کی اولاد کو ان کے درجے تک پہنچادیا اور کچھ کم نہ کیا ان کے اعمال میں سے۔ (الطور ۲۱)

اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اولاد کے درجہ کو آباء کے درجے تک پہنچادیں گے اگر چہ وہ (اولاد) ان کے بقدر اعمال نہ کر چکے ہوں آباء کے اعمال میں کمی نہیں ہوگی ان کو اور ان کے بیٹوں کو جمع کرنے کے لئے اس جنت میں جس کے آباء مستحق ہیں۔ نچلے درجہ والے کو اونچے درجے کے برابر کیا جائے گا تا کہ وہ اونچے درجے میں جمع ہوں اور ان کی آنکھیں جمع ہونے کی وجہ سے ٹھنڈی ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مؤمن کی اولاد کو ان کے درجے تک پہنچایا جائے گا اگر چہ وہ اتنا عمل نہ کر چکے ہوں جتنا کہ ان کے آباء کر چکے ہیں اور یہ اس لئے ہوگا تا کہ آباء کی آنکھیں اپنی اولاد کو (اونچے درجے میں) دیکھ کر ٹھنڈی ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا "**والذین آمنوا . . الآیۃ**"۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیروں میں ایسا ہی روایت کیا ہے حضرت ثوری سے۔ ابن جریر، عمرو۔ سعید۔ ابن عباس موقوفاً اور مسند بزار میں ہے قیس بن ربیع۔ عمرو۔ سعید عن ابن عباس عن رسول اللہ ﷺ۔

اور اسی آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ لوگ (جس کا آیت میں ذکر ہے) مؤمن کی اولاد ہوں گے جو ایمان پر مریں گے پس اگر ان کے درجے ان کے آباء کے درجوں سے کم ہوں گے تو ان کو وہاں تک پہنچایا جائے گا اور اس کے لئے آباء کے اعمال میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ [2]

---

(۱) الترغیب والترہیب ۴/۵۴۳۔۵۴۴۔۵۴۷ در منثور ۳/۶۰، الشریعہ ۲۷۲۔ (۲) مجمع الزوائد ۷/۱۱۵، الضعفاء ۴/۲۵۵

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی جنت میں جائے گا تو اپنے والدین بیوی اور اولاد کے بارے میں پوچھے گا (کہ وہ کہاں ہیں؟) اس سے کہا جائے گا کہ وہ آپ کے مرتبے تک نہ پہنچ سکے کہے گا پروردگار میں نے تو عمل اپنے لئے اور ان کے لئے کیا تھا پس حکم ہوگا کہ ان کی اولاد کو ان کے درجے تک پہنچا دیا جائے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: (والذین آمنوا واتبعتهم ...... الآیة)[1]

عوفی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کی اولاد ایمان پر مری اور انہوں نے میری اطاعت کی میں ان کو جنت میں ان کے آباء کے ہاں پہنچاؤں گا اور ان کی نابالغ اولاد کو بھی ان کے ہاں پہنچایا جائے گا۔

ذریۃ کی تفسیر میں جو اقوال کہے گئے یہ ان میں سے ایک ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ "ان کی ذریت میں داؤد اور سلیمان ہیں"۔ (انعام ۸۴)

اور فرمایا "اور ان لوگوں کی ذریت جن کو ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار کرایا"۔ (اسراء ۳)

یہاں پر ذریت چھوٹوں اور بڑوں سب کو شامل ہے۔ اور عوفی نے جو تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے وہ بھی دونوں کو شامل ہے اور اسی کو واحدی نے اختیار کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ورحمت ہے جو وہ اولاد پر آباء کے اعمال کی وجہ سے فرمائیں گے۔

آباء پر اللہ تعالیٰ کا فضل اولاد کے نیک اعمال کی وجہ سے ... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ نیک آدمی کے درجہ جو جنت میں بلند فرماتے ہیں وہ عرض کرتا ہے اے رب! یہ مرتبہ مجھے کیسے ملا ارشاد ہوتا ہے آپ کے لئے آپ کے بیٹے کے استغفار کی وجہ سے۔[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب آدمی مرتا ہے تو تین کے علاوہ باقی (سب) اعمال بند ہو جاتے ہیں: (۱) صدقہ جاریہ۔ (۲) علم نافع (۳) نیک اولاد جو ان کے لئے دعا کرے۔[3]

جنت اور دوزخ موجود ہیں ... اور جنت و دوزخ ابھی موجود ہیں اپنے اپنے ساتھیوں کے لئے تیار کی گئی ہیں جس طرح قرآن اور متواتر احادیث سے ثابت ہے اور یہ ان اہل سنت والجماعت کا عقیدہ بھی ہے۔ جنہوں نے مضبوط حلقے کو تھام لیا ہے یعنی قیامت تک مشعل راہ سنت پر ہیں بخلاف ان لوگوں کے جو کہتے ہیں کہ جنت اور دوزخ کو ابھی تک پیدا نہیں کیا گیا۔ قیامت کے دن پیدا کیا جائے گا اور یہ ان لوگوں کا قول ہے جو صحیحین اور مشہور ومعروف کتب کی متفق علیہ احادیث پر مطلع نہیں جن کا رد ممکن نہیں شہرت اور تواتر کی وجہ سے۔ حالانکہ صحیحین میں ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات جنت ودوزخ کا مشاہدہ کیا۔[4] اور ارشاد فرمایا کہ دوزخ نے رب تعالیٰ سے شکایت کی کہ اے رب میرے بعض حصوں نے بعض دیگر حصوں کو کھا لیا (اللہ بچائے) پس اللہ تعالیٰ نے اس کو دو سانس لینے کی اجازت مرحمت فرمائی ایک سردی میں اور ایک گرمی میں۔ آپ (موسم سرما میں) جو زیادہ سخت سردی محسوس کرتے ہیں وہ دوزخ کی سردی میں سے ہے اور (موسم گرما میں) جو سخت گرمی محسوس کرتے ہیں وہ دوزخ کی گرمی میں سے ہے۔ جب گرمی کا موسم ہو تو نماز کو (کچھ موخر کر کے) ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔[5]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت اور دوزخ میں تکرار ہوگئی دوزخ نے کہا کہ میرے لئے متکبرین اور متجبرین کو خاص کیا گیا ہے جنت نے کہا کہ کیا وجہ ہے میرے اندر کمزور اور گرے پڑے لوگ آتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا آپ میری رحمت ہیں اپنے بندوں میں سے جسے چاہوں گا آپ کے ذریعے ان پر رحم کروں گا اور دوزخ سے فرمایا تو میرے غصے کی جگہ ہے جسے چاہوں گا تیرے ذریعے عذاب دوں گا۔ آپ میں سے دونوں کو بھر دیا جائے گا۔ پس آگ اس وقت تک نہ بھرے گی جب تک حق تعالیٰ شانہ اس میں اپنا قدم نہ رکھ لیں پس (جب اللہ تعالیٰ اپنا قدم مبارک رکھ لیں گے تو) وہ کہے گی۔ بس بس، اس وقت وہ بھر جائے گی اور اس کے بعض دیگر حصوں کی طرف سمٹ جائیں

(۱) مجمع کبیر ۸ / ۴۹۲ (۲) مسند احمد ۲ / ۵۰۹ (۳) مسلم ۴۱۹۹، ابو داؤد ۲۸۸۰، ترمذی ۱۳۷۶۔ (۴) بخاری ۳۴۹_۳۳۴۲_۱۶۳۶، مسلم ۲۰۹۔

(۱۵) بخاری ۵۳۷، مسلم ۱۴۰۰، مسند امام احمد ۲ / ۲۳۸۔

گے اور اللہ تعالیٰ مخلوق میں کسی پر ظلم نہ فرمائیں گے۔ اور رہی جنت تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے نئی مخلوق پیدا فرمائیں گے۔ (۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ دوزخ میں لوگوں کو ڈالا جاتا ہے اور وہ کہتی رہتی ہے آپ کی عزت و کرامت کی قسم اور ہے اور ہے۔ اور جنت میں خالی جگہ باقی رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس خالی جگہ کے لئے نئی مخلوق پیدا فرمائیں گے اور خالی جگہ کو بھر دیں گے۔ (۲)

اور رہی وہ حدیث جس کو امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ دوزخ کے لئے جس کو چاہیں گے پیدا فرمائیں گے اور وہ کہے گی **ھل من مزید؟** (کیا مزید کچھ ہے؟) اس میں جو اشکال پیدا ہو رہا ہے اس کے جواب میں بعض حفاظ نے فرمایا ہے کہ یہ بعض راویوں کی غلطی ہے گویا کہ اشتباہ ہو گیا اور ایک لفظ کو دوسرے میں داخل کر کے اس حکم کو جنت سے دوزخ کی طرف منتقل کر دیا۔ واللہ اعلم۔

میں کہتا ہوں کہ اگر (غلطی نہ بھی ہوئی ہو اور حدیث کے الفاظ) محفوظ ہوں تو اس کا احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا امتحان لیتے ہوں جیسا کہ ان لوگوں کا امتحان لیں گے جن کے اوپر دنیا میں حجت قائم نہ ہوئی سو جو نافرمانی کرے گا اس کو آگ میں اور جو اطاعت کرے گا اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "ہم جب تک کوئی رسول نہ بھیجیں عذاب نہیں دیتے"۔ (الاسراء ۱۵)

اور ارشاد ہے۔ "بھیجا رسولوں کو خوشخبری سنانے اور ڈرانے والے بنا کر، تا کہ لوگوں کے لئے ان رسولوں کے بعد اللہ پر کوئی حجت نہ رہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔" (سورۃ النساء ۱۶۵)

جنت والوں کی بعض صفات اور دوزخ والوں کی بعض صفات... سابق میں ہم اہل جنت کے بارے میں بیان کر چکے کہ کیسے جنت میں آئیں گے کیسے داخل ہوں گے اور یہ کہ وہ ساٹھ گز لمبے اور سات گز چوڑے ہوں گے اور یہ کہ ان کے چہروں پر بال نہ ہوں گے اور آنکھیں سرمگیں ہوں گی اور تینتیس سال جوانی کا زمانہ ہو گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل جنت جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کے طول یعنی ساٹھ گز اور یوسف علیہ السلام کے حسن اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر یعنی ۳۳ سال اور حضرت محمد ﷺ کی زبان والی صفات کے ساتھ جائیں گے۔ (۳)

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اہل جنت کی زبان عربی ہو گی۔ (۴)

مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ ہر آدمی چاہے وہ زچگی میں مرا ہو (چھوٹی عمر میں) یا بوڑھا ہو کر (مرا ہو) اس کو ۳۰ سال اور ایک روایت کے مطابق ۳۳ سال کی عمر میں اٹھایا جائے گا اگر وہ جنتی ہیں تو حضرت یوسف علیہ السلام کی شکل و صورت اور حضرت ایوب علیہ السلام کے قلب اطہر کی صفت کے ساتھ اس حالت میں اٹھائے جائیں گے کہ چہرے پر داڑھی نہ ہو گی اور آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے ہوں گے اور اگر دوزخی ہے تو اس کو پہاڑ برابر موٹا کر دیا جائے گا۔ اور ایک روایت میں ہے۔

ان کو اتنا موٹا کر دیا جائے گا کہ ان کے ہاتھ کی کھال چالیس گز ہو گی اور ان کی ایک داڑھ احد پہاڑ کے برابر۔ (نعوذ باللہ من جھنم) (۵)

اور ثابت ہو چکا ہے کہ جنتی کھائیں گے پئیں گے اور پاخانہ پیشاب کی حاجت نہ ہو گی البتہ ان کو ایسا پسینہ آئے جس سے خالص مشک کی سی بو آئے گی (جس کی وجہ سے پائخانہ کی ضرورت نہ پڑے گی) اور ان کے سانس اللہ کی تعریف اس کی پاکی اور بڑائی بیان کرنا ہے۔ (۶)

سب سے پہلی جماعت جنتیوں کی چاند جیسی ہو گی ان کے بعد والوں کی روشنی چمکتے ستارے کی شعاعوں جیسی ہو گی وہ جماع کریں گے اور نسل نہیں ہو گی ہاں مگر جو چاہیں گے وہ مریں گے نہیں سوئیں گے نہیں کیونکہ ان کی زندگی زیادہ لذتوں کی وجہ سے کمال تک پہنچ گئی ہے اور کھانوں کے بعد کھانے اور مشروبات پر مشروبات کے مزے لیں گے۔ جتنا بھی زمانہ گذرتا جائے گا ان کے حسن جمال، جوانی قوت اور کمال میں اضافہ ہوتا جائے گا اور جنت ان کے لئے خوبصورتی دلکشی اور روشنی اور ہر لحاظ سے خوبصورت ہوتی جائے گی اور وہ مزید رغبت کریں گے جنت میں اور ان کی جنت کی حرص بڑھے گی اس لئے جنت ان کو بہت مزید ہو گی مزے والی ہو گی قیمتی اور لذیذ ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ (جنت میں) سدا رہیں گے وہاں سے جانا نہیں چاہیں گے۔ (۷) (کہف ۱۰۸)

---

(۱) بخاری ۴۸۵۰، مسلم ۷۱۰۴، مسند احمد ۲ ۳۱۴۔ (۲) بخاری ۱۲۶۶، مسلم ۷۱۰۶، ترمذی ۳۲۷۲۔ (۳) تفسیر ابن کثیر حدیث ۳۰۳۱۴۔ (۴) مجمع الزوائد ۱۰/۵۳

(۵) بیہقی ۲۶۶۔ (۶) مسلم ۷۰۸۱، ابو داؤد ۴۷۳۱، مسند امام احمد ۳ ۳۶۳ (۷) مسند امام احمد ۲ ۴۷۳، مسند حمیدی ۱۱۴۳

فصل

ہم اس سے پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے رسول اللہ ﷺ ہیں اور امتوں میں سب سے پہلے جنت میں جانے والی امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلاۃ والسلام) ہے اور اس امت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ امت جنت کے دو تہائی کے برابر ہوگی جیسی کہ حدیث گزری ہے۔

اہل جنت کی ۱۲۰ صف ہوں گی ۸۰ اس امت کی ہوں گی۔ (۱)

فقیر امیروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ فقیر امیروں سے آدھا دن پہلے جنت میں جائیں گے اور وہ ۵۰۰ سال کے برابر ہے۔ (۲)

اس کی سند مسلم کی شرط پر ہے۔ اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔ اور طبرانی میں بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ایسا ہی نقل کیا گیا ہے۔ (۳) ترمذی نے ابوسعید سے مرفوعاً ایسا نقل کیا پھر اس کو حسن کہا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ فقراء مہاجرین اغنیاء سے چالیس سال قبل جنت میں جائیں گے۔ (۴) اور ترمذی نے بھی جابر بن عبداللہ سے مرفوعاً ایسا نقل کیا ہے اور اس کو صحیح فرمایا ہے اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایسا نقل کرتے ہیں اور اس کو غریب کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر اول (حدیث) محفوظ ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ فقراء میں سے اول اور اغنیاء میں سے آخری شخص کے درمیان ۴۰ سال کا زمانہ ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد نبوی نقل فرماتے ہیں کہ میرے سامنے ان تینوں کو پیش کیا گیا جو سب سے پہلے جنت میں جائیں گے اور ان تینوں کو بھی جو سب سے پہلے جہنم میں جائیں گے۔ جنتی تو یہ ہیں:

(۱)۔ شہید۔ (۲)۔ وہ غلام جس کو غلامی نے اللہ کی اطاعت سے نہ روکا ہو۔

(۳)۔ اور وہ فقیر جس کے اہل وعیال ہوں اور وہ متعفف ہو (سوال نہ کرتا ہو اور دیگر حرام ذرائع اختیار نہ کرتا ہو)۔

اور جہنم میں داخل ہونے والے۔

(۱)۔ ظالم مسلط حاکم۔ (۲) وہ غنی جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا۔ (۳)۔ اور فخر کرنے والا فقیر۔ (۵)

اور ترمذی نے اس کو ابن مبارک کی طریق سے روایت کیا ہے اور اس کو حسن کہا ہے۔ لیکن انہوں نے جہنم کے تین آدمیوں کا ذکر نہیں کیا۔

حماد مجاشعی حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اہل جنت تین قسم کے لوگ ہیں انصاف والا خرچ کرنے والا بادشاہ اور وہ آدمی جس کے دل میں قرابت دار کے لئے رحم ہے اور عفت والا مسلمان اور اہل جہنم پانچ قسم کے لوگ ہیں وہ ضعیف جس کی کوئی عقل نہیں جو اس کو برائیوں اور بے حیائی کے کاموں سے روکے جو اپنے میں تابع ہو کر رہتے ہیں نہ اہل طلب کرتے ہیں اور نہ مال۔ اور وہ خائن جو معمولی طمع کی وجہ سے بھی خیانت کرے اور وہ آدمی جو صبح شام آپ کو آپ کے اہل وعیال کے بارے میں دھوکہ دیتا ہے۔ اور (پھر) بخل یا جھوٹ کو ذکر کیا اور بیہودہ اور بے حیا بکواس بکنے والا۔ (۶)

حارثہ بن وہب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں آپ کو اہل جنت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہر کمزور جس کو لوگ ضعیف سمجھتے ہیں اگر اللہ کی قسم کھائے تو اللہ اس کی قسم کو پورا فرما دے۔ کیا میں آپ کو جہنم والوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہر سختی کرنے والا تکبر کرنے والا جفا کرنے والا۔ (۷)

عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جہنم والے ہر بدخلق سختی کرنے والے تکبر کرنے والے زیادہ جمع کرنے والے اور منع کرنے والے ہیں اور جنت والے مغلوب ضعفاء ہیں۔ (۸)

---

(۱) ترمذی ۲۵۴۶، ابن ماجہ ۴۲۸۹ مسند احمد ۵/۳۴۷ (۳) ترمذی ۲۳۵۳، ابن ماجہ ۴۱۲۲، مسند احمد ۲/۳۴۳ (۲) معجم کبیر ۱۲ ۱۳۲۲۳

(۴) مسلم ۲۳۲۸ ترمذی ۲۳۵۵ مسند احمد ۲/۱۶۹۔ (۵) ترمذی ۱۶۴۲، مسند احمد ۲/۴۲۵ (۶) مسلم ۱۲۶،

(۷) مسند احمد ۲/۱۶۲۔۲۶۹ (۸) بخاری ۴۹۱۸، مسلم ۱۱۲۷، ترمذی ۲۶۵۰

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اھل جنت وہ ہیں جنہوں نے لوگوں کے اچھے اوصاف سنے اور اس سے اپنے کانوں کو بھر لیا اور دوزخ والے وہ ہیں جنہوں نے لوگوں کے برے اوصاف سنتے ہوئے اپنے کان بھرے۔ (۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو جنتیوں کے بارے میں بتاتا ہوں نبی، صدیق، شہید وہ جو اللہ کے لئے اپنے ایک بھائی کی زیارت کو ملک کے ایک کونے میں جاتا ہے۔ اور جنت کی عورتوں کے بارے میں تم کو بتاتا ہوں..... زیادہ بچے جننے والی، جب ان کا خاوند غصہ ہوتا ہے تو یہ اپنا ہاتھ ان پر رکھتی ہے اور کہتی ہے کہ جب تک تو راضی نہ ہو پلک نہیں جھپکوں گی۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اہل جنت کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اکثریت ان میں فقراء کی ہے اور اہل جہنم کو دیکھا تو پتہ چلا کہ اکثریت اغنیاء کی ہے۔ (۳)

جنت میں جانے کیلئے اول جن کو پکارا جائے گا وہ غمی اور خوشی میں اللہ کی تعریف بیان کرنے والے ہوں گے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ مرفوع حدیث گذر چکی ہے کہ سب سے پہلے جن کو جنت میں جانے کے لئے بلایا جائے گا وہ اللہ کی حمد کرنے والے ہوں گے خوشی اور غمی میں۔ (۴)

امت محمدیہ کی جنت میں اکثریت اور بلند درجے اور مرتبے.... اس امت کی اکثریت ہوگی اور ان کے درجے بلند ہوں گے اور وہ پہلے داخل ہونے والے ہوں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مقربین کی صفت میں بیان فرمایا ہے۔

وہ بہت سے اگلے لوگوں میں ہوں گے اور تھوڑے سے پچھلے لوگوں میں۔ (سورۃ الواقعہ ۱۳۔۱۴)

اور اہل یمین کی صفت میں بیان فرمایا۔

وہ بہت سے اگلے لوگوں میں اور بہت سے پچھلے لوگوں میں ہوں گے۔ (سورۃ الواقعہ ۳۹۔۴۰)

اور صحیحین میں ہے۔

تمام زمانوں میں میرا زمانہ بہتر ہے پھر ان کے بعد والے پھر ان کے بعد والے پھر آسمان یا سورج کے نیچے ایسے لوگ ہوں گے جو نذر مانیں گے اور پورا نہیں کریں گے اور حاضر ہوں گے لیکن ان کی گواہی نہیں لے جائے گی (ان پر اتنا اعتماد نہ ہوگا کہ وہ حق گواہی ادا کریں گے) خیانت کریں گے امانت داری نہیں کریں گے۔ (۵)

صحابہ رضی اللہ عنہم کی پہلی جماعت اس امت کی بہترین جماعت ہے...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جو آپ میں سے اقتدار حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کو چاہئے کہ ان کی اقتداء کرے جو اس جہاں کو سدھار چکے ہیں اور وہ ہیں آپ کے صحابہ، سب سے زیادہ ایمان والے دل میں، اور سب سے عظیم علم کے لحاظ سے، اور بہت کم تکلف والے، وہ ایک ایسی قوم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی صحبت کے لئے اختیار کیا اور اپنے دین کی نصرت کے لئے ان کو چنا، ان کی قدر پہچانو اور ان کی اقتداء کرو کیونکہ وہ سیدھے راستے پر تھے۔

اس امت کی ایک بڑی تعداد بغیر حساب کے جنت میں جائے گی.... گزر چکا ہے کہ اس امت کے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے اور صحیح مسلم میں ہے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار جائیں گے اور احمد کی روایت میں ہے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار جائیں گے۔ اس کے بعد حدیث کے الفاظ اور طرق کو بیان کیا۔

---

(۱) مسند امام احمد ۲/۱۶۹ (۲) ابوداود ۲۵۲۱، مسند احمد ۱/۱۸۸، مجمع الزوائد ۴/۳۱۲ (۳) بخاری ۶۴۴۹، مسلم ۶۸۷۲

(۴) مستدرک حاکم ۱/۵۰۲ (۵) بخاری ۲۶۵۱، مسلم ۶۳۲۲

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے ایک جماعت جنت میں جائے گی وہ ستر ہزار ہوں گے ان کے چہرے چودہویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے پس عکاشہ رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا اے رسول اللہ! دعا فرمایئے اللہ ان میں سے مجھے بھی کر دیں آپ نے ان کے لئے دعا کی۔ اس کے بعد ایک انصاری کھڑے ہوئے اور کہا اے رسول اللہ! میرے لئے بھی دعا فرمایئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ عکاشہ اس دعا کو لے کر آپ سے سبقت لے گئے۔ [1]

صحیحین میں حضرت سہل بن سعد کی روایت سے بھی ایسا نقل کیا گیا ہے

حضرت ابن عباس حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ میرے سامنے امتوں کو پیش کیا گیا میں نے ایک نبی دیکھا جن کے ساتھ کچھ آدمی تھے اور ایسا نبی بھی جن کے پاس ایک آدمی تھا، دو تھے اور ایسا نبی بھی دیکھا جن کیساتھ کوئی بھی آدمی نہیں تھا پھر میں نے ایک بڑے مجمع کو دیکھا گمان کیا کہ یہ میری امت ہے کہا گیا یہ موسیٰ علیہ السلام کی امت ہے ہاں آپ افق کی طرف دیکھئے میں نے دیکھا تو ایک عظیم مجمع دیکھا تو مجھ سے کہا گیا یہ آپ کی امت ہے اور ان کے ساتھ ستر ہزار وہ بھی ہیں جو بغیر حساب وعذاب کے جنت میں جائیں گے۔ اور اس روایت میں یہ بھی ہے یہ وہ لوگ ہیں جو نہ کان لگا کر دوسروں کی بات سنتے ہیں چپکے سے نہ بدفالی لیتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ تو عکاشہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے، پھر راوی نے حدیث مکمل ذکر کر دی۔　　(بخاری۔ ٥٧٠٥۔ مسلم ٥٢٣)

اور مسلم میں محمد بن سیرین کے طریق سے حضرت عمران بن حصین سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب وعذاب کے جنت میں جائیں گے پوچھا گیا وہ کون ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جو نہ داغ لگاتے ہیں اور نہ بدفالی لیتے ہیں اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔　　(مسلم، ٥٢٣)

حضرت ابو امامہؓ آپ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار لوگوں کو جنت میں داخل فرمائیں گے اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے نہ ان سے حساب لیا جائے گا اور نہ ان پر کوئی عذاب ہوگا۔ اور میرے رب عزوجل کی مٹھیوں میں سے تین مٹھی لوگ بھی جنت میں جائیں گے۔　　(ترمذی ٢٤٣٧۔ ابن ماجہ۔ ٤٢٨٦ مسند احمد ٢٦/٣)

اور ابو بکر بن عاصم نے بھی حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو ایسا نقل کیا بسند ذیل۔

ابو بکر بن عاصم۔ حکیم۔ ولید بن مسلم۔ صفوان بن عمرو۔ ابو سلیم بن عامر۔ ابوالیمان عامر بن عبداللہ۔ ابو امامہ۔ اور طبرانی نے عتبہ بن عبد سلمی کی روایت سے ایسا نقل کیا ہے۔ [2]

اور طبرانی نے ایک اور طریق سے اس کو ذکر کیا ہے اس میں تین مٹھیوں کا ذکر نہیں۔

جنت اور دوزخ موجود ہیں ان کو پیدا کیا جا چکا ہے نہ یہ کہ وہ تا ہنوز وجود میں نہیں آئے جیسا کہ بعض اہل باطل کا خیال ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

اور بڑھو اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان اور زمین (کے برابر) ہے وہ تیار کی گئی ہے متقین کے لئے۔ (آل عمران ١٣٣)

اور فرمایا:

سبقت کرو آپ کے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی ایسی ہے جیسے کہ آسمان اور زمین کی چوڑائی۔ ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر، یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دیدے اور اللہ بڑے فضل والے ہیں۔　　(سورۃ الحدید۔ ٢١)

(١) بخاری ٦٥٤٢، مسلم ٥٢١　　( ) بخاری ٥٧٠٥، مسلم ٥٢٣

اور فرمایا ''اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے''۔ (آل عمران ۱۳۱)

اور آل فرعون کے بارے میں فرمایا:

''وہ صبح وشام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں اور جب قیامت قائم ہوگی تو حکم دیا جائے گا کہ آل فرعون کو سخت عذاب میں داخل کردو۔'' (سورۂ غافر ۴۶)

اور فرمایا ''پس کسی نفس کو معلوم نہیں جو چھپایا گیا ہے ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک، بدلا ان اعمال کا جو وہ کرتے تھے۔ (سورۃ سجدہ ۱۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل پر اس کا خیال گزرا۔ ذخیرہ ہے اس کے سوا جو تمہیں معلوم ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی فلا تعلم نفس.....الآیۃ۔ [1]

صحیحین میں مالک کی روایت سے حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ تم میں سے جب کوئی مرتا ہے تو اسے صبح وشام اپنا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے اگر وہ جنتی ہے تو جنت میں اس کا ٹھکانا، دوزخی ہے تو دوزخ میں اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے یہاں تک کہ قیامت میں اسے اٹھایا جائے۔ [2]

صحیح مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں۔ جنت میں جہاں چاہتی ہیں چلتی ہیں پھر عرش میں معلق فانوسوں میں آتی ہیں۔ [3]

حضرت مالک رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مؤمن کی روح جنت کے درختوں میں معلق پرندے میں ہوتی ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو اپنے جسم میں لوٹا دے۔ [4]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی منقول ہے جنت کا احاطہ ناگواریوں نے اور دوزخ کا احاطہ شہوات نے کر رکھا ہے۔ [5]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب جنت کو پیدا فرمایا تو جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جاؤ جنت کو دیکھو۔ [6]

اور ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب جنت کو پیدا فرمایا تو حکم دیا کہ بولو تو وہ بولی کہ مؤمن فلاح پا گئے۔ [7]

حضور ابو سعید رضی اللہ عنہ ارشاد نبوی نقل فرماتے ہیں کہ جنت وجہنم میں تکرار ہوئی۔ [8]

صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے کہ بخار جہنم کی گرمی میں سے ہے۔ [9]

اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے جب گرمی زیادہ ہو جائے تو نماز ٹھنڈک میں پڑھو کیونکہ سخت گرمی جہنم کی تپش میں سے ہے۔ [10]

صحیحین میں ہے۔ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور نیز حدیث معراج میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس رات جنت وجہنم کا مشاہدہ فرمایا۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور دیکھا ایک اور بار پرلی حد کی بیری کے ساتھ وہاں جنت الماویٰ ہے۔ (سورۃ النجم ۱۳-۱۵)

اور سدرۃ المنتہیٰ (پرلی حد کی بیری) کی صفت میں فرمایا۔ اس کے جڑوں میں سے دو نہریں ظاہر اور دو نہریں باطن نکلتی ہیں۔ اور دو باطن کی جنت میں ہیں۔ [11]

صحیحین میں ہے مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو دیکھا کہ لولو کی چٹانیں ہیں اور اس کی مٹی مشک ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں۔ میں جنت میں سیر کر رہا تھا کہ دیکھا کہ ایک نہر ہے جس کے دونوں طرف لولو ہیں جن کے درمیان خالی ہیں میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جواب ملا یہ وہ کوثر ہے جو آپ کو آپ کے رب نے عطا فرمایا ہے۔ [12]

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں مذکور ہے کہ ﷺ نے فرمایا مجھے جنت میں داخل کر دیا گیا تو میں نے ایک محل کے ساتھ ایک لڑکی کو وضو

---

(۱) مسلم ۵۲۳　(۲) ترمذی ۲۳۳۷، ابن ماجہ ۴۲۸، مسند احمد ۲/۱۶　(۳) نجم ۸/۵۲۰۷　(۴) بخاری ۹۷۷۴، مسلم ۵۰۶۷، ابن ماجہ ۴۲۲۸

(۵) بخاری ۱۳۷۹، مسلم ۱۷۰، نسائی ۲۰۷۱　(۶) مسلم ۴۸۶۲، ترمذی ۳۰۱۱، ابن ماجہ ۲۸۰۱　(۷) ترمذی ۱۲۳۱، نسائی ۲۰۷۴، مسند امام احمد ۳/۴۵۵

(۸) مسلم ۷۰۶۱، ترمذی ۲۵۵۹　(۹) بوداؤد ۴۷۴۴، مستدرک حاکم ۱/۲۷، مسند احمد ۲/۱۳۰۸　(۱۰) اتحاف ۷/۵۶۳

(۱۱) بخاری ۴۸۵۰، مسلم ۷۱۰۴　(۱۲) بخاری ۳۲۶۴، مسلم ۵۷۱۵

کرتے دیکھا پوچھا تو کس کے لئے ہے۔ جواب دیا عمر کے لئے پھر میں نے محل کے اندر جانا چاہا لیکن مجھے آپ کی غیرت یاد آئی یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہا یارسول اللہ میں آپ کے معاملہ میں بھی غیرت کروں گا؟ (۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں نے جنت میں آپ کے پاؤں کی آہٹ سنی اپنے سامنے، اس لئے مجھے وہ عمل بتاؤ جو آپ نے اسلام میں کیا ہو اور آپ کو اس کے بارے میں زیادہ امید (قبولیت کی) ہو۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، میں اپنے اس عمل سے زیادہ امید دہندہ عمل نہیں پاتا کہ میں رات دن کے کسی حصے میں جب بھی وضو کرتا ہوں اس سے کچھ نفل ضرور پڑھتا ہوں جتنا میرے مقدر میں اللہ نے لکھ دیا ہو۔ اور (راوی کہتے ہیں کہ) آپ نے مجھے رمیصاء کے بارے میں بتایا کہ آپ نے اس کو جنت میں دیکھا ہے۔ (۲)

اور صلوٰۃ الکسوف کے دن بتایا کہ جنت اور دوزخ آپ کے سامنے پیش کئے گئے اور جنت آپ کے قریب ہو گئی اور آپ نے ارادہ کیا کہ انگور کا ایک خوشہ لے لیں اور فرمایا اگر خوشہ لے لیتا تو تم لوگ رہتی دنیا تک اس میں سے کھاتے۔ (منیۃ المعبود ۱۷، حلیۃ الاولیاء ۶/۶۸۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ میں نے عمرو بن لحی (وہ جس نے عرب میں بت پرستی کی داغ بیل ڈال دی تھی) کو جہنم میں اپنی آنتوں کو گھسیٹتے ہوئے دیکھا۔ (۳)

ایک اور حدیث میں ہے میں نے جہنم میں صاحب المحجن کو دیکھا۔ (محجن ٹیڑھی لاٹھی کو کہتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں ایک آدمی تھا جسے کے پاس ٹیڑھی لاٹھی ہوا کرتی تھی۔ وہ گزرگاہوں میں بیٹھ جاتا اور گزرنے والوں کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر ان کے سامان میں سے یکے بعد دیگرے چیزیں نکالنا شروع کر دیا کرتا تھا کسی کو پتہ چلتا تو کہتا کہ بغیر ارادے کے لاٹھی آپ کے سامان میں پھنس گئی۔ (۴)

اور فرمایا: ایک عورت جہنم میں اس لئے گئی کہ اس نے بلی کو قید کر رکھا تھا یہاں تک کہ وہ مرگئی نہ اسے کھلایا نہ پلایا اور نہ آزاد چھوڑا تا کہ وہ خود زمین کے پیداوار میں سے کھائے پئے۔ اور میں نے اسے دیکھا کہ آگ اسے جلا رہی ہے۔ (۵)

اور اس آدمی کے بارے میں بتایا جو کانٹے دار ٹہنی کو راستے سے دور کرتا تھا فرمایا میں نے اس کو دیکھا کہ اس پر جنت میں سایہ کیا جا رہا ہے۔ اور صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسرے الفاظ میں مروی ہے۔

اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جنت کو دیکھا تو اس میں اکثریت فقیروں کی تھی اور دوزخ کو دیکھا تو ان میں اکثریت عورتوں کی تھی۔ (۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ارشاد نبوی نقل کرتے ہیں کہ اگر تم وہ دیکھتے جو میں نے دیکھا ہے تو ہنستے کم اور روتے زیادہ۔ کہا اے رسول اللہ! آپ نے کیا دیکھا؟ فرمایا جنت اور جہنم۔ (۷)

اور فرمایا۔ وضو کرنے والا جب وضو کے بعد تشہد پڑھتا ہے اس کے لئے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں جس میں سے چاہے داخل ہو جائے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (حضور ﷺ کے صاحبزادے) ابراہیم کا انتقال ہوا تو آپ نے فرمایا بلاشبہ جنت میں اس کے لئے ایک دودھ پلانے والی ہے۔ (۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مؤمنوں کی اولاد جنت میں ایک پہاڑی میں ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سارہ رضی اللہ عنہا ان کی کفالت کرتے ہیں یہاں تک کہ قیامت کے دن ان کو ان کے آباء کے حوالے کریں گے۔ (۹)

اور وکیع نے بھی سفیان ثوری رحمہ اللہ سے ایسا نقل کیا ہے۔ اس میں احادیث بہت ہی زیادہ ہیں اکثر کو ہم نے ذکر کیا۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

(۱) بخاری ۵۳۵ مسلم ۱۳۹ (۲) بخاری ۱۸۹۸ مسلم ۲۳۹۲ (۳) بخاری ۲۵۸۱ ترمذی ۳۳۶۰ (۴) بخاری ۵۲۲۷
(۵) بخاری ۱۱۳۹ مسلم ۶۲۷۴ (۶) بخاری ۳۲۲۳ مسلم ۷۱۲۲ (۷) مسند احمد ۳/۲۱۸ (۸) بخاری ۶۳۳۹ مسلم ۶۸۷۴
(۹) مسلم ۱۳-۱۱۱۲ نسائی ۱۳۷۲

اور کہا ہم نے اے آدم تو اور تیری بیوی جنت میں رہو اور اس میں جہاں چاہو کھاؤ اور اس درخت کے قریب نہ جاؤ۔ (سورۃ البقرۃ ۳۵)

جمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہ جنت الماویٰ کا ذکر ہے اور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ وہ زمین میں ایک جنت ہے۔اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پیدا کیا اور پھر وہاں سے نکالا۔اور ہم نے قصہ آدم میں اس کو اس کتاب میں تفصیل سے ذکر کیا ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فقراء مہاجرین قیامت کے دن اغنیاء سے چالیس سال قبل جنت میں جائیں گے۔ (۱)

اور ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے آدھا دن یعنی پانچ سو سال پہلے جائیں گے۔ (۲)

میں کہتا ہوں اگر اس کے الفاظ محفوظ ہیں جیسا کہ ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے تو یہ فاصلہ (۵۰۰ سال) سب سے پہلے فقیر اور آخری غنی کے درمیان ہوگا اور چالیس سال سب سے آخری فقیر اور پہلے غنی کے درمیان ہوگا۔واللہ اعلم۔

اور قرطبی نے اپنی کتاب تذکرہ میں اسی طرف اشارہ کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں اور یہ فقراء اور اغنیاء کے مختلف احوال کی وجہ سے ہوگا،ان کا اشارہ اس بات کی طرف ہے جس کو ہم ذکر کر چکے۔

زہری فرماتے ہیں کہ اہل جنت کا کلام عربی ہوگا اور ہمیں معلوم ہوا ہے کہ قیامت کے دن لوگ سریانی بولیں گے جب جنت میں جائیں گے تو عربی بولیں گے۔

کئی شوہروں والی بیوی جنت میں اس کے ساتھ ہوگی جس کے اخلاق اچھے تھے..... قرطبی نے تذکرہ میں امام مالک سے نقل کیا ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنے والد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی شکایت لے آئیں تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے میری بیٹی صبر کرو کیونکہ زبیر اچھے آدمی ہیں اور ہوسکتا ہے وہ جنت میں تمہارا شوہر ہو۔ (۳)

اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جو آدمی کسی عورت کے ساتھ کنوارے پن میں شادی کرے تو وہ جنت میں بھی اس سے شادی کرے گا۔ابن عربی فرماتے ہیں یہ غریب حدیث ہے۔

حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عورت آخری شوہر کے ساتھ ہوگی،اور یہ بھی آیا ہے کہ وہ سب سے زیادہ خوش خلق کے ساتھ ہوگی۔

حضرت حمید بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ عورت جس کے دو شوہر ہوں تو وہ جنت میں کس کے ساتھ ہوگی؟ فرمایا دنیا میں اس کے ساتھ جس کے اخلاق زیادہ اچھے تھے ان دونوں میں سے۔پھر فرمایا اے ام حبیبہ کہ اچھے اخلاق نے دنیا و آخرت کی خیر کو حاصل کیا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے۔

تمت بحمد اللہ وعونہ

النہایۃ فی الفتن والملاحم